بسم اللہ الرحمن الرحیم

تفسیر دُرِّ منثور مترجم

تالیف

امام جلال الدین عبدالرحمن بن ابی بکر السیوطی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ متن قرآن

ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ

زیر اہتمام

ادارہ ضیاء المصنفین بھیرہ شریف

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

لاہور - کراچی - پاکستان

تفسیر دُرِّ منثور مترجم

تالیف

امام جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر السیوطی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۹۱۱ھ

ترجمہ متن قرآن

ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ

ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور۔ کراچی ۔ پاکستان

تفسیر دُرِّ منثور مترجم

جلد پنجم

(تالیف)

امام جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر السیوطی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۹۱۱ھ

(ترجمہ متن قرآن)

ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ

(مترجمین)

سید محمد اقبال شاہ ۔ محمد بوستان ۔ محمد انور مگھالوی

ادارہ ضیاء المصنفین بھیرہ شریف

ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور ۔ کراچی ۔ پاکستان

نام کتاب	تفسیر درمنثور مترجم (جلد پنجم)
مصنف	امام جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر سیوطی رحمۃ اللہ علیہ
ترجمہ متن قرآن مجید	ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ
مترجمین	مولانا سید محمد اقبال شاہ، مولانا محمد بوستان، مولانا محمد انور مگھالوی من علماء دار العلوم محمدیہ غوثیہ، بھیرہ شریف
زیر نگرانی	ادارہ ضیاء المصنفین، بھیرہ شریف قاری اشفاق احمد خان، انور سعید، لاہور
سال اشاعت	نومبر 2006ء
ناشر	الحاج محمد حفیظ البرکات شاہ
تعداد	ایک ہزار
کمپیوٹر کوڈ	1Z 31
قیمت	-/2850 روپے کامل سیٹ

ملنے کے پتے

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

داتا دربار روڈ، لاہور۔ 7221953 فیکس:۔ 042-7238010

9۔ الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔ 7225085-7247350

14۔ انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی

فون: 021-2212011-2630411۔ فیکس:۔ 021-2210212

e-mail:- sales@zia-ul-quran.com

zquran@brain.net.pk

Visit our website:- www.zia-ul-quran.com

فہرست مضامین

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اٰياتها ۱۱۸ | سُوۡرَةُ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ مَكِّيَّةٌ ۲۳ | رکوعاتها ٦

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس سے یہ روایت نقل کی ہے کہ سورۃ المومنون مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

امام عبدالرزاق، امام شافعی، سعید بن منصور، ابن سعد، ابن ابی شیبہ، امام احمد، امام بخاری نے اپنی تاریخ میں، امام مسلم، ابوداؤد، ابن ماجہ، ابن خزیمہ، طحاوی، ابن حبان اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت عبداللہ بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ میں صبح کی نماز پڑھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ مومنون کو شروع سے پڑھا یہاں تک کہ جب حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانسی کی تکلیف ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع کیا۔(1)

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

قَدۡ اَفۡلَحَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ۝

"بیشک دونوں جہان میں بامراد ہو گئے ایمان والے"۔

امام عبدالرزاق، امام احمد، عبد بن حمید، امام ترمذی، امام نسائی، ابن منذر، عقیلی، حاکم جبکہ حاکم نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، بیہقی نے دلائل میں اور ضیاء رحمہم اللہ نے مختارہ میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے شہد کی بھنبھناہٹ کی آواز سنائی دیتی۔ ایک روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوئی، ہم تھوڑی دیر ٹھہر گئے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلہ کی جانب منہ کیا، اپنے ہاتھ اٹھائے اور عرض کی اے اللہ! ہم میں اضافہ فرما، ہمیں کم نہ کر، ہمیں عزتوں سے نواز، ہمیں ذلیل و رسوا نہ کر، ہمیں عطا فرما، ہمیں محروم نہ کر، ہمیں فضیلت عطا فرما، کسی اور کو ہم پر فضیلت نہ دے اور ہمیں اپنی رضا سے نواز۔ پھر کہا مجھ پر دس آیات نازل ہوئی ہیں، جس نے ان پر عمل کیا وہ جنت میں داخل ہو گیا پھر سورۃ المومنون کی ابتدائی دس آیات کی تلاوت فرمائی۔(2)

امام بخاری نے الادب المفرد میں، امام نسائی، ابن منذر، حاکم (حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت یزید بن بابنوس رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے عرض کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کیسے تھے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: آپ کے اخلاق قرآن تھے۔ پھر فرمایا تو سورۂ مومنون پڑھتا ہے قَدۡ اَفۡلَحَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ان آیات کی تلاوت کی یہاں تک کہ دسویں آیت تک

1۔ مصنف عبدالرزاق، باب القراءۃ فی صلوۃ الصبح، جلد 2، صفحہ 73 (2710)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ مستدرک حاکم، باب الدعاء بالتکبیر، جلد 1، صفحہ 717 (1961)، دارالکتب العلمیہ بیروت

پہنچیں۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ کے اخلاق اسی طرح کے تھے۔ (1)

امام ابن عدی، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ نے جنت عدن کو پیدا فرمایا، اپنے دست قدرت سے اس کے درخت لگائے اور انہیں فرمایا بولو۔ تو انہوں نے یہ کلمات قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ادا کئے۔ (2)

امام طبرانی نے السنن میں اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام عبدالرزاق اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ کعب نے کہا: اللہ تعالیٰ نے اپنے دست قدرت سے صرف تین چیزیں تخلیق کی ہیں: حضرت آدم علیہ السلام کو اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا، تورات کو دست قدرت سے لکھا اور جنت عدن کو اپنے دست قدرت سے لگایا۔ پھر جنت عدن سے فرمایا۔ کچھ بولو۔ تو جنت عدن نے قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ کی صورت میں کلام کیا کیونکہ وہ اس میں موجود عزت وشرف سے آگاہ تھی۔ (3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے باغ عدن کو لگایا تو اس باغ کی طرف دیکھا اور فرمایا قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ۔ (4)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: جب اللہ تعالیٰ نے جنت کو بنایا تو فرمایا قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ۔ اسی کے بارے میں قرآن حکیم میں نازل فرمایا۔ (5)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے اس آیت کے متعلق روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی توحید کی تصدیق کرنے والے سعادت مند ہو گئے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت طلحہ بن مصرف رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ اُفْلِحَ کو مجہول کا صیغہ پڑھتے۔

حضرت عاصم رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ اَفْلَحَ کو معروف کا صیغہ پڑھتے۔

امام طستی رحمہ اللہ نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے آپ رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے معنی کے بارے میں سوال عرض کیا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا وہ کامیاب وسعادت مند ہوئے۔ عرض کی کیا عرب اس معنی کو پہچانتے ہیں؟ فرمایا کیوں نہیں، کیا تو نے لبید کا قول نہیں سنا:

فَاعْقِلِیْ اِنْ کُنْتِ مَا تَعْقِلِیْ وَلَقَدْ اَفْلَحَ مَنْ کَانَ عَقَلَ

"سمجھ اگر تو سمجھنے والی ہے، یقیناً وہ کامیاب ہوا جس نے سمجھا"

الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۝۲

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 426 (3481)، دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، (3480)

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 5، دار احیاء التراث العربی بیروت 4۔ ایضاً 5۔ ایضاً

''وہ (ایمان والے) جو اپنی نماز میں عجز و نیاز کرتے ہیں''۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے بتایا گیا کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز ادا فرماتے تو اپنی آنکھیں آسمان کی طرف اٹھاتے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔ (1)

امام عبد بن حمید، ابوداؤد نے مراسیل میں، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے ایک اور سند سے سنن میں حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ جب نماز ادا فرماتے تو دائیں بائیں دیکھتے تو یہ آیت نازل ہوئی۔ بعد میں حضور ﷺ نے اپنا سر جھکا لیا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ کے صحابہ حالت نماز میں اپنی نظریں آسمان کی طرف اٹھاتے اور دائیں بائیں متوجہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ نے ان دو آیات **قَدْ اَفْلَحَ ...... خٰشِعُوْنَ** کو نازل فرمایا۔ انہوں نے اپنے سر جھکا لئے اس کے بعد حالت نماز میں اپنی نظریں نہ اٹھائیں اور نہ ہی دائیں بائیں متوجہ ہوئے۔ (2)

امام عبدالرزاق اور ابن ابی شیبہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ کبھی کبھی حالت نماز میں کسی چیز کی طرف دیکھتے اور اپنی نظر اٹھاتے تو یہ آیت نازل ہوئی۔ تو حضور ﷺ نے اپنا سر جھکا لیا۔ ابن سیرین کہتے ہیں: اگر یہ روایت نہ ہوتی تو میں اپنی عقل سے نہ جان سکتا کہ اس آیت کا کیا معنی ہے؟ (3)

امام ابن مردویہ، حاکم (حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب نماز ادا فرماتے تو اپنی نظر آسمان کی طرف اٹھاتے۔ یہ آیت نازل ہوئی تو حضور ﷺ نے اپنا سر جھکا لیا۔ (4)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے متعلق یہ روایت نقل کی ہے کہ صحابہ کرام جب نماز میں کھڑے ہوتے تو اپنی نمازوں کی طرف متوجہ ہوتے اور اپنی نظروں کو سجدوں کی جگہ رکھتے اور یہ جانتے کہ اللہ تعالیٰ ان کی طرف متوجہ ہے۔ وہ دائیں بائیں متوجہ نہ ہوتے۔

امام ابن مبارک نے زہد میں، عبدالرزاق، فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم (حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: اس سے مراد دل کا خشوع ہے اور یہ کہ تو اپنے پہلو کو بندۂ مومن کے لئے نرم کردے اور تو نماز میں کسی کی طرف متوجہ نہ ہو۔ (5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 6، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

3۔ مصنف عبدالرزاق، باب رفع الرجل بصرہ الی السماء، جلد 2، صفحہ 165 (2268)، دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 426 (3483)، دار الکتب العلمیہ بیروت 5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 7

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وہ ڈرنے والے اور پرسکون ہوتے ہیں۔(1)

امام حکیم ترمذی اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابوبکر صدیق سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نفاق کے خشوع سے اللہ کی پناہ چاہو۔ عرض کی گئی نفاق کا خشوع کیا چیز ہے؟ فرمایا بدن میں خشوع ہو اور دل میں نفاق ہو۔(2)

امام ابن مبارک، ابن ابی شیبہ اور امام احمد نے زہد میں حضرت ابو درداء سے روایت نقل کی ہے، کہا: نفاق کے خشوع سے اللہ کی پناہ چاہو۔ سوال کیا گیا نفاق کا خشوع کیا چیز ہے؟ فرمایا تو جسم کو خشوع والا پائے جبکہ دل میں خشوع نہ ہو۔(3)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ دل میں خشوع سے مراد خوف اور نماز میں اپنی آنکھوں کو جھکانا ہے۔(4)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد دل کا خشوع ہے اور وہ نماز میں خاموش رہتے ہیں۔(5)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ تعبیر نقل کی ہے کہ ان کے دلوں میں خشوع ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہ اپنی آنکھوں کو جھکاتے ہیں اور تواضع کا اظہار کرتے ہیں۔(6)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت زہری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ نماز میں خشوع سے مراد نماز میں پرسکون رہنا ہے۔(7)

امام ابن مبارک، عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ نقل کیا ہے کہ نماز میں خشوع سے مراد اس میں خاموش رہنا ہے(8)۔ ابن سعد، ابن ابی شیبہ اور امام احمد رحمہ اللہ نے زہد میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ وہ نماز میں کھڑے ہوتے گویا کہ وہ ایک لکڑی ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی اسی طرح کیا کرتے تھے۔ مجاہد نے کہا اس سے مراد نماز میں خشوع ہے۔

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ حضرت قاسم بن محمد رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا وہ حضرت ام رومان سے (جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ماں ہیں) روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت ام رومان نے کہا مجھے حضرت ابوبکر صدیق نے دیکھا کہ میں نماز میں ایک طرف جھکتی ہوں تو انہوں نے مجھے سخت جھڑکا، قریب تھا کہ میں نماز چھوڑ دیتی۔ فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا۔ جب تم میں سے کوئی نماز میں کھڑا ہو تو اپنے اعضاء کو پرسکون

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 7، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ شعب الایمان، باب فی اخلاص العمل للہ وترک الریا، جلد 5، صفحہ 364 (6967)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ کتاب الزہد، جلد 1، صفحہ 176، دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 7

5۔ ایضاً

6۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 6

7۔ ایضاً

8۔ ایضاً

رکھے۔ یہودیوں کے مائل ہونے کی طرح نہ جھکے کیونکہ نماز میں اعضاء کا پرسکون ہونا نماز کے کمال میں سے ہے۔(1)

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ نماز میں اپنی داڑھی سے کھیل رہا ہے۔ فرمایا اگر اس کا دل خشوع والا ہوتا تو اس کے اعضاء بھی خشوع کرتے۔(2)

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت ابوقلابہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت مسلم بن یسار رحمہ اللہ سے نماز میں خشوع کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا وہ یہ ہے کہ تو اپنی نظر سجدے کی جگہ رکھے۔

ابن ابی شیبہ، امام بخاری، ابوداؤد اور نسائی نے حضرت عائشہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے نماز میں ادھر ادھر متوجہ ہونے کے بارے میں پوچھا۔ تو فرمایا یہ جھپٹ مارنا ہے۔ جیسے شیطان بندے کی نماز سے جھپٹ مارتا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اپنی بیماری کی حالت میں کہا مجھے بٹھاؤ مجھے بٹھاؤ۔ میرے پاس ایک امانت ہے جو رسول اللہ ﷺ نے مجھے عطا فرمائی تھی۔ فرمایا تم میں سے کوئی بھی نماز میں ادھر ادھر متوجہ نہ ہو۔ اگر وہ مجبور ہو تو یہ اس نماز میں ایسا کرے جو اللہ تعالیٰ نے اس پر فرض نہیں کی۔

امام عبدالرزاق اور ابن ابی شیبہ رحمہما اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ کے واسطہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا جب تو نماز پڑھتا ہے تو تیرا رب تیرے سامنے ہوتا ہے جبکہ تو اس سے مناجات کر رہا ہوتا ہے۔ اس لئے ادھر ادھر متوجہ نہ ہو۔ عطاء نے کہا مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے ابن آدم! تو کس طرف متوجہ ہوتا ہے؟ جس کی طرف متوجہ ہو رہا ہے میں اس سے تیرے لئے بہتر ہوں۔(3)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے فرمایا: نماز میں ادھر ادھر متوجہ ہونے سے بچو کیونکہ متوجہ ہونے والے کی نماز نہیں۔ اگر نفلی نماز میں تم مغلوب ہو جاؤ تو فرضی نماز میں تم کسی صورت مغلوب نہ ہو۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ بندہ جب تک نماز میں ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف متوجہ رہتا ہے مگر جب اسے حدث لاحق ہو جائے یا وہ کسی اور چیز کی طرف متوجہ ہو جائے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن منقذ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب ایک آدمی نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ جب بندہ کسی اور چیز کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو وہ اس سے اعراض کرتا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت کعب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب ایک آدمی نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف متوجہ رہتا ہے جب تک وہ کسی اور کی طرف متوجہ نہ ہو۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت حکم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نماز کی تکمیل یہ ہے کہ جو تیری دائیں جانب ہے یا بائیں جانب ہے اس کی طرف متوجہ نہ ہو۔

1۔ نوادر الاصول، جلد 1، صفحہ 184، دار صادر بیروت 2۔ ایضاً 3۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 2، صفحہ 167 (3278)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت جبیر بن نفیر رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت عوف بن مالک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ نے آسمان کی طرف دیکھا، فرمایا: یہ وہ اوقات ہیں جن میں علم اٹھالیا جاتا ہے۔ ایک انصاری نے عرض کی جسے ابن لبید کہتے: یارسول اللہ! ﷺ علم کیسے اٹھالیا جائے گا جبکہ یہ کتابوں میں ثبت ہوگا اور دلوں نے اسے یاد کیا ہوگا؟ فرمایا میں تجھے اہل مدینہ میں سب سے زیادہ سمجھدار سمجھتا تھا۔ پھر حضور ﷺ نے یہود ونصاری کی گمراہی کا ذکر کیا جبکہ ان کے پاس کتابیں تھیں۔ پھر میں شداد بن اوس سے ملا اور ان سے یہ بیان کیا تو انہوں نے جواب دیا: عوف نے سچی بات کی، کیا میں تجھے اس کے اول کے بارے میں نہ بتاؤں؟ میں نے عرض کی کیوں نہیں۔ فرمایا وہ خشوع ہے یہاں تک کہ تو کسی خشوع کرنے والے کو نہ دیکھے گا۔ (1)

امام حاکم رحمہ اللہ حضرت جبیر بن نفیر رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابوداؤد رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ حضور ﷺ نے اپنی نظر آسمان کی طرف اٹھائی، فرمایا یہ وہ اوقات ہیں جن میں لوگوں سے علم اچک لیا جائے گا یہاں تک کہ وہ کسی چیز پر قادر نہ ہوں گے۔ زیاد بن لبید نے کہا یارسول اللہ! ﷺ یہ علم ہم سے کیسے اچک لیا جائے گا جبکہ ہم قرآن پڑھتے ہیں؟ اللہ کی قسم! ہم اپنی عورتوں اور بچوں کو پڑھائیں گے۔ فرمایا اے زیاد! تیری ماں تجھ پر روئے، میں تجھے مدینہ طیبہ کے فقہاء میں سے شمار کرتا تھا، یہ تورات، انجیل یہود ونصاریٰ کے پاس ہیں۔ انہوں نے تو انہیں کوئی نفع نہیں دیا۔ میں عبادہ بن صامت سے ملا، میں نے اسے کہا کیا تو وہ نہیں سنتا جو تیرا بھائی ابودرداء کہتا ہے؟ میں نے اسے سب واقعہ بتایا۔ اس نے کہا وہ سچ کہتا ہے، اگر تو چاہے تو تمہیں بتاؤں کہ سب سے پہلے کونسی چیز لوگوں سے اٹھائی جائے گی؟ وہ خشوع ہے، ممکن ہے وہ مسجد میں داخل ہو اور وہاں کسی کو بھی خشوع کرنے والا نہ پائے۔ (2)

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد نے زہد میں اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے، فرمایا دین میں سے سب سے پہلے جس چیز کو تم گم پاؤ گے وہ خشوع ہے اور سب سے آخر میں جس چیز کو تم گم کرو گے وہ نماز ہے۔ تم اسلام کے مضبوط حلقوں کو ایک ایک کر کے توڑو گے۔ عورتیں نماز پڑھیں گی جبکہ حائضہ ہوں گی، تم سابقہ لوگوں کے راستہ پر برابر، برابر چلو گے، تم ان کے راستہ پر نہ چلو اور نہ ہی وہ تمہیں غلط راستہ پر ڈال سکیں۔ یہاں بہت سارے گروہوں میں سے دو گروہ رہ جائیں گے، ان میں سے ایک کہے گا یہ پانچ نمازیں کیا ہیں؟ ہم سے پہلے لوگ تو گمراہ ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ نے تو فرمایا ہے: وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَ زُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ (ہود: 114) تین نمازیں پڑھو۔ دوسرا کہے گا مومنوں کا اللہ تعالیٰ پر ایمان فرشتوں کے ایمان جیسا ہے، نہ ہم میں کوئی کافر ہے اور نہ ہی منافق، اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے کہ وہ ان دونوں فرقوں کو دجال کے ساتھ اٹھائے گا۔ (3)

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابو الیسر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کچھ وہ ہیں

1۔ مستدرک حاکم، کتاب العلم، جلد 1، صفحہ 178 (337)، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 179 (338)
3۔ ایضاً، کتاب الفتن والملاحم، جلد 4، صفحہ 516 (8448)

جو مکمل نماز پڑھتے ہیں، کچھ نصف، کچھ تیسرا حصہ، کچھ چوتھا حصہ پڑھتے یہاں تک کہ دسویں حصے تک کا ذکر کیا۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ، امام مسلم اور ابن ماجہ نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ لوگ جو نماز میں آسمان کی طرف نظریں اٹھاتے ہیں وہ رک جائیں یا وہ آنکھیں ان کی طرف نہ پلٹیں۔ (2)

امام ابن ابی شیبہ، امام بخاری، ابوداؤد، امام نسائی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ان لوگوں کا کیا حال ہے جو نمازوں میں اپنی آنکھیں آسمان کی طرف اٹھاتے ہیں؟ اس معاملہ میں حضور ﷺ نے سختی فرمائی یہاں تک کہ فرمایا وہ اس سے رک جائیں یا ان کی آنکھیں اچک لی جائیں گی۔ (3)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے: وہ لوگ جو نماز میں اپنی آنکھیں آسمان کی طرف اٹھاتے ہیں وہ رک جائیں یا وہ آنکھیں ان کی طرف نہ لوٹیں۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ تم میں سے کوئی ڈرتا نہیں جو اپنی نظر نماز کی حالت میں آسمان کی طرف اٹھاتا ہے کہ اس کی نظر اس کی طرف واپس نہ لوٹے۔

وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۝ اِلَّا عَلٰۤى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ۝ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۝

"اور وہ جو ہر بیہودہ امر سے منہ پھیرے ہوتے ہیں اور وہ جو زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور وہ جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں، بجز اپنی بیویوں کے اور ان کنیزوں کے جو ان کے ہاتھوں کی ملکیت ہیں تو بیشک انہیں ملامت نہ کی جائیگی اور جس نے خواہش کی ان دو کے سوا تو یہی لوگ حد سے بہت زیادہ تجاوز کرنے والے ہیں نیز وہ (مومن بامراد ہیں) جو اپنی امانتوں اور اپنے وعدوں کی پاسداری کرنے والے ہیں اور وہ جو اپنی نمازوں کی پوری حفاظت کرتے ہیں"۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ لغو سے مراد باطل ہے۔ (4)

عبدالرزاق، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت حسن بصری سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لغو سے مراد معاصی (گناہ) ہیں۔ (5)

1۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 427، دار صادر بیروت 2۔ صحیح مسلم، جلد 1، صفحہ 181، وزارت تعلیم اسلام آباد

3۔ صحیح بخاری، باب رفع البصر الی السماء، جلد 1، صفحہ 103، کارخانہ تجارت کتب کراچی

4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 8، دار احیاء التراث العربی بیروت 5۔ ایضاً

امام ابن مبارک رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے: اللہ کی قسم! ان کے پاس اللہ کا ایسا حکم آیا جس نے انہیں باطل سے بچالیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ کا مطلب ہے وہ مالوں کی زکوٰۃ دیتے ہیں، بدکاری سے اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں مگر اپنی بیویوں اور لونڈیوں سے جماع کرنے پر ان کی ملامت نہیں کی جاتی، جس نے بیویوں سے ہٹ کر اپنی عورتوں سے خواہش نفس کو پورا کرنا چاہا جوان پر حلال نہ تھیں تو وہی دین میں سے تجاوز کرنے والے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جو لوگوں کے معاملات میں امانت دار ہیں اور اپنے وعدوں کی رعایت اور حفاظت کرتے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اِلَّا عَلٰۤى اَزْوَاجِهِمْ سے مراد اس کی بیوی اور مَامَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ سے مراد اس کی لونڈی ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: تم پر ہر شرمگاہ حرام ہے مگر دو شرمگاہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے اِلَّا عَلٰۤى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَامَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن حاتم نے قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جس نے حلال سے تجاوز کیا وہ حرام تک جا پہنچا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عبدالرحمٰن رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد زنا کی خواہش کرنا ہے۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور حاکم رحمہم اللہ (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) نے حضرت ابن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے عورتوں سے متعہ کے بارے میں پوچھا گیا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میرے اور تمہارے درمیان ثالث کتاب اللہ ہے پھر یہ آیت تلاوت کی وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۝ اِلَّا عَلٰۤى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَامَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ جس نے اس عورت سے جسے اللہ تعالیٰ نے اس کے عقد نکاح میں دیا یا اس کی ملک میں دیا، سے علاوہ کی خواہش کی تو اس نے حد سے تجاوز کیا۔

امام عبدالرزاق اور ابوداؤد رحمہما اللہ نے ناسخ میں حضرت قاسم بن محمد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے متعہ کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: میں اس کی حرمت قرآن میں پاتا ہوں۔ پھر اس آیت کی تلاوت کی وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۝ اِلَّا عَلٰۤى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَامَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ۔(1)

امام عبدالرزاق نے حضرت قتادہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک عورت نے اپنے غلام سے خواہش پوری کی، اس کا ذکر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں کیا گیا۔ حضرت عمر نے اس عورت سے پوچھا اس عمل پر تجھے کس چیز نے برانگیختہ کیا؟ تو اس عورت نے کہا میں نے یہ خیال کیا تھا کہ غلام میں سے میرے لئے وہ حلال ہے جو مردوں کے لئے لونڈی میں سے حلال ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس بارے میں صحابہ سے مشورہ طلب کیا۔ صحابہ نے عرض کی اس نے کتاب اللہ کا وہ

1۔ مصنف عبدالرزاق، باب المتعہ، جلد 7، صفحہ 401 (14114)، دارالکتب العلمیہ بیروت

معنی کیا ہے جو اس کا معنی نہیں بنتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم! اس کے بعد میں تجھے کسی آزاد کے لئے کبھی حلال نہیں کروں گا۔ گویا اس عورت کو سزا دی اور اس عورت سے حد کو ساقط کر دیا اور غلام کو حکم دیا کہ وہ اسکے قریب نہ جائے۔(1)

امام عبدالرزاق نے ابوبکر بن عبداللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اپنے والد کو کہتے ہوئے سنا کہ میں حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے پاس تھا۔ ایک عورت اپنے رومی غلام کے ساتھ حاضر ہوئی، اس نے عرض کی میں نے اس سے خواہش پوری کرنی چاہی تو میرے چچازاد بھائیوں نے مجھے روک دیا جبکہ میری حیثیت اس مرد جیسی ہے جس کی ایک لونڈی ہوتی ہے تو وہ اس سے وطی کرتا ہے۔ میرے چچازاد بھائیوں نے مجھے اس امر سے روک دیا ہے۔ حضرت عمر نے فرمایا: کیا اس سے قبل تو نے یہ عمل کیا ہے؟ اس نے بتایا جی ہاں، فرمایا اللہ کی قسم! اگر تجھ میں جہالت کا عنصر نہ ہوتا تو میں تمہیں پتھروں سے رجم کر دیتا۔(2)

امام عبدالرزاق اور ابن ابی شیبہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے ایک ایسی عورت کے بارے میں پوچھا گیا جس نے اپنی لونڈی خاوند کے لئے حلال کی تھی۔ فرمایا تیرے لئے صرف ایک شرمگاہ حلال ہے، چاہو تو بیچ دو چاہو ہبہ کر دو، چاہو تو آزاد کر دو۔(3)

امام عبدالرزاق نے حضرت سعید بن وہب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی حضرت عبداللہ بن عمر کی خدمت میں حاضر ہوا، عرض کی: میری ماں کی ایک لونڈی ہے، اس نے وہ لونڈی میرے لئے حلال کر دی ہے کہ میں اس سے اپنی خواہش پوری کروں، فرمایا وہ لونڈی تیرے لئے حلال نہیں یہاں تک کہ تو اسے خرید لے یا وہ تجھے یہ لونڈی ہبہ کر دے۔(4)

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب مرد کی بیوی، اس کی بیٹی یا اس کی بہن اس کے لئے اپنی لونڈی حلال کر دے تو وہ اس سے وطی کرے جبکہ یہ لونڈی حلال کرنے والی عورت کی ہی ہوگی۔(5)

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: یہ کھانے میں سے حلال کرنا ہے، اگر اس لونڈی نے بچہ جنا تو اس کا بچہ اس مرد کا ہوگا جس کے لئے اسے حلال کیا گیا تھا جبکہ وہ لونڈی پہلے خاوند کی ہوگی۔(6)

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی اپنی لونڈی، اپنے غلام، اپنے بیٹے، اپنے بھائی اور اپنے باپ کے لئے جبکہ عورت اپنی لونڈی اپنے خاوند کے لئے حلال کرتی۔ مجھے یہ بھی بتایا گیا ہے کہ مالک اپنی لونڈی اپنے مہمان کے ہاں بھی بھیج دیتا تھا۔(7)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ شرمگاہ کو عاریۃً نہیں دیا جا سکتا۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ شرمگاہ کو ادھار پر نہیں دیا جا سکتا۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ

1۔ مصنف عبدالرزاق، باب العبد ینکح سیدتہ، جلد 7، صفحہ 164 (12873)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ ایضاً، باب الرجل یحل امتہ للرجل، جلد 7، صفحہ 165 (12876)

3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 169 (12902)

4۔ ایضاً، (12903)

5۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 170 (12907)

6۔ ایضاً (12906)

7۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 169 (12905)

کی یہ تعبیر نقل کی ہے کہ وہ وضو، اوقات، رکوع اور سجود کی نگہبانی کرتے ہیں۔

امام سعید بن منصور اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت مسروق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قرآن حکیم میں یُحَافِظُوْنَ کا جو ذکر ہے اس سے مراد ہے کہ وہ نماز کے اوقات کا خیال رکھتے ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابو الشیخ اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے عرض کی گئی کہ اللہ تعالیٰ قرآن میں اکثر نماز کا ذکر فرماتا ہے: اَلَّذِیْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ دَآىٕمُوْنَ (المعارج) وَالَّذِیْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ یُحَافِظُوْنَ فرمایا اس سے مراد نماز کے اوقات کا خیال رکھنا ہے۔ لوگوں نے کہا ہم تو اس سے مراد نماز کا ترک کرنا لیتے، فرمایا نماز کا ترک کرنا تو کفر ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہاں نماز سے مراد فرض نماز ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ نماز سے مراد فرض نماز ہے۔

اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ﴿۱۰﴾ الَّذِیْنَ یَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ؕ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۱۱﴾

"یہی لوگ وارث ہیں جو وارث بنیں گے فردوس (بریں) کے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے"۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور حاکم رحمہم اللہ (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وارثوں سے مراد جو اپنے گھروں اور اپنے بھائیوں کے گھروں کے مالک بنتے، اگر وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے جو ان کے لئے تیار کئے گئے۔(1)

امام سعید بن منصور، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے بعث میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے ہر ایک آدمی کے دو گھر ہیں، ایک گھر جنت میں اور دوسرا گھر جہنم میں ہے۔ جب وہ مر جائے اور جہنم میں داخل ہو جائے تو جنتی اس کے گھر کے مالک بن جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی معنی ہے۔(2)

امام عبد بن حمید حضرت انس سے روایت کرتے ہیں کہ ربیع بنت نضر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اس کا بیٹا حارث بن سراقہ غزوہ بدر میں شہید ہو گیا تھا۔ اسے ایک اجنبی تیر لگا تھا۔ اس نے عرض کی مجھے حارثہ کے بارے میں بتاؤ، اگر تو وہ جنت میں ہے تو میں صبر کروں، اگر وہ جنت میں نہیں تو میں اس کے لئے دعا میں کوشش کروں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے ام حارثہ! جنت میں کئی جنتیں ہیں جبکہ تیرا بیٹا فردوس اعلیٰ میں ہے۔ فردوس جنت کا ربوۃ (بلند جگہ) درمیانی اور افضل ترین حصہ ہے۔

وَ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِیْنٍ ﴿۱۲﴾ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِیْ قَرَارٍ مَّكِیْنٍ ﴿۱۳﴾ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 413، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 10

الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ۗ ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ؕ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ؕ﴿۱۴﴾ ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ ؕ﴿۱۵﴾ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ ﴿۱۶﴾

''اور بے شک ہم نے پیدا کیا انسان کو مٹی کے جوہر سے پھر ہم نے رکھا اسے پانی کی بوند بنا کر ایک محفوظ مقام میں۔ پھر ہم نے بنا دیا نطفہ کو خون کا لوتھڑا پھر ہم نے بنا دیا اس لوتھڑے کو گوشت کی بوٹی پھر ہم نے پیدا کر دیں اس بوٹی سے ہڈیاں پھر ہم نے پہنا دیا ان ہڈیوں کو گوشت۔ پھر (روح پھونک کر) ہم نے اسے دوسری مخلوق بنا دیا، پس بڑا بابرکت ہے اللہ جو سب سے بہتر بنانے والا ہے پھر یقیناً تم ان مرحلوں سے گزرنے کے بعد مرنے والے ہو۔ پھر بلاشبہ تمہیں روز قیامت (قبروں سے) اٹھایا جائے گا''۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق مٹی سے اور حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کی تخلیق نطفہ سے ہوئی۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ کی یہ تعبیر نقل کی ہے کہ اس سے مراد وہ مٹی ہے جب تو اسے اپنے ہاتھ میں لے تو اس کا پانی تیری انگلیوں سے نکل جائے۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ سے یہ تعبیر نقل کی ہے کہ انسان کو مٹی کے جوہر سے نکالا گیا۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ سُلٰلَةٍ سے مراد رقیق (پتلا) پانی کا جوہر ہے جس سے بچے کی ولادت ہوتی ہے۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے مِنْ سُلٰلَةٍ کا معنی حضرت آدم علیہ السلام کی مٹی لیا ہے۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت خالد بن معدان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انسان کو مٹی سے پیدا کیا گیا۔ بے شک موسم سرما میں دل نرم ہوتے ہیں۔

امام عبد الرزاق اور ابن جریر رحمہما اللہ نے آیت کی تفسیر میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا گیا اور ان کی اولاد کو حقیر پانی سے پیدا کیا گیا۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نطفہ جب رحم میں گرتا ہے تو جسم کے ہر بال اور ناخن میں اڑ جاتا ہے، چالیس دن تک اسی طرح رہتا ہے پھر رحم میں آ جاتا ہے اور علقہ بن جاتا ہے۔

امام دیلمی رحمہ اللہ نے ضعیف سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع روایت نقل کی ہے کہ وہ نطفہ جس سے بچہ جنم لیتا ہے اس کی وجہ سے تمام اعضاء اور رگوں میں کپکپی طاری ہوتی ہے۔ جب وہ نکلتا ہے تو رحم میں جا گرتا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 12 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

امام عبدالرزاق، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے روایت نقل کی ہے کہ ہم نے حضرت ابن عباس سے عزل کے بارے میں پوچھا، فرمایا: جاؤ لوگوں سے اس کے بارے میں پوچھو۔ پھر میرے پاس آؤ اور مجھے آکر بتاؤ۔ انہوں نے پوچھا پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بتایا کہ لوگوں نے کہا ہے کہ یہ چھوٹی قسم کا زندہ درگور کرنا ہے اور یہی آیت وَ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ پڑھی۔ پھر کہا یہ زندہ درگور کی جانے والی چیز میں سے کیسے ہوسکتا ہے جب تک اس پر پیدائش نہ گزرے۔ (1)

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے عزل کے بارے میں پوچھا گیا۔ فرمایا یہ مخفی زندہ درگور کرنا ہے۔ (2)

عبدالرزاق نے حضرت ابن مسعود سے عزل[1] کے بارے میں روایت نقل کی ہے، فرمایا یہ مخفی زندہ درگور کرنا ہے۔ (3)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وہ یوں قرأت کرتے فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظْمًا۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ اس آیت کو یوں پڑھتے۔ فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظْمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا پہلی عظم واحد اور دوسری جگہ جمع کا صیغہ پڑھا۔

امام عبد بن حمید نے عاصم سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے پہلے عظما کو الف کے بغیر اور دوسرے کو واحد پڑھا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ کی یہ تعبیر کی ہے کہ اس میں پھر روح پھونکی۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت ابوالعالیہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد ہے کہ اس میں روح ڈالی۔ (4)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ اور مجاہد رحمہما اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ جب اس کی جوانی مکمل ہو جائے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ضحاک سے یہ قول نقل کیا ہے کہ خلق آخر سے مراد ہے کہ اس کے دانت اور بال بنائے۔ ان سے عرض کی گئی جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو کیا اس کے سر پر بال نہیں ہوتے؟ فرمایا زیر ناف اور بغل کے بال کہاں ہوتے ہیں؟

1۔ مصنف عبدالرزاق، باب العزل، جلد 7، صفحہ 113 (12621)، دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضا، جلد 7، صفحہ 115 (12630)
3۔ ایضا، (12631)
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 15

1۔ عزل سے مراد یہ ہے کہ جب کوئی مرد اپنی بیوی سے حقوق زوجیت ادا کرے یا اپنی لونڈی سے خواہش پوری کرے تو جب مادہ منویہ خارج ہونے لگے تو وہ اسے عورت کے رحم میں نہ ٹپکائے بلکہ آلہ تناسل کو باہر نکال لے اور اسے باہر خارج کرے۔ لونڈی کے بارے میں تو فقہاء کی رائے یہ ہے کہ اس کی اجازت کے بغیر بھی مرد ایسا کرسکتا ہے۔ جہاں تک آزاد بیوی کا تعلق ہے تو اس میں بیوی کی رضامندی کا ہونا بھی ضروری ہے۔ حضرت جابر بن عبداللہ اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے یوں استدلال کیا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایسا کیا کرتے تھے جب کہ زمانہ وحی کے نازل ہونے کا تھا۔ اگر یہ جائز نہ ہوتا تو قرآن میں کوئی آیت نازل ہو جاتی (نخبۃ الفکر مرفوع حکمی) صاحب ہدایہ نے کتاب النکاح میں کسی کی لونڈی سے شادی کرنے کے حوالے سے گفتگو کرتے ہوئے ایک جزئی لکھی: له ان لا يحصل الاصل فيكون له ان لا يحصل الوصف کہ خاوند کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اصل کو حاصل نہ کرے تو اس کے لئے یہ بھی جائز ہے کہ وہ وصف کو حاصل نہ کرے۔ یہاں اصل حاصل نہ کرنے کا اشارہ عزل کرنے کی طرف ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت صالح ابو خلیل رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت نبی کریم ﷺ پر نازل ہوئی وَ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِیْنٍ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ خَلْقًا اٰخَرَ۔ حضرت عمر نے یہ سن کر فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِیْنَ کے کلمات اپنی زبان سے ادا کیے۔ فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! اس آیت کا اختتام اسی طرح ہوا جس طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زبان سے کلمات ادا ہوئے تھے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عزیر علیہ السلام نے عرض کی اے میرے رب! تو نے پانی کو حکم دیا وہ ہوا میں جم گیا، تو نے اس جمے ہوئے پانی سے سات بنائے اور ان کا نام آسمان رکھا، پھر تو نے پانی کو حکم دیا کہ وہ مٹی پر برسے، مٹی کو حکم دیا کہ وہ پانی سے الگ رہے تو بات اسی طرح ہوئی، تو نے اسے زمین کا نام دیا اور تمام پانی کو بحار (سمندر) کا نام دیا، پھر تو نے پانی سے نابینا آنکھ بنائی اور اسے بصارت عطا کر دی، اسی سے بہرے کان بنائے اور انہیں سننے کی صلاحیت عطا کر دی۔ مردہ نفوس بنائے اور انہیں زندگی عطا کر دی۔ ان سب چیزوں کو تو نے حکم کن سے پیدا فرمایا اس سے ایسی مخلوق بنائی جس کی زندگی پانی سے ہے اور ایسی مخلوق بنائی جو پانی میں صبر نہیں کر سکتی۔ یہ مختلف مخلوق ہے جو مختلف جسموں اور رنگوں میں موجود ہے۔ تو نے اس کی کئی جنسیں بنائیں اور ان کے کئی جوڑے بنائے، کئی اقسام کو تخلیق کیا، جس کو تو نے پیدا کیا اس کو تو نے الہام کیا پھر تو نے مٹی اور پانی سے زمین پر رینگنے والے، قدموں پر چلنے والے جانور اور درندے بنائے فَمِنْهُمْ مَّنْ یَّمْشِیْ عَلٰى بَطْنِهٖ ۚ وَ مِنْهُمْ مَّنْ یَّمْشِیْ عَلٰى رِجْلَیْنِ ۚ وَ مِنْهُمْ مَّنْ یَّمْشِیْ عَلٰۤى اَرْبَعٍ (النور: 45) ان میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو ایک معمولی ہڈی ہیں پھر تو نے اپنی کتاب اور حکمت سے نصیحت کی پھر اس پر لازمی موت کا فیصلہ کر دیا پھر اسے دوبارہ اٹھائے گا جس طرح تو نے اسے پہلی دفعہ زندگی دی۔

حضرت عزیر علیہ السلام نے عرض کی: اے اللہ! تو نے اپنے حکم کن سے اپنی تمام مخلوق تخلیق کی تو وہ مخلوق تیری مشیت کے مطابق پیدا ہوئی پھر تو نے زمین میں ہر قسم کی نباتات کو ایک حکم سے ایک مٹی سے اور ایک پانی سے سیراب کر کے پیدا کیا تو وہ تیرے حکم کے مطابق مختلف کھانوں، مختلف رنگوں، مختلف خوشبوؤں اور مختلف ذائقوں کی صورت میں پیدا ہوئی۔ ان میں سے کچھ میٹھے، کچھ کھٹے، کچھ کڑوے، کچھ خوشبودار، کچھ بدبودار، کچھ بدصورت اور کچھ خوبصورت ہیں۔

حضرت عزیر علیہ السلام نے عرض کی: اے میرے رب! ہم تیری تخلیق اور تیرے دست قدرت کا کرشمہ ہیں تو نے ہمارے جسموں کو ہماری ماؤں کے رحموں میں شکل و صورت عطا کی، تو نے جیسے چاہا اپنی قدرت سے ہماری صورت بنائی، تو نے ہمارے بنیادی ارکان بنائے، ان میں ہڈیاں بنائیں، ہمارے کان اور آنکھیں تخلیق فرمائیں، پھر اس تاریکی میں ہمارے لیے نور بنایا، اس تنگی میں وسعت بخشی، اس کے منہ میں روح ڈالی۔ پھر تو نے اپنے حکم کے مطابق اپنے فضل سے ہمارے لیے مختلف رزق بنایا۔ اس میں تجھے نہ مشقت ہوئی اور نہ ہی تو نے تھکاوٹ محسوس کی۔ تیرا عرش پانی پر تھا اور ظلمت ہوا پر تھی۔ فرشتے تیرے عرش کو اٹھائے ہوئے تھے۔ وہ تیری تسبیح بیان کر رہے تھے۔ ساری مخلوق تیری مطیع تھی۔ تیرے خوف سے سر جھکائے ہوئے تھی۔ تیرے نور کے سوا کوئی نور دکھائی نہیں دیتا تھا۔ تیری آواز کے سوا کوئی آواز سنائی نہیں دیتی تھی۔ پھر

تو نے نور کا خزانہ اور ظلمت کا راستہ کھول دیا۔ دونوں رات اور دن ہو گئے جو تیرے حکم سے آگے پیچھے چلتے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے العظمۃ میں وہب بن منبہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا جیسا چاہا جس سے چاہا، وہ اسی طرح تھا جیسے فرمایا فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِیْنَ مٹی اور پانی سے پیدا کیا تو نے اس سے اس کے بال، اس کا گوشت، اس کا خون، اس کی ہڈیاں اور اس کا جسم بنایا۔ یہ اس تخلیق کی ابتدا ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کو بنایا۔ پھر اس میں نفس رکھا۔ اس سے وہ کھڑا ہوتا ہے، بیٹھتا ہے، وہ سنتا ہے اور دیکھتا ہے اور ان چیزوں کو جانتا ہے جو جاندار جانتے ہیں اور وہ بچتا ہے جن سے جاندار بچتے ہیں۔ پھر اس میں روح رکھی جس کے ذریعے وہ حق کو باطل سے، ہدایت کو گمراہی سے پہچانتا ہے۔ اس کے ذریعے ڈرتا ہے اور آگے بڑھتا ہے اور چھپتا ہے، علم سیکھتا ہے اور تمام معاملات میں تدبیر کرتا ہے۔ مٹی کی وجہ سے انسان میں خشکی اور پانی کی وجہ سے اس میں تری ہے۔ یہ مخلوق کی ابتدا ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے ابن آدم کا آغاز کیا۔ جسطرح اس نے پسند کیا تھا۔ پھر انسانی جسم میں یہ چار چیزیں ودیعت کیں جو مخلوقات کی انواع میں سے ہیں۔ یہی چیزیں اللہ کے حکم سے جسم کی اصل اور جوہر ہیں۔ وہ سوداء، صفراء، خون اور بلغم ہیں۔ انسان میں خشکی اور گرمی نفس کی وجہ سے ہے۔ اس کا مسکن خون ہے، ٹھنڈک روح کی وجہ سے ہے، اس کا مسکن بلغم ہے۔ یہ فطرتیں اعتدال پر ہوں جبکہ ان میں سے ہر ایک چوتھائی حصہ ہے تو وہ کامل جسم اور صحیح جسم ہوگا۔ اگر ان چار میں سے کوئی دوسرے پر زائد ہو جائے تو وہ اس پر غالب آجاتی ہے اور دوسری فطرت میں بیماری پیدا کر دیتی ہے۔ اگر دوسری سے وہ کم ہو جائے تو دوسری اس پر غالب آجاتی ہے تو یہ جھک جاتی ہے اور اپنی طاقت سے کمزور پڑ جاتی ہے اور قوت سے عاجز ہو جاتی ہے تو دوسری کی جانب سے اس میں ضعف واقع ہو جاتا ہے۔ دوا جاننے والا طبیب جسم کی بیماری سے آگاہ ہو جاتا ہے کہ بیماری کس وجہ سے ہے، کیا زیادتی کی وجہ سے ہے یا کمی کی وجہ سے؟

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت نقل کی ہے کہ جب نطفہ چار ماہ تک پرورش پالیتا ہے تو اس کی طرف ایک فرشتہ بھیجا جاتا ہے جو تین تاریکیوں میں اس میں روح پھونکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ کا یہی مفہوم ہے، یعنی اس میں روح پھونکی۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ پیدائش کے بعد وہ ماں کے پیٹ سے نکلا۔ اس کی دوسری تخلیق کا آغاز اس کا رونا ہے۔ پھر اس کی تخلیق یہ ہے کہ اس کی راہنمائی اس کی ماں کے پستان پر کی۔ پھر اس کی تخلیق یہ ہے کہ وہ بچہ جانے کہ وہ کیسے اپنے پاؤں پھیلائے یہاں تک کہ وہ بیٹھے۔ پھر وہ گھٹنوں کے بل چلے۔ پھر وہ اپنے قدموں پر کھڑا ہو، پھر وہ چلے، پھر وہ دودھ چھوڑے، پھر وہ سیکھے کہ کیسے وہ پئے اور کیسے کھانا کھائے، یہاں تک کہ بلوغت کی عمر کو پہنچے، پھر وہ شہروں اور ملکوں میں سفر کرے۔(1)

امام عبد الرزاق اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے: بعض کہتے ہیں: اس سے مراد بالوں کا اگنا ہے، بعض کہتے ہیں: اس سے مراد روح کا پھونکنا ہے۔(2)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 15

2۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 16

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اَحۡسَنُ الۡخٰلِقِیۡنَ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ لوگ بناتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بھی بناتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ بہترین بنانے والا ہے۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم بھی بناتے (جبکہ اللہ تعالیٰ بنانے والوں میں سے سب سے بہترین ہے)۔(2)

امام طیالسی، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر نے فرمایا: چار چیزوں میں، میں نے اپنے رب سے موافقت کی۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ! ﷺ کاش آپ مقام ابراہیم کے پیچھے نماز پڑھتے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت وَاتَّخِذُوۡا مِنۡ مَّقَامِ اِبۡرٰهٖمَ مُصَلًّى (البقرہ:125) نازل فرمائی۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ! ﷺ کاش آپ اپنی بیویوں کے لیے حجاب کا حکم دیتے کیونکہ آپ کی خدمت میں نیک اور بدکار حاضر ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت وَ اِذَا سَاَلۡتُمُوۡهُنَّ مَتَاعًا فَسۡـَٔلُوۡهُنَّ مِنۡ وَّرَآءِ حِجَابٍ (سورۃ الاحزاب:53) نازل فرمائی۔ میں نے حضور ﷺ کی ازواج مطہرات سے کہا اس طرح کے عمل سے رک جاؤ ورنہ اللہ تعالیٰ تم سے بہتر بیویاں بدل دے گا تو یہ آیت عَسٰى رَبُّهٗۤ اِنۡ طَلَّقَكُنَّ (سورۃ التحریم:5) نازل ہوئی۔ یہ آیت وَ لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ........ خَلۡقًا اٰخَرَ نازل ہوئی تو میں نے کہا فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحۡسَنُ الۡخٰلِقِیۡنَ تو یہ حصہ بھی نازل ہوگیا۔

امام ابن راہویہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی نے اوسط میں اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے یہ آیت املاء کرائی تو معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے کہا فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحۡسَنُ الۡخٰلِقِیۡنَ تو رسول اللہ ﷺ مسکرائے۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ! ﷺ کس چیز نے آپ کو مسکرانے پر مجبور کیا ہے؟ فرمایا اس آیت کا اختتام فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحۡسَنُ الۡخٰلِقِیۡنَ پر ہوا ہے۔

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت عمر نے فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحۡسَنُ الۡخٰلِقِیۡنَ کے الفاظ زبان سے ادا کیے تو اللہ تعالیٰ نے اسی طرح ان کلمات کو نازل فرمایا۔

وَ لَقَدۡ خَلَقۡنَا فَوۡقَكُمۡ سَبۡعَ طَرَآئِقَ ۖ وَ مَا كُنَّا عَنِ الۡخَلۡقِ غٰفِلِیۡنَ ﴿۱۷﴾

''اور بیشک ہم نے تمہارے اوپر سات راستے بنادیے اور ہم اپنی مخلوق (کی مصلحتوں) سے بے خبر نہ تھے۔''

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت مجاہد سے سَبۡعَ طَرَآئِقَ کا معنی سات آسمان نقل کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَ مَا كُنَّا عَنِ الۡخَلۡقِ غٰفِلِیۡنَ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے: اگر اللہ تعالیٰ کسی چیز کو غفلت کے باعث چھوڑتا تو ان لوگوں کے آثار کو چھوڑتا جن پر ہوائیں چلتی ہیں۔

وَ اَنۡزَلۡنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ فَاَسۡكَنّٰهُ فِی الۡاَرۡضِ ۖ وَ اِنَّا عَلٰى

1۔ تفسیر طبری، زیرآیت ہذا، جلد 18، صفحہ 16 2۔ ایضاً

ذَهَابٍۭ بِهٖ لَقٰدِرُوْنَ ﴿١٨﴾ فَاَنْشَاْنَا لَكُمْ بِهٖ جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِیْلٍ وَّ اَعْنَابٍ ۘ لَكُمْ فِیْهَا فَوَاكِهُ كَثِیْرَةٌ وَّ مِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿١٩﴾

''اور ہم نے اتارا آسمان سے پانی اندازہ کے مطابق پھر ہم نے ٹھہرا لیا اسے زمین میں اور یقیناً ہم اسے بالکل ناپید کرنے پر پوری طرح قادر ہیں۔ پھر ہم نے اگائے تمہارے لیے اس پانی سے باغات کھجوروں اور انگوروں کے، تمہارے لیے ان میں بہت سے پھل ہیں اور ان میں سے تم کھاتے بھی ہو۔''

امام ابن مردویہ اور خطیب رحمہما اللہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جنت سے زمین کی طرف پانچ دریا نازل کیے۔ سیحون، یہ ہند کا دریا ہے، جیحون، یہ بلخ کا دریا ہے، دجلہ، فرات یہ دونوں عراق کے دریا ہیں، نیل، یہ مصر کا دریا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پانچوں کو جنت کے چشموں میں سے ایک چشمہ سے جاری کیا۔ جنت کے درجات میں سے سب سے نچلے درجہ سے حضرت جبرئیل امین کے پروں پر نازل کیا۔ جبرئیل امین نے انہیں پہاڑوں کو ودیعت کیا اور انہیں زمین میں جاری کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو لوگوں کی زندگیوں کے لیے نافع بنا دیا۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان وَ اَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ فَاَسْكَنّٰهُ فِی الْاَرْضِ کا یہی مفہوم ہے۔ جب یاجوج ماجوج کے نکلنے کا وقت ہوگا تو اللہ تعالیٰ جبرئیل امین کو نازل فرمائے گا تو وہ زمین سے قرآن حکیم، تمام علم، بیت اللہ سے حجر اسود، مقام ابراہیم، حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تابوت تمام تر تبرکات کے ساتھ اور ان پانچوں دریاؤں کو اٹھالے گا اور ان کو آسمان پر لے جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان وَ اِنَّا عَلٰی ذَهَابٍۭ بِهٖ لَقٰدِرُوْنَ کا یہی مفہوم ہے۔ جب یہ چیزیں زمین سے اٹھالی جائیں گی تو زمین والے دنیا اور آخرت کی بھلائی سے محروم ہو جائیں گے۔

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے حضرت ابن عطاء رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چار دریا نازل فرمائے: دجلہ، فرات، سیحون اور جیحون۔ یہی وہ پانی ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَ اَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جَنّٰتٍ سے مراد باغات ہیں۔

وَ شَجَرَةً تَخْرُجُ مِنْ طُوْرِ سَیْنَآءَ تَنْۢبُتُ بِالدُّهْنِ وَ صِبْغٍ لِّلْاٰكِلِیْنَ ﴿٢٠﴾

''نیز پیدا کیا ایک درخت جو اگتا ہے طور سینا میں، وہ اگتا ہے تیل لیے ہوئے اور سالن لیے ہوئے کھانے والوں کے لیے۔''

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے مِنْ طُوْرِ سَیْنَآءَ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد وہ پہاڑ ہے جس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پکارا گیا۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَ شَجَرَةً تَخْرُجُ کی یہ تفسیر نقل کی ہے یعنی زیتون طُوْرِ سَیْنَآءَ سے مراد خوبصورت پہاڑ اور تَنْۢبُتُ بِالدُّهْنِ وَ صِبْغٍ لِّلْاٰكِلِیْنَ سے مراد

ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں دہن اور سالن کی صلاحیت رکھ دی ہے۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ سَیْنَآءَ سے مراد بابرکت ہے تَنۡبُتُ تُثۡمِرُ یعنی اگاتا ہے۔ (2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ شَجَرَةً سے مراد زیتون ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ شَجَرَةً سے مراد زیتون کا درخت ہے جو تیل کو پیدا کرتا ہے یہ ایسا تیل ہے جو پکایا جاتا ہے، کھانے والوں کے لیے سالن ہے جسے لوگ کھاتے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عطیہ عوفی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ سَیْنَآءَ زمین کا نام ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ طُوۡرِ سے مراد پہاڑ اور سَیْنَآءَ سے مراد پتھر ہے۔ ایک لفظ میں وسینا ہے جس سے مراد درخت ہے۔

امام عبد الرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت کلبی رحمہ اللہ سے طور سَیْنَآءَ کا معنی درختوں والا پہاڑ نقل کیا ہے۔ (3)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے تَنۡۢبُتُ بِالدُّهۡنِ کی تفسیر کی ہے کہ اس سے مراد وہ تیل ہے جو کھایا جاتا ہے اور اسے لگایا جاتا ہے۔ (4)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے تَنۡۢبُتُ بِالدُّهۡنِ وَ صِبۡغٍ لِّلۡاٰكِلِيۡنَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اس کو بطور سالن استعمال کرتے ہیں۔ (5)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ سَیْنَاءَ پڑھتے یعنی سین پر زبر اور آخر میں الف ممدودہ اور تَنۡۢبُتُ کو تاء کے نصب اور با کے رفع کے ساتھ پڑھتے۔

عبد بن حمید نے سلیمان بن عبد الملک سے یہ روایت نقل کی ہے کہ وہ تَنۡۢبُتُ کو تاء کے نصب اور باء کے رفع کے ساتھ پڑھتے۔

وَ اِنَّ لَكُمۡ فِى الۡاَنۡعَامِ لَعِبۡرَةً ‌ؕ نُسۡقِيۡكُمۡ مِّمَّا فِىۡ بُطُوۡنِهَا وَلَـكُمۡ فِيۡهَا مَنَافِعُ كَثِيۡرَةٌ وَّمِنۡهَا تَاۡكُلُوۡنَ ۙ﴿۲۱﴾ وَعَلَيۡهَا وَعَلَى الۡـفُلۡكِ تُحۡمَلُوۡنَ ﴿۲۲﴾ وَلَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا نُوۡحًا اِلٰى قَوۡمِهٖ فَقَالَ يٰقَوۡمِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ مَا لَـكُمۡ مِّنۡ اِلٰهٍ غَيۡرُهٗ ‌ؕ اَفَلَا تَتَّقُوۡنَ ﴿۲۳﴾ فَقَالَ الۡمَلَؤُا الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا مِنۡ قَوۡمِهٖ مَا هٰذَاۤ اِلَّا بَشَرٌ مِّثۡلُكُمۡ ۙ يُرِيۡدُ اَنۡ يَّتَفَضَّلَ عَلَيۡكُمۡ ‌ؕ وَلَوۡ شَآءَ اللّٰهُ لَاَنۡزَلَ

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 415، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 19،21
3۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 415 (1963)
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 21
5۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 22

مَلٰٓىِٕكَةً ۚۖ مَّا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَآىِٕنَا الْاَوَّلِيْنَ ۚ﴿۲۴﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلٌۢ بِهٖ جِنَّةٌ فَتَرَبَّصُوْا بِهٖ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۲۵﴾ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ بِمَا كَذَّبُوْنِ ﴿۲۶﴾

''اور بیشک تمہارے لیے جانوروں میں بھی غور وفکر کا مقام ہے، ہم پلاتے ہیں تمہیں اس (دودھ) سے جو ان کے شکموں میں ہے اور تمہارے لیے ان میں طرح طرح کے بہت فائدے ہیں اور انہیں (کے گوشت) سے تم کھاتے ہو اور ان پر اور کشتیوں پر تمہیں سوار کیا جاتا ہے۔ اور ہم نے بھیجا نوح (علیہ السلام) کو ان کی قوم کی طرف تو آپ نے فرمایا اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو نہیں ہے، تمہارا کوئی خدا اس کے بغیر، کیا تم (بت پرستی کے انجام سے) نہیں ڈرتے؟ تو کہنے لگے وہ سردار جنہوں نے کفر اختیار کیا تھا ان کی قوم سے کہ نہیں ہے یہ مگر بشر تمہارے جیسا، یہ چاہتا ہے کہ اپنی بزرگی جتلائے تم پر اور اگر اللہ تعالیٰ (رسول بھیجنا) چاہتا تو وہ اتارتا فرشتوں کو، ہم نے نہیں سنی یہ بات (جو نوح کہتا ہے) اپنے پہلے آباؤ اجداد میں۔ نہیں ہے یہ مگر ایسا شخص جسے جنون کا مرض ہو گیا ہے، سو انتظار کرو اس کے انجام کا کچھ عرصہ۔ آپ نے عرض کی اے رب! (اب) تو ہی میری مدد فرما کیونکہ انہوں نے مجھے جھٹلا دیا ہے۔''

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے الْاَنْعَامِ کا معنی اونٹ، گائے، بھیڑ اور بکری نقل کیا ہے اور کہا مَنَافِعُ سے مراد جو وہ بچے جنتے ہیں ان پر سواری کی جاتی ہے، ان سے دودھ اور گوشت حاصل کیا جاتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے الْفُلْكِ کا معنی کشتیاں نقل کیا ہے۔

فَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِ اَنِ اصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا فَاِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ ۙ فَاسْلُكْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ مِنْهُمْ ۚ وَلَا تُخَاطِبْنِيْ فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۚ اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ﴿۲۷﴾ فَاِذَا اسْتَوَيْتَ اَنْتَ وَمَنْ مَّعَكَ عَلَى الْفُلْكِ فَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ نَجّٰىنَا مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۸﴾

''تو ہم نے وحی بھیجی ان کی طرف کہ بناؤ ایک کشتی ہماری نگاہوں کے سامنے اور ہمارے حکم کے مطابق پھر جب آجائے ہمارا عذاب اور (پانی) ابل پڑے تنور سے تو داخل کر لو اس میں ہر جوڑے میں سے دو دو اور اپنے گھر والوں کو بجز ان کے جن کے بارے میں پہلے فیصلہ ہو چکا ہے ان میں سے اور گفتگو نہ کرنا میرے ساتھ ان کے متعلق جنہوں نے ظلم کیا، وہ تو ضرور غرق کیے جائیں گے۔ پھر جب اچھی طرح بیٹھ جائیں آپ اور آپ کے ساتھی

کشتی کے عرشہ پر تو کہنا سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے جس نے ہمیں نجات دی ظالم قوم (کے جوروستم) سے۔"

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فَاسْلُكْ فِيهَا کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ ہر چیز کے دو جوڑے اس میں رکھ لے۔(1)

وَقُلْ رَّبِّ اَنْزِلْنِیْ مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْمُنْزِلِیْنَ ﴿۲۹﴾

"اور یہ بھی عرض کرنا کہ اے میرے رب! اتار مجھے بابرکت منزل پر اور تو ہی سب سے بہتر اتارنے والا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے وَقُلْ رَّبِّ اَنْزِلْنِیْ مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت نوح سے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ تجھے کشتی سے اتارے تو یہ عرض کرنا۔"(2)

امام عبد بن حمید نے عاصم سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے مُنْزَلًا کو میم کے نصب اور راء کے جر کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں تعلیم دے رہا ہے کہ جب تم سوار ہو تو کیا کہو، جب نیچے اترو تو کیا کہو، جب سوار ہو تو کہو سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ ﴿۱۳﴾ وَاِنَّاۤ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ﴿۱۴﴾ (الزخرف)

اور بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا ؕ اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۴۱﴾ (ہود) اور جب اترو تو یہ کہو: رَّبِّ اَنْزِلْنِیْ مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْمُنْزِلِیْنَ ﴿۲۹﴾

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ وَّاِنْ كُنَّا لَمُبْتَلِیْنَ ﴿۳۰﴾

"بیشک اس قصہ میں ہماری قدرت کی نشانیاں ہیں اور ہم ضرور (اپنے بندوں کو) آزمانے والے ہیں"

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے یہ تفسیری قول نقل کیا ہے کہ تم سے قبل بھی لوگوں کو آزمایا۔

ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِیْنَ ﴿۳۱﴾ فَاَرْسَلْنَا فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۳۲﴾ وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ وَاَتْرَفْنٰهُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ۙ مَا هٰذَاۤ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ یَاْكُلُ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَیَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَلَئِنْ اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ﴿۳۴﴾ اَیَعِدُكُمْ اَنَّكُمْ اِذَا مِتُّمْ وَكُنْتُمْ تُرَابًا وَّعِظَامًا اَنَّكُمْ مُّخْرَجُوْنَ ﴿۳۵﴾

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 24، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 25

’’پھر ہم نے پیدا فرمادی ان کے (غرق ہونے کے) بعد ایک دوسری جماعت۔ پھر ہم نے بھیجا ان میں ایک رسول ان میں سے (اس نے انہیں کہا) کہ عبادت کرو اللہ کی نہیں ہے تمہارا کوئی خدا اس کے سوا۔ کیا تم (شرک کے انجام سے) نہیں ڈرتے ہو؟ تو بولے ان کی قوم کے سردار جنہوں نے کفر کیا تھا اور جنہوں نے جھٹلایا تھا قیامت کی حاضری کو اور ہم نے خوشحال بنادیا تھا انہیں دنیوی زندگی میں (اے لوگو!) نہیں ہے یہ مگر ایک بشر تمہاری مانند۔ یہ کھاتا ہے وہی خوراک جو تم کھاتے ہو اور پیتا ہے اس سے جو تم پیتے ہو۔ اور اگر پیروی کرنے لگے اپنے جیسے بشر کی تو تم تب نقصان اٹھانے والے ہوجاؤ گے۔ کیا وہ تم سے وعدہ کرتا ہے کہ تم جب مرجاؤ گے اور مٹی اور ہڈیاں ہوجاؤ گے تو تمہیں (پھر قبروں سے) نکالا جائے گا؟‘‘

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے قَرْنًا کا معنی امت نقل کیا ہے۔

هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ لِمَا تُوعَدُونَ ﴿٣٦﴾ إِنْ هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوثِينَ ﴿٣٧﴾ إِنْ هُوَ إِلَّا رَجُلٌ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا وَمَا نَحْنُ لَهُ بِمُؤْمِنِينَ ﴿٣٨﴾ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِي بِمَا كَذَّبُونِ ﴿٣٩﴾ قَالَ عَمَّا قَلِيلٍ لَيُصْبِحُنَّ نَادِمِينَ ﴿٤٠﴾

’’یہ بات عقل سے بعید ہے بالکل بعید جس کا تم سے وعدہ کیا جارہا ہے۔ نہیں ہے کوئی اور زندگی سوائے ہماری اس دنیوی زندگی کے، یہی ہمارا مرنا اور یہی ہمارا جینا اور ہمیں دوبارہ نہیں اٹھایا جائے گا۔ وہ نہیں مگر ایسا شخص جس نے بہتان لگایا ہے اللہ تعالیٰ پر جھوٹا اور ہم تو قطعاً اس پر ایمان نہیں لائیں گے۔ اس پیغمبر نے کہا میرے رب! اب تو میری مدد فرما کیونکہ انہوں نے تو مجھے جھٹلا دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا عنقریب ہی یہ لوگ اپنے کیے پر نادم ہوجائیں‘‘۔

ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ کا معنی بہت دور بہت دور نقل کیا ہے۔ (1)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ موت کے بعد دوبارہ اٹھانا ان کے دلوں میں بہت ہی دور کی بات ہے۔ (2)

فَأَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ بِالْحَقِّ فَجَعَلْنَاهُمْ غُثَاءً ۚ فَبُعْدًا لِلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿٤١﴾ ثُمَّ أَنْشَأْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ قُرُونًا آخَرِينَ ﴿٤٢﴾ مَا تَسْبِقُ مِنْ أُمَّةٍ أَجَلَهَا وَمَا يَسْتَأْخِرُونَ ﴿٤٣﴾

’’تو پکڑا انہیں حقیقی چنگھاڑ نے تو ہم نے انہیں خس و خاشاک بنادیا تو برباد ہوجائے وہ قوم جو ستم شعار ہے۔ پھر

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 27، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

ہم نے پیدا فرمائیں ان (کی بربادی) کے بعد کئی قومیں ۔ آگے نہیں بڑھ سکتی کوئی قوم اپنی مقررہ میعاد سے اور نہ وہ لوگ پیچھے رہ سکتے ہیں ۔"

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ فَجَعَلْنٰهُمْ غُثَآءً کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ انہیں یوں کر دیا جیسے درخت کی بے جان بوسیدہ چیز ہے۔(1)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے: غُثَآءً کا معنی بوسیدہ چیز ہے۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ ہم انہیں بوسیدہ سیاہ خشک خاک کی طرح بنا دیں گے، سیلاب انہیں یوں اٹھائے گا جسطرح قوم ثمود کو اٹھایا تھا۔(3)

ثُمَّ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرَا ؕ كُلَّمَا جَآءَ اُمَّةً رَّسُوْلُهَا كَذَّبُوْهُ فَاَتْبَعْنَا بَعْضَهُمْ بَعْضًا وَّ جَعَلْنٰهُمْ اَحَادِیْثَ ۚ فَبُعْدًا لِّقَوْمٍ لَّا یُؤْمِنُوْنَ ﴿۴۴﴾ ثُمَّ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى وَ اَخَاهُ هٰرُوْنَ ۙ۬ بِاٰیٰتِنَا وَ سُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ ﴿۴۵﴾

"پھر ہم بھیجتے رہے اپنے رسول یکے بعد دیگرے، جب کبھی کسی امت کے پاس اس کا رسول آیا تو انہوں نے اسے جھٹلایا، پس ہم بھی ایک کے بعد دوسرے کو ہلاک کرتے گئے اور ہم نے (ان جابر) قوموں کو افسانے بنا دیا پس خدا کی پھٹکار ہو ایسی قوم پر جو ایمان نہیں لاتی۔ پھر ہم نے بھیجا موسیٰ اور ان کے بھائی ہارون کو اپنی نشانیاں اور واضح دلیل دے کر۔"

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ثُمَّ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرَا کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ رسولوں میں سے بعض، بعض کے پیچھے آئے۔ ایک روایت میں بَعْضَهُمْ بَعْضًا کی جگہ بَعْضَهُمْ عَلٰی اَثَرِ بَعْضٍ کے الفاظ ہیں۔(4)

عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد و قتادہ سے اسی کی مثل معنی نقل کیا ہے(5) اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

اِلٰى فِرْعَوْنَ وَ مَلَاۡئِهٖ فَاسْتَكْبَرُوْا وَ كَانُوْا قَوْمًا عَالِیْنَ ﴿ۚ۴۶﴾ فَقَالُوْۤا اَنُؤْمِنُ لِبَشَرَیْنِ مِثْلِنَا وَ قَوْمُهُمَا لَنَا عٰبِدُوْنَ ﴿ۚ۴۷﴾ فَكَذَّبُوْهُمَا فَكَانُوْا مِنَ الْمُهْلَكِیْنَ ﴿۴۸﴾ وَ لَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ لَعَلَّهُمْ یَهْتَدُوْنَ ﴿۴۹﴾

"فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف تو انہوں نے بھی غرور و تکبر کیا اور وہ لوگ بڑے سرکش تھے تو انہوں نے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 30 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

4۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 31 5۔ ایضاً

کہا کیا ہم ایمان لے آئیں ان دو آدمیوں پر جو ہماری مانند ہیں حالانکہ ان کی قوم ہماری غلام ہے۔ پس انہوں نے ان دونوں کو جھٹلایا، نتیجہ یہ نکلا کہ وہ بھی برباد ہونے والوں میں شامل ہوگئے۔ اور بے شک ہم نے عطا فرمائی موسیٰ کو کتاب تاکہ (ان کی قوم) ہدایت یافتہ ہوجائے۔"

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے وَ كَانُوْا قَوْمًا عَالِيْنَ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ اپنے رسولوں پر غالب آگئے اور ان کی نافرمانی کی یہی ان کا علو و بلند ہونا تھا اور یہ آیت پڑھی تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِیْنَ لَا یُرِیْدُوْنَ عُلُوًّا فِی الْاَرْضِ وَ لَا فَسَادًا (القصص: 83) (1)

وَ جَعَلْنَا ابْنَ مَرْیَمَ وَ اُمَّهٗۤ اٰیَةً وَّ اٰوَیْنٰهُمَاۤ اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّ مَعِیْنٍ ﴿۵۰﴾

"اور ہم نے بنا دیا مریم کے فرزند اور اس کی ماں (مریم) کو (اپنی قدرت کی) نشانی اور انہیں بسایا ایک بلند مقام پر جو رہائش کے قابل تھا اور جہاں چشمے جاری تھے۔"

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ حضرت مریم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان کے باپ کے بغیر جنا۔ (2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اٰیَةً کا معنی عبرت ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: وَّ اٰوَیْنٰهُمَاۤ میں ھما ضمیر سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ھما ضمیر سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ ہیں۔ انہوں نے غوطہ (3) اور اس کے ارد گرد پناہ لی۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ رَبْوَةٍ سے مراد ہموار جگہ (4) اور مَعِیْنٍ سے مراد جاری پانی ہے۔ یہی وہ نہر ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِیًّا ﴿۲۴﴾ (مریم)

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رَبْوَةٍ سے مراد زمین سے بلند جگہ ہے۔ اس میں نباتات اچھی ہوتی ہے: ذَاتِ قَرَارٍ یعنی سبزہ والی اور مَعِیْنٍ سے مراد پانی ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے رَبْوَةٍ کا معنی مستویة کیا ہے یعنی ہموار اور مَعِیْنٍ سے مراد جاری پانی ہے۔ (5)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رَبْوَةٍ سے مراد بلند جگہ ہے، یہ بیت المقدس کے لیے استعمال ہوا ہے اور مَعِیْنٍ سے مراد ظاہری پانی ہے۔ (6)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 32
2۔ ایضاً
3۔ پست جگہ، شام میں ایک جگہ جہاں بہت زیادہ درخت ہیں۔
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 35,36
5۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 35
6۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 36

امام عبد بن حمید، عبد الرزاق، ابن جریر اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم ذکر کیا کرتے تھے کہ رَبْوَةٍ سے مراد بیت المقدس ذَاتِ قَرَارٍ سے مراد کثیر پھل والا اور مَعِيْنٍ سے مراد جاری پانی ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن عساکر نے وہب بن منبہ سے روایت نقل کی ہے کہ رَبْوَةٍ سے مراد مصر ہے۔(1)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ربی (ٹیلے) صرف مصر میں ہیں۔ پانی جب چھوڑا جاتا تو بستیاں ان پر ہوتیں۔ اگر یہ ربی نہ ہوتے تو وہ بستیاں غرق ہو جاتیں۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رَبْوَةٍ سے مراد اسکندریہ ہے۔(2)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ حضرت جویبر رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ضحاک سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام گفتگو کرنے سے رک گئے تھے۔ انہوں نے ابتدا میں کلام کی تھی یہاں تک کہ اس عمر کو پہنچ گئے جس میں نوجوان پہنچتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حکمت و فصیح بیان کے ساتھ بولنے کی صلاحیت سے نوازا۔ جب ان کی عمر سات سال تک ہوگئی تو ان کی والدہ نے انہیں ایسے آدمی کے حوالے کر دیا تاکہ ایسے تعلیم دے جیسے بچوں کو تعلیم دی جاتی ہے۔ وہ آدمی انہیں کسی چیز کے بارے میں آگاہ نہ کرتا مگر اس کی تعلیم سے پہلے ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسے جانتے ہوتے۔ معلم نے ابو جاد پڑھایا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ابو جاد کیا ہے؟ معلم نے کہا میں کچھ نہیں جانتا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا جو تو جانتا ہی نہیں وہ مجھے کیسے پڑھائے گا۔ معلم نے کہا تو پھر تم مجھے پڑھاؤ۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا اپنی جگہ سے اٹھ جاؤ۔ تو معلم اپنی جگہ سے اٹھ گیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کی جگہ پر بیٹھ گئے۔ فرمایا مجھ سے پوچھو۔ اسی معلم نے کہا ابو جاد کیا ہے؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا الف سے مراد الاء اللہ (اللہ کی نعمتیں) باء سے مراد بھاء اللہ (اللہ کا حسن) جیم سے مراد بهجة الله وجماله (اللہ کی خوب صورتی و جمال) ہے۔ معلم بڑا متعجب ہوا۔ سب سے پہلے جس نے ابو جاد کی تفسیر بیان کی ہے وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے بچپن میں ہی اللہ کی طرف سے الہام کی وجہ سے عجائب دیکھ لیا کرتے تھے۔ یہ بات بھی یہودیوں میں پھیل گئی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پروان چڑھے تو بنو اسرائیل نے انہیں نقصان پہنچانے کا ارادہ کیا۔ ان کی والدہ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں خوف لاحق ہوا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم کی طرف الہام کیا کہ تو مصر کی سرزمین میں چلی جا اللہ تعالیٰ کے فرمان وَ جَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَ أُمَّهٗۤ اٰيَةً کا یہی مفہوم ہے۔

حضرت ابن عباس سے پوچھا گیا ایتان نہیں فرمایا جبکہ وہ دو نشانیاں تھے۔ حضرت عباس نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اٰيَةً فرمایا کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت آدم علیہ السلام کی نسل سے تو ہیں لیکن ان کا کوئی باپ نہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے سلسلہ میں حضرت مریم کے ساتھ کوئی مرد شریک نہیں تو آیت میں ایک ہوئے رَبْوَةٍ سے مراد مصر کا علاقہ ہے۔(3)

وکیع، فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور امام رازی نے فضائل نبوت میں اور ابن عساکر نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابن عباس سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رَبْوَةٍ کے بارے میں ہمیں جو خبر دی گئی ہے وہ دمشق ہے۔(4)

1۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 1، صفحہ 212، دار الفکر بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 215 4۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 203

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رَبْوَةٍ سے مراد دمشق ہے۔(1)

امام ابن عساکر نے حضرت یزید بن سنجرہ رحمہ اللہ صحابی سے روایت نقل کی ہے کہ دمشق ہی مبارک رَبْوَةٍ ہے۔(2)

امام ابن عساکر ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابوامامہ سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت وَّ اٰوَیْنٰهُمَاۤ اِلٰی رَبْوَةٍ تلاوت کی، پوچھا کیا تم جانتے ہو کہ یہ کہاں ہے؟ صحابی نے عرض کی اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا یہ شام کا علاقہ ہے جسے غوطہ کہتے ہیں۔ یہ ایک شہر ہے جسے دمشق کہتے ہیں جو شام کا بہترین شہر ہے۔(3)

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن میسب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رَبْوَةٍ سے مراد دمشق ہے۔(4)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی نے اوسط میں، ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت مرہ بہزی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ رملہ، ربوہ ہے۔(5)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابونعیم اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے رَبْوَةٍ کی تفسیر نقل کی ہے کہ رَبْوَةٍ سے مراد فلسطین میں رملہ کا مقام ہے۔(6)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے اپنی حدیث سے ایک مرفوع روایت نقل کی ہے۔

امام طبرانی، ابن سکن، ابن مندہ، ابونعیم اور ابن عساکر نے حضرت اقرع بن شفی عکی کے واسطہ سے روایت نقل کی ہے کہ میری حالت مرض میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت کے لیے تشریف لائے۔ میں نے عرض کی میرا خیال ہے کہ اس مرض میں میری موت واقع ہو جائے گی۔ فرمایا "تو باقی رہے گا، یہاں سے تو شام کی طرف ہجرت کرے گا اور فلسطین کے علاقہ میں ربوہ کے مقام پر مدفون ہوگا"۔ چنانچہ یہ حضرت عمر کے دور خلافت میں فوت ہوئے اور رملہ کے مقام پر مدفون ہوئے۔(7)

ابن عساکر قتادہ سے وہ حضرت حسن بصری سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رَبْوَةٍ سے مراد درختوں اور دریاؤں والی زمین ہے یعنی دمشق کا علاقہ (8)۔ ایک روایت میں ذات اشجار وانھار کی جگہ ذات اثمار و کثر تماء کے الفاظ ہیں یہ دمشق کا علاقہ ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَ اعْمَلُوْا صَالِحًا ؕ اِنِّیْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌ ؕ﴿۵۱﴾ وَ اِنَّ هٰذِهٖۤ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّ اَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ ﴿۵۲﴾

"اے (میرے) پیغمبرو! پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور اچھے کام کرو، بیشک میں جو تم اعمال کر رہے ہو ان سے خوب واقف ہوں۔ اور یہی تمہارا دین ہے (اور) وہ ایک ہی ہے اور میں تم سب کا پروردگار ہوں، سو تم ڈرا کرو مجھ سے۔"

امام احمد، امام مسلم، ترمذی، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے

1۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 1، صفحہ 204، دار الفکر بیروت
2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 207
3۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 203
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 34
5۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 1، صفحہ 209
6۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 212
7۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 213
8۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 207

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رَبْوَةٍ سے مراد دمشق ہے۔(1)

امام ابن عساکر نے حضرت یزید بن سنجرہ رحمہ اللہ صحابی سے روایت نقل کی ہے کہ دمشق ہی مبارک رَبْوَةٍ ہے۔(2)

امام ابن عساکر ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابوامامہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے یہ آیت وَّاٰوَيْنٰهُمَآ اِلٰى رَبْوَةٍ تلاوت کی، پوچھا کیا تم جانتے ہو کہ یہ کہاں ہے؟ صحابی نے عرض کی اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا یہ شام کا علاقہ ہے جسے غوطہ کہتے ہیں۔ یہ ایک شہر ہے جسے دمشق کہتے ہیں جو شام کا بہترین شہر ہے۔(3)

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رَبْوَةٍ سے مراد دمشق ہے۔(4)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی نے اوسط میں، ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت مرہ بہزی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ رملہ، ربوہ ہے۔(5)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابونعیم اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے رَبْوَةٍ کی تفسیر نقل کی ہے کہ رَبْوَةٍ سے مراد فلسطین میں رملہ کا مقام ہے۔(6)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے اپنی حدیث سے ایک مرفوع روایت نقل کی ہے۔

امام طبرانی، ابن سکن، ابن مندہ، ابونعیم اور ابن عساکر نے حضرت اقرع بن شفی عکی کے واسطہ سے روایت نقل کی ہے کہ میری حالت مرض میں نبی کریم ﷺ میری عیادت کے لیے تشریف لائے۔ میں نے عرض کی میرا خیال ہے کہ اس مرض میں میری موت واقع ہو جائے گی۔ فرمایا "تو باقی رہے گا، یہاں سے تو شام کی طرف ہجرت کرے گا اور فلسطین کے علاقہ میں ربوہ کے مقام پر مدفون ہوگا"۔ چنانچہ یہ حضرت عمر کے دور خلافت میں فوت ہوئے اور رملہ کے مقام پر مدفون ہوئے۔(7)

ابن عساکر قتادہ سے وہ حضرت حسن بصری سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رَبْوَةٍ سے مراد درختوں اور دریاؤں والی زمین ہے یعنی دمشق کا علاقہ (8)۔ ایک روایت میں ذات اشجار وانہار کی جگہ ذات اثمار و کثرتماء کے الفاظ ہیں یہ دمشق کا علاقہ ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَ اعْمَلُوْا صَالِحًا ؕ اِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ؕ﴿۵۱﴾ وَ اِنَّ هٰذِهٖۤ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّ اَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ ﴿۵۲﴾

"اے (میرے) پیغمبرو! پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور اچھے کام کرو، بیشک میں جو تم اعمال کر رہے ہو ان سے خوب واقف ہوں۔ اور یہی تمہارا دین ہے (اور) وہ ایک ہی ہے اور میں تم سب کا پروردگار ہوں، سو تم ڈرا کرو مجھ سے۔"

امام احمد، امام مسلم، ترمذی، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے

1۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 1، صفحہ 204، دارالفکر بیروت
2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 207
3۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 203
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 34
5۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 1، صفحہ 209
6۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 212
7۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 213
8۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 207

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! اللہ تعالیٰ پاک ہے اور پاکیزہ چیز کو ہی قبول کرتا ہے (اس کا فرمان ہے) اچھے عمال کرو جو کچھ تم کرتے ہو، میں وہ جانتا ہوں اور فرمایا اے ایمان والو! جو ہم نے تمہیں رزق دیا ہے اس میں سے پاکیزہ چیزیں کھایا کرو۔ پھر حضور ﷺ نے ایک آدمی کا ذکر کیا جو طویل سفر کرتا ہے، بال پراگندہ اور غبار آلود، اس کا کھانا حرام، پینا حرام، لباس حرام اور اسے حرام کی غذا دی جاتی ہے، وہ اپنے ہاتھ آسمان کی طرف بلند کرتا ہے، عرض کرتا ہے: اے میرے رب! اے میرے رب!! تو اس کی دعا کیسے قبول ہوگی؟

امام احمد نے ''زہد'' میں، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور حاکم رحمہم اللہ (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) نے حضرت ام عبداللہ رضی اللہ عنہا جو شداد بن اوس کی بیٹی تھی، سے روایت نقل کی ہے کہ اس نے افطاری کے وقت حضور ﷺ کی بارگاہ میں دودھ کا ایک پیالہ بھیجا جبکہ حضور ﷺ روزہ رکھے ہوئے تھے۔ حضور ﷺ نے اس کی طرف وہ آدمی واپس بھیج دیا۔ پوچھا یہ تمہارے پاس دودھ کہاں سے آیا؟ اس نے عرض کی: میری اپنی بکری کا ہے۔ حضور ﷺ نے اس کی طرف پھر آدمی واپس کر دیا۔ پوچھا بکری تیرے پاس کہاں سے آئی؟ اس نے عرض کی میں نے یہ بکری اپنے پیسوں سے خریدی تھی۔ تو حضور ﷺ نے اسے پی لیا۔ جب اگلا دن آیا تو ام عبداللہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ میں نے آپ ﷺ کی خدمت میں دودھ بھیجا جبکہ آپ ﷺ نے مجھے واپس کر دیا۔ حضور ﷺ نے اسے فرمایا: مجھ سے قبل رسولوں کو اسی امر کا حکم دیا گیا تھا تو وہ پاکیزہ چیز ہی کھاتے اور نیک عمل ہی کرتے۔ (1)

امام عبدان ''الصحابہ'' میں حفص بن ابی جبلہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ اس آیت کا مصداق حضرت عیسیٰ بن مریم ہیں جو اپنی والدہ کے ہاتھ کی کمائی (یعنی سوت کاتنے) سے کھاتے تھے۔ یہ روایت حفص تابعی کی مرسل ہے۔

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے حضرت حفص فزاری رحمہ اللہ سے اس کی مثل مرفوع روایت نقل کی ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو نعیم حلیہ میں ابو میسرہ سے وہ حضرت عمر بن شرحبیل سے اس آیت کی تفسیر میں قول نقل کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی والدہ ماجدہ کے سوت کاتنے کی کمائی سے کھاتے تھے۔ (2)

امام بیہقی رحمہ اللہ شعب میں حضرت جعفر بن سلیمان رحمہ اللہ سے وہ حضرت ثابت بن عبدالوہاب بن ابی حفص سے روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے روزے کی حالت میں شام کی جب افطاری کا وقت ہوا تو آپ کی خدمت میں تھوڑا سا دودھ پیش کیا گیا۔ پوچھا تمہارے پاس یہ دودھ کہاں سے آیا ہے؟ لوگوں نے بتایا یہ ہماری اپنی بکریوں کا ہے۔ پوچھا جس قیمت سے بکریاں تم نے خریدی تھیں اس کی قیمت کہاں سے آئی؟ لوگوں نے بتایا اے اللہ کے نبی! تم یہ کہاں سے سوال کرتے ہو۔ فرمایا: ہم رسولوں کی جماعت ہیں، ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم پاکیزہ چیزیں کھائیں اور نیک اعمال کریں۔ (3)

امام حکیم ترمذی نے حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جبرئیل میرے پاس

1۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 140، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 37

3۔ شعب الایمان، باب فی المطاعم والمشارب، جلد 5، صفحہ 59 (5769)، دار الکتب العلمیہ بیروت

نہیں آئے مگر انہوں نے مجھے دو دعائیں کرنے کو کہا: اے اللہ! مجھے پاکیزہ رزق عطا فرما اور مجھے نیک کام کرنے کی ہمت دے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حکم رسولوں کو تھا، پھر عام لوگوں کو فرمایا اِنَّ هٰذِهٖۤ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً (الانبیاء:92) یعنی تم سب کا دین ایک ہے۔

فَتَقَطَّعُوْۤا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ زُبُرًا ؕ كُلُّ حِزْبٍۭ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ﴿۵۳﴾ فَذَرْهُمْ فِيْ غَمْرَتِهِمْ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۵۴﴾

''لیکن کاٹ کر بنا دیا انہوں نے اپنی دینی وحدت کو باہمی اختلاف سے پارہ پارہ ہر گروہ اپنے نظریات پر مسرور ہے۔ پس (اے محبوب!) رہنے دو انہیں اپنی مدہوشی میں کچھ وقت تک۔''

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ زُبُرًا سے مراد کتابیں ہیں (1) حضرت حسن بصری نے کہا: انہوں نے کتابیں پارہ پارہ کر دیں، ان میں تحریف و تبدیلی کر دی۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے زُبُرًا کا معنی اللہ کی کتابیں نقل کیا ہے۔ انہوں کتابوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا (2) حِزْبٍ کا معنی ٹکڑا ہے، یہ اہل کتاب تھے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ابن منذر سے فَتَقَطَّعُوْۤا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ زُبُرًا کا یہ معنی نقل کیا ہے: اس سے مراد ہے کہ انہوں نے جو ادیان میں اختلاف کیا۔ حِزْبٍ سے مراد جماعت ہے۔ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ وہ اپنی رائے پر خوش تھے۔ (3)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے غَمْرَتِهِمْ کا معنی گمراہی اور حِيْنٍ کا معنی موت نقل کیا ہے۔ (4)

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت مقاتل رحمہ اللہ سے حَتّٰى حِيْنٍ کا معنی بدر کا دن نقل کیا ہے۔

اَيَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّ بَنِيْنَ ﴿۵۵﴾ نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرٰتِ ؕ بَلْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ﴿۵۶﴾

''کیا یہ تفرقہ باز خیال کرتے ہیں کہ ہم جو ان کی مدد کر رہے ہیں مال و اولاد (کی کثرت) سے تو ہم جلدی کر رہے ہیں انہیں بھلائیاں پہنچانے میں؟ (یوں نہیں) بلکہ وہ (حقیقت حال سے) بے خبر ہیں۔''

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ يَحْسَبُوْنَ میں ضمیر سے مراد قریش ہیں۔ نُمِدُّهُمْ کا معنی ہے ہم انہیں عطا کرتے ہیں اور نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرٰتِ کا معنی یہ ہے کہ ہم ان کے لیے بھلائی کے کاموں میں اضافہ کرتے ہیں بلکہ بھلائی کے کاموں میں ہم انہیں مہلت دیتے ہیں اور وہ اس کا شعور ہی نہیں رکھتے۔ (5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 38 — 2۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 39 — 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 40 — 5۔ ایضاً

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قوم کے ساتھ ان کے اموال اور ان کی اولادوں میں خفیہ تدبیر کی۔ اس وجہ سے لوگوں کا ان کے اموال اور اولادوں کے ساتھ اندازہ نہ لگاؤ بلکہ ایمان اور عمل صالح کے ذریعہ ان کی قدر و منزلت کا اندازہ لگاؤ۔

ابن جریر نے عبدالرحمٰن بن ابی بکر سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اسے نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرٰتِ پڑھا ہے۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ کسریٰ کے سامان کا تھیلا لایا گیا اور اسے حضرت عمر کے سامنے رکھ دیا گیا جبکہ لوگوں میں سراقہ بن مالک بھی تھے۔ حضرت عمر نے کسریٰ کے دو کنگن لیے اور انہیں سراقہ کی طرف پھینکا، سراقہ نے کنگن لے لیے اور ہاتھوں میں پہن لیے۔ دونوں کنگن اس کے کندھوں تک جا پہنچے اور کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کسریٰ بن ہرمز کے کنگن سراقہ بن مالک بن جعشم کے ہاتھوں میں ہیں جو بنو مدلج کا ایک دیہاتی ہے۔ پھر کہا اے اللہ! میں جانتا ہوں کہ تیرا رسول اس امر کا حریص تھا کہ وہ وہ چیز پائے جسے وہ تیری راہ اور تیرے بندوں پر خرچ کرے مگر تو نے اس سے روکے رکھا، یہ محض تیرا کرم اور احسان تھا اے اللہ! میں اس بات سے تیری پناہ کا خواستگار ہوں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تیری خفیہ تدبیر ہو۔ پھر ان دونوں آیات کی تلاوت کی۔

ابن ابی حاتم نے یزید بن میسرہ سے روایت نقل کی ہے: اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر جو وحی نازل کی میں اس میں پاتا ہوں کیا میرا بندۂ مومن اس بات سے خوش ہوتا ہے کہ میں اس کے لیے دنیا پھیلا دوں جبکہ وہ اسے مجھ سے دور کرتی ہے یا میرا بندۂ مومن گھبراتا ہے کہ میں اس سے دنیا قبض کرلوں جبکہ یہ چیز اسے میرے قریب کرتی ہے۔ پھر یہ دو آیات تلاوت کیں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ خَشْيَةِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَ الَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۸﴾ وَ الَّذِيْنَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَ الَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَاۤ اٰتَوْا وَّ قُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ ﴿۶۰﴾ اُولٰٓىِٕكَ يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَ هُمْ لَهَا سٰبِقُوْنَ ﴿۶۱﴾ وَ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا وَ لَدَيْنَا كِتٰبٌ يَّنْطِقُ بِالْحَقِّ وَ هُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۶۲﴾

”بیشک وہ لوگ جو اپنے رب کے خوف سے ڈر رہے ہیں اور وہ جو اپنے رب کی آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں اور وہ جو اپنے رب کے ساتھ (کسی کو) شریک نہیں بناتے اور وہ جو دیتے ہیں جو کچھ دیتے ہیں اس حال میں کہ ان کے دل ڈر رہے ہیں (اس خیال سے) کہ وہ (ایک دن) اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں، یہی لوگ جلدی کرتے ہیں بھلائیاں کرنے میں اور وہ بھلائیوں کی طرف سبقت لے جانے والے ہیں۔ اور ہم تکلیف نہیں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 40

دیتے کسی شخص کو مگر جتنی اس کی طاقت ہے اور ہمارے پاس ایک کتاب ہے جو سچ بولتی ہے اور ان پر کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا''

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مومن احسان وشفقت کو جمع کرتا ہے جبکہ منافق گناہ اور بے خوفی کو جمع کرتا ہے۔ پھر اِنَّ الَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ خَشْيَةِ رَبِّهِمْ .... رٰجِعُوْنَ تک تلاوت کی۔ جبکہ منافق کہتا ہے (انما اوتیته علیٰ علم عندی) القصص: ۷۸۔ (1)

فریابی، امام احمد، عبد بن حمید، ترمذی، ابن ماجہ، ابن ابی الدنیا نے لغت خائفین میں، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت نقل کی ہے: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ کیا وہ آدمی جو چوری کرتا ہے، بدکاری کرتا ہے اور شراب پیتا ہے، کیا اس کے باوجود وہ اللہ سے ڈرتا ہے؟ فرمایا نہیں لیکن آدمی روزہ رکھتا ہے، صدقہ کرتا ہے اور نماز پڑھتا ہے وہ اس کے باوجود اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے کہ کہیں اس کی یہ عبادت رد نہ کر دی جائے۔ (2)

امام ابن ابی الدنیا، ابن جریر، ابن انباری نے مصاحف میں اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ کیا اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو غلطیاں کرتے ہیں اور نافرمانی والے اعمال کرتے ہیں؟ ایک روایت میں یوں ہے: کیا اس سے مراد وہ شخص ہے جو گناہ کرتا ہے اور اس سے ڈرتا ہے؟ فرمایا نہیں بلکہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو نماز پڑھتے ہیں، روزے رکھتے ہیں، صدقہ کرتے ہیں اور ان کے دل ڈرتے ہیں۔ (3)

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے فرمان وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ کی تعبیر میں یہ روایت نقل کی ہے۔ (4)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے فرمان وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ کی یہ تعبیر نقل کی ہے: وہ خوف کرتے ہوئے عمل کرتے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے یہی معنی نقل کیا ہے کہ انہیں جو دیا جاتا ہے وہ آگے عطا کر دیتے ہیں۔

امام فریابی اور ابن جریر نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ زکوۃ ادا کرتے ہیں۔ (5)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت نقل کی ہے کہ وہ لوگ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں اور اس کی اطاعت کرتے ہیں۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 42
2۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 427 (3486)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 43
4۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 418 (1977)، دار الکتب العلمیہ بیروت
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 41

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ انہیں جو کچھ عطا کیا جائے وہ آگے دیتے ہیں اور ان کے دل قیامت اور حساب کے برے انجام سے خوف زدہ ہوتے ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہیں جو کچھ عطا کیا جائے وہ آگے دیتے ہیں۔ مومن مال خرچ کرتا ہے جبکہ اس کا دل ڈر رہا ہوتا ہے۔(1)

عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت حسن اور قتادہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ یہ آیت یُؤْتُوْنَ مَاۤ اٰتَوْا پڑھتے کہتے وہ بھلائی کے کام کرتے ہیں اور انہیں جو عطا کیا جاتا ہے وہ آگے لوگوں کو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے عطا کرتے ہیں۔(2)

امام ابن مبارک نے زہد میں، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: وہ بھلائی کے کام کرتے ہیں اور ڈرتے ہیں کہ کہیں یہ انہیں اللہ کے عذاب سے نجات بھی نہ دیں۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا: جونہی میں یہ آیت پڑھتی ہوں یہ آیت مجھے سرخ اونٹوں سے بھی زیادہ محبوب ہے۔ حضرت ابن عباس نے پوچھا وہ کونسی آیت ہے؟ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا الَّذِیْنَ یُؤْتُوْنَ مَاۤ اٰتَوْا۔

امام سعید بن منصور اور ابن مردویہ رحمہما اللہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے الَّذِیْنَ یُؤْتُوْنَ مَاۤ اٰتَوْا کو مقصور پڑھا ہے (یعنی مجرد کے صیغہ سے پڑھا ہے جس کا معنی آنا ہے)۔

امام سعید بن منصور، امام احمد، امام بخاری نے تاریخ، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن اشتہ، ابن انباری نے مصاحف میں، دار قطنی نے افراد میں حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عبید بن عمیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ اس آیت الَّذِیْنَ یُؤْتُوْنَ مَاۤ اٰتَوْا کو پڑھتے یا الَّذِیْنَ یُؤْتُوْنَ مَاۤ اٰتَوْا پڑھتے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا تجھے کیا قرأت زیادہ پسندیدہ لگتی ہے۔ میں نے کہا مجھے ان دونوں میں سے ایک دنیا و مافیہا سب سے زیادہ محبوب ہے۔ حضرت عائشہ نے پوچھا کونسی؟ میں نے کہا الَّذِیْنَ یُؤْتُوْنَ مَاۤ اٰتَوْا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں اس بات کی گواہی دیتی ہوں کہ رسول اللہ ﷺ اسی طرح پڑھا کرتے تھے۔ یہ اسی طرح نازل ہوئی لیکن "ھجاء" حرف ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے اللہ تعالیٰ کے فرمان اُولٰٓئِكَ یُسٰرِعُوْنَ فِی الْخَیْرٰتِ وَ هُمْ لَهَا سٰبِقُوْنَ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے: ان کے لیے اللہ کی جانب سے سعادت پہلے ہی مقدر کی جا چکی ہے۔(4)

بَلْ قُلُوْبُهُمْ فِیْ غَمْرَةٍ مِّنْ هٰذَا وَ لَهُمْ اَعْمَالٌ مِّنْ دُوْنِ ذٰلِكَ هُمْ لَهَا عٰمِلُوْنَ ﴿۶۳﴾

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 41　2۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 42　3۔ ایضاً　4۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 44

"بلکہ ان کے دل مدہوش ہیں اس (خوفناک حقیقت) سے اور ان کے اعمال مومنوں کے اعمال سے مختلف ہیں، یہ (نابکار) ان برے کاموں کو ہی کرنے والے ہیں۔"

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے غَمْرَةٍ کا معنی کفر اور شک نقل کیا ہے اور ان کے شرک کے علاوہ بھی برے اعمال ہیں جن کو کیے بغیر ان کا کوئی چارہ کار نہیں۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے بَلْ قُلُوْبُهُمْ فِيْ غَمْرَةٍ مِّنْ هٰذَا کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ قرآن سے اندھے ہیں، ان کے اور برے اعمال بھی ہیں جن کو لازمی طور پر کرتے ہیں۔(1)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے بَلْ قُلُوْبُهُمْ فِيْ غَمْرَةٍ مِّنْ هٰذَا کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ ان کے دل مومنوں کے اعمال سے غافل ہیں، ان کے اور اعمال بھی ہیں جو مومنوں کے اعمال سے برے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کا ذکر کیا الَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ خَشْيَةِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ﴿۵۷﴾ (المومنون) پھر کافروں کے بارے میں فرمایا: بَلْ قُلُوْبُهُمْ فِيْ غَمْرَةٍ مِّنْ هٰذَا وَلَهُمْ اَعْمَالٌ یعنی ان کے اور اعمال بھی ہیں جن کے باعث انہیں یہ یہ نام دیے گئے۔(2)

حَتّٰۤى اِذَاۤ اَخَذْنَا مُتْرَفِيْهِمْ بِالْعَذَابِ اِذَا هُمْ يَجْـَٔرُوْنَ ﴿۶۴﴾ لَا تَجْـَٔرُوا الْيَوْمَ ۫ اِنَّكُمْ مِّنَّا لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿۶۵﴾ قَدْ كَانَتْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ تَنْكِصُوْنَ ﴿۶۶﴾ مُسْتَكْبِرِيْنَ ۖۗ بِهٖ سٰمِرًا تَهْجُرُوْنَ ﴿۶۷﴾

"یہاں تک کہ جب ہم پکڑیں گے ان کے خوشحال لوگوں کو عذاب سے اس وقت وہ چلائیں گے۔ (ظالمو!) آج نہ چلاؤ تمہاری ہماری طرف سے آج کوئی مدد نہ کی جائے گی۔ (وہ وقت یاد کرو) جب ہماری آیتیں تمہارے سامنے پڑھی جاتی تھیں اور تم اپنی ایڑیوں کے بل لوٹ جایا کرتے تھے غرور و تکبر کرتے ہوئے (پھر صحن حرم میں) تم داستان سرائی کیا کرتے تھے اور قرآن کی شان میں بکواس کیا کرتے تھے۔"

امام نسائی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے فرمان حَتّٰۤى اِذَاۤ اَخَذْنَا مُتْرَفِيْهِمْ بِالْعَذَابِ میں ھم ضمیر سے مراد بدری مقتول لیے ہیں۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا کہ یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جنہیں (کفار کو) اللہ تعالیٰ نے غزوہ بدر میں قتل کیا۔(3)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے سرکشوں کو بدر کے روز تلواروں سے پکڑ لیا۔ جبکہ یہ مکہ مکرمہ میں گڑگڑاتے تھے۔(4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 45, 46
2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 419 (1978)
3۔ ایضاً، (1979)
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 48

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے عذاب کا معنی بدر کے روز تلوار سے قتل کرنا لیا ہے۔
امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ربیع بن انس رحمہ اللہ سے مُتْرَفِيْهِمْ کا معنی (ان کے تکبر کرنے والے) کیا ہے۔
امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ مدد طلب کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے فرمان سٰمِرًا تَهْجُرُوْنَ کا یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ تم بیت اللہ شریف کے گرد بیٹھ کر قصہ گویاں کرتے ہو اور یاوہ گوئی کرتے ہو۔(1)
امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے تَنْكِصُوْنَ کا معنی تم پیچھے ہٹ جاتے تھے نقل کیا ہے۔(2)
امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مُسْتَكْبِرِيْنَ ۖ بِهٖ میں ہ ضمیر سے مراد بیت حرام ہے۔ اور ان کے قصہ گو کو کوئی خوف نہ ہوتا تھا۔ کیونکہ انہیں امن دیا گیا ہوتا جبکہ عرب رات کے وقت قصہ گوئی اور مجلس کرنے والے کے بارے میں ڈرتے تھے اور وہ ایک دوسرے سے لڑ پڑتے تھے۔ اہل مکہ کو جو امن نصیب تھا اس وجہ سے انہیں کوئی ڈر نہیں ہوتا تھا۔ تَهْجُرُوْنَ یعنی تم اللہ کے حرم میں اور بیت اللہ شریف کے نزدیک شرک کرتے ہو اور بہتان لگاتے ہو۔ حضرت حسن بصری اس کی یہ تعبیر کرتے تھے، تم اللہ کی کتاب اور اللہ کے نبی کا مذاق اڑاتے ہو۔(3)
امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے قول نقل کیا ہے کہ مُسْتَكْبِرِيْنَ ۖ بِهٖ میں ہ ضمیر سے مراد میرا حرم ہے اور تم قرآن، میرے ذکر اور میرے رسول کا مذاق اڑاتے ہو۔(4)
امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ '' ہ '' ضمیر سے مراد اللہ تعالیٰ کا حرم ہے، تکبر کی وجہ یہ ہے۔ کیونکہ حرم کی حدود میں ان پر کوئی غالب نہیں آیا۔(5)
عبد بن حمید نے ابو مالک سے قول نقل کیا ہے کہ وہ میرے حرم میں تکبر کرتے ہیں اور رات کو نامناسب باتیں کرتے ہیں۔
امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ مکہ مکرمہ میں تکبر کرتے ہیں سٰمِرًا کا معنی مجلس کرنے والا ذکر کیا ہے اور تم قرآن حکیم کے متعلق نازیبا باتیں کرتے ہو۔
عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے ابو صالح سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مُسْتَكْبِرِيْنَ ۖ بِهٖ میں ہ ضمیر سے مراد قرآن حکیم ہے۔
امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس سے عرض کیا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان سٰمِرًا تَهْجُرُوْنَ کا معنی بتائیے فرمایا وہ لہو و لعب اور باطل باتیں کرتے تھے۔ پوچھا کیا عرب اسے جانتے ہیں؟ فرمایا ہاں۔ کیا تو نے شاعر کا شعر نہیں سنا۔

وَبَاتُوْا بِشَعْبٍ لَهُمْ سَامِرًا اِذَا خَبَّ نِيْرَانُهُمْ اَوْ قَدُوْا

''انہوں نے اپنی گھاٹی میں رات باتیں کرتے ہوئے گذاری، جب ان کی آگ بجھ جاتی تو وہ اسے نئے سرے سے جلا لیتے''۔
امام سعید بن منصور اور ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قریش بیت اللہ شریف

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 50,52 2۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 49 3۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 49,51,52
4۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 49 5۔ ایضاً

کے اردگرد بیٹھ کر قصہ گوئی کرتے رہتے، اس کا طواف نہ کرتے تھے اور اس پر فخر کرتے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سٰمِرًا تَهْجُرُوْنَ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ قریش حلقے بنایا کرتے تھے اور بیت اللہ شریف کے اردگرد باتیں کیا کرتے تھے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی، ابن مردویہ اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی۔ کہا (بات یہ تھی) کہ مشرک رات کی قصہ گوئیوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مذاق اڑایا کرتے تھے۔ (1)

امام عبد بن حمید نے عاصم سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے تَهْجُرُوْنَ کو تاء کے فتحہ اور جیم کے ضمہ کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ جب وہ قصہ گوئی کرتے تو یاوہ گوئی کرتے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ حق کو چھوڑتے ہیں اور حق کا مذاق اڑاتے ہیں۔

امام نسائی، ابن ابی حاتم، حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو قصہ گوئی کو ناپسند کیا جانے لگا۔ اور ''بہ ضمیر'' سے مراد بیت اللہ ہے۔ وہ کہتے ہم بیت اللہ والے ہیں (یعنی اسی طرح وہ تکبر کرتے تھے)۔ وہ بیت اللہ شریف کو چھوڑے رکھتے (طواف نہ کرتے) اور اسے آباد نہ کرتے تھے۔ (2)

اَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ اَمْ جَآءَهُمْ مَّا لَمْ يَاْتِ اٰبَآءَهُمُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿٦٨﴾ اَمْ لَمْ يَعْرِفُوْا رَسُوْلَهُمْ فَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ﴿٦٩﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ بِهٖ جِنَّةٌ ؕ بَلْ جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ وَ اَكْثَرُهُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ ﴿٧٠﴾ وَ لَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَآءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ وَ مَنْ فِيْهِنَّ ؕ بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِذِكْرِهِمْ فَهُمْ عَنْ ذِكْرِهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿٧١﴾ اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ خَرْجًا فَخَرَاجُ رَبِّكَ خَيْرٌ ۖۗ وَّ هُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿٧٢﴾ وَ اِنَّكَ لَتَدْعُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿٧٣﴾ وَ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ عَنِ الصِّرَاطِ لَنٰكِبُوْنَ ﴿٧٤﴾ وَ لَوْ رَحِمْنٰهُمْ وَ كَشَفْنَا مَا بِهِمْ مِّنْ ضُرٍّ لَّلَجُّوْا فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿٧٥﴾

''کیا انہوں نے تدبر نہ کیا قرآن میں؟ یا آئی تھی ان کے پاس ایسی چیز جو نہ آئی تھی ان کے پہلے آباؤ اجداد کے

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 269 (2970)، دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 427 (3487)

پاس۔ یا انہوں نے اپنے رسول (مکرم) کو نہ پہچانا تھا اس لیے وہ اس کے منکر بنے رہے؟ یا کہتے ہیں کہ اسے سودا کا مرض ہے (یوں نہیں) بلکہ وہ تشریف لایا ان کے پاس حق کے ساتھ اور بہت سے لوگ ان میں سے حق کو ناپسند کرتے ہیں۔ اور اگر پیروی کرتا حق ان کی خواہشات (نفسانی) کی تو درہم برہم ہو جاتے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے۔ بلکہ ہم ان کے پاس لے آئے ان کی نصیحت تو وہ اپنی نصیحت سے ہی روگردانی کرنے والے ہیں۔ کیا آپ طلب کرتے ہیں ان سے کچھ معاوضہ؟ (آپ کے لیے) تو آپ کے رب کی عطا بہتر ہے اور وہ سب سے بہتر رزق دینے والا ہے۔ اور بیشک آپ تو انہیں بلاتے ہیں سیدھی راہ کی طرف۔ بلاشبہ وہ لوگ جو ایمان نہیں لاتے آخرت پر وہ راہ راست سے منحرف ہونے والے ہیں۔ اور اگر ہم ان پر مہربانی بھی فرمائیں اور دور بھی کر دیں اس مصیبت کو جس میں مبتلا ہیں پھر بھی وہ بڑھتے جائیں گے اپنی سرکشی میں اندھے بنے ہوئے"۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اَفَلَمۡ یَدَّبَّرُوا الۡقَوۡلَ کی یہ تعبیر نقل کی ہے کہ اگر قوم غور و فکر کرتی اور سمجھ بوجھ رکھتی تو اللہ کی قسم! وہ قرآن میں ایسی چیز پاتی جو انہیں اللہ تعالیٰ کی معصیت سے روک دیتی۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے اَمۡ لَمۡ یَعۡرِفُوۡا رَسُوۡلَهُمۡ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانتے تھے لیکن وہ آپ سے حسد کرتے تھے اور وَلَوِ اتَّبَعَ الۡحَقُّ اَهۡوَآءَهُمۡ میں حق سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔(1)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بَلۡ اَتَيۡنٰهُمۡ بِذِكۡرِهِمۡ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ ہم نے ان کے لیے واضح کیا۔(2)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے ذِكۡرِ کا معنی قرآن لیا ہے اور اَمۡ تَسۡـَٔلُهُمۡ خَرۡجًا کا یہ معنی کیا ہے کہ ہم نے جو آپ کو دیا ہے اس پر آپ ان سے اجر طلب کرتے ہیں۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری سے خرج کا معنی اجر نقل کیا ہے۔(3)

امام عبد بن حمید نے مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ خرج اور اس سے قبل جو قصہ مذکور ہے وہ قریش کے کفار کے لیے ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے خرجاً کو الف کے بغیر اور فَخَرَاجُ رَبِّكَ میں الف کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے یوں قرأت کی اَمۡ تَسۡـَٔلُهُمۡ خَرۡجًا فَخَرَاجُ رَبِّكَ خَيۡرٌ۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے صراط مستقیم کا یہ معنی نقل کیا ہے، کہا اس میں کوئی ٹیڑھا پن نہیں ہے۔ ہمارے سامنے یہ ذکر کیا ہے کہ اللہ کے نبی ایک آدمی سے ملے، اس سے کہا اسلام قبول کرلو۔ یہ چیز اس کو بڑی مشکل

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 54، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 55

لگی اور گراں گزری۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا مجھے بتاؤ اگر تو ناہموار راستہ پر ہو اور تو ایسے آدمی کو ملے جسے تو جانتا ہو، اس کا نسب بھی پہچانتا ہو وہ تجھے ایک کھلے ہموار راستے کی طرف بلائے، کیا تو اس کی پیروی کرے گا؟ اس نے کہا جی ہاں، میں ایسا کروں گا۔ فرمایا مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے! بیشک اگر تو اس راستہ پر ہوتا تو اس وقت تو اس سے بھی زیادہ پیچیدہ راستہ میں ہے اور میں تو اس راستہ سے بھی زیادہ آسان اور ہموار راستہ کی طرف بلا رہا ہوں اگر تجھے اس راستہ کی طرف بلایا جاتا۔ ہمارے سامنے یہ بات ذکر کی گئی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک آدمی کو ملے، فرمایا اس کو قبول کر لے اسے یہ چیز بڑی شاق گزری۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا بتاؤ تیرے دو نوجوان ہوں، ان میں سے ایک بات کرے تو سچ کہے، اگر تو اس کے پاس امانت رکھے تو وہ تجھے واپس کر دے۔ دوسرا تجھ سے بات کرے تو جھوٹ بولے، اگر تو اس کے پاس امانت رکھے۔ تو وہ خیانت کرے اس نے عرض کی کیوں نہیں، میرا نوجوان تو وہ ہے کہ جب بات کرے تو سچ کہے، جب میں اس کے پاس امانت رکھوں تو وہ مجھے ادا کر دے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم بھی اپنے رب کے پاس ایسے ہی ہو گے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے عَنِ الصِّرَاطِ لَنٰكِبُوْنَ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ حق سے روگردانی کرتے ہیں۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے ضُرٍّ کا معنی بھوک نقل کیا ہے۔ (1)

وَ لَقَدْ اَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوْا لِرَبِّهِمْ وَ مَا يَتَضَرَّعُوْنَ ﴿۷۶﴾ حَتّٰۤى اِذَا فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا ذَا عَذَابٍ شَدِيْدٍ اِذَا هُمْ فِيْهِ مُبْلِسُوْنَ ﴿۷۷﴾ وَ هُوَ الَّذِيْۤ اَنْشَاَ لَكُمُ السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ وَ الْاَفْـِٕدَةَ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۸﴾ وَ هُوَ الَّذِيْ ذَرَاَكُمْ فِي الْاَرْضِ وَ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۷۹﴾ وَ هُوَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَ يُمِيْتُ وَ لَهُ اخْتِلَافُ الَّيْلِ وَ النَّهَارِ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۸۰﴾ بَلْ قَالُوْا مِثْلَ مَا قَالَ الْاَوَّلُوْنَ ﴿۸۱﴾ قَالُوْۤا ءَاِذَا مِتْنَا وَ كُنَّا تُرَابًا وَّ عِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ﴿۸۲﴾ لَقَدْ وُعِدْنَا نَحْنُ وَ اٰبَآؤُنَا هٰذَا مِنْ قَبْلُ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّاۤ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۸۳﴾

"اور ہم نے پکڑ لیا انہیں عذاب سے پھر بھی وہ نہ جھکے اپنے رب کی بارگاہ میں اور نہ وہ اب گڑگڑا کر (توبہ کرتے) ہیں۔ یہاں تک کہ جب ہم کھول دیں گے ان پر دروازہ سخت عذاب والا وہ اس وقت بالکل مایوس ہو جائیں گے۔ اور وہ وہی ہے جس نے بنائے تمہارے لیے کان، آنکھیں اور دل، لیکن (ان عظیم نعمتوں پر بھی)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 56، دار احیاء التراث العربی بیروت

تم بہت کم شکر ادا کرتے ہو۔ اور وہ وہی ہے جس نے پھیلا دیا تمہیں زمین (کے اطراف) میں اور (انجام کار) اسی کی جناب میں اکٹھے کیے جاؤ گے۔ اور وہ وہی ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور اسی کے اختیار میں ہے گردش لیل و نہار۔ کیا (اتنا بھی) تم نہیں سمجھتے ہو؟ بلکہ انہوں نے بھی وہی بات کہی جو پہلے (کفار) کہا کرتے تھے۔ انہوں نے کہا کیا جب ہم مر جائیں گے اور بن جائیں گے خاک اور ہڈیاں تو کیا ہمیں پھر اٹھایا جائے گا؟ بلاشبہ یہ وعدہ کیا گیا ہم سے اور ہمارے باپ دادا کے ساتھ بھی آج سے پہلے (لیکن آج تک پورا نہ ہوا) نہیں ہیں یہ باتیں مگر من گھڑت افسانے پہلے لوگوں کے۔"

امام نسائی، ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی، حاکم (حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، ابن مردویہ اور بیہقی نے دلائل میں حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ ابوسفیان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، عرض کی اے محمد! میں تمہیں اللہ اور رشتہ داری کا واسطہ دے کر کہتا ہوں ہم نے علھز (1) کو خون کے ساتھ کھایا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔(2)

امام ابن جریر، ابونعیم نے "المعرفۃ" میں اور بیہقی رحمہم اللہ نے "دلائل" میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ثمامہ ابن اثال حنفی کو جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر کیا گیا تو وہ مسلمان ہو گیا جبکہ یہ قیدی تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے آزاد کر دیا۔ یمامہ چلا گیا اور اہل مکہ اور یمامہ کے غلہ کے درمیان رکاوٹ بن گیا یہاں تک کہ قریش نے علھز کھایا۔ ابوسفیان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عرض کی: کیا آپ کو رحمۃ للعلمین بنا کر مبعوث نہیں کیا گیا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیوں نہیں۔ عرض کی آپ نے تو آباء کو تلوار سے اور بیٹوں کو بھوک سے مار ڈالا۔ تو اللہ تعالیٰ نے وَلَقَدْ اَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ آیت کو نازل فرمایا۔(3)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے عذاب کا معنی خشک سالی اور بھوک نقل کیا ہے۔

امام عسکری نے "المواعظ" میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آیت فَمَا اسْتَكَانُوْا لِرَبِّهِمْ وَ مَا يَتَضَرَّعُوْنَ کی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے دعا میں تواضع اختیار نہیں کی اور نہ خشوع و خضوع اختیار کیا۔ اگر وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے خشوع و خضوع اختیار کرتے تو اللہ تعالیٰ ان کی دعا قبول کر لیتا۔

ابن جریر نے حضرت حسن بصری سے روایت نقل کی ہے کہ جب بادشاہ کی طرف سے تمہیں کوئی مصیبت پہنچے تو یہ بھی ایک عذاب ہے اللہ تعالیٰ کے عذاب کا مقابلہ حمیت کی صورت میں نہ کرو بلکہ اس کا مقابلہ استغفار کی صورت میں کرو، عاجزی کرو اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آہ و زاری کرو اور یہ آیت وَلَقَدْ اَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوْا لِرَبِّهِمْ وَمَا يَتَضَرَّعُوْنَ تلاوت کی۔(4)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عَذَابٍ شَدِيْدٍ کا معنی وہ عذاب لیا ہے جو غزوۂ بدر میں گزر چکا ہے۔(5)

1۔ ایسا کھانا جو خون اور بالوں سے بنایا جاتا ہے۔ (مترجم) 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 56 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 58 5۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 57

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے عَذَابٍ شَدِیۡدٍ کا معنی بدر میں شکست لیا ہے۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے عَذَابٍ شَدِیۡدٍ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ قریش کو جو بھوک کا سامنا کرنا پڑا اور اس کے علاوہ انہیں جو مصائب دیکھنے پڑے۔(2)

قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ وَ مَنْ فِیْهَاۤ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۴﴾ سَیَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ؕ قُلْ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۸۵﴾ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ﴿۸۶﴾ سَیَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ؕ قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۸۷﴾ قُلْ مَنْۢ بِیَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَیْءٍ وَّ هُوَ یُجِیْرُ وَ لَا یُجَارُ عَلَیْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۸﴾ سَیَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ؕ قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ ﴿۸۹﴾ بَلْ اَتَیْنٰهُمْ بِالْحَقِّ وَ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۹۰﴾ مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ وَّ مَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍۭ بِمَا خَلَقَ وَ لَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ﴿ۙ۹۱﴾ عٰلِمِ الْغَیْبِ وَ الشَّهَادَةِ فَتَعٰلٰى عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ﴿۹۲﴾ قُلْ رَّبِّ اِمَّا تُرِیَنِّیْ مَا یُوْعَدُوْنَ ﴿ۙ۹۳﴾ رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِیْ فِی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۹۴﴾ وَ اِنَّا عَلٰۤى اَنْ نُّرِیَكَ مَا نَعِدُهُمْ لَقٰدِرُوْنَ ﴿۹۵﴾

"(اے حبیب) آپ پوچھیے کس کی ملکیت ہے یہ زمین اور جو کچھ اس میں ہے (بتاؤ) اگر تم جانتے ہو۔ وہ کہیں گے (یہ سب) اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایئے پھر کیا تم غور نہیں کرتے۔ پوچھیے کون ہے مالک سات آسمانوں کا اور (کون ہے) مالک عرش عظیم کا؟ وہ کہیں گے (یہ سب) اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے۔ آپ فرمایئے تم اس سے کیوں نہیں ڈرتے۔ آپ پوچھیے وہ کون ہے جس کے دست قدرت میں ہر چیز کی کامل ملکیت ہے اور وہ پناہ دیتا ہے (جسے چاہے) اور پناہ نہیں دی جاسکتی اس کی مرضی کے خلاف (بتاؤ) اگر تم کچھ علم رکھتے ہو۔ وہ کہیں گے یہ اللہ تعالیٰ کی ہی شان ہے۔ فرمایئے پھر کیسے تم دھوکہ میں مبتلا ہو جاتے ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم نے پہنچا دیا انہیں حق اور وہ یقیناً جھوٹے ہیں۔ نہیں بنایا اللہ نے کسی کو (اپنا) بیٹا اور نہ ہی اس کے ساتھ کوئی اور خدا ہے ورنہ لے جاتا ہے خدا اس چیز کو جو اس نے پیدا کی ہوتی اور غلبہ حاصل کرنے کی کوشش کرتے وہ خدا ایک

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 57
2۔ ایضاً

دوسرے پر۔ پاک ہے اللہ تعالیٰ ان تمام (نازیبا) باتوں سے جو وہ بیان کرتے ہیں۔ وہ جاننے والا ہے ہر پوشیدہ اور ظاہر کو، پس وہ بلند ہے اس شرک سے جو وہ کرتے ہیں۔ آپ یہ دعا مانگیے: اے میرے پروردگار! اگر تو ضرور مجھے دکھانا چاہتا ہے وہ (عذاب) جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے تو میرے رب! (ازراہ عنایت) مجھے ان ظالموں کے ساتھ نہ کرنا اور ہم اس بات پر کہ دکھادیں وہ عذاب جس کا ہم نے ان سے وعدہ کیا ہے قادر ہیں۔''

امام ابو عبید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ہارون رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابی بن کعب کے مصحف میں سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ہر جگہ الف کے بغیر ہے۔

امام ابو عبید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عاصم جحدری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے مصحف ''امام'' میں جو لوگوں کے لیے لکھا گیا سب جگہ لِلّٰهِ الف کے بغیر ہے۔

امام ابن ابی داؤد رحمہ اللہ نے مصاحف میں حضرت اسد بن زید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے مصحف میں سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ تینوں جگہ الف کے بغیر ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت یحییٰ بن عتیق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کے مصحف میں تین جگہ لِلّٰهِ الف کے بغیر لکھا ہوا دیکھا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے لِلّٰهِ کو الف کے بغیر پڑھا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ کا معنی ہر شے کے خزانے کیا ہے۔

اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ السَّيِّئَةَ ۭ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَصِفُوْنَ ﴿۹۶﴾

دور کرو اس چیز سے جو بہت بہتر ہے برائی کو۔ ہم خوب جانتے ہیں جو باتیں وہ بیان کرتے ہیں۔''

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے آیت کا یہ معنی نقل کیا ہے: وہ تمہیں جو اذیتیں دیتے ہیں ان سے اعراض کیجئے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے عطاء سے هِيَ اَحْسَنُ کا یہ مفہوم نقل کیا ہے: سلام کے ساتھ بدلہ دیجئے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے آیت کی تفسیر میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: اللہ کی قسم! وہ گھونٹ کتنا اچھا ہے جو تو پیتا ہے جبکہ تو مظلوم ہو، جو یہ طاقت رکھتا ہو کہ بھلائی کے ساتھ شر پر غالب آئے تو وہ ایسا کرے، اللہ کی توفیق کے بغیر کوئی طاقت نہیں۔

امام ابن ابی حاتم اور ابو نعیم رحمہما اللہ نے ''حلیہ'' میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اگر کوئی آدمی کسی کے بارے میں ایسی بات کرے جو اس میں نہیں تو جواب میں وہ یوں کہے: اگر تو جھوٹا ہے تو میں اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 63، دار احیاء التراث العربی بیروت

کہ وہ تجھے بخش دے اور اگر تو سچا ہے تو میں اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں کہ وہ مجھے بخش دے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے ''الادب'' میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا عرض کی یا رسول اللہ! میرے رشتہ دار ہیں، میں ان سے صلہ رحمی کرتا ہوں جبکہ وہ قطع رحمی کرتے ہیں، میں ان کے ساتھ حسن سلوک کرتا ہوں جبکہ وہ میرے ساتھ برا سلوک کرتے ہیں، میرے ساتھ جاہلانہ رویہ اپناتے ہیں جبکہ میں ان کے ساتھ حلم کرتا ہوں۔ فرمایا اگر بات اسی طرح ہے جس طرح تو کہتا ہے گویا تو انہیں اکتا دینے والے عمل کے پیچھے لگائے ہوئے ہے۔ جب تک تو اس حال پر رہے گا تو ان کے خلاف اللہ کی جانب سے تیرے ساتھ مددگار رہو گا۔

وَ قُلْ رَّبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ ﴿۹۷﴾ وَ اَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ ﴿۹۸﴾

''اور کہیے میرے رب! میں پناہ طلب کرتا ہوں تیری شیطانوں کے وسوسوں سے۔ اور میں تیری پناہ طلب کرتا ہوں میرے رب اس سے کہ وہ میرے پاس آئیں۔''

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، ابوداؤد، امام ترمذی (جبکہ ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے)، امام نسائی اور بیہقی رحمہم اللہ نے ''الاسماء والصفات'' میں حضرت عمرو بن شعیب رحمہ اللہ سے وہ اپنے باپ سے وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نیند کے وقت ڈر سے بچنے کے لیے کلمات سکھاتے ہیں ''بِسْمِ اللّٰهِ اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهٖ وَعِقَابِهٖ وَشَرِّ عِبَادِهٖ، وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَاَنْ يَّحْضُرُوْنِ۔ اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں، میں اللہ کے غضب، اس کے عذاب اور اس کے بندوں کے شر اور شیطانوں کے وساوس اور ان کے حاضر ہونے کے شر سے اللہ تعالیٰ کے مکمل کلمات کی پناہ چاہتا ہوں۔ (1)

امام ابن ابی حاتم نے ابن زید سے اَنْ يَّحْضُرُوْنِ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ میرے معاملات میں سے کسی چیز میں حاضر ہوں۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میں وحشت محسوس کرتا ہوں تو فرمایا تو کہہ اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهٖ وَعِقَابِهٖ وَشَرِّ عِبَادِهٖ، وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَاَنْ يَّحْضُرُوْنِ۔ تو وہ تجھے کوئی تکلیف نہ دے گا اور اس کے لائق ہے کہ وہ تجھے تکلیف نہ دے۔

حَتّٰۤى اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ ﴿۹۹﴾ لَعَلِّیْۤ اَعْمَلُ صَالِحًا فِیْمَا تَرَكْتُ كَلَّا ؕ اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَآىِٕلُهَا ؕ وَ مِنْ وَّرَآىِٕهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ﴿۱۰۰﴾

1۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 181، دار صادر بیروت

'' یہاں تک کہ جب آئے گی ان میں سے کسی کو موت تو وہ (بصد حسرت) کہے گا: میرے مالک! مجھے (دنیا میں) واپس بھیج دے شاید میں اچھے کام کروں اس دنیا میں دوبارہ جا کر جسے میں ایک بار چھوڑ آیا ہوں، ایسا نہیں ہو سکتا۔ یہ ایک (لغو) بات ہے جو وہ کہہ رہا ہے اور ان کے آگے ایک آڑ ہے اس دن تک جب وہ دوبارہ زندہ کیے جائیں گے۔''

امام ابن ابی الدنیا نے ذکر الموت میں اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب کافر کو اس کی قبر میں رکھا جاتا ہے اور وہ جہنم میں اپنا ٹھکانہ دیکھتا ہے تو وہ عرض کرتا ہے اے میرے مالک! مجھے واپس لے چلو تا کہ میں توبہ کروں اور نیک اعمال کروں تو اسے کہا جاتا ہے جتنی تیری عمر تھی تو نے اتنی عمر گذار لی۔ تو اس پر اس کی قبر تنگ کر دی جاتی ہے تو وہ مصیبت زدہ کی طرح سوتا ہے اور گھبراتا ہے، زمین کے کیڑے مکوڑے جیسے سانپ اور بچھو اس کا قصد کرتے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ اہل قبور میں سے نافرمانوں کے لیے ہلاکت ہے۔ ان کی قبروں میں سیاہ سانپ داخل ہوتے ہیں۔ ایک سانپ اس کے سر کے پاس اور ایک سانپ اس کے پاؤں کے پاس ہوتا ہے۔ وہ اسے ڈستے رہتے ہیں یہاں تک کہ اس کے وسط میں جا کر مل جاتے ہیں۔ یہی وہ برزخ کا عذاب ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وَمِنْ وَّرَآىِٕهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ موت کا ذائقہ چکھنے سے قبل اس کو دیکھ لیتا ہے۔(1)

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن جریج سے روایت نقل کی ہے کہ لوگوں نے گمان کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ سے فرمایا کہ مومن جب فرشتوں کو دیکھتا ہے تو فرشتے اسے کہتے ہیں: ہم تجھے واپس دنیا کی طرف لے جاتے ہیں۔ تو وہ کہتا ہے غموں اور دکھوں کے گھر کی طرف بلکہ مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف لے چلو۔ رہا کافر تو وہ فرشتے کافر کو کہتے ہیں: ہم تجھے دنیا کی طرف واپس لے چلتے ہیں۔ تو وہ کہتا ہے رَبِّ ارْجِعُوْنِ ﴿۹۹﴾ لَعَلِّیْۤ اَعْمَلُ صَالِحًا فِیْمَا تَرَكْتُ۔(2)

امام دیلمی رحمہ اللہ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب انسان پر موت کا وقت آتا ہے تو اس کے لیے وہ تمام چیزیں جمع کر دی جاتی ہیں جو اسے حق سے روکتی تھیں اور اس کی آنکھوں کے سامنے رکاوٹ بن جاتی ہیں، اس وقت وہ یہ کہتا ہے رَبِّ ارْجِعُوْنِ۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ یہ عرض اس لیے کرے گا کہ شاید میں لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہوں۔

امام بیہقی نے الاسماء والصفات میں عکرمہ رحمہما اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے لَعَلِّیْۤ اَعْمَلُ صَالِحًا کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہوں۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 65، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضا

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سفیان بن حسین رحمہ اللہ سے وَمِنْ وَّرَآىِٕهِمْ کا معنی ان کے سامنے نقل کیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ہناد، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابونعیم رحمہم اللہ نے حلیہ میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے بَرْزَخٌ کا معنی موت سے لے کر دوبارہ اٹھائے جانے تک کیا ہے۔(1)

عبد بن حمید اور ابن جریر نے مجاہد سے بَرْزَخٌ کا معنی میت اور دنیا کی طرف لوٹائے جانے کے درمیان رکاوٹ سے کیا ہے۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ سے بَرْزَخٌ کا معنی دنیا اور آخرت کا درمیانی عرصہ لیا ہے، نہ وہ دنیا والوں کے ساتھ ہوتا ہے کہ وہ کھائے پیئے اور نہ ہی آخرت والوں کے ساتھ ہوتا ہے کہ اسے اعمال کی جزا دی جائے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے آیت کی تفسیر میں حضرت بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ بَرْزَخٌ سے مراد دنیا و آخرت کے درمیان کا عرصہ ہے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر نے قتادہ سے روایت نقل کی ہے کہ بَرْزَخٌ سے مراد باقی ماندہ دنیا ہے۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: قبروں والے دنیا اور آخرت کے درمیان بَرْزَخٌ میں ہیں، وہ اسی برزخ میں رہیں گے یہاں تک کہ انہیں دوبارہ اٹھایا جائے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ربیع رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بَرْزَخٌ سے مراد قبور ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابوصخر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ بَرْزَخٌ سے مراد قبروں والے ہیں، نہ وہ دنیا میں اور نہ آخرت میں۔ وہ تا قیامت اس میں رہیں گے۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور سمویہ نے فوائد میں حضرت ابوامامہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ ایک جنازہ میں حاضر ہوئے۔ جب اس میت کو دفن کیا گیا تو اس نے کہا یہ دوبارہ اٹھائے جانے کے دن تک بَرْزَخٌ ہے۔(4)

امام ہناد رحمہ اللہ نے حضرت ابومحلم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ امام شعبی رحمہ اللہ سے کہا گیا: فلاں آدمی مر گیا ہے۔ فرمایا: نہ وہ دنیا میں ہے اور نہ ہی آخرت میں، وہ بَرْزَخٌ میں ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے بَرْزَخٌ کا معنی موت کے بعد نقل کیا ہے۔(5)

فَاِذَا نُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَلَاۤ اَنْسَابَ بَیْنَهُمْ یَوْمَىِٕذٍ وَّ لَا یَتَسَآءَلُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِیْنُهٗ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَ مَنْ خَفَّتْ مَوَازِیْنُهٗ فَاُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ خَسِرُوْۤا اَنْفُسَهُمْ فِیْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ﴿۱۰۳﴾

”تو جب صور پھونکا جائے گا تو کوئی رشتہ داریاں نہ رہیں گی ان کے درمیان اس روز اور نہ وہ ایک دوسرے کے متعلق پوچھ سکیں گے۔ البتہ جن کے پلڑے بھاری ہونگے تو وہی لوگ کامیاب و کامران ہوں گے۔ اور جن کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 66 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً 5۔ ایضاً

پلڑے ہلکے ہوں گے تو وہی لوگ ہیں جنہوں نے نقصان پہنچایا اپنے آپ کو، وہ جہنم میں ہمیشہ (جلتے) رہیں گے"۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فَلَآ اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَّلَا يَتَسَآءَلُوْنَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ جب صور پھونکا جائے گا تو اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا کوئی زندہ باقی نہ رہے گا۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ پہلے نفخہ کے وقت ہوگا۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے آیت کی تفسیر میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لوگوں میں سے کوئی بھی دوسرے کا نسب اور رشتہ داری کا نہیں پوچھے گا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے آیت کی تفسیر میں حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: اس روز کوئی کسی کا نسب نہیں پوچھے گا اور نہ ہی رشتہ داری کی نسبت کرے گا۔(3)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت اور سورۂ صافات کی آیت وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: یہ مختلف مقامات پر صورتحال ہوگی، جس مقام پر کوئی نسب نہیں پوچھے گا اور نہ ہی ایک دوسرے سے سوال کریں گے اس وقت وہ گرے پڑے ہوں گے، وہ پہلا نفخہ ہے۔ جب دوسرا نفخہ ہوگا وہ اٹھیں گے اور ایک دوسرے سے سوال کریں گے۔

امام ابن جریر اور حاکم رحمہما اللہ (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) نے ایک اور سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے ان دو آیتوں کے بارے میں پوچھا گیا۔ فرمایا جب وہ سوال نہیں کریں گے: یہ اس وقت ہوگا جب پہلا نفخہ ہوگا اور زمین پر کوئی چیز باقی نہ بچے گی اور جہاں تک سورۂ صافات کا تعلق ہے تو جب وہ جنت میں داخل ہونگے تو ایک دوسرے سے سوال کریں گے۔(4)

امام ابن مبارک نے "زہد" میں، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابونعیم نے حلیہ میں اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب قیامت کا روز ہوگا تو اللہ تعالیٰ اگلے پچھلے لوگوں کو جمع کرے گا۔ اور ایک میں یوں الفاظ ہیں: اگلے پچھلے لوگوں کی موجودگی میں ایک مرد یا ایک عورت کا ہاتھ پکڑا جائے گا۔ یوں ایک منادی کرنے والے اعلان کرے گا: جس کسی کا کسی پر حق ہو تو وہ حق لے لے، اللہ کی قسم! جس کسی کا اپنے والد اور اپنی بیوی پر حق ہوگا اگرچہ چھوٹا ہی ہو تو وہ بڑا خوش ہوگا۔ اس کا مصداق اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: فَاِذَا نُفِخَ فِي الصُّوْرِ۔(5)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قیامت کے روز انسان کو سب سے زیادہ غضبناک یہ چیز کرے گی کہ وہ ایسے آدمی کو دیکھے جو اسے پہچانتا ہو کیونکہ وہ اس چیز سے ڈرے گا کہ کہیں وہ اس سے کوئی مطالبہ نہ کر دے پھر یہ آیت کریمہ تلاوت کی: يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ (سورۂ عبس)۔(6)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 67	2۔ ایضاً	3۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 68
4۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 67	5۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 68	6۔ ایضاً

امام احمد، طبرانی، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے نسب، میرے سبب اور سسرالی رشتہ کے سوا ہر رشتہ ختم ہو جائے گا۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے نسب اور سسرالی رشتہ کے سوا ہر نسب اور سسرالی رشتہ قیامت کے روز ختم ہو جائے گا۔

تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَ هُمْ فِيْهَا كٰلِحُوْنَ ﴿۱۰۴﴾ اَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ﴿۱۰۵﴾

''بری طرح جھلس دے گی ان کے چہروں کو آگ اور وہ اس میں دانت نکالے ہونگے۔ (اب منہ کیوں بسورتے ہو؟) کیا ہماری آیتیں نہیں پڑھی جاتی تھیں تمہارے سامنے اور تم انہیں جھٹلایا کرتے تھے؟''۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ تَلْفَحُ کا معنی تَنْفَحُ ہے یعنی آگ ان کی ہڈیوں سے گودا نکال دے گی۔(1)

امام ابن مردویہ اور ضیاء رحمہما اللہ نے ''صفۃ النار'' میں حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انہیں آگ کی لپک پہنچے گی تو ان کے گوشت ان کے پٹھوں پر بہ جائیں گے۔

امام ابن ابی حاتم، طبرانی نے اوسط میں، ابن مردویہ اور ابونعیم رحمہم اللہ نے حلیہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جب جہنمیوں کو جہنم کی طرف ہانکا جائے گا تو جہنم ان کے گردن پکڑے گی اور انہیں آگ کی ایسی لپک دے گی جو ان کے گوشت کو ان کی ہڈی پر نہیں چھوڑے گی مگر اسے ان کی پنڈلی پر پھینک دے گی۔(2)

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے حلیہ میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہیں ایسی لپک پہنچے گی جو ہڈیوں پر گوشت نہیں چھوڑے گی مگر اسے ان کی ایڑیوں پر پھینک دے گی۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، امام ترمذی (امام ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، ابن ابی الدنیا نے صفۃ النار میں، ابو یعلی، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم (حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، ابن مردویہ اور ابونعیم نے حلیہ میں ابو سعید خدری سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آگ اس کے چہرے کو جلا دے گی تو اس کا اوپر والا ہونٹ سکڑ جائے گا یہاں تک کہ سر کے درمیان تک جا پہنچے گا اور اس کا نیچے والا ہونٹ ڈھیلا ہو جائے گا یہاں تک کہ اس کی ناف تک جا ملے گا۔(3)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت مغیث بن سمی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب ایک آدمی کو آگ کے پاس لایا جائے گا تو اسے کہا جائے گا انتظار کرو یہاں تک کہ ہم تجھے تحفہ دیں۔ تو اس کے پاس سانپوں کے زہر کا پیالہ لایا جائے گا۔ جب وہ اس کے منہ کے قریب ہوگا تو اس کا گوشت علیحدہ جا پڑے گا اور ہڈیاں علیحدہ ہو جائیں گی۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 69 　 2۔ مجمع الزوائد، باب تلقی النار اھلھا، جلد 10، صفحہ 711 (18586)، دار الفکر بیروت
3۔ سنن ترمذی، جلد 2، صفحہ 147، وزارت تعلیم اسلام آباد

امام عبدالرزاق، فریابی، ابن ابی شیبہ، ہناد، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور حاکم رحمہم اللہ (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وَهُمْ فِيهَا كَالِحُونَ کا معنی ہے کہ کلوح الراس سے مراد پکنا ہے ان کے دانت ظاہر ہو جائیں گے اور ان کے ہونٹ سکڑ جائیں گے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے كَالِحُونَ کا معنی ترش رو کیا ہے۔

قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَ كُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ ﴿١٠٦﴾ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ﴿١٠٧﴾

''(معذرت کرتے ہوئے) کہیں گے اے ہمارے رب! غالب آ گئی تھی ہم پر ہماری بدبختی اور ہم گم کردہ راہ لوگ تھے۔ اے ہمارے مالک! (ایک بار) ہمیں نکال اس سے، پھر اگر ہم نافرمانی کی طرف رجوع کریں تو یقیناً پھر ہم ظالم ہوں گے۔''

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ان کی وہ بدبختی جو ان پر لکھی جا چکی تھی ان پر غالب آ گئی تھی۔

امام عبد بن حمید نے حضرت حسن بصری سے روایت نقل کی ہے کہ وہ یوں قرأت کرتے تھے غَلَبَتْ عَلَيْنَا شَقَاوَتُنَا۔

امام عبد بن حمید نے حضرت اسحاق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ عبداللہ کی قرأت میں شَقَاوَتُنَا کے الفاظ ہیں۔

قَالَ اخْسَـُٔوْا فِيْهَا وَ لَا تُكَلِّمُوْنِ ﴿١٠٨﴾ اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِيْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَ ارْحَمْنَا وَ اَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿١٠٩﴾

''جواب ملے گا پھٹکارے ہوئے پڑے رہو اس میں اور مت بولو میرے ساتھ۔ (تمہیں یاد ہے) ایک گروہ میرے بندوں میں سے ایسا تھا جو عرض کیا کرتا تھا اے ہمارے رب! ہم ایمان لے آئے ہیں، سو تو بخش دے ہمیں اور رحم فرما ہم پر اور تو سب سے بہتر رحم فرمانے والا ہے۔''

امام ابن ابی شیبہ، امام ترمذی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی نے بعث میں حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جہنمیوں پر بھوک ڈالی جائے گی یہاں تک کہ یہ بھوک اس عذاب کے ہم پلہ ہو جائے گی جس میں وہ پہلے سے موجود تھے۔ وہ کھانا طلب کریں گے تو ان کو ضریع دیا جائے گا جو نہ موٹا کرے گا اور نہ ہی بھوک کو مٹائے گا۔ وہ پانی طلب کریں گے تو لوہے کے آنکڑوں سے ان کی طرف کھولتا ہوا پانی بلند کیا جائے گا۔ جب وہ پانی ان کے چہروں کے قریب پہنچے گا تو ان کے چہروں کو جلا دے گا۔ جب وہ ان کے پیٹوں میں پہنچے گا تو پیٹوں میں جو کچھ ہوگا اسے کاٹ کر رکھ دے گا۔ وہ کہیں گے جہنم کے داروغوں کو بلاؤ۔ تو وہ جہنم کے داروغوں کو بلائیں گے اور کہیں گے ادْعُوْا رَبَّكُمْ

یُخَفِّفْ عَنَّا یَوْمًا مِّنَ الْعَذَابِ (غافر) تو جہنم کے داروغے انہیں جواب دیں گے اَوَ لَمْ تَكُ تَاْتِیْكُمْ رُسُلُكُمْ بِالْبَیِّنٰتِ قَالُوْا بَلٰی قَالُوْا فَادْعُوْا وَ مَا دُعٰٓؤُا الْكٰفِرِیْنَ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ (غافر) تو یہ جہنمی کہیں گے: مالک کو بلاؤ تو وہ مالک کو بلائیں گے اور کہیں گے یٰمٰلِكُ لِیَقْضِ عَلَیْنَا رَبُّكَ (الزخرف: 77) تو مالک انہیں جواب دے گا اِنَّكُمْ مّٰكِثُوْنَ (الزخرف) وہ کہیں گے اپنے رب کو بلاؤ۔ تمہارے رب سے بہتر کوئی بھی نہیں۔ تو وہ کہیں گے رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَیْنَا شِقْوَتُنَا وَ كُنَّا قَوْمًا ضَآلِّیْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ (المومنون) تو اللہ تعالیٰ انہیں جواب دے گا اخْسَــُٔوْا فِیْهَا وَ لَا تُكَلِّمُوْنِ اس وقت وہ ہر چیز سے کمزور ہو جائیں گے۔ اس موقع پر انہیں چنگاڑ، حسرت اور ہلاکت میں جکڑ لیا جائے گا۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ، ہناد، عبد بن حمید، عبداللہ بن احمد نے زہد میں، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی، حاکم (حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) اور بیہقی رحمہم اللہ نے بعث میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جہنمی مالک کو بلائیں گے یٰمٰلِكُ لِیَقْضِ عَلَیْنَا رَبُّكَ (الزخرف: 77) وہ چالیس سال تک انہیں اس طرح رہنے دے گا انہیں کوئی جواب نہ دے گا۔ پھر انہیں جواب دے گا اِنَّكُمْ مّٰكِثُوْنَ (الزخرف) پھر جہنمی اپنے رب کو آواز دیں گے: رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَیْنَا شِقْوَتُنَا وَ كُنَّا قَوْمًا ضَآلِّیْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ (المومنون) اللہ تعالیٰ انہیں دنیا کے عرصہ کے برابر اسی طرح رہنے دے گا، کوئی جواب نہ دے گا۔ پھر انہیں جواب دے گا اخْسَــُٔوْا فِیْهَا وَ لَا تُكَلِّمُوْنِ اس کے بعد قوم مایوس ہو جائے گی۔ اب ان کے لیے نہیں ہوگی مگر گدھے جیسی ناپسندیدہ آواز۔ (2)

امام سعید بن منصور، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب میں حضرت محمد بن کعب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: جہنمی پانچ دفعہ آواز دیں گے۔ اللہ تعالیٰ انہیں چار کا جواب دے گا۔ جب پانچویں دفعہ آواز دیں گے تو بعد میں کبھی بھی بات نہ کریں گے۔ وہ عرض کریں گے رَبَّنَآ اَمَتَّنَا اثْنَتَیْنِ وَ اَحْیَیْتَنَا اثْنَتَیْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا فَهَلْ اِلٰی خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِیْلٍ (غافر) پھر وہ عرض کریں گے ذٰلِكُمْ بِاَنَّهٗٓ اِذَا دُعِیَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ كَفَرْتُمْ وَ اِنْ یُّشْرَكْ بِهٖ تُؤْمِنُوْا فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِیِّ الْكَبِیْرِ (غافر) پھر انہیں جواب دے گا فَذُوْقُوْا بِمَا نَسِیْتُمْ لِقَآءَ یَوْمِكُمْ هٰذَا اِنَّا نَسِیْنٰكُمْ وَ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (السجدہ) پھر وہ عرض کریں گے رَبَّنَآ اَخِّرْنَآ اِلٰٓی اَجَلٍ قَرِیْبٍ نُّجِبْ دَعْوَتَكَ وَ نَتَّبِعِ الرُّسُلَ (ابراہیم: 14) اللہ تعالیٰ انہیں جواب دے گا اَوَ لَمْ تَكُوْنُوْٓا اَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلُ مَا لَكُمْ مِّنْ زَوَالٍ (ابراہیم) پھر وہ کہیں گے رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَیْرَ الَّذِیْ كُنَّا نَعْمَلُ (فاطر: 37) اللہ تعالیٰ انہیں جواب دے گا اَوَ لَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا یَتَذَكَّرُ فِیْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَ جَآءَكُمُ النَّذِیْرُ پھر وہ کہیں گے رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَیْنَا شِقْوَتُنَا وَ كُنَّا قَوْمًا ضَآلِّیْنَ (المومنون) اللہ تعالیٰ انہیں جواب دے گا اخْسَــُٔوْا فِیْهَا وَ لَا تُكَلِّمُوْنِ اس کے بعد وہ کبھی بھی کلام نہ کریں گے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ جہنمی جہنم کے داروغوں کو بلائیں گے: ادْعُوْا رَبَّكُمْ یُخَفِّفْ عَنَّا یَوْمًا مِّنَ الْعَذَابِ (غافر) جہنم کے داروغے انہیں جواب نہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 73
2۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 429 (3492)، دار الکتب العلمیہ بیروت (مفہوم)

دیں گے: جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ جب کچھ وقت بعد وہ انہیں جواب دیں گے تو جہنمیوں کو کہیں گے: فَادْعُوْا ۚ وَ مَا دُعٰٓؤُا الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ﴿۵۰﴾ (غافر) پھر وہ جہنم کے خازن کو کہیں گے: يٰمٰلِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ (الزخرف: 77) مالک چالیس سال تک انہیں کوئی جواب نہ دے گا۔ پھر انہیں جواب دے گا اِنَّكُمْ مّٰكِثُوْنَ ﴿۷۷﴾ (الزخرف) پھر یہ بدبخت اپنے رب کو آواز دیں گے: رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۰۷﴾ (المومنون) اللہ تعالیٰ دنیا کے عرصہ کے برابر انہیں کوئی جواب نہ دے گا۔ پھر اس کے بعد انہیں جواب دے گا اخْسَـُٔوْا فِيْهَا وَ لَا تُكَلِّمُوْنِ۔ (1)

امام عبد بن حمید نے آیت کی تفسیر میں حضرت حسن بصری سے روایت نقل کی ہے: اس سے قبل وہ کلام کریں گے اور جھگڑیں گے۔ جب آخری موقع ہوگا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا اخْسَـُٔوْا فِيْهَا وَ لَا تُكَلِّمُوْنِ انہیں ہمیشہ کے لیے کلام سے روک دیا جائے گا۔

امام عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت زیاد بن سعد خراسانی سے اخْسَـُٔوْا فِيْهَا وَ لَا تُكَلِّمُوْنِ کا یہ معنی نقل کیا ہے: ان کے منہ بند کر دیے جائیں گے، اب ٹب کے بجنے جیسی آوازیں سنیں گے۔ (2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے اخْسَـُٔوْا کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ تم ذلیل و رسوا ہو جاؤ۔

امام ابن جریر اور بیہقی رحمہما اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے: جب جہنمیوں کی اللہ تعالیٰ سے گفتگو ختم ہو جائے گی تو اس وقت اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا اخْسَـُٔوْا فِيْهَا وَ لَا تُكَلِّمُوْنِ ان کے چہرے گوشت کے ٹکڑے جیسے ہو جائیں گے جن میں منہ اور نتھنے نہیں ہونگے، سانس ان کے پیٹوں میں آ جا رہی ہوگی۔ (3)

امام ہناد نے حضرت ابن مسعود سے روایت نقل کی ہے: اس آیت کے بعد ان کی جہنم سے نکلنے کی کوئی صورت نہ ہوگی۔

فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِيًّا حَتّٰۤى اَنْسَوْكُمْ ذِكْرِيْ وَ كُنْتُمْ مِّنْهُمْ تَضْحَكُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ اِنِّيْ جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوْۤا ۙ اَنَّهُمْ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿۱۱۱﴾

"تم نے ان کا مذاق اڑانا شروع کر دیا حتیٰ کہ اس مشغلہ نے غافل کر دیا تمہیں میری یاد سے اور تم ان پر قہقہے لگایا کرتے تھے۔ میں نے بدلہ دے دیا انہیں آج ان کے صبر کا (ذرا دیکھو) وہی ہیں مراد کو پانے والے۔"

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِيًّا کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ سِخْرِيًّا یہ دو مختلف لفظ ہیں، سِخْرِياً اور سُخْرِياً۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لِيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا (الزخرف: 32) کہا وہ انہیں مسخر کرتے ہیں، دوسرے جوان کا مذاق اڑاتے ہیں وہ سِخْرِيًّا ہے۔ (4)

قٰلَ كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْاَرْضِ عَدَدَ سِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَسْـَٔلِ الْعَآدِّيْنَ ﴿۱۱۳﴾ قٰلَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا لَّوْ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۱۴﴾

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 79 2۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 74 3۔ ایضاً، 4۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 75

"اللہ تعالیٰ فرمائے گا (ذرا بتاؤ) کتنے سال تم زمین میں ٹھہرے رہے؟ کہیں گے ہم ٹھہرے تھے بس ایک دن یا دن کا کچھ حصہ۔ آپ پوچھ لیں سال گننے والوں سے ارشاد ہوگا۔ تم نہیں ٹھہرے مگر تھوڑا عرصہ۔ کاش تم اس (حقیقت) کو (پہلے ہی) جان لیتے۔"

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ایفع بن عبدالکلاعی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جب جنتیوں کو جنت میں داخل فرمادے گا اور جہنمیوں کو جہنم میں داخل کردے گا تو فرمائے گا: كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْأَرْضِ عَدَدَ سِنِيْنَ تو وہ عرض کریں گے: لَبِثْنَا يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا: تم نے ایک پورے دن یا دن کے کچھ حصہ میں جو تجارت کی ہے وہ کتنی اچھی ہے، تم میری رحمت، میری رضا اور میری جنت میں ہمیشہ کے لیے رہو۔ پھر جہنمیوں سے فرمائے گا: كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْأَرْضِ عَدَدَ سِنِيْنَ تو جہنمی جواب دیں گے: لَبِثْنَا يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تم نے ایک دن یا دن کے کچھ حصہ میں کتنی بری تجارت کی، میری جہنم اور ناراضگی میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے رہو۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے فَسْئَلِ الْعَآدِّيْنَ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے۔ الْعَآدِّيْنَ سے مراد حساب کرنے والے ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الْعَآدِّيْنَ سے مراد فرشتے ہیں۔ (1)

أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّ أَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۱۵﴾ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ ۚ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ﴿۱۱۶﴾

"کیا تم نے یہ گمان کر رکھا تھا کہ ہم نے تمہیں بے مقصد پیدا کیا ہے اور تم ہماری طرف نہیں لوٹائے جاؤ گے۔ پس بہت بلند ہے اللہ تعالیٰ جو بادشاہ حقیقی ہے (بے مقصد تخلیق سے) نہیں کوئی معبود بجز اس کے، وہ مالک ہے عزت والے عرش کا۔"

امام حکیم ترمذی، ابویعلی، ابن ابی حاتم، ابن سنی نے عمل یوم ولیلۃ میں، ابونعیم نے حلیہ میں اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے ایک بیمار کے کان میں أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّ أَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۱۵﴾ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ ۚ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ﴿۱۱۶﴾ وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا اٰخَرَ ۙ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ ۙ فَإِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۗ إِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَأَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۱۱۸﴾ آیت پڑھی تو تندرست ہوگیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا: تو نے اس کے کان میں کیا پڑھا؟ تو حضرت ابن مسعود نے اس کے بارے میں عرض کی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میرے جان

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 78، دار احیاء التراث العربی بیروت

ہے! اگر کوئی یقین والا اس آیت کو پہاڑ پر پڑھے تو وہ بھی اپنی جگہ سے ہل جائے گا۔

امام ابن سنی، ابن مندہ اور ابونعیم رحمہما اللہ "المعرفۃ" میں سند حسن کے ساتھ حضرت محمد بن ابراہیم بن حارث تیمی رحمہ اللہ کی سند سے وہ اپنے باپ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک لشکر میں روانہ کیا، ہمیں حکم دیا کہ ہم جب شام کریں یا صبح کریں تو ہم یہ پڑھا کریں اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّ اَنَّكُمْ اِلَیْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ۔ ہم نے اسے پڑھا، ہم نے غنیمت حاصل کی اور ہم محفوظ رہے۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

وَ مَنْ یَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۙ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ ۙ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۱۱۷﴾

"اور جو پوجتا ہے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے معبود کو جس کی اس کے پاس کوئی دلیل نہیں تو اس کا حساب اس کے رب کے پاس ہے۔ بلاشبہ نہیں کامیاب ہوں گے حق کا انکار کرنے والے۔"

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے بُرْهَانَ کا معنی گواہ لیا ہے۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے بُرْهَانَ کا معنی گواہ نقل کیا ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے بُرْهَانَ کا معنی دلیل نقل کیا ہے۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ میں اِنَّ کے ہمزہ کو مکسور نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت حسن بصری سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اسے اَنَّ ہمزہ کے فتحہ کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کافر کا حساب ہے کہ وہ کامیاب نہیں ہوگا۔

وَ قُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَ ارْحَمْ وَ اَنْتَ خَیْرُ الرّٰحِمِیْنَ ﴿۱۱۸﴾

"اور (اے محبوب) آپ (یوں) عرض کرو میرے رب! بخش دے (میری گنہگار امت کو) اور رحم فرما (ہم سب پر) اور تو سب سے بہتر رحم فرمانے والا ہے۔"

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی، ابن ماجہ، ابن خزیمہ، ابن ابی حاتم، ابن حبان اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! مجھے ایسی دعا سکھایئے جو میں نماز میں پڑھا کروں۔ فرمایا: یہ پڑھا کرو اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا كَثِیْرًا وَّاِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْ لِیْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ۔(3)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 79 2۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 80

3۔ صحیح بخاری، باب الدعاء فی الصلوٰۃ، جلد 4، صفحہ 64، المطبعۃ المیمنیہ مصر

ایاتھا ۶۴ ﴿ سورۃ النور مدنیۃ ۲۴ ﴾ رکوعاتھا ۹

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ سورۃ النور مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی۔

حضرت ابن زبیر رحمہ اللہ سے بھی اس کی مثل مروی ہے۔

امام حاکم اور بیہقی نے شعب الایمان میں اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوع روایت نقل کی ہے کہ عورتوں کو بالا خانوں میں نہ رکھو اور انہیں لکھنا نہ سکھاؤ(1)، انہیں سوت کا تنا اور سورۂ نور کی تعلیم دو۔(2)

امام سعید بن منصور، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مردوں کو سورۂ مائدہ اور عورتوں کو سورۂ نور کی تعلیم دو۔

امام ابوعبید رحمہ اللہ نے فضائل میں حضرت حارثہ بن مضرب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ہماری طرف خط بھیجا کہ سورۂ نساء، سورۂ احزاب اور سورۂ نور کی تعلیم حاصل کرو۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابو وائل رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے اور میرے ایک ساتھی نے حج کیا جبکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بھی حج کر رہے تھے۔ حضرت ابن عباس سورۂ نور پڑھنے لگے اور اس کی تفسیر کرنے لگے۔ میرے ساتھی نے کہا: سبحان اللہ! اس آدمی کے سر سے کیا نکلتا ہے؟ اگر اس کی گفتگو ترک سن لیں تو مسلمان ہو جائیں۔(3)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

سُوۡرَۃٌ اَنۡزَلۡنٰہَا وَ فَرَضۡنٰہَا وَ اَنۡزَلۡنَا فِیۡہَاۤ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ لَّعَلَّکُمۡ تَذَکَّرُوۡنَ ﴿۱﴾

"یہ (ایک عظیم الشان) سورت ہے جو ہم نے نازل فرمائی ہے اور ہم نے فرض کیا ہے اس (کے احکام) کو اور ہم نے اتاری ہیں اس میں روشن آیتیں تا کہ تم نصیحت قبول کرو۔"

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حارثہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی

1۔ فقہاء نے سد ذرائع کا ایک اصول وضع کیا ہے جس کا مصداق یہ ہے کہ ایسا عمل جو فی نفسہ تو جائز ہوتا ہے مگر جب احتیاطی تدابیر ملحوظ نہ رکھی جائیں تو اس پر کئی مفاسد مرتب ہوتے ہیں۔ عورت کے لیے شرم وحیا بہترین زیور ہے۔ یہی چیز اس کی متاع عزیز ہے۔ وہ امور جو اس کی متاع عزیز کے ضیاع اور گوہر آبدار کی چمک کو ماند کرنے کا باعث ہوں ان سے بچنے کی تعلیم عین حکمت ہوئی۔ تاہم اگر اس کی تربیت ایسے انداز میں کر دی جائے جو اسے حدود کی پہچان کرا دے اور اپنے خاندان کی عزت و ناموس کی حفاظت کا خوگر بنا دے تو پھر یہ نہی اس معنی میں نہ رہے گی جو ظاہر معنی سے عیاں ہے۔ محدثین نے اس روایت کی سند پر جرح کی ہے اور ابن جوزی نے تو اسے موضوعات میں شمار کیا ہے۔ دیکھیے شرح صحیح مسلم از غلام رسول سعیدی جلد 7، صفحہ 968۔

2۔ شعب الایمان، باب فی تعظیم القرآن، جلد 2، صفحہ 477 (2453)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ مستدرک حاکم، کتاب معرفۃ الصحابہ، جلد 3، صفحہ 619 (6292)، دار الکتب العلمیہ بیروت

ہے کہ فَرَضْنٰهَا کا معنی ہے کہ ہم نے انہیں بیان کر دیا ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ فَرَضْنٰهَا کا معنی ہے کہ ہم نے اس وضاحت کر دی ہے کہ حلال کا حکم دیا اور حرام سے روک دیا ہے۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں اپنے فرائض معین فرمائے، حلال کو حلال اور حرام کو حرام قرار دیا، اپنی حدود کو معین فرمایا، اپنی اطاعت کا حکم دیا اور معصیت سے روک دیا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے فرضنا کو راء مشدد کے ساتھ نہیں پڑھا۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے وَ اَنْزَلْنَا فِيْهَاۤ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ کے بارے میں یہ روایت نقل کی ہے کہ حلال، حرام اور حدود کے احکام نازل کیے۔

اَلزَّانِيَةُ وَ الزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ۪ وَّ لَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۚ وَ لْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۲

''جو عورت بدکار ہو اور جو مرد بدکار ہو تو لگاؤ ہر ایک کو ان دونوں میں سے سو (سو) درے اور نہ آئے تمہیں ان دونوں پر (ذرا) رحم اللہ تعالیٰ کے دین کے معاملے میں اگر تم ایمان رکھتے ہو اللہ تعالیٰ پر اور روز آخرت پر اور چاہیے کہ مشاہدہ کرے دونوں کی سزا کو اہل ایمان کا ایک گروہ۔''

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عطاء سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ ان پر حدود جاری کی جائیں، انہیں معطل نہ کیا جائے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ انہیں کوڑے مارتے وقت سختی کی جائے۔

عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حد قائم کرتے وقت تمہیں نرمی لاحق نہ ہو۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تمہیں شفقت نہ آجائے کہ تم حدود معطل کرنے لگو۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت عمران بن حدیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے ابو مجلز سے کہا کیا اس آیت کا یہ مفہوم ہے کہ ہم جب لوگوں کو رجم کریں، کوڑے ماریں یا ہاتھ کاٹیں تو ہمیں شفقت اپنی گرفت میں نہ لے؟ انہوں نے جواب دیا: نہیں ایسا نہیں بلکہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ جب کسی کو بادشاہ کے سامنے پیش کیا جائے تو اس کے لیے مناسب نہیں کہ ان پر رحم کرتے ہوئے انہیں چھوڑ دے یہاں تک کہ ان پر حدود جاری کرے۔(4)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تم انہیں سخت کوڑے مارو،

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 82، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 81
3۔ جلد 18، صفحہ 83
4۔ ایضاً

اس میں تمہیں نرمی لاحق نہ ہو جائے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم و عامر رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بدکاری کی صورت میں انہیں سخت کوڑے مارو اور تمام اعضاء کو ان کا حصہ دو۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت شعبہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حماد سے عرض کیا: کیا بدکار کو سخت کوڑے مارے جائیں؟ فرمایا ہاں۔ اس کے کپڑے اتروا لیے جائیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ میں نے عرض کی یہ تو فیصلہ میں ہے۔ فرمایا: یہ فیصلے اور کوڑے مارنے کے بارے میں ہے۔(1)

امام عبد الرزاق رحمہ اللہ نے مصنف میں حضرت عمرو بن شعیب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے فیصلہ کیا ہے کہ جب غیر شادی شدہ عورت اور مرد بدکاری کریں اور چار آدمی گواہی دے دیں تو انہیں اسی طرح سو کوڑے مارے جائیں جیسے اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ دونوں کو اسی جگہ جلاوطن کر دیا جائے جہاں وہ نہیں رہتے تھے۔ انہیں جلاوطن کرنا میری سنت ہے۔(2)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی لونڈی نے بدکاری کی تو حضرت عبد اللہ بن عمر نے اس کی ٹانگوں اور پشت پر ضربیں لگائیں۔ تو میں نے یہ آیت پڑھی تو حضرت عبد اللہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کے قتل کرنے اور اس کے سر پر مارنے کا حکم نہیں دیا، جہاں پر میں نے اسے مارا ہے میں نے اسے درد کر دیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے ابو برزہ اسلمی سے روایت نقل کی ہے کہ ان کے سامنے ان کے خاندان کی ایک لونڈی لائی گئی جب کہ اس نے بدکاری کی تھی جبکہ ان کے پاس دس افراد موجود تھے۔ آپ نے لونڈی کے بارے میں حکم دیا تو اسے ایک کونے میں بٹھا دیا گیا۔ پھر ایک کپڑا لانے کا حکم دیا جو اس پر ڈال دیا گیا۔ پھر آپ نے ایک آدمی کو چھڑی عطا کی، فرمایا: اسے پچاس کوڑے مارو نہ بہت ہلکے نہ بہت سخت۔ وہ آدمی اٹھا، اس نے اس عورت کو کوڑے مارے۔ وہ اس کے جسم کے مختلف حصوں پر کوڑے مارنے لگا۔ پھر یہ آیت تلاوت کی: وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی کہ آیت میں موجود لفظ طَآئِفَةٌ سے مراد ایک مرد یا زائد آدمی ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ طَآئِفَةٌ سے مراد دس ہیں۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے آیت میں موجود طَآئِفَةٌ سے ایک سے لے کر ہزار تک مراد لیا ہے۔(3)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 84

2۔ مصنف عبد الرزاق، باب النکاح والطلاق، جلد 6، صفحہ 111 (10308)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 86

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ جب ان پر حد جاری کی جائے تو مومنوں میں سے ایک جماعت موجود ہونی چاہیے تاکہ یہ عبرت، نصیحت اور نکال بن جائے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ دو یا زائد آدمی موجود ہونے چاہئیں۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت زہری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ طَآئِفَةٌ سے مراد تین یا زائد افراد ہیں۔(2)

حضرت ابن زید رحمہ اللہ نے آیت میں طَآئِفَةٌ سے مراد چار افراد لیے ہیں۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت نصر بن علقمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان افراد کا موجود ہونا اس لیے نہیں کہ انہیں ذلیل و رسوا کیا جائے بلکہ اس لیے ہے تاکہ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے توبہ اور رحمت کا اہتمام کرے۔

ابن ابی شیبہ نے شیبانی سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے ابن ابی اوفی سے پوچھا: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو رجم کیا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ میں نے پوچھا کیا سورۂ نور کے نازل ہونے سے پہلے یا بعد میں۔ انہوں نے جواب دیا: میں یہ نہیں جانتا۔

اَلزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً ۡ وَّالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَاۤ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ ۚ وَحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۳

''زانی شادی نہیں کرتا مگر زانیہ کے ساتھ یا مشرکہ کے ساتھ اور زانیہ نہیں نکاح کرتا اس کے ساتھ مگر زانی یا مشرک اور حرام کر دیا گیا ہے یہ اہل ایمان پر۔''

امام عبد الرزاق، فریابی، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن ابی شیبہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوداؤد نے ناسخ میں، بیہقی نے سنن میں اور ضیاء مقدسی رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے کہ یہاں نکاح سے مراد عقد نکاح نہیں بلکہ جماع کرنا ہے۔ معنی یہ ہوا کہ بدکارہ کے ساتھ بدکاری بدکار مرد یا مشرک ہی کرتا ہے۔ مومنوں پر بدکاری حرام کر دی گئی ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مقاتل رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب مہاجر مدینہ طیبہ آئے تو ان میں سے اکثر تنگ دستی کا شکار تھے مگر چند افراد غنی تھے، مدینہ طیبہ میں بھاؤ بہت زیادہ تھے، سخت تنگدستی تھی، اہل کتاب کی کچھ عورتیں ایسی تھیں جو اعلانیہ بدکاری کرتی تھیں۔ انصار میں سے امیہ تھی جو عبداللہ بن ابی کی لونڈی تھی اور نسیکہ بنت امیہ تھی جو ایک اور انصاری کی لونڈی تھی۔ انصار کی زانیہ لونڈیوں نے اپنے دروازوں پر ایسی نشانیاں لگا رکھی تھیں جن سے یہ معلوم ہو جاتا کہ یہ بدکارہ ہے۔ یہ مدینہ کے لوگوں میں سے خوشحال ترین تھیں۔ مہاجر مسلمانوں نے ان عورتوں کے مال میں طمع کیا کیونکہ وہ سخت تکلیف کا شکار تھے۔ بعض نے بعض پر اپنی رائے کا اظہار کیا، کاش! ہم ان میں کسی کے ساتھ شادی کر لیتے اور ان کے مال سے کچھ پاتے۔ دوسروں نے کہا ہم اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشورہ کرتے ہیں۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 86 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 87

میں حاضر ہوئے۔ عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں سخت تنگدستی نے آلیا ہے اور ہم ایسی چیز نہیں پاتے جو ہم کھائیں۔ بازار میں اہل کتاب میں سے ایسی بدکارہ عورتیں ہیں، ان کی لونڈیاں ہیں اور انصار کی کچھ لونڈیاں ہیں جو خود کمائی کرتی ہیں، کیا ہمیں مناسب ہے کہ ہم ان سے شادی کریں اور ان کی کمائی سے جو زائد مال ہو ہم اسے حاصل کریں۔ جب ہم ان کے مال سے بے نیاز ہو جائیں گے تو ہم ان عورتوں کو چھوڑ دیں گے؟ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا جس میں مومنوں پر حرام کر دیا ہے کہ وہ ایسی عورتوں سے شادی کریں جو بدکارہ ہوں اور اعلانیہ بدکاری کرتی ہوں۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن جریر نے مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ دور جاہلیت میں بدکارہ عورتیں تھی، ان میں ایک خوبصورت عورت تھی جسے ام مہزول کہتے۔ مسلمان فقراء میں سے کوئی ان میں سے کسی سے شادی کرتا تو وہ اپنی کمائی میں سے اس مسلمان پر مال خرچ کرتی۔ اللہ تعالیٰ نے اس چیز سے منع کر دیا کہ کوئی مسلمان ایسی عورت سے شادی نہ کرے۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سلیمان بن یسار رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ دور جاہلیت میں بدکارہ عورتیں تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ان کے ساتھ نکاح کرنے سے منع کر دیا۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ دور جاہلیت میں بدکارہ عورتیں ہوتیں جو بغایا آل فلاں، بغایا آل فلاں کے نام سے معروف تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے جاہلیت کی بات کو اسلام کے حکم کے ساتھ پختہ کر دیا (یعنی یہ بیان کر دیا کہ دور جاہلیت میں جسطرح دونوں جانب بدکار آپس میں رابطہ رکھتے تھے، دور اسلام میں دونوں جانب بدکار ہی اپنا تعلق قائم کریں گے) ان سے پوچھا گیا کیا: یہ حضرت ابن عباس سے مروی ہے؟ انہوں نے جواب دیا جی ہاں۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور عبد بن حمید رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ کچھ لوگ تھے جو اعلانیہ بدکارہ عورتوں سے بدکاری کا ارادہ رکھتے دور جاہلیت میں ایسا ہوتا۔ انہیں بتایا گیا کہ اب یہ حرام ہے تو ان مردوں نے ایسی عورتوں سے شادی کا ارادہ کر لیا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر نکاح کو حرام کر دیا۔(3)

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اسلام کے آغاز میں کچھ لوگ بدکاری کرتے تھے تو انہوں نے کہا کہ ہم ایسی عورتوں سے شادی کیوں نہ کر لیں جن کے ساتھ ہم بدکاری کرتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید نے ضحاک سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آیت میں نکاح سے مراد بدکاری ہے، عقد نکاح نہیں ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بدکارہ عورت اور مشرکہ کے ساتھ کوئی بدکاری نہیں کرتا جب بدکاری کرتا ہے مگر بدکار ہی ایسا کرتا ہے۔(4)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے اسی کی مثل قول نقل کیا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 88، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 89 (مفہوم)
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 91

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اہل قبلہ میں سے بدکار مرد اپنے جیسی اہل قبلہ میں سے بدکارہ عورت کے ساتھ بدکاری کرتا ہے یا ایسی مشرکہ کے ساتھ بدکاری کرتا ہے جو اہل قبلہ میں سے نہیں اور اہل قبلہ میں سے بدکارہ اہل قبلہ میں سے بدکار مرد کے ساتھ ہی بدکاری کرتی ہے یا ایسے مشرک کے ساتھ بدکاری کرتی ہے جو اہل قبلہ میں سے نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر بدکاری حرام کر دی ہے۔ (1)

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے بدکاری کو حرام قرار دیا ہے تو ایسی بدکارہ عورتیں جو تھیں جو خوبصورت بھی تھیں اور ان کے پاس مال بھی تھا۔ جب بدکاری حرام کر دی گئی تو بعض لوگوں نے کہا نہیں ضرور طلاق دی جائے گی۔ تو ہم ان سے شادی کر لیں گے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام احمد، عبد بن حمید، امام نسائی، حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، بیہقی نے سنن میں اور ابوداؤد رحمہم اللہ نے ''ناسخ'' میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک عورت تھی جسے ام مہزول کہا جاتا۔ وہ کسی مرد کے ساتھ بدکاری کرتی اور یہ بھی شرط لگاتی کہ وہ اپنا مال اس مرد پر خرچ کرے گی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک صحابی نے اس سے شادی کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ (2)

امام عبد بن حمید، ابوداؤد، امام ترمذی (جبکہ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے)، امام نسائی، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، امام حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت عمرو بن شعیب رحمہ اللہ سے وہ اپنے باپ سے وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی تھا جس کا نام مرثد تھا۔ وہ مکہ مکرمہ سے قیدی اٹھاتا اور انہیں مدینہ طیبہ لے آتا۔ مکہ مکرمہ میں ایک عورت تھی جس کا نام عناق تھا۔ یہ مرثد کی دوست تھی۔ اس نے مکہ مکرمہ کے قیدیوں میں سے ایک آدمی پایا جسے وہ اٹھالے جائے۔ اس نے کہا میں آیا یہاں تک کہ ایک چاندنی رات میں مکہ مکرمہ کی دیواروں میں سے ایک دیوار کے سائے تک پہنچا۔ عناق آئی۔ اس نے دیوار کے نیچے سایہ سا دیکھا۔ جب وہ مجھ تک پہنچی تو اس نے مجھے پہچان لیا۔ پوچھا مرثد؟ میں نے کہا: ہاں مرثد۔ اس نے کہا خوش آمدید، آؤ ہمارے پاس رات گزارو میں نے کہا اللہ تعالیٰ نے بدکاری کو حرام قرار دیا ہے۔ اس نے کہا اے خیمے والو! یہ وہ آدمی ہے جو تمہارے قیدی اٹھالے جاتا ہے۔ تو آٹھ آدمی میرے پیچھے ہو لیے۔ میں ایک گھاٹی میں داخل ہو گیا اور ایک غار تک پہنچا اور اس میں داخل ہو گیا۔ وہ لوگ آئے اور میرے سر پر کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے پیشاب کیا۔ ان کا پیشاب میرے سر پر پڑا مگر اللہ تعالیٰ نے انہیں مجھ سے دور کر دیا۔ پھر وہ لوگ چلے گئے۔ میں بھی اپنے ساتھی کے پاس آ گیا۔ اسے اٹھایا اور مدینہ طیبہ لے آیا۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عناق سے شادی کر لوں؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رک گئے اور مجھے کچھ جواب نہ دیا یہاں تک کہ آیت نازل ہوئی۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس سے شادی نہ کر۔ (3)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 92 2۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 87

3۔ سنن ترمذی، کتاب التفسیر، جلد 5، صفحہ 307 (3177)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن جریر نے حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت نقل کی ہے کہ کچھ مشہور عورتیں تھی مسلمان فقراء وہ ان عورتوں میں سے شادی کرنے پر تیار ہو جاتے تا کہ وہ عورتیں ان مردوں پر خرچ کریں۔ تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اس چیز سے منع کر دیا۔(1)

امام ابوداؤد نے "ناسخ" میں، ابن مردویہ، ابن جریر اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت ان عورتوں کے بارے میں نازل ہوئی جو دور جاہلیت میں اعلانیہ بدکاری کرتی تھیں۔ وہ بدکارہ اور مشرکہ تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر ان سے نکاح کرنا حرام قرار دیا۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے سعید جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غلام تھے، کے واسطہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں حضرت ابن عباس کے پاس تھا۔ ایک آدمی آیا، کہا میں ایک عورت سے محبت کرتا تھا۔ میں نے اس عورت سے وہ پایا جسے اللہ تعالیٰ نے مجھ پر حرام کیا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس عمل سے توبہ کی توفیق نصیب فرمائی ہے۔ اب میں نے ارادہ کیا ہے کہ اس سے شادی کر لوں۔ تو لوگوں نے یہ آیت پڑھ کر سنائی ہے۔ حضرت ابن عباس نے جواب دیا یہ اس آیت کا موقع محل نہیں ہے۔ ایسی عورتیں ہوتی تھیں جو اعلانیہ بدکاری کرتیں تھیں۔ وہ اپنے دروازوں پر جھنڈے لگاتی تھیں لوگ ان کے پاس آتے تھے۔ وہ اسی کے ذریعے پہچانی جاتی تھیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ تو اس سے شادی کر لے، اس میں جو گناہ ہو وہ مجھ پر ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی شیبہ، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ دور جاہلیت میں بدکارہ عورتیں ہوا کرتی تھیں۔ ایک آدمی دور اسلام میں ان میں سے کسی سے شادی کر لیتا اور اس سے لطف اندوز ہوتا۔ تو یہ چیز اسلام میں حرام کر دی گئی۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام ابوداؤد، ابن منذر، ابن عدی، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایسا بدکار جس پر حد جاری کی گئی ہو وہ شادی نہ کرے مگر اپنی مثل سے۔

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ آدمی جس پر بدکاری کی حد جاری کی گئی ہو وہ شادی نہ کرے مگر اپنی مثل سے۔

امام ابن ابی شیبہ، سعید بن منصور اور ابن ادریس رحمہم اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے عورت سے شادی کی۔ پھر اس نے بدکاری کی تو اس پر حد جاری کی گئی۔ وہ اسے حضرت علی کے پاس لایا تو آپ نے اس مرد اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی کرا دی اور اس مرد سے فرمایا تو اپنے جیسی سزا یافتہ عورت سے ہی شادی کر۔

امام احمد اور امام نسائی رحمہما اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین قسم کے لوگ جنت میں داخل نہیں ہونگے اور نہ ہی اللہ تعالیٰ قیامت کے روز ان کی طرف نظر کرم فرمائے گا (1) والدین کا نافرمان (2) مرد بننے والی عورت (3) بے غیرت۔(3)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 88
2۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 89
3۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 134، المکتب الاسلامی بیروت

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جو آدمی یہ ارادہ رکھتا ہو کہ پاک صاف حالت میں اللہ تعالیٰ سے ملے تو آزاد عورتوں سے شادی کرے۔(1)

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابوداؤد، ابوعبید نے ''تاریخ'' میں، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ صحابہ کا خیال تھا کہ اس آیت کو مابعد آیت نے منسوخ کر دیا ایسی عورتیں بھی ایامی المسلمین میں داخل ہیں۔(2)

وَ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّ لَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۙ﴿۴﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَ اَصْلَحُوْا ۚ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۵﴾

''وہ لوگ جو تہمت لگاتے ہیں پاکدامن عورتوں پر، پھر وہ نہ پیش کر سکیں چار گواہ تو لگاؤ ان (تہمت لگانے والوں) کو اسی درے اور نہ قبول کرنا ان کی کوئی گواہی ہمیشہ کے لیے اور وہی لوگ فاسق ہیں مگر (ان میں سے) وہ لوگ جو توبہ کرلیں ایسا بہتان لگانے کے بعد اور اپنی اصلاح کرلیں تو بیشک اللہ تعالیٰ غفور و رحیم ہے۔''

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جب حکام کے سامنے یہ مسئلہ پیش کیا جائے تو حکام جھوٹی تہمت لگانے والے کو اسی درے لگائیں اور حد لگائے جانے کے بعد جب تک وہ زندہ رہے اس کی گواہی قبول نہ کی جائے۔ فاسقوں کا معنی نافرمانی کرنے والے ہیں، یعنی انہوں نے جو جھوٹی تہمت لگائی ہے اس میں نافرمانی کرنے والے ہیں۔

امام ابوداؤد نے ''ناسخ'' میں اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جو ایسا کرنے کے بعد توبہ کرلے تو اللہ تعالیٰ اس پر نظر رحمت فرماتا ہے۔ تاہم گواہی کبھی بھی قابل قبول نہ ہوگی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسا جرم کرنے والے کے بارے میں کوڑے مارنے کا حکم دیا ہے، توبہ قبول ہوگی اور گواہی رد کر دی جائے گی۔

امام سعید بن منصور اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے ابوبکرہ سے فرمایا: اگر تو توبہ کریگا تو میں تیری گواہی کو قبول کرلوں گا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ایسے لوگوں کی توبہ یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو جھٹلائیں۔ اگر وہ اپنے آپ کو جھٹلائیں تو ان کی شہادت قبول کی جائے گی۔

1۔ سنن ابن ماجہ، باب تزویج الحرائر والولود، جلد 2، صفحہ 425 (1862)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 92

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے ''ناسخ'' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے سورۂ نور کی آیت وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ کے بارے میں فرمایا: اس حکم سے وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ کو خارج کیا گیا ہے کیونکہ میاں بیوی جب دونوں قسم اٹھادیں تو ان میں جدائی کر دی جائے گی اور اگر دونوں قسم نہ اٹھائیں تو حد جاری کی جائے گی، کوڑے مارنا ہو یا رجم کرنا۔

ابن منذر، ابن جریر اور بیہقی نے ''سنن'' میں حضرت ابن عباس سے اللہ تعالیٰ کے فرمان وَلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا اور اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا کے بارے میں فرمایا: جس نے توبہ کی اور اصلاح کی تو کتاب اللہ میں اس کی شہادت قبول کی جائے گی۔(1)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: حضرت مغیرہ بن شعبہ کے خلاف تین آدمیوں نے بدکاری کی گواہی دی جبکہ زیاد نے گواہی دینے سے انکار کیا۔ حضرت عمر نے تینوں افراد پر حد قذف جاری کی۔ حضرت عمر نے ان سے فرمایا: توبہ کرو، تمہاری گواہی قبول کی جائے گی۔ دو آدمیوں نے توبہ کر لی اور ابوبکرہ نے توبہ نہ کی تو ان کی گواہی قبول نہ کی جاتی تھی۔ ابوبکرہ، زیاد کے ماں کی جانب سے بھائی تھے۔ جب زیاد کی وجہ سے حد قذف جاری ہوگئی تو ابوبکرہ نے قسم اٹھائی کہ وہ زیاد سے کبھی بھی کلام نہیں کرے گا۔ تو زیاد سے مرتے دم تک گفتگو نہ کی۔(2)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے آیت کی تفسیر میں حضرت عطاء رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب تہمت لگانے والا توبہ کرے اور اپنے آپ کو جھٹلا دے تو اس کی گواہی قبول کی جائے گی۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے امام شعبی، زہری، طاؤس اور مسروق رحمہم اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب تہمت لگانے والا توبہ کر لے تو اس کی گواہی قبول کی جائے گی۔ اس کی توبہ یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو جھٹلائے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت سعید بن مسیب اور حضرت حسن بصری رحمہما اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: دونوں نے کہا کہ تہمت لگانے والا جب توبہ کر لے تو اس کی توبہ کا معاملہ اس کے اور اس کے اللہ کے درمیان ہے، اس کی گواہی قبول نہ کی جائے گی۔

عبد بن حمید نے مکحول سے قاذف کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے: جب وہ توبہ کر لے تو اس کی شہادت قبول نہ کی جائے گی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: تہمت لگانے والا جب توبہ کر لے تو اس کی توبہ کا معاملہ اللہ اور اس کے درمیان ہے رہی اس کی گواہی وہ کبھی بھی قبول نہ کی جائے گی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس کی کوئی گواہی نہیں۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس کی توبہ کا معاملہ اللہ اور اس کے درمیان ہے کہ وہ اسے عذاب عظیم سے بچائے۔ تاہم اس کی گواہی قبول نہ کی جائے گی۔

عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت حسن بصری فرمایا کرتے تھے جھوٹی تہمت لگانے والے کی گواہی کبھی بھی قبول نہ کی جائے گی۔ اس کی توبہ کا معاملہ اللہ اور اس کے بندے کے درمیان ہے۔(4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 98
2۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 7، صفحہ 307 (13634)، دارالکتب العلمیہ بیروت
3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 306 (13631)
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 97

امام عبد بن حمید، عبد الرزاق، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے بھی اسی کی مثل قول نقل کیا ہے کہ جس آدمی پر بھی حد جاری کی جائے اس کی گواہی قبول کی جائے گی مگر جھوٹی تہمت لگانے والے کی گواہی قبول نہ کی جائے گی۔ اس کی توبہ کا معاملہ اس کے اور اس کے رب کے درمیان ہے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جھوٹی تہمت لگانے والے کی گواہی قبول نہ کی جائے گی۔ اس کی توبہ اس کے اور اس کے رب کے درمیان ہے۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عیسیٰ بن عاصم رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت ابوبکرہ کے پاس جب کوئی آدمی آتا تا کہ اس کا گواہ بنے تو وہ کہتے میرے علاوہ کسی اور کو گواہ بنالو کیونکہ مسلمانوں نے مجھے فاسق قرار دیا ہے۔

امام عبد بن حمید نے سعید بن مسیب سے روایت نقل کی ہے کہ میں حضرت عمر بن خطاب کے پاس حاضر تھا جب آپ نے حضرت مغیرہ بن شعبہ پر تہمت لگانے والوں پر حد قذف جاری کی تھی ان لوگوں میں ابوبکرہ، ماتع، اور شبل تھے۔ پھر حضرت عمر نے ابوبکرہ کو بلایا فرمایا اگر تو اپنے آپ کو جھٹلا دے تو تیری گواہی قبول کی جائے گی۔ تو ابوبکرہ نے اپنے آپ کو جھٹلانے سے انکار کر دیا۔ حضرت عمر اس کی میت تک اس کی گواہی کو قبول نہیں کرتے تھے۔ ان کی توبہ سے مراد ان کا اپنے آپ کو جھٹلانا ہے۔

امام عبد الرزاق نے حضرت عمرو بن شعیب سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ اور اس کے رسول کا فیصلہ ہے کہ تین، دو یا ایک جب بدکاری کی تہمت لگائیں تو ان کی شہادت قبول نہ کی جائے گی۔ انہیں اسی (80) اسی کوڑے مارے جائیں۔ ان کی گواہی کبھی بھی قبول نہ کی جائے گی یہاں تک کہ مسلمانوں کے لیے ان کی توبہ نصوح اور اصلاح ظاہر ہو جائے۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت جعفر بن برقان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے میں نے حضرت میمون بن مہران رحمہ اللہ سے اس آیت کے بارے میں پوچھا وَ الَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ یَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِیْنَ جَلْدَةً وَّ لَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا اللہ تعالیٰ نے اس میں توبہ کا ذکر کیا ہے اور ایک دوسری آیت میں فرمایا، اِنَّ الَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ ۪ وَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ۝ (نور) کہا جہاں تک پہلی آیت کا تعلق ہے تو اس میں ممکن ہے کہ عورت سے ایسا فعل صادر ہوا ہو۔ جہاں تک دوسری آیت کا تعلق ہے تو یہ وہ عورت ہے جس نے ایسا فعل مطلقاً نہ کیا ہو۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ اور اہل مکہ کے درمیان معاہدہ تھا تو کوئی عورت مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ طیبہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو جاتی تو مشرک کہتے یہ مردوں کی تلاش میں نکلی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام عبد الرزاق رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ بدکاری جھوٹی تہمت سے بڑھ کر ہے اور جھوٹی تہمت شراب پینے سے بڑھ کر ہے۔(3)

1۔ مصنف عبد الرزاق، جلد 7، صفحہ 310 (13643)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 309، (13641)
3۔ ایضاً، باب ضرب الحدود، جلد 7، صفحہ 294 (13579)

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: بدکار کو کوڑے جھوٹی تہمت اور شراب پینے والے سے سخت لگائے جائیں گے اور حد قذف، حد شرب سے سخت ہوگی (1) (واللہ اعلم)۔

وَ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَ لَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّاۤ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ وَ الْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ وَ يَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۙ ۝ وَ الْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَاۤ اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ وَ لَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَتُهٗ وَ اَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ حَكِيْمٌ ۝

"اور وہ (خاوند) جو تہمت لگاتے ہیں اپنی بیویوں پر اور نہ ہوں ان کے پاس کوئی گواہ بجز اپنے تو ان کی شہادت کا یہ طریقہ ہے کہ وہ خاوند چار مرتبہ گواہی دے کہ بخدا وہ (یہ تہمت لگانے میں) سچا ہے اور پانچویں بار یہ کہے اس پر اللہ تعالیٰ کی پھٹکار ہو اگر وہ کذب بیانی کرنے والوں میں سے ہو۔ اور ٹل سکتی ہے اس عورت سے حد کہ وہ گواہی دے چار مرتبہ اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہ وہ (خاوند) جھوٹا ہے اور پانچویں مرتبہ یہ کہے کہ خدا کا غضب ہو اس پر اگر وہ (خاوند) سچا ہو۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کا فضل اور رحمت تم پر نہ ہوتی (تو تم بڑی الجھنوں میں پڑ جاتے) اور بے شک اللہ تعالیٰ بہت توبہ قبول کرنے والا بڑا دانا ہے۔"

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت عاصم بن عدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب آیت وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ نازل ہوئی۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آدمی کے چار گواہ لانے تک تو بدکار آدمی نکل جائے گا۔ چند دن ہی گذرے تھے تو کیا دیکھتا ہوں کہ میرا ایک بھتیجا ہے جس کے ساتھ اس کی بیوی ہے جبکہ اس عورت کے ساتھ اس کا ایک بیٹا ہے۔ وہ عورت کہہ رہی ہے یہ تیرا بیٹا ہے جبکہ بھتیجا کہہ رہا ہے یہ میرا نہیں ہے تو "لعان" والی آیت نازل ہوئی۔ عاصم نے کہا میں ہی سب سے پہلے اس بارے میں گفتگو کرنے والا تھا اور سب سے پہلے مجھے ہی اس آزمائش سے دوچار ہونا پڑا۔

امام احمد، عبدالرزاق، طیالسی، عبد بن حمید، ابوداؤد، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جب آیت وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ نازل ہوئی تو حضرت سعد بن عبادہ (جو انصار کے سردار تھے) نے عرض کیا: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کیا یہ آیت اسی طرح نازل ہوئی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے انصار کی جماعت! کیا تم سن نہیں رہے تمہارا سردار کیا کہتا ہے؟ صحابہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم اس پر

1۔ مصنف عبدالرزاق، باب ضرب الحدود، جلد 7، صفحہ 294 (13578)، دارالکتب العلمیہ بیروت

ملامت نہ کیجئے یہ ایک غیور آدمی ہے، اللہ تعالیٰ کی قسم! اس نے ہمیشہ باکرہ عورت سے ہی شادی کی ہے۔ اس نے کبھی کسی عورت کو طلاق نہیں دی کہ ہم میں سے کوئی اس عورت سے شادی کی جرأت کرے۔ یہ محض غیرت کی زیادتی کی وجہ سے ایسا کرتے ہیں۔ حضرت سعد نے عرض کی یارسول اللہ! ﷺ میں یہ تو جانتا ہوں کہ یہ حق ہے اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے نازل ہوئی ہے۔ لیکن مجھے اس پر تعجب ہے اگر میں کمینی عورت کو پاؤں جس سے کوئی مرد بدکاری کر رہا ہو تو مجھے یہ حق نہیں کہ میں اس پر حملہ کردوں اور نہ میں اسے ہلا سکتا ہوں یہاں تک کہ میں چار گواہ لاؤں، اللہ کی قسم! میں انہیں نہیں لاؤں گا مگر وہ اپنی حاجت پوری کرلے گا۔ یہ لوگ تھوڑی دیر بھی نہ ٹھہرے تھے کہ ہلال بن امیہ آئے۔ یہ ان تین اصحاب میں سے ایک تھے جن کی توبہ قبول ہوئی تھی۔ وہ رات کو اپنی زمین سے واپس آئے اور اپنی بیوی کے پاس گئے۔ وہاں ایک آدمی پایا اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا اور اپنے کانوں سے آواز سن لی۔ اسے کچھ نہ کہا یہاں تک کہ صبح ہوئی اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عرض کی یارسول اللہ! ﷺ میں رات کو اپنے گھر والوں کے پاس آیا۔ اپنی بیوی کے پاس ایک مرد پایا۔ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور اپنے کانوں سے سنا۔ اس نے جو ذکر کیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے ناپسندیدگی کا اظہار کیا۔ اس پر انصار جمع ہوگئے اور عرض کی ہم اس مصیبت کا شکار ہوگئے جس کا ذکر ابھی حضرت سعد بن عبادہ نے کیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی سزا کا فیصلہ کیا اور مسلمانوں میں اس کی گواہی کو باطل کر دیا۔ ہلال نے کہا اللہ کی قسم! مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے لیے اس سے نجات کی کوئی راہ بنائے گا۔ عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں جانتا ہوں کہ جو خبر میں آپ کے پاس لایا ہوں وہ آپ پر بڑی شاق گذری ہے۔ اللہ جانتا ہے میں سچا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ اسے کوڑے مارنے کا ارادہ کر رہے تھے کہ آپ ﷺ پر وحی نازل ہوئی۔ جب آپ ﷺ پر وحی نازل ہوتی تو چہرے کی رنگت سے صحابہ پہچان لیتے۔ تو وہ رک گئے یہاں تک کہ وحی ختم ہوگئی۔ فرمایا: اے ہلال! تجھے بشارت ہو اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے نجات کی ایک صورت بنادی ہے۔ حضرت ہلال نے عرض کی: میں اپنے رب سے اس کی امید رکھتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسے بلالاؤ۔ ہلال کی بیوی آئی۔ رسول اللہ ﷺ نے دونوں پر اسی آیت کو تلاوت کیا، دونوں کا ذکر کیا اور انہیں بتایا کہ آخرت کا عذاب دنیا کے عذاب سے سخت ہے۔ حضرت ہلال نے عرض کی یارسول اللہ! ﷺ میں نے اس بارے میں سچی بات کی ہے۔ عورت نے کہا اس نے جھوٹ بولا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دونوں باہم لعان کرو۔ حضرت ہلال سے کہا گیا گواہی دو۔ تو حضرت ہلال نے چار دفعہ گواہی دی، اللہ کی قسم! وہ سچا ہے۔ جب پانچویں دفعہ گواہی کی باری آئی تو ہلال سے کہا گیا دنیا کا عذاب آخرت سے بہت ہی آسان ہے۔ یہ جھوٹی گواہی تجھ پر عذاب کو واجب کردے گی۔ حضرت ہلال نے عرض کی اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ اس گواہی پر مجھے اسی طرح عذاب نہیں دے گا جس طرح اس نے مجھ پر حد جاری نہیں کی۔ حضرت ہلال نے پانچویں دفعہ یہ گواہی دی: اگر وہ جھوٹا ہے تو اس پر اللہ کی لعنت۔ پھر اس عورت سے کہا گیا تو گواہی دے۔ اس نے چار دفعہ گواہی دی کہ اللہ کی قسم! یہ جھوٹا ہے۔ جب پانچویں دفعہ گواہی کی باری آئی، اسے کہا گیا اللہ سے ڈر، دنیا کا عذاب آخرت کے عذاب سے آسان ہے اور یہ شہادت تجھ پر عذاب کو لازم کردے گی۔ وہ ایک لمحہ کے لیے جھجکی اور کہا میں اپنی قوم کو رسوا نہیں کروں گی تو اس نے پانچویں دفعہ یہ

گواہی دی اگر یہ مرد سچا ہے تو اس (عورت) پر اللہ کا غضب ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے دونوں میں تفریق کر دی اور یہ بھی فیصلہ کیا کہ اس کی اولاد کی نسبت کسی باپ کی طرف نہ ہوگی اور ان پانچ گواہیوں کی وجہ سے بچے پر کوئی الزام نہ دیا جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس عورت کے بارے میں فیصلہ کیا کہ اس عورت کے لیے کوئی رزق، کوئی رہائش اور عدت نہ ہوگی کیونکہ ان کے درمیان جدائی طلاق اور وفات کے بغیر ہوئی ہے۔ (1)

امام بخاری، امام ترمذی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ہلال بن امیہ نے نبی کریم ﷺ کے سامنے اپنی بیوی پر تہمت لگائی کہ اس نے شریک بن سحماء کے ساتھ بدکاری کی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: گواہی پیش کرو یا تیری پشت پر حد جاری کی جائے گی۔ عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ جب ہم میں سے کوئی اپنی بیوی پر کسی مرد کو دیکھے تو وہ گواہ تلاش کرنے کے لیے جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ یہی فرماتے رہے، گواہ پیش کرو ورنہ تیری پشت پر حد جاری کی جائے گی۔ حضرت ہلال نے عرض کی: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا! میں سچا ہوں اور اللہ تعالیٰ ضرور ایسا حکم نازل کرے گا جو میری پشت کو حد سے محفوظ رکھے گا۔ حضرت جبرئیل امین حاضر ہوئے تو یہ آیات وَ الَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ .... مِنَ الصّٰدِقِیْنَ نازل کیں۔ نبی کریم ﷺ متوجہ ہوئے۔ دونوں کو بلا بھیجا۔ حضرت ہلال گواہی دینے لگے جب کہ نبی کریم ﷺ یہ کہہ رہے تھے: اللہ جانتا ہے تم میں سے ایک جھوٹا ہے۔ کیا تم میں سے کوئی توبہ کرنے والا ہے؟ پھر وہ عورت اٹھی اور گواہی دی۔ جب پانچویں دفعہ گواہی دینے کی باری آئی تو صحابہ نے اسے روکا اور کہا یہ تجھ پر (عذاب کو) واجب کر دے گی۔ وہ رکی سر جھکایا یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ شاید یہ رجوع کر لے گی پھر کہا میں ہمیشہ کے لیے اپنی قوم کو ذلیل و رسوا نہیں کروں گی۔ وہ چلی گئی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: دیکھنا اگر تو وہ سرمگیں آنکھوں والا بھاری سرین والا اور موٹی پنڈلیوں والا بچہ جنے تو وہ شریک بن سحماء کا ہوگا۔ تو اس عورت نے ایسا بچہ ہی جنا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر کتاب اللہ کا حکم نہ ہوتا تو میں اس سے نبٹ لیتا۔ (2)

امام ابن ابی حاتم، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے اپنی بیوی پر الزام لگایا کہ اس نے فلاں مرد کے ساتھ بدکاری کی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس الزام کو ناپسند کیا اور اس کو رد کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل فرمایا۔ حضور ﷺ نے دونوں کی طرف پیغام بھیجا اور دونوں کو بلایا، فرمایا: تم دونوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے حکم نازل فرمایا ہے۔ حضور ﷺ نے مرد کو بلایا اس پر آیات کی تلاوت کی اس نے چار دفعہ یہ گواہی دی: اللہ کی قسم! وہ سچا ہے۔ پھر اسے حکم دیا اور اس کے منہ کو بند کر دیا۔ اسے نصیحت کی اور کہا اللہ تعالیٰ کی لعنت کے مقابلہ میں ہر شے آسان ہے۔ پھر اسے چھوڑا تو اس مرد نے یہ کہا اگر وہ جھوٹا ہے تو اللہ تعالیٰ کی اس پر لعنت۔ پھر عورت کو بلایا۔ اس پر آیات کی تلاوت کی۔ اس عورت نے چار گواہیاں دے دیں: اللہ کی قسم! وہ مرد جھوٹا ہے۔ پھر اسے حکم دیا اور بات کرنے سے منع کر دیا۔ اس عورت کو نصیحت کی اور

1۔ مسند امام احمد، جلد 1، صفحہ 238، دار صادر بیروت
2۔ سنن ترمذی، کتاب التفسیر، جلد 5، صفحہ 309 (3179)، دار الکتب العلمیہ بیروت

کہا: تجھ پر افسوس! اللہ کے غضب سے تیرے لیے ہر چیز آسان ہے۔ پھر اسے اجازت دے دی تو اس عورت نے کہا: اگر مرد سچا ہے تو اس (عورت) پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہو۔

امام بخاری، امام مسلم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ میری بیوی نے بدکاری کی ہے۔ رسول اللہ ﷺ خاموش ہو گئے، گویا آپ زمین میں اپنا سر جھکائے ہوئے ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے اپنا سر اٹھایا اور کہا اللہ تعالیٰ نے تیرے اور تیری بیوی کے بارے میں حکم نازل کیا ہے، اپنی بیوی کو لے آؤ۔ وہ عورت آ گئی۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اٹھو اور چار بار گواہی دو۔ وہ مرد اٹھا، اس نے چار بار گواہی دی اللہ کی قسم! وہ سچا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تیرے لیے ہلاکت، تیرے لیے افسوس! یہ گواہی تجھ پر سزا کو واجب کر دے گی۔ تو مرد نے پانچویں دفعہ گواہی دی اگر وہ جھوٹا ہے تو اس پر اللہ کی لعنت ہو۔ پھر اس کی بیوی اٹھی۔ اس نے چار دفعہ گواہی دی: اللہ کی قسم! مرد جھوٹا ہے۔ پھر حضور ﷺ نے فرمایا: ویلک، ویحک یہ گواہی تجھ پر عذاب کو واجب کر دے گی۔ عورت نے پانچویں دفعہ گواہی دی۔ اگر مرد سچا ہے تو اس پر اللہ کا غضب ہو۔ پھر اس مرد سے فرمایا: اب چلا جا تیرا اس عورت پر کوئی حق نہیں ہے۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ میرا مال۔ حضور ﷺ نے فرمایا: تیرے لیے کوئی مال نہیں۔ اگر تو نے اس پر سچا الزام لگایا ہے تو یہ مال اس کا عوض ہے جو تو نے اس سے لطف اٹھالیا۔ اگر تو نے اس پر جھوٹا الزام لگایا ہے تو یہی چیز تجھے اس سے دور کرنے والی ہے۔

امام احمد، عبد بن حمید، امام ترمذی (جبکہ امام ترمذی نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے)، ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے دو لعان کرنے والوں کے بارے میں پوچھا: کیا ان کے درمیان تفریق کر دی جائے گی؟ جواب دیا سبحان اللہ! ہاں۔ سب سے پہلے جس نے اس بارے میں سوال کیا: وہ فلاں بن فلاں تھا۔ اس نے عرض کی: اس آدمی کے بارے میں بتایئے جو اپنی بیوی کو بدکاری کرتے ہوئے دیکھتا ہے۔ اگر بات کرے تو بہت بڑی بات کرتا ہے۔ اگر خاموش رہے تو ایسی بات پر خاموش رہتا ہے۔ تو حضور ﷺ خاموش رہے، اسے کوئی جواب نہ دیا۔ جب اس کے بعد وہ صحابی حاضر ہوا تو عرض کی: میں نے جس بارے میں پوچھا تھا میں خود اسی میں مبتلا ہو گیا ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ نے سورۂ نور میں اس آیت کو نازل فرمایا وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ .... اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ آپ نے اس آدمی سے گفتگو کا آغاز کیا، اسے نصیحت کی، اسے آخرت یاد دلائی اور بتایا دنیا کا عذاب آخرت کے عذاب سے آسان ہے۔ اس آدمی نے جواب دیا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے! میں نے آپ سے جھوٹ نہیں بولا۔ پھر دوسری دفعہ عورت سے گفتگو کی اور نصیحت کی، اسے یاد دلایا اور بتایا کہ دنیا کا عذاب آخرت کے عذاب سے آسان ہے۔ عورت نے جواب دیا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے! یہ جھوٹا ہے۔ مرد سے گواہی کا سلسلہ شروع کیا۔ اس نے چار دفعہ اللہ کے نام کے ساتھ گواہی دی کہ وہ سچا ہے اور پانچویں دفعہ یہ گواہی دی کہ اگر وہ جھوٹا ہے تو اس پر اللہ کی لعنت ہو۔ پھر آپ ﷺ عورت کی طرف متوجہ ہوئے، اس نے بھی اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ چار دفعہ گواہی دے دی کہ

وہ جھوٹا ہے اور پانچویں دفعہ یہ گواہی دی کہ اس پر اللہ کا غضب ہو اگر مرد سچا ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، امام مسلم، عبد بن حمید، ابوداؤد، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ہم جمعہ کی رات مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے۔ تو ایک انصاری آیا۔ اس نے کہا ہم میں سے کوئی جب اپنی بیوی کے ساتھ کسی مرد کو دیکھے اور اسے قتل کر دے تو تم اسے قتل کر دیتے ہو، اگر بات کرے تو تم اسے کوڑے مارتے ہو۔ اگر خاموش رہے تو غیظ وغضب کی حالت میں خاموش رہتا ہے، اللہ کی قسم! اگر میں نے صحت مندی کی حالت میں صبح کی تو میں رسول اللہ ﷺ سے ضرور پوچھوں گا۔ اس نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا، عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ ہم میں سے کوئی جب اپنی بیوی کے ساتھ کسی مرد کو دیکھے اسے قتل کر دے تو تم اسے قتل کر دیتے ہو۔ اگر بات کرے تو اسے کوڑے مارتے ہو۔ اگر خاموش رہے تو غیظ وغضب کی حالت میں خاموش رہتا ہے، اے اللہ! فیصلہ فرما، تو لعان والی آیت نازل ہوئی۔ سب سے پہلے وہی سوال کرنے والا اس مصیبت کا شکار ہوا۔(2)

امام عبدالرزاق، امام احمد، عبد بن حمید، امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن منذر اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت سہل بن سعد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: عاصم بن عدی کے پاس آئے، عرض کی: رسول اللہ ﷺ سے سوال کیجئے ایسے آدمی کے بارے میں بتائیں جو اپنی بیوی کے ساتھ ایک آدمی پاتا ہے اور اسے قتل کر دیتا ہے، کیا جواب میں قاتل کو قتل کر دیا جائے گا یا اس کے ساتھ کیسا سلوک کیا جائے گا۔ عاصم نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا۔ حضور ﷺ نے سوال کرنے والے پر ناراضگی کا اظہار کیا۔ عویمر ان سے ملے، پوچھا تو نے کیا کہا؟ عاصم نے جواب دیا تو میرے لیے کوئی خیر نہیں لایا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا تو رسول اللہ ﷺ نے سوال کرنے والے پر ناراضگی کا اظہار کیا۔ عویمر نے کہا میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوں گا اور ضرور سوال کروں گا۔ وہ حاضر ہوا اور یہ کیفیت پائی کہ آپ ﷺ پر وحی نازل ہو چکی ہے۔ حضور ﷺ نے دونوں کو بلایا اور دونوں کے درمیان لعان کرایا۔ عویمر نے عرض کی یارسول اللہ! ﷺ اسے جانے دیں، تحقیق اس نے اپنے بارے میں جھوٹ بولا ہے۔ تو اس نے رسول اللہ ﷺ کے بتانے سے پہلے ہی اسے طلاق دے دی۔ تو یہی واقعہ لعان کرنے والوں کے لیے لعنت بن گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسے دیکھنا اگر یہ سیاہ رنگ، موٹی کالی آنکھوں والا اور بڑی سرین والا بچہ جنے تو میرا خیال ہے کہ مرد سچا ہے، اگر وہ سرخ رنگ کا بچہ جنے گویا وہ وحرہ(3) ہے تو میرا خیال ہے کہ مرد جھوٹا ہے۔ تو اس عورت نے ناپسندیدہ کیفیت پر بچہ جنا تھا(4)۔

امام ابویعلیٰ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ دور اسلام میں سب سے پہلے لعان کرنے والا ہلال بن امیہ تھا۔ اس نے شریک بن سحماء پر تہمت لگائی کہ اس نے اس کی بیوی کے ساتھ بدکاری کی ہے۔ عورت نے معاملہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: چار گواہ لاؤ ورنہ تیری پشت

1۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 19، دار صادر بیروت
2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 22, 421
3۔ ایک سرخ رنگ کا جانور جسے اردو زبان میں بامہنی کہتے ہیں (مترجم)
4۔ سنن ابن ماجہ، باب اللعان، جلد 2، صفحہ 529 (2066)، دار الکتب العلمیہ بیروت

پر حد جاری کی جائیگی۔ عرض کی یارسول اللہ! ﷺ اللہ خوب جانتا ہے کہ میں سچا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ایسا حکم ضرور جاری کرے گا جو میری پشت کو کوڑوں سے محفوظ کر دے گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے لعان والی آیت نازل فرمائی۔ حضور ﷺ نے اس آدمی کو بلایا، اللہ کے نام کے ساتھ گواہی دو کہ تو نے اس عورت پر بدکاری کی جو تہمت لگائی ہے اس میں سچا ہے۔ اس نے اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ چار دفعہ گواہی دے دی۔ پھر پانچویں دفعہ کہا تجھ پر اللہ کی لعنت ہو اگر تو اس بات میں جھوٹا ہوگا جو تو نے اس پر بدکاری کی تہمت لگائی ہے۔ تو اس نے اسی طرح کیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اس عورت کو بلایا، فرمایا: اٹھو اللہ کے نام کے ساتھ گواہی دو کہ مرد نے تجھ پر بدکاری کی جو تہمت لگائی ہے اس میں وہ جھوٹا ہے۔ عورت نے اس بارے میں چار دفعہ گواہی دی۔ پھر پانچویں دفعہ فرمایا: اس نے تجھ پر بدکاری کی جو تہمت لگائی ہے اس میں اگر سچا ہے تو تجھ پر اللہ کا غضب ہو۔ راوی نے کہا جب چوتھی دفعہ یا پانچویں دفعہ گواہی دینے کی باری تھی تو وہ ایک لمحہ خاموش ہوگئی یہاں تک کہ صحابہ گمان کرنے لگے کہ وہ اعتراف کرلے گی۔ پھر اس نے کہا میں ہمیشہ کے لیے اپنی قوم کو ذلیل و رسوا نہیں کروں گی اور گواہی دے دی رسول اللہ ﷺ نے ان کے درمیان تفریق کر دی۔ فرمایا: دیکھنا اگر وہ گھنگریالے بالوں والا، پتلی پنڈلیوں والا بچہ جنے تو شریک بن سحماء کا ہوگا۔ اگر وہ سفید، سیدھے بالوں والا، چھوٹی آنکھوں والا ہوا تو وہ ہلال بن امیہ کا ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا حکم نازل نہ ہو چکا ہوتا تو میں اسے دیکھ لیتا۔

امام نسائی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ حضرت عمرو بن شعیب رحمہ اللہ سے وہ اپنے باپ سے وہ دادا سے روایت نقل کرتے ہیں کہ انصار میں سے بنی زریق کے ایک آدمی نے اپنی بیوی پر بدکاری کی تہمت لگائی۔ وہ آدمی حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضور ﷺ نے چار دفعہ اس کی بات کو رد کیا تو اللہ تعالیٰ نے لعان والی آیت کو نازل فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سوال کرنے والا کہاں ہے؟ اللہ تعالیٰ کی جانب عظیم حکم نازل ہوا۔ مرد نے لعان کے علاوہ ہر چیز کا انکار کیا اور عورت نے بھی اسی قسم کی بات کی۔ دونوں نے لعان کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر یہ عورت زرد رنگ والا، پتلی پنڈلیوں والا، بٹی ہوئی ہڈیوں والا بچہ جنے تو وہ لعان کرنے والے کا ہوگا۔ اگر وہ سیاہ رنگ والا جیسے خاکستری اونٹ ہوتا ہے تو بچہ کسی اور کا ہوگا۔ تو اس عورت نے خاکستری اونٹ جیسا بچہ جنا۔ حضور ﷺ نے اس بچہ کو منگوایا اور اسے اس کی ماں کے خاندان کے حوالے کر دیا۔ فرمایا: اگر وہ آیات نازل نہ ہوتیں تو اس میں یہ، یہ سزا ہوتی۔

امام بزار نے حضرت حذیفہ بن یمان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو بکر سے فرمایا: اگر تو ام رومان کے ساتھ کسی مرد کو دیکھے تو تو اس مرد کے ساتھ کیا کرے گا؟ عرض کی! اللہ کی قسم! میں اس کے ساتھ برا سلوک کروں گا۔ فرمایا: اے عمر! تو اس کے ساتھ کیا سلوک کرے گا؟ عرض کی! اللہ کی قسم! میں اسے قتل کروں گا۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔ میں کہتا ہوں کہ اس کی سند کے راوی ثقہ ہیں مگر بزار اپنے حافظہ سے روایت کرتے تھے تو بعض اوقات غلطی کر جاتے تھے۔ ابن مردویہ نے اور دیلمی نے اسی سند سے روایت نقل کی ہے: تاہم حضرت عمر کے قول (كُنْتُ قَاتِلَهُ) کے بعد ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے: فرمایا: اے سہیل بن بیضاء! تو کیا کرے گا؟ عرض کی! میں کہوں گا اللہ تعالیٰ نے ابعد پر لعنت کی کہ وہ خبیث

ہے، اللہ تعالیٰ نے بعد ی پر لعنت کی وہ خبیثہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے تین میں سے پہلے پر لعنت کی ہے جس کے بارے میں خبر دی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابن بیضاء! تو نے قرآن کے معنی کو سمجھا ہے۔ یہ بزار کے قول سے زیادہ صحیح ہے۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت زید بن نفیع رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت ابو بکر سے فرمایا: بتاؤ اگر تم اپنی بیوی کے ہاں کسی مرد کو پاؤ تو اس مرد کے ساتھ کیا کرو گے؟ عرض کی! میں اسے قتل کر دوں گا۔ پھر حضور ﷺ نے حضرت عمر سے فرمایا۔ تو حضرت عمر نے بھی حضرت ابو بکر صدیق جیسا جواب دیا۔ دوسرے لوگوں نے بھی حضرت ابو بکر اور حضرت عمر جیسے جواب دیئے تو پھر حضور ﷺ نے سہیل بن بیضاء سے فرمایا۔ تو عرض کی! میں کہوں گا اللہ تعالیٰ نے تجھ پر لعنت کی ہے تو خبیثہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے تجھ پر لعنت کی ہے تو خبیث ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہم تینوں میں سے پہلے پر بھی لعنت کی ہے جس سے یہ واقعہ نکلا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابن بیضاء! تو نے قرآن کا صحیح معنی سمجھا ہے۔ اگر اس نے قتل کیا تو جواب میں قاتل کو قتل کر دیا جائے گا۔ اگر اس نے تہمت لگائی تو اس پر حد جاری کی جائے گی۔ اگر اس نے عورت پر تہمت لگائی تو مرد اس سے لعان کرے گا۔(1)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر سے آیت وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ کی تفسیر میں قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد وہ آدمی ہے جو اپنی بیوی پر بدکاری کی تہمت لگاتا ہے۔ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ یعنی مرد کے پاس اپنی ذات کے علاوہ کوئی ایسے گواہ نہیں جو یہ گواہی دیں کہ اس کی بیوی نے بدکاری کی ہے۔ یہ مسئلہ حکام کے سامنے پیش کیا گیا تو نماز کے بعد مسجد میں خاوند کی گواہی یہ ہوگی کہ وہ چار دفعہ اللہ کے نام کے ساتھ یہ گواہی دے گا: میں اللہ کے نام کے ساتھ گواہی دیتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ اس کی بیوی بدکارہ ہے اور پانچویں دفعہ یہ گواہی دے کہ اگر وہ جھوٹا ہے تو اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔ یدرا کا معنی ہے کہ حکام اس سے حد کو ساقط کر دیں گے۔ جب عورت چار بار یہ گواہی دے گی کہ اس کا خاوند جھوٹا ہے عورت خاوند کی جگہ کھڑی ہوگی اور چار دفعہ کہے گی۔ میں اس اللہ کے نام پر شہادت دیتی ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں، میں بدکارہ نہیں ہوں اور میرا خاوند جھوٹا ہے اور پانچویں دفعہ کہے گی: اگر اس کا خاوند سچا ہے تو اللہ تعالیٰ کا اس پر غضب ہو۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اگر عورت اپنے بارے میں بدکاری کا اقرار کرے گی تو اسے رجم کر دیا جائے گا، اگر بدکاری کا انکار کرے تو حد سے بچ جائے گی۔ یہاں عذاب سے مراد دنیا کا عذاب ہے۔ پھر ان کے درمیان تفریق کر دی جائے گی اور وہ مطلقہ کی عدت گذارے گی۔

امام عبدالرزاق نے حضرت عمر بن خطاب سے روایت نقل کی ہے کہ دو لعان کرنے والے کبھی بھی اکٹھے نہیں ہوں گے۔

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے حضرت علی اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے حضرت امام شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ لعان رجم سے بڑھ کر ہے۔

عبدالرزاق نے سعید بن مسیب سے روایت نقل کی ہے کہ ان دونوں میں سے جو زیادہ جھوٹا ہے اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔

1۔ مصنف عبدالرزاق، باب الرجل یجد مع امرأتہ رجلا، جلد 7، صفحہ 73 (12412)، دارالکتب العلمیہ بیروت

امام بزار نے حضرت جابر سے روایت نقل کی ہے کہ لعان والی آیت زیادہ سوال کرنے کی وجہ سے نازل ہوئی ہے۔

امام خرائطی رحمہ اللہ نے "مکارم الاخلاق" میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت سعد بن عبادہ نے کہا: اگر میں اپنی بیوی کو دیکھوں جبکہ اس کے ساتھ کوئی مرد ہو تو میں انتظار کرتا رہوں گا یہاں تک کہ چار آدمی لاؤں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں۔ عرض کی! مجھے اس ذات کی قسم! اگر میں نے اسے دیکھ لیا تو میں اسے تلوار سے جلدی قتل کرلوں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے انصار! سنو تو تمہارا سردار کیا کہتا ہے، بیشک سعد غیرت مند ہے، میں سعد سے غیرت مند ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھ سے بھی غیرت مند ہے۔

امام ابن ماجہ، ابن حبان، حاکم اور ابن مردویہ نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو اس وقت ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جب لعان والی آیت نازل ہوئی جس عورت نے کسی قوم پر ایسے آدمی کو داخل کیا جو ان میں سے نہیں تھا (بدکاری کے ذریعہ غیر کی اولاد کو ان میں شامل کیا) تو اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس کے لیے کچھ بھی نہیں اور اللہ تعالیٰ اسے کبھی بھی جنت میں داخل نہیں کرے گا۔ اور جس آدمی نے اپنی بیوی اور اولاد کا انکار کیا جبکہ وہ جانتا ہے کہ یہ اس کی اولاد ہے تو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس سے حجاب فرمائے گا اور اگلوں پچھلوں کی موجودگی میں اسے ذلیل ورسوا کرے گا۔(1)

إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنكُمْ ۚ لَا تَحْسَبُوهُ شَرًّا لَّكُم ۖ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُم مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْإِثْمِ ۚ وَالَّذِي تَوَلَّىٰ كِبْرَهُ مِنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿١١﴾

"بیشک جنہوں نے جھوٹی تہمت لگائی ہے وہ ایک گروہ ہے تم میں سے۔ تم اسے اپنے لیے برا خیال نہ کرو۔ بلکہ یہ بہتر ہے تمہارے لیے۔ ہر شخص کے لیے اس گروہ میں سے اتنا گناہ ہے جتنا اس نے کمایا اور جس نے سب سے زیادہ حصہ لیا ان میں سے (تو) اس کے لیے عذاب عظیم ہوگا۔"

امام عبدالرزاق، امام احمد، امام بخاری، عبد بن حمید، امام مسلم، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول ﷺ جب سفر پر جانے کا ارادہ کرتے تو اپنی ازواج مطہرات میں قرعہ ڈالتے۔ جس کا قرعہ نکلتا اسے رسول اللہ ﷺ سفر پر ساتھ لے جاتے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ایک غزوہ جس میں حضور ﷺ نے شرکت کی اس میں آپ ﷺ نے قرعہ اندازی کی تو میرے نام قرعہ نکلا۔ حجاب کا حکم نازل ہونے کے بعد میں رسول اللہ ﷺ کیساتھ روانہ ہوئی۔ مجھے میرے ہودج میں ہی بیٹھے ہوئے اونٹ پر سوار کیا جاتا اور اسی میں مجھے نیچے اتارا جاتا۔ ہم چلتے رہے یہاں تک کہ جب رسول اللہ ﷺ اس غزوہ سے فارغ ہوئے، آپ ﷺ لوٹے یہاں تک کہ ہم مدینہ طیبہ کے قریب پہنچ گئے۔ حضور ﷺ نے ایک رات کوچ کا

1۔ سنن ابن ماجہ، مع شرح، کتاب الفرائض، جلد 3، صفحہ 336 (2743)، دار الکتب العلمیہ بیروت

اعلان کیا۔ جب لوگوں نے کوچ کا اعلان کیا میں اٹھی، میں چلی یہاں تک کہ لشکر سے دور چلی گئی۔ جب میں قضائے حاجت سے فارغ ہوگئی تو میں اپنے کجاوے کی طرف آئی تو کیا دیکھتی ہوں کہ ظفار گھونگھوں کا میرا ہار ٹوٹ گیا۔ میں نے اپنا ہار تلاش کرنا شروع کر دیا۔ اس کی تلاش نے مجھے روکے رکھا۔ وہ لوگ آئے جو مجھے ساتھ لے کر چلتے تھے۔ انہوں نے میرا ہودج اٹھایا اور اس اونٹ پر رکھ دیا جس پر میں سفر کرتی تھی۔ صحابہ یہ گمان کرتے تھے کہ میں اس میں موجود ہوں۔ ان دنوں عورتیں ہلکی پھلکی ہوتی تھیں، جسیم نہ ہوتی تھیں۔ عورت علقہ (تھوڑا) کھاتی تھی۔ جب انہوں نے ہودج کو اٹھایا تو اس کے ہلکا ہونے کا احساس نہ کیا۔ میری عمر ابھی تھوڑی تھی۔ صحابہ نے اونٹ اٹھایا اور اسے لے کر چل پڑے۔ جب لشکر چلا گیا تو میرا ہار مجھے مل گیا۔ میں لشکر کے پڑاؤ کی جگہ آگئی۔ نہ وہاں کوئی بلانے والا اور نہ ہی کوئی جواب دینے والا تھا۔ میں نے اسی جگہ کا قصد کیا جہاں میں نے رات گذاری تھی۔ میرا گمان تھا جب وہ مجھے نہ پائیں گے تو میری طرف آئیں گے۔

میں اپنی جگہ بیٹھی ہوئی تھی کہ مجھ پر نیند غالب آگئی اور میں سوگئی۔ صفوان بن معطل سلمی، ذکوانی لشکر کے پیچھے تھے۔ وہ رات کو چلتے رہے اور میرے ٹھہرنے کی جگہ صبح کی۔ انہوں نے سونے والے انسان کا سایہ دیکھا۔ وہ میرے پاس آئے۔ جب مجھے دیکھا تو مجھے پہچان لیا۔ انہوں نے حجاب سے پہلے مجھے دیکھا ہوا تھا۔ جب انہوں نے مجھے پہچان لیا، اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ کہا تو میں جاگ گئی۔ میں نے اپنی چادر سے اپنے چہرے کو ڈھانپ لیا۔ اللہ کی قسم! اس نے مجھ سے کوئی بات نہ کی اور میں نے اِنَّا لِلّٰهِ کے سوا کوئی کلمہ اس سے نہ سنا۔ اس نے اپنی سواری بٹھائی اور اونٹنی کے اگلے پاؤں پر قدم رکھا۔ میں سواری پر سوار ہوگئی۔ وہ سواری کی مہار پکڑے آگے چلتے رہے یہاں تک کہ ہم لشکر میں اس وقت پہنچے جب وہ دوپہر کے وقت گرمی کی شدت سے پڑاؤ ڈال چکے تھے۔ میرے بارے میں جس نے ہلاک ہونا تھا وہ ہلاک ہوگیا۔

جس نے بہتان لگایا وہ عبداللہ بن ابی بن سلول تھا۔ ہم مدینہ طیبہ پہنچے، مجھے بخار ہوگیا یہاں تک کہ میں ایک ماہ تک بیمار رہی۔ لوگ بہتان تراشی کرنے والوں کے بارے میں باتیں کرتے مگر مجھے اس کا کچھ احساس نہ تھا۔ جو چیز مجھے شک میں ڈالتی وہ یہ تھی کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وہ شفقت نہ دیکھتی جو میں اس وقت دیکھا کرتی۔ جب میں بیمار ہوا کرتی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس تشریف لاتے، فرماتے تیرا کیا حال ہے۔ پھر چلے جاتے۔ یہ چیز مجھے شک میں ڈالتی اور مجھے کسی غلط بات کا احساس نہ ہوتا۔ جب میں کمزور ہوگئی تو میں قضائے حاجت کے لیے مناصع کی طرف باہر گئی۔ یہ جگہ ہماری قضائے حاجت کے لیے ہوتی تھی جبکہ ام مسطح میرے ساتھ تھی۔ ہم رات کے وقت نکلتیں پھر اگلی رات جاتیں۔ یہ واقعہ اس دور سے پہلے کا ہے جب ہم نے اپنے گھروں کے قریب قضائے حاجت کے لیے جگہ بنائی۔ قضائے حاجت کے بارے میں ہمارا طرز عمل بھی پہلے والے عربوں کا سا تھا۔ اپنے گھروں کے قریب لیٹرین بنانا ہمارے لیے پریشانی کا باعث ہوتا تھا۔ میں اور ام مسطح گئیں۔ میں اور ام مسطح گھر کی طرف آرہی تھیں جبکہ ہم نے اپنے کپڑے نیچے لٹکائے ہوئے تھے۔ ام مسطح کا پاؤں چادر میں اڑ گیا اور وہ گر گئی۔ اس نے کہا مسطح برباد ہو۔ میں نے اس سے کہا تو نے کتنی بری بات کہی ہے، تو اس آدمی کو گالی دے رہی ہے جو غزوۂ بدر میں شریک ہوا۔ تو ام مسطح نے کہا اے بھولی بھالی! کیا تو نے وہ بات نہیں سنی جو اس نے کہی ہے؟ میں نے پوچھا اس نے کیا

کہا ہے؟ام مسطح نے تہمت لگانے والوں کی تمام بات مجھے بتادی۔ میری بیماری پہلے سے بھی بڑھ گئی۔

جب میں اپنے گھر لوٹی رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے سلام فرمایا۔ پھر پوچھا تیرا کیا حال ہے؟ میں نے عرض کی کیا آپ ﷺ مجھے اجازت دیتے ہیں کہ میں اپنے والدین کے ہاں چلی جاؤں؟ اس وقت میرا ارادہ یہ تھا کہ میں ان سے اس خبر کے بارے میں یقین حاصل کرلوں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا رسول ﷺ نے مجھے اجازت دے دی۔ میں اپنے والدین کے ہاں آگئی۔ میں نے اپنی والدہ سے کہا اے ماں! یہ لوگ کیا باتیں کررہے ہیں؟ والدہ نے کہا اے بیٹی! پریشان نہ ہو اللہ کی قسم! بہت ہی کم کوئی ایسی عورت ہوگی جو خوبصورت ہو، اس کا خاوند اس سے محبت کرتا ہو اور اس کی سوکنیں بھی ہوں، وہ اس بارے میں باتیں نہ کریں۔ میں نے کہا سبحان اللہ! کیا لوگ اس قسم کی باتیں کرتے ہیں؟ میں ساری رات روتی رہی یہاں تک کہ میں نے صبح کردی۔ نہ میرے آنسو تھمے اور نہ ہی مجھے نیند آئی۔ صبح میں پھر رونے لگی۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی بن ابی طالب اور حضرت اسامہ بن زید کو بلایا تاکہ اپنے گھر والوں کی جدائی کے بارے میں مشورہ لیں کیونکہ وحی نہیں آرہی تھی۔ جہاں تک اسامہ کا تعلق ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو وہی برأت کا مشورہ عرض کیا جو وہ حضور ﷺ کے خاندان کے بارے میں جانتے تھے اور جو وہ اپنے دل میں محبت کے بارے میں جانتے تھے۔ عرض کی یارسول اللہ! ﷺ وہ آپ کے گھر والے ہیں اور ہم ان کے بارے میں بھلائی ہی جانتے ہیں۔ جہاں تک حضرت علی بن ابی طالب کا تعلق ہے عرض کی یارسول اللہ! ﷺ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تنگی میں مبتلا نہیں کیا، اس کے علاوہ بھی عورتیں بے شمار ہیں۔ اگر آپ لونڈی سے پوچھیں تو وہ آپ کو سچ سچ بتادے گی۔ حضور ﷺ نے حضرت بریرہ کو بلایا، فرمایا اے بریرہ! کیا تو نے عائشہ میں کوئی ایسی چیز دیکھی ہے جو تجھے شک میں ڈالے بریرہ نے عرض کی نہیں، اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا! میں نے اس میں اس سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں دیکھی جس پر میں اس پر ناراض ہوتی کہ وہ ایک کم عمر لڑکی ہے۔ وہ اپنے گھر والوں کا کھانا پکانے کے لیے آٹا گوندھ کر سو جاتی ہے، بکری آتی ہے تو اسے کھا جاتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ ایک روز کھڑے ہوئے اور عبداللہ بن ابی نے جو کچھ کہا ہے اس پر حجت پیش کی۔ آپ منبر پر جلوہ افروز تھے۔ فرمایا اے مسلمانو! میرے ساتھ اس آدمی کے بارے میں کوئی انصاف کرے گا جس سے مجھے میرے گھر والوں کے بارے میں اذیت پہنچی ہے؟ اللہ کی قسم! میں اپنے گھر والوں کے بارے میں بھلائی ہی جانتا ہوں۔ انہوں نے جس آدمی کے بارے میں ذکر کیا ہے میں اس کے بارے میں بھی خیر ہی جانتا ہوں۔ وہ میرے گھر میرے ساتھ ہی جاتا تھا۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ انصاری اٹھے، عرض کی یارسول اللہ! ﷺ میں اس کے ساتھ آپ کے معاملہ میں انصاف کرتا ہوں۔ اگر وہ قبیلہ اوس سے ہے تو میں اس کی گردن اڑا دوں گا۔ اگر وہ ہمارے خزرجی بھائیوں میں سے ہے تو آپ ہمیں حکم دیں، ہم آپ کے حکم کی تعمیل کریں گے۔ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ اٹھے جو خزرج کے سردار تھے۔ وہ اس سے قبل بڑے صالح آدمی تھے لیکن انہیں عصبیت نے اپنی گرفت میں لے لیا۔ حضرت سعد بن معاذ سے کہا اللہ کی قسم! تو نے جھوٹ بولا تو اسے نہ قتل کرے گا نہ قتل کی طاقت رکھتا ہے۔ حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ اٹھے جو حضرت سعد کے چچازاد بھائی تھے، سعد بن عبادہ

سے کہا تو نے جھوٹ بولا، ہم ضرور اسے قتل کریں گے۔ تو منافق ہے اور منافقوں کی طرف داری کرتا ہے۔ اوس وخزرج دونوں قبیلے بھڑک اٹھے یہاں تک کہ انہوں نے باہم لڑنے کا ارادہ کرلیا جبکہ رسول اللہ ﷺ منبر پر جلوہ افروز تھے۔ رسول اللہ ﷺ انہیں چپ کراتے رہے یہاں تک کہ وہ خاموش ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ بھی خاموش ہو گئے۔

میں اس دن روتی رہی، نہ میرے آنسو رکتے اور نہ ہی مجھے نیند آتی۔ میرے والدین میرے پاس رہے۔ میں دو راتیں اور ایک دن روتی رہی، نہ میں سوتی اور نہ ہی میرے آنسو رکتے۔ میرے والدین خیال کرتے کہ یہ رونا میرے دل کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا۔ اس اثنا میں کہ میرے والدین میرے پاس بیٹھے ہوئے تھے جبکہ میں روئے جا رہی تھی انصار کی ایک عورت نے اندر آنے کی اجازت چاہی۔ میں نے اسے اجازت دے دی۔ وہ میرے پاس بیٹھ کر رونے لگی۔ ہم سب اسی حالت میں تھے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے پھر بیٹھ گئے۔ میرے بارے میں جب سے باتیں ہو رہی تھیں اس وقت سے حضور ﷺ میرے پاس نہیں بیٹھے تھے جبکہ ایک ماہ ہو گیا تھا۔ میرے بارے میں کوئی وحی بھی نازل نہ ہوئی تھی جبکہ آپ بیٹھے تو کلمہ شہادت پڑھا پھر فرمایا اے عائشہ! تیرے بارے میں مجھے یہ، یہ باتیں پہنچی ہیں۔ اگر تو ان سے بری ہے تو اللہ تعالیٰ تیری برأت کا اظہار کر دے گا۔ اگر تجھ سے گناہ ہو چکا ہے تو اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرو اور اس کی بارگاہ میں توبہ کرو کیونکہ بندہ جب گناہ کا اعتراف کر لیتا ہے پھر توبہ کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے۔ جب رسول اللہ ﷺ اپنی گفتگو مکمل کر چکے تو میرے آنسو خشک ہو گئے یہاں تک کہ مجھے محسوس تک نہ ہوا کہ کبھی آنکھوں میں آنسو بھی تھے۔ میں نے اپنے والد سے عرض کیا میری طرف سے جواب دیں۔ انہوں نے کہا اللہ کی قسم! میں کچھ نہیں جانتا کہ میں رسول اللہ ﷺ کو کیا جواب دوں۔ میں نے اپنی والدہ سے کہا میری طرف سے رسول اللہ ﷺ کو جواب دیں۔ انہوں نے کہا میں نہیں جانتی کہ رسول اللہ ﷺ کو کیا جواب دوں۔ میں اس وقت نوعمر تھی۔ قرآن حکیم زیادہ نہیں پڑھتی تھی۔ میں نے کہا اللہ کی قسم! میں جانتی ہوں کہ تم نے یہ بات کی ہے یہاں تک کہ تمہارے دلوں میں راسخ ہو چکی ہے اور تم نے اس کی تصدیق بھی کی ہے۔ اگر میں تمہیں کہوں کہ میں بری ہوں جبکہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میں بری ہوں تو تم میری تصدیق نہیں کرو گے۔ اگر میں تمہارے سامنے اس کا اعتراف کر لوں جبکہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میں بری ہوں تو تم میری تصدیق کرو گے۔ میں اپنے اور تمہارے لیے سوائے حضرت یعقوب علیہ السلام کے قول کے کوئی شان نہیں پاتی۔ فَصَبْرٌ جَمِيلٌ ؕ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ﴿۱۸﴾ (یوسف) پھر میں نے رخ پھیر لیا اور اپنے بستر پر لیٹ گئی۔ میں جانتی تھی کہ میں بری ہوں اور اللہ تعالیٰ میری برأت کا اظہار کرے گا لیکن اللہ کی قسم! مجھے گمان تک نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ میرے بارے میں وحی نازل کرے گا جس کی تلاوت کی جائے گی۔ میں اپنے آپ کو اس سے حقیر جانتی تھی کہ اللہ تعالیٰ میرے بارے میں ایسا کلام کرے گا جس کی تلاوت کی جائے گی۔ لیکن میں یہ امید رکھتی تھی کہ رسول اللہ ﷺ خواب دیکھیں گے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ میری برأت کا اعلان کر دے گا۔ اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ اسی مجلس میں تشریف فرما تھے اور گھر والوں میں سے کوئی آدمی بھی وہاں سے نہیں گیا تھا کہ حضور ﷺ پر وحی کا سلسلہ شروع ہو گیا اور وحی کے وقت جو کیفیت ہوتی تھی وہ کیفیت طاری ہو گئی۔ جب کلام آپ پر نازل کیا جا رہا ہوتا تھا اس

کے بوجھ کی وجہ سے سخت سردی میں بھی چاندی کے منکوں کی طرح پسینے کے قطرے گرتے تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ سے وحی کا سلسلہ منقطع ہوا تو آپ مسکرا رہے تھے۔ حضور ﷺ نے سب سے پہلے جو گفتگو کی وہ یہ تھی اے عائشہ! تجھے بشارت ہو اللہ تعالیٰ نے تیری برأت بیان کی ہے۔ میری ماں نے کہا رسول اللہ ﷺ کی طرف اٹھو۔ میں نے کہا میں رسول اللہ ﷺ کی طرف نہیں اٹھوں گی اور نہ ہی شکریہ ادا کروں گی۔ میں تو اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کروں گی جس نے میری برأت کا حکم نازل کیا۔ اللہ تعالیٰ نے دس آیات کو نازل فرمایا۔

جب اللہ تعالیٰ نے میری برأت کے بارے میں آیات نازل کردیں تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم! میں مسطح پر کوئی مال خرچ نہ کروں گا اس وجہ سے کہ اس نے جو عائشہ کے بارے میں باتیں کی ہیں جبکہ پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت مسطح کی مدد کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنكُمْ (النور: 22) نازل کی تو حضرت ابوبکر صدیق نے کہا اللہ کی قسم! میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بخش دے۔ تو حضرت مسطح پر پہلے جو مال خرچ کرتے تھے وہ جاری کر دیا رسول اللہ ﷺ زینب بنت جحش سے میرے بارے میں پوچھتے تھے، فرمایا: اے زینب! تو کیا جانتی ہے اور کیا دیکھتی ہے؟ اس نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ میرے کان اور آنکھ نہ رہے، میں تو بھلائی ہی جانتی ہوں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ازواج مطہرات میں سے یہی میرا مقابلہ کرتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے تقویٰ کی وجہ سے محفوظ رکھا۔ اس کی بہن حمنہ اس کے لیے لڑتی رہی تو بہتان لگانے والے برباد ہو گئے۔ (1)

امام بخاری، امام ترمذی، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے: جب میرے بارے میں باتیں کی گئیں جبکہ مجھے اس کا علم نہ تھا، رسول اللہ ﷺ میرے بارے میں خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے۔ آپ ﷺ نے کلمہ شہادت پڑھا، اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی پھر فرمایا: اے لوگو! مجھے ان لوگوں کے بارے میں مشورہ دو جنہوں نے میرے گھر والوں پر تہمت لگائی ہے، اللہ کی قسم! میں اپنے گھر والوں کے بارے میں کوئی برائی نہیں جانتا۔ انہوں نے اس آدمی پر تہمت لگائی ہے اللہ کی قسم! میں اس کے بارے میں بھی بری بات سے آگاہ نہیں ہوا۔ وہ میرے گھر میں اس وقت داخل ہوا جب میں اپنے گھر میں موجود تھا۔ وہ سفر میں غائب نہیں ہوا مگر میرے ساتھ ہی غائب ہوا۔ حضرت سعد بن معاذ اٹھے۔ عرض کی! یا رسول اللہ ﷺ مجھے اجازت دیجئے کہ میں ان کی گردنیں اڑا دوں۔ بنو خزرج میں سے ایک آدمی اٹھا۔ حسان بن ثابت کی والدہ بھی اسی خاندان سے تعلق رکھتی تھی۔ اس نے کہا اللہ کی قسم! تو نے جھوٹ بولا۔ اللہ کی قسم! اگر وہ لوگ اوس سے ہوتے تو تو ان کی گردنیں اڑاتا۔ قریب تھا کہ مسجد کی اطراف میں اوس وخزرج کے درمیان میں جنگ چھڑ جاتی جبکہ مجھے اس کا کوئی علم نہ تھا۔

جب اس دن کی شام ہوگئی، میں طبعی حاجت کے لیے باہر گئی جبکہ میرے ساتھ ام مسطح بھی تھی۔ ام مسطح لڑکھڑا کر گر پڑی اور یہ کہا مسطح برباد ہو۔ میں نے کہا اے ماں! تو اپنے بیٹے کو گالیاں دیتی ہے؟ وہ خاموش ہوگئی پھر دوبارہ لڑکھڑائی تو اس نے پھر

1۔ صحیح بخاری، باب حدیث الافک، جلد 3، صفحہ 24، المطبعۃ المیمنہ مصر

کہا مسطح برباد ہو۔ میں نے کہا اے ماں! تو اپنے بیٹے کو بددعائیں دیتی ہے۔ وہ تیسری دفعہ گری اور کہا مسطح برباد ہو۔ میں نے اسے جھڑکا۔ اس نے کہا میں اسے برا بھلا نہیں کہہ رہی مگر تیری وجہ سے میں کہہ رہی ہوں۔ میں نے کہا میری کوئی وجہ ہے؟ تو اس نے تمام واقعہ بیان کر دیا۔ میں نے کہا بات اسی طرح ہے۔ اس نے کہا اللہ کی قسم! بات اسی طرح ہے۔

میں اپنے گھر لوٹی گویا جس کام کے لیے نکلی تھی۔ اس میں سے تھوڑا یا زیادہ نہ پاتی تھی۔ مجھے بخار زیادہ ہو گیا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: مجھے میرے والد کے گھر بھیج دیجئے حضور ﷺ نے غلام کو میرے ساتھ بھیج دیا، گھر میں داخل ہوئی۔ میں نے ام رومان کو نیچے پایا جبکہ حضرت ابوبکر اوپر والے مکان میں تھے جو قرآن حکیم پڑھ رہے تھے۔ میری ماں نے مجھ سے پوچھا بیٹی کیوں آئی ہو؟ میں نے بتایا اور سارا واقعہ ذکر کر دیا۔ مجھے اس بارے میں تکلیف پہنچی تھی، اسے ایسی صورت حال پیدا نہ ہوئی۔ اس نے کہا اے بیٹی! معاملہ کو ہلکا لو۔ اللہ کی قسم! بہت کم ایسا ہوا ہے کہ ایک عورت خوبصورت ہو، اس کا خاوند اس سے محبت کرتا ہو اور اس کی سوکنیں بھی ہوں، اس سے حسد تو کیا جاتا ہے اور اس کے بارے میں باتیں تو کی جاتی ہیں۔

میں نے پوچھا میرے والد کو اس بارے میں علم ہے؟ ماں نے جواب دیا علم ہے۔ میں نے پوچھا رسول اللہ ﷺ کو علم ہے؟ فرمایا ہاں۔ میں رونے لگی میرے والد ابوبکر نے میری آواز سن لی جبکہ وہ اوپر قرآن حکیم پڑھ رہے تھے۔ وہ نیچے اترے۔ میری ماں سے پوچھا کیا بات ہے؟ اس نے جواب دیا اس کے بارے میں جو باتیں کی جا رہی ہیں ان کی خبر اس تک پہنچ چکی ہے۔ اس وجہ سے یہ رو رہی ہے۔ تو حضرت ابوبکر نے فرمایا اے بیٹی! میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ تو اپنے گھر چلی جا تو میں گھر واپس آ گئی۔

رسول اللہ ﷺ گھر تشریف لائے میری خادمہ سے میرے بارے میں پوچھا۔ اس نے عرض کی: اللہ کی قسم! میں اس میں کوئی عیب نہیں دیکھتی سوائے اس کے کہ یہ سو جاتی ہے، بکری گھر میں داخل ہوتی ہے اور اس کے خمیر اور آٹے کو کھا جاتی ہے۔ اس خادمہ کو حضور ﷺ کے بعض صحابہ نے ڈانٹا اور کہا رسول اللہ ﷺ سے سچی بات کرو یہاں تک کہ اسے نیچے گرا دیا۔ خادمہ نے کہا سبحان اللہ! میں اس کے بارے میں اتنا جانتی ہوں جو سنار سرخ سونے کی ڈلی کے بارے میں جانتا ہے۔

جس آدمی کے بارے میں یہ بات کی گئی تھی اس تک یہ خبر پہنچی تو اس نے کہا سبحان اللہ! اللہ کی قسم! میں نے تو آج تک کسی عورت کا پردہ تک نہیں ہٹایا۔ حضرت عائشہ نے کہا: وہ صحابی شہادت کی موت مرے۔ میرے والدین میرے پاس رہنے لگے۔ وہ اسی حالت میں تھے کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے جبکہ آپ عصر کی نماز پڑھ چکے تھے۔ پھر داخل ہوئے جبکہ میرے والدین میری دائیں بائیں جانب موجود تھے۔ حضور ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی پھر فرمایا: اے عائشہ! اگر تجھ سے گناہ ہوا ہے یا تو نے ظلم کیا ہے تو اللہ سے توبہ کر کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: انصار میں سے ایک عورت آئی۔ وہ دروازہ پر بیٹھی ہوئی تھی۔ میں نے عرض کیا کیا آپ اس عورت کے سامنے کوئی چیز ذکر کرنے سے نہیں رکیں گے؟ رسول اللہ ﷺ نے تلقین کی میں اپنے باپ کی طرف متوجہ ہوئی اور عرض کی حضور ﷺ کو جواب دیں تو حضرت ابوبکر صدیق نے کہا: میں کیا جواب دوں؟ پھر میں اپنی ماں کی طرف متوجہ ہوئی۔ میں نے کہا حضور ﷺ کو جواب دیجیے۔ ماں نے کہا میں کیا جواب دوں؟ جب دونوں نے کوئی جواب نہ

دیا تو میں نے کلمہ شہادت پڑھا، اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی۔ پھر میں نے کہا اللہ کی قسم! اگر میں تمہارے سامنے یہ کہوں کہ میں نے ایسا کوئی عمل نہیں کیا تو تمہارے نزدیک یہ بات مجھے نفع نہ دے گی کیونکہ تم یہ باتیں کر چکے ہو اور تمہارے دلوں میں یہ راسخ ہو چکی ہیں۔ اگر میں کہوں کہ میں نے ایسا کیا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے میں نے ایسا عمل نہیں کیا تو تم کہو گے اس نے اپنے اوپر جرم کو تسلیم کرلیا ہے، اللہ کی قسم! میں اپنے لیے اور تمہارے لیے کوئی مثال نہیں پاتی مگر ابو یوسف علیہ السلام کی مثال، میں نے حضرت یعقوب علیہ السلام کا نام یاد کرنا چاہا مگر میں اس پر قادر نہ ہوئی، جب انہوں نے کہا تھا فَصَبْرٌ جَمِيلٌ ۖ وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَىٰ مَا تَصِفُونَ (یوسف: 18) اسی لمحہ حضور ﷺ پر وحی شروع ہوگئی۔ ہم سب خاموش ہو گئے پھر وحی کا سلسلہ منقطع ہوگیا۔ میں نے آپ ﷺ کے چہرے سے خوشی کے آثار پہچان لیے تھے جبکہ آپ ﷺ اپنی پیشانی پر ہاتھ پھیر رہے تھے۔ آپ ﷺ فرمارہے تھے: اے عائشہ! خوش ہو، اللہ تعالیٰ نے تیری برأت کا اعلان کردیا ہے۔ مجھے سخت غصہ تھا۔ میرے والدین نے کہا حضور ﷺ کی طرف اٹھو میں نے کہا میں نہ آپ ﷺ کے لیے اٹھوں گی اور نہ ہی آپ ﷺ کی تعریف کروں گی۔ میں تو اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کروں گی جس نے میری برأت کو نازل فرمایا۔ تم سب نے باتیں سنیں نہ تم نے اس کا انکار کیا اور نہ غیرت کا اظہار کیا۔ حضرت عائشہ صدیقہ کہا کرتی تھیں جہاں تک حضرت زینب بنت جحش کا تعلق ہے اللہ تعالیٰ نے اسے اسی کے دین کی وجہ سے محفوظ رکھا۔ اس نے اچھی ہی بات کی۔ جہاں تک اس کی بہن حمنہ کا تعلق ہے تو وہ بھی دوسرے ہلاک ہونے والوں کی طرح ہلاک ہوگئی۔ حضرت عائشہ صدیقہ کے بارے میں حضرت مسطح، حضرت حسان بن ثابت، عبد اللہ بن ابی منافق یہی اس کو بڑھا چڑھا کر پیش کرتا اور لوگوں کو جمع کرتا اسی کا سب سے زیادہ کردار تھا اور حمنہ نے یہ گفتگو کی۔ حضرت ابو بکر صدیق نے قسم اٹھائی کہ وہ مسطح کو کبھی بھی کوئی نفع نہ پہنچائیں گے تو اللہ تعالیٰ نے آیت وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنكُمْ (النور: 22) نازل فرمائی۔ اس میں صاحب فضل سے مراد حضرت ابو بکر صدیق اور اولی القربیٰ اور مساکین سے مراد مسطح ہے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت ابو بکر صدیق نے کہا کیوں نہیں ہم یہ پسند کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بخش دے پھر جسطرح پہلے احسان کرتے تھے اسی طرح احسان کرنا شروع کردیا۔(1)

امام احمد، امام بخاری، سعید بن منصور، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ام رومان رضی اللہ عنہا سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اسی اثناء میں کہ میں حضرت عائشہ صدیقہ کے پاس بیٹھی تھی کہ ایک عورت آئی۔ اس نے کہا اللہ تعالیٰ اس کے بیٹے کے ساتھ یہ سلوک کرے۔ حضرت عائشہ نے پوچھا اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ کیوں ایسا کرے؟ اس عورت نے کہا وہ ان لوگوں میں سے ہے جس نے باتیں کی ہیں۔ حضرت عائشہ نے پوچھا کونسی بات؟ اس عورت نے کہا یہ یہ بات۔ میں نے پوچھا یہ باتیں رسول اللہ ﷺ کو پہنچ چکی ہیں؟ اس عورت نے بتایا جی ہاں۔ میں نے پوچھا ابو بکر کو بھی؟ اس عورت نے کہا جی ہاں۔ حضرت عائشہ بے ہوش ہو کر گر پڑیں۔ انہیں بے ہوشی سے افاقہ نہیں ہوا مگر انہیں سخت بخار ہو چکا تھا۔ شاید اسی بات کی وجہ سے بخار ہوا تھا۔

کہا حضرت عائشہ اٹھ کر بیٹھ گئیں، کہا اللہ کی قسم! اگر میں قسم اٹھاؤں تو تم میری تصدیق نہیں کرو گے اگر میں تمہارے

1۔ صحیح بخاری، جلد 3، صفحہ 104، المطبعۃ المیمنہ مصر

سامنے اس پر معذرت پیش کروں تو تم میری معذرت تسلیم نہیں کرو گے۔ میری اور تمہاری مثال حضرت یعقوب علیہ السلام اور اس کے بیٹوں جیسی ہے وَاللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰی مَا تَصِفُوْنَ ﴿۱۸﴾ (یوسف) رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی پاکدامنی کا حکم نازل فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ واپس تشریف لائے جبکہ آپ ﷺ کے ساتھ حضرت ابوبکر بھی تھے۔ وہ گھر میں داخل ہوئے فرمایا: اے عائشہ! اللہ تعالیٰ نے تیری پاکدامنی کا حکم نازل فرمایا ہے۔ حضرت عائشہ نے کہا: اللہ تعالیٰ کی حمد نہ کہ آپ ﷺ کی۔ حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا: کیا تو یہ بات رسول اللہ ﷺ سے کہہ رہی ہے؟ عرض کی جی ہاں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا باتیں کرنے والوں میں سے ایک ایسا آدمی تھا جس کی کفالت حضرت ابوبکر صدیق کیا کرتے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق نے قسم اٹھادی کہ میں اس کے ساتھ حسن سلوک نہیں کروں گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے سورۂ نور کی آیت نمبر 22 نازل فرمائی۔ تو حضرت ابوبکر صدیق نے کہا کیوں نہیں۔ بعد میں اس کے ساتھ حسن سلوک کا سلسلہ جاری رکھا۔

امام بزار اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے سند حسن کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ جب سفر کا ارادہ کرتے تو اپنی ازواج مطہرات میں قرعہ اندازی کرتے۔ غزوۂ بنی مصطلق میں قرعہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے نام نکلا۔ جب آدھی رات ہوئی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا قضائے حاجت کے لیے باہر گئیں ان کا ہار گلے سے نکل گیا۔ وہ اس کی تلاش میں گئیں۔ مسطح حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور ان کے خاندان میں بطور یتیم پرورش پارہا تھا۔ جب حضرت عائشہ واپس آئیں تو لشکر نہ پایا۔ صفوان بن معطل سلمی لوگوں سے پیچھے رہتے تھے۔ وہ کوئی پیالہ، تھیلا اور برتن پاتے تو اسے اٹھالیتے۔ انہوں نے کیا دیکھا کہ حضرت عائشہ صدیقہ ہیں۔ صفوان نے اپنا چہرہ ان سے دوسری طرف کر دیا۔ پھر اپنا اونٹ حضرت عائشہ کے قریب کیا اور لشکر تک جا پہنچے۔ لوگوں نے باتیں بنائیں اور کہا جو کچھ کہا پھر تمام واقعہ بیان کیا۔

رسول اللہ ﷺ دروازہ پر تشریف لاتے، پوچھتے تمہارا کیا حال ہے؟ یہاں تک کہ ایک روز تشریف لائے فرمایا: اے عائشہ! تمہیں بشارت ہو اللہ تعالیٰ نے تیری پاک دامنی کا حکم نازل فرمایا ہے۔ حضرت عائشہ نے عرض کی اللہ کی حمد نہ کہ آپ ﷺ کی۔ میرے بارے میں دس آیات نازل فرمائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے مسطح، حمنہ اور حسان پر حد قذف جاری کی۔

امام ابن مردویہ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر پر روانہ ہوتے تو اپنی کسی زوجہ کو بھی ساتھ لے جاتے۔ حضرت عائشہ کو سفر پر ساتھ لیا۔ آپ کے لیے ایک کجاوہ مخصوص تھا۔ اس کجاوے پر لوگ معین تھے جو اسے اونٹ پر رکھتے اور نیچے رکھتے۔ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ نے پچھلی رات کو پڑاؤ ڈالا۔ حضرت عائشہ قضائے حاجت کے لیے تشریف لے گئیں اور دور چلی گئیں اور اندازہ نہ ہوا۔ نبی کریم ﷺ اور دوسرے لوگ بیدار ہوئے پھر کوچ کیا وہ لوگ جو ہودج کو اونٹ پر رکھتے آئے، اسے اونٹ پر باندھ دیا۔ یہ معلوم نہ ہوا کہ حضرت عائشہ صدیقہ اس میں نہیں۔ یہ لوگ چلے گئے۔ حضرت عائشہ آئیں دیکھا کہ نبی کریم ﷺ اور لوگ جا چکے ہیں۔ وہ اس جگہ بیٹھ گئیں۔ ایک انصاری جس کا نام صفوان بن معطل تھا۔ جا گا یہ عورتوں سے شادی نہیں کرتا تھا۔ وہ حضرت عائشہ صدیقہ کے قریب آیا جبکہ اس کا اونٹ ان کے ساتھ تھا۔ جب حضرت عائشہ کو دیکھا جبکہ چھوٹی عمر سے ہی انہیں پہچانتا تھا۔ کہا ام المومنین اور اپنا منہ دوسری طرف

کرلیا۔انہیں اپنے اونٹ پرسوار کیا۔پھراونٹ کی لگام پکڑی اورآگے چلتے رہے یہاں تک کہ لوگوں تک جا پہنچے۔

نبی کریم ﷺ پڑاوَ ڈال چکے تھے جبکہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو نہ پایا۔لوگوں نے باتیں بنائیں جو نبی کریم ﷺ تک جا پہنچیں۔ یہ بات حضور ﷺ پر شاق گزری۔آپ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے علیحدگی اختیار کرلی اوران کے بارے میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اوردوسرے صحابہ سے مشورہ کیا۔حضرت زید رضی اللہ عنہ نے عرض کی:اسے رہنے دیں،ممکن ہے اللہ تعالیٰ اس میں کوئی نیا حکم دے۔حضرت علی بن ابی طالب نے کہا عورتیں بے شمار ہیں۔حضرت عائشہ ایک رات عورتوں کے ساتھ باہرگئیں۔ام مسطح کا پاؤں پھسلا تو اس نے کہا مسطح برباد ہو۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا تونے کتنی بری بات کی ہے۔ام مسطح نے کہا کیا آپ جانتی نہیں کہ مسطح نے کیا کہا ہے اورسب بات بتادی۔حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر بے ہوشی طاری ہوگئی۔پھراللہ تعالیٰ نے ان آیات کونازل فرمایا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مسطح کو اپنا مال دیا کرتے،اس کے ساتھ صلہ رحمی کرتے اورنیکی کرتے۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قسم اٹھادی کہ اسے کچھ بھی نہ دیں گے تو سورۂ نور کی آیت نمبر 22 نازل ہوئی۔نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق کو حکم دیا کہ وہ حضرت عائشہ صدیقہ کے پاس جائیں اورانہیں بشارت دیں۔حضرت ابوبکر صدیق آئے اورانہیں ان کی پاک دامنی کی خبردی اوریہ بھی بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں آیات نازل فرمائی ہیں۔حضرت عائشہ نے کہا اللہ کی حمد نہ آپ کی،نہ آپ کے صاحب کی۔

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے اپنی سند سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر کا ارادہ کرتے تو اپنی بیویوں میں تین دفعہ قرعہ اندازی کرتے۔جس کے نام قرعہ نکلتا اسے سفر پر ساتھ لے جاتے۔جب حضور ﷺ غزوۂ بنی مصطلق کے لیے تشریف لے گئے تو حضور ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات میں قرعہ اندازی کی۔قرعہ حضرت عائشہ اورام سلمہ رضی اللہ عنہما کے نام نکلا۔حضور ﷺ نے دونوں کوساتھ لیا۔ابھی لوگ راستہ میں ہی تھے تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا کجاوہ ایک طرف جھک گیا۔لوگوں نے اونٹ بٹھایا تاکہ اس کے کجاوے کودرست کریں۔حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا قضائے حاجت کا ارادہ رکھتی تھیں۔جب انہوں نے اپنے اونٹ بٹھائے۔حضرت عائشہ نے کہامیں نے اپنے دل میں سوچا جتنے وقت میں یہ کجاوہ درست کرتے ہیں میں قضائے حاجت سے فارغ ہوآتی ہوں۔میں کجاوے سے اتری لیکن صحابہ کواس کا احساس نہ ہوا۔میں بے آباد جگہ گئی تو میرا ہارٹوٹ گیا۔اس ہارکوجمع کرنے اورلڑی میں پرونے میں رکی رہی۔لوگوں نے اپنے اونٹ اٹھائے اورچلے گئے۔ان کا خیال تھا کہ میں کجاوے میں ہوں۔میں نکلی توکسی کو نہ دیکھا۔میں ان کے پیچھے چلی یہاں تک کہ میں تھک گئی۔میں نے اپنے دل میں سوچا لوگ مجھے نہ پائیں گے تو میری تلاش میں واپس آئیں گے۔میں راستہ پرکھڑی ہوگئی میرے پاس صفوان بن معطل گزرے۔انہوں نے حضور ﷺ سے یہ سوال کیا تھا کہ ان کی ڈیوٹی ساقہ (ہانکنے والے یا پیچھے چلنے والے) پرلگادیں۔حضور ﷺ نے ان کی ڈیوٹی اس پرلگادی۔جب لوگ چلتے تو یہ نماز پڑھتے رہتے۔پھران کے پیچھے پیچھے چلتے۔لوگوں سے جو چیز گرجاتی اسے اٹھالیتے یہاں تک کہ اس کے

مالک تک پہنچاتے۔ حضرت عائشہ نے کہا جب وہ میرے پاس سے گذرے تو مجھے مرد گمان کیا، کہا اے سونے والے! اٹھو کیونکہ لوگ تو چلے گئے ہیں۔ میں نے کہا میں مرد نہیں ہوں میں عائشہ ہوں۔ تو حضرت صفوان بن معطل نے کہا: اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ۔ پھر اپنا اونٹ بٹھایا اس کا گھٹنہ باندھا پھر مجھ سے دور ہو گیا کہا اے ماں! اٹھو اور سوار ہو جاؤ۔ جب سوار ہو جاؤ تو مجھے بتادینا۔ حضرت عائشہ نے کہا میں سوار ہو گئی، وہ واپس آئے، ڈھنگا کھولا، اپنا اونٹ اٹھایا اور اونٹ کی لگام پکڑی۔ حضرت عمر نے کہا اس نے حضرت عائشہ سے کوئی گفتگو نہ کی یہاں تک کہ حضرت عائشہ کو رسول اللہ ﷺ تک لے آیا۔

حضرت عبداللہ بن ابی ابن سلول نے لوگوں سے اس بارے میں باتیں کیں۔ کعبہ کے رب کی قسم! اس نے خوب اس بات کو عام کیا۔ اس مسئلہ میں اس کی مدد حضرت حسان بن ثابت، حضرت مسطح بن اثاثہ اور حضرت حمنہ نے کی۔ پورے لشکر میں یہ بات عام ہو گئی اور بات حضور ﷺ کو بھی پہنچ گئی۔ یہ بات حضور ﷺ کے دل میں ہی رہی یہاں تک کہ تمام لوگ مدینہ طیبہ پلٹ آئے۔ عبداللہ بن ابی منافق نے اس بات کو مدینہ طیبہ میں بھی خوب عام کیا جو رسول اللہ ﷺ کے لیے بڑا شاق گذرا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ایک روز ام مسطح میرے پاس آئی۔ اس نے مجھے دیکھا کہ میں قضائے حاجت کے لیے جانا چاہ رہی ہوں۔ اس نے ایک لوٹا نما برتن لیا جس میں پانی تھا۔ وہ برتن گر گیا تو ام مسطح نے کہا مسطح برباد ہو۔ حضرت عائشہ نے اس سے کہا سبحان اللہ! ایسے آدمی کو گالی دے رہی ہو جو بدری ہے جبکہ وہ تیرا بیٹا بھی ہے؟ ام مسطح نے اس سے کہا تجھ پر قیامت گزر گئی اور تجھے کچھ خبر نہیں اور تمام واقعہ بتادیا۔ حضرت عائشہ نے کہا جب اس نے مجھے بات بتائی تو مجھے بخار ہو گیا اور مجھے قضائے حاجت کا خیال ہی نہ رہا۔

حضرت عائشہ نے کہا میں اس سے قبل حضور ﷺ کی طرف سے کچھ سختی دیکھتی تھی لیکن نہ جانتی تھی کہ یہ سختی کیوں ہے۔ جب ام مسطح نے مجھے بتایا تو مجھے پتہ چل گیا کہ اس سختی کی وجہ یہ ہے۔ جب حضور ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو میں نے عرض کی مجھے اجازت دیجئے کہ میں اپنے میکے چلی جاؤں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: چلی جاؤ۔ حضرت عائشہ حضور ﷺ کے کاشانہ سے نکلیں یہاں تک کہ اپنے والد کے پاس آئیں حضرت ابوبکر صدیق نے پوچھا کیا بات ہے؟ میں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنے گھر سے نکال دیا ہے تو حضرت ابوبکر نے فرمایا: تجھے رسول اللہ ﷺ نے اپنے گھر سے نکال دیا اور میں تجھے پناہ دوں گا اللہ کی قسم! میں تجھے اس وقت تک پناہ نہیں دوں گا جب تک رسول اللہ ﷺ حکم نہ دیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے پناہ دینے کا حکم دے دیا۔ حضرت ابوبکر نے حضرت عائشہ سے فرمایا: اللہ کی قسم! دور جاہلیت میں بھی ہمارے بارے میں ایسی بات نہیں کہی گئی تو اب یہ کیسے ہو سکتی ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اسلام کے ساتھ عزت سے نوازا ہے۔ حضرت عائشہ، ان کی والدہ ام رومان، حضرت ابوبکر اور عبدالرحمٰن روئے اور ان کے ساتھ گھر کے دوسرے افراد بھی رونے لگے۔

یہ خبر حضور ﷺ تک پہنچی، آپ ﷺ منبر پر جلوہ افروز ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی اور فرمایا: اے لوگو! جس نے مجھے اذیت دی ہے اس کے ساتھ کون میرے بارے میں انصاف کرے گا؟ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اٹھے، اپنی تلوار کو سونت لیا۔ عرض کی! یا رسول اللہ ﷺ میں آپ کی جانب سے اس سے انصاف کروں گا۔ اگر تو وہ اس کے قبیلہ سے

ہے تو میں اس کا سر لے آتا ہوں۔ اگر وہ خزرج سے ہے تو آپ ہمیں حکم دیں۔ سعد بن عبادہ اٹھ کھڑے ہوئے، کہا تو نے جھوٹ بولا ہے۔ اللہ کی قسم! تو اس کو قتل کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ تم نے یہ اس لیے پسند کیا ہے کیونکہ ہمارے اور تمہارے درمیان دور جاہلیت میں دشمنی تھی۔ ایک نے پکارا: اے اوس! دوسرے نے کہا اے خزرج! وہ جوتوں، پتھروں اور طمانچوں سے ایک دوسرے کو مارنے لگے۔ حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ اٹھے، کہا تم کیوں الجھ رہے ہو۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں حکم دیں تو ہم اس پر عمل کریں گے خواہ کسی کی ناک خاک آلود ہو۔

حضرت جبریئل امین آئے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی منبر پر جلوہ افروز تھے۔ جب وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں وہ آیت تلاوت کر کے سنائی جو جبریئل امین لائے تھے: وَ اِنْ طَآىِٕفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا (الحجرات: 9) تو لوگ چیخنے لگے: اللہ تعالیٰ کا جو حکم ہے ہم اس پر راضی ہیں۔ وہ ایک دوسرے کی طرف اٹھے، ایک دوسرے سے چمٹ گئے، ایک دوسرے کو آوازیں دیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے نیچے اتر آئے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں وحی میں دیر ہو گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے علی شیر خدا، حضرت اسامہ بن زید اور بریرہ کو بلا بھیجا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر والوں کے بارے میں مشورہ کرتے تو حضرت علی اور حضرت اسامہ بن زید کے علاوہ کسی اور سے نہ کرتے۔ حضرت اسامہ کے ساتھ مشورہ حضرت زید بن ثابت کی شہادت کے بعد ایسا ہوا۔ حضرت علی سے فرمایا: تم حضرت عائشہ کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ جو لوگ باتیں کر رہے ہیں اس سے مجھے سخت دکھ ہوا ہے۔ حضرت علی نے عرض کی! یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں نے باتیں کیں، اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اسے طلاق دینا حلال ہو چکا ہے۔ حضرت اسامہ سے فرمایا تو کیا کہتا ہے؟ حضرت اسامہ نے عرض کی! سبحان اللہ ہمیں کوئی حق نہیں پہنچتا کہ ایسی بات کریں۔ یہ تو بہت بڑا بہتان ہے۔ حضرت بریرہ سے پوچھا اے بریرہ! تو کیا کہتی ہے؟ عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی قسم! میں تو آپ کے گھر والوں کے بارے میں بھلائی ہی جانتی ہوں سوائے اس کے کہ وہ بہت زیادہ سونے والی ہے، وہ سو جاتی ہے یہاں تک بکری آتی ہے اور اس کا آٹا کھا جاتی ہے۔ اگر اس قسم کی کوئی بات ہوتی تو اللہ تعالیٰ آپ کو ضرور اس کے بارے میں خبر دے دیتا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے چلے یہاں تک کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مکان پر آئے اور حضرت عائشہ صدیقہ کے پاس آئے فرمایا: اگر تو نے ایسا کیا ہے تو مجھے بتا دو یہاں تک کہ میں تیرے لیے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بخشش طلب کروں۔ حضرت عائشہ نے کہا: اللہ کی قسم! میں اس بارے میں کبھی بھی اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب نہ کروں گی۔ اگر میں نے ایسا کیا ہے تو اللہ تعالیٰ مجھے نہ بخشے۔ میری اور تمہاری مثال حضرت ابو یوسف جیسی ہے، افسوس کی وجہ سے مجھے حضرت یعقوب کا نام بھول گیا، انہوں نے عرض کیا تھا اِنَّمَاۤ اَشْكُوْا بَثِّیْ وَ حُزْنِیْۤ اِلَى اللّٰهِ وَ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۶﴾ (یوسف)۔

اسی اثناء میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ صدیقہ سے بات چیت کر رہے تھے کہ جبریئل امین وحی لے کر نازل ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر غنودگی طاری ہو گئی۔ جب وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا رہے تھے۔ فرمایا: اے عائشہ اللہ تعالیٰ نے تیری پاک دامنی کے بارے میں حکم نازل کیا ہے۔ تو حضرت عائشہ نے کہا: اللہ کی تعریف نہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی۔

حضور ﷺ نے حضرت عائشہ صدیقہ پر سورۂ نور کی ان آیات تک آیات کو تلاوت کیا جن میں حضرت عائشہ کی پاک دامنی اور برأت کا ذکر کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: گھر چلو تو حضرت عائشہ صدیقہ حضور ﷺ کے کاشانہ کی طرف چل پڑیں۔ رسول اللہ ﷺ مسجد کی طرف گئے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح کو بلایا۔ انہوں نے لوگوں کو جمع کیا پھر حضور ﷺ نے انہیں وہ آیات سنائیں جن میں حضرت عائشہ صدیقہ کی برأت کا ذکر تھا۔ حضور ﷺ نے عبداللہ بن ابی کو بلا بھیجا۔ اسے لایا گیا حضور ﷺ نے اس پر دو حدیں جاری کیں۔ حضرت حسان، حضرت مسطح اور حضرت حمنہ کی طرف آدمی بھیجا انہیں سخت کوڑے مارے گئے اور ان کی گردنوں میں ضربیں لگائیں۔ حضرت ابن عمر نے فرمایا: جس نے رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات پر تہمت لگائی اس پر دو حدیں ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق نے مسطح کی طرف پیغام بھیج دیا: میں کبھی بھی تیرے ساتھ ایک درہم کے ساتھ صلہ رحمی نہیں کروں گا اور نہ ہی کبھی احسان کروں گا۔ پھر حضرت ابوبکر نے اسے دھتکار دیا اور اپنے گھر سے نکال دیا۔ تو سورۂ نور کی آیت نمبر 22 نازل ہوئی۔ حضرت ابوبکر نے فرمایا: جب قرآن تیرے بارے میں مجھے حکم دیتا ہے تو میں تجھ پر پہلے سے دگنا احسان کروں گا۔

عبداللہ بن ابی کی بیوی بھی اس کے ساتھ منافق تھی تو قرآن حکیم نازل ہوا اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَ الْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ ۚ وَ الطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ (نور: 26) یعنی عبداللہ کی منافق بیوی عبداللہ منافق کے لیے اور عبداللہ منافق اس کی منافق بیوی کے لیے اور حضرت عائشہ اور دوسری ازواج مطہرات نبی کریم ﷺ کے لیے۔

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابومیسر انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت، عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تیری پاک دامنی کا حکم نازل فرمایا۔ عرض کی: اللہ کی تعریف کرتی ہوں، آپ کی تعریف نہیں کرتی۔ رسول اللہ ﷺ حضرت عائشہ کے پاس سے نکلے اور عبداللہ بن ابی کو بلا بھیجا۔ اس پر دو حدیں جاری کیں۔ مسطح اور حمنہ کی طرف آدمی بھیجا، انہیں بھی کوڑے مارے۔ (1)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ پر جھوٹی تہمت لگائی۔ وہ افراد تم میں سے چار تھے لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ ؕ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ اس خَيْرٌ سے مراد ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے لیے بہتر ہے۔ مومنوں کی عورتوں کی سردار کی برأت ہے، حضرت ابوبکر، حضرت عائشہ کی والدہ اور صفوان بن معطل کے لیے خیر ہے۔ وَ الَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ سے مراد عبداللہ بن ابی ہے جس نے اس معاملہ کو عام کرنے کا ارادہ کیا۔ لَهٗ عَذَابٌ عَظِيْمٌ اس کے لیے دنیا میں حد قذف اور آخرت میں جہنم ٹھکانہ ہوگا۔ لَوْ لَاۤ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا ۙ وَّ قَالُوْا هٰذَاۤ اِفْكٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۲﴾ اس کا مفہوم یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت بریرہ اور دوسری ازواج مطہرات سے مشورہ طلب کیا تو سب نے کہا ہم تو بھلائی ہی دیکھتی ہیں اور جو بات حضرت عائشہ صدیقہ کے متعلق کہی گئی ہے وہ واضح بہتان ہے لَوْ لَا جَآءُوْ عَلَيْهِ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ

1۔ مجمع الزوائد، کتاب المناقب، جلد 9، صفحہ 382 (15300)، دار الفکر بیروت

اگر بہتان لگانے والے چار گواہ نہ لائے تو وہ اور جنہوں نے ان کی تائید کی ہے وہ سب جھوٹے ہیں فَاِذْ لَمْ یَاْتُوْا بِالشُّهَدَآءِ فَاُولٰٓىِٕكَ عِنْدَ اللّٰهِ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ۝ یہاں جھوٹ سے مراد یقینی جھوٹ ہے وَ لَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ وَ رَحْمَتُهٗ سے مراد اللہ تعالیٰ نے تم پر جو احسان کیا اور تمہاری پردہ پوشی کی ہے اگر نہ ہوتا هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِیْمٌ۝ اس بہتان سے مراد گھڑی ہوئی بات ہے جس طرح حضرت مریم کے بارے میں فرمایا بهتانا عظیما یَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖۤ اس سے مراد مسطح، حمنہ اور حسان ہیں وَ یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰیٰتِ وہ آیات ہیں جو اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہ صدیقہ اور ان کی برأت کے بارے میں نازل فرمائیں وَ اللّٰهُ عَلِیْمٌ جس معاملہ میں تم پڑ چکے ہو اس کے متعلق تمہارے دلوں میں جو ندامت ہے اللہ تعالیٰ اسے جانتا ہے حَكِیْمٌ۝ حد قذف میں اسی کوڑے مارنے کا حکم دینے میں حکمت ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَةُ جو اس کے بعد اسے عام کرنے کا ارادہ کرتا ہے فِی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اس سے مراد مصدقین میں سے پاک دامن مرد اور پاک دامن عورتیں ہیں لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ان کے لیے تکلیف دہ عذاب ہے دنیا میں حد اور آخرت میں جہنم کا عذاب ہوگا۔ وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۝ جس میں تم داخل ہوئے اس بارے میں عذاب کی جو شدت ہوگی اللہ تعالیٰ اسے جانتا ہے اور جس نے ایسا عمل کیا ہے اس پر اللہ تعالیٰ کی جو ناراضگی ہوگی تم اسے نہیں جانتے۔ وَ لَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ وَ رَحْمَتُهٗ اللہ تعالیٰ نے تم پر جو فضل و رحمت فرمائی ہے اگر وہ نہ ہو، کم ضمیر سے مراد مسطح، حمنہ اور حسان ہیں وَ اَنَّ اللّٰهَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ۝ وہ تمہارے اوپر شفقت فرمانے والا ہے کیونکہ تم شرمندہ ہوتے اور حق کی طرف لوٹ آتے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یہاں اٰمَنُوْا سے مراد ہے کہا کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی توحید کی تصدیق کی لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ یہاں خُطُوٰتِ سے مراد لغزشیں ہیں فَاِنَّهٗ یَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ یہاں فحشاء سے مراد اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے اور منکر سے مراد ہر وہ عمل ہے جسے اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے وَ لَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ وَ رَحْمَتُهٗ اس سے مراد ہے اللہ تعالیٰ نے تم پر فضل و رحمت نازل کی۔ مَا زَكٰى مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اس سے مراد ہے تمہاری توبہ سے قبل تمہیں پاک نہیں کرے گا۔ وَّ لٰكِنَّ اللّٰهَ یُزَكِّیْ مَنْ یَّشَآءُ پس میں نے چاہا کہ وہ تم پر نظر رحمت فرمائے وَ اللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ۝ یعنی اللہ تعالیٰ تمہاری باتوں کو سن رہا ہے اور تمہارے اندر جو شرمندگی ہے اسے جانتا ہے۔ وَ لَا یَاْتَلِ یعنی قسم نہ اٹھائیں اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَ السَّعَةِ یعنی ابوبکر قسم نہ اٹھائیں کہ وہ مسطح پر خرچ نہیں کرے گا۔ اَنْ یُّؤْتُوْۤا اُولِی الْقُرْبٰى وَ الْمَسٰكِیْنَ وَ الْمُهٰجِرِیْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ۖ وَ لْیَعْفُوْا وَ لْیَصْفَحُوْا اے ابوبکر! میں نے تجھ میں فضل رکھ دیا، تیرے پاس خوشحالی اور اللہ کی پہچان رکھ دی۔ اے ابوبکر! تو مسطح پر ناراض ہو گیا ہے اسے تیرے ساتھ رشتہ داری ہے۔ اس نے ہجرت کی ہے، وہ محتاج ہے، وہ جنگوں میں شریک ہوا جن سے تو اس پر خوش ہوا۔ انہیں میں سے غزوہ بدر بھی ہے اَلَا تُحِبُّوْنَ اے ابوبکر! کیا تو یہ پسند نہیں کرتا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں بخش دے پس تو مسطح کو بخش دے وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۝ جو غلطی کرتا ہے میں اسے بخشنے والا ہوں اور اپنے دوستوں پر رحم کرنے والا ہوں۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ یہاں الْمُحْصَنٰتِ سے مراد پاکدامن عورتیں ہیں الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ سے مراد اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی تصدیق کرنے والیاں ہیں۔ حضرت حسان بن ثابت نے حضرت عائشہ کے متعلق کہا

حصان رزان ما تزن بریبة و تصبح غرثی من لحوم الغوافل

''وہ پاک دامن ہے، اپنی جگہ پر قائم رہنے والی ہے، کسی شک کی بناء پر اسے متہم نہیں کیا جا سکتا اور وہ کسی پاکدامن کی عزت پر حملہ نہیں کرتی''۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا لیکن تو ایسا نہیں ہے لُعِنُوْا فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ وَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ انھیں ایمان سے اس طرح خارج کر دیا جس طرح سورۂ احزاب میں منافقوں کے بارے میں فرمایا مَّلْعُوْنِیْنَ اَیْنَمَا ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا وَ قُتِّلُوْا تَقْتِیْلًا (الاحزاب:61)

وَ الَّذِیْ تَوَلّٰی كِبْرَهٗ یہاں کبر سے مراد بہتان اور اس کا عام کرنا ہے اور الَّذِیْ تَوَلّٰی سے مراد عبد اللہ بن ابی ملعون ہے۔ یَّوْمَ تَشْهَدُ عَلَیْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَ اَیْدِیْهِمْ وَ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ یعنی اللہ تعالیٰ ان کی زبانوں پر مہر لگا دے گا اور ان کے اعضاء گواہی دیں گے اور اعضاء اپنے مالکوں کے خلاف گواہی دیں گے۔ اس کی وجہ یہ بنے گی کہ انھوں نے کہا: آؤ ہم اللہ تعالیٰ کے نام کی قسمیں اٹھائیں کہ ہم مشرک نہ تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کی زبانوں پر مہر لگا دے گا اور ان کے اعضاء نے جو کچھ کیا ہوگا وہ اس کے بارے میں گواہی دیں گے پھر زبانیں بھی ان کے خلاف گواہی دیں گی۔ یَوْمَىِٕذٍ یُّوَفِّیْهِمُ اللّٰهُ دِیْنَهُمُ الْحَقَّ اللہ تعالیٰ انھیں ان کے اعمال پر بدلہ دے گا جس طرح اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کو ثواب کی جزا عطا فرمائے گا اسی طرح اپنے دشمنوں کو عذاب کے ساتھ جزا دے گا جسطرح سورۂ فاتحہ میں فرمایا مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ (سورہ فاتحہ) یہاں یَوْمِ الدِّیْنِ سے مراد جزاء ہے۔ وَ یَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِیْنُ وہ قیامت کے دن جان لیں گے کہ اللہ تعالیٰ ہی حق مبین ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عبد اللہ بن ابی کو دنیا میں شک تھا اور وہ منافقوں کا سردار تھا اس لیے فرمایا یَوْمَىِٕذٍ یُّوَفِّیْهِمُ اللّٰهُ دِیْنَهُمُ الْحَقَّ اور ابن سلول جان جائے گا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِیْنُ یعنی شک ختم ہو جائے گا اور یقین حاصل ہو جائے گا جب اسے شک نفع نہ دے گا۔ اَلْخَبِیْثٰتُ لِلْخَبِیْثِیْنَ اس سے مراد عبد اللہ بن ابی اور اللہ تعالیٰ کے بارے میں شک کرنے والے ہیں اور وہ لوگ ہیں جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگاتے ہیں وَ الطَّیِّبٰتُ لِلطَّیِّبِیْنَ یعنی حضرت عائشہ کو اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے پسند کیا۔ حضرت جبرئیل امین ریشم کے کپڑے میں انہیں لائے جب کہ ابھی حضرت عائشہ کی ان کی ماں کے رحم میں تصویر بھی نہ بنی تھی اور یہ پیغام دیا: یہ عائشہ بنت ابی بکر ہے جو دنیا اور آخرت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہو گی اور یہ حضرت خدیجہ کے عوض میں ہوگی۔ حضرت خدیجہ کے وصال کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عائشہ کی بشارت دی گئی اور حضرت عائشہ کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں۔ وَ الطَّیِّبُوْنَ لِلطَّیِّبٰتِ طیب سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے لیے پسند فرمایا اور تمام اولاد آدم کا سردار بنایا اور لِلطَّیِّبٰتِ سے مراد حضرت عائشہ صدیقہ ہیں اُولٰٓىِٕكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا یَقُوْلُوْنَ اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہ کو عبد اللہ بن ابی کے جھوٹ سے بری کر دیا لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ ان کے لیے دنیا میں حفاظت اور آخرت میں بخشش ہے اور رِزْقٌ كَرِیْمٌ سے مراد جنت اور عظیم ثواب ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور طبرانی رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے اِفْكٌ کا معنی جھوٹ نقل کیا ہے اور عُصْبَةٌ سے

مراد عبداللہ بن ابی، حسان بن ثابت، مسطح بن اثاثہ اور حمنہ بنت جحش ہیں۔ لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ۔ کُمْ سے مراد حضرت عائشہ اور صفوان ہے یعنی جو جھوٹ تمہارے متعلق کہا گیا ہے اسے برائی گمان نہ کرو بلکہ وہ تمہارے حق میں بہتر ہے کیونکہ اس پر تمہیں اجر دیا جائے گا جس آدمی نے بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کے معاملہ میں حصہ لیا اس کے مطابق اس نے گناہ کمایا۔ جس نے تہمت لگائی وہ ابن ابی منافقوں کا سردار ہے۔ اسی نے یہ بات کی، نہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ اس مرد سے بری اور نہ ہی یہ مرد حضرت عائشہ سے بری ہے۔ اس منافق الزام لگانے والے کے لیے بڑا عذاب ہے۔ اس آیت میں تمام مسلمانوں کے لیے بہت بڑی عبرت ہے۔ جب ان میں کوئی غلطی واقع ہو جس نے اس گناہ میں عملی یا قولی مدد کی اس کے لیے تیار ہوا یا اسے یہ اچھی لگی یا اس پر راضی ہوا تو وہ اس گناہ کا اتنا ذمہ دار ہوگا جتنا اس کا حصہ ہوگا۔ جب گناہ مسلمانوں کے درمیان واقع ہوا تو جو حاضر تھا اور اسے ناپسند کیا تو اس کی مثال غائب کی طرح ہے۔ جو غائب تھا اس پر راضی ہوا تو اس کی مثال موجود کی طرح ہے لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ایسا کیوں ہوا جب تم نے حضرت عائشہ اور حضرت صفوان کے بارے میں تہمت کو سنا ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتُ مومنات کا ذکر اس لیے ہوا کیونکہ الزام لگانے والوں میں حمنہ بنت جحش بھی تھی یعنی تم نے اسے کیوں نہیں جھٹلایا بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا ان میں سے بعض نے بعض کے متعلق کیوں خیر کا گمان نہیں کیا کہ وہ بدکاری نہیں کر سکتے وَّ قَالُوْا هٰذَآ اِفْكٌ مُّبِيْنٌ﴿۱۲﴾ انہوں نے یہ کیوں نہیں کہا یہ تہمت واضح جھوٹ ہے لَوْلَا جَآءُوْ عَلَيْهِ ہ ضمیر سے مراد جھوٹی تہمت ہے بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ یعنی وہ کیوں چار گواہ نہ لائے جب وہ چار گواہ نہیں لائے جنہوں نے حضرت عائشہ پر جھوٹی تہمت لگائی تو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اپنی بات میں جھوٹے ہیں وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ یعنی اگر دنیا اور آخرت میں تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل اور رحمت نہ ہوتی کہ تمہاری سزا کو مؤخر کیا تو تم نے جو جھوٹی تہمت لگائی تو تمہیں بہت بڑا عذاب پہنچتا اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ اس کی صورت یہ تھی جب وہ حضرت عائشہ کے معاملہ میں شامل ہوئے، کسی نے کہا میں نے فلاں کو یہ کہتے ہوئے سنا، بعض نے کہا بلکہ یہ اس اس طرح ہوا یعنی تم میں سے بعض ایک دوسرے کو بیان کرتے ہو اور اپنی زبانوں سے وہ کچھ کہتے جاتے ہو جس کا تمہیں کوئی علم نہیں کہ جو کچھ تم نے کہا ہے وہ حق ہے اور تم یہ گمان کرتے ہو کہ تہمت لگانا چھوٹا گناہ ہے جب کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ جھوٹ سے بڑا گناہ ہے، ایسا کیوں نہیں ہوا جب تم نے تہمت کا سنا تو تم یہ کہہ دیتے کہ ہمیں زیب نہیں دیتا کہ ہم ایسی بات کریں جو ہماری آنکھوں نے دیکھی ہی نہیں۔ اے اللہ! تو ہر عیب سے پاک ہے یعنی تم نے یہ کیوں نہیں کہہ دیا کہ یہ تو بہت بڑا جھوٹ ہے۔ جس طرح حضرت سعد بن معاذ انصاری نے کہا تھا کیونکہ حضرت سعد نے جب اس آدمی کی بات سنی جس نے حضرت عائشہ پر تہمت لگائی تھی تو کہا تھا سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ بہتان اسے کہتے ہیں جو مبہوت کر دے اور وہ ایسی بات کرے جو وقوع پذیر نہ ہوئی ہو۔

اللہ تعالیٰ تمہیں نصیحت کرتا ہے کہ اس قسم کی بات یعنی جھوٹی تہمت دوبارہ نہ لگانا۔ اگر تم توحید و رسالت کی تصدیق کرنے والے ہو اور اللہ تعالیٰ تمہارے لیے مواعظ میں سے جن چیزوں کا ذکر کیا گیا ہے ان کو بیان کرتا ہے۔ جو لوگ یہ پسند کرتے ہیں کہ بے حیائی عام ہو جائے اور بدکاری غالب آ جائے ان کے لیے دنیا میں عذاب یعنی حد ہے اور آخرت میں جہنم کا عذاب ہے۔

اگر اللہ تعالیٰ کا فضل تم پر نہ ہوتا تو جو تم نے حضرت عائشہ کے بارے میں کہا ہے تو وہ اس پر تمہیں سزا دیتا، بے شک اللہ تعالیٰ رؤوف رحیم ہے۔ جب اس نے تمہیں معاف کر دیا اور تمہیں کوئی سزا نہ دی جو آدمی شیطان کی آراستہ کردہ چیزوں کی پیروی کرتا ہے تو وہ نافرمانیوں اور ناپسندیدہ باتوں کا حکم دیتا ہے جیسی ناپسندیدہ بات حضرت عائشہ کے متعلق کہی گئی۔ اگر اللہ تعالیٰ کا تم پر فضل اور رحمت نہ ہوتی تو کوئی اپنے آپ کو درست نہ کرتا لیکن اللہ تعالیٰ جس کے حق میں چاہتا ہے اس کو درست فرما دیتا ہے۔

جب اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی کا حکم نازل فرمایا اور ان کی برأت کر دی اور ان لوگوں کو جھٹلا دیا جنہوں نے حضرت عائشہ پر تہمت لگائی تھی تو حضرت ابوبکر صدیق نے یہ قسم اٹھائی کہ وہ آئندہ کبھی بھی مسطح سے صلہ رحمی نہیں کرے گا کیونکہ مسطح ان لوگوں میں سے تھا جس نے حضرت عائشہ پر تہمت کا دعویٰ کیا تھا۔ مسطح مہاجرین اولین میں سے تھا اور وہ حضرت ابوبکر کی خالہ کا بیٹا تھا وہ آپ کے ہاں ہی بطور یتیم پرورش پا تا رہا تھا جب حضرت ابوبکر صدیق نے یہ قسم اٹھا دی کہ وہ مسطح سے صلہ رحمی نہیں کریں گے تو حضرت ابوبکر صدیق کے بارے میں وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ آیت نازل ہوئی یعنی تم میں سے غنی یعنی ابوبکر صدیق قسم نہ اٹھائیں کہ وہ قریبی رشتہ داروں یعنی مسطح بن اثاثہ کو کچھ نہ دیں گے جو حضرت ابوبکر صدیق کا قریبی رشتہ دار اور ان کی خالہ کا لڑکا ہے جو محتاج ہے اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والا ہے۔ پس چاہیے کہ مسطح سے درگذر کیا جائے کیا تم یہ پسند نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں بخش دے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر صدیق سے فرمایا: کیا تم یہ پسند نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں بخش دے۔ عرض کی کیوں نہیں یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم۔ فرمایا مسطح کو معاف کر دو اور اس سے درگزر کرو۔ حضرت ابوبکر صدیق نے معاف کیا اور درگزر سے کام لیا۔ کہا: میں آج کے بعد کسی کو احسان سے محروم نہیں کروں گا إِنَّ الَّذِينَ يَرْمُونَ سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے ان عورتوں پر بدکاری کی تہمت لگائی جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والی ہیں اور پاکدامن ہیں۔ وہ بدکاری جیسے اعمال سے غافل ہیں جیسے حضرت عائشہ وہ سچ بولنے والی ہیں۔ جن لوگوں نے ایسی تہمت لگائی انہیں دنیا و آخرت میں عذاب دیا جائے گا جیسے عبداللہ بن ابی منافق ہے۔ اس لیے اس کے لیے بہت بڑا عذاب ہے۔

جن لوگوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگائی قیامت کے دن ان کی زبانیں ان پر گواہی دیں گی اللہ تعالیٰ انہیں عدل کے مطابق پورا پورا بدلہ دے گا، ان پر کوئی ظلم نہیں کرے گا اور وہ جانتے ہیں کہ وہ ہی واضح عدل فرمانے والا ہے۔ اَلْخَبِيْثٰتُ یعنی حضرت عائشہ پر جھوٹی تہمت لگانے کا فعل ان مردوں اور عورتوں کے لیے ہے جنہوں نے تہمت لگائی اور الْخَبِيْثُوْنَ یعنی مرد اور عورتیں ایسی ہی بری باتوں کے لیے ہیں کیونکہ ایسے انسانوں کو ایسی بات زیبا ہے اور اچھی بات اچھے مردوں اور عورتوں کے لیے ہے یعنی وہ جو مومن مردوں اور عورتوں کے بارے میں اچھا گمان کرتے ہیں اور الطَّيِّبُوْنَ یعنی اچھے مرد اور اچھی عورتیں اچھے کلام کے لیے ہیں کیونکہ اچھا کلام انہیں ہی زیبا ہے۔ یہی اچھے مرد اور اچھی عورتیں بری باتیں کرنے سے بری ہیں۔ انہیں لوگوں کے لیے مغفرت اور جنت میں اچھا رزق ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہ کی پاکدامنی کا اعلان کر دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے ساتھ ملا لیا اور حضرت عائشہ جنت میں بھی ان کی بیویوں میں سے ہوں گی۔

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میری

پاکدامنی کا حکم نازل کیا۔قریب تھا کہ میری وجہ سے امت ہلاک ہو جاتی۔ جب رسول اللہ ﷺ سے وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا اور فرشتہ چلا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو بکر سے فرمایا اپنی بیٹی کے پاس جاؤ۔اسے آگاہ کرو کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے اس کی پاکدامنی کا حکم نازل فرمایا ہے۔تو میرے والد دوڑتے ہوئے آئے، قریب تھا کہ وہ گر پڑتے، کہا اے بیٹی! مبارک ہو میرے ماں باپ تجھ پر قربان! اللہ تعالیٰ نے تیری پاکدامنی کا حکم نازل کیا ہے۔میں نے کہا اللہ کی تعریف نہ آپ کی نہ آپ کے صاحب کی، جس نے آپ کو بھیجا ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ داخل ہوئے، میرا بازو پکڑا اور اپنے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے کہا: اس طرح حضرت ابو بکر صدیق نے جوتا پکڑا تا کہ مجھے ماریں۔میری ماں نے انہیں ایسا کرنے سے منع کیا۔رسول اللہ ﷺ مسکرا دیے۔فرمایا میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ تو ایسا نہ کرے گا۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ کی قسم! مجھے یہ امید نہ تھی کہ میرے بارے میں وحی نازل ہوگی اور نہ میں اس کی طمع کرتی تھی۔ لیکن میں یہ امید رکھتی تھی کہ رسول اللہ ﷺ کوئی خواب دیکھیں گے تو ان کے دل میں جو بات ہے وہ جاتی رہے گی۔ رسول اللہ ﷺ نے حبشی لونڈی سے بھی پوچھا تھا۔اس نے کہا تھا اللہ کی قسم! عائشہ تو سونے کی پاکیزگی سے بھی پاک ہے۔صرف اتنی بات ہے: وہ سو جاتی ہے یہاں تک کہ بکری آتی ہے اور اس کا آٹا کھا جاتی ہے۔ اللہ کی قسم! اگر وہ بات سچی ہوگی جو لوگ کہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ آپ کو باخبر کر دے گا۔لوگ اس حبشی لونڈی کی سمجھداری سے متعجب ہوئے۔

امام طبرانی نے حضرت حکم بن عتیبہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب لوگ حضرت عائشہ کے معاملہ میں پڑ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہ کی طرف پیغام بھیجا، پوچھا اے عائشہ! لوگ کیا کہتے ہیں؟ حضرت عائشہ نے جواب دیا؟ لوگ جو کچھ کہہ رہے ہیں میں اس پر کوئی معذرت نہیں کروں گی یہاں تک کہ آسمان سے میری پاکدامنی کا حکم نازل ہو۔تو اللہ تعالیٰ نے سورۂ نور کی پندرہ آیات نازل فرمائیں۔ پھر ان آیات کی تلاوت کی یہاں تک کہ اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ تک پہنچیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جن لوگوں نے حضرت عائشہ صدیقہ پر جھوٹی تہمت لگائی۔انہیں جھٹلانے اور حضرت عائشہ صدیقہ کی برأت کے اظہار کے لیے لگا تار اٹھارہ آیات نازل فرمائیں۔

امام بزار، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے صحیح سند کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے جب مجھ پر تہمت لگائی گئی تو میں نے ارادہ کیا کہ میں ایک بے آباد کنویں پر آؤں اور اس میں اپنے آپ کو گرا دوں۔

امام بزار نے صحیح سند کے ساتھ حضرت عائشہ سے روایت نقل کی ہے: جب حضرت عائشہ صدیقہ کی پاکدامنی کا حکم نازل ہوا تو حضرت ابو بکر صدیق نے ان کے سر کا بوسہ لیا تو حضرت عائشہ نے کہا آپ نے میری پاکدامنی کا ذکر کیوں نہیں کیا؟ تو حضرت ابو بکر نے جواب دیا کون سا آسمان مجھ پر سایہ کرتا اور کون سی زمین مجھے اٹھاتی اگر میں ایسی بات کرتا جس کا مجھے علم ہی نہ ہوتا۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ جب میری پاکدامنی کا حکم آسمان سے نازل ہوا تو نبی کریم ﷺ میرے پاس تشریف لائے، مجھے اس بارے میں بتایا۔میں نے کہا میں اللہ کی تعریف کروں گی۔

آپ کی تعریف نہ کروں گی۔(1)

امام عبدالرزاق، امام احمد، عبد بن حمید، ابوداؤد، ترمذی (جب کہ ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے)، امام نسائی، ابن ماجہ، ابن منذر، ابن مردویہ، طبرانی اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت عائشہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب میری پاکدامنی کا حکم نازل ہوا تو رسول اللہ ﷺ منبر پر جلوہ افروز ہوئے، اس معاملہ کا ذکر کیا اور قرآن حکیم کی تلاوت کی۔ جب آپ منبر سے نیچے اترے تو آپ نے دو مردوں اور ایک عورت کے بارے میں حکم دیا تو ان پر دو حدیں جاری کی گئیں۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عائشہ اور حضرت زینب رضی اللہ عنہما نے باہم فخر کیا۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے کہا میں ہوں جس کی شادی کا حکم نازل ہوا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں ہوں جس کی پاکدامنی کا حکم اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں نازل کیا۔ جب ابن معطل نے مجھے اپنی سواری پر سوار کیا تھا۔ حضرت زینب نے کہا اے عائشہ! جب تو اونٹ پر سوار ہوئی تھی تو تو نے کیا کہا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے کہا تھا حَسْبِیَ اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِیْلُ حضرت زینب نے کہا تو نے مومنوں والی بات کہی۔(3)

امام بخاری اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں ان کی موت سے پہلے حاضر ہوئے جب کہ وہ بے بس ہو چکی تھی، پوچھا کیسا حال ہے؟ جواب دیا اگر بچ گئی تو سب خیر۔ حضرت ابن عباس نے کہا آپ بہت بہتر حالت میں ہیں، رسول اللہ کی زوجہ ہیں۔ حضور ﷺ نے آپ کے سوا کسی باکرہ سے نکاح نہیں کیا اور آپ کی پاکدامنی کا حکم آسمان سے نازل ہوا ہے۔(4)

امام حاکم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے جب کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ مجھ میں نو خصلتیں ہیں جو کسی اور میں نہیں سوائے حضرت مریم کے اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ عطا فرمائیں۔ فرشتہ رسول اللہ ﷺ کے پاس میری صورت لایا، رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے عقد نکاح کیا جب کہ میری عمر سات سال تھی۔ مجھے آپ کی خدمت میں بھیج دیا گیا جب کہ میں نو سال کی تھی۔ حضور ﷺ نے مجھ سے شادی کی جب کہ میں باکرہ تھی۔ وحی آتی تھی جب کہ میں اور آپ ایک بستر میں ہوتے میں لوگوں میں سے آپ کو زیادہ محبوب تھی، میرے بارے میں قرآن پاک میں آیات نازل ہوئیں۔ قریب تھا کہ امت اس وجہ سے ہلاک ہو جاتی۔ میں نے جبرئیل امین کو دیکھا جبکہ میرے سوا ازواج مطہرات میں سے کسی نے آپ کو نہیں دیکھا، حضور ﷺ کی روح میرے گھر میں قبض کی گئی، میرے اور فرشتے کے سوا اس وقت کوئی بھی نہ تھا۔(5)

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے ازواج مطہرات پر دس چیزوں میں فضیلت حاصل ہے، پوچھا گیا اے ام المومنین! وہ کیا ہیں؟ حضرت عائشہ نے جواب دیا: حضور ﷺ نے میرے سوا کسی

1۔ مسند امام احمد، جلد 6، صفحہ 30، دار صادر بیروت
2۔ سنن ترمذی، جلد 5، صفحہ 314 (3181)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 108
4۔ صحیح بخاری، جلد 3، صفحہ 104، المطبعۃ المیمنہ مصر
5۔ مستدرک حاکم، کتاب معرفۃ الصحابہ، جلد 4، صفحہ 11 (6730)، دار الکتب العلمیہ بیروت

ایسی عورت سے شادی نہیں کی جس کے دونوں والدین نے ہجرت کی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے میری برأت کا حکم آسمان سے نازل کیا۔ جبرئیل امین آسمان سے میری تصویر حضور ﷺ کے پاس ریشم کے کپڑے میں لائے اور کہا اس سے شادی کرو، یہ آپ کی بیوی ہے۔ میں اور آپ ایک ہی برتن سے غسل کرتے۔ حضور ﷺ میرے سوا ازواج مطہرات میں سے کسی کے ساتھ ایسا نہ کرتے۔ آپ نماز پڑھتے جبکہ میں آپ کے سامنے ہوتی جبکہ حضور ﷺ یہ عمل کسی اور کے ساتھ نہ کرتے۔ آپ پر وحی نازل ہوتی۔ جبکہ میں آپ کے پاس ہوتی میرے سوا ازواج مطہرات میں سے کسی کی موجودگی میں آپ پر وحی نازل نہ ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی روح کو قبض کیا جب کہ آپ میرے سینے سے ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ حضور ﷺ کا وصال اسی روز ہوا جس روز میری باری ہوتی تھی اور حضور ﷺ کو میرے گھر میں ہی دفن کیا گیا۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اِنَّ الَّذِیۡنَ جَآءُوۡ بِالۡاِفۡكِ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت عائشہ پر بہتان لگانے والے عبد اللہ بن ابی، مسطح اور حسان تھے۔(1)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جن لوگوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر بہتان لگایا وہ حسان، مسطح، حمنہ بنت جحش اور عبد اللہ بن ابی تھے۔(2)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ عبد الملک بن مروان نے حضرت عروہ کو خط لکھا جس میں یہ سوال کیا کہ وہ کون لوگ تھے جنھوں نے حضرت عائشہ صدیقہ پر بہتان لگایا تھا؟ حضرت عروہ نے اسے جواب دیا اس میں صرف حسان بن ثابت، مسطح، حمنہ بنت جحش تھے۔ کہا ان کے علاوہ کا مجھے کوئی علم نہیں۔(3)

امام بخاری، ابن منذر، طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت زہری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں ولید بن عبد الملک کے پاس تھا۔ اس نے کہا اَلَّذِیۡ تَوَلّٰی كِبۡرَهٗ یعنی جنھوں نے یہ تہمت لگائی۔ ان میں سے ایک حضرت علی تھے۔ میں نے کہا نہیں۔ مجھے سعید بن مسیب، عروہ بن زبیر، علقمہ بن وقاص، عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود رضی اللہ عنہم نے روایت کی۔ سب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتی ہیں اَلَّذِیۡ تَوَلّٰی كِبۡرَهٗ کا مصداق عبد اللہ بن ابی ہے۔ ولید بن عبد الملک نے مجھ سے کہا اس کا جرم کیا تھا؟ میں نے کہا مجھے آپ کی قوم کے دو بزرگوں ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن بن عوف اور ابو بکر بن عبد الرحمٰن بن حارث بن ہشام نے بیان کیا ہے، ان دونوں نے حضرت عائشہ صدیقہ سے سنا، آپ فرماتی تھیں: وہ میرے معاملہ میں گناہ کا ارتکاب کرنے والا تھا۔

امام یعقوب بن شیبہ رحمہ اللہ نے اپنی مسند میں کہا: مجھے حضرت حسن بن علی حلوانی رحمہ اللہ نے کہا: انہیں امام شافعی اور انہیں ان کے چچا نے بیان کیا کہ سلیمان بن یسار، ہشام بن عبد الملک کے پاس گیا اسے کہا اے سلیمان! اَلَّذِیۡ تَوَلّٰی كِبۡرَهٗ کا مصداق کون ہے؟ سلیمان نے جواب دیا عبد اللہ بن ابی ہے۔ ہشام نے کہا تو نے جھوٹ بولا ہے، وہ تو حضرت علی ہیں۔ ہشام نے کہا امیر المومنین جو کچھ کہہ رہے ہیں اس کے بارے میں وہ خود ہی بہتر جانتے ہیں۔ امام زہری آئے پوچھا اَلَّذِیۡ تَوَلّٰی كِبۡرَهٗ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 106، دار احیاء التراث العربی بیروت　2۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 105　3۔ ایضاً

کا مصداق کون ہے؟ امام زہری نے کہا ابن ابی ہشام نے کہا تو نے جھوٹ بولا ہے، وہ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ زہری نے کہا تیرا باپ نہ رہے! میں جھوٹ بولوں گا۔ اگر آسمان سے کوئی منادی کرنے والا کہے تب بھی میں جھوٹ نہ بولوں گا، مجھے عروہ، سعید، عبید اللہ اور علقمہ نے حضرت عائشہ سے روایت کیا ہے کہ الَّذِیْ تَوَلّٰی كِبْرَهٗ کا مصداق عبداللہ بن ابی ہے۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، امام بخاری، امام مسلم، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ نے مسروق سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت حسان بن ثابت حضرت عائشہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ شعر نذر کیا۔

حَصَانٌ رَزَانٌ مَا تزنُ بِرِيبَةٍ وَتُصْبِحُ غَرْثَى مِنْ لُحُوْمِ الْغَوَافِلِ

''وہ پاک دامن ہے، اپنی جگہ پر قائم رہنے والی ہے، کسی شک کی بناء پر اسے متہم نہیں کیا جاسکتا اور وہ کسی پاک دامن کی عزت پر حملہ نہیں کرتی''۔

حضرت عائشہ نے کہا: لیکن تم تو ایسے نہیں ہو میں نے کہا آپ یہ دعویٰ کرتی ہیں کہ اس قسم کے لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد نازل فرمایا ہے: وَالَّذِیْ تَوَلّٰی كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِیْمٌ حضرت عائشہ نے فرمایا اندھے پن سے سخت عذاب کا کیا تصور کیا جاسکتا ہے۔ ابن مردویہ کے الفاظ یوں ہیں: کیا نظر کا چلا جانا عذاب نہیں ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت شعبی رحمہ اللہ کی سند سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے حضرت حسان بن ثابت کے اشعار سے بہتر کوئی شعر نہیں سنا میں اس کا تصور کرتی ہوں تو اس کے لیے جنت کی امید کرتی ہوں۔ اس نے یہ اشعار ابوسفیان بن حاث بن عبدالمطلب بن ہاشم کے بارے میں کہے تھے:

هَجَوْتَ مُحَمَّدًا وَّاَجَبْتُ عَنْهُ وَعِنْدَ اللّٰهِ فِيْ ذَاكَ الْجَزَاءُ

''تو نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کی اور میں نے اس کا جواب دیا۔ اس جواب پر اللہ کے ہاں جزاء ہے''۔

فَاِنَّ اَبِیْ وَ وَالِدَهٗ وَعِرْضِیْ لِعِرْضِ مُحَمَّدٍ مِّنْكُمْ وِقَاءُ

''بے شک میرا والد، اس کا والد اور میری عزت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کا تم سے دفاع کرنے والی ہے''۔

اَتَشْتِمُهٗ وَلَسْتَ لَهٗ بِكُفْءٍ فَشَرُّ كُمَا لِخَيْرِ كُمَا الْفِدَاءُ

''کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو برا بھلا کہتا ہے جبکہ تو ان کا ہم پلہ نہیں ہے تم میں سے شریر تم میں سے اچھے پر قربان ہو''۔

لِسَانِیْ صَارِمٌ لَاعَیْبَ فِیْهِ وَبَحْرِیْ لَا تُكَدِّرُهُ الدِّلَاءُ

''میری زبان تلوار ہے اس میں کوئی کجی نہیں میرے سمندر کو ڈول آلودہ نہیں کرتے''۔

عرض کی گئی اے ام المومنین! یہ لغو نہیں ہے فرمایا نہیں لغو وہ ہوا کرتا ہے جو عورتوں کی موجودگی میں کہا جائے۔ عرض کی گئی کیا اللہ تعالیٰ نہیں فرماتا وَالَّذِیْ تَوَلّٰی كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِیْمٌ حضرت عائشہ نے فرمایا: کیا اس کی نظر جاتی نہیں رہی تھی اور اسے تلوار کے ساتھ ہانکا نہیں گیا تھا۔ یہاں حضرت عائشہ اس وار کا ارادہ کر رہی تھیں جو صفوان بن معطل نے اس پر کیا تھا۔ جب صفوان کو یہ خبر پہنچی کہ حسان نے بھی اس بارے میں بات کی ہے، تلوار سے اس پر حملہ کر دیا تھا، قریب تھا کہ اسے قتل کر دیتا۔

امام محمد بن سعد رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن سیرین سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو حاضر ہونے کی اجازت دیتیں اس کے لیے تکیہ منگواتیں اور کہتیں حضرت حسان کو تکلیف نہ دو کیونکہ یہ اپنی زبان کے ذریعے رسول اللہ ﷺ کی مدد کرتے تھے جبکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَالَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِيْمٌ حضرت حسان نابینا ہوگئے تھے۔ اللہ تعالیٰ اس امر پر قادر ہے کہ اس عظیم عذاب کو ان کے حق میں ان کا اندھا پن بنا دے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: وَالَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ کا مطلب ہے جس نے اس عمل کا آغاز کیا۔ (1)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَالَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ کا مصداق عبد اللہ بن ابی کو قرار دیا ہے جو اس واقعہ کو آگے پھیلاتا تھا۔

امام عبد بن حمید نے قتادہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ بات ذکر کی گئی وَالَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ سے مراد دو صحابی ہیں، ان میں سے ایک قریشی اور دوسرا انصاری ہے۔ جب بھی کوئی شر پھیلتا تو عبد اللہ بن ابی کی ہی قیادت و سرداری ہوتی۔

عبد بن حمید نے محمد بن سیرین سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ حضرت حسان کو اپنے گھر آنے کی اجازت دیتیں اور اس کے لیے تکیہ رکھتیں اور فرماتیں، حسان کے لیے اچھی بات ہی کیا کرو کیونکہ یہ رسول اللہ کا دفاع کیا کرتے تھے جبکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَالَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِيْمٌ وہ نابینا ہوگئے تھے، ان کے لیے اندھا پن ہی عذاب عظیم ہے۔ اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر ہے کہ وہ عذاب عظیم اس چیز کو بنا دے، حضرت حسان کو بخش دے اور اسے جنت میں داخل کر دے۔

امام سعید بن منصور اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت مسروق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عبد اللہ کی قرأت میں وَالَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِيْمٌ۔

لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا ۙ وَّ قَالُوْا هٰذَآ اِفْكٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۲﴾ لَوْلَا جَآءُوْ عَلَيْهِ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ ۚ فَاِذْ لَمْ يَاْتُوْا بِالشُّهَدَآءِ فَاُولٰٓئِكَ عِنْدَ اللّٰهِ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ﴿۱۳﴾ وَ لَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَتُهٗ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِيْ مَآ اَفَضْتُمْ فِيْهِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۴﴾

''ایسا کیوں نہ ہوا کہ جب تم نے یہ (افواہ) سنی تو گمان کیا ہوتا مومن مردوں اور مومن عورتوں نے اپنوں کے بارے میں نیک گمان اور کہہ دیا ہوتا کہ یہ تو کھلا ہوا بہتان ہے (اگر وہ سچے تھے تو) کیوں نہ پیش کر سکے اس پر چار گواہ (پس جب وہ پیش نہیں کر سکے گواہ تو معلوم ہو گیا کہ) وہی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک جھوٹے ہیں اور اگر نہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 106، دار احیاء التراث العربی بیروت

ہوتا اللہ تعالیٰ کا فضل تم پر اور اس کی رحمت دنیا اور آخرت میں تو پہنچتا تمہیں اس سخن سازی کی وجہ سے سخت عذاب''

امام ابن اسحاق، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے ایک انصاری سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی بیوی نے اس سے کہا جب تہمت لگانے والوں نے باتیں کیں۔ کیا تم سنتے نہیں ہو جو لوگ حضرت عائشہ کے بارے میں باتیں کر رہے ہیں کہا ہاں سنتا ہوں یہ سب جھوٹ ہے کیا تو اے ایوب کی ماں ایسا کر سکتی ہے؟ بیوی نے کہا نہیں اللہ کی قسم تو اس نے کہا اللہ کی قسم حضرت عائشہ تم میں سے زیادہ اچھی اور پاکیزہ ہیں یہ جھوٹ اور باطل بہتان ہے جب قرآن حکیم نازل ہوا تو پہلے بہتان لگانے والوں کا ذکر کیا اور جو انہوں نے کہا تھا اس کا ذکر کیا پھر فرمایا لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ جس طرح حضرت ابوایوب اور اس کی بیوی نے کہا تھا۔

امام واحدی، ابن عساکر اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت افلح سے روایت نقل کی ہے جو حضرت ابوایوب کے غلام تھے کہ حضرت ایوب انصاری کی والدہ نے کہا کیا تم سنتے نہیں ہو جو لوگ حضرت عائشہ کے بارے میں باتیں کر رہے ہیں ابوایوب نے کہا کیوں نہیں سنتا ہوں وہ سب جھوٹ ہے کیا ام ایوب تو ایسا کرنے والی ہے؟ اس نے جواب دیا اللہ کی قسم ایسا نہیں۔ کہا۔ اللہ کی قسم حضرت عائشہ تم سے بہتر ہے جب قرآن نازل ہوا اور بہتان لگانے والوں کا ذکر کیا تو فرمایا لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ۔

اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ وَ تَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ مَّا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَّ تَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًا ۖ وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ ⑮

''جب تم (ایک دوسرے سے) نقل کرتے تھے اس (بہتان) کو اپنی زبانوں سے اور کہا کرتے تھے اپنے مونہوں سے ایسی بات جس کا تمہیں کوئی علم ہی نہ تھا۔ نیز تم خیال کرتے کہ یہ معمولی بات ہے حالانکہ یہ بات اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بڑی تھی''۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ کی قرأت کی اور یہ معنی بیان کیا کہ تم میں سے بعض بعض سے روایت کرتے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے بھی اس کا یہی معنی نقل کیا ہے۔

امام بخاری، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اس آیت کو پڑھتیں تو کہتیں اِنَّمَا هُوَ وَلَقُ الْقَوْلِ یہ جھوٹی بات ہے۔ وَلَقُ کا معنی جھوٹ ہے۔ ابن ابی ملیکہ نے کہا حضرت عائشہ صدیقہ ان آیات کے معنی کو دوسرے لوگوں سے زیادہ جانتی تھیں کیونکہ یہ حضرت عائشہ کے بارے میں نازل ہوئیں۔

امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک آدمی ایسی بات کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث ہوتی ہے۔ وہ اس بات کی کوئی پرواہ بھی نہیں کرتا۔ اسی بات کی

وجہ سے اسے جہنم میں پھینک دیا جاتا ہے، جو جہنم اتنی دور ہے جتنی زمین و آسمان کے درمیان دوری ہے۔

امام طبرانی رحمہ اللہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: پاک دامن عورت پر تہمت سو سال کے عمل کو ضائع کر دیتی ہے۔

وَلَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا ۖ سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ ﴿١٦﴾

''ایسا کیوں نہ ہوا کہ جب تم نے یہ (افواہ) سنی تو تم نے کہہ دیا ہوتا ہمیں یہ حق نہیں پہنچتا کہ ہم گفتگو کریں اس کے متعلق، اے اللہ! تو پاک ہے، یہ بہت بڑا بہتان ہے''

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کو جب ان کی بیوی نے اس تہمت کے بارے میں بتایا۔ ان کی بیوی نے کہا اے ابوایوب! لوگ جو باتیں کر رہے ہیں کیا تم وہ نہیں سنتے۔ تو انہوں نے کہا ہمیں یہ باتیں کرنا زیب نہیں دیتا اے اللہ! تو پاک ہے، یہ بہت بڑا بہتان ہے۔

امام سعید رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سعد بن معاذ نے جب وہ بات سنی جو حضرت عائشہ کے متعلق کہی گئی تو انہوں نے کہا اے اللہ! تو ہر عیب سے پاک ہے، یہ بہت بڑا گناہ ہے۔

امام ابن ابی سلمی نے فوائد میں حضرت سعید بن مسیب سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے دو صحابی تھے۔ جب انہوں نے یہ بات سنی تو دونوں نے کہا سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ وہ حضرت زید بن حارثہ اور ابوایوب انصاری ہیں۔

يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖۤ اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿١٧﴾ وَيُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿١٨﴾

''نصیحت کرتا ہے تمہیں اللہ تعالیٰ کہ دوبارہ اس قسم کی بات ہرگز نہ کرنا اگر تم ایمان دار ہو۔ اور کھول کر بیان کرتا ہے اللہ تعالیٰ تمہارے لیے (اپنی) آیتیں اور اللہ سب کچھ جاننے والا بڑا دانا ہے''

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖۤ اَبَدًا کی وضاحت کرتے ہوئے کہا اللہ تعالیٰ تم پر عذاب نازل کر دے گا۔

امام فریابی اور طبرانی رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے يَعِظُكُمُ اللّٰهُ کا معنی کیا ہے کہ وہ تمہیں منع کرتا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۙ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿١٩﴾ وَلَوْلَا

فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ وَ رَحْمَتُهٗ وَ اَنَّ اللّٰهَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ۝۲۰

''بے شک جو لوگ یہ پسند کرتے ہیں کہ پھیلے بے حیائی ان لوگوں میں جو ایمان لائے ہیں (تو) ان کے لیے درد ناک عذاب ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ تعالیٰ (حقیقت کو) جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔ اور اگر نہ ہوتا تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت اور یہ کہ اللہ تعالیٰ بہت مہربان (اور) رحیم ہے''

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: تَشِیْعَ کا معنی ظاہر ہونا ہے وہ حضرت عائشہ کے متعلق باتیں کرنا ہے۔(1)

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ سے یہ معنی نقل کیا ہے: جو لوگ یہ پسند کرتے ہیں کہ بدکاری واضح وظاہر ہو جائے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت خالد بن معدان سے یہ قول نقل کیا ہے: وہ آدمی جو اپنی آنکھوں دیکھا اور کانوں سنا واقعہ بیان کرے تو وہ ان لوگوں میں سے ہے جن کا ذکر ہے، وہ یہ پسند کرتا ہے کہ مومنوں میں بدکاری کا ذکر عام ہو جائے۔

ابن ابی حاتم نے عطاء سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جس نے بدکاری کے ذکر کو عام کیا تو اس پر سزا ہے، اگرچہ وہ اپنی بات میں سچا ہو۔

امام بخاری نے الادب میں اور امام بیہقی رحمہما اللہ نے الشعب میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ بدکاری کرنے والا اور اس کا ذکر عام کرنے والا گناہ میں دونوں برابر ہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے الادب میں حضرت شبل بن عوف رحمہ اللہ سے یہ قول نقل لیا ہے کہ یہ بات کی جاتی تھی جس نے بدکاری کا ذکر سنا اور اسے عام کیا تو وہ بدکاری میں ایسے ہی ہے جیسے وہ اس کو پہلی دفعہ خود کرنے والا ہے۔

امام احمد حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے بندوں کو اذیتیں نہ دو، نہ انہیں عار دلاؤ اور نہ بے پردگی کی جستجو کرو۔ وہ آدمی جو اپنے مسلمان بھائی کی بے پردگی کی خواہش کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی بے پردگی چاہے گا یہاں تک کہ اسے اس کے گھر میں رسوا کر دے گا۔(2)

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِؕ وَ مَنْ یَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ فَاِنَّهٗ یَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِؕ وَ لَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ وَ رَحْمَتُهٗ مَا زَكٰى مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًاۙ وَّ لٰكِنَّ اللّٰهَ یُزَكِّیْ مَنْ یَّشَآءُؕ وَ اللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۝۲۱

''اے ایمان والو نہ چلو شیطان کے نقش قدم پر اور جو چلتا ہے شیطان کے نقش قدم پر تو وہ حکم دیتا ہے (اپنے پیروؤں کو) بے حیائی کا اور ہر برے کام کا اور اگر نہ ہوتا تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت تو نہ بچ سکتا تم میں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 121، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ مسند امام احمد، جلد 5، صفحہ 279

سے کوئی بھی ہرگز، ہاں اللہ تعالیٰ پاک کرتا ہے جسے چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے''

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مَا زَکٰی مِنْکُمْ کا معنی ہے کہ مخلوقات میں سے کوئی بھی بھلائی کی طرف ہدایت نہ پا سکا۔(1)

وَ لَا یَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَ السَّعَةِ اَنْ یُّؤْتُوْۤا اُولِی الْقُرْبٰى وَ الْمَسٰكِیْنَ وَ الْمُهٰجِرِیْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ﳚ وَ لْیَعْفُوْا وَ لْیَصْفَحُوْا ؕ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝۲۲

''اور نہ قسم کھائیں جو برگزیدہ ہیں تم میں سے اور خوش حال ہیں اس بات پر کہ وہ نہ دیں گے رشتہ داروں کو اور مسکینوں کو اور راہ خدا میں ہجرت کرنے والوں کو اور چاہیے کہ (یہ لوگ) معاف کر دیں اور درگزر کریں کیا تم پسند نہیں کرتے کہ بخش دے اللہ تعالیٰ تمہیں اور اللہ غفور رحیم ہے''

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے وَ لَا یَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ، فرماتے ہیں: یہ قسم نہ اٹھاؤ کہ تم کسی پر خرچ نہ کروں گے۔(2)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں: کہ مسطح ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے یہ تہمت لگائی تھی وہ حضرت ابو بکر صدیق کا قریبی رشتہ دار تھا۔ وہ آپ کی ہی زیر کفالت تھا۔ حضرت ابو بکر صدیق نے یہ قسم اٹھائی کہ وہ اسے کبھی بھی کوئی چیز عطا نہیں کریں گے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ حضرت عائشہ نے فرمایا۔ حضرت ابو بکر صدیق نے اسے پھر اپنی کفالت میں لے لیا اور کہا میں کوئی قسم بھی نہیں اٹھاتا۔ پھر میں اس کے غیر کو بہتر خیال کرتا ہوں تو اسے توڑ دیتا ہوں اور وہ کام کرتا ہوں جو بہتر ہوتا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت قریش کے ایک آدمی کے بارے میں نازل ہوئی جسے مسطح کہتے، اس کی اور حضرت ابو بکر صدیق کی آپس میں رشتہ داری تھی۔ مسطح حضرت ابو بکر صدیق کے ہاں بطور یتیم پرورش پاتے رہے۔ یہ مسطح ان لوگوں میں سے تھا جس نے حضرت عائشہ پر لگائے جانے والے بہتان کو خوب پھیلایا۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہ کی برأت اور پاک دامنی کے بارے میں آیات کو نازل فرمایا۔ حضرت ابو بکر صدیق نے قسم اٹھا دی کہ وہ کبھی بھی اس کے ساتھ حسن سلوک نہ کرے گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ ہمارے سامنے یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نبی نے حضرت ابو بکر صدیق کو بلایا۔ ان پر یہ آیت تلاوت کی فرمایا کیا تو یہ پسند نہیں کرتا کہ اللہ تعالیٰ تجھے بخش دے۔ عرض کی کیوں نہیں۔ فرمایا اسے معاف کر دو اور درگزر سے کام لو۔ حضرت ابو بکر صدیق نے عرض کی ضرور اللہ کی قسم! اس سے قبل میں اس کے ساتھ جو حسن سلوک کیا کرتا تھا اس میں سے کوئی چیز بھی نہ روکوں گا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 122، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 124

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے جن لوگوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر باتیں کیں ان میں سے ایک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا قریبی رشتہ دار بھی تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قسم اٹھادی کہ وہ اسے کوئی چیز بھی نہ دے گا جبکہ پہلے اس کے ساتھ صلہ رحمی کرتے تھے۔ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پہلے جو اس پر احسان کرتے تھے اس پر دگنا احسان کرنے لگے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مقاتل بن حیان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قسم اٹھائی کہ وہ مسطح بن نافع کو نہ کوئی فائدہ پہنچائیں گے اور نہ ہی اس کے ساتھ کوئی صلہ رحمی کریں گے حضرت ابوبکر صدیق اور مسطح کی باہم عورتوں کے واسطہ سے رشتہ داری تھی۔ وہ معذرت پیش کرنے کے لیے حضرت ابوبکر صدیق کی خدمت میں حاضر ہوا، مسطح نے کہا اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر قربان کرے! اے خالو! قسم ہے اس ذات کی جس نے حضرت محمد ﷺ پر قرآن نازل کیا! میں نے حضرت عائشہ صدیقہ پر کوئی تہمت نہیں لگائی اور جو باتیں ان کے متعلق کی گئیں میں نے ایسی کوئی بات نہ کی۔ حضرت ابو بکر اس کے خالو تھے (1) حضرت ابوبکر نے فرمایا لیکن تو ہنسا اور جو باتیں حضرت عائشہ کے بارے میں کہی گئیں وہ تجھے اچھی لگیں۔ مسطح نے کہا ممکن ہے ان میں سے کوئی چیز ہوگئی ہو۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق ہی یہ آیت نازل فرمائی۔

امام عبد بن حمید اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق نے دو یتیموں کے بارے میں قسم اٹھائی جو ان کی زیر کفالت تھے۔ یہ ان لوگوں میں شامل تھے جنہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ پر تہمت لگائی تھی۔ ان دو میں سے ایک مسطح بن اثاثہ تھا۔ یہ غزوۂ بدر میں بھی شریک ہوا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق نے قسم اٹھائی کہ وہ ان دونوں کے ساتھ صلہ رحمی نہیں کریں گے اور نہ ان کے ساتھ کوئی احسان کریں گے تو یہ آیت نازل ہوئی۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ کے چند صحابہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگائی اور اسے خوب پھیلایا اور اس میں باتیں کیں۔ حضور ﷺ کے صحابہ نے قسم اٹھائی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی ان میں سے ایک تھے کہ جن لوگوں نے یہ باتیں کی ہیں نہ انہیں کوئی مال دیں گے اور نہ ہی ان کے ساتھ صلہ رحمی کریں گے۔ فرمایا تم میں سے اغنیاء اور صاحب استطاعت لوگوں کو قسم نہیں اٹھانی چاہیے کہ وہ اپنے رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی نہ کریں گے اور انہیں اس طرح اموال نہ دیں گے جس طرح وہ پہلے کیا کرتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا کہ وہ ان لوگوں کو بخش دیں اور معاف کردیں۔ (1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: صدقہ سے مال کبھی کم نہیں ہوتا، صدقہ کیا کرو۔ کسی آدمی نے کسی آدمی کی زیادتی کو معاف نہیں کیا مگر اللہ تعالیٰ اس کی عزت میں اضافہ کرتا ہے۔ تم لوگوں کو معاف کرو، اللہ تعالیٰ تمہاری عزت میں اضافہ کرے گا۔ کوئی آدمی اپنے لیے سوال کا دروازہ نہیں کھولتا، سوال کے ذریعے لوگوں سے سوال کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر فقر کا دروازہ بند کر دیتا ہے! خبردار! سوال نہ کرنے میں ہی بھلائی ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 124، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام عبدالرزاق، ابن ابی حاتم اور ابن ابی الدنیا نے ذم الغضب میں، خرائطی نے معارج الاخلاق میں، حاکم، طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ابووائل رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ کو دیکھا کہ ان کے پاس ایک آدمی دوسرے بدمست آدمی کو لایا۔ حضرت عبداللہ نے اس پر حد جاری کی پھر اس آدمی سے مخاطب ہوئے جو اسے ساتھ لایا تھا تو اس آدمی کا کیا لگتا ہے؟ اس نے جواب دیا اس کا چچا۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا تو نے اسے اچھا ادب نہیں سکھایا اور نہ ہی اس کی پردہ پوشی کی۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا ۗ أَلَا تُحِبُّونَ أَن يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ پھر حضرت عبداللہ نے کہا میں اس پہلے آدمی کو جانتا ہوں جس کا ہاتھ نبی کریم ﷺ نے کاٹا تھا۔ ایک آدمی آیا، جب حضور ﷺ نے اس بارے میں حکم دیا کہ اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے تو حضور ﷺ کے چہرے کا رنگ خاکستر جیسا ہو گیا۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ یہ تو آپ کے لیے شاق گزرا تو حضور ﷺ نے فرمایا یہ مناسب نہیں کہ تم اپنے بھائی کے معاملہ میں شیطان کے مددگار بنو۔ کسی حاکم کے لیے مناسب نہیں کہ جب اس تک حد کی بات پہنچے تو وہ اس پر حد قائم نہ کرے، اللہ تعالیٰ بہت زیادہ معاف کرنے والا ہے اور معاف کرنے کو پسند کرتا ہے۔ پھر یہ آیت پڑھی: وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا ۗ أَلَا تُحِبُّونَ أَن يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ۔ (1)

إِنَّ الَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ لُعِنُوا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿٢٣﴾

"جو لوگ تہمت لگاتے ہیں پاکدامن عورتوں پر جو انجان ہیں، ایمان والیاں ہیں ان پر پھٹکار ہے دنیا اور آخرت میں اور ان کے لیے عذاب عظیم ہے"

امام ابن ابی حاتم، حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر کے متعلق کہا کہ یہ آیت خاص طور پر حضرت عائشہ صدیقہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ (2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت خصیف رحمہ اللہ سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے کہا کون سی چیز زیادہ سخت ہے بدکاری یا تہمت؟ فرمایا بدکاری۔ میں نے کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: إِنَّ الَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ۔ کہا یہ آیت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے متعلق نازل ہوئی۔ (3)

امام طبرانی نے حضرت ضحاک سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت خاص طور پر حضرت عائشہ کے متعلق نازل ہوئی۔ (4)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت خصوصاً حضور ﷺ کی ازواج مطہرات کے بارے میں نازل ہوئی۔ (5)

1۔ مجمع الزوائد، کتاب الحدود والدیات، جلد 6، صفحہ 425 (10656)، دار الفکر بیروت

2۔ مستدرک حاکم، کتاب معرفۃ الصحابہ، جلد 4، صفحہ 11 (6731)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 125، دار احیاء التراث العربی بیروت

4۔ معجم کبیر، جلد 23، صفحہ 152 (229)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 125

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے ابو جوزاء کا یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت خاص طور پر امہات المومنین کے لیے ہے۔

ابن ابی حاتم نے سلمہ بن نبیط سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہاں الْمُحْصَنٰتِ سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات ہیں۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے سورۂ نور کی تلاوت کی اور اس کی تفسیر کی جب اس آیت پر پہنچے تو کہا یہ آیت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور ازواج مطہرات کے بارے میں نازل ہوئی جس نے ایسا کیا اس کے لیے یہ نہیں۔ جس نے ازواج مطہرات کے علاوہ کسی اور عورت پر بدکاری کی تہمت لگائی اس کے لیے توبہ ہے۔ پھر یہ آیت تلاوت کی وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۙ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مگر جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات پر بدکاری کی تہمت لگائی اس کے لیے کوئی توبہ نہیں۔ پھر اس آیت کی تلاوت کی: لُعِنُوْا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۠ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ تو بعض لوگوں نے ارادہ کیا کہ وہ حضرت ابن عباس کی طرف اٹھیں اور آیت کی اچھی تفسیر کی وجہ سے ان کے سر کا بوسہ لیں۔ (1)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ مجھ پر تہمت لگائی گئی جبکہ میں بے خبر تھی۔ مجھے یہ بات بعد میں معلوم ہوئی۔ اسی اثناء میں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس بیٹھے ہوئے تھے آپ پر وحی کی گئی پھر آپ اٹھے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا۔ فرمایا اے عائشہ! تجھے خوشخبری ہو۔ میں نے عرض کی میں اللہ کی تعریف کروں گی نہ کہ آپ کی۔ پھر یہ آیت تلاوت کی۔ (2)

يَّوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَاَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۴﴾

''وہ یاد کریں اس دن کو جب گواہی دیں گی ان کے خلاف ان کی زبانیں اور ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں ان اعمال پر جو وہ کیا کرتے تھے''۔

ابو یعلی، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت ابو سعید خدری سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے روز کافر اپنے عمل کو پہچان لے گا وہ انکار کرے گا اور جھگڑے گا۔ اسے کہا جائے گا یہ تیرے پڑوسی ہیں، وہ تیرے خلاف گواہی دے رہے ہیں۔ وہ کہے گا انہوں نے جھوٹ بولا ہے۔ اسے کہا جائے گا تیرے گھر والے، تیرے قبیلے والے تیرے خلاف گواہی دے رہے ہیں۔ وہ کہے گا یہ جھوٹ بولتے ہیں۔ قسم اٹھاؤ۔ وہ قسم اٹھا دیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ انہیں خاموش کرا دے گا اور ان کے خلاف ان کی زبانیں اور ہاتھ گواہی دیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ انہیں جہنم میں داخل کر دے گا۔ (3)

امام ابن مردویہ نے حضرت ابو ایوب انصاری سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے روز سب سے پہلے جس کا جھگڑا پیش ہوگا وہ ایک مرد اور اس کی بیوی ہوگی۔ عورت اور مرد کی زبانیں نہیں بولیں گی بلکہ ان کے ہاتھ اور

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 126، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 125
3۔ مجمع الزوائد، کتاب البعث، جلد 10، صفحہ 636 (18398)، دار الفکر بیروت

پاؤں گواہی دیں گے جواس نے مرد کے ساتھ خیانت کی یا اسے عطا کیا یا کوئی گفتگو کی۔ اسی طرح مرد کے ہاتھ، پاؤں اس مرد کے بارے میں گواہی دیں گے جو مرد اس عورت کو دیتا رہا۔ پھر مرد اور اس کے غلام کو بلایا جائے گا تو معاملہ ان میں اسی طرح ہوگا۔

امام احمد اور ابن مردویہ رحمہما اللہ حضرت بہز بن حکیم رحمہ اللہ سے وہ اپنے باپ سے وہ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارے مونہوں پر چھینکا باندھ دیا جائے گا۔ تمہاری طرف سے سب سے پہلے جو چیز حقیقت حال واضح کرے گی وہ اس کی شرمگاہ اور اس کا ہاتھ ہے۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے روز سب سے پہلے انسان کا جو حصہ بولے گا وہ اس کی ران ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوامامہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سب سے پہلے انسان کے اعضاء سے ایسے اعمال کے بارے میں پوچھا جائے گا جو اس کو ذلیل ورسوا کرنے والے ہوں گے تو وہ بندہ کہے گا اے میرے رب! تیری عزت کی قسم! میرے پاس بہت بڑی پوشیدہ باتیں ہیں۔

امام حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: میں اپنی امت کے اس آخری آدمی کو جانتا ہوں جو پل صراط سے گزرے گا۔ وہ آدمی پل صراط پر یوں دہرا ہوا ہوگا جس طرح وہ بچہ دہرا ہو چکا ہوتا ہے جسے اس کا والد مارتا ہے، کبھی اس کا ہاتھ پھسلے گا تو آگ اس ہاتھ تک جا پہنچے گی۔ ایک دفعہ اس کا پاؤں پھسلے گا تو اسے آگ جا پہنچے گی۔ فرشتے اسے کہیں گے بتاؤ اگر اللہ تعالیٰ تجھے اس مقام سے اٹھائے اور تو سیدھا چلنے لگے کیا تو ہمیں ہر اس کام کے بارے میں بتائے گا جو تو نے کیا ہے؟ تو وہ کہے گا ہاں اللہ تعالیٰ کی عزت کی قسم! میں اپنے اعمال میں سے کسی چیز کو بھی نہیں چھپاؤں گا۔ فرشتے اسے کہیں گے اٹھو سیدھے چلو۔ وہ اٹھے گا۔ وہ چلے گا یہاں تک کہ پل صراط سے گزر جائے گا۔ فرشتے اسے کہیں گے اپنے اعمال کے بارے میں بتا جو تو کرتا رہا ہے۔ وہ اپنے دل میں کہے گا اگر میں نے انہیں وہ اعمال بتا دیے تو یہ مجھے اس مکان کی طرف لوٹا دیں گے جہاں میں پہلے تھا۔ تو وہ کہے گا نہیں اس کی عزت کی قسم! میں نے تو کبھی بھی کوئی گناہ نہیں کیا۔ تو وہ فرشتے کہیں گے ہمارے پاس تیرے خلاف گواہ ہیں۔ وہ دائیں بائیں متوجہ ہوگا۔ کیا کوئی انسان ہے جو دنیا میں اسے دیکھ رہا تھا۔ تو وہ کوئی آدمی نہیں دیکھے گا۔ تو وہ کہے گا گواہ لاؤ۔ اللہ تعالیٰ اس کے منہ پر مہر لگا دے گا۔ اس کے ہاتھ، پاؤں اور اس کی جلد اس کے اعمال کے بارے میں آگاہ کریں گے۔ تو اس وقت وہ بندہ کہے گا ہاں تیری عزت کی قسم! میں نے یہ سب اعمال کیے ہیں اور میرے پاس بڑے بڑے خفیہ اعمال بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا جاؤ میں نے انہیں تیرے لیے معاف کر دیا ہے۔

امام ابن مردویہ اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انسان کے منہ پر مہر لگانے کے بعد سب سے پہلے جو ہڈی گفتگو کرے گی وہ اس کی بائیں جانب والی ران ہوگی۔

1۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 5، دار صادر بیروت

يَوْمَئِذٍ يُّوَفِّيْهِمُ اللّٰهُ دِيْنَهُمُ الْحَقَّ وَ يَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ ﴿٢٥﴾

''اس روز پورا پورا دے گا انہیں اللہ تعالیٰ ان کا بدلہ جس کے وہ حقدار ہیں اور وہ جان لیں گے کہ اللہ تعالیٰ ہی ٹھیک فیصلہ کرنے والا ہر بات واضح کرنے والا ہے''۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ دِيْنَهُمْ سے مراد ان کا حساب ہے۔ قرآن حکیم میں جہاں بھی دین کا لفظ ہے، اس سے مراد حساب ہے۔(1)

امام عبد بن حمید اور طبرانی رحمہما اللہ نے قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو حق اعمال پر ان کے حق پر ہونے کی وجہ سے پورا پورا اجر دے گا اور باطل پرستوں کو ان کے باطل اعمال پر ان کے باطل ہونے کی وجہ سے پورا پورا اجر دے گا۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے الحق کو مرفوع پڑھا ہے۔(3)

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ حضرت بہز بن حکیم رحمہ اللہ سے وہ اپنے باپ سے وہ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے یوں پڑھا يَوْمَئِذٍ يُّوَفِّيْهِمُ اللّٰهُ دِيْنَهُمُ الْحَقَّ۔(4)

اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَ الْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ ۚ وَ الطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَ الطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ ۚ اُولٰٓئِكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ رِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿٢٦﴾

''ناپاک عورتیں ناپاک مردوں کے لیے اور ناپاک مرد ناپاک عورتوں کے لیے ہیں اور پاک (دامن) عورتیں پاک (دامن) مردوں کے لیے اور پاک (دامن) مرد پاک (دامن) عورتوں کے لیے ہیں۔ یہ مبرا ہیں ان (تہمتوں) سے جو وہ (ناپاک) لگاتے ہیں۔ ان کے لیے ہی (اللہ کی) بخشش ہے اور عزت والی روزی ہے''۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اَلْخَبِيْثٰتُ سے مراد خبیث کلام اور لِلْخَبِيْثِيْنَ سے مراد خبیث مرد ہیں۔ اَلْخَبِيْثُوْنَ سے مراد خبیث مرد اور لِلْخَبِيْثٰتِ سے مراد خبیث کلام ہے۔ اَلطَّيِّبٰتُ سے مراد اچھی گفتگو، لِلطَّيِّبِيْنَ سے مراد اچھے مرد، اَلطَّيِّبُوْنَ سے مراد اچھے لوگ اور لِلطَّيِّبٰتِ سے مراد اچھی کلام ہے۔ یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے حضرت عائشہ کے متعلق بہتان طرازی کی۔(5)

امام عبد الرزاق، فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اَلْخَبِيْثٰتُ سے مراد خبیث کلام، لِلْخَبِيْثِيْنَ سے مراد خبیث لوگ، اَلْخَبِيْثُوْنَ سے مراد خبیث مرد، لِلْخَبِيْثٰتِ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 127، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ معجم کبیر، جلد 23، صفحہ 154 (235)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 127
4۔ معجم کبیر، جلد 19، صفحہ 422 (1022)
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 128

سے مراد خبیث کلام، الطَّيِّبٰتُ سے مراد اچھی گفتگو، لِلطَّيِّبِيْنَ سے مراد لوگ، الطَّيِّبُوْنَ سے مراد اچھے لوگ اور لِلطَّيِّبٰتِ سے مراد اچھی کلام ہے۔ جو اچھے لوگ ہیں وہ ہر خبیث بات سے پاک ہوتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ انہیں بخش دیتا ہے اور جو خبیث ہوتا ہے وہ ہر اچھی بات سے مبرا ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کی اچھی بات کو اس کی طرف لوٹا دیتا ہے، اسے قبول نہیں کرتا۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اَلْخَبِيْثٰتُ سے مراد ہر بری بات اور عمل ہے لِلْخَبِيْثِيْنَ سے مراد برے لوگ ہیں اَلْخَبِيْثُوْنَ سے مراد لوگ اور لِلْخَبِيْثٰتِ سے مراد بری بات اور برا عمل ہے الطَّيِّبٰتُ سے مراد اچھی بات اور عمل ہے اور لِلطَّيِّبِيْنَ سے مراد اچھے لوگ ہیں الطَّيِّبُوْنَ سے مراد اچھے لوگ اور لِلطَّيِّبٰتِ سے مراد اچھی بات اور عمل ہے، ان لوگوں کے لیے ان کے گناہوں کی بخشش ہے اور رِزْقٌ كَرِيْمٌ یعنی جنت ہے۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لِلْخَبِيْثٰتِ سے مراد بری بات، الطَّيِّبٰتُ سے مراد اچھی بات لِلطَّيِّبِيْنَ اور الطَّيِّبُوْنَ سے مراد اچھے لوگ ہیں لِلطَّيِّبٰتِ سے مراد اچھی گفتگو ہے، اچھے لوگ اس بات سے مبرا ہیں جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں کہی گئی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے وہ ضحاک وابراہیم سے اسی کی مثل قول نقل کرتے ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اَلْخَبِيْثٰتُ سے مراد بری بات، لِلْخَبِيْثِيْنَ سے مراد برے لوگ، اَلْخَبِيْثُوْنَ سے مراد برے لوگ، لِلْخَبِيْثٰتِ سے مراد بری بات، الطَّيِّبٰتُ سے مراد اچھی بات، لِلطَّيِّبِيْنَ سے مراد اچھے لوگ، الطَّيِّبُوْنَ سے مراد اچھے لوگ اور لِلطَّيِّبٰتِ سے مراد اچھی بات ہے کیا تو نیک آدمی سے بری بات نہیں سنتا تو تو کہتا ہے، اللہ تعالیٰ فلاں کو بخش دے نہ یہ بات اس کے اخلاق میں سے ہے اور نہ ہی خصلت میں سے اور نہ ہی ان میں سے ہے جسے وہ عام طور پر کہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے اُولٰٓئِكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ یعنی وہ اس سے مبرا ہیں، نہ یہ ان کی خصلت میں سے ہے، نہ ان کے اخلاق میں سے ہے لیکن لغزشیں تو کبھی کبھی واقع ہو جاتی ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت یحییٰ جزار رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت اسیر بن جابر حضرت عبد اللہ رحمہما اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا آج میں نے ولید بن عقبہ سے ایسی بات سنی ہے جس نے مجھے تعجب میں ڈال دیا ہے۔ حضرت عبد اللہ نے کہا بندۂ مومن کے منہ میں ایک ناپاک کلمہ ہوتا ہے جو اس کے سینے میں کھٹکتا ہے، وہ کلمہ قرار نہیں پاتا یہاں تک کہ وہ آدمی اس کلمہ کو باہر پھینک دیتا ہے، وہ آدمی جو اس کے پاس بیٹھا ہوتا ہے وہ اسی کی مثل اس سے سنتا ہے اور اسے اس کے ساتھ ملا دیتا ہے، کبھی فاجر آدمی کے دل میں پاکیزہ کلمہ ہوتا ہے جو اس کے سینے میں کھٹکتا ہے، وہ قرار پذیر نہیں ہوتا یہاں تک کہ وہ فاجر آدمی اسے باہر پھینک دیتا ہے، وہ آدمی جو اس کے پاس بیٹھا ہوتا ہے وہ اسے اس کے مثل سنتا ہے اور اسے اس کے ساتھ ملا دیتا ہے۔ پھر حضرت عبد اللہ نے یہ آیت تلاوت کی۔ اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَ الْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور طبرانی نے ابن زید سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت حضرت عائشہ

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 433، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 130

صدیقہ کے بارے میں اس وقت نازل ہوئی جب منافق نے آپ پر جھوٹا بہتان لگایا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی اس سے برأت کر دی۔ عبد اللہ بن ابی ہی وہ خبیث تھا اور وہ اس بات کا مستحق تھا کہ اس کے لیے خبیثہ ہوتی اور وہ اس خبیثہ کے لیے ہوتا۔ رسول اللہ ﷺ پاکیزہ تھے اور آپ اس کے لائق تھے کہ ان کے لیے پاکیزہ ہو۔ حضرت عائشہ صدیقہ پاک تھی تو وہ اس بات کی مستحق تھیں کہ ان کے لیے پاکیزہ ہو۔ اُولٰٓئِكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا یَقُوْلُوْنَ میں حضرت عائشہ صدیقہ کی برأت کا اظہار کیا گیا ہے۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ میری پاک دامنی کا حکم آسمان سے نازل ہوا۔ میری تخلیق ہوئی، میں پاکیزہ کے پاس رہی اور میرے ساتھ مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ کیا گیا۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ذکوان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حاجب تھے، کہا حضرت ابن عباس حضرت عائشہ صدیقہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا آپ کو بشارت ہو، آپ کے اور حضرت محمد ﷺ اور آپ کے پیاروں کی ملاقات کے درمیان کوئی چیز حائل نہیں سوائے اس کے کہ آپ کی روح آپ کے جسم سے نکلے۔ آپ رسول اللہ ﷺ کو تمام ازواج مطہرات سے زیادہ محبوب تھیں۔ ابواء کی رات آپ کا ہار گم ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا (النساء:43) یہ بھی آپ کے سبب سے نصیب ہوا اور آپ کی وجہ سے ہی اللہ تعالیٰ نے اس امت کے لیے رخصت کا حکم نازل فرمایا۔ آپ کی برأت کا حکم سات آسمانوں کے اوپر سے نازل ہوا جسے روح الامین لائے۔ اب اس کی یہ حالت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مساجد میں سے کوئی ایسی مسجد نہیں جس میں اللہ کا ذکر کیا جاتا ہو مگر اس کی صبح و شام تلاوت کی جاتی ہے۔ حضرت عائشہ نے کہا اے ابن عباس! رہنے دو مجھے قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! میں تو یہ پسند کرتی ہوں کہ میں نسیاً منسیاً (بھلائی ہوئی چیز) ہو جاؤں۔(2)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو جن لوگوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگائی تھی اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کی موجودگی میں انہیں اسی اسی کوڑے مارے گا۔ میرا رب ان میں سے مہاجرین کو بطور ہبہ طلب کرے گا۔ اے عائشہ! میں تم سے مشورہ طلب کروں گا۔ حضرت عائشہ نے یہ کلام سنی جبکہ وہ اپنے کمرے میں تھیں۔ تو وہ رونے لگیں عرض کی مجھے اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا! آپ کی خوشی مجھے اپنی خوشی سے زیادہ محبوب ہے۔ رسول اللہ ﷺ مسکرانے لگے اور فرمایا: یہ اپنے باپ کی بیٹی ہے۔(3)

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمام عورتوں پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت اس طرح ہے جس طرح ثرید (کھانے) کی تمام دوسرے کھانوں پر فضیلت ہے۔(4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 130، داراحیاء التراث العربی بیروت

2۔ معجم کبیر، جلد 10، صفحہ 321 (10783)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

3۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 163 (264)

4۔ سنن ترمذی، باب فضل عائشہ، جلد 5، صفحہ 664 (3887)، دارالحدیث القاہرہ

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت زہری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی تمام لوگوں پر فضیلت ایسی ہی ہے جیسے ثرید کی تمام کھانوں پر فضیلت ہے۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت زہری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے اگر تمام لوگوں کا علم اکٹھا کیا جائے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کا علم اکٹھا کیا جائے تو پھر بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا علم وسیع ہوگا۔(1)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت عروہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر حلال وحرام، علم، شعر اور طب میں کسی کو زیادہ عالم نہیں پایا۔(2)

امام حاکم نے موسیٰ بن طلحہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت عائشہ سے بڑھ کر کسی کو زیادہ فصیح نہیں دیکھا۔(3)

امام احمد نے زہد میں اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت احنف رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی رضی اللہ عنہم اور دوسرے خطباء کے خطبے سنے۔ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر مخلوق کے منہ سے آج تک ذی شان اور حسین بات نہیں سنی۔(4)

امام سعید بن منصور اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت مسروق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے پوچھا گیا کہ کیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا علم الفرائض اچھی طرح جانتی تھیں؟ تو انھوں نے جواب دیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اکابر صحابہ کو دیکھا کہ وہ آپ سے علم الفرائض کے بارے میں سوال کرتے تھے۔(5)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تمام لوگوں سے زیادہ فقیہ، تمام لوگوں سے زیادہ عالم اور عام لوگوں کے بارے میں رائے کے اعتبار سے تمام لوگوں سے اچھی تھیں۔(6)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت مسلم بطین رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت عائشہ جنت میں بھی میری زوجہ ہوں گی۔(7)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ مجھ میں سات ایسے فضائل ہیں جو کسی اور میں نہیں سوائے حضرت مریم کے جنہیں اللہ تعالیٰ نے ان فضائل سے نوازا ہے۔ اللہ کی قسم! میں یہ اپنی ساتھیوں پر فخر کے لیے نہیں کہہ رہی۔ پوچھا گیا وہ کیا ہیں؟ فرمایا فرشتہ میری صورت لے کر نازل ہوا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے شادی کی جب کہ میری عمر سات سال تھی اور مجھے آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا جب کہ میری عمر نو سال تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے شادی کی تو میں باکرہ تھی، اس وصف میں کوئی بھی دوسری بیوی میرے ساتھ شریک نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوئی جب کہ میں اور آپ ایک بستر میں تھے۔ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سب لوگوں سے زیادہ محبوب تھی، میرے بارے میں آیات نازل

1۔ مستدرک حاکم، کتاب معرفۃ الصحابۃ، جلد 4، صفحہ 13 (6734)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 12 (6733)
3۔ ایضاً (6735)
4۔ ایضاً (6732)
5۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 12 (6736)
6۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 15 (6748)
7۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ماذکر فی عائشۃ، جلد 6، صفحہ 389 (32275)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

ہوئیں، قریب تھا کہ امت اس میں ہلاک ہو جاتی، میں نے جبرئیل امین کو دیکھا جب کہ میرے سوا ازواج مطہرات میں سے کسی نے بھی انہیں نہ دیکھا، آپ کی روح قبض کی گئی جب کہ فرشتے اور میرے سوا وہاں کوئی بھی موجود نہ تھا۔(1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: جبرئیل امین تمہیں سلام کہتا ہے، حضرت عائشہ نے جواب میں کہا علیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔(2)

امام ابن نجار رحمہ اللہ تاریخ بغداد میں حضرت ابو بکر محمد بن عمر بغدادی حنبلی رحمہ اللہ سے وہ اپنے باپ سے وہ محمد بن حسن کارانی سے وہ ابراہیم خرجی سے روایت نقل کرتے ہیں کہ مجھ پر دنیاوی مشکلات آئیں تو میں نے ایسی دعائیں کیں جنہیں کشادگی کی دعائیں کہتے ہیں۔ میں نے پوچھا وہ کونسی دعائیں ہیں؟ کہا مجھے ابو عبداللہ احمد بن حنبل نے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا مجھے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے کہا مجھے محمد بن واصل انصاری نے، وہ اپنے باپ سے وہ دادا سے وہ انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس بیٹھا ہوا تھا تاکہ ان کی برأت کا اظہار کر کے انہیں تسلی دوں جب کہ وہ رو رہی تھیں۔ حضرت عائشہ نے کہا اللہ کی قسم! مجھے قریبی اور دور کے سب چھوڑ گئے یہاں تک کہ بلی بھی مجھے چھوڑ گئی مجھ پر کھانا اور پانی پیش نہیں کیا جاتا تھا۔ میں سوتی جبکہ میں بھوکی پیاسی ہوتی۔ میں نے خواب میں ایک نوجوان کو دیکھا۔ اس نے کہا تجھے کیا ہوا ہے؟ میں نے کہا لوگوں نے جو باتیں کی ہیں میں ان کی وجہ سے پریشان ہوں۔ اس نے کہا یہ دعا کرو، اللہ تعالیٰ تیری پریشانی دور فرما دے گا۔ میں نے پوچھا وہ کیا ہے؟ اس نے کہا یہ کہو: ''يَا سَابِغَ النِّعَمِ وَ دَافِعَ النِّقَمِ وَ يَا فَارِجَ الْغُمَمِ وَ يَا كَاشِفَ الظُّلَمِ يَا أَعْدَلَ مَنْ حَكَمَ، يَا حَسِيْبَ مَنْ ظَلَمَ، يَا وَلِيَّ مَنْ ظُلِمَ يَا أَوَّلُ بِلَا بِدَايَةٍ وَ يَا آخِرُ بِلَا نِهَايَةٍ يَا مَنْ لَهُ اسْمٌ بِلَا كُنْيَةٍ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ لِّيْ مِنْ أَمْرِيْ فَرَجًا وَّ مَخْرَجًا'' یہ کہو: اے نعمتوں کی بارش برسانے والے، ناراضگیاں دور کرنے والے، غم مٹانے والے، ظلم ختم کرنے والے، حکم میں عدل کرنے والے، ظلم کرنے والے کا حساب لینے والے، مظلوم کے مددگار، اے اول جس کی ابتداء نہیں، اے آخر جس کی انتہاء نہیں، اے وہ جس کا نام تو ہے مگر کنیت نہیں، اے اللہ! مجھے اس امر سے نجات عطا فرما۔ حضرت عائشہ نے کہا: میں بیدار ہوئی تو میں سیراب اور سیر تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس مصیبت سے رستگاری کا حکم نازل فرمایا۔ ابن نجار نے کہا یہ خبر غریب ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَأْنِسُوا وَ تُسَلِّمُوا عَلٰى أَهْلِهَا ۚ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴿٢٧﴾ فَإِنْ لَّمْ تَجِدُوا فِيهَا أَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوهَا حَتّٰى يُؤْذَنَ لَكُمْ ۖ وَ إِنْ قِيلَ لَكُمُ ارْجِعُوا فَارْجِعُوا هُوَ أَزْكٰى لَكُمْ ۚ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ﴿٢٨﴾ لَيْسَ

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ماذکر فی عائشہ، جلد 6، صفحہ 389 (32278)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 390 (32286)

عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ فِيْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ ﴿۲۹﴾

''اے ایمان والو! نہ داخل ہوا کرو (دوسروں کے) گھروں میں اپنے گھروں کے سوا جب تک تم اجازت نہ لے لو اور سلام نہ کر لو اپنے گھروں میں رہنے والوں پر۔ یہی بہتر ہے تمہارے لیے، شاید تم (اس کی حکمتوں میں) غور و فکر کرو، پھر اگر نہ پاؤ ان گھروں میں کسی کو (جو تمہیں اجازت دے) تو نہ داخل ہو ان میں یہاں تک کہ اجازت دی جائے تمہیں اور اگر کہا جائے تمہیں کہ واپس چلے جاؤ تو واپس چلے جاؤ۔ یہ (طرز معاشرت) بہت پاکیزہ ہے تمہارے لیے اور اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کرتے ہو خوب جاننے والا ہے۔ کوئی حرج تم پر نہیں اگر تم داخل ہو ایسے گھروں میں جن میں کوئی آباد نہیں جن میں تمہارا سامان رکھا ہے اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو تم چھپاتے ہو''۔

امام فریابی اور ابن جریر رحمہما اللہ حضرت عدی بن ثابت رحمہ اللہ کے واسطے سے وہ ایک انصاری سے روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت نے رسول اللہ کی خدمت میں عرض کی میں گھر میں بعض اوقات ایسی حالت میں ہوتی ہوں میں پسند نہیں کرتی کہ میرے پاس کوئی آئے نہ بیٹا اور نہ باپ تو اس وقت کوئی آدمی آجاتا ہے اور میرے پاس چلا آتا ہے تو میں کیا کروں۔ ابن جریر کے الفاظ یہ ہیں: ہمیشہ میرے خاندان کا کوئی فرد میرے پاس چلا آتا ہے جبکہ میں اس حالت میں ہوتی ہوں۔ تو یہ آیت کریمہ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا نازل ہوئی۔(1)

امام فریابی، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن انباری نے مصاحف میں، حاکم (جب کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، بیہقی نے شعب الایمان میں اور ضیاء رحمہم اللہ نے مختارہ میں مختلف سندوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ وہ کہتے یہاں حَتّٰی تَسْتَاْنِسُوْا کی جگہ حَتّٰی تَسْتَاْذِنُوْا ہے۔(2)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ عبد اللہ کے مصحف میں حَتّٰی تُسَلِّمُوْا عَلٰۤی اَهْلِهَا وَ تَسْتَاْنِسُوْا ہے۔(3)

ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن منذر نے عکرمہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ابی کی قرأت میں حَتّٰی تُسَلِّمُوْا وَ تَسْتَاْذِنُوْا ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن الانباری رحمہما اللہ نے مصاحف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وہ حَتّٰی تَسْتَاْنِسُوْا کی جگہ حَتّٰی تَسْتَاْذِنُوْا کہتے۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے الاستئناس کا معنی اَلْاِسْتِئْذَانُ ہے۔(4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 133، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 132 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً

امام ابن ابی شیبہ، حکیم ترمذی، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ کے فرمان حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَ تُسَلِّمُوْا عَلٰۤى اَهْلِهَا کے بارے میں بتایئے تسلیم کا معنی تو ہم پہچان چکے ہیں الاستئناس کا معنی کیا ہے؟ فرمایا: کوئی آدمی سبحان اللہ، اللہ اکبر، الحمد للہ کہے اور کھانسے تو اس طرح گھر والوں کو اپنے آنے کی اطلاع کر دے۔(1)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا الاستئناس یہ ہے کہ تو خادم کو بلائے یہاں تک کہ گھر والے آگاہ ہو جائیں جنہیں وہ سلام کرے گا۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا کا معنی ہے یہاں تک کہ تم کھانسو اور کھنگارو۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، امام بخاری نے ادب میں، ابوداؤد اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ربعی کے واسطہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمیں بنی یمامہ کے ایک آدمی نے بیان کیا۔ اس نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضری کی اجازت چاہی جب کہ آپ ﷺ گھر میں تشریف فرما تھے۔ اس نے کہا کیا میں داخل ہوسکتا ہوں؟ نبی کریم ﷺ نے اپنے خادم سے فرمایا اس کی طرف جاؤ، اسے اجازت لینے کا طریقہ بتاؤ۔ اسے کہا گیا کہ یہ کہو السلام علیکم، کیا میں حاضر ہوسکتا ہوں۔(3)

امام ابن جریر نے حضرت عمرو بن سعد ثقفی سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضری کی اجازت چاہی، عرض کی کیا میں داخل ہوسکتا ہوں؟ حضور ﷺ نے اپنی لونڈی سے فرمایا جسے روضہ کہتے، اس کی طرف جاؤ اور اسے تعلیم دو کیونکہ وہ اچھی طرح اجازت طلب نہیں کر رہا، اسے کہو کہ وہ کہے السلام علیکم، کیا میں داخل ہوسکتا ہوں۔(4)

امام ابن سعد، امام احمد، امام بخاری نے ادب میں، ابوداؤد، امام ترمذی جب کہ ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے، امام نسائی اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت کلدہ کے واسطہ سے روایت نقل کی ہے کہ صفوان بن امیہ نے دودھ، ہرنی اور ککڑیاں تحفے کے طور پر بھیجے جب کہ نبی کریم ﷺ وادی کے بالائی حصہ میں تھے، میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا سلام نہ کیا اور نہ ہی اجازت طلب کی نبی کریم ﷺ نے فرمایا: واپس جاؤ، السلام علیکم کہو اور یہ کہو کیا میں اندر آسکتا ہوں؟(5)

امام قاسم بن اصبغ اور ابن عبد اللہ رحمہما اللہ نے تمہید میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضری کی اجازت طلب کی اور یوں کلام کی السلام علی رسول السلام علیکم أيدخل عمر؟ کیا عمر داخل ہوسکتا ہے؟

امام ابن وہب نے کتاب المجالس میں اور ابن ابی شیبہ رحمہما اللہ نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب [illegible]، جلد 5، صفحہ 242 (25674)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 133
3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، [illegible]، جلد 5، صفحہ 242 (25672)
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 132
5۔ [illegible]، جلد 2، صفحہ 643 (1085)، [illegible]

کہ میرے والد نے مجھے حضرت ابن عمر کے پاس بھیجا۔ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے عرض کیا کیا میں اندر آ سکتا ہوں؟ فرمایا آ جاؤ۔ جب میں اندر چلا گیا کہا اے بھتیجے! خوش آمدید، یہ کہا کرو کیا میں داخل ہوسکتا ہوں؟ بلکہ کہا کرو السلام علیکم۔ جب وہ جواب دیں وعلیک تو پھر کہو کیا میں داخل ہوسکتا ہوں۔ اگر وہ مجلس والے کہیں آ جاؤ تو اندر چلے جاؤ۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ام ایاس رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم چار عورتیں تھیں اور حضرت عائشہ صدیقہ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتی تھیں۔ ہم نے کہا ہم داخل ہوسکتی ہیں؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: نہیں۔ ایک نے کہا: السلام علیکم کیا ہم داخل ہوسکتی ہیں؟ حضرت عائشہ نے فرمایا آ جاؤ۔ پھر اسی آیت کو تلاوت کیا۔

امام ترمذی نے حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سلام گفتگو سے پہلے ہے۔(2)

امام ابن شیبہ اور امام بخاری رحمہما اللہ نے الادب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جو آدمی سلام سے پہلے اندر آنے کی اجازت طلب کرے تو انہوں نے کہا جب تک سلام نہ دے اسے اجازت نہ دو۔(3)

امام بخاری رحمہ اللہ نے الادب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب کوئی آدمی السلام علیکم نہ کہے تو اسے کہہ دو نہ آؤ یہاں تک کہ چابی (یعنی سلام) لائے۔(4)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت عبداللہ گھر میں داخل ہوتے تو اندر آنے کا احساس دلاتے، گفتگو کرتے اور اپنی آواز کو بلند کرتے۔

ابن جریر اور بیہقی نے حضرت ابن مسعود سے روایت نقل کی ہے کہ تم اپنی ماؤں اور بہنوں سے ضرور اجازت لیا کرو۔(5)

امام بخاری رحمہ اللہ نے الادب میں اور ابو داؤد رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب ایک آدمی کی نظر چلی گئی تو اس کے لیے اجازت نہیں۔(6)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے گھروں میں جانے کے لیے اجازت لینے کے بارے میں پوچھا گیا، فرمایا جس کی نظر اجازت اور سلام کرنے سے پہلے گھر میں داخل ہوگئی تو اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اور اس کے لیے کوئی اجازت نہیں۔

امام طبرانی رحمہ اللہ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جو آدمی گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں تو وہ کسی گھر میں داخل نہ ہو یہاں تک کہ گھر والوں کو احساس دلائے اور انہیں سلام کرے۔ جب کسی نے گھر کے اندر دیکھ لیا تو وہ اندر داخل ہوگیا۔(7)

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب الاستئذان، جلد 5، صفحہ 242 (25675)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ سنن ترمذی، باب ماجاء فی السلام قبل الکلام، جلد 5، صفحہ 57 (2699)، دار الحدیث القاہرہ

3۔ الادب المفرد، باب الاستئذان غیر السلام، جلد 2، صفحہ 533 (1070) 4۔ ایضاً (1071)

5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 133، دار احیاء التراث العربی بیروت

6۔ الادب المفرد، باب اذا دخل ولم یستأذن، جلد 2، صفحہ 545 (1086) 7۔ معجم کبیر، جلد 8، صفحہ 104 (7505)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

امام ابن ابی شیبہ، ابوداؤد اور بیہقی رحمہم اللہ شعب الایمان میں حضرت ہذیل رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سعد آئے اور حضور ﷺ کے دروازے پر اجازت لینے کے لیے رک گئے، دروازے پر کھڑے ہوگئے۔ نبی کریم ﷺ نے انہیں فرمایا: تجھ سے ایسا طرز عمل ہی واقع ہونا چاہیے، اجازت تو دیکھنے کی بھی طلب کرنی ضروری ہے۔(1)

امام بخاری نے الادب میں اور ابوداؤد نے حضرت عبداللہ بن بشر سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی قوم کے دروازے پر تشریف لاتے تو دروازے کے بالکل سامنے کھڑا نہ ہوتے بلکہ دروازے کی دائیں جانب یا بائیں جانب کھڑا ہوتے اور کہتے السلام علیکم السلام علیکم۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ان دنوں دروازوں پر پردے نہیں ہوتے تھے۔(2)

امام احمد، امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی اور امام نسائی رحمہم اللہ نے حضرت سہل بن سعد سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے حضور ﷺ کے حجروں میں سے ایک حجرے میں جھانکا جب کہ حضور ﷺ کے ہاتھ میں کنگھی تھی جو آپ ﷺ اپنے سر میں مار رہے تھے۔ فرمایا اگر میں جانتا کہ تو دیکھ رہا ہے تو میں اسے تیری آنکھ میں چبھو دیتا۔ اجازت دیکھنے کی وجہ سے ہی طلب کی جاتی ہے(3)۔ ایک روایت میں الفاظ یوں ہیں: اللہ تعالیٰ نے اجازت کا حکم دیکھنے کی وجہ سے دیا ہے۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ وہ اپنے گھر میں تشریف فرما تھے۔ میں دروازے کے سامنے کھڑا ہوگیا اور اجازت طلب کی۔ حضور ﷺ نے مجھے اشارہ کیا کہ دور ہو جا اور فرمایا: اجازت تو محض نظر کی وجہ سے ہے۔(4)

عبد بن حمید، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے شعب الایمان میں قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الاستئناس کا معنی اجازت طلب کرنا ہے۔ یہ بھی کہا جاتا تھا اجازت تین دفعہ ہوتی ہے، جسے پھر بھی اجازت نہ ملے اسے لوٹ جانا چاہیے۔ پہلی دفعہ پر زندہ کو سننا چاہیے۔ دوسری دفعہ پر انہیں (گھر والوں کو) محتاط ہو جانا چاہیے، تیسری دفعہ پر چاہیں تو اجازت دیں چاہیں تو رد کر دیں۔(5)

امام مالک، امام بخاری، امام مسلم اور ابوداؤد رحمہم اللہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں انصار کی ایک مجلس میں بیٹھا ہوا تھا تو حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ گھبرائے ہوئے آئے۔ ہم نے ان سے کہا کس چیز نے تمہیں گھبراہٹ میں مبتلا کیا ہے؟ حضرت ابوموسی رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے پاس آؤ۔ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے تین دفعہ اجازت طلب کی تو مجھے اجازت نہ دی گئی۔ میں پلٹ گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کس چیز نے تجھے میرے پاس آنے سے روکا۔ میں نے جواب دیا میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا، میں نے تین دفعہ اجازت طلب کی تو مجھے اجازت نہ دی گئی جبکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: جب تم میں سے کوئی

1۔ شعب الایمان، باب الاستئذان، جلد 6، صفحہ 442 (8825)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ الادب المفرد، باب کیف یقوم عند الباب، جلد 2، صفحہ 540 (1082)، مکتبہ مدنی القاہرہ

3۔ سنن ترمذی، باب من اطلع دار قوم بغیر اذنھم، جلد 5، صفحہ 61 (2709)، دار الحدیث القاہرہ

4۔ مجمع الزوائد، کتاب الادب، جلد 8، صفحہ 87 (12809)، دار الفکر بیروت

5۔ شعب الایمان، باب الاستئذان، جلد 6، صفحہ 442 (8820)، دار الکتب العلمیہ بیروت

تین دفعہ اجازت طلب کرے اسے اجازت نہ ملے تو وہ لوٹ جائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ اس حدیث کے بارے میں میرے سامنے گواہ پیش کرو۔ مجلس کے لوگوں نے کہا: سب سے چھوٹا آدمی اٹھے۔ حضرت ابوسعید حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے اور ان کے حق میں گواہی دی۔ حضرت عمر نے حضرت ابوموسیٰ اشعری سے فرمایا: میں نے تجھ پر تہمت نہیں لگائی تھی لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف حدیث کی نسبت کرنا بہت سخت ہے۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے: ایسے گھروں میں داخل نہ ہو جو تمہارے نہیں حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَ تُسَلِّمُوْا اس میں تقدیم ہے۔ مراد یہ ہے کہ پہلے تم سلام دو پھر اجازت طلب کرو۔ سلام اجازت سے پہلے ہے۔ ذٰلِكُمْ یعنی اجازت طلب کرنا اور سلام پیش کرنا۔ خَيْرٌ لَّكُمْ بغیر اجازت کے داخل ہونے سے بہتر ہے تاکہ تم گنا ہگار نہ ہو جاؤ اور گھر والے بھی محتاط ہو جائیں تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔ اگر تم گھر میں کوئی بھی نہ پاؤ تو اس گھر میں اس وقت تک داخل نہ ہو یہاں تک کہ تمہیں داخل ہونے کی اجازت دی جائے۔ اگر تمہیں کہا جائے کہ لوٹ جاؤ تو پھر لوٹ جاؤ یعنی نہ بیٹھو اور لوگوں کے دروازوں پر کھڑے نہ ہو جاؤ۔ تمہارا لوٹ آنا وہاں کھڑے ہونے اور دروازے پر بیٹھ رہنے سے بہتر ہے اور تم جو کچھ کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس سے آگاہ ہے۔ ایسے گھر جن میں کوئی رہائش پذیر نہ ہو ان میں چلے جانے میں کوئی حرج نہیں۔ اس سے مراد وہ سرائیں ہیں جو راستوں پر مسافروں کے لیے بنائی جاتی ہیں۔ ان میں اگر تم اجازت اور سلام کے بغیر بھی چلے جاؤ تو کوئی حرج نہیں۔ ان سراؤں میں تمہارے لیے سردی اور گرمی سے بچاؤ کے منافع ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اگر اس گھر میں تمہارے لیے منافع نہ ہوں تو ان میں بغیر اجازت کے داخل نہ ہو۔ یہ بھی کہا کہ لوگ مدینہ کے راستہ پر ایسے گھروں میں کجاوے اور سامان رکھتے تھے جن میں کوئی بھی رہائش نہیں رکھتا تھا۔ لوگوں کو اجازت دی گئی ہے کہ بغیر اجازت کے تم ان میں داخل ہو۔(2)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے بُيُوْتًا غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ کا معنی یہ نقل کیا ہے: اس سے مراد وہ گھر ہیں جو سفر کی مختلف منازل پر بنائے جاتے ہیں جن میں کوئی بھی نہیں رہتا۔(3)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت محمد بن حنفیہ رحمہ اللہ سے اس کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اس سے مراد وہ سرائیں ہیں جو راستوں پر بنائی جاتی ہیں۔(4)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے فِيْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ کا یہ معنی نقل کیا ہے: یعنی جن میں قضائے حاجت کرتے ہو۔(5)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے بُيُوْتًا غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ کا یہ معنی نقل کیا ہے: اس سے مراد وہ بے آباد کھنڈر ہیں جو قضائے حاجت کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔

1۔ صحیح بخاری، باب التسلیم والاستئذان ثلاثا، جلد 4، صفحہ 140 (6120)، دار الفکر بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 135
3۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 433، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 136
5۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 137

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے فِيْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ سے مراد سرائیں لی ہیں جن سے بارش، گرمی اور سردی کی حالت میں نفع حاصل کیا جاتا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ سے بُيُوْتًا غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ کا یہ معنی نقل کیا ہے، وہ گھر جن میں لوگ سفر کی حالت میں پڑاؤ کرتے ہیں وہاں کوئی رہتا نہیں ہے، فِيْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ جن میں تمہارے لیے گزارہ اور منفعت ہوتی ہے۔(1)

امام ابویعلی، ابن جریر اور ابن مردویہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک مہاجر نے کہا: میں نے ساری زندگی اس آیت پر عمل کرنے کی خواہش کی مگر میں نے ایسا موقع نہ پایا۔ وہ یوں کہ میں بعض دوستوں کی خدمت میں حاضری کی اجازت چاہوں تو وہ مجھے کہیں واپس لوٹ جاتو میں واپس ہو جاؤں اور میں اس ارشاد پر عمل کر کے خوش ہوں۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مقاتل بن حیان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ دور جاہلیت میں ایک آدمی جب وہ کسی ساتھی کو ملتا تو اس پر سلام نہ کرتا۔ وہ کہتا تیری صبح بخیر! تیری شام بخیر! یہ ان کا آپس میں سلام تھا۔ جب ان میں سے کوئی اپنے ساتھی کے پاس جاتا تو وہ اس سے اجازت طلب نہ کرتا یہاں تک کہ اس کے پاس چلا جاتا۔ وہ کہتا میں آ گیا ہوں۔ تو یہ بات دوسرے آدمی پر شاق گزرتی ممکن ہے وہ اپنے گھر والوں کے ساتھ موجود ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ان تمام چیزوں کو پردہ پوشی اور پاکدامنی میں بدل دیا۔ فرمایا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ۔ جب گھروں میں داخل ہونے کے لیے سلام اور اجازت والی آیت نازل ہوئی تو حضرت ابوبکر صدیق نے عرض کی یا رسول اللہ! قریش کے ان تاجروں کا کیا حکم ہے جو مکہ مکرمہ، مدینہ طیبہ، شام اور بیت المقدس آتے جاتے رہتے ہیں؟ راستے پر ان کے معروف گھر ہیں، وہ وہاں کیسے اجازت طلب کریں اور سلام کریں جبکہ ان گھروں میں تو کوئی بھی نہیں رہتا؟ تو اللہ تعالیٰ نے یہ رخصت نازل فرمائی: لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ۔

امام بخاری نے الادب میں، ابو داؤد نے ناسخ میں اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا کے حکم کو لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ نے منسوخ کر دیا ہے۔(3)

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ۭ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۝۳۰

"آپ حکم دیجئے مومنوں کو کہ وہ نیچے رکھیں اپنی نگاہیں اور حفاظت کریں اپنی شرمگاہوں کی۔ یہ (طریقہ) بہت پاکیزہ ہے ان کے لیے۔ بے شک اللہ تعالیٰ خوب آگاہ ہے ان کاموں پر جو وہ کیا کرتے ہیں"۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی حضور ﷺ کے زمانہ میں مدینہ طیبہ کے راستوں میں سے ایک راستہ سے گزرا اس نے ایک عورت کو دیکھا۔ عورت نے اسے دیکھا۔ شیطان

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 136، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً
3۔ الادب المفرد، باب اذا دخل بیتا غیر مدخول، جلد 2، صفحہ 525 (1060)، مکتبہ مدنی قاہرہ

نے دونوں میں وسوسہ اندازی کی کہ دونوں میں سے ہر ایک نے دوسرے کو اس لیے دیکھا ہے کیونکہ وہ اسے اچھا لگا ہے۔ اسی اثناء میں کہ وہ مرد عورت کو دیکھتے ہوئے دیوار کی جانب چل رہا تھا کہ وہ دیوار سے جا ٹکرایا تو اس کی ناک ٹوٹ گئی۔ اس مرد نے کہا میں اپنا خون صاف نہیں کروں گا یہاں تک کہ میں رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوں گا اور اپنا معاملہ عرض کروں گا۔ وہ صحابی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تمام واقعہ عرض کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ تیرے گناہ کی سزا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ یعنی جن کو دیکھنا حلال نہیں۔ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ جو شرمگاہیں حلال نہیں۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ان شہوات سے اپنی نظریں جھکا کر رکھو جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہیں۔ (1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مِنْ اَبْصَارِهِمْ میں مِنْ فعل کا صلہ ہے۔ معنی یہ ہوگا جن چیزوں کی طرف دیکھنا ان کے لیے حلال نہیں ان سے وہ اپنی نظروں کو محفوظ رکھتے ہیں اور بدکاری سے اپنی شرمگاہوں کو محفوظ رکھتے ہیں۔ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ "یعنی نظر جھکانا اور شرمگاہ کی حفاظت کرنا"۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے ابو العالیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ قرآن حکیم کی جس آیت میں حفظ فرج کا ذکر ہے۔ اس سے مراد بدکاری سے حفاظت ہے مگر سورۂ نور کی آیت میں اس سے مراد عورت کو دیکھنا ہے۔ (2)

امام احمد، عبد بن حمید، امام بخاری، ابوداؤد، امام ترمذی، امام نسائی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ حضرت بہز بن حکیم رحمہ اللہ سے وہ اپنے باپ سے وہ دادا سے روایت نقل کرتے ہیں: میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم اپنی شرمگاہوں میں سے کس کو چھپائیں اور کس کو کھلا چھوڑیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اپنی شرمگاہ کی حفاظت کر مگر اپنی بیوی اور لونڈی پر۔ میں نے عرض کی: جب قوم ایک دوسرے کے پاس ہو۔ فرمایا اگر تو یہ طاقت رکھتا ہو کہ اسے کوئی نہ دیکھے تو پھر اسے کوئی ہرگز نہ دیکھے۔ میں نے عرض کی: جب ہم میں سے کوئی تنہا ہو۔ فرمایا اللہ تعالیٰ زیادہ حقدار ہے کہ بندوں کی بنسبت اس سے حیاء کی جائے۔ (3)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت علاء بن زیاد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ کہا جاتا تھا کہ تیری نظر عورت کی چادر کی خوبصورتی کے پیچھے نہ جائے کیونکہ دیکھنا دل میں شہوت پیدا کر دیتا ہے۔ (4)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ شیطان مرد کی تین جگہوں پر براجمان ہوتا ہے، آنکھ، دل اور شرمگاہ اور وہ عورت کی بھی تین جگہوں پر بیٹھا ہوتا ہے: آنکھ، دل، سرین۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 140 (مفہوم)، دار احیاء التراث العربی بیروت　2۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 40-139

3۔ سنن ترمذی، باب ماجاء فی حفظ العورۃ، جلد 5، صفحہ 90 (2769)، دار الحدیث القاہرہ

4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ما قالوا فی الرجل یتزوج، جلد 4، صفحہ 6 (17215)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

امام ابن ابی شیبہ، امام مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت جریر بجلی سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اچانک نظر پڑ جانے کے بارے میں پوچھا تو حضور ﷺ نے مجھے نظر پھیر لینے کا حکم دیا۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، ابوداؤد، ترمذی اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک نظر کے بعد دوسری نظر کو نہ لاؤ کیونکہ پہلی تیری ہے، دوسری تیری نہیں۔(2)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔(3)

امام ابن مردویہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ مجالس (راستہ) میں نہ بیٹھو۔ اگر ایسا کرنا ضروری ہو تو سلام کا جواب دو، آنکھیں جھکا کر رکھو، راستہ کی راہنمائی کرو، بوجھ اٹھانے والے کی مدد کرو۔

امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: راستوں پر بیٹھنے سے پرہیز کرو صحابہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ ہمارے لیے اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں۔ وہاں ہم بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں۔ فرمایا اگر تم ایسا نہیں کر سکتے تو راستے کا حق دو۔ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ! ﷺ راستے کے کیا حقوق ہیں؟ فرمایا آنکھ جھکانا، تکلیف دہ چیز کا دور کرنا، سلام کا جواب دینا، نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا۔(4)

امام ابوالقاسم بغوی نے معجم میں اور طبرانی رحمہما اللہ نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تم مجھے چھ چیزوں کی ضمانت دو، میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں جب تم میں سے کوئی بات کرے تو جھوٹ نہ بولے، جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت نہ کرے، جب وعدہ کرے تو اسے نہ توڑے، اپنی نظروں کو نیچا رکھو، اپنے ہاتھوں کو ظلم سے روکے رکھو، اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو۔

امام احمد، حکیم نے نوادر الاصول میں، طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جو آدمی عورت کو پہلی نظر سے دیکھتا ہے پھر اپنی آنکھ بند کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایسی عبادت پیدا کر دیتا ہے جس کی مٹھاس وہ اپنے دل میں پاتا ہے۔(5)

امام احمد، امام بخاری، امام مسلم اور ابوداؤد رحمہم اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ابن آدم پر زنا میں سے ایک حصہ لکھ دیا ہے جو انسان ضرور حاصل کرے گا، آنکھ کا زنا دیکھنا، زبان کی بدکاری گفتگو کرنا، کانوں کی بدکاری بات سننا، ہاتھوں کا زنا پکڑنا، پاؤں کا زنا چل کر جانا ہے۔ نفس تو خواہش کرتا ہے، شرمگاہ اس کی تصدیق کرتی ہے یا جھٹلاتی ہے۔(6)

1۔ سنن ترمذی، باب ماجاء فی نظرۃ الفجاءۃ، جلد 5، صفحہ 93 (2776)، دارالحدیث القاہرہ　　2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 94 (2777)
3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ما قالوا فی الرجل یتزوج، جلد 4، صفحہ 6، (17218)
4۔ صحیح بخاری، باب امنیۃ الدور والجلوس، جلد 2، صفحہ 870 (2333)، دار ابن کثیر دمشق
5۔ مجمع الزوائد، کتاب الادب، جلد 8، صفحہ 121 (12942)، دارالفکر بیروت
6۔ صحیح بخاری، باب زنا الجوارح دون الفرج، جلد 5، صفحہ 2304 (5889)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ امام حاکم رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نظر ابلیس کے زہر میں بجھے ہوئے تیروں میں سے ایک تیر ہے، جو آدمی اللہ کے خوف سے اسے چھوڑتا ہے اللہ تعالیٰ بدلہ میں اسے ایسا ایمان عطا فرماتا ہے جس کی مٹھاس وہ اپنے دل میں پاتا ہے۔(1)

امام ابن ابی الدنیا اور دیلمی رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے روز ہر آنکھ رو رہی ہوگی مگر وہ آنکھ جو اللہ کی حرام کردہ چیزوں سے بند رہی۔ اور وہ آنکھ جو آنکھ اللہ کی راہ میں جاگتی رہی اور وہ آنکھ جس سے اللہ تعالیٰ کے خوف کی وجہ سے مکھی کے سر جتنے بڑے آنسو نکلتے رہے۔(2)

وَ قُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَ یَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَ لَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰی جُیُوْبِهِنَّ ۪ وَ لَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآىِٕهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآىِٕهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِیْۤ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِیْۤ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآىِٕهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِیْنَ غَیْرِ اُولِی الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِیْنَ لَمْ یَظْهَرُوْا عَلٰی عَوْرٰتِ النِّسَآءِ ۪ وَ لَا یَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِیُعْلَمَ مَا یُخْفِیْنَ مِنْ زِیْنَتِهِنَّ ؕ وَ تُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ جَمِیْعًا اَیُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۳۱﴾

"اور آپ حکم دیجیے ایماندار عورتوں کو کہ وہ نیچی رکھا کریں اپنی نگاہیں اور حفاظت کیا کریں اپنی عصمتوں کی اور نہ ظاہر کیا کریں اپنی آرائش کو مگر جتنا خود بخود نمایاں ہو اس سے اور ڈالے رہیں اپنی اوڑھنیاں اپنے گریبانوں پر اور نہ ظاہر ہونے دیں اپنی آرائش کو مگر اپنے شوہروں کے لیے یا اپنے باپوں کے لیے یا اپنے شوہروں کے باپوں کے لیے یا اپنے بیٹوں کے لیے یا اپنے خاوندوں کے بیٹوں کے لیے یا اپنے بھائیوں کے لیے یا اپنے بھتیجوں کے لیے اور اپنے بھانجوں کے لیے یا اپنی ہم مذہب عورتوں پر یا اپنی باندیوں پر یا اپنے ایسے نوکروں پر جو عورت کے خواہشمند نہ ہوں یا ان بچوں پر جو (ابھی تک) آگاہ نہیں عورتوں کی شرم گاہ والی چیزوں پر اور نہ زور سے ماریں اپنے پاؤں (زمین پر) تاکہ معلوم ہو جاوے وہ بناؤ سنگھار جو وہ چھپائے ہوئے ہیں اور رجوع کرو اللہ تعالیٰ کی

1۔ مستدرک حاکم، کتاب الرقاق، جلد 4، صفحہ 349 (7875)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ الفردوس بماثور الخطاب الدیلمی، جلد 3، صفحہ 256 (4759)، دار الکتب العلمیہ بیروت

طرف سب کے سب اے ایمان والو! تاکہ تم (دونوں جہانوں میں) بامراد ہو جاؤ''۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مقاتل رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے، ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اسماء بنت مرشد بنی حارثہ میں اپنے باغ میں رہتی تھی۔ عورتوں نے وہاں پر تہہ بندوں کے بغیر داخل ہونا شروع کر دیا۔ تو ان کے پازیب ظاہر ہوئے، ان کے سینے اور مینڈھیاں بھی ننگی ہوئیں۔ اسماء نے کہا: یہ کتنی قبیح صورت ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی۔

امام عبدالرزاق، فریابی، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی، حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ زینت سے مراد کنگن، بازوبند، پازیب، بالی اور ہار ہے اور مَاظَهَرَ مِنْهَا سے مراد کپڑے اور چادر ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن مسعود سے روایت نقل کی ہے کہ زینت کی دو صورتیں ہیں: ظاہری زینت، باطنی زینت جسے صرف خاوند ہی دیکھتا ہے۔ ظاہری زینت سے مراد کپڑے ہیں۔ باطنی زینت سے مراد سرمہ، کنگن اور انگوٹھی ہے۔ ابن جریر کے الفاظ ہیں: ظاہر سے مراد کپڑے اور مخفی سے مراد دونوں پازیب، دونوں بالیاں اور دونوں کنگن ہیں۔(2)

امام احمد، امام نسائی، حاکم اور بیہقی سنن میں حضرت ابوموسیٰ اشعری سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس عورت نے عطر لگایا پھر باہر نکلی اور ایک قوم کے پاس سے گزری لوگوں نے اس کی خوشبو پائی تو وہ بدکارہ ہے۔(3)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مَاظَهَرَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ سرمہ اور انگوٹھی۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر، عبد بن حمید، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مَاظَهَرَ سے مراد سرمہ، انگوٹھی، بالی اور ہار ہے۔(4)

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ مَاظَهَرَ سے مراد ہاتھوں کا خضاب اور انگوٹھی ہے۔(5)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مَاظَهَرَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے: اس کا چہرہ، اس کے ہاتھ اور انگوٹھی۔(6)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مَاظَهَرَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے: چہرے کی رنگت اور ہتھیلی کے اندر والا حصہ۔(7)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور بیہقی نے سنن میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 435، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 140
3۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 430 (3497)، دارالکتب العلمیہ بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 141
5۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 435، دارالکتب العلمیہ بیروت
6۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 547 (17018)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
7۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 546 (17003)

ظاہری زینت کے بارے میں پوچھا گیا تو حضرت عائشہ نے فرمایا کنگن، چھلا اور اپنی آستین کی طرف کو بند کر کے رکھو۔(1)
امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے: چہرہ اور گردن کا کنارہ۔(2)
امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد چہرہ اور ہتھیلی ہے۔(3)
امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے دونوں ہتھیلیاں اور چہرہ۔(4)
امام عبد الرزاق اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے دونوں پازیب، انگوٹھی اور سرمہ۔ قتادہ رحمہ اللہ نے کہا مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو عورت اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہے اس کے لیے حلال نہیں کہ وہ یہاں سے آگے تک ہاتھ نکالے اور آپ نے نصف بازو کو بند کر لیا۔(5)
امام عبد الرزاق اور ابن جریر نے حضرت مسور بن مخرمہ رحمہ اللہ سے یہ تعبیر نقل کی ہے: کنگن، انگوٹھی اور سرمہ۔(6)
امام سعید اور ابن جریر نے حضرت ابن جریج سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباس نے مَاظَھَرَ کی وضاحت انگوٹھی اور پازیب سے کی ہے۔ ابن جریج نے کہا: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا: کنگن اور پازیب۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میرے پاس میری بھتیجی آئی جو میری ماں کی طرف سے بھائی عبد اللہ بن طفیل مزینہ کی بیٹی تھی۔ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعراض فرمایا۔ حضرت عائشہ نے عرض کی: یہ میری بھتیجی اور بچی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: عورت جب بالغ ہو جائے تو اس کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنے چہرے کے سوا اپنے جسم کو ظاہر کرے یا اس سے زائد حصہ ظاہر کرے، اپنے بازو پر مٹھی رکھی، اپنی مٹھی اور ہتھیلی کے درمیان ایک مٹھی کا حصہ چھوڑا۔(7)
امام ابوداؤد، امام ترمذی (جب کہ ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، امام نسائی اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اور میمونہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس موجود تھیں۔ کہا ہم اس اثنا میں کہ آپ کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں کہ حضرت عبد اللہ بن ام مکتوم آ گئے۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس سے پردہ کرو، عرض کی یا رسول اللہ! کیا یہ نابینا نہیں یہ تو ہمیں نہیں دیکھ سکتا، فرمایا کیا تم دونوں بھی اندھی ہو۔ تم دونوں اسے نہیں دیکھ سکتیں؟(8)
امام ابوداؤد، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ ان کے جسم پر باریک کپڑے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے اعراض کیا۔ فرمایا اے اسماء! جب عورت بالغہ ہو جائے تو اس کے لیے جائز نہیں کہ اس کے جسم کا کوئی حصہ دکھائی دے مگر یہ، اور

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 546 (17008)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 547 (17021)
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 142
4۔ ایضاً
5۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 434
6۔ ایضاً
7۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 142
8۔ سنن ترمذی، باب ماجاء فی احتجاب النساء من الرجل، جلد 5، صفحہ 94 (2778)، دار الحدیث القاہرہ

اپنے چہرے اور ہتھیلی کی طرف اشارہ کیا۔(1)

امام ابوداؤد رحمہ اللہ مراسیل میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جب بچی بالغہ ہو جائے تو مناسب نہیں کہ اس کے چہرے اور ہاتھوں کو جوڑوں تک کے علاوہ اس کا کوئی حصہ دیکھا جائے۔

امام بخاری، ابوداؤد، امام نسائی، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ پہلی مہاجر عورتوں پر رحم فرمائے۔ جب اللہ تعالیٰ نے وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ آیت کو نازل فرمایا تو عورتوں نے اپنے ازار پکڑے اور حاشیہ کی جانب سے انہیں پھاڑ تو انہیں اوڑھنیاں بنالیا۔(2)

امام ابن جریر، ابن مردویہ اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے جب کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ نبی کریم ﷺ ان کے ہاں تشریف لے گئے جب کہ وہ اوڑھنی اوڑھے ہوئے تھیں۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا: ایک پیچ دو نہ کہ دو پیچ (تاکہ مرد کی پگڑی کے مشابہ نہ ہو)۔(3)

امام ابوداؤد، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت صفیہ بنت شیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ اس اثناء میں کہ ہم حضرت عائشہ صدیقہ کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں تو عورتوں نے قریش کی عورتوں اور ان کی فضیلت کا ذکر کیا۔ حضرت عائشہ نے کہا بے شک قریش کو فضیلت حاصل ہے، اللہ کی قسم! میں نے انصار کی عورتوں پر فضیلت رکھنے والی کوئی عورت نہیں دیکھی جو کتاب اللہ کی تصدیق میں ان سے بڑھ کر ہو جو قرآن حکیم پر ایمان لانے میں ان سے بڑھ کر ہو۔ سورہ نور نازل ہوئی وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ ان کے مرد ان کی طرف پلٹے، اللہ تعالیٰ نے جو حکم نازل کیا تھا وہ مرد ان پر اسے تلاوت کر رہے تھے۔ مرد اپنی بیوی، بیٹی اور بہن اور رشتہ دار پر تلاوت کرتا جارہا تھا۔ ہر عورت اپنی چادر کی طرف اٹھتی اور اسے اپنے اوپر لپیٹ لیتی۔ مقصود اس فرمان کی تصدیق اور اس پر ایمان لانا تھا جو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں نازل فرمایا۔ وہ صبح کی نماز میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے چادریں لپیٹے ہوئے تھیں گویا ان کے سروں پر کوے ہوں۔(4)

امام سعید بن منصور اور ابن مردویہ نے حضرت عائشہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک عورت حضرت عائشہ کی خدمت میں حاضر ہوئی جب کہ اس پر ایک پتلی اوڑھنی تھی اس کی پیشانی نیچے سے نظر آرہی تھی حضرت عائشہ صدیقہ نے وہ اوڑھنی لے لی اور اسے پھاڑ دیا۔ پھر فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورۂ نور میں جو حکم نازل فرمایا ہے کیا تو اسے نہیں جانتی؟ آپ نے اوڑھنی منگوائی اور اسے اوڑھادی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وَلْيَضْرِبْنَ کا معنی وَلْيَشْدُدْنَ یعنی باندھیں، بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ یعنی سینے کے اوپر والا حصہ اور سینہ اس میں سے کوئی چیز نظر نہ آئے۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے ناسخ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ نور میں ہے: لَا يُبْدِيْنَ

1۔ سنن صغیر از بیہقی، باب النظر الی حرۃ یرید نکاحھا، جلد 3، صفحہ 12، (2358)، دارالوفا کراچی

2۔ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، جلد 3، صفحہ 235 (4656)، دارالفکر بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 144، داراحیاء التراث العربی بیروت

4۔ مستدرک حاکم، کتاب اللباس، جلد 4، صفحہ 216 (7417)، دارالکتب العلمیہ بیروت

زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ اور ارشاد فرمایا يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ (احزاب:59) پھر اس سے استثناء کی اور فرمایا وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِيْ لَا يَرْجُوْنَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ يَّضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ متبرجات وہ عورتیں ہیں جو گھروں سے نکلتی ہیں جبکہ ان کے سینے کے اوپر والا حصہ ننگا ہو۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے فرمان وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ کے بارے میں یہ قول کیا ہے کہ ظاہری زینت سے مراد چہرہ، آنکھوں کا سرمہ، ہاتھوں کا خضاب اور انگوٹھی ہے جو بھی اس کے گھر میں داخل ہو عورت اس پر اسے ظاہر کرسکتی ہے اور وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ کے بارے میں یہ قول کیا ہے۔ عورت اپنے خاوندوں اور آباء کے لیے یہ زینتیں ظاہر کرسکتی ہیں، بالیاں اور کنگن۔ رہے پازیب، بازوؤں میں ڈالے جانے والے زیور، سینے کا اوپر والا حصہ اور بال تو وہ اپنے خاوندوں پر ظاہر کرسکتی ہیں۔(1)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر سے اس کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ بڑی چادر نہ اتاریں۔ اس سے مراد پردہ ہے یعنی جو اوڑھنی اوپر کی جاتی ہے مگر اپنے خاوندوں اور آباء وغیرہ پر کیونکہ آباء اور دوسرے رشتہ دار اس پر حرام ہیں۔ اسی طرح چچا اور خالو کا بھی یہی حکم ہے۔ النِّسَآءِ سے مراد مومن عورتیں ہیں اور مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ سے مراد عورت کا غلام ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر نے شعبی اور عکرمہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے اور چچا اور خالو کا ذکر نہیں کیا کیونکہ یہ دونوں اپنے بیٹوں کے سامنے تعریف کرتے ہیں، اس لیے وہ اپنی اوڑھنی چچا اور خالو کے سامنے نہ اتارے۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت کلبی رحمہ اللہ کے واسطہ سے ابو صالح سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اَوْ نِسَآئِهِنَّ کی یہ تفسیر نقل کی ہے: مسلمان عورتیں۔ اس لیے کوئی بھی مسلمان عورت کسی یہودی اور نصرانی عورت کے لیے زینت ظاہر نہ کرے۔ اس سے مراد سینے کا اوپر والا حصہ، بالی، ہار اور اس کے اردگرد والا حصہ ہے۔

سعید بن منصور، ابن منذر اور بیہقی نے سنن میں مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ کوئی بھی مسلمان عورت مشرکہ کے سامنے اپنی اوڑھنی نہ اتارے اور نہ ہی اس کا بوسہ لے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اَوْ نِسَآئِهِنَّ کیونکہ وہ مسلمانوں کی عورتیں نہیں ہیں۔(3)

امام سعید بن منصور، بیہقی نے سنن میں اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی طرف خط لکھا: اما بعد! مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ مسلمان عورتیں، مشرک عورتوں کے ساتھ حماموں میں جاتی ہیں، کسی ایسی عورت کے لیے حلال نہیں جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہے کہ اس کی شرمگاہ کو کوئی دیکھے مگر اس کی اپنی ملت کی عورتیں دیکھ سکتی ہیں۔(4)

1۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 94، دار الفکر بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب مالوانی الرجل ینظر الی شعر جدتہ، جلد 4، صفحہ 13 (7293)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ سنن کبریٰ از بیہقی، کتاب النکاح، جلد 7، صفحہ 95 4۔ ایضاً

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مَامَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ کا معنی ہے: عورت کا غلام، ایک مسلمان عورت کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنے خاوند کے غلام کے سامنے اپنی چادر اتارے۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ غلام اپنی مالکہ کے بال دیکھ لے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔(1)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ غلام کے سامنے عورت اپنی چادر اتار سکتی ہے۔

امام ابوداؤد، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت فاطمہ کے پاس ایک غلام لائے جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ کو ہبہ کیا تھا۔ حضرت فاطمہ پر ایک کپڑا تھا۔ جب آپ اس کے ساتھ سر ڈھانپتیں تو قدم تک نہ پہنچتا اور جب اپنے قدموں کو ڈھانپتیں تو سر تک نہیں پہنچتا تھا۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی اس مشقت کو دیکھا تو فرمایا: آپ پر کوئی حرج نہیں بلکہ یہ تیرا باپ اور یہ تیرا غلام ہے۔(2)

امام عبدالرزاق اور امام احمد رحمہما اللہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کا کوئی مکاتب ہو اور اسی مکاتب نے کچھ مال دے دیا ہو تو وہ عورت مکاتب سے پردہ کرے۔(3)

امام عبدالرزاق نے حضرت مجاہد سے یہ روایت نقل کی ہے کہ غلام ازواج مطہرات کے پاس حاضر ہوتے تھے۔(4)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے اَوْ مَامَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ پہلی قرأت میں ہے اَلَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِمَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ۔

امام عبدالرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت طاؤس اور مجاہد رحمہما اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ غلام اپنی مالکہ کے بال نہ دیکھے دونوں نے کہا ایک قرأت میں ہے اَوْمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمُ الَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ۔

عبدالرزاق نے عطاء سے قول نقل کیا ہے کہ ان سے سوال کیا گیا کیا عورت کا غلام مالکہ کا سر اور قدم دیکھ سکتا ہے؟ میں تو یہ پسند نہیں کرتا مگر اس صورت میں جائز ہے کہ غلام ابھی بچہ ہو۔ جہاں تک داڑھی والے غلام کا تعلق ہے اس کے لیے جائز نہیں۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ تمہیں یہ آیت اَوْ مَامَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ دھوکے میں نہ ڈالے کیونکہ اس سے مراد لونڈیاں ہیں غلام نہیں ہیں۔(5)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ عورت اپنے غلام سے پردہ کرے۔(6)

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اَوِالتّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ما قالوا فی الرجل المملوک لہ ان یری شعر مولاتہ، جلد 4، صفحہ 11 (17270)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ سنن کبریٰ از بیہقی، باب ما جاء فی ابداءھا زینتھا مما ملکت، جلد 7، صفحہ 95، دار الفکر بیروت
3۔ مسند امام احمد، جلد 6، صفحہ 289، دار صادر بیروت 4۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 447 (2066)، بیروت
5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ما قالوا فی الرجل المملوک ان یری شعرہ مولاتہ، جلد 4، صفحہ 11 (17274)
6۔ ایضاً، (17273)

الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ جس سے عورتیں حیا نہیں کرتیں۔(1)

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کے متعلق یہ قول نقل کیا ہے: یہ وہ آدمی ہوتا ہے جو لوگوں کے پیچھے پیچھے رہتا ہے۔ یہ کم عقل ہوتا ہے، عورتوں کی کوئی پرواہ نہیں کرتا اور نہ ہی اسے عورتوں کی خواہش ہوتی ہے۔(2)

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ پہلے زمانہ میں ایک آدمی دوسرے آدمی کے پیچھے چلتا۔ اس پر غیرت کا اظہار نہ کیا جاتا۔ اس کی مجبوری میں عورت اپنی اوڑھنی نیچے رکھنے میں کوئی خوف نہ رکھتی۔ یہ وہ احمق ہے جسے عورتوں کی کوئی ضرورت نہ ہوتی۔(3)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے غَیْرِ اُولِی الْاِرْبَةِ کی یہ تفسیر نقل کی کہ اس سے مراد وہ احمق ہے جسے عورتوں میں کوئی دلچسپی اور حاجت نہیں ہوتی۔(4)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس کا معنی وہ بے وقوف لیا ہے جو عورتوں کے معاملات سے آگاہ نہیں ہوتا۔(5)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے: اس سے مراد مخنث ہے جس کا ذکر نہیں اٹھتا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر سے اس کا معنی وہ بوڑھا آدمی لیا ہے جو عورتوں سے وطی کی طاقت نہیں رکھتا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے اس کا معنی عنین (نامرد) لیا ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت کلبی رحمہ اللہ سے اس کا معنی خصی اور نامرد لیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے اس کا معنی کم عقل لیا ہے۔(6)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ جس کا ذکر نہ اٹھتا ہو۔(7)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت امام شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس کا معنی ہے: وہ شخص جسے خواہش نہ ہو کہ وہ عورت کی پوشیدہ چیزوں پر مطلع ہو۔(8)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، امام مسلم، ابو داؤد، نسائی، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ ایک مخنث حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے پاس آتا رہتا وہ اسے غَیْرِ اُولِی الْاِرْبَةِ میں شمار کرتے۔ ایک رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے جب کہ وہ مخنث ازواج مطہرات میں ایک کے پاس بیٹھا ہوا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 147، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 146 3۔ ایضاً
4۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 437، دار الکتب العلمیہ بیروت
5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 4، صفحہ 3 (17186)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 6۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 3 (17188)
7۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 4 (17191) 8۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 3 (17185)

تھا اور وہ ایک عورت کی تعریف کر رہا تھا۔ تو اس نے کہا اِذَا اَقْبَلَتْ اَقْبَلَتْ بِاَرْبَعٍ وَاِذَا اَدْبَرَتْ اَدْبَرَتْ بِثَمَانٍ یعنی وہ عورت خوب موٹی تازی ہے، جب آ رہی ہو تو اس کے جسم پر چار سلوٹیں اور جب جا رہی ہو تو اس کی پیٹھ پر آٹھ سلوٹیں ہوتی ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں نہیں جانتا تھا کہ یہ اتنی پہچان رکھتا ہے، یہ تمہارے پاس نہ آیا کرے، اس سے پردہ کیا کرو۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ ایک خنثی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات کے پاس حاضر ہوتا۔ ازواج مطہرات اسے غَيْرِ أُولِي الْإِرْبَةِ میں شمار کرتیں۔ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو وہ ایک عورت کی تعریف کر رہا تھا اِنَّهَا اِذَا اَقْبَلَتْ اَقْبَلَتْ بِاَرْبَعٍ وَاِذَا اَدْبَرَتْ اَدْبَرَتْ بِثَمَانٍ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں نہیں سنتا تھا کہ یہ اتنا جانتا ہے۔ یہ تمہارے پاس نہ آیا کرے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے جلاوطن کر دیا۔ وہ بیداء کے مقام پر رہتا۔ ہر جمعہ کو آتا تاکہ کھانے پینے کی چیزیں لے جائے۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد وہ ہیں جو بالغ ہونے سے پہلے اپنے بچپن کی وجہ سے یہ نہیں جانتے کہ عورتیں کیا ہیں۔(2)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد وہ بچہ ہے جو ابھی بالغ نہ ہوا ہو۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو بکر بن عبد الرحمٰن بن حارث بن ہشام رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ عورت کے جسم کا ہر حصہ ڈھانپے جانے کے لائق ہے یہاں تک کہ اس کا ناخن بھی۔ واللہ اعلم۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت حضرمی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک عورت نے چاندی کی دو پازیبیں بنوائیں اور ان میں گھنگرو لگوائے۔ وہ لوگوں کے پاس سے گزری۔ اس نے پاؤں مارا۔ اس کا پازیب مہرے پر لگا تو آواز پیدا ہوئی۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ۔(3)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ عورت مردوں کے پاس ایک پازیب کو دوسرے کے ساتھ کھنکھنائے یا اس کے پاؤں میں پازیب ہوں تو وہ مردوں کے پاس انہیں حرکت دے۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے منع کیا کیونکہ یہ شیطان کا عمل ہے۔(4)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ عورت اپنا پاؤں مارتی تاکہ پازیب کی جھنکار سنائی دے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مخفی زینت سے یہاں مراد پازیب ہے۔ اللہ

1۔ صحیح مسلم، باب منع المخنث من الدخول علی النساء، جلد 2، صفحہ 218، وزارت تعلیم اسلام آباد
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 148، دار احیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 149 4۔ ایضاً

تعالیٰ نے عورت کو منع کیا کہ وہ اپنا پاؤں زمین پر مارے تا کہ پازیب کی آواز سنائی دے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت معاویہ بن قرہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ دور جاہلیت میں عورتیں بے آواز پازیب پہنتی تھیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ عورت مجلس کے پاس سے گزرتی اس کے پاؤں میں گھونگے ہوتے۔ جب مجلس کے پاس سے گزرتی تو وہ اپنا پاؤں مارتی۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ عورت کے پاؤں میں پازیب ہوتے جن میں گھنگھرو ہوتے۔ جب کوئی اجنبی آدمی اس کے پاس سے گزرتا تو وہ جان بوجھ کر اپنے پاؤں کو حرکت دیتی تا کہ پازیب کی آواز اسے سنائے۔ فرمایا وَلَا یَضۡرِبۡنَ یعنی وہ اپنے پاؤں کو حرکت نہ دیں۔ لِیُعۡلَمَ مَا یُخۡفِیۡنَ تا کہ اجنبی کو اپنی مخفی زینت سے آگاہ کرے اس وقت جب وہ اس کے پاس آئے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن مسعود رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مَا یُخۡفِیۡنَ مِنۡ زِیۡنَتِہِنَّ سے مراد پازیب ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت میمونہ بنت سعد رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: غیروں کے سامنے زینت کے اظہار میں ناز و ادا کرنے والی قیامت کے روز اس تاریکی کی مانند ہوگی جس کا نور نہیں ہوتا۔

امام احمد اور امام بخاری نے الادب میں، امام مسلم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت اغر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: اے لوگو! سب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرو، میں ہر روز سو دفعہ توبہ کرتا ہوں۔(2)

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے: مجھ سے گھر والوں کے بارے میں لغزش ہو جاتی تھی مگر میں اسے کسی اور کے لیے ایسا نہ کرتا تھا۔ میں نے اس کا ذکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے حذیفہ! استغفار کیوں نہیں کرتے۔ میں تو دن میں سو بار اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہوں اور اس کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔(3)

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی رحمہما اللہ شعب الایمان میں حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا: مومنین کے کتنے پردے ہیں؟ فرمایا بے شمار سے زیادہ ہیں لیکن مومن جب کوئی گناہ کرتا ہے تو وہ ان میں سے ایک پردے کو پھاڑ دیتا ہے۔ جب وہ توبہ کرتا ہے تو وہی پردہ لوٹ آتا ہے اور نو پردے مزید آجاتے ہیں۔ جب اس پر کوئی پردہ باقی نہیں رہتا اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں میں سے جسے چاہتا ہے ارشاد فرماتا ہے انسان بے پردہ ہوتے ہیں۔ وہ پردہ نہیں لیتے۔ اپنے پروں سے اسے ڈھانپ لو تو وہ اسے پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں۔ اگر وہ توبہ کر لے تو تمام پردے پھر لوٹ آتے ہیں۔ جب وہ توبہ نہیں کرتا تو فرشتے اس سے حجاب میں ہو جاتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ انہیں فرماتا ہے اسے اس کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 149　2۔ الادب المفرد، باب سید الاستغفار، جلد 2، صفحہ 79 (624)، مکتبہ مدنی القاہرہ

3۔ مسند امام احمد، جلد 5، صفحہ 394، دار صادر بیروت

حوالے کردو تو وہ اسے اس کے حال پر چھوڑ دیتے ہیں یہاں تک کہ اس کی شرمگاہ بھی پردہ میں نہیں ہوتی۔(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: شرمندگی توبہ ہے۔

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: شرمندگی توبہ ہے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے اس آدمی کے بارے میں پوچھا گیا جو ایک عورت سے بدکاری کرتا ہے پھر اس سے شادی کرتا ہے۔ فرمایا پہلی بدکاری ہے۔ ان دونوں کا اکٹھے توبہ کرنا میرے نزدیک متفرق توبہ کرنے سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وَتُوبُوٓا۟ إِلَى ٱللَّهِ جَمِيعًا۔

وَأَنكِحُوا۟ ٱلْأَيَٰمَىٰ مِنكُمْ وَٱلصَّٰلِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَآئِكُمْ ۚ إِن يَكُونُوا۟ فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ ٱللَّهُ مِن فَضْلِهِۦ ۗ وَٱللَّهُ وَٰسِعٌ عَلِيمٌ ﴿٣٢﴾

"اور نکاح کر دیا کرو جو بے نکاح ہیں تم میں سے اور جو نیک ہیں تمہارے غلاموں اور کنیزوں میں سے اگر وہ تنگ دست ہوں (تو فکر نہ کرو) غنی کر دے گا انہیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اور اللہ تعالیٰ وسعت والا ہمہ دان ہے"۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَأَنكِحُوا۟ ٱلْأَيَٰمَىٰ مِنكُمْ کا یہ معنی نقل کیا ہے: جسے تم سنتے ہو اللہ تعالیٰ نے تمہیں نکاح کرنے کا حکم دیا ہے کیونکہ یہ آنکھوں کو جھکانے والا اور شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: اپنے غلاموں اور کنیزوں میں سے جو نیک ہیں ان کے نکاح کر دیا کرو۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نیک مردوں اور نیک عورتوں کا نکاح کر دیا کرو اور جو ان کے بعد ہوگا وہ اچھا ہوگا۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نکاح کا حکم دیا، اس میں رغبت دلائی اور یہ حکم دیا کہ اپنے آزادوں اور غلاموں کی شادی کرو اور اس میں غناء کا وعدہ کیا۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں نکاح کا جو حکم دیا ہے اس کی اطاعت کرو۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ جو غناء کا وعدہ کیا ہے اللہ تعالیٰ اسے پورا کر دے گا۔

امام عبدالرزاق نے المصنف میں اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے

1۔ شعب الایمان، باب فی الطبع علی القلب، جلد 5، صفحہ 445 (7217)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ نوادر الاصول، باب المائۃ ان الندم الشوبۃ، جلد 1، صفحہ 162، دار صادر بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 150، دار احیاء التراث العربی بیروت

سامنے یہ ذکر کیا گیا کہ حضرت عمر بن خطاب نے فرمایا: میں نے کوئی ایسا آدمی نہیں دیکھا جس نے شادی کی صورت میں غناء نہ دیکھی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں وعدہ فرمایا۔(1)

عبدالرزاق اور ابن ابی شیبہ دونوں نے مصنف میں حضرت عمر بن خطاب سے روایت نقل کی ہے کہ شادی کی صورت میں غناء کی خواہش کرو۔ ایک روایت میں الفاظ یوں ہیں: شادی کی صورت میں فضل طلب کرو۔ پھر اس آیت کی تلاوت کی۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نکاح کی صورت میں غناء تلاش کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور یہ آیت تلاوت کی۔(3)

امام دیلمی حضرت ابن عباس سے وہ نبی کریم صلی اللہ سے روایت نقل کرتے ہیں: نکاح کے ذریعے رزق تلاش کرو۔(4)

امام بزار، ابن مردویہ اور دیلمی رحمہم اللہ نے حضرت عروہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عورتوں سے نکاح کرو، وہ تمہارے لیے مال لاتی ہیں۔ ابن ابی شیبہ اور ابوداؤد نے مراسیل میں حضرت عروہ سے مرسل مرفوع روایت نقل کی ہے۔

امام عبدالرزاق، امام احمد، امام ترمذی (جبکہ ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، امام نسائی، ابن ماجہ، ابن حبان، حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین آدمیوں کی مدد اللہ کے ذمہ کرم پر ہے، وہ نکاح کرنے والا جو پاکدامنی کا ارادہ رکھتا ہو، وہ مکاتب غلام جو مال دینے کا ارادہ رکھتا ہو اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والا۔(5)

امام خطیب رحمہ اللہ نے تاریخ میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں فاقہ کی شکایت لے کر آیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے شادی کرنے کا حکم دیا۔

وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ نِكَاحًا حَتَّىٰ يُغْنِيَهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ ۗ وَالَّذِينَ يَبْتَغُونَ الْكِتَابَ مِمَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوهُمْ إِنْ عَلِمْتُمْ فِيهِمْ خَيْرًا ۖ وَآتُوهُم مِّن مَّالِ اللَّهِ الَّذِي آتَاكُمْ ۚ وَلَا تُكْرِهُوا فَتَيَاتِكُمْ عَلَى الْبِغَاءِ إِنْ أَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوا عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۚ وَمَن يُكْرِههُّنَّ فَإِنَّ اللَّهَ مِن بَعْدِ إِكْرَاهِهِنَّ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٣٣﴾

1۔ مصنف عبدالرزاق، باب وجوب النکاح وفضلہ، جلد 6، صفحہ 139 (10434)، دارالکتب العلمیہ بیروت　2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 137 (10426)

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 151، دار احیاء التراث العربی بیروت

4۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 1، صفحہ 88 (282)، دارالکتب العلمیہ بیروت

5۔ سنن ترمذی، باب ماجاء فی المجاہد، جلد 4، صفحہ 157 (1655)، دارالکتب العلمیہ بیروت

''اور چاہیے کہ پاکدامن بنے رہیں وہ لوگ جو نہیں پاتے شادی کرنے کی قدرت یہاں تک کہ غنی کر دے انہیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اور جو مکاتب بننا چاہیں تمہارے غلاموں سے تو مکاتب بنالو انہیں اگر تم جانو ان میں کوئی بھلائی اور (زر مکاتب ادا کرنے میں) مدد کرو ان کی اللہ تعالیٰ کے مال سے جو اس نے تمہیں عطا کیا ہے اور نہ مجبور کرو اپنی لونڈیوں کو بدکاری پر اگر پاکدامن رہنا چاہیں تا کہ تم حاصل کرو (اس بدکاری سے) دنیوی زندگی کا کچھ سامان اور جو (کمینہ خصلت) مجبور کرتا ہے انہیں (عصمت فروشی پر) تو بیشک اللہ تعالیٰ ان کے مجبور کیے جانے کے بعد (ان کی لغزشوں کو) بخشنے والا (اور ان پر) رحم فرمانے والا ہے۔''

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے عکرمہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اس سے مراد وہ مرد ہے جو ایک عورت کو دیکھتا ہے گویا اس میں خواہش پیدا ہو جاتی ہے۔ اگر تو اس کی بیوی ہو تو اپنی بیوی کے پاس جائے اور اس سے اپنی خواہش پوری کرے۔ اگر اس کی بیوی نہ ہو تو آسمان وزمین کی بادشاہت میں غور وفکر کرے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسے اپنے فضل سے غنی کر دے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابوروق رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو چیزیں حرام قرار دی ہیں ان سے بچو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ انہیں رزق دے۔

امام خطیب رحمہ اللہ نے تاریخ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جو آدمی استطاعت نہیں پاتا تو وہ شادی کر لے، اللہ تعالیٰ اسے غنی کر دے گا۔

امام ابن سکن معرفۃ الصحابہ میں عبداللہ بن صبیح سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں حویطب بن عبدالعزی کا غلام تھا۔ میں نے اس سے عقد مکاتبہ کا مطالبہ کیا تو اس نے انکار کر دیا۔ تو یہ آیت وَالَّذِيْنَ يَبْتَغُوْنَ الْكِتٰبَ نازل ہوئی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے وَالَّذِيْنَ يَبْتَغُوْنَ الْكِتٰبَ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ غلاموں سے عقد مکاتبہ کا مطالبہ کرتے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مقاتل رحمہ اللہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان فَكَاتِبُوْهُمْ کی تفسیر نقل کی ہے کہ امر کا صیغہ تعلیم ورخصت کے لیے ہے ایسا کرنا لازم نہیں۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید نے عامر شعبی سے یہ تفسیری قول نقل کیا ہے کہ چاہے تو عقد مکاتبہ کر لے چاہے نہ کر۔(1)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ سیرین نے مجھ سے عقد مکاتبہ کرنے کا سوال کیا۔ میں نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ وہ حضرت عمر کے پاس حاضر ہوا تو درہ لے کر میری طرف متوجہ ہوئے۔ فرمایا اس کے ساتھ عقد مکاتبہ کرو اور یہ آیت کریمہ تلاوت کی تو میں نے اس سے عقد مکاتبہ کر لیا۔(2)

امام ابوداؤد نے مراسیل میں اور بیہقی رحمہما اللہ نے سنن میں حضرت یحییٰ بن ابی کثیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ

1۔ مصنف عبدالرزاق، باب وجوب الکتاب، جلد 8، صفحہ 290 (15675)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 8، صفحہ 289 (15674)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تم اس میں کوئی پیشہ دیکھتے ہو تو اس سے عقد مکاتبہ کر لو انہیں لوگوں پر بوجھ بنا کر چھوڑ و۔(1)

عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے حضرت ابن عباس سے خَيْرًا کا معنی مال نقل کیا ہے۔(2)

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے بھی حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اسی کی مثل معنی نقل کیا ہے۔(3)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے خَيْرًا کا معنی امانت اور وفا نقل کیا ہے(4)۔ بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ معنی نقل کیا ہے: اگر تم یہ علم رکھتے ہو کہ وہ مکاتبہ کا مال تجھے دے دے گا۔(5)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر اور بیہقی نے ابن جریج سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے عطا سے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان میں خیر سے مراد مال، صلاح یا ہر چیز ہے تو انہوں نے جواب دیا میرا خیال تو ہے کہ اس سے مراد مال ہے جس طرح اس آیت کریمہ كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ إِنْ تَرَكَ خَيْرًا (البقرہ: 180) میں خیر سے مراد مال ہے۔(6)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عبیدہ سلمانی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اگر تم اس میں امانت جانو تو ان سے عقد مکاتبہ کر لو۔(7)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ، ابراہیم اور ابو صالح رحمہم اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام عبدالرزاق، ابن منذر اور بیہقی نے نافع سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت ابن عمر اس بات کو ناپسند کرتے کہ اپنے غلام سے عقد مکاتبہ کریں۔ اگر وہ پیشہ نہ جانتا ہو وہ فرماتے بصورت دیگر وہ مجھے لوگوں کے ہاتھوں کی میل کچیل کھلائے گا۔(8)

سعید بن منصور، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے مجاہد سے اور طاؤس سے خیر کا معنی مال اور امانت نقل کیا ہے۔(9)

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے اسی کی مثل معنی نقل کیا ہے۔(10)

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے خیر کا معنی حیلہ نقل کیا ہے، یعنی ان میں کوئی حیلہ پاتے ہو تو ان سے عقد مکاتبہ کرو، ان کا مالی بوجھ مسلمانوں پر نہ ڈالو(11)۔ وَآتُوهُمْ مِنْ مَالِ اللَّهِ الَّذِي آتَاكُمْ یعنی ان کے مال مکاتبہ میں سے کچھ مال کم کر دو۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم، رویانی نے اپنی مسند میں اور ضیاء مقدسی نے مختارہ میں حضرت

1۔ سنن کبری از بیہقی، کتاب المکاتب، جلد 10، صفحہ 317، دار الفکر بیروت
2۔ مصنف عبدالرزاق، کتاب المکاتب، جلد 8، صفحہ 288 (15666)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ ایضاً (15667)
4۔ سنن کبری از بیہقی، کتاب المکاتب، جلد 10، صفحہ 317
5۔ ایضاً
6۔ مصنف عبدالرزاق، کتاب المکاتب، جلد 8، صفحہ 288 (15666)
7۔ ایضاً (15668)
8۔ ایضاً، باب وجوب الکتاب، جلد 8، صفحہ 291 (15681)
9۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 153، دار احیاء التراث العربی بیروت
10۔ مصنف عبدالرزاق، کتاب المکاتب، جلد 8، صفحہ 289 (15670)
11۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 56-153

بریدہ سے وَّاٰتُوۡهُمۡ مِّنۡ مَّالِ اللّٰهِ کی تفسیر نقل کی ہے کہ اس میں لوگوں کو برانگیختہ کیا کہ وہ اپنے مال میں سے اسے دیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ اسی آیت میں آقا اور دوسرے لوگوں کو مال دینے پر برانگیختہ کیا گیا ہے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آیت کا معنی ہے کہ مکاتب کو مال مکاتبہ میں سے کچھ چھوڑ دیا جائے۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس آیت کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ غلام آزاد کرانے میں مدد کرو۔ حضرت علی ابن ابی طالب نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے آقا کو حکم دیا کہ وہ مکاتب کو قیمت کا چوتھائی حصہ چھوڑ دے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تعلیم ہے فرض نہیں ہے۔ لیکن اس میں لوگوں کے لیے امر ہے۔

امام عبدالرزاق، سعید ابن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابوعبدالرحمٰن سلمی رحمہ اللہ کے واسطہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت علی شیر خدا نے فرمایا کہ خیر کا معنی مال ہے۔ وَّاٰتُوۡهُمۡ مِّنۡ مَّالِ اللّٰهِ یعنی وہ مال مکاتبہ کا چوتھائی حصہ چھوڑ دے۔(2)

امام عبدالرزاق، ابن ابی خاتم، حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، دیلمی، ابن منذر، بیہقی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے مختلف سندوں کے ساتھ حضرت عبداللہ بن حبیب رحمہ اللہ سے وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے اس کی تفسیر نقل کرتے ہیں کہ مالک مکاتب کو مال مکاتبہ میں سے چوتھائی حصہ چھوڑ دے۔(3)

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید نے قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مال مکاتبہ میں سے دسواں حصہ چھوڑ دے۔(4)

امام عبدالرزاق، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے حضرت عمر سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اپنے غلام سے عقد مکاتبہ کیا جس کی کنیت ابوامیہ تھی جب وقت مقررہ آیا تو وہ مال مکاتبہ کی قسط لایا۔ حضرت عمر نے فرمایا: جاؤ اس کے ساتھ اپنے مال مکاتبہ میں غناء حاصل کرو۔ عرض کی اے امیر المومنین! کاش! آپ چھوڑ دیتے یہاں تک کہ وہ معافی والی آخری قسط ہوتی۔ حضرت عمر نے فرمایا: مجھے خوف ہے کہ میں اسے نہ پاؤں گا۔ پھر اس آیت وَّاٰتُوۡهُمۡ مِّنۡ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِیۡۤ اٰتٰىكُمۡ کی تلاوت کی۔(5)

امام عبدالرزاق، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر کا اگر کوئی مکاتب ہوتا تو اسے پہلی قسطوں میں سے کوئی چیز نہ چھوڑتے محض اس خوف سے کہ یہ عاجز آ جائے، اس کا صدقہ اس کی طرف واپس لوٹے لیکن عقد مکاتبہ کا آخری مرحلہ ہوتا تو جتنا مال چاہتے کم کر دیتے۔(6)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت زید بن اسلم سے روایت نقل کی ہے کہ وَّاٰتُوۡهُمۡ مِّنۡ مَّالِ اللّٰهِ یہ حکم والیوں کے لیے ہے کہ

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 439، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً
3۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 431 (3501)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 8، صفحہ 293 (15690)، دار الکتب العلمیہ بیروت
5۔ سنن کبری از بیہقی، کتاب المکاتب، جلد 10، صفحہ 329، دار الفکر بیروت
6۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 8، صفحہ 294 (15691)

ان (مکاتبوں) کو زکوۃ کے مال میں سے جتنا مال چاہیں دیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَفِی الرِّقَابِ (التوبہ:60)۔

امام ابن ابی شیبہ، امام مسلم، سعید بن منصور، بزار، دار قطنی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابوسفیان کی سند سے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عبد اللہ بن ابی نے اپنی لونڈیوں سے کہا جاؤ اور ہمارے لیے کوئی چیز کما کر لاؤ جبکہ وہ یہ عمل ناپسند کرتی تھی تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ (1)

امام مسلم رحمہ اللہ نے اسی سند سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ عبد اللہ بن ابی کی ایک لونڈی تھی جسے مسیکہ کہتے، ایک اور لونڈی تھی جسے امیمہ کہتے۔ وہ ان دونوں سے یہ ارادہ کرتا کہ یہ بدکاری کیا کریں۔ تو دونوں نے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں شکایت کی تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ (2)

امام نسائی، امام حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابوالزبیر رحمہ اللہ کی سند سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ مسیکہ ایک انصاری کی لونڈی تھی۔ یہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اس نے عرض کی میرا مالک مجھے بدکاری پر مجبور کرتا ہے تو یہ آیت نازل ہوئی۔ (3)

امام بزار اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ عبد اللہ بن ابی کی ایک لونڈی تھی جسے معاذہ کہتے، عبد اللہ بن ابی اسے بدکاری پر مجبور کرتا۔ جب اسلام آگیا تو یہ آیت نازل ہوئی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ دور جاہلیت کے لوگ لونڈیوں سے بدکاری کراتے تھے، دور اسلام میں انہیں اس چیز سے منع کر دیا گیا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے: لوگ دور جاہلیت میں لونڈیوں کو بدکاری پر مجبور کرتے اور ان کی اجرت لیتے تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

امام طیالسی، بزار، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ عبد اللہ بن ابی کی ایک لونڈی تھی جو دور جاہلیت میں بدکاری کرتی۔ اس کی بدکاری سے کئی بچے پیدا ہوئے۔ جب اللہ تعالیٰ نے بدکاری کو حرام کر دیا۔ ابن ابی نے کہا تو بدکاری کیوں نہیں کرتی۔ اس لونڈی نے کہا اللہ کی قسم! میں کبھی بھی بدکاری نہیں کروں گی تو ابن ابی نے اسے مارا تو اللہ تعالیٰ نے اسی آیت کو نازل فرمایا۔ (4)

امام سعید ابن منصور، فریابی، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ابن ابی کی دو لونڈیاں تھیں مسکہ اور معاذہ یہ دونوں کو بدکاری پر مجبور کیا کرتا تھا۔ ایک نے کہا اگر تو یہ اچھا عمل ہے تو میں اسے زیادہ

1۔ صحیح مسلم، کتاب التفسیر، جلد 18، صفحہ 127 (26)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 432 (3502)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ صحیح مسلم، کتاب التفسیر، جلد 18، صفحہ 127 (27)، دار الکتب العلمیہ بیروت 4۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 192 (11232)، دار الفکر بیروت

کروں گی، اگر یہ برا عمل ہے تو مجھے یہ چھوڑ دینا چاہیے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔(1)

امام سعید بن منصور اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت حضرت عبداللہ بن ابی رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی۔ اس کی ایک لونڈی تھی جو اس کے لیے کماتی تھی۔ اس نے اسلام قبول کر لیا اور بہت اچھی مسلمان ہوئی۔ ابن ابی نے ارادہ کیا کہ وہ پہلے کی طرح فعل کرے تو اس لونڈی نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ابن ابی کی ایک لونڈی تھی جسے معاذہ کہتے۔ جب ابن ابی کے پاس کوئی مہمان آتا تو یہ اس لونڈی کو اس مہمان کے پاس بھیج دیتا تا کہ مہمان سے بدلہ اور کرامت پائے۔ ایک دن لونڈی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس معاملہ کی شکایت کی۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس کا ذکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لونڈی قبضہ میں لینے کا حکم دیا۔ عبداللہ بن ابی نے شور مچا دیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمیں کوئی انصاف دلائے گا جو ہمارے غلاموں پر قبضہ کر رہے ہیں؟ تو یہ آیت نازل ہوئی۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن منذر، اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت زہری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قریش کا ایک آدمی غزوۂ بدر میں قید ہوا اور اسے بطور قیدی عبداللہ بن ابی کے حوالہ کر دیا گیا۔ عبداللہ بن ابی کی ایک لونڈی تھی جسے معاذہ کہتے۔ قریشی قیدی کی خواہش تھی کہ وہ لونڈی اسے لطف اندوز ہونے کا موقع دے جبکہ لونڈی مسلمان ہو چکی تھی۔ وہ مسلمان ہونے کی وجہ سے ایسا نہیں کر رہی تھی جبکہ ابن ابی اسے اس امر پر مجبور کرتا تھا اور مارتا تھا اس امید پر کہ وہ قریشی سے حاملہ ہو اور وہ قریشی سے بچے کا فدیہ طلب کرے۔(2)

امام خطیب رحمہ اللہ نے حضرت رواۃ مالک رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ سے انہوں نے حضرت عمر بن ثابت رحمہ اللہ سے جو بنو صارح بن خزرج سے تعلق رکھتے تھے سے روایت نقل کی کہ یہ آیت معاذہ کے بارے میں نازل ہوئی جو ابن ابی کی لونڈی تھی۔ اس کی وجہ یہ تھی عباس بن عبدالمطلب ابن ابی کے ہاں قیدی تھے۔ ابن ابی اس لونڈی کو مارتا تھا تا کہ وہ اپنے آپ کو عباس کے حوالے کرے اس امید پر کہ لونڈی اس سے حاملہ ہو جائے گی اور وہ اس بچے کا فدیہ وصول کرے گا جبکہ لونڈی ایسا کرنے سے انکار کرتی تھی۔ ابن ابی اس بات کی ہی خواہش رکھتا تھا۔

ابن ابی شیبہ، ابن منذر، اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ لوگ لونڈیوں کو حکم دیتے کہ بدکاری کریں۔ وہ ایسا کرتی تھیں اور کمائی لے کر آتیں۔ ابن ابی کی ایک لونڈی تھی۔ اس سے بدکاری کا مطالبہ کیا جاتا جبکہ وہ اسے ناپسند کرتی۔ اس نے قسم کھائی کہ وہ ایسا نہیں کرے گی۔ تو ابن ابی نے اسے ایسا کرنے پر مجبور کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مقاتل بن حیان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ یہ آیت دو آدمیوں کے بارے میں نازل ہوئی جو اپنی لونڈیوں کو بدکاری پر مجبور کرتے۔ ایک کا نام مسیکہ تھا۔ یہ ایک انصاری کی لونڈی تھی۔ دوسری کا نام امیمہ تھا جو مسیکہ کی ماں تھی۔ یہ ابن ابی کی ملکیت میں تھیں۔ معاذہ اور اروی کا بھی یہی حال تھا۔ مسیکہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 159
2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 440، دار الکتب العلمیہ بیروت

اور اسکی ماں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں، دونوں نے یہ بات ذکر کی تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے اپنی سند سے حضرت ابن عباس ؓ سے روایت نقل کی ہے: اس کا معنی ہے کہ اپنی لونڈیوں کو بدکاری پر مجبور نہ کرو۔ اگر تم ایسا کرو گے تو اللہ تعالیٰ انہیں تو بخش دے گا۔ تاہم انکا گناہ مجبور کرنے والوں پر ہوگا۔(1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حجام کی کمائی خبیث ہے اور بدکاری کا عوض خبیث ہے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابو حنیفہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بدکاری کے مہر سے منع کیا۔(3)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ للمکر ھات علی الزنا کے الفاظ بھی پڑھتے یعنی اللہ تعالیٰ ان کے لیے غفور رحیم ہے جنھیں بدکاری پر مجبور کیا جاتا ہو۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے تحصنا کا معنی پاکدامنی اور اسلام نقل کیا ہے۔

ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر سے روایت نقل کی ہے کہ عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا سے مراد ان کی کمائی اور بدکاری کی اولاد ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ جنہیں اس عمل پر مجبور کیا جاتا ہے ان کے لیے اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ جنہیں مجبور کیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ ان کے لیے غفور رحیم ہے ان مردوں کے لیے غفور و رحیم نہیں۔(4)

ابن جریر نے سعید بن جبیر سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اسے فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْۢ بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ لَهُنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ پڑھتے۔(5)

وَ لَقَدْ اَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكُمْ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ وَّ مَثَلًا مِّنَ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ وَ مَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۳۴﴾

"اور ہم نے اتاری ہیں تمہاری طرف روشن آیتیں نیز (ہم نے اتارے ہیں) بعض حالات ان لوگوں کے جو گزر چکے ہیں تم سے پہلے نیز (اتاری) نصیحت پرہیزگاروں کے لیے۔"

امام ابن ابی حاتم نے مقاتل سے آیات بینات کا معنی وہ چیزیں لی ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں حرام کی ہیں۔

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ؕ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ ؕ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 160، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ما قالوا فی مھر البغی من نھی عنہ، جلد 4، صفحہ 31 (17479)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 3۔ ایضاً (17480)

4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 160 5۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 159

شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُونَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ ۙ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ۭ نُوْرٌ عَلٰي نُوْرٍ ۭ يَهْدِي اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝۳۵

''اللہ نور ہے آسمانوں اور زمین کا۔اس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق، ہو اس میں چراغ ہو، وہ چراغ شیشہ (کے ایک فانوس) میں ہو، وہ فانوس گویا ایک ستارہ ہے جو موتی کی طرح چمک رہا ہے جو روشن کیا گیا ہے برکت والے زیتون کے درخت سے جو نہ شرقی ہے نہ غربی ہے قریب ہے اس کا تیل روشن ہو جائے اگرچہ اسے آگ نہ چھوئے۔(یہ) نور ہی نور ہے، پہنچا دیتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے نور کی طرف جس کو چاہتا ہے اور بیان فرماتا ہے اللہ تعالیٰ طرح طرح کی مثالیں لوگوں (کی ہدایت) کے لیے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے''۔

امام بخاری، امام مسلم، ابن ماجہ، بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کو تہجد کی نماز ادا فرماتے تو یوں دعا فرماتے: اے اللہ! تجھے ہی حمد زیبا ہے تو آسمان وزمین اور جو ان کے درمیان ہے اس کا رب ہے، تجھے ہی حمد زیبا ہے، تو زمین وآسمان اور جو ان میں ہے، انہیں نور عطا کرنے والا ہے، حمد تجھے ہی زیبا ہے، تو ہی آسمان وزمین اور اس میں موجود ہر چیز کو قائم فرمانے والا ہے، تو حق ہے، تیرا وعدہ حق ہے، تیری ملاقات حق ہے، جنت حق ہے، جہنم حق ہے اور قیامت برحق ہے، اے اللہ! میں نے تیری بارگاہ میں اپنے آپ کو جھکا دیا ہے، تجھ پر ایمان لایا ہوں، تجھی پر بھروسہ کیا ہے، تیری طرف رجوع کیا ہے، تجھی سے خصومت ہے اور تجھے ہی حکم بنایا ہے، میرے اگلے پچھلے گناہ، میرے پوشیدہ اور ظاہر گناہ بخش دے، تو میرا معبود ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔(1)

امام ابوداود، نسائی اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صبح کی نماز کے بعد دعا کرتے ہوئے دیکھا: اے اللہ! تو ہمارا اور ہر شے کا رب ہے، میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں تو ہی اکیلا رب ہے، تیرا کوئی شریک نہیں، اے اللہ! تو ہمارا اور ہر شے کا رب ہے، میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیرے بندے اور رسول ہیں، اے اللہ! تو ہمارا اور ہر شے کا رب ہے، میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ تمام بندے بھائی بھائی ہیں، اے اللہ! تو ہمارا اور ہر شے کا رب ہے، مجھے اور میرے گھر والوں کو دنیا وآخرت کی ہر گھڑی میں اپنا مخلص بنا لے، اے ذوالجلال والاکرام! میری گزارش سن اور میری دعا قبول فرما، اللہ اکبر اللہ اکبر جو زمین وآسمان کا نور ہے، اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ مجھے کافی ہے، وہ بہترین کارساز ہے، اللہ اکبر اللہ اکبر۔(2)

طبرانی نے سعید بن جبیر سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباس یوں کہا کرتے: اے اللہ! میں تیری ذات کے نور کے

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، باب الدعاء فی صلوٰۃ اللیل وقیامہ، جلد 6، صفحہ 48 (199 ,769)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ سنن ابوداؤد، باب مایقول الرجل اذا سلم، جلد 5، صفحہ 418 (1479)، مکتبۃ الرشد الریاض

واسطہ سے جس کے لیے آسمان وزمین روشن ہوئے سوال کرتا ہوں کہ تو مجھے اپنی پناہ، حفاظت، جوار اور احاطہ میں لے لے۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نُوۡرُہٗ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ زمین وآسمان میں، اس کے ستاروں، سورج اور چاند میں تدبیر فرماتا ہے۔(2)

امام فریابی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مَثَلُ نُوۡرِہٖ کی وضاحت یوں نقل کی ہے کہ اس سے مراد وہ نور ہے جو اللہ تعالیٰ نے مومن کو عطا فرمایا۔ مشکاۃ یعنی اس چوکھٹے کی مانند ہے لَّا شَرۡقِیَّۃٍ وَّ لَا غَرۡبِیَّۃٍ۔ یعنی وہ دامن کوہ میں ہے۔ جب سورج طلوع ہوتا ہے تب بھی اسے شعاع نہیں پہنچتی اور جب غروب ہوتا ہے تب بھی شعاع نہیں پہنچتی۔ قریب ہے کہ اس کا تیل خود ہی جل اٹھے۔ یہ بندۂ مومن کے دل کی مثال ہے جو نور علی نور ہے۔ کفار کے اعمال پھیلے ہوئے سراب کی مانند ہیں۔ جب وہ آئیں گے تو سراب کی مانند دیکھیں گے۔ جب پانی کا ضرورت مند سراب کی طرف آتا ہے تو پانی نہیں پاتا۔ کافر کے عمل کی مثال بھی ایسے ہی ہے وہ خیال کرے گا اس کے لیے ثواب ہے حالانکہ اس کے لیے کوئی ثواب نہیں ہوگا اَوۡ کَظُلُمٰتٍ فِیۡ بَحۡرٍ لُّجِّیٍّ یَّغۡشٰہُ مَوۡجٌ مِّنۡ فَوۡقِہٖ مَوۡجٌ مِّنۡ فَوۡقِہٖ سَحَابٌ ؕ ظُلُمٰتٌۢ بَعۡضُہَا فَوۡقَ بَعۡضٍ ؕ اِذَاۤ اَخۡرَجَ یَدَہٗ لَمۡ یَکَدۡ یَرٰىہَا (نور:40) یہ کافر کے عمل کی مثال ہے اس کی تاریکیاں ایک دوسرے کے اوپر ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن انباری رحمہما اللہ نے مصاحف میں امام شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی قرات میں مَثَلُ نُوۡرِ الۡمُؤۡمِنِ کَمِشۡکٰوۃٍ ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ آیت کا مفہوم ہے: وہ آدمی جو اللہ تعالیٰ کی ذات پر ایمان لایا اس کے نور کی مثال مشکاۃ جیسی ہے۔ مشکاۃ سے مراد چوکھٹا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ کاتب کی غلطی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات اس سے بہت بڑی ہے کہ اس کے نور کی مثال مشکاۃ کے نور جیسی ہو اور کہا مومن کے نور کی مثال چوکھٹے جیسی ہے۔(3)

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت علی کے واسطہ سے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ اَللّٰہُ نُوۡرُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ کا مطلب ہے اللہ آسمان اور زمین کے رہنے والوں کو ہدایت دینے والا ہے۔ مَثَلُ نُوۡرِہٖ یعنی بندۂ مومن کے دل میں اس کی ہدایت کی مثال مشکاۃ جیسی ہے یعنی جس میں بتی ہوئی بتی رکھی جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جیسے صاف تیل قریب ہوتا ہے کہ آگ کے چھونے سے قبل ہی وہ روشن ہو جائے۔ جب اسے آگ چھوتی ہے تو اس کی روشنی کئی گناہ بڑھ جاتی ہے۔ اسی طرح مومن کا دل ہے کہ علم ہونے سے قبل بھی ہدایت کے مطابق عمل کرتا ہے۔ جب اس کے پاس علم آجاتا ہے تو اس کی ہدایت میں اضافہ ہو جاتا ہے اور وہ نور علی نور ہو جاتا ہے۔(4)

1۔ معجم کبیر، جلد 10، صفحہ 259 (10600)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد　2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 162، دار احیاء التراث العربی بیروت
3۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 432 (3503)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 165

امام ابوعبید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ابی بن کعب کی قرأت میں مَثَلُ نُوْرِ مَنْ آمَنَ بِہٖ ہے یا کہا مَثَلُ مَنْ آمَنَ بِہٖ ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور حاکم رحمہم اللہ نے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ مَثَلُ نُوْرِہٖ سے مراد اس مومن کا نور ہے جس نے ایمان اور قرآن کو اپنے سینے میں رکھا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی مثال بیان فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے اپنے نور کا ذکر کیا پھر مومن کے نور کا ذکر کیا فرمایا۔ مومن کے نور کی مثال ایسے ہے۔ ابی ابن کعب اس آیت کو اس طرح پڑھتے (مَثَلُ نُوْرِ مَنْ آمَنَ بِہٖ) یعنی وہ مومن جس نے ایمان اور قرآن کو اپنے سینے میں رکھا تو مومن کا سینہ چوکھٹے کی طرح ہے مِصْبَاحٌ سے مراد نور ہے اور نُوْرِہٖ سے مراد قرآن اور ایمان ہے جنہیں اس نے سینے میں محفوظ کر لیا ہے۔ زُجَاجَةٍ سے مراد اس کا دل ہے۔ اس کا دل جس میں قرآن و ایمان ہے گویا وہ ایک روشن ستارہ ہے۔ مُّبٰرَكَةٍ کی اصل اللہ وحدہ لاشریک کے لیے اخلاص اور اس ذات لاشریک کی عبادت ہے۔ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ اس کی مثال اس درخت سے دی جسے درختوں نے گھیر رکھا ہو وہ سرسبز و شاداب اور ملائم ہوتا ہے۔ اسے کسی حالت میں بھی سورج کی کرنیں نہیں پہنچتیں۔ نہ اس وقت جب سورج طلوع ہو اور نہ اس وقت جب سورج غروب ہو۔ یہی حالت مومن کی ہے، اسے فتنوں کے پہنچنے سے محفوظ بنا دیا گیا۔ اسے آزمائش میں ڈالا گیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے ثابت قدم رکھا۔ اس میں چار خصلتیں ہوتی ہیں۔ اگر گفتگو کرے تو سچ بولتا ہے، اگر فیصلہ کرے تو عدل کرتا ہے، اگر اسے عطا کیا جائے تو شکر بجا لاتا ہے۔ اگر اسے آزمائش میں ڈالا جائے تو وہ صبر کرتا ہے باقی لوگوں میں اس کی مثال ایک زندہ انسان جیسی ہے جو مردوں کی قبروں میں چل رہا ہوتا ہے نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ وہ پانچ انوار میں گھومتا پھرتا رہتا ہے۔ اس کی گفتگو نور ہے، اس کا عمل نور ہے، اس کے داخل ہونے کی جگہ نور ہے، اس کے نکلنے کی جگہ نور ہے، اس کے لوٹنے کی جگہ نور ہے یعنی وہ قیامت کے روز جنت کی طرف جائے گا۔ پھر کافر کی مثال بیان فرمائی اور کہا وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍ (نور:39) اسی طرح کافر قیامت کے روز آئے گا جبکہ وہ گمان کر رہا ہوگا کہ اس کے لیے اللہ کے ہاں خیر ہے مگر وہ خیر نہ پائے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے جہنم میں داخل کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے کافر کی ایک اور مثال بیان فرمائی ہے اور کہا اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ (نور: 40) وہ پانچ تاریکیوں میں گھومتا پھرتا رہتا ہے۔ اس کی گفتگو تاریکی ہے، اس کا عمل تاریکی ہے، اس کے نکلنے کی جگہ تاریکی ہے، اس کے داخل ہونے کی جگہ تاریکی ہے، قیامت کے روز اس کا ٹھکانہ تاریکیوں یعنی جہنم کی طرف ہوگا۔ اسی طرح زندوں میں سے مردہ دل لوگوں میں چلتا تو رہتا ہے۔ وہ یہ نہیں جانتا اس کے حق میں کیا ہے اور اس کے خلاف کیا ہے۔(1)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہودیوں نے حضرت محمد ﷺ سے سوال کیا: اللہ کا نور آسمانوں سے نیچے کیسے آتا ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نور کی مثال بیان فرمائی اور ارشاد فرمایا اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ۔ كَمِشْكٰوةٍ سے مراد کمرے کا چوکھا ہے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 165، دار احیاء التراث العربی بیروت

مِصۡبَاحٌ سے مراد چراغ ہے جو شیشہ میں ہوتا ہے۔ یہ ضرب المثل ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنی اطاعت کی بیان فرمائی ہے اللہ تعالیٰ نے اپنی اطاعت کو نور قرار دیا پھر اس کی کئی قسمیں ذکر کیں۔ لَّا شَرۡقِیَّۃٍ وَّلَا غَرۡبِیَّۃٍ یہ درخت کا درمیانی حصہ ہے، سورج کی شعاع اسے نہ اس وقت پہنچتی ہے جب سورج طلوع ہو اور نہ اس وقت پہنچتی ہے جب وہ غروب ہو۔ یہی تیل کا باعث ہے۔ قریب ہے کہ اس کا تیل آگ کے بغیر ہی جل اٹھے۔ نُوۡرٌ عَلٰی نُوۡرٍ اس سے مراد بندے کا ایمان اور اس کا عمل ہے۔ یَہۡدِی اللّٰہُ لِنُوۡرِہٖ مَنۡ یَّشَآءُ یہ مومن کی مثال ہے۔(1)

امام طبرانی، ابن عدی، ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کِمِشۡکٰوۃٍ سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیٹ، زُجَاجَۃٍ سے مراد دل اور مِصۡبَاحٌ سے مراد وہ نور ہے جو آپ کے دل میں ہے۔ شَجَرَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ سے مراد حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ لَّا شَرۡقِیَّۃٍ وَّلَا غَرۡبِیَّۃٍ نہ یہودی اور نہ نصرانی۔ پھر یہ آیت کریمہ تلاوت کی مَا کَانَ اِبۡرٰہِیۡمُ یَہُوۡدِیًّا وَّلَا نَصۡرَانِیًّا وَّلٰکِنۡ کَانَ حَنِیۡفًا مُّسۡلِمًا ؕ وَمَا کَانَ مِنَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ ﴿۶۷﴾ (آل عمران)۔(2)

عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے شمر بن عطیہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ابن عباس، کعب بن الاحبار کے پاس آئے، کہا مجھے اَللّٰہُ نُوۡرُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ کے بارے میں بتاؤ۔ تو کعب الاحبار نے جواب دیا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کی مثال چوکھٹے کی مانند ہے کِمِشۡکٰوۃٍ سے مراد چوکھٹا ہے کِمِشۡکٰوۃٍ کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منہ کی مثال بیان کی مِصۡبَاحٌ سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دل ہے زُجَاجَۃٍ سے مراد آپ کا سینہ ہے کَاَنَّہَا کَوۡکَبٌ دُرِّیٌّ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سینہ کو روشن ستارے کے ساتھ تشبیہ دی۔ پھر مِصۡبَاحٌ کو دل کی طرف لوٹایا اور فرمایا: وہ زیتون کے مبارک درخت سے جلایا جاتا ہے۔ قریب ہے کہ اس کا تیل خود ہی جل اٹھے۔ کہا قریب ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود ہی لوگوں کے لیے ظاہر ہو جائیں اگرچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود نہ بولیں کہ آپ نبی ہیں جسطرح وہ تیل قریب ہے کہ خود ہی جل اٹھے اگرچہ اسے آگ نہ چھوئے۔(3)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اَللّٰہُ نُوۡرُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ کا معنی ہے اللہ تعالیٰ زمین و آسمان میں رہنے والوں کو ہدایت دینے والا ہے۔ اے محمد! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل میں اس کے نور کی مثال اس چراغ کی مانند ہے جو اس چوکھٹے میں ہے جس طرح یہ چراغ اس چوکھٹے میں ہے اسی طرح تیری دانش تیرے دل میں ہے۔ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل کو روشن ستارے کے ساتھ تشبیہ دی جو کبھی چھپتا نہیں۔ یُّوۡقَدُ مِنۡ شَجَرَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ آپ اپنا دین حضرت ابراہیم علیہ السلام سے لیتے ہیں، وہ ہی زیتون ہے۔ وہ نصرانی نہیں کہ وہ مشرق کی طرف منہ کر کے نماز پڑھے اور نہ یہودی ہے کہ مغرب کی جانب منہ کر کے نماز پڑھے۔ قریب ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نور کی وحی سے قبل ہی حکمت کی باتیں کرنے لگیں جو نور اللہ تعالیٰ نے آپ کے دل میں رکھ دیا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر سے روایت نقل کی ہے کہ نُوۡرِہٖ سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جو بھی حضور

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 165 دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ معجم کبیر، جلد 12، صفحہ 317 (13226)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 164

ﷺ کو دیکھے ممکن ہے کہ وہ پہچان لے کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اگر چہ وہ اپنی زبان سے کلام نہ کریں۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے مَثَلُ نُوْرِہٖ سے مراد مومن کے نور کی مثال ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مَثَلُ نُوْرِہٖ سے مراد دل میں اس قرآن کی مثال چوکھٹے جیسی ہے۔(2)

امام ابن جریر نے حضرت انس سے روایت نقل کی ہے کہ میرا اللہ فرماتا ہے: میرے نور سے مراد میری ہدایت ہے۔(3)

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت محمد بن کعب رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ کَمِشْکٰوۃٍ سے مراد قندیل میں بٹ رکھنے کی جگہ ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ کَمِشْکٰوۃٍ سے مراد چوکھا ہے۔(4)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ کَمِشْکٰوۃٍ سے مراد چوکھا ہے۔(5)

امام عبد بن حمید نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ حبشی زبان میں کَمِشْکٰوۃٍ سے مراد چوکھا، روشن دان ہے۔

عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے روایت نقل کی ہے کہ حبشی زبان میں کَمِشْکٰوۃٍ سے مراد روشن دان ہے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت سعید بن عیاض سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حبشی زبان میں کَمِشْکٰوۃٍ سے مراد روشن دان ہے۔(6)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے کَمِشْکٰوۃٍ کا معنی یہ نقل کیا ہے کہ ایسا چوکھا جو آر پار نہ ہو۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

ابن ابی حاتم نے ابو مالک سے یہ قول نقل کیا ہے کَمِشْکٰوۃٍ اس چوکھٹے کو کہتے ہیں جو آر پار نہ ہو اور مِصْبَاحٌ سے مراد چراغ ہے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مَثَلُ نُوْرِہٖ سے مراد مومن کے دل میں اللہ تعالیٰ کا نور ہے کَمِشْکٰوۃٍ سے مراد چوکھا ہے كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ روشن، لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ(7) اس پر نہ مشرقی سایہ اور نہ مغربی سایہ پورا پڑتا ہے۔ ہم باتیں کیا کرتے تھے کہ یہ سورج کے سامنے رہتا ہے۔ اس کا تیل بہت صاف، بہت پاکیزہ اور بہت میٹھا ہوتا ہے۔ یہ وہ مثال ہے جو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں بیان فرمائی ہے یعنی تمہارے پاس اللہ کی جانب سے نور اور واضح ہدایت آچکی ہے۔ مومن اللہ کی کتاب کو سنتا ہے، اسے محفوظ کرتا ہے، اسے یاد کرتا ہے، اس میں جو کچھ ہے وہ اس سے نفع اٹھاتا ہے اور اس پر عمل کرتا ہے تو یہ مومن کی مثال ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے کَمِشْکٰوۃٍ کا معنی قندیل کے درمیان میں پیتل (8)، مِصْبَاحٌ سے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 163، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً
3۔ ایضاً
4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ما نزل بلسان الحبشیۃ، جلد 6، صفحہ 121 (29967)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 167
6۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ما نزل بلسان الحبشۃ، جلد 6، صفحہ 121 (29967)
7۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 441 (2045)، دار الکتب العلمیہ بیروت
8۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 167

مراد چراغ، زُجَاجَةٍ سے مراد قندیل۔ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ سورج جب سے طلوع ہوتا ہے اس کے غروب ہونے تک اس پر کوئی سایہ نہیں ہوتا۔ اس درخت کا تیل بہت روشن، بہت اچھا اور بہت نور والا ہوتا ہے۔ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ آگ تیل کو جا لگی۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے ضحاک سے یہ قول نقل کیا ہے كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ سے مراد زہرہ ستارہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مومن کی مثال اس نور کی مثال سے دی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اس کا دل نور ہے، اس کا پیٹ نور ہے اور وہ نور میں چلتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ سے مراد بڑا ستارہ ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے آیت کریمہ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ کی تفسیر نقل کی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دل نہ یہودی ہے اور نہ نصرانی ہے۔

امام فریابی اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ کا مفہوم یہ ہے کہ اس سے مراد ایسا درخت ہے جسے نہ غار اور نہ پہاڑ سایہ کرتا ہے۔ اسے کوئی چیز نہیں چھپاتی، اس کا تیل بہت عمدہ ہوتا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ، ضحاک اور محمد بن سیرین رحمہم اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ معنی نقل کیا ہے: وہ ایسا شرقی نہیں جس میں غرب نہ ہو اور نہ ہی ایسا غربی ہے جس میں شرق نہ ہو لیکن وہ شرقی بھی ہے اور غربی بھی ہے۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر سے تفسیر نقل کی ہے کہ یہ درختوں کے درمیان ہوتا ہے، نہ اسے سورج کی شعاع مشرق سے پہنچتی ہے اور نہ مغرب سے کیونکہ درخت اس کے سامنے ہوتے ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو مالک اور محمد بن کعب رحمہما اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے، اگر یہ درخت زمین میں ہوتا تو لازماً شرقی یا غربی ہوتا لیکن یہ مثال ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نور کی بیان کی ہے۔ (1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ سے مراد صالح آدمی ہے۔ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ یعنی نہ یہودی اور نہ نصرانی ہے۔

امام عبد بن حمید نے اپنی مسند میں، امام ترمذی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس تیل کو سالن بناؤ اور اسے بطور تیل جسم پر لگاؤ کیونکہ یہ مبارک درخت سے نکلتا ہے۔ (2)

امام حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) اور بیہقی رحمہما اللہ شعب میں حضرت ابو اسید رضی اللہ عنہ سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں، فرمایا: تیل کھاؤ اور اسے لگاؤ کیونکہ یہ مبارک درخت سے ہے۔ (3)

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے: ان کے سامنے آیت کا ذکر کیا گیا تو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 170 2۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، باب الزیت، جلد 4، صفحہ 37 (3319)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 432 (3504)، دار الکتب العلمیہ بیروت

فرمایا رسول اللہ ﷺ اسے کھانے، تیل لگانے اور کان میں ڈالنے کا حکم دیتے، فرماتے یہ مبارک درخت کا تیل ہے۔(1)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت شریک بن سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے: ایک رات حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے میری ضیافت کی۔ آپ نے مجھے اونٹ کے ٹھنڈے سر کے کچھ ٹکڑے کھلائے اور ہمیں زیت کھلایا اور فرمایا: یہ مبارک تیل ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو عطا فرمایا۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: نور کی شدت کی وجہ سے قریب ہے کہ وہ جل اٹھے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نور سے مراد زیت کا چمکنا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ آگ کا نور اور تیل کا نور دونوں جمع ہوئے تو دونوں روشن ہو گئے۔ یہی کیفیت ہے نور قرآن اور نور ایمان کی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا نور حضرت محمد ﷺ کے نور پر واقع ہوا۔

فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَ يُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ ۙ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ۙ﴿۳۶﴾

"ان گھروں میں (جنکے متعلق) حکم دیا ہے اللہ نے کہ بلند کیے جائیں اور لیا جائے ان میں اللہ تعالیٰ کا نام۔ اللہ کی تسبیح بیان کرتے ہیں ان گھروں میں صبح اور شام۔"

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے: یہاں بُيُوْتٍ سے مراد مساجد ہیں جن کی عزت کی جاتی ہے اور ان میں لغو باتوں سے منع کیا جاتا ہے(2)۔ يُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ ان مساجد میں اس کی کتاب کی تلاوت جاتی ہے، اللہ کی تسبیح بیان کی جاتی ہے، ان میں اللہ کے لیے نماز پڑھی جاتی ہے غدوۃ سے مراد صبح کی نماز اور والْاٰصَالِ سے مراد عصر کی نماز ہے سب سے پہلے یہی نمازیں فرض کی گئیں اور اللہ تعالیٰ نے پسند کیا کہ ان دونوں کو ذکر کرے اور اپنے بندوں کو ان کی یاد دلائے۔

حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) اور ابن مردویہ عقبہ بن عامر سے اور وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ تمام لوگوں کو ایک جگہ جمع کیا جائے گا۔ نظر سب تک پہنچے گی اور دعوت دینے والا تمام کو اپنی آواز سنا سکے گا۔ ایک ندا کرنے والا ندا کرے گا تمام لوگ عنقریب جان لیں گے کہ آج عزت کس کے لیے ہے؟ یہ اعلان وہ تین دفعہ سنائے گا پھر کہے گا وہ لوگ کہاں ہیں جن کے پہلو بستروں سے الگ رہے؟ پھر وہ کہے گا وہ لوگ کہاں ہیں جنہیں تجارت اور خرید وفروخت اللہ کے ذکر سے غافل نہیں رکھتے تھے؟ پھر وہ اعلان کرے گا حمد کرنے والے کہاں ہیں جو اپنے رب کی حمد کیا کرتے تھے؟(3)

1۔ شعب الایمان، باب فی المطاعم والمشارب، جلد 5، صفحہ 100 (5940)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 172 　 3۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 433 (3508)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بُیُوْتٍ سے مراد مساجد ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے بنانے اور ان کے بلند کرنے کا حکم دیا ہے اور ان کو آباد کرنے اور صاف ستھرا رکھنے کا حکم دیا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بُیُوْتٍ سے مراد مساجد ہیں جنہیں بنایا جاتا ہے۔(1)

امام عبدالرزاق اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تُرْفَعَ کا معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اللہ کی عظمت بیان کی جائے اور یُسَبِّحُ سے مراد ہے ان میں اللہ کی نماز پڑھی جائے۔(2)

امام ابن ابی حاتم نے ابن زید سے یہ قول نقل کیا ہے بُیُوْتٍ سے مراد چار مساجد ہیں جنہیں صرف انبیاء نے بنایا ہے، کعبہ جسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اور اسماعیل علیہ السلام نے بنایا، بیت المقدس جسے حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہما السلام نے بنایا، مسجد نبوی جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنایا اور مسجد قبا جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنایا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس بن مالک اور حضرت بریدہ رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تلاوت کی تو ایک آدمی اٹھا، عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم یہ کون سے گھر ہیں؟ فرمایا انبیاء کے گھر۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ اٹھے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم یہ گھر بھی ان میں سے ہے؟ حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ کے گھر کی طرف اشارہ کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔ یہ ان میں افضل ترین ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، امام مسلم، امام نسائی، ابن ماجہ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو سنا جو مسجد میں اعلان کر رہا تھا کس نے سرخ اونٹ پایا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دفعہ فرمایا تو اسے نہ پائے، یہ مساجد بنائی گئی ہیں اس مقصد کے لیے جس مقصد کے لیے بنائی گئی ہیں (3)۔ ابوسنان شیبانی نے ان تُرْفَعَ کا معنی تعظیم کیا ہے یعنی ان کی تعظیم بجالائی جائے۔

امام احمد، ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھروں میں مسجدیں بنانے کا حکم دیا ہے اور یہ حکم دیا کہ انہیں پاک صاف رکھا جائے۔(4)

امام احمد نے عروہ بن زبیر سے وہ اس سے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ سے روایت نقل کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں اپنے گھروں میں مساجد بنانے کا حکم دیتے تھے اور اس کا حکم دیتے کہ اس کی تعمیر کو درست کریں اور اس کو صاف رکھیں۔

ابن ابی شیبہ اور ابویعلیٰ نے حضرت ابن عمر سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمرؓ مسجد میں ہر جمعہ کو دھونی دلایا کرتے تھے۔(5)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسجد میں بلغم

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 172، دار احیاء التراث العربی بیروت　　2۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 173

3۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، باب النھی عن انشاد الضوال فی المساجد، جلد 1، صفحہ 416 (765)، دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ سنن ترمذی، باب ما ذکر فی تطیب المساجد، جلد 2، صفحہ 489 (594)، دار الحدیث القاہرہ

5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب فی تخلیق المساجد، جلد 2، صفحہ 141 (7445)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

پھینکنا غلطی ہے اور اس کا کفارہ اس کو چھپا دینا ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسجد میں تھوکنا غلطی ہے اور اس کا دفن کرنا نیکی ہے۔(2)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے اوسط میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسجد میں تھوکنا غلطی ہے اور اس کا کفارہ اسے دفن کرنا ہے۔

امام بزار رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قبلہ کی جانب پھینکی جانے والی رینٹھ قیامت کے روز اٹھائی جائیگی اور وہ پھینکنے والے کے منہ پر ہوگی۔

امام طبرانی رحمہ اللہ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جس نے قبلہ کی جانب تھوکا اور اسے نہ چھپایا قیامت کے روز وہ انتہائی گرم صورت میں آئے گی اور اس کی آنکھوں کے درمیان آلگے گی۔(3)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جس نے نماز پڑھی اور قبلہ کی جانب تھوکا تو قیامت کے روز وہی تھوک اس کے منہ پر پڑھی ہوگی۔(4)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب ایک آدمی نے قبلہ کی جانب تھوکا تو قیامت کے روز گرم ترین چیز کی صورت میں آئیگی یہاں تک کہ وہ اس کی آنکھوں کے درمیان آپڑے گی۔(5)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ مسجد رینٹھ یا بلغم سے یوں سمٹتی ہے جیسے جلد آگ سے سمٹ جاتی ہے۔(6)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عبد اللہ بن عبد الرحمٰن ہاشمی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے: جب آغاز میں مساجد بنائی گئیں تو رسول اللہ ﷺ نے ایک مسجد میں رینٹھ دیکھی، اسے صاف کیا پھر خوشبو لانے کا حکم دیا، اسے اس جگہ مل دیا گیا تو پھر لوگوں نے مساجد میں خوشبو لگانا شروع کر دی۔(7)

امام ابن ابی شیبہ امام شعبی سے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے مسجد کے قبلہ کی جانب رینٹھ دیکھی۔ آپ ﷺ اس کی طرف تشریف لے گئے۔ اسے اپنے ہاتھ سے صاف کیا پھر خوشبو منگوائی۔ امام شعبی نے کہا یہ سنت ہے۔(8)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت یعقوب بن زید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کھجور کی شاخ کے

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب من قال البصاق فی المسجد خطیئۃ، جلد 2، صفحہ 143 (7463)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ ایضاً (7464)
3۔ معجم کبیر، جلد 8، صفحہ 245 (7960)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب من کرہ ان یزق نجاہ المسجد، جلد 2، صفحہ 143 (7456)
5۔ ایضاً (7457)
6۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 144 (7471)
7۔ ایضاً، باب فی تخلیق المساجد، جلد 2، صفحہ 141 (7441)
8۔ ایضاً (7442)

ساتھ مسجد کے غبار کو صاف کرتے تھے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں مسجد میں چھڑکاؤ کیا جاتا اور اسے صاف کرنے کا اہتمام کیا جاتا۔(2)

امام ابن ابی شیبہ اور امام احمد رحمہما اللہ نے ایک انصاری سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی مسجد میں رینٹھ پائے تو اسے اپنے کپڑے میں لے لے یہاں تک کہ اسے باہر نکال دے۔(3)

ابن ماجہ نے حضرت ابن عمر سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چند امور ایسے ہیں جو مسجد میں مناسب نہیں: مسجد کو راستہ نہ بنایا جائے، اس میں اسلحہ نہ سونتا جائے اور نہ ہی مسجد میں تیر کمان کو پکڑا جائے اور اسے بازار نہ بنایا جائے۔(4)

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ اپنی مساجد سے بچوں، پاگلوں، برے لوگوں، خرید و فرخت، جھگڑوں، حدود قائم کرنے اور تلواریں سونتنے سے دور رکھو ان کے دروازوں پر پاکی حاصل کرنے کی جگہیں بناؤ اور جمعہ کے روز اس میں دھونی دو۔(5)

امام ابن ابی شیبہ، امام بخاری، امام مسلم، ابو داؤد اور ابن ماجہ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی تیر کے ساتھ مسجد میں سے گزرے تو اس کے پھل کو پکڑ کر رکھے۔(6)

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، ابو داؤد، امام ترمذی امام نسائی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ حضرت عمرو بن شعیب رحمہ اللہ سے وہ اپنے باپ سے وہ دادا سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں خرید و فروخت کرنے اور اشعار پڑھنے سے منع کیا(7)۔ ابن ابی شیبہ کے پاس اشعار کی جگہ الضوال کے الفاظ ہیں۔

امام طبرانی نے حضرت ثوبان سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جسے تم مسجد میں شعر کہتے ہوئے سنو تو اسے تین دفع کہو: اللہ تعالیٰ تیرے منہ کو پیول دے، جسے تم مسجد میں گمشدہ چیز کا اعلان کرتے ہوئے سنو تو تین دفعہ کہو، تو اسے نہ پائے، جسے تم مسجد میں بیع و شراء کرتے ہوئے دیکھو تو اسے کہو: اللہ تعالیٰ تیری تجارت کو نفع مند نہ بنائے۔(8)

طبرانی نے حضرت جبیر بن مطعم سے روایت نقل کی ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مساجد میں تلواریں نہ سونتی جائیں، تیر نہ بکھیریں جائیں اور نہ ہی ان میں قسم اٹھائی جائے۔ مساجد میں مقیم اور مسافر کو سونے سے منع نہ کیا جائے ان میں تصاویر نہ بنائی جائیں، شیشوں سے انہیں مزین نہ کیا جائے، انہیں امانت کے ساتھ بنایا گیا اور کرامت کے ساتھ شرف عطا کیا گیا۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب فی کنس المساجد، جلد 1، صفحہ 349 (4019) 2۔ ایضاً (4015)

3۔ ایضاً، باب الرجل یجد القلمۃ فی المسجد، جلد 2، صفحہ 145 (7487)

4۔ سنن ابن ماجہ، باب ما یکرہ فی المساجد، جلد 1، صفحہ 406 (748)، دار الکتب العلمیہ بیروت 5۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 408 (750)

6۔ صحیح بخاری، باب حمل علینا السلاح فلیس منا، جلد 6، صفحہ 2592 (6664)، دار ابن کثیر دمشق

7۔ سنن نسائی، باب النہی عن البیع والشراء فی المساجد، جلد 2، صفحہ 47، دار الحدیث قاہرہ 8۔ مجمع الزوائد، جلد 2، صفحہ 139 (2044)، بیروت

طبرانی نے حضرت جبیر بن مطعم سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مساجد میں حدود نہ قائم کی جائیں۔(1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے ایک آدمی سے کہا: جس نے مسجد سے سنگریزہ نکالا تھا اسے مسجد میں رکھ آؤ ورنہ قیامت کے روز تیرے ساتھ یہ جھگڑا کرے گا۔(2)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت کعب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ سنگریزہ کو جب مسجد سے نکالا جاتا ہے تو وہ سنگریزہ مسجد سے نکالنے والے کو اللہ کا واسطہ دیتا ہے۔(3)

ابن ابی شیبہ نے مجاہد سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جب سنگریزہ مسجد سے نکالا جاتا ہے تو وہ چیختا ہے یا تسبیح بیان کرتا ہے۔(4)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ سنگریزہ اسے گالی دیتا ہے اور لعنت کرتا ہے جو اسے مسجد سے نکالتا ہے۔(5)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت سلیمان بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ سنگریزہ کو جب مسجد سے نکالا جاتا ہے تو وہ چیختا چلاتا ہے یہاں تک کہ اسے اس کی جگہ لوٹا دیا جائے۔(6)

امام ابن ابی شیبہ، امام ترمذی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب مسجد میں داخل ہوتے تو فرماتے بسم اللہ والسلام علی رسول اللہ، اے اللہ! میرے گناہ بخش دے، میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔ جب باہر نکلتے تو کہتے بسم اللہ والسلام علی رسول اللہ، اے اللہ! میرے گناہ بخش دے اور میرے لیے اپنے فضل کے دروازے کھول دے۔(7)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مساجد کو ان کا حق دو۔ عرض کی گئی مساجد کا کیا حق ہے؟ فرمایا مسجد میں بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز۔(8)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہوگی کہ مساجد کو راستے بنا لیا جائے گا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یُسَبِّحُ یاء کے نصب کے ساتھ ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ چاشت کی نماز کا ذکر قرآن حکیم میں ہے یُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ۔(9)

1۔ معجم کبیر، جلد 3، صفحہ 204 (3131)، بروایت حکیم بن حزم، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب سنکرہ اخراج الحصی من المسجد، جلد 2، صفحہ 177 (7840) 3۔ ایضاً (7841)

4۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 178 (7842) 5۔ ایضاً (7845) 6۔ ایضاً (7846)

7۔ سنن ترمذی، باب مایقول عند دخول المسجد، جلد 2، صفحہ 127 (314)، دار الحدیث القاہرہ

8۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب من کان یقول اذا دخلت المسجد فصل رکعتیں، جلد 1، صفحہ 299 (3422)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

9۔ ایضاً، من کان یصلیھا، جلد 2، صفحہ 173 (7796)

رِجَالٌ ۙ لَّا تُلۡهِیۡهِمۡ تِجَارَةٌ وَّ لَا بَیۡعٌ عَنۡ ذِکۡرِ اللّٰهِ وَ اِقَامِ الصَّلٰوةِ وَ اِیۡتَآءِ الزَّکٰوةِ ۪ۙ یَخَافُوۡنَ یَوۡمًا تَتَقَلَّبُ فِیۡهِ الۡقُلُوۡبُ وَ الۡاَبۡصَارُ ﴿۳۷﴾ لِیَجۡزِیَهُمُ اللّٰهُ اَحۡسَنَ مَا عَمِلُوۡا وَ یَزِیۡدَهُمۡ مِّنۡ فَضۡلِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ یَرۡزُقُ مَنۡ یَّشَآءُ بِغَیۡرِ حِسَابٍ ﴿۳۸﴾

''وہ (جواں) مرد جنہیں غافل نہیں کرتی تجارت اور نہ خرید وفروخت یاد الٰہی سے اور نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے سے۔ وہ ڈرتے رہتے ہیں اس دن سے، گھبرا جائیں گے جس میں دل اور آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی، تاکہ جزا دے انہیں اللہ تعالیٰ ان کے بہترین اعمال کی اور اس سے بھی زیادہ عطا فرمائے انہیں اپنے فضل سے اور اللہ تعالیٰ رزق دیتا ہے جس کو چاہتا ہے بے حساب۔''

امام احمد رحمہ اللہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتی ہیں کہ عورتوں کی بہترین مسجد ان کے گھروں کی پست جگہ ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ حضرت ابوحمید ساعدی سے وہ اپنے باپ سے وہ اپنی دادی حضرت ام حمید سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عرض کی یارسول اللہ! ﷺ ہمارے خاوندوں نے ہمیں منع کر دیا ہے کہ ہم آپ کے ساتھ نماز پڑھیں جبکہ ہم آپ کے ساتھ نماز پڑھنا پسند کرتی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارا کمروں کے اندر نماز پڑھنا گھروں میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور تمہارا گھروں میں نماز پڑھنا جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سے افضل ہے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے: کسی بھی عورت نے اس نماز سے بہتر نماز نہیں پڑھی ہوگی جو وہ اپنے کمرے میں پڑھتی ہے مگر یہ کہ وہ مسجد حرام میں نماز پڑھے مگر بوڑھی عورت اپنے صحن میں نماز پڑھے۔(3)

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ رسول اللہ ﷺ لَّا تُلۡهِیۡهِمۡ تِجَارَةٌ وَّ لَا بَیۡعٌ عَنۡ ذِکۡرِ اللّٰهِ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کا فضل تلاش کرنے کے لیے سفر کرتے ہیں۔

امام ابن مردویہ اور دیلمی رحمہما اللہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے یہ روایت نقل کرتے ہیں کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کا فضل تلاش کرنے کے لیے سفر کرتے ہیں۔(4)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے: وہ ایسے لوگ تھے جو اللہ تعالیٰ کا فضل چاہتے اور خرید وفروخت کرتے جب نماز کے لیے اذان کو سنتے تو جو چیز بھی ان کے ہاتھوں میں ہوتی اسے پھینک دیتے، مسجد کے لیے اٹھ کھڑے ہوتے اور نماز پڑھتے۔

1۔ مسند امام احمد، جلد 6، صفحہ 297، دار صادر بیروت
2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب من کرہ ذلک، جلد 2، صفحہ 157 (7620)
3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 156 (7614)
4۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 2، صفحہ 277 (3284)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ کی قسم! وہ تجار تھے، ان کی تجارت اور خرید وفروخت انہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کرتی۔(1)

امام ابن ابی حاتم، حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا) اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ مثال مَثَلُ نُوۡرِهٖ كَمِشۡكٰوةٍ ان لوگوں کی بیان فرمائی ہے جنہیں تجارت اور خرید وفر وخت اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل نہیں کرتی۔ وہ سب سے بڑے تاجر اور خرید وفروخت کرنے والے تھے۔ لیکن انہیں تجارت اور خرید وفروخت اللہ کے ذکر سے غافل نہیں کرتی۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہیں تجارت فرضی نماز میں حاضر ہونے سے نہیں روکتی۔(3)

امام فریابی رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے اسی قسم کی روایت نقل کی ہے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وہ بازار میں تھے تو اقامت کہی گئی۔ ان لوگوں نے اپنی دکانیں بند کر دیں۔ پھر مسجد میں داخل ہو گئے تو حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا: انہیں کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔(4)

سعید بن منصور، ابن جریر، طبرانی اور بیہقی نے شعب میں حضرت ابن مسعود سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے تاجروں کو دیکھا جنہوں نے اذان سنی اپنے سامان چھوڑے اور نماز کے لیے کھڑے ہو گئے۔ فرمایا انہیں کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔(5)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے اس آیت کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اس سے مراد وہ تاجر ہیں جو اپنے بازاروں میں خرید وفروخت کرتے ہیں۔ جب نماز کا وقت ہوتا ہے تو خرید وفروخت انہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہیں کرتی۔ وہ اس دن سے ڈرتے ہیں جس میں دل اور آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جاتی ہیں۔ کہا ان کے دل پیٹ میں پھرتے رہتے ہیں، وہ نکلنے پر قادر نہیں ہوتے، یہاں تک کہ گلے میں پھنس جاتے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِذِ الۡقُلُوۡبُ لَدَى الۡحَنَاجِرِ كٰظِمِيۡنَ (غافر: 18) کا یہی مفہوم ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یَوۡمًا سے مراد قیامت کا دن ہے۔

امام احمد نے زہد میں اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت ابو داؤد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں پسند کرتا ہوں کہ اس راستہ پر خرید وفروخت کروں اور ہر روز تین سو دینار نفع کماؤں اور نماز میں شامل ہوں جبکہ مجھے یقین ہو کہ یہ حلال ہے۔

1۔ معجم کبیر، جلد 9، صفحہ 222 (9079)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
2۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 432 (3506)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 175، دار احیاء التراث العربی بیروت
4۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 442 (2050)، دار الکتب العلمیہ بیروت
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 175

لیکن یہ زیادہ پسند کرتا ہوں کہ میں ان لوگوں میں سے ہو جاؤں جن کا ذکر اس آیت کریمہ میں ہے۔ (1)

امام ہناد بن سری نے زہد میں، محمد بن نصر نے کتاب الصلوۃ، میں ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے روز اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کو جمع کرے گا، دعوت دینے والا سب کو آواز سنائے گا اور نظر سب کو دیکھے گی، ایک ندا کرنے والا کھڑے ہو کر ندا کرے گا وہ لوگ کہاں ہیں جو خوشحالی اور تنگدستی میں اللہ کی حمد بیان کرتے تھے۔ وہ کھڑے ہوں گے۔ ان کی تعداد بالکل تھوڑی ہوگی۔ وہ جنت میں بغیر حساب کے داخل ہو جائیں گے۔ پھر وہ دوبارہ آواز دے گا وہ لوگ کہاں ہیں جنکے پہلو بستروں سے دور رہے؟ وہ کھڑے ہونگے، ان کی تعداد تھوڑی ہوگی اور وہ بغیر حساب کے داخل ہو جائیں گے۔ وہ منادی پھر ندا کرے گا وہ لوگ کہاں ہیں جنہیں تجارت اور خرید وفروخت اللہ کے سے غافل نہ کرتی تھی۔ وہ کھڑے ہونگے، ان کی تعداد تھوڑی ہوگی۔ تو وہ جنت میں بغیر حساب کے داخل ہو جائیں گے۔ پھر سارے لوگ اٹھیں گے اور ان کا حساب لیا جائے گا۔ (2)

امام حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، ابن مردویہ نے اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا: لوگوں کو ایک میدان میں جمع کیا جائے گا سب تک نظر پہنچے گی اور دعوت دینے والا سب تک آواز پہنچا سکے گا۔ تو ایک ندا کرنے والا ندا کرے گا سب ٹھہرنے والے آج جان جائیں گے کہ کن کے لیے آج عزت ہے؟ یہ اعلان وہ تین دفعہ کرے گا۔ پھر وہ اعلان کرے گا وہ لوگ کہاں ہیں جن کے پہلو بستروں سے جدا رہے؟ پھر وہ اعلان کرے گا وہ لوگ کہاں ہیں جنہیں تجارت اور خرید فروخت اللہ کے اور نماز قائم کرنے سے غافل نہ کر سکی؟ پھر وہ اعلان کرے گا وہ لوگ کہاں ہیں جو اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے تھے؟۔

امام احمد، ابویعلیٰ اور ابن حبان رحمہم اللہ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ رب العالمین ارشاد فرمائے گا عنقریب یہاں جمع ہونے والے جان جائیں گے کہ اہل کرامت کون ہیں عرض کی گئی اہل کرامت کون ہیں؟ یارسول اللہ! ﷺ؟ فرمایا مساجد میں اللہ کا ذکر کرنے والے۔ (3)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: قیامت کا روز ہوگا ایک منادی کرنے والا ندا کرے گا یہاں جمع ہونے والے لوگ عنقریب جان جائیں گے کہ بزرگی والے لوگ کون ہیں؟ وہ لوگ کہاں ہیں جن کے پہلو بستروں سے الگ رہے وہ خوف وامید کی حالت میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہے، جو کچھ ہم نے انہیں دیا تھا اسے وہ خرچ کرتے رہے؟ وہ اٹھیں گے اور لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے آگے بڑھیں گے۔ وہ پھر اعلان کرے گا یہاں جمع ہونے والے عنقریب جان لیں گے کہ بزرگی والے کون ہیں؟ وہ لوگ کہاں ہیں جنہیں تجارت اور خرید وفروخت اللہ تعالیٰ کے

1۔ کتاب الزہد، جلد 1، صفحہ 170، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ شعب الایمان، باب حشر الناس بعد ما یبعثون من قبورھم، جلد 1، صفحہ 286 (308)، دارالکتب العلمیہ بیروت

3۔ مسند ابویعلی، جلد 1، صفحہ 449 (1042)، دارالکتب العلمیہ بیروت

سے غافل نہ کرتی تھی؟ لوگ اٹھیں گے اور لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے آگے بڑھیں گے۔ وہ پھر اعلان کرے گا عنقریب یہاں جمع ہونے والے جان جائیں گے کہ کرامت والے کون ہیں؟ وہ لوگ کہاں ہیں جو ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی حمد کیا کرتے تھے؟ وہ اٹھیں گے تو ان کی تعداد بہت زیادہ ہوگی جو باقی بچیں گے ان کے لیے حساب و کتاب ہوگا۔(1)

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍۭ بِقِيْعَةٍ يَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَآءً ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَهٗ لَمْ يَجِدْهُ شَيْـــًٔا وَّوَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ فَوَفّٰىهُ حِسَابَهٗ ۭ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۳۹﴾ اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَّغْشٰـىهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ۭ ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ۭ اِذَآ اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرٰىهَا ۭ وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ﴿۴۰﴾

"اور جن لوگوں نے کفر کیا ان کے اعمال ایسے ہیں جیسے چمکتی ہوئی ریت ہو کسی چٹیل میدان میں۔ خیال کرتا ہے اسے پیاسا کہ وہ پانی ہے۔ حتیٰ کہ جب (پینے کے لیے) اس کے قریب آتا ہے تو اسے کچھ نہیں پاتا۔ اور پاتا ہے اللہ تعالیٰ کو اپنے قریب تو پورا چکا دیا اس نے اس کا حساب اور اللہ تعالیٰ بہت جلد حساب لینے والا ہے۔ یا (اعمال کفار) ایسے اندھیروں کی طرح ہیں جو گہرے سمندر میں ہوتے ہیں، چھا رہی ہوتی ہے اس پر موج، اس کے اوپر اک اور موج (اور) اس کے اوپر بادل (تہ در تہ) اندھیرے ہیں ایک دوسرے کے اوپر۔ جب وہ نکالتا ہے اپنا ہاتھ تو نہیں دیکھ پاتا اسے۔ اور (سچ تو یہ ہے کہ) جس کے لیے اللہ تعالیٰ نور نہ بنائے تو اس کے لیے کہیں نور نہیں"۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے کہ یہ مثال ہے جو اللہ تعالیٰ نے پیاسے کی بیان فرمائی ہے، اس آدمی کی پیاس سخت ہو جاتی ہے، وہ سراب دیکھتا ہے اور اسے پانی گمان کرتا ہے، وہ گمان کرتا ہے کہ وہ اس پر قادر ہو جائے گا یہاں تک کہ وہ اس کے پاس آتا ہے۔ جب اس کے پاس آتا ہے تو وہاں کوئی چیز نہیں پاتا تو اس کی موت واقع ہو جاتی ہے۔ اسی موقع پر کافر کہتا ہے اس کا عمل اسے فائدہ دے گا جبکہ وہ کسی حالت پر نہیں ہوتا یہاں تک کہ اسے موت آجاتی ہے۔ جب اسے موت آجاتی ہے تو وہ اپنے عمل کو اس حالت میں نہیں پاتا کہ اسے کچھ فائدہ دے جس طرح سخت پیاسا سراب کے پاس جاتا ہے ظُلُمٰتٌ سے مراد اعمال اور بَحْرٍ لُّجِّيٍّ سے مراد انسان کا دل ہے۔ اسے موج ڈھانپ لیتی ہے یعنی وہ پردہ جو دل، کان اور آنکھ پر پڑ جاتا ہے۔(2)

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے كَسَرَابٍۭ بِقِيْعَةٍ کا معنی ہموار زمین نقل کیا ہے۔(3)

1۔ شعب الایمان، باب فی محبۃ اللہ عزوجل، جلد 1، صفحہ 453 (693)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 178، دار احیاء التراث العربی بیروت

3۔ ایضاً

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے كَسَرَابٍ بِقِيعَةٍ کی یہ وضاحت نقل کی ہے یعنی زمین کے ٹکڑے اور سراب کافر کا عمل ہے اور جب اس کی موت اور دنیا سے اس کا فراق آپہنچتا ہے تو دنیا سے جدائی کے وقت وہ اللہ تعالیٰ کو اپنے پاس پاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے پورا پورا حساب دے دیتا ہے۔(1)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ زمین کا ٹکڑا۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ حضرت سدی رحمہ اللہ کے واسطہ سے وہ اپنے باپ سے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سے روایت کرتے ہیں کہ قیامت کے روز کفار کو پیاسا اٹھایا جائے گا تو کہیں گے پانی کہاں ہے؟ تو ان کے لیے سراب کی صورت پیدا کی جائے گی۔ وہ اسے پانی گمان کریں گے اور اس کی طرف چل پڑیں گے۔ وہ اللہ تعالیٰ کو اس کے پاس پائیں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں پورا پورا حساب دے گا۔ اللہ تعالیٰ جلد حساب لینے والا ہے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ لُّجِّيٍّ سے مراد سخت گہرا يَغْشٰىهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ یہ گمراہیوں میں کافر کے عمل کی مثال ہے۔ اس کے لیے نکلنے کی کوئی جگہ نہیں۔ وہ اس میں اندھا ہوگا کچھ نہیں دیکھے گا۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ بندہ کہے گا اللہ کی قسم! میں نے اسے نہیں دیکھا اور نہ ہی دیکھنا ممکن تھا۔

امام ابن منذر نے حضرت ابی امامہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا: اے لوگو! تم ایسی جگہ صبح و شام کرتے ہو جس میں تم نیکیاں اور برائیاں باری باری کرتے ہو۔ قریب ہے کہ تم اس سے ایسی منزل کی طرف منتقل ہو جاؤ۔ جو قبر ہے وہ تنہائی، تاریکی اور تنگی کا گھر ہے مگر جس کے لیے اسے اللہ تعالیٰ وسیع کر دے۔ پھر تم قیامت کے دن کی جگہوں کی طرف منتقل ہو گے۔ بے شک بعض ایسی جگہوں پر ہو گے جہاں لوگوں پر اللہ کا امر چھا جائے گا۔ بعض چہرے سیاہ اور بعض سفید ہو جائیں گے۔ پھر تم ایک جگہ جاؤ گے تو لوگوں کو سخت تاریکی ڈھانپ لے گی۔ پھر نور تقسیم کیا جائے گا تو مومن کو نور دیا جائے گا۔ کافر اور منافق کو چھوڑ دیا جائے گا۔ اسے کوئی چیز عطا نہ کی جائے گی۔ یہی وہ مثال ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں بیان فرمائی ہے۔ اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ کافر اور منافق مومن کے نور سے ضیا حاصل نہیں کرے گا جس طرح اندھا بینا کی بینائی سے روشنی حاصل نہیں کرتا۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ الطَّيْرُ صٰٓفّٰتٍ ؕ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَ تَسْبِيْحَهٗ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ۝ وَ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۚ وَ اِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ۝

”کیا تم غور نہیں کرتے کہ بلاشبہ اللہ ہی ہے جس کی تسبیح بیان کرتے ہیں سارے آسمانوں والے اور زمین والے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 179، دار احیاء التراث العربی بیروت　2۔ ایضاً　3۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 180 (مفہوم)

اور پرندے پر پھیلائے ہوئے۔ ہر ایک جانتا ہے اپنی (مخصوص) دعا اور اپنی تسبیح کو اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو وہ کرتے رہتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی بادشاہی ہے سارے آسمانوں کی اور ساری زمین کی اور اللہ تعالیٰ کی طرف ہی (سب نے) لوٹنا ہے"۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے العظمۃ میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ نماز انسان کی اور تسبیح دوسری مخلوقات کی جسے اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔(1)

ابن ابی حاتم نے مجاہد سے وَالطَّيْرُ صٰٓفّٰتٍ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ پرندے پر پھیلائے ہوئے (اللہ کی تسبیح کر رہے ہوتے ہیں)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ پرندے اپنے پر صف در صف کیے ہوتے ہیں۔

امام ابوالشیخ نے العظمہ میں حضرت مسعر سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہاں اسے نماز کا نام تو دیا مگر رکوع وسجود کا ذکر نہیں کیا۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُزْجِيْ سَحَابًا ثُمَّ يُؤَلِّفُ بَيْنَهٗ ثُمَّ يَجْعَلُهٗ رُكَامًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ جِبَالٍ فِيْهَا مِنْۢ بَرَدٍ فَيُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَيَصْرِفُهٗ عَنْ مَّنْ يَّشَآءُ ۭ يَكَادُ سَنَا بَرْقِهٖ يَذْهَبُ بِالْاَبْصَارِ ﴿۴۳﴾ يُقَلِّبُ اللّٰهُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ﴿۴۴﴾

"کیا تم نے غور نہیں کیا کہ اللہ تعالیٰ آہستہ آہستہ لے جاتا ہے بادل کو پھر جوڑتا ہے اس (کے بکھرے ہوئے ٹکڑوں) کو پھر اسے تہ بہ تہ کر دیتا ہے پھر تو دیکھتا ہے بارش کو کہ نکلتی ہے اس کے درمیان سے اور اتارتا ہے اللہ تعالیٰ آسمان سے برف جو پہاڑوں کی طرح ہوتی ہے۔ پس نقصان پہنچاتا ہے اس سے جسے چاہتا ہے اور پھیر دیتا ہے اس کو جس سے چاہتا ہے۔ قریب ہے کہ اس کی بجلی کی چمک لے جائے آنکھوں کی بینائی کو۔ بدلی کرتا رہتا ہے اللہ تعالیٰ رات اور دن کی۔ بے شک اس میں عبرت ہے آنکھوں والوں کے لیے"

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے اَلْوَدْقَ کا معنی بارش نقل کیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اَلْوَدْقَ کا معنی قطرے نقل کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے ابو بجیلہ سے وہ اپنے باپ سے اَلْوَدْقَ کا معنی بجلی نقل کیا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے خِلٰلِهٖ کا معنی بادل نقل کیا ہے۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ وہ خِلٰلِهٖ کو خَلَلِهٖ پڑھتے۔(3)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 181، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 184 3۔ ایضاً

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے العظمۃ میں حضرت کعب رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اگر برف چوتھے آسمان سے نازل ہوتی تو جس چیز کے پاس سے گزرتی، اسے ہلاک کر دیتی۔

ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے سَنَابَرْقِهٖ کا معنی اس کی بجلی کی روشنی نقل کیا ہے۔ (1)

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عرض کیا کہ مجھے سَنَابَرْقِهٖ کے بارے میں بتائیں۔ تو حضرت ابن عباس نے فرمایا: سنا کا معنی روشنی ہے۔ عرض کیا کیا عرب یہ معنی جانتے ہیں؟ فرمایا ہاں۔ کیا تو نے ابوسفیان حارث کا شعر نہیں سنا:

يَدْعُوْاِلَى الْحَقِّ لَايَبْغِيْ بِهٖ بَدَلًا يَجْلُوْ بِضَوْءِ سَنَاهُ دَاجِي الظُّلَمِ۔

"وہ حق کی طرف دعوت دیتا ہے، اس کے بدلے میں کسی شے کی خواہش نہیں کرتا، وہ اپنی روشنی کے ذریعے تاریکیوں کو دور کرتا ہے"۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے سَنَابَرْقِهٖ کا معنی بجلی کی چمک نقل کیا ہے۔ (2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت شہر بن حوشب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ کعب نے حضرت عبداللہ بن عمرو سے برق کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے جواب دیا: جو اولوں سے پہلے ہوتی ہے پھر یہ آیت تلاوت کی جِبَالٍ فِيْهَا مِنْۢ بَرَدٍ يَكَادُ سَنَا بَرْقِهٖ يَذْهَبُ بِالْاَبْصَارِ۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے يُقَلِّبُ اللّٰهُ الَّيْلَ وَ النَّهَارَ کا یہ ترجمہ نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ رات لاتا ہے اور دن لے جاتا ہے اور دن لاتا ہے اور رات لے جاتا ہے۔

وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَآبَّةٍ مِّنْ مَّآءٍ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى بَطْنِهٖ ۚ وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى رِجْلَيْنِ ۚ وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰۤى اَرْبَعٍ ؕ يَخْلُقُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۴۵ لَقَدْ اَنْزَلْنَاۤ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ ؕ وَ اللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝۴۶

"اور اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا ہے ہر جانور کو پانی تو ان میں کچھ تو رینگتے ہیں پیٹ کے بل اور ان میں سے بعض چلتے ہیں دو ٹانگوں پر اور ان میں سے بعض چلتے ہیں چار ٹانگوں پر۔ پیدا فرماتا ہے اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے۔ ہم نے اتاری ہیں ایسی آیتیں جو (حق کو) صاف صاف بیان کرتی ہیں اور اللہ تعالیٰ پہنچاتا ہے جسے چاہتا ہے سیدھی راہ تک۔"

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے مَّآءٍ کا معنی نطفہ نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عبداللہ بن مغفل سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے خَلَقَ کی جگہ خالق کا لفظ پڑھا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 184، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ہر شے چار اعضاء پر چلتی ہے مگر انسان۔

وَ يَقُولُونَ آمَنَّا بِاللّٰهِ وَ بِالرَّسُولِ وَ أَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيقٌ مِّنْهُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِكَ ۚ وَ مَا أُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِينَ ﴿٤٧﴾ وَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللّٰهِ وَ رَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ إِذَا فَرِيقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُونَ ﴿٤٨﴾ وَ إِنْ يَكُنْ لَّهُمُ الْحَقُّ يَأْتُوا إِلَيْهِ مُذْعِنِينَ ﴿٤٩﴾ أَفِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ أَمِ ارْتَابُوا أَمْ يَخَافُونَ أَنْ يَحِيفَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَ رَسُولُهُ ۚ بَلْ أُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُونَ ﴿٥٠﴾ إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللّٰهِ وَ رَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَنْ يَقُولُوا سَمِعْنَا وَ أَطَعْنَا ۚ وَ أُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿٥١﴾ وَ مَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُولَهُ وَ يَخْشَ اللّٰهَ وَ يَتَّقْهِ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُونَ ﴿٥٢﴾

''اور وہ کہتے ہیں ہم ایمان لائے ہیں اللہ تعالیٰ پر اور (اس کے) رسول ﷺ پر اور ہم فرمانبردار ہیں۔ پھر منہ پھیر لیتا ہے ایک فریق ان سے (ایمان وطاعت کے) اس دعویٰ کے بعد اور یہ لوگ ایمان دار نہیں ہیں۔ اور جب وہ بلائے جاتے ہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف تاکہ فیصلہ کرے ان کے درمیان تو اس وقت ایک جماعت ان میں سے روگردانی کرنے لگتی ہے اور اگر فیصلہ ان کے حق میں ہونا ہو تو (بھاگے) چلے آتے ہیں اس کی طرف تسلیم کرتے ہوئے۔ کیا ان کے دلوں میں (نفاق کی) بیماری ہے یا وہ (اسلام کے متعلق) شک میں مبتلا ہیں یا انہیں یہ اندیشہ ہے کہ ظلم کرے گا اللہ تعالیٰ ان پر اور اس کا رسول ﷺ۔ بلکہ (درحقیقت) وہ خود ظالم ہیں۔ ایمانداروں کی بات تو صرف اتنی ہے کہ جب انہیں بلایا جاتا ہے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف تاکہ وہ فیصلہ فرماوے ان کے درمیان۔ تو وہ کہتے ہیں ہم نے فیصلہ سن لیا اور ہم نے اطاعت کی اور یہی لوگ دونوں جہانوں میں بامراد ہیں۔ اور جو شخص اطاعت کرتا ہے اللہ کی اور اس کے رسول کی اور ڈرتا رہتا ہے اللہ سے بچتا رہتا ہے اس (کی نافرمانی) سے تو یہی لوگ کامیاب ہیں۔''

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اس سے مراد منافق لوگ ہیں جنہوں نے ایمان اور اطاعت کو ظاہر کیا وہ اس کے باوجود اللہ کی راہ میں چلنے، اللہ کی اطاعت کرنے اور اس کے رسول کی معیت میں جہاد کرنے سے رکتے تھے۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ

حضور ﷺ کے زمانے میں ایک آدمی کا دوسرے آدمی کے ساتھ جھگڑا ہوتا۔ جب اسے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کی دعوت دی جاتی وہ حق پر ہوتا تو وہ تسلیم کر لیتا اور جانتا کہ نبی کریم ﷺ اس کے حق میں فیصلہ کریں گے اور جب وہ ظلم کا ارادہ کرتا تو اسے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضری کی دعوت دی جاتی تو وہ اعلان کرتا اور کہتا فلاں کے پاس چلو۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ رسول ﷺ نے فرمایا: جس کے اور جس کے بھائی درمیان کوئی چیز ہو اسے مسلمانوں کے ثالثوں میں سے کسی کی طرف دعوت دی جائے تو وہ بات نہ مانے، تو وہ ظالم ہے، اس کا کوئی حق نہیں۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے وہ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا: جسے سلطان کی طرف بلایا گیا وہ بات نہ مانے تو وہ ظالم ہے اس کا کوئی حق نہیں۔(1)

وَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ اَمَرْتَهُمْ لَيَخْرُجُنَّ ۭ قُلْ لَّا تُقْسِمُوْا ۚ طَاعَةٌ مَّعْرُوْفَةٌ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۵۳﴾

"اور قسمیں اٹھاتے ہیں اللہ تعالیٰ کی بڑی زور شور سے کہ اگر آپ انہیں حکم دیں تو وہ (گھروں سے بھی) نکل جائیں گے۔ فرمائیے قسمیں نہ کھاؤ، تمہاری فرمانبرداری خوب معلوم ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ خوب واقف ہے جو کچھ تم کرتے رہتے ہو"

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ کچھ لوگ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، عرض کی! یا رسول اللہ! ﷺ اگر آپ ہمیں حکم دیں کہ ہم اپنے مال چھوڑ دیں تو ہم ایسا کر گزریں گے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام ابن ابی حاتم نے مقاتل سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت جہاد کے متعلق نازل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ انہیں حکم دیتا ہے کہ وہ کسی چیز کے بارے میں قسم نہ اٹھائیں، انہیں حکم دیا کہ ان سے نبی کریم ﷺ کی اطاعت معروف ہونی چاہیے، قسمیں نہ ہونی چاہئیں۔

امام ابن منذر نے حضرت مجاہد سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ تمہاری اطاعت جانی پہچانی ہے کہ تم نبی کریم ﷺ کو جھٹلاتے ہو۔

قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَ عَلَيْكُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ ۭ وَ اِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا ۭ وَ مَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۵۴﴾

"آپ فرمائیے اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی اور اطاعت کرو رسول (مکرم) کی۔ پھر اگر تم نے روگردانی کی تو (جان لو) رسول کے ذمہ اتنا ہے جو ان پر لازم کیا گیا اور تمہارے ذمہ ہے جو تم پر لازم کیا گیا۔ اور اگر تم اطاعت کرو گے

1۔ مجمع الزوائد، جلد 4، صفحہ 358 (7022)، دار الفکر بیروت

اسکی تو ہدایت پا جاؤ گے اور نہیں ہے (ہمارے) رسول کے ذمہ بجز اس کے کہ وہ صاف صاف پیغام پہنچا دے''۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان فَاِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اس پر یہ لازم کیا گیا ہے جس پیغام حق کے ساتھ اسے بھیجا گیا ہے اس کی تمہیں تبلیغ کرے اور تم پر لازم ہے کہ تم اس کی اطاعت کرو اور وہ تمہیں جس بات کا حکم دے اس پر تم عمل کرو۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ حضرت ابوزبیر رحمہ اللہ سے وہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ ان سے پوچھا گیا کہ اگر مجھ پر ایک فاجر حاکم ہو میں اس کے ساتھ ایسے آدمی پاؤں جو گمراہ ہیں، کیا میں اس کے ساتھ جنگ کروں یا نہیں جبکہ میں اس سے نہ محبت رکھتا ہوں اور نہ ہی اس کی حمایت کرتا ہوں۔ فرمایا گمراہوں سے جنگ کرو جہاں بھی تم انہیں پاؤ۔ جہاں تک امام کا تعلق ہے اس کے ذمہ وہ ہے جو اس پر لازم کیا گیا اور تیرے ذمہ وہ ہے جو تجھ پر لازم کیا گیا۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: اگر ہمارے ایسے حاکم ہوں جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے بغیر عمل کرتے ہیں؟ فرمایا: ان کے ذمہ وہ جو ان پر لازم کیا گیا اور تمہارے ذمہ وہ جو تمہارے اوپر لازم کیا گیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، امام مسلم، امام ترمذی، ابن جریر نے تہذیب میں اور ابن مردویہ رحمہم اللہ حضرت علقمہ بن وائل حضرمی رضی اللہ عنہ سے وہ اپنے باپ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت یزید بن سلمہ رضی اللہ عنہ رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، عرض کی: فرمائیے اگر ہمارے ایسے حاکم ہوں جو ہم سے تو اپنا حق وصول کریں اور ہمیں عطا نہ کریں۔ فرمایا ان کے ذمہ وہ جو ان پر لازم کیا گیا اور تمہارے ذمہ وہ جو تم پر لازم کیا گیا۔ (1)

امام ابن جریر، ابن قانع اور طبرانی نے حضرت علقمہ بن وائل حضرمی سے وہ حضرت سلمہ بن یزید جعفی سے روایت نقل کرتے ہیں کہ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ فرمائیے اگر آپ کے بعد ہمارے ایسے امراء ہوں جو ہم سے تو اپنا حق لیں اور ہمیں وہ حق نہ دیں جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے ان پر لازم کیا ہے، کیا ہم ان سے جنگ کریں اور ان سے بغض رکھیں؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ان کے ذمہ وہ ہے جو ان پر لازم کیا گیا ہے اور تمہارے ذمہ وہ ہے جو تم پر لازم کیا گیا ہے۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۖ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۭ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ۭ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿٥٥﴾ وَ

1۔ سنن ترمذی، جلد 4، صفحہ 423 (2199)، دار الکتب العلمیہ بیروت

اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۵۶﴾
لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۚ وَ مَاْوٰىهُمُ النَّارُ ؕ
وَ لَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۵۷﴾

"وعدہ فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے جو ایمان لائے تم میں سے اور نیک عمل کیے کہ وہ ضرور خلیفہ بنائے گا انہیں زمین میں جسطرح اس نے خلیفہ بنایا ہے ان کو جو ان سے پہلے تھے اور مستحکم کر دے گا ان کے لیے ان کے دین کو جسے اس نے پسند فرمایا ہے ان کے لیے اور وہ ضرور بدل دے گا انہیں ان کی حالت خوف کو امن سے۔ وہ میری عبادت کرتے ہیں کسی کو میرا شریک نہیں بناتے اور جس نے ناشکری کی اس کے بعد تو وہی لوگ نافرمان ہیں۔ اور صحیح صحیح ادا کیا کرو اور دیا کرو زکوۃ اور اطاعت کرو رسول (پاک ﷺ) کی تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ یہ خیال ہرگز نہ کیجیے کہ کفار عاجز کرنے والے ہیں (ہمیں) زمین میں اور ان کا ٹھکانا آتش (جہنم) ہے اور یہ بہت برا ٹھکانا ہے۔"

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے اس آیت وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا کے بارے میں قول نقل کیا ہے: یہ ہمارے بارے میں نازل ہوئی جبکہ ہم سخت خوف کی کیفیت میں مبتلا تھے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابو العالیہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے صحابہ مکہ مکرمہ میں تقریباً دس سال تک خفیہ طریقہ سے اللہ وحدہٗ لاشریک اور اس کی عبادت کی طرف دعوت دیتے رہے جبکہ وہ خوف زدہ بھی تھے۔ انہیں جنگ کرنے کا حکم بھی نہ تھا یہاں تک کہ انہیں مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کا حکم دیا گیا۔ وہ لوگ مدینہ طیبہ آئے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں جنگ کا حکم دیا جبکہ وہ خوف میں مبتلا تھے۔ وہ صبح وشام مسلح رہتے تھے۔ جب اللہ تعالیٰ نے چاہا ان کے حالات بدل گئے۔ پھر ایک صحابی نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ کیا ہم ہمیشہ اسی طرح حالت خوف میں رہیں گے، کیا ہم پر ایسا وقت نہ آئے گا جس میں ہم امن میں ہوں گے، اسلحہ اتار دیں گے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارے احوال تھوڑے عرصہ بعد ہی بدل جائیں گے یہاں تک کہ تم میں سے ایک آدمی بڑے اجتماع میں بیٹھے گا، اس نے چادر سے پہلو سمیٹے ہوں گے، ان میں کسی کے پاس کوئی اسلحہ نہ ہوگا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے جزیرۂ عرب پر اپنے نبی کریم ﷺ کو غلبہ عطا فرمایا۔ وہ امن میں ہو گئے۔ اسلحہ رکھ دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی روح کو قبض کر لیا۔ یہ لوگ حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر اور حضرت عثمان کے دور میں حالت امن میں رہے یہاں تک کہ وہ فتنہ میں پڑ گئے، نعمت کی ناشکری کی، وہ خوف جو ان سے اٹھا لیا گیا تھا اللہ تعالیٰ نے ان پر مسلط کر دیا۔ انہوں نے کمرے اور سپاہی رکھ لیے۔ انہوں نے اپنے احوال کو بدلا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے احوال کو بدل دیا۔

امام ابن منذر، طبرانی نے اوسط میں، حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) ابن مردویہ، بیہقی نے دلائل میں اور

ضیاء رحمہم اللہ نے مختارہ میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہؓ مدینہ طیبہ آئے اور انصار نے انہیں پناہ دی تو تمام عرب ان کے دشمن بن گئے۔ وہ صبح و شام اسلحہ اٹھائے پھرتے تھے۔ صحابہ نے کہا تم دیکھتے ہو کہ ہم ایسی زندگی بھی گزاردیں گے کہ ہم رات بے خوف ہو کر گزاریں گے اور ہمیں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا خوف نہ ہوگا۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔(1)

امام احمد، ابن مردویہ، جبکہ الفاظ انہیں کے ہیں اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو نبی کریم ﷺ نے اس رات کو بلندی، دین کے غلبہ، مدد اور زمین میں حکومت واختیار کی بشارت دی۔ جس نے آخرت کا عمل بھی دنیا کے لیے کیا تو اس کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہ ہوگا۔(2)

امام عبد بن حمید نے حضرت عاصم سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ کو یاء کے ساتھ استخلف کو تاء کے رفع اور لام کے کسرہ کے ساتھ اور لیمکنن کو یاء اور نون ثقیلہ کے ساتھ اور لَيُبَدِّلَنَّهُمْ کو یاء اور نون خفیفہ کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عطیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس آیت کریمہ کا مصداق بیت والے ہیں اور اپنے ہاتھ سے قبلہ کی طرف اشارہ کیا۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے روایت نقل کی ہے کہ آیت میں دین سے مراد اسلام ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابن عباسؓ سے لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا کا معنی یہ کیا ہے کہ وہ میرے سوا کسی سے بھی نہ ڈریں۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ میرے سوا کسی سے نہ ڈریں اور فاسقون سے مراد نافرمان ہیں۔

امام عبد بن حمید نے ابوالعالیہ سے کفر کا معنی یہ نقل کیا ہے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کی نعمت کا انکار کیا اللہ تعالیٰ کا انکار نہیں کیا۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابوشعثاء سے روایت کیا نقل کی ہے کہ میں حضرت حذیفہ اور حضرت ابن مسعود کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ حضرت حذیفہ نے کہا نفاق ختم ہو گیا ہے۔ نفاق صرف حضور ﷺ کے زمانے میں تھا۔ آج تو ایمان کے بعد کفر ہے۔ حضرت ابن مسعود مسکرائے، فرمایا تو یہ کیسے کہتا ہے؟ حضرت حذیفہ نے کہا: اس ارشاد کی بناء پر وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا۔

امام عبد بن حمید نے قتادہ سے مُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ جو زمین میں پہلے ہو گزرے ہیں۔ واللہ اعلم۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وَ الَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ ؕ مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَ حِيْنَ تَضَعُوْنَ ثِيَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِيْرَةِ وَ مِنْۢ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ ۫ؕ ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ ؕ

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 435 (3512)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 6، صفحہ 318، دار الکتب العلمیہ بیروت

لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَ لَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌۢ بَعْدَهُنَّ ؕ طَوّٰفُوْنَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۵۸﴾ وَ اِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَاْذِنُوْا كَمَا اسْتَاْذَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۵۹﴾

''اے ایمان والو! اذن طلب کیا کریں تم سے (گھروں میں داخل ہوتے وقت) تمہارے غلام اور وہ (لڑکے) جو ابھی جوانی کو نہیں پہنچے تم میں سے تین مرتبہ، نماز فجر سے پہلے اور جب تم اپنے کپڑے اتارتے ہو دوپہر کو اور نماز عشاء کے بعد۔ یہ تین پردے کے وقت ہیں تمہارے لیے۔ نہ تم پر اور نہ ان پر کوئی حرج ہے ان اوقات کے علاوہ۔ کثرت سے آنا جانا رہتا ہے تمہارا ایک دوسرے کے پاس۔ یوں صاف صاف بیان کرتا ہے اللہ تعالیٰ تمہارے لیے (اپنے) احکام اور اللہ تعالیٰ علیم و حکیم ہے۔ اور جب پہنچ جائیں تمہارے بچے حد بلوغ کو تو وہ بھی اذن طلب کیا کریں جس طرح اذن طلب کیا کرتے ہیں وہ لوگ (جن کا ذکر) پہلے ہوا۔ یوں صاف صاف بیان فرماتا ہے اللہ تعالیٰ تمہارے لیے اپنے احکام کو اور اللہ تعالیٰ علیم ہے حکیم ہے۔''

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مقاتل بن حیان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ ایک انصاری اور اس کی بیوی اسماء بنت مرشدہ نے نبی کریم ﷺ کے لیے کھانا تیار کیا۔ حضرت اسماء نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ یہ کتنی قبیح بات ہے کہ آدمی بیوی اور اس کے خاوند کے پاس آتا ہے جبکہ وہ دونوں ایک کپڑے میں ہوتے ہیں اور ان سے اجازت بھی نہیں لیتا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اسی کے متعلق یہ آیت کریمہ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا نازل فرمائی۔ الَّذِیْنَ مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ سے مراد غلام اور باندیاں ہیں۔ وَالَّذِیْنَ لَمْ یَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ سے مراد مردوں اور عورتوں سے آزاد افراد ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے اس آیت کی تفسیر میں حضرت سدی سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ کے کچھ صحابہ ایسے تھے جنہیں یہ بات اچھی لگتی تھی کہ وہ ان اوقات میں اپنی بیویوں سے ہم بستری کریں تاکہ پھر وہ غسل کریں اور نماز کے لیے جائیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا کہ وہ غلاموں اور بچوں کو حکم دیں کہ وہ ان اوقات میں بغیر اجازت کے داخل نہ ہوں۔

ابن مردویہ نے ثعلبہ قرظی سے وہ عبداللہ بن سوید سے روایت نقل کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ کے متعلق پوچھا۔ فرمایا جب میں بعد دوپہر اپنے کپڑے اتاروں تو مجھ پر خادموں میں سے کوئی بھی داخل نہ ہو، جو ابھی بالغ نہیں ہوا اور مزدوروں میں سے بھی کوئی اجازت کے بغیر داخل نہ ہو اور جب میں عشاء کے بعد کپڑے اتار دوں اور صبح کی نماز سے پہلے۔

امام عبد بن حمید اور امام بخاری رحمہما اللہ نے الادب میں حضرت ثعلبہ بن ابی مالک قرظی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ حضرت عبداللہ بن سوید رضی اللہ عنہ کے پاس گیا جو بنی حارثہ بن حارثہ سے تعلق رکھتا تھا تاکہ اس سے ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ کے

بارے میں پوچھے۔ وہ ان پر عمل کیا کرتے تھے۔ عبداللہ نے پوچھا تو کیا ارادہ رکھتا ہے؟ میں نے کہا میں ان پر عمل کرنا چاہتا ہوں۔ تو انہوں نے جواب دیا جب میں دوپہر کے وقت کپڑے اتاردوں تو میرے گھر والوں میں سے بالغ میرے پاس نہ آئے مگر میری اجازت سے آسکتا ہے۔ مگر میں جب اسے بلاؤں تو یہ بھی اجازت ہے اور نہ اس وقت داخل ہو۔ جب فجر صادق طلوع ہو اور لوگ حرکت کررہے ہوں یہاں تک کہ نماز پڑھ لی جائے اور نہ ہی اس وقت جب عشاء کی نماز پڑھ لی جائے اور میں کپڑے اتاردوں یہاں تک کہ میں سوجاؤں۔ فرمایا یہی اوقات ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ ہیں۔ (1)

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت سوید بن نعمان سے روایت نقل کی ہے کہ سوید سے ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا جب میں دوپہر کو اپنے کپڑے اتاردوں تو میرے گھر والوں میں سے بھی میرے پاس کوئی نہ آئے یہاں تک کہ میں کسی کو بلاؤں تو میرا بلانا ہی اجازت ہوگی۔ جب فجر صادق طلوع ہو اور لوگ حرکت کررہے ہوں یہاں تک کہ صبح کی نماز پڑھ لی جائے اور جب عشاء کی نماز پڑھ لی جائے اور میں کپڑے اتاردوں تو یہی اوقات ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ ہیں۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ابوداؤد، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباس نے کہا ایک آیت ہے جس پر سب لوگوں نے یقین نہ کیا وہ اجازت والی آیت ہے۔ میں اپنی اس لونڈی کو بھی حکم دیتا ہوں کہ وہ مجھ سے اجازت لے جبکہ چھوٹے قد کی لونڈی ان کے پاس کھڑی تھی۔ (2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس آیت کے بارے میں لوگ سستی کا مظاہرہ کرتے ہیں جبکہ یہ کبھی منسوخ نہیں ہوئی۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت شعبی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ منسوخ نہیں ہے۔ کہا گیا کہ لوگ تو اس پر عمل نہیں کرتے۔ تو انہوں نے فرمایا اللہ المستعان۔ (3)

ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے: ان اوقات میں غلام اور نابالغ لوگوں کے پاس نہ جاتے تھے۔ (4)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ لوگوں نے تین آیات کو چھوڑ دیا ہے، ان پر عمل نہیں کیا يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ۔ سورۂ نساء کی آیت وَ اِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ (8) اور سورۂ حجرات کی آیت اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ (13)۔ (5)

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم، اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب خاوند عشاء کے بعد اپنی بیوی کے پاس اکیلا ہو تو اس پر کوئی خادم اور کوئی بچہ بغیر اجازت کے نہ جائے یہاں تک کہ وہ صبح کی نماز پڑھ لے۔ جب دوپہر کے وقت اپنی بیویوں کے پاس تنہا ہو تو بھی یہی حکم ہے۔ ان کے علاوہ بغیر اجازت کے داخل ہونے کی

1۔ الادب المفرد، باب العورات الثلاث، جلد 2، صفحہ 522 (1056)، مکتبہ مدنی قاہرہ

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ما قالوا فی الرجل یستأذن علی جاریتہ، جلد 4، صفحہ 43 (17611)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 44 (17614) 4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 43 (17614)

5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 193، دار احیاء التراث العربی بیروت

رخصت دی گئی ہے۔ اسی کی طرف لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌ میں اشارہ کیا گیا ہے اور وہ بچہ جو بالغ ہو چکا ہو وہ میاں بیوی کے پاس بغیر ان کی اجازت کے داخل نہیں ہو سکتا۔ اس کی طرف وَإِذَا بَلَغَ الْأَطْفَالُ مِنْكُمُ میں اشارہ کیا گیا ہے۔(1)

امام ابوداؤد، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ دو آدمیوں نے حضرت ابن عباس سے ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ کے بارے میں پوچھا جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن میں حکم دیا ہے۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ستر والا ہے، وہ پردہ پوشی کو پسند کرتا ہے، لوگوں کے دروازوں پر پردے نہیں ہوتے تھے اور نہ ہی ان کے کمروں میں پردے ہوتے تھے، بعض اوقات آدمی کے پاس اچانک اس کا خادم، اس کا بچہ اور اس کی گود میں پرورش پانے والا یتیم آ جاتا جبکہ وہ اپنی بیوی کے ساتھ حقوق زوجیت ادا کر رہا ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو حکم دیا کہ ان اوقات میں اجازت لے کر جائیں جن اوقات کا اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے بعد میں اللہ تعالیٰ نے ستر کا حکم دیا اور ان کے لیے رزق کو فراخ کر دیا۔ تو لوگوں نے دروازوں پر پردے بنا لیے۔ اور کمروں میں پردے لگا لیے تو لوگوں نے خیال کیا کہ اجازت (جس کے بارے میں حکم دیا گیا تھا) کو یہی کفایت کر جاتا ہے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، امام بخاری نے الادب میں، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ حکم مردوں کے لیے ہے، عورتوں کے لیے نہیں۔(3)

امام فریابی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ ۭ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌۢ بَعْدَهُنَّ ۭ طَوّٰفُوْنَ عَلَيْكُمْ کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ حکم عورتوں کے لیے ہے نہ کہ مردوں کے لیے کہ وہ بغیر اجازت کے داخل ہوں۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ سے وہ ازواج مطہرات میں سے ایک سے روایت نقل کرتے ہیں کہ یہ حکم عورتوں کے بارے میں ہے کہ وہ اجازت لے کر داخل ہوں۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے: لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ کہ اس سے مراد عورتیں ہیں کیونکہ مرد تو اجازت لیتے ہی ہیں۔(4)

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے ابوعبدالرحمٰن سلمی سے اس آیت کی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے کہ یہ حکم عورتوں کے بارے میں خاص ہے، مرد تو ہر حال میں دن اور رات اجازت لے کر ہی داخل ہوتے ہیں

امام فریابی رحمہ اللہ نے حضرت موسیٰ بن ابی عائشہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے امام شعبی رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر کے بارے میں پوچھا کیا یہ منسوخ ہے؟ انہوں نے فرمایا نہیں۔

1۔ سنن کبریٰ، باب العورات الثلاث، جلد 7، صفحہ 97، دار الفکر بیروت

2۔ سنن کبریٰ از بیہقی، باب العورات الثلاث، جلد 7، صفحہ 97، دار الفکر بیروت

3۔ الادب المفرد، باب لیستأذنکم الذین ملکت ایمانکم، جلد 2، صفحہ 526 (1061)، مکتبہ مدنی قاہرہ

4۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 435 (3513)، دار الکتب العلمیہ بیروت

ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری سے روایت نقل کی ہے: وَالَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ سے مراد تمہارے بیٹے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر سے طَوّٰفُوْنَ عَلَيْكُمْ سے مراد وہ افراد لیے ہیں جو صبح وشام بغیر اجازت کے آتے جاتے ہیں اور الْاَطْفَالُ سے مراد چھوٹے بچے ہیں۔ مِنْكُمُ الْحُلُمَ میں کم ضمیر سے مراد آدمی کی اپنی اولاد اور قریبی رشتہ داروں کی اولاد ہے۔ وہ اس طرح اجازت طلب کریں جس طرح آدمی کی اپنی بڑی اولاد اور رشتہ داروں کی اولاد اجازت طلب کرتی ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مقاتل رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ كَمَا اسْتَاْذَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ کا مفہوم یہ ہے جیسے وہ جو اس سے قبل ہی بالغ ہو چکے ہیں وہ اجازت لیتے ہیں، انہیں ہر حال میں اجازت لے کر آنے کا حکم دیا گیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن میتب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ آدمی کو چاہیے کہ وہ اپنی ماں کی خدمت میں حاضر ہو تب بھی اجازت لے کیونکہ اسی بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے آپ سے پوچھا کیا میں اپنی ماں سے اجازت لوں؟ فرمایا ہاں تو ہر حال میں اسے دیکھنا پسند نہیں کرتا ہوگا۔(1)

امام ابن ابی شیبہ اور امام بخاری رحمہما اللہ نے الادب المفرد میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آدمی کو چاہیے کہ وہ اپنے بیٹے اپنی والدہ اگرچہ بوڑھی ہو اپنے بھائی، اپنی بہن اور اپنے باپ سے اجازت لے۔(2)

امام سعید بن منصور، امام بخاری نے الادب المفرد میں، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عطار رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کیا میں اپنی بہن سے اجازت لوں؟ فرمایا ہاں کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ان لوگوں کو اجازت لینے کا حکم ان تین اوقات میں دیا گیا ہے۔ فرمایا وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ تو پھر اجازت تمام امت پر واجب ہے۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی: کیا میں اپنی ماں سے اجازت طلب کروں؟ فرمایا ہاں کیا تو یہ پسند کرتا ہے کہ اسے بے لباس دیکھے۔

امام ابن جریر اور بیہقی رحمہما اللہ نے سنن میں حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنی ماں سے اجازت لوں؟ فرمایا ہاں۔ عرض کی میں اس کے ساتھ گھر میں رہتا ہوں۔ فرمایا اس سے اجازت لیا کر۔ عرض کی میں اس کا خدمت گار ہوں، کیا میں جب بھی داخل ہوں اس سے اجازت طلب کروں؟ فرمایا کیا تو پسند کرتا ہے کہ تو اسے ننگا دیکھے۔ عرض کی نہیں۔ فرمایا اس سے اجازت لیا کر۔(4)

امام ابن ابی شیبہ، امام بخاری نے الادب المفرد میں اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے:

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ما قالوا فی الرجل یستأذن علی امہ، جلد 4، صفحہ 43 (17603)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ الادب المفرد، باب یستأذن علی ابیہ وولدہ، جلد 2، صفحہ 529 (1066)، مکتبہ مدنی قاہرہ
3۔ ایضاً (1067)
4۔ سنن کبریٰ از بیہقی، باب العورات الثلاث، جلد 7، صفحہ 97، دار الفکر بیروت

کیا ایک آدمی اپنی والدہ سے اجازت لے؟ فرمایا ہاں، اگر تو ایسا نہیں کرے گا تو اس کا وہ حصہ دیکھے گا جو تو ناپسند کرتا ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: ہمیں وہ سکھاتے تھے کہ ہم میں سے جب کوئی آئے تو کہے السلام علیکم، کیا فلاں حاضر ہو سکتا ہے؟۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بدو تمہاری نماز کے نام پر غالب نہ آجائیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: وَ مِنۢ بَعۡدِ صَلٰوةِ الۡعِشَآءِ بے شک عتمہ یہ تورات کو اونٹنی دوھنا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بدو تمہاری عشاء کی نماز پر غالب نہ آجائیں اللہ کی کتاب میں یہ نام عشاء ہے، عتمہ اونٹنی کے دو ہنے کو کہتے ہیں۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے ثَلٰثُ عَوۡرٰتٍ کو منصوب پڑھا ہے۔

وَ الۡقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِیۡ لَا یَرۡجُوۡنَ نِکَاحًا فَلَیۡسَ عَلَیۡهِنَّ جُنَاحٌ اَنۡ یَّضَعۡنَ ثِیَابَهُنَّ غَیۡرَ مُتَبَرِّجٰتٍۭ بِزِیۡنَةٍ ؕ وَ اَنۡ یَّسۡتَعۡفِفۡنَ خَیۡرٌ لَّهُنَّ ؕ وَ اللّٰهُ سَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ ﴿۶۰﴾

''اور بوڑھی خانہ نشین عورتیں جنہیں آرزو نہ ہو نکاح کی تو ان پر کوئی گناہ نہیں اگر وہ رکھ دیں اپنے بالائی کپڑے بشرطیکہ وہ نہ ظاہر کرنے والی ہوں (اپنی) آرائش اور ان کا اس سے اجتناب کرنا ان کے لیے بہت بہتر ہے اور اللہ سب کچھ سننے والا سب کچھ جاننے والا ہے''۔

امام ابو داؤد اور بیہقی رحمہما اللہ نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے قُلۡ لِّلۡمُؤۡمِنٰتِ یَغۡضُضۡنَ مِنۡ اَبۡصَارِهِنَّ (نور: 31) کو منسوخ کر دیا گیا ہے اور اس سے الۡقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ کو مستثنیٰ کر دیا گیا ہے۔(3)

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ الۡقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ سے مراد وہ عورت ہے جس کے لیے کوئی حرج نہیں کہ وہ اپنے گھر میں قمیص اور اوڑھنی کے ساتھ بیٹھے اور جب تک اپنے جسم کے اس حصے کو ظاہر نہ کرے جس کے ظاہر کرنے کو اللہ تعالیٰ نے ناپسند کیا ہے تو وہ اپنی بڑی چادر اتار دے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی مفہوم ہے۔(4)

امام ابو عبید نے فضائل میں، ابن منذر، ابن انباری نے مصاحف میں اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ابن عباس

1۔ الادب المفرد، باب یستأذن علی امہ وولدہ، جلد 2، صفحہ 528 (1064)

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب یدخل منزلہ ما یقول، جلد 5، صفحہ 254 (25820)

3۔ سنن کبریٰ از بیہقی، کتاب النکاح، جلد 7، صفحہ 93، دار الفکر بیروت 4۔ ایضاً

سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اَنۡ یَّضَعۡنَ ثِیَابَهُنَّ کی قرأت کرتے اور فرماتے یہاں ثیاب سے مراد بڑی چادر ہے۔(1)

امام عبدالرزاق، فریابی، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ثیاب کا معنی چادر اور جسم کے اوپر والے حصہ پر اوڑھی جانے والی چادر لی ہے۔(2)

سعید ابن منصور اور ابن منذر نے اس آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عمر سے روایت نقل کی ہے کہ وہ عورت چادر اتار دے۔

امام عبدالرزق اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قواعد سے مراد وہ عورت ہے جو نکاح سے خانہ نشین ہو جائے۔

امام ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر سے یہ روایت نقل کی ہے کہ قواعد سے مراد وہ بوڑھی عورت ہے جسے حیض نہ آتا ہو۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے لَا یَرۡجُوۡنَ نِکَاحًا کا معنی یہ نقل کیا ہے کہ وہ نکاح کا ارادہ نہ کریں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے مسلم جو حذیفہ بن یمان کی زوجہ کے غلام تھے، نے بتایا کہ اس نے اپنی سیدہ کے سر پر مہندی لگائی پھر میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس بارے میں پوچھا: تو انہوں نے فرمایا اے بیٹے! میں قواعد میں سے ہوں اور اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں وہ فرمایا ہے جو تو نے سن لیا ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت میمون بن مہران رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ابی بن کعب اور حضرت ابن مسعود کے مصحف میں ثِیَابَهُنَّ کی جگہ جلابیبھن کے الفاظ ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وہ بھی ثِیَابَهُنَّ کی جگہ جلابیبھن کے الفاظ پڑھتے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے خضاب لگانے، رنگ کرنے، بالیاں پہننے، پازیب ڈالنے، سونے کی انگوٹھی اور باریک کپڑوں کے بارے میں پوچھا گیا تو حضرت عائشہ نے فرمایا: اے عورتو! تمہارا سب قصہ ایک ہی ہے، اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں کو حلال کیا ہے لیکن زینت عیاں نہیں ہونی چاہیے۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے وَ اَنۡ یَّسۡتَعۡفِفۡنَ کا معنی کیا ہے کہ وہ اپنی چادریں پہنیں۔

امام سعید بن منصور، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت عاصم الاحول سے روایت نقل کی ہے کہ میں حفصہ بنت سیرین کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ انہوں نے اپنی چادر اپنے اوپر ڈال لی۔ تو میں نے کہا کیا اللہ تعالیٰ یہ نہیں فرماتا: وَ الۡقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِیۡ لَا یَرۡجُوۡنَ نِکَاحًا فرمایا اس کے بعد والا حصہ پڑھو وَ اَنۡ یَّسۡتَعۡفِفۡنَ خَیۡرٌ لَّهُنَّ یہ چادر ہے۔(3)

لَیۡسَ عَلَی الۡاَعۡمٰی حَرَجٌ وَّ لَا عَلَی الۡاَعۡرَجِ حَرَجٌ وَّ لَا عَلَی الۡمَرِیۡضِ

1۔ سنن کبریٰ از بیہقی، کتاب النکاح، جلد 7، صفحہ 93، دار الفکر بیروت

2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 446 (2060)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ سنن کبریٰ از بیہقی، کتاب النکاح، جلد 7، صفحہ 93، دار الفکر بیروت

حَرَجٌ وَّ لَا عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ اَنْ تَاْكُلُوْا مِنْۢ بُیُوْتِكُمْ اَوْ بُیُوْتِ اٰبَآىِٕكُمْ اَوْ بُیُوْتِ اُمَّهٰتِكُمْ اَوْ بُیُوْتِ اِخْوَانِكُمْ اَوْ بُیُوْتِ اَخَوٰتِكُمْ اَوْ بُیُوْتِ اَعْمَامِكُمْ اَوْ بُیُوْتِ عَمّٰتِكُمْ اَوْ بُیُوْتِ اَخْوَالِكُمْ اَوْ بُیُوْتِ خٰلٰتِكُمْ اَوْ مَا مَلَكْتُمْ مَّفَاتِحَهٗۤ اَوْ صَدِیْقِكُمْ ؕ لَیْسَ عَلَیْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْكُلُوْا جَمِیْعًا اَوْ اَشْتَاتًا ؕ فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُیُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ تَحِیَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَیِّبَةً ؕ كَذٰلِكَ یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰیٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۱﴾

"نہ اندھے پر کوئی حرج ہے اور نہ لنگڑے پر کوئی حرج ہے اور نہ بیمار پر کوئی حرج ہے اور نہ تم پر اس بات میں کہ تم کھاؤ اپنے گھروں سے یا اپنے باپ دادا کے گھروں سے یا اپنی ماں کے گھروں سے یا اپنے بھائیوں کے گھروں سے یا اپنی بہنوں کے گھروں سے یا اپنے چچاؤں کے گھروں سے یا اپنی پھوپھیوں کے گھروں سے یا اپنے ماموؤں کے گھروں سے یا اپنی خالاؤں کے گھروں سے یا جن گھروں کی کنجیوں کے تم مالک ہو یا اپنے دوست کے گھر سے۔ نہیں ہے تم پر کوئی حرج اگر تم کھاؤ سب مل کر یا الگ الگ۔ پھر جب تم داخل ہو گھروں میں تو سلامتی کی دعا دو اپنوں کو۔ وہ دعا جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہے جو بڑی بابرکت (اور) پاکیزہ ہے۔ یونہی کھول کر بیان کرتا ہے اللہ تعالیٰ تمہارے لیے (اپنے) احکام کو تا کہ تم سمجھ لو۔"

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب سورۃ النساء کی آیت یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَیْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ (29) نازل ہوئی انصار نے کہا مدینہ طیبہ میں کھانے سے بڑھ کر کوئی معزز مال نہ تھا۔ وہ نابینا کے ساتھ کھانا کھانے سے حرج محسوس کرتے تھے وہ کہتے نابینا آدمی کھانے کی جگہ نہیں دیکھ سکتا۔ وہ لنگڑے کے ساتھ کھانا کھانا بھی ناپسند کرتے۔ وہ کہتے صحیح آدمی جگہ تک جلدی پہنچ جاتا ہے اور لنگڑا مزاحم ہونے کی طاقت نہیں رکھتا۔ وہ مریض کے ساتھ کھانا کھانا بھی ناپسند کرتے۔ وہ کہتے یہ صحیح آدمی کی طرح کھانا نہیں کھا سکتا۔ وہ اپنے قریبی رشتہ داروں کے گھروں میں کھانا کھانے میں حرج محسوس کرتے تو یہ آیت نازل ہوئی یعنی نابینا کے ساتھ کھانا کھانے میں کوئی حرج نہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مقسم سے روایت نقل کی ہے کہ لوگ نابینا، لنگڑے اور مریض کے ساتھ کھانا ناپسند کرتے تھے کیونکہ یہ لوگ اس طرح کھانا نہ کھا سکتے جیسے صحیح آدمی کھانا کھاتا ہے۔ تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

امام عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ، ابراہیم، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نابینا، لنگڑے اور مریض کو اپنے باپ، اپنے بھائی، اپنی بہن، اپنے چچا اپنی پھوپھی، اپنے ماموں اور خالہ کے گھر لے جاتا ہے تو یہ اپاہج لوگ اس کو ناپسند کرتے اور کہتے یہ ہمیں دوسروں کے گھروں میں

لے جاتے ہیں۔تو یہ آیت بطور رخصت نازل ہوئی۔(1)

امام بزار، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور ابن نجار رحمہم اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر پر نکلنا پسند کرتے تھے۔ وہ اپنے گھروں کی چابیاں امین لوگوں کو دے جاتے اور انہیں کہتے جو تمہیں ضرورت ہو اس کا کھانا ہم نے تمہارے لیے حلال کر دیا ہے۔ وہ امین کہتے اس میں سے ہمارے لیے کوئی چیز کھانا حلال نہیں۔ انہوں نے خوشدلی سے ہمیں اجازت نہیں دی تھی، ہم تو امین ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے مجھے حضرت عبید اللہ بن عبد اللہ اور ابن مسیب رحمہما اللہ نے بتایا کہ علماء بیان کرتے تھے کہ یہ آیت مسلمانوں کے ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جنہیں لوگ اپنے اموال پر امین بناتے تھے۔ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں جہاد پر جانا پسند کرتے تھے۔ وہ اپنی چابیاں امینوں کو دے جاتے اور کہتے ہمارے گھروں میں جو کچھ ہے ہم تمہارے لیے حلال کرتے ہیں۔ جنہیں وہ چابیاں امانت کے طور پر دیتے وہ کہتے اللہ کی قسم! ان کے گھروں میں جو کچھ ہے اس میں سے ہمارے لیے کچھ بھی حلال نہیں اگرچہ انہوں نے ہمارے لیے اسے حلال کیا تھا یہاں تک کہ وہ ہمارے پاس لوٹ آئیں۔ یہ امانت جس پر ہمیں امین بنایا گیا ہے۔ وہ اسی حالت میں رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر یہ آیت نازل فرمائی تو ان کے دل خوش ہو گئے۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب سورۂ نساء کی آیت نمبر 29 یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْۤا نازل ہوئی۔ تو مسلمانوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک دوسرے کے مال باطل طریقے سے کھانے سے منع کیا ہے جبکہ کھانا تو بہترین مال ہے، اس لیے کسی کے لیے بھی یہ حلال نہیں کہ وہ کسی کے پاس کھانا کھائے لوگ دوسروں کے پاس کھانا کھانے سے رک گئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ لَیْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّ لَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّ لَا عَلَى الْمَرِیْضِ حَرَجٌ وَّ لَا عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ اَنْ تَاْكُلُوْا مِنْۢ بُیُوْتِكُمْ اَوْ بُیُوْتِ اٰبَآىٕكُمْ اَوْ بُیُوْتِ اُمَّهٰتِكُمْ اَوْ بُیُوْتِ اِخْوَانِكُمْ اَوْ بُیُوْتِ اَخَوٰتِكُمْ اَوْ بُیُوْتِ اَعْمَامِكُمْ اَوْ بُیُوْتِ عَمّٰتِكُمْ اَوْ بُیُوْتِ اَخْوَالِكُمْ اَوْ بُیُوْتِ خٰلٰتِكُمْ اَوْ مَا مَلَكْتُمْ مَّفَاتِحَهٗۤ تو اس سے مراد وہ شخص ہے جسے دوسرا آدمی اپنی جاگیر سے کچھ کھلاتا پلاتا۔ اللہ تعالیٰ نے جس کی رخصت دی وہ یہ ہے کہ وہ اس کے کھانے اور کھجور سے کچھ چیز کھالے اور دودھ پی لے وہ اس چیز سے بھی پرہیز کرتے تھے کہ کوئی آدمی تنہا کھانا کھائے، یہاں وہ پسند کرتے کہ اس کے ساتھ کوئی اور ہو تو اللہ تعالیٰ نے انہیں رخصت دے دی۔(2)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اہل مدینہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے اپنے کھانے میں نابینا، مریض اور لنگڑے کو شریک نہ کرتے تھے کیونکہ نابینا عمدہ کھانا نہیں دیکھ سکتا تھا، مریض اس طرح پورا کھانا نہیں کھا سکتا تھا جس طرح تندرست کھاتا جب کہ لنگڑا کھانا حاصل کرنے کے لیے زحمت کی طاقت نہیں رکھتا تھا تو ان کے ساتھ کھانے میں رخصت کا حکم نازل ہوا۔(3)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 201، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 200
3۔ ایضاً

امام ثعلبی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت حارث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بطور غازی نکلے اور اپنے گھر والوں پر خالد بن زید کو نگہبان بنا گئے۔ حضرت خالد بن زید نے ان کا کھانا کھانے میں حرج محسوس کیا جبکہ تنگ دست تھے تو یہ آیت نازل ہوئی۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابوداؤد نے اپنی مراسیل میں اور بیہقی نے زہری سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے لَیْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ کے بارے میں پوچھا گیا کیا وجہ ہے یہاں نابینا لنگڑے اور مریض کا کیا گیا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا ہمیں عبداللہ بن عبداللہ نے بتایا کہ مسلمان جب غزوہ پر جاتے تو اپنے وصی مقرر کرتے، اپنے دروازوں کی چابیاں انہیں دے جاتے اور کہتے کہ ہمارے گھروں میں جو کچھ ہے ہم نے اسے تمہارے لیے حلال کیا ہے جب کہ وصی اس کو کھانے سے حرج محسوس کرتے تھے۔ وہ کہتے ہم ان کی عدم موجودگی میں گھروں میں داخل نہیں ہوں گے تو بطور رخصت یہ آیت نازل ہوئی۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ سے روایت نقل کی ہے کہ بنی کنانہ بن خزیمہ کا یہ قبیلہ دور جاہلیت میں اپنے لیے اس میں رسوائی دیکھتا کہ وہ تنہا کھانا کھائے اگرچہ وہ بہت بڑا اونٹوں کا ریوڑ ہانک کر جا رہا ہو یہاں تک کہ وہ کوئی ایسا آدمی پاتے جس کے لیے ساتھ بیٹھ کر وہ کھانا کھاتے اور پانی پیتے، تو اللہ تعالیٰ نے اسی آیت کو نازل فرمایا۔(2)

ابن جریر اور ابن منذر نے عکرمہ اور ابوصالح سے روایت نقل کی ہے کہ انصار کے پاس جب کوئی مہمان آتا تو یہ مہمان کے ساتھ اس وقت تک کھانا نہ کھاتے جب تک وہ ان کے ساتھ کھانا نہ کھاتا۔ تو یہ حکم ان کے لیے بطور رخصت نازل ہوا۔(3)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب تو اپنے دوست کے گھر میں بغیر اس کے کہے داخل ہو، پھر اس کی اجازت کے بغیر کھانا کھالے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔(4)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ سلسلہ اب منقطع ہو گیا ہے۔ یہ ابتدائی دور میں تھا۔ لوگوں کے گھروں کے دروازے نہ ہوتے تھے۔ صرف پردے لٹکے ہوتے تھے۔ بعض اوقات ایک آدمی گھر میں داخل ہوتا اور اس میں کوئی نہ ہوتا۔ بعض اوقات وہ اندر کھانا پاتا جبکہ وہ بھوکا بھی ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے وہ کھانا کھانا جائز قرار دے دیا۔ کہا اب یہ سلسلہ جاتا رہا۔ آج گھروں میں لوگ خود موجود ہوتے ہیں۔ جب وہ باہر جاتے ہیں تو دروازے بند کر جاتے ہیں۔ اب یہ سلسلہ منقطع ہو گیا ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب تم گھروں میں داخل ہو تو ان کے مکینوں کو سلام کہو۔ وہ سلام جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کیا گیا ہے وہ السلام ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا نام ہے اور جنتیوں کا سلام ہے۔(5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 201 2۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 204 3۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 205

4۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 448 (2067)، دارالکتب العلمیہ بیروت

5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 206

امام بخاری نے الادب میں، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابوالزبیر رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب تو کسی گھر کے مکینوں پر داخل ہو تو انہیں اللہ تعالیٰ کی جانب سے عطا کیا گیا مبارک اور پاکیزہ سلام کہو۔ ابوالزبیر نے کہا میرا خیال ہے سلام کو واجب قرار دیا گیا ہے۔(1)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم اپنے گھروں میں داخل ہو تو گھر والوں کو سلام کیا کرو۔ جب کھانا کھاؤ تو اللہ کا نام لیا کرو۔ جب تم میں سے کوئی گھر داخل ہوتے وقت سلام کہتا ہے اور کھانے پر اللہ کا نام لیتا ہے تو شیطان اپنے ساتھیوں سے کہتا ہے نہ تمہارے لیے رات گزارنے کی جگہ ہے اور نہ ہی رات کا کھانا ہے۔ جب تم میں سے کوئی گھر میں داخل ہوتے وقت سلام نہیں کہتا اور نہ ہی اللہ کا نام لیتا ہے تو شیطان اپنے ساتھیوں سے کہتا ہے: تم نے رات گزارنے کی جگہ اور رات کا کھانا پالیا۔(2)

امام بخاری رحمہ اللہ نے الادب میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جب کوئی آدمی اپنے گھر میں داخل ہوتا ہے اور گھر داخل ہوتے وقت اور کھانا کھاتے وقت اللہ کا نام لیتا ہے تو شیطان کہتا ہے نہ تمہارے لیے رات گزارنے کی جگہ ہے اور نہ ہی رات کا کھانا ہے۔ جب وہ گھر میں داخل ہوا اور داخل ہوتے وقت وہ اللہ کا نام نہ لے تو شیطان کہتا ہے تم نے رات گزارنے کی جگہ پالی اور اگر وہ کھانا کھاتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام نہ لے تو شیطان کہتا ہے تم نے رات گزارنے کی جگہ اور رات کا کھانا بھی پالیا۔(3)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب گھر میں داخل ہوتے تو فرماتے اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا مِنْ رَّبِّنَا التَّحِیَّاتُ الطَّیِّبَاتُ الْمُبَارَکَاتُ لِلّٰہِ سَلَامٌ عَلَیْکُم۔(4)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت عطاء سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جب تم اپنے گھر والوں پر داخل ہو تو السلام علیکم کہو۔ یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے بابرکت اور پاکیزہ سلام ہے اور جب گھر میں کوئی بھی نہ ہو تو کہو اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا مِنْ رَّبِّنَا۔(5)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت ماہان سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ کہتے اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا مِنْ رَّبِّنَا۔(6)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابوبختری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت اشعث بن قیس اور جریر بن عبداللہ بجلی رحمہما اللہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے کہا ہم آپ کے پاس تیرے بھائی ابودرداء کے پاس سے آئے ہیں۔ حضرت سلمان فارسی نے پوچھا وہ ہدیہ کہاں ہے جو اس نے تمہارے ساتھ بھیجا تھا؟ ان دونوں نے عرض کیا انہوں نے تو کوئی ہدیہ نہیں بھیجا تھا۔ تو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ سے ڈرو اور امانت دو۔ حضرت ابودرداء کے

1۔ الادب المفرد، باب فضل من دخل فی بیتہ بسلام، جلد 2، صفحہ 554 (1100)، مکتبہ مدنی قاہرہ

2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 436 (3515)، دارالکتب العلمیہ بیروت

3۔ الادب المفرد، باب اذا لم یذکر اللہ عند دخول البیت، جلد 2، صفحہ 555 (1101)

4۔ شعب الایمان، باب فی مقاربۃ وموادۃ اہل الدین، جلد 6، صفحہ 445 (8834)

5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 205، داراحیاء التراث العربی بیروت

6۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 207

پاس سے میرے پاس کوئی بھی نہیں آیا مگر وہ ہدیہ ساتھ لایا۔ تو دونوں نے کہا اللہ کی قسم! اس نے ہمارے ہاتھ کوئی چیز نہیں بھیجی مگرانہوں نے کہا تھا انہیں میری طرف سے سلام کہنا۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے کہا میں اس کے سوا کون سا تحفہ تم سے پوچھ رہا تھا؟ سلام سے بہتر کون سا تحفہ ہے، یہ اللہ کی جانب سے سلام ہے جو مبارک اور پاکیزہ ہے۔

امام طبرانی رحمہ اللہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ جسے یہ بات اچھی لگے کہ شیطان اس کے پاس کھانا، آرام کرنے کی جگہ اور رات گزارنے کی جگہ نہ پائے تو جب گھر میں داخل ہو تو سلام کہے اور کھانا کھاتے وقت اللہ کا نام لے۔ (1)

امام ابن عدی رحمہ اللہ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی اپنے کمرے کے پاس کھڑا ہوتا کہ اس میں داخل ہو تو اللہ کا نام لے، اس کا ساتھی شیطان واپس لوٹ جائے گا، گھر میں داخل نہیں ہوگا۔ جب تم گھر میں داخل ہو تو سلام کہو تو جو شیطان گھر میں رہائش پذیر ہوگا وہ وہاں سے نکل جائے گا۔ جب کھانا رکھا جائے تو اللہ کا نام لو کیونکہ اس طرح تم ابلیس خبیث کو اپنے کھانے سے دور بھگا دو گے۔ وہ تمہارے ساتھ کھانے میں شریک نہیں ہوگا۔ جب تم سواری کو سفر کے لیے تیار کرو تو جب اس کی پشت پر پہلا کپڑا رکھو تو اللہ کا کرو۔ ہر سواری کو گرہ لگی ہوتی ہے۔ جب تم اللہ کا نام لیتے ہو تو اس کی پشت سے اسے (شیطان کو) نیچے گرا دیتے ہو۔ اگر تم بھول جاؤ تو شیطان تمہاری سواریوں میں شریک ہو جاتا ہے۔ گھر میں اپنے ساتھ آلودہ دستر خوان نہ رکھو کیونکہ یہ شیطان کے رات گزارنے کی جگہ اور اس کا بستر ہوتے ہیں کیونکہ یہ شیطان کے بیٹھنے کی جگہ ہے اور ایسے گھروں میں رہائش اختیار نہ کرو جن کے دروازے نہ ہوں، اس کپڑے کو اپنا بستر نہ بناؤ جو جانوروں کی پشتوں پر ڈالا جاتا ہے۔ ایسی سطح پر رات نہ گزارو جس کی آڑ نہ بنائی گئی ہو جب تم کتوں کے بھونکنے اور گدھوں کے ہنہنانے کی آواز سنو تو مردود شیطان سے اللہ کی پناہ چاہو کیونکہ یہ دونوں چیزیں شیطان کو دیکھتی ہیں تو کتا بھونکنے لگتا ہے اور گدھا ہنہنانے لگتا ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ حضرت ابو درداء سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: اسلام کی روشنی اور علامتیں ہیں جیسے راستے کے منارے ہوتے ہیں، ان علامتوں کی سردار اور سب کی جامع لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی شہادت دینا، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ دینا، مکمل وضو کرنا، اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے نبی ﷺ کی سنت کے مطابق فیصلہ کرنا، حکمرانوں کی اطاعت کرنا، اپنے آپ کو سلام کہنا، جب گھروں میں داخل ہو تو سلام کہو اور بنی آدم کو سلام کہنا جب تم انہیں ملو۔

امام بزار، ابن عدی اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے پانچ کاموں کی وصیت کی۔ فرمایا وضو اچھی طرح کیا کرو، یہ عمل تیری عمر میں اضافہ کر دے گا، میری امت میں سے جو بھی تجھے ملے تو اسے سلام کر، جب گھر میں داخل ہو تو اپنے گھر والوں کو سلام کہہ، تیرے گھر کی خیر میں اضافہ ہو جائے گا، چاشت کی نماز پڑھ کیونکہ یہ تجھ سے اللہ کی طرف رجوع کرنے والوں کی نماز ہے۔ اے انس! چھوٹے پر رحم کر، بڑے کی عزت

1۔ معجم کبیر، جلد 6، صفحہ 240 (6102)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

کر، قیامت کے روز تو میرے دوستوں میں سے ہوگا۔(1)

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم (جبکہ حاکم نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے) اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ بُيُوْتِ سے مراد مسجد ہے۔ جب تو اس میں داخل ہو تو کہہ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ۔(2)

سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر اور بیہقی نے ابو مالک سے روایت نقل کی ہے کہ جب تو کسی گھر میں داخل ہو جس میں مسلمان ہوں تو انہیں سلام کہہ اگر اس میں کوئی بھی نہ ہو یا اس میں مشرک ہوں تو کہہ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ۔(3)

امام ابن ابی شیبہ اور امام بخاری رحمہما اللہ نے الادب میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب کوئی آدمی غیر آباد گھر یا مسجد میں داخل ہو تو کہے اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ۔(4)

ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے روایت نقل کی ہے کہ جب تو اپنے گھر میں داخل ہو اور اس میں کوئی بھی نہ ہو یا تو کسی غیر کے گھر میں داخل ہو تو کہہ بِسْمِ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ۔(5)

امام عبد ابن حمید، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے: جب تو اپنے گھر میں داخل ہو تو گھر والوں کو سلام کہہ اور جب تو ایسے گھر میں داخل ہو جس میں کوئی بھی نہ ہو تو کہہ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ کیونکہ اسی بات کا حکم دیا گیا ہے، ہمیں یہ بتایا گیا کہ فرشتے اسے جواب دیتے ہیں۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ تم میں سے بعض کو بعض پر سلام کرنا چاہیے جس طرح اس ارشاد میں ہے: وَلَا تَقْتُلُوْۤا اَنْفُسَكُمْ (النساء:29)(6)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے اس آیت کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ جب ایک مسلمان دوسرے مسلمان پر داخل ہو تو اسے سلام کرے جیسے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں اَنْفُسَكُمْ سے مراد ایک دوسرے ہیں، وَلَا تَقْتُلُوْۤا اَنْفُسَكُمْ (النساء 29) مطلب ہے تو اپنے مسلمان بھائی کو قتل نہ کر اور اللہ تعالیٰ کے فرمان ثُمَّ اَنْتُمْ هٰۤؤُلَآءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ (البقرہ:85) میں یہ مراد ہے تم میں سے بعض دوسروں کو قتل کرتے ہیں وہ بنو قریظہ اور بنو نضیر ہیں اور اللہ تعالیٰ کا فرمان خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا (الروم:21) میں انفس سے مراد ایک دوسرے ہیں کیونکہ انسان کا جوڑا اسی کی ذات کیسے ہو سکتی ہے؟ بے شک انسانوں میں سے تمہارا جوڑا بنایا اونٹ اور گائے سے جوڑا نہیں بنایا قرآن میں ہر شے اسی طریقہ پر ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ تم میں سے بعض بعض کو سلام کریں۔

1۔ شعب الایمان، باب فی مقاربۃ وموادّاۃ اہل الدین، جلد 6، صفحہ 428 (8762)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 436 (3514)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 207، دار احیاء التراث العربی بیروت

4۔ الادب المفرد، باب اذا دخل بیتا غیر مسکون، جلد 2، صفحہ 525 (1059)، مکتبہ مدنی قاہرہ

5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب فی الرجل یدخل البیت لیس فیہ احد، جلد 5، صفحہ 256 (25837)　6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 207

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے تشہد کتاب اللہ سے اخذ کیا ہے۔ میں نے اللہ تعالیٰ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُیُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ تَحِیَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَیِّبَةً نماز میں تشہد یہ ہے اَلتَّحِیَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ الطَّیِّبَاتُ لِلّٰهِ۔

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے حضرت ثابت بن عبید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: میں دوپہر سے پہلے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے مجھ سے فرمایا: جب تو آیا تو تو نے سلام نہیں کیا؟ بے شک یہ اللہ کی جانب سے مبارک سلام ہے۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ اِذَا كَانُوْا مَعَهٗ عَلٰۤى اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ یَذْهَبُوْا حَتّٰى یَسْتَاْذِنُوْهُ ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَاْذِنُوْنَكَ اُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ۚ فَاِذَا اسْتَاْذَنُوْكَ لِبَعْضِ شَاْنِهِمْ فَاْذَنْ لِّمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ وَ اسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۶۲﴾ لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ؕ قَدْ یَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ یَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًا ۚ فَلْیَحْذَرِ الَّذِیْنَ یُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖۤ اَنْ تُصِیْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ یُصِیْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۶۳﴾

”بس سچے مومن تو وہ ہیں جو ایمان لائے ہیں اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول پر اور جب ہوتے ہیں آپ کے ساتھ کسی اجتماعی کام کے لیے تو (وہاں سے) چلے نہیں جاتے جب تک کہ آپ سے اجازت نہ لے لیں۔ بلاشبہ وہ لوگ جو اجازت طلب کرتے ہیں آپ سے یہی وہ لوگ ہیں جو ایمان لاتے ہیں اللہ کے ساتھ اور اس کے رسول کے ساتھ۔ پس جب وہ اجازت مانگیں آپ سے اپنے کسی کام کے لیے تو اجازت دیجیے ان میں سے جسے آپ چاہیں اور مغفرت طلب کیجیے ان کے لیے اللہ تعالیٰ سے، بے شک اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔ نہ بنالو رسول کے پکارنے کو آپس میں جیسے تم پکارتے ہو ایک دوسرے کو۔ اللہ تعالیٰ اچھی طرح جانتا ہے انہیں جو کھسک جاتے ہیں تم میں سے ایک دوسرے کی آڑ لے کر۔ پس ڈرنا چاہیے انہیں جو خلاف ورزی کرتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی کہ انہیں کوئی مصیبت نہ پہنچے یا انہیں دردناک عذاب نہ آلے“۔

امام ابن اسحاق، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت عروہ اور محمد بن کعب قرظی رحمہما اللہ سے روایت نقل کی ہے، دونوں نے کہا: جب قریشی غزوۂ احزاب میں آگئے تو وہ مدینہ طیبہ کے قریب بئر رومہ کے مجمع اسیال میں آکر اترے۔ ان

کا سردار ابوسفیان تھا۔ غطفان آئے تو وہ احد کی جانب تغمین کے مقام پر اترے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر پہنچی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ کے اردگرد خندق کھدوائی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی کام کیا اور اس میں مسلمانوں نے بھی کام کیا۔ منافقوں میں سے کچھ لوگوں نے منافقت سے کام لیا اور وہ چھوٹے چھوٹے کاموں کی وجہ سے چھپنے لگے۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتائے اور اجازت لیے بغیر گھر کی طرف کھسک جاتے۔ مسلمانوں میں سے جب کسی کو کوئی کام ہوتا جس کے بغیر اسے کوئی چارہ کار نہ ہوتا۔ وہ اس کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کرتا اور اپنے کام کے لیے جانے کے بارے میں اجازت طلب کرتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسے اجازت دے دیتے۔ جب وہ اپنا کام کر گزرتا تو وہ واپس لوٹ آتا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں مومنوں کے بارے میں اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ...... وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ تک آیات کو نازل فرمایا۔(1)

عبدالرزاق، فریابی، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے: یہ اجازت وہ غزوہ اور جمعہ کے موقع پر طلب کرتے۔ جمعہ کے روز امام کی اجازت کی صورت یہ ہوتی کہ وہ اپنے ہاتھ سے اشارہ کرتا۔

امام فریابی رحمہ اللہ نے حضرت مکحول رحمہ اللہ سے (امر جامع) کی یہ تفسیر نقل کی ہے: جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم انہیں کسی کام کے لیے جمع کرتے جو جنگ یا کسی اور صورت میں آپڑتا تو صحابہ کرام اجازت کے بغیر وہاں سے نہ جاتے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے: یہ حکم جہاد، جمعہ اور عیدین کے بارے میں ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اَمْرٍ جَامِعٍ سے مراد اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ لوگ جمعہ کے روز اجازت طلب کرتے اور اس طرح کہتے اور تین انگلیوں سے اشارہ کرتے۔ جب اجازت زیادہ طلب کی جانے لگی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پریشانی ہوئی۔ فرمایا جس نے اپنا کان پکڑا تو یہی اس کی اجازت ہے۔

عبد بن حمید اور ابن جریر نے مکحول سے روایت نقل کی ہے: آج بھی جمعہ اور جنگ کے موقع پر اس پر عمل کیا جاتا ہے۔(3)

امام سعید بن منصور نے حضرت اسماعیل بن عیاش سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے عمرو بن قیس سکری کو جمعہ کے روز خطبہ دیتے ہوئے دیکھا۔ ابوالمدلہ حمصی اپنے پیٹ میں تکلیف کی وجہ سے اٹھا۔ عمرو نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ چلا جائے۔ میں نے عمرو اور ابومدلہ سے اس بارے میں پوچھا۔ تو انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ اس طرح کیا کرتے تھے۔

امام ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور ابونعیم نے دلائل میں حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ لوگ کہا کرتے یا محمد! یا ابا القاسم! اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کی وجہ سے ایسا کرنے سے منع کر دیا۔ تو صحابہ کرام یہ کہتے یا نبی اللہ! یا رسول اللہ!۔(4)

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 3، صفحہ 409، دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18 صفحہ 208 3۔ ایضاً

4۔ دلائل النبوۃ از ابونعیم، باب فضائل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، جلد 1 صفحہ 7، عالم الکتب

امام ابونعیم نے دلائل میں حضرت ابن عباس سے یہ روایت نقل کی ہے کہ تم رسول اللہ ﷺ کو اس طرح نہ بلاؤ جس طرح تم ایک دوسرے کو بلاتے ہو تو اس کے بھائی کا نام لیتے ہو بلکہ تم رسول اللہ ﷺ کی تعظیم وتوقیر کرو اور یہ کہو یا رسول اللہ یا نبی اللہ!

امام عبدالغنی بن سعید نے اپنی تفسیر میں اور ابونعیم رحمہما اللہ نے اپنی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ آیت کا مفہوم یہ ہے: دور سے چیخ کر آپ کو یوں نہ بلاؤ یا ابا القاسم! بلکہ اس طرح آواز دو جس طرح سورۂ حجرات میں اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ (الحجرات: 3)

ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے آیت کی تفسیر میں مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ یوں حضور ﷺ کو بلائیں، یا رسول اللہ! اس میں نرمی اور عاجزی ہو اور یوں سختی سے یا محمد! نہ کہو۔(1)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے آیت کی تفسیر میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا: اس کے نبی ﷺ کی مصیبت کا خیال رکھا جائے، اس کی عزت کی جائے، اس کی تعظیم کی جائے، اس کی عظمت شان کو ملحوظ خاطر رکھا جائے اور ان کے شرف کو تسلیم کیا جائے۔(2)

امام عبد بن حمید نے آیت کی تفسیر میں حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: یا محمد! نہ کہو بلکہ یا رسول اللہ! کہو۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر اور حضرت حسن بصری رحمہما اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے: رسول اللہ ﷺ کو بلانا تم پر واجب ہے اس معاملہ میں احتیاط سے کام لو۔(3)

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے آیت کی تفسیر کے سلسلہ میں امام شعبی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے، آیت کا معنی ہے: تم رسول اللہ ﷺ کو یوں نہ بلاؤ جس طرح تم باہم ایک دوسرے کو بلاتے ہو۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مقاتل بن حیان سے اَلَّذِیْنَ یَتَسَلَّلُوْنَ کا معنی منافق نقل کیا ہے، منافقوں پر جمعہ کا خطبہ بڑا بھاری ہوتا۔ وہ بعض صحابہ کی اوٹ میں بیٹھتے یہاں تک کہ مسجد سے باہر نکل جاتے جبکہ جمعہ کے روز جب نبی کریم ﷺ خطبہ شروع کر دیتے تو کسی کے لیے بھی موزوں نہ تھا کہ نبی کریم ﷺ کی اجازت کے بغیر مسجد سے نکلے۔ جب کوئی مسجد سے باہر نکلنے لگتا تو وہ اپنی انگلی سے نبی کریم ﷺ کے سامنے اشارہ کرتا۔ رسول اللہ ﷺ اسے اجازت دے دیتے جب کہ آدمی کوئی بات نہ کرتا کیونکہ صحابہ میں سے جب کوئی نبی کریم ﷺ کے خطبہ کے درمیان گفتگو کرتا تو اس کا جمعہ باطل ہو جاتا۔

امام ابوداؤد نے مراسیل میں حضرت مقاتل سے یہ روایت نقل کی ہے کہ کوئی صحابی بھی نکسیر یا حدث کے لیے مسجد سے باہر نہ نکلتا یہاں تک کہ وہ نبی کریم ﷺ سے اجازت طلب کرتا۔ وہ حضور ﷺ کے سامنے شہادت والی انگلی سے اشارہ کرتا۔ حضور ﷺ اپنے ہاتھ کے اشارہ کے ساتھ اسے اجازت دے دیتے جبکہ منافق کے لیے خطبہ اور مسجد میں بیٹھنا بہت

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 210، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 451 (2078)، دار الکتب العلمیہ بیروت　　3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 210

بھاری ہوتا۔ مسلمانوں میں سے جب کوئی اجازت طلب کرتا تو منافق بھی اس کے پہلو میں کھڑا ہو جاتا۔ اپنے آپ کو اس کے پیچھے چھپا لیتا یہاں تک کہ مسجد سے باہر نکل جاتا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ يَتَسَلَّلُوْنَ کو نازل فرمایا۔

امام عبد بن حمید نے قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ اللہ کے نبی، اس کی کتاب اور اسی کے ذکر سے کھسک جاتے ہیں۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے لِوَاذًا کا معنی پیچھے ہٹ جانا کیا ہے۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سفیان رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ منافق جنگ کے موقع پر صفوں سے کھسک جاتے ہیں اور اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ کا معنی یہ کیا کہ ان کے دلوں پر مہر لگادی جائے۔

امام ابن ابی حاتم نے حسن بن صالح سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مجھے خوف ہے کہ جو خفین پر مسح کرنے کو ترک کرتا ہے، وہ کہیں اسی آیت کے حکم میں داخل نہ ہو جائے، فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖۤ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ۔

امام عبد الرزاق رحمہ اللہ نے "مصنف" میں حضرت یحییٰ بن ابی کثیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو خیبر کے اطراف میں جنگ کرنے سے منع کیا۔ لوگ اہل خیبر سے پیچھے ہٹ آئے، صرف ایک آدمی رہ گیا۔ اس آدمی نے ان لوگوں سے جنگ کی۔ ان لوگوں نے اسے تیر مارا اور اسے قتل کر ڈالا۔ اس آدمی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا اس کے بعد جب ہم نے جنگ کرنے سے منع کر دیا تھا؟ تو صحابہ نے عرض کی جی ہاں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے چھوڑ دیا اور اس پر نماز جنازہ نہ پڑھی۔(2)

امام عبد الرزاق رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سخت حدیث جو سنی وہ قبر کے معاملہ میں حضرت سعد بن معاذ کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان تھا اور جب غزوۂ تبوک کا موقعہ آیا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہمارے ساتھ وہی آدمی جنگ پر روانہ ہو جو طاقتور ہو ایک آدمی اپنے نوجوان اڑیل اونٹ پر چلا۔ اس اونٹ نے اسے نیچے گرا دیا اور وہ آدمی مر گیا۔ لوگوں نے کہا وہ شہید ہے، وہ شہید ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال کو حکم دیا کہ وہ لوگوں میں یہ اعلان کر دے کہ جنت میں مومن آدمی ہی داخل ہو گا اور جنت میں کوئی نافرمان داخل نہیں ہو گا۔

امام عبد الرزاق رحمہ اللہ نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز اپنے صحابہ سے فرمایا جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دشمن کے روبرو تھے تم میں سے کوئی بھی جنگ نہ کرے۔ صحابہ میں سے ایک آدمی نے ارادہ کیا اور دشمن کی طرف تیر پھینکا اور ان سے جنگ کی تو دشمن نے اسے قتل کر دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی گئی: فلاں آدمی شہید ہو گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا اس کے بعد کہ میں نے جنگ کرنے سے منع کیا؟ صحابہ نے عرض کی! جی ہاں۔ فرمایا: جنت میں کوئی نافرمان داخل نہ ہو گا۔

امام ابو الشیخ نے حضرت ضحاک سے اللہ تعالیٰ کے فرمان لَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ (التوبہ: 44) کی تفسیر

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 211، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ مصنف عبد الرزاق، باب الرجل یغزو والبوہ کارہ لہ، جلد 5، صفحہ 121 (9353)، دار الکتب العلمیہ بیروت

میں یہ قول نقل کیا ہے: جب حضور ﷺ غزوہ کا ارادہ کرتے تو منافق ہی اجازت لیتے۔ جب حضور ﷺ غزوہ کا ارادہ کرتے تو کسی کے لیے حلال نہیں تھا کہ وہ حضور ﷺ سے اجازت لے یا گھر میں بیٹھا رہے اور کوئی لشکر بھی آپ ﷺ کی اجازت کے بغیر روانہ نہ ہوتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو اس کی اجازت دینے کا حکم نہیں دیا تھا یہاں تک کہ یہ آیت اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ اِذَا كَانُوْا مَعَهٗ عَلٰۤى اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ یَذْهَبُوْا حَتّٰى یَسْتَاْذِنُوْهُ نازل ہوئی۔ یہاں اَمْرٍ جَامِعٍ سے مراد طاعت کا امر ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو اجازت دینے کا اختیار تفویض کیا۔ جب رسول اللہ ﷺ کسی امر کا ارادہ فرماتے تو حضور ﷺ صحابہ کو حکم دیتے اور انہیں منع فرماتے۔ صحابہ کرام اپنی مجالس میں اسی پر صبر کرتے۔ رسول اللہ ﷺ ان کے لیے جو وحی بیان فرماتے یا ان کی پسندیدہ یا ناپسندیدہ چیز کا فرماتے۔ صحابہ اسے پسند کرتے تھے جبکہ کوئی ایسا امر ہوتا جسے منافق ناپسند کرتے وہ کھسک جاتے۔ ایک منافق دوسرے کی آڑ لیتا تاکہ پیچھے چھپ سکے تاکہ نبی کریم ﷺ اس کو نہ دیکھ سکیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ان کھسک جانے والوں کو دیکھ رہا ہے۔

اَلَاۤ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِؕ قَدْ یَعْلَمُ مَاۤ اَنْتُمْ عَلَیْهِؕ وَ یَوْمَ یُرْجَعُوْنَ اِلَیْهِ فَیُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْاؕ وَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ﴿۶۴﴾

"سن لو! بلاشبہ اللہ تعالیٰ کا ہی ہے جو کچھ آسمانوں میں اور زمین میں ہے۔ وہ خوب جانتا ہے جس حالت پر تم ہو اور اس دن جب وہ لوٹائے جائیں گے اس (کی بارگاہ) کی طرف تو وہ انہیں آگاہ کرے گا جو انہوں نے کیا تھا اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔"

امام عبد ابن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے قَدْ یَعْلَمُ مَاۤ اَنْتُمْ عَلَیْهِ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ کوئی قوم کسی امر یا حال پر نہیں ہوتی مگر وہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں ہوتی ہے اور اس پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک شاہد ہوتا ہے۔

امام ابو عبید نے فضائل اور طبرانی رحمہما اللہ نے سند حسن کے ساتھ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا جبکہ آپ ﷺ یہ آیت یعنی سورۃ النور کی آخری آیت تلاوت کر رہے تھے جبکہ اپنی دونوں انگلیاں اپنی دونوں آنکھوں کے نیچے رکھے ہوئے تھے اور کہہ رہے تھے: اللہ تعالیٰ ہر چیز کو دیکھنے والا ہے۔ (1) واللہ اعلم۔

1۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 194 (11239)، دار الفکر بیروت

اٰیاتھا ۷۷ ﴿سُوْرَةُ الْفُرْقَانِ مَكِّيَّةٌ ۲۵﴾ رکوعاتھا ۶

امام ابن ضریس، نحاس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے "دلائل میں" حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کئی سندوں سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ فرقان مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔(1)

امام ابن مردویہ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ فرقان مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

امام مالک، امام شافعی، امام بخاری، امام مسلم، ابن جریر، ابن حبان اور بیہقی رحمہم اللہ نے "سنن" میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے ہشام بن حکیم کو سنا کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہری حیات میں سورۂ فرقان کی تلاوت کر رہے تھے۔ میں نے ان کی قرأت کو سنا تو وہ اس سورت کے زائد الفاظ پڑھ رہے تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے نہیں پڑھائے تھے۔ قریب تھا کہ میں نماز کی حالت میں اس پر حملہ کر دیتا۔ میں نے صبر کیا یہاں تک کہ اس نے سلام پھیرا۔ میں نے اسی کی چادر کو اس کے گریبان میں ڈالا اور کہا جو سورت تو ابھی پڑھ رہا تھا وہ تجھے کس نے سکھائی ہے؟ میں اسے گھسیٹتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لے آیا۔ میں نے عرض کی! میں نے اسے سورۂ فرقان ایسے الفاظ(2) کے ساتھ پڑھتے ہوئے سنا جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے نہیں پڑھائے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہشام سے فرمایا: اسے پڑھو۔ اس نے سورۂ فرقان پڑھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اسی طرح نازل ہوئی۔ پھر فرمایا: اے عمر! تم پڑھو۔ میں نے اس سورت کو پڑھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اسی طرح نازل ہوئی۔ یہ قرآن سات الفاظ پر نازل ہوا جیسے سہولت سمجھو اسے پڑھو۔(3)

امام ابن انباری رحمہ اللہ "مصاحف" میں حضرت حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھی اور سورۂ فرقان کی تلاوت کی، ایک آیت کو چھوڑ دیا۔ جب سلام پھیرا فرمایا کیا لوگوں میں ابی موجود ہے؟ حضرت ابی نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوں۔ فرمایا کیا میں نے ایک آیت نہیں چھوڑی؟ عرض کی! بات ایسے ہی ہے۔ فرمایا تو نے مجھے لقمہ کیوں نہیں دیا؟ عرض کی! میں نے گمان کیا شاید وہ منسوخ کر دی گئی ہے۔ فرمایا نہیں بلکہ میں اس کو بھول گیا تھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا ۙ﴿۱﴾ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 143، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ روایت میں "حروف" کا لفظ استعمال ہوا ہے، اس کی مختلف تعبیریں کی گئی ہیں، لہجوں، محاورات اور الفاظ۔ للغات الحدیث میں یہی مفہوم بیان کیا گیا ہے۔

3۔ صحیح بخاری، باب فضائل القرآن، جلد 4، صفحہ 1909 (4706)، دار ابن کثیر دمشق

فِي الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهُ تَقْدِيرًا ﴿٢﴾ وَاتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ
آلِهَةً لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ وَلَا يَمْلِكُونَ لِأَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَلَا
نَفْعًا وَلَا يَمْلِكُونَ مَوْتًا وَلَا حَيَاةً وَلَا نُشُورًا ﴿٣﴾ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا
إِنْ هَٰذَا إِلَّا إِفْكٌ افْتَرَاهُ وَأَعَانَهُ عَلَيْهِ قَوْمٌ آخَرُونَ ۖ فَقَدْ جَاءُوا
ظُلْمًا وَزُورًا ﴿٤﴾ وَقَالُوا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ اكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمْلَىٰ عَلَيْهِ
بُكْرَةً وَأَصِيلًا ﴿٥﴾ قُلْ أَنْزَلَهُ الَّذِي يَعْلَمُ السِّرَّ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ
إِنَّهُ كَانَ غَفُورًا رَحِيمًا ﴿٦﴾ وَقَالُوا مَالِ هَٰذَا الرَّسُولِ يَأْكُلُ الطَّعَامَ وَ
يَمْشِي فِي الْأَسْوَاقِ ۚ لَوْلَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُونَ مَعَهُ نَذِيرًا ﴿٧﴾ أَوْ
يُلْقَىٰ إِلَيْهِ كَنْزٌ أَوْ تَكُونُ لَهُ جَنَّةٌ يَأْكُلُ مِنْهَا ۚ وَقَالَ الظَّالِمُونَ إِنْ
تَتَّبِعُونَ إِلَّا رَجُلًا مَسْحُورًا ﴿٨﴾ انْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوا لَكَ الْأَمْثَالَ فَضَلُّوا
فَلَا يَسْتَطِيعُونَ سَبِيلًا ﴿٩﴾ تَبَارَكَ الَّذِي إِنْ شَاءَ جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِنْ ذَٰلِكَ
جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَيَجْعَلْ لَكَ قُصُورًا ﴿١٠﴾ بَلْ كَذَّبُوا
بِالسَّاعَةِ ۖ وَأَعْتَدْنَا لِمَنْ كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِيرًا ﴿١١﴾

"بڑی (خیرو) برکت والا ہے وہ جس نے اتارا ہے الفرقان اپنے (محبوب) بندہ پر تاکہ وہ بن جائے سارے جہان والوں کو (غضب الٰہی سے) ڈرانے والا۔ وہ جس کے لیے حکومت ہے آسمانوں اور زمین کی اور نہیں بنایا ہے اس نے کسی کو بیٹا اور نہیں اس کا کوئی شریک سلطنت میں اور اس نے پیدا فرمایا ہے ہر چیز کو۔ پس اس نے مقرر کیا ہے ہر چیز کا ایک اندازہ۔ اور بنا رکھے ہیں انہوں نے خدائے برحق کو چھوڑ کر ایسے خدا جو پیدا نہیں کر سکتے کسی چیز کو اور وہ خود پیدا کیے گئے ہیں اور نہیں قدرت رکھتے اپنے آپ کو نقصان (سے بچانے) کی اور نہ نفع پہنچانے کی اور نہیں طاقت رکھتے کسی کو مارنے کی اور نہ زندہ کرنے کی اور نہ مرنے کے بعد جلانے کی۔ اور کہنے لگے کفار کہ نہیں یہ (قرآن) مگر محض بہتان جو گھڑ لیا ہے اس نے اور مدد کی ہے اس کی اس معاملہ میں ایک دوسری قوم نے۔ سو یہ (کہہ کر) انہوں نے بڑا ظلم کیا ہے اور سفید جھوٹ بولا ہے۔ اور کفار نے کہا یہ تو افسانے

ہیں پہلے لوگوں کے اس شخص نے لکھوایا ہے انہیں۔ پھر یہ پڑھ کر سنائے جاتے ہیں اسے ہر صبح وشام (تاکہ از بر ہوجائیں)۔ آپ فرمایئے اتارا ہے اس کو اس (خدا) نے جو جانتا ہے آسمانوں اور زمین کے سارے رازوں کو۔ واقعی وہ بہت بخشنے والا ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔ اور کفار بولے: کیا ہوا ہے اس رسول کو کہ کھانا کھاتا ہے اور چلتا پھرتا ہے بازاروں میں۔ ایسا کیوں نہ ہوا کہ اتارا جاتا اس کی طرف کوئی فرشتہ اور وہ اس کے ساتھ مل کر (لوگوں کو) ڈراتا یا (ایسا کیوں نہ ہوا) کہ اتارا جاتا اس کی طرف خزانہ یا (کم از کم) اس کا ایک باغ ہی ہوتا، کھایا کرتا اس (کی آمدنی) سے اور ان ظالموں نے (یہاں تک) کہہ دیا کہ تم پیروی نہیں کر رہے ہو مگر ایک ایسے شخص کی جس پر جادو کر دیا گیا ہے۔ ملاحظہ تو کیجئے کیسے بیان کرتے ہیں آپ کے متعلق طرح طرح کی مثالیں سو وہ (اس بے ادبی کے باعث) گمراہ ہوگئے۔ پس وہ راہ نہیں پاسکتے۔ بڑی (خیرو) برکت والا ہے اللہ تعالیٰ جو اگر چاہے تو بنا دے آپ کے لیے بہتر اس سے (یعنی ایسے) باغات رواں ہوں جن کے نیچے نہریں اور بنا دے آپ کے لیے بڑے بڑے محلات۔ بلکہ یہ تو جھٹلاتے ہیں قیامت کو۔ اور ہم نے تیار کر رکھی ہے ان کے لیے جو جھٹلاتے ہیں قیامت کو بھڑکتی ہوئی آگ۔"

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ تَبٰرَكَ برکت سے تفاعل کے وزن پر ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ یہاں الْفُرْقَانَ سے مراد قرآن حکیم ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کے حلال وحرام، اس کے شرائع اور دین کے احکام ہیں۔ اسی قرآن کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے حق اور باطل کے درمیان فرق کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی طرف سے نذیر بنا کر بھیجا تاکہ لوگوں کو اللہ کے عذاب سے ڈرائیں اور ان واقعات سے ڈرائیں جو سابقہ قوموں میں ہوئے اور اپنی مخلوق کی ہر چیز کے لیے اس کی استعداد اور صلاحیت کو بیان کیا اور اس کے لیے ایک معین مقدار بنائی۔ اٰلِهَةً سے مراد وہ بت ہیں اللہ تعالیٰ کے علاوہ جن کی عبادت کی جاتی ہے۔ خالق ورازق تو اللہ تعالیٰ ہے جبکہ یہ بت تو بنائے جاتے ہیں۔ یہ خود کسی چیز کو پیدا نہیں کرتے۔ نہ یہ نقصان پہنچاتے ہیں نہ ہی نفع۔ یہ موت، زندگی اور دوبارہ اٹھانے کے مالک نہیں۔ عرب کے مشرک کہتے ہیں یہ قرآن محض جھوٹ ہے۔ اس پر دوسرے لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی ہے۔ ان مشرکوں نے بہت ظلم کیا اور جھوٹ بولا ہے۔ اور ان مشرکوں نے کہا یہ پہلے لوگوں کے جھوٹ اور ان کی باتیں ہیں۔ کفار نے اس بات پر بھی تعجب کا اظہار کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھانا کھاتے ہیں بازاروں میں چلتے ہیں۔ ان کی طرف فرشتہ کیوں نازل نہیں کیا جو ان کے ساتھ لوگوں کو ڈراتا یا ان کے لیے خزانہ کیوں نہیں یا ان کے لیے باغ کیوں نہیں جس سے یہ اپنا رزق حاصل کرتے۔ اللہ تعالیٰ ان کا رد فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات بڑی بابرکت ہے۔ اگر وہ چاہے تو اس سے بہتر اپنے محبوب کو عطا فرماسکتی ہے جو کفار کہتے ہیں اللہ کی قسم! جو آدمی جنت میں داخل ہوگا، وہ ایسے محلات پائے گا جو نہ بوسیدہ ہونگے اور نہ ہی گریں گے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قرآن حکیم میں جہاں

بھی لفظ اِفْكٌ استعمال ہوا ہے، اس سے مراد جھوٹ ہے۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ قَوْمٌ اٰخَرُوْنَ سے مراد یہودی اور زُوْرًا سے مراد جھوٹ ہے۔(1)

امام ابن اسحاق، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ربیعہ کے بیٹے عتبہ اور شیبہ، ابوسفیان بن حرب، نضر بن حارث، ابوبختری، اسود بن مطلب، زمعہ بن اسود، ولید بن مغیرہ، ابوجہل بن ہشام، عبداللہ بن امیہ، امیہ بن خلف، عاصی بن وائل اور نبیہ بن حجاج اکٹھے ہوئے۔ انہوں نے ایک دوسرے سے کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف پیغام بھیجو، اس سے بات چیت کرو اور دلیل کے ساتھ اپنا مدعا بیان کرو تاکہ تم اس کے بارے میں اعتراض سے بری ہو جاؤ۔ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف پیغام بھیجا کہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے اکٹھے ہوئے ہیں تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ گفتگو کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا: اے محمد! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اس لیے آدمی بھیجا ہے تاکہ ہم پر کوئی اعتراض نہ رہے جو چیز تم لائے ہو۔ اگر اس سے تمہارا مقصود مال حاصل کرنا ہے تو اپنے اموال تیرے لیے جمع کیے دیتے ہیں۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شرف کے طالب ہیں تو ہم تمہیں سردار بنائے دیتے ہیں۔ اگر تو ملک چاہتا ہے تو ہم تمہیں بادشاہ بنالیتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو تم کہتے ہو مجھے اس سے کوئی غرض نہیں میں جو چیز تمہارے پاس لایا ہوں اس کے ساتھ میں تمہارے اموال کی کوئی طلب نہیں رکھتا، نہ تم میں سرداری چاہتا ہوں اور نہ ہی تمہارے اوپر حکومت چاہتا ہوں لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجا ہے، مجھ پر کتاب نازل فرمائی ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہارے لیے بشیر اور نذیر بن جاؤں، میں نے اپنے رب کا پیغام تمہیں پہنچا دیا ہے۔ میں تمہارے لیے مخلص ہوں۔ اگر تم وہ پیغام حق قبول کرلو جو میں تمہارے پاس لایا ہوں تو دنیا وآخرت تمہاری اگر تم میری دعوت کو رد کر دو تو میں اللہ کا حکم آنے تک صبر کروں گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ میرے اور تمہارے درمیان فیصلہ فرمادے۔

انہوں نے کہا اے محمد! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جو کچھ ہم نے تیرے سامنے پیش کیا ہے۔ اگر تو اسے قبول کرنے پر آمادہ نہیں تو اپنے لیے اپنے رب سے سوال کرو کہ وہ تیرے ساتھ ایک فرشتہ بھیجے جو اس امر کی تصدیق کرے جو تم کہتے ہو اور ہمیں تیری جانب سے جواب دے اپنے رب سے اپنے لیے باغات اور سونے چاندی کے محلات کا سوال کرو جو تم چاہتے ہو۔ اس بارے میں یہ چیزیں تمہیں نفع دیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بازار جاتے ہیں جس طرح ہم روزی کی تلاش میں ہوتے ہیں۔ آپ بھی تلاش کرتے ہیں تاکہ ہم آپ کی فضلیت اور اللہ کے ہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقام ومرتبہ کو پہچان سکیں۔ اگر تم رسول ہو جس طرح تمہارا خیال ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں فرمایا: میں ایسا کرنے والا نہیں نہ مجھے یہ زیبا ہے کہ اپنے رب سے ایسا سوال کروں نہ مجھے اس مقصد کے لیے مبعوث کیا گیا ہے بلکہ مجھے تو اللہ تعالیٰ نے بشیر اور نذیر بنا کر مبعوث کیا ہے اللہ تعالیٰ نے انہیں کی بات کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی: وَ قَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ..... وَ كَانَ رَبُّكَ بَصِيْرًا۝ یعنی میں نے تم میں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 215، دار احیاء التراث العربی بیروت

سے بعض کو بعض کے لیے آزمائش بنایا تاکہ تم صبر کرو۔ اگر میں چاہتا کہ میں اپنے رسول کے ساتھ دنیا بنا دوں اور اس کے باعث تم اس کی مخالفت نہ کرو گے تو میں ایسا کر دیتا۔

ابن منذر نے ابن جریج سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وَقَالَ الظّٰلِمُوْنَ سے مراد ولید بن مغیرہ اور دار ندوہ والے اس کے ساتھی ہیں۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا میں سَبِيْلًا کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وہ کوئی نکلنے کا ایسا راستہ نہیں پاتے جو انہیں ان امثال سے نکال دے جن کا اس نے تمہارے لیے کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فرمان جَنّٰتٍ تَجْرِيْ میں جنات سے مراد باغات ہیں اور قُصُوْرًا سے مراد ایسے مکانات ہیں جو پختہ بنائے گئے ہوں پتھر کا جیسا بھی مکان دیکھتے اسے قصر کہتے۔

امام واحدی اور ابن عساکر رحمہما اللہ حضرت جویبر رحمہ اللہ کے واسطہ سے ضحاک سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ جب مشرکوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فاقہ و تنگ دستی کی عار دلائی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وجہ سے غمگین ہوئے۔ حضرت جبرئیل امین حاضر ہوئے عرض کی: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رب سلام فرماتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے: وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّآ اِنَّهُمْ لَيَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَيَمْشُوْنَ فِي الْاَسْوَاقِ پھر جنتیوں کا رضوان فرشتہ حاضر ہوا۔ اس کے ساتھ نور کی ایک ٹوکری تھی جو چمک رہی تھی۔ یہ عرض کی یہ دنیا کے خزانوں کی چابیاں ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشورہ کی غرض سے جبرئیل امین کی طرف دیکھا۔ جبرئیل امین نے زمین پر ضرب لگائی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تواضع اختیار کریں۔ فرمایا اے رضوان! مجھے ان خزانوں کی ضرورت نہیں تو ندا دی گئی اپنی نظر اٹھائیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نظر اٹھائی تو آسمانوں کے دروازے عرش تک کھول دیے گئے۔ جنات عدن کو ظاہر کر دیا گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انبیاء کی منازل کو دیکھا اور انہیں پہچان لیا جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی منزل انبیاء کی منازل سے بھی بلند تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اسی پر راضی ہوں۔ علماء کی رائے یہ ہے کہ یہ آیت تَبٰرَكَ الَّذِيْٓ اِنْ شَآءَ جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِّنْ ذٰلِكَ رضوان لائے تھے۔

فریابی، ابن ابی شیبہ نے مصنف میں، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت خیثمہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا: اگر آپ چاہیں تو ہم آپ کو زمین کے ایسے خزانے اور ان کی چابیاں عطا کر دیں جو پہلے کسی نبی کو نہیں دیے گئے اور نہ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو دیے جائیں گے اور یہ چیز اس اجر میں کوئی کمی نہیں کرے گی جو اللہ تعالیٰ کے ہاں آپ کے لیے موجود ہے اور اگر آپ چاہیں تو میں اسے آپ کے لیے آخرت میں جمع کر دوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کی: اسے میرے لیے آخرت میں جمع کر دے تو اللہ تعالیٰ نے تَبٰرَكَ الَّذِيْٓ اِنْ شَآءَ آیت نازل فرمائی۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اسی اثناء میں کہ جبرئیل امین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھے عرض کی: یہ فرشتہ ہے جو آسمان سے زمین تک لٹکا ہوا ہے۔ یہ اس سے قبل زمین پر نہیں اترا اس فرشتے نے آپ کی زیارت کے لیے اپنے رب سے اجازت طلب کی ہے تو اسے اذن دیا گیا۔ ابھی تھوڑی دیر نہ گزری تھی

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الفضائل، جلد 6، صفحہ 327 (31800)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

کہ وہ فرشتہ آ گیا عرض کی السلام علیك یا رسول الله ﷺ حضور ﷺ نے فرمایا وعلیك السلام اس فرشتے نے عرض کی: اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو خبر دیتا ہے۔ اگر آپ ﷺ چاہیں تو اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو ہر شے کے خزانے اور ہر شے کی چابیاں دے دے جو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ سے قبل کسی کو عطا نہیں کیں اور نہ ہی آپ ﷺ کے بعد کسی کو عطا فرمائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے لیے جو ذخیرہ کیا ہے اس میں کمی نہیں فرمائے گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: نہیں بلکہ وہ میرے لیے ان دونوں کو آخرت میں جمع فرما دے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی: تَبٰرَكَ الَّذِیْٓ اِنْ شَآءَ جَعَلَ لَكَ خَیْرًا مِّنْ ذٰلِكَ۔

اِذَا رَاَتْهُمْ مِّنْ مَّكَانٍۭ بَعِیْدٍ سَمِعُوْا لَهَا تَغَیُّظًا وَّ زَفِیْرًا ⑫

”جب یہ آگ دیکھے گی انہیں دور سے تو وہ سنیں گے اس کا جوش مارنا اور چنگھاڑنا“۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے مِّنْ مَّكَانٍۭ بَعِیْدٍ کی مراد ایک سو سال کی مسافت نقل کی ہے۔

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت مکحول رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ بولا پس وہ اپنا ٹھکانہ جہنم کی دونوں آنکھوں کے سامنے بنالے صحابہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ کیا جہنم کی بھی کوئی آنکھ ہے؟ فرمایا ہاں، کیا تم نے اللہ تعالیٰ کو ارشاد فرماتے ہوئے نہیں سنا: اِذَا رَاَتْهُمْ مِّنْ مَّكَانٍۭ بَعِیْدٍ جہنم اپنی آنکھوں سے ہی دیکھے گی۔ (1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت خالد بن دریک رحمہ اللہ کے واسطہ سے ایک صحابی سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے میری طرف ایسی بات منسوب کی جو میں نے نہ کہی ہو یا اس نے اپنی نسبت اپنے والدین کے علاوہ کسی اور کی طرف کی یا اپنے موالی کی طرف اپنے آپ کو منسوب نہ کیا تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم کی دونوں آنکھوں کے سامنے بنالے۔ عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ کیا جہنم کی دو آنکھیں ہیں؟ فرمایا ہاں۔ کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں سنا اِذَا رَاَتْهُمْ مِّنْ مَّكَانٍۭ بَعِیْدٍ۔ (2)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی کو جہنم کی طرف گھسیٹا جا رہا ہوگا تو وہ اس کے لیے خچر جیسی آواز (یا سانس باہر) نکالے گی۔ پھر وہ ایک سانس اندر لے جائے گی تو کوئی آدمی بھی ایسا نہ ہوگا مگر ڈر جائے گا (3) بے شک جہنمی کے کانوں کی لوؤں اور اس کے دو کندھوں کے درمیان ستر سال کی مسافت ہوگی۔

بے شک جہنم میں پیپ کی وادیاں ہیں جس کو ایک پیمانہ میں ڈالا جائے گا۔ پھر اسے اس کے منہ میں انڈیل دیا جائے گا۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے عبید بن عمیر سے سَمِعُوْا لَهَا تَغَیُّظًا وَّ زَفِیْرًا کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ جہنم ایک سانس لے گی تو نہ کوئی مقرب فرشتہ اور نہ کوئی نبی مرسل رہے گا مگر اس کے کندھے اور چھاتی کا درمیانی حصہ کانپنے لگے گا، یعنی وہ بہت زیادہ خوفزدہ ہو جائیگا یہاں تک کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی اپنے گھٹنوں کے بل

1۔ مجمع الزوائد، جلد 1، صفحہ 373 (653)، دار الفکر بیروت　2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 221　3۔ ایضاً

بیٹھ جائیں گے اور عرض کریں گے اے میرے رب! میں آج تجھ سے اپنی ذات کے علاوہ کسی کے حق میں سوال نہیں کرتا۔(1)

امام ابن وہب رحمہ اللہ نے اہوال میں حضرت عطاف بن خالد سے روایت نقل کی ہے: اس روز (قیامت) جہنم لائی جائے گی، جہنم کا بعض بعض کو کھا رہا ہوگا، اسے ستر ہزار فرشتے کھینچ رہے ہوں گے۔ جب جہنم لوگوں کو دیکھے گی تو ایک سانس لے گی تو کوئی نبی اور کوئی صدیق باقی نہیں بچے گا مگر وہ اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھ جائے گا اور عرض کرے گا اے میرے رب! مجھے بچا لے اے میرے رب! مجھے بچا لے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کر رہے ہوں گے میری امت میری امت (کو بچا لے)۔

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں حضرت مغیث بن سمی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو چیز بھی پیدا کی ہے وہ جہنم کی آواز صبح و شام سنتی ہے مگر جن و انس نہیں سنتے جن کے اوپر حساب و عقاب ہوگا۔

امام آدم بن ابی ایاس رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ سے مراد ایک سو سال کی مسافت ہے۔ اس کی صورت یہ ہوگی کہ جہنم کو لایا جائے گا جسے ستر ہزار لگاموں کے ساتھ کھینچا جا رہا ہوگا اور ہر لگام کو فرشتوں نے پکڑ رکھا ہوگا۔ اگر اسے چھوڑ دیا جائے تو ہر نیک اور گناہ گار پر غالب آ جائے۔ وہ ایک سانس لے گی تو آنسوؤں کا کوئی قطرہ بھی نہیں ہوگا مگر وہ جلدی سے باہر نکل پڑے گا۔ پھر وہ دوسری دفعہ سانس لے گی تو دل اپنی جگہ چھوڑ دیں گے اور دل اوپر والی ہنسلی تک جا پہنچیں گے۔

امام ابو نعیم رحمہ اللہ نے حلیہ میں حضرت کعب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ اگلوں اور پچھلوں کو ایک جگہ جمع فرمائے گا۔ فرشتے صف در صف اتریں گے۔ اللہ تعالیٰ جبرئیل امین سے فرمائے گا جہنم کو لے آؤ۔ وہ جہنم کو لے آئیں گے۔ اسے ستر ہزار لگاموں کے ساتھ کھینچا جا رہا ہوگا یہاں تک کہ جب جہنم لوگوں سے ایک سال کی مسافت پر ہوگی تو وہ ایک سانس لے گی تو مخلوقات کے دل اڑ جائیں گے۔ پھر وہ دوبارہ سانس لے گی تو کوئی مقرب فرشتہ اور مرسل نبی نہیں ہوگا مگر اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھ جائے گا۔ پھر وہ تیسری دفعہ سانس لے گی تو دل ہنسلی کی ہڈی تک آ پہنچیں گے۔ عقلیں ماؤف ہو جائیں گی یہاں تک ہر انسان اپنے عمل کی طرف جلدی کرے گا یہاں تک کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام عرض کریں گے: میری خلت کا واسطہ آج میں تجھ سے صرف اپنی نجات کا سوال کرتا ہوں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام عرض کریں گے: مجھے جو تو نے ہم کلامی کا شرف عطا فرمایا میں اس کے وسیلہ سے صرف اپنی بخشش کا سوال کرتا ہوں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام عرض کریں گے جس شرف سے تو نے مجھے نوازا اس کے واسطہ سے میں تجھ سے اپنی ذات کے بارے میں التجا کرتا ہوں، میں حضرت مریم کے بارے میں سوال نہیں کرتا جس نے مجھے جنا ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم عرض کریں گے: میری امت میری امت، آج میں تیری بارگاہ اقدس میں اپنی ذات کے بارے میں کچھ عرض نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ جواب ارشاد فرمائے گا: خبردار! تیری امت میں سے جو میرے دوست ہیں ان پر کوئی خوف اور کوئی حزن نہیں، مجھے اپنی عزت کی قسم! میں تیری امت کے بارے میں تیری آنکھیں ٹھنڈی کروں گا۔ پھر فرشتے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کھڑے ہوں گے اور حکم کا انتظار کریں گے۔(2)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 221، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ حلیۃ الاولیاء، جلد 5، صفحہ 375، مکتبۃ الخانجی مصر

وَ اِذَاۤ اُلْقُوْا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقَرَّنِيْنَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُوْرًا ﴿۱۳﴾ لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُوْرًا وَّاحِدًا وَّ ادْعُوْا ثُبُوْرًا كَثِيْرًا ﴿۱۴﴾

''اور جب انہیں پھینکا جائے گا اس آگ میں کسی تنگ جگہ سے زنجیروں میں جکڑ کر تو پکاریں گے وہاں موت کو۔ (کہا جائے گا بد بختو!) نہ مانگو آج ایک موت بلکہ مانگو بہت سی موتیں۔''

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت یحییٰ بن ابی اسید رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول ﷺ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان وَ اِذَاۤ اُلْقُوْا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقَرَّنِيْنَ کے بارے میں پوچھا گیا۔ فرمایا مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! انہیں جہنم میں ایسے زبردستی داخل کر دیا جائے گا جیسے دیوار میں کیل داخل کر دیا جاتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ مختلف سندوں سے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابوایوب رحمہ اللہ سے وہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے وَ اِذَاۤ اُلْقُوْا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا کا یہ مفہوم نقل کرتے ہیں کہ جیسے نیزے کا پچھلا حصہ نیزے میں ہوتا ہے۔

ابن مبارک نے زہد میں، عبد بن حمید، ابن منذر، اور ابن ابی حاتم نے قتادہ کے واسطہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ ہمارے سامنے یہ بات کی گئی کہ حضرت عبداللہ کہا کرتے تھے کہ جہنم کافر پریوں تنگ ہوگی جیسے کہ زج نیزے پر تنگ ہوتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابوصالح رحمہ اللہ سے مُّقَرَّنِيْنَ کا معنی کیا: ان کے ہاتھوں کو جکڑ دیا جائے گا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ ہلاکت کو پکاریں گے اور کہیں گے واھلاکاہ، واھلکتاہ۔ ہائے ہلاکت۔ انہیں کہا جائے گا آج ایک ہلاکت کو نہ پکارو بلکہ بہت سی ہلاکتوں کو پکارو۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، اور بیہقی رحمہم اللہ نے بعث میں صحیح سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب سے پہلے ابلیس کو آگ کا حلہ پہنایا جائے گا۔ وہ اسے اپنے آبروؤں پر رکھے گا اور اسے اپنے پیچھے گھسیٹے گا جبکہ اس کی ذریت اس کے بعد ہوگی جبکہ وہ یہ پکار رہا ہوگا یاثبورا ہائے موت! اس کے پیروکار کہیں گے ہائے ان کی ہلاکت یہاں تک کہ جہنم کے پاس جا کر وہ کھڑا ہو جائے گا اور کہے گا ہائے ہلاکت اور اس کے پیروکار کہیں گے ہائے ان کی ہلاکت۔ تو انہیں کہا جائے گا لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُوْرًا وَّاحِدًا۔ (1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ثُبُوْرًا کا معنی ویل اور ہلاکت ہے۔

قُلْ اَذٰلِكَ خَيْرٌ اَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ؕ كَانَتْ لَهُمْ جَزَآءً وَّ مَصِيْرًا ﴿۱۵﴾ لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَآءُوْنَ خٰلِدِيْنَ ؕ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ وَعْدًا مَّسْـُٔوْلًا ﴿۱۶﴾

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 223، دار احیاء التراث العربی بیروت

''ان سے پوچھیے (ذرا بتاؤ) یہ بھڑکتی ہوئی آگ بہتر ہے یا دائمی جنت جس کا وعدہ پرہیز گاروں سے کیا گیا ہے۔ ہوگی یہ جنت ان کے اعمال کا صلہ اور (ان کی زندگی کا) انجام۔ ان کے لیے اس میں ہر وہ نعمت ہوگی جس کی وہ خواہش کریں گے، وہاں ہمیشہ رہیں گے، آپ کے رب کے ذمہ وعدہ ہے جس کا ایفاء لازم ہے۔''

امام ابن حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ ان کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جزا اور ٹھکانہ ہوگا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عطاء بن یسار رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ نے کہا جو آدمی فوت ہو جبکہ وہ شراب پیتا ہو تو آخرت میں اسے نہ پی سکے گا اگرچہ جنت میں داخل ہو۔ عطاء نے کہا میں نے اسے کہا اللہ تعالیٰ تو ارشاد فرماتا ہے: لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَآءُوْنَ۔ کعب نے کہا وہ اسے بھول جائے گا اور اسے یاد نہیں رہے گا۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے كَانَ عَلٰى رَبِّكَ وَعْدًا مَّسْـُٔوْلًا کا یہ معنی نقل کیا ہے: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے تم سے جو وعدہ کیا تھا اس کے بارے میں سوال کرو، تمہارے لیے اس وعدہ کو پورا کیا جائے گا۔ (1)

امام ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہما اللہ حضرت سعید بن ہلال رحمہ اللہ کے واسطہ سے وہ حضرت محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کرتے ہیں: فرشتے اس کے لیے سوال کریں گے۔ سعید نے کہا میں نے ابو حزم کو کہتے ہوئے سنا: جب قیامت کا دن ہوگا مومن کہیں گے اے ہمارے رب! ہم نے تیرے لیے عمل کیا اس حکم کی وجہ سے جو تو نے ہمیں دیا، اب تو نے ہم سے جو وعدہ کیا ہے اسے پورا کردے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان وَعْدًا مَّسْـُٔوْلًا کا یہی مفہوم ہے۔

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَقُوْلُ ءَاَنْتُمْ اَضْلَلْتُمْ عِبَادِيْ هٰٓؤُلَآءِ اَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِيْلَ ﴿۱۷﴾ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ مَا كَانَ يَنْۢبَغِيْ لَنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ مِنْ دُوْنِكَ مِنْ اَوْلِيَآءَ وَلٰكِنْ مَّتَّعْتَهُمْ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى نَسُوا الذِّكْرَ ۚ وَكَانُوْا قَوْمًۢا بُوْرًا ﴿۱۸﴾ فَقَدْ كَذَّبُوْكُمْ بِمَا تَقُوْلُوْنَ ۙ فَمَا تَسْتَطِيْعُوْنَ صَرْفًا وَّلَا نَصْرًا ۚ وَمَنْ يَّظْلِمْ مِّنْكُمْ نُذِقْهُ عَذَابًا كَبِيْرًا ﴿۱۹﴾

''اور جس روز (محشر میں) اللہ انہیں اکٹھا کرے گا اور ان (باطل خداؤں) کو جنہیں یہ پوجتے ہیں اللہ کے سوا تو اللہ تعالیٰ پوچھے گا (ان معبودوں سے) کیا تم نے گمراہ کیا میرے ان بندوں کو یا وہ خود ہی سیدھی راہ سے بھٹک گئے تھے؟ وہ کہیں گے تو پاک ہے (ہر عیب سے) ہمیں یہ بات زیبا نہ تھی کہ ہم بناتے تیرے سوا کسی غیر کو دوست لیکن تو نے آرام و آسائش عطا کی انہیں اور ان کے آباء کو یہاں تک کہ انہوں نے بھلا دیا تیری یاد کو اور (یوں) وہ لوگ تباہ و برباد ہوگئے۔ (اے کفار!) تمہارے معبودوں نے تمہیں جھٹلا دیا جو تم کہتے ہو، پس اب نہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 223، دار احیاء التراث العربی بیروت

تم اپنے سے عذاب کو پھیر سکتے ہو اور نہ تمہاری مدد کی جائے گی۔ اور جس نے ظلم کیا تم میں سے تو ہم چکھائیں گے اسے عذاب بڑا"۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے فَيَقُوْلُ ءَاَنْتُمْ اَضْلَلْتُمْ عِبَادِيْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت عزیر اور ملائکہ سے یہ سوال پوچھا جائے گا۔(1)

امام حاکم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن غنم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان مَا كَانَ يَنْۢبَغِيْ لَنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ مِنْ دُوْنِكَ مِنْ اَوْلِيَآءَ کے بارے میں پوچھا کہ یہ نَتَّخِذَ ہے یا نُتَّخَذَ ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: میں نے نبی کریم ﷺ سے نون کے نصب کے ساتھ سنا ہے، میں نے ان سے الٓمّٓ ۚ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ۙ (الروم) کے بارے میں پوچھا کہ غُلِبَتِ معروف کا صیغہ ہے یا مجہول کا؟ تو انہوں نے کہا مجھے رسول اللہ ﷺ نے غُلِبَتِ الرُّوْمُ پڑھایا ہے۔(2)

امام سعید بن منصور اور عبد بن حمید نے ضحاک سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے حضرت علقمہ کے پاس مَا كَانَ يَنْۢبَغِيْ لَنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ مِنْ دُوْنِكَ کی قرأت کی اور نتخذ کو مجہول کا صیغہ پڑھا تو حضرت علقمہ نے کہا: یہ معروف کا صیغہ ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اسے مجہول کا صیغہ پڑھتے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے قَالُوْا سُبْحٰنَكَ مَا كَانَ يَنْۢبَغِيْ لَنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ مِنْ دُوْنِكَ مِنْ اَوْلِيَآءَ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ ان کا قول ہے جن کی عبادت کی جاتی تھی اور کہا بورا کا معنی تباہ ہونے والا کیونکہ کبھی بھی کوئی قوم کو نہ بھولی مگر وہ تباہ و برباد ہو گئی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بُوْرًا کا معنی ہلاک ہونے والا نقل کیا ہے۔

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عرض کی کہ مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان قَوْمًۢا بُوْرًا کے بارے میں بتایئے تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: عمان کی لغت کے مطابق اس کا معنی ہلاک ہونے والا ہے۔ عمان یمن سے تعلق رکھتے تھے۔ حضرت نافع رحمہ اللہ نے عرض کی کیا عرب اس معنی کو جانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے شاعر کا قول نہیں سنا جبکہ وہ کہتا ہے:

فَلَا تَكْفُرُوْا مَا قَدْ صَنَعْنَا اِلَيْكُمْ　　وَكَافِرْ بِهٖ فَالْكُفْرُ بُوْرٌ لِّصَانِعِهٖ۔

"جو کچھ ہم نے تمہارے ساتھ کیا ہے اس کی ناشکری نہ کرو۔ بے شک ناشکری نیکی کرنے والے کے لیے ہلاکت ہے"۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بُوْرًا عمان کی زبان کا لفظ ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے اس کا معنی سخت دل روایت کیا ہے جن میں کوئی بھلائی نہیں۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے بُوْرًا کا معنی ہلاک ہونے والی نقل

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 224　　2۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 270 (2972)، دار الکتب العلمیہ بیروت

کیا ہے اور فَقَدۡ كَذَّبُوۡكُمۡ بِمَا تَقُوۡلُوۡنَ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے فرماتا ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام،
حضرت عزیز علیہ السلام اور ملائکہ کی عبادت کرتے تھے۔ تو انہوں نے کہا اے اللہ! تو پاک ہے، ان لوگوں کے سوا تو ہی ہمارا پروردگا
رہے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت عزیز علیہ السلام اور ملائکہ کے بارے میں جو کچھ تم کہتے تھے انہوں نے تمہاری تکذیب
کردی جبکہ انہوں نے مشرکوں کو جھٹلایا، مشرک نہ عذاب کو دور کرنے کی استعداد رکھتے ہیں اور نہ ہی اپنی مدد کر سکتے ہیں۔(1)

امام ابن ابی حاتم نے وہب بن منبہ سے روایت نقل کی ہے: میں نے بہتر کتابیں پڑھیں جو آسمانوں سے نازل ہوئیں۔
میں نے کوئی ایسی کتاب نہیں سنی جس میں قرآن سے بڑھ کر ظلم پر عتاب کیا گیا ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ
اس امت کا فتنہ ظلم میں ہوگا۔ جہاں تک دوسری کتابیں ہیں ان میں زیادہ عتاب شرک اور بت پرستی کے بارے میں ہے۔

عبدالرزاق اور ابن جریر نے حضرت حسن بصری سے وَمَنۡ يَّظۡلِمۡ مِّنۡكُمۡ کا یہ معنی نقل کیا ہے: تم میں سے جو مشرک ہیں۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے اسکا یہ معنی نقل کیا ہے: تم میں سے جو شرک کرے۔(3)

وَمَاۤ اَرۡسَلۡنَا قَبۡلَكَ مِنَ الۡمُرۡسَلِيۡنَ اِلَّاۤ اِنَّهُمۡ لَيَاۡكُلُوۡنَ الطَّعَامَ وَ يَمۡشُوۡنَ فِى الۡاَسۡوَاقِ ؕ وَجَعَلۡنَا بَعۡضَكُمۡ لِبَعۡضٍ فِتۡنَةً ؕ اَتَصۡبِرُوۡنَ ۚ وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيۡرًا ۝۲۰

"اور نہیں بھیجے ہم نے آپ سے پہلے رسول مگر وہ سب کھانا کھایا کرتے اور چلا پھرا کرتے بازاروں میں اور ہم
نے بنادیا تمہیں ایک دوسرے کے لیے آزمائش کیا۔ تم (اس آزمائش میں) صبر کرو گے؟ اور آپ کا رب سب
کچھ دیکھ رہا ہے۔"

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے
قبل بھی رسول کھانا کھاتے اور بازاروں میں چلا کرتے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے "شعب" میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے
روایت نقل کی ہے: فقیر کہتا ہے اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو اللہ تعالیٰ مجھے فلاں کی طرح غنی بنا دیتا، بیمار کہتا ہے اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو
فلاں آدمی کی طرح مجھے صحت مند بنا دیتا، نابینا کہتا ہے اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو فلاں آدمی کی طرح مجھے بینا بنا دیتا۔(4)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے فِتۡنَةً کا معنی دنیا میں باہم فضیلت، قدرت اور قہر لیا ہے۔

ابن جریر اور ابن منذر نے ابن جریج سے فِتۡنَةً کا معنی یہ نقل کیا ہے کہ ایک پر رزق کو تنگ کر دیتا ہے اور دوسرے پر رزق

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 225,27,28، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 452 (2081)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 227
4۔ شعب الایمان، باب فی الصبر علی المصائب، جلد 7، صفحہ 219 (10072)، دار الکتب العلمیہ بیروت

کو وسیع کر دیتا ہے۔ میرے رب نے مجھے وہ عطا نہیں کیا جو اللہ تعالیٰ نے فلاں کو عطا کیا ہے۔ کسی انسان کو تکلیف میں مبتلا کرتا ہے تو وہ کہتا ہے اللہ تعالیٰ نے مجھے فلاں آدمی کی طرح تندرست نہیں کیا، اس قسم کی آزمائشوں میں اسے ڈالا جاتا ہے تاکہ یہ معلوم ہو کہ کون صبر کرتا ہے اور کون جزع فزع کرتا ہے؟ اللہ تعالیٰ صبر کرنے والے اور جزع فزع کرنے والے کو جانتا ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں: اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو تمام کو غنی کر دیتا، تم میں کوئی بھی فقیر نہ ہوتا۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو تم سب کو فقیر بنا دیتا، تم میں سے کوئی بھی امیر نہ ہوتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ تم میں سے بعض کو بعض کے ساتھ آزماتا ہے۔

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے نوادر الاصول میں حضرت رفاعہ بن رافع زرقی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ ہمارے غلاموں کے بارے میں آپکی کیا رائے ہے؟ یہ مسلمان لوگ ہیں، یہ ہمارے ساتھ نمازیں پڑھتے ہیں، ہمارے ساتھ روزے رکھتے ہیں، کیا ہم انہیں مار سکتے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان کے گناہوں اور ان کو دی جانے والی سزاؤں کا وزن کیا جائے گا۔ اگر تمہاری سزائیں ان کے گناہوں سے زیادہ ہوں گی تو تم سے لے کر انہیں دیا جائے گا۔ عرض کی ہم انہیں جو گالیاں دیتے ہیں اس کے بارے میں ہمیں بتائیں؟ فرمایا ان کے گناہوں اور تم انہیں جو اذیت دیتے ہو اس کا وزن کیا جائے گا، اگر تمہاری اذیتیں زیادہ ہوئیں تو تم سے لے کر انہیں اجر دے دیا جائے گا۔ اس آدمی نے عرض کی: میں کسی ایسے دشمن کے بارے میں نہیں سنتا جو ان غلاموں سے بڑھ کر میرے قریب ہو۔ تو رسول اللہ ﷺ نے وَ جَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً کی تلاوت کی۔ اس آدمی نے عرض کی یارسول اللہ! ﷺ میں اپنے بچے کو مارتا ہوں۔ اس بارے میں مجھے بتایئے حضور ﷺ نے فرمایا: تیری اولاد کے بارے میں تجھ پر کوئی تہمت نہ ہوگی، تاہم اپنے آپ کو اس حال میں خوش نہ کر کہ خود سیر ہو اور وہ بچہ بھوکا رہے اور نہ ہی خود پہن اور وہ ننگے رہیں۔(2)

وَ قَالَ الَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا لَوْ لَاۤ اُنْزِلَ عَلَیْنَا الْمَلٰٓىِٕكَةُ اَوْ نَرٰی رَبَّنَا ؕ لَقَدِ اسْتَكْبَرُوْا فِیْۤ اَنْفُسِهِمْ وَ عَتَوْ عُتُوًّا كَبِیْرًا ﴿۲۱﴾

"اور کہا ان لوگوں نے جو امید نہیں رکھتے تھے ہم سے ملنے کی کہ کیوں نہ اتارے گئے ہم پر فرشتے یا ہم دیکھ لیتے اپنے رب کو، وہ اپنے آپ کو بہت بڑا سمجھنے لگے تھے اپنے دلوں میں اور انہوں نے حد سے بڑھ کر سرکشی کی۔"

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے وَ قَالَ الَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا کی یہ تفسیر نقل کی ہے: یہ قریش کے کفار کا قول تھا، یعنی وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری کی امید نہیں رکھتے تھے۔ وہ یہ بھی کہتے کہ ہم پر فرشتے کیوں نازل نہیں کیے جاتے یا ہم اپنے رب کو خود دیکھتے اور وہ ہمیں بتاتے کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عبید بن عمیر رحمہ اللہ سے لَا یَرْجُوْنَ کا معنی وہ سوال نہیں کرتے نقل کیا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 230، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ نوادر الاصول، باب فی حد التادیب فی الممالیک، صفحہ 20، دار صادر بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 5

امام ابن ابی حاتم نے قتادہ سے لَوْلَاۤ اُنْزِلَ عَلَیْنَا الْمَلٰٓىِٕكَةُ کا یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ ہم فرشتوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن عباس سے وَعَتَوْ عُتُوًّا كَبِیْرًا کا یہ معنی نقل کیا ہے: انہوں نے کفر میں سختی کی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ قرآن حکیم میں عُتُوٌّ سے مراد تکبر ہے۔

یَوْمَ یَرَوْنَ الْمَلٰٓىِٕكَةَ لَا بُشْرٰى یَوْمَىِٕذٍ لِّلْمُجْرِمِیْنَ وَ یَقُوْلُوْنَ حِجْرًا مَّحْجُوْرًا ﴿۲۲﴾

''جس روز وہ دیکھیں گے فرشتوں کو تو کوئی خوشی کی بات نہ ہوگی اس روز مجرموں کے لیے اور فرشتے کہیں گے تمہارے لیے (جنت کا داخلہ) قطعاً حرام ہے۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ یہاں یَوْمَ سے مراد یوم قیامت ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عطیہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو مومن کو بشارت دی جائے گی۔ جب کفار یہ منظر دیکھیں گے تو فرشتوں سے عرض کریں گے: ہمیں بھی خوشخبری دو۔ تو فرشتے کہیں گے حِجْرًا مَّحْجُوْرًا یعنی یہ چیز قطعی حرام ہے کہ ہم تمہیں بشارت دیں۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے حِجْرًا مَّحْجُوْرًا کا یہ معنی عوذا معاذاً روایت کیا ہے۔ ایک روایت کے الفاظ یوں ہیں، یہ بات قطعاً حرام ہے کہ آج مومنین کے سوا کسی اور کے لیے بشارت ہو۔

عبد بن حمید اور ابن جریر نے قتادہ سے روایت کیا ہے کہ ملائکہ کہیں گے کفار پر قیامت کے دن بشارت قطعاً حرام ہے۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ فرشتے کہیں گے کفار پر اس وقت بشارت قطعاً حرام ہے جب تم ہمیں دیکھو گے۔(2)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عطیہ عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حِجْرًا مَّحْجُوْرًا کا معنی قطعی حرام ہے یعنی یہ چیز قطعی حرام ہے کہ ہم تمہیں ایسی خوشخبری دیں جیسی خوشخبری ہم متقین کو دیتے ہیں۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت حسن بصری اور حضرت قتادہ رحمہما اللہ سے حِجْرًا مَّحْجُوْرًا کے متعلق یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ ایک ایسا کلمہ ہے جسے عرب بولتے ہیں جب کسی آدمی پر مصیبت نازل ہوتی تو وہ کہتا حِجْرًا مَّحْجُوْرًا یعنی قطعی حرام۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: جب عورت ناپسندیدہ چیز دیکھتی تو وہ کہتی حِجْرٌ مِّنْ ھٰذَا۔ یعنی اس سے پناہ۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 6، دار احیاء التراث العربی بیروت　2۔ ایضاً

3۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 453 (2082)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن ابی حاتم نے آیت کی تفسیر میں حضرت ضحاک سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب قیامت کے زلزلے برپا ہوں گے اور اس کے زلزلوں میں سے ایک یہ ہوگا کہ آسمان پھٹ جائے گا، اس روز وہ کمزور ہوگا جبکہ فرشتے اس کی اطراف میں ہوں گے۔ ہر شے اپنی وسعت کے باوجود پھٹ جائے گی۔ یہ پھٹنے کا سلسلہ آسمان سے شروع ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان اسی کے متعلق ہے: فرشتے کہیں گے اے مجرمو! یہ امر تمہارے لیے قطعی حرام ہے کہ جب تم ہمیں دیکھو گے تو تمہارے لیے بشارت ہو۔

وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا ﴿۲۳﴾

''اور ہم متوجہ ہوں گے ان کے کاموں کی طرف اور انہیں گرد وغبار بنا کر اڑا دیں گے۔''

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے دنیا میں جو بھلائی کے کام کیے مگر انہیں قبولیت حاصل نہ ہوئی ان کی طرف متوجہ ہوں گے۔ (1)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے هَبَآءً مَّنْثُوْرًا کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ هَبَآءً سے مراد سورج کی وہ شعاع ہے جو سوراخ سے نکلتی ہے۔

امام عبد الرزاق، فریابی، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ هَبَآءً سے مراد غبار والی ہوا ہے، جو پھیلتی ہے پھر ختم ہو جاتی ہے اور اس سے کوئی چیز باقی نہیں رہتی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اعمال کو بھی اسی طرح کر دیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ هَبَآءً سے مراد وہ چیز ہے جو آگ سے اڑتی ہے۔ جب آگ بھڑکتی ہے تو اس سے شرارے اڑتے ہیں۔ جب وہ شرارہ زمین پر گرتا ہے تو کچھ بھی نہیں ہوتا۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس سے هَبَآءً مَّنْثُوْرًا کا یہ معنی نقل کیا ہے: وہ پانی جو بہا دیا جائے۔ (2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری سے یہ تفسیری قول نقل کیا ہے کہ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا سے مراد وہ شعاع ہے جو روشن دان یا چھوٹے سوراخ سے آتی ہے اگر تو اس کو پکڑنا چاہے تو تو اس کی طاقت نہ رکھے۔ (3)

ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے مجاہد سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ سوراخ سے آنے والی سورج کی شعاع۔ (4)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے معنی نقل کیا ہے: سورج کی وہ شعاع جو سوراخ سے نکل کر آتی ہے۔ (5)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو مالک اور عامر رحمہما اللہ سے هَبَآءً مَّنْثُوْرًا کا معنی سورج کی شعاع نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے اس کا معنی غبار نقل کیا ہے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس کا یہ معنی نقل

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 8، دار احیاء التراث العربی بیروت   2۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 9   3۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 8
4۔ ایضاً   5۔ ایضاً

کیا ہے کہ اس سے مراد درخت کے وہ چھوٹے چھوٹے ذرات ہیں جنہیں ہوائیں اڑاتی ہیں۔ (1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت معلّٰی بن عبیدہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ هَبَآءً سے مراد راکھ ہے۔

امام سمویہ نے فوائد میں حضرت سالم جو حضرت ابوحذیفہ کے غلام ہیں سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے روز ایک قوم لائی جائے گی جن کی نیکیاں تہامہ پہاڑ جتنی ہوں گی۔ جب انہیں لایا جائے گا تو اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کو هَبَآءً بنادے گا۔ پھر انہیں جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ حضرت سالم نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان! کیا ہمارا اس قوم سے تعلق ہے؟ فرمایا وہ لوگ نمازیں پڑھتے تھے، روزے رکھتے تھے اور رات کا کچھ حصہ سوتے تھے لیکن جب ان پر کوئی حرام چیز پیش کی جاتی تو اس پر جھپٹ پڑتے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے اعمال کو باطل کر دیا۔

اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مُّسْتَقَرًّا وَّ اَحْسَنُ مَقِيْلًا ﴿۲۴﴾

''اہل جنت کا اس دن بہت اچھا ٹھکانا ہوگا اور دوپہر گزارنے کی جگہ بڑی آرام دہ ہوگی۔''

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ سے خَيْرٌ مُّسْتَقَرًّا وَّ اَحْسَنُ مَقِيْلًا کا یہ معنی نقل کیا ہے: بہترین منزل اور عمدہ ٹھکانہ۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے مَقِيْلًا کا معنی لوٹنے کی جگہ نقل کیا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ جنت کے بالا خانوں میں اس کا ٹھکانہ ہوگا، ان کا حساب ان کے رب کے حضور ایک دفعہ پیش کیا جائے گا اور یہ آسان حساب ہے۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ ﴿۷﴾ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا ﴿۸﴾ وَّ يَنْقَلِبُ اِلٰۤى اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ﴿۹﴾ (انشقاق) (2)

امام ابن مبارک نے ''زہد'' میں، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ قیامت کے روز دن نصف النہار تک نہیں پہنچے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان کی طرف متوجہ ہوگا۔ پھر یہ آیات تلاوت کیں اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مُّسْتَقَرًّا وَّ اَحْسَنُ مَقِيْلًا، ثُمَّ اِنَّ مَقِيْلَهُمْ لَاِلَى الْجَحِيْمِ۔ (3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے: چاشت کا وقت ہوگا تو اولیاء اللہ پلنگوں پر حوروں کے ساتھ قیلولہ کر رہے ہونگے اور اللہ کے دشمن شیاطین کے ساتھ جکڑے ہوئے ہونگے۔

امام ابن مبارک، سعید بن منصور، ابن جریر، ابن منذر، اور ابونعیم رحمہم اللہ نے حلیہ میں حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ لوگوں کا خیال تھا کہ اللہ تعالیٰ دیر تک لوگوں کے حساب سے فارغ ہو جائے گا۔ جنتی جنت میں قیلولہ کریں گے اور جہنمی جہنم میں قیلولہ کریں گے۔ اس آیت کریمہ کا یہی مفہوم ہے۔ (4)

امام ابن جریر نے حضرت سعید بن صواف رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی کہ قیامت کا دن مومن پر مختصر

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 9، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً
3۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 437 (3516)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 9

ہوگا یہاں تک کہ اتنے وقت کا ہوگا جتنا عصر اور مغرب کے درمیان کا وقت ہوتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ لوگوں کے حساب سے فارغ ہوگا تو جنتی جنت کے باغوں میں قیلولہ کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی مفہوم ہے۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس کا معنی بہترین جائے پناہ اور منزل نقل کیا ہے۔ قتادہ نے کہا صفوان بن محرز نے بیان کیا ہے کہ قیامت کے روز دو آدمیوں کو لایا جائے گا۔ ان میں سے ایک دنیا میں بادشاہ تھا۔ اس کا محاسبہ ہوگا۔ وہ ایسا بندہ ہوگا جس نے کوئی بھلائی کا کام نہ کیا ہوگا۔ تو اسے جہنم میں ڈالنے کا حکم ہوگا۔ دوسرا وہ ہوگا جس کے پاس دنیا میں صرف ایک چادر تھی۔ اس کا حساب لیا جائے گا۔ وہ بندہ عرض کرے گا اے میرے رب! تو نے مجھے کوئی چیز عطا ہی نہیں کی کہ تو میرا اس بارے میں کوئی حساب لے۔ تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا: میرے بندے نے سچی بات کی، اسے چھوڑ دو۔ تو اسے جنت میں لے جانے کا حکم ہوگا۔ پھر جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ چاہے گا انہیں یوں ہی رہنے دیا جائے گا۔ پھر جہنمی کو بلایا جائے گا تو وہ سیاہ کوئلہ کی طرح ہوگا۔ اسے کہا جائے گا تو نے اپنے آرام کی جگہ کو کیسے پایا؟ تو وہ عرض کرے گا آرام کرنے کی جگہ بہت بری ہے۔ اسے کہا جائے گا واپس اپنی جگہ لوٹ جا۔ پھر جنتی کو بلایا جائے گا تو وہ ایسے ہوگا جیسے چودھویں رات کا چاند ہو۔ اسے کہا جائے گا تو نے اپنے قیلولہ کی جگہ کو کیسے پایا۔ تو وہ عرض کرے گا میرے آرام کرنے کی بہترین جگہ ہے۔ تو اسے کہا جائے گا اپنی جگہ واپس چلا جا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں اس گھڑی کو جانتا ہوں جس میں جنتی جنت میں داخل ہوں گے اور جہنمی جہنم میں داخل ہوں گے۔ یہ وہ گھڑی ہوگی جو نصف النہار کی گھڑی ہے۔ جب لوگ قیلولہ کے لیے اپنے گھر والوں کی طرف لوٹتے ہیں، جہنمی جہنم کی طرف چلے جائیں گے اور جنتیوں کو جنت کی طرف لے جایا جائے گا۔ ان کا قیلولہ جنت میں ہوگا۔ انہیں مچھلی کا دل کھلایا جائے گا تو سب سیر ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی مطلب ہے۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے قیامت کے دن کے بارے میں پوچھا گیا کیا یہ دنیا کا دن ہوگا یا آخرت کا؟ فرمایا اس کا پہلا حصہ اس دنیا کے دن سے اور آخری آخرت سے ہوگا۔(2)

وَ يَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ وَ نُزِّلَ الْمَلٰٓئِكَةُ تَنْزِيْلًا ﴿٢٥﴾ اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذِ الْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ ؕ وَ كَانَ يَوْمًا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ عَسِيْرًا ﴿٢٦﴾

"اور یاد کرو جس روز پھٹ جائے گا آسمان اور بادل نمودار ہوگا اور اتارے جائیں گے فرشتے گروہ در گروہ۔ اس دن سچی بادشاہی (خداوند) رحمٰن کی ہوگی اور وہ دن کافروں کے لیے بڑا مشکل ہوگا"

امام عبد بن حمید، ابن ابی الدنیا نے "الاھوال" میں، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اس آیت وَ يَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ وَ نُزِّلَ الْمَلٰٓئِكَةُ تَنْزِيْلًا کی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 10، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 41، صفحہ 100، دار الفکر بیروت

تلاوت فرمائی۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز تمام مخلوق کو ایک میدان میں جمع فرمائے گا یعنی جنوں، انسانوں، چوپاؤں، درندوں، پرندوں اور تمام مخلوقات کو جمع فرمائے گا۔ آسمان دنیا پھٹ جائے گا۔ اس کے مکین زمین پر اتریں گے۔ ان کی تعداد زمین کے جنوں، انسانوں اور تمام مخلوقات سے بڑھ کر ہوگی۔ وہ جنوں انسانوں اور دوسری تمام مخلوقات کو گھیر لیں گے۔ اہل زمین کہیں گے کیا تم میں ہمارا رب ہے تو وہ کہیں گے نہیں۔

پھر دوسرا آسمان پھٹ جائے گا۔ اس کے مکین اتریں گے جبکہ ان کی تعداد آسمان دنیا کے رہنے والوں، جنوں انسانوں اور تمام مخلوقات سے زیادہ ہوگی۔ یہ دوسرے آسمان والے ان فرشتوں کو جو ان سے پہلے اترے تھے جنوں، انسانوں اور تمام مخلوقات کو گھیر لیں گے۔

پھر تیسرے آسمان والے اتریں گے۔ یہ پہلے اترنے والے فرشتوں، جنوں، انسانوں اور تمام مخلوقات کو گھیر لیں گے۔

پھر چوتھے آسمان والے اتریں گے۔ ان کی تعداد تیسرے، دوسرے، پہلے اور اہل زمین کو گھیر لیں گے۔ پھر پانچویں آسمان والے اتریں گے۔ ان کی تعداد پہلوں سے بڑھ کر ہوگی۔ پھر چھٹے آسمان والے اور ساتویں آسمان والے ایسے ہی ہوں گے۔ ان کی تعداد اہل آسمان اور اہل زمین سے بڑھ کر ہوگی۔ پھر ہمارا رب بادل کے سائے میں جلوہ افروز ہوگا جبکہ اس کے اردگرد کروبین ہوں گے۔ ان کی تعداد ساتویں آسمان کے فرشتوں، انسانوں جنوں اور تمام مخلوقات سے بڑھ کر ہوگی۔ یہ عرش کے اٹھانے والے ہیں۔ ان کی تسبیح تحمید اور اللہ تعالیٰ کی تقدیس کا غلغلہ برپا ہوگا۔ ان کے قدم کی پستی سے ٹخنے تک پانچ سو سال کی مسافت، ٹخنے سے گھٹنے تک پانچ سو سال کی مسافت، گھٹنے سے ران تک پانچ سو سال کی مسافت، ران سے ہنسلی کی ہڈی تک پانچ سو سال کی مسافت، ہنسلی کی ہڈی سے بالی کی جگہ تک پانچ سو سال کی مسافت ہوگی۔ اس سے اوپر پانچ سو سال کی مسافت ہوگی۔ (1)

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے ضحاک سے اسکا یہ معنی نقل کیا ہے: اس سے مراد آسمان کا ٹکڑے ٹکڑے کرنا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس آیت کا بھی وہی معنی ہے جو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا معنی ہے فِیۡ ظُلَلٍ مِّنَ الۡغَمَامِ (البقرہ: 210) قیامت کے روز جس میں اللہ تعالیٰ آئے گا۔ (2)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے آیت کی تفسیر میں حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: وہ بادل کی صورت پھٹ جائے گا جس میں اللہ تعالیٰ نزول اجلال فرمائیں گے۔ اس بادل کے بارے میں لوگوں کا گمان ہے کہ وہ جنت میں نمودار ہوگا۔

وَ یَوۡمَ یَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰی یَدَیۡہِ یَقُوۡلُ یٰلَیۡتَنِی اتَّخَذۡتُ مَعَ الرَّسُوۡلِ سَبِیۡلًا ﴿۲۷﴾ یٰوَیۡلَتٰی لَیۡتَنِیۡ لَمۡ اَتَّخِذۡ فُلَانًا خَلِیۡلًا ﴿۲۸﴾ لَقَدۡ اَضَلَّنِیۡ عَنِ الذِّکۡرِ بَعۡدَ اِذۡ جَآءَنِیۡ ؕ وَ کَانَ الشَّیۡطٰنُ لِلۡاِنۡسَانِ خَذُوۡلًا ﴿۲۹﴾ وَ قَالَ

1۔ مستدرک حاکم، کتاب الاہوال، جلد 4، صفحہ 613 (8699)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 11

الرَّسُوْلُ یٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ﴿۳۰﴾ وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِیٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِیْنَ ؕ وَ كَفٰى بِرَبِّكَ هَادِیًا وَّ نَصِیْرًا ﴿۳۱﴾

''اوراس روز ظالم (فرط ندامت سے) کاٹے گا اپنے ہاتھوں کو (اور) کہے گا کاش! میں نے اختیار کیا ہوتا رسول (مکرم) کی معیت میں (نجات کا) راستہ۔ہائے افسوس! کاش نہ بنایا ہوتا میں نے فلاں کو اپنا دوست۔واقعی اس نے بہکا دیا مجھے اس قرآن سے اس کے میرے پاس آجانے کے بعد اور شیطان تو ہمیشہ سے انسان کو (مشکل کے وقت) بے یار و مددگار چھوڑ نے والا ہے۔اور رسول عرض کرے گا میرے رب! بلاشبہ میری قوم نے اس قرآن کو بالکل نظر انداز کر دیا ہے۔اور اے حبیب! اسی طرح ہم نے بنائے ہر نبی کے لیے دشمن جرائم پیشہ لوگوں سے اور کافی ہے آپ کا رب (آپ کے لیے) منزل مقصود تک پہنچانے والا اور مدد فرمانے والا''۔

امام ابن مردویہ اور ابو نعیم رحمہما اللہ نے دلائل میں صحیح سند کے ساتھ حضرت سعید بن جبیر کے واسطہ سے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ابی معیط (1) مکہ مکرمہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھا کرتا تھا۔کوئی اذیت نہیں دیا کرتا تھا۔وہ ایک بردبار آدمی تھا۔دوسرے قریشی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھتے تو اذیتیں دیا کرتے تھے۔ابو معیط کا ایک دوست تھا جو موجود نہیں تھا اور شام میں رہتا تھا۔قریش نے کہا کہ ابو معیط بے دین ہو گیا ہے۔اس کا دوست رات کو شام سے واپس آیا۔اس نے بیوی سے پوچھا محمد صلی اللہ علیہ وسلم جس حالت پر تھے اس کی وجہ سے ان کے ساتھ کیا کیا گیا۔عورت نے جواب دیا وہ تو پہلے سے بھی زیادہ مضبوط ہے۔اس نے کہا کہ میرے دوست ابو معیط نے کیا کیا بیوی نے جواب دیا کہ وہ تو بے دین ہو گیا ہے۔اس نے بڑی تکلیف کی حالت میں رات گزاری۔جب صبح ہوئی تو ابو معیط اس کے پاس گیا اور سلام کیا۔دوست نے اسے سلام کا جواب نہ دیا۔ابو معیط نے کہا کیوں کیا وجہ ہے تو مجھے سلام کا جواب نہیں دیتا؟ دوست نے کہا میں تجھے سلام کا جواب کیسے دوں جبکہ تو صابی ہو گیا ہے۔ابو معیط نے کہا کیا قریش نے ایسا ہی کہا ہے؟ دوست نے کہا ہاں۔ابو معیط نے کہا میرا کون سا عمل ان کے سینوں سے میری ناراضگی دور کرے گا؟ دوست نے کہا ہم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں جاتے ہیں، تم ان کے چہرے پر تھوکنا اور جتنی بری گالی تو جانتا ہے وہ اسے دینا اس نے ایسا ہی کیا۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چہرے سے اس تھوک کو صاف کیا۔مزید کچھ نہ کہا۔پھر اس کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا اگر میں نے تجھے مکہ مکرمہ سے باہر دیکھا تو انتقام میں تیری گردن اڑا دوں گا۔

جب غزوۂ بدر کا موقع آیا، اس کے ساتھی جنگ کے ارادہ سے نکلے تو اس نے قریش مکہ کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا۔اس کے ساتھیوں نے کہا ہمارے ساتھ چلو، اس نے جواب دیا اس آدمی (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) نے مجھے دھمکی دی تھی کہ اگر اس نے مکہ مکرمہ کے پہاڑوں سے باہر اسے پایا تو انتقام میں اس کی گردن اڑا دے گا۔ساتھیوں نے کہا تیرے پاس سرخ اونٹ ہے تو پکڑائی نہیں دے گا۔اگر شکست ہوئی تو اس پر تیز تر ہو جانا۔وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ چل پڑا۔جب اللہ تعالیٰ نے

1 درمنثور میں تو ابو معیط کا ہی نام ہے۔تاہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جس آدمی کا نام آتا ہے وہ عقبہ بن ابی معیط ہے، بغوی میں اسی کی وضاحت بعد والی روایات بھی اس کی تائید کرتی ہیں۔(مترجم)

مشرکوں کو شکست دے دی تو اس کے اونٹ نے اسے کیچڑ والی زمین میں گرا دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ستر قیدیوں میں پکڑ لیا۔ ابو معیط آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، عرض کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان قیدیوں میں سے مجھے قتل کریں گے؟ فرمایا ہاں اس کے بدلے میں جو تو نے تھوکا تھا۔ تو اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل کیا۔

امام ابو نعیم رحمہ اللہ حضرت قلبی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ عقبہ بن ابی معیط سفر سے واپس آتا تو کھانا پکاتا اور تمام اہل مکہ کو دعوت دیتا۔ وہ اکثر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس کرتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو اسے پسند آتی۔ بدبختی اس پر غالب آ گئی۔ ایک روز وہ سفر سے واپس آیا۔ اس نے کھانا بنایا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانے کی دعوت دی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تیرا کھانا اس وقت تک نہیں کھاؤں گا جب تک تو اس بات کی گواہی نہ دے دے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ تو عقبہ نے کہا اے بھتیجے! کھانا کھائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اس وقت تک نہیں کھاؤں گا۔ جب تک تو یہ نہ کہے گا عقبہ نے گواہی دی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا کھانا کھایا۔

یہ خبر ابی بن خلف کو پہنچی۔ وہ عقبہ کے پاس آیا، پوچھا اے عقبہ! تو بے دین ہو گیا جبکہ یہ اس کا قریبی دوست تھا۔ عقبہ نے کہا اللہ کی قسم! میں تو بے دین نہیں ہوا بلکہ اصل بات یہ ہے کہ ایک آدمی میرے پاس آیا۔ اس نے میرا کھانا کھانے سے انکار کر دیا مگر اس صورت میں کہ میں اس کے لیے یہ گواہی دوں۔ تو اس سے مجھے حیا آئی کہ وہ میرے گھر سے کھانا کھائے بغیر چلا جائے، تو میں نے اس کے لیے یہ گواہی دے دی اور اس نے کھانا کھا لیا۔ ابی بن خلف نے کہا میں اس وقت تک تم سے راضی نہ ہوں گا جب تک تو اس کے پاس نہیں جائیگا اور اس کے منہ پر نہیں تھوکے گا۔ عقبہ نے ایسے ہی کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا میں تجھے مکہ مکرمہ سے باہر نہیں ملوں گا مگر میں تیرا سر تلوار سے اڑا دوں گا۔ عقبہ کو غزوۂ بدر میں قید کر لیا گیا تو اس انتقام میں اسے قتل کر دیا۔ اس روز اس کے علاوہ کسی قیدی کو قتل نہ کیا گیا۔ (1)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے مختلف سندوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ابی بن خلف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ عقبہ بن ابی معیط نے اسے جھڑکا تو یہ آیت نازل ہوئی۔ (2)

امام عبد الرزاق نے "مصنف" میں، ابن جریر اور ابن منذر نے مقسم رحمہم اللہ سے جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غلام ہیں کہ عقبہ بن ابی معیط اور ابی بن خلف جمحی آپس میں ملے۔ عقبہ بن ابی معیط نے ابی بن خلف سے کہا جبکہ دور جاہلیت میں یہ دونوں دوست تھے۔ ابی بن خلف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر سلام پیش کیا۔ جب عقبہ نے اس سے اس بارے میں پوچھا تو اس نے کہا: میں تجھ سے اس وقت تک راضی نہ ہوں گا یہاں تک کہ تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جائے، ان کے منہ پر تھوکے، اسے گالیاں دے اور اس کو جھٹلائے۔ کہا اللہ تعالیٰ نے اسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر غلبہ نہ دیا۔

جب غزوۂ بدر ہوا تو عقبہ بن ابی معیط کو دوسرے قیدیوں میں گرفتار کر لیا گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی بن طالب رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ اسے قتل کر دے۔ عقبہ نے عرض کی کیا صرف مجھے ان قیدیوں میں سے قتل کیا جائے گا۔ فرمایا ہاں۔

1۔ دلائل النبوۃ از ابو نعیم، جلد 2، صفحہ 169۔ عالم الکتب

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 12، دار احیاء التراث العربی بیروت

عرض کی کس وجہ سے فرمایا تیرے کفر، تیرے فجور اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر زیادتی کرنے کی وجہ سے۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اٹھے اور اس کی گردن اڑا دی۔

جہاں تک ابی بن خلف کا تعلق ہے اس نے کہا اللہ کی قسم! میں حضرت محمد ﷺ کو قتل کروں گا۔ یہ بات رسول اللہ ﷺ تک پہنچی۔ حضور ﷺ نے فرمایا بلکہ میں اسے قتل کروں گا ان شاء اللہ اس نے اسے خوف زدہ کر دیا۔ اس کے دل میں کھٹکا پیدا ہو گیا کیونکہ انہوں نے کبھی بھی رسول اللہ ﷺ کی بات نہیں سنی تھی مگر وہ سچی ہوتی۔ وہ غزوۂ احد میں مشرکوں کے ساتھ نکلا۔ وہ اس تلاش میں تھا کہ حضور ﷺ غافل ہوں تا کہ وہ آپ ﷺ پر حملہ آور ہو۔ تو ایک مسلمان نبی کریم ﷺ اور اس کے درمیان آڑے آ گیا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے اسے دیکھا تو اپنے ساتھیوں سے فرمایا اس سے پیچھے ہٹ جاؤ۔ حضور ﷺ نے نیزہ لیا اور اسے مارا۔ وہ نیزہ اس کی ہنسلی کی ہڈی میں جا لگا۔ اس کا زیادہ خون بھی نہ نکلا تھا۔ خون اس کے پیٹ میں چلا گیا۔ وہ یوں ڈکارتا تھا جیسے بیل ڈکارتا ہے۔ اس کے ساتھی آئے اسے اٹھایا جبکہ وہ ڈکار رہا تھا۔ انہوں نے کہا یہ کیا ہے؟ اللہ کی قسم! تمہیں تو معمولی خراش آئی ہے۔ اس نے کہا اللہ کی قسم! اگر مجھے اس کی چمک ہی لگ جاتی تو مجھے قتل کر دیتی۔ کیا اس نے یہ نہیں کہا تھا میں تجھے قتل کروں گا اللہ کی قسم! جو زخم مجھے لگا ہے اگر یہ تمام اہل حجاز کو لگتا تو سب کو قتل کر دیتا۔

وہ ایک دن یا اتنا ہی عرصہ رہا تھا یہاں تک کہ اسے موت واقع ہو گئی، تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن سابط رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ابی بن خلف نے کھانا بنایا۔ پھر وہ ایک مجلس میں آیا جس میں نبی کریم ﷺ تھے۔ اس نے کہا چلو۔ نبی کریم ﷺ کے علاوہ سب لوگ اٹھ کھڑے ہوئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا میں اس وقت تک نہیں چلوں گا جب تک تو اس بات کی گواہی نہیں دے گا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں تو اس نے یہی گواہی دے دی نبی کریم ﷺ چل پڑے۔ اسے عقبہ بن ابی معیط ملا۔ اس نے کہا تو نے یہ بات کہی ہے تو ابی نے کہا میں نے صرف اپنے کھانے کے لیے اس کا ارادہ کیا ہے۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ عقبہ بن ابی معیط نے ایک مجلس میں بیٹھے۔ لوگوں کو کھانے کی دعوت دی جس مجلس میں نبی کریم بھی تھے۔ نبی کریم ﷺ نے کھانے سے انکار کر دیا۔ فرمایا میں اس وقت تک کھانا نہیں کھاؤں گا جب تک تو یہ گواہی نہ دے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ اسے امیہ بن خلف ملا۔ اس نے کہا کیا تو بے دین ہو گیا ہے؟ تو اس نے جواب دیا تیرا بھائی ایسے ہی ہے جیسے تو جانتا ہے لیکن میں نے کھانا بنایا تو اس نے کھانے سے انکار کر دیا یہاں تک کہ میں یہ بات کروں۔ میں نے وہ بات کی تو ہے لیکن میرے دل میں اس کا کوئی تصور نہیں۔ (2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ہشام رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے۔ کہ وہ شرمندگی کی وجہ سے اپنی ہتھیلیاں کھا جائے گا یہاں تک کہ اپنے کندھے تک جا پہنچے گا اور اسے احساس تک نہ ہوگا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 13، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 13

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سفیان سے اس کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ اپنا ہاتھ کھا جائے گا پھر اس کا ہاتھ پھوٹ پڑے گا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابوعمران جونی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے مجھے یہ خبر پہنچی کہ وہ اسے کاٹے گا یہاں تک کہ ہڈی کو توڑ دے گا پھر وہ ہڈی پیدا ہو جائے گی۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت امیہ بن خلف اور عقبہ بن ابی معیط کے حق میں نازل ہوئی۔ ہاتھ کاٹنے والا عقبہ ہوگا اور خلیل سے مراد امیہ ہے۔ عقبہ امیہ کا دوست تھا۔ امیہ کو یہ خبر پہنچی کہ عقبہ اسلام قبول کرنا چاہتا ہے۔ وہ عقبہ کے پاس آیا اور کہا اگر تو نے اسلام قبول کیا تو میرا چہرہ تم پر حرام ہے۔ میں تم سے کبھی بھی بات نہیں کروں گا۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ ان دونوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابو مالک سے روایت نقل کی ہے کہ عقبہ بن ابی معیط اور امیہ بن خلف دونوں دور جاہلیت میں بھائی بنے ہوئے تھے۔ امیہ بن خلف کہے گا کاش! میں عقبہ بن ابی معیط کو دوست نہ بناتا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عمر بن میمون رحمہ اللہ سے اس آیت کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت عقبہ بن ابی معیط اور امیہ بن خلف کے بارے میں نازل ہوئی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی کام کے لیے عقبہ کے پاس تشریف لے گئے۔ عقبہ نے لوگوں کے لیے کھانا تیار کیا ہوا تھا۔ اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کھانے کی دعوت دی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہیں یہاں تک کہ تو اسلام لائے۔ اس نے اسلام قبول کر لیا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھانا کھایا۔ یہ خبر امیہ بن خلف تک پہنچی۔ وہ عقبہ کے پاس آیا اور عقبہ نے جو کچھ کیا تھا اس کا کیا۔ عقبہ نے اسے کہا کہ تیری کیا رائے ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جیسا شخص میرے گھر میں داخل ہو جبکہ کھانا تیار ہو پھر کھانا کھائے بغیر چلا جائے۔ تو امیہ نے کہا میرا چہرہ تیرے چہرے پر حرام ہے یہاں تک کہ تو اس سے رجوع کرے جس میں تو داخل ہوا ہے۔ تو عقبہ نے اسلام سے رجوع کر لیا۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ابی بن خلف اور عقبہ بن ابی معیط جہنم میں بھی دونوں دوست ہوں گے اور آگ کے ایک ہی منبر پر ہوں گے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ بات کی گئی کہ قریش میں سے ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا، اسے ایک دوسرا قریشی ملا جو اس کا دوست تھا۔ یہ اس قریشی کے ساتھ وابستہ رہا یہاں تک کہ اسے پھیر دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہونے سے روک دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کے بارے یہ آیت نازل فرمائی جو تم سن رہے ہو۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ فلاں سے مراد شیطان ہے۔ (1)

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ شیطان قیامت

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 13، دار احیاء التراث العربی بیروت

کے روز اس کا ساتھ چھوڑ دے گا اور اس سے برأت کا اظہار کرے گا اور کہا وَ قَالَ الرَّسُوْلُ یٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا تمہارے نبی کی اپنی قوم کے متعلق اپنے رب کے حضور شکایت ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کی دلجوئی کرتے ہوئے فرماتا ہے وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِیٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِیْنَ یعنی آپ سے قبل بھی رسولوں نے اپنی قوموں سے اسی قسم کی تکلیفیں اٹھائی ہیں۔ اس لیے یہ تجھ پر بھاری نہ ہوں۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ کفار نازیبا باتیں کر کے ہذیان بکتے ہیں اور کہتے ہیں یہ جادو ہے۔ (1)

امام فریابی، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ ناحق باتیں کرتے ہیں کیا تم نہیں دیکھتے کہ مریض جب ہذیان بکتا ہے تو اس وقت کہتے ہیں هجر المریض یعنی مریض نے ناحق بات کی۔ (2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے: جس نبی کو مبعوث کیا گیا تو مجرم اس کے دشمن بن گئے اور جس نبی کو بھی مبعوث کیا گیا تو بعض مجرموں سے زیادہ سخت ثابت ہوئے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دشمن ابوجہل اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا دشمن قارون تھا جبکہ قارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کا چچازاد بھائی تھا۔

ابن جریر نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس امر پر مائل کیا جا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجرموں میں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمن بنانے والا ہے جیسے اس نے انبیاء کے دشمن بنائے جو آپ سے پہلے ہو گزرے ہیں۔ (3)

وَ قَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَوْ لَا نُزِّلَ عَلَیْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً ۚۛ كَذٰلِكَ ۚۛ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَ رَتَّلْنٰهُ تَرْتِیْلًا ﴿۳۲﴾ وَ لَا یَاْتُوْنَكَ بِمَثَلٍ اِلَّا جِئْنٰكَ بِالْحَقِّ وَ اَحْسَنَ تَفْسِیْرًا ﴿۳۳﴾

"اور کہنے لگے کفار (از راہ اعتراض) کیوں نہیں اتارا گیا ان پر قرآن یکبارگی؟ اس طرح اس لیے کیا کہ ہم مضبوط کر دیں اس کے ساتھ آپ کے دل کو اور اسی لیے ہم نے ٹھہر ٹھہر کر اسے پڑھا ہے۔ اور نہیں پیش کریں گے آپ پر کوئی اعتراض مگر ہم لائیں گے آپ کے پاس اس کا صحیح جواب اور عمدہ تفسیر (جو اعتراض کو رد کر دے گی)"۔

امام ابن ابی حاتم، حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، ابن مردویہ اور ضیاء نے مختارہ میں حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ مشرکوں نے کہا: اگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی ہوتے جیسے وہ خیال کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ انہیں عذاب نہ دیتا۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر یکبارگی ہی قرآن نازل کیوں نہیں کر دیا۔ اس پر کبھی ایک آیت کبھی دو آیتیں اور کبھی ایک سورت نازل ہوتی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 14　2۔ ایضاً　3۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 15

ہے۔انہوں نے جو بات کی اللہ تعالیٰ نے اسکا جواب ارشاد فرمایا: وَ قَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا...... وَّ اَضَلُّ سَبِیْلًا ﴿۳۴﴾۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ان پر پورا قرآن یکبارگی کیوں نہیں نازل ہوا جس طرح حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام پر نازل ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَ قَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَوْ لَا نُزِّلَ عَلَیْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً ۚۛ كَذٰلِكَ ۚۛ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَ رَتَّلْنٰهُ تَرْتِیْلًا کہا رَتَّلْنٰهُ تَرْتِیْلًا کا معنی ہے ہم نے اسے کھول کر بیان کیا اور اَحْسَنَ تَفْسِیْرًا کا معنی ہے احسن تفصیلا۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ تفسیر نقل کی ہے: اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک آیت نازل فرماتا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے جان لیتے تو دوسری آیت نازل ہوتی۔ مقصود یہ ہوتا کہ کتاب کی تعلیم دے اور آپ کے دل میں ثبت کردے اور اَحْسَنَ تَفْسِیْرًا کا معنی بہترین تفصیل ہے۔(1)

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ كَذٰلِكَ ۚۛ لِنُثَبِّتَ کا معنی ہے کہ ہم اسے تیرے دل میں پختہ کردیں اور تیرے دل پر اسے مضبوط کردیں۔ وَ رَتَّلْنٰهُ تَرْتِیْلًا ہم اسے تھوڑا تھوڑا بھیجیں۔ وَ لَا یَاْتُوْنَكَ بِمَثَلٍ یعنی اگر ہم اسے تم پر ایک بار نازل کردیتے۔ پھر وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرتے تو آپ کے پاس جواب دینے کے لیے کوئی چیز نہ ہوتی لیکن ہم اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر روکے رکھتے ہیں۔ جب وہ تم سے سوال کریں گے تو میں جواب دونگا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ قریش نے کہا: کیا وجہ ہے کہ قرآن حکیم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر یکبارگی نازل نہیں ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا وَ قَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَوْ لَا نُزِّلَ عَلَیْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً ۚۛ كَذٰلِكَ ۚۛ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَ رَتَّلْنٰهُ تَرْتِیْلًا یہاں تَرْتِیْلًا کا معنی ہے تھوڑا تھوڑا۔ وہ آپ پر کوئی اعتراض نہیں کرتے مگر آپ پر وہ چیز نازل کرتے ہیں جو ان کا توڑ کردیتی ہے۔ ہم نے قرآن حکیم تھوڑا تھوڑا کر کے نازل کیا ہے۔ جب بھی وہ کوئی اعتراض کرتے ہیں تو ہم اس کا ایسا جواب دیتے ہیں جو ازروئے وضاحت کے بہترین چیز ہوتی ہے۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے وَ رَتَّلْنٰهُ تَرْتِیْلًا کا معنی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک آیت، دو آیتیں یا زیادہ آیتیں نازل ہوتیں۔ یہ ان مشرکوں کے جواب کے طور پر نازل ہوتیں۔ جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی چیز کے متعلق سوال کرتے۔ تو اللہ تعالیٰ انہیں جواب ارشاد فرماتا اور جو وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق نازیبا باتیں کرتے ان کا رد فرماتا۔ یہ تقریباً بیس سال تک سلسلہ چلتا رہا۔(2)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن مشرکوں کے جواب میں نازل ہوتا تاکہ یہ معلوم ہوجائے کہ جو کچھ وہ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں جواب ارشاد فرماتا ہے۔ فرمایا کفار جو باتیں بھی کریں گے تو ہم وہ قرآن لائیں گے جو ان اعتراضوں کو رد کردے گا جو مشرک کریں گے۔(3)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے وَ رَتَّلْنٰهُ تَرْتِیْلًا کا یہ معنی نقل کیا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 15,17 — 2۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 16 — 3۔ ایضاً

ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم کو متفرق طور پر نازل فرمایا ہے۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے اس کا معنی یہ نقل کیا ہے کہ ہم نے اسے کھول کر بیان کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے تَفْسِيْرًا کا معنی تفصیل نقل کیا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے تَفْسِيْرًا کا معنی بیان نقل کیا ہے۔(2)

اَلَّذِيْنَ يُحْشَرُوْنَ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ اِلٰى جَهَنَّمَ ۙ اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّ اَضَلُّ سَبِيْلًا ﴿۳۴﴾

”جو لوگ ہانکے جائیں گے اوندھے منہ جہنم کی طرف ان کا بہت برا ٹھکانا ہوگا اور وہ سب سے زیادہ گم کردہ راہ ہونگے۔“

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ لوگ جنتیوں کے مقابلہ میں بری جگہ ہوں گے سَبِيْلًا کا معنی راستہ ہے۔(3)

وَ لَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَ جَعَلْنَا مَعَهٗۤ اَخَاهُ هٰرُوْنَ وَزِيْرًا ﴿۳۵﴾ فَقُلْنَا اذْهَبَاۤ اِلَى الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ؕ فَدَمَّرْنٰهُمْ تَدْمِيْرًا ﴿۳۶﴾ وَ قَوْمَ نُوْحٍ لَّمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ اَغْرَقْنٰهُمْ وَ جَعَلْنٰهُمْ لِلنَّاسِ اٰيَةً ؕ وَ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۳۷﴾ وَّ عَادًا وَّ ثَمُوْدَاۡ وَ اَصْحٰبَ الرَّسِّ وَ قُرُوْنًۢا بَيْنَ ذٰلِكَ كَثِيْرًا ﴿۳۸﴾

”اور بیشک ہم نے عطا فرمائی موسیٰ کو کتاب اور مقرر کیا ان کے ساتھ ان کے بھائی ہارون کو (ان کا) وزیر۔ پھر ہم نے حکم دیا دونوں کو جاؤ اس قوم کی طرف جنہوں نے جھٹلایا ہے ہماری آیتوں کو۔ (وہ گئے، قوم نے ان کو ٹھکرا دیا) تو ہم نے ان کو بالکل برباد کر دیا۔ اور قوم نوح کو یاد کرو جب انہوں نے جھٹلایا رسولوں کو تو ہم نے انہیں غرق کر دیا اور بنا دیا انہیں دوسرے لوگوں کے لیے عبرت اور تیار کر رکھا ہے ہم نے ظالموں کے لیے دردناک عذاب۔ اور یاد کرو قوم عاد، ثمود اور اصحاب الرس کو اور کثیر التعداد قوموں کو جو ان کے درمیان گزریں۔“

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَزِيْرًا کا معنی مددگار اور سہارا نقل کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فَدَمَّرْنٰهُمْ تَدْمِيْرًا کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ ہم نے انہیں عذاب کے ساتھ ہلاک کر دیا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ ثَمُوْدَاۡ کو تنوین کے ساتھ پڑھتے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 16، داراحیاء التراث العربی بیروت	2۔ ایضاً	3۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 17

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ رس قوم ثمود کی ایک بستی تھی۔(1)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک یہ قول نقل کیا ہے کہ رس آذربائیجان کا سمندر ہے۔

امام ابن عساکر نے حضرت قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اَصْحٰبَ الرَّسِّ سے مراد حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اَصْحٰبَ الرَّسِّ کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ ہمیں بتایا گیا کہ اَصْحٰبَ الرَّسِّ سے مراد یمامہ میں اہل فلج ہیں اور وہ کنویں جن پر وہ رہائش پذیر تھے۔(2)

امام فریابی، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ رس سے مراد کنواں ہے جس پر ایک قوم آباد تھی جسے اصحاب الرس کہتے۔(3)

امام فریابی، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے اَصْحٰبَ الرَّسِّ کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ ان لوگوں نے اپنے نبی کو کنویں میں دفن کر دیا تھا۔(4)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کعب الاحبار سے اَصْحٰبَ الرَّسِّ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے جواب دیا: اس سے مراد کنویں والا ہے جس نے یہ کہا تھا اے میری قوم! رسولوں کی اتباع کرو۔ تو اس کی قوم نے اسے پتھروں کے ساتھ کنویں میں دفن کر دیا۔

امام ابن جریر نے حضرت ضحاک سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد کنواں ہے جس میں صاحب یس کو قتل کیا گیا۔

امام ابن ابی الدنیا نے ''ذم الملاہی'' بیہقی اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت جعفر بن محمد بن علی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ دو عورتوں نے ان سے سوال کیا کیا۔ آپ یہ حکم کتاب اللہ میں پاتے ہیں کہ ایک عورت کا دوسری عورت کے پاس جانا حرام ہے؟ فرمایا ہاں۔ یہی وہ عورتیں تھیں جو تبع کے دور میں تھیں وہی رس والی تھیں۔ ہر نہر اور کنویں کو رس کہتے ہیں۔ فرمایا ایسی عورتوں کے لیے آگ کی چادر، آگ کی قمیص، آگ کا ازار بند، آگ کا تاج، آگ کے دو موزے، ان کے اوپر سخت کھردرا موٹا بدبودار کپڑا ہوگا جو آگ سے بنا ہوگا جعفر نے کہا یہ باتیں اپنی عورتوں کو سکھاؤ۔

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے حضرت واثلہ بن اسقع رحمہ اللہ سے وہ اسے مرفوع نقل کرتے ہیں: عورتوں کا آپس میں خواہش پوری کرنا یہ ان کا آپس میں زنا ہے۔

امام عبد الرزاق نے ''مصنف'' میں حضرت عبد اللہ بن کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوار ہونے والی اور جس پر سوار ہوا جائے (اوپر نیچے ہو کر خواہش نفس پوری کرنے والیوں) پر لعنت کی ہے۔(5)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اصحاب ایکہ اور اصحاب رس یہ دو قومیں تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے دونوں کی طرف ایک نبی مبعوث فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے دونوں کو دو الگ الگ عذابوں میں مبتلا کیا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 19 — 2۔ ایضاً — 3۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 20
4۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 19 — 5۔ مصنف عبد الرزاق، باب السحاقۃ، جلد 7، صفحہ 267 (3197)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن اسحاق اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت میں سب سے پہلے ایک سیاہ رنگ والا داخل ہوگا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک نبی اس نبی کی بستی کی طرف مبعوث کیا۔ وہاں کے رہنے والوں میں سے کوئی بھی اس پر ایمان نہ لایا مگر وہ سیاہ رنگ والا ایمان لایا۔ پھر بستی والوں نے اس نبی پر ظلم کیا۔ اس کے لیے ایک کنواں کھودا، اس نبی کو اس کنویں میں پھینک دیا۔ پھر اوپر سے بھاری پتھر سے اس کنویں کو بند کر دیا۔ وہ سیاہ رنگ والا جنگل میں جاتا۔ اپنی پشت پر لکڑیاں اٹھاتا پھر ان لکڑیوں کو لا کر بیچتا۔ ان پیسوں سے کھانا اور پانی خریدتا۔ پھر اس کنویں کے پاس آتا اس پتھر کو اٹھاتا۔ اللہ تعالیٰ اس کام میں اس کی مدد کرتا تو وہ آدمی کھانا اور پانی اس نبی کی طرف نیچے لٹکاتا۔ پھر چٹان کو اسی طرح کر دیتا جس طرح وہ پہلے ہوتی۔ یہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہا جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ نے چاہا۔

ایک روز وہ آدمی لکڑیاں لانے کے لیے گیا جیسے اس کا معمول تھا۔ اس نے لکڑیاں جمع کیں، اپنا گٹھا بنایا اور اس کام سے فارغ ہو گیا۔ جب اس نے گٹھے کو اٹھانے کا ارادہ کیا تو اونگھ سی محسوس کی۔ تو لیٹ گیا پھر سو گیا۔ تو وہ سات سال تک ایک ہی پہلو پر سویا رہا۔ پھر اٹھا اور چند قدم چلا تو دوسری طرف جھک گیا۔ تو لیٹ گیا تو اللہ تعالیٰ نے سات سال تک اسے دوسرے پہلو پر سلائے رکھا۔ پھر اٹھا اپنا گٹھا اٹھایا، اسے گمان بھی نہ تھا کہ وہ دن کی چند ساعتیں سویا ہے۔ وہ بستی کی طرف آیا۔ اپنا گٹھا بیچا پھر کھانا پینا خریدا جس طرح پہلے کیا کرتا تھا۔ پھر اسی گڑھے کے پاس آیا جس میں وہ نبی تشریف رکھتے تھے۔ انہیں تلاش کیا مگر نہ پایا جبکہ قوم کی نئی رائے بنی تھی۔ انہوں نے نبی نکالا، اس پر ایمان لائے اور اس کی تصدیق کی۔ وہ نبی اس حبشی کے متعلق پوچھتے تھے کہ اس کا کیا حال ہے؟ لوگ انہیں عرض کرتے ہم نہیں جانتے یہاں تک کہ وہ نبی وصال فرما گئے۔ ان کے وصال کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس حبشی کو اٹھایا۔ یہی وہ حبشی ہے جو سب سے پہلے جنت میں داخل ہوگا۔ (1)

امام حاکم اور بیہقی رحمہما اللہ نے ''دلائل'' میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے، حضرت ام سلمہ نے کہا: میں نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: بعد عدنان بن ادد بن زید بن البراء واعراق الثری۔ حضرت ام سلمہ نے کہا پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ پڑھا **وَّ عَادًا وَّ ثَمُوْدَا۟ وَ اَصْحٰبَ الرَّسِّ**............**اِلَّا اللّٰهُ**) حضرت ام سلمہ نے کہا واعراق الثری: اسماعیل وزید و ھمیسع وبرانیت۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ قرن سے مراد ستر سال ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے زرارہ بن اوفی سے روایت نقل کی ہے کہ قرن سے مراد ایک سو بیس سال ہیں۔ رسول اللہ ﷺ جس قرن میں مبعوث کیے گئے اس کا آخری سال وہ ہے جس میں یزید بن معاویہ فوت ہوا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو سلمہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت نوح کے درمیان بیس قرون ہیں۔ حضرت نوح اور حضرت ابراہیم کے درمیان بیس قرون ہیں۔ ابو سلمہ نے کہا قرن ایک سو سال کے عرصہ کو کہتے ہیں۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 20، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام حاکم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت عبد اللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہاتھ میرے سر پر رکھا اور فرمایا: یہ بچہ ایک قرن تک زندہ رہے گا تو وہ ایک سو سال تک زندہ رہے۔(1)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت محمد بن قاسم حمصی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت عبد اللہ بن بسر مازنی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنا ہاتھ میرے سر پر رکھا اور فرمایا: یہ بچہ ایک قرن زندہ رہے گا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ قرن کتنا ہوتا ہے۔ فرمایا ایک سو سال۔ محمد بن قاسم نے کہا: ہم ان کی زندگی کے سال گنتے رہے یہاں تک کہ ایک سو سال پورے ہوئے پھر وہ فوت ہوئے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت پانچ قرن ہے اور ایک قرن چالیس سال کا ہوتا ہے۔

امام ابن منذر نے حماد بن ابراہیم سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قرن چالیس سال کا ہوتا ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن سیرین سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قرن چالیس سال کا ہوتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قرن ساٹھ سال کا ہوتا ہے۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے کنیٰ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نسب بیان کرتے ہوئے معد بن عدنان پر پہنچتے تو رک جاتے۔ پھر فرماتے نسب بیان کرنے والوں نے جھوٹ بولا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَقُرُوْنًۢا بَيْنَ ذٰلِكَ كَثِيْرًا۔

وَكُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ الْاَمْثَالَ ۡ وَكُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِيْرًا ﴿٣٩﴾ وَلَقَدْ اَتَوْا عَلَى الْقَرْيَةِ الَّتِيْٓ اُمْطِرَتْ مَطَرَ السَّوْءِ ۭ اَفَلَمْ يَكُوْنُوْا يَرَوْنَهَا ۚ بَلْ كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ نُشُوْرًا ﴿٤٠﴾ وَاِذَا رَاَوْكَ اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا ۭ اَهٰذَا الَّذِيْ بَعَثَ اللّٰهُ رَسُوْلًا ﴿٤١﴾ اِنْ كَادَ لَيُضِلُّنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا لَوْلَآ اَنْ صَبَرْنَا عَلَيْهَا ۭ وَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ حِيْنَ يَرَوْنَ الْعَذَابَ مَنْ اَضَلُّ سَبِيْلًا ﴿٤٢﴾

"حق سمجھانے کے لیے ہم نے بیان کیں ہر ایک کے لیے مثالیں اور ہم نے سب کو نیست و نابود کر دیا اور کئی بار گزرے ہیں یہ مشرک اس قصبہ کے پاس سے جس پر پتھراؤ کیا گیا تھا بری طرح۔ کیا (وہاں سے گزرتے ہوئے) وہ اسے نہیں دیکھا کرتے؟ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ انہیں دوبارہ جینے کی امید ہی نہیں ہے۔ اور جب وہ آپ کو دیکھتے ہیں تو آپ کا مذاق اڑانا شروع کر دیتے ہیں، (کہتے ہیں) کیا یہ وہ صاحب ہیں جن کو خدا نے رسول بنا کر بھیجا ہے۔

1۔ مستدرک حاکم، باب تواریخ المتقدمین، جلد 2، صفحہ 599 (4016)، دار الکتب العلمیہ بیروت

قریب تھا کہ یہ شخص ہمیں بہکا دیتا اپنے خداؤں سے اگر ہم ثابت قدم نہ رہے ہوتے ان (کی پوجا) پر۔ (اے حبیب) یہ جان لیں گے جب (ہمارے) عذاب کو دیکھیں گے کہ کون بھٹکا ہوا ہے راہ (راست) سے۔''

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کے لیے حجت تمام کی اس کے لیے دلائل کو واضح کیا۔ پھر ان سے انتقام لیا (1) یہ بھی کہا جن پر پتھروں کی بارش کی گئی وہ لوط کی بستی ہے اور نُشُوۡرًا سے مراد دوبارہ اٹھانا اور حساب و کتاب ہے۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وَ كُلًّا تَبَّرۡنَا تَتۡبِيۡرًا کا معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کو عذاب کے ذریعے ہلاک کر دیا۔ (2)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم نے انہیں عجمیوں کے ذریعے ہلاک کر دیا۔ (3)

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے الۡقَرۡيَةِ کی یہ وضاحت نقل کی ہے کہ اس سے مراد سدوم ہے جو حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کی بستی تھی اور مَطَرَ السَّوۡءِ سے مراد پتھر ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عطاء سے روایت نقل کی ہے کہ الۡقَرۡيَةِ سے مراد حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کی بستی ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ الۡقَرۡيَةِ سے مراد شام اور مدینہ طیبہ کے درمیان کی ایک بستی ہے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے نُشُوۡرًا کا معنی دوبارہ اٹھانا نقل کیا ہے اور صَبَرۡنَا کا معنی ثبتنا نقل کیا ہے یعنی اگر ہم ثابت قدم نہ رہے ہوتے۔ (4)

اَرَءَيۡتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ ؕ اَفَاَنۡتَ تَكُوۡنُ عَلَيۡهِ وَكِيۡلًا ۙ﴿۴۳﴾ اَمۡ تَحۡسَبُ اَنَّ اَكۡثَرَهُمۡ يَسۡمَعُوۡنَ اَوۡ يَعۡقِلُوۡنَ ؕ اِنۡ هُمۡ اِلَّا كَالۡاَنۡعَامِ بَلۡ هُمۡ اَضَلُّ سَبِيۡلًا ﴿۴۴﴾

''کیا آپ نے ملاحظہ فرمایا اس (احمق) کو جس نے بنا لیا اپنا خدا اپنی خواہش کو۔ کیا آپ اس کے ذمہ دار ہیں؟ کیا آپ خیال کرتے ہیں کہ اس میں سے اکثر لوگ سنتے ہیں یا (کچھ) سمجھتے ہیں۔ نہیں ہیں یہ مگر ڈنگروں کی مانند بلکہ یہ تو ان سے بھی زیادہ گمراہ ہیں۔''

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ دور جاہلیت میں ایک آدمی طویل عرصہ تک سفید پتھر کی عبادت کیا کرتا۔ جب بعد میں اس سے خوبصورت پتھر پاتا تو پہلے کو پھینک دیتا اور

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 21 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 22,23

دوسرے کی عبادت شروع کر دیتا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو رجاء عطاردی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ دور جاہلیت میں لوگ خون علہز (1) کے ساتھ ملا کر کھاتے پتھروں کی پوجا کرتے۔ جب بعد میں اس سے بہتر پتھر پاتے تو پہلے پتھر کو پھینک دیتے اور دوسرے کی عبادت کرتے۔ جب وہ دوسرے کو گم کر دیتے تو اعلان کرنے والا یوں اعلان کرتا۔ اے لوگو! تمہارا معبود گم ہو گیا ہے۔ اسے تلاش کرو۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اس آیت میں وہ کافر مراد ہے جس نے اپنا دین اللہ تعالیٰ کی ہدایت اور برہان کے بغیر بنا لیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ جس چیز سے محبت کرتے اس کی پیروی شروع کر دیتے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: جب بھی وہ کسی چیز سے محبت کرتا تو اس پر سوار ہو جاتا۔ جب بھی کسی کی خواہش کرتا تو اس کے پاس آتا، اس سے اسے تقویٰ اور خدا خوفی نہ روکتی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے پوچھا گیا کہ کیا اہل قبلہ میں بھی شرک ہوتا ہے۔ فرمایا ہاں منافق مشرک ہوتا ہے، بیشک مشرک اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر سورج اور چاند کو سجدہ کرتا ہے جبکہ منافق اپنی خواہش کی عبادت کرتا ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آسمان کے نیچے خواہش نفس سے بڑا کوئی معبود نہیں، اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر جس کی عبادت کی جاتی ہو۔ (2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جنہوں نے کفر کیا ان کی مثال اونٹ، گدھے اور بکری جیسی ہے، ان میں سے جسے بھی تو کہے اگر چہ تیری کہی ہوئی بات کو نہ جانتا ہو مگر وہ جانور تیری آواز کو سنتا ہے اسی طرح کافر، اگر تو اسے بھلائی کا حکم دے یا برائی سے منع کرے یا اسے نصیحت کرے تو جو تو انہیں کہتا ہے وہ اسے سمجھتا نہیں صرف تیری آواز کو سنتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مقاتل رحمہ اللہ سے اَضَلُّ سَبِیْلًا کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ غلط راستہ والے ہیں۔

اَلَمْ تَرَ اِلٰى رَبِّكَ كَیْفَ مَدَّ الظِّلَّ ۚ وَ لَوْ شَآءَ لَجَعَلَهٗ سَاكِنًا ۚ ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَیْهِ دَلِیْلًا ﴿۴۵﴾ ثُمَّ قَبَضْنٰهُ اِلَیْنَا قَبْضًا یَّسِیْرًا ﴿۴۶﴾ وَ هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الَّیْلَ لِبَاسًا وَّ النَّوْمَ سُبَاتًا وَّ جَعَلَ النَّهَارَ نُشُوْرًا ﴿۴۷﴾

1۔ ایسا کھانا جو خون اور بال سے ملا کر بناتے ہیں (مترجم)

2۔ مجمع الزوائد فی البدع والاہواء، جلد 1، صفحہ 447 (895)، دارالفکر بیروت

''کیا آپ نے نہیں دیکھا اپنے رب کی طرف، کیسے پھیلا دیتا ہے سایہ کو اور اگر چاہتا تو بنا دیتا اسے ٹھہرا ہوا۔ پھر ہم نے بنا دیا آفتاب کو اس پر دلیل۔ پھر ہم سمیٹے جاتے ہیں سایہ کو اپنی طرف آہستہ آہستہ۔ اور وہی ہے جس نے بنایا ہے تمہارے لیے رات کو لباس اور نیند کو باعث راحت اور بنایا ہے دن کو (طلب معاش کے لیے) دوڑ دھوپ کا وقت۔''

امام سعید بن منصور، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ کا معنی یہ ہے فجر کے بعد اور سورج کے طلوع ہونے سے پہلے سایہ کو کیسے بڑھایا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ کیا تو نہیں دیکھتا جب تو صبح کی نماز پڑھتا ہے تو سورج کے طلوع ہونے سے لے کر اس کے غروب ہونے تک سایہ ہوتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اس پر سورج کو دلیل بناتا ہے تو اللہ تعالیٰ سایہ کو قبض کر لیتا ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہاں سایہ کے پھیلانے سے مراد فجر کے طلوع ہونے سے لے کر سورج کے طلوع ہونے کا عرصہ ہے۔ سَاكِنًا کا معنی دائمی ہے۔ الشَّمْسَ سے مراد سورج کا طلوع ہونا ہے اور قَبْضًا يَّسِيْرًا سے مراد جلدی ہے۔ (1)

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد سورج کے طلوع ہونے سے پہلے دن کا سایہ ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو اس سایہ کو دائمی بنا دیتا، نہ اسے سورج پہنچتا اور نہ ہی وہ سایہ زائل ہوتا۔ پھر اس پر ہم سورج کو دلیل بناتے ہیں جو اسے جمع کر لیتا ہے۔ پھر ہم اسے اپنی طرف ہلکے انداز میں سمیٹ لیتے ہیں۔ (2)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ کیا تم دیکھتے نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح فجر صادق کو طلوع ہونے سے لے کر سورج کے طلوع ہونے کے درمیان سایہ مشرق سے مغرب تک پھیلا دیا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو اسے یونہی مشرق سے مغرب تک پھیلا رہنے دیتا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ایوب بن موسیٰ سے یہ قول نقل کیا ہے: کیا دیکھتے نہیں ہو کہ اللہ تعالیٰ نے پوری زمین کو سایہ بنا دیا ہے۔ یہ صبح کی نماز سے سورج کے طلوع ہونے کے درمیان ہوتا ہے۔ پھر ہم اسے تھوڑا تھوڑا کر کے سمیٹ لیتے ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابراہیم تیمی، ضحاک اور ابو مالک غفاری رحمہم اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ظل سے مراد فجر کے طلوع ہونے سے لے کر سورج کے طلوع ہونے تک کا سایہ ہے اور عَلَيْهِ میں ضمیر سے مراد سایہ ہے اور ثُمَّ قَبَضْنٰهُ اِلَيْنَا سے مراد ہے کہ سورج جو سایہ کو سمیٹتا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابراہیم تیمی، ضحاک اور ابو مالک غفاری رحمہم اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19 صفحہ 24,25,26، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

کہ انہوں نے کہا کہ ظل سے مراد وہ سایہ ہے جو فجر کے طلوع ہونے سے لے کر سورج کے طلوع ہونے تک ہوتا ہے۔ عَلَيْهِ میں ضمیر سے مراد سایہ ہے ثُمَّ قَبَضْنٰهُ اِلَيْنَا قَبْضًا يَّسِيْرًا سے مراد سورج جس سایہ کو قبض کر لیتا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابوالعالیہ رحمہ اللہ سے كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اس سے مراد فجر کے طلوع ہونے سے لے کر سورج کے طلوع ہونے تک کا سایہ ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ سورج سایہ کا پیچھا کرتا ہے یہاں تک کہ سایہ جہاں کہیں ہوتا ہے اسے مکمل طور پر قبض کر لیتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ دن کی بارہ ساعتیں ہیں۔ پہلی ساعت فجر کے طلوع ہونے سے لے کر سورج کے خوب روشن ہونے تک ہے۔ اس وقت سورج کا کوئی حصہ بے نور نہیں رہتا۔ اس کا رنگ صاف ہو جاتا ہے۔ جب تیری آنکھ تجھے سورج دو نیزوں کے برابر دکھائے تو یہ چاشت کا آغاز ہے اور یہ چاشت کی ساعتوں میں سے پہلی ساعت ہے۔ اس کے بعد چاشت کی دو ساعتیں۔ چھٹی ساعت اس وقت ہوتی ہے جب سورج نصف النہار کو پہنچ جائے۔ جب سورج نصف النہار سے ڈھل جاتا ہے تو یہ نماز ظہر کی ساعت ہے۔ یہی وہ وقت ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ (اسراء:78) پھر اس کے بعد دو ساعتیں ہیں۔ پھر دسویں ساعت عصر کی نماز کی ساعت ہے۔ یہی آصال ہے۔ پھر اس کے بعد رات تک کی دو ساعتیں ہیں۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ سے نُشُوْرًا کا معنی کیا ہے اس میں وہ دن کو پھیلا دیتا ہے۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دن کو ان کی معاش، ضروریات اور تصرفات کے لیے بنایا ہے۔

وَ هُوَ الَّذِيْۤ اَرْسَلَ الرِّيٰحَ بُشْرًۢا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ۚ وَ اَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوْرًا ۙ﴿۴۸﴾ لِّنُحْيِۦَ بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا وَّ نُسْقِيَهٗ مِمَّا خَلَقْنَاۤ اَنْعَامًا وَّ اَنَاسِيَّ كَثِيْرًا ﴿۴۹﴾

''اور وہی ہے جو بھیجتا ہے ہواؤں کو خوشخبری دینے کے لیے اپنی رحمت (بارش) سے پہلے اور ہم اتارتے ہیں آسمان سے پاکیزہ پانی تاکہ ہم زندہ کر دیں اس پانی سے کسی غیر آباد شہر کو اور ہم پلائیں یہ پانی اپنی مخلوق سے کثیر التعداد مویشیوں اور انسانوں کو۔''

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے الرِّيٰحَ کو جمع کا صیغہ پڑھا ہے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 27، دار احیاء التراث العربی بیروت

مبشرا کو باء کے رفع اور بُشۡرًا اور بَيۡنَ کے درمیان نون خفیفہ پڑھا ہے۔

امام فریابی اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت مسروق رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے الرِّيحَ کو جمع کا صیغہ اور بُشۡرًا کو نشرا پڑھا یعنی نون اور آخر میں تنوین اور نون خفیفہ کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت سعید بن مسیب سے مَآءً طَهُوۡرًا کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اسے کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور دار قطنی رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پاکیزہ پانی نازل کیا ہے، اسے کوئی چیز ناپاک نہیں کرسکتی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ پانی کو کوئی چیز ناپاک نہیں کرسکتی کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وَ اَنۡزَلۡنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوۡرًا۔

امام شافعی، امام احمد، ابوداؤد، امام ترمذی، امام نسائی، ابن ماجہ، دار قطنی، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا گیا کیا ہم بئر بضاعہ سے وضو کرلیا کریں؟ جبکہ یہ وہ کنواں تھا جس میں حیض کے کپڑے، مردار کتے اور بدبودار چیزیں پھینکی جاتی تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: پانی پاکیزگی عطا کرنے والا ہے، اسے کوئی چیز ناپاک نہیں کرسکتی۔(1)

عبدالرزاق نے ''المصنف'' میں قاسم بن ابی بزہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر سے بارش سے بننے والے کیچڑ کے بارے میں پوچھا گیا۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا تو نے مجھ سے دونوں پاکیزہ چیزوں کے بارے میں پوچھا ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وَ اَنۡزَلۡنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوۡرًا جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے جُعِلَتۡ لِیَ الۡاَرۡضُ مَسۡجِدًا وَّ طَهُوۡرًا۔(2)

وَ لَقَدۡ صَرَّفۡنٰهُ بَيۡنَهُمۡ لِيَذَّكَّرُوۡا ۖ فَاَبٰۤى اَكۡثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوۡرًا ﴿۵۰﴾ وَ لَوۡ شِئۡنَا لَبَعَثۡنَا فِیۡ كُلِّ قَرۡيَةٍ نَّذِيۡرًا ﴿۵۱﴾ فَلَا تُطِعِ الۡكٰفِرِيۡنَ وَ جَاهِدۡهُمۡ بِهٖ جِهَادًا كَبِيۡرًا ﴿۵۲﴾

''اور ہم بانٹتے رہتے ہیں بارش کو لوگوں کے درمیان تاکہ وہ غور و فکر کریں۔ پس انکار کردیا اکثر لوگوں نے مگر یہ کہ وہ ناشکرگزار بنیں گے۔ اور اگر ہم چاہتے تو بھیجتے ہر گاؤں میں ایک ڈرانے والا۔ پس کافروں کی پیروی نہ کرو اور خوب ڈٹ کر مقابلہ کرو ان کا قرآن (کی دلیلوں) سے۔''

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے صَرَّفۡنٰهُ کی ضمیر سے مراد بارش نقل کی ہے جو کبھی اس زمین کو سیراب کرتی ہے اور دوسری کو روک دیتی ہے تاکہ لوگ نصیحت حاصل کریں۔ تو اکثر لوگوں نے ناشکری

1۔ سنن ابوداؤد، باب فی بئر بضاعۃ، جلد 1، صفحہ 199 (56)، مکتبۃ الرشد الریاض

2۔ مصنف عبدالرزاق، باب من یطأ نشأ یابسا، جلد 1، صفحہ 24 (98)، دارالکتب العلمیہ بیروت

کی۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا: ان کی ناشکری سے مراد یہ ہے کہ انہوں نے کہا ہم پر انواء (ستاروں) کے باعث بارش ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۂ واقعہ میں یہ آیت نازل فرمائی ہے: وَ تَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ۝ (الواقعہ)۔(1)

امام سنید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے وہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کرتے ہیں کہ صَرَّفْنٰهُ میں "ہ" ضمیر سے مراد بارش ہے۔ اللہ تعالیٰ جسے ایک زمین میں نازل فرماتا ہے اور دوسری میں نازل نہیں فرماتا (2) ان کی ناشکری سے مراد یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم پر اس ستارے کی وجہ سے بارش کی گئی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس رزق کو اپنے بندوں کے درمیان تقسیم کیا اور اسے لوگوں کے درمیان پھیرا۔ ہمارے سامنے یہ بھی کیا گیا کہ حضرت ابن عباس کہا کرتے تھے۔ کسی سال بھی بارش دوسرے سال کی بنسبت کم نہیں ہوتی لیکن اللہ تعالیٰ اسے لوگوں کے درمیان گھماتا رہتا ہے۔ قتادہ نے کہا ایک زمین انسان کو رزق دیتی ہے اور دوسری اسے محروم رکھتی ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ نے "سنن" میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ کسی سال بھی دوسرے سال کی بنسبت بارش کم نہیں ہوتی لیکن اللہ تعالیٰ جہاں چاہتا ہے اسے لے جاتا ہے۔ پھر اس آیت کی تلاوت کی۔(3)

امام خرائطی رحمہ اللہ نے "مکارم الاخلاق" میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے قول نقل کیا ہے جو غفرہ کے غلام تھے کہ حضرت جبرئیل امین جنائز کی جگہ میں تھے۔ نبی کریم ﷺ نے اسے فرمایا: اے جبرئیل! میں یہ پسند کرتا ہوں کہ بادل کے معاملہ کو جانوں۔ حضرت جبرئیل نے عرض کی یہ بادلوں کا فرشتہ ہے، اس سے پوچھیے۔ حضور ﷺ نے اس سے پوچھا تو اس فرشتے نے عرض کی: ہمارے پاس مہر لگے پیغام آتے ہیں جن میں یہ حکم ہوتا ہے: فلاں فلاں شہر کو اتنے اتنے قطرات سے سیراب کرو۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عطاء خراسانی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ صَرَّفْنٰهُ کی "ہ" ضمیر سے مراد قرآن ہے، کیا تم اس آیت کریمہ میں غور و فکر نہیں کرتے؟ وَ لَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِیْ كُلِّ قَرْیَةٍ نَّذِیْرًا۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَ جَاهِدْهُمْ بِهٖ میں ہ ضمیر سے مراد قرآن لیا ہے۔(4)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے وَ جَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِیْرًا کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد وَ اغْلُظْ عَلَیْهِمْ (التوبہ: 73) ہے۔(5) واللہ تعالیٰ اعلم۔

وَ هُوَ الَّذِیْ مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَّ هٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ۚ وَ جَعَلَ بَیْنَهُمَا بَرْزَخًا وَّ حِجْرًا مَّحْجُوْرًا۝۵۳

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 29 (مفہوم)، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 28
3۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 28 4۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 29 5۔ ایضاً

''اور اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے ملا دیا ہے دو دریاؤں کو، یہ (ایک) بہت شیریں ہے اور یہ (دوسرا) سخت کھاری اور
بنا دی ہے اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے ان کے درمیان آڑ اور مضبوط رکاوٹ۔''

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ کا معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک سمندر کو دوسرے پر چھوڑ دیا۔ میٹھا، کھاری کو خراب نہیں کرتا اور نمکین میٹھے کو خراب نہیں کرتا۔ (1)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک سمندر کو دوسرے پر بہا دیا ہے۔ (2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الْبَحْرَيْنِ سے مراد ہے ایک سمندر آسمان میں اور ایک سمندر زمین میں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے فُرَاتٌ کا معنی میٹھا اور اجاج کا معنی نمکین نقل کیا ہے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے مِلْحٌ اُجَاجٌ کا معنی کڑوا نقل کیا ہے۔ (3)

امام عبد الرزاق رحمہ اللہ نے ''مصنف'' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ دو سمندر ہیں، ان میں سے جس کے ساتھ وضو کرو۔ پھر انہوں نے یہ آیت تلاوت کی۔ (4)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے بَرْزَخًا کا معنی خشکی نقل کیا ہے۔ (5)

فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے بَرْزَخًا کا معنی خشکی نقل کیا ہے۔ (6)

فریابی اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے اس کا معنی روکنے والا نقل کیا ہے کہ میٹھا سمندر کڑوے سمندر کے ساتھ خلط ملط نہیں ہوتا۔

امام عبد الرزاق اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے بَرْزَخًا کا معنی حد نقل کیا ہے۔ (7)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بَرْزَخًا کا معنی رکاوٹ ہے۔ میٹھا سمندر نمکین سمندر سے نہیں ملتا۔ بحر روم، بحر فارس سے نہیں ملتا۔ بحر روم نمکین ہے۔ ابن جریج نے کہا میں نے کسی سمندر کو میٹھا نہیں پایا بلکہ دریا میٹھے ہوتے ہیں کیونکہ دریائے دجلہ سمندر میں گرتا ہے۔ وہ سمندر میں کڑوا نہیں ہوتا بلکہ وہ ان کے درمیان میں ہو جاتا ہے جیسے سفید دھاگا ہوتا ہے۔ جب وہ پلٹتا ہے تو اس کے راستہ میں سمندر نہیں ہوتا۔ نیل کے بارے میں بھی لوگوں کا گمان ہے کہ وہ سمندر میں بہتا ہے۔ (8)

امام عبد الرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت کلبی رحمہ اللہ سے بَرْزَخًا کا معنی آڑ نقل کیا ہے۔ (9)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 30,31 2۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 30 3۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 32
4۔ مصنف عبد الرزاق، باب الوضوء فی ماء البحر، جلد 1، صفحہ 75 (324)، دار الکتب العلمیہ بیروت
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 32 (مفہوم) 6۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 31
7۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 456 (2091)، دار الکتب العلمیہ بیروت
8۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 31 9۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 456 (2092)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حِجْرًا مَّحْجُوْرًا کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حکم اور فیصلہ کے مطابق ایک کو دوسرے سے روک دیتا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے حِجْرًا مَّحْجُوْرًا کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے لطف اور قدرت سے نمکین کو میٹھے سے اور میٹھے کو نمکین سے روک دیا کہ وہ آپس میں ملیں۔

وَ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّ صِهْرًا ؕ وَ كَانَ رَبُّكَ قَدِیْرًا ﴿۵۴﴾

''اور وہی ہے جس نے پیدا فرمایا انسان کو پانی (کی بوند) سے اور بنا دیا اسے خاندان والا اور سسرال والا اور آپ کا رب بڑی قدرت والا ہے۔''

امام عبد بن حمید نے عبد اللہ بن مغیرہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب سے نَسَبًا اور صِهْرًا کے بارے میں پوچھا گیا۔ حضرت عمر نے فرمایا میرا خیال ہے تم نسب کو تو پہچان چکے ہو۔ جہاں تک صِهْرًا کا تعلق ہے تو وہ دو بہنیں اور صحابہ ہیں۔

م ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ نَسَبًا سے مراد رضاعت اور صِهْرًا سے مراد دامادی ہے۔ (1)

امام عبد بن حمید نے قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نَسَبًا کے ساتھ صِهْرًا کا ذکر کیا ہے اللہ تعالیٰ نے چودہ عورتوں کو مرد پر حرام کیا ہے، سات نسب سے اور سات صہر سے۔ پس اللہ تعالیٰ نے نَسَبًا وَّ صِهْرًا میں حرمت کو برابر کر دیا ہے۔

وَ یَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَنْفَعُهُمْ وَ لَا یَضُرُّهُمْ ؕ وَ كَانَ الْكَافِرُ عَلٰی رَبِّهٖ ظَهِیْرًا ﴿۵۵﴾

''اور وہ پوجتے ہیں اللہ تعالیٰ کے سوا ان بتوں کو جو نہ فائدہ پہنچا سکتے ہیں انہیں اور نہ نقصان اور کافر اپنے رب کے مقابلے میں (ہمیشہ شیطان کا) مددگار رہتا ہے۔''

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ یہاں کافر سے مراد ابو الحکم ہے جسکا نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابو جہل رکھا۔ (2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت شعبی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ کافر سے مراد ابو جہل ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، سعید بن منصور، فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ الْكَافِرُ سے مراد اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں میں شیطان کا دوست ہے۔ (3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری اور ضحاک رحمہما اللہ سے اسی کی مثل قول نقل کیا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 32 2۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 34 3۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 33

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ الکافر سے مراد عداوت اور شرک میں اپنے رب کے خلاف کافر کا مددگار ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے قتادہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ الکافر اپنے رب سے دشمنی میں شیطان کا مددگار ہے۔

وَ مَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا ﴿٥٦﴾ قُلْ مَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِلَّا مَنْ شَآءَ اَنْ يَّتَّخِذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ﴿٥٧﴾

''اور ہم نے نہیں بھیجا آپ کو مگر بشارت دینے والا اور ڈرانے والا۔ فرمادیجئے کہ میں نہیں مانگتا تم سے اس (خیر خواہی) پر کچھ اجرت مگر میری اجرت یہ ہے کہ جس کا جی چاہے وہ اپنے رب کا راستہ اختیار کرلے۔''

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنت کی بشارت دینے والے ہیں اور جہنم سے خبردار کرنے والے ہیں۔ میں تم سے کسی اجرت کا طالب نہیں مگر جو اللہ تعالیٰ کے احکام کی اطاعت کر کے اس کا راستہ اپنالے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کو کہہ دو میں جس امر کی تمہیں دعوت دے رہا ہوں اس پر میں تم سے کوئی اجرت طلب نہیں کرتا یعنی دنیا کے اموال میں سے کسی مال کا مطالبہ نہیں کرتا۔

وَ تَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ وَ سَبِّحْ بِحَمْدِهٖ ؕ وَ كَفٰى بِهٖ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرَا ﴿٥٨﴾

''اور (اے مصطفیٰ! صلی اللہ علیہ وسلم) آپ بھروسہ کیجئے ہمیشہ زندہ رہنے والے پر جسے کبھی موت نہیں آئے گی اور اس کی حمد کے ساتھ پاکی بیان کیجئے اور اس کا اپنے بندوں کے گناہوں سے باخبر ہونا کافی ہے۔''

امام ابن ابی الدنیا نے توکل میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں عتبہ بن ابی ثبیت سے روایت نقل کی ہے کہ تورات میں لکھا ہوا ہے کہ کسی انسان پر بھروسہ نہ کر کیونکہ انسان کو دوام حاصل نہیں بلکہ اس حی پر بھروسہ کر جسے موت نہیں آئے گی۔

الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ مَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۚۛ اَلرَّحْمٰنُ فَسْـَٔلْ بِهٖ خَبِيْرًا ﴿٥٩﴾ وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمُ اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ قَالُوْا وَ مَا الرَّحْمٰنُ ۗ اَنَسْجُدُ لِمَا تَاْمُرُنَا وَ زَادَهُمْ نُفُوْرًا ﴿٦٠﴾

''جس نے پیدا فرمایا آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے چھ دنوں میں۔ پھر وہ متمکن ہوا عرش پر (جیسے اس کی شان ہے) وہ رحمٰن ہے، سو پوچھ اس کے بارے میں کسی واقف حال سے۔ اور جب کہا جاتا ہے

انہیں کہ رحمٰن (کے حضور) سجدہ کرو، وہ پوچھتے ہیں رحمٰن کون ہے؟ کیا ہم سجدہ کریں اس کو جس کے متعلق تم ہمیں حکم دیتے ہو اور وہ زیادہ نفرت کرنے لگتے ہیں۔

امام فریابی، سعید بن منصور، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے تجھے جس چیز کے بارے میں آگاہ کیا تو میں نے تجھے اس کے بارے میں باخبر کر دیا۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت شمر بن عطیہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ قرآن اس بارے میں آگاہ ہے (اس سے سوال کر)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ بدبخت کہتے ہم تو یمامہ کے رحمٰن کے سوا کسی رحمٰن کو نہیں جانتے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت وَ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ (البقرہ) کو نازل فرمایا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت حسین جعفی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا مَا الرَّحْمٰنُ (رحمٰن کیا ہے)۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب دیا اَلرَّحْمٰنُ ۙ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ (الرحمٰن)۔

امام سعید بن منصور اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اسود نے اَنَسْجُدُ لِمَا تَاْمُرُنَا کی تلاوت کی تو اس میں سجدہ کیا۔ یحییٰ نے اَنَسْجُدُ لِمَا تَاْمُرُنَا پڑھا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سلیمان رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابراہیم رحمہ اللہ نے سورۂ فرقان میں اَنَسْجُدُ لِمَا يَاْمُرُنَا پڑھا۔ سلیمان نے بھی اسے اسی طرح پڑھا ہے۔

تَبٰرَكَ الَّذِيْ جَعَلَ فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّ جَعَلَ فِيْهَا سِرٰجًا وَّ قَمَرًا مُّنِيْرًا ﴿٦١﴾

''بڑی (خیرو) برکت والا ہے جس نے بنائے ہیں آسمان میں برج اور بنایا ہے اس میں چراغ (آفتاب) اور چمکتا ہوا چاند۔''

امام خطیب رحمہ اللہ نے کتاب النجوم میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ یہاں بُرُوْجًا سے مراد بارہ برج ہیں۔ پہلا حمل، دوسرا ثور، تیسرا جوزاء، چوتھا سرطان، پانچواں اسد، چھٹا سنبلہ، ساتواں میزان، آٹھواں عقرب، نواں قوس، دسواں جدی، گیارہواں دلو اور بارہواں حوت۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بُرُوْجًا سے مراد آسمان کے دروازوں پر محلات ہیں جن میں پہرے دار ہوتے ہیں۔

ہناد، عبد بن حمید اور ابن جریر نے یحییٰ بن رافع سے روایت نقل کی ہے کہ بُرُوْجًا سے مراد آسمان میں محلات ہیں۔ (1)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 36، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت عطیہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بُرُوْجًا سے مراد محلات ہیں۔ پھر اس آیت کریمہ وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ (النساء:78) سے استدلال کیا۔(1)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بُرُوْجًا سے مراد ستارے ہیں۔(2)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بُرُوْجًا سے مراد ستارے ہیں۔(3)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے ابو صالح سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بُرُوْجًا سے مراد بڑے ستارے ہیں۔(4)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بُرُوْجًا سے مراد ستارے ہیں۔ عکرمہ نے کہا کہ آسمان کے مکین دنیا کی مساجد کے نور کو اسی طرح دیکھتے ہیں جس طرح دنیا والے آسمان کے ستاروں کو دیکھتے ہیں۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ سراج سے زاد سورج ہے۔(5)

امام عبد بن حمید نے عاصم سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے سراج کو واحد کا صیغہ اور کسرہ کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اسے سُرُجًا جمع کا صیغہ پڑھتے۔

وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ اَرَادَ اَنْ يَّذَّكَّرَ اَوْ اَرَادَ شُكُوْرًا ﴿٦٢﴾

''اور وہی ہے جس نے بنایا ہے رات اور دن کو ایک دوسرے کے پیچھے آنے والا اس کے لیے جو یہ چاہتا ہے کہ وہ نصیحت قبول کرے یا چاہتا ہے کہ شکر گزار بنے۔''

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہی رات اور دن کو سفید بنایا ہے۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ رات دن کے پیچھے آتی ہے اور دن رات کے پیچھے آتا ہے۔ یہ اس لیے نظام چلایا تا کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر جو نعمتیں کی ہیں انہیں یاد کرے یا ان نعمتوں پر شکر بجالائے۔(6)

فریابی، عبد بن حمید اور ابن جریر نے مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ دونوں چیزیں مختلف ہوتی ہیں، رات سیاہ ہوتی ہے اور دن سفید ہوتا ہے مومن کبھی رات کے وقت بھول جاتا ہے اور دن کو یاد کرتا ہے، دن کو بھول جاتا ہے اور رات کو یاد کرتا ہے۔(7)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جس کا رات کا کوئی عمل فوت ہو جائے تو وہ دن کے وقت کر لے اور جس کا دن کے وقت کوئی عمل فوت ہو جائے تو رات کو کر لے۔(8)

امام طیالسی اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر نے چاشت کی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 36 2۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 37 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً
5۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 457 (2095)، دارالکتب العلمیہ بیروت 6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 38,40
7۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 38 8۔ ایضاً

نماز کو لمبا کیا تو آپ سے عرض کی گئی، آج آپ نے ایسا عمل کیا ہے جو پہلے نہیں کرتے تھے۔ تو حضرت عمر نے فرمایا: میرا رات کا ورد رہ گیا تھا، میں نے پسند کیا کہ میں اسے مکمل کرلوں۔ یا فرمایا کہ میں اس کی قضا کرلوں اور یہ آیت تلاوت کی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رات کو دن کا خلیفہ اور دن کو رات کا خلیفہ بنایا جس سے عمل میں کوئی کوتاہی ہوتی ہو وہ اس کی قضا کرلے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جو آدمی رات کے عمل کی طاقت نہ رکھے وہ دن کے وقت کرلے اور جو دن کے وقت کام نہ کرسکے وہ رات کو کرلے، یہ اس کا نائب ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت حسن بصری سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جو آدمی رات کے وقت عمل کرنے سے عاجز آگیا وہ دن کے پہلے حصے میں قضا کرلے اور جو دن کے وقت عمل کرنے سے عاجز آگیا ہو وہ رات کے وقت اس کی قضا کرلے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سلمان فارسی کے پاس ایک آدمی آیا۔ عرض کی میں رات کو عبادت نہیں کرسکتا۔ تو انہوں نے فرمایا اگر تو رات کے وقت عبادت نہیں کرسکتا تو دن کے وقت عاجز نہ ہو جا۔ قتادہ نے کہا ہمارے سامنے یہ کیا گیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! ہر رات میں ایک گھڑی ہے، جو آدمی بھی اس وقت نماز پڑھتا ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ سے خیر کا طالب ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے عطا فرما دیتا ہے۔ قتادہ نے کہا رات اور دن میں اللہ تعالیٰ کو اچھے اعمال دکھاؤ، بیشک یہ دونوں سواریاں ہیں جو لوگوں کو ان کی موت تک اٹھائے پھرتی ہیں۔ ہر دور چیز کو قریب کردیتی ہیں، نئی چیزوں کو بوسیدہ کردیتی ہیں اور ہر وعدہ کو لاتی ہیں۔ یہ قیامت تک مؤثر ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کیا ہے کہ انہوں نے ان یَذَّکَّرَ کو مشدد پڑھا ہے۔
امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ آپ اسے اَنْ یَذَّکَّرَ پڑھتے۔

وَ عِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّ اِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ﴿۶۳﴾ وَ الَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّ قِیَامًا ﴿۶۴﴾ وَ الَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖۗ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ﴿۶۵﴾ اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّ مُقَامًا ﴿۶۶﴾ وَ الَّذِیْنَ اِذَاۤ اَنْفَقُوْا لَمْ یُسْرِفُوْا وَ لَمْ یَقْتُرُوْا وَ كَانَ بَیْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ﴿۶۷﴾

"اور رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو چلتے ہیں زمین پر آہستہ آہستہ اور جب گفتگو کرتے ہیں ان سے جاہل تو وہ صرف یہ کہتے ہیں کہ تم سلامت رہو اور جو رات بسر کرتے ہیں اپنے رب کے حضور سجدہ کرتے ہوئے اور کھڑے ہوئے اور

جو (بارگاہ الٰہی میں) عرض کرتے رہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! دور فرما دے ہم سے عذاب جہنم، بیشک اس کا عذاب بڑا مہلک ہے۔ بیشک وہ بہت برا ٹھکانہ اور بہت بری جگہ ہے۔ اور وہ لوگ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ کنجوسی (بلکہ) ان کا خرچ کرنا اسراف اور بخل کے بین بین اعتدال سے ہوتا ہے۔''

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ عِبَادُ الرَّحْمٰنِ سے مراد مومنین ہیں جو زمین پر طاعت، پاکدامنی اور تواضع سے چلتے ہیں۔ (1)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ عِبَادُ الرَّحْمٰنِ سے مراد علماء اور حکماء ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت ضحاک سے هَوْنًا کے بارے میں یہ قول کیا ہے کہ یہ سریانی زبان کا لفظ ہے۔

ابن ابی حاتم نے ابوعمران جونی سے هَوْنًا کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ هَوْنًا سے مراد سریانی زبان میں حلیم لوگ ہیں۔

ابن ابی حاتم نے میمون بن مہران سے هَوْنًا کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ سریانی زبان میں حلیم لوگوں کو هَوْنًا کہتے ہیں۔

امام عبدالرزاق، فریابی، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ رحمٰن کے بندے زمین پر وقار اور سکینہ کے ساتھ چلتے ہیں۔ جب جاہل ان سے مخاطب ہوتے ہیں تو وہ جواب میں صحیح بات کرتے ہیں۔ (2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے اسی کی مثل قول نقل کیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت زید بن اسلم سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ زمین پر سختی سے نہیں چلتے۔

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے حلیہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور ابن نجار رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تیز رفتاری مومن کے وقار کو ختم کر دیتی ہے۔

امام خرائطی رحمہ اللہ نے مکارم الاخلاق میں حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ اللہ کے بندے زمین پر سکون اور وقار سے چلتے ہیں جب ان کے ساتھ جہالت والا رویہ اپنایا جائے تو وہ حلم سے کام لیتے ہیں۔ اگر ان کے ساتھ زیادتی کی جائے تو اس کے ساتھ احسان کرتے ہیں۔ اگر انہیں محروم رکھا جائے تو وہ عطا کرتے ہیں۔ اگر ان کے ساتھ قطع رحمی کی جائے تو صلہ رحمی کرتے ہیں۔

آمدی نے دیوان اعشی کی شرح میں اپنی سند سے حضرت عمر بن خطاب سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے ایک نوجوان کو دیکھا جو اپنی چال میں تکبر کر رہا تھا تو حضرت عمر نے فرمایا یہ تکبر والی چال ناپسندیدہ ہے مگر اللہ تعالیٰ کی راہ میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی تعریف کی ہے وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا اس لیے اپنی چال میں میانہ روی اختیار کر۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عظمت کی خاطر اللہ تعالیٰ کے لیے تواضع سے کام لیتے ہیں۔ وہ جاہلوں کے ساتھ جاہلوں والا سلوک نہیں کرتے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 41، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 40,43

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے حلیہ میں حضرت محمد بن علی باقر سے یہ روایت نقل کی ہے کہ کمینے لوگوں کا اسلحہ قبیح گفتگو ہے۔(1)

امام احمد نے نعمان بن مقرن مزنی سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں دوسرے آدمی کو گالی دی۔ جس آدمی کو گالی دی گئی تھی وہ کہنے لگا تجھ پر سلامتی ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خبردار! ایک فرشتہ تمہارے درمیان موجود ہے جو تیری طرف سے اسے جواب دے رہا ہے۔ جب بھی یہ تجھے گالی دیتا ہے تو یہ اسے کہتا ہے بلکہ تو ایسا ہے تو اس کا زیادہ مستحق ہے۔ جب تو اسے جواب میں کہتا ہے "علیک السلام" تو فرشتہ کہتا ہے نہیں بلکہ تو اس کا زیادہ مستحق ہے۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جاہلوں سے مراد بے وقوف ہیں۔

قَالُوْا سَلٰمًا یعنی وہ اچھی بات کا جواب دیتے ہیں اور وہ رات اللہ تعالیٰ کے لیے نماز پڑھتے ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ بردباری اور تواضع کرتے ہوئے زمین پر چلتے ہیں۔ وہ کسی کے ساتھ بھی جاہلوں والا رویہ نہیں اپناتے۔ اگر ان کے ساتھ کوئی جاہلوں والا رویہ اپنائے یہ ان کا دن ہوتا ہے جب وہ لوگوں کے درمیان رہتے ہیں اور رات کے وقت وہ اپنے رب کے حضور سجدے اور قیام کرتے ہیں۔ یہ ان کی رات ہوتی ہے جب ان کے اور ان کے رب کے درمیان کوئی چیز حائل نہیں ہوتی۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے، فرمایا: یہ کہا جاتا تھا اے ابن آدم! اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں سے بچ تو عابد بن جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے تیرے حق میں جو مقدر کیا ہے اس پر راضی ہو جا تو غنی ہو جائے گا۔ لوگوں میں سے جو تیرے پاس رہے اس کے ساتھ اچھا سلوک کر تو مسلمان ہو جائے گا۔ لوگوں کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کر جیسا تو پسند کرتا ہے کہ لوگ تیرے ساتھ معاملہ کریں تو عدل کرنے والا ہو جائے گا۔ زیادہ ہنسنے سے بچو کیونکہ زیادہ ہنسا دل کو مار ڈالتا ہے۔ کچھ لوگ تھے جو زیادہ مال جمع کرتے، مضبوط عمارتیں بناتے، لمبی امیدیں رکھتے، وہ آج کہاں ہیں، ان کی جمعیتیں ہلاک ہو گئیں، ان کا عمل دھوکہ بن گیا اور ان کے مکانات قبریں بن گئے۔

اے ابن آدم! تو اپنے عمل کے بدلے میں گروی رکھا گیا ہے اور تجھے اجل کے پوری ہونے پر اپنے رب کے حضور پیش کیا جائے گا۔ جو کچھ تیرے ہاتھ میں ہے اسے آنے والے دنوں کے لیے لے لے جو موت کے بعد آنے والے ہیں۔ وہ تیرے لیے بھلائی لائے گا۔ اے ابن آدم! اپنے قدموں سے زمین کو روند کیونکہ یہ تیری قبر کے قریب ہے جب سے تو اپنی ماں کے پیٹ سے نکلا ہے لگا تار اپنی عمر کو ختم کرنے میں لگا ہوا ہے۔

اے ابن آدم! لوگوں کے ساتھ میل جول رکھ اور ان سے جدا رہ اپنے بدن کے ساتھ ان سے میل جول رکھ اور اپنے دل اور عمل سے ان سے علیحدہ رہ۔

اے انسان! کیا تو یہ پسند کرتا ہے کہ تو اپنی اچھائیوں کو کرے اور یہ ناپسند کرتا ہے کہ تو اپنی برائیاں یاد کرے تو گمان پر غصے

1۔ حلیۃ الاولیا، از ابونعیم، جلد 3، صفحہ 183، مکتبۃ الخانجی مصر 2۔ مسند امام احمد بحوالہ موسوعۃ اطراف الحدیث، جلد 2، صفحہ 288، دار الفکر بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 42، دار احیاء التراث العربی بیروت

ہو جاتا ہے اور یقین پر قائم رہتا ہے۔

یہ بات بھی کہی جاتی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کی جانب سے مومنوں کے پاس یہ دعوت آتی ہے تو وہ اس کی تصدیق کرتے ہیں ان کے دل ان کے بدن اور ان کی آنکھیں اس کے سامنے جھک جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! جب تو انہیں دیکھے گا تو تو انہیں ایسی قوم خیال کرے گا گویا وہ آنکھ کا دیکھنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! جھگڑے اور باطل والے نہیں لیکن اللہ کی طرف سے انہیں حکم ملا تو انہوں نے اس کی تصدیق کی۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ان کی بہترین صفت بیان کی ہے۔ ارشاد فرمایا وَ عِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا حضرت حسن بصری نے کہا عربی زبان میں هَوْنًا سے مراد نرمی، سکون اور وقار ہے۔ جب جاہل ان سے ہم کلام ہوتے ہیں تو وہ حلیم ہوتے ہیں۔ وہ جاہلوں والا انداز نہیں اپناتے۔ اگر کوئی ان کے ساتھ جاہلوں والا طرز عمل اپنائے تو وہ حلم کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ وہ دن کے وقت اللہ تعالیٰ کے بندوں کی صحبت میں ہوتے ہیں جس کے بارے میں تم سنتے ہو۔

پھر ان کی بہترین رات کا کیا وَ الَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّ قِيَامًا وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اپنے قدموں پر کھڑے رہتے ہیں اور اپنے رب کے لیے اپنے چہروں کو زمین پر بچھائے رکھتے ہیں۔ اپنے رب کے خوف سے ان کے آنسو ان کے رخساروں پر جاری رہتے ہیں۔ حضرت حسن بصری نے کہا اسی وجہ سے ان کی راتیں بیدار ہوتی ہیں اور ان کے دن خشوع کی حالت میں رہتے ہیں۔ وَ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ہر وہ مصیبت جو انسان کو پہنچتی ہے اور ہمیشہ نہیں رہتی تو وہ غرام نہیں ہوتی۔ غَرَامًا سے کہتے ہیں جو زمین آسمان کے قائم رہنے تک موجود رہتی ہے۔ کہا قوم نے سچی بات کہی، اس ذات کی قسم! جس کے سوا کوئی معبود نہیں! انہوں نے کام کیے مگر آرزو نہ کی، اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے، ان آرزوں سے بچو۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے کبھی بھی آرزو کے بدلے میں دنیا و آخرت میں خیر عطا نہیں کی وہ کہا کرتے تھے کاش! ایسی نصیحت ہوتی جو دلوں کی زندگی کے موافق ہوتی۔

امام عبد بن حمید حضرت ابو سعید خدری سے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ غَرَامًا کا معنی دائمی ہے۔

امام طستی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ نافع بن ازرق نے حضرت ابن عباس سے عرض کیا: مجھے اس ارشاد باری کے بارے میں بتایئے اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا فرمایا لازم رہنے والا سخت جس طرح قرض خواہ مقروض کے ساتھ ساتھ رہتا ہے۔ نافع نے عرض کی کیا عرب اسے پہچانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے بشر بن حازم کا شعر نہیں سنا:

وَيَوْمَ النِّسَارِ وَيَوْمَ الْجِفَارِ كَانَا عَذَاباً وَّكَانَا غَرَاماً

"نسار اور جفار کے دن دونوں عذاب تھے اور دونوں لازم تھے"۔

امام ابن انباری رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ نافع بن ازرق نے کہا: مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان كَانَ غَرَامًا کے بارے میں بتایئے کہ غرام کیا ہے؟ فرمایا حد درجہ حریص اسی کے بارے میں شاعر نے کہا:

وَمَا اَكْلَةٌ اِنْ نِلْتُهَا بِغَنِيْمَةٍ وَلَا جُوْعَةٌ اِنْ جُعْتُهَا بِغَرَمٍ

''وہ کھانا نہیں اگر میں اسے غنیمت کے بدلے کھاؤں اور وہ بھوک نہیں اگر میں اسے پسندیدہ چیز کے بدلے میں پاؤں''۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: لوگ جان چکے ہیں ہر قرض خواہ اپنے مقروض کو چھوڑ دیتا ہے مگر جہنم جہنمی کو نہیں چھوڑے گی۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے: وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا سے مراد مومن ہیں، وہ فضول خرچی نہیں کرتے کہ وہ معصیت میں جا پڑیں، نہ وہ بخل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے حقوق کو پامال کریں۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے ولم يقتروا پڑھا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اسراف سے مراد اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں مال خرچ کرنا ہے اور اقتار سے مراد اللہ تعالیٰ کے حق کو روکنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے لوٹنے کی جگہ بنائی ہے تو اللہ تعالیٰ کی پناہ کی طرف لوٹ آؤ۔ خرچ کرنے والے کے بارے میں فرمایا يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۝ (الاحزاب) فرمایا سچی بات کرو۔ مومنوں کے بارے میں فرمایا قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ (النور:30) یعنی جو چیز ان کے لیے حلال نہیں اس سے اپنی آنکھوں کو بند رکھیں اور سننے کے بارے میں فرمایا الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ (الزمر:18) احسن سے مراد اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ سے لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے: وہ باطل جگہ خرچ نہیں کرتے اور صحیح جگہ خرچ کرنے سے بخل نہیں کرتے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت یزید بن ابی حبیب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ آیت کا مصداق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ تھے۔ وہ کھانا محض اس لیے نہیں کھاتے تھے کہ وہ اس سے لذت حاصل کریں، وہ کپڑے اس لیے نہیں پہنتے تھے کہ خوبصورتی کے طالب ہوں، ان کے دل ایک دل کی مانند تھے۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت اعمش رحمہ اللہ سے قَوَامًا کا معنی عدل نقل کیا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت غفرہ رحمہ اللہ کے غلام عمر سے روایت نقل کی ہے کہ قَوَامًا کا مطلب ہے کہ تو ناحق خرچ نہ کرے اور جہاں لازم ہو وہاں خرچ کرنے سے نہ رکے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے وھب بن منبہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ قَوَامًا کا معنی ہے اموال کا کچھ حصہ۔(4)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت یزید بن مرہ جعفی سے روایت نقل کی ہے کہ علم عمل سے بہتر ہے، نیکی دو برائیوں کے درمیان ہے، یعنی جب وہ خرچ کرتے ہیں تو اسراف سے کام نہیں لیتے اور نہ ہی بخل کرتے ہیں، بہترین امر درمیانہ ہے۔(5)

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 58 (34188)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 45، دار احیاء التراث العربی بیروت
3۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 46 (مفہوم) 4۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 47 5۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 46

امام عبد الرزاق رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب نے فرمایا: فضول خرچی کے لیے کافی ہے کہ ایک آدمی ایک چیز کی خواہش کرے اسے خریدے اور کھالے۔(1)

امام احمد رحمہ اللہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں: ایک آدمی کی دانائی میں سے یہ ہے کہ وہ اپنی معیشت میں میانہ روی اختیار کرتا ہے۔(2)

وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ﴿٦٨﴾ يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ﴿٦٩﴾ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿٧٠﴾ وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا ﴿٧١﴾

"اور جو نہیں پوجتے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور خدا کو اور نہیں قتل کرتے اس نفس کو جس کا قتل کرنا اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا ہے مگر حق کے ساتھ اور نہ بدکاری کرتے ہیں اور جو یہ کام کرے گا تو وہ پائے گا (اس کی) سزا۔ دوگنا کر دیا جائے گا اس کے لیے عذاب روز قیامت اور ہمیشہ رہے گا اس میں ذلیل وخوار ہو کر۔ مگر وہ جس نے توبہ کی اور ایمان لے آیا اور نیک عمل کیے تو یہ وہ لوگ ہیں بدل دے گا اللہ تعالیٰ ان کی برائیوں کو نیکیوں سے اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔ اور جس نے توبہ کی اور نیک کام کیے تو اس نے رجوع کیا اللہ تعالیٰ کی طرف جیسے رجوع کا حق ہے۔"

امام فریابی، امام احمد، عبد بن حمید، امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا: سب سے بڑا گناہ کون سا ہے؟ فرمایا تو اللہ تعالیٰ کا شریک بنائے جبکہ اس نے تجھے پیدا کیا ہے۔ میں نے پوچھا پھر کون سا ہے؟ فرمایا تو اپنی اولاد کو قتل کرے اس خوف سے کہ وہ تیرے ساتھ کھائے گی۔ میں نے عرض کیا اس کے بعد کون سا گناہ بڑا ہے؟ فرمایا تو اپنے پڑوسی کی بیوی سے بدکاری کرے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی کی تصدیق میں یہ آیت نازل فرمائی: وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ۔(3)

امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، امام نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم، ابن مردویہ اور بیہقی نے سعید بن جبیر

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 458 (2100)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ جامع الاحادیث والسنن، جلد 5، صفحہ 474 (20026)، دار الفکر بیروت

3۔ سنن ترمذی، کتاب التفسیر، جلد 5، صفحہ 315، (3783)، دار الکتب بیروت

کے واسطہ سے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ مشرکوں میں سے کچھ لوگوں نے قتل کیے اور بہت زیادہ قتل کیے اور بدکاریاں کیں۔ پھر وہ حضرت محمد ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، عرض کی آپ جو بات کرتے ہیں اور جس کی طرف دعوت دیتے ہیں وہ اچھی بات ہے، کاش! آپ ہمیں بتاتے کہ ہم نے جو عمل کیے اس پر کیا کفارہ ہے؟ تو یہ آیت نازل ہوئی وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰہِ اِلٰـھًا اٰخَرَ اور یہ آیت قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰۤی اَنْفُسِہِمْ (الزمر:53) نازل ہوئی۔(1)

امام بخاری اور ابن منذر نے حضرت قاسم بن ابی بزہ کے واسطہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے سعید بن جبیر سے پوچھا وہ آدمی جو کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کردے اس کے بارے میں کیا توبہ ہے؟ اور میں نے انہیں یہ آیت وَلَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالْحَقِّ پڑھی۔ حضرت سعید نے کہا میں نے یہ آیت حضرت ابن عباس کو سنائی تھی جس طرح تو نے مجھے یہ آیت سنائی ہے۔ تو حضرت ابن عباس نے فرمایا یہ آیت مکی ہے جسے مدنی آیت نے منسوخ کردیا ہے جو سورۃ النساء میں موجود ہے۔(2)

امام ابن مبارک رحمہ اللہ نے حضرت شفی الاصحی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی کہ جہنم میں ایک پہاڑ ہے جسے صعود کہتے ہیں۔ کافر اس کی چوٹی پر پہنچنے سے پہلے چالیس سال تک چڑھتا رہے گا۔ جہنم میں ایک محل ہے جس کو ''ھوی'' کہتے ہیں۔ کافر کو اس کی بلندی سے پھینکا جائے گا تو وہ اس کی بنیاد تک پہنچنے سے پہلے چالیس سال تک گرتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وَمَنْ یَّحْلِلْ عَلَیْہِ غَضَبِیْ فَقَدْ ھَوٰی ﴿۸۱﴾ (طٰہٰ) جہنم میں ایک وادی ہے جسے اثام کہتے ہیں جس میں سانپ اور بچھو ہوں گے۔ ایک سانپ کی پشت میں ستر مٹکوں کے برابر زہر ہوگا اور ان میں سے ہر ایک بچھو پالان ڈالے گئے خچر جیسا ہوگا۔ جہنم میں ایک وادی ہوگی جس کو غی کہتے ہیں جو پیپ اور خون سے بہ رہی ہوگی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کون سا عمل افضل ہے؟ فرمایا وقت پر نمازیں۔ میں نے پوچھا اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بڑا گناہ کون سا ہے؟ فرمایا اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا۔ میں نے عرض کی پھر کون سا عمل ہے؟ فرمایا تو اپنے بچے کو محض اس لیے قتل کردے کہ وہ تیرے ساتھ کھائے گا۔ ہم تھوڑی دیر ہی ٹھہرے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰہِ اِلٰـھًا اٰخَرَ وَلَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا یَزْنُوْنَ نازل فرمائی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عون بن عبد اللہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت اسود بن یزید رحمہ اللہ سے پوچھا کیا وہ کسی عمل کو دوسرے پر فضیلت دیا کرتے تھے۔ فرمایا ہاں حضرت ابن مسعود نے فرمایا تھا تو نے مجھ سے اسی چیز کے بارے میں سوال کیا ہے جس کے بارے میں میں رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کرتا تھا۔ میں نے عرض کیا تھا کون سا عمل اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب اور مقرب ہے؟ فرمایا وقت پر نماز پڑھنا۔ میں نے عرض کی اس کے بعد کون سا عمل افضل ہے؟ فرمایا والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا۔ میں نے عرض کی اس کے بعد کون سا عمل افضل ہے؟ فرمایا اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا۔ حضرت ابن مسعود نے کہا اگر میں زیادہ سوال کرتا تو آپ مجھے زیادہ جواب دیتے۔ میں نے عرض کی اللہ تعالیٰ کے

1۔ صحیح بخاری تفسیر سورۂ زمر، جلد 4، صفحہ 1811 (4532)، دار ابن کثیر دمشق 2۔ ایضاً تفسیر سورۂ فرقان، جلد 4، صفحہ 1784 (4484)

ہاں سب سے ناپسندیدہ اور سب سے دور کرنے والا عمل کون سا ہے؟ فرمایا تو اللہ تعالیٰ کا شریک بنائے جبکہ اس نے تمہیں تخلیق فرمایا ہے، تو اپنی اولاد کو قتل کرے محض اس وجہ سے کہ وہ تیرے ساتھ کھانا کھائے گی اور تو اپنے پڑوسی کی بیوی سے بدکاری کرے۔ پھر یہ آیت تلاوت کی وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ۔

امام ابن ابی حاتم نے ابو قتادہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی سے فرمایا: اللہ تعالیٰ تجھے اس بات سے منع کرتا ہے کہ تو مخلوق کی عبادت کرے اور خالق کو چھوڑ دے اور اللہ تعالیٰ تمہیں اس بات سے منع کرتا ہے کہ تو اپنی اولاد کو قتل کرے اور اپنے کتے کو کھلائے اور اللہ تعالیٰ تمہیں اس چیز سے منع کرتا ہے کہ تو اپنے پڑوسی کی بیوی سے بدکاری کرے۔

ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عبداللہ بن عمر سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اَثَامًا جہنم میں ایک وادی ہے۔(1)

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اَثَامًا جہنم میں پیپ اور خون کی وادی ہے۔(2)

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے عکرمہ سے روایت نقل کی ہے کہ اَثَامًا جہنم میں وادیاں ہیں جن میں بدکار رہتے ہیں۔(3)

امام عبدالرزاق، عبد حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اَثَامًا کا معنی سزا ہے۔ ہم یہ باتیں بھی کرتے تھے کہ اس سے مراد جہنم کی وادی ہے(4) ہمارے سامنے یہ بات بھی کی گئی ہے کہ حضرت لقمان کہا کرتے تھے اے بیٹے! بدکاری سے بچو، اس کی ابتداء خوف سے ہوتی ہے اور انتہاء شرمندگی پر ہوتی ہے۔

امام ابن مبارک نے زہد میں حضرت شفی الاصبحی سے روایت نقل کی ہے کہ جہنم میں ایک وادی ہے جسے اَثَامًا کہتے ہیں جس میں سانپ اور بچھو ہوتے ہیں جس کی کمر میں ستر مشکوں کے برابر زہر ہوگا، اس میں بچھو پالان ڈالے ہوئے خچر جتنا ہوگا۔

امام ابن انباری رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس سے عرض کی: مجھے یہ تو بتائیے اَثَامًا کیا چیز ہے؟ فرمایا جزا۔ اس بارے میں عامر بن طفیل نے کہا:

وَرَوَّیْنَا الْاَ سِنَّةَ مِنْ صَدَاءٍ وَلَاقَتْ حَمِیْرٌ مِنَّا اَثَامَا

''ہم نے نیزوں کی پیاس بجھائی اور حمیر نے ہماری طرف سے جزا پائی''۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے ضعیف سند سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ یَلْقَ اَثَامًا پڑھا ہے۔(5)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے یُّضٰعَفْ کو رفع کے ساتھ لَهُ الْعَذَابُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَیَخْلُدْ فِیْهٖ میں یَخْلُدْ کو یاء کے رفع اور لام کے نصب کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ فِیْهٖ میں ''ہ'' ضمیر سے مراد

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 53، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 54 5۔ معجم کبیر، جلد 10، صفحہ 76 (10002)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

عذاب ہے مُهَانًا یعنی اس میں اس کو ذلیل و رسوا کیا جائے گا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ نازل ہوئی تو مسلمانوں پر بڑا شاق گزرا۔ انہوں نے کہا ہم میں سے تو ہر ایک نے شرک کیا ہے، اس نے قتل کیا ہے اور بدکاری کی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا (الزمر:53) نازل فرمائی۔ اللہ تعالیٰ انہیں فرماتا ہے جنہوں نے شرک میں یہ مقام پایا۔ پھر اس کے بعد یہ آیت اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ نازل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے کفر کو اسلام، نافرمانی کو طاعت، انکار کو معرفت اور جہالت کو علم سے بدل دیا۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ تبارک (فرقان) کی آیت مدینہ طیبہ میں حضرت حمزہ کے قاتل وحشی اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ وہ کہا کرتے تھے ہم اسلام اور اس کی فضیلت کو جانتے ہیں مگر ہمارے لیے توبہ کی صورت کیسے بن سکتی ہے جبکہ ہم نے بتوں کی عبادت کی ہے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کو قتل کیا ہے، ہم نے شرابیں پی ہیں اور مشرک عورتوں سے نکاح کیا ہے، اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ نازل فرمائی۔ پھر ان کی توبہ کا حکم نازل ہوا اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ۔ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے ساتھ جنگ کرنے کو مشرکوں کے ساتھ جنگ کرنے، مشرکات کے ساتھ نکاح کرنے کو مومنات کے ساتھ نکاح کرنے اور بتوں کی عبادت کرنے کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کے ساتھ بدل دیا۔ (1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ان سے اس آیت کے بارے میں پوچھا گیا وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ۔ انہوں نے جواب دیا یہ دور جاہلیت میں تھے۔ انہوں نے شرک کیا، لوگوں کو قتل کیا اور بدکاریاں کیں۔ انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ ہمیں ہرگز نہیں بخشے گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اِلَّا مَنْ تَابَ نازل فرمائی۔ اب توبہ، ایمان اور عمل صالح آ گیا جبکہ پہلے شرک قتل اور زنا تھا۔ یہ تین افعال ان تین افعال کی جگہ ہو گئے۔

امام ابن منذر، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ہم نے کئی سال تک اس آیت وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ...... يَلْقَ اَثَامًا کو پڑھا۔ پھر یہ آیت اِلَّا مَنْ تَابَ نازل ہوئی۔ اس آیت کے نازل ہونے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنی خوشی ہوئی جتنی اس آیت کریمہ کے نازل ہونے سے خوشی ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا (الفتح:1) سے بڑی خوشی ہوئی تھی۔ (2)

امام عبد بن حمید نے ابو مالک سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ نازل ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی نے کہا ہم دور جاہلیت میں شرک اور قتل کیا کرتے تھے۔ تو یہ آیت اِلَّا مَنْ تَابَ نازل ہوئی۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے تاریخ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے: وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 55 　 2۔ مجمع الزوائد، کتاب التوبہ، جلد 10، صفحہ 321 (17497)، دار الفکر بیروت

اللہ......یَلْقَ اَثَامًا سے اِلَّا مَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ......حَسَنٰتٍ کو مستثنیٰ کیا ہے۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی۔ پھر میں واپس لوٹا، کیا دیکھتا ہوں کہ ایک عورت میرے دروازے پر کھڑی ہے۔ اس نے کہا میں تم سے ایک کام کے بارے میں سوال کرنے کے لیے آئی ہوں جو کام میں نے کیا ہے، کیا میرے لیے اس سے توبہ کی کوئی صورت ہے؟ میں نے پوچھا وہ کیا کام ہے؟ اس عورت نے کہا میں نے بدکاری کی جس کے نتیجے میں میں نے ایک بچہ جنا اور میں نے اسے قتل کردیا ہے۔ میں نے کہا نہیں اور نہ ہی کوئی عزت ہے۔ وہ اٹھی اور کہہ رہی تھی ہائے افسوس! کیا یہ جسم جہنم کی آگ کے لیے بنایا گیا ہے؟ جب میں نے اسی صبح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صبح کی نماز پڑھی تو میں نے اس عورت کا واقعہ بیان کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے اسے کیا کہا تھا؟ میں نے عرض کیا کوئی توبہ نہیں اور نہ ہی کوئی عزت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے کتنی بری بات کی ہے، کیا تو یہ آیت نہیں پڑھتا تھا وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ...... اِلَّا مَنْ تَابَ حضرت ابوہریرہ نے کہا میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے نکلا اور مدینہ طیبہ کے ہر گھر اور گلی میں کھڑا ہوا اور کہا اگر تم میں وہ عورت ہے جو ابوہریرہ کے پاس آئی تھی، وہ آئے اور اسے بشارت ہو۔ جب میں عشاء کے وقت گھر واپس آیا تو وہ میرے دروازے پر کھڑی تھی۔ میں نے اسے کہا تجھے خوش خبری ہو، جو بات تم نے کی تھی اور جو کچھ میں نے تم سے کہا تھا میں نے اس کا ذکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تھا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا تو نے کتنی بری بات کی، کیا تو نے یہ آیت نہیں پڑھی تھی اور یہ آیت میں نے اس عورت کو پڑھ کر سنائی۔ تو وہ عورت سجدہ میں گر گئی اور کہا میں اس اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتی ہوں جس نے میرے لیے توبہ اور اس گناہ سے نکلنے کی راہ بنائی۔ میں گواہی دیتی ہوں کہ یہ لونڈی (وہ لونڈی اس کے ساتھ تھی) اور اس کا بیٹا اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر آزاد ہیں اور میں نے جو عمل کیا تھا اس سے توبہ کرتی ہوں۔ (1)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے: فَاُولٰٓئِكَ یُبَدِّلُ اللّٰهُ سے مراد مومن ہیں وہ ایمان لانے سے قبل برائیوں پر تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں برائیوں سے نفرت دلائی اور نیکیوں کی طرف پھیر دیا اور برائیوں کی جگہ نیکیوں سے بدل دیا۔ (2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے مگر جس نے گناہ سے توبہ کی، اپنے رب پر ایمان لایا اور اپنے اور اپنے رب کے درمیان معاملات کو درست کرے تو یہی وہ لوگ ہیں اللہ تعالیٰ جن کی برائیوں کو نیکیوں میں بدل دیتا ہے۔ حضرت قتادہ نے کہا یہاں تبدیلی سے مراد اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے کے بعد اس کی طاعت کرنا، اللہ تعالیٰ کو بھلانے کے بعد اس کا ذکر کرنا اور برائی کرنے کے بعد بھلائی کا کام کرنا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ دنیا میں تبدیلی سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ برے عمل کو اچھے عمل سے، شرک کو اخلاص سے، بدکاری کو پاکدامنی سے بدل دیتا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 52، دار احیاء التراث العربی، بیروت 2۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 55

امام فریابی اور عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ شرک کے بعد ایمان سے بدل دیتا ہے۔

عبد بن حمید نے مکحول سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب وہ توبہ کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے برے اعمال کو نیکیاں بنا دیتا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت علی بن حسین رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ آخرت میں برائیوں کو نیکیوں سے بدل دیتا ہے۔ جبکہ حسن بصری نے کہا اللہ تعالیٰ دنیا میں برائیوں کو نیکیوں سے بدل دیتا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابوعثمان نہدی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ مومن کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے پردے میں کتاب دی جائے گی۔ مومن اپنے گناہ پڑھے گا۔ جب وہ گناہ پڑھے گا تو اس کا رنگ سیاہ ہو جائے گا۔ جب اس کا گزر نیکیوں سے ہوگا۔ انہیں پڑھے گا تو اس کا رنگ پلٹ آئے گا۔ پھر کیا دیکھے گا کہ اس کی برائیوں کو نیکیوں میں بدل دیا گیا ہے۔ اسی وقت وہ کہے گا هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِيَهْ ﴿۱۹﴾ (الحاقہ)۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ قیامت کے روز ایک آدمی کو صحیفہ دیا جائے گا۔ وہ صحیفہ کا اوپر والا حصہ پڑھے گا تو اس میں برائیاں ہوں گی۔ تو وہ سوء ظن کا شکار ہوگا۔ پھر وہ اس کے نیچے والے حصے میں دیکھے گا تو وہاں نیکیاں ہوں گی۔ پھر اوپر والے حصے میں دیکھے گا تو انہیں نیکیوں سے بدل دیا گیا ہوگا۔

امام احمد، ہناد، امام مسلم، امام ترمذی، ابن جریر اور بیہقی رحمہم اللہ نے "الاسماء والصفات" میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے روز ایک آدمی کو لایا جائے گا۔ حکم ہوگا اس پر اس کے چھوٹے گناہ پیش کرو۔ اس کے چھوٹے گناہ اس پر پیش کیے جائیں گے اور بڑے گناہ دور رکھے جائیں گے، اسے کہا جائے گا تو نے یہ یہ گناہ کیے ہیں وہ اقرار کرتا جائے گا، انکار نہیں کرے گا۔ وہ بڑے گناہوں کے بارے میں ڈرے گا کہ ابھی وہ آئیں گے۔ پھر حکم ہوگا اس کے ہر برے عمل کی جگہ نیکی دے دو۔ (1)

امام ابن حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے روز لوگ لائے جائیں گے۔ وہ خواہش کریں گے کاش! ان کے گناہ زیادہ ہوتے۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون ہیں؟ فرمایا وہ جن کی برائیوں کو اللہ تعالیٰ نے نیکیوں میں بدل دیا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عمرو بن میمون رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے: یہاں تک کہ بندہ آرزو کرے گا کہ اس کی خطائیں اس سے بھی زیادہ ہوتیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابوالعالیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے کہا جائے گا کہ بعض لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ وہ یہ آرزو کریں گے کہ ان کے گناہ زیادہ ہوتے۔ ابوالعالیہ نے کہا یہ کس لیے؟ ان سے عرض کرنے والے نے عرض کی کہ وہ اس آیت سے تاویل کرتے ہیں يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ابوالعالیہ نے کہا اس نے ایسی بات کی خبر دی جس کو وہ نہیں جانتا کہا اللہ تعالیٰ نے کتاب میں جو نازل کیا ہے میں اس پر ایمان لایا۔ پھر اس آیت کی تلاوت کی يَوْمَ تَجِدُ

1۔ سنن ترمذی، جلد 4، صفحہ 614 (2596)، دارالکتب العلمیہ بیروت

كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا ۖ وَمَا عَمِلَتْ مِن سُوءٍ ۚ تَوَدُّ لَوْ أَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهُ أَمَدًا بَعِيدًا۔ (آل عمران:30)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مکحول رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک بوڑھا آدمی حاضر ہوا، عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ایک آدمی ہے جو دھوکہ باز اور فاجر ہے، اس نے کوئی چھوٹا بڑا کام نہیں چھوڑا بلکہ خود اسے کیا۔ اگر اس کی غلطیاں اہل زمین پر تقسیم کی جائیں تو وہ ان سب کو ہلاک کر دیں، تو کیا توبہ کی کوئی صورت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تو مسلمان ہے؟ عرض کی جی ہاں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تجھے بخشنے والا اور تیری خطاؤں کو نیکیوں میں بدلنے والا ہے۔ عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میری دھوکہ بازیاں اور میرے گناہ۔ فرمایا تیری دھوکہ بازیوں اور تیرے گناہوں کو بھی بخشنے والا ہے۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت سلمہ بن کہیل رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک نوجوان آیا۔ عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ایسے آدمی کے بارے میں بتایئے جس نے ہر برائی اور غلطی کی اس کے لیے جوئے کے تیر یا اس سے بڑھ کر کسی عمل کا موقع ملا۔ تو اس نے اسے اپنے ہاتھ سے کیا۔ اگر اس کی خطائیں اہل مدینہ پر تقسیم کی جائیں تو سب کو ڈھانپ لیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو مسلمان ہو چکا ہے؟ اس نے عرض کی میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جا اللہ تعالیٰ نے تیری برائیوں کو نیکیوں میں بدل دیا ہے۔ اس نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میری دھوکہ بازیاں اور میرے گناہ۔ فرمایا تیری دھوکہ بازیاں اور تیرے گناہوں کو بھی بخش دیا ہے۔ یہ تین دفعہ فرمایا۔ وہ نوجوان واپس مڑا اور وہ کہہ رہا تھا اللہ اکبر۔

امام بغوی، ابن قانع اور طبرانی نے ابوطویل شطب الممدود سے روایت نقل کی ہے: وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، عرض کی مجھے ایسے آدمی کے بارے میں بتایئے جس نے تمام گناہ کیے اوپر والی روایت کی طرح روایت کی۔ (1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ برائیوں کا نیکیوں میں بدلنا قیامت کے روز ہوگا۔ جب بندہ اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑا ہوگا جبکہ کتاب اس کے ہاتھ میں ہوگی۔ وہ برائیوں اور نیکیوں کو دیکھ رہا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں نے تیرے گناہ بخش دیئے تو وہ بندہ اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں نے تیری برائیوں کو نیکیوں میں بدل دیا ہے۔ تو وہ سجدہ کرے گا۔ مخلوق کہے گی اس بندے کو مبارک! اس نے کبھی بھی غلطی نہیں کی۔

امام طبرانی نے ابومالک اشعری سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب بندہ سوتا ہے تو فرشتہ شیطان سے کہتا ہے کہ اپنا صحیفہ مجھے دو۔ شیطان اسے اپنا صحیفہ دے دیتا ہے۔ تو اس کے صحیفہ میں جو ایک نیکی پاتا ہے۔ تو اس کے بدلے میں شیطان کے صحیفہ میں سے دس برائیاں مٹا دیتا ہے اور اس کی جگہ دس نیکیاں لکھ دیتا ہے۔ جب تم میں سے کوئی سوئے تو تینتیس (33) بار اللہ اکبر کہے، چونتیس (34) بار الحمد للہ کہے اور تینتیس (33) بار سبحان اللہ کہے۔ تو یہ کل سو بن جاتا ہے۔ (2)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ حضرت سعید بن عبد العزیز سے وہ حضرت مکحول سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ برائیوں کی جگہ نیکیاں رکھ دے گا۔ کہا میں نے مکحول کو دیکھا کہ وہ غصہ میں ہو گئے ہیں یہاں تک کہ وہ کانپنے لگے۔

1۔ معجم کبیر، جلد 7، صفحہ 314 (7235)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 296 (3451)

وَ الَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ ۙ وَ اِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ۝ وَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّ عُمْيَانًا ۝ وَ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ۝

''اور جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے اور جب گزرتے ہیں کسی لغو چیز کے پاس سے تو بڑے باوقار ہو کر گزر جاتے ہیں۔ اور وہ جب انہیں نصیحت کی جاتی ہے ان کے رب کی آیات سے تو نہیں گر پڑتے ان پر بہرے اور اندھے ہو کر۔ اور وہ جو عرض کرتے رہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! مرحمت فرما ہمیں ہماری بیویوں اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک اور بنا ہمیں پرہیزگاروں کے لیے پیشوا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ زور مدینہ طیبہ میں ایک بت تھا جس کے اردگرد لوگ ساتوں دن کھیلتے رہتے تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ اس کے پاس سے گزرتے تو بڑے باوقار ہو کر گزر جاتے اس کو دیکھتے تک نہ تھے۔''

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ضحاک سے روایت نقل کی ہے کہ الزُّوْرَ سے مراد شرک ہے۔

امام خطیب نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ الزُّوْرَ سے مراد مشرکوں کی عیدیں ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الزُّوْرَ سے مراد جھوٹ ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ مومن باطل پرستوں کی باطل پر مدد نہیں کرتے اور نہ ہی اس معاملہ میں ان سے دوستی کرتے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عمرو بن قیس ملائی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ الزُّوْرَ سے مراد بری مجلسیں ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الزُّوْرَ دور جاہلیت میں ایک کھیل تھا۔

امام فریابی اور عبد بن حمید نے حضرت محمد بن حنیفہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ الزُّوْرَ سے مراد گانا گانا اور لہو ولعب ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو جحاف رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ الزُّوْرَ سے مراد گانا گانا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ غناء سے مراد نوحہ ہے۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن ابی الدنیا نے ''ذم الغضب'' میں ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الزُّوْرَ سے مراد گانے کی مجلسیں ہیں۔ جب ان لوگوں کو اذیتیں دی جاتی ہیں تو وہ درگزر کرتے ہیں۔ (1)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 58، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے سدی سے یہ قول نقل کیا ہے: وَ اِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا کا مفہوم یہ ہے کہ جب وہ فضول کام کرنے والوں کے پاس سے گزرتے ہیں تو ان سے اعراض کرتے ہیں، ان سے گفتگو نہیں کرتے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت مکی ہے۔(1)

امام ابن ابی حاتم اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت ابراہیم بن میسرہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اعراض کرتے ہوئے گزرے اور نہ ٹھہرے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ابن مسعود نے صبح یا شام کریم ہو کر گزاری ہے۔ پھر ابراہیم نے یہ آیت تلاوت کی۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ضحاک سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لغو نہ ان کے حال میں اور نہ ان کے دل میں ہوتا ہے۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ تمام لغو نافرمانیاں ہیں۔(3)

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب وہ نکاح (حقوق زوجیت) کے تک پہنچتے ہیں تو رک جاتے ہیں۔(4)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّ عُمْيَانًا کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ حق سننے سے بہرے اور حق دیکھنے سے اندھے نہیں ہوتے۔ یہ ایسی قوم ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ کی جانب سے عقل عطا کی گئی۔ انہوں نے کتاب اللہ سے جو سنا اس سے فائدہ اٹھایا۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: کتنے ہی قاری ہیں جو اس آیت کو زبان سے پڑھتے ہیں اور اس پر بہرے اور اندھے بن کر گر پڑتے ہیں۔(5)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ کی یہ تفسیر کی ہے: جو ان میں سے طاعت کا عمل کرے تو اس سے دنیا و آخرت میں ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔ وَّ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا یعنی ہمیں ہدایت کا امام بنا دے کہ ہم سے ہدایت لی جائے۔ ہمیں گمراہی کا امام نہ بنا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اہل سعادت کے بارے میں فرمایا وَ جَعَلْنٰهُمْ اَىِٕمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا (الانبیاء:73) اور اہل شقاوت کے بارے میں فرمایا وَ جَعَلْنٰهُمْ اَىِٕمَّةً يَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ (القصص:41)(6)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ حسن و جمال کے طالب نہیں بلکہ وہ اپنی بیویوں اور اولاد کے بارے میں یہ خواہش کرتے ہیں کہ وہ اطاعت شعار بنیں۔

امام ابن مبارک نے "البر والصلۃ" میں سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 60، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب کلام عکرمہ، جلد 7، صفحہ 220 (35495)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 59

4۔ ایضاً

5۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 60 (منہوم)

6۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 62-63

نے شعب الایمان میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے اس آیت هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ کے بارے میں پوچھا گیا کیا یہ آنکھوں کی ٹھنڈک دنیا میں ہوگی یا آخرت میں؟ فرمایا نہیں، اللہ کی قسم! بلکہ یہ دنیا میں ہوگی۔ عرض کی گئی وہ کیا ہے؟ فرمایا وہ یہ ہے کہ مسلمان اپنی بیوی، اپنی اولاد، اپنے بھائی اور قریبی دوست سے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کو دیکھے گا۔ اللہ کی قسم! ایک مسلمان کے لیے اس سے بڑھ کر کوئی چیز محبوب نہ ہوگی کہ وہ اپنے بچے، اپنے والد، اپنے دوست اور بھائی کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے ہوئے دیکھے۔ (1)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اے اللہ! ہمیں ایسی بیویاں اور اولاد عطا فرما جو تیری عبادت اچھی طرح کریں، وہ عبادت کرتے وقت کسی قسم کا گناہ نہ کریں۔ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا یعنی ہمیں ان کا مقتدا بنا دے۔ (2)

امام احمد، امام بخاری نے ''الادب المفرد'' میں ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی، ابن مردویہ اور ابونعیم رحمہم اللہ نے ''حلیہ'' میں حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے: اللہ تعالیٰ نے کسی بھی نبی کو جاہلیت کے جن مشکل حالات میں مبعوث فرمایا ان میں سے مشکل ترین حالات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ وہ لوگ یہ خیال نہیں کرتے تھے کہ بتوں کی عبادت سے بھی بڑھ کر کوئی دین ہوسکتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرقان لائے جس نے حق اور باطل میں تفریق کر دی، والد اور بیٹے کے درمیان تفریق کر دی یہاں تک کہ ایک آدمی اپنے والد، اپنے بیٹے اور بھائی کو کافر دیکھتا تھا جبکہ اللہ تعالیٰ نے اس کے دل کے تالے کو ایمان کے ساتھ کھول دیا اور وہ یہ جانتا تھا کہ اگر اس کا یہ رشتہ اسی حال میں فوت ہوگیا تو جہنم میں داخل ہو جائے گا۔ تو اس کی آنکھ ٹھنڈی نہ ہوگی اور وہ جانتا ہے کہ اس کا پیارا رشتہ دار جہنم میں ہوگا۔ اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ (3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے ذُرِّيّٰتِنَا کو واحد کا صیغہ پڑھا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ہمیں بھلائی میں قائد، داعی اور ہادی بنا دے جن کی بھلائی میں اقتداء کی جاتی ہو۔

فریابی نے ابوصالح سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ ہمیں متقین کا امام بنا دے کہ ہماری ہدایت کی پیروی کی جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَ يُلَقَّوْنَ فِيْهَا تَحِيَّةً وَّ سَلٰمًا ﴿۷۵﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّ مُقَامًا ﴿۷۶﴾

''یہی وہ خوش نصیب ہیں جن کو بدلہ میں ملے گا (جنت کا) بالا خانہ ان کے صبر کرنے کے باعث اور ان کا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 62، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 62,63
3۔ الادب المفرد، باب الولد قرۃ العین، جلد 1، صفحہ 178 (87)، مکتبہ مدنی قاہرہ

استقبال کیا جائے گا وہاں دعا اور سلام سے، وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اس میں، بہت عمدہ ٹھکانہ اور قیام گاہ ہے"۔

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے "نوادر الاصول میں" حضرت سہل بن سعد رحمہ اللہ سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے اس ارشاد باری تعالیٰ اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ کی تفسیر نقل کی ہے کہ یہ بالا خانہ سرخ یاقوت یا سبز زبرجد یا سفید موتی کا ہوگا۔ اس میں نہ کوئی چیز ٹوٹی ہوئی ہوگی نہ پھٹی ہوئی ہوگی۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے الغرفۃ کا معنی جنت نقل کیا ہے۔(1)

امام ابن ابی حاتم اور ابونعیم رحمہما اللہ نے "حلیہ" میں حضرت ابوجعفر رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ دنیا میں وہ فقر پر جو صبر کرتے رہے ہیں اس پر انہیں بدلہ دیا جائے گا۔(2)

امام زاہر بن طاہر شحامی رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت میں ایسے بالا خانے ہوں گے جن میں اوپر سے زنجیر اور نیچے سے ستون نہ ہوں گے۔ عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ ان بالا خانوں میں رہنے والے کیسے ان میں داخل ہوں گے۔ فرمایا وہ پرندوں کی طرح اس میں داخل ہوں گے۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ کن کے لیے ہوں گے؟ فرمایا بیماروں، دردوالوں اور مصیبت زدہ لوگوں کے لیے ہوں گے۔

امام احمد نے حضرت ابو مالک اشعری سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت میں ایسے بالا خانے ہیں جن کا اندر کا حصہ باہر اور باہر کا حصہ اندر سے دکھائی دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ بالا خانے ان لوگوں کے لیے تیار کیے ہیں جو لوگوں کو کھانا کھلائے، نرم گفتگو کرے، پے در پے روزے رکھے اور اس وقت نماز پڑھے جب لوگ سو رہے ہوں۔(3)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اُولٰٓئِكَ سے مراد وہ لوگ ہیں جن کا ذکر ان آیات میں ہوا انہیں آخرت میں جنت دی جائے گی کیونکہ انہوں نے اپنے رب کے حکم پر صبر کیا۔ انہیں فرشتے سلام کے ساتھ ملاقات کریں گے۔ وہ جنت میں ہمیشہ رہیں گے۔ انہیں موت نہیں آئے گی۔ ان کا جنت میں اچھا ٹھکانہ اور اچھی قیام گاہ ہوگی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ابن سیرین کو ایک آدمی ملا۔ اس نے کہا تجھے اللہ تعالیٰ زندگی عطا کرے۔ حضرت ابن سیرین نے کہا بہترین سلام جنتیوں کا سلام ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے الْغُرْفَةَ کو واحد اور يُلَقَّوْنَ کو تخفیف اور یاء کے نصب کے ساتھ پڑھا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا دُعَآؤُكُمْ ۚ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُوْنُ لِزَامًا ﴿۷۷﴾

"آپ فرمائیے کیا پرواہ ہے تمہاری میرے رب کو اگر تم اس کی عبادت نہ کرو اور تم نے (تو الٹا) جھٹلانا شروع کر دیا۔ تو یہ جھٹلانا تمہارے گلے کا ہار بنا رہے گا"

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الجنۃ، جلد 7، صفحہ 39 (34031)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 2۔ حلیۃ الاولیاء، جلد 3، صفحہ 181، مکتبۃ الخانجی مصر

3۔ مسند امام احمد بحوالہ موسوعۃ اطراف الحدیث، جلد 3، صفحہ 361، دار الفکر بیروت

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے لَوۡلَا دُعَآؤُكُمۡ کا معنی لَو لَا اِیۡمَانُكُمۡ کیا ہے کہ اگر تمہارا ایمان نہ ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی کہ اللہ تعالیٰ کو تمہاری کوئی حاجت نہیں کیونکہ اس نے تمہیں بطور مومن پیدا فرمایا۔ اگر اللہ تعالیٰ کو ان کی ضرورت ہوتی تو ان کے لیے بھی ایمان کو محبوب بنا دیتا جیسے اس نے مومنوں کے لیے ایمان کو محبوب بنا دیا تھا۔ لِزَامًا کا معنی موت ہے۔(1)

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ''ما یعبأ'' کا معنی مایفعل ہے کہ وہ کیا کرے گا۔ لَوۡلَا دُعَآؤُكُمۡ یعنی اگر اس کی تمہیں یہ دعوت نہ ہوتی کہ تم اس کی عبادت کرو اور تم اس کی اطاعت کرو۔(2)

امام ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے ''العظمۃ'' میں حضرت ولید بن ابو الولید رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ اس آیت کی تفسیر یہ ہے کہ تمہیں تخلیق فرمانے میں مجھے کوئی غرض نہیں سوائے اس کے کہ تم مجھ سے سوال کرو تو میں تمہیں بخش دوں۔ تم مجھ سے سوال کرو اور میں تمہیں عطا کروں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے صبح کی نماز میں سورۂ فرقان پڑھی۔ جب اس آیت پر پہنچے تو كَذَّبۡتُمۡ کی جگہ كَذَّبَ الۡكَافِرُوۡنَ پڑھا۔(3)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن انباری رحمہم اللہ نے ''مصاحف' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بھی كَذَّبَ الۡكَافِرُوۡنَ قرات کی۔(4)

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت محمد بن کعب رضی اللہ عنہ سے لِزَامًا کا معنی موت نقل کیا ہے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ لِزَامًا سے مراد بدر کے دن قتل کرنا ہے۔(5)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سدی سے لِزَامًا کا معنی وہ قتل کیا ہے جس کا مشرکوں کو غزوۂ بدر کے روز سامنا کرنا پڑا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ لِزَامًا گزر چکا۔ یہ وہ تھا جو غزوۂ بدر کو ہوا ستر آدمی قتل کر دیے گئے اور ستر آدمی گرفتار کئے گئے۔(6)

امام فریابی، سعید بن منصور، عبد بن حمید، امام بخاری، امام مسلم، امام نسائی، ابن جریر، طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے ''دلائل'' میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ پانچ چیزیں گزر چکی ہیں (۱) دھواں (۲) چاند کا شق ہونا (۳) رومیوں کی فتح (۴) بطشہ (پکڑ) (۵) لزام۔(7)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 65,68، دار احیاء التراث العربی بیروت　2۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 65,66

3۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 66　4۔ ایضاً　5۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 67　6۔ ایضاً

7۔ صحیح بخاری تفسیر سورۂ فرقان، جلد 4، صفحہ 1785 (4489)، دار ابن کثیر دمشق

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ہم یہ باتیں کیا کرتے تھے کہ لِزَامًا سے مراد بدر کا دن ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے لِزَامًا کا معنی بدر کا دن کیا ہے۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ لِزَامًا سے مراد قیامت کا دن ہے۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ پانچ نشانیاں گزر چکی ہیں اور پانچ باقی ہیں (۱) چاند کا شق ہونا، اسے ہم نے خود دیکھا۔ (۲) دخان (۳) بڑی پکڑ (۴) بانجھ دن (۵) لزام۔ یہ گزر چکی ہیں۔(2) واللہ اعلم۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 67، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ معجم کبیر، جلد 10، صفحہ 89(10045)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

آیاتہا ۲۲۷ سُوْرَۃُ الشُّعَرَآءِ مَکِّیَّۃٌ ۲۶ رکوعاتہا ۱۱

ابن ضریس اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس سے یہ روایت نقل کی ہے کہ سورۂ طسم الشعراء مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

امام ابن مردویہ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ سورۃ الشعراء مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

امام نحاس رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ سورۃ الشعراء مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی سوائے آخری پانچ آیتوں کے جو وَالشُّعَرَآءُ یَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ (الشعراء) مدینہ طیبہ میں نازل ہوئیں۔

امام ابونعیم نے "حلیہ" میں معدی بن کرب سے روایت نقل کی ہے کہ ہم حضرت عبداللہ بن مسعود کی خدمت میں حاضر ہوئے تاکہ ہم ان سے طسم الشعراء کے بارے میں پوچھیں۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا: میرے پاس تو اس بارے میں کچھ نہیں لیکن تم پر لازم ہے کہ تم اس کے پاس جاؤ جس نے یہ سورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھی ہے، تم ابوعبداللہ خباب بن ارت کے پاس جاؤ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

طٰسٓمّٓ ﴿۱﴾

طا، سین، میم

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ قرآن کے اسماء میں سے ایک نام ہے۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ طٰسٓمّٓ میں طاء یہ ذی الطول سے، سین قدوس سے اور میم الرحمٰن سے ماخوذ ہے۔

تِلْكَ اٰیٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِیْنِ ﴿۲﴾ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا یَكُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ ﴿۳﴾ اِنْ نَّشَاْ نُنَزِّلْ عَلَیْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ اٰیَةً فَظَلَّتْ اَعْنَاقُهُمْ لَهَا خٰضِعِیْنَ ﴿۴﴾ وَ مَا یَاْتِیْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنَ الرَّحْمٰنِ مُحْدَثٍ اِلَّا كَانُوْا عَنْهُ مُعْرِضِیْنَ ﴿۵﴾ فَقَدْ كَذَّبُوْا فَسَیَاْتِیْهِمْ اَنْۢبٰٓؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۶﴾ اَوَ لَمْ یَرَوْا اِلَى الْاَرْضِ كَمْ اَنْۢبَتْنَا فِیْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِیْمٍ ﴿۷﴾ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً ؕ وَ مَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۸﴾ وَ اِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ﴿۹﴾

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 69، داراحیاء التراث العربی بیروت

''یہ آیتیں ہیں روشن کتاب کی۔(اے جان عالم!) شاید آپ ہلاک کردیں گے اپنے آپ کو اس غم میں کہ وہ ایمان نہیں لا رہے۔ اگر ہم چاہیں تو اتاریں ان پر آسمان سے کوئی نشانی پس ہو جائیں ان کی گردنیں اس کے آگے جھکی ہوئی۔ اور نہیں آیا کرتی ان کے پاس کوئی تازہ نصیحت الرحمٰن کی جانب سے مگر یہ کہ وہ اس سے منہ پھیر لیتے ہیں۔ تو بیشک انہوں نے تکذیب کی، سو مل جائے گی انہیں اطلاع اس امر کی جس کے ساتھ وہ استہزاء کیا کرتے تھے۔ کیا انہوں نے نہیں دیکھا زمین کی طرف کہ کتنی کثرت سے ہم نے اگائے ہیں اس میں ہر طرح کے مفید پودے؟ بیشک اس میں (ان کے لیے قدرت الٰہی کی) نشانی ہے اور ان سے اکثر لوگ ایمان نہیں لائیں گے۔ اور بیشک آپ کا رب ہی سب پر غالب اور ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔''

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے بَاخِعٌ کا معنی قاتل (قتل کرنے والا) نقل کیا ہے اور کہا اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ان پر ایسی نشانی نازل فرماتا جس کے سامنے وہ اطاعت شعار بن جاتے تو کوئی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی طرف گردن بھی نہ موڑتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان کے پاس کتاب اللہ میں سے جو بھی چیز آتی ہے تو وہ اس سے اعراض کرتے ہیں، قیامت کے روز ان کے پاس اس چیز کی خبریں آئیں گی جس کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے اور کَرِیْمٍ کا معنی حسن ہے۔

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کریمہ فَظَلَّتْ اَعْنَاقُهُمْ لَهَا خٰضِعِيْنَ کی تفسیر کے بارے میں پوچھا تو حضرت ابن عباس نے فرمایا ''عنق'' سے مراد لوگوں کی جماعت ہے۔ نافع نے عرض کی کیا عرب اس معنی کو پہچانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے حرث بن ہشام کو نہیں دیکھا کہ وہ کہتا ہے اور ابو جہل کا کرتا ہے:

يُخْبِرُنَا الْمُخْبِرُ اَنَّ عَمْرًوا اَمَامَ الْقَوْمِ مِنْ عُنُقٍ مُخَيَّلِ

''ہمیں خبر دینے والا بتاتا ہے کہ عمرو (ابو جہل) قوم کے سامنے بزدل جماعت سے ہوتا ہے''۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے خٰضِعِيْنَ کا معنی ذلیل نقل کیا ہے۔(2)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن زید سے روایت نقل کی ہے کہ ''خاضع'' سے مراد ذلیل ہے۔(3)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ کا معنی زمین کی نباتات نقل کیا ہے جسے لوگ اور چوپائے کھاتے ہیں۔(4)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت شعبی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لوگ بھی زمین کی نباتات میں سے ہیں جو جنت میں داخل ہو گیا وہ کریم ہے اور جو جہنم میں داخل ہو گیا وہ کمینہ ہے۔

امام ابن جریر نے ابن جریج سے روایت نقل کی ہے کہ سورۃ الشعراء میں جو الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ہے۔ اس کا اطلاق سابقہ

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 61-360 (09-2107)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 71، دار احیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 75

قوموں سے جو لوگ ہلاک ہو گئے ہیں ان پر ہو گا۔ اللہ تعالیٰ نے لفظ عزیز کا ذکر فرمایا ہے جب اللہ تعالیٰ نے اپنے دشمن سے انتقام لیا اور وہ مومنوں کے لیے رحیم ہے جب انہیں اس عذاب سے نجات دی جس کے ساتھ اپنے دشمنوں کو ہلاک کیا۔ (1)

وَ اِذْ نَادٰى رَبُّكَ مُوْسٰۤى اَنِ ائْتِ الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۰﴾ قَوْمَ فِرْعَوْنَ ؕ اَلَا يَتَّقُوْنَ ﴿۱۱﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّیْۤ اَخَافُ اَنْ يُّكَذِّبُوْنِ ﴿۱۲﴾ وَ يَضِيْقُ صَدْرِیْ وَ لَا يَنْطَلِقُ لِسَانِیْ فَاَرْسِلْ اِلٰى هٰرُوْنَ ﴿۱۳﴾ وَ لَهُمْ عَلَیَّ ذَنْۢبٌ فَاَخَافُ اَنْ يَّقْتُلُوْنِ ﴿۱۴﴾ قَالَ كَلَّا ۚ فَاذْهَبَا بِاٰيٰتِنَاۤ اِنَّا مَعَكُمْ مُّسْتَمِعُوْنَ ﴿۱۵﴾ فَاْتِيَا فِرْعَوْنَ فَقُوْلَاۤ اِنَّا رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۶﴾ اَنْ اَرْسِلْ مَعَنَا بَنِیْۤ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۱۷﴾ قَالَ اَلَمْ نُرَبِّكَ فِيْنَا وَلِيْدًا وَّ لَبِثْتَ فِيْنَا مِنْ عُمُرِكَ سِنِيْنَ ﴿۱۸﴾ وَ فَعَلْتَ فَعْلَتَكَ الَّتِیْ فَعَلْتَ وَ اَنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۹﴾ قَالَ فَعَلْتُهَاۤ اِذًا وَّ اَنَا مِنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿۲۰﴾ فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ فَوَهَبَ لِیْ رَبِّیْ حُكْمًا وَّ جَعَلَنِیْ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۲۱﴾ وَ تِلْكَ نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَیَّ اَنْ عَبَّدْتَّ بَنِیْۤ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۲۲﴾ قَالَ فِرْعَوْنُ وَ مَا رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۳﴾ قَالَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا بَيْنَهُمَا ؕ اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ ﴿۲۴﴾ قَالَ لِمَنْ حَوْلَهٗۤ اَلَا تَسْتَمِعُوْنَ ﴿۲۵﴾ قَالَ رَبُّكُمْ وَ رَبُّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۲۶﴾ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَكُمُ الَّذِیْۤ اُرْسِلَ اِلَيْكُمْ لَمَجْنُوْنٌ ﴿۲۷﴾ قَالَ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ وَ مَا بَيْنَهُمَا ؕ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۲۸﴾ قَالَ لَئِنِ اتَّخَذْتَ اِلٰهًا غَيْرِیْ لَاَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُوْنِيْنَ ﴿۲۹﴾ قَالَ اَوَ لَوْ جِئْتُكَ بِشَیْءٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۰﴾ قَالَ فَاْتِ بِهٖۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۳۱﴾ فَاَلْقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِیَ ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ ﴿۳۲﴾ وَّ نَزَعَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 76، دار احیاء التراث العربی بیروت

يَدَهٗ فَاِذَا هِيَ بَيْضَآءُ لِلنّٰظِرِيْنَ ﴿۳۳﴾ قَالَ لِلْمَلَاِ حَوْلَهٗٓ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ ﴿۳۴﴾ يُّرِيْدُ اَنْ يُّخْرِجَكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهٖ ۖ فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ ﴿۳۵﴾ قَالُوْٓا اَرْجِهْ وَاَخَاهُ وَابْعَثْ فِي الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ ﴿۳۶﴾ يَاْتُوْكَ بِكُلِّ سَحَّارٍ عَلِيْمٍ ﴿۳۷﴾ فَجُمِعَ السَّحَرَةُ لِمِيْقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۳۸﴾ وَّقِيْلَ لِلنَّاسِ هَلْ اَنْتُمْ مُّجْتَمِعُوْنَ ﴿۳۹﴾ لَعَلَّنَا نَتَّبِعُ السَّحَرَةَ اِنْ كَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿۴۰﴾ فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالُوْا لِفِرْعَوْنَ اَئِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿۴۱﴾ قَالَ نَعَمْ وَاِنَّكُمْ اِذًا لَّمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿۴۲﴾ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰٓى اَلْقُوْا مَآ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ﴿۴۳﴾ فَاَلْقَوْا حِبَالَهُمْ وَعِصِيَّهُمْ وَقَالُوْا بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ اِنَّا لَنَحْنُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۴۴﴾ فَاَلْقٰى مُوْسٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ ﴿۴۵﴾ فَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ ﴿۴۶﴾ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۷﴾ رَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ﴿۴۸﴾ قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۚ اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِيْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۚ فَلَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۬ؕ لَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّلَاُوصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۴۹﴾ قَالُوْا لَا ضَيْرَ ۫ اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ﴿۵۰﴾ اِنَّا نَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ لَنَا رَبُّنَا خَطٰيٰنَآ اَنْ كُنَّآ اَوَّلَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۱﴾

"اور یاد کرو جب ندا دی آپ کے رب نے موسیٰ علیہ السلام کو (اور فرمایا) کہ جاؤ ظالم لوگوں کے پاس یعنی قوم فرعون کے پاس۔ کیا وہ (قہر الٰہی سے) نہیں ڈرتے؟ آپ نے عرض کی میرے رب میں ڈرتا ہوں کہ وہ مجھے جھٹلائیں گے۔ اور گھٹتا ہے میرا سینہ اور روانی سے نہیں چلتی میری زبان۔ سو (از راہ کرم) وحی بھیج ہارون کی طرف۔ اور (تو جانتا ہے) کہ ان کا میرے ذمہ ایک جرم بھی ہے اس لیے میں ڈرتا ہوں کہ وہ مجھے قتل کر ڈالیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ایسا نہیں ہوسکتا پس تم دونوں ہماری نشانیاں لے کر جاؤ ہم تمہارے ساتھ ہیں (اور ہر بات) سننے والے ہیں۔ سو دونوں جاؤ فرعون کے پاس اور اسے کہو ہم فرستادے ہیں رب العالمین کے۔ (ہم

تمہیں کہتے ہیں) کہ بھیج دے ہمارے ساتھ (ہماری قوم) بنی اسرائیل کو۔ فرعون نے (یہ سن کر) کہا موسیٰ! کیا ہم نے تجھے پالا نہیں تھا اپنے یہاں جبکہ تو بچہ تھا اور بسر کیے تو نے ہمارے پاس اپنی عمر کے کئی سال اور تو نے ارتکاب کیا اس فعل کا جس کا تو نے ارتکاب کیا اور تو بڑا احسان فراموش ہے۔ آپ نے جواب دیا میں نے ارتکاب کیا تھا اس کا اس وقت جبکہ میں ناواقف تھا۔ تو میں بھاگ گیا تھا تمہارے ہاں سے جبکہ میں تم سے ڈرا پس بخش دیا مجھے میرے رب نے حکم اور بنا دیا مجھے رسولوں سے۔ اور یہ نعمت ہے جس کا تو مجھ پر احسان جتلاتا ہے حالانکہ تو نے غلام بنا رکھا ہے بنی اسرائیل کو۔ فرعون نے پوچھا کیا حقیقت ہے رب العالمین کی؟ آپ نے فرمایا (رب العالمین وہ ہے جو) مالک ہے آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اگر ہو تم یقین کرنے والے۔ فرعون نے اپنے اردگرد بیٹھنے والوں سے کہا کیا تم سن نہیں رہے؟ آپ نے فرمایا وہ جو تمہارا بھی مالک ہے اور تمہارے پہلے باپ دادا کا بھی۔ فرعون بولا بلاشبہ تمہارا یہ رسول اللہ جو بھیجا گیا ہے تمہاری طرف یہ تو دیوانہ ہے۔ آپ نے (معاً) فرمایا جو مشرق و مغرب کا رب اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اگر تم کچھ عقل رکھتے ہو۔ اس نے (رعب جماتے ہوئے) کہا (یاد رکھو!) اگر تم نے میرے سوا کسی کو خدا بنایا تو میں تمہیں ضرور قیدیوں میں داخل کر دوں گا۔ فرمایا اگرچہ میں لے آؤں تیرے پاس ایک روشن چیز۔ اس نے کہا پھر پیش کرو اسے اگر تم سچے ہو۔ پس آپ نے ڈالا اپنا عصا تو اسی وقت وہ صاف اژدھا بن گیا۔ اور آپ نے باہر نکالا اپنا ہاتھ تو یک لخت وہ سفید ہو گیا دیکھنے والوں کے لیے۔ (یہ دیکھ کر) فرعون نے اپنے آس پاس بیٹھنے والے درباریوں سے کہا واقعی یہ ماہر جادوگر ہے، یہ چاہتا ہے کہ نکال دے تمہیں اپنے ملک سے اپنے جادو (کے زور) سے۔ (اب بتاؤ) تمہاری کیا رائے ہے؟ بولے مہلت دو اسے اور اس کے بھائی کو اور بھیج دو شہروں میں ہرکارے تاکہ وہ لے آئیں تیرے پاس (ملک کے کونہ کونہ سے) تمام ماہر جادوگر۔ الغرض جمع کر لیے گئے سارے جادوگر مقررہ وقت پر ایک خاص دن اور کہہ دیا گیا لوگوں سے کیا تم (مقابلہ دیکھنے کے لیے) اکٹھے ہو گے؟ شاید ہم پیروی کرتے رہیں جادوگروں کی اگر وہ (مقابلہ میں) غالب آ جائیں۔ جب حاضر ہوئے جادوگر تو انہوں نے فرعون سے پوچھا کیا ہمیں کوئی انعام بھی ملے گا اگر ہم (موسیٰ علیہ السلام پر) غالب آ جائیں؟ اس نے کہا ہاں ضرور ملے گا اور تم اس وقت میرے مقربوں میں شامل کر لیے جاؤ گے۔ موسیٰ علیہ السلام نے انہیں فرمایا پھینکو جو تم پھینکنے والے ہو۔ تو انہوں نے پھینک دیں اپنی رسیاں اور اپنی لاٹھیاں (میدان میں) اور (بڑے وثوق سے) کہا ناموس فرعون کی قسم! ہم ہی یقیناً غالب آئیں گے۔ پھر پھینکا موسیٰ علیہ السلام نے اپنا سونٹا تو وہ یکایک نگلنے لگ گیا جو فریب انہوں نے بنا رکھا تھا۔ پس (یہ معجزہ دیکھ کر) گر پڑے جادوگر سجدہ کرتے ہوئے۔ انہوں نے (برملا) کہہ دیا ہم ایمان لائے رب العالمین پر جو رب ہے موسیٰ اور ہارون کا۔ فرعون نے (خفت مٹانے کے لیے) کہا کیا تم تو ایمان لا چکے تھے اس پر اس سے پہلے کہ میں تمہیں مقابلہ کی اجازت دیتا۔ یہ تو تمہارا بڑا (گرو) ہے جس نے

تمہیں سحر کا فن سکھایا ہے۔ ابھی (سازش کا انجام) تمہیں معلوم ہو جائے گا۔ میں ضرور کاٹ دوں گا تمہارے ہاتھ اور تمہارے پاؤں مخالف طرفوں سے اور میں تم سب کو سولی پر چڑھا دوں گا۔ انہوں نے جواب دیا ہمیں اس کی ذرا پرواہ نہیں، ہم اپنے پروردگار کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ ہمیں یہ امید ہے کہ بخش دے گا ہمارے لیے ہماری خطائیں کیونکہ ہم (تیری قوم میں سے) پہلے ایمان لانے والے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے وَاِذْ نَادٰی رَبُّكَ مُوْسٰٓی کے بارے میں یہ تفسیری قول نقل کیا ہے: یہ اس کے متعلق ہے جب طور کی دائیں جانب سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو آواز دی گئی۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے وَلَهُمْ عَلَیَّ ذَنْۢبٌ کی یہ تفسیر نقل کی ہے: اس نفس کے قتل کا الزام جوان میں قتل ہوا اور فَعْلَتَكَ سے مراد بھی انسان کا قتل ہے اور الضَّآلِّیْنَ سے مراد جاہل ہیں۔ (1)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ذَنْۢبٌ سے مراد انسان کو قتل کرنا ہے اور اَلَمْ نُرَبِّكَ فِیْنَا وَلِیْدًا سے مراد ہے کہ فرعون کے گھر والوں نے آپ کو لاوارث کے طور پر اٹھایا، بچہ کی حیثیت سے تربیت کی یہاں تک کہ آپ جوان بن گئے اور وَفَعَلْتَ فَعْلَتَكَ الَّتِیْ فَعَلْتَ سے مراد ہے تو نے ایک انسان کو قتل کیا وَاَنْتَ مِنَ الْكٰفِرِیْنَ فرمایا اس سے اللہ کے نبی بری ہیں۔ الضَّآلِّیْنَ سے مراد جاہل ہیں۔ بعض قرائتوں میں اذا کی جگہ اذن ہے۔ کیونکہ یہ ایسی چیز تھی جس سے آپ ناواقف تھے، آپ نے اس کا قصد نہ کیا تھا۔ (2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر احسان جتلایا جب فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تربیت کی، وہ کہتا تو نے میری نعمت کی ناشکری کی۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اَنْ عَبَّدْتَّ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے تو ان پر غلبہ پا چکا ہے۔ (3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَاَنْتَ مِنَ الْكٰفِرِیْنَ کا یہ معنی کیا ہے کہ تو نعمت کی ناشکری کرنے والا ہے کیونکہ فرعون یہ نہیں جانتا تھا کہ کفر کیا ہے اور الضَّآلِّیْنَ کا معنی جاہل کیا ہے۔ (4)

امام ابو عبید اور ابن منذر نے ابن جریج سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن مسعود کی قرأت میں اذا کی بجائے اذن ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے حُكْمًا کا معنی نبوت نقل کیا ہے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَتِلْكَ نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَیَّ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون سے فرماتے اے فرعون! تو مجھ پر یہ احسان جتلاتا ہے جبکہ تو نے بنی اسرائیل کو اپنا غلام بنالیا ہے وہ آزاد تھے تو ان پر غالب آگیا اور انہیں اپنا غلام بنالیا۔ (5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 77,78,80
2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 461 (12-2110)، بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 81
4۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 80-79
5۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 82

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے قَالَ فِرْعَوْنُ وَ مَا رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۲۳﴾ قَالَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا بَیْنَهُمَا ؕ اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِیْنَ ﴿۲۴﴾ قَالَ لِمَنْ حَوْلَهٗۤ اَلَا تَسْتَمِعُوْنَ ﴿۲۵﴾ قَالَ رَبُّكُمْ وَ رَبُّ اٰبَآىِٕكُمُ الْاَوَّلِیْنَ ﴿۲۶﴾ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَكُمُ الَّذِیْۤ اُرْسِلَ اِلَیْكُمْ لَمَجْنُوْنٌ ﴿۲۷﴾ قَالَ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ وَ مَا بَیْنَهُمَا ؕ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۲۸﴾ کے متعلق یہ قول نقل کیا ہے: اس نے یہ اضافہ مجبور ہو کر کیا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ثُعْبَانٌ مُّبِیْنٌ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اس کی صورت سانپ جیسی تھی وَّ نَزَعَ یَدَهٗ یعنی موسیٰ علیہ السلام نے اپنے گریبان سے ہاتھ نکالا تو وہ چمک رہا تھا دیکھنے والا اسے دیکھ رہا تھا۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے گھر والوں کے ساتھ آئے، انہیں لے کر مصر کی طرف چلے یہاں تک کہ وہاں رات کو پہنچے اور اپنی ماں کے مہمان بنے۔ وہ رات کی وجہ سے انہیں نہیں پہچانتے تھے۔ آپ نے مکان کی ایک طرف ڈیرہ ڈال لیا۔ حضرت ہارون آئے۔ جب مہمان کو دیکھا تو اس کے بارے میں اپنی ماں سے پوچھا: ماں نے بتایا کہ یہ مہمان ہے۔ حضرت ہارون نے مہمان کو دعوت دی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت ہارون کے ساتھ کھانا کھایا۔ جب دونوں بیٹھے گفتگو کی، حضرت ہارون نے پوچھا آپ کون ہیں؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا میں موسیٰ ہوں۔ دونوں ایک دوسرے کے لیے اٹھے اور معانقہ کیا۔ جب تعارف ہوا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت ہارون علیہ السلام سے کہا اے ہارون! مجھے فرعون کے پاس لے جا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہم دونوں کو اس کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے۔ حضرت ہارون نے جواب دیا جو حکم ہو سر تسلیم خم ہے۔ دونوں کی ماں اٹھی۔ اس نے چیخ ماری اور کہا میں تمہیں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیتی ہوں کہ تم فرعون کے پاس نہ جاؤ، وہ تم دونوں کو قتل کر دے گا۔ دونوں نے انکار کیا۔ دونوں رات کے وقت ہی اس کے پاس چلے گئے۔ اس کے دروازے پر آئے۔ اس کے دروازے کو کھٹکھٹایا۔ فرعون اور دربان گھبرا گئے۔ فرعون نے کہا اس وقت کون میرے دروازے کو کھٹکھٹا رہا ہے؟ درباریوں نے دونوں پر جھانکا اور ان دونوں سے گفتگو کی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اِنَّا رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ دربان گھبرا گیا۔ فرعون کے پاس آیا اور اسے سب کچھ بتایا اور کہا یہاں ایک پاگل انسان ہے، وہ گمان کرتا ہے کہ وہ رب العالمین کا رسول ہے۔ فرعون نے کہا اسے اندر آنے دو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اندر تشریف لائے اور کہا وہ رب العالمین کا رسول ہے۔

فرعون نے کہا رب العالمین کیا ہے؟ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا جو سورۂ طٰہٰ میں مذکور ہے رَبُّنَا الَّذِیْۤ اَعْطٰى كُلَّ شَیْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰى ﴿۵۰﴾ (طٰہٰ) فرعون نے کہا اِنْ كُنْتَ جِئْتَ بِاٰیَةٍ فَاْتِ بِهَاۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ﴿۱۰۶﴾ فَاَلْقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِیَ ثُعْبَانٌ مُّبِیْنٌ ﴿۱۰۷﴾ (الاعراف) ثعبان مذکر سانپ جو اپنا منہ کھولے ہوئے تھا۔ اس کا نیچے والا جبڑا زمین میں اور اوپر والا جبڑا دیوار پر تھا۔ پھر فرعون کو پکڑنے کے لیے آگے بڑھا جب فرعون نے اسے دیکھا تو اس سے ڈر گیا۔ وہ اچھلا تو اسے حدث لاحق ہوا جبکہ پہلے اسے حدث لاحق نہیں ہوتا تھا۔ وہ چیخا اے موسیٰ! اسے پکڑ لے، میں تجھ پر ایمان لاتا ہوں اور بنی اسرائیل کو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 84

تیرے ساتھ بھیجتا ہوں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے پکڑ لیا تو وہ عصا بن گیا۔ جادوگروں نے آپس میں سرگوشی کی اِنْ هٰذٰنِ لَسٰحِرٰنِ یُرِیْدٰنِ اَنْ یُّخْرِجٰكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِمَا (طٰہٰ:63) حضرت موسیٰ علیہ السلام اور جادوگروں کے امیر ملے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے کہا: بتا اگر میں کل تجھ پر غالب آجاؤں تو کیا تو مجھ پر ایمان لے آئے گا اور تو یہ گواہی دے گا کہ میں جو لایا ہوں وہ حق ہے، جادوگر نے کہا میں کل ایسا جادو پیش کروں گا جس پر کوئی چیز غالب نہ آسکے گی، اللہ تعالیٰ کی قسم! اگر تو مجھ پر غالب آ گیا تو میں تجھ پر ایمان لے آدوں گا اور میں گواہی دوں گا کہ تو حق پر ہے جبکہ فرعون دونوں کو دیکھ رہا تھا۔

امام ابن جریر نے ابن زید سے وَّقِیْلَ لِلنَّاسِ هَلْ اَنْتُمْ مُّجْتَمِعُوْنَ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ اس روز اسکندریہ میں تھے یہ بات بھی کی جاتی ہے۔ اس روز سانپ کی دم سمندر کے دوسری جانب پہنچی تھی۔ وہ شکست کھا گئے۔ فرعون سرنگوں ہو گیا۔ سانپ نے فرعون کا ارادہ کیا۔ فرعون نے کہا اے موسیٰ! اسے پکڑ لے۔ فرعون اس روز لوگوں کی بنسبت سانپ کے زیادہ قریب تھا۔ وہ زمین پر کوئی چیز نہیں رکھتا تھا کہ وہ اس روز اس کے نیچے پاخانہ کر دیتا۔ سانپ سبز قبہ میں چھوڑا گیا تھا۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ سے وَقَالُوْا بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ اِنَّا لَنَحْنُ الْغٰلِبُوْنَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ انہوں نے یہ قسم اٹھائی مگر اللہ تعالیٰ کو فرعون سے زیادہ غالب پایا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت بشر بن منصور رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی کہ جب ان میں سے بعض نے کہا وَقَالُوْا بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ۔ فرشتوں نے کہا رب کعبہ کی قسم! آج فرعون کی ہلاکت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم میرے خلاف قسمیں اٹھاتے ہو، میں نے اسے چالیس سال تک مہلت دی ہے۔

امام ابن جریر نے ابن زید سے لَا ضَیْرَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ جو تو کہتا ہے وہ ہمیں کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ اگر تو ہمارے ساتھ وہ سلوک کرے اور ہمیں سولی پر لٹکا دے تو ہم اپنے رب کی طرف پلٹنے والے ہیں تو وہ ہمیں ان اعمال پر بدلہ دے گا جو تو نے ہمیں سزا دی اور ہم نے اس پر صبر کیا۔ ہم توحید پر ثابت قدم رہے اور اللہ تعالیٰ کے انکار سے برأت کا اظہار کیا اور اللہ تعالیٰ کے فرمان اَنْ كُنَّآ اَوَّلَ الْمُؤْمِنِیْنَ وہ جادوگر اس روز ان لوگوں میں سے پہلے تھے جو اللہ تعالیٰ کی آیات کو دیکھ کر ایمان لائے۔(2)

وَ اَوْحَیْنَآ اِلٰى مُوْسٰۤى اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِیْۤ اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ﴿۵۲﴾ فَاَرْسَلَ فِرْعَوْنُ فِی الْمَدَآىِٕنِ حٰشِرِیْنَ ﴿۵۳﴾ اِنَّ هٰۤؤُلَآءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِیْلُوْنَ ﴿۵۴﴾ وَ اِنَّهُمْ لَنَا لَغَآىِٕظُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَ اِنَّا لَجَمِیْعٌ حٰذِرُوْنَ ﴿۵۶﴾ فَاَخْرَجْنٰهُمْ مِّنْ جَنّٰتٍ وَّ عُیُوْنٍ ﴿۵۷﴾ وَّ كُنُوْزٍ وَّ مَقَامٍ كَرِیْمٍ ﴿۵۸﴾ كَذٰلِكَ ؕ وَ اَوْرَثْنٰهَا بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ ﴿۵۹﴾ فَاَتْبَعُوْهُمْ مُّشْرِقِیْنَ ﴿۶۰﴾ فَلَمَّا تَرَآءَ الْجَمْعٰنِ قَالَ اَصْحٰبُ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 85، داراحیاء التراث العربی بیروت　2۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 87,88

مُوۡسٰۤى اِنَّا لَمُدۡرَكُوۡنَ ﴿٦١﴾ قَالَ كَلَّا ۚ اِنَّ مَعِىَ رَبِّىۡ سَيَهۡدِيۡنِ ﴿٦٢﴾

''اور ہم نے وحی کی موسیٰ کی طرف کہ راتوں رات (یہاں سے) میرے بندوں کو لے جاؤ، یقیناً تمہارا تعاقب کیا جائے گا۔ پس بھیجے فرعون نے سارے شہر میں ہرکارے (تاکہ لوگوں کو بتائیں) یہ لوگ ایک چھوٹی سی جماعت ہیں۔ اور انہوں نے ہمیں سخت برافروختہ کردیا ہے (تاہم فکر نہ کرو) ہم سب (ان کے متعلق بہت) محتاط ہیں۔ سو ہم نے نکالا انہیں (سرسبز) باغوں اور (بہتے ہوئے) چشموں سے اور (بھرپور) خزانوں اور شاندار محلات سے۔ ہم نے ایسا ہی کیا اور ہم نے بنی اسرائیل کو ان تمام چیزوں کا وارث بنادیا۔ پس وہ ان کے تعاقب میں نکلے اشراق کے وقت۔ پس جب ایک دوسرے کو دیکھ لیا دونوں گروہوں نے تو موسیٰ کے ساتھی کہنے لگے (ہائے) ہم تو یقیناً پکڑ لیے گئے۔ آپ نے فرمایا ہرگز نہیں بلاشبہ میرے ساتھ میرا رب ہے، وہ ضرور میری راہنمائی فرمائے گا۔''

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ یہ روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ بنی اسرائیل کو یہاں سے نکال دے۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا فَاَسۡرِ بِعِبَادِىۡ لَيۡلًا (الدخان: 23) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو حکم دیا کہ وہ یہاں سے نکل چلیں اور انہیں حکم دیا کہ وہ قبطیوں سے زیورات ادھار لیں اور یہ بھی حکم دیا کہ کوئی بھی اپنے ساتھی کو آواز نہ دے اپنے گھروں میں صبح تک چراغ جلائے رکھیں۔ ان میں سے جو اپنے دروازے کے سامنے سے نکلے تو وہاں خون گرادے تاکہ معلوم ہو جائے کہ وہ چلا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے ان تمام بچوں کو بنی اسرائیل کی طرف نکال دیا جو قبطیوں کے گھروں میں بنی اسرئیل کے پیدا ہوئے تھے اور قبطیوں کے ان تمام بچوں کو قبطیوں کی طرف نکال دیا جو قبطیوں کے بنی اسرائیل کی عورتوں سے پیدا ہوئے تھے۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے لے کر رات کے وقت نکل کھڑے ہوئے جبکہ قبطیوں کو کچھ علم نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے قبطیوں پر موت طاری کردی۔ خاندان میں سے ایک آدمی مرنے لگا۔ وہ انہیں دفنانے لگے تو وہ بنی اسرائیل کی تلاش سے غافل ہو گئے یہاں تک کہ سورج طلوع ہو گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام چھ لاکھ بیس ہزار افراد کو لے کر چل پڑے۔ وہ بیس سال کی عمر والے کو اس کے چھوٹے ہونے ساٹھ سال والے بوڑھا ہونے کی وجہ سے شمار نہیں کرتے تھے۔ انہوں نے بچوں کے علاوہ ان کے درمیانی عمر والوں کو شمار کیا۔

فرعون نے بنی اسرائیل کا پیچھا کیا۔ اس کے مقدمۃ الجیش پر ہامان امیر تھا۔ لشکر کی تعداد دس لاکھ تھی اور سات لاکھ گھوڑے تھے جن میں ایک بھی ایسا نہیں تھا جو پالتو ہو۔ اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے فَاَرۡسَلَ فِرۡعَوۡنُ فِى الۡمَدَآئِنِ حٰشِرِيۡنَ ﴿٥٣﴾ اِنَّ هٰٓؤُلَاۤءِ لَشِرۡذِمَةٌ قَلِيۡلُوۡنَ حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے ساقہ پر تھے جبکہ ہارون علیہ السلام ان کے آگے آگے جا رہے تھے۔ ایک مومن نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عرض کی آپ کو کہاں کا حکم دیا گیا؟ فرمایا سمندر کا۔ اس نے ویسے ہی سمندر میں داخل ہونے کا ارادہ کیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے سمندر میں داخل ہونے سے منع کردیا۔

بنو اسرائیل نے فرعون کو دیکھا کہ وہ ان کے پیچھے آرہا ہے۔ انہوں نے کہا اے موسیٰ! ہم تو پکڑے گئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: ہرگز نہیں میرے ساتھ میرا رب ہے وہ مجھے ہدایت عطا فرمائے گا۔ سدی کہتے ہیں سَيَهْدِيْنِ کا معنی وہ مجھے کافی ہوگا۔ حضرت ہارون آگے بڑھے سمندر میں عصا مارا تو سمندر نے راستہ دینے سے انکار کردیا اور کہا وہ کون جبار ہے جو مجھے مارتا ہے؟ یہاں تک کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام تشریف لائے سمندر کو ابو خالد کی کنیت دی۔ انہوں نے ضرب لگائی تو سمندر پھٹ گیا تو ہر حصہ بڑے پہاڑ کی طرح ہوگیا۔ کہتے ہیں كَالطَّوْدِ الْعَظِيْمِ کا معنی بڑا پہاڑ ہے۔ بنو اسرائیل اس سمندر میں داخل ہوگئے۔ سمندر میں بارہ راستے تھے۔ ہر راستے میں ایک ایک قبیلہ تھا۔ جب راستے دیواروں کے ساتھ جدا ہوئے تو ہر قبیلہ نے کہا کہ ہمارے ساتھی مارے گئے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ سنا تو اللہ تعالیٰ کے حضور یہ التجا کی تو اللہ تعالیٰ نے ان راستوں کو ان کے لیے پل بنا دیا جو طبقات کی صورت میں تھے۔ آخری آدمی پہلے آدمی کو دیکھ رہا تھا یہاں تک کہ سب سمندر سے پار نکل گئے۔ پھر فرعون اور اس کے ساتھی سمندر کے قریب ہوئے۔ جب فرعون نے سمندر کو بٹے ہوئے دیکھا تو اس نے کہا: اے لوگو کیا تم نے دیکھا کہ سمندر بٹ چکا ہے اور مجھ سے ڈر گیا ہے۔ یہ میرے لیے کھولا گیا ہے تاکہ میں اپنے دشمنوں کو پکڑ لوں اور انہیں قتل کردوں۔ جب فرعون کے لشکر راستوں کے منہ پر جا پہنچے تو ان کے گھوڑوں نے سمندر میں داخل ہونے سے انکار کردیا تو جبرئیل امین گھوڑی پر سوار ہو کر نیچے اترے۔ گھوڑوں نے گھوڑی کی بو کو محسوس کیا اور اس گھوڑی کی پیروی کرتے ہوئے گھوڑے سمندر میں داخل ہوگئے یہاں تک کہ جب پہلے فوجی نے سمندر سے نکلنے کا ارادہ کیا اور آخری آدمی داخل ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ نے سمندر کو حکم دیا کہ وہ انہیں پکڑ لے۔ سمندر ان پر مل گیا۔ جبرئیل امین فرعون کے لیے یک و تنہا ہوگئے اور فرعون کو سمندر کی لہروں میں غوطہ دینے لگے اور اس کے منہ میں کوئی چیز ٹھونسنے لگے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِيْلُوْنَ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ ہمارے سامنے یہ بات کی گئی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جن بنو اسرائیل کو لے کر سمندر سے گزرے تھے۔ ان کی تعداد چھ لاکھ جنگجو اور بیس ہزار سے کچھ اوپر تھی اور فرعون نے دس لاکھ فوج اور دو لاکھ گھوڑوں کے ساتھ اس کا پیچھا کیا تھا۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ بنی اسرائیل کی تعداد چھ لاکھ ستر ہزار تھی۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔ (2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بنو اسرائیل کی تعداد چھ لاکھ تھی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے لَشِرْذِمَةٌ کا معنی ٹکڑا نقل کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے لَشِرْذِمَةٌ کا معنی لوگوں کی جماعت نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 89، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں نے بارہ خاندانوں کی صورت میں سمندر عبور کیا۔ ہر راستہ میں بارہ ہزار افراد تھے اور یہ سب کے سب حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے۔

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس روز بنو اسرائیل کی تعداد چھ لاکھ تھی اور فرعون کی تعداد کا شمار ہی نہ تھا۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے کمزور سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: فرعون اللہ کا دشمن تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو ستر قائدین کے ساتھ دفن کر دیا۔ ہر قائد کے ساتھ ستر ہزار لشکری تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب سمندر عبور کیا تو اس وقت بنی اسرائیل کی تعداد ستر ہزار تھی۔

ابن جریر اور ابن منذر نے ابن جریج سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ تمام بنی اسرائیل کو جمع کریں۔ بنو اسرائیل کے چار گھروں کو ایک گھر میں اکٹھا کریں۔ پھر بھیڑ کے بچوں کو ذبح کریں اور ان کا خون دروازوں پر مل دیں۔ میں ملائکہ کو حکم دینے والا ہوں کہ وہ اس گھر میں داخل نہ ہوں جس کے دروازے پر خون ہو اور میں فرشتوں کو حکم دینے والا ہوں کہ وہ فرعون کے نوجوانوں کو مار ڈالیں جو ان کے خاندان اور گھر سے تعلق رکھتے ہوں۔ پھر تازہ روٹی پکاؤ۔ کہا یہ تمہارے لیے جلدی تیار ہو جائے گی۔ پھر چل پڑو یہاں تک کہ سمندر پر پہنچو۔ پھر ٹھہر جاؤ یہاں تک کہ میرا حکم پہنچے۔ جب فرعون نے صبح کی تو اس نے کہا یہ حضرت موسیٰ اور اس کی قوم کا عمل ہے۔ انہوں نے ہمارے نوجوانوں کو قتل کر دیا ہے۔(2)

امام ابن اسحاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت یحییٰ بن عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ بنی اسرائیل کو لے چلے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے یہ وعدہ کیا کہ وہ انہیں اس وقت لیکر چلیں گے۔ جب چاند طلوع ہوگا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ چاند کے طلوع کو مؤخر کر دے تاکہ لوگ کام کاج سے فارغ ہو جائیں۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لے کے چلے تو فرعون نے لوگوں میں یہ اعلان کرایا یہ چھوٹی سی جماعت ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام مصر سے روانہ ہوئے جبکہ آپ کے ساتھ بنی اسرائیل کے چھ لاکھ افراد تھے۔ وہ بیس سال سے کم اور چالیس سال سے زیادہ افراد کو شمار نہ کرتے۔ فرعون نے کہا یہ چھوٹی سی جماعت ہے۔ فرعون ایک ایسے گھوڑے پر سوار ہو کر نکلا جس کا رنگ سیاہ تھا۔ اس کے ساتھ آٹھ لاکھ کا لشکر تھا جو سیاہ گھوڑوں پر سوار تھے۔ دوسرے رنگوں کے گھوڑے اس سے الگ تھے۔ حضرت جبرائیل نمایاں گھوڑے پر سوار تھے جو ان کے سامنے جا رہا تھا۔ حضرت جبرائیل امین کہتے: وہ قوم (بنی اسرئیل) راستے سے زیادہ آگاہ نہیں۔ فرعون سیاہ رنگ کے نر گھوڑے پر سوار تھا جبکہ جبرائیل مادہ گھوڑے پر سوار تھے۔ فرعون کا گھوڑا اس کے پیچھے ہو گیا جبکہ حضرت میکائیل علیہ السلام ان کے پیچھے تھے۔ وہ کہتے تھے ساتھیوں سے ملے یہاں تک آخری بھی سمندر میں داخل ہو گیا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 90، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

فرعونیوں میں سے پہلے نے ارادہ کیا کہ وہ سمندر سے باہر نکلے تو سمندر ان پر مل گیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عمرو بن میمون رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ارادہ کیا کہ وہ بنی اسرائیل کو مصر سے لے جائیں تو یہ خبر فرعون کو ملی تو فرعون نے کہا ان لوگوں کو مہلت دو یہاں تک کہ مرغ بانگ دے۔ وہ اس کے پاس آئے اس رات مرغ نے بانگ ہی نہ دی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لے کر چلے گئے۔ فرعون نے صبح کی۔ جب صبح ہوئی تو فرعون نے بکری لانے کا حکم دیا اسے لایا گیا۔ اب اس نے حکم دیا کہ اسے ذبح کیا جائے۔ اس نے کہا اس کا چمڑا اتارنے تک میرے پاس پانچ لاکھ سوار جمع ہو جائیں۔ وہ جمع ہو گئے۔ فرعون نے ان کا پیچھا کیا۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام سمندر تک پہنچے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وصی نے کہا اے اللہ تعالیٰ کے نبی! آپ کو کہاں کا حکم دیا گیا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: یہاں سمندر میں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ فرعون کے مقدمۃ الجیش جنہیں اس نے بنی اسرائیل کے پیچھے بھیجا تھا ان کی تعداد چھ لاکھ تھی۔ وہ سب سیاہ رنگ کے گھوڑوں پر سوار تھے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ فرعون کے گھوڑے کی نشانی یہ تھی کہ اس کی کنپٹیوں میں سفید پٹی تھی اور اس کا گھڑ سوار دستہ ایک لاکھ گھوڑوں پر مشتمل تھا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ آل یعقوب حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس جمع ہوئے تو ان کی تعداد چھیاسی تھی۔ اس میں ان کے مرد اور عورتیں تھیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام جس روز انہیں لے کر چلے تو ان کی تعداد چھ لاکھ سے زائد تھی۔ فرعون ان کی تلاش میں ایسے گھوڑے پر نکلا جس کا رنگ سیاہ تھا۔ دوسرے رنگوں کے گھوڑوں کے علاوہ اس کے پاس آٹھ لاکھ سیاہ گھوڑے تھے جبکہ شمال کی جانب سے ہوا چلی، حضرت جبرائیل امین ایک خاکستری گھوڑے پر سوار تھے جبکہ حضرت میکائیل انہیں پیچھے سے دھکیل رہے تھے۔ جو بھی لشکر سے الگ ہوتا آپ اسے لشکر میں شامل کرتے۔ قوم نے کہا: یارسول اللہ! ہم فرعون سے ذلت ورسوائی اٹھایا کرتے تھے۔ اگر ہم نے ایسا کیا جو ہم نے کیا تو پناہ گاہ کہاں ملے گی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: سمندر۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ حٰذِرُوْنَ کا معنی قوی اور مضبوط ہیں۔(1)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت اسود بن یزید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: انہوں نے بھی کہا کہ حٰذِرُوْنَ کا معنی قوی اور مضبوط ہیں۔(2)

امام عبد بن حمید نے اسود سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اسی آیت کو پڑھا اور کہا دشمن کو بھگانے والے اور مستعد ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر سے روایت نقل کی ہے کہ ہم بہت زیادہ اسلحہ والے ہیں۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عمرو بن دینار سے یہ روایت نقل کی ہے کہ عبید نے اسے وَ اِنَّا لَجَمِیْعٌ حٰذِرُوْنَ پڑھا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 92، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 91

عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے ضحاک سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ ہم خفیہ تدبیر کرنے والے اور اسلحہ اور گھوڑوں میں قوی ہیں۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابن مسعود سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ ہم خفیہ تدبیر کرنے والے، اسلحہ اور عزت میں قوی ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ وہ اسے وَ اِنَّا لَجَمِیْعٌ حٰذِرُوْنَ پڑھتے۔

امام ابن انباری رحمہ اللہ نے ''وقف'' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق نے حضرت ابن عباس سے عرض کی کہ مجھے بتایئے حاذرون کیا ہے۔ فرمایا مکمل اسلحہ والے۔ نجاشی نے اس بارے میں کہا:

لَعَمْرُ اَبِیْ اَتَانِیْ حَیْثُ اَمْسٰی لَقَدْ تَاَذَّتْ بِہٖ اَبْنَاءُ بَکْرٍ

خَفِیْفَۃٌ فِیْ کِتَابٍ حَاذِرَاتٌ یَقُوْدُھُمْ اَبُوْ شِبْلٍ ھِزَبْرٌ

''میرے باپ کی قسم! وہ میرے پاس آیا جب شام ہو چکی تھی، اس کی وجہ سے بکر کے بیٹے اذیت میں مبتلا ہوئے مکمل اسلحہ جمع کرنے میں ہلکے پھلکے ہیں، ان کی قیادت ابو شبل ہزبر کر رہا ہے''۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے فَاَخْرَجْنٰھُمْ مِّنْ جَنّٰتٍ وَّ عُیُوْنٍ ﴿۵۷﴾ وَّ کُنُوْزٍ وَّ مَقَامٍ کَرِیْمٍ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے: وہ دنیا میں جن نعمتوں میں تھے اللہ تعالیٰ نے انہیں ان سے نکالا اور بنو اسرائیل کو ان کا مالک بنا دیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مَقَامٍ کَرِیْمٍ کا معنی منبر نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے فَاَتْبَعُوْھُمْ مُّشْرِقِیْنَ کا یہ معنی نقل کیا ہے: جب سورج طلوع ہوا تو فرعون اور اس کے لشکروں نے بنی اسرائیل کا پیچھا کیا۔ بنی اسرائیل نے کہا کہ ہم تو پکڑے گئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام جو اپنے رب کی شانوں کے بارے میں زیادہ علم رکھتے تھے۔ کہا قَالَ كَلَّا ۚ اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے فَاَتْبَعُوْھُمْ مُّشْرِقِیْنَ میں فاتبعوا کو مہموز اور الف قطعی کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے فَاَتْبَعُوْھُمْ مُّشْرِقِیْنَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی رات کو نکلے تو رات کو چاند گرہن ہو گیا۔ زمین پر تاریکی چھا گئی۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں نے کہا حضرت یوسف ہمیں کہا کرتے تھے ہم فرعون سے نجات پائیں گے۔ آپ نے ہم سے وعدہ لیا تھا کہ ہم آپ کی ہڈیاں نکال کر ساتھ لے جائیں گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس رات آپ کی قبر کے بارے میں پوچھنے لگے۔ آپ نے ایک بوڑھی عورت پائی۔ اس بوڑھی عورت سے حضرت یوسف کی قبر کے بارے میں پوچھا۔ اس بوڑھی عورت نے ایک شرط کے ساتھ ہڈیاں نکال دیں۔ اس کی شرط یہ تھی کہ اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا مجھے اٹھاؤ اور اپنے ساتھ لے جاؤ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کی ہڈیاں بڑی چادر میں رکھیں۔ پھر اس بوڑھی عورت کو اس چادر پر اٹھایا اور اپنی گردن پر رکھ لیا۔ فرعون کا گھوڑا ایک جماعت میں تھا۔ ان کی نگاہیں ان کی نظر میں سبز تھیں۔ فرعون حضرت موسیٰ علیہ السلام اور آپ کے ساتھیوں سے غافل ہی رہا یہاں تک کہ وہ وہاں سے نکل گئے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت خالد بن عبداللہ قسری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ فرعون کی قوم میں سے ایمان لانے والا قوم کا امام تھا۔ اس نے عرض کی! اے اللہ کے نبی! تجھے کہاں کا حکم دیا گیا ہے؟ فرمایا تیرے سامنے۔ اس نے عرض کی کہ میرے سامنے تو صرف سمندر ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اللہ کی قسم! نہ میں نے جھوٹ بولا ہے اور نہ ہی میرے ساتھ جھوٹ بولا گیا ہے۔ پھر تھوڑی دیر چلا اور اسی کی مثل بات کی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پہلے والی بات کی جبکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بارے میں قوم کی نسبت زیادہ جانتے تھے كَلَّا ۚ اِنَّ مَعِيَ رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ۔

فَاَوْحَيْنَاۤ اِلٰى مُوْسٰۤى اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ ؕ فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيْمِ ﴿۶۳﴾ وَ اَزْلَفْنَا ثَمَّ الْاٰخَرِيْنَ ﴿۶۴﴾ وَ اَنْجَيْنَا مُوْسٰى وَ مَنْ مَّعَهٗۤ اَجْمَعِيْنَ ﴿۶۵﴾ ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ ﴿۶۶﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَ مَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۶۷﴾ وَ اِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۶۸﴾

"سو ہم نے وحی بھیجی موسیٰ علیہ السلام کی طرف کہ ضرب لگاؤ اپنے عصا سے سمندر کو۔ تو سمندر پھٹ گیا اور ہو گیا پانی کا ہر حصہ بڑے پہاڑ کی مانند۔ اور ہم نے قریب کر دیا وہاں دوسرے فریق کو اور ہم نے بچا لیا (ان تند موجوں سے) موسیٰ اور اس کے سب ہمراہیوں کو۔ پھر ہم نے غرق کر دیا دوسرے فریق کو۔ اس واقعہ میں (بڑی واضح) نشانی ہے اور ان میں سے اکثر لوگ ایمان لانے والے نہیں۔ اور بیشک (اے حبیب!) آپ کا رب ہی سب پر غالب ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے كَالطَّوْدِ کا معنی پہاڑ نقل کیا ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے كَالطَّوْدِ کا معنی پہاڑ نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ كَالطَّوْدِ کا معنی پہاڑ ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَ اَزْلَفْنَا ثَمَّ الْاٰخَرِيْنَ کا یہ معنی بیان کیا ہے: وہ فرعون کی قوم تھی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں قریب کیا یہاں تک کہ انہیں سمندر میں غرق کر دیا۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں وہ کلمات نہ سکھاؤں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس وقت کہے جب سمندر پھٹ گیا تھا؟ میں نے عرض کی کیوں نہیں فرمایا: اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ وَاِلَيْكَ الْمُشْتَكٰى وَلَكَ الْمُسْتَعَانُ وَاَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔ حضرت ابن مسعود نے کہا جب سے میں نے یہ کلمات نبی کریم ﷺ سے سنے ہیں میں نے انہیں نہیں چھوڑا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن حمزہ بن یوسف بن عبداللہ بن سلام رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 95، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 96

موسیٰ علیہ السلام جب سمندر تک پہنچے تو عرض کی: یَا مَنْ کَانَ قَبْلَ کُلِّ شَیْءٍ وَالْمُکَوِّنُ لِکُلِّ شَیْءٍ وَالْکَائِنُ بَعْدَ کُلِّ شَیْءٍ اِجْعَلْ لَنَا مَخْرَجاً۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی کی اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ سمندر پر سکون تھا۔ وہ حرکت نہیں کرتا تھا۔ جب اس رات حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عصا سے ضرب لگائی۔ اس میں اتار چڑھاؤ آگیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قیس بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لے کر سمندر تک پہنچے تو بنو اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عرض کی: جو آپ نے ہم سے وعدہ کیا تھا وہ کہاں ہے؟ یہ سمندر ہمارے سامنے ہے۔ فرعون اور اس کا لشکر ہمارے پیچھے سے ہم پر رات کیے ہوئے ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سمندر سے کہا! اے ابو خالد! پھٹ جا۔ سمندر نے کہا: اے موسیٰ! میں تم سے پہلے پیدا کیا گیا ہوں اور تم سے مضبوط ہوں تو اسی وقت ندا دی گئی اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ۔

امام ابوالعباس محمد بن اسحاق سراج رحمہ اللہ نے اپنی ''تاریخ'' میں اور ابن عبدالبر نے ''تمہید'' میں یوسف بن مہران کے واسطہ سے حضرت ابن عباس نے روایت نقل کی ہے کہ روم کے بادشاہ نے حضرت معاویہ کی طرف خط لکھا جس میں یہ پوچھا کہ بہترین کلام کون سی ہے؟ پھر دوسری، تیسری، چوتھی درجہ والی کلام کون سی ہے؟ اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ معزز مخلوق کون سی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے معزز بندی کون سی ہے؟ مخلوقات میں وہ چار چیزیں جو رحم میں نہیں سوئیں۔ وہ قبر جو اپنے ساتھی کو لے کر چلی، مجرہ، قوس اور اس جگہ کے بارے میں پوچھا جس سے سورج طلوع ہوا نہ اس سے قبل سورج طلوع ہوا اور نہ اس کے بعد۔ جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے وہ خط پڑھا تو کہا اللہ تعالیٰ اسے رسوا کرے مجھے تو یہ بھی علم نہیں کہ یہاں کیا ہے؟ ان سے عرض کی گئی: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف خط لکھو اور ان سے دریافت کرو۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ سوال پوچھنے کے لیے خط لکھا۔ حضرت ابن عباس نے انہیں یہ جوابات لکھے۔ سب سے افضل کلام لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے۔ یہ کلمہ اخلاص ہے اس کے بغیر کوئی عمل قبول نہیں ہوتا۔ اس کے بعد سبحان اللہ وبحمدہ ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے محبوب کلام ہے۔ اس کے بعد الحمد للہ ہے۔ یہ کلمہ شکر ہے اس کے بعد اللہ اکبر ہے۔ یہ نماز، رکوع اور سجود کو شروع کرنے کا ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سب سے معزز مخلوق حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور اللہ تعالیٰ کی بندیوں میں سے سب سے معزز حضرت مریم ہیں وہ چار افراد جو رحم میں نہیں سوئے (۱) حضرت آدم علیہ السلام (۲) حضرت حواء (۳) وہ مینڈھا جو حضرت اسماعیل کی جگہ فدیہ دیا گیا (۴) حضرت موسیٰ کا عصا جسے آپ نے پھینکا تو وہ سانپ بن گیا۔ وہ قبر جو صاحب قبر کو لے کر چلتی رہی وہ مچھلی ہے جس نے حضرت یونس علیہ السلام کو نگل لیا تھا۔ ''مجرہ'' سے مراد آسمان کا دروازہ ہے۔ ''قوس'' یہ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے غرق ہونے کے بعد اہل زمین کے لیے امان ہے۔ وہ مکان جس میں سورج طلوع ہوا جہاں سے نہ اس سے پہلے طلوع ہوا تھا اور نہ اس کے بعد وہ وہ مکان ہے جہاں سے بنی اسرائیل کے لیے سمندر پھٹ گیا تھا۔

جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو یہ خط سنایا گیا تو آپ نے اسے روم کے بادشاہ کی طرف بھیج دیا۔ روم کے بادشاہ نے کہا مجھے علم تھا کہ معاویہ کو ان باتوں کا علم نہیں تھا۔ نبوت کے خاندان کا فرد ہی ان کا صحیح جواب دے سکتا ہے۔

امام سعید بن منصور اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت عبداللہ بن شداد بن ہاد رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون کے پاس آئے۔ ان پر اون کا جبہ تھا۔ ان کے ساتھ عصا بھی تھا۔ فرعون ہنسا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا پھینکا تو وہ فرعون کی طرف چل پڑا، گویا وہ بختی اونٹ ہے جس میں نیزے جیسی چیزیں جھوم رہی ہیں۔ فرعون پیچھے ہٹنے لگا جبکہ وہ اپنی چارپائی پر بیٹھا ہوا تھا۔ فرعون نے کہا اسے پکڑلو، میں اسلام قبول کرتا ہوں۔ وہ عصا پہلے کی طرح ہو گیا اور فرعون کافر بن گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم ملا کہ وہ سمندر کی طرف چلیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام چھ لاکھ افراد کے ساتھ چلے۔ جب سمندر تک پہنچے تو سمندر کو حکم دیا گیا۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اسے عصا ماریں تو وہ پھٹ جائے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا سمندر پر مارا تو اس میں بارہ راستے بن گئے۔ ہر قبیلہ کے لیے ایک راستہ تھا۔ ان کے لیے سمندر میں روشن دان بنا دیے گئے۔ وہ ایک دوسرے کو دیکھتے جاتے تھے۔

فرعون آٹھ لاکھ لشکر کے ہمراہ آیا یہاں تک کہ سمندر تک آ پہنچا۔ جب اس نے سمندر کو دیکھا تو سمندر نے اسے خوفزدہ کر دیا جبکہ فرعون گھوڑے پر سوار تھا۔ ایک فرشتہ اس کے سامنے آ گیا جبکہ وہ ایک گھوڑی پر سوار تھا۔ فرعون اپنے گھوڑے پر قابو نہ رکھ سکا یہاں تک کہ اسے سمندر میں ڈال دیا۔ بنی اسرائیل کا آخری آدمی سمندر سے نکل گیا اور فرعون کے ساتھی سمندر میں داخل ہو گئے یہاں تک کہ وہ سب سمندر میں پہنچ گئے۔ تو سمندر ان پر مل گیا۔ فرعون اپنے ساتھیوں کے ساتھ غرق ہو گیا۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ میرے بندوں کو رات کے وقت لے کر نکل چلو، تمہارا پیچھا کیا جائے گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لے کر رات کو نکل گئے۔ فرعون نے دس لاکھ گھوڑوں کے ساتھ بنی اسرائیل کا پیچھا کیا جبکہ گھوڑیاں اس کے علاوہ تھیں۔ جبکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں کی تعداد چھ لاکھ تھی۔ جب فرعون نے بنی اسرائیل کو دیکھا تو کہا اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِيْلُوْنَ ﴿۵۴﴾ وَ اِنَّهُمْ لَنَا لَغَآئِظُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَ اِنَّا لَجَمِيْعٌ حٰذِرُوْنَ ﴿۵۶﴾ (شعراء) حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لے کر چلتے رہے یہاں تک کہ سمندر تک جا پہنچے انہوں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ فرعون کے گھوڑوں کے غبار میں ہیں۔ انہوں نے عرض کی: اے موسیٰ! آپ کے آنے سے پہلے اور آپ کے آنے کے بعد بھی ہمیں اذیت دی گئی۔ یہ سمندر ہمارے سامنے ہے اور یہ فرعون اپنے ساتھیوں کے ساتھ ہم پر چھایا جا رہا ہے۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا جس کا ذکر سورۂ اعراف میں ہے عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّهْلِكَ عَدُوَّكُمْ وَ يَسْتَخْلِفَكُمْ فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۹﴾ (الاعراف) اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ اپنا عصا سمندر میں مارو اور سمندر کو حکم دیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا حکم غور سے سن اور جب وہ تجھے مارے تو تو اس کی اطاعت کر۔ سمندر سمٹ گیا اور اس پر کپکپی طاری تھی۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ اس کی کس جانب میں مارا جائے گا۔

حضرت یوشع نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عرض کی: آپ کو کیا حکم دیا گیا ہے؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: مجھے

حکم دیا گیا ہے کہ میں سمندر میں ماروں۔حضرت یوشع نے عرض کی: پھر اسے مارو۔حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سمندر پر عصا سے ضرب لگائی تو سمندر پھٹ گیا۔تو اس میں بارہ راستے بن گئے۔ ہر راستہ بڑے پہاڑ کی مانند ہو گیا۔ ہر قبیلہ کے لیے ایک راستہ تھا جس راستے پر وہ چلے جا رہے تھے۔جب وہ راستہ چلے تو بعض نے بعض سے کہا کیا وجہ ہے ہم اپنے ساتھیوں کو نہیں دیکھتے؟ تو انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عرض کی: ہم اپنے ساتھیوں کو نہیں دیکھتے۔حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: چلتے جاؤ بیشک وہ تمہاری طرح راستے پر گامزن ہیں۔لوگوں نے کہا: ہم اس وقت تک تسلیم نہیں کریں گے یہاں تک کہ ہم انہیں نہ دیکھ لیں۔حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی: اے اللہ! ان کی بری عادتوں کے خلاف میری مدد کر۔اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ اپنے عصا کے ساتھ یہ کہو اپنے ہاتھ سے اشارہ کرو اس حال میں کہ اسے سمندر پر گھما رہے ہو۔حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے عصا کے ساتھ دیواروں پر کیا۔اس طرح ان دیواروں میں سوراخ بن گئے جن سے وہ ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔وہ چلتے رہے یہاں تک کہ سمندر سے باہر نکل گئے۔

جب بنی اسرائیل کا آخری آدمی بھی سمندر سے نکل گیا تو فرعون اور اس کے ساتھی سمندر پر پہنچ گئے۔فرعون سیاہ گھوڑے پر سوار تھا۔جب فرعون سمندر پر پہنچا تو گھوڑا سمندر میں داخل ہونے سے ڈر گیا۔تو حضرت جبرائیل امین گھوڑی پر سوار ہو کر اس کے سامنے آئے۔ جب گھوڑے نے اسے دیکھا تو اس گھوڑی کے پیچھے داخل ہو گیا۔حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا گیا وَاتْرُكِ الْبَحْرَ رَهْوًا (الدخان:24) یعنی سمندر کو اپنے حال پر سکون سے رہنے دو۔فرعون اور اس کی قوم سمندر میں داخل ہو گئی۔ جب فرعون کی قوم کا آخری آدمی داخل ہوا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کا آخری آدمی سمندر سے گزر گیا تو سمندر فرعون اور اس کی قوم پر مل گیا اور وہ سب غرق ہو گئے۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب رات کے وقت بنی اسرائیل کو لے کر چل دیے تو خبر فرعون کو پہنچی۔اس نے بکری لانے کا حکم دیا۔اسے ذبح کیا گیا۔ پھر اس نے کہا اس کے چمڑا اتارنے سے قبل میرے پاس قبطیوں میں سے سات لاکھ افراد جمع ہو جانے چاہئیں۔حضرت موسیٰ علیہ السلام چلے یہاں تک کہ سمندر تک پہنچ گئے۔حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سمندر سے فرمایا: الگ الگ ہو جا۔سمندر نے آپ سے عرض کی: اے موسیٰ! آپ نے تو مجھ سے بہت زیادہ چیز کا مطالبہ کیا ہے۔کیا میں بنی آدم میں سے کسی کے لیے الگ ہوا ہوں؟ جبکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ گھوڑے پر ایک آدمی سوار تھا۔اس نے عرض کی: اے اللہ کے نبی! ان کے بارے میں آپ کو کیا حکم دیا گیا ہے؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: مجھے اسی سمت کا حکم دیا گیا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا گھوڑا سمندر میں داخل ہو گیا اور آپ کو لے کر تیرنے لگا۔پھر وہ سمندر سے نکلا۔عرض کی: اے اللہ کے نبی! کہاں کا حکم دیا گیا ہے؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: اسی سمت کا حکم دیا گیا ہے۔فرمایا نہ میں نے جھوٹ بولا اور نہ مجھ سے جھوٹ بولا گیا۔اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ اپنا عصا سمندر پر مارو۔حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا سمندر پر مارا تو سمندر پھٹ گیا۔تو اس میں بارہ راستے بن گئے۔ ہر ایک قبیلہ کا ایک راستہ تھا۔وہ ایک

دوسرے کو دیکھتے تھے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی سمندر سے نکل گئے اور فرعون کے سب ساتھی اس میں داخل ہو گئے تو سمندر ان پر مل گیا تو اس نے ان سب کو غرق کر دیا۔

امام عبد بن حمید، فریابی، ابن ابی حاتم اور حاکم رحمہم اللہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب بنی اسرائیل کو لے جانے کا ارادہ کیا تو راستہ بھول گئے تو آپ نے بنی اسرائیل سے کہا یہ کیا ہے؟ بنی اسرائیل کے علماء نے کہا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی موت کا جب وقت قریب آیا تو آپ نے ہم سے ایک پختہ وعدہ لیا تھا کہ ہم مصر سے نہیں نکلیں گے یہاں تک کہ ہم آپ کا تابوت بھی ساتھ لے جائیں گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: تم میں سے کون جانتا ہے کہ ان کی قبر کہاں ہے؟ انہوں نے کہا ایک بڑھیا کے سوا ہم میں سے کوئی بھی آپ کی قبر کو نہیں جانتا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس بڑھیا کی طرف پیغام بھیجا اور کہا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی قبر پر ہماری راہنمائی کرو۔ عورت نے کہا اللہ کی قسم! میں اس وقت تک نہیں بتاؤں گی جب تک تم میری شرط پوری نہ کرو گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا تیری کیا شرط ہے؟ اس بڑھیا نے کہا میں جنت میں تیرے ساتھ ہوں گویا یہ شرط حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے ناگوار گزری۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عرض کی گئی: اس کی بات مان لیں، وہ عورت انہیں پانی کے تالاب کی طرف لے گئی جبکہ پانی سے آواز آ رہی تھی۔ عورت نے لوگوں سے کہا اس سے پانی نکالو۔ لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ پھر کہا یہاں سے کھودو۔ لوگوں نے زمین کو کھودا تو اس میں سے حضرت یوسف علیہ السلام کی قبر کو نکالا۔ جب انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کا تابوت اٹھایا تو راستہ دن کی طرح روشن ہو گیا۔

امام ابن عبدالحکیم رحمہ اللہ نے "فتوح مصر میں" حضرت سماک بن حرب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لے کر روانہ ہوئے تو ایک بادل چھا گیا جو بنی اسرائیل اور راستے کے درمیان حائل ہو گیا کہ وہ اس راستہ کو دیکھیں۔ حضرت موسیٰ سے کہا گیا آپ اس وقت تک اسے عبور نہ کر سکیں گے جب تک آپ کے ساتھ حضرت یوسف علیہ السلام کی ہڈیاں نہ ہوں گی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا وہ کہاں ہیں؟ تو لوگوں نے کہا اس کی بیٹی ایک بوڑھی عورت ہے جس کی نظر جاتی رہی ہے۔ ہم اسے گھروں میں ہی چھوڑ آئے ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام لوٹ آئے۔ جب اس عورت نے آواز سنی پوچھا موسیٰ ہے؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا موسیٰ ہوں۔ عورت نے کہا کیا چھوڑ کر آئے ہو؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں حضرت یوسف علیہ السلام کی ہڈیاں اٹھا کر لے جاؤں۔ عورت نے کہا تم اس وقت تک وہ عبور نہیں کر سکتے جب تک میں تمہارے ساتھ نہ ہوں گی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: حضرت یوسف علیہ السلام کی ہڈیوں پر میری راہنمائی کرو (1)۔ اس عورت نے کہا میں اس وقت تک ایسا کرنے کے لیے تیار نہیں ہوں جب تک آپ مجھے وہ نہ دیں گے جو میں آپ سے سوال کروں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: تیرے لیے وہی کچھ ہے جو مانگے۔ بوڑھی عورت نے کہا میرا ہاتھ پکڑو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس

1۔ یہ روایات اسرائیلیات سے تعلق رکھتی ہیں۔ حضرت مفسر نے اپنی علمی وجاہت کے باوجود انہیں ذکر کیا جب کہ حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر اس امر کو حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء کے جسموں کو کھائے، اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے، اسے رزق دیا جاتا ہے (ابن ماجہ) مترجم۔

کا ہاتھ پکڑ لیا تو وہ عورت ایک ستون تک پہنچی جو نیل کے کنارے پر تھا۔ اس ستون کی بنیاد میں لوہے کا ایک صندوق تھا جس میں میخیں لگائی گئی تھیں اور اس میں زنجیر بھی تھی۔ عورت نے کہا ہم نے اسے اس طرف دفن کیا تھا تو یہ جانب سرسبز و شاداب ہوگئی اور دوسری جانب خشک ہوگئی۔ جب ہم نے یہ دیکھا تو ہم نے اس کی ہڈیوں کو جمع کیا تو انہیں لوہے کے صندوق میں رکھا اور نیل کے وسط میں پھینکا تو نیل کے دونوں جانبیں سرسبز و شاداب ہوگئیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے صندوق اپنی گردن پر رکھا اور اس بوڑھی عورت کا ہاتھ پکڑا اور اسے لشکر تک لے آئے اور اس سے کہا جو چاہو سوال کرو۔ تو اس عورت نے یہ سوال کیا کہ جنت میں، میں اور تو ایک ہی درجہ میں ہوں، میری نظر اور جوانی واپس لوٹا دی جائے یہاں تک کہ میں ایسی جوان ہو جاؤں جیسی میں تھی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: تیرے لیے وہ کچھ ہے جو تو نے سوال کیا۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے وصیت کی اگر میرے بعد نبی آئے اسے کہنا اس بستی سے میری ہڈیاں نکال لی جائیں۔ فرعون کے ساتھ جھگڑے کے موقع پر جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا معاملہ ہوا۔ آپ اس بستی کے پاس سے گزرے جس میں حضرت یوسف علیہ السلام کی قبر تھی۔ آپ نے لوگوں سے حضرت یوسف علیہ السلام کی قبر کے متعلق پوچھا تو کوئی ایسا آدمی نہ ملا جو اس بارے میں بتاتا۔ آپ سے عرض کی گئی: یہاں ایک بوڑھی عورت ہے جو حضرت یوسف علیہ السلام کی قوم کی رہ گئی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کے پاس تشریف لائے، اس کو فرمایا: کیا تو حضرت یوسف علیہ السلام کی قبر پر میری راہنمائی کرے گی؟ عورت نے کہا میں ایسا نہیں کروں گی یہاں تک کہ تو میری شرطیں پوری کرے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی کی کہ اس کی شرطیں پوری کرو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عورت سے فرمایا: تم کیا ارادہ رکھتی ہو۔ عورت نے کہا: جنت میں تیری بیوی بننا چاہتی ہوں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے قبول کیا تو عورت نے قبر کے بارے میں بتا دیا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قبر کھودی پھر اپنی چادر بچھائی۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی ہڈیوں کو نکالا اور اپنے کپڑے کے درمیان رکھا۔ پھر ہڈیوں کو کپڑے میں لپیٹا اور اپنے دائیں کندھے پر اٹھا لیا۔ وہ فرشتہ جو دائیں جانب تھا اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا بوجھ دائیں کندھے پر اٹھایا جاتا ہے؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا وہ بائیں کندھے پر ہوتا ہے۔ میں نے ایسا حضرت یوسف علیہ السلام کی تعظیم کے لیے کیا ہے۔

امام ابن عبد الحکیم کلبی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنی وفات کے وقت وعدہ لیا تھا کہ وہ مصر سے میری ہڈیاں ساتھ لیتے جائیں۔ قوم نے تیاری کی اور نکلے مگر راستہ بھول گئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان سے کہا یہ تمہارا راستہ بھٹک جانا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی ہڈیوں کی وجہ سے ہے وہ کون ہے جو ان کے متعلق میری راہنمائی کرے۔ تو ایک بڑھیا نے کہا کہ جسے شارح بنت آسی بن یعقوب کہتے تھے۔ میں نے اپنے چچا یوسف کو دیکھا جب انہیں دفن کیا گیا تھا۔ اگر میں اس کے متعلق

تمہاری راہنمائی کروں تو تم مجھے کیا دو گے؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا جو تو کہے۔ اس بوڑھی عورت نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی راہنمائی کی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کی ہڈیاں لیں۔ پھر فرمایا: اب کہہ۔ اس بوڑھی عورت نے کہا جنت میں جہاں تو ہو میں بھی تیرے ساتھ رہوں۔

امام عبدالحکیم رحمہ اللہ نے کلبی کی سند سے ابوصالح سے وہ حضرت ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ میرے بندوں کو رات کے وقت لے چلو۔ بنو اسرائیل نے فرعون کی قوم سے زیورات اور کپڑے لیے کہ ہماری عید ہے، ہم اس عید کے لیے باہر جائیں گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام رات کے وقت انہیں لے کر نکلے جبکہ ان کی تعداد چھ لاکھ تین ہزار سے کچھ اوپر تھی۔ اس کے متعلق فرعون نے کہا تھا اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِيْلُوْنَ ﴿۵۴﴾ فرعون نکلا۔ اس کا مقدمۃ الجیش پانچ لاکھ سپاہیوں پر مشتمل تھا۔ دونوں جانب اور درمیان والا لشکر الگ تھا۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام سمندر تک پہنچے تو حضرت یوشع بن نون اپنے گھوڑے پر آگے بڑھے اور پانی پر چلے۔ دوسرے بھی اپنے گھوڑوں کے ساتھ داخل ہو گئے اور پانی میں کود گئے۔ سورج کے طلوع ہونے کے بعد فرعون ان کی تلاش میں نکلا۔ اس کے متعلق اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے فَلَمَّا تَرَآءَ الْجَمْعٰنِ قَالَ اَصْحٰبُ مُوْسٰٓى اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ ﴿۶۱﴾ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب کے حضور التجا کی تو ایک کہر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کے درمیان چھا گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا گیا: اپنا عصا سمندر پر مارو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایسا ہی کیا تو سمندر پھٹ گیا گویا ہر حصہ بڑے پہاڑ کی مانند ہو گیا۔ اس میں بارہ راستے بن گئے۔ انہوں نے کہا ہمیں ڈر ہے کہ گھوڑے کیچڑ میں دھنس جائیں گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب کے حضور دعا کی۔ ان پر ہوا چلی تو اس نے راستے خشک کر دیے۔ انہوں نے عرض کی ہمیں ڈر ہے کہ ہم میں سے بعض غرق ہو جائیں گے اور ہمیں شعور بھی نہ ہوگا۔ آپ نے اپنے عصا سے پانی میں نقب لگائی تو ان کے درمیان روشن دان بن گئے یہاں تک کہ وہ ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔ پھر بنی اسرائیل سمندر میں داخل ہو گئے یہاں تک کہ سمندر کو عبور کر لیا۔ فرعون آیا یہاں تک کہ اس جگہ پہنچا جہاں سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سمندر کو عبور کیا تھا جبکہ راستے اسی طرح موجود تھے۔ راستہ بتانے والے نے فرعون سے کہا: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سمندر پر جادو کر دیا ہے یہاں تک کہ سمندر بھی ایسا ہو گیا ہے جیسے تم دیکھ رہے ہو۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان میں یہی ہے وَاتْرُكِ الْبَحْرَ رَهْوًا (الدخان: 24) یہاں سے چلو تاکہ ہم انہیں جا ملیں جبکہ سمندر میں تین دن کی مسافت تھی۔

اس روز فرعون گھوڑے پر سوار تھا۔ حضرت جبرائیل تینتیس فرشتوں کے ساتھ گھوڑی پر آئے اور لوگوں میں پھیل گئے۔ حضرت جبرائیل امین آگے بڑھے اور فرعون کے سامنے چلے۔ فرعون ان کے پیچھے پیچھے چلا فرشتے لوگوں میں چلائے بادشاہ کو ملو یہاں تک کہ فرعونیوں کا آخری آدمی بھی داخل ہو گیا اور وہ غرق ہو گئے۔ جب سمندر ملا تو بنو اسرائیل نے سمندر کی آواز سنی پوچھا یہ کیا ہوا ہے؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا فرعون اور اس کے ساتھی ہلاک ہو گئے ہیں۔ وہ انہیں دیکھنے کے لیے واپس ہوئے تو سمندر نے فرعونیوں کو کنارے پر پھینک دیا۔

امام ابن عبدالحکیم اور عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جبرائیل امین لوگوں، بنی اسرائیل اور

فرعون کے درمیان تھے۔ حضرت جبرائیل آمین کہتے آہستہ چلو تاکہ تمہارا آخری آدمی بھی تمہیں مل جائے۔ بنو اسرائیل نے کہا ہم نے اس سے بہتر ہانکنے والا نہیں دیکھا۔ آل فرعون نے کہا ہم نے اس جیسا لشکر کو ترتیب دینے والا نہیں دیکھا۔

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنو اسرائیل سمندر تک پہنچے تو آل فرعون کے مومن نے کہا: اے اللہ کے نبی! تمہیں کہاں کا حکم دیا گیا ہے؟ سمندر آپ کے سامنے ہے جبکہ پیچھے سے آل فرعون ہم تک پہنچ جارہی ہے۔ آل فرعون کے مومن نے اپنا گھوڑا سمندر میں ڈال دیا تو سمندر کی موجوں نے اسے واپس کر دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے طور پر یہ نہیں جانتے تھے کہ وہ کیا کریں اللہ تعالیٰ نے سمندر کو حکم دیا کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حکم کی اطاعت کرے۔ اس کی نشانی یہ ہے کہ جب وہ تجھے عصا مارے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی کی اپنا عصا سمندر پر مارو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سمندر پر ضرب لگائی تو سمندر پھٹ گیا۔ تو بنو اسرائیل سمندر میں داخل ہو گئے اور آل فرعون نے ان کا پیچھا کیا۔ جب بنو اسرائیل کا آخری آدمی نکلا اور آل فرعون کا آخری آدمی سمندر میں داخل ہوا اللہ تعالیٰ نے ان پر سمندر کو جمع کر دیا۔

ابن منذر نے سعید بن جبیر سے روایت نقل کی ہے جس روز فرعون غرق ہوا تو جبریل امین اترے ان کے سر پر سیاہ عمامہ تھا۔

امام خطیب رحمہ اللہ نے (المتفق والمفترق) میں حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہاتھ پر ہاتھ مارنے لگے اور بنی اسرائیل اور ان کی سرکشی پر تعجب کا اظہار کرنے لگے۔ جب وہ سمندر پر پہنچے اور ان کا دشمن ان تک آپہنچا تو وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے اور عرض کی: دشمن ہمارے سر پر آپہنچا۔ آپ کو کیا حکم دیا گیا تھا؟ فرمایا: مجھے حکم دیا گیا کہ میں یہاں پڑاؤ ڈالوں یا تو میرا رب مجھے فتح دے گا اور انہیں شکست دے گا یا میرے لیے سمندر پھاڑ دیا جائے گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سمندر پر ضرب لگائی تو سمندر نے یوں آواز نکالی جس طرح ذبح کیے جانے والے جانور آواز نکالتے ہیں۔ پھر دوسری دفعہ مارا تو وہ پھٹ گیا اور کہا یہ تیرے رب کی طاقت ہے۔ انہوں نے سمندر کو پار کیا۔ گناہ میں بنی اسرائیل سے بڑھ کر کسی قوم کا نہیں سنا اور نہ ہی تیز توبہ کرنے والا کسی کو سنا۔

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ اِبْرٰهِيْمَ ﴿٦٩﴾ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا تَعْبُدُوْنَ ﴿٧٠﴾ قَالُوْا نَعْبُدُ اَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا عٰكِفِيْنَ ﴿٧١﴾ قَالَ هَلْ يَسْمَعُوْنَكُمْ اِذْ تَدْعُوْنَ ﴿٧٢﴾ اَوْ يَنْفَعُوْنَكُمْ اَوْ يَضُرُّوْنَ ﴿٧٣﴾ قَالُوْا بَلْ وَجَدْنَاۤ اٰبَآءَنَا كَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ﴿٧٤﴾ قَالَ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ﴿٧٥﴾ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمُ الْاَقْدَمُوْنَ ﴿٧٦﴾ فَاِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّيْۤ اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٧٧﴾

''اور آپ بیان فرمائیے ان کے سامنے ابراہیم کا قصہ۔ جب آپ نے اپنے باپ سے کہا اور اپنی قوم سے کہا کہ تم کس کی پرستش کرتے ہو؟ انہوں نے کہا ہم تو پوجتے ہیں بتوں کو اور ہم انہی کی پوجا میں منہمک رہتے ہیں۔ آپ

نے پوچھا (بھلا یہ تو بتاؤ) کیا وہ سنتے ہیں تمہاری آواز جب تم انہیں پکارتے ہو۔ یا وہ تمہیں (کچھ) نفع پہنچا سکتے ہیں یا ضرر پہنچا سکتے ہیں؟ انہوں نے (لاجواب ہو کر) کہا بلکہ ہم نے تو پایا اپنے باپوں کو کہ وہ یونہی کیا کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا: کیا تم نے دیکھ لیا ان (کی بے بسی) کو جن کی تم پرستش کیا کرتے ہو؟ تم اور تمہارے گذشتہ آباؤ اجداد۔ پس وہ سب میرے دشمن ہیں سوائے رب العالمین کے۔''

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے عٰكِفِيْنَ کا معنی عبادت کرنے والے نقل کیا ہے۔ کیا جب تم اپنے معبودوں کو بلاتے ہو تو وہ تمہیں جواب دیتے ہیں؟۔

امام ابن منذر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ يَسْمَعُوْنَكُمْ کا معنی ہے کیا وہ تمہاری آواز سنتے ہیں؟۔

الَّذِیْ خَلَقَنِیْ فَهُوَ یَهْدِیْنِۙ۝۷۸ وَ الَّذِیْ هُوَ یُطْعِمُنِیْ وَ یَسْقِیْنِۙ۝۷۹ وَ اِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ یَشْفِیْنِ۪ۙ۝۸۰ وَ الَّذِیْ یُمِیْتُنِیْ ثُمَّ یُحْیِیْنِۙ۝۸۱ وَ الَّذِیْۤ اَطْمَعُ اَنْ یَّغْفِرَ لِیْ خَطِیْٓـَٔتِیْ یَوْمَ الدِّیْنِؕ۝۸۲ رَبِّ هَبْ لِیْ حُكْمًا وَّ اَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَۙ۝۸۳ وَ اجْعَلْ لِّیْ لِسَانَ صِدْقٍ فِی الْاٰخِرِیْنَۙ۝۸۴ وَ اجْعَلْنِیْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِیْمِ۝۸۵

''جس نے مجھے پیدا فرمایا پھر (ہر قدم پر) وہ میری راہنمائی کرتا ہے اور وہ جو مجھے کھلاتا بھی ہے اور پلاتا بھی ہے اور جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہی مجھے صحت بخشتا ہے اور وہ جو مجھے مارے گا پھر مجھے زندہ کرے گا اور جس سے میں امید رکھتا ہوں کہ وہ بخش دے گا میرے لیے میری خطا کو روز جزاء کو۔ اے میرے رب! عطا فرما مجھے علم و عمل (میں کمال) اور ملا دے مجھے نیک بندوں کے ساتھ اور بنا دے میرے لیے سچی ناموری آئندہ آنے والوں میں اور بنا دے مجھے ان لوگوں سے جو نعمت والی جنت کے وارث ہیں۔''

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ بات کہی جاتی تھی بندے کے اوپر سب سے پہلی نعمت اس وقت ہوتی ہے جب اللہ تعالیٰ اسے پیدا فرماتا ہے۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اَطْمَعُ اَنْ یَّغْفِرَ لِیْ خَطِیْٓـَٔتِیْ یَوْمَ الدِّیْنِ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ خَطِیْٓـَٔتِیْ سے مراد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ باتیں ہیں جن کا ان آیات میں ہے اِنِّیْ سَقِیْمٌ۝۸۹ (الصافات) بَلْ فَعَلَهٗ ۖ كَبِیْرُهُمْ هٰذَا (الانبیاء:63) اور حضرت سارہ کے بارے میں یہ کہنا انها اختی یہ بات اس وقت کہی تھی جب فرعون نے حضرت سارہ کو چھیننے کا ارادہ کیا تھا۔ (1)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 100، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے صالحین کی یہ تفسیر نقل کی ہے جنتی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَاجْعَلْ لِّيْ لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْاٰخِرِيْنَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ تمام ملتیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اوپر ایمان لاتی ہیں۔

امام ابن ابی الدنیا نے ''الذکر'' میں، ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب ایک آدمی فرض نماز کے لیے وضو کرتا ہے اور اچھی طرح وضو کرتا ہے پھر مسجد کے ارادہ سے باہر نکلتا ہے، جب باہر نکلتا ہے تو کہتا ہے بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَنِيْ فَهُوَ يَهْدِيْنِ تو اللہ تعالیٰ اسے صواب کی ہدایت دیتا ہے۔ ابن مردویہ کے الفاظ ہیں: اچھے اعمال کی ہدایت دیتا ہے اور جو کہتا ہے وَ الَّذِيْ هُوَ يُطْعِمُنِيْ وَيَسْقِيْنِ اللہ تعالیٰ اسے جنت کا کھانا کھلاتا ہے اور جنت کا مشروب پلاتا ہے اور جو کہتا ہے اِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ اللہ تعالیٰ اسے شفا دیتا ہے اور اس کی مرض کو اس کے گناہوں کا کفارہ بنا دیتا ہے جو کہے وَالَّذِيْ يُمِيْتُنِيْ ثُمَّ يُحْيِيْنِ اللہ تعالیٰ اسے سعادت مندوں کی زندگی کے ساتھ زندہ رکھتا ہے اور شہداء کی موت عطا کرتا ہے جو کہتا ہے وَالَّذِيْٓ اَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ لِيْ خَطِيْٓـَٔتِيْ يَوْمَ الدِّيْنِ اللہ تعالیٰ اس کی تمام خطائیں معاف کر دیتا ہے اگر چہ اس کی خطائیں سمندر کی جھاگ سے بھی زیادہ ہوں جو کہے رَبِّ هَبْ لِيْ حُكْمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ اللہ تعالیٰ اسے حکم عطا فرماتا ہے جو صالح گزر چکے ہیں اور جو صالح باقی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اسے ان کے ساتھ ملا دیتا ہے جو کہے وَاجْعَلْ لِّيْ لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْاٰخِرِيْنَ تو سفید کاغذ میں لکھ دیا جاتا ہے کہ فلاں بن فلاں صادقین میں سے ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ اسے صدق کی تصدیق دیتا ہے جو یہ دعا کرتا ہے وَاجْعَلْنِيْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيْمِ اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں محل اور منازل بنا دیتا ہے حضرت حسن بصری یہ زائد کیا کرتے تھے: وَاغْفِرْ لِوَالِدَيَّ كَمَا رَبَّيَانِيْ صَغِيْرًا۔

امام ابن جریر اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ابن جدعان مہمانوں کی ضیافت کرتا ہے، صلہ رحمی کرتا ہے، وہ یہ یہ کام کیا کرتا ہے، کیا اسے یہ کام نفع دیں گے؟ فرمایا نہیں کیونکہ اس نے کبھی بھی یہ نہیں کہا رَبِّ اغْفِرْ لِيْ خَطِيْٓـَٔتِيْ يَوْمَ الدِّيْنِ۔

وَاغْفِرْ لِاَبِيْٓ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿٨٦﴾ وَلَا تُخْزِنِيْ يَوْمَ يُبْعَثُوْنَ ﴿٨٧﴾ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ ﴿٨٨﴾

''اور بخش دے میرے باپ کو وہ گمراہ لوگوں میں سے ہے اور نہ شرمسار کرنا مجھے جس روز لوگ قبروں سے اٹھائے جائیں گے جس دن نہ مال کام آئے گا اور نہ بیٹے۔''

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَاغْفِرْ لِاَبِيْٓ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے: اس پر توبہ کے ذریعے احسان کرتا کہ تیری مغفرت کا مستحق بن جائے۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَلَا تُخْزِنِي يَوْمَ يُبْعَثُونَ کی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کے نبی نے فرمایا: مومنوں میں ایک آدمی اپنے مشرک باپ کا ہاتھ پکڑے ہوئے آئے گا یہاں تک کہ آگ اس کے ٹکڑے کر چکی ہوگی۔ وہ مومن امید رکھے گا کہ وہ اپنے باپ کو جنت میں داخل کر دے گا۔ ایک ندا کرنے والا منادی کرے گا کہ جنت میں مشرک داخل نہیں ہوگا۔ وہ مومن عرض کرے گا: اے میرے رب! میرا باپ جبکہ تو نے وعدہ کیا تھا کہ تو مجھے رسوا نہیں کرے گا۔ وہ اسے لگاتار پکڑے رہے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس مشرک کو بجو کی بری صورت اور سخت بدبو میں تبدیل کر دے گا۔ جب مومن باپ کو اس حالت میں دیکھے گا تو اس سے برأت کا اظہار کر دے گا اور کہے گا تو میرا باپ نہیں ہم خیال کرتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ارادہ کر رہے تھے مگر اس روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابراہیم کا نام نہیں لیا تھا۔

امام بخاری اور امام نسائی رحمہما اللہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ آزر کو قیامت کے روز ملیں گے جبکہ آزر کے چہرے پر کالک اور غبار ہوگا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام آزر سے کہیں گے: کیا میں نے تجھے کہا نہیں تھا کہ میری نافرمانی نہ کرو؟ تو آزر کہے گا آج میں تیری نافرمانی نہیں کروں گا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام عرض کریں گے تو نے مجھ سے یہ وعدہ کیا تھا کہ تو قیامت کے روز مجھے رسوا نہیں کرے گا۔ باپ کی رسوائی سے بڑھ کر کیا رسوائی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں نے کافروں پر جنت حرام کر دی ہے۔ پھر کہا جائے گا: اے ابراہیم! تیرے قدموں کے نیچے کیا ہے؟ تو وہ آلودہ بجو ہوگا، اسے پاؤں سے پکڑا جائے گا اور جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔(1)

امام احمد رحمہ اللہ نے بنی کنانہ کے ایک آدمی سے روایت نقل کی ہے کہ فتح مکہ کے روز میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی تو میں نے آپ کو یہ کہتے ہوئے سنا اَللّٰهُمَّ لَا تُخْزِنِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔(2)

إِلَّا مَنْ أَتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ ﴿٨٩﴾

"مگر وہ شخص جو لے آیا اللہ تعالیٰ کے حضور قلب سلیم۔"

امام ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور ابو نعیم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ کی گواہی ہے۔(3)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ کہا جاتا تھا: اس سے مراد وہ ہے جو شرک سے محفوظ ہو۔(4)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: جس کا دل شرک سے محفوظ ہے، جس میں حق کے متعلق کوئی شک نہ ہو۔(5)

1۔ صحیح بخاری، جلد 3، صفحہ 1223 (3172)، دار ابن کثیر دمشق
2۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 234، دار صادر بیروت
3۔ حلیۃ الاولیاء، جلد 1، صفحہ 323، مکتبۃ الخانجی مصر
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 102
5۔ ایضاً

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عون رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ لوگوں نے حضرت ابن سرین رحمہ اللہ کے پاس حجاج کا ذکر کیا تو ابن سرین نے فرمایا: جو کچھ تم حجاج کے بارے میں باتیں کرتے ہو مجھے اس کے علاوہ سے زیادہ ڈر ہے۔ میں نے پوچھا وہ کیا ہے؟ اگر وہ اللہ تعالیٰ سے قلب سلیم کے ساتھ ملے تو وہ اپنے گناہوں کو اس سے بہتر پائے۔ پوچھا گیا قلب سلیم کیا ہے؟ فرمایا: اگر وہ جان لے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

وَ اُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۹۰﴾ وَ بُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِلْغٰوِيْنَ ﴿۹۱﴾ وَ قِيْلَ لَهُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ﴿۹۲﴾ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ هَلْ يَنْصُرُوْنَكُمْ اَوْ يَنْتَصِرُوْنَ ﴿۹۳﴾

''اور قریب کردی جائے گی جنت پرہیز گاروں کے لیے اور ظاہر کردی جائے گی دوزخ بھکنے والوں کے لیے۔ اور کہا جائے گا انہیں کہ کہاں ہیں وہ جن کی تم پوجا کرتے تھے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر؟ کیا وہ تمہاری (کچھ) مدد کر سکتے ہیں یا انتقام لے سکتے ہیں؟''۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اُزْلِفَتِ کا معنی ہے قریب کردی جائے گی۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت نبیح بن امراۃ کعب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جنت قریب کی جائے گی پھر وہ مزین ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ کی مخلوق خواہ مسلمان ہو، یہودی ہو یا نصرانی ہوا سے دیکھے گی مگر دو آدمی نہ دیکھیں گے۔ ایک وہ آدمی جس نے کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کیا ہوگا۔ دوسرا وہ آدمی جس نے کسی ذمی کو جان بوجھ کر قتل کیا ہوگا۔

فَكُبْكِبُوْا فِيْهَا هُمْ وَ الْغَاوٗنَ ﴿۹۴﴾ وَ جُنُوْدُ اِبْلِيْسَ اَجْمَعُوْنَ ﴿۹۵﴾ قَالُوْا وَ هُمْ فِيْهَا يَخْتَصِمُوْنَ ﴿۹۶﴾ تَاللّٰهِ اِنْ كُنَّا لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۹۷﴾ اِذْ نُسَوِّيْكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۸﴾

''پس اوندھے پھینک دیے جائیں گے اس میں وہ اور دوسرے گمراہ اور ابلیس کی ساری فوجیں۔ وہ کہیں گے اس حال میں کہ وہ دوزخ میں باہم جھگڑ رہے ہوں گے: خدا کی قسم! ہم کھلی گمراہی میں گرفتار تھے جب ہم تمہیں رب العالمین کے برابر بنائے ہوئے تھے''۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ فَكُبْكِبُوْا فِيْهَا سے مراد ہے انہیں جہنم میں جمع کیا جائے گا۔ هُمْ وَ الْغَاوٗنَ یعنی عرب کے مشرکوں اور معبودان باطلہ کو۔ (1)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہیں پھینکا جائے گا۔ (2)

امام فریابی اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ فِيْهَا میں ھا ضمیر سے مراد آگ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 103، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

ہے۔ هُمْ سے مراد معبودان باطلہ الْغَاوٗنَ سے مراد قریش کے مشرک اور جُنُوْدُ اِبْلِيْسَ سے مراد ابلیس کی اولاد ہے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الْغَاوٗنَ سے مراد شیاطین ہیں۔(1)

امام ابن مردویہ نے حضرت جابر سے روایت نقل کیا ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگ قیامت کے روز صراط سے گزریں گے۔ صراط پھسلنے کی جگہ اور پاؤں کو لڑکھڑانے والی ہے۔ وہ چلنے والے کے ساتھ جھک جائے گا جبکہ جہنم ان میں سے پکڑے گی۔ جب جہنم کی ناپسندیدہ آواز نکلے گی تو وہ برف کی طرف کوئی چیز ٹپکائے گی۔ وہ اسی حال میں ہوں گے کہ رحمٰن کی طرف سے ندا آئے گی: اے میرے بندو! دنیا میں تم کس کی عبادت کیا کرتے تھے؟ لوگ عرض کریں گے: اے میرے رب! تو جانتا ہے ہم تیری عبادت کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ایسی آواز سے جواب دے گا جس کی مثل مخلوق نے کبھی آواز نہ سنی ہوگی: اے میرے بندو! مجھ پر لازم ہے کہ میں آج اپنے سوا تمہیں کسی کے سپرد نہ کروں۔ میں نے تمہیں معاف کر دیا ہے۔ میں تم سے راضی ہوں۔ اسی وقت فرشتے شفاعت کے لیے اٹھ کھڑے ہوں گے اور اس جگہ سے الگ ہو جائیں گے۔ جو لوگ نیچے جہنم میں ہوں گے وہ کہیں گے فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِيْنَ ﴿۱۰۰﴾ وَ لَا صَدِيْقٍ حَمِيْمٍ ﴿۱۰۱﴾ فَلَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰۲﴾ (الشعراء) اللہ تعالیٰ فرمائے گا فَكُبْكِبُوْا فِيْهَا هُمْ وَ الْغَاوٗنَ حضرت ابن عباس نے کہا ہمیشہ کے لیے اس میں جمع ہو جاؤ۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت قیامت کے روز اٹھائی جائے گی۔ وہ کھڑے ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک منادی کرنے والا آئے گا۔ کہے گا ناحق خون بہانے والے الگ ہو جائیں۔ وہ الگ کر دیے جائیں گے۔ ان سے خون کا ایک سیلاب بہ پڑے گا۔ پھر انہیں ایک داعی کہے گا یہ خون ان کے جسموں میں واپس کر دو۔ وہ عرض کریں گے: ہم کیسے خون ان کے جسموں میں واپس کریں؟ وہ کہے گا انہیں جہنم کی طرف لے چلو۔ اسی اثناء میں کہ انہیں جہنم کی طرف لے جایا جا رہا ہوگا کہ ایک ندا کرنے والا ندا کرے گا اور کہے گا: قوم لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا کرتی تھی انہیں ایسی جگہ کھڑا کر دیا جائے گا جہاں سے وہ جہنم کی تپش کو پائیں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی امت کے حساب سے فارغ ہو جائے گا۔ پھر ان لوگوں کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

امام ابو الشیخ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے وہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں: عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ ایسا دن ہوگا جس میں کوئی چیز اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے نہیں بچائے گی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں تین مقامات پر (۱) میزان پر (۲) نور و ظلمت کے وقت (۳) صراط پر، اللہ تعالیٰ جسے چاہے محفوظ رکھے اور جسے چاہے پار لگا دے اور جسے چاہے آگ میں ڈال دے۔ عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ یہ صراط کیا ہے؟ فرمایا: جنت اور دوزخ کے درمیان راستہ ہے جو استرے جتنا تیز ہے جس پر لوگ گزریں گے جبکہ فرشتے دائیں بائیں صف باندھے کھڑے ہوں گے۔ آنکڑوں سے انہیں اچک رہے ہوں گے۔ آنکڑے سعدانہ کے کانٹوں جیسے ہوں گے جبکہ وہ کہہ رہے ہوں گے بچا، بچا ان کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 103، دار احیاء التراث العربی بیروت

دل قائم نہ ہوں گے اللہ تعالیٰ جسے چاہے گا محفوظ رکھے گا اور جسے چاہے گا جہنم میں ڈال دے گا۔

وَ مَاۤ اَضَلَّنَاۤ اِلَّا الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۹۹﴾ فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِیْنَ ﴿۱۰۰﴾ وَ لَا صَدِیْقٍ حَمِیْمٍ ﴿۱۰۱﴾ فَلَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۰۲﴾ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً ؕ وَ مَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۱۰۳﴾ وَ اِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ﴿۱۰۴﴾

''اور نہیں گمراہ کیا ہمیں مگر (ان نامی) مجرموں نے۔تو (آج) نہیں ہے ہمارا کوئی سفارشی۔اور نہ کوئی غمخوار دوست۔پس اگر ہمارے اختیار میں ہوتا (دنیا میں) واپس جانا تو ہم اہل ایمان سے ہوتے۔بیشک اس واقعہ میں (عبرت کی) نشانی ہے اور نہیں تھے ان میں اکثر لوگ ایمان لانے والے۔اور (اے حبیب!) بیشک آپ کا رب ہی سب پر غالب، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔''

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے وَ مَاۤ اَضَلَّنَاۤ اِلَّا الْمُجْرِمُوْنَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وہ لوگ جو ہم سے پہلے ہو گزرے ہم نے ان کی اقتدا کی۔پس ہم گمراہ ہو گئے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ الْمُجْرِمُوْنَ سے مراد ابلیس اور حضرت آدم علیہ السلام کا قاتل بیٹا ہے۔(1)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِیْنَ ﴿۱۰۰﴾ وَ لَا صَدِیْقٍ حَمِیْمٍ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ نہ اہل سماء سے ہمارا کوئی سفارشی ہے اور نہ ہی اہل زمین سے کوئی غمخوار دوست ہے۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے حَمِیْمٍ کا معنی شفیق نقل کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ تفسیر نقل کی ہے: اگر ہمارے لیے دنیا میں واپس پلٹنا ہوتا تو ہم مومن ہوتے تو ہمارے لیے بھی شفاعت ہوتی جسطرح ان کے لیے شفاعت حلال ہوئی۔واللہ اعلم۔

كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوْحِ ﹰالْمُرْسَلِیْنَ ﴿۱۰۵﴾ۚ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ نُوْحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۰۶﴾ۚ اِنِّیْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ ﴿۱۰۷﴾ۙ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوْنِ ﴿۱۰۸﴾ۚ وَ مَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۰۹﴾ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوْنِ ﴿۱۱۰﴾ؕ قَالُوْۤا اَنُؤْمِنُ لَكَ وَ اتَّبَعَكَ الْاَرْذَلُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ؕ قَالَ وَ مَا عِلْمِیْ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ۚ اِنْ حِسَابُهُمْ اِلَّا عَلٰى رَبِّیْ لَوْ تَشْعُرُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ۚ

1۔تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 104، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ایضاً

وَ مَاۤ اَنَا بِطَارِدِ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۱۴﴾ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ﴿۱۱۵﴾ قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ یٰنُوْحُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمَرْجُوْمِیْنَ ﴿۱۱۶﴾ قَالَ رَبِّ اِنَّ قَوْمِیْ كَذَّبُوْنِ ﴿۱۱۷﴾ فَافْتَحْ بَیْنِیْ وَ بَیْنَهُمْ فَتْحًا وَّ نَجِّنِیْ وَ مَنْ مَّعِیَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۱۸﴾ فَاَنْجَیْنٰهُ وَ مَنْ مَّعَهٗ فِی الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ﴿۱۱۹﴾ ثُمَّ اَغْرَقْنَا بَعْدُ الْبٰقِیْنَ ﴿۱۲۰﴾ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً ؕ وَ مَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۱۲۱﴾ وَ اِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ﴿۱۲۲﴾

’’جھٹلایا قوم نوح نے (اللہ کے) رسولوں کو۔ جب کہا انہیں ان کے بھائی نوح نے کیا تم ڈرتے نہیں ہو؟ بیشک میں تمہارے لیے رسول امین ہوں۔ پس اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میری فرمانبرداری کرو۔ اور میں نہیں طلب کرتا تم سے اس (تبلیغ) پر کوئی اجرت۔ میرا اجر تو رب العالمین کے ذمہ ہے۔ پس تم ڈرو اللہ سے اور میری پیروی کرو۔ انہوں نے کہا کیا ہم (قوم کے رئیس) ایمان لائیں تجھ پر حالانکہ تمہاری پیروی صرف گھٹیا لوگ کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: مجھے کیا خبر کہ وہ کس نیت سے ایمان لائے ہیں۔ ان کا حساب تو میرے رب کے ذمہ ہے۔ اگر تمہیں (حقیقت) کا شعور ہے۔ اور نہیں ہوں میں دور بھگانے والا (غریب و مسکین) مومنوں کو۔ نہیں ہوں میں مگر (عذاب سے) صاف صاف ڈرانے والا۔ ان (مغروروں) نے کہا: اے نوح! اگر تم باز نہ آئے (تو یاد رکھو) تمہیں ضرور سنگسار کر دیا جائیگا۔ آپ نے عرض کی: میرے مالک! میری قوم نے تو مجھے جھٹلا دیا ہے۔ پس تو فیصلہ فرما دے میرے اور ان کے درمیان جو قطعی ہو اور (اپنے عذاب سے) نجات دے مجھے اور جو میرے ساتھ ہیں اہل ایمان سے۔ پس ہم نے نجات دی انہیں اور جو آپ کے ہمراہ اس کشتی میں تھے جو کھچا کھچ بھری ہوئی تھی۔ پھر ہم نے غرق کر دیا اس کے بعد پیچھے رہ جانے والوں کو۔ یقیناً اس واقعہ میں بھی (عبرت کی) نشانی ہے اور نہیں تھے ان میں سے اکثر لوگ ایمان لانے والے۔ اور بیشک آپ کا رب ہی سب پر غالب ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔‘‘

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے انومن کا معنی یہ نقل کیا ہے: کیا ہم آپ کی تصدیق کریں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے الْاَرْذَلُوْنَ کا معنی جولاہے نقل کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے الْاَرْذَلُوْنَ کا معنی نچلے درجے اور کمینے لوگ نقل کیا ہے۔

امام عبدالرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے الْاَرْذَلُوْنَ کا معنی جولاہے نقل کیا ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے اِنْ حِسَابُهُمْ اِلَّا عَلٰى رَبِّیْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے: ان کے دلوں

میں جو کچھ ہے اللہ تعالیٰ اسے خوب جانتا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ سے لَتَكُونَنَّ مِنَ الْمَرْجُومِينَ کا یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ تم پر پتھروں سے بارش کی جائے گی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تمہیں ضرور گالیاں دی جائیں گی۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے فَافْتَحْ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ فَتْحًا کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ ہمارے اور ان کے درمیان فیصلہ فرما دے۔(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے اسی کی مثل قول نقل کیا ہے۔

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے آپ سے عرض کی: مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان الْفُلْكِ الْمَشْحُونِ کے بارے میں بتایئے۔ فرمایا: بھری ہوئی کشتی۔ کہا کیا عرب اسے جانتے ہیں؟ فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے عبید بن ابرص کا قول نہیں سنا:

شَحَنَّا اَرْضَهُمْ بِالْخَيْلِ حَتّٰى　　تَرَكْنَا هُمْ اَذَلَّ مِنَ الصِّرَاطِ

''ہم نے ان کی زمین کو گھوڑوں سے بھر دیا، یہاں تک کہ ہم نے انہیں راستہ سے بھی زیادہ ذلیل چھوڑا''۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر کے واسطہ سے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے پوچھا کیا تم جانتے ہو کہ الْمَشْحُونِ کیا ہے؟ ہم نے عرض کی نہیں۔ فرمایا: بھری ہوئی۔(2)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کا معنی بھری ہوئی نقل کیا ہے۔(3)

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس کا یہ معنی نقل کیا ہے: وہ کشتی جو سامان سے بھری ہوئی ہو۔(4)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ سے اس کا معنی سامان سے بھری ہوئی نقل کیا ہے۔(5)

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ہم کہا کرتے تھے کہ اس کا معنی سامان سے بھری ہوئی ہے۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت شعبی سے الْمَشْحُونِ کا معنی سامان سے لدی ہوئی نقل کیا ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی مثل روایت نقل کی ہے۔(6)

امام عبد بن حمید نے ابو صالح سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الْفُلْكِ الْمَشْحُونِ سے مراد حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی ہے۔

كَذَّبَتْ عَادُ ۨالْمُرْسَلِيْنَ ۚ﴿۱۲۳﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ هُوْدٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۚ﴿۱۲۴﴾ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ۙ﴿۱۲۵﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ۚ﴿۱۲۶﴾ وَمَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 107، دار احیاء التراث العربی بیروت　2۔ ایضاً　3۔ ایضاً
4۔ ایضاً　5۔ ایضاً　6۔ ایضاً

مِنۡ اَجۡرٍ ۚ اِنۡ اَجۡرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۱۲۷﴾ اَتَبۡنُوۡنَ بِکُلِّ رِیۡعٍ اٰیَۃً تَعۡبَثُوۡنَ ﴿۱۲۸﴾ وَ تَتَّخِذُوۡنَ مَصَانِعَ لَعَلَّکُمۡ تَخۡلُدُوۡنَ ﴿۱۲۹﴾ وَ اِذَا بَطَشۡتُمۡ بَطَشۡتُمۡ جَبَّارِیۡنَ ﴿۱۳۰﴾ فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَ اَطِیۡعُوۡنِ ﴿۱۳۱﴾ وَ اتَّقُوا الَّذِیۡۤ اَمَدَّکُمۡ بِمَا تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۱۳۲﴾ اَمَدَّکُمۡ بِاَنۡعَامٍ وَّ بَنِیۡنَ ﴿۱۳۳﴾ وَ جَنّٰتٍ وَّ عُیُوۡنٍ ﴿۱۳۴﴾ اِنِّیۡۤ اَخَافُ عَلَیۡکُمۡ عَذَابَ یَوۡمٍ عَظِیۡمٍ ﴿۱۳۵﴾ قَالُوۡا سَوَآءٌ عَلَیۡنَاۤ اَوَ عَظۡتَ اَمۡ لَمۡ تَکُنۡ مِّنَ الۡوٰعِظِیۡنَ ﴿۱۳۶﴾ اِنۡ ہٰذَاۤ اِلَّا خُلُقُ الۡاَوَّلِیۡنَ ﴿۱۳۷﴾ وَ مَا نَحۡنُ بِمُعَذَّبِیۡنَ ﴿۱۳۸﴾ فَکَذَّبُوۡہُ فَاَہۡلَکۡنٰہُمۡ ؕ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً ؕ وَ مَا کَانَ اَکۡثَرُہُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ ﴿۱۳۹﴾ وَ اِنَّ رَبَّکَ لَہُوَ الۡعَزِیۡزُ الرَّحِیۡمُ ﴿۱۴۰﴾

’’جھٹلایا عاد نے (اپنے) رسولوں کو۔ جب فرمایا انہیں ان کے بھائی ہود نے: کیا تم (خدا سے) نہیں ڈرتے؟ بیشک میں تمہارے لیے رسول امین ہوں۔ پس اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ اور میں نہیں طلب کرتا تم سے اس (خدمت) کا کوئی صلہ۔ میرا اجر تو اس پر ہے جو سارے جہانوں کا پالنے والا ہے۔ کیا تم تعمیر کرتے ہو ہر اونچے مقام پر ایک یادگار بے فائدہ۔ اور اپنی رہائش کے لیے بناتے ہو مضبوط محلات اس امید پر کہ تم ہمیشہ رہو گے۔ اور جب تم کسی پر گرفت کرتے ہو تو بڑے ظالم و بے درد بن کر گرفت کرتے ہو۔ پس (اب تو) اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ اور ڈرو اس ذات سے جس نے مدد کی تمہاری ان چیزوں سے جن کو تم جانتے۔ ہو (یعنی) اس نے مدد فرمائی تمہاری مویشیوں اور فرزندوں سے اور باغات اور چشموں سے۔ میں ڈرتا ہوں کہ تم پر بڑے دن کا عذاب نہ آجائے۔ انہوں نے کہا: یکساں ہے ہمارے لیے خواہ آپ نصیحت کریں یا نہ ہوں آپ نصیحت کرنے والوں سے۔ نہیں ہے یہ (محلات کا شوق) مگر ہمارے اسلاف کا دستور (آپ فکر نہ کریں) ہمیں عذاب نہیں دیا جائے گا۔ پس انہوں نے آپ کو جھٹلایا اس لیے ہم نے انہیں ہلاک کر دیا۔ بیشک اس میں بھی (عبرت کی) نشانی ہے اور نہیں تھے ان میں سے اکثر لوگ ایمان لانے والے۔ اور بیشک آپ کا رب ہی سب پر غالب ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔‘‘

ابن جریر نے حضرت ابن عباس سے رِیۡعٍ کا معنی راستہ، اٰیَۃً کا معنی علم اور تَعۡبَثُوۡنَ کا معنی دل لگی کرتے ہو نقل کیا ہے۔(1)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے رِیۡعٍ کا معنی شرف نقل کیا ہے۔(2)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 11-110، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 109

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے بِرِيعٍ کا معنی راستہ نقل کیا ہے۔(1)

ابن ابی حاتم نے ابوصخر سے بِرِيعٍ کا معنی یہ نقل کیا ہے: بڑے اور چھوٹے پہاڑوں کے درمیان راستہ کے سامنے والی جگہ۔

امام فریابی، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے بِرِيعٍ کا معنی دو پہاڑوں کے درمیان کشادہ راستہ اٰيَةً کا معنی عمارت اور مَصَانِعَ کا معنی حمام کے بروج نقل کیا ہے۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے تَعْبَثُوْنَ کا معنی تم کھیلتے ہو نقل کیا ہے۔(3)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مَصَانِعَ کا معنی پانی لینے کی جگہ ہے(4)۔ بعض قراتوں میں ہے وَتَتَّخِذُوْنَ مَصَانِعَ كَاَنَّكُمْ خَالِدُوْنَ۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُوْنَ کا معنی یہ قول نقل کیا ہے: گویا تم نے ہمیشہ رہنا ہے۔(5)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَاِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِيْنَ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ جب تم پکڑو تو ڈنڈے اور تلوار سے پکڑو۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے جَبَّارِيْنَ کا معنی طاقتور نقل کیا ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہی معنی نقل کیا ہے۔

ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے خُلُقُ الْاَوَّلِيْنَ کا معنی پہلے لوگوں کا دین نقل کیا ہے۔(6)

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے خُلُقُ الْاَوَّلِيْنَ کا معنی پہلے لوگوں کے قصے کہانیاں ذکر کیا ہے۔(7)

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اِنْ هٰذَآ اِلَّا خُلُقُ الْاَوَّلِيْنَ وہ کہتے ہیں یہ ایسی چیز ہے جس میں انہوں نے آمیزش کر دی ہے، ایک قرات میں وہ یوں کہتے اختلاق الأولين۔(8)

امام فریابی، ابن شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ سے خُلُقُ الْاَوَّلِيْنَ کا یہ معنی نقل کیا ہے: یہ ان کا جھوٹ ہے۔(9)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علقمہ رحمہ اللہ سے اس کا معنی جھوٹ کی آمیزش کرنا نقل کیا ہے۔(10)

امام عبد بن حمید نے حضرت عاصم سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے خُلُقُ الْاَوَّلِيْنَ کو خاء کے رفع کے ساتھ پڑھا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 110　2۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 11-110　3۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 111
4۔ ایضاً　5۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 112　6۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 113
7۔ ایضاً　8۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 114　9۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 113
10۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 114

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: وہ کہتے اسی طرح پہلے لوگ پیدا کیے گئے۔ اسی طرح لوگ زندگی بسر کرتے ہیں جیسے انہوں نے زندگی بسر کی ہے(1)۔ پھر وہ مرجاتے ہیں، نہ ان کو دوبارہ اٹھایا جائے گا اور نہ ہی ان سے حساب لیا جائے گا۔ وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِیْنَ یعنی ہم بھی پہلے لوگوں جیسے ہیں ہم اسی طرح زندگی بسر کرتے ہیں جیسے انہوں نے زندگی بسر کی پھر ہم مرجائیں گے، نہ ہمارا حساب ہوگا، نہ ہی ہم پر عذاب ہوگا اور نہ ہی دوبارہ اٹھایا جائے گا۔

كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿١٤١﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ صٰلِحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿١٤٢﴾ اِنِّیْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿١٤٣﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوْنِ ﴿١٤٤﴾ وَ مَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٤٥﴾ اَتُتْرَكُوْنَ فِیْ مَا هٰهُنَاۤ اٰمِنِيْنَ ﴿١٤٦﴾ فِیْ جَنّٰتٍ وَّ عُيُوْنٍ ﴿١٤٧﴾ وَّ زُرُوْعٍ وَّ نَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِيْمٌ ﴿١٤٨﴾ وَ تَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا فٰرِهِيْنَ ﴿١٤٩﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوْنِ ﴿١٥٠﴾ وَ لَا تُطِيْعُوْۤا اَمْرَ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿١٥١﴾ الَّذِيْنَ يُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ وَ لَا يُصْلِحُوْنَ ﴿١٥٢﴾ قَالُوْۤا اِنَّمَاۤ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ ﴿١٥٣﴾ مَاۤ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۖۚ فَاْتِ بِاٰيَةٍ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿١٥٤﴾ قَالَ هٰذِهٖ نَاقَةٌ لَّهَا شِرْبٌ وَّ لَكُمْ شِرْبُ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿١٥٥﴾ وَ لَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿١٥٦﴾ فَعَقَرُوْهَا فَاَصْبَحُوْا نٰدِمِيْنَ ﴿١٥٧﴾ فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَ مَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿١٥٨﴾ وَ اِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿١٥٩﴾

"جھٹلایا قوم ثمود نے رسولوں کو۔ جب کہا انہیں ان کے بھائی صالح نے: کیا تم (قہر الٰہی سے) نہیں ڈرتے۔ میں تمہارے لیے رسول امین ہوں۔ سو ڈرو اللہ تعالیٰ سے اور میری پیروی کرو۔ اور میں نہیں طلب کرتا تم سے اس پر کوئی معاوضہ، میرا معاوضہ تو رب العالمین کے ذمہ ہے۔ کیا تمہیں رہنے دیا جائے گا اس (عیش وطرب) میں جس میں تم یہاں ہو امن سے۔ ان باغات میں اور چشموں میں اور (شاداب) کھیتوں میں اور کھجور کے

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 464 (2122)، دار الکتب العلمیہ بیروت

درختوں میں جن کے شگوفے بڑے نرم ونازک ہیں۔ اور تراشتے رہو گے پہاڑوں میں گھر ماہر (سنگتراش) بنتے ہوئے، پس ڈرو اللہ تعالیٰ سے اور میری اتباع کرو۔ اور نہ پیروی کرو حد سے بڑھنے والوں کے حکم کی۔ جو فساد برپا کرتے رہتے ہیں زمین میں اور اصلاح (کی کوشش) نہیں کرتے۔ جواب ملا (اے صالح!) تم تو ان لوگوں میں سے ہو جن پر جادو کر دیا گیا ہے۔ نہیں ہو تم مگر ایک انسان ہماری مانند ورنہ لاؤ کوئی معجزہ اگر تم راست بازوں میں سے ہو۔ فرمایا: یہ ایک اونٹنی ہے۔ ایک دن اس کے پانی پینے کی باری ہے اور ایک مقرر دن تمہاری باری ہے۔ اور نہ پہنچانا اسے کوئی اذیت ورنہ آلے گا تمہیں بڑے دن کا عذاب۔ ان (بدبختوں) نے اس کی کونچیں کاٹ ڈالیں۔ پھر ہو گئے ندامت (وافسوس) کرنے والے۔ پس آلیا انہیں عذاب نے۔ بیشک اس واقعہ میں بھی (عبرت کی) نشانی ہے اور نہیں تھے ان میں سے اکثر لوگ ایمان لانے والے۔ اور بیشک آپ کا رب ہی عزیز رحیم ہے۔"

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے کہا: مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان طَلْعُهَا هَضِيمٌ کے بارے میں بتایئے۔ فرمایا: اس کا بعض بعض سے ملا ہوتا ہے۔ عرض کی! کیا عرب اسے جانتے ہیں؟ فرمایا: ہاں کیا تو نے امرؤ القیس کا شعر نہیں سنا:

دَار الْبَيْضَاء الْعَوَارِضِ طِفْلَة هَضُومَةُ الْكَشْحَيْنِ ريا المعصم

"ایک بچی گھوم رہی ہے جس کے رخسار سفید ہیں اس کی ڈھاکیں ملی ہوئی ہیں اور بازو گوشت سے پر"۔(1)

امام فریابی اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت یزید بن ابی زیاد رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے: تر کھجوریں اور ایک قول میں یہ معنی کیا ہے: وہ کھجور جس کی ایک جانب پک چکی ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے کہا حضرت قتادہ رحمہ اللہ نے لین کا معنی نرم کیا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ هَضِيمٌ کا معنی گداز ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: جب پکی کھجور شاخوں میں جا پہنچتی ہے تو بڑی ہو جاتی ہے تو یہی ہضم ہے۔

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ خشک ہو جاتی ہے۔(2)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے طَلْعُهَا هَضِيمٌ کا یہ معنی نقل کیا ہے: وہ گابھا جب تو اسے چھوئے تو اس کے دانے گر پڑیں۔(3)

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے اس کا معنی یہ نقل کیا ہے کہ اس میں گٹھلی نہ ہو۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے عکرمہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ هَضِيمٌ کا معنی تر نرم کھجور ہے۔(4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 115 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 116

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ وہ تَنْحِتُوْنَ کو حاء کے کسرہ اور فٰرِهِيْنَ کو الف کے ساتھ فارھین پڑھا کرتے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کا معنی فخر سے چلنے والا نقل کیا ہے۔(1)

امام فریابی، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابوصالح سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ اسے تراشنے میں ماہر ہیں۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت معاویہ بن قرہ رحمہ اللہ سے بھی یہی معنی نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے اس کا معنی فخر سے چلنے والے روایت کیا ہے۔(3)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے فٰرِهِيْنَ کا معنی انتہائی حریص بیان کیا ہے۔(4)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عطیہ رحمہ اللہ سے اس کا معنی متکبر نقل کیا ہے۔

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن جریر نے عبد اللہ بن شداد سے فٰرِهِيْنَ کا معنی یہ نقل کیا ہے کہ وہ تکبر کرتے ہیں۔(5)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس کا یہ معنی بیان کیا ہے: تم اپنے کاموں پر خوش ہوتے ہو۔(6)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَلَا تُطِيْعُوْٓا اَمْرَ الْمُسْرِفِيْنَ کی تفسیر میں الْمُسْرِفِيْنَ کا معنی شرک کرنے والے اور الْمُسَحَّرِيْنَ کا معنی جادوگر کیا ہے۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے الْمُسَحَّرِيْنَ کا معنی جن پر جادو کیا گیا ہو نقل کیا ہے۔(7)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، خطیب اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے مختلف سندوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے الْمُسَحَّرِيْنَ کا معنی بوسیدہ نقل کیا ہے۔ پھر لبید بن ربیعہ کا یہ شعر پڑھا:

اِنْ تَسْاَلِيْنَا فِيْمَ نَحْنُ فَاِنَّنَا عَصَا فِيْرُ مِنْ هٰذَا الْاَنَامِ الْمُسَحَّرِ

"اگر تو ہم سے سوال کرے کہ ہم کس حالت میں ہیں بیشک ہم بوسیدہ مخلوق کی چڑیاں ہیں"۔(8)

امام ابن انباری نے "الوقف والابتداء" میں ابوصالح اور مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس کا معنی ہے جنہیں دھوکہ دیا گیا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ الْمُسَحَّرِيْنَ میں حاء مشدد ہے اور المسحر سے مراد ایسی رعیت جن کا کوئی بادشاہ نہ ہو۔

امام ابن ابی الدنیا نے کتاب "من عاش بعد الموت" میں ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 116 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 117
4۔ ایضاً 5۔ ایضاً 6۔ ایضاً
7۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 119 8۔ ایضاً

اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت صالح علیہ السلام کو ان کی قوم کی طرف بھیجا۔ وہ لوگ آپ پر ایمان لے آئے۔ پھر جب ان کا وصال ہوا تو ان کی قوم نے کفر اختیار کر لیا اور اسلام سے پھر گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے حضرت صالح علیہ السلام کو پیدا کیا اور ان کی طرف بھیجا۔ فرمایا: میں صالح ہوں۔ لوگوں نے کہا: حضرت صالح تو فوت ہو چکے ہیں۔ اگر تم صالح ہو تو کوئی نشانی لاؤ اللہ تعالیٰ نے اونٹنی بھیج دی۔ ان لوگوں نے اس کی کونچیں کاٹ ڈالیں اور کفر اختیار کیا تو انہیں ہلاک کر دیا گیا۔ ایک کپڑا بننے والے نے اس کی کونچیں کاٹی تھیں جسے قدار بن سالف کہتے تھے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جس روز اونٹنی کی باری ہوتی تو وہ سارے کا سارا پانی پی جاتی اور جس روز لوگوں کی پانی کی باری ہوتی تو یہ ان کے لیے، ان کے چوپاؤں اور ان کی زمینوں کے لیے ہوتا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جس دن اونٹنی کی باری ہوتی تو لوگ جتنا چاہتے اونٹنی انہیں دودھ دیتی۔

كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطِ ِالْمُرْسَلِيْنَ ﴿١٦٠﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ لُوْطٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿١٦١﴾ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿١٦٢﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوْنِ ﴿١٦٣﴾ وَ مَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٦٤﴾ اَتَاْتُوْنَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٦٥﴾ وَ تَذَرُوْنَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ عٰدُوْنَ ﴿١٦٦﴾ قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ يٰلُوْطُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُخْرَجِيْنَ ﴿١٦٧﴾ قَالَ اِنِّيْ لِعَمَلِكُمْ مِّنَ الْقَالِيْنَ ﴿١٦٨﴾ رَبِّ نَجِّنِيْ وَ اَهْلِيْ مِمَّا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٦٩﴾ فَنَجَّيْنٰهُ وَ اَهْلَهٗۤ اَجْمَعِيْنَ ﴿١٧٠﴾ اِلَّا عَجُوْزًا فِي الْغٰبِرِيْنَ ﴿١٧١﴾ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِيْنَ ﴿١٧٢﴾ وَ اَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۚ فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿١٧٣﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَ مَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿١٧٤﴾ وَ اِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿١٧٥﴾

''جھٹلایا قوم لوط نے اپنے رسولوں کو جب کہا ان سے ان کے بھائی لوط نے: کیا تم (قہر الٰہی سے) نہیں ڈرتے؟ بیشک میں تمہارے لیے رسول امین ہوں پس ڈرو اللہ تعالیٰ سے اور میری اطاعت کرو۔ اور میں نہیں مانگتا تم سے

اس (تبلیغ) پر کوئی معاوضہ۔ میرا معاوضہ تو اس کے ذمہ ہے جو رب العالمین ہے۔ کیا تم بدفعلی کے لیے جاتے ہو مردوں کے پاس ساری مخلوق سے اور چھوڑ دیتے ہو جو پیدا کی ہیں تمہارے لیے تمہارے رب نے تمہاری بیویاں۔ بلکہ تم حد سے بڑھنے والے لوگ ہو۔ وہ (غصہ سے) کہنے لگے (خاموش!) اے لوط! اگر تم اس سے باز نہ آئے تو تمہیں ضرور ملک بدر کر دیا جائے گا۔ آپ نے فرمایا: (سن لو!) میں تمہارے اس (گندے) فعل سے بیزار ہوں۔ میرے مالک! نجات دے مجھے اور میرے اہل وعیال کو اس (کی شامت) سے جو وہ کرتے ہیں۔ سو ہم نے نجات دے دی اسے اور اس کے سب اہل کو سوائے ایک بڑھیا کے جو پیچھے رہنے والوں میں تھی۔ پھر ہم نے نام ونشان مٹا دیا دوسروں کا اور ہم نے برسائی ان پر (پتھروں کی) بارش۔ پس بڑی تباہ کن تھی وہ بارش جو برسی ان پر جنہیں ڈرایا گیا (اور وہ باز نہ آئے) بیشک اس میں بھی (عبرت کی) نشانی ہے اور نہیں تھے ان میں سے اکثر لوگ ایمان لانے والے۔ اور بلاشبہ (اے محبوب!) آپ کا پروردگار ہی عزیز رحیم ہے۔"

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے ارشاد باری تعالیٰ وَ تَذَرُوْنَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ تم نے عورتوں کے سامنے سے خواہش کو پورا کرنا چھوڑ دیا ہے اور مردوں اور عورتوں کی پشت کی طرف خواہش پوری کرنے لگے۔(1)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: جو تمہارے لیے مناسب تھا یعنی قبل اس کو چھوڑ دیا۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ تم نے عورتوں کے سامنے سے لطف اندوز ہونے کو چھوڑا اور مردوں کی دبر سے لطف اندوز ہونے لگے۔

امام ابن منذر، ابن جریج رحمہما اللہ سے عٰدُوْنَ کا معنی حد سے تجاوز کرنے والے نقل کیا ہے۔

امام سعید بن منصور اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی قرأت میں وَ وَاعَدْنَاهُ اَنْ نُّؤْمِنَهٗ اَجْمَعِيْنَ...... فِي الْغَابِرِيْنَ۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اِلَّا عَجُوْزًا فِي الْغٰبِرِيْنَ کا یہ معنی نقل کیا ہے: یہ حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی تھی جو عذاب میں لتھڑی گئی۔

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عرض کی: مجھے اللہ کے فرمان الْغٰبِرِيْنَ کے بارے میں بتائیے۔ فرمایا: باقی رہنے والے۔ عرض کی: کیا عرب اسے جانتے ہیں۔ فرمایا: ہاں کیا تم نے عبید بن ابرص کا شعر نہیں سنا:

ذَهَبُوْا وَ خَلَّفَنِي الْمُخَلِّفُ فِيْهِمْ فَكَاَنَّنِي فِي الْغَابِرِيْنَ غَرِيْبُ

"وہ چلے گئے اور پیچھے چھوڑنے والے نے مجھے ان میں چھوڑ دیا، گویا میں باقی رہنے والوں میں اجنبی تھا"۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 122، دار احیاء التراث العربی بیروت

كَذَّبَ اَصْحٰبُ لْئَيْكَةِ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۷۶﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۷۷﴾ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿۱۷۸﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوْنِ ﴿۱۷۹﴾ وَ مَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۸۰﴾ اَوْفُوا الْكَيْلَ وَ لَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُخْسِرِيْنَ ﴿۱۸۱﴾ وَ زِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ﴿۱۸۲﴾ وَ لَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَ لَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿۱۸۳﴾ وَ اتَّقُوا الَّذِيْ خَلَقَكُمْ وَ الْجِبِلَّةَ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۸۴﴾ قَالُوْۤا اِنَّمَاۤ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ ﴿۱۸۵﴾ وَ مَاۤ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَ اِنْ نَّظُنُّكَ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۱۸۶﴾ فَاَسْقِطْ عَلَيْنَا كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۱۸۷﴾ قَالَ رَبِّيْۤ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۸۸﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۸۹﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَ مَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۹۰﴾ وَ اِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۹۱﴾

”جھٹلایا اہل ایکہ نے بھی (اپنے) رسولوں کو۔ جب فرمایا انہیں شعیب (علیہ السلام) نے: کیا تم (قہر الٰہی سے) نہیں ڈرتے۔ بیشک میں تمہارے لیے رسول امین ہوں۔ پس ڈرو اللہ تعالیٰ سے اور میری پیروی کرو۔ اور میں نہیں طلب کرتا تم سے اس پر کوئی اجر۔ میرا اجر تو اس کے ذمہ ہے جو سارے جہانوں کو پالنے والا ہے۔ اور پورا کیا کرو ناپ اور نہ ہو جاؤ کم ناپنے والوں سے۔ اور وزن کیا کرو صحیح ترازو سے۔ اور نہ کم دیا کرو لوگوں کو ان کی چیزیں اور نہ پھرا کرو زمین میں فساد برپا کرتے ہوئے۔ اور ڈرو اس سے جس نے پیدا فرمایا تمہیں اور (تم سے) پہلی مخلوق کو۔ انہوں نے (جھلا کر) کہا تم تو ان لوگوں میں سے ہو جن پر جادو کر دیا گیا ہے۔ اور نہیں ہو تم مگر ایک بشر ہماری مانند اور ہم تو تمہارے متعلق یہ خیال کر رہے ہیں کہ تم جھوٹوں میں سے ہو۔ (ہم تمہاری بات نہیں مانتے) لو اب گرا دو ہم پر آسمان کا کوئی ٹکڑا اگر تم راست بازوں میں سے ہو۔ آپ نے فرمایا: میرا رب خوب جانتا ہے جو تم کر رہے ہو۔ سو انہوں نے جھٹلایا شعیب کو تو پکڑ لیا انہیں چھتری والے دن کے عذاب نے۔ بیشک یہ بڑے دن کا عذاب تھا۔ بیشک اس میں بھی (عبرت کی) نشانی ہے اور نہیں تھے ان میں سے اکثر لوگ ایمان لانے والے۔ اور یقیناً آپ کا رب ہی سب پر غالب ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔“

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے لْـَٔیْكَةِ نقل کیا ہے، کہا یا ایکہ ہی ہے۔

امام اسحاق بن بشر اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اصحاب ایکہ سے مراد غیضہ ہیں جو ساحل سمندر سے مدین تک رہائش پذیر تھے۔ وہ اپنے کرتوتوں کی وجہ سے ہلاک کر دیے گئے۔ اصحاب ایکہ نے شرک کرنے کے ساتھ اصحاب مدین والا کام شروع کیا۔ حضرت شعیب نے انہیں فرمایا: میں تمہارے لیے رسول ہوں، اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو اور میں تمہیں جو دعوت دیتا ہوں اس پر دنیا میں تم سے کوئی اجر طلب نہیں کرتا، میرا اجر تو اللہ رب العالمین کے ذمہ ہے، اس ذات سے ڈرو جس نے تمہیں اور پہلے لوگوں کو پیدا کیا جو نافرمانیوں کے باعث ہلاک کر دیے گئے اور ان جیسے اعمال کر کے تم ہلاک نہ ہو۔ انہوں نے کہا تو بھی بوسیدہ ہونے والوں میں سے ہے۔ كِسَفًا کا معنی ٹکڑا ہے اور عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جہنم سے ان پر باد سموم بھیجی۔ وہ سات دن تک ان پر چلتی رہی یہاں تک کہ گرم ہوا نے انہیں پکا دیا۔ ان کے گھر گرم ہو گئے۔ ان کے پانی کنوں اور چشموں میں جوش مارنے لگے۔ وہ اپنے گھروں اور محلوں سے بھاگتے ہوئے نکل پڑے جبکہ باد سموم ان کے ساتھ تھی۔ اوپر سے اللہ تعالیٰ نے ان پر سورج کو مسلط کر دیا۔ اس نے انہیں ڈھانپ لیا یہاں تک کہ ان کی کھوپڑیاں حرکت کرنے لگیں۔ اللہ تعالیٰ نے نیچے سے سخت گرمی کو مسلط کر دیا یہاں تک کہ ان کے پاؤں کے گوشت گر گئے پھر ان کے لیے سایہ پیدا کیا گیا جو سیاہ بادل جیسا تھا۔ جب انہوں نے اس سایہ کو دیکھا تو اس سے سایہ حاصل کرنے کے لیے جلدی کرنے لگے۔ یہاں تک کہ جب سب اس کے نیچے اکٹھے ہو گئے۔ وہ ان پر آ پڑا اور سب ہلاک ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت شعیب اور اہل ایمان کو بچا لیا۔

ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے وَالْجِبِلَّةَ الْاَوَّلِيْنَ کا معنی پہلی مخلوق نقل کیا ہے۔(1)

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَالْجِبِلَّةَ الْاَوَّلِيْنَ کا معنی مخلوق نقل کیا ہے۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ کا معنی آسمان کا ٹکڑا نقل کیا ہے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت محمد بن کعب قرظی سے روایت نقل کی ہے کہ اہل مدین کو تین قسم کے عذاب دیے گئے۔ انہیں زلزلہ نے آلیا جبکہ وہ اپنے گھروں میں موجود تھے یہاں تک کہ وہ اپنے گھروں سے باہر نکل گئے۔ جب وہ گھروں سے باہر نکلے تو انہیں شدید خوف نے آلیا۔ وہ گھروں میں داخل ہونے سے ڈر گئے کہ کہیں وہ گھر ان پر گر ہی نہ پڑیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر سایہ بھیج دیا۔ تو ایک آدمی اس سائے کے نیچے داخل ہو گیا۔ اس نے کہا میں نے آج جیسا پاکیزہ اور ٹھنڈا سایہ نہیں دیکھا۔ اے لوگو! آؤ۔ وہ سب سایہ کے نیچے داخل ہو گئے۔ تو اس نے ان میں چیخ ماری تو وہ سب آدمی مر گئے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اَصْحٰبُ لْـَٔیْكَةِ کا معنی درخت والے کیا ہے، وہ حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم ہیں اصحاب الرس سے مراد کنویں والے ہیں۔ یہ بھی حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم تھے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 125، دار احیاء التراث العربی بیروت　　2۔ ایضاً

امام ابن منذر نے حضرت سدی سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت شعیب علیہ السلام کو اصحاب ایکہ کی طرف بھیجا۔ ایکہ سے مراد جنگل ہے۔ تو اس قوم نے حضرت شعیب علیہ السلام کو جھٹلا دیا اور انہیں یوم الظلہ کے عذاب نے پکڑ لیا۔

کہا اللہ تعالیٰ نے ان پر جہنم کا ایک دروازہ کھول دیا تو ان پر ایسی گرمی چھا گئی جس کی وہ طاقت نہ رکھتے تھے۔ انہوں نے پانی اور دوسری چیزوں سے ٹھنڈک حاصل کی جن پر قدرت رکھتے تھے۔ وہ اس حالت میں تھے کہ ان کے لیے ایک بادل اٹھایا گیا جس میں ٹھنڈی پاکیزہ ہوا تھی۔ جب انہوں نے اس کی ٹھنڈک کو پایا تو اس سایہ کی طرف چل پڑے۔ وہ ٹھنڈک حاصل کرنے کے لیے اس سایہ کے پاس آئے۔ وہ پہلے جس چیز میں تھے سب اس سے نکل پڑے۔ جب وہ سارے کے سارے اس کے نیچے جمع ہو گئے تو عذاب نے انہیں ہر طرف سے گھیر لیا۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان فَاَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ سے یہی مراد ہے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: کہا اللہ تعالیٰ نے حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم پر سات دن اور رات گرمی کو مسلط کر دیا یہاں تک کہ وہ گھر کے سایہ اور پانی کی ٹھنڈک سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتے تھے۔ پھر کھلے میدان میں ان کے لیے ایک بادل بلند کیا گیا۔ تو انہوں نے اس سایہ کے نیچے آرام پایا تو وہ ایک دوسرے کو بلانے لگے یہاں تک کہ جب وہ سب اس کے نیچے جمع ہو گئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان پر آگ کو بھڑکا دیا۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی مفہوم ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے اس آیت فَاَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ان پر رات کی گرمی اور سخت حرارت کو بھیجا اس نے ان کی سانسوں کو پکڑ لیا۔ وہ گھروں کے تہ خانوں میں داخل ہو گئے تو یہ عذاب ان کے گھروں کے تہ خانوں میں داخل ہو گیا۔ عذاب نے ان کی سانسوں کو گرفت میں لے لیا۔ وہ گھروں سے بھاگ کر کھلے میدان کی طرف نکل گئے۔

اللہ تعالیٰ نے ان پر بادل کو بھیجا جس نے انہیں سورج کی تپش سے سایہ دیا۔ انہوں نے اس سایہ کی ٹھنڈک اور لذت پائی تو انہوں نے ایک دوسرے کو بلایا یہاں تک کہ جب وہ سب اس کے نیچے جمع ہو گئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان پر آگ گرا دی۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان کا یہی مفہوم ہے۔ (1)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ ہمارے سامنے یہ کہا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر گرمی کو سات دن تک مسلط کیا۔ انہیں نہ کوئی سایہ دیتا اور نہ ہی انہیں کوئی چیز نفع دیتی۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر بادل بھیجا تو وہ اس کے سایہ میں سکون چاہنے کے لیے آئے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے ان کے لیے عذاب بنا دیا جس نے انہیں جلا دیا۔ ان پر آگ بھیجی گئی۔ وہ بھڑک اٹھی جو انہیں کھا گئی۔ یہی عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت علقمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہیں شدید گرمی نے آلیا یہاں تک کہ اس نے انہیں پریشان کر دیا تو وہ باہر نکل گئے۔ ان کے لیے بادل اٹھایا گیا۔ وہ اس کی طرف چل دیے۔ جب وہ اس کا سایہ لینے لگے تو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 127، دار احیاء التراث العربی بیروت

ان پر عذاب بھیجا گیا تو ان میں سے کوئی بھی نہ بچا۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام انہیں دراہم کاٹنے سے منع کرتے تھے۔ تو انہیں سایہ والے عذاب نے آلیا۔ جب جمع ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان سے سایہ کو دور کر دیا اور سورج کو ان پر گرم کر دیا گیا۔ تو سب یوں جل گئے جیسے مکڑی دیگچی میں جل جاتی ہے۔

فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور حاکم نے مجاہد سے یہ تفسیر بیان کی ہے کہ عذاب کا سایہ ان پر آ گیا۔(1)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے: علماء میں سے جو تجھے یہ بتائے کہ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ کیا ہے تو اس کو جھٹلا دے۔(2)

امام فریابی، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جو تمہیں یہ بتائے کہ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ کیا ہے (3) فرمایا: انہیں شدید گرمی نے آلیا اور انہیں گھروں سے پریشانی کے عالم میں باہر نکال دیا تو ان کے لیے بادل تیار کیا گیا تو سارے لوگ اس بادل کے پاس آ گئے۔ اس میں چیخ ماری گئی۔(4) واللہ اعلم۔

وَ اِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۹۲﴾ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ ﴿۱۹۳﴾ عَلٰى قَلْبِكَ
لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ﴿۱۹۴﴾ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ ﴿۱۹۵﴾ وَ اِنَّهٗ لَفِيْ زُبُرِ
الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۹۶﴾ اَوَ لَمْ يَكُنْ لَّهُمْ اٰيَةً اَنْ يَّعْلَمَهٗ عُلَمٰٓؤُا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۱۹۷﴾ وَ
لَوْ نَزَّلْنٰهُ عَلٰى بَعْضِ الْاَعْجَمِيْنَ ﴿۱۹۸﴾ فَقَرَاَهٗ عَلَيْهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ مُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۹۹﴾
كَذٰلِكَ سَلَكْنٰهُ فِيْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۲۰۰﴾ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ حَتّٰى يَرَوُا
الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿۲۰۱﴾ فَيَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَّ هُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۲۰۲﴾ فَيَقُوْلُوْا هَلْ
نَحْنُ مُنْظَرُوْنَ ﴿۲۰۳﴾ اَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۲۰۴﴾ اَفَرَءَيْتَ اِنْ مَّتَّعْنٰهُمْ
سِنِيْنَ ﴿۲۰۵﴾ ثُمَّ جَآءَهُمْ مَّا كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ﴿۲۰۶﴾ مَاۤ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا
يُمَتَّعُوْنَ ﴿۲۰۷﴾ وَ مَاۤ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا لَهَا مُنْذِرُوْنَ ﴿۲۰۸﴾ ذِكْرٰى
وَ مَا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۲۰۹﴾ وَ مَا تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّيٰطِيْنُ ﴿۲۱۰﴾ وَ مَا يَنْۢبَغِيْ لَهُمْ وَ مَا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 127، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 128
3۔ درمنثور میں عبارت اسی طرح ہے تاہم انقطاع محسوس ہوتا ہے۔ (مترجم)
4۔ ایضاً

يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿۲۱۱﴾ اِنَّهُمْ عَنِ السَّمْعِ لَمَعْزُوْلُوْنَ ﴿۲۱۲﴾ فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَكُوْنَ مِنَ الْمُعَذَّبِيْنَ ﴿۲۱۳﴾

''اور بلا شبہ یہ کتاب رب العالمین کی اتاری ہوئی ہے۔ اترا ہے اسے لے کر روح الامین (یعنی جبرائیل علیہ السلام) آپ کے قلب (منیر) پرتاکہ بن جائیں آپ (لوگوں کو) ڈرانے والوں سے۔ یہ ایسی عربی زبان میں ہے جو بالکل واضح ہے اور اس کا (ذکر خیر) پہلے لوگوں کی کتابوں میں بھی ہے۔ کیا نہیں تھی ان (مشرکین مکہ) کے لیے آپ کی سچائی کی یہ دلیل کہ جانتے ہیں آپ کو بنی اسرائیل کے علماء اور اگر ہم اتارتے قرآن کو کسی غیر عربی زبان پر پھر وہ ان کو پڑھ کر سناتا تب بھی وہ ایمان لانے والے نہیں تھے یونہی ہم نے داخل کر دی ہے انکار کی عادت مجرموں کے دلوں میں۔ وہ ایمان نہیں لائیں گے اس پر جب تک دیکھ نہ لیں دردناک عذاب کو۔ سو وہ آئے گا ان پر اچانک اور انہیں اس (کی آمد) کا احساس ہی نہ ہوگا۔ تب (بصد حسرت) کہیں گے کیا ہمیں مزید مہلت ملے گی؟ کیا وہ اب ہمارے عذاب کے لیے جلدی مچا رہے ہیں؟ کیا تم نے کچھ غور کیا اگر ہم لطف اندوز ہونے دیں انہیں چند سال پھر (یہ عرصہ گزرنے کے بعد) آئے ان پر وہ عذاب جس سے انہیں ڈرایا جاتا تھا تو کیا نفع دیں انہیں (اس وقت) وہ (ساز وسامان) جن سے وہ لطف اندوز ہوتے رہتے تھے۔ اور نہیں ہلاک کیا ہم نے کسی بستی کو مگر اس کے لیے ڈرانے والے (بھیجے گئے) تھے یاددہانی کے لیے اور ہم ظالم نہیں تھے اور نہیں اترے اس قرآن کو لے کر شیاطین اور نہ یہ ان کے لیے مناسب ہے اور نہ ہی وہ اس کی طاقت رکھتے ہیں۔ انہیں (شیطانوں کو) تو اس کے سننے سے بھی محروم کر دیا گیا ہے۔ پس نہ پکارا کر اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور خدا کو ورنہ تو ہو جائے گا ان لوگوں میں سے جنہیں عذاب دیا گیا ہے''۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اِنَّهٗ میں ضمیر سے مراد قرآن ہے اور الروح الامین سے مراد جبرائیل امین ہے۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے: الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ سے مراد جبرائیل امین ہیں میں نے موتیوں کے ان کے چھ سو پر دیکھے۔ جبرائیل امین نے انہیں پھیلایا تو وہ موروں کے پروں جیسے تھے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے روایت ہے، میرا گمان ہے کہ انہوں نے حضرت سعد سے روایت کیا ہے۔ آپ نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خبردار! بے شک روح الامین نے میرے دل میں پھونکا ہے کہ کوئی نفس ہرگز نہیں مرے گا یہاں تک کہ اپنا رزق پورا کر لے اگرچہ وہ اس کے پاس سستی سے پہنچے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 129، داراحیاء التراث العربی بیروت

فرمایا: تمہیں جنت کے قریب کرنے والی اور جہنم سے دور کرنے والی کوئی چیز نہیں سوائے ان چیزوں کے جن کا میں نے تمہیں حکم دیا ہے اور تمہیں جہنم کے قریب کرنے والی اور جنت سے دور کرنے والی کوئی چیز نہیں مگر جن چیزوں سے میں نے تمہیں منع کیا ہے۔ روح الامین نے میرے دل میں پھونکا ہے کہ کوئی نفس نہیں مرتا یہاں تک کہ وہ اپنا رزق پورا کر لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرو، اچھی طرح طلب کر رزق کے حصول میں دلیری تمہیں برانگیختہ نہ کرے کہ تم اسے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے ساتھ تلاش کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ کے پاس جو کچھ ہے وہ اس کی طاقت سے ہی حاصل کیا جا سکتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ قریش کی زبان میں نازل کیا۔ اگر قرآن حکیم عربی زبان میں نہ ہوتا تو وہ اسے نہ سمجھ سکتے۔

امام ابن نجار رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور بیہقی رحمہ اللہ نے ''شعب الایمان'' میں حضرت بریدہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ سے مراد بنی جرہم کی زبان ہے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت بریدہ رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اہل مکہ میں سے قریش کی ایک جماعت کسی کام سے بنی قریظہ کے یہودیوں کے پاس آئی تو یہودیوں کو تورات پڑھتے دیکھا۔ تو قریشیوں نے کہا ہم اس سے کیا فائدہ پائیں گے جو تمہاری یہ تورات پڑھے گا؟ یہ لوگ تو ہم پر (حضرت) محمد اور اس کے اصحاب سے بھی سخت ہیں۔ یہودیوں نے کہا ہم ان سے بری ہیں وہ تو تورات اور اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتابوں کو جھٹلاتے ہیں۔ وہ تو صرف دنیاوی ساز و سامان کے طلب گار ہیں۔ قریشیوں نے کہا جب تم ان کو ملو تو انہیں خاموش کر دو۔ منافقوں نے کہا اسے تو ان جیسا ایک انسان تعلیم دیتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات وَ اِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۹۲﴾ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ ﴿۱۹۳﴾ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ﴿۱۹۴﴾ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ ﴿۱۹۵﴾ وَ اِنَّهٗ لَفِيْ زُبُرِ الْاَوَّلِيْنَ نازل فرمائیں۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا، آپ کی صفت، آپ کی نعت اور اللہ تعالیٰ کا حکم پہلی کتابوں میں موجود ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بیشک یہ ان کتابوں میں سے ہے جو پہلے رسولوں پر نازل کی گئیں۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے زُبُرِ الْاَوَّلِيْنَ کا معنی ''پہلوں کی کتابوں'' کیا ہے اور ''بنی اسرائیل'' سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں۔ وہ جانتے تھے کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ہاں تورات وانجیل میں لکھا ہوا پاتے تھے کہ وہ اللہ کے رسول ہیں۔(1)

امام عبد بن حمید نے عاصم سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اسے اَوَ لَمْ يَكُنْ لَّهُمْ اٰيَةً یاء کے ساتھ قرأت کی ہے۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 131، دار احیاء التراث العربی بیروت

روایت نقل کی ہے کہ علماء بنی اسرائیل سے مراد حضرت عبداللہ بن سلام اور دوسرے علماء ہیں۔(1)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ بنی اسرائیل کے علماء میں سے تھے اور وہ ان کے نیک لوگوں میں سے تھے۔ وہ قرآن حکیم پر ایمان لاتے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ ارشاد فرمایا اَوَ لَمْ یَكُنْ لَّهُمْ اٰیَةً اَنْ یَّعْلَمَهٗ عُلَمٰٓؤُا بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ (2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مبشر بن عبید القرشی رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اَوَ لَمْ یَكُنْ لَّهُمْ اٰیَةً سے مراد یہ ہے کہ کیا ان کے لیے قرآن نشانی نہیں۔

امام ابن سعد، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عطیہ عوفی رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ علماء بنی اسرائیل سے مراد پانچ علماء ہیں (1) اسد (2) اسید (3) ابن یامین (4) ثعلبہ (5) عبداللہ بن سلام۔(3)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَلَوْ نَزَّلْنٰهُ عَلٰى بَعْضِ الْاَعْجَمِیْنَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اگر ہم اس قرآن کو کسی عجمی زبان پر نازل فرماتے تو عرب اس میں سب لوگوں سے بری حالت میں ہوتے وہ اسے نہ سمجھتے اور نہ یہ جانتے کہ یہ کیا ہے؟

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے: اگر اللہ تعالیٰ اسے عجمی زبان میں نازل فرماتا تو یہ لوگ سب سے زیادہ خسارہ پانے والے ہوتے کیونکہ یہ تو عجمی زبان کو جانتے ہی نہیں تھے۔(4)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے الْاَعْجَمِیْنَ کا معنی ایرانی نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے كَذٰلِكَ سَلَكْنٰهُ میں "ہ" ضمیر سے مراد شرک لیا ہے یعنی ہم نے شرک کو مجرموں کے دلوں میں رکھ دیا ہے۔(5)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابوجہضم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ کو دیکھا گیا کہ آپ پریشان ہیں تو صحابہ نے اس بارے میں آپ سے پوچھا تو حضور ﷺ نے فرمایا: ایسا کیوں نہ ہو جبکہ میں نے اپنے دشمن کو دیکھا کہ میرے بعد میری امت کی باگ ڈور میرے دشمنوں کے ہاتھوں میں ہوگی۔ تو اللہ تعالیٰ نے آیات اَفَرَءَیْتَ اِنْ مَّتَّعْنٰهُمْ سِنِیْنَ ۝ ثُمَّ جَآءَهُمْ مَّا كَانُوْا یُوْعَدُوْنَ ۝ مَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا یُمَتَّعُوْنَ نازل فرمائیں۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مُنْذِرُوْنَ کا معنی رسول ہیں۔(6)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْیَةٍ اِلَّا لَهَا مُنْذِرُوْنَ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عذاب کے ساتھ کسی بستی کو ہلاک نہیں کیا مگر اس کے بعد کہ ان کے پاس رسول، حجت اور بیان آگیا اور مکمل طور پر حجت اللہ کی ہے "ذِكْرٰى" سے مراد ان کے لیے نصیحت ہے، عظمت اور

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 130 2۔ ایضاً 3۔ طبقات، ابن سعد، جلد 2، صفحہ 353، دار صادر بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 132 5۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 133 6۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 135

حجت اللہ کی ہے۔ وَمَا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ہمیں زیب نہیں دیتا کہ ہم ظلم کریں مگر بینہ، حجت اور عذر کے بعد ہی ایسا ہوتا ہے یہاں تک کہ ہم رسول بھیجیں اور کتابیں نازل کریں۔ قرآن حکیم شیطان نازل نہیں کر سکتے نہ ہی اس پر قادر ہیں اور نہ ہی اس کی طاقت رکھتے ہیں۔ بیشک وہ آسمان سے کوئی چیز سننے سے روک دیے گئے ہیں۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ لوگوں نے گمان کیا شیطان اسے حضور ﷺ پر نازل کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں باخبر کیا کہ شیطان اس پر قادر نہیں۔ وہ اس کی طاقت نہیں رکھتے۔ انہیں مناسب بھی نہیں کہ وہ اس کے ساتھ اتریں جبکہ وہ اس امر سے روک دیے گئے ہیں۔

وَ اَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ﴿۲۱۴﴾

''اور آپ ڈرایا کریں اپنے قریبی رشتہ داروں کو۔''

امام احمد، عبد بن حمید، امام بخاری، امام ترمذی، امام مسلم، امام ترمذی، ابن ماجہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور امام بیہقی نے ''شعب الایمان اور دلائل'' میں حضرت ابو ہریرہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے قریش کے عام وخاص کو بلایا، فرمایا: اے قریش کی جماعت! اپنے آپ کو آگ سے بچاؤ۔ میں (اپنے طور پر) تمہارے نفع ونقصان کا مالک نہیں ہوں۔ اے بنی کعب بن لوی! اپنے آپ کو آگ سے بچاؤ، میں تمہارے نفع ونقصان کا مالک نہیں۔ اے بنی قصی! اپنے آپ کو آگ کے عذاب سے بچاؤ، میں تمہارے نفع ونقصان کا مالک نہیں۔ اے بنی عبد المطلب! اپنے آپ کو آگ کے عذاب سے بچاؤ، میں تمہارے نفع ونقصان کا مالک نہیں۔ اے فاطمہ بنت محمد! ﷺ اپنے آپ کو آگ کے عذاب سے بچاؤ، میں تمہارے نفع ونقصان کا مالک نہیں، خبردار! تمہیں رشتہ داری حاصل ہے، میں اس کی تری کے ساتھ تری رکھوں گا۔(2)

امام احمد، امام مسلم، امام ترمذی، ابن جریر اور ابن مردویہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ اٹھے، فرمایا: اے فاطمہ بنت محمد! ﷺ، اے صفیہ بنت عبد المطلب اور اے بنی عبد المطلب! میں اللہ تعالیٰ کے فیصلہ کے مقابلہ میں تمہارے لیے کسی چیز کا مالک نہیں، میرے مال میں سے جو چاہو مانگ لو۔(3)

امام مسدد، امام مسلم، امام نسائی، ابن جریر، بغوی نے معجم میں، باوردی، طحاوی، ابوعوانہ، ابن قانع، طبرانی، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی نے دلائل میں قبیصہ بن مخارق اور زہیر بن عمرو سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ ایک چوٹی پر تشریف لے گئے تو اس کے بلند پتھر پر چڑھے۔ پھر فرمایا: اے بنو عبد مناف! میں تمہیں خبردار کرنے والا ہوں، میری اور تمہاری مثال اس آدمی جیسی ہے جو دشمن دیکھے، وہ گھر جانا چاہتا ہے تو اسے ڈر ہوتا ہے کہ دشمن اس کے گھر والوں تک اس سے پہلے پہنچ جائے گا۔ تو وہ چیخنا شروع کر دیتا ہے یا صباحاہ...... یا صباحاہ تم پر حملہ ہو گیا، تم پر حملہ ہو گیا۔(4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 135 (مفہوم)

2۔ سنن ترمذی، کتاب التفسیر، جلد 5، صفحہ 316 (3185)، دار الکتب العلمیہ بیروت 3۔ ایضاً، کتاب الزہد، جلد 4، صفحہ 480 (2310)

4۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، باب وانذر عشیرتک الاقربین، جلد 3، صفحہ 70 (353)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام عبد بن حمید، امام ترمذی، ابن جریر اور ابن مردویہ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگلیاں کانوں میں رکھیں اور آواز کو بلند کیا، فرمایا: اے بنی عبد مناف! یا صباحاہ۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رونے لگے۔ پھر آپ نے اپنے گھر والوں کو جمع کیا، فرمایا: اے بنو عبد مناف! اپنے آپ کو آگ سے بچاؤ۔ اے بنو عبد المطلب! اپنے آپ کو آگ سے بچاؤ۔ اے بنو ہاشم! اپنے آپ کو آگ سے بچاؤ۔ پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی طرف متوجہ ہوئے، فرمایا: اے فاطمہ بنت محمد! صلی اللہ علیہ وسلم اپنے آپ کو عذاب سے بچاؤ، میں تمہیں اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں کسی چیز کا کوئی فائدہ نہیں دے سکتا سوائے اس کے کہ تمہیں رشتہ داری حاصل ہے۔ میں اس کی تری کے ساتھ اسے تر رکھوں گا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک چھوٹے پہاڑ پر جلوہ افروز ہوئے، آواز دی: یا صباحاہ! لوگ جمع ہو گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ڈرایا۔ پھر فرمایا: میں اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں تمہارے لیے کسی چیز کا مالک نہیں۔ اے فاطمہ بنت محمد! صلی اللہ علیہ وسلم اپنے آپ کو آگ کے عذاب سے بچاؤ، میں اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں تیرے لیے کسی چیز کا مالک نہیں۔

امام ابن مردویہ نے حضرت زبیر بن عوام سے روایت نقل کی ہے: جب یہ آیت نازل ہوئی تو جبل ابی قبیس پر چڑھ کر یوں آواز دی: اے عبد مناف والو! میں تمہیں خبر دار کرنے والا ہوں۔ قریش آ گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں خبر دار کیا اور ڈرایا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عدی بن حاتم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کا ذکر کیا اور فرمایا: عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ سے مراد میری قوم ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایک قبیلہ کر کے دعوت دینا شروع کی۔

امام سعید بن منصور، امام بخاری، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرائیں یعنی ان میں سے مخلص لوگوں کو ڈرائیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نکلے یہاں تک کہ صفا پر چڑھے تو بلند آواز سے ندا دی: یا صباحاہ لوگوں نے کہا یہ کون آواز دے رہا ہے؟ دوسرے لوگوں نے جواب دیا: محمد۔ تو لوگ آپ کے پاس جمع ہو گئے۔ جب ایک آدمی خود نہ جا سکا تو اس نے اپنا آدمی بھیجا تاکہ دیکھے کہ کیا صورت حال ہے۔ ابولہب اور قریش کے لوگ آئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے بتاؤ اگر میں تمہیں بتاؤں کہ وادی میں گھوڑ سوار دستہ ہے جو ارادہ رکھتا ہے کہ تم پر حملہ کرے تو کیا تم میری تصدیق کرو گے؟ بولے: ہاں کیونکہ ہمارا تجربہ آپ کے بارے میں سچ کا ہے۔ فرمایا: میں تمہیں خبر دار کرنے والا ہوں، میرے سامنے عذاب ہے۔ ابولہب نے کہا: تمام دن تمہارے لیے ہلاکت ہے، کیا اسی لیے تو نے ہمیں جمع کیا تھا۔ تو یہ آیت نازل ہوئی تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ

1۔ سنن ترمذی، کتاب التفسیر، جلد 5، صفحہ 317 (3186)، دار الکتب العلمیہ بیروت

لَهَبٍ وَّتَبَّ ؕ مَاۤ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ ؕ (سورۂ لہب)(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ کیا گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے نبی نے صفا پہاڑی پر ایک ایک خاندان کو آواز دی۔ آپ انہیں اللہ کے دین کی طرف دعوت دیتے۔ اسی بارے میں مشرکوں نے کہا اس نے چیختے چلاتے ہوئے رات گزاری۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی موت سے پہلے اپنے گھر والوں کو جمع کیا، فرمایا: خبردار! میرے لیے میرا عمل اور تمہارے لیے تمہارا عمل۔ خبردار میں اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں تمہیں کسی چیز کا فائدہ نہ دے سکوں گا۔ خبردار! میرے لیے دوست متقین ہیں۔ خبردار! میں قیامت کے روز اسی حالت میں تم کو نہ جانوں کہ تم رشتہ داری پر دنیا اٹھائے ہوئے آؤ جبکہ لوگ آخرت لے کر آئیں۔ اے صفیہ بنت عبد المطلب! اے فاطمہ بنت محمد! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عمل کرو کیونکہ میں اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں تمہیں کسی چیز کا کوئی فائدہ نہیں دوں گا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں: اے بنی ہاشم، اے صفیہ جو رسول اللہ کی پھوپھی تھیں! میں تمہیں اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں کسی چیز کا نفع نہیں دوں گا۔ خبردار! ایسا نہ ہو کہ لوگ آخرت کو اٹھا کر لائیں اور تم دنیا کو اٹھا لاؤ۔ تم میرے پاس حوض پر آؤ گے جو دائیں بائیں سمت والا ہے۔ تم میں سے ایک آدمی کہے گا: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں فلاں بن فلاں ہوں تو میں حسب کو پہچانوں گا اور وصف کا انکار کر دوں گا۔ اس چیز سے بچو کہ تم میں سے کوئی ایک قیامت کے روز آئے تو وہ اپنی پشت پر سرکش گھوڑے اٹھائے ہوئے ہو یا ایسا اونٹ اٹھائے ہوئے ہو جو بلبلا رہا ہو یا ایسی بکری اٹھائے ہوئے ہو جو ممیا رہی ہو یا چمڑے کا ضمیمہ اٹھائے ہوئے ہو، تو وہ مجھ سے دور کر دیے جائیں گے اور مجھے کہا جائے گا آپ انہیں جانتے ہیں کہ آپ کے بعد انہوں نے کیا کیا اپنے نفس کو پاکیزہ رکھو میرے بعد پچھلے پاؤں مڑ جانے (یعنی کفر و شرک کا ارتکاب کرنے) سے بچو۔ عکرمہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں یہ اس وقت فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے آپ پر یہ آیت وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ نازل فرمائی۔

امام طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنو ہاشم کو جمع کیا۔ مردوں کو دروازے پر بٹھایا، ان کی عورتوں اور اپنے گھر والوں کو جمع کیا اور انہیں اپنے گھر کے اندر بٹھایا۔ پھر ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: اے بنو ہاشم! اپنے آپ کو آگ کے عذاب سے بچاؤ، اپنی گردنوں کو آزاد کرانے میں کوشش کرو، اپنے آپ کو اللہ کی پکڑ سے بچاؤ کیونکہ میں اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں تمہیں کچھ فائدہ نہیں دے سکتا۔ پھر آپ اپنے گھر والوں کی طرف متوجہ ہوئے فرمایا: اے عائشہ بنت ابی بکر، اے حفصہ بنت عمر، اے ام سلمہ (2)، اے فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اے ام زبیر! جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی ہیں اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے بچاؤ اور اپنی گردنوں کو آزاد کرانے میں کوشش کرو

1۔ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، جلد 4، صفحہ 1787 (4492)، دار ابن کثیر دمشق

2۔ یہ تمام محل نظر ہیں کیونکہ آیت مکی ہے، دوسری روایات میں اس بات کی تصریح ہے کہ خاندان کو ڈرانے والا معاملہ مکہ مکرمہ میں ہوا جب کہ یہ تینوں ازواج مطہرات مدینہ طیبہ میں حرم نبوی میں داخل ہوئیں۔ (مترجم)

کیونکہ میں اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں کسی چیز سے بچا سکتا ہوں اور نہ نفع دے سکتا ہوں۔ حضرت عائشہ رونے لگیں اور عرض کی: کیا وہ ایسا دن ہوگا جس میں آپ ہمیں کچھ فائدہ نہ دیں گے؟ فرمایا: ہاں۔ تین جگہوں میں، میں تمہیں کچھ فائدہ نہ دوں گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ (الانبیاء: 47) اس وقت میں اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں تمہیں کچھ فائدہ نہ دوں گا اور نہ اس کی طرف سے کسی چیز کا مالک ہوں گا۔ نور کے وقت، اللہ تعالیٰ جس کے لیے چاہے اس کے نور کو مکمل کر دے اور جس کے بارے میں چاہے اسے تاریکیوں میں گرا دے اس حال میں کہ اسے وہاں غم میں مبتلا رکھے۔ اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں، میں تمہارے لیے کسی چیز کا مالک نہیں ہوں اور نہ ہی اس کے مقابلہ میں، میں تمہیں کچھ فائدہ پہنچاؤں گا۔ پل صراط سے گزرتے وقت اللہ تعالیٰ جس کے بارے میں چاہے گا اسے محفوظ رکھے گا اور جس کے بارے میں چاہے گا اسے پل صراط سے گزار دے گا اور جس کے بارے میں چاہے گا آگ میں گرا دے گا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: ہم موازین کو جانتے ہیں، اس کے دو پلڑے ہوتے ہیں، اس کے بائیں پلڑے میں کوئی چیز رکھی جاتی ہے تو ایک پلڑا بھاری ہو جاتا ہے اور دوسرا ہلکا ہو جاتا ہے، ہم نور اور ظلمت کو بھی جانتے ہیں، تو یہ صراط کیا ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا: جنت اور دوزخ کے درمیان ایک راستہ ہے جس کے اوپر سے لوگ گزریں گے، یہ تلوار کی دھار جیسا تیز ہوگا۔ جبکہ فرشتے دائیں بائیں جانب سے انہیں گھیرے ہوں گے۔ وہ آنکڑوں سے انہیں اچک رہے ہوں گے۔ وہ لوہے کے آنکڑے سعدانہ کے کانٹے جیسے ہوں گے۔ جبکہ وہ زبان سے کہہ رہے ہوں گے رب سلم رب سلم۔(1)

امام ابن اسحاق، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، ابو نعیم اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں مختلف سندوں سے حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ نے مجھے بلایا، فرمایا: اے علی! اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اپنے قریبی رشتہ داروں کو بلاؤں تو میرے دل میں تنگی محسوس ہوئی اور میں پہچان گیا کہ میں جب بھی اس کا آغاز کروں گا تو میں ان سے ایسا طرز عمل دیکھوں گا جو مجھے ناپسند ہوگا۔

حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ اس پر خاموش رہے یہاں تک کہ حضرت جبرائیل امین حضور ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے، اور عرض کیا: اے محمد! ﷺ جو آپ کو حکم دیا گیا اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو آپ کا رب آپ کو عذاب دے گا۔

اے علی! تو میرے لیے ایک صاع کھانا بنا۔ اس پر بکری کی ایک ٹانگ (بھون کر) رکھ اور ہمارے لیے دودھ کے ایک بڑے پیالے کا انتظام کر۔ پھر میرے لیے بنو عبد المطلب کو جمع کرتا کہ میں ان سے گفتگو کروں اور جو مجھے حکم دیا گیا ہے میں ان تک پہنچاؤں (حضرت علی نے کہا) رسول اللہ ﷺ نے مجھے جو حکم دیا تھا میں نے ایسا کیا۔ پھر میں نے بنی عبد المطلب کو دعوت دی۔ اس روز ان کی تعداد چالیس (40) تھی، ایک زائد یا ایک کم۔ ان افراد میں آپ کے چچا ابو طالب، حضرت حمزہ، حضرت عباس رضی اللہ عنہم اور ابو لہب بھی تھے۔

جب وہ سب آپ کے پاس جمع ہو گئے تو آپ نے مجھے وہ کھانا لانے کو کہا جو میں نے ان کے لیے بنایا تھا۔ تو میں وہ کھانا

1۔ مجمع الزوائد، کتاب التفسیر، جلد 7، صفحہ 197 (11246)، دار الفکر بیروت

لے آیا۔ جب میں نے وہ کھانا رکھا حضور ﷺ نے گوشت کا ایک ٹکڑا لیا، اسے اپنے دانتوں سے ٹکڑے ٹکڑے کیا۔ پھر اسے کھانے کے برتن کے اطراف میں رکھ دیا۔ پھر فرمایا: اللہ کا نام لے کر کھاؤ۔ لوگوں نے اسے کھایا یہاں تک کہ اسے اس وقت چھوڑا جب برتن میں ان کی انگلیوں کے نشانات دکھائی دے رہے تھے۔ اللہ کی قسم! ایک آدمی اتنا کھار ہا تھا جو سب کے لیے پیش کیا گیا تھا۔ پھر حضور ﷺ نے فرمایا: اے علی! ان لوگوں کو پلاؤ۔ تو میں وہ دودھ کا برتن لایا۔ انہوں نے اس برتن سے پیا یہاں تک کہ وہ سب سیراب ہو گئے۔ اللہ کی قسم! ان میں سے ہر ایک اسی طرح پیتا تھا۔ جب نبی کریم ﷺ نے گفتگو کا ارادہ کیا تو ابولہب نے گفتگو میں جلدی کی اور کہا: تم پر تمہارے ساتھی نے جادو کر دیا ہے۔ لوگ بکھر گئے اور نبی کریم ﷺ ان سے گفتگو نہ کر سکے۔

جب اگلا دن آیا تو حضور ﷺ نے فرمایا: اے علی! جو تو نے بات سنی ہے اس کی طرف وہ مجھ سے سبقت لے گیا ہے۔ میری بات کرنے سے پہلے ہی لوگ بکھر گئے۔ جو کھانا تو نے کل بنایا تھا ایسا ہی کھانا دوبارہ ہمارے لیے بنا۔ پھر ان سب کو میرے لیے جمع کر۔ میں نے ایسے ہی کیا پھر میں نے انہیں جمع کیا۔ پھر آپ نے مجھے کھانا لانے کو کہا تو میں نے کھانا پیش کر دیا۔ حضور ﷺ نے ایسے ہی کیا جیسے گذشتہ روز کیا تھا۔ انہوں نے کھانا کھایا، دودھ پیا یہاں تک کہ وہ سیراب ہو گئے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے گفتگو کی۔ فرمایا: اے بنوعبدالمطلب! اللہ کی قسم! میں عربوں میں کسی ایسے آدمی کو نہیں جانتا جو اپنی قوم کے پاس ایسی چیز لایا ہو جو اس سے افضل ہو جو میں تمہارے پاس لایا ہوں، میں تمہارے پاس دنیا و آخرت کی بھلائی لایا ہوں، اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں اس کی طرف بلاؤں۔ تم میں سے کون میری اس معاملہ میں مدد کرے گا۔ میں نے عرض کی جبکہ میں سب سے کم عمر تھا: میں اس کام کے لیے حاضر ہوں۔ لوگ ہنستے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ (1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے بنوعبدالمطلب کو جمع کیا۔ اس وقت وہ چالیس افراد تھے۔ ان میں سے دس افراد دو سال کا بچھڑا کھا جاتے تھے اور دودھ کا بڑا برتن پی جاتے تھے۔ حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بکری کی ایک ٹانگ پکانے کا حکم دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کے لیے وہ کھانا تیار کیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ حضور ﷺ نے اس میں سے ایک ٹکڑا لیا اور اسے کھایا۔ پھر اسے کھانے کے برتن کے اطراف میں رکھ دیا۔ پھر فرمایا: اللہ کا نام لے کر قریب ہو جاؤ۔ لوگ دس دس کی قطار میں کھانے کے قریب ہو گئے۔ انہوں نے کھانا کھایا یہاں تک کہ اسے چھوڑ دیا۔ پھر آپ نے دودھ کا برتن منگوایا۔ اس سے ایک گھونٹ پیا۔ پھر انہیں عطا کر دیا۔ پھر فرمایا: اللہ کا نام لے کر اسے پیو۔ انہوں نے اسے پیا یہاں تک کہ سارے کے سارے سیراب ہو گئے۔ ایک آدمی نے ان کی قطع کلامی کی اور انہیں کہا اس آدمی کی مثل تم پر کسی نے جادو نہیں کیا ہے۔ اس روز نبی کریم ﷺ خاموش ہو گئے اور کوئی گفتگو نہ کی۔

پھر اگلے دن انہیں اسی قسم کے کھانے اور مشروب پر دعوت دی۔ پھر ان سے گفتگو کرنے میں جلدی کی، فرمایا: اے بنو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 140، دار احیاء التراث العربی

عبدالمطلب! میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے تمہارے لیے بشیر ونذیر بنا کر بھیجا گیا ہوں، میں تمہارے پاس ایسی چیز لایا ہوں جیسی چیز تمہارے پاس کوئی بھی نہیں لایا۔ میں تمہارے پاس دنیا وآخرت کی بھلائیاں لایا ہوں، اسلام قبول کرلو، تم محفوظ ہوجاؤ گے اطاعت کرو، ہدایت پاجاؤ گے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے متعلق یہ روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا کہ وہ اپنی قوم کو خبردار کریں اور اس کام کا آغاز اپنے گھر اور اپنے خاندان سے کریں۔ حضرت ابن عباس نے ساتھ ہی یہ آیت پڑھی وَ كَذَّبَ بِهٖ قَوْمُكَ وَهُوَ الْحَقُّ (الأنعام۔66)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عمرو بن مرہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اس آیت کو یوں پڑھتے وَ اَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ وَ رَهْطَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ۔(1)

امام ابن مردویہ، ابن عساکر اور دیلمی رحمہم اللہ نے حضرت عبدالواحد دمشقی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ لوگوں کو حدیث پڑھاتے اور انہیں فتویٰ دیا کرتے تھے جبکہ ان کی اولاد اور گھر والے گھر کی ایک طرف بیٹھے ہوئے باتیں کرتے رہتے تھے۔ آپ سے عرض کی گئی: اے ابو درداء! کیا وجہ ہے کہ لوگ تو اس علم میں رغبت رکھتے ہیں جو آپ کے پاس موجود ہے جبکہ آپ کے گھر والے لاپرواہ بیٹھے ہوتے ہیں۔ آپ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ انبیاء کے متعلق لوگوں میں سے سب سے دور رہنے والے اور ان پر زیادہ سختی کرنے والے اس کے قریبی رشتہ دار ہوں گے۔ اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا، پھر یہ آیت پڑھی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: عالم کے بارے میں لوگوں میں سے زیادہ الگ رہنے والے اسی کے گھر والے ہوں گے یہاں تک کہ وہ ان سے جدا ہوجاتا ہے جبکہ وہ عالم اپنے گھر والوں اور پڑوسیوں کے حق میں سفارش کرتا ہے۔ جب وہ فوت ہوتا ہے تو وہ ایسے لوگوں سے علیحدگی اختیار کرتا ہے جو سرکش شیطان ہوتے ہیں جن کی تعداد ربیعہ اور مضر کی تعداد سے بڑھ کر ہوتی ہے۔ وہ اس کے بارے میں ہی سازشیں کرتے رہتے تھے۔ ایسے لوگوں سے اللہ تعالیٰ کی زیادہ بار پناہ مانگا کرو۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن جحادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ کعب ابو مسلم خولانی سے ملے تو ابو خولانی نے کہا تجھے اپنی قوم پر کیسے بزرگی ملی؟ تو کعب نے کہا میں ان پر معزز ہوں۔ ابو مسلم نے کہا میں نے تورات میں یہ چیز پائی کہ کسی قوم میں کوئی دانا نہیں ہوتا مگر اس کی قوم اس سے اعراض کرتی ہے۔ پھر اس سے زیادہ قریبی۔ پھر اس سے زیادہ قریبی اگر اس کے حسب میں کوئی کمزوری ہو تو وہ اسے عار دلاتے ہیں۔ اگر اس نے کسی زمانہ میں کوئی گناہ کیا ہو تو وہ اسے عار دلاتے ہیں۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے دلائل میں حضرت کعب سے روایت نقل کی ہے کہ اس نے حضرت ابو مسلم سے کہا تو اپنی قوم کو اپنے بارے میں کیسا پاتا ہے؟ ابو مسلم نے کہا وہ میری عزت کرتے ہیں اور میری اطاعت کرتے ہیں۔ کہا تورات اس بارے میں میری تصدیق نہیں کرتی کیونکہ قوم میں کوئی دانا نہیں ہوتا مگر وہ اس پر بغاوت کردیتے ہیں اور اس سے حسد کرتے ہیں۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 140، داراحیاء التراث العربی بیروت

وَ اخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۱۵﴾ فَاِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۱۶﴾ وَ تَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ﴿۲۱۷﴾

''اور آپ نیچے کیا کیجئے اپنے پروں کو ان لوگوں کے لیے جو آپ کی پیروی کرتے ہیں اہل ایمان سے۔ پھر اگر وہ آپ کی نافرمانی کریں تو آپ فرمادیں میں بری الذمہ ہوں ان کاموں سے جو تم کیا کرتے ہو۔ اور بھروسہ کیجئے سب سے غالب ہمیشہ رحم کرنے والے پر۔''

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب آیت وَ اخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ نازل ہوئی تو آپ نے اپنے گھر والوں اور خاندان والوں سے اس کام کا آغاز کیا۔ یہ امر مسلمانوں پر شاق گزرا تو اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل فرمایا۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے وَ اخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ کی تفسیر کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ مومنوں کے لیے یہ ارشاد فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فرمان فَاِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ کے بارے میں یہ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے پہلے یہ حکم دیا پھر اسے منسوخ کر دیا اور ان سے جہاد کرنے کا حکم دیا۔

الَّذِيْ يَرٰىكَ حِيْنَ تَقُوْمُ ﴿۲۱۸﴾ وَ تَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ ﴿۲۱۹﴾ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۲۲۰﴾

''جو آپ کو دیکھتا رہتا ہے جب آپ کھڑے ہوتے ہیں۔ اور (دیکھتا رہتا ہے جب) آپ چکر لگاتے ہیں سجدہ کرنے والوں (کے گھروں) کا۔ بیشک وہی سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے۔''

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب آپ اپنے بستر سے اور اپنی مجلس سے اٹھتے ہیں تو وہ تمہیں دیکھتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تو جہاں کہیں بھی کھڑا ہوتا ہے وہ تمہیں دیکھتا ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تمہیں دیکھتا ہے کہ جب تو نماز میں کھڑا ہوتا ہے اور تمہارا نمازیوں کے گھروں کا چکر لگانا بھی دیکھتا ہے جسطرح آپ سے پہلے انبیاء چکر لگاتے تھے۔(2)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام، رکوع، سجود اور بیٹھنا دیکھتا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے الَّذِيْ يَرٰىكَ حِيْنَ تَقُوْمُ کی تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ تیرے کھڑے ہونے، بیٹھے ہونے اور تیرے تمام احوال کو دیکھتا ہے اور تَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ سے مراد یہ ہے کہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 141، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 142

اس کا قیام، اس کا رکوع، اس کا سجود اور بیٹھنا دیکھتا ہے۔

امام عبد بن حمید اور بن ابی حاتم نے قتادہ سے الَّذِیْ یَرٰىكَ حِیْنَ تَقُوْمُ کی یہ تفسیر نقل کی ہے: وہ آپ کو کھڑے، بیٹھے اور تمام حالات میں دیکھتا ہے اور تَقَلُّبَكَ فِی السّٰجِدِیْنَ کا معنی یہ ہے کہ وہ تجھے نماز میں اکیلے اور جماعت میں دیکھتا ہے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے السّٰجِدِیْنَ کا یہ معنی نقل کیا ہے نمازی۔(1)

امام فریابی رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے بھی اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

ابن جریر اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس سے اس کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ تیرا قیام، رکوع اور سجود دیکھتا ہے۔(2)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں دیکھتا ہے جبکہ آپ سجدہ کرنے والوں کے ساتھ قیام کرتے ہیں اور انہیں کے ساتھ قعدہ کرتے ہیں۔(3)

امام سفیان بن عیینہ، فریابی، حمید، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے تَقَلُّبَكَ فِی السّٰجِدِیْنَ کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے: رسول اللہ ﷺ جب نماز میں کھڑے ہوتے تو آپ پیچھے بھی اسی طرح دیکھتے جسطرح آپ سامنے دیکھتے تھے۔(4)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو آپ پیچھے بھی اسی طرح دیکھتے جسطرح سامنے دیکھتے تھے۔

امام مالک، سعید بن منصور، امام بخاری، امام مسلم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہارا خیال یہ ہے کہ میری توجہ اس طرف ہے، اللہ کی قسم! مجھ پر تمہارا خشوع اور رکوع مخفی نہیں اور میں تمہیں اپنے پیچھے بھی دیکھتا ہوں۔(5)

امام ابن ابی عمر عدنی نے اپنی سند میں، بزار، ابن ابی حاتم، طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے تَقَلُّبَكَ فِی السّٰجِدِیْنَ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ تجھے ایک نبی سے دوسرے نبی کی طرف منتقل ہوتے ہوئے دیکھا یہاں تک کہ آپ کو نبی کی حیثیت سے پیدا کیا گیا۔(6)

امام سفیان بن عیینہ، فریابی، حمیدی، سعد بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے تَقَلُّبَكَ فِی السّٰجِدِیْنَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نماز میں پیچھے ایسے ہی دیکھتے تھے جیسے آپ سامنے دیکھتے تھے۔(7)

امام ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور ابونعیم رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی یہ تفسیر نقل کی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 143
2۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 142
3۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 143
4۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 142
5۔ صحیح بخاری، کتاب الصلوٰۃ، جلد 1، صفحہ 84، دار المعرفۃ بیروت
6۔ مجمع الزوائد، کتاب التفسیر، جلد 7، صفحہ 198 (11247)، دار الفکر بیروت
7۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 142

ہے کہ نبی کریم ﷺ لگاتار انبیاء کی پشتوں میں منتقل ہوتے رہے یہاں تک کہ آپ کی والدہ نے آپ کو جنا۔(1)

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا، عرض کی: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! جب حضرت آدم جنت میں تھے تو آپ کہاں تھے؟ حضور ﷺ مسکرائے یہاں تک کہ آپ کی داڑھیں ظاہر ہوگئیں۔ فرمایا: میں ان کی پشت میں تھا۔ حضرت آدم زمین کی طرف اترے تو اس وقت بھی میں ان کی پشت میں تھا۔ حضرت نوح علیہ السلام کی پشت میں ہوتے ہوئے مجھے کشتی میں سوار کیا گیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پشت میں ہوتے ہوئے مجھے آگ میں پھینکا گیا۔ میرے والدین نے کبھی بھی بدکاری نہیں کی۔ اللہ تعالیٰ لگاتار مجھے پاکیزہ پشتوں سے پاک صاف اور مہذب رحموں کی طرف منتقل کرتا رہا۔ جب بھی دو قبیلے بنے میں ان میں سے بہتر میں موجود ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے نبوت کے ساتھ مجھ سے وعدہ لیا، اسلام کے ساتھ مجھے ہدایت دی، تورات و انجیل میں میرے ذکر کو بیان کیا، زمین کے مشرق و مغرب میں میری صفت کے ذریعے ہر چیز کو کھول دیا، مجھے اپنی کتاب کا علم دیا، مجھے اپنے آسمان میں بلند کیا، اپنے اسماء سے میرا نام مشتق کیا، صاحب عرش محمود ہے اور میں محمد ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ وہ حوض کی وجہ سے مجھ سے محبت کریں گے، اللہ تعالیٰ نے مجھے کوثر عطا کیا، سب سے پہلے میں شفاعت کروں گا اور سب سے پہلے میری سفارش قبول کی جائے گی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے میری امت کے بہترین زمانے میں پیدا کیا، میری امت حمد کرنے والی ہے، نیکی کا حکم دینے والی ہے اور برائی سے منع کرنے والی ہے۔

هَلْ اُنَبِّئُكُمْ عَلٰى مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيٰطِيْنُ ﴿٢٢١﴾ تَنَزَّلُ عَلٰى كُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ ﴿٢٢٢﴾ يُّلْقُوْنَ السَّمْعَ وَ اَكْثَرُهُمْ كٰذِبُوْنَ ﴿٢٢٣﴾

”کیا میں بتاؤں تمہیں کہ شیاطین کس پر اترتے ہیں۔ وہ اترتے ہیں ہر جھوٹ گھڑنے والے بدکار پر۔ یہ اپنے کان (شیطانوں کی طرف) لگائے رکھتے ہیں اور ان میں سے اکثر نرے جھوٹے ہیں۔“

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن وہب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی کہ میں حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس گیا ان سے عرض کی کہ مختار ثقفی گمان کرتا ہے کہ اس کی طرف وحی کی جاتی ہے۔ حضرت ابن زبیر نے کہا وہ سچ کہتا ہے۔ پھر اس آیت کریمہ کی تلاوت کی۔(2)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ کا یہ معنی نقل کیا ہے: لوگوں میں سے بہت زیادہ جھوٹا وہ ہے يُّلْقُوْنَ السَّمْعَ جسے وہ سنتا ہے شیطان اسے القاء کرتا ہے۔(3)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل

1۔ دلائل النبوۃ از ابو نعیم، باب فضیلۃ ﷺ بطیب مولدہ، جلد 1، صفحہ 12، عالم الکتب بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب من ذکر حدیث الامراء والدخول علیہم، جلد 6، صفحہ 189 (30564)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 45-144، دار احیاء التراث العربی بیروت

کیا ہے اَفَّاكٍ سے مراد بہت بڑا جھوٹا اس سے مراد کاہن ہیں۔ جن چوری سے باتیں سنتے ہیں پھر وہ خبریں لوگوں میں سے اپنے دوستوں تک پہنچاتے ہیں (1)۔ کہا شیاطین آسمان کی طرف بلند ہوتے فرشتوں کی باتیں سنتے پھر انہیں کاہنوں تک لے آتے اور انہیں بتادیتے جو بات آسمان سے سنتے وہ تو درست ہوتی اور ساتھ جھوٹ ملا دیتے وہ جھوٹ ہوتا۔

امام بخاری، امام مسلم، اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کاہنوں کے بارے میں سوال کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہ تو کچھ بھی نہیں۔ لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی کبھی وہ ایسی چیز کے بارے میں بتاتے ہیں جو درست ہوتی ہے۔ فرمایا: یہ حق بات جن اچک لیتا ہے اور اپنے دوست کے کان میں ڈال دیتا ہے تو وہ اس کے ساتھ سو جھوٹ ملا دیتے ہیں۔ (2)

امام بخاری اور ابن منذر رحمہما اللہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں کہ فرشتے بادلوں میں زمین کے متعلق باتیں کرتے ہیں۔ شیطان کوئی بات سن لیتا ہے، وہ اسے کاہن کے کان میں قرقر کر کے ڈال دیتا ہے جیسے جب بوتل میں کوئی چیز ڈالی جائے تو وہ قرقر کی آواز نکالتی ہے اور اس کے ساتھ سو جھوٹوں کو ملا دیتے ہیں۔ (3)

وَ الشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ ﴿٢٢٤﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِيْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ ﴿٢٢٥﴾ وَ اَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ ﴿٢٢٦﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ ذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّ انْتَصَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا ؕ وَ سَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْۤا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ﴿٢٢٧﴾

"اور جو شعراء ہیں تو ان کی پیروی حق سے بہکے ہوئے لوگ ہی کرتے ہیں۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ شعراء ہر وادی میں سرگرداں پھرتے رہتے ہیں۔ اور وہ کہا کرتے ہیں ایسی باتیں جن پر وہ خود عمل نہیں کرتے۔ بجز ان شعراء کے جو ایمان لے آئے اور انہوں نے نیک عمل کیے اور کثرت سے اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں اور انتقام لیتے ہیں اس کے بعد کہ ان پر ظلم کیا گیا اور عنقریب جان لیں گے جنہوں نے ظلم و ستم کیے کہ وہ کس (بھیانک) جگہ لوٹ کر آرہے ہیں۔"

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں دو آدمیوں نے باہم ہجو کی۔ ان میں سے ایک انصاری تھا اور دوسرا کسی دوسری قوم کا۔ دونوں میں سے ہر ایک کے ساتھ بے وقوف قسم کے لوگ تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیات نازل فرمائیں۔ (4)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔ (5)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ دور جاہلیت میں دو شاعروں نے ایک

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 45-144 2۔ صحیح بخاری، باب الکہانۃ، جلد 5، صفحہ 2173 (5429)، دار ابن کثیر دمشق

3۔ ایضاً، باب صفۃ ابلیس وجنودہ، جلد 3، صفحہ 1197 (3114) 4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 146 5۔ ایضاً

دوسرے کی ہجو کی دونوں کے ساتھ لوگوں کی جماعتیں تھیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل فرمایا۔

امام ابن سعد، عبد بن حمید، ابن ابی حاتم اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت عروہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: جب وَالشُّعَرَاءُ سے مَا لَا يَفْعَلُوْنَ تک آیات نازل ہوئیں تو حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ تحقیق اللہ تعالیٰ کو علم ہے کہ میں ان میں سے ہوں تو اللہ تعالیٰ نے آخری آیت کو نازل فرمایا۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابو داؤد نے ناسخ میں ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابوحسن سالم سے روایت نقل کی ہے کہ جب پہلی آیات نازل ہوئیں تو حضرت عبد اللہ بن رواحہ، حضرت کعب بن مالک اور حضرت حسان بن ثابت حاضر ہوئے جبکہ وہ رو رہے تھے۔ انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ وہ جانتا ہے کہ ہم شعراء ہیں، ہم تو ہلاک ہوگئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے آخری آیت کو نازل فرمایا۔(2)

امام عبد بن حمید اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت ابوالحسن مولی بن نوفل رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عبد اللہ بن رواحہ اور حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ پہلی آیات نازل ہوئیں۔ یہ دونوں رو رہے تھے۔ حضور ﷺ ان آیات کی تلاوت کر رہے تھے یہاں تک کہ اس آیت اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ تک پہنچے فرمایا: وہ تم ہو۔ وَذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا فرمایا: وہ تم ہو وَّانْتَصَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا فرمایا اس کا مصداق بھی تم ہو وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْۤا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ فرمایا اس کا مصداق کفار ہیں۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے الغاوون سے مراد کفار ہیں۔ وہ جنوں اور انسانوں میں سے گمراہوں کی پیروی کرتے ہیں۔ وہ ہر لغو بات میں داخل ہوتے ہیں۔ وہ اکثر ایسی باتیں کرتے ہیں جو کرتے نہیں۔ انہیں جھٹلایا جاتا ہے، پھر ان میں سے استثناء کی اور وہ لوگ اپنی گفتگو میں اکثر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں اور وہ کفار کو جواب دیتے ہیں جو مسلمانوں کی ہجو کرتے تھے۔(3)

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ الشعراء سے مراد مشرک ہیں جو حضور ﷺ کی ہجو کرتے تھے غاوون سے مراد سرکش جن ہیں فِيْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ یعنی کلام کے ہر فن میں سے کچھ حصہ لیتے ہیں۔ پھر ان سے استثناء کی اور فرمایا اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اس سے مراد حضرت حسان بن ثابت، حضرت عبد اللہ بن رواحہ اور حضرت کعب بن مالک ہیں۔ یہ شعراء نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ کی طرف سے مشرکین کی ہجو کا جواب دیتے تھے۔

فریابی، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے غاوون کا معنی شعر روایت کرنے والے نقل کیا ہے۔(4)

امام بخاری نے الادب میں اور ابوداؤد رحمہم اللہ نے ناسخ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے وَ

1۔ طبقات ابن سعد، جلد 3، صفحہ 528، دار صادر بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 148
2۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 146،47،49
4۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 145

الشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ کومنسوخ کردیا گیا اور اس سے استثناء کی گئی اور فرمایا اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ۔(1)

امام ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اس سے مراد حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم ہیں۔

امام احمد، امام بخاری نے تاریخ میں ابو یعلیٰ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت کعب بن مالک سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی: اللہ تعالیٰ نے سورۃ الشعراء میں جو نازل کیا، آپ کی اس کے بارے میں کیا رائے ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مومن تلوار اور زبان سے جہاد کرتا ہے، قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے! گویا وہ ایسے چہروں کے ساتھ جہاد کرتے ہیں جو تیر کی طرح پکے ہوتے ہیں۔(2)

امام ابن ابی شیبہ اور امام احمد رحمہما اللہ نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے: اسی اثناء میں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ چل رہے تھے کہ ایک شاعر شعر پڑھتے ہوئے آپ کے سامنے آگیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کسی کا پیٹ پیپ سے بھرے تو یہ بہتر ہے اس سے کہ وہ شعر سے بھرے۔(3)

امام دیلمی رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت نقل کی ہے: وہ شعراء جو اسلام کی حالت میں فوت ہوئے تو اللہ تعالیٰ انہیں حکم دیتا ہے کہ وہ شعر کہیں جسے جنت میں ان کی بیویاں جو حورعین ہوں گی گائیں گی۔ اور جو شعراء حالت شرک میں مر گئے وہ جہنم میں ہلاکت کو پکاریں گے۔(4)

امام ابن مردویہ نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت نقل کی ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: شعر حکمت ہے۔ کہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حضرت قرظہ بن کعب، حضرت عبداللہ بن رواحہ اور حضرت حسان بن ثابت حاضر ہوئے، عرض کی: ہم شعر کہتے ہیں جبکہ یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا تم اس آیت کو پڑھو وَالشُّعَرَآءُ ...... اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ یہ تم ہی ہو وَذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا میں تمہارا ہی ہے وَّانْتَصَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا میں بھی تمہارا ہی ہے۔

امام فریابی، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ شاعر باہم شعروں میں مقابلہ کرتے تا کہ اس کے پیروکار بنیں اور اس کے پیروکار بنیں۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الْغَاوٗنَ سے مراد جنوں میں سے نافرمان لوگ ہیں۔(5)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے الْغَاوٗنَ کا معنی شیاطین نقل کیا ہے اور فِيْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ کا معنی یہ ہے کہ وہ ایک قوم کی ناحق تعریف کرتے ہیں اور ایک قوم کی ناحق مذمت کرتے ہیں۔(6)

1۔ الادب المفرد، باب من کرہ الغالب، جلد 2، صفحہ 232 (874)، مکتبہ مدنی القاہرہ

2۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 456، دار صادر بیروت

3۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 175

4۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 2، صفحہ 362 (3613)، دار الکتب العلمیہ بیروت

5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 146، دار احیاء التراث العربی بیروت

6۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 47-146

امام فریابی، ابن جریر، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے الْغَاوٗنَ سے مراد شیاطین ہیں اور فِیْ كُلِّ وَادٍ یَّهِیْمُوْنَ کا معنی ہے وہ ہر فن میں گفتگو کرتے ہیں۔ مگر جو لوگ ایمان لائے اور اعمال صالحہ کیے یعنی عبداللہ بن رواحہ اور آپ کے ساتھی۔ (1)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے الشعراء اور دوسروں سے استثناء ہے۔ بعض قراءتوں میں مِنۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا کی جگہ بمثل مَا ظُلِمُوْا ہے کہا یہ آیت انصار کی ایک جماعت کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے کفار کی ہجو کا جواب دیا۔ ان میں سے حضرت کعب بن مالک، حضرت عبداللہ بن رواحہ اور حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہم تھے۔ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا سے مراد شعراء اور دوسرے لوگ ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا حضرت عبداللہ بن رواحہ اور انصار کے شعراء کے بارے میں نازل ہوئی۔

امام ابن سعد اور ابن ابی شیبہ رحمہما اللہ نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسان بن ثابت سے فرمایا: مشرکوں کی ہجو کرو کیونکہ جبرائیل امین آپ کے ساتھ ہیں۔ (2)

امام ابن سعد نے حضرت براء بن عازب سے روایت نقل کی ہے کہ عرض کی گئی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب آپ کی ہجو کرتا ہے۔ تو حضرت عبداللہ بن رواحہ کھڑے ہو گئے، عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اس کی ہجو کرنے کی اجازت دیجئے۔ فرمایا: تو یہی کہتا ہے ثبت اللہ حضرت عبداللہ نے عرض کی! یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جی ہاں میں نے کہا۔

ثَبَّتَ اللّٰهُ مَا اَعْطَاكَ مِنْ حُسْنٍ　　تَثْبِیْتُ مُوْسٰی وَنَصْراً مِّثْلَ مَا نُصِرَا

"اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو اچھائیاں عطا فرمائی ہیں انہیں اسی طرح قائم رکھے جسطرح حضرت موسیٰ کو قائم رکھا اور اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے جیسے اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مدد کی"۔

فرمایا: تو بھی وہ ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ یہ معاملہ کرے گا۔ پھر حضرت کعب اٹھے، عرض کی: مجھے بھی اس کی اجازت دیجئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تو فرمایا: تو ہی وہ ہے جس نے کہا "همت" حضرت کعب نے عرض کی! جی ہاں یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میں نے کہا:

هَمَّتْ سَخِیْنَةُ اَنْ تُغَالِبَ رَبَّهَا　　فَلَیُغْلَبَنَّ مُغَالِبُ الْغَلَّابِ

"گرم روٹی نے ارادہ کیا کہ وہ مالکہ پر غالب آجائے، پس چاہیے کہ مغلوب غلبہ پانے والوں پر غالب آئیں"۔

فرمایا: خبر دار! اللہ تعالیٰ تیرے اس عمل کو نہیں بھولے گا۔ پھر حضرت حسان بن ثابت کھڑے ہوئے، عرض کی: یارسول

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 146، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب الرخصة فی الشعر، جلد 5، صفحہ 273 (26022)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

اللہ! ﷺ مجھے اجازت دیجئے اور اپنی سیاہ زبان باہر نکالی اور عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ مجھے اس چیز کی اجازت دیجئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ابوبکر کے پاس جاؤ، وہ تمہیں قوم کے واقعات بتائے گا، ان کی ہجو کرو، جبرائیل تمہارے ساتھ ہیں۔

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت ابن بریدہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت جبرائیل امین نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی ان ستر اشعار میں مدد کی جو انہوں نے حضور ﷺ کی تعریف میں کہے۔

امام ابن سعد اور امام احمد رحمہما اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر حضرت حسان رضی اللہ عنہما کے پاس سے گزرے جبکہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ اشعار پڑھ رہے تھے۔ حضرت عمر نے حضرت حسان بن ثابت کو دیکھا اور حضرت حسان بن ثابت نے بھی آپ کو دیکھ لیا۔ حضرت حسان نے عرض کی: میں اس مسجد میں شعر پڑھا کرتا تھا جبکہ اس مسجد میں وہ ہستی تھی جو آپ سے بہتر تھی۔ تو حضرت عمر خاموش ہو گئے۔ پھر حضرت حسان بن ثابت حضرت ابوہریرہ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا میں تمہیں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیتا ہوں کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: میری طرف سے انہیں جواب دو، اے اللہ! روح القدس سے اس کی تائید فرما؟ حضرت ابوہریرہ نے کہا ہاں۔ (1)

امام ابن سعد نے ابن سیرین سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک رات فرمایا: جبکہ صحابہ سفر کی حالت میں تھے حضرت حسان بن ثابت کہاں ہیں؟ حضرت حسان بن ثابت نے عرض کی: لبیك وسعدیك میں حاضر ہوں۔ فرمایا: حدی خوانی کرو۔ تو حضرت حسان بن ثابت شعر پڑھنے لگے جبکہ حضور ﷺ توجہ سے سننے لگے یہاں تک کہ حضرت حسان بن ثابت اشعار سے فارغ ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ ان مشرکوں کے لیے تیروں سے زیادہ سخت ہیں۔

امام ابن عساکر نے حضرت حسن بن علی سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن رواحہ سے فرمایا: شعر کیا ہے؟ حضرت عبداللہ نے عرض کی: ایسی چیز ہے جو سینے میں کھٹکتی ہے تو وہ اسے شعر کی صورت میں زبان پر لے آتا ہے۔

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت مدرک بن عمارہ سے روایت نقل کی ہے کہ عبداللہ بن رواحہ نے کہا مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تو شعر کہنا چاہتا ہے تو تو کیسے شعر کہتا ہے؟ گویا آپ اس پر تعجب کا اظہار کر رہے تھے۔ میں نے عرض کی: میں اس میں غور و فکر کرتا ہوں پھر کہتا ہوں۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا: تو تم پر لازم ہے کہ مشرکوں کے بارے میں کہا کرو۔

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کون مسلمانوں کی عزتوں کی حفاظت کرے گا؟ حضرت عبداللہ بن رواحہ نے جواب دیا میں۔ کعب بن مالک نے عرض کی میں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کون اچھا شعر کہتا ہے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے عرض کی میں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان کی ہجو کرو کیونکہ روح القدس تمہاری مدد کریں گے۔

امام ابن سعد نے حضرت محمد بن سیرین سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب قوم اپنے اسلحہ سے اپنا دفاع کرے تو ان کی زبانیں اس کی زیادہ مستحق ہیں۔ ایک آدمی اٹھا، اس نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ میں۔ حضور ﷺ

1۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 269، دار صادر بیروت

نے فرمایا: تیرے لیے ناممکن ہیں۔ وہ بیٹھ گیا۔ ایک اور اٹھا۔ اس نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ میں۔ حضور ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا بیٹھ جاؤ۔ حضرت حسان بن ثابت اٹھے، عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ اس کے مقابلہ میں مجھے کوئی بات صنعاء اور بصری کے درمیان خوش نہ کرے گی، بیشک میں نے کسی قوم کی ہجو نہیں کی وہ ہجو ان کے لیے سب سے شدید ہوگی جسے وہ جانتے ہیں۔ مجھے کسی ایسے آدمی کے بارے میں حکم دیجئے جو ان کے واقعات اور خاندان والوں کے بارے میں آگاہ ہوتا کہ میں ان کے متعلق اپنی زبان استعمال کروں۔ تو حضور ﷺ نے مجھے حضرت ابوبکر صدیق کے بارے میں حکم دیا۔

امام ابن سعد نے محمد بن سیرین سے روایت نقل کی ہے کہ کفار قریش میں سے تین آدمیوں ابوسفیان بن حرث، عمرو بن عاص اور ابن زبعری نے رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کی ہجو کی ایک آدمی نے حضرت علی شیر خدا سے کہا ان لوگوں کی ہجو کرو جنہوں نے ہماری ہجو کی ہے۔ حضرت علی نے کہا اگر رسول اللہ ﷺ نے مجھے اجازت دی تو میں ایسا کروں گا۔ اس آدمی نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ حضرت علی کو اجازت دیجئے تا کہ یہ ہماری طرف سے ان لوگوں کی ہجو کریں جنہوں نے ہماری ہجو کی ہے۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا: یہ مناسب نہیں۔ پھر انصار سے فرمایا: وہ قوم جس نے رسول اللہ کی اپنے اسلحہ اور اپنی جانوں سے مدد کی اسے کونسی چیز مانع ہے کہ وہ اپنی زبانوں سے اس کی مدد کریں؟ حضرت حسان بن ثابت نے عرض کی! میں اس کے لیے حاضر ہوں آپ نے اپنی زبان کا کنارہ پکڑا اور عرض کی ان کے بارے میں گفتگو سے بڑھ کر مجھے کوئی بات بصری اور صنعاء کے درمیان خوش نہ کرے گی۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: تو ان کی کیسے ہجو کرے گا جبکہ میں ان کے خاندان میں سے ہوں۔ حضرت حسان نے عرض کی: میں آپ کو اس طرح نکال لوں گا جس طرح بال آٹے سے نکال لیا جاتا ہے۔ تین انصاری صحابہ قریش کی ہجو کرتے اور انہیں جواب دیتے: حضرت حسان بن ثابت، حضرت کعب بن مالک، حضرت عبداللہ بن رواحہ۔

حضرت حسان اور حضرت کعب رضی اللہ عنہما ان کا مقابلہ انہیں کے اشعار جیسے اشعار سے کرتے یعنی واقعات، جنگوں اور آثار کرتے اور اعلیٰ اوصاف کے ساتھ انہیں عار دلاتے جبکہ ابن رواحہ انہیں کافر ہونے پر عار دلاتے اور انہیں کفر و شرک کی طرف منسوب کرتے اور یہ جانتے کہ ان میں کفر سے بڑھ کر کوئی برائی نہیں ہے۔ جب تک وہ مسلمان نہیں ہوئے تھے تو ان کے لیے حضرت حسان اور حضرت کعب کا قول زیادہ سخت تھا اور حضرت عبداللہ بن رواحہ کا قول بہت ہلکا محسوس ہوتا تھا۔ جب وہ قریش مسلمان ہو گئے اور اسلام کی سمجھ آ گئی تو حضرت عبداللہ بن رواحہ کے اشعار زیادہ تکلیف دہ محسوس ہوتے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت بریدہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بیشک بعض شعر حکمت ہیں۔ (1)

ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بیشک بعض شعر حکمت ہیں۔ (2)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں: بیشک بعض شعر حکمت ہیں اور بعض بیان جادو ہیں۔ (3)

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب الرخصۃ فی الشعر، جلد 5، صفحہ 272 (26008)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 271 (26007)　3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 272 (26011)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت فضالہ بن عبید رحمہ اللہ سے وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوٓا أَيَّ مُنقَلَبٍ يَنقَلِبُونَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ یہی وہ لوگ ہیں جو اپنے گھروں کو برباد کرتے ہیں۔

امام احمد نے ابو امامہ بن سہل سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے ایک آدمی سے سنا حبشیوں کو چھوڑے رکھو جب تک وہ تمہیں چھوڑے رکھیں، بیشک کعبہ کا خزانہ نہیں نکالے گا مگر حبشہ کا چھوٹی پنڈلیوں والا۔(1)

امام ابن ابی شیبہ اور حاکم نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رکن (یمانی) اور مقام (ابراہیم) کے درمیان ایک آدمی بیعت لے گا، اس بیعت کو کوئی حلال نہیں کرے گا مگر یہاں کے رہنے والے ہی اسے حلال کریں گے۔ جب یہ لوگ اس بیعت (اللہ) کو حلال جانیں گے تو عربوں کی ہلاکت کا نہ پوچھ۔ پھر حبشی آئیں گے، اسے برباد کردیں گے۔ پھر اس کے بعد یہ کبھی آباد نہ ہوگا۔ وہی لوگ اس کے خزانے کو نکالیں گے۔(2)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حبشیوں کو چھوڑے رکھو جب تک وہ تمہیں چھوڑے رکھیں کیونکہ کعبہ کا خزانہ کوئی نہیں نکالے گا مگر حبشیوں میں سے دو چھوٹی پنڈلیوں والا۔(3)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ کعبہ کے آخری واقعات میں سے یہ ہے کہ حبشی بیت اللہ شریف پر حملہ کریں گے۔ مسلمان ان کی طرف لڑ رہے ہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان پر مشرق کی جانب سے ایک ہوا بھیجے گا تو وہ ہوا اللہ کے لیے کسی بندے کو نہیں چھوڑے گی جس میں ذرہ برابر تقویٰ ہو مگر اس کی روح قبض کرلے گی یہاں تک وہ اچھے لوگ ختم ہو جائیں گے تو باقی کمینے لوگ رہ جائیں گے۔

امام ابن ابی شیبہ، امام بخاری، امام مسلم اور امام نسائی رحمہم اللہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں کہ کعبہ شریف حبشیوں میں سے دو چھوٹی پنڈلیوں والا گرائے گا۔(4)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے: انہوں نے فرمایا: گویا میں ایک حبشی آدمی دیکھتا ہوں جو گنجے سر والا، چھوٹے کانوں والا اور باریک پنڈلیوں والا اس کعبہ پر بیٹھا ہوا ہے اور اسے گرا رہا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے: گویا میں اس کو دیکھ رہا ہوں جو گنجے سر والا، ٹیڑھے پاؤں والا وہ اس پر کھڑا ہے، اپنی کدال کے ساتھ اسے گرا رہا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ میرے والد نے اپنی وصیت میں دو سطریں لکھیں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ یہ حضرت ابو بکر بن ابی قحافہ رضی اللہ عنہما کی روایت ہے جب وہ اس

1۔ مسند امام احمد بحوالہ موسوعۃ اطراف الحدیث، جلد 1، صفحہ 78، دار الفکر بیروت

2۔ مستدرک حاکم، کتاب الفتن، جلد 4، صفحہ 499 (8395)، دار الکتب العلمیہ بیروت 3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 500 (8396)

4۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، کتاب الفتن، جلد 18، صفحہ 29 (58-57)، دار الکتب العلمیہ بیروت

دنیا سے جا رہا ہے، یہ وہ وقت ہے جب کافر ایمان لے آتا ہے، فاجر متقی بن جاتا ہے اور جھوٹا سچ بولتا ہے۔ میں نے تمہارے اوپر عمر بن خطاب کو خلیفہ بنایا۔ اگر وہ عدل کرے تو یہ میرا اس کے بارے میں گمان اور امید ہے، اگر وہ ظلم کرے اور معاملات کو بدل دے تو میں غیب نہیں جانتا وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوٓا أَيَّ مُنقَلَبٍ يَنقَلِبُونَ۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن رباح رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: حضرت صفوان بن محرز رحمہ اللہ جب یہ آیت وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوٓا أَيَّ مُنقَلَبٍ يَنقَلِبُونَ پڑھتے تو رو پڑتے۔(1)

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کلام صفوان بن محرز، جلد 7، صفحہ 181 (35153)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

آیاتھا ۹۳ ﴿ سُوْرَۃُ النَّمْلِ مَكِّيَّةٌ ۲۷ ﴾ رکوعاتھا ۷

امام ابن ضریس، نحاس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ سورۃ النمل مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل روایت نقل کی ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

طٰسٓ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْقُرْاٰنِ وَ كِتَابٍ مُّبِيْنٍ ۙ﴿۱﴾ هُدًى وَّ بُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ﴿۲﴾ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ﴿۳﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ زَيَّنَّا لَهُمْ اَعْمَالَهُمْ فَهُمْ يَعْمَهُوْنَ ؕ﴿۴﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَهُمْ سُوْٓءُ الْعَذَابِ وَ هُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ ﴿۵﴾ وَ اِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْاٰنَ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ عَلِيْمٍ ﴿۶﴾

"طا۔سین، یہ آیتیں ہیں قرآن (حکیم) اور روشن کتاب کی۔ (یہ) سراپا ہدایت ہے اور خوشخبری ہے اہل ایمان کے لیے جو صحیح صحیح ادا کرتے ہیں نماز اور دیا کرتے ہیں زکوٰۃ اور وہ جو آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔ بیشک وہ لوگ جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ہم نے خوبصورت بنادیے ان (کی نظروں) میں ان کے اعمال (بد) پس وہ سرگرداں پھر رہے ہیں۔ یہ وہی لوگ ہیں جن کے لیے بدترین عذاب ہے اور یہی آخرت میں سب سے زیادہ گھاٹے میں ہوں گے اور بیشک آپ کو سکھایا جاتا ہے قرآن حکیم بڑے دانا، سب کچھ جاننے والے کی جانب سے"۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے اللہ تعالیٰ کے فرمان طٰسٓ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہا یہ اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم ہے۔

عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم ہے۔(2)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ قرآن کے ناموں میں سے ایک نام ہے اور اللہ تعالیٰ کے فرمان اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ کی یہی مراد ہے، نہ وہ آخرت کا اقرار کرتے ہیں اور نہ ہی اس پر ایمان لاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فرمان فَهُمْ يَعْمَهُوْنَ کا معنی ہے وہ نماز کے معاملہ میں گمراہی میں بھٹک رہے ہیں اور بیشک آپ قرآن حکیم، حکیم و علیم سے اخذ کرتے ہیں۔(3)

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 143، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 472 (2144)، دار الکتب العلمیہ بیروت	3۔ ایضاً

اِذۡ قَالَ مُوۡسٰى لِاَهۡلِهٖۤ اِنِّىۡۤ اٰنَسۡتُ نَارًا ؕ سَاٰتِيۡكُمۡ مِّنۡهَا بِخَبَرٍ اَوۡ اٰتِيۡكُمۡ بِشِهَابٍ قَبَسٍ لَّعَلَّكُمۡ تَصۡطَلُوۡنَ ۝۷

"(یاد فرماؤ) جب کہا موسیٰ نے اپنی زوجہ سے کہ میں نے دیکھی ہے آگ۔ ابھی لے آتا ہوں تمہارے پاس وہاں سے کوئی خبر یا لے آؤں گا تمہارے پاس (اس آگ سے) کوئی شعلہ سلگا کر تا کہ تم اسے تاپو"

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے آپ سے عرض کی: مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان بِشِهَابٍ قَبَسٍ کے بارے میں بتایئے۔ فرمایا آگ کا شعلہ جس سے وہ آگ لیتے ہیں۔ عرض کی: کیا عرب اسے پہچانتے ہیں۔ فرمایا: ہاں کیا تو نے طرفہ کا قول نہیں سنا:

هَمْ عَرَانِيْ فَبِتُّ أَدْفَعُهُ　　دُوْنِ سِهَادِيْ كَشُعْلَةِ الْقَبَسِ

"اس نے میری بے پردگی کا ارادہ کیا میں نے آگ کے شعلہ کی طرح اپنی بے خوابی سے اسے دور کرتے ہوئے رات گزار دی"۔

فَلَمَّا جَآءَهَا نُوۡدِىَ اَنۡۢ بُوۡرِكَ مَنۡ فِى النَّارِ وَمَنۡ حَوۡلَهَا ؕ وَسُبۡحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ۝۸ يٰمُوۡسٰۤى اِنَّهٗۤ اَنَا اللّٰهُ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ ۝۹

"پھر جب اس کے پاس پہنچے تو ندا کی گئی کہ بابرکت ہو جو اس آگ میں ہے اور جو اس کے آس پاس ہے اور (ہر تشبیہ و تمثیل سے) پاک ہے اللہ جو رب العالمین ہے۔ اے موسیٰ! وہ میں اللہ ہی ہوں عزت والا دانا۔"

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ کے ہاں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے قول مروی ہے کہ اَنۡۢ بُوۡرِكَ مَنۡ فِى النَّارِ سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات ہے، رب العالمین کا نور درخت میں تھا اور مَنۡ حَوۡلَهَا سے مراد فرشتے ہیں۔ (1)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے: آگ کو بابرکت بنا دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ ندا کی جبکہ وہ نور میں تھا۔ (2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وہ آگ نور تھی۔ اور حَوۡلَهَا میں ضمیر سے مراد آگ ہے۔

فریابی، عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی کہ آپ نے فرمایا: آگ کو بابرکت بنا دیا گیا۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اسی کی مثل قول نقل کیا ہے۔ (3)

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ابی بن کعب کے مصحف میں بورکت النار ہے۔ نار کے بارے میں وہ گمان کرتے تھے کہ وہ آگ رب العالمین کا نور ہے اور مَنۡ حَوۡلَهَا سے مراد فرشتے ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ وہ اسے بورکت النار پڑھتے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 55-154، دار احیاء التراث العربی بیروت　2۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 154　3۔ ایضاً

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے آیت کی تفسیر میں حضرت محمد بن کعب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نار سے مراد رحمن کا نور ہے اور مَنْ حَوْلَهَا سے مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرشتے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے بُوْرِكَ کا معنی پاکیزہ نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید، امام مسلم، ابن ماجہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، ابو الشیخ نے العظمۃ میں اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں ابو عبیدہ کے واسطہ سے حضرت ابو موسیٰ اشعری سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور کہا: اللہ تعالیٰ نہ سوتا ہے اور نہ ہی سونا اسے زیبا ہے، وہ ترازو کو پست کرتا ہے اور اسے بلند کرتا ہے۔ دن کے عمل سے پہلے رات کا عمل اس کی بارگاہ میں پیش کیا جاتا ہے اور رات سے پہلے دن کا عمل اس کی بارگاہ میں پیش کیا جاتا ہے۔ اس کا حجاب نور ہے (1) اگر وہ حجاب اٹھا دے تو حد نگاہ تک اس کے انوار ہر چیز کو جلا دیں۔ پھر ابو عبید نے اس آیت کی تلاوت کی۔

وَ اَلْقِ عَصَاكَ ؕ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّ لَمْ يُعَقِّبْ ؕ يٰمُوْسٰى لَا تَخَفْ ۫ اِنِّیْ لَا يَخَافُ لَدَیَّ الْمُرْسَلُوْنَ ۟ۖ﴿10﴾ اِلَّا مَنْ ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلَ حُسْنًۢا بَعْدَ سُوْٓءٍ فَاِنِّیْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿11﴾ وَ اَدْخِلْ يَدَكَ فِیْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ ۫ فِیْ تِسْعِ اٰيٰتٍ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَ قَوْمِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿12﴾ فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ اٰيٰتُنَا مُبْصِرَةً قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۚ﴿13﴾ وَ جَحَدُوْا بِهَا وَ اسْتَيْقَنَتْهَاۤ اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَّ عُلُوًّا ؕ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿14﴾

"اور ذرا زمین پر ڈال دو اپنے سونٹے کو اب جو اسے دیکھا تو وہ (اس طرح) لہرا رہا تھا جیسے سانپ ہو آپ پیٹھ پھیر کر وہاں سے چل دیئے اور پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا (فرمایا) موسیٰ! ڈرو نہیں۔ میرے حضور ڈرا نہیں کرتے جنہیں رسول بنایا جاتا ہے۔ مگر وہ شخص جو زیادتی کرے (وہ ڈرے) پھر (وہ ظالم بھی اگر) نیکی کرنے لگے برائی کرنے کے بعد تو میں بیشک غفور رحیم ہوں۔ اور ذرا ڈالو اپنا ہاتھ گریبان میں، وہ نکلے گا سفید چمکتا ہوا بغیر کسی تکلیف کے (یہ دو معجزے) ان نو معجزات سے ہیں جن کے ساتھ آپ کو فرعون اور اس کی قوم کی طرف بھیجا گیا۔ بیشک وہ بڑے سرکش لوگ ہیں۔ پس جب آئیں ان کے پاس ہماری نشانیاں بصیرت افروز بن کر تو انہوں نے کہا یہ تو جادو ہے کھلا ہوا۔ اور انہوں نے انکار کر دیا ان کا حالانکہ یقین کر لیا تھا ان کی صداقت کا ان کے دلوں نے، (ان کا انکار) محض ظلم اور تکبر کے باعث تھا۔ پس آپ ملاحظہ فرمایئے کیا (ہولناک) انجام ہوا فساد

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، کتاب الایمان، جلد 3، صفحہ 13 (293)، دار الکتب العلمیہ بیروت

برپا کرنے والوں کا۔"

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ کی یہ تفسیر نقل کی ہے: جب عصا سانپ بن کر دوڑنے لگا تو اس نے دیکھا۔(1)

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد سے وَّلَمْ يُعَقِّبْ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ واپس نہ مڑا اور ثُمَّ بَدَّلَ حُسْنًۢا بَعْدَ سُوْٓءٍ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اس نے ظلم اور گناہ کے بعد توبہ کی۔(2)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے مُدْبِرًا کا معنی بھاگنے والا اور وَّلَمْ يُعَقِّبْ کا معنی وہ متوجہ نہ ہوا اور لَدَيَّ کا معنی میرے پاس اور اِلَّا مَنْ ظَلَمَ کا معنی کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی ظالم کو پناہ نہیں دیتا۔ پھر اللہ تعالیٰ اس پر اپنی رحمت فرماتا ہے پھر وہ بندہ برے اعمال کے بعد اچھے اعمال کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں غفور رحیم ہوں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت میمون سے روایت نقل کی ہے: اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا: رسولوں کو میرے پاس کوئی خوف نہیں مگر جس پر ظلم کیا جائے۔ ظالم کو میرے پاس کوئی امان نہیں یہاں تک کہ وہ توبہ کرے۔

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اِلَّا مَنْ ظَلَمَ پڑھا۔

ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایک جبہ تھا جو ان کی کہنیوں تک نہیں پہنچتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو فرمایا وَاَدْخِلْ يَدَكَ فِيْ جَيْبِكَ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس میں اپنا ہاتھ داخل کیا۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مقسم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا گیا وَاَدْخِلْ يَدَكَ فِيْ جَيْبِكَ کیونکہ اس کی آستین نہ تھی۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جسم پر ایک جبہ تھا جو آپ کے ہاتھ کے بعض حصہ تک پہنچتا تھا۔ اگر اس کی آستین ہوتی تو اللہ تعالیٰ انہیں آستین میں ہاتھ ڈالنے کا حکم دیتے۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حکم ہوا اپنی قمیص کے گریبان میں اپنا ہاتھ داخل کرو۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اپنی قمیص کے گریبان میں اپنا ہاتھ داخل کرو وہ برص کے مرض کے بغیر سفید نکلے گا۔ یہ دو معجزات حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ کا روشن ہونا اور آپ کے عصا کا سانپ بننا نو معجزات میں سے ہیں۔ حضرت ابن عباس فرمایا کرتے تھے نو معجزات یہ تھے: حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ید بیضاء، آپ کا عصا، طوفان، مکڑیاں، جوئیں، مینڈک، خون، وادیوں اور مویشیوں میں خشک سالی اور ان کے شہروں میں پھلوں کی کمی ہے، مُبْصِرَةً کا معنی واضح ہے۔ وَجَحَدُوْا بِهَا یعنی قوم نے اسی وقت اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کیا جبکہ انہیں یقین ہو چکا تھا کہ یہ حق پر ہے۔ جحود اس انکار کو کہتے ہیں جو معرفت کے بعد ہو۔

ابن منذر نے حضرت ابن عباس سے ظُلْمًا وَّعُلُوًّا کا یہ معنی نقل کیا ہے اپنے آپ کو بڑے سمجھتے ہوئے اور تکبر کرتے ہوئے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 156، دار احیاء التراث العربی بیروت	2۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 156,59	3۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 159

امام ابن ابی حاتم نے سدی سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے تکبر کیا جبکہ انہیں یقین تھا۔ اس کلام میں تقدیم و تاخیر ہے۔

عبد بن حمید نے اعمش سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اسے ظلماً و علیاً پڑھا ہے۔ عاصم نے اسے غلواً پڑھا ہے۔

وَ لَقَدْ اٰتَیْنَا دَاوٗدَ وَ سُلَیْمٰنَ عِلْمًا ۚ وَ قَالَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ فَضَّلَنَا عَلٰى كَثِیْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۵﴾

''اور یقیناً ہم نے عطا فرمایا داؤد اور سلیمان کو علم اور انہوں نے کہا سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے جس نے برگزیدہ کیا ہمیں اپنے بہت سے مومن بندوں پر۔''

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کو تین چیزیں عطا کی گئیں: ان کے لیے پہاڑ مسخر کر دیے گئے، پہاڑ ان کے ساتھ تسبیح بیان کرتے تھے، لوہے کو ان کے لیے نرم کر دیا گیا اور آپ کو پرندوں کی زبان کی تعلیم دی گئی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کو پرندوں کی زبان کی تعلیم دی گئی، جن آپ کے لیے مسخر کیے گئے۔ یہ چیزیں حضرت داؤد علیہ السلام سے انہیں بطور ورثہ دی گئیں تھیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے پہاڑوں کو مسخر نہیں کیا تھا اور نہ ہی ان کے لیے لوہے کو نرم کیا گیا تھا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عمر بن عبد العزیز سے روایت نقل کی گئی ہے کہ انہوں نے لکھا اللہ تعالیٰ نے کسی بندے پر کوئی نعمت نہیں کی اور بندے نے اس نعمت پر اللہ کی حمد نہیں کی مگر اس کی حمد اللہ کی نعمت سے افضل ہوتی ہے اگر تو نہیں جانتا تو اللہ تعالیٰ کی کتاب میں پڑھ، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَ لَقَدْ اٰتَیْنَا دَاوٗدَ وَ سُلَیْمٰنَ عِلْمًا ۚ وَ قَالَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ فَضَّلَنَا عَلٰى كَثِیْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِیْنَ۔ حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کو جو نعمت عطا کی گئی کیا اس سے بڑھ کر بھی کوئی نعمت ہے؟۔

وَ وَرِثَ سُلَیْمٰنُ دَاوٗدَ وَ قَالَ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّیْرِ وَ اُوْتِیْنَا مِنْ كُلِّ شَیْءٍ ؕ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِیْنُ ﴿۱۶﴾

''اور جانشین بنے سلیمان داؤد کے اور فرمایا اے لوگو! ہمیں سکھائی گئی ہے پرندوں کی بولی اور ہمیں عطا کی گئی ہیں ہر قسم کی چیزیں۔ بیشک یہی وہ نمایاں بزرگی ہے (جو ہمیں مرحمت ہوئی)۔''

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَ وَرِثَ سُلَیْمٰنُ دَاوٗدَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام، حضرت داؤد علیہ السلام کی نبوت، آپ کے ملک اور آپ کے علم کے وارث بنے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت اوزاعی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ہمارے نزدیک النَّاسُ سے مراد اہل علم ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس تھا تو ہمارے پاس کعب حبر آئے، کہا: اے امیر المومنین! میں آپ کو بہت ہی عجیب چیز کے بارے میں نہ بتاؤں

جو میں نے انبیاء کی کتابوں میں پڑھی ہے کہ ایک چھوٹا کیڑا حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا، عرض کی: اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَانَبِیَّ اللّٰهِ آپ نے جواب ارشاد فرمایا: اے ہام! تجھ پر سلام ہو۔ فرمایا مجھے بتا تو کھیتی کیوں نہیں کھاتا۔ اس نے عرض کی: حضرت آدم علیہ السلام سے اسی وجہ سے اپنے رب کے حکم کی تعمیل میں لغزش ہوئی۔ فرمایا: کیا تو پانی نہیں پیتا؟ اس نے عرض کی: اے الله کے نبی! اس کی وجہ یہ ہے کہ الله تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کی قوم کو پانی سے غرق کر دیا، اسی وجہ سے میں نے پانی چھوڑ دیا ہے۔ پوچھا تو نے آبادیاں کیوں چھوڑ دیں اور کھنڈرات میں کیوں ڈیرے جما لیے؟ عرض کی: کھنڈرات الله تعالیٰ کی میراث ہیں اور میں الله کی میراث میں رہتا ہوں۔ الله تعالیٰ نے اس چیز کا اپنی کتاب میں کیا ہے، فرمایا وَ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْیَةٍۭ بَطِرَتْ مَعِیْشَتَهَا ۚ فَتِلْكَ مَسٰكِنُهُمْ لَمْ تُسْكَنْ مِّنْۢ بَعْدِهِمْ اِلَّا قَلِیْلًا ؕ وَ كُنَّا نَحْنُ الْوٰرِثِیْنَ ﴿۵۸﴾ (القصص)

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد نے زہد میں اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابو صدیق ناجی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام بارش کے لیے دعا کرنے کے لیے لوگوں کو لے کر نکلے، آپ نے ایک چیونٹی کو دیکھا جو اپنی گدی کے بل لیٹی ہوئی تھی۔ اس نے اپنی ٹانگیں آسمان کی طرف کی ہوئی تھیں، وہ عرض کر رہی تھی: اے الله! میں تیری مخلوق میں سے ہوں، تیرے رزق کے بغیر ہمارے لیے کوئی غناء نہیں یا تو ہم پر بارش نازل کر دے یا ہمیں ہلاک کر دے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے لوگوں سے فرمایا: لوٹ جاؤ تم پر دوسروں کی دعا کے ساتھ بارش کر دی جائے گی۔ (1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو داؤد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام ایک روز جانوروں اور ایک روز لوگوں کے درمیان جھگڑوں کا فیصلہ فرماتے، ایک روز گائے آئی، اس نے دروازے کے حلقہ میں اپنا سینگ رکھ دیا۔ پھر یوں لوریاں دینے لگی جس طرح والدہ بچے کو لوریاں دیتی ہے۔ عرض کی: میں جوان تھی تو یہ لوگ مجھ سے بچے لیتے رہے اور کام لیتے رہے۔ پھر میں بوڑھی ہوگئی۔ اب انہوں نے مجھے ذبح کرنے کا ارادہ کر لیا ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا: اس پر احسان کرو اور اسے ذبح نہ کرو۔ پھر اس آیت کریمہ کی تلاوت کی۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے مستدرک میں حضرت جعفر بن محمد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو زمین کے مشارق و مغارب کی بادشاہت عطا کی گئی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام سات سو سال اور چھ ماہ تک بادشاہ رہے۔ آپ دنیا کی تمام چیزوں یعنی جنوں، انسانوں، جانوروں، پرندوں اور درندوں کے بادشاہ تھے۔ آپ کو ہر چیز اور ہر شے کی زبان کی تعلیم دی گئی تھی۔ آپ کے زمانہ میں عجیب و غریب کام کیے گئے یہاں تک کہ جب الله تعالیٰ نے ان کی روح قبض کرنے کا ارادہ فرمایا تو ان کی طرف وحی کی گئی کہ الله تعالیٰ کا عطا کردہ علم اور اس کی حکمت اپنے بھائی کو دے دو۔ حضرت داؤد کی اولاد میں سے چار سو اسی افراد انبیاء ہوئے۔ ان میں رسول کوئی نہ تھا۔ ذہبی نے کہا یہ باطل ہے۔ (2)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب کلام سلیمان بن داؤد، جلد 7، صفحہ 71 (34273)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 643 (4139)، دار الکتب العلمیہ بیروت

السلام کا لشکر سو فرسخ تک پھیلا ہوا تھا۔پچیس انسانوں کے،پچیس جنوں کے۔پچیس وحشی جانوروں کے اور پچیس فرسخ پرندوں کے۔لکڑی کے اوپر ان کے ایک ہزار شیشے کے گھر ہوتے،ان میں تین سو صریحہ اور سات سو پلنگ تھے۔آپ تیز آندھی کو حکم دیتے تو وہ اسے اٹھا لیتی۔آپ ہوا کو حکم دیتے تو وہ اسے لے کر چل پڑتی۔اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ میں نے تیرے ملک میں اضافہ کر دیا ہے کہ کوئی آدمی کوئی بات نہیں کرے گا مگر ہوا آئے گی اور تجھے آگاہ کرے گی۔(1)

امام عبد اللہ بن احمد نے زوائد زہد میں اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے ملک میں بنی اسرائیل کے ایک آدمی کے پاس سے گزرے جبکہ ہوا نے آپ کو اٹھا رکھا تھا۔جب اس آدمی نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو دیکھا تو کہا سبحان اللہ! آل داؤد کو بادشاہت عطا کی گئی ہے۔ہوا نے اس بات کو اٹھایا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے کان میں ڈال دیا۔حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا:اس آدمی کو میرے پاس لے آؤ۔اس آدمی کو آپ کی خدمت میں لایا گیا۔حضرت سلیمان علیہ السلام نے پوچھا تو نے کیا کہا ہے؟ تو اس نے بتایا:حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا:مجھے تیرے بارے میں فتنہ کا اندیشہ ہے۔قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے ہاں سبحان اللہ کا ثواب اس سے بڑھ کر ہے جو حضرت داؤد علیہ السلام کو عطا کیا گیا تھا۔اس نے کسان سے عرض کی:اللہ تعالیٰ تیرے غم کو دور فرمائے جس طرح تو نے میرے غم کو دور کیا ہے۔حضرت سلیمان علیہ السلام سفید رنگت والے،جسیم،سرخی مائل اور جہاد کرنے والے تھے جس بادشاہ کے بارے میں سنتے اس کے پاس آتے،اس سے جنگ کرتے اور اپنے زیر نگین کر لیتے۔آپ جنوں کو حکم دیتے جو آپ کے لیے شیشے کا گھر بناتے۔آپ جنگ کے جو آلات چاہتے اس میں رکھتے۔پھر آندھی کو حکم دیتے تو وہ اس مکان کو زمین سے اٹھا لیتی۔پھر خوشحالی کو حکم دیتے تو وہ آگے آگے رہتی جہاں آپ چاہتے۔

امام ابن منذر نے حضرت یحییٰ بن کثیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ سلیمان بن داؤد نے بنی اسرائیل سے کہا کیا میں آج تمہیں اپنے ملک کا بعض حصہ نہ دکھاؤں۔بنی اسرائیل نے کہا کیوں نہیں اے اللہ کے نبی! آپ نے فرمایا:اے ہوا! ہمیں اٹھا لے ہوا نے انہیں اٹھا لیا اور انہیں آسمان و زمین کے درمیان کر دیا۔پھر فرمایا:اے پرندو! ہمیں سایہ کر دو تو پرندوں نے اپنے پروں سے ایسا سایہ کیا کہ سورج دکھائی نہیں دیتا تھا۔فرمایا:اے بنی اسرائیل تم کونسا ملک دیکھتے ہو؟ بنی اسرائیل نے عرض کی:ہم عظیم ملک دیکھتے ہیں۔فرمایا ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ،لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ'' یہ قول میرے ملک اور دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔فرمایا:اے بنی اسرائیل! جو پوشیدہ اور ظاہر دونوں حالتوں میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے،غنا اور فقر دونوں حالتوں میں میانہ روی اختیار کرتا ہے،ناراضگی اور رضامندی کی حالت میں عدل کرتا ہے اور ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے تو اس کو بھی ایسی بادشاہت عطا کی جائے گی جیسی مجھے بادشاہت عطا کی گئی ہے۔

وَحُشِرَ لِسُلَيْمٰنَ جُنُوْدُهٗ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ﴿۱۷﴾

1۔مستدرک حاکم،جلد 2،صفحہ 644 (4141)،دار الکتب العلمیہ بیروت

''اورفراہم کیے گئے سلیمان علیہ السلام کے لیے لشکر جنوں، انسانوں اور پرندوں سے پس وہ نظم وضبط کے پابند ہیں۔''

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے تین ہزار کرسیاں بچھائی جاتی تھیں۔ انسانوں میں سے مومن آپ کے قریب بیٹھتے تھے۔ پھر آپ پرندوں کو حکم دیتے تو وہ ان کو سایہ کر لیتے۔ پھر آپ ہوا کو حکم دیتے تو وہ آپ کو اٹھالیتی۔ وہ بالیوں کے پاس سے گزرتے تو وہ اسے حرکت نہ دیتے۔

ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے یُوْزَعُوْنَ کا معنی یہ یدفعون نقل کیا ہے کہ انہیں روکا جاتا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ ان میں سے ہر جماعت پر ایک نگہبان معین کیا جاتا جو آگے جانے والوں کو پچھلوں کی طرف لوٹاتا تا کہ وہ آگے نہ چلے جائیں جس طرح بادشاہ کرتے ہیں۔(1)

امام طبرانی اور طستی رحمہما اللہ نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے آپ سے اس قول کے بارے میں پوچھا تو حضرت ابن عباس نے فرمایا: ان کے اگلوں کو پچھلوں پر روکا جاتا یہاں تک کہ پرندے سوجاتے۔ نافع نے پوچھا کیا عرب اسے جانتے ہیں؟ فرمایا کیا تو نے شاعر کا قول نہیں سنا:

وُزِعَتْ رَعِيْلُهَا بِاَقَبِّ نَهْدٍ إِذَا مَا الْقَوْمُ شَدُّوْا بَعْدَ خمس

ت''مقدمۃ الجیش کے گھوڑوں کو پتلی کمر والے مضبوط گھوڑے کے ساتھ روکا گیا جبکہ قوم نے خمس کے بعد شدید حملہ کیا''۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد اور ابورزین رحمہما اللہ سے اس کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اگلوں کو پچھلوں پر روکا جاتا۔(2)

عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر نے قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ان کے اگلوں کو پچھلوں کی طرف روکا جاتا۔(3)

حَتّٰۤى اِذَاۤ اَتَوْا عَلٰى وَادِ النَّمْلِ ۙ قَالَتْ نَمْلَةٌ يّٰۤاَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ ۚ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمٰنُ وَ جُنُوْدُهٗ ۙ وَ هُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝۱۸ فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا وَ قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْۤ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْۤ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَ عَلٰى وَالِدَيَّ وَ اَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَ اَدْخِلْنِيْ بِرَحْمَتِكَ فِيْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِيْنَ ۝۱۹

''یہاں تک کہ جب وہ گزرے چیونٹیوں کی وادی سے تو ایک چیونٹی کہنے لگی اے چیونٹیو! گھس جاؤ اپنی بلوں میں، کہیں کچل کر نہ رکھ دیں تمہیں سلیمان علیہ السلام اور ان کے لشکر اور انہیں معلوم ہی نہ ہو (کہ تم پر کیا گزر گئی) تو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 162، داراحیاء التراث العربی بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب کلام ابن رزین، جلد 7، صفحہ 154 (34919)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 162

سلیمان علیہ السلام ہنستے ہوئے مسکرادیئے اس کی بات سے اور عرض کرنے لگے: میرے مالک! مجھے توفیق دے تاکہ میں شکر ادا کروں تیری نعمت (عظمیٰ) کا جو تو نے مجھ پر فرمائی اور میرے والدین پر نیز (مجھے توفیق دے کہ) میں وہ نیک کام کروں جسے تو پسند فرمائے اور شامل کرلے مجھے اپنی رحمت کے باعث اپنے نیک بندوں میں۔"

امام ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے روایت نقل کی ہے کہ وادیٔ نمل سے مراد شام کی سرزمین میں ایک وادی ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ چیونٹی جس کی گفتگو کو حضرت سلیمان علیہ السلام نے سمجھا تھا اور وہ دو پروں والے پرندوں میں سے تھی۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو حضرت سلیمان علیہ السلام اس کی بات کو نہ پہچان سکتے۔

عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ چیونٹی پرندوں میں سے تھی۔(1)

امام بخاری نے اپنی تاریخ میں، ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے نوف سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سلیمان بن داؤد کے زمانہ میں چیونٹیاں مکھی کی مانند تھیں۔ ایک روایت میں امثال الذباب کی جگہ مثل الذباب ہے۔

عبد بن حمید نے حکم سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانے میں چیونٹیاں مکھیوں کی مانند تھیں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہوا کو حکم دیا کہ زمین میں مخلوقات میں سے کوئی بھی چیز گفتگو نہیں کرتی تھی مگر وہ ہوا اسے اٹھاتی اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے کان میں ڈالتی۔ اسی وجہ سے حضرت سلیمان علیہ السلام نے چیونٹی کی بات سن لی تھی۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے نماز میں مسکرانے کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے آیت پڑھی فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا فرمایا میں ضحک کے سوا تبسم کو نہیں جانتا۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اوزعنی کا معنی یہ نقل کیا ہے کہ مجھے الہام کر۔

عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن حاتم نے ابن زید سے یہ قول نقل کیا ہے کہ عِبَادِكَ الصّٰلِحِيْنَ سے مراد انبیاء اور مومنین ہیں۔

وَ تَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَالِيَ لَآ اَرَى الْهُدْهُدَ ۖ اَمْ كَانَ مِنَ الْغَآىِٕبِيْنَ ﴿٢٠﴾ لَاُعَذِّبَنَّهٗ عَذَابًا شَدِيْدًا اَوْ لَاَاذْبَحَنَّهٗٓ اَوْ لَيَاْتِيَنِّيْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿٢١﴾ فَمَكَثَ غَيْرَ بَعِيْدٍ فَقَالَ اَحَطْتُّ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ وَ جِئْتُكَ مِنْ سَبَاٍۭ بِنَبَاٍ يَّقِيْنٍ ﴿٢٢﴾ اِنِّيْ وَجَدْتُّ امْرَاَةً تَمْلِكُهُمْ وَ اُوْتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَّ لَهَا عَرْشٌ عَظِيْمٌ ﴿٢٣﴾ وَجَدْتُّهَا وَ قَوْمَهَا يَسْجُدُوْنَ

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 473 (2148)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب الرجل فی التبسم فی الصلوٰۃ، جلد 1، صفحہ 340 (3906)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُوْنَ ﴿۲۴﴾ اَلَّا يَسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ يَعْلَمُ مَا تُخْفُوْنَ وَ مَا تُعْلِنُوْنَ ﴿۲۵﴾ اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿۲۶﴾ قَالَ سَنَنْظُرُ اَصَدَقْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۲۷﴾ اِذْهَبْ بِّكِتٰبِيْ هٰذَا فَاَلْقِهْ اِلَيْهِمْ ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ فَانْظُرْ مَاذَا يَرْجِعُوْنَ ﴿۲۸﴾ قَالَتْ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَؤُا اِنِّيْۤ اُلْقِيَ اِلَيَّ كِتٰبٌ كَرِيْمٌ ﴿۲۹﴾ اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَ اِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳۰﴾ اَلَّا تَعْلُوْا عَلَيَّ وَ اْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ﴿۳۱﴾

''اور آپ نے (ایک روز) پرندوں کا جائزہ لیا تو فرمانے لگے: کیا وجہ ہے کہ مجھے (آج) ہدہد نظر نہیں آ رہا، یا وہ ہے ہی غیر حاضر۔ (اگر وہ غیر حاضر ہے) تو میں ضرور اسے سخت سزا دوں گا یا اسے ذبح ہی کر ڈالوں گا یا اسے لانا پڑے گی میرے پاس کوئی روشن سند۔ پس کچھ زیادہ دیر نہ گزری (کہ وہ آ گیا) اور کہنے لگا: میں ایک ایسی اطلاع لے کر آیا ہوں جس کی آپ کو خبر نہ تھی اور (وہ یہ کہ) میں لے آیا ہوں آپ کے پاس ملک سبا سے ایک یقینی خبر۔ میں نے پایا ایک عورت کو جو ان کی حکمران ہے اور اسے دی گئی ہر قسم کی چیز سے اور اس کا ایک عظیم (الشان) تخت ہے۔ میں نے پایا ہے اسے اور اس کی قوم کو کہ وہ سب سجدہ کرتے ہیں سورج کو سوائے اللہ تعالیٰ کے اور آراستہ کر دیے ہیں ان کے لیے شیطان نے ان کے (یہ مشرکانہ) اعمال پس اس نے روک دیا ہے انہیں (سیدھے) راستہ سے پس وہ ہدایت قبول نہیں کرتے۔ وہ کیوں نہ سجدہ کریں اللہ تعالیٰ کو جو نکالتا ہے پوشیدہ چیزوں کو آسمانوں اور زمین سے اور وہ جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو اور جو تم ظاہر کرتے ہو۔ اللہ تعالیٰ نہیں ہے کوئی معبود بجز اس کے وہ مالک ہے عرش عظیم کا۔ آپ نے فرمایا: ہم پوری تحقیق کریں گے اس بات کی کہ تو نے سچ کہا ہے یا تو بھی غلط بیانی کرنے والوں سے ہے۔ لے جا میرا یہ مکتوب اور پہنچا دے ان کی طرف پھر ہٹ کر کھڑا ہو جا ان سے اور دیکھ وہ ایک دوسرے سے کیا گفتگو کرتے ہیں۔ (خط پڑھ کر) ملکہ نے کہا: اے سرداران قوم! پہنچایا گیا ہے میری طرف ایک عزت والا خط۔ یہ سلیمان علیہ السلام کی طرف سے ہے اور وہ یہ ہے اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو رحمٰن (اور) رحیم ہے۔ تم لوگ غرور و تکبر نہ کرو میرے مقابلہ میں اور چلے آؤ میرے پاس

فرمانبردار بن کر۔"

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور حاکم نے مختلف سندوں سے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے پوچھا گیا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے پرندوں میں سے ہدہد کو کیسے تلاش کیا؟ حضرت ابن عباس نے فرمایا: کہ حضرت سلیمان علیہ السلام ایک جگہ اترے۔ ان کو یہ معلوم نہ تھا کہ پانی کہاں ہے۔ یہ ہدہد حضرت سلیمان علیہ السلام کو پانی کے بارے میں آگاہ کرتا تھا۔ آپ نے اس سے پوچھنے کا ارادہ کیا تو اسے نہ پایا۔ آپ (حضرت ابن عباس) سے عرض کی گئی: یہ کیسے ہوسکتا ہے جبکہ ہدہد کے لیے جال لگایا جاتا ہے جس پر مٹی ڈال دی جاتی ہے۔ بچہ ہدہد کے لیے پندہ لگاتا ہے پھر وہ بچہ غائب ہوجاتا ہے اور اس ہدہد کو شکار کر لیتا ہے؟ حضرت ابن عباس نے فرمایا: جب قضا آجاتی ہے تو نظر جاتی رہتی ہے۔

امام سعید بن منصور اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت یوسف بن ماہک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا ہے کہ نافع بن ازرق (صاحب ازارقہ) حضرت عبداللہ بن عباس کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ جب حضرت ابن عباس کوئی فتویٰ دیتے اور نافع خیال کرتے کہ فتویٰ درست نہیں تو کہتے ٹھہریے، آپ نے یہ فتویٰ کیسے دیا ہے اور کہاں سے لیا ہے؟ حضرت ابن عباس فرماتے: کیا وہ کذا کذا اوالامر چکا ہے یہاں تک کہ ایک دن حضرت ابن عباس نے ہدہد کا کیا اور فرمایا زمین میں وہ پانی کی دوری کا اندازہ کرسکتا ہے۔ ابن ازرق نے عرض کی: اے ابن عباس! ٹھہریے آپ یہ کیسے گمان کرسکتے ہیں کہ ہدہد زمین کے نیچے سے پانی کی دوری کو دیکھ سکتا ہے۔ جب اس کے لیے جال لگایا جاتا ہے اس پر مٹی ڈال دی جاتی ہے اور شکار کرلیا جاتا ہے؟ حضرت ابن عباس نے فرمایا: اگر یہ بات نہ ہوتی کہ یہ جائے گا اور یوں باتیں کرے گا تو میں اس سے کوئی بات نہ کرتا بیشک نظر اس وقت فائدہ دیتی ہے جب تک تقدیر نہ آئی ہو۔ جب تقدیر آجاتی ہے تو وہ آنکھ کے سامنے رکاوٹ بن جاتی ہے۔ ابن ازرق نے کہا: اس کے بعد میں آپ سے کسی بات میں جھگڑا نہیں کروں گا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام جب کسی جگہ پڑاؤ ڈالنے کا ارادہ کرتے تو ہدہد کو بلاتے تاکہ وہ پانی کے بارے میں آپ کو آگاہ کرے۔ جب آپ نے یہ کہا تھا یہاں جنوں نے چٹانیں کاٹیں تو ان کے گھر بنانے سے پہلے چشمے جاری ہوگئے۔ آپ نے پڑاؤ ڈالنے کا ارادہ کیا تو ہدہد کو تلاش کیا تو اسے نہ دیکھا تو فرمایا: کیا وجہ ہے میں ہدہد کو نہیں دیکھتا یا وہ غائب ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک جگہ پڑاؤ کا ارادہ کیا۔ آپ نے ہدہد کو بلایا وہ ہدہد جسے بلایا گیا تھا۔ وہ ہدہدوں کا سردار تھا۔ بلانے کی غرض یہ تھی کہ پانی کی دوری کو معلوم کیا جاسکے۔ ہدہد کو ایسی نظر دی گئی ہے جو کسی دوسرے پرندے کو نہیں دی گئی۔ ہمارے سامنے یہ بھی کیا گیا ہے کہ وہ زمین میں پانی کو اس طرح دیکھ سکتا ہے جیسے تم شیشے کے پیچھے سے تصویر دیکھ لیتے ہو۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے ہدہد کا نام عنبر تھا۔

امام عبدالرزاق، فریابی، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن منذر اور حاکم نے حضرت ابن عباس

رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ عَذَابًا شَدِیۡدًا سے مراد پروں کو اکھیڑ لینا ہے۔(1)

امام فریابی، ابن جریر اور عبد بن حمید رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ عَذَابًا شَدِیۡدًا سے مراد کہ اس کے تمام پر اکھیڑ لیے جائیں گے۔(2)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔(3)

امام ابن شیبہ، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس کے پر اکھیڑ دیے جائیں گے اور اسے دھوپ میں چیونٹیوں کے لیے پھینک دیا جائے گا۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت یزید بن رومان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام جو پرندوں کو سزا دیتے اس کا طریقہ یہ تھا کہ اس کے پر اکھیڑ لیے جاتے۔(4)

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بِسُلۡطٰنٍ مُّبِیۡنٍ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ میرے پاس صحیح سچی اور واضح خبر لائے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس کا معنی واضح عذر نقل کیا ہے۔(5)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: قرآن میں جہاں بھی سلطان کا لفظ آیا ہے اس سے مراد حجت ہے اور وہ آیت جو حضرت سلیمان علیہ السلام کے متعلق ہے اس میں معنی ہے کہ ہدہد کی کونسی دلیل ہوگی۔(6)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی کہ اللہ تعالیٰ نے ہدہد سے عذاب کو اس لیے دور کیا کیونکہ ہدہد اپنی والدہ کے ساتھ بہت نیک تھی۔

امام حکیم ترمذی اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے العظمۃ میں حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہدہد سے حضرت سلیمان علیہ السلام کا عذاب اس لیے دور کیا کیونکہ وہ اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنے والا تھا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اَحَطۡتُّ بِمَا لَمۡ تُحِطۡ بِهٖ کا یہ معنی نقل کیا ہے: میں ایسی چیز پر مطلع ہوا جس پر کوئی اور مطلع نہیں ہوا۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے سَبَاٍ کے متعلق یہ قول نقل کیا ہے کہ سَبَا یمن کا علاقہ ہے جسے مآرب کہتے اس کے اور صنعاء کے درمیان تین دنوں کی مسافت ہے۔ بِنَبَاٍ یَّقِیۡنٍ سے مراد یقینی خبر ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ سبا کی طرف بارہ نبی بھیجے گئے جن میں تبع بھی تھا۔

ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے مِنۡ سَبَاٍ کی قرات کی اور سَبَا کو علاقہ قرار دیا۔

1۔تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 166، دار احیاء التراث العربی بیروت　2۔ایضاً　3۔ایضاً، جلد 19، صفحہ 167　4۔ایضاً

5۔تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 474 (2154)، دار الکتب العلمیہ بیروت　6۔تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 168

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اسے پڑھا اور اسے مرد قرار دیا۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اِنِّیۡ وَجَدۡتُّ امۡرَاَۃً تَمۡلِکُہُمۡ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اس عورت کا نام بلقیس بنت ابی شبرہ تھا اور اس کے بہت زیادہ لمبے بال تھے۔(1)

ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری سے روایت نقل کی ہے کہ امۡرَاَۃً سے مراد بلقیس بنت شراحیل جو ملک سبا کی ملکہ تھی۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی کہ وہ ایک عورت تھی جس کا نام بلقیس بنت شراحیل تھا جس کے والدین میں سے ایک جن تھا۔ اس کے دو قدموں میں سے ایک پچھلا حصہ چوپائے کے کھر کی مانند تھا وہ اپنی مملکت کے کمرے میں تھی۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت زہیر بن محمد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ عورت بلقیس بنت شراحیل بن مالک بن ریان تھی۔ اس کی والدہ فارعہ جنوں میں سے تھی۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن جریج سے روایت نقل کی ہے کہ وہ عورت بلقیس بنت ابی شرح تھی۔ اس کی ماں بلقہ تھی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ عورت ملک سبا کی ملکہ تھی اس کا نام لیلیٰ تھا۔ سبا یمن میں ایک شہر ہے اور بلقیس حمیریہ تھی۔

امام ابن جریر اور ابو الشیخ نے العظمہ میں، ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ملکہ بلقیس کے والدین میں سے ایک جن تھا۔(3)

امام عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ کیا گیا کہ ملکہ سبا یمن میں ایک عورت تھی، وہ ملک کے ایک گھر میں رہتی تھی جسے بلقیس بنت شراحیل کہتے۔ اس کے گھر والے فوت ہوگئے تو اس کی قوم نے اسے بادشاہ بنالیا۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ سبا کی ملکہ کی والدہ جنیہ تھی۔(4)

امام حکیم ترمذی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت عثمان بن حاضر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ام بلقیس جنوں کی ایک عورت تھی جسے بلقمہ بنت شیصان کہا جاتا۔(5)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے ملکہ سبا کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا اس کے والدین میں سے ایک جنوں میں سے تھا اور کہا جنوں میں توالد نہیں ہوتا یعنی انسانوں میں سے

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ما اعطی اللہ سلیمان بن داؤد، جلد 6، صفحہ 337 (31859)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 475 (2155)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 174

4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ما اعطی اللہ سلیمان بن داؤد، جلد 6، صفحہ 337 (31860)

5۔ نوادر الاصول، صفحہ 243، دار صادر بیروت

ایک عورت جنوں میں سے کسی مرد کا بچہ نہیں جنتی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی بیوی کے بارہ ہزار چھوٹے بادشاہ تھے اور ہر بادشاہ کے زیر نگین ایک لاکھ افراد تھے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سے مراد اس علاقہ کی ہر چیز ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سفیان ثوری سے یہ روایت نقل کی ہے کہ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سے مراد دنیا کی تمام اقسام ہیں۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عَرْشٌ عَظِيْمٌ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ سونے کا بنا ہوا عظیم پلنگ، جس کے پائے جواہرات اور موتیوں کے تھے، بہت اچھی بناوٹ اور انتہائی قیمتی تھا۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت زہیر بن محمد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس عرش سے مراد سونے کا پلنگ، جس کی دونوں جانبیں یاقوت اور زبرجد سے سجی ہوئی تھیں جس کی لمبائی آٹھ ہاتھ اور چوڑائی چالیس ہاتھ تھی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت یزید بن رومان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس کے کمرے میں ایک سوراخ تھا۔ جب سورج طلوع ہوتا تو وہ سورج کی طرف دیکھتی تو اسے سجدہ کرتی۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے يُخْرِجُ الْخَبْءَ کا یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ وہ زمین وآسمان میں ہر چھپی ہوئی چیز سے آگاہ ہے۔

فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابی حاتم نے مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الْخَبْءَ کا معنی غیب ہے۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الْخَبْءَ کا معنی راز ہے۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الْخَبْءَ سے مراد پانی ہے۔

ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابوالشیخ نے العظمہ میں حکیم بن جابر سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد بارش ہے۔(4)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے آیت کی تفسیر میں کہ الْخَبْءَ فِي السَّمٰوٰتِ سے مراد یہ ہے کہ تمام قسم کے رزق، آسمان سے بارش اور زمین کی نباتات ہے۔(5)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے سَنَنْظُرُ اَصَدَقْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک مکتوب لکھ کر اس کے ساتھ بھیجا۔ اسے حکم دیا کہ اس خط کو ان پر پھینکنا۔ پھر ان کے قریب ہی رہنا۔ پھر دیکھنا وہ کیا جواب دیتے ہیں وہ خط لے گیا۔ جب وہ اس کے تخت کے درمیان پہنچا تو خط اس پر پھینک دیا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 170، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 172

3۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 476 (2156)، دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 172 (مفہوم) 5۔ ایضاً

درباری نے وہ خط اسے پڑھ کر سنایا تو اس میں یہ لکھا ہوا تھا اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ملک سبا کی ملکہ جب سوتی تو تمام دروازے بند کردیتی چابیاں لے لیتی اور انہیں اپنے سر کے نیچے رکھ لیتی۔ جب دروازے بند کردیے گئے اور وہ اپنے بستر پر لیٹ گئی تو اس کے پاس ہدہد آیا یہاں تک کہ وہ اس کے کمرے کے سوراخ سے داخل ہوا تو اس نے خط اس کے پیٹ اور رانوں کے درمیان پھینک دیا۔ اس نے خط اٹھایا، اسے پڑھا۔ اس نے کہا: اے سردارو! مجھ پر ایک معزز خط پھینکا گیا ہے۔ وہ کہتی اس میں جو کچھ ہے وہ بہت اچھا ہے۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ معنی نقل کیا ہے: وہ خط سر بمہر ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت زہیر بن محمد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: وہ یہ ارادہ کررہی تھی کہ وہ خط سر بمہر ہے۔ بادشاہ اسی طرح اپنے خطوط پر مہر لگاتے اور باہم خطوط مہر کے بغیر جائز نہ سمجھتے۔

امام ابن منذر نے ابن جریج سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسی چیز کا ذکر کیا ہے جتنا انہوں نے گمان کیا تھا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت یزید بن رومان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے مکتوب پر یہ لکھوایا تھا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مِنْ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوٗدَ اِلٰى بِلْقِيْسَ بِنْتِ ذِىْ شَرْحٍ وَّقَوْمِهَا'' یہ خط سلیمان علیہ السلام کی جانب سے بلقیس بنت ذی شرح کی جانب ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے مجاہد سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سلیمان بن داؤد نے ملکہ سبا کی طرف خط لکھا جس میں تھا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ یہ خط اللہ کے بندے سلیمان بن داؤد کی جانب سے بلقیس ملکہ سبا کی طرف ہے، جو ہدایت کی پیروی کرے اس کے لیے سلامتی ہے۔ امابعد مجھ پر غلبہ کی خواہش نہ رکھو۔ میرے پاس اطاعت کرتے ہوئے حاضر ہو جاؤ۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملکہ سبا کو جو خط لکھا تھا اس میں وہی کچھ تھا جو تم قرآن حکیم میں پڑھتے ہو۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے لَا تعلوا علیی کا معنی یہ کیا تم میری مخالفت نہ کرو۔ میرے پاس اطاعت کرتے ہوئے آؤ۔ انبیائے کرام اس طرح خوبصورت خط لکھا کرتے تھے، وہ طلب کرتے اور زیادہ کلام نہ کرتے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت سفیان بن منصور سے روایت نقل کی ہے کہ یہ بات کہی جاتی کہ حضرت سلیمان بن داؤد تمام لوگوں سے زیادہ بلیغ خط لکھنے والے اور کم گفتگو کرنے والے تھے۔ پھر انہوں نے اسی آیت کی تلاوت کی۔

امام عبد الرزاق، ابن سعد، ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت امام شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ دور جاہلیت میں لوگ بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ لکھا کرتے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ابتدا میں بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ لکھوایا یہاں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 174، دار احیاء التراث العربی بیروت

تک کہ یہ آیت نازل ہوئی تو آپ نے بسم اللہ لکھا پھر سورۃ بنی اسرائیل کی آیت قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ (بنی اسرائیل:110) نازل ہوئی تو آپ نے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ لکھنے کا حکم دیا پھر یہ آیت نازل ہوئی تو آپ نے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ لکھنے کا حکم ارشاد فرمایا۔(1)

امام ابو عبید رحمہ اللہ نے فضائل میں حضرت حرث عکلی سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے امام شعبی نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں کیسے خط لکھا کرتے تھے؟ میں نے کہا بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ کہا یہ وہ پہلا خط ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھوایا، جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ نے چاہا یہ سلسلہ چلتا رہا۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَ مُرْسٰىهَا (ہود:41) تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بسم اللہ لکھوایا۔ یہ سلسلہ چلتا رہا جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ نے چاہا پھر یہ آیت نازل ہوئی قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ (اسراء:110) تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بسم اللہ الرحمٰن لکھوایا۔ یہ سلسلہ چلتا رہا جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ نے چاہا پھر یہ آیت نازل ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ لکھوایا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت میمون بن مہران رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لکھواتے بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی۔

امام عبد الرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ پہلے لوگ بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ لکھا کرتے یہاں تک یہ آیت نازل ہوئی۔(2)

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے مراسیل میں حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پہلے بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ لکھوایا کرتے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ لکھوایا۔

امام ابو عبید نے فضائل میں اور ابن ابی شیبہ رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسریٰ، قیصر اور نجاشی کے طرف خطوط لکھوائے اما بعد! آؤ ایسی بات کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے کہ ہم صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں، اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ہم میں سے بعض بعض کو اپنا رب نہ بنائیں، اگر وہ روگردانی کریں تو تم کہو گواہ رہنا ہم مسلمان ہیں۔ جب قیصر کو خط پہنچا تو اس نے کہا میں نے حضرت سلیمان بن داؤد کے بعد کسی کو نہیں دیکھا کہ اس نے یہ لکھا ہو: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

قَالَتْ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَفْتُوْنِيْ فِيْۤ اَمْرِيْ ۚ مَا كُنْتُ قَاطِعَةً اَمْرًا حَتّٰى تَشْهَدُوْنِ ﴿۳۲﴾ قَالُوْا نَحْنُ اُولُوْا قُوَّةٍ وَّ اُولُوْا بَاْسٍ شَدِيْدٍ ۙ۬ وَّ الْاَمْرُ اِلَيْكِ فَانْظُرِيْ مَاذَا تَاْمُرِيْنَ ﴿۳۳﴾ قَالَتْ اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا وَ جَعَلُوْۤا اَعِزَّةَ اَهْلِهَاۤ اَذِلَّةً ۚ وَ كَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ﴿۳۴﴾ وَ اِنِّيْ

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 477 (2158)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 476 (2157)

مُرْسِلَةٌ اِلَيْهِمْ بِهَدِيَّةٍ فَنٰظِرَةٌۢ بِمَ يَرْجِعُ الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۳۵﴾ فَلَمَّا جَآءَ سُلَيْمٰنَ قَالَ اَتُمِدُّوْنَنِ بِمَالٍ ۫ فَمَاۤ اٰتٰىنِۦَ اللّٰهُ خَيْرٌ مِّمَّاۤ اٰتٰىكُمْ ۚ بَلْ اَنْتُمْ بِهَدِيَّتِكُمْ تَفْرَحُوْنَ ﴿۳۶﴾ اِرْجِعْ اِلَيْهِمْ فَلَنَاْتِيَنَّهُمْ بِجُنُوْدٍ لَّا قِبَلَ لَهُمْ بِهَا وَلَنُخْرِجَنَّهُمْ مِّنْهَاۤ اَذِلَّةً وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ﴿۳۷﴾ قَالَ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَيُّكُمْ يَاْتِيْنِيْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ يَّاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ﴿۳۸﴾ قَالَ عِفْرِيْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ ۚ وَ اِنِّيْ عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ اَمِيْنٌ ﴿۳۹﴾ قَالَ الَّذِيْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ ؕ فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ ۫ لِيَبْلُوَنِيْۤ ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ ؕ وَمَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَ مَنْ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّيْ غَنِيٌّ كَرِيْمٌ ﴿۴۰﴾ قَالَ نَكِّرُوْا لَهَا عَرْشَهَا نَنْظُرْ اَتَهْتَدِيْۤ اَمْ تَكُوْنُ مِنَ الَّذِيْنَ لَا يَهْتَدُوْنَ ﴿۴۱﴾ فَلَمَّا جَآءَتْ قِيْلَ اَهٰكَذَا عَرْشُكِ ؕ قَالَتْ كَاَنَّهٗ هُوَ ۚ وَ اُوْتِيْنَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا وَ كُنَّا مُسْلِمِيْنَ ﴿۴۲﴾ وَ صَدَّهَا مَا كَانَتْ تَّعْبُدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهَا كَانَتْ مِنْ قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ ﴿۴۳﴾ قِيْلَ لَهَا ادْخُلِي الصَّرْحَ ۚ فَلَمَّا رَاَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَّ كَشَفَتْ عَنْ سَاقَيْهَا ؕ قَالَ اِنَّهٗ صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِيْرَ ۬ قَالَتْ رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَ اَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۴﴾

"ملکہ نے کہا اے سرداران قوم! مجھے مشورہ دو میرے اس معاملہ میں۔ میں کوئی حتمی فیصلہ نہیں کیا کرتی جب تک تم موجود نہ ہو۔ وہ کہنے لگے ہم بڑے طاقتور اور سخت جنگجو ہیں اور فیصلہ کرنا آپ کے اختیار میں ہے آپ غور کر لیں کہ آپ کیا حکم دینا چاہتی ہیں۔ ملکہ نے کہا: اس میں شک نہیں کہ بادشاہ جب داخل ہوتے ہیں کسی بستی میں تو

اسے برباد کر دیتے ہیں اور بنا دیتے ہیں وہاں کے معزز شہریوں کو ذلیل اور یہی ان کا دستور ہے (اس لیے جنگ کرنا قرین دانشمندی نہیں) اور میں بھیجتی ہوں ان کی طرف ایک تحفہ پھر دیکھوں گی کہ قاصد کیا جواب لے کر لوٹتے ہیں۔ سو جب قاصد آپ کے پاس (ہدیہ لے کر) آیا تو آپ نے فرمایا: کیا تم لوگ مال سے میری مدد کرنا چاہتے ہو (سنو) جو عطا فرمایا ہے مجھے اللہ تعالیٰ نے وہ بہتر ہے اس سے جو تمہیں دیا ہے بلکہ تم تو اپنے ہدیہ پر پھولے نہیں سمارہے (گویا کوئی بڑی نادر چیز لائے ہو) تو واپس چلا جا ان کے پاس اور ہم آرہے ہیں ان کی طرف ایسے لشکر لے کر جن کے مقابلہ کی ان میں تاب نہیں اور ہم یقیناً نکال دیں گے انہیں اس شہر سے ذلیل کر کے اور وہ خود رسوا ہو چکے ہوں گے۔ آپ نے فرمایا: اے (میرے) درباریو! کون تم سے لے آئے گا میرے پاس اس کے تخت کو اس سے پہلے کہ وہ آجائیں میری خدمت میں فرمانبردار بن کر۔ عرض کی: ایک عفریت نے جنات میں سے (حکم ہو تو) میں لے آتا ہوں آپ کے پاس اسے پیش ازیں کہ آپ کھڑے ہوں اپنی جگہ سے اور بیشک میں اسے اٹھانے کی طاقت بھی رکھتا ہوں (اور) امین بھی ہوں۔ عرض کی اس نے جس کے پاس کتاب کا علم تھا (اجازت ہو تو) میں لے آتا ہوں اسے آپ کے پاس اس سے پہلے کہ آپ کی آنکھ جھپکے۔ پھر جب آپ نے اسے دیکھا کہ وہ رکھا ہوا ہے آپ کے نزدیک فرمانے لگے یہ میرے رب کا فضل (وکرم) ہے تاکہ وہ آزمائے مجھے کہ آیا میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری اور جس نے شکر کیا تو وہ شکر کرتا ہے اپنے بھلے کے لیے اور جو ناشکری کرتا ہے (وہ اپنا نقصان کرتا ہے) بلاشبہ میرا رب غنی بھی ہے (اور) کریم بھی۔ آپ نے حکم دیا شکل بدل دو اس کے لیے اس کے تخت کی ہم دیکھتے ہیں کہ وہ حقیقت پر آگاہ ہوتی ہے یا ہو جاتی ہے ان لوگوں میں سے جو حقیقت کو نہیں پہنچانتے۔ سو جب وہ آئی تو اس سے پوچھا گیا کیا تیرا تخت ایسا ہی ہے۔ کہنے لگی یہ تو ہو بہو وہی ہے۔ اور ہمیں اطلاع مل گئی تھی اس واقعہ کی اس سے پہلے اور ہم تو فرمانبردار بن کر حاضر ہوئے ہیں۔ اور روک رکھا تھا اسے (ایمان لانے سے) ان بتوں نے جن کی وہ عبادت کیا کرتی تھی اللہ تعالیٰ کے سوا۔ بیشک وہ قوم کفار سے تھی۔ اسے کہا گیا کہ اس محل میں داخل ہو جاؤ۔ پس جب اس نے دیکھا اس (کے بلوریں فرش) کو تو اس نے خیال کیا کہ یہ گہرا پانی ہے اور اس نے کپڑا اٹھالیا اپنی دونوں پنڈلیوں سے۔ آپ نے فرمایا (یہ پانی نہیں) یہ چمکدار محل ہے بلور کا بنا ہوا (اس کی آنکھیں کھل گئیں) کہنے لگی اے میرے رب! میں (آج تک) ظلم ڈھاتی رہی اپنی جان پر اور (اب) ایمان لائی ہوں سلیمان کے ساتھ اس پر جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے۔"

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ملکہ بلقیس نے اپنی مملکت کے سرداروں کو جمع کیا اور ان سے اس معاملہ میں مشورہ کیا۔ ان سرداروں اور اس کی رائے یہ ہوئی کہ وہ حضرت سلیمان علیہ السلام سے جنگ کریں گے۔ وہ (اپنے لشکر کے ساتھ) چلی۔ جب وہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے ملک کے قریب پہنچی تو اس نے

باطن سے پہلے دھویا اور لونڈیوں نے باطن کو ظاہر سے پہلے دھویا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ملکہ بلقیس نے کہا تھا اگر اس نے ہدیہ قبول کر لیا تو بادشاہ ہے۔ تو اس سے اپنے ملک کا دفاع کرنے کے لیے اس سے جنگ کرو۔ اگر وہ ہدیہ قبول نہ کرے تو وہ نبی ہے۔ اس سے جنگ کرنے کی تم میں طاقت نہیں۔ ملکہ بلقیس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف ہدیہ بھیجا۔ غلام، لونڈیوں کی شکل وصورت اور زیورات میں تھیں۔ اور لونڈیاں غلاموں کی ہیئت اور لباس میں تھیں۔ اس نے مزید سونے کی اینٹیں اور مختلف قسم کے سوراخ نکالے ہوئے گھونگے بھی بھیجے۔ ایک پیالہ بھیجا اور یہ سب کچھ اس لیے بھیجا تا کہ اس کی حقیقت کو جانے۔ جب تحفے حضرت سلیمان علیہ السلام تک پہنچے تو آپ نے جنوں کو حکم دیا تو انہوں نے شہر کی اینٹوں اور اس کی دیواروں کو سونے اور چاندی کا پانی چڑھا دیا۔ جب ملکہ بلقیس کے قاصدوں نے یہ دیکھا تو کہا ہم ان لوگوں کے علاقوں میں سونے کی اینٹوں کو کہاں لے جائیں گے جبکہ ان کی دیواریں سونے اور چاندی کی ہیں۔ انہوں نے سونے کی اینٹیں اپنے پاس روک لیں اور باقی ماندہ چیزیں آپ کی خدمت میں پیش کر دیں۔ اور کہا ہمارے لیے لونڈیوں میں سے غلاموں کو الگ کر دو۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے انہیں وضو کرنے کا حکم دیا۔ انہوں نے وضو کیا۔ اس طرح لونڈیوں سے غلاموں کو الگ کر دیا۔ جہاں تک لونڈیوں کا تعلق تھا انہوں نے اپنے ہاتھ پر پانی انڈیلا۔ جہاں تک غلاموں کا تعلق ہے انہوں نے چلو بھرا۔ انہوں نے کہا ان گھونگھوں میں دھاگہ داخل کر دو۔ آپ نے باریک سانپ کو بلایا۔ اس کے ساتھ دھاگہ باندھا اور ان میں داخل کر دیا۔ وہ سانپ ان گھونگھوں میں گھوما پھرا یہاں تک کہ دوسری جانب نکل گیا۔ انہوں نے عرض کی: اس پیالے کو پانی سے بھر دو جو پانی نہ زمین کا ہو نہ آسمان کا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے گھوڑا لانے کا حکم دیا۔ اسے دوڑایا گیا یہاں تک کہ وہ رک گیا تو آپ نے اس کا پسینہ پوچھنے کا حکم دیا تو اسے پیالے میں ڈالا اور اسے بھر دیا۔ جب قاصد واپس آئے تو انہوں نے ملکہ سبا کو بتایا کہ سلیمان علیہ السلام نے تحائف واپس کر دیے ہیں۔ اس نے ایک وفد ترتیب دیا۔ اس نے اپنے تخت کے بارے میں حکم دیا۔ اسے سات کمروں کے اندر کھا گیا اور سب کے تالے لگا دیے۔ اس نے چابیاں خود لے لیں۔ جب حضرت سلیمان علیہ السلام کو وہ خبر پہنچی جو اس نے اپنے تخت کے بارے میں انتظام کیا تھا تو اس وقت آپ نے ارشاد فرمایا تھا اَیُّکُمْ یَاْتِیْنِیْ بِعَرْشِهَا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت زہیر بن محمد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام سے فرمایا گیا تھا میرے پاس جنوں اور انسانوں کا ایسا لشکر لے آؤ جس کی ابتدا اور انتہا نہ ہو۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو صالح سے لَا قِبَلَ لَهُمْ بِهَا کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ جن کی وہ تاب نہ لا سکیں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت سلیمان علیہ السلام کو یہ خبر پہنچی کہ وہ یہاں آ گئی ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے اس کے عرش کا ذکر کیا گیا تھا جس نے آپ کو تعجب میں ڈال دیا تھا جبکہ اس کا عرش سونے کا، اس کے پائے موتیوں اور جواہرات کے تھے جو ریشم اور دیباج میں چھپا ہوا تھا جس پر سات دروازے بند ہوتے تھے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہ ناپسند کیا کہ وہ اسی تخت کو ان کے

اسلام لانے کے بعد لیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت سلیمان علیہ السلام اس بات کا علم رکھتے تھے کہ جب لوگ اسلام قبول کر لیں تو ان کے مال ان کے خونوں کے ساتھ حرام ہو جاتے ہیں۔ تو آپ نے یہ پسند کیا کہ یہ تخت ان کے اسلام لانے سے پہلے لایا جائے۔ تو آپ نے اس کے لانے کے بارے میں ارشاد فرمایا تھا۔(1)

امام فریابی، ابن بی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ عرش سے مراد وہ چار پائی ہے جو آراستہ و مزین تخت میں ہے۔(2)

ابن منذر نے علی کے واسطہ سے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ مسلمین کا معنی اطاعت کرنے والے کیا ہے۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جنوں میں سے ایک سرکش جن نے کہا اور مَّقَامِكَ سے مراد بیٹھنے کی جگہ ہے۔(3)

عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے ابو صالح سے روایت نقل کی ہے کہ عفریت سے مراد عظیم ہے گویا وہ پہاڑ تھا۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت شعیب جبائی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ عِفْرِيْتٌ کا نام کوزن تھا۔(4)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت یزید بن رومان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ عِفْرِيْتٌ کا نام کوزی تھا۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ عِفْرِيْتٌ مِّنَ الْجِنِّ سے مراد صخر جنی ہے۔ وہ اس کے اٹھانے کی طاقت رکھتا ہے اور جو اس کے پاس امانت رکھی جائے اس میں امین ہے۔(5)

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مِنْ مَّقَامِكَ سے مراد من مجلسك ہے۔(6)

امام ابن ابی حاتم نے زہیر بن محمد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مَّقَامِكَ سے مراد مجلسك سے جس میں آپ فیصلہ کے لیے بیٹھتے ہیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام جب اپنی مجلس میں فیصلہ کے لیے بیٹھتے تو سورج کے زوال سے پہلے نہیں اٹھتے تھے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما یہ قول نقل کیا ہے کہ عَلَيْهِ سے مراد اس کے جوہر پر ہے۔

ابن ابی شیبہ اور ابن منذر نے مجاہد سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جب عفریت نے یہ عرض کی تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا: میں اس سے بھی تیزی کا ارادہ کرتا ہوں تو ایک صاحب علم نے کہا تو تخت زمین کے ایک سوراخ سے باہر نکل آیا۔(7)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حماد بن سلمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابی بن کعب کے مصحف میں دیکھا وَاِنِّىْ عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ اَمِيْنٌ تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا میں اس سے بھی جلدی کا ارادہ رکھتا ہوں۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 163، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 184

4۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 185 5۔ ایضاً

6۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ما اعطی اللہ سلیمان بن داؤد، جلد 6، صفحہ 337 (31855)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

7۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 336 (31854)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے: عِنۡدَهٗ عِلۡمٌ مِّنَ الۡكِتٰبِ سے مراد آصف برخیا ہے جو حضرت سلیمان علیہ السلام کا کاتب تھا۔

امام ابن ابی حاتم نے یزید بن رومان سے روایت نقل کی ہے کہ وہ آصف بن برخیا تھا۔ وہ صدیق تھا اور اسم اعظم جانتا تھا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس کا نام اسطوم تھا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن لہیعہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد حضرت خضر علیہ السلام ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت زہیر بن محمد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ ایک انسان تھا جسے ذوالنور کہتے۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ آصف بن برخیا بن مشعیا بن منکیل تھا۔ اس کی ماں کا نام باطورا تھا جو بنی اسرائیل سے تعلق رکھتی تھی۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس کا نام تملیخ تھا۔(1)

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ عِلۡمٌ مِّنَ الۡكِتٰبِ سے مراد اسم اعظم ہے۔ جب اس کے واسطہ سے دعا کی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس دعا کو قبول فرماتا ہے: وہ یاذاالجلال والاکرام ہے۔(2)

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے قَبۡلَ اَنۡ يَّرۡتَدَّ اِلَيۡكَ طَرۡفُكَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے: لگاتار دیکھنا یہاں تک کہ تیری نظر نامراد لوٹے۔(3)

امام ابو عبید، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود کی قرأت میں ہے قَالَ الَّذِیۡ عِنۡدَهٗ عِلۡمٌ مِّنَ الۡكِتٰبِ اَنَا اَنۡظُرُ فِیۡ كِتَابِ رَبِّیۡ ثُمَّ اٰتِيۡكَ بِهٖ قَبۡلَ اَنۡ يَّرۡتَدَّ اِلَيۡكَ طَرۡفُكَ کہا اس عالم نے گفتگو کی تو وہ تخت زمین کے نیچے ایک سوراخ میں داخل ہو گیا یہاں تک کہ وہ ان کی طرف نکل آیا۔(4)

ابن ابی شیبہ اور ابن منذر نے حضرت سعید بن جبیر سے روایت نقل کی ہے کہ آصف نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے عرض کی: آسمان کی طرف دیکھو ابھی آپ نے آنکھ نہ جھپکی تھی یہاں تک کہ وہ اس عرش کو لے آیا اور آپ کے سامنے رکھ دیا۔(5)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت زہری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: جس کے پاس کتاب کا علم تھا اس کی دعا یہ تھی: اے ہمارے معبود! اے ہر شے کے معبود! اے لاشریک معبود! تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ میرے پاس اس کا عرش لے آ۔ کہا اس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے اس عرش کی مثال رکھ دی۔(6)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 185، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 186
3۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 187
4۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 186
5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 337 (31857)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 186

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن عساکر رحمہم اللہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ملکہ سبا کا عرش زمین وآسمان کے درمیان نہیں چلا تھا بلکہ اس کے لیے زمین لپٹ گئی تھی۔ تو وہ زمین کے نیچے نیچے چلا تھا یہاں تک کہ حضر ت سلیمان علیہ السلام کے سامنے ظاہر ہوا تھا۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابن سابط رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس نے اسم اعظم کے وسیلہ سے دعا کی تھی۔ وہ اس تخت میں داخل ہوا۔ اس کے لیے زمین میں سوراخ ہو گیا یہاں تک کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے چشمہ کی صورت میں ابل پڑا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ایک اسم کے واسطہ سے دعا کی تو ملکہ بلقیس کا عرش اس کی آنکھوں کے سامنے اٹھایا گیا تھا۔ وہ اس نام کو نہیں جانتے تھے۔ وہ اسم حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے مخفی رکھا گیا تھا جو آپ کو عطا کیا گیا ہے۔ وہ اس سے کئی گنا بڑھ کر تھا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ بنی اسرائیل کا ایک آدمی تھا جو اسم اعظم جانتا تھا۔ اس کے وسیلہ سے جب دعا کی جائے تو اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے۔ جب اس کے واسطہ سے سوال کیا جائے تو عطا کیا جاتا ہے۔ ارتداد طرف کا مطلب یہ ہے کہ آدمی اپنی نظر سے وہاں تک دیکھے جہاں تک اس کی نظر جا سکتی ہے۔ پھر وہ اپنی نظر لوٹائے اس نے دعا کی جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے تخت کو اپنے سامنے پڑا ہوا دیکھا تو گھبرا گئے اور کہا کیا میرے علاوہ ایسا شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کے ہاں مجھ سے زیادہ قدر و منزلت والا ہے۔

امام جریر اور ابن منذر نے ابن جریج سے روایت نقل کی ہے کہ جب آپ کی خدمت میں تخت پیش کر دیا گیا تو اس وقت کہا **هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ ۖ لِيَبْلُوَنِيْٓ** تا کہ وہ مجھے آزمائے کہ جب عرش میرے پاس لایا جا چکا ہے تو اس پر میں اللہ تعالیٰ کا شکر کروں یا جب میں نے یہ دیکھا کہ جو دنیا میں مجھ سے رتبہ میں کم ہے اور علم میں بڑھ کر ہے اس پر اللہ تعالیٰ کی ناشکری کروں۔(2)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ جو ارشاد ہے: نَكِّرُوْا لَهَا **عَرْشَهَا** کہا کہ اس تخت میں کچھ کمی اور اضافہ کر دیا گیا تا کہ اس کی عقل کو پرکھا جائے تو اس عورت کو ثابت عقل والا پایا گیا۔

فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس کے انکار بتانے سے مراد یہ ہے کہ اس کے نیچے والے حصہ کو اوپر والا حصہ بنا دیا جائے۔ اس کا اگلا حصہ پچھلا حصہ بنا دیا جائے۔ اس میں اضافہ اور کمی کر دی جائے۔ جب ملکہ بلقیس پہنچی تو اس سے کہا گیا کیا تیرا تخت بھی اسی جیسا تھا۔ تو اس نے جواب دیا گویا یہ وہی ہے۔ ملکہ بلقیس نے اس موجود تخت کو اس تخت سے تشبیہ دی۔ وہ اس تخت کو پیچھے چھوڑ آئی تھی اور اسے اب اپنے سامنے پایا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب وہ داخل ہوئی جبکہ اس کا

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 336 (31854)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 189، دار احیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 190 4۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 191

بدلا جا چکا تھا۔ اس تخت کے زیورات اور فرش دوسری جگہ رکھ دیا گیا تھا۔ مقصود یہ تھا کہ اس تخت کو اس پر مشتبہ کر دیں۔ اس سے پوچھا گیا کیا تیرا فرش بھی ایسا ہی تھا تو وہ نعم کہنے سے گھبرا گئی۔ لوگ اسے کہتے اس کے زیورات اور پردے تو ایسے نہ تھے۔ وہ یہ کہنے سے بھی گھبراتی کہ یہ وہ نہیں ہے۔ اسے کہا جاتا یہ وہی ہے مگر ہم نے اس کو تبدیل کر دیا ہے۔ تو اس نے کہا گویا وہی ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت زہیر بن محمد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کہا کرتے تھے ہمیں اللہ تعالیٰ کی معرفت اور اس کی توحید عطا کی گئی۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام یہ کہا کرتے تھے: وَ صَدَّهَا مَا كَانَتْ تَّعْبُدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ کی تفسیر میں یہ کہا کہ اسے حق کی طرف ہدایت پانے سے اللہ کی قضا نے روکے رکھا بتوں نے نہیں۔ اور صرح سے مراد پانی کا ایک تالاب تھا جس پر حضرت سلیمان علیہ السلام نے شیشے کا فرش لگوایا تھا۔ ملکہ بلقیس کے جسم پر بال تھے اس کے قدم ایسے تھے جیسے گدھے کے کھر ہوتے ہیں۔ اس کی ماں جنوں کی نسل سے تعلق رکھتی تھی۔ (1)

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ صرح شیشے کا تھا۔ اس میں مچھلیوں کی تصویریں تھیں۔ جب ملکہ بلقیس نے اسے دیکھا اور اسے کہا گیا اس تالاب میں داخل ہو جاؤ۔ تو اس نے اپنی پنڈلی سے کپڑا اٹھا لیا۔ اس نے گمان کیا کہ یہ پانی ہے۔ مُّمَرَّدٌ کا معنی طویل ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ملکہ بلقیس کی شکل و صورت کی تعریف کی گئی تھی تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہ پسند کیا کہ اس کی پنڈلیوں کو دیکھیں۔ تو اسے کہا گیا اس میں داخل ہو جاؤ۔ جب بلقیس نے اسے دیکھا تو گمان کیا کہ یہ تو پانی ہے۔ تو اس نے اپنی پنڈلیوں سے کپڑا اٹھا لیا۔ تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کی پنڈلیوں کو دیکھ لیا کہ ان دونوں پر بہت زیادہ بال ہیں۔ تو ملکہ بلقیس آپ کی نظروں سے گر گئی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اسے ناپسند کیا۔ جنوں نے ان سے کہا ہم آپ کے لیے ایک ایسی چیز بناتے ہیں جس سے یہ بال ختم ہو جائیں گے۔ جنوں نے چونا بنایا۔ انہوں نے ملکہ بلقیس پر مارا تو بال جاتے رہے۔ تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس سے نکاح کر لیا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ میں نے گمان کیا کہ یہ پانی ہے اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کے قتل کا ارادہ کیا ہے۔ ملکہ بلقیس نے کہا تھا اللہ کی قسم! اس نے مجھے اس میں داخل ہونے کا حکم دے کر مجھے قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ میں اس میں ضرور داخل ہوں گی۔ جب ملکہ بلقیس نے یہ دیکھا کہ وہ شیشہ ہے۔ تو پہچان گئی کہ اس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے بارے میں یہ گمان کر کے ظلم کیا ہے۔ اس کے قول ظَلَمْتُ نَفْسِیْ کا یہی مفہوم ہے۔ اس کے لیے حضرت سلیمان علیہ السلام کی یہ خفیہ تدبیر تھی۔ جنوں نے آپس میں گفتگو کی تم حضرت سلیمان علیہ السلام سے کوئی خفیہ تدبیر پاؤ گے۔ اگر آپ نے اس عورت سے نکاح کر لیا تو وحی اور جنوں کی فطانت جمع

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 191,93، دار احیاء التراث العربی بیروت

ہو جائے گی۔ تو تم اس کو کوئی دھوکہ نہ دے سکو گے۔ آپ کے سامنے کوئی بات کرو۔ انہوں نے کہا آپ کے لیے اخلاص ہم پر لازم ہے۔ اس کے دونوں قدم گدھے کے کھروں جیسے ہیں۔ یہ اس وقت ہوا تھا جب شیشے کے تالاب کو اس پر مشتبہ کر دیا گیا تھا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے بنی اسرائیل کی عورتوں کی طرف پیغام بھیجا کہ جب وہ اپنی پنڈلیوں کو ننگا کرے تو اسے دیکھیں کہ اس کے قدم کیسے ہیں۔ تو انہوں نے کیا دیکھا کہ اس کی پنڈلیاں لوگوں کی پنڈلیوں سے حسین ترین تھیں جو بالوں والی تھیں۔ اس کے قدم انسانوں کے قدموں جیسے تھے۔ بنی اسرائیل کی عورتوں نے آپ کو بشارت دی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے بالوں کو ناپسند کیا۔ تو آپ نے جنوں کو حکم دیا تو انہوں نے چونا بنایا۔ یہی سب سے پہلا بال صفا پوڈر تھا۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سلیمان بن داؤد جب سفر کا ارادہ کرتے تو اپنے پلنگ پر بیٹھ جاتے۔ آپ کی دائیں بائیں کرسیاں رکھ دی جاتیں۔ پہلے آپ انسانوں اور پھر جنوں کو بیٹھنے کا حکم دیتے۔ پھر جنوں کے بعد شیاطین کو اجازت دیتے۔ پھر پرندوں کو حکم دیتے جو انہیں سایہ کر لیتے۔ ہوا کو حکم دیتے جو انہیں اٹھا لیتی جبکہ آپ پلنگ پر موجود ہوتے، لوگ کرسیوں پر ہوتے، پرندے سایہ کیے ہوتے، ہوا انہیں اڑا لے جاتی۔ صبح ایک شہر میں اور رات دوسرے شہر میں ہوتی۔ اس میں بڑی نرمی ہوتی۔ جہاں بھی جانے کا آپ ارادہ کرتے اسے لے جاتی۔ نہ بہت تیز ہوتی اور نہ ہی بہت نرم ہوتی بلکہ اس کے درمیان ہوتی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام تمام پرندوں سے ایک پرندہ منتخب کرتے اسے ان پرندوں کا سردار بناتے۔ جب ان پرندوں کے بارے میں کوئی بات پوچھنا چاہتے تو ان کے سردار سے پوچھتے۔

اسی اثناء میں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام جا رہے تھے کہ ایک جنگل میں پڑاؤ ڈالا، پوچھا یہاں سے پانی کتنا دور ہے؟ لوگوں سے پوچھا انہوں نے جواب دیا ہم تو کچھ نہیں جانتے۔ آپ نے شیاطین سے پوچھا انہوں نے جواب دیا ہم بھی کچھ نہیں جانتے۔ تو حضرت سلیمان علیہ السلام غضبناک ہو گئے۔ فرمایا: میں یہاں ہی رہوں گا یہاں تک کہ یہ جان لوں کہ یہاں سے پانی کتنا دور ہے؟ شیاطین نے عرض کی: یا رسول اللہ! ناراض نہ ہوں، اگر کوئی اس کا علم رکھتا ہے تو ہدہد ضرور جانتا ہوگا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہدہد کو طلب فرمایا مگر وہ نہ ملا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام سخت غضبناک ہو گئے اور فرمایا: میں اسے سخت عذاب دوں گا یا اسے ذبح کروں گا یا وہ میرے پاس موجود نہ ہونے کا واضح عذر بیان کرے گا۔ ہدہد ملکہ بلقیس کے محل کے پاس سے گزرا اس نے محل کے پیچھے اس کا ایک باغ دیکھا۔ اس کی سرسبزی کی طرف مائل ہوا اور اس میں جا اترا تو وہ اچانک باغ میں ایک اور ہدہد کے پاس تھا۔ اس سے سلیمان کے ہدہد نے کہا تو حضرت سلیمان علیہ السلام سے کیوں دور ہے اور یہاں کیا کر رہا ہے؟ بلقیس کے ہدہد نے کہا تو سلیمان علیہ السلام سے آیا ہے؟ حضرت سلیمان علیہ السلام کے ہدہد نے کہا اللہ تعالیٰ نے ایک آدمی کو بھیجا ہے جسے سلیمان کہتے ہیں۔ سلیمان علیہ السلام اللہ کا رسول ہے۔ اس کے لیے جن، انسان، ہوا اور پرندے مسخر کر دیے گئے ہیں۔ بلقیس کے ہدہد نے اسے کہا تو کیا کہتا ہے؟ حضرت سلیمان علیہ السلام کے ہدہد نے کہا میں تجھے وہی کہتا ہوں جو تو سنتا ہے۔ بلقیس کے ہدہد نے کہا یہ عجیب بات ہے، اس سے بھی زیادہ تعجب کی بات یہ

ہے کہ اس قوم کی اکثریت پر عورت حکمران ہے۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے شکر کا یہ طریقہ بنایا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر سورج کو سجدہ کرتے ہیں۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کے ہدہد کے لیے باتیں کی گئیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کا ہدہد وہاں سے اڑا۔ جب لشکر کے قریب پہنچا تو دوسرے پرندوں نے اسے پکڑ لیا اور اسے کہا تجھے رسول اللہ نے دھمکی دی ہے اور آپ نے جو کہا تھا اس کے بارے میں بتایا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کا پرندوں کے لیے یہی عذاب تھا کہ اس کے پر اکھیڑ لیتے اور دھوپ میں پھینک دیتے۔ وہ کبھی بھی اڑ نہ سکتا اور زمین کے کیڑے مکوڑوں کی گرفت میں رہتا یا آپ اسے ذبح کر دیتے تو اس کی کبھی بھی نسل نہ رہتی۔ ہدہد نے کہا اللہ کے نبی نے اس سے استثناء نہیں کی؟ پرندوں نے کہا استثناء تو کی ہے، فرمایا تھا یا وہ واضح عذر لائے۔ جب ہدہد کو حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیا گیا تو فرمایا مجھ سے غیب ہونے کی کیا وجہ ہے؟ تو اس وقت ہدہد نے عرض کی اَحَطْتُ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ وَ جِئْتُكَ مِنْ سَبَاٍۭ بِنَبَاٍ یَّقِیْنٍ۝ اِنِّیْ وَجَدْتُّ امْرَاَةً تَمْلِكُهُمْ وَ اُوْتِیَتْ مِنْ كُلِّ شَیْءٍ وَّ لَهَا عَرْشٌ عَظِیْمٌ۝ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا تو نے عذر پیش کر دیا ہے۔ اس کے بعد آپ نے ملکہ بلقیس کو خط لکھا۔ جب ہدہد نے وہ خط ملکہ بلقیس پر پھینکا تو اس کے دل میں یہ بات ڈالی گئی کہ یہ ایک معزز خط ہے اور یہ خط حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف سے ہے۔ جس میں اس کی قوم کے لیے پیغام تھا۔ ملکہ بلقیس نے بھی اپنے سرداروں سے کہا جب بادشاہ کسی ملک میں داخل ہوتے ہیں تو وہاں کے عزت داروں کو ذلیل و رسوا کر دیتے ہیں۔ پھر ہدیہ بھیجا جب تحفہ حضرت سلیمان علیہ السلام تک پہنچا تو آپ نے فرمایا کیا تم مال کے ذریعے میری مدد کرنا چاہتے ہو۔ میں یہ مال ان کی طرف واپس کر دوں گا۔ جب ملکہ بلقیس کے قاصد اس کے پاس واپس پہنچے تو وہ گھبرا کر نکلی۔ اس کے ساتھ ایک ہزار چھوٹے بادشاہ تھے۔ ہر بادشاہ کے ساتھ ایک لاکھ جنگجو سپاہی تھے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام بڑی ہیبت والے آدمی تھے۔ آپ کسی بات کا آغاز نہیں کرتے تھے یہاں تک کہ اس کا ان سے سوال کیا جاتا۔ ایک دن آپ نکلے۔ اپنی چارپائی پر بیٹھے تو آپ نے اپنے قریب ہی غبار دیکھا، پوچھا یہ کیا ہے؟ لشکریوں نے بتایا یا رسول اللہ! یہ ملکہ بلقیس ہے۔ آپ نے پوچھا کیا وہ اس جگہ ہمارے ہاں پڑاؤ ڈالے ہوئے ہے۔ حضرت ابن عباس نے کہا کہ جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے غبار دیکھا تھا تو حضرت سلیمان علیہ السلام اور ملکہ سبا اور اس کے ساتھیوں کے درمیان اتنا فاصلہ تھا جتنا فاصلہ میسرہ اور کوفہ کے درمیان تھا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے لشکر کی طرف متوجہ ہوئے، فرمایا: تم میں سے کون ہے جو ان کے اطاعت گزار بن کر آنے سے پہلے اس کا عرش میرے پاس لائے گا؟ کہا جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے غبار دیکھا تھا تو اس وقت حضرت سلیمان علیہ السلام اور تخت کے درمیان دو ماہ کی مسافت تھی۔ قَالَ عِفْرِیْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی مجلس تھی جس میں لوگ بیٹھا کرتے تھے جسطرح امراء بیٹھا کرتے تھے۔ پھر اس سے اٹھتے حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا میں اس سے جلدی چاہتا ہوں۔ جس کے پاس کتاب کا علم تھا کہا میں اپنے رب کی کتاب

میں دیکھتا ہوں پھر میں اسے آپ کی پلک جھپکنے سے پہلے لے آتا ہوں۔ جب اس آدمی نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی بات ٹوکی تو آپ نے اس کی طرف دیکھا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے نظر اٹھائی تو حضرت سلیمان علیہ السلام کے قدموں کے نیچے سے اس کا عرش چشمہ کی طرح نکل آیا۔ اس کرسی کے نیچے سے جس پر آپ قدم رکھتے تھے۔ پھر آپ پلنگ پر بیٹھتے تھے۔ جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملکہ بلقیس کا عرش اپنے سامنے پڑا ہوا پایا۔ تو اس وقت کہا هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ لِيَبْلُوَنِيْٓ ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ میں اللہ کا شکر کروں کہ یہ میرے پاس میری پلک جھپکنے سے بھی پہلے لے آیا ہے یا ناشکری کروں کہ اللہ تعالیٰ نے اسے زیادہ قدرت والا بنایا ہے جو مرتبہ میں مجھ سے کم ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا اس کے تخت کو بدل دو۔ جب وہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئی تو اس سے پوچھا گیا کیا تیرا تخت اسی طرح تھا؟ تو اس نے جواب دیا گویا وہی ہے پھر اس نے کہا: اے سلیمان! میں تم سے ایک بات پوچھنا چاہتی ہوں، مجھے اس بارے میں بتائیے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا: پوچھو۔ عرض کی: مجھے ایسے جاری پانی کے بارے میں بتائیے جو نہ زمین کا ہے اور نہ ہی آسمان کا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے جب کوئی ایسی چیز آتی جسے آپ نہ جانتے ہوتے تو اس کے بارے میں انسانوں سے پوچھتے۔ اگر انسانوں کو اس کا علم ہوتا تو بہتر ورنہ جنوں سے اس کے بارے میں پوچھتے۔ اگر جنوں کو پتہ ہوتا تو بہتر ورنہ شیاطین سے پوچھتے۔ شیاطین نے عرض کی: یا رسول اللہ! اس سے بڑھ کر کوئی آسان نہیں ہے۔ گھوڑے کے بارے میں حکم دیجیے جو دوڑے پھر اس کے پسینہ سے برتن بھر لیجئے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا گھوڑے کا پسینہ۔ ملکہ بلقیس نے کہا آپ نے سچ کہا۔ اس نے پوچھا مجھے رب کے رنگ کے بارے میں بتائیے حضرت ابن عباس نے فرمایا حضرت سلیمان علیہ السلام اپنی چارپائی سے اچھل پڑے اور سجدے میں گر پڑے۔ تو ملکہ بلقیس آپ کے پاس سے اٹھ گئی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے لشکر بکھر گئے۔ اللہ کا قاصد آیا، پوچھا تیرا رب تجھے ارشاد فرماتا ہے تیرا کیا بنا؟ حضرت سلیمان علیہ السلام نے عرض کی: اے میرے رب! جو اس نے کہا ہے تو اسے بہتر جانتا ہے۔ اس قاصد نے کہا اللہ تعالیٰ تجھے حکم دیتا ہے کہ تو اپنے پلنگ کی طرف لوٹ جا اور اس پر بیٹھ جا۔ تو ملکہ بلقیس اور اس کے موجود لشکروں کی طرف پیغام بھیج اور اپنے ان تمام لشکروں کی طرف پیغام بھیج کہ وہ تیرے پاس حاضر ہو جائیں اور تو اس سے اور ان لشکریوں سے وہی سوال کر جو اس نے آپ سے کیا تھا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایسا ہی کیا۔ جب وہ سب لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئے حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملکہ بلقیس سے پوچھا تو نے مجھ سے کیا پوچھا تھا؟ ملکہ بلقیس نے کہا میں نے آپ سے ایسے جاری پانی کے بارے میں پوچھا تھا جو نہ زمین سے اور نہ ہی آسمان سے تعلق رکھتا ہو۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا میں نے تجھے بتایا تھا وہ گھوڑے کا پسینہ ہے۔ ملکہ بلقیس نے کہا آپ نے سچ کہا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا تو نے مجھ سے اور کیا سوال کیا تھا۔ ملکہ بلقیس نے کہا میں نے آپ سے اور کوئی سوال نہیں کیا تھا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اسے فرمایا میں کس وجہ سے چارپائی سے زمین پر جا پڑا تھا؟ تو ملکہ بلقیس نے کہا مجھے اس کا کچھ علم نہیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے لشکریوں سے پوچھا تو انہوں نے بھی اسی طرح کی بات کی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے انسانوں اور جنوں اور پرندوں کے لشکروں سے پوچھا نیز ہر اس چیز

سے پوچھا جو اس وقت حاضر تھی۔ سب نے کہا ملکہ بلقیس نے تو صرف آپ سے جاری پانی کے بارے میں پوچھا تھا یا رسول اللہ! حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا وہ تو ہو چکا۔ قاصد نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے کہا اللہ تعالیٰ آپ کو ارشاد فرماتا ہے اپنے مکان کی طرف لوٹ جایئے بیشک میں تیری طرف انہیں کافی ہوں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے شیاطین سے فرمایا میرے لیے ایک محل بناؤ جس میں ملکہ بلقیس میرے پاس آئے۔ شیاطین نے ایک دوسرے سے گفتگو کی اور حضرت سلیمان علیہ السلام سے عرض کی یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے ہر چیز کو مسخر کر دیا ہے۔ بلقیس ملک سبا کی ملکہ ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام اس سے نکاح کریں گے۔ آپ کا بچہ جنے گی۔ ہم ہمیشہ ہمیشہ اس کے غلام رہیں گے۔ ملکہ بلقیس کی پنڈلیوں پر بال تھے۔ شیاطین نے کہا حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے ایسی عمارت بناؤ گویا وہ پانی ہو۔ حضرت سلیمان علیہ السلام اس طرح اس کی پنڈلی دیکھ لیں گے اور اس سے شادی نہیں کریں گے۔ انہوں نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے شیشے کا محل بنا دیا۔ شیاطین نے شیشے کے مختلف طبقات بنا دیے اور طبقات کے نیچے ان جانوروں کی شکلیں بنا دیں جو سمندر میں ہوتے ہیں جیسے مچھلیاں اور دوسرے جانور پھر اوپر سے انہیں بند کر دیا۔ پھر حضرت سلیمان علیہ السلام سے عرض کی: اس محل میں تشریف لایئے محل کی ایک طرف کرسی رکھ دی۔ جب حضرت سلیمان علیہ السلام محل میں تشریف لائے تو کرسی لائی گئی۔ آپ اس پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا ملکہ بلقیس کو میرے پاس پیش کیا جائے۔ ملکہ بلقیس کو کہا گیا اس میں داخل ہو۔ جب وہ داخل ہونے لگی تو اس نے مچھلی اور دوسرے ان جانوروں کی تصویریں دیکھیں جو پانی میں ہوتے ہیں۔ تو اس نے اسے پانی خیال کیا اور اسی میں داخل ہونے کے لیے اپنی پنڈلی سے پردہ اٹھایا۔ اس کی پنڈلیوں کے بال پنڈلیوں پر لپٹے ہوئے تھے۔ جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہ دیکھا، اسے بلایا اور اپنا چہرہ اس سے دوسری طرف پھیر لیا۔ اس نے اپنا کپڑا نیچے کیا اور کہا **رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ وَ اَسْلَمْتُ مَعَ سُلَیْمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ**۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے انسانوں کو بلایا، فرمایا یہ کتنا قبیح ہے۔ کونسی چیز اسے ختم کر سکتی ہے؟ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ! استرا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا استرا تو عورت کی پنڈلیوں کو کاٹ دے گا۔ پھر شیاطین کو بلایا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے انہیں بھی فرمایا تو انہوں نے بہانہ کیا۔ پھر انہوں نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے بال صفا پوڈر تیار کر دیا۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا یہ وہ پہلا دن تھا جس دن بال صفا کرنے والا پوڈر دیکھا گیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملکہ بلقیس سے نکاح کا ارادہ کیا۔ ابن ابی حاتم نے کہا ابو بکر بن ابی شیبہ نے کہا یہ حدیث کتنی اچھی ہے۔ (1)

امام فریابی، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ نے مصنف میں، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عبد اللہ بن شداد رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام جب سفر کا ارادہ کرتے تو اپنی کرسی رکھتے انسانوں اور جنوں میں سے جنہیں ساتھ لے جانا چاہتے۔ وہ آ جاتے۔ پھر ہوا کو حکم دیتے۔ وہ ان سب کو اٹھا لیتی۔ پھر پرندوں کو حکم دیتے۔ وہ ان پر سایہ کر لیتے۔ اسی اثناء میں کہ وہ جا رہے تھے کہ انہیں پیاس محسوس ہوئی۔ فرمایا تمہاری کیا رائے ہے کہ پانی کتنا دور

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 336 (31852)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

ہے؟ ساتھیوں نے عرض کی ہمیں تو کچھ علم نہیں۔ آپ نے ہدہد کو یاد کیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے ہاں اسے وہ مقام حاصل تھا جو پرندوں میں سے کسی کو نہ تھا۔ تو فرمایا کیا وجہ ہے میں ہدہد کو نہیں دیکھتا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام پرندوں کو یہ سزا دیتے کہ اس کے پر اکھاڑ دیتے۔ پھر اسے دھوپ میں پھینک دیتے بِسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ سے مراد واضح عذر ہے۔

جب ہدہد آ گیا تو پرندے اسے ملے اور کہا حضرت سلیمان علیہ السلام نے تجھے دھمکی دی ہے۔ ہدہد نے پوچھا آپ نے دھمکی میں استثناء بھی کی تھی۔ پرندوں نے اسے بتایا جی ہاں۔ آپ نے فرمایا تھا مگر وہ واضح عذر لائے۔ تو ہدہد آپ کے پاس ملکہ سبا کی خبر لایا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کے ساتھ خط روانہ کیا۔ ملکہ بلقیس آئی۔ جب وہ ایک فرسخ کے فاصلہ پر تھی تو آپ نے عرش لانے کا حکم دیا۔ جنوں کے سردار نے کہا میں اس مجلس کے برخاست ہونے سے پہلے لے آتا ہوں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا میں اسے بھی جلدی کا ارادہ رکھتا ہوں۔ تو جس کے پاس کتاب کا علم تھا اس نے عرض کی میں آنکھ جھپکنے سے پہلے لے آتا ہوں تو وہ عرش کو زمین کے ایک سوراخ سے لے آیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا تخت کی شکل وصورت بدل دو جب ملکہ بلقیس آئی تو اسے پوچھا گیا کیا تیرا عرش ایسا ہی تھا؟ اس نے اس تیز رفتاری کو عجیب جانا اور تخت کو بھی دیکھ لیا تو اس نے کہا گویا یہ وہی ہے۔ جب وہ محل میں داخل ہوئی تو اسے نہر کا پانی خیال کیا اور اپنی پنڈلی سے پردہ اٹھا دیا، تو کیا دیکھا کہ اس کی پنڈلی پر بال ہیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کونسی چیز اسے ختم کر سکتی ہے۔ ایک جن نے کہا میں اسے ختم کرسکتا ہوں اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے چونا بنایا۔ یہ پہلی دفعہ چونا بنایا گیا تھا۔ اس ملکہ کا نام بلقیس تھا۔ (1)

امام ابن عساکر نے عکرمہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملکہ بلقیس سے شادی کر لی تو اس نے کہا مجھے لوہے نے آج تک نہیں چھوا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے شیاطین سے فرمایا لوہے کے علاوہ کونسی چیز ان بالوں کو ختم کرسکتی ہے۔ تو انہوں نے چونا بنایا۔ سب سے پہلے اس چونے کو حضرت سلیمان علیہ السلام کے شیاطین نے بنایا تھا۔

امام بخاری نے تاریخ میں اور عقیلی رحمہما اللہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے پہلے حمامات حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے بنائے گئے تھے۔

امام طبرانی، ابن عدی نے کامل میں اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو آدمی سب سے پہلے حمام میں داخل ہوا وہ حضرت سلیمان علیہ السلام ہیں۔ جب آپ نے حمام کی گرمی کو پایا تو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے پناہ چاہی۔ (2)

ابونعیم نے حلیہ میں مجاہد سے روایت نقل کی ہے کہ جب ملکہ سبا حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئی تو اس نے بہت زیادہ لکڑیاں دیکھیں۔ اس دن حضرت سلیمان علیہ السلام کے غلام سے کہا کیا تیرا آقا جانتا ہے کہ اس دھویں کا وزن کتنا ہے؟ غلام نے کہا میں بھی جانتا ہوں تو میرا آقا کیسے نہیں جانتا ہوگا؟ ملکہ بلقیس نے کہا اس کا کتنا وزن ہے؟ غلام نے کہا لکڑی کا وزن کیا جاتا ہے۔ پھر اسے جلایا جاتا ہے، پھر راکھ کا وزن کیا جاتا ہے تو لکڑی سے جتنا وزن کم ہو جائے وہی دھویں کا وزن ہے۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 336، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 2۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 160 (7778)، دارالکتب العلمیہ بیروت

امام بیہقی رحمہ اللہ نے زہد میں امام اوزاعی سے روایت نقل کی ہے کہ تدمر کے برجوں میں سے ایک برج توڑا گیا۔ اس میں انہوں نے ایک حسین عورت پائی جس کی آنکھیں سیاہ اور مضبوط جسم کی تھی۔ اس کی اطراف یوں لپٹی ہوئی تھیں جیسے کتاب کی جلد۔ اس پر ایک پگڑی تھی جس کی لمبائی اسی ہاتھ تھی۔ پگڑی کی ایک جانب سونے سے یہ لکھا ہوا تھا ''بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ میں بلقیس سبا کی ملکہ ہوں جو حضرت سلیمان بن داؤد کی بیوی ہے جو کافر اور مومن دونوں حیثیتوں میں دنیا کی مالک بنی جبکہ مجھ سے قبل اور نہ میرے بعد کوئی مالک بنی، میرا انجام بھی موت کی صورت میں ہوا۔ اے دنیا کے طالبو خواہشوں کو کم کرو''۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت سلمہ بن عبد اللہ بن ربعی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: جب بلقیس مسلمان ہو گئی تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس سے شادی کر لی اور اس کا مہر بعلبک معین کیا۔

وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَاۤ اِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ فَاِذَا هُمْ فَرِيْقٰنِ يَخْتَصِمُوْنَ ﴿۴۵﴾ قَالَ يٰقَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُوْنَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ ۚ لَوْ لَا تَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۴۶﴾ قَالُوا اطَّيَّرْنَا بِكَ وَ بِمَنْ مَّعَكَ ؕ قَالَ طٰٓئِرُكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تُفْتَنُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَ كَانَ فِي الْمَدِيْنَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُّفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ وَ لَا يُصْلِحُوْنَ ﴿۴۸﴾ قَالُوْا تَقَاسَمُوْا بِاللّٰهِ لَنُبَيِّتَنَّهٗ وَ اَهْلَهٗ ثُمَّ لَنَقُوْلَنَّ لِوَلِيِّهٖ مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ اَهْلِهٖ وَ اِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَ مَكَرُوْا مَكْرًا وَّ مَكَرْنَا مَكْرًا وَّ هُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۵۰﴾ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ ۙ اَنَّا دَمَّرْنٰهُمْ وَ قَوْمَهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۵۱﴾ فَتِلْكَ بُيُوْتُهُمْ خَاوِيَةًۢ بِمَا ظَلَمُوْا ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَ اَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ كَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿۵۳﴾ وَ لُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖۤ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ وَ اَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ﴿۵۴﴾ اَئِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ ﴿۵۵﴾ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْۤا اَخْرِجُوْۤا اٰلَ لُوْطٍ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ ۚ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ ﴿۵۶﴾ فَاَنْجَيْنٰهُ وَ اَهْلَهٗۤ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۫ قَدَّرْنٰهَا مِنَ

الْغٰبِرِیْنَ۝۵۷ وَ اَمْطَرْنَا عَلَیْهِمْ مَّطَرًا ۚ فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِیْنَ۝۵۸

"اور بیشک ہم نے رسول بنا کر بھیجا ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو کہ عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی تو وہ دو گروہ بن گئے (اور آپس میں) جھگڑنے لگے۔ صالح نے فرمایا: اے میری قوم! کیوں تیزی کرتے ہو برائی کرنے میں نیک کام کرنے سے پہلے تم کیوں نہیں بخشش طلب کرتے اللہ تعالیٰ سے شاید تم پر رحم کر دیا جائے۔ کہنے لگے ہم تو براشگون سمجھتے ہیں تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو۔ آپ نے فرمایا تمہارا براشگون تو اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے بلکہ تم ایسی قوم ہو جو فتنہ میں مبتلا کر دی گئی ہے۔ اور اس شہر میں نو شخص تھے جو فتنہ و فساد برپا کیا کرتے تھے اس علاقہ میں اور اصلاح کی کوشش نہ کرتے۔ انہوں نے کہا آؤ اللہ کی قسم کھا کر یہ عہد کر لیں کہ شب خون مار کر صالح اور اس کے اہل خانہ کو ہلاک کر دیں گے پھر کہہ دیں گے اس کے وارث سے کہ ہم تو (سرے سے) موجود ہی نہ تھے جب انہیں ہلاک کیا گیا اور (یقین کرو) ہم بالکل سچ کہہ رہے ہیں۔ اور انہوں نے بھی خفیہ سازش کی اور ہم نے بھی خفیہ تدبیر کی اور وہ سمجھ ہی نہ سکے (ہماری تدبیر کو)۔ تم (خود ہی) دیکھ لو کیا (ہولناک) انجام ہوا ان کے مکر کا۔ ہم نے برباد کر کے رکھ دیا انہیں اور ان کی ساری قوم کو۔ پس یہ ان کے گھر ہیں جو اجڑے پڑے ہیں ان کے ظلم کے باعث۔ بیشک اس میں عبرت ہے اس قوم کے لیے جو (کچھ) جانتی ہے۔ اور ہم نے بچالیا انہیں جو ایمان لائے تھے اور (اپنے رب سے) ڈرتے رہتے تھے۔ اور یاد کرو لوط کو جب آپ نے اپنی قوم کو فرمایا کیا تم ارتکاب کرتے ہو بے حیائی کا حالانکہ تم دیکھ رہے ہوتے ہو۔ کیا تم جاتے ہو مردوں کے پاس شہوت رانی کے لیے (اپنی) بیویوں کو چھوڑ کر بلکہ تم تو بڑے نادان لوگ ہو۔ پس نہیں تھا آپ کی قوم کا جواب بجز اس کے کہ انہوں نے کہا نکال دو آل لوط کو اور ان کے اہل خانہ کو سوائے ان کی بیوی کے۔ ہم نے فیصلہ کر دیا اس کے متعلق کہ وہ پیچھے رہنے والوں میں ہوگی۔ اور ہم نے ان پر خوب پتھر برسائے۔ پس تباہ کن پتھراؤ تھا (بارہا) ڈرائے جانے والوں پر۔"

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے **فَاِذَا هُمْ فَرِیْقٰنِ یَخْتَصِمُوْنَ** کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ **فَرِیْقٰنِ** سے مراد ایک فریق مومن اور دوسرا فریق کافر ہے۔ مومن کہتے حضرت صالح علیہ السلام اپنے رب کی جانب سے بھیجے ہوئے ہیں اور کافر کہتے وہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے بھیجے ہوئے نہیں سیئہ سے مراد عذاب اور حسنہ سے مراد رحمت ہے۔ **قَالُوا اطَّیَّرْنَا بِكَ** انہوں نے کہا ہم نے آپ سے بدفالی لی۔ شہر میں حضرت صالح علیہ السلام کی قوم کے افراد تھے۔ انہوں نے باہم یہ قسم اٹھائی تھی کہ وہ اس کو ہلاک کر دیں گے، وہ حضرت صالح علیہ السلام تک نہیں پہنچے تھے یہاں تک کہ انہیں اور ان کی قوم کو ہلاک کر دیا گیا۔ (1)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: قوم

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 97-195، دار احیاء التراث العربی بیروت

میں حضرت صالح علیہ السلام کی تصدیق کرنے والے اور تکذیب کرنے والے بھی تھے۔ حق کو ماننے والے اور ان کی خدمت میں حاضر ہونے والے تھے اور حق کی تکذیب کرنے والے اور اس کو چھوڑنے والے تھے۔ اس بارے میں قوم میں جھگڑا تھا۔ انہوں نے بدفالی لیتے ہوئے کہا جو مصیبت پہنچی ہے وہ تیری اور تیرے ساتھیوں کی وجہ سے ہے۔ حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا: تمہارے اعمال کا علم اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ بلکہ تمہیں تو اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور اس کی نافرمانی میں آزمایا گیا ہے۔ شہر میں حضرت صالح علیہ السلام کی قوم کے نو افراد تھے جنہوں نے باہم یہ قسم اٹھائی کہ وہ رات کے وقت حضرت صالح علیہ السلام کو پکڑ لیں گے اور اسے قتل کر دیں گے۔ ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا ہے اسی اثناء میں کہ وہ جلدی جلدی حضرت صالح علیہ السلام کی طرف جا رہے تھے تا کہ وہ اسے قتل کر دیں، اللہ تعالیٰ نے ان پر چٹان کو گرا دیا جس نے ان سب کو ہلاک کر دیا۔ پھر ہم اس کے ولی سے کہیں گے یعنی حضرت صالح کے قبیلہ کو کہیں گے۔ انہوں نے حضرت صالح علیہ السلام کے ساتھ مکر کیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ یہ خفیہ تدبیر کی کہ ان پر چٹان گرا دی جس نے سب کو ہلاک کر دیا۔ دیکھو تو سہی ان کا مکر کیسا تھا اور ان کے مکر کا انجام کیسے ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اور ان کی تمام قوم کو ہلاک کر دیا۔(1)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے طٰٓئِرُكُمْ کا معنی تمہارے مصائب کیا ہے۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے تِسْعَةُ رَهْطٍ کے یہ نام ذکر کیے ہیں: زعمی، زعیم، ہرمی، ہریم داب، ہواب، ریاب، سیطع اور قدار بن سالف جس نے اونٹنی کی کونچیں کاٹی تھیں۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ان نو افراد نے ہی اونٹنی کی کونچیں کاٹی تھیں۔ جب انہوں نے اونٹنی کی کونچیں کاٹیں تو انہوں نے کہا ہم رات کے وقت حضرت صالح اور اس کے گھر والوں پر حملہ کریں گے اور ان سب کو قتل کر دیں گے۔ پھر حضرت صالح علیہ السلام کے اولیا سے کہیں گے ہم نے تو اس میں سے کسی چیز کو نہیں دیکھا اور نہ ہی ہمیں اس کا کچھ علم ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان سب کو ہلاک کر دیا۔(3)

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ سے يُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ وَ لَا يُصْلِحُوْنَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وہ دراہم توڑ دیتے تھے۔(4) واللہ اعلم۔

قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ سَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى ؕ آٰللّٰهُ خَيْرٌ اَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۵۹﴾

"فرمائیے سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں اور سلام ہو اس کے ان بندوں پر جنہیں اس نے چن لیا (بتاؤ) کیا اللہ بہتر ہے یا جنہیں وہ شریک بناتے ہیں۔"

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 484، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 196، دار احیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً

4۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 480 (2171)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، بزار، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہاں عبارت سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے لیے چن لیا۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے بارے میں نازل ہوئی۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اس آیت کی تلاوت کی تو کہا بلکہ اللہ تعالیٰ بہت بہتر، باقی رہنے والا، زیادہ عزت والا اور معزز ہے۔

اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَ اَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ ۚ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَّعْدِلُوْنَ ﴿۶۰﴾ اَمَّنْ جَعَلَ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّ جَعَلَ خِلٰلَهَاۤ اَنْهٰرًا وَّ جَعَلَ لَهَا رَوَاسِیَ وَ جَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۶۱﴾

"بھلا وہ کون ہے جس نے بنایا آسمانوں کو اور زمین کو اور جس نے اتارا تمہارے لئے آسمان سے پانی۔ پھر ہم نے اگائے اس پانی سے خوش منظر باغات۔ تمہاری طاقت نہ تھی کہ تم اگا سکتے ان کے درخت۔ کیا کوئی دوسرا خدا ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ؟ بلکہ وہ ایسے لوگ ہیں جو راہ راست سے پرے ہٹ رہے ہیں۔ بھلا کس نے بنایا ہے زمین کو ٹھہرنے کی جگہ اور جاری کر دیں اس کے درمیان نہریں اور بنا دیئے زمین کے لیے (پہاڑوں کے) لنگر اور بنا دی دو سمندروں کے درمیان آڑ۔ کیا کوئی اور خدا ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ؟ بلکہ ان میں سے اکثر لوگ بے علم ہیں۔"

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں عرض کی: مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان حَدَآئِقَ کے بارے میں بتایئے۔ فرمایا باغات۔ عرض کی: کیا عرب اسے پہچانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے شاعر کو یہ کہتے ہوئے نہیں سنا:

بِلَادٌ سَقَاهَا اللّٰهُ اَمَّا سُهُوْلُهَا فَقَضْبٌ وَدُرٌّ مُغْدَقٌ وَحَدَائِقُ

"یہ ایسے شہر ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے سیراب کیا ہے، اس کے میدانی علاقوں میں سبزیاں، وافر دودھ اور باغات ہیں"۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حَدَآئِقَ سے مراد اچھے کھجور کے درخت ہیں۔ ذَاتَ بَهْجَةٍ سے مراد تر و تازہ۔(3)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 6 2۔ ایضاً 3۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 484 (2182)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حَدَآئِقَ سے مراد ایسے باغات ہیں جن کے درمیان دیواریں ہوں۔ ذَاتَ بَهْجَةٍ سے مراد ہے خوبصورت۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے بَهْجَةٍ سے یہ معنی نقل کیا ہے ایسی کلیاں جنہیں لوگ اور جانور کھاتے ہیں۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یعدلون کا معنی وہ شرک کرتے ہیں نقل کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وہ بت جن کی انہوں نے عبادت کی، انہیں اللہ تعالیٰ کا شریک بنایا جبکہ اللہ تعالیٰ کا نہ کوئی عدل ہے اور نہ ہی کوئی ند ہے، اس نے نہ کسی کو اپنی بیوی بنایا اور نہ ہی بچہ۔

اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَ يَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَ يَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۶۲﴾ اَمَّنْ يَّهْدِيْكُمْ فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ وَ مَنْ يُّرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًۢا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ تَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۶۳﴾ اَمَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۶۴﴾

”بھلا کون قبول کرتا ہے ایک بیقرار کی فریاد جب وہ اسے پکارتا ہے اور (کون) دور کرتا ہے تکلیف کو اور (کس نے) بنایا ہے تمہیں زمین میں (اگلوں کا) خلیفہ۔ کیا کوئی اور خدا ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ؟ تم بہت کم غور وفکر کرتے ہو۔ بھلا کون راہ دکھاتا ہے تمہیں بر و بحر کے اندھیروں میں اور کون بھیجتا ہے ہواؤں کو خوشخبری دینے کے لیے اپنی (باران) رحمت سے پہلے، کیا کوئی اور خدا ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ؟ برتر ہے اللہ تعالیٰ ان سے جنہیں وہ شریک بناتے ہیں۔ بھلا کون ہے جو آغاز کرتا ہے آفرینش کا پھر دوبارہ پیدا کرے گا اسے اور کون ہے جو رزق دیتا ہے تمہیں آسمان سے اور زمین سے، کیا کوئی اور خدا ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ؟ فرمائیے (اے مشرکو!) پیش کرو اپنی کوئی دلیل اگر تم سچے ہو۔“

امام احمد، ابوداؤد اور طبرانی رحمہم اللہ نے بلہجیم کے ایک آدمی سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ کس کی طرف دعوت دیتے ہیں؟ فرمایا میں تجھے اس وحدہٗ لاشریک کی طرف دعوت دیتا ہوں اگر تجھ پر

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 7، دار احیاء التراث العربی بیروت

کوئی مصیبت نازل ہو تو وہ تجھ سے مصیبت دور کر دے، اگر تو بے آباد چٹیل جگہ راستہ بھول جائے، تو اسے پکارے تو وہ تجھے جواب دے، اگر تجھے قحط سالی آ لے، تو دعا کرے تو وہ تجھ پر رحمت کی بارش نازل کر دے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ السُّوْٓءَ کا معنی تکلیف ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت حکیم بن نوفل رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اسی اثناء میں کہ ہم حضرت عبد اللہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک لونڈی اپنے آقا کے پاس آئی اور کہا تجھے کس چیز نے یہاں روک رکھا ہے۔ فلاں آدمی نے اپنی نظر سے تیرے گھوڑے کو آگ لگا دی ہے اور اسے گھر میں یوں چکر لگاتے ہوئے چھوڑ دیا گویا وہ فلک ہے۔ اٹھیے اور کوئی تعویذ والا تلاش کیجئے۔ حضرت عبد اللہ نے فرمایا: کوئی تعویذ والا تلاش نہ کرو۔ اس کے دائیں نتھنے میں چار دفعہ اور بائیں نتھنے میں تین دفعہ تھتکارو اور یہ کہو "لَا بَاْسَ اَذْهِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ اِشْفِ اَنْتَ الشَّافِيْ لَا يَكْشِفُ الضُّرَّ اِلَّا اَنْتَ" اے لوگوں کے رب! پکڑ کو دور فرما دے، شفا عطا فرما، تو ہی شفا عطا فرمانے والا ہے، تکلیف کو کوئی دور نہیں کرتا مگر تو ہی۔ وہ گیا پھر واپس آ گیا اور کہا میں نے وہی کیا جو آپ نے حکم دیا۔ میں اس وقت آیا جب وہ لید اور پیشاب کر چکا تھا اور چارہ کھا چکا تھا۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت سعد بن جنادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے جماعت سے جدائی اختیار کی تو وہ جہنم میں منہ کے بل گرے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَ يَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَ يَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ۔ خلافت اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے۔ اگر وہ خیر ہے تو وہی اسے لے جاتا ہے۔ اگر وہ بری ہے تو اسی کے ساتھ مؤاخذہ کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تجھے جن چیزوں کا حکم دیا ہے ان کی اطاعت کر۔(2)

امام بغوی رحمہ اللہ نے حضرت معجم میں ایاد بن لقیط رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جعدہ بن ہبیرہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا میں وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے میں نے اسے پایا ہے جسے تم نے نہیں پایا۔ امیر معاویہ کے بعد ایسے امراء آئیں گے۔ یہ ان جیسوں سے نہیں۔ ان میں کوئی کوتاہ قد اور دم بریدہ نہیں ہوگا یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔ یہ بادشاہت اللہ تعالیٰ کی بادشاہت ہے جس کے حق میں چاہتا ہے عطا کر دیتا ہے۔ تم اسے کسی جگہ نہیں رکھتے۔ خبردار داعی (حکمران) کا رعیت پر حق ہے اور رعیت کا داعی (حکمران) پر حق ہے۔ انہیں ان کے حقوق ادا کرو۔ اگر وہ تمہارے ساتھ ظلم کریں تو انہیں اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دو۔ بیشک تم اور وہ قیامت کے روز جھگڑا کریں گے۔ بیشک خصم اپنے ساتھی کو وہ حق ادا کرے گا جو اس پر دنیا میں لازم تھا۔ پھر اس آیت فَلَنَسْـَٔلَنَّ الَّذِيْنَ اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ وَ لَنَسْـَٔلَنَّ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۶﴾ فَلَنَقُصَّنَّ عَلَيْهِمْ بِعِلْمٍ وَّ مَا كُنَّا غَآئِبِيْنَ ﴿۷﴾ وَ الْوَزْنُ يَوْمَئِذِ الْحَقُّ ۚ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۸﴾ (الاعراف: 6-8) کی تلاوت کی۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ ایک خلیفہ کے بعد دوسرا خلیفہ۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں پہلی امتوں کا خلیفہ بنایا ہے۔

امام ابن منذر اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ سے مراد راستے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 8، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ مجمع الزوائد، جلد 5، صفحہ 398 (9117)، دار الفکر بیروت

کی گمراہی اور ظُلُمٰتِ البحر سے مراد اس کے راستوں، موج اور اس میں جو کچھ ہوتا ہے اس کی تاریکی ہے۔(1)

قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰهُ ؕ وَ مَا یَشْعُرُوْنَ اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ ﴿۶۵﴾

''آپ فرمائیے (خود بخود) نہیں جان سکتے جو آسمانوں اور زمین میں ہیں غیب کو سوائے اللہ تعالیٰ کے اور وہ (یہ بھی) نہیں سمجھتے کہ انہیں اٹھایا جائے گا''۔

امام طیالسی، سعید بن منصور، امام احمد، عبد بن حمید، امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، ابن مردویہ اور امام بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت مسروق سے روایت نقل کی ہے کہ میں حضرت عائشہ کے پاس ٹیک لگائے ہوئے تھا۔ حضرت عائشہ نے فرمایا: تین باتیں ایسی ہیں جن میں سے ایک بھی کسی نے کی تو اس نے اللہ تعالیٰ پر بہت بڑا جھوٹ بولا۔ میں نے عرض کی: وہ کیا باتیں ہیں؟ فرمایا: جس نے یہ گمان کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے تو اس نے اللہ تعالیٰ پر بہت بڑا بہتان باندھا ہے (2) میں ٹیک لگائے ہوئے تھا تو میں اٹھ بیٹھا۔ میں نے عرض کی: اے ام المومنین! مجھے مہلت دیجیے، مجھ پر جلدی نہ کرنا، کیا اللہ تعالیٰ یہ ارشاد نہیں فرماتا وَ لَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى ﴿۱۳﴾ (النجم) حضرت عائشہ نے فرمایا: میں سب سے پہلی فرد ہوں جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں پوچھا، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ جبرائیل ہے۔ میں نے جبرائیل کو اس صورت میں صرف دو موقع پر دیکھا ہے جس صورت میں اللہ تعالیٰ نے انہیں تخلیق کیا ہے۔ میں نے اسے آسمان سے اترتے ہوئے دیکھا۔ اس کے عظیم جثہ نے آسمانوں اور زمین کے درمیانی حصہ کو بھر دیا تھا۔ حضرت عائشہ نے فرمایا کیا تو اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں سنتا لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ ؗ وَ هُوَ یُدْرِكُ الْاَبْصَارَ ۚ وَ هُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ ﴿۱۰۳﴾ (الانعام) کیا تو اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں سنتا وَ مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ یُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْیًا (الشوریٰ:51) جس نے یہ گمان کیا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن میں سے کوئی چیز چھپائی ہے تو اس نے اللہ تعالیٰ پر بہتان باندھا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے یٰۤاَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ وَ اِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ؕ وَ اللّٰهُ یَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ (المائدہ:67) حضرت عائشہ نے کہا جو یہ گمان کرے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آنے والے دن کی خبر دیتے ہیں اس نے اللہ تعالیٰ پر بہت بڑا بہتان باندھا (3) اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰهُ۔

بَلِ ادّٰرَكَ عِلْمُهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ ۫ بَلْ هُمْ فِیْ شَكٍّ مِّنْهَا ۫ بَلْ هُمْ مِّنْهَا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 9، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ حضرت عائشہ کی طرف اس نقطہ نظر کی نسبت کی جاتی ہے تاہم عقائد کی کتب میں یہ بات برملا کہی گئی ہے کہ معراج کے موقعہ پر سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے رب کا دیدار نصیب ہوا۔ عقلی و نقلی دلائل پیش کیے گئے ہیں۔ حضور ضیاء الامت نے ''ضیاء القرآن'' میں سورۃ النجم میں تفصیلی مقالہ تحریر کیا ہے۔

3۔ عطائے الٰہی سے آگاہ کرنا اس کے منافی نہیں۔

عَمُوْنَ ﴿٦٦﴾ وَ قَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا وَّ اٰبَآؤُنَاۤ اَئِنَّا لَمُخْرَجُوْنَ ﴿٦٧﴾ لَقَدْ وُعِدْنَا هٰذَا نَحْنُ وَ اٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ ۙ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّاۤ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ ﴿٦٨﴾ قُلْ سِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِیْنَ ﴿٦٩﴾ وَ لَا تَحْزَنْ عَلَیْهِمْ وَ لَا تَكُنْ فِیْ ضَیْقٍ مِّمَّا یَمْكُرُوْنَ ﴿٧٠﴾ وَ یَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿٧١﴾ قُلْ عَسٰۤى اَنْ یَّكُوْنَ رَدِفَ لَكُمْ بَعْضُ الَّذِیْ تَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿٧٢﴾ وَ اِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَشْكُرُوْنَ ﴿٧٣﴾ وَ اِنَّ رَبَّكَ لَیَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ وَ مَا یُعْلِنُوْنَ ﴿٧٤﴾ وَ مَا مِنْ غَآئِبَةٍ فِی السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ﴿٧٥﴾

’’بلکہ گم ہو گیا ہے ان کا علم آخرت کے متعلق بلکہ وہ تو اس کے بارے میں شک میں ہیں۔ بلکہ وہ اس سے اندھے ہیں۔ اور کفار کہنے لگے کیا جب ہم مٹی ہو جائیں گے اور ہمارے باپ دادا بھی تو کیا ہمیں (پھر) نکالا جائے گا۔ بیشک قیامت کے آنے کا وعدہ ہم سے بھی کیا گیا اور ہمارے باپ دادا سے بھی اس سے پہلے، نہیں ہے یہ وعدہ مگر پہلے لوگوں کے من گھڑت افسانے۔ آپ فرمایئے سیر و سیاحت کرو زمین میں۔ پھر اپنی آنکھوں سے دیکھو کہ کیسا ہولناک انجام ہوا مجرموں کا (اے محبوب!) آپ غمزدہ نہ ہوں ان (کے رویہ) پر اور دل تنگ نہ ہوا کریں ان کے مکروفریب سے اور وہ پوچھتے ہیں کب (پورا ہوگا) یہ وعدہ (بتاؤ) اگر تم سچے ہو۔ آپ فرمایئے قریب ہے کہ تمہارے پیچھے آلگا ہو اس عذاب کا کچھ حصہ جس کے لیے تم جلدی مچا رہے ہو۔ اور بیشک آپ کا رب بہت فضل (وکرم) فرمانے والا ہے لوگوں پر، لیکن اکثر لوگ ناشکری کرتے ہیں۔ اور یقیناً آپ کا رب خوب جانتا ہے جو کچھ چھپا رکھا ہے ان کے سینوں نے اور جو وہ ظاہر کرتے ہیں۔ اور نہیں کوئی پوشیدہ چیز آسمان اور زمین میں مگر اس کا بیان کتاب مبین میں موجود ہے۔‘‘

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے یہ تفسیری قول نقل کیا ہے: جب علم نے نفع نہ دیا۔(1)

ابوعبید نے فضائل میں سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس سے یہ روایت نقل کی ہے کہ آپ نے یہ آیت پڑھی پھر کہا ان کے علم نے نفع نہ دیا (2)۔ ابوعبید نے کہا آپ نے اسے استفہام کے ساتھ پڑھا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 11، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 20، صفحہ 10

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے یہ تفسیری قول نقل کیا ہے: ان کا علم غائب ہو گیا۔(1)

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بَلْ اُمْ کے معنی میں ہے جیسے اس آیت میں بل، ام کے معنی میں ہے۔ بَلْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ (الذاریات)(2)

امام عبد بن حمید نے عاصم سے یہ روایت نقل کی ہے کہ عاصم نے اسے (بَلِ ادّٰرَكَ) پڑھا ہے۔ معنی تدارک ہی ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ تفسیری قول نقل کیا ہے: اپنی حماقت اور جہالت کا علم انہیں آخرت میں پے در پے ہوگا بلکہ وہ تو آخرت سے اندھے بنے ہوئے تھے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جب انہوں نے آخرت کو دیکھا تو دنیا میں ان کا علم سست پڑ گیا۔ اور فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام، حضرت لوط علیہ السلام، حضرت صالح علیہ السلام اور دوسری قوموں کو کیسے عذاب دیا۔

ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے رَدِفَ لَكُمْ کا یہ معنی نقل کیا ہے: وہ تمہارے قریب ہے۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ تمہارے قریب ہے۔

فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے: اس نے تمہارے لیے جلدی کی ہے۔(4)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس کا معنی تمہارے قریب ہے نقل کیا ہے۔(5)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ تفسیری قول نقل کیا ہے کہ جس عذاب کی تم جلدی کر رہے ہو وہ تمہارے قریب ہے۔(6)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَاِنَّ رَبَّكَ لَيَعْلَمُ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ جو انہوں نے رات اور دن کے وقت اعمال کیے اللہ تعالیٰ انہیں جانتا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے اس کا معنی راز کیا ہے یعنی وہ راز جانتا ہے۔(7)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ تفسیری قول نقل کیا ہے کہ زمین و آسمان میں کوئی مخفی اور علانیہ بات نہیں مگر اللہ تعالیٰ اسے جانتا ہے۔(8)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد سے وَمَا مِنْ غَآئِبَةٍ کی یہ تفسیر نقل کی ہے: میرے قول اور میرے علم میں سے جو بھی آسمان اور زمین میں ہو وہ لوح محفوظ میں اس وقت سے پہلے موجود ہے جب اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین پیدا فرمائے۔

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَقُصُّ عَلٰى بَنِیْۤ اِسْرَآءِيْلَ اَكْثَرَ الَّذِیْ هُمْ فِيْهِ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 11
2۔ ایضاً، جلد 20، صفحہ 12
3۔ ایضاً، جلد 20، صفحہ 14
4۔ ایضاً
5۔ ایضاً
6۔ ایضاً، جلد 20، صفحہ 15
7۔ ایضاً، جلد 20، صفحہ 16
8۔ ایضاً

یَخْتَلِفُوْنَ ﴿۷۶﴾ وَ اِنَّهٗ لَهُدًى وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۷۷﴾ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ بِحُكْمِهٖ ۚ وَ هُوَ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ ﴿۷۸﴾ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِيْنِ ﴿۷۹﴾

''بلاشبہ یہ قرآن بیان کرتا ہے بنی اسرائیل کے سامنے اکثر ان امور (کی حقیقت) کو جن میں وہ جھگڑتے رہتے ہیں۔اور بلاشبہ یہ قرآن سراپا ہدایت اور مجسم رحمت ہے مومنین کے لیے۔یقیناً آپ کا رب فیصلہ فرمائے گا ان کے درمیان اپنے حکم سے اور وہی ہے زبردست سب کچھ جاننے والا۔سو آپ بھروسہ کریں۔اللہ تعالیٰ پر بیشک آپ روشن حق پر ہیں۔''

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بنی اسرائیل سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں اور فرمایا قرآن حکیم ان چیزوں کو کھول کر بیان کرتا ہے جن میں وہ اختلاف کیا کرتے تھے۔

امام ترمذی اور ابن مردویہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے عرض کی گئی: آپ کے بعد آپ کی امت کو آزمائش میں ڈالا جائے گا۔رسول اللہ ﷺ نے سوال فرمایا یا آپ سے اس کے بارے میں سوال کیا گیا تھا: اس سے نکلنے کا کیا طریقہ ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا: اللہ کی کتاب جس میں آگے پیچھے سے باطل داخل نہیں ہوسکتا، یہ حکیم وحمید کا نازل کردہ ہے جس نے قرآن کے علاوہ کسی اور جگہ سے علم حاصل کرنا چاہا، اللہ تعالیٰ نے اسے گمراہ کردیا جسے حاکم بنایا گیا اور اس نے قرآن کے مطابق فیصلہ کیا۔اللہ تعالیٰ نے اسے محفوظ رکھا یہ ذکر حکیم، نور مبین اور صراط مستقیم ہے۔اس میں پہلے لوگوں اور بعد کی خبریں ہیں۔یہ تمہارے درمیان موجود جھگڑوں کا فیصلہ کرنے والا ہے۔یہ قول فیصل ہے، مذاق نہیں۔(1)

اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَ لَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ﴿۸۰﴾ وَ مَاۤ اَنْتَ بِهٰدِی الْعُمْیِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ؕ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۸۱﴾

''بیشک آپ نہیں سنا سکتے مردوں کو اور نہ آپ سنا سکتے ہیں بہروں کو اپنی پکار جب وہ بھاگے جارہے ہوں پیٹھ پھیرے ہوئے، اور نہیں آپ ہدایت دینے والے (دل کے) اندھوں کو ان کی گمراہی سے، نہیں سناتے آپ بجز ان کے جو ایمان لائے ہیں ہماری آیتوں پر پھر وہ فرمانبردار بن جاتے ہیں۔''

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ یہ مثال ہے جو اللہ تعالیٰ نے کافر کی بیان فرمائی ہے جیسے میت نہیں سنتی اسی طرح کافر نہیں سنتا اور نہ ہی اس سے نفع حاصل کرتا ہے۔وہ کہتے اگر بہرہ آدمی منہ پھیر

1۔سنن ترمذی، باب فضائل القرآن، جلد 2، صفحہ 114 (روایت بالمعنی)

کر چل پڑے پھر تو اسے بلائے تو وہ نہیں سنتا۔ اسی طرح کافر نہیں سنتا اور جو سنتا ہے اس سے نفع حاصل نہیں کرتا۔ واللہ اعلم۔

وَ اِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ ۙ اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا لَا يُوْقِنُوْنَ ﴿۸۲﴾

"اور جب ہماری بات کے ان پر پورا ہونے کا وقت آجائے گا تو ہم نکالیں گے ان کے لیے ایک چوپایہ زمین سے جو ان سے گفتگو کرے گا، کیونکہ لوگ ہماری آیتوں پر ایمان نہیں لاتے تھے۔"

امام ابن مبارک نے زہد میں عبد الرزاق، فریابی، ابن ابی شیبہ، نعیم بن حماد نے فتن میں عبد بن حمید، ابن ابی الدنیا نے کتاب الامر بالمعروف میں ابن جریر، ابن ابی حاتم، حاکم اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عمر سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جب وہ نیکی کا حکم نہیں دیں گے اور برائی سے نہیں روکیں گے تو ہم زمین سے ان کے لیے ایسا جانور نکالیں گے جو ان سے گفتگو کرے گا۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں کہ یہ جانور اس وقت نکالے گا جب وہ نیکی کا حکم نہیں دیں گے اور برائی سے نہیں روکیں گے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو سعید خدری سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے اس آیت کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا جب وہ نیکی کا حکم دینا چھوڑ دیں گے اور برائی سے منع کرنا چھوڑ دیں گے تو ان پر ناراضگی لازم ہو جائے گی۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے واقع کا معنی واجب نقل کیا ہے: یعنی لازم ہو جائے گا بعض قراتوں میں تُكَلِّمُهُمْ کی جگہ تُحَدِّثُهُمْ ہے، یعنی وہ انہیں کہے گا۔(2)

عبد بن حمید اور ابن جریر نے حفصہ بنت سیرین سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے ابو العالیہ سے پوچھا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ ان پر قول واقع ہونے سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے فرمایا حضرت نوح علیہ السلام کی طرف وحی کی گئی وَ اُوْحِیَ اِلٰی نُوْحٍ اَنَّهٗ لَنْ یُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ (ھود: 36) حفصہ نے کہا گویا اس نے میرے سامنے سے پردہ کو دور کر دیا۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ فرمایا بیت اللہ شریف کے اٹھائے جانے اور اس کی جگہ کے بھول جانے سے پہلے بیت اللہ شریف کا زیادہ طواف کر لو۔ قرآن حکیم کے اٹھائے جانے سے پہلے اس کی زیادہ سے زیادہ تلاوت کر لو۔ پوچھا گیا جو چیز لوگوں کے سینوں میں محفوظ ہے اس کے اٹھائے جانے سے کیا مراد ہے؟ فرمایا رات کے وقت (ہوا) ان پر چلے گی۔ لوگ صبح کریں گے تو قرآن سے خالی ہوں گے اور لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کو بھول جائیں گے اور جاہلیت کی باتوں اور شعار میں پڑ جائیں گے۔ اِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ سے یہی مراد ہے۔

امام فریابی اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد سے یہ تفسیری قول نقل کیا ہے کہ جب ان پر قول ثابت ہو جائے گا۔(4)

1۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 589 (8642)، دار الکتب العلمیہ، بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 21-18، دار احیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً، جلد 20، صفحہ 18 4۔ ایضاً

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے تُكَلِّمُهُمْ کا معنی تُحَدِّثُهُمْ۔ یعنی ان سے بات کرے گا، کیا ہے۔(1)
امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ لوگوں کو آگاہ کرے گا کہ لوگ ہماری آیتوں پر یقین نہیں رکھتے۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے ابو داؤد اور نفیع الاعمی سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس سے اس آیت کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: اللہ کی قسم! سب کچھ ہوگا وہ مومن سے کلام کرے گا اور کافر کو زخمی کرے گا۔
امام عبد بن حمید نے عاصم سے یہ روایت نقل کی ہے کہ وہ تُكَلِّمُهُمْ کو مشدد اور اَنَّ کو ہمزہ کے نصب کے ساتھ پڑھتے۔
امام نعیم بن حماد اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب وہ وعدہ پورا ہوگا جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ کوئی بات چیت نہ ہوگی بلکہ نشان ہے جو وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے لگائے گا جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ حکم دے گا۔ وہ جانور منیٰ کی رات صفا سے نکلے گا۔ تمام لوگ اس کے سر اور ذنب کے درمیان صبح کریں گے، نہ کوئی داخل ہونے والا داخل ہوگا اور نہ کوئی نکلنے والا نکلے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اسے جو حکم دیا ہوگا اس سے وہ فارغ ہو جائے گا۔ پس ہلاک ہونے والا ہلاک ہو گیا اور نجات پانے والا نجات پا گیا۔ وہ اپنا پہلا قدم انطاکیہ میں رکھے گا۔
امام عبد بن حمید نے حضرت عبد اللہ بن عمر سے روایت نقل کی ہے کہ دابہ روئیں دار ہوگا، اس کی اون اور بال ہوں گے۔
امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کو دابہ اون اور پروں والا ہوگا جن میں ہر رنگ ہوگا۔ اس کے چار پاؤں ہوں گے۔ حاجیوں نے جس سمت اپنی پشت کی ہوگی اسی جانب سے نکلے گا۔
امام عبد بن حمید نے امام شعبی سے روایت نقل کی ہے کہ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ اون والا ہوگا اور آسمان سے قریب ہوگا۔
امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے سوال کیا کہ وہ اسے دابہ دکھائے۔ وہ تین دن اور تین رات تک نکلا۔ آسمان تک جا پہنچا۔ کوئی بھی اس کی جانب نہ دیکھتا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خوفناک منظر دیکھا۔ عرض کی: اے میرے رب! اسے لوٹا دے پس اللہ نے اسے واپس لوٹا دیا۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ قیامت اس وقت تک واقع نہیں ہوگی یہاں تک کہ گھر والے ایک برتن پر جمع ہوں گے۔ وہ کفار میں سے مومنوں کو پہچان لیں گے۔ پوچھا وہ کیسے؟ کہا دابہ نکلے گا۔ وہ لوگوں کی مذمت کر رہا ہوگا۔ وہ ہر انسان کی سجدہ کرنے والی جگہ کو چھوئے گا۔ جہاں تک مومن کا تعلق ہے تو اس کے چھونے سے سفید نقطہ پڑ جائے گا۔ پھر وہ اس کے چہرے پر پھیل جائے گا یہاں تک کہ اس کا چہرہ سفید ہو جائے گا۔ جہاں تک کفار کا تعلق ہے تو اس کے چھونے سے اس کی سجدہ گاہ پر سیاہ نقطہ پڑ جائے گا۔ پھر وہ نقطہ اس کے چہرے پر پھیل جائے گا یہاں تک کہ اس کا چہرہ سیاہ ہو جائے گا۔ لوگ آپس میں خرید و فروخت کریں گے تو وہ آپس میں کہیں گے اے مومن!

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 21 2۔ ایضاً 3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 467، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

تو یہ چیز کیسے بیچتا ہے اور کافر تو یہ چیز کیسے فروخت کرے گا؟ تو وہ ایک دوسرے کو کچھ جواب نہ دیں گے۔

عبد بن حمید نے حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے روایت نقل کی ہے کہ دابہ اجیاد سے نکلے گا جو صفا کے متصل جگہ ہے۔

امام عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید رحمہم اللہ نے سماک کے واسطہ سے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ دابہ مکہ مکرمہ سے نکلے گا۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ دابہ نکلے گا تو لوگ گھبرا کر نماز کی طرف متوجہ ہوں گے۔ وہ جانور ایک آدمی کے پاس آئے گا جبکہ وہ نماز پڑھ رہا ہوگا۔ وہ دابہ کہے گا جتنی لمبی نماز کر سکتا ہے نماز لمبی کر، اللہ کی قسم! میں تمہیں ضرور نکیل ڈالوں گا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دابہ نکلے گا۔ جس دن نکلے گا وہ پگڑی اور پروں والا ہوگا۔ وہ مومن کے چہرہ پر سفید نقطہ لگائے گا جس سے اس کا چہرہ سفید ہو جائے گا۔ کافر کے چہرے پر سیاہ نقطہ لگائے گا تو اس کا چہرہ سیاہ ہو جائے گا۔ اس کے بعد بازار میں وہ ایک دوسرے سے خرید و فروخت کریں گے، کہیں گے: اے مومن! تو کس قیمت پر بیچتا ہے اور اے کافر! تو کس کے بدلے میں فروخت کرتا ہے؟ پھر دجال نکلے گا۔ وہ کانا ہوگا۔ اس کی آنکھ پر موٹا ناخن ہوگا۔ اس کی آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوگا جسے ہر مومن اور کافر پڑھ لے گا۔

امام احمد، سمویہ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں: دابہ نکلے گا تو ان کی ناکوں پر نشان لگائے گا۔ پھر وہ تمہارے درمیان زندہ رہیں گے یہاں تک کہ ایک آدمی کوئی جانور خریدے گا۔ اسے کہا جائے گا تو نے کس سے خریدا ہے؟ تو اسے جواب دیا جائے گا: اس آدمی سے جس کی ناک میں نکیل ہے۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ نکلے گا۔ اس کا نکلنا تین دفعہ ہے۔ پہلی دفعہ وہ بادیہ کے علاقہ سے نکلے گا۔ دوسری دفعہ تمام مساجد سے عظیم، شرف والی اور معزز سے نکلے گا۔ اس کی جھکی ہوئی گردن ہوگی۔ اسے مشرق میں رہنے والے اس طرح دیکھیں گے جس طرح مغرب میں رہنے والے، اس کا چہرہ انسان کے چہرے جیسا ہوگا۔ اس کی چونچ پرندے کی چونچ جیسی ہوگی جو اون اور روئی والی ہوگی۔ اس کے ساتھ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور حضرت سلیمان بن داؤد کی انگوٹھی ہوگی۔ وہ بلند آواز سے ندا کرے گا اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا لَا يُوْقِنُوْنَ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رونے لگے۔ عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بعد کیا ہوگا؟ فرمایا بھلائیاں ہی بھلائیاں۔ پھر قیامت تک سرسبز و شادابی ہوگی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت حذیفہ بن اسید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میرا خیال ہے انہوں نے اسے مرفوع نقل کیا ہے کہ دابہ اس مسجد سے نکلے گا جو حرمت کے اعتبار سے تمام مساجد سے عظیم ہے، اسی اثناء میں کہ لوگ زمین کی

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 484 (2179)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مجمع الزوائد، کتاب الفتن، جلد 7، صفحہ 14 (12573)، دار الفکر بیروت

اٹھی ہوئی جگہ (ٹیلہ) پر بیٹھے ہوں گے وہ اسی حالت میں ہوں گے کہ زمین پھٹ پڑے گی۔ ابن عیینہ نے کہا دابہ اس وقت نکلے گا جب امام مزدلفہ سے چلے گا۔ حاجیوں کے پیچھے چلنے والا لوگوں کو بتائے گا دابہ نہیں نکلا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر سے روایت نقل کی ہے کہ میں تمہیں وہ جگہ نہ دکھاؤں جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے مجھے بتایا کہ دابۃ الارض یہاں سے نکلے گا۔ آپ نے اپنا عصا شق کی جانب مارا جو صفا میں ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت واقع ہونے سے پہلے دجال، دابہ، یاجوج و ماجوج، دخان اور مغرب سے سورج طلوع ہوگا۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے سے روایت نقل کی ہے کہ دابہ اجیاد سے نکلے گا۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دابہ کا ذکر کیا۔ حضرت حذیفہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ وہ کہاں سے نکلے گا؟ فرمایا ان مساجد میں سے ایک سے جو اللہ کے ہاں سب سے حرمت والی ہیں اسی اثناء میں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بیت اللہ شریف کا طواف کر رہے ہوں گے۔ مسلمان آپ کے ساتھ ہوں گے کہ ان کے نیچے سے زمین تھرتھرا اٹھے گی۔ قندیل حرکت کرے گی۔ سعی کے قریب والی جگہ سے مقام صفا پھٹ جائے گا اور صفا سے دابہ نکلے گا۔ سب سے پہلے اس کا چمکتا سر نکلے گا جو اون اور پروں والا ہوگا۔ اس کو تلاش کرنے والا اسے پا نہیں سکے گا اور اس سے بھاگنے والا اس سے بھاگ نہیں سکے گا۔ وہ مومن و کافر ہر کسی پر نشان لگائے گا۔ جہاں تک مومن کا تعلق ہے اس کا چہرہ یوں دکھائی دے گا، گویا چمکتا موتی ہے۔ اس کی آنکھوں کے درمیان مومن لکھا ہوگا جہاں تک کافر کا تعلق وہ اس کی آنکھوں کے درمیان سیاہ نقطہ لگائے گا۔(2)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے بعث میں حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا جبکہ وہ مکہ مکرمہ میں تھے: اگر میں چاہوں تو اپنی ان دونوں کمانوں کو پکڑوں۔ پھر میں چلوں یہاں تک کہ اس وادی میں داخل ہوں جس سے دابۃ الارض نکلے گا۔ وہ نکلے گا جبکہ وہ لوگوں کے لیے علامت ہوگا، وہ مومن کو ملے گا، اس کے چہرے پر نشان لگائے گا جس کی وجہ سے اس کا چہرہ سفید ہو جائے گا۔ وہ کافر کے چہرے پر نشان لگائے گا جس کی وجہ سے اس کا چہرہ سیاہ ہو جائے گا۔ وہ دابہ ہے، جس کی روئیں اور پر ہوں گے۔ وہ کہے گا اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا لَا يُوْقِنُوْنَ۔

امام سعید بن منصور، نعیم بن حماد، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے بعث میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ دابۃ الارض تہامہ کی وادی سے نکلے گا جو روؤں اور پروں والا ہوگا۔ جس کے چار قدم ہوں گے۔ وہ مومن کی دونوں آنکھوں کے درمیان نشان لگائے گا جس سے اس کا چہرہ سفید ہو جائے گا۔ کافر کی آنکھوں کے درمیان نشان لگائے گا جس سے اس کا چہرہ سیاہ ہو جائے گا۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ماذکر فی فتنۃ الدجال، جلد 7، صفحہ 507 (37607)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 20، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام احمد، طیالسی، عبد بن حمید، امام ترمذی (جبکہ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے)، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے بعث میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دابۃ الارض نکلے گا۔ اس کے ساتھ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مہر ہوگی۔ وہ مہر کے ذریعے مومن کا چہرہ روشن اور عصا کے ذریعے کافر کا چہرہ سیاہ کردے گا۔ یہاں تک کہ لوگ دستر خوان پر جمع ہوں گے تو مومن کافر سے پہچان لیا جائے گا۔(1)

امام طیالسی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم، حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت حذیفہ بن اسید بخاری سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دابہ کا ذکر فرمایا۔ دابہ تین دفعہ نکلے گا۔ ایک دفعہ وہ یمن کے دور دراز حصہ سے نکلے گا۔ اس کا صحرا کے دور دراز حصوں میں پہنچ جائے گا۔ اس کا مکہ مکرمہ میں داخل نہیں ہوگا۔ پھر طویل زمانہ تک وہ چھپ جائے گا۔ اس کا ذکر صحراء کے رہنے والوں تک جا پہنچے گا اور اس کا ذکر مکہ مکرمہ تک پہنچے گا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پھر اسی اثناء میں کہ لوگ اس مسجد میں ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ شرف والی ہے یعنی مسجد حرام۔ لوگوں کو کوئی چیز نہیں ڈرائے گی مگر یہ کہ وہ رکن اور مقام ابراہیم کے درمیان بلا رہی ہوگی۔ وہ اپنے سر سے مٹی جھاڑے گی تو لوگ اس سے بھاگ کھڑے ہوں گے۔ صرف مومنوں کی ایک جماعت رہ جائے گی۔ پھر وہ پہچان لیں گے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو ہرگز عاجز نہیں کرسکتے۔ وہ دابہ انہیں سے آغاز کرے گی۔ ان کے چہروں کو روشن کردے گی یہاں تک کہ انہیں یوں بنادے گی، گویا وہ روشن ستارہ ہے۔ وہ زمین میں لوٹ جائے گا یہاں تک کہ کوئی طلب کرنے والا اسے پا نہیں سکے گا اور نہ ہی کوئی بھاگنے والا اس سے نجات پائے گا یہاں تک کہ ایک آدمی نماز کے ذریعے اس سے پناہ طلب کرے گا۔ تو دابہ اس کے پیچھے سے آجائے گا تو وہ اس آدمی کو کہے گا: اب تو نماز پڑھتا ہے۔ وہ آدمی اس کی طرف متوجہ ہوگا اور اس کے منہ پر نشان لگا دے گا۔ پھر وہ چلا جائے گا۔ لوگ اموال میں شریک ہوں گے اور شہروں میں ایک دوسرے کی سنگت اختیار کریں گے۔ مومن کافر سے نمایاں ہوگا یہاں تک کہ مومن کہے گا: اے کافر! میرا حق ادا کرو۔ اور کافر کہے گا: اے مومن! میرا حق ادا کرو۔

امام ابن مردویہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے بعث میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جیاد کی گھاٹی کتنی بری ہے، یہ دو دفعہ یا تین دفعہ فرمایا۔ لوگوں نے عرض کی: کیوں یا رسول اللہ! ﷺ؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس سے دابہ نکلے گا وہ تین دفعہ چیخ مارے گا تو جو خافقین کے درمیان رہتے ہوں گے اس کی آواز سن لیں گے۔

ابن مردویہ اور بیہقی نے بعث میں حضرت ابو ہریرہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دابۃ الارض، جیاد سے نکلے گا۔ اس کا سینہ رکن تک پہنچے گا۔ اس کی دنب اس سے پیچھے نہیں نکلی ہوگی۔ فرمایا یہ دابہ (جانور) اون اور پاؤں والا ہوگا۔

امام بخاری نے تاریخ میں ابن ماجہ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مجھے بادیہ میں دابہ کے نکلنے کی جگہ کی طرف لے گئے جو مکہ مکرمہ کے قریب ہے۔ وہ خشک زمین ہے۔ اس کے

1۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، باب دابۃ الارض، جلد 4، صفحہ 436 (4066)، دار الکتب العلمیہ بیروت

اردگرد ریت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دابہ یہاں سے نکلے گا۔ وہ ایک بالشت جگہ تھی۔ (1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت نزال بن سبرہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا لوگ گمان کرتے ہیں کہ آپ ہی دابۃ الارض ہیں۔ حضرت علی نے فرمایا: اللہ کی قسم! بیشک دابۃ الارض کے پر اور روئیں ہوں گی جب کہ میرے تو پر اور روئیں نہیں ہیں۔ اس کے کھر ہوں گے۔ میرے تو کھر نہیں۔ وہ تو تیز رفتار گھوڑے کی طرح تین دفعہ نکلے گا جبکہ مجھے تو اس کے دوثلث نہیں نکالا گیا۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ دابہ مزدلفہ کی رات نکلے گا جبکہ لوگ منیٰ کی طرف جارہے ہوں گے۔ وہ ان سب کو اپنی گردن اور دنب کے درمیان اٹھائے ہوئے ہوگا۔ کوئی منافق ایسا نہیں ہوگا جسے وہ نکیل نہ ڈالے۔ وہ مومن کو مسح کرے گا، وہ یوں ہو جائیں گے گویا وہ دجال کے لوگ ہیں۔ (2)

امام ابن ابی شیبہ اور خطیب نے التلخیص میں حضرت ابن عمر سے روایت نقل کی ہے کہ دابہ، ایام تشریق میں جیاد کے پہاڑ سے نکلے گا جبکہ لوگ منیٰ میں ہوں گے۔ کہا اسی وجہ سے حاجیوں کے پیچھے چلنے والا لوگوں کی سلامتی کی خبر لائے گا۔ (3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ دابہ میں ہر قسم کا رنگ ہوگا۔ اس کے دونوں سینگوں کے درمیان سوار کے لیے ایک فرسخ کا فاصلہ ہوگا۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ دابہ صفا میں صدع سے تین دن نکلے گا جیسے گھوڑا دوڑتا ہے۔ اس کا ایک ثلث نہیں نکلا۔ (4)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عمر سے روایت نقل کی ہے کہ دابہ جیاد کے مقام سے صخرہ کے نیچے سے نکلے گا۔ اس کا منہ مشرق کی جانب ہوگا۔ وہ ایک چیخ مارے گا۔ پھر وہ شام کی طرف متوجہ ہوگا۔ پھر وہ ایک چیخ مارے گا جو دور تک جا پہنچے گی۔ شام کو وہ مکہ مکرمہ سے چلے گا اور صبح عسفان میں کرے گا۔ عرض کی گئی: پھر کیا ہوگا؟ فرمایا میں کچھ نہیں جانتا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ دابہ میں مختلف چیزیں جمع ہوں گی۔ وہ روؤں اور پروں والا ہوگا۔ اس میں تمام جانوروں کے رنگ ہوں گے۔ اس میں ہرامت کی علامت ہوگی۔ اس امت کی نشانی یہ ہوگی کہ وہ عربی زبان میں گفتگو کرے گا۔ وہ اپنی گفتگو کے ساتھ انہیں زخم لگائے گا۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے ابوالزبیر سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے دابہ کی صفت بیان کی، فرمایا: اس کا سر بیل کے سر جیسا، آنکھیں خنزیر کی آنکھوں جیسی، اس کے کان ہاتھی کے کان جیسے، اس کے سینگ بارہ سنگھے کے سینگوں جیسے، اس کا سینہ شیر کے سینے جیسا، اس کی گردن شتر مرغ کی گردن جیسی اس کا رنگ چیتے کے رنگ جیسا، اس کی دم مینڈک کی دم جیسی، اس

1۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، باب دابۃ الارض، جلد 4، صفحہ 436 (4067)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 507 (37600)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 467

4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 19، داراحیاء التراث العربی بیروت

کی ٹانگیں اونٹ کی ٹانگوں جیسی، اس کے دو جوڑوں کے درمیان بارہ ہاتھ کا فاصلہ ہوگا۔ اس کے ساتھ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی نکلے گی۔ کوئی کافر بھی نہیں ہوگا مگر وہ اس کے چہرے میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی سے سیاہ نقطہ لگائے گا۔ وہ نقطہ پھیل جائے گا یہاں تک کہ اس کی وجہ سے اس کا چہرہ سیاہ ہو جائے گا یہاں تک کہ لوگ بازاروں میں خرید و فروخت کریں گے اور کہیں گے: اے مومن! یہ چیز کتنے کی ہے اور اے کافر! یہ چیز کتنے کی ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت صدقہ بن مزید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ دابہ ایک آدمی کی طرف آئے گا جو نماز پڑھ رہا ہوگا۔ وہ اس کی آنکھوں کے درمیان لکھ دے گا جھوٹا۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ دابہ قیامت سے پہلے دو دفعہ نکلے گا یہاں تک کہ اس بارے میں لوگوں کو مارا جائے گا۔ پھر تیسری دفعہ وہ تمہاری مساجد میں عظیم مسجد کے پاس نکلے گا۔ وہ قوم کے پاس آئے گا جبکہ لوگ ایک دوسرے کے پاس جمع ہوں گے۔ وہ دابہ کہے گا اللہ کے دشمن کے پاس تمہیں کس چیز نے جمع کر رکھا ہے؟ لوگ جلدی کریں گے تو مومن کو نشان لگائے گا یہاں تک کہ دو آدمی آپس میں خرید و فروخت کریں گے۔ ایک کہے گا: اے مومن لو اور دوسرا کہے گا: اے کافر! لو۔ (1)

امام نعیم بن حماد نے فتن میں حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ دابہ اجیاد کے مقام سے ایک کھائی سے نکلے گا۔ اس کا سر بادل کو مس کر رہا ہوگا۔ ابھی تک اس کا قدم زمین سے نہیں نکلا ہوگا۔ وہ ایک آدمی کے پاس آئے گا جو نماز پڑھ رہا ہوگا۔ دابہ کہے گا نماز تیرے کسی کام کی نہیں، یہ تو محض بچاؤ کا بہانہ اور ریاکاری ہے۔ تو وہ اسے نکیل ڈال دے گا۔

امام نعیم رحمہ اللہ نے حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نشانیوں میں سے پہلی نشانی روم پھر دجال، تیسری یاجوج و ماجوج، چوتھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام، پانچویں دخان (دھواں) اور چھٹی دابہ ہے۔

وَ یَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ فَوْجًا مِّمَّنْ یُّكَذِّبُ بِاٰیٰتِنَا فَهُمْ یُوْزَعُوْنَ ﴿۸۳﴾ حَتّٰۤى اِذَا جَآءُوْ قَالَ اَكَذَّبْتُمْ بِاٰیٰتِیْ وَ لَمْ تُحِیْطُوْا بِهَا عِلْمًا اَمَّا ذَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَ وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَیْهِمْ بِمَا ظَلَمُوْا فَهُمْ لَا یَنْطِقُوْنَ ﴿۸۵﴾ اَلَمْ یَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا الَّیْلَ لِیَسْكُنُوْا فِیْهِ وَ النَّهَارَ مُبْصِرًا ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ﴿۸۶﴾

''اور جس روز ہم اکٹھا کریں گے ہر امت سے ایک گروہ جو جھٹلایا کرتا تھا ہماری آیتوں کو تو ان کو (اپنی اپنی جگہ پر) روک لیا جائے گا۔ حتیٰ کہ جب وہ آجائیں گے اللہ فرمائے گا کیا تم نے جھٹلایا میری آیتوں کو حالانکہ تم نے

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 467، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

اچھی طرح انہیں جانا بھی نہ تھا۔ یا اس کے علاوہ اور کیا تھا جو تم کیا کرتے تھے۔ اور پوری ہوگئی (اللہ کی) بات ان پر بوجہ ان کے ظلم کے تو وہ (اس وقت) بولیں گے نہیں۔ کیا انہوں نے غور نہ کیا کہ ہم نے بنایا ہے رات کو اس لیے تاکہ وہ اس میں آرام کریں اور بنایا ہے دن کو بینا۔ بیشک اس میں (ہماری قدرت کی) نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو ایمان لاتے ہیں۔"

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے فَوْجًا کا معنی جماعت نقل کیا ہے۔ فَهُمْ يُوزَعُونَ یعنی پہلے کو آخری کی طرف لوٹایا جائے گا۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے اس کا معنی یہ نقل کیا ہے: انہیں ہانکا جائے گا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَقَعَ الْقَوْلُ کا معنی قول ثابت ہوگیا، نقل کیا ہے۔ قول سے مراد غصہ ہے اور مبصر سے مراد روشن ہے۔

وَيَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ فَفَزِعَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللّٰهُ ۚ وَكُلٌّ أَتَوْهُ دٰخِرِينَ ﴿٨٧﴾

"اور جس دن پھونکا جائے گا صور تو گھبرا جائے گا ہر کوئی جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے مگر جنہیں خدا نے چاہا (وہ نہیں گھبرائیں گے) اور سب حاضر ہوں گے اس کی بارگاہ میں عاجزی کرتے ہوئے۔"

امام سعید بن منصور اور ابن جریر نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت نقل کی ہے کہ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللّٰهُ سے مراد شہداء ہیں۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے أَتَوْهُ کو الف مدہ اور تاء کے رفع کے ساتھ پڑھا ہے۔ معنی یہ ہوگا وہ اس کو کرنے والے ہیں۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے أَتَوْهُ کو الف خفیفہ اور تاء کی زبر کے ساتھ پڑھا ہے۔ معنی ہوگا وہ اس کے پاس آئے۔ یعنی الف کو مد کے ساتھ نہیں پڑھا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے سورۃ النمل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے أَتَوْهُ کو اسی طرح سنا ہے۔ معنی ہے وہ آئے ہیں۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے دٰخِرِينَ کا معنی بے بس ذلیل نقل کیا ہے۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ داخر کا معنی بے بس بھاگنے والا نقل کیا ہے۔ کیونکہ آدمی جب گھبراتا ہے تو جس امر سے وہ گھبراتا ہے اس سے اس کا ارادہ بھاگنے کا ہوتا ہے۔ جب صور

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 22، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 20، صفحہ 25 3۔ ایضاً، جلد 20، صفحہ 26

پھونکا جائے گا تو لوگ گھبرا جائیں گے تو اللہ تعالیٰ سے ان کی پناہ کی کوئی جگہ نہ ہوگی۔(1)

وَ تَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَّ هِيَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ ؕ صُنْعَ اللّٰهِ الَّذِيْۤ اَتْقَنَ كُلَّ شَيْءٍ ؕ اِنَّهٗ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۸۸﴾

''اور تو جب (اس روز) پہاڑوں کو دیکھے گا تو گمان کرے گا کہ یہ ٹھہرے ہوئے ہیں حالانکہ وہ چل رہے ہوں گے بادل کی سی چال۔ یہ کاری گری ہے اللہ تعالیٰ کی جس نے (اپنی حکمت سے) مضبوط بنایا ہر چیز کو۔ بیشک وہ خوب جانتا ہے جو کچھ تم کر رہے ہو۔''

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے جَامِدَةً کا معنی کھڑے اور اَتْقَنَ کا معنی مضبوط کیا نقل کیا ہے۔(2)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے جَامِدَةً کا معنی اپنی بنیادوں میں مضبوط حرکت نہ کرنے والے نقل کیا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اَتْقَنَ كُلَّ شَيْءٍ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر شے کی صورت کو بہترین اور مضبوط بنایا۔(3)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ ہر چیز کو اچھا کیا۔

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ ہر شے کو مضبوط کیا۔(4)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: کیا تو ہر جانور کو نہیں دیکھتا کہ وہ اپنے آپ کو باقی (رکھنے) کا کیسے اہتمام کرتا ہے۔

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَ هُمْ مِّنْ فَزَعٍ يَّوْمَئِذٍ اٰمِنُوْنَ ﴿۸۹﴾ وَ مَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ ؕ هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۰﴾

''جو شخص نیک عمل لے کر آئے گا تو اسے کہیں بہتر اجر ملے گا اس نیک عمل سے اور یہ نیک بندے اس دن کی گھبراہٹ سے محفوظ ہوں گے اور جو برائی لے کر آئے گا تو ان کو منہ کے بل اوندھا پھینک دیا جائے گا آگ میں (اے بدکارو!) کیا تمہیں بدلہ ملے گا بجز اس کے جو تم عمل کیا کرتے تھے۔''

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں کہ حسنہ سے مراد لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور سیہ سے مراد شرک ہے۔(5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 26 دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 20، صفحہ 27-26
3۔ ایضاً، جلد 20، صفحہ 27
4۔ ایضاً
5۔ ایضاً، جلد 20، صفحہ 28

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے دو ثابت ہونے والی چیزوں کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: جو اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے والا نہیں تھا تو وہ جنت میں داخل ہوگا اور جو اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے شرک کرنے والا تھا تو وہ جہنم میں داخل ہوگا۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے الکنیٰ میں حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب قیامت کا روز ہوگا تو ایمان اور شرک گھٹنوں کے بل اپنے رب کے حضور حاضر ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ایمان سے فرمائے گا: تو اور ایمان والا جنت میں چلا جائے اور شرک سے فرمائے گا: تو اور شرک والا جہنم کی طرف چلے جائیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اس آیت کی تلاوت کی۔ یہاں حسنہ سے مراد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور سیہ سے مراد شرک ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ حضرت ابو ہریرہ سے اور انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ قیامت کے روز اخلاص اور شرک آئیں گے اور اپنے رب کے سامنے گھٹنے ٹیکے ہوئے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ اخلاص سے فرمائے گا تو اور مخلص جنت میں چلا جائے۔ پھر شرک سے فرمائے گا تو اور مشرک جہنم کی طرف چلا جائے۔ پھر اس آیت کی تلاوت فرمائی۔ یعنی حسنہ سے مراد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، خیر سے مراد جنت اور سیئہ سے مراد شرک ہے۔

امام ابوالشیخ، ابن مردویہ اور دیلمی حضرت کعب بن عجرہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ حسنہ سے مراد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی شہادت ہے اور سیہ سے مراد شرک ہے کہا یہ (لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ) نجات دے گا اور یہ ہلاک کر دے گا۔

عبد بن حمید، ابن ابی حاتم، حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) بیہقی نے الاسماء والصفات میں اور خرائطی نے مکارم الاخلاق میں حضرت ابن مسعود سے روایت نقل کی ہے کہ الحسنہ سے مراد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور سیئہ سے مراد شرک ہے۔(1)

امام سعید بن منصور اور ابن منذر رحمہما اللہ نے امام شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت حذیفہ ایک حلقہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ پوچھا تم اس آیت کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ لوگوں نے بتایا: اے حذیفہ! یہ درست ہے جو آدمی ایک نیکی کرے تو اسے دس گناہ اجر و ثواب دیا جاتا ہے آپ سنگریزں کی ایک مٹھی بھرتے ہیں۔ پھر انہیں پھینک دیتے ہیں اور فرمایا: تم ہلاک ہو۔ آپ بڑے ذہین تھے۔ اور فرمایا جس نے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا کلمہ کہا اس کے لیے جنت واجب ہوگئی ہے اور جس نے شرک کیا اس کے لیے آگ واجب ہوگئی۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ سے مراد یہ ہے کہ جو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہے تو اس کے لیے اس سے بہتر ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ وہ بھلائی تک پہنچا اور سیئہ سے مراد شرک ہے یعنی جو شرک کرے۔(2)

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حسنہ سے مراد لَآ اِلٰهَ اِلَّا

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 441 (3528)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 29، دار احیاء التراث العربی بیروت

اللهُ ہے اور سیۃ سے مراد شرک ہے۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری، حضرت ابراہیم، ابو صالح، سعید بن جبیر، عطار، قتادہ اور مجاہد رحمہم اللہ سے بھی اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے خَیْرٌ کا معنی ثواب نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حسنہ سے مراد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی شہادت ہے اور فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا یعنی اسے اس کے بدلہ میں جنت دی جائے گی۔

عبد بن حمید نے حضرت حسن بصری سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت کی قیمت لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت زرعہ بن ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حسنہ سے مراد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہی خَيْرٌ ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ سے بہتر کوئی چیز نہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ وَهُمْ مِّنْ فَزَعٍ يَّوْمَئِذٍ اٰمِنُوْنَ میں فزع کو تنوین کے ساتھ اور یومئذ کو منصوب پڑھتے۔

اِنَّمَاۤ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ رَبَّ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِيْ حَرَّمَهَا وَ لَهٗ كُلُّ شَيْءٍ ٝ وَّ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۹۱﴾ وَ اَنْ اَتْلُوَا الْقُرْاٰنَ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَ مَنْ ضَلَّ فَقُلْ اِنَّمَاۤ اَنَا مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ﴿۹۲﴾ وَ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ سَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ فَتَعْرِفُوْنَهَا ؕ وَ مَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۳﴾

”مجھے تو صرف یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں عبادت کروں اس (مقدس) شہر کے رب کی جس نے عزت و حرمت والا بنایا ہے اس کو اور اسی کی ہے ہر شے اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں شامل ہو جاؤں فرمانبرداروں کے زمرہ میں۔ نیز (یہ بھی کہ) میں تلاوت کیا کروں قرآن کی۔ پس جو ہدایت قبول کرتا ہے وہ اپنے ہی فائدہ کے لیے ہدایت قبول کرتا ہے اور جو گمراہ ہوتا ہے (تو اس کی قسمت) فرماؤ میں تو صرف ڈرانے والوں سے ہوں۔ اور آپ کہیے سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، وہ ابھی دکھائے گا تمہیں اپنی نشانیاں۔ تو تم انہیں پہچان لو گے۔ اور نہیں ہے آپ کا رب بے خبر ان کاموں سے جو (اے لوگو!) تم کیا کرتے ہو۔“

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے هٰذِهِ الْبَلْدَةِ کا معنی مکہ نقل کیا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 28، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لوگوں کا گمان ہے کہ الْبَلْدَةِ سے مراد مکہ ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ الْبَلْدَةِ سے مراد منیٰ ہے۔

امام ابوعبید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ہارون رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قراءت میں ہے وَأَنِ اتْلُ الْقُرْآنَ ہے یعنی اتل امر کا صیغہ ہے جبکہ حضرت ابی بن کعب کی قراءت میں وَاتْلُ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنَ ہے۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے سَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ فَتَعْرِفُونَهَا کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وہ اپنی نشانیاں تمہاری ذاتوں میں آسمانوں میں، زمین میں اور رزق میں دکھائے گا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں کہ قرآن حکیم میں جہاں بھی وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ہے وہ تاء کے ساتھ ہے اور وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ہے وہ یاء کے ساتھ ہے۔

ایاتھا ۸۸ ۔ سُوْرَۃُ الْقَصَصِ مَکِّیَّۃٌ ۲۸ ۔ رکوعاتھا ۹

امام نحاس، ابن ضریس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ قصص مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔(1)

امام ابن مردویہ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ قصص مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

امام احمد، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے عمدہ سند کے ساتھ حضرت معدی بن کرب سے روایت نقل کی ہے کہ ہم حضرت عبداللہ بن مسعود کی خدمت میں حاضر ہوئے ہم نے آپ سے سوال کیا کہ ہمیں طٰسٓمّٓ مائتین سنائیں۔ آپ نے فرمایا مجھے یاد نہیں لیکن تم پر لازم ہے کہ تم حضرت خباب بن ارت کی خدمت میں حاضر ہو۔ میں حضرت خباب بن ارت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے عرض کی: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیسے پڑھتے طٰسٓمّٓ یا طس فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دونوں طرح پڑھتے تھے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

طٰسٓمّٓ ﴿۱﴾ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ﴿۲﴾ نَتْلُوْا عَلَيْكَ مِنْ نَّبَاِ مُوْسٰى وَ فِرْعَوْنَ بِالْحَقِّ لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۳﴾ اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْاَرْضِ وَ جَعَلَ اَهْلَهَا شِيَعًا يَّسْتَضْعِفُ طَآىِٕفَةً مِّنْهُمْ يُذَبِّحُ اَبْنَآءَهُمْ وَ يَسْتَحْيٖ نِسَآءَهُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۴﴾

"طا، سین، میم، یہ آیتیں ہیں روشن کتاب کی، ہم پڑھ کر سناتے ہیں آپ کو موسیٰ اور فرعون کا کچھ واقعہ ٹھیک ٹھیک ان لوگوں (کے فائدے) کے لیے جو ایمان لاتے ہیں۔ بیشک فرعون متکبر (وسرکش) بن گیا سر زمین (مصر) میں اور اس نے بنایا وہاں کے باشندوں کو گروہ گروہ۔ وہ کمزور کرنا چاہتا تھا ایک گروہ کو ان میں سے، ذبح کیا کرتا ان کے بیٹوں کو اور زندہ چھوڑ دیتا ان کی عورتوں کو۔ بیشک وہ فساد برپا کرنے والوں سے تھا۔"

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ فرعون کی باتوں میں سے ایک بات یہ ہے کہ اس نے ایک خواب دیکھا کہ ایک آگ بیت المقدس کی جانب سے آئی ہے یہاں تک کہ اس نے مصر کے تمام گھروں کو گھیر لیا ہے۔ قبطیوں کو جلا دیا ہے اور بنی اسرائیل کو چھوڑ دیا ہے۔ اس نے جادوگروں، کاہنوں اور فال پکڑنے والوں کو بلایا۔ زجرہ سے مراد فال پکڑنے والے ہیں جو پرندوں کو اڑاتے ہیں، اس نے ان سے اپنی خواب کے بارے میں پوچھا۔ انہوں نے ہی جواب دیا۔ وہ شہر (بیت المقدس) جس سے بنو اسرائیل آئے ہیں۔ ایک آدمی نکلے گا جس کی وجہ سے مصر تباہ و برباد ہوگا اس نے حکم دے دیا کہ بنو اسرائیل کے ہاں جو بچہ بھی پیدا ہوا سے ذبح کر دیا جائے اور جو بچی پیدا ہوا سے زندہ رہنے

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب ذکر السور التی نزلت بمکۃ، جلد 7، صفحہ 143، دارالکتب العلمیہ بیروت

دیا جائے۔ اس نے قبطیوں سے کہا اپنے ان غلاموں پر نظر رکھو، جو باہر کام کرتے ہیں انہیں اپنے گھروں میں رکھو اور بنو اسرائیل کو ان امور کا ذمہ دار بنادو جو غلاظت والے ہیں۔ اب قبطیوں نے بنو اسرائیل کو اپنے غلاموں کے کام دے دیے اور اپنے غلاموں اور خادموں کے ہاں رہنے کو کہا۔ یہ اسی موقعہ پر فرمایا اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْاَرْضِ یعنی وہ زمین میں جبروت والا بن گیا۔ اور اَهْلَهَا سے مراد بنو اسرائیل ہیں اور انہیں گندے کاموں میں لگا دیا (1) اور انہیں ایسی حالت میں کر چھوڑا کہ بنی اسرائیل کے ہاں کوئی بچہ جنم نہ لیتا مگر اسے ذبح کر دیا جاتا کوئی چھوٹا بڑا نہ ہوسکتا۔

اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے بوڑھوں میں موت کو عام کر دیا تو موت ان میں جلدی آنے لگی۔ قبطیوں کے سردار فرعون کے پاس حاضر ہوئے اور اس سے گفتگو کی۔ کہا اس قوم میں موت عام ہوگئی ہے، ممکن ہے کام کی ذمہ داری ہمارے غلاموں پر آپڑے۔ وہ ان کے بیٹوں کو ذبح کر دیتے ہیں تو چھوٹے بڑے نہیں ہوتے کہ بڑوں کی مدد کریں۔ کاش! آپ ان کی اولاد وں کو باقی رہنے دیتے۔ تو اس نے حکم دیا کہ وہ ایک سال بچوں کو ذبح کریں اور ایک سال بچوں کو چھوڑ دیں۔ جب وہ سال ہوا جس میں بچوں کو ذبح نہیں کیا جاتا تھا تو اس میں حضرت ہارون علیہ السلام کی ولادت ہوئی۔ انہیں چھوڑ دیا گیا۔ جس سال وہ بچوں کو ذبح کرتے اس سال حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں حاملہ ہوئیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام آپ کے بطن میں جلوہ افروز ہوئے۔ جب وضع حمل کا ارادہ کیا تو بچے کے بارے میں گھبرا گئیں۔ جب جن دیا تو اسے دودھ پلایا۔ پھر بڑھئی بلایا۔ ایک تابوت بچے کے لیے بنایا۔ تابوت کی کنڈی اندر رکھی اور بچے کو اس میں رکھ دیا اور فرعون کے گھر کے قریب تابوت کو پتھروں کے درمیان سمندر میں رکھ دیا۔ حضرت آسیہ جو فرعون کی بیوی تھیں، کی لونڈیاں نہانے کے لیے نکلیں، تو انہوں نے وہاں تابوت پایا۔ وہ اسے حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کے پاس لے گئیں اور گمان یہ کیا کہ اس میں مال ہے۔ جب بچے نے حرکت کی تو حضرت آسیہ نے ایک بچہ دیکھا۔ جب حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کی نظر اس پر پڑی تو اس کے لیے رحمت کے جذبات پیدا ہوئے اور اس بچے سے محبت کی۔

جب حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا نے اس بچے کے بارے میں فرعون سے بات کی تو اس نے بچے کو ذبح کرنے کا ارادہ کیا۔ حضرت آسیہ لگاتار اس بچے کے بارے میں فرعون سے گفتگو کرتی رہیں یہاں تک کہ فرعون نے اسے چھوڑ دیا اور فرعون نے کہا مجھے خوف ہے کہ یہ بچہ بنی اسرائیل کا ہوگا اور اسی کے ہاتھ پر ہماری ہلاکت ہوگی۔ اسی اثناء میں کہ ایک روز حضرت آسیہ اس کے ساتھ کھیل رہی تھیں کہ وہ بچہ فرعون کو دیا اور کہا اسے پکڑو۔ یہ میری اور تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ فرعون نے کہا یہ تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: اگر وہ یہ کہتا یہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے تو وہ ضرور آپ پر ایمان لے آتا لیکن اس نے اس سے انکار کر دیا۔ جب فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پکڑا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کی داڑھی کو پکڑ لیا۔ تو فرعون نے کہا ذبح کرنے والوں کو لے آؤ، یہ وہی ہے۔

حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا نے کہا اسے قتل نہ کرو، ممکن ہے یہ ہمیں نفع دے یا ہم اسے بیٹا بنالیں۔ یہ تو ناسمجھ بچہ ہے۔ اس

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 34، دار احیاء التراث العربی بیروت

نے یہ عمل اپنے بچپنے کی وجہ سے کیا ہے۔ میں اس کے لیے یاقوت کے زیورات اور ایک انگارہ رکھتی ہوں۔ اگر اس نے یاقوت اٹھایا تو یہ سمجھ بوجھ رکھتا ہوگا تو اسے قتل کردینا۔ اگر اس نے انگارہ اٹھالیا تو یہ بچہ ہے حضرت آسیہ نے اس کے لیے یاقوت نکالے اور اس کے لیے انگاروں کا ایک تھال رکھا۔ حضرت جبرائیل امین آئے ان کے ہاتھ میں انگارہ رکھ دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے اپنے منہ میں پھینک دیا جس نے اس کی زبان کو جلا دیا۔ انہوں نے دودھ پلانے والی عورت کو لانے کا ارادہ کیا۔ اس نے کسی عورت کا دودھ نہ پیا۔ عورتوں نے دودھ پلانے کا مطالبہ کیا تا کہ دودھ پلانے کے عرصہ میں فرعون کے پاس رہیں لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دودھ پینے سے انکار کردیا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن آئی۔ اس نے کہا کیا میں تمہیں ایک ایسے گھر کے بارے میں نہ بتاؤں جو اس کی کفالت کریں جبکہ وہ اس کے لیے مخلص بھی ہیں۔ لوگوں نے اسے پکڑ لیا اور کہا تو اس بچے کے گھر والوں کو جانتی ہے۔ ہمیں اس کے گھر والوں کے بارے میں بتائیے۔ اس نے کہا میں یہ تو نہیں پہچانتی لیکن وہ لوگ بادشاہ کے مخلص ہیں۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں آئی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کا دودھ پی لیا۔ وہ کہنے ہی والی تھی کہ یہ میرا بیٹا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اسے یہ بات کہنے سے محفوظ رکھا۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان اِنْ كَادَتْ لَتُبْدِیْ بِهٖ لَوْ لَاۤ اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰى قَلْبِهَا لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ (القصص:10) کا یہی مفہوم ہے کہا وہ عورت ایمان دار تھی لیکن اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَیْكِ وَ جَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ (القصص:7) سدی نے کہا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نام اس لیے رکھا گیا کیونکہ لوگوں نے آپ کو پانی اور درختوں کے درمیان سے پایا تھا۔ قبطی زبان میں پانی کو ''مو'' اور درخت کو ''سی'' کہتے ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے نَتْلُوْا عَلَیْكَ مِنْ نَّبَاِ مُوْسٰى وَ فِرْعَوْنَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اس قرآن میں ان کی خبر ہے، بیشک فرعون نے زمین میں بغاوت کی ہے اور وہاں کے مکینوں کو مختلف جماعتوں میں تقسیم کردیا ہے۔ (1)

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَ جَعَلَ اَهْلَهَا شِیَعًا کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ انہیں مختلف گروہوں میں تقسیم کردیا۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وہ ایک طائفہ کو غلام بناتا ہے، ایک طائفہ کو قتل کرتا ہے اور ایک طائفہ کو زندہ رہنے دیتا ہے۔ (2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ بات ذکر کی گئی ہے کہ وہ سرکنڈے لانے کا حکم دیتا۔ پھر انہیں چیرا جاتا یہاں تک کہ انہیں چھری کی طرح بنا دیا جاتا۔ پھر انہیں ایک دوسرے کے برابر رکھا جاتا پھر وہ بنی اسرائیل کی حاملہ عورتوں کے پاس لایا جاتا۔ انہیں اس پر کھڑا کردیا جاتا۔ وہ ان کے قدموں کو کاٹتا یہاں تک کہ عورت حمل گرادیتی۔ وہ ان کے قدموں کے درمیان پڑا رہتا۔ وہ اسے روندتی اور سرکنڈے کی تیز دھار سے بچتی۔ جب وہ انہیں تکلیف دینے میں انتہاء کو پہنچ گیا یہاں تک کہ اس نے اسی سلسلہ میں اسراف سے کام لیا۔ وہ انہیں تباہ کیے جا رہا تھا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 34-33 2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 486، دار الکتب العلمیہ بیروت

اسے کہا گیا تو نے لوگوں کو فنا کر دیا ہے اور نسل قطع کر دی ہے جبکہ وہ تیرے خالو اور چچے ہیں۔ اب حکم دے کہ ایک سال بچوں کو وہ قتل کریں اور ایک سال وہ زندہ رہنے دیں۔ حضرت ہارون علیہ السلام کی ولادت اس سال ہوئی جس سال وہ بچوں کو زندہ رہنے دیتا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت اس سال ہوئی جس میں وہ بچوں کو قتل کرتا تھا۔ حضرت ہارون علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ایک سال بڑے تھے۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ارادہ کیا اور بنی اسرائیل کو اس مصیبت سے چھٹکارے کا ارادہ کیا جس میں وہ مبتلا تھے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت کا وقت قریب آیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں کی طرف یہ وحی کی: اَنْ اَرْضِعِیْهِ (القصص: 7)

وَ نُرِیْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِی الْاَرْضِ وَ نَجْعَلَهُمْ اَىِٕمَّةً وَّ نَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِیْنَۙ۝ وَ نُمَكِّنَ لَهُمْ فِی الْاَرْضِ وَ نُرِیَ فِرْعَوْنَ وَ هَامٰنَ وَ جُنُوْدَهُمَا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا یَحْذَرُوْنَ۝

”اور ہم نے چاہا کہ احسان کریں ان لوگوں پر جنہیں کمزور بنا دیا گیا تھا ملک (مصر) میں اور بنا دیں انہیں پیشوا اور بنا دیں انہیں (فرعون کے تاج و تخت کا) وارث۔ اور تسلط بخشیں انہیں سرزمین (مصر) میں اور ہم دکھائیں فرعون اور ہامان اور ان کی فوجوں کو ان کی جانب سے (وہی خطرہ) جس کا وہ اندیشہ کیا کرتے تھے۔“

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ الَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا سے مراد حضرت یوسف علیہ السلام اور آپ کی اولاد ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا سے مراد بنو اسرائیل ہیں اَىِٕمَّةً سے مراد معاملات کے نگران ہیں الْوٰرِثِیْنَ سے مراد یعنی وہ فرعون اور اس کی قوم کے بعد زمین کے مالک ہوں گے۔ مَّا كَانُوْا یَحْذَرُوْنَ یعنی قوم جن سے ڈرتی تھی۔ (1)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے نَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِیْنَ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ فرعون کی قوم کے بعد زمین کے مالک ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان وَ نُرِیَ فِرْعَوْنَ کے بارے میں یہ تفسیری قول نقل کیا ہے کہ ایک قیافہ شناس نے فرعون کے لیے یہ قیافہ لگایا تھا کہ اس سال ایک بچہ پیدا ہوگا جو تمہارا ملک برباد کر دے گا۔ فرعون اسی قیافہ شناس کے قول کی وجہ سے بطور احتیاط بنو اسرائیل کے بچوں کو ذبح کرتا تھا اور عورتوں کو زندہ رہنے دیتا۔ (2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر نے فرمایا میں نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی وجہ سے عمال معین کیے ہیں: وَ نُرِیْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِی الْاَرْضِ۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 35، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 486، دار الکتب العلمیہ بیروت

وَ اَوْحَيْنَاۤ اِلٰۤى اُمِّ مُوْسٰۤى اَنْ اَرْضِعِيْهِ ۚ فَاِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَاَلْقِيْهِ فِي الْيَمِّ وَ لَا تَخَافِيْ وَ لَا تَحْزَنِيْ ۚ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ وَ جَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ فَالْتَقَطَهٗۤ اٰلُ فِرْعَوْنَ لِيَكُوْنَ لَهُمْ عَدُوًّا وَّ حَزَنًا ؕ اِنَّ فِرْعَوْنَ وَ هَامٰنَ وَ جُنُوْدَهُمَا كَانُوْا خٰطِـِٕيْنَ ۝

''اور ہم نے الہام کیا موسیٰ کی والدہ کی طرف کہ اسے (بے خطر) دودھ پلاتی رہ۔ پھر جب اس کے متعلق تمہیں اندیشہ لاحق ہو تو ڈال دینا اسے دریا میں اور نہ ہراساں ہونا اور نہ غمگین ہونا۔ یقیناً ہم لوٹا دیں گے اسے تیری طرف اور ہم بنانے والے ہیں اسے رسولوں میں سے۔ پس (دریا سے) نکال لیا اسے فرعون کے گھر والوں نے تاکہ (انجام کار) وہ ان کا دشمن اور باعث رنج و الم بنے۔ بیشک فرعون، ہامان اور ان کے لشکری خطا کار تھے۔''

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وَ اَوْحَيْنَاۤ اِلٰۤى اُمِّ مُوْسٰۤى کا معنی یہ ہے: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف اس کام کا الہام کیا جو اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کیا۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ اس میں ڈالا۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ تفسیری قول نقل کیا ہے کہ ان کی طرف وحی آنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے دل میں ڈالا۔ یہ نبوت والی وحی نہیں۔ آپ کی والدہ نے اسے تابوت میں رکھا اور اسے سمندر میں پھینک دیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو عبد الرحمٰن حبلی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی جب آپ کی والدہ نے آپ کو جنا۔ جب انہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں خوف ہوا تو چابی تابوت کے ساتھ رکھ دی اور تابوت کو سمندر میں پھینک دیا۔ فرعون کی بیٹی نے تابوت کی طرف جلدی کی جس کو برص کا مرض تھا۔ اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پایا جبکہ آپ بچے تھے۔ اس نے اسے پکڑا تو اسے برص کے مرض سے نجات مل گئی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت اعمش رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباس سے فَاِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ جب تجھے یہ خوف ہو کہ تیرے پڑوسی اس کی آواز سنیں گے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ تفسیری قول نقل کیا ہے کہ ان کی والدہ نے آپ کو باغ میں رکھا۔ وہ ہر روز ایک دفعہ آپ کے پاس آتی اور آپ کو دودھ پلاتی اور ہر رات ایک دفعہ آتی اور آپ کو دودھ پلاتی۔ یہ دودھ آپ کو کافی ہوتا۔ فَاِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ جب وہ چار ماہ کے ہو گئے اور چیخے اور اس سے زیادہ دودھ کی خواہش کی۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہ مطلب ہے فَاِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَاَلْقِيْهِ فِي الْيَمِّ۔

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 487، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے وَلَا تَخَافِىْ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ سمندر سے اس کے بارے میں خوف نہ کرو اور نہ ہی اس کے فراق پر غم کرو۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے اللہ تعالیٰ کے فرمان فَالْتَقَطَهٗۤ اٰلُ فِرْعَوْنَ لِيَكُوْنَ لَهُمْ عَدُوًّا کی یہ تفسیر نقل کی ہے تا کہ دین میں ان کا دشمن ہو اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وجہ سے جو انہیں تکلیف پہنچنے والی تھی اس پر غم کا باعث ہو۔(2)

وَقَالَتِ امْرَاَتُ فِرْعَوْنَ قُرَّتُ عَيْنٍ لِّىْ وَلَكَ ؕ لَا تَقْتُلُوْهُ ۖ عَسٰۤى اَنْ يَّنْفَعَنَاۤ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝

''اور کہا فرعون کی بیوی نے (اے میرے سرتاج!) یہ بچہ تو میری اور تیری آنکھوں کے لیے ٹھنڈک ہے، اسے قتل نہ کرنا۔ شاید یہ ہمیں نفع دے یا ہم اسے اپنا فرزند بنالیں وہ (اس تجویز کے انجام کو) نہ سمجھ سکے۔''

امام ابن جریر نے محمد بن قیس سے روایت نقل کی ہے کہ فرعون کی بیوی نے کہا: میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اور تیری آنکھوں کی بھی ٹھنڈک ہے، اسے قتل نہ کرو۔ فرعون نے کہا تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہوگا، میری آنکھوں کی ٹھنڈک نہیں۔ محمد بن قیس نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر فرعون یہ کہتا میری اور تیری آنکھوں کی ٹھنڈک تو یہ دونوں کے لیے ایسا ہی ہوتا۔(3)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ فرعون کی بیوی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کہا جب فرعون کی بیوی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا تو اس پر رحمت غالب آ گئی جبکہ انہیں اس بات کا شعور ہی نہیں تھا کہ ان کی ہلاکت اس کے ہاتھ اور زمانے میں ہوگی۔(4)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آل فرعون اس بات کا شعور ہی نہیں رکھتے تھے کہ یہ ان کا دشمن ہے۔(5)

امام ابن منذر نے ابن جریج سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہیں اس بات کا شعور نہیں کہ انہیں انجام کار کیا مصیبت پہنچے گی۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہیں شعور ہی نہیں ہوگا کہ ان کی ہلاکت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ پر ہوگی۔(6) واللہ اعلم۔

وَاَصْبَحَ فُؤَادُ اُمِّ مُوْسٰى فٰرِغًا ؕ اِنْ كَادَتْ لَتُبْدِىْ بِهٖ لَوْلَاۤ اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰى قَلْبِهَا لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

''اور موسیٰ کی ماں کا دل بے قرار ہو گیا۔ قریب تھا کہ وہ ظاہر کر دے اس راز کو اگر ہم نے مضبوط نہ کر دیا ہوتا اس کے دل کو تا کہ وہ بنی رہے اللہ تعالیٰ کے وعدہ پر یقین کرنے والی۔''

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 38، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 20، صفحہ 40
3۔ ایضاً، جلد 20، صفحہ 41
4۔ ایضاً، جلد 20، صفحہ 42-41
5۔ ایضاً، جلد 20، صفحہ 42
6۔ ایضاً

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ دنیا کی تمام چیزوں کے سے بے نیاز ہوگئیں، اگر ذکر کرتیں تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کرتیں۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور حاکم رحمہم اللہ نے مختلف سندوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے رویت نقل کی ہے جبکہ امام حاکم رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سوا ہر ذکر سے حضرت موسیٰ کی والدہ کا دل خالی ہوگیا۔ اِنْ كَادَتْ لَتُبْدِيْ بِهٖ قریب تھا کہ وہ کہہ اٹھتی اے میرے بیٹے۔(1)

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے علاوہ ان کا دل ہر چیز سے خالی ہوگیا۔(2)

امام فریابی رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے غم کے علاوہ ان کی والدہ کا دل دنیا و آخرت کی ہر چیز سے فارغ ہوگیا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا دل حضرت موسیٰ علیہ السلام کی یاد کے سوا ہر شے سے خالی ہوگیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مغیث بن سمی یا ابی عبیدہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قریب تھا کہ وہ شدت غم کی وجہ سے کہہ دیتی کہ یہ اس کا بیٹا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ ایمان کے ساتھ اس کے دل کو مضبوط نہ کرتا۔

وَ قَالَتْ لِاُخْتِهٖ قُصِّيْهِ فَبَصُرَتْ بِهٖ عَنْ جُنُبٍ وَّ هُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۱﴾

"اور اس نے کہا موسیٰ کی بہن سے کہ اس کے پیچھے پیچھے ہولے۔ پس وہ اسے دیکھتی رہی دور سے اور وہ اس (حقیقت کو) نہ سمجھتے تھے۔"

امام فریابی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے: حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن سے کہا اس کے پیچھے پیچھے جا۔ جُنُبٍ کا معنی جانب ہے۔(3)

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس کے پیچھے پیچھے جا اور دیکھ کہ اس کے ساتھ کیا کیا جاتا ہے۔ اس نے دور سے دیکھا اور فرعونیوں کو پتہ ہی نہ چل سکا کہ یہ ان کا دشمن ہے۔(4)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ کی والدہ نے آپ کی بہن سے کہا اس کے نشانات پر جا۔ اس نے دیکھا جبکہ وہ ان سے اپنے آپ کو دور رکھنے والی تھی۔ انہیں احساس تک نہ تھا کہ یہ اس کی بہن ہے۔ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یوں دیکھ رہی تھی گویا وہ اس کا ارادہ نہیں رکھتی۔(5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 45-43، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 20، صفحہ 44
3۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 441 (3529)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 48-47
5۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 448، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن منذر نے ابن جریج سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن کا نام یواخید اور ماں کا نام یحانذ تھا۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے تاریخ دمشق میں حضرت ابوداؤد سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: کیا تجھے علم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جنت میں تیرے ساتھ ساتھ حضرت مریم بنت عمران، حضرت کلثوم، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن اور حضرت آسیہ زوجہ فرعون کو میری بیویاں بنایا ہے۔ حضرت خدیجہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ اللہ تعالیٰ نے ایسا کیا ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا ہاں۔ حضرت خدیجہ نے خوشحالی اور بیٹوں کی دعا کی۔

امام طبرانی اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تجھے معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے میری شادی حضرت مریم بنت عمران، حضرت کلثوم جو حضرت موسیٰ کی بہن ہیں اور فرعون کی بیوی حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا سے کی ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ﷺ آپ کو مبارک ہو۔

وَ حَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ فَقَالَتْ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰۤى اَهْلِ بَيْتٍ يَّكْفُلُوْنَهٗ لَكُمْ وَ هُمْ لَهٗ نٰصِحُوْنَ ﴿۱۲﴾ فَرَدَدْنٰهُ اِلٰۤى اُمِّهٖ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَ لَا تَحْزَنَ وَ لِتَعْلَمَ اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳﴾

"اور ہم نے حرام کر دیں اس پر ساری دودھ پلانے والیاں اس سے پہلے تو موسیٰ کی بہن نے کہا کیا میں پتہ دوں تمہیں ایسے گھر والوں کا جو اس کی پرورش کریں تمہاری خاطر اور وہ اس بچہ کے خیر خواہ بھی ہوں گے۔ تو (اس طرح) ہم نے لوٹا دیا اس کو اس کی ماں کی طرف تاکہ اسے دیکھ کر اس کی آنکھ ٹھنڈی ہو اور (اس کے فراق میں) غمزدہ نہ ہو اور وہ یہ بھی جان لے کہ بلاشبہ اللہ کا وعدہ سچا ہوتا ہے لیکن اکثر (اس حقیقت کو) نہیں جانتے۔"

امام فریابی، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وَ حَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ کی تفسیر یہ ہے کہ آپ کے پاس کوئی بھی دودھ پلانے والی نہیں لائی جاتی جسے آپ قبول کرتے۔ (1)

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آپ کسی عورت کے پستان کو قبول نہیں کرتے تھے یہاں تک کہ اپنی ماں کی طرف لوٹ آئے۔ (2)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن نے کہا میں تمہیں ایسے گھر کے بارے میں نہ بتاؤں جو اس کی کفالت کریں۔ تو انہوں نے کہا تو انہیں پہچانتی ہے۔ تو آپ کی بہن نے کہا میں نے بادشاہ مراد لیا ہے یعنی وہ لوگ بادشاہ کے مخلص ہیں۔ (3)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جو عورت بھی آپ کے پاس لائی جاتی تو وہ اس کا پستان نہ پکڑتے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ماں سے وعدہ کیا تھا کہ وہ حضرت موسیٰ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 49، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 20، صفحہ 50

علیہ السلام کو آپ کی طرف لوٹائے گا اور رسول بنائے گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ ایسا ہی کیا۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو عمران جونی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ فرعون حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں کو ہر روز اجرت کے طور پر ایک دینار دیتا۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے مراسیل میں حضرت جبیر بن نفیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت میں سے جو لوگ جہاد کرتے ہیں اور انعام لیتے ہیں یعنی اپنے دشمن پر قوی ہوتے ہیں ان کی مثال حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں جیسی ہے جو اپنے بچے کو دودھ پلاتی اور اجر لیا کرتی۔

وَ لَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَ اسْتَوٰۤى اٰتَیْنٰهُ حُكْمًا وَّ عِلْمًا ؕ وَ كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۱۴﴾

''اور جب پہنچ گئے موسیٰ علیہ السلام اپنے شباب کو اور ان کی نشو ونما مکمل ہوگئی تو ہم نے انہیں حکم اور علم عطا فرمایا اور ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کاروں کو۔''

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور محاملی امالی میں مجاہد سے وہ حضرت ابن عباس سے روایت نقل کرتے ہیں کہ اَشُدَّهٗ سے مراد تینتیس (33) سال کی عمر اور اسْتَوٰۤى سے مراد چالیس (40) سال کی عمر کو پہنچنا ہے۔(2)

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ کتاب المعمرین میں حضرت کلبی رحمہ اللہ کے واسطہ سے وہ حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ اَشُدَّهٗ سے مراد اٹھارہ سال کی عمر سے تیس سال کی عمر اور اسْتَوٰۤى سے مراد تیس سال کی عمر سے چالیس سال کی عمر ہے۔ جب وہ چالیس کی عمر سے بڑھ جاتا ہے تو گھاٹے میں پڑ جاتا ہے۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اَشُدَّهٗ سے مراد تینتیس سال اور اسْتَوٰۤى سے مراد چالیس سال حُكْمًا سے مراد فقہ اور عقل اور عِلْمًا سے مراد نبوت ہے۔(3)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابو قبیصہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اسْتَوٰۤى سے مراد داڑھی کا نکلنا ہے۔(4)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کی ہے کہ اَشُدَّهٗ سے مراد تینتیس اور اسْتَوٰۤى سے مراد چالیس سال کی عمر ہے۔

وَ دَخَلَ الْمَدِیْنَةَ عَلٰى حِیْنِ غَفْلَةٍ مِّنْ اَهْلِهَا فَوَجَدَ فِیْهَا رَجُلَیْنِ یَقْتَتِلٰنِ ﱪ هٰذَا مِنْ شِیْعَتِهٖ وَ هٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ ۚ فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِیْ مِنْ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 50-49، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 20، صفحہ 51
3۔ ایضاً، جلد 20، صفحہ 52-51
4۔ ایضاً، جلد 20، صفحہ 51

شِيْعَتِهٖ عَلَى الَّذِيْ مِنْ عَدُوِّهٖ ۙ فَوَكَزَهٗ مُوْسٰى فَقَضٰى عَلَيْهِ ۖ قَالَ هٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۵﴾

''وہ شہر میں داخل ہوئے اس وقت جب بے خبر سو رہے تھے اس کے باشندے۔ پس آپ نے پایا وہاں دو آدمیوں کو آپس میں لڑتے ہوئے یہ ایک ان کی جماعت سے تھا اور یہ دوسرا ان کے دشمنوں سے۔ پس مدد کے لیے پکارا آپ کو اس نے جو آپ کی جماعت سے تھا اس کے مقابلہ میں جو آپ کے دشمن گروہ سے تھا۔ تو سینہ میں گھونسا مارا موسیٰ علیہ السلام نے اس کو اور اس کا کام تمام کر دیا۔ آپ نے فرمایا: یہ کام شیطان کی انگیخت سے ہوا ہے بیشک وہ کھلا دشمن ہے بہکا دینے والا۔''

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ فرعون اپنی سواری پر سوار ہوا۔ اس کے پاس حضرت موسیٰ علیہ السلام نہ تھے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام آئے آپ کو بتایا گیا فرعون تو سوار ہو کر چلا گیا ہے۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی اس کے پیچھے سوار ہو گئے۔ اسے قیلولہ کے وقت ایسی جگہ آ گیا جسے منف کہتے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نصف النہار کے وقت وہاں داخل ہوئے جبکہ بازار بند ہو چکے تھے۔ راستے میں کوئی بھی نہ تھا۔ یہی وہ وقت ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَدَخَلَ الْمَدِيْنَةَ عَلٰى حِيْنِ غَفْلَةٍ مِّنْ اَهْلِهَا۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر سے یہ روایت نقل کی ہے کہ آپ نصف النہار کو داخل ہوئے۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نصف النہار کے وقت شہر میں داخل ہوئے جبکہ لوگ قیلولہ کر رہے تھے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام دوپہر کو قیلولہ کے وقت داخل ہوئے جبکہ لوگ سو رہے تھے۔ یہ وقت لوگوں کی غفلت کا وقت ہوتا ہے۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ حضرت ابن جریج رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت عطاء خراسانی رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں کہ حِيْنِ غَفْلَةٍ سے مراد مغرب اور عشاء کے درمیان کا وقت ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حِيْنِ غَفْلَةٍ سے مراد مغرب اور عشاء کا درمیانی وقت ہے۔ دوسروں نے کہا دوپہر کا وقت ہے۔ ابن عباس نے کہا ان میں سے ایک۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ هٰذَا مِنْ شِيْعَتِهٖ سے مراد اسرائیلی اور هٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ سے مراد قبطی ہے۔ تو اسرائیلی نے قبطی کے خلاف آپ سے مدد طلب کی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے گھونسا مارا تو وہ مر گیا۔ یہ واقعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے بڑا گراں گزرا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 52 2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 489 (2201)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ بنی اسرائیل میں سے ایک آدمی نے آپ سے مدد طلب کی۔ فرعون فارس سے اور اصطخر سے تعلق رکھتا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی ہتھیلی کو جمع کر کے گھونسا مارا۔ (1)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اسے ڈنڈا مارا اور قتل کا ارادہ نہ کیا تھا۔ (2)

ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر سے روایت نقل کی ہے کہ جسے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مکا مارا تھا وہ فرعون کا نان بائی تھا۔

امام احمد رحمہ اللہ نے زہد میں حضرت وہب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ابن عمران! مجھے اپنی عزت کی قسم! جسے تو نے مکا مارا اور قتل کر دیا ہے اگر اس نے ایک لحہ بھی دن اور رات کے اعتراف کیا ہوتا کہ میں اس کا خالق اور رازق ہوں تو میں اس جرم میں تجھے عذاب کا مزا چکھاتا لیکن میں نے تجھے اس معاملہ میں معاف کر دیا کیونکہ اس نے دن اور رات کے ایک لحہ میں بھی میرا اعتراف نہیں کیا کہ میں اس کا خالق اور رازق ہوں۔ (3)

قَالَ رَبِّ اِنِّیۡ ظَلَمۡتُ نَفۡسِیۡ فَاغۡفِرۡ لِیۡ فَغَفَرَ لَهٗ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الۡغَفُوۡرُ الرَّحِيۡمُ ﴿۱۶﴾

"آپ نے عرض کی میرے پروردگار! میں نے ظلم کیا اپنے آپ پر پس بخش دے مجھے، تو اللہ تعالیٰ نے بخش دیا اسے۔ بیشک وہی غفور رحیم ہے۔"

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے اِنِّیۡ ظَلَمۡتُ نَفۡسِیۡ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ کسی نبی کے لیے یہ زیبا نہیں کہ حکم ہونے سے پہلے قتل کرے۔ ابھی انہیں حکم نہیں دیا گیا تھا کہ انہوں نے قتل کر دیا۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ کے نبی نے یہ پہچان لیا تھا کہ اس سے بچ نکلنے کی کیا راہ ہے۔ آپ نے نکلنے کی راہ کا ارادہ کیا تو اپنے گناہ کو اپنے رب کے ہاں نہ پایا۔ بعض لوگوں نے کہا مقدور کی جہت سے گناہ نہ پایا۔

قَالَ رَبِّ بِمَاۤ اَنۡعَمۡتَ عَلَیَّ فَلَنۡ اَكُوۡنَ ظَهِيۡرًا لِّلۡمُجۡرِمِيۡنَ ﴿۱۷﴾

"عرض کرنے لگے میرے رب! مجھے ان انعامات کی قسم جو تو نے مجھ پر فرمائے! اب میں ہرگز مجرموں کا مددگار نہیں بنوں گا۔"

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے فَلَنۡ اَكُوۡنَ ظَهِيۡرًا لِّلۡمُجۡرِمِيۡنَ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ میں کبھی بھی مجرموں کا مددگار نہیں بنوں گا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 55، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ (2202)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ کتاب الزہد، صفحہ 95، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: اگر اس کے بعد میں اس کے فجور پر مدد کروں تو میں ظالم کی حیثیت سے مدد کروں گا۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عبید اللہ بن ولید رصافی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے حضرت عطاء بن ابی رباح سے اپنے کاتب بھائی کے بارے میں پوچھا کہ وہ امور مملکت کے کسی کام کی ذمہ داری نہیں لیتا مگر جو چیز خزانہ میں داخل ہوتی ہے اور جو چیز خارج ہوتی ہے اسے لکھتا ہے۔ اگر اپنے قلم کو چھوڑتا ہے (معاوضہ چھوڑتا ہے) تو اس پر قرض ہو جاتا ہے اور اس کے خلاف بہتان قائم ہو جاتا ہے۔ اگر اپنے کام کا معاوضہ لیتا ہے تو وہ غنی ہو جاتا ہے۔ عطاء نے پوچھا کس کے لیے وہ کتابت کا کام کرتا ہے؟ کہا خالد بن عبد اللہ قسری کے لیے۔ فرمایا: کیا تو نے وہ بات نہیں سنی جو ایک صالح آدمی نے کہی رَبِّ بِمَآ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ فَلَنْ اَكُوْنَ ظَهِیْرًا لِّلْمُجْرِمِیْنَ ؟ اس پر کوئی الزام نہیں ہوگا۔ اسے اپنے قلم کی مزدوری چھوڑ دینی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ اسے رزق عطا فرمائے گا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو حنظلہ جابر بن حنظلہ کاتب ضبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے عامر سے کہا: اے ابو عمرو! میں کاتب ہوں جو چیز خزانہ میں داخل ہوتی ہے اور اس سے نکلتی ہے میں اسے لکھ لیتا ہوں۔ اس کام کے دراہم لیتا ہوں جس کے ذریعے میں اور میرے گھر والے غنا محسوس کرتے ہیں۔ پوچھا شاید تو خون بہا کو لکھتا ہے؟ جواب دیا نہیں شاید جو مال لیا جاتا اسے لکھنا ہوگا۔ شاید تو اس گھر کے بارے میں لکھتا ہوگا جو گرایا جاتا ہے؟ کہا نہیں۔ فرمایا کیا تو نے وہ قول نہیں سنا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا تھا رَبِّ بِمَآ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ فَلَنْ اَكُوْنَ ظَهِیْرًا لِّلْمُجْرِمِیْنَ حضرت عامر نے کہا میں نے حضرت ابن عمر کے پہلو میں عصر کی نماز پڑھی، میں نے رکوع میں انہیں یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت سلمہ بن نبیط رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ عبد الرحمٰن بن مسلم نے ضحاک کی طرف آدمی بھیجا کہ اہل بخارا کے عطیات لے جاؤ اور انہیں دو کہا مجھے معاف کر دو۔ ضحاک لگاتار معافی کی درخواست کرتے رہے یہاں تک کہ انہیں معاف کر دیا۔ آپ کے بعض ساتھیوں نے کہا آپ چلے جاتے تو کیا حرج تھا۔ انہیں عطیات عطا کرتے جبکہ آپ پر کوئی گناہ بھی نہیں ہوتا؟ انہوں نے کہا میں ظالموں کے کسی معاملہ میں بھی مددگار رہنا پسند نہیں کرتا۔

فَاَصْبَحَ فِی الْمَدِیْنَةِ خَآىِٕفًا یَّتَرَقَّبُ فَاِذَا الَّذِی اسْتَنْصَرَهٗ بِالْاَمْسِ یَسْتَصْرِخُهٗ ؕ قَالَ لَهٗ مُوْسٰۤی اِنَّكَ لَغَوِیٌّ مُّبِیْنٌ ﴿۱۸﴾ فَلَمَّاۤ اَنْ اَرَادَ اَنْ یَّبْطِشَ بِالَّذِیْ هُوَ عَدُوٌّ لَّهُمَا ۙ قَالَ یٰمُوْسٰۤی اَتُرِیْدُ اَنْ تَقْتُلَنِیْ كَمَا قَتَلْتَ نَفْسًۢا بِالْاَمْسِ ۖۗ اِنْ تُرِیْدُ اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَ جَبَّارًا فِی الْاَرْضِ وَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 57، دار احیاء التراث العربی بیروت

مَا تُرِيدُ أَنْ تَكُونَ مِنَ الْمُصْلِحِينَ ﴿١٩﴾

''پھر آپ نے صبح کی اس شہر میں ڈرتے ہوئے اس انتظار میں کہ کیا ہوتا ہے۔ تو اچانک وہی شخص جس نے کل ان سے مدد طلب کی تھی آج پھر انہیں مدد کے لیے پکارتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے اسے فرمایا بیشک تو کھلا ہوا گمراہ ہے۔ پس جب آپ نے ارادہ کیا کہ جھپٹ پڑیں اس پر جو ان دونوں کا دشمن تھا۔ وہ کہنے لگا اے موسیٰ! کیا تو چاہتا ہے کہ مجھے بھی قتل کر ڈالے جیسے کل تو نے ایک شخص کو قتل کیا تھا۔ تو نہیں چاہتا بجز اس کے کہ تو ملک میں بڑا جابر بن جائے اور تو نہیں چاہتا کہ اصلاح کرنے والوں میں سے ہو۔''

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے فَأَصْبَحَ فِي الْمَدِينَةِ خَائِفًا کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ انہوں نے پکڑے جانے سے ڈرتے ہوئے صبح کی۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے يَتَرَقَّبُ کا معنی یہ نقل کیا ہے: دائیں بائیں دیکھتے ہوئے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ وحشت کھاتے ہوئے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فَإِذَا الَّذِي اسْتَنْصَرَهُ بِالْأَمْسِ يَسْتَصْرِخُهُ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وہی آدمی مدد کے لیے پکارنے لگا جس نے کل مدد کے لیے پکارا تھا۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اسی آدمی نے پکارا جس نے پہلے مدد کے لیے پکارا تھا۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الاستصراخ سے مراد مدد طلب کرنا ہے کہا استنصار اور استصراخ کا معنی ایک ہی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کی طرف بڑھے تو اس آدمی نے گمان کیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اسے قتل کر دیں گے۔ وہ کہنے لگا اے موسیٰ! آپ مجھے بھی قتل کرنے کا ارادہ کرتے ہیں جیسے تو نے کل ایک آدمی کو قتل کر دیا تھا۔ ایک قبطی جوان دونوں کے قریب تھا۔ اس نے ان کے راز کو افشاء کر دیا۔(1)

ابن منذر نے ابن جریج سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جو آپ کی قوم سے تعلق رکھتا تھا اس نے یہ گمان کیا کہ آپ اسے مارنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اس کے قول أَتُرِيدُ أَنْ تَقْتُلَنِي كَمَا قَتَلْتَ نَفْسًا بِالْأَمْسِ کا یہی مفہوم ہے۔ آپ نے پہلے جس آدمی کو مار ڈالا تھا اس کے بارے میں کسی کو کچھ معلوم نہ تھا یہ بات ان دونوں کے دشمن نے سن لی اور اس کے بارے میں لوگوں کو آگاہ کر دیا۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے امام شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جس نے دو آدمیوں کو قتل کیا وہ جابر ہے۔ پھر اس آیت کی تلاوت کی۔(2)

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 490، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 59، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی اس وقت تک جابر نہیں بن سکتا یہاں تک کہ دو آدمیوں کو قتل نہ کرے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابی عمران جونی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جبابرہ کی نشانی یہ ہے کہ ناحق قتل کریں۔

وَ جَآءَ رَجُلٌ مِّنْ اَقْصَا الْمَدِیْنَةِ یَسْعٰی٘ قَالَ یٰمُوْسٰۤی اِنَّ الْمَلَاَ یَاْتَمِرُوْنَ بِكَ لِیَقْتُلُوْكَ فَاخْرُجْ اِنِّیْ لَكَ مِنَ النّٰصِحِیْنَ ﴿۲۰﴾ فَخَرَجَ مِنْهَا خَآىٕفًا یَّتَرَقَّبُ٘ قَالَ رَبِّ نَجِّنِیْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۲۱﴾

''اور آیا ایک آدمی شہر کے دوسرے گوشہ سے دوڑتا ہوا، اس نے (آکر) بتایا اے موسیٰ! سردار لوگ سازش کررہے ہیں آپ کے بارے میں کہ آپ کو قتل کرڈالیں اس لیے نکل جایئے (یہاں سے) بیشک میں آپ کا خیر خواہ ہوں۔ پس آپ نکلے وہاں سے ڈرتے ہوئے (اپنی گرفتاری کا) انتظار کرتے ہوئے، عرض کی: میرے رب! بچالے مجھے ظلم وستم کرنے والوں سے۔''

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ رَجُلٌ سے مراد فرعون کی قوم کا مومن ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت شعیب جبائی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ آدمی جس نے یہ بتایا تھا کہ سردار آپ کے بارے میں مشورہ کررہے ہیں اس کا نام شمعون تھا۔(1)

امام ابن منذر نے ابن جریج سے یَسْعٰی کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ کام کاج کرتا تھا۔ وہ سردار نہیں تھا۔ اس کا نام حزقیل تھا۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ قبطی گیا۔ اس نے راز افشاء کردیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ہی وہ آدمی قتل کیا تھا۔ فرعون نے اس کی تلاش کا حکم دیا اور کہا اسے پکڑو کیونکہ اس نے ہماری قوم کے ایک فرد کو قتل کیا ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تلاش کررہے تھے۔ انہوں نے کہا راستوں کی گھاٹیوں میں سے اسے تلاش کرو کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نوجوان ہیں راستہ سے آگاہ نہیں۔(1)

حضرت موسیٰ علیہ السلام راستہ کی گھاٹیوں میں پہنچے۔ ایک آدمی آیا۔ اس نے آپ کو بتایا کہ قوم کے سرادار آپ کے بارے میں مشورہ کررہے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے نجات کے لیے دعا کی۔ جب آپ راستہ کی گھاٹی میں پہنچے تو ایک فرشتہ آیا جو ایک گھوڑے پر سوار تھا جس کے ہاتھ میں نیزہ تھا۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے دیکھا تو خوف سے سجدہ کیا۔ اس فرشتے نے کہا مجھے سجدہ نہ کرو بلکہ میرے پیچھے پیچھے چلو۔ آپ اس کے پیچھے چلنے لگے۔ اس فرشتے نے مدین کی طرف آپ کی راہنمائی کی۔

فرشتہ چلتا رہا یہاں تک کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مدین لے آیا۔ جب شیخ کے پاس حضرت موسیٰ علیہ السلام پہنچے اور

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 61 2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 489، دار الکتب العلمیہ بیروت

تمام واقعہ سنایا تو انہوں نے کہا نہ ڈرو، تم ظالم قوم سے نجات پا چکے ہو۔ اس شیخ نے اپنی ایک بیٹی کو حکم دیا کہ وہ عصا لے آئے۔ یہ عصا وہ تھا جسے ایک فرشتے نے انسانی صورت میں آ کر بطور امانت دیا تھا۔ وہ بیٹی داخل ہوئی۔ وہ عصا لیا اور اسے لے آئی۔ جب شیخ نے اسے دیکھا تو اپنی بیٹی سے کہا کوئی اور لا۔ اس بچی نے اسے پھینک دیا کسی اور کی تلاش کرنے لگی۔ اس کے ہاتھ میں وہی لگتا۔ وہ شیخ اسے بار بار لوٹاتے۔ ہر بار اس بچی کے ہاتھ میں وہی عصا آتا۔ جب شیخ نے یہ دیکھا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وصیت کی۔ وہ عصا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دے دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس عصا کے ذریعے بکریاں چراتے رہے۔ پھر شیخ شرمندہ ہوئے اور کہا وہ عصا تو دیعت تھا۔ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ملنے کے لیے نکل پڑے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا تو کہا مجھے عصا دے دو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: یہ میرا عصا ہے اور عصا دینے سے انکار کر دیا دونوں آپس میں جھگڑ پڑے۔ پھر دونوں اس بات پر راضی ہو گئے کہ دونوں کو جو پہلا آدمی ملے وہ اسے ثالث بنانے پر راضی ہیں۔

فرشتہ چلتے ہوئے ان کے پاس آیا اس نے دونوں کے درمیان یہ فیصلہ کیا کہ اس عصا کو زمین پر رکھو، جو اسے اٹھا لے گا یہ اسی کا ہو گا۔ شیخ نے اسے اٹھانے کی کوشش کی مگر اٹھانے کی طاقت نہ رکھی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ہاتھ سے اسے پکڑا تو اسے اٹھا لیا۔ شیخ نے عصا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے چھوڑ دیا۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کے ساتھ دس سال تک بکریاں چراتے رہے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے قتادہ سے رَجُلٌ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وہ ایک مومن تھا جو فرعون کی قوم سے تعلق رکھتا تھا وہ دوڑتا ہوا آیا۔ آپ اس شہر سے نکل پڑے جبکہ یہ خوف بھی تھا کہ تلاش کرنے والے پکڑ ہی نہ لیں۔

وَ لَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَآءَ مَدْيَنَ قَالَ عَسٰى رَبِّيْٓ اَنْ يَّهْدِيَنِيْ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ﴿۲۲﴾

"اور جب آپ روانہ ہوئے مدین کی جانب (تو دل میں) کہنے لگے امید ہے میرا رب میری رہنمائی فرمائے گا سیدھے راستہ کی طرف۔"

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان وَ لَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَآءَ مَدْيَنَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے چار راستے آئے۔ آپ کو یہ معلوم نہیں تھا کہ کس راستے پر چلیں تو عرض کناں ہوئے عَسٰى رَبِّيْٓ اَنْ يَّهْدِيَنِيْ سَوَآءَ السَّبِيْلِ تو پھر مدین کا راستہ اپنایا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مدین ایک چشمہ ہے جس پر حضرت شعیب علیہ السلام رہتے تھے۔ (1)

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے سَوَآءَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 64، دار احیاء التراث العربی بیروت

السَّبِيْلِ کا معنی سیدھا راستہ کیا ہے وہ مدین کا راستہ تھا۔(1)

ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری سے یہ قول نقل کیا ہے کہ سَوَآءَ السَّبِيْلِ سے مراد سیدھا راستہ ہے اور کہا اس روز زمین پر رہنے والے لوگوں میں سے بہترین لوگ آپس میں ملے تھے وہ حضرت شعیب اور حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام تھے۔

امام احمد نے زہد میں کعب بن علقمہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب فرعون سے بھاگتے ہوئے نکلے تو دعا کی اے میرے رب! مجھے تاکیدی حکم ارشاد فرمایئے۔ فرمایا میں تجھے تاکیدی حکم دیتا ہوں کہ تو کسی چیز کو بھی میرے ہم پلہ قرار نہیں دے گا بلکہ مجھے تو اس پر ترجیح دے گا کیونکہ جو ایسا نہ ہو نہ میں اس پر رحم کرتا ہوں اور نہ اسے پاکیزہ کرتا ہوں۔ عرض کی اے رب! کس چیز کے ساتھ۔ فرمایا اپنی ماں کے ساتھ کیونکہ اس نے تجھے کمزوری پر کمزوری کے ساتھ اٹھایا ہے۔ عرض کی: پھر کس چیز کے ساتھ۔ فرمایا: اگر میں تجھے اپنے بندوں کے معاملات کا تجھے ذمہ دار بناؤں تو ان کی ضروریات کے ضمن میں انہیں نہ تھکاؤ اگر تو ایسا کرے گا تو میری روح کو تھکائے گا۔ بیشک میں دیکھنے والا، سننے والا اور مشاہدہ کرنے والا ہوں۔(2)

وَ لَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ اُمَّةً مِّنَ النَّاسِ يَسْقُوْنَ ۠ وَ وَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمُ امْرَاَتَيْنِ تَذُوْدٰنِ ۚ قَالَ مَا خَطْبُكُمَا ؕ قَالَتَا لَا نَسْقِيْ حَتّٰى يُصْدِرَ الرِّعَآءُ ٜ وَ اَبُوْنَا شَيْخٌ كَبِيْرٌ ﴿۲۳﴾ فَسَقٰى لَهُمَا ثُمَّ تَوَلّٰۤى اِلَى الظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ اِنِّيْ لِمَاۤ اَنْزَلْتَ اِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرٌ ﴿۲۴﴾ فَجَآءَتْهُ اِحْدٰىهُمَا تَمْشِيْ عَلَى اسْتِحْيَآءٍ ٞ قَالَتْ اِنَّ اَبِيْ يَدْعُوْكَ لِيَجْزِيَكَ اَجْرَ مَا سَقَيْتَ لَنَا ؕ فَلَمَّا جَآءَهٗ وَ قَصَّ عَلَيْهِ الْقَصَصَ ۙ قَالَ لَا تَخَفْ ٚ نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۵﴾ قَالَتْ اِحْدٰىهُمَا يٰۤاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ ٞ اِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْاَمِيْنُ ﴿۲۶﴾ قَالَ اِنِّيْۤ اُرِيْدُ اَنْ اُنْكِحَكَ اِحْدَى ابْنَتَيَّ هٰتَيْنِ عَلٰۤى اَنْ تَاْجُرَنِيْ ثَمٰنِيَ حِجَجٍ ۚ فَاِنْ اَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ ۚ وَ مَاۤ اُرِيْدُ اَنْ اَشُقَّ عَلَيْكَ ؕ سَتَجِدُنِيْۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۲۷﴾ قَالَ ذٰلِكَ بَيْنِيْ وَ بَيْنَكَ ؕ اَيَّمَا الْاَجَلَيْنِ قَضَيْتُ فَلَا عُدْوَانَ عَلَيَّ ؕ وَ اللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ ﴿۲۸﴾

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 64، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ کتاب الزہد، صفحہ 87، دار الکتب العلمیہ بیروت

''اور جب آپ مدین کے پانی پر پہنچے تو دیکھا کہ وہاں پر لوگوں کا انبوہ ہے جو (اپنے مویشیوں کو) پانی پلا رہا ہے اور دیکھیں اس انبوہ سے الگ تھلگ دو عورتیں کہ اپنے ریوڑ کو روکے ہوئے ہیں۔ آپ نے پوچھا تم کیوں اس حال میں کھڑی ہو۔ ان دونوں نے کہا ہم نہیں پلا سکتیں جب تک چرواہے اپنے مویشیوں کو لیکر واپس نہ چلے جائیں اور ہمارے والد بہت بوڑھے ہیں۔ تو آپ نے پانی پلا دیا ان (کے ریوڑ) کو پھر لوٹ کر سایہ کی طرف آ گئے اور عرض کرنے لگے میرے مالک! واقعی میں اس خیر و برکت کا جو تو نے میری طرف اتاری ہے محتاج ہوں۔ کچھ دیر بعد آئی آپ کے پاس ان دونوں میں سے ایک خاتون شرم و حیا سے چلتی ہوئی (اور آکر) کہا میرے والد تمہیں بلاتے ہیں تاکہ تم نے ہماری بکریوں کو جو پانی پلایا ہے اس کا تمہیں معاوضہ دیں۔ پس جب آپ ان کے پاس آئے اور اپنا واقعہ ان کے سامنے بیان کیا تو انہوں نے (تسلی دیتے ہوئے) کہا ڈرو نہیں، تم بچ کر نکل آئے ہو ظالموں (کے پنجہ) سے۔ ان دو میں سے ایک خاتون نے کہا میرے (محترم) باپ! اسے نوکر رکھ لیجئے بیشک بہتر آدمی جس کو آپ نوکر رکھیں وہ ہے جو طاقتور بھی ہو دیانت دار بھی ہو۔ آپ نے کہا: میں چاہتا ہوں کہ میں بیاہ دوں تمہیں ایک ان اپنی دو بچیوں سے بشرطیکہ تو میری خدمت کرے آٹھ سال تک۔ پھر اگر تم پورے کر دو دس سال تو یہ تمہاری اپنی مرضی اور میں نہیں چاہتا کہ تم پر سختی کروں۔ تو پائے گا مجھے اگر اللہ نے چاہا نیک لوگوں سے (جو وعدہ ایفا کرتے ہیں)۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا یہ بات میرے اور آپ کے درمیان طے پا گئی ان دو میعادوں سے جو میعاد میں گزار دوں تو مجھ پر کوئی زیادتی نہ ہوگی اور اللہ تعالیٰ جو قول و قرار ہم نے کیا اس پر نگہبان ہے۔''

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام خوفزدہ ہو کر اور بھوکے نکلے۔ آپ کے پاس زاد راہ بھی نہ تھا یہاں تک کہ مدین کے چشمہ پر پہنچے۔ وہاں لوگوں کی ایک جماعت تھی جو جانوروں کو پانی پلا رہے تھے۔ دو عورتیں اپنی بکریوں کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھیں۔ آپ نے پوچھا تمہارا کیا مسئلہ ہے؟ دونوں نے کہا ہم اس وقت تک جانوروں کو پانی نہیں پلا سکتیں یہاں تک کہ چرواہے چلے جائیں جبکہ ہمارا والد بوڑھا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کیا تمہارے قریب بھی کوئی چشمہ ہے؟ دونوں نے کہا نہیں مگر ایک کنواں ہے جس پر ایک پتھر ہے جس نے کنویں کو ڈھانپ رکھا ہے جس کو اٹھانے کی کسی کو طاقت نہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: دونوں چلو اور مجھے دکھاؤ۔ دونوں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ چلیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے ہاتھ سے پتھر ہٹا دیا اور اسے کنویں سے دور کر دیا پھر ان کے جانوروں کے لیے ایک ہی ڈول نکالا اور ریوڑ کو پانی پلا دیا۔ پھر پتھر اسی جگہ رکھ دیا۔ پھر آپ سائے کی طرف چل دیے اور عرض کی رَبِّ اِنِّیْ لِمَاۤ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ۔ ان دونوں بچیوں نے آپ کی بات سن لی۔ دونوں اپنے باپ کے پاس گئیں۔ باپ نے دونوں کے جلدی واپس آنے پر تعجب کا اظہار کیا۔ دونوں بچیوں سے پوچھا بچیوں نے بتایا۔ حضرت شعیب نے ایک کو کہا جاؤ اسے بلا لاؤ۔ وہ بچی حضرت موسیٰ علی السلام کے پاس آئی اور کہا

میرا باپ تجھے بلاتا ہے تاکہ تجھے اس عمل کی اجرت دے جو تو نے ہمارے ریوڑ کو پانی پلایا ہے۔ تو وہ بچی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے چلنے لگی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے کہا میرے پیچھے چلو کیونکہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسل سے ہوں۔ میرے لیے تجھے دیکھنا حلال نہیں۔ اسے اللہ تعالیٰ نے مجھ پر حرام کر دیا ہے۔ مجھے میرے راستہ کے بارے میں بتاؤ۔

اس بچی کے والد نے بچی سے کہا تو نے اس کی قوت اور امانت کے بارے میں کیا دیکھا ہے؟ تو بچی نے ساری بات بتائی بچی نے کہا جہاں تک اس کی قوت کا تعلق ہے اس نے پتھر کو اکیلے ہی الٹا دیا ہے جبکہ اس پتھر کو لوگوں کی ایک جماعت الٹ سکتی تھی۔ جہاں تک اس کی امانت کا تعلق ہے اس نے کہا میرے پیچھے چلو اور مجھے راستہ بتاتی چلو کیونکہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خاندان کا ایک فرد ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے جو چیز حرام کی ہے وہ مجھے حلال نہیں۔ حضرت ابن عباس سے کہا گیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کونسی مدت پوری کی؟ فرمایا جس میں زیادہ نیکی اور جوان میں سے زیادہ پوری تھی۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ نے مصنف میں، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب مدین کے چشمہ پر پہنچے تو وہاں لوگوں کی ایک جماعت کو پایا جو جانوروں کو پانی پلا رہے تھے جب وہ پانی پلانے سے فارغ ہوئے تو کنویں پر پتھر رکھ دیا۔ اسے دس آدمی ہی اٹھا سکتے تھے جبکہ وہ صرف دو عورتیں تھیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان سے پوچھا تمہارا کیا مسئلہ ہے؟ دونوں نے بتایا حضرت موسیٰ علیہ السلام پتھر کے پاس پہنچے اور اکیلے ہی اسے اٹھا دیا۔ پھر جانوروں کو پانی پلایا۔ آپ نے صرف ایک ڈول ہی نکالا تھا کہ تمام ریوڑ کو پانی پلا دیا۔

دونوں عورتیں اپنے والد کے پاس آئیں ان سے گفتگو کی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سایہ کی طرف چل دیے اور یوں اللہ کے حضور التجا کی رَبِّ اِنِّیۡ لِمَاۤ اَنۡزَلۡتَ اِلَیَّ مِنۡ خَیۡرٍ فَقِیۡرٌ ایک بچی حیا کا پیکر بن کر آئی۔ اپنا کپڑا چہرے پر ڈالی ہوئی تھی۔ وہ ان جری خواتین کی طرح نہ تھی جو مردوں کے پاس بے باک چلی آتی ہیں۔ عورت نے کہا میرا باپ تجھے بلاتا ہے تاکہ جو تو نے ریوڑ کو پانی پلایا ہے اس کا تمہیں اجر دے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا: میرے پیچھے پیچھے چلو اور راستہ بتاتی جاؤ کیونکہ میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ ہوا تیرے کپڑے کو لگے اور تیرے جسم کی حالت کو بیان کردے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام ان کے والد کے پاس پہنچے تو سب واقعہ سنایا تو ان میں سے ایک نے کہا: اے والد! اسے اجرت پر رکھ لو کیونکہ جس کو آپ اجرت پر رکھ رہے ہیں وہ طاقتور اور امین ہے۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے پوچھا اے بیٹی! اس کی امانت اور اس کی قوت کے بارے میں تجھے کس نے بتایا؟ بچی نے کہا اس کی قوت تو یہ ہے اس نے پتھر اٹھا لیا جسے دس آدمی مل کر اٹھاتے ہیں۔ جہاں تک اس کی امانت کا تعلق ہے تو اس نے کہا میرے پیچھے چلو اور مجھے راستہ بتاتی جاؤ کیونکہ میں اسے ناپسند کرتا ہو کہ تیرے کپڑوں کو ہوا لگے اور تیرے جسم کی ساخت کو بیان کردے۔ اس چیز نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے حضرت شعیب علیہ السلام کی رغبت میں اضافہ کر دیا۔ اور کہا میں ارادہ کرتا ہوں کہ ان دو بیٹیوں میں سے ایک کا نکاح تجھ سے کر دوں۔ ان شاء اللہ تو مجھے صالح لوگوں میں سے پائے گا یعنی جو میں نے بات کہی ہے اچھی سنگت والا اور وعدہ

پورا کرنے والا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا میں جو مدت بھی پوری کروں تو اس کے بعد مجھ پر کوئی زیادتی نہ کی جائے گی۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے کہا ٹھیک ہے۔ کہا ہم جو کچھ کہہ رہے ہیں اس پر اللہ نگہبان ہے۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی بیٹی کی شادی آپ سے کردی اور اپنے پاس ٹھہرالیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام ان کی خدمت کے لیے کافی ہوگئے۔ بکریاں چرانے کی ان کی خدمت کرتے اور دوسرا کوئی کام ہوتا تو وہ بھی بجالاتے۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے حضرت صفورا سے آپ کی شادی کی۔ ان کی بہن کا نام شرفا تھا۔ یہی دونوں پہلے ریوڑ چراتی تھیں۔ (1)

امام احمد نے زہد میں ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی الہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کنویں پر پہنچے تو کمزوری کی وجہ سے ان کے پیٹ سے سبزیوں کی سبزی دکھائی دے رہی تھی۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام مدین کی طرف نکلے جبکہ مصر اور مدین کے درمیان آٹھ دنوں کا فاصلہ تھا۔ آپ کا کھانا درختوں کے پتے تھے۔ آپ ننگے پاؤں نکلے تھے۔ آپ وہاں پہنچے تو قدم کا موزہ بھی گر گیا تھا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مدین تک کا فاصلہ پینتیس (35) دنوں کا تھا۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے قول نقل کیا ہے کہ اُمَّةً سے مراد کچھ لوگ اور خَیْرٍ سے مراد کھانا ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ان دونوں کے نام یہ تھے: لیا، صفورا، ان دونوں کی چار چھوٹی بہنیں تھیں جو ریوڑ کو چھوٹے چشموں سے پانی پلاتی تھیں۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ تَذُوْدٰنِ کا معنی ہے وہ روکتی تھیں۔ (2)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ دونوں اپنے ریوڑ کو روکے رکھتی تھیں۔ یہاں تک کہ لوگ فارغ ہو جائیں اور کنواں ان کے لیے خالی ہو جائے۔ (3)

ابن منذر نے مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ انتظار کرتیں کہ حوض میں جو بچا ہوا پانی ہے۔ اس سے اپنے ریوڑ کو سیراب کریں۔

عبد بن حمید نے عاصم سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے یصدر کو یاء کے ضمہ اور دعاء کو راء کے کسرہ کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور ضیاء رحمہم اللہ نے مختارہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی رَبِّ اِنِّیْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ جبکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے ہاں معزز ترین مخلوق تھے اور اب وہ کھجور کے ایک ٹکڑے کے محتاج تھے۔ بھوک کی شدت کی وجہ سے آپ کا پیٹ آپ کی پشت کے ساتھ لگا ہوا تھا۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الفضائل، باب ماذکر فی موسیٰ علیہ السلام، جلد 6، صفحہ 334 (28842)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 66، دار احیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے روٹی کے ایک ٹکڑے کا سوال کیا جس کے ذریعے بھوک سے نجات حاصل کریں اور اپنی ریڑھ کی ہڈی کو مضبوط کریں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون سے بھاگے تو انہیں بھوک نے آلیا۔ ان کی انتڑیاں کپڑوں کے باہر سے دیکھی جا سکتی تھیں۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دونوں عورتوں کے جانوروں کو پانی پلایا، پھر سائے کی طرف گئے اور عرض کی رَبِّ اِنِّیْ لِمَاۤ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ کہا اس روز وہ کھجور کی ایک مٹھی کے محتاج تھے۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد نے زہد میں عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے عرض کی رَبِّ اِنِّیْ لِمَاۤ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ کہا اس روز انہیں سیر کر دے۔

امام فریابی اور امام احمد نے حضرت مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے صرف کھانے کا سوال کیا جو انہیں کھلا دے۔

امام فریابی اور امام احمد نے حضرت ابراہیم تیمی سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ان کے ساتھ نہ کوئی روٹی تھی اور نہ کوئی درہم تھا۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عبداللہ بن ابی الہذیل کی سند سے حضرت عمر بن خطاب سے تَمْشِیْ عَلَی اسْتِحْیَآءٍ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وہ آئی تو اپنی قمیص کی آستین سے اپنے چہرے کو ڈھانپے ہوئے تھی۔(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن ابی الہذیل رحمہ اللہ سے موقوف روایت نقل کی ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت مطرف بن شخیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ کی قسم! اگر اللہ کے نبی کے ہاں کوئی چیز ہوتی تو آپ اس کے دودھ ملے پانی (2) کے گھونٹ کا پیچھا نہ کرتے لیکن مشقت نے آپ کو اس پر مجبور کر دیا۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت ابو حازم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس پہنچے تو شام کے کھانے کا وقت تھا۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا کھاؤ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: اَعُوْذُ بِاللّٰهِ۔ میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے کہا کیا تو بھوکا نہیں؟ فرمایا کیوں نہیں۔ لیکن مجھے خوف ہے کہ یہ بکریوں کو پانی پلانے کا عوض ہو جبکہ میں ایسے خاندان سے تعلق رکھتا ہوں کہ ہم زمین بھر سونا بھی آخرت کے عمل کے عوض نہیں چاہتے۔ حضرت شعیب نے فرمایا: نہیں اللہ کی قسم! لیکن یہ میرا اور میرے آباء کا معمول ہے، ہم مہمانوں کی ضیافت کرتے ہیں اور کھانا کھلاتے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام بیٹھ گئے اور کھانا کھا لیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مالک بن انس رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہیں یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام نے ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو واقعات سنائے تھے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ لوگ کہتے ہیں وہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 71، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ در منثور میں یہاں عبارت میں انقطاع ہے۔ (مترجم)

شعیب ہے، وہ شعیب نہیں بلکہ ان دنوں وہ کنویں کا مالک تھا۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابوعبیدہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا صاحب اثرون تھا جو حضرت شعیب علیہ السلام کا بھتیجا تھا۔

ابن منذر اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سسر کا نام یثربی تھا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مزدوری پر رکھا تھا۔ اس کا نام یثرب تھا جو مدین کا مالک تھا۔(1)

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وہ ابو مرہ کی کنیت کو ناپسند کرتے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بیوی کا نام صفیرا بنت یثرون تھا۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے الْقَوِيُّ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ جو پتھر اس کنویں کے منہ پر پڑا ہوا تھا۔ اسے ہٹا دیا اور ان کے جانوروں کو پانی پلایا۔ الْاَمِیْنُ جب ان کے جانوروں کو پانی پلایا تو اپنی نظروں کو نیچا رکھا۔

امام طبرانی نے حضرت ابن مسعود سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بعد میں ہونے والی بیوی نے کہا یٰۤاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ ٘ اِنَّ خَیْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِیُّ الْاَمِیْنُ تو باپ نے پوچھا تو نے اس کی کیا قوت دیکھی ہے؟ تو اس عورت نے کہا وہ کنویں کی طرف آیا جبکہ اس کنویں پر ایک پتھر تھا۔ اسے اتنے اتنے آدمی بھی نہیں اٹھا سکتے تھے۔ تو اس نے اس پتھر کو اٹھا دیا۔ پوچھا تو نے اس کی کیا امانت دیکھی ہے؟ کہا میں اس کے سامنے چل رہی تھی تو اس نے مجھے اپنے پیچھے کر دیا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی کہ اس نے بڑی سے نکاح کیا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بلا لائی تھی۔ اس کا نام صفورا تھا۔ اس کا والد حضرت شعیب علیہ السلام کا بھتیجا تھا جس کا نام رعاویل تھا۔ مجھے ایک سچے آدمی نے خبر دی ہے کہ کتاب میں اس کا نام یثرون تھا جو مدین کا کاہن تھا۔ کاہن سے مراد عالم ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت نوف شامی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس عورت نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ایک بچہ جنا جس کا نام حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جرثمہ رکھا۔

امام ابن ماجہ، بزار، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ نے عقبہ بن منذر سلمی سے روایت نقل کی ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے تو آپ نے سورۂ طٰسٓ پڑھی یہاں تک کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصہ تک پہنچے اور کہا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آٹھ سال یا دس سال اپنی پاکدامنی اور کھانے پر مزدوری کی۔ جب مدت پوری کر دی عرض کی گئی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم انہوں نے کونسی مدت پوری کی تھی؟ فرمایا: جو ان میں سے زیادہ قسم کو پوری کرنے والی اور کامل تھی۔ جب حضرت شعیب علیہ السلام سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے علیحدہ ہونے کا ارادہ کیا تو اپنی بیوی سے کہا کہ وہ اپنے باپ سے سوال

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 74، دار احیاء التراث العربی بیروت

کرے کہ وہ اپنے ریوڑ میں سے کچھ اسے دے دے، جن کے ساتھ وہ زندگی گزار سکیں۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی بیٹی کو وہ بکریاں دیں جنہوں نے اسی سال بدلے رنگوں والے بچے جنے تھے۔ آپ کا ریوڑ سیاہ رنگ کا حسین تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے عصا کی طرف گئے۔ اس کی ایک طرف کو بلند کیا۔ پھر اسے حوض کی پست جگہ پر رکھ دیا۔ پھر ریوڑ کو لے آئے اور انہیں پانی پلایا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام حوض کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ اس سے کوئی بکری واپس نہ جاتی مگر اس کے پہلو میں ایک ایک بکری کھڑی کرتے۔ انہوں نے نشوونما پائی اور تین گنا ہو گئیں۔ ان سب نے بدلے رنگوں والے بچے جنے یعنی اپنی ماں کے رنگ پر نہ تھے مگر ایک بکری یا دو بکریوں نے۔ ان میں سے کوئی بکری ایسی نہ تھی جس کا دودھ دوہے بغیر ہی بہتا رہتا ہو۔ ان میں سے کوئی ایسی بکری بھی نہ تھی جس کے تھن کا سوراخ تنگ ہو اور نہ ہی کوئی ایسی بکری تھی جس کا دودھ کم ہو اور نہ ہی کوئی ایسی بکری تھی جس کا تھن زائد ہو اور نہ ہی کوئی ایسی بکری تھی جس کے تھن چھوٹے ہوں جسے ہتھیلی گرفت میں نہ لے سکے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر تم شام کے ملک میں جاؤ تو ان بکریوں میں سے باقی ماندہ بکریاں دیکھو گے۔ یہی سامریہ ہیں۔

حضرت ابن لہیعہ نے کہا فشوش سے مراد وہ بکری ہے جس کے تھن کا سوراخ کھلا ہوا۔ س کا دودھ خود بخود بہتا رہتا ہو ضبوب سے مراد وہ بکری ہے جس کی کھیری لمبی ہو اور سوراخ تنگ ہو۔ غزور سے مراد جس کی کھیری چھوٹی ہو اور ثفول یا ثعول سے مراد جس کی کھیری پستان کی دو بھٹنیوں کی طرح اور کشمہ سے مراد وہ بکری ہے جس کی کھیری اتنی چھوٹی ہو کہ ہاتھ اسے نہ پہنچ سکے۔

امام ابن جریر نے حضرت انس سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے ساتھی کو اس مدت کی طرف متوجہ کیا جو ان دونوں کے درمیان طے ہوئی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی نے کہا ہر بکری جو اپنے رنگ پر بچہ جنے گی تو تیرے لیے اس رنگ کی بکریاں ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قصد کیا اور پانی پر ایک ڈھانچہ سا لگا دیا۔ جب بکریوں نے وہ ڈھانچہ دیکھا وہ یکبارگی پھریں تو سب نے چتکبرے بچے جنے سوائے ایک بکری کے وہ سال ان سب کے رنگ لے گیا۔ (1)

امام سعید بن منصور اور ابن ابی شیبہ نے مصنف میں عبد بن حمید، امام بخاری، ابن منذر اور ابن مردویہ نے مختلف طرق سے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے پوچھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کون سی مدت پوری کی تھی؟ فرمایا ان میں سے جو زیادہ اور پاکیزہ تھی کیونکہ اللہ تعالیٰ کا رسول کوئی بات کرتا ہے تو اسے کر گزرتا ہے۔ (2)

امام بزار، ابو یعلیٰ، ابن جریر، ابن ابی حاتم، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبرائیل امین سے پوچھا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کون سی مدت پوری کی تھی؟ حضرت جبرائیل امین نے جواب دیا ان دونوں میں سے جو زیادہ مکمل تھی۔ (3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت یوسف بن سرح رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 82، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 335 (31847)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 442 (3532)، دار الکتب العلمیہ بیروت

کون سی مدت حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوری کی تھی؟ حضور ﷺ نے جبرائیل امین سے سوال کیا تو حضرت جبرائیل امین نے عرض کیا مجھے تو اس کا کچھ علم نہیں۔ حضرت جبرائیل امین نے اپنے سے بلند مرتبہ فرشتے سے سوال کیا۔ اس نے جواب دیا مجھے اس کا کوئی علم نہیں۔ پھر اس فرشتے نے اپنے رب سے سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اس مدت کو پورا کیا جس میں قسم کو زیادہ پورے کرنا کا تصور تھا۔ زیادہ تقویٰ والی تھی اور زیادہ پاکیزگی کا باعث تھی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ حضرت علی بن عاصم کے واسطے سے حضرت ابو ہریرہ سے وہ حضرت ابوسعید خدری سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے سوال کیا۔ دونوں مدتوں میں سے کس مدت کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پورا کیا؟ حضرت ابو سعید خدری نے کہا میں تو کچھ نہیں جانتا یہاں تک کہ میں رسول اللہ ﷺ سے سوال کروں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں تو کچھ نہیں جانتا یہاں تک کہ جبرائیل امین سے پوچھوں۔ حضرت جبرائیل امین نے کہا میں تو کچھ نہیں جانتا یہاں تک کہ حضرت میکائیل سے پوچھوں۔ حضرت میکائیل سے پوچھا۔ تو انہوں نے کہا میں تو کچھ نہیں جانتا یہاں تک کہ رفیع سے پوچھوں اس نے بلند مرتبہ فرشتے سے پوچھا۔ اس نے جواب دیا میں تو کچھ نہیں جانتا یہاں تک کہ اسرافیل سے پوچھوں۔ انہوں نے حضرت اسرافیل سے پوچھا۔ تو انہوں نے جواب دیا میں تو کچھ نہیں جانتا یہاں تک اللہ تعالیٰ سے پوچھوں۔ حضرت اسرافیل نے بلند آواز سے پوچھا اے عزت وشان والے! حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کون سے مدت پوری کی ہے؟ فرمایا: دونوں مدتوں میں سے کامل اور پاکیزہ یعنی دس سال۔ علی بن عاصم نے کہا ابو ہارون۔ جب یہ حدیث بیان کرتے تو فرماتے مجھے ابوسعید خدری نبی کریم ﷺ سے وہ جبرائیل امین وہ میکائیل سے وہ رفیع سے وہ اسرافیل سے وہ اللہ تعالیٰ سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دونوں مدتوں میں سے جو مکمل اور پاکیزہ یعنی دس سال کی مدت پوری کی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا دونوں مدتوں میں سے کس مدت کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پورا کیا؟ فرمایا: ان میں سے جو زیادہ مکمل تھی۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے جبرائیل امین نے کہا اے محمد! اگر یہودی آپ سے سوال کریں کہ دونوں مدتوں میں سے کس مدت کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پورا کیا؟ تو کہنا ان میں سے جو زیادہ مکمل تھی۔ اگر وہ آپ سے پوچھیں کہ کس سے آپ نے شادی کی؟ تو کہنا ان میں سے چھوٹی سے۔

امام خطیب رحمہ اللہ نے تاریخ میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تجھ سے یہ پوچھا جائے کہ دونوں مدتوں میں سے کس مدت کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پورا کیا؟ تو کہنا جو ان میں سے بہترین اور زیادہ قسم پوری کرنے والی تھی۔ جب تجھ سے پوچھا جائے کس عورت سے آپ نے شادی کی؟ تو کہنا ان دونوں میں سے جو چھوٹی تھی یہی آئی تھی اور کہا تھا یٰۤاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ٘ اِنَّ خَیْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِیُّ الْاَمِیْنُ پوچھا تو نے اس کی کیا قوت دیکھی؟ تو اس نے کہا تھا اس نے بھاری پتھر پکڑا اور کنویں پر ڈال دیا۔ پوچھا تو نے اس کی کیا امانت دیکھی؟ اس نے کہا میرے پیچھے چلو اور میرے سامنے نہ چلو۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کون سی مدت پوری کی؟ فرمایا: ان میں سے جو زیادہ لمبی اور پاکیزہ تھی۔

امام بزار، ابن ابی حاتم، طبرانی نے اوسط میں اور ابن مردویہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کس مدت کو پورا کیا؟ فرمایا: ان میں سے جو زیادہ قسم کو پورا کرنے والی اور کامل تھی۔ اگر تجھ سے پوچھا جائے کس عورت سے آپ نے شادی کی؟ تو کہنا ان میں سے جو چھوٹی تھی۔

امام فریابی، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ نے مصنف میں عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت محمد بن کعب قرظی سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کونسی مدت پوری کی؟ فرمایا: میں عنقریب جبرائیل امین سے پوچھوں گا۔ حضور ﷺ نے جبرائیل امین سے پوچھا تو جبرائیل امین نے کہا عنقریب میں میکائیل سے سوال کروں گا۔ حضرت میکائیل سے پوچھا تو کہا میں عنقریب اسرافیل سے پوچھوں گا تو انہوں نے کہا میں رب العالمین سے پوچھوں گا۔ حضرت اسرافیل نے اللہ تعالیٰ سے پوچھا تو کہا وہ مدت جو قسم کو زیادہ پوری کرنے والی اور کامل تھی۔ (1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت مقسم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں حضرت حسن بن علی بن ابی طالب سے ملا۔ میں نے اس سے کہا دونوں مدتوں میں سے کون سی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوری کی پہلی یا دوسری؟ فرمایا دوسری۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَاللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے سسر کے قول پر اللہ تعالیٰ نگہبان ہے۔

فَلَمَّا قَضٰى مُوْسَى الْاَجَلَ وَ سَارَ بِاَهْلِهٖۤ اٰنَسَ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ نَارًا ۚ قَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْۤا اِنِّیْۤ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّیْۤ اٰتِیْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ جَذْوَةٍ مِّنَ النَّارِ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ﴿۲۹﴾

”پھر جب موسیٰ علیہ السلام نے مقررہ مدت پورری کردی اور (وہاں سے) چلے اپنی اہلیہ کو ساتھ لے کر تو آپ نے دیکھی طور کے ایک طرف آگ آپ نے اپنے اہل خانہ سے کہا تم ذرا ٹھہرو، میں نے آگ دیکھی ہے (میں وہاں جاتا ہوں) شاید میں لے آؤں تمہارے پاس وہاں سے کوئی خبر یا آگ کی کوئی چنگاری تا کہ تم اسے تاپ سکو“

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے الْاَجَلَ کی یہ تعبیر نقل کی ہے کہ دس سال پھر اس کے بعد دس سال اور ٹھہرے رہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ کے واسطہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی مدت پوری کر لی تو اپنی اہلیہ کو لے کر چل پڑے۔ پھر راستہ بھول گئے۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 335 (31846)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

موسم سردیوں کا تھا۔ آپ کے لیے آگ بلند کی گئی۔ جب اسے دیکھا تو گمان کیا یہ آگ ہے جبکہ وہ اللہ کا نور تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے گھر والوں سے کہا امْكُثُوْٓا اِنِّیْٓ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّیْٓ اٰتِیْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اگر میں تمہارے پاس کوئی خبر نہ لاؤں تو میں تمہارے پاس آگ لے آؤں گا تا کہ تم سردی سے بچاؤ کے لیے اسے تاپو۔

عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے اٰنَسَ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ محسوس کیا اِنِّیْٓ اٰنَسْتُ نَارًا یعنی میں نے آگ محسوس کی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ لَّعَلِّیْٓ اٰتِیْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ کا یہ معنی ہے: شاید میں کوئی ایسا آدمی پاؤں جو راستہ کے بارے میں میری راہنمائی کرے وہ راستہ بھول چکے تھے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے جَذْوَةٍ کا معنی شہاب نقل کیا ہے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے جَذْوَةٍ کا معنی درخت کی جڑ نقل کیا ہے۔

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے جَذْوَةٍ کا معنی درخت کی جڑ نقل کیا ہے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے جَذْوَةٍ کا معنی درخت کی جڑ نقل کیا ہے جس کی ایک طرف آگ تھی۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے جَذْوَةٍ کا معنی ایندھن کی لکڑی جس میں آگ ہو نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عاصم سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اسے جَذْوَةٍ کو جیم کے نصب کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام ابو عبید، ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ابو ملیح رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں میمون بن مہران کی خدمت میں حاضر ہوا تا کہ تجارت کی غرض سے روانہ ہونے پر الوداعی ملاقات کروں۔ فرمایا: تو اس امر سے مایوس نہ ہونا کہ تجھے اس سفر میں دین کی وہ چیز حاصل ہو جو اس سے افضل ہو جو تو دنیاوی ملاقات کی امید رکھتا ہے کیونکہ ملکہ سبا گھر سے چلی تھی جبکہ اسے اپنے ملک سے زیادہ کوئی چیز محبوب نہ تھی جبکہ اللہ تعالیٰ نے اسے اس سے بھی بہتر چیز کی طرف نکالا۔ وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اسلام کی ہدایت نصیب فرمائی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام گھر سے تو اس لیے چلے تھے کہ گھر والوں کے لیے آگ لائیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس سے بہتر چیز کی طرف نکالا۔ وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے کلام فرمائی۔

امام خطیب رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے فرمایا: جس کی تو امید کرتا ہے اس کی بنسبت جس کی امید نہیں رکھتا اس کے لیے زیادہ امید رکھنے والا ہو جا کیونکہ حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام اس لیے نکلے تھے کہ آگ لائیں واپسی پر لوٹے تو نبوت کے مقام پر فائز ہو چکے تھے۔

فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوْدِیَ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْاَیْمَنِ فِی الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ اَنْ یّٰمُوْسٰۤی اِنِّیْۤ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۳۰﴾

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 493 (2213)، دار الکتب العلمیہ بیروت

"پس جب آپ وہاں گئے تو ندا آئی وادی کے دائیں کنارہ سے اس بابرکت مقام میں ایک درخت سے کہ اے موسیٰ! بلاشبہ میں ہی ہوں اللہ جو رب العالمین ہے۔"

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ نُوْدِيَ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْاَيْمَنِ سے مراد ہے کہ یہ ندا آسمان دنیا سے تھی۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ ایمن سے مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دائیں جانب ہے جو طور کے نزدیک ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ندا درخت کی دائیں جانب تھی اور ندا آسمان سے آئی تھی۔ اس کلام میں تقدیم و تاخیر ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ درخت کی دائیں جانب آواز دی گئی۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الشَّجَرَةِ سے مراد عوسجہ (کانٹے دار درخت) ہے۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت کلبی سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الشَّجَرَةِ سے مراد عوسجہ کا درخت ہے۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور حاکم نے حضرت عبد اللہ بن مسعود سے روایت نقل کی ہے کہ میرے سامنے اس درخت کا ذکر کیا گیا جس کی طرف حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پناہ لی تھی۔ میں ایک دن اور ایک رات چلتا رہا یہاں تک کہ صبح کے وقت وہاں پہنچا، کیا دیکھتا ہوں وہ ببول کا درخت ہے، سرسبز و شاداب ہے، پتوں سے بھرا ہوا ہے۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام پڑھا اور اپنے اونٹ کو اس کی طرف مائل کیا جبکہ وہ بھوکا تھا۔ اس نے منہ بھر کر اس سے خوراک لی۔ منہ میں گھماتا رہا مگر اسے نگل نہ سکا۔ پھر اسے باہر پھینک دیا۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام پڑھا۔ پھر میں واپس آ گیا۔(2)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت نوف بکالی سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وادی ایمن کے کنارے سے ندا کی گئی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کون ہے جو ندا کر رہا ہے؟ فرمایا میں تیرا عظمتوں والا رب ہوں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابو بکر ثقفی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام رات کے وقت درخت کے پاس پہنچے جبکہ وہ سرسبز و شاداب تھا جبکہ آگ اس میں آ جا رہی تھی۔ وہ آگ لینے کے لیے گئے تو وہ آپ سے دور ہو گیا۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام گھبرا گئے۔ تو وادی ایمن کی ایک جانب سے ندا کی گئی۔ کہا درخت کی دائیں جانب سے آپ آواز سے مانوس ہوئے۔ عرض کی: تو کہاں ہے تو کہاں ہے؟ کہا گیا میں تیرے اوپر ہوں۔ عرض کی: میرا رب ہے؟ فرمایا ہاں۔

وَ اَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ؕ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّ لَمْ يُعَقِّبْ ؕ يٰمُوْسٰۤى اَقْبِلْ وَ لَا تَخَفْ ۫ اِنَّكَ مِنَ الْاٰمِنِيْنَ ﴿۳۱﴾ اُسْلُكْ

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 493 (2214)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 630 (4103)، دار الکتب العلمیہ بیروت

يَدَكَ فِي جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ ۫ وَّاضْمُمْ اِلَيْكَ جَنَاحَكَ مِنَ الرَّهْبِ فَذٰنِكَ بُرْهَانٰنِ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿۳۲﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ قَتَلْتُ مِنْهُمْ نَفْسًا فَاَخَافُ اَنْ يَّقْتُلُوْنِ ﴿۳۳﴾ وَاَخِيْ هٰرُوْنُ هُوَ اَفْصَحُ مِنِّيْ لِسَانًا فَاَرْسِلْهُ مَعِيَ رِدْاً يُّصَدِّقُنِيْٓ ۫ اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ يُّكَذِّبُوْنِ ﴿۳۴﴾ قَالَ سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِاَخِيْكَ وَنَجْعَلُ لَكُمَا سُلْطٰنًا فَلَا يَصِلُوْنَ اِلَيْكُمَا ۚ بِاٰيٰتِنَآ ۚ اَنْتُمَا وَمَنِ اتَّبَعَكُمَا الْغٰلِبُوْنَ ﴿۳۵﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمْ مُّوْسٰى بِاٰيٰتِنَا بَيِّنٰتٍ قَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّفْتَرًى وَّمَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۶﴾ وَقَالَ مُوْسٰى رَبِّيْٓ اَعْلَمُ بِمَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى مِنْ عِنْدِهٖ وَمَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۳۷﴾

”اور (ذرا) ڈال دو (زمین پر) اپنے عصا کو۔ اب جو اسے دیکھا تو وہ اس طرح لہرا رہا تھا جیسے وہ سانپ ہو۔ آپ پیٹھ پھیر کر چل دیئے اور پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا (آواز آئی) اے موسیٰ! سامنے آؤ اور ڈرو نہیں، یقیناً تم (ہر خطرہ سے) محفوظ ہو ڈالو اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں، وہ نکلے گا سفید (چمکتا ہوا) بغیر کسی تکلیف کے اور رکھ لے اپنے سینہ پر اپنا ہاتھ خوف دور کرنے کے لیے۔ تو یہ دو دلیلیں ہیں تمہارے رب کی طرف سے فرعون اور اس کے درباریوں (کی طرف لے جانے) کے لیے، بیشک وہ نافرمان لوگ ہیں۔ آپ نے عرض کی میرے رب! میں نے تو قتل کیا تھا ان سے ایک شخص کو۔ پس میں ڈرتا ہوں کہیں وہ مجھے قتل نہ کر ڈالیں۔ اور میرا بھائی ہارون وہ زیادہ فصیح ہے مجھ سے گفتگو کرنے میں تو اسے بھیج میرے ساتھ میرا مددگار بنا کر تا کہ وہ میری تصدیق کرے۔ میں ڈرتا ہوں کہ وہ مجھے جھٹلائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم مضبوط کریں گے تیرے بازو کو تیرے بھائی سے اور ہم عطا کریں گے تمہیں ایسا غلبہ (اور شوکت) کہ وہ تمہیں (اذیت) نہیں پہنچا سکیں گے۔ ہماری نشانیوں کے باعث تم دونوں اور تمہارے پیروکار ہی غالب آئیں گے۔ پھر جب آئے فرعونیوں کے پاس موسیٰ (علیہ السلام) ہماری روشن نشانیاں لے کر انہوں نے کہا نہیں ہے یہ مگر جادو گھڑا ہوا اور ہم نے نہیں سنیں اس قسم کی باتیں اپنے پہلے آباؤ اجداد کے زمانہ میں اور موسیٰ (علیہ السلام) نے فرمایا میرا رب خوب جانتا ہے اسے جو اس کی بارگاہ سے (نور) ہدایت لے کر آیا ہے اور وہی جانتا ہے کہ

اس کا انجام اچھا ہوگا۔ بیشک بامراد نہیں ہوتے ظلم وستم کرنے والے۔"

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان وَلّٰی مُدْبِرًا وَّلَمْ يُعَقِّبْ ۭ يٰمُوْسٰٓى اَقْبِلْ وَلَا تَخَفْ ۣ اِنَّكَ مِنَ الْاٰمِنِيْنَ ۝ اُسْلُكْ يَدَكَ فِيْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَاۗءَ مِنْ غَيْرِ سُوْۗءٍ ۡ وَّاضْمُمْ اِلَيْكَ جَنَاحَكَ مِنَ الرَّهْبِ کے بارے میں کہا یہ تقدیم قرآن میں سے ہے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے جَنَاحَكَ کا معنی اپنا ہاتھ نقل کیا ہے۔(1)

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَّاضْمُمْ اِلَيْكَ جَنَاحَكَ کا معنی اپنے ہاتھ کو بازو کے نیچے کرلو۔ مِنَ الرَّهْبِ یعنی خوف سے، بُرْهَانٰنِ یعنی عصا اور ہاتھ رِدْاً یعنی مدد، سُلْطٰنًا حجت۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَّلَمْ يُعَقِّبْ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ خوف کی وجہ سے نہ مڑا۔ فِيْ جَيْبِكَ یعنی اپنی قمیص کے گریبان میں۔ تَخْرُجْ بَيْضَاۗءَ مِنْ غَيْرِ سُوْۗءٍ یعنی اسے برص کا مرض نہیں ہوگا۔ مِنَ الرَّهْبِ یعنی رعب کی وجہ سے، بُرْهَانٰنِ تیرے رب کی جانب سے دو آیتیں ہیں رِدْاً یعنی میری مدد۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے الرَّهْبِ کو تخفیف کے ساتھ اور راء کے رفع کے ساتھ پڑھا ہے اور فَذٰنِكَ کو تخفیف کے ساتھ پڑھا ہے۔

عبد بن حمید نے عبد اللہ بن کثیر اور قیس سے روایت نقل کی ہے کہ دونوں فَذٰنِكَ بُرْهَانٰنِ کو نون ثقیلہ کے ساتھ پڑھتے تھے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت علی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رِدْاً يُّصَدِّقُنِيْٓ کا مفہوم ہے تاکہ وہ میری تصدیق کریں۔

ابن ابی حاتم نے ابن وہب کے واسطہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمیں نافع بن ابی نعیم نے بتایا کہ میں نے مسلم بن جنید سے اللہ تعالیٰ کے فرمان رِدْاً يُّصَدِّقُنِيْٓ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا رِدْاً کا معنی زیادتی ہے، کیا تو نے شاعر کا قول نہیں سنا:

وَاَسْمَرَ خَطِيِّ كَاَنَّ كعوبه نوى الْقَصَب قَدْ اَرْدٰى ذِرَاعاً عَلٰى عَشْرِ

"کتنے ہی گندم گوں خطی نیزے ہیں جس کے پورے گنے کے پوروں کی طرح ہیں اور ان کی لمبائی دس ذراع سے بھی زیادہ ہے"۔

امام طستی رحمہ اللہ نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِاَخِيْكَ کے بارے میں پوچھا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عَضُدَ کا معنی مددگار بتایا۔ حضرت نافع رحمہ اللہ نے پوچھا کیا عرب اسے پہچانتے ہیں؟ فرمایا ہاں۔ کیا تو نے شعر نہیں سنا:

فِيْ ذِمَّةٍ مَنْ اَبِيْ قَابُوْسٍ مُنْقِذَةٍ لِلْخَائِفِيْنَ وَ مَنْ لَيْسَتْ لَهُ عَضُدُ

"ابو قابوس کی طرف سے ایسے ذمہ میں جوڈرنے والوں اور جن کا کوئی مددگار نہ ہو اسے بچانے والا ہے"۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا دل فرعون کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 86، دار احیاء التراث العربی بیروت

خوف سے بھرا ہوا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب فرعون کو دیکھتے تو یوں دعا کرتے ''اَللّٰھُمَّ اَدْرَأُبِكَ فِي نَحْرِہٖ، وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّہٖ'' اے اللہ! اس کے قتل کرنے سے تیری مدد لیتا ہوں اور اس کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دل میں جو خوف تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے آپ کے دل کو خالی کر دیا۔ اسے فرعون کے دل میں رکھ دیا۔ جب وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھتا تو یوں پیشاب کرتا جیسے گدھا پیشاب کرتا ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب فرعون کے سامنے آتے تو آپ کی دعا اور غزوہ حنین کے موقع پر نبی کریم ﷺ کی دعا اور ہر مصیبت زدہ کی دعا یہ ہے ''كُنْتَ وَتَكُوْنُ وَاَنْتَ حَيٌّ لَا تَمُوْتُ، تَنَامُ الْعُيُوْنُ وَتَكْدِرُ النُّجُوْمُ وَاَنْتَ حَيٌّ قَيُّوْمٌ، لَا تَاْخُذُكَ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ، يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ'' تو ہمیشہ سے ہے، تو ہمیشہ سے رہے گا، تو زندہ ہے، تجھے موت نہیں آئے گی، آنکھیں سو جاتی ہیں اور ستارے بے نور ہو جاتے ہیں، تو حی و قیوم ہے، تجھے اونگھ اور نیند نہیں آتی، یا حی یا قیوم۔

وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَاُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ ۚ فَاَوْقِدْ لِيْ يٰهَامٰنُ عَلَى الطِّيْنِ فَاجْعَلْ لِّيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْٓ اَطَّلِعُ اِلٰٓى اِلٰهِ مُوْسٰى ۙ وَاِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۳۸﴾ وَاسْتَكْبَرَ هُوَ وَجُنُوْدُهٗ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ اِلَيْنَا لَا يُرْجَعُوْنَ ﴿۳۹﴾

''یہ (سن کر) فرعون نے کہا اے اہل دربار! میں تو نہیں جانتا کہ تمہارے لیے میرے سوا کوئی اور خدا ہے۔ پس آگ جلا میرے لیے اے ہامان! اور اس پر اینٹیں پکوا میرے لیے ایک اونچا محل تعمیر کر، شاید (اس پر چڑھ کر) میں سراغ لگا سکوں موسیٰ کے خدا کا۔ اور میں تو اس کے بارے میں یہ خیال کرتا ہوں کہ یہ جھوٹا ہے۔ اور تکبر کیا اس نے اور اس کی فوجوں نے زمین میں ناحق اور وہ یہ گمان کرتے رہے کہ انہیں ہماری طرف نہیں لوٹایا جائے گا۔''

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ جب فرعون نے کہا يٰٓاَيُّهَا الْمَلَاُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی: اے میرے رب! تیرے بندے نے سرکشی کی ہے اسے ہلاک کرنے کی مجھے اجازت دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے جبرائیل: وہ میرا بندہ ہے، اس کی وہ اجل مجھ پر سبقت نہیں لے جائے گی جو اجل میں نے اس کے لیے مقرر کی ہے یہاں تک کہ وہ اجل آجائے۔ جب اس نے کہا اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى (النازعات) فرمایا: اے جبرائیل! تیری روح کو سکون ہو گیا ہے، میرے بندے نے بغاوت کی ہے، اب اس کی ہلاکت کا وقت آ گیا ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دو باتیں جو فرعون نے کی تھیں يٰٓاَيُّهَا الْمَلَاُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ اور اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى۔ ان دو باتوں کے

درمیان چالیس سال کا عرصہ حائل تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کی پکڑ کی۔ فَاَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى (النازعات)

امام ابن عبدالحکم رحمہ اللہ نے فتوح مصر میں یہ روایت نقل کی ہے کہ ہمیں حضرت اسد رحمہ اللہ نے حضرت خالد بن عبداللہ رحمہ اللہ سے انہوں نے ایک محدث سے جس نے حدیث بیان کی ہے کہ ہامان ایک قبطی تھا۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے فَاَوْقِدْ لِيْ يٰهَامٰنُ عَلَى الطِّيْنِ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ ہامان! کچی اینٹوں پر آگ روشن کرو تا کہ وہ پکی ہوئی اینٹیں بن جائیں۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ہامان وہ پہلا شخص ہے جس نے اینٹیں پکائیں۔ (1)

ابن ابی حاتم نے قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے: فرعون وہ پہلا شخص ہے جس نے اینٹیں پکائیں اور اس کے لیے مینار تیار کیا گیا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ فرعون وہ پہلا شخص ہے جس نے پکی اینٹیں بنوائیں اور اس سے عمارت تعمیر کرائی۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے سعید بن جبیر سے روایت نقل کی ہے کہ مٹی پر آگ جلاؤ تا کہ وہ پکی اینٹیں بن جائیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب اس کے لیے مینار بنا دیا گیا تو وہ اس پر چڑھا۔ اس نے تیر لانے کا حکم دیا۔ اس نے آسمان کی طرف تیر مارا۔ تیر واپس پلٹا جبکہ وہ خون سے آلودہ تھا۔ تو فرعون نے کہا میں نے حضرت موسیٰ کے معبود کو قتل کر دیا ہے۔

فَاَخَذْنٰهُ وَ جُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَ جَعَلْنٰهُمْ اَىِٕمَّةً يَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۚ وَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَا يُنْصَرُوْنَ ۝ وَ اَتْبَعْنٰهُمْ فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً ۚ وَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ هُمْ مِّنَ الْمَقْبُوْحِيْنَ ۝

"پس ہم نے پکڑ لیا اسے اور اس کے لشکریوں کو پھر پھینک دیا انہیں سمندر میں۔ دیکھو! کیسا (ہولناک) انجام ہوا ظلم و ستم کرنے والوں کا۔ اور ہم نے بنایا تھا انہیں ایسے پیشوا جو بلا رہے تھے (اپنی رعایا کو) آگ کی طرف اور روز حشر ان کی مدد نہ کی جائے گی۔ اور ہم نے ان کے پیچھے اس دنیا میں بھی لعنت لگا دی اور قیامت کے دن بھی ان کا شمار ملعونوں میں ہوگا۔"

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے الْيَمِّ کا معنی سمندر نقل کیا ہے: وہ سمندر جسے ساف کہتے ہیں جو مصر سے آگے ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ نے انہیں غرق کیا۔

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 493 (2217)، دارالکتب العلمیہ بیروت

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَجَعَلْنٰهُمْ اَىِٕمَّةً يَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے سردار بنایا جو نافرمانیوں کی طرف بلاتے ہیں۔

امام ابن منذر اور ابن جریج رحمہما اللہ نے وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ قیامت کے روز ایک اور لعنت ہوگی پھر ان کی طرف توجہ فرمائی اور فرمایا هُمْ مِّنَ الْمَقْبُوْحِيْنَ۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَاَتْبَعْنٰهُمْ فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ دنیا و آخرت میں ان پر لعنت کی گئی۔ یہ آیت بھی معنی میں اس آیت وَاَتْبَعَنَاهُمْ فِي الدُّنْيَا لَعْنَةً ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ کی طرح ہے۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِ مَاۤ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ الْاُوْلٰى بَصَآىِٕرَ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۴۳﴾

"اور ہم نے دی موسیٰ (علیہ السلام) کو کتاب اس کے بعد کہ ہم نے ہلاک کر دیا تھا پہلی (نافرمان) قوموں کو (یہ کتاب) لوگوں کے لیے بصیرت افروز اور سراپا ہدایت و رحمت تھی تاکہ وہ نصیحت قبول کریں۔"

امام بزار، ابن منذر، حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب سے تورات زمین پر نازل ہوئی ہے اللہ تعالیٰ نے کسی قوم، جماعت، امت اور بستی والوں کو ہلاک نہیں کیا سوائے اس بستی والوں کے جنہیں بندروں کی صورت میں مسخ کر دیا گیا۔ کیا تو نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی طرف نہیں دیکھا۔ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِ مَاۤ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ الْاُوْلٰى (1)۔

امام بزار، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ایک اور سند سے حضرت ابوسعید خدری سے ایک موقوف روایت نقل کی ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے بَصَآىِٕرَ کا معنی دلائل نقل کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے بَصَآىِٕرَ کا معنی ہدایت نقل کیا ہے: ان کے دلوں میں جو گناہ ہیں۔ ان سے بَصَآىِٕرَ کا معنی ہدایت نقل کیا ہے۔

وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ اِذْ قَضَيْنَاۤ اِلٰى مُوْسَى الْاَمْرَ وَمَا كُنْتَ مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۴۴﴾ وَلٰكِنَّاۤ اَنْشَاْنَا قُرُوْنًا فَتَطَاوَلَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ۚ وَمَا كُنْتَ ثَاوِيًا فِيْۤ اَهْلِ مَدْيَنَ تَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۙ وَلٰكِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ﴿۴۵﴾

"اور آپ نہیں تھے (طور) کی مغربی سمت میں جب ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کی طرف (رسالت کا) حکم بھیجا اور نہ آپ گواہوں میں شامل تھے۔ لیکن ہم نے پیدا فرمائیں کئی قومیں (یکے بعد دیگرے) اور کافی لمبا عرصہ

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 442 (3536)، دارالکتب العلمیہ بیروت

گزر گیاان پر (اور انہوں نے عہد خداوندی بھلا دیا) اور آپ اہل مدین میں مقیم نہ تھے۔ تاکہ آپ پڑھ کر سناتے ہوں انہیں ہماری آیتیں لیکن ہم ہی رسول بنا کر بھیجنے والے تھے۔"

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَ مَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِیِّ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ پہاڑ کی مغربی جانب۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے ثَاوِیًا کا معنی مقیم نقل کیا ہے۔

وَ مَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ اِذْ نَادَیْنَا وَ لٰكِنْ رَّحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّاۤ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِیْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ یَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۴۶﴾

"اور آپ (اس وقت) طور کے کنارہ پر بھی نہ تھے جب ہم نے (موسیٰ کو) ندا فرمائی۔ لیکن یہ آپ کے رب کی محض رحمت ہے (کہ اس نے آپ کو ان حالات پر آگاہ کر دیا) تاکہ آپ (قہر الٰہی سے) ڈرائیں اس قوم کو جن کے پاس نہیں آیا کوئی ڈرانے والا آپ سے پہلے شاید وہ نصیحت قبول کریں۔"

امام فریابی، نسائی، ابن جریر، ابن ابی حاتم، حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، ابن مردویہ، ابونعیم اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ندا کی گئی: اے امت محمد! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے تجھے سوال کرنے سے پہلے عطا کیا ہے، تمہاری دعا کرنے سے پہلے تمہیں قبول کر لیا۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ایک اور سند سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت نقل کی ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کو ندا کی کہ میری رحمت میرے غضب پر سبقت لے گئی ہے۔ پھر سورۂ قصص میں یہ آیت نازل فرمائی وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ اِذْ نَادَیْنَا۔

امام ابن مردویہ، ابونعیم نے دلائل میں ابو نصر سجزی نے ابانہ میں اور دیلمی رحمہم اللہ نے حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس آیت کے بارے میں پوچھا کہ ندا کیا ہے اور رحمت کیا ہے؟ فرمایا: وہ ایسی کتاب ہے جو اللہ تعالیٰ نے مخلوق پیدا کرنے سے دو ہزار پہلے لکھوا دی۔ پھر اسے عرش پر ندا کی اے محمد! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میری رحمت میرے غضب سے سبقت لے گئی ہے۔ میں نے تمہیں سوال کرنے سے پہلے عطا کیا۔ تمہیں مغفرت طلب کرنے سے پہلے بخش دیا۔ جو تم میں سے مجھے اس حال میں ملا کہ وہ "لا اله الا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ عَبْدِیْ وَرَسُوْلِیْ" کی سچے دل سے گواہی دیتا تھا تو میں اسے جنت میں داخل کروں گا۔

امام حلبی رحمہ اللہ نے دیباج میں حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے اسی کی مثل مرفوع روایت نقل کی ہے۔

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 494 (2318)، دار الکتب العلمیہ بیروت   2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 96

امام ابن مردویہ اور ابو نعیم رحمہما اللہ نے دلائل میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے ذکر نے جسے مجھ سے سوال کرنے سے غافل کر دیا تو میں اسے اس کے سوال کرنے سے پہلے عطا کروں گا۔ حضور ﷺ کی امت کو ندا کی گئی اے محمد! ﷺ کی امت تم نے ہم سے دعا نہیں کی مگر ہم نے تمہاری دعا کو قبول کر لیا اور تم نے ہم سے سوال نہیں کیا مگر ہم نے تمہیں عطا کر دیا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں: جب اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو طور سینا میں ہم کلامی کے شرف سے نوازا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: اے میرے رب! کیا تیری بارگاہ میں مجھ سے زیادہ بھی معزز ہے؟ تو نے مجھ سے سرگوشی کی اور کلام کا شرف عطا فرمایا۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہاں محمد! ﷺ میری بارگاہ میں تجھ سے بھی معزز ہیں۔ حضرت موسیٰ نے عرض کی: اگر حضرت محمد ﷺ آپ کی بارگاہ میں زیادہ معزز ہیں تو کیا حضور ﷺ کی امت بھی بنی اسرائیل سے زیادہ معزز ہے۔ تو نے ان کے لیے سمندر کو پھاڑا، فرعون اور اس کے ظلم سے نجات عطا فرمائی اور انہیں من و سلویٰ کھلایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہاں حضرت محمد ﷺ کی امت بنی اسرائیل سے زیادہ معزز ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: اے میرے اللہ! وہ مجھے دکھا۔ فرمایا: تو انہیں نہیں دیکھ سکتا، اگر تو چاہے تو ان کی آواز تجھے سنا سکتا ہوں۔ عرض کی: جی ہاں میرے اللہ۔ ہمارے رب نے ندا کی اے حضرت محمد ﷺ کی امت! اپنے رب کو جواب دو انہوں نے جواب دیا جبکہ وہ اپنے آباء کی پشتوں اور ماؤں کے رحموں میں تھے۔ جو قیامت تک آنے والے تھے سب نے عرض کی! ''لَبَّيْكَ اَنْتَ رَبُّنَا حَقًّا وَّنَحْنُ عَبِيْدُكَ حَقًّا'' ہم حاضر ہیں، تو ہمارا برحق رب ہے اور ہم تیرے برحق بندے ہیں۔ فرمایا: تم نے سچ کہا میں تمہارا رب ہوں اور تم میرے برحق بندے ہو۔ میں نے تمہاری دعا سے پہلے ہی تمہیں بخش دیا ہے اور تمہارے سوال کرنے سے پہلے ہی عطا کر دیا ہے۔ تم میں سے جو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی شہادت کے ساتھ مجھے ملے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ حضرت ابن عباس نے کہا جب اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا تو آپ کو اور آپ کی امت کو جو عطا فرمایا اس احسان کے ذکر کا ارادہ فرمایا تو فرمایا وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ اِذْ نَادَيْنَا۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو نصر سجزی رحمہم اللہ نے الابانہ میں حضرت مقاتل رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے محمد! ﷺ تو اس وقت طور کی ایک جانب نہیں تھا جب ہم نے تیری امت کو ندا کی جبکہ وہ اپنے آباء کی پشتوں میں تھے کہ جب میں تجھے مبعوث کروں تو تم آپ پر ایمان لانا۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب ہم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ندا کی تو اس وقت آپ وہاں نہیں تھے بلکہ یہ تمہارے رب کی رحمت ہے جو ہم نے تم پر یہ واقعہ بیان کیا۔

وَلَوْلَآ اَنْ تُصِيْبَهُمْ مُّصِيْبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ فَيَقُوْلُوْا رَبَّنَا لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۷﴾ فَلَمَّا

جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْا لَوْلَآ اُوْتِيَ مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى ؕ اَوَلَمْ يَكْفُرُوْا بِمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ ۚ قَالُوْا سِحْرٰنِ تَظٰهَرَا ۫ وَقَالُوْٓا اِنَّا بِكُلٍّ كٰفِرُوْنَ ﴿۴۸﴾ قُلْ فَاْتُوْا بِكِتٰبٍ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ هُوَ اَهْدٰى مِنْهُمَآ اَتَّبِعْهُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۴۹﴾ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكَ فَاعْلَمْ اَنَّمَا يَتَّبِعُوْنَ اَهْوَآءَهُمْ ؕ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰىهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۰﴾

"(اور اس کی وجہ یہ ہے) کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ جب پہنچے انہیں کوئی مصیبت ان اعمال کے باعث جو انہوں نے کیے ہیں تو وہ یہ نہ کہنے لگیں کہ اے ہمارے رب! کیوں نہ بھیجا تو نے ہماری طرف کوئی رسول تاکہ ہم پیروی کرتے تیری آیات کی اور ہم ہوجاتے ایمان لانے والوں سے۔ پھر جب آ گیا ان کے پاس حق ہماری جناب سے تو وہ کہنے لگے کیوں نہ دیئے گئے انہیں اس قسم کے معجزے جو موسیٰ کو دیئے گئے تھے (ان نابکاروں سے پوچھو) کیا انہوں نے انکار نہیں کیا تھا ان معجزات کا جو موسیٰ کو دیئے گئے تھے۔ انہی نے کہا (موسیٰ و ہارون) دو جادوگر ہیں جو ایک دوسرے کی مدد کررہے ہیں۔ نیز انہوں نے کہا تھا ہم ان تمام کا انکار کرتے ہیں۔ آپ فرمایئے تم لے آؤ کوئی کتاب اللہ تعالیٰ کے پاس سے جو زیادہ ہدایت بخش ہو ان دونوں (قرآن و تورات) سے تو میں اس کی پیروی کروں گا اگر تم سچے ہوئے۔ پس اگر وہ قبول نہ کریں آپ کے اس ارشاد کو تو جان لو کہ وہ صرف اپنی نفسانی خواہشوں کی پیروی کررہے ہیں۔ اور کون زیادہ گمراہ ہے اس سے جو پیروی کرتا ہے اپنی خواہش کی اللہ تعالیٰ کی جانب سے کسی رہنمائی کے بغیر۔ بیشک اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا ظالم لوگوں کو۔"

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: زمانہ فترہ میں ہلاک ہونے والا کہے گا اے میرے رب! میرے زمانہ میں تو نہ کتاب آئی اور نہ ہی رسول۔ پھر حضرت محمد ﷺ نے یہ آیت رَبَّنَا لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ تلاوت کی۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا...... قَالُوْٓا اِنَّا بِكُلٍّ كٰفِرُوْنَ کی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے کہ اس کا مصداق اہل کتاب ہیں۔ دو کتابوں تورات اور فرقان کے بارے میں فرماتا ہے قُلْ فَاْتُوْا بِكِتٰبٍ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ هُوَ اَهْدٰى مِنْهُمَآ اَتَّبِعْهُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ تفسیری قول نقل کیا ہے کہ یہودی قریش کو کہتے کہ تم محمد ﷺ سے پوچھو لَوْلَآ اُوْتِيَ مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى اللہ تعالیٰ محمد ﷺ سے فرماتا ہے:

قریش سے کہو جنہیں اہل کتاب کہتے ہیں۔ اَوَ لَمۡ یَكۡفُرُوۡا بِمَاۤ اُوۡتِیَ مُوۡسٰی مِنۡ قَبۡلُ ۚ قَالُوۡا سِحۡرٰنِ تَظٰهَرَا۔ یہودیوں نے کہا حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کے بارے میں کہا وَ قَالُوۡۤا اِنَّا بِكُلٍّ كٰفِرُوۡنَ۔ یہودیوں نے اس کا بھی انکار کیا جو حضرت محمد ﷺ کو عطا کیا گیا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مِنۡ قَبۡلُ سے مراد حضور ﷺ کی بعثت سے قبل۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن زبیر سے روایت نقل کی ہے کہ وہ قَالُوۡا ساحِران تَظٰهَرَا قرأت کرتے۔

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ پڑھتے تھے قَالُوۡا ساحِرانِ تَظٰهَرَا۔ یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام۔

امام عبد بن حمید، بخاری نے تاریخ میں ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے سَاحِرَانِ تَظَاهَرَا الف کے ساتھ پڑھا ہے ساحران سے مراد حضرت موسیٰ اور حضرت محمد ﷺ ہیں۔

عبد بن حمید اور ابن منذر نے عکرمہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ وہ سِحۡرَانِ تَظَاهَرَا پڑھتے کہا یہ دونوں کتابیں ہیں۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ قَالُوۡا سِحۡرٰنِ تَظٰهَرَا وہ کہتے ان سے مراد تورات اور فرقان ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد دو کتابیں تورات اور فرقان ہے جب ان میں سے ہر ایک کتاب نے صاحب کتاب کی تصدیق کی۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عاصم جحدری سے روایت نقل کی ہے کہ وہ یوں قرأت کرتے سِحۡرَانِ تَظَاهَرَا وہ کہتے یہ دو کتابیں تورات اور فرقان ہیں۔ کیا نہیں دیکھتا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فَاۡتُوۡا بِكِتٰبٍ مِّنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ هُوَ اَهۡدٰی مِنۡهُمَاۤ۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اگر وہ نبی کریم ﷺ کا ارادہ کرتا تو یوں نہ کہتا فَاۡتُوۡا بِكِتٰبٍ مِّنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ بیشک اس نے کاتبوں کا ارادہ کیا۔

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابوزید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ پڑھتے سِحۡرٰنِ تَظٰهَرَا۔ کہتے یہ دو کتابیں ہیں تورات اور انجیل۔

عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ کہنے والے اللہ تعالیٰ کے دشمن یہودی ہیں جو انجیل و قرآن کے بارے میں یہ کہتے جس نے ساحران پڑھا ہے وہ اس سے مراد حضرت محمد ﷺ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام مراد لیتا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عبدالکریم ابی امیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے عکرمہ کو پڑھتے ہوئے سنا سِحۡرَان میں نے اس کا مجاہد سے کہا کیا تو اس نے کہا بندے نے جھوٹ بولا ہے، میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما پر اسے سَاحِرَان پڑھا، آپ نے مجھ پر عیب نہیں لگایا۔

امام عبدالرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس سے

پوچھا جبکہ وہ رکن، دروازہ اور ملتزم کے درمیان بیٹھے ہوئے تھے جبکہ وہ عکرمہ کے بازو پر ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ میں نے پوچھا اَسِحْرٰنِ تَظٰهَرَا اَمْ سَاحِرٰنِ ؟ میں یہ سوال بار بار دہرایا۔ عکرمہ نے کہا سَاحِرٰنِ تَظٰهَرَا اے آدمی چلا جا۔ (1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بِحَقٍّ سے مراد تورات اور قرآن ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بِحَقٍّ سے مراد وہ چیز ہے جسے موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام لائے۔

وَ لَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿٥١﴾ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ هُمْ بِهٖ يُؤْمِنُوْنَ ﴿٥٢﴾ وَ اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِهٖۤ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَاۤ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهٖ مُسْلِمِيْنَ ﴿٥٣﴾ اُولٰٓئِكَ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوْا وَ يَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿٥٤﴾ وَ اِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ وَ قَالُوْا لَنَاۤ اَعْمَالُنَا وَ لَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ٘ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ ٘ لَا نَبْتَغِي الْجٰهِلِيْنَ ﴿٥٥﴾

"اور ہم مسلسل بھیجتے رہے ان کی طرف اپنا کلام تا کہ وہ نصیحت قبول کریں۔ جن کو ہم نے عطا فرمائی کتاب (نزول) قرآن سے پہلے وہ اس پر ایمان لائے ہیں۔ اور جب یہ ان کے سامنے پڑھی جاتی ہے تو کہتے ہیں ہم ایمان لے آئے اس کے ساتھ۔ بیشک یہ حق ہے ہمارے رب کی طرف سے، ہم اس سے پہلے ہی سر تسلیم خم کر چکے تھے۔ یہ لوگ ہیں جنہیں دیا جائے گا ان کا اجر دو مرتبہ بوجہ ان کے صبر کے اور وہ دور کرتے ہیں نیکی کے ساتھ برائی کو نیز اس مال سے جو ہم نے ان کو دیا ہے خرچ کرتے رہتے ہیں۔ اور جب وہ سنتے ہیں کسی بیہودہ بات کو تو منہ پھیر لیتے ہیں اس سے اور کہتے ہیں ہمارے لیے ہمارے اعمال ہیں اور تمہارے لیے تمہارے اعمال ہیں۔ تم سلامت رہو۔ ہم جاہلوں (سے الجھنے) کے خواہاں نہیں ہیں۔"

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابو القاسم بغوی، باوردی، ابن قانع تینوں نے معاجم صحابہ میں، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے عمدہ سند کے ساتھ حضرت رفاعہ قرظی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وَ لَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ...... بِمَا صَبَرُوْا تک دس افراد کے بارے میں نازل ہوئیں، میں بھی ان میں سے ایک تھا۔ (2)

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ قریش کے بارے میں نازل ہوئیں۔

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 495 (2222)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 104

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے وَلَقَدْ وَصَّلْنَا کا معنی یہ نقل کیا ہے کہ ہم نے بیان کیا۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں بتاتا ہے کہ جو گزر چکے ہیں ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کیسے سلوک کرتا ہے، انہوں نے کیسے کیا اور وہ ان کے ساتھ کیا کرنے والا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے ابو رفاعہ سے روایت نقل کی ہے کہ اہل کتاب میں سے دس آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری کے لیے نکلے۔ ان میں ابو رفاعہ بھی تھا۔ وہ ایمان لائے اور انہیں اذیت دی گئی۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔ (1)

امام بخاری نے ''تاریخ'' میں اور ابن منذر نے حضرت علی بن رفاعہ سے روایت نقل کی ہے کہ میرا باپ اہل کتاب کے ان دس افراد میں سے تھا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے ان کی تعداد دس تھی۔ جب وہ آئے تو لوگ ان سے مذاق کرنے لگے اور ان پر ہنسنے لگے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں اُولٰٓئِكَ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوْا آیت نازل فرمائی۔

امام فریابی اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ...... لَا نَبْتَغِي الْجٰهِلِيْنَ اہل کتاب کے مسلمانوں کے بارے میں نازل فرمائی۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آیت اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ هُمْ بِهٖ يُؤْمِنُوْنَ کے بارے میں ہم یہ باتیں کیا کرتے تھے کہ یہ اہل کتاب کے لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ وہ حق کی شریعت پر قائم تھے، اس شریعت سے احکام لیتے اور اس کی حرام کردہ چیزوں سے رک جاتے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا اور انہیں اس پر ثابت قدم کیا۔ کہا ہمارے سامنے یہ بات کی گئی ہے کہ ان میں سے حضرت سلمان فارسی اور حضرت عبد اللہ بن سلام ہیں۔ (2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ هُمْ بِهٖ يُؤْمِنُوْنَ اس کا مصداق وہ لوگ ہیں جو اہل کتاب میں سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں اپنے مالکوں کے ہاتھوں گھومتا رہا یہاں تک کہ میں یثرب میں پہنچا۔ اس وقت زمین میں نصاریٰ سے بڑھ کر کوئی قوم مجھے محبوب نہ تھی اور نصرانیت سے بڑھ کر کوئی دین محبوب نہ تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ میں نے انہیں مشقت کرتے ہوئے دیکھا تھا۔ اسی اثناء میں کہ میں اسی طرح تھا کہ لوگوں نے کہا عربوں میں نبی مبعوث ہوا ہے۔ پھر انہوں نے کہا وہ مدینہ طیبہ آگیا ہے۔ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں آپ سے نصرانیوں کے بارے میں پوچھنے لگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نصاریٰ میں کوئی بھلائی نہیں اور میں نصرانیوں کو پسند نہیں کرتا۔ سلمان فارسی نے کہا میں نے آپ کو بتایا کہ میرے ساتھی نے کہا تھا اگر میں اسے پاتا اور وہ مجھے آگ میں کود جانے کا حکم دیتا تو میں اس میں کود پڑتا۔ کہا میں نصاریٰ کی محبت میں فریفتہ ہو چکا تھا۔ میں نے اپنے دل میں بھاگ جانے کا سوچا جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تلوار سونت لی تھی۔ ایک آنے والا آیا اور کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تجھے بلاتے ہیں۔ میں نے کہا تو جا یہاں تک کہ میں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 104، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 20، صفحہ 105

آتا ہوں جبکہ میں اپنے دل میں بھاگ جانے کا سوچ رہا تھا۔ اس نے کہا میں تجھے اس وقت تک نہیں چھوڑوں گا یہاں تک کہ میں تجھے آپ کے پاس لے چلوں۔ میں اس کے ساتھ چل پڑا۔ جب حضور ﷺ نے مجھے دیکھا تو فرمایا: اے سلمان! الله تعالیٰ نے تیرے عذر کے بارے میں یہ حکم نازل فرمایا اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ هُمْ بِهٖ یُؤْمِنُوْنَ۔

امام طبرانی اور خطیب رحمہما اللہ نے تاریخ میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں اہل رام ہرمز میں سے ایک تھا۔ ہم مجوسی لوگ تھے۔ اہل جزیرہ کا ایک نصرانی آدمی ہمارے پاس آیا۔ وہ ہمارے ہاں ٹھہرا اور ہمارے ہاں اپنی ایک عبادت گاہ بنالی۔ میں فارسی زبان میں لکھنے والوں میں سے تھا۔ مکتب میں میرے ساتھ ایک لڑکا ہوتا۔ جو مار کھا کر آتا جو رورہا ہوتا۔ جسے والدین مارتے۔

میں نے اس سے پوچھا تو کیوں روتا ہے؟ اس نے جواب دیا میرے والدین مجھے مارتے ہیں۔ میں نے پوچھا تیرے والدین تجھے کیوں مارتے ہیں؟ اس نے جواب دیا میں اس گرجا گھر کے پاس آتا ہوں۔ جب انہیں اس بات کا علم ہوا تو انہوں نے مجھے مارا۔ اگر تو اس کے پاس آئے تو اس سے عجیب و غریب بات سنے۔ میں نے اسے کہا مجھے بھی اس کے پاس لے جانا۔ ہم اس کے پاس آئے۔ اس نے ہمیں تخلیق کے آغاز، آسمان وزمین کے آغاز، جنت اور جہنم کے بارے میں عجیب و غریب باتیں بتائیں۔ میں اس کے پاس آتا جاتا رہا۔ مدرسہ کے چند لڑکوں نے ہمارے معاملہ کو بھانپ لیا۔ وہ بھی ہمارے ساتھ آنے لگے۔

جب بستی والوں نے یہ دیکھا تو اس کے پاس آئے اور کہا اے فلاں! تو ہماری پناہ میں آیا اور ہم نے تیرے پڑوس میں سوائے اچھائی کے کوئی چیز نہیں دیکھی۔ ہمارے کچھ لڑکے ہیں جو تیرے پاس آتے جاتے ہیں۔ ہمیں ڈر ہے کہ تو انہیں ہمارے خلاف کردے گا۔ ہمارے پاس سے چلے جاؤ۔ اس نے کہا ٹھیک ہے۔ اس نے اس لڑکے سے کہا جو اس کے پاس آتا جاتا تھا میرے ساتھ چلو۔ اس لڑکے نے کہا میں ایسا نہیں کرسکتا۔ میرے والدین مجھ پر جو سختی کرتے رہے ہیں تو اس سے آگاہ ہے۔ میں نے کہا میں تیرے ساتھ چلتا ہوں۔ میں یتیم ہوں۔ میرا باپ نہیں۔ میں اس کے ساتھ نکل پڑا۔ ہم نے رام ہرمز کا پہاڑی راستہ اختیار کیا۔ ہم چلتے رہے، توکل کرتے رہے اور درختوں کے پھل کھاتے رہے یہاں تک کہ ہم جزیرہ میں پہنچے۔ ہم نصیبین پہنچے۔ میرے ساتھی نے کہا اے سلمان! یہاں ایسی قوم ہے جو زمین میں رہنے والے لوگوں سے زیادہ عبادت کرنے والے ہیں۔ میں انہیں ملنا پسند کرتا ہوں۔

ہم اتوار کے روز ان کے پاس آئے جبکہ وہ جمع ہو چکے تھے۔ میرے ساتھی نے انہیں سلام کیا۔ انہوں نے بھی اسے سلام کیا اور اسے دیکھ کر خوشی کا اظہار کیا اور پوچھا تو اتنا عرصہ کہاں غائب رہا؟ اس نے جواب دیا میں فارس کے علاقہ میں اپنے دوستوں کے پاس تھا۔ اس نے ہمارے ساتھ گفتگو کی جو گفتگو کی۔ پھر میرے ساتھی نے مجھے کہا: اے سلمان! اٹھو اور چلو میں نے کہا نہیں مجھے انہیں لوگوں کے ساتھ رہنے دو۔ اس نے کہا جس کی یہ طاقت رکھتے ہیں تم اس کی طاقت نہیں رکھتے۔ وہ ایک اتوار سے دوسرے اتوار تک روزہ رکھتے ہیں۔ وہ رات کو نہیں سوتے۔ انہیں میں سے ایک بادشاہ کے بیٹوں میں سے ایک تھا

جس نے ملک کو چھوڑا تھا اور عبادت میں داخل ہو گیا تھا۔ میں ان لوگوں میں رہا یہاں تک کہ ہم نے شام کی اور ایک ایک کر کے اپنی غار کی طرف جانے لگے جس میں وہ رہتے تھے۔ جب ہمیں شام ہو گئی تو بادشاہ کی اولاد میں سے جو تھا اس نے کہا اس لڑکے کا تم کیا کرو گے؟ تم میں کوئی آدمی اسے ساتھ رکھ لے انہوں نے کہا تو ہی اسے ساتھ لے لے۔

اس نے مجھے کہا: اے سلمان! اٹھو وہ مجھے ساتھ لے گیا یہاں تک کہ اس غار کے پاس آیا جس میں وہ رہتا تھا۔ اس نے مجھے کہا اے سلمان! یہ روٹی ہے، یہ سالن ہے جب تجھے بھوک لگے تو اسے کھا لینا۔ جب تک چستی ہو تو روزہ رکھ لینا، جب مناسب سمجھے عبادت کر لینا اور جب سستی محسوس ہو تو سو جانا۔ پھر نماز میں شروع ہو گیا۔ اس نے مجھ سے کوئی بات نہ کی اور نہ ہی میری طرف دیکھا۔ ان سات دنوں میں غم نے مجھے آلیا۔ مجھ سے کسی نے بات نہ کی یہاں تک کہ اتوار آیا اور وہ میری طرف متوجہ ہوا۔ میں ان کے مکان کی طرف گیا جہاں وہ جمع ہوتے تھے۔ وہ ہر اتوار کو جمع ہوتے جس میں وہ افطار کرتے۔ وہ ایک دوسرے سے ملتے۔ ایک دوسرے کو سلام کرتے۔ پھر وہ اگلے اتوار تک باہم ملاقات نہ کرتے۔

میں اپنے ٹھکانے کی طرف لوٹ آیا۔ اس نے مجھے وہی بات کہی جو اس نے پہلی دفعہ کہی تھی: یہ روٹی ہے اور یہ سالن ہے۔ جب تجھے بھوک لگے تو کھانا کھا لینا، جب جسم میں چستی ہو تو روزہ رکھ لینا، جب مناسب سمجھے تو عبادت کر لینا، جب سستی چھا جائے تو سو جانا۔ پھر نماز شروع کر دی اور میری طرف متوجہ نہ ہوا اور نہ ہی اگلے اتوار تک مجھ سے گفتگو کی۔ مجھے غم نے اپنی گرفت میں لے لیا۔ میں نے دل میں بھاگنے کی ٹھانی اور میں نے کہا دو اتوار یا تین اتوار صبر کرو۔ جب اتوار آیا تو ہم ان لوگوں کی طرف لوٹے۔ انہوں نے روزہ افطار کیا اور جمع ہوئے۔ اس نے کہا میں بیت المقدس کا ارادہ رکھتا ہوں۔ انہوں نے اسے کہا تو وہاں کیوں جانا چاہتا ہے؟ اس نے کہا مجھے کوئی کام نہیں۔ انہوں نے کہا ہمیں ڈر ہے کہ کہیں تمہیں کوئی حادثہ پیش نہ آجائے تو کوئی اور تیرے اوپر قبضہ نہ کر لے جبکہ ہم پسند کرتے ہیں کہ ہم تیرے ساتھ رہیں۔ اس نے کہا اس کا کوئی وعدہ نہیں۔

جب میں نے اسے یہ بات کرتے ہوئے سنا میں نے کہا ہم سفر کریں گے اور لوگوں سے ملیں گے تو مجھ سے وہ غم جاتا رہے گا جو میں پاتا ہوں۔ میں اور وہ نکل پڑے۔ وہ ایک اتوار سے دوسرے اتوار تک روزہ رکھتا۔ تمام رات عبادت کرتا اور دن کو چلتا۔ رات جب ہم کسی جگہ پڑاؤ ڈالتے تو وہ نماز شروع کر دیتا۔ یہی اس کا طریقہ رہا یہاں تک کہ ہم بیت المقدس جا پہنچے۔ دروازے پر ایک اپاہج آدمی تھا جو لوگوں سے سوال کر رہا تھا۔ اس نے کہا مجھے کوئی چیز عطا کیجئے۔ اس نے کہا میرے پاس تو کچھ بھی نہیں۔ ہم بیت المقدس میں داخل ہوئے۔ جب بیت المقدس والوں نے اسے دیکھا تو بہت خوش ہوئے۔ انہوں نے مجھے روٹی اور گوشت کھلایا اور وہ نماز میں شروع ہو گیا۔ وہ متوجہ نہ ہوا یہاں تک کہ اگلا اتوار آ گیا۔ پھر وہ میری طرف متوجہ ہوا اور مجھے کہا اے سلمان! میرا ارادہ ہے کہ میں تھوڑا لیٹوں۔ جب سایہ فلاں جگہ پہنچے تو مجھے اٹھا دینا۔ سایہ وہاں تک پہنچ گیا تو میں نے رحم کھاتے ہوئے اسے نہ اٹھایا۔ وجہ اس کی یہ تھی کہ میں نے اس کی مشقت اور تھکاوٹ کو دیکھ رکھا تھا۔ وہ گھبرا کر اٹھا اور کہا اے سلمان! کیا میں نے تجھے یہ نہیں کہا تھا جب سایہ فلاں جگہ پہنچے تو مجھے اٹھا دینا؟ میں نے کہا ہاں بات اسی طرح ہے لیکن جب میں نے تیرا طریقہ دیکھا تو تیرے ساتھ رحمت نے مجھے جگانے سے روک دیا۔ اس نے کہا اے سلمان! تو ہلاک ہو، میں

اسے ناپسند کرتا ہوں کہ زمانہ میں سے کوئی وقت ایسا فوت ہو جائے جس میں میں نے اللہ تعالیٰ کے لیے خیر کا عمل نہ کیا ہو۔

پھر اس نے مجھ سے کہا اے سلمان! یہ بات خوب ذہن نشین کر لو کہ آج سب سے افضل دین نصرانیت ہے۔ میں نے کہا آج کے بعد ایک ایسا دین بھی ہو گا جو نصرانیت سے بھی افضل ہو گا؟ یہ ایسی بات تھی جو میری زبان پر القاء کر دی گئی تھی اس نے کہا ہاں۔ امید ہے کہ ایک نبی مبعوث کیا جائے جو ہدیہ کھائے گا اور صدقہ نہیں کھائے گا۔ اس کے دونوں کندھوں کے درمیان نبوت کی مہر ہو گی۔ جب تو اسے پائے تو ان کی اتباع کرنا اور آپ کی تصدیق کرنا۔ میں نے پوچھا اگر چہ وہ مجھے نصرانیت چھوڑنے کا حکم دے؟ فرمایا ہاں۔ کیوں کہ وہ اللہ تعالیٰ کا نبی ہے، وہ حق کا حکم دیتا ہے، وہ حق کی بات ہی کہتا ہے، اللہ کی قسم! اگر میں اس کو پالیتا پھر وہ مجھے حکم دیتا ہے کہ میں آگ میں چھلانگ لگا دوں تو میں اس میں چھلانگ لگا دیتا۔

پھر ہم بیت المقدس سے نکلے۔ ہم اسی اپاہج کے پاس سے گزرے۔ اس اپاہج نے اسے کہا تو داخل ہوا مجھے کچھ عطا نہ کیا۔ اب نکل رہا ہے تو مجھے عطا کر۔ وہ متوجہ ہوا اس کے ارد گرد کسی کو نہ دیکھا اور کہا مجھے اپنا ہاتھ دے۔ اس نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا" قُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ " وہ اپاہج تندرست ہو گیا۔ وہ اپنے گھر والوں کی طرف چلا۔ میں نے اپنی نظر اس کے پیچھے لگا دی۔ وجہ تعجب کا اظہار کیا تھا جو میں نے اس سے دیکھا تھا۔ میرا ساتھی نکلا۔ بہت تیز چلا۔ میں بھی اس کے پیچھے ہو لیا۔ بنو کلب کا ایک قافلہ مجھے ملا۔ انہوں نے مجھے قیدی بنا لیا اور ایک اونٹ پر باندھ دیا اور میری مشکیں کس دیں۔ میں بکتا چلتا آیا یہاں تک کہ میں مدینہ آپہنچا۔ ایک انصاری نے مجھے خرید لیا۔ اس نے مجھے اپنے کھجور کے باغ میں کام پر لگا دیا۔ میں اس میں رہتا تھا۔ میں ایک درہم کے کھجور کے پتے لیتا۔ ان میں کام کرتا۔ پھر انہیں دو درہم میں بیچ دیتا۔ ایک درہم کے پھر پتے خرید لیتا اور ایک درہم خرچ کر دیتا۔ میں یہ بات پسند کرتا کہ میں اپنے ہاتھ کی کمائی کھاؤں ہم مدینہ طیبہ میں ہی تھے کہ ہمیں یہ خبر پہنچی کہ مکہ مکرمہ میں ایک آدمی ظاہر ہوا ہے جو یہ اعلان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے مبعوث کیا ہے۔ ہم اس حال میں ٹھہرے رہے جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ پھر حضور ﷺ نے ہجرت کی اور ہمارے پاس تشریف لے آئے۔ میں نے کہا میں اس کا ضرور تجربہ کروں گا۔ میں بازار گیا۔ اونٹ کا گوشت خریدا۔ پھر آٹا پیسا۔ ایک پیالہ ثرید کا بنایا۔ اسے اپنے کندھے پر اٹھایا۔ آپ کی خدمت میں لایا یہاں تک کہ میں نے آپ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہ کیا ہے؟ کیا یہ صدقہ ہے یا ہدیہ؟ میں نے عرض کی یہ صدقہ ہے۔ حضور ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا بسم اللہ کر کے کھاؤ۔ خود رک گئے اور اسے نہ کھایا۔ میں چند دن ٹھہر گیا۔ میں نے ایک درہم کے بدلے میں گوشت خریدا اسی جیسا بنایا۔ اسے اٹھایا یہاں تک کہ حضور ﷺ کی خدمت لایا اور آپ کے سامنے رکھ دیا۔ حضور ﷺ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ کیا یہ صدقہ ہے یا ہدیہ؟ میں نے عرض کی یہ ہدیہ ہے۔ حضور ﷺ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا بسم اللہ پڑھ کے کھاؤ اور خود بھی ساتھ ہی کھایا۔ میں نے کہا اللہ کی قسم! یہ ہدیہ کھاتا ہے صدقہ نہیں کھاتا میں نے آپ کے دو کندھوں کے درمیان کبوتر کے انڈے جتنی مہر نبوت دیکھی تو میں اسلام لے آیا۔

میں نے اسی دن عرض کی تھی یا رسول اللہ! ﷺ نصاریٰ کیسی قوم ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا ان میں کوئی بھلائی نہیں اور نہ ہی ان میں کوئی بھلائی ہے جو ان سے محبت کرتا ہے۔ میں نے اپنے دل میں کہا اللہ کی قسم! میں تو ان سے محبت کرتا ہوں۔

کہا یہ وہ وقت تھا جب حضور ﷺ نے لشکر بھیجے اور تلوار سونتی تھی۔ ایک لشکر جاتا اور دوسرا واپس آتا تھا جبکہ تلوار خون ٹپکا رہی تھی۔ میں نے کہا میرے بارے میں باتیں کی جاتی ہیں کہ میں ان سے محبت کرتا ہوں۔ آپ میری طرف آدمی بھیجیں گے اور میری گردن اڑا دیں گے۔ میں گھر میں بیٹھ گیا ایک دن رسول اللہ ﷺ کا آدمی آیا۔ اس نے کہا اے سلمان! رسول اللہ ﷺ کے حکم کی تعمیل کرو۔ میں نے کہا اللہ کی قسم! اس سے میں ڈرتا ہوں۔ میں نے کہا ٹھیک ہے، تم چلو میں تمہیں پیچھے سے ملتا ہوں۔ اس نے کہا اللہ کی قسم! نہیں میں اس وقت تک نہیں جاؤں گا یہاں تک کہ تو آئے۔ میں دل میں سوچ رہا تھا اگر وہ چلا جاتا تو میں بھاگ جاتا۔

وہ مجھے ساتھ لے گیا یہاں تک کہ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جب حضور ﷺ نے مجھے دیکھا تو تبسم فرمایا اور مجھے کہا اے سلمان! خوش ہو جا، اللہ تعالیٰ نے تیری مصیبت کو دور کر دیا۔ پھر یہ آیت تلاوت کی۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے! میں نے اپنے ساتھی کو یہ کہتے ہوئے سنا تھا اگر میں اس کو پاتا اور مجھے حکم دیتے کہ میں جہنم میں کود جاؤں تو میں آگ میں کود جاتا۔ وہ نبی ہے حق بات ہی کہتا ہے اور حق بات کا ہی حکم دیتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سدی سے یہ روایت نقل کی ہے کہ آیت اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ حضرت عبد اللہ بن سلام کے حق میں نازل ہوئی۔ جب انہوں نے اسلام قبول کیا تو یہ بات پسند کی کہ یہودیوں میں ان کا جو مقام و مرتبہ ہے اس کے بارے میں نبی کریم ﷺ کو آگاہ کریں۔ اس نے اپنے اور یہودیوں کے درمیان ایک پردہ ڈال لیا۔ حضور ﷺ نے اس سے کلام کی اور انہیں اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے انکار کر دیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا مجھے عبد اللہ بن سلام کے بارے میں بتاؤ۔ وہ تم میں کیسا ہے؟ انہوں نے کہا وہ ہمارا سردار اور ہم سب سے زیادہ عالم ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا مجھے بتاؤ اگر وہ مجھ پر ایمان لے آئے اور میری تصدیق کرے تو تم کیا کرو گے؟ انہوں نے کہا وہ ایسا نہیں کرے گا۔ کیونکہ وہ ہم سے زیادہ سمجھدار ہے کہ وہ اپنا دین چھوڑے اور تیری پیروی کرے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اگر وہ ایسا کرے تو پھر اپنی رائے بتاؤ؟ انہوں نے کہا وہ ایسا نہیں کرے گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اگر وہ اسلام قبول کرے تو تمہاری کیا رائے ہوگی؟ تو انہوں نے جواب دیا تو پھر ہم بھی ایسا ہی کریں گے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے عبد اللہ بن سلام! نکلو۔ حضرت عبد اللہ بن سلام نکلے اور عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ اپنا ہاتھ بڑھائیے میں گواہی دیتا ہوں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اس نے حضور ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ تو وہ آپ پر ٹوٹ پڑے اور آپ کو گالیاں دیں اور کہا اللہ کی قسم! اس سے بڑھ کر ہم سے کوئی کم علم نہیں اور اللہ تعالیٰ کی کتاب سے زیادہ جاہل نہیں۔ حضور ﷺ نے پوچھا کیا تم ابھی اس کی تعریف نہیں کر رہے تھے؟ انہوں نے کہا ہمیں اس بات سے حیا آ رہی تھی کہ تم یہ کہو کہ تم اپنے ساتھی کی عدم موجودگی میں غیبت کرتے ہو۔ وہ حضرت عبد اللہ کو گالیاں نکالنے لگے امین بن یامین اٹھا اور اس نے کہا میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ عبد اللہ بن سلام سچا ہے، اپنا ہاتھ بڑھائیے اور حضور ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیت نازل کی اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ...... مِنْ قَبْلِهٖ مُسْلِمِيْنَ یعنی حضرت ابراہیم، حضرت اسمٰعیل، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ علیہم السلام اور ان کی امتیں اور وہ جو حضور ﷺ کی دین پر تھے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ربیع بن انس رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اُولٰٓئِکَ یُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ کا مصداق جو فقرۂ وحی کے دورِ اسلام سے وابستہ رہے، اس پر قائم رہے، جو انہیں اذیتیں دی گئیں وہ ان پر صبر کرتے رہے یہاں تک کہ ان میں سے کچھ لوگوں نے نبی کریم ﷺ کے زمانہ کو پایا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت جعفر اور آپ کے ساتھی نجاشی کے پاس آئے، انہیں ٹھہرایا اور اچھا برتاؤ کیا، جب واپس جانے کا ارادہ کیا تو اس کی مملکت کے جو لوگ ایمان لائے تھے۔ انہوں نے کہا ہمیں اجازت دیجئے کہ سمندری سفر میں ہم ان کے ساتھی بنیں، اس نبی کے پاس حاضر ہوں اور آپ کے ساتھ عہد و پیمان کریں۔ وہ چلے اور حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ غزوہ احد اور خیبر میں آپ کے ساتھ رہے۔ ان میں سے کسی کو کوئی تکلیف نہ پہنچی۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے عرض کی: ہمیں اجازت دیجئے ہم اپنے علاقے میں چلے جائیں۔ ہمارے وہاں اموال ہیں جنہیں ہم لے آئیں اور مہاجرین پر خرچ کریں گے۔ ہم انہیں سخت تنگی میں دیکھتے ہیں۔ حضور ﷺ نے انہیں اجازت دے دی۔ وہ لوگ چلے گئے۔ وہ اپنے مال لے آئے اور مہاجرین پر انہیں خرچ کیا۔ ان کے بارے میں یہ آیت اُولٰٓئِکَ یُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَیْنِ بِمَا صَبَرُوْا وَ یَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّیِّئَةَ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ نازل ہوئی۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مشرکوں میں سے ایک جماعت مسلمان ہوئی۔ مشرک انہیں اذیتیں دیا کرتے تھے۔ تو یہ آیت ان کے بارے میں نازل ہوئی۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَ اِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ کے بارے میں یہ روایت نقل کی ہے کہ اہل کتاب میں سے کچھ لوگوں نے اسلام قبول کیا۔ یہودیوں میں سے کچھ لوگ جب ان کے پاس سے گزرے تو انہیں گالیاں دیتے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی۔

امام عبد بن حمید نے قتادہ سے روایت نقل کی ہے کہ سَلٰمٌ عَلَیْکُمْ ۡ لَا نَبْتَغِی الْجٰهِلِیْنَ آیت سے مراد جاہلوں اور باطل پرستوں پر ان کے باطل کی وجہ سے وہ ظلم نہیں کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایسا پیغام آیا جس نے انہیں ہلاک کر دیا۔

امام احمد، امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی، ابن ماجہ، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین قسم کے افراد وہ ہیں جنہیں دو دفعہ اجر دیا جائے گا: ایک وہ جو اہل کتاب میں سے وہ پہلی اور دوسری کتاب پر ایمان لایا، دوسرا وہ جس کی ایک لونڈی ہو جس کو اس نے ادب سکھایا اور بہترین ادب سکھایا۔ پھر اس نے اسے آزاد کیا۔ پھر اس سے شادی کی، تیسرا وہ جو کسی کا غلام ہو جس نے اپنے رب کی بہترین عبادت کی اور اپنے آقا کے لیے بھی مخلص رہا۔ (1)

امام احمد اور طبرانی رحمہما اللہ نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اہل کتاب میں سے جو اسلام لایا اس کے لیے دو اجر ہیں۔ (2)

1۔ سنن ترمذی، جلد 1 صفحہ 133، ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان 2۔ مجمع الزوائد، باب من اسلم من اہل الکتاب، جلد 1 صفحہ 274 (334)، دارالفکر بیروت

اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ ۚ وَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِیْنَ ﴿۵۶﴾

''بیشک آپ ہدایت نہیں دے سکتے جس کو آپ پسند کریں البتہ اللہ تعالیٰ ہدایت دیتا ہے جسے چاہتا ہے اور وہ خوب جانتا ہے ہدایت یافتہ لوگوں کو۔''

امام عبد بن حمید، امام مسلم، امام ترمذی، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی نے ''دلائل'' میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ابو طالب کی وفات کا وقت قریب ہوا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے پاس آئے اور کہا اے چچا! لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہو۔ میں قیامت کے روز تیرے حق میں گواہی دوں گا۔ تو ابو طالب نے کہا اگر قریش مجھے عار نہ دلاتے تو وہ کہتے ہیں موت کے خوف نے اسے اس بات پر برانگیختہ کیا ہے تو میں تیری آنکھ کو ٹھنڈا کرتا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت آپ پر نازل کی۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، امام بخاری، امام مسلم، امام نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابو الشیخ، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسیب رحمہ اللہ سے اسی قسم کی روایت نقل کی ہے۔(2)

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت ابو طالب کے حق میں نازل ہوئی۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابو داؤد نے ''قدر'' میں امام نسائی، ابن منذر اور ابن مردویہ نے حضرت ابو سعید رافع سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابن عمر سے پوچھا کیا یہ آیت ابو طالب کے حق میں نازل ہوئی؟ تو انہوں نے جواب دیا ہاں۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت ابو سعید رافع رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے بارے میں پوچھا کہ کیا یہ آیت ابو جہل اور ابو طالب کے بارے میں نازل ہوئی ہے؟ فرمایا ہاں۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے یہ روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو طالب سے کہا کلمہ اخلاص کہو، میں قیامت کے روز اس کے ساتھ تیری طرف سے جھگڑا کروں گا۔ ابو طالب نے کہا اے بھتیجے! بزرگوں کا دین۔ وَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِیْنَ یعنی وہ زیادہ جانتا ہے کہ کس کے لیے اس نے ہدایت اور گمراہی کو مقدر کیا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ بات کی گئی کہ یہ آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابو طالب کے حق میں نازل ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی موت کے وقت ان سے التماس کی تھی کہ وہ لا الہ الا اللہ کہہ دے تا کہ اس کے حق میں شفاعت حلال ہو جائے۔ تو ابو طالب نے یہ بات تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تھا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ یہ ابو طالب کے بارے میں ہے وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اس کا مصداق حضرت عباس ہیں۔

امام ابو سہل السری بن سہل جندیسابوری ''خامس'' میں عبد القدوس کی سند سے وہ ابو صالح سے وہ حضرت ابن عباس رضی

1۔ سنن ترمذی، تفسیر سورۂ قصص، جلد 2، صفحہ 150 2۔ صحیح مسلم، جلد 1، صفحہ 40، قدیمی کتب خانہ کراچی

اللہ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں کہ یہ آیت ابوطالب کے حق میں نازل ہوئی۔ نبی کریم ﷺ نے ان سے اصرار کیا کہ وہ اسلام لائیں تو ابوطالب نے انکار کر دیا پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔ یعنی آپ کسی پر ہدایت کو لازم کرنے پر قادر نہیں جب کہ وہ اسے ناپسند کرنے والا ہو۔ آپ تو نذیر ہیں لیکن اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے ایمان کی ہدایت عطا فرما دیتا ہے۔

امام ابو سہل رحمہ اللہ نے حضرت عبدالقدوس رحمہ اللہ کے طریق سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی روایت کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ ابوطالب کے بارے میں اس کی موت کے وقت نازل ہوئی۔ جب کہ نبی کریم ﷺ اس کے سرہانے کھڑے تھے اور کہہ رہے تھے اے چچا! لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہہ دو۔ میں قیامت کے روز تیرے حق میں شفاعت کروں گا۔ ابو طالب نے کہا نہیں میرے بعد قریش کی عورتیں مجھے عار دلائیں گی کہ میں موت کے وقت ڈر گیا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا یعنی تو اس بات پر قادر نہیں کہ تو اس پر ہدایت کو لازم کرے جبکہ وہ خود شرک میں گرا جا رہا ہے۔ تو جبر سے اسے اسلام میں داخل نہیں کر سکتا یہاں تک کہ وہ خود اس کی خواہش کرے۔ اللہ تعالیٰ اسے کسی فعل پر مجبور کر سکتا ہے۔ کوئی انسان اس فعل کو کرنے والا نہیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مشیت نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے باخبر کیا، وہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی طرح ہے لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا یَكُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ ۝ اِنْ نَّشَاْ نُنَزِّلْ عَلَیْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ اٰیَةً فَظَلَّتْ اَعْنَاقُهُمْ لَهَا خٰضِعِیْنَ ۝ (الشعراء)۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کے بارے میں بتایا کہ اسے کوئی چیز عاجز نہیں کر سکتی۔

امام عقیلی، ابن عدی، ابن مردویہ، دیلمی، ابن عساکر اور ابن نجار رحمہم اللہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے داعی اور مبلغ بنا کر بھیجا گیا ہے۔ ہدایت کی ذمہ داری مجھ پر نہیں ہے۔ ابلیس کو مزین اور مبلغ بنا کر پیدا کیا گیا ہے۔ گمراہ کرنا اس کے اختیار میں نہیں ہے۔

وَ قَالُوْۤا اِنْ نَّتَّبِعِ الْهُدٰى مَعَكَ نُتَخَطَّفْ مِنْ اَرْضِنَا ؕ اَوَ لَمْ نُمَكِّنْ لَّهُمْ حَرَمًا اٰمِنًا یُّجْبٰۤى اِلَیْهِ ثَمَرٰتُ كُلِّ شَیْءٍ رِّزْقًا مِّنْ لَّدُنَّا وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝۵۷ وَ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْیَةٍۭ بَطِرَتْ مَعِیْشَتَهَا ۚ فَتِلْكَ مَسٰكِنُهُمْ لَمْ تُسْكَنْ مِّنْۢ بَعْدِهِمْ اِلَّا قَلِیْلًا ؕ وَ كُنَّا نَحْنُ الْوٰرِثِیْنَ ۝۵۸ وَ مَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى حَتّٰى یَبْعَثَ فِیْۤ اُمِّهَا رَسُوْلًا یَّتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِنَا ۚ وَ مَا كُنَّا مُهْلِكِی الْقُرٰۤى اِلَّا وَ اَهْلُهَا ظٰلِمُوْنَ ۝۵۹ وَ مَاۤ اُوْتِیْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَمَتَاعُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَ زِیْنَتُهَا ۚ وَ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَیْرٌ وَّ اَبْقٰى ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝۶۰

"اور انہوں نے کہا اگر ہم اتباع کریں ہدایت کا آپ کی معیت میں تو ہمیں اچک لیا جائے گا ہمارے ملک سے کیا ہم نے بسا نہیں دیا انہیں حرم میں جو امن والا ہے، کھنچے چلے آتے ہیں اس کی طرف ہر قسم کے پھل، یہ رزق ہے ہماری طرف سے لیکن ان کی اکثریت کچھ نہیں جانتی۔ اور ہم نے کتنے شہر برباد کر دیئے جب وہ فخر کرنے لگے اپنی خوش حالی پر۔ پس یہ ہیں ان کے گھر جن میں سکونت نہیں کی گئی ان کے بعد مگر بہت کم عرصہ اور (آخر کار) ہم ہی ان کے وارث بنے۔ اور نہیں ہے آپ کا رب ہلاک کرنے والا بستیوں کو یہاں تک کہ بھیجے ان کے مرکزی شہر میں کوئی رسول جو پڑھ کر سنائے وہاں کے رہنے والوں کو ہماری آیتیں اور ہم نہیں ہیں ہلاک کرنے والے بستیوں کو مگر یہ کہ ان کے بسنے والے ظالم ہوں۔ اور جو چیز دی گئی ہے تمہیں تو یہ سامان ہے دنیوی زندگی کا اور اس کی زیب وزینت ہے اور جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ بہتر اور دیرپا ہے۔ کیا تم اس حقیقت کو نہیں سمجھتے۔"

ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ حضرت ابن عباس سے روایت نقل کرتے ہیں کہ قریش کے کچھ آدمی تھے جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا اگر ہم آپ کی اتباع کریں تو لوگ ہمیں اچک لیں گے۔ تو اللہ تعالیٰ نے وَقَالُوْۤا اِنْ نَّتَّبِعِ کو نازل فرمایا۔(1)

امام نسائی اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ یہ بات کہنے والا حارث بن عامر بن نوفل تھا۔

امام عبد الرزاق اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اَوَ لَمْ نُمَكِّنْ لَّهُمْ حَرَمًا اٰمِنًا کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اہل حرم امن میں تھے، جہاں چاہتے وہ جاتے۔ جب ان میں سے کوئی ایک سفر پر جاتا تو کہتا ہم اہل حرم میں سے ہیں، تو کوئی بھی اس کے سامنے نہ آتا۔ جب کسی قبیلہ کا آدمی سفر پر جاتا تو اسے قتل کر دیا جاتا اور مال چھین لیا جاتا۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہا وہ اس میں نہیں ہوتے تھے، حرم انہیں محفوظ رکھتا، نہ اس میں ان سے جنگ کی جاتی اور نہ ہی انہیں خوفزدہ کیا جاتا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے نُتَخَطَّفْ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ ایک دوسرے پر شب خون مارتے۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے ثَمَرٰتُ كُلِّ شَیْءٍ کا معنی زمین کے پھل لیے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ابتدا میں ہی بستیاں ہلاک نہیں کر دیتا یہاں تک کہ ان میں رسول مبعوث فرمائے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ام القریٰ سے مراد مکہ مکرمہ ہے، اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رسول بنا کر مبعوث کیا۔

ابن ابی حاتم نے اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم ایمان کے ساتھ بستی کو ہلاک نہیں کرتے بلکہ جب بستی والے ظلم کرتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ ظلم کی وجہ سے بستی کو ہلاک فرماتا ہے۔ اگر اہل مکہ ایمان لے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 110، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 496 (2223)، دار الکتب العلمیہ بیروت

آتے تو دوسرے ہلاک ہونے والوں کے ساتھ ہلاک نہ ہوتے لیکن انہوں نے جھٹلایا اور ظلم کیا۔ اسی وجہ سے وہ ہلاک ہوئے۔

اَفَمَنْ وَّعَدْنٰهُ وَعْدًا حَسَنًا فَهُوَ لَاقِيْهِ كَمَنْ مَّتَّعْنٰهُ مَتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ثُمَّ هُوَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ ﴿٦١﴾

"(تم خود سوچو) آیا وہ (نیک بخت) جس کے ساتھ ہم نے وعدہ کیا ہے بہت اچھا وعدہ اور وہ اس کے پانے والا بھی ہے اس (بد بخت) کی مانند ہوسکتا ہے جسے ہم نے دنیوی زندگی کا سامان دیا ہے پھر وہ (اس چند روزہ آسائش کے بعد) روز قیامت (مجرموں کے کٹہرے میں) پیش کیا جائے۔"

امام ابن جریر نے مجاہد سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوجہل کے حق میں نازل ہوئی۔(1)

ابن جریر نے ایک اور سند سے مجاہد سے یہ روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت حضرت حمزہ اور ابوجہل کے حق میں نازل ہوئی۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اَفَمَنْ وَّعَدْنٰهُ وَعْدًا حَسَنًا سے مراد حضرت حمزہ بن عبد المطلب اور كَمَنْ مَّتَّعْنٰهُ مَتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا سے مراد ابوجہل بن ہشام ہے۔

عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اَفَمَنْ وَّعَدْنٰهُ وَعْدًا حَسَنًا فَهُوَ لَاقِيْهِ سے مراد مومن ہے جس نے کتاب اللہ کو سنا، اس کی تصدیق کی اور اس کتاب میں خیر و جنت کا جو وعدہ کیا گیا اس پر ایمان لایا۔ كَمَنْ مَّتَّعْنٰهُ مَتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا سے مراد کافر ہے وہ مومن جیسا نہیں۔ پھر وہ قیامت کے روز عذاب میں حاضر ہونے والوں سے ہوگا۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت مسروق رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہیں نے آیت کو یوں پڑھا اَفَمَنْ وَّعَدْنٰهُ وَعْدًا حَسَنًا فَهُوَ لَاقِيْهِ۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ جہنمی اس میں حاضر ہوں گے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں حضرت عطاء بن سائب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میمون بن مہران جب آتا تو سالم براء کے پاس ٹھہرتا۔ ایک دفعہ آیا تو اسے نہ ملا۔ اس کی بیوی نے اسے کہا تیرا بھائی پڑھتا ہے اَفَمَنْ وَّعَدْنٰهُ وَعْدًا حَسَنًا فَهُوَ لَاقِيْهِ كَمَنْ مَّتَّعْنٰهُ اس عورت نے کہا تو وہ کام میں مشغول ہوگیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جو تم میں سے یہ طاقت رکھتا ہے کہ وہ اپنا خزانہ ایسی جگہ رکھے جہاں سے کیڑے نہ کھائیں تو وہ ایسا کرے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ تورات میں لکھا ہوا ہے کہ اے ابن آدم! اپنا خزانہ میرے پاس رکھ دے تو وہ نہ غرق ہوگا نہ جلے گا۔ میں تجھے واپس کردوں گا قیامت کے روز تو اس کا زیادہ محتاج ہوگا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 113، دار احیاء التراث العربی بیروت　2۔ ایضاً، جلد 20، صفحہ 114

امام مسلم اور امام بیہقی رحمہما اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے ابن آدم! میں بیمار ہوا تو تو نے میری عیادت نہیں کی۔ بندہ کہے گا اے میرے رب! میں تیری کیسے عیادت کرتا جبکہ تو رب العالمین ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تجھے پتہ نہیں کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہوا تو تو نے اس کی عیادت نہ کی، کیا تجھے علم نہیں اگر تو اس کی عیادت کرتا تو مجھے اس کے ہاں پاتا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے ابن آدم! میں نے تجھ سے پانی طلب کیا تو تو نے مجھے پانی نہ پلایا۔ بندہ عرض کرے گا اے میرے رب! میں تجھے کیسے پانی پلاتا جبکہ تو رب العالمین ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تجھے علم نہیں کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے پانی مانگا تو تو نے اسے پانی نہ پلایا، کیا تجھے علم نہیں اگر تو اسے پانی پلاتا تو مجھے اس کے ہاں پاتا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے ابن آدم! میں نے تجھ سے کھانا طلب کیا تو نے مجھے کھانا نہ کھلایا۔ بندہ عرض کرے گا: اے میرے رب! میں تجھے کیسے کھانا کھلاتا جبکہ تو رب العالمین ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تجھے علم نہیں کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے کھانا طلب کیا تو تو نے اسے کھانا نہ کھلایا۔ اگر تو اسے کھانا کھلاتا تو مجھے اس کے ہاں پاتا۔

امام عبداللہ بن احمد رحمہ اللہ نے زوائد زہد میں حضرت عبداللہ بن عبید بن عمیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قیامت کے روز لوگ جس حالت پر رہے اس میں سے زیادہ بھوکے، زیادہ پیاسے اور زیادہ ننگے ہوں گے۔ جس نے اللہ تعالیٰ کے لیے کھلایا ہوگا اللہ تعالیٰ انہیں کھلائے گا، جس نے اللہ تعالیٰ کے لیے پہنایا ہوگا اللہ تعالیٰ اسے پہنائے گا، جس نے اللہ تعالیٰ کے لیے پلایا ہوگا اللہ تعالیٰ اسے پلائے گا اور جو اللہ تعالیٰ کی رضا میں ہوگا اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ اس سے راضی ہوگا۔ (1)

وَ يَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿٦٢﴾ قَالَ الَّذِيْنَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ رَبَّنَا هٰۤؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَغْوَيْنَا ۚ اَغْوَيْنٰهُمْ كَمَا غَوَيْنَا ۚ تَبَرَّاْنَاۤ اِلَيْكَ ۫ مَا كَانُوْۤا اِيَّانَا يَعْبُدُوْنَ ﴿٦٣﴾ وَ قِيْلَ ادْعُوْا شُرَكَآءَكُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهُمْ وَ رَاَوُا الْعَذَابَ ۚ لَوْ اَنَّهُمْ كَانُوْا يَهْتَدُوْنَ ﴿٦٤﴾

"اور اس دن اللہ انہیں آواز دے گا تو فرمائے گا کہاں ہیں وہ شریک جنہیں تم (میرا شریک) گمان کیا کرتے تھے۔ کہیں گے وہ لوگ جن پر عذاب کا فرمان ثابت ہو چکا ہوگا اے ہمارے رب! یہ ہیں وہ جنہیں ہم نے گمراہ کیا۔ ہم نے انہیں بھی گمراہ کیا جیسے ہم خود گمراہ ہوئے۔ ہم (ان سے) بیزار ہو کر تیری طرف متوجہ ہوتے ہیں اور وہ ہماری پوجا نہیں کیا کرتے تھے۔ اور (انہیں) کہا جائے گا (لو) اب پکارو اپنے شریکوں کو تو وہ انہیں پکاریں گے لیکن وہ انہیں کوئی جواب نہیں دیں گے اور دیکھ لیں عذاب کو۔ کیا اچھا ہوتا اگر وہ ہدایت یافتہ ہوتے۔"

1۔ کتاب الزہد، صفحہ 245، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ فَيَقُولُ أَيْنَ شُرَكَاءِيَ الَّذِينَ كُنتُمْ تَزْعُمُونَ کا مصداق بنو آدم ہیں اور قَالَ الَّذِينَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ کا مصداق جن ہیں۔ رَبَّنَا هَٰؤُلَاءِ الَّذِينَ أَغْوَيْنَا ۚ أَغْوَيْنَاهُمْ اور بنی آدم سے کہا جائے گا: ادْعُوا شُرَكَاءَكُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيبُوا لَهُمْ وہ انہیں کوئی بھلائی کی بات کے ساتھ جواب نہ دیں گے۔

وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ فَيَقُولُ مَاذَا أَجَبْتُمُ الْمُرْسَلِينَ ﴿٦٥﴾ فَعَمِيَتْ عَلَيْهِمُ الْأَنبَاءُ يَوْمَئِذٍ فَهُمْ لَا يَتَسَاءَلُونَ ﴿٦٦﴾ فَأَمَّا مَن تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَعَسَىٰ أَن يَكُونَ مِنَ الْمُفْلِحِينَ ﴿٦٧﴾

"اور اس دن اللہ تعالیٰ آواز دے گا انہیں پھر پوچھے گا تم نے کیا جواب دیا تھا (ہمارے) رسولوں کو تو اندھی ہو جائیں گی ان پر خبریں اس دن۔ پس وہ (مارے دہشت کے) ایک دوسرے سے کچھ پوچھ نہ سکیں گے۔ تو وہ جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور نیک عمل کیے یقیناً وہ کامیاب وکامران لوگوں میں ہوگا"

امام ابن مبارک نے زہد میں، عبد بن حمید، نسائی، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کی ہے، کوئی آدمی نہیں ہوگا مگر اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ تنہائی میں بات کرے گا جس طرح تم میں سے کوئی چودھویں رات کو چاند کے ساتھ تنہائی میں سرگوشیاں کرتا ہے۔ وہ کہے گا اے ابن آدم! کس چیز نے تجھے مجھ سے دھوکے میں ڈالا؟ اے ابن آدم! کس وجہ سے تو نے یہ کام کیا؟ اے ابن آدم! تو نے رسولوں کو کیا جواب دیا؟

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے الانباء کا معنی دلائل نقل کیا ہے: اس روز نسب کے بارے میں نہیں پوچھا جائے گا۔

وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ ۗ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ ۚ سُبْحَانَ اللَّهِ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿٦٨﴾ وَرَبُّكَ يَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُورُهُمْ وَمَا يُعْلِنُونَ ﴿٦٩﴾ وَهُوَ اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ لَهُ الْحَمْدُ فِي الْأُولَىٰ وَالْآخِرَةِ ۖ وَلَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٧٠﴾

"اور آپ کا رب پیدا فرماتا ہے جو چاہتا ہے اور پسند کرتا ہے (جسے چاہتا ہے) نہیں ہے انہیں کچھ اختیار۔ اللہ تعالیٰ پاک ہے اور برتر ہے اس سے جو وہ شرک کرتے ہیں اور آپ کا رب خوب جانتا ہے جو چھپائے ہوئے ہیں ان کے سینے اور جو وہ ظاہر کرتے ہیں۔ اور وہی اللہ ہے نہیں کوئی معبود بجز اس کے۔ اسی کو زیبا ہے ہر قسم کی تعریف

دنیا میں اور آخرت میں اور اسی کا حکم ہے اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔''

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ارطاہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے ابوعون حمصی سے تقدیر کے بارے میں بات کی تو انہوں نے کہا تم کتاب اللہ کو نہیں پڑھتے وَ رَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَ يَخْتَارُ ؕ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ۔

امام بخاری، ابوداؤد، امام ترمذی، امام نسائی، ابن ماجہ، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں استخارہ کی اس طرح تعلیم دیا کرتے تھے جس طرح قرآن کی سورت کی تعلیم دیا کرتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے جب تم میں سے کوئی کسی کام کا ارادہ کرے تو دو رکعت نماز نفل پڑھے پھر یہ دعا مانگے ''اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ، وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْاَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ خَيْرٌ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَ مَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ وَعَاجِلِ اَمْرِيْ وَ آجِلِهٖ، فَاقْدِرْهُ لِيْ وَيَسِّرْهُ لِيْ، وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ وَعَاجِلِ اَمْرِيْ وَ آجِلِهٖ فَاصْرِفْهُ عَنِّيْ، وَاصْرِفْنِيْ عَنْهُ وَاقْدِرْلِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ وَارْضِنِيْ بِهٖ'' اور اپنی حاجات کا نام لے۔(1)

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الَّيْلَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِضِيَآءٍ ؕ اَفَلَا تَسْمَعُوْنَ ﴿۷۱﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِلَيْلٍ تَسْكُنُوْنَ فِيْهِ ؕ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۷۲﴾ وَ مِنْ رَّحْمَتِهٖ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ وَ النَّهَارَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۳﴾ وَ يَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿۷۴﴾ وَ نَزَعْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا فَقُلْنَا هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ فَعَلِمُوْۤا اَنَّ الْحَقَّ لِلّٰهِ وَ ضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۷۵﴾

''آپ فرمایئے بھلا اتنا تو سوچو اگر بنادے اللہ تعالیٰ تم پر رات ہمیشہ کے لیے قیامت کے دن تک تو کون سا خدا ہے اللہ تعالیٰ کے سوا جو لادے تمہیں روشنی، کیا تم سن نہیں رہے ہو۔ فرمایئے بھلا اتنا تو سوچو اگر بنادے اللہ تعالیٰ تم پر دن ہمیشہ کے لیے روز قیامت تک تو کون سا خدا ہے اللہ تعالیٰ کے سوا جو لادے تمہیں رات جس میں تم

1۔ سنن ترمذی، باب صلوٰۃ الاستخارۃ، جلد 1، صفحہ 63، ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان

آرام کرسکو۔ کیا تمہیں (کچھ) نظر نہیں آتا؟ اور محض اپنی رحمت سے اس نے بنادیا ہے تمہارے لیے رات اور دن کو تاکہ تم آرام کرو رات میں اور تلاش کرو (دن میں) اس کے فضل سے (رزق) اور تاکہ تم میرے شکر گزار بنو۔ اور جس دن اللہ تعالیٰ انہیں آواز دے کر فرمائے گا کہاں ہیں وہ جنہیں تم میرا شریک خیال کرتے تھے۔ اور ہم نکالیں گے ہر امت سے گواہ پھر (ان امتوں کو) ہم کہیں گے لے آؤ اپنی دلیل تو وہ جان لیں گے کہ بیشک حق اللہ تعالیٰ کے لیے ہے اور گم ہو جائیں گے ان سے جو افتراء وہ باندھا کرتے تھے۔''

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سَرۡمَدًا کا معنی ہمیشہ کیا ہے۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے سَرۡمَدًا کا معنی ہمیشہ جو ختم نہ ہو نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے سَرۡمَدًا کا معنی ہمیشہ نقل کیا ہے اور ضیاء کا معنی دن نقل کیا ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ فِيۡهِ میں ضمیر سے مراد رات ہے۔ وَ لِتَبۡتَغُوۡا مِنۡ فَضۡلِهٖ یعنی دن کے وقت تم اللہ کا فضل تلاش کرو۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ شَهِيۡدًا کا معنی رسول ہے فَقُلۡنَا هَاتُوۡا بُرۡهَانَكُمۡ یعنی دلیل لاؤ جس کی وجہ سے تم عبادت کرتے ہو اور یہ باتیں کرتے ہو۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ شَهِيۡدًا اسی کے معنی میں ہے تاکہ وہ امت پر گواہی دے کہ اس نے اپنے رب کے پیغام کو پہنچا دیا ہے۔ برھان سے مراد دلیل ہے یعنی دلیل لاؤ۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ وہ وَ ضَلَّ عَنۡهُمۡ مَّا كَانُوۡا يَفۡتَرُوۡنَ کا یہ معنی نقل کرتے تھے کہ دنیا میں جو وہ جھوٹ بولا کرتے تھے قیامت کے روز وہ ان سے گم ہو جائیں گے۔

اِنَّ قَارُوۡنَ كَانَ مِنۡ قَوۡمِ مُوۡسٰى فَبَغٰى عَلَيۡهِمۡ ۖ وَ اٰتَيۡنٰهُ مِنَ الۡكُنُوۡزِ مَاۤ اِنَّ مَفَاتِحَهٗ لَتَنُوۡٓاُ بِالۡعُصۡبَةِ اُولِى الۡقُوَّةِ ۗ اِذۡ قَالَ لَهٗ قَوۡمُهٗ لَا تَفۡرَحۡ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الۡفَرِحِيۡنَ ۝ وَ ابۡتَغِ فِيۡمَاۤ اٰتٰٮكَ اللّٰهُ الدَّارَ الۡاٰخِرَةَ وَ لَا تَنۡسَ نَصِيۡبَكَ مِنَ الدُّنۡيَا وَ اَحۡسِنۡ كَمَاۤ اَحۡسَنَ اللّٰهُ اِلَيۡكَ وَ لَا تَبۡغِ الۡفَسَادَ فِى الۡاَرۡضِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الۡمُفۡسِدِيۡنَ ۝ قَالَ اِنَّمَاۤ اُوۡتِيۡتُهٗ عَلٰى عِلۡمٍ عِنۡدِىۡ ؕ اَوَلَمۡ يَعۡلَمۡ اَنَّ اللّٰهَ قَدۡ اَهۡلَكَ مِنۡ قَبۡلِهٖ مِنَ الۡقُرُوۡنِ مَنۡ هُوَ اَشَدُّ مِنۡهُ قُوَّةً وَّ اَكۡثَرُ جَمۡعًا ؕ وَ لَا يُسۡـَٔلُ عَنۡ ذُنُوۡبِهِمُ

الْمُجْرِمُوْنَ ۝ فَخَرَجَ عَلٰی قَوْمِهٖ فِیْ زِیْنَتِهٖ ؕ قَالَ الَّذِیْنَ یُرِیْدُوْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا یٰلَیْتَ لَنَا مِثْلَ مَاۤ اُوْتِیَ قَارُوْنُ ۙ اِنَّهٗ لَذُوْ حَظٍّ عَظِیْمٍ ۝ وَ قَالَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَیْلَكُمْ ثَوَابُ اللّٰهِ خَیْرٌ لِّمَنْ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا ۚ وَ لَا یُلَقّٰىهَاۤ اِلَّا الصّٰبِرُوْنَ ۝ فَخَسَفْنَا بِهٖ وَ بِدَارِهِ الْاَرْضَ ۫ فَمَا كَانَ لَهٗ مِنْ فِئَةٍ یَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۗ وَ مَا كَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِیْنَ ۝ وَ اَصْبَحَ الَّذِیْنَ تَمَنَّوْا مَكَانَهٗ بِالْاَمْسِ یَقُوْلُوْنَ وَیْكَاَنَّ اللّٰهَ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَ یَقْدِرُ ۚ لَوْ لَاۤ اَنْ مَّنَّ اللّٰهُ عَلَیْنَا لَخَسَفَ بِنَا ؕ وَیْكَاَنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ۝

''بیشک قارون موسیٰ (علیہ السلام) کی قوم میں سے تھا۔ پھر اس نے سرکشی کی ان پر اور ہم نے دے دیے تھے اسے اتنے خزانے کہ ان کی چابیاں (اپنے بوجھ سے) جھکا دیتی تھیں ایک طاقتور جتھہ (کی کمروں) کو۔ جب کہا اسے اس کی قوم نے زیادہ خوش نہ ہو بیشک اللہ تعالیٰ دوست نہیں رکھتا اترانے والوں کو۔ اور طلب کر اس (مال و زر) سے جو دیا ہے تجھے اللہ تعالیٰ نے آخرت کا گھر اور نہ فراموش کر اپنے حصہ کو دنیا سے اور احسان کیا کر (غریبوں پر) جس طرح اللہ تعالیٰ نے تجھ پر احسان فرمایا ہے اور نہ خواہش کر فتنہ وفساد کی ملک میں۔ یقیناً اللہ تعالیٰ نہیں دوست رکھتا فساد برپا کرنے والوں کو۔ وہ کہنے لگا مجھے دی گئی ہے یہ (دولت وثروت) اس علم کی وجہ سے جو میرے پاس ہے۔ کیا اس (مغرور) کو اتنا علم بھی نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہلاک کر ڈالیں اس سے پہلے قومیں جو اس سے قوت میں کہیں سخت اور دولت جمع کرنے میں کہیں زیادہ تھیں۔ اور نہیں دریافت کیے جائیں گے مجرموں سے ان کے گناہ۔ الغرض (ایک دن) وہ نکلا اپنی قوم کے سامنے بڑی زیب وزینت کے ساتھ۔ کہنے لگے وہ لوگ جو آرزو مند تھے دنیوی زندگی کے اے کاش! ہمیں بھی اسی قسم کا (جاہ وجلال) نصیب ہوتا جیسے دیا گیا ہے قارون کو، واقعی وہ تو بڑا خوش نصیب ہے۔ اور کہا ان لوگوں نے جنہیں (دنیا کی بے ثباتی کا) علم دیا گیا تھا حیف تمہاری عقل پر۔ اللہ تعالیٰ کا ثواب بہتر ہے اس کے لیے جو ایمان لے آیا اور نیک عمل کیے اور نہیں مرحمت کی جاتی یہ نعمت بجز صبر کرنے والوں کے۔ پس ہم نے غرق کر دیا اسے بھی اور اس کے گھر کو بھی زمین میں۔ تو نہ تھی اس کے حامیوں کی کوئی جماعت جو (اس وقت) اس کی مدد کرتی اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں اور وہ خود بھی اپنا انتقام نہ لے سکا۔ اور صبح کی ان لوگوں نے جو کل تک اس کے مرتبہ کی آرزو کر رہے تھے یہ کہتے ہوئے اوہو! (اب پتہ

چلا) کہ اللہ تعالیٰ کشادہ کر دیتا ہے رزق کو جس کے لیے چاہتا ہے اپنے بندوں سے اور تنگ کر دیتا ہے (جس کے لیے چاہتا ہے) اگر اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان نہ کیا ہوتا تو ہمیں بھی زمین میں گاڑ دیتا۔ اوہو! (اب پتہ چلا) کہ کفار بامراد نہیں ہوتے۔"

امام ابن ابی شیبہ نے "مصنف" میں ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ قارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کا چچازاد بھائی تھا۔ وہ علم کی خواہش رکھتا تھا۔ یہاں تک کہ اس نے علم کو جمع کیا۔ وہ اس طرح رہا یہاں تک کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر بغاوت کی اور اس سے حسد کیا۔ اسے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا کہ زکوۃ وصول کروں۔ تو قارون نے انکار کر دیا۔ اس نے کہا حضرت موسیٰ تمہارے اموال کھانا چاہتے ہیں۔ وہ تمہارے لیے نماز لائے۔ وہ تمہارے لیے اور چیزیں لائے۔ تو تم نے انہیں اپنے ذمہ لے لیا۔ کیا تم اسے برداشت کرو گے کہ وہ تمہارے اموال لے؟ لوگوں نے کہا ہم اس کی طاقت نہیں رکھتے اب تیری کیا رائے ہے۔ قارون نے انہیں کہا میری رائے یہ ہے کہ میں بنی اسرائیل کی بدکارہ عورتوں میں سے ایک عورت کو پیغام بھیجوں۔ پھر ہم اسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف بھیجیں۔ وہ عورت آپ پر الزام لگائے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس سے بدکاری کا ارادہ کیا۔ لوگوں نے اس بدکارہ کو پیغام بھیجا اور اسے کہا ہم تجھے منہ مانگی قیمت دیں گے۔ شرط یہ ہے کہ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر بدکاری کی تہمت لگا دے۔ عورت نے کہا ٹھیک ہے۔ قارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور کہا بنی اسرائیل کو جمع کرو اور اللہ تعالیٰ نے تجھے جو حکم دیا ہے اس کے بارے میں انہیں بتاؤ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ٹھیک ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انہیں جمع کیا۔ لوگوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا تیرے رب نے تجھے کس چیز کا حکم دیا ہے؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا میرے رب نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ تم اللہ کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، صلہ رحمی کرو اسی طرح دوسری باتیں ذکر کیں، اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ بھی حکم دیا ہے جب بدکار بدکاری کرے جبکہ وہ شادی شدہ ہو تو اسے رجم کر دیا جائے۔ لوگوں نے کہا اگر چہ بدکاری کرنے والے آپ ہوں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: ہاں۔ لوگوں نے کہا تو نے بدکاری کی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا میں نے؟ لوگوں نے عورت کو بلا بھیجا۔ وہ عورت آئی، انہوں نے پوچھا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کیا گواہی دیتی ہے؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس عورت سے فرمایا میں تجھے اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کہ تو سچ بولے گی۔ اس عورت نے کہا جب تو نے مجھے اللہ کا واسطہ دیا ہے تو حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے مجھے بلایا تھا اور آپ پر الزام لگانے کی صورت میں انعام مقرر کیا تھا، میں گواہی دیتی ہوں کہ تو اس الزام سے بری ہے، تو رسول اللہ ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام روتے ہوئے سجدہ میں گر گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی کی تو کیوں روتا ہے؟ ہم نے تجھے زمین پر حکومت دے دی ہے۔ تو زمین کو حکم دے وہ تیری اطاعت کرے گی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا سر اٹھایا اور فرمایا اے زمین! انہیں پکڑ لے تو زمین نے انہیں ایڑیوں تک پکڑ لیا۔ لوگ کہنے لگے اے موسیٰ! اے موسیٰ! حضرت موسیٰ علیہ السلام نے زمین کو حکم دیا کہ انہیں

پکڑ لے تو زمین نے انہیں گردنوں تک پکڑ لیا۔ وہ کہہ رہے تھے اے موسیٰ! اے موسیٰ! حضرت موسیٰ علیہ السلام نے زمین کو حکم دیا کہ انہیں پکڑ لے تو زمین نے انہیں غائب کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی میرے بندوں نے تجھ سے سوال کیا، تیری بارگاہ میں آہ وزاری کی۔ تو نے ان کی بات کو قبول نہ کیا۔ میری عزت کی قسم! اگر وہ مجھے بلاتے تو میں ان کی عرضداشت کو قبول کر لیتا۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے بھی یہی مراد ہے: فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ۔ اسے انتہائی نچلی زمین کی طرف دھنسا دیا۔ (1)

امام فریابی نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کا چچازاد بھائی تھا۔

ابن منذر نے ابن جریج سے روایت نقل کی ہے کہ قارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کا چچازاد بھائی تھا۔ اس کا نسب یوں ہے: قارون بن مصر بن فاہث یا قاہث جبکہ حضرت موسیٰ بن عرمرم بن فاہث یا قاہث ہیں عرمرم کو عربی زبان میں عمران کہتے ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کا چچازاد بھائی تھا۔ اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ سمندر عبور کیا تھا۔ اس کا نام نور رکھا جاتا کیونکہ وہ بڑی اچھی آواز میں تورات پڑھتا تھا۔ لیکن اللہ کے دشمن نے نفاق کیا جس طرح سامری نے نفاق کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی بغاوت کی وجہ سے اسے ہلاک کیا۔ اس نے مال واولاد کی زیادتی کی وجہ سے بغاوت کی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے فَبَغٰى عَلَيْهِمْ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ ان پر بلند ہو گیا۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت شہر بن حوشب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس نے اپنے کپڑوں کی ایک بالشت لمبائی میں ان پر اضافہ کیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے وَاٰتَيْنٰهُ مِنَ الْكُنُوْزِ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اس نے حضرت یوسف علیہ السلام کے خزانوں میں سے ایک خزانہ پایا تھا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ولید بن زوران رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ قارون علم کیمیا جانتا تھا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قارون کے گھر کی زمین چاندی اور اس کی بنیادیں سونے کی تھیں۔

امام سعید بن منصور اور ابن منذر نے حضرت خیثمہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے انجیل میں پایا ہے کہ قارون کے خزانوں کی چابیاں ساٹھ پنج کلیان خچروں کا بوجھ تھا۔ ان میں کوئی چابی ایک انگلی سے بڑی نہ تھی، ہر ایک خزانے کی چابی تھی۔

فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے خیثمہ سے روایت نقل کی ہے: قارون کے خزانوں کی چابیاں چمڑے کی بنی ہوئی تھیں۔ ہر خزانہ کی چابی علیحدہ تھی۔ جب وہ سفر پر روانہ ہوتا تو چابیاں ستر پنج کلیان خچروں پر لادی جاتیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے یہ روایت نقل کی ہے کہ چابیاں اونٹ کے چمڑے کی بنی ہوتی تھیں۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 334 (28843)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ مردوں کا ایک جتھہ انہیں نہیں اٹھا سکتا تھا۔

امام طستی رحمہ اللہ نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے لَتَنُوْٓاُ بِالْعُصْبَةِ کا معنی پوچھا تو ابن عباس نے جواب دیا کہ وہ بوجھل بنا دیتیں، پوچھا کیا عرب اس کو پہچانتے ہیں؟ فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے امرؤالقیس کو یہ کہتے ہوئے نہیں سنا:

تَمَشّٰی فَتُثْقِلُهَا عَجِيْزَتُهَا مَشْيَ الضَّعِيْفِ يَنُوْءُ بِالْوَسْقِ

''وہ چلتی ہے جبکہ اس کی سرین اسے بوجھل کرتی ہے، اس کمزور کے چلنے کی طرح جو وسق اٹھانے سے بوجھل ہوتا ہے''۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ عصبہ سے مراد دس سے پندرہ تک اور اولوا القوۃ سے مراد پندرہ ہے۔

امام عبد الرزاق اور ابن منذر نے حضرت کلبی سے روایت نقل کی ہے کہ عصبہ سے مراد پندرہ سے چالیس افراد۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عصبہ کا معنی چالیس افراد نقل کیا ہے۔(2)

امام عبد بن حمید نے قتادہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم بات کیا کرتے تھے کہ عصبہ سے مراد دس سے چالیس افراد ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے جو حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کے غلام تھے، سے روایت نقل کی ہے کہ عصبہ سے مراد ستر افراد ہیں۔ اس کا خزانہ چالیس خچروں پر لادا جاتا تھا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے اِذْ قَالَ لَهٗ قَوْمُهٗ لَا تَفْرَحْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وہ مومن لوگ تھے جنہوں نے کہا تھا جو تجھے عطا کیا گیا ہے اس پر خوش نہ ہو کہ تو اس پر اترائے۔

فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے فرحین کی تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ اکڑ کر چلنے والوں، تکبر کرنے والوں اور ناز و ادا کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں جو عطا کیا ہے اس پر شکر بجا لاتے۔

امام حاکم، (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، طبرانی، ابو نعیم، بیہقی نے شعب میں، خرائطی نے اعتدال القلوب میں حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ غمگین دل کو پسند کرتا ہے۔(3)

امام حاکم اور بیہقی نے شعب الایمان میں روایت نقل کی ہے کہ جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے جبکہ بیہقی رحمہم اللہ نے کہا یہ متن منکر ہے وہ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قبروں کی زیارت کیا کرو جن کی مدد سے تو آخرت کو یاد کرے گا، مردوں کو غسل دیا کرو کیونکہ کھوکھلے جسم کو ہلانا بہت بڑی نصیحت ہے، نماز جنازہ پڑھا کرو، شاید یہ تیرے دل میں حزن پیدا کر دے کیونکہ غمگین قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے سائے میں ہوتا ہے۔(4)

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 496 (2225)، دار الکتب العلمیہ بیروت — 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 125

3۔ شعب الایمان، جلد 1، صفحہ 515 (892)، دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ مستدرک حاکم، کتاب الجنائز، جلد 1، صفحہ 533 (1395)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہاں فرح سے مراد بغاوت ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ خوش ہونے والے اور تکبر کرنے والے کو پسند نہیں کرتا صدقہ کر، اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر اور صلہ رحمی کر۔

ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ فرحین سے مراد اکڑ کر چلنے والے ہیں اور وَ ابْتَغِ فِیْمَاۤ اٰتٰىكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ وَ لَا تَنْسَ نَصِیْبَكَ مِنَ الدُّنْیَا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ دنیا میں اللہ کے لیے کام کرنا نہ چھوڑ۔

امام فریابی اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے ایک اور سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ دنیا میں آخرت کے لیے کام کرنا نہ بھول۔

امام عبدالرزاق، فریابی، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ تفسیری قول نقل کیا ہے: اللہ تعالیٰ کا عمل دنیا سے اس کا وہ حصہ ہے جس پر آخرت میں اسے ثواب دیا جائے گا۔(1)

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ زائد کو آگے بھیج دو جو تجھے کفایت کرے اسے روک لو۔ ایک میں یہ الفاظ ہیں ایک سال کا رزق روک لے اور باقی کو صدقہ کر دے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ تفسیری قول نقل کیا ہے کہ دنیا سے وہ چیز لے جو اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے حلال کیا ہے کیونکہ اسی میں تیرے لیے غناء اور کفایت ہے۔

امام عبداللہ بن احمد رحمہ اللہ نے زوائد زہد میں حضرت منصور رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ دنیا کا سامان نہیں، تیرا نصیب تیری عمر ہے جس میں تو اپنی آخرت کے لیے کام کرے۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے قَالَ اِنَّمَاۤ اُوْتِیْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ عِنْدِیْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وہ بھلائی جو میرے پاس ہے اور وہ علم جو میرے پاس ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے یعنی میں اس کا اہل ہوں۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الْمُجْرِمُوْنَ سے مراد مشرک ہیں، ان سے گناہوں کے بارے میں نہیں پوچھا جائے گا اور جہنم میں داخل ہونے کے لیے ان سے حساب نہیں لیا جائے گا۔ بغیر حساب کے انہیں جہنم میں داخل کیا جائے گا۔(2)

امام فریابی اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وَ لَا یُسْـَٔلُ عَنْ ذُنُوْبِهِمُ الْمُجْرِمُوْنَ اللہ تعالیٰ کے فرمان یُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِیْمٰهُمْ (الرحمٰن:41) کی طرح ہے۔ ان کے چہرے سیاہ، آنکھیں نیلگوں ہوں گی ملائکہ ان سے سوال نہیں کریں گے، وہ انہیں پہلے ہی پہچان لیں گے۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ سفید ترک

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 498 (2231)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 498

گھوڑوں پر نکلا جن پر ارجون کی بنی ہوئی زین تھیں اور ان پر عصفری رنگ میں رنگے ہوئے کپڑے تھے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے فِي زِينَتِهِ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ دو سرخ کپڑوں میں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو زبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قارون اپنی قوم پر نکلا۔ دو سرخ کپڑے پہنے ہوئے تھا جو عصفری رنگ کے تھے جو قرمزی کی طرح تھا۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ وہ پیلے اور سرخ کپڑے پہن کر قوم کی طرف آیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: وہ ستر ہزار افراد میں نکلا جن پر عصفری رنگ کے کپڑے تھے۔ یہ وہ پہلا دن تھا جس میں عصفری رنگ کو دیکھا گیا۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ جاہ وحشمت میں نکلا۔ ہمارے سامنے یہ بات ذکر کی گئی ہے: وہ چار ہزار جانوروں پر نکلے جن پر سرخ کپڑے تھے، جن میں سے ایک ہزار سفید خچر یں تھیں۔ جانوروں پر ارجوان لکڑی کی زینیں تھیں۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قارون سفیدی مائل سیاہ خچر پر نکلا جس پر ارجوانی لکڑی کی زین تھی جن پر تین سو لونڈیاں سوار تھیں جنہوں نے سرخ لباس زیب تن کر رکھے تھے اور وہ سفیدی مائل سیاہ خچروں پر سوار تھیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ سفید لونڈیوں کے درمیان نکلا۔ سونے کی زینوں، ارجوانی رنگ کے کپڑوں اور سفید خچروں پر تھیں۔ ان پر سرخ کپڑے اور سونے کے زیورات تھے۔

ابن مردویہ اوس بن اوس ثقفی سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں: یعنی چار ہزار خچروں کے جلو میں چلا۔

امام ابن ابی حاتم نے عبدہ بن ابی لبابہ سے روایت نقل کی ہے کہ سب سے پہلے جس نے سیاہ خضاب لگایا وہ قارون تھا۔

عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے روایت نقل کی ہے کہ اہل توحید میں سے جن لوگوں نے کہا کاش! ہمارے لیے بھی ایسا ہی ہوتا جو قارون کے لیے ہے وہ اللہ تعالیٰ کا ثواب نہیں پائیں گے۔ ثواب قول سے پہلے ہوا کرتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ذو حظ کا معنی ذو جد ہے یعنی عظمت والا۔

امام عبد الرزاق اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عبد اللہ بن حرث رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے، وہی ابن نوفل ہاشمی ہے۔ اس نے کہا ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ قارون کو مال اور خزانہ دیا گیا یہاں تک کہ اس نے اپنے گھر کا دروازہ سونے کا بنا یا۔ اپنے پورے گھر کو سونے کی پتریوں سے بنایا۔ بنو اسرائیل کے سردار صبح وشام اس کے پاس آتے۔ وہ انہیں کھانا کھلاتا اور وہ قارون سے باتیں کرتے۔ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اذیت دیا کرتا تھا۔ اسے خواہش نفس اور دل کی سختی نے نہ چھوڑا یہاں تک کہ اس نے بنی اسرائیل کی ایک عورت کی طرف پیغام بھیجا جو خوبصورتی میں مشہور تھی۔ اسے ربیہ کے نام سے یاد کیا

جاتا۔قارون نے اسے کہا کیا تو پسند کرتی ہے کہ میں تجھے مالا مال کردوں، تجھے عطا کروں اور اپنی عورتوں کے ساتھ ملا دوں اس شرط پر کہ تو میرے پاس اس وقت آئے جبکہ بنی اسرائیل کے سردار میرے پاس موجود ہوں اور تو کہے اے قارون! کیا تو موسیٰ کو مجھ سے منع نہیں کرے گا؟ اس نے کہا میں اس کے لیے تیار ہوں۔ جب قارون کے ساتھی آگئے اور اس کے پاس بیٹھ گئے۔ اس نے عورت کو بلایا۔ وہ عورت لوگوں کے سامنے کھڑی ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے دل کو بدل دیا اور اسے توبہ کی توفیق دے دی۔ اس نے کہا آج میں اس سے فضیلت والی توبہ نہیں پاتی کہ میں اللہ کے دشمن کو جھٹلاؤں اور رسول اللہ کی برأت کا اظہار کروں۔ اس عورت نے کہا قارون نے میری طرف پیغام بھیجا اور کہا کیا تو پسند کرتی ہے کہ میں تجھے مالا مال کردوں اور اپنی عورتوں میں شامل کردوں اس شرط پر کہ تو میرے پاس آئے جبکہ بنی اسرائیل کے سردار میرے پاس ہوں اور تو یہ کہے کیا تو موسیٰ کو مجھ سے نہیں روکے گا۔ آج میں نے اس سے افضل توبہ نہیں پائی کہ میں اللہ کے دشمن کو جھٹلاؤں اور رسول اللہ کی برأت کا اظہار کروں۔ قارون نے اپنا سر جھکالیا اور اسے پتہ چل گیا کہ وہ ہلاک ہوجائے گا۔

لوگوں میں یہ بات پھیل گئی یہاں تک کہ خبر حضرت موسیٰ علیہ السلام تک جا پہنچی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سخت غضب والے تھے۔ جب یہ خبر آپ تک پہنچی تو آپ نے وضو کیا، نماز پڑھی، سجدہ کیا اور روئے اور کہا اے میرے رب! تیرا دشمن مجھے اذیتیں دیتا رہا پھر چند چیزوں کا ذکر کیا، تو نے اسے نہ روکا یہاں تک کہ میری رسوائی کا ارادہ کرلیا۔ اے میرے رب! مجھے اس پر مسلط کردے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی کی کہ زمین کو جو چاہے حکم دے وہ تیری اطاعت کرے گی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام قارون کی طرف آئے۔ جب قارون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا تو آپ کے چہرے سے غضب کو پہچان لیا۔ کہا اے موسیٰ مجھ پر رحم کھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اے زمین! انہیں پکڑ لے۔ اس کے گھر میں لرزہ طاری ہوگیا۔ اسے اور اس کے ساتھیوں کو اپنے اندر دھنسا لیا یہاں تک کہ ان کے قدم غائب ہوگئے۔ ان کے گھر بھی اسی قدر زمین میں دھنس گئے۔ قارون نے کہا اے موسیٰ! مجھ پر رحم کرو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے زمین! انہیں پکڑ لے۔ زمین اسے، اس کے گھر اور اس کے ساتھیوں کو نگل گئی۔ جب زمین اسے نگل گئی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا گیا اے موسیٰ! تو کتنا سخت دل ہے، میری عزت کی قسم! اگر وہ مجھ سے دعا کرتا تو میں اس پر رحم کرتا۔ ابو عمران جونی نے کہا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا گیا تیرے بعد زمین میں (سے کسی کی بات نہ مانوں گا) میں کسی کی عبادت نہیں کروں گا۔

امام فریابی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے: آپ نے اسے نچلی زمین کی طرف دھنسا دیا۔

امام ابن ابی حاتم حضرت قتادہ رحمہ اللہ کی سند سے ابو میمون سے وہ سمرہ بن جندب سے روایت نقل کرتے ہیں: قارون اور اس کی قوم کو ہر روز انسان کی قامت کے برابر دھنسایا جاتا ہے، وہ زمین کی پست ترین جگہ تک قیامت تک نہیں پہنچے گا۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ بات گئی ہے وہ اسے ہر روز قد برابر زمین میں دھنسا تا رہے گا، وہ لگاتار زمین میں دھنستا رہے گا، وہ اس کی گہرائی تک قیامت تک نہیں پہنچے گا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ نے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو حکم دیا کہ ایک ساعت تک حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اطاعت کرے۔

عبد بن حمید نے مالک بن دینار سے روایت نقل کی ہے کہ قارون کو ہر روز اس کے قد کے برابر زمین میں دھنسایا جاتا رہے گا۔

امام عبد بن حمید نے عکرمہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب قارون کو زمین میں دھنسایا گیا تو وہ زمین میں جارہا تھا جبکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام قریب ہی تھے۔ اس نے کہا اے موسیٰ! اپنے رب سے دعا کیجئے مجھ پر رحم کرے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے کوئی جواب نہ دیا یہاں تک کہ وہ زمین میں چلا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی۔ قارون نے تجھ سے مدد طلب کی، تو نے اس کی مدد نہ کی، مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم! اگر وہ یا رب! کہتا تو میں اس پر رحم کرتا۔

امام احمد رحمہ اللہ نے زہد میں حضرت عون بن عبد اللہ بن قاری جو عمر بن عبد العزیز کے فلسطین کے دیوان پر عامل تھے، انہیں خبر پہنچی کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو حکم دیا کہ وہ قارون کے بارے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حکم کی اطاعت کرے۔ تو زمین نے اسے گھٹنوں تک اپنے اندر دھنسا لیا۔ پھر کہا میری اطاعت کر۔ تو اس نے اسے پیٹ تک چھپا لیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی کی اے موسیٰ! تیرا دل کتنا سخت ہے، میری عزت وجلال کی قسم! اگر وہ مجھ سے مدد طلب کرتا تو میں ضرور اس کی مدد کرتا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: میں نے تو تیری وجہ سے ناراضگی کی بنا پر ایسا کیا ہے اے میرے رب!۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے مِنْ فِئَةٍ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اس کے پاس کوئی ایسی پناہ گاہ نہیں تھی جس کے ذریعے وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچ سکتا۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: کیا وہ نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ رزق میں وسعت پیدا فرماتا ہے، کیا وہ نہیں جانتا کہ کافر فلاح نہیں پاسکتا۔(2)

تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ۭ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۸۳﴾ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَى الَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۸۴﴾

"یہ آخرت کا گھر ہم مخصوص کر دیں گے اس (کی نعمتوں) کو ان لوگوں کے لیے جو خواہش نہیں رکھتے زمین میں بڑا بننے کی اور نہ فساد برپا کرنے کی اور اچھا انجام پرہیز گاروں کے لیے ہے۔ جو کرتا ہے نیکی تو اس کے لیے بہتر صلہ ہے اس نیکی سے اور جو ارتکاب کرتا ہے برائی کا تو نہ بدلہ دیا جائے گا انہیں جنہوں نے بدکاریاں کیں مگر اتنا جتنا انہوں نے کیا۔"

1۔ کتاب الزہد، صفحہ 245، دار الکتب العلمیہ بیروت　　2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 499 (2236)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام محاملی اور دیلمی رحمہما اللہ مسند فردوس میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں: عُلُوًّا فِی الْاَرْضِ سے مراد زمین میں تجبر، اور فَسَادًا سے مراد ناحق چیز لینا ہے۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مسلم بطین رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ عُلُوًّا سے مراد زمین میں ناحق ظلم کرنا اور فَسَادًا سے مراد ناحق کوئی چیز لینا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور بن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر سے روایت نقل کی ہے کہ عُلُوًّا سے مراد سرکشی ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ عُلُوًّا سے مراد اپنے آپ کو عظیم جاننا اور ظلم کرنا ہے اور فَسَادًا سے مراد نافرمانیاں ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم دار آخرت کو ان لوگوں کے لیے بنادیں گے جو زمین میں تکبر نہیں کرتے اور بادشاہوں کے شرف و منزلت نہیں چاہتے اور نہ ہی وہ اللہ کی نافرمانی کے کام کرتے ہیں اور نہ ہی ناحق مال لیتے ہیں اور عاقبہ سے مراد جنت ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری سے یہ روایت نقل کی ہے کہ وہ بادشاہوں کے ہاں شرف و عزت نہیں چاہتے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو معاویہ اسود رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ عزت داروں کی عزت میں نہیں جھگڑتے اور اس کی ذات سے نہیں گھبراتے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ آدمی جو یہ پسند کرتا ہے کہ وہ اپنے جوتے کا تسمہ بنے وہ افضل ہے اس آدمی سے جو غیر کے جوتے کا تسمہ بنے۔ تو وہ اس آیت کے حکم میں داخل ہو جاتا ہے تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ۔

امام ابن مردویہ اور ابن عساکر نے حضرت علی بن ابی طالب سے روایت نقل کی ہے کہ آپ بازار میں تنہا چلا کرتے جبکہ آپ والی تھے۔ راستہ بھٹکے ہوئے کی راہنمائی کرتے، کمزور کی مدد کرتے، سبزی فروشوں اور سامان بیچنے والوں کے پاس سے گزرتے تو انہیں قرآن پڑھاتے اور یہ آیت پڑھتے تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِیْنَ لَا یُرِیْدُوْنَ عُلُوًّا فِی الْاَرْضِ وَ لَا فَسَادًا وہ کہتے یہ آیت عدل اور تواضع کرنے والوں، لوگوں پر حاکموں اور اہل قدرت کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عدی بن حاتم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: جب حضرت عدی بن حاتم رحمہ اللہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور ﷺ نے اس کی طرف تکیہ کیا اور خود زمین پر بیٹھ گئے اور فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ تو زمین میں علو اور فساد کو طلب نہیں کرتا۔

اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّكَ اِلٰی مَعَادٍ ؕ قُلْ رَّبِّیْۤ اَعْلَمُ

مَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى وَ مَنْ هُوَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۸۵﴾ وَ مَا كُنْتَ تَرْجُوْۤا اَنْ یُّلْقٰۤى اِلَیْكَ الْكِتٰبُ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ ظَهِیْرًا لِّلْكٰفِرِیْنَ ﴿۸۶﴾ وَ لَا یَصُدُّنَّكَ عَنْ اٰیٰتِ اللّٰهِ بَعْدَ اِذْ اُنْزِلَتْ اِلَیْكَ وَ ادْعُ اِلٰى رَبِّكَ وَ لَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ﴿۸۷﴾

"(اے محبوب!) یقیناً وہ (قادر مطلق) جس نے آپ پر قرآن کی تبلیغ فرض کی ہے آپ کو واپس لے جائے گا جہاں آپ چاہتے ہیں۔ آپ فرمائیے میرا رب خوب جانتا ہے اسے جو آیا ہدایت یافتہ ہو کر اور اسے بھی جو کھلی گمراہی میں ہے۔ اور آپ کو تو یہ امید نہ تھی کہ نازل کی جائے گی آپ کی طرف کتاب مگر یہ محض رحمت ہے آپ کے رب کی (جس نے آپ کو صاحب قرآن بنا دیا) تو آپ ہرگز کافروں کے مددگار نہ بنیں۔ اور (خیال رہے) وہ ہرگز نہ روکیں آپ کو اللہ تعالیٰ کی آیات سے اس کے بعد کہ وہ اتاری گئیں آپ کی طرف اور بلایئے (لوگوں کو) اپنے رب کی طرف اور ہرگز نہ ہو جانا شرک کرنے والوں سے۔"

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب نبی کریم ﷺ مکہ مکرمہ سے نکلے اور جحفہ تک پہنچے تو مکہ مکرمہ کا اشتیاق ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ کو نازل فرمایا۔ مَعَادٍ سے مراد مکہ مکرمہ ہے۔

امام ابن مردویہ نے علی بن حسن بن واقد سے روایت نقل کی ہے کہ تمام قرآن مکی ہے یا مدنی ہے سوائے اس آیت کے کیونکہ یہ آیت رسول اللہ ﷺ پر جحفہ کے مقام پر نازل ہوئی۔ جب حضور ﷺ ہجرت کے ارادہ سے مدینہ طیبہ کی طرف نکلے نہ یہ مکی ہے نہ ہی مدنی ہے۔ وہ آیت جو ہجرت سے پہلے نازل ہوئی وہ مکی ہے خواہ مکہ مکرمہ یا کسی اور شہر میں نازل ہوئی ہو۔ ہر وہ آیت جو ہجرت کے بعد مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی وہ مدنی ہے۔ وہ مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی یا کسی اور شہر میں نازل ہوئی۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، امام بخاری، امام نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں مختلف سندوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مَعَادٍ سے مراد مکہ مکرمہ ہے (1) ابن مردویہ رحمہ اللہ نے یہ زائد کہا ہے کَمَا اَخْرَجَكَ مِنْهَا جیسے تجھے یہاں سے نکالا۔

امام فریابی اور عبد بن حمید نے حضرت مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مَعَادٍ سے مراد آپ کی جائے پیدائش یعنی مکہ مکرمہ ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

فریابی، عبد بن حمید، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس سے مَعَادٍ کا معنی موت نقل کیا ہے۔ (2)

امام عبد بن حمید اور ابن مردویہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ مَعَادٍ سے مراد موت ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن مردویہ، ابو یعلیٰ اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی

1۔ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 703، قدیمی کتب خانہ کراچی
2۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 202 (11258)، دار الفکر بیروت

ہے کہ مَعَادٍ سے مراد آخرت ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مَعَادٍ سے مراد قیامت کا دن ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے لَرَآدُّكَ اِلٰى مَعَادٍ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وہ قیامت کے روز تجھے زندہ کرے گا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ لَرَآدُّكَ اِلٰى مَعَادٍ کا مفہوم یہ ہے اس کی ایک میعاد ہے، اللہ تعالیٰ اس روز اسے اٹھائے گا پھر اسے جنت میں داخل کرے گا۔

حاکم نے تاریخ میں اور دیلمی نے حضرت علی سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ مَعَادٍ سے مراد جنت ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، بخاری نے تاریخ میں، ابو یعلیٰ اور ابن منذر رحہم اللہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس کی مَعَادٍ سے مراد جنت ہے۔ ایک روایت میں الفاظ یہ ہیں: اس کی مَعَادٍ سے مراد آخرت ہے۔

امام سعید بن منصور، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ مَعَادٍ سے مراد جنت میں سے تیری معدن ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ رحہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ تجھے جنت کی طرف لوٹانے والا ہے۔ پھر تجھ سے قرآن کے بارے میں پوچھے گا۔ (1)

امام فریابی رحمہ اللہ نے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مَعَادٍ سے مراد جنت ہے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت ان آیات میں سے تھی جن کو حضرت ابن عباس (کسی مصلحت کی بنا پر) چھپایا کرتے تھے۔ (2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت نعیم قاری رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ مَعَادٍ سے مراد بیت المقدس ہے۔

وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۘ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۟ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ۭ لَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿٨٨﴾

''اور نہ پکارو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور معبود کو۔ نہیں ہے کوئی معبود بجز اس کے۔ ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے سوائے اس کی ذات کے۔ اسی کی حکمرانی ہے اور اسی کی طرف تمہیں لوٹایا جائے گا۔''

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ﴿٢٦﴾ (الرحمٰن) فرشتوں نے کہا اہل زمین تو ہلاک ہو گئے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ (آل

1۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 202 (11257)، دار الفکر بیروت 2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 500 (2237)، بیروت

عمران:185) تو فرشتوں نے کہا ہر نفس ہلاک ہو گیا۔ جب یہ آیت نازل ہوئی کُلُّ شَیۡءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجۡهَهٗ تو فرشتوں نے کہا آسمان وزمین والے ہلاک ہو گئے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جب یہ آیت نازل ہوئی كُلُّ نَفۡسٍ ذَآئِقَةُ الۡمَوۡتِ (آل عمران:185) عرض کی گئی یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم فرشتوں کا کیا ہوگا تو یہ آیت نازل ہوئی كُلُّ شَیۡءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجۡهَهٗ اس آیت میں اس چیز کو واضح کیا گیا کہ ملائکہ، جن وانس، باقی عالم، پرندے، وحشی جانور، درندے اور چوپائے سب مخلوق ہلاک ہوگی اور یہ کہ ذی روح شے ہلاک ہونے والی ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مقاتل سیر رحمہ اللہ یہ روایت نقل کی ہے کہ آیت کا مصداق یہ ہے آسمان کے رہنے والوں میں سے حیوان خاص طور پر، فرشتے، زمین میں جو کچھ ہے اور تمام حیوانات ہلاک ہونے والے ہیں، اس کے بعد آسمان وزمین تباہ و برباد ہوں گے۔ جنت، دوزخ اور ان میں رہنے والے ہلاک نہ ہوں گے۔ اسی طرح عرش اور کرسی ہلاک نہ ہوگا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ہر شے ہلاک ہونے والی ہے مگر جس کے ساتھ اپنی ذات کا ارادہ کرے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہر شے ہلاک ہونے والی ہے مگر جس کے ساتھ اس کی ذات کا ارادہ کیا جائے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے ''شعب الایمان'' میں حضرت سفیان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہر شے ہلاک ہونے والی ہے مگر وہ اعمال صالح جن کے ساتھ اس کی ذات کا ارادہ کیا جائے۔

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے ''کتاب التفکر'' میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب وہ دل کو سمجھانا چاہتے تو کھنڈرات کے پاس آتے ان کے دروازے پر کھڑے ہوتے، غمگین آواز کے ساتھ آواز دیتے، ہلاک کرنے والے کہاں ہیں۔ پھر خود سے ہم کلامی کرتے اور کہتے كُلُّ شَیۡءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجۡهَهٗ۔

امام احمد رحمہ اللہ نے زہد میں حضرت ثابت رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: جب حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام کا وصال ہوا تو فرشتے یہ کہتے ہوئے چکر لگانے لگے: موسیٰ علیہ السلام وصال کر گئے تو پھر کون سا ایسا نفس ہوگا جسے موت نہ آئے گی۔(1)

الحمد للہ علیٰ انعامہ

سورت کا اختتام بروز پیر مورخہ 29 جون 2003 کو ہوا۔

1۔ کتاب الزہد، صفحہ 94، دار الکتب العلمیہ بیروت

ایاتھا ۶۹ سورۃ العنکبوت مکیۃ ۲۹ رکوعاتھا ۷

امام ابن ضریس، نحاس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے ''دلائل'' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ عنکبوت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔(1)

امام ابن مردویہ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ عنکبوت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

امام دارقطنی نے سنن میں حضرت عائشہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز کسوف اور نماز خسوف میں چار رکوعوں اور چار سجدوں والی نماز پڑھتے تھے۔ پہلی رکعت میں سورۂ عنکبوت یا سورۃ الروم اور دوسری میں سورۂ یٰس پڑھتے تھے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

الٓمّٓ ﴿۱﴾ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنۡ یُّتۡرَکُوۡۤا اَنۡ یَّقُوۡلُوۡۤا اٰمَنَّا وَ ہُمۡ لَا یُفۡتَنُوۡنَ ﴿۲﴾ وَ لَقَدۡ فَتَنَّا الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ فَلَیَعۡلَمَنَّ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ صَدَقُوۡا وَ لَیَعۡلَمَنَّ الۡکٰذِبِیۡنَ ﴿۳﴾

''الف، لام، میم، کیا لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ انہیں صرف اتنی بات پر چھوڑ دیا جائے گا کہ وہ کہیں ہم ایمان لے آئے اور انہیں آزمایا نہیں جائے گا۔ اور بیشک ہم نے آزمایا تھا ان لوگوں کو جو ان سے پہلے گزرے پس اللہ تعالیٰ ضرور دیکھے گا جو (دعوائے ایمان میں) سچے تھے اور ضرور دیکھے گا (ایمان کے) جھوٹے (دعویداروں) کو''۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحہم اللہ نے امام شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: یہ آیات ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئیں جو مکہ مکرمہ میں رہتے تھے۔ انہوں نے اسلام قبول کرلیا تھا۔ مدینہ طیبہ میں رہنے والے رسول اللہ کے صحابہ نے انہیں خط لکھا، ان کا اقرار اور اسلام قبول نہ کیا جائے گا یہاں تک کہ تم ہجرت نہ کرو۔ وہ مدینہ طیبہ کے ارادہ سے مکہ مکرمہ سے نکلے۔ مشرکین نے ان کا پیچھا کیا اور انہیں واپس لے گئے۔ ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ صحابہ نے ان کے بارے میں یہ خط لکھا کہ تمہارے بارے میں یہ یہ آیت نازل ہوئی۔ تو مکہ مکرمہ میں رہنے والے صحابہ نے کہا ہم مکہ مکرمہ سے نکلیں گے۔ اگر کسی نے ہمارا پیچھا کیا تو ہم اس سے جنگ کریں گے۔ وہ صحابہ نکلے۔ مشرکوں نے ان کا پیچھا کیا۔ مسلمانوں نے ان سے جنگ کی۔ ان میں سے کچھ شہید ہوگئے اور کچھ نجات پا گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی ثُمَّ اِنَّ رَبَّکَ لِلَّذِیۡنَ ہَاجَرُوۡا مِنۡۢ بَعۡدِ مَا فُتِنُوۡا ثُمَّ جٰہَدُوۡا وَ صَبَرُوۡۤا ۙ اِنَّ رَبَّکَ مِنۡۢ بَعۡدِہَا لَغَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ﴿۱۱۰﴾ (النحل)(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیات مکہ مکرمہ کے جن لوگوں کے بارے

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب ذکر السور التی نزلت بمکۃ، جلد 7، صفحہ 143، دارالکتب العلمیہ بیروت، عن عکرمہ وحسن ابی حسن

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 150، داراحیاء التراث العربی بیروت

میں نازل ہوئیں جو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتے تھے۔ مشرک ان کے سامنے آگئے تو وہ لوٹ گئے۔ ان کے بھائیوں نے ان کی طرف وہ آیات لکھ کر بھیجیں جو ان کے بارے میں نازل ہوئی تھیں۔ وہ پھر نکلے ان میں سے کچھ شہید ہو گئے اور کچھ بچ نکلے۔ تو قرآن حکیم نازل ہوا وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا (العنکبوت:69)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: یہ آیات ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئیں جنہیں مشرکوں نے مکہ مکرمہ کی طرف واپس بھیج دیا تھا۔ یہ دس آیات مدنی ہیں باقی آیات مکی ہیں۔(1)

امام ابن سعد، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت عبد اللہ بن عبید بن عمیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیات عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی جنہیں اللہ تعالیٰ کی محبت کی وجہ سے عذاب دیا جاتا تھا۔(2)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابن عمیر رحمہ اللہ اور دوسرے لوگوں سے سنا کہ ابو جہل لعنۃ اللہ علیہ حضرت عمار بن یاسر اور ان کی ماں کو عذاب دیا کرتا تھا۔ وہ موسم گرما کے دنوں میں عمار بن یاسر کو لوہے کی بنی قمیص پہناتا اور اس کی ماں کی پیٹ میں نیزہ مارا۔ اسی بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ ان کے اموال اور جانوں میں آزمایا نہیں جائے گا جبکہ ہم نے ان سے پہلے لوگوں کو آزمایا ہے۔(3)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے لَا يُفْتَنُونَ کا معنی یہ نقل کیا ہے کہ کیا انہیں نہیں آزمایا جائے گا۔ جبکہ ہم نے ان سے پہلے لوگوں کو آزمایا۔ اللہ تعالیٰ ضرور جھوٹے سے سچ، نافرمان سے اطاعت کرنے والے کو جانے گا جبکہ یہ بات کہی جاتی تھی کہ مومن مومصیبت سے پرکھا جاتا ہے جیسے سونے کو آگ سے پرکھا جاتا ہے۔ یہ بات کہی جاتی تھی فتنہ کی مثال کھوٹے درہم جیسی ہے جسے اندھا لے لیتا ہے اور بینا اسے دیکھ لیتا ہے یعنی اسے رد کر دیتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ یوں قرأت کرتے فَلَيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ صَدَقُوا ولَيعلمن الكاذبين کہ لوگوں کو آگاہ کرے گا۔

امام ابن مردویہ اور ابو نعیم رحمہما اللہ نے حلیہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نبی کو اس کی امت کی طرف مبعوث کرتا وہ دنیا میں اپنی مدت تک ان کے پاس رہتا۔ پھر اللہ تعالیٰ اس کی روح کو قبض کر لیتا۔ اس کے بعد اس کی امت کہتی یا ان میں سے جس سے اللہ تعالیٰ چاہتا، ہم نبی کے راستہ پر ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان میں آزمائش نازل فرماتا تو جو آدمی اپنے دعویٰ پر قائم رہتا وہ سچا ہوتا اور جو اس کی مخالفت کرتا وہ جھوٹا ہوتا۔

امام ابن ماجہ اور ابن مردویہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ سب سے پہلے جس نے اسلام کو ظاہر کیا وہ سات افراد تھے۔ رسول اللہ، حضرت ابو بکر، حضرت سمیہ، عمار کی ماں، حضرت عمار، حضرت صہیب، حضرت بلال اور حضرت مقداد۔ جہاں تک رسول اللہ ﷺ کا تعلق ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کے چچا کے واسطہ سے آپ کی حفاظت کی، جہاں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 155، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 20، صفحہ 150 3۔ ایضاً، جلد 20، صفحہ 149،51

تک حضرت ابوبکر صدیق کا معاملہ ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کی قوم کے ذریعے آپ کی حفاظت فرمائی۔ باقی افراد کو مشرکوں نے پکڑ لیا، انہیں لوہے کی زرہیں پہنا دیں۔ اللہ تعالیٰ کی وجہ سے ان کے نفس ان پر حقیر ہو گئے اور یہ لوگ اپنی قوم پر بھی حقیر تھے۔ وہ اسے پکڑتے، بچوں کو دیتے، وہ اسے مکہ کی گلیوں میں گھماتے پھراتے رہتے جبکہ وہ کہتا احد، احد۔ (1) واللہ تعالیٰ اعلم۔

اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاٰتِ اَنْ یَّسْبِقُوْنَا ؕ سَآءَ مَا یَحْكُمُوْنَ ۝۴

''کیا خیال کر رکھا ہے انہوں نے جو کر رہے ہیں برے کرتوت کہ وہ ہم سے آگے نکل جائیں گے۔ بڑا غلط فیصلہ ہے جو وہ کر رہے ہیں۔''

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ السَّیِّاٰتِ سے مراد مشرک ہے۔ (2)

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد حمید، ابن جریر اور ابن ابی منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اَنْ یَّسْبِقُوْنَا کا یہ معنی کیا ہے کہ وہ ہمیں عاجز کر دے۔ (3)

مَنْ كَانَ یَرْجُوْا لِقَآءَ اللّٰهِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ لَاٰتٍ ؕ وَ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝۵ وَ مَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا یُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ ۝۶ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَیِّاٰتِهِمْ وَ لَنَجْزِیَنَّهُمْ اَحْسَنَ الَّذِیْ كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝۷

''جو شخص امید رکھتا ہے اللہ تعالیٰ سے ملنے کی تو (وہ سن لے) کہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کا وقت ضرور آنے والا ہے اور وہی ہر بات سننے والا، ہر چیز کو جاننے والا ہے۔ اور جو شخص کوشش کرتا ہے (حق کو سربلند کرنے کی) تو وہ اپنے فائدہ کے لیے ہی کوشاں ہے۔ بیشک اللہ تعالیٰ غنی ہے تمام کائنات سے۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے نیک عمل کیے تو ہم دور کر دیں گے ان سے ان کی برائیوں (کی نحوست) کو اور ہم انہیں بہت عمدہ بدلہ دیں گے ان (اعمال حسنہ) کا جو وہ کیا کرتے تھے۔''

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مَنْ كَانَ یَرْجُوْا لِقَآءَ اللّٰهِ کا معنی یہ ہے جو دوبارہ اٹھائے جانے سے ڈرتا ہے۔

وَ وَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْهِ حُسْنًا ؕ وَ اِنْ جَاهَدٰكَ لِتُشْرِكَ بِیْ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ؕ اِلَیَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۸ وَ

1۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، مقدمہ، جلد 1، صفحہ 101 (150)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 151، دار احیاء التراث العربی بیروت

3۔ ایضاً

الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِی الصّٰلِحِیْنَ ⑨

''اور ہم نے حکم دیا انسان کو کہ وہ اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرے اور اگر وہ یہ کوشش کریں تیرے ساتھ کہ تو شریک بنائے کسی کو میرا جس کے متعلق تجھے کوئی علم نہیں تو (اس بات میں) ان کی اطاعت نہ کر۔ میری طرف ہی تمہیں لوٹنا ہے۔ پھر میں آگاہ کروں گا تمہیں ان اعمال سے جو تم کیا کرتے تھے۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال بھی کیے تو ہم ضرور شامل کر لیں گے انہیں نیکوں (کے زمرہ) میں۔''

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میری ماں نے کہا میں اس وقت تک نہ کھانا کھاؤں گی اور نہ پانی پیوں گی یہاں تک کہ تو حضرت محمد ﷺ کا انکار کرے گا۔ اس نے کھانا پینا چھوڑ دیا یہاں تک کہ لوگ ڈنڈے سے اس کا منہ بھرنے لگے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت حضرت سعد کے حق میں نازل ہوئی۔ جب آپ نے ہجرت کی تو اس کی والدہ نے کہا اللہ کی قسم! مجھے کوئی چیز سایہ نہیں کرے گی یہاں تک کہ وہ لوٹ آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں یہ آیت نازل کی کہ ان دونوں (والدین) کے ساتھ حسن سلوک کرے اور شرک کے معاملہ میں ان کی اطاعت نہ کرے۔ (1)

وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ یَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ فَاِذَاۤ اُوْذِیَ فِی اللّٰهِ جَعَلَ فِتْنَةَ النَّاسِ كَعَذَابِ اللّٰهِؕ وَ لَىِٕنْ جَآءَ نَصْرٌ مِّنْ رَّبِّكَ لَیَقُوْلُنَّ اِنَّا كُنَّا مَعَكُمْؕ اَوَ لَیْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِمَا فِیْ صُدُوْرِ الْعٰلَمِیْنَ ⑩ وَ لَیَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ لَیَعْلَمَنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ ⑪

''اور بعض لوگ ہیں جو کہتے ہیں ہم ایمان لے آئے اللہ تعالیٰ پر۔ پھر جب ستایا جائے اسے راہ خدا میں تو بنا لیتا ہے لوگوں کی آزمائش کو اللہ تعالیٰ کے عذاب کے برابر اور اگر آجائے نصرت آپ کے رب کی طرف سے تو وہ کہنے لگتے ہیں ہم تو تمہارے ساتھ تھے۔ کیا نہیں ہے اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا ہر اس چیز کو جو لوگوں کے سینوں میں (پنہاں) ہے اور ضرور دیکھ لے گا اللہ تعالیٰ انہیں جو ایمان لائے اور ضرور دیکھ لے گا منافقوں کو۔''

فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ کچھ لوگ تھے جو اپنی زبانوں سے تو یہ کہتے کہ وہ ایمان لائے ہیں۔ جب لوگوں کی طرف سے انہیں کوئی مصیبت پہنچتی یا اپنی جانوں اور مالوں میں کوئی تکلیف آتی تو وہ فتنہ میں مبتلا ہو جاتے۔ یہ امر دنیا میں ان کے لیے ایسے بنا دیا گیا جیسے آخرت میں اللہ تعالیٰ کا عذاب ہے۔ (2)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 153، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 20، صفحہ 154

امام ابن ابی حاتم نے سدی سے روایت نقل کی ہے کہ کچھ مومن تھے جو ایمان لانے کے بعد ہجرت کرنے لگے۔ابوسفیان نے انہیں آلیا اور بعض کو مکہ مکرمہ لے گیا اور انہیں اذیتیں دیں۔تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیات نازل فرمائیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کی وجہ سے کسی کو مصیبت پہنچے تو لوگوں کی طرف سے دی جانے والی تکالیف اللہ کے عذاب جیسی ہو جاتی ہیں۔جب اسے اللہ تعالیٰ کی وجہ سے اذیت دی جاتی ہے تو وہ اللہ کے دین سے رک جاتا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کی وجہ سے اسے اذیت دی جاتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے دین سے رک جاتا ہے۔(1)

امام احمد،ابن ابی شیبہ،عبد بن حمید،امام ترمذی،جبکہ ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے،ابن ماجہ،ابویعلی،ابن حبان،ابونعیم،بیہقی نے شعب الایمان میں اور ضیاء نے حضرت انس سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے اللہ کی خاطر اذیتیں دی گئیں جیسی اذیت کسی کو نہ دی گئی، مجھے اللہ کی خاطر ڈرایا گیا جیسا کسی کو بھی نہ ڈرایا گیا، مجھ پر تیسرا دن بھی ایسا آیا کہ میرے لیے اور بلال کے لیے ایسا کھانا نہیں تھا جسے کوئی جگر والا انسان کھاتا ہے مگر وہ جو بلال کی بغل چھپائے ہوئے ہوتی تھی۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مکہ مکرمہ میں کچھ منافق تھے وہ ایمان لاتے۔جب انہیں مشرکوں کی طرف سے اذیت دی جاتی تو اذیت دینے والوں کے ڈر کی وجہ سے وہ کفر و شرک کی طرف لوٹ جاتے۔ان کے لیے لوگوں کی طرف سے دی جانے والی اذیت اللہ تعالیٰ کے عذاب کے طرح بنادی گئی۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیات ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئیں جنہیں مشرک مکہ مکرمہ کی طرف لے گئے تھے۔یہ دس آیات مدنی ہیں۔(4)

وَ قَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّبِعُوْا سَبِیْلَنَا وَ لْنَحْمِلْ خَطٰیٰكُمْ ؕ وَ مَا هُمْ بِحٰمِلِیْنَ مِنْ خَطٰیٰهُمْ مِّنْ شَیْءٍ ؕ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَ لَیَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ وَ اَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ ٘ وَ لَیُسْـَٔلُنَّ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ عَمَّا كَانُوْا یَفْتَرُوْنَ ﴿۱۳﴾

”اور کہا کافروں نے ایمان والوں سے تم چلو ہماری راہ پر اور ہم اٹھالیں گے تمہارے گناہوں (کے بوجھ) کو اور وہ نہیں اٹھا سکتے ان کے گناہوں سے کچھ بھی۔وہ بالکل جھوٹ بول رہے ہیں۔اور ضرور اٹھائیں گے اپنے بوجھ اور دوسرے کئی بوجھ اپنے (گناہوں کے) بوجھوں کے ساتھ اور ان سے باز پرس ہوگی قیامت کے دن

1۔تفسیر طبری،زیر آیت ہذا،جلد 20،صفحہ 154،داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔سنن ترمذی،جلد 4،صفحہ 556 (2472) دارالکتب العلمیہ بیروت
3۔تفسیر طبری،زیر آیت ہذا،جلد 20،صفحہ 154 4۔ایضاً،جلد 20،صفحہ 155

ان (جھوٹوں) کے متعلق جو وہ گھڑا کرتے تھے۔"

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مکہ مکرمہ میں رہنے والے ... اختیار کیے ہوئے تھے وہ مومنوں کو کہتے نہ ہمیں اٹھایا جائے گا اور نہ ہی تمہیں۔ ہماری پیروی کرو اگر تم پر کوئی مصیبت آ گئی تو وہ ہم پر ہو گی۔ (1)

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ضحاک سے روایت نقل کی ہے کہ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سے مراد کفار کے سردار ہیں۔ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وہ لوگ جو ان کے پیروکاروں میں سے ایمان لے آتے تھے: ہماری پیروی کرو اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دین ترک کر دو۔ (2)

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ بِحٰمِلِيْنَ سے مراد عمل کرنے والے اور اَثْقَالًا سے مراد بوجھ ہے۔ ان پر بوجھ ہوں گے ساتھ ان بوجھوں کے جو انہوں نے دوسرے لوگوں کو گمراہ کیا۔

امام ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن حنیفہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ابوجہل اور قریش کے سردار، لوگوں سے ملتے جب وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اسلام قبول کرنے کے لیے حاضر ہوتے۔ یہ سردار ان لوگوں سے کہتے وہ شراب کو حرام کرتا ہے، زنا کو حرام کرتا ہے اور ان تمام چیزوں کو حرام کرتا ہے جو عرب کرتے ہیں، تم واپس لوٹ جاؤ اگر تم پر کوئی بوجھ آن پڑا تو ہم اٹھا لیں گے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔

امام فریابی اور عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وَ لَيَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ وَ اَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ آیت اسی آیت کی طرح ہی ہے لِيَحْمِلُوْٓا اَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۙ وَ مِنْ اَوْزَارِ الَّذِيْنَ يُضِلُّوْنَهُمْ (النحل: 25)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ان پر اپنے گناہوں اور اپنے اطاعت کرنے والے گناہوں کا بوجھ ہو گا اور جنہوں نے اطاعت کی ان کے عذاب میں سے کوئی تخفیف نہ ہو گی۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذ نے حضرت حسن بصری سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا جس آدمی نے ہدایت کی طرف بلایا، اس کا پیچھا کیا اور اس پر عمل بھی کیا تو اس کے لیے ان لوگوں کے اجر کی مثل اجر ہے جنہوں نے اس کی اتباع کی ہو گی، ان کے اجروں میں کوئی کمی نہ کی جائے گی۔ جس دعوت دینے والے نے گمراہی کی طرف دعوت دی، اس پر قائم رہا اور اس پر عمل بھی کیا تو اس کے لیے ان لوگوں کے بوجھوں کی مثل بوجھ ہو گا جنہوں نے اس کی اتباع کی ہو گی، ان کے بوجھوں میں یہ کچھ کمی نہ کرے گا۔ عون نے کہا حضرت حسن یہ پڑھا کرتے تھے وَ لَيَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ وَ اَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ظلم سے بچو کیونکہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز فرمائے گا میری عزت کی قسم! آج ظلم مجھے کسی چیز کے ساتھ بدلہ نہیں دے گا۔ پھر ایک ندا کرنے والا ندا کرے گا فلاں بن فلاں کہاں ہے؟ وہ آئے گا، وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کھڑا ہو جائے گا، پھر منادی کرنے والے کو حکم دے گا جس آدمی کا فلاں بن فلاں پر ظلم کا کوئی الزام ہو تو وہ آ جائے۔ لوگ اٹھیں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 156، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 20، صفحہ 156

حضور جمع ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میرے بندے سے حق لے لو۔ وہ عرض کریں گے ہم اس سے اپنا حق کیسے لیں؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اس کی نیکیاں لے لو۔ لوگ اس کی نیکیاں لیتے رہیں گے یہاں تک کہ اس کی کوئی نیکی نہ رہے گی جبکہ ایسے لوگ باقی ہوں گے جن پر ظلم کیا گیا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا میرے بندے سے اپنا حق لے لو۔ وہ لوگ کہیں گے اس کی تو کوئی نیکی باقی نہیں رہی۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا ان لوگوں کی برائیاں لو اور اس پر ڈال دو۔ پھر حضور ﷺ نے اس آیت سے استدلال کیا وَ لَیَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ وَ اَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ۔

امام احمد نے حضرت حذیفہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں سوال کیا تو لوگوں نے کچھ نہ دیا پھر ایک آدمی نے اسے عطا کیا تو دوسرے لوگوں نے بھی عطا کیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو کسی بھلائی کی سنت قائم کرے لوگ اس کو اپنائیں تو اس کے لیے اپنے عمل کا اجر اور جنہوں نے اس کی پیروی کی ان کے اجور بھی اسے ملیں گے مگر ان لوگوں کے اجروں میں بھی کوئی کمی نہ کی جائے گی۔ جس نے برے کام کا آغاز کیا، لوگوں نے اسے اپنالیا، اس پر اپنے عمل کا بوجھ ہوگا اور ان لوگوں کے اعمال کا بھی بوجھ ہوگا جنہوں نے اس کی اتباع کی ہوگی جبکہ ان کے بوجھوں میں کوئی کمی نہ ہوگی۔

امام ترمذی (جبکہ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے) اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چلو، چلو مفردون سبقت لے گئے۔ عرض کی! یا رسول اللہ ﷺ مفردون کون ہیں؟ فرمایا جو اللہ کے ذکر میں ہی منہمک رہتے ہیں، ذکر ان سے ان کے بوجھوں کو کم کر دیتا ہے۔ وہ قیامت کے دن ہلکے پھلکے آئیں گے۔

وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَلَبِثَ فِيْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِيْنَ عَامًا ؕ فَاَخَذَهُمُ الطُّوْفَانُ وَ هُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۴﴾ فَاَنْجَيْنٰهُ وَ اَصْحٰبَ السَّفِيْنَةِ وَ جَعَلْنٰهَاۤ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۵﴾

''اور بیشک ہم نے بھیجا نوح (علیہ السلام) کو ان کی قوم کی طرف تو وہ ٹھہرے رہے ان میں پچاس کم ہزار سال۔ آخر کار آلیا انہیں طوفان نے اس حال میں کہ وہ ظالم تھے۔ پس ہم نے نجات دے دی نوح کو اور کشتی والوں کو اور ہم نے بنا دیا اس کشتی کو ایک نشانی سارے جہان والوں کے لیے۔''

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابو الشیخ، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کی طرف وحی کی جبکہ آپ کی عمر چالیس سال تھی۔ آپ لوگوں کے درمیان ساڑھے نو سو سال تک رہے۔ لوگوں کو اللہ کی طرف بلاتے رہے۔ طوفان کے بعد ساٹھ سال تک زندہ رہے یہاں تک کہ لوگ عام ہو گئے۔ (1)

1۔ مستدرک حاکم، کتاب تواریخ الانبیاء، جلد 2، صفحہ 595 (4005)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی کہ حضرت نوح علیہ السلام کی بعثت سے پہلے اور بعثت کے بعد کی کل عمر ایک ہزار سات سو سال تھی۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے یہ روایت نقل کی ہے کہ مجھ سے حضرت ابن عمر نے پوچھا حضرت نوح علیہ السلام کتنا عرصہ اپنی قوم میں رہے؟ میں نے کہا ساڑھے نو سو سال۔ کہا تم سے جو لوگ پہلے ہوئے ہیں ان کی عمریں لمبی تھیں۔ پھر لگاتار آج تک لوگوں کے اخلاق، عمروں، عقلوں اور جسموں میں کمی ہوتی رہی۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عون بن شداد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو ان کی قوم کی طرف مبعوث کیا جبکہ آپ کی عمر تین سو پچاس سال تھی۔ آپ اپنی قوم میں ساڑھے نو سو سال تک رہے۔ پھر اس کے بعد ساڑھے تین سو سال تک رہے۔(1)

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے ''کتاب ذم الدنیا'' میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ملک الموت حضرت نوح علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا اے انبیاء میں سے لمبی عمر پانے والے! تو نے دنیا اور اس کی لذت کو کیسے پایا؟ حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا اس آدمی کی طرح جو ایک کمرے میں داخل ہوا جس کے دو دروازے تھے۔ وہ تھوڑی دیر دروازے کے درمیان ٹھہرا پھر دوسرے دروازے سے نکل گیا۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ الطُّوْفَانُ سے مراد وہ پانی ہے جو ان پر بھیجا گیا تھا۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ الطُّوْفَانُ سے مراد غرق ہونا ہے۔(3)

امام عبد الرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اَصْحٰبَ السَّفِيْنَةِ سے مراد حضرت نوح علیہ السلام، آپ کے بیٹے اور آپ کے بیٹوں کی بیویاں ہیں۔(4)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: اور اللہ تعالیٰ نے کشتی کو بطور نشانی باقی رکھا۔ وہ جودی پہاڑ پر ہے۔(5) واللہ اعلم۔

وَ اِبْرٰهِيْمَ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ اتَّقُوْهُ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا وَّ تَخْلُقُوْنَ اِفْكًا ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ وَ اعْبُدُوْهُ وَ اشْكُرُوْا لَهٗ ۭ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ وَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 158، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً
4۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 13، دار الکتب العلمیہ بیروت 5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 159

وَ اِنْ تُكَذِّبُوْا فَقَدْ كَذَّبَ اُمَمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ؕ وَ مَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۸﴾ اَوَ لَمْ يَرَوْا كَيْفَ يُبْدِئُ اللّٰهُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ﴿۱۹﴾ قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ بَدَاَ الْخَلْقَ ثُمَّ اللّٰهُ يُنْشِئُ النَّشْاَةَ الْاٰخِرَةَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۰﴾ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ وَ يَرْحَمُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَ اِلَيْهِ تُقْلَبُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَ مَاۤ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ وَ لَا فِي السَّمَآءِ ۫ وَ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّ لَا نَصِيْرٍ ﴿۲۲﴾ وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَ لِقَآئِهٖۤ اُولٰٓئِكَ يَئِسُوْا مِنْ رَّحْمَتِيْ وَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۳﴾ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوا اقْتُلُوْهُ اَوْ حَرِّقُوْهُ فَاَنْجٰىهُ اللّٰهُ مِنَ النَّارِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَ قَالَ اِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا ۙ مَّوَدَّةَ بَيْنِكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ وَّ يَلْعَنُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا ۫ وَّ مَاْوٰىكُمُ النَّارُ وَ مَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۲۵﴾ فَاٰمَنَ لَهٗ لُوْطٌ ۘ وَ قَالَ اِنِّيْ مُهَاجِرٌ اِلٰى رَبِّيْ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲۶﴾ وَ وَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ وَ جَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَ الْكِتٰبَ وَ اٰتَيْنٰهُ اَجْرَهٗ فِي الدُّنْيَا ۚ وَ اِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۲۷﴾

"اور ابراہیم کو یاد کرو جب آپ نے فرمایا اپنی قوم کو کہ عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی اور اس سے ڈرتے رہا کرو۔ یہی بہتر ہے تمہارے لیے اگر تم (حقیقت کو) جانتے ہو۔ تم تو پوجا کرتے ہو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر بتوں کی اور تم گھڑا کرتے ہو نرا جھوٹ۔ بیشک جن کو تم پوجتے ہو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر وہ مالک نہیں تمہارے رزق کے۔ پس طلب کیا کرو اللہ تعالیٰ سے رزق کو اور اس کی عبادت کیا کرو اور اس کا شکر ادا کیا کرو۔ اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔ اور اگر تم جھٹلاتے ہو تو (یہ کوئی نئی بات نہیں)۔ جھٹلایا (اپنے نبیوں کو) ان امتوں نے بھی جو تم سے پہلے

تھیں۔ اور رسول پر فرض نہیں بجز اس کے کہ وہ (اللہ کا حکم) صاف طور پر پہنچا دے۔ کیا انہوں نے کبھی نہیں دیکھا کہ کس طرح آغاز فرماتا ہے اللہ تعالیٰ پیدا کرنے کا۔ پھر وہ (کس طرح) اس کا اعادہ کرتا ہے۔ بلاشبہ یہ بات اللہ تعالیٰ کے لیے بالکل آسان ہے۔ فرمائیے سیر و سیاحت کرو زمین میں اور غور سے دیکھو کس طرح اس نے خلق کی ابتدا فرمائی پھر اللہ تعالیٰ (اسی طرح) پیدا فرمائے گا دوسری بار۔ بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے۔ سزا دیتا ہے جسے چاہتا ہے اور رحم فرماتا ہے جس پر چاہتا ہے اور اسی کی طرف تم پھیرے جاؤ گے۔ اور نہیں ہو تم بے بس کرنے والے (اللہ تعالیٰ کو) زمین میں (بھاگ کر) اور نہ آسمان میں (پناہ لے کر) اور نہیں ہے تمہارے لیے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی دوست اور نہ کوئی مددگار۔ اور جن لوگوں نے انکار کیا اللہ تعالیٰ کی آیات کا اور اس کی ملاقات کا وہ لوگ مایوس ہو گئے ہیں میری رحمت سے اور وہی لوگ ہیں جن کے لیے عذاب الیم ہے۔ آپ کی قوم سے کوئی جواب نہ بن آیا بجز اس کے کہ انہوں نے کہا اسے قتل کر ڈالو یا اسے جلا دو۔ سو بچا لیا اسے اللہ تعالیٰ نے آگ سے بیشک اس واقعہ میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو ایمان لائے ہیں۔ اور ابراہیم نے کہا کہ تم نے بنا لیا ہے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر بتوں کو باہمی محبت (و پیار) کا ذریعہ اس دنیوی زندگی میں پھر قیامت کے دن تم انکار کرو گے ایک دوسرے کا اور پھٹکار بھیجو گے ایک دوسرے پر اور تمہارا ٹھکانا آتش (جہنم) ہوگا اور نہیں ہوگا تمہارا کوئی مددگار۔ تو ایمان لائے ان پر لوط اور ابراہیم (علیہ السلام) نے کہا میں ہجرت کرنے والا ہوں اپنے رب کی طرف۔ بیشک وہی سب پر غالب بڑا دانا ہے۔ اور ہم نے عطا فرمایا آپ کو اسحق (جیسا فرزند) اور یعقوب (جیسا پوتا) اور ہم نے رکھ دی ان کی اولاد میں نبوت اور کتاب اور ہم نے دیا ان کو ان (کی جانثاری) کا اجر اس دنیا میں اور بلاشبہ وہ آخرت میں صالحین (کے زمرہ) میں ہوں گے۔"

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اَوْثَانًا کا معنی بت ہیں۔ اور تَخْلُقُوْنَ اِفْكًا کا معنی ہے کہ تم بت بناتے ہو۔(1)

امام عبد الرزاق اور ابن منذر نے حضرت حسن بصری سے روایت نقل کی ہے کہ تَخْلُقُوْنَ کا معنی کہ تم تراشتے ہو۔(2)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے: تَخْلُقُوْنَ اِفْكًا کا مطلب ہے کہ تم جھوٹ گھڑتے ہو۔(3)

امام فریابی اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔(4)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ کا معنی ہے پھر اسے دوبارہ اٹھائے گا۔ دیکھو اس نے آسمان اور زمین کیسے بنائے اور النَّشْاَةَ الْاٰخِرَةَ سے مراد ہے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 60-159
2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 5، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 160
4۔ ایضاً

موت کے بعد دوبارہ اٹھانا ہے۔ قَوْمِهٖ سے مراد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم ہے۔ فَاَنْجٰىهُ اللّٰهُ مِنَ النَّارِ اس کا ترجمہ کعب نے یہ کیا ہے: آگ انہیں نہیں جلائے گی مگر قسم پوری کرنے کے لیے اور اللہ تعالیٰ کا فرمان وَ قَالَ اِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا ۙ مَّوَدَّةَ بَیْنِكُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا انہوں نے کہا یہ بت اس لیے بنائے تھے تاکہ دنیا کی زندگی میں اس کا بدلہ حاصل کریں ثُمَّ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ یَكْفُرُ بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ وَّ یَلْعَنُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا دنیا کی ہر دوستی آخرت میں دشمنی ہو جائے گی مگر متقین کی دوستی قائم رہے گی فَاٰمَنَ لَهٗ لُوْطٌ یعنی حضرت لوط علیہ السلام نے اس کی تصدیق کی وَ قَالَ اِنِّیْ مُهَاجِرٌ اِلٰی رَبِّیْ کوث سے ہجرت کرنے والا ہوں یعنی سواد کوفہ سے شام کی طرف ہجرت کرنے والا ہوں وَ اٰتَیْنٰهُ اَجْرَهٗ فِی الدُّنْیَا اجر سے مراد عافیت، عمل صالح اور اچھی ثناء۔ تو ملتوں میں سے کوئی ملت بھی نہیں دیکھے گا مگر حضرت ابراہیم کو اپنا آقا بنانے پر راضی ہو گی۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ وَّ تَخْلُقُوْنَ اِفْكًا دونوں کو تخفیف کے ساتھ پڑھتے اَوْثَانًا ۙ مَّوَدَّةَ منصوب اور تنوین کے ساتھ۔ بَیْنِكُمْ یہ بھی منصوب ہے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت جبلہ بن سحیم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ لکڑی کے سہارے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ فرمایا میں تمہیں حکم نہیں دیتا کہ تم اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر بت بنالو۔ اگر کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکتا ہے تو کھڑے ہو کر پڑھ ورنہ بیٹھ کر پڑھ ورنہ لیٹ کر پڑھ۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ النَّشْاَةَ الْاٰخِرَةَ سے مراد مدت کے بعد زندگی ہے اس سے مراد دوبارہ اٹھانا ہے۔(2)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت نقل کی ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تصدیق کی۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اِنِّیْ مُهَاجِرٌ سے مراد حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں جو کہنے والے ہیں اِنِّیْ مُهَاجِرٌ اِلٰی رَبِّیْ۔(4)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت کعب سے روایت نقل کی ہے: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حران کی طرف ہجرت کی۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔(5)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: شام کی طرف ہجرت کرنے والا ہوں۔

امام ابن عساکر نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اہل زمین میں سے بہترین لوگ یکے بعد دیگرے ہجرت کرتے رہیں گے یہاں تک کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہجرت گاہ کی طرف ہجرت ہو گی۔

امام ابو یعلیٰ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ سب سے پہلے اپنے گھر

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 162,64,65,66,67، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 20، صفحہ 162

3۔ ایضاً، جلد 20، صفحہ 166 4۔ ایضاً 5۔ ایضاً

والوں کے ساتھ جس نے حبشہ کی طرف ہجرت کی وہ حضرت عثمان ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ان دونوں کی صبح بخیر کرے، حضرت لوط علیہ السلام کے بعد حضرت عثمان وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اپنے گھر والوں کے ساتھ ہجرت کی۔

امام ابن منذر اور ابن عساکر نے حضرت اسماء بنت ابی بکر سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عثمان نے حبشہ کی طرف ہجرت کی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حضرت ابراہیم اور حضرت لوط کے بعد سب سے پہلے ہجرت کرنے والے ہیں۔

امام ابن عساکر، طبرانی اور حاکم رحمہم اللہ نے الکنی میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حضرت عثمان اور حضرت رقیہ کے درمیان اور حضرت لوط علیہ السلام (اور ان کی اہلیہ کے درمیان رشتہ ہے) اس اعتبار سے کوئی بھی اور مہاجر نہیں ہے۔(1)

امام ابن عساکر نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ سب سے پہلے جس نے رسول اللہ ﷺ کی طرف ہجرت کی وہ حضرت عثمان ہیں جس طرح حضرت لوط علیہ السلام نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف ہجرت کی۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے: وَوَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ دونوں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسل سے تھے۔ وَاٰتَيْنٰهُ اَجْرَهٗ فِي الدُّنْيَا اللہ تعالیٰ نے تمام ادیان والوں کو آپ کے دین سے راضی کیا۔ کوئی بھی اہل دین میں سے نہیں ہے مگر وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے محبت کرتے ہیں اور آپ سے خوش ہوتے ہیں۔

ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ اَجْرَهٗ سے مراد تعریف ہے۔(2)

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ اَجْرَهٗ سے مراد اچھی اولاد اور تعریف ہے۔(3)

وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖۤ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ٘ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۸﴾ اَئِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ وَتَقْطَعُوْنَ السَّبِيْلَ ۙ وَ تَاْتُوْنَ فِيْ نَادِيْكُمُ الْمُنْكَرَ ؕ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوا ائْتِنَا بِعَذَابِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۲۹﴾ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ عَلَى الْقَوْمِ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۳۰﴾ وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَاۤ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى ۙ قَالُوْۤا اِنَّا مُهْلِكُوْۤا اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ ۚ اِنَّ اَهْلَهَا كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ﴿۳۱﴾ قَالَ اِنَّ فِيْهَا لُوْطًا ؕ قَالُوْا نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَنْ فِيْهَا ٚ لَنُنَجِّيَنَّهٗ وَاَهْلَهٗۤ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۫ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿۳۲﴾ وَلَمَّاۤ اَنْ جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا

1۔ معجم کبیر، جلد 5، صفحہ 154 (4881)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 167 3۔ ایضاً

سِیْٓءَ بِهِمْ وَ ضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّ قَالُوْا لَا تَخَفْ وَ لَا تَحْزَنْ ۫ اِنَّا مُنَجُّوْكَ وَ اَهْلَكَ اِلَّا امْرَاَتَكَ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِیْنَ ﴿۳۳﴾ اِنَّا مُنْزِلُوْنَ عَلٰۤى اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْیَةِ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا یَفْسُقُوْنَ ﴿۳۴﴾ وَ لَقَدْ تَّرَكْنَا مِنْهَاۤ اٰیَةًۢ بَیِّنَةً لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ﴿۳۵﴾

''اور (ہم نے) لوط کو رسول بنا کر بھیجا جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا تم ایسی بے حیائی کا ارتکاب کرتے ہو کہ نہیں پہل کی تم سے اس (بے حیائی) کی طرف کسی قوم نے دنیا بھر میں کیا تم بدفعلی کرتے ہو مردوں کے ساتھ اور ڈاکے ڈالتے ہو عام راستوں پر اور اپنی کھلی مجلسوں میں گناہ کرتے ہو؟ تو نہیں تھا کوئی جواب آپ کی قوم کے پاس بجز اس کے کہ انہوں نے کہا اے لوط! لے آؤ ہم پر اللہ کا عذاب اگر تم (اپنے دعویٰ میں) سچے ہو۔ آپ نے عرض کی میرے مالک! مدد فرما میری ان فسادی لوگوں کے مقابلہ میں۔ اور جب آئے ہمارے فرشتے ابراہیم علیہ السلام کے پاس خوشخبری لے کر، انہوں نے بتایا کہ ہم ہلاک کرنے والے ہیں اس گاؤں کے باشندوں کو بیشک یہاں کے رہنے والے بڑے ظالم تھے۔ آپ نے کہا اس میں تو لوط بھی رہتا ہے۔ فرشتوں نے عرض کی ہم خوب جانتے ہیں جو وہاں رہتے ہیں ہم ضرور بچالیں گے، اسے اور اس کے گھر والوں کو سوائے اس کی عورت کے، وہ پیچھے رہ جانے والوں سے ہے۔ اور جب آئے ہمارے فرشتے لوط (علیہ السلام) کے پاس تو بڑے غمزدہ ہوئے ان کی آمد سے اور دل تنگ ہوئے اور (انہیں پریشان دیکھ کر) فرشتوں نے کہا نہ خوفزدہ ہو اور نہ رنجیدہ خاطر، ہم نجات دینے والے ہیں تجھے اور تیرے کنبہ کو سوائے تمہاری بیوی کے، وہ پیچھے رہ جانے والوں میں ہے۔ بیشک ہم اتارنے والے ہیں اس بستی کے باشندوں پر عذاب آسمان سے اس وجہ سے کہ وہ نافرمانیاں کیا کرتے تھے۔ اور بیشک ہم نے باقی رہنے دیئے اس بستی کے کچھ واضح آثار ان لوگوں (کی عبرت) کے لیے جو عقلمند ہیں۔''

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ السَّبِیْلَ سے مراد وہ راستہ ہے جس پر مسافر گزرے۔ مسافر ابن سبیل ہوتا ہے جس پر وہ ڈاکہ ڈالتے اور اس کے ساتھ وہ یہ خبیث عمل کرتے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے نَادِیْكُمُ کا معنی مجلس کیا ہے یعنی تم اپنی مجلس میں۔ (1)

فریابی، امام احمد، عبد بن حمید، امام ترمذی اور امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا، ابن ابی الدنیا نے ''کتاب الصمت میں'' ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، شاشی نے مسند میں، طبرانی، حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، بیہقی نے شعب الایمان میں اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا سے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 170، دار احیاء التراث العربی بیروت

روایت نقل کی ہے: میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا اللہ تعالیٰ کے فرمان وَ تَأْتُوْنَ فِیْ نَادِیْکُمُ الْمُنْكَرَ سے کیا مراد ہے؟ فرمایا وہ راستوں میں بیٹھتے، مسافروں کو کنکریاں مارتے اور ان سے مذاق کرتے۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے کنکریاں مارنے سے منع کیا ہے۔اللہ تعالیٰ کے فرمان سے یہی مراد ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے: وَ تَأْتُوْنَ فِیْ نَادِیْکُمُ الْمُنْكَرَ سے مراد ٹھیکری مارنا ہے۔ایک آدمی نے کہا مجھے اس قسم کی بات سے کیا غرض۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کنکریوں کی مٹھی بھری اور اس کے منہ پر ماری۔فرمایا تو رسول اللہ ﷺ کی حدیث میں مبہم گفتگو کرتا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ الْمُنْكَرَ سے مراد ٹھیکری ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت عکرمہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ لوگوں کو ٹھیکریاں مارا کرتے تھے۔(2)

امام فریابی، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم اور خرائطی رحمہم اللہ نے مساوی الاخلاق میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ تفسیری قول نقل کیا ہے: وہ مجلس میں ایک دوسرے سے مجامعت کیا کرتے تھے۔(3)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے: وہ اپنی مجالس میں بدکاری کیا کرتے تھے۔(4)

امام بخاری نے "تاریخ" میں ابن جریر، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ الْمُنْكَرَ سے مراد گوز کرنا (ہوا خارج کرنا) ہے۔(5)

عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے قاسم بن محمد سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے اس آیت کے بارے میں پوچھا گیا وہ کونسا منکر کیا کرتے؟ فرمایا وہ اپنی مجالسوں میں گوز کیا کرتے تھے۔وہ ایک دوسرے پر ہوا خارج کرتے نادی سے مراد مجلس ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ الْمُنْكَرَ سے مراد سیٹی ہے، وہ کبوتروں سے اور غلیلوں سے کھیلتے اور قباؤں کے بٹن کھول دیتے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے قَالَ اِنَّ فِیْهَا لُوْطًا ؕ قَالُوْا نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَنْ فِیْهَا مومن مومن سے نہیں ملتا مگر اس پر رحم کرتا ہے اور اس کی حفاظت کرتا ہے۔الْغٰبِرِیْنَ سے مراد اللہ تعالیٰ کے عذاب میں باقی رہنے والی ہے۔ وَ لَمَّاۤ اَنْ جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِیْٓءَ بِهِمْ وَ ضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا آپ کو اپنی قوم کے بارے میں برا گمان تھا۔آپ اپنے مہمانوں کے بارے میں قوم سے ڈرتے تھے اور ان پر خوف کی وجہ سے آپ کے دل میں تنگی پیدا ہوئی۔ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ سے مراد آسمان سے عذاب ہے۔

1۔سنن ترمذی تفسیر سورۂ عنکبوت، جلد 2، صفحہ 150، ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان

2۔تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 169، دار احیاء التراث العربی بیروت

3۔ایضاً، جلد 20، صفحہ 170

4۔ایضاً

5۔ایضاً، جلد 20، صفحہ 169

ایۃً بینۃً سے مراد وہ پتھر ہیں جو ان پر برسائے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں باقی رکھا۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے ایۃً بینۃً کا معنی عبرت نقل کیا ہے۔(1)

وَ اِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۙ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ ارْجُوا الْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَ لَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ۝ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ۝ وَ عَادًا وَّ ثَمُوْدَا۟ وَ قَدْ تَّبَيَّنَ لَكُمْ مِّنْ مَّسٰكِنِهِمْ ۫ وَ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَ كَانُوْا مُسْتَبْصِرِيْنَ ۝ وَ قَارُوْنَ وَ فِرْعَوْنَ وَ هَامٰنَ ۫ وَ لَقَدْ جَآءَهُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ فَاسْتَكْبَرُوْا فِي الْاَرْضِ وَ مَا كَانُوْا سٰبِقِيْنَ ۝ فَكُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْۢبِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا ۚ وَ مِنْهُمْ مَّنْ اَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ ۚ وَ مِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْاَرْضَ ۚ وَ مِنْهُمْ مَّنْ اَغْرَقْنَا ۚ وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَ لٰكِنْ كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝

"اور (ہم نے بھیجا) مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب علیہ السلام کو آپ نے کہا اے میری قوم! عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی اور امید رکھو پیچھے آنے والے دن کی اور ملک میں فتنہ وفساد برپا نہ کرو۔ پھر انہوں نے آپ کو جھٹلایا تو آلیا انہیں زلزلہ (کے جھٹکوں) نے۔ پس صبح ہوئی تو وہ اپنے گھروں میں گھٹنوں کے بل گرے پڑے تھے۔ اور (ہم نے برباد کیا) عاد اور ثمود کو۔ اور واضح ہیں تمہارے لیے ان کے مکانات۔ اور آراستہ کر دیا تھا ان کے لیے شیطان نے ان کے (برے) عملوں کو اور روک لیا انہیں راہ (راست) سے حالانکہ وہ اچھے بھلے سمجھدار تھے۔ اور (ہم نے ہلاک کر دیا) قارون، فرعون اور ہامان کو اور بلاشبہ تشریف لائے ان کے پاس موسیٰ روشن دلیلوں کے ساتھ پھر بھی وہ غرور وتکبر کرتے رہے زمین میں اور وہ (ہم سے) آگے بڑھ جانے والے نہ تھے۔ پس ہر (سرکش) کو ہم نے پکڑا اس کے گناہ کے باعث۔ پس ان میں سے بعض پر ہم نے پتھر برسائے اور ان میں سے بعض کو آلیا شدید کڑک نے اور بعض کو ہم نے غرق کر دیا زمین میں۔ اور بعض کو ہم نے (دریا میں) ڈبو دیا اور اللہ تعالیٰ کا یہ طریقہ نہیں کہ وہ ان پر ظلم کرے بلکہ وہ اپنی جانوں پر ظلم ڈھاتے رہے تھے۔"

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 173، دار احیاء التراث العربی بیروت

نقل کی ہے کہ الرَّجْفَةُ سے مراد چیخ ہے اور وَ كَانُوْا مُسْتَبْصِرِيْنَ یعنی گمراہی میں۔(1)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے جٰثِمِيْنَ کا معنی مرے ہوئے نقل کیا ہے۔ وَ كَانُوْا مُسْتَبْصِرِيْنَ یعنی وہ اپنی گمراہی پرخوش تھے۔ جن پر پتھروں کی بارش کی گئی وہ حضرت لوط علیہ السلام کی قوم تھی۔ جنہیں چیخ نے اپنی گرفت میں لیا تھا ان سے مراد حضرت صالح اور حضرت شعیب کی قومیں ہیں۔ جسے زمین میں دھنسایا اس سے مراد قارون ہے۔ جنہیں غرق کیا وہ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم، فرعون اور اس کی قوم مراد ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حَاصِبًا سے مراد پتھر ہیں۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ ۚ اِتَّخَذَتْ بَيْتًا ؕ وَ اِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۱﴾ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ ؕ وَ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۴۲﴾

"ان نادانوں کی مثال جنہوں نے بنا لیے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اور دوست، مکڑی کی سی ہے۔ اس نے (جالے کا) گھر بنایا اور (تم سب جانتے ہو) کہ تمام گھروں سے کمزور ترین مکڑی کا گھر ہوا کرتا ہے۔ کاش! وہ بھی اس (حقیقت) کو جانتے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ جانتا ہے جس چیز کو وہ پوجتے ہیں اس کو چھوڑ کر اور وہی سب پر غالب حکمت والا ہے"۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے قتادہ سے روایت نقل کی ہے: یہ مثال ہے جو اللہ تعالیٰ نے مشرک کے لیے بیان فرمائی ہے: اسے اس کے معبود اس کی کمزوری اور جزاء کی قلت کی وجہ سے کچھ فائدہ نہ دیں گے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے: یہ مثال ہے جو اللہ نے اس آدمی کے لیے بیان کی جو غیر اللہ کی عبادت کرتا ہے۔ اس کی مثال ایسے ہی ہے جیسے مکڑی کا گھر۔(2)

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے مراسیل میں حضرت یزید بن مرثد رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مکڑی شیطان ہے جسے اللہ تعالیٰ نے مسخ کیا ہے جو بھی اسے پائے اسے قتل کردے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت زید بن میسرہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ الْعَنْكَبُوْتِ شیطان ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے مکڑی نے دو دفعہ جالا بنا۔ ایک دفعہ حضرت داؤد علیہ السلام پر اور ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر۔

امام خطیب رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اور ابوبکر غار میں داخل ہوئے۔ مکڑیاں جمع ہو گئیں۔ انہوں نے دروازے پر جالا بن دیا۔ اس لیے انہیں قتل نہ کرو۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 174، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 20، صفحہ 177

وَ تِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ ۚ وَ مَا يَعْقِلُهَاۤ اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ ﴿۴۳﴾ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۴﴾

''اور یہ مثالیں ہیں، ہم بیان کرتے ہیں انہیں لوگوں کو (سمجھانے) کے لیے اور نہیں سمجھتے انہیں مگر اہل علم۔ پیدا فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ۔ بیشک اس میں (اس کی قدرت کی) نشانی ہے ایمان والوں کے لیے۔''

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عمرو بن مرہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: میں قرآن میں جس آیت کے پاس سے گزرا جسے میں نہ پہچانتا تو وہ مجھے غمگین کر دیتی کیونکہ میں نے اللہ تعالیٰ کا فرمان سنا ہے: وَ تِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا۔

اُتْلُ مَاۤ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ ؕ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ ؕ وَ لَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ﴿۴۵﴾

''آپ تلاوت کیجئے اس کتاب کی جو وحی کی گئی ہے آپ کی طرف اور نماز صحیح ادا کیجئے۔ بیشک نماز منع کرتی ہے بے حیائی اور گناہ سے اور واقعی اللہ تعالیٰ کا ذکر بہت بڑا ہے اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔''

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے: نماز میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں سے روکنے اور جھڑکنے کی خاصیت موجود ہے۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نماز میں تین خصلتیں ہیں: اخلاص، خشیت اور اللہ کا ذکر۔ وہ نماز جس میں یہ تین خصلتیں نہ ہوں وہ نماز نہیں۔ اخلاص نمازی کو نیکی کا حکم دیتا ہے، خشیت اسے برائیوں سے روکتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر سے مراد قرآن ہے جو اسے حکم بھی دیتا ہے اور روکتا بھی ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ یوں قرأت کرتے اِنَّ الصَّلٰوةَ تَاْمُرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت عمران بن حصین سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں پوچھا گیا تو حضور ﷺ نے فرمایا جس کی نماز اسے فحشاء اور منکر سے نہ روکے اس کی نماز نہیں۔

امام ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کی نماز اسے فحشاء اور منکر سے نہ روکے اس نماز کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے اس کی دوری میں اضافہ ہوتا ہے۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 179، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ مجمع الزوائد، باب صلوٰۃ اللیل تنہی عن الفحشاء، جلد 2، صفحہ 531 (3557)، دار الفکر بیروت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کی نماز اسے فحشاء اور منکر سے نہ روکے تو اس کی نماز نہیں۔ بعض الفاظ میں ہے اس کے ساتھ اس کی اللہ تعالیٰ سے دوری میں اضافہ ہوتا ہے۔

امام خطیب نے رواۃ مالک میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے نماز پڑھی جو اسے نیکی کا حکم نہیں دیتی اور برائی سے نہیں روکتی تو اس کی نماز اللہ تعالیٰ سے اس کی دوری میں اضافہ کر دیتی ہے۔

عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن مردویہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن مسعود سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اس آدمی کی کوئی نماز نہیں جو نماز کی اطاعت نہ کرے۔ نماز کی اطاعت یہ ہے کہ فحشاء اور منکر سے روکے۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اسے کہا گیا کہ فلاں آدمی نماز بڑی لمبی کرتا ہے۔ کہا نماز اسے کوئی نفع نہیں دیتی مگر اسے جو نماز کی اطاعت کرے۔ پھر اس آیت کی تلاوت کی۔ (2)

امام سعید بن منصور، امام احمد نے زہد، میں ابن جریر، ابن منذر، طبرانی اور بیہقی نے حضرت ابن مسعود سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا جسے نماز نیکی کا حکم نہ دے اور برائی سے نہ روکے تو وہ نماز اللہ تعالیٰ سے اسے دور کرتی ہے۔ (3)

امام احمد، ابن حبان اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا عرض کی: فلاں آدمی رات کو نماز پڑھتا ہے۔ جب صبح ہوتی ہے تو چوری کرتا ہے۔ فرمایا جو تو کہتا ہے عنقریب اسے روک دے گی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اے ابن آدم! بیشک نماز وہ ہے جو انسان کو فحشاء اور منکر سے روکتی ہے۔ اگر تیری نماز تجھے فحشاء اور منکر سے نہ روکے تو تو نماز پڑھنے والا نہیں۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے نماز پڑھی جو اسے فحشاء اور منکر سے نہیں روکتی وہ اسے اللہ تعالیٰ سے دور کرنے کے علاوہ کسی چیز میں اضافہ نہیں کرتی۔ (4)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ابوعون انصاری سے روایت نقل کی ہے: جب تو نماز کی حالت میں ہے تو تو نیکی کی حالت میں ہے۔ نماز نے تجھے فحشاء اور منکر سے روک دیا ہے۔ جس (نماز) میں تو ہے یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا ذکر ہے۔ (5)

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت حماد بن ابی سلیمان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نماز فحشاء اور منکر سے روکتی ہے جب تک تو نماز میں ہوتا ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عمر سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد قرآن ہے جو مساجد میں پڑھا جاتا ہے۔ (6)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 180، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً
5۔ ایضاً، جلد 20، صفحہ 84-180
6۔ ایضاً، جلد 20، صفحہ 179

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے: اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں کو ذکر کرنا یہ بندوں کا اپنے رب کے ذکر سے بڑا کام ہے۔(1)

امام فریابی، سعید بن منصور، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عبداللہ بن ربیعہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباس نے مجھ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان وَ لَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ کے بارے میں پوچھا تو میں نے عرض کی: اللہ کے سے مراد تسبیح تہلیل اور تکبیر ہے۔ فرمایا نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا تمہارا کرنا یہ تمہارے اس کے ذکر کرنے سے بڑا ہے۔ پھر یہ آیت فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ (البقرہ:152) تلاوت کی۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، عبداللہ بن احمد بن حنبل نے "زوائد زہد" میں اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندے کو یاد کرنا یہ بندے کے اللہ کو یاد کرنے سے بڑا عمل ہے۔

امام ابن سنی، ابن مردویہ اور دیلمی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا تمہیں یاد کرنا یہ تمہارے اللہ کو یاد کرنے سے بڑا عمل ہے۔

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت عطیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وَ لَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ سے مراد فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ (البقرہ:152) ہے۔ اللہ تعالیٰ کا تمہیں یاد کرنا تمہارے اس کے یاد کرنے سے بہتر ہے۔(3)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندے کو یاد کرنا یہ بندے کے اپنے رب کو نماز میں یا کسی اور صورت میں یاد کرنے سے بڑا عمل ہے۔(4)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب تم اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہو تو اللہ تعالیٰ کا تمہیں یاد کرنا تمہارے اسے یاد کرنے سے بڑا عمل ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ میں نے ابوقرہ سے اسی آیت کے بارے میں پوچھا۔ کہا اللہ تعالیٰ کا (تمہیں) یاد کرنا تمہارے اسے یاد کرنے سے بڑا عمل ہے۔(5)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا اس چیز پر جسے اس نے حرام کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کا تمہیں یاد کرنا تمہارے اسے یاد کرنے سے بڑا عمل ہے۔(6)

عبد بن حمید اور ابن جریر نے ابو ملک سے روایت نقل کی ہے: اللہ تعالیٰ کا نماز میں بندے کو یاد کرنا یہ نماز سے بڑا عمل ہے۔(7)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے بڑی کوئی چیز نہیں۔(8)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 182

2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 444 (3538)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ شعب الایمان، جلد 1، صفحہ 449 (673)، دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 182، دار احیاء التراث العربی بیروت

5۔ ایضاً، جلد 20، صفحہ 182

6۔ ایضاً، جلد 20، صفحہ 181

7۔ ایضاً، جلد 20، صفحہ 184

8۔ ایضاً، جلد 20، صفحہ 183

امام احمد نے "زہد" میں اور ابن منذر نے حضرت معاذ بن جبل سے روایت نقل کی ہے: انسان جو بھی کام کرتا ہے اللہ تعالیٰ کے ذکر سے بڑھ کر اسے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نجات دینے والی کوئی چیز نہیں لوگوں نے عرض کی! اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد بھی نہیں فرمایا یہ بھی نہیں کہ وہ اپنی تلوار سے مارے یہاں تک وہ خود مر جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ابن منذر، حاکم نے "کنی" میں اور بیہقی رحمہم اللہ نے "شعب الایمان" میں حضرت عنترہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس سے پوچھا کہ کونسا عمل سب سے افضل ہے؟ فرمایا اللہ تعالیٰ کا ذکر سب سے بڑا عمل ہے۔ کوئی قوم اللہ تعالیٰ کے گھروں میں سے کسی گھر میں کتاب اللہ کا سبق پڑھتی ہے۔ پھر آپس میں اس کا مذاکرہ کرتے ہیں تو فرشتے اپنے پروں سے ان پر سایہ کیے ہوتے ہیں۔ جب تک وہ اس کام میں لگے رہتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے مہمان ہوتے ہیں یہاں تک کہ وہ کسی اور گفتگو میں شروع ہو جائیں۔ کوئی آدمی کسی راستہ پر نہیں چلا کہ اس میں علم حاصل کرے مگر اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کی طرف راستہ کو آسان فرما دیتا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے: کیا میں تمہیں سب سے افضل عمل کے بارے میں نہ بتاؤں اور جو تمہارے مالک کو سب سے پسندیدہ ہے اور تمہارے درجات کو سب سے زیادہ بلند کرنے والا ہے اور اس سے بھی بہتر ہے کہ تم دشمن سے جنگ کرو، وہ تمہاری گردنیں اڑائیں اور تم ان کی گردنیں اڑاؤ اور دنانیر و دراہم سے بھی بہتر عمل ہے؟ لوگوں نے پوچھا ابو درداء وہ کیا عمل ہے؟ فرمایا اللہ تعالیٰ کا ذکر۔(1)

امام ابن جریر اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت ام درداء رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے: اللہ تعالیٰ کا ذکر سب سے بڑی چیز ہے۔ اگر تو نماز پڑھے تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے اگر تو روزہ رکھے تو وہ بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے، ہر اچھا عمل جو تو کرتا ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔ اس سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی تسبیح ہے۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ کونسا عمل سب سے افضل ہے؟ فرمایا کیا تو قرآن حکیم پڑھتا ہے وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں۔(3)

وَلَا تُجَادِلُوْۤا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ۖ اِلَّا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ وَ قُوْلُوْۤا اٰمَنَّا بِالَّذِیْۤ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَ اُنْزِلَ اِلَیْكُمْ وَ اِلٰهُنَا وَ اِلٰهُكُمْ وَاحِدٌ وَّ نَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَ كَذٰلِكَ اَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكَ الْكِتٰبَ ؕ فَالَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ۚ وَ مِنْ هٰۤؤُلَآءِ مَنْ یُّؤْمِنُ بِهٖ ؕ وَ مَا یَجْحَدُ بِاٰیٰتِنَاۤ اِلَّا الْكٰفِرُوْنَ ﴿۴۷﴾

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 182، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 20، صفحہ 183 3۔ ایضاً

''اور (اے مسلمانو!) بحث و مباحثہ نہ کیا کرو اہل کتاب سے مگر شائستہ طریقہ سے۔ مگر وہ جنہوں نے ظلم کیا ان سے اور تم کہو ہم ایمان لاتے ہیں اس پر جو اتارا گیا ہے ہماری طرف اور اتارا گیا ہے تمہاری طرف اور ہمارا خدا اور تمہارا خدا ایک ہی ہے اور ہم اس کے سامنے گردن جھکانے والے ہیں۔ اور (اے حبیب!) اس طرح ہم نے نازل کی آپ کی طرف کتاب۔ پس وہ جنہیں ہم نے دی تھی کتاب (تورات) وہ ایمان لاتے ہیں قرآن پر اور ان اہل مکہ سے بھی کئی لوگ ایمان لا رہے ہیں قرآن پر اور نہیں انکار کرتے ہماری آیتوں کا مگر کفار۔''

امام فریابی اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَلَا تُجَادِلُوْٓا کی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے کہ جنہوں نے کہا اللہ تعالیٰ کے سوا معبود ہے، اس کا کوئی بیٹا ہے، اس کا کوئی شریک ہے، اللہ کے ہاتھ بندھے ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ فقیر ہے اور ہم غنی ہیں یا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت دی وہ اہل کتاب ہیں اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان وَقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِالَّذِیْٓ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَاُنْزِلَ اِلَیْكُمْ کی یہ تفسیر کی ہے جو یہ نہ کہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ معبود ہے یا اس کا کوئی بچہ ہے یا اس کا کوئی شریک ہے یا اللہ تعالیٰ کا ہاتھ جکڑا ہوا ہے یا اللہ تعالیٰ محتاج ہے یا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت دی۔(1)

امام فریابی اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ کی یہ تفسیر نقل کی ہے: اگر وہ بری بات کریں تو تم خیر کی بات کرو۔ مگر جنہوں نے ظلم کیا تو ان سے انتقام لے لو۔(2)

امام فریابی، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تم جنگ نہ کرو مگر انہیں سے جو جنگ کرے اور جزیہ نہ دے اور ان میں سے جو جزیہ دے دے تو اس سے اچھی بات ہی کرو۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے یہ روایت نقل کی ہے کہ هِیَ اَحْسَنُ سے مراد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سفیان بن حسین سے روایت نقل کی ہے کہ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ سے مراد اٰمَنَّا بِالَّذِیْٓ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَاُنْزِلَ اِلَیْكُمْ وَاِلٰهُنَا وَاِلٰهُكُمْ وَاحِدٌ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ہے کیوں کہ یہی ان کے ساتھ مجادلہ حسن ہے۔

امام ابوداود نے ''ناسخ'' میں ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن الانباری رحمہم اللہ نے ''مصاحف میں'' حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں مجادلہ سے منع کیا ہے۔ پھر اس حکم کو قَاتِلُوا الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ (التوبہ:29) کے ساتھ منسوخ کر دیا کیونکہ تلوار سے بڑھ کر کوئی مجادلہ نہیں۔(3)

امام بخاری، امام نسائی، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے ''شعب الایمان'' میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اہل کتاب عبرانی زبان میں تورات پڑھتے اور عربی زبان میں مسلمانوں کے لیے اس کی تفسیر بیان کرتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو فرمایا اہل کتاب کی نہ تصدیق کرو اور نہ ان کی تکذیب کرو اور یہ کہا کرو اٰمَنَّا بِالَّذِیْٓ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَاُنْزِلَ اِلَیْكُمْ وَاِلٰهُنَا وَاِلٰهُكُمْ وَاحِدٌ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ۔(4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 8-5 2۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 5 3۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 6
4۔ صحیح بخاری، باب ما یجوز من تفسیر التوراۃ و کتب اللہ بالعربیۃ، جلد 2، صفحہ 1125، وزارت تعلیم اسلام آباد

امام عبدالرزاق، فریابی اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت عطاء بن یسار رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہودی صحابہ سے باتیں کرتے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتے۔ گویا مسلمانوں کو وہ چیزیں اچھی لگتیں۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا نہ ان کی تصدیق کرو اور نہ ان کی تکذیب کرو اور یہ کہا کرو اٰمَنَّا بِالَّذِیْۤ اُنْزِلَ اِلَیْنَا۔(1)

امام عبدالرزاق نے ''مصنف'' میں ابن سعد، امام احمد، بیہقی رحمہم اللہ نے ''سنن'' میں حضرت ابونملہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک یہودی نے ایک جنازہ کے بارے میں کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ باتیں کرتا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب اہل کتاب میں کوئی تم سے بات کرے تو ان کی تصدیق نہ کرو اور نہ ہی ان کی تکذیب کرو اور یہ کہا کرو اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ كُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ اگر وہ بات سچی تھی تو تم نے اس کو نہیں جھٹلایا، اگر وہ باطل تھی تو تم نے اس کی تصدیق نہیں کی۔

امام بیہقی نے ''سنن'' میں اور ''شعب'' میں، دیلمی اور ابونصر سجزی رحمہم اللہ نے ''ابانہ'' میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اہل کتاب سے کسی چیز کے بارے میں سوال نہ کرو۔ وہ خود گمراہ ہیں۔ وہ تمہیں کبھی ہدایت نہیں دیں گے۔ اگر تم ایسا کرو گے تو یا تو باطل کی تصدیق کرو گے اور حق کو جھٹلاؤ گے۔ اللہ کی قسم اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام تمہارے درمیان زندہ ہوتے تو انہیں بھی میری اتباع کے سوا کوئی چارہ نہ ہوتا۔

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے حضرت زید بن اسلم سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اہل کتاب سے کسی بات کے بارے میں نہ پوچھا کرو۔ وہ تمہیں ہرگز ہدایت نہیں دیں گے۔ وہ تو خود گمراہ ہو چکے ہیں۔

امام عبدالرزاق اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اہل کتاب سے کسی چیز کے بارے میں نہ پوچھو کیونکہ وہ تمہیں ہدایت نہیں دیں گے کیونکہ وہ خود گمراہ ہو چکے ہیں۔ اگر ایسا کرو گے تو تم حق کو جھٹلاؤ گے اور باطل کی تصدیق کرو گے اگر تمہیں ضرور بات پوچھنا ہی پڑے تو دیکھو جو کتاب اللہ کے موافق ہو تو اسے لے لو اور جو کتاب اللہ کے خلاف ہو تو اسے چھوڑ دو۔(2)

وَ مَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّ لَا تَخُطُّهٗ بِیَمِیْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۴۸﴾ بَلْ هُوَ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ فِیْ صُدُوْرِ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ ؕ وَ مَا یَجْحَدُ بِاٰیٰتِنَاۤ اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَ قَالُوْا لَوْ لَاۤ اُنْزِلَ عَلَیْهِ اٰیٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قُلْ اِنَّمَا الْاٰیٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَ اِنَّمَاۤ اَنَا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ﴿۵۰﴾

''اور نہ آپ پڑھ سکتے تھے اس سے پہلے کوئی کتاب اور نہ ہی اسے لکھ سکتے تھے اپنے دائیں ہاتھ سے (اگر آپ لکھ پڑھ سکتے) تو ضرور شک کرتے اہل باطل بلکہ وہ روشن آیتیں ہیں جو ان کے سینوں میں محفوظ ہیں جنہیں علم دیا گیا اور ظالموں کے بغیر ہماری آیتوں کا کوئی انکار نہیں کر سکتا اور انہوں نے کہا کیوں نہ اتاری گئیں ان پر نشانیاں ان

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 7، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 8

کے رب کی طرف سے۔آپ فرمائیے نشانیاں تو اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہیں اور میں تو صرف صاف صاف ڈرانے والا ہوں۔''

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اہل کتاب اپنی کتابوں میں یہ پاتے تھے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے دائیں ہاتھ سے نہ لکھیں گے اور کتاب پڑھیں گے۔تو یہ آیت نازل ہوئی وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ۔(1)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور اسماعیلی رحمہم اللہ نے ''معجم'' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ پڑھتے تھے اور نہ لکھتے تھے۔آپ امی تھے جبکہ اللہ تعالیٰ نے تورات وانجیل میں اہل علم کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان کو نازل فرمایا تھا۔اس کا انہیں علم تھا۔اللہ تعالیٰ نے اسے ان کے لیے نشانی بنایا تھا اور انہیں فرمایا تھا آپ کی نبوت کی نشانی یہ ہے کہ جب آپ ظاہر ہوں گے تو نہ آپ کتاب جانتے ہوں گے اور نہ ہی اپنے دائیں ہاتھ سے لکھیں گے۔یہی وہ آیات بینات ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمائی ہیں۔(2)

امام عبد الرزاق، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے قبل نہ کتاب پڑھتے تھے اور نہ ہی دائیں ہاتھ سے لکھا کرتے تھے۔آپ امی تھے۔آپ لکھتے نہیں تھے۔ اٰيٰتٌ بَيِّنٰتٌ کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واضح نشانی ہیں۔فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ یہاں علم سے مراد قرآن ہے۔الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ سے مراد مومنین ہیں۔(3)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ پڑھتے تھے نہ لکھتے تھے۔اسی طرح تورات وانجیل میں آپ کی صفت یہی تھی کہ آپ امی ہوں گے، نہ پڑھیں گے اور نہ ہی لکھیں گے۔یہی آیۃ بینہ ہے اور ہماری آیات کا انکار ظالم ہی کرتے ہیں۔یہاں آیات سے مراد وہ صفت ہے جو اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کے لیے بیان کی اہل کتاب اس صفت کی وجہ سے آپ کو پہچانتے تھے۔(4)

امام بیہقی نے سنن میں حضرت ابن مسعود سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ پڑھتے تھے اور نہ لکھتے تھے۔

اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَّذِكْرٰى لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝۵۱ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ شَهِيْدًا ۚ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْبَاطِلِ وَكَفَرُوْا بِاللّٰهِ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝۵۲

1۔تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 9، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ایضاً، جلد 20، صفحہ 9
3۔ایضاً
4۔ایضاً، جلد 20، صفحہ 10

''کیا انہیں یہ کافی نہیں کہ ہم نے آپ پر اتاری ہے کتاب جو انہیں پڑھ کر سنائی جاتی ہے۔ بیشک اس میں رحمت اور نصیحت ہے مومنوں کے لیے۔ آپ فرمایئے کافی ہے اللہ تعالیٰ میرے اور تمہارے درمیان گواہ۔ وہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔ اور وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں باطل پر اور انکار کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کا وہی لوگ گھاٹے میں ہیں۔''

امام دارمی، ابوداؤد نے ''مراسیل'' میں، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت یحییٰ بن جعدہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے: کچھ مسلمان کتابیں لائے۔ ان میں سے وہ چیزیں لکھی ہوئی تھیں جو انہوں نے یہودیوں سے سنی ہوئی تھیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک قوم کی حماقت اور گمراہی کے لیے یہی بات کافی ہے کہ وہ اس چیز سے اعراض کریں جو ان کا نبی ان کے لیے لایا ہے اور اسی چیز میں رغبت کا اظہار کریں جو ان کے پاس ان کا غیر لایا ہے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی اَوَ لَمْ یَكْفِهِمْ اَنَّاۤ اَنْزَلْنَا عَلَیْكَ الْكِتٰبَ یُتْلٰى عَلَیْهِمْ۔(1)

امام اسمٰعیلی نے ''معجم'' میں اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت یحییٰ بن جعدہ رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ صحابہ تورات لکھا کرتے تھے۔ انہوں نے اس چیز کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے بڑے بے وقوف اور سب سے بڑھ کر گمراہ وہ لوگ ہیں جو اس پیغام سے اعراض کرتے ہیں جو ان کا نبی لایا اور اس کی طرف رغبت کرتے ہیں جو دوسروں کا نبی لایا اور اس امت کی طرف لایا جو دوسروں کی امت ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا اَوَ لَمْ یَكْفِهِمْ اَنَّاۤ اَنْزَلْنَا عَلَیْكَ الْكِتٰبَ۔

عبدالرزاق نے ''مصنف'' میں اور بیہقی نے ''شعب الایمان'' میں زہری سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت حفصہ حضرت یوسف علیہ السلام کے قصوں کی ایک کتاب اپنی بغل میں لائیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سنانا شروع کر دی جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ متغیر ہو رہا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! اگر تمہارے پاس یوسف علیہ السلام آئیں اور میں تمہارے درمیان موجود ہوں تو تم اس کی اتباع کرو اور مجھے چھوڑ دو تو تم گمراہ ہو جاؤ گے۔(2)

امام عبدالرزاق، ابن سعد، ابن ضریس، حاکم نے ''کنی'' میں اور بیہقی رحمہم اللہ نے ''شعب الایمان'' میں حضرت عبداللہ بن ثابت بن حرث انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک کتاب کے ساتھ داخل ہوئے جس میں تورات کے بھی چند مقامات تھے۔ عرض کی یہ میں نے اہل کتاب کے ایک آدمی سے لی ہے جسے آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ بدل گیا میں نے ایسا اس سے قبل کبھی نہ دیکھا تھا۔ حضرت عبداللہ نے حضرت عمر سے عرض کی کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کی طرف نہیں دیکھتا۔ تو حضرت عمر نے عرض کی ہم اللہ تعالیٰ کے رب ہونے اسلام کے دین ہونے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے پر راضی ہیں، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 11، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 308 (5205)، دار الکتب العلمیہ بیروت

غصہ جاتا رہا۔ فرمایا اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں، تم ان کی اتباع کرو اور مجھے چھوڑ دو تو تم گمراہ ہو جاؤ۔ میں انبیاء میں سے تمہارا حصہ ہوں اور تم امتوں میں سے میرا حصہ ہو۔(1)

امام عبدالرزاق اور بیہقی رحمہما اللہ حضرت ابو قلابہ رضی اللہ عنہ سے وہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب ایک آدمی کے پاس سے گزرے جو کتاب پڑھ رہا تھا۔ آپ نے اسے سنا اور اسے اچھا خیال کیا۔ اس آدمی سے کہا مجھے یہ لکھ دو۔ اس نے عرض کی ٹھیک ہے۔ ایک چمڑا خریدا۔ اسے تیار کیا پھر آپ اس چمڑے کو اس آدمی کے پاس لائے۔ تو اس آدمی نے آپ کے لیے اس کی دونوں جانب لکھ دیا۔ پھر حضرت عمر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسے پڑھنا شروع کر دیا جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کا رنگ بدلنے لگا۔ ایک انصاری نے کتاب پر ہاتھ مارا اور کہا اے ابن خطاب! تیری ماں تجھے روئے کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ نہیں دیکھتا جبکہ تو آپ پر کتاب پڑھے جا رہا ہے۔ اس موقعہ پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں فاتح اور خاتم کی حیثیت سے مبعوث ہوا ہوں، مجھے جوامع الکلم اور فواتح عطا کیے گئے ہیں، میرے لیے گفتگو کو مختصر کر دیا گیا ہے۔ بے وقوف لوگ تمہیں ہلاکت میں نہ ڈال دیں۔(2)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جبکہ امام بیہقی رحمہ اللہ نے اسے ضعیف قرار دیا ہے: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تورات کی تعلیم حاصل کرنے کے بارے میں پوچھا۔ فرمایا اس کی تعلیم حاصل نہ کر، اس پر ایمان لے آ، جو تمہاری طرف نازل کیا گیا ہے وہ سیکھو اور اس پر ایمان لاؤ۔(3)

امام ابن ضریس رحمہ اللہ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے وہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں، عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم اہل کتاب کچھ ایسی باتیں کرتے ہیں جو ہمارے دلوں کو قابو کر لیتی ہیں۔ ہم نے ارادہ کیا ہے کہ اسے لکھوا لیں۔ فرمایا اے ابن خطاب! کیا تم بھی اسی طرح تکالیف میں پڑو گے جس طرح یہود و نصاریٰ تکالیف میں پڑے۔ خبردار قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! میں تمہارے پاس سفید روشن چیز لایا ہوں لیکن مجھے جوامع الکلم عطا کیے گئے ہیں اور میرے لیے بات مختصر کر دی گئی ہے۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ عبداللہ بن عامر نے حضرت عائشہ صدیقہ کی طرف ہدیہ بھیجا۔ آپ نے گمان کیا وہ حضرت عبداللہ بن عمرو ہیں۔ فرمایا وہ کتب چھان بین کرتا رہتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اَوَلَمْ یَكْفِهِمْ اَنَّاۤ اَنْزَلْنَا۔ آپ سے عرض کی گئی ہدیہ بھیجنے والا عبداللہ بن عامر ہے۔ تو آپ نے تحفہ قبول کر لیا۔

وَ یَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِؕ وَ لَوْ لَاۤ اَجَلٌ مُّسَمًّى لَّجَآءَهُمُ الْعَذَابُؕ وَ لَیَاْتِیَنَّهُمْ بَغْتَةً وَّ هُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ۝۵۳ یَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِؕ وَ اِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِیْطَةٌۢ بِالْكٰفِرِیْنَۙ۝۵۴ یَوْمَ یَغْشٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَ مِنْ

1۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 307 (5201)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً (5202) 3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 308 (5203)

تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ وَيَقُوْلُ ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٥٥﴾

''وہ آپ سے جلدی عذاب نازل ہونے کا مطالبہ کرتے ہیں اور اگر میعاد مقرر نہ ہوتی تو آجاتا ان پر عذاب اور (اپنے وقت پر) وہ ان پر اچانک آئے گا اور انہیں ہوش تک نہ ہوگا۔ وہ آپ سے جلدی عذاب لانے کا مطالبہ کرتے ہیں (ذرا سی دیر ہے) جہنم یقیناً گھیرلے گا ان کافروں کو جس دن ڈھانپ لے گا انہیں عذاب ان کے اوپر سے اور ان کے پاؤں کے نیچے سے اور اللہ تعالیٰ فرمائے گا لواب چکھو اپنے کرتوتوں کا مزہ۔''

ابن جریر نے قتادہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ کی یہ تعبیر کرتے کہ اس امت کے کچھ جاہلوں نے کہا اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿٣٢﴾ (الانفال)(1)

امام ابن منذر نے ابن جریج سے وَلَيَاْتِيَنَّهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اس سے مراد غزوۂ بدر ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جہنم ہی بحر اخضر ہے جس میں ستارے گرتے ہیں اور سورج اور چاند بھی اسی میں ہوں گے۔ پھر اسے جلا دیا جائے گا پھر یہی جہنم بن جائے گا۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد سمندر ہے۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے روایت نقل کی ہے کہ اَلْعَذَابُ سے مراد آگ ہے۔(3)

يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّ اَرْضِيْ وَاسِعَةٌ فَاِيَّايَ فَاعْبُدُوْنِ ﴿٥٦﴾

''اے میرے بندو! جو ایمان لے آئے ہو میری زمین بڑی کشادہ ہے، سو میری ہی تم عبادت کیا کرو۔''

امام فریابی، ابن جریر اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب کسی زمین میں نافرمانی کے کام کیے جائیں تو وہاں سے نکل جاؤ۔(4)

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت سعید بن جبیر سے روایت نقل کی ہے: جسے نافرمانی کا حکم دیا جائے تو وہ بھاگ جائے۔

امام فریابی اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ وہاں سے ہجرت کر جاؤ اور جہاد کرو۔(5)

امام ابن ابی الدنیا نے ''عزلہ'' میں اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: جب تمہیں معاصی کا حکم دیا جائے تو وہاں سے نکل جاؤ کیونکہ میری زمین وسیع ہے۔(6)

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شہر اللہ کے ہیں، بندے اللہ کے بندے ہیں، جہاں کہیں بھلائی پاؤ وہاں رہائش اختیار کرلو۔

امام طبرانی، قضاعی، شیرازی نے ''القاب'' میں خطیب، ابن نجار اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سفر کرو، تم تندرست ہو جاؤ گے اور غنیمت پاؤ گے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 12، دار احیاء التراث العربی بیروت | 2۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 13 | 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 14 | 5۔ ایضاً | 6۔ ایضاً

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ۫ ثُمَّ اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ۝۵۷ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ۝۵۸ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَ عَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝۵۹

''ہرایک موت کا مزہ چکھنے والا ہے پھر ہماری طرف ہی تم لوٹائے جاؤ گے۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے انہیں ہم ٹھہرائیں گے جنت کے بالا خانوں میں رواں ہوں گی جن کے نیچے نہریں، وہ وہاں ہمیشہ رہیں گے۔ کتنا عمدہ صلہ ہے نیک کام کرنے والوں کا، وہ جنہوں نے (ہر حال میں) صبر کیا اور صرف اپنے رب پر بھروسہ کیے ہوئے ہیں۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب یہ آیت نازل ہوئی اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّ اِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ۝۳۰ (الزمر) میں نے عرض کی اے میرے رب! کیا تمام مخلوق مر جائے گی اور انبیاء باقی رہیں گے؟ تو آیت نازل ہوئی كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ۫ ثُمَّ اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ۔

وَ كَاَيِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا ۖ اَللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَ اِيَّاكُمْ ۖ وَ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝۶۰ وَ لَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ سَخَّرَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۚ فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝۶۱ اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَ يَقْدِرُ لَهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝۶۲ وَ لَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ مَوْتِهَا لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝۶۳

''اور کتنے ہی زمین پر چلنے والے ہیں جو اٹھائے نہیں پھرتے اپنا رزق۔ اللہ تعالیٰ رزق دیتا ہے انہیں بھی اور تمہیں بھی اور وہ سب باتیں سننے والا سب کچھ جاننے والا ہے۔ اور (اے حبیب!) اگر آپ پوچھیں ان (مشرکوں) سے کہ کس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو اور کس نے فرمانبردار بنادیا سورج اور چاند کو تو وہ ضرور کہیں گے اللہ تعالیٰ نے، پھر وہ کہاں توحید سے پھیرے جاتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ کشادہ کرتا ہے رزق کو جس کے لیے چاہتا ہے اپنے بندوں سے اور تنگ کرتا ہے جس کے لیے چاہتا ہے۔ بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جاننے

والا ہے۔ اور اگر آپ پوچھیں ان سے کہ کس نے اتارا آسمان سے پانی، پھر زندہ کر دیا اس کے ساتھ زمین کو اس کے بنجر بن جانے کے بعد تو ضرور کہیں گے اللہ تعالیٰ نے۔ آپ فرمائیے الحمد للہ (حق واضح ہو گیا) بلکہ ان میں سے اکثر لوگ نادان ہیں۔''

امام عبد بن حمید، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، بیہقی اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلا یہاں تک کہ آپ باغ میں داخل ہوئے۔ آپ وہاں سے کھجوریں اٹھانے لگے اور کھانے لگے اور مجھے فرمایا اے ابن عمر! تجھے کیا ہو گیا ہے تو کھجوریں نہیں کھاتا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم مجھے خواہش نہیں۔ فرمایا مجھے تو خواہش ہے یہ چوتھی صبح ہے، نہ میں نے کھانا چکھا اور نہ ہی مجھے ملا۔ اگر میں چاہتا تو اپنے رب سے دعا کرتا وہ مجھے ایسے خزانے عطا کرتا جیسے قیصر و کسریٰ کے ملک ہیں۔ اے ابن عمر! تیرا کیا خیال ہوتا جب تو ایسی قوم میں رہتا جو اپنے سال بھر کا رزق ذخیرہ کرتے ہیں اور ان کا یقین کمزور ہوتا ہے؟ کہا اللہ کی قسم! ہم اپنی جگہ سے ہلے بھی نہ تھے کہ یہ آیت نازل ہوئی وَكَاَيِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا ۖ اَللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَاِيَّاكُمْ ۖ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے دنیا کے خزانے جمع کرنے اور شہوات کی پیروی کرنے کا حکم نہیں دیا۔ خبردار! اللہ کی قسم! میں دینار اور درہم کا خزانہ ذخیرہ نہیں کرتا اور نہ ہی کل کے لیے رزق ذخیرہ کرتا ہوں۔

فریابی، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے یہ روایت نقل کی ہے کہ دَآبَّةٍ سے مراد پرندے اور چوپائے ہیں۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے علی بن اقمر سے روایت نقل کی ہے کہ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا کا معنی ہے وہ کل کے لیے کسی چیز کا ذخیرہ نہیں کرتے۔(2)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے آیت کی تفسیر میں حضرت ابومجلز رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ کچھ چوپائے ایسے ہیں جو کل کے لیے خوراک ذخیرہ نہیں کر سکتے، اسے ہر روز رزق بہم پہنچایا جاتا ہے یہاں تک کہ اسے موت آتی ہے۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے يُؤْفَكُوْنَ کا معنی یعدلون نقل کیا ہے کہ وہ اعراض کرتے ہیں۔(4)

وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ ۭ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿٦٤﴾ فَاِذَا رَكِبُوْا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ اِذَا هُمْ يُشْرِكُوْنَ ﴿٦٥﴾ لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ۚ وَلِيَتَمَتَّعُوْا ۫ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿٦٦﴾

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 16، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً

''اور نہیں یہ دنیوی زندگی مگر لہو ولعب اور دار آخرت کی زندگی ہی حقیقی زندگی ہے (جسے موت نہیں) کاش! وہ اس حقیقت کو جانتے۔ پھر جب سوار ہوتے ہیں کشتی میں تو دعا مانگتے ہیں اللہ تعالیٰ سے خالص کرتے ہوئے اس کے لیے اپنے دین کو پھر جب وہ سلامتی سے پہنچاتا ہے انہیں خشکی پر تو اس وقت وہ شرک کرنے لگتے ہیں۔ وہ ناشکری کرلیں جو نعمت ہم نے انہیں دی ہے اور لطف اٹھالیں (اس سے) وہ عنقریب جان لیں گے (حقیقت کو)۔''

ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ اَلْحَیَوَانُ کا معنی ہے باقی رہنے والی۔(1)

فریابی، ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور بن منذر نے ابن ابی حاتم نے ضحاک سے اَلْحَیَوَانُ کا معنی ہمیشہ رہنے والی زندگی کیا ہے۔

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے شعب الایمان میں ابو جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بہت زیادہ تعجب اس آدمی پر جو دائمی زندگی والے گھر کی تصدیق کرتا ہے جبکہ وہ دھوکے والے گھر کے لیے کوشش کرتا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ تمام مخلوق اسی بات کا اقرار کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی ان کا رب ہے۔ پھر اس کے بعد وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ جو کچھ دنیا میں ہے عنقریب تم اسے دیکھ لو گے اور جو کچھ آخرت میں وہ تمہارے لیے عنقریب ظاہر کر دیا جائے گا۔

اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا وَّ یُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ ؕ اَفَبِالْبَاطِلِ یُؤْمِنُوْنَ وَ بِنِعْمَةِ اللّٰهِ یَكْفُرُوْنَ ۝۶۷ وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهٗ ؕ اَلَیْسَ فِیْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِیْنَ ۝۶۸ وَ الَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا ؕ وَ اِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ ۝۶۹

''کیا انہوں نے (غور سے) نہیں دیکھا کہ ہم نے بنا دیا ہے حرم کو امن والا حالانکہ اچک لیا جاتا ہے لوگوں کو ان کے آس پاس سے۔ کیا وہ باطل پر ایمان لاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی نعمت کی ناشکری کرتے ہیں؟ اور کون زیادہ ظالم ہے اس شخص سے جس نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹا بہتان لگایا یا حق کو جھٹلایا جب وہ اس کے پاس آیا کیا نہیں ہے جہنم میں ٹھکانا کفار کے لیے؟ اور جو (بلند ہمت) مصروف جہاد رہتے ہیں ہمیں راضی کرنے کے لیے ہم ضرور دکھادیں گے انہیں اپنے راستے اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ (ہر وقت) محسنین کے ساتھ ہے۔''

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے اَوَلَمْ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 18، دار احیاء التراث العربی بیروت

یَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا کہاان کے لیے اس میں بھی نشانی ہے، لوگوں پر حملے کیے جاتے، ان کا مال چھین لیا جاتا جبکہ وہ امن میں ہوتے۔ یہاں باطل سے مراد شرک ہے اور یکفرون کا معنی ہے وہ انکار کرتے ہیں۔(1)

امام جو یبر رحمہ اللہ حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے، وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں کہ لوگوں نے کہا اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں کوئی چیز آپ کے دین میں داخل ہونے سے نہیں روک سکتی مگر یہ خوف کہ لوگ ہمیں اچک لیں گے کیونکہ ہماری تعداد تھوڑی ہے اور عربوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ جب انہیں یہ پتہ چلے گا کہ ہم آپ کے دین میں داخل ہوئے ہیں تو وہ ہمیں اچک لیں گے اور ہم ہر سروالے کا لقمہ ہو جائیں گے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا نازل فرمائی۔

تمت بالخیر

بدھ مورخہ 2 جولائی 2003

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 19، دار احیاء التراث العربی بیروت

آیاتہا ۶۰ سورۃ الروم مکیۃ ۳۰ رکوعاتہا ۶

امام ابن ضریس، نحاس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں مختلف سندوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ سورۃ الروم مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام عبدالرزاق اور امام احمد رحمہما اللہ نے حسن سند کے ساتھ ایک صحابی سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں صبح کی نماز پڑھائی تو اس میں سورۂ روم تلاوت کی۔

امام بزار نے حضرت اغر مزنی سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صبح کی نماز میں سورۂ روم تلاوت کی۔

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے حضرت معمر بن عبدالملک بن عمیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جمعہ کے روز صبح کی نماز میں سورۂ روم تلاوت کی۔

امام ابن ابی شیبہ نے مصنف میں، امام احمد اور ابن قانع رحمہم اللہ نے حضرت عبدالملک بن عمیر رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے حضرت ابوروح رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صبح کی نماز پڑھائی، سورۂ روم تلاوت کی تو اس میں مشکل پیش آئی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا ہماری نماز کو ہم پر وہ لوگ مشتبہ کر دیتے ہیں جو بغیر وضو کے نماز میں حاضر ہوتے ہیں۔ جو نماز میں حاضر ہو تو اچھی طرح وضو کرے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

الٓمّٓ ۝۱ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ۝۲ فِيْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ وَ هُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ ۝۳ فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ ۬ؕ لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَ مِنْۢ بَعْدُ ؕ وَ يَوْمَئِذٍ يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝۴ بِنَصْرِ اللّٰهِ ؕ يَنْصُرُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ هُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝۵ وَعْدَ اللّٰهِ ؕ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۶

"الف، لام، میم، ہرا دیئے گئے رومی پاس کی زمین میں اور وہ ہار جانے کے بعد ضرور غالب آئیں گے چند برس کے اندر۔ اللہ ہی کا حکم ہے پہلے بھی اور بعد بھی اور اس روز خوش ہوں گے اہل ایمان اللہ تعالیٰ کی مدد سے۔ وہ مدد فرماتا ہے جس کی چاہتا ہے اور وہی سب پر غالب ہے ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔ یہ وعدہ اللہ نے کیا ہے۔ اللہ

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب ذکر السور التی نزلت بمکۃ، جلد 7، صفحہ 143، دار الکتب العلمیہ بیروت

تعالیٰ اپنے وعدہ کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔لیکن اکثر لوگ (اس حقیقت کو) نہیں جانتے۔"

امام احمد،، امام ترمذی، امام ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے، امام نسائی، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی نے کبیر میں، حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، ابن مردویہ، بیہقی نے دلائل میں اور ضیاء رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مشرک یہ پسند کرتے تھے کہ اہل فارس رومیوں پر غلبہ پائیں کیونکہ وہ بت پرست تھے جبکہ مسلمان یہ پسند کرتے تھے کہ رومی ایرانیوں پر غلبہ پائیں کیونکہ وہ صاحب کتاب تھے۔لوگوں نے اس کا ذکر حضرت ابوبکر صدیق سے کیا جبکہ حضرت ابوبکر صدیق نے اس کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خبردار عنقریب رومی غالب آجائیں گے۔ حضرت ابوبکر صدیق نے اس کا ذکر لوگوں سے کیا تو انہوں نے کہا ہمارے اور اپنے درمیان ایک مدت مقرر کرو۔ اگر ہم غالب رہے تو ہمارے لیے یہ یہ ہوگا، اگر تم غالب رہے تو تمہارے لیے یہ یہ ہوگا۔ حضرت ابوبکر صدیق نے ان کے درمیان پانچ سال کا عرصہ معین کر دیا تو رومی ان پر غالب نہ آسکے۔ حضرت ابوبکر صدیق نے اس کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو نے وہ مدت کیوں معین نہ کی جو میری رائے تھی۔ فرمایا دس سال سے کم۔ اس کے بعد رومی غالب آگئے۔ اس آیت کریمہ سے یہی مراد ہے کہ رومی مغلوب ہوئے۔ پھر غالب آگئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَ مِنْۢ بَعْدُ ؕ وَ یَوْمَىٕذٍ یَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ۙ﴿۴﴾ بِنَصْرِ اللّٰهِ ۔ سفیان نے کہا میں نے یہ بات سنی ہے کہ رومی غزوہ بدر کے روز ان ایرانیوں پر غالب آئے تھے۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایرانی، رومیوں پر غالب آگئے تھے۔ مشرک یہ پسند کرتے تھے کہ ایرانی رومیوں پر غالب آئیں جبکہ مسلمان یہ پسند کرتے تھے کہ رومی ایرانیوں پر غالب آئیں کیونکہ وہ اہل کتاب ہیں۔ وہ ان کے دین میں سب سے قریب ہیں۔ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو مشرکوں نے کہا اے ابوبکر! تیرا صاحب کہتا ہے کہ رومی چند سالوں میں ایرانیوں پر غالب آجائیں گے۔ تو حضرت ابوبکر صدیق نے کہا رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا ہے۔ مشرکوں نے کہا کیا ہم اس مسئلہ میں تیرے ساتھ جوا کھیل سکتے ہیں؟ تو انہوں نے سات سال کے لیے چار اونٹوں پر معاہدہ کرلیا۔ سات سال گزر گئے مگر کچھ بھی نہ ہوا۔ مشرک اس سے خوش ہوئے اور مسلمانوں کے لیے یہ معاملہ بڑا تکلیف دہ ثابت ہوا اور حضرت ابوبکر صدیق نے اس کا ذکر نبی کریم ﷺ کے سامنے کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارے نزدیک بِضْعِ سِنِیْنَ کا کیا معنی ہوتا ہے؟ لوگوں نے کہا دس سے کم۔ حضور ﷺ نے فرمایا جاؤ شرط میں اضافہ کرو اور مدت میں بھی دو سال کا اضافہ کرو۔ ابھی دو سال نہیں گزرے تھے یہاں تک کہ سوار آئے جنہوں نے رومیوں کی ایرانیوں پر فتح کی خبر دی۔ مومن اس وجہ سے بہت خوش ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے آیات کو نازل فرمایا۔(2)

امام ابویعلیٰ، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہم اللہ سے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو مشرکوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا کیا تو دیکھتا نہیں کہ تیرا ساتھی کیا

1۔ سنن ترمذی، تفسیر سورۂ روم، جلد 2، صفحہ 150 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 25، دار احیاء التراث العربی بیروت

کہتا ہے؟ وہ گمان کرتا ہے کہ رومی ایرانیوں پر غالب آجائیں گے؟ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرے ساتھی نے سچی بات کہی ہے۔ تو مشرکوں نے کہا کیا تو پسند کرتا ہے کہ ہم تیرے ساتھ شرط لگائیں؟ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے اور ان کے درمیان ایک مدت معین کردی۔ ابھی رومی غالب نہیں آئے تھے کہ مدت پوری ہوگئی۔ یہ خبر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ کو اس سے دکھ ہوا اور آپ نے اسے ناپسند کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا کس چیز نے آپ کو ایسا کرنے کو کہا؟ عرض کی اللہ اور اس کے رسول کی تصدیق کے لیے۔ فرمایا ان سے ملو اور شرط میں اضافہ کرو اور مدت نو سال تک بڑھا دو۔ حضرت ابوبکر صدیق ان کے پاس تشریف لائے کہا دوبارہ شرط لگانے میں تمہیں دلچسپی ہے جبکہ دوسری شرط پہلی شرط سے بہتر ہوگی۔ انہوں نے کہا ٹھیک ہے۔ ابھی وہ سال نہیں گزرے تھے کہ رومی ایرانیوں پر غالب آگئے اور انہوں نے اپنے گھوڑے مدائن میں باندھے اور رومیہ کا شہر بنایا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وہ شرط کا مال لیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ حرام ہے، اسے صدقہ کردو۔

امام ترمذی (جبکہ امام ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، دارقطنی نے افراد میں طبرانی، ابن مردویہ، ابو نعیم نے دلائل میں بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت یسار بن مکرم سلمی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی ان دنوں ایرانی رومیوں پر غالب رہے تھے۔ مسلمان یہ پسند کرتے تھے کہ رومی ایرانیوں پر غالب رہیں کیونکہ دونوں اہل کتاب تھے۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَيَوْمَئِذٍ يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ۙ بِنَصْرِ اللّٰهِ۔ جبکہ قریش یہ پسند کرتے تھے کہ ایرانی غالب آئیں کیونکہ یہ دونوں نہ تو اہل کتاب تھے اور نہ ہی قیامت پر ایمان رکھتے تھے۔ جب اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا تو حضرت ابوبکر صدیق اس کا اعلان کرنے کے لیے مکہ مکرمہ کی طرف نکلے۔ قریش کے کچھ لوگوں نے حضرت ابوبکر صدیق سے کہا یہ ہمارے اور تمہارے درمیان شرط ہے۔ تیرا صاحب یہ گمان کرتا ہے کہ رومی چند سالوں میں ایرانیوں پر غالب آجائیں گے۔ کیا ہم اس پر کوئی چیز لازم نہ کرلیں؟ حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا کیوں نہیں۔ یہ بات شرط کے حرام ہونے سے پہلے کی ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق اور مشرکوں نے شرط باندھ لی اور عوض کے طور پر چیز معین کردی۔ مشرکوں نے حضرت ابوبکر صدیق سے کہا بِضْعِ کو نہ تین سال اور نہ نو سال معین کرو۔ ہمارے اور اپنے درمیان اس کی درمیانی مدت معین کرو۔ جس پر جاکر یہ مدت ختم ہو جائے تو انہوں نے آپس میں چھ سال معین کیے۔ ابھی رومی غالب نہیں آئے تھے کہ مدت مکمل ہوگئی۔ تو مشرکوں نے حضرت ابوبکر صدیق سے شرط کا مال لے لیا۔ جب ساتواں سال شروع ہوا تو رومی ایرانیوں پر غالب آگئے۔ مسلمانوں نے اس بارے میں حضرت ابوبکر صدیق پر عیب لگایا کہ آپ نے چھ سال کیوں معین کیے ہیں۔ تو حضرت ابوبکر صدیق نے کہا کیوں کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ اس موقعہ پر بہت سارے لوگ مسلمان ہوگئے تھے۔ (1)

امام ترمذی، امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے، ابن ماجہ اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق سے کہا کیا بِضْعِ دس سے کم پر غالب طور پر استعمال نہیں ہوتا۔

1۔ سنن ترمذی، تفسیر سورۂ روم، جلد 2، صفحہ 150

امام ابن عبدالحکم نے ''فتوح مصر'' میں، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، بیہقی نے دلائل میں اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ مشرک مسلمانوں سے جھگڑا کیا کرتے تھے جبکہ مسلمان مکہ مکرمہ میں ہوتے تھے۔ مشرک کہتے رومی اہل کتاب ہیں، ایرانی ان پر غالب آچکے ہیں جبکہ تم یہ گمان کرتے ہو کہ تم اس کتاب کے باعث غالب آؤ گے جو تمہارے نبی پر نازل کی گئی ہے۔ ہم بھی تم پر غالب آئیں گے جس طرح ایرانی، رومیوں پر غالب رہے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ نے کہا مجھے حضرت عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود نے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ دو آیتیں نازل ہوئیں تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بعض مشرکوں سے شرط لگائی۔ ابھی جوا حرام نہیں تھا اگر رومی چند سالوں میں کامیاب نہ ہوئے تو یہ دوں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے ایسا کیوں کہا دس سال سے کم بضع ہوتا ہے۔ رومی سات سالوں میں ایرانیوں پر غالب آگئے تھے۔ یوں اللہ تعالیٰ نے حدیبیہ کے زمانہ میں رومیوں کو ایرانیوں پر غالب کر دیا۔ مسلمان اہل کتاب کے غالب آنے کی وجہ سے خوش ہوئے۔

ترمذی، (ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے)، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت ابوسعید خدری سے روایت نقل کی ہے کہ غزوۂ بدر کے روز رومی ایرانیوں پر غالب آئے۔ اس چیز نے مومنوں کو خوش کیا الرُّوْمُ کو نصب کے ساتھ پڑھا۔ مومن اس بات پر خوش ہوئے کہ رومی ایرانیوں پر غالب رہے۔ امام ترمذی نے کہا اسی طرح غَلَبَتْ پڑھا ہے۔(1)

ابن جریر، ابن مردویہ، بیہقی نے دلائل میں اور ابن عساکر نے عطیہ عوفی کی سند سے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ الٓمّٓ ۝ غُلِبَتِ الرُّوْمُ یہ واقعہ گزر چکا ہے کہ ایرانیوں اور رومیوں میں واقعہ ہوا تھا۔ ایرانی رومیوں پر غالب آگئے تھے۔ بعد میں رومی غالب آگئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کے مشرکوں کے ساتھ جنگ کی جبکہ رومیوں نے ایرانیوں کے ساتھ جنگ کی۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کی عرب کے مشرکوں کے خلاف مدد کی اور اہل کتاب کی عجمیوں کے خلاف مدد کی۔ عطیہ نے کہا میں نے حضرت ابوسعید خدری سے اس بات کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں عرب مشرکوں سے جنگ کی جبکہ رومیوں اور ایرانیوں نے آپس میں جنگ کی۔ ہم عرب کے مشرکوں پر غالب رہے جبکہ اہل کتاب مجوسیوں پر غالب رہے۔ اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کے خلاف جو ہماری مدد کی اس پر ہم خوش ہوئے اور اہل کتاب نے مجوسیوں کے خلاف جو ہماری مدد کی اس پر ہم خوش ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی مطلب ہے۔(2)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: ایرانی شامیوں پر غالب آگئے۔ جب اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل فرمایا تو مسلمانوں نے اپنے رب کی تصدیق کی اور انہیں پتہ چل گیا کہ رومی ایرانیوں پہ غالب رہیں گے۔ مسلمانوں اور مشرکوں نے پانچ اونٹنیاں بطور شرط مقرر کیں اور آپس میں پانچ سال کی مدت معین کی۔ مسلمانوں کی طرف سے قمار کے مال کے ذمہ دار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور مشرکوں کی جانب سے ابی بن خلف

1۔ سنن ترمذی، تفسیر سورۂ روم، جلد 2، صفحہ 150 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 23-20، دار احیاء التراث العربی بیروت

تھے۔ یہ واقعہ قمار کے بارے میں نہی وارد ہونے سے پہلے کا ہے۔ وقت آ گیا جبکہ رومی ایرانیوں پر غالب نہ آئے۔ مشرکوں نے اپنی شرط کے مال کا مطالبہ کیا۔ اس کا ذکر نبی کریم ﷺ کے صحابہ نے نبی کریم ﷺ سے کیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تمہارے لیے یہ مناسب نہیں تھا کہ تم دس سال سے کم کی مدت معین کرتے؟ کیونکہ بِضْعِ کا اطلاق تین سے لے کر دس تک کے عدد پر ہوتا ہے۔ ان سے شرط اور مدت دونوں میں اضافہ کر دو۔ اللہ تعالیٰ نے رومیوں کو فارسیوں کے خلاف ساتویں سال کے اختتام پر فتح نصیب فرمائی۔ یہ سات سال اسی مدت سے ہیں جب سے پہلی شرط باندھی گئی تھی۔ یہ اس وقت ہوا تھا جب مسلمان صلح حدیبیہ سے واپس آ رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ بھی اسلام کو قوت بخشی تھی۔ (1)

امام ابن ابی حاتم اور بیہقی نے حضرت زبیر کلابی سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے ایرانیوں کو رومیوں پر غالب آتے ہوئے دیکھا پھر رومیوں کو ایرانیوں پر غالب آتے ہوئے دیکھا ہے۔ پھر میں نے مسلمانوں کو رومیوں اور ایرانیوں پر غالب آتے ہوئے دیکھا ہے اور مسلمانوں کو شام اور عراق پر غالب آتے ہوئے دیکھا ہے۔ یہ سب پندرہ سال کے عرصہ میں ہوا۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اس کو صحیح قرار دیا ہے عنقریب ایسے لوگ ہوں گے جو غَلَبَتِ الرُّوْمُ پڑھیں گے جبکہ یہ غُلِبَتِ الرُّوْمُ۔ (2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن غنم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان الٓمّٓ ۚ غُلِبَتِ الرُّوْمُ کے بارے میں پوچھا کہ یہ ''غُلِبَتْ'' ہے یا غَلَبَتْ ہے۔ تو انہوں نے کہا مجھے رسول اللہ ﷺ نے الٓمّٓ ۚ غُلِبَتِ الرُّوْمُ پڑھایا ہے۔

امام ابن عبدالحکم نے ''فتوح مصر'' میں، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ پہلے رومیوں پر ایرانی غالب ہوئے پھر رومی ایرانیوں پر غالب آ گئے۔ اَدْنَى الْاَرْضِ سے مراد شام ہے۔ (3)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے اوسط میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بِضْعِ سے مراد سات اور دس کا درمیان ہے۔ (4)

امام طبرانی نے اوسط میں اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت نیار بن مکرم رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بِضْعِ سے مراد تین سے لے کر نو تک ہے۔ (5)

امام ابن عبدالحاکم رحمہ اللہ فتوح مصر میں حضرت ابراہیم بن سعد رحمہ اللہ کے واسطہ سے وہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بِضْعِ پانچ سے سات سال تک ہے۔

امام ابن عبدالحکم رحمہ اللہ حضرت کلبی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں کہ بِضْعِ سے مراد سات سال ہیں۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 25، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 444 (3539)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 23،26

4۔ مجمع الزوائد تفسیر سورۂ روم، جلد 7، صفحہ 203 (11260)، دار الفکر بیروت

5۔ ایضاً (11261)

امام ابن جریر نے مجاہد سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایرانیوں کے رومیوں پر غلبہ کا ذکر کیا ہے پھر ایرانیوں پر رومیوں کے قریب ہی غلبہ کا ذکر کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کی ایرانیوں کے خلاف جو مدد کی مومن اس سے خوش ہوئے۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رومی اور ایرانی قریبی علاقہ میں لڑے۔ کہا اَدْنَى الْاَرْضِ سے مراد اذرعات ہے۔ وہاں ہی ان کی جنگ ہوئی تھی اور رومی شکست کھا گئے تھے۔ یہ خبر نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام کو پہنچی تھی جبکہ وہ مکہ مکرمہ میں تھے۔ یہ خبر مسلمانوں پر بڑی شاق گزری۔ نبی کریم ﷺ اسے ناپسند کرتے تھے کہ مجوسیوں میں سے امی رومیوں میں سے اہل کتاب پر غالب آگئے۔ کفار مکہ مکرمہ میں خوش ہوئے اور مسلمانوں کو برا بھلا کہا۔ وہ حضور ﷺ کے صحابہ سے ملے اور کہا تم اہل کتاب ہو اور نصاریٰ بھی اہل کتاب ہیں۔ ہمارے ساتھ جنگ کی تو ہم بھی تم پر غالب رہیں گے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل فرمایا۔ حضرت ابوبکر صدیق کفار کی طرف چلے اور کہا تم اپنے بھائیوں کے ہمارے بھائیوں پر غالب آنے سے خوش نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ تمہاری آنکھوں کو ٹھنڈا نہیں کرے گا۔ اللہ کی قسم! رومی ایرانیوں پر غالب رہیں گے۔ ہمارے نبی کریم ﷺ نے اس بارے میں ہمیں بتایا ہے۔ ابی بن خلف آپ کی طرف اٹھا اور کہا تو نے جھوٹ بولا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا اے اللہ کے دشمن! تو تمام لوگوں سے بڑھ کر جھوٹا ہے۔ اور کہا میں پسند کرتا ہوں کہ میری طرف سے دس اونٹنیاں اور تیری طرف سے بھی دس اونٹنیاں، اگر رومی ایرانیوں پر غالب آگئے تو تو چٹی بھرے گا، اگر ایرانی غالب آگئے تو میں چٹی بھروں گا۔ مدت تین سال مقرر ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ واقعہ سنایا۔ حضور ﷺ نے فرمایا میں نے اس طرح تو نہیں کیا تھا بِضْع تو تین سال سے نو سال کے عرصہ کو کہتے ہیں۔ شرط کی مقدار میں اضافہ کرو اور مدت کو لمبا کرو۔ حضرت ابوبکر صدیق چلے اور ابی کو ملے۔ ابی بن خلف نے پوچھا شاید تجھے شرمندگی ہوئی ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا نہیں، فرمایا آؤ ہم مقدار میں اضافہ کریں اور مدت کو لمبا کر دیں، سو اونٹنیاں اور نو سال کا عرصہ کر دو۔ ابی بن خلف نے کہا میں نے ایسا کر دیا۔(2)

ابن جریر نے سلیط سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابن عمر کو یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا تو آپ کی خدمت میں عرض کی گئی اے ابوعبدالرحمٰن! کس علاقہ میں وہ مغلوب ہوئے تھے؟ فرمایا شام کے مضافاتی (سرسبز و شاداب) علاقہ میں۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ یعنی رومیوں پر ایرانیوں کو جو غلبہ حاصل ہوا اور بعد میں رومیوں کو ایرانیوں پر جو غلبہ حاصل ہوا وہ سب اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔(4)

يَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۖۚ وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ ۝ اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۗ مَا خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ۗ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَآئِ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 23 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 21 4۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 27

رَبِّهِمْ لَكٰفِرُوْنَ ۝٨ اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّاَثَارُوا الْاَرْضَ وَعَمَرُوْهَآ اَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوْهَا وَجَاۗءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۭ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝ ۭ٩ ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ الَّذِيْنَ اَسَاۗءُوا السُّوْۗآٰى اَنْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَكَانُوْا بِهَا يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝١٠ اَللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝١١ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يُبْلِسُ الْمُجْرِمُوْنَ ۝١٢ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ مِّنْ شُرَكَاۗىِٕهِمْ شُفَعٰۗؤُا وَكَانُوْا بِشُرَكَاۗىِٕهِمْ كٰفِرِيْنَ ۝١٣

"وہ جانتے ہیں دنیوی زندگی کے ظاہری پہلو کو اور وہ آخرت سے بالکل غافل ہیں۔ کیا انہوں نے کبھی غور نہیں کیا اپنے جی میں؟ نہیں پیدا فرمایا اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے مگر حق کے ساتھ اور ایک مقررہ مدت تک کے لیے اور بلاشبہ اکثر لوگ اپنے رب کی ملاقات کے سخت منکر ہیں۔ کیا انہوں نے سیر وسیاحت نہیں کی زمین میں تاکہ وہ دیکھتے کیسا ہوا انجام ان لوگوں کا جو ان سے پہلے تھے۔ وہ زیادہ تھے ان سے زور میں اور انہوں نے خوب ہل چلائے زمین میں اور انہوں نے اسے آباد کیا اس سے زیادہ جتنا انہوں نے اسے آباد کیا اور آئے ان کے پاس ان کے رسول روشن نشانیاں لے کر۔ پس نہ تھی اللہ تعالیٰ کی یہ شان کہ وہ ان پر ظلم کرتا، بلکہ وہ خود ہی اپنے آپ پر ظلم کرتے رہتے تھے۔ آخر کار ان کا انجام جنہوں نے برائی کی تھی بہت برا ہوا کیونکہ انہوں نے جھٹلایا اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو اور ان کے ساتھ مذاق کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ابتدا کرتا ہے تخلیق کی پھر (فنا کرنے کے بعد) دوبارہ پیدا کرے گا اسے پھر اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔ اور جس روز برپا ہوگی قیامت مجرموں کی آس ٹوٹ جائے گی اور نہیں ہوں گے ان کے لیے ان کے شریکوں میں سے شفاعت کرنے والے اور وہ اپنے شریکوں کے منکر ہو جائیں گے۔"

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا سے مراد یہ ہے کہ وہ ذرائع معیشت کو جانتے ہیں کہ وہ کب درخت لگائیں، کب فصل کاشت کریں اور کب کاٹیں۔ (1)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وہ دنیا کی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 27، دار احیاء التراث العربی بیروت

آبادی کو جانتے ہیں جبکہ وہ آخرت کے معاملات سے جاہل ہیں۔(1)

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ تجارت، حرفہ اور بیع وشراء کو جانتے ہیں۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اپنی معیشت اور مصالح کو خوب پہچانتے ہیں۔(3)

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: جو دنیا کے معاملات کی سمجھ بوجھ رکھتا ہے دوسروں تک یہ بات پہنچاتا ہے کہ وہ اپنے ناخن پر درہم کو الٹ پلٹ کرتا ہے تو وہ تجھے وزن کی خبر دیتا ہے اور وہ اچھی طرح نماز نہیں پڑھتا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ جو تم سے پہلے لوگ تھے ان کے کندھوں کے درمیان ایک میل کا فاصلہ ہوتا تھا۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَّ اَثَارُوا الْاَرْضَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ انہوں نے اس میں ہل چلایا۔(4)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ انہوں نے باغات لگائے، نہریں بنائیں اور کھیتیاں کاشت کیں اور جتنا عرصہ تم اس میں رہے ہو وہ اس سے زیادہ عرصہ اس میں رہے تھے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ الَّذِيْنَ اَسَآءُوا السُّوْٓاٰى کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ جنہوں نے کفر کیا ان کا اجر عذاب ہے۔

امام فریابی اور ابن ابی شیبہ رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے السُّوْٓاٰى کا یہ معنی نقل کیا ہے: گناہگاروں کی جزاء۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ يُبْلِسُ کا معنی ییئس ہے کہ وہ مایوس ہوتے ہیں۔

امام فریابی، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے يُبْلِسُ کا معنی وہ رنجیدہ ہوتا ہے نقل کیا ہے۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہی معنی نقل کیا ہے۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے ابلاس کا معنی ذلت ورسوائی نقل کیا ہے۔

وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ يَّتَفَرَّقُوْنَ ﴿۱۴﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَهُمْ فِيْ رَوْضَةٍ يُّحْبَرُوْنَ ﴿۱۵﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 27، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 29
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 30

كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَلِقَآئِ الْاٰخِرَةِ فَاُولٰٓئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ ﴿۱۶﴾

''اور جس روز برپا ہوگی قیامت اس دن وہ جدا جدا ہو جائیں گے۔ تو وہ جو ایمان لائے تھے اور نیک عمل کرتے رہے تھے وہ باغ (جنت) میں مسرور (اور محترم) ہوں گے۔ اور جنہوں نے کفر کیا تھا اور جھٹلایا تھا ہماری آیتوں کو اور آخرت کی ملاقات کو تو وہ عذاب میں حاضر رکھے جائیں گے۔''

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ يَّتَفَرَّقُوْنَ کی تفسیر یہ ہے کہ یہ ایسا افتراق ہوگا کہ اس کے بعد وہ اکٹھے نہیں ہوں گے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے یہ علیین میں ہوں گے، یہ اسفل سافلین میں ہوں گے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے فِيْ رَوْضَةٍ کا معنی جنت کے باغات نقل کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے ضحاک سے فِيْ رَوْضَةٍ يُّحْبَرُوْنَ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ ایسی جنت جس میں ان کی عزت کی جائے گی۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے يُحْبَرُوْنَ کا معنی ان کی عزت کی جائے گی نقل کیا ہے۔(1)

فریابی، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے اس کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ ان پر انعام کیا جائے گا۔(2)

سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ہناد بن سری، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، بیہقی نے بعث میں اور خطیب نے اپنی تاریخ میں یحییٰ بن ابی کثیر سے روایت نقل کی ہے کہ فِيْ رَوْضَةٍ يُّحْبَرُوْنَ کا معنی ہے جنت میں سماع کی لذت ہوگی۔

عبد بن حمید نے یحییٰ بن ابی کثیر سے روایت نقل کی ہے کہ عرض کی گئی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم حبر کیا ہے؟ فرمایا لذت اور سماع۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت اوزاعی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد سماع ہے۔ جب جنتی ارادہ کریں گے کہ خوش ہوں تو اللہ تعالیٰ ہواؤں کو حکم دے گا جنہیں ہفافہ کہتے ہیں، تو وہ ہوا ان جنگلوں میں داخل ہو جائے گی جو موتیوں کے تر بانسوں کے ہوں گے۔ وہ انہیں حرکت دے گی۔ وہ انہیں ایک دوسرے میں مارے گی تو جنت وجد میں آ جائے گی۔ جب یہ وجد میں آئے گی تو جنت میں کوئی درخت ایسا نہیں ہوگا جو جھومتا نہ ہو۔

امام ابن ابی شیبہ، ہناد، ابن جریر اور بیہقی نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے پوچھا گیا کیا جنت میں بھی سماع ہوگا؟ فرمایا اس میں ایک درخت ہے جسے قیض کہتے ہیں۔ اس کا ایسا سماع ہوگا جیسا سماع کسی نے نہ سنا ہوگا۔

امام ابن ابی الدنیا نے ''ذم الملاہی'' میں اور اصبہانی رحمہما اللہ نے حضرت ترغیب میں محمد بن منکدر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک اعلان کرنے والا اعلان کرے گا وہ لوگ کہاں ہیں جو اپنے آپ کو لہو و لعب اور شیطان کے آلات موسیقی سے دور رکھتے تھے؟ انہیں مسک کے باغات میں رہائش دو اور پھر ملائکہ سے کہا جائے گا انہیں میری حمد و ثناء سناؤ اور انہیں بتاؤ انہیں نہ کوئی خوف ہے اور نہ یہ غمگین ہوں گے۔

امام دینوری رحمہ اللہ نے مجالسہ میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قیامت کے روز ایک ندا کرنے والا ندا

1 تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 34، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً

کرے گا وہ لوگ کہاں ہیں جو اپنی آرزوں اور کانوں کو لہو ولعب اور شیاطین کے آلات سے دور رکھتے تھے؟ اللہ تعالیٰ انہیں جنت میں مسک کے باغات میں ٹھہرائے گا۔ ملائکہ سے فرمائے گا میرے بندوں کو میری حمد اور شان سناؤ انہیں بتاؤ کہ اب ان پر کوئی خوف نہیں اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے۔

امام دیلمی رحمہ اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا اللہ تعالیٰ فرمائے گا وہ لوگ کہاں ہیں جو اپنے کانوں اور اپنی آنکھوں کو شیطان کے آلات موسیقی سے بچایا کرتے تھے۔ انہیں الگ کردو۔ انہیں مسک اور عنبر کی کتابوں میں الگ کردیا جائے گا۔ پھر ملائکہ سے کہا جائے گا انہیں میری تسبیح تحمید اور تہلیل سناؤ۔ تو وہ فرشتے ایسی آوازوں سے اللہ تعالیٰ کی تسبیح کریں گے جیسی سننے والوں نے نہیں سنی ہوگی۔

امام ابن ابی الدنیا اور ضیاء مقدسی رحمہما اللہ دونوں نے صفۃ الجنۃ میں صحیح سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جنت میں ایک تنے پر درخت ہوگا جس کے سائے میں ایک تیز سوار سوسال تک چلتا رہے گا، جنتی، بالا خانوں والے اور دوسرے لوگ نکلیں گے اس کے سائے میں باتیں کریں گے۔ ان میں بعض خواہش کریں گے اور دنیا کے لہو ولعب کا ذکر کریں گے اللہ تعالیٰ جنت سے ایک ہوا بھیجے گا تو وہ درخت دنیا کے ہر لہو ولعب کے ساتھ حرکت کرے گا۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن سابط رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جنت میں ایک درخت ہے، اللہ تعالیٰ نے کوئی اچھی آواز پیدا نہیں کی مگر وہ اس میں ہوگی۔ وہ جنتیوں کو لذت وسرور بخشے گی۔

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے ''نوادر الاصول'' میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک ایسا آدمی ہوں جسے اچھی آواز بہت پسند ہے، کیا جنت میں اچھی آواز ہوگی؟ فرمایا کیوں نہیں۔ مجھے قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! اللہ تعالیٰ جنت میں موجود ایک درخت کی طرف وحی کرے گا کہ میرے ان بندوں کو سناؤ جو دنیا میں آلات لہو ولعب سے محض میری عبادت اور ذکر کی وجہ سے بے نیاز رہے۔ وہ تسبیح وتقدیس کی ایسی آواز بلند کرے گا جیسی مخلوقات نے کبھی نہ سنی ہوگی۔

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے گانا گانے والی کی آواز سنی اسے جنت میں روحانیین کی آواز سننے کی اجازت نہ دی جائے گی۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم روحانیین کیا ہیں؟ فرمایا اہل جنت کے قاری۔

امام خطیب رحمہ اللہ نے المتفق والمفترق میں حضرت سعید بن ابی سعید حارثی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جنت میں بانس کے ایسے جنگل ہیں جن پر موتی لگے ہوں گے۔ جب جنتی آواز سننے کی خواہش کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان جنگلوں پر آواز بھیجے گا۔ تو وہ جس آواز کی خواہش کریں گے وہ جنگل ان پر ایسی آواز ہی لائے گا۔ واللہ اعلم۔

فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَ حِيْنَ تُصْبِحُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَ لَهُ الْحَمْدُ فِي

السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ عَشِیًّا وَّ حِیْنَ تُظْهِرُوْنَ ﴿۱۸﴾ یُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَ یُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ وَ یُحْیِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ وَ كَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ﴿۱۹﴾

''سو پاکی بیان کرو اللہ تعالیٰ کی جب تم شام کرو اور جب تم صبح کرو۔ اور اسی کے لیے ساری تعریفیں ہیں آسمانوں میں اور زمین میں، نیز (پاکی بیان کرو) سہ پہر کو اور جب تم دوپہر کرتے ہو۔ نکالتا ہے زندہ کو مردہ سے اور نکالتا ہے مردہ کو زندہ سے اور زندہ کرتا ہے زمین کو اس کے مردہ ہونے کے بعد اور یونہی (قبروں سے) تمہیں نکالا جائے گا''

امام فریابی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وقت میں سے ادنی وقت وہ ہے جو صبح اور شام ہے۔ پھر اس آیت فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ وَ حِیْنَ تُصْبِحُوْنَ کی تلاوت کی۔

امام عبدالرزاق، فریابی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور حاکم نے حضرت ابورزین سے روایت نقل کی ہے (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) کہ نافع بن ازرق حضرت ابن عباس کے پاس آئے۔ عرض کی کیا آپ قرآن میں پانچ نمازیں پاتے ہیں؟ فرمایا ہاں۔ تو آپ نے یہ آیت تلاوت کی فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ یعنی مغرب کی نماز وَ حِیْنَ تُصْبِحُوْنَ صبح کی نماز وَ عَشِیًّا عصر کی نماز، حِیْنَ تُظْهِرُوْنَ ظہر کی نماز، پھر پڑھا وَ مِنْۢ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ (نور:58)(1)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت نماز کے اوقات کو جامع ہے۔ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ یہ مغرب وعشاء کو، وَ حِیْنَ تُصْبِحُوْنَ صبح کو وَ عَشِیًّا عصر کو حِیْنَ تُظْهِرُوْنَ ظہر کو۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔(3)

امام احمد، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن سنی نے ''عمل یوم ولیلۃ'' میں طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دعوات میں حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں کیا میں تجھے یہ نہ بتاؤں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو اپنا خلیل کیوں بنایا؟ فرمایا کیونکہ وہ صبح وشام یہ کہا کرتے تھے فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ وَ حِیْنَ تُصْبِحُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَ لَهُ الْحَمْدُ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ عَشِیًّا وَّ حِیْنَ تُظْهِرُوْنَ۔

امام ابوداؤد، طبرانی، ابن سنی اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں جس نے صبح کے وقت یہ کہا فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ وَ حِیْنَ تُصْبِحُوْنَ........ وَ كَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ تو اس کے دن میں جو فوت ہوا اس کو اس نے پالیا اور جس نے رات کے وقت یہ کہا تو رات میں اس سے جو چیز فوت ہوئی اس کو اس نے پالیا۔

امام ابن مردویہ نے اور خرائطی رحمہما اللہ نے مکارم الاخلاق میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے صبح کے وقت ایک ہزار دفعہ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ پڑھا تو اس نے اپنا آپ اللہ تعالیٰ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 35، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 36
3۔ ایضاً

کے ہاں بیچ دیا اس کا آخری دن جہنم سے آزادی کا دن ہوگا۔

امام ابن ماجہ نے اپنی تفسیر میں، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر نے عرض کی جہاں تک حمد کا تعلق ہے ہم نے اسے پہچان لیا ہے کیونکہ لوگ ایک دوسرے کی تعریف کرتے ہیں اور لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کو بھی ہم نے پہچان لیا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے سوا جھوٹے معبودوں کی عبادت کی جاتی ہے۔ جہاں تک اللہ اکبر کا تعلق ہے نمازی اسے کہتا ہے یہ ''سبحان اللہ'' کیا ہے؟ قوم کے ایک آدمی نے کہا اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ حضرت عمر نے کہا عمر تو بد بخت ہوگیا کہ اسے یہ بھی پتہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ اسے جانتا ہے۔ حضرت علی نے فرمایا اے امیر المومنین! یہ ایک ایسا اسم ہے جس کا حاصل کرنا مخلوقات پر ممنوع ہے اسی کی طرف مخلوق پناہ لیتی ہے۔ اسے اس نام سے یاد کیا جائے اسے سب سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ تو حضرت عمر نے فرمایا ہاں بات ایسی ہی ہے۔

امام احمد، حاکم اور ضیاء رحمہما اللہ نے حضرت ابو سعید خدری اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے کلام میں سے چار چیزوں کو پسند فرمایا سبحان اللہ، الحمد للہ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور اللہ اکبر جس نے سبحان اللہ کہا تو اس کے لیے بیس نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں، بیس گناہ گرا دیے جاتے ہیں، جس نے اللہ اکبر کہا اس کے لیے بھی ایسا ہی ہے، جس نے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا اس کے لیے بھی ایسے ہی ہے، جس نے اپنے دل سے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ کہا اس کے لیے تیس نیکیاں ہیں اور اس سے تیس گناہ گرا دیے جاتے ہیں۔ (1)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جس نے ان آیات کو پڑھا تو اس کے اس دن اور رات میں کوئی چیز فوت نہیں ہوگی اور اس کے دن اور رات میں سے جو فوت ہوا ہے وہ اسے پالے گا۔

وَ مِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَاۤ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ ۝۲۰ وَ مِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْۤا اِلَيْهَا وَ جَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّ رَحْمَةً ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝۲۱ وَ مِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَ اَلْوَانِكُمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْعٰلِمِيْنَ ۝۲۲ وَ مِنْ اٰيٰتِهٖ مَنَامُكُمْ بِالَّيْلِ وَ النَّهَارِ وَ ابْتِغَآؤُكُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ۝۲۳ وَ مِنْ اٰيٰتِهٖ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّ طَمَعًا وَّ يُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَيُحْيٖ بِهِ

1۔ مستدرک حاکم، کتاب الدعاء، جلد 1، صفحہ 693 (1886)، دار الکتب العلمیہ بیروت

الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَاۗءُ وَالْاَرْضُ بِاَمْرِهٖ ۭ ثُمَّ اِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً ڰ مِّنَ الْاَرْضِ ڰ اِذَآ اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ ۝ وَلَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ۝

''اوراس کی (قدرت کی) نشانیوں میں سے (ایک یہ) ہے کہ اس نے پیدا کیا تمہیں مٹی سے پھر تم اچانک بشر بن کر (زمین میں) پھیل رہے ہو۔ اوراس کی (قدرت کی) ایک نشانی یہ ہے کہ اس نے پیدا فرمائیں تمہاری جنس سے بیویاں تا کہ تم سکون حاصل کرو ان سے اور پیدا فرمادیئے تمہارے درمیان محبت اور رحمت (کے جذبات) بیشک اس میں بہت نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو غور وفکر کرتے ہیں۔ اوراس کی نشانیوں میں سے آسمانوں اورزمین کی تخلیق ہے نیز تمہاری زبانوں اور رنگوں کا اختلاف۔ بیشک اس میں بھی نشانیاں ہیں اہل علم کے لیے۔ اوراس کی نشانیوں میں سے تمہارا سونا رات کے وقت اوردن کے وقت تمہارا تلاش کرنا اس کے فضل کو۔ بلاشبہ اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو (غور سے) سنتے ہیں۔ اوراس کی (قدرت کی) نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ وہ دکھاتا ہے تمہیں بجلی ڈرانے اور امید دلانے کے لیے اور اتارتا ہے آسمان سے پانی اور زندہ کرتا ہے اس سے زمین کو اس کی موت کے بعد۔ یقیناً اس میں بہت سی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو عقلمند ہیں۔ اوراس کی قدرت کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ قائم ہے آسمان اورزمین اس کے حکم سے۔ پھر جب بلائے گا تمہیں زمین سے تو تم فوراً باہر نکل آؤ گے۔ اوراسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اورزمین میں ہے۔ سب اس کے تابع فرمان ہیں۔''

ابن منذر نے ابن جریج سے یہ قول نقل کیا ہے کہ قرآن حکیم میں جو چیز بھی ہے وہ آیات ہیں۔ انہیں کی مدد سے تم اللہ تعالیٰ کو پہچانو گے۔ تم اس کا دیدار نہیں کرسکو گے کہ دیدار کرکے اسے پہچانو۔ بلکہ تم اس کی آیات اور مخلوقات کے ذریعے اسے پہچانو گے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ حضرت آدم کو مٹی سے پیدا کیا گیا ثُمَّ اِذَآ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ یعنی حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد اور اَزْوَاجًا سے مراد حضرت حوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت حوا کو حضرت آدم علیہ السلام کی ایک پسلی سے پیدا کیا۔ (1)

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری سے مَّوَدَّةً کا معنی جماع اور وَّرَحْمَةً کا معنی اولاد نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَاۗءُ وَالْاَرْضُ بِاَمْرِهٖ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ دونوں اللہ کے حکم سے قائم ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں آسمان سے بلائے گا تو وہ زمین سے نکل آئیں گے۔ (2)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 38، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 41

امام ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے اِذَآ اَنۡتُمۡ تَخۡرُجُوۡنَ یعنی تم قبروں سے نکلو گے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ازہر بن عبداللہ جزاری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے: جب کسی مصیبت زدہ کو پکڑتے تو یہ آیت وَمِنۡ اٰیٰتِہٖ...... اَنۡتُمۡ تَخۡرُجُوۡنَ پڑھتے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس سے کُلٌّ لَّہٗ قٰنِتُوۡنَ کا یہ معنی نقل کیا ہے سب اس کے اطاعت گزار ہیں یعنی زندگی، دوبارہ اٹھانے اور موت میں۔ اس کے علاوہ عبادت کے معاملہ میں وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانیاں کرتے ہیں۔(1) واللہ اعلم۔

وَهُوَ الَّذِیۡ یَبۡدَؤُا الۡخَلۡقَ ثُمَّ یُعِیۡدُهٗ وَهُوَ اَهۡوَنُ عَلَیۡهِ ؕ وَلَهُ الۡمَثَلُ الۡاَعۡلٰی فِی السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ۚ وَهُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ﴿۲۷﴾

"اور وہی ہے جو تخلیق کی ابتدا کرتا ہے پھر (فنا کرنے کے بعد) اسے دوبارہ بنائے گا اور یہ آسان تر ہے اور اسی کے لیے برتر شان ہے آسمانوں اور زمین میں اور وہی سب پر غالب حکمت والا ہے۔"

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن انباری رحمہم اللہ نے مصاحف میں حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ کفار نے اس بات پر تعجب کا اظہار کیا کہ اللہ تعالیٰ مردوں کو زندہ فرمائے گا تو یہ آیت نازل ہوئی یعنی مخلوق کو دوبارہ اٹھانا اسے پہلی دفعہ پیدا کرنے سے زیادہ آسان ہے۔(2)

آدم بن ابی ایاس، فریابی، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن انباری اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں مجاہد سے یہ تفسیر نقل کی ہے: دوبارہ اٹھانا اس پر پہلی دفعہ پیدا کرنے سے زیادہ آسان ہے اور پہلی دفعہ پیدا کرنا اس پر آسان ہے۔(3)

ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے اَهۡوَنُ کا معنی ایسر نقل کیا ہے یعنی وہ زیادہ آسان ہے۔(4)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے: تمہاری عقلوں میں ایک شے کو دوسری شے کی طرف لوٹانا زیادہ آسان ہے بنسبت اس کے کہ ایسی شے کی طرف ابتدا کی جائے جو نہ تھی۔

امام ابن انباری رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مخلوق کے لیے اعادہ آسان ہوگا کیونکہ وہ قیامت کے روز اسے فرمائے گا کن فیکون جبکہ انسان کی پیدائش نطفہ سے پھر جمے ہوئے خون کی صورت میں اور پھر گوشت کے لوتھڑا کی صورت میں ہوتی ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے سب آسان ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وَلَهُ الۡمَثَلُ الۡاَعۡلٰی ایسے ہی ہے جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَیۡسَ کَمِثۡلِهٖ شَیۡءٌ (الشوریٰ:11)(5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 43، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 43 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً 5۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 45

امام عبدالرزاق اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وَ لَهُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى کا مطلب ہے لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی گواہی دینا۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وَ لَهُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى ایسے ہی ہے جیسے لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے یعنی اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔(1)

ضَرَبَ لَكُمْ مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ ؕ هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ شُرَكَآءَ فِيْ مَا رَزَقْنٰكُمْ فَاَنْتُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ تَخَافُوْنَهُمْ كَخِيْفَتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۞۲۸ بَلِ اتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْۤا اَهْوَآءَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ فَمَنْ يَّهْدِيْ مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ؕ وَ مَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۞۲۹

"اللہ تعالیٰ بیان کرتا ہے تمہارے لیے ایک مثال تمہارے ہی حالات میں سے۔(یہ بتاؤ) کیا تمہارے غلام تمہارے حصہ دار ہوتے ہیں اس مال میں جو ہم نے تم کو عطا فرمایا ہے۔ یوں کہ تم (اور وہ) اس میں برابر کے حصہ دار بن جاؤ۔ حتیٰ کہ تم ڈرنے لگو ان سے جیسے تم ڈرتے ہو آپس میں ایک دوسرے سے۔ یوں ہم کھول کر بیان کرتے ہیں اپنی (نشانیاں) اس قوم کے لیے جو عقلمند ہے۔ بلکہ پیروی کرتے رہے ظالم اپنی (نفسانی) خواہشات کی بغیر کسی دلیل کے۔ پس کون ہدایت دے سکتا ہے جسے (پیہم نافرمانی کے باعث) اللہ تعالیٰ گمراہ کردے۔ اور ان لوگوں کا کوئی مددگار نہیں۔"

امام طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مشرک اس طرح تلبیہ کہتے تھے لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ اِلَّا شَرِيْكَ هُوَ لَكَ تَمْلِكُهٗ وَمَامَلَكَ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔(2)

ابن جریر نے حضرت ابن عباس سے هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ یہ معبودوں کے بارے میں ہے۔ اس بارے میں وہ ارشاد فرماتا ہے تم ان سے ڈرتے ہو کہ وہ تمہارے وارث بنیں جیسے تم ایک دوسرے کے وارث بنتے ہو۔(3)

امام عبدالرزاق، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ مثال ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے بیان فرمائی ہے جو مخلوقات میں سے کسی چیز کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک کرتا ہے۔ وہ ارشاد فرماتا ہے کیا تم میں سے کوئی ایک بھی ایسا ہے جو اپنے غلام کو اپنے مال، اپنی جان، بستر اور بیوی میں شریک کرے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ اس

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 45، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ مجمع الزوائد، جلد 3، صفحہ 506، دارالفکر بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 46

بات کو پسند نہیں فرماتا کوئی مخلوقات میں سے اس کا شریک ٹھہرائے۔

فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ؕ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ؕ لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۙ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۰﴾

''پس آپ کرلیں اپنا رخ دین (اسلام) کی طرف پوری یکسوئی سے۔(مضبوطی سے پکڑلو) اللہ کے دین کو جس کے مطابق اس نے لوگوں کو پیدا فرمایا ہے۔کوئی ردوبدل نہیں ہوسکتا اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں۔یہی سیدھا دین ہے لیکن اکثر لوگ (اس حقیقت کو) نہیں جانتے۔''

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اس سے مراد دین اسلام ہے۔ لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ یعنی اللہ تعالیٰ کے دین میں کوئی تبدیلی نہیں۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت عکرمہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ فِطْرَتَ اللّٰهِ سے مراد اسلام ہے۔(2)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ کا وہ دین جس پر اس نے مخلوقات کو پیدا فرمایا۔

امام حکیم نے نوادر الاصول میں حضرت مکحول سے روایت نقل کی ہے کہ فِطْرَتَ سے مراد اللہ تعالیٰ کی معرفت ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ کے دین میں کوئی تبدیلی نہیں اور الدِّيْنُ الْقَيِّمُ سے مراد مضبوط فیصلہ ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت حماد بن عمر صفار رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت قتادہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے حضرت انس بن مالک نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ فِطْرَتَ اللّٰهِ سے مراد دین اسلام ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر نے انہیں فرمایا اس امت کا قوام کیا ہے تو حضرت معاذ نے کہا تین چیزیں ہیں جو نجات دینے والی ہیں (۱) اخلاص: یہ وہ فطرت ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو پیدا فرمایا ہے۔(۲) نماز: یہی ملت ہے۔(۳) طاعت: یہی عصمت ہے۔حضرت عمر نے فرمایا تو نے سچ کہا۔(3)

امام ابن جریر نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ لِخَلْقِ اللّٰهِ سے مراد اللہ کا دین ہے۔(4)

امام ابن جریر نے حضرت عکرمہ، قتادہ، ضحاک، ابراہیم اور ابن زید رحمہم اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔(5)

امام بخاری، امام مسلم، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر بچہ فطرت پر پیدا کیا جاتا ہے، اس کے والدین اسے یہودی بنا دیتے ہیں، اسے

1۔تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 48 | 2۔ایضاً | 3۔ایضاً
4۔ایضاً، جلد 21، صفحہ 49 | 5۔ایضاً

نصرانی بناتے ہیں اور اسے مجوسی بناتے ہیں جس طرح ایک مادہ مکمل بچے کو جنم دیتی ہے، کیا تم اس میں کسی چیز کو کٹا ہوا دیکھتے ہو؟ پھر حضرت ابو ہریرہ کہتے اگر چاہو تو پڑھ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ۔(1)

امام مالک، ابو داؤد اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ بچے کو فطرت پر پیدا کیا جاتا ہے، اس کے والدین اسے یہودی اور نصرانی بناتے ہیں۔ جس طرح اونٹنی ایک مکمل بچے کو جنم دیتی ہے، کیا تم اس میں کوئی اعضاء کٹا دیکھتے ہو؟ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بارے میں بتایئے جو اس وقت مر گیا جبکہ وہ چھوٹا تھا؟ فرمایا اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو کچھ وہ کرنے والا تھا۔

امام عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ، امام احمد، امام نسائی، حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت اسود بن سریع رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر خیبر کی طرف بھیجا۔ انہوں نے مشرکوں سے جنگ کی تو ان سے بچے بھی قتل ہو گئے۔ جب مسلمان لشکر واپس آیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بچوں کو قتل کرنے پر تمہیں کس چیز نے برانگیختہ کیا ہے؟ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ مشرکوں کے بچے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا هَلْ خِیَارُكُمْ اِلَّا اَوْلَادُ الْمُشْرِكِیْنَ تم میں سے بہترین مشرکوں کی اولاد ہیں۔ قسم ہے مجھے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے یہاں تک کہ اس کی زبان اس کے بارے میں اظہار کرتی ہے۔

مُنِیْبِیْنَ اِلَیْهِ وَاتَّقُوْهُ وَ اَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَ لَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ﴿۳۱﴾ مِنَ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَهُمْ وَ كَانُوْا شِیَعًا ؕ كُلُّ حِزْبٍۭ بِمَا لَدَیْهِمْ فَرِحُوْنَ ﴿۳۲﴾ وَ اِذَا مَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ دَعَوْا رَبَّهُمْ مُّنِیْبِیْنَ اِلَیْهِ ثُمَّ اِذَاۤ اَذَاقَهُمْ مِّنْهُ رَحْمَةً اِذَا فَرِیْقٌ مِّنْهُمْ بِرَبِّهِمْ یُشْرِكُوْنَ ﴿۳۳﴾ لِیَكْفُرُوْا بِمَاۤ اٰتَیْنٰهُمْ ؕ فَتَمَتَّعُوْا ٚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۴﴾ اَمْ اَنْزَلْنَا عَلَیْهِمْ سُلْطٰنًا فَهُوَ یَتَكَلَّمُ بِمَا كَانُوْا بِهٖ یُشْرِكُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَ اِذَاۤ اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً فَرِحُوْا بِهَا ؕ وَ اِنْ تُصِبْهُمْ سَیِّئَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْهِمْ اِذَا هُمْ یَقْنَطُوْنَ ﴿۳۶﴾ اَوَ لَمْ یَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَ یَقْدِرُ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ﴿۳۷﴾ فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَ الْمِسْكِیْنَ وَ

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، کتاب القدر، باب معنی کل مولود ولد علی الفطرة، جلد 16، صفحہ 169 (2658)، دار الکتب العلمیہ بیروت

ابْنَ السَّبِيْلِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ ۡ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝۳۸ وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَا۠ فِيْٓ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ ۝۳۹ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ۭ هَلْ مِنْ شُرَكَاۗىِٕكُمْ مَّنْ يَّفْعَلُ مِنْ ذٰلِكُمْ مِّنْ شَيْءٍ ۭ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝۴۰

"(اے غلامان مصطفیٰ تم بھی اپنا رخ اسلام کی طرف کرلو) اللہ کی طرف رجوع کرتے ہوئے اور ڈرو اس سے اور قائم کرو نماز کو اور نہ ہو جاؤ (ان) مشرکوں میں سے جنہوں نے پارہ پارہ کردیا اپنے دین کو اور خود گروہ گروہ ہو گئے۔ ہر گروہ جو اس کے پاس ہے اسی پر خوش ہے اور جب پہنچتی ہے لوگوں کو کوئی تکلیف تو پکارنے لگتے ہیں اپنے رب کو رجوع کرتے ہوئے اس کی طرف پھر جب (ان کی فریاد کو قبول فرما کر) چکھاتا ہے انہیں رحمت اپنی جناب سے تو یکایک ایک گروہ ان میں سے اپنے رب کے ساتھ شرک کرنے لگتا ہے۔ (اچھا!) ناشکری کرلیں اس نعمت کی جو ہم نے دی ہے انہیں پس (اے ناشکرو!) لطف اٹھالو تمہیں (اس کا انجام) معلوم ہو جائے گا۔ کیا ہم نے اتاری ہے ان پر کوئی دلیل۔ پس وہ گواہی دیتی ہے اس شرک کی (سچائی) کی جو وہ کرتے ہیں۔ اور جب ہم چکھاتے ہیں لوگوں کو رحمت (کا مزہ) تو وہ اس پر پھولے نہیں سماتے اور اگر پہنچتی ہے انہیں کوئی تکلیف بوجہ ان کرتوتوں کے جو آگے بھیجے ہیں ان کے ہاتھوں نے تو وہ مایوس ہو جاتے ہیں۔ کیا انہوں نے (بارہا) مشاہدہ نہیں کیا کہ اللہ تعالیٰ کشادہ کردیتا ہے رزق کو جس کے لیے چاہتا ہے اور تنگ کردیتا ہے (جس کے لیے چاہتا ہے) بلاشبہ اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو ایمان لے آئے ہیں۔ پس دو رشتہ دار کو اس کا حق نیز مسکین اور مسافر کو۔ یہ بہتر ہے ان لوگوں کے لیے جو رضائے الٰہی کے طلب گار ہیں اور وہی لوگ دونوں جہانوں میں کامیاب ہوں گے۔ اور جو روپیہ تم دیتے ہو بیاج پر تاکہ وہ بڑھتا رہے لوگوں کے مالوں میں (سن لو!) اللہ کے نزدیک یہ نہیں بڑھتا اور جو زکوٰۃ تم دیتے ہو رضائے الٰہی کے طلب گار بن کر پس یہی لوگ ہیں (جو اپنے مالوں کو) کئی گنا کرلیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے تمہیں پیدا فرمایا پھر تمہیں رزق دیا پھر (مقرر وقت پر) تمہیں مارے گا پھر تمہیں زندہ کرے گا۔ کیا تمہارے (ٹھہرائے ہوئے) شریکوں میں بھی کوئی ہے جو کرسکتا ہو ان کاموں میں سے کوئی۔ پاک ہے اللہ تعالیٰ (ہر عیب سے) اور بلند ہے ان سے جنہیں یہ شریک ٹھہراتے ہیں۔"

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے قول نقل کیا ہے کہ مُنِيْبِيْنَ کا معنی ہے توبہ کرنے والے۔

عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَهُمْ سے مراد یہودی و نصاریٰ ہیں اور اَمْ اَنْزَلْنَا عَلَیْهِمْ سُلْطٰنًا سے مراد ہے کہ ہم نے ان پر کوئی ایسی دلیل نازل کی ہے جو انہیں اس بات کا حکم دیتی ہے۔(1)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: کیا ہم نے ان پر کوئی کتاب نازل کی ہے جو انہیں شرک کرنے کا کہتی ہے۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے اسی کی مثل قول نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ابْنَ السَّبِیْلِ سے مراد مہمان ہے۔ یہی وہ نیکی ہے جسے اللہ تعالیٰ قبول کرتا ہے اور انہیں دس گنا یا اس سے زائد عطا فرماتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَ مَاۤ اٰتَیْتُمْ مِّنْ رِّبًا کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ ربا کی دو قسمیں ہیں: ایک ربا میں کوئی حرج نہیں اور ایک ربا صحیح نہیں۔ وہ ربا جس میں کوئی حرج نہیں وہ آدمی کا دوسرے آدمی کو ہدیہ دینا ہے جس کے بدلے میں وہ زیادتی کا طالب ہو یا اس سے کئی گنا کا طالب ہو۔

امام ابن جریر نے ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آیت میں ربا سے مراد تحائف ہیں۔(3)

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آیت سے مراد ہے کہ انسان اپنا مال دے اور اس کے بدلے میں زیادہ کا خواہش مند ہو۔(4)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد وہ عطیہ ہے جو تم دیتے ہو تاکہ دنیا میں ہی اس کا بدلہ تمہیں دیا جائے، اس میں کوئی اجر نہیں ہے۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آیت میں جس ربا کا ہے وہ حلال ربا ہے۔ وہ یہ کہ تو کسی کو تحفہ دے اور بدلہ میں زیادہ کا ارادہ کرے۔ اس میں اس کے لیے نہ اجر ہوتا ہے اور نہ ہی گناہ ہوتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاص طور پر اس سے منع کیا گیا ہے وَ لَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ ﴿۶﴾ (المدثر)۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ ایک انسان کوئی چیز دیتا ہے تاکہ اس کے بدلہ میں کوئی چیز دی جائے اور زیادہ دی جائے۔ وہ تحفہ جو اللہ کی رضا کے لیے دیتا ہے اور ساتھی سے کسی اجر اور بدلہ کا طالب نہیں ہوتا تو یہ وہ عمل ہے جس کا اللہ تعالیٰ کئی گنا بدلہ عطا فرماتا ہے۔

عبد الرزاق، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مِّنْ زَكٰوةٍ سے مراد صدقہ ہے۔(5)

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَیْدِی النَّاسِ لِیُذِیْقَهُمْ بَعْضَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 50، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 52
3۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 54
4۔ ایضاً
5۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 56

الَّذِیْ عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ ﴿۴۱﴾ قُلْ سِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلُ ؕ كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّشْرِكِیْنَ ﴿۴۲﴾

”پھیل گیا ہے فساد بَرّ اور بحر میں بوجہ ان کرتوتوں کے جو لوگوں نے کیے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ چکھائے انہیں کچھ سزا ان کے (برے) اعمال کی شاید وہ باز آجائیں۔ (اے محبوب!) آپ (انہیں) فرمائیے سیر و سیاحت کرو زمین میں اور دیکھو کیسا انجام ہوا ان لوگوں کا جو ان سے پہلے گزرے، ان میں سے اکثر مشرک تھے“۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ بر اس خشک زمین کو کہتے ہیں جس کے قریب دریا نہ ہو اور بحر ان شہروں اور دیہاتوں کو کہتے ہیں جو دریا کے کناروں پر ہوں۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ برکت میں کمی بندوں کے اعمال کے باعث ہوتی ہے تاکہ وہ توبہ کریں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الْفَسَادُ سے مراد قحط سالی ہے۔ ان سے کہا گیا بارش کا کم ہونا سمندر کو تو کچھ نقصان نہیں دیتا۔ تو عکرمہ نے کہا جب بارش کم ہو جاتی ہے تو اس کی گہرائی میں کمی آجاتی ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت عطیہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ خشکی ہے اور یہ سمندر ہے، اس میں کیا فساد واقع ہوتا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا جب بارش کم ہو جاتی ہے تو گہرائی میں کمی آجاتی ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت زید بن رفیع سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ الْفَسَادُ سے مراد بارش کا نہ ہونا ہے۔ ان سے سوال کیا گیا سمندر میں اس سے کیا فساد ظاہر ہوتا ہے؟ کہا جب بارش نہ ہو تو سمندر کے جانور راندھے ہو جاتے ہیں۔

امام فریابی نے حضرت عکرمہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بر سے مراد بے آب و گیاہ جنگل اور بحر سے مراد بستیاں ہیں۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بر کو تو ہم نے پہچان لیا ہے تو بحر سے کیا مراد ہے؟ کہا عرب شہروں کو بحر کا نام دیتے ہیں۔(1)

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ فساد البر سے مراد انسان کا اپنے بھائی کو قتل کرنا ہے اور فساد البحر سے مراد یہ ہے کہ بارش کا زبردستی کشتیاں غصب کر لینا ہے۔(2)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بر اور بحر میں فساد یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے تھا۔ لوگوں میں سے رجوع کرنے والے لوگ آئے۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بر سے مراد وہ بستی ہے جو سمندر سے دور ہو جیسے مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ اور بحر سے مراد وہ بستی ہے جو سمند کے کنارے ہو جیسے کوفہ، بصرہ اور شام۔ اور بِمَا كَسَبَتْ اَیْدِی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 57، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 58 3۔ ایضاً

النَّاسِ سے مراد ان کے برے اعمال ہیں جو انہوں نے کیے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بحر سے مراد جزائر ہیں۔

ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ کا یہ معنی نقل کیا ہے شاید وہ توبہ کر لیں۔(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ شاید گناہوں سے توبہ کر لیں۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے اعمال خبیثہ کی وجہ سے زمین اور سمندر میں تباہی مچا دی۔ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ شاید ان کے بعد لوگ ان اعمال سے لوٹ آئیں۔(2)

فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ الْقَيِّمِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ يَوْمَئِذٍ يَّصَّدَّعُوْنَ ﴿٤٣﴾ مَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهٗ ۚ وَ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِاَنْفُسِهِمْ يَمْهَدُوْنَ ﴿٤٤﴾ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٤٥﴾ وَ مِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ يُّرْسِلَ الرِّيَاحَ مُبَشِّرٰتٍ وَّ لِيُذِيْقَكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَ لِتَجْرِيَ الْفُلْكُ بِاَمْرِهٖ وَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿٤٦﴾

"پس کر لو اپنا رخ اس دین قیم کی طرف اس سے پہلے کہ آ جائے وہ دن اللہ تعالیٰ کی طرف سے جسے ٹلنا نہیں اس روز یہ لوگ جدا جدا ہو جائیں گے۔ جس نے کفر کیا تو اس پر ہے کفر کا وبال اور جنہوں نے نیک عمل کیے تو وہ اپنے لیے ہی راہ ہموار کر رہے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ بدلہ دے انہیں جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اپنے فضل وکرم سے۔ بیشک وہ پسند نہیں کرتا کفار کو۔ اور اس کی قدرت کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ وہ بھیجتا ہے ہواؤں کو (بارش کا) مژدہ سناتے ہوئے نیز تاکہ وہ تمہیں چکھائے اپنی رحمت سے اور تاکہ چلیں کشتیاں اس کے حکم سے اور تاکہ تم طلب کرو اس کے فضل سے اور تاکہ تم شکر ادا کرو۔"

عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ دین قیم سے مراد اسلام ہے اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ سے مراد یوم قیامت ہے۔ يَوْمَئِذٍ يَّصَّدَّعُوْنَ کا معنی ہے ایک جماعت جنت میں اور ایک جماعت جہنم میں ہوگی۔(3)

ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے يَّصَّدَّعُوْنَ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ بکھر جائیں گے۔(4)

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ابن زید سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ اس دن جماعتوں میں بکھر جائیں گے اور یہ آیت پڑھی فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَهُمْ فِيْ رَوْضَةٍ يُّحْبَرُوْنَ ﴿١٥﴾ وَ اَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَلِقَآئِ الْاٰخِرَةِ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 59 2۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 58 3۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 60 4۔ ایضاً

فَاُولٰٓئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ ﴿۱۶﴾ (الروم) کہا یہ اس وقت ہوگا جب وہ تقسیم ہو کر جنت یا جہنم کی طرف جائیں گے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابونعیم نے ''حلیہ میں'' اور بیہقی رحمہم اللہ نے ''عذاب قبر'' میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے فَلِاَنْفُسِهِمْ يَمْهَدُوْنَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وہ قبر میں پہلوؤں کو درست کریں گے۔(2)

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ وہ ہواؤں کو بارش کی خوشخبری دینے والیاں بنا کر بھیجتا ہے۔ رحمت سے مراد بارش ہے۔ وَلِتَجْرِيَ الْفُلْكُ بِاَمْرِهٖ تا کہ کشتیاں سمندر میں اس کے حکم سے چلیں اور تا کہ تم کشتیوں میں تجارت کر کے اللہ تعالیٰ کا فضل چاہو۔(3)

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا ۭ وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۷﴾

''اور بیشک ہم نے بھیجے آپ سے پہلے پیغمبران کی قوموں کی طرف۔ پس وہ لے کر آئے ان کے پاس روشن دلیلیں۔ پس ہم نے بدلہ لیا ان سے جنہوں نے جرم کیے اور ہمارے ذمہ کرم پر ہے اہل ایمان کی امداد فرمانا۔''

امام ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا جو مسلمان بھی اپنے بھائی کی عزت کا دفاع کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ کرم پر لے لیا کہ قیامت کے روز اس سے جہنم کی آگ کو دور کرے۔ پھر اس آیت کی تلاوت کی۔

اَللّٰهُ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَيَبْسُطُهٗ فِي السَّمَآءِ كَيْفَ يَشَآءُ وَيَجْعَلُهٗ كِسَفًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ فَاِذَآ اَصَابَ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْهِمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمُبْلِسِيْنَ ﴿۴۹﴾ فَانْظُرْ اِلٰٓى اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ كَيْفَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۵۰﴾ وَلَئِنْ اَرْسَلْنَا رِيْحًا فَرَاَوْهُ مُصْفَرًّا لَّظَلُّوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ يَكْفُرُوْنَ ﴿۵۱﴾

''اللہ تعالیٰ ہی ہے جو بھیجتا ہے ہواؤں کو، پس وہ اٹھاتی ہیں بادل کو، پس اللہ تعالیٰ پھیلا دیتا ہے اسے آسمان پر جس طرح چاہتا ہے۔ اور کر دیتا ہے اسے ٹکڑے ٹکڑے۔ پھر تو دیکھتا ہے بارش کو کہ ٹپکنے لگتی ہے اس میں سے۔ پھر جب پہنچاتا ہے اسے جس کو چاہتا ہے اپنے بندوں سے اس وقت وہ خوشیاں منانے لگتے ہیں۔ اگر چہ وہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 60 2۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 61 3۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 62

بندے اس سے پہلے کہ ان پر بارش ہوتی مایوس ہو چکے تھے۔ پس (چشم ہوش سے) دیکھو رحمت الہٰی کی علامتوں کی طرف (تمہیں پتہ چلے گا) کہ وہ کیسے زندہ کرتا ہے زمین کو اسکے مردہ ہونے کے بعد۔ بیشک وہی خدا مردوں کو زندہ کرنے والا ہے۔ اور وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے۔ اور اگر ہم بھیج دیتے ایسی ہوا (جس کے اثر سے) وہ دیکھتے اپنے سرسبز کھیتوں کو کہ وہ زرد ہو گئے ہیں تو اسکے باوجود وہ کفر پر اڑے رہتے۔''

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے ''العظمہ'' میں حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہواؤں کو حکم دیتا ہے وہ بادلوں کو خافقین (آسمان کے کنارے جب وہ ملیں) کے درمیان سے لاتی ہیں، اسے نکالتی ہیں، پھر پھیلاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس آسمان میں جیسے چاہتا ہے پھیلا دیتا ہے۔ پانی بادل پر بہتا ہے۔ پھر اس کے بعد بادل بارش برساتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہوا بھیجتا ہے، وہ پانی کو بادل سے اٹھا لیتی ہے اور پانی کے ساتھ بادل کے پاس سے گزرتی ہے اسے نچوڑا جاتا ہے جیسے اونٹنی کو دھویا جاتا ہے۔ موسلا دھار بارش مشک کا منہ کھولنے کی طرح ہے مگر وہ جدا جدا ہوتی ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے فَيَبْسُطُهٗ فِي السَّمَآءِ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وہ اسے جمع کرتا ہے۔ پھر اسے ٹکڑے ٹکڑے بنا دیتا ہے۔ (1)

امام ابو یعلیٰ اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے ٹکڑے ٹکڑے بنا دیتا ہے، اس کے بعض کو بعض پر رکھتا ہے۔ تو دیکھے گا کہ بارش اس کے درمیان سے نکلتی ہے۔

امام فریابی رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے الْوَدْقَ کا معنی بارش نقل کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وَ يَجْعَلُهٗ كِسَفًا آسمان کے نیچے آسمان بنا دیا ہے اور لَمُبْلِسِيْنَ کا معنی ہے وہ مایوس تھے۔

فَاِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَ لَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ﴿۵۲﴾ وَ مَاۤ اَنْتَ بِهٰدِ الْعُمْيِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ؕ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۵۳﴾

''پس آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے اور نہ آپ بہروں کو سنا سکتے ہیں اپنی پکار (خصوصاً) جب وہ پیٹھ پھیر کر جا رہے ہوں۔ اور نہ آپ ہدایت دے سکتے ہیں اندھوں کو ان کی گمراہی سے۔ آپ نہیں سنا سکتے مگر انہیں جو ایمان لائے ہماری آیتوں پر پس وہ گردن جھکائے ہوئے ہیں۔''

امام مسلم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 63، دار احیاء التراث العربی بیروت

غزوۂ بدر کے مشرک مقتولوں کو چند دن اسی طرح رہنے دیا یہاں تک کہ ان کے جسم گلنے سڑنے لگے۔ پھر حضور ﷺ ان کے پاس آئے اور انہیں ندا کرنے لگے فرمایا اے امیہ بن خلف، اے ابوجہل بن ہشام، اے عتبہ بن ربیعہ! کیا تمہارے رب نے تمہارے ساتھ جو وعدہ کیا تھا اسے تم نے سچا پایا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی آواز کو سنا اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے، عرض کی یارسول اللہ! ﷺ آپ ﷺ انہیں تین دن کے بعد آواز دے رہے ہیں کیا وہ آواز (1) سنتے ہیں؟ جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَاِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى۔ حضور ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! تم ان سے زیادہ سننے والے نہیں لیکن وہ جواب دینے کی طاقت نہیں رکھتے۔ (2)

امام بخاری، امام مسلم، امام نسائی، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ بدر کی کھائی پر کھڑے ہوئے پوچھا کیا تم نے اپنے رب کے وعدہ کو سچا پایا؟ پھر فرمایا بیشک وہ اب اس کو سن رہے ہیں جو میں انہیں کہہ رہا ہوں۔ یہ بات حضرت عائشہ صدیقہ سے کی گئی تو حضرت عائشہ صدیقہ نے کہا نبی کریم ﷺ نے فرمایا بیشک اب وہ جانتے ہیں کہ جو میں انہیں کہتا تھا وہ حق ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی فَاِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى۔ (3)

امام احمد، امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، امام ترمذی اور امام نسائی نے قتادہ کے واسطہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے لیے حضرت انس بن مالک نے حضرت ابوطلحہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے قریش کے چوبیس سرداروں کے بارے میں حکم دیا تو انہیں بدر کے انتہائی بدحال کنویں میں پھینک دیا گیا۔ حضور ﷺ کا معمول مبارک تھا جب کسی قوم پر فتح پاتے تو تین دن تک کھلی جگہ ٹھہرتے۔ جب بدر میں تیسرا دن ہوا تو سواری تیار کرنے کا حکم دیا تو اس پر کجاوہ کس دیا گیا۔ پھر آپ کے صحابہ بھی آپ کے پیچھے ہو لیے۔ صحابہ نے کہا آپ ﷺ قضائے حاجت کے لیے جا رہے ہیں یہاں تک کہ آپ کنویں کے کنارے کھڑے ہو گئے۔ حضور ﷺ انہیں ان کے اپنے اور ان کے آباء کے ناموں سے پکارنے لگے۔ اے فلاں بن فلاں! اے فلاں بن فلاں! کیا تمہیں یہ بات خوش کرتی کہ تم نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی ہوتی۔ اللہ تعالیٰ نے ہم سے جو وعدہ کیا اسے ہم نے حق پایا ہے، کیا اللہ تعالیٰ نے تم سے جو وعدہ کیا تھا اسے بھی سچا پایا ہے؟ حضرت عمر نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ! آپ تو ایسے جسموں سے گفتگو کر رہے ہیں جن میں روحیں ہی نہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو میں کہتا ہوں وہ تمہاری بنسبت اسے زیادہ سنتے ہیں۔ قتادہ نے کہا اللہ تعالیٰ نے انہیں زندہ کیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں حضور ﷺ کی بات سنائی۔ مقصود شرمندہ کرنا۔ ان کی حقارت بیان کرنا، سزا دینا، حسرت کا اظہار کرنا اور شرمندہ کرنا تھا۔ (4)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ حضرت کلبی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابوصالح رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ

1۔ آیت میں موتی سے مراد مردہ دل ہیں تفسیر خازن النمل میں ہے یعنی موتی القلوب وہم الکفار علامہ بغوی نے کہا الکفار اور علامہ قرطبی نے کہا موتی القلوب جن کے دل مردہ ہیں۔ آج کل سماع موتی پر جو بحث جاری ہے اس کے بارے میں حضور ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری نے تفسیر ضیاء القرآن میں اس آیت کے ضمن میں خوبصورت مقالہ تحریر کیا ہے، اس کی طرف رجوع کیجیے۔

2۔ صحیح مسلم، باب عرض المقعد علی المیت، جلد 2، صفحہ 387، قدیمی کتب خانہ کراچی　　3۔ صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 567، قدیمی کتب خانہ کراچی

4۔ صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 566، قدیمی کتب خانہ کراچی

عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں کہ یہ آیت اس بارے میں نازل ہوئی کہ نبی کریم ﷺ نے اہل بدر کو ندا کی تھی۔

اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضُعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ ضُعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ ضُعْفًا وَّ شَیْبَةً ؕ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ ۚ وَ هُوَ الْعَلِیْمُ الْقَدِیْرُ ۝۵۴

"اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے تمہیں (ابتداء میں) کمزور پیدا فرمایا پھر عطا کی (تمہیں) کمزوری کے بعد قوت پھر قوت کے بعد کمزوری اور بڑھاپا دے دیا۔ پیدا کرتا ہے جو چاہتا ہے اور وہی سب کچھ جاننے والا بڑی قدرت والا ہے"۔

امام سعید بن منصور، امام احمد، ابو داؤد، امام ترمذی (جبکہ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے)، ابن منذر، طبرانی، شیرازی نے "القاب" میں، دارقطنی نے "افراد" میں، ابن عدی، حاکم، ابونعیم نے "حلیہ" میں، ابن مردویہ اور خطیب رحمہم اللہ نے "تالی التلخیص" میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ پر اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضَعْفٍ پڑھا تو حضور ﷺ نے فرمایا اے بیٹے! یہ من ضُعفٍ ہے۔

امام خطیب نے حضرت ابن عمر سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضُعْفٍ پڑھا۔

ابن مردویہ نے حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ سورۂ روم میں اس لفظ کو ضُعفٍ پڑھتے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ من ضعف سے مراد نطفہ ہے اور مِنْۢ بَعْدِ ضُعْفٍ قُوَّةً میں ضُعْفٍ سے مراد بڑھاپا ہے اور شَیْبَةً سے مراد سر کے بالوں کا سیاہ و سفید ہونا ہے۔(1)

وَ یَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ یُقْسِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ۙ۬ مَا لَبِثُوْا غَیْرَ سَاعَةٍ ؕ كَذٰلِكَ كَانُوْا یُؤْفَكُوْنَ ۝۵۵ وَ قَالَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَ الْاِیْمَانَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ اِلٰی یَوْمِ الْبَعْثِ ۫ فَهٰذَا یَوْمُ الْبَعْثِ وَ لٰكِنَّكُمْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝۵۶ فَیَوْمَئِذٍ لَّا یَنْفَعُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مَعْذِرَتُهُمْ وَ لَا هُمْ یُسْتَعْتَبُوْنَ ۝۵۷ وَ لَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ؕ وَ لَىِٕنْ جِئْتَهُمْ بِاٰیَةٍ لَّیَقُوْلَنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُبْطِلُوْنَ ۝۵۸ كَذٰلِكَ یَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝۵۹ فَاصْبِرْ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 66، دار احیاء التراث العربی بیروت

اِنَّ وَعۡدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلَا يَسۡتَخِفَّنَّكَ الَّذِيۡنَ لَا يُوۡقِنُوۡنَ ﴿۶۰﴾

''اور جس روز قیامت قائم ہوگی قسمیں اٹھائیں گے مجرم کہ نہیں ٹھہرے وہ (دنیا میں) مگر ایک گھڑی۔ یونہی وہ (پہلے بھی) غلط بیانی کیا کرتے تھے۔ اور کہیں گے وہ لوگ جنہیں علم اور ایمان دیا گیا (انہیں) کہ تم ٹھہرے رہے ہو نوشتہ الٰہی کے مطابق روز حشر تک۔ پس یہ (آ گیا) ہے یوم محشر لیکن تم نہیں جانتے تھے۔ پس اس دن نہ نفع دے گی ظالموں کو ان کی عذر خواہی اور نہ انہیں اجازت ہوگی۔ توبہ کر کے اللہ کو راضی کر لیں۔ اور بیشک ہم نے بیان فرمائی ہے لوگوں (کے بھلے) کے لیے اس قرآن میں ہر قسم کی مثال۔ اور اگر آپ لے آئیں ان کے پاس کوئی نشانی تو (جواباً) یہی کہیں گے وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا نہیں ہو تم مگر باطل پرست۔ یونہی مہر لگا دیتا ہے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے دلوں پر جو (حق کو) نہیں جانتے۔ سو آپ صبر فرمائیں بیشک اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے اور آپ کو پھسلا نہ دیں (راہ حق سے) وہ لوگ جو یقین نہیں رکھتے۔''

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَيَوۡمَ تَقُوۡمُ السَّاعَةُ يُقۡسِمُ الۡمُجۡرِمُوۡنَ ۙ مَا لَبِثُوۡا غَيۡرَ سَاعَةٍ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ یعنی وہ دنیا میں صرف ایک گھڑی رہے ہیں۔ جب وہ آخرت کو دیکھیں گے تو قیام دنیا کی مدت کو قلیل جانیں گے۔ كَذٰلِكَ كَانُوۡا يُؤۡفَكُوۡنَ اسی طرح وہ دنیا میں جھوٹ بولا کرتے تھے۔ وَقَالَ الَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡعِلۡمَ قتادہ رحمہ اللہ نے کہا یہ کلام کی تقدیم اور تاویل ہے یعنی وہ لوگ جنہیں ایمان اور علم عطا کیا گیا تھا۔ انہوں نے کہا اللہ کی کتاب میں ہے تم قیامت کے دن تک وہاں رہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے علم میں برزخ میں قیامت کے دن تک ٹھہرے۔ قیامت کے وقت کا علم اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَّاَجَلٌ مُّسَمًّى ﴿۲﴾ (طٰہٰ)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ نے ''سنن'' حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک خارجی نے حضرت علی شیر خدا کو آواز دی جبکہ آپ صبح کی نماز پڑھ رہے تھے۔ اس نے کہا وَلَقَدۡ اُوۡحِىَ اِلَيۡكَ وَاِلَى الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِكَ ۚ لَئِنۡ اَشۡرَكۡتَ لَيَحۡبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوۡنَنَّ مِنَ الۡخٰسِرِيۡنَ ﴿۶۵﴾ (الزمر) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حالت نماز میں ہی اسے جواب دیا فَاصۡبِرۡ اِنَّ وَعۡدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلَا يَسۡتَخِفَّنَّكَ الَّذِيۡنَ لَا يُوۡقِنُوۡنَ۔(1)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 68، دار احیاء التراث العربی بیروت

آیاتہا ۳۴ سُوۡرَۃُ لُقۡمٰنَ مَکِّیَّۃٌ ۳۱ رکوعاتہا ۴

امام ابن ضریس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ لقمان مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

امام نحاس نے اپنی تاریخ میں حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ لقمان مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی سوائے تین آیات کے جو مدینہ طیبہ میں نازل ہوئیں۔ وہ یہ ہیں وَلَوۡ اَنَّ مَا فِی الۡاَرۡضِ مِنۡ شَجَرَۃٍ اَقۡلَامٌ (لقمان:27)

امام نسائی اور ابن ماجہ رحمہما اللہ نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ کے پیچھے ظہر کی نماز پڑھتے تو ہم آپ سے سورۂ لقمان اور سورۂ ذاریات سے ایک آیت کے بعد دوسری آیت سنتے۔(1)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

الٓـمّٓ ۟ۚ﴿۱﴾ تِلۡکَ اٰیٰتُ الۡکِتٰبِ الۡحَکِیۡمِ ۙ﴿۲﴾ هُدًی وَّ رَحۡمَۃً لِّلۡمُحۡسِنِیۡنَ ۙ﴿۳﴾ الَّذِیۡنَ یُقِیۡمُوۡنَ الصَّلٰوۃَ وَ یُؤۡتُوۡنَ الزَّکٰوۃَ وَ هُمۡ بِالۡاٰخِرَۃِ هُمۡ یُوۡقِنُوۡنَ ؕ﴿۴﴾ اُولٰٓئِکَ عَلٰی هُدًی مِّنۡ رَّبِّهِمۡ وَ اُولٰٓئِکَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ ﴿۵﴾ وَ مِنَ النَّاسِ مَنۡ یَّشۡتَرِیۡ لَهۡوَ الۡحَدِیۡثِ لِیُضِلَّ عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ بِغَیۡرِ عِلۡمٍ ٭ۖ وَّ یَتَّخِذَهَا هُزُوًا ؕ اُولٰٓئِکَ لَهُمۡ عَذَابٌ مُّهِیۡنٌ ﴿۶﴾

’’الف۔لام۔میم۔ یہ آیتیں ہیں قرآن حکیم کی، سراپا ہدایت اور رحمت ہے نیکو کاروں کے لیے، وہ جو صحیح صحیح ادا کرتے ہیں نماز کو اور دیتے ہیں زکوٰۃ اور یہی لوگ ہیں جو آخرت پر پختہ یقین رکھتے ہیں۔ یہ لوگ ہدایت پر ہیں اپنے رب کی توفیق سے اور یہی لوگ دونوں جہانوں میں کامران ہیں۔ اور کئی ایسے لوگ بھی ہیں جو بیوپار کرتے ہیں (مقصد حیات سے) غافل کردینے والی باتوں کا تاکہ بھٹکاتے رہیں راہ خدا سے (اس کے نتائج بد سے) بے خبر ہو کر اور اس کا مذاق اڑاتے رہیں۔ یہ لوگ ہیں جن کے لیے رسوا کن عذاب ہے۔‘‘

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لَهۡوَ الۡحَدِیۡثِ سے مراد باطل بات ہے۔ ایسا کرنے والا حارث بن علقمہ تھا۔ اس نے عجمیوں کے قصے اور ان کے زمانہ کے کارناموں والی کتابیں خریدیں۔ وہ حیرہ اور شام کی کتابیں لکھتا اور قرآن حکیم کی تکذیب کرتا۔ اس نے قرآن حکیم سے اعراض کیا اور ایمان نہ لایا۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس کے شراء سے مراد اس کا

1۔ سنن نسائی، باب القراءۃ فی الظہر، جلد 1 صفحہ 153، قدیمی کتب خانہ کراچی

پسند کرنا ہے۔ قتادہ نے کہا کسی انسان کی گمراہی کے لیے کافی ہے کہ حق بات پر باطل بات کو پسند کرتا ہے۔ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا یعنی اس کے ساتھ استہزا کرتا ہے اور اسے جھٹلاتا ہے۔ (1)

فریابی، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے راستہ کا مذاق اڑاتا ہے۔ (2)

امام فریابی، ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ لَهْوَ الْحَدِيْثِ سے مراد باطل بات ہے، وہ نغمہ وغیرہ ہے۔ سَبِيْلِ اللّٰهِ سے مراد قرآن پڑھنا اور اللہ کا ذکر کرنا ہے۔ یہ آیت ایک قریشی کے بارے میں نازل ہوئی جس نے نغمہ گانے والی ایک لونڈی خریدی تھی۔ (3)

امام جو یبر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت نضر بن حارث کے بارے میں نازل ہوئی۔ اس نے لونڈی خریدی ہوئی تھی۔ وہ کسی بھی آدمی کے بارے میں یہ سنتا کہ وہ اسلام کا ارادہ کر رہا ہے تو اسے اپنی لونڈی کے پاس بھیج دیتا۔ لونڈی سے کہتا اسے کھانا کھلاؤ، شراب پلاؤ اور نغمہ سناؤ اور کہتا یہ اس سے بہتر ہے جس کی طرف تمہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم دعوت دیتے ہیں جیسے نماز، روزہ اور یہ کہ تو جہاد کرے تو یہ آیت نازل ہوئی۔

امام سعید بن منصور، امام احمد، امام ترمذی، ابن ماجہ اور ابن ابی الدنیا نے ذم الملاہی میں، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں۔ گانے بجانے والی لونڈیاں نہ بیچو، نہ انہیں خریدو اور نہ ہی انہیں تعلیم دو ان کی تجارت میں کوئی بھلائی نہیں، ان کی تجارت میں کوئی بھلائی نہیں، ان کی قیمت حرام ہے۔ اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ (4)

امام ابن ابی الدنیا نے ذم الملاہی میں اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے گانا بجانے والی لونڈی، اس کی خرید و فروخت، اس کی قیمت، اس کی تعلیم اور اس کے سننے کو حرام قرار دیا ہے۔ پھر اس آیت کی تلاوت کی۔

امام بخاری نے الادب المفرد میں، ابن ابی الدنیا، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ لَهْوَ الْحَدِيْثِ سے مراد گانا اور اس قسم کی چیزیں ہیں۔ (5)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد گانا گانے والی لونڈی کو خریدنا ہے۔ (6)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت مکحول رحمہ اللہ سے اس کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ ایسی لونڈیاں جو گانا گاتی ہوں۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن ابی الدنیا، ابن جریر، ابن منذر، حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) اور بیہقی رحمہم اللہ نے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 71,75، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 75 — 3۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 73,75

4۔ سنن ترمذی تفسیر سورۂ لقمان، جلد 5، صفحہ 322 (3195)، دار الکتب العلمیہ بیروت

5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 72 — 6۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 73

شعب الایمان میں حضرت ابوصہباء رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ کی قسم لَهْوَ الْحَدِيْثِ سے مراد گانا گانا ہے۔(1)

امام ابن ابی الدنیا اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت شعیب بن یسار رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے لَهْوَ الْحَدِيْثِ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا اس سے مراد گانا ہے۔(2)

امام فریابی، سعید بن منصور، ابن ابی الدنیا، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لَهْوَ الْحَدِيْثِ سے مراد گانا گانا اور ہر قسم کا لہو ولعب ہے۔(3)

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ حضرت حبیب بن ابی ثابت رحمہ اللہ کی سند سے وہ حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کرتے ہیں کہ لَهْوَ الْحَدِيْثِ سے مراد گانا گانا ہے مجاہد نے کہا یہ فضول بات ہے۔

ابن ابی حاتم نے عطاء خراسانی سے اس کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ لَهْوَ الْحَدِيْثِ سے مراد گانا گانا ہے اور باطل بات کرنا ہے۔

ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری سے روایت نقل ہے کہ یہ آیت گانا گانے اور آلات لہو ولعب کے بارے میں نازل ہوئی۔

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے شعب میں حضرت ابن مسعود سے روایت نقل کی ہے کہ گانا دل میں نفاق اس طرح پیدا کرتا ہے جس طرح پانی کھیتی کو اگاتی ہے۔ اور ذکر دل میں ایمان اس طرح پیدا کرتا ہے جس طرح پانی کھیتی کو اگاتا ہے۔(4)

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت ابراہیم سے روایت نقل کی ہے کہ لوگ کہا کرتے تھے کہ غناء دل میں نفاق پید کرتا ہے۔

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی رحمہما اللہ نے سنن میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب کوئی سواری پر سوار ہو اور وہ بسم اللہ شریف نہ پڑھے تو شیطان اس کے پیچھے بیٹھ جاتا ہے۔ شیطان اسے کہتا ہے گانا گا۔ اگر وہ اچھی طرح نہ گا سکتا ہو تو وہ اسے کہتا ہے اس کی آرزو کر۔

امام ابن ابی الدنیا اور ابن مردویہ رحمہما اللہ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی آدمی گانے کے ساتھ اپنی آواز بلند نہیں کرتا مگر اللہ تعالیٰ اس کی طرف دو شیطان بھیجتا ہے جو اس کے کندھوں پر بیٹھ جاتے ہیں۔ وہ اپنی ایڑیاں اس کے سینے پر مارتے رہتے ہیں یہاں تک کہ وہ گانا گانے سے رک جائے۔

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی رحمہما اللہ حضرت شعبی رحمہ اللہ سے وہ قاسم بن محمد سے روایت نقل کرتے ہیں کہ ان سے غناء کے بارے میں پوچھا گیا فرمایا میں تجھے اس سے منع کرتا ہوں اور تیرے لیے اسے ناپسند کرتا ہوں۔ سائل نے پوچھا کیا وہ حرام ہے؟ فرمایا اے بھتیجے! جب اللہ تعالیٰ نے حق کو باطل سے جدا کر دیا ہے تو ان دونوں میں سے غناء کو کس میں رکھا جائے گا؟۔

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے گانا گانے والے اور جس کے لیے گانا گایا جا رہا ہو دونوں پر لعنت کی ہے۔(5)

1۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 278 (5096)، دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 73 3۔ ایضاً

4۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 279 (5101)، دارالکتب العلمیہ بیروت 5۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 280 (5105)

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ غناء بدکاری کا تعویذ ہے۔(1)

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے حضرت ابوعثمان لیثی سے روایت نقل کی ہے کہ یزید بن ولید ناقص نے کہا اے بنی امیہ! غناء سے بچو کیونکہ یہ حیا کم کر دیتا ہے، شہوت میں اضافہ کرتا ہے، مروت کو گرا دیتا ہے، یہ شراب کے قائم مقام ہے، یہ وہی کچھ کرتا ہے جو نشہ کرتا ہے۔ اگر تم ضرور ایسا کرنے والے ہو تو عورتوں کو اس سے دور رکھو کیونکہ گانا بدکاری کو دعوت دینے والا ہے۔(2)

امام ابن ابی الدنیا نے ابوجعفر عمر بن عبد اللہ اموی سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اپنے بچوں کے استاد کی طرف خط لکھا: یہ خط اللہ کے بندے عمر امیر المومنین کی جانب سے سہل کی طرف ہے جو اس کا غلام ہے اما بعد! میں نے اپنی اولاد کی تربیت کے لیے اپنی بجائے تجھے منتخب کیا ہے، میں نے اپنے بچوں کو تیرے سپرد کیا ہے، تیرے علاوہ کسی اور غلام اور خاص الخاص معتمدین کے سپرد نہیں کیا، ان کے ساتھ سختی سے پیش آؤ کیونکہ یہ ان کے آگے بڑھنے کو زیادہ ممکن بنائے گی۔ عام صحبت اختیار نہ کرو کیونکہ عمومی سنگت غفلت پیدا کرتی ہے، زیادہ نہ ہنسا کرو کیونکہ زیادہ ہنسنا دل کو مار ڈالتا ہے۔ تیری تعلیم سے سب سے پہلے جس چیز کا وہ اعتقاد رکھیں وہ لہو ولعب سے نفرت ہونی چاہیے جس کا آغاز شیطان کی جانب سے ہوتا ہے، اس کا انجام رحمٰن کی ناراضگی ہے، اصحاب علم میں سے ثقہ لوگوں سے مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ لہو ولعب کے آلات کا سننا اور ان کا شیفتہ ہونا یہ دل میں اسی طرح نفاق پیدا کرتا ہے جس طرح پانی گھاس اگاتا ہے، میری زندگی کی قسم! ان مقامات پر حاضر ہونے کو ترک کر کے اپنے آپ کو بچانا دانشمندوں کے لیے زیادہ آسان ہے بنسبت اس کے کہ وہ اپنے دل میں نفاق کو قائم رکھیں۔ جب وہ ان (گانے) سے جدا ہوتا ہے تو اسے یقین نہیں ہوتا ہے کہ اس کے کانوں نے جو سنا ہے وہ اس سے فائدہ بھی حاصل کر سکتا ہے۔ ان بچوں میں سے ہر ایک کو قرآن حکیم کے ایک حصہ سے سبق شروع کراؤ۔ وہ اس کی قرأت میں خوب مضبوط ہو۔ جب وہ اس کام سے فارغ ہو تو وہ اپنی کمان اور ترکش لے اور ننگے پاؤں اپنے ٹارگٹ کی طرف جائے۔ وہ سات تیر چلائے پھر قیلولہ کی طرف واپس آ جائے کیونکہ حضرت ابن مسعود کہا کرتے تھے اے بیٹو! قیلولہ کیا کرو کیونکہ شیطان قیلولہ نہیں کرتا۔

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے حضرت رافع بن حفص مدنی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ چار قسم کے افراد ایسے ہیں قیامت کے روز اللہ تعالیٰ ان کی طرف نہیں دیکھے گا: جادوگر عورت، نوحہ کرنی والی عورت، گانا گانے والی عورت اور عورت جب عورت سے خواہش پوری کرے اور کہا جس نے ایسا زمانہ پایا اس کے لیے لمبا غم مناسب ہے۔

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت علی بن حسین سے روایت نقل کی ہے کہ وہ امت پاکیزہ نہیں ہو سکتی جس میں سارنگی ہو۔

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے دو احمق اور فاجر آوازوں سے منع کیا گیا: لہو ولعب کے نغمہ اور شیطان کے آلات موسیقی کے وقت کی آواز اور مصیبت کے وقت کی آواز یعنی چہرے نوچنا، گریبان پھاڑنا اور شیطان کی غم والی آواز۔

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ دو آوازیں ملعون ہیں: نغمہ کے وقت

1۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 280 (5105)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً

موسیقی کی آواز اور مصیبت کے وقت کی آواز۔

ابن ابی الدنیا نے حضرت انس بن مالک سے روایت نقل کی ہے کہ سب سے بری کمائی بانسری بجانے والے کی کمائی ہے۔

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت نافع رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں ایک راستہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ چل رہا تھا تو آپ نے ایک چرواہے کی بانسری بجانے کی آواز سنی۔ تو آپ نے اپنی انگلیاں کانوں میں رکھ لیں۔ پھر راستے سے ایک طرف ہو گئے۔ پھر لگاتار کہتے رہے اے نافع! کیا تو آواز سنتا ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ تو آپ نے اپنی دونوں انگلیاں کانوں سے نکالیں اور کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسا ہی کرتے دیکھا ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے اس آیت کے متعلق یہ سنا کہ اس کا مطلب ہے کہ آدمی کا لہو ولعب اور باطل چیزوں کو خریدنا ہے۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے ''کنی'' میں حضرت عطاء خراسانی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت گانا گانے، باطل امور اور آلات موسیقی کے بارے میں نازل ہوئی۔

امام آدم، ابن جریر اور بیہقی رحمہم اللہ نے ''سنن'' میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس آیت سے مراد یہ ہے کہ آدمی کا گانا گانے والا اور گانا گانے والی کو کثیر مال کے بدلے میں خریدنا، ان سے گانا سننا اور اس جیسے کام کرنا۔(1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے ''شعب الایمان'' میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آیت کا مفہوم یہ ہے کہ ایک آدمی کوئی لونڈی خریدے جو اسے رات، دن گانا سناتی رہے۔(2)

وَ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا وَلّٰى مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا كَاَنَّ فِيْۤ اُذُنَيْهِ وَقْرًا ۚ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ⑦

''اور جب پڑھ کر سنائی جاتی ہیں اسے ہماری آیتیں تو منہ پھیر لیتا ہے تکبر کرتے ہوئے۔ گویا اس نے انہیں سنا ہی نہیں جیسے اس کے دونوں کان بہرے ہیں۔ سو آپ اسے دردناک عذاب کی خوش خبری سنا دیں۔''

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: اس کا معنی ہے کہ جب اس پر ہماری آیات کی تلاوت کی جاتی ہے تو انہیں جھٹلاتے ہوئے منہ پھیر لیتا ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وَقْرًا کا معنی بوجھ ہے۔(3)

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتُ النَّعِيْمِ ⑧ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ⑨ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 73، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 279 (5104)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 76

تَرَوْنَهَا وَ اَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَ بَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ۭ وَ اَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ﴿۱۰﴾

”بیشک جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کے لیے خوشیوں والے باغات ہیں، وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ کا یہ سچا وعدہ ہے۔ اور وہی سب پر غالب، بڑا دانا ہے۔ اس نے پیدا فرمایا آسمانوں کو ایسے ستونوں کے بغیر جنہیں تم دیکھ سکو اور کھڑے کر دیئے ہیں زمین میں اونچے اونچے پہاڑ تاکہ زمین ڈولتی نہ رہے ساتھ تمہارے اور پھیلا دیے ہیں اس میں ہر قسم کے جانور اور اتارا ہم نے آسمان سے پانی پس اگائے ہم نے زمین میں ہر نوع کے نفیس جوڑے۔“

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ فردوس اور عدن کے جنات کے درمیان جنات نعیم ہیں۔ ان میں ایسی عورتیں ہیں جو جنت کے گلاب کے پھول سے پیدا کی گئی ہیں۔ عرض کی گئی ان باغات میں کون رہائش اختیار کرے گا؟ فرمایا وہ جو گناہ کا ارادہ کریں، جب وہ میری عظمت کو یاد کریں تو وہ مجھ سے ڈرنے لگیں اور وہ جن کی پشتیں میرے ڈر کی وجہ سے دوہری ہو جائیں۔

هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ فَاَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ۭ بَلِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۱﴾

”یہ تو ہے اللہ تعالیٰ کی تخلیق (اے مشرکو!) اب ذرا دکھاؤ مجھ کو کیا بنایا ہے اوروں نے اس کے سوا؟ (کچھ بھی نہیں) مگر یہ ظالم کھلی گمراہی میں ہیں“

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آسمان و زمین کی تخلیق، اس میں جو جانور پھیلائے گئے ہیں اور جو چیزیں جوڑا جوڑا پیدا کی گئی ہیں سب اللہ تعالیٰ کی تخلیق ہیں۔ تو مجھے دکھاؤ تو سہی کہ ان بتوں نے کیا چیزیں پیدا کی ہیں۔ (1)

وَ لَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ ۭ وَ مَنْ يَّشْكُرْ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَ مَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ﴿۱۲﴾ وَ اِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَ هُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ؔ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۳﴾

”اور ہم نے عنایت فرمائی لقمان کو حکمت (ودانائی) اور فرمایا اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو اور جو شکر ادا کرتا ہے تو وہ شکر ادا کرتا ہے اپنے بھلے کے لیے اور جو کفران نعمت کرتا ہے تو بیشک اللہ تعالیٰ غنی ہے، حمید ہے۔ اور یاد کرو جب

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 78، دار احیاء التراث العربی بیروت

لقمان نے اپنے بیٹے کو کہا اسے نصیحت کرتے ہوئے اے میرے پیارے فرزند! کسی کو اللہ کا شریک نہ بنانا۔ یقیناً شرک ظلم عظیم ہے۔''

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ لقمان کون تھے؟ صحابہ نے عرض کی: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا وہ ایک حبشی تھے۔

امام ابن ابی شیبہ نے ''زہد'' میں، امام احمد، ابن ابی الدنیا نے ''کتاب المملوکین'' میں، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمان ایک حبشی غلام تھے جو بڑھئی کا کام کرتے تھے۔(1)

ابن ابی حاتم نے حضرت عبداللہ بن زبیر سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت جابر بن عبداللہ سے پوچھا حضرت لقمان کے بارے میں تمہیں کیا خبر پہنچی ہے؟ فرمایا وہ چھوٹے قد کے اور نوبہ (نوبہ کا باشندہ) سے بھی زیادہ چپٹی ناک والے تھے۔

امام طبرانی، ابن حبان نے ضعفاء میں اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حبشیوں (سودان) کو لازم پکڑلو، ان میں سے تین افراد جنتی لوگوں کے سردار ہوں گے: حضرت لقمان حکیم، حضرت نجاشی اور حضرت بلال مؤذن۔ طبرانی نے کہا سودان سے حبشی مراد لیے ہیں۔(2)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ حضرت عبدالرحمٰن بن یزید رحمہ اللہ سے وہ حضرت جابر سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حبشیوں کے سردار چار ہیں (۱) حضرت لقمان (۲) حضرت نجاشی (۳) حضرت بلال (۴) حضرت مہجع۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن مسیب سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمان مصر کے حبشیوں میں سے تھے جن کے بڑے بڑے ہونٹ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں حکمت سے نوازا اور نبوت عطا نہ فرمائی۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن حرملہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ کچھ حبشی حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ کی خدمت میں آئے تاکہ آپ سے سوال کریں۔ حضرت سعید نے انہیں فرمایا اس وجہ سے غمگین نہ ہو کہ تم حبشی ہو، بیشک لوگوں میں سے بہترین لوگ تین حبشی ہیں (۱) حضرت بلال (۲) حضرت مہجع جو حضرت عمر بن خطاب کے غلام ہیں اور (۳) حضرت لقمان حکیم، ان کا رنگ سیاہ، نوبی (نوبہ کا باشندہ) اور ہونٹ موٹے تھے۔(4)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمان حبشی غلام تھے۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد نے ''زہد'' میں، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمان علیہ السلام حبشی غلام تھے، ہونٹ موٹے اور چوڑے قدموں والے تھے اور بنی اسرائیل کے قاضی تھے۔(5)

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد نے ''زہد'' میں اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 79، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ مجمع الزوائد، باب فضل السودان، جلد 4، صفحہ 430 (7209)، دار الفکر بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 79
4۔ ایضاً
5۔ ایضاً

ہے کہ حضرت لقمان علیہ السلام درزی تھے۔

امام ابن منذر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: حضرت لقمان اپنے آقا کے لیے سب سے تابع فرمان غلام تھے، سب سے پہلی حکمت کی بات جس کا مشاہدہ کیا گیا وہ یہ تھی، اسی اثناء میں کہ وہ اپنے آقا کے ساتھ تھے کہ وہ بیت الخلاء میں داخل ہوئے تو وہ اس میں زیادہ دیر تک بیٹھا رہا، تو لقمان نے اپنے آقا کو آواز دی کہ قضائے حاجت کے لیے دیر تک بیٹھنے سے جگر خراب ہو جاتا ہے، اس سے بواسیر کا مرض لگ جاتا ہے، سر کی طرف گرمی چڑھ جاتی ہے، تھوڑی دیر کے لیے بیٹھو اور باہر نکل آؤ۔ وہ باہر نکلا اور اس کی حکمت کی باتوں کو باغ کے دروازے پر لکھ دیا۔ اس کے آقا پر غشی طاری ہوئی۔ اس نے قوم پر لازم کیا کہ وہ بحیرہ کا پانی پیے گا۔ جب اسے آفاقہ ہوا تو اس سے جو کچھ واقعہ ہوا تھا اسے پہچان گیا۔ اس نے لقمان کو بلایا اور کہا اس جیسے موقعہ کے لیے میں تجھے چھپائے ہوئے تھا۔ لقمان نے کہا ان سب کو جمع کرو۔ جب سب لوگ جمع ہو گئے لقمان نے پوچھا تم نے اس سے کون سی شرط باندھی تھی؟ انہوں نے کہا کہ وہ اس بحیرہ کا پانی پیے۔ لقمان نے کہا اس بحیرہ کا منبع ہے، اس کا منبع اس سے روک لو۔ لوگوں نے کہا ہم اس کا منبع کیسے روک سکتے ہیں؟ لقمان نے کہا یہ اسے کیسے پی سکتا ہے جبکہ اس کا منبع ہو۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حکمت سے مراد عقل، سمجھ بوجھ اور ذہانت ہے نہ کہ نبوت۔

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے ''نوادر الاصول'' میں حضرت ابو مسلم خولانی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت لقمان ایسے بندے تھے جو بہت زیادہ سوچ و بچار کرنے والے، حسن ظن رکھنے والے اور بہت شہرت رکھنے والے تھے۔ اس نے اللہ تعالیٰ سے محبت کی تو اللہ تعالیٰ نے اس سے محبت کی۔ اس پر حکمت کے ساتھ احسان فرمایا۔ حضرت داؤد علیہ السلام سے پہلے انہیں خلافت کے ساتھ ندا کی گئی۔ ان سے کہا گیا اے لقمان! کیا تو یہ پسند کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے اپنا خلیفہ بنالے تو تو لوگوں کے درمیان انصاف سے فیصلہ کرے؟ لقمان نے کہا اگر اللہ تعالیٰ مجھے زبردستی یہ اختیار دے تو میں قبول کرلوں گا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ایسا کیا تو وہ میری مدد فرمائے گا، مجھے علم عطا فرمائے گا اور مجھے غلطی سے محفوظ رکھے گا۔ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے اختیار دیا تو میں عافیت کو قبول کروں گا اور آزمائش کا سوال نہیں کروں گا۔ فرشتوں نے کہا ایسا کیوں؟ حضرت لقمان نے کہا بادشاہ سخت ترین اور آلودہ جگہ پر ہوتا ہے۔ ہر جانب سے ظلم اس پر چھایا ہوتا ہے۔ اسے بے یار و مددگار چھوڑ دیا جاتا ہے یا اس کی مدد کی جاتی ہے۔ اگر وہ درست فیصلہ کرے تو اس قابل ہے کہ نجات پائے۔ اگر غلطی کرے تو اس نے جنت کا راستہ چھوڑ دیا۔ جو آدمی دنیا میں کمزور ہے وہ اس سے بہتر ہے جو دنیا میں معزز اور معروف ہے۔ جو آخرت پر دنیا کو ترجیح دیتا ہے دنیا بھی اس سے چھن جاتی ہے اور آخرت کے ملک تک بھی نہیں پہنچ سکتا۔ فرشتے اس کی اچھی گفتگو سے متعجب ہوئے۔ وہ ایک لمحہ کے لیے سوئے اور حکمت کا ایک خراٹا لیا۔ بیدار ہوئے اور یہ باتیں کیں۔ ان کے بعد حضرت داؤد علیہ السلام کو خلافت کے ساتھ ندا کی گئی۔ انہوں نے خلافت کو قبول کرلیا اور حضرت لقمان جیسی شرط نہ لگائی اور غلطی میں واقع ہو گئے۔ ان کی غلطی سے درگزر کر لیا گیا۔ حضرت لقمان اپنے علم اور حکمت سے ان کی مدد کرتے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا اے لقمان! تجھے مبارک ہو، تجھے حکمت دی گئی اور تجھ سے مصیبت کو دور کر دیا گیا،

داؤد کو خلافت دی گئی اور گناہ، آزمائش میں مبتلا کر دیا گیا۔

امام فریابی، امام احمد نے ''زہد'' میں، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حکمت سے مراد عقل، فقہ اور سچی بات ہے نہ کہ نبوت۔(1)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حکمت سے مراد اسلام میں سمجھ بوجھ ہے۔ آپ نبی نہ تھے اور نہ ہی ان کی طرف وحی کی گئی۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے: اللہ تعالیٰ نے حضرت لقمان کو حکمت اور نبوت میں اختیار دیا تو حضرت لقمان نے حکمت کو نبوت پر پسند کیا۔ حضرت جبرائیل ان کے پاس آئے جبکہ یہ سوئے تھے تو ان پر حکمت ڈال دی۔ تو وہ حکمت کی باتیں کرنے لگے۔ ان سے پوچھا گیا آپ نے نبوت پر حکمت کو کیسے اختیار کیا جبکہ تیرے رب نے تجھے اختیار دیا تھا؟ تو حضرت لقمان نے کہا اگر اللہ تعالیٰ میری طرف نبوت کو قطعی حکم کے طور پر بھیجتا تو میں اس میں کامیابی کی امید رکھتا اور مجھے امید تھی کہ میں اس ذمہ داری کو پورا کر لیتا لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے اختیار دیا۔ تو میں اس بات سے ڈرا کہ میں کہیں نبوت کی ذمہ داریاں ادا کرنے سے کمزور نہ واقع ہوں، حکمت مجھے زیادہ پسند تھی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے پوچھا گیا کیا حضرت لقمان نبی تھے؟ جواب دیا نہیں، ان کی طرف وحی نہیں کی گئی، وہ ایک صالح آدمی تھے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمان علیہ السلام نبی تھے۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت لیث رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت لقمان علیہ السلام کی حکمت نبوت تھی۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمان صالح انسان تھے نبی نہ تھے۔(4)

امام طبرانی اور رامہرمزی نے ''الامثال'' میں ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا اے بیٹے! علماء کی مجالس میں بیٹھا کرو، حکماء کی باتیں سنا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نور حکمت سے مردہ دل کو زندہ کر دیتا ہے جس طرح مردہ زمین بارش کے موٹے موٹے قطرات سے زندہ ہوتی ہے۔(5)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے حضرت لقمان کا ذکر کیا کہ انہیں جو عطا کیا وہ انہیں اہل، مال، حسب اور خصائل کی وجہ سے عطا نہیں کیا گیا لیکن وہ ایک ایسا انسان تھا جو ثابت قدم، خاموش، طویل سوچ و بچار کرنے والا، گہری نظر والا ہو۔ وہ دن کو کبھی نہ سوتا تھا۔ اسے کسی نے تھوکتے ہوئے، کھانستے ہوئے، بول و براز کرتے ہوئے، غسل کرتے ہوئے، فضول کھیلتے ہوئے اور ہنستے ہوئے نہیں دیکھا۔ وہ جو بات کرتا اسے نہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 78، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 79
3۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 80
4۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 80
5۔ مجمع الزوائد، باب فضل العلماء ومجالستھم، جلد 1، صفحہ 518,334، دار الفکر بیروت

لوٹا تا مگر ایسی حکمت کی بات جس کے بارے میں کوئی دوبارہ دہرانے کا مطالبہ کرے۔ اس نے شادی کی۔ اس کی اولاد ہوئی۔ وہ فوت ہوئے مگر یہ ان پر نہ رویا۔ وہ بادشاہ کے پاس رہتا حکماء کے پاس آتا تا کہ نظر وفکر کرلے اور عبرت حاصل کرے۔ اسی وجہ سے اسے عطا کیا گیا جو عطا کیا گیا۔

امام ابن ابی الدنیا نے ''کتاب الصمت'' میں اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت عمر بن قیس رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی حضرت لقمان کے پاس سے گزرا جبکہ آپ کے پاس لوگ موجود تھے۔ آپ نے پوچھا کیا تو فلاں کا غلام نہیں ہے؟ اس نے کہا ہاں بات ایسی ہے پوچھا کیا تو فلاں فلاں پہاڑ کے پاس بکریاں نہیں چراتا؟ اس نے کہا بات اسی طرح ہے۔ آپ نے پوچھا جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں کس چیز نے تجھے اس مقام پر پہنچایا ہے۔ اس نے جواب دیا اللہ سے تقویٰ، سچی بات، امانت کو ادا کرنا اور بے مقصد بات سے خاموشی۔(1)

امام احمد رحمہ اللہ نے ''زہد'' میں حضرت محمد بن جہادہ رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام احمد، حکیم ترمذی، حاکم نے ''کنی'' میں اور بیہقی نے ''شعب الایمان'' میں حضرت ابن عمر سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ لقمان حکیم کہا کرتے تھے جب اللہ تعالیٰ کوئی چیز عطا فرماتا ہے تو اس کی حفاظت بھی فرماتا ہے۔(2)

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے حضرت فضل رقاشی رحمہ اللہ سے ''نعت الخائفین'' میں روایت نقل کی ہے: حضرت لقمان لگا تار اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے رہے یہاں تک کہ اس کا پتہ پھٹ گیا اور وہ مر گیا۔

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے حضرت حفص بن عمر کندی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمان نے اپنے پہلو میں کنگنی کی ایک تھیلی رکھی اور اپنے بیٹے کو نصیحت کرنے لگے اور ایک کنگنی کا دانہ نکالتے۔ وہ دانے ختم ہو گئے۔ کہا اے بیٹے! میں نے تجھے نصیحت کی اگر میں یہ نصیحت پہاڑ کو کرتا تو وہ پھٹ جاتا تو ان کا بیٹا بھی پھٹ گیا۔

امام ابن ابی حاتم اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا جبکہ وہ اپنے بیٹے کو نصیحت کر رہے تھے اے بیٹے! نقاب پہننے سے پرہیز کرو کیونکہ یہ رات کو خوف زدہ کرتا ہے اور دن کے وقت ذلیل و رسوا کرتا ہے۔(3)

امام عسکری نے ''امثال'' میں، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ نے ''شعب الایمان'' میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمان حضرت داؤد علیہ السلام کے غلام تھے۔ حضرت داؤد علیہ السلام زرہ بن رہے تھے۔ حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ سے اسے یوں بنتے حضرت لقمان اس پر متعجب ہوتے ارادہ کرتے کہ پوچھیں مگر آپ کی حکمت سوال کرنے سے انہیں روکتی۔ جب حضرت داؤد علیہ السلام زرہ بننے سے فارغ ہوئے تو اسے زیب تن کیا اور کہا یہ جنگ کے لیے کتنی اچھی قمیص ہے۔ حضرت لقمان نے کہا خاموشی تاہم اس پر عمل کرنے والے بہت تھوڑے لوگ ہوتے ہیں۔ میں نے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 80 2۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 211 (3344)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 446 (3543)، دار الکتب العلمیہ بیروت

سوال پوچھنے کا ارادہ کیا۔ پھر میں خاموش رہا یہاں تک کہ آپ خود ہی مجھے کافی ہو گئے۔(1)

امام احمد، بیہقی نے ''شعب الایمان'' میں عون بن عبد اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا اللہ تعالیٰ سے امید رکھ، اس میں بھی اس کی خفیہ تدبیر سے بے خوف نہ ہو، اللہ تعالیٰ سے ایسا ڈر کہ اس کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔ بیٹے نے عرض کی: اے میرے والد! میں یہ کیسے کر سکتا ہوں جبکہ میرا دل ایک ہے؟ کہا مومن ایسا ہی ہوتا ہے، اس کے دو دل ہوتے ہیں: ایک دل کے ساتھ وہ اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا ہے اور ایک دل کے ساتھ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے۔(2)

امام بیہقی نے سلیمان تیمی سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا اے بیٹے! اکثر یہ بات کہا کرو: اے میرے رب! مجھے بخش دے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک ایسی ساعت ہے جس میں وہ سائل کی دعا کو رد نہیں کرتا۔(3)

امام بیہقی، صابونی رحمہما اللہ نے ''المائتین'' میں حضرت عمر بن سلیم رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی کہ حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا اے بیٹے! میں نے تیر، لوہا اور بھاری بوجھ اٹھایا مگر میں نے برے پڑوسی سے بھاری بوجھ نہیں اٹھایا۔ اے بیٹے! میں نے ہر کڑواہٹ کو چکھا ہے مگر میں نے فقر سے بڑھ کر کوئی کڑوی چیز نہیں دیکھی۔(4)

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے ''یقین'' میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا عمل کو یقین کے ساتھ کیا جا سکتا ہے۔ جس کا یقین کمزور ہوتا ہے اس کا عمل بھی کمزور ہوتا ہے۔ اے بیٹے! جب تیرے پاس شیطان شک کی طرف سے آئے تو یقین اور اخلاص کے ساتھ اس پر غلبہ پا۔ جب سستی اور اکتاہٹ کے طریقہ سے آئے تو قبر اور قیامت کو یاد کر کے اس پر غالب آ۔ جب رغبت اور رہب کے ذریعے آئے تو اسے بتا کہ دنیا چھوڑ جانے والی اور ترک کی جانے والی ہے۔

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے ''کتاب التقویٰ'' میں حضرت وہب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے کہا اے بیٹے! اللہ کے تقویٰ کو تجارت کے طور پر اپنا لے، نفع تیرے پاس بغیر مال کے آئے گا۔

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے ''رضا'' میں حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے کہا تجھ پر کوئی بھی امر واقع ہو جسے تو پسند کرتا ہو یا ناپسند کرتا ہو مگر اپنے دل میں یہ بات بٹھا لے کہ وہ تیرے حق میں بہتر ہے۔ بیٹے نے کہا یہی۔ تو پھر میں تجھے عطا کرنے کی طاقت نہیں رکھتا سوائے اس کے کہ میں وہ جانوں جو تو نے کہا جیسا کہا۔ کہا اے بیٹے! اللہ تعالیٰ نے نبی بھیجا، آؤ تاکہ تو اس کی بارگاہ میں حاضر ہو اور تو اس کی تصدیق کرے۔ تو بیٹے نے کہا اے باپ! چلو۔ وہ ایک گدھے پر نکلے۔ ان کا بیٹا دوسرے گدھے پر تھا۔ دونوں نے زادہ راہ لیا۔ پھر چند دن اور رات چلتے رہے یہاں تک کہ انہیں ایک جنگل نے آلیا۔ دونوں نے اپنا سامان لیا اور اس میں داخل ہو گئے۔ وہ چلتے رہے جتنا اللہ تعالیٰ نے چاہا یہاں تک کہ دو پہر ہو گئی۔ دن لمبا ہو گیا۔ گرمی سخت ہو گئی۔ پانی اور زادہ راہ ختم ہو گیا۔ انہوں نے اپنے گدھوں کو روکا، نیچے اترے پھر انہیں سختی سے ہانکنے لگے۔ وہ اسی حالت میں تھے کہ حضرت لقمان نے اپنے سامنے سیاہی اور

1۔شعب الایمان، جلد4، صفحہ 264 (5026)، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ایضاً، جلد2، صفحہ 18 (1046)
3۔ایضاً، جلد2، صفحہ 56 (1161)
4۔ایضاً، جلد4، صفحہ 231 (4891)

دھواں دیکھا۔ اپنے دل میں کہا یعنی درخت دخان یعنی آبادی اور لوگ۔ وہ اسی طرح سختی سے گدھوں کو ہانکتے رہے کہ راستہ میں حضرت لقمان کے بیٹے کا قدم ہڈی پر پڑا۔ وہ بے ہوش ہو کر اس پر گر پڑا۔ حضرت لقمان تیزی سے اس کی طرف لپکے۔ بیٹے کو سینے سے لگایا اور اپنے دانتوں سے اس ہڈی کو نکالا۔ پھر بیٹے کو دیکھا تو آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ بیٹے نے کہا اے ابا جان! تم روتے ہو اور یہ بھی کہتے ہو یہ میرے لیے بہتر ہے۔ یہ میرے حق میں کیسے بہتر ہے؟ جبکہ کھانا اور پانی ختم ہو چکا ہے۔ میں اور تو اس جگہ باقی ہیں۔ اگر تو چلا جائے اور مجھے میرے حال پر چھوڑ دے تو غم واندوہ کے ساتھ جائے گا۔ یہ غم واندوہ اس وقت تک رہے گا۔ جب تک تو باقی رہے گا اگر تو ہمارے ساتھ رہے گا تو ہم سب مر جائیں گے۔ حضرت لقمان حکیم نے کہا اے بیٹے! جہاں تک میرے رونے کا تعلق ہے وہ تو والدین کے فراق کا رونا ہے۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ یہ میرے حق میں کیسے بہتر ہے؟ شاید جس مصیبت سے تجھے محفوظ رکھا گیا ہے وہ اس مصیبت سے عظیم ہے جس میں تجھے مبتلا کیا گیا ہے۔ شاید تجھے جس مصیبت میں مبتلا کیا گیا ہے وہ اس سے آسان ہو جس کو تجھ سے پھیرا گیا ہے۔ پھر لقمان نے سامنے دیکھا تو نہ دھواں دیکھا اور نہ ہی سیاہی دیکھی۔

اچانک ایک شخص دیکھا جو چتکبرے گھوڑے پر آ رہا تھا جس نے سفید کپڑے زیب تن کر رکھے تھے۔ ایک سفید عمامہ (اس کے سر پر) تھا جو ہوا کو چھو رہا تھا۔ حضرت لقمان لگاتار اسے دیکھتے رہے یہاں تک کہ اس کے قریب پہنچ گیا۔ پھر اس کی آنکھوں سے اوجھل ہو گیا پھر یوں چیخا تو لقمان ہے؟ لقمان نے کہا ہاں۔ پوچھا تو حکیم ہے؟ کہا بات اسی طرح ہے۔ پوچھا تیرے بیٹے نے تجھے کیا کہا؟ لقمان نے پوچھا اللہ کے بندے تو کون ہے؟ میں تیری بات تو سنتا ہوں اور تیرا چہرہ نہیں دیکھتا۔ کہا میں جبرائیل ہوں۔ میرے رب نے اس شہر اور اس میں رہنے والوں کو زمین میں دھنسا دیا ہے۔ مجھے بتایا گیا کہ تم اس شہر کا ارادہ کرتے ہو۔ میں نے اپنے رب سے دعا کی کہ تمہیں اس سے شہر سے روکے جس کے ساتھ چاہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس چیز کے ساتھ اس شہر سے روکا جیسا چاہا۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو تمہیں بھی انہیں کے ساتھ زمین میں دھنسا دیا جاتا جنہیں زمین میں دھنسایا گیا۔ پھر حضرت جبرائیل امین نے اپنا ہاتھ بچے کے قدم پر مارا۔ وہ سیدھا کھڑا ہو گیا۔ اس چیز پر ہاتھ مارا جس میں کھانا تھا تو وہ کھانے سے بھر گئی۔ جس میں پانی تھا اس میں ہاتھ مارا تو وہ پانی سے بھر گیا۔ پھر حضرت لقمان اس کے بیٹے اور ان کے گدھوں کو اٹھایا اور انہیں لے کر تیزی سے اترے جیسے پرندے تیزی سے اترتے ہیں۔ تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ اسی گھر میں ہیں جس سے چند دن پہلے نکلے تھے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت علی بن رباح لخمی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی تو کنگنی کا ایک دانا لیا، اسے یرموک لے آئے۔ اسے اپنے سامان تجارت میں پھینکا۔ پھر وہاں ٹھہرے رہے جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ نے چاہا پھر یاد آیا۔ اپنا ہاتھ بڑھایا۔ ایک مکھی اس دانے کو لائی اور آپ کی ہتھیلی پر اسے رکھ دیا۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے ''شعب الایمان'' میں امام مالک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے کہا صحت جیسی دولت نہیں اور خوش دلی جیسی نعمت نہیں۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے ''شعب الایمان'' میں وہب بن منبہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے کہا جو جھوٹ بولتا ہے اس کے چہرے کی رونق جاتی رہتی ہے، جس کے اخلاق برے ہوتے ہیں اس کا غم زیادہ ہوتا جاتا ہے۔ چٹانوں کو اپنی جگہوں سے منتقل کرنا زیادہ آسان ہے اس چیز سے کہ اسے بات سمجھائی جائے جو سمجھتا نہ ہو۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد نے زہد میں اور بیہقی نے حضرت حسن بصری سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا میں نے بڑے پتھر، لوہا اور ہر وزنی چیز اٹھائی ہے۔ میں نے برے پڑوسی سے بھاری چیز نہیں اٹھائی۔ میں نے ہر کڑواہٹ دیکھی ہے، فقر سے زیادہ کڑوی چیز نہیں دیکھی۔ اے بیٹے! جاہل کو قاصد بنا کر نہ بھیج۔ اگر تو حکیم کو نہ پائے تو اپنا قاصد خود بن جا۔ اے بیٹے! جھوٹ سے بچ۔ یہ چڑیا کے گوشت کی طرح لذیذ ہے، ہر اس تھوڑی چیز سے جسے آدمی پکاتا ہے۔ اے بیٹے! جنازوں میں حاضر ہوا کر، شادیوں میں نہ جایا کر کیونکہ جنازے تجھے آخرت کی یاد دلاتے ہیں اور شادی تجھے دنیا کی خواہش دلاتی ہے۔ اے بیٹے! سیر پر سیر ہو کر نہ کھا۔ اگر تو اس کھانے کو کتے کے سامنے پھینک دے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ تو خود اسے کھائے۔ اے بیٹے! اتنا میٹھا بھی نہ بن کہ تجھے نگل لیا جائے اور نہ اتنا کڑوا ہو جا کہ تجھے باہر پھینک دیا جائے۔(2)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا اس مرغے سے بھی عاجز نہ ہو جو سحری کے وقت آواز دیتا ہے جبکہ تو بستر پر سو رہا ہو۔

امام عبداللہ رحمہ اللہ نے زوائد میں اور بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت عثمان بن زوائد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹوں سے کہا اے بیٹے! توبہ کو مؤخر نہ کر کیونکہ موت اچانک آتی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت سیار بن حکم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمان سے کہا گیا تیری حکمت کیا ہے؟ جواب دیا میں ضرورت سے زائد کا سوال نہیں کرتا اور بے مقصد چیز کا تکلف نہیں کرتا۔

امام احمد رحمہ اللہ نے ''زہد'' میں حضرت ابوعثمان جعدی رحمہ اللہ سے جو اہل بصرہ میں سے ایک شخص تھا، سے روایت نقل کی ہے: اے بیٹے! جاہل کی محبت کی خواہش نہ کر ورنہ تیرے بارے میں یہ خیال کیا جائے گا کہ تو اس کے کام پر خوش ہے۔ حکیم کی ناراضگی پر کمزوری نہ دکھا کہ وہ تیرے اندر زہد پیدا کر دے۔

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے مصنف میں حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمان نے کہا دوسرے کی لونڈی سے شادی نہ کر تو اپنے بیٹے کو طویل دکھ دے کر جائے گا۔

امام ابن ابی شیبہ اور امام احمد رحمہما اللہ نے ''زہد'' میں حضرت محمد بن واسع رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: حضرت لقمان علیہ السلام اپنے بیٹے سے فرماتے اے بیٹے! اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ تو لوگوں کو یہ نہ دکھا کہ تو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے تاکہ وہ تیری عزت کریں جبکہ تیرا دل فسق و فجور کرنے والا ہو۔(3)

1۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 208 (4814)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 231

3۔ کتاب الزہد، صفحہ 64، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد اور ابن جریر نے حضرت خالد ربعی سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمان ایک حبشی غلام تھے جو بڑھئی کا کام کرتے تھے۔ ان کے آقا نے کہا میرے لیے ایک بکری ذبح کرو۔ حضرت لقمان نے اس کے لیے ایک بکری ذبح کی۔ آقا نے کہا اس بکری سے سب سے اچھے ٹکڑے کو میرے پاس لے آ۔ تو حضرت لقمان زبان اور دل لے آئے۔ آقا نے پوچھا کیا ان سے بہتر کوئی چیز نہیں تھی؟ لقمان نے کہا نہیں۔ آقا تھوڑی دیر خاموش رہا۔ پھر اس نے کہا میرے لیے ایک بکری ذبح کرو۔ تو حضرت لقمان نے ایک بکری ذبح کی۔ تو مالک نے کہا اس میں سے ناپاک ترین دو ٹکڑے پھینک دو۔ تو حضرت لقمان نے زبان اور دل کو پھینک دیا۔ آقا نے کہا میں نے تجھے اس کے پاکیزہ ترین حصے لانے کو کہا تھا تو تو میرے پاس زبان اور دل لایا۔ میں نے تجھے کہا کہ تو اس کے خبیث ترین دو ٹکڑے پھینک دے تو تو نے زبان اور دل پھینک دیے۔ تو لقمان نے کہا اگر یہ پاکیزہ ہوں تو ان سے پاکیزہ تر کوئی چیز نہیں۔ اگر یہ خبیث ہو جائیں تو ان دونوں سے زیادہ خبیث کوئی نہیں۔(1)

امام عبداللہ نے زوائد میں حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمان نے کہا: خبردار! اللہ تعالیٰ کی تائید حکماء کے مونہوں کو میسر ہے۔ وہ اپنی زبان سے وہی کچھ کہتے جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے تیار کیا ہوتا ہے۔

امام عبداللہ رحمہ اللہ نے حضرت سفیان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا اے بیٹے! خاموشی پر کبھی بھی شرمندہ نہ ہوا کر۔ اگر گفتگو چاندی کی ہو تو خاموشی سونے سے ہوتی ہے۔(2)

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا اے بیٹے! شر سے الگ تھلگ رہ تا کہ وہ تجھ سے الگ تھلگ رہے کیونکہ برائی برائی کے لیے پیدا کی گئی ہے۔(3)

حضرت ہشام بن عروہ رحمہ اللہ نے اپنے باپ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمان علیہ السلام کی حکمت میں یہ لکھا ہے اے بیٹے! حد درجہ رغبت کرنے سے بچو کیونکہ حد درجہ کی رغبت قربت کو قریبی سے ختم کر دیتی ہے اور حلم کو چھوڑ دیتی ہے جیسے تر کھجوریں۔ اے بیٹے! انتہا درجہ کے غصے سے بچو کیونکہ انتہا درجہ کا غصہ حکیم کی ذہانت کو مٹا دیتا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور امام احمد نے حضرت عبید بن عمیر سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا جبکہ وہ اسے نصیحت کر رہے تھے اے بیٹے! اپنی ذات کے لیے مجالس کا انتخاب کر۔ جب تو ایسی مجلس دیکھے جس میں اللہ کا ذکر کیا جا رہا ہو تو اس کے پاس بیٹھ۔ اگر تو عالم ہو گا تو تیرا علم تجھے نفع دے گا۔ اگر تو کند ذہن ہو گا تو وہ تعلیم دیں گے۔ اگر اللہ تعالیٰ ان پر رحمت فرمانا چاہے گا تو ان کے ساتھ تجھے بھی رحمت ملے گی۔ اے بیٹے! ایسی مجالس میں نہ بیٹھو جن میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کیا جاتا۔ اگر تو عالم ہو گا تو تیرا علم تجھے کوئی نفع نہ دے گا۔ اگر تو کند ذہن ہو گا تو وہ لوگ تیرے اس عیب میں اضافہ کریں گے۔ اگر اس کے بعد اللہ تعالیٰ ان پر ناراضگی کا اظہار کرے گا تو ان کے ساتھ تمہیں بھی ناراضگی پہنچے گی، اے بیٹے! تجھے کھلے بازوؤں والا غیظ و غضب میں مبتلا نہ کر دے جو مومنوں کا خون بہاتا ہے کیونکہ اس کے لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں ایسا قاتل ہے جسے موت نہیں آتی۔

امام عبداللہ رحمہ اللہ نے "زوائد" میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمان نے

1۔ کتاب الزہد، صفحہ 65، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

اپنے بیٹے سے کہا تیرا کھانا متقی لوگ ہی کھائیں اور اپنے معاملہ میں علماء سے مشورہ کرو۔

امام احمد ہشام بن عروہ رحمہ اللہ سے وہ اپنے باپ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ لقمان کی حکمت میں یہ بات لکھی ہوئی ہے تیری گفتگو پاکیزہ ہونی چاہیے۔ تیرا دسترخوان وسیع ہونا چاہیے۔ تو لوگوں کے ہاں ان سے محبوب ترین ہو جائے گا جو انہیں عطیہ عطا کرتے ہیں۔ کہا تورات میں لکھا ہے جیسے تم رحم کرو گے ایسا ہی تم پر رحم کیا جائے گا۔ حکمت میں لکھا ہوا ہے جیسا کاشت کرو گے ایسا ہی کاٹو گے۔ کہا حکمت میں لکھا ہوا ہے اپنے دوست اور اپنے والد کے دوست سے محبت کر۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابو قلابہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمان علیہ السلام سے کہا گیا لوگوں میں کون سب سے صابر ہے؟ ایسا صبر جس کے ساتھ اذیت نہ ہو۔ پوچھا گیا لوگوں میں کون زیادہ عالم ہے؟ کہا جو لوگوں کے علم سے اپنے علم میں اضافہ کرے۔ پوچھا گیا لوگوں میں سے کون سب سے بہترین ہے؟ فرمایا غنی پوچھا گیا مال کا غنی؟ کہا نہیں بلکہ وہ غنی جب اس کے پاس بھلائی کو تلاش کیا جائے تو وہ اس کے ہاں پالیں نہ کہ وہ جو اپنے آپ کو لوگوں سے غنی خیال کرے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت سفیان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ لقمان سے پوچھا گیا لوگوں میں سے برا کون ہے؟ کہا وہ جو اس بات کی پرواہ نہ کرے کہ لوگ اسے برا خیال کریں گے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حکمت کی بعض چیزوں میں سے یہ بات پائی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی ہڈیوں کو ٹھنڈا کر دے گا جو لوگوں کی عزتوں سے کھیلتے ہیں۔ میں نے یہ بات بھی حکمت میں پائی ہے۔ اس میں کوئی بھلائی کی بات نہیں کہ تو ایسی چیز کا علم حاصل کرے جو پہلے نہ جانتا ہو جبکہ تو ایسی بات پر عمل نہ کرے جس کو تو جانتا ہو کیونکہ اس کی مثال ایسے آدمی جیسی ہے جس نے لکڑیاں اکٹھی کیں۔ ان کا گٹھا بنایا۔ اسے اٹھانے لگا تو اٹھانے سے عاجز رہا۔ تو اس نے ان لکڑیوں کے ساتھ اور لکڑیاں جمع کر دیں۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن جحادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمان سے یہ بات کی گئی لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا جس میں حکیم کی آنکھ ٹھنڈی نہ ہوگی۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت سفیان رحمہ اللہ سے انہوں نے اپنے خبر دینے والے سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا اے بیٹے! دنیا ایک گہرا سمندر ہے۔ اس میں بہت زیادہ لوگ غرق ہو گئے اس میں اپنی کشتی اللہ تعالیٰ کا تقویٰ بنا لے۔ اس کا فالتو سامان اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایمان اور اس کا بادبان اللہ تعالیٰ پر توکل بنا لے۔ ممکن ہے تو نجات پا جائے میں تجھے نجات پانے والا نہیں دیکھتا۔

امام عبداللہ رحمہ اللہ نے ''زوائد'' میں حضرت عون بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا اے بیٹے! میں نے پتھر اور لوہا اٹھایا ہے۔ میں نے برے پڑوسی سے کوئی بھاری چیز نہیں اٹھائی۔ میں نے تمام قسم کی کڑواہٹ کو چکھا ہے۔ میں نے فقر سے بڑھ کر کوئی کڑوی چیز نہیں چکھی۔

امام احمد نے حضرت شرحبیل بن مسلم سے روایت نقل ہے کہ حضرت لقمان نے کہا میں جھگڑے کو کم کرتا ہوں۔ وہی بات

کرتا ہوں جو میرے مقصد کی ہوتی ہے۔بغیر تعجب کے زیادہ ہنسنے والا نہیں اور نہ ہی بغیر مقصد کے کسی تک بات پہنچانے والا ہوں۔

امام احمد نے حضرت ابوحلبہ سے روایت نقل کی ہے میں نے حکمت میں یہ بات پڑھی ہے،جس کی ذات اسے نصیحت کرنے والی ہو اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس کا حفاظت کرنے والا ہوتا۔جو اپنی جانب سے لوگوں کے ساتھ انصاف کرنے والا ہو اللہ تعالیٰ اس کی عزت میں اضافہ کر دیتا ہے۔اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہی عاجزی معصیت میں عزت سے بڑھ کر قربت کا باعث ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن دینار رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا اے بیٹے!اپنے نفس کو اس کے مقام پر رکھ جسے تجھ سے کوئی غرض نہیں اور تیرے لیے اس کے سوا کوئی چارہ کار نہ ہو۔اے بیٹے!تو اس آدمی کی طرح ہو جا جو لوگوں کی تعریف کا خواہش مند نہ ہو اور نہ ہی ان کی مذمت حاصل کرنے والا ہو۔اس کا نفس اس سے تھکا ماندہ ہو مگر لوگ اس سے راحت میں ہوں۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابن ابی یحییٰ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا اے بیٹے!حکمت مساکین کو بادشاہوں کی مجلسوں میں بٹھاتی ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت معاویہ بن قرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا اللہ کے صالح بندوں کے ساتھ بیٹھا کرو تو ان کے ساتھ بیٹھ کر بھلائی پائے گا۔ممکن ہے آخر میں ان پر رحمت نازل ہو تو ان کے ساتھ تجھے بھی رحمت پہنچے۔اے بیٹے!شریر لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھا کرو۔بیشک ان کے ساتھ بیٹھنے سے تجھے بھلائی نہ ملے گی۔ممکن ہے آخرت میں ان پر عذاب نازل ہو تو تجھے بھی ان کے ساتھ عذاب پہنچے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابن ابی نجیح رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ لقمان حکیم نے کہا خاموشی حکمت ہے اور اس پر عمل کرنے والے تھوڑے لوگ ہیں۔حضرت طاؤس نے کہا اے ابونجیح!جس نے بات کی اور اللہ تعالیٰ سے ڈرا تو وہ اس سے بہتر ہے جو خاموش رہا اور اللہ تعالیٰ سے ڈرا۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت عون رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا اے بیٹے!جب تو کسی مجلس تک پہنچے تو انہیں سلام کہو پھر ان کی ایک طرف بیٹھ جاؤ۔اگر وہ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں شروع ہوں تو ان کے ساتھ بیٹھ۔اگر وہ کسی اور کام میں شروع ہوں تو ان کے پاس سے اٹھ جاؤ۔

عبداللہ نے ''زوائد'' میں عبداللہ بن دینار سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمان سفر سے آئے تو راستے میں انہیں ایک لڑکا ملا۔آپ نے پوچھا میرے باپ کا کیا ہوا؟بچے نے کہا وہ مر گیا ہے۔لقمان حکیم نے کہا الحمدللہ میں اپنے معاملات کا خود مالک ہو گیا ہوں۔پوچھا میری ماں کا کیا ہوا؟اس نے کہا وہ مر گئی ہے۔تو لقمان نے کہا میرا غم جاتا رہا۔پوچھا میری بیوی کا کیا ہوا؟اس نے کہا وہ مر گئی ہے۔لقمان حکیم نے کہا میں نیا نکاح کروں گا۔پوچھا میری بہن کا کیا ہوا؟اس نے کہا وہ بھی مر گئی ہے۔کہا اس نے میری عزت پر پردہ ڈال دیا ہے۔کہا میرا بھائی کا کیا ہوا؟وہ مر گیا ہے۔لقمان حکیم نے کہا میری کمر ٹوٹ گئی۔

امام عبداللہ رحمہ اللہ نے ''زوائد'' میں حضرت عبداللہ بن بخت مکی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمان حکیم

نے اپنے بیٹے سے کہا اے بیٹے! علماء کی مجلس میں بیٹھا کرو اور ان کے قریب رہا کرو۔ بیشک اللہ تعالیٰ حکمت کے نور سے مردہ دلوں کو زندہ فرماتا ہے جس طرح مردہ زمین بارش سے زندہ ہوتی ہے۔

امام عبداللہ بن قیس رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے کہا تیرے منہ سے جو نکلتا ہے اس سے رک جا کیونکہ جب تک تو خاموش رہے گا محفوظ رہے گا۔ تجھے وہی بات کرنی چاہیے جو تجھے نفع دے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن واسع رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے کہا اے بیٹے! جو نہیں جانتا اسے نہ سیکھو یہاں تک کہ جو تو جانتا ہے اس پر عمل کرو۔

امام احمد نے بکر بن مزنی سے روایت نقل کی ہے کہ لقمان حکیم نے کہا والد کا اپنے بیٹے کو مارنا ایسا ہی ہے جیسے کھیتی کے لیے پانی۔

امام قالی نے ''امالی'' میں عتبی سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت لقمان حکیم کہا کرتے تھے: تین چیزیں مواقع پر ہی پہنچانی جاسکتی ہیں (۱) حلیم غضب کے وقت (۲) بہادر جنگ کے وقت (۳) تیرا بھائی جب تجھے اس کی ضرورت ہو۔

امام وکیع رحمہ اللہ نے ''غرر'' میں حضرت حنظلی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا اے بیٹے! جب تو ارادہ کرے کہ کسی آدمی کے ساتھ برادرانہ تعلقات قائم کرے تو اس سے پہلے اسے غصہ دلا، اگر غصہ کے وقت وہ تجھ سے انصاف کرے تو ٹھیک ورنہ اس سے احتیاط کر۔

امام دار قطنی رحمہ اللہ نے حضرت مالک بن انس رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا جب سے تو دنیا میں آیا ہے تو نے اس کی طرف پشت کرلی ہے اور دوسرے گھر کی طرف منہ کرلیا ہے ایک ایسا گھر ہے جس کی طرف تو جا رہا ہے۔ وہ اس گھر سے زیادہ قریب ہے جس سے تو دور ہو رہا ہے۔

امام ابن مبارک نے حضرت ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمان کہا کرتے تھے اے اللہ! میرے ساتھی کو غافل نہ بنا جب میں تیرا ذکر کرتا ہوں تو وہ میری مدد نہیں کرتے۔ جب میں تجھے بھول جاتا ہوں تو وہ مجھے یاد نہیں کرتے۔ جب میں حکم دیتا ہوں تو وہ میری اطاعت نہیں کرتے۔ اگر میں خاموش ہوتا ہوں تو وہ مجھے غمگین کرتے ہیں۔

حکیم ترمذی معتمر سے وہ اپنے باپ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا اے بیٹے! اپنی زبان کو اس کا عادی بنا کہ وہ کہے اے اللہ! مجھے بخش دے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک ایسی گھڑی ہے جس میں دعا رد نہیں کی جاتی۔

خطیب نے حضرت حسن بصری سے روایت نقل کی ہے: اے بیٹے! قرض سے بچو کیونکہ یہ دن کی ذلت اور رات کا غم ہے۔

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی رحمہما اللہ نے ''شعب الایمان'' میں حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا اے بیٹے! اللہ تعالیٰ سے ایسی امید رکھ جو تجھے اس کی نافرمانی پر جرات نہ دلائے۔ اللہ تعالیٰ سے ایسا ڈر جو تجھے اس کی رحمت سے مایوس نہ کرے۔(1)

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمان نے کہا جب تیرے

1۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 18 (1045)، دارالکتب العلمیہ بیروت

پاس کوئی آدمی آئے جبکہ اس کی آنکھوں سے آنسو رواں ہوں تو اس کے حق میں فیصلہ نہ کر یہاں تک کہ اس کا مدمقابل آئے۔ کہا ممکن ہے وہ آئے تو اس سے دوگنا آنسو بہار ہا ہو۔

امام عبداللہ بن احمد رحمہ اللہ نے ''زوائد الزہد'' میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے ابن آدم! میں نے تجھے پیدا کیا ہے اور تو کسی اور کی عبادت کرتا ہے۔ تو میری طرف دعوت دیتا ہے اور خود مجھ سے دور بھاگتا ہے۔ تو مجھے یاد کرتا ہے اور مجھے بھول جاتا ہے۔ یہ زمین میں سب سے بڑا ظلم ہے۔ پھر حضرت حسن اس آیت اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ کی تلاوت کرتے۔

وَ وَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ۚ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَّ فِصٰلُهٗ فِيْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَ لِوَالِدَيْكَ ؕ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ ۝۱۴ وَ اِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰۤى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۙ فَلَا تُطِعْهُمَا وَ صَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا ۫ وَّ اتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ ۚ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۱۵ يٰبُنَيَّ اِنَّهَاۤ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ اَوْ فِي الْاَرْضِ يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ۝۱۶ يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَ اْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ انْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ اصْبِرْ عَلٰى مَاۤ اَصَابَكَ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝۱۷ وَ لَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَ لَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ۝۱۸ وَ اقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ وَ اغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ؕ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ ۝۱۹

''اور ہم نے تاکیدی حکم دیا انسان کو کہ اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کرے۔ شکم میں اٹھار کھا ہے اسے اس کی ماں نے کمزوری پر کمزوری کے باوجود اور اس کا دودھ چھوٹنے میں دو سال لگے (اس لیے ہم نے حکم دیا) کہ شکر ادا کرو میرا اور اپنے ماں باپ کا (آخر کار) میری طرف ہی (تمہیں) لوٹنا ہے اور اگر وہ دباؤ ڈالیں تم پر کہ تو میرا شریک ٹھہرائے اس کو جس کا تجھے علم تک نہیں تو ان کا یہ کہنا نہ مان البتہ گزران کر وان کے ساتھ دنیا میں خوبصورتی سے اور پیروی کرو اس کے راستہ کی جو میری طرف مائل ہوا۔ پھر میری طرف ہی تمہیں لوٹنا ہے پس

میں آگاہ کروں گا تمہیں ان کاموں سے جو تم کیا کرتے تھے۔ (لقمان نے کہا) پیارے فرزند! اگر کوئی چیز رائی کے دانہ کے برابر وزنی ہو یا پھر وہ کسی چٹان میں یا آسمانوں یا زمین میں (چھپی) ہو تو لے آئے گا اسے اللہ تعالیٰ۔ بیشک اللہ تعالیٰ بہت باریک بین، ہر چیز سے باخبر ہے۔ میرے پیارے بچے! نماز صحیح صحیح ادا کیا کرو، نیکی کا حکم دیا کرو اور برائی سے روکتے رہو۔ اور صبر کیا کرو ہر مصیبت پر جو تمہیں پہنچے۔ بیشک یہ بڑی ہمت کے کام ہیں۔ اور (تکبر کرتے ہوئے) نہ پھیر لے اپنے رخسار کو لوگوں کی طرف سے اور نہ چلا کر زمین میں اتراتے ہوئے۔ بیشک اللہ تعالیٰ نہیں پسند کرتا کسی گھمنڈ کرنے والے فخر کرنے والے کو اور میانہ روی اختیار کر اپنی رفتار میں اور دھیمی کر اپنی آواز۔ بیشک سب سے وحشت انگیز آواز گدھے کی آواز ہے۔''

امام ابو یعلیٰ، طبرانی، ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ابو عثمان نہدی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سعید بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کہا یہ آیت وَ اِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰۤى اَنْ تُشْرِكَ میرے بارے میں نازل ہوئی۔ میں اپنی والدہ کے ساتھ حسن سلوک کرتا تھا۔ جب میں نے اسلام قبول کر لیا تو میری ماں نے کہا اے سعد! میں یہ کیا دیکھتی ہوں کہ تو نے یہ نیا کام کیا ہے؟ تجھے یہ دین چھوڑنا ہوگا یا میں نہ کھاؤں گی، نہ پیوں گی یہاں تک کہ میں مرجاؤں گی۔ تو میری وجہ سے تجھے عار دلائی جائے گی۔ تجھے یوں خطاب کیا جائے گا: اے اپنی ماں کے قاتل! میں نے کہا اے میری ماں! ایسا نہ کر، میں کسی بھی وجہ سے یہ دین نہیں چھوڑوں گا۔ وہ ایک دن رات بغیر کچھ کھائے پیے رہی۔ اس نے صبح کی تو بڑی مشقت میں مبتلا تھی۔ وہ ایک دن اور رات مزید اسی طرح رہی۔ تو اس کی تکلیف میں اضافہ ہو گیا۔ جب میں نے یہ دیکھا تو میں نے کہا اے ماں! اللہ تعالیٰ کی قسم! تو جانتی ہے اگر تیری سو جانیں ہوں اور تیری ایک ایک جان نکلے تو تب بھی میں اس کے لیے دین نہیں چھوڑوں گا۔ اگر تو چاہے تو کھا، اگر تو چاہے تو نہ کھا، جب ماں نے یہ دیکھا تو اس نے کھانا کھا لیا تو یہ آیت نازل ہوئی۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں کہا میرے بارے میں چار آیات نازل ہوئی ہیں، سورۃ انفال کی، وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا، وصیت اور شراب والی آیت۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت وَ اِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰۤى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی۔ (1)

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے کہا حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی۔ حضرت سعد نے کہا میں تیر اندازی سے واپس آیا تو لوگ میری ماں حمنہ بنت سفیان بن امیہ بن عبد شمس اور میرے بھائی عامر کے پاس جمع تھے۔ جب وہ مسلمان ہو گیا تھا میں نے پوچھا لوگوں کو کیا ہوا ہے؟ لوگوں نے بتایا یہ تیری ماں ہے جس نے تیرے بھائی عامر کو پکڑ رکھا ہے۔ وہ اللہ کی قسم اٹھا رہی ہے کہ اسے کوئی سایہ سایہ نہ دے گا، وہ کھانا نہیں کھائے گی، وہ پانی نہیں پیے گی یہاں تک کہ وہ اس دین کو چھوڑ دے گا۔ حضرت سعد ماں کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا اے ماں! میری طرف متوجہ ہو، میرے ساتھ وعدہ کر۔ ماں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 82، دار احیاء التراث العربی بیروت

نے پوچھا کیسا؟ حضرت سعد نے کہا تو کسی سایہ میں نہیں بیٹھے گی، تو کھانا نہیں کھائی گی، تو پانی نہیں پیئے گی، یہاں تک کہ جہنم میں اپنا ٹھکانہ دیکھ لے گی تو اس نے کہا میں قسم اپنے نیک بیٹے کے لیے اٹھاؤں گی تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

ابن جریر نے حضرت ابن عباس سے وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ کا معنی سختی کے بعد سختی ایک صورت کے بعد دوسری صورت کیا ہے۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عطاء خراسانی رحمہ اللہ سے اس کا یہ معنی نقل کیا ہے کمزوری کے بعد کمزوری۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے وَهْنٍ کا معنی مشقت نقل کیا ہے، وہ بچہ ہے۔

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے وَهْنٍ کا معنی نقل کیا ہے کہ بچے کی کمزوری والدہ کی کمزوری اور ضعف پر ہے۔(2)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ جب مریض ہوں تو ان کی عیادت کیا کرو جب مر جائیں تو جنازہ کے ساتھ چلا کر اور اللہ تعالیٰ نے تجھے مال عطا کیا ہے اس کے ساتھ ان کی غمگساری کیا کر۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن جریج سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ سے مراد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے اِنَّهَآ اِنْ تَكُ میں ضمیر سے مراد بھلائی ہے اور صَخْرَةٍ سے مراد پہاڑ ہے۔(3)

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ زمین مچھلی پر ہے، مچھلی سمندر پر ہے، سمندر سبز چٹان پر ہے، پانی کی یہ سبزی اس چٹان کی وجہ سے ہے، وہ چٹان بیل کے سینگ پر ہے، وہ بیل ثری پر ہے، ثری کے نیچے کیا ہے، اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا اللہ تعالیٰ کے فرمان لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ وَ مَا بَيْنَهُمَا وَ مَا تَحْتَ الثَّرٰى ۝ (طٰہٰ:6) آسمانوں، زمین، ان کے درمیان اور جو ثری کے نیچے ہے۔ وہ سب رحمٰن کے حرم میں ہے۔ جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے کوئی چیز باقی نہ رہے گی۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ (المومن:16) تو زمین و آسمان سے جو چیز ہوگی۔ اس پر کپکپی طاری ہو جائے گی پھر اللہ تعالیٰ خود ہی جواب ارشاد فرمائے گا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ۝ (المومن)۔

امام فریابی اور ابن جریر نے ابو مالک سے روایت نقل کی ہے: يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ کا معنی ہے اللہ تعالیٰ اسے جانتا ہے۔(4)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ یعنی اس خردلہ کو نکالنے میں باریک بین ہے۔ کہا خردلہ کی جگہ کے بارے میں باریک بین ہے۔(5)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے آیت کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وَ اْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ یعنی توحید کا حکم دے، شرک سے منع کر۔ ان دونوں میں صبر کر۔ یعنی جب تجھے نیکی کا حکم دیا جائے برائی سے روکا جائے اور اس بارے میں تجھے تکلیف اور اذیت پہنچے تو اس پر صبر کر اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر میں مصیبت پر صبر کرنا۔ یہ ان امور میں سے ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اس بارے میں تجھے جو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 81، دار احیاء التراث العربی بیروت　2۔ ایضاً　3۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 84
4۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 85　5۔ ایضاً

مصیبت پہنچے اس پر صبر کر۔ بیشک صبر کرنا ان امور میں سے ہے جن کا اللہ تعالیٰ نے قطعی حکم دیا ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد نے ''زہد'' میں، عبد بن حمید، ابن منذر اور خطیب رحمہم اللہ نے ''تالی التلخیص'' میں حضرت ابو جعفر خطمی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان کے دادا عمیر بن حبیب وہ صحابی تھے، انہوں نے اپنے بیٹے کو وصیت کی اے بیٹے! بے وقوفوں کی مجلس سے بچو کیونکہ ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا بیماری ہے۔ جو سفیہ سے حلم کرتا ہے وہ اپنے حلم پر خوش ہوتا ہے۔ جو بے وقوف سے محبت کرتا ہے وہ شرمندہ ہوتا ہے۔ بے وقوف جو کام کرتا ہے جو آدمی اس کے قلیل کا اقرار نہیں کرتا اسے کثیر کا اقرار کرنا پڑتا ہے۔ جو ناپسندیدہ چیز پہ صبر کرتا ہے وہ پسندیدہ چیز پالیتا ہے۔ جب تم میں سے کوئی نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کا ارادہ کرے تو اذیت پر صبر کرنے پر اپنے آپ کو تیار کرے۔ اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید رکھے جو اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید رکھے تو عذاب کا مس کرنا بھی نہ پائے گا۔

امام طبرانی، ابن عدی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ کے بارے میں پوچھا گیا۔ فرمایا اپنی باچھوں کا ٹیڑھا کرنا۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اس کا معنی تکبر نہ کر کہ تو اللہ تعالیٰ کے بندوں کو حقیر جاننے لگے۔ جب وہ تجھ سے کلام کریں تو ان کی طرف منہ کر۔(2)

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد وہ شخص ہے جب اسے سلام کیا جائے تو وہ متکبر کی طرح اپنی گردن دوہری کرے۔

امام فریابی اور ابن جریر نے حضرت مجاہد سے اس کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ لوگوں سے اپنا منہ دوسری طرف کر لینا۔(3)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ تکبر کرتے ہوئے اپنے چہرے کو فقراء سے نہ پھیرلے۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے ''شعب الایمان'' میں حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ فقیر اور غنی علم میں تیرے نزدیک برابر ہونے چاہیں کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عتاب کیا گیا عَبَسَ وَتَوَلّٰٓى ۝ (عبس)۔(4)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ تواضع اختیار کر۔(5)

سعید بن منصور، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے یزید بن ابی حبیب سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ جلدی چلو۔(6)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے اس کا معنی یہ نقل کیا ہے: تکبر نہ کرو اور لوگوں سے اپنی آواز کو پست رکھو کیونکہ سب سے زیادہ ناپسندیدہ آواز گدھے کی آواز ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تکبر سے منع کیا، آواز میں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 86، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 87 3۔ ایضاً

4 شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 286 (8179)، دار الکتب العلمیہ بیروت

5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 88 6۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 89

میانہ روی کا حکم دیا کیونکہ آواز میں قبیح ترین آواز گدھے کی آواز ہے، اس کا آغاز زفیر اور اس کا آخر شہیق کہلاتا ہے۔(1)

امام سعید بن منصور، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ یہ کانوں پر سب سے ناپسندیدہ ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سفیان ثوری سے روایت نقل کی ہے کہ ہر شے کی آواز اللہ کی تسبیح ہے مگر گدھے کی آواز۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے: اگر آواز کے بلند کرنے میں کوئی بھلائی ہوتی تو اللہ تعالیٰ گدھے کی آواز کو بلند نہ کرتا۔(2)

اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ وَ اَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّ بَاطِنَةً ۗ وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّ لَا هُدًى وَّ لَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ۝۲۰ وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَ لَوْ كَانَ الشَّيْطٰنُ يَدْعُوْهُمْ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ ۝۲۱ وَ مَنْ يُّسْلِمْ وَجْهَهٗۤ اِلَى اللّٰهِ وَ هُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ؕ وَ اِلَى اللّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ۝۲۲ وَ مَنْ كَفَرَ فَلَا يَحْزُنْكَ كُفْرُهٗ ؕ اِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ فَنُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝۲۳ نُمَتِّعُهُمْ قَلِيْلًا ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ اِلٰى عَذَابٍ غَلِيْظٍ ۝۲۴ وَ لَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۲۵ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ۝۲۶

"کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمانبردار بنا دیا ہے تمہارے لیے جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے اور تمام کر دی ہیں اس نے تم پر ہر قسم کی نعمتیں ظاہری بھی اور باطنی بھی؟ اور بعض ایسے (نادان) لوگ بھی ہیں جو جھگڑتے ہیں (رسول کریم سے) اللہ تعالیٰ کے بارے میں نہ ان کے پاس علم ہے نہ ہدایت اور نہ کوئی روشن کتاب۔ اور جب انہیں کہا جاتا ہے کہ پیروی کرو جو اللہ تعالیٰ نے اتارا ہے کہتے ہیں (نہیں) بلکہ ہم تو پیروی کریں گے اس کی جس پر پایا ہم نے اپنے باپ دادا کو۔ کیا وہ (انہیں کی اتباع کریں گے) خواہ شیطان

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 89-88، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 90

انہیں (اس طرح) دعوت دے رہا ہو بھڑکتے ہوئے عذاب کی۔ اور جو شخص اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیتا ہے درآں حال کہ وہ محسن ہو، تو بیشک اس نے مضبوطی سے پکڑ لیا حلقہ کو اور اللہ تعالیٰ کی طرف ہی ہے تمام کاموں کا انجام۔ اور جس نے کفر کیا تو نہ غمزدہ کرے آپ کو اس کا کفر۔ ہماری طرف ہی انہیں لوٹنا ہے پس ہم آگاہ کریں گے انہیں جو انہوں نے کیا تھا۔ بیشک اللہ تعالیٰ جاننے والا ہے جو کچھ سینوں میں (چھپا) ہے۔ ہم لطف اندوز ہونے دیں گے انہیں تھوڑی دیر پھر ہم انہیں ہانک کر لے جائیں گے سخت عذاب کی طرف۔ اور اگر دریافت کریں ان سے کہ کس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو تو ضرور کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے۔ فرمایئے الحمدللہ (حق واضح ہوگیا) بلکہ ان میں سے اکثر لوگ نہیں جانتے۔ اللہ تعالیٰ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے۔ یقیناً اللہ ہی بے نیاز ہے (اور) ہر تعریف کے لائق"۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے "شعب الایمان" میں حضرت عطاء سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس سے اللہ تعالیٰ کے فرمان وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً کے بارے میں پوچھا۔ جواب دیا یہ مجھ پر مخفی خزانوں میں سے ہیں۔ کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ فرمایا ظاہر سے مراد جو اس نے تیری صورت کو درست کیا اور باطن سے مراد جو اس نے تیرے پردے والے حصوں کو مخفی کیا۔ اگر اللہ تعالیٰ اسے ظاہر کر دیتا تو تیرے گھر والے اور دوسرے تجھ سے ناراض ہو جاتے۔

امام ابن مردویہ، بیہقی، دیلمی اور ابن نجار رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں پوچھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ظاہری نعمتوں سے مراد اسلام اور اس نے جو تیری صورت کو خوبصورت بنایا ہے اور اس نے تجھ پر جو اپنا رزق نازل فرمایا ہے اور باطنی نعمتوں سے مراد یہ ہے جو اس نے تیرے برے اعمال پر پردہ ڈال دیا ہے۔ اے ابن عباس! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تین چیزیں میں نے مومنوں کے لیے بنائی ہیں۔ اس کے بعد مومن اس پر نماز پڑھتے ہیں۔ میں نے اس کے مال کے تیسرے حصہ کو اس کے گناہوں کا کفارہ بنا دیا ہے اور اس کے برے اعمال پر پردہ ڈال دیا ہے۔ ان میں سے کسی چیز کی وجہ سے اسے رسوا نہیں کیا۔ اگر میں انہیں ظاہر کر دیتا تو اس کے گھر والے اور دوسرے اسے دور پھینک دیتے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی کی مثل تفسیر نقل کی ہے کہ نعمت ظاہرہ سے مراد اسلام اور نعمت باطنہ سے مراد ہر وہ چیز ہے جو اس نے تم پر گناہ، عیب اور حسد کو پوشیدہ رکھا۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ آپ نے آیت وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً پڑھی اور کہا یہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے۔ (1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کو پڑھتے تھے اور کہتے اگر یہ نعمت ہوتی تو یہ نعمت دوسری نعمت سے ادنیٰ درجہ کی ہوتی۔ (2)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 91، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً

امام سعید بن منصور، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے ''شعب الایمان'' میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ نعمت ظاہرہ سے مراد زبان پر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور باطنی سے مراد دل میں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت مقاتل رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ نعمت ظاہرہ سے مراد اسلام اور باطنہ سے مراد یہ ہے اللہ تعالیٰ نے جو تمہارے گناہ مخفی رکھے۔

امام خرائطی رحمہ اللہ نے ''مکارم الاخلاق'' میں حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ظاہرہ سے مراد اسلام اور قران ہے اور باطنہ سے مراد جو اس نے عیوب چھپائے۔

وَ لَوْ اَنَّ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّ الْبَحْرُ یَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ۝۲۷

''اور اگر زمین میں جتنے درخت ہیں قلمیں بن جائیں اور سمندر سیاہی بن جائے اور اس کے علاوہ سات سمندر اسے (مزید) سیاہی مہیا کریں تو پھر بھی ختم نہیں ہوں گی اللہ کی باتیں۔ بیشک اللہ تعالیٰ سب پر غالب بڑا دانا ہے۔''

امام ابن اسحاق، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہود کے علماء نے رسول اللہ سے مدینہ طیبہ میں کہا اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم اپنے قول وَ مَاۤ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا ۝۸۵ (الاسراء) کے بارے میں بتائیے۔ کیا اس سے مراد ہم ہیں یا آپ کی قوم ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب انہوں نے کہا کیا تم اس میں تلاوت نہیں کرتے جو تمہارے پاس پیغام آیا ہے کہ ہمیں تورات عطا کی گئی جبکہ اس میں ہر چیز کا بیان ہے؟ فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کے علم میں قلیل ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں یہ نازل فرمایا۔ (1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہودی ایک گھر میں داخل ہوئے۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پیغام بھیجا کہ ہمارے پاس آئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آئے اور ان کے ہاں تشریف لے گئے۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رجم کے بارے میں پوچھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے سب سے عالم آدمی کے بارے میں بتاؤ۔ تو انہوں نے ابن صوریا کے بارے میں بتایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا تو ان سے زیادہ عالم ہے اس نے کہا لوگ یہی گمان رکھتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تجھے ان عہدوں کا واسطہ دیتا ہوں جو تم سے لیے گئے اور تورات کا واسطہ دیتا ہوں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل کی گئی، تم تورات میں اس کا کیا حکم پاتے ہو؟ اس نے کہا آپ مجھے یہ واسطہ نہ دیتے تو میں تمہیں نہ بتاتا۔ میں اس میں رجم کا حکم پاتا ہوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر رجم کا فیصلہ کر دیا۔ انہوں نے کہا اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم تو نے سچی بات کی ہے ہمارے پاس تورات ہے، اس میں اللہ کا حکم ہے۔ وہ اس سے قبل کسی چیز کے ذریعے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کامیابی حاصل نہیں کر سکتے تھے۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل ہوئی وَ مَاۤ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 94، دار احیاء التراث العربی بیروت

قَلِيْلًا (الاسراء) وہ اس گھر میں داخل ہوئے۔ ان کے رئیس نے کہا اے یہودیوں کی جماعت! تم محمد ﷺ کے ذریعے کامیاب ہو سکتے ہو۔ اس کی طرف پیغام بھیجو۔ حضور ﷺ تشریف لائے۔ یہودیوں نے کہا اے محمد! ﷺ کیا تم نے یہ نہیں بتایا کہ آپ کی طرف یہ حکم نازل ہوا ہے وَكَيْفَ يُحَكِّمُوْنَكَ وَعِنْدَهُمُ التَّوْرٰىةُ فِيْهَا حُكْمُ اللّٰهِ (المائدہ:43) پھر تم ہمیں بتاتے ہو کہ آپ کی طرف یہ حکم نازل کیا گیا ہے وَمَاۤ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا (الاسراء) میں اختلاف ہے۔ نبی کریم ﷺ خاموش ہو گئے۔ انہیں کچھ جواب بھی نہ دیا۔ تو نبی کریم ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی وَلَوْ اَنَّ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ۔ اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق کتاب ہے۔ یہ سمندر جس کی سات اور سمندر اسی جیسے مدد کریں۔ یہ سارے کاتب مرجائیں۔ یہ سب قلمیں ٹوٹ جائیں۔ یہ آٹھوں سمندر خشک ہو جائیں۔ اللہ کا کلام اسی طرح ہوگا اس میں کمی نہ ہوگی۔ لیکن تمہیں تورات عطا کی گئی جس میں اللہ کا کچھ حکم موجود ہے۔ یہ اللہ کے حکم میں قلیل ہے۔ نبی کریم ﷺ نے انہیں پیغام بھیجا وہ حاضر ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان پر یہ آیت تلاوت کی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کہا جو کہا ایک آدمی نے کہا تو یہ گمان کرتا ہے کہ تجھے حکمت دی گئی ہے تجھے قرآن دیا ہے اور ہمیں تورات دی گئی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا جس میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اللہ تعالیٰ کا علم اس سے بڑھ کر ہے وَمَاۤ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ (الاسراء: 85) وہ تمہارے لیے زیادہ ہے کیونکہ تم یہ کہتے ہو میرے ہاں تھوڑا ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اہل کتاب نے رسول اللہ ﷺ سے روح کے متعلق پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے آیت وَيَسْــَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ۭ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَاۤ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا (الاسراء) انہوں نے کہا تم یہ گمان کرتے ہو کہ ہمیں تھوڑا سا علم دیا گیا ہے جبکہ ہمیں تورات دی گئی اور وہ حکمت ہے وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا (البقرہ:269) تو یہ آیت وَلَوْ اَنَّ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ نازل ہوئی۔(1)

امام عبد الرزاق، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابو الشیخ نے "العظمۃ" میں اور ابو نصر سجزی رحمہم اللہ نے "الابانہ" میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مشرکوں نے کہا یہ کلام ہے۔ قریب ہے کہ ختم ہو جائے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر زمین کے درخت قلمیں بن جائیں اور سمندر کے ساتھ اور سات سمندر روشنائی بن جائیں تو قلمیں ٹوٹ جائیں گی اور سمندروں کا پانی ختم ہو جائے گا جبکہ میرے رب کے عجائب، اس کی حکمت اور علم ختم نہیں ہوگا۔(2)

امام ابن منذر نے حضرت ابن جریج سے روایت نقل کی ہے کہ حی بن اخطب نے کہا اے محمد! ﷺ تو گمان کرتا ہے کہ تجھے حکمت دی گئی ہے اور جسے حکمت دی جائے اسے خیر کثیر دیا گیا جبکہ تیرا یہ گمان ہے کہ ہمیں تھوڑا علم دیا گیا ہے تو یہ دونوں کیسے جمع ہو سکتی ہیں تو یہ آیت نازل ہوئی اور سورۂ کہف میں یہ آیت نازل ہوئی قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا (الکہف:109)۔

عبد الرزاق اور ابو نصر سجزی نے "الابانہ" میں ابو الجوزاء سے روایت نقل کی ہے کہ اگر زمین کے تمام درخت قلمیں بن

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 94، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ ایضاً

جائیں، سمندر روشنائی بن جائیں پانی ختم ہو جائے گا قلمیں ٹوٹ جائیں گی جبکہ ابھی میرے رب کے کلمات ختم نہ ہوں گے۔
امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے:
حضرت ابن رسول اللہ ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ نے وَّالْبَحْرُ یَمُدُّهٗ کو رفع کے ساتھ پڑھا۔(1)

مَا خَلْقُكُمْ وَ لَا بَعْثُكُمْ اِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ﴿۲۸﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَ يُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَ سَخَّرَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ ؗ كُلٌّ يَّجْرِيْۤ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّ اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۲۹﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَ اَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الْبَاطِلُ ۙ وَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ﴿۳۰﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللّٰهِ لِيُرِيَكُمْ مِّنْ اٰيٰتِهٖ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿۳۱﴾ وَ اِذَا غَشِيَهُمْ مَّوْجٌ كَالظُّلَلِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ۬ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ؕ وَ مَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَاۤ اِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ كَفُوْرٍ ﴿۳۲﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ وَ اخْشَوْا يَوْمًا لَّا يَجْزِيْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ ؗ وَ لَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ٚ وَ لَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ﴿۳۳﴾

"نہیں ہے تم سب کو پیدا کرنا اور مارنے کے بعد پھر زندہ کرنا (اللہ کے نزدیک) مگر ایک نفس کی مانند۔ بیشک اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا، دیکھنے والا ہے۔ کیا تم نے ملاحظہ نہیں کیا کہ اللہ تعالیٰ داخل کرتا ہے رات کو دن میں اور داخل کرتا ہے دن کو رات میں اور اس نے کام میں لگا دیا ہے سورج اور چاند کو۔ ہر ایک چل رہا ہے (اپنے مدار میں) وقت مقرر تک اور یقیناً اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کرتے ہو خوب جاننے والا ہے۔ یہ ہیں اس کی قدرت کے کرشمے تاکہ وہ جان لیں کہ اللہ ہی حق ہے اور بلاشبہ جنہیں وہ پکارتے ہیں اس کے سوا سب باطل ہیں اور بلاشبہ اللہ ہی بڑی شان والا بزرگ ہے۔ کیا تم ملاحظہ نہیں کرتے کہ کشتی چلتی ہے سمندر میں محض اس کی مہربانی سے تاکہ وہ دکھائے تمہیں اپنی (قدرت کی) نشانیاں۔ بیشک اس میں بہت سی نشانیاں ہیں ہر صبر کرنے والے شکر گزار کے

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 271 (2976)، دارالکتب العلمیہ بیروت

لیے۔ اور جب ڈھانپ لیتی ہیں انہیں پہاڑوں جیسی موجیں اس وقت پکارتے ہیں اللہ تعالیٰ کو خالص کرتے ہوئے اس کے لیے اپنے عقیدہ کو۔ پھر جب بچالاتا ہے انہیں ساحل تک تو ان میں سے (چند ہی) حق پر رہتے ہیں۔ اور نہیں انکار کرتا ہماری آیتوں کا مگر ہر وہ شخص جو غدار (اور) ناشکرا ہے۔ اے لوگو! ڈرتے رہا کرو اپنے رب سے اور ڈرو اس دن سے کہ نہ بدلہ دے سکے گا کوئی باپ اپنے بیٹے کی طرف سے اور نہ ہی بیٹا بدلہ دے سکے گا اپنے باپ کی جانب سے کچھ بھی۔ بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے اور نہ دھوکہ دے تمہیں دنیوی زندگی اور نہ فریب میں مبتلا کرے تمہیں اللہ سے وہ بڑا مکار دھوکہ باز''۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے مَا خَلْقُكُمْ وَ لَا بَعْثُكُمْ اِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے فرمائے گا ہو جا تو وہ ہو جائے گی، وہ تھوڑی ہو یا زیادہ۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کو پیدا کیا اور سب کو اٹھائے گا جیسے اس نے ایک نفس کو پیدا کیا اور اسے دوبارہ اٹھائے گا۔ اور اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ رات کی کمی دن کی زیادتی ہے اور دن کی کمی رات کی زیادتی ہے۔ ہر ایک کے لیے ایک معلوم وقت ہے نہ اس سے تجاوز کرتا ہے اور نہ اس سے کم ہوتا ہے اور اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے محبوب بندے اس کے صابر اور شاکر بندے ہیں۔ جب اسے عطا کیا جائے تو وہ شکر بجالائے۔ جب مصیبت میں مبتلا ہو تو صبر کرے۔ الظُّلَلِ کا معنی بادل ہیں۔ خَتَّارٍ كَفُوْرٍ کا معنی ہے اپنے وعدہ کو توڑنے والا اور اپنے رب کا انکار کرنے والا۔(2)

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، ابن منذر، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ کا یہ معنی نقل کیا ہے ان میں سے کچھ گفتگو میں میانہ روی اختیار کرنے والے ہیں جبکہ وہ کافر ہوتا ہے۔ خَتَّارٍ کا معنی وعدہ توڑنے والا اور كَفُوْرٍ کا معنی کفر کرنے والا ہے۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ خَتَّارٍ کا معنی انکار کرنے والا ہے۔(4)

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے آپ سے عرض کی: مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان خَتَّارٍ كَفُوْرٍ کے بارے میں بتایئے فرمایا جبار، دھوکے باز، بہت زیادہ ظلم و ستم کرنے والا۔ كَفُوْرٍ جو نعمت کو چھپاتا ہو۔ عرض کی کیا عرب اسے پہچانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے شاعر کا قول نہیں سنا؟ وہ کہتا ہے:

لَقَدْ عَلِمَتْ وَاسْتَيْقَنَتْ ذَاتُ نَفْسِهَا　　بِاَنْ لَا تَخَافُ الدَّهْرُ صَرْمِيْ وَلَا خَتْرِيْ

''تحقیق اس نے جان لیا اور یقین کر لیا کہ زمانہ کو میرے انقطاع اور دھوکہ کا کوئی خوف نہیں''۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ خَتَّارٍ سے مراد وعدہ توڑنے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 95، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 95,96,97,99
3۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 98,99
4۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 99

والا اور کَفُوْرٍ سے مراد اپنے رب کی ناشکری کرنے والا ہے۔(1)

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اَلْغَرُوْرُ سے مراد شیطان ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اَلْغَرُوْرُ سے مراد شیطان ہے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے روایت نقل کی ہے کہ اَلْغَرُوْرُ سے مراد شیطان ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وَ لَا یَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ کا معنی ہے کہ تو برائی کرے اور مغفرت کی آرزو رکھے۔(2)

اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَ یُنَزِّلُ الْغَیْثَ ۚ وَ یَعْلَمُ مَا فِی الْاَرْحَامِ ؕ وَ مَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ؕ وَ مَا تَدْرِیْ نَفْسٌۢ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ ﴿۳۴﴾

"بیشک اللہ تعالیٰ کے پاس ہی ہے قیامت کا علم اور وہی اتارتا ہے مینہ اور جانتا ہے جو کچھ (ماؤں کے) رحموں میں ہے اور کوئی نہیں جانتا کہ کل وہ کیا کمائے گا اور کوئی نہیں جانتا کہ کس سرزمین میں مرے گا۔ بیشک اللہ تعالیٰ علیم (اور) خبیر ہے۔"

امام فریابی، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ دیہاتی علاقہ سے ایک آدمی آیا اس نے کہا میری بیوی حاملہ ہے۔ مجھے بتاؤ وہ کیا جنے گی؟ ہمارے علاقے بنجر ہیں، مجھے بتاؤ کب بارش ہوگی؟ مجھے علم ہے کہ میں کب پیدا ہوا، مجھے بتاؤ میں کب مروں گا؟ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔(3)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے ایک آدمی جسے وارث کہا جاتا جو بنو مازن بن حفصہ بن قیس غیلان سے تعلق رکھتا تھا۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عرض کی اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کب واقع ہوگی؟ جب کہ ہمارے شہر بنجر ہیں کب سرسبزی ہوگی؟ میں نے اپنی بیوی کو حاملہ چھوڑا ہے، وہ کب بچہ جنے گی؟ مجھے علم ہے کہ میں نے آج کیا کیا ہے، میں کل کیا کام کروں گا؟ مجھے علم ہے کہ میں کہاں پیدا ہوا میں کس جگہ مروں گا؟ تو یہ آیت نازل ہوئی۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے: پانچ چیزیں غیب سے تعلق رکھتی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے علم کے ساتھ مختص کیا ہے جن پر وہ مقرب فرشتے اور کسی نبی مرسل کو آگاہ نہیں کرتا۔ کوئی انسان نہیں جانتا کہ قیامت کب واقع ہوگی، کس سال یا کس مہینہ میں رات کے وقت یا دن کے وقت۔ کوئی آدمی یہ نہیں جانتا کہ کب بارش ہوگی۔ رات کے وقت یا دن کے وقت۔ کوئی آدمی یہ نہیں جانتا کہ رحموں میں کیا ہے مذکر ہے یا مؤنث، سرخ ہے یا سیاہ، کوئی نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کرے گا۔ اچھا یا برا۔ لوگوں میں سے کوئی نہیں جانتا کہ زمین میں اس کی موت کی جگہ کہا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 99 2۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 100 3۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 101

ں ہوگی سمندر میں یا خشکی میں، میدانی علاقہ میں یا پہاڑی علاقہ میں۔(1)

امام فریابی، امام بخاری، امام مسلم، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مفاتیح غیب پانچ چیزیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے سوا نہیں کوئی نہیں جانتا۔ کل کیا ہوگا، اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ قیامت کب ہوگی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ رحموں میں کیا ہے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ بارش کب ہوگی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ انسان کہاں فوت ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، امام بخاری، امام مسلم، ابن ابی حاتم، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کب واقع ہوگی؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا جس سے پوچھا جا رہا ہے وہ سائل سے زیادہ نہیں جانتا۔ لیکن میں اس کی نشانیاں تمہیں بتائے دیتا ہوں۔ جب عورت اپنی مالکہ جنے گی تو یہ اس کی نشانی ہے۔ جب ننگے پاؤں اور ننگے جسم لوگ لوگوں کے سردار بن جائیں گے۔ تو یہ قیامت کی نشانی ہے جب بکریوں کے چرواہے بڑی بڑی عمارتیں بنائیں گے تو یہ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ غیب میں سے پانچ چیزیں ایسی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ پھر اس آیت کی تلاوت کی۔(3)

امام احمد، بزار، ابن مردویہ، رویانی اور ضیاء رحمہم اللہ نے صحیح سند کے ساتھ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: پانچ چیزوں کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اس کی مثل روایت نقل کی ہے۔(4)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے روایت نقل کی ہے کہ ایک بدو غزوۂ بدر کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس کی اونٹنی دس ماہ کی گابن تھی۔ اس نے کہا اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم میری اس اونٹنی کے پیٹ میں کیا ہے؟ ایک انصاری نے اسے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑو۔ آؤ میں تمہیں بتاتا ہوں، تو نے اس اونٹنی کے ساتھ بدفعلی کی، اس کے پیٹ میں تیرا نطفہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے رخ پھیر لیا۔ پھر فرمایا اللہ تعالیٰ ہر حیاء دار، کریم، بات چھپانے والے کو پسند کرتا ہے اور ہر کمینے، فحش گو کو ناپسند کرتا ہے۔ پھر بدو کی طرف متوجہ ہوئے۔ فرمایا پانچ چیزوں کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سرخ قبہ میں تشریف فرما تھے کہ ایک آدمی گھوڑی پر آیا۔ پوچھا تو کون ہے؟ فرمایا میں رسول ہوں۔ پوچھا قیامت کب ہوگی؟ فرمایا وہ غیب ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا غیب کوئی نہیں جانتا۔ پوچھا میری گھوڑی کے پیٹ میں کیا ہے؟ فرمایا غیب ہے، اللہ تعالیٰ کے سوا غیب کوئی نہیں جانتا۔ پوچھا بارش کب ہوگی؟ فرمایا غیب ہے، اللہ تعالیٰ کے سوا غیب کوئی نہیں جانتا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 101، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ صحیح بخاری، باب قولہ تعالیٰ فلا یظہر علی غیبہ الخ، جلد 2، صفحہ 1097، قدیمی کتب خانہ کراچی
3۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان، جلد 1، صفحہ 29، قدیمی کتب خانہ کراچی
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 102

امام احمد اور طبرانی رحمہما اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا: مجھے ہر چیز کی کنجیاں دی گئی ہیں مگر پانچ چیزوں کی۔

امام احمد، ابویعلی، ابن جریر، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ تمہارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر چیز کی کنجیاں عطا کی گئی ہیں مگر پانچ چیزوں کی۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ تمہارے نبی پر کوئی چیز مخفی نہ رہی مگر پانچ چیزیں۔ غیب کے اسرار میں سے یہ آیت ہے جو سورۂ لقمان کے آخر میں ہے۔

امام سعید بن منصور، امام احمد اور امام بخاری رحمہم اللہ نے ''ادب مفرد'' میں حضرت ربعی بن حراش رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے بنی عامر کے ایک آدمی نے بتایا کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کیا علم میں سے کوئی ایسی چیز بھی ہے جو باقی ہو اور آپ کو اس کا علم نہ ہو تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے خیر کا علم عطا فرمایا۔ علم میں سے کچھ چیزیں ایسی بھی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا وہ پانچ ہیں۔

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے حضرت ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہا میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری شادی کے دن تشریف لائے جبکہ میرے پاس دو بچیاں تھیں جو گا نا گا رہی تھیں اور کہہ رہی تھیں ہمارے درمیان ایسے نبی ہیں جو کل کی خبر رکھتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رہی یہ بات تو یہ نہ کہا کرو، کل کیا ہو گا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

امام طیالسی، امام احمد، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے ''الاسماء والصفات'' میں حضرت ابوغرہ ہذلی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی انسان کی روح کسی علاقہ میں قبض کرنا چاہتا ہے تو اس جگہ اس کے لیے کوئی ضرورت پیدا فرما دیتا ہے، اسے موت نہیں آتی یہاں تک کہ وہ اس جگہ پہنچ جاتا ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تلاوت فرمائی۔

امام ترمذی جبکہ ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت مطر بن عکاس رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی آدمی کے بارے میں یہ فیصلہ فرماتا ہے کہ اسے فلاں جگہ موت آئے تو اللہ تعالیٰ اس جگہ اس کے لیے حاجت پیدا کر دیتا ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے عامر یا ابو عامر یا حضرت ابو مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کی مجلس میں تشریف فرما تھے کہ جبرائیل امین اپنی اصلی صورت کے علاوہ ایک اور صورت میں تشریف لائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایک مسلمان گمان کیا حضرت جبرائیل امین نے سلام کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سلام کا جواب دیا۔ پھر انہوں نے اپنے ہاتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھٹنوں پر رکھے اور عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم اسلام کیا ہے؟ فرمایا اسلام یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کے لیے اپنے آپ کو جھکا لے، اس بات کی گواہی دے ''لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ'' نماز قائم کرے اور زکوۃ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 102، دار احیاء التراث العربی بیروت

ادا کرے۔ پوچھا جب میں یہ کرلوں تو میں مسلمان ہو جاؤں گا؟ فرمایا ہاں۔ پوچھا ایمان کیا ہے؟ فرمایا اللہ تعالیٰ، یوم آخرت، فرشتوں، کتاب، انبیاء، موت، موت کے بعد زندگی، جنت، جہنم، حساب، میزان، اچھی اور بری تقدیر پر ایمان لائے۔ عرض کی جب میں یہ کرلوں تو میں مومن ہو جاؤں گا؟ فرمایا ہاں۔ پوچھا احسان کیا ہے؟ فرمایا تو ایسے عبادت کرے کہ تو اللہ تعالیٰ کا دیدار کر رہا ہو۔ اگر تو اسے نہ دیکھ سکے تو وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔ پوچھا جب میں ایسا کرلوں تو میں احسان کرنے والا ہو جاؤں گا؟ فرمایا ہاں۔ پوچھا قیامت کب ہوگی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سبحان اللہ! پانچ چیزیں ایسی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ پھر یہ آیت تلاوت کی۔ (1)

تمت بالخیر

جمعرات، مورخہ 10 جولائی 2003

1۔ بیہقی وقت حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی اس آیت کی تفسیر میں رقم طراز ہیں آیت میں اس چیز کی طرف اشارہ ہے کہ بندہ خواہ کتنا ہی حیلہ کرے اور اپنی ساری ظاہری اور باطنی قوتوں کو صرف کر دے وہ ان چیزوں کو بھی نہیں جانتا جن کا تعلق اس کے ذاتی کسب اور انجام سے ہے تو وہ دوسری چیزوں کو کیسے جان سکتا ہے۔ ان امور کے جاننے کی ایک ہی صورت ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کا علم سکھا دے خواہ رسولوں کے ذریعے سے یا ان پر دلائل قائم کر کے۔

علامہ ابن کثیر نے یوں اس حقیقت کو بیان کیا یہ امور خمسہ مفاتیح الغیب ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے علم کے ساتھ مختص کر لیا ہے۔ پس انہیں کوئی نہیں جان سکتا سوائے اس بات کے کہ اللہ تعالیٰ ان کا علم سکھا دے۔

علامہ آلوسی ابن حجر عسقلانی کے حوالے سے علامہ قرطبی کا یہ قول نقل کرتے ہیں اگر کوئی شخص ان پانچ امور میں کسی کے جاننے کا دعویٰ کرے اور یہ نہ کہے کہ مجھے یہ علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ سے ملا ہے تو وہ اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہوگا۔ (ضیاء القرآن زیر آیت ہذا)

مشکوۃ شریف میں جو حدیث جبرائیل مذکور ہے اس کے آخر میں یہ الفاظ ہیں کہ یہ جبرئیل تھے جو تمہیں تمہارا دین سکھانا چاہتا تھے۔ اس حصہ پر غور کریں تو یہ حقیقت آشکار ہوتی ہے کہ مومنوں کو کن موضوعات پر بحث کرنی چاہیے اور کن چیزوں کے متعلق بحث میں نہ پڑنا چاہیے۔ مناسب تو یہ تھا کہ اسلام، ایمان اور احسان کے جملہ پہلوؤں کو جاننے کے لیے ہم بے تاب ہوتے، اس کی طرف توجہ کم ہے اور جن کے بارے میں بحث سے اعراض کا سبق دیا گیا اس پر ہمارا زیادہ زور ہے۔ اللہ تعالیٰ با مقصد زندگی گزارنے کی توفیق دے۔ (مترجم)

اٰیاتہا ۳۰ سُوْرَۃُ السَّجْدَۃِ مَکِّیَّۃٌ ۳۲ رکوعاتہا ۳

امام ابن ضریس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے ''دلائل'' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ الم سجدہ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام نحاس رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ سجدہ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی سوائے تین آیات کے جو اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا لَا يَسْتَوٗنَ۝۱۸۔

امام ابن ابی شیبہ، امام بخاری، امام مسلم، امام نسائی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن فجر کی نماز میں الم تنزیل سجدہ اور هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ کی تلاوت کرتے تھے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، امام مسلم، امام ابوداؤد، امام ترمذی، امام نسائی اور امام ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ جمعہ کے دن فجر کی نماز میں الم تنزیل سجدہ اور هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ کی تلاوت کرتے تھے۔(3)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے ''سنن'' میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابوداؤد اور حاکم نے حضرت ابن عمر سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھی، اس میں سجدہ کیا۔ ہم نے گمان کیا کہ حضور ﷺ نے الم تنزیل سجدہ کی تلاوت کی ہے۔

امام ابویعلیٰ رحمہ اللہ نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھی۔ ہم نے گمان کیا کہ حضور ﷺ نے تنزیل سجدہ کی تلاوت کی ہے۔

امام ابوعبید نے ''فضائل'' میں امام احمد، عبد بن حمید، دارمی، ترمذی، نسائی، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ اس وقت تک نہیں سوتے تھے جب تک الٓمّٓ۝ تَنْزِيْلُ اور تبارك الذی بيده الملك کی تلاوت نہ کرتے۔(4)

امام ابن نصر، طبرانی اور بیہقی رحمہم اللہ نے ''سنن'' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جس نے چار رکعات عشاء آخر کے بعد پڑھیں۔ پہلی دو رکعتوں میں قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ۝ اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۝ پڑھیں اور آخری دو رکعتوں میں تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ اور الٓمّٓ۝ تَنْزِيْلُ سجدہ پڑھیں تو اس کے لیے یہ چار رکعات ایسی لکھ دی جائیں گے جیسے لیلۃ القدر کی چار رکعتیں ہوں۔

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب ذکر السور التی نزلت بمکۃ، جلد 7، صفحہ 143، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ صحیح بخاری، باب ما یقرأ فی صلوٰۃ الصبح یوم الجمعۃ، جلد 1، صفحہ 122، وزارت تعلیم اسلام آباد

3۔ سنن ترمذی، باب ما یقرأ فی صلوٰۃ الصبح یوم الجمعۃ، جلد 1، صفحہ 68، ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان

4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 442 (3404)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے سورۃ تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ اور الٓمّٓ تَنْزِیْلُ سجدہ کی تلاوت مغرب اور عشاء کے درمیان کی تو گویا اس نے لیلۃ القدر کو قیام کیا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ جس نے الٓمّٓ تَنْزِیْلُ، سورۃ یٰس، سورۃ اقتربت الساعۃ اور سورۃ تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ کی تلاوت کی تو یہ سب اس کا نور اور شیطان سے پناہ ہوں گی اور قیامت تک اس کے درجات بلند کیے جاتے رہیں گے۔

امام ابن ضریس رحمہ اللہ نے حضرت مسیب بن رافع رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا الٓمّٓ تَنْزِیْلُ قیامت کے روز آئے گی۔ اس کے دو پر ہوں گے۔ وہ اپنے پڑھنے والے پر سایہ کرے گی اور کہے گی اس پر کسی کو کوئی راہ نہیں، اس پر کسی کو کوئی راہ نہیں۔

امام دارمی رحمہ اللہ نے حضرت خالد بن معدان رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نجات دینے والی سورت کو پڑھو وہ الٓمّٓ تَنْزِیْلُ ہے۔ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ ایک آدمی اسے پڑھا کرتا تھا۔ اس کے علاوہ کسی چیز سے کوئی محبت نہیں رکھتا تھا۔ اس کے بہت زیادہ گناہ تھے۔ اس سورت نے اس آدمی پر پر پھیلا لیے اور کہا اے میرے رب! اسے بخش دے کیونکہ یہ کثرت سے مجھے پڑھا کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ اس آدمی کے بارے میں سورت کی شفاعت قبول فرمائے گا اور فرمائے گا اس کے ہر گناہ کے بدلے میں نیکی لکھ دو اور اس کا درجہ بلند کر دو۔

امام دارمی رحمہ اللہ نے حضرت خالد بن معدان رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ الٓمّٓ تَنْزِیْلُ قبر میں اپنے پڑھنے والے کے بارے میں جھگڑا کرے گی۔ عرض کرے گی اے اللہ! اگر میں تیری کتاب سے ہوں تو اس کے بارے میں میری سفارش قبول فرمالے۔ اگر میں تیری کتاب سے نہیں ہوں تو مجھے اپنی کتاب سے مٹا دے۔ یہ پرندے کی مانند ہو گی۔ وہ اپنے پر پڑھنے والے پر پھیلا لے گی وہ اس کے حق میں شفاعت کرے گی اور اسے قبر کے عذاب سے محفوظ رکھے گی تَبٰرَكَ الَّذِیْ کے بارے میں اسی کی مثل روایت نقل کی ہے حضرت خالد اس وقت تک نہیں سوتے تھے جب تک اسے نہ پڑھتے۔

امام درامی اور ابن ضریس رحمہما اللہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جس نے رات میں الٓمّٓ تَنْزِیْلُ سجدہ اور تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ کی تلاوت کی اس کے لیے ستر نیکیاں لکھ دی جائیں گی اور ستر غلطیاں ختم کر دی جائیں گی اور اس کے ستر درجے بلند کیے جائیں گے۔

امام دارمی، ترمذی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت طاؤس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ الٓمّٓ تَنْزِیْلُ سجدہ اور تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ دونوں قرآن کی تمام سورتوں پر ساٹھ نیکیوں پر فضیلت رکھتی ہیں۔ (1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت طاؤس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ سورۃ الٓمّٓ تَنْزِیْلُ سجدہ اور تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ عشاء اور فجر کی نماز میں یہ دن رات اور سفر و حضر میں پڑھتے تھے اور کہتے جس نے ان دونوں کو

1۔ سنن ترمذی، باب فضائل القرآن، جلد 2، صفحہ 113، ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان

پڑھا تو اس کے حق میں ہر آیت کے عوض ستر نیکیاں لکھی جائیں گی۔ یہ باقی تمام قرآن پر فضیلت کے طور پر ہوں گی۔ اس سے ستر گناہ مٹا دیے جائیں گے اور اس کے ستر درجے بلند کیے جائیں گے۔

امام ابن ضریس رحمہ اللہ نے حضرت یحییٰ بن ابی کثیر رحمۃ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت طاؤس اس وقت تک نہیں سوتے تھے یہاں تک کہ یہ دو سورتیں پڑھتے اور کہا کرتے تھے ان دونوں کی ہر ایک آیت ساٹھ آیتوں کے ہم پلہ ہے۔

امام خرائطی رحمہ اللہ نے ''مکارم الاخلاق'' میں حضرت حاتم بن محمد بن واسطہ سے طاؤس سے روایت نقل کی ہے کہ روئے زمین پر جو آدمی بھی الٓمّٓ ﴿۱﴾ تَنۡزِیۡلُ سجدہ اور تَبٰرَکَ الَّذِیۡ بِیَدِہِ الۡمُلۡکُ رات میں تلاوت کرتا ہے تو اس کے حق میں لیلۃ القدر کا اجر لکھ دیا جاتا ہے۔ حضرت حاتم نے کہا میں نے اس کا ذکر عطاء سے کیا تو انہوں نے کہا طاؤس نے سچی بات کی ہے۔ اللہ کی قسم! جب سے میں نے ان کے بارے میں سنا ہے تو میں نے ان کو نہیں چھوڑا مگر اس صورت میں کہ میں مریض ہوں۔

امام سعید بن منصور اور ابن ابی شیبہ رحمہما اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے: قرآن حکیم کے قطعی سجدے الٓمّٓ ﴿۱﴾ تَنۡزِیۡلُ سجدہ حٰمٓ ﴿۱﴾ تَنۡزِیۡلٌ سجدہ وَالنَّجۡمِ اور اِقۡرَاۡ بِاسۡمِ رَبِّکَ الَّذِیۡ خَلَقَ ﴿۱﴾ ہیں۔

امام احمد، امام مسلم اور ابویعلیٰ رحمہم اللہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم نے ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قیام کا اندازہ تیس آیتیں لگایا جو (الم تنزیل) سجدہ کے برابر ہے۔(1)

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے حضرت ابوالعالیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے ظہر میں نگاہ رکھی تو ظہر کی پہلی رکعت میں الٓمّٓ ﴿۱﴾ تَنۡزِیۡلُ سجدہ کا اندازہ لگایا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

الٓمّٓ ﴿۱﴾ تَنۡزِیۡلُ الۡکِتٰبِ لَا رَیۡبَ فِیۡہِ مِنۡ رَّبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۲﴾ اَمۡ یَقُوۡلُوۡنَ افۡتَرٰىہُ ۚ بَلۡ ہُوَ الۡحَقُّ مِنۡ رَّبِّکَ لِتُنۡذِرَ قَوۡمًا مَّاۤ اَتٰىہُمۡ مِّنۡ نَّذِیۡرٍ مِّنۡ قَبۡلِکَ لَعَلَّہُمۡ یَہۡتَدُوۡنَ ﴿۳﴾ اَللّٰہُ الَّذِیۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ وَ مَا بَیۡنَہُمَا فِیۡ سِتَّۃِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسۡتَوٰی عَلَی الۡعَرۡشِ ؕ مَا لَکُمۡ مِّنۡ دُوۡنِہٖ مِنۡ وَّلِیٍّ وَّ لَا شَفِیۡعٍ ؕ اَفَلَا تَتَذَکَّرُوۡنَ ﴿۴﴾

''الف۔لام۔میم۔ اس کتاب کا نزول اس میں ذرہ شک نہیں، سب جہانوں کے پروردگار کی طرف سے ہے۔ کیا وہ کہتے ہیں کہ اس شخص نے اسے خود گھڑا ہے؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ وہی حق ہے آپ کے رب کی طرف سے

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، باب القراءۃ فی الظہر والعصر، جلد 4، صفحہ 143 (352)، دار الکتب العلمیہ بیروت

تا کہ آپ ڈرائیں اس قوم کو نہیں آیا جن کے پاس کوئی ڈرانے والا آپ سے پہلے تا کہ وہ ہدایت پائیں۔ اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے پیدا فرمایا آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے چھ دنوں میں پھر متمکن ہوا تخت (سلطانی) پر۔ نہیں تمہارے لیے اس کے بغیر کوئی مددگار اور نہ کوئی سفارشی۔ کیا تم اتنا بھی نہیں سمجھتے۔''

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قوم سے مراد قریش ہے۔ ان کی طرف اور ان کے آباء کی طرف اللہ تعالیٰ کی جانب سے کوئی رسول نہیں آیا تھا۔

يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗۤ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ۝۵ ذٰلِكَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَ الشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ۝۶

''تدبیر فرماتا ہے ہر (چھوٹے بڑے) کام کی آسمان سے زمین تک پھر رجوع کرے گا ہر کام اس کی طرف اس روز جس کی مقدار ہزار سال ہے اس اندازہ سے جس سے تم شمار کرتے ہو۔ وہی جاننے والا ہے ہر پوشیدہ اور ظاہر کا، سب پر غالب، ہمیشہ رحم فرمانے والا''۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ امر آسمان سے زمین کی طرف اترتا ہے اور زمین سے آسمان کی طرف بلند ہوتا ہے، ایک ایسے دن میں جس کی مقدار ہزار سال ہے۔ پانچ سو سال اترتے وقت اور پانچ سو سال اوپر چڑھتے وقت۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ امر آسمان دنیا سے بلند ترین زمین کی طرف اترتا ہے۔ پھر ایک دن میں بلند ہو جاتا ہے۔ اگر اتنی مسافت لوگ آنے اور جانے میں چلیں تو ایک ہزار سال تک چلیں گے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ دنیا میں ہوگا۔ فرشتے ایک دن میں بلند ہوں گے جس کی مقدار ہزار سال ہے۔ (1)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ فرشتے اوپر چڑھیں گے اور نیچے اتریں گے ایسے دن میں جس کی مقدار ہزار سال کے برابر ہوگی۔

امام فریابی، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ یہ ان چھ دنوں میں سے ایک ہے جن میں اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان پیدا کیے۔ (2)

امام عبدالرزاق، سعید بن منصور، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن ابی انباری نے مصاحف میں اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت عبداللہ بن ابی ملیکہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کیا ہے کہ میں اور عبداللہ بن فیروز جو حضرت عثمان کا غلام تھا، حضرت ابن عباس

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 106، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 105

رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ فیروز نے عرض کی اے ابن عباس! اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے گویا حضرت ابن عباس اس پر تہمت لگاتے رہے تھے اور کہا کوئی ایسا دن نہیں جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے؟ فیروز نے کہا میں نے آپ سے پوچھا ہے کہ مجھے بتائیے۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا یہ دونوں ایسے دنوں سے ہیں جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کیا۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں کے بارے میں خوب جانتا ہے۔ میں اس امر کو ناپسند کرتا ہوں کہ میں کتاب اللہ کے بارے میں ایسی بات کروں جس کا مجھے علم ہی نہ ہو۔ زمانے نے کئی مصیبتیں مجھ پر لازم کر دیں یہاں تک کہ میں حضرت ابن مسیب کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ ایک انسان نے ان سے سوال کیا تو انہوں نے کوئی جواب نہ دیا اور وہ کچھ جانتا بھی نہیں۔ میں نے کہا کیا میں تجھے نہ بتاؤں جو حضرت ابن عباس کو پیش آیا؟ فرمایا میں نے اسے بتایا تو آپ نے سائل سے کہا انہوں نے اس میں کچھ کہنے سے انکار کر دیا جبکہ یہ مجھ سے زیادہ عالم ہیں۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے: اس روز دنیا کے دنوں میں ایک دن ابھی نصف تک نہیں پہنچے گا کہ اللہ تعالیٰ بندوں کے درمیان فیصلہ فرما دے گا۔ جنتیوں کو جنت میں اور جہنمیوں کو جہنم میں ٹھکانہ دے دے گا۔ اگر یہ معاملہ کسی غیر کے سپرد ہوتا تو پچاس ہزار سال میں بھی اس سے فارغ نہ ہوتا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ آسمان سے زمین اور زمین سے آسمان تک امر کا نزول ایک دن میں ہوگا یہ ایک ہزار سال کا ہوگا کیونکہ آسمان سے زمین تک کا فاصلہ پانچ سو سال کا ہے۔(2)

امام ابن جریر نے حضرت قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس دن میں اس کے سفر کی مقدار ہزار سال کی ہوگی جسے تم شمار کرتے ہو دنیا کے پانچ سو سال اس کے اترنے کے اور پانچ سو سال اس کے چڑھنے کے ہیں۔ یہ کل ایک ہزار سال ہے۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے: پھر وہ اس دن میں بلند ہوگا جو تمہارے انہیں دنوں جیسا ہے۔ آسمان اور زمین کے درمیان مسافت پانچ سو سال کی ہے۔(4)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: جو تم دنیا کے دن شمار کرتے ہو۔(5) واللہ اعلم۔

الَّذِيْٓ اَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ وَ بَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِيْنٍ ۝ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ۝ ثُمَّ سَوّٰىهُ وَ نَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ وَ جَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ وَ الْاَفْـِٕدَةَ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۝ وَ قَالُوْٓا ءَاِذَا ضَلَلْنَا فِي الْاَرْضِ ءَاِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ؕ

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 25، دار الکتب العلمیہ بیروت 2 تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 105
3۔ ایضاً 4۔ ایضاً 5۔ ایضاً

بَلْ هُمْ بِلِقَآئِ رَبِّهِمْ كٰفِرُوْنَ ⑩

''وہ جس نے بہت خوب بنایا جس چیز کو بھی بنایا اور ابتداء فرمائی انسان کی تخلیق کی گارے سے۔ پھر پیدا کیا اس کی نسل کو ایک جوہر سے (یعنی حقیر پانی سے)۔ پھر اس کے (قد و قامت) کو درست فرمایا اور پھونک دی اس میں اپنی روح اور بنا دیئے تمہارے لیے کان، آنکھیں اور دل۔ تم لوگ بہت کم شکر بجالاتے ہو۔ اور کہنے لگے کیا جب (مرنے کے بعد) ہم گم ہو جائیں گے زمین میں تو کیا ہم ازسرنو پیدا کیے جائیں گے۔ درحقیقت یہ لوگ اپنے رب کی ملاقات سے انکار کر رہے ہیں۔''

امام ابن ابی شیبہ، حکیم ترمذی نے ''نوادر الاصول'' میں، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ آپ اس آیت الَّذِیْۤ اَحْسَنَ كُلَّ شَیْءٍ خَلَقَهٗ کی تلاوت کرتے اور کہا تو بندر کو نہیں دیکھتا وہ خوبصورت تو نہیں مگر اللہ تعالیٰ نے اس کی تخلیق کو محکم بنایا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں: خبردار بندر کی سرین خوبصورت نہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کی تخلیق کو محکم کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ہر شے کی صورت کو خوبصورت بنایا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ کتے کو اس کی صورت میں اچھا کر دیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ ترجمہ نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر شے قبیح ہو یا حسن، سانپ ہو یا بچھو یا ہر چیز جسے بنایا سب کی صورتوں کو اچھا بنایا، اس کا غیر کوئی بھی خوبصورت نہیں۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اَحْسَنَ کا معنی مضبوط کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو گدھے کی صورت میں اور گدھے کو انسان کی صورت میں نہیں بنایا۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کیا ہے کہ اسی اثناء میں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ حضرت عمر بن زرارہ ہمیں آکر ملے۔ انہوں نے اپنے حلہ کو ڈھیلا چھوڑا ہوا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے کپڑے کے کونے کو پکڑ لیا۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میری پنڈلیاں باریک ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمر بن زرارہ! اللہ تعالیٰ نے ہر شے کی شکل و صورت کو بہترین بنایا ہے۔ اے عمرو بن زرارہ! اللہ تعالیٰ چادر لٹکانے والے کو پسند نہیں کرتا۔

امام احمد اور طبرانی رحمہما اللہ نے حضرت شرید بن سوید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو دیکھا جس نے اپنی چادر لٹکائی ہوئی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا اپنی چادر کو اونچا کرو۔ اس نے عرض کی میں احنف ہوں میرے گھٹنے آپس میں ٹکراتے ہیں۔ فرمایا اپنی چادر کو اونچا کرو۔ اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ ہر چیز خوبصورت ہے۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے، کہا: الْاِنْسَانِ سے مراد

حضرت آدم علیہ السلام، نَسۡلَهٗ سے مراد آپ کی اولاد، سُلٰلَةٍ سے مراد بنی آدم اور مَّآءٍ مَّهِيۡنٍ سے مراد کمزور جو مرد کا نطفہ ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ نَسۡلَهٗ سے مراد آپ کی ذریت، سُلٰلَةٍ سے مراد پانی، ثُمَّ سَوّٰىهُ یعنی اس کی ذریت کو درست کیا۔

امام عبد الرزاق اور ابن منذر نے قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے: مِنۡ سُلٰلَةٍ ایسا پانی جو مرد سے نکلتا ہے۔ مَّهِيۡنٍ یعنی کمزور۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ضَلَلۡنَا سے مراد ہم ہلاک ہو گئے۔(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ حضرت ابن جریج سے وہ حضرت عطاء بن ابی رباح سے روایت نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت ابن عباس کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ ابی بن خلف یہ کہا کرتا تھا کیسے ہمیں لوٹایا جائے گا اور کیسے ہم پہلے کی طرح لوٹیں گے۔؟

قُلۡ يَتَوَفّٰىكُمۡ مَّلَكُ الۡمَوۡتِ الَّذِىۡ وُكِّلَ بِكُمۡ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمۡ تُرۡجَعُوۡنَ ﴿۱۱﴾

”فرمایئے جان قبض کرے گا تمہاری موت کا فرشتہ جو تم پر مقرر کر دیا گیا ہے پھر اپنے رب کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے“۔

امام ابن ابی الدنیا نے ”ذکر الموت“ میں، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے ”العظمۃ“ میں حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے ان دونوں آدمیوں کے بارے میں پوچھا گیا جن کی موت ایک ہی لحہ میں ہوگی، ایک مشرق میں اور دوسرا مغرب میں، تو ملک الموت کو ان دونوں پر کیسے قدرت ہوگی؟ فرمایا ملک الموت کی قدرت اہل مشارق، اہل مغارب، ظلمات، ہوا اور سمندروں میں موجود افراد پر ایسے ہی ہے جیسے ایک آدمی ہو جس کے سامنے دستر خوان پڑا ہو تو وہ جہاں سے چاہے کھائے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت زہیر بن محمد رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ عرض کی گئی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ملک الموت تو ایک ہے جبکہ لشکر مشرق و مغرب میں ملتے ہیں اور ان کے درمیان بھی انسان گرتے اور مرتے ہیں۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمام دنیا کو ملک الموت کے لیے جمع کر دیا ہے یہاں تک کہ دنیا کو اس کے سامنے ایسے بنا دیا ہے جیسے تم میں کسی کے سامنے ایک تھال ہو، کیا اس تھال میں سے کوئی چیز اس آدمی کی دسترس سے باہر ہوتی ہے؟

امام ابن جریر رحمہ اللہ حضرت کلبی رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں کہ ملک الموت وہ ہے جو تمام روحوں کو قبض کرتا ہے، تمام زمین میں جو کچھ ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے ملک الموت کو یوں تسلط عطا فرما دیا ہے جیسے تم میں سے کوئی اس چیز پر تسلط جمائے ہوئے ہوتا ہے جو اس کی ہتھیلی میں ہو اس کے ساتھ رحمت کے فرشتے اور عذاب کے فرشتے ہوتے ہیں۔ جب وہ کسی پاکیزہ روح کو قبض کرتا ہے تو وہ رحمت کے فرشتوں کے حوالے کر دیتا ہے اور جب خبیث نفس کو قبض کرتا ہے تو عذاب کے فرشتوں کے حوالے کر دیتا ہے۔

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے ذکر الموت میں حضرت ابن مسعود اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 111، دار احیاء التراث العربی بیروت

کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو خلیل بنالیا تو ملک الموت نے اپنے رب سے سوال کیا کہ اسے اجازت دی جائے کہ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس کی خوش خبری دے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اجازت دے دی۔ ملک الموت اس کے پاس آیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسے کہا اے ملک الموت! مجھے دکھاؤ تم کیسے کفار کی روحوں کو قبض کرتے ہو؟ ملک الموت نے کہا اے ابراہیم! تم اس کی طاقت نہ رکھو گے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا کیوں نہیں۔ کہا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے رخ انور پھیرا۔ پھر ملک الموت کی طرف دیکھا تو وہ ایک سیاہ رنگ کا آدمی تھا۔ جس کا سر آسمان سے باتیں کر رہا تھا۔ اس کے منہ سے آگ کا شعلہ نکل رہا تھا۔ اس کے جسم کے ہر بال سے ایک انسان کی صورت تھی۔ جس کے منہ اور کانوں سے آگ کے شعلے نکل رہے تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر غشی طاری ہوگئی۔ پھر حضرت ابراہیم کو افاقہ ہوا جبکہ ملک الموت پہلی صورت میں آچکے تھے۔ کہا اے ملک الموت! اگر کافر کو کوئی اور آزمائش اور غم نہ پہنچے مگر تیری صورت ہی دیکھے تو اسے یہ کافی ہو جائے۔ مجھے دکھاؤ کہ تو مومنوں کی روحیں کیسے قبض کرتا ہے؟ کہا منہ پھیریئے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے منہ دوسری طرف پھیر لیا۔ دیکھا تو وہ ایک انتہائی خوبصورت چہرے والے نوجوان کی صورت میں موجود تھے، کپڑے سفید تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا اے ملک الموت! اگر مومن موت کے وقت تیری صورت کے سوا کوئی اور آنکھ کی ٹھنڈک اور کرامت کی بات نہ دیکھے تو اس کے لیے یہی کافی ہو جائے۔

امام طبرانی، ابونعیم اور ابن مندہ رحمہم اللہ دونوں نے الصحابہ میں حضرت خزرج رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا جبکہ آپ نے ملک الموت کو ایک انصاری کے سر کے پاس دیکھا تھا۔ فرمایا اے ملک الموت! میرے ساتھی کے ساتھ نرمی کیجیے کیونکہ یہ مومن ہے۔ ملک الموت نے عرض کی خوش ہو جایئے اور آنکھ ٹھنڈی رکھیے۔ میں ہر مومن کے ساتھ نرمی کرتا ہوں۔ جان لیجئے اے محمد! ﷺ میں ابن آدم کی روح قبض کرتا ہوں۔ جب کوئی چیخنے والا چیختا ہے تو میں گھر میں کھڑا ہو جاتا ہوں۔ میرے ساتھ اس کی روح بھی ہوتی ہے۔ میں کہتا ہوں یہ کیوں چیخ رہا ہے۔ اللہ کی قسم! ہم نے اس پر ظلم نہیں کیا، ہم اس کے وقت مقررہ سے پہلے نہیں آئے اور نہ ہم نے اس کی قدر کو جلدی کیا ہے۔ اس کی روح کے قبض کرنے میں ہمارا گناہ بھی کچھ نہیں۔ اگر تم اس بات پر راضی ہوئے جو اللہ تعالیٰ نے کیا ہے تو تمہیں اجر دیا جائے گا۔ اگر تم نے ناراضگی کا اظہار کیا تو تم گناہ گار ہو گے اور تم پر بوجھ ہوگا۔ ہم تمہارے پاس بار بار آتے رہیں گے۔ پس بچو، بچو، کوئی خیمہ نہیں، نہ مٹی کا گھر ہے، کوئی نیک اور بد نہیں، نہ کوئی میدانی علاقہ ہے اور نہ پہاڑی علاقہ مگر میں ان سے ہر روز رات دن مصافحہ کرتا ہوں یہاں تک کہ میں ان کے چھوٹے اور بڑے کو جانتا ہوں۔ اللہ کی قسم! اگر میں مچھر کی روح قبض کرنے کا ارادہ کروں، میں اس وقت تک اس پر قادر نہیں ہوں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس روح کو قبض کرنے کا اذن دے۔

امام ابن ابی الدنیا اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے العظمۃ میں حضرت اشعث بن شعیب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ملک الموت سے پوچھا، اس کا نام عزرائیل ہے، اس کی دو آنکھیں چہرے پر اور دو آنکھیں گدی کی جانب ہیں۔ پوچھا اے ملک الموت! تو اس وقت کیا کرتا ہے جب ایک نفس مشرق میں اور ایک نفس مغرب میں ہو، زمین

میں وبا پھوٹ پڑے اور دو لشکر آپس میں برسر پیکار ہو جائیں؟ تو اس وقت تو کیا کرے گا؟ کہا میں اللہ تعالیٰ کے اذن سے روحوں کو بلاتا ہوں تو وہ سب میری ان دو انگلیوں کے درمیان ہوتی ہیں۔

امام ابن ابی الدنیا، ابو الشیخ اور ابو نعیم رحمہم اللہ نے ''حلیہ'' میں حضرت شہر بن حوشب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ملک الموت بیٹھے ہوئے ہیں جبکہ دنیا اس کے دو گھٹنوں کے درمیان ہے۔ وہ لوح جس میں انسانوں کی موتیں لکھی ہوئی ہیں وہ اس کے سامنے ہے۔ اس کے سامنے ملائکہ کھڑے ہیں۔ وہ لوح کو دیکھ رہا ہے۔ ایک لحہ بھی نظر ادھر ادھر نہیں کرتا۔ جب کسی بندے کی موت کا وقت آتا ہے تو وہ کہتا ہے اس کی روح قبض کرلو۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے ''مصنف'' میں حضرت خیثمہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے: ملک الموت حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس آیا۔ وہ آپ کا دوست تھا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اسے کہا تجھے کیا ہوتا ہے، اگر ایک گھر والوں کے پاس آتا ہے اور ان سب کی روحوں کو قبض کر لیتا ہے اور ان کے پہلو میں ایک گھر کو چھوڑ دیتا ہے۔ ان میں سے کسی کی روح کو قبض نہیں کرتا؟ کہا جن کی روحوں کو میں قبض کرتا ہوں تو میں تو انہیں کچھ نہیں جانتا۔ میں عرش کے نیچے ہوتا ہوں۔ میری طرف ایک چٹھی پھینکی جاتی ہے جس میں ان لوگوں کے نام ہوتے ہیں۔

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ ملک الموت کو کہا جاتا ہے: فلاں کو فلاں وقت اور فلاں دن میں قبض کرلے۔

امام سعید بن منصور، امام احمد نے ''زہد'' میں اور ابو الشیخ نے عطاء بن سیار سے روایت نقل کی ہے کہ کوئی گھر والا ایسا نہیں جس سے ملک الموت دن میں پانچ دفعہ مصافحہ نہ کرتا ہو، کیا ان میں سے کوئی ایسا تو نہیں جس کی روح کو قبض کرنے کا حکم ہوا ہو۔

امام جو یبر حضرت ضحاک سے وہ حضرت ابن عباس سے روایت نقل کرتے ہیں کہ ملک الموت کے ذمہ انسانوں کی روحیں قبض کرنے کا کام لگایا گیا ہے۔ وہی ان کی روحیں قبض کرنے کا ذمہ دار ہے۔ جنوں میں ایک فرشتہ ہے۔ شیاطین میں ایک فرشتہ ہے، پرندوں میں، وحشیوں درندوں، مچھلیوں اور چیونٹیوں میں ایک فرشتہ ہے۔ یہ چار فرشتے ہیں۔ فرشتے پہلے صعقہ میں مر جاتے ہیں جبکہ ملک الموت ان کی روحیں قبض کرنے کا ذمہ دار ہے۔ پھر اسے موت آتی ہے۔ جہاں تک سمندر میں شہداء کا تعلق ہے بیشک اللہ تعالیٰ ان کی روحیں قبض کرنے کا ذمہ دار ہے۔ ان کی بزرگی کی وجہ سے یہ کام ملک الموت کے سپرد نہیں ہوتا۔

امام ابن ماجہ نے حضرت ابو امامہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا اللہ تعالیٰ نے روحوں کو قبض کرنے کی ذمہ داری ملک الموت کو دی ہے مگر سمندر کے شہیدوں کی روحیں اللہ تعالیٰ خود قبض کرتا ہے۔

امام ابن ابی الدنیا، مروزی نے ''جنائز'' میں اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابو شعثاء جابر بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ملک الموت بغیر درد کے روحوں کو قبض کرتا تھا۔ لوگوں نے اسے گالیاں دیں اور اس پر لعنت کی تو ملک الموت نے اپنے رب کے حضور شکایت کی۔ اللہ تعالیٰ نے لوگوں میں درد رکھ دیے تو وہ ملک الموت کو بھول گئے۔

امام ابو نعیم رحمہ اللہ نے ''حلیہ'' میں حضرت اعمش رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ملک الموت لوگوں کے سامنے ظاہر

ہوتا ہے ایک آدمی کے پاس آتا اور کہتا اپنا کام پورا کرلے۔ میں تیری روح قبض کرنا چاہتا ہوں تو حضرت ملک الموت نے شکایت کی تو بیماری اتاری گئی اور موت کو خفیہ کردیا گیا۔

امام ابوالشیخ نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ ملک الموت کا قدم مشرق ومغرب کے درمیان ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ ابوجعفر رحمہم اللہ نے حضرت محمد بن علی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک انصاری کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے جبکہ ملک الموت اس کے سر کے پاس موجود تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ملک الموت! میرے ساتھی کے ساتھ نرمی کر کیونکہ یہ مومن ہے۔ ملک الموت نے کہا اے محمد! ﷺ تمہیں بشارت ہو میں ہر مومن کے ساتھ نرمی کرنے والا ہوں۔ اے محمد! ﷺ جان لو میں انسان کی روح قبض کرتا ہوں۔ اس کے گھر والے چیختے ہیں چلاتے ہیں۔ میں گھر کی ایک جانب کھڑا ہوجاتا ہوں اور میں کہتا ہوں اللہ کی قسم! میرا تو کوئی گناہ نہیں۔ بیشک میرا تو آنا جانا لگا رہتا ہے۔ اس لیے محتاط رہو۔ محتاط رہو۔ اللہ تعالیٰ نے کسی گھر والے، کچے مکان والے، بکری کے بالوں کے خیمے والے، اونٹ کے بالوں کے خیمے والے، خشکی میں یا سمندر میں پیدا نہیں کیا مگر میں دن میں پانچ دفعہ اس سے مصافحہ کرتا ہوں یہاں تک کہ میں ان میں سے ہر چھوٹے بڑے کو اس کی ذات کے حوالے سے جانتا ہوں۔ اللہ کی قسم! اے محمد! ﷺ میں ایک مچھر کی روح کو قبض کرنے پر قادر نہیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کو قبض کرنے کا حکم دیتا ہے۔

ابن جریر نے قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ملک الموت تمہاری روحیں قبض کرتا ہے۔ فرشتوں میں سے اس کے مددگار ہیں۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: زمین اس کے لیے جمع کردی گئی ہے۔ اس کے لیے زمین ایک تھال کی طرح بنادی گئی ہے۔ وہ اس سے جہاں سے چاہتا ہے لے لیتا ہے۔ (1)

وَ لَوْ تَرٰۤى اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ رَبَّنَاۤ اَبْصَرْنَا وَ سَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَ لَوْ شِئْنَا لَاٰتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدٰىهَا وَ لٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّیْ لَاَمْلَـَٔنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَ النَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۳﴾ فَذُوْقُوْا بِمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ۚ اِنَّا نَسِيْنٰكُمْ وَ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴﴾ اِنَّمَا يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّ سَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَ هُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۱۵﴾

''اور کاش! تم دیکھو مجرم اپنے سر جھکائے ہوئے اپنے رب کے حضور پیش ہوں گے (کہیں گے) اے ہمارے رب! ہم نے (اپنی آنکھوں سے) دیکھ لیا اور (کانوں سے) سن لیا پس (ایک بار) بھیج ہمیں (دنیا میں) اب

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 112، داراحیاء التراث العربی بیروت

ہم نیک عمل کریں گے۔ ہمیں اب پورا یقین آ گیا ہے۔ (جواب ملے گا) اور اگر ہم چاہتے تو ہم دے دیتے ہر شخص کو اس کی ہدایت لیکن یہ بات طے ہو چکی ہے میری طرف سے کہ میں ضرور بھروں گا جہنم کو تمام (سرکش) جنوں اور (نافرمان) انسانوں سے۔ پس اب چکھو سزا اس جرم کی کہ تم نے بھلا دیا تھا اپنے اس روز کی ملاقات کو۔ ہم نے تم کو نظر انداز کر دیا اور چکھو ابدی عذاب ان (کرتوتوں) کے عوض جو تم کیا کرتے تھے۔ صرف وہی لوگ ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں جنہیں جب ہماری آیتوں سے نصیحت کی جاتی ہے تو گر پڑتے ہیں سجدہ کرتے ہوئے اور پاکی بیان کرتے ہیں اپنے رب کی حمد کرتے ہوئے وہ غرور و تکبر نہیں کرتے۔''

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مجرموں نے اس وقت دیکھا جب دیکھنا انہیں کوئی نفع نہیں دیتا۔ انہوں نے اس وقت سنا جب سننے نے انہیں کوئی نفع نہ دیا۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو تمام لوگوں کو ہدایت عطا فرماتا۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو آسمان سے ان پر کوئی آیت نازل فرماتا۔

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا قیامت کے روز اللہ تعالیٰ بندوں کے سامنے تین عذر پیش کرے گا۔ وہ فرمائے گا اے آدم! اگر میں نے جھوٹوں پر لعنت نہ کی ہوتی۔ جھوٹ اور وعدہ خلافی کرنے والوں سے بغض نہ کیا ہوتا اور اس پر عذاب نہ دیا ہوتا تو میں آج تیری اولاد پر رحمت کرتا۔ اس سختی کی بجائے جو میں نے ان کے لیے عذاب تیار کر رکھا ہے لیکن میں نے یہ اپنے ذمہ لے لیا ہے کہ جس نے میرے رسولوں کو جھٹلایا اور میرے حکم کی نافرمانی کی تو میں ان سے اپنی جہنم کو بھروں گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے آدم! میں تیری اولاد میں سے کسی کو آگ میں داخل نہ کرتا اور ان میں کسی کو جہنم میں عذاب میں مبتلا نہ کرتا مگر مجھے پہلے ہی علم تھا۔ اگر میں اسے دنیا کی طرف بھیجتا تو وہ اس سے بھی بدتر حالت میں ہوتا جس میں وہ اب ہے، نہ وہ اس سے لوٹتا اور نہ اس پر عتاب کرتا۔ اللہ تعالیٰ حضرت آدم سے فرمائے گا اے آدم! میں نے آج تجھے اپنے اور تیری اولاد کے درمیان ثالث بنایا ہے، میزان کے پاس کھڑے ہو جاؤ۔ دیکھو ان کے اعمال تیرے سامنے کیسے بلند ہوتے ہیں جس کی بھلائی برائی پر ایک ذرہ برابر بھاری ہو جائے تو اس کے لیے جنت ہے یہاں تک کہ تو جان لے گا کہ میں آج جہنم میں صرف ظالم کو داخل کرتا ہوں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے فَذُوْقُوْا بِمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ تم نے اس دن کے لیے اعمال کرنا چھوڑ دیے تھے۔

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: آج ہم تمہیں آگ میں اسی طرح چھوڑ دیں گے جس طرح تم نے میرے حکم کو چھوڑ دیا تھا۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اِنَّا نَسِيْنٰكُمْ کا معنی ہے کہ ہم نے تم کو چھوڑ دیا ہے۔ (1)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 114، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام بیہقی رحمہ اللہ نے ''شعب الایمان'' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت پانچ نمازوں کے بارے میں نازل ہوئی اِنَّمَا یُؤْمِنُ بِاٰیٰتِنَا...... خَرُّوْا سُجَّدًا یعنی انہوں نے سجدہ کیا۔ وَّسَبَّحُوْا یعنی اپنے رب کے حکم سے نماز پڑھی اور جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سے تکبر نہیں کرتے۔

تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا ۡ وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿١٦﴾

''دور رہتے ہیں ان کے پہلو (اپنے) بستروں سے، پکارتے ہیں اپنے رب کو ڈرتے ہوئے اور امید رکھتے ہوئے اور ان نعمتوں سے جو ہم نے ان کو دی ہیں خرچ کرتے رہے ہیں۔

امام ترمذی (امام ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور محمد بن نصر رحمہم اللہ نے کتاب الصلوٰۃ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ اس نماز کے انتظار کے بارے میں نازل ہوئی جسے عشاء کی نماز کہتے ہیں۔(1)

امام فریابی، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ لوگ اس وقت تک نہیں سوتے جب تک عشاء کی نماز نہ پڑھ لیں۔

امام بخاری نے ''تاریخ'' میں اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت عشاء کی نماز کے بارے میں نازل ہوئی۔

امام محمد بن نصر اور ابن جریر نے حضرت ابوسلمٰی سے روایت نقل کی ہے کہ یہ عشاء کی نماز کے بارے میں ہے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت انس سے روایت نقل کی ہے کہ ہم عشاء کی نماز سے پہلے بستروں سے اجتناب کرتے۔

عبدالرزاق نے ''مصنف'' میں اور ابن مردویہ نے حضرت انس سے روایت نقل کی ہے: میں نے رسول اللہ ﷺ کو عشاء کی نماز سے پہلے سوتے ہوئے اور اس کے بعد باتیں کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ یہ آیت اسی نماز کے بارے میں نازل ہوئی۔

ابن مردویہ نے حضرت انس سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت ہم انصاریوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ ہم مغرب کی نماز پڑھتے۔ ہم اپنے گھروں کی طرف نہ لوٹتے یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھتے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو عشاء کی نماز سے پہلے نہیں سوتے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف کی۔ جب حضور ﷺ نے اس کا کیا تو مرد نے اپنے بستر سے دوری اختیار کرنا شروع کر دی اس خوف سے کہ کہیں اسے نیند ہی نہ آجائے۔ اس کا وقت چھوٹے بچے کے سلانے اور بوڑھے کے سست ہونے سے پہلے ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 116، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت عشاء کی نماز کے بارے میں نازل ہوئی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ عشاء کی نماز پڑھنے سے پہلے نہیں سوتے تھے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابو داؤد، محمد بن نصر، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے ''سنن'' میں حضرت انس سے روایت نقل کی ہے: وہ مغرب اور عشاء کی نماز کے دوران نماز پڑھتے ہوئے عشاء کی نماز کا انتظار کرتے۔

امام عبداللہ بن احمد بن حنبل نے ''زوائد زہد'' میں ابن عدی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت انس بن مالک سے اس آیت کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا مہاجرین اولین میں سے کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ ایسے تھے کہ وہ مغرب کی نماز پڑھتے اور اس کے بعد عشاء کی نماز تک نماز پڑھتے رہتے تھے۔ یہ آیت ان کے بارے میں نازل ہوئی۔

امام بزار اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم مجلس میں بیٹھتے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ صحابہ مغرب سے عشاء تک نماز پڑھتے رہتے تھے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔

امام محمد بن نصر اور بیہقی رحمہما اللہ نے ''سنن'' میں حضرت ابن منکدر اور ابی حازم رحمہما اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد اوابین کے نوافل ہیں جو مغرب اور عشاء کے درمیان پڑھے جاتے ہیں۔

امام محمد بن نصر رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن عیسیٰ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ صحابہ میں سے کچھ لوگ مغرب اور عشاء کی نماز کے درمیان نماز پڑھتے رہتے تھے تو یہ آیت ان کے بارے میں نازل ہوئی۔

امام احمد، ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس آیت سے مراد بندے کا رات کو عبادت کرنا ہے۔(1)

امام احمد، امام ترمذی (جبکہ امام ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، امام نسائی، ابن ماجہ، ابن نصر نے کتاب الصلوٰۃ میں ابن جریر، ابن ابی حاتم، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں سفر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ ایک صبح میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب کی جبکہ ہم چل رہے تھے۔ میں نے کہا اے اللہ کے نبی! مجھے ایسے عمل کے بارے میں بتائیے جو مجھے جنت میں داخل کردے اور جہنم سے مجھے دور کردے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے مجھ سے ایک بڑے عمل کے بارے میں پوچھا ہے مگر یہ اس آدمی کے لیے آسان ہے جس پر اللہ تعالیٰ اسے آسان کرے۔ تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کیا کرے، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا کرے، نماز قائم کرے، زکوٰۃ ادا کرے، رمضان کے روزے رکھے اور بیت اللہ کا حج کرے۔ پھر فرمایا کیا میں تیری راہنمائی بھلائی کے دروازوں پر نہ کروں؟ روزہ ڈھال ہے، صدقہ خطا کو مٹا دیتا ہے اور رات کے درمیان میں نماز پڑھنا۔ پھر اس آیت کی تلاوت کی۔ پھر فرمایا کیا میں تجھے امور کے سردار، ان کے ستون اور ان کی چوٹی کے بارے میں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 118، داراحیاء التراث العربی بیروت

آگاہ نہ کروں؟ میں نے عرض کی کیوں نہیں؟ فرمایا امور کا سردار اسلام، ان کا ستون نماز اور اس کی چوٹی جہاد ہے۔ پھر فرمایا کیا میں تجھے ان تمام چیزوں کے جوہر کے بارے میں نہ بتاؤں؟ میں نے عرض کی ضرور یارسول اللہ! ﷺ تو حضرت نے اپنی زبان کو پکڑا۔ فرمایا اس کو روک کر رکھو۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ! کیا ہم جو باتیں کرتے ہیں ان پر بھی ہمارا مؤاخذہ ہوگا؟ فرمایا اے معاذ! تیری ماں تجھ پر روئے۔ لوگ جہنم میں منہ کے بل اپنی زبانوں کے کاٹے کی وجہ سے گریں گے۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمارے لیے رات کی عبادت کا کیا تو حضور ﷺ کی آنکھیں بھر گئیں اور آپ کے آنسو گرنے لگے۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے کہا یارسول اللہ! ﷺ مجھے جنتیوں کے عمل کے بارے میں بتایئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا تو نے عظیم کام کے بارے میں پوچھا جبکہ یہ اس پر آسان ہے جس پر اللہ تعالیٰ آسان کر دے۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کیا کر۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرا، فرض نماز پڑھا کر، میں یہ نہیں جانتا کہ حضور ﷺ نے زکوٰۃ کا ذکر کیا یا نہ کیا۔ فرمایا اگر تو چاہے تو میں تجھے امور کے سردار، ان کے ستون اور ان کی چوٹی کے بارے میں بتاؤں؟ امور کا سردار اسلام ہے، جس نے اسلام قبول کیا وہ سلامتی پا گیا، ان کا ستون نماز ہے اور چوٹی اللہ کی راہ میں جہاد ہے، روزے ڈھال ہیں، صدقہ خطاؤں کو مٹا دیتا ہے اور رات کے درمیان نماز پڑھنا۔ پھر حضور ﷺ نے اس آیت کی تلاوت کی۔

ابن مردویہ نے حضرت انس سے روایت نقل کی ہے: ان پر کوئی رات نہیں گزرتی تھی مگر وہ اس رات سے کچھ حصہ لیتے تھے۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، محمد بن نصر، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس کی یہ تفسیر نقل کی ہے: وہ اٹھتے ہیں اور رات کو نماز پڑھتے ہیں۔(3)

امام ابن نصر اور ابن جریر نے حضرت حسن بصری سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد رات کو عبادت کرنا ہے۔(4)

امام عبداللہ بن احمد رحمہ اللہ نے "زوائد زہد" میں حضرت ابو عبید اللہ جدلی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب لوگوں کو دوبارہ اٹھایا جائے گا تو ایک ندا کرنے والا ندا کرے گا: یہ فیصلہ کا دن ہے، وہ لوگ کہاں ہیں تَتَجَافٰی جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ وہ لوگ کہاں ہیں یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِیٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰی جُنُوْبِهِمْ (آل عمران: 191) پھر جہنم سے ایک گردن نکلے گی۔ وہ کہے گی مجھے تین قسم کے لوگوں کے بارے میں حکم دیا گیا جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائیں، ہر سخت دل جابر اور ہر حد سے تجاوز کرنے والا، میں آدمی یعنی والد کو بچے کے ساتھ اور بچے کو والد کے ساتھ جانتا ہوں۔ مسلمانوں میں سے فقراء کو جنت کی طرف جانے کا حکم دیا جاتا ہے۔ انہیں روکا جاتا ہے تو کہتے ہیں تم ہم سے حساب لینا چاہتے ہو جبکہ ہمارے پاس نہ اموال تھے اور نہ ہی ہم امراء تھے۔

امام محمد بن نصر اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ آیت سے مراد قوم ہے جو لگاتار

1۔ سنن ترمذی، کتاب الایمان، جلد 2، صفحہ 86، ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 118
3۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 117
4۔ ایضاً

اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہتے ہیں، نماز میں، قیام میں یا بیٹھے ہوئے یا جب وہ نیند سے بیدار ہوتے ہیں۔ وہ ایسی قوم ہیں جو لگاتار اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہتے ہیں۔(1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے ''شعب الایمان'' میں حضرت ربیعہ جرشی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ مخلوقات کو ایک میدان میں جمع فرمائے گا۔ وہ وہاں رہیں گے جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ تو ایک منادی کرنے والا ندا کرے گا۔ عنقریب سب جان لیں گے کہ آج کس کے لیے عزت اور کرم ہے۔ وہ اٹھ کھڑے ہوں جن کے پہلو بستروں سے جدا رہے۔ وہ کھڑے ہو جائیں گے۔ ان کی تعداد بہت تھوڑی ہوگی۔ پھر منادی کرنے والا ٹھہرا رہے گا جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ پھر منادی کرنے والا ندا کرے گا۔ جمع ہونے والے عنقریب جان جائیں گے کہ کس کے لیے عزت وکرم ہے، وہ لوگ اٹھ کھڑے ہوں جنہیں اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تجارت اور خرید وفروخت نے غافل نہیں کیا وہ لوگ کھڑے ہو جائیں گے۔ ان کی تعداد زیادہ ہوگی۔ پھر وہ منادی کرنے والا ٹھہرا رہے گا جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ پھر وہ واپس آئے گا اور اعلان کرے گا۔ جمع ہونے والے لوگ جان جائیں گے کہ آج کس کے لیے عزت وشرافت ہے، وہ لوگ کھڑے ہو جائیں جو ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتے تھے۔ وہ لوگ اٹھ کھڑے ہوں گے۔ وہ پہلوں سے بھی زیادہ ہوں گے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی یہ تفسیر نقل کی ہے: اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لیے ان کے پہلو بستروں سے الگ رہتے۔ جب بھی بیدار ہوتے وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے، نماز میں، قیام میں، بیٹھے ہوئے اور پہلوں کے بل لیٹے ہوئے۔ یہ لوگ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہتے ہیں۔(2)

فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۷﴾

''پس نہیں جانتا کوئی شخص جو (نعمتیں) چھپا کر رکھی گئی ہیں ان کے لیے جن سے آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی۔ یہ صلہ ہے ان (اعمال حسنہ) کا جو وہ کیا کرتے تھے۔''

امام حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) اور ابن مردویہ رحمہما اللہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے پڑھا فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرّٰتِ اَعْیُنٍ۔

امام ابو عبید نے ''فضائل'' میں، سعید بن منصور، ابن ابی حاتم اور ابن انباری رحمہم اللہ نے ''مصاحف'' میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اس آیت کو پڑھا۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، محمد بن نصر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابو الشیخ، حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) اور بیہقی رحمہم اللہ نے ''بعث'' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا عرش پانی پر تھا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 117، دار احیاء التراث العربی بیروت　　2۔ ایضاً

اس نے اپنے لیے جنت بنائی۔ پھر اس کے نیچے ایک اور جنت بنائی۔ پھر ان دونوں کے اوپر ایک موتی کو چڑھا دیا۔ پھر کہا ان دونوں کے نیچے دو جنتیں ہیں۔ مخلوق نہیں جانتی کہ ان دونوں میں کیا ہے۔ یہی وہ ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّاۤ اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ اس میں ہر روز ان کے پاس تحفہ آتا ہے۔(1)

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) کہ تورات میں لکھا ہے اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے لیے جن کے پہلو بستروں سے دور رہتے ہیں، ایسی جنت تیار کی ہے جو کسی آنکھ نے نہیں دیکھی، کسی کان نے اس کے بارے میں نہیں سنا، نہ کسی دل میں کھٹکی ہے، نہ مقرب فرشتہ اسے جانتا ہے اور نہ ہی نبی مرسل اسے جانتا ہے۔ بیشک یہ قرآن میں ہے فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّاۤ اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد اور ہناد نے ''زہد'' میں، امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور ابن انباری نے حضرت ابو ہریرہ سے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے اپنے صالح بندوں کے لیے ایسی جنت تیار کر رکھی ہے جسے کسی آنکھ نے نہیں دیکھا، کسی کان نے اس کے بارے میں نہیں سنا، وہ کسی دل پر نہیں کھٹکی۔ حضرت ابو ہریرہ نے کہا اگر چاہو تو یہ آیت پڑھو فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّاۤ اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ۔(3)

امام ابن ابی حاتم نے عابد بن عبدالواحد سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ جنتی اپنے مکان میں ستر سال تک رہے گا پھر وہ متوجہ ہوگا تو وہ ایک حسین ترین عورت کے پاس ہوگا۔ وہ عورت اسے کہے گی اب وہ وقت آگیا ہے کہ ہمارا تجھ سے کچھ حصہ ہو۔ وہ جنتی کہے گا تو کون ہے؟ وہ کہے گی میں مزید ہوں۔ وہ جنتی اس کے ساتھ ستر سال تک رہے گا۔ وہ پھر متوجہ ہوگا تو وہ پہلی سے بھی زیادہ حسین عورت کے پاس ہوگا۔ وہ کہے گی اب وہ وقت آگیا ہے کہ ہمارا تجھ سے کچھ حصہ ہو۔ وہ جنتی پوچھے گا تو کون ہے؟ وہ کہے گی میں وہ ہوں جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّاۤ اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جنتی آئے گا، عورتیں اس کی طرف جھانکیں گی۔ وہ کہیں گی اے فلاں بن فلاں! جب تو ہمارے پاس سے نکلا تو ہم سے بڑھ کر تیرا کوئی زیادہ حقدار نہ تھا۔ وہ کہے گا تم کون ہو؟ وہ کہیں گی ہم ان میں سے ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّاۤ اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: وہ دنیا کے دنوں کی مقدار ہر دن میں تین دفعہ داخل ہوں گے، ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی جانب سے جنات عدن کے تحفے ہوں گے جو ان کی اپنی جنتوں میں نہ ہوں گے۔ یہی وہ چیز ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّاۤ اُخْفِیَ لَهُمْ۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں تمہارے لیے اس جنتی مرتبہ بیان کروں گا جو دنیا میں حلال کی تلاش کرتا اور حلال کھاتا تھا یہاں تک کہ اسی حال میں اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی۔ اسے قیامت

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 120، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً
3۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 121

کے روز ایک ہی موتی کا محل دیا جائے گا۔ نہ اس میں کوئی پھٹن ہوگی نہ جوڑ ہوگا۔ اس میں ستر ہزار بالا خانے ہوں گے۔ ان بالا خانوں کے نیچے ستر ہزار کمرے ہوں گے۔ ہر کمرے کا چھت سونے اور چاندی کی پتریوں کا ہوگا جن میں کوئی جوڑ نہیں ہوگا۔ اگر اللہ تعالیٰ نے اسے دیکھنا اس کے لیے مسخر نہ کیا ہوتا تو اس کے نور سے اس کی آنکھ کی روشنی جاتی رہتی۔ باغ کی چوڑائی بارہ میل ہوگی اور لمبائی آسمان کی جانب ستر میل ہوگی۔ ہر کمرے میں ستر ہزار دروازے ہوں گے جن سے وہ داخل ہوگا۔ ہر کمرے میں ہر دروازے پر ستر ہزار خادم ہوں گے جو اس کمرے میں ہوگا۔ وہ انہیں نہیں دیکھے گا اور نہ ہی باہر والا خادم اندر والوں کو دیکھے گا۔ جب وہ اپنے محل میں نکلے گا تو اس کی ملک میں دنیا جیسی آبادی ہوگی جو اس کے ملک میں اس کے دائیں بائیں اور پیچھے چلے گی۔ اس کی بیویاں اس کے ساتھ ہوں گی۔ اس کے علاوہ ان میں کوئی مذکر نہ ہوگا۔ اس کے سامنے فرشتے ہوں گے جو اس کے تابع فرمان ہوں گے۔ اس کے اور اس کی بیویوں کے درمیان پردہ ہوگا۔ اس کے سامنے پردہ ہوگا خادم اور خادمائیں ہوں گی۔ وہ خوب سمجھتے ہوں گے کہ وہ اور اس کی بیویاں کیا خواہش کریں گی۔ وہ خود اس کی بیویاں اور اس کے خادم کبھی بھی فوت نہ ہوں گے۔ ان کی نعمتیں بڑھتی جائیں گی جبکہ پہلی نعمت بھی بوسیدہ نہ ہوگی۔ آنکھ کی ٹھنڈک کبھی ختم نہ ہوگی۔ اس جنت میں اس جنتی پر کبھی خوف داخل نہ ہوگا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں کہ قسم ہے مجھے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! اگر جنتیوں میں سے آخری درجے کا جنتی حضرت آدم علیہ السلام اور دوسروں کی ضیافت کرے وہ ان کے سامنے کھانا اور شراب رکھے یہاں تک کہ وہ سب اس کے پاس سے کھانا کھا کر نکلیں تو یہ عمل اس میں کوئی کمی نہیں کرے گا جو اللہ تعالیٰ نے اسے عطا فرمایا۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، امام مسلم، طبرانی، ابن جریر، حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، ابن مردویہ اور محمد بن نصر رحمہم اللہ کتاب الصلوٰۃ میں ابو صخر رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابو حازم رحمہ اللہ سے وہ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ اسی اثناء میں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے جبکہ آپ جنت کی صفت بیان کر رہے تھے یہاں تک کہ آپ نے گفتگو اس امر پر ختم کی ان میں وہ چیز ہے جو کسی آنکھ نے نہ دیکھی اور نہ کسی کان نے اس کے بارے میں سنا اور نہ ہی کسی انسان کے دل پر کھٹکی پھر اس آیت تَتَجَافٰى جُنُوۡبُهُمۡ عَنِ الۡمَضَاجِعِ (السجدہ:16) کی تلاوت کی۔ ابو صخر نے کہا میں نے قرظی سے اس کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا انہوں نے اپنے اعمال کو مخفی رکھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے ثواب کو مخفی رکھا۔ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے تو ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہو گئیں۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابو الیمانی ہذلی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جنت کے سو درجے ہیں۔ پہلا درجہ چاندی کا ہے، اس کی زمین چاندی کی ہوگی، برتن چاندی کے ہوں گے، مٹی کستوری کی ہوگی، دوسرا درجہ سونے کا ہے، اس کے مکانات سونے کے ہوں گے، برتن سونے کے ہوں گے اور مٹی کستوری کی ہوگی، تیسرا موتی کا ہوگا، اس کی زمین موتی کی، اس

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، کتاب الجنۃ وصفۃ نعیمہا، جلد 17، صفحہ 137 (2825)، دار الکتب العلمیہ بیروت

کے گھر موتی کے اور اس کے برتن بھی موتی کے ہوں گے۔ اس کے بعد ستانوے درجے ہیں جنہیں نہ کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کسی کان نے ان کے بارے میں سنا اور نہ ہی کسی انسان کے دل پر کھٹکے۔ اور یہ آیت تلاوت کی۔(1)

امام ابن جریر، طبرانی، حاکم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ شعب الایمان میں حضرت حاکم بن ابان رحمہ اللہ کے واسطہ سے عطرف سے وہ جابر بن زید سے وہ حضرت ابن عباس سے وہ نبی کریم ﷺ سے وہ حضرت جبرائیل امین سے روایت نقل کرتے ہیں کہ بندے کی نیکیاں اور برائیاں لائی جائیں گی بعض کا بعض سے حساب برابر کیا جائے گا۔ اگر ایک نیکی بھی باقی رہ گئی تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمادے گا کہا میں یزدان کے پاس حاضر ہوا تو اس نے بھی اسی کی مثل روایت نقل کی۔ تو میں نے پوچھا اگر نیکیاں ختم ہوگئیں؟ کہا اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ (الاحقاف:16) میں نے کہا کیا آپ نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں سنا فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ فرمایا اس آیت میں اس آدمی کا ہے جو مخفی طریقہ سے عمل کرتا ہے، اسے اللہ تعالیٰ کے ہاں مخفی کر دیتا ہے۔ لوگ اسے نہیں جانتے۔ اللہ تعالیٰ اس کے عمل کو قیامت تک مخفی رکھتا ہے۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنتیوں میں سے سب سے کم مرتبہ وہ لوگ ہوں گے جن کے جہنم میں جل جانے کے بعد اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے انہیں جہنم سے نکالے گا۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس بات پر خوش ہوگا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے تھے۔ انہیں ننگے پھینکا جائے گا تو وہ یوں اگیں گے جیسے سبزیاں اگتی ہیں یہاں تک کہ جب روحیں ان کے جسموں کی طرف لوٹیں گی تو کہیں گے اے ہمارے رب! تو نے ہمیں جہنم سے نکالا اور روحوں کو ہمارے جسموں کی طرف لوٹا، یا ہمارے چہروں کو جہنم سے پھیر دے تو ان کے چہروں کو جہنم سے پھیر دیا جائے گا۔ ان کے لیے ایسا درخت لگایا جائے گا جو سائے والا ہوگا۔ وہ کہیں گے اے ہمارے رب! جیسے تو نے ہمیں جہنم سے نکالا ہے اسی طرح ہمیں اس درخت کے سائے کی طرف منتقل کردے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس درخت کے سائے کی طرف منتقل کرے گا۔ وہ جنت کے دروازے دیکھیں گے۔ وہ عرض کریں گے اے ہمارے رب! جیسے تو نے ہمیں جہنم سے نکالا اسی طرح ہمیں جنت کے دروازوں کی طرف منتقل کردے۔ تو ایسا ہی کردیا جائے گا۔ جب وہ جنت میں خیر و برکت کو دیکھیں گے، حضرت ابو ہریرہ نے یہ آیت پڑھی فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ تو وہ کہیں گے اے ہمارے رب! جیسے تو نے ہمیں جہنم سے نکالا ہے اسی طرح ہمیں جنت میں داخل کردے۔ تو انہیں جنت میں داخل کردیا جائے گا۔ پھر انہیں کہا جائے گا تمنا کرو۔ وہ عرض کریں گے اے ہمارے رب! ہمیں عطا فرما۔ یہاں تک کہ وہ یہ کہیں گے اے ہمارے رب! کافی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا یہ تمہارے لیے ہے اور اس کا دس گنا بھی تمہارے لیے ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، امام مسلم، امام ترمذی، ابن جریر، طبرانی، ابوالشیخ نے ''العظمۃ'' میں ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے ''الاسماء والصفات'' میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے مرفوع روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے سوال کیا عرض کی اے میرے رب جنتیوں میں سے کون سب سے کم مرتبہ والے ہیں؟ فرمایا وہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 121، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً

آدمی جو جنتیوں کے جنت میں داخل ہونے کے بعد آئے گا۔ اسے کہا جائے گا داخل ہو جا۔ وہ کہے گا میں کیسے داخل ہوں جبکہ وہ اپنی جگہوں پر پہنچ چکے ہیں اور اپنے اپنے حصے لے لیے ہیں؟ کہا تو اس بات پر راضی ہے کہ تیرے لیے وہ کچھ ہو جو دنیا کے بادشاہوں کے لیے ہوتا ہے؟ وہ عرض کرے گا ہاں۔ اے میرے رب! میں راضی ہوں اسے کہا جائے گا تیرے لیے یہ اور اس کا دس گنا ہے، وہ عرض کرے گا اے ہمارے رب! میں راضی ہوں اسے کہا جائے گا اس میں تیرے لیے وہ کچھ ہے جو تیرا نفس چاہے اور تیری آنکھوں کو لذت دے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی اے میرے رب! جنتیوں میں سے سب سے بلند مرتبہ کون ہے؟ فرمایا تو نے اس کا ارادہ کیا؟ میں ضرور ان کے بارے میں تجھ سے بات کروں گا۔ میں نے ان کی عزت کو اپنے دست قدرت سے گاڑا اس پر بذات خود مہر لگائی، کسی آنکھ نے اسے نہیں دیکھا، کسی کان نے اس کے بارے میں نہیں سنا اور نہ ہی کسی انسانی دل پر وہ کھٹکا ہے۔ اس کا مصداق اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ۔ (1)

أَفَمَن كَانَ مُؤْمِنًا كَمَن كَانَ فَاسِقًا ۚ لَّا يَسْتَوُونَ ﴿١٨﴾ أَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَلَهُمْ جَنَّاتُ الْمَأْوَىٰ نُزُلًا بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٩﴾ وَأَمَّا الَّذِينَ فَسَقُوا فَمَأْوَاهُمُ النَّارُ ۖ كُلَّمَا أَرَادُوا أَن يَخْرُجُوا مِنْهَا أُعِيدُوا فِيهَا وَقِيلَ لَهُمْ ذُوقُوا عَذَابَ النَّارِ الَّذِي كُنتُم بِهِ تُكَذِّبُونَ ﴿٢٠﴾

"تو کیا جو شخص ایمان دار ہو وہ اس کی مانند ہو سکتا ہے جو فاسق ہو؟ (نہیں) یہ یکساں نہیں۔ پس جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے تو ان کے لیے جنتیں ہمیشہ کا ٹھکانا ہیں بطور ضیافت ان (نیکیوں) کے عوض جو وہ کیا کرتے تھے۔ اور جنہوں نے نافرمانی کی تو ان کا ابدی ٹھکانا آگ ہے۔ جتنی مرتبہ وہ ارادہ کریں گے کہ (کسی طرح) یہاں سے نکل جائیں تو (ہر بار) انہیں لوٹا دیا جائے گا اس میں اور انہیں کہا جائے گا چکھو آگ کا عذاب جسے تم جھٹلایا کرتے تھے۔"

امام ابو الفرج اصفہانی نے "کتاب الاغانی" میں، واحدی، ابن عدی، ابن مردویہ خطیب اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے مختلف سندوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ولید بن عقبہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما سے کہا میں بھالے کے اعتبار سے تم سے زیادہ تیز، تم سے زیادہ فصیح اور تم سے زیادہ لشکر کا سہارا ہوں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا خاموش ہو جا تو فاسق ہے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی أَفَمَن كَانَ مُؤْمِنًا كَمَن كَانَ فَاسِقًا ۚ لَّا يَسْتَوُونَ مومن سے مراد حضرت علی اور فاسق سے مراد ولید بن عقبہ بن ابی معیط ہے۔

امام ابن اسحاق اور ابن جریر نے عطاء بن یسار سے روایت نقل کی ہے کہ میں مدینہ طیبہ میں حضرت علی بن ابی طالب اور

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 120، دار احیاء التراث العربی بیروت

ولید بن عقبہ بن ابی معیط کے درمیان اترا۔ ولید اور حضرت علی کے درمیان گفتگو ہوئی۔ ولید نے کہا میں تم سے زیادہ فصیح، زیادہ جنگجو اور لشکر کو بھگانے والا ہوں۔ حضرت علی نے کہا خاموش ہو جا تو فاسق ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت حضرت علی بن ابی طالب اور ولید بن عقبہ کے بارے میں نازل ہوئی۔

امام ابن مردویہ، خطیب اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مومن سے مراد حضرت علی بن ابی طالب اور فاسق سے مراد عقبہ بن ابی معیط ہے۔ یہ اس گفتگو کی وجہ سے ہوئی جو ان کے درمیان ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ دنیا، موت اور آخرت میں برابر نہ ہوں گے۔ اَمَّا الَّذِيْنَ فَسَقُوْا سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے شرک کیا۔ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ وہ جھٹلاتے تھے جسے تم دیکھتے ہو۔(2)

وَ لَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى دُوْنَ الْعَذَابِ الْاَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۲۱﴾

"اور ہم ضرور چکھاتے رہیں گے انہیں تھوڑا تھوڑا عذاب بڑے عذاب سے پہلے تاکہ وہ (فسق و فجور) سے باز آجائیں"۔

امام فریابی، ابن منیع، ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی، حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، ابن مردویہ، خطیب اور بیہقی رحمہم اللہ نے "دلائل" میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى سے مراد غزوۂ بدر اور الْعَذَابِ الْاَكْبَرِ سے مراد قیامت کا دن ہے۔ ممکن ہے جو باقی بچ گئے ہیں وہ واپس پلٹ آئیں۔"(3)

امام ابن ابی شیبہ، امام نسائی، ابن منذر، حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى سے مراد قحط جو انہیں پہنچا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ممکن ہے وہ توبہ کریں۔

امام مسلم، عبد اللہ بن احمد نے "زوائد مسند" میں، ابو عوانہ نے اپنی صحیح میں، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم (حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) اور بیہقی رحمہم اللہ نے "شعب الایمان" میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى سے مراد دنیا کے مصائب، غزوۂ بدر کی مصیبت پکڑ اور دھواں ہے۔(4)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ادریس خولانی سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت عبادہ بن صامت سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کے بارے میں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 123، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً
3۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 125,27
4۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 124

پوچھا تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس سے مراد مصیبتیں، بیماریاں اور تھکاوٹیں ہیں، دنیا میں اسراف کرنے والے کا عذاب عذاب آخرت سے کم ہوتا ہے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم وہ ہمارے لیے کیا ہیں؟ فرمایا زکوٰۃ اور وضو۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ عذاب ادنیٰ سے مراد دنیا کی مصیبتیں، اس کی بیماریاں اور آزمائشیں ہیں جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو آزمائش میں ڈالتا ہے تاکہ وہ توبہ کریں۔(1)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے عذاب ادنیٰ سے مراد ایسی مصیبتیں ہیں جو دنیا میں انسان کو پہنچتی ہیں۔ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ تاکہ وہ لوٹ آئیں۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ عذاب ادنیٰ سے مراد حدود ہیں۔ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ تاکہ وہ توبہ کریں۔(3)

امام فریابی، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے عذاب ادنیٰ کی یہ تفسیر نقل کی ہے: دنیا اور قبر کا عذاب۔(4)

امام فریابی اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى سے مراد دنیا میں قریش کا قتل اور انہیں بھوک دینا ہے اور عذاب اکبر سے مراد آخرت میں یوم قیامت ہے۔(5)

امام ہناد رحمہ اللہ نے حضرت ابو عبید رحمہ اللہ سے الْعَذَابِ الْاَدْنٰى کا معنی عذاب قبر نقل کیا ہے۔

وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ثُمَّ اَعْرَضَ عَنْهَا ؕ اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِيْنَ مُنْتَقِمُوْنَ ﴿۲۲﴾

"اور کون زیادہ ظالم ہے اس سے جسے نصیحت کی گئی اس کے رب کی آیتوں سے پھر اس نے روگردانی کی ان سے۔ بیشک ہم مجرموں سے ضرور بدلہ لیں گے۔"

امام ابن منیع، ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے ضعیف سند سے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: تین امور ایسے ہیں جس نے یہ کیے وہ مجرم ہے: جس نے ناحق جھنڈا باندھا، والدین کی نافرمانی کی یا ظلم کے ساتھ چلا تاکہ مجرم کی مدد کرے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِيْنَ مُنْتَقِمُوْنَ۔(6)

وَ لَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَلَا تَكُنْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآئِهٖ وَ جَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۲۳﴾ وَ جَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 124　2۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 125　3۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 125,27
4۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 126　5۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 126,27　6۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 128

صَبَرُوْا ۗ وَ كَانُوْا بِاٰیٰتِنَا یُوْقِنُوْنَ ﴿۲۴﴾ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ یَفْصِلُ بَیْنَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فِیْمَا كَانُوْا فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ ﴿۲۵﴾ اَوَ لَمْ یَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ یَمْشُوْنَ فِیْ مَسٰكِنِهِمْ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ ؕ اَفَلَا یَسْمَعُوْنَ ﴿۲۶﴾

"اور بیشک ہم نے عطا فرمائی تھی موسیٰ (علیہ السلام) کو کتاب، تو آپ شک میں مبتلا نہ ہوں ایسی کتاب کے ملنے سے اور ہم نے بنایا تھا اسے ہدایت بنی اسرائیل کے لیے۔ اور ہم نے بنایا ان میں سے بعض کو پیشوا، وہ رہبری کرتے رہے ہمارے حکم سے جب تک وہ صابر رہے اور جب تک ہماری آیتوں پر پختہ یقین رکھتے تھے۔ بیشک آپ کا پروردگار، وہی فیصلہ کرے گا ان کے درمیان قیامت کے دن، جن امور میں وہ (باہمی) اختلاف کیا کرتے تھے۔ کیا یہ چیز ان کی ہدایت کا باعث نہ بنی کتنی قومیں تھیں جن کو ہم نے ان سے پہلے ہلاک کر دیا حالانکہ یہ چل پھر رہے ہیں ان کے مکانوں میں۔ بیشک ان میں (عبرت کی کئی) نشانیاں ہیں۔ کیا وہ (ان در و دیوار سے داستان عبرت) نہیں سن رہے؟"۔

امام عبد بن حمید، امام بخاری، امام مسلم، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ "دلائل" میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس رات مجھے آسمانوں کی سیر کرائی گئی۔ اس میں میں نے حضرت بن عمران کو دیکھا کہ وہ لمبے قد اور گھنگھریالے بالوں والے تھے، گویا وہ شنوأہ کے افراد میں سے ایک ہوں۔ میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا، وہ درمیانے قد سرخ وسفید رنگ کے اور چوڑے سر والے تھے۔ میں نے مالک کو دیکھا جو جہنم کے خازن ہیں اور دجال کو اس کی نشانیوں میں دیکھا جو اللہ تعالیٰ نے انہیں دکھائیں۔ کہا فَلَا تَكُنْ فِیْ مِرْیَةٍ مِّنْ لِّقَآىِٕهٖ قتادہ یہ تفسیر بیان کیا کرتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملے اور اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بنی اسرائیل کے لیے ہدایت بنا دیا۔ (1)

امام طبرانی، ابن مردویہ اور ضیاء رحمہم اللہ مختارہ میں صحیح سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں کہ لِّقَآىِٕهٖ سے مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہے اور اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بنی اسرائیل کے لیے ہدایت بنایا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ لِّقَآىِٕهٖ سے مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہے۔ کہا گیا کیا آپ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملے؟ فرمایا ہاں۔ کہا آپ نے اس ارشاد کو نہیں دیکھا وَسْـَٔلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَاۤ (الزخرف:45)

1۔ صحیح مسلم، جلد 1، صفحہ 94، قدیمی کتب خانہ کراچی

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آپ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات میں شک نہ کریں۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت امام مالک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے وَ جَعَلْنَا مِنْهُمْ اَىِٕمَّةً کی تلاوت کی اور کہا مجھے حضرت زہری رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ حضرت عطاء بن یزید رحمہ اللہ نے اسے حضرت ابو ہریرہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا صبر سے بڑھ کر بندے کو کوئی بھلائی عطا نہیں کی گئی۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وَ جَعَلْنَا مِنْهُمْ اَىِٕمَّةً کا یہ معنی ہے کہ ہم نے انہیں انبیاء کے علاوہ بھلائی میں سردار بنا دیا اور دنیا کو ترک کرنے پر جب صبر کیا تو ہمارے حکم کے مطابق ہدایت پا گئے۔

اَوَ لَمْ يَرَوْا اَنَّا نَسُوْقُ الْمَآءَ اِلَى الْاَرْضِ الْجُرُزِ فَنُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا تَاْكُلُ مِنْهُ اَنْعَامُهُمْ وَ اَنْفُسُهُمْ ؕ اَفَلَا يُبْصِرُوْنَ ۝

”کیا انہوں نے ملاحظہ نہیں کیا کہ ہم لے جاتے ہیں پانی بنجر زمین کی طرف پھر ہم نکالتے ہیں اس کے ذریعے سے کھیتی، کھاتے ہیں اس سے ان کے چوپائے اور وہ خود بھی۔ کیا وہ (یہ بھی) نہیں دیکھتے؟“

امام فریابی، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الْجُرُزِ سے مراد ایسے علاقے ہیں جہاں تھوڑی بارش ہوتی، انہیں سیلابوں کے علاوہ کوئی چیز نفع نہیں دیتی۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ الْجُرُزِ سے مراد یمن کا علاقہ ہے۔(3)

امام عبد الرزاق، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے الْاَرْضِ الْجُرُزِ سے مراد وہ علاقے ہیں جو کوئی فصل نہیں اگاتے۔ یہاں ابین (4) اور اس جیسے دوسرے علاقے ہو سکتے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ الْاَرْضِ الْجُرُزِ سے مراد بے آب و گیاہ زمین۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ الْاَرْضِ الْجُرُزِ سے مراد مردہ زمین ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ الْاَرْضِ الْجُرُزِ سے مراد وہ بستیاں ہیں جو یمن اور شام کے درمیان ہوں۔

امام ابو بکر اور ابن حیان رحمہما اللہ نے کتاب الغرر میں حضرت ربیع بن سبرہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ امثال معانی کو

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 450 (3552)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 132

3۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 131

4۔ یہ لفظ ابْیَن اور اَبْیَن دونوں طرح پڑھا گیا ہے۔ زمانہ قدیم میں ایک آدمی کا تھا، اسے ذو ابین کہا جاتا ہے۔ یہ وہی ہے جسے عدن ابین کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اور عدن ابین یمن کا علاقہ ہے۔ ممکن ہے راوی کے پیش نظر یہی علاقہ ہو۔ ابن جریر کے حاشیہ میں اسی طرح ہے۔ (مترجم)

عقول کے زیادہ قریب کرنے والی ہیں۔ کیا تو نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں سنا اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَسُوْقُ الْمَآءَ اِلَى الْاَرْضِ الْجُرُزِ۔

وَ يَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْفَتْحُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۲۸﴾ قُلْ يَوْمَ الْفَتْحِ لَا يَنْفَعُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اِيْمَانُهُمْ وَ لَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۲۹﴾ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَ انْتَظِرْ اِنَّهُمْ مُّنْتَظِرُوْنَ ﴿۳۰﴾

"اور (بار بار) پوچھتے ہیں یہ فیصلہ کب ہوگا؟ (بتاؤ) اگر تم سچے ہو۔ آپ فرمائیے فیصلہ کے دن نہ فائدہ پہنچائے گا کافروں کو ان کا ایمان لانا اور نہ انہیں مہلت دی جائے گی۔ پس (اے حبیب!) رخ (انور) پھیر لیجئے ان سے اور انتظار فرمائیے۔ وہ بھی منتظر ہیں۔"

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ صحابہ کرام نے کہا ہمارا ابھی ایسا وقت ہوگا امید ہے جس میں ہم آرام کریں گے اور اس میں نعمتوں سے لطف اندوز ہوں گے۔ تو مشرکوں نے کہا مَتٰى هٰذَا الْفَتْحُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ تو یہ آیات نازل ہوئیں۔(1)

امام حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) اور بیہقی نے "دلائل" میں حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ بدر کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح دی گئی۔ جنہوں نے کفر کیا تھا موت کے بعد ان کے ایمان نے انہیں کچھ نفع نہ دیا۔(2)

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ يَوْمَ الْفَتْحِ سے مراد قیامت کا دن ہے۔(3)

امام عبد الرزاق، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ يَوْمَ الْفَتْحِ سے مراد فیصلہ کا دن ہے وَانْتَظِرْ اِنَّهُمْ مُّنْتَظِرُوْنَ اس سے مراد قیامت کا دن ہے۔

تمت بالخیر

13 جنوری 2003

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 132، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 449 (3552)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 133

آیاتہا ۷۳ ﴿ سُوْرَۃُ الْاَحْزَابِ مَدَنِیَّۃٌ ۲۲ ﴾ رکوعاتہا ۹

امام ابن ضریس، نحاس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں مختلف سندوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ احزاب مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی۔ (1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام عبدالرزاق نے ''مصنف'' میں، طیالسی، سعید بن منصور، عبداللہ بن احمد نے ''زوائد مسند'' میں، ابن منیع، نسائی، ابن منذر، ابن انباری نے ''مصاحف'' میں، دارقطنی نے ''افراد'' میں، حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، ابن مردویہ اور ضیاء رحمہم اللہ نے ''مختارہ'' میں زر سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا تو سورۂ احزاب کیسے پڑھتا ہے یا تو اس کی کتنی آیتیں شمار کرتا ہے؟ میں نے کہا تہتر (73) ابی نے کہا میں نے اسے دیکھا کہ یہ سورۂ بقرۃ کے مساوی تھی یا اس سے بھی زائد تھی۔ ہم نے اس میں یہ آیت بھی پڑھی اَلشَّیْخُ وَالشَّیْخَۃُ اِذَا زَنَیَا فَارْجُمُوْھُمَا اَلْبَتَّۃَ نَکَالًا مِّنَ اللّٰہِ وَاللّٰہُ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ تو اس سورت سے آیتیں اٹھالی گئیں جو اٹھالی گئیں۔

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے حضرت ثوری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ حضور ﷺ کے کچھ صحابہ قرآن کے قاری تھے جو مسیلمہ کذاب کے ساتھ جنگ میں شہید ہو گئے تو قرآن کے کچھ حروف رہ گئے۔ (1)

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے مصنف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اعلان کرنے والے کو حکم دیا۔ اس نے اعلان کیا الصلوٰۃ جامعۃ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ منبر پر جلوہ افروز ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی۔ پھر کہا اے لوگو! آیت رجم کو ٹکڑے ٹکڑے نہ کر دینا (بھلا نہ دینا) کیونکہ وہ آیت تھی جو کتاب اللہ میں نازل ہوئی۔ ہم نے اسے پڑھا لیکن یہ آیت بھی قرآن کے اور بہت سے حصوں کے ساتھ حضور ﷺ کے اس جہان فانی سے اٹھنے کے ساتھ اٹھ گئی (3) اس کے آیت ہونے کی دلیل یہ ہے نبی کریم ﷺ نے رجم کیا، حضرت ابوبکر صدیق نے رجم کیا اور ان دونوں کے بعد میں نے رجم کیا۔ اس امت میں سے ایک قوم آئے گی جو رجم کا انکار کرے گی۔

امام مالک، امام بخاری، امام مسلم اور ابن ضریس نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر کھڑے ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی۔ پھر کہا اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا۔ ان پر کتاب کو نازل فرمایا جو آپ پر نازل ہوا اس میں رجم کی آیت تھی۔ ہم نے اسے پڑھا اور اسے یاد کیا اَلشَّیْخُ وَالشَّیْخَۃُ اِذَا زَنَیَا فَارْجُمُوْھُمَا اَلْبَتَّۃَ۔ رسول اللہ ﷺ نے رجم کیا اور ہم نے بعد میں رجم کیا۔ مجھے ڈر ہے کہ لوگوں پر زمانہ لمبا ہو گا تو کوئی کہنے والا کہے گا ہم کتاب اللہ میں تو رجم والی آیت نہیں پاتے۔ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ فریضہ کو ترک کرنے کی وجہ سے وہ گمراہ ہو جائیں گے۔ (4)

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب ذکر السور التی نزلت بالمدینہ، جلد 7، صفحہ 143، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ یہ روایت نص قرآنی اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (سورۂ الحجر) سے صراحۃً خلاف ہے۔ اس لئے یہ اور اس جیسی کوئی روایت بھی قابل اعتناء نہیں۔ مترجم

3۔ یعنی ان کی تلاوت منسوخ ہو گئی۔ 4۔ صحیح مسلم، کتاب الحدود، باب حد الزنا، جلد 2، صفحہ 65، قدیمی کتب خانہ کراچی

امام احمد اور امام نسائی نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب نے لوگوں سے خطاب کیا میں نے آپ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: خبر دار! لوگ کہیں گے یہ رجم کا کیا ہے جبکہ کتاب اللہ میں تو کوڑے مارنے کا حکم ہے۔ نبی کریم ﷺ نے رجم کیا۔ بعد میں ہم نے رجم کیا۔ اگر کہنے والے نہ کہیں اور باتیں کرنے والے باتیں نہ کریں کہ حضرت عمر نے کتاب اللہ میں اس چیز کی زیادتی کی جو کتاب اللہ میں نہیں تو میں اسے کتاب میں لکھ دیتا جیسے نازل ہوئی۔

امام نسائی اور ابو یعلی رحمہما اللہ نے حضرت کثیر بن صلت رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم مردوں کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ ہم میں زید بن ثابت بھی تھے۔ زید نے کہا کیا تو جو پڑھتا ہے اَلشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ اِذَا زَنَيَا فَارْجُمُوْهُمَا اَلْبَتَّةَ مروان نے کہا میں اسے مصحف میں نہ لکھ دوں؟ زید نے کہا ہم نے اس بات کا ذکر کیا تھا جبکہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہمارے درمیان تشریف فرما تھے۔ فرمایا کیا میں اس بارے میں تمہاری تسلی نہ کرا دوں؟ ہم نے کہا کیسے؟ کہا ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا مجھے آیت رجم کے بارے میں بتایئے فرمایا اب میں اس کی طاقت نہیں رکھتا۔

امام ابن مردویہ نے حضرت حذیفہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب نے مجھے کہا تم سورۂ احزاب کو کتنی آیتیں شمار کرتے ہو؟ میں نے کہا بہتر (72) یا تہتر (73) آیتیں۔ کہا یہ سورۂ بقرۃ کے قریب تھی اور اس میں رجم والی آیت بھی تھی۔

امام ابن ضریس رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ احزاب سورۂ بقرہ کے برابر تھی یا اس سے طویل تھی۔ اس میں رجم والی آیت بھی تھی۔

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بچو اس چیز سے کہ تم آیت رجم کی وجہ سے ہلاک ہو جاؤ اور اس سے کہ کوئی کہنے والا یہ کہے ہم کتاب اللہ میں دو حدیں نہیں پاتے۔ رسول اللہ ﷺ نے رجم کیا اور اس کے بعد ہم نے رجم کیا۔ اگر اس بات کا خوف نہ ہوتا کہ لوگ کہیں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کتاب اللہ میں نئی چیز لکھ دی ہے تو میں مصحف میں اسے لکھ دیتا۔ تحقیق ہم نے اسے پڑھا اَلشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ اِذَا زَنَيَا فَارْجُمُوْهُمَا اَلْبَتَّةَ۔ حضرت سعید نے کہا ابھی ذوالحجہ ختم نہیں ہوا تھا کہ حضرت عمر کو خنجر مارا گیا۔

امام ابن ضریس رحمہ اللہ حضرت ابی رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابو امامہ بن سہل بن حنیف سے روایت نقل کرتے ہیں کہ اس کی خالہ نے اسے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں رجم والی آیت پڑھائی اَلشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ اِذَا زَنَيَا فَارْجُمُوْهُمَا......۔

امام ابن ضریس رحمہ اللہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب رجم والی آیت نازل ہوئی تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا اسے چھپایئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں اس کی طاقت نہیں رکھتا۔

امام ابن ضریس رحمہ اللہ نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب نے لوگوں سے خطاب کیا، کہا رجم کے بارے میں شک نہ کرو۔ یہ حکم حق ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے رجم کیا، حضرت ابو بکر صدیق نے رجم کیا اور میں نے رجم کیا۔ میں نے مصحف میں لکھنے کا ارادہ کیا۔ ابی بن کعب سے آیت رجم کے بارے میں پوچھا۔ حضرت ابی نے کہا کیا تم میرے پاس نہیں آئے تھے جبکہ میں رسول اللہ ﷺ سے پڑھ رہا تھا۔ تم نے میرے سینے میں ہاتھ مارا تھا اور کہا تھا

کیا تو آپ سے آیت رجم سیکھ رہا ہے جبکہ وہ عورتوں سے یوں خواہش پوری کرتے ہیں جیسے گدھے جفتی کرتے ہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے تاریخ میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ پر سورۂ احزاب کو پڑھا۔ میں اس سے ستر آیتیں بھول گیا، میں انہیں نہیں پاتا۔

امام ابو عبید نے ''فضائل'' میں، ابن انباری اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے: نبی کریم ﷺ کے زمانے میں سورۂ احزاب کی دو سو آیتیں پڑھی جاتی تھیں۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مصحف کو لکھا تو اسی پر قادر ہوئے جو اب موجود ہے۔(1)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللّٰهَ وَ لَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَ الْمُنٰفِقِيْنَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۙ﴿۱﴾ وَّ اتَّبِعْ مَا يُوْحٰۤى اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۙ﴿۲﴾ وَّ تَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۳﴾

''اے نبی (مکرم!) (حسب سابق) ڈرتے رہیے اللہ تعالیٰ سے اور نہ کہنا مانیے کفار اور منافقین کا۔ بے شک اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا بڑا دانا ہے۔ اور پیروی کرتے رہیے جو وحی کیا جاتا ہے آپ کی طرف اپنے رب کی جانب سے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کرتے رہتے ہو اس سے اچھی طرح باخبر ہے۔ اور (اے محبوب!) بھروسہ رکھیے اللہ پر اور کافی ہے اللہ تعالیٰ (آپکا) کارساز۔''

امام ابن ضریس حضرت جویبر کے واسطہ سے ضحاک سے وہ حضرت ابن عباس سے روایت نقل کرتے ہیں کہ اہل مکہ میں ولید بن مغیرہ اور شیبہ بن ربیع نے نبی کریم ﷺ کو دعوت اسلام سے رک جانے کا مطالبہ کیا اور یہ شرط لگائی کہ وہ اپنے اموال کا ایک حصہ آپ کو دیں گے۔ مدینہ طیبہ میں منافقوں اور یہودیوں نے اس بات سے ڈرایا کہ آپ اس دعوت سے نہ رکے تو وہ آپ کو قتل کر دیں گے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللّٰهَ وَ لَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَ الْمُنٰفِقِيْنَ۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ الْكٰفِرِيْنَ سے مراد ابی بن خلف اور الْمُنٰفِقِيْنَ سے مراد ابو عامر راہب، عبد اللہ بن ابی بن سلول اور جد بن قیس تھے۔

مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ ۚ وَ مَا جَعَلَ اَزْوَاجَكُمُ الّٰٓـِٔيْ تُظٰهِرُوْنَ مِنْهُنَّ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ وَ مَا جَعَلَ اَدْعِيَآءَكُمْ اَبْنَآءَكُمْ ؕ ذٰلِكُمْ

1۔ باقی منسوخ کر دی گئی ہیں۔ (مترجم)

قَوۡلُكُمۡ بِاَفۡوَاهِكُمۡ ؕ وَاللّٰهُ يَقُوۡلُ الۡحَقَّ وَهُوَ يَهۡدِى السَّبِيۡلَ ۝

''نہیں بنائے اللہ تعالیٰ نے ایک آدمی کے لیے دو دل اس کے شکم میں اور نہیں بنایا اس نے تمہاری بیویوں کو جن سے تم ظہار کرتے ہو تمہاری مائیں اور نہیں بنایا اس نے تمہارے منہ بولے بیٹوں کو تمہارے فرزند۔ یہ صرف تمہارے منہ کی باتیں ہیں اور اللہ تعالیٰ تو سچی بات کہتا ہے اور وہ ہدایت دیتا ہے سیدھی راہ پر چلنے کی۔''

امام احمد، امام ترمذی (امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے)، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم (حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، ابن مردویہ اور ضیاء رحمہم اللہ نے مختارہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہوئے تو آپ سے ایک کلمہ چھوٹ گیا جو منافق آپ کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے۔ کہا تم دیکھتے نہیں کہ ان کے دو دل ہیں؟ ایک دل تمہارے ساتھ اور ایک دل ان کے ساتھ۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنۡ قَلۡبَيۡنِ کو نازل فرمایا۔ (1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت خصیف رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت سعید بن جبیر، مجاہد اور عکرمہ رحمہم اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی تھا جسے ذوقلبین کہا جاتا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ قریش میں ایک آدمی تھا جس کی ذہانت کی وجہ سے اسے ذوقلبین کہا جاتا۔ (2)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک آدمی تھا جسے ذوالقلبین کہا جاتا۔ وہ کہتا تھا ایک نفس مجھے حکم دیتا ہے اور ایک نفس مجھے منع کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں وہ کچھ فرمایا جو تم سنتے ہو۔ (3)

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بنی فہر کا ایک آدمی تھا۔ اس نے کہا میرے پیٹ میں دو دل ہیں۔ میں ان دونوں میں سے ہر ایک دل کے ساتھ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دل سے زیادہ سمجھ سکتا ہوں۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔ (4)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت قریش میں سے بنی جمح کے ایک آدمی کے بارے میں نازل ہوئی جسے جمیل بن معمر کہتے۔

ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی۔ اس میں آپ بھول گئے۔ ایک کلمہ آپ سے رہ گیا۔ منافقوں نے یہ سنا تو انہوں نے بہت باتیں بنائیں اور کہا اس کے دو دل ہیں۔ کیا تم نماز میں اس کے قول اور کلام میں نہیں سنتے؟ اس کا ایک دل تمہارے ساتھ ہے اور ایک دل اپنے ساتھیوں کے ساتھ ہے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔

1۔ سنن ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 12، صفحہ 55 (3199)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 135، داراحیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 136 4۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 135

امام عبدالرزاق اور ابن جریر نے حضرت زہری سے روایت نقل کی ہے کہ ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ یہ زید بن حارثہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ ان کے لیے یہ بطور ضرب المثل ذکر کی گئی۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کسی اور کا بیٹا تیرا بیٹا نہیں۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی اپنی بیوی سے کہا کرتا تھا اَنْتِ عَلَيَّ كَظَهْرِ اُمِّي تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا مَا جَعَلَ اَزْوَاجَكُمُ الّٰٓـِٔيْ تُظٰهِرُوْنَ مِنْهُنَّ اُمَّهٰتِكُمْ یہ کہا جاتا تھا زید بن محمد۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَ مَا جَعَلَ اَدْعِيَآءَكُمْ اَبْنَآءَكُمْ۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا: اسے تیری بیوی نہیں بنایا۔ جب کوئی مرد اپنی بیوی سے ظہار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اسے اس کی ماں نہیں بنایا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس میں کفارہ لازم فرمایا اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اللہ تعالیٰ نے تیرے متبنیٰ کو تیرا بیٹا نہیں بنایا۔ اگر کوئی آدمی کسی کو بیٹا ہونے کا دعویٰ کرتا ہے تو یہ اس کا بیٹا نہیں۔ ہمارے سامنے یہ بات ذکر کی گئی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کہا کرتے تھے جو آدمی اپنے آپ کو اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف منسوب کرے اللہ تعالیٰ اس پر جنت کو حرام کر دیتا ہے۔(2)

فریابی، ابن ابی شیبہ اور ابن منذر نے مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت حضرت زید بن حارث کے بارے میں نازل ہوئی۔

اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآىِٕهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْۤا اٰبَآءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ وَ مَوَالِيْكُمْ ؕ وَ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيْمَاۤ اَخْطَاْتُمْ بِهٖ ۙ وَ لٰكِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُكُمْ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝

"بلایا کرو انہیں ان کے باپوں کی نسبت سے۔ یہ زیادہ قرین انصاف ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک۔ اگر تمہیں علم نہ ہو ان کے باپوں کا تو پھر وہ تمہارے دینی بھائی ہیں اور تمہارے دوست ہیں اور نہیں ہے تم پر کوئی گرفت جو تم نادانستہ کر بیٹھو۔ البتہ وہ کام جو تمہارے دل قصداً کرتے ہیں (ان پر ضرور گرفت ہوگی) اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔"

امام ابن ابی شیبہ، امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت زید بن حارثہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام تھے ہم انہیں زید بن محمد کہا کرتے تھے یہاں تک کہ قرآن حکیم کا حکم نازل ہوا اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآىِٕهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو زید بن حارثہ بن شراحیل ہے۔(3)

امام عبدالرزاق، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت عائشہ سے روایت نقل کی ہے کہ ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیع بن عبد شمس یہ ان افراد میں سے تھا جو غزوہ بدر میں شریک ہوا۔ انہوں نے سالم کو متبنیٰ بنایا اور اس کا نکاح اپنی بھتیجی ہند

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 136، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 37-136
3۔ سنن ترمذی، جلد 5، صفحہ 330 (3209)، دار الکتب العلمیہ بیروت

بنت ولید بن عتبہ بن ربیع سے کیا جبکہ یہ انصار کی ایک عورت کے غلام تھے۔ جس طرح نبی کریم ﷺ نے حضرت زید کو متبنیٰ بنایا تھا۔ دور جاہلیت جو آدمی کسی کو متبنیٰ بنالیتا تو لوگ اسے اسی کے واسطے سے پکارتے اور وہ میراث میں اس کا وارث ہوتا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآىِٕهِمْ تو صحابہ نے انہیں ان کے آباء کی طرف منسوب کر دیا۔ جس کا والد معلوم نہ ہو تو دین میں اس کا مولیٰ اور بھائی تھا سہلہ بنت سہیل بن عمرو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ عرض کی سالم کو ابو حذیفہ کے نام سے پکارا جاتا تھا جبکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں نازل فرمایا اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآىِٕهِمْ وہ میرے پاس آتا تھا جبکہ میں اکیلی ہوتی۔ ہم تنگ گھر میں رہتے۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا سالم کو دودھ (1) پلا دو، وہ تجھ پر حرام ہو جائے گا۔ (2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ یہ ہے کہ وہ اپنے ننہال بنی معن کے ہاں رہتے تھے جو بنی ثعل سے تعلق رکھتے تھے جن کا تعلق بنو طے سے تھا۔ یہ بنو طے کے لڑکوں کے ساتھ پکڑ لیے گئے۔ انہیں عکاز کے میلہ میں لایا گیا۔ حکیم بن حزام بن خویلد عکاظ گئے تا کہ وہ خرید و فروخت کریں۔ ان کی پھوپھی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے انہیں وصیت کی۔ وہ اس کے لیے ایک اچھا عربی غلام خریدے اگر ممکن ہو سکے۔ جب حکیم آئے تو زید کو دیکھا کہ انہیں بیچا جا رہا تھا۔ ان کی خوبصورتی نے انہیں خوش کیا۔ اسے خرید لیا اور اپنی پھوپھی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس لے آئے اور ان سے کہا میں نے آپ کے لیے خوبصورت ذہین عربی غلام خریدا ہے۔ اگر اچھا لگے تو لے لیں ورنہ چھوڑ دیں مجھے تو یہ اچھا لگا ہے۔ جب حضرت خدیجہ نے اسے دیکھا تو بہت اچھا لگا۔ اسے لے لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی جبکہ وہ غلام حضرت خدیجہ کے پاس ہی تھا۔ نبی کریم ﷺ کو زید کی ذہانت آپ کو اچھی لگی۔ حضور ﷺ نے حضرت خدیجہ سے وہ بطور تحفہ طلب کیا۔ حضرت خدیجہ نے کہا وہ غلام آپ کا ہے۔ اگر آپ آزاد کرنا چاہیں تو اس کی ولاء میرے لیے ہوگی۔ حضور ﷺ نے اس شرط کا انکار کیا تو حضرت خدیجہ نے وہ غلام آپ کو ہبہ کر دیا چاہے آزاد کریں، چاہے اپنے پاس رکھیں۔ تو حضرت زید بن حارثہ رسول اللہ ﷺ کے ہاں جوان ہو گئے۔ پھر حضرت زید بن حارثہ طالب کے سامان تجارت کے ساتھ شام گئے اور اپنی قوم کے علاقے سے گزرے، ان کے چچا نے انہیں پہچان لیا، اس کی طرف آیا، پوچھا اے نوجوان! تو کون ہے؟ تو حضرت زید نے کہا میں اہل مکہ کا نوجوان ہوں۔ پوچھا کیا انہیں میں سے ہو؟ کہا نہیں۔ پوچھا کیا تو آزاد ہے یا غلام ہے؟ جواب دیا بلکہ میں غلام ہوں۔ پوچھا کس کے غلام ہو؟ کہا محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب۔ پوچھا کیا تو عربی ہے یا عجمی؟ جواب دیا بلکہ میں عربی ہوں۔ تیرا خاندان کونسا ہے؟ جواب دیا کلب۔ پوچھا کونسے کلب؟ جواب دیا بنو عبد ود۔ کہا تجھ پر افسوس! کس کا تو بیٹا ہے؟ جواب دیا حارثہ بن شراحیل۔ پوچھا تو کہاں پکڑا گیا؟ جواب دیا ماموں کے گھر میں۔ پوچھا تیرے ماموں کون ہیں؟ جواب دیا طے۔ پوچھا تیری

1۔ رضاعت کے احکام رضاعت کی مدت میں ہی ثابت ہوں گے امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک یہ مدت تیس ماہ ہے صاحبین اور امام شافعی کے نزدیک یہ دو سال ہے حضرت سالم والا واقعہ خصائص میں شمار ہوگا۔

2۔ مصنف عبد الرزاق، باب رضاع الکبر، جلد 7، صفحہ 368 (3263)، دار الکتب العلمیہ بیروت

ماں کا کیا نام ہے؟ جواب دیا سعدی۔ تو اس نے حضرت زید کو سینے سے لگا لیا اور کہا ابن حارثہ اور اس کے باپ کو بلایا اور کہا اے حارثہ! یہ تیرا بیٹا ہے۔ حارثہ آیا۔ جب اسے دیکھا تو اسے پہچان لیا۔ اس نے پوچھا تیرا آقا تیرے ساتھ کیسا سلوک کرتا ہے؟ جواب دیا وہ مجھے اپنے اہل اور اولاد پر ترجیح دیتا ہے۔ میں نے اس سے محبت پائی، میں جو چاہتا ہوں وہ کرتا ہوں۔

اس کے ساتھ اس کا باپ، اس کا چچا اور اس کا بھائی سوار ہوئے یہاں تک کہ مکہ مکرمہ میں آئے۔ رسول اللہ ﷺ سے ملے۔ حارثہ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی تم اللہ کے حرم والے، اس کے پڑوسی اور اس کے گھر کے خادم ہو۔ تم غلام کو آزاد کرتے ہو اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہو۔ میرا بیٹا تیرا غلام ہے۔ ہم پر احسان کیجئے اور فدیہ میں ہم پر مہربانی کیجئے بیشک آپ اپنی قوم کے سردار کے بیٹے ہیں۔ بیشک آپ جو پسند کریں گے ہم آپ کو فدیہ دے دیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں اس سے بھی بہتر تم کو دوں گا۔ انہوں نے پوچھا وہ کیا؟ فرمایا میں اسے اختیار دوں گا اگر وہ تمہیں پسند کرے تو اسے بغیر فدیہ کے لے جاؤ، اگر وہ میرے ساتھ رہنا چاہے تو تم اسے میرے پاس رہنے دو گے۔ انہوں نے عرض کی اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔ آپ نے بہت احسان کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے آپ کو بلایا۔ فرمایا اے زید! کیا تم انہیں پہچانتے ہو؟ عرض کی جی ہاں، یہ میرا باپ ہے، یہ میرا چچا ہے اور یہ میرا بھائی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے تم پہچانتے ہو، اگر تو انہیں پسند کرے تو ان کے ساتھ چلا جا۔ اگر مجھے پسند کرے تو میں وہ ہوں جسے تو جانتا ہے۔ زید نے کہا میں آپ پر کسی کو پسند نہیں کروں گا۔ آپ میرے لیے والد اور چچا کی جگہ ہیں۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ کے والد اور چچا نے کہا اے زید! کیا تو مالک ہونے پر غلام ہونے کو ترجیح دے رہا ہے۔ تو حضرت زید رضی اللہ عنہ نے کہا میں اس ذات کو چھوڑنے کے لیے تیار نہیں۔

جب رسول اللہ ﷺ نے ان کی اس حرص کو دیکھا، فرمایا گواہ ہو جاؤ یہ آزاد ہے، یہ میرا بیٹا ہے جو میرا وارث ہوگا اور میں اس کا وارث ہوں گا۔ جب زید کی حضور کی بارگاہ میں اس عزت کو دیکھا تو والد اور چچا بھی خوش ہو گئے۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ دور جاہلیت میں زید بن محمد ہی کہلاتے تھے یہاں تک کہ قرآن حکیم کا حکم نازل ہوا اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآىِٕهِمْ تو پھر وہ زید بن حارثہ کہلائے جانے لگے۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت زید بن شیبہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت حسن بن عثمان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: مجھے کئی فقہاء اور علماء نے بیان کیا ہے کہ عامر بن ربیعہ کو عامر بن خطاب کہا جاتا اور خطاب کی طرف ہی اس کی نسبت کی جاتی۔ اس کے بارے میں یہ کہا جاتا تا کہ ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ زید بن حارثہ، سالم بن حذیفہ اور مقداد بن عمرو کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ آیت ان کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابو بکرہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآىِٕهِمْ جبکہ میں ان لوگوں میں سے ہوں جس کے باپ کا علم ہی نہیں۔ میں تو تمہارا دینی بھائی ہوں۔ (1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ کا معنی ہے اللہ تعالیٰ کے ہاں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 138، دار احیاء التراث العربی بیروت

زیادہ موزوں۔ جب تجھے معلوم نہ ہو کہ اس کا باپ کون ہے تو وہ تمہارا دینی بھائی اور مولا ہے۔ (1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اگر تو اس کا باپ نہیں جانتا تو وہ تیرا دینی بھائی ہے اور تیرا مولیٰ فلاں کا مولیٰ ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مقاتل رحمہ اللہ سے آیت کے ضمن میں قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر تم ان کے آباء کو نہیں جانتے جن کے ناموں سے تم انہیں بلاؤ تو تم ان کی نسبت اس حوالے سے کرو کہ وہ تمہارے دینی بھائی ہیں کہ تو یوں کہے عبداللہ عبدالرحمن، عبیداللہ اور اس جیسے نام ذکر کرے اور یہ کہ انہیں ان کے آقاؤں کے نام کی طرف منسوب کرو۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ تیرا دینی بھائی ہے اور تیرا مولیٰ (غلام) مولیٰ بن فلاں ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سالم بن ابی جعد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآىِٕهِمْ تو صحابہ حضرت سالم کے والد کو نہیں جانتے تھے لیکن وہ ابوحذیفہ کے مولیٰ تھے کیونکہ وہ حضرت ابوحذیفہ کے حلیف تھے۔

فریابی، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے وَلَیْسَ عَلَیْكُمْ جُنَاحٌ فِیْمَاۤ اَخْطَاْتُمْ بِهٖ یہ بات نہی سے پہلے کی ہے۔ وَلٰكِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُكُمْ یہ اس کے بارے میں ہے جب تمہیں امر اور نہی کر دی گئی۔ (2)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ تو کسی کو اس کے غیر باپ سے بلاتا ہے جبکہ تو جانتا ہے کہ فلاں اس کا باپ ہے لیکن تو نے ارادۃً ایسا نہیں کیا تھا تو تجھ پر کچھ حرج نہیں۔ (3)

امام ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے مرفوع روایت کرتے ہیں: مجھے خطا کے بارے میں تجھ پر کوئی خوف نہیں، جان بوجھ کر بات کرنے کی صورت میں تیرے بارے میں ڈرتا ہوں۔

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَ اَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ ؕ وَ اُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُهٰجِرِیْنَ اِلَّاۤ اَنْ تَفْعَلُوْۤا اِلٰۤى اَوْلِیٰٓىِٕكُمْ مَّعْرُوْفًا ؕ كَانَ ذٰلِكَ فِی الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ۝۶

"نبی (کریم) مومنوں کی جانوں سے بھی زیادہ ان کے قریب ہیں اور آپ کی بیویاں ان کی مائیں ہیں اور قریبی رشتہ دار ایک دوسرے کے زیادہ حقدار ہیں۔ کتاب اللہ کی رو سے عام مومنوں اور مہاجرین سے مگر یہ کہ تم کرنا چاہو اپنے دوستوں سے کوئی بھلائی (تو اس کی اجازت ہے)۔ یہ (حکم) کتاب (الٰہی) میں لکھا ہوا ہے"۔

امام بخاری، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں: کوئی مومن بھی نہیں مگر میں دنیا و آخرت میں تمام لوگوں سے بڑھ کر اس کا زیادہ قریبی ہوں۔ چاہو تو یہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 138، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

آیت پڑھو اَلنَّبِیُّ اَوۡلٰی بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ جس مومن نے مال چھوڑا اس کا عصبہ وارث ہوگا۔ اگر اس نے قرض چھوڑا یا اس نے کسی کا نقصان کیا تھا تو وہ میرے پاس آئے میں اس کا مولیٰ ہوں۔(1)

امام طیالسی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ مومن جب رسول اللہ کے زمانہ میں فوت ہوتا اسے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا جاتا۔ حضور ﷺ پوچھتے کیا اس کے ذمہ کوئی قرض ہے؟ اگر لوگ کہتے ہاں، حضور ﷺ پوچھتے کیا اس نے مال چھوڑا ہے جو اس کے قرض کو کافی ہو؟ اگر لوگ بتاتے جی ہاں تو حضور ﷺ اس کی نماز جنازہ پڑھتے تھے۔ اگر لوگ بتاتے نہیں تو حضور ﷺ فرماتے اپنے ساتھی کی نماز جنازہ پڑھو۔ جب اللہ تعالیٰ نے ہمیں فتوحات عطا فرمائیں تو حضور ﷺ نے فرمایا میں مومنوں کے ان کی ذاتوں سے بھی زیادہ قریبی ہوں۔ جس نے قرض چھوڑا وہ میرے ذمہ، جس نے مال چھوڑا وہ وارث کے لیے۔

امام احمد، ابو داؤد اور ابن مردویہ رحمہم اللہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ فرمایا کرتے تھے: میں مومن کی جان سے بھی زیادہ اس کا قریبی ہوں۔ جو آدمی فوت ہو اور قرض چھوڑ جائے تو وہ میرے ذمہ ہے اور جو مال چھوڑ جائے تو وہ اس کے وارثوں کے لیے ہے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد اور امام نسائی رحمہم اللہ نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت علی کی معیت میں یمن کے غزوہ میں شرکت کی تو میں نے حضرت سے کچھ زیادتی دیکھی۔ جب میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے حضرت علی کا ذکر کیا۔ میں نے آپ کی شان میں تنقیص کی۔ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کے چہرے کا رنگ بدل گیا ہے۔ فرمایا اے بریدہ! کیا میں مومنوں پر ان کی ذاتوں سے بھی زیادہ حقدار نہیں ہوں؟ میں نے عرض کی کیوں نہیں یا رسول اللہ! ﷺ تو حضور ﷺ نے فرمایا جس کا میں مولیٰ ہوں حضرت علی بھی اس کے مولیٰ ہیں۔(3)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَ اَزۡوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمۡ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے کہا: اس وجہ سے ان کے حق کو عظیم جانو۔(4)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات حرمت میں ان کی مائیں ہیں۔ کسی مومن کے لیے یہ زیبا نہیں کہ وہ حضور ﷺ کی ظاہر زندگی میں ازواج مطہرات سے شادی کرے جبکہ رسول اللہ ﷺ نے اسے طلاق دے دی ہو اور نہ ہی آپ کے وصال کے بعد اس سے شادی کر سکتا ہے۔ یہ ازواج مطہرات مومنوں پر اسی طرح حرام ہیں جس طرح ان کی مائیں حرام ہیں۔

امام ابن سعد، ابن منذر اور بیہقی نے ''سنن'' میں حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک عورت نے حضرت عائشہ سے کہا اے ماں! تو حضرت عائشہ نے فرمایا میں تمہارے مردوں کی ماں ہوں، تمہاری عورتوں کی ماں نہیں ہوں۔(5)

1۔ صحیح بخاری، جلد 3، صفحہ 244 (4680)، دار الفکر بیروت 2۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 296، دار صادر بیروت 3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 348
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 140 5۔ طبقات ابن سعد، ذکر من کان یصلح لہ الدخول، جلد 8، صفحہ 179، دار صادر بیروت

امام ابن سعد نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے: میں تمہارے مردوں اور عورتوں کی ماں ہوں۔(1)

امام عبدالرزاق، سعید بن منصور، اسحاق بن راہویہ، ابن منذر اور بیہقی نے بجالہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب ایک بچے کے پاس سے گزرے جبکہ وہ مصحف میں سے یہ آیت پڑھ رہا تھا اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ تو حضرت عمر بن خطاب نے فرمایا وَهُوَ اَبٌ لَّهُمْ کو مٹا دیا۔ بچے نے کہا یہ ابی کا مصحف ہے۔ حضرت عمر بن خطاب حضرت ابی کے پاس گئے۔ ان سے پوچھا تو انہوں نے جواب دیا مجھے قرآن غافل کرتا تھا اور آپ کو بازاروں میں تالیاں غافل کرتی ہیں۔(2)

امام فریابی، ابن مردویہ، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اس آیت کو پڑھتے اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وهو اب لهم وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ۔(3)

فریابی، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے یہ قرات نقل کی ہے کہ وہ بھی وَهُوَ اَبٌ لَّهُمْ پڑھتے۔(4)

ابن ابی حاتم نے عکرمہ سے روایت نقل کی ہے کہ پہلی قرأت میں تھا اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَهُوَ اَبٌ لَّهُمْ۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ پہلی قرأت میں تھا اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَهُوَ اَبٌ لَّهُمْ۔(5)(6)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: مسلمان کافی عرصہ اس حالت میں رہے کہ وہ ہجرت کی وجہ سے باہم وارث ہوتے جبکہ اعرابی مسلمان کسی مہاجر کا وارث نہ ہوتا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ تو اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو ایک دوسرے کے ساتھ ملا دیا تو میراث ملت کی وجہ سے جاری ہوگئی۔(7)

امام فریابی، ابن جریر، ابن منذر اور ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے آیت اِلَّاۤ اَنْ تَفْعَلُوْۤا اِلٰۤى اَوْلِیٰٓىِٕكُمْ مَّعْرُوْفًا کی یہ تفسیر نقل کی ہے: تم ان حلیفوں کے حق میں وصیت کرتے ہو جن کے درمیان رسول اللہ ﷺ نے بھائی چارہ قائم کیا تھا جو مہاجرین اور انصار میں سے تھے۔(8)

امام ابن منذر، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت محمد بن علی بن حنیفہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت اس بارے میں نازل ہوئی کہ مسلمان یہودی اور نصرانی کے حق میں وصیت کر سکتا ہے۔(9)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہاں مشرکوں کے ساتھ جو رشتہ داری ہے وہ مراد ہے مَّعْرُوْفًا سے مراد وصیت ہے میراث مراد نہیں (10) بعض قرائتوں میں مَسْطُوْرًا کی جگہ

1۔ طبقات ابن سعد، باب ذکر من کان یصلح لہ الدخول، جلد 8، صفحہ 179، دار صادر بیروت

2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 32 (2317)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 450، دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 139

5۔ جب کوئی قرأت خبر واحد یا خبر مشہور سے ثابت ہو متن قرآن میں اس کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا۔ (مترجم)

6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 139

7۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 140

8۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 141

9۔ ایضاً

10۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 141

مکتوبا لکھا ہوا ہے وہ یہ کہ مشرک مومن کا وارث نہیں ہوتا۔

امام عبدالرزاق نے حضرت قتادہ اور حضرت حسن بصری رحمہما اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: مگر اس صورت میں کہ وہ تیرا رشتہ دار ہو اور تیرے دین کے خلاف ہو تو تو اس کے حق میں وصیت کرے، وہ نسب میں تیرا ولی ہے دین میں تیرا ولی نہیں۔(1)

وَ اِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَهُمْ وَ مِنْكَ وَ مِنْ نُّوْحٍ وَّ اِبْرٰهِیْمَ وَ مُوْسٰى وَ عِیْسَى ابْنِ مَرْیَمَ ۪ وَ اَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّیْثَاقًا غَلِیْظًا ۟ۙ لِّیَسْـَٔلَ الصّٰدِقِیْنَ عَنْ صِدْقِهِمْ ۚ وَ اَعَدَّ لِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابًا اَلِیْمًا ۠

"اور (اے حبیب!) یاد کرو جب ہم نے تمام نبیوں سے عہد لیا اور آپ سے بھی اور نوح، ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ ابن مریم سے بھی اور ہم نے ان سب سے پختہ وعدہ لیا تھا۔ یہ کہ (آپ کا رب) پوچھے سچوں سے ان کے سچ کے متعلق اور اس نے تیار کر رکھا ہے کافروں کے لیے دردناک عذاب۔"

امام فریابی، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَ اِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَهُمْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ یہ وعدہ حضرت آدم علیہ السلام کی پشت میں جب تھے تو اس وقت لیا گیا(2) اور لوگ جو وعدہ لیتے ہیں اس سے مضبوط وعدہ لیا اور الصّٰدِقِیْنَ سے مراد رسولوں میں سے جو پیغام پہنچانے والے ہیں اور اس فریضہ کو ادا کرنے والے ہیں۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء سے خصوصی وعدہ لیا کہ وہ ایک دوسرے کی تصدیق کریں گے اور ایک دوسرے کی پیروی کریں گے۔(3)

امام طبرانی، ابن مردویہ اور ابونعیم رحمہم اللہ نے "دلائل" میں حضرت ابومریم غسانی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک بدو نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی نبوت کا آغاز کیسے ہوا؟ فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھ سے میثاق لیا جیسے انبیاء سے میثاق لیا پھر یہ آیت وَ اِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ تلاوت کی اور میرے جدا علیٰ حضرت ابراہیم کی دعا وَابْعَثْ فِیْهِمْ رَسُوْلًا (البقرہ:129) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ نے خواب دیکھا کہ ان کے قدموں کے درمیان سے سورج نکلا جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے۔(4)

امام طیالسی، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابوالعالیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق پیدا کی، فیصلہ کر دیا، انبیاء سے وعدہ لیا جبکہ اس کا عرش پانی پر تھا۔ اہل یمن کو دائیں ہاتھ اور اہل شام کو بائیں ہاتھ میں پکڑا جبکہ رحمٰن کے دونوں ہاتھ دائیں ہیں۔ اصحاب یمین وہ ہیں جنہوں نے دعوت حق کو قبول کیا اور کہا لَبَّیْكَ رَبَّنَا وَسَعْدَیْكَ پوچھا

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 33-32 (2318)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 44-143، داراحیاء التراث العربی بیروت

3۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 143

4۔ مجمع الزوائد، باب قدم نبوت، جلد 8، صفحہ 410 (13851)، دارالفکر بیروت

اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ۭ قَالُوْا بَلٰى (الاعراف:172) بعض کو بعض سے ملا دیا۔ ان میں سے ایک نے کہا اے رب! تو نے ہمیں کیوں ملا دیا کیونکہ لَهُمْ اَعْمَالٌ مِّنْ دُوْنِ ذٰلِكَ هُمْ لَهَا عٰمِلُوْنَ (المومنون) فرمایا کہ وہ قیامت کے روز یہ نہ کہہ سکیں اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ (الاعراف) پھر انہیں حضرت آدم علیہ السلام کی پشت میں لوٹا دیا، جنتی جنتی ہیں اور جہنمی جہنمی ہیں۔ ایک نے کہا تو پھر عمل کیسا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر قوم اپنی منزل کے لیے ہی کام کرتی ہے۔ حضرت ابن خطاب نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ پھر ہم کوشش کریں گے۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے: عرض کی گئی یا رسول اللہ! ﷺ آپ کا میثاق کب لیا گیا؟ فرمایا اس وقت جب حضرت آدم روح اور جسم کے درمیان تھے۔

حضرت ابن سعد رضی اللہ عنہ نے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا آپ کو کب نبی بنایا گیا؟ فرمایا جب مجھ سے میثاق لیا گیا، اس وقت حضرت آدم علیہ السلام روح اور جسد کے درمیان تھے۔

امام بزار، طبرانی نے اوسط میں اور ابونعیم رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے عرض کی گئی یا رسول اللہ! ﷺ آپ کب نبی تھے؟ فرمایا حضرت آدم ابھی روح و جسد کے درمیان تھے۔

امام احمد، امام بخاری نے تاریخ میں، طبرانی، حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، ابونعیم اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت میسرہ فجر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے: میں نے عرض کی آپ کب نبی تھے؟ فرمایا جب حضرت آدم روح اور جسم کے درمیان تھے۔(2)

امام حاکم، ابونعیم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ سے عرض کی گئی آپ کے لیے کب نبوت ثابت ہوئی؟ فرمایا جبکہ حضرت آدم علیہ السلام جسم اور روح پھونکنے کے درمیان تھے۔(3)

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے حضرت صنابحی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی آپ کو کب نبی بنا گیا؟ فرمایا ابھی حضرت آدم علیہ السلام مٹی میں لتھڑے ہوئے تھے۔

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت ابن ابی جدعاء رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: میں نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ آپ کو کب نبی بنایا گیا؟ فرمایا حضرت آدم ابھی روح و جسم کے درمیان تھے۔(4)

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت مطرف بن شخیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے سوال کیا آپ کب نبی بنائے گئے؟ فرمایا ابھی حضرت آدم روح اور مٹی کے درمیان تھے۔(5)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ جب وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ

1۔ مجمع الزوائد، باب اخذ المیثاق، جلد 7، صفحہ 391 (11794)، دار الفکر بیروت
2۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب الوقت الذی کتب فیہ محمد نبیا، جلد 2، صفحہ 129، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ مستدرک حاکم، باب ذکر اخبار سید المرسلین، جلد 2، صفحہ 665 (4210)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ طبقات ابن سعد، جلد 7، صفحہ 59، دار صادر بیروت 5۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 60

النَّبِيّنَ مِيثَاقَهُمْ تلاوت فرماتے تو فرماتے مجھ سے بھلائی کا آغاز ہوا اور بعثت میں میں سب سے آخر میں ہوں۔ (1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے لیے یہ بات ذکر کی گئی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کہا کرتے تھے: ''میں پیدائش کے اعتبار سے انبیاء میں اول ہوں اور بعثت میں سب سے آخر میں ہوں''۔ (2)

امام ابن ابی عاصم اور ضیاء رحمہما اللہ نے مختارہ میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان میں سے پہلے حضرت نوح ہیں پھر اول پھر اول۔

امام حسن بن سفیان، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، ابونعیم دلائل میں، دیلمی اور ابن عساکر رحمہم اللہ حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وہ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں: میں تخلیق میں انبیاء میں پہلا اور بعثت میں آخر ہوں پہلے جو ہو گزرے ہیں ان کا آغاز مجھ سے ہوا۔ (3)

امام بزار رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے پانچ افراد بہترین ہیں: حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد علیہم الصلاۃ والسلام ان میں سے بہترین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

ابن ابی حاتم نے ضحاک کے واسطہ سے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ مِيثَاقَهُمْ سے مراد ان کا عہد ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور طبرانی رحمہم اللہ نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء سے ان کی قوموں کے بارے میں وعدہ لیا۔ (4)

امام ابونعیم اور دیلمی رحمہما اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی عالم نہیں مگر اللہ تعالیٰ نے اس سے وعدہ لیا۔ جب اللہ تعالیٰ نے انبیاء سے وعدہ لیا اس کے اچھے اعمال کی وجہ سے اس کے برے اعمال کو اس سے دور کر دیا جاتا ہے مگر اس کی طرف وحی نہیں کی جاتی۔ (5)

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ۭ وَ كَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ۝ اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَ مِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَ اِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَ بَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَ تَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا ۝ هُنَالِكَ

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ما اعطی اللہ محمدا، جلد 6، صفحہ 322 (31762)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 143، دار احیاء التراث العربی بیروت

3۔ دلائل النبوۃ از ابونعیم، باب من فضائل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، جلد 1، صفحہ 6، دار عالم الکتب

4۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 208 (11271)، دار الفکر بیروت 5۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 3، صفحہ 382 (5161)، دار الباز

ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا ﴿۱۱﴾ وَاِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۱۲﴾

''اے ایمان والو! یاد کرو اللہ تعالیٰ کے احسان کو جو اس نے تم پر کیا جب (حملہ آور ہو کر) آ گئے تھے تم پر (کفار کے) لشکر پس ہم نے بھیج دی ان پر آندھی اور ایسی فوجیں جنہیں تم دیکھ نہیں سکتے تھے اور اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کر رہے تھے خوب دیکھ رہا تھا۔ جب انہوں نے ہلہ بول دیا تھا تم پر اوپر کی طرف سے بھی اور تمہارے نیچے کی طرف سے بھی اور جب مارے دہشت کے آنکھیں پتھرا گئیں اور کلیجے منہ کو آ گئے اور تم اللہ تعالیٰ کے بارے میں طرح طرح کے گمان کرنے لگ گئے اس موقع پر خوب آزمایا گیا ایمان والوں کو اور وہ خوب سختی سے جھنجھوڑے گئے۔ اور اس وقت کہنے لگے تھے منافق اور جن کے دلوں میں روگ تھا کہ نہیں وعدہ کیا تھا ہم سے (فتح کا) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے مگر صرف دھوکہ دینے کے لیے۔''

امام حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، ابن مردویہ، ابن عساکر، ابونعیم اور بیہقی رحمہم اللہ دونوں نے دلائل میں مختلف سندوں سے حضرت حذیفہ سے روایت نقل کی ہے: تو نے ہمیں احزاب کی رات دیکھا جبکہ ہم صفیں بنائے ہوئے بیٹھے ہوئے تھے۔ ابوسفیان اور اس کے لشکر ہمارے اوپر تھے اور بنو قریظہ کے یہودی ہماری نچلی جانب تھے۔ ان سے ہمیں اپنے بچوں کے بارے میں ڈر تھا۔ اس رات سے بڑھ کر کوئی رات ہم پر زیادہ تاریک نہیں آئی تھی اور نہ ہی اس سے زیادہ تیز ہوا والی تھی۔ اس ہوا کی آوازیں بجلی کی کڑک کی طرح تھیں۔ یہ ایسی تاریکی تھی کہ ہم میں سے کوئی اپنی انگلی بھی نہیں دیکھ سکتا تھا۔ منافق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجازت لینے لگے اور کہنے لگے ہمارے گھر غیر محفوظ ہیں جبکہ وہ غیر محفوظ نہ تھے۔ ان میں سے جو بھی اجازت طلب کرتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے اجازت دے دیتے۔ وہ کھسکتے جاتے تھے جبکہ ہماری تعداد تین سو کے قریب تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم میں سے ایک ایک آدمی کے پاس تشریف لائے یہاں تک کہ میرے پاس سے گزرے۔ میرے پاس دشمن سے بچاؤ کا کوئی سامان تھا نہ سردی سے بچاؤ کا کوئی حیلہ مگر میری بیوی کی ایک چادر تھی جو میرے گھٹنوں سے نیچے نہیں ہوتی تھی۔ آپ میرے پاس تشریف لائے جبکہ میں گھٹنوں کے بل بیٹھا ہوا تھا۔ پوچھا یہ کون ہے؟ میں نے عرض کی حذیفہ۔ میں زمین کی طرف سکڑا۔ میں نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیونکہ کھڑا ہونا مجھے پسند نہ تھا۔ ''فرمایا اٹھو''۔ میں کھڑا ہو گیا۔ فرمایا قوم کے بارے میں ایک اطلاع ہے جاؤ حقیقت حال لے آؤ۔ حضرت حذیفہ نے کہا میں لوگوں میں سے سب سے زیادہ ڈرپوک تھا اور مجھے سب سے زیادہ سردی لگتی تھی میں نکل پڑا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے اللہ! اس کی حفاظت فرما۔ اس کے سامنے سے، اسکے پیچھے سے، اس کی دائیں جانب سے، اس کی بائیں جانب سے، اس کے اوپر سے اور اس کے نیچے سے۔ حضرت حذیفہ نے کہا اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ نے کوئی گھبراہٹ اور ٹھنڈک کسی پیٹ میں پیدا نہیں کی مگر وہ میرے پیٹ سے نکل گئی۔ میں اس میں سے کوئی چیز بھی نہیں پاتا تھا۔ جب میں مڑا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے حذیفہ!

لوگوں سے کوئی بات نہ کرنا یہاں تک کہ تو میرے پاس پہنچ آئے۔ میں اپنے پڑاؤ سے نکلا یہاں تک کہ میں دشمن کے لشکر کے قریب پہنچا۔ تو میں نے ان کی روشن آگ میں دیکھا کہ ایک سیاہ موٹے جسم کا آدمی ہے جو آگ پر ہاتھ تاپتا ہے اور اپنے کولہو پر ہاتھ مارتا ہے اور کہتا ہے کوچ کوچ۔ پھر وہ لشکر میں داخل ہوا تو وہاں بنو عامر کے لوگ تھے جو کہہ رہے تھے۔ کوچ کوچ اے آل عامر تم نہ ٹھہرو۔ ان کے لشکر میں کوچ کا ہنگامہ برپا ہوگیا۔ ان کا لشکر ابھی بالشت بھر بھی نہیں چلا تھا اللہ کی قسم! میں ان کے کجاوں کی آواز سن رہا تھا۔ ان کے درمیان سخت ہوا تھی جو انہیں پتھر مار رہی تھی۔ پھر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف نکلا۔ جب میں نصف راستہ یا اس سے زائد طے کر چکا تھا کہ بیس کے قریب شہسوار تھے جو عمامے باندھے ہوئے تھے، انہوں نے کہا اپنے صاحب کو بتاؤ، اللہ تعالیٰ اس کی طرف ہے۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف لوٹا۔ آپ چادر میں لپٹے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جب کوئی مشکل گھڑی آتی تو آپ نماز پڑھتے تھے۔ میں نے آپ کو قوم کی صورتحال سے آگاہ کیا کہ میں انہیں کوچ کرتے ہوئے چھوڑ آیا ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیہ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ نازل فرمائی۔(1)

امام فریابی اور ابن عساکر رحمہما اللہ حضرت ابراہیم تیمی رحمہ اللہ سے وہ اپنے باپ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے کہا اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پالیا تو میں آپ کو اٹھالوں گا اور میں ایسا ضرور کروں گا۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے غزوۂ احزاب کی رات کو دیکھا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سخت ٹھنڈی رات میں نماز پڑھ رہے ہیں اس جیسی ٹھنڈک نہ اس سے پہلے تھی اور نہ اس کے بعد میں نے مڑکر دیکھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا کوئی ایسا آدمی ہے جو ان لوگوں کے پاس جائے اور ان کی خبر میرے پاس لائے۔ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اسے میرے ساتھ رکھے گا تو ہم میں سے کوئی آدمی بھی نہ اٹھا۔ سب لوگ خاموش رہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر بات دہرائی۔ لوگ خاموش ہوگئے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکر! عرض کی میں اللہ کے رسول کی بارگاہ میں بخشش کا خواستگار ہوں۔ پھر عرض کی اگر آپ چاہیں تو میں چلا جاتا ہوں۔ فرمایا اے عمر! حضرت عمر نے عرض کی میں اللہ کے رسول کی بارگاہ میں بخشش کا خواستگار ہوں۔ فرمایا حذیفہ۔ میں نے عرض کی لبیک۔ میں اٹھا یہاں تک کہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ میرے پہلو سردی سے کپکپا رہے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے سر اور چہرے پر ہاتھ پھیرا۔ پھر کہا اس قوم کے پاس جاؤ یہاں تک کہ ان کی خبر لاؤ۔ کسی سے اس وقت تک بات نہ کرنا یہاں تک کہ تو میرے پاس آجائے۔ پھر فرمایا اے اللہ! اس کے سامنے، اس کے پیچھے، اس کی دائیں جانب، اس کی بائیں جانب، اس کے اوپر سے، اس کے نیچے سے اس کی حفاظت فرما یہاں تک کہ یہ لوٹ آئے۔ فلاں نے کہا اس کا بھیجنا مجھے دنیا و مافیہا سے پسندیدہ تھا۔ میں چلا۔ میں ان کی طرف چلا جارہا تھا، گویا میں حمام میں چلا جارہا ہوں۔ میں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر ہوا بھیج دی ہے جس نے ان کے خیموں کی رسیوں کو توڑ دیا اور ان کے گھوڑوں کو بھگا دیا۔ ان کی ہر چیز کو تباہ و برباد کر دیا۔ ابوسفیان اپنی آگ کے پاس بیٹھا آگ تاپ رہا تھا۔ میں نے اسے دیکھا تو میں نے ایک تیر لیا اور اپنی کمان پر چڑھایا۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بڑے اچھے تیر انداز تھے، تو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب ارسال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حذیفۃ بن الیمان، جلد 3، صفحہ 451,52، دار الکتب العلمیہ بیروت

بات یاد آگئی واپس آنے تک کسی سے بات نہ کرنا۔ میں نے تیر اپنے ترکش میں واپس کر دیا۔ تو قوم میں سے ایک آدمی نے کہا خبر دار! تم میں دشمن کا جاسوس ہے ہر ایک نے اپنے ساتھی کا ہاتھ پکڑا میں نے بھی اپنے ساتھ بیٹھنے والا کا ہاتھ پکڑا۔ میں نے پوچھا تو کون ہے؟ اس نے کہا سبحان اللہ! کیا تو مجھے نہیں پہچانتا، میں فلاں بن فلاں ہوں۔ وہ ہوازن کا ایک آدمی تھا۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف واپس پلٹا۔ سب بات بتائی۔ جب میں نے بات بتائی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے یہاں تک کہ رات کی تاریکی میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھیں ظاہر ہو گئیں اور مجھ سے گرمی دور ہو گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے قریب کیا۔ میں آپ کے قدموں کے قریب تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کپڑے کی ایک جانب مجھ پر ڈالی۔ میں اپنا پیٹ اور سینہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کے بطن کے ساتھ چمٹا رہا تھا جب صبح ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے لشکروں کو بھگا دیا تھا۔

امام ابن ابی حاتم، ابن جریر، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ابوسفیان کا دن ہی احزاب کا دن تھا۔ (1)

امام احمد، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم نے غزوۂ خندق کے دن کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کیا کوئی ایسی دعا ہے جو ہم کریں جبکہ دل تو ہنسلی تک آپہنچے ہیں؟ فرمایا ہاں کہو: اے اللہ تعالیٰ! ہماری بے پردگیوں پر پردہ ڈال اور ہمارے خوفوں کو امن میں بدل دے۔ اللہ تعالیٰ نے دشمنوں کے چہروں پر ہوا سے ضرب لگائی اور ہوا کے ساتھ انہیں شکست دے دی۔ (2)

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ نے العظمۃ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جنود سے مراد قبائل، عیینہ بن بدر، ابوسفیان اور قریظہ ہیں۔ رِیْحًا سے مراد صبا کی ہوا ہے جو غزوۂ خندق کے موقع پر قبائل پر بھیجی گئی تھی یہاں تک کہ اس ہوا نے ان کی ہانڈیوں کو الٹ دیا تھا، ان کے خیموں کو اکھیڑ دیا تھا اور ان کو بھاگ جانے پر مجبور کر دیا تھا۔ جُنُوْدًا سے مراد فرشتے ہیں۔ اس روز فرشتوں نے جنگ نہیں کی تھی۔ (3)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، حاکم نے الکنیٰ میں، ابن مردویہ، ابوالشیخ نے العظمۃ میں اور ابونعیم نے دلائل میں حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ جب غزوۂ احزاب کی رات آئی تو ہوا شمال کی جانب سے جنوب کی طرف چلی۔ کہا چلو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کرو۔ جنوب نے کہا گرمی رات کو نہیں چلتی۔ اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہوا اور اسے بانجھ بنا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر صبا کو بھیجا۔ اس نے ان کی آگ کو بجھا دیا اور ان کے خیموں کے رسیوں کو توڑ دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری صبا سے مدد کی گئی ہے۔ عاد کو دبور سے ہلاک کیا گیا۔ یہ ارشاد فَاَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ رِیْحًا اسی بارے میں ہے۔

امام بخاری، امام مسلم، امام نسائی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب دن کے پہلے حصے میں جنگ نہ ہو تو جنگ کو مؤخر کر دو یہاں تک کہ سورج ڈھل جائے اور ہوا چلنے لگے۔

امام ابن ابی شیبہ، امام بخاری، امام نسائی، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی نے ''دلائل'' میں حضرت عائشہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 146، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 144 3۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 145

سے روایت نقل کی ہے کہ آیت اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ غزوہ خندق کے بارے میں نازل ہوئی۔(1)

امام ابن سعد، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، ابونعیم اور بیہقی دلائل میں حضرت کثیر بن عبداللہ بن عمرو بن عوف مزنی سے وہ اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے روایت نقل کرتے ہیں کہ غزوۂ احزاب کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے خندق کا نشان لگایا تو ہمارے لیے خندق میں سفید گول پتھر آگیا۔ ہماری کھیتیاں ٹوٹ گئیں اور معاملہ ہم پر مشکل ہوگیا۔ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے گزارش کی۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت سلمان سے کدال لی۔ اس پتھر پر ماری۔ اس ضرب نے اسے توڑ دیا اس سے آگ نکلی جس نے لابتین (مدینہ طیبہ کی دو پہاڑیوں) کے درمیان کا علاقہ روشن کردیا۔ گویا ایسا ہوا کہ تاریک رات میں چراغ ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا اور مسلمانوں نے بھی اللہ اکبر کا نعرہ لگایا۔ پھر دوسری ضرب لگائی۔ اس نے اس چٹان کو ٹکڑے کردیا۔ اس سے ایک بجلی نکلی جس نے لابتین کے درمیانی حصہ کو روشن کردیا۔ حضور ﷺ نے اللہ اکبر کہا اور مسلمانوں نے بھی اللہ اکبر کہا۔ حضور ﷺ نے تیسری ضرب لگائی۔ جس نے اس چٹان کو توڑ دیا۔ اس سے بجلی نکلی جس نے لابتین کے درمیانی حصے کو روشن کردیا۔ حضور ﷺ نے اللہ اکبر کہا۔ مسلمانوں نے بھی اللہ اکبر کہا۔ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا پہلی ضرب کے موقع پر میرے لیے میسرہ اور مدائن کسریٰ کے محل روشن کیے گئے، گویا وہ کتوں کی داڑھیں ہیں۔ حضرت جبرائیل امین نے مجھے بتایا کہ میری امت ان پر غالب آئے گی۔ دوسری دفعہ میرے لیے ارض روم کے سرخ محلات روشن کیے گئے، گویا وہ کتوں کی داڑھیں ہیں۔ حضرت جبرائیل امین نے مجھے بتایا کہ میری امت ان پر غالب آنے والی ہے۔ تمہیں کامیابی کی بشارت ہو، تو مسلمان خوش ہوگئے اور کہا الحمدللہ وعدہ سچا ہے کہ ہماری مدد کا وعدہ محصوری کے بعد ہے۔ لشکر آگئے تو مسلمانوں نے کہا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ (احزاب:22) منافقوں نے کہا خوش نہ ہو وہ تم سے باتیں کرتا ہے وعدے کرتا ہے اور تمہیں باطل آرزوئیں دلاتا ہے۔ وہ تمہیں خبر دیتا ہے کہ وہ یثرب میں بیٹھ کر حیرہ اور مدائن کسریٰ کے محلات دیکھتا ہے اور یہ کہ وہ تمہارے لیے فتح کیے جائیں گے جبکہ تم خندق کھود رہے ہو اور سامنے آکر جنگ کرنے کی طاقت بھی نہیں رکھتے۔ تو قرآن حکیم نازل ہوا وَاِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ۔(2)

امام ابن اسحاق اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خندق کے متعلق آیات کو نازل فرمایا۔ مسلمانوں پر اپنی نعمتوں کا ذکر کیا اور یہ کیا کہ میرے برے گمان کے بعد اللہ تعالیٰ انہیں کافی ہوگیا اور اس گفتگو کا کیا جو منافقوں نے کی يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وہ لشکر جو مسلمانوں پر حملہ کرنے کے لیے آئے وہ بنو اسد، بنو غطفان اور بنو سلیم تھے۔ وہ لشکر جو اللہ تعالیٰ نے ان کے خلاف ہوا کے بھیجے وہ فرشتے تھے جو مسلمانوں کی نیچی جانب سے آئے وہ قریش، اسد اور غطفان تھے۔ اس بارے میں ارشاد ہے هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ...... مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اِلَّا غُرُوْرًا معتب بن قشیر اور جو اس کی رائے پر تھے انہوں نے یہ بات کہی تھی کہ اللہ اور اس کے رسول نے ہم سے دھوکے کا وعدہ کیا تھا وَاِذْ قَالَتْ طَّآىِٕفَةٌ مِّنْهُمْ يٰۤاَهْلَ يَثْرِبَ

1۔ صحیح بخاری، باب غزوۃ الخندق، جلد 3، صفحہ 43 (4026)، دار الفکر بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 53-152

لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوْا ۚ وَيَسْتَاْذِنُ فَرِيْقٌ مِّنْهُمُ النَّبِيَّ یہ بات اوس بن قیظی اور جو اس کی رائے پر تھے۔ انہوں نے کی تھی پھر اہل ایمان کے یقین کا کیا۔ جب لشکر حملہ آور ہو گئے، محاصرہ کر لیا، بنو قریظہ نے مشرکوں کی مدد کی تو مسلمانوں پر مصیبت بہت زیادہ ہو گئی، تو ارشاد فرمایا وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ ۙ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۫ وَمَا زَادَهُمْ اِلَّآ اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا ﴿٢٢﴾ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ ۫ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ﴿٢٣﴾ لِّيَجْزِيَ اللّٰهُ الصّٰدِقِيْنَ بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ اِنْ شَآءَ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿٢٤﴾ (احزاب: 22) اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کی مذمت کا کیا اور یہ بھی کیا کہ مومنوں کو کافی ہو گیا۔

امام ابن اسحاق، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت عروہ بن زبیر اور محمد بن کعب قرظی رحمہما اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ معتب بن قشیر نے کہا محمد یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ کسریٰ اور قیصر کے خزانوں کو کھائیں گے جبکہ ہم میں سے کوئی ایک بے خوفی سے قضائے حاجت کے لیے نہیں جا سکتا۔ اوس بن قیظی نے بنو حارثہ کی ایک جماعت میں کہا ہمارے گھر ننگے ہیں جو مدینہ طیبہ سے باہر تھے۔ ہمیں اجازت دیجیے کہ ہم اپنی عورتوں، بیٹوں اور اولاد کی طرف لوٹیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر اس وقت اسے نازل فرمایا۔ جب وہ اس آزمائش سے فارغ ہوئے جس میں مبتلا تھے، اس میں اللہ تعالیٰ اس نعمت کا ذکر فرماتا ہے جو ان پر کرتا ہے اور یہ ذکر کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی طرف سے ان کے دشمنوں کے لیے کافی ہو گیا ہے جبکہ مومنوں کو اس بارے میں سوئے ظن ہوا تھا اور ان باتوں کا بھی ذکر کیا جو منافقوں نے کی تھیں۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ جنود سے مراد قریش، غطفان اور بنو قریظہ تھے وہ لشکر جو اللہ تعالیٰ نے ہوا کے ساتھ بھیجا تھا وہ ملائکہ تھے۔ مِّنْ فَوْقِكُمْ سے مراد بنو قریظہ اور مِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ سے مراد قریش اور بنو غطفان تھے۔ مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اِلَّا غُرُوْرًا یہ بات معتب بن قشیر اور اس کے ساتھیوں نے کی سے مراد اوس بن قیظی اور اس کی قوم کے جو دوسرے افراد تھے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے: جب رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خندق کھودنے کا حکم دیا تو پہاڑ میں ہمارے سامنے عظیم سخت چٹان آ گئی جس میں کدالیں داخل نہ ہوتی تھیں۔ ہم نے اس کی شکایت رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں کی رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے اس چٹان کو دیکھا تو کدال لی اور اپنا کپڑا رکھا اور پڑھا بسم اللہ پھر ایک ضرب لگائی اور اس چٹان کا تیسرا حصہ توڑ دیا۔ کہا اللہ اکبر مجھے شام کی چابیاں دے دی گئیں۔ اللہ کی قسم! میں اس وقت اس کے سرخ محل دیکھ رہا ہوں۔ پھر دوسری دفعہ ضرب لگائی۔ اس کا ایک تیسرا حصہ توڑ دیا۔ کہا اللہ اکبر مجھے فارس کی چابیاں عطا کر دی گئیں۔ اللہ کی قسم! میں مدائن کے سفید محل دیکھتا ہوں۔ پھر حضور ﷺ نے تیسری ضرب لگائی۔ کہا بسم اللہ تو باقی ماندہ پتھر بھی توڑ دیا اور کہا اللہ اکبر مجھے یمن کی چابیاں دے دی گئیں۔ اللہ کی قسم! میں صنعاء کے دروازوں کو دیکھ رہا ہوں۔(2)

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب ما اصاب النبی والمسلمین، جلد 3، صفحہ 435، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب غزوۂ خندق، جلد 7، صفحہ 378 (36820)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مِّنْ فَوْقِكُمْ سے مراد عیینہ بن حصن اور مِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ سے مراد سفیان بن حرب ہے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ صورت حال غزوۂ خندق کے موقع پر ہوئی۔(1)

امام ابن جریر اور ابی حاتم نے قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت غزوۂ احزاب کے موقع پر نازل ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ماہ تک محاصرہ کیا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خندق کھودی۔ ابوسفیان قریش اور ان کے ساتھیوں کو لے آیا یہاں تک کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عفوہ (وہ زمین جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو نہ دی تھی) تک آپہنچا۔ عیینہ بن حصن جو بنو بدر سے تعلق رکھتا تھا وہ بنوغطفان اور اس کے ساتھیوں کو لے آیا یہاں تک کہ وہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عفوہ تک آپہنچے۔ یہودیوں نے ابوسفیان کے ساتھ خط و کتابت کی اور ان کی مدد کی۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر رعب اور ہوا کو بھیج دیا۔ یہ بات بیان کی گئی ہے کہ جب بھی وہ خیمہ لگاتے تو اللہ تعالیٰ ان کی طنابیں کاٹ دیتا۔ جب وہ کسی جانور کو باندھتے اللہ تعالیٰ اس کی رسیاں کاٹ دیتا۔ جب بھی وہ آگ جلاتے اللہ تعالیٰ اسے بجھا دیتا۔ ہمارے لیے یہ بات بھی ذکر کی گئی ہے کہ ہر قبیلہ کا سردار کہتا اے بنی فلاں! میری طرف آؤ جب اس کے پاس جمع ہوتے تو کہتا بچاؤ بچاؤ۔ تم اس وقت آئے جب اللہ تعالیٰ نے ان پر رعب بھیج دیا ہے۔(2)

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: مِّنْ فَوْقِكُمْ سے مراد عیینہ بن حصن ہے جو اہل نجد سے تعلق رکھتا تھا۔ مِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ سے مراد ابوسفیان بن حرب ہے جو اہل تہامہ سے تھا اور ان کے سامنے بنو قریظہ تھے۔(3)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وَ اِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ کا معنی ہے کہ آنکھیں پتھرا گئیں۔

امام عبدالرزاق، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: اس جگہ اس کی آنکھیں پتھرا گئیں۔ اگر ان کا گلا تنگ نہ ہوتا کہ دل ان سے باہر نکلتے تو دل باہر نکل آتے۔(4)

ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن منذر نے عکرمہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وَ بَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ کا معنی ہے کہ وہ گھبرا گئے۔

ابن ابی شیبہ کے یہ الفاظ ہیں: اگر دل حرکت کرتے یا زائل ہوتے تو اس کا نفس نکل جاتا لیکن یہ تو صرف گھبراہٹ ہے۔(5)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت بصری رحمہ اللہ سے وَ تَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا کی یہ تفسیر نقل کی ہے: انہوں نے مختلف گمانات کیے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ کو جڑ سے اکھیڑ دیا جائے گا اور مومنوں نے یقین کیا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے جو وعدہ کیا ہے وہ حق ہے۔ یہ تمام دینوں پر غالب آکر رہے گا۔(6)

فریابی، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد منافق ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کے

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب غزوۂ خندق، جلد 7، صفحہ 376 (36807)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 146، دار احیاء التراث العربی بیروت
3۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 147

4۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 34 (2322)، دار الکتب العلمیہ بیروت

5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 149
6۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 150

بارے میں مختلف گمانات رکھتے تھے۔ اس موقع پر مومنوں کا امتحان ہوا۔ منافقوں نے اپنے نفاق کے مناسب باتیں کیں اور مومنوں نے حق وایمان کے مناسب باتیں کیں اور یہ کہا یہی وہ ہے جس کا اللہ اور اس کے رسول نے ہم سے وعدہ کیا ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے دلائل میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ نے خندق کھودی، نبی کریم ﷺ اور مسلمانوں کو سخت مشقت ہوئی، تین دن ایسے بھی گزرے کہ انہوں نے کوئی چیز نہیں کھائی تھی یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ نے بھوک کی وجہ سے پیٹ پر پتھر باندھے۔(2)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ منافقوں نے غزوۂ احزاب کے موقع پر جب مختلف قبائل کے لشکر دیکھے تو یہ کہا مسلمانوں کو انہوں نے ہر جانب سے گھیر لیا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں شک وشبہ میں مبتلا تھے۔ انہوں نے کہا یہ محمد! (ﷺ) تو ہمارے ساتھ ایران اور روم کو ختم کرنے کا وعدہ کرتے تھے۔ اب ہمارا یہاں محاصرہ کر لیا گیا ہے۔ ہم میں سے کوئی قضائے حاجت کے لیے بھی نہیں جا سکتا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا وَاِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ ۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خندق کھودی۔ قریش، کنانہ اور غطفان کے قبائل جمع ہو گئے، ابوسفیان نے ان سے وعدہ کیا تھا کہ وہ انہیں قریش کا لطیمہ (4) بطور اجرت دے گا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے فناء میں آ اترے تھے۔ قریش زیریں وادی میں اترے تھے۔ غطفان اس کی دائیں جانب اور طلیحہ اسدی ان کی بائیں جانب تھے جب کہ ان کے سامنے بنو قریظہ تھے۔ جو نبی کریم ﷺ سے برسرِ پیکار تھے جب وہ نبی کریم ﷺ پر حملہ کرنے کے لیے آئے تو حضور ﷺ نے خندق کھودی۔ اسی اثناء میں کہ نبی کریم ﷺ کدال مار رہے تھے کہ کدال ایک چٹان پر پڑی تو اس سے شہاب جیسی آگ نکلی جو آسمان تک جا پہنچی۔ حضور ﷺ نے دوسری ضرب لگائی تو حضرت سلمان نے یہی منظر دیکھا۔ عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ میں نے دیکھا ہے کہ ہر ضرب کے ساتھ شہاب جیسی کوئی چیز نکلی ہے اور آسمان کی طرف پھیل گئی۔ ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو نے یہ دیکھا ہے؟ عرض کی ہاں یا رسول اللہ! ﷺ فرمایا تمہارے لیے مدائن کے دروازے، روم کے محلات اور یمن کے شہر کھول دیے جائیں گے۔ یہ چیز صحابہ کرام میں عام ہو گئی اور انہوں نے اس بارے میں گفتگو کی۔ ایک انصاری جسے قشیر بن معتب کہتے ہیں نے کہا کیا محمد ﷺ ہم سے یمن کے شہروں، مدائن کے سفید محلوں اور روم کے محلات کے فتح ہونے کا وعدہ کرتے ہیں جب کہ ہم میں سے ایک آدمی قضائے حاجت کی طاقت بھی نہیں رکھتا مگر یہ کہ اسے قتل کر دیا جائے۔ اللہ کی قسم! یہ دھوکہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی بارے میں یہ آیت نازل فرمائی وَاِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ ۔

وَاِذْ قَالَتْ طَّآىِٕفَةٌ مِّنْهُمْ يٰٓاَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوْا ۚ وَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 51-150
2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 377 (36811)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 151
4۔ وہ اونٹ جس پر عطر اور کپڑا لادا جاتا ہے۔ مترجم

يَسْتَاْذِنُ فَرِيْقٌ مِّنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ بُيُوْتَنَا عَوْرَةٌ ۛ وَ مَا هِيَ بِعَوْرَةٍ ۚ اِنْ يُّرِيْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا ﴿۱۳﴾

"اور یاد کرو جب کہتی پھرتی تھی ان میں سے ایک جماعت کہ اے یثرب والو! تمہارے لیے اب یہاں ٹھہرنا ممکن نہیں (جان عزیز ہے) تو لوٹ چلو (اپنے گھروں کو) اور اجازت مانگنے لگا ان میں سے ایک گروہ نبی کریم سے یہ کہہ کر کہ (حضور!) ہمارے گھر بالکل غیر محفوظ ہیں حالانکہ وہ غیر محفوظ نہ تھے (اس بہانہ سازی سے) ان کا ارادہ محض (میدان جنگ سے) فرار تھا"۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے وَاِذْ قَالَتْ طَّآىِٕفَةٌ مِّنْهُمْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ طَّآىِٕفَةٌ سے مراد منافقین ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن مبارک رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ہارون بن موسیٰ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے ایک آدمی کو کہا تو اس نے حضرت حسن بصری سے پوچھا کہ لَا مُقَامَ لكم ہے یا لَا مَقَامَ لكم ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا دونوں عربی لفظ ہیں۔ ابن مبارک نے کہا مَقَامَ اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں وہ کھڑا ہو اور مُقَام کا معنی کھڑا ہونا ہے۔

ابن ابی حاتم نے قتادہ سے روایت نقل کی ہے کہ لَا مُقَامَ لَكُمْ کا معنی ہے: یہاں کوئی جنگ نہیں بھاگو اور اس آدمی کو چھوڑ دو۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بھاگو اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو چھوڑ دو۔

امام مالک، امام احمد، عبد الرزاق، امام بخاری، امام مسلم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے ایسی بستی کی طرف ہجرت کا حکم دیا گیا ہے جو تمام بستیوں کو کھا جائے گی۔ وہ کہیں گے یثرب جب کہ وہ مدینہ ہے جو لوگوں کو یوں باہر نکال دے گی جیسے بھٹی لوہے کی میل کو خارج کر دیتی ہے۔(1)

امام احمد، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت براء بن عازب سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مدینہ کو یثرب کے نام سے پکارے وہ اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرے۔ یہ طابہ ہے، یہ طابہ ہے، یہ طابہ ہے۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں کہ تم اسے یثرب نہ پکارو کیونکہ وہ طیبہ ہے یعنی مدینہ ہے۔ جو اسے یثرب کہے وہ تین بار اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرے، یہ طیبہ ہے، یہ طیبہ ہے، یہ طیبہ ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ایک طائفہ نے کہا اے اہل یثرب! تمہارے یہاں ٹھہرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ ابو سفیان سے جنگ کرنے کی بجائے مدینہ کی طرف لوٹ چلو۔ انصار اور بنی حارثہ میں سے دو آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں آئے۔ ایک کو ابو عرابہ بن اوس اور دوسرے کو اوس بن قیظی کہتے۔ دونوں نے

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، باب المدینۃ تنفی شرارھا، جلد 10-9، صفحہ 131 (488)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 285، دار صادر بیروت

کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھروں کی دیواریں بالکل چھوٹی ہیں۔ وہ مدینہ کے آخری حصہ میں تھے۔ ہمیں چوروں کا ڈر ہے۔ ہمیں اجازت دیجئے تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا وَ مَا هِيَ بِعَوْرَةٍ ۚ اِنْ يُّرِيْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا۔

امام ابن جریر، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے: وَ يَسْتَاْذِنُ فَرِيْقٌ مِّنْهُمُ کا مصداق بنو حارثہ تھے۔ انہوں نے کہا ہمارے گھر خالی ہیں ہمیں چوروں کا اندیشہ ہے۔ (1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے: جن لوگوں نے غزوۂ خندق کے موقع پر کہا تھا ہمارے گھر خالی ہیں وہ بنو حارثہ بن حارث تھے۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اِنَّ بُيُوْتَنَا عَوْرَةٌ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ ہمیں چوروں کا ڈر ہے۔ (2)

وَ لَوْ دُخِلَتْ عَلَيْهِمْ مِّنْ اَقْطَارِهَا ثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَةَ لَاٰتَوْهَا وَ مَا تَلَبَّثُوْا بِهَاۤ اِلَّا يَسِيْرًا ﴿۱۴﴾ وَ لَقَدْ كَانُوْا عَاهَدُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ لَا يُوَلُّوْنَ الْاَدْبَارَ ؕ وَ كَانَ عَهْدُ اللّٰهِ مَسْـُٔوْلًا ﴿۱۵﴾ قُلْ لَّنْ يَّنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ اِنْ فَرَرْتُمْ مِّنَ الْمَوْتِ اَوِ الْقَتْلِ وَ اِذًا لَّا تُمَتَّعُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۶﴾ قُلْ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَعْصِمُكُمْ مِّنَ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَ بِكُمْ سُوْٓءًا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً ؕ وَ لَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّ لَا نَصِيْرًا ﴿۱۷﴾ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الْمُعَوِّقِيْنَ مِنْكُمْ وَ الْقَآئِلِيْنَ لِاِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ اِلَيْنَا ۚ وَ لَا يَاْتُوْنَ الْبَاْسَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۸﴾

"اور اگر گھس آتے (کفار کے لشکر) ان پر مدینہ کے اطراف سے پھر ان سے درخواست کی جاتی فتنہ انگیزی میں شرکت کی تو فوراً اسے قبول کر لیتے اور توقف نہ کرتے اس میں مگر بہت کم حالانکہ یہی لوگ پہلے اللہ تعالیٰ سے وعدہ کر چکے تھے کہ وہ پیٹھ نہیں پھیریں گے اور اللہ تعالیٰ سے جو وعدہ کیا جاتا ہے اس کے متعلق ضرور باز پرس کی جاتی ہے۔ فرما دیجئے (اے بھگوڑو!) تمہیں نفع نہیں دے گا بھاگنا اگر تم بھاگنا چاہتے ہو موت سے یا قتل سے اور (اگر بھاگ کر تم نے جان بچا بھی لی) تو تم لطف اندوز نہ ہو سکو گے مگر تھوڑی مدت۔ فرمائیے کون بچا سکتا ہے تمہیں اللہ تعالیٰ سے اگر وہ تمہیں عذاب دینے کا ارادہ کر لے یا اگر وہ تم پر رحمت فرمانا چاہے اور نہیں پائیں گے وہ لوگ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 154، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً

اپنے لیے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی دوست اور نہ کوئی مددگار۔ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جہاد سے روکنے والوں کو تم میں سے اور انہیں جو اپنے بھائیوں سے کہتے ہیں (اسلامی کیمپ چھوڑ کر) ہماری طرف آجاؤ اور خود بھی جنگ میں شرکت نہیں کرتے مگر برائے نام"۔

امام بیہقی نے دلائل میں حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ اس آیت کی تاویل ساٹھ (60) ہجری کو ہوئی لَوْ دُخِلَتْ عَلَيْهِمْ مِّنْ اَقْطَارِهَا ثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَةَ لَاٰتَوْهَا یعنی بنی حارثہ نے شامیوں کو مدینہ طیبہ میں داخلہ کا موقع دیا۔(1)

امام عبدالرزاق، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: مِّنْ اَقْطَارِهَا سے مراد اس کی اطراف ہیں پھر انہیں شرک کی طرف دعوت دی جائے تو اس کو قبول کر لیں۔(2)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اَقْطَارِهَا سے مراد اطراف اور الْفِتْنَةَ سے مراد شرک ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: اگر ان پر مدینہ کے اطراف سے حملہ کیا جائے۔ پھر ان سے شرک کا مطالبہ کیا جائے تو وہ بڑی خوش دلی سے اس کو اپنا لیں گے۔ کچھ لوگ وہ تھے جو غزوۂ بدر میں شریک نہ ہو سکے تھے۔ انہوں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کو فضیلت اور عزت عطا فرمائی۔ انہوں نے کہا اگر اللہ تعالیٰ نے ہمیں جنت کا موقع دیا تو ہم ضرور اس میں حصہ لیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لیے یہ موقع لے آیا۔ یہاں تک کہ یہ واقعہ مدینہ طیبہ میں ہوا۔ انہوں نے وہ کچھ کیا جس کا اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا ہے قُلْ لَّنْ يَّنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ اِنْ فَرَرْتُمْ فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہاری جو مدت مقرر کی ہے۔ تم اس مدت میں اضافہ کر سکو گے۔ یہ قلیل ہے، دنیا ساری کی ساری قلیل ہے۔(3)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ربیع بن خثیم رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: وَ اِذًا لَّا تُمَتَّعُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا کا مطلب ہے کہ ان کے اور ان کی اجل کے دوران جو وقت ہے وہ تھوڑا ہے۔(4)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الْمُعَوِّقِيْنَ مِنْكُمْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ الْمُعَوِّقِيْنَ سے مراد منافقین ہیں جو لوگوں کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے روکتے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الْمُعَوِّقِيْنَ مِنْكُمْ یہ غزوۂ احزاب کے موقع پر ہوا۔ ایک آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گیا۔ اس نے اپنے بھائی کو پایا جب کہ اس کے سامنے بھنا ہوا گوشت اور روٹی تھی۔ اس آدمی نے بھائی سے کہا تو یہاں بھنا ہوا گوشت، روٹی اور نبیذ کھا پی رہا ہے جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نیزوں اور تلواروں کے درمیان ہیں۔ اس نے کہا میری طرف آؤ جس ذات کی قسم اٹھائی جاتی ہے۔ تجھے اور تیرے ساتھی کو یہ خبر پہنچے کہ محمد انہیں کبھی بھی نہیں پلائے گا۔ آدمی نے کہا اس ذات کی قسم جس کی قسم اٹھائی جاتی ہے! تو نے

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب قتل اہل الحرۃ، جلد 6، صفحہ 473، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 35 (2327)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 56-155، دار احیاء التراث العربی بیروت
4۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 156

جھوٹ بولا ہے وہ اس کا حقیقی بھائی تھا۔ اللہ کی قسم! میں تیرے بارے میں نبی کریم ﷺ کو ضرور بتاؤں گا۔ وہ نبی کریم ﷺ کو بتانے کے لیے گیا تو یہ منظر دیکھا کہ حضرت جبرئیل امین اس کی خبر لا چکے تھے قَدْ یَعْلَمُ اللّٰهُ الْمُعَوِّقِیْنَ۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے قَدْ یَعْلَمُ اللّٰهُ الْمُعَوِّقِیْنَ مِنْكُمْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے: یہ منافق لوگ ہیں جو اپنے بھائیوں سے کہتے محمد (ﷺ) اور اس کے ساتھی ایک آدمی کا لقمہ ہیں۔ اگر یہ گوشت ہوتے تو ابوسفیان اور اس کے ساتھی انہیں ایک ہی بار نگل جاتے۔ اسے چھوڑ دو یہ تو ہلاک ہونے والا ہے۔ اِخْوَانِهِمْ سے مراد مومن ہیں۔ ہماری طرف آؤ محمد (ﷺ) اور اس کے ساتھیوں کو چھوڑ دو کیونکہ وہ ہلاک اور قتل ہونے والا ہے۔ وہ جنگ میں بامر مجبوری حاضر ہوتے ہیں۔ اگر یہ جنگ میں حاضر ہوں تو ان کے ہاتھ مسلمانوں کے اور دل مشرکوں کے ساتھ ہوتے ہیں۔ (1)

اَشِحَّةً عَلَیْكُمْ ۚ فَاِذَا جَآءَ الْخَوْفُ رَاَیْتَهُمْ یَنْظُرُوْنَ اِلَیْكَ تَدُوْرُ اَعْیُنُهُمْ كَالَّذِیْ یُغْشٰى عَلَیْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۚ فَاِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوْكُمْ بِاَلْسِنَةٍ حِدَادٍ اَشِحَّةً عَلَى الْخَیْرِ ؕ اُولٰٓئِكَ لَمْ یُؤْمِنُوْا فَاَحْبَطَ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ ؕ وَ كَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ یَسِیْرًا ﴿۱۹﴾

”پرلے درجے کے کنجوس ہیں تمہارے معاملہ میں۔ پھر جب خوف (ودہشت) چھا جائے تو آپ انہیں ملاحظہ فرمائیں گے کہ وہ آپ کی طرف یوں دیکھنے لگتے ہیں کہ ان کی آنکھیں چکرا رہی ہوتی ہیں اس شخص کی مانند جس پر موت کی غشی طاری ہو پھر جب خوف دور ہو جائے تو تمہیں سخت اذیت پہنچاتے ہیں اپنی تیز زبانوں سے بڑے حریص ہیں مال غنیمت کے حصول میں۔ (درحقیقت) یہ لوگ ایمان ہی نہیں لے آئے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ضائع کر دیئے ہیں ان کے اعمال اور ایسا کرنا اللہ تعالیٰ کے لیے بالکل آسان ہے“۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اَشِحَّةً عَلَیْكُمْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ منافق مسلمانوں کے ساتھ بھلائی کرنے میں بخیل ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ غنیمتوں کے بارے میں بخیل ہیں۔ جب مسلمان غنیمت حاصل کرتے ہیں تو وہ اس بارے میں مسلمانوں کے ساتھ بخل کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ وہ اپنی زبانوں سے کہتے ہیں تم اس غنیمت کے ہم سے زیادہ مستحق نہیں ہو۔ ہم اس میں جنگ میں حاضر ہوئے اور جنگ کی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے فَاِذَا جَآءَ الْخَوْفُ رَاَیْتَهُمْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ جب وہ جنگ اور دشمنوں کے سامنے حاضر ہوتے ہیں تو آپ انہیں دیکھیں گے کہ وہ آپ کو یوں دیکھ رہے ہیں کہ وہ سب سے بزدل اور حق سے انحراف کرنے والے ہیں۔ خوف کی وجہ سے ان کی آنکھیں گھوم رہی ہیں۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 58-157، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ خوف کی وجہ سے ان کی آنکھیں گھوم رہی ہیں۔

ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے سَلَقُوْكُمْ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ تمہیں ملیں گے۔(1)

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق نے حضرت ابن عباس سے عرض کی: مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان سَلَقُوْكُمْ بِاَلْسِنَةٍ حِدَادٍ کے بارے میں بتایئے تو حضرت ابن عباس نے فرمایا زبان سے طعنہ دینا۔ نافع نے پوچھا کیا عرب اسے پہچانتے ہیں؟ فرمایا ہاں۔ کیا تو نے اعشیٰ کا قول نہیں سنا جب کہ وہ کہتا ہے:

فِيهِمُ الْخَصْبُ وَالسَّمَاحَةُ وَالنَّجُ   دَةُ فِيهِمْ وَالْخَاطِبُ الْمِسْلَاقُ

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے فَاِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوْكُمْ بِاَلْسِنَةٍ حِدَادٍ کی یہ تفسیر نقل کی ہے: غنیمت کے وقت بخیل ترین اور سب سے بری تقسیم والے ہیں۔ وہ کہتے ہیں ہمیں دو ہمیں دو ہم تمہارے ساتھ حاضر ہوئے۔ مگر جنگ کے وقت سخت بزدل اور حق سے انحراف کرنے والے ہیں۔(2)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سدی سے اَشِحَّةً عَلَى الْخَيْرِ کا یہ معنی نقل کیا ہے: وہ مال کے بارے میں بڑے بخیل ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے: وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا کا یہ معنی ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ پر آسان ہے۔

يَحْسَبُوْنَ الْاَحْزَابَ لَمْ يَذْهَبُوْا ۚ وَاِنْ يَّاْتِ الْاَحْزَابُ يَوَدُّوْا لَوْ اَنَّهُمْ بَادُوْنَ فِي الْاَعْرَابِ يَسْاَلُوْنَ عَنْ اَنْۢبَآئِكُمْ ؕ وَلَوْ كَانُوْا فِيْكُمْ مَّا قٰتَلُوْٓا اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۲۰﴾

"(دشمن بھاگ گیا لیکن یہ بزدل) یہی خیال کر رہے ہیں کہ ابھی جتھے نہیں گئے اور اگر جتھے (دوبارہ پلٹ کر) آجائیں تو یہ پسند کریں گے کہ کاش! وہ صحرا میں بدوؤں کے ہاں ہوتے (آنے جانے والوں سے) تمہاری خبریں پوچھتے اور اگر یہ (بزدل) تم میں موجود بھی ہوتے تو یہ (دشمن سے) جنگ نہ کرتے مگر برائے نام"۔

امام فریابی، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے يَحْسَبُوْنَ الْاَحْزَابَ لَمْ يَذْهَبُوْا کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وہ انہیں قریب گمان کرتے ہیں کہ وہ دور نہیں گئے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی سے یہ قول نقل کیا ہے: وہ ابوسفیان اور ان کے ساتھیوں کے آنے کی باتیں کرتے ہیں الْاَحْزَابَ کا نام اس لیے دیا گیا کیونکہ عرب کے مختلف قبائل حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ آور ہوئے تھے۔ وَاِنْ يَّاْتِ الْاَحْزَابُ میں الْاَحْزَابَ سے مراد ابوسفیان اور اس کے ساتھی ہیں۔ يَوَدُّوْا سے مراد منافق ہیں یعنی منافق خواہش کرتے ہیں۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 160، دار احیاء التراث العربی بیروت   2۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 159

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الْأَحْزَابَ سے مراد ابوسفیان اور اس کے ساتھی ہیں اور یَوَدُّوْا سے مراد ہے منافق خواہش کرتے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یَوَدُّوْا لَوْ اَنَّهُمْ بَادُوْنَ فِي الْأَعْرَابِ یہ منافق تھے جو مدینہ کی ایک جانب رہتے تھے۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ کے بارے میں باتیں کرتے۔ وہ کہتے ابھی تک مسلمان ہلاک نہیں ہوئے جب کہ انہیں لشکروں کے چلے جانے کا علم نہ تھا۔ انہیں اسی بات نے خوش کیا کہ لشکر آتے ہیں جب کہ وہ دیہاتی علاقہ میں ہیں وجہ جنگ کا خوف تھا۔

امام فریابی، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یَسْاَلُوْنَ عَنْ اَنْۢبَآىِٕكُمْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کے احوال کے بارے میں پوچھتے اور یہ پوچھتے کہ ان کا کیا ہوا۔ (1)

امام ابن انباری نے مصاحف میں، خطیب رحمہما اللہ نے تالی التلخیص میں حضرت اسد بن یزید رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے مصحف میں یَسَلُوْنَ عَنْ اَنْۢبَآىِٕكُمْ تھا۔ یَسْاَلُوْنَ میں ہمزہ نہیں۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَ الْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَ ذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ﴿٢١﴾

"بے شک تمہاری رہنمائی کے لیے اللہ کے رسول (کی زندگی) میں بہترین نمونہ ہے، یہ نمونہ اس کے لیے ہے جو اللہ تعالیٰ سے ملنے اور قیامت کے آنے کی امید رکھتا ہے اور کثرت سے اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے"۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ کی تفسیر یہ ہے۔ جنگ کے وقت باہم ہمدردی میں تمہارے لیے رسول اللہ کی ذات میں بہترین نمونہ موجود ہے۔

امام ابن مردویہ، خطیب نے رواۃ مالک میں، ابن عساکر اور ابن نجار رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کی ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھوکا رہنے میں تمہارے لیے بہترین نمونہ ہے۔

امام مالک، امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن یسار رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مکہ کے راستہ میں، میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس تھا۔ جب صبح طلوع ہونے کا مجھے خوف ہوا تو میں سواری سے اترا اور وتر ادا کیے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کیا تیرے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں بہترین نمونہ نہیں ہے؟ میں نے کہا کیوں نہیں کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اونٹ پر ہی وتر ادا کر لیا کرتے تھے۔ (2)

امام ابن ماجہ اور ابن ابی حاتم نے حضرت حفص بن عاصم سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 160، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، باب ماجاء فی الوتر علی الراحلۃ، جلد 2، صفحہ 76 (1200)، دار الکتب العلمیہ بیروت

اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے میں نے آپ کو دیکھا ہے کہ آپ سفر میں (فرض) نماز سے پہلے اور نہ اس کے بعد کچھ نماز (زمین پر) پڑھتے ہیں۔ فرمایا اے بھتیجے! میں اتنا عرصہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز سے پہلے اور نماز کے بعد نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

امام بخاری، امام مسلم، امام نسائی، ابن ماجہ، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے ایک ایسے آدمی کے بارے میں پوچھا گیا جس نے عمرہ کیا اور بیت اللہ شریف کا طواف کیا کہ کیا وہ صفا اور مروہ کی سعی سے پہلے اپنی بیوی سے حقوق زوجیت ادا کرسکتا ہے؟ فرمایا رسول اللہ ﷺ تشریف لائے، بیت اللہ شریف کا طواف کیا اور مقام ابراہیم کے پیچھے نماز پڑھی اور صفا اور مروہ کے درمیان سعی کی پھر پڑھا لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی حضرت ابن عباس کے پاس آیا۔ اس نے کہا میں نے نذر مانی ہے کہ میں اپنے آپ کو قربان کروں گا۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ اور وَفَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِيمٍ۝ (الصافات) اور اسے مینڈھا ذبح کرنے کا حکم دیا۔

امام طیالسی، عبد الرزاق، امام بخاری، امام مسلم، ابن ماجہ اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے:
جب ایک آدمی اپنی بیوی کو اپنے اوپر حرام کرے تو یہ قسم ہے، تو وہ اس کا کفارہ ادا کرے اور اس آیت کی تلاوت کی۔ (1)

امام عبد الرزاق رحمہ اللہ نے مصنف میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب نے ارادہ کیا کہ اس یمنی چادر کو استعمال کرنے سے منع کریں جسے پیشاب سے رنگا جاتا۔ تو ایک آدمی نے عرض کی: کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کو ایسا لباس پہنے ہوئے نہیں دیکھا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کیوں نہیں۔ آدمی نے کہا کیا اللہ تعالیٰ ارشاد نہیں فرماتا لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے اسے ترک کر دیا۔ (2)

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر حجر اسود پر جھکے، کہا میں جانتا ہوں کہ تو پتھر ہے۔ اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو نہ دیکھا ہوتا کہ آپ نے تجھے بوسہ دیا ہے اور تجھے سلام کیا ہے تو میں نہ تجھے سلام کرتا اور نہ تجھے چومتا لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔

امام احمد اور ابو یعلی رحمہما اللہ نے حضرت یعلی بن امیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی معیت میں طواف کیا۔ جب اس رکن کے پاس تھا جو دروازے کے قریب ہے جس کے قریب حجر اسود ہے، میں نے آپ کا ہاتھ پکڑ لیا تا کہ اسے بوسہ دوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ طواف نہیں کیا؟ میں نے کہا کیوں نہیں۔ فرمایا کیا تو نے آپ کو دیکھا کہ کوئی آپ کو بوسہ دے؟ میں نے کہا نہیں۔ فرمایا اپنے آپ سے اس عمل کو دور کر دے کیونکہ رسول اللہ ﷺ میں تیرے لیے اسوۂ حسنہ ہے۔ (3)

1۔ صحیح بخاری، باب لم تحرم ما احل اللہ لک، جلد 3، صفحہ 375 (5160)، دار الفکر بیروت

2۔ مصنف عبد الرزاق، باب فی الثوب یصبغ بالبول، جلد 1، صفحہ 292 (1495)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ مسند ابو یعلی، جلد 1، صفحہ 99 (177)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ حضرت عیسیٰ بن عاصم رحمہ اللہ سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے سفر میں دن کی نماز پڑھی۔ آپ نے بعض لوگوں کو نفل پڑھتے ہوئے دیکھا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اگر میں نفل پڑھتا تو اپنی نماز کو ہی مکمل کرتا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کیا۔ آپ بھی دن کو تسبیحات نہیں پڑھتے تھے۔ میں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کیا۔ آپ دن کو تسبیحات نہیں پڑھتے تھے۔ میں نے حضرت عمر کے ساتھ حج کیا۔ آپ دِن کو تسبیحات نہیں پڑھتے تھے۔ میں نے حضرت عثمان کے ساتھ حج کیا۔ آپ دن کو تسبیحات نہیں پڑھتے تھے۔ پھر حضرت ابن عمر نے کہا لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔(1)

وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ ۙ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۫ وَمَا زَادَهُمْ اِلَّاۤ اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا ﴿۲۲﴾

"(منافقین کا حال آپ پڑھ چکے) اور جب ایمان والوں نے (کفار کے) لشکروں کو دیکھا تو (فرطِ جوش سے) پکار اٹھے یہ ہے وہ لشکر جس کا وعدہ ہم سے اللہ اور اس کے رسول نے فرمایا تھا اور سچ فرمایا تھا اللہ اور اس کے رسول نے اور دشمن کے لشکر جرار نے ان کے ایمان اور جذبہ تسلیم میں اور اضافہ کر دیا"۔

ابن جریر، ابن مردویہ اور بیہقی نے دلائل میں حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے: جب مومنوں نے احزاب کو دیکھا کہا اللہ تعالیٰ نے انہیں سورۂ بقرہ میں فرمایا اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ (البقرہ: 214) جب غزوۂ خندق کے موقع پر احزاب کا مقابلہ کیا تو انہوں نے کہا یہ ہے وہ جس کا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے ہم سے وعدہ کیا۔ مومنوں نے اس کی تاویل کی۔ اس چیز نے مومنوں میں ایمان اور اطاعت کے علاوہ کسی چیز کا اضافہ نہیں کیا۔(2)

امام جویبر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں: یہ آیت تحول سے پہلے نازل ہوئی اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ واقعہ کے وقوع سے پہلے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے جو خبر دی تھی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اس میں سچے تھے۔

امام طیالسی، عبدالرزاق، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ بقرہ میں اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ نازل فرمائی۔(3)

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وَمَا زَادَهُمْ اِلَّاۤ اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا آزمائش نے ان میں اللہ تعالیٰ پر ایمان اور فیصلہ کو تسلیم کرنے کی صلاحیت کو اضافہ کیا۔

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى

1۔ مصنف عبدالرزاق، باب النافلة فی السفر، جلد2، صفحہ 367 (4455)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 163، دار احیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً

نَحْبَهٗ وَ مِنْهُمْ مَّنْ یَّنْتَظِرُ ۖ وَ مَا بَدَّلُوْا تَبْدِیْلًا ﴿۲۳﴾ لِّیَجْزِیَ اللّٰهُ الصّٰدِقِیْنَ بِصِدْقِهِمْ وَ یُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِیْنَ اِنْ شَآءَ اَوْ یَتُوْبَ عَلَیْهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ﴿۲۴﴾

''اہل ایمان میں سے ایسے جوانمرد ہیں جنہوں نے سچا کر دکھایا جو وعدہ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے کیا تھا۔ ان جوانمردوں سے کچھ تو اپنی نذر پوری کر چکے اور بعض (اس ساعت سعید کا) انتظار کر رہے ہیں۔ (جنگ کے مہیب خطرات کے باوجود) ان کے رویہ میں ذرا تبدیلی نہیں ہوئی۔ (اذن جہاد میں ایک حکمت یہ بھی ہے) کہ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے اپنا وعدہ سچا کرنے والوں کو ان کے سچ کے باعث اور عذاب دے منافقوں کو اگر اس کی مرضی ہو یا ان کی توبہ قبول فرمائے۔ بے شک اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے''۔

امام عبد الرزاق، امام احمد، امام بخاری، امام ترمذی، امام نسائی، ابن ابی داؤد نے مصاحف میں، بغوی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت زید بن ثابت رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: جب ہم نے مصاحف میں سے مصحف کو لکھا تو سورۂ احزاب کی ایک آیت نہ ملی جسے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کرتا تھا۔ اس آیت کو میں نے صرف خزیمہ بن ثابت انصاری کے پاس پایا جس کی شہادت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو شہادتوں کے برابر قرار دیا مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَیْهِ تو میں نے اسے مصحف میں سورۂ احزاب میں ملا دیا۔ (1)

امام بخاری، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، اور ابو نعیم رحمہم اللہ نے المعرفہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے: ہم خیال کرتے ہیں کہ یہ آیت حضرت انس بن نضر کے حق میں نازل ہوئی۔ (2)

امام ابن سعد، امام احمد، امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی، بغوی نے معجم میں، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، ابو نعیم نے حلیہ میں اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے میرے چچا حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ غزوۂ بدر میں شریک نہ ہوئے تو یہ چیز ان پر بڑی شاق گزری۔ کہا پہلا غزوہ جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاضر ہوئے اور میں غائب رہا۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں اللہ تعالیٰ نے مجھے جنگ میں حاضر ہونے کا موقع دیا تو اللہ تعالیٰ میرے کارنامے دیکھ لے گا۔ وہ غزوۂ احد میں شریک ہوئے۔ انہیں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ ملے۔ پوچھا اے ابو عمرو! کدھر؟ کہا جنت کی خوشبو کتنی پیاری ہے جو احد کی طرف سے آرہی ہے۔ انہوں نے جنگ کی یہاں تک کہ شہید ہوئے ان کے جسم میں اسی سے اوپر زخم تھے۔ تلوار کے، نیزے کے اور تیر کے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَیْهِ صحابہ کا خیال تھا کہ یہ آیت ان کے اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ (3)

1۔ صحیح بخاری، جلد 3، صفحہ 245 (4683)، دار الفکر بیروت 2۔ ایضاً (4682)
3۔ سنن ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 12، صفحہ 56 (3200)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام حاکم (جب کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، امام نسائی، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور ابونعیم رحمہم اللہ نے المعرفہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان کے چچا غزوۂ بدر سے غیر حاضر رہے۔ تو کہا میں اس پہلی جنگ سے غیر حاضر رہا جو نبی کریم ﷺ نے مشرکین سے کی۔ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے مشرکوں کے ساتھ جنگ کا موقع دیا تو اللہ تعالیٰ دکھادے گا کہ میں کیا کرتا ہوں۔ جب غزوۂ احد ہوا تو مشرک غالب آگئے۔ تو انہوں نے کہا اے اللہ! جو یہ مشرک لائے ہیں میں اس سے تیری بارگاہ میں برأت کا اظہار کرتا ہوں اور صحابہ نے جو کچھ کیا ہے اس بارے میں تیری بارگاہ میں عذر پیش کرتا ہوں۔ پھر آگے بڑھے تو انہیں حضرت سعد ملے اور کہا اے بھائی! جو تو نے کیا میں تیرے ساتھ تھا جو تو نے کارنامہ کیا میں وہ نہ کروں گا۔ ان کے جسم میں اسی سے اوپر زخم پائے گئے، تلوار کے، نیزے کے اور تیر کے۔ ہم کہا کرتے تھے آپ کے اور آپ کے صحابہ کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

حاکم (حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) جب کہ امام ذہبی نے اس پر اعتراض کیا ہے اور بیہقی نے دلائل میں حضرت ابوہریرہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب غزوۂ احد سے واپس ہوئے تو حضرت مصعب بن عمیر کے پاس سے گزرے جب کہ وہ شہید ہو چکے تھے۔ حضور ﷺ ان کے پاس کھڑے ہو گئے اور ان کے حق میں دعا کی۔ پھر اس آیت کی تلاوت کی مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ پھر فرمایا میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ یہ لوگ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے ہاں گواہ ہوں گے۔ ان کے پاس آیا کرو اور ان کی زیارت کیا کرو۔ اللہ کی قسم! جو قیامت تک ان کو سلام کہے گا یہ اس کو جواب دیں گے۔ (1)

امام حاکم (حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) اور بیہقی رحمہما اللہ نے دلائل میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے: جب رسول اللہ ﷺ غزوۂ احد سے فارغ ہوئے تو آپ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے جب کہ وہ راستہ میں شہید پڑے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے اس آیت کی تلاوت کی۔ (2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت خباب کے واسطہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام ابن ابی عاصم، امام ترمذی (جب کہ ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے)، ابویعلی، ابن جریر، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے صحابہ نے ایک جاہل بدو سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھو مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ کا مصداق کون ہے؟ صحابہ کرام حضور ﷺ سے سوال کرنے کی جرأت نہ کرتے تھے۔ صحابہ آپ کی تعظیم کرتے اور آپ سے ڈرتے تھے۔ اعرابی نے آپ سے عرض کی۔ رسول اللہ ﷺ نے اعراض کیا۔ اس نے پھر سوال کیا۔ حضور ﷺ نے پھر اعراض کیا پھر میں مسجد کے دروازے سے گزر رہا تھا، پوچھا سائل کہاں ہے؟ بدو نے کہا میں۔ فرمایا یہ ان لوگوں میں سے ہے جو مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ کا مصداق ہیں۔ (3)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت طلحہ بن عبید اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ احد

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 271 (2977)، دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، مناقب قتل یوم احد، جلد 3، صفحہ 221 (4905)
3۔ سنن ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، کتاب المناقب، جلد 13، صفحہ 148 (3742)، دارالکتب العلمیہ بیروت

سے واپس تشریف لائے، منبر پر جلوہ افروز ہوئے، اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی، پھر اسی آیت کی تلاوت کی۔ ایک آدمی اٹھا، عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ اس آیت کا مصداق کون لوگ ہیں؟ میں (حضرت طلحہ) آیا۔ فرمایا اے سائل! یہ ان لوگوں میں سے ہے۔(1)

امام ترمذی، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: طلحہ ان لوگوں میں سے ہے۔(2)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت طلحہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور ﷺ نے فرمایا طلحہ ان میں سے ہے جو اس آیت کا مصداق ہیں۔(3)

امام سعید بن منصور، ابو یعلی، ابن منذر، ابو نعیم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جسے یہ بات خوش کرے کہ وہ ایسے آدمی کو زمین پر چلتے ہوئے دیکھے جو اس آیت قَضٰى نَحْبَهٗ کا مصداق ہے تو وہ حضرت طلحہ کو دیکھے۔(4)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام ابن مندہ اور ابن عساکر نے حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت طلحہ بن عبید اللہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، کہا اے طلحہ! تو ان لوگوں میں سے ہے جو اس آیت کا مصداق ہیں۔

امام ابو الشیخ اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ صحابہ نے کہا ہمیں حضرت طلحہ نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ وہ آدمی ہے جس کے بارے میں کتاب اللہ نازل ہوئی۔ حضرت طلحہ ان لوگوں میں سے ہیں جو اس آیت کا مصداق ہیں۔ آنے والے وقت میں ان پر کوئی حساب نہیں ہوگا۔

امام سعید بن منصور اور ابن انباری رحمہما اللہ نے مصاحف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ آپ پڑھتے فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ یَّنْتَظِرُ ۖ وَ آخَرُوْنَ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِیْلًا۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اس کا معنی ہے: ان میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ سے کیے ہوئے وعدہ کے مطابق موت قبول کر لی اور کچھ ایسے ہیں جو انتظار کر رہے ہیں۔(5)

امام طستی رحمہ اللہ نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان قَضٰى نَحْبَهٗ کے بارے میں پوچھا تو حضرت ابن عباس نے فرمایا وہ وقت مقررہ جو اللہ تعالیٰ نے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 67-166، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ سنن ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، کتاب المناقب، جلد 13، صفحہ 147 (3740)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 450 (3557)، دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ مسند ابو یعلی، جلد 4، صفحہ 272 (4877)، دار الکتب العلمیہ بیروت

5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 165

اس کے لیے مقدر کیا۔ پوچھا کیا عرب اسے پہچانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے لبید کا قول نہیں سنا۔

اَلَا تَسْأَلَانِ الْمَرْءَ مَاذَا یُحَاوِلُ   اَنَحبٌ فَیُقْضٰی اَمْ ضَلَالٌ وَّ بَاطِلُ

"کیا تم دونوں اس آدمی سے نہیں پوچھو گے کہ اس نے کیا قصد کیا، کیا یہ ایسا وقت ہے جس کا فیصلہ ہو چکا یا گمراہی اور باطل ہے"۔

امام فریابی، سعید بن منصور، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ نَحْبَهٗ کا معنی اس کا وعدہ ہے۔ ان میں سے کچھ ایسے ہیں جو اس دن کا انتظار کر رہے ہیں جس میں جہاد ہو تو وہ جنگ کرنے کا وعدہ پورا کرے یا جنگ میں شرکت کا وعدہ پورا کرے۔(1)

امام احمد، امام بخاری اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت سلیمان بن صرد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ خندق کے روز فرمایا: اب ہم ان پر حملہ کریں گے، وہ ہم پر حملہ نہیں کریں گے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ غزوۂ خندق کے دن ہم ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نماز نہ پڑھ سکے۔ یہاں تک کہ عشاء کا وقت شروع ہونے کے بعد کچھ وقت گزر گیا تھا کہ ہمیں گنجائش ملی تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا وَ كَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِیْنَ الْقِتَالَ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ قَوِیًّا عَزِیْزًا ﴿۲۵﴾ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال کو حکم دیا تو انہوں نے اقامت کہی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز پڑھائی جیسے وہ پہلے نماز پڑھاتے تھے۔ پھر اقامت کہی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز پڑھائی جیسے پہلے نماز پڑھاتے تھے۔ پھر انہوں نے مغرب کے لیے اقامت کہی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نماز پڑھائی جیسے پہلے پڑھایا کرتے تھے۔ پھر عشاء کی اقامت کہی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نماز پڑھائی جیسے پہلے پڑھایا کرتے تھے۔ یہ صلوۃ خوف کا حکم نازل ہونے سے پہلے کا واقعہ ہے: فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ رُكْبَانًا (البقرة:239)(3)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت عیسی بن طلحہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے جب کہ حاکم رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے: میں حضرت ام المومنین اور عائشہ بنت طلحہ رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عائشہ بنت طلحہ اپنی ماں اسماء سے کہہ رہی تھی میں تجھ سے بہتر ہوں اور میرا باپ تیرے باپ سے بہتر ہے۔ اسماء اسے برا بھلا کہنے لگی اور کہتی تو مجھ سے بہتر ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کیا میں تمہارے درمیان فیصلہ نہ کروں؟ عرض کی ہاں۔ فرمایا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو آگ سے آزاد ہے۔ اسی دن سے ان کا لقب عتیق ہو گیا۔ پھر حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا طَلْحَةُ مِمَّنْ قَضٰی نَحْبَهٗ۔(4)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے عبد اللہ بن لہف کی سند سے انہوں نے اپنے باپ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 164، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ صحیح بخاری، باب غزوۃ الخندق، جلد 3، صفحہ 44 (4032)، دار الفکر بیروت   3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 168
4۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 450 (3557)، دار الکتب العلمیہ بیروت

سے یہ قول نقل کیا ہے کہ نحبہ سے مراد نذر ہے۔ شاعر نے کہا:

قَضَتْ مِنْ يَثْرِبَ نَحْبَهَا فَاسْتَمَرَّتْ

"اس نے یثرب سے اپنی نذر پوری کی اور سفر جاری رکھا"۔(1)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ ان میں سے کچھ لوگ وہ ہیں جو تصدیق اور ایمان پر فوت ہوئے۔ کچھ انتظار کر رہے ہیں۔ انہوں نے منافقوں کی طرح تبدیلی نہیں کی۔

ابن جریر نے قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے: جو صدق و وفا پر فوت ہوئے اور کچھ وہ ہیں جو اپنی طرف سے صدق و وفا کا انتظار کر رہے ہیں۔ انہوں نے شک نہیں کیا نہ اپنے دین میں تردد کیا اور نہ ہی اس کو کسی اور دین سے بدلا۔ اَوْ یَتُوْبَ عَلَیْهِمْ انہیں نفاق سے توبہ کے ذریعے نکالے یہاں تک کہ وہ مرجائیں۔ وہ نفاق سے توبہ کرنے والے ہوں تو انہیں بخش دیا جائے۔(2)

وَ رَدَّ اللّٰهُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِغَیْظِهِمْ لَمْ یَنَالُوْا خَیْرًا ؕ وَ كَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِیْنَ الْقِتَالَ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ قَوِیًّا عَزِیْزًا ﴿۲۵﴾

"اور (ناکام) لوٹا دیا اللہ تعالیٰ نے کفار کو درآنحالیکہ اپنے غصے میں (پیچ و تاب کھا رہے) تھے۔ (اس لشکر کشی سے) انہیں کوئی فائدہ نہ ہوا اور بچالیا اللہ نے مومنوں کو جنگ سے اور اللہ تعالیٰ بڑا طاقتور، ہر چیز پر غالب ہے"۔

فریابی، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے اَلَّذِیْنَ كَفَرُوْا کا معنی اَلْاَحْزَاب نقل کیا ہے۔(3)

ابن ابی حاتم نے سدی سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اَلَّذِیْنَ كَفَرُوْا سے مراد ابوسفیان اور اس کے ساتھی ہیں۔ لَمْ یَنَالُوْا خَیْرًا انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ پر فتح نہیں پائی۔ اللہ تعالیٰ کافی ہے یعنی بغیر جنگ کے ہوا کے ساتھ ہی وہ شکست کھا گئے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے وَ كَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِیْنَ الْقِتَالَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے: اپنی طرف سے لشکروں اور اس ہوا کے ذریعے جو اللہ تعالیٰ نے ان پر بھیجی اللہ تعالیٰ کافی ہے، اللہ تعالیٰ اپنے امر میں قوی اور انتقام میں غالب ہے۔(4)

امام ابن سعد نے سعید بن مسیب سے روایت نقل کی ہے کہ جب غزوۂ احزاب ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ دس راتوں سے زیادہ محصور رہے یہاں تک کہ ہر صحابی کو مصیبت پہنچی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ! میں تجھے تیرے عہد اور وعدہ کا واسطہ دیتا ہوں، اے اللہ! اگر تو چاہے تو تیری عبادت نہ کی جائے۔ اسی اثناء میں ان کے پاس نعیم بن مسعود اشجعی آیا۔ دونوں (مومن و کافر) گروہ اس پر اعتماد کرتے تھے۔ وہ لوگوں سے علیحدہ ہو گیا تو تمام لشکر بغیر جنگ کے واپس چلے گئے۔(5)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب غزوۂ احزاب کا موقع تھا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں واپس کر دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمانوں کی عزتوں کی محافظت کون کرے گا؟ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں۔ حضرت عبد اللہ بن رواحہ نے کہا میں یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا۔ تو شعر اچھا کہتا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 165 2۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 165,67 3۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 168

4۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 168,69 5۔ طبقات ابن سعد، باب غزوۃ الخندق، جلد 2، صفحہ 73، دار صادر بیروت

حضرت حسان نے کہا یا رسول اللہ ﷺ فرمایا ہاں۔ تو ان کی ہجو کر، ان کے خلاف روح القدس تیری مدد کرے گا۔

امام ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ذریعے کافی ہوگا۔

وَ اَنْزَلَ الَّذِیْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ صَیَاصِیْهِمْ وَ قَذَفَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِیْقًا تَقْتُلُوْنَ وَ تَاْسِرُوْنَ فَرِیْقًا ﴿۲۶﴾ وَ اَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ وَ دِیَارَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ وَ اَرْضًا لَّمْ تَطَـُٔوْهَا ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرًا ﴿۲۷﴾

''اہل کتاب سے جن لوگوں نے کفار کی امداد کی تھی اللہ تعالیٰ نے انہیں ان کے قلعوں سے اتار لیا اور ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا۔ ایک گروہ کو تم قتل کر رہے ہو اور دوسرے گروہ کو قیدی بنا رہے ہو اور اس نے وارث بنا دیا تمہیں ان کی زمینوں، ان کے مکانوں اور ان کے مال و متاع کا اور وہ ملک بھی تمہیں دے دیئے جہاں تمہارے قدم ابھی نہیں پہنچے اور اللہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے''۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ سے مراد بنو قریظہ اور صَیَاصِیْهِمْ سے مراد ان کے محلات ہیں۔(1)

امام ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مِنْ صَیَاصِیْهِمْ سے مراد ان کے قلعے ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اہل کتاب سے مراد بنو قریظہ ہیں جنہوں نے ابوسفیان کی مدد کی، اسے سامان و رسد بہم پہنچایا، ان کے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان جو معاہدہ تھا اسے توڑ دیا۔ نبی کریم ﷺ حضرت زینب بنت جحش کے ہاں تشریف فرما تھے۔ اپنا سر مبارک دھو رہے تھے۔ ابھی نصف دھویا تھا کہ جبرئیل امین تشریف لائے۔ عرض کی اللہ تعالیٰ آپ کو معاف فرمائے، فرشتوں نے چالیس دنوں سے اپنا اسلحہ نہیں اتارا۔ بنو قریظہ کی طرف چلو۔ بے شک میں نے ان کی میخیں توڑ دی ہیں ان کے دروازے کھول دیئے ہیں اور انہیں تباہی و بربادی میں چھوڑ آیا ہوں۔

رسول اللہ ﷺ تشریف لے گئے، ان کا محاصرہ کر لیا اور انہیں یوں بلایا اے بندرو! انہوں نے جواب میں کہا اے ابو القاسم! تو تو فحش گوئی کرنے والا نہیں تھا۔ وہ اپنے قلعوں سے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے فیصلہ پر اتر آئے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی قوم اور ان کے درمیان دوستی کا معاہدہ تھا۔ انہیں امید تھی کہ انہیں محبت آلے گی۔ ابولبابہ نے انہیں اشارہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 169، دار احیاء التراث العربی بیروت

سے بتا دیا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ (الانفال: 27) حضرت سعد بن معاذ نے ان کے درمیان یہ فیصلہ کیا کہ ان کے جنگجوؤں کو قتل کر دیا جائے، ان کے بچوں کو قیدی بنالیا جائے اور ان کی جائدادیں مہاجرین کے لیے ہوں گی، انصار کو نہیں ملیں گی۔ حضرت سعد کی قوم نے کہا انہوں نے مہاجرین کو جائدادمیں ہم پر ترجیح دی تو حضرت سعد نے کہا تم جائیداد والے ہو گے۔ کیونکہ مہاجرین کی کوئی جائداد نہ تھی ہمارے سامنے یہ بات بھی ذکر کی گئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نعرہ تکبیر بلند کیا اور فرمایا تم میں اللہ کا حکم جاری ہو چکا۔ (1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَ قَذَفَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ حضرت جبرئیل امین کے ذریعے ان کے دل میں رعب ڈال دیا۔ فَرِیْقًا تَقْتُلُوْنَ جن کی گردنوں کو اڑا دیا گیا وہ چار سو جنگجو تھے، وہ سب کے سب قتل کر دیئے گئے۔ وَ تَاْسِرُوْنَ فَرِیْقًا جنہیں گرفتار کیا گیا ان کی تعداد سات سو تھی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وَ اَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ وَ دِیَارَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ تمہیں بنو قریظہ اور بنو نضیر جو اہل کتاب ہیں، ان کی زمینوں، گھروں اور اموال کا مالک بنا دیا گیا۔ وَ اَرْضًا لَّمْ تَطَـُٔوْهَا یعنی خیبر جو قریظہ کے علاقوں کے بعد فتح ہوئی۔

عبد الرزاق، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے وَ اَرْضًا لَّمْ تَطَـُٔوْهَا کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ ہم کہا کرتے تھے کہ ارض سے مراد مکہ مکرمہ ہے حضرت حسن بصری نے فرمایا ارض سے مراد روم، ایران اور جو علاقے فتح ہوئے وہ ہیں۔ (2)

امام فریابی، سعید بن منصور اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے وَ اَرْضًا لَّمْ تَطَـُٔوْهَا کے متعلق یہ قول نقل کیا ہے: لوگ خیال کرتے تھے کہ اس سے مراد خیبر ہے۔ میرا خیال ہے اس سے مراد تمام وہ علاقہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے ہاتھوں فتح کرایا یا جسے وہ قیامت تک فتح کرنے والے ہیں۔

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ غزوۂ خندق مدینہ طیبہ میں ہوا۔ ابو سفیان بن حرب، اس کے ساتھی، کنانہ میں سے اس کے ساتھی عیینہ بن حصن اور غطفان میں سے اس کے پیروکار، طلیحہ اور بنو اسد میں سے اس کے پیروکار، ابو اعور اور بنو سلیم میں سے اس کے پیروکار اور بنو قریظہ نے حصہ لیا۔ بنو قریظہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان عہد تھا انہوں نے اس عہد کو توڑ دیا اور مشرکوں کی مدد کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں آیت وَ اَنْزَلَ الَّذِیْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ صَیَاصِیْهِمْ نازل کی۔ جبرئیل امین اور آپ کے ساتھ ہوا آئی۔ جب ہوا چلی تو حضرت جبرئیل امین نے تین بار کہا تمہیں بشارت ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر ہوا کو بھیج دیا، اس نے ان کے خیموں کو پھاڑ دیا، ہنڈیوں کو الٹ دیا۔ لوگ دفن ہو گئے اور میخیں ٹوٹ گئیں۔ وہ بھاگ گئے۔ کوئی ایک دوسرے کی طرف متوجہ تک نہیں ہوتا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ رِیْحًا وَّ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا (الاحزاب: 9) (3)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 169، دار احیاء التراث العربی بیروت　2۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 174

3۔ طبقات ابن سعد، باب غزوۃ الخندق، جلد 2، صفحہ 71، دار صادر بیروت

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے: میں غزوۂ خندق کے موقع پر نکلی۔ میں لوگوں کے پیچھے پیچھے رہتی۔ اچانک کیا دیکھتی ہوں کہ میں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے پاس ہوں۔ انہیں ایک قریشی نے تیر مارا تھا جسے ابن عرقہ کہتے جوان کے اکحل (فصد والی رگ) میں جالگا اور اس رگ کو کاٹ دیا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کی، عرض کی اے اللہ! مجھے موت عطا نہ کر یہاں تک کہ بنوقریظہ سے میری آنکھ ٹھنڈی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے مشرکوں پر ہوا بھیج دی اس کے بارے میں فرمایا وَ كَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ ابو سفیان اور اس کے ساتھی تہامہ پہنچ گئے۔ عیینہ بن بدر اور اس کے ساتھی نجد پہنچ گئے۔ بنوقریظہ واپس آگئے اور اپنے قلعوں میں بند ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ کی طرف لوٹے اور چمڑے کا ایک خیمہ لگانے کا حکم دیا جو مسجد میں ہی حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے لیے لگا دیا گیا۔ حضرت عائشہ نے کہا جبرئیل امین آئے، ان کے دانتوں پر غبار کی میل پڑی ہوئی تھی۔ کہا آپ نے اسلحہ اتار دیا اللہ کی قسم! فرشتوں نے تو ابھی تک ہتھیار نہیں اتارے۔ بنوقریظہ کی طرف نکلو اور ان سے جنگ کرو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زرہ پہنی اور لوگوں میں کوچ کا اعلان کرایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بنوقریظہ کے پاس گئے اور پچیس دن تک ان کا محاصرہ کیے رکھا۔ جب محاصرہ سخت ہو گیا اور مصیبت شدید ہو گئی تو انہیں کہا گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ پر نیچے اتر آؤ۔ انہوں نے کہا ہم سعد بن معاذ کے فیصلہ پر نیچے اترتے ہیں۔ وہ نیچے اتر آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا۔ آپ کو گدھے پر لایا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان میں فیصلہ کرو۔ حضرت سعد نے کہا میں ان میں فیصلہ کرتا ہوں کہ ان کے جنگجوؤں کو قتل کر دیا جائے، ان کے بچوں کو گرفتار کر لیا جائے اور ان کے مال تقسیم کر لیے جائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو نے ان کے بارے میں اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے مطابق فیصلہ کیا۔(1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت موسیٰ بن عقبہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے غزوۂ خندق اور بنوقریظہ کے بارے میں انتیس آیتیں نازل فرمائیں جن کا آغاز يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ (احزاب:9) سے ہوتا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَ زِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَ اُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ۝۲۸ وَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝۲۹ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ مَنْ يَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ ؕ وَ كَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ۝۳۰

''اے نبی مکرم! آپ فرما دیجئے اپنی بیبیوں کو کہ اگر تم دنیوی زندگی اور اس کی آرائش (و آسائش) کی خواہاں ہو تو

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب غزوۃ الخندق، جلد 7، صفحہ 373 (36796)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

آؤ تمہیں مال ومتاع دے دوں اور پھر تمہیں رخصت کردوں بڑی خوبصورتی کے ساتھ اور اگر تم چاہتی ہو اللہ کو اور اس کے رسول کو اور دار آخرت کو تو بے شک اللہ تعالیٰ نے تیار کر رکھا ہے ان کے لیے جو تم میں سے نیکو کار ہیں اجر عظیم۔ اے نبی کریم کی بیبیو! جس کسی نے تم میں سے کھلی ہوئی بے ہودگی کی تو اس کے لیے عذاب کو دو چند کر دیا جائے گا اور ایسا کرنا اللہ تعالیٰ پر بالکل آسان ہے"۔

امام احمد، امام مسلم، امام نسائی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ ابو زبیر کے واسطہ سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے تا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری کی اجازت طلب کریں جب کہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے کے پاس بیٹھے ہوئے تھے جب کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے۔ آپ کو اجازت نہ ملی۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ دونوں کو اجازت مل گئی۔ یہ دونوں داخل ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے اور آپ کے اردگرد آپ کی ازواج مطہرات تھیں جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کرتا ہوں۔ ممکن ہے آپ مسکرا دیں۔ حضرت عمر نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم اگر میں یہ دیکھوں کہ بنت زید (حضرت عمر کی بیوی) مجھ سے ابھی نفقہ کا سوال کرے تو میں اس کی گردن مروڑ دوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے یہاں تک کہ آپ کی داڑھیں ظاہر ہو گئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ میرے اردگرد بیٹھی ہیں اور مجھ سے نفقہ کا سوال کر رہی ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق حضرت عائشہ کی طرف اٹھے تا کہ انہیں ماریں اور حضرت عمر حضرت حفصہ کی طرف اٹھے۔ دونوں کہہ رہے تھے تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ سوال کرتی ہو جو رسول اللہ کے پاس نہیں ہے۔ دونوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج نے عرض کی اللہ کی قسم! اس مجلس کے بعد ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی بات کا سوال نہیں کریں گی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے اختیار کا حکم نازل فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ سے گفتگو کا آغاز کیا۔ فرمایا میں تجھ سے ایک ایسی بات کرنے والا ہوں، میں اسے پسند نہیں کرتا کہ تو اس میں جلدی کرے یہاں تک کہ تو اپنے والدین سے اس بارے میں مشورہ کرے۔ حضرت عائشہ نے عرض کی وہ کیا ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت کی یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ حضرت عائشہ صدیقہ نے عرض کی کیا میں آپ کے بارے میں اپنے والدین سے مشورہ کروں گی؟ بلکہ میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند کرتی ہوں اور یہ بھی عرض کرتی ہوں کہ جن عورتوں کے بارے میں آپ کو اختیار دیا گیا ہے کسی سے اس کا ذکر نہ کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے کسی کی لغزش کی جستجو کرنے والا بنا کر مبعوث نہیں کیا (بطریق تلبیس سوال کرنے والا) بلکہ مجھے معلم اور مبشر بنا کر مبعوث کیا گیا ہے۔ جن عورتوں کے بارے میں مجھے اختیار دیا گیا ہے ان میں سے جو بھی مجھ سے سوال کرے گی میں اسے وہ دے دوں گا۔ (1)

امام ابن سعد نے حضرت ابو سلمہ حضرمی سے روایت نقل کی ہے کہ میں حضرت ابو سعید خدری اور حضرت جابر بن عبد اللہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا، وہ دونوں باتیں کر رہے تھے۔ حضرت جابر کی بینائی جاتی رہی تھی۔ ایک آدمی آیا، وہ بیٹھ گیا۔ پھر پوچھا، اے ابو

1۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 328، دار صادر بیروت

عبداللہ! مجھے عروہ بن زبیر نے تیری طرف بھیجا ہے، میں آپ سے یہ پوچھتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج سے کیوں
علیحدگی اختیار کی تھی؟ حضرت جابر نے کہا رسول اللہ ﷺ نے ایک رات ہمیں اس حال میں چھوڑا کہ آپ نماز کے لیے باہر
تشریف نہ لائے۔ اگلی پچھلی مصیبتوں نے ہمیں اپنی گرفت میں لے لیا۔ ہم آپ کے دروازے پر اکٹھے ہو گئے۔ آپ ہماری
گفتگو سن رہے تھے، ہماری جگہ کو جانتے تھے۔ ہم طویل وقت تک بیٹھے رہے، نہ آپ نے ہمیں اندر آنے کی اجازت دی اور نہ ہی
آپ ہماری طرف باہر نکلے۔ ہم نے کہا رسول اللہ ﷺ تمہارے بیٹھنے سے آگاہ ہیں۔ اگر آپ اجازت دینے کا ارادہ رکھتے تو
اجازت دے دیتے۔ اس لیے چلے جاؤ، آپ کو اذیت نہ دو۔ سب لوگ چلے گئے۔ صرف حضرت عمر وہیں رہے۔ وہ
کھانستے، باتیں کرتے اور اجازت طلب کرتے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں اجازت دے دی۔ حضرت عمر نے کہا
میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ اپنا ہاتھ اپنی رخسار پر رکھے ہوئے تھے۔ جس سے میں آپ کی پریشانی بھانپ گیا۔ میں
نے عرض کی اے اللہ کے نبی! میرے ماں باپ آپ پر قربان! یا رسول اللہ! ﷺ کس چیز نے آپ کو پریشان کر دیا۔ صحابہ کو کیا
ہوا جو آپ کی زیارت سے محروم ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا اے عمر! ان عورتوں نے مجھ سے ایسی چیز کا سوال کیا ہے جو میرے
پاس نہیں ہے۔ اسی وجہ سے مجھے وہ دکھ پہنچا ہے جو تم دیکھ رہے ہو۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ میں نے جمیلہ بنت
ثابت کو ایسا طمانچہ مارا جس سے اس کا رخسار زمین پر جا لگا۔ وجہ یہ تھی کہ اس نے مجھ سے اس چیز کا سوال کیا تھا جو میرے پاس
نہیں تھی۔ یا رسول اللہ! ﷺ آپ سے تو اللہ کا وعدہ ہے وہ تنگی کے بعد آسانی لانے والا ہے۔ حضرت عمر نے کہا میں لگاتار
رسول اللہ ﷺ سے باتیں کرتا رہا یہاں تک کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کی طبیعت سے انقباض کچھ کم ہوا ہے۔ میں
باہر نکلا، حضرت ابو بکر صدیق سے ملا۔ میں نے تمام بات ان سے عرض کی۔ حضرت ابو بکر صدیق حضرت عائشہ کے پاس گئے۔
فرمایا تو خوب جانتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ تم سے کوئی چیز ذخیرہ نہیں رکھتے۔ رسول اللہ ﷺ سے اس چیز کا سوال نہ کیا کرو جو
آپ کے پاس نہ ہو۔ اپنی ضرورت دیکھو تو مجھ سے کہہ دیا کرو۔ حضرت عمر حضرت حفصہ کے پاس گئے۔ حضرت عمر نے بھی
حضرت حفصہ سے ایسی ہی بات کہی۔ پھر باری باری حضرات امہات المومنین کے پاس گئے اور ان سے ایسی ہی باتیں کرتے تو
اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا وَ زِیْنَتَهَا
فَتَعَالَیْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَ اُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِیْلًا سراح سے مراد متعہ طلاق ہے یعنی انہیں اچھی طرح طلاق دے دو۔
رسول اللہ ﷺ چلے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے گفتگو کا آغاز کیا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں
تمہیں اختیار دوں کہ چاہو تو اللہ، اس کے رسول ﷺ اور دار آخرت کو پسند کر لو۔ چاہو تو دنیا اور اس کی زینت پسند کر لو۔ میں
نے گفتگو کا آغاز تجھ سے کیا ہے، میں تجھے اختیار دیتا ہوں۔ حضرت عائشہ نے عرض کی کیا آپ نے مجھ سے پہلے بھی کسی سے
گفتگو کی ہے؟ فرمایا نہیں۔ عرض کی میں اللہ، اس کے رسول ﷺ اور دار آخرت کو پسند کرتی ہوں۔ عرض کی اسے مجھ تک مخفی
رکھیں، کسی اور عورت سے اس کا اظہار نہ کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بلکہ میں انہیں ضرور خبر دوں گا۔ رسول
اللہ ﷺ نے ان سب کو خبر دی، حضور ﷺ نے انہیں دنیا و آخرت میں اختیار دیا، کہا تم آخرت کو پسند کرتی ہو یا دنیا کو، فرمایا و

اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ازواج مطہرات نے اسے پسند کیا کہ وہ آپ کے بعد کسی سے شادی نہ کریں گی۔ پھر فرمایا یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ مَنْ يَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ یعنی کوئی بدکاری کرے تو اس کے لیے آخرت میں دگنا عذاب ہوگا اور جو تم میں سے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرے اور اچھے اعمال کرے تو اسے آخرت میں ہم دگنا ثواب دیں گے۔ ہم نے اس کے لیے عمدہ رزق تیار کر رکھا ہے یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِیْ فِیْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ (احزاب:32) مرض یعنی فجور ہو وَّ قُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ﴿۳۲﴾ وَ قَرْنَ فِیْ بُيُوْتِكُنَّ (احزاب) یعنی وہ گھروں میں رہیں اپنے گھروں سے باہر نہ نکلیں اور دور جاہلیت کی زیب و زینت ظاہر نہ کریں بلکہ پردہ ڈالیں۔ پھر حضرت جابر نے کہا کیا بات ایسے نہیں ہے؟ کہا ایسے ہی ہے۔

امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی نے سنن میں حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ صدیقہ کے پاس آئے، جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا کہ اپنی ازواج مطہرات کو اختیار دیں۔ حضرت عائشہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے گفتگو کا آغاز کیا۔ فرمایا میں تجھ سے ایک بات ذکر کرنے والا ہوں، تم جلدی نہ کرنا بلکہ اپنے والدین سے مشورہ کرنا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم تھا کہ میرے والدین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جدائی کی مجھے اجازت نہیں دیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمایا یٰۤاَيُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَ زِيْنَتَهَا۔ میں نے عرض کی اس میں سے کس بات کے بارے میں اپنے والدین سے مشورہ کروں، میں اللہ، اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور آخرت کو ترجیح دیتی ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری ازواج مطہرات نے بھی ایسا ہی کہا جیسے میں نے کہا تھا۔(1)

امام ابن سعد عمرو بن سعید سے وہ اپنے باپ سے وہ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات کو اختیار دیا تو اس کا آغاز حضرت عائشہ سے کیا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے تجھے اختیار دیا ہے۔ حضرت عائشہ نے عرض کی میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار کرتی ہوں۔ پھر حضرت حفصہ کو اختیار دیا۔ تمام ازواج مطہرات نے یہی کہا ہم اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار کرتی ہیں، سوائے عامریہ کے۔ اس نے اپنی قوم کو اختیار کیا تھا۔ وہ بعد میں کہا کرتی تھی میں بد بخت ہوں۔ وہ مینگنیاں اٹھاتی اور انہیں بیچتی تھی۔ ازواج مطہرات کی خدمت میں حاضر ہوتی اور کہتی میں بد بخت ہوں۔(2)

ابن سعد نے حضرت ابو حفصہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں نے کہا: ہم سے بڑھ کر کوئی مہر والی عورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے لیے غیرت کی۔ اپنے رسول کو حکم دیا کہ ان سے علیحدگی اختیار کر لیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انتیس دن تک ان سے علیحدگی اختیار کر لی۔ پھر حکم دیا کہ انہیں اختیار دو۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اختیار دیا۔(3)

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ سب عورتوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار کیا سوائے عامریہ کے وہ فاتر العقل تھی یہاں تک کہ وہ مرگئی۔(4)

1۔ سنن ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 12-11، صفحہ 59 (3204)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ طبقات ابن سعد، جلد 8، صفحہ 191، دار صادر بیروت 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قسم اٹھائی کہ آپ ایک ماہ تک ہم سے الگ رہیں گے۔ حضور ﷺ انتیس دن کی صبح کو میرے پاس تشریف لائے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ آپ نے یہ قسم نہ اٹھائی تھی کہ آپ ایک ماہ تک ہمارے پاس نہیں آئیں گے۔ فرمایا مہینہ اتنے اتنے دنوں کا ہوتا ہے۔ آپ تمام ہاتھ مارتے، پھر پیچھے کرتے۔ تیسری بار ایک انگلی بند کی۔ پھر فرمایا اے عائشہ! میں تم سے ایک بات کرنے والا ہوں، تم جلدی نہ کرنا یہاں تک کہ والدین سے مشورہ کرلو۔ حضور ﷺ کو ان کی صغرسنی کا اندیشہ تھا۔ میں نے عرض کی وہ کیا بات ہے یا رسول اللہ ﷺ! فرمایا مجھے تمہارے بارے میں اختیار کا حکم دیا گیا ہے۔ پھر اس آیت کی تلاوت کی۔ حضرت عائشہ صدیقہ نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ میں کس بارے میں اپنے والدین سے مشورہ کروں بلکہ میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو پسند کرتی ہوں۔ رسول اللہ ﷺ یہ بات سن کر خوش ہو گئے۔ آپ کی ازواج مطہرات نے یہ بات سنی تو انہوں نے بھی یہی بات کی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات کو دنیا و آخرت میں سے ایک کے انتخاب کا اختیار دیا۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ اور حضرت حسن رحمہما اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو حکم دیا کہ آپ ازواج مطہرات کو دنیا اور آخرت، جنت اور جہنم میں اختیار دیں۔ حضرت حسن نے کہا انہوں نے دنیا کی کسی چیز کا مطالبہ کیا تھا۔ قتادہ نے کہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک معاملہ میں غیرت کی تھی۔ ان دنوں رسول اللہ ﷺ کی نو بیویاں تھیں۔ پانچ قریش کی، حضرت عائشہ، حضرت حفصہ، حضرت ام حبیبہ بنت ابوسفیان، حضرت سودہ بنت زمعہ، حضرت ام سلمہ بنت ابی امیہ اور حضرت صفیہ بنت حیی خیبر کی، حضرت میمونہ بنت حارث ہلال کی، حضرت زینب بنت جحش بنو اسد کی اور حضرت جویریہ بنت حارث بنو مصطلق کی۔ حضور ﷺ نے گفتگو کا آغاز حضرت عائشہ سے کیا۔ جب حضرت عائشہ نے اللہ، اس کے رسول ﷺ اور دار آخرت کو پسند کیا تو رسول اللہ ﷺ کے چہرے سے خوشی عیاں ہو گئی۔ تمام ازواج مطہرات نے ایسا ہی کیا تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے انہیں اختیار دے دیا اور انہوں نے اللہ، اس کے رسول ﷺ اور دار آخرت کو پسند کرلیا تو اس بات پر اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف کی فرمایا: لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنۢ بَعْدُ (احزاب:52) اللہ تعالیٰ نے رسول ﷺ کو ان پر ہی محدود کر دیا۔ یہ نو ازواج مطہرات تھیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو پسند کیا تھا۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو حکم دیا کہ وہ اپنی عورتوں کو اختیار دیں۔ تو حمیریہ کے علاوہ کسی نے بھی اپنے آپ کو اختیار نہ کیا۔

امام بیہقی نے سنن میں مقاتل بن سلیمان سے روایت نقل کی ہے کہ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ سے مراد نبی کریم ﷺ کی نافرمانی ہے۔ آخرت میں ان کے لیے دوگنا عذاب ہوگا۔ یہ عذاب دینا اللہ تعالیٰ پر آسان ہے اور تم میں سے جو اللہ اور اس کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 176، دار احیاء التراث العربی بیروت

رسول ﷺ کی اطاعت کرے اور نیک عمل کرے تو ہم آخرت میں اسے ہر نماز، روزے، صدقہ، تکبیر اور تسبیح کے عوض دوگنا اجر دیں گے۔ ایک نیکی کی جگہ بیس نیکیاں لکھی جائیں گی۔ کَرِيْمًا کا معنی حسن ہے۔ رِزْقًا كَرِيْمًا سے مراد جنت ہے۔(1)

امام عبد الرزاق، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے ضِعْفَيْنِ کا یہ معنی نقل کیا ہے " دنیا اور آخرت کا عذاب "(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان کے عذاب کو دگنا کیا جائیگا اور جس نے ان پر جھوٹی تہمت لگائی اس پر بھی دگنی حد ہوگی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ربیع بن انس رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ گناہ کے بارے میں انبیاء کے خلاف گواہی متبعین سے سخت ہوتی ہے۔ علماء کے خلاف گواہی دوسرے لوگوں کے خلاف گواہی سے سخت ہوتی ہے۔ نبی کی بیویوں کے خلاف گواہی دوسری عورتوں کے خلاف گواہی سے سخت ہوتی ہے۔ فرمایا تم میں سے جس نے نافرمانی کی تو مومنوں کی عورتوں سے انہیں دگنا عذاب دیا جائیگا۔

وَ مَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَاۤ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ ۙ وَ اَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا ﴿۳۱﴾ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّ قُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ﴿۳۲﴾

" اور جو تم میں سے فرماں بردار بنی رہی اللہ اور اس کے رسول کی اور نیک عمل کرتی رہی تو ہم اس کو اس کا اجر بھی دو چند دیں گے اور ہم نے اس کے لیے عزت والی روزی تیار کر رکھی ہے۔ اے نبی کی ازواج (مطہرات)! تم نہیں ہو دوسری عورتوں میں سے کسی عورت کی مانند اگر تم پرہیزگاری اختیار کرو۔ پس ایسی نرمی سے بات نہ کرو کہ طمع کرنے لگے وہ (بے حیا) جس کے دل میں روگ ہے اور گفتگو کرو تو باوقار انداز سے کرو "۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے: وَ مَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تَعْمَلْ صَالِحًا کا معنی ہے تم میں سے جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے لیے طاعت کے ذریعے نیک کام کرے۔

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت عطاء بن یسار رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: یعنی تم میں سے جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے اور روزہ و نماز پڑھے۔(3)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابو امامہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چار قسم کے لوگ

1۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 73، دار الفکر بیروت 2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 37 (2335)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ طبقات ابن سعد، جلد 8، صفحہ 198، دار صادر بیروت

ایسے ہیں جنہیں دگنا درجہ دیا جاتا ہے، ان میں سے رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات ہیں۔(1)

ابن ابی حاتم نے جعفر بن محمد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ کی ازواج مطہرات ثواب وعتاب میں ہماری طرح ہیں۔

امام عبدالرزاق، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ تم اس امت کی عورتوں جیسی نہیں ہو۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تم نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات ہو، اس کے ساتھ ساتھ تم نبی کریم ﷺ کا دیدار کرتی ہو اور وحی کو دیکھتی ہو جو آسمان سے آتی ہے۔ تم دوسری عورتوں کی بنسبت تقویٰ کی زیادہ مستحق ہو۔ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا کہ وہ بے حیائی کی باتیں نہ کریں۔ جس کے دل میں مرض ہے وہ بدکاری کی تہمت لگا دے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سدی سے فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ رفث کے بارے میں گفتگو نہ کرو۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وہ گفتگو میں مردوں کو رخصت نہ دیں اور نہ ہی بے حیائی والی بات کریں۔(3)

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے مرض کا معنی بدکاری کی شہوت لیا ہے۔

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ کے بارے میں بتائیے فرمایا اس کا معنی فجور اور زنا ہے۔ پوچھا کیا عرب اسے پہچانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے اعشیٰ کو کہتے ہوئے نہیں سنا:

حَافِظٌ لِّلْفَرَجِ رَاضٍ بِالتُّقٰى لَيْسَ مِمَّنْ قَلْبُهٗ فِيْهِ مَرَضٌ

''شرمگاہ کی حفاظت کرنے والا اور تقویٰ پر راضی ہے یہ ان لوگوں میں سے نہیں جس میں فسق وفجور پایا جائے''۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت زید بن علی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: مرض کی دو قسمیں ہیں: ایک بدکاری کا مرض اور دوسرا نفاق کا مرض۔

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت عطاء بن یسار رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مرض سے مراد بدکاری ہے: وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا یعنی ایسا ظاہر کلام جس میں کسی کی طمع نہ ہو۔(4)

امام ابن سعد نے محمد بن کعب سے یہ قول نقل کیا ہے: وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا یعنی ایسا کلام جس میں کسی کی طمع نہ ہو۔(5)

1۔ مجمع الزوائد، باب النکاح، جلد 1، صفحہ 477 (7351)، دار الفکر بیروت
2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 38 (2339)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 6، دار احیاء التراث العربی بیروت
4۔ طبقات ابن سعد، جلد 8، صفحہ 198، دار صادر بیروت 5۔ ایضاً

وَ قَرْنَ فِیْ بُیُوْتِكُنَّ وَ لَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰى وَ اَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتِیْنَ الزَّكٰوةَ وَ اَطِعْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ؕ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا ۝۳۳

"اور ٹھہری رہو اپنے گھروں میں اور اپنی آرائش کی نمائش نہ کرو جیسے سابق دور جاہلیت میں رواج تھا اور نماز قائم کرو اور زکوۃ دیا کرو اور اطاعت کیا کرو اللہ تعالے اور اس کے رسول کی۔ اللہ تعالیٰ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے دور کردے پلیدی کو اے نبی کے گھر والو! اور تم کو پوری طرح پاک صاف کردے"۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے بتایا گیا کہ حضرت سودہ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا آپ کو کیا ہوگیا ہے کہ آپ نہ حج کرتی ہیں اور نہ عمرہ کرتی ہیں جسطرح کہ دوسری ازواج مطہرات آتی ہیں؟ انہوں نے جواب دیا میں نے حج بھی کیا ہے اور عمرہ بھی کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا کہ میں گھر میں ہی رہوں۔ اللہ کی قسم! میں لوٹ آنے تک گھر سے نہیں نکلوں گی۔ اللہ کی قسم! وہ اپنے کمرے کے دروازے سے باہر نہ آئیں یہاں تک کہ وہاں سے آپ کا جنازہ نکالا گیا۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن سعد، عبد اللہ بن احمد نے زوائد زہد میں اور ابن منذر نے مسروق سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جب یہ آیت تلاوت کرتیں وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِكُنَّ تو رونے لگتیں یہاں تک کہ ان کی اوڑھنی تر ہو جاتی۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے سال یہ فرمایا تمام ازواج مطہرات حجاب کیا کرتی تھیں مگر حضرت زینب بنت جحش اور حضرت سودہ بنت زمعہ، یہ دونوں کہتیں اللہ کی قسم! جب سے ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات سنی ہے ہم سواری پر سوار نہیں ہوئیں۔

امام ابن ابی حاتم نے ام نائلہ سے روایت نقل کی ہے کہ ابو برزہ آئے اور اپنی ام ولد کو گھر میں نہ پایا لوگوں نے بتایا وہ مسجد کی طرف گئی ہوئی ہے۔ جب وہ واپس آئی تو بلند آواز سے اسے ڈانٹا۔ کہا اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو گھروں سے نکلنے سے منع کیا ہے انہیں حکم دیا ہے کہ وہ اپنے گھر میں رہیں، جنازہ کے ساتھ نہ جائیں، مسجد میں حاضر نہ ہوں اور جمعہ میں بھی حاضر نہ ہوں۔

امام ترمذی اور بزار رحمہما اللہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں کہ عورت پردہ میں رکھنے کی چیز ہے۔ جب وہ باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کی طرف جھانکتا ہے۔ وہ اس وقت اپنے رب کی رحمت کے زیادہ قریب ہوتی ہے جب وہ گھر میں انتہائی پردہ کی جگہ میں ہوتی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ عورتوں کو گھروں میں روکے رکھو کیونکہ عورتیں پردہ میں رکھنے والی چیزیں ہیں۔ عورت جب اپنے گھر سے نکلتی ہے تو شیطان اس پر جھانکتا ہے اور اسے کہتا ہے تو

کسی کے پاس سے نہیں گزرتی مگر وہ تمہیں دیکھ کر خوش ہوتا ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے: عورتوں کے بارے میں کم لباس سے مدد لو۔ ان میں سے جب کسی کے کپڑے زیادہ ہوتے ہیں اور اس کی زینت زیادہ ہوتی ہے تو اسے باہر نکلنا اچھا لگتا ہے۔(2)

امام بزار نے حضرت انس سے روایت نقل کی ہے کہ عورتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم مرد اللہ کی راہ میں جہاد میں شریک ہو کر فضیلت لے گئے۔ ہمارا تو کوئی ایسا عمل نہیں جسے بجالا کر ہم مجاہدین کا درجہ پاسکیں؟ فرمایا تم میں سے جو اپنے گھر میں ٹھہری وہ ان مجاہدین کا درجہ پائے گی جو اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ پہلا دور جاہلیت حضرت نوح اور حضرت ادریس علیہ السلام کے درمیان کا ہے۔ یہ ہزار سال پر محیط تھا۔ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے ایک خاندان میدانی علاقے میں رہتا اور دوسرا پہاڑوں میں رہتا۔ پہاڑوں میں رہنے والے مرد خوبصورت اور عورتیں بدصورت تھیں۔ میدانی علاقے کی عورتیں خوبصورت اور مرد بدصورت تھے۔ ابلیس ایک میدانی علاقے کے مرد کے پاس ایک لڑکے کی صورت میں آیا اور اپنے آپ کو اجرت پر اس کے حوالے کیا۔ یہ لڑکا اس کی خدمت کرتا تھا۔ ابلیس نے اس جیسی بانسری لی جیسے چرواہے بجاتے ہیں۔ وہ ایسی آواز لایا جیسی آواز لوگوں نے پہلے کبھی نہ سنی تھی۔ یہ آواز اس کے اردگرد والے لوگوں کو پہنچی۔ وہ اسے سننے کے لیے باری باری آتے۔ انہوں نے ایک عید کا دن مقرر کیا۔ سال میں وہ اس دن جمع ہوتے۔ عورتیں لوگوں کے لیے زیب وزینت کا اظہار کرتیں اور مرد عورتوں کے لیے ایسا ہی کرتے۔ پہاڑی علاقے کا ایک آدمی ان کی عید کے موقع پر اچانک ان کے پاس آیا۔ اس نے عورتوں اور ان کی خوبصورتی کو دیکھا۔ وہ اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور اس بارے میں انہیں بتایا۔ وہ لوگ ان کے پاس آئے اور ان کے ہاں ٹھہرے۔ اس طرح ان عورتوں میں بے حیائی آئی۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ کا یہی مطلب ہے۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت حکم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت آدم اور حضرت نوح علیہ السلام کے درمیان آٹھ سو سال کا عرصہ حائل ہے۔ ان کی عورتیں انتہائی بدصورت اور ان کے مرد انتہائی خوبصورت تھے۔ عورت خواہش کرتی کہ مرد اس سے خواہشیں پوری کرے۔ یہ آیت انہیں کے متعلق نازل ہوئی۔(4)

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے: حضرت عمر بن خطاب نے حضرت ابن عباس سے پوچھا مجھے اس فرمان کے بارے میں بتاؤ جو اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے لیے فرمایا: وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ کیا جاہلیت ایک کے علاوہ بھی ہے؟ حضرت ابن عباس نے کہا میں نے کوئی ایسا اول نہیں جس کا آخر نہ ہو۔ حضرت عمر نے حضرت ابن عباس سے فرمایا کتاب اللہ سے

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب فی الغیرۃ، جلد 4، صفحہ 53 (17710)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ ایضاً (17711)
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 9، دار احیاء التراث العربی بیروت
4۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 8

مجھے کوئی چیز بتاؤ جو اس کی تصدیق کرے۔ کہا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وَ جَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ (الحج:78) كَمَا جَاهَدْتُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ حضرت عمر نے پوچھا ہمیں کن سے جہاد کا حکم دیا گیا ہے؟ کہا بنو مخزوم اور بنو عبد شمس سے۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے اس آیت کی تلاوت کی تو کہا کہ جاہلیت اولی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے میں تھی۔

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جاہلیت اولی سے مراد وہ زمانہ ہے جس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ولادت ہوئی اور جاہلیت آخرہ وہ ہے جس میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جاہلیت اولی سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے امام شعبی رحمہ اللہ سے اس کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام ابن سعد اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے روایت نقل کی ہے کہ عورت گھر سے نکلتی اور مردوں کے درمیان چلتی۔(3)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے سنن میں حضرت ابو اذینہ صدفی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورتوں میں سے سب سے بری تبرج کرنے والیاں ہیں۔ وہی منافقات ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی جنت میں داخل نہ ہوگی مگر اس کوے کی مانند جس کے پاؤں سفید ہوں۔(4)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: جب تم اپنے گھروں سے نکلو اور چال ایسی ہو جس میں لچک اور ناز و ادا ہو تو اللہ تعالیٰ نے اس چیز سے انہیں منع کیا۔(5)

امام ابن سعد، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن ابی نجیح رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ تبرج کا معنی تبختر ہے یعنی متکبرانہ چال چلنا۔(6)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مقاتل رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تبرج سے مراد اوڑھنی کو سر سے اتارنا اور اسے سر پر نہ باندھنا ہے کہ وہ اس کے ہار، بالیوں اور گردن کو چھپاتے ہیں۔ سر سے اتارنے کی وجہ سے اس کی یہ سب چیزیں ظاہر ہو جاتی ہیں۔ یہی تبرج ہے پھر مسلمان عورتوں میں بھی تبرج عام ہو گیا۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں سے بیعت لی تو ارشاد فرمایا لَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى ایک عورت نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ خیال کرتی ہوں کہ آپ ہم پر شرط لگا رہے ہیں کہ ہم تبرج نہ کریں جبکہ فلاں عورت نے اس معاملہ میں میری مدد کی ہے (باری دی ہے) جبکہ اس کا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 9، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ طبقات ابن سعد، جلد 8، صفحہ 199، دار صادر بیروت
3۔ ایضاً، جلد 8، صفحہ 198
4۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 82، دار الفکر بیروت
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 8
6۔ ایضاً

بھائی فوت ہو چکا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جاؤ تم بھی ایسا کر آؤ۔ پھر میرے پاس آؤ اور بیعت کرو۔(1)

امام ابن ابی حاتم اور ابن عساکر عکرمہ کی سند سے وہ حضرت ابن عباس سے روایت نقل کرتے ہیں کہ ارشاد باری تعالیٰ اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡہِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَہۡلَ الۡبَیۡتِ حضور ﷺ کی ازواج مطہرات کے حق میں نازل ہوا۔ حضرت عکرمہ نے کہا جو چاہے اس کا اطلاق اپنی اہل پر کرے۔ یہ آیت تو حضور ﷺ کی ازواج مطہرات کے حق میں نازل ہوئی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں کہ یہ آیت ازواج مطہرات نبی کے حق میں نازل ہوئی۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ آیت کا مصداق وہ نہیں جس طرف تم جاتے ہو بلکہ اس سے مراد نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات ہیں۔(2)

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت عروہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اہل بیت سے مراد حضور ﷺ کی ازواج مطہرات ہیں۔ یہ آیت حضرت عائشہ صدیقہ کے حق میں نازل ہوئی۔(3)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے جو نبی کریم ﷺ کی زوجہ تھیں، روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ان کے گھر میں سوئے ہوئے تھے۔ آپ پر خیبر کی بنی ہوئی چادر تھی۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک ہنڈیا لائی جس میں خزیرہ(4) تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے خاوند اور دونوں بیٹوں حضرت حسن و حضرت حسین کو بلاؤ۔ حضرت فاطمہ انہیں بلا لائیں۔ اسی اثناء میں کہ وہ کھانا کھا رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی۔ نبی کریم ﷺ نے اپنی چادر کا باقی ماندہ حصہ پکڑا اور اس چادر سے انہیں ڈھانپ دیا اور پھر چادر سے اپنا ہاتھ نکالا اور آسمان کی طرف اشارہ کیا۔ پھر عرض کی اے اللہ! یہ میرے اہل بیت اور میرے خاص افراد ہیں، ان سے رجس کو دور کر دے اور انہیں پاکیزہ بنا دے۔ یہ آپ نے تین دفعہ کلمات دہرائے۔ حضرت ام سلمہ نے کہا میں نے اپنا سر اس چادر کے اندر کیا۔ عرض کی یا رسول اللہ! میں بھی تمہارے ساتھ ہوں۔ فرمایا تو خیر کی طرف ہے، یہ بات دو دفعہ ارشاد فرمائی۔(5)

امام طبرانی رحمہ اللہ سے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنے والد ماجد کی خدمت میں ثرید لائیں۔ اسے ایک کھلے برتن میں ڈالا ہوا تھا یہاں تک کہ اسے حضور ﷺ کے سامنے رکھ دیا۔ حضور ﷺ نے پوچھا تیرا چچازاد کہاں ہے؟ عرض کی وہ گھر میں ہے۔ فرمایا جاؤ انہیں اور اپنے بیٹوں کو لے آؤ۔ حضرت فاطمہ رضی

1۔ معجم کبیر، جلد 11، صفحہ 264 (11688)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 13
3۔ طبقات ابن سعد، جلد 8، صفحہ 199، دار صادر بیروت
4۔ ایک کھانا ہے جس میں گوشت کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کیے جاتے ہیں اس میں زیادہ پانی ڈالا جاتا ہے جب پک جاتا ہے تو اس پر آٹے کو بکھیرا جاتا ہے۔ (مترجم)
5۔ معجم کبیر، جلد 3، صفحہ 54 (2668)

اللہ تعالیٰ عنہا اپنے بیٹوں کو ایک ایک ہاتھ میں پکڑے تشریف لائیں جبکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور ﷺ نے حضرات حسن وحسین رضی اللہ عنہما کو اپنی گود میں بٹھایا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ شیر خدا حضور ﷺ کی دائیں اور حضرت فاطمہ حضور ﷺ کی بائیں طرف بیٹھیں۔ حضرت ام سلمہ نے کہا میں نے اپنے نیچے سے وہ چادر پکڑی جو گھر میں نیند کی حالت میں ہمارا بستر ہوا کرتی تھی۔(1)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: اپنے بیٹوں اور خاوند کو لے آؤ۔ آپ ان سب کو لے آئیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان پر فدکی چادر ڈالی۔ پھر اپنا ہاتھ ان سب پر رکھا۔ پھر کہا اے اللہ! یہ اہل محمد ہیں ایک حدیث میں آل محمد کے الفاظ ہیں۔ اپنی رحمتیں اور برکتیں آل محمد پر اسی طرح کر جس طرح تو نے آل ابراہیم پر رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائیں اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ حضرت ام سلمہ نے کہا میں نے چادر اوپر اٹھائی تا کہ میں بھی ان میں داخل ہوں حضور ﷺ نے اسے میرے ہاتھ سے کھینچ لیا اور کہا تو بھلائی پر ہے۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت میرے گھر میں نازل ہوئی۔ گھر میں سات افراد تھے۔ حضرت جبرئیل، حضرت میکائیل، حضرت علیؓ، حضرت فاطمہ، حضرت حسن، حضرت حسین اور میں رضی اللہ عنہم گھر کے دروازے کے پاس تھی۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ! ﷺ کیا میں اہل بیت میں سے نہیں ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا تو بھلائی کی طرف ہے، تو ازواج نبی میں سے ہے۔

امام ابن مردویہ اور خطیب رحمہما اللہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ام سلمہ کی باری کا دن تھا تو حضرت جبرئیل امین رسول اللہ ﷺ پر اس آیت کو لائے۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسن، حضرت حسین، حضرت فاطمہ اور حضرت علی کو بلایا۔ اپنے جسم کے ساتھ لٹایا۔ ان پر کپڑا اڈالا جبکہ حضرت ام سلمہ پر حجاب ڈالا ہوا تھا۔ پھر دعا کی اے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں، اے اللہ! ان سے ناپاکی کو دور فرمادے اور انہیں پاکیزہ بنادے۔ حضرت ام سلمہ نے کہا اے اللہ کے نبی! کیا میں بھی ان کے ساتھ ہوں؟ فرمایا تو اپنے مکان پر ہے، تو بھلائی پر ہے۔

امام ترمذی (جبکہ امام ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، ابن جریر، ابن منذر، حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) ابن مردویہ اور بیہقی نے سنن میں مختلف سندوں سے حضرت ام سلمہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت میرے گھر میں نازل ہوئی۔ جبکہ گھر میں حضرت فاطمہ، حضرت علی، حضرت حسن اور حضرت حسین تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں اس چادر سے عزت بخشی جو رسول اللہ ﷺ پر تھی۔ پھر فرمایا یہ میرے اہل بیت ہیں، ان سے ناپاکی کو دور فرمادے اور انہیں پاکیزہ بنادے۔(3)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور طبرانی نے حضرت ابوسعید خدری سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ آیت پانچ افراد کے بارے میں نازل ہوئی۔ میں، حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسن اور حضرت حسین۔(4)

1۔ معجم کبیر، جلد 3، صفحہ 54 (2666)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 53 (2664)
3۔ سنن ترمذی، جلد 12، صفحہ 60 (3205)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 10

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، امام مسلم، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ ایک صبح رسول اللہ ﷺ نکلے جبکہ رسول اللہ ﷺ پر دھاری دار سیاہ بالوں کی چادر تھی۔ حضرت حسن اور حسین حاضر ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں اس میں داخل کر لیا۔ پھر حضرت علی آئے تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی کو بھی اس میں داخل کر لیا۔ پھر یہ آیت تلاوت کی۔(1)

امام ابن جریر، حاکم، اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل ہوئی تو حضور ﷺ نے حضرت علی، حضرت فاطمہ اور آپ کے دونوں بیٹوں کو اپنے کپڑے کے نیچے داخل کیا۔ پھر یہ دعا کی اے اللہ! یہ میرے اہل ہیں، یہ میرے اہل بیت ہیں۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی، حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت واثلہ بن اسقع رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت فاطمہ کے پاس آئے جبکہ آپ کے ساتھ حضرت حسن، حضرت حسین اور حضرت علی تھے۔ یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ گھر میں داخل ہوئے۔ حضور ﷺ نے حضرت علی اور حضرت فاطمہ کو اپنے قریب کیا۔ ان دونوں کو اپنے سامنے بٹھایا۔ حضرت حسن اور حسین کو اپنی رانوں پر بٹھایا۔ پھر ان پر کپڑا لپیٹا جبکہ میں ان کے باہر تھی۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اس آیت کو تلاوت فرمایا۔(3)

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، امام ترمذی (جبکہ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے)، ابن جریر، ابن منذر، طبرانی، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب حضرت فاطمہ کے دروازے کے پاس سے گزرتے جبکہ صبح کی نماز کے لیے جا رہے ہوتے تو ارشاد فرماتے اَلصَّلٰوۃَ یَا اَھْلَ الْبَیْتِ اَلصَّلٰوۃَ۔ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ۔(4)

امام مسلم رحمہ اللہ نے حضرت زید بن ارقم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں اپنے اہل بیت کے بارے میں تمہیں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں۔ حضرت زید سے پوچھا گیا آپ کے اہل بیت کون ہیں؟ جواب دیا: آپ کی ازواج مطہرات اہل بیت میں سے ہیں لیکن آپ کے وہ اہل بیت جن پر بعد میں صدقہ حرام کیا گیا وہ حضرت علی کا خاندان، حضرت عقیل کا خاندان، حضرت جعفر کا خاندان اور حضرت عباس کا خاندان ہے۔(5)

امام حکیم ترمذی، طبرانی، ابن مردویہ، ابونعیم اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو دو حصوں میں تقسیم کیا۔ مجھے اس میں سے بہتر حصہ میں رکھا۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان وَ اَصْحٰبُ الْیَمِیْنِ (الواقعہ: 27) اور وَ اَصْحٰبُ الشِّمَالِ (الواقعہ: 41) کا یہی مطلب ہے۔ میں اصحاب

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 11، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 13 3۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 12-11

4۔ سنن ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 12، صفحہ 60 (3206)، دار الکتب العلمیہ بیروت

5۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، باب فضائل علی بن ابی طالب، جلد 15، صفحہ 146 (2408)، دار الکتب العلمیہ بیروت

یمین میں سے ہوں اور میں اصحاب یمین میں سے بہترین ہوں۔ پھر دونوں قسموں کو مزید تین حصوں میں تقسیم کیا اور مجھے ان تین میں سے بہترین میں رکھا۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی مطلب ہے فَاَصْحٰبُ الْمَیْمَنَةِ ۙ۬ مَاۤ اَصْحٰبُ الْمَیْمَنَةِ ؕ وَ اَصْحٰبُ الْمَشْـَٔمَةِ ۙ۬ مَاۤ اَصْحٰبُ الْمَشْـَٔمَةِ ؕ وَ السّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ (الواقعہ:) میں سابقین میں سے ہوں اور بہترین سابقین میں سے ہوں۔ پھر ان تین قسموں کو مختلف قبائل میں تقسیم کیا اور مجھے بہترین قبیلہ میں رکھا۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی مقصود ہے: وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآىِٕلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ (الحجرات:13) میں اولاد آدم میں سے سب سے زیادہ متقی ہوں اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سب سے معزز ہوں۔ یہ کوئی فخر کی بات نہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے قبائل کو بیوت میں تقسیم کیا اور مجھے از روئے بیت (1) کے بہترین بیت میں رکھا۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی مطلب ہے: اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا میں اور میرا بیت گناہوں سے پاک ہیں۔ (2)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ اہل بیت ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے گناہ سے محفوظ رکھا اور اپنی رحمت کے ساتھ خاص کیا (3)۔ کہا حضرت ضحاک بن مزاحم رحمہ اللہ نے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمایا کرتے تھے: ہم اس خاندان والے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے نبوت کے درخت، رسالت کے محل، فرشتوں کے آنے جانے، رحمت کے گھر اور علم کے معدن کے ساتھ پاکیزہ بنایا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت علی شیر خدا کی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شادی ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چالیس دنوں تک ان کے دروازے پر آتے رہے آپ ارشاد فرماتے اَلسَّلَامُ عَلَیْكُمْ اَهْلَ الْبَیْتِ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ نماز کا وقت ہو گیا ہے، اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے۔ جو تم سے جنگ کرے میں اس سے جنگ کرنے والا ہوں اور جو تم سے صلح کرے میں اس سے صلح کرنے والا ہوں۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضت ابوحمراء رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے مدینہ طیبہ میں آٹھ ماہ تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عمل کو یاد کیا۔ آپ جب بھی صبح کی نماز کے لیے آتے تو حضرت علی شیر خدا کے دروازے پر آتے، اپنا ہاتھ دروازے کے پہلوؤں پر رکھتے، فرماتے نماز، نماز۔ (4)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ہم نے نو ماہ تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ ہر روز ہر نماز کے وقت حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کے دروازے پر تشریف لاتے، ارشاد فرماتے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ بیت والو اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے، نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ یہ ہر روز پانچ دفعہ فرماتے۔

امام طبرانی نے ابوحمراء سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ حضرت علی اور حضرت فاطمہ کے دروازے پر چھ ماہ تک تشریف لاتے رہے اور یہ آیت تلاوت کرتے اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ۔ (5)

1۔ خاندان 2۔ مجمع الزوائد، باب علامات النبوۃ، جلد 8، صفحہ 396 (13822)، دار الفکر بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 10 4۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 11 5۔ مجمع الزوائد، کتاب المناقب، جلد 9، صفحہ 160 (14701)

وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَ الْحِكْمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا ﴿۳۴﴾

''اور یاد رکھو اللہ کی آیتوں اور حکمت کی باتوں کو جو پڑھی جاتی ہیں تمہارے گھروں میں۔ بے شک اللہ تعالیٰ بڑا لطف فرمانے والا، ہر بات سے باخبر ہے''۔

امام عبدالرزاق، ابن سعد، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اٰيٰتِ اللّٰهِ کا معنی قرآن اور الْحِكْمَةِ کا معنی سنت نقل کیا ہے اس آیت کے ذریعے ازواج مطہرات پر عتاب فرمایا۔(1)

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت ابو امامہ بن سہل رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواج مطہرات کے گھروں میں رات اور دن نماز ادا فرماتے تھے۔(2)

اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَ الْمُسْلِمٰتِ وَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ وَ الْقٰنِتِيْنَ وَ الْقٰنِتٰتِ وَ الصّٰدِقِيْنَ وَ الصّٰدِقٰتِ وَ الصّٰبِرِيْنَ وَ الصّٰبِرٰتِ وَ الْخٰشِعِيْنَ وَ الْخٰشِعٰتِ وَ الْمُتَصَدِّقِيْنَ وَ الْمُتَصَدِّقٰتِ وَ الصَّآئِمِيْنَ وَ الصّٰٓئِمٰتِ وَ الْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَ الْحٰفِظٰتِ وَ الذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّ الذّٰكِرٰتِ ۙ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۳۵﴾

''بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں، مومن مرد اور مومن عورتیں، فرمانبردار مرد اور فرمانبردار عورتیں، سچ بولنے والے مرد اور سچ بولنے والی عورتیں، صابر مرد اور صابر عورتیں، عاجزی کرنے والے اور عاجزی کرنے والیاں، خیرات کرنے والے اور خیرات کرنے والیاں، روزہ دار مرد اور روزہ دار عورتیں، اپنی عصمت کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والیاں اور کثرت سے اللہ کو یاد کرنے والے اور یاد کرنے والیاں، تیار کر رکھا ہے اللہ نے ان سب کے لیے مغفرت اور اجر عظیم''۔

امام احمد، امام نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن مردویہ اور طبرانی نے حضرت ام سلمہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کیا وجہ ہے قرآن حکیم میں ہمارا اس طرح ذکر نہیں ہوتا جیسا ذکر مردوں کا ہوتا ہے؟ ایک روز منبر پر سے آپ کی آواز نے مجھے ڈرا دیا، آپ ارشاد فرما رہے تھے اے لوگو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَ الْمُسْلِمٰتِ۔(3)

امام فریابی، ابن سعد، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، امام نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 14، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ طبقات ابن سعد، جلد 8، صفحہ 199، دار صادر بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 16

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے عرض کی: کیا وجہ ہے کہ میں قرآن حکیم میں مردوں کا ذکر سنتی ہوں جبکہ عورتوں کا ذکر نہیں کیا جاتا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔(1)

امام فریابی، سعید بن منصور، عبد بن حمید، امام ترمذی (جبکہ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے)، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ام عمارہ انصاریہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں، عرض کی میں ہر چیز مردوں کے لیے دیکھتی ہوں، میں عورتوں کا کوئی ذکر نہیں پاتی۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔(2)

امام ابن جریر، طبرانی اور ابن مردویہ حضرت حسن بصری سے وہ حضرت ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ عورتوں نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ کیا وجہ ہے مومنوں کا ذکر ہوتا ہے اور مومنات کا ذکر نہیں ہوتا۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔(3)

امام ابن جریر، طبرانی اور ابن مردویہ نے حسن سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ عورتوں نے کہا یا رسول اللہ! ﷺ کیا وجہ ہے مومنوں کا ذکر کیا جاتا ہے اور مومنات کا ذکر نہیں کیا جاتا؟ تو یہ آیت نازل ہوئی۔(4)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ عورتیں ازواج النبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں، عرض کی اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں تمہارا ذکر کیا ہے جبکہ ہمارا کچھ بھی ذکر نہیں کیا۔ کیا کوئی ایسی بات نہیں جو ہمارے بارے میں ذکر کی جائے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔(5)

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے اور ایک اور سند سے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: جب قرآن حکیم میں نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات کا ذکر ہوا تو مسلمانوں کی عورتوں نے کہا: اگر ہمارے اندر کوئی بھلائی ہوتی تو ہمارا بھی ذکر کیا جاتا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔(6)

امام ابن سعد نے حضرت عکرمہ سے روایت نقل کی ہے کہ عورتوں نے مردوں سے کہا: ہم نے اسلام قبول کیا جیسے تم نے اسلام قبول کیا۔ ہم نے نیک اعمال کیے۔ جیسے تم نے کیے تمہارا قرآن میں ذکر ہوتا ہے ہمارا ذکر نہیں ہوتا۔ لوگوں کو مسلمان کہا جاتا ہے جب انہوں نے ہجرت کی تو ان کا نام مومن پڑ گیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل فرمایا اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَ الْمُسْلِمٰتِ وَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ وَ الْقٰنِتِيْنَ وَ الْقٰنِتٰتِ یعنی اطاعت کرنے والے مرد اور اطاعت کرنے والی عورتیں۔ وَ الصّٰدِقِيْنَ وَ الصّٰدِقٰتِ وَ الصّٰبِرِيْنَ وَ الصّٰبِرٰتِ وَ الْخٰشِعِيْنَ وَ الْخٰشِعٰتِ وَ الْمُتَصَدِّقِيْنَ وَ الْمُتَصَدِّقٰتِ وَ الصَّآىِٕمِيْنَ وَ الصّٰٓىِٕمٰتِ یعنی رمضان شریف کے روزے رکھنے والے مرد اور عورتیں وَ الْحٰفِظٰتِ یعنی اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والی عورتیں، وَ الذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّ الذّٰكِرٰتِ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والے مرد اور عورتیں اور اس کی نعمتوں کو یاد کرنے والے۔(7)

1۔ تحفۃ الاشراف، جلد 13، صفحہ 42 (18239)، دار القیمۃ

2۔ سنن ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 12، صفحہ 62 (3211)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 207 (11273)، دار الفکر بیروت

4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 15، دار احیاء التراث العربی بیروت 5۔ ایضاً

6۔ طبقات ابن سعد، جلد 8، صفحہ 199، دار صادر بیروت 7۔ ایضاً، جلد 8، صفحہ 200

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَ الْمُسْلِمٰتِ مردوں اور عورتوں میں سے اللہ کے لیے مخلص۔ وَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ تصدیق کرنے والے مرد اور تصدیق کرنے والی عورتیں۔ وَ الْقٰنِتِیْنَ وَ الْقٰنِتٰتِ اطاعت کرنے والے مرد اور اطاعت کرنے والی عورتیں۔ وَ الصّٰدِقِیْنَ وَ الصّٰدِقٰتِ اپنے ایمان میں سچے مرد اور سچی عورتیں۔ وَ الصّٰبِرِیْنَ وَ الصّٰبِرٰتِ اللہ کے حکم پر صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں۔ وَ الْخٰشِعِیْنَ یعنی نماز میں اللہ کے حضور عاجزی کرنے والے۔ انہیں پتہ ہی نہیں ہوتا کہ اس کے دائیں کون ہے اور اس کے بائیں کون ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزی کی وجہ سے وہ ادھر ادھر متوجہ نہیں ہوتا۔ وَ الْخٰشِعٰتِ عورتوں میں سے عاجزی کرنے والیاں۔ وَ الصَّآئِمِیْنَ وَ الصّٰٓئِمٰتِ جو رمضان کے اور ہر ماہ کے تین روزے رکھے وہ اس آیت کا مصداق ہے۔ وَ الْحٰفِظِیْنَ فُرُوْجَهُمْ وَ الْحٰفِظٰتِ یعنی وہ بدکاری سے اپنی شرمگاہوں کو محفوظ رکھتی ہیں۔ پھر ان کے ثواب کا ذکر کیا تو ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے ان کے گناہوں پر بخشش اور جنت میں وافر جزاء تیار کر رکھی ہے۔

امام عبد بن حمید، ابوداؤد، امام نسائی، ابن ماجہ، ابویعلی، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن حبان، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابوسعید خدری سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب رات کے وقت مرد اپنی بیوی کو جگائے اور وہ صرف دو رکعت نماز ادا کریں تو وہ اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ یاد کرنے والوں میں شمار ہوتے ہیں۔(1)

امام عبدالرزاق، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی اس وقت تک اللہ تعالیٰ کو زیادہ یاد کرنے والوں میں سے نہیں ہوتا یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کو کھڑے ہوئے، بیٹھے ہوئے اور پہلو کے بل لیٹ کر یاد نہ کرے۔(2)

وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّ لَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَ مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ﴿۳۶﴾

"نہ کسی مرد کو یہ حق پہنچتا ہے اور نہ کسی مومن عورت کو کہ جب فیصلہ فرما دے اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول کسی معاملہ کا تو پھر انہیں کوئی اختیار ہو اپنے اس معاملہ میں اور جو نافرمانی کرتا ہے اللہ اور اس کے رسول کی تو وہ کھلی گمراہی میں مبتلا ہو گیا"۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے تاکہ زید بن حارثہ کے نکاح کے لیے پیغام دیں۔ آپ زینب بنت جحش اسدی کے ہاں تشریف لے گئے۔

1۔ سنن ابوداؤد، باب قیام اللیل، جلد 5، صفحہ 215 (1279)، مکتبۃ الرشد
2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 40 (2344)، دارالکتب العلمیہ بیروت

رسول اللہ ﷺ نے اسے نکاح کا پیغام دیا۔ حضرت زینب نے کہا میں اس (زید) سے نکاح کرنے کے لیے تیار نہیں ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسے نکاح کرلو۔ عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ میں اپنے بارے میں مشورہ کروں گی۔ ابھی دونوں آپس میں گفتگو کر رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر اس آیت کو نازل فرمایا وَ مَا کَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّ لَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ۔ حضرت زینب نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ آپ اس کا میرے ساتھ نکاح کرنے پر راضی ہیں؟ فرمایا ہاں۔ عرض کی تو پھر میں رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی نہیں کروں گی۔ میں نے اس سے نکاح کرلیا۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے: رسول اللہ ﷺ نے حضرت زید بن حارثہ کے لیے حضرت زینب بنت جحش کو نکاح کا پیغام دیا تو حضرت زینب نے اس سے انکار کردیا۔ عرض کی میں اس سے حسب میں بہتر ہوں۔ وہ ایسی عورت تھی جس میں تیزی تھی۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا وَ مَا کَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّ لَا مُؤْمِنَةٍ۔(2)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت زینب کو نکاح کا پیغام دیا۔ رسول اللہ ﷺ چاہتے تھے کہ حضرت زینب کا نکاح حضرت زید سے کردیں۔ حضرت زینب نے یہ خیال کیا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے لیے نکاح کا پیغام دے رہے ہیں۔ جب انہیں یہ علم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ حضرت زید کے لیے پیغام دے رہے ہیں تو انکار کردیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا: وَ مَا کَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّ لَا مُؤْمِنَةٍ تو حضرت زینب راضی ہوگئیں اور بات مان لی۔(3)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آیت کا مصداق حضرت زینب بنت جحش ہے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے انہیں حضرت زید بن حارثہ کے ساتھ نکاح کرنے کے بارے میں کہا تو انہوں نے حضرت زید بن حارثہ سے نکاح کرنے کو ناپسند کیا۔(4)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت زینب سے کہا میں ارادہ رکھتا ہوں کہ میں تیرا عقد زید بن حارثہ سے کردوں۔ میں تیرا اس کے ساتھ نکاح کرنے پر راضی ہوں۔ حضرت زینب نے کہا یا رسول اللہ! ﷺ میں اس کے ساتھ عقد نکاح کرنے پر راضی نہیں ہوں۔ میں اپنی قوم کی بیوہ اور آپ کی پھوپھی زاد ہوں۔ میں ایسا نہ کروں گی۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔ لِمُؤْمِنٍ سے مراد حضرت زید اور مُؤْمِنَةٍ سے مراد حضرت زینب ہیں۔ یہاں اَمْرًا سے مراد نکاح ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں جو حکم دیا ہے اس سے اختلاف کرنے کا انہیں کوئی اختیار نہیں۔ تو حضرت زینب نے کہا میں نے آپ کی اطاعت کی جو آپ چاہتے ہیں وہ کیجئے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت زینب کا نکاح حضرت زید سے کردیا۔ تو حضرت زید نے ان سے ازدواجی تعلق قائم کیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط کے حق میں نازل ہوئی۔ یہ پہلی عورت تھی جس نے ہجرت کی تھی۔ اس عورت نے اپنے آپ کو نبی کریم ﷺ کو ہبہ کیا۔ تو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 16 2۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 17 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 17-16

رسول اللہ ﷺ نے اس کا عقد نکاح حضرت زید بن حارثہ سے کر دیا۔ وہ اور اس کا بھائی اس پر ناراض ہو گئے۔ اس عورت نے کہا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کا ارادہ کیا جبکہ آپ نے اپنے غلام سے عقد نکاح کر دیا۔

امام عبد الرزاق، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عصر کی نماز کے بعد دو نفل پڑھنے کے بارے میں پوچھا تو حضرت ابن عباس نے انہیں منع کیا۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّ لَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا۔ (1)

وَ اِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِیْۤ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِ اَمْسِكْ عَلَیْكَ زَوْجَكَ وَ اتَّقِ اللّٰهَ وَ تُخْفِیْ فِیْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِیْهِ وَ تَخْشَى النَّاسَ ۚ وَ اللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰىهُ ؕ فَلَمَّا قَضٰى زَیْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَیْ لَا یَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ حَرَجٌ فِیْۤ اَزْوَاجِ اَدْعِیَآىٕهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ؕ وَ كَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ﴿۳۷﴾ مَا كَانَ عَلَى النَّبِیِّ مِنْ حَرَجٍ فِیْمَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهٗ ؕ سُنَّةَ اللّٰهِ فِی الَّذِیْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ؕ وَ كَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرَا ۟ۙ﴿۳۸﴾ الَّذِیْنَ یُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَ یَخْشَوْنَهٗ وَ لَا یَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ حَسِیْبًا ﴿۳۹﴾ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا ﴿۴۰﴾

"اور یاد کیجئے جب آپ نے فرمایا اس شخص کو جس پر اللہ تعالیٰ نے بھی احسان فرمایا اور آپ نے بھی احسان فرمایا اپنی بی بی کو اپنی زوجیت میں رہنے دے اور اللہ سے ڈر اور آپ مخفی رکھے ہوئے تھے اپنے جی میں وہ بات جسے اللہ ظاہر فرمانے والا تھا اور آپ کو اندیشہ تھا لوگوں (کے طعن و تشنیع) کا حالانکہ اللہ تعالیٰ زیادہ حقدار ہے کہ آپ اس سے ڈریں۔ پھر جب پوری کر لی زید نے اسے طلاق دینے کی خواہش تو ہم نے اس کا آپ سے نکاح کر دیا تاکہ (اس عملی سنت کے بعد) ایمان والوں پر کوئی حرج نہ ہو اپنے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں کے بارے میں جب وہ انہیں طلاق دینے کا ارادہ پورا کر لیں اور اللہ کا حکم تو ہر حال میں ہو کر رہتا ہے۔ نہیں ہے نبی پر کوئی

1۔ مصنف عبد الرزاق، باب الساعۃ التی یکرہ فیہا الصلوٰۃ، جلد 2، صفحہ 288 (3988)، دار الکتب العلمیہ بیروت

مضائقہ ایسے کام کرنے میں جنہیں حلال کردیا ہے اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے اللہ تعالیٰ کی یہی سنت ہے ان (انبیاء) کے بارے میں جو پہلے گزر چکے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا حکم ایسا فیصلہ ہوتا ہے جو طے پا چکا ہوتا ہے۔ وہ لوگ جو اللہ کے پیغامات پہنچاتے ہیں اور اس سے ڈرتے ہیں اور نہیں ڈرا کرتے کسی سے اللہ کے سوا۔ اور کافی ہے اللہ تعالیٰ حساب لینے والا۔ نہیں ہیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کسی کے باپ تمہارے مردوں میں سے بلکہ وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے"۔

امام بزار، ابن ابی حاتم، حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عباس اور حضرت علی بن ابی طالب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ہم اس لیے حاضر ہوئے ہیں کہ آپ ہمیں بتائیں آپ کے کون سے گھر والے آپ کو زیادہ محبوب ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے اہل میں سے مجھے حضرت فاطمہ زیادہ محبوب ہے۔ دونوں نے کہا ہم آپ سے حضرت فاطمہ کے بارے میں سوال نہیں کر رہے۔ فرمایا حضرت اسامہ بن زید جس پر اللہ تعالیٰ اور میں نے انعام کیا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی پھر کون؟ فرمایا تم پھر حضرت عباس۔ حضرت عباس نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے چچا کو بعد میں رکھا۔ فرمایا حضرت علی ہجرت میں تم سے سبقت لے گئے۔ (1)

امام عبد بن حمید، امام بخاری، امام ترمذی، امام نسائی، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت انس سے روایت نقل کی ہے کہ آیت وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ حضرت زینب بنت جحش اور حضرت زید بن حارثہ کے حق میں نازل ہوئی۔ (2)

امام احمد، عبد بن حمید، امام بخاری، امام ترمذی، ابن منذر، حاکم، ابن مردویہ اور بیہقی نے سنن میں حضرت انس سے روایت نقل کی کہ حضرت زید بن حارثہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حضرت زینب کی شکایت کرنے کے لیے حاضر ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زید کو فرمانے لگے اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اپنی بیوی اپنے پاس ہی رہنے دو۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔ حضرت انس بیان کرتے ہیں اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی آیت کو چھپاتے تو اس آیت کو چھپاتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب سے شادی کر لی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب سے شادی کے موقع پر جو دعوت ولیمہ کی ایسی دعوت ولیمہ کسی اور عورت کے نکاح پر نہیں کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بکری ذبح کی۔ حضرت زینب دوسری ازواج مطہرات پر فخر کرتی تھیں تمہاری شادیاں تمہارے گھر والوں نے کیں جبکہ میری شادی سات آسمانوں کے اوپر اللہ تعالیٰ نے کی۔ (3)

امام ابن سعد، امام احمد، امام نسائی، ابو یعلی، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت زینب کی عدت ختم ہوگئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید سے فرمایا جاؤ اور میرے بارے میں اس سے بات کرو؟ میں جاتا ہوں۔ جب میں نے حضرت زینب کو دیکھا تو میرے لیے یہ چیز بہت بڑی

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 452 (3562)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ سنن ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 12، صفحہ 63 (3212)، دار الکتب العلمیہ بیروت 3۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 452 (3563)

تھی۔ میں نے کہا اے زینب! تجھے بشارت ہو، رسول اللہ ﷺ نے مجھے بھیجا ہے، آپ تیرا ذکر کرتے ہیں۔ حضرت زینب نے کہا میں کچھ بھی نہیں کروں گی یہاں تک کہ اپنے رب سے مشورہ کروں گی۔ وہ اپنی نماز کی جگہ کھڑی ہو گئیں۔ دوسری طرف قرآن نازل ہوا۔ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے جبکہ بلا اجازت اندر تشریف لے آئے۔ جب حضرت زینب رسول اللہ ﷺ کے حرم میں داخل ہوئیں تو ہم نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں روٹی اور گوشت کھلایا۔ لوگ چلے گئے اور کچھ لوگ کھانے کے بعد بھی باتیں کرتے رہے۔ رسول اللہ ﷺ گھر سے باہر تشریف لے گئے۔ میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے تھا۔ رسول اللہ ﷺ باری باری اپنی ازواج مطہرات کو سلام فرمانے لگے۔ وہ عرض کرتیں یا رسول اللہ! ﷺ آپ نے اپنے اہل کو کیسا پایا؟ میں نہیں جانتا کہ میں نے بتایا ہے کہ لوگ چلے گئے ہیں یا آپ کو کسی اور نے خبر دی، آپ چلے یہاں تک کہ گھر میں داخل ہوئے۔ میں بھی آپ کے ساتھ گھر میں داخل ہونے لگا تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے اور میرے درمیان پردہ ڈال دیا۔ پردہ کا حکم نازل ہوا اور قوم کو نصیحت کی گئی جو نصیحت کی گئی۔ (1)

امام ابن سعد اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت محمد بن یحییٰ بن حبان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت زید رضی اللہ عنہ کو تلاش کرتے ہوئے ان کے گھر تک آئے۔ حضرت زید بن حارثہ کو زید بن محمد ﷺ کہا جاتا، کبھی کبھی رسول اللہ ﷺ حضرت زید کو نہ پایا تو زید بن حارثہ کی تلاش میں حضرت زید کے گھر تک آئے تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت زید کو نہ پایا۔ رسول اللہ ﷺ کے لیے حضرت زید کی زوجہ حضرت زینب بنت جحش اٹھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے رخ انور پھیر لیا۔ حضرت زینب نے بتایا یا رسول اللہ! ﷺ وہ گھر پر نہیں ہے آپ اندر تشریف لائیے۔ رسول اللہ ﷺ نے اندر آنے سے انکار کر دیا۔ حضرت زینب رسول اللہ ﷺ کو اچھی لگیں۔ آپ واپس چل دیئے آپ کچھ بات کر رہے تھے مگر کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا مگر کبھی آپ بلند آواز سے کہتے سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ سُبْحَانَ مُصَرِّفَ الْقُلُوْبِ حضرت زید اپنے گھر آئے تو حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ گھر تشریف لائے تھے۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے کہا کیا تو نے آپ سے یہ عرض نہ کیا کہ آپ اندر تشریف لے آئیں۔ حضرت زینب نے کہا میں نے تو عرض کیا تھا مگر رسول اللہ ﷺ نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ پوچھا کیا تو نے کوئی بات سنی تو حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے کہا جب آپ ﷺ واپس مڑے تو آپ نے ایسی گفتگو کی جسے میں سمجھ نہ سکی۔ میں نے آپ کو یہ کہتے ہوئے سنا: سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ سُبْحَانَ مُصَرِّفَ الْقُلُوْبِ۔ حضرت زید آئے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ آپ گھر تشریف لائے تھے۔ یا رسول اللہ! ﷺ آپ اندر کیوں نہیں تشریف لے گئے۔ شاید حضرت زینب آپ کو اچھی لگی ہیں تو میں اسے طلاق دے دیتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ حضرت زید اس کے بعد حضرت زینب کے قریب نہ جا سکے۔ وہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوتے اور سب کچھ بتاتے۔ تو رسول اللہ ﷺ یہی فرماتے اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ۔ حضرت زید نے حضرت زینب کو طلاق دے دی اور ان

1۔ طبقات ابن سعد، جلد 8، صفحہ 05-104، دار صادر بیروت

سے علیحدگی اختیار کرلی۔ اسی اثناء میں کہ رسول اللہ ﷺ بیٹھے ہوئے تھے، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ باتیں کررہے تھے کہ آپ پرغنودگی سی طاری ہوئی۔ جب یہ سلسلہ منقطع ہوگیا تو رسول اللہ ﷺ مسکرا رہے تھے اور کہہ رہے تھے زینب کے پاس کون جائیگا اور اسے بشارت دے گا کہ اللہ تعالیٰ نے میرا اس کے ساتھ نکاح آسمان میں کردیا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے اس آیت کی تلاوت کی وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِیْٓ اَنْعَمَ حضرت عائشہ صدیقہ نے کہا ہمیں حضرت زینب کے جمال کی جو خبر پہنچی تھی۔ اس نے مجھے پوری طرح گرفت میں لے لیا۔ دوسری بات جو سب سے عظیم اور شرف والی تھی، وہ یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا عقد نکاح آسمان میں کیا تھا۔ حضرت عائشہ نے کہا وہ اس شرف کی وجہ سے ہم سب پر فخر کرے گی۔ (1)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، امام ترمذی (امام ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت عائشہ سے روایت نقل کی ہے کہ اگر رسول اللہ ﷺ وحی میں سے کسی چیز کو چھپاتے تو اس آیت کو چھپاتے اَنْعَمَ سے مراد نعمت اسلام ہے۔ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِ سے آپ کا اسے آزاد کرنا مراد ہے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت زینب سے شادی کی تو لوگوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے اپنے بیٹے کی بیوی سے شادی کی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ کو نازل فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت زید کو متبنی بنالیا تھا جبکہ حضرت زید ابھی چھوٹے تھے۔ وہ اسی طرح رہے یہاں تک کہ جوان ہوگئے۔ تو انہیں زید بن محمد ہی کہا جاتا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآىِٕهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ (احزاب:5) کو نازل فرمایا یعنی اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ مناسب ہے۔ (2)

امام حاکم نے امام شعبی سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت زینب نبی کریم ﷺ سے کہتیں آپ کی دوسری ازواج کی بنسبت میرا آپ پر زیادہ حق ہے، میں ان سے اس لحاظ سے بہتر ہوں کہ میرا نکاح کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ از روئے پردہ کے ان سے مکرم ہوں۔ رشتہ داری کے اعتبار سے زیادہ قریبی ہوں۔ آپ سے میری شادی اللہ تعالیٰ نے عرش پر کی ہے۔ حضرت جبرئیل اس امر کے سفیر تھے۔ میں آپ کی پھوپھی کی بیٹی ہوں۔ آپ کی دوسری بیویوں میں میرے سوا کوئی قریبی رشتہ دار نہیں۔ (3)

ابن جریر نے امام شعبی سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت زینب نبی کریم ﷺ سے عرض کرتی تھیں: میں تین باتوں میں آپ کے متعلق فخر کرسکتی ہوں، آپ کی ازواج مطہرات میں سے کوئی بھی اس پر فخر نہیں کرسکتی۔ میرا جد اعلی اور آپ کا جد اعلی ایک ہے۔ میرا آپ کے ساتھ عقد نکاح اللہ تعالیٰ نے آسمانوں میں کیا ہے اور سفارت کے فرائض حضرت جبرئیل امین نے ادا کیے۔ (4)

امام ابن سعد اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے انہوں نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے: اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ کی عورتوں جیسی نہیں ہوں۔ ان کے عقد نکاح مہروں کے بدلے میں ہوئے اور ان کی شادیاں ان کے اولیاء نے کیں۔ جبکہ میری شادی اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے کی۔ میرے بارے میں قرآن

1۔ طبقات ابن سعد، جلد 8، صفحہ 101، دار صادر بیروت
2۔ سنن ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 12، صفحہ 60 (3207)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 27 (6777)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 20، دار احیاء التراث العربی بیروت

نازل ہوا جسے مسلمان پڑھتے ہیں جس میں کوئی تغیر وتبدل نہ ہوگا: وَ اِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِیْۤ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ۔(1)

امام ابن سعد اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت زینب رضی اللہ عنہا پر رحم فرمائے، اس نے اس دنیا میں ایسا شرف پایا جسے کوئی شریف نہیں پا سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں اس کا نکاح اپنے نبی سے کیا اور قرآن نے اس کے اس بارے گواہی دی۔(2)

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت عاصمہ احول رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ بنو اسد کے ایک آدمی نے دوسرے آدمی پر فخر کیا۔ اسدی نے کہا کیا تم میں کوئی ایسی عورت بھی ہے جس کا عقد نکاح اللہ تعالیٰ نے سات آسمانوں سے اوپر کیا ہو؟ اس سے مراد حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا تھی۔(3)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور طبرانی رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جس پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا اس سے مراد حضرت زید بن حارثہ ہیں جن کو اسلام کی توفیق عطا فرما کر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا۔ اور رسول اللہ ﷺ نے انہیں آزاد کیا۔ حضرت زید بن حارثہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، عرض کی اے اللہ کے نبی! حضرت زینب کی زبان مجھ پر بہت سخت ہوگئی ہے۔ میں اسے طلاق دینا چاہتا ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے انہیں کہا اللہ سے ڈرو، اپنی بیوی کو پاس رکھو۔ جبکہ نبی کریم ﷺ یہ پسند کرتے تھے کہ وہ اسے طلاق دے دے مگر لوگوں کی باتوں کا ڈر تھا کہ لوگ کہیں گے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت زید کو طلاق کا حکم دیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا وَ تُخْفِیْ فِیْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِیْهِ رسول اللہ ﷺ اپنے اندر اس کی طلاق کو مخفی رکھے ہوئے تھے۔ حضرت حسن بصری نے کہا رسول اللہ ﷺ پر اس سے سخت آیت نازل نہیں ہوئی۔ اگر رسول اللہ ﷺ وحی میں سے کوئی چیز چھپاتے تو رسول اللہ ﷺ اس وحی کو چھپاتے۔ رسول اللہ ﷺ لوگوں کی باتوں سے ڈرتے تھے۔ جب حضرت زید نے حضرت زینب کو طلاق دے دی تو فرمایا ہم نے تیرا نکاح اس سے کر دیا۔ حضرت زینب دوسری عورتوں پر فخر کرتی تھیں۔ آپ کہتیں جہاں تک تمہارا تعلق ہے تمہارے نکاح تمہارے آباء نے کیے۔ جہاں تک میرا تعلق ہے میرا نکاح عرش والے نے کیا ہے تاکہ مومنوں کے لیے اس میں کوئی حرج نہ رہے کہ وہ اپنے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں سے عقد نکاح کریں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت زید بن حارثہ کو متبنیٰ بنایا تھا۔ سُنَّةَ اللّٰهِ فِی الَّذِیْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ سے مراد یہ ہے جس طرح حضرت داؤد علیہ السلام نے ایک عورت سے عقد نکاح کا ارادہ کیا جس پر آپ کی نظر پڑی تھی اسے پسند کیا اور اس سے شادی کر لی۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کے لیے فیصلہ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت زینب سے شادی کر لی جس طرح حضرت داؤد علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے سنت قائم کی تھی کہ حضرت داؤد کی شادی اس عورت سے کر دی۔ حضرت زینب کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہو چکا ہے۔(4)

امام حکیم ترمذی، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت علی بن زید بن جدعان رحمہ اللہ سے

1۔ طبقات ابن سعد، جلد 8، صفحہ 103، دار صادر بیروت 2۔ ایضاً، جلد 8، صفحہ 108 3۔ ایضاً، جلد 8، صفحہ 103

4۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 41 (2346)، دار الکتب العلمیہ بیروت

روایت نقل کی ہے کہ مجھے حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہما نے کہا حضرت حسن بصری رحمہ اللہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں کیا کہتے تھے: وَتُخْفِیْ فِیْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِیْهِ ؟ میں نے کہا انہوں نے کچھ نہیں کہا لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو آگاہ کیا کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا آپ کی ازواج میں سے ہوں گی جبکہ ابھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شادی نہیں کی تھی۔ جب حضرت زید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں شکایت کے لیے حاضر ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ سے ڈرو۔ اپنی بیوی اپنے پاس رکھو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے تجھے بتا دیا ہے کہ میں آپ کی اس سے شادی کرنے والا ہوں۔ (1)

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جتنی عورتوں سے چاہتے شادی کر سکتے تھے یہ فریضہ ہے انبیائے کرام میں بھی یہ سنت ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی ہزار بیویاں تھیں جبکہ حضرت داؤد علیہ السلام کی ایک سو بیویاں تھیں۔ (2)

امام ابن منذر، اور طبرانی رحمہما اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے سُنَّةَ اللّٰهِ فِی الَّذِیْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے جس عورت سے نکاح کیا اس کا نام یسعیہ تھا۔ یہی اللہ تعالیٰ کی سنت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت زینب میں ہوئی۔ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرًا اسی طرح اللہ تعالیٰ کی سنت حضرت داؤد اور آپ کی بیوی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا میں تھی۔ (3)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے سنن میں حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے: کوئی نکاح بھی ولی، گواہوں اور مہر کے بغیر نہیں ہوتا مگر نبی کے لیے اس کے بغیر بھی جائز ہے۔

امام طبرانی نے سنن میں اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت کمیت بن یزید اسدی رحمہ اللہ کی سند سے روایت نقل کی ہے: مجھے مذکور نے بتایا جو حضرت زینب بنت جحش کا غلام تھا کہ مجھے کئی صحابہ نے دعوت نکاح دی۔ میں اسے اپنے بھائی کے پاس بھیجتی تا کہ وہ اس مسئلہ میں اس سے مشورہ کرلے۔ اس نے کہا یہ ان میں سے کہاں جسے اس کے رب کی کتاب اور اس کے نبی کی سنت جانتی ہے۔ پوچھا کون؟ اس نے کہا زید بن حارثہ تو زینب سخت غصے ہوئی اور کہا تو اپنی پھوپھی کی بیٹی کی شادی اپنے غلام سے کرے گا۔ پھر وہ میرے پاس آئی اور مجھے اس بارے میں بتایا تو میں نے اس سے بھی زیادہ سخت بات کہی اور میں اس کے غضب سے بھی زیادہ غضب ناک ہوا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ کو نازل فرمایا۔ تو حضرت زینب نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پیغام بھیجا جس سے چاہو میری شادی کردو۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری شادی اس سے کردی۔ میں نے اسے اپنی زبان سے مصیبت میں ڈال دیا۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے میری شکایت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا پھر اسے طلاق دے دو۔ اس نے مجھے طلاق دے دی تو میں نے اپنی طلاق کی عدت پوری کی۔ جب میری عدت ختم ہوگئی تو مجھے احساس ہی نہ ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 19، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ طبقات ابن سعد، جلد 6، صفحہ 202، دار صادر بیروت

3۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 209 (11276)، دار الفکر بیروت

تشریف لائے جبکہ میرے بال کھلے تھے۔ میں نے کہا یہ آسمان سے حکم آیا ہے یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ بغیر خطبہ اور گواہوں کے تشریف لے آئے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نکاح کرنے والا اور جبرئیل امین گواہ ہے۔ (1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ یہ آیت حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے حق میں نازل ہوئی۔ ان کی والدہ امیمہ بنت عبد المطلب تھی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ کیا کہ اس کا عقد نکاح حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے کر دیں۔ حضرت زینب نے اسے ناپسند کیا پھر یہ اس امر پر راضی ہوگئیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب کا عقد نکاح حضرت زید سے کر دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو آگاہ کیا کہ حضرت زینب آپکی ازواج مطہرات میں سے ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس بات کو ناپسند کرتے کہ حضرت زید کو طلاق دینے کے لیے کہیں۔ حضرت زید اور حضرت زینب کے درمیان اس قسم کے معاملات چلتے رہتے جو لوگوں کے درمیان ہوتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زید کو حکم دیتے کہ وہ اپنی بیوی کو روکے رکھے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگوں سے یہ ڈر تھا کہ وہ اس پر عیب لگائیں گے۔ وہ کہیں گے کہ آپ نے اپنے بیٹے کی بیوی سے شادی کر لی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید کو متبنی بنایا ہوا تھا۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت عکرمہ سے روایت نقل کی ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہ کو دور جاہلیت میں عکاظ کے بازار سے اپنی زوجہ حضرت خدیجہ کے زیورات کے بدلہ میں ایک بچے کی عمر میں خریدا تھا۔ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو مبعوث فرمایا تو وہ اسی طرح رہے جتنا اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ پھر یہ ارادہ کیا کہ حضرت زینب بنت جحش سے حضرت زید کا نکاح کر دیں۔ تو حضرت زینب نے اس بات کو ناپسند کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اسی آیت کو نازل فرمایا اسے کہا گیا چاہو تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو اپناؤ چاہو تو واضح گمراہی اپنا لو۔ تو حضرت زینب نے کہا بلکہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو چاہتی ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی شادی حضرت زید سے کر دی۔ وہ اس رشتہ ازدواج میں منسلک رہیں جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ پھر ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زید کے گھر تشریف لے گئے۔ حضرت زینب کو دیکھا جبکہ وہ آپ کی پھوپھی زاد تھیں، گویا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اچھی لگیں۔ عکرمہ نے کہا اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا وَ اِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِیْۤ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ اس سے مراد حضرت زید کو اسلام کی نعمت عطا فرمانا ہے اور اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے اسے آزاد کر کے اس پر انعام کیا ہے۔ عکرمہ نے کہا عورتیں جو حضرت زید کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شدید محبت دیکھتیں تو کہتیں زید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایک امر کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا: فَلَمَّا قَضٰى زَیْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا کاف ضمیر سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے۔ جب حضرت زید نے حضرت زینب کو طلاق دی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے شادی کر لی اور اسے پردہ میں لے لیا۔ صحابہ نے کہا اگر زید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے ہوتے تو اپنے بیٹے کی بیوی سے شادی نہ کرتے۔

امام حکیم ترمذی اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت محمد بن عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت

1۔ معجم کبیر، جلد 24، صفحہ 39، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

زینب اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما نے باہم فخر کیا۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہ نے کہا میں وہ ہوں جس کے نکاح کا حکم آسمان سے نازل ہوا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں وہ ہوں جس کی پاکدامنی کا حکم آسمان سے اللہ تعالیٰ کی کتاب میں نازل ہوا جب ابن معطل نے مجھے اپنی سواری پر سوار کیا تھا۔ حضرت زینب نے پوچھا جب تو سوار ہوئی تھی تو تو نے کیا کہا تھا؟ حضرت عائشہ نے کہا میں نے حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ کہا تھا۔ تو کہا میں نے کہا یہ مومنوں کا حکم ہے۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ آیت مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ حضرت زید بن حارثہ کے حق میں نازل ہوئی۔(2)

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت زید بن حارثہ کے حق میں نازل ہوئی۔(3)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت حضرت زید کے بارے میں نازل ہوئی۔ حضرت زید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے نہیں تھے۔ میری زندگی کی قسم! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مذکر اولاد ہوئی وہ قاسم، ابراہیم، طیب اور مطہر تھے۔(4)

امام ترمذی رحمہ اللہ نے امام شعبی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آیت میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مذکر اولاد زندہ نہیں رہے گی۔(5)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے قول نقل کیا ہے کہ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ کا مطلب ہے کہ آپ آخری نبی ہیں۔(6)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے: اللہ تعالیٰ نے انبیائے کرام کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم کر دیا۔ آپ سب سے آخر میں مبعوث ہونے والے ہیں۔

امام احمد اور امام مسلم نے حضرت ابو سعید خدری سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری اور انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے ایک آدمی گھر بنائے اسے مکمل کر دے مگر ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دے۔ میں آیا تو اس اینٹ کو مکمل کر دیا۔(7)

امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری اور انبیاء کی مثال ایسے آدمی جیسی ہے جو گھر بنائے، اسے مکمل کر دے اور اسے اچھا بنائے مگر ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دے۔ جو بھی اس گھر میں داخل ہوا سے دیکھے تو کہے کتنا اچھا ہے مگر ایک اینٹ کی جگہ۔ میں اس اینٹ کی جگہ ہوں۔ مجھ پر انبیاء کو ختم کیا گیا۔(8)

1۔ تفسیر طبری، سورہ نور، جلد 18، صفحہ 108، دار احیاء التراث العربی بیروت　2۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 22　3۔ ایضاً
4۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 42 (2352)، دار الکتب العلمیہ بیروت
5۔ سنن ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 12، صفحہ 62 (3210)، دار الکتب العلمیہ بیروت　6۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 42 (2350)
7۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 9، دار صادر بیروت　8۔ سنن ترمذی، جلد 2، صفحہ 109، فاروقی کتب خانہ ملتان

امام احمد، امام بخاری، امام مسلم، امام نسائی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری اور مجھ سے قبل انبیاء کی مثال اس آدمی جیسی ہے جو گھر بنائے، اسے خوبصورت بنائے مگر اس کے کونوں میں سے ایک کونے میں اینٹ کی جگہ چھوڑ دے۔ لوگ اس کے اردگرد چکر لگائیں۔ اسے دیکھ کر خوش ہوں اور کہیں یہ اینٹ کیوں نہیں رکھی گئی؟ میں وہ اینٹ ہوں۔ میں خاتم النبیین ہوں۔ (1)

امام احمد اور امام ترمذی رحمہما اللہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں جبکہ امام ترمذی رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ انبیاء میں میری مثال اس آدمی جیسی ہے جو گھر بنائے، اسے حسین و جمیل و مکمل کرے اور اس میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دے، وہ اینٹ اس جگہ نہ رکھے۔ لوگ اس عمارت کے اردگرد چکر لگانے لگیں اور اس سے خوش ہوں اور کہیں کاش! اس اینٹ کی جگہ بھی مکمل ہوتی۔ میں انبیاء میں اس اینٹ کی جگہ ہوں۔ (2)

امام ابن مردویہ نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت میں تیس کذاب ہوں گے۔ جن میں سے ہر ایک گمان کرے گا کہ وہ نبی ہے جبکہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

امام احمد رحمہ اللہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میری امت میں ستائیس دجال و کذاب ہوں گے، ان میں سے چار عورتیں ہوں گی۔ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ (3)

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ کہو خاتم النبیین یہ نہ کہو لَا نَبِیَّ بَعْدَہٗ۔ (4)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے امام احمد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے حضرت مغیرہ بن شعبہ کے پاس یہ کہا صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی مُحَمَّدٍ خَاتَمِ الْاَنْبِیَاءِ لَا نَبِیَّ بَعْدَہٗ تو حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جب تو نے خاتم الانبیاء کہہ دیا تو تیرے لیے یہ کافی ہے کیونکہ ہم باتیں کیا کرتے تھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لانے والے ہیں۔ اگر وہ تشریف لائیں تو ایک اعتبار سے پہلے اور ایک اعتبار سے بعد میں ہوئے۔ (5)

امام ابن انباری رحمہ اللہ نے مصاحف میں حضرت ابو عبدالرحمٰن سلمی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: میں حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کو پڑھایا کرتا تھا کہ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ میرے پاس سے گزرے۔ آپ نے مجھے فرمایا انہیں خاتم النبیین (تاء کے فتح کے ساتھ) پڑھاؤ۔ اللہ تعالیٰ توفیق دینے والا ہے۔

يَاَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ﴿۴۱﴾

"اے ایمان والو! یاد کرو اللہ تعالیٰ کو کثرت سے"۔

1۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 312، دار صادر بیروت 2۔ سنن ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 13، صفحہ 89 (3613)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ مسند امام احمد، جلد 5، صفحہ 396، دار صادر بیروت

4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب لا نبی بعد النبی ﷺ، جلد 5، صفحہ 336 (26653)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 337 (26654)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بندے پر جو بھی فرض عائد کیا ہے اس کے لیے ایک حد معین کی ہے۔ پھر عذر کی صورت میں لوگوں کا عذر تسلیم کیا ہے۔ اس کا ذکر بھی نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ نے (ذکر کی) کوئی حد مقرر نہیں فرمائی اور اس کے ترک کرنے پر کوئی عذر قبول نہیں کیا مگر وہ آدمی جو مغلوب العقل ہو۔ ارشاد فرمایا اللہ کا ذکر کرو کھڑے ہوئے، بیٹھے ہوئے، پہلو کے بل، رات کو دن کو، خشکی میں، تری میں، سفر میں، حضر میں، غناء میں، فقر میں، صحت میں، بیماری میں، خفیہ طریقہ سے، علانیہ طریقہ سے اور ہر حال میں اس کا ذکر کرو صبح و شام اس کی تسبیح بیان کرو۔ جب تم نے ایسا کر دیا تو اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے تم پر اپنی رحمتیں نازل فرمائیں گے۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مقاتل رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر زبان سے، تسبیح، تکبیر، تہلیل اور تحمید کے ساتھ کرو۔ اللہ تعالیٰ کا ہر حال میں ذکر کرو۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اللہ تعالیٰ کی صبح و شام تسبیح بیان کرو۔

امام احمد، امام ترمذی اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ قیامت کے روز از روئے درجہ کے کون سے لوگ افضل ہوں گے؟ فرمایا اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرنے والے میں نے عرض کی اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے؟ فرمایا اگر وہ اپنی تلوار کفار اور مشرکین کو مارے یہاں تک کہ وہ تلوار ٹوٹ جائے اور خون سے رنگین ہو جائے تب بھی اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے والے درجہ میں ان سے افضل ہوں گے۔(2)

امام احمد، امام مسلم، اور امام ترمذی نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مفردون سبقت لے گئے۔ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مفردون کون ہیں؟ فرمایا اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے والے۔(3)

امام احمد اور طبرانی حضرت معاذ سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے آپ سے پوچھا مجاہدین میں سے کون اجر میں سب سے بڑھ کر ہے؟ فرمایا ان میں سے سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے والا۔ فرمایا روزے داروں میں سے کون درجہ میں بڑھ کر ہے؟ فرمایا سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے والا۔ وہ نماز، زکوٰۃ، حج اور صدقہ کے بارے میں پوچھتے رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہی ارشاد فرماتے رہے اللہ تعالیٰ کو زیادہ یاد کرنے والا۔ حضرت ابو بکر نے حضرت عمر سے کہا اے ابو حفص! اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے والے سب بھلائی لے گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاں۔(4)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی کہ اسی اثنا میں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حمدان کے درمیان دف سے گزر رہے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سابقون کہاں ہیں؟ میں نے عرض کی وہ لوگ تو گزر چکے فرمایا وہ سابقون کہاں ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ذکر کے فریفتہ ہیں؟ جو یہ پسند کرتا ہے کہ وہ جنت کی کیاریوں میں پھرے تو وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کیا کرے۔(5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 23، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ سنن ترمذی، باب فی فضل الذکر، جلد 12، صفحہ 195 (3376)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ ایضاً، باب فی العفو والعافیۃ، جلد 13، صفحہ 78 (3596) 4۔ مجمع الزوائد، باب الاذکار، جلد 10، صفحہ 71 (16748)، دار الفکر بیروت

5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب فی فضل ذکر اللہ، جلد 7، صفحہ 171 (35059)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ام انس رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے عرض کی یارسول اللہ! ﷺ مجھے وصیت کیجئے فرمایا نافرمانیاں چھوڑ دو کیونکہ یہ بہترین ہجرت ہے۔ فرائض کی پابندی کرو کیونکہ سب سے افضل جہاد ہے۔ اللہ تعالیٰ ذکر کثرت سے کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کوئی چیز نہیں لائے گی۔(1)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے اوسط میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے نہیں کرتا تو وہ ایمان سے بری ہے۔(2)

امام احمد، ابویعلی، ابن حبان اور حاکم نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرو یہاں تک کہ لوگ کہیں کہ یہ تو مجنون ہے۔(3)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرو یہاں تک کہ منافق کہیں تم دکھاوا کرنے والے ہو۔(4)

امام عبداللہ بن احمد رحمہ اللہ نے زوائد زہد میں حضرت ابو جوزاء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرو یہاں تک کہ منافق کہیں تم ریاکاری کرنے والے ہو۔

وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ﴿۴۲﴾

''اور اس کی پاکی بیان کیا کرو صبح و شام''۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ بکرۃ سے صبح کی نماز اور اَصِیْلًا سے مراد عصر کی نماز ہے۔(5)

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان چیزوں میں سے جو رب تعالیٰ کی طرف سے ذکر کی جاتی ہیں وہ یہ ہے فجر کے بعد اور عصر کے بعد ایک ساعت کے لیے میرا ذکر کرو درمیان والے وقت میں میں تیرے لیے کافی ہو جاؤں گا۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں بیٹھوں تا کہ اللہ کا ذکر کروں، اس کی تکبیر کہوں، اس کی حمد بیان کروں، اس کی تسبیح کروں اور لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہوں یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جائے۔ یہ مجھے اس عمل سے زیادہ پسند ہے کہ میں دو یا زیادہ غلام حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے آزاد کروں اور عصر کے بعد بھی ایسا ہی کروں یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے تو یہ مجھے زیادہ پسند ہے کہ میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے چار غلام آزاد کروں۔

1۔ مجمع الزوائد، باب الاذکار، جلد 10، صفحہ 72 (16755)، دارالفکر بیروت
2۔ ایضاً، جلد 10، صفحہ 82 (16785)
3۔ مستدرک حاکم، کتاب الذکر، جلد 1، صفحہ 677 (1839)، دارالکتب العلمیہ بیروت
4۔ مجمع الزوائد، باب الاذکار، جلد 10، صفحہ 74 (16762)
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 23

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی آدمی صبح ہونے سے پہلے ہزار نیکیاں نہ چھوڑے۔ وہ سو بار کہے سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ کیونکہ یہ ہزار نیکیاں ہیں۔ ان شاء اللہ وہ اس دن میں اتنے گناہ کسی صورت میں نہیں کرے گا۔ اس کے علاوہ جو وہ اچھے عمل کرے گا وہ اس پر زائد ہوں گے۔(1)

امام احمد رحمہ اللہ حضرت معاذ بن انس رضی اللہ تعالیٰ سے اور وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ جو آدمی سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ کہتا ہے اس کے لیے جنت میں ایک درخت لگا دیا جاتا ہے۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ جس نے سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ کہا اس کے لیے جنت میں ایک درخت لگا دیا جاتا ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم پر لازم ہے کہ تم سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ کہا کرو کیونکہ یہ دونوں عبادتیں ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جس نے سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ کہا اس کے لیے جنت میں کھجور کا درخت لگا دیا جاتا ہے۔(3)

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، ابن ماجہ اور ابن حبان رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے دن میں سو بار سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ کہا تو اس کے گناہ ختم کر دیے جائیں گے اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔(4)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ہلال بن یسار رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمدان کی ایک عورت تھی جو اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتی اور سنگریزوں اور گٹھلیوں سے گنتی تھی حضرت عبد اللہ نے اسے کہا کیا میں تجھے اس سے بہتر عمل پر آگاہ نہ کروں؟ اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا وَّ سُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا۔(5)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت سعد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم میں سے کوئی عاجز ہے کہ دن میں ہزار سال کا عمل کرے؟ ایک آدمی نے عرض کی ہم میں سے کوئی کیسے ہزار سال کا عمل کر سکتا ہے؟ فرمایا اللہ تعالیٰ کے نام کی سو تسبیحات کرے تو اس کے لیے ہزار نیکیاں لکھ لی جاتی ہیں اور ہزار خطائیں معاف کر دی جاتی ہیں۔(6)

هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَ مَلٰٓئِكَتُهٗ لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ

1۔ مسند امام احمد، جلد 6، صفحہ 440، دار صادر بیروت 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 440

3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب فی ثواب التسبیح، جلد 6، صفحہ 54 (29416)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

4۔ سنن ترمذی مع تحفۃ الاحوذی، جلد 9، صفحہ 347 (3466)، دار الفکر بیروت

5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب فی ثواب التسبیح، جلد 6، صفحہ 60 (29478) 6۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 55 (29433)

وَ كَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا ﴿۴۳﴾

"اللہ وہ ہے جو رحمت نازل کرتا ہے تم پر اور اس کے فرشتے بھی (تم پر نزول رحمت کی دعا کرتے ہیں) تا کہ وہ نکال کرلے جائے تمہیں (طرح طرح کے) اندھیروں سے نور کی طرف اور وہ مومنوں پر ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے"۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کا فرمان اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ (احزاب:56) نازل ہوا تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ نے آپ پر جو بھی خیر نازل فرمائی تو ہم اس میں شریک ہوئے تو یہ آیت نازل ہوئی۔

امام حاکم اور بیہقی رحمہما اللہ نے دلائل میں سلیم بن عامر سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی حضرت ابو امامہ کی طرف آیا اس نے کہا میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی داخل ہوتے ہیں، جب بھی نکلتے ہیں، جب بھی کھڑے ہوتے ہیں اور جب بھی بیٹھتے ہیں تو فرشتے آپ پر درود و سلام پڑھتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم چاہو تو فرشتے تم پر درود پڑھیں گے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کو تلاوت فرمایا يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ﴿۴۱﴾۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ صلوۃ اللہ سے مراد اللہ تعالیٰ کی ثناء اور صلوۃ الملئکۃ علیھم سے مراد سلام و دعا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ صلوۃ الرب سے مراد رحمت اور صلوۃ الملئکۃ سے مراد استغفار ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس آیت کا معنی ہے اللہ تعالیٰ تمہیں بخشتا ہے اور فرشتے تمہارے لیے مغفرت طلب کرتے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سفیان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ عَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَ عَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ کا معنی پوچھا گیا تو فرمایا اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو عزت بخشی، ان پر ایسی ہی رحمتیں نازل فرمائیں جیسے انبیاء پر رحمتیں نازل فرمائیں۔

امام عبد الرزاق، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ بنو اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے سوال کیا تیرا رب صلوۃ کا عمل کرتا ہے؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سینہ میں یہ سوال بڑے بوجھ کا باعث بنا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی کی کہ انہیں بتاؤ کہ مجھ سے صلوۃ کا فعل صادر ہوتا ہے۔ میری صلوۃ یہ ہے کہ میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت مصعب بن سعد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب بندہ سُبْحَانَ اللّٰهِ کہتا ہے

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 453 (3565)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 43 (2355)، دار الکتب العلمیہ بیروت

تو فرشتے کہتے ہیں وَ بِحَمْدِہٖ جب وہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ بِحَمْدِہٖ کہتا ہے تو وہ اس پر صلوۃ بھیجتے ہیں۔(1)

امام عبد بن حمید نے حضرت شہر بن حوشب سے روایت نقل کی ہے کہ بنو اسرائیل نے کہا اے موسیٰ! علیہ السلام اپنے رب سے ہمارے لیے پوچھو کیا وہ صلوۃ کا فعل کرتا ہے؟ یہ سوال حضرت موسیٰ پر بڑا شاق گزرا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ! تیری قوم تجھ سے کیا سوال کرتی ہے؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہاں انہیں بتادو کہ مجھ سے فعل صلوۃ صادر ہوتا ہے۔ میری صلوۃ یہ ہے کہ میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو سب ہلاک ہو جاتے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بندوں پر صلوۃ یہ ہے سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے۔

تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهٗ سَلٰمٌ ۚ وَ اَعَدَّ لَهُمْ اَجْرًا كَرِيْمًا ﴿۴۴﴾

''انہیں یہ دعا دی جائے گی جس روز وہ اپنے رب کریم سے ملیں گے ہمیشہ سلامت رہو۔ اور اس نے تیار کر رکھا ہے ان کے لیے عزت والا اجر''۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے قول نقل کیا ہے کہ جنتیوں کا تحیہ، السلام ہوگا۔ اَجْرًا كَرِيْمًا سے مراد جنت ہے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ نے مصنف میں، ابن ابی الدنیا نے ذکر الموت میں، عبد بن حمید، ابو یعلی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم، جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جس روز وہ ملک الموت سے ملاقات کریں گے تو ملک الموت کسی مومن کی روح کو قبض نہیں کرے گا مگر اسے سلام کرے گا۔(3)

امام مروزی نے جنائز میں، ابن ابی الدنیا اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے: جب ملک الموت آتا ہے تاکہ مومن کی روح کو قبض کرے تو وہ کہتا ہے تیرا رب تجھے سلام فرماتا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا ﴿۴۵﴾ وَّ دَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِيْرًا ﴿۴۶﴾ وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا ﴿۴۷﴾ وَ لَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَ الْمُنٰفِقِيْنَ وَ دَعْ اَذٰىهُمْ وَ تَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۴۸﴾

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب فی ثواب التسبیح، جلد 7، صفحہ 168 (35033)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 44 (2356)، دار الکتب العلمیہ بیروت 3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 134 (34767)

''اے نبی (مکرم!) ہم نے بھیجا ہے آپ کو (سب سچائیوں کا) گواہ بنا کر اور خوشخبری سنانے والا اور بر وقت ڈرانے والا اور دعوت دینے والا اللہ کی طرف اس کے اذن سے، آفتاب روشن کر دینے والا۔ اور آپ مژدہ سنا دیں مومنوں کو کہ ان کے لیے اللہ کی جناب سے بڑا ہی فضل ہے۔ اور نہ کہنا مانو کافروں اور منافقوں کا اور پروانہ کرو ان کی اذیت رسانی کی اور بھروسہ رکھو اللہ پر۔ اور کافی ہے اللہ تعالیٰ (آپ کا) کارساز''۔

امام ابن ابی حاتم، طبرانی، ابن مردویہ، خطیب اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی اور حضرت معاذ کو حکم دیا کہ دونوں یمن کی طرف جائیں۔ فرمایا تم دونوں جاؤ، بشارت دینا، نفرت نہ دلانا، سہولت کا خیال رکھنا، سختی نہ کرنا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر یہ آیت نازل فرمائی ہے یعنی اپنی امت پر گواہ، جنت کی خوشخبری دینے والا، جہنم سے ڈرانے والا، لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی شہادت کی طرف دعوت دینے والا بِاِذْنِهٖ یعنی قرآن کے ذریعے۔ (1)

امام احمد، امام بخاری، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے دلائل میں حضرت عطاء بن یسار سے روایت نقل کی ہے کہ میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص سے ملا۔ میں نے کہا مجھے تورات میں موجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت کے بارے میں بتائیے کہا اللہ کی قسم! تورات میں بھی آپ کی بعض ایسی صفات ہیں جو قرآن میں آپ کی صفات ہیں۔ یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا امیین کے نگہبان اور یہ کہ تو میرا بندہ اور رسول ہے۔ میں نے تیرا نام متوکل رکھا، نہ ترش رو نہ سخت دل، نہ بازاروں میں شور و شغب کرنے والا نہ بدی کی جزاء بدی سے دینے والا بلکہ وہ عفو و درگزر سے کام لینے والا ہے۔ (2)

امام حاکم اور بیہقی نے حضرت عرباض بن ساریہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: میں اللہ کا بندہ اور خاتم النبیین تھا جبکہ میرا اب (حضرت آدم) ابھی مٹی میں لت پت تھا۔ میں اس بارے میں تمہیں بتاتا ہوں، میں اپنے جد اعلیٰ حضرت ابراہیم کی دعا، حضرت عیسیٰ کی بشارت اور اپنی ماں کے خواب ہوں جو انہوں نے دیکھے انبیاء کی مائیں ایسے خواب دیکھا کرتی تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ نے جب آپ کو جنا تو ایک نور دیکھا جس کی روشنی میں آپ کے لیے شام کے محلات روشن ہو گئے۔ پھر اس آیت کی تلاوت فرمائی۔ (3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ اور حضرت حسن بصری رحمہما اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب سورۂ فتح کی آیت لِّیَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَ مَا تَاَ (الفتح: 2) نازل ہوئی۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں اس بات کا تو علم ہو چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ تیرے ساتھ کیا معاملہ کرے گا، اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ کیا معاملہ کرے گا؟ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ فَضْلًا كَبِیْرًا سے مراد جنت ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ عتبہ، شیبہ، ابوجہل اور دوسرے لوگ جمع

1۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 209 (11277)، دار الفکر بیروت
2۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 174، دار صادر بیروت
3۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 453 (3565)، دار الکتب العلمیہ بیروت

ہوئے۔ انہوں نے کہا ہمارے اوپر آسمان کا ایک ٹکڑا گرا دو یا کوئی اور عذاب لے آؤ یا ہم پر آسمان سے پتھروں کی بارش کر دو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ میرے ذمہ نہیں ہے، میں تو تمہاری طرف داعی، مبشر اور نذیر بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ تفسیری قول نقل کیا ہے کہ شَاهِدًا سے مراد امت پر پیغام حق پہنچانے کے بارے میں گواہ۔ جنت کی بشارت دینے والے، آگ سے ڈرانے والے، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی شہادت کی طرف بلانے والے، بِاِذْنِهٖ اس کے حکم سے، سِرَاجًا مُّنِيْرًا اللہ کی کتاب جس کی طرف آپ انھیں دعوت دینے والے ہیں، فَضْلًا كَبِيْرًا سے مراد جنت، وَدَعْ اَذٰىهُمْ ان کی اذیتوں پر صبر کیجئے۔(1)

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَدَعْ اَذٰىهُمْ کی یہ تعریف نقل کی ہے کہ ان سے اعراض کیجئے۔(2)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا ۚ فَمَتِّعُوْهُنَّ وَ سَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ﴿٤٩﴾

"اے ایمان والو! جب تم نکاح کرو مومن عورتوں سے پھر تم انہیں طلاق دے دو اس سے پہلے کہ تم انہیں ہاتھ لگاؤ پس تمہارے لیے ان پر عدت گزارنا ضروری نہیں جسے تم شمار کرو۔ لہٰذا انہیں کچھ مال دے دو اور انہیں رخصت کر دو خوبصورتی سے"۔

امام ابن ابی جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ یہ تفسیر نقل کی ہے کہ یہ اس آدمی کے بارے میں ہے جو ایک عورت سے شادی کرتا ہے۔ پھر اس کے ساتھ حقوق زوجیت ادا کرنے سے پہلے ہی اسے طلاق دے دیتا ہے۔ جب وہ اسے ایک طلاق دیتا ہے تو وہ عورت اس سے جدا ہو جاتی ہے۔ اس پر کوئی عدت نہیں ہوتی۔ وہ عورت جس مرد سے چاہے شادی کر لے۔ اگر اس کے لیے مہر مقرر کیا گیا ہو تو اس عورت کو نصف مہر ملے گا۔ اگر اس کے لیے مہر مقرر نہ کیا گیا ہو تو اس عورت کو مرد کی حیثیت کے مطابق متعہ ملے گا۔ یہی سَرَاحًا جَمِيْلًا ہے۔(3)

امام عبد الرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جس عورت کا نکاح ہوا، مرد نے اس کے ساتھ حقوق زوجیت ادا نہ کیے اور نہ ہی اس کا مہر مقرر کیا، نہ تو اس کا مہر ہوگا اور نہ ہی اس پر عدت ہوگی۔(4)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ آیت منسوخ ہے اس کی ناسخ سورۂ بقرہ کی آیت فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ (البقرہ: 237) ہے۔ اس کے لیے نصف مہر ہوگا متعہ نہیں ہوگا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 24، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 25 3۔ ایضاً

4۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 44 (2358)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے، اس کی ناسخ سورۂ بقرہ کی آیت ہے۔ اس کے لیے نصف مہر ہوگا۔ متعہ نہیں ہوگا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری اور ابو العالیہ رحمہما اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: دونوں نے کہا یہ منسوخ نہیں، اس کے لیے نصف مہر اور اس کے لیے متعہ ہوگا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ہر مطلقہ کے لیے متعہ ہے۔ اس کے ساتھ حقوق زوجیت ادا کیے گئے ہوں یا نہ کیے گئے ہوں۔ اس کے لیے مہر معین کیا گیا ہو یا نہ کیا گیا ہو۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسین بن ثابت رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی حضرت علی بن حسین رحمہ اللہ کے پاس آیا اور ایک ایسے آدمی کے بارے میں پوچھا جو کہے اگر میں فلاں سے شادی کروں تو اسے طلاق۔ تو انہوں نے فرمایا کچھ لازم نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے طلاق سے پہلے نکاح کا ذکر کیا ہے۔ پھر یہ آیت تلاوت کی۔

امام عبد بن حمید نے حضرت سعید بن جبیر سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباس سے ایک ایسے آدمی کے بارے میں پوچھا گیا جو کہے اگر میں فلاں سے شادی کروں تو اسے طلاق۔ فرمایا کچھ نہیں ہوگا۔ طلاق دینے کا اسے حق ہے جو طلاق کا مالک ہو۔ حضرت ابن مسعود کہا کرتے۔ جب اس نے کوئی وقت مقرر فرمایا تو وہ ایسے ہوگا جیسے اس نے کہا حضرت ابن عباس نے کہا اللہ تعالیٰ ابو عبد الرحمٰن پر رحم فرمائے۔ اگر بات اس طرح ہوتی۔ جیسے حضرت ابن مسعود نے کہا تو اللہ تعالیٰ یوں ارشاد فرماتا یَاۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ ثُمَّ نَكَحْتُمُوْهُنَّ لیکن اس نے یہ ارشاد فرمایا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ۔

امام عبد الرزاق رحمہ اللہ نے مصنف میں حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ خبر پہنچی کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے۔ اگر ایک آدمی ایسی عورت کو طلاق دے دے جس سے ابھی اس نے نکاح نہیں کیا۔ تو یہ اس کے لیے جائز ہے۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا اس نے اس میں غلطی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ یہ ارشاد نہیں فرمایا اِذَا طَلَّقْتُمُ الْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ نَكَحْتُمُوْهُنَّ۔ (1)

امام ابن ابی حاتم اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت طاؤس کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ آپ نے یہ آیت تلاوت کی۔ پھر کہا جب تک نکاح نہ ہو اس وقت تک طلاق نہیں۔ (2)

ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر کے واسطہ سے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ جب کوئی آدمی یہ کہے، ہر وہ عورت جس سے میں شادی کروں تو اسے طلاق ہے یا کہا اگر میں فلاں عورت سے شادی کروں تو اسے طلاق ہے تو طلاق واقع نہیں ہوتی۔ طلاق وہ دے سکتا ہے جو طلاق کا مالک ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے سنن میں حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل

1۔ مصنف عبد الرزاق، باب الطلاق قبل النکاح، جلد 6، صفحہ 324 (11512)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 454 (3567)، دار الکتب العلمیہ بیروت

کرتے ہیں کہ آپ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے قول کے بارے میں کہا اگر یہ حضرت ابن مسعود نے کہا تو یہ عالم کی لغزش ہے۔ حضرت ابن مسعود کہا کرتے تھے اگر میں فلاں عورت سے شادی کروں تو اسے طلاق جبکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنَاتِ**۔ یہ نہیں فرمایا **إِذَا طَلَّقْتُمُ الْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ نَكَحْتُمُوهُنَّ**۔(1)

امام حاکم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی طلاق نہیں مگر نکاح کے بعد اور کوئی آزادی نہیں مگر ملکیت کے بعد۔(2)

امام عبد الرزاق، ابوداؤد، امام نسائی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ حضرت عمرو بن شعیب رحمہ اللہ سے وہ اپنے باپ سے اور وہ دادا سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس میں ملکیت نہ ہو اس میں طلاق واقع نہیں ہوتی۔ جس میں ملکیت نہ ہو اس میں بیع نہیں ہوتی۔ جس میں ملکیت نہ ہو اس نذر کو پورا کرنا لازم نہیں اور وہ بھی کوئی نذر نہیں۔ جس میں اللہ تعالیٰ کی رضا نہ ہو جو آدمی نافرمانی پر قسم اٹھائے تو اس پر قسم نہیں۔ جو قطع رحمی کی قسم اٹھائے تو اس پر قسم لازم نہ ہوگی۔(3)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا جس کا تو مالک نہیں اس میں کوئی طلاق نہیں اور جس کا تو مالک نہیں اس میں آزادی نہیں۔

امام ابن ماجہ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ حضرت مسور بن مخرمہ رحمہ اللہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ نکاح سے پہلے طلاق نہیں اور ملکیت سے پہلے آزادی نہیں۔(4)

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَحْلَلْنَا لَكَ أَزْوَاجَكَ اللَّاتِي آتَيْتَ أُجُورَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ مِمَّا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَيْكَ وَبَنَاتِ عَمِّكَ وَبَنَاتِ عَمَّاتِكَ وَبَنَاتِ خَالِكَ وَبَنَاتِ خَالَاتِكَ اللَّاتِي هَاجَرْنَ مَعَكَ وَامْرَأَةً مُؤْمِنَةً إِنْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ إِنْ أَرَادَ النَّبِيُّ أَنْ يَسْتَنْكِحَهَا خَالِصَةً لَكَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ ۗ قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِي أَزْوَاجِهِمْ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ لِكَيْلَا يَكُونَ عَلَيْكَ حَرَجٌ ۗ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ۝٥٠

1۔ سنن کبریٰ از بیہقی، باب الطلاق قبل النکاح، جلد 7، صفحہ 21-320، دار الفکر بیروت

2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 454 (3569)، دار الکتب العلمیہ بیروت　　3۔ مصنف عبد الرزاق، جلد 6، صفحہ 323، دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، باب الاطلاق قبل النکاح، جلد 2، صفحہ 520 (2048)، دار الکتب العلمیہ بیروت

''اے نبی (مکرم!) ہم نے حلال کردی ہیں آپ کے لیے آپ کی ازواج جن کے مہر آپ نے ادا کردیئے ہیں اور آپ کی کنیزیں جو اللہ نے بطور غنیمت آپ کو عطا کی ہیں اور آپ کے چچا کی بیٹیاں اور آپ کی پھوپھیوں کی بیٹیاں اور آپ کے ماموں کی بیٹیاں اور آپ کی خالاؤں کی بیٹیاں جنہوں نے ہجرت کی آپ کے ساتھ اور مومن عورت اگر وہ اپنی جان نبی کی نذر کردے اگر نبی اس سے نکاح کرنا چاہے۔ یہ (اجازت) صرف آپ کے لیے ہے دوسرے مومنوں کے لیے نہیں۔ ہمیں خوب علم ہے جو ہم نے مقرر کیا ہے مسلمانوں پر ان کی بیویوں اور کنیزوں کے بارے میں تاکہ آپ پر کسی قسم کی تنگی نہ ہو۔ اور اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے''۔

امام ابن سعد، ابن راہویہ، عبد بن حمید، امام ترمذی (جبکہ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے)، ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے نکاح کی دعوت دی۔ میں نے آپ سے معذرت کی تو آپ نے میری معذرت کو قبول کرلیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ حضرت ام ہانی نے کہا میں آپ کے لیے حلال نہ تھی کیونکہ میں نے آپ کے ساتھ ہجرت نہ کی تھی۔ میں آزاد عورتوں میں سے تھی۔ (1)

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے ایک اور سند سے حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا نے کہا یہ آیت میرے بارے میں نازل ہوئی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے شادی کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ جب میں نے ہجرت نہ کی تو آپ کو اس سے روک دیا گیا۔

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ جو حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کے غلام تھے، سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام ہانی بنت ابی طالب کو دعوت نکاح دی۔ تو ام ہانی نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میری اولاد یتیم ہے اور اولاد چھوٹی ہے۔ جب ان کی اولاد بڑی ہوگئی تو حضرت ام ہانی نے اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب نہیں اللہ تعالیٰ نے مجھ پر یہ حکم نازل کیا ہے۔ یہ آیت پڑھی تو مہاجرات میں سے نہیں ہے۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے: اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر آیت میں مذکور عورتوں کے علاوہ عورتیں حرام کردیں۔ اس سے قبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس عورت سے چاہتے نکاح کرلیتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ حرام نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات اس سے بہت پریشان ہوئیں کہ آپ جس سے چاہتے ہیں شادی کرلیتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ حکم نازل کیا کہ جن عورتوں کا تم پر ذکر کیا ہے اس کے علاوہ کو تم پر حرام کردیا ہے۔ تو یہ چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کو بہت اچھی لگی۔ (2)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ

1۔ سنن ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 12، صفحہ 63 (3214)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 29، دار احیاء التراث العربی بیروت

آیت میں أَزْوَاجَكَ سے مراد رسول اللہ ﷺ کی پہلی ازواج مطہرات ہیں جو اس آیت کے نازل ہونے سے پہلے تھیں۔ أُجُورَهُنَّ سے مراد ان کے مہر ہیں اور وَمَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ سے مراد وہ لونڈیاں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کی ملک میں دیں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے امام شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ آپ کی چچازاد بہنوں، پھوپھی کی بیٹیوں، ماموں کی بیٹیوں اور خالہ کی ان بیٹیوں میں رخصت دی گئی جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رخصت دی کہ آپ ان میں سے کسی ایک کے ساتھ شادی کریں اور کے ساتھ شادی نہ کریں۔ ایسی مومن عورت کے بارے میں رخصت دی گئی جو اپنے آپ کو نبی کے حوالے کر دے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جو مومن عورت بغیر مہر کے اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کے لیے ہبہ کر دے تو وہ آپ کے لیے حلال ہے۔ یہ امر صرف نبی کریم ﷺ کے لیے حلال ہے، کسی اور کے لیے حلال نہیں۔

امام ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے: جس عورت نے اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کے لیے ہبہ کیا۔ اس کا نام خولہ بنت حکیم تھا۔(1)

امام عبد الرزاق، ابن سعد، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، امام بخاری، ابن جریر، ابن منذر، بیہقی، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عروہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ خولہ بنت حکیم بن اقوص ان عورتوں میں سے تھیں جنہوں نے اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ پر پیش کیا تھا۔(2)

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ سے روایت نقل کی ہے کہ وَامْرَأَةً مُّؤْمِنَةً سے مراد ام شریک دوسیہ ہے۔(3)

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت منیر بن عبد اللہ دوسی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ام شریک غزیہ بنت جابر بن حکیم دوسیہ نے اپنے آپ کو نبی کریم ﷺ پر پیش کیا وہ بڑی خوبصورت تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کا بوسہ لیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا اس عورت میں کوئی خیر نہیں جو اپنے آپ کو کسی مرد پر پیش کرے۔ حضرت ام شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا میں وہ ہوں اللہ تعالیٰ نے اس کا نام مومنہ رکھا۔ ارشاد فرمایا وَامْرَأَةً مُّؤْمِنَةً إِن وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت عائشہ نے کہا اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے تیری محبت میں جلدی کی ہے۔(4)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت محمد بن کعب، عمر بن حکم اور عبد اللہ بن عبید رحمہم اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تیرہ عورتوں سے شادی کی چھ قریش کی تھیں۔ حضرت خدیجہ، حضرت عائشہ، حضرت حفصہ، حضرت ام حبیبہ، حضرت سودہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہن، تین بنی عامر بن صعصعہ سے تھیں، دو بنو ہلال سے تھیں اور حضرت میمونہ بنت حرث رضی اللہ عنہا اسی نے اپنے آپ کو نبی کریم ﷺ پر پیش کیا تھا۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا جو ام

1۔ سنن کبریٰ از بیہقی، باب ما ابیح لہ من الموہوبۃ، جلد 7، صفحہ 55، دار الفکر بیروت 2۔ صحیح بخاری، جلد 3، صفحہ 345 (5010)، دار الفکر بیروت

3۔ طبقات، باب ام شریک رضی اللہ عنہا، جلد 8، صفحہ 155، دار صادر بیروت 4۔ ایضاً

المساکین کے نام سے معروف تھیں۔ اس نے دنیا کو پسند کیا ایک عورت بنو حارث کی تھی۔ اس نے رسول اللہ ﷺ سے پناہ چاہی تھی۔ حضرت زینب بنت جحش اسدیہ دو قیدی حضرت صفیہ بنت حیی اور حضرت جویریہ بنت حارث خزاعیہ۔

امام ابن سعد، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور طبرانی نے حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً سے مراد ام شریک ازدیہ ہے جس نے اپنے آپ کو نبی کریم ﷺ کے لیے پیش کیا تھا۔ (1)

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت ابن ابی عون سے روایت نقل کی ہے کہ لیلیٰ بنت حطیم نے اپنے آپ کو نبی کریم ﷺ کے لیے پیش کیا تھا اور عورتوں نے بھی اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ پر پیش کیا تھا لیکن ہم نے کسی کے بارے میں یہ نہیں سنا کہ ان میں سے کسی کو رسول اللہ ﷺ نے قبول کیا ہو۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر رحمہما اللہ نے امام شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انصار میں سے ایک عورت تھی جس نے اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ پر پیش کیا تھا۔ یہ ان میں سے تھی جس کے معاملہ کو حضور ﷺ نے مؤخر کر دیا تھا۔ (2)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایسی کوئی عورت نہ تھی جس نے اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ پر پیش کیا تھا۔ (3)

امام عبد الرزاق، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی کے لیے ہبہ (عورت کا اپنے آپ کو پیش کرنا) حلال نہیں۔ (4)

امام عبد الرزاق، ابن سعد، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت زہری اور ابراہیم نخعی رحمہما اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد یہ ہبہ کسی کے لیے حلال نہیں۔ (5)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ کسی کے لیے حلال نہیں کہ وہ اپنی بیٹی مہر کے بغیر ہبہ کرے مگر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کر سکتا ہے۔ (6)

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت مکحول اور زہری سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد ایسا ہبہ حلال نہیں۔ (7)

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت ابن شہاب سے روایت نقل کی ہے کہ کسی مرد کے لیے یہ حلال نہیں کہ وہ اپنی بچی بغیر مہر کے حوالے کرے۔ اللہ نے یہ امر صرف نبی کریم ﷺ کے ساتھ خاص کیا ہے، مومنوں کے لیے یہ جائز نہیں۔

امام عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید نے عطاء سے ایسی عورت کے بارے میں روایت نقل کی ہے کہ جس نے اپنے آپ کو ایک مرد کے لیے ہبہ کیا تھا تو فرمایا مہر کے بغیر یہ درست نہیں۔ یہ امر صرف نبی کریم ﷺ کے لیے حلال تھا۔ (8)

امام بخاری اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک عورت نبی کریم ﷺ کی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 29 — 2۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 30-29 — 3۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 29

4۔ مصنف عبد الرزاق، جلد 7، صفحہ 57 (12320)، دار الکتب العلمیہ بیروت — 5۔ ایضاً (12317)

6۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ما قالوا فی المراۃ تھب نفسھا لزوجھا، جلد 4، صفحہ 15 (17322)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ — 7۔ ایضاً (17324)

8۔ مصنف عبد الرزاق، باب الموہبات، جلد 7، صفحہ 56 (12312)، دار الکتب العلمیہ بیروت

خدمت میں حاضر ہوئی عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ کیا آپ کو مجھ میں خواہش ہے؟ حضرت بنت انس نے کہا وہ کتنی کم حیا والی ہے تو حضرت انس نے کہا یہ تجھ سے بہتر ہے۔ اس نے رسول اللہ ﷺ میں رغبت کا اظہار کیا ہے اس نے اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ پر پیش کیا ہے۔(1)

ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت عروہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم یہ بات کیا کرتے تھے حضرت ان عورتوں میں تھیں جنہوں نے اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ پر پیش کیا تھا۔ وہ ایک نیک عورت تھی۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اس آیت میں مذکور عورت سے مراد حضرت میمونہ بنت حارث تھی۔(3)

امام عبد الرزاق، ابن سعد، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا نے اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ پر پیش کیا تھا۔(4)

امام مالک، عبد الرزاق، امام احمد، امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، امام ترمذی، امام نسائی، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک عورت نبی کریم ﷺ کے پاس آئی۔ اس نے اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ پر پیش کیا۔ رسول اللہ ﷺ خاموش ہو گئے۔ ایک آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ اگر آپ کو اس میں حاجت نہ ہو تو اس کی شادی مجھ سے کر دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو اسے کیا دے گا؟ اس نے عرض کی میرے پاس تو صرف ایک تہ بند ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر تو نے تہ بند دے دیا تو تو بغیر تہ بند کے بیٹھے گا۔ کوئی اور چیز تلاش کرو۔ اس نے عرض کی میں تو کچھ نہیں پاتا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تیرے پاس جو قرآن ہے اسی کے بدلہ میں ہم نے تیری شادی اس کے ساتھ کر دی۔(5)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ عورت نے تو ہبہ کر دیا مگر رسول اللہ ﷺ نے ایسا نہ کیا۔(6)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے نبی! موہوبہ عورت تیرے بغیر کسی کے لیے حلال نہیں۔ اگر کوئی عورت اپنے آپ کو کسی مرد کے لیے ہبہ کرے تو وہ اس کے لیے اس وقت تک حلال نہیں یہاں تک کہ وہ اسے کوئی چیز عطا کرے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ کسی عورت کے لیے یہ حلال نہیں کہ وہ ولی اور مہر کے بغیر اپنے آپ کو کسی مرد کے لیے ہبہ کرے۔ یہ امر صرف نبی کریم ﷺ کے لیے خاص ہے۔

1۔ صحیح بخاری، جلد 3، صفحہ 346 (5016)، دار الفکر بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 30، دار احیاء التراث العربی بیروت — 3۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 29

4۔ مصنف عبد الرزاق، باب الموہبات، جلد 7، صفحہ 56 (12313)، دار الکتب العلمیہ بیروت

5۔ سنن ترمذی، کتاب النکاح، جلد 3، صفحہ 421 (1114)، دار الحدیث القاہرہ — 6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 29

لوگوں کے لیے یہ جائز نہیں۔لوگوں کا یہ گمان تھا کہ یہ آیت حضرت میمونہ بنت حارث کے بارے میں نازل ہوئی۔اس نے ہی اپنے آپ کو نبی کریم ﷺ کے لیے ہبہ کیا تھا۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر، اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے: اللہ تعالیٰ نے اس امر کو فرض قرار دیا ہے کہ عورت کا نکاح ولی، مہر اور گواہ کے بغیر نہ کیا جائے، مرد صرف چار عورتوں سے ہی شادی کر سکتا ہے۔(1)

عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر ابن ابی حاتم نے مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مرد صرف چار عورتوں سے شادی کر سکتا ہے۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مسلمانوں پر فرض کیا گیا ہے کہ نکاح ولی اور دو گواہوں کے بغیر نہیں ہوگا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مسلمانوں پر یہ فرض کیا گیا ہے: ولی، دو گواہوں اور مہر کے بغیر نکاح نہیں ہوتا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے لِكَيْلَا يَكُونَ عَلَيْكَ حَرَجٌ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے: اللہ تعالیٰ نے اسے حلال کیا نبی کریم ﷺ باری مقرر فرماتے تھے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے امام شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے کہا گیا کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری نے جب تستر کو فتح کیا تو انہوں نے حکم دیا کہ حاملہ عورتوں سے وطی نہ کی جائے اور مشرکوں کے ساتھ ان کی اولادوں میں شریک نہ ہوا جائے کیونکہ پانی بچے میں اضافہ کا باعث ہوتا ہے۔کیا یہ ایسی بات ہے جو انہوں نے اپنی طرف سے کی یا ایسی بات ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی ہے؟ فرمایا غزوۂ اوطاس کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے حاملہ عورت سے وطی کرنے سے منع کیا تھا یہاں تک کہ اس سے وضع حمل ہو جائے یا بانجھ ہو تو رحم پاک کرے۔(3)

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد اور طبرانی رحمہم اللہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں: وہ آدمی جو (غیر کی) حاملہ سے وطی کرے تو وہ ہم میں سے نہیں۔(4)

امام ابن ابی شیبہ، دار قطنی، ابوداؤد، ابن منیع بغوی، باوردی، ابن قانع، بیہقی اور ضیاء رحمہم اللہ نے ابو مورق (جو نجیب کے غلام ہیں) سے روایت نقل کی ہے: ہم نے حضرت رویفع بن ثابت انصاری رحمہ اللہ کی قیادت میں مغرب کی جانب ایک جنگ میں شرکت کی۔ہم نے ایک بستی فتح کی جسے جربہ کہا جاتا۔ہم میں ایک خطیب کھڑا ہوا، کہا میں تمہیں وہی بات بتاتا ہوں جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے بات سنی ہے۔رسول اللہ ﷺ خیبر کے روز ہم میں کھڑے ہوئے، فرمایا جو اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے پانی سے غیر کی کھیتی کو سیراب نہ کرے۔(5)

1۔مصنف عبدالرزاق، جلد 3، صفحہ 46 (2360)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 30

3۔مصنف ابن ابی شیبہ، باب اشتراء الجاریۃ وھی حامل، جلد 4، صفحہ 28 (17454)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

4۔ایضاً (17459)

5۔ایضاً، (17460)

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت حسن بصری سے روایت نقل کی ہے: جب تستر کا شہر فتح ہوا تو حضرت ابوموسیٰ اشعری نے بہت سے قیدی پکڑے۔ حضرت عمر نے ان کی طرف خط لکھا کہ کوئی آدمی حاملہ عورت سے اس وقت وطی نہ کرے جب تک وہ وضع حمل نہ کرے۔ مشرکوں کے ساتھ ان کی اولادوں میں شریک نہ ہو کیونکہ یہ پانی بچے کو مکمل کرنے کا باعث ہوتا ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وضع حمل سے پہلے حاملہ سے وطی کرنے سے منع کیا اور غیر حمل والی (بانجھ) سے بھی ایک حیض کے ساتھ استبراء (2) سے پہلے وطی کرنے سے منع کیا۔(3)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک منادی کرنے والے کو ایک غزوہ میں منادی کرنے کا حکم دیا جو غزوہ حضور ﷺ نے کیا تھا کہ وضع حمل سے پہلے حاملہ سے وطی نہ کی جائے اور غیر حاملہ سے بھی اس وقت تک وطی نہ کی جائے جب تک کہ اسے حیض نہ آجائے۔(4)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ خیبر کے موقع پر منع کیا ہے کہ حاملہ عورت سے وضع حمل سے پہلے وطی نہ کی جائے۔(5)

تُرْجِيْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَ تُـْٔوِيْۤ اِلَيْكَ مَنْ تَشَآءُ ؕ وَ مَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ تَقَرَّ اَعْيُنُهُنَّ وَ لَا يَحْزَنَّ وَ يَرْضَيْنَ بِمَاۤ اٰتَيْتَهُنَّ كُلُّهُنَّ ؕ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَلِيْمًا ﴿۵۱﴾

"(آپ کو اختیار ہے) دور کردیں جس کو چاہیں اپنی ازواج سے اور اپنے پاس رکھیں جس کو آپ چاہیں۔ اور اگر آپ (دوبارہ) طلب کریں جن کو آپ نے علیحدہ کردیا تھا تب بھی آپ پر کوئی مضائقہ نہیں۔ اس (رخصت) سے پوری توقع ہے کہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی اور وہ آزردہ خاطر نہ ہوں گی اور سب کی سب خوش رہیں گی جو کچھ آپ انہیں عطا فرمائیں گے۔ اور (اے لوگو!) اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو تمہارے دلوں میں ہے اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا بڑا بردبار ہے"۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے تُرْجِيْ کا معنی تو خر نقل کیا ہے یعنی آپ مؤخر کرتے ہیں۔(6)

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مِنْهُنَّ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ ضمیر سے مراد

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب اشتراء الجاریۃ وھی حامل، جلد 4، صفحہ 9 (17465)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ ایک حیض آنے کے ساتھ یہ معلوم کرنا کہ رحم خالی ہے۔ مترجم

3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 4، صفحہ 28 (17462)

4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 28 (17466)

5۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 29 (17467)

6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 31، داراحیاء التراث العربی بیروت

امہات المومنین ہیں اور وَ تُؤْوِیْٓ کا مفعول بہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان میں سے جس کے بارے میں آپ پسند کریں اسے آزاد کر دیں اور جس کے بارے میں چاہیں اسے گھر میں روک لیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان وَ مَنِ ابْتَغَیْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْكَ اس سے مراد وہ عورتیں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے حلال کیا یعنی وہ پھوپھی، ماموں اور خالہ کی بیٹیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ عورتیں جو تیرے پاس ہیں ان میں سے کوئی مر جائے یا جنہیں تو نے آزادی دے دی ہے تو میں نے اس کی جگہ تیرے لیے اور عورت حلال کر دی جو تیرے پاس تھی اور وہ مر گئی یا تو نے اسے آزاد کر دیا۔ جو میں نے تیرے لیے حلال کیں ان کی جگہ بدلنا میں نے تیرے لیے حلال کیا ہے۔ یہ درست نہیں کہ جو عورتیں تیرے پاس موجود ہیں ان پر کسی عورت کو زائد کرو۔ (1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نو بیویاں تھیں ہم کو ڈر ہوا کہ آپ انہیں طلاق دے دیں گے۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ذات اور مال میں سے جو چاہیں معین کر دیں ہمیں طلاق نہ دیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا مؤدبات پانچ تھیں۔ حضرت عائشہ، حضرت حفصہ، حضرت ام سلمہ، حضرت زینب، حضرت ام حبیبہ اور مرجآت چار تھیں حضرت جویریہ، حضرت میمونہ، حضرت سودہ، حضرت صفیہ۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے وہ حضرت خولہ بنت حکیم سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے شادی کی تھی۔ تاہم اسے بھی اپنے حرم میں داخل کرنا دوسری عورتوں کے ساتھ مؤخر کر دیا تھا۔

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی ازواج مطہرات کی باری کی تقسیم میں سہولت تھی۔ آپ جیسے چاہتے باری بناتے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ تَقَرَّ اَعْیُنُهُنَّ کا یہی مطلب ہے۔ جب انہیں علم ہوگا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے تو ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی۔ (2)

امام عبد الرزاق، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اجازت تھی کہ جیسے چاہیں اپنی ازواج مطہرات کی باری بنائیں۔ اسی وجہ سے فرمایا ذٰلِكَ اَدْنٰۤى یعنی جب انہیں علم ہوگا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے تو ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی۔ (3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے امام شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انصار کی ایک عورت نے اپنے آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔ یہ بھی ان عورتوں میں سے تھی جس کے معاملہ کو مؤخر کر دیا تھا۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحہما اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی عورت کو دعوت نکاح دیتے تو کسی دوسرے مرد کے لیے یہ جائز نہیں ہوتا تھا کہ اس عورت کو دعوت نکاح دے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس عورت سے نکاح کر لیں یا اسے ترک کر دیں۔ (4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 34-33، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ طبقات ابن سعد، باب ذکر قسم رسول اللہ بین نسائہ، جلد 8، صفحہ 172، دار صادر بیروت

3۔ تفسیر عبد الرزاق، جلد 3، صفحہ 48 (2364)، دار الکتب العلمیہ بیروت   4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 32

امام احمد، امام بخاری، امام مسلم اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے جبکہ ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ میں ان عورتوں پر بڑی غیرت کا مظاہرہ کرتی جو اپنے آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بطور ہبہ پیش کرتیں۔ میں کہتی وہ اپنے آپ کو کیسے ہبہ کرتی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا تو میں نے کہا آپ کا رب آپ کی خواہش پوری کرنے میں جلدی کرتا ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن منذر، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ وہ کہتی تھیں کیا ایک عورت اس بات سے حیا نہیں کرتی کہ وہ اپنے آپ کو ایک مرد کے لیے ہبہ کرے۔ تو اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات کے بارے میں کہا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا میرا خیال ہے آپ کا رب آپ کی خواہش کو پورا کرنے میں جلدی کرتا ہے۔(2)

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو میں نے کہا آپ جو ارادہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اس کے لیے جلدی کرتا ہے۔(3)

امام ابن سعد، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں امام شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ کچھ عورتیں تھیں جنھوں نے اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ہبہ کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعض کو اپنے حرم میں داخل کیا اور بعض کو مؤخر کر دیا۔ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حرم میں داخل نہ ہوئیں یہاں تک کہ آپ کا وصال ہو گیا۔ انھوں نے بعد میں کسی سے نکاح نہ کیا انہیں میں سے بھی تھیں۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی مطلب ہے۔(4)

امام ابن سعد، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابو زید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارادہ کیا کہ اپنی عورتوں کو طلاق دے دیں۔ جب انھوں نے یہ دیکھا تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ عرض کی ہمیں طلاق نہ دیجیے۔ آپ کو ہمارے اور اپنے درمیان معاملات میں اختیار ہے۔ ہمارے لیے اپنی ذات اور مال میں سے جو چاہیں معین کر دیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے جس سے چاہتے ہیں اس سے جدائی اختیار کیجیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعض کو مؤخر کر دیا اور بعض کو حرم میں لے لیا۔ جن کو مؤخر کیا وہ حضرت میمونہ، حضرت جویریہ، حضرت ام حبیبہ، حضرت صفیہ اور حضرت سودہ تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی جان اور مال میں سے جو چاہتے ان میں تقسیم کر دیتے جن کو حرم میں شامل کیا۔ وہ حضرت عائشہ، حضرت حفصہ، حضرت ام سلمہ اور حضرت زینب تھیں۔ ان کے درمیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باری اور مال میں برابری اختیار کرتے۔(5)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ ایسا امر ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے

1۔ صحیح بخاری، جلد 3، صفحہ 246 (4687)، دار الفکر بیروت
2۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، جلد 2، صفحہ 493 (2000)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ طبقات ابن سعد، جلد 8، صفحہ 195، دار صادر بیروت
4۔ ایضاً، جلد 8، صفحہ 201
5۔ ایضاً، جلد 8، صفحہ 196

نبی کریم ﷺ کے سپرد کیا تا کہ آپ اپنی بیویوں کو ادب سکھائیں تا کہ یہ ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک کا باعث اور زندگی میں زیادہ خوشنودگی کا باعث ہو۔ ہم یہ نہیں جانتے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان میں سے کس کے معاملہ کو مؤخر کیا یا اس سے جدائی اختیار کی بعد اس کے کہ انہیں اختیار دیا تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو پسند کیا۔

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت ثعلبہ بن مالک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارادہ کیا کہ آپ اپنی بعض عورتوں کو طلاق دیں تو انہوں نے آپ کو ہر قسم کا فیصلہ کرنے کا اختیار دے دیا۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔(1)

امام فریابی، ابن سعد، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے تُرْجِیْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ کی یہ تفسیر نقل کی ہے ان میں سے جس سے چاہیں علیحدگی اختیار کریں۔ وہ آپ کے پاس بغیر طلاق کے بھی نہ آئے۔ وَ تُـْٔوِیْۤ اِلَیْكَ مَنْ تَشَآءُ جسے آپ چاہیں اپنے حرم میں واپس لے لیں۔ وَ مَنِ ابْتَغَیْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ یعنی اگر آپ چاہیں تو اسے اپنے حرم میں لے لیں۔(2)

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ تُرْجِیْ کا معنی تُؤَخِّرُ ہے یعنی تو اسے موخر کر دے۔(3)

ابن ابی حاتم نے مجاہد سے یہ روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ طلاق نہیں دیتے تھے۔ آپ علیحدگی اختیار کرتے تھے۔

امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، امام نسائی، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہم سے اجازت لیتے جبکہ ہماری باری ہوتی۔ بعد میں یہ آیت نازل ہوئی تُرْجِیْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ۔ میں نے کہا آپ کیا کہتی تھیں؟ حضرت عائشہ نے کہا میں آپ سے کہتی تھی یہ میرا حق ہے، میں آپ کے معاملہ میں کسی اور کو اپنے اوپر ترجیح نہیں دیتی۔(4)

لَا یَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْۢ بَعْدُ وَ لَاۤ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّ لَوْ اَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ اِلَّا مَا مَلَكَتْ یَمِیْنُكَ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ رَّقِیْبًا ﴿۵۲﴾

''حلال نہیں آپ کے لیے دوسری عورتیں اس کے بعد اور نہ اس کی اجازت ہے کہ تبدیل کر لیں ان ازواج سے دوسری بیویاں اگرچہ آپ کو پسند آئے ان کا حسن۔ بجز کنیزوں کے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر نگران ہے''۔

امام فریابی، دارمی، ابن سعد، عبداللہ بن احمد نے زوائد مسند میں، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور ضیاء رحمہم اللہ نے مختارہ میں حضرت زیاد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: میں نے حضرت ابی رضی اللہ عنہ سے کہا بتایئے اگر رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات فوت ہو جاتیں تو کیا آپ کے لیے شادی کرنا حلال نہ ہوتا؟ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ کے لیے کیا مانع ہے؟ میں نے کہا لَا یَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْۢ بَعْدُ فرمایا اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے خاص قسم کی عورتیں حلال کی ہیں اور ان کی صفت بھی بیان کر دی ہے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِیْۤ اٰتَیْتَ

1۔ طبقات ابن سعد، جلد 8، صفحہ 195، دار صادر بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 31، دار احیاء التراث العربی بیروت
3۔ ایضاً
4۔ صحیح بخاری، جلد 3، صفحہ 246، دار الفکر بیروت

اُجُوۡرَہُنَّ وَ مَا مَلَكَتۡ يَمِيۡنُكَ مِمَّاۤ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَيۡكَ وَ بَنٰتِ عَمِّكَ وَ بَنٰتِ عَمّٰتِكَ وَ بَنٰتِ خَالِكَ وَ بَنٰتِ خٰلٰتِكَ الّٰتِىۡ هَاجَرۡنَ مَعَكَ ۡ وَامۡرَاَةً مُّؤۡمِنَةً (احزاب:50) پھر فرمایا لَا یَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنۡۢ بَعۡدُ۔(1)

امام عبد بن حمید، امام ترمذی (جبکہ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے)، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مختلف قسم کی عورتوں سے روک دیا گیا مگر وہ عورتیں جو مومن مہاجر ہوں وہ آپ کے لیے حلال ہیں۔ ارشاد فرمایا لَا یَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ اللہ تعالیٰ نے مومن عورتوں کو آپ کے لیے حلال فرمایا۔ ارشاد فرمایا وَامۡرَاَةً مُّؤۡمِنَةً اِنۡ وَّهَبَتۡ نَفۡسَهَا لِلنَّبِىِّ (الاحزاب:50) اللہ تعالیٰ نے مسلمان کے علاوہ ہر دین والی عورت کو آپ پر حرام کر دیا۔(2)

امام ابوداؤد نے ناسخ میں اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کہا کرتے تھے کہ لَا یَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنۡۢ بَعۡدُ یہ وہ عورتیں ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے ذکر کر دیا مگر تیرے چچا کی بیٹیاں، تیری پھوپھی کی بیٹیاں، تیرے ماموں کی بیٹیاں، تیری خالہ کی بیٹیاں۔(3)

امام فریابی، ابوداؤد اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے: ان اصناف میں سے جو آپ کے لیے بیان کی گئی ہیں وہ تیرے چچا کی بیٹیاں، تیری پھوپھی کی بیٹیاں، تیرے ماموں کی بیٹیاں، تیری خالہ کی بیٹیاں اور مومن عورت۔ اگر وہ اپنے آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کرے تو ان اصناف میں سے جس سے آپ نکاح کرنا چاہیں آپ کے لیے حلال ہے۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے لَا یَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنۡۢ بَعۡدُ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ جو حرام ہیں وہ یہودی اور نصرانی عورتیں ہیں یہ مناسب نہیں کہ ایسی عورتیں امہات المومنین بنیں اِلَّا مَا مَلَكَتۡ يَمِيۡنُكَ سے مراد یہودی اور نصرانی عورت ہے ایسی لونڈی خریدنے میں کوئی حرام نہیں۔(4)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ لَا یَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنۡۢ بَعۡدُ کا مطلب ہے کہ کوئی یہودی اور نصرانی عورت آپ کے لیے حلال نہیں۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس آیت کا معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلی ازواج مطہرات کے بعد اور عورتوں سے شادی کرنے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منع کر دیا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان عورتوں پر اس طرح محدود کر دیا ہے جس طرح ان عورتوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر محدود کر دیا تھا۔

ابوداؤد نے ناسخ میں، ابن مردویہ اور بیہقی نے سنن میں حضرت انس سے روایت نقل کی ہے: جب اللہ تعالیٰ نے انہیں اختیار

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 36، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ سنن ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 12، صفحہ 64 (3215)، دار الکتب العلمیہ بیروت 3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 37

4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب لا تحل لک النساء، جلد 3، صفحہ 538 (16912)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

دیا تو ازواج مطہرات نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو اپنالیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو ان تک محدود کر دیا۔(1)

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات کو اختیار دیا تو انہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو اپنایا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ یہ وہ نو عورتیں ہیں جنہوں نے آپ کو پسند کیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ پر حرام کر دیا کہ آپ کسی اور سے شادی کریں۔(2)

امام ابن سعد اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا وصال نہیں ہوا مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے یہ حلال کر دیا تھا کہ ذی رحم محرم کے علاوہ جس عورت سے آپ چاہیں شادی کرلیں۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان تُرْجِيْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَ تُـْٔوِيْۤ اِلَيْكَ مَنْ تَشَآءُ کا یہی مطلب ہے۔(3)

امام عبدالرزاق، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابو داؤد نے ناسخ میں، امام ترمذی جبکہ امام ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے، امام نسائی، ابن جریر، ابن منذر، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات نہیں ہوئی تھی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے محرمات کے علاوہ تمام عورتوں سے نکاح کو حلال کر دیا تھا۔(4)

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔(5)

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت ابو بکر بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام رحمہم اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو انہیں عورتوں پر محدود کر دیا گیا رسول اللہ ﷺ نے بعد میں کسی عورت سے شادی نہیں کی۔(6)

امام ابن سعد نے سلیمان بن یسار سے روایت نقل کی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے کندیہ عورت سے شادی کی اور عامریات میں پیغام بھیجا اور ام شریک نے اپنے آپ کو نبی کریم ﷺ کے لیے ہبہ کیا تو رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات نے کہا اگر رسول اللہ ﷺ نے اجنبی عورتوں سے شادیاں کرلیں تو ہم میں آپ کی کوئی حاجت نہ رہے گی۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل کیا کہ رسول اللہ ﷺ کو انہیں ازواج مطہرات پر محدود کر دیا اور آپ کے لیے چچا کی بیٹیاں، پھوپھی کی بیٹیاں، ماموں کی بیٹیاں اور خالہ کی بیٹیاں حلال رکھی گئیں جو ان میں سے ہوں جنہوں نے ہجرت کی اور باقی عورتیں آپ پر حرام کر دی گئیں سوائے لونڈیوں کے سوائے اس مومن عورت کے جس نے اپنے آپ کو نبی کریم ﷺ پر ہبہ کر دیا جو ام شریک تھیں۔(7)

امام سعید بن منصور، ابن سعد، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو رزین رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ مشرکات میں سے آپ کے لیے عورتیں حلال نہیں مگر جنہیں گرفتار کیا جائے اور آپ کی ملک میں آجائیں۔(8)

1۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 54، دارالفکر بیروت
2۔ طبقات ابن سعد، جلد 8، صفحہ 200، دار صادر بیروت
3۔ ایضاً، جلد 8، صفحہ 194
4۔ سنن ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 12، صفحہ 65(3216)، بیروت
5۔ طبقات ابن سعد، جلد 8، صفحہ 194
6۔ ایضاً، جلد 8، صفحہ 195
7۔ ایضاً، جلد 8، صفحہ 197
8۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 38، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام بزار اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ دور جاہلیت میں بدل یہ تھا کہ مرد کہتا تو اپنی بیوی میرے ہاں بھیج دے۔ میں اپنی بیوی تیرے ہاں بھیج دیتا ہوں تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

عیینہ بن حصن فزاری نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بغیر اجازت کے حاضر ہوا جبکہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے اجازت کیوں نہیں لی۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم جب سے میں آیا ہوں میں نے کسی انصاری سے اجازت نہیں لی۔ پھر کہا یہ آپ کے پہلو میں حمیراء کون ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یہ ام المومنین عائشہ ہے۔ اس نے کہا کیا میں آپ کے لیے دنیا کی خوبصورت ترین کو نہ بھیج دوں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عیینہ! اللہ تعالیٰ نے یہ حرام کر دیا ہے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے بخل (انکار) کیا تو وہ وہاں سے نکلا۔ حضرت عائشہ صدیقہ نے کہا یہ کون ہے؟ فرمایا احمق سردار ہے جیسا تم دیکھ رہی ہو، یہ اپنی قوم کا سردار ہے۔

امام ابن منذر نے حضرت زید بن اسلم سے روایت نقل کی ہے کہ دور جاہلیت میں یہ طریقہ تھا کہ ایک آدمی دوسرے سے کہتا جبکہ اس کی بیوی خوبصورت ہوتی میری بیوی اپنی بیوی سے بدل دو اور تیری لونڈی سے بھی زائد لطف اندوز ہوں گا۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عبد اللہ بن شداد رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے: یہ اس صورت میں ہے اگر آپ انہیں طلاق دے دیں تو آپ کے لیے حلال نہیں کہ آپ اس کی جگہ اور عورت بدلیں اس سے قبل آپ جس عورت سے چاہتے نکاح کر لیتے۔ کہا جب یہ آیت نازل ہوئی تو آپ کے عقد میں نو بیویاں تھیں۔ بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام حبیبہ بنت ابی سفیان اور جویریہ بنت حارث سے شادی کی۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت علی بن زید رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان بیویوں تک محدود کر دیا جن سے آپ کا وصال ہوا تھا۔ علی (بن زید) نے کہا میں نے اس کا ذکر حضرت علی بن حسین سے کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا اگر آپ چاہتے تو اوروں سے شادی کر سکتے تھے۔ عبد بن حمید رحمہ اللہ کے الفاظ ہیں بلکہ آپ کو یہ حق حاصل تھا کہ آپ اوروں سے شادی کریں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جس روز یہ آیت نازل ہوئی اس روز جس سے آپ چاہتے شادی کر سکتے تھے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے رَّقِيْبًا کا معنی نگہبان نقل کیا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّاۤ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰىهُ ۙ وَ لٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَ لَا مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيٖ مِنْكُمْ ٞ وَ اللّٰهُ لَا يَسْتَحْيٖ مِنَ الْحَقِّ ؕ وَ اِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا

فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ؕ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَ قُلُوْبِهِنَّ ؕ وَ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَاۤ اَنْ تَنْكِحُوْۤا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖۤ اَبَدًا ؕ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا ﴿۵۳﴾ اِنْ تُبْدُوْا شَيْـًٔا اَوْ تُخْفُوْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿۵۴﴾

"اے ایمان والو! نہ داخل ہوا کرو نبی کریم کے گھروں میں بجز اس (صورت) کے کہ تم کو کھانے کے لیے آنے کی اجازت دی جائے (اور) نہ پکنے کا انتظار کیا کرو لیکن جب تمہیں بلایا جائے، تو اندر چلے آؤ۔ پس جب کھانا کھا چکو، تو فوراً منتشر ہو جاؤ اور نہ وہاں جا کر دل بہلانے کے لئے باتیں شروع کر دیا کرو۔ تمہاری یہ حرکتیں (میرے) نبی کے لیے تکلیف کا باعث بنتی ہیں پس وہ تم سے حیا کرتے ہیں (اور چپ رہتے ہیں) اور اللہ تعالیٰ کسی کا شرم نہیں کرتا حق بیان کرنے میں۔ اور جب تم مانگو ان سے کوئی چیز تو مانگو پس پردہ ہو کر۔ یہ طریقہ پاکیزہ تر ہے تمہارے دلوں کے لیے نیز ان کے دلوں کے لیے اور تمہیں یہ زیب نہیں دیتا کہ تم اذیت پہنچاؤ اللہ کے رسول کو اور تمہیں اس کی بھی اجازت نہیں کہ تم نکاح کرو ان کی ازواج سے ان کے بعد کبھی۔ بے شک ایسا کرنا اللہ کے نزدیک گناہ عظیم ہے۔ چاہے تم کسی بات کو ظاہر کرو یا اسے چھپاؤ یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز سے خوب آگاہ ہے"۔

امام بخاری، ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی خدمت میں نیک، برا ہر قسم کا آدمی حاضر ہوتا ہے۔ کاش! آپ امہات المومنین کو پردے کا حکم دیتے تو اللہ تعالیٰ نے حجاب والی آیت کو نازل فرمایا۔(1)

امام احمد، عبد بن حمید، امام بخاری، امام مسلم، امام نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں مختلف طرق سے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب بنت جحش سے شادی کی تو صحابہ کی دعوت کی صحابہ نے کھانا کھایا پھر بیٹھ کر باتیں کرنے لگے۔ اچانک آپ نے یہ ارادہ کیا کہ آپ کھڑے ہونے لگے ہیں۔ پھر بھی صحابہ کرام کھڑے نہ ہوئے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دیکھا تو آپ اٹھ کھڑے ہوئے تو کچھ صحابہ بھی کھڑے ہو گئے اور تین افراد بیٹھے رہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تا کہ گھر میں داخل ہوں تو کیا دیکھا کہ لوگ ابھی بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔ پھر وہ اٹھے میں گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں عرض کی کہ لوگ چلے گئے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے یہاں تک کہ گھر میں داخل ہوئے۔ میں بھی داخل ہونے لگا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے اور اپنے درمیان پردہ ڈال دیا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔(2)

1۔ صحیح بخاری، جلد 3، صفحہ 247 (4689)، دار الفکر بیروت 2۔ ایضاً (4690)

امام ترمذی (جب کہ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے)، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس عورت کے دروازہ پر تشریف لائے جس سے آپ نے عقد نکاح کیا تھا۔ کیا دیکھا وہ لوگ موجود ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے قضائے حاجت فرمائی آپ واپس لوٹے جب کہ صحابہ جا چکے تھے۔ آپ اندر داخل ہوئے جب کہ آپ نے میرے اور اپنے درمیان پردہ ڈال دیا۔ میں نے اس کا ذکر ابوطلحہ سے کیا تو انہوں نے کہا اگر بات اسی طرح ہے جس طرح تو کہتا ہے تو اس بارے میں ضرور حکم نازل ہوگا۔ تو حجاب والی آیت نازل ہوئی۔ (1)

امام ابن سعد، عبد بن حمید، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں بغیر اجازت داخل ہوا کرتا تھا۔ ایک دن آیا تو داخل ہوا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اے بیٹے! ٹھہرو، تیرے بعد ایک نیا حکم نازل ہوا ہے۔ اب ہم پر بغیر اجازت داخل نہ ہوا کرو۔

امام ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہ طویل وقت تک بیٹھا رہا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کئی دفعہ اٹھے تاکہ وہ آپ کی پیروی کرے اور اٹھ جائے مگر اس نے ایسا نہ کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ داخل ہوئے۔ آپ نے اس آدمی کو دیکھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ میں ناگواری کے آثار کو دیکھا۔ حضرت عمر نے اس بیٹھنے والے آدمی کو دیکھا، فرمایا شاید تو نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت دی ہے۔ وہ آدمی سمجھ گیا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں کئی دفعہ اٹھا تاکہ وہ میرے پیچھے اٹھے مگر اس نے ایسا نہ کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ نے کہا کاش! آپ پردے کا اہتمام کرتے کیونکہ آپ کی ازواج دوسری عورتوں جیسی نہیں ہیں۔ پردہ کا حکم ان کے لیے زیادہ پاکیزگی کا باعث ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتَ النَّبِیِّ کو نازل فرمایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر کی طرف پیغام بھیجا اور انہیں اس بارے میں آگاہ کیا۔ (2)

امام نسائی، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے صحیح سند کے ساتھ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ میں ایک پیالہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانا کھا رہی تھی۔ حضرت عمر گزرے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دعوت دی۔ تو حضرت عمر نے کھانا کھایا۔ ان کی انگلی میری انگلی کو لگی۔ حضرت عمر نے کہا اوہ! اگر تمہارے بارے میں میری اطاعت کی جائے تو تمہیں کوئی آنکھ نہ دیکھے تو حجاب والی آیت نازل ہوئی۔

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حجاب کا حکم حضرت عمر کے بارے میں نازل ہوا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانا کھایا تو حضرت عمر کا ہاتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بیوی کے ساتھ جا لگا تو حجاب کا حکم دیا گیا۔ (3)

1۔ سنن ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 12، صفحہ 65 (3217)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ مجمع الزوائد، جلد 9، صفحہ 16 (14431)، بیروت
3۔ طبقات ابن سعد، باب ذکر حجاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نساوہ، جلد 8، صفحہ 175، دار صادر بیروت

امام ابن سعد، ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حجاب کے بارے میں مجھ سے زیادہ جاننے والا کوئی نہیں بچا۔ حضرت ابی بن کعب نے اس بارے میں مجھ سے پوچھا تو میں نے کہا یہ حکم حضرت زینب کے بارے میں نازل ہوا۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰىهُ کا معنی ہے وہ آپ کے کھانے کے وقت کو نہ دیکھتے رہیں۔ وَلٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا یہ واقعہ حضرت ام سلمہ کے گھر میں ہوا صحابہ نے کھانا کھایا پھر طویل گفتگو کرنے لگے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی باہر تشریف لے جاتے اور کبھی اندر تشریف لاتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو صحابہ سے حیا کرتے مگر اللہ تعالیٰ حق بیان کرنے سے حیا نہیں کرتا۔ فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ قتادہ نے کہا ہمیں یہ خبر پہنچی کہ اسی موقع پر انہیں حجاب کا حکم دیا گیا۔ لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِيْۤ اٰبَآىِٕهِنَّ حضرت قتادہ نے کہا ان امہات المومنین کو اجازت دی گئی کہ وہ ان رشتہ داروں سے پردہ نہ کریں۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ربیع بن انس رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ صحابہ کرام آتے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر میں داخل ہوتے، بیٹھتے، باتیں کرتے تاکہ کھانا پائیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل فرمایا۔ تم ان کے کھانے کے وقت کو نہ دیکھتے رہو کہ انہیں بھی کھانا ملے نہ بیٹھو اور نہ ہی باتیں کرتے رہو۔

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے آپ کی خدمت میں عرض کی: مجھے غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰىهُ کا معنی بتایئے حضرت ابن عباس نے فرمایا الانا کا معنی پکی ہوئی چیز یعنی جب وہ کھانا پائے۔ عرض کی کیا عرب اس معنی کو پہچانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے شاعر کا قول نہیں سنا:

ینعم ذاک الانا الغسط کما ینعم غرب المحالة الجمل

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھانا کھا رہے تھے جبکہ آپ کے ساتھ آپ کے بعض صحابہ بھی تھے تو ان میں سے کسی کا ہاتھ حضرت عائشہ صدیقہ کے ہاتھ کو جا لگا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ ناپسند کیا تو حجاب والی آیت نازل ہوئی۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات رات کو باہر جاتیں۔ جب قضائے حاجت کی ضرورت ہوتی تو وہ کھلی جگہ ہوتی۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کرتے ہیں اپنی ازواج کو پردے کا حکم ارشاد فرمایئے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا نہیں کر رہے تھے۔ حضرت سودہ بنت زمعہ ایک رات عشاء کے بعد نکلیں۔ وہ ایک لمبے قد کی عورت تھی۔ حضرت عمر نے بلند آواز سے کہا اے سودہ! ہم نے آپ کو پہچان لیا ہے۔ خواہش یہ تھی کہ حجاب کا حکم نازل ہو تو اللہ تعالیٰ نے حجاب کا حکم نازل فرمایا۔(4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 45، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 42,47
3۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 48
4۔ ایضاً

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے غَیْرَ نٰظِرِیْنَ اِنٰىهُ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ کھانا پکنے کے وقت کو نہ دیکھتے رہیں۔ اور کھانا کھانے کے بعد باتوں میں نہ لگ جائیں۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے اِنٰىهُ معنی اس کا پکنا نقل کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سلیمان بن ارقم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وَلَا مُسْتَاْنِسِیْنَ لِحَدِیْثٍ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ یہ آیت جسیم لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی۔

امام خطیب رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب صحابہ کھانا کھا لیتے تو اس امید پر نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھ جاتے کہ کھانے کی کوئی اور چیز آ جائے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ ازواج نبی پر حجاب لازم ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مَتَاعًا کا معنی حاجت ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر کو چار چیزوں میں دوسرے لوگوں پر فضیلت حاصل ہے۔ انہوں نے یہ ذکر کیا کہ غزوۂ بدر میں قیدی بنائے جانے والے کو قتل کر دیا جائے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ (الانفال:68) کو نازل فرمایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات کو پردہ کرنے کا ذکر کیا۔ حضرت زینب نے کہا اے ابن خطاب! تو ہمارے بارے میں غیرت دکھاتا ہے جبکہ ہمارے گھروں میں وحی نازل ہوتی ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ نبی کریم ﷺ نے ان کے حق میں دعا کی اَللّٰهُمَّ اَیِّدِ الْاِسْلَامَ بِعُمَرَ حضرت ابوبکر کے بارے میں اپنی رائے سے آپ کی سب سے پہلے بیعت کی۔

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنے گھر تشریف لے جاتے تو صحابہ کرام جلدی کرتے اور اپنی جگہوں پر بیٹھ جاتے اس پر ناگواری کو نہ رسول اللہ ﷺ کے چہرے سے اور نہ کھانے کی طرف ہاتھ بڑھانے سے معلوم ہوتا کیونکہ نبی کریم ﷺ صحابہ سے حیا کرتے۔ اس بارے میں ان پر عتاب کیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کو نازل فرمایا۔(2)

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حجاب کا حکم اس وقت نازل ہوا جب نبی کریم ﷺ نے حضرت زینب بنت جحش کو اپنی زوجیت میں لیا۔ یہ ہجرت کا پانچواں سال تھا۔ نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات نے پردہ کیا جبکہ میری عمر پندرہ سال تھی۔(3)

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت صالح بن کیسان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہجرت کے پانچویں سال ذی قعدہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 42,45

2۔ طبقات ابن سعد، باب ذکر حجاب رسول اللہ ﷺ نساوہ، جلد 8، صفحہ 174، دار صادر بیروت　3۔ ایضاً

میں نبی کریم ﷺ کی ازواج کے لیے حجاب کا حکم نازل ہوا۔(1)

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ آیت وَ مَا کَانَ لَکُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ایک ایسے آدمی کے بارے میں نازل ہوئی جس نے نبی کریم ﷺ کی ایک زوجہ سے آپ کے بعد شادی کا ارادہ کیا۔ سفیان نے کہا علماء نے ذکر کیا ہے کہ وہ زوجہ حضرت عائشہ تھیں۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے کہا اگر رسول اللہ ﷺ کا وصال ہو گیا تو میں حضرت عائشہ سے ضرور شادی کروں گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کو یہ خبر پہنچی کہ ایک آدمی کہتا ہے اگر رسول اللہ ﷺ کا وصال ہو گیا تو آپ کے بعد میں فلانہ سے شادی کروں گا۔ یہ چیز نبی کریم ﷺ کو اذیت دیتی تھی۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت طلحہ بن عبیداللہ رحمہ اللہ نے کہا کیا محمد ﷺ ہماری چچازاد بہنوں سے ہمیں پردہ کا حکم دیتے ہیں اور ہمارے بعد ہماری بیویوں سے شادیاں کرتے ہیں۔ اگر کوئی واقعہ ہو گیا تو آپ کے بعد ہم بھی آپ کی بیویوں سے شادی کریں گے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت طلحہ بن عبیداللہ نے کہا اگر نبی کریم ﷺ کا وصال ہو گیا تو میں حضرت عائشہ صدیقہ سے شادی کروں گا۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔(3)

امام ابن سعد نے حضرت ابوبکر بن محمد بن عمرو حزم سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت حضرت طلحہ بن عبیداللہ کے حق میں نازل ہوئی۔ کیونکہ اس نے یہ کہا تھا جب رسول اللہ ﷺ کا وصال ہو گیا تو میں حضرت عائشہ سے شادی کروں گا۔(4)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ایک صحابی نے کہا اگر رسول اللہ ﷺ کا وصال ہو گیا تو میں حضرت عائشہ یا ام سلمہ سے شادی کروں گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔(5)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی حضور ﷺ کی ازواج مطہرات کے پاس آیا، ان سے گفتگو کی جبکہ وہ ان کا چچازاد بھائی تھا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس کے بعد یہاں نہ کھڑا ہونا۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ وہ میری چچازاد بہن ہے، اللہ کی قسم! میں نے اس سے کوئی ناپسندیدہ بات نہیں کی اور نہ اس نے مجھ سے ایسی کوئی بات کی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں اسے خوب جانتا ہوں کہ کوئی بھی اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر غیور نہیں ہے اور نہ ہی مجھ سے کوئی زیادہ غیرت والا ہے۔ تو وہ چلا گیا پھر اس نے کہا آپ مجھے اپنی چچازاد بہن کے ساتھ

1۔ طبقات ابن سعد، باب ذکر حجاب رسول اللہ ﷺ نساؤہ، جلد 8، صفحہ 176، دار صادر بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 49

3۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 50 (2372)، دار الکتب العلمیہ بیروت 4۔ طبقات ابن سعد، جلد 8، صفحہ 201، دار صادر بیروت

5۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 69، دار الفکر بیروت

بات کرنے سے منع کرتے ہیں۔ میں آپ کے بعد ضرور اس سے شادی کروں گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا تو اس نے ایک غلام آزاد کیا۔ دس اونٹ اللہ کی راہ میں دیے اور ایک پیدل حج کیا سبب اس کی وہ بات تھی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ نے مجھے دعوت نکاح دی۔ یہ خبر حضرت فاطمہ کو پہنچی۔ وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی اسماء حضرت علی سے شادی کرنے والی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے انہیں کہا اسے کوئی حق حاصل نہیں کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کو اذیت دے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے سنن میں حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اپنی بیوی سے کہا اگر تجھے یہ بات اچھی لگے کہ تو جنت میں بھی میری بیوی ہو تو میرے بعد کسی اور سے شادی نہ کرنا کیونکہ عورت جنت میں اس کی بیوی ہوتی ہے جس کی دنیا میں آخری بیوی ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات کو حرام کردیا گیا کہ حضور ﷺ کے بعد کسی اور سے شادی کریں کیونکہ وہ جنت میں بھی حضور ﷺ کی ازواج ہیں۔ (1)

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت ابو امامہ بن سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے اِنۡ تُبۡدُوۡا شَيۡـًٔـا اَوۡ تُخۡفُوۡهُ کی یہ تفسیر کی ہے کہ تم ایسی بات کرو اور تم یہ کہتے رہو۔ ہم نبی کریم ﷺ کی فلاں بیوی سے نکاح کریں گے یا اس بات کو تم اپنے اندر چھپاؤ۔ تم ایسی بات نہ کرو، اللہ تعالیٰ اسے جانتا ہے۔ (2)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمیں یہ خبر پہنچی کہ عالیہ بنت ظبیان کو نبی کریم ﷺ نے اس وقت طلاق دی جبکہ آپ ﷺ کی بیویاں آپ پر حرام نہ تھیں۔ اس نے اپنے چچازاد بھائی سے شادی کی اور اس سے اس کی اولاد بھی ہوئی۔ (3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مقاتل رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے: تم ایسی بات ظاہر کرو جو نبی کریم ﷺ کو تکلیف دے یا اسے چھپاؤ اللہ تعالیٰ اسے جانتا ہے۔

لَا جُنَاحَ عَلَيۡهِنَّ فِىۡۤ اٰبَآئِهِنَّ وَلَاۤ اَبۡنَآئِهِنَّ وَلَاۤ اِخۡوَانِهِنَّ وَلَاۤ اَبۡنَآءِ اِخۡوَانِهِنَّ وَلَاۤ اَبۡنَآءِ اَخَوٰتِهِنَّ وَلَا نِسَآئِهِنَّ وَلَا مَا مَلَـكَتۡ اَيۡمَانُهُنَّ ۚ وَاتَّقِيۡنَ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ شَهِيۡدًا ﴿۵۵﴾

"کوئی حرج نہیں ان پر اگر ان کے ہاں آئیں انکے باپ، ان کے بیٹے، ان کے بھائی ان کے بھتیجے اور ان کے بھانجے اسی طرح مسلمان عورتیں اور لونڈیوں کی آمدورفت پر بھی کوئی پابندی نہیں۔ (اے عورتو!) ڈرا کرو اللہ

1۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 70، دارالفکر بیروت
2۔ طبقات ابن سعد، جلد 8، صفحہ 201، دار صادر بیروت
3۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 73

(کی نافرمانی) سے۔ بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز کا مشاہدہ فرمارہا ہے"۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے: لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِيٓ اٰبَآئِهِنَّ کہ یہ آیت خاص طور پر نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات کے حق میں نازل ہوئی۔ نِسَآئِهِنَّ سے مراد مسلمان عورتیں ہیں: وَلَا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ سے مراد غلام اور لونڈیاں ہیں۔ انہیں یہ رخصت دی گئی کہ حجاب کا حکم نازل ہونے کے بعد بھی انہیں دیکھ سکتے ہیں۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابو داؤد نے ناسخ میں، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جن رشتہ داروں کا ذکر کیا گیا ہے ان کے لیے جائز ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات کو دیکھیں۔

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت زہری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے کہا گیا کہ کون نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات کے پاس جاسکتا ہے؟ فرمایا ہر ذی رحم محرم رشتہ دار وہ نسبی ہو یا رضاعی ہو پوچھا باقی لوگ؟ جواب دیا ازواج مطہرات اس سے پردہ کریں گی یہاں تک کہ وہ اس مرد سے پردے کے پیچھے سے بات کریں گی، بعض اوقات ایک ہی پردہ ہوتا تھا مگر غلام اور مکاتب کیونکہ ان سے وہ پردہ نہیں کرتی تھی۔(1)

امام ابن سعد، ابن ابی شیبہ اور ابو داؤد نے ناسخ میں ابو جعفر محمد بن علی سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت حسن اور حضرت حسین دونوں امہات المؤمنین کو نہیں دیکھتے تھے۔ حضرت ابن عباس نے کہا ان دونوں کے لیے ازواج مطہرات کو دیکھنا حلال ہے۔(2)

امام ابن سعد، ابن ابی شیبہ اور ابو داؤد نے ناسخ میں عکرمہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباس کو یہ خبر پہنچی کہ حضرت عائشہ صدیقہ نے حضرت حسن سے حجاب کیا ہے تو حضرت ابن عباس نے کہا حضرت حسن کا حضرت عائشہ کو دیکھنا حلال ہے۔(3)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ آیت میں چچا اور ماموں کا ذکر نہیں کیا کیونکہ ان کا ذکر ان کے بیٹوں کے ضمن میں آجاتا ہے۔(4)

اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝٥٦

"بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس نبی مکرم ﷺ پر۔ اے ایمان والو! تم بھی آپ پر درود بھیجا کرو اور (بڑے ادب و محبت سے) سلام عرض کیا کرو"۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس سے يُصَلُّوْنَ کا معنی يَتَبَرَّكُوْنَ کیا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے ابو العالیہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ پر اللہ تعالیٰ کی صلوۃ سے مراد فرشتوں کے سامنے نبی کریم ﷺ کی تعریف ہے اور فرشتوں کی صلوۃ سے مراد نبی کریم ﷺ کے لیے دعا ہے۔(5)

امام ابن ابی حاتم، ابو الشیخ نے العظمہ میں اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی

1۔ طبقات ابن سعد، باب من کان یصلح لہ الدخول علی ازواج النبی ﷺ، جلد 8، صفحہ 177، دار صادر بیروت 2۔ ایضاً، جلد 8، صفحہ 178 3۔ ایضاً
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 52، دار احیاء التراث العربی بیروت 5۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 52

ہے کہ بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کیا تیرا رب بھی درود بھیجتا ہے؟ تو حضرت موسیٰ کو ان کے رب نے ندا کی اگر وہ تجھ سے یہ پوچھیں کیا تیرا رب صلوۃ بھیجتا ہے؟ تو کہنا ہاں۔ میں اور میرے فرشتے انبیاء اور رسولوں پر صلوۃ بھیجتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پر یہ آیت نازل فرمائی اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓىِٕكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو لوگ آپ کو اس آیت کے ذریعے مبارکبادیں دینے لگے۔ حضرت ابی بن کعب نے کہا آپ کے بارے میں کوئی خیر نازل نہیں ہوئی مگر ہم اس میں آپ کے ساتھ شریک ہوئے تو یہ آیت وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ (التوبہ) آیت نازل ہوئی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نبی مکرم پر صلوۃ سے مراد اللہ تعالیٰ کی مغفرت ہے۔ اللہ تعالیٰ فعل صلوۃ نہیں کرتا بلکہ وہ بخشتا ہے۔ جہاں تک بندوں کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوۃ کا تعلق ہے تو اس سے مراد آپ کے لیے مغفرت کو طلب کرنا ہے۔

حضرت سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی ہم نے عرض کی یا رسول اللہ! ہم نے آپ کی بارگاہ اقدس میں سلام کہنا تو سیکھ لیا ہے، آپ کی بارگاہ اقدس میں صلوۃ بھیجنے سے کیا مراد ہے؟ فرمایا یہ کہو اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ وَّبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت یونس بن خباب سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے ہمیں ایران میں خطبہ دیا اور یہ آیت تلاوت کی۔ فرمایا مجھے اس آدمی نے بتایا جس نے حضرت ابن عباس سے سنا وہ کہتے یہ اس طرح نازل ہوئی۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے یہ تو جان لیا کہ آپ کی بارگاہ میں سلام کیسے کہنا ہے۔ آپ کی بارگاہ میں درود کیسے پہنچائیں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۔ وَارْحَمْ مُحَمَّدًا وَّاٰلَ مُحَمَّدٍ كَمَا رَحِمْتَ اٰلَ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔ وَّبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم یہ سلام ہے جسے ہم پہچان چکے ہیں تو آپ کی بارگاہ میں صلوۃ کا طریقہ کیا ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ بَيْتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عبد الرحمٰن بن ابی کثیر بن ابی مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جب یہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 53، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

آیت نازل ہوئی تو صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ یہ تو آپ پر سلام ہوا جسے ہم پہچان چکے ہیں۔ تو آپ کی بارگاہ میں صلوٰۃ سے کیا مراد ہے؟ جبکہ آپ کی اگلی پچھلی خطائیں معاف کی جاچکی ہیں۔ فرمایا یہ کہو''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ''۔(1)

امام عبد الرزاق رحمہ اللہ حضرت ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم رحمہ اللہ سے وہ نبی کریم ﷺ کے ایک صحابی سے روایت کرتے ہیں: وہ کہا کرتے تھے''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اَھْلِ بَیْتِہٖ وَعَلٰی اَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ وَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اَھْلِ بَیْتِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ''۔(2)

امام عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ، امام احمد، عبد بن حمید، امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، ترمذی، امام نسائی، ابن ماجہ اور ابن مردویہ نے کعب بن عجرہ سے روایت نقل کی ہے: ایک آدمی نے عرض کی یارسول اللہ! ﷺ جہاں تک آپ کی بارگاہ میں سلام پیش کرنے کا تعلق ہے۔ ہم اسے پہچان چکے ہیں، آپ کی بارگاہ میں صلوٰۃ پیش کرنے کا کیا طریقہ ہے؟ تو فرمایا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔(3)

امام ابوداؤد، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جسے یہ بات اچھی لگے کہ وہ مکمل مکیال (کیل کا برتن) سے کیل کرے۔ جب وہ ہم اہل بیت پر درود پڑھے تو وہ یوں کہے''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ وَ اَزْوَاجِہٖ وَ ذُرِّیَّتِہٖ وَ اَھْلِ بَیْتِہٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ''(4)

امام دارقطنی نے افراد میں اور ابن نجار رحمہما اللہ نے تاریخ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس تھا ایک آدمی حاضر ہوا، اس نے سلام کیا۔ نبی کریم ﷺ نے اسے سلام کا جواب دیا، خندہ پیشانی کا اظہار فرمایا اور اسے اپنے پہلو میں بٹھایا۔ جب اس آدمی کا کام ہوگیا تو وہ اٹھا۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا اے ابوبکر! یہ وہ آدمی ہے جس کے ہر روز اتنے اعمال بلند کیے جاتے ہیں جتنے تمام زمین والوں کے اعمال بلند کیے جاتے ہیں۔ میں نے پوچھا یہ کیوں؟ فرمایا جب بھی یہ صبح کرتا ہے تو یہ مجھ پر دس مرتبہ درود پڑھتا ہے تمام مخلوقات کی طرح۔ میں نے عرض کی وہ کیسے؟ فرمایا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ عَدَدَ مَنْ صَلّٰی عَلَیْہِ مِنْ خَلْقِكَ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ کَمَا یَنْبَغِیْ لَنَا اَنْ نُّصَلِّیَ عَلَیْہِ وَ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ کَمَا اَمَرْتَنَا اَنْ نُّصَلِّیَ عَلَیْہِ۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، امام نسائی، ابن ابی عاصم، ہیثم بن کلیب شاشی اور ابن مردویہ نے حضرت طلحہ بن عبید اللہ سے روایت نقل کی ہے میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ آپ کی بارگاہ میں درود کیسے پیش کیا جائے؟ فرمایا''اَللّٰھُمَّ صَلِّ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 53

2۔ مصنف عبد الرزاق، باب الصلوٰۃ علی النبی ﷺ، جلد 2، صفحہ 138 (3108)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 139 (3112)

4۔ سنن ابوداؤد، جلد 4، صفحہ 268 (954)، مکتبۃ الرشد

عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَ عَلٰی آلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ''

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عرض کی میں نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان سنا ہے آپ کی بارگاہ اقدس میں درود کا کیا طریقہ ہے؟ فرمایا کہو ''اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ''(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی میں آپ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا عرض کی آپ کی بارگاہ اقدس میں سلام پیش کرنے کا طریقہ تو پہچان لیا ہے، آپ کی بارگاہ اقدس میں درود پیش کرنے کا طریقہ کیا ہے؟ فرمایا کہو ''اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَ عَلٰی آلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ''(2)

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، عبد بن حمید، امام بخاری، امام نسائی، ابن ماجہ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم یہ آپ پر سلام کا طریقہ ہے، آپ کی بارگاہ میں درود کا کیا طریقہ ہے؟ فرمایا تم یہ کہا کرو ''اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی آلِ اِبْرَاهِیْمَ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی آلِ اِبْرَاهِیْمَ''(3)

امام عبد بن حمید، امام نسائی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ صحابہ نے پوچھا ہم آپ کی بارگاہ اقدس میں کیسے سلام پیش کریں؟ فرمایا کہو ''اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ وَ بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی وَ آلِ اِبْرَاهِیْمَ فِی الْعَالَمِیْنَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ'' اور سلام کا طریقہ تو وہی ہے جو تم جانتے ہو۔

امام مالک، عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابوداؤد، امام ترمذی، امام نسائی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت بشیر بن سعد رحمہ اللہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ آپ کی بارگاہ میں درود پیش کریں۔ ہم آپ کی بارگاہ میں کیسے درود پیش کریں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے یہاں تک کہ ہم نے یہ آرزو کی کہ ہم یہ سوال نہ کرتے پھر فرمایا یہ کہا کرو ''اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ فِی الْعَالَمِیْنَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ'' سلام تو اس طرح ہے جیسے تم جانتے ہو۔(4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 52، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 52

3۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، باب الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم، جلد 1، صفحہ 477 (903)، دارالکتب العلمیہ بیروت

4۔ مصنف عبد الرزاق، باب الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم، جلد 2، صفحہ 139 (3113)، دارالکتب العلمیہ بیروت

امام مالک، امام احمد، عبد بن حمید، امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، امام نسائی، ابن ماجہ اور ابن مردویہ نے حضرت ابو حمید ساعدی سے روایت نقل کی ہے کہ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ ہم کیسے آپ کی بارگاہ میں درود پیش کریں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہو "اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِهٖ وَ ذُرِّيَّتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ" (1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے: میں نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ ہم آپ کی بارگاہ میں کیسے درود پڑھیں؟ فرمایا کہو "اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَ آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ"

امام ابن مردویہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ ہم اس بات کو جان چکے ہیں کہ آپ کی بارگاہ میں کیسے سلام پیش کریں، ہم آپ کی بارگاہ میں درود کیسے پیش کریں؟ فرمایا کہو "اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِكَ وَبَرَكَاتِكَ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا جَعَلْتَهَا عَلٰی آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ"

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب کوئی آدمی نماز میں کہے اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ تو وہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں درود پیش کرے۔

امام ابن خزیمہ، حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ابو مسعود عقبہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ! ﷺ جہاں تک آپ کی بارگاہ اقدس میں سلام پیش کرنے کا تعلق ہے وہ ہم پہچان چکے ہیں، ہم آپ کی بارگاہ میں کیسے درود پیش کریں؟ نبی کریم ﷺ خاموش رہے۔ پھر فرمایا جب تم مجھ پر درود پڑھو تو کہو "اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَ عَلٰی آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ" (2)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آدمی تشہد پڑھے۔ پھر نبی کریم ﷺ پر درود پڑھے پھر اپنے لیے دعا کرے۔

امام بخاری رحمہ اللہ الادب المفرد میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں وہ مسلمان جس کے پاس صدقہ کا مال نہ ہو تو وہ اپنی دعاء میں کہے "اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَصَلِّ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ وَ الْمُسْلِمِيْنَ وَ الْمُسْلِمَاتِ" بے شک یہ عمل اس کی زکوۃ بن جائے گا۔ (3)

امام بخاری رحمہ اللہ ادب مفرد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں جس

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، جلد 4، صفحہ 109 (407)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 401 (988)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ الادب المفرد، باب الصلوۃ علی النبی ﷺ، جلد 2، صفحہ 97 (643)، مکتبۃ المدنی القاہرہ

نے یہ کہا ''اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَ عَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ وَ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَ آلِ اِبْرَاهِيْمَ وَتَرَحَّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا تَرَحَّمْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَ آلِ اِبْرَاهِيْمَ'' میں قیامت کے دن اس کے حق میں ایمان کی شہادت دوں گا اور اس کے حق میں سفارش کروں گا۔(1)

امام بخاری رحمہ اللہ نے ادب میں حضرت انس اور مالک بن اوس بن حدثان رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت جبرئیل امین میرے پاس تشریف لائے اور کہا جس نے آپ پر ایک دفعہ درود پڑھا، اللہ تعالیٰ اس پر دس دفعہ رحمت نازل فرمائے گا اور اس کے لیے دس درجے بلند فرمادے گا۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، امام بخاری ادب میں حضرت انس بن مالک سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں، فرمایا جس نے مجھ پر ایک دفعہ درود پڑھا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے اور اس سے دس خطائیں معاف فرماتا ہے۔(3)

امام بخاری رحمہ اللہ الادب میں اور امام مسلم رحمہ اللہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں جس نے مجھ پر ایک دفعہ درود شریف پڑھا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔(4)

امام بخاری رحمہ اللہ نے ادب میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر تشریف لے گئے۔ جب پہلے زینے پر قدم رکھا تو فرمایا آمین۔ پھر دوسرے زینے پر قدم رکھا تو فرمایا آمین۔ پھر تیسرے زینے پر قدم رکھا تو فرمایا آمین۔ صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم نے آپ کو تین مرتبہ آمین کہتے ہوئے سنا۔ فرمایا جب میں نے پہلے زینے پر قدم رکھا تو حضرت جبرئیل امین تشریف لائے، فرمایا وہ بندہ بدبخت ہے جس نے رمضان شریف کا مہینہ پایا، وہ گزر گیا اور اسے بخشا نہ گیا تو میں نے آمین کہی۔ پھر فرمایا وہ بندہ بدبخت ہے جس نے اپنے دونوں والدین یا ایک کو پایا تو والدین نے اسے جنت میں داخل نہ کیا۔ میں نے کہا آمین۔ پھر کہا وہ بندہ بدبخت ہے جس کے ہاں آپ کا ذکر ہوا مگر اس نے آپ پر درود نہ پڑھا۔ تو میں نے کہا آمین۔(5)

امام بخاری رحمہ اللہ نے الادب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر چڑھے، فرمایا آمین آمین آمین۔ عرض کی گئی یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ ایسے تو نہیں کرتے تھے۔ فرمایا جبرئیل امین نے یہ بددعا کی وہ آدمی ذلیل و رسوا ہو جس نے دونوں والدین یا ایک کو پایا تو اس نے اسے جنت میں داخل نہ کیا۔ میں نے کہا آمین۔ پھر جبرئیل امین نے کہا وہ آدمی خاک آلود ہو جس پر رمضان شریف کا مہینہ داخل ہوا تو اسے بخشا نہ گیا۔ تو میں نے کہا آمین۔ پھر کہا وہ آدمی ذلیل و رسوا ہو جس کے ہاں میرا ذکر ہوا تو مجھ پر اس نے درود نہ پڑھا۔ تو میں نے کہا آمین۔(6)

1۔ الادب المفرد، باب الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، جلد 2، صفحہ 98 (644)، مکتبۃ المدنی القاہرہ — 2۔ ایضاً، (645)

3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 325 (31786)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

4۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، جلد 4، صفحہ 109 (408)، دار الکتب العلمیہ بیروت

5۔ الادب المفرد، باب الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، جلد 2، صفحہ 101 (647) — 6۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 102 (649)

امام ابن سعد، امام احمد، امام نسائی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت زید بن ابی خارجہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں یہ تو معلوم ہو گیا ہے کہ سلام کیسا ہے۔ ہم آپ کی بارگاہ میں درود کیسے پیش کریں؟ فرمایا مجھ پر درود پڑھو اور اس میں کوشش کرو پھر کہو ''اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَآلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ''۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انصار کے چند افراد نے عرض کی، آپ کی بارگاہ میں درود کا کیا طریقہ ہے؟ فرمایا کہو ''اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَآلِ اِبْرَاهِيْمَ'' تو انصار کے ایک نوجوان نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آل محمد کون ہیں؟ فرمایا ہر مومن۔

امام احمد، عبد بن حمید اور ابن مردویہ نے حضرت بریدہ سے روایت نقل کی ہے ہم نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے یہ بات جان لی کہ ہم آپ پر سلام کیسے پڑھیں، ہم آپ پر درود کیسے پڑھیں؟ فرمایا کہو ''اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِكَ وَرَحْمَتَكَ وَبَرَكَاتِكَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا جَعَلْتَهٗ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ'' (1)

امام عبد الرزاق رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم مجھ پر ناموں اور ذاتوں کے ساتھ پیش کیے جاتے ہو مجھ پر درود اچھی طرح پیش کیا کرو۔ (2)

امام عبد الرزاق رحمہ اللہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابو طلحہ رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں: میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے آپ کو خوش پایا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میں نے آج سے زیادہ آپ کو خوش اور اچھی طبیعت والا نہیں پایا جب سے میں نے آپ کو دیکھا ہے۔ فرمایا کونسی چیز مجھے خوش ہونے سے روک سکتی ہے جب کہ جبرئیل امین میرے پاس سے ابھی گئے ہیں، آپ نے مجھے خوشخبری دی ہے کہ جس بندے نے بھی مجھ پر ایک دفعہ درود پڑھا۔ اس کی دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں، دس برائیاں مٹا دی جاتی ہیں، اس کے دس درجے بلند کر دیئے جاتے ہیں مجھ پر اسی طرح درود پیش کیا جاتا ہے جیسے اس نے کہا اور جیسی دعا اس نے کی اسی طرح اس کی طرف واپس لوٹایا جاتا ہے۔ (3)

امام عبد الرزاق رحمہ اللہ نے حضرت ابن عیینہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت یعقوب بن زید تیمی رحمہ اللہ نے مجھے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے رب کی طرف سے آنے والا میرے پاس آیا، کہا آپ کی بارگاہ میں جو بھی بندہ درود پیش کرتا ہے، اللہ تعالیٰ دس رحمتیں اس پر نازل فرماتا ہے۔ ایک آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کیا میں اپنی دعا کا نصف آپ کے لیے مختص نہ کر دوں؟ فرمایا اگر تو چاہے، عرض کی کیا میں اپنی تمام دعا آپ کے لیے مختص نہ کر دوں۔ فرمایا تو پھر اللہ تعالیٰ تیرے دنیا و آخرت کے غموں کے لیے کافی ہو جائے گا۔ (4)

امام طبرانی، ابن مردویہ اور ابن نجار رحمہم اللہ نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے: صحابہ نے عرض

1۔ مسند امام احمد، جلد 5، صفحہ 396، دار صادر بیروت

2۔ مصنف عبد الرزاق، باب الصلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم، جلد 2، صفحہ 140 (3116)، دار الکتب العلمیہ بیروت 3۔ ایضاً (3118) 4۔ ایضاً (3119)

کی ہمیں اللہ تعالیٰ کے اس فرمان اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓىِٕكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ کے بارے میں بتائیے؟ فرمایا یہ پوشیدہ راز ہے۔ اگر تم مجھ سے اس بارے میں نہ پوچھتے تو میں تمہیں نہ بتاتا۔ اللہ تعالیٰ نے دو فرشتے میرے لیے متعین کیے ہیں۔ کسی مسلمان کے ہاں میرا ذکر کیا جاتا ہے وہ مجھ پر درود پڑھتا ہے، تو دونوں فرشتے کہتے ہیں اللہ تعالیٰ تجھے بخش دے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے ان دونوں فرشتے کے جواب میں کہتے ہیں آمین۔ ایسا بندہ جس کے پاس میرا ذکر کیا جاتا ہے وہ مجھ پر درود نہیں پڑھتا مگر وہ فرشتے کہتے ہیں اللہ تعالیٰ تجھے نہ بخشے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے جواب میں کہتے ہیں آمین۔(1)

امام مسلم، امام احمد، ابوداؤد، امام ترمذی، امام نسائی اور ابن حبان نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مجھ پر ایک دفعہ درود شریف پڑھا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔(2)

امام ترمذی جبکہ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے اور ابن حبان نے حضرت ابن مسعود سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا قیامت کے روز میرے سب سے قریب وہ شخص ہوگا جس نے مجھ پر زیادہ دفعہ درود شریف پڑھا ہوگا۔(3)

امام احمد اور امام ترمذی رحمہما اللہ نے حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بخیل وہ ہے جس کے پاس میرا ذکر کیا جائے تو وہ مجھ پر درود شریف نہ پڑھے۔(4)

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے: جس نے مجھ پر درود پڑھنے کو بھلا دیا اس نے جنت کا راستہ چھوڑ دیا۔(5)

امام ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جب کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کی ہے: لوگ جس مجلس میں بیٹھیں اس میں نہ اللہ کا ذکر کریں اور نہ اپنے نبی پر درود پڑھیں تو ان پر گناہ ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو انہیں عذاب دے چاہے تو انہیں بخش دے۔(6)

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت جابر سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی قوم جمع نہیں ہوتی پھر وہ اللہ تعالیٰ کے ذکر اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف کے بغیر بکھر جاتی ہے تو وہ بدبودار مردہ سے اٹھتے ہیں۔(7)

امام نسائی، ابن ابی عاصم، ابوبکر نے غیلانیات میں، بغوی نے جعدیات میں، بیہقی نے شعب میں اور ضیاء نے حضرت ابوسعید خدری سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کی ہے فرمایا کوئی قوم کسی مجلس میں نہیں بیٹھتی جس میں وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہیں پڑھتے مگر ان کے لیے حسرت ہے۔ اگر وہ جنت میں داخل ہو گئے تو وہ ثواب نہ دیکھیں گے۔(8)

1۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 211 (11283)، دار الفکر بیروت

2۔ سنن ترمذی مع تحفۃ الاحوذی، باب فضل الصلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم، جلد 2، صفحہ 520 (485)، دار الکتب العلمیہ بیروت 3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 519 (484)

4۔ ایضاً مع عارضۃ الاحوذی، جلد 13، صفحہ 56 (3546)، دار الکتب العلمیہ بیروت

5۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، باب فضل الصلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم، جلد 12، صفحہ 197 (3380)، دار الکتب العلمیہ بیروت

6۔ سنن ترمذی، جلد 1، صفحہ 491 (908)، دار الکتب العلمیہ بیروت

7۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 214 (1570)، دار الکتب العلمیہ بیروت 8۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 215 (1571)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت انس سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حضرت جبرئیل امین میرے پاس آئے کہا، وہ آدمی ذلیل ورسوا ہو جس کے ہاں میرا ذکر ہوا تو اس نے آپ پر درود شریف نہ پڑھا۔

امام قاضی اسماعیل رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان لوگوں کے بخل کے لیے یہی کافی ہے کہ قوم میرا ذکر کرے اور مجھ پر درود نہ پڑھیں۔

امام اصفہانی نے ترغیب میں اور دیلمی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے قیامت کے روز قیامت کی ہولناکیوں سے زیادہ محفوظ وہ ہوگا جو دنیا میں مجھ پر زیادہ درود پڑھنے والا ہوگا۔ بے شک اللہ اور اس کے فرشتے اس عمل کے لیے کافی تھے لیکن مومنوں کو اس کے لیے خاص کیا تا کہ انہیں اس عمل پر بدلہ دے۔

خطیب نے تاریخ میں اور اصفہانی نے حضرت ابوبکر صدیق سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں درود ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ خطاؤں کو مٹانے والا ہے اور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں سلام غلام آزاد کرنے سے افضل ہے۔ اور نبی کریم ﷺ کی ذات سے محبت جان قربان کرنے سے افضل ہے یا فرمایا اللہ کی راہ میں تلوار چلانے سے افضل ہے۔

امام ابن عدی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھ پر درود پڑھو، اللہ تعالیٰ تم پر رحمت فرمائے گا۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، عبد بن حمید، امام ترمذی (امام ترمذی نے اسے صحیح حسن قرار دیا ہے) بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے: ایک آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ مجھے بتایئے اگر میں اپنی تمام دعا آپ کے لیے خاص کر دوں؟ فرمایا تو پھر اللہ تعالیٰ تیرے دنیا و آخرت کے غموں کے لیے کافی ہو جائے گا۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، عبد بن حمید اور امام ترمذی رحمہم اللہ نے حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ سے بڑی اچھی صبح کی، خوشی آپ کے چہرہ سے نظر آرہی تھی۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ آپ نے بڑی اچھی صبح کی، خوشی آپ کے چہرہ سے عیاں ہو رہی ہے۔ فرمایا میرے رب کی جانب سے ایک آنے والا آیا، اس نے بتایا آپ کی امت میں سے جو ایک دفعہ درود پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے حق میں دس نیکیاں لکھے گا، دس برائیاں مٹائے گا، اس کے دس درجے بلند کرے گا اور اسی جیسا بدلہ عطا فرمائے گا۔ ایک حدیث کے الفاظ یہ ہیں: فرشتہ میرے پاس آیا، اس نے کہا اے محمد! ﷺ کیا آپ کو یہ امر راضی نہیں کریگا کہ تیرا رب یہ کہتا ہے آپ کی امت میں سے کوئی آپ پر درود نہیں پڑھے گا مگر میں اس پر دس رحمتیں نازل فرماؤں گا اور آپ کی امت میں سے کوئی ایک دفعہ سلام نہیں پیش کریگا مگر میں اس پر دس سلام بھیجوں گا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیوں نہیں۔(2)

امام بیہقی نے شعب الایمان میں، ابن عساکر، ابن منذر رحمہم اللہ نے اپنی تاریخ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے روز میرے سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہوگا جو دنیا میں مجھ

1۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 217 (1579)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 29، دار صادر بیروت

پر زیادہ درود پڑھتا تھا۔ جس نے جمعہ کے روز اور جمعہ کی رات مجھ پر سو مرتبہ درود پڑھا اللہ تعالیٰ اس کی سو حاجتیں پوری فرمائے گا۔ ستر آخرت کی اور تیس دنیا کی۔ پھر اللہ تعالیٰ اس کام کے لیے ایک فرشتہ مقرر فرمائے گا جو اسے میری قبر میں پیش کرے گا جس طرح تم پر تحائف پیش کیے جاتے ہیں، جو مجھ پر درود پڑھنے والے کا نام اور دس پشتوں تک اس کا نسب پیش کرے گا۔ میں اس کے عمل صحیفہ بیضاء میں لکھ لوں گا۔

امام بیہقی نے شعب میں، خطیب اور ابن عساکر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے میری قبر کے پاس درود شریف پڑھا میں اسے سنتا ہوں اور جو مجھ پر دور سے درود پڑھتا ہے تو وہ اس کے دنیا و آخرت کے امور کے لیے کافی ہو جاتا ہے اور قیامت کے روز میں اس کا گواہ اور شفاعت کرنے والا ہوں گا۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جمعہ کے روز مجھ پر کثرت سے درود پاک پڑھا کرو کیونکہ درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ (2)

امام عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ، طبرانی اور حاکم نے کنی میں حضرت عامر بن ربیعہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے مجھ پر ایک بار درود پڑھا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ اب تم زیادہ پڑھو یا کم پڑھو۔ (3)

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ جب کوئی آدمی نبی کریم ﷺ پر درود پڑھے تو یہ دعا پڑھے اے اللہ! حضرت محمد ﷺ کی شفاعت کبریٰ قبول فرما، آپ کا بلند درجہ مزید بلند فرما اور دنیا و آخرت میں آپ کی التجاء قبول فرما جس طرح تو نے حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ علیہما السلام کو اس شرف سے نوازا۔ (4)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن ماجہ اور ابن مردویہ نے حضرت ابن مسعود سے روایت نقل کی ہے: جب تم نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں درود پیش کرو تو اچھی طرح درود شریف پڑھو کیونکہ تم نہیں جانتے کہ اسے پیش کیا جاتا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا ہم نے جان لیا۔ فرمایا یہ دعا کیا کرو اے اللہ! اپنی نوازشات، رحمت اور برکات کو سید المرسلین، امام المتقین، خاتم النبیین، حضرت محمد ﷺ، جو تیرے بندے، تیرے رسول، خیر کے امام، خیر کے قائد اور رسول رحمت ہیں، کے لیے بنا دے۔ اے اللہ! انہیں مقام محمود پر فائز فرما جس مقام پر اگلے پچھلے رشک کرتے ہیں۔ اے اللہ! حضور ﷺ اور آپ کی آل پر رحمتیں نازل فرما جس طرح تو نے حضرت ابراہیم اور آل ابراہیم پر رحمتیں نازل کیں بیشک تو حمد کیا گیا اور بزرگ ہے۔ (5)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ ہم نے جان لیا کہ آپ کی بارگاہ میں کیسے سلام پیش کرنا ہے تو ہم کیسے درود پیش کریں؟ فرمایا کہو اے اللہ! حضرت محمد ﷺ پر رحمتیں نازل فرما اور جنت میں انہیں وسیلہ کے مقام پر فائز فرما اور چنے ہوؤں میں اس کی محبت رکھ دے اور مقربین

1۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 218 (1583)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 253 (8700)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ مصنف عبد الرزاق، باب الصلوٰۃ علی النبی ﷺ، جلد 2، صفحہ 140 (3120)، دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 138 (3109) 5۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 140 (3117)

میں اس کی مودت رکھ دے۔ علیین میں اس کا ذکر اور اس کا گھر بنا دے۔ آپ پر سلام ہو، اللہ کی رحمت اور اس کی برکات ہوں، اے اللہ! حضرت محمد ﷺ اور آپ کی آل پر رحمت نازل فرما جس طرح تو نے حضرت ابراہیم اور آل ابراہیم پر رحمت نازل فرمائی۔ بے شک تو حمد کیا گیا بزرگ ہے اور حضرت محمد ﷺ اور آل محمد پر برکت نازل فرما۔

امام خطیب رحمہ اللہ نے تاریخ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ اپنی مجالس کو نبی کریم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں درود سے مزین کرو۔

امام شیرازی نے القاب میں حضرت زید بن وہب سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن مسعود نے کہا اے زید بن وہب! جب جمعہ کا روز ہو تو نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں ہزار بار درود پڑھنا نہ چھوڑ تو کہہ ''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ''

امام عبد الرزاق، قاضی اسماعیل، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے ''شعب الایمان'' میں حضرت ابو ہریرہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے تمام انبیاء اور رسولوں پر درود پڑھا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں مبعوث کیا ہے جس طرح اس نے مجھے مبعوث فرمایا ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، قاضی اسماعیل، ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے: درود نبی کے علاوہ کسی کے لیے جائز نہیں، مسلمان مردوں اور عورتوں کے لیے دعائے مغفرت ہوگی۔(2)

امام ابن ابی داؤد نے مصاحف میں حضرت حمیدہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ نے ہمارے لیے اپنے سامان کی وصیت کی آپ کے مصحف میں تھا اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ وَ الَّذِیْنَ یَصِفُّوْنَ الصُّفُوْفَ الْاُوَلَ۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ لَعَنَہُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَۃِ وَ اَعَدَّ لَہُمْ عَذَابًا مُّہِیْنًا ﴿۵۷﴾

''بے شک جو لوگ ایذا پہنچاتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو اللہ تعالیٰ انہیں اپنی رحمت سے محروم کر دیتا ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اور اس نے تیار کر رکھا ہے ان کے لیے رسوا کن عذاب''۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت ان لوگوں کے حق میں نازل ہوئی کہ جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت صفیہ بنت حیی کو اپنے حرم میں لیا تو انہوں نے نبی کریم ﷺ پر طعن کیا۔(3)

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت عبد اللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ پر تہمت لگائی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو آدمی مجھے اذیت دیتا ہے اور ان لوگوں کو اپنے گھر میں جمع کرتا ہے جو مجھے اذیت دیتے ہیں اسے میری طرف سے کون عذر پیش کرے گا (میری صفائی دے گا)۔

1۔ مصنف عبد الرزاق، باب الصلوٰۃ علی النبی ﷺ، جلد 2، صفحہ 141 (3123)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب الصلوٰۃ علی النبی ﷺ، جلد 2، صفحہ 254 (8716)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 54، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام حاکم نے ابن ابی ملیکہ سے روایت نقل کی ہے کہ شام کا ایک آدمی آیا، اس نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سامنے حضرت علی کے بارے میں نازیبا باتیں کیں تو حضرت ابن عباس نے اسے کنکریاں ماریں۔ فرمایا اے اللہ کے دشمن! تو نے رسول اللہ کو اذیت دی۔ اگر رسول اللہ ﷺ اس دنیا میں تشریف فرما ہوتے تو تب بھی انہیں اذیت دی ہوتی۔(1)

امام ابن منذر نے حضرت ابن شریح رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کو اذیت دی اس طرح کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اوروں کی عبادت کرتے اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو اذیت دی کہا بے شک وہ ساحر و مجنون ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے عکرمہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس آیت کا مصداق تصویریں بنانے والے ہیں۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ بات ذکر کی گئی کہ نبی کریم ﷺ حدیث قدسی بیان فرماتے ہیں: ابن آدم نے مجھے گالی دی جب کہ اسے زیبا نہ تھا کہ وہ مجھے گالیاں دیتا۔ اس نے مجھے جھٹلایا جب کہ اسے زیب نہیں دیتا تھا کہ مجھے جھٹلاتا اس کی مجھے گالیاں دینے کی تو یہ صورت ہے کہ اس نے کہا اللہ تعالیٰ نے بیٹا بنالیا ہے جب کہ میں یکتا بے نیاز ہوں۔ اس کا مجھے جھٹلانا یہ ہے وہ کہتا ہے جیسے اس نے مجھے پیدا کیا ہے وہ مجھے دوبارہ پیدا نہیں کرے گا۔ قتادہ نے کہا حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہا کرتے تھے قیامت کے روز جہنم سے ایک گردن نکلے گی۔ وہ کہے گی اے لوگو! مجھے تم میں سے تین قسم کے لوگوں کو ذمہ داری سونپی گئی ہے۔ ہر غالب معزز کی، ہر جبار سرکش کی اور جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کی عبادت کی۔ وہ انہیں یوں اچک لے گی جس طرح پرندہ زمین سے دانے کو اچک لیتا ہے۔ وہ انہیں اپنی گرفت میں لے لے گی اور آگ میں داخل ہو جائے گی۔ ایک اور گردن نکلے گی اور کہے گی اے لوگو! مجھے تم میں سے تین قسم کے لوگوں کی ذمہ داری سونپی گئی ہے۔ جس نے اللہ تعالیٰ کو جھٹلایا، اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولا اور اللہ تعالیٰ کو اذیت دی۔ جس نے اللہ تعالیٰ کو جھٹلایا وہ وہ ہے جو یہ گمان کرے کہ اللہ تعالیٰ موت کے بعد اسے نہیں اٹھائے گا۔ جس نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھا وہ وہ ہے جس نے گمان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے بیٹا بنالیا ہے۔ جس نے اللہ تعالیٰ کو اذیت دی وہ وہ ہے جو تصویریں بناتے ہیں اور زندگی عطا نہیں کر سکتے تو وہ گردن انہیں یوں اچک لے گی جس طرح پرندہ زمین سے دانا اٹھا لیتا ہے، انہیں لپیٹ لے گی اور جہنم میں داخل ہو جائے گی۔

وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿۵۸﴾

"اور جو لوگ دل دکھاتے ہیں مومن مردوں اور مومن عورتوں کا بغیر اس کے کہ انہوں نے کوئی (معیوب) کام کیا ہو، تو انہوں نے اٹھالیا (اپنے سر پر) بہتان باندھنے اور کھلے گناہ کا بوجھ"۔

امام فریابی، ابن سعد نے طبقات میں، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے

1۔ مستدرک حاکم، جلد 3، صفحہ 131 (4618)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 54

حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہاں یُؤْذُوْنَ سے مراد ہے جو لوگ مومن مردوں اور مومن عورتوں میں تہمت لگاتے ہیں۔ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا جس کا انہیں علم نہیں ہوتا اور بُهْتَانًا سے مراد گناہ ہے۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جہنمیوں پر خارش مسلط کر دی جائے گی۔ وہ اپنے جسم کو رگڑیں گے یہاں تک کہ ہڈیاں ظاہر ہو جائیں گی۔ وہ کہیں گے اے ہمارے رب! کس وجہ سے یہ مصیبت ہمیں پہنچی؟ تو انہیں کہا جائے گا کہ جو تم مسلمانوں کو اذیتیں دیا کرتے تھے۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے آیت کی تفسیر میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: مومنوں کو اذیت دینے سے بچو۔ اللہ تعالیٰ مومنوں کی نگہبانی کرتا ہے اور مومنوں کے لیے غضب ناک ہوتا ہے۔ لوگوں کا خیال ہے: ایک روز حضرت عمر بن خطاب نے اس آیت کو پڑھا تو سخت پریشان ہوئے اور حضرت ابی بن کعب کے پاس گئے۔ ان سے ملے کہا اے ابو منذر! میں نے اللہ تعالیٰ کی کتاب سے ایک آیت پڑھی ہے تو مجھے سخت خوف لاحق ہوا ہے۔ پھر یہ آیت پڑھی، فرمایا میں تو مومنوں کو سزا دیتا ہوں انہیں مارتا ہوں۔ حضرت ابی بن کعب نے کہا تو ان میں سے نہیں ہے تو تو معلم ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے امام شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے، وہ حضرت عمر سے روایت نقل کرتے ہیں کہ کہا میں فلاں آدمی سے ناراض ہوں اس آدمی سے کہا گیا۔ حضرت عمر کو کیا ہو گیا ہے وہ تم سے ناراض ہیں؟ جب لوگوں نے زیادہ باتیں کیں تو وہ آدمی آیا، عرض کی اے عمر! کیا میں نے اسلام کا کوئی حکم توڑا ہے؟ فرمایا نہیں پوچھا کیا میں نے کوئی جرم کیا ہے؟ فرمایا نہیں، کیا میں نے اپنی طرف سے کوئی نیا کام کیا ہے؟ فرمایا نہیں۔ پوچھا پھر آپ مجھ پر کیوں ناراض ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور یہ آیت پڑھی۔ آپ نے مجھے اذیت دی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو نہ بخشے۔ حضرت عمر نے فرمایا اللہ کی قسم! اس نے سچی بات کی ہے، اس نے شرع کی کسی حد کو نہیں توڑا، کوئی جنایت نہیں کی اور نہ ہی اپنی طرف سے کوئی نیا فعل کیا ہے، مجھے بخش دے آپ لگا تار اس سے یہ بات کرتے رہے یہاں تک کہ اس نے آپ کو معاف کر دیا۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے اس آیت کی تلاوت کی اور فرمایا جو آدمی مومنوں کے ساتھ حسن سلوک کرے گا اللہ تعالیٰ اسے کئی گنا اجر عطا فرمائے گا۔(2)

امام طبرانی، ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہم اللہ حضرت عبد اللہ بن یسر رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں: وہ آدمی جو حسد کرنے والا ہو، چغل خور ہو، خیانت کرنے والا ہو اور ذلیل کرنے والا ہو وہ ہم میں سے نہیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اس آیت کی تلاوت کی۔(3)

امام ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عائشہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے بڑا اسود کیا ہے؟ صحابہ نے عرض کی اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 54، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 55-54
3۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 172 (13126)، دار الفکر بیروت

فرمایا اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے بڑا سود یہ ہے کہ مسلمان کی عزت کو حلال جانا جائے۔ پھر اس آیت کی تلاوت کی۔ (1)

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَ بَنٰتِكَ وَ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۵۹﴾

"اے نبی مکرم! آپ فرمائیے اپنی ازواج مطہرات کو، اپنی صاحبزادیوں کو اور جملہ اہل ایمان کی عورتوں کو کہ (جب وہ باہر نکلیں تو) ڈال لیا کریں اپنے اوپر اپنی چادروں کے پلو۔ اس طرح وہ بآسانی پہچان لی جائیں گی پھر انہیں ستایا نہیں جائے گا اور اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا، ہر دم رحم فرمانے والا ہے"۔

امام ابن سعد، امام بخاری، امام مسلم، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ پردے کا حکم نازل ہونے کے بعد حضرت سودہ رضی اللہ عنہا قضائے حاجت کے لیے گئیں۔ یہ ایک جسیم عورت تھیں جو انہیں جانتا وہ اس پر مخفی نہ رہتیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں دیکھ لیا فرمایا اے سودہ! اللہ کی قسم! تو ہم پر مخفی نہیں دیکھو تو تم کیسے گھر سے نکلتی ہو۔ وہ واپس آئیں جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تھے جبکہ آپ رات کا کھانا کھا رہے تھے۔ آپ کے ہاتھ میں ہڈی والا گوشت تھا۔ وہ داخل ہوئیں اور عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنے کام کی وجہ سے نکلی تو حضرت عمر نے مجھے یہ یہ باتیں کیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کی گئی پھر وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا جبکہ گوشت والی ہڈی آپ کے ہاتھ میں تھی۔ فرمایا تمہیں اجازت ہے کہ تم اپنی ضرورت کے لیے گھر سے باہر نکل سکتی ہو۔ (2)

امام سعید بن منصور، ابن سعد، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابو مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات اپنی طبعی ضرورت کے لیے رات کو نکلتی تھیں۔ منافق لوگ آپ کے سامنے آجاتے اور اذیت کا باعث بنتے۔ منافقوں سے یہ بات کی گئی تو انہوں نے کہا ہم لونڈیوں سے ایسی باتیں کرتے ہیں۔ تو یہ آیت نازل ہوئی تو عورتوں کو حکم دیا گیا یہاں تک کہ لونڈیوں کو پہچان لیتے۔ (3)

امام ابن جریر نے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لائے جبکہ آپ کا کوئی مکان نہ تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسری عورتیں رات کو طبعی حاجت کے لیے گھروں سے نکلتیں۔ لوگ راستوں پر شعر پڑھنے کے لیے بیٹھتے اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا تو پردہ کا حکم ہوا یہاں تک کہ لونڈی کو آزادی سے پہچان لیا گیا۔ (4)

امام ابن سعد نے محمد بن کعب قرظی سے روایت نقل کی ہے کہ منافق لوگ مومنوں کی عورتوں کے سامنے آجاتے۔ انھیں اذیت

1۔ شعب الایمان، باب فی تحریم اعراض الناس، جلد 5، صفحہ 298 (6711)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، جلد 14، صفحہ 126 (2170)، دار الکتب العلمیہ بیروت 3۔ طبقات ابن سعد، جلد 8، صفحہ 176، دار صادر بیروت

4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 56، دار احیاء التراث العربی بیروت

دیتے۔ جب انہیں کہا جاتا تو وہ کہتے ہم سمجھے یہ لونڈی ہے؟ اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا کہ وہ اپنا لباس لونڈیوں کے لباس سے مختلف رکھیں۔ اپنی چادروں کو نیچا رکھیں وہ اپنے چہروں کو ڈھانپیں مگر ایک آنکھ یہ زیادہ مناسب ہے کہ انہیں پہچان لیا جائے۔(1)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی عورتوں کو حکم دیا کہ جب وہ کسی کام کے لیے گھر سے نکلیں تو وہ سر کے اوپر سے چادر کے ساتھ اپنے چہروں کو ڈھانپ لیں اور صرف ایک آنکھ ظاہر کریں۔(2)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابوداؤد، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے جب یہ آیت نازل ہوئی تو انصار کی عورتیں گھروں سے نکلیں، گویا ان کے سروں پر کوے ہیں۔ یہ ان کے سیاہ لباس کی وجہ سے تھا جو وہ پہنتیں۔(3)

امام ابن ابی شیبہ نے ابوقلابہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی خلافت کے دور میں کسی لونڈی کو اجازت نہیں دیتے تھے کہ وہ پردہ والی چادر پہنے۔ فرمایا یہ چادر صرف آزاد عورتوں کے لیے ہے تاکہ انہیں اذیت نہ دی جائے۔

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر نے ایک لونڈی کو دیکھا جس نے نقاب اوڑھا ہوا تھا۔ اسے درہ سے مارا۔ فرمایا نقاب اتار دے۔ آزاد عورتوں کی مشابہت اختیار نہ کرو۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ انصار کی عورتوں پر رحم فرمائے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو انہوں نے اپنی چادروں کو پھاڑا، سر پر اوڑھنی کی طرح ڈال دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی، گویا ان کے سروں پر کوے ہیں۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے کہا گیا کہ ایک لونڈی شادی کرے تو وہ نقاب ڈال لے۔ تو آپ نے یہ آیت پڑھی۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے لونڈیوں کو آزاد عورتوں کی مشابہت سے منع کیا ہے۔

فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے محمد بن سیرین سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے عبیدہ سے اس آیت کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے چادر اٹھائی جوان کے جسم پر تھی، اس سے نقاب بنایا، اپنے تمام سر کو ڈھانپا یہاں تک کہ چادر بھنوؤں تک پہنچ گئی۔ اپنے چہرے کو ڈھانپا اور اپنی بائیں آنکھ کو چہرے کے بائیں حصہ سے جو آنکھ کے ساتھ تھا باہر نکالا۔(4)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: اللہ تعالیٰ نے ان سے وعدہ لیا کہ جب وہ اپنے گھروں سے نکلیں تو وہ اپنی آبروؤں پر چادر لٹکائے ہوئے ہوں۔ لونڈی کو وہ راستہ میں روک لیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آزاد عورتوں کو منع کیا کہ وہ لونڈیوں کے ساتھ مشابہت اختیار کریں۔(5)

1۔ طبقات ابن سعد، جلد 8، صفحہ 176، دار صادر بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 55، دار احیاء التراث العربی بیروت
3۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 51 (2377)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 56
5۔ ایضاً

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت کلبی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ عورتیں طبعی حاجت کے لیے کھلی جگہوں کی طرف نکلتیں تو فاسق راستے میں ان سے تعرض کرتے اور انھیں اذیتیں دیتے۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں حکم دیا کہ وہ اپنی چادروں کو نیچا رکھیں تا کہ لونڈی سے آزاد کی پہچان ہو سکے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت معاویہ بن قرہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اہل مدینہ کے خبیث لوگ رات کو گھروں سے باہر جاتے، عورتوں کو دیکھتے، انہیں آنکھوں سے اشارہ کرتے۔ یہ طرز عمل وہ لونڈیوں کے ساتھ کرتے، آزاد عورتوں کے ساتھ نہیں کرتے تھے، تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ آزاد عورت بھی لونڈیوں جیسا لباس پہنتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے مومن عورتوں کو حکم دیا کہ وہ اپنی چادریں نیچی رکھیں، کم سے کم چادر کو نیچے کرنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ نقاب اوڑھے اور چادر کو اپنی پیشانی پر باندھے۔ (1)

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ فرمایا مدینہ طیبہ میں تمہاری لونڈیوں سے احمق لوگ چھیڑ چھاڑ کرتے ہیں اور انہیں اذیت پہنچاتے ہیں۔ آزاد عورت گھر سے نکلتی، اسے بھی وہ لونڈی گمان کرتے، تو اسے بھی اذیت دیتے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا کہ وہ اپنی چادریں نیچی رکھیں۔ (2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے آیت کی تفسیر میں حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مدینہ کے فاسق لوگ جب رات کو تاریکی ہو جاتی تو مدینہ طیبہ کے راستوں پر آ جاتے، عورتوں سے چھیڑ چھاڑ کرتے۔ مدینہ طیبہ کے مکانات تنگ تھے۔ جب رات ہوتی تو عورتیں راستوں پر نکل آتیں اور قضائے حاجت کرتیں۔ فاسق لوگ ان کا پیچھا کرتے۔ جب وہ کوئی ایسی عورت جس پر پردہ والی چادر ہوتی تو یہ کہتے یہ آزاد ہے، اس سے ہٹ جاؤ۔ جب وہ ایسی عورت دیکھتے جس پر حجاب نہ ہوتا تو کہتے یہ لونڈی ہے تو اس پر جھپٹ پڑتے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اپنی چادر کو لٹکاتیں۔ جَلَابِيبِهِنَّ سے مراد اوڑھنی کے اوپر نقاب والی چادر ہے۔ کسی مسلمان عورت کے لیے یہ حلال نہیں کہ کوئی اجنبی آدمی اسے اس حال میں دیکھے کہ اس پر اوڑھنی کے علاوہ چادر نہ ہو جس کے ساتھ اس نے اپنے سر اور گردن کو باندھ رکھا ہو۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اپنی چادر کو اتنا نیچا رکھیں کہ ان کی گردن کا سر انظر نہ آئے۔ (3)

امام ابن منذر نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جَلَابِيبِهِنَّ سے مراد چادر ہے۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 56، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ طبقات ابن سعد، جلد 8، صفحہ 176، دار صادر بیروت

3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 547 (17021)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

چادر اوڑھتیں تا کہ یہ پتہ چلے کہ یہ آزاد ہیں تو کوئی فاسق انہیں اذیت نہ دے، نہ بات سے اور نہ شک سے۔(1)

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے محمد بن سیرین سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے عبید سلیمانی سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں پوچھا۔ انہوں نے بڑی چادر سے نقاب بنایا، اپنے سر اور چہرے کو ڈھانپا اور اپنی ایک آنکھ باہر رکھی۔

لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّ الْمُرْجِفُوْنَ فِي الْمَدِيْنَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَآ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿٦٠﴾ مَّلْعُوْنِيْنَ ۛ اَيْنَمَا ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا وَ قُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا ﴿٦١﴾ سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۚ وَ لَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ﴿٦٢﴾

”اگر (اپنی حرکتوں سے) باز نہ آئے منافق اور جن کے دلوں میں بیماری ہے اور شہر میں جھوٹی افواہیں اڑانے والے، تو ہم آپ کو مسلط کر دیں گے ان پر پھر وہ نہ ٹھہر سکیں گے آپ کے پاس مدینہ طیبہ میں مگر چند روز۔ وہ بھی اس حال میں کہ ان پر لعنت برس رہی ہوگی۔ جہاں پائے جائیں گے پکڑ لیے جائیں گے اور جان سے مار ڈالے جائیں گے۔ اللہ کی سنت ان (بدقماشوں) کے متعلق بھی یہی تھی جو پہلے گزر چکے اور آپ سنت الٰہی میں ہرگز کوئی تغیر و تبدل نہ پائیں گے“۔

امام عبد الرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ منافقوں میں سے کچھ لوگ ایسے تھے جنہوں نے اپنے نفاق کو ظاہر کرنے کا ارادہ کیا تو ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ہم تجھے ان کے خلاف ضرور برانگیختہ کریں گے۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ارجاف سے مراد وہ جھوٹ ہے جسے منافق لوگ پھیلاتے تھے اور کہتے تھے تمہارے پاس سامان اور وعدہ آچکا ہے۔ ہمارے لیے یہ بات بھی ذکر کی گئی ہے کہ منافقوں نے یہ ارادہ کیا کہ وہ اپنے دلوں میں موجود نفاق کو ظاہر کریں۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے ساتھ انہیں دھمکایا لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ یعنی ہم آپ کو ان کے خلاف برانگیختہ کریں گے اور بھڑکائیں گے۔ جب اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے ساتھ انہیں دھمکی دی تو انہوں نے اپنے نفاق کو چھپایا۔ فیھا میں ضمیر سے مراد مدینہ طیبہ ہے۔ وہ ہر حال میں لعنت کیے گئے ہیں۔ جب وہ اپنے نفاق کو ظاہر کریں تو جہاں بھی وہ ملیں تو انہیں پکڑ لیا جائے اور انہیں قتل کر دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کا پہلے بھی یہی طریقہ رہا ہے جب وہ اپنے نفاق کو ظاہر کریں۔(3)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 56، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 52 (2378)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 57,59

ابن سعد نے محمد بن کعب سے یہ قول نقل کیا ہے: منافقوں سے مراد بذات خود جو منافق ہیں اور مَّرَضٌ سے مراد شک ہے۔(1)

امام ابن سعد نے عبید بن حنین سے یہ قول نقل کیا ہے کہ منافقوں سے مراد وہ لوگ ہیں جن کی ذاتیں پہچانی ہوئی تھیں۔آیت میں مذکور الْمُنٰفِقُوْنَ، وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اور الْمُرْجِفُوْنَ فِي الْمَدِيْنَةِ سے مراد سب منافق ہیں۔(2)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے آیت کی تفسیر میں حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت عورتوں کے بعض معاملات کے بارے میں نازل ہوئی۔(3)

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مالک بن دینار سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے عکرمہ سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں پوچھا تو فرمایا اس سے مراد بدکردار لوگ ہیں۔(4)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ سے مراد بدکار لوگ ہیں۔

ابن ابی حاتم نے عطاء سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد مومن ہیں جو اپنے دلوں میں یہ خواہش رکھتے تھے کہ بدکاری کریں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ نفاق کی تین قسمیں تھیں۔عبداللہ بن ابی بن سلول کا نفاق، عبداللہ بن نبتل اور مالک بن داعس کا نفاق۔یہ انصار کے سردار تھے۔وہ زنا کو پسند کرتے تھے اور اپنے آپ کو اس کے ساتھ بچاتے تھے۔مَّرَضٌ سے مراد بدکاری ہے۔یہ اگر بدکاری کا موقع پائیں تو کر گزریں۔اگر نہ پائیں تو اس کی خواہش نہ کریں۔ایک نفاق وہ ہے کہ وہ عورتوں پر غلبہ پانے کی کوشش کرتے۔یہ وہی لوگ تھے جو عورتوں پر غلبہ پانے کی کوشش کرتے۔لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہم ضرور تمہیں ان کے بارے میں آگاہ کریں گے۔اَيْنَمَا ثُقِفُوْٓا یعنی جہاں بھی وہ عورتوں پر غلبہ پاتے ہوئے پائے جائیں تو انہیں پکڑ لیا جائے اور انہیں قتل کر دیا جائے۔سدی نے کہا یہ قرآن حکیم میں ایسا حکم ہے جس پر عمل نہیں کیا گیا۔اگر ایک آدمی یا زیادہ ایک عورت کا پیچھا کریں اور اس پر غالب آجائیں۔اس کے ساتھ بدکاری کریں تو ان کو نہ کوڑے مارے جائیں گے اور نہ ہی ان کو رجم کیا جائے گا۔بلکہ انہیں پکڑا جائے گا اور ان کی گردنیں اڑا دی جائیں گی۔سابقہ امتوں میں بھی ایسا ہی ہوتا رہا۔جس آدمی نے کسی عورت پر زبردستی کی اور اس پر غالب آگیا تو اس مرد کو قتل کر دیا گیا۔تو قاتل پر کوئی دیت نہیں ہوگی کیونکہ وہ مکابرہ کرنے والا ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ کا یہ معنی ہے کہ ہم تجھے ان پر ضرور مسلط کریں گے۔(5)

1۔طبقات ابن سعد، جلد 8، صفحہ 177، دار صادر بیروت
2۔ایضاً
3۔تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 52 (2379)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 57، دار احیاء التراث العربی بیروت
5۔ایضاً، جلد 22، صفحہ 58

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور خطیب رحمہم اللہ نے تالی التلخیص میں حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ نے منافقوں کو سزا دینے پر برانگیختہ کیا ہو یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ پردہ فرما گئے۔

امام ابن انباری نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ نافع بن ازرق نے حضرت ابن عباس سے عرض کی: مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ کے بارے میں بتائیے۔ فرمایا ہم ضرور تجھے ان کے بارے میں مخلص بنادیں گے۔ حارث بن حلزہ نے کہا:

لَاتخلنا عَلٰی غَرَائِکَ اِنَّا قَلَّمَا قَدْرَشٰی بِنَا الْاَعْدَاءُ

''ہمیں تجھ سے جو حد درجہ اشتیاق ہے اسی پر انحصار نہ کر۔ ہم وہ ہیں کہ بہت کم ایسا ہوا کہ دشمنوں نے ہمیں رشوت دی ہو''۔

يَسْـَٔلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ ۭ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ ۭ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُوْنُ قَرِيْبًا ۝ اِنَّ اللّٰهَ لَعَنَ الْكٰفِرِيْنَ وَاَعَدَّ لَهُمْ سَعِيْرًا ۝ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۚ لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝ يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُوْلُوْنَ يٰلَيْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ۝

''لوگ آپ سے قیامت کے متعلق پوچھتے ہیں۔ فرمایئے اس کا علم تو صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اور (اے سائل!) تو کیا جانے شاید وہ گھڑی قریب ہی ہو۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے محروم کردیا کفار کو اور تیار کر رکھی ہے اس نے ان کے لیے بھڑکتی آگ۔ وہ ہمیشہ رہیں گے اس میں تا ابد۔ نہ پائیں گے کوئی دوست اور نہ کوئی مددگار۔ جس روز وہ منہ کے بل آگ میں پھینکے جائیں گے تو (بصد یاس) کہیں گے اے کاش! ہم نے اطاعت کی ہوتی اللہ تعالیٰ کی اور ہم نے اطاعت کی ہوتی رسول اکرم کی۔''

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قرآن حکیم میں جہاں بھی وَمَا يُدْرِيْكَ کے ضمن میں بات ذکر کی گئی ہے اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں سے نبی کریم ﷺ کو آگاہ نہیں فرمایا اور جہاں ما ادراك کے ضمن میں بات ذکر کی اس سے نبی کریم ﷺ کو آگاہ کیا۔

وَقَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا ۝ رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا ۝

''اور عرض کریں گے اے ہمارے رب! ہم نے پیروی کی اپنے سرداروں کی اور اپنے بڑے لوگوں کی۔ پس ان

(ظالموں نے) ہمیں بہکا دیا سیدھی راہ سے۔ اے ہمارے رب! ان کو دوگنا عذاب دے اور لعنت بھیج ان پر بہت بڑی لعنت"۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے سَادَتَنَا وَ کُبَرَآءَنَا کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ برائی اور شرک میں ہمارے سردار (1)۔ اور الْعَذَابِ سے مراد جہنم ہے۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انھیں سرداروں میں ایک ابوجہل بن ہشام تھا۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا ؕ وَ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا ﴿۶۹﴾

"اے ایمان والو! نہ بن جانا ان (ان بدبختوں) کی طرح جنہوں نے موسیٰ کو ستایا۔ پس بری کر دیا انہیں اللہ تعالیٰ نے اس سے جو انہوں نے کہا اور آپ اللہ کے نزدیک بڑے شان والے تھے"۔

امام عبد الرزاق، امام احمد، عبد بن حمید، امام بخاری، امام ترمذی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے مختلف طرق سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بڑے حیادار اور باپردہ انسان تھے۔ ان کے حیا کی وجہ سے ان کے جسم کا کوئی حصہ دکھائی نہیں دیتا تھا۔ بنی اسرائیل کے لوگوں نے آپ کو اذیت دی اور کہا یہ پردہ کا اہتمام اس لیے کرتا ہے کہ ان کے جسم میں کوئی عیب ہے۔ انھیں برص کا مرض ہے۔ خصیتین سوجے ہوئے ہیں یا کوئی اور بیماری ہے۔ انھوں نے جو بات کی تھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس سے بری کرنے کا ارادہ کیا۔ ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام تنہا تھے۔ آپ نے کپڑے پتھر پر رکھے۔ پھر غسل کیا۔ جب غسل سے فارغ ہوئے تو اپنے کپڑوں کی طرف متوجہ ہوئے تاکہ انھیں لیں۔ پتھر آپ کے کپڑے کو لے کر دوڑ پڑا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا لیا اور پتھر کا پیچھا کیا اور کہنے لگے ثَوْبِیْ حَجَر ثَوْبِیْ حَجَر۔ اے پتھر! میرے کپڑے، اے پتھر! میرے کپڑے۔ یہاں تک کہ وہ پتھر بنو اسرائیل کی ایک جماعت تک آ پہنچا۔ ان لوگوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بے لباس دیکھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے خوبصورت ترین ہیں اور جو وہ باتیں کرتے ہیں ان سے بری ہیں۔ پتھر ٹھہر گیا۔ آپ نے اپنے کپڑے لیے اور انھیں پہن لیا۔ آپ پتھر کو اپنے عصا سے مارنے لگے۔ اللہ کی قسم! آپ کے مارنے کی وجہ سے پتھر سے تین دفعہ، چار یا پانچ دفعہ رونے کی آواز آئی۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے یہی مراد ہے۔ (2)

امام بزار، ابن انباری مصاحف میں اور ابن مردویہ رحمہم اللہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے، وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بڑے حیا والے تھے۔ وہ پانی کے پاس آئے تاکہ غسل کریں۔ آپ نے اپنے کپڑے چٹان پر رکھے۔ آپ کی شرمگاہ کبھی ظاہر نہیں ہوئی تھی۔ بنو اسرائیل نے کہا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کوئی بیماری ہے، اسی وجہ سے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 60، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ صحیح بخاری، باب حدیث خضر مع موسیٰ علیہ السلام، جلد 3، صفحہ 1249 (3223)، دار ابن کثیر دمشق

وہ کپڑے نہیں اتارتے۔ چٹان نے آپ کے کپڑے اٹھائے یہاں تک کہ بنواسرائیل کی مجلس کے سامنے آگئی۔ بنواسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تمام لوگوں سے خوبصورت ترین حالت میں دیکھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ بن عمران جب پانی میں داخل ہونے کا ارادہ فرماتے تو کپڑے نہ اتارتے یہاں تک کہ پانی میں بھی آپ کی شرمگاہ پوشیدہ رہتی۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ نے مصنف میں، ابن جریر، ابن منذر، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کہا کہ ان کے خصیتین خراب ہیں۔ ایک روز آپ غسل کرنے کے لیے نکلے۔ آپ نے اپنے کپڑے پتھر پر رکھے۔ پتھر آپ کے کپڑے لے کر بھاگ کھڑا ہوا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام ننگے ہی اس کے پیچھے دوڑنے لگے یہاں تک کہ وہ پتھر کپڑوں کے ساتھ بنواسرائیل کی مجلس تک جا پہنچا۔ بنواسرائیل نے آپ کو دیکھا کہ آپ کو خصیتین کا کوئی مرض نہیں ہے۔ (2)

امام ابن منیع، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم (حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون پہاڑ پر چڑھے۔ حضرت ہارون علیہ السلام کا وصال ہوگیا۔ بنواسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا تو نے اسے قتل کر دیا ہے، بنسبت آپ کے وہ ہم اس سے زیادہ محبت کرتے تھے اور وہ زیادہ نرم تھے۔ اس وجہ سے انھوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تکلیف دی۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا۔ فرشتوں نے حضرت ہارون علیہ السلام کی میت کو اٹھایا اور بنواسرائیل کی مجالس کے پاس سے گزرے۔ فرشتوں نے حضرت ہارون علیہ السلام کی موت کے بارے میں گفتگو کی۔ اللہ تعالیٰ نے اس طریقہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس الزام سے بری کر دیا۔ وہ حضرت ہارون علیہ السلام کی میت کو لے گئے اور انھیں دفن کر دیا۔ ان کی قبر کا سوائے گِدھوں کے کسی کو علم نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اسے بہرہ گونگا کر دیا۔ (3)

امام حاکم رحمہ اللہ حضرت سدی رحمہ اللہ کی سند سے ابو مالک سے وہ حضرت ابن عباس سے اور مرہ سے اور وہ حضرت ابن مسعود سے اور صحابہ کی ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ میں حضرت ہارون کی روح قبض کرنے والا ہوں۔ اسے فلاں پہاڑ پر لے آ۔ دونوں اس پہاڑ کی طرف گئے۔ وہ اچانک ایک درخت اور ایک کمرے کے پاس پہنچے جس میں ایک چارپائی تھی اور عمدہ خوشبو تھی۔ جب حضرت ہارون علیہ السلام نے اس پہاڑ، اس مکان اور اس میں جو چیزیں تھیں انھیں دیکھا تو بڑا اچھا لگا۔ کہنے لگے اے موسیٰ! میں پسند کرتا ہوں کہ اس چارپائی پر سو جاؤں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا سو جاؤ۔ حضرت ہارون نے کہا تم بھی میرے ساتھ سو جاؤ۔ جب دونوں سو گئے تو حضرت ہارون علیہ السلام کو موت آگئی۔ جب حضرت ہارون کی روح قبض کر لی گئی تو وہ گھر، درخت اور چارپائی آسمان کی طرف اٹھالی گئی۔ جب

1۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 262، دار صادر بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 61، دار احیاء التراث العربی بیروت

3۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 63

حضرت موسیٰ علیہ السلام بنو اسرائیل کی طرف آئے۔ تو انہوں نے کہا حضرت موسیٰ نے حضرت ہارون کو قتل کر دیا ہے اور بنو اسرائیل ان سے جو محبت کرتے تھے۔ اس وجہ سے حضرت موسیٰ ان سے حسد کرتے تھے۔ حضرت ہارون علیہ السلام بنو اسرائیل کا زیادہ دفاع کرتے اور ان کے لیے نرم تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام ان پر کچھ سختی کرتے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ خبر پہنچی تو فرمایا تم پر افسوس! وہ میرا بھائی تھا۔ کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ میں اسے قتل کر دوں گا۔ جب انہوں نے زیادہ باتیں کیں تو آپ دو رکعت نماز پڑھنے کے لیے اٹھے۔ پھر اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کی، فرشتے چارپائی لے کر اترے یہاں تک کہ بنو اسرائیل نے چارپائی کو آسمان اور زمین کے درمیان دیکھا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تصدیق کی۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ تم حضرت محمد ﷺ کو اس طرح اذیت نہ دو جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اذیت دی۔

امام بخاری، امام مسلم اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مال تقسیم کیا تو ایک آدمی نے کہا یہ ایسی تقسیم ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی رضا کا ارادہ نہیں کیا گیا۔ اس کا ذکر نبی کریم ﷺ کے سامنے کیا گیا تو نبی کریم ﷺ کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ پھر فرمایا حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس سے زیادہ تکلیفیں دی گئیں۔ پھر بھی انہوں نے صبر کیا۔(2)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری سے وَجِيهًا کا معنی مستجاب الدعوۃ نقل کیا ہے، یعنی جن کی دعا قبول ہوتی ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سنان رحمہ اللہ سے انہوں نے اس سے جس نے یہ حدیث انہیں بیان کی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب کے حضور جو بھی التجا کی اللہ تعالیٰ نے اسے قبول کیا مگر دیدار کی التجا کی تھی اسے قبول نہ فرمایا۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ﴿۷۰﴾ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ﴿۷۱﴾

"اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو اور ہمیشہ سچی (اور درست) بات کہا کرو۔ تو اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو درست کر دے گا اور تمہارے گناہوں کو بھی بخش دے گا اور جو شخص حکم مانتا ہے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا تو وہی حاصل کرتا ہے بہت بڑی کامیابی"۔

امام ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھائی پھر فرمایا اپنی جگہ ٹھہرو۔ پھر آپ لوگوں کے پاس تشریف لائے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے

1۔ مستدرک حاکم، باب ذکر وفاۃ ہارون علیہ السلام، جلد 2، صفحہ 633 (4109)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ صحیح مسلم، باب اعطاء من یخاف علی ایمانہ، جلد 8-7، صفحہ 141 (1062)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 212 (11285)، دار الفکر بیروت

مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں حکم دوں کہ تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور صحیح بات کرو۔ پھر آپ ﷺ عورتوں کے پاس آئے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا کہ میں تمہیں حکم دوں کہ تم اللہ سے ڈرو اور صحیح صحیح بات کرو۔ (3)

امام احمد نے زہد میں اور ابو داؤد رحمہما اللہ نے مراسیل میں حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ منبر پر اکثر یہ ارشاد فرماتے اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا۔

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ کتاب التقوی میں حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ منبر پر کھڑے نہیں ہوئے مگر میں نے آپ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا۔ پھر یہ آیت پڑھی۔

امام سمویہ رحمہ اللہ نے فوائد میں حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب خطبہ ارشاد فرماتے یا انھیں کسی چیز کی تعلیم دیتے تو اس آیت کی تلاوت ضرور کرتے۔

امام ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت سہل بن ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کبھی بھی منبر پر تشریف فرما نہیں ہوتے مگر اس آیت کی تلاوت کی۔

امام طستی رحمہ اللہ نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے ان سے پوچھا کہ قَوْلًا سَدِیْدًا سے کیا مراد ہے فرمایا انصاف پر مبنی اور حق بات پوچھا کیا عرب اسے پہچانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے حضرت حمزہ بن عبد المطلب کا شعر نہیں سنا۔

اَمِیْنٌ عَلٰی مَا اسْتَوْدَعَ اللّٰهُ قَلْبَهٗ فَاِنْ قَالَ قَوْلًا کَانَ فِیْهِ مُسَدَّدًا

"اللہ تعالیٰ نے ان کے سینہ میں جو ودیعت کیا ہے اس پر امین ہیں۔ اگر آپ کوئی بات کریں تو اس میں درست اور حق پر ہوتے ہیں"۔

امام فریابی اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ سَدِیْدًا کا معنی سچا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ سَدِیْدًا کا معنی عدل ہے۔ (1)

ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے سَدِیْدًا کا معنی سداد نقل کیا ہے یعنی درست۔ (2)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ قَوْلًا سَدِیْدًا سے مراد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہو۔ (3)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے "الاسماء والصفات" میں حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا کا معنی ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہو۔

اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ الْجِبَالِ فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَهَا وَ اَشْفَقْنَ مِنْهَا وَ حَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 64، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

جَهُوۡلًا ﴿۷۲﴾ لِّیُعَذِّبَ اللّٰہُ الۡمُنٰفِقِیۡنَ وَ الۡمُنٰفِقٰتِ وَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ وَ الۡمُشۡرِکٰتِ وَ یَتُوۡبَ اللّٰہُ عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَ الۡمُؤۡمِنٰتِ ؕ وَ کَانَ اللّٰہُ غَفُوۡرًا رَّحِیۡمًا ﴿۷۳﴾

''ہم نے پیش کی یہ امانت آسمانوں، زمین اور پہاڑوں کے سامنے (کہ وہ اسکی ذمہ داری اٹھائیں) تو انہوں نے انکار کر دیا، اس کے اٹھانے سے اور وہ ڈر گئے اس سے اور اٹھا لیا اس کو انسان نے، بے شک یہ ظلوم بھی ہے (اور) جہول بھی۔ تاکہ عذاب دے اللہ تعالیٰ نفاق کرنے والوں اور نفاق کرنے والیوں کو شرک کرنے والوں اور شرک کرنے والیوں کو اور نگاہ لطف و کرم فرمائے اللہ تعالیٰ ایمان والوں اور ایمان والیوں پر اور اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا، ہر دم رحم فرمانے والا ہے''۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن الانباری رحمہم اللہ نے ''کتاب الاضداد'' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ امانت سے مراد فرائض ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آسمانوں، زمین اور پہاڑوں پر پیش کیے۔ اگر وہ ان فرائض کو ادا کریں تو اللہ تعالیٰ انہیں بدلہ عطا فرمائے گا۔ اگر وہ ان کو ضائع کریں تو انہیں عذاب دے گا۔ انھوں نے اسے ناپسند کیا اور بغیر نافرمانی کے ہی وہ ڈر گئے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے دین کی تعظیم کی خاطر کہ وہ اسے بجانہ لاسکیں گے ایسا کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام پر پیش کیا تو انسان نے ان میں جو کچھ مشقتیں تھیں انہیں قبول کرلیا۔ ظَلُوۡمًا جَهُوۡلًا سے مراد ہے اللہ تعالیٰ کے امر کے بارے میں وہ دھوکے میں مارے گئے۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: امانت سے مراد وہ احکام ہیں جن کا انسان کو حکم دیا گیا اور ان سے روکا گیا۔ اور الۡاِنۡسَانُ سے مراد حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان دنیا پر امانت کو پیش کیا تو اس نے اٹھانے سے انکار کر دیا۔ پھر اس آسمان پر امانت کو پیش کیا جو اس کے ساتھ تھا یہاں تک کہ تمام آسمانوں سے فارغ ہو گئے۔ پھر زمین پر اس امانت کو پیش کیا پھر پہاڑوں پر پیش کیا پھر امانت کو حضرت آدم علیہ السلام پر پیش کیا۔ تو حضرت آدم علیہ السلام نے اسے قبول کرلیا۔ عرض کی جی ہاں، میرے کانوں اور کندھوں کے درمیان۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تین چیزیں ایسی ہیں جن کا تجھے حکم دیا گیا۔ یہ تیرے لیے مددگار ہیں۔ میں نے تیری آنکھیں اور ان کے دو پردے بنائے ہیں، جس چیز سے میں نے تجھے منع کیا ہے اس سے ان کو بند رکھنا۔ دو جبڑوں کے درمیان تیری زبان بنائی ہے، جس چیز سے تمہیں منع کیا ہے اس سے اسے روکے رکھنا، میں نے تیری شرمگاہ بنائی ہے اور میں نے اسے چھپا دیا، جس کو میں نے تجھ پر حرام کر دیا ہے اس پر اسے نہ کھولنا۔ (2)

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن انباری رحمہم اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 65-64، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 67

پہنچی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آسمان، زمین اور پہاڑ بنائے۔ فرمایا میں فرائض لازم کرنے والا ہوں۔ جنت اور دوزخ کو پیدا کرنے والا ہوں۔ جو میری اطاعت کرے گا اس کے لیے ثواب اور جو میری نافرمانی کرے گا۔ اس کے لیے عذاب پیدا کرنے والا ہوں۔ آسمان نے عرض کی تو نے مجھے پیدا کیا اور مجھ میں سورج، چاند، ستاروں، بادلوں، ہوا اور بارش کو مسخر کیا۔ جن چیزوں کو تو نے مجھ میں پیدا کیا میں ان کے لیے مسخر ہوں۔ میں فریضہ کو برداشت نہیں کر سکتا اور نہ ثواب کو چاہتا ہوں اور نہ سزا کا طلبگار ہوں۔ زمین نے کہا تو نے مجھے پیدا کیا۔ مجھے مسخر کیا۔ میرے اندر نہریں جاری کیں۔ میرے اندر سے پھل نکالے اور مجھے جس چیز کے لیے چاہا پیدا کیا۔ میں ان تمام چیزوں کے لیے مسخر ہوں جن کے لیے تو نے مجھے پیدا کیا۔ میں کسی اور فریضہ کی متحمل نہیں ہو سکتی اور نہ ثواب وسزا کی طالب ہوں۔ پہاڑوں نے کہا اے اللہ! تو نے مجھے زمین کی میخیں بنایا۔ میں اس پر قائم ہوں جس پر تو نے مجھے پیدا کیا۔ میں کسی فریضہ کا متحمل نہیں ہو سکتا اور نہ ہی ثواب وعقاب کا خواہشمند ہوں۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو اس پر فریضہ کو پیش کیا تو انسان نے اسے اٹھالیا۔ ظلوم اس اعتبار سے کہ خطا میں اپنے آپ پر ظلم کرنے والا ہے اور جو فریضہ اپنے ذمہ لیا اس کے انجام سے جاہل ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آسمان، زمین اور پہاڑ پیدا فرمائے تو ان پر امانت کو پیش کیا۔ انھوں نے امانت کو قبول نہ کیا۔ جب حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو اس پر امانت کو پیش کیا۔ تو حضرت آدم نے کہا اے میرے رب! یہ کیا ہے؟ فرمایا یہ وہ ہے اگر تو نے اچھا کیا تو میں تمہیں اجر دوں گا، اگر تو نے نافرمانی کی تو میں تجھے عذاب دونگا۔ عرض کی اے میرے رب! میں نے اسے اٹھالیا، فرمایا تو اسے اٹھانے والا نہیں تھا مگر یہ کہ میں نے تجھے اتنے وقت کے لیے پیدا کیا جو ظہر اور عصر کے درمیان ہے۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن انباری نے ''اضداد'' میں اور حاکم نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام پر امانت پیش کی گئی۔ ان سے کہا گیا اس میں جو کچھ ہے اس کے ساتھ اٹھالے۔ اگر تو نے اطاعت کی تو تجھے بخش دوں گا، اگر تو نے نافرمانی کی تو تجھے عذاب دوں گا۔ تو حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کی میں نے اسے قبول کیا، ان تمام چیزوں کے ساتھ جو اس امانت میں ہیں۔ تو اتنا ہی عرصہ ہی تھا جتنا کہ اس دن کے ظہر اور رات کے درمیان ہوتا ہے یہاں تک کہ وہ گناہ کو اپناتے۔ (1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے آیت کی تفسیر میں حضرت ابن اشوع سے روایت نقل کی ہے کہ ان کے لیے عمل پیش کیا گیا اور ان کے لیے ثواب بنایا گیا تو وہ تین دن اور تین راتیں اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑاتی رہیں۔ سب نے عرض کی اے ہمارے رب! ہمیں عمل کرنے کی طاقت نہیں اور ثواب کو نہیں چاہتے۔

امام ابو عبید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت اوزاعی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب رضی اللہ عنہ کو عامل بنانا چاہا تو انھوں نے انکار کر دیا۔ حضرت عمر نے فرمایا کیا تو نافرمانی کرتا ہے؟ عرض

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 65، دار احیاء التراث العربی بیروت

کی یا امیر المومنین! مجھے بتایئے جب اللہ تعالیٰ نے امانت کو پیش کیا تو انکار کرنے والوں نے نافرمانی کی تھی؟ فرمایا نہیں۔ تو پھر حضرت عمر بن عبد العزیز نے انھیں عامل بنانے کا ارادہ ترک کر دیا۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے کہا میں نے آسمانوں، زمین اور پہاڑوں پر امانت کو پیش کیا تو وہ اس کے اٹھانے کی تاب نہ لا سکے۔ تو کیا تو اس کو اٹھانے کے لیے تیار ہے؟ عرض کی اے میرے رب! اس میں کیا ہے؟ فرمایا اگر تو نے اسے اٹھایا تو میں اس پر تمہیں اجر دونگا۔ اگر تو اسے ضائع کر دے تو میں عذاب دونگا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کی اس میں جو کچھ ہے اس کے ساتھ اسے اٹھالیا۔ اس نے جنت میں عبور نہیں کیا تھا مگر اول دن سے عصر تک کے وقت کو کہ ابلیس نے اسے جنت سے نکال لیا۔ ضحاک سے کہا گیا امانت کیا ہے؟ فرمایا یہ فرائض ہیں، ہر مسلمان پر لازم ہے کہ کسی مومن اور ذمی سے معاملہ کرتے وقت ملاوٹ نہ کرے، خواہ چیز تھوڑی ہو یا زیادہ۔ جس نے ایسا کیا اس نے امانت میں خیانت کی۔ جس نے فرائض میں معمولی سی بھی کمی کی اس نے امانت میں خیانت کی۔ (1)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ امانت سے مراد دین، فرائض اور حدود ہیں۔ انھیں کہا گیا کہ انھیں اٹھالے اور ان کے حق کو ادا کرے۔ تو ان سب نے کہا ہم اس کی طاقت نہیں رکھتے۔ انسان کو کہا گیا کیا تو اسے اٹھاتا ہے۔ عرض کی ہاں۔ پوچھا گیا کیا تو اس کا حق ادا کرے گا؟ عرض کی میں اس کی طاقت رکھتا ہوں۔ وہ اس میں ظلم کرنے والا اور اس کے حق سے جاہل تھا۔ منافقوں اور مشرکوں نے خیانت کی۔ مومن مردوں اور مومن عورتوں نے اس کے حقوق کو ادا کیا۔ (2)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت سعید بن جبیر سے روایت نقل کی ہے کہ امانت سے مراد فرائض ہیں۔ (3)

امام فریابی رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ امانت سے مراد دین ہے۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امانتیں تین ہیں نماز، روزے اور جنابت سے غسل۔ (4)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ امانت میں سے یہ بھی ہے کہ عورت اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرے۔ (5)

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے "الورع" میں اور حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے: اللہ تعالیٰ نے انسان کی سب سے پہلے شرمگاہ بنائی۔ پھر فرمایا یہ تیرے پاس میری امانت ہے۔ اسے اس کے حق کے سوا ضائع نہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 65 2۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 70-67 3۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 64

4۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 54 (2386)، دار الکتب العلمیہ بیروت

5۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 458 (3581)، دار الکتب العلمیہ بیروت

کرنا۔ شرمگاہ امانت ہے، کان امانت ہیں اور آنکھ امانت ہے۔

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی رحمہما اللہ نے ''شعب الایمان'' میں حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ امانت کو ضائع کرنے کی صورت یہ ہے کہ کمروں اور گھروں میں دیکھا جائے۔(1)

اعبد بن حمید نے حضرت حسن بصری سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خبردار! امانت میں سے یہ ہے اور خیانت میں سے یہ ہے کہ آدمی اپنے بھائی سے کوئی بات کرے۔ وہ اسے کہے میری بات پوشیدہ رکھنا تو وہ اسے ظاہر کردے۔

امام احمد، عبد بن حمید اور امام مسلم رحمہما اللہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے ہاں (پوچھی جانے والی) عظیم امانت میں سے یہ ہے کہ مرد اپنی عورت اور عورت اپنے مرد تک رسائی حاصل کرے پھر وہ اس کے راز کو ظاہر کردے۔(2)

امام طبرانی، امام احمد، عبد بن حمید، ابوداؤد، ترمذی جبکہ ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے، ابو یعلی، بیہقی اور ضیاء رحمہم اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب ایک آدمی بات کرے پھر دائیں بائیں متوجہ ہو تو وہ بات امانت ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ دونوں جنھوں نے ظلم کیا اور جنھوں نے خیانت کی وہ منافق اور مشرک ہیں۔(3)

امام ابن جریر نے ضعیف سند سے حکم بن عمیر سے روایت نقل کی ہے جو نبی کریم ﷺ کے صحابہ میں سے تھے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا امانت اور وفا دونوں انبیاء کے ساتھ انسان پر نازل ہوئیں۔ انھیں اس کے ساتھ بھیجا گیا۔ ان میں سے کچھ اللہ کے رسول ہیں، کچھ نبی اور اللہ کے رسول ہیں۔ قرآن نازل ہوا۔ وہ اللہ کا کلام ہے۔ عربی اور عجمی زبان نازل ہوئی۔ انھوں نے قرآن کے حکم کا علم حاصل کیا اور سنتوں کے امر کو اپنی زبانوں سے جانا۔ وہ جو کام کرتے ہیں اور جن سے اجتناب کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کسی چیز کو نہیں چھوڑے گا۔ یہ ان کے خلاف دلائل ہیں مگر جو میں نے ان کے لیے بیان کیں۔ اہل زبان قبیح سے اچھی چیز کو جانتے ہیں۔ پھر سب سے پہلے امانت اٹھائی جائیگی اور لوگوں میں اس کا اثر باقی رہے گا۔ پھر وفاء، وعدہ اور ذمہ داریاں اٹھالی جائینگی۔ عالم اور جاہل کے لیے کتابیں رہ جائینگی۔ جنہیں عالم جانیں گے اور جاہل اسے پہچانے گا اور ان کا انکار کرے گا۔ وہ اسے نہیں اٹھائے گا یہاں تک کہ معاملہ مجھ تک اور میری امت تک پہنچ جائیگا۔ اللہ کے ہاں صرف ہلاک ہونے والا ہلاک ہوگا اور صرف ترک کرنے والا غافل ہوگا۔ اے لوگو! بچو وسوسہ پیدا کرنے والے چھپ جانے والے شیطان سے بچو۔ بےشک اللہ تعالیٰ تمہیں آزمائے گا کہ تم میں سے از روئے عمل کے کون اچھا ہے۔(4) واللہ اعلم۔

تمت بالخیر

1۔ شعب الایمان، باب فی الامانات، جلد 4، صفحہ 328 (5289)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 69، دار صادر بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 69، دار احیاء التراث العربی بیروت
4۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 66

آیاتھا ۵۴ سورۃ سبا مکیۃ ۳۴ رکوعاتھا ۶

امام ابن ضریس، نحاس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے ''دلائل'' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ سبا مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ سبا مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ وَ لَهُ الْحَمْدُ فِي الْاٰخِرَةِ ؕ وَ هُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ۝۱ يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ وَ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَ مَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَ مَا يَعْرُجُ فِيْهَا ؕ وَ هُوَ الرَّحِيْمُ الْغَفُوْرُ ۝۲ وَ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَاْتِيْنَا السَّاعَةُ ؕ قُلْ بَلٰى وَ رَبِّيْ لَتَاْتِيَنَّكُمْ ۙ عٰلِمِ الْغَيْبِ ۚ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَ لَا فِي الْاَرْضِ وَ لَاۤ اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَ لَاۤ اَكْبَرُ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝۳ لِّيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ اُولٰٓىِٕكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ رِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝۴ وَ الَّذِيْنَ سَعَوْ فِيْۤ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰٓىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ اَلِيْمٌ ۝۵ وَ يَرَى الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ الَّذِيْۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ هُوَ الْحَقَّ ۙ وَ يَهْدِيْۤ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۝۶ وَ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا هَلْ نَدُلُّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ يُّنَبِّئُكُمْ اِذَا مُزِّقْتُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ۙ اِنَّكُمْ لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۝۷ اَفْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَمْ بِهٖ جِنَّةٌ ؕ بَلِ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ فِي الْعَذَابِ وَ الضَّلٰلِ الْبَعِيْدِ ۝۸ اَفَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ ؕ اِنْ نَّشَاْ نَخْسِفْ

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب ذکر سور التی نزلت بمکۃ، جلد 7، صفحہ 143، دار الکتب العلمیہ بیروت

بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ نُسْقِطْ عَلَيْهِمْ كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ ۝

''سب تعریفیں اللہ کے لئے جو مالک ہے ہر اس چیز کا جو آسمانوں میں ہے اور ہر اس چیز کا جو زمین میں ہے اور اسی کے لئے ساری تعریفیں ہیں آخرت میں اور وہی بڑا دانا، ہر بات سے باخبر ہے۔ وہ جانتا ہے جو زمین میں داخل ہوتا ہے اور جو اس سے نکلتا ہے۔ نیز وہ جانتا ہے جو آسمان سے نازل ہوتا اور جو آسمان کی طرف عروج کرتا ہے اور وہی ہمیشہ رحم فرمانے والا بہت بخشنے والا ہے۔ اور کفار کہتے ہیں ہم پر قیامت نہیں آئے گی۔ آپ فرمایئے ضرور آئے گی مجھے اپنے رب کی قسم جو عالم الغیب ہے! تم پر قیامت ضرور آئے گی۔ نہیں چھپی ہوئی اس سے ذرہ برابر کوئی چیز آسمانوں میں اور نہ زمین میں اور نہ کوئی چھوٹی چیز ذرہ سے اور نہ کوئی بڑی چیز مگر وہ کتاب مبین میں (درج) ہے۔ (قیامت آئیگی) تا کہ اللہ تعالیٰ جزا دے انہیں جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے۔ یہی وہ (نیک بخت) لوگ ہیں جن کے لئے بخشش اور رزق کریم ہے۔ اور جو (بدبخت) کوشش کرتے رہے ہیں کہ ہماری آیتوں کو جھٹلا کر ہمیں ہرا دیں، یہی ہیں جن کے لئے بدترین قسم کا دردناک عذاب ہے۔ اور جانتے ہیں وہ لوگ جنھیں علم دیا گیا کہ جو آپ کی طرف نازل کیا گیا ہے آپ کے رب کی طرف سے وہی (عین) حق ہے اور عزت والے، سب خوبیوں سراہے (خدا) کا راستہ دکھاتا ہے۔ اور منکرین (قیامت) کہتے ہیں (اے یارو!) کیا ہم پتہ بتائیں تمھیں اس شخص کا جو تمھیں خبردار کرتا ہے کہ جب تم (مرنے کے بعد) ریزہ ریزہ کر دیئے جاؤ گے تو تم از سر نو پیدا کیے جاؤ گے؟ یا تو اس نے (یہ کہہ کر) اللہ پر جھوٹا بہتان لگایا ہے یا یہ دیوانہ ہے۔ (میرا حبیب نہ مفتری ہے اور نہ دیوانہ) بلکہ وہ جو آخرت پر یقین نہیں رکھتے وہ (کل) عذاب میں اور (آج) دور کی گمراہیوں میں مبتلا ہیں۔ کیا انھیں نظر نہیں آتا کہ انہیں آگے اور پیچھے سے آسمان اور زمین نے گھیر رکھا ہے۔ اگر ہم چاہیں تو دھنسا دیں انھیں زمین میں یا گرا دیں ان پر چند ٹکڑے آسمان سے۔ درحقیقت اس میں (کھلی) نشانی ہے ہر اس بندے کے لئے جو خدا کی طرف رجوع کرنے والا ہے''۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے امر میں حکیم اور مخلوق سے باخبر ہے۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بارش کو جانتا ہے جو زمین میں داخل ہوتی ہے اور اس نباتات کو جانتا ہے جو زمین سے نکلتی ہے۔ جو فرشتے آسمان سے اترتے ہیں اور جو آسمان کی طرف بلند ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ ان سب کو جانتا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 71، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام عبدالرزاق، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا کیوں نہیں میرا رب جو عالم الغیب ہے وہ قیامت ضرور تم پر لائے گا۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: ان کے لیے گناہوں سے بخشش اور جنت میں معزز رزق ہے۔ جنھوں نے ہماری آیات میں کوشش کی وہ عاجز نہیں کر سکتے۔ ان کے لیے دردناک تکلیف دینے والا عذاب ہوگا۔ اُوْتُوا الْعِلْمَ سے مراد حضور ﷺ کے صحابہ ہیں۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ سے مراد وہ لوگ ہیں جنھیں حکمت دی گئی من قبل یعنی اہل کتاب میں سے مومن۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا سے مراد قریش کے مشرک ہیں۔ وہ مشرک کہتے ہیں جب تمھیں زمین کھا جائیگی اور تم ہڈیاں اور چورہ ہو جاؤ گے اور درندے اور پرندے تمھیں ٹکڑے ٹکڑے کر دیں گے۔ ارشاد فرمایا تمھیں ضرور زندہ رکھا جائیگا اور دوبارہ اٹھایا جائیگا۔ ان مشرکوں نے نبی کی تکذیب کرتے ہوئے یہ کہا کہ یا تو یہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولتا ہے یا یہ مجنوں ہے۔ فرمایا اگر تو اپنے دائیں، بائیں، سامنے اور پیچھے دیکھے تو تو زمین و آسمان دیکھے۔ اگر ہم چاہتے تو انھیں بھی زمین میں دھنسا دیتے جیسے ان سے پہلوں کو زمین میں دھنسایا۔ کِسَفًا کا معنی ٹکڑا ہے۔ اگر وہ آسمان سے انھیں عذاب دینا چاہے تو ایسا کر گزرے۔ اگر زمین کے ساتھ عذاب دینا چاہے تو ایسا کر دے۔ اس کی تمام مخلوق اس کا لشکر ہے قتادہ نے کہا حضرت حسن بصری کا قول ہے بے شک جھاگ بھی اللہ تعالیٰ کے لشکروں میں سے ہے۔ قتادہ نے عَبْدٍ مُّنِیْبٍ کی وضاحت کرتے ہوئے کہا توبہ کرنے والا اور اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ۔(3)

وَ لَقَدْ اٰتَیْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا ؕ یٰجِبَالُ اَوِّبِیْ مَعَهٗ وَ الطَّیْرَ ۚ وَ اَلَنَّا لَهُ الْحَدِیْدَ ۙ﴿۱۰﴾ اَنِ اعْمَلْ سٰبِغٰتٍ وَّ قَدِّرْ فِی السَّرْدِ وَ اعْمَلُوْا صَالِحًا ؕ اِنِّیْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ﴿۱۱﴾

"بے شک ہم نے داؤد کو اپنی جناب سے بڑی فضیلت بخشی۔ (ہم نے حکم دیا) اے پہاڑو! تسبیح کہو اس کے ساتھ مل کر اور پرندوں کو بھی یہی حکم دیا نیز ہم نے لوہے کو اس کے لئے نرم کر دیا۔ (اور حکم دیا) کہ کشادہ زرہیں بناؤ اور (ان کے) حلقے جوڑنے میں اندازے کا خیال رکھو۔ اور (اے آلِ داؤد!) نیک کام کیا کرو، بلاشبہ جو کچھ تم کرتے ہو میں انھیں خوب دیکھ رہا ہوں"۔

امام ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 56 (2890)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 75-74، دار احیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 78-75

اَوِّبِيْ مَعَهٗ کا معنی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرو۔(1)

ابن جریر نے ابومیسرہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حبشیوں کی زبان میں حضرت داؤد علیہ السلام کے ساتھ اللہ کی تسبیح بیان کرو۔(2)

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کر۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ اور ابوعبدالرحمٰن رحمہما اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: آپ کے ساتھ پرندے بھی اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتے ہیں۔(4)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں حضرت وہب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں اور فرشتوں کو حکم دیا کہ جب حضرت داؤد علیہ السلام تسبیح بیان کریں تو وہ بھی آپ کے ساتھ تسبیح بیان کریں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ قرأت نقل کی ہے کہ انھوں نے لفظ الطَّيْرَ کو منصوب پڑھا ہے کیونکہ جملہ کا عطف جملہ پر ہے سَخَّرْنَا لَهُ الطَّيْرَ۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن عباس سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ہم نے اس کے لیے لوہے کو مٹی کی طرح نرم کر دیا۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے لوہے کو نرم کر دیا۔ آپ اپنے ہاتھ سے لوہے کے حلقے بناتے جاتے جس طرح مٹی میں کام کیا جاتا ہے۔ لوہے کو آگ میں داخل کرنے کی ضرورت نہ ہوتی، ہتھوڑے سے اس پر ضربیں نہیں لگاتے تھے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے سب سے پہلے یہ کام کیا۔ اس سے قبل لوہے کے پترے سے ہوتے جن سے وہ دشمنوں سے اپنی حفاظت کیا کرتے تھے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے معنی نقل کیا ہے: لوہا آپ کے ہاتھ میں آٹے کی طرح ہو جاتا۔ اس سے آپ زرہیں بناتے۔

ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مختلف سندوں سے حضرت ابن عباس سے سرد کا معنی لوہے کے حلقے نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ سرد سے مراد وہ کیل ہیں جو حلقوں میں ہوتے ہیں۔

امام عبدالرزاق اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ کیلوں کو باریک نہ کرو، حلقوں کو کھلا رکھو تاکہ ان میں تسلسل رہے۔ کیلوں کو گاڑھا نہ کرو کہ حلقے تنگ ہو جائیں کہ وہ ٹوٹ جائے، اسے اندازے کا بناؤ۔(5)

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ کیلوں اور حلقوں کو اندازے سے بناؤ۔ کیل کو بہت باریک نہ کرو تاکہ تسلسل جاری رہے، نہ اسے زیادہ کھلا رکھو کہ ٹوٹ جائے۔(6)

امام حکیم ترمذی نے "نوادر الاصول" میں اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن شوذب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 78، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 79 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً
5۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 459 (3583)، دار الکتب العلمیہ بیروت 6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 82

کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام ہر روز ایک زرہ تیار کرتے اور اسے چھ ہزار درہم میں بیچتے۔ دو ہزار آپ کے لیے اور آپ کے گھر والوں کے لیے اور چار ہزار درہموں سے بنو اسرائیل کے حواریوں کو کھانا کھلاتے۔(1)

وَ لِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّ رَوَاحُهَا شَهْرٌ ۚ وَ اَسَلْنَا لَهٗ عَيْنَ الْقِطْرِ ؕ وَ مِنَ الْجِنِّ مَنْ يَّعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ؕ وَ مَنْ يَّزِغْ مِنْهُمْ عَنْ اَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيْرِ ﴿۱۲﴾

''اور ہم نے مسخر کر دی سلیمان کے لئے ہوا۔ اس کی صبح کی منزل ایک ماہ کی اور شام کی ایک منزل ایک ماہ کی ہوتی اور ہم نے جاری کر دیا ان کے لئے پگھلے ہوئے تانبے کا چشمہ اور کئی جن (انکے تابع کر دیئے) جو کام میں جتے رہتے ان کے سامنے ان کے رب کے اذن سے اور جو سرتابی کرتا ان میں سے ہمارے حکم (کی تعمیل) سے تو ہم اسے چکھاتے بھڑکتی ہوئی آگ کا عذاب''۔

عبد بن حمید اور ابن جریر نے عاصم سے یہ روایت نقل کی ہے کہ آپ نے وَ لِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ کی قرأت کی اور حاء پر رفع دیا۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: صبح وہ ایک ماہ کی مسافت پر جاتے اور شام کو ایک ماہ کی مسافت سے واپس آتے۔ یہ سب ایک دن میں ہوتا۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ہوا کی رفتار دن میں دو ماہ کی مسافت ہوتی۔

امام عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو جب گھوڑوں نے غافل کر دیا تو آپ کی عصر کی نماز رہ گئی۔ تو آپ اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر غضبناک ہوئے۔ آپ نے گھوڑوں کے پاؤں کاٹ دیے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی جگہ بہتر چیز عطا فرمائی۔ ہوا کو تیز چلایا۔ ہوا آپ کے حکم سے چلتی تھی جیسے آپ چاہتے تھے۔ صبح وہ آپ کو ایک ماہ کی مسافت تک لے جاتی اور شام کو ایک ماہ کی مسافت سے واپس لاتی۔ وہ صبح بیت المقدس سے چلتے، قریرا میں قیلولہ کرتے، قریرا سے چلتے تو کابل میں رات گزارتے۔(4)

امام خطیب رحمہ اللہ نے حضرت مالک کی روایت میں حضرت سعید بن مسیب سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اصطخر سے ہوا پر سوار ہوتے۔ بیت المقدس میں کھانا کھاتے۔ پھر واپس لوٹتے اور رات کا کھانا اصطخر میں کھاتے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے ''زہد'' میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام بیت المقدس سے چلتے اصطخر میں قیلولہ کرتے۔ پھر اصطخر سے چلتے اور قلعہ خراسان میں قیلولہ کرتے۔

1۔ نوادر الاصول، باب فضائل سلیمان علیہ السلام، صفحہ 112، دار صادر بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 82، دار احیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 83

4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ما اعطی اللہ سلیمان علیہ السلام، جلد 6، صفحہ 335 (31850)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ قطر سے مراد تانبا ہے۔(1)

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس سے عرض کی: مجھے وَاَسَلۡنَا لَهٗ عَيۡنَ الۡقِطۡرِ کے بارے میں بتایئے فرمایا اللہ تعالیٰ نے انہیں تانبے کا چشمہ عطا کیا۔ وہ یوں بہتا تھا جیسے پانی بہتا ہے۔ پوچھا کیا عرب اسے جانتے ہیں؟ فرمایا ہاں، کیا تو نے شاعر کا شعر نہیں سنا:

فَاَلْقٰی فِیْ مَرَاجِلٍ مِنْ حَدِیْدٍ   قُدُوْرَ الْقِطْرِ لَیْسَ مِنَ الْبَرَامِ

''اس نے تارکول کی ہانڈیوں کو لوہے کی ہانڈیوں میں ڈالا وہ پتھر کی ہانڈیاں نہ تھیں''۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ تانبے کا چشمہ تھا جو یمن میں تھا۔ آج لوگ جس تانبے سے چیزیں بناتے ہیں یہ اسی میں سے ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے نکالا تھا۔(2)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے تین دن کے لیے تانبے کو بہایا جیسے پانی بہتا ہے۔ پوچھا گیا کہاں تک اسے بہایا گیا؟ فرمایا میں نہیں جانتا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سدی سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے تین دن تک تانبا بہایا گیا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ الۡقِطۡرِ سے مراد تانبا ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے بعد کوئی بھی اس پر قادر نہ ہوا۔ لوگ اسی تانبے سے چیزیں بنا رہے ہیں جو حضرت سلیمان علیہ السلام کو عطا کیا گیا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الۡقِطۡرِ سے مراد تانبا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تمام جن آپ کے لیے مسخر نہیں کیے گئے تھے جیسے تم سنتے ہو۔ وَمَنۡ يَّزِغۡ مِنۡهُمۡ عَنۡ اَمۡرِنَا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام انہیں جن امور کا حکم دیتے تھے جن ان سے انحراف کرتے تھے۔(3)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے مِنۡهُمۡ کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ جنوں میں سے کچھ ایسے تھے۔

يَعۡمَلُوۡنَ لَهٗ مَا يَشَآءُ مِنۡ مَّحَارِيۡبَ وَتَمَاثِيۡلَ وَجِفَانٍ كَالۡجَوَابِ وَقُدُوۡرٍ رّٰسِيٰتٍ ؕ اِعۡمَلُوۡۤا اٰلَ دَاوٗدَ شُكۡرًا ؕ وَقَلِيۡلٌ مِّنۡ عِبَادِىَ الشَّكُوۡرُ ﴿۱۳﴾

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 83، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 59 (2401)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 84

''وہ بناتے آپ کے لیے جو آپ چاہتے پختہ عمارتیں، مجسمے، بڑے بڑے لگن جیسے (کہ وہ) حوض ہوں اور بھاری دیگیں جو چولہوں پر جمی رہتیں۔ اے داؤد کے خاندان والو! (ان نعمتوں پر) شکر ادا کرو اور بہت کم ہیں میرے بندوں سے جو شکر گزار ہیں''۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یَعۡمَلُوۡنَ لَہٗ مَا یَشَآءُ مِنۡ مَّحَارِیۡبَ وَ تَمَاثِیۡلَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وہ پیتل اور سنگ مرمر سے یہ چیزیں بناتے۔

فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مَّحَارِیۡبَ سے مراد ایسے مکانات جو محلات سے چھوٹے ہوں، تانبے کے مجسمے اور بڑے پیالے جیسے زمین میں گڑھا ہو۔ اور بڑی بڑی ہانڈیاں یعنی دیگیں۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عطیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مَّحَارِیۡبَ سے مراد محلات، تَمَاثِیۡلَ سے مراد صورتیں اور بڑے پیالے جیسے زمین میں گڑھا ہو۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مَّحَارِیۡبَ سے مراد محلات اور مساجد ہیں۔ تَمَاثِیۡلَ یعنی سنگ مرمر اور پیتل کے مجسمے اور بڑے پیالے جیسے حوض ہوں اور ایک ہی جگہ رکھی ہوئی ہانڈیاں جنھیں اپنی جگہ سے نہ ہلایا جا سکے۔ یہ یمن کے علاقہ میں دیکھی جاتی تھیں۔(2)

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے ''نوادر الاصول'' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے تانبے کے مجسمے بنائے۔ عرض کی اے میرے رب! اس میں روح پھونک کیونکہ یہ خدمت میں بڑے قوی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں روح پھونک دی۔ وہ مجسمے حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت کرتے تھے۔ اسفید یاران میں سے ہی ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام سے کہا گیا اِعۡمَلُوۡۤا اٰلَ دَاوٗدَ شُکۡرًا۔(3)

ابن جریر، ابن ابی شیبہ اور ابن منذر نے ضحاک سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مَّحَارِیۡبَ سے مراد مساجد، تَمَاثِیۡلَ سے مراد تصاویر اور ایسے پیالے جو اونٹوں کے بڑے حوضوں جیسے ہوں۔ اور بڑی بڑی ہانڈیاں جنھیں وہ پہاڑوں سے تراشتے تھے۔(4)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ایسے بڑے پیالے جو زمین کے گڑھے کی طرح اور بڑی بڑی ہانڈیاں۔ یہ بڑے چولھے انہیں کے تھے۔(5)

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس سے کہا مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان وَ جِفَانٍ کَالۡجَوَابِ کے بارے میں بتائیے فرمایا جیسے وسیع حوض۔ ایک پیالہ ایک اونٹ کو کافی ہو جاتا۔ پوچھا کیا عرب اسے پہچانتے ہیں؟ فرمایا ہاں۔ کیا تو نے طرفہ بن عبد کا شعر نہیں سنا؟ وہ کہتا ہے:

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 87-84، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 87-85

3۔ نوادر الاصول، صفحہ 112، دار صادر بیروت

4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 89-85

5۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 86

كَالْجَوَابِیْ لَا هِیَ مُتْرِعَةٌ لِقَرْیِ الْاَضْیَافِ اَوْ لِلْمُحْتَضَرِ

''وہ بڑے حوضوں کی مانند ہیں وہ چھلک نہیں رہے مہمانوں کی ضیافت کے لیے یا جس کی موت کا وقت قریب ہے''۔

یہ بھی کہا:

یُجْبَرُ الْمَجْرُوْبُ فِیْنَا مَالَهٗ بِقُبَابٍ وَّجِفَانٍ وَّخُدَمٍ

''ہم میں مصیبت زدہ اپنا مال قبوں، بڑے پیالوں اور خادموں کے ساتھ پورا کرتا ہے''۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے كَالْجَوَابِ کا معنی حوض ہیں اور قُدُوْرٍ رّٰسِیٰتٍ سے مراد بڑی ہانڈیاں ہیں جو اپنی جگہ سے نہیں ہلائی جاسکتیں۔

امام فریابی اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قُدُوْرٍ رّٰسِیٰتٍ سے مراد ایسی ہانڈیاں ہیں جو الٹائی جاتی ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اِعْمَلُوْۤا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا کی یہ تفسیر نقل کی ہے: اللہ تعالیٰ نے تم پر جو انعام کیا ہے اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر بجالاؤ۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے ''شعب الایمان'' میں حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ الحمد للہ کہو۔(1)

ابن ابی شیبہ، امام احمد نے ''زہد'' میں، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے ''شعب الایمان'' میں ثابت بنانی سے روایت نقل کی ہے کہ ہمیں یہ خبر پہنچی کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے گھروں میں اپنی عورتوں اور بچوں پر نماز کو تقسیم کر دیا۔ رات اور دن میں سے کوئی وقت نہیں ہوتا تھا مگر حضرت داؤد علیہ السلام کے خاندان کا کوئی فرد نماز ادا کر رہا ہوتا۔ یہ آیت ان سب کو شامل ہے۔(2)

امام فریابی اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے حضرت سلیمان سے کہا اللہ تعالیٰ نے شکر کا ذکر کیا ہے تو میرے لیے دن کے وقت کی عبادت کے لیے کافی ہو جا، میں تیرے لیے رات کی عبادت کو کافی ہو جاؤں گا۔ تو حضرت سلیمان نے کہا میں تو اس کی طاقت نہیں رکھتا۔ کہا میرے لیے دن کی نماز کو کافی ہو جا تو وہ اس کے لیے کافی ہو گئے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت محمد بن کعب قرظی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ شکر اللہ کا تقوی ہے اور عمل اس کی اطاعت ہے۔(3)

ابن ابی حاتم نے فضیل سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے عرض کی اے میرے رب! میں تیرا کیسے شکر ادا کروں جبکہ شکر بذات خود تیری نعمت ہے؟ فرمایا اب تو نے میرا شکر ادا کیا جب تو نے یہ جان لیا کہ نعمتیں میری جانب سے ہیں۔

امام احمد بن حنبل نے زہد میں، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت مغیرہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ سے

1۔ شعب الایمان، باب فی تعدید نعم اللہ، جلد 4، صفحہ 114 (4478)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ماجاء فی ذکر داؤد علیہ السلام، جلد 6، صفحہ 342 (31889)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 87، دار احیاء التراث العربی بیروت

روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے عرض کی اے میرے رب! کیا تیری مخلوق میں کوئی ایسا ہے جس نے آج کی رات مجھ سے زیادہ ذکر کیا ہو؟ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی کی فرمایا ہاں مینڈک نے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی کی اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا حضرت داؤد علیہ السلام نے التجاء کی اے میرے رب میں تیرا شکر کیسے کر سکتا ہوں جب کہ تو مجھ پر انعام فرماتا ہے پھر نعمت پر شکر کی توفیق نصیب فرماتا ہے۔ نعمت بھی تیری جانب سے شکر بھی تیری جانب سے تو پھر میں تیرا شکر کیسے بجالا سکتا ہوں۔ فرمایا ہاں اے داؤد! اب تو میری معرفت کا حق پہچان گیا ہے۔(1)

امام احمد نے زہد میں اور ابن ابی حاتم نے کتاب الشکر میں اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابو جلد رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے مسئلۃ داؤد میں پڑھا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے عرض کی اے میرے رب! میں تیرا کیسے شکر ادا کروں جب کہ میں تیرے شکر تک تیری نعمت کے ساتھ ہی پہنچ سکتا ہوں؟ تو حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس وحی آئی: اے داؤد! کیا تو یہ جانتا ہے کہ تیرے پاس جو کچھ نعمتیں ہیں وہ میری جانب سے ہیں؟ حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا: اے میرے اللہ! اگر میرے ہر بال کی دو زبانیں ہوں جو صبح و شام تیری تسبیح بیان کرتی رہیں تو میں تیری نعمتوں میں سے ایک نعمت کا بھی حق ادا نہیں کر سکتا۔(2)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے: آپ کے خاندان میں ایک آدمی ضرور عبادت کر رہا ہوتا۔

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب انہیں کہا گیا اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا تو اس قوم پر کوئی ایسی گھڑی نہ آتی مگر کوئی نہ کوئی عبادت کر رہا ہوتا۔(3)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت عطاء بن یسار رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جبکہ آپ منبر پر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے: آپ نے یہ آیت پڑھی اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا فرمایا تین چیزیں ایسی ہیں جسے وہ عطا کی گئیں تو گویا اسے وہ عطا کر دیا گیا جو حضرت داؤد علیہ السلام کو عطا کیا گیا۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ! ﷺ وہ کیا ہیں؟ فرمایا ناراضگی اور رضا دونوں حالت میں عدل کرنا۔ تنگدستی اور غنا میں میانہ روی اختیار کرنا، مخفی اور علانیہ دونوں طریقوں سے اللہ کا ذکر کرنا۔

امام ابن مردویہ نے حضرت عطاء بن یسار کے واسطہ سے حضرت حفصہ سے وہ اسے مرفوع نقل کرتی ہیں، حکیم ترمذی نے عطاء بن یسار کے واسطہ سے حضرت عطاء بن یسار سے وہ حضرت ابو ہریرہ سے مرفوع روایت نقل کرتے ہیں: ابن نجار نے اپنی تاریخ میں عطاء بن یسار کے واسطہ سے حضرت ابوذر سے روایت نقل کی ہے، فرمایا مخفی اور اعلانیہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنا۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے موحد بندوں میں سے کم ہیں جو اپنی توحید میں موحد ہیں۔(4)

1۔ شعب الایمان، باب فی تعدید نعم اللہ، جلد 4، صفحہ 100 (4413)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 101 (4414)

3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 124 (4524) 4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 88

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابراہیم تیمی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے حضرت عمر کی موجودگی میں یوں دعا کی اے اللہ! مجھے قلیل میں سے بنا دے۔ حضرت عمر نے فرمایا یہ تو کیسے دعا کر رہا ہے؟ تو اس نے کہا میں نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان سنا ہے: وَ قَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ میں اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرتا ہوں کہ وہ مجھے قلیل میں سے بنا دے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تمام لوگ حضرت عمر سے زیادہ آگاہ ہیں۔ (1)

فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلٰى مَوْتِهٖۤ اِلَّا دَآبَّةُ الْاَرْضِ تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ ۚ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوْا فِي الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ﴿۱۴﴾

''پس جب ہم نے سلیمان پر موت کا فیصلہ نافذ کر دیا نہ پتہ بتایا جنات کو آپکی موت کا، مگر زمین کی دیمک نے جو کھاتی رہی آپ کے عصا کو۔ پس جب آپ زمین پر آ رہے، تو جنوں پر یہ بات کھل گئی کہ اگر وہ غیب کو جانتے ہوتے تو (اتنا عرصہ) نہ رہتے اس رسوا کن عذاب میں''۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سدی سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام بیت المقدس میں سال اور دو سال، ایک مہینہ اور دو مہینہ تنہائی میں عبادت کرتے، کبھی اس سے کم اور کبھی اس سے زیادہ۔ وہ اپنا کھانا پانی ساتھ رکھتے۔ جس دفعہ آپ کا وصال ہوا اس دفعہ آپ نے کھانا اپنی خلوت گاہ میں جمع کیا۔ اس کا آغاز ایسا ہوا کہ جب بھی وہ صبح کرتے تو بیت المقدس میں ایک درخت اگتا۔ آپ اس درخت کے پاس آتے، اس سے پوچھتے تیرا نام کیا ہے؟ وہ درخت کہتا میرا یہ نام ہے۔ آپ اس سے پوچھتے کس مقصد کے لیے تجھے اگایا گیا ہے؟ وہ کہتا مجھے فلاں فلاں کام کے لیے اگایا گیا ہے۔ آپ اس درخت کے بارے میں حکم دیتے تو اس درخت کو کاٹ دیا جاتا۔ اگر اسے گاڑنے کے لیے اگایا جاتا تو آپ اسے گاڑ دیتے۔ اگر اسے بطور دوا اگایا جاتا تو وہ کہتا مجھے فلاں فلاں مرض کے لیے اگایا گیا ہے۔ تو آپ اس درخت کو اس کام کے لیے مختص کر دیتے یہاں تک کہ ایک درخت اگا جسے خرنوبہ کہتے۔ حضرت سلیمان نے اسے فرمایا تو کس کام کے لیے اگایا گیا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ مجھے اس مسجد کی بربادی کے لیے اگایا گیا ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں کہ اس مسجد کو برباد کرے جب کہ میں زندہ ہوں تو ہی وہ ہے جس کی وجہ سے میری ہلاکت ہوگی اور بیت المقدس برباد ہوگا۔ آپ نے اسے اکھاڑا اور اپنے باغ میں لگا لیا۔ پھر آپ اپنی عبادت گاہ میں داخل ہو گئے۔ آپ اپنے عصا پر ٹیک لگا کر نماز پڑھنے لگے۔ آپ فوت ہو گئے جنوں کو اس کا علم تک نہ ہوا وہ کام کرتے رہے۔ محض اس ڈر سے کہ آپ باہر تشریف لائیں گے اور انہیں سزا دیں گے۔

شیاطین اس عبادت گاہ کے ارد گرد جمع تھے۔ اس عبادت گاہ کا اگلی اور پچھلی جانب سے روشن دان تھا۔ سرکش شیطان جو آزادی کا ارادہ کرتا تھا، کہتا کیا تو طاقت ور نہیں؟ اگر تو اس میں سے داخل ہوتا اور دوسری جانب سے نکل جاتا۔ تو وہ داخل ہوتا

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ما ذکر عن ابی بکر و عمر رضی اللہ عنہما، جلد 6، صفحہ 65 (29514)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

اور دوسری جانب سے نکل جاتا۔ انہیں میں سے ایک شیطان داخل ہوا وہ گزرا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف جو بھی شیطان دیکھتا تو وہ جل جاتا وہ گزرا۔ اس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی آواز نہ سنی۔ وہ پھر گزرا تب بھی اس نے آواز نہ سنی۔ وہ پھر لوٹا اور آواز نہ سنی وہ پھر لوٹا اور اس عبادت خانہ میں رہا اور نہ جلا۔ اس نے حضرت سلیمان کی طرف دیکھا کہ وہ فوت ہو کر گر چکے ہیں۔ اس نے لوگوں کو بتایا کہ حضرت سلیمان تو فوت ہو چکے ہیں۔ انہوں نے عبادت گاہ کا دروازہ کھولا۔ آپ کو باہر نکالا تو انہوں نے آپ کے عصا کو نہ پایا۔ حبشی زبان میں عصا کو منساۃ کہتے ہیں جسے دیمک کھا گئی تھی۔ انہیں پتہ نہ چل سکا کہ آپ کا وصال کب ہوا۔ انہوں نے عصا پر دیمک کو رکھا۔ دیمک نے ایک دن اور رات میں اس سے جو حصہ کھایا۔ پھر اس کا حساب لگایا تو انہیں معلوم ہوا کہ وہ تو ایک سال سے وصال فرما چکے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود کی قرأت میں یہ ہے فَمَكَثُوا يَدِينُونَ لَهُ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهِ حَوْلًا كَامِلًا اس موقعہ پر لوگوں کو یقین ہو گیا کہ جن جھوٹ بولتے تھے۔ اگر انہیں غیب کا علم ہوتا تو انہیں حضرت سلیمان علیہ السلام کی موت کا بھی علم ہو جاتا۔ تو وہ ایک سال تک کام کرتے ہوئے مصیبت میں مبتلا نہ رہتے۔ پھر شیاطین نے دیمک سے کہا اگر تو کھانا کھائے تو ہم تیرے پاس عمدہ ترین کھانا لاتے ہیں۔ اگر تو کوئی چیز پیے تو ہم تیرے پاس عمدہ ترین مشروب لاتے ہیں۔ لیکن ہم تیری طرف مٹی اور پانی لاتے ہیں۔ تو وہ اس دیمک کی طرف منتقل کرتے ہیں جہاں بھی وہ ہوتی ہے۔ کیا تم لکڑی کے اندر مٹی نہیں دیکھتے۔ یہ وہی ہے جو شیاطین اس کے پاس بطور شکریہ لاتے ہیں۔

ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ مِنْسَاَتَهُ سے مراد عصا ہے۔ (1)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اپنی وفات کے بعد بھی ایک سال تک اپنے عصا کے سہارے کھڑے رہے۔ پھر سال کے اختتام پر گر پڑے۔ لوگوں نے آپ کے عصا جیسا عصا لیا اور اسی جیسی دیمک لی۔ اسے عصا پر چھوڑا تو دیمک اسے ایک سال میں کھا گئی۔ حضرت ابن عباس یوں قرأت کرتے فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْاِنْسُ اَنْ لَّوْ كَانَ الْجِنُّ يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوْا فِي الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ سَنَةً سفیان نے کہا حضرت ابن مسعود کی قرأت میں ہے وَهُمْ يَدْأَبُوْنَ لَهُ حَوْلًا۔

امام بزار، ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی، ابن سنی الطب النبوی میں اور ابن مردویہ رحمہم اللہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں، حضرت سلیمان علیہ السلام جب نماز پڑھتے تو اپنے سامنے ایک اگا ہوا درخت پاتے۔ آپ پوچھتے تیرا نام کیا ہے؟ تو وہ درخت بتاتا یہ۔ اگر وہ درخت لگانے کے لیے ہوتا تو اسے لگا دیتے۔ اگر دوا کے لیے ہوتا تو وہ اگا رہتا۔ ایک دن آپ نے نماز پڑھی تو آپ کے سامنے ایک درخت اگا تھا تو آپ نے پوچھا تیرا نام کیا ہے؟ اس نے جواب دیا خرنوبہ۔ پوچھا تو کس چیز کے لیے ہے؟ اس درخت نے عرض کی اس گھر کو برباد کرنے کے لیے حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا اے اللہ! جنوں سے میری موت کو مخفی رکھ تا کہ لوگوں کو پتہ چل جائے کہ جن غیب کا علم نہیں جانتے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے عصا لیا۔ اس پر ٹیک لگائی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی روح کو قبض کر لیا جبکہ آپ ٹیک لگائے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 88، دار احیاء التراث العربی بیروت

ہوئے تھے۔آپ موت کی حالت میں ایک عرصہ تک اس طرح رہے جبکہ جن کام کر رہے تھے۔ دیمک نے اسے کھالیا تو آپ گر گئے۔اس وقت انھیں حضرت سلیمان علیہ السلام کی موت کا علم ہوا۔تو انسانوں پر یہ حقیقت واضح ہوگئی اگر جن غیب کا علم جانتے ہوتے تو ایک سال تک اس تکلیف دہ عذاب میں نہ رہتے۔ حضرت ابن عباس اسی طرح اسے پڑھتے۔جنوں نے دیمک کا شکریہ ادا کیا۔دیمک جہاں بھی ہوتی ہے جن اس کے پاس پانی لاتے ہیں۔(1)

بزار، حاکم اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس سے ایک موقوف روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔(2)

امام دیلمی رحمہ اللہ نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے ایک مرفوع روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے اپنے بندوں پر تین احسان فرمائے ہیں۔ میں نے دانہ پر اس دیمک کو ڈال دیا۔اگر یہ دیمک نہ ہوتی تو بادشاہ اسے اسی طرح خزانہ کرتے جیسے وہ سونے چاندی کا خزانہ کرتے ہیں۔ میں نے جسم پر بدبو ڈال دی۔ اگر یہ نہ ہوتی تو ایک دوست اپنے دوست کو دفن نہ کرتا۔ میں نے غمگین کو سکون دے دیا۔اگر ایسا نہ ہوتا تو یہ تسلی جاتی رہتی۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جن انسانوں کو بتاتے کہ وہ غیب کی چیزوں کو جانتے ہیں وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ کل کیا ہوگا۔تو حضرت سلیمان علیہ السلام کی موت کے ساتھ ان کا امتحان لیا گیا۔آپ کا وصال ہوگیا۔ایک سال تک آپ عصا کے سہارے کھڑے رہے جبکہ جنوں کو آپ کی موت کا علم نہ ہوسکا جبکہ وہ اس سال بھی مطیع تھے اور کام کرتے رہے۔بعض قرائتوں میں ہے فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْاِنْسُ اَنْ لَّوْ كَانَ الْجِنُّ يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوْا فِي الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ۔وہ اسی طرح اطاعت کرتے رہے اور آپ کی موت کے بعد بھی ایک سال تک کام کرتے رہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قیس بن سعد رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ لوگ حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانہ میں کہتے تھے کہ جن غیب جانتے ہیں۔جب حضرت سلیمان علیہ السلام کا وصال ہوگیا تو آپ وفات کی حالت میں ایک سال تک اپنے عصا پر کھڑے رہے جبکہ جن آپ کے کھڑا ہونے کی وجہ سے عمل کرتے رہے۔جب آپ گر گئے تو لوگوں کو علم ہوگیا اگر جن غیب جانتے ہوتے تو اس ذلت والے عذاب میں مبتلا نہ رہتے۔حضرت ابن عباس اسے اسی طرح پڑھتے۔قیس بن سعد نے کہا حضرت ابی بن کعب کی قرأت بھی اسی طرح ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملک الموت سے کہا جب تجھے میرے بارے میں حکم دیا جائے تو مجھے بتا دینا۔ملک الموت آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا اے سلیمان! تیرے بارے میں مجھے حکم دے دیا گیا ہے، تیرا معمولی وقت رہ گیا ہے۔حضرت سلیمان علیہ السلام نے شیاطین کو بلایا۔انھوں نے آپ پر ایک شیشے کا کمرہ بنا دیا جس میں کوئی دروازہ نہیں تھا۔آپ نماز پڑھنے لگے۔آپ نے اپنے عصا پر ٹیک لگالی۔ملک الموت آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔اس نے آپ کی روح کو قبض کر لیا جبکہ آپ اپنے عصا پر ٹیک لگائے ہوئے

1۔تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 90، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔مستدرک حاکم، بحوالہ تفسیر ابن کثیر، جلد 6، صفحہ 2878، دار ابن حزم 3۔الفردوس بماثور الخطاب، جلد 5، صفحہ 228 (8036)، دار الباز

تھے۔ یہ آپ نے موت سے فرار کے لیے نہیں کیا تھا۔ کہا جن آپ کے سامنے کام کرتے رہے وہ آپ کو دیکھتے اور گمان کرتے کہ آپ زندہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے دیمک کو بھیجا جو لکڑی کھا جاتی ہے جسے قارح کہتے ہیں۔ وہ اس میں داخل ہوگئی۔ وہ اس عصا کو کھا گئی یہاں تک کہ عصا کا اندر والا حصہ کھا گئی۔ آپ کمزور ہوگئے اور اس عصا پر بھاری ہوگئے۔ تو وفات کی حالت میں گر پڑے۔ جب جنوں نے یہ دیکھا تو وہ بکھر گئے اور چلے گئے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی مفہوم ہے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: جب اللہ تعالیٰ نے مہر آپ کو واپس کردی۔ آپ نے ایک روز صبح کی نماز نہیں پڑھی۔ اپنے پیچھے دیکھا تو آپ ایک سرسبز درخت کے پاس تھے جو جھوم رہا تھا۔ آپ پوچھتے ہیں اے درخت! کیا تجھے کوئی جن، انسان، پرندہ، کیڑے مکوڑے اور چوپائے نہیں کھاتے۔ تو وہ درخت کہتا ہے مجھے کسی شے کا رزق نہیں بنایا گیا۔ لیکن میں فلاں اور فلاں چیز کی دوا ہوں۔ جن اور انسان اسے کاٹنے لگے اور دوائی میں استعمال کرنے لگے۔ ایک دن آپ نے صبح کی نماز پڑھی اور متوجہ ہوئے، کیا دیکھتے ہیں کہ ان کے پیچھے ایک درخت ہے۔ پوچھا اے درخت! تو کیا ہے؟ کہا میں خرنوبہ ہوں۔ فرمایا اللہ کی قسم! خرنوبہ تو بیت المقدس کی بربادی ہے۔ جب تک میں زندہ ہوں اللہ تعالیٰ اسے برباد نہیں کرے گا بلکہ میں مرجاؤں گا۔ آپ نے حنوط منگوایا، اپنے آپ کو حنوط لگایا اور کفن پہنا۔ پھر آپ اپنی کرسی پر بیٹھے۔ پھر دونوں ہتھیلیوں کو اپنے عصا پر رکھا۔ پھر اسے اپنی ٹھوڑی کے نیچے کیا اور فوت ہوگئے۔ جن ایک سال تک یہی گمان کرتے رہے کہ آپ زندہ ہیں۔ جن اپنی نظریں آپ کی طرف نہیں اٹھاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے دیمک کو بھیجا جو عصا کے ایک طرف کو کھا گیا۔ تو وہ منہ کے بل گر پڑے۔ جنوں کو اس وقت علم ہوا کہ آپ کا تو وصال ہو چکا ہے تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ کا یہی مطلب ہے جنوں کے بارے میں علم ہوگیا کہ انھیں غیب کا علم نہیں لیکن پہلی قرأت میں تھا۔ تبینت الانس ان لَّوْ كَانَ الْجِنُّ يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوْا فِي الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ دیمک نصف عصا تک پہنچی تو انھوں نے نصف باقی کو چھوڑ دیا۔ دیمک نے اس عصا کو ایک سال میں کھایا۔ انھوں نے کہا آپ پہلے سال ہی فوت ہوگئے تھے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام ایک سال تک اپنے عصا پر ٹیک لگائے رہے یہاں تک کہ دیمک نے اسے کھالیا تو آپ گر گئے۔

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مِنْسَاَتَهٗ سے مراد عصا ہے۔(2)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ دیمک آپ کے عصا کو کھا گئی یہاں تک کہ آپ زمین پر گر گئے۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مِنْسَاَتَهٗ سے مراد عصا ہے۔

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 60 (2404)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 89، داراحیاء التراث العربی بیروت   3۔ ایضاً

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ان سے مِنْسَاتَهٗ کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے فرمایا اس سے مراد عصا ہے اس میں ایک شعر پڑھا جو عبد المطلب نے کہا تھا۔

اَمِنْ اَجَلِ حَبْلٍ اَبَالَکَ صِدْتَهٗ ۔۔۔ بِمِنْسَاةٍ قَدْ جَرَّ حَبْلَکَ اَحْبُلٌ

"تیرا باپ نہ رہے کیا ایک رسی کی خاطر تو نے اسے ڈنڈے کے ساتھ شکار کر ڈالا، تیری رسی کو کئی رسیوں نے کھینچا ہے"۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مِنْسَاتَهٗ سے مراد عصا ہے۔ یہ حبشہ کی زبان میں ہے۔(1)

لَقَدْ كَانَ لِسَبَاٍ فِیْ مَسْكَنِهِمْ اٰیَةٌ ۚ جَنَّتٰنِ عَنْ یَّمِیْنٍ وَّ شِمَالٍ ۬ؕ كُلُوْا مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَ اشْكُرُوْا لَهٗ ؕ بَلْدَةٌ طَیِّبَةٌ وَّ رَبٌّ غَفُوْرٌ ﴿۱۵﴾ فَاَعْرَضُوْا فَاَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ سَیْلَ الْعَرِمِ وَ بَدَّلْنٰهُمْ بِجَنَّتَیْهِمْ جَنَّتَیْنِ ذَوَاتَیْ اُكُلٍ خَمْطٍ وَّ اَثْلٍ وَّ شَیْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِیْلٍ ﴿۱۶﴾ ذٰلِكَ جَزَیْنٰهُمْ بِمَا كَفَرُوْا ؕ وَ هَلْ نُجٰزِیْۤ اِلَّا الْكَفُوْرَ ﴿۱۷﴾ وَ جَعَلْنَا بَیْنَهُمْ وَ بَیْنَ الْقُرَى الَّتِیْ بٰرَكْنَا فِیْهَا قُرًى ظَاهِرَةً وَّ قَدَّرْنَا فِیْهَا السَّیْرَ ؕ سِیْرُوْا فِیْهَا لَیَالِیَ وَ اَیَّامًا اٰمِنِیْنَ ﴿۱۸﴾ فَقَالُوْا رَبَّنَا بٰعِدْ بَیْنَ اَسْفَارِنَا وَ ظَلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ فَجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِیْثَ وَ مَزَّقْنٰهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿۱۹﴾

"قوم سبا کے لیے ان کے مسکن میں ہی نشانی موجود تھی۔ (وہاں) دو باغ تھے ایک دائیں طرف اور دوسرا بائیں طرف۔ کھاؤ اپنے رب کا دیا ہوا رزق اور اس کا شکر ادا کرو۔ اتنا پاکیزہ شہر اور ایسا رب غفور! (اہل سبا! تمھاری خوش بختی کا کیا کہنا) پھر انھوں نے منہ پھیر لیا تو ہم نے ان پر تند و تیز سیلاب بھیج دیا اور ہم نے بدل دیا ان کے دو باغوں کو ایسے دو باغوں سے جن کے پھل ترش اور کڑوے تھے اور ان میں جھاؤ کے بوٹے اور چند بیری کے درخت تھے۔ یہ بدلہ دیا ہم نے انھیں بوجہ ان کی احسان فراموشی کے اور بجز احسان فراموشی کے ہم کسے ایسی سزا دیتے ہیں۔ اور ہم نے بسا دی تھیں ان کے درمیان اور ان شہروں کے درمیان جن میں ہم نے برکت دی تھی اور کئی بستیاں سر راہ اور ہم نے منزلیں مقرر کر دی تھیں ان میں آنے جانے کی۔ سیر و سیاحت کرو ان میں (جب چاہو) رات یا دن کے وقت امن و امان سے۔ پھر وہ بولے: اے ہمارے رب! دور دراز کر دے ہماری مسافتوں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 89، دار احیاء التراث العربی بیروت

کو (یہ کہہ کر) انہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا۔ پس ہم نے انہیں افسانہ بنادیا اور ہم نے ان (کی جمعیت) کو پارہ پارہ کردیا (سبا کی) اس داستان میں عبرت کی نشانیاں ہیں ہر بہت صبر بہت شکر کرنے والے کے لیے''۔

امام احمد، عبد بن حمید، امام بخاری نے تاریخ میں، امام ترمذی جبکہ ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے، ابن منذر، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے، اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت فروی بن مسیک مرادی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا میری قوم کے وہ لوگ جو دین قبول کرچکے ہیں۔ انہیں ملا کر ان سے جنگ نہ کروں جو اس سے منہ پھیرے ہوتے ہیں؟ حضور ﷺ نے مجھے جنگ کی اجازت دی اور مجھے امیر مقرر فرمایا۔ جب میں آپ ﷺ کے پاس سے چلا آیا تو آپ نے میرے پیچھے پیغام بھیجا اور مجھے واپس بلا لیا۔ فرمایا اپنی قوم کو دعوت دو ان میں سے جو اسلام قبول کرلے۔ اس سے یہ شہادت قبول کرلے اور جو اسلام قبول نہ کرے۔ تو اس کے بارے میں جلدی نہ کر یہاں تک کہ میں تجھے نیا حکم نہ دوں۔ سبا کے بارے میں جو آیات نازل ہوئیں تو ایک آدمی نے عرض کی یارسول اللہ! سبأ کیا ہے کیا وہ علاقہ ہے یا کوئی عورت ہے؟ فرمایا نہ وہ علاقہ ہے اور نہ ہی عورت بلکہ وہ مرد ہے جس سے عرب کے دس قبائل چلے ان میں سے چھ یمن کی طرف چلے گئے اور چار شام کی طرف چلے گئے۔ جو شامی ہوتے ہیں وہ لخم، جذام، غسان اور عاملہ ہیں جو یمن میں رہے وہ ازد، اشعری، حمیر، کندہ، مذحج اور انمار ہیں۔ ایک آدمی نے عرض کی: یارسول اللہ! انمار کیا ہیں؟ فرمایا جن سے خثعم اور بجیلہ ہیں۔(1)

امام احمد، عبد بن حمید، طبرانی، ابن ابی حاتم، ابن عدی، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ آدمی نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ سبأ کیا ہے، مرد ہے یا عورت یا علاقہ ہے؟ فرمایا نہیں بلکہ وہ ایک مرد ہے جس کے دس بیٹے ہوئے۔ ان میں سے چھ یمن میں رہے اور شام میں چار رہے۔ یمنی مذحج، کندہ، ازد، اشعری، انمار اور حمیر ہیں۔ جہاں تک شامیوں کا تعلق ہے وہ لخم، جذام، عاملہ اور غسان ہیں۔(2)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے لَقَدْ کَانَ لِسَبَإٍ کو مجرور، تنوین کے ساتھ اور مہموز پڑھا ہے اور مَسٰکِنِهِمْ کو جمع کا صیغہ اور الف کے ساتھ پڑھا ہے۔(3)

امام فریابی نے حضرت یحییٰ بن وثاب سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اسے یوں پڑھتے لَقَدْ کَانَ لِسَبَإٍ فِیْ مَسٰکِنِهِمْ۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ سے روایت نقل کی ہے کہ سبأ کے دو پہاڑوں کے درمیان دو باغ تھے۔ عورت گزرتی اور ٹوکری اس کے سر پر ہوتی۔ وہ دو پہاڑوں کے درمیان سے چلتی تو ٹوکری پھلوں سے بھر جاتی جبکہ اس نے پھلوں کو ہاتھ بھی نہیں لگایا ہوتا۔ جب انہوں نے اللہ تعالیٰ کی سرکشی کی۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر ایسا جاندار مسلط کردیا جسے جرز (چھوٹا چوہا) کہتے ہیں۔ اس نے ان پر سوراخ کردیا تو اس نے ان سب کو غرق کردیا ان میں اثل (درخت) اور بیری کے علاوہ کوئی چیز نہ بچی۔

1۔ سنن ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 6، صفحہ 69-68 (3222)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 459 (3585)، دارالکتب العلمیہ بیروت 3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 272 (2978)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان کی بستی میں کبھی بھی مچھر، مکھی، پسو، بچھو اور سانپ نہ دیکھا گیا لوگ سواریوں پر سوار ہو کر آتے تو ان کے کپڑوں میں جوئیں ہوتیں۔ جونہی وہ ان لوگوں کے گھروں کو دیکھتے تو یہ تمام کیڑے مرجاتے۔ اگر کوئی انسان ان کے دو باغوں میں داخل ہوتا اور وہ اپنے سر پر کوئی ٹوکری باندھ لیتا۔ جب وہ ان سے نکلتا تو مختلف قسم کے پھلوں سے وہ ٹوکری بھری ہوتی وہ اپنے ہاتھ سے کوئی چیز نہ توڑتا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَّرَبٌّ غَفُوْرٌ کا معنی یہ ہے کہ شہر پاکیزہ ہے اور تمہارا رب تمہارے گناہوں کو بخشنے والا ہے۔ فَاَعْرَضُوْا کا مطلب یہ ہے کہ قوم نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے تکبر کیا اور اس کی نعمت کا انکار کیا۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اہل سبا کو ان نعمتوں سے نوازا گیا جیسی نعمتوں سے اس زمانہ میں کسی اور کو نہیں نوازا گیا۔ عورت نکلتی اس کے سر پر ٹوکری ہوتی۔ وہ اپنے کسی کام کے لیے جانا چاہتی۔ جہاں وہ جانا چاہتی ابھی وہاں نہیں پہنچتی تھی کہ اس کی ٹوکری پھلوں کی مختلف اقسام سے بھر جاتی۔ ان سب نے اتفاق کیا اور اپنے رسولوں کو جھٹلایا۔ سیلاب ان کے پاس دنوں کی مسافت سے آتا یہاں تک کہ ان کی وادی میں ٹھہرتا۔ پانی ان سیلابوں اور پہاڑوں کا اس وادی میں جمع ہو جاتا۔ انہوں نے ایک بند بنا رکھا تھا۔ وہ بند کو ارم کا نام دیتے۔ جب وہ چاہتے اس پانی کو کھول دیتے۔ جب چاہتے اپنے باغوں کو سیراب کرتے۔ جب اللہ تعالیٰ ان پر ناراض ہوا اور ان کے برباد کرنے کا حکم دیا تو ایک آدمی ان کے باغ میں داخل ہوا جسے عمرو بن عامر کہتے جیسے ہمیں خبر پہنچی ہے وہ کاہن تھا۔ اس نے چوہیا کو دیکھا کہ وہ اپنے بچے وادی کے دامن سے پہاڑ کی چوٹی پر منتقل کر رہی ہے۔ اس نے کہا یہ چوہیا یہاں سے بچے منتقل نہیں کر رہی مگر اس شہر کے لوگوں پر عذاب کا وقت آگیا ہے اور یہ اس پر قادر ہے کہ اس بند میں سوراخ کر دے۔ اس نے اس میں سوراخ کر دیا۔ اس سوراخ سے پانی اس باغ کی طرف بہنے لگا۔ عمرو بن عامر نے اس سوراخ کے بارے میں حکم دیا تو اس کو بند کر دیا گیا۔ صبح ہوئی تو اس سے بڑا سوراخ ہو گیا۔ اس نے اس سوراخ کو بند کرنے کا حکم دیا تو اسے بند کر دیا گیا۔ پھر اس سے بھی بڑا سوراخ ہو گیا۔ جب اس نے یہ دیکھا تو اس نے اپنے بھتیجے کو بلایا اور کہا جب میں رات کے وقت اپنی قوم کی مجلس میں بیٹھوں تو میرے پاس آنا اور کہنا تو میرا مال کیوں اپنے پاس روکے ہوئے ہے؟ میں تجھے کہوں گا میرے پاس تیرا کوئی مال نہیں اور تیرے باپ نے کوئی چیز نہیں چھوڑی۔ بے شک تو جھوٹا ہے۔ جب میں تجھے جھٹلاؤں تو تو مجھے جھٹلانا۔ جو بات میں تجھے کہوں ایسی ہی بات مجھ پر دوہرانا۔ جب تو ایسا کرے گا تو میں تجھے گالیاں دوں گا۔ تو مجھے بھی گالیاں دینا۔ جب تو مجھے گالیاں دے گا تو میں تجھے طمانچہ ماروں گا۔ جب میں تجھے طمانچہ ماروں تو تو مجھے بھی طمانچہ مارنا۔ تو اس بھتیجے نے کہا اے چچا! میں ایسا نہ کروں گا۔ چچا نے کہا تو ایسا کیوں نہیں کرے گا۔ میں تیرے اور تیرے گھر والوں کی اصلاح چاہتا ہوں۔ جب نوجوان نے چچا کی خواہش کو جان لیا تو کہا ٹھیک ہے۔ وہ آیا اس نے وہ باتیں کیں جو اسے کہی گئی تھیں یہاں تک کہ اس نے طمانچہ بھی مار دیا۔ نوجوان نے اسے پکڑ لیا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 94، دار احیاء التراث العربی بیروت

اور طمانچہ دے مارا۔ بوڑھے نے کہا اے بنو فلاں! تمہارے درمیان مجھے طمانچے مارے جاتے ہیں میں اس شہر میں کبھی بھی نہیں رہوں گا جس میں مجھے فلاں آدمی طمانچہ مارے۔ مجھ سے کون میرا مال خریدتا ہے؟ جب قوم نے اس کے پختہ ارادہ کو دیکھا تو انہوں نے اسے مال دے دیا۔ اس نے ان میں سے بہترین مال کو دیکھا تو اس کے مالک کے لیے بیع کو ثابت کر دیا۔ اس نے مال منگوایا۔ اس کی چھان بین کی۔ اسی رات اس نے اور اس کے بیٹوں نے مال اٹھایا اور وہاں سے رفو چکر ہو گئے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ سے روایت نقل کی ہے کہ سبأ میں کاہن تھے۔ شیاطین ان کے لیے چوری چھپے باتیں سنتے۔ انہوں نے کاہنوں کو آسمان کی کچھ باتیں بتائیں۔ ان میں سے ایک معزز کاہن تھا۔ جس کے پاس بے شمار مال تھا۔ اسے بتایا گیا کہ ان کی تباہی کا وقت آ گیا ہے۔ عذاب ان پر آیا ہی چاہتا ہے۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ اب کیا تدبیر اختیار کرے کیونکہ اس کے پاس مکانات کی صورت میں کثیر مال تھا۔ اس نے اپنے بیٹوں میں سے ایک سے کہا جبکہ وہ اپنے خاندان میں معزز ترین تھا کہ جب کل آئے میں تجھے حکم دوں تو تو اس کام کو نہ کرنا۔ جب میں تجھے جھڑکوں تو مجھے جھڑکنا۔ جب میں تجھے پکڑوں تو مجھے طمانچہ مارنا۔ اس نوجوان نے کہا اے والد! ایسا نہ کرو، یہ بہت بڑی بات ہے اور سخت معاملہ ہے۔ اس نے کہا اے بیٹے! ایک معاملہ ہو چکا ہے اب اس کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ وہ لگاتار اسے قائل کرتا رہا یہاں تک کہ وہ اس بات پر تیار ہو گیا۔ جب صبح ہوئی لوگ جمع ہوئے۔ تو اس کاہن نے کہا اے بیٹے! یہ کرو۔ اس نے انکار کر دیا۔ اس کاہن نے جھڑکا تو اس نوجوان نے بھی ایسا ہی جواب دیا۔ ان کے درمیان یہ گفتگو چلتی رہی یہاں تک کہ باپ نے اسے پکڑ لیا۔ بیٹا باپ پر جھپٹا اور اسے تھپڑ دے مارا۔ اس نے کہا میرا بیٹا مجھے تھپڑ مارتا ہے، چھری میرے پاس لاؤ۔ لوگوں نے کہا تو چھری سے کیا کرے گا؟ اس نے کہا میں اسے ذبح کروں گا۔ لوگوں نے کہا تو اپنے بیٹے کو ذبح کرے گا، اسے طمانچہ مار دیا جو مناسب سمجھو وہ کرو۔ تو کاہن نے اسے ذبح کرنے کے علاوہ کسی اور عمل سے انکار کر دیا۔ لوگوں نے اس کے ننھیال کی طرف پیغام بھیجا اور انہیں اس معاملہ سے آگاہ کیا۔ اس کے ماموں آ گئے۔ انہوں نے کہا جو مناسب سمجھو ہم سے لے لو۔ اس نے ذبح کے علاوہ ہر چیز سے انکار کر دیا۔ تو انہوں نے کہا تو اس کے مرنے سے پہلے خود مرے گا۔ اس کاہن نے کہا اگر بات اسی طرح ہے تو میں ایسے شہر میں رہنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتا کہ جہاں میرے اور میرے بیٹوں کے معاملات میں رکاوٹ ڈالی جائے۔ میرے گھر مجھ سے خرید لو۔ میری زمین مجھ سے خرید لو۔ وہ یہی باتیں کرتا رہا یہاں تک کہ اس نے اپنے گھر، اپنی زمین اور جائداد بیچ ڈالی۔

جب قیمت اس کے ہاتھ میں آ گئی اور اس نے اسے محفوظ کر لیا تو اس نے کہا اے قوم! عذاب تم پر آیا چاہتا ہے اور تمہارے اقتدار کے زوال کا وقت قریب آ گیا ہے۔ تم میں سے جو نیا گھر، مضبوط جماعت اور سفر کا ارادہ رکھتا ہے وہ عمان چلا جائے۔ تم میں سے جو شراب، خمیری روٹی اور انگوروں کا رس چاہتا ہے تو وہ بصری چلا جائے۔ جو کیچڑ میں مضبوط رہنے والیوں، خشک سالی میں کھلانے والیوں اور پایاب پانی میں رہنے والیوں کا ارادہ کرتا ہے تو وہ کھجوروں والی جگہ یثرب چلا جائے۔ ایک جماعت نے اس کی اطاعت کی۔ اہل عمان، عمان چلے گئے، غسان بصری چلے گئے۔ اوس، خزرج اور بنو کعب بن عمرو یثرب کی طرف چلے گئے۔ جب وہ نخل کی وادی میں تھے تو بنو کعب نے کہا یہ مناسب جگہ ہے، اس کے بدلے میں ہم کسی جگہ کے طالب

نہیں۔ وہ وہاں ہی مقیم ہو گئے۔ اسی وجہ سے ان کا نام خزاعہ پڑ گیا۔ کیونکہ وہ اپنے ساتھیوں سے کٹ گئے تھے۔ اوس وخزرج آئے یہاں تک کہ وہ یثرب میں جا اترے۔

امام ابن منذر نے حضرت عکرمہ سے روایت نقل کی ہے: ان کے بیٹھنے کی ایک جگہ تھی جو سنگ مرمر سے پختہ کی گئی تھی۔ نصاریٰ کے کچھ لوگ آئے۔ انھوں نے کہا اس اللہ کا شکر ادا کرو جس نے تمہیں یہ عطا فرمایا ہے۔ ان لوگوں نے کہا ہمیں یہ کس نے عطا کیا ہے؟ یہ سب تو ہمارے آباؤ اجداد کا تھا۔ ہم تو اس کے وارث بنے ہیں۔ یہ بات ذویزن نے سن لی تو وہ پہچان گیا کہ ان کی بات کی وجہ سے کوئی نہ کوئی خبر ظہور پذیر ہوگی۔ اس نے اپنے بیٹے سے کہا تیرے ساتھ گفتگو مجھ پر حرام ہے۔ اگر کل تو میرے پاس نہ آئے جبکہ میں اپنی قوم کی مجلس میں ہوں تو تو میرے منہ پر طمانچہ مارے۔ اس نے ایسا ہی کیا تو ذویزن نے کہا میں ایسے علاقہ میں نہیں رہنا چاہتا جس میں میرے بیٹے نے میرے ساتھ یہ سلوک کیا۔ کون میرا مال خریدنا چاہتا ہے۔ لوگوں نے جلدی کی اور اس سے مال خرید لیا۔ اللہ تعالیٰ نے اندھے چوہے بھیج دیے جنہیں خلد کہا جاتا ہے۔ یہ اندھے چوہوں کی نسل ہے۔ وہ لگاتار اس بند کو کریدتے رہے یہاں تک کہ اس میں سوراخ کر دیا۔ تو بند گر گیا اور پانی دونوں باغوں کو بہا کر لے گیا۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سبا کی طرف تیرہ نبی بھیجے۔ انہوں نے ان تمام انبیاء کو جھٹلایا۔ ان کا ایک بند تھا جس کو انھوں نے بنایا تھا۔ یہی بند سیلاب کو روکتا۔ جب وہ سیلاب ان کے اموال کو تباہ کرنا چاہتا۔ ان کے کاہن گمان کرتے تھے کہ ان کے بند کو چوہا تباہ کرے گا۔ انھوں نے دو پتھروں کے درمیان سوراخ نہیں رکھا مگر وہاں ایک بلی باندھ دی۔ جب بند کی تباہی کا زمانہ آ گیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں جو ارادہ کیا تھا اس کا وقت ہو گیا۔ جو وہ ذکر کرتے تھے تو ایک سرخ چوہا ان بلیوں میں سے ایک بلی کی طرف آیا۔ اس نے بلی سے سرگوشی کی یہاں تک کہ بلی پیچھے ہٹ گئی۔ اس بلی کے پاس جو سوراخ تھا وہ اس سوراخ میں داخل ہو گیا۔ وہ اس میں سختی سے داخل ہو گیا۔ اس کو کھودا یہاں تک کہ سیلاب کے لیے اسے نرم کر دیا جبکہ لوگوں کو اس کا کچھ علم نہ تھا۔ جب سیلاب کا پانی آیا تو اس میں داخل ہو گیا۔ یہاں تک کہ بند کو جڑ سے اکھاڑ دیا۔ وہ اموال پر بہنے لگا۔ انھیں اٹھایا تو ان میں سے کوئی چیز نہ بچی سوائے اس کے جو اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا۔(1)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ یمن کی وادیاں سبا وادی کی طرف بہتی تھیں۔ یہ دو پہاڑوں کے درمیان تھی، اہل سبا نے ارادہ کیا اور دو پہاڑوں کے درمیان پتھروں اور تارکول سے بند باندھ دیا اور اپنے باغوں کے لیے جتنا پانی چاہا چھوڑ دیا۔ وہ ایک زمانہ تک اس طرح زندگی بسر کرتے رہے۔ پھر انھوں نے سرکشی کی اور نافرمانی کے اعمال کیے۔ اللہ تعالیٰ نے ان بندوں کی طرف چوہے بھیجے تو انھوں نے اس بند میں سوراخ کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے گھر اور باغوں کو تباہ کر دیا اور ان کے دو باغوں کی جگہ دو اور باغ بو دیے ایک خمط (2) کا اور ایک اثل کا چھوٹا سا درخت ہوتا ہے جس سے وہ تیر بناتے ہیں۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 97-94، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ بغیر کانٹے والا درخت

ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ سیل عرم سے مراد سخت سیلاب ہے۔(1)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت عمرو بن شرحبیل رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ سَیۡلَ الۡعَرِمِ یمنی زبان میں ایسی جگہ کو کہتے ہیں جہاں پانی جمع ہو۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے الۡعَرِمِ حبشہ کی زبان کا لفظ ہے۔ یہ اس جگہ کو کہتے ہیں جس میں پانی جمع ہوتا ہے۔ پھر اس سے نکل جاتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ الۡعَرِمِ وادی کا نام ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ سَیۡلَ الۡعَرِمِ سے مراد ایک وادی ہے جو یمن میں تھی اور مکہ مکرمہ کی طرف بہتی تھی۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وادی سبا کو الۡعَرِمِ کہتے ہیں۔(4)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ سَیۡلَ الۡعَرِمِ سے مراد سرخ پانی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے بند کی طرف بھیجا۔ اس پانی نے اسے پھاڑ دیا اور اسے گرا دیا۔ وادی کو دونوں باغوں کے نیچے سے کھود دیا۔ دونوں باغ بلند ہو گئے اور پانی ان سے نیچے چلا گیا۔ دونوں باغ خشک ہو گئے۔ اب بند میں سرخ پانی موجود نہیں تھا۔ یہ ایک ایسا عذاب تھا جو اللہ تعالیٰ نے ان پر بھیجا تھا۔ اُکُلٍ خَمۡطٍ سے مراد خمط اراک ہے۔(5)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ عذاب ان پر بھیجا تھا۔ خَمۡطٍ سے مراد پیلو کا درخت ہے۔(6)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اُکُلٍ خَمۡطٍ سے مراد پیلو کا درخت ہے اور اَثۡلٍ سے مراد طرفاء ہے۔(7)

امام طستی نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ نافع بن ازرق نے کہا مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان اُکُلٍ خَمۡطٍ کے بارے میں بتائیے فرمایا پیلو کا درخت۔ سوال کیا کیا عرب اسے پہچانتے ہیں؟ فرمایا ہاں۔ کیا تو نے شاعر کا شعر نہیں سنا:

مَا مِعۡوَلَ فَوۡدِ تُرَاعِیۡ بِعَیۡنِهَا   اَغۡنِ غَضِیۡضَ الطَّرۡفِ مِنۡ خَلَلِ الۡخَمۡطِ

''موت کی کدال کی تو حفاظت نہیں کر سکتا۔ آنکھ کی تری کو پیلو کے کانٹوں سے غنی کر دے''۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ خَمۡطٍ سے مراد پیلو کا درخت۔ اَثۡلٍ سے مراد جھاڑ کا درخت اور سِدۡرٍ سے مراد بیری ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 96، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 95
3۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 96
4۔ ایضاً
5۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 98
6۔ ایضاً
7۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 99

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے روایت نقل کی ہے کہ سبأ ایک قوم تھی جسے اللہ تعالیٰ نے نعمتوں سے نوازا، انہیں اطاعت کا حکم دیا اور نافرمانی سے منع کیا۔ قوم نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اعراض کیا۔ العَرِمِ سے مراد سبأ کی وادی ہے۔ اس میں مختلف وادیوں کا سیلابی پانی جمع ہو جاتا۔ انہوں نے قصد کیا اور دو پہاڑوں کے درمیان کی جگہ پر تارکول اور پتھروں سے بند بنا دیا۔ اس پر کئی دروازے لگا دیے۔ انہیں جتنا پانی ضرورت ہوتا۔ وہ اس سے پانی لیتے اور جس پانی کی ضرورت ہوتی اسے روک لیتے۔ جب انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم کو چھوڑ دیا اللہ تعالیٰ نے ان پر چوہے مسلط کر دیے۔ اس نے بند کے نیچے سے سوراخ کر دیا اور ان کے اعمال پر سزا کے طور پر ان کی زمینوں کو برباد کر دیا۔ خَمْطٍ سے مراد پیلو کا درخت۔ اُكُلٍ پیلو کا پھل۔ قوم کے درخت بہترین درخت تھے جبکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے اعمال کی سزا کے طور پر برے ترین درخت بنا دیئے۔ اللہ تعالیٰ جس کسی بندے کے لیے عزت اور خیر کا ارادہ کرتا ہے تو اس کی نیکیاں قبول کر لی جاتی ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے لیے ذلت و رسوائی کا ارادہ کرتا ہے تو اسے اس کے گناہ پر روک لیتا ہے۔ (1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ خَمْطٍ ہی پیلو کا درخت ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری اور ابو مالک رحمہما اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن عباس سے وَهَلْ نُجٰزِيْٓ اِلَّا الْكَفُوْرَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اس سے مراد مناقشہ ہے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت طاؤس سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد حساب میں مناقشہ ہے جس کے حساب میں مناقشہ ہوا وہ عذاب میں مبتلا ہو گیا۔ وہ کافر ہی ہو گا جسے بخشا نہیں جائے گا۔ (2)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں سے تھے کہ نافرمانی کی جزا یہ ہوتی ہے کہ عبادت میں انسان کمزوری کا اظہار کرتا ہے، معیشت میں تنگی ہو جاتی ہے اور لذت میں بدمزگی آ جاتی ہے۔ پوچھا گیا یہ منغص کیا ہوتا ہے؟ فرمایا ایک آدمی حلال شے کی لذت نہیں پا سکتا یہاں تک کہ اس کے پاس وہ آدمی آتا ہے جو اسے مکدر کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے الْقُرَى کا معنی شام نقل کیا ہے۔ (3)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر نے قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد شام کی بستیاں ہیں۔ (4)

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔ (5)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یمن سے لے کر شام تک پے در پے بستیاں تھیں۔ وہ بستیاں جنہیں ہم نے بابرکت بنایا۔ ان سے مراد شام ہے۔ ایک انسان

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 100-97، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 61 (2408)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 101
4۔ ایضاً
5۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 62 (2411)

صبح چلتا تو ایک بستی میں قیلولہ کرتا۔ پھر پچھلے پہر چلتا تو دوسری بستی میں رات گزارتا۔ عورت نکلتی اور اس کے سر پر ٹوکری ہوتی۔ وہ اپنی منزل پر نہ پہنچتی کہ وہ ٹوکری تمام قسم کے پھلوں سے بھر جاتی۔ (1)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن ابی ملیکہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ان کی بستیاں قریب قریب تھیں۔ وہ ایک دوسرے کو دیکھ لیتے تھے۔ ان کے پھل لٹکے ہوتے تھے۔ پس وہ متکبر ہو گئے۔

امام ابن منذر نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے وَقَدَّرْنَا فِيهَا السَّيْرَ کا یہ معنی کیا ہے، ہم نے ان میں سفر کو قریب کر دیا۔

امام اسحاق بن بشر اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے بَيْنَهُمْ کا یہ معنی کیا ہے کہ ان کے گھروں کے درمیان الْقُرَى الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا یعنی مقدس سرزمین۔ الْقُرَى اس سے مراد وہ بستیاں ہیں جو ان کے گھروں اور ارض مقدس کے درمیان تھیں۔ ظَاهِرَةً یعنی آباد سرسبز و شاداب۔ وَقَدَّرْنَا فِيهَا السَّيْرَ ان کے گھروں اور شام کے علاقہ کے درمیان سفر کو قریب کر دیا۔ سِيرُوا فِيهَا یعنی جب وہ اپنے گھروں سے شام کے علاقہ یعنی ارض مقدس کی طرف جانے کا قصد کریں۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے ظَاهِرَةً کا معنی شام کی بستیاں ہیں۔ (2)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے سِيرُوا فِيهَا لَيَالِيَ وَأَيَّامًا آمِنِينَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ انہیں بھوک اور پیاس کا کوئی خوف نہ ہوتا۔ وہ صبح چلتے تو ایک بستی میں قیلولہ کرتے۔ وہ پچھلے پہر چلتے اور دوسری بستی میں رات گزارتے۔ وہ باغوں اور نہروں والے تھے یہاں تک کہ ہمارے سامنے یہ بات ذکر کی گئی کہ ایک عورت اپنے سر پر ٹوکری رکھتی تو ابھی گھر واپس نہ لوٹتی کہ اس کی ٹوکری بھر چکی ہوتی۔ ایک آدمی سفر کرتا تو زاد سفر ساتھ نہ لیتا۔ وہ نعمت پر متکبر ہوئے۔ انہوں نے کہا ہمارے سفروں کو دور کر دے تو انہیں ٹکڑے کر دیا گیا اور انہیں قصے کہانیاں بنا دیا گیا۔ (3)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ کاش یہ بستیاں ایک دوسرے سے دور ہوتیں تو ہم عمدہ چیزوں پر سفر کرتے۔

امام ابن ابی حاتم نے یحییٰ بن یعمر سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے یوں پڑھا فَقَالُوا رَبَّنَا بَعِدْ بَيْنَ أَسْفَارِنَا کہ یہ بعد مشدد ہے۔ کہا انہوں نے اپنے حق میں بددعا نہیں کی تھی بلکہ انہیں جو مصیبت پہنچی تھی اس کی انہوں نے شکایت کی تھی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت کلبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بھی بعّد کو مشدد پڑھا ہے۔

عبد بن حمید نے سعید بن ابی الحسن سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اس لفظ کو بَعُدَ پڑھا ہے۔ یعنی باء پر زبر اور عین پر رفع۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے رَبَّنَا یعنی نصب کے ساتھ پڑھا ہے اور باعِد پڑھا ہے یعنی باء پر زبر اور عین کے نیچے کسرہ۔ بطور دعاء۔

عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے امام شعبی سے روایت نقل کی ہے کہ وَمَزَّقْنَاهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ کا یہ مطلب ہے کہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 101، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ تاریخ ابن عساکر، باب ان الشام ارض مقدسۃ، جلد 1، صفحہ 143، دار الفکر بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 102

غسان شام چلے گئے۔ انصار یثرب آگئے۔ خزاعہ تہامہ چلے گئے۔ ازدعمان چلے گئے۔ پس اللہ تعالیٰ نے انہیں ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: وہ بندہ کتنا اچھا ہے جو صابر و شاکر ہو۔ جب اسے عطا کیا جائے تو شکر کرے۔ جب آزمائش میں مبتلا کیا جائے تو صبر کرے۔ (1)

امام شعبی رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی گئی کہ صَبَّارٍ یعنی مصیبت کے وقت صبر کرے اور نعمت پر شکر بجالائے۔

امام ابن ابی الدنیا، ابن جریر اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت عامر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ شکر نصف ایمان ہے اور یقین تمام ایمان ہے۔ (2)

بیہقی نے ابو درداء سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے عیسیٰ! میں تیرے بعد ایک امت مبعوث کرنے والا ہوں۔ اگر انہیں ایسی چیز پہنچے گی جسے وہ پسند کرتے ہوں گے تو وہ حمد و شکر کریں گے۔ اگر انہیں ایسی چیز پہنچے گی جسے وہ ناپسند کرتے ہوں گے تو وہ صبر کریں گے۔ یہ حلم اور علم کی وجہ سے نہیں ہوگا۔ عرض کی اے میرے رب! یہ ان کے لیے کیسے ہوگا جبکہ نہ ان کا حلم ہوگا اور نہ علم؟ فرمایا میں انہیں اپنا حلم اور علم عطا کروں گا۔ (3)

امام احمد، امام مسلم، بیہقی نے شعب الایمان میں، دارمی اور ابن حبان رحمہم اللہ نے حضرت صہیب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کا معاملہ بڑا عجیب ہے، اس کا معاملہ خیر ہی خیر ہے، اگر اسے خوشی کی بات پہنچے تو وہ شکر کرتا ہے، یہ بھی خیر ہے، اگر اسے مصیبت پہنچے تو وہ صبر کرتا ہے، یہ بھی اس کے لیے خیر ہے۔ (4)

امام احمد اور امام بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں مومن پر متعجب ہوں۔ اگر اسے عطا کیا جائے تو وہ کہتا ہے الحمد للہ، تو اس نے شکر ادا کیا۔ اگر اسے کسی مصیبت میں مبتلا کیا جائے تو کہتا ہے الحمد للہ، تو وہ صبر کرتا ہے۔ مومن کو ہر حال میں اجر دیا جاتا ہے یہاں تک کہ اس لقمہ پر بھی اجر دیا جاتا ہے جو وہ اپنے منہ کی طرف اٹھاتا ہے۔ (5)

امام بیہقی نے شعب میں اور ابو نعیم نے حضرت انس سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے دین میں اپنے سے بلند مرتبہ اور دنیا میں اپنے سے پست مرتبہ کو دیکھا تو اللہ تعالیٰ اسے صابر و شاکر لکھ دیتا ہے جس نے دین میں اپنے سے کم مرتبہ اور دنیا میں اپنے سے بلند مرتبہ دیکھا۔ اللہ تعالیٰ اسے صابر و شاکر نہیں لکھتا۔ (6) وَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى اَعْلَمُ۔

وَ لَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ اِبْلِيْسُ ظَنَّهٗ فَاتَّبَعُوْهُ اِلَّا فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۰﴾ وَمَا كَانَ لَهٗ عَلَيْهِمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يُّؤْمِنُ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 104
2۔ شعب الایمان، باب فی تعدید نعم اللہ، جلد 4، صفحہ 109 (4448)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 115 (4482)
4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 116 (4487)
5۔ ایضاً، (4485)
6۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 137 (4575)

بِالْاٰخِرَةِ مِمَّنْ هُوَ مِنْهَا فِيْ شَكٍّ ؕ وَ رَبُّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ ﴿۲۱﴾

''اور بیشک سچ کر دکھایا ان (ناشکروں) پر شیطان نے اپنا گمان سو وہ اس کی تابعداری کرنے لگے بجز مومنوں کے ایک گروہ کے (جوحق پر ڈٹا رہا)۔ اور نہیں حاصل تھا شیطان کو ان پر ایسا قابو (کہ وہ بے بس ہوں) مگر یہ سب کچھ اس لیے ہوا کہ ہم دکھانا چاہتے تھے کہ کون آخرت پر ایمان رکھتا ہے اور کون اس کے متعلق شک میں مبتلا ہوتا ہے اور (اے حبیب!) آپ کا رب ہر چیز پر نگہبان ہے''۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے کہ ابلیس نے کہا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو خشک مٹی، گوندھی ہوئی مٹی اور بد بودار مٹی سے کمزور پیدا کیا گیا ہے جبکہ مجھے آگ سے پیدا کیا گیا جبکہ آگ ہر چیز کو جلا دیتی ہے۔ جس کا ذکر اس آیت میں بھی ہے لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهٗۤ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۶۲﴾ (الاسراء) ابلیس نے ان کے بارے میں اپنے گمان کو سچ کر دکھایا۔ لوگوں نے اس کی اتباع کی مگر مومنوں کی ایک جماعت نے اس کی پیروی نہ کی۔ فرمایا یہی مومن ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وہ صَدَّقَ کو مشدد پڑھتے۔ معنی یہ کیا ہے ان کے بارے میں گمان کیا پس اس کو سچ کر دکھایا۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ابلیس نے لوگوں پر اپنے گمان کو سچ کر دکھایا مگر جنہوں نے اپنے رب کی اطاعت کی۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس نے ان کے بارے میں گمان کیا تو اس کا گمان موافق ہوا۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کو جنت سے اتارا گیا جبکہ آپ کے ساتھ حضرت حوا بھی تھیں تو ابلیس خوشی سے زمین پر گرا۔ وجہ اس کی یہ تھی کہ اس نے ان دونوں کو مصیبت میں مبتلا کیا۔ کہا جب میں نے والدین کو یہ مصیبت پہنچائی ہے تو اولاد تو ان سے زیادہ کمزور ہوگی۔ ابلیس کی طرف سے یہی اس موقع پر گمان کیا گیا۔ اس نے کہا جب تک ابن آدم میں روح ہوگی۔ میں اسے نہیں چھوڑوں گا۔ میں اسے ورغلاؤں گا، اسے آرزو دلاؤں گا اور اسے دھوکہ دوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا مجھے اپنی عزت کی قسم! میں اس کے لیے توبہ کا دروازہ بند نہیں کروں گا جب تک موت اس کی سانس کی نالی تک نہیں پہنچے گی۔ وہ جب بھی مجھے پکاریں گے میں ان کو جواب دوں گا۔ وہ مجھ سے سوال نہیں کریں گے مگر میں انہیں عطا کروں گا۔ وہ مجھ سے مغفرت طلب نہیں کریں گے مگر میں انہیں بخش دوں گا۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: اللہ کی قسم! شیطان انہیں عصا، تلوار اور چھڑی سے نہیں مارتا اور نہ ہی انہیں کسی چیز پر مجبور کر سکتا ہے۔ اس کی طرف سے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 105، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

صرف دھوکہ اور آرزوئیں ہوتی ہیں۔ ابلیس لوگوں کو ان چیزوں کی طرف دعوت دیتا ہے تو وہ اسے قبول کر لیتے ہیں۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آزمائش اس لیے ہوتی ہے تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ کافر کون ہے، مومن کون ہے۔

قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۚ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَ لَا فِي الْاَرْضِ وَ مَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّ مَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيْرٍ ﴿۲۲﴾

"آپ فرمائیے (اے مشرکو!) تم پکار دیکھو جنھیں تم اللہ تعالیٰ کے سوا اپنا معبود خیال کرتے ہو۔ یہ تو ذرہ برابر کے بھی مالک نہیں ہیں نہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں اور نہ ان کا زمین و آسمان میں کچھ حصہ ہے اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کا ان میں سے کوئی مددگار ہے"۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: آسمان و زمین میں اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں اور جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا کی عبادت کی ان کا کسی چیز میں کوئی مددگار نہیں۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ان کا فرشتوں میں سے کوئی مددگار نہیں۔

وَ لَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ ؕ حَتّٰۤى اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا ۙ قَالَ رَبُّكُمْ ؕ قَالُوا الْحَقَّ ۚ وَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ﴿۲۳﴾ قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ قُلِ اللّٰهُ ۙ وَ اِنَّاۤ اَوْ اِيَّاكُمْ لَعَلٰى هُدًى اَوْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۴﴾ قُلْ لَّا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّاۤ اَجْرَمْنَا وَ لَا نُسْـَٔلُ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۵﴾ قُلْ يَجْمَعُ بَيْنَنَا رَبُّنَا ثُمَّ يَفْتَحُ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ ؕ وَ هُوَ الْفَتَّاحُ الْعَلِيْمُ ﴿۲۶﴾ قُلْ اَرُوْنِيَ الَّذِيْنَ اَلْحَقْتُمْ بِهٖ شُرَكَآءَ كَلَّا ؕ بَلْ هُوَ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲۷﴾

"اور نہ نفع دے گی سفارش اس کے ہاں مگر جس کے لیے اس نے اجازت دی ہو۔ یہاں تک کہ جب دور کر دی جاتی ہے گھبراہٹ ان کے دلوں سے تو پوچھتے ہیں کیا ارشاد فرمایا تمہارے رب نے۔ وہ کہتے ہیں اس نے حق

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 106، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 107

فرمایا ہے اور وہی بڑی شان والا، سب سے بڑا ہے۔ آپ فرمائیے کون روزی دیتا ہے تمہیں آسمانوں اور زمین سے؟ خود ہی فرمائیے اللہ اور ہم یا تم (دونوں میں سے ایک) ہدایت پر ہے اور (دوسرا) کھلی گمراہی میں ہے۔ فرمائیے تم سے باز پرس نہیں ہوگی ان جرموں کی جو ہم نے کیے اور نہ ہم سے باز پرس ہوگی تمہارے کرتوتوں کی۔ فرمائیے ہمارا رب ہم سب کو جمع کرے گا پھر وہ فیصلہ کرے گا ہمارے درمیان حق (وانصاف) کے ساتھ۔ وہی بہترین فیصلہ کرنے والا ہے سب کچھ جاننے والا ہے۔ فرمائیے مجھے بھی دکھاؤ تو وہ شریک جنہیں تم نے اللہ کے ساتھ ملا دیا ہے۔ ہرگز ایسا نہیں۔ بلکہ فقط وہی اللہ ہے جو زبردست بڑا دانا ہے''۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ فُزِّعَ کا معنی ہے خالی کر دیے گئے۔(1)

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب جبار نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف وحی کا ارادہ کیا تو فرشتوں میں سے رسول کو بلایا تا کہ اس کے ساتھ وحی بھیجے۔ فرشتوں نے جبار کی آواز کو سنا کہ وہ وحی کے ساتھ متکلم ہے۔ جب ان کے دلوں سے حجاب اٹھا تو ان سے پوچھا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے کیا فرمایا؟ انہوں نے کہا اس نے حق فرمایا۔ وہ جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ حق ہی ارشاد فرماتا ہے۔ حضرت ابن عباس نے کہا وحی کی آواز ایسی تھی جیسے پتھر پر لوہا مارا جائے تو اس کی آواز ہوتی ہے۔ جب انہوں نے آواز کو سنا تو سجدے میں گر گئے۔ جب انہوں نے سر اٹھایا تو کہا قَالُوْا مَاذَا ۙ قَالَ رَبُّكُمْ ۭ قَالُوا الْحَقَّ ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب وحی نازل ہوتی تو اس کی آواز ایسی تھی جیسے لوہے کو پتھر پر مارا جائے۔ تو آسمان والوں پر بیہوشی طاری ہوگئی۔ تو فرشتوں نے کہا اس نے حق ارشاد فرمایا۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ امر آسمان دنیا پر نازل ہوتا ہے اس کی آواز آتی ہے جیسے زنجیر کو چٹان پر مارا جائے تو تمام آسمان والے خوفزدہ ہو جاتے ہیں تو وہ کہتے ہیں الْحَقَّ ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، ابونعیم اور بیہقی رحمہم اللہ دلائل میں حضرت معمر رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت زہری رحمہ اللہ سے وہ حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کی ایک جماعت میں تشریف فرما تھے تو ایک ستارہ ٹوٹا تو روشنی ہوئی۔ پوچھا جب دور جاہلیت میں اس قسم کا واقعہ ہوتا تو تم کیا کہتے تھے؟ عرض کی ہم کہا کرتے تھے کوئی عظیم آدمی پیدا ہوا یا کوئی عظیم آدمی فوت ہوا۔ فرمایا یہ کسی آدمی کے مرنے یا اس کے پیدا ہونے سے نہیں گرتا۔ بلکہ بات یہ ہے جب ہمارا رب کسی امر کا فیصلہ کرتا ہے تو حاملین عرش اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے ہیں پھر اس آسمان والے تسبیح بیان کرتے ہیں جو حاملین عرش کے قریب ہیں۔ پھر وہ فرشتے پوچھتے ہیں جو حاملین عرش کے قریب ہوتے ہیں مَاذَا ۙ قَالَ رَبُّكُمْ تو وہ انہیں بتاتے ہیں۔ پھر ہر آسمان والے ساتھ والے آسمان والوں کو بتاتے ہیں یہاں تک کہ خبر آسمان دنیا تک پہنچتی ہے تو جن اس

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 108، دار احیاء التراث العربی بیروت

بات کو اچکنا چاہتے ہیں تو انہیں شہاب مارے جاتے ہیں۔ تو جو بات وہ اسی طرح بتاتے ہیں وہ حق ہوتی ہے لیکن وہ اپنی طرف سے اس میں تبدیلی کر دیتے ہیں اور اس میں اضافہ کر دیتے ہیں۔ معمر نے کہا میں نے زہری سے کہا کیا دور جاہلیت میں بھی اسی طرح مارا جاتا تھا؟ کہا ہاں کیا تو نے اس آیت کو نہیں دیکھا: وَّ اَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ ؕ فَمَنْ يَّسْتَمِعِ الْاٰنَ يَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا ۟ (الجن) کہا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا گیا تو اس معاملہ کو سخت کر دیا گیا۔(1)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، امام بخاری، ابوداؤد، امام ترمذی، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت ابو ہریرہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا جب اللہ تعالیٰ آسمانوں میں کسی امر کا فیصلہ فرماتا ہے تو فرشتے عاجزی کرتے ہوئے اپنے پروں کو ہلاتے ہیں۔ گویا وہ پتھر پر زنجیر ہو۔ یہ چیز انہیں خوفزدہ کر دیتی ہے۔ اسے چوری چھپے سننے والے سنتے ہیں۔ چوری چھپے سننے والے اس طرح ایک دوسرے کے اوپر ہوتے ہیں۔ سفیان نے اپنے ہاتھ سے اسے بیان کیا۔ اپنی انگلیوں کو الگ الگ کیا۔ بعض کو بعض پر کھڑا کیا۔ وہ ایک بات سنتا اور اسے اپنے نیچے والے کی طرف القاء کرتا۔ پھر دوسرا اپنے نیچے والے کو القاء کرتا یہاں تک کہ وہ آخری جادوگر یا جن کی زبان پر القاء کرتا۔ بعض اوقات شہاب اس کے القاء کرنے سے پہلے آ لگتا۔ بعض اوقات وہ شہاب لگنے سے پہلے القاء کر لیتا۔ ساتھ وہ سو جھوٹ بولتا تو کہا جاتا کیا اس نے ہمیں فلاں دن یہ یہ نہیں کہا۔ اس نے جو حکم آسمان سے سنا ہوتا اس میں اس کی تصدیق کی جاتی۔(2)

امام ابن جریر، ابن خزیمہ، ابن ابی حاتم، طبرانی، ابوالشیخ نے العظمۃ میں، ابن مردویہ اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں نواس بن سمعان سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی امر کے بارے میں وحی کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کا تکلم فرماتا ہے جو وحی کا تکلم فرماتا ہے تو آسمان میں اللہ تعالیٰ کے خوف کی وجہ سے زلزلہ برپا ہو جاتا ہے۔ جب اس آسمانوں والے سنتے ہیں تو ان پر غشی طاری ہوتی ہے اور سجدے میں گر جاتے ہیں۔ سب سے پہلے جبرئیل امین سر اٹھاتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ اپنے ارادہ کے مطابق اس سے وحی کا کلام فرماتا ہے۔ حضرت جبرئیل امین اسے لے کر فرشتوں کے پاس سے گزرتے ہیں۔ جب بھی ایک آسمان والوں کے پاس سے گزرتے ہیں تو اس آسمان کے فرشتے اس سے سوال کرتے ہیں کہ ہمارے رب نے کیا ارشاد فرمایا؟ تو جبرئیل امین کہتے ہیں حق فرمایا وَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ تو سب وہی بات کرتے ہیں جو جبرئیل امین نے کہا جبرئیل اس وحی کو وہاں تک پہنچاتے ہیں جہاں اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان میں پہنچانے کا حکم دیا ہوتا۔(3)

امام حاکم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فُرِّغَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ پڑھا ہے یعنی راء اور غین کے ساتھ۔(4)

امام بیہقی، ابن ابی شیبہ، ابن مردویہ اور ابو نعیم رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی

1۔ سنن ترمذی مع تحفۃ الاحوذی، جلد 9، صفحہ 75 (3224)، دار الفکر بیروت 2۔ صحیح بخاری، جلد 4، صفحہ 1736 (4424)، دار ابن کثیر دمشق

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 109، دار احیاء التراث العربی بیروت

4۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 272 (2979)، دار الکتب العلمیہ بیروت

ہے کہ جنوں کی جماعت میں سے ہر ایک کے لیے آسمان میں بیٹھنے کی جگہ ہے جہاں بیٹھ کر وہ وحی سنتے ہیں۔ جب وحی نازل ہوتی تو اس کی آواز یوں سنائی دیتی کہ زنجیر کو چٹان پر مارا جائے۔ آسمان والوں پر یہ نازل نہ ہوتی مگر ان پر غشی طاری ہوتی۔ اگر وحی ان چیزوں میں سے کسی کے بارے میں ہوتی جو غیب، موت اور زمین میں واقع ہونے والے دوسرے واقعات کے بارے میں ہوتی تو وہ اس کے بارے میں گفتگو کرتے وہ کہتے فلاں فلاں واقعہ ہوگا۔ شیاطین نے ان کو سن لیا اور اسے اپنے دوستوں تک پہنچایا۔ وہ کہتے ہیں یہ سال ایسا ہوگا یہ سال ایسا ہوگا۔ جن انہیں سن لیتے ہیں اس کے بارے میں کاہنوں کو اطلاع کرتے ہیں اور کاہن اس بارے میں لوگوں کو بتاتے ہیں۔ لوگ کہتے ہیں یہ یہ ہوگا وہ اس خبر کو اسی طرح پاتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا تو ان شیطانوں کو انہیں ستاروں کے ساتھ مارا گیا۔ جب جنوں نے عربوں کو آسمان کی خبریں نہ بتائیں۔ تو عربوں نے کہا آسمان والا مر گیا ہے تو اونٹوں والا ہر روز ایک اونٹ ذبح کرنے لگا۔ گائیوں والا ہر روز ایک گائے ذبح کرنے لگا۔ اور بکریوں والا ہر روز ایک بکری ذبح کرنے لگا۔ یہاں تک کہ وہ جلدی جلدی اپنا مال ضائع کرنے لگے۔ ثقیف نے کہا جن کے پاس سب سے زیادہ اموال تھے۔ اے لوگو! اپنے مال اپنے پاس روکو آسمان والا فوت نہیں ہوا۔ یہاں کوئی انتشار نظر نہیں آرہا۔ کیا تم ستاروں کی نشانیاں اسی طرح نہیں دیکھتے جیسے پہلے تھیں۔ سورج، چاند، ستارے، رات اور دن اسی طرح ہیں۔ ابلیس نے کہا آج زمین میں کوئی واقعہ رونما ہوا ہے۔ ہر علاقہ کی زمین میرے پاس لے آؤ۔ وہ اس کے پاس لے آئے۔ وہ مٹی کو (باری باری) سونگھنے لگا۔ جب اس نے مکہ مکرمہ کی مٹی کو سونگھا۔ کہا یہاں سے معاملہ منتشر ہوا ہے۔ انہوں نے چھان بین کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہو چکے تھے۔ (1)

ابو داؤد اور بیہقی رحمہما اللہ نے الاسماء والصفات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ وحی کے ساتھ کلام فرماتا ہے تو دنیا کے آسمان والے گھنٹی کی آواز سنتے ہیں جیسے چٹان پر زنجیر کو گھسیٹا جا رہا ہو تو ان پر غشی طاری ہو جاتی ہے۔ وہ اسی طرح رہتے ہیں یہاں تک کہ جبرئیل امین ان کے پاس آتے ہیں۔ جب جبرئیل امین ان کے پاس آتے ہیں تو وہ کہتے ہیں اے جبرئیل ہمارے رب نے کیا کہا تو وہ کہتا ہے حق فرمایا۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابو الشیخ نے العظمہ میں، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے ایک اور سند سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے: جب اللہ تعالیٰ وحی کے ساتھ تکلم فرماتا ہے تو آسمانوں والے ایک گھنٹی کی آواز سنتے ہیں جیسے چٹان پر زنجیر کو گھسیٹا جائے تو ان پر غشی طاری ہو جاتی ہے۔ وہ اسی طرح رہتے ہیں یہاں تک کہ جبرئیل علیہ السلام ان کے پاس آتے ہیں۔ جب جبریل علیہ السلام اس کے پاس آتے ہیں تو وہ کہتے ہیں اے جبرئیل! ہمارے رب نے کیا کہا تو وہ کہتا ہے حق فرمایا۔ تو سب حق حق پکارنا شروع کر دیتے ہیں۔ (2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ حضرت بہز بن حکیم رحمہ اللہ سے وہ اپنے باپ سے وہ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب جبرئیل امین وحی لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے تو حضرت جبرئیل امین کے اترنے کی وجہ

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، ابواب الکہانۃ، جلد 2، صفحہ 240، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 109

سے آسمان والوں پر خوف طاری ہو جاتا تو وہ وحی کی آواز ایسے سنتے جو اس لوہے کی آواز سے بھی شدید ہوتی جو لوہا سخت چٹان پر پڑے۔ حضرت جبرئیل امین جب بھی کسی آسمان والے کے پاس سے گزرتے وہ کہتے اے جبرئیل! تجھے کس چیز کا حکم دیا گیا؟ تو حضرت جبرئیل امین جواب دیتے نُوْرُ الْعِزَّةِ الْعَظِيْمِ كَلَامُ اللّٰهِ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ اللہ جل شانہ کا عظیم نور اللہ کا کلام عربی زبان میں (نازل کرنے کا حکم دیا گیا ہے)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے آیت کی تفسیر میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت جبرئیل امین کی طرف وحی فرماتا ہے تو فرشتے خوف زدہ ہو جاتے ہیں کہ کہیں قیامت برپا کرنے کا حکم نہ ہو۔ جب یہ خوف ان کے دلوں سے دور ہوتا ہے اور انہیں علم ہوتا ہے کہ یہ قیامت کا حکم نہیں تو وہ کہتے ہیں تمہارے رب کا کیا حکم ہے۔ وہ کہتے ہیں حق ہے۔

امام ابو نصر سجزی رحمہ اللہ نے الابانہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے جبرئیل امین کو دیکھا اور اس نے گمان کیا کہ حضرت اسرافیل عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں۔ اس کا قدم ساتویں آسمان میں اور الواح اس کی آنکھوں کے سامنے ہیں۔ جب عرش والا کسی امر کا ارادہ فرماتا ہے تو فرشتے ایسی آواز سنتے ہیں جیسے زنجیر کو سخت چٹان پر گھسیٹا جا رہا ہو تو ان پر غشی طاری ہو جاتی ہے۔ جب وہ اٹھتے ہیں تو وہ کہتے ہیں تمہارے رب نے کیا کہا تو حضرت جبرئیل امین کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے چاہا۔

امام عبد الرزاق، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ اور کلبی رحمہما اللہ سے روایت نقل کی ہے: دونوں نے کہا جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد ﷺ کے درمیان فترۃ الوحی کا دور تھا۔ تو وحی اس طرح نازل ہوتی جیسے لوہے کی آواز ہوا کرتی ہے۔ فرشتے اس وجہ سے گھبرا گئے۔ جب خوف ان کے دلوں سے دور ہوا تو اس وقت انہوں نے پوچھا تمہارے رب نے کیا ارشاد فرمایا: کہا حق فرمایا۔ وہ بلند اور کبیر ہے۔(1)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے آیت کی تفسیر میں روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن مسعود نے گمان کیا کہ وہ فرشتے جو اہل زمین کے پاس آتے رہتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ انہیں بھیجتا ہے تو وہ لوگوں کے اعمال لکھتے ہیں۔ وہ اترے تو انہوں نے بڑی سخت آواز سنی تو ان سے نیچے والے فرشتے گمان کرتے ہیں کہ یہ قیامت کا حکم ہے۔ وہ سجدے میں گر جاتے ہیں۔ یہی صورتحال ان تمام فرشتوں کی ہوتی ہے جن کے پاس سے بھی وہ گزرتے ہیں۔ وہ یہ اپنے رب کے خوف کی وجہ سے کرتے ہیں۔(2)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی امر کا فیصلہ فرماتا ہے تو آسمان، زمین اور پہاڑ کانپ اٹھتے ہیں۔ تمام فرشتے سجدے میں گر جاتے ہیں۔ جن یہ گمان کرتے ہیں کہ امر کا فیصلہ ہو چکا۔ تو چوری کرنے والے چوری کی خواہش کرتے ہیں۔ جب فیصلہ ہو چکتا ہے تو فرشتے اپنے سر اٹھاتے ہیں۔ اس آیت سے یہی مراد ہے۔

امام ابن انباری رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ اس آیت حَتّٰٓى اِذَا فُرِّغَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ کی قراءت کرتے پھر اس کی یوں تفسیر بیان کرتے کہ جب خوف ان کے دلوں سے دور ہوتا ہے۔

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 64 (2460)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 111

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ایک اور سند سے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ وہ اس آیت کو پڑھتے فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ تو کہا جو اس میں شک اور تکذیب تھی وہ ان کے دلوں سے دور ہوگئی۔

امام ابن ابی حاتم نے زید بن اسلم سے روایت نقل کی ہے کہ جب شیطان ان کے دلوں سے دور ہوگیا ان سے، انہیں جو آرزوئیں دلاتا تھا اور انہیں جو گمراہ کرتا تھا، سے الگ ہوگیا تو اس وقت انہوں نے کہا قَالُوْا مَاذَا ۙ قَالَ رَبُّكُمْ ؕ قَالُوا الْحَقَّ ۚ وَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ کہا یہ موت کے وقت بنی آدم میں ہوتا ہے۔ انہوں نے اس وقت اقرار کیا جب اقرار انہیں کچھ نفع نہیں دیتا۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: یہ پردہ قیامت کے روز ان سے دور کیا جائے گا۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم اور ضحاک رحمہما اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ وہ دونوں اس آیت حَتّٰۤى اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ کی قرأت کرتے کہتے ان کے دلوں سے جب اسے دور کر دیا جائے گا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے پوچھا آپ اس آیت کو کیسے پڑھتے ہیں حَتّٰۤى اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ یا اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ؟ تو محمد بن سیرین نے جواب دیا اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ کیونکہ حضرت حسن بصری اپنی رائے سے بعض باتیں کرتے، میں ایسی باتیں کرنے سے ڈرتا ہوں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے یہ قرأت نقل کی ہے اِذَا فُزِّعَ یہ عین اور زاء مشدد کے ساتھ ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے: پھر اللہ تعالیٰ نے اسے حکم دیا کہ وہ لوگوں سے پوچھے تو اس نے پوچھا قُلْ مَنْ یَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ سے اس آیت وَ اِنَّاۤ اَوْ اِیَّاكُمْ لَعَلٰى هُدًى اَوْ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ کے بارے میں قول نقل کیا ہے کہ معنی ہے ہم ہدایت پر ہیں اور تم واضح گمراہی میں ہو۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا وَ اِنَّاۤ اَوْ اِیَّاكُمْ یہ بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے مشرکین سے کہی تھی اللہ کی قسم! ہم اور تم ایک جیسے نہیں دونوں جماعتوں میں سے ایک ہدایت یافتہ ہے۔ اور یَفْتَحُ کا معنی ہے وہ فیصلہ فرماتا ہے۔(3)

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یَفْتَحُ سے مراد قاضی ہے۔(4)

وَ مَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّ نَذِیْرًا وَّ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۲۸﴾ وَ یَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۲۹﴾ قُلْ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 108، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 112
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 114

لَكُم مِّيعَادُ يَوْمٍ لَّا تَسْتَأْخِرُونَ عَنْهُ سَاعَةً وَّلَا تَسْتَقْدِمُونَ ۝

''اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر تمام انسانوں کی طرف بشیر اور نذیر بنا کر لیکن (اس حقیقت کو) اکثر لوگ نہیں جانتے۔ اور وہ کہتے ہیں کب پورا ہوگا یہ وعدہ (بتاؤ) اگر تم سچے ہو۔ فرمایئے (اے منکرو!) تمہارے لیے وعدہ کا دن مقرر ہے، نہ تم اس سے ایک لمحہ پیچھے ہٹ سکو گے اور نہ (ایک لمحہ) آگے بڑھ سکو گے''۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے كَآفَّةً لِّلنَّاسِ کا یہ معنی نقل کیا ہے تمام لوگ۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب رضی اللہ عنہ سے اس کا معنی سب لوگ نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو عرب اور عجم کی طرف مبعوث کیا۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سب سے معزز وہ لوگ ہیں جو ان میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ اطاعت گزار ہیں۔ (1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پانچ چیزیں مجھے ایسی عطا فرمائی گئی ہیں جو مجھ سے قبل کسی نبی کو عطا نہیں کی گئیں۔ میں تمام لوگوں سرخ و سیاہ کی طرف مبعوث کیا گیا ہوں جبکہ نبی اپنی قوم کی طرف مبعوث کیا جاتا تھا۔ میری امت کے لیے غنیمت کا مال حلال کیا گیا جبکہ میری امت سے قبل کسی امت پر بھی غنیمت کا مال حلال نہیں تھا۔ ایک ماہ کی مسافت سے رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی۔ میرے لیے زمین مسجد اور پاکیزگی عطا کرنے والی بنادی گئی۔ مجھے شفاعت کا حق دیا گیا۔ میں نے اسے اپنی امت کے لیے قیامت کے دن کے لیے ذخیرہ کرلیا ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے پانچ چیزیں عطا کی گئیں، مجھ سے قبل کسی نبی کو عطا نہیں کی گئیں۔ مجھے تمام لوگوں سرخ و سیاہ کی طرف مبعوث کیا گیا جبکہ نبی کو اپنی قوم کی طرف مبعوث کیا جاتا تھا۔ میری مدد رعب سے کی گئی، میرا دشمن ایک ماہ کی مسافت سے مجھ سے خوفزدہ ہوتا ہے۔ مجھے غنیمت کا مال کھلایا گیا (میرے لیے غنیمت حلال کی گئی)، میرے لیے زمین مسجد اور پاکیزگی عطا کرنے والی بنادی گئی۔ مجھے شفاعت کا حق دیا گیا جسے میں نے اپنی امت کے لیے قیامت کے دن کے لیے ذخیرہ کرلیا ہے ان شاء اللہ میری شفاعت ہر اس آدمی تک پہنچے گی جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہیں کرتا۔

وَ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ بِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَ لَا بِالَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ ۭ وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ مَوْقُوْفُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ښ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضِ الْقَوْلَ ۚ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لَوْلَآ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 115، دار احیاء التراث العربی بیروت

اَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِيْنَ ۝ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْٓا اَنَحْنُ صَدَدْنٰكُمْ عَنِ الْهُدٰى بَعْدَ اِذْ جَآءَكُمْ بَلْ كُنْتُمْ مُّجْرِمِيْنَ ۝ وَقَالَ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا بَلْ مَكْرُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ اِذْ تَاْمُرُوْنَنَآ اَنْ نَّكْفُرَ بِاللّٰهِ وَنَجْعَلَ لَهٗٓ اَنْدَادًا ۭ وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ ۭ وَجَعَلْنَا الْاَغْلٰلَ فِيْٓ اَعْنَاقِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ هَلْ يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

"کفار (اب تو) کہتے ہیں کہ ہم ہرگز ایمان نہیں لائیں گے اس قرآن پر اور نہ ان کتابوں پر جو اس سے پہلے نازل ہوئیں۔ کاش! تم (وہ منظر) دیکھو جب یہ ظالم کھڑے کیے جائیں گے اپنے رب کے روبرو اس وقت یہ ایک دوسرے پر الزام دھریں گے۔ کہیں گے وہ لوگ جو (دنیا میں) کمزور سمجھے جاتے تھے ان سے جو بڑے بنا کرتے تھے اگر تم نہ ہوتے تو ہم ضرور ایمان دار ہوتے۔ جواب دیں گے متکبر ان کمزوروں کو کیا ہم نے تمہیں روکا تھا ہدایت (قبول کرنے) سے جب (نور ہدایت) تمہارے پاس آیا تھا۔ درحقیقت تم خود مجرم تھے۔ کہیں گے وہ کمزور لوگ ان مغروروں سے (یوں نہیں) بلکہ تمہارے شب و روز کے مکر و فریب نے ہمیں ہدایت سے باز رکھا جب تم ہمیں حکم دیتے تھے کہ ہم اللہ کو ماننے سے انکار کر دیں اور (بتوں کو) ان کا ہمسر بنائیں۔ اور دل ہی دل میں پچھتائیں گے جب دیکھیں گے عذاب کو اور ہم ڈال دیں گے طوق ان لوگوں کی گردنوں میں جنہوں نے کفر کیا (خواہ وہ بڑے ہوں یا چھوٹے) کیا انہیں بدلہ دیا جائے گا بجز اس کے جو وہ کیا کرتے تھے"۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ قول عرب کے مشرکوں کا ہے جنہوں نے قرآن کا انکار کیا۔ بِالَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ سے مراد کتب اور انبیاء ہیں۔ (1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بِالَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ سے مراد تورات اور انجیل ہے۔ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا سے مراد پیروکار ہیں۔ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا سے مراد قائدین ہیں۔ بَلْ مَكْرُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ رات دن کے آگے پیچھے آنے نے تمہیں دھوکے میں مبتلا کر دیا۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے بَلْ مَكْرُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ رات اور دن میں جو کچھ ہے اس کے ساتھ تمہیں دھوکہ میں ڈال دیا۔ (2)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 116، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً

امام عبد الرزاق اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بلکہ دن اور رات کے ساتھ تمہیں دھوکہ میں ڈالا۔(1)
امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ابن زید سے روایت نقل کی ہے کہ بلکہ اس نے تمہیں دھوکہ میں ڈالا ان چیزوں کے ساتھ جو دن اور رات میں ہوتی ہیں۔اے قوم کے سردارو! یہاں تک کہ تم نے ہمیں اللہ تعالیٰ کی عبادت سے دور کر دیا۔(2)
امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جہنم میں نہ کوئی گھر ہوگا، نہ غار ہوگی، نہ طوق ہوگا، نہ بیڑی ہوگی اور نہ زنجیر ہوگی مگر جس جہنمی کی یہ چیزیں ہوں گی اس کا ان پر نام لکھا ہوگا۔ابو سلیمان دارانی نے اسے بیان کیا روئے پھر کہا اس آدمی کا کیا حال ہوگا جس پر یہ تمام چیزیں جمع کر دی جائیں گی۔بیڑیاں اس کے قدموں میں، طوق اس کے ہاتھوں میں، زنجیر اس کی گردن میں ہوگی۔پھر اسے گھر میں اور غار میں داخل کر دیا جائے گا۔

وَ مَاۤ اَرْسَلْنَا فِیْ قَرْیَةٍ مِّنْ نَّذِیْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَاۤ ۙ اِنَّا بِمَاۤ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۴﴾ وَ قَالُوْا نَحْنُ اَكْثَرُ اَمْوَالًا وَّ اَوْلَادًا ۙ وَّ مَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِیْنَ ﴿۳۵﴾ قُلْ اِنَّ رَبِّیْ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَ یَقْدِرُ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۳۶﴾

"اور نہیں بھیجا ہم نے کسی بستی میں کوئی ڈرانے والا مگر یہ کہ (برملا) کہہ دیا وہاں کے آسودہ حال لوگوں نے ہم اس (دین) کا جو دے کر تم بھیجے گئے ہو انکار کرتے ہیں۔اور کہتے (تم کون ہو ہمیں ڈرانے والے) ہمارا مال بھی (تم سے) زیادہ ہے اور اولاد بھی اور ہمیں عذاب نہیں دیا جا سکتا۔آپ فرمایئے بے شک میرا رب کشادہ کرتا ہے رزق کو جس کے لیے چاہتا ہے۔اور تنگ کر دیتا ہے (جس کے لیے چاہتا ہے) لیکن اکثر لوگ (ان حکمتوں کو) نہیں مانتے"۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے ابن زید سے روایت نقل کی ہے کہ دو آدمی آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ شریک تھے۔ان میں سے ایک ساحل کی طرف نکل گیا جبکہ دوسرا اپنے گھر میں رہا۔جب نبی کریم ﷺ مبعوث ہوئے تو ساحل کی طرف جانے والے نے اپنے ساتھی کو لکھا کہ اس نبی کا کیا بنا؟ اس کے ساتھی نے اسے لکھا کہ اس نبی کی اتباع قریش میں سے کسی نے نہیں کی مگر لوگوں میں سے جو بے بس اور مسکین لوگ تھے۔انہوں نے اس کی پیروی کی ہے۔اس نے تجارت چھوڑی اور اپنے ساتھی کے پاس آیا۔اس سے کہا میری اس کی طرف راہنمائی کرو۔وہ خود کتابیں پڑھتا تھا۔وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔پوچھا کس کی طرف آپ دعوت دیتے ہیں؟ فرمایا فلاں فلاں چیز کی طرف۔اس نے کہا اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔پوچھا تجھے اس کا کیسے پتہ چلا؟ اس نے کہا

1۔تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 65 (2424)، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 117

کوئی نبی مبعوث نہیں کیا گیا مگر اس کی اتباع کمزور اور مسکین لوگوں نے کی تو یہ آیت وَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ نازل فرمائی۔ نبی کریم ﷺ نے اس کی طرف پیغام بھیجا کہ جو بات تو نے کی تھی اللہ تعالیٰ نے اس کی تصدیق کی ہے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ۔ مُتْرَفُوْهَآ سے مراد جابر، رئیس، شرکاء اور برائی کے قائد ہیں۔ (1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے مُتْرَفُوْهَآ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اس کے جابر۔

وَمَآ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ بِالَّتِيْ تُقَرِّبُكُمْ عِنْدَنَا زُلْفٰٓى اِلَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ۡ فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوْا وَهُمْ فِي الْغُرُفٰتِ اٰمِنُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَالَّذِيْنَ يَسْعَوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ ﴿۳۸﴾

''اور (یاد رکھو) نہ تمہارے اموال اور نہ ہی تمہاری اولاد ایسی چیزیں ہیں جو تمہیں ہمارا قرب بخش دیں، مگر جو ایمان لایا اور نیک عمل کرتا رہا (اسے ہی ہمارا قرب نصیب ہوگا) پس یہی لوگ ہیں جن کے لیے دوگنا صلہ ہے ان کے عملوں کا اور وہ بالا خانوں میں امن وامان سے رہیں گے۔ اور جو لوگ کوشاں ہیں ہماری آیتوں کی تکذیب میں تاکہ ہمیں ہرادیں وہی لوگ عذاب میں ہمیشہ گرفتار رہیں گے''۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے عِنْدَنَا زُلْفٰٓى کا یہ معنی نقل کیا ہے: ہمارے نزدیک قرب کا باعث نہیں۔ (2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے آیت کی تفسیر میں قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے: لوگوں کا اندازہ مال کی زیادتی اور اولاد کی زیادتی سے نہ لگاؤ، بے شک کافر کو بھی مال دیا جاتا ہے اور بعض اوقات مومن سے یہ روک دیا جاتا ہے۔ (3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ کہتے اے اللہ! مجھے ایمان اور عمل کا رزق عطا فرما مال اور اولاد سے دور رکھ۔ میں نے تیرا ارشاد سنا ہے وَمَآ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ بِالَّتِيْ تُقَرِّبُكُمْ عِنْدَنَا زُلْفٰٓى

امام احمد، امام مسلم اور ابن ماجہ رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور اموال کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں اور اعمال کو دیکھتا ہے۔ (4)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوْا کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ ایک عمل کے بدلے میں دس نیکیاں اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک کے بدلے میں سات سو نیکیاں عطا فرماتا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 118، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً جلد 22، صفحہ 11
3۔ ایضاً 4۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 539، دار صادر بیروت

امام حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے محمد بن کعب سے یہ روایت نقل کی ہے: جب مومن غنی اور متقی ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے دو دفعہ اجر عطا فرماتا ہے۔ پھر اس آیت کی تلاوت فرمائی کہا کہ نیکی کو کئی گنا کر دیتا ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، امام ترمذی، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں ایسے بالا خانے ہیں جن کے ظاہر، اندر سے اور اندر، ظاہر سے نظر آتے ہیں۔ صحابہ نے پوچھا: یہ کن کے لیے ہیں؟ فرمایا جو اچھی گفتگو کرے، کھانا کھلائے، ہمیشہ روزے رکھے، رات کو نماز پڑھے جبکہ لوگ سوئے ہوئے ہوں۔(2)

قُلْ إِنَّ رَبِّي يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَيَقْدِرُ لَهُ ۚ وَمَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهُ ۖ وَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ ﴿٣٩﴾

"آپ فرمائیے بیشک میرا پروردگار کشادہ کر دیتا ہے رزق کو جس کے لیے چاہتا ہے اپنے بندوں سے اور تنگ کر دیتا ہے جس کے لیے چاہتا ہے۔ اور جو تم خرچ کرتے ہو تو وہ اس کی جگہ اور دے دیتا ہے اور وہ بہترین رزق دینے والا ہے"۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے اس آیت وَمَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهُ کے بارے میں پوچھا گیا: کیا یہاں خرچ کرنے سے مراد اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا ہے فرمایا نہیں بلکہ آدمی کا اپنی ذات اور گھر والوں پر خرچ کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کا بدل عطا فرماتا ہے۔

سعید بن منصور، امام بخاری نے الادب المفرد میں، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ یہاں خرچ کرنے سے مراد یہ ہے کہ جو آدمی فضول خرچی اور بخل کے بغیر خرچ کرتا ہے۔(3)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو تم اپنے گھر والوں پر اسراف اور بخل کے بغیر خرچ کرتے ہو وہ بھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا ہے۔(4)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اس انفاق سے مراد اسراف اور بخل کے بغیر خرچ کرنا ہے۔(5)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب تم میں سے کسی کے پاس کوئی چیز ہو تو وہ میانہ روی اختیار کرے۔ اس آیت میں تاویل نہ کرے کیونکہ رزق تقسیم کیا جا چکا ہے۔ وہ کہتے ہیں ممکن ہے اس کا رزق تھوڑا ہو جبکہ وہ اس پر خوشحال کا رزق خرچ کر رہا ہو۔

1۔ نوادر الاصول، صفحہ 52، دار رضا
2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الجنۃ، جلد 7، صفحہ 30 (33972)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
3۔ شعب الایمان، باب الاقتصاد فی النفقۃ، جلد 5، صفحہ 251 (6549)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ ایضاً (6554)
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 121، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: جو بدل ہوتا ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے۔ بعض اوقات انسان اپنا تمام مال خیر کے راستہ میں خرچ کر دیتا ہے، اسے اس مال کا بدل نہیں ملتا یہاں تک کہ وہ مرجاتا ہے۔ اس کی مثل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے وَ مَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا (ہود: 6) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اللہ تعالیٰ جانور کو جو رزق دیتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہوتا ہے۔ بعض اوقات اسے رزق عطا نہیں فرماتا یہاں تک کہ اسے موت آجاتی ہے۔

امام بیہقی شعب الایمان میں حضرت جابر بن عبد اللہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں: جو بھی مال خرچ کرتا ہے تو اس کا بدل عطا کرنا اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔ مگر وہ مال جو عمارت بنانے اور نافرمانی میں خرچ کیا جائے۔ (1)

امام ابن عدی نے کامل میں اور بیہقی رحمہما اللہ نے ایک اور سند سے حضرت محمد بن منکدر سے وہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر نیکی صدقہ ہے، انسان اپنی ذات اور گھر والوں پر خرچ کرتا ہے، اس کے بدلے میں اس کے حق میں صدقہ لکھ لیا جاتا ہے۔ جس مال کو خرچ کر کے وہ اپنی عزت بچاتا ہے اس کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ اس کے حق میں صدقہ لکھ لیتا ہے۔ یہ نفقہ جسے مومن خرچ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ پر اس کا بدل لازم ہے مگر وہ نفقہ جو معصیت میں کیا جائے یا عمارت بنانے پر صرف کیا جائے۔ ابن منکدر سے پوچھا گیا: یہ جو فرمایا گیا کہ انسان نے جس کے بدلہ میں اپنی عزت بچائی اس کے بدلہ میں اس کے لیے صدقہ لکھ لیا جاتا ہے؟ کہا جو وہ شاعر اور متقی صاحب زبان کو عطا کرے۔ (2)

امام ابو یعلی، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خبردار! تمہارے اس زمانے کے بعد کاٹنے والا زمانہ آئے گا۔ خوشحال کو اس کے ہاتھ میں جو کچھ ہوگا انفاق کا ڈر کاٹے گا جبکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وَمَاۤ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَهُوَ یُخْلِفُهٗ۔ (3)

امام بخاری اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے انسان! تو خرچ کر تجھ پر بھی خرچ کیا جائے گا۔ (4)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ہر دن میں نحوست ہوتی ہے، اس دن کی نحوست کو صدقہ سے دور کرو۔ پھر فرمایا بدل کے مواقع پڑھا کرو کیونکہ میں نے اللہ تعالیٰ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: وَمَاۤ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَهُوَ یُخْلِفُهٗ جب تم خرچ نہیں کرو گے تو کیسے اس کا بدل ملے گا۔

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نوادر الاصول میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت نقل کرتے

1۔ شعب الایمان، باب فی ذم النسیان، جلد 7، صفحہ 392 (10712)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، فصل فی الاعتذار، جلد 3، صفحہ 264 (3496) 3۔ مسند ابو یعلی، بحوالہ تفسیر ابن کثیر، جلد 6، صفحہ 2896، دار ابن حزم
4۔ صحیح بخاری، باب النفقات، جلد 5، صفحہ 5037، دار ابن کثیر دمشق

ہیں کہ آسمان سے مدد مشقت کے حساب سے ہی نازل ہوتی ہے۔(1)

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں آیا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے میرے پیچھے سے میرے عمامہ کی جانب کو پکڑ لیا۔ پھر فرمایا اے زبیر! میں تیری طرف خاص طور پر اور لوگوں کی طرف عام طور پر اللہ کا پیغام لانے والا ہوں، کیا تم جانتے ہو کہ تمہارا رب کیا کہتا ہے؟ میں نے عرض کی: اللہ اور اس کا رسول زیادہ بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا جب تیرا رب اپنے عرش پر متمکن ہوا تو اس نے اپنی مخلوق کو دیکھا، فرمایا: میرے بندو! تم میری مخلوق ہو اور میں تمہارا رب ہوں، تمہارے رزق میرے ہاتھ میں ہیں، میں نے تمہیں جن چیزوں کا مکلف بنایا ہے اس میں نہ تھکتے رہو۔ مجھ سے اپنے رزق طلب کرو۔ کیا تم جانتے ہو کہ تمہارا رب کیا ارشاد فرماتا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو مال خرچ کر میں تجھ پر خرچ کروں گا، وسعت پیدا کر، میں تم پر وسعت پیدا کروں گا، تنگی نہ کر ورنہ میں تجھ پر تنگی کر دوں گا۔ اصرار نہ کر ورنہ میں تجھ سے اصرار کروں گا۔ غمگین نہ ہو ورنہ تجھ پر غم لازم کر دوں گا۔ رزق کا دروازہ سات آسمانوں کے اوپر سے کھلا ہوا ہے۔ عرش کے ساتھ اس کا تعلق ہے۔ وہ دن کو بند کیا جاتا ہے اور نہ رات کو۔ اللہ تعالیٰ اس دروازے سے ہر انسان پر رزق اس کی نیت، عطیہ، صدقہ اور نفقہ کے حساب سے نازل فرماتا ہے۔ جو آدمی اس میں اضافہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے اس میں اضافہ کر دیتا ہے اور جو آدمی اس میں کمی کرتا ہے اللہ اس کے لیے کمی کر دیتا ہے۔ جو روک لیتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر رزق کو روک لیتا ہے۔ اے زبیر! خود بھی کھاؤ لوگوں کو بھی کھلاؤ۔ مشکیزے کا منہ بند نہ کرو ورنہ تجھ پر اس کا دروازہ بند کر دیا جائے گا۔ تو شمار نہ کر ورنہ تجھ پر بھی گنتی کی جائے گی۔ بخل نہ کر ورنہ تجھ پر بخل کیا جائے گا۔ مقروض پر سختی نہ کر ورنہ تجھ پر سختی کی جائے گی۔ اے زبیر! اللہ تعالیٰ مال خرچ کرنے کو پسند کرتا ہے اور جو شک کرتا ہے وہ جنت میں داخل نہیں ہوتا۔ اے زبیر! اللہ تعالیٰ سخاوت کو پسند فرماتا ہے اگرچہ کھجور کے ایک ٹکڑے کی ہو، شجاعت کو پسند فرماتا ہے اگرچہ اس کا اظہار بچھو یا سانپ کو مارنے کی صورت میں ہو۔ اے زبیر! بڑی مصیبت پر صبر اللہ تعالیٰ کو پسند ہے اور شہوات کے غلبہ کے وقت کامل یقین اللہ تعالیٰ کو پسند ہے، شبہات کے نزول کے وقت کامل عقل اللہ تعالیٰ کو پسند ہے، حرام اور خبیث چیزوں کے وقت سچا تقوی پسند ہے۔ اے زبیر! بھائیوں کی تعظیم کرو، نیک لوگوں کی تکریم کرو، اخیار کی توقیر کرو۔ پڑوسیوں کے ساتھ صلہ رحمی کرو۔ فاجروں کے ساتھ نہ چلو۔ جس نے ایسا کیا وہ حساب و عذاب کے بغیر جنت میں داخل ہوگا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا مجھے تاکید حکم تھا اور میں تجھے وصیت کرتا ہوں۔

وَ يَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ يَقُوْلُ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اَهٰٓؤُلَآءِ اِيَّاكُمْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ۝ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ اَنْتَ وَلِيُّنَا مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ بَلْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ ۚ اَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُّؤْمِنُوْنَ ۝ فَالْيَوْمَ لَا يَمْلِكُ بَعْضُكُمْ

1۔ نوادر الاصول، صفحہ 113، دار صادر بیروت

لِبَعْضٍ نَّفْعًا وَّلَا ضَرًّا ؕ وَ نَقُوْلُ لِلَّذِیْنَ ظَلَمُوْا ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّتِیْ كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ۝ وَ اِذَا تُتْلٰى عَلَیْهِمْ اٰیٰتُنَا بَیِّنٰتٍ قَالُوْا مَا هٰذَاۤ اِلَّا رَجُلٌ یُّرِیْدُ اَنْ یَّصُدَّكُمْ عَمَّا كَانَ یَعْبُدُ اٰبَآؤُكُمْ ۚ وَ قَالُوْا مَا هٰذَاۤ اِلَّاۤ اِفْكٌ مُّفْتَرًى ؕ وَ قَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ۙ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ ۝ وَ مَاۤ اٰتَیْنٰهُمْ مِّنْ كُتُبٍ یَّدْرُسُوْنَهَا وَ مَاۤ اَرْسَلْنَاۤ اِلَیْهِمْ قَبْلَكَ مِنْ نَّذِیْرٍ ؕ ۝ وَ كَذَّبَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۙ وَ مَا بَلَغُوْا مِعْشَارَ مَاۤ اٰتَیْنٰهُمْ فَكَذَّبُوْا رُسُلِیْ ۫ فَكَیْفَ كَانَ نَكِیْرِ ۝

''اور جس روز وہ ان سب کو جمع کرے گا پھر فرشتوں سے پوچھے گا کیا یہ لوگ تمہاری پوجا کیا کرتے تھے۔ فرشتے عرض کریں گے تو پاک ہے ہر شرک سے، ہمارا مالک تو ہے ہمارا ان سے کیا واسطہ۔ بلکہ یہ تو جنوں کی عبادت کیا کرتے تھے۔ ان میں سے اکثر ان پر ایمان رکھتے تھے۔ پس آج تم میں سے کوئی ایک دوسرے کو نہ نفع پہنچانے کی قدرت رکھتا ہے اور نہ نقصان کی۔ اور ہم کہیں گے جنہوں نے ظلم کیا تھا کہ چکھو آتش (جہنم) کا عذاب جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے۔ اور جب پڑھ کر سنائی جاتی ہیں انہیں ہماری آیتیں درآنحالیکہ وہ بالکل واضح ہیں کہتے ہیں نہیں ہے یہ مگر ایسا شخص جس نے ارادہ کرلیا ہے کہ روک دے تمہیں ان (معبودوں) سے جن کی تمہارے باپ دادا پوجا کیا کرتے تھے۔ نیز کہتے ہیں نہیں ہے یہ قرآن مگر جھوٹ گھڑا ہوا۔ اور کفار کہتے ہیں حق کے بارے میں جب وہ ان کے پاس آیا کہ نہیں ہے یہ مگر جادو کھلا کھلا۔ اور نہ ہی ہم نے انہیں کوئی کتابیں دیں جن کا یہ مطالعہ کرتے ہوں اور نہ ہی ہم نے بھیجا ان کی طرف آپ سے پہلے کوئی ڈرانے والا۔ اور (انبیاء کی) تکذیب کی جو ان سے پہلے گزرے اور یہ (کفار مکہ) نہیں پہنچے دسویں حصہ کو بھی جو (قوت، دبدبہ) ہم نے ان کو دیا تھا۔ پس جب انہوں نے جھٹلایا میرے رسولوں کو تو کتنا ہولناک تھا میرا عذاب''۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے ثُمَّ یَقُوْلُ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اَهٰۤؤُلَآءِ اِیَّاكُمْ كَانُوْا یَعْبُدُوْنَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ یہ استفہام ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو فرمایا ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ (المائدہ:116)(1)

امام ابن منذر نے حضرت مجاہد سے بَلْ كَانُوْا یَعْبُدُوْنَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وہ شیطانوں کی عبادت کرتے تھے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے وَمَاۤ اٰتَیْنٰهُمْ مِّنْ كُتُبٍ یَّدْرُسُوْنَهَا کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ ان

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 121، دار احیاء التراث العربی بیروت

کے پاس کوئی کتاب نہیں تھی کہ جسے وہ پڑھتے ہوں کہ وہ یہ جان لیں کہ جو پیغام حق آپ لائے ہیں وہ حق ہے یا باطل ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یَدۡرُسُوۡنَهَا کا معنی ہے وہ اسے پڑھتے ہیں۔ آیت وَمَاۤ اَرۡسَلۡنَاۤ اِلَیۡهِمۡ قَبۡلَكَ مِنۡ نَّذِیۡرٍ یہ اس آیت وَاِنۡ مِّنۡ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِیۡهَا نَذِیۡرٌ (فاطر) کے مناقض نہیں بلکہ بات یہ ہے جب بھی کوئی نبی اس دنیا سے چلا جاتا تو بعد والے لوگ اسی کے احکامات کی پیروی کرتے رہتے یہاں تک کہ دوسرا نبی آجاتا۔(1)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَمَا بَلَغُوۡا مِعۡشَارَ مَاۤ اٰتَیۡنٰهُمۡ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ دنیا میں وہ اس قدرت تک نہ پہنچے جو ہم نے ان کو عطا کی۔(2)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے اَلَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ کی یہ تفسیر نقل کی ہے: پہلے زمانے وَمَا بَلَغُوۡا یعنی جنہوں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کیا وہ اس قوت، عزت، دنیا اور اموال تک نہ پہنچے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے وَكَذَّبَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ کا یہ معنی نقل کیا ہے: ان لوگوں سے پہلے لوگوں نے بھی جھٹلایا۔ اللہ تعالیٰ انہیں آگاہ فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس قوم کو جو قوت اور دوسری شانیں دی تھیں وہ تمہیں عطا نہیں کی گئیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ہلاک کر دیا جبکہ وہ زیادہ طاقتور اور شان و شوکت والے تھے۔

قُلۡ اِنَّمَاۤ اَعِظُكُمۡ بِوَاحِدَةٍ ۚ اَنۡ تَقُوۡمُوۡا لِلّٰهِ مَثۡنٰی وَ فُرَادٰی ثُمَّ تَتَفَكَّرُوۡا ۟ مَا بِصَاحِبِكُمۡ مِّنۡ جِنَّةٍ ؕ اِنۡ هُوَ اِلَّا نَذِیۡرٌ لَّكُمۡ بَیۡنَ یَدَیۡ عَذَابٍ شَدِیۡدٍ ﴿۴۶﴾

"(اے حبیب!) آپ (انہیں) فرمائیے میں تمہیں صرف ایک نصیحت کرتا ہوں (یہ تو مان لو) تم اللہ کے لیے کھڑے ہو جاؤ دو دو یا اکیلے اکیلے پھر خوب سوچو (تمہیں ماننا پڑے گا) تمہارے اس رفیق میں جنوں کا شائبہ تک نہیں ہے نہیں ہے وہ مگر بروقت خبردار کرنے والا تمہیں سخت عذاب کے آنے سے پہلے۔"

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے قُلۡ اِنَّمَاۤ اَعِظُكُمۡ بِوَاحِدَةٍ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ میں تمہیں صرف اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی نصیحت کرتا ہوں۔ مَثۡنٰی وَفُرَادٰی یعنی دو دو ایک ایک۔(3)

امام فریابی اور عبد بن حمید نے حضرت مجاہد سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ میں تمہیں لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی نصیحت کرتا ہوں۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ میں لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی گواہی کی نصیحت کرتا ہوں۔ اَنۡ تَقُوۡمُوۡا لِلّٰهِ کا معنی یہاں پاؤں پر کھڑا ہونا نہیں جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے كُوۡنُوۡا قَوّٰمِیۡنَ بِالۡقِسۡطِ (النساء:135)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 123,154، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 123

3۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 124

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت محمد بن کعب قرظی سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کی ہے: ایک آدمی دوسرے آدمی کے ساتھ یا اکیلے کھڑا ہو، پھر وہ سوچ و بچار کرے کہ کیا اس ذات میں کوئی جنون ہے تو وہ کہے گا اس میں کوئی جنون نہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو امامہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کہا کرتے تھے: مجھے تین ایسی چیزیں عطا کی گئی ہیں جیسی مجھ سے قبل کسی نبی کو عطا نہیں کی گئیں، اس میں فخر نہیں کر رہا۔ میرے لیے غنیمتیں حلال کی گئی ہیں جبکہ جو انبیاء مجھ سے پہلے تھے ان کے لیے غنیمتیں حلال نہیں کی گئیں، وہ اپنی غنیمتیں جمع کرتے اور انہیں جلا دیتے۔ مجھے ہر احمر و اسود کی طرف مبعوث کیا گیا ہے جبکہ ہر نبی کو اس کی قوم کی طرف مبعوث کیا گیا تھا۔ میرے لیے زمین مسجد اور طہارت عطا کرنے والی بنا دی گئی، میں اس مٹی سے تیمم کرتا ہوں اور اس میں نماز پڑھتا ہوں جہاں بھی نماز کا وقت ہو جاتا ہے اور مجھے ایک ماہ کی مسافت سے رعب کے ساتھ مدد کی گئی ہے۔

قُلْ مَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ ۭ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿۴۷﴾ قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَقْذِفُ بِالْحَقِّ ۚ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۴۸﴾ قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيْدُ ﴿۴۹﴾ قُلْ اِنْ ضَلَلْتُ فَاِنَّمَآ اَضِلُّ عَلٰى نَفْسِيْ ۚ وَاِنِ اهْتَدَيْتُ فَبِمَا يُوْحِيْٓ اِلَيَّ رَبِّيْ ۭ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ قَرِيْبٌ ﴿۵۰﴾

"فرمائیے (لوگو!) جو معاوضہ میں نے تم سے مانگا ہے وہ تم اپنے پاس رکھو۔ میری (دلسوزیوں) کا اجر تو (میرے) اللہ کے ذمہ ہے اور وہ ہر چیز پر گواہ ہے۔ فرمائیے بیشک میرا رب (باطل پر) حق سے ضرب لگاتا ہے، وہ سب غیبوں کو جاننے والا ہے۔ (اے محبوب!) اعلان کر دیجئے حق آ گیا اور باطل کی قوت کا خاتمہ ہو گیا۔ فرمائیے (تمہارے گمان کے مطابق) اگر میں بہک گیا ہوں تو اس کا وبال میری جان پر ہوگا اور اگر میں ہدایت پر ہوں تو (محض) اس وحی کے باعث جو میرا رب میری طرف بھیجتا ہے۔ بیشک وہ سب کچھ سننے والا بالکل نزدیک ہے"۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اجر سے مراد انعام ہے۔ یعنی میں تم سے اسلام پر کوئی انعام نہیں مانگتا ہے۔ شیطان نہ تو ابتدا میں پیدا کرتا ہے اور نہ ہی جب انسان ہلاک ہوتا ہے تو اسے دوبارہ لوٹاتا ہے۔ (1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے يَقْذِفُ بِالْحَقِّ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ وحی نازل فرماتا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 26-125، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حق سے مراد قرآن ہے۔ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيدُ یعنی شیطان نہ کسی چیز کو پیدا کرتا ہے اور نہ ہی اسے دوبارہ اٹھاتا ہے۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عمر بن سعد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ فَإِنَّمَآ أَضِلُّ عَلَىٰ نَفْسِي کا معنی ہے مجھے میری خیانت پر پکڑا جائے گا۔

وَلَوْ تَرَىٰٓ إِذْ فَزِعُوا۟ فَلَا فَوْتَ وَأُخِذُوا۟ مِن مَّكَانٍ قَرِيبٍ ﴿٥١﴾

"کاش! تم دیکھو جب یہ گھبرائے ہوں گے، بچ نکلنے کی کوئی صورت نہ ہوگی اور قریب ہی سے پکڑ لیے جائیں گے"۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَلَوْ تَرَىٰٓ إِذْ فَزِعُوا۟ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ جب انہوں نے دنیا میں موت کے وقت فرشتوں کو دیکھا اور اللہ تعالیٰ کی پکڑ کو دیکھا تو گھبرا گئے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد وَأَنَّىٰ لَهُمُ ٱلتَّنَاوُشُ مِن مَّكَانٍۭ بَعِيدٍ ﴿٥٢﴾ (سبا) کہا اب ان کے ایمان لانے کی کوئی راہ نہیں جس طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔(فلما راؤا باسنا قالوا آمنا بالله وحده وقد كفروا به من قبل) (غافر:84) یعنی انہیں ایمان لانے کی طرف دعوت دی جاتی ہے جبکہ وہ خوشحال تھے تو وہ ایمان نہ لائے وَيَقْذِفُونَ بِٱلْغَيْبِ یعنی وہ ظن و تخمین کی باتیں کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کوئی جنت، جہنم اور دوبارہ اٹھنا نہیں وَحِيلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُونَ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی خواہش کی کہ کاش وہ عمل کرتے تو ان کے اور اس خواہش کے درمیان رکاوٹ پیدا ہوگئی۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ کاش! آپ انہیں اس وقت دیکھتے جب وہ قیامت کے دن خوفزدہ ہوں گے۔ فَلَا فَوْتَ وہ اپنے رب کی گرفت سے باہر نہیں جا سکیں گے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ معنی ہے کاش! آپ انہیں اس وقت دیکھتے جب وہ چیخ سے خوفزدہ ہوتے۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب غزوۂ بدر ہوا ان کی گردنیں اڑائی گئیں۔ تو انہوں نے عذاب کو دیکھ لیا۔ تو وہ نہ عذاب سے بھاگ سکے اور نہ توبہ کی طرف لوٹ سکے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ غزوۂ بدر کے بارے میں ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: اس سے مراد غزوۂ بدر میں قتل ہونے والے مشرک ہیں۔ انہیں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔(4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 126، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 67-66، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 128
4۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 127

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد سفیانی کا لشکر ہے۔ پوچھا کہاں سے اسے پکڑا گیا؟ فرمایا قدموں کے نیچے سے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عطیہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد ایسی قوم ہے جنہیں زمین میں دھنسا دیا گیا۔ انہیں قدموں کے نیچے سے پکڑا گیا تھا۔

ابن مردویہ نے حضرت حذیفہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کچھ لوگ مدینہ طیبہ کی طرف آئیں گے یہاں تک کہ جب وہ بیداء کے مقام پر ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ جبرئیل امین کو ان کی طرف بھیجے گا۔ حضرت جبرئیل امین انہیں پاؤں کی ایک ضرب لگائیں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں زمین میں دھنسا دے گا۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی مطلب ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد وہ لشکر ہے جنہیں بیداء کے مقام پر زمین میں دھنسایا جائے گا۔ ان میں سے ایک آدمی باقی بچے گا جو دوسرے لوگوں کو بتائے گا کہ اس کے ساتھیوں کے ساتھ کیا ہوا۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید نے حضرت ابو معقل رحمہ اللہ سے یہ قول نقل ہے کہ انہیں پکڑا گیا اور چھوڑا نہ گیا۔ (2)

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت نفیرہ رحمہ اللہ سے جو قعقاع بن ابی حدرہ کی بیوی تھی، سے روایت نقل کی ہے: وہ کہتی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جب تم یہ سنو کہ ایک لشکر زمین میں دھنسا دیا گیا تو قیامت قریب آ گئی۔

امام احمد، امام مسلم اور امام حاکم حضرت حفصہ ام المومنین رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: اس گھر کا ایک لشکر قصد کرے گا۔ وہ اس پر حملہ آور ہوں گے یہاں تک کہ جب وہ بیداء کے مقام پر ہوں گے تو ان کا درمیانی حصہ زمین میں دھنس جائے گا۔ تو پہلے حصہ والے آخری حصہ والوں کو بلائیں گے۔ پھر ان سب کو ایک ہی بار زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ ان سے کوئی بھی نہیں بچے گا مگر الگ تھلگ رہنے والا جو ان کے بارے میں خبر دے گا۔ (3)

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: مشرق کی جانب سے ایک لشکر آئے گا۔ وہ مکہ کے ایک آدمی کا قصد کر رہے ہوں گے، یہاں تک کہ جب وہ بیداء کے مقام پر ہوں گے تو انہیں زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ جو ان کے آگے ہو گا وہ لوٹے گا تا کہ دیکھے کہ قوم کا کیا بنا۔ تو انہیں بھی وہ مصیبت آ جائے گی جو انہیں پہنچی۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! جو مجبوراً اس لشکر میں شامل ہوا اس کا کیا حال ہو گا؟ فرمایا سب کو یہ مصیبت پہنچے گی۔ پھر اللہ تعالیٰ ہر کسی کو اس کی نیت کے مطابق اٹھائے گا۔

امام ابن ابی شیبہ اور امام احمد نے حضرت صفیہ ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لوگ اس گھر کے غزوہ سے نہیں رکیں گے یہاں تک کہ ان پر ایک لشکر حملہ آور ہو گا۔ جب وہ بیداء کے مقام پر ہوں گے تو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 127 2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ذکر النار، جلد 7، صفحہ 55 (34173)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ مستدرک حاکم، کتاب الفتن، جلد 4، صفحہ 476 (8322)، دار الکتب العلمیہ بیروت

ان کا پہلا اور آخری زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ ان کا درمیانی بھی نجات نہیں پائے گا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! جسے مجبوراً اس میں شامل کیا گیا اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟ فرمایا اللہ تعالیٰ انہیں اسی طرح اٹھائے گا جو ان کے دلوں میں تھا۔

امام ابن ابی شیبہ اور امام حاکم رحمہما اللہ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: ایک پناہ لینے والا حرم میں پناہ لے گا۔ تو اس کی طرف ایک لشکر بھیجا جائے گا۔ جب وہ بیداء کے مقام پر ہوں گے تو ان سب کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم اس آدمی کا کیا حال ہوگا جسے مجبوراً لشکر میں شامل کیا گیا تھا؟ فرمایا اسے بھی ان کے ساتھ زمین میں دھنسا دیا جائے گا لیکن قیامت کے روز اسے اس کی نیت پر اٹھایا جائے گا۔(1)

امام ابن ابی شیبہ اور طبرانی نے حضرت ام سلمہ سے روایت نقل کی ہے: میری امت کا ایک آدمی رکن اور مقام ابراہیم کے درمیان لوگوں سے بیعت لے گا جن کی تعداد بدریوں جتنی ہوگی۔ اس کے پاس عراق کی جماعتیں اور شام کے ابدال آئیں گے اور شام کی طرف سے ایک لشکر بھی ان کی طرف آئے گا۔ یہاں تک کہ جب وہ (بیداء کے مقام پر) ہونگے تو ان سب کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ پھر اس کی طرف قریش کا ایک آدمی جائے گا جس کے ننہال بنو کلب سے ہونگے۔ تو اللہ تعالیٰ انھیں شکست دے دے گا۔ یہ بات کہی جاتی تھی اس روز وہ آدمی خائب و خاسر ہوگا جو کلب کی غنیمت سے محروم رہا۔(2)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ آدمی محروم ہے جو بنو کلب کی غنیمت سے محروم رہا۔ اگر اس کا حصہ ایک رسی ہی کیوں نہ ہو۔ قسم ہے مجھے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! ان کی عورتیں دمشق کی سیڑھیوں پر بیچی جائیں گی یہاں تک کہ ایک عورت کو اس لیے واپس کر دیا جائے گا کہ اس کی ہڈی ٹوٹی ہوئی ہوگی۔(3)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے، وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں: بیت اللہ شریف پر حملہ کرنے سے لشکر نہیں رکیں گے یہاں تک کہ ان میں سے ایک لشکر کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔(4)

امام حاکم رحمہ اللہ حضرت عمرو بن شعیب سے وہ اپنے باپ سے وہ دادا سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ذی قعدہ میں قبائل باہم جنگ کریں گے۔ اس سال حاجیوں کو لوٹا دیا جائے گا۔ منیٰ میں جنگ کا میدان ہوگا یہاں تک کہ حاجیوں کا امام بھاگ جائے گا۔ رکن اور مقام ابراہیم کے درمیان ایک آدمی کی بیعت کی جائے گی جبکہ وہ ناپسند کر رہا ہوگا۔ اس کی بیعت بدری صحابہ کی تعداد کرے گی۔ جس سے آسمان اور زمین کے رہنے والے راضی ہوں گے۔(5)

1۔ مستدرک حاکم، کتاب الفتن، جلد 4، صفحہ 475 (8321)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ مجمع الزوائد، کتاب الفتن، جلد 7، صفحہ 612 (12397)، دار الفکر بیروت　　3۔ مستدرک حاکم، کتاب الفتن، جلد 4، صفحہ 478 (8329)
4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 476 (8323)　　5۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 549 (8537)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ امام حاکم رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک آدمی دمشق کے زیریں علاقے سے نکلے گا جس کو سفیانی کہا جائے گا۔ اس کی زیادہ تر بیعت کرنے والے بنوکلب ہوں گے۔ وہ قتل کرے گا یہاں تک کہ عورتوں کے پیٹ چاک کرے گا۔ وہ بچوں کو بھی قتل کرے گا۔ ان کے لیے بنوقیس لشکر جمع کریں گے تو وہ لشکر بنوقیس کو بھی قتل کردے گا۔ یہاں تک کہ کوئی جگہ محفوظ نہ رہے گی۔

میرے خاندان کا ایک آدمی نکلے گا جو سفیانی تک پہنچے گا۔ وہ اپنے لشکروں میں سے ایک لشکر اس کی طرف بھیجے گا۔ وہ انہیں شکست دے گا۔ سفیانی اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس کی طرف چلے گا۔ یہاں تک کہ جب بیداء کے مقام پر پہنچے گا تو انہیں زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ ان میں سے مخبر کے سوا کوئی بھی نہیں بچے گا۔ (1)

حاکم نے حضرت ابن مسعود سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں تمہیں سات فتنوں سے ڈراتا ہوں۔ ایک فتنہ مدینہ کی طرف سے، ایک فتنہ مکہ مکرمہ کی طرف سے، ایک فتنہ یمن کی طرف سے، ایک فتنہ شام کی طرف، ایک فتنہ مشرق کی طرف سے اور ایک فتنہ مغرب کی طرف سے آئے گا۔ شام کے بطن سے اٹھنے والا فتنہ ہی سفیانی کا فتنہ ہے۔ حضرت ابن مسعود نے کہا تم میں سے کوئی ایسا ہوگا جو پہلے فتنے کو پائے گا اور اس امت میں ایسا فرد ہوگا جو آخری فتنہ پائے گا۔ ولید بن عیاش (2) نے کہا مدینہ کا فتنہ تو حضرت طلحہ اور حضرت زبیر کی وجہ سے پیدا ہوا اور مکہ مکرمہ کا فتنہ حضرت عبداللہ بن زبیر کی وجہ سے ہوا، شام کا فتنہ بنوامیہ کی وجہ سے ہوا اور مشرق کا فتنہ ان کی طرف سے ہوگا۔ (3)

وَّقَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖ ۚ وَاَنّٰى لَهُمُ التَّنَاوُشُ مِنْ مَّكَانٍۭ بَعِيْدٍ ﴿52﴾ وَّقَدْ كَفَرُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ ۚ وَيَقْذِفُوْنَ بِالْغَيْبِ مِنْ مَّكَانٍۭ بَعِيْدٍ ﴿53﴾

"اس وقت کہیں گے ہم ایمان لے آئے ان پر لیکن اب کیونکر وہ پاسکتے ہیں ایمان کو اتنی دور جگہ سے۔ حالانکہ وہ کفر کرتے رہے ان سے اس سے پہلے اور دور سے بن دیکھے یاوہ گوئیاں کرتے رہے"۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اٰمَنَّا بِهٖ میں ہ ضمیر سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ اور التَّنَاوُشُ کا معنی پکڑنا ہے۔ مَّكَانٍۭ بَعِيْدٍ یعنی دنیا اور آخرت کے درمیان۔ وَّقَدْ كَفَرُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ انہوں نے دنیا میں اللہ تعالیٰ کا انکار کیا۔ وَيَقْذِفُوْنَ بِالْغَيْبِ یعنی دنیا میں وہ یہ کہتے وہ جادوگر ہے بلکہ وہ کاہن ہے بلکہ وہ شاعر ہے بلکہ وہ جھوٹا ہے۔ (4)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے التَّنَاوُشُ کا معنی رد کرنا لوٹانا نقل

1۔ مستدرک حاکم، کتاب الفتن، جلد 4، صفحہ 565 (8586)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ یہ ایک رائے کا اظہار تو ہے مگر سابقہ روایات اس سے متضاد ہیں۔ کیونکہ اس میں سفیانی کا ذکر ہے جس کا لشکر زمین میں دھنسایا جائے گا۔ (مترجم)

3۔ مستدرک حاکم، کتاب الفتن، جلد 4، صفحہ 515 (8447) 4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 129,33، دار احیاء التراث العربی بیروت

کیا ہے مَّكَانٍۭ بَعِيۡدٍ آخرت سے دنیا تک۔(1)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ وَاَنّٰى لَهُمُ التَّنَاوُشُ کا معنی ہے ان کا لوٹانا کیسے ممکن ہے۔ مِنۡ مَّكَانٍۭ بَعِيۡدٍ وہ لوٹانے کا سوال کرتے ہیں جبکہ اس وقت لوٹانا کیسے ممکن ہے۔(2)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت تیمی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا۔ پوچھا التَّنَاوُشُ کیا ہے؟ فرمایا کسی چیز کو پکڑنا جبکہ یہ اس کا وقت نہ ہو۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس کا معنی تو بہ نقل کیا ہے۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے بھی اسی کی مثل روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے التَّنَاوُشُ کو الف ممدودہ اور ہمزہ کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وَيَقۡذِفُوۡنَ بِالۡغَيۡبِ کا معنی ہے: وہ گمان کرتے ہیں وہ دنیا میں آخرت کو جھٹلاتے تھے اور کہتے تھے، نہ دوبارہ اٹھانا ہے نہ جنت ہے اور نہ دوزخ۔(4)

وَحِيۡلَ بَيۡنَهُمۡ وَبَيۡنَ مَا يَشۡتَهُوۡنَ كَمَا فُعِلَ بِاَشۡيَاعِهِمۡ مِّنۡ قَبۡلُ ؕ اِنَّهُمۡ كَانُوۡا فِىۡ شَكٍّ مُّرِيۡبٍ ۝۵۴

"اور رکاوٹ کھڑی کر دی جائے گی ان کے درمیان اور ان چیزوں کے درمیان جو وہ دل سے چاہتے ہوں گے جیسے ان کے ہم منصب لوگوں کے ساتھ پہلے کیا گیا تھا۔ وہ ایسے شک میں مبتلا تھے جو دوسروں کو بھی شک میں ڈالنے والا تھا"۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے وَحِيۡلَ بَيۡنَهُمۡ وَبَيۡنَ مَا يَشۡتَهُوۡنَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ ان کے اور ایمان کے درمیان رکاوٹ پیدا ہوگئی۔(5)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ مَا يَشۡتَهُوۡنَ سے مراد مال، اولاد، شان و شوکت اور اہل و عیال ہیں۔ كَمَا فُعِلَ بِاَشۡيَاعِهِمۡ مِّنۡ قَبۡلُ یعنی جیسے ان سے پہلے کفار کے ساتھ کیا۔(6)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت سدی سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مَا يَشۡتَهُوۡنَ سے مراد تو بہ ہے۔(7)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ بنی اسرائیل کا ایک آدمی بڑا مالدار

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 32-131، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 131
3۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 67، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 133
5۔ ایضاً
6۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 35-134
7۔ شعب الایمان، جلد 5، صفحہ 439 (7199)، دار الکتب العلمیہ بیروت

تھا۔اس کا ایک نالائق بیٹا اس کا وارث بن گیا۔وہ اپنے باپ کے مال سے اللہ کی نافرمانیاں کرتا۔جب اس کے چچوں نے یہ دیکھا تو اس نوجوان کے پاس آئے، اسے لعن طعن کیا نوجوان پریشان ہوگیا۔اس نے خاموشی سے اپنی جائیداد بیچ ڈالی۔پھر وہاں سے کوچ کر گیا۔وہ ایک چشمہ کے پاس آیا جو اس کے سامنے تھا۔اپنا مال مویشی وہاں چھوڑا، ایک محل بنایا۔اس اثنا میں کہ ایک روز وہ بیٹھا ہوا تھا کہ ہوا اس کے پاس چادر میں لپیٹے۔ایک عورت لائی جسکا چہرہ بڑا خوبصورت اور جس کی خوشبو بڑی عمدہ تھی۔اس عورت نے پوچھا اے اللہ کے بندے تو کون ہے؟ اس آدمی نے جواب دیا میں بنی اسرائیل کا ایک آدمی ہوں۔ اس عورت نے پوچھا یہ مال تیرا ہے اور یہ محل بھی تیرا ہے؟ اس آدمی نے جواب دیا ہاں۔اس عورت نے پوچھا کیا تیری کوئی بیوی بھی ہے؟ اس نے کہا نہیں۔اس عورت نے کہا جب تیری بیوی کوئی نہیں تو تیری زندگی کیسے خوشگوار گزرتی ہوگی؟ اس نے کہا بات تو ایسے ہی ہے۔مرد نے پوچھا کیا تیرا کوئی خاوند ہے؟ عورت نے جواب دیا نہیں۔مرد نے پوچھا کیا تو اس بات کو پسند کرتی ہے کہ میں تجھ سے شادی کرلوں؟ عورت نے کہا میں تجھ سے ایک میل کی مسافت پر رہتی ہوں۔جب کل کا دن آئے تو ایک دن کا زادراہ لینا اور میرے پاس آجانا اگرچہ راستے میں تو کوئی خوف دیکھے۔مرد نے کہا ٹھیک ہے۔عورت نے کہا تجھ پر کوئی حرج نہیں۔وہ تجھے کوئی خوفزدہ نہیں کرے گا۔

جب اگلا دن آیا، اس نے ایک دن کا زادراہ لیا اور محل کی طرف چل دیا۔اس نے دروازہ کھٹکھٹایا تو اس کی طرف ایک نوجوان نکلا جو بہت خوبصورت چہرے والا اور عمدہ خوشبو والا تھا۔اس نے پوچھا اے اللہ کے بندے! تو کون ہے؟ تو اس نے جواب دیا میں اسرائیلی ہوں۔اس نے پوچھا تجھے کیا کام ہے؟ اس اسرائیلی نے جواب دیا اس محل کی مالکہ نے مجھے بلایا ہے۔ اس نے کہا تو نے سچ کہا کیا تو نے راستہ میں کوئی خوفناک چیز پائی ہے؟ اسرائیلی نے جواب دیا ہاں۔اگر اس عورت نے مجھے نہ بتایا ہوتا کہ گھبرانا نہ تو جو کچھ میں نے دیکھا وہ مجھے خوفزدہ کردیتا۔میں آیا یہاں تک کہ جب مجھ پر راستہ کھلا۔تو اچانک میں ایک کتیا کے پاس پہنچا جو اپنا منہ کھولے ہوئے تھی۔میں گھبرایا، میں اچھلا تو میں اس کے پیچھے تھا کہ اس کا پلا اس کے سینے پر چڑھ گیا اور اس کا گلا کاٹنے لگا۔دروازے پر کھڑے آدمی نے کہا تو اس کو نہیں پائے گا۔یہ آخر زمانہ میں ہوگا۔ایک نوجوان بوڑھوں کے پاس بیٹھے گا تو ان کی مجلس پر غالب آجائے گا اور ان کی بات کو قابو کرلے گا۔پھر میں آگے بڑھا یہاں تک کہ میرے لیے ایک راستہ کھلا وہاں سو بکریاں جمع ہیں۔ان میں سے ایک میمنہ ہے جو ان کا دودھ پی رہا ہے۔جب وہ ان کے پاس آیا تو اس نے گمان کیا کہ یہ کسی چیز کو نہیں چھوڑے گا۔اس نے منہ کھولا ہوا ہے اور زیادتی کی خواہش کرتا ہے۔دروازے پر کھڑے آدمی نے کہا تو اسے نہیں پائے گا۔یہ آخر زمانہ میں بادشاہ ہوگا جو تمام لوگوں کو جمع کرے گا۔کہا پھر میں آگے بڑھا۔ میرے لیے راستہ کھلا تو میں ایک درخت کے پاس تھا۔اس درخت کی ایک سرسبز وشاداب ٹہنی نے مجھے خوش کردیا۔تو میں نے اس آدمی کے پاس جانے کا ارادہ کیا جس کے پاس درانتی تھی جو اسے بھی کاٹ رہا تھا جس تک وہ پہنچتا تھا اور اسے بھی کاٹ رہا تھا جس تک اس کا ہاتھ نہیں پہنچتا تھا۔اس سے کہا کاش! تو صرف اس شاخ کو کاٹتا جہاں تک تیرا ہاتھ پہنچتا ہے اور جہاں تک تیرا ہاتھ نہیں پہنچتا اس کو چھوڑ دیتا اس درانتی والے نے کہا۔جا جا تو مکلف نہ بن۔اس کی خبر تم تک پہنچے گی۔اس نے اسے

کاٹ دیا مجھے ایک اور درخت نے آواز دی اے اللہ کے بندے! مجھ سے لو۔ اس نے کہا تو اس کو پکڑنے والا نہیں، یہ آخرزمانہ میں ہوگا۔ مرد کم ہو جائیں گے اور عورتیں زیادہ ہوں گی۔ ایک آدمی ایک عورت کو دعوت نکاح دے گا تو اسے دس بیس عورتیں اپنی طرف دعوت دیں گی۔

کہا پھر میں آگے بڑھا۔ یہاں تک کہ میرے لیے راستہ کھلا، کیا دیکھتا ہوں کہ میں ایک آدمی کے پاس ہوں جو ہر ایک انسان کے لیے پانی بھر رہا ہے۔ جب لوگ چلے جاتے ہیں تو وہ اپنے گھڑے میں پانی ڈالتا ہے۔ تو اس کے گھڑے میں کوئی پانی نہیں ہوتا۔ کہا تو اس کو پانے والا نہیں یہ آخرزمانہ میں ہوگا۔ قاضی لوگوں کو علم سکھائے گا۔ پھر نافرمانی کے کام کر کے ان کی مخالفت کرے گا۔

پھر میں آگے بڑھا یہاں تک کہ میرے لیے راستہ کھلا۔ اچانک میں ایک آدمی کے پاس ہوتا ہوں جو ایک کنویں پر پانی بھر رہا ہے۔ جب بھی وہ کوئی ڈول نکالتا ہے تو اسے حوض میں ڈال دیتا ہے۔ پانی پھر کنویں میں چلا جاتا ہے کہا یہ آدمی ہے جس کے اعمال صالحہ کو اللہ تعالیٰ نے رد کر دیا ہے قبول نہیں کیا۔

پھر میں آگے بڑھا یہاں تک کہ مجھ پر راستہ کھلتا ہے۔ پھر میں ایک آدمی کے پاس پہنچتا ہوں جو بیج بو رہا ہے۔ پھر اسے کاٹتا ہے تو وہ عمدہ گندم ہوتی ہے۔ اس نے کہا یہ وہ آدمی ہے اللہ تعالیٰ نے جس کے اچھے اعمال کو قبول کر لیا ہے اور انہیں بڑھا دیا ہے۔

پھر میں آگے بڑھا کہ مجھ پر راستہ کھل جاتا ہے کہ میں ایک بکری کے پاس ہوتا ہوں۔ وہاں ایک قوم ہے جنہوں نے اس بکری کے پاؤں پکڑ رکھے ہیں۔ ایک آدمی نے اس کے سینگ پکڑ رکھے ہیں۔ ایک آدمی نے اس کی دم پکڑی ہوئی ہے۔ ایک آدمی اس پر سوار ہے۔ ایک آدمی اس کا دودھ دوہ رہا ہے محل کے دروازے پر کھڑے آدمی نے کہا بکری دنیا ہے جنہوں نے اس کے پاؤں پکڑ رکھے ہیں۔ وہ اس کے بالا خانے سے گرتے ہیں جس نے اس کے سینگ پکڑ رکھے ہیں۔ وہ تنگ زندگی بسر کرتا ہے جس نے اس کی دم پکڑی ہوئی ہے۔ دنیا اسے پیچھے چھوڑ آئی ہے جو اس پر سوار ہے۔ اس نے دنیا کو چھوڑ دیا ہے جو اس کا دودھ دوہ رہا ہے اس کے لیے آفرین ہے وہ آدمی اسے لے گیا۔

پھر میں آگے بڑھا یہاں تک کہ میرے لیے راستہ کھلا تو میں ایک آدمی کے پاس پہنچا جو اپنی گدی کے بل لیٹا ہوا تھا۔ اس نے کہا اے اللہ کے بندے! میرے قریب ہو میرا ہاتھ پکڑ۔ اللہ کی قسم! جب سے اللہ تعالیٰ نے مجھے پیدا کیا ہے میں نہیں بیٹھا۔ میں نے اس کا ہاتھ پکڑا تو وہ دوڑنے لگا یہاں تک کہ میں نے اسے نہ دیکھا نوجوان نے اسے کہا یہ تیری عمر ہے جو ختم ہو چکی ہے اور کہا میں ملک الموت ہوں، میں ہی وہ عورت ہوں جو تیرے پاس آئی تھی۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے تیری روح قبض کرنے کا مجھے حکم دیا پھر میں تجھے جہنم کی طرف لے جاؤں گا۔

امام زبیر بن بکار رحمہ اللہ موفقیات میں ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں کہ پردے فاش نہ کرو۔ بنو اسرائیل میں ایک آدمی تھا۔ اس کی ایک بیوی تھی۔ جب وہ اپنے خاوند کے سامنے کھانا پیش کرتی۔

پھر اس کے سر پر کھڑی ہو جاتی پھر کہتی اللہ تعالیٰ اس عورت کا پردہ فاش کرے جو عدم موجودگی میں خاوند سے خیانت کرتی ہے۔ ایک روز اس کی طرف مچھلی بھیجی گئی پھر وہ خاوند کے سر پر کھڑی ہوئی اور کہا اللہ تعالیٰ اس عورت کا پردہ فاش کرے جو خاوند کی عدم موجودگی میں اس سے خیانت کرتی ہے۔ مچھلی نے قہقہہ لگایا اور پیالے سے نیچے آگری۔ پھر مرد نے اس سے کہا اپنی بات دہرا اس نے بات دہرائی۔ تو مچھلی نے قہقہہ لگایا اور پیالے سے نیچے آگری۔ اس نے یہ عمل تین بار کیا۔ ہر بار مچھلی قہقہہ لگاتی تھی اور پھڑکتی اور دستر خوان سے نیچے آگرتی۔

وہ آدمی بنی اسرائیل کے ایک عالم کے پاس آیا، اسے بتایا اس عالم نے کہا جا اپنے رب کا ذکر کر، کھانا کھا اور شیطان کو دور بھگا۔ ایک فتنہ پرور آدمی نے اسے کہا اس کے بیٹے کے پاس جا کیونکہ وہ اس سے بھی زیادہ عالم ہے۔ وہ آدمی گیا، اس کو سب کچھ بتایا۔ اس عالم نے کہا میرے پاس اس کو لے آ جو تیرے گھر میں ہے جس کی شرمگاہ کو تو نے نہیں دیکھا۔ وہ اس کے پاس انہیں لے آیا۔ اس نے ان کے چہروں کو دیکھا۔ پھر کہا اس حبشیہ سے پردہ ہٹاؤ تو اس نے اس سے پردہ ہٹایا۔ تو وہ نوجوان کے بازو کی طرح تھا۔ اس نے کہا اس سے اس عورت کو یہ مچھلی ملی۔ اس نوجوان کا عالم باپ مر گیا۔ اس کے پردہ فاش کرنے سے اس کا پردہ فاش ہو گیا۔ لوگوں نے اس سے ناراضگی کا اظہار کیا۔ بنو اسرائیل اس کے پاس آئے، کہا تجھ پر افسوس! تو ہم سے بڑا عالم اور امین تھا۔ جب انہوں نے اس نوجوان سے زیادہ باتیں کیں تو وہ ان کے پاس سے بھاگ گیا یہاں تک کہ بلقاء کے علاقہ میں بنی اسرائیل کے آخری بستی میں ڈیرہ جما لیا۔ اس کے پاس ایک خوبصورت عورت فتویٰ لینے آئی۔ اس عالم نے اس سے کہا کیا تیرے لیے یہ ممکن نہیں کہ تو مجھے اپنے اوپر قدرت دے اور میں تجھے ایک سو دینار دوں؟ اس عورت نے کہا کیا اس سے بہتر کی تو خواہش رکھتا ہے۔ تو میرے گھر آ اور مجھ سے شادی کر لے۔ میں ہمیشہ کے لیے تیرے لیے حلال ہو جاؤں گی۔ اس عالم نے پوچھا تیرا گھر کہاں ہے؟ اس عورت نے پتہ بتایا۔ وہ رات اس عالم پر بڑی خوشگوار گزری۔

وہ عالم گیا، اچانک وہ ایک کتیا کے پاس پہنچتا ہے جو بھونک رہی ہے۔ اس کے پیٹ میں اس کے بچے ہیں۔ اس نے کہا یہ کتنی عجیب بات ہے۔ اس کو کہا گیا آگے چلا جا۔ تو مکلف نہیں۔ ایسی خبر تجھ تک آ پہنچے گی۔ وہ چلا گیا۔ اچانک وہ ایک ایسے آدمی کے پاس پہنچتا ہے جو پتھر اٹھا رہا ہے۔ جب بھی وہ بوجھل ہوتا ہے اور پتھر اس سے گر پڑتا ہے۔ تو وہ آدمی اس پر مزید اضافہ کر لیتا ہے۔ اس عالم نے اس آدمی سے کہا عجیب بات ہے تو اس کے اٹھانے کی طاقت نہیں رکھتا مگر اس پر اضافہ کیے جا رہا ہے اس پتھر اٹھانے والے آدمی نے کہا تو چلا جا تو مکلف نہیں، اس کی خبر تجھے مل جائے گی۔ وہ آدمی چلا جاتا ہے کہ اچانک ایک آدمی کے پاس پہنچتا ہے جو ایک کنویں سے پانی بھر رہا ہے اور کنویں کے پہلو میں ایک حوض میں پانی انڈیلے جا رہا ہے۔ حوض میں ایک سوراخ ہے وہ پانی پھر کنویں میں چلا جاتا ہے۔ اس عالم نے اسے کہا اگر تو پتھر رکھ لیتا اور پانی کو روک لیتا۔ تو اس آدمی نے کہا تو چلا جا، تو اس بات کا مکلف نہیں ہے، اس کی خبر تجھے مل جائے گی۔ وہ آدمی چلا گیا کہ اچانک وہ ایک ہرنی کے پاس پہنچتا ہے۔ ایک آدمی اس پر سوار ہے، ایک آدمی اس کو دوہ رہا ہے۔ ایک آدمی اس کے سینگ پکڑے ہوئے ہے اور کچھ لوگ اس کی ٹانگیں پکڑے ہوئے ہیں۔ اس نے کہا یہ کتنی عجیب بات ہے۔ اسے کہا گیا تو چلا جا تو مکلف نہیں ہے، اس کی

خبر تجھے پہنچ جائے گی۔ وہ آدمی چلا گیا۔ اچانک وہ عالم ایک آدمی کے پاس پہنچتا ہے جو زمین میں بیج بو رہا ہے۔ وہ زمین پر نہیں گرتا کہ وہ اگ آتا ہے۔

وہ چلتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس محل تک جا پہنچتا ہے جس کا اس عورت نے اس سے وعدہ کیا تھا۔ اس کے سامنے نہر ہے۔ ایک آدمی چارپائی پر بیٹھا ہوا ہے۔ اس عالم نے اس آدمی سے پوچھا اس محل تک پہنچنے کا کیا راستہ ہے؟ میں نے اس رات بڑے عجائب دیکھے ہیں۔ اس آدمی نے پوچھا وہ کیا تھے؟ تو اس نے کتیا کا ذکر کیا۔ تو اس آدمی نے جواب دیا ایک زمانہ آئے گا جب چھوٹے بڑوں پر کمینے شرفاء پر اور بے وقوف حلیم پر جھپٹیں گے۔ اس عالم نے چارپائی پر بیٹھے آدمی کے سامنے پتھر اٹھانے والے کا ذکر کیا۔ اس آدمی نے جواب دیا لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا، ایک آدمی کے پاس امانت ہوگی، وہ اس کو ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھے گا مگر زیادہ امانتیں لے لے گا۔ اس نے پانی نکالنے والے کا ذکر کیا۔ تو اس نے جواب دیا لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا، ایک آدمی ایک عورت سے شادی کرے گا، اس کے دین، شرافت اور جمال کی وجہ سے شادی نہیں کرے گا بلکہ وہ اس عورت کے مال کا خواہش مند ہوگا جبکہ وہ عورت بچہ بھی نہ جنے گی تو اس کی ہر چیز اس میں لوٹ آئے گی۔ اس عالم نے ہرنی کا ذکر کیا تو آدمی نے بتایا وہ دنیا ہے، اس پر سوار بادشاہ ہے، دودھ دوہنے والا اچھی زندگی گزار رہا ہے۔ جو اس کے سینگ پکڑے ہوئے ہے وہ تنگ دست ہے۔ جو اس کی دم پکڑے ہوئے ہے اس کے پاس قوت لا یموت روزی ہوتی ہے۔ جو اس کے پاؤں پکڑے ہوئے ہیں وہ ذلیل لوگ ہیں۔ اس نے بیج کا ذکر کیا تو اس آدمی نے بتایا لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا پتہ ہی نہیں چلے گا کب شادی ہوئی اور کب بچہ پیدا ہوا اور کب بالغ ہوا۔ اس اسرائیلی نے اس آدمی کا ذکر کیا جو فصل کاٹ رہا تھا تو چارپائی پر بیٹھنے والے آدمی نے کہا وہ ملک الموت ہے جو چھوٹے بڑے کو کاٹتا ہے۔ میں وہی ہوں اللہ تعالیٰ نے مجھے تیری طرف بھیجا ہے تاکہ میں تیری روح انتہائی بری حالت میں قبض کروں۔

ابن ابی شیبہ نے ابراہیم سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے اس آیت کی تلاوت نہیں کی مگر اس میں شراب کی ٹھنڈک کو پایا۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے ٹھنڈا پانی پیا اور رونے لگے۔ ان سے عرض کی گئی تجھے کیا چیز رلاتی ہے؟ تو انہوں نے کہا مجھے کتاب اللہ میں سے ایک آیت یاد آئی ہے وَحِيْلَ بَيْنَهُمْ وَ بَيْنَ مَا يَشْتَهُوْنَ مجھے پتا چلا کہ جہنمی صرف ٹھنڈے پانی کی خواہش کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اس چیز کا ذکر کیا اَفِيْضُوْا عَلَيْنَا مِنَ الْمَآءِ (الاعراف:50)(1)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اِنَّهُمْ كَانُوْا فِيْ شَكٍّ مُّرِيْبٍ کی تفسیر نقل کی ہے کہ شک اور ریب سے بچو کیونکہ جو آدمی حالت شک میں فوت ہوا اسے اسی حالت میں اٹھایا جائے گا اور جسے حالت یقین پر موت آئی اسے یقین پر اٹھایا جائے گا۔ واللہ اعلم۔

تمت بالخیر۔ 25 جولائی بروز جمعۃ المبارک

1۔ شعب الایمان، باب فی تعدید نعم اللہ، جلد 4، صفحہ 149 (4614)، دار الکتب العلمیہ بیروت

آیاتہا ۴۵ سورۃ فاطر مکیۃ ۳۵ رکوعاتہا ۵

امام ابن ضریس، امام بخاری، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ فاطر مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

امام عبد الرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ ملائکہ مکی ہے۔

امام ابن سعد نے حضرت ابن ابی ملیکہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں سورۂ ملائکہ ایک رکعت میں پڑھا کرتا تھا۔(1)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ جَاعِلِ الۡمَلٰٓئِکَۃِ رُسُلًا اُولِیۡۤ اَجۡنِحَۃٍ مَّثۡنٰی وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ ؕ یَزِیۡدُ فِی الۡخَلۡقِ مَا یَشَآءُ ؕ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ﴿۱﴾

''سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو پیدا کرنے والا ہے آسمانوں اور زمین کا جس نے بنایا ہے فرشتوں کو پیغام رساں جو پردار بازوؤں والے ہیں، کسی کے دو، کسی کے تین اور کسی کے چار۔ وہ زیادہ کرتا ہے بناوٹ میں جو چاہتا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے''

امام ابوعبید نے فضائل، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت نقل کی ہے کہ میں یہ نہیں جانتا تھا کہ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ کا کیا معنی ہے یہاں تک کہ دو بدو ایک کنویں کے بارے میں جھگڑا لے کر آئے۔ ایک نے کہا اَنَا فَطَرۡتُہَا میں نے اس کنویں کو شروع کیا تھا۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم سے یہ روایت نقل کی ہے کہ معنی ہے اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کو بغیر مثال کے بنانے والا ہے۔

ابن ابی حاتم نے ضحاک سے روایت نقل کی ہے کہ قرآن حکیم میں جہاں بھی فَاطِرِ کا لفظ ہے اس کا معنی پیدا کرنے والا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے جَاعِلِ الۡمَلٰٓئِکَۃِ رُسُلًا کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کو بندوں کی طرف رسول بنانے والا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے فَاطِرِ کا معنی خالق نقل کیا ہے۔ بعض نے کہا فرشتہ کے دو پر، بعض نے کہا تین پر اور بعض نے کہا فرشتہ کے چار پر ہوتے ہیں۔(3)

1۔ طبقات ابن سعد، جلد 5، صفحہ 472، دار صادر بیروت 2۔ شعب الایمان، باب فی طلب العلم، جلد 2، صفحہ 258 (1682)، بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 136، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ فرشتوں کے دو تین سے لے کر بارہ تک پر ہوتے ہیں۔ اس میں طاق پر یہ ہیں: تین اور پانچ۔ جو ترازوؤں پر فرشتے مقرر ہیں دو قسم کے ہیں۔ اصحاب موازین کے پر دس دس ہوتے ہیں۔ ملائکہ کے پر دو تین ہوتے ہیں۔ حضرت جبرئیل امین کے چھ پر ہوتے ہیں، ایک مشرق میں، ایک پر مغرب میں، دو پر کچھ کہتے ہیں اس کی پشت پر اور کچھ کہتے ہیں ان کے پاؤں میں ہوتے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے يَزِيْدُ فِي الْخَلْقِ مَا يَشَآءُ کی یہ تفسیر نقل کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے پروں اور ان کی صورت میں جو چاہتا ہے اضافہ کرتا ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اس کی آواز اچھی بنا دیتا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں امام زہری رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ اس کی آواز اچھی بنا دیتا ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے مصنف میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے ابو ریاح کو اذان دیتے ہوئے سنا تو کہا جس کے حق میں اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ اس کا رزق اس کی آواز میں رکھے تو وہ ایسا کرتا ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ آنکھوں میں حسن رکھ دیتا ہے۔(2)

مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا ۚ وَ مَا يُمْسِكْ ۙ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ۭ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ يَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ ۭ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۫ۖ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ۝ وَ اِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ ۭ وَ اِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝

''جو عطا فرمائے اللہ تعالیٰ لوگوں کو (اپنی) رحمت سے تو اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جو روک دے، تو اسے کوئی دینے والا نہیں اس کے روکنے کے بعد اور وہی سب پر غالب بڑا دانا ہے۔ اے لوگو! یاد رکھو اللہ تعالیٰ کی نعمت کو جو اس نے تم پر فرمائی (بھلا یہ تو بتاؤ) کیا اللہ کے بغیر کوئی اور خالق بھی ہے جو تمہیں رزق دیتا ہے آسمان اور زمین سے۔ نہیں کوئی معبود بجز اس کے سوا (اس سے) منہ پھیر کر کدھر جا رہے ہو (اور اے حبیب!) اگر یہ آپ کو جھٹلا رہے ہیں (تو کوئی نئی بات نہیں) آپ سے پہلے بھی رسولوں کو جھٹلایا گیا اور (آخر کار) اللہ کی طرف ہی سارے کام لوٹائے جاتے ہیں''۔

1۔ شعب الایمان، جلد 1، صفحہ 135 (115)، دار الکتب العلمیہ بیروت　　2۔ ایضاً (116)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ بندوں کے لیے جو توبہ کا دروازہ کھولتا ہے اور وَ مَا يُمْسِكْ ۙ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ تو وہ توبہ نہیں کریں گے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت اسی طرح ہے جس طرح یہ آیت ہے لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ (آل عمران: 128)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مِنْ رَّحْمَةٍ سے مراد بھلائی ہے۔ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا یعنی کوئی آدمی اسے روکنے کی طاقت نہیں رکھتا۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے رَّحْمَةٍ کا معنی بارش نقل کیا ہے: ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن وہب رحمہ اللہ کی سند سے یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے امام مالک رحمہ اللہ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ جب اس رات کی صبح کرتے ہیں جس رات بارش ہوئی ہوتی اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ گفتگو کرتے تو کہتے ہم پر تو فتح سے بارش ہوئی۔ پھر اس آیت مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ کی تلاوت کرتے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت عامر بن عبد قیس رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ کتاب اللہ کی چار آیات ایسی ہیں جب میں انہیں پڑھ لیتا ہوں تو مجھے کوئی پرواہ نہیں کہ میں کیسے صبح کرتا ہوں اور کیسے شام کرتا ہوں۔ وہ یہ آیت مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ دوسری وَ اِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗ...... فلا راد لفضله (الانعام: 17) تیسری سَيَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُّسْرًا ﴿﴾ (الطلاق) چوتھی وَ مَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا (ہود: 6)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن جعفر بن زبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ محمل کی سواری کے بارے میں کہا کرتے: اللہ کی قسم! یہ رحمت ہے جو لوگوں کے لیے کھولی گئی۔ پھر اس آیت کی تلاوت کرتے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سدی سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آسمان سے رزق بارش ہے اور زمین سے رزق نباتات ہیں۔

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۥ وَ لَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ﴿٥﴾ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا ؕ اِنَّمَا يَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِيَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ؕ﴿٦﴾ اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ؕ۬ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ كَبِيْرٌ ﴿٧﴾

"اے لوگو! (یاد رکھو) یقیناً اللہ کا وعدہ سچا ہے پس دھوکہ میں نہ ڈال دے تمہیں یہ دنیوی زندگی اور نہ فریب میں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 137، دار احیاء التراث العربی بیروت

مبتلا کردے تمہیں اللہ کے بارے میں وہ بڑا فریبی۔ یقیناً شیطان تمہارا دشمن ہے تم بھی اسے (اپنا) دشمن سمجھا کرو۔ وہ فقط اس لیے (سرکشی کی) دعوت دیتا ہے اپنے گروہ کو تاکہ وہ جہنمی بن جائیں۔ جن لوگوں نے کفر اختیار کیا ان کے لیے سخت عذاب ہے اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کے لیے مغفرت اور بہت بڑا اجر ہے"۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ دنیاوی زندگی میں دھوکہ یہ ہے کہ دنیا سے دھوکہ کیا جائے اور آخرت سے غافل ہو جائے۔ انسان پر لازم ہے کہ اس کے لیے تیاری کرے اور اس کے لیے کام کرے جس طرح بندہ اس وقت کہتا ہے جب آخرت میں پہنچ جاتا ہے یٰلَیۡتَنِیۡ قَدَّمۡتُ لِحَیَاتِیۡ ﴿۲۴﴾ (الفجر) اللہ تعالیٰ کی ذات کے بارے میں دھوکہ یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرے اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت کا طالب ہو۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اِنَّ الشَّیۡطٰنَ لَکُمۡ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوۡهُ عَدُوًّا یہ قول نقل کیا ہے اس سے دشمنی کرو کیونکہ ہر مسلمان پر شیطان سے دشمنی لازم ہے۔ اس کی دشمنی یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کر کے شیطان سے دشمنی کرے۔ حِزۡبَهٗ سے مراد اس کے دوست ہیں۔ لِیَکُوۡنُوۡا مِنۡ اَصۡحٰبِ السَّعِیۡرِ یعنی انہیں ہانک کر جہنم کی طرف لے جاتے۔ یہی شیطان کی عداوت ہے۔(1)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ اپنے ساتھیوں کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں کی طرف دعوت دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانیاں کرنے والے جہنمی ہیں۔ انسانوں میں سے یہی اس کے دوست ہیں۔ کیا تو اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں دیکھا اُولٰٓئِکَ حِزۡبُ الشَّیۡطٰنِ (المجادلہ 19) کہا حِزۡبَهٗ سے مراد ان لوگوں سے دوستی ہے جن سے شیطان دوستی کرتا ہے اور وہ شیطان سے دوستی کرتے ہیں۔(2)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ قرآن حکیم میں جہاں بھی مَّغۡفِرَةٌ، اَجۡرٌ کَبِیۡرٌ اور رزق کریم کا ذکر ہے اس سے مراد جنت ہے۔

اَفَمَنۡ زُیِّنَ لَهٗ سُوۡٓءُ عَمَلِهٖ فَرَاٰهُ حَسَنًا ؕ فَاِنَّ اللّٰهَ یُضِلُّ مَنۡ یَّشَآءُ وَ یَهۡدِیۡ مَنۡ یَّشَآءُ ۫ۖ فَلَا تَذۡهَبۡ نَفۡسُکَ عَلَیۡهِمۡ حَسَرٰتٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیۡمٌۢ بِمَا یَصۡنَعُوۡنَ ﴿۸﴾

"پس کیا وہ شخص جس کے لیے مزین کر دیا گیا ہے اس کا برا عمل اور وہ اس کو خوبصورت نظر آتا ہے (اس کے لیے آپ آزردہ کیوں ہوں) بے شک اللہ گمراہ کرتا ہے جس کو چاہتا ہے اور ہدایت بخشتا ہے جس کو چاہتا ہے۔ پس نہ گھلے آپ کی جان ان کے لیے فرط غم سے۔ بے شک اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا ہے جو (کرتوت) وہ کیا کرتے ہیں"۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 139، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابوقلابہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے اس آیت کے بارے میں پوچھا گیا کہ اَفَمَنْ زُیِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ فَرَاٰهُ حَسَنًا سے مراد ہمارے اعمال ہیں جو وہ حرام کاموں میں سے کوئی کرتا ہے تو اسے پتہ ہوتا ہے کہ یہ اس پر حرام ہے۔ اگر وہ بدکاری کرتا ہے تو اسے پتہ ہوتا ہے کہ وہ حرام ہے۔ اگر کسی انسان کو قتل کرتا ہے تو اسے پتہ ہوتا ہے کہ یہ حرام ہے۔ اس آیت کا مصداق اہل ملل ہیں جو یہودی، نصاریٰ اور مجوسی ہیں۔ میرا خیال ہے خوارج بھی انہیں میں سے ہیں کیونکہ ایک خارجی اکیلا تلوار لے کر اہل بصرہ پر چڑھائی کر دیتا ہے جب کہ اسے پتہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہوگا اور بصرہ والے اسے قتل کر دیں گے۔ اگر اس کا یہ دین نہ ہوتا تو وہ ایسا ہرگز نہ کرتا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ اور حضرت حسن بصری رحمہما اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قسم! شیطان نے ان کے لیے گمراہیوں کو مزین کیا۔ اس لیے ان پر غم کا اظہار نہ کریں۔(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اَفَمَنْ زُیِّنَ لَهٗ کا مصداق مشرک ہے۔ کہا فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَیْهِمْ حَسَرٰتٍ بھی اللہ تعالیٰ کے اس فرمان فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ (الکہف:6) کی طرح ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت جویبر رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب نبی کریم ﷺ نے یہ دعا کی اَللّٰهُمَّ اَعِزَّ دِیْنَكَ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَوْ بِاَبِیْ جَهْلِ بْنِ هِشَامٍ تو اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر کو ہدایت عطا فرمائی اور ابوجہل کو گمراہ قرار دیا ہے۔ ان دونوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

وَاللّٰهُ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ الرِّیٰحَ فَتُثِیْرُ سَحَابًا فَسُقْنٰهُ اِلٰى بَلَدٍ مَّیِّتٍ فَاَحْیَیْنَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ كَذٰلِكَ النُّشُوْرُ ۝۹

”اور اللہ تعالیٰ وہ ہے جو بھیجتا ہے ہواؤں کو، وہ اٹھا لاتی ہیں بادل کو، پھر ہم لے جاتے ہیں بادل کو مردہ شہر کی طرف پھر ہم زندہ کر دیتے ہیں اس بادل (کے مینہ) سے زمین کو اس کے مردہ ہو جانے کے بعد۔ یونہی (انہیں) قبروں سے اٹھایا جائے گا“۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس مردہ زمین کو اس پانی سے زندہ کیا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ قیامت کے روز لوگوں کو زندہ کرے گا۔(2)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ صور پھونکنے والا فرشتہ زمین و آسمان کے درمیان صور لے کر کھڑا ہوگا۔ پھر اس میں پھونکے گا تو اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں سے زمین و آسمان کے اندر کوئی چیز باقی نہ بچے گی مگر جسے اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ عرش کے نیچے سے انسانوں کی مٹی جیسی منی بھیجے گا۔ تو اس پانی سے انسانوں کے جسم اور گوشت یوں اگیں گے جیسے زمین سے چیزیں اگتی ہیں۔ پھر حضرت عبد اللہ نے یہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 140، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 142

آیت تلاوت کی وَ اللّٰهُ الَّذِیۡۤ اَرۡسَلَ الرِّیٰحَ دونوں نفخوں کے درمیان وہ کچھ ہوگا جو اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ پھر ایک فرشتہ اٹھے گا، اس میں پھونکے گا تو ہر روح اپنے جسم میں چلی جائے گی۔(1)

امام طیالسی، امام احمد، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابو رزین عقیلی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ مردوں کو کیسے زندہ کرتا ہے؟ پوچھا کیا تو بنجر زمین کے پاس سے نہیں گزرا پھر تو اس کے پاس سے نہیں گزرا جب وہ سرسبز و شاداب تھی اور جھوم رہی تھی؟ بتایا کیوں نہیں۔ فرمایا اسی طرح اللہ تعالیٰ زندہ فرماتا ہے اسی طرح دوبارہ اٹھانا ہوگا۔(2)

مَنۡ كَانَ يُرِيۡدُ الۡعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الۡعِزَّةُ جَمِيۡعًا ؕ اِلَيۡهِ يَصۡعَدُ الۡكَلِمُ الطَّيِّبُ وَ الۡعَمَلُ الصَّالِحُ يَرۡفَعُهٗ ؕ وَ الَّذِيۡنَ يَمۡكُرُوۡنَ السَّيِّاٰتِ لَهُمۡ عَذَابٌ شَدِيۡدٌ ؕ وَ مَكۡرُ اُولٰٓئِكَ هُوَ يَبُوۡرُ ﴿۱۰﴾

"جو عزت کا طلب گار ہو (وہ جان لے) کہ ہر قسم کی عزت اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔ اسی کی طرف چڑھتا ہے پاکیزہ کلام اور نیک عمل پاکیزہ کلام کو بلند کرتا ہے اور جو لوگ فریب کاریاں کرتے ہیں برے کاموں کے لیے ان کے لیے شدید عذاب ہے اور ان کا مکر (وفریب) تباہ ہو کر رہے گا۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے مَنۡ كَانَ يُرِيۡدُ الۡعِزَّةَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ جو آدمی بتوں کی پوجا سے عزت چاہتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ عزت حاصل کرے۔(3)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، طبرانی، حاکم جب کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء و الصفات میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب ہم تمہارے سامنے کوئی بات کریں گے تو کتاب اللہ میں سے اس کی تفسیر لائیں گے۔ بندۂ مسلم جب سُبۡحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمۡدِهٖ وَ الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، اَللّٰهُ اَكۡبَرُ اور تَبَارَكَ اللّٰهُ کہتا ہے تو ایک فرشتہ ان کلمات کو لے لیتا ہے، اپنے پروں کے نیچے انہیں رکھتا ہے۔ پھر انہیں آسمان کی طرف لے جاتا ہے۔ وہ فرشتوں کی جس جماعت کے پاس سے گزرتا ہے تو وہ ان کلمات کے کہنے والے کے لیے استغفار کرتے ہیں یہاں تک کہ وہ ان کلمات کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں پیش کرتا ہے۔ پھر یہ آیت تلاوت کی اِلَيۡهِ يَصۡعَدُ الۡكَلِمُ۔(4)

امام ابن مردویہ اور دیلمی رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ الۡكَلِمُ الطَّيِّبُ سے مراد اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے اور عمل صالح سے مراد فرائض کی ادائیگی ہے۔ جس نے فرائض کی ادائیگی میں اللہ کا ذکر کیا اس فرض پر اللہ کا ذکر رکھ دیا جائے گا اور اسے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کیا جائے گا اور جس نے اللہ کا ذکر کیا اور فرائض کو ادا نہ کیا جبکہ اس کا کلام

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 142، دار احیاء التراث العربی بیروت　2۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 11، دار صادر بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 142　4۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 143

اس کے عمل پر ہوگا اس کا عمل اس کا زیادہ مستحق تھا۔

امام آدم بن ابی ایاس، امام بغوی، فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس کی بارگاہ میں پاکیزہ کلمہ جاتا ہے۔ (1)

امام فریابی رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت شہر بن حوشب رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد قرآن ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مطر رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد دعا ہے۔

امام ابن مبارک، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ عمل صالح پاکیزہ کلام کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں لے جاتا ہے، قول عمل کے سامنے آتا ہے۔ اگر قول عمل کے موافق ہو تو اسے بلند کیا جاتا ہے، ورنہ اسے رد کر دیا جاتا ہے۔

امام ابن مبارک، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ عمل صالح، پاک کلام کو بلند کرتا ہے۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب میں حضرت شہر بن حوشب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ عمل صالح پاکیزہ کلام کو لے جاتا ہے۔ (2)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت مالک بن سعد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی اللہ کے فرائض میں سے ایک فریضہ کو بجالاتا ہے جب کہ اس کے باقی ماندہ کو ضائع کر دیا۔ شیطان اسے لگاتار آرزوئیں دلاتا رہتا ہے اور اس کے لیے اس عمل کو مزین کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ جنت کے سوا کوئی چیز نہیں دیکھتا۔ اپنے اعمال کرنے سے پہلے یہ دیکھو کہ تم کس چیز کا ارادہ رکھتے ہو۔ اگر تو وہ عمل خالص اللہ تعالیٰ کے لیے ہو تو اسے کر گزرو۔ اگر کسی اور کے لیے ہو تو اپنے نفس کو مشقت میں نہ ڈالو کیونکہ تمہارے لیے کوئی چیز بھی نہ ہوگی کیونکہ اللہ تعالیٰ اسی عمل کو قبول فرماتا ہے۔ جو خالص اللہ تعالیٰ کے لیے ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اِلَیْهِ یَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّیِّبُ وَ الْعَمَلُ الصَّالِحُ یَرْفَعُهٗ۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کوئی قول عمل کے بغیر قبول نہیں فرماتا۔ حضرت حسن بصری نے کہا عمل کے ساتھ اللہ تعالیٰ قول قبول فرماتا ہے۔ (3)

امام ابن مبارک رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے الْعَمَلُ الصَّالِحُ یَرْفَعُهٗ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ عمل صالح کو عمل کرنے والے کے لیے بلند فرماتا ہے۔

امام عبد بن حمید اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایمان آرزوئیں کرنے اور خلوت اختیار کرنے کا نام نہیں بلکہ اس کا نام ہے جو دلوں میں ثبت ہو اور اعمال اس کی تصدیق کریں۔ جو اچھی بات کرے اور

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 144 2۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 143 3۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 144

غیر صالح عمل کرے اللہ تعالیٰ اس کا قول رد فرما دیتا ہے۔ جو اچھی بات کرے اور عمل صالح کرے، عمل اس بات کو بھی بلند کرتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے اِلَیۡهِ یَصۡعَدُ الۡکَلِمُ الطَّیِّبُ۔(1)

امام عبدالرزاق، ابن شیبہ اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ وَ الَّذِیۡنَ یَمۡکُرُوۡنَ السَّیِّاٰتِ سے مراد ریا کرنے والے ہیں اور ریا کرنے والوں کے عمل اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش نہیں کئے جائیں گے۔(2)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الَّذِیۡنَ یَمۡکُرُوۡنَ سے مراد ریا کار ہیں اور مکر سے مراد ریا ہے۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت شہر بن حوشب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یَمۡکُرُوۡنَ السَّیِّاٰتِ یعنی ریا کاری کرتے ہیں۔ وَ مَکۡرُ اُولٰٓئِکَ هُوَ یَبُوۡرُ یہ ریا کار ہیں؟ ان کا عمل اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بلند نہیں ہوگا۔(3)

امام ابن زید رحمہ اللہ سے روایت مروی ہے کہ اس سے مراد مشرک ہیں، ان کا مکر انہیں نفع نہیں دے گا اور نہ وہ اس سے فائدہ اٹھائیں گے بلکہ یہ انہیں نقصان دے گا۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ برے عمل کرتے ہیں اور ان کا عمل فاسد ہو جائے گا۔(4)

امام ابن ابی حاتم نے سدی سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ان کا مکر ہلاک ہو جائے گا۔ آخرت میں اس پر کوئی ثواب نہیں ہوگا۔

وَ اللّٰهُ خَلَقَکُمۡ مِّنۡ تُرَابٍ ثُمَّ مِنۡ نُّطۡفَةٍ ثُمَّ جَعَلَکُمۡ اَزۡوَاجًا ؕ وَ مَا تَحۡمِلُ مِنۡ اُنۡثٰی وَ لَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلۡمِهٖ ؕ وَ مَا یُعَمَّرُ مِنۡ مُّعَمَّرٍ وَّ لَا یُنۡقَصُ مِنۡ عُمُرِهٖۤ اِلَّا فِیۡ کِتٰبٍ ؕ اِنَّ ذٰلِکَ عَلَی اللّٰهِ یَسِیۡرٌ ﴿۱۱﴾

"اور اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے تمہیں مٹی سے پھر پانی کی بوند سے پھر تمہیں بنا دیا جوڑے جوڑے۔ اور نہیں حاملہ ہوتی کوئی عورت اور نہ بچہ جنتی ہے مگر اس کو اس کا علم ہوتا ہے۔ اور نہ لمبی زندگی دی جاتی ہے کسی طویل العمر کو اور نہ کم رکھی جاتی ہے کسی کی عمر مگر (اس کی تفصیل) کتاب میں درج ہے۔ بیشک یہ بات اللہ کے لئے بالکل آسان ہے"۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا اور آپ کی اولاد کو نطفہ سے پیدا کیا۔(5)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَ مَا یُعَمَّرُ مِنۡ مُّعَمَّرٍ کی تفسیر

1۔ شعب الایمان، باب القول فی زیادۃ الایمان ونقصانہ، جلد 1، صفحہ 80 (66)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب من قال لا تقطع المراۃ الصلوۃ، جلد 2، صفحہ 258 (8760)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 144، دار احیاء التراث العربی بیروت
4۔ ایضاً
5۔ ایضاً

میں یہ قول نقل کیا ہے: کوئی انسان ایسا نہیں جس کی لمبی عمر اور زندگی کا فیصلہ کیا گیا ہو تو وہ اپنی مقدر کی گئی عمر تک نہ پہنچا ہو، وہ اس عمر تک ضرور پہنچتا ہے جو اس کے حق میں مقدر کی گئی ہو۔ بے شک وہ اس لکھی اجل تک پہنچتا ہے جو اس کے حق میں مقدر کی گئی ہوتی ہے، اس پر اضافہ نہیں کیا جاتا اور کوئی ایسا آدمی نہیں جس کے حق میں چھوٹی عمر کا فیصلہ کیا گیا ہو تو وہ اپنی عمر تک نہ پہنچنے والا ہو، وہ ضرور اس لکھی ہوئی اجل تک پہنچے گا۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان وَلَا یُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهٖۤ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ کا یہی مفہوم ہے یعنی یہ سب کچھ اس کے ہاں کتاب میں موجود ہے۔(1)

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تمام لوگ ایک عمر پر پیدا نہیں کئے گئے، اس کی ایک عمر ہے اور اس کی ایک عمر یہ عمر اس کی عمر سے کم ہے۔ یہ اس کے بارے میں لکھی ہوئی ہے اور آدمی اپنی لکھی ہوئی عمر تک پہنچنے والا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ہر دن جو دنیا میں انسان گزارتا ہے تو اس کی زندگی سے وہ کم ہو جاتا ہے۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: ہر دن جس کی اس کی عمر سے نفی کی جاتی ہے مگر وہ کتاب میں لکھا ہوا ہے ہر دن نقصان میں ہے۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے العظمۃ میں حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: صحیفہ کے آغاز میں یہ لکھا ہوتا ہے کہ اس کی یہ یہ عمر ہے۔ پھر اس کے نیچے یہ لکھا جاتا ہے ایک دن چلا گیا۔ دو دن چلے گئے یہاں تک کہ اس کی عمر کا اختتام آجاتا ہے۔

ابن ابی حاتم نے حسان بن عطیہ سے یہ قول نقل کیا ہے: ہر دن اور رات جو گزر جاتی ہے تو وہ اس کی عمر میں سے کم ہوتی ہے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے انہوں نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ہر آدمی کی عمر اس کے ماں کے پیٹ میں لکھ لی جاتی ہے جس روز اس کی ماں اسے جنتی ہے اس وقت سے وہ مقررہ عمر تک پہنچنے والا ہے۔ حضرت مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں تمام لوگ ایک ہی عمر پر پیدا نہیں کیے گئے۔ اس کی ایک عمر ہے، دوسرے کی دوسری عمر ہے جو پہلے کی عمر سے کم ہے۔ ہر ایک کی عمر لکھی ہوئی ہے اور وہ اپنی عمر تک پہنچنے والا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ آیت کی تفسیر میں حضرت ابن زید سے یہ قول نقل کرتے ہیں: کہا کیا تو لوگوں کو یہ نہیں دیکھتا کہ ایک انسان سو سال تک زندہ رہتا ہے اور دوسرا ولادت کے وقت مر جاتا ہے۔ اس آیت کا یہی مقصود ہے۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے آیت کی تفسیر میں حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: کوئی مخلوق نہیں مگر اللہ تعالیٰ اس کی مکمل عمر لکھ لیتا ہے جو دن اور رات اس پر گزرتا ہے وہ بھی لکھ لیا جاتا ہے کہ فلاں کی عمر میں اتنے اتنے دن کم ہو گئے ہیں یہاں تک کہ وہ اس کمی کے ساتھ وہ اس مقدار کو پورا کر لیتا ہے جو اس کے حق میں لکھی ہوتی ہے۔ اس کی تمام عمر بھی کتاب میں ہے اور جو اس میں کمی ہو رہی ہے وہ بھی کتاب میں ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 145، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 146 3۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 145

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عطاء بن ابی مسلم خراسانی رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے: کہ کسی انسان کی عمر سے ایک دن، ایک ماہ اور ایک ساعت نہیں گزرتی مگر وہ لکھی ہوئی محفوظ اور معلوم ہوتی ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے آیت کی تفسیر میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: جہاں تک عمر کا تعلق ہے ساٹھ سال ہے۔ جس کی عمر کم ہوتی ہے وہ وہ ہے جو ساٹھ سال کی عمر تک پہنچنے سے پہلے ہی فوت ہو جاتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آدمی کی عمر اس کی ماں کے پیٹ میں لکھ لی جاتی ہے۔

ابن ابی حاتم نے ابن زید سے وَلَا يُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهٖ کا یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ جن بچوں کو رحمیں نامکمل باہر پھینک دیتی ہیں۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حذیفہ بن اسید غفاری سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نطفہ جب رحم میں قرار پذیر ہو جاتا ہے تو پینتالیس یا چالیس دنوں کے بعد فرشتہ نطفہ پر داخل ہوتا ہے۔ وہ فرشتہ کہتا ہے بدبخت یا سعادت مند، مذکر یا مؤنث؟ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے تو دونوں چیزیں لکھ لی جاتی ہیں۔ پھر اس کا عمل، رزق، عمر، اثر اور مصیبت لکھ لی جاتی ہے پھر صحیفہ کو لپیٹ لیا جاتا ہے۔ اس میں نہ اضافہ کیا جاتا ہے اور نہ اس میں کمی کی جاتی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، امام مسلم، امام نسائی اور ابوالشیخ نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ام حبیبہ نے یہ دعا کی اے اللہ! مجھے میرے خاوند نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے باپ حضرت ابوسفیان اور میرے بھائی حضرت معاویہ کی زندگیوں سے لطف اندوز کر۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تو نے اللہ تعالیٰ سے بیان کی گئی عمروں، شمار کیے گئے دنوں اور تقسیم شدہ رزقوں کا سوال کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ وقت آنے سے پہلے کسی شے کو جلدی نہیں لائے گا۔ اور وقت آنے کے بعد اسے مؤخر نہیں کرے گا۔ اگر تو اللہ تعالیٰ سے جہنم کے عذاب، قبر کے عذاب سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتی تو یہ بہتر اور افضل ہوتا۔

امام خطیب اور ابن عساکر حضرت ابن عباس سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں کہ بنی اسرائیل کے دو بھائی تھے جو دو شہروں پر بادشاہ تھے۔ ایک اپنے رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرتا اور اپنی رعیت کے ساتھ عدل کرتا جبکہ دوسرا اپنے رشتہ داروں کے ساتھ زیادتی کرتا اور اپنی رعیت پر ظلم کرتا۔ ان دونوں کے زمانہ میں ایک نبی تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس نبی کی طرف وحی کی کہ اس نیک بادشاہ کی عمر میں سے صرف تین سال باقی رہ گئے ہیں جبکہ اس نافرمان کی عمر میں سے تیس سال باقی رہ گئے ہیں۔ اس نبی نے اس بادشاہ کی رعیت اور دوسرے بادشاہ کی رعیت کو آگاہ کر دیا۔ اس خبر نے عادل کی رعیت کو غمگین کر دیا اور ظالم کی رعیت کو خوش کر دیا۔ انہوں نے ماؤں اور بچوں کو علیحدہ کر دیا، کھانا پینا چھوڑ دیا۔ وہ صحراء کی طرف نکل گئے تاکہ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں عادل حاکم سے ساتھ لطف اندوز کرے اور ان سے ظالم کو دور کرے۔ وہ تین دن تک اسی طرح رہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس نبی کی طرف وحی کی کہ میرے بندوں کو بتا دو کہ میں نے ان پر رحم کیا اور ان کی دعا کو قبول کر لیا ہے۔ اس نیک کی عمر اس ظالم کو دے دی اور اس ظالم کی باقی ماندہ عمر اس نیک بادشاہ کو دے دی۔ وہ گھروں کی طرف لوٹ آئے اور تین سال مکمل ہونے کے بعد وہ نافرمان مر گیا اور عادل تیس سال تک زندہ رہا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت کی تلاوت کی۔ (1)

1۔ تاریخ بغداد، جلد 1، صفحہ 387، مکتبۃ العربیۃ بغداد

وَ مَا يَسْتَوِي الْبَحْرٰنِ ۖ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ سَآئِغٌ شَرَابُهٗ وَ هٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ؕ وَ مِنْ كُلٍّ تَاْكُلُوْنَ لَحْمًا طَرِيًّا وَّ تَسْتَخْرِجُوْنَ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا ۚ وَ تَرَى الْفُلْكَ فِيْهِ مَوَاخِرَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۲﴾ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَ يُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ۙ وَ سَخَّرَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ ۖ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ؕ وَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ ﴿۱۳﴾

”اور یکساں نہیں ہوسکتے پانی کے دو ذخیرے۔ یہ (ایک) میٹھا ہے بہت شیریں اس کا پینا بڑا خوشگوار ہے اور یہ (دوسرا) سخت نمکین، کھاری تلخ۔ اور دونوں میں سے تم کھاتے ہو تروتازہ گوشت اور نکالتے ہو زینت کا سامان، جسے تم پہنتے ہو اور تو دیکھتا ہے کشتیوں کو پانی میں کہ اسے چیرتی، شور مچاتی چلی جارہی ہیں تا کہ تم تلاش کرو اسکے فضل کو اور (یہ سب نوازشات اس لیے) تا کہ تم شکر ادا کرو۔ وہ داخل کرتا ہے (کبھی) رات (کے ایک حصہ کو) دن میں اور (کبھی) داخل کرتا ہے دن (کے ایک حصہ) کو رات میں، اور اس نے پابند حکم کر دیا ہے سورج اور چاند کو ہر ایک رواں ہے مقررہ میعاد تک۔ یہ ہے اللہ جو تمہارا رب ہے۔ اسی کی ساری بادشاہی ہے اور وہ (بت) جن کی تم پوجا کرتے ہو اللہ تعالیٰ کے سوا وہ تو گٹھلی کے چھلکے کے بھی مالک نہیں“۔

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابوجعفر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب پانی پیتے تو فرماتے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَهٗ عَذْبًا فُرَاتًا بِرَحْمَتِهٖ وَلَمْ يَجْعَلْهُ مِلْحًا اُجَاجًا بِذُنُوْبِنَا۔ اس اللہ کی حمد جس نے اپنی رحمت کے ساتھ اس پانی کو میٹھا بنایا اور ہمارے گناہوں کے باعث نمکین کھاری نہیں بنایا۔ (1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اُجَاجٌ سے مراد کڑوا ہے۔ دونوں قسم کے سمندروں سے تازہ گوشت کھاتے ہو حِلْيَةً سے مراد موتی ہے، وَتَرَى الْفُلْكَ فِيْهِ مَوَاخِرَ کشتیوں کو آتے جاتے دیکھتے ہو جبکہ ہوا ایک ہی ہوتی ہے۔ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَ يُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ کہا رات کی کمی دن کی زیادتی میں ہے اور دن کی کمی رات کی زیادتی میں ہے۔ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى موت مسلم ہے، اس کی ایسی حد ہے جس سے وہ تجاوز نہیں کرسکتی اور اس سے کم بھی نہیں ہوتی۔ اسی رب نے اسے تمہارے لیے مسخر کر دیا ہے۔ (2)

امام ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سنان بن سلمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ

1۔ شعب الایمان، باب فی تعدید نعم اللہ، جلد 4، صفحہ 115 (4479)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 48-146، دار احیاء التراث العربی بیروت

اس نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سمندر کے پانی کے بارے میں پوچھا۔ فرمایا دونوں سمندر ہیں جس سے بھی تو وضو کرے۔ تجھے کچھ نقصان نہیں دے گا۔ سمندر کا پانی ہو اور فرات کا پانی ہو۔(1)

ابن ابی حاتم نے سدی سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لَحۡمًا طَرِيًّا سے مراد مچھلی اور حِلۡيَةً سے مراد کھاری سمندر سے موتی ہے۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ قِطۡمِيۡرٍ سے مراد چھلکا ہے۔ ایک میں یہ الفاظ ہیں وہ جلد جو گٹھلی کی پشت پر ہوتی ہے۔(2)

امام طستی رحمہ اللہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت ابن عباس سے پوچھا مجھے قِطۡمِيۡرٍ کے بارے میں بتایئے فرمایا وہ سفید جلد جو گٹھلی پر ہوتی ہے۔ پوچھا کیا عرب اس معنی کو پہچانتے ہیں؟ فرمایا ہاں۔ کیا تو نے امیہ بن ابی صلت کا قول نہیں سنا؟ وہ کہتا ہے:

لَمۡ اَنَلۡ مِنۡهُمۡ بَسۡطًا وَّلَا زُبۡدًا وَلَا فُوفَةً وَّلَا قِطۡمِيۡرًا

"میں نے ان سے بستر، داد و دہش، چھان اور کھجور کی گٹھلی کی سفید جھلی بھی نہیں پائی"۔

عبد بن حمید نے عطاء سے یہ قول نقل کیا ہے کہ قِطۡمِيۡرٍ سے مراد وہ سفید پردہ ہے جو گٹھلی اور کھجور کے درمیان ہوتا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے قِطۡمِيۡرٍ کا معنی گٹھلی کا لفافہ نقل کیا ہے جیسے پیاز کا چھلکا ہوتا ہے۔(3)

امام ابن جریر اور ابن منذر نے ضحاک سے قِطۡمِيۡرٍ کا یہ معنی نقل کیا ہے کھجور کا سرا یعنی قمع (ڈنڈی) ہے۔(4)

اِنۡ تَدۡعُوۡهُمۡ لَا يَسۡمَعُوۡا دُعَآءَكُمۡ ۚ وَلَوۡ سَمِعُوۡا مَا اسۡتَجَابُوۡا لَكُمۡ ؕ وَ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ يَكۡفُرُوۡنَ بِشِرۡكِكُمۡ ؕ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثۡلُ خَبِيۡرٍ ﴿۱۴﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اَنۡتُمُ الۡفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَاللّٰهُ هُوَ الۡغَنِىُّ الۡحَمِيۡدُ ﴿۱۵﴾ اِنۡ يَّشَاۡ يُذۡهِبۡكُمۡ وَيَاۡتِ بِخَلۡقٍ جَدِيۡدٍ ﴿۱۶﴾ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيۡزٍ ﴿۱۷﴾

"اگر تم انہیں پکارو تو نہ سن سکیں گے تمہاری پکار اور اگر وہ بالفرض سن بھی لیں تو وہ تمہاری التجا قبول نہیں کر سکیں گے اور روز قیامت (صاف) انکار کر دیں گے تمہارے شرک کا اور (حقیقت حال سے) تجھے کوئی آگاہ نہیں کر سکتا خدائے خبیر کی مانند۔ اے لوگو! تم سب محتاج ہو اللہ تعالیٰ کے اور اللہ ہی غنی ہے سب خوبیوں سراہا۔ اگر اس کی مرضی ہو تو تم سب کو نابود کر دے اور لے آئے ایک نئی مخلوق۔ اور ایسا کرنا اللہ تعالیٰ پر قطعاً دشوار نہیں"۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے مَا اسۡتَجَابُوۡا لَكُمۡ کا یہ معنی نقل کیا ہے:

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب من رخص فی الوضوء من ماء البحر، جلد 1، صفحہ 121 (1382)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 148، دار احیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 149

انہوں نے یہ تم سے یہ قبول نہیں کیا۔ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ یعنی وہ اس پر راضی نہیں ہونگے اور اس کا اقرار نہیں کریں گے۔ خَبِيْرٍ سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ اللہ ہی باخبر ہے، یہ قیامت کے روز ان کے معاملہ سے ہوگا۔ (1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ھم ضمیر سے مراد معبود ہیں جو دعا کرنے والے کی دعا نہیں سنتے اور عبادت کرنے والے کی عبادت کو نہیں سنتے۔ اس سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات کے علاوہ معبودان باطلہ ہیں۔ اگر وہ تمہاری سن لیتے تو بھلائی کے ساتھ جواب نہ دیتے۔ بِشِرْكِكُمْ سے مراد تمہاری عبادت یعنی قیامت کے روز وہ اس بات کا بھی انکار کردیں گے کہ تم ان کی عبادت کرتے رہے ہو۔

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ؕ وَاِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ اِلٰى حِمْلِهَا لَا يُحْمَلْ مِنْهُ شَيْءٌ وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ؕ اِنَّمَا تُنْذِرُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ؕ وَمَنْ تَزَكّٰى فَاِنَّمَا يَتَزَكّٰى لِنَفْسِهٖ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ﴿۱۸﴾ وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ﴿۱۹﴾ وَلَا الظُّلُمٰتُ وَلَا النُّوْرُ ﴿۲۰﴾ وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُوْرُ ﴿۲۱﴾ وَمَا يَسْتَوِي الْاَحْيَآءُ وَلَا الْاَمْوَاتُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُسْمِعُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ ﴿۲۲﴾ اِنْ اَنْتَ اِلَّا نَذِيْرٌ ﴿۲۳﴾ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ؕ وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ ﴿۲۴﴾ وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالزُّبُرِ وَبِالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ ﴿۲۵﴾ ثُمَّ اَخَذْتُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ﴿۲۶﴾

"اور بوجھ نہیں اٹھائے گا کوئی گنہگار کسی دوسرے کا بوجھ اور اگر بلائے گا پشت پر بوجھ اٹھانے والا (کسی کو) اپنا بوجھ اٹھانے کے لئے تو نہ اٹھائی جاسکے گی اسکے بوجھ سے کوئی شے اگرچہ کوئی قریبی رشتہ دار ہی ہو۔ آپ صرف ان کو ڈرا سکتے ہیں جو اپنے رب سے بن دیکھے ڈرتے ہیں اور صحیح صحیح ادا کرتے ہیں نماز اور جو پاکیزگی اختیار کرتا ہے سو وہ اپنی بھلائی کے لئے ہی اختیار کرتا ہے اور (یاد رکھو آخرکار) اللہ کی طرف ہی لوٹنا ہے۔ اور یکساں نہیں ہے اندھا اور بینا اور نہ (یکساں ہیں) اندھیرے اور نور اور نہ (یکساں ہے) سایہ اور تیز دھوپ اور نہ ایک جیسے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 50-149، دار احیاء التراث العربی بیروت

ہیں زندے اور مردے۔ بے شک اللہ تعالیٰ سناتا ہے جس کو چاہتا ہے اور آپ نہیں ہیں سنانے والے جو قبروں میں ہیں۔ نہیں ہیں آپ مگر بروقت ڈرانے والے۔ ہم نے آپ کو بھیجا ہے حق کے ساتھ خوشخبری سنانے والا اور بروقت ڈرانے والا۔ اور کوئی امت ایسی نہیں جس میں کوئی ڈرانے والا نہ گزرا ہو اور اگر یہ لوگ آپ کو جھٹلاتے ہیں (تو کوئی تعجب نہیں) بیشک جھٹلاتے رہے جو ان سے پہلے تھے، تشریف لائے تھے ان کے پاس ان کے رسول روشن دلیلیں، آسمانی صحیفے اور نورانی کتاب لے کر پھر۔ (جب ان کی سرکشی کی حد ہو گئی) تو میں نے پکڑ لیا کفار کو۔ پس (ساری دنیا جانتی ہے) میرا عذاب کیسا تھا''۔

امام احمد، امام ترمذی جبکہ ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے، امام نسائی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت عمرو بن احوص رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا: جنایت کرنے والے کا وبال اس کی ذات پر ہوگا۔ والد کی جنایت کا اثر اس کی اولاد پر نہ ہوگا اور بچے کی جنایت کا اثر والد پر نہ ہوگا۔ (1)

امام سعید بن منصور، ابوداؤد، امام ترمذی، امام نسائی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابورمثہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں اپنے والد کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جب میں نے آپ کو دیکھا تو آپ نے میرے والد سے کہا تیرا بیٹا یہ ہے۔ عرض کی جی ہاں رب کعبہ کی قسم! فرمایا خبردار! اس کی جنایت کا اثر تجھ پر نہیں ہوگا اور تیری جنایت کا وبال اس پر نہیں ہوگا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کو تلاوت کیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عطاء خراسانی رحمہ اللہ سے وَاِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ اِلٰى حِمْلِهَا کا یہ معنی نقل کیا ہے: اگر گناہگار کسی قریبی یا غیر قریبی کو بلائے گا تو اس کی خطاؤں میں سے کوئی بھی چیز نہیں اٹھائی جائے گی۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وَاِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ اِلٰى حِمْلِهَا لَا يُحْمَلْ مِنْهُ شَيْءٌ اسی آیت وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى کی طرح ہے۔ (2)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قیامت کے روز ایک پڑوسی دوسرے پڑوسی سے چمٹا ہوگا۔ وہ کہے گا اے میرے رب! اس سے پوچھ یہ اپنا دروازہ مجھ پر کیوں بند کرتا تھا۔ قیامت کے روز کافر مومن کے ساتھ چمٹا ہوگا۔ وہ کہے گا اے مومن! میرا تجھ پر احسان ہے تو پہچانتا ہے کہ میں دنیا میں کیسا تھا۔ آج مجھے تیری ضرورت ہے، مومن لگاتار اپنے رب سے سفارش کرے گا یہاں تک کہ کافر کو جہنم کے ایک درجہ کو کم کر دیا جائیگا جبکہ وہ جہنم میں ہی رہے گا۔ والد اپنے بچے سے چمٹا ہوگا۔ وہ کہے گا اے بیٹے! میں تیرا کیسا والد تھا؟ وہ تعریف کرے گا۔ وہ باپ کہے گا اے بیٹے! مجھے تیری نیکیوں میں سے ذرہ برابر نیکیوں کی ضرورت ہے جس کے ساتھ میں نجات پا جاؤں گا جیسا تجھے علم ہے۔ اس کا بیٹا کہے گا: اے میرے باپ! تو نے کتنی تھوڑی چیز کا مطالبہ کیا لیکن میں تجھے کوئی چیز دینے کی طاقت نہیں رکھتا۔ میں بھی اسی طرح ڈرتا ہوں جیسے تو ڈرتا ہے۔ میں تجھے کوئی چیز عطا کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ پھر وہ اپنی بیوی سے چمٹ جائے گا۔ وہ

1۔ سنن ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 6، صفحہ 166 (3087)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 151

کہے گا اے فلانہ! میں تیرا کیسا خاوند تھا؟ وہ عورت اس کی تعریف کرے گی وہ خاوند اپنی بیوی کو کہے گا۔ میں تجھ سے ایک نیکی کا مطالبہ کر رہا ہوں جو تو مجھے ہبہ کر دے۔ شاید میں اس مصیبت سے نجات پا جاؤں جس میں تو مجھے دیکھ رہی ہے۔ وہ عورت کہے گی تو نے کتنی تھوڑی چیز مانگی ہے لیکن میں تجھے کوئی چیز نہیں دے سکتی۔ میں بھی اسی طرح ڈرتی ہوں جیسے تو ڈرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَ اِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ اِلٰى حِمْلِهَا اسی طرح اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یَوْمًا لَّا یَجْزِیْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ (لقمان:33) اور اسی طرح یَوْمَ یَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِیْهِۙ۝۳۴ وَ اُمِّهٖ وَ اَبِیْهِۙ۝۳۵ (عبس)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ گناہ گار گناہ اٹھانے کے لیے بلائے گا۔ اگرچہ وہ قریبی ہو تو وہ اس کے گناہوں میں سے کوئی چیز نہیں اٹھائے گا بلکہ اور اس پر اپنے گناہ لادنے کی کوشش کرے گا۔ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَیْبِ وہ جہنم اور حساب سے ڈرتے ہیں اور جو آدمی نیک عمل کرتا ہے وہ بھی اپنے لیے کرتا ہے۔ وَ مَا یَسْتَوِی الْاَعْمٰى وَ الْبَصِیْرُ اللہ تعالیٰ نے بعض مخلوق کو بعض پر فضیلت دی ہے، مومن زندہ اثر والا، زندہ بصر والا، زندہ نیت والا اور زندہ عمل والا، ہے کافر مردہ اثر والا، مردہ نظر والا، مردہ دل والا اور مردہ عمل والا ہے۔(1)

امام عبد الرزاق، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وَ مَا یَسْتَوِی الْاَعْمٰى وَ الْبَصِیْرُ یہ ایک مثال ہے جو اللہ تعالیٰ نے کافر اور مومن کی بیان فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس طرح اندھا اور بینا برابر نہیں ہو سکتے اسی طرح کافر اور مومن برابر نہیں ہو سکتے۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الْاَعْمٰى اور الْبَصِیْرُ سے مراد کافر اور مومن ہے۔ الظُّلُمٰتُ سے مراد کفر ہے۔ النُّوْرُ سے مراد ایمان ہے الظِّلُّ سے مراد جنت ہے الْحَرُوْرُ سے مراد آگ ہے الْاَحْیَآءُ سے مراد مومن اور الْاَمْوَاتُ سے مراد کافر ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ یُسْمِعُ مَنْ یَّشَآءُ اللہ تعالیٰ اسے ہدایت دیتا ہے جس چاہتا ہے۔

امام ابو سہل سدی بن سہل جندیسابوری خامس رحمہ اللہ نے اپنی حدیث میں حضرت عبد القدوس رضی اللہ عنہ کی سند سے انہوں نے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے فرمان فَاِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى (الروم:52) اور وَ مَاۤ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِی الْقُبُوْرِ کی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ بدر کے موقع پر کفار کے مقتولوں پر کھڑے ہوتے ہیں۔ ارشاد فرماتے ہیں اے فلاں بن فلاں! اللہ تعالیٰ نے تم سے جو وعدہ کیا تھا، کیا تم نے اسے حق پایا کیا تو نے اپنے رب کا انکار نہیں کیا تھا؟ کیا تو نے اپنے نبی کو نہیں جھٹلایا تھا؟ کیا تو نے قطع رحمی نہیں کی تھی؟ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہم جو کہتے ہیں یہ انہیں سنتے ہیں؟ فرمایا میں جو کچھ کہہ رہا ہوں اسے تم ان سے زیادہ سننے والے نہیں ہو۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا فَاِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى (الروم:52) وَ مَاۤ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِی الْقُبُوْرِ یہ ایک مثال ہے جو اللہ تعالیٰ نے کفار کی بیان فرمائی ہے کہ وہ آپ کا قول نہیں سنتے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 53-151، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 69 (2441)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَمَاۤ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِی الْقُبُوْرِ کی یہ تفسیر نقل کی ہے اسی طرح کافر نہیں سنتا اور جو سنتا ہے اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا اور اس ارشاد کے بارے میں وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِیْهَا نَذِیْرٌ یہ ذکر کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہر امت کا ایک رسول تھا جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے آیا۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان وَاِنْ یُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ کے بارے میں کہا اس میں اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو صبر دلا رہا ہے نَكِیْرِ کا معنی شدید ہے۔ اللہ تعالیٰ دنیا کا عذاب ان کے لیے جلدی لایا پھر انہیں جہنم کی طرف لے جائے گا۔(1)

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ ثَمَرٰتٍ مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهَا ؕ وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌۢ بِیْضٌ وَّحُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهَا وَغَرَابِیْبُ سُوْدٌ ﴿۲۷﴾ وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَآبِّ وَالْاَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ كَذٰلِكَ ؕ اِنَّمَا یَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ غَفُوْرٌ ﴿۲۸﴾

"کیا تم دیکھتے نہیں کہ اللہ تعالیٰ اتارتا ہے آسمان سے پانی پس ہم نکالتے ہیں اس کے ذریعے طرح طرح کے پھل جن کے رنگ مختلف ہوتے ہیں اور پہاڑوں سے بھی رنگ برنگ ٹکڑے ہیں کوئی سفید کوئی سرخ مختلف رنگوں میں (کوئی شوخ کوئی مدھم) اور بعض حصے سخت سیاہ اور انسانوں، چارپایوں اور جانوروں کے رنگ بھی اسی طرح جدا جدا ہیں۔ اللہ کے بندوں میں سے صرف علماء ہی (پوری طرح) اس سے ڈرتے ہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ سب پر غالب، بہت بخشنے والا ہے"۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے مُخْتَلِفًا اَلْوَانُهَا کی یہ تفسیر نقل کی ہے: سرخ اور زرد اور پہاڑ بھی سرخ ہیں۔ غَرَابِیْبُ سُوْدٌ یعنی اس کا رنگ اسی طرح مختلف ہے جس طرح ان پہاڑوں کے رنگ، لوگوں، جانوروں اور چارپاؤں کے رنگ مختلف ہیں اِنَّمَا یَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا یہ بات کہی جاتی تھی ڈرنے کے لیے علم کافی ہوتا ہے۔(2)

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ثَمَرٰتٍ مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهَا کی یہ تفسیر نقل کی ہے: سفید، سرخ اور سیاہ اور اللہ تعالیٰ کا فرمان جُدَدٌۢ بِیْضٌ کا یہ معنی نقل کیا ہے سفید نشانات یعنی رنگ۔

امام بزار رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، عرض کی کیا آپ کا رب بھی رنگ کرتا ہے؟ فرمایا ہاں ایسا رنگ جو کم نہیں ہوتا سرخ، زرد اور سفید۔

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان جدد کے بارے میں بتایئے فرمایا نشانات، سفید نشان اور سبز نشان۔ پوچھا کیا عرب اس معنی کو پہچانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے شاعر کا یہ شعر نہیں سنا:

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 54-153، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 56-155

قَدْ غَادَرَ السَّبُعُ فِيْ صَفُحَاتِهَا جُدَدًا كَاَنَّهَا طُرُقٌ لَاحَتْ عَلٰى اُكَمٍ

''درندوں نے اپنے چہروں میں کئی نشانوں کا دھوکہ دیا ہے: گویا وہ ایسے راستے ہیں جو ٹیلوں پر ظاہر ہوتے ہیں''۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: جُدَدٌۢ بِیْضٌ سے مراد سفید نشانات اور غَرَابِيْبُ سُوْدٌ سے مراد سیاہ پہاڑ ہیں۔(1)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ غَرَابِيْبُ سُوْدٌ سے مراد سخت سیاہ ہے۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن جریج کے واسطہ سے حضرت ابن عباس سے مُخْتَلِفًا اَلْوَانُهَا کی یہ تفسیر نقل کی ہے: ان سے کچھ سرخ، سفید، سبز اور اسی طرح لوگوں کے رنگ بھی مختلف ہیں، سرخ، سیاہ اور سفید اسی طرح جانور اور چوپائے بھی ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے مِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌ کی یہ تفسیر نقل کی ہے: پہاڑوں میں سفید اور سرخ نشانات ہیں اور سیاہ پہاڑ ہیں۔ اسی طرح لوگ، جاندار اور چوپائے مختلف ہیں جس طرح پہاڑوں کے رنگ مختلف ہیں۔ پھر فرمایا اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا اللہ تعالیٰ سے صرف علماء ہی ڈرتے ہیں۔ ان سے قبل جن چیزوں کا ذکر کیا گیا ہے اس کی کوئی فضیلت نہیں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌۢ بِیْضٌ کی یہ تفسیر نقل کی ہے: اس کے مختلف راستے ہیں۔ جس طرح ان کا ذکر کیا گیا ہے اسی طرح لوگوں، جانداروں اور چوپاؤں کے رنگ مختلف ہیں۔ جس طرح یہ جانور مختلف ہیں اسیطرح لوگ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کے اعتبار سے مختلف ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: اللہ سے ڈرنے ایمان لانے اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے میں لوگ اسی طرح مختلف ہیں جیسے رنگوں میں مختلف ہیں۔

ابن منذر نے حضرت ابن عباس سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کا علم رکھنے والے ہی اس سے ڈرتے ہیں۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہاں الْعُلَمٰٓؤُا سے مراد وہ لوگ ہیں جو یہ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔(2)

امام ابن ابی حاتم اور ابن عدی رحمہما اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے: علم، حدیث کی کثرت سے نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ کے ڈر سے ہوتا ہے۔

امام ابن منذر نے حضرت یحیٰ بن ابی کثیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ عالم وہ ہے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت صالح ابو خلیل رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لوگوں میں سے جو اللہ تعالیٰ کے بارے میں زیادہ علم رکھتا ہے وہی زیادہ ڈرنے والا ہوتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ حضرت سفیان رحمہ اللہ کے واسطہ سے وہ حضرت ابو حیان تیمی رحمہ اللہ سے وہ ایک آدمی سے

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 70 (2442)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 156

روایت نقل کرتے ہیں کہ علماء تین طرح کے ہیں: اللہ تعالیٰ کی ذات کو جاننے والے، اللہ تعالیٰ کے امر کو جاننے والے اور اللہ تعالیٰ کو جاننے والے مگر اللہ تعالیٰ کے امر کو نہیں جانتے اللہ تعالیٰ کے امر کو جاننے والے مگر اللہ تعالیٰ کو نہیں جانتے جو اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کے امر کو جانتا ہے وہ وہ ہے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اور حدود وفرائض کو جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کو جانتا ہے، اللہ تعالیٰ کے امر کو نہیں جانتا وہ وہ ہے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے حدود وفرائض کو نہیں جانتا اللہ تعالیٰ کے امر کو جاننے والا مگر اللہ تعالیٰ کو نہیں جانتا وہ وہ ہے جو حدود وفرائض کو جانتا ہے اور اللہ سے نہیں ڈرتا۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن عدی رحمہما اللہ نے حضرت مالک بن انس رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ علم، روایت کی کثرت سے نہیں ہوتا بلکہ علم نور ہے جسے اللہ تعالیٰ دل میں ڈالتا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: ایماندار وہ ہے جو بن دیکھے اللہ تعالیٰ سے ڈرے۔ جن چیزوں کی اللہ تعالیٰ نے رغبت دلائی ہے ان میں رغبت کرے اور جن پر اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے ان سے دور رہے۔ پھر اس آیت کی تلاوت فرمائی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مسروق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے ایک انسان کے لئے اتنا علم ہی کافی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرے۔ ایک آدمی کے لئے اتنی جہالت ہی کافی ہے کہ وہ اپنے عمل پر فخر کا اظہار کرے۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد نے زہد میں، عبد بن حمید اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے اللہ تعالیٰ سے ڈرنا، اتنا علم ہی کافی ہے، انسان کا اپنے عمل سے دھوکہ کھانا، اتنی جہالت ہی کافی ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید نے حضرت مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ فقیہ وہ ہے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ اور امام احمد رحمہما الہ نے زہد میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے یوں التجاء کی: اے اللہ! تو ہر عیب سے پاک ہے، تو اپنے عرش پر متمکن ہے، تو نے اپنی خشیت اس پر لازم کردی ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہے تیری مخلوقات میں سے تیرے زیادہ قریب وہ ہے جو تجھ سے زیادہ ڈرنے والا ہے، وہ عالم نہیں جو تجھ سے نہ ڈرے اور اس میں کوئی دانائی نہیں جو تیری اطاعت نہ کرے۔(3)

امام احمد رحمہ اللہ نے زہد میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ علم، روایت کی زیادتی کے ساتھ نہیں بلکہ علم تو اللہ تعالیٰ سے ڈرنا ہے۔(4)

امام ابن ابی شیبہ، امام ترمذی اور حاکم نے حضرت حسن بصری سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علم کی دو قسمیں ہیں: ایک علم دل میں ہے، وہ نفع دینے والا علم ہے۔ ایک علم وہ ہے جو زبان پر ہے، وہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر دلیل ہے۔

ابن ابی شیبہ نے حضرت حذیفہ سے روایت نقل کی ہے کہ انسان کے لیے اتنا علم ہی کافی ہے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرے۔(5)

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 104 (34532)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 215 (35452)
3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 67 (34246) 4۔ کتاب الزہد، صفحہ 198، دار الکتب العلمیہ بیروت
5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 139 (34799)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حامل قرآن کے لیے مناسب یہ ہے کہ جب لوگ سوئے ہوئے ہوں تو وہ شب بیداری سے پہچانا جائے۔ جب لوگ روزہ افطار کیے ہوئے ہوں تو وہ روزے سے پہچانا جائے۔ جب لوگ خوش ہوں تو وہ حزن سے پہچانا جائے۔ جب لوگ ہنس رہے ہوں تو وہ رونے سے پہچانا جائے۔ جب لوگ گپیں لگا رہے ہوں تو وہ خاموشی سے پہچانا جائے۔ جب لوگ تکبر کر رہے ہوں تو وہ عاجزی سے پہچانا جائے۔ حامل قرآن کے لیے مناسب نہیں کہ وہ شور کرنے والا، چیخنے والا اور تیز طبیعت کا ہو۔(1)

امام خطیب رحمہ اللہ نے المتفق والمفترق میں حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں عکرمہ کے ساتھ آیا جب کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی راہنمائی کررہا تھا جب کہ آپ کی بینائی ختم ہو چکی تھی یہاں تک کہ آپ مسجد حرام میں داخل ہوئے تو وہاں ایک قوم تھی جو باب بنی شیبہ کے پاس اپنے حلقہ میں جھگڑ رہے تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا مجھے اس جھگڑے اور شوروغل والے حلقے کی طرف لے جاؤ۔ میں آپ کو لے گیا یہاں تک کہ آپ ان تک پہنچے۔ آپ نے انہیں سلام کیا۔ انہوں نے ارادہ کیا کہ آپ ان کے پاس بیٹھیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان کے پاس بیٹھنے سے انکار کر دیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا مجھے اپنے نسب بتاؤ تا کہ میں تمہیں پہچان لوں۔ ایسے بندے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ کے خوف نے خاموش کر دیا جب کہ وہ کلام سے عاجز اور گونگے نہیں تھے بلکہ فصحاء، نطقاء، نبلاء اور اللہ کے ایام کے عالم تھے مگر انہوں نے اللہ تعالیٰ کی عظمت کو یاد کیا جس کی وجہ سے ان کی عقلیں بے بس ہو گئیں، ان کے دل ٹوٹ گئے اور ان کی زبانیں بولنے سے رہ گئیں۔ جب وہ ان کیفیات سے سنبھلے تو انہوں نے ایسے اعمال صالحہ کی طرف جلدی کی۔ تمہارا ان سے کیا تعلق؟ پھر آپ واپس مڑ گئے۔ اس کے بعد وہاں دو آدمی بھی بیٹھے نہ دکھائی دیے۔

امام خطیب رحمہ اللہ نے اسی کتاب میں حضرت سعید بن مسیب سیر حمہ اللہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب نے دس باتیں لوگوں سے اپنی طرف سے کہیں جو سب کی سب حکمت کی باتیں ہیں۔ جس نے تیرے بارے میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اس کے بارے میں تو نے اگر اللہ تعالیٰ کی اتنی ہی اطاعت کی ہے تو تو نے اسے سزا نہیں دی۔ اپنے بھائی کے معاملہ کی اچھی تعبیر کر یہاں تک کہ اس کی طرف سے ایسا فعل صادر ہو جو تجھ پر غالب آ جائے۔ وہ بات جو کسی مسلمان کے منہ سے نکلی ہے اسے برائی پر محمول نہ کر جب تک تو اس کے لیے اچھا محل پاتا ہے۔ جو آدمی اپنے آپ کو تہمت کے لیے پیش کرتا ہے تو جو آدمی اس کے بارے میں سوئے ظن رکھتا ہے اس پر ملامت نہ کر۔ جو آدمی اپنا راز چھپائے رکھتا ہے تو بھلائی اس کے ہاتھ میں رہتی ہے۔ سچے لوگوں کے ساتھ رہو۔ ان کے پڑوس میں زندگی بسر کرو کیونکہ وہ لوگ خوشحالی میں زینت اور مصیبت کے وقت سہارا ہوتے ہیں۔ سچ کو لازم پکڑو اگرچہ وہ تمہیں قتل کر دے۔ ایسے کام کی طرف توجہ نہ کرو جو بے فائدہ ہو۔ جو چیز نہ ہو اس کے بارے میں سوال نہ کر کیونکہ جو چیز موجود ہے اس میں مشغولیت ہے نہ کہ جو چیز موجود نہیں۔ اس سے اپنی ضرورت کو طلب نہ کر جو اس کا پانا تیرے لیے پسند نہیں کرتا۔ جھوٹی قسم اٹھانے میں سستی نہ کر کیونکہ جھوٹی قسم تجھے ہلاک کر دے گی۔ بدکاروں کی سنگت اختیار نہ کرتا کہ ان کے

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 231 (35584)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

فسق و فجور کو جانے۔ اپنے دشمن سے دور رہ، اپنے دوست سے بھی محتاط رہ مگر جو امین ہو۔ امین وہی ہے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے۔ قبروں کے پاس خشوع وخضوع کا اظہار کر۔ طاعت کے وقت عاجزی کر اور مصیبت کے وقت اللہ تعالیٰ سے عصمت کو طلب کر۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں ان سے مشورہ طلب کر کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّمَا یَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مکحول رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عالم اور عابد کے بارے میں پوچھا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عالم کی عابد پر فضیلت ایسے ہی ہے جیسے میری فضیلت تم میں سے ادنیٰ ترین آدمی پر ہے۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تلاوت فرمائی: اِنَّمَا یَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا۔ پھر فرمایا اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتے، آسمان والے، زمین والے اور سمندر میں مچھلیاں اس آدمی کی خیر چاہتی ہیں۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یَتْلُوْنَ كِتٰبَ اللّٰهِ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّ عَلَانِیَةً یَّرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ ﴿۲۹﴾ لِیُوَفِّیَهُمْ اُجُوْرَهُمْ وَ یَزِیْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّهٗ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ﴿۳۰﴾ وَ الَّذِیْۤ اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْكَ مِنَ الْكِتٰبِ هُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِعِبَادِهٖ لَخَبِیْرٌۢ بَصِیْرٌ ﴿۳۱﴾

"بے شک جو (غور و تدبر سے) تلاوت کرتے ہیں اللہ کی کتاب کی اور نماز قائم کرتے ہیں اور خرچ کرتے ہیں اس مال سے جو ہم نے ان کو دیا ہے راز داری سے اور اعلانیہ وہ ایسی تجارت کے امیدوار ہیں جو ہرگز نقصان والی نہیں۔ تاکہ اللہ تعالیٰ انہیں پورا پورا اجر عطا فرمائے اور مزید اضافہ کرے ان کے اجر میں اپنے فضل سے۔ بیشک وہ بہت بخشنے والا بڑا قدر دان ہے۔ اور جو کتاب بذریعہ وحی ہم نے آپ کی طرف بھیجی ہے وہی سراسر حق ہے۔ وہ تصدیق کرتی ہے پہلی کتابوں کی۔ بیشک اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے سارے احوال سے باخبر ہے (اور) دیکھنے والا ہے"۔

امام عبد الغنی بن سعید ثقفی رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حصین بن حارث بن عبد المطلب بن عبد مناف قرشی کے بارے میں یہ آیت اِنَّ الَّذِیْنَ یَتْلُوْنَ كِتٰبَ اللّٰهِ نازل ہوئی۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تجارۃ سے مراد جنت ہے اور لن تبور سے مراد جو ہلاک نہ ہوگی۔ کہا لِیُوَفِّیَهُمْ اُجُوْرَهُمْ وَ یَزِیْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ایسے ہی ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان وَ لَدَیْنَا مَزِیْدٌ ﴿۳۵﴾ (ق) ہے۔ وہ ان کے گناہوں کو بخشنے والا اور ان کی نیکیوں کو قبول کرنے والا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے لَّنْ تَبُوْرَ کا معنی یہ نقل کیا ہے کہ وہ ہلاک نہیں ہوگا۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، محمد بن نصر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت مطرف بن عبد اللہ رحمہ اللہ کہا کرتے تھے۔ یہ قراء کے بارے میں آیت ہے۔ (1)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 157، دار احیاء التراث العربی بیروت

ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِیْنَ اصْطَفَیْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۚ فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ وَ مِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۚ وَ مِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَیْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِیْرُ ﴿۳۲﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ یَّدْخُلُوْنَهَا یُحَلَّوْنَ فِیْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّ لُؤْلُؤًا ۚ وَ لِبَاسُهُمْ فِیْهَا حَرِیْرٌ ﴿۳۳﴾ وَ قَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْۤ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ؕ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرُ ۙ﴿۳۴﴾ الَّذِیْۤ اَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ لَا یَمَسُّنَا فِیْهَا نَصَبٌ وَّ لَا یَمَسُّنَا فِیْهَا لُغُوْبٌ ﴿۳۵﴾ وَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ ۚ لَا یُقْضٰی عَلَیْهِمْ فَیَمُوْتُوْا وَ لَا یُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِّنْ عَذَابِهَا ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِیْ كُلَّ كَفُوْرٍ ۚ﴿۳۶﴾

''پھر ہم نے وارث بنایا اس کتاب کا ان کو جنھیں ہم نے چن لیا تھا اپنے بندوں سے۔ پس بعض ان میں سے اپنے نفس پر ظلم کرنے والے ہیں اور بعض درمیانہ رو ہیں اور بعض سبقت لے جانے والے ہیں نیکیوں میں اللہ کی توفیق سے۔ یہی (اللہ تعالیٰ کا) بہت بڑا فضل (وکرم) ہے۔ سدا بہار باغات! یہ ان میں داخل ہوں گے پہنائے جائیں گے انہیں وہاں سونے کے کنگن اور موتیوں کے ہار اور ان کی پوشاک وہاں ریشمی ہوگی۔ (شکر نعمت کے طور پر) کہیں گے سب ستائشیں اللہ کے لئے ہیں جس نے دور کر دیا ہم سے غم (واندوہ) یقیناً ہمارا رب بہت بخشنے والا بڑا قدردان ہے۔ جس نے ہمیں بسایا ہے ابدی ٹھکانے پر اپنے فضل (واحسان) سے، نہ چھوئے گی ہمیں یہاں کوئی تکلیف اور نہ چھوئے گی ہمیں یہاں کوئی تھکن۔ اور جنہوں نے کفر کیا ان کے لئے دوزخ کی آگ (تیار) ہے۔ نہ ان کی قضا آئے گی کہ وہ مر جائیں اور نہ ہلکا کیا جائے گا ان سے دوزخ کا عذاب، اسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں ہر ناشکر گزار کو۔''

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ الَّذِیْنَ اصْطَفَیْنَا مِنْ عِبَادِنَا سے مراد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے تمام نازل شدہ کتابوں کا وارث بنایا ہے، ان کے ظالم کو بخش دیا جائے گا، ان کے معتدل سے آسان حساب لیا جائے گا اور ان میں سے سبقت لے جانے والا جنت میں بغیر حساب کے داخل ہوگا۔ (1)

طیالسی، امام احمد، عبد بن حمید، امام ترمذی جبکہ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم،

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 158، دار احیاء التراث العربی بیروت

ابن مردویہ اور بیہقی نے حضرت ابوسعید خدری سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے اس آیت ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا کوتلاوت نقل کیا پھر فرمایا یہ سب ایک مرتبہ پر فائز ہیں اور سب جنت میں ہونگے۔(1)

امام فریابی، امام احمد، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی، حاکم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا جو سابقین ہیں وہ جنت میں بغیر حساب کے داخل ہونگے۔ جو درمیانے ہیں ان سے آسان حساب کیا جائے گا۔ جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا وہ طویل وقت تک حشر کے میدان میں روکے جائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ ان پر رحمت فرمائے گا۔ یہی وہ لوگ ہیں جو کہیں گے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْۤ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ؕ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرٌ بیہقی نے کہا اکثر روایات اسی معنی میں ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس حدیث کی اصل موجود ہے۔(2)

امام طیالسی، عبد بن حمید، ابن ابی حاتم، طبرانی نے اوسط میں، حاکم اور مردویہ نے عقبہ بن صہبان سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ سے کہا مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ کے بارے میں بتائیے حضرت عائشہ صدیقہ نے فرمایا جو سابقین ہیں وہ تو حضور ﷺ کی ظاہری زندگی میں چلے گئے۔ ان کے حق میں جنت کی شہادت ہے جو معتقد ہیں جس نے ان کے امر کی اتباع کی، ان کے اعمال جیسے اعمال کیے یہاں تک کہ ان کے ساتھ جا ملے۔ جہاں تک اپنی جان پر ظلم کرنے والوں کا تعلق ہے وہ میری اور تیری مثل لوگ ہیں اور وہ جنہوں نے ہماری پیروی کی سب جنت میں ہیں۔

امام طبرانی اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ سب اسی امت کے افراد ہیں اور سب جنت میں ہوں گے۔(3)

امام ابن ابی حاتم اور طبرانی حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے اور وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ فرمایا میری امت کو تین حصوں میں برابر تقسیم کیا گیا ہے۔ ایک تہائی بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوگا۔ ایک تہائی سے نرم حساب لیا جائے گا۔ پھر وہ جنت میں داخل ہوں گے۔ ایک تہائی سے چھان بین ہوگی اور ان پر غم مسلط ہوگا۔ پھر فرشتے آئیں گے۔ وہ کہیں گے ہم نے انہیں لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وحدہ کہتے ہوئے پایا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا انہیں لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وحدہ کہنے کی وجہ سے جنت میں داخل کر دو اور ان کے گناہ کفار پر ڈال دو۔ یہی اہل تکذیب ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وَ لَيَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ وَ اَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ (عنکبوت:13) ملائکہ نے جو ذکر کیا اس کی تصدیق اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے ہوتی ہے ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا اللہ تعالیٰ نے ان کی تین قسمیں بنائی ہیں۔ ان میں ایک وہ ہیں جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کی چھان بین ہوگی اور انہیں غم میں مبتلا کیا جائے گا۔ ان میں سے دوسرے وہ ہیں جو مقتصد ہیں، ان سے آسان حساب لیا جائے گا۔ ان میں سے تیسرے وہ ہیں جو سابقین ہیں۔ یہ افراد اللہ تعالیٰ کے حکم سے بغیر

1۔ سنن ترمذی مع تحفۃ الاحوذی، جلد 9، صفحہ 76 (3225)، دار الفکر بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 162
3۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 17-216 (11293)، دار الفکر بیروت

حساب وعذاب کے جنت میں داخل ہوں گے۔ سب لوگ جنت میں داخل ہوں گے، ان میں کوئی تفریق نہ کی جائے گی۔ (1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس آیت میں یہ ذکر ہے کہ قیامت کے روز ان کو تین برابر حصوں میں تقسیم کیا جائے گا۔ ایک ثلث جنت میں بغیر حساب کے داخل ہوگا۔ ایک تہائی سے آسان حساب لیا جائے گا۔ ایک تہائی سے اس کے گناہوں کا حساب ہوگا۔ مگر یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا ان لوگوں کو میری وسیع رحمت میں داخل کرو۔ پھر اس آیت کریمہ کی تلاوت کی۔ (2)

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ جب اس آیت سے استدلال فرماتے تو کہتے بے شک ہم میں سے سبقت لے جانے والا سبقت لے جانے والا ہے۔ ہمارا مقتصد نجات پانے والا ہے اور ہمارا ظالم بھی بخشا ہوا ہے۔

امام عقیلی، ابن لال، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے ایک اور سند سے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ ہمارا سابق سبقت لے جانے والا ہے، ہمارا مقتصد نجات پانے والا ہے اور ہمارا ظالم بخشا ہوا ہے۔ پھر حضرت عمر نے اس آیت کی تلاوت کی۔

امام ابن نجار رحمہ اللہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ ہمارا سابق سبقت لے جانے والا ہے، ہمارا مقتصد نجات پانے والا ہے اور ہمارا ظالم بخشا ہوا ہے۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ خیرات کی طرف سبقت لے جانے والا حساب کے بغیر جنت میں داخل ہوگا۔ مقتصد اللہ تعالیٰ کی رحمت سے جنت میں داخل ہوگا۔ اپنی جاں پر ظلم کرنے والا اور اعراف والے جنت میں حضرت محمد ﷺ کی شفاعت کے ساتھ داخل ہوں گے۔ (3)

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آپ نے اس آیت سے یہ استدلال کیا کہ ہمارے سابقین جہاد والے ہیں، ہمارے مقتصد نجات پانے والے ہیں۔ وہ ہمارے شہروں والے ہیں اور ہمارے ظالم ہمارے دیہاتی ہیں۔

امام سعید بن منصور اور بیہقی رحمہما اللہ نے البعث میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے: میں اللہ تعالیٰ پر گواہی دیتا ہوں کہ وہ ان سب کو جنت میں داخل کرے گا۔

امام فریابی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس آیت کریمہ کی تلاوت کی۔ پھر فرمایا یہ سب نجات پانے والے ہیں اور یہ سب اسی امت سے تعلق رکھتے ہیں۔

فریابی اور عبد بن حمید نے حضرت ابن عباس سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت بھی اسی آیت کی طرح ہے جو سورۂ واقعہ میں

1۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 16-215 (11292)، دار الفکر بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 158، دار احیاء التراث العربی بیروت
3۔ معجم کبیر، جلد 11، صفحہ 189 (11454)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

ہے فَاَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ وَ اَصْحٰبُ الْمَشْـَٔمَةِ اور وَالسّٰبِقُوْنَ دو قسمیں نجات پانے والی اور ایک صنف ہلاک ہونے والی ہے۔

امام فریابی، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے بعث میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ سے مراد کافر اور مُّقْتَصِدٌ سے مراد اصحاب یمین ہیں۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن منذر اور بیہقی نے حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے ان آیات کی تلاوت لُغُوْبٌ تک کی، پھر کہا رب کعبہ کی قسم! وہ جنت میں داخل ہوں گے۔ ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں سب جنت میں ہیں۔ کیا تم اس کے بعد والی آیت کو نہیں دیکھتے وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ یہ جہنمی ہیں۔ میں نے اس کا ذکر حضرت حسن بصری سے کیا تو انہوں نے فرمایا ان پر سورۂ واقعہ انکار کرتی ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جنت کا ذکر کیا۔ فرمایا انہوں نے سونے اور چاندی کے کنگن، موتیوں کے تاج پہنے ہوں گے۔ ان پر پے در پے موتیوں اور یاقوت کے پٹکے ہوں گے۔ ان پر بادشاہوں جیسے تاج ہوں گے۔ جرد (بے لباس) مرد (بے ریش) اور سرمہ لگے ہوں گے۔

ابن مردویہ اور دیلمی نے حضرت حذیفہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کو تین قسموں میں اٹھائے گا ان کا ذکر فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۚ وَمِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ میں ہے۔ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ جنت میں بلا حساب داخل ہوگا اور مقتصد سے آسان حساب لیا جائے گا اور اپنی جان پر ظلم کرنے والا اللہ تعالیٰ کی رحمت کے ساتھ جنت میں داخل ہوگا۔(1)

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے: پھر اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو تین حصوں میں تقسیم کرے گا جس طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: فَاَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ۙ مَاۤ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ؕ﴿۸﴾ وَ اَصْحٰبُ الْمَشْـَٔمَةِ ۙ مَاۤ اَصْحٰبُ الْمَشْـَٔمَةِ ؕ﴿۹﴾ وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ۙ﴿۱۰﴾ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ﴿۱۱﴾ (الواقعہ) وہ بھی اسی کی مثل ہیں۔(2)

امام ابن مردویہ حضرت عمر سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ سے مراد کافر ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ سے مراد منافق ہے مُّقْتَصِدٌ سے مراد صاحب یمین ہے۔ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ سے مراد مقرب ہے۔ قتادہ نے کہا لوگوں کی موت کے وقت تین قسمیں ہوں گی، دنیا میں تین حیثیتیں ہوں گی اور آخرت میں بھی تین منازل ہوں گی۔ جہاں تک دنیا کا تعلق ہے وہ مومن، منافق اور مشرک ہے۔ جہاں تک موت کا تعلق ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے فَاَمَّاۤ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿۸۸﴾ (الواقعہ) وَاَمَّاۤ اِنْ كَانَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ﴿۹۰﴾ (الواقعہ) وَاَمَّاۤ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِيْنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿۹۲﴾ (الواقعہ) جہاں تک آخرت کا تعلق ہے تو ان کی تین جماعتیں ہوں گی: فَاَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ وَ اَصْحٰبُ الْمَشْـَٔمَةِ وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ﴿۱۰﴾ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ﴿۱۱﴾۔(3)

امام عبد بن حمید اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ سے مراد منافق ہے جو

1۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 5، صفحہ 466 (8774)، دار الباز

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 159، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 160

جہنم میں گرے گا۔ مُقْتَصِدٌ اور سَابِقٌۢ بِالْخَیْرٰتِ جنت میں جائیں گے۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور بیہقی نے عبید بن عمیر سے روایت نقل کی ہے کہ یہ سب کے سب صالح لوگ ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت صالح ابو خلیل رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے کہا بنی اسرائیل کے علماء مجھے ملامت کرتے ہیں کہ میں ایسی امت میں داخل ہوں جنہیں اللہ تعالیٰ نے مختلف گروہوں میں تقسیم کیا۔ پھر انہیں جمع کر دیا۔ پھر انہیں جنت میں داخل کر دیا۔ پھر اس آیت کی تلاوت کی ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِیْنَ اصْطَفَیْنَا مِنْ عِبَادِنَا کہا اللہ تعالیٰ نے ان سب کو جنت میں داخل کر دیا۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: علماء کی تین قسمیں ہیں: اپنی ذات اور غیر کو جاننے والا۔ یہ سب سے افضل اور بہترین ہے۔ ان میں سے دوسرا وہ ہے جو اپنی ذات کو جاننے والا ہے۔ تو وہ اچھا ہے۔ تیسرا وہ ہے جو نہ اپنی ذات کو اور نہ ہی غیر کو جانتا ہے، تو یہ ان سب سے برا ہے۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو مسلم خولانی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے اللہ کی کتاب میں یہ پڑھا ہے کہ قیامت کے روز اس امت کو کئی قسموں میں تقسیم کیا جائے گا۔ ان میں ایک قسم بغیر حساب کے جنت داخل ہو گی۔ دوسری قسم وہ ہو گی جن سے اللہ تعالیٰ آسان حساب لے گا اور وہ جنت میں داخل ہوں گے۔ تیسری قسم وہ ہو گی جنہیں روکا جائے گا اور ان سے اللہ تعالیٰ لے گا جو چاہے گا۔ پھر انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے معافی اور درگزر پہنچے گی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے جَنّٰتُ عَدْنٍ یَّدْخُلُوْنَهَا کی یہ تفسیر کی رب کعبہ کی قسم! وہ سب جنت میں داخل ہوں گے۔ اس کی خبر حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کو دی گئی تو آپ نے فرمایا اللہ کی قسم! سورۂ واقعہ ان پر اس کا انکار کرتی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت عبد اللہ بن حارث سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِیْنَ اصْطَفَیْنَا مِنْ عِبَادِنَا کی تفسیر کے بارے میں پوچھا تو حضرت کعب نے جواب دیا سب نجات پائیں گے۔ پھر رب کعبہ کی قسم! ان کے کندھے رگڑے جائیں گے۔ پھر ان کے اعمال کی وجہ سے انہیں افضلیت دی جائے گی۔(2)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن حنفیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس امت کو تین ایسی چیزیں عطا کی گئیں جو ان سے پہلے کسی امت کو نہیں دی گئیں۔ ان میں سے اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے بخش دیے جائیں گے۔ ان کے مقتصد جنتوں میں ہوں گے اور ان میں سے سبقت لے جانے والے اعلیٰ مکان میں ہوں گے۔(3)

عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ سے مراد بائیں ہاتھ والے

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 199 (35320)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 159، دار احیاء التراث العربی بیروت　3۔ ایضاً

ہیں۔ مُّقْتَصِدٌ سے مراد دائیں ہاتھ والے ہیں سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ سے مراد تمام لوگوں سے سبقت لے جانے والے ہیں۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ کی یہ تفسیر نقل کی ہے یہ اللہ کی نعمت ہے۔

امام ترمذی، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے بعث میں حضرت ابوسعید خدری سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے اس فرمان جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا يُحَلَّوْنَ فِيْهَا کی تلاوت کی۔ فرمایا ان کے سروں پر تاج ہوں گے۔ ان تاجوں میں سے کم سے کم مرتبہ کا وہ موتی ہوگا جو مشرق و مغرب کے درمیانی حصہ کو روشن کر دے گا۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے اس کے بارے میں پوچھا گیا کہ جب جنتی جنت میں داخل ہوں گے تو وہ کہیں گے وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ آپ نے فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جو دنیا میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے تھے اور مخفی اور اعلانیہ حالت میں اپنے رب کی عبادت میں کوشش کیا کرتے تھے۔ ان کے دلوں میں ان گناہوں کا حزن ہوگا جو گناہ ان سے پہلے ہوئے۔ انہیں ڈر ہوگا ان سے جو گناہ پہلے سرزد ہو چکے ہیں ان کی وجہ سے ان کی یہ عبادت قبول نہ ہوگی۔ تو وہ اس وقت کہیں گے ہماری بخشش عظیم ہے اور ہمارے اعمال کی طرف سے نعمتوں پر جو شکر ہوا وہ قلیل ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ الْحَزَنَ سے مراد جہنم کا غم ہے۔(3)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جو وہ عمل کیا کرتے تھے اس کا حزن مراد ہے۔(4)

امام حاکم، ابونعیم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: مہاجرین ہی سابقون ہیں۔ وہ اپنے رب کی محبت پر بہت اعتبار کرنے والے ہیں۔ قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! یہ قیامت کے روز آئیں گے جبکہ ان کے کندھوں پر اسلحہ ہو گا۔ وہ جنت کے دروازے کو کھٹکھٹائیں گے۔ جنت کے داروغے ان سے پوچھیں گے تم کون ہو؟ تو یہ کہیں گے ہم مہاجر ہیں۔ داروغے کہیں گے کیا تم سے حساب لیا گیا؟ وہ اپنے گھٹنوں کے بل کھڑے ہو جائیں گے اور اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائیں گے اور کہیں گے اے ہمارے رب! کیا اس کا ہم سے حساب لیا جائے گا؟ ہم نکلے۔ ہم نے خاندان، مال اور اولاد چھوڑی۔ اللہ تعالیٰ ان کے سونے کے پر بنا دے گا جنہیں زبرجد سے اور یاقوت سے آراستہ کیا گیا ہوگا۔ وہ اڑیں گے یہاں تک کہ جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی مطلب ہے: وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ۭ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرُۨ ۝ الَّذِيْٓ اَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ لَا يَمَسُّنَا فِيْهَا نَصَبٌ وَّلَا يَمَسُّنَا فِيْهَا لُغُوْبٌ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جنت میں ان کے مکانات دنیا میں ان کے مکانات سے زیادہ نمایاں ہوں گے۔(5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 160، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 463 (3594)، بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 163، 4۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 164
5۔ مستدرک حاکم، کتاب معرفۃ الصحابہ، جلد 3، صفحہ 451 (5704)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت شمر بن عطیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب وہ جنت میں داخل ہوں گے تو کہیں گے الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْۤ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ان کا حزن یہی حزن ہوگا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت شمر بن عطیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ الْحَزَنَ سے مراد بھوک ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے امام شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ الْحَزَنَ سے مراد دنیا میں روٹی کی طلب ہے۔ ہم اس کا اہتمام نہیں کرتے جتنا اہتمام دنیا میں دوپہر اور شام کے کھانے کا کرتے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم تیمی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جو غمگین ہوتا ہے اس کو چاہیے کہ اس بات سے ڈرے کہ کہیں وہ جنتیوں سے خارج نہ ہو کیونکہ جنتیوں کا تو یہ قول ہے الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْۤ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ اور جو ڈرتا ہے اسے چاہیے کہ اس بات سے ڈرے کہ کہیں وہ جنتیوں سے خارج نہ ہو کیونکہ جنتیوں کا یہ کہنا ہے قَالُوْۤا اِنَّا كُنَّا قَبْلُ فِیْۤ اَهْلِنَا مُشْفِقِیْنَ (الطور)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن ابی الدنیا، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت شمر بن عطیہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہاں الْحَزَنَ سے مراد کھانے کا غم ہے۔ جو گناہ انہوں نے کیے اللہ تعالیٰ نے ان کے گناہ بخش دیے اور ان کی وہ نیکیاں قبول کرلیں جن کی طرف اللہ تعالیٰ نے ان کی رہنمائی کی تھی۔ انہوں نے اس پر عمل کیا اور اس پر بدلہ عطا فرمایا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابو رافع سے روایت نقل کی ہے: جس روز قیامت ہوگی اس دن بندے کے تین دیوان ہوں گے۔ ایک دیوان میں نعمتوں کا ذکر ہوگا۔ دوسرے دیوان میں اس کے گناہوں کا ذکر ہوگا اور تیسرے دیوان میں اس کی نیکیوں کا ذکر ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے اس بندے پر جو سب سے چھوٹی نعمت کی ہوگی اسے کہا جائے گا اٹھ اور اس کی نیکیوں میں سے اپنا حصہ پورا کرلے۔ وہ اٹھے گی تو وہ ایک نعمت اس کی تمام نیکیوں کو حاصل کرنا چاہے گی۔ اس پر کی جانے والیاں باقی نعمتیں اور سارے گناہ باقی ہوں گے۔ جب اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا تو اس وقت وہ کہے گا اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرٌ۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے گناہوں کو بخشنے والا اور ان کی نیکیوں کو قبول کرنے والا ہے۔ پھر وہ جنت میں مقیم ہوں گے وہ نہ خود وہاں سے نکلیں گے اور نہ انہیں نکالا جائے گا۔ یہ قوم دنیا میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں تھکی تھی۔ یہ ایسی قوم ہے جسے اللہ تعالیٰ نے تھوڑے وقت کے لیے مشقت میں ڈالا۔ پھر زیادہ وقت کے لیے راحت میں رکھا تو ان کے لیے مبارک ہو۔ (1)

امام ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی نے بعث میں عبد اللہ بن ابی اوفی سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ نیند ایک ایسی چیز ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ دنیا میں ہمیں قرار عطا کرتا ہے، کیا جنت میں بھی نیند ہوگی؟ فرمایا نہیں نیند موت کی ساتھی ہے جبکہ جنت میں موت نہیں۔ عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ پھر ان کی راحت کیسے ہوگی؟ نبی کریم ﷺ نے اس سوال کو ناگوار جانا اور کہا اس میں کوئی تھکاوٹ نہ ہوگی۔ ان کا تمام امر راحت ہے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 65-164، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تعب کا معنی درد ہے۔(1)
امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے لُغُوْبٌ کا معنی تھکاوٹ نقل کیا ہے۔(2)

وَ هُمْ يَصْطَرِخُوْنَ فِيْهَا ۚ رَبَّنَاۤ اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ ؕ اَوَ لَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَ جَآءَكُمُ النَّذِيْرُ ؕ فَذُوْقُوْا فَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ ﴿۳۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ عٰلِمُ غَيْبِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۳۸﴾

''اور وہ اس میں چیختے چلاتے ہوں گے (فریاد کریں گے) اے ہمارے رب! (ایک بار) ہمیں یہاں سے نکال۔ ہم بڑے نیک کام کریں گے۔ ایسے نہیں جیسے ہم پہلے کیا کرتے تھے۔ (جواب ملے گا) کیا ہم نے تمہیں اتنی لمبی عمر نہیں دی تھی جس میں (بآسانی) نصیحت قبول کر سکتا جو نصیحت قبول کرنا چاہتا اور تشریف لے آیا تھا تمہارے پاس ڈرانے والا (تم نے اس کی بات نہ مانی) پس اب (اپنے کیے کا) مزہ چکھو۔ ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ جاننے والا ہے آسمانوں اور زمین میں ہر چھپی ہوئی چیز کو۔ یقیناً وہ جانتا ہے دلوں کے رازوں کو''۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وَهُمْ يَصْطَرِخُوْنَ فِيْهَا کا معنی ہے وہ اس میں مدد طلب کرتے ہوں گے۔

عبد الرزاق، فریابی، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابو الشیخ، حاکم، جب کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس سے اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ کیا ہم نے تمہیں ساٹھ سال عمر عطا نہیں کی۔(3)

حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں، بیہقی نے سنن میں، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا تو پوچھا جائے گا ساٹھ سال کی عمر کے لوگ کہاں ہیں؟ یہی وہ عمر ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں فرمایا ہے اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ۔(4)

امام احمد، عبد بن حمید، امام بخاری، امام نسائی، بزار، ابن جریر، ابن ابی حاتم، حاکم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس آدمی کا عذر قبول کرے گا جس کی عمر کو اس نے مؤخر کر دیا یہاں تک کہ وہ ساٹھ سال کا ہو گیا۔(5)

امام عبد بن حمید، طبرانی، رویانی نے امثال میں، حاکم اور ابن مردویہ نے حضرت سہل بن سعد سے روایت نقل کی ہے کہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 165، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 167 4۔ ایضاً
5۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 464 (3600)، دار الکتب العلمیہ بیروت

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب بندے کی عمر ساٹھ سال کی ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی عمر میں عذر قبول فرمالیتا ہے۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے آیت کی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے کہ وہ عمر جو اللہ تعالیٰ بندوں کو عطا فرماتا ہے وہ ساٹھ سال ہے۔(2)

امام رامہرمزی رحمہ اللہ نے الامثال میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جسے اللہ تعالیٰ ساٹھ سال عمر عطا فرما دے تو اس کی عمر میں اللہ تعالیٰ عذر قبول فرمالیتا ہے۔ اس آیت میں اسی کا ارادہ فرمایا۔

امام ترمذی، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت کی عمر ساٹھ سال سے ستر سال کے درمیان ہے۔ بہت ہی کم لوگ ہوں گے جو اس سے تجاوز کریں گے۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ عمر ساٹھ سال ہے۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ عمر چھیالیس سال ہے۔(4)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہاں عمر سے مراد چالیس سال ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے: یہ بات ذہن نشین کرلو کہ عمر کی طوالت حجت ہے۔ ہم اللہ کی پناہ چاہتے کہ عمر کی طوالت کے ساتھ ہمیں عار دلائی جائے کہا یہ آیت نازل ہوئی تو ان میں اٹھارہ سال کے افراد بھی تھے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان وَجَآءَكُمُ النَّذِيْرُ کے بارے میں کہا ان کے خلاف عمر اور رسولوں کے ذریعے دلیل قائم کی گئی۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ النَّذِيْرُ سے مراد حضرت محمد ﷺ کی ذات ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وَجَآءَكُمُ النَّذِيْرُ میں نذیر سے مراد حضرت محمد ﷺ کی ذات ہے۔ پھر اس آیت کی تلاوت کی هٰذَا نَذِيْرٌ مِّنَ النُّذُرِ الْاُوْلٰى ﴿۵۶﴾ (النجم)(5)

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے النَّذِيْرُ کا معنی بڑھاپا نقل کیا ہے۔

امام ابن مردویہ اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس سے یہ قول نقل کیا ہے کہ النَّذِيْرُ سے مراد بڑھاپا ہے۔

هُوَ الَّذِيْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ فِي الْاَرْضِ ۭ فَمَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهٗ ۭ وَلَا يَزِيْدُ الْكٰفِرِيْنَ كُفْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ اِلَّا مَقْتًا ۚ وَلَا يَزِيْدُ الْكٰفِرِيْنَ كُفْرُهُمْ اِلَّا خَسَارًا ﴿۳۹﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ شُرَكَآءَكُمُ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 464 (3601)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 168، دار احیاء التراث العربی بیروت
3۔ سنن ترمذی مع عارضۃ الاحوذی باب الدعاء، جلد 13، صفحہ 58 (3550)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 167، دار احیاء التراث العربی بیروت
5۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 168

دُوْنِ اللّٰهِ ؕ اَرُوْنِیْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِی السَّمٰوٰتِ ۚ اَمْ اٰتَیْنٰهُمْ كِتٰبًا فَهُمْ عَلٰی بَیِّنَتٍ مِّنْهُ ۚ بَلْ اِنْ یَّعِدُ الظّٰلِمُوْنَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۴۰﴾

''وہی ہے جس نے تمہیں (گزشتہ قوموں کا) جانشین بنایا زمین میں پس جس نے کفر کیا اس کے کفر کا وبال بھی اسی پر ہوگا اور نہیں اضافہ کرے گا کفار کے لیے ان کا کفر اللہ کی جناب میں بجز ناراضگی کے اور نہ اضافہ کرے گا کفار کے لیے ان کا کفر بجز گھاٹے (اور خسران) کے۔ آپ فرمایئے کیا تم نے دیکھے ہیں اپنے شریک جنہیں تم پکارتے ہو اللہ تعالیٰ کے سوا مجھے بھی تو دکھاؤ زمین کا وہ گوشہ جو انہوں نے بنایا ہے یا ان کی کوئی شراکت ہو آسمانوں (کی تخلیق) میں یا ہم نے انہیں کوئی کتاب دی ہو اور وہ کس کے روشن دلائل پر عمل پیرا ہوں (کچھ بھی نہیں) بلکہ یہ ظالم محض ایک دوسرے کے ساتھ جھوٹے (دلفریب) وعدے کرتے رہتے ہیں''۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے هُوَ الَّذِیْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓىِٕفَ فِی الْاَرْضِ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اسی نے تمہیں زمین میں امت کے بعد امت بنایا ہے۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: اسی نے تمہیں زمین میں ایک امت کے بعد دوسری امت اور ایک قوم کے بعد دوسری قوم بنایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ اَرُوْنِیْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ کے بارے میں کہا اللہ کی قسم! انہوں نے اس میں سے کوئی چیز پیدا نہیں کی۔ ارشاد باری تعالیٰ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِی السَّمٰوٰتِ کے بارے میں کہا اللہ کی قسم ان کا ان میں کوئی حصہ نہیں اَمْ اٰتَیْنٰهُمْ كِتٰبًا فَهُمْ عَلٰی بَیِّنَتٍ یا ہم نے انہیں کتاب دی جو انہیں حکم دیتی ہے کہ وہ میرے ساتھ شرک کریں۔(2)

اِنَّ اللّٰهَ یُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا ۚ۬ وَ لَىِٕنْ زَالَتَاۤ اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حَلِیْمًا غَفُوْرًا ﴿۴۱﴾

''بے شک اللہ تعالیٰ روکے ہوئے ہے آسمانوں اور زمین کو تاکہ وہ اپنی جگہ سے سرک نہ جائیں اور اگر وہ سرکنے لگیں تو کوئی نہیں روک سکتا انہیں اللہ تعالیٰ کے بعد۔ بے شک وہ بڑا حلیم (اور) بخشنے والا ہے''۔

امام ابو یعلی، ابن جریر، ابن ابی حاتم، دار قطنی نے افراد میں، ابن مردویہ اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں اور خطیب رحمہم اللہ نے اپنی تاریخ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ذہن میں یہ خیال آیا کہ کیا اللہ تعالیٰ سوتا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 169، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

طرف ایک فرشتہ بھیجا جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تین دن تک جگائے رکھا اور پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دو بوتلیں دیں۔ ہر ہاتھ میں ایک بوتل تھی اور اسے حکم دیا کہ ان دونوں کی حفاظت کرے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سونے لگے اور آپ کے ہاتھ آپس میں ملنے لگے۔ وہ پھر جاگتے اور ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ سے دور کرتے یہاں تک کہ انہیں مکمل نیند آگئی۔ آپ کے ہاتھ آپس میں ٹکرائے اور دونوں شیشیاں ٹوٹ گئیں۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے ایک مثال بیان فرمائی کہ اگر اللہ تعالیٰ سو جاتا تو نہ آسمان باقی بچتے اور نہ زمین۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت خرشہ بن حر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے عبد اللہ بن سلام نے بیان کیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اے جبرئیل! کیا تیرا رب سوتا ہے؟ تو حضرت جبرئیل نے کہا اے میرے رب! تیرا بندہ موسیٰ تجھ سے سوال کرتا ہے کیا تو سوتا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے جبرئیل! موسیٰ علیہ السلام سے کہو اپنے ہاتھ میں دو بوتلیں پکڑو اور پہاڑ کے اوپر رات کے ابتدائی حصہ سے لے کر صبح تک کھڑے رہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام پہاڑ پر کھڑے ہو گئے اور دو بوتلیں پکڑ لیں۔ آپ نے بڑے صبر کا مظاہرہ کیا۔ جب رات کا آخری حصہ تھا تو آپ کو نیند آگئی۔ دونوں بوتلیں گر گئیں اور ٹوٹ گئیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے جبرئیل! دونوں بوتلیں ٹوٹ گئیں۔ اللہ تعالیٰ نے کہا اے جبرئیل! میرے بندے سے کہو اگر میں سو جاتا تو آسمان و زمین اپنی جگہ پر باقی نہ رہتے۔

امام عبد بن حمید اور عبد الرزاق رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرشتوں سے رازدارانہ بات کی کیا رب العزت سوتا ہے؟ کہا حضرت موسیٰ علیہ السلام چار دن اور چار راتیں جاگتے رہے۔ پھر منبر پر خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے اور انہیں دو بوتلیں دیں۔ ہر ہاتھ میں ایک بوتل تھی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف اونگھ کو بھیجا جبکہ وہ خطبہ دے رہے تھے۔ ان کا ایک ہاتھ دوسرے کے قریب ہوا جبکہ وہ ایک بوتل دوسری پر مارتے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام گھبرائے اور کہا اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّ لَا نَوْمٌ (البقرہ:255)

حضرت عکرمہ نے کہا اونگھ اسی کو کہتے ہیں کہ وہ بیٹھے ہوئے اپنا سر مارے اور نیند اسے کہتے ہیں جس سے آدمی سو جائے۔

ابو الشیخ العظمہ میں اور بیہقی سعید بن ابی بردہ سے وہ اپنے باپ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان کی قوم نے کہا تیرا رب سوتا ہے؟ فرمایا اللہ سے ڈرو اگر تم مومن ہو۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ دو بوتلیں پکڑو اور انہیں پانی سے بھر لو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایسا ہی کیا تو آپ کو اونگھ آگئی اور سو گئے تو دونوں بوتلیں آپ کے ہاتھ سے گر گئیں اور دونوں ٹوٹ گئیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی، میں آسمان اور زمین کو اپنی جگہ سے ہلنے سے روکتا ہوں۔ اگر میں سو جاؤں تو دونوں اپنی جگہ پر قائم نہ رہیں۔ حضرت بیہقی نے کہا یہ اس کے زیادہ مشابہ ہے کہ وہ محفوظ ہو۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے کتاب السنۃ میں حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ بنو اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا کیا ہمارا رب سوتا ہے؟

1۔ تفسیر طبری، سورۂ بقرہ، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 13، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام ابن بی شیبہ اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے العظمۃ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب تو ہیبت والے بادشاہ کے پاس آئے تجھے ڈر ہو کہ وہ تم پر زیادتی کرے گا۔ تو یوں دعا کرنا اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَعَزُّ مِنْ خَلْقِهٖ جَمِيْعًا اَللّٰهُ اَعَزُّ مِمَّا اَخَافُ وَاَحْذَرُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْمُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ السَّبْعَ اَنْ يَّقَعْنَ عَلَى الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ مِنْ شَرِّ عَبْدِكَ فُلَانٍ وَّجُنُوْدِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ وَاَشْيَاعِهٖ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَللّٰهُمَّ كُنْ لِّيْ جَارًا مِّنْ شَرِّهِمْ جَلَّ ثَنَاءُكَ وَعَزَّ جَارُكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ۔

"اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ تعالیٰ تمام مخلوق سے عزت والا ہے، میں جس سے ڈرتا ہوں اور بچتا ہوں، اللہ تعالیٰ اس پر غالب ہے۔ میں اس اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ سات آسمانوں پر زمین پر گرنے سے روکنے والا ہے مگر اسی کے حکم سے اس پر گریں گے، تیرے فلاں بندے، اس کے لشکروں، پیروکاروں اور حمایتیوں کے شر سے جو جنوں اور انسانوں میں سے ہیں۔ اے اللہ! ان کے شر سے مجھے پناہ دینے والا بنا دے۔ تیری ثناء عظیم ہے، تیری پناہ غالب ہے، تیرا نام بابرکت ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ یہ دعا تین دفعہ کرے"۔ (1)

امام ابن سنی رحمہ اللہ عمل یوم ولیلۃ (2) میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ بندہ جب اپنے گھر میں داخل ہوتا ہے، اپنے بستر پر لیٹتا ہے، اس کا فرشتہ اور شیطان اس کی طرف جلدی کرتے ہیں۔ اس کا شیطان کہتا ہے تیرا اختتام شر ہو اور فرشتہ کہتا ہے تیرا اختتام بھلائی پر ہو، اگر وہ اللہ وحدہ کا ذکر کرتا ہے تو فرشتہ شیطان کو دور بھگاتا ہے اور اس کی حفاظت کرتا ہے۔ اگر وہ اپنی نیند سے بیدار ہو تو اس کا فرشتہ اور شیطان اس کی طرف جلدی کرتے ہیں۔ برائی سے آنکھ کھولو اور فرشتہ کہتا ہے بھلائی سے آنکھ کھول۔ اگر وہ یہ کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ رَدَّ اِلَيَّ نَفْسِيْ بَعْدَ مَوْتِهَا جب کہ اللہ تعالیٰ نے اسے حالت نیند میں اسے موت عطا نہیں کی اور کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا ۚ وَلَىِٕنْ زَالَتَاۤ اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا اور کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ وَيُمْسِكُ السَّمَآءَ اَنْ تَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (الحج) اگر وہ اپنے بستر سے نکلا پھر وہ مر گیا تو وہ شہید کا مرتبہ پائے گا اور اگر وہ نماز پڑھنے لگا تو اس پر رحمت کی جائے گی۔

ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ ابو مالک کی سند سے وہ حضرت ابن عباس سے روایت نقل کرتے ہیں کہ زمین مچھلی پر قائم ہے۔ زنجیر مچھلی کے کان پر اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا کا یہی مفہوم ہے کہ اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کو اپنی جگہ سے ہلنے سے روکے ہوئے ہے۔

عبد بن حمید نے قتادہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت کعب کہا کرتے تھے کہ آسمان کلی پر اس طرح گردش کرتا ہے جیسے چکی کلی پر چکر لگاتی ہے۔ حضرت حذیفہ بن یمان نے کہا کعب نے جھوٹ بولا ہے اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت شقیق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب الرجل یخاف السلطان، جلد 6، صفحہ 23 (29177)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ　　2۔ کتاب کا نام ہے (مترجم)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ کعب کہتے ہیں کہ آسمان میخ کے گرد اس طرح گھومتا ہے جس طرح چکی میخ کے گرد گھومتی ہے، ایسے ستون میں جو فرشتے کے کندھے میں ہے۔ تو حضرت ابن مسعود نے فرمایا کعب نے جھوٹ بولا ہے اِنَّ اللّٰهَ یُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا اس کے اپنی جگہ سے ہلنے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ گردش کرے۔ (1)

وَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَیْمَانِهِمْ لَىِٕنْ جَآءَهُمْ نَذِیْرٌ لَّیَكُوْنُنَّ اَهْدٰى مِنْ اِحْدَى الْاُمَمِ ۚ فَلَمَّا جَآءَهُمْ نَذِیْرٌ مَّا زَادَهُمْ اِلَّا نُفُوْرَا ۙ﴿۴۲﴾ اسْتِكْبَارًا فِی الْاَرْضِ وَ مَكْرَ السَّیِّئِ ؕ وَ لَا یَحِیْقُ الْمَكْرُ السَّیِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ ؕ فَهَلْ یَنْظُرُوْنَ اِلَّا سُنَّتَ الْاَوَّلِیْنَ ۚ فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِیْلًا ۚ۬ وَ لَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِیْلًا ﴿۴۳﴾ اَوَ لَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَیَنْظُرُوْا كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَ كَانُوْۤا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً ؕ وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِیُعْجِزَهٗ مِنْ شَیْءٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَ لَا فِی الْاَرْضِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ عَلِیْمًا قَدِیْرًا ﴿۴۴﴾ وَ لَوْ یُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مَا تَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّ لٰكِنْ یُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِعِبَادِهٖ بَصِیْرًا ﴿۴۵﴾

"اور (کفار مکہ) اللہ کی سخت قسمیں کھا کر کہتے تھے کہ اگر ان کے پاس کوئی ڈرانے والا آیا تو وہ زیادہ ہدایت قبول کریں گے پہلی امتوں سے۔ پس جب آ گیا ان کے پاس ڈرانے والا تو ان کی (حق سے) نفرت اور بڑھ گئی۔ وہ زیادہ سرکشی کرنے لگے زمین میں اور گھناؤنی سازشیں کرنے لگے اور نہیں گھیرتی گھناؤنی سازش بجز سازشیوں کے۔ پس کیا یہ لوگ انتظار کر رہے ہیں کہ ان کے ساتھ وہی معاملہ کیا جائے جو پہلے (نافرمانوں) کے ساتھ کیا گیا تھا (اگر یہ بات ہے) تو آپ نہیں پائیں گے اللہ کی سنت میں کوئی تبدیلی اور آپ نہیں پائیں گے اللہ کی سنت میں کوئی تغیر۔ کیا انہوں نے سیر و سیاحت نہیں کی زمین میں تا کہ وہ دیکھ لیتے کہ کتنا (دردناک) انجام ہوا ان (سرکشوں) کا جو ان سے پہلے گزر چکے حالانکہ وہ قوت (و طاقت) میں ان سے (کئی گنا) زیادہ تھے اور (سنو) اللہ تعالیٰ ایسا (کمزور) نہیں ہے کہ اسے آسمانوں اور زمین کی کوئی چیز نیچا دکھا سکے۔ وہ ہر بات جاننے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 170، دار احیاء التراث العربی بیروت

والا، بڑی قدرت والا ہے اور اگر الله تعالیٰ (فوراً) پکڑ لیا کرتا لوگوں کو ان کے کرتوتوں کے باعث تو نہ (زندہ) چھوڑتا زمین کی پشت پر کسی جاندار کو لیکن (اس کی سنت یہ ہے) وہ ڈھیل دیتا رہتا ہے انہیں ایک مقررہ میعاد تک پس جب ان کی میعاد آ جائے گی تو بیشک الله کے سب بندے اس کی نگاہ میں ہیں"۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ الله نے حضرت ابو ہلال رحمہ الله سے روایت نقل کی ہے کہ قریش کہا کرتے ہیں: الله تعالیٰ ہم میں نبی مبعوث فرمائے گا تو امتوں میں سے کوئی امت ہم سے بڑھ کر اپنے خالق کی اطاعت کرنے والی، اپنے نبی کی بات سننے والی اور اس کی کتاب کو مضبوطی سے پکڑنے والی نہ ہوگی۔ تو الله تعالیٰ نے ان آیات لَوْ اَنَّ عِنْدَنَا ذِكْرًا مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۶۸﴾ (الصافات) لَوْ اَنَّاۤ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْكِتٰبُ لَكُنَّاۤ اَهْدٰى مِنْهُمْ (الانعام:157) وَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ لَّيَكُوْنُنَّ اَهْدٰى مِنْ اِحْدَى الْاُمَمِ کو نازل فرمایا۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما الله نے حضرت قتادہ رحمہ الله سے یہ قول نقل کیا ہے کہ نذیر سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے۔ مَكْرَ السَّيِّئِ سے مراد شرک ہے اور سُنَّتَ الْاَوَّلِيْنَ سے مراد پہلے لوگوں کی سزا ہے۔(1)

امام ابن منذر رحمہ الله نے حضرت ابن جریج رحمہ الله سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وَ اَقْسَمُوْا سے مراد قریش ہیں۔ الْاُمَمِ سے مراد اہل کتاب ہیں اور مَكْرَ السَّيِّئِ سے مراد شرک ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم الله نے حضرت محمد بن کعب رحمہ الله سے یہ قول نقل کیا ہے: تین کام ایسے ہیں جس نے بھی یہ کیے اس نے نجات نہ پائی یہاں تک کہ وہ انہیں کے ساتھ اترے گا۔ مَكْرَ (شرک، بری تدبیر) بغی (سرکشی اور بغاوت) نکث (وعدہ کو توڑنا) پھر ان آیات کی تلاوت کی۔ وَ لَا يَحِيْقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ (فاطر:43) يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ (یونس:23) فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ (الفتح:10)

امام ابن ابی حاتم رحمہ الله نے حضرت سفیان رحمہ الله کے واسطہ سے حضرت ابوزکریا کوفی رحمہ الله سے وہ ایسے آدمی سے جس نے اسے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا برے مکر سے بچو کیونکہ الله تعالیٰ فرماتا ہے وَ لَا يَحِيْقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ الله تعالیٰ کی جانب سے ان کا طلب کرنے والا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ الله نے حضرت ضحاک رحمہ الله سے فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا سُنَّتَ الْاَوَّلِيْنَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے: کیا وہ یہ دیکھ رہے ہیں کہ انہیں بھی ایسا عذاب پہنچے جیسا عذاب ان سے پہلے لوگوں کو پہنچا۔

امام ابن ابی حاتم نے سدی سے وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعْجِزَهٗ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ کوئی چیز الله تعالیٰ کو گم نہیں پائے گی۔

امام فریابی، ابن منذر، طبرانی اور حاکم رحمہم الله نے حضرت ابن مسعود رضی الله عنہ سے روایت نقل کی ہے جب کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے: اگر الله تعالیٰ چاہتا تو انسان کے گناہ کی وجہ سے مہوسرے کو اس کی بل میں عذاب دیتا۔ پھر اس آیت کریمہ کی تلاوت کی وَ لَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مَا تَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا مِنْ دَآبَّةٍ۔(2)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 82-181، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 217 (11296)، بیروت

آیاتہا ۸۳ سورۃ یٰسٓ مکیۃ ۳۶ رکوعاتہا ۵

ابن ضریس، نحاس، ابن مردویہ اور بیہقی نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ یٰس مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ (1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے سورۂ یٰس مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

امام دارمی، ترمذی اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر شے کا ایک دل ہوتا ہے اور دل کا دل سورۂ یٰس ہے۔ جس نے سورۂ یٰس کی تلاوت کی اس کے حق میں دس دفعہ قرآن حکیم پڑھنے کا ثواب لکھ دیا جائے گا۔ (2)

امام بزار رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر شے کا دل ہوتا ہے اور قرآن کا دل سورۂ یٰس ہے۔

امام دارمی، ابو یعلی، طبرانی نے اوسط میں، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی ہے جس نے کسی رات میں سورۂ یٰس پڑھی، مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا ہو تو اس رات میں اسے اللہ تعالیٰ بخش دیتا ہے۔ (3)

امام ابن حبان رحمہ اللہ نے حضرت جندب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی رات اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر سورۂ یٰس پڑھی تو اللہ تعالیٰ اسے بخش دیتا ہے۔

امام دارمی رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: جس نے کسی رات اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر سورۂ یٰس پڑھی تو اسے بخش دیا جاتا ہے مجھے یہ خبر بھی پہنچی ہے کہ سورۂ یٰس پورے قرآن حکیم کے ہم پلہ ہے۔

امام احمد، ابو داؤد، امام نسائی، ابن ماجہ، محمد بن نصر، ابن حبان، طبرانی، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت معقل بن یسار سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سورۂ یٰس قرآن کا دل ہے، جو بندہ بھی اللہ تعالیٰ اور دار آخرت کے لیے اسے پڑھتا ہے تو اس کے سابقہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ اس سورت کو اپنے مردوں پر پڑھا کرو۔ (4)

امام سعید بن منصور اور امام بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت حسان بن عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سورۂ یٰس کا نام تورات میں معمہ ہے۔ وہ اپنے پڑھنے والے کے لیے دنیا و آخرت کی بھلائیوں کو جمع کر دیتی ہے اور دنیا و آخرت کی مصیبت کا علاج کرتی ہے اور اس سے دنیا و آخرت کے خوفوں کو دور کر دیتی ہے۔ اس کا نام مدافعہ قاضیہ بھی ہے جو اپنے پڑھنے والے سے ہر برائی کو دور کرتی ہے اور اس کی ہر ضرورت کو پورا کرتی ہے۔ جس نے اس سورت کو پڑھا اس کا یہ عمل اس کے دس حجوں کے مساوی ہوتا ہے۔ جس نے سورۂ یٰس کو پڑھا تو یہ اس کے دس ہزار دینار اللہ تعالیٰ کی راہ

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 143، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 479 (2460)، دار الکتب العلمیہ بیروت 3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 480 (2463)

4۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 479 (2458)

میں خرچ کرنے کے مساوی ہے جس نے اس کو لکھا پھر اسے پی لیا تو اس سورت نے اس کے پیٹ میں ہزار دوائیں، ہزار نور، ہزار یقین، ہزار برکتیں، ہزار رحمتیں داخل کیں اور اس سے ہر کینہ اور بیماری کو خارج کر دیا۔ بیہقی نے کہا محمد بن عبدالرحمن بن ابی بکر جدعانی سلیمان بن رفاع جندی سے روایت کرنے میں تنہا ہے جبکہ وہ منکر ہے۔(1)

امام خطیب رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے (2) اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے سورۂ یٰس پڑھی تو اس کا یہ عمل اللہ تعالیٰ کی راہ میں بیس دینار خرچ کرنے کے برابر ہے۔ جس نے اسے پڑھا اس کے حق میں دس حجوں کے برابر ہے۔ جس نے اسے لکھا اور پیا تو یہ سورت اس کے پیٹ میں ہزار یقین، ہزار نور، ہزار برکت، ہزار رحمت، ہزار رزق داخل کرتی ہے اور اس سورت نے اس سے ہر قسم کا کینہ اور ہر قسم کی بیماری کو خارج کر دیا۔(3)

امام ابن مردویہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت ابوعثمان نہدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابو برزہ نے کہا جس نے ایک دفعہ سورۂ یٰس پڑھی گویا اس نے دس مرتبہ قرآن حکیم پڑھا۔ ابوسعید نے کہا جس نے سورۂ یٰس ایک دفعہ پڑھی گویا اس نے دو دفعہ قرآن حکیم پڑھا ابو برزہ نے کہا تو نے وہ بیان کی جو تو نے سنی اور میں وہ بیان کرتا ہوں جو میں نے سنی۔(4)

امام بزار رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ سورۂ یٰس ہر انسان کے دل میں ہو۔

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے ضعیف سند سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی ہر رات سورۂ یٰس پڑھتا رہا پھر فوت ہوا تو وہ شہید کی موت مرا۔(5)

امام دارمی رحمہ اللہ نے حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے صبح کے وقت سورۂ یٰس پڑھی تو اسے اس دن کی صبح سے لے کر شام تک آسانی عطا کی گئی اور جس نے رات کے شروع میں اسے پڑھا اسے اس رات کی سہولت عطا کی گئی یہاں تک کہ وہ صبح کرے۔

امام ابن مردویہ اور دیلمی رحمہما اللہ حضرت ابوداؤد رحمہ اللہ سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں جس میت کے پاس سورۂ یٰس پڑھی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے آسانی پیدا فرما دیتا ہے۔(6)

امام ابوالشیخ نے فضائل قرآن اور دیلمی نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔(7)

امام ابن سعد اور امام احمد رحمہما اللہ نے اپنی سند میں حضرت صفوان بن عمرو رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مشائخ کہا کرتے تھے: جب میت کے پاس سورۂ یٰس پڑھی گئی تو اس سورت کی وجہ سے اس کا معاملہ آسان کر دیا گیا۔(8)

1۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 481 (2465)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ تاریخ بغداد، باب ذکر مثانی الاسماء، جلد 2، صفحہ 387، مکتبۃ عربیہ بغداد
3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 248
4۔ شعب الایمان، باب تعظیم القرآن، جلد 2، صفحہ 481 (2466)
5۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 218 (11298)، دار الفکر بیروت
6۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 4، صفحہ 32 (6099)، دار صادر بیروت
7۔ ایضاً (حاشیہ)
8۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 105،

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابوقلابہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جس نے سورۂ یٰس پڑھی تو اسے بخش دیا گیا جس نے کھانے پر اسے پڑھا جس کے کم ہونے کا اسے خوف ہو تو وہ کھانا اس کے لیے کافی ہو گیا۔ جس نے میت کے پاس اسے پڑھا تو اللہ تعالیٰ نے اس پر معاملہ کو آسان کر دیا۔ جس نے اسے اس عورت کے پاس پڑھا جس پر اس کا بچہ مشکل ہو گیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اس عورت پر اس معاملہ کو آسان کر دیا۔ جس نے سورۂ یٰس کو پڑھا گویا اس نے قرآن حکیم گیارہ مرتبہ پڑھا۔ ہر شے کا دل ہوتا ہے۔ قرآن کا دل سورۂ یٰس ہے۔ بیہقی نے کہا ابو قلابہ سے ہمیں یوں یہ نقل ہوا۔ وہ کبار تابعین میں سے ہیں۔ وہ یہ بات نہ کرتے اگر وہ ان کے ہاں مرفوع نہ ہوتی۔(1)

امام حاکم اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت ابو جعفر محمد بن علی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: جو آدمی اپنے دل میں سختی پائے تو وہ زعفران کے پانی سے پیالے میں لکھے پھر اسے پی جائے۔(2)

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے حضرت سماک بن حرب رحمہ اللہ کے واسطہ سے اہل مدینہ کے ایک آدمی سے وہ اس آدمی سے روایت کرتے ہیں: جس نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے صبح کی نماز پڑھی تھی کہ حضور ﷺ نے قٓ ۚ وَ الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ ۝ (ق) اور یٰسٓ ۝ وَ الْقُرْاٰنِ الْحَكِیْمِ ۝ (یٰس) پڑھی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر شے کا ایک دل ہوتا ہے اور قرآن کا دل سورۂ یٰس ہے۔ جس نے سورۂ یٰس کو پڑھا گویا اس نے دس دفعہ قرآن حکیم کو پڑھا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام ابن سعد نے حضرت عمار بن یاسر سے روایت نقل کی ہے کہ آپ ہر جمعہ کو منبر پر بیٹھ سورۂ یٰس پڑھتے تھے۔(3)

امام محمد بن عثمان، ابن ابی شیبہ نے تاریخ میں، طبرانی اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں اپنے اونٹوں کی تلاش میں نکلا جب ہم کسی وادی میں اترتے تو ہم یوں کہتے ہم اس وادی کے غالب کی پناہ چاہتے ہیں۔ میں نے ایک اونٹنی کو تکیہ بنایا اور کہا میں اس وادی کے غالب (سردار) کی پناہ چاہتا ہوں کہ اچانک کوئی سرگوشی کرنے والا مجھ سے سرگوشی کرتا ہے اور کہتا ہے۔

وَیْحَکَ عُذْ بِاللّٰهِ ذِی الْجَلَالِ مُنْزِلِ الْحَرَامِ وَ الْحَلَالِ

تجھ پر افسوس اللہ ذوالجلال کی پناہ چاہ۔ جو حرام و حلال کے احکام نازل فرمانے والا ہے۔

وَ وَحِّدِ اللّٰهَ وَلَا تُبَالِیْ مَا کَیْدُ ذَا الْجِنِّ مِنَ الْاَهْوَالِ

اللہ تعالیٰ کی توحید بیان کر اور پرواہ نہ کر اس جن کے خوفناک مکر کیا ہیں۔

اِذْ تُذْکَرُ اللّٰهُ عَلَی الْاَمْیَالِ وَفِیْ سُهُوْلِ الْاَرْضِ وَ الْجِبَالِ

1۔ شعب الایمان، باب تعظیم القرآن، جلد 2، صفحہ 82-481 (2467)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 465 (3603)، دار الکتب العلمیہ بیروت 3۔ طبقات ابن سعد، جلد 3، صفحہ 255، دار صادر بیروت

جب تو اللہ کا ذکر ہر میل کے نشان پر کرتا ہے۔ نرم زمین میں اور پہاڑوں میں

وَ صَارَ كَيْدُ الْجِنِّ فِيْ سِفَالٍ اِلَّا التَّقِيَّ وَ صَالِحَ الْاَعْمَالِ

جن کا مکروفریب ناکام ہو گیا مگر متقی اور نیک اعمال والا

میں نے اس سے کہا۔

اَيُّهَا الْقَائِلُ مَا تَقُوْلُ اَرُشْدٌ عِنْدَكَ اَمْ تَضْلِيْلُ

اے کہنے والے تو کیا کہتا ہے۔ کیا یہ چیز تیرے ہاں ہدایت ہے یا گمراہی۔

اس نے کہا

هٰذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ذَا الْخَيْرَاتِ جَاءَ بِيَاسِيْنَ وَ حَامِيْمَاتِ

یہ اللہ کا رسول ہے بھلائیوں کا حامل ہے یٰس اور حٰم سورتیں لایا ہے۔

وَ سُوَرَ بَعْدَ مُفَصَّلَاتِ يَاْمُرُ بِالصَّلٰوةِ وَ الزَّكٰوةِ

مفصلات کے بعد سورتیں ہیں۔ وہ نماز اور زکوۃ کا حکم دیتا ہے۔

وَ يَزْجُرُ الْاَقْوَامَ عَنْ هِنَاتِ فَذَاكَ فِي الْاَنَامِ نَكِرَاتِ

وہ لوگوں کو بری باتوں سے منع کرتا ہے۔ پس یہ امر لوگوں میں عجیب ہے۔

میں نے اس سے پوچھا تو کون ہے؟ اس نے جواب دیا میں جنوں کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے نجد کے جنوں پر (امیر بنا کر) بھیجا ہے۔ میں نے کہا کیا کوئی ایسا ہے جو میرے یہ اونٹ میرے گھر والوں تک لیجائے تو میں اس کی بارگاہ میں حاضری دوں تاکہ اسلام قبول کرلوں تو اسی جن نے کہا میں لے جاتا ہوں میں ان اونٹوں میں سے ایک پر سوار ہو گیا۔ پھر آگے بڑھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ نبی کریم ﷺ منبر پر جلوہ افروز ہیں۔ جب رسول اللہ ﷺ نے مجھے دیکھا تو فرمایا جس آدمی نے تیرے اونٹ پہنچانے کی ذمہ داری لی تھی۔ اس نے کیا کیا ہاں ہاں۔ اس نے بالکل محفوظ اونٹ پہنچا دیئے ہیں۔ (1)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے الاوسط میں حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز میں سورۂ یٰس پڑھا کرتے تھے۔

امام ابن نجار رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اپنے والدین یا ان میں سے ایک کی قبر کی جمعہ کے روز زیارت کی اور ان کے پاس سورۂ یٰس پڑھی تو اللہ تعالیٰ اس سورت کے ہر حرف کے عوض اس کے گناہ بخش دے گا۔

ابو نصر سجزی نے الابانہ میں حضرت عائشہ سے روایت نقل کی ہے جب کہ اسے حسن قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

1۔ مجمع الزوائد، باب علامات النبوۃ، جلد 8، صفحہ 450 (13914)، دار الفکر بیروت

فرمایا قرآن حکیم میں ایک سورت ہے جسے اللہ تعالیٰ کے ہاں عظیم کہا جاتا ہے اس کے پڑھنے والے کو اللہ تعالیٰ کے ہاں شریف کہا جاتا ہے۔ اس کو پڑھنے والا قیامت کے روز ربیعہ اور مضر قبائل سے زائد افراد کی شفاعت کرے گا۔ وہ سورۂ یٰس ہے۔

امام ترمذی، طبرانی اور حاکم نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کہ قرآن حکیم میرے سینے سے نکل جاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تجھے ایسے کلمات نہ سکھاؤں جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ تمہیں نفع پہنچائے اور جنہیں تو یہ سکھائے انہیں نفع دے؟ فرمایا میرے ماں باپ آپ پر قربان ضرور کرم فرمائیے۔ فرمایا جمعہ کی رات چار رکعت نماز ادا کرو۔ پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ اور سورۂ یٰس پڑھو۔ دوسری میں سورۂ فاتحہ اور حم دخان پڑھو۔ تیسری میں فاتحہ اور الم تنزیل سجدہ پڑھو اور چوتھی میں سورۂ فاتحہ اور تبارک مفصل پڑھو۔ جب تم تشہد سے فارغ ہو تو اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کرو، انبیاء پر درود شریف پڑھو اور مومنوں کے لیے بخشش طلب کرو۔ پھر یوں دعا کرو: اے اللہ! جب تو مجھے باقی رکھے، گناہوں کے ترک کرنے کے ساتھ مجھ پر رحم فرما، مجھ پر یہ رحم فرما کہ میں بے مقصد کاموں میں نہ لگا رہوں، جن چیزوں سے تو مجھ پر راضی ہو اس میں حسن نظر کی مجھے توفیق نصیب فرما۔ میں تجھ سے یہ سوال کرتا ہوں کہ تو کتاب کے ساتھ میری آنکھ کو منور فرما دے۔ اس کے ساتھ میری زبان کو گفتگو کا ملکہ عطا کرے۔ اس کے ساتھ میرے دل کو کھول دے۔ اس کے ساتھ میرے سینے کو وسعت عطا کرے۔ اس کے ساتھ میرے بدن کو اپنے کام میں لائے اور اس پر مجھے قوت عطا کرے اور میری مدد فرمائے۔ تیرے سوا بھلائی پر میری کوئی مدد کرنے والا نہیں۔ تیرے سوا کوئی توفیق عطا کرنے والا نہیں۔ یہ عمل، تین، پانچ یا سات جمعے کرو۔ اللہ کے حکم سے تو اسے یاد رکھے گا۔ اللہ تعالیٰ نے مومن کو کبھی غلط راہ پر نہیں ڈالا۔ حضرت علی شیر خدا سات جمعوں کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ بتایا کہ انہیں قرآن حکیم اور حدیث یاد ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رب کعبہ کی قسم! یہ مومن ہے۔ اے ابوالحسن! لوگوں کو اس کی تعلیم دو۔ اے ابوالحسن! لوگوں کو اس کی تعلیم دو۔ (1)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

یٰسٓ ۚ﴿۱﴾ وَ الۡقُرۡاٰنِ الۡحَکِیۡمِ ۙ﴿۲﴾ اِنَّکَ لَمِنَ الۡمُرۡسَلِیۡنَ ۙ﴿۳﴾ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ ؕ﴿۴﴾ تَنۡزِیۡلَ الۡعَزِیۡزِ الرَّحِیۡمِ ۙ﴿۵﴾ لِتُنۡذِرَ قَوۡمًا مَّاۤ اُنۡذِرَ اٰبَآؤُہُمۡ فَہُمۡ غٰفِلُوۡنَ ﴿۶﴾ لَقَدۡ حَقَّ الۡقَوۡلُ عَلٰۤی اَکۡثَرِہِمۡ فَہُمۡ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۷﴾ اِنَّا جَعَلۡنَا فِیۡۤ اَعۡنَاقِہِمۡ اَغۡلٰلًا فَہِیَ اِلَی الۡاَذۡقَانِ فَہُمۡ مُّقۡمَحُوۡنَ ﴿۸﴾ وَ جَعَلۡنَا مِنۡۢ بَیۡنِ اَیۡدِیۡہِمۡ سَدًّا وَّ مِنۡ خَلۡفِہِمۡ سَدًّا فَاَغۡشَیۡنٰہُمۡ فَہُمۡ لَا

1۔ متدرک حاکم، کتاب صلوٰۃ التطوع، جلد 1، صفحہ 461 (1190)، دارالکتب العلمیہ بیروت

يُبْصِرُوْنَ ۝٩ وَ سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝١٠ اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ ۚ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَّ اَجْرٍ كَرِيْمٍ ۝١١

''اے سید (عرب وعجم!) قسم ہے قرآن حکیم کی بیشک آپ رسولوں میں سے ہیں (یقیناً) آپ راہ راست پر ہیں۔ نازل فرمایا ہے (قرآن حکیم کو) عزیز (اور) رحیم نے تا کہ آپ ڈرا سکیں اس قوم کو جن کے باپ دادا کو (طویل عرصہ سے) نہیں ڈرایا گیا اس لیے وہ غافل ہیں۔ بے شک (ان کے پیہم کفر وعناد کے باعث) یہ بات لازم ہو چکی ہے ان میں سے اکثر پر کہ وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ ہم نے ڈال دیئے ہیں ان کی گردنوں میں طوق پس وہ ان کی ٹھوڑیوں تک پہنچے ہوئے ہیں۔ اس لیے ان کے سر اوپر کو اٹھے ہوئے ہیں اور ہم نے بنا دی ہے ان کے سامنے ایک دیوار اور ان کے پیچھے ایک دیوار اور ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ہے۔ پس وہ کچھ نہیں دیکھ سکتے۔ اور یکساں ہے ان کے لیے چاہے آپ انہیں ڈرائیں یا نہ ڈرائیں وہ ایمان نہیں لائیں گے آپ تو صرف اسی کو ڈرا سکتے ہیں جو اتباع کرتا ہے قرآن کا اور ڈرتا ہے (خداوند) رحمان سے بن دیکھے پس مژدہ سنایئے ایسے شخص کو مغفرت کا اور بہترین اجر کا''۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے، کہا یٰسٓ سے مراد حضرت محمد ﷺ کی ذات ہے اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں اے محمد! ﷺ۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت محمد بن حنفیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یٰسٓ سے مراد ہے اے محمد! ﷺ۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے مختلف سندوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یٰسٓ سے مراد ہے اے انسان۔ (2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری، حضرت عکرمہ اور ضحاک رحمہم اللہ سے اسی کی مثل قول نقل کیا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یٰسٓ سے مراد ہے اے انسان! یہ حبشی زبان میں ہے۔ (3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت اشہب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت مالک بن انس سے سوال کیا کہ کیا کسی کے لیے یہ مناسب ہے کہ وہ اپنا نام یٰسٓ رکھے تو فرمایا میں اسے مناسب نہیں سمجھتا کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب ذکر اسماء رسول اللہ ﷺ، جلد 1، صفحہ 158، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 175، دار احیاء التراث العربی بیروت　　2۔ ایضاً

ہے یٰسٓ ۚ وَ الْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ الله تعالیٰ فرماتا ہے یہ میرا نام ہے۔ اس کے ساتھ میں نے اپنا نام رکھا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان یٰسٓ ۚ وَ الْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ کی یہ تفسیر نقل کی ہے اللہ تعالیٰ جس شے کی چاہتا ہے اس کی قسم اٹھاتا ہے۔ پھر اس آیت سے استدلال کیا سَلٰمٌ عَلٰۤى اِلْ یَاسِیْنَ (الصافات) گویا ان کی رائے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر سلام بھیجا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت یحییٰ بن ابی کثیر رحمہ اللہ سے یٰسٓ ۚ وَ الْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ کے بارے میں یہ قول نقل کیا کہ اللہ تعالیٰ ہر از جہانوں کی قسم اٹھاتا ہے کہ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان یٰسٓ یہ قول نقل کیا ہے: یہ قسم ہے جس کے ساتھ تیرے رب نے قسم اٹھائی ہے۔ کہا اے محمد! تو میرے مخلوق کے پیدا کرنے سے دو ہزار سال بھی مرسلین میں سے تھا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قسم اٹھائی ہے جیسے تم سن رہے ہو صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ سے مراد اسلام ہے۔ تَنْزِيْلَ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ سے مراد قرآن حکیم ہے۔ قَوْمًا سے مراد قریش ہیں عربوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے نہ ان کے پاس کوئی رسول آیا اور نہ ان کے آباء واجداد کے پاس رسول آیا۔(1)

ابن جریر نے عکرمہ سے آیت لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّاۤ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے: بعض نے کہا ان سے قبل لوگوں کو نہیں ڈرایا گیا۔ بعض نے کہا یہ ایسی امت ہے کہ ان کے پاس کوئی نبی نہیں آیا تھا یہاں تک کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔(2)

امام ابن ابی حاتم نے ضحاک سے لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰۤى اَكْثَرِهِمْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ ان کے علم میں پہلے سے بات تھی۔

امام ابن مردویہ اور ابو نعیم رحمہما اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں قرآن حکیم پڑھتے یہاں تک کہ قریش کے بعض لوگوں کو بڑی تکلیف ہوئی کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پکڑنے کے لیے اٹھے تو ان کے ہاتھ ان کی گردنوں سے جکڑے گئے اور انہیں دکھائی بھی نہیں دیتا تھا۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے کہا اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم ہم آپ کو اللہ اور رشتہ داری کا واسطہ دیتے ہیں۔ قریش کے خاندانوں میں سے کوئی خاندان ایسا نہیں تھا جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رشتہ داری نہ تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق میں دعا کی یہاں تک کہ ان سے وہ تکلیف رفع ہو گئی تو یہ آیات یٰسٓ ۚ وَ الْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ۙ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۙ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ؕ تَنْزِيْلَ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ۙ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّاۤ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ ۞ لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰۤى اَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ تک نازل ہوئیں۔ اس جماعت میں سے کوئی بھی ایمان نہ لایا۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ابو جہل نے کہا اگر میں نے محمد کو دیکھ لیا تو میں ضرور ایسا کروں گا، میں ضرور ایسا کروں گا۔ تو یہ آیت نازل ہوئی اِنَّا جَعَلْنَا فِیْۤ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِیَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 176، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 177
3۔ دلائل النبوۃ از ابو نعیم، جلد 1، صفحہ 63، عالم الکتب بیروت

مُّقْمَحُوْنَ ۝ وَ جَعَلْنَا مِنْۢ بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ سَدًّا وَّ مِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَیْنٰهُمْ فَهُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ لوگ کہتے یہ محمد ہیں۔ وہ کہتا کہاں ہے وہ، کہاں ہے وہ؟ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ نہ سکتا۔(1)

امام بیہقی دلائل میں حضرت سدی صغیر کی سند سے حضرت ابوصالح سے وہ حضرت ابن عباس سے یہ روایت نقل کرتے ہیں کہ ھم ضمیر سے مراد قریش کے کفار اور سَدًّا سے مراد غطاء ہے یعنی پردہ۔ فَاَغْشَیْنٰهُمْ ہم نے ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ہے۔ تو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھتے کہ آپ کو اذیت دیں۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ بنو مخزوم کے لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے پر باہم اتفاق کیا ان میں ابوجہل اور ولید بن مغیرہ تھے۔ اسی اثناء میں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے وہ آپ کی قرأت سن رہے تھے۔ انہوں نے ولید کو بھیجا تا کہ آپ کو قتل کر دے۔ وہ گیا یہاں تک کہ اسی جگہ پر آیا۔ جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے۔ وہ آپ کی قرأت سنتا مگر آپ کو نہ دیکھتا۔ وہ اپنے ساتھیوں کے پاس واپس چلا گیا اور انہیں اس صورت حال سے آگاہ کیا۔ وہ لوگ آئے۔ جب اس مکان تک پہنچے جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے تو انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت کو سنا وہ اس آواز کی طرف جاتے تو آواز کو اپنے پیچھے سنتے۔ پھر وہ واپس چلے گئے اور آپ تک پہنچنے کی صورت نہ پائی۔ اسی کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: وَ جَعَلْنَا مِنْۢ بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ سَدًّا وَّ مِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا۔(2)

امام ابن اسحاق، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابونعیم رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قریش نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر جمع ہوئے۔ انہوں نے آپ کے دروازے پر کھڑے ہو کر کہا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) گمان کرتا ہے کہ اگر تم آپ کی دعوت کو قبول کر لو تو تم عرب و عجم کے بادشاہ بن جاؤ گے، تمہیں موت کے بعد اٹھایا جائے گا، تمہارے لیے آگ بنائی گئی ہے جس میں تمہیں جلایا جائے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور ہاتھ میں مٹی سے ایک مٹھی بھری۔ فرمایا میں یہ کہتا ہوں اور تو ان میں سے ایک ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا تو وہ آپ کو نہیں دیکھتے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے سروں پر مٹی ڈالنے لگے جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان آیات کی تلاوت کر رہے تھے یٰسٓ ۝ وَ الْقُرْاٰنِ الْحَكِیْمِ ۝ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ۝ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۝ تَنْزِیْلَ الْعَزِیْزِ الرَّحِیْمِ ۝ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّاۤ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ ۝ لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰۤى اَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ۝ اِنَّا جَعَلْنَا فِیْۤ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِیَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ ۝ وَ جَعَلْنَا مِنْۢ بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ سَدًّا وَّ مِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَیْنٰهُمْ فَهُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان آیات سے فارغ ہوئے۔ کوئی آدمی ایسا نہ بچا جس کے سر پر مٹی نہ ہو۔ ہر ایک آدمی نے اپنا ہاتھ سر پر رکھا تو اس کے سر پر مٹی تھی۔ انہوں نے کہا جس نے ہمیں بیان کیا اس نے سچ کر دکھایا۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اَغْلٰلًا طوق کو کہتے ہیں جو سینے اور ٹھوڑی کے درمیان ہوتا ہے۔ ان کے سر اٹھے ہوں گے جس طرح جانور لگام کی وجہ سے سر اٹھاتا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 180، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 2، صفحہ 196، دار الکتب العلمیہ بیروت — 3۔ دلائل النبوۃ از ابونعیم، جلد 1، صفحہ 64، عالم الکتب بیروت

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اِنَّا جَعَلْنَا فِیْٓ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا پڑھا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مُّقْمَحُوْنَ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ ٹھوڑی کے نیچے ان کے ہاتھ ان کی گردنوں کے ساتھ جکڑے ہوں گے۔

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے آپ سے مُّقْمَحُوْنَ کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا جن کی ناک بلند اور سر جھکائے ہوئے ہوں۔ پوچھا کیا عرب اسے پہچانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے شاعر کا شعر نہیں سنا:

وَ نَحْنُ عَلٰی جَانِبِهَا قُعُوْدٌ   نَغُضُّ الطَّرْفَ كَالْاِبِلِ الْقِمَاحِ

''ہم اس کی اطراف میں بیٹھے ہوئے ہیں، ہم نظر کو اس طرح جھکائے ہوئے ہیں جیسے وہ اونٹ جو سر جھکائے ہوئے ہو''

امام خرائطی رحمہ اللہ نے مساوی الاخلاق میں حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد بخل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے سے روک دیئے ہیں۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ بعض قراتوں میں ہے اِنَّا جَعَلْنَا فِیْٓ اَیْمَانِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِیَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ یعنی ہر بھلائی سے انہیں روک دیا گیا ہے۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ کا معنی ہے وہ اپنے سروں کو اٹھائے ہوئے ہیں اور ان کے ہاتھ ان کے منہ پر باندھے ہوئے ہیں۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے پڑھا وَ جَعَلْنَا مِنْۢ بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ سَدًّا وَّ مِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا اسدا سین کے رفع کیساتھ پڑھا ہے۔ فَاَغْشَیْنٰهُمْ کو غین کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ قریش نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دروازے پر اکٹھے ہوئے۔ وہ آپ کے باہر نکلنے کا انتظار کر رہے تھے تا کہ آپ کو اذیت دیں۔ یہ امر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بڑا شاق گزرا۔ حضرت جبرئیل امین سورۂ یٰس لائے اور آپ کو ان کی طرف نکلنے کو کہا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مٹی کی ایک مٹھی بھری۔ آپ باہر نکلے جبکہ آپ سورۂ یٰس کی تلاوت کر رہے تھے اور مٹی ان کے سروں پر ڈال رہے تھے۔ کفار نے آپ کو دیکھا تک نہیں یہاں تک کہ آپ ان کے پاس سے گزر گئے۔ ان میں سے جو بھی اپنے سر کو چھوتا تو اس پر مٹی پاتا۔ کوئی آدمی ان کے پاس آیا۔ اس نے پوچھا کیوں بیٹھے ہوئے ہو؟ کہا ہم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتظار کر رہے ہیں۔ اس نے کہا میں نے تو ابھی انہیں مسجد حرام میں داخل ہوتے ہوئے دیکھا ہے۔ انہوں نے کہا اٹھو، اس نے تم پر جادو کر دیا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قریش جمع ہوئے۔ انہوں نے عتبہ بن ربیعہ کو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 179، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً

بھیجا، کہا اس آدمی کے پاس جاؤ، اس سے کہو تیری قوم یہ کہتی ہے، تو بڑی مصیبت لایا ہے۔ اس پر ہمارے آباؤ اجداد نہیں تھے۔ ہمارے دانش مند بھی تیری اتباع نہیں کرتے۔ تو نے یہ اس لیے کیا ہے کیونکہ تیری غرض پنہاں ہے۔ اگر تو مال چاہتا ہے تو تیری قوم تیرے لیے مال جمع کرے گی اور تجھے دے دے گی جو تو ارادہ کرتا ہے اسے چھوڑ دے۔ تجھ پر وہ چیز لازم ہوگی جس پر تیرے آباؤ اجداد قائم تھے۔ عتبہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے وہ باتیں کیں جن کا قریش نے اسے حکم دیا تھا۔ جب وہ اپنی بات سے فارغ ہو گیا اور خاموش ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے پڑھا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ حٰمٓ ﴿١﴾ تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿٢﴾ (فصلت) حضور ﷺ نے اس سورت کو ابتداء سے پڑھا یہاں تک کہ اس آیت تک پہنچے فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّ ثَمُوْدَ ﴿١٣﴾ (فصلت) عتبہ واپس آیا اس نے تمام واقعہ بیان کیا۔ اس نے کہا حضرت محمد ﷺ نے ایسی گفتگو کی ہے جو نہ شعر ہے نہ جادو ہے۔ وہ تو عجیب کلام ہے، وہ لوگوں کا کلام نہیں، وہ اس پر جھپٹ پڑے۔ انہوں نے کہا ہم سب اس کے پاس جاتے ہیں۔ جب انہوں نے ارادہ کیا تو رسول اللہ ﷺ ان کے سامنے آ گئے۔ حضور ﷺ نے ان کا قصد کیا یہاں تک کہ ان کے سروں پر کھڑے ہو گئے اور پڑھا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ یٰسٓ ﴿١﴾ وَ الْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ یہاں تک کہ اِنَّا جَعَلْنَا فِيْۤ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا تک پڑھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں کو گردنوں کے ساتھ جکڑ دیا۔ ان کے آگے اور ان کے پیچھے سے رکاوٹ پیدا کر دی۔ حضور ﷺ نے مٹی لی اور ان کے سروں پر ڈالی۔ پھر حضور ﷺ ان کے پاس سے چلے گئے۔ انہیں کچھ پتہ نہ چلا کہ ان کے ساتھ کیا ہوا۔ تو وہ لوگ متعجب ہوئے اور کہا ہم نے اس سے بڑا کوئی جادوگر نہیں دیکھا۔ اس نے ہمارے ساتھ کیا کیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ قریش کے کچھ لوگوں نے آپس میں مشورہ کیا تا کہ وہ نبی کریم ﷺ پر حملہ کریں۔ وہ اسی ارادہ سے آئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے سامنے اور پیچھے تاریکی بنا دی۔ پس ہم نے ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا۔ اب وہ نبی کریم ﷺ کو نہیں دیکھتے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: مشرکوں میں سے کچھ لوگوں نے ایک دوسرے سے کہا اگر میں نے محمد ﷺ کو دیکھ لیا تو میں یہ یہ کروں گا۔ نبی کریم ﷺ ان کے پاس تشریف لے آئے جب کہ وہ مسجد میں حلقہ بنائے بیٹھے تھے۔ تو حضور ﷺ نے ان آیات کو تلاوت کیا یٰسٓ ﴿١﴾ وَ الْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ﴿٢﴾ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿٣﴾ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿٤﴾ تَنْزِيْلَ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ﴿٥﴾ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّاۤ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ ﴿٦﴾ لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰۤى اَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿٧﴾ اِنَّا جَعَلْنَا فِيْۤ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِيَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ ﴿٨﴾ وَ جَعَلْنَا مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّ مِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ پھر حضور ﷺ نے مٹی لی اور ان کے سروں پر ڈالنے لگے، نہ کوئی آپ کی طرف نظر اٹھاتا اور نہ کوئی بات کرتا۔ پھر نبی کریم ﷺ چلے گئے تو وہ اپنے سروں اور داڑھیوں سے مٹی جھاڑنے لگے۔ اللہ کی قسم! نہ ہم نے سنا، اللہ کی قسم! نہ ہم نے دیکھا، اللہ کی قسم! نہ ہم نے سمجھا۔ (1)

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 75 (2459)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ہم نے حق قبول کرنے سے انہیں روک دیا۔ وہ متردد ہیں۔ ہم نے ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ہے۔ وہ ہدایت کو دیکھ سکتے اور نہ ہی اس سے نفع حاصل کر سکتے ہیں۔ (1)

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے آیت کی تفسیر میں حضرت ابن زید سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آڑ ان کے اور اسلام وایمان کے درمیان بنادی۔ وہ اس کو نہ اپنا سکے جسے اللہ تعالیٰ روک دے تو وہ اس کو قبول کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ (2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ پڑھتے تھے مِنۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا یعنی سین پر زبر پڑھتے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے فَاَغْشَيْنٰهُمْ پڑھا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اتباع ذکر سے مراد قرآن حکیم کی اتباع ہے اور خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ سے مراد ہے اللہ تعالیٰ کے عذاب اور اس کی آگ سے ڈرتے اور بِمَغْفِرَةٍ وَّاَجْرٍ كَرِيْمٍ سے مراد جنت ہے۔ (3)

اِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتٰى وَ نَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَ اٰثَارَهُمْ ۗ وَ كُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْۤ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۲﴾

"بے شک ہم ہی زندہ کرتے ہیں مردوں کو اور لکھ لیتے ہیں (ان اعمال کو) جو وہ آگے بھیجتے ہیں اور ان کے ان آثار کو جو وہ پیچھے چھوڑ جاتے ہیں اور ہر چیز کو ہم نے شمار کر رکھا ہے لوح محفوظ میں"۔

امام عبد الرزاق، امام ترمذی (جبکہ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے)، بزار، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ بنو سلمہ مدینہ طیبہ کی ایک طرف رہتے تھے۔ انہوں نے ارادہ کیا ہے کہ وہ مسجد کے قریب منتقل ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ تمہارے آثار لکھتا ہے۔ پھر ان پر اس آیت کو پڑھا تو انہوں نے اس ارادہ کو ترک کیا۔ (4)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اٰثَارَهُمْ سے مراد قدم ہیں۔

امام فریابی، احمد نے زہد میں، عبد بن حمید، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن منذر، طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انصار کے گھر مسجد سے دور تھے۔ انہوں نے ارادہ کیا کہ مسجد کے قریب منتقل ہو جائیں۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔ تو انہوں نے کہا بلکہ ہم اپنے مکانوں میں ہی رہیں گے۔ (5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 80-179، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 180 3۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 181

4۔ سنن ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 9، صفحہ 77 (3226)، دار الفکر بیروت

5۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، کتاب المساجد، جلد 1، صفحہ 429 (785)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام مسلم، ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ بنو سلمہ نے ارادہ کیا کہ وہ اپنے گھروں کو بیچ دیں اور مسجد کے قریب منتقل ہو جائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا اے بنی سلمہ! اپنے گھروں میں رہو، تمہارے آثار لکھے جاتے ہیں۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ بنو سلمہ نے یہ ارادہ کیا کہ وہ اپنے گھر بیچ دیں اور مسجد کے قریب منتقل ہو جائیں۔ یہ خبر نبی کریم ﷺ تک پہنچی۔ تو نبی کریم ﷺ نے یہ بات ناپسند کی کہ مدینہ طیبہ کا اردگرد آبادیوں سے خالی ہو جائے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے بنو سلمہ! کیا تم یہ بات پسند کرتے ہو کہ مسجد تک آنے کے تمہارے قدم لکھے جائیں؟ عرض کی کیوں نہیں۔ فرمایا اپنے گھروں میں ہی ٹھہرو۔ (2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ یہ آیت جمعہ کے روز قدموں کے بارے میں ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، عبد بن حمید، امام مسلم، ابو داؤد، ابن ماجہ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی تھا، مدینہ میں کوئی ایسا شخص نہیں تھا جو قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتا ہو اور اس آدمی سے زیادہ مسجد سے دور رہتا ہو۔ وہ نبی کریم ﷺ کی معیت میں نماز پڑھتا۔ اسے کہا گیا کاش! تو ایک گدھا خرید لیتا۔ گرمی اور تاریکی میں اس پر سوار ہو کر نماز پڑھتا۔ اس نے کہا اللہ کی قسم! مجھے یہ بات خوش نہیں کرتی کہ میرا گھر مسجد کے ساتھ ملا ہوا ہو۔ یہ بات نبی کریم ﷺ کو بتائی گئی تو رسول اللہ ﷺ نے اس بارے میں اس سے پوچھا۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ تاکہ میرے قدم، میرا گھر کو لوٹنا، میرا آنا اور پلٹنا لکھا جائے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہیں یہ سب کچھ عطا فرما دیا اور جو نیت تو نے کی اللہ تعالیٰ تمہیں وہ بھی عطا فرمائے گا۔ (3)

امام ابن مردویہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب ایک آدمی اپنے گھر سے دوسرے کے گھر کے لیے نکلتا ہے تو اس کے حق میں ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور اس کی ایک خطا معاف کی جاتی ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مسروق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: کوئی آدمی ایک قدم نہیں اٹھاتا مگر اللہ تعالیٰ اس کے حق میں نیکی یا برائی لکھ دیتا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسجد سے جتنا آدمی دور ہوتا ہے اس کا اجر اتنا زیادہ ہوتا ہے۔ (4)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مَا

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، جلد 6-5، صفحہ 143 (280)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب القرب من المسجد افضل، جلد 2، صفحہ 22 (6007)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، جلد 6-5، صفحہ 142 (278)

4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب القرب من المسجد افضل، جلد 2، صفحہ 22 (6004)

قَدَّمُوْا سے مراد ان کے اعمال وَ اٰثَارَهُمْ سے مراد پاؤں سے چلنے کے قدم ہیں۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے: اگر اللہ تعالیٰ انسان کے کسی اثر سے غافل ہوتا تو اس اثر کو چھوڑ دیتا جسے ہوائیں مٹا دیتی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ انسان کے یہ قدم اور اس کے ہر عمل کا شمار رکھتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس قدم کو بھی شمار کرتا ہے، خواہ وہ اللہ کی طاعت یا اس کی معصیت میں ہو، تم میں سے جو اس امر کی طاقت رکھتا ہو کہ اللہ تعالیٰ کی طاعت میں اس کے قدم کے نشان لکھے جائیں تو وہ ایسا کرے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مَا قَدَّمُوْا وَ اٰثَارَهُمْ سے مراد یہ ہے جو انہوں نے سنت قائم کی اور ان کی موت کے بعد ان پر عمل ہوتا رہا۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مَا قَدَّمُوْا سے مراد ہے جو انہوں نے بھلائی کے کام آگے بھیجے۔ وَ اٰثَارَهُمْ سے مراد ہے جو انہوں نے گمراہی پیچھے چھوڑی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت جریر بن عبد اللہ بجلی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے اچھی سنت قائم کی تو اسے اس عمل کا اجر اور اس کے بعد جنہوں نے اس پر عمل کیا ان کا اجر بھی اسے ملے گا جب کہ عمل کرنے والوں کے اجر میں کوئی کمی نہ کی جائے گی۔ جس نے برا طریقہ شروع کیا تو ان کا بوجھ بھی اس پر ہوگا جبکہ عمل کرنے والوں کے بوجھوں میں کوئی کمی نہ ہوگی۔ پھر اس آیت کی تلاوت کی۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن ضریس نے فضائل قرآن میں، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ سے مراد ام الکتاب ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اِمَامٍ کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کے ہاں محفوظ ہے یعنی کتاب میں۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ سے مراد کتاب ہے۔

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا اَصْحٰبَ الْقَرْيَةِ ۘ اِذْ جَآءَهَا الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۱۳﴾ اِذْ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوْهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوْٓا اِنَّآ اِلَيْكُمْ مُّرْسَلُوْنَ ﴿۱۴﴾ قَالُوْا مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۙ وَمَآ اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ شَيْءٍ ۙ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَكْذِبُوْنَ ﴿۱۵﴾ قَالُوْا رَبُّنَا يَعْلَمُ اِنَّآ اِلَيْكُمْ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 82-181، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الزہد، جلد 7، صفحہ 203 (35355)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 183 (مفہوم)

لَمُرۡسَلُوۡنَ ﴿۱۶﴾ وَ مَا عَلَيۡنَاۤ اِلَّا الۡبَلٰغُ الۡمُبِيۡنُ ﴿۱۷﴾ قَالُوۡۤا اِنَّا تَطَيَّرۡنَا بِكُمۡ ۚ لَئِنۡ لَّمۡ تَنۡتَهُوۡا لَنَرۡجُمَنَّكُمۡ وَ لَيَمَسَّنَّكُمۡ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيۡمٌ ﴿۱۸﴾ قَالُوۡا طَآئِرُكُمۡ مَّعَكُمۡ ؕ اَئِنۡ ذُكِّرۡتُمۡ ؕ بَلۡ اَنۡتُمۡ قَوۡمٌ مُّسۡرِفُوۡنَ ﴿۱۹﴾ وَ جَآءَ مِنۡ اَقۡصَا الۡمَدِيۡنَةِ رَجُلٌ يَّسۡعٰى قَالَ يٰقَوۡمِ اتَّبِعُوا الۡمُرۡسَلِيۡنَ ۙ﴿۲۰﴾ اتَّبِعُوۡا مَنۡ لَّا يَسۡـئَلُكُمۡ اَجۡرًا وَّ هُمۡ مُّهۡتَدُوۡنَ ﴿۲۱﴾ وَ مَا لِىَ لَاۤ اَعۡبُدُ الَّذِىۡ فَطَرَنِىۡ وَ اِلَيۡهِ تُرۡجَعُوۡنَ ﴿۲۲﴾ ءَاَتَّخِذُ مِنۡ دُوۡنِهٖۤ اٰلِهَةً اِنۡ يُّرِدۡنِ الرَّحۡمٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغۡنِ عَنِّىۡ شَفَاعَتُهُمۡ شَيۡـئًا وَّ لَا يُنۡقِذُوۡنِ ۚ﴿۲۳﴾ اِنِّىۡۤ اِذًا لَّفِىۡ ضَلٰلٍ مُّبِيۡنٍ ﴿۲۴﴾ اِنِّىۡۤ اٰمَنۡتُ بِرَبِّكُمۡ فَاسۡمَعُوۡنِ ؕ﴿۲۵﴾ قِيۡلَ ادۡخُلِ الۡجَنَّةَ ؕ قَالَ يٰلَيۡتَ قَوۡمِىۡ يَعۡلَمُوۡنَ ۙ﴿۲۶﴾ بِمَا غَفَرَ لِىۡ رَبِّىۡ وَ جَعَلَنِىۡ مِنَ الۡمُكۡرَمِيۡنَ ﴿۲۷﴾

''اور بیان فرمایئے ان کے (سمجھانے کے) لیے مثال اس گاؤں کے باشندوں کی جب آئے وہاں (ہمارے) رسول جب (پہلے) ہم نے بھیجے ان کی طرف دو رسول تو انہوں نے جھٹلایا پس ہم نے تقویت دی (انہیں) ایک تیسرے رسول سے تو ان تینوں نے (انہیں) کہا کہ ہمیں تمہاری طرف بھیجا گیا ہے۔ بستی والوں نے کہا نہیں ہو تم مگر انسان ہماری مانند اور نہیں اتاری رحمٰن نے کوئی چیز۔ نہیں ہو تم مگر جھوٹ بول رہے ہو۔ رسولوں نے کہا ہمارا رب جانتا ہے کہ ہم یقیناً تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں اور نہیں ہم پر کوئی ذمہ داری بجز اس کے (کہ پیغام حق) کھول کر پہنچا دیں۔ وہ کہنے لگے ہم تو تمہیں اپنے لیے فال بد سمجھتے ہیں۔ اگر تم باز نہ آئے تو ہم تمہیں ضرور سنگسار کر دیں گے اور پہنچے گا تمہیں ہماری طرف سے دردناک عذاب۔ رسولوں نے فرمایا تمہاری بدفالی تمہیں نصیب ہو (حیرت ہے) اگر تمہیں نصیحت کی جاتی ہے (تو تم دھمکیاں دینے لگتے ہو) بلکہ تم لوگ حد سے بڑھ جانے والے ہو۔ دریں اثنا آیا شہر کے پرلے کنارے سے ایک شخص دوڑتا ہوا، اس نے کہا اے میری قوم! پیروی کرو رسولوں کی، پیروی کرو ان (پاکبازوں) کی جو تم سے کوئی اجر طلب نہیں کرتے اور وہ سیدھی راہ پر ہیں۔ اور مجھے کیا حق پہنچتا ہے کہ میں عبادت نہ کروں اس کی جس نے مجھے پیدا فرمایا اور اسی کی طرف تم (سب) نے لوٹ کر جانا ہے۔ کیا (میرے لیے جائز ہے کہ) میں بنا لوں اسے چھوڑ کر کوئی اور خدا؟ (ہرگز نہیں) اگر رحمٰن مجھے کوئی تکلیف پہنچانا چاہے تو ان کی سفارش مجھے ذرا فائدہ نہ پہنچا سکے گی اور نہ وہ مجھے چھڑا سکیں گے (اگر میں شرک کروں) تو میں بھی اس وقت کھلی گمراہی میں مبتلا ہو جاؤں۔ میں ایمان لے آیا ہوں تمہارے رب پر پس (کان

کھول کر) میرا اعلان سن لو۔ حکم ہوا (جا) جنت میں داخل ہو جا۔ بولا کاش! میری قوم بھی جان لیتی کہ بخش دیا ہے مجھے میرے رب نے اور شامل کر دیا ہے مجھے باعزت لوگوں میں۔"

امام فریابی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ الْقَرْیَةِ سے مراد انطا کیہ ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت بریدہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الْقَرْیَةِ سے مراد انطا کیہ ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت عکرمہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الْقَرْیَةِ سے مراد انطا کیہ ہے۔ (1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ہمارے لیے یہ بات ذکر کی گئی ہے کہ یہ روم کی ایک بستی تھی جس کی طرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دو آدمی بھیجے تھے جن دونوں کو ان لوگوں نے جھٹلایا تھا۔

امام ابن سعد اور ابن عساکر کلبی کے واسطہ سے حضرت ابو صالح سے وہ حضرت ابن عباس سے روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان ایک ہزار نو سو سال کا عرصہ حائل ہے۔ ان دونوں کے درمیان بنی اسرائیل کے ایک ہزار نبی بنی اسرائیل کے لیے بھیجے گئے۔ پھر دوسری قوم سے رسول مبعوث کیا گیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان پانچ سو انہتر سال کا عرصہ حائل ہے۔ ابتداء میں اللہ تعالیٰ نے تین نبی مبعوث کیے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان اِذْ اَرْسَلْنَاۤ اِلَیْهِمُ اثْنَیْنِ فَكَذَّبُوْهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ سے یہی مطلب ہے۔ جن کیساتھ آپ کو قوت بخشی گئی وہ شمعون تھے، حواریوں میں سے تھے۔ فترۃ کا وہ عرصہ جس میں کوئی رسول نہیں تھا وہ چار سو چونتیس سال کا عرصہ ہے۔ (2)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم نے اپنے حواریوں میں سے دو آدمی۔ اہل قریہ کی طرف بھیجے جو بستی انطا کیہ ہے، ان دو کے بعد تیسرے کو بھیجا۔ (3)

ابن ابی حاتم نے ابو العالیہ سے روایت نقل کی ہے کہ تیسرا آدمی اس لیے بھیجا تا کہ ان پر دلیل زیادہ قوی ہو جائے۔ وہ بستی والوں کے پاس آئے۔ ان کو اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک اور اس کی عبادت کی طرف دعوت دی۔ تو بستی والوں نے انہیں جھٹلا دیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت شعیب جبائی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جن دو کو رسول بنا کر بھیجا گیا تھا وہ شمعون اور رضا تھے اور تیسرے کا نام بولس تھا۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ فَعَزَّزْنَا زاء مخففہ ہے۔ (4)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ تیسرے کا نام جس کیساتھ ان کی مدد کی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 183، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ طبقات ابن سعد، باب ذکر القرون والسنین التی بین آدم ومحمد علیہما السلام، جلد 1، صفحہ 53، دار صادر بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 183　　4۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 184

وہ شمعون یوحنا اور تیسرا ابولص تھا۔ لوگوں کا خیال ہے کہ تینوں قتل ہو گئے۔ جیب آیا جبکہ وہ اپنا ایمان چھپائے ہوئے تھا۔ قَالَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِيْنَ جب انہوں نے اسے دیکھا تو اپنے ایمان کا اعلان کر دیا۔ کہا اِنِّيْٓ اٰمَنْتُ بِرَبِّكُمْ فَاسْمَعُوْنِ وہ بڑھئی تھا۔ اس کو انہوں نے کنویں میں پھینکا۔ کنویں کو رس کہتے ہیں۔ یہ اصحاب رس ہیں۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے قَالُوْٓا اِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ کے متعلق یہ قول نقل کیا ہے؟ اگر ہمیں شر پہنچے تو یہ تمہاری وجہ سے ہے۔ اگر تم نہ رکے تو ہم تم پر پتھروں کی بارش کریں گے۔ کہا تمہارے اعمال تمہارے ساتھ ہیں۔ اَئِنْ ذُكِّرْتُمْ یعنی اگر ہم تمہارے سامنے اللہ تعالیٰ کا ذکر کریں تو تم ہمارے ساتھ فال پکڑنے لگتے ہو۔ (1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے لَنَرْجُمَنَّكُمْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ ہم تمہیں برا بھلا کہیں گے۔ قرآن حکیم میں جہاں بھی رجم کا ذکر ہے، اس سے مراد برا بھلا کہنا ہے۔ طٰٓئِرُكُمْ مَّعَكُمْ ۭ اَئِنْ ذُكِّرْتُمْ یعنی تمہارے بارے میں میں لکھا جا چکا ہے وہ تم پر ضرور واقع ہو کر رہے گا۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن عباس سے طٰٓئِرُكُمْ مَّعَكُمْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ تمہاری نحوست تمہارے ساتھ ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت یحییٰ بن وثاب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے ائن کو کسرہ کے ساتھ جبکہ زر بن جیش نے اسے نصب کیساتھ پڑھا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ رجل سے مراد حبیب نجار ہے۔ (2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابومجلز رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ صاحب یٰس کا نام حبیب بن مری تھا۔ (3)

ابن ابی حاتم نے ایک اور سند سے یہ روایت نقل کی ہے کہ صاحب یٰس کا نام حبیب تھا۔ کوڑھ کا مرض اس میں جلدی پھیلا تھا۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ ایک آدمی تھا جو ایک غار میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا۔ اس کا نام حبیب تھا۔ اس نے ان لوگوں کے بارے میں سنا جنہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے انطاکیہ بھیجا۔ وہ ان کے پاس آیا۔ اس نے پوچھا کیا اجرت کا تقاضا کرتے ہو۔ انہوں نے جواب دیا نہیں تو اس نے اپنی قوم سے کہا يٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِيْنَ یہاں تک کہ فَاسْمَعُوْنِ تک پہنچا تو انہوں نے اس پر پتھروں کی بارش کر دی تو وہ آدمی یہ کہنے لگا اے میرے رب! میری قوم کو ہدایت عطا فرما فَاِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ...... اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً جب انہوں نے اسے قتل کر دیا تو انہیں مہلت نہ دی گئی یہاں تک کہ عذاب نے انہیں پکڑ لیا۔ (4)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عمر بن حکم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ کسان تھا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 86-185، دار احیاء التراث العربی بیروت　　2۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 187　　3۔ ایضاً

4۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 79-78 (2481)، دار الکتب العلمیہ بیروت

سے اصحاب رس کے بارے میں پوچھا۔ کعب نے کہا اے عربو! تم کنویں کو رس کہتے ہو، قبر کو بھی رس کہتے ہو۔ انہوں نے زمین میں خندقیں کھودیں اور رسولوں کو جلانے کے لیے ان میں آگ جلائی جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے سورۂ یٰس میں کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ جب کسی بندے میں نبوت اور رسالت کو جمع کر دیتا ہے تو اسے لوگوں سے محفوظ رکھتا ہے۔ انبیاء کو قتل کیا جاتا رہا جب اس کے بارے میں شہر کے دور دراز حصہ میں رہنے والے ایک آدمی نے سنا اور رسولوں کو بھیجنے کا جو ارادہ تھا اس کے بارے میں سنا۔ تو وہ دوڑتا ہوا آیا تا کہ انہیں پا لے اپنے ایمان کے بارے میں انہیں گواہ بنا لے وہ قوم کی طرف متوجہ ہوا تو یہ کہا یٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۲۰﴾ اتَّبِعُوْا مَنْ لَّا يَسْـَٔلُكُمْ اَجْرًا وَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَ مَالِيَ لَاۤ اَعْبُدُ الَّذِيْ فَطَرَنِيْ وَ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۲﴾ ءَاَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً اِنْ يُّرِدْنِ الرَّحْمٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغْنِ عَنِّيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْـًٔا وَّ لَا يُنْقِذُوْنِ ﴿۲۳﴾ اِنِّيْۤ اِذًا لَّفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ پھر رسولوں کی طرف متوجہ ہوا اور یہ کہا اِنِّيْۤ اٰمَنْتُ بِرَبِّكُمْ فَاسْمَعُوْنِ یہ بات کرنے کا مقصد یہ تھا کہ اپنے ایمان پر انہیں گواہ بنائے، اسے پکڑ لیا گیا اور آگ میں پھینک دیا گیا۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب صاحب یٰس نے کہا یٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِيْنَ تو قوم کے لوگوں نے اس کا گلا دبا دیا تا کہ وہ مر جائے۔ پھر وہ انبیاء کی طرف متوجہ ہوا اور عرض کی اِنِّيْۤ اٰمَنْتُ بِرَبِّكُمْ فَاسْمَعُوْنِ یعنی میرے گواہ بن جاؤ۔ (1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے قِيْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اس کے لیے جنت ثابت ہو گئی۔ قَالَ يٰلَيْتَ قَوْمِيْ يَعْلَمُوْنَ یہ بات اس وقت کی جب انہوں نے ثواب کو دیکھا۔ (2)

وَ مَاۤ اَنْزَلْنَا عَلٰى قَوْمِهٖ مِنْۢ بَعْدِهٖ مِنْ جُنْدٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَ مَا كُنَّا مُنْزِلِيْنَ ﴿۲۸﴾ اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ خٰمِدُوْنَ ﴿۲۹﴾

"اور نہ اتارا ہم نے اس کی قوم پر اس (کی شہادت) کے بعد کوئی لشکر آسمان سے اور نہ ہمیں اس کی ضرورت تھی۔ نہ تھی مگر ایک گرج پس وہ بجھتے ہوئے کوئلے بن گئے"۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے وَ مَاۤ اَنْزَلْنَا عَلٰى قَوْمِهٖ کا یہ معنی نقل کیا ہے: میں نے ان کے خلاف آسمان اور زمین کے لشکروں سے مدد طلب نہیں کی۔

امام ابو عبید، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن مسعود کی قرأت میں اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے خٰمِدُوْنَ کا معنی مردے نقل کیا ہے۔

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے

1۔ مستدرک حاکم، تفسیر سورۂ یاسین، جلد 2، صفحہ 466 (3605)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 190، دار احیاء التراث العربی بیروت

روایت کرتے ہیں سبقت لے جانے والے تین ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف سبقت لے جانے والے حضرت یوشع بن نون تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف سبقت لے جانے والے یٰس والے تھے اور حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی طرف سبقت لے جانے والے حضرت علی بن ابی طالب ہیں۔ (1)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت صدقہ قریشی رحمہ اللہ کی سند سے ایک آدمی سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام روئے زمین کے لوگوں سے افضل ہیں سوائے اس کے کہ وہ نبی ہو، آل یاسین کا مومن ہو اور آل فرعون کا مومن ہو۔

امام ابن عدی اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے روایت کیا ہے کہ تین شخص ایسے ہیں جنہوں نے کبھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر نہیں کیا: آل یاسین کا مومن، حضرت علی بن ابی طالب اور آسیہ فرعون کی بیوی۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین صدیق ہیں: حزقیل جو قوم فرعون کا مومن تھا، حبیب نجار جو صاحب آل یاسین تھا اور حضرت علی بن ابی طالب۔

امام ابو داؤد، ابو نعیم، ابن عساکر اور دیلمی رحمہم اللہ نے حضرت ابو یعلی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: صدیق تین ہیں حبیب نجار جو آل یاسین کا مومن تھا جس نے کہا تھا یٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِیْنَ حذقیل جو آل فرعون کا مومن تھا جس نے کہا تھا اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ یَّقُوْلَ رَبِّیَ اللّٰهُ (غافر: 28) اور حضرت علی بن ابی طالب۔ (2)

امام حاکم اور بیہقی رحمہما اللہ نے دلائل میں حضرت عروہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عروہ بن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ پھر اپنی قوم کی طرف واپس جانے کے لیے اجازت چاہی۔ اسے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہیں وہ تجھے قتل نہ کر دیں؟ حضرت عروہ نے عرض کی اگر وہ مجھے سویا ہوا پائیں گے تو مجھے نہیں جگائیں گے۔ حضرت عروہ اپنی قوم کی طرف واپس چلے گئے۔ انہیں اسلام کی دعوت دی۔ قوم نے ان کی نافرمانی کی اور ان سے تکلیف دہ باتیں کیں۔ جب فجر طلوع ہوئی تو ایک کمرے پر کھڑے ہوئے نماز کے لیے اذان کہی اور کلمہ شہادت پڑھا۔ بنو ثقیف کے ایک آدمی نے آپ کو تیر مارا اور قتل کر دیا۔ جب رسول اللہ ﷺ کو اس کے قتل کرنے کی خبر پہنچی تو فرمایا عروہ کی مثال صاحب یٰس کی مثال ہے جس نے قوم کو اللہ کی طرف دعوت دی تو انہوں نے اسے قتل کر دیا۔ (3)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن شعبہ رحمہ اللہ سے ایک متصل حدیث اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام عبد بن حمید اور طبرانی مقسم رحمہما اللہ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عروہ بن مسعود کو طائف میں اپنی قوم کی طرف بھیجا۔ انہوں نے اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دی۔ ایک آدمی نے انہیں ایک تیر مارا جس نے آپ کو قتل کر دیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ صاحب یاسین کے کتنے مشابہ ہے۔ (4)

1۔ مجمع الزوائد، جلد 9، صفحہ 124 (14598)، دار الفکر بیروت 2۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 2، صفحہ 421 (3866)، دار صادر بیروت

3۔ مستدرک حاکم، باب ذکر عروۃ بن مسعود الثقفی، جلد 3، صفحہ 713 (6579)، دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ مجمع الزوائد، جلد 9، صفحہ 645 (16053)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عامر شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی امت کے تین افراد کو دوسروں کے مشابہ قرار دیا۔ فرمایا دحیہ کلبی حضرت جبرئیل کے، حضرت عروہ بن مسعود ثقفی حضرت عیسیٰ بن مریم کے اور عبد العزی دجال کے مشابہ ہے۔ (1)

يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ ۚ مَا يَأْتِيهِمْ مِّنْ رَّسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ﴿٣٠﴾

"صد افسوس ان بندوں پر نہیں آیا ان کے پاس کوئی رسول مگر وہ اس کے ساتھ مذاق کرنے لگ گئے"۔

ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ کا یہ معنی نقل کیا ہے ہائے بندوں کے لیے ہلاکت۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: ان پر حسرت اس وجہ سے ہے کہ وہ رسولوں کا مذاق اڑایا کرتے تھے۔ (2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے: ہائے بندوں کو اپنی ذاتوں پر حسرت جو وہ اللہ تعالیٰ کا حکم ضائع کرتے رہے اور اللہ تعالیٰ کے احکام میں کوتاہی کرتے رہے۔ بعض قراءتوں میں ہے: يٰحَسْرَةَ الْعِبَادِ عَلٰى اَنْفُسِهَا ۚ مَا يَأْتِيهِمْ مِّنْ رَّسُولٍ۔ (3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ کا یہ معنی نقل کیا کہ بندے تا قیامت اپنے اوپر شرمندگی کا اظہار کرتے رہیں گے جو رسول اللہ ﷺ کے پیغام کا مذاق اڑاتے رہے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس کا یہ معنی نقل کیا ہے: ہائے ان کی حسرت۔

امام ابو عبید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ہارون رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ابی بن کعب کی قراءت میں يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ ۚ مَا يَأْتِيهِمْ مِّنْ رَّسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ہے۔

اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ اَنَّهُمْ اِلَيْهِمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ﴿٣١﴾ وَ اِنْ كُلٌّ لَّمَّا جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ ﴿٣٢﴾ وَ اٰيَةٌ لَّهُمُ الْاَرْضُ الْمَيْتَةُ ۚ اَحْيَيْنٰهَا وَ اَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ يَاْكُلُوْنَ ﴿٣٣﴾ وَ جَعَلْنَا فِيْهَا جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّ اَعْنَابٍ وَّ فَجَّرْنَا فِيْهَا مِنَ الْعُيُوْنِ ﴿٣٤﴾

"کیا انہیں علم نہیں کہ کتنی امتوں کو ہم نے ان سے پہلے ہلاک کر دیا (اور) وہ (آج تک) ان کی طرف لوٹ کر نہ آئے اور ان سب کو ہمارے سامنے حاضر کر دیا جائے گا۔ اور ایک نشانی ان کے لیے یہ مردہ زمین ہے، ہم نے

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ما ذکر من شبہ النبی ﷺ، جلد 6، صفحہ 395 (31325)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 7، دار احیاء التراث العربی بیروت　3۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 6

اسے زندہ کر دیا اور ہم نے نکالا اس سے غلہ۔ پس وہ اس سے کھاتے ہیں اور ہم نے اگائے اس میں باغات کھجور اور انگوروں کے اور جاری کر دیئے اس میں چشمے"۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: یہاں الْقُرُوْنِ سے مراد قوم عاد، قوم ثمود اور دوسری قومیں ہیں لَّدَیْنَا مُحْضَرُوْنَ یعنی قیامت کے روز ہمارے ہاں جمع ہوں گے۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ہارون رحمہ اللہ کے واسطہ سے اعرج اور ابو عمرو سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس موت میں کوئی اختلاف نہیں کہ اَنَّهُمْ اِلَیْهِمْ لَا یَرْجِعُوْنَ کا مطلب ہے کہ دنیا سے چلے جانے کے بعد دنیا میں واپس نہیں لوٹیں گے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ حضرت ابو اسحاق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا گیا کہ بعض لوگ گمان کرتے ہیں کہ حضرت علی کو قیامت سے قبل اٹھایا جائے گا۔ آپ ایک لمحہ کے لئے خاموش رہے۔ فرمایا کتنے برے لوگ ہیں اگر ہم ان کی عورتوں سے نکاح کر لیتے اور ان کی میراث آپس میں تقسیم کر لیتے، کیا تم اس آیت کو نہیں پڑھتے اَلَمْ یَرَوْا کَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ اَنَّهُمْ اِلَیْهِمْ لَا یَرْجِعُوْنَ۔

لِیَاْكُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖ ۙ وَ مَا عَمِلَتْهُ اَیْدِیْهِمْ ؕ اَفَلَا یَشْكُرُوْنَ ﴿۳۵﴾

"تاکہ کھائیں وہ اس کے پھلوں سے اور نہیں بنایا ہے اس کو ان کے ہاتھوں نے۔ کیا وہ (ان نعمتوں پر) شکر ادا نہیں کرتے"۔

امام سعید بن منصور اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے پڑھا وَ مَا عَمِلَتْهُ اَیْدِیْهِمْ اور کہا انہوں نے اسے کیا ہوا پایا مگر ان کے ہاتھوں نے نہیں کیا تھا یعنی فرات، دجلہ، بلخ اور دوسرے دریا۔ کیا وہ اس پر شکر ادا نہیں کرتے۔

سُبْحٰنَ الَّذِیْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ وَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَ مِمَّا لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۳۶﴾

"ہر عیب سے پاک ہے وہ ذات جس نے ہر چیز کو جوڑا جوڑا پیدا فرمایا جنہیں زمین اگاتی ہے اور خود ان کے نفسوں کو بھی اور ان چیزوں کو بھی جنہیں وہ (ابھی) نہیں جانتے"۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا سے مراد ہے تمام قسمیں، فرشتے زوج ہیں، انسان زوج ہیں، جن زوج ہیں، زمین جن چیزوں کو اگاتی ہے وہ زوج ہے۔ پرندوں کی ہر صفت میں زوج ہے۔ پھر اس کی تفسیر بیان کی اور کہا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ وَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَ مِمَّا لَا یَعْلَمُوْنَ روح کو نہ فرشتے جانتے ہیں اور نہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق جانتی ہے۔ روح پر ہر کوئی مطلع نہیں۔ لَا یَعْلَمُوْنَ جسے فرشتے اور دوسری چیزیں نہیں جانتیں۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 7، دار احیاء التراث العربی بیروت

وَ اٰیَةٌ لَّهُمُ الَّیْلُ ۚۖ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ فَاِذَا هُمْ مُّظْلِمُوْنَ ۝۳۷

''اور دوسری نشانی ان کے لیے رات ہے۔ ہم اتار لیتے ہیں اس سے دن کو تو یک لخت وہ اندھیرے میں رہ جاتے ہیں''۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وَ اٰیَةٌ لَّهُمُ الَّیْلُ ۚۖ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ کا معنی ہے کہ ان میں سے ایک دوسرے سے نکلتا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وَ اٰیَةٌ لَّهُمُ الَّیْلُ ۚۖ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ یہ آیت اس آیت کی طرح ہے یُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّهَارِ وَ یُوْلِجُ النَّهَارَ فِی الَّیْلِ (الحج:61)(1)

وَ الشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ؕ ذٰلِكَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ ۝۳۸

''اور (یہ) آفتاب ہے جو چلتا رہتا ہے اپنے ٹھکانے کی طرف۔ یہ اندازہ مقرر کیا ہوا ہے اس (خدا کا) جو عزیز (اور) علیم ہے''۔

امام عبد بن حمید، امام بخاری، امام ترمذی، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ نے العظمۃ میں، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء و الصفات میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں سورج کے غروب ہونے کے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو جانتا ہے کہ سورج کہاں غروب ہوتا ہے؟ میں نے عرض کی اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا یہ جاتا ہے یہاں تک کہ عرش کے نیچے سجدہ کرتا ہے۔(2) اللہ تعالیٰ کے اس فرمان وَ الشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا کا یہی مطلب ہے فرمایا اس کا مستقر عرش کے نیچے ہے۔

امام سعید بن منصور، امام احمد، امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، امام ترمذی، امام نسائی، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کے بارے میں پوچھا تو فرمایا اس کا ٹھکانہ عرش کے نیچے ہے۔(3)

امام سعید بن منصور، امام احمد، امام ترمذی، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں مسجد میں داخل ہوا جبکہ سورج غروب ہو چکا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے۔ فرمایا اے ابو ذر! کیا تو جانتا ہے کہ یہ سورج کہاں جاتا ہے؟ میں نے عرض کی اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں فرمایا یہ جاتا ہے یہاں تک کہ اپنے رب کے سامنے سجدہ کرتا ہے پھر وہ اپنے رب سے واپس لوٹنے کی اجازت طلب کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے اجازت دیتا ہے گویا اسے فرمایا گیا وہاں سے طلوع ہو جہاں سے تو آیا تو وہ غروب ہونے کی جگہ سے طلوع کرتا ہے۔ پھر یہ آیت پڑھی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 10، داراحیاء التراث العربی بیروت

2۔ صحیح بخاری، باب بدء الخلق، جلد 3، صفحہ 1170 (3027)، دار ابن کثیر دمشق

3۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، کتاب الایمان، جلد 2، صفحہ 168 (251)، دارالکتب العلمیہ بیروت

وَ ذٰلِكَ مُسْتَقَرٌّ لَّهَا کہا یہ حضرت عبد اللہ بن مسعود کی قرأت ہے۔(1)

امام عبد الرزاق، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے آیت وَ ذٰلِكَ مُسْتَقَرٌّ لَّهَا کے بارے میں یہ قول روایت کیا ہے کہ وہ طلوع کرے تو بنی آدم کے گناہ اسے لوٹا دیتے ہیں۔ جب سورج غروب ہوتا ہے تو عاجزی کا اظہار کرتا ہے اور سجدہ کرتا ہے اور اجازت طلب کرتا ہے تو اسے اجازت دے دی جاتی ہے یہاں تک کہ وہ غروب ہوتا ہے تو وہ عاجزی کا اظہار کرتا ہے تو اسے اجازت نہیں ملتی۔ وہ کہتا ہے سفر دور ہے جبکہ مجھے اجازت بھی نہیں ملی۔ میں نہ پہنچ سکوں گا اسے روک دیا جاتا ہے۔ جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ اسے روکنا چاہتا ہے۔ پھر اسے کہا جاتا ہے وہاں سے طلوع ہو جہاں سے تم غروب ہوتے ہو۔ کہا یہ اس دن سے قیامت تک سلسلہ یوں ہی جاری رہتا ہے۔(2)

امام ابو عبید نے فضائل میں، ابن انباری نے مصاحف میں اور امام احمد رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وہ وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا پڑھتے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے العظمۃ میں حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے: اگر سورج اہل زمین کے ایک ہی راستہ پر چلتا تو اس سے ڈرا جاتا لیکن وہ موسم گرما میں حلقہ بناتا ہے اور موسم سرما میں ایک طرف ہو کر چلتا ہے۔ اگر وہ موسم سرما میں اسی مطلع سے طلوع ہو جو اس کے موسم گرما کا مطلع ہے تو گرمی لوگوں کو بھون ڈالے۔ اگر وہ موسم گرما میں اس مطلع سے طلوع ہو جو اس کے موسم سرما کا مطلع ہے تو سردی انہیں ہلاک کر دے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے ابو راشد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لِمُسْتَقَرٍّ سے مراد اس کے سجدہ کرنے کی جگہ ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن انباری نے مصاحف میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا کا یہ معنی کیا ہے کہ سورج اپنے وقت اور مدت میں ہی چلتا ہے، اس سے تجاوز نہیں کرتا۔(3)

وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰی عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِیْمِ ﴿۳۹﴾

''اور (ذرا) چاند کو دیکھو۔ ہم نے مقرر کر دی ہیں اس کے لیے منزلیں۔ آخر کار ہو جاتا ہے کھجور کی بوسیدہ شاخ کی مانند''۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابو الشیخ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چاند کی منازل متعین فرما دی ہیں۔ وہ کم ہوتا ہے یہاں تک کہ کھجور کی شاخ کی طرح ہو جاتا ہے۔ اسی وجہ سے عرجون کے ساتھ اس کو تشبیہ دی۔(4)

امام خطیب رحمہ اللہ نے کتاب النجوم میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ چاند کی اٹھائیس منزلیں ہیں جن میں چاند ایک مہینہ میں ٹھہرتا ہے، چودہ شامی اور چودہ یمنی ہیں۔ ترتیب یہ ہے۔ سرطین، بطین، ثریا، دبران، ہقعہ،

1۔ سنن ترمذی مع تحفۃ الاحوذی، کتاب التفسیر، جلد 9، صفحہ 78 (3228)، دار الفکر بیروت

2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 80 (2474)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 10، دار احیاء التراث العربی بیروت	4۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 12

ہنعہ، ذراع، نثرہ، طرف، جبہہ، زبرہ، صرفہ، عواء، سماک۔ یہ آخری ہے۔ شامیہ یہ ہیں: عقرب، زبانین، اکلیل، قلب، شولہ، نعائم، بلدہ، سعد الذابح، سعد بلع، سعد سعود، سعد الاخبیہ، مقدم الدلو، موخر الدلو، حوت۔ یہ یمانیہ کی آخری ہے۔ جب یہ اٹھائیس منزلیں طے کر لیتا ہے تو وہ پرانی شاخ کی طرح ہو جاتا ہے جیسے وہ مہینے کے آغاز میں تھا۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ عرجون قدیم سے مراد یہ ہے قدیمی شاخ کے ابتدائی حصے کی طرح۔(1)

عبد بن حمید اور ابن جریر نے مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ کَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِیْمِ سے مراد ہے خشک کھجور کی شاخ کی طرح۔(2)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد ہے خشک کھجور کی ٹیڑھی ٹہنی کی طرح۔(3)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ کھجور کی شاخ کی طرح۔ جب پرانی ہو جائے تو وہ ٹیڑھی ہو جاتی ہے۔(4)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت حسن بن ولید رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ایک آدمی نے کہا اَعْتَقَ رَجُلٌ کُلَّ غُلَامٍ لَهٗ عَتِیْقٍ قَدِیْمٍ تو یعقوب سے اس بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا جو غلام ایک سال سے اس کے پاس ہے تو وہ آزاد ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِیْمِ تو وہ ایک سال میں ایسی ہوتی ہے۔

لَا الشَّمْسُ یَنْۢبَغِیْ لَهَاۤ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَ لَا الَّیْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ؕ وَ كُلٌّ فِیْ فَلَكٍ یَّسْبَحُوْنَ ۝

"نہ سورج کی یہ مجال کہ (پیچھے سے) چاند کو آپکڑے اور نہ رات کو یہ طاقت ہے کہ دن سے آگے نکل جائے اور سب (سیارے اپنے اپنے) فلک میں تیر رہے ہیں۔"

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے لَا الشَّمْسُ یَنْۢبَغِیْ لَهَاۤ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ دونوں میں اسے ایک کی روشنی دوسرے جیسی نہیں ہوتی اور نہ یہ موزوں ہے۔ وَ لَا الَّیْلُ سَابِقُ النَّهَارِ وہ دونوں جلدی سے ایک دوسرے کا پیچھا کرتے ہیں تو ان دونوں میں سے ایک دوسرے سے آگے نکل جاتا ہے۔(5)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ تفسیری قول نقل کیا ہے: ہر ایک کی حد اور ایک نشانی ہے تو وہ اس سے آگے بڑھتا ہے اور نہ ہی اس سے پیچھے رہتا ہے۔ جب ایک کی حاکمیت آتی ہے تو دوسرے کی چلی جاتی ہے۔ جب دوسرے کی حاکمیت آتی ہے تو اس کی حاکمیت چلی جاتی ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 12، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 10
3۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 79 (2473)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 11
5۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 12

امام عبدالرزاق، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِيْ لَهَاۤ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ یہ چاند کی رات ہوتا ہے۔(1)

امام عبدالرزاق، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے یہ قول نقل کیا ہے کہ ان دونوں میں ہر ایک کی حکمرانی ہے، چاند کی رات کے وقت حکمرانی ہوتی ہے اور سورج کی دن کے وقت حکمرانی ہوتی ہے۔ سورج کو زیبا نہیں کہ وہ رات کو طلوع ہو اور نہ ہی کسی رات کو زیبا ہے کہ جب ایک رات آئے تو دوسری رات بھی آجائے یہاں تک کہ درمیان میں دن ہوتا ہے۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ ایسا نہیں ہوتا کہ رات یہاں سے جائے اور دن یہاں سے آئے اور اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس کی تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم اور فیصلہ میں ہے کہ رات دن کو مفقود نہ پائے یہاں تک کہ اسے پائے گی۔ پھر اس کی تاریکی جاتی رہے گی۔ اللہ تعالیٰ کے فیصلہ اور علم میں ہے کہ دن رات کو مفقود نہ پائے یہاں تک کہ اسے پاتا ہے کہ اس کی روشنی کو ختم کر دیتا ہے۔

ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے العظمۃ میں ابوصالح سے روایت نقل کی ہے کہ یہ اس کی روشنی اور یہ اس کی روشنی کو نہیں پاتا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اُس کی روشنی اس کی روشنی پر اور اس کی روشنی اُس کی روشنی پر سبقت نہیں لے جاتی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے آیت کی تفسیر میں حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس کی روشنی اُس کی روشنی پر اور اُس کی روشنی اِس کی روشنی پر غالب نہیں آتی۔

وَ اٰيَةٌ لَّهُمْ اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ﴿۴۱﴾ وَ خَلَقْنَا لَهُمْ مِّنْ مِّثْلِهٖ مَا يَرْكَبُوْنَ ﴿۴۲﴾ وَ اِنْ نَّشَاْ نُغْرِقْهُمْ فَلَا صَرِيْخَ لَهُمْ وَ لَا هُمْ يُنْقَذُوْنَ ﴿۴۳﴾ اِلَّا رَحْمَةً مِّنَّا وَ مَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ ﴿۴۴﴾ وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّقُوْا مَا بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ وَ مَا خَلْفَكُمْ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَ مَا تَاْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ﴿۴۶﴾ وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ۙ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنُطْعِمُ مَنْ لَّوْ يَشَآءُ اللّٰهُ اَطْعَمَهٗۤ ۖ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۴۷﴾ وَ يَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 83 (2481)، دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 84-83 (2482)

الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝۴۸

"اور ایک نشانی ان کے لیے یہ بھی ہے کہ ہم نے سوار کیا ان کی اولاد کو ایک کشتی میں جو بھری ہوئی تھی اور ہم نے پیدا کیں ان کے لیے اس کشتی کی مانند اور چیزیں جن پر وہ سوار ہوتے ہیں۔ اور اگر ہم چاہیں تو انہیں غرق کر دیں پس کوئی ان کی فریاد سننے والا نہ ہو اور نہ وہ ڈوبنے سے بچائے جاسکیں بجز اس کے کہ ہم ان پر رحمت فرمائیں اور انہیں کچھ وقت تک لطف اندوز ہونے دیں۔ اور جب انہیں کہا جاتا ہے کہ ڈرو (اس عذاب سے) جو تمہارے سامنے ہے اور جو تمہارے پیچھے ہے تاکہ تم پر رحم کیا جائے اور نہیں آتی ان کے پاس کوئی نشانی ان کے رب کی نشانیوں سے مگر وہ اس سے روگردانی کرنے لگتے ہیں اور جب انہیں کہا جاتا ہے کہ خرچ کرو اس مال سے جو تمہیں اللہ تعالیٰ نے دیا ہے تو کافر کہتے ہیں اہل ایمان کو کیا ہم انہیں کھانا کھلائیں جنہیں اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو خود کھلا دیتا (اے ناصحو!) تم تو بالکل بہک گئے ہو۔ اور کافر کہتے ہیں یہ وعدہ کب آئے گا اگر تم سچے ہو (تو اس کا مقررہ وقت بتا دو)"۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ سے مراد حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی ہے جس میں حضرت نوح علیہ السلام نے ہر شے کے دو دو جوڑے سوار کیے۔ مِّنْ مِّثْلِهٖ مَا يَرْكَبُوْنَ سے مراد وہ کشتیاں ہیں جو سمندروں اور دریاؤں میں ہوتی ہیں جن میں لوگ سوار ہوتے ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ سفینہ سے مراد حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی ہے اور مِّنْ مِّثْلِهٖ مَا يَرْكَبُوْنَ سے مراد اس جیسی لکڑی اور اس کی بنائی گئی کشتیاں ہیں۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد وہ کشتیاں ہیں جو حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کے بعد اس جیسی کشتیاں بنائی گئیں۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مِّنْ مِّثْلِهٖ مَا يَرْكَبُوْنَ سے مراد چھوٹی کشتیاں ہیں۔ حضرت حسن بصری نے کہا اس سے مراد اونٹ ہیں۔(2)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد اونٹ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا جیسے تم دیکھتے ہو۔ یہ خشکی کی کشتیاں ہیں جن پر لوگ سامان لادتے ہیں اور ان پر سواری کرتے ہیں۔(3)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عبد اللہ بن شداد رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد اونٹ ہیں۔(4)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد چوپائے ہیں۔ اور فَلَا صَرِيْخَ لَهُمْ سے مراد ہے ان کا کوئی مددگار نہیں جس سے وہ مدد طلب کریں۔(5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 15، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 16-15 3۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 16
4۔ ایضاً 5۔ ایضاً

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے فَلَا صَرِیْخَ لَهُمْ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ ان کا کوئی مددگار نہیں ہوگا اور حین سے مراد موت ہے۔ مَا بَیْنَ اَیْدِیْكُمْ سے مراد وہ واقعات ہیں جو تم سے پہلی قوموں میں گزر چکے ہیں اور وہ عذاب مراد ہیں جو قوم عاد، قوم ثمود اور دوسری امتوں تک پہنچے۔ وَ مَا خَلْفَكُمْ سے مراد عذاب قیامت ہے۔ وَ اِذَا قِیْلَ لَهُمْ اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ کے بارے میں کہا یہ آیت زنادقہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ وہ فقیروں کو کھانا نہیں کھلاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں ان پر عیب لگایا اور انہیں عار دلائی۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے مَا بَیْنَ اَیْدِیْكُمْ وَ مَا خَلْفَكُمْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ تمہارے سابقہ اور باقی ماندہ گناہ۔(2)

ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری سے یہ قول نقل کیا ہے اَنُطْعِمُ مَنْ لَّوْ یَشَآءُ اللّٰهُ اَطْعَمَهٗۤ کہ یہ بات یہودیوں نے کہی تھی۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے اسماعیل سے اور اس نے ابو خالد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہودی یہ بات کرتے تھے۔

مَا یَنْظُرُوْنَ اِلَّا صَیْحَةً وَّاحِدَةً تَاْخُذُهُمْ وَ هُمْ یَخِصِّمُوْنَ ﴿۴۹﴾ فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ تَوْصِیَةً وَّ لَاۤ اِلٰۤى اَهْلِهِمْ یَرْجِعُوْنَ ﴿۵۰﴾

”یہ (ناہنجار) نہیں انتظار کر رہے مگر اس ایک گرج کا جو (اچانک) انہیں دبوچ لے گی جب وہ بحث مباحثہ کر رہے ہوں گے۔ پس نہ وہ (اس وقت) کوئی وصیت کر سکیں گے اور نہ اپنے گھر والوں کی طرف لوٹ کر آ سکیں گے“۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ بات ذکر کی گئی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے، قیامت لوگوں تک آ پہنچے گی جبکہ ایک آدمی اپنے جانوروں کو پانی پلا رہا ہوگا۔ ایک آدمی اپنا حوض درست کر رہا ہوگا، ایک آدمی اپنا سامان بازار میں فروخت کر رہا ہوگا اور ایک آدمی اپنا ازار اوپر نیچے کر رہا ہوگا۔ تو وہ ان تک آ پہنچے گی اور وہ اسی طرح ہوں گے فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ تَوْصِیَةً وَّ لَاۤ اِلٰۤى اَهْلِهِمْ یَرْجِعُوْنَ فرمایا اس کے بارے میں جلدی کرو۔(3)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے مَا یَنْظُرُوْنَ اِلَّا صَیْحَةً وَّاحِدَةً تَاْخُذُهُمْ وَ هُمْ یَخِصِّمُوْنَ کہا یہ قیامت کا آغاز ہوگا۔(4)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سدی سے وَ هُمْ یَخِصِّمُوْنَ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ آپس میں باتیں کر رہے ہوں گے۔

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عمر سے یہ قول نقل کیا ہے کہ صور پھونکا جائے گا جبکہ لوگ راستوں، بازاروں اور مجالس میں ہوں گے یہاں تک کہ کپڑا دو آدمیوں کے درمیان ہوگا۔ وہ آپس میں بھاؤ کر رہے ہوں گے۔ ان میں سے ایک ابھی اسے ہاتھ سے نہیں چھوڑے گا کہ صور پھونکا جائے گا۔ اسی کے ساتھ ہر کسی پر موت طاری ہوگی۔ اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے مَا یَنْظُرُوْنَ اِلَّا صَیْحَةً وَّاحِدَةً تَاْخُذُهُمْ وَ هُمْ یَخِصِّمُوْنَ ﴿۴۹﴾ فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ تَوْصِیَةً وَّ لَاۤ اِلٰۤى اَهْلِهِمْ یَرْجِعُوْنَ۔(5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 17-16 2۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 17 3۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 20-19
4۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 20 5۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 19

امام عبدالرزاق، فریابی، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ قیامت برپا ہو جائے گی جبکہ لوگ ابھی بازاروں میں ہوں گے۔ وہ خرید و فروخت کر رہے ہوں گے، کپڑے ناپ رہے ہوں گے، اونٹنیاں دوہ رہے ہوں گے اور اپنے کام کاج میں لگے ہوں گے۔(1)

عبد بن حمید، عبداللہ بن احمد نے زوائد زہد میں اور ابن منذر نے حضرت زبیر بن عوام سے روایت نقل کی ہے کہ قیامت برپا ہوگی جبکہ آدمی کپڑا ناپ رہا ہوگا اور ایک آدمی اونٹنی کا دودھ دوہ رہا ہوگا۔ پھر اس آیت کی تلاوت کی فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ تَوْصِيَةً

امام سعید بن منصور، امام بخاری، امام مسلم، ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت برپا ہو جائے گی جبکہ دو آدمی آپس میں کپڑا پھیلائے ہوں گے۔ وہ ابھی اسے نہیں لپیٹیں گے کہ قیامت برپا ہو جائے گی۔ وہ حوض درست کرے گا اور اس میں پانی نہیں پلائے گا۔ قیامت برپا ہو جائے گی جبکہ ایک آدمی دودھ دوہ کر لے جائے گا اور ابھی اسے نہیں پیئے گا قیامت برپا ہوگی جبکہ ایک آدمی اپنا لقمہ منہ کی طرف اٹھائے گا جبکہ اسے ابھی کھایا نہیں ہوگا۔(2)

امام سعید بن منصور اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: وہ ان پر ان کے بازاروں اور ان کے راستوں میں غالب آجائے گی۔ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ تَوْصِيَةً وہ ایک دوسرے کو وصیت نہیں کریں گے۔ واللہ اعلم۔

وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ ﴿۵۱﴾ قَالُوْا يٰوَيْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا ٚ هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَ صَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۵۲﴾ اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ ﴿۵۳﴾ فَالْيَوْمَ لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْـًٔا وَّ لَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۵۴﴾

”اور (دوبارہ) جب صور پھونکا جائے گا تو فوراً وہ اپنی قبروں سے نکل نکل کر اپنے پروردگار کی طرف تیزی سے جانے لگیں گے (اس وقت) کہیں گے ہائے! ہم برباد ہو گئے، کس نے ہمیں اٹھا کر کھڑا کیا ہے ہماری خواب گاہ سے؟ (آواز آئے گی) یہ وہی ہے جس کا رحمٰن نے وعدہ فرمایا تھا اور سچ کہا تھا (اسکے) رسولوں نے نہیں ہوگی مگر ایک زوردار کڑک پھر وہ فوراً سب کے سب ہمارے سامنے حاضر کر دیئے جائیں گے۔ پس آج نہیں ظلم کیا جائے گا کسی پر ذرہ بھر اور نہ ہی بدلہ دیا جائے گا تمہیں مگر ان اعمال کا جو تم کیا کرتے تھے“۔

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 85 (2488)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ صحیح بخاری، باب الرقاق، جلد 5، صفحہ 2386 (6141)، دار ابن کثیر دمشق

امام ابن منذر رحمہ اللہ اور حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ سے مراد دوسرا نفحہ ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مِّنَ الْاَجْدَاثِ یعنی قبروں سے یَنْسِلُوْنَ وہ نکلیں گے۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مِّنَ الْاَجْدَاثِ کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا قبور۔ سوال کیا کیا عرب اسے پہچانتے ہیں؟ فرمایا ہاں، کیا تو نے حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کا قول نہیں سنا:

حِيْنًا يَقُوْلُوْنَ اِذْ مَرُّوْا عَلٰى جَدَثِيْ اَرْشِدَهُ يَا رَبِّ مَنْ غَازٍ وَقَدْ رَشَدَا

"جب وہ میری قبر کے پاس سے گزرتے ہیں تو اس وقت وہ کہتے ہیں اے رب جو اس کا قصد کرے اسے ہدیت دے جبکہ وہ ہدایت یافتہ ہے"۔

عرض کی مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان اِلٰى رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ کے بارے میں بتایئے فرمایا نسل سے مراد دو گام چال چلنا۔ پوچھا کیا عرب اسے پہچانتے ہیں؟ فرمایا تو نے نابغہ بن جعدہ کا شعر نہیں سنا:

عَسَلَانُ الذِّئْبِ اَمْسٰى قَارِبًا بَرَدَ اللَّيْلُ عَلَيْهِ فَنَسَلَ

"بھیڑے کی رفتار شام کے وقت قریب آ گئی، رات اس پر ٹھنڈی ہوئی تو وہ بھاگ گیا"۔

ابن انباری نے مصاحف میں حضرت علی سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے يٰوَيْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا قرأت کی۔

امام ابن انباری رحمہ اللہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ دوبارہ اٹھائے جانے سے پہلے وہ تھوڑا سوئیں گے تو اس میں وہ راحت پائیں گے۔ تو اس وقت وہ کہیں گے يٰوَيْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ دوبارہ اٹھائے جانے سے پہلے تھوڑا سوئیں گے۔

امام ہناد نے زہد میں، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن انباری نے مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ کفار کے لیے قیامت سے پہلے ہجعہ (رات کے پہلے حصہ کی نیند) ہوگا جس میں وہ نیند کا ذائقہ پائیں گے۔ جب قبر والوں کو پکارا جائیگا تو وہ اس وقت کہیں گا يٰوَيْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا تو اس کے پہلو میں مومن کہے گا هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عبد الرحمن بن ابی لیلی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مشرک کہتے ہیں يٰوَيْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا تو مومن کہتا ہے هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ۔(2)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 21، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب زہد عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ، جلد 7، صفحہ 158 (34956)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اس آیت کا پہلا حصہ کفار کے لیے اور آخری حصہ مسلمانوں کے لیے ہے۔ کفار کہیں گے یٰوَیْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا اور مسلمان کہیں گے هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَ صَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ۔(1)

ابن ابی شیبہ اور ابن منذر نے حضرت ابوصالح سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے: وہ رائے رکھتے تھے کہ ان سے عذاب دو نفخوں کے درمیان کم کر دیا جائے گا۔ جب دوسرا نفخہ ہوگا تو اس وقت کفار کہیں گے یٰوَیْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا۔(2)

امام ابن ابی حاتم نے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے: بعثت سے پہلے وہ تھوڑا سوئیں گے۔ جب انہیں اٹھایا جائے گا تو کفار کہیں گے یٰوَیْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا تو فرشتے انہیں جواب دیں گے هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَ صَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حساب کے وقت وہ اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوں گے۔

اِنَّ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ الْیَوْمَ فِیْ شُغُلٍ فٰكِهُوْنَ ﴿۵۵﴾ هُمْ وَ اَزْوَاجُهُمْ فِیْ ظِلٰلٍ عَلَى الْاَرَآىِٕكِ مُتَّكِـُٔوْنَ ﴿۵۶﴾

"بے شک اہل بہشت آج (حسب مراتب) اپنے اپنے شغل سے لطف اندوز ہو رہے ہوں گے۔ وہ اور ان کی بیویاں سایہ میں (مرصع) تختوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے"۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ فٰكِهُوْنَ سے مراد ہے وہ خوش ہوں گے۔(3)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: نعمتوں نے انہیں اس عذاب سے غافل کر دیا ہے جس میں جہنمی مبتلا ہیں۔(4)

امام ابن ابی شیبہ، ابن ابی الدنیا نے صفۃ الجنۃ میں، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے مختلف سندوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ فِیْ شُغُلٍ فٰكِهُوْنَ کا معنی ہے باکرہ عورتوں کی موجودگی میں وہ لطف اندوز ہو رہے ہوں گے۔(5)

امام عبد بن حمید، ابن ابی الدنیا، عبد بن احمد نے زوائد زہد میں، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ کنواری عورتوں کے اجتماع نے انہیں مشغول کر رکھا ہے۔(6)

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 85 (2491)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب زہد عبدالاعلیٰ، جلد 7، صفحہ 204 (35364)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 25، دار احیاء التراث العربی بیروت

4۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 24

5۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 23

6۔ ایضاً

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ اور قتادہ رحمہما اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام عبد اللہ بن احمد رحمہ اللہ نے زوائد زہد میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مومن جب زوجہ کی خواہش کرے گا تو اسے کنواری پائے گا۔

امام بزار، طبرانی نے صغیر میں اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے العظمہ میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنتی جب اپنی عورتوں سے جماع کریں گے تو وہ پھر کنوارے ہو جائیں گے۔(1)

امام مقدسی رحمہ اللہ صفۃ الجنۃ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ سے پوچھا گیا کہ کیا ہم جنت میں حقوق زوجیت ادا کریں گے؟ تو فرمایا ہاں قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! وہ حقوق زوجیت ادا کریں گے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فِيْ شُغُلٍ فٰكِهُوْنَ کی تفسیر نقل کی ہے کہ سارنگی بجانے سے وہ لطف اندوز ہوں گے۔ ابو حاتم نے کہا یہ سماعت میں غلطی ہوئی ہے لفظ ضرب الاوتار نہیں بلکہ افتضاض الابکار ہے یعنی باکرہ عورتوں سے لطف اندوز ہوں گے۔

امام ابن جریر، ابن منذر ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اَزْوَاجُهُمْ سے مراد ان کی بیویاں ہیں۔(2)

لَهُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَّلَهُمْ مَّا يَدَّعُوْنَ ﴿۵۷﴾

"ان کے لیے وہاں (طرح طرح کے لذیذ) پھل ہوں گے اور انہیں ملے گا جو وہ طلب کریں گے"۔

امام ابن ابی الدنیا نے صفۃ الجنۃ میں عمدہ سند سے حضرت ابو امامہ سے روایت نقل کی ہے کہ جنتی جنت کی شراب کی خواہش کرے گا۔ اس کے پاس ایک لوٹا لایا جائے گا۔ وہ اس کے ہاتھ تک پہنچے گا جو اس سے پیے گا پھر اپنی جگہ واپس لوٹ جائے گا۔

سَلٰمٌ ۣ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ ﴿۵۸﴾

"تم سلامت رہو! (انہیں) یہ کہا جائے گا اپنے رحیم رب کی طرف سے"۔

امام ابن ماجہ، ابن ابی الدنیا نے صفۃ الجنۃ میں، بزار، ابن ابی حاتم، آجری نے الرویۃ میں اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اسی اثناء میں کہ جنتی نعمتوں میں ہوں گے کہ ان کے لیے ایک نور چلے گا۔ وہ اپنے سر اٹھائیں گے کہ ان کا رب اوپر سے ان پر نظر کرم فرمائیگا۔ ارشاد فرمائے گا اے جنتیو! السلام علیکم۔ یہی اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے سَلٰمٌ ۣ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ اللہ تعالیٰ ان کی طرف نظر رحمت فرمائے گا اور وہ اپنے رب کو دیکھیں گے۔ جب تک وہ اپنے رب کا دیدار کرتے رہیں گے۔ اس وقت تک جنت کی کسی نعمت کی طرف متوجہ نہیں ہوں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان سے حجاب میں ہو جائے گا جبکہ اللہ تعالیٰ کا نور اور اس کی برکت ان کے گھروں میں رہے گی۔(3)

1۔ مجمع الزوائد، جلد 10، صفحہ 71 (18753)، دار الفکر بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 26، دار احیاء التراث العربی بیروت

3۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، جلد 1، صفحہ 116 (184)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان پر سلام فرمائے گا۔

امام ابن جریر نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ موت کے وقت انہیں سلام فرمائے گا۔

امام ابن جریر اور ابونصر سجزی رحمہما اللہ نے الابانہ میں حضرت محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے درجات میں کرم فرمائیگا، انہیں سلام فرمائے گا، جنتی اللہ تعالیٰ کو سلام کا جواب عرض کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا، مجھ سے سوال کرو۔ وہ عرض کریں گے ہم تجھ سے کیا سوال کریں؟ تیری عزت وجلال کی قسم! اگر تو ہم پر جن وانس کا رزق تقسیم کر دے تو ہم انہیں کھلائیں گے، انہیں پلائیں گے۔ ہم انہیں پہنائیں گے اور ان کی خدمت کریں گے لیکن یہ عمل ہمارے رزق میں کمی نہ کریگا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیگا میرے پاس اس سے زائد ہے۔ یہ بات اللہ تعالیٰ درجہ والوں سے فرمائے گا۔ پھر ان کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے تحفے آئیں گے جنہیں فرشتے اٹھائے ہوئے ہوں گے۔(1)

وَامْتَازُوا الْيَوْمَ أَيُّهَا الْمُجْرِمُونَ ﴿٥٩﴾

''اور (حکم ہوگا) اے مجرمو! (میرے دوستوں سے) آج الگ ہو جاؤ۔''

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کو ایک بلند ٹیلے پر جمع کرے گا۔ پھر ایک منادی کرنے والا منادی کرے گا اے مجرمو! الگ ہو جاؤ۔

ابن ابی حاتم نے رواد بن جراح سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ جب قیامت کا روز ہوگا تو ایک منادی کرنے والا منادی کرے گا۔ مسلمانوں کو مجرموں سے الگ کر دو مگر خواہشات کے غلام کو یعنی خواہش کا غلام مجرموں کے ساتھ چھوڑ دیا جائے گا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت میمون رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے یہ آیت پڑھی وَامْتَازُوا الْيَوْمَ أَيُّهَا الْمُجْرِمُونَ تو طبیعت میں رقت پیدا ہوئی، خوب روئے اور کہا لوگوں نے آج تک اس سے سخت صفت نہیں سنی۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہیں اچھائی سے الگ کر دیا گیا۔(2)

أَلَمْ أَعْهَدْ إِلَيْكُمْ يَا بَنِي آدَمَ أَنْ لَا تَعْبُدُوا الشَّيْطَانَ ۖ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ ﴿٦٠﴾ وَأَنِ اعْبُدُونِي ۚ هَٰذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ ﴿٦١﴾ وَلَقَدْ أَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِيرًا ۖ أَفَلَمْ تَكُونُوا تَعْقِلُونَ ﴿٦٢﴾ هَٰذِهِ جَهَنَّمُ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ ﴿٦٣﴾ اصْلَوْهَا الْيَوْمَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ﴿٦٤﴾

''کیا میں نے تمہیں یہ تاکیدی حکم نہیں دیا تھا، اے اولادِ آدم! کہ شیطان کی عبادت نہ کرنا، بلاشبہ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ اور میری عبادت کرنا۔ یہ سیدھا راستہ ہے۔ (بایں ہمہ) گمراہ کر دیا شیطان نے تم میں سے بہت سے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 28، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 29

لوگوں کو۔ کیا تم عقل (وخرد) نہیں رکھتے تھے۔ یہ ہے وہ جہنم جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ آج اس کی آگ تاپو اس کفر کے باعث جو تم کیا کرتے تھے۔"

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ کیا میں نے تمہیں نہیں روکا تھا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت مکحول رحمہ اللہ سے اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اس کی اطاعت نہ کرو کیونکہ اس کی عبادت اس کی اطاعت ہی تو ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے جِبِلًّا كَثِيْرًا کا یہ معنی نقل کیا ہے کثیر مخلوق۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے جِبِلًّا كَثِيْرًا کو جیم کے کسرہ کے ساتھ اور لام کو مشدد پڑھا ہے اور تَعْقِلُوْنَ کو یاء کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ہذیل سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے جِبِلًا کو لام مخففہ کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جِبِلًا کو مخفف پڑھا۔(2)

اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ وَ تُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَ تَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۶۵﴾

"آج ہم مہر لگا دیں گے کفار کے مونہوں پر اور بات کریں گے ہم سے ان کے ہاتھ اور گواہی دیں گے ان کے پاؤں ان (بدکاریوں پر) جو وہ کمایا کرتے تھے۔"

امام احمد، امام مسلم، امام نسائی، ابن ابی الدنیا نے توبہ میں جبکہ الفاظ انہیں کے ہیں، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسکرائے یہاں تک کہ آپ کی داڑھیں ظاہر ہو گئیں۔ فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ میں کیوں ہنسا؟ ہم نے عرض کی نہیں یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا بندے کے اپنے رب سے گفتگو کی وجہ سے بندہ عرض کرے گا کیا تو نے مجھے ظلم سے پناہ نہیں دی؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیوں نہیں۔ بندہ عرض کرے گا میں اس وقت اسے جائز نہیں سمجھتا یہاں تک کہ مجھ پر گواہ پیش کیے جائیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تیری ذات ہی تیرے خلاف گواہ کافی ہے اور کراماً کاتبین تیرے خلاف گواہ کافی ہیں۔ اس کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی۔ اس کے اعضاء کو کہا جائے گا۔ بولو تو وہ اس کے اعمال کے بارے میں گواہی دیں گے۔ پھر اس کے اور ان کے درمیان گفتگو کی اجازت دی جائے گی تو وہ کہے گا: دور ہو بلکہ تم پر ہلاکت۔ کیا میں اس لیے تمہاری حفاظت کیا کرتا تھا۔(3)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 30، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ متدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 272 (2980)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، کتاب الزہد والرقائق، جلد 18، صفحہ 82 (2969)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام مسلم، امام ترمذی، ابن مردویہ، اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابو سعید اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، دونوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بندہ اپنے رب سے ملاقات کرے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا بتا کیا میں نے تجھے عزت نہیں بخشی، تجھے سردار نہیں بنایا، تیری شادی نہیں کی، تیرے لیے گھوڑے اور اونٹ مسخر نہیں کیے، کیا میں نے تجھے چھوڑے نہیں رکھا کہ تو سرداری کرتا ہے اور خوشحالی کی زندگی گزارتا ہے؟ وہ کہے گا ہاں میرے رب۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تجھے علم تھا کہ تو مجھ سے ملاقات کرنے والا ہے؟ وہ عرض کرے گا۔ نہیں اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں نے تجھے بھلا دیا جیسے تو نے مجھے بھلایا۔ پھر دوسرا ملے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے یہی فرمائے گا۔ پھر تیسرا ملے گا تو اللہ تعالیٰ اسے اسی طرح فرمائے گا۔ تو بندہ عرض کرے گا میں تیری ذات، تیری کتاب اور تیرے رسول پر ایمان لایا۔ میں نے نماز پڑھی، میں نے روزہ رکھا، میں نے مال صدقہ کیا۔ جتنی وہ طاقت رکھے گا ایسی ہی تعریف کرے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا ہم تجھ پر گواہ کھڑے نہ کریں؟ وہ اپنے دل میں سوچے گا کہ کون مجھ پر گواہی دے گا۔ تو اس کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی۔ اس کی ران سے کہا جائے گا تو بول۔ تو اس کی ران بولے گی، اس کا گوشت بولے گا اور اس کی ہڈیاں اس کے اعمال کی گواہی دیں گی جن کا وہ کوئی عذر پیش نہیں کر سکے گا۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی وجہ سے ہوگا۔(1)

امام احمد، ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا جس روز منہ پر مہر لگائی جائے گی اس روز سب سے پہلے جو ہڈی گفتگو کرے گی وہ اس کی بائیں ران ہوگی۔(2)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو موسیٰ اشعری سے روایت نقل کی ہے کہ قیامت کے روز مومن کو حساب کے لیے بلایا جائے گا اللہ تعالیٰ اس کا عمل اس پر پیش کرے گا۔ یہ اللہ تعالیٰ اور اس بندے کے درمیان معاملہ ہوگا تاکہ وہ اپنے جرموں کا اعتراف کرے۔ وہ عرض کرے گا اے میرے رب! میں نے یہ عمل کیا، میں نے یہ عمل کیا، میں نے یہ عمل کیا۔ تو اللہ تعالیٰ ان کے گناہ بخش دے گا اور اس کو ان گناہوں سے پردہ میں کر دے گا۔ فرمایا زمین پر کوئی مخلوق نہ ہوگی جو اس کے گناہ کو دیکھے۔ اس کی نیکیاں ظاہر کی جائیں گی تو وہ خواہش کریگا سب لوگ اس کی نیکیاں دیکھیں۔ کافر اور منافق کو حساب کے لیے بلایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس پر اس کا عمل پیش کرے گا تو وہ انکار کر دے گا۔ وہ کہے گا اے میرے رب! تیری عزت کی قسم! اس فرشتے نے میرے خلاف ایسے اعمال لکھ دیئے ہیں جو میں نے کیے ہی نہیں۔ فرشتہ اسے کہے گا کیا تو نے یہ عمل فلاں روز اور فلاں جگہ نہیں کیا؟ تو وہ کہے گا نہیں تیری عزت کی قسم! اے میرے رب! میں نے اسے نہیں کیا۔ جب وہ ایسا کریگا تو اس کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی۔ میں گمان کرتا ہوں کہ سب سے پہلے اس کی دائیں ران بات کرے گی۔ پھر اس آیت کی تلاوت کی۔(3)

امام ابن ابی شیبہ، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت سبرہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے، وہ

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، کتاب الزہد والرقائق، جلد 18، صفحہ 80 (2968)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 31، دار احیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً

مہاجرات میں سے تھی، اس نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم پر لازم ہے کہ تسبیح تہلیل اور تقدیس کرو۔ غافل نہ ہو، پوروں سے گنتی کرو کیونکہ ان سے سوال ہوگا اور انہیں بولنے کے لیے کہا جائے گا۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے امام شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قیامت کے روز آدمی سے کہا جائے گا تو نے فلاں فلاں کام کیا ہے۔ تو وہ کہے گا میں نے وہ کام نہیں کیا۔ تو اس کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی اور اس کے اعضاء کلام کریں گے۔ وہ اپنے اعضاء سے کہے گا اللہ تعالیٰ تمہیں رسوا کرے، میں نے تمہارے بارے میں ہی جھگڑا کیا ہے۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت اسماء ابن عبید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ابن آدم کو بلایا جائے گا تو اس کے ساتھ پہاڑ جتنے صحیفے ہوں گے، ہر گھڑی کا ایک صحیفہ ہوگا۔ فاجر کہے گا تیری عزت کی قسم! انہوں نے میرے وہ اعمال لکھے ہیں جو میں نے کیے ہی نہیں۔ اس موقعہ پر اس کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی اور اعضاء کو گفتگو کی اجازت دی جائے گی انسان کے اعضاء میں سے سب سے پہلے جو عضو گفتگو کرے گا وہ اس کی بائیں ران ہوگی۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سدی سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ان کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی تو وہ گفتگو نہ کریں گے۔

امام عبد حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جھگڑے اور گفتگو ہوگی آخر میں ان کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی۔(3)

امام عبد بن حمید نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ سب سے پہلے انسان کی ران گفتگو کرے گی۔

وَ لَوْ نَشَآءُ لَطَمَسْنَا عَلٰۤى اَعْیُنِهِمْ فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ فَاَنّٰى یُبْصِرُوْنَ ﴿۶۶﴾ وَ لَوْ نَشَآءُ لَمَسَخْنٰهُمْ عَلٰى مَكَانَتِهِمْ فَمَا اسْتَطَاعُوْا مُضِیًّا وَّ لَا یَرْجِعُوْنَ ﴿۶۷﴾

"اور اگر ہم چاہتے تو ہم ان کی آنکھوں کا نشان تک محو کر دیتے پھر وہ راستہ کی طرف دوڑ کر آتے بھی تو ان (اندھوں) کو راستہ کیسے نظر آتا اور اگر ہم چاہتے تو ہم انہیں مسخ کر کے رکھ دیتے ان کی جگہوں پر پھر وہ نہ آگے جا سکتے اور نہ پیچھے پلٹ سکتے"۔

ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وَ لَوْ نَشَآءُ لَطَمَسْنَا عَلٰۤى اَعْیُنِهِمْ کہ ہم نے نہیں اندھا کر دیا، ہدایت سے انہیں گمراہ کر دیا۔ فَاَنّٰى یُبْصِرُوْنَ تو وہ کیسے ہدایت پائیں گے۔(4)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے صراط سے مراد راستہ ہے۔ فَاَنّٰى یُبْصِرُوْنَ وہ کیسے دیکھیں جبکہ ہم نے ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ہے۔(5)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بھی نقل کیا ہے وَ لَوْ نَشَآءُ لَمَسَخْنٰهُمْ اگر

1۔ مستدرک حاکم، کتاب الدعا، والتکبیر والتہلیل والتسبیح والذکر، جلد 1، صفحہ 732 (2007)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 31، دار احیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 33-32 5۔ ایضاً

ہم چاہتے تو انہیں ہلاک کر دیتے۔ عَلٰی مَكَانَتِهِمْ یعنی تمہارے گھروں میں۔(1)

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو صالح سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ اگر ہم چاہتے تو ہم انہیں پتھر بنا دیتے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے وَ لَوْ نَشَآءُ لَمَسَخْنٰهُمْ کا یہ معنی نقل کیا ہے اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو انہیں اندھا کر کے چھوڑ دیتا، تو یونہی بھٹکتے پھرتے اور وَ لَوْ نَشَآءُ لَمَسَخْنٰهُمْ عَلٰی مَكَانَتِهِمْ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اگر ہم چاہتے تو انہیں اپاہج کر دیتے تو وہ کھڑے نہ ہوتے۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے فَمَا اسْتَطَاعُوْا مُضِیًّا وَّ لَا یَرْجِعُوْنَ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ انہیں طاقت نہیں کہ آگے یا پیچھے ہوں۔(3)

وَ مَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِی الْخَلْقِ ؕ اَفَلَا یَعْقِلُوْنَ ۝۶۸

"اور جس کو ہم طویل عمر دیتے ہیں تو کمزور کر دیتے ہیں اس کی طبعی قوتوں کو۔ پھر کیا یہ اتنی بات بھی نہیں سمجھتے"۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد بڑھاپا ہے جس میں اس کی سماعت، بصارت اور طاقت بدل جاتی ہے جس طرح تو نے دیکھا ہے۔(4)

امام ابن منذر نے حضرت ابن جریر سے یہ قول نقل کیا ہے کہ معنی ہے کہ اسے کمزور ترین عمر کی طرف لوٹا دیتے ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سفیان سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد اسی سال کی عمر ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وَ مَنْ نُّعَمِّرْهُ کا معنی ہے ہم جس کے لیے چاہتے ہیں اس کی عمر کو لمبا کر دیتے ہیں اور نُنَكِّسْهُ فِی الْخَلْقِ سے مراد بڑھاپا ہے جیسے آیت ہے لِكَیْلَا یَعْلَمَ مِنْۢ بَعْدِ عِلْمٍ شَیْـًٔا (الحج: 5)(5)

وَ مَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَ مَا یَنْۢبَغِیْ لَهٗ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّ قُرْاٰنٌ مُّبِیْنٌ ۝۶۹ لِّیُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَیًّا وَّ یَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكٰفِرِیْنَ ۝۷۰

"اور نہیں سکھایا ہم نے اپنے نبی کو شعر، اور نہ یہ ان کے شایان شان ہے۔ نہیں ہے یہ مگر نصیحت اور قرآن جو بالکل واضح ہے تا کہ بروقت خبردار کرے اسے جو زندہ ہے اور تا کہ حجت تمام کر دے کفار پر"۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سدی سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وَ مَا عَلَّمْنٰهُ میں ہ ضمیر سے مراد حضور ﷺ کی ذات ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے بھی یہ قول نقل کیا ہے کہ ضمیر سے مراد حضور ﷺ کی ذات ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس سے محفوظ رکھا۔ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ ھو ضمیر سے مراد قرآن حکیم ہے۔ آیت میں حیا سے مراد دل کا زندہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 34-33 2۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 33-32 3۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 33

4۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 86 (2495)، دار الکتب العلمیہ بیروت

5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 34

اور آنکھ کا زندہ ہے۔ وَيَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ یعنی کافروں پر ان کے برے اعمال کی وجہ سے فیصلہ ہو چکا ہے۔(1)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا گیا کیا رسول اللہ ﷺ کبھی شعر بھی ذکر کرتے؟ فرمایا شعر سب سے زیادہ آپ کو مبغوض تھا۔ ہاں کبھی کبھی آپ بنو قیس والے کا شعر پڑھتے۔ اس کے دوسرے مصرع کو پہلا اور پہلے مصرع کو دوسرا بنا دیتے اور کہتے وَيَاْتِيْكَ مَنْ لَمْ تُزَوِّدْ بِالْاَخْبَارِ "تیرے پاس وہ خبریں لائے گا جس کو تو نے زاد راہ نہیں دیا"۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی یہ اس طرح نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم! میں شاعر نہیں ہوں اور نہ ہی مجھے یہ زیبا ہے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ اور امام احمد رحمہما اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ جب آپ کسی خبر میں شک محسوس کرتے تو طرفہ کے شعر سے بیان کرتے:

وَيَاْتِيْکَ بِالْاَخْبَارِ مَنْ لَمْ تُزَوِّدْ (3)

ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اشعار ذکر کر کے مافی الضمیر بیان کرتے:

وَيَاْتِيْکَ بِالْاَخْبَارِ مَنْ لَمْ تُزَوِّدْ (4)

امام ابن سعد، ابن ابی حاتم اور مرزبانی رحمہم اللہ معجم الشعراء میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ یہ شعر ذکر کرتے۔

كَفَى الْاِسْلَامُ وَ الشَّيْبُ لِلْمَرْءِ نَاهِيًا۔ انسان کو روکنے کیلیے اسلام اور بڑھاپا کافی ہیں۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو شعر کی تعلیم نہیں دی اور نہ ہی یہ آپ کے مناسب ہے۔(5)

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت عبد الرحمٰن بن ابی الزناد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ عباس بن مرداس سے کہا اپنے اس قول کے بارے میں بتاؤ:

اَصْبَحَ نَهْبِىْ وَ نَهْبُ الْعُبَيْدِ بَنِ الْاَقْرَعِ وَ عُيَيْنَةَ

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی میرے ماں باپ آپ پر قربان! یا رسول اللہ! ﷺ آپ شاعر نہیں اور نہ یہ اس کے روایت کرنے والے اور نہ یہ آپ کو زیبا ہے: اس نے تو یہ کہا تھا بَيْنَ عُيَيْنَةَ وَ الْاَقْرَعِ۔(6)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 35، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً
3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب الرخصۃ فی الشعر، جلد 5 صفحہ 278 (26060)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 272 (26014)
5۔ طبقات ابن سعد، باب ذکر من محاسن اخلاقہ ﷺ، جلد 1، صفحہ 382، دار صادر بیروت
6۔ ایضاً، باب العباس بن مرداس، جلد 4، صفحہ 73-272

امام بیہقی رحمہ اللہ نے سنن میں ایک ایسے راوی سے روایت نقل کی ہے جس کا حال مجہول ہے وہ حضرت عائشہ سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے کبھی مکمل شعر نہیں پڑھا مگر ایک:

يُقَالُ لِشَيْءٍ كَانَ اِلَّا يُحَقَّقُ　　يُقَالُ بِمَا نَهْوِيْ يَكُنْ فَلَقَا

"یہ بات کہی جاتی ہے جس کی ہم خواہش کریں وہ پھٹ جاتا ہے جس چیز کو کہا جاتا ہے کہ وہ ہوجائے تو وہ ہوکر رہتی ہے"۔

حضرت عائشہ نے عرض کی تحققا کہیے تاکہ پڑھنے والا اسے مضارع کا اعراب نہ دے اور یہ شعر بن جائے۔

امام ابوداؤد، طبرانی اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا مَا اُبَالِيْ مَا اِتَيْتُ اِنْ اَنَا شَرِبْتُ تِرْيَاقًا اَوْ تَعَلَّقْتُ تَمِيْمَةً اَوْ قُلْتُ الشِّعْرَ مِنْ قِبَلِ نَفْسِيْ "مجھے کچھ پرواہ نہیں کہ میرے ساتھ کیا ہو اگر میں تریاق پیوں یا تعویذ لٹکاؤں یا اپنی طرف سے شعر کہوں"۔(1)

امام ابن جریر اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ضحاک سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حَيًّا سے مراد عقلمند ہے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت نوفل بن عقرب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت عائشہ سے عرض کی کہ کیا رسول اللہ ﷺ کے ہاں شعر سنا جاتا تھا؟ کہا حضور ﷺ کے ہاں شعر سب سے مبغوض بات تھی۔(3)

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِّمَّا عَمِلَتْ اَيْدِيْنَآ اَنْعَامًا فَهُمْ لَهَا مٰلِكُوْنَ ﴿٧١﴾ وَذَلَّلْنٰهَا لَهُمْ فَمِنْهَا رَكُوْبُهُمْ وَمِنْهَا يَاْكُلُوْنَ ﴿٧٢﴾ وَلَهُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ وَمَشَارِبُ ۭ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ ﴿٧٣﴾ وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لَّعَلَّهُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿٧٤﴾ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَهُمْ ۙ وَهُمْ لَهُمْ جُنْدٌ مُّحْضَرُوْنَ ﴿٧٥﴾ فَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ اِنَّا نَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ﴿٧٦﴾

"کیا یہ لوگ نہیں دیکھتے کہ ہم نے پیدا فرمائے ان کے لیے اس مخلوق سے جو ہم نے اپنے ہاتھوں سے بنائی، مویشی پھر (اب) یہ ان کے مالک ہیں۔ اور ہم نے تابعدار بنا دیا انہیں ان کا پس ان میں سے بعض پر وہ سواری کرتے ہیں اور بعض کا (گوشت) کھاتے ہیں۔ اور ان کے لیے ان مویشیوں میں اور بھی کئی منفعتیں ہیں اور پینے کی چیزیں ہیں۔ کیا وہ شکر ادا نہیں کرتے۔ اور ان (ظالموں) نے بنالیے ہیں اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اور خدا کہ شاید وہ ان کی مدد کریں۔ یہ جھوٹے خدا نہیں مدد کر سکتے ان کی اور یہ کفار ان معبودوں کے لیے تیار شدہ لشکر ہیں۔ پس نہ رنجیدہ کرے آپ کو (اے حبیب!) ان کا قول۔ ہم خوب جانتے ہیں جس بات کو وہ چھپاتے ہیں اور

1۔ مجمع الزوائد، جلد 5، صفحہ 176 (8401)، دارالفکر بیروت　2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 35، داراحیاء التراث العربی بیروت

3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب من کرہ الشعر، جلد 5، صفحہ 282 (26091)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

جو ظاہر کرتے ہیں''۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے مِّمَّا عَمِلَتْ اَیْدِیْنَاۤ کا یہ معنی نقل کیا ہے ہماری کاریگری کے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے مٰلِكُوْنَ کا معنی ضابطون نقل کیا ہے یعنی گننے والے۔ فَمِنْهَا رَكُوْبُهُمْ یعنی ان پر سوار ہوتے ہیں اور ان پر سفر کرتے ہیں۔ وَ مِنْهَا یَاْكُلُوْنَ یعنی ان کے گوشت کھاتے ہیں وَ لَهُمْ فِیْهَا مَنَافِعُ وہ ان کی اون سے بنا ہوا لباس پہنتے ہیں۔ وَ مَشَارِبُ ان کے دودھ پیتے ہیں۔(1)

امام ابو عبید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے مصحف میں تھا فَمِنْهَا رکبوتھم ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ہارون رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت حسن بصری، حضرت اعرج، ابو عمرو اور عام لوگوں کی قرأت میں فَمِنْهَا رَكُوْتھم ہے یعنی ان کی سواریاں ہی ان کا بوجھ اٹھانے والی ہیں۔

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً سے مراد بت ہیں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے لَعَلَّهُمْ یُنْصَرُوْنَ کا یہ معنی نقل کیا ہے شاید ان کا دفاع کیا جائے۔

امام ابن ابی حاتم نے سدی سے لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ نَصْرَهُمْ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ بت ان کی مدد کی طاقت نہیں رکھتے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن منذر نے حضرت قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ھم ضمیر سے مراد بت ہیں یعنی وہ کافر بتوں کی اور بت کافروں کی مدد نہیں کر سکتے۔ وَ هُمْ لَهُمْ جُنْدٌ مُّحْضَرُوْنَ مشرک دنیا میں تو بتوں کے لیے غضبناک ہوتے ہیں جبکہ یہ بت انہیں کوئی بھلائی نہیں دے سکتے اور نہ ان سے کوئی برائی دور کر سکتے ہیں بلکہ یہ تو صرف بت ہیں۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وَ هُمْ لَهُمْ جُنْدٌ مُّحْضَرُوْنَ یعنی وہ دنیا میں ان کے لشکر ہیں اور وہ آگ میں ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ مشرک اپنے بتوں کے لشکر ہیں جن کی یہ عبادت کرتے ہیں ان کا دفاع کرتے ہیں اور ان کی حفاظت کرتے ہیں۔

اَوَ لَمْ یَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِیْمٌ مُّبِیْنٌ ﴿۷۷﴾ وَ ضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّ نَسِیَ خَلْقَهٗ ؕ قَالَ مَنْ یُّحْیِ الْعِظَامَ وَ هِیَ رَمِیْمٌ ﴿۷۸﴾ قُلْ یُحْیِیْهَا الَّذِیْۤ اَنْشَاَهَاۤ اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ وَ هُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِیْمُۨ ﴿۷۹﴾ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا فَاِذَاۤ اَنْتُمْ مِّنْهُ تُوْقِدُوْنَ ﴿۸۰﴾ اَوَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 36، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 37

اَوَ لَیْسَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰۤی اَنْ یَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ ؕ بَلٰی ۗ وَ هُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِیْمُ ﴿۸۱﴾ اِنَّمَاۤ اَمْرُهٗۤ اِذَاۤ اَرَادَ شَیْـًٔا اَنْ یَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ ﴿۸۲﴾ فَسُبْحٰنَ الَّذِیْ بِیَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَیْءٍ وَّ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۸۳﴾

"کیا انسان (اس حقیقت کو) نہیں جانتا کہ ہم نے اسے نطفہ سے پیدا کیا ہے۔ پس اب وہ (ہمارا) کھلا دشمن بن بیٹھا ہے۔ اور بیان کرنے لگا ہے ہمارے لیے (عجیب وغریب) مثالیں اور اس نے فراموش کر دیا ہے اپنی پیدائش کو (گستاخ) کہتا ہے اجی! کون زندہ کر سکتا ہے ہڈیوں کو جب وہ بوسیدہ ہو چکی ہوں۔ آپ فرمائیے (اے گستاخ سن!) زندہ فرمائے گا انہیں وہی جس نے انہیں پہلی بار پیدا کیا تھا، اور وہ ہر مخلوق کو خوب جانتا ہے، جس نے (اپنی حکمت سے) رکھ دی تمہارے لیے سبز درختوں میں آگ پھر تم اس سے اور آگ سلگاتے ہو۔ کیا وہ (قادرِ مطلق) جس نے پیدا فرمایا آسمانوں اور زمین کو قدرت نہیں رکھتا کہ پیدا کر سکے ان جیسی (چھوٹی سی) مخلوق۔ بیشک! (وہ ایسا کر سکتا ہے) اور وہی پیدا فرمانے والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔ اس کا حکم، جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو صرف اتنا ہی ہے کہ وہ فرماتا ہے اس کو ہو جا، پس وہ ہو جاتی ہے۔ پس وہ (ہر عیب سے) پاک ہے جس کے ہاتھ میں ہر چیز کی حکومت ہے اور اسی کی طرف تمہیں لوٹایا جائے گا۔"

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، اسماعیلی نے اپنی معجم میں، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ، بیہقی نے بعث میں اور ضیاء رحمہم اللہ نے مختارہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ عاص بن وائل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک بوسیدہ ہڈی لایا، اپنے ہاتھ سے اسے توڑا، کہا اے محمد! کیا اللہ تعالیٰ اسے زندہ کرے گا بعد اس کے کہ میں اسے اس حال میں دیکھ رہا ہوں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں اللہ تعالیٰ اسے دوبارہ اٹھائے گا۔ پھر تمہیں مارے گا پھر تمہیں زندہ کرے گا پھر تمہیں جہنم کی آگ میں داخل کرے گا۔ تو سورۂ یٰس کے آخر کی آیات نازل ہوئیں۔(1)

امام ابن جریر اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ عبد اللہ بن ابی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ اس کے ہاتھ میں ایک بوسیدہ ہڈی تھی۔ اس نے اسے اپنے ہاتھ سے توڑا۔ پھر کہا اللہ تعالیٰ اسے کیسے دوبارہ زندہ کرے گا جبکہ یہ بوسیدہ ہو چکی ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اسے دوبارہ زندہ کرے گا، تجھے موت عطا کرے گا پھر تجھے جہنم میں داخل کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا قُلْ یُحْیِیْهَا الَّذِیْۤ اَنْشَاَهَاۤ اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ وَ هُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِیْمُ ۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے: ابی بن خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

1۔ مستدرک حاکم کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 466 (3606)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 39، داراحیاء التراث العربی بیروت

خدمت میں حاضر ہوا جبکہ اس کے ہاتھ میں ایک بوسیدہ ہڈی تھی۔ اس نے اسے ہاتھ سے توڑا پھر کہا اے محمد! اللہ تعالیٰ اسے کیسے دوبارہ زندہ کرے گا جبکہ یہ بوسیدہ ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اسے دوبارہ زندہ کرے گا اور تجھے موت عطا کرے گا پھر تجھے جہنم میں داخل کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِي أَنشَأَهَا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، ابی بن خلف جمحی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک بوسیدہ ہڈی لایا۔ کہا اے محمد! کیا تم ہم سے یہ وعدہ کرتے ہو جب ہماری ہڈیاں بوسیدہ ہو جائیں گی اور وہ بالکل بھربھری ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نئے سرے سے پیدا کرے گا۔ پھر وہ اس ہڈی کو توڑنے لگا اور ہوا میں بکھیرنے لگا اور کہتا اے محمد! کون اسے زندہ کرے گا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں اللہ تعالیٰ تجھے مارے گا۔ پھر تمہیں زندہ کرے گا اور تجھے جہنم میں ڈالے گا۔ تو رسول اللہ ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَنَسِيَ خَلْقَهُ۔

امام سعید بن منصور، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے بعث میں حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ابی بن خلف ایک بوسیدہ ہڈی لایا اور نبی کریم ﷺ کے سامنے اسے توڑنے لگا۔ پوچھا کون اسے زندہ کرے گا جبکہ یہ بوسیدہ ہو چکی ہوگی؟ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا أَوَلَمْ يَرَ الْإِنسَانُ۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت ابوجہل بن ہشام کے بارے میں نازل ہوئی۔ جو ایک بوسیدہ ہڈی نبی کریم ﷺ کے پاس لایا اور اسے بکھیر دیا۔ پوچھا کون ان ہڈیوں کو زندہ کرے گا جبکہ یہ بوسیدہ ہو چکی ہوں گی؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محمد! قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِي أَنشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ ابی بن خلف ایک ہڈی لایا کہا اے محمد! کیا تو ہم سے یہ وعدہ کرتا ہے کہ جب ہم مرجائیں گے اور ہم اس بوسیدہ ہڈی کی طرح ہو جائیں گے جو اس کے ہاتھ میں تھی اسے ٹکڑے ٹکڑے کیا اور کہا کون ہمیں زندہ کرے گا جبکہ ہم اس طرح ہو چکے ہوں گے۔(1)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کے بارے میں یہ تفسیر نقل کی ہے کہ یہ آیت ابی بن خلف کے بارے میں نازل ہوئی جو ایک بوسیدہ ہڈی لایا تھا۔ اسے ہوا میں اڑانے لگا اور کہا اللہ تعالیٰ انہیں کیسے زندہ فرمائے گا؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہاں اللہ تعالیٰ اسے زندہ کرے گا اور تجھے جہنم میں داخل کرے گا۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت ابی بن خلف کے بارے میں نازل ہوئی، اس کے پاس ایک بوسیدہ ہڈی تھی۔ وہ اس ہڈی کو اپنے ہاتھوں میں توڑنے لگا اور کہتا اے محمد! تو ہی وہ ہے جو یہ بیان کرتا ہے کہ اس کے بوسیدہ ہونے کے بعد اسے زندہ کیا جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں اللہ تعالیٰ اسے موت عطا کرے گا۔ پھر اسے زندہ کرے گا پھر اسے آگ میں داخل کر دے گا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ابی بن خلف نبی کریم ﷺ کی خدمت میں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 38، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

حاضر ہوا جبکہ اس کے ہاتھ میں ایک بوسیدہ ہڈی تھی اس نے کہا اے محمد ﷺ اللہ تعالیٰ اسے کیسے زندہ فرمائے گا؟ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اسے پیدا فرمایا جبکہ دوبارہ زندہ کرنے سے یہ زیادہ عجیب ہے جبکہ ایسا ہو چکا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر یہ نازل کیا کہ لوگوں کے اعمال کا محاسبہ ہوگا اور انہیں قیامت کے روز اٹھایا جائے گا تو انہوں نے اس کا شدت سے انکار کیا۔ ابی بن خلف نے ایک بوسیدہ ہڈی لی اسے ٹکڑے ٹکڑے کیا پھر اسے ہوا میں اڑایا پھر کہا اے محمد! جب ہماری ہڈیاں بوسیدہ ہو جائیں گی کیا ہمیں نئے سرے سے دوبارہ اٹھایا جائے گا؟ رسول اللہ ﷺ کو اس بالمشافہ جھٹلانے اور منہ پر اذیت دینے سے سخت دکھ ہوا تو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ پر اس آیت کو نازل فرمایا قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِي أَنشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے الَّذِي جَعَلَ لَكُم مِّنَ الشَّجَرِ الْأَخْضَرِ نَارًا کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس نے اس درخت سے آگ کو نکالا وہ اسے دوبارہ زندہ کرنے پر قادر ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان أَوَلَيْسَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِقَادِرٍ یہ اس فرمان کی طرح ہے إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَن يَقُولَ لَهُ كُن فَيَكُونُ کلام عرب میں اس سے بڑھ کر آسان اور خفیف کوئی کلام نہیں اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اس طرح حکم دیا۔(1)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 40، دار احیاء التراث العربی بیروت

آیاتہا ۱۸۲ سُوْرَۃُ الصّٰفّٰتِ مَکِّیَّۃٌ ۳۷ رکوعاتہا ۵

امام ابن ضریس، نحاس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الدلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ سورۃ الصافات مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔(1)

امام نسائی اور بیہقی رحمہما اللہ نے اپنی سنن میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں تخفیف کا حکم دیتے تھے اور سورۃ صافات کی قرأت کے ساتھ ہماری امامت کراتے تھے۔(2)

امام ابن ابی داؤد نے فضائل القرآن میں اور ابن نجار اپنی تاریخ میں نہشل بن سعید وردانی رحمہما اللہ سے وہ حضرت ضحاک سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے جمعہ کے روز سورۃ یاسین اور سورۃ الصافات پڑھی پھر اللہ تعالیٰ سے سوال کیا تو اللہ تعالیٰ اسے وہ عطا فرما دے گا جو اس نے سوال کیا ہوگا۔

امام ابونعیم نے الدلائل میں اور سلفی رحمہما اللہ نے طیوریات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں کہ اہل حضرموت میں سے بنو ولیعہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے وہ حمزہ، مخرش، مشرح، ابصعہ اور عمردہ تھے ان میں اشعث بن قیس بھی تھا وہ ان میں سے سب سے چھوٹا تھا انہوں نے کہا اَبَیْتَ اللَّعْنَ،(3) دور جاہلیت کا سلام رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا میں بادشاہ نہیں۔ میں محمد بن عبد اللہ ہوں انہوں نے کہا ہم آپ کو آپ کے نام سے یاد کریں گے۔ فرمایا لیکن اللہ تعالیٰ نے میرا نام رکھا ہے اور میں ابوالقاسم ہوں۔ انہوں نے کہا اے ابا القاسم ہم نے آپ کے لئے ایک چیز چھپا رکھی ہے وہ کیا ہے؟ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے لئے حمیۃ سمن میں ایک مکڑی چھپا رکھی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا سبحان اللہ یہ تو کاہن کے ساتھ معاملہ کیا جاتا ہے بے شک کاہن، کہانت، اور کہن سب آگ میں ہیں۔ انہوں نے عرض کی ہمیں کیسے علم ہوگا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے سنگریزوں کی ایک مٹھی بھری فرمایا یہ گواہی دیں گے کہ میں اللہ کا رسول ہوں تو سنگریزوں نے آپ کے ہاتھ میں اللہ کی تسبیح کی۔ ان سب افراد نے کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث کیا اور مجھ پر ایسی کتاب نازل کی نہ اس کے آگے سے اور نہ اس کے پیچھے سے اس میں باطل داخل ہو سکتا ہے یہ حکیم وحمید کی جانب سے نازل شدہ ہے یہ میزان میں بڑے پہاڑ سے زیادہ بھاری ہے اور تاریک رات میں شہاب کے نور کی طرح ہے۔ انہوں نے عرض کی اس میں سے ہمیں کچھ سنائیے تو رسول اللہ ﷺ (والصافات صفا) کی تلاوت کی یہاں تک کہ (رب المشارق) تک پہنچے پھر رسول اللہ ﷺ خاموش ہو گئے اور آپ کی طبیعت میں بھی سکون آ گیا آپ کے جسم میں سے کوئی چیز حرکت نہیں کر رہی تھی جب کہ آپ ﷺ کے آنسو آپ ﷺ کی داڑھی پر بہہ رہے تھے۔ انہوں نے کہا ہم آپ کو روتا ہوا دیکھتے ہیں کیا جس نے آپ کو بھیجا ہے اس کے ڈر سے روتے ہیں؟ فرمایا اس سے میرے ڈر نے مجھے رلایا ہے اس نے مجھے صراط مستقیم پر مبعوث کیا ہے جس طرح

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 143، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ سنن نسائی، جلد 2، صفحہ 95، دار الحدیث القاہرہ

3۔ دور جاہلیت کا سلام مراد ہے جو بادشاہ کو کیا جاتا تو نے ایسا کوئی کام نہیں کیا جس کی وجہ سے تو ملامت کا مستحق ہو۔ مترجم

تلوار کی دھار ہوتی ہے اگر میں اس سے بھکوں تو میں لاک ہو جاؤں پھر اس آیت کو تلاوت کی وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِیْٓ اَوْحَیْنَآ اِلَیْكَ (الاسراء:86)(1)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا ﴿۱﴾ فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا ﴿۲﴾ فَالتّٰلِیٰتِ ذِكْرًا ﴿۳﴾ اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ ﴿۴﴾ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِ ﴿۵﴾

''قسم ہے (مقام نیاز میں) پرے باندھ کر کھڑے ہونے والوں کی، پھر خوب جھڑ کنے والوں کی، پھر قرآن کی تلاوت کرنے والوں کی کہ تمہارا معبود ایک ہی ہے جو مالک ہے آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اور مالک ہے مشرقوں کا۔''

امام عبدالرزاق، فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور حاکم رحمہم اللہ نے مختلف سندوں سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) کہ وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا سے مراد فرشتے ہیں فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا سے مراد فرشتے ہیں اور فَالتّٰلِیٰتِ ذِكْرًا سے مراد فرشتے ہیں۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد اور عکرمہ رحمہما اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے حضرت مسروق رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ بات کی جاتی تھی کہ صافات، مرسلات اور نازعات سے مراد فرشتے ہیں۔

ابن منذر اور ابوالشیخ نے ''العظمۃ'' میں حضرت ابن عباس سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ان کلمات سے مراد فرشتے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ربیع بن انس رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا سے مراد وہ چیزیں ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں منع کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابوصالح رحمہ اللہ سے فَالتّٰلِیٰتِ ذِكْرًا کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کے پاس سے کتاب اور قرآن لوگوں کی طرف لاتے ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ فرشتے آسمان میں صفیں بنائے ہوئے ہوتے ہیں فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا سے مراد وہ چیزیں ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں جھڑکا ہے فَالتّٰلِیٰتِ ذِكْرًا کہا قرآن میں جن سابقہ امتوں کی خبروں کو بیان کیا جاتا ہے اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ یہ جملہ جواب قسم ہے۔

عبدالرزاق اور ابن منذر نے قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ سال میں مشارق تین سو ساٹھ ہیں اور مغارب بھی تین سو ساٹھ

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 88 (03-2501)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ دلائل النبوۃ از ابونعیم، صفحہ 78-77، بیروت

ہیں کہامشرقان سے مراد موسم سرما اور موسم گرما کا مشرق ہے اور مغربان سے مراد موسم سرما اور موسم گرما کا مغرب ہے۔(1)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سدی سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مشارق سے مراد تین سو ساٹھ مشرق اور مغارب سے مراد بھی اسی قدر ہیں سورج ہر روز ایک مشرق سے طلوع ہوتا ہے اور ایک مغرب میں غروب ہوتا ہے۔(2)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے ''العظمۃ'' میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مشارق سال کے دنوں کے برابر ہیں کیونکہ ہر دن ایک مطلع اور ایک مغرب ہوتا ہے۔

اِنَّا زَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْیَا بِزِیْنَةِ ِۣالْكَوَاكِبِ ۟ۙ﴿۶﴾ وَ حِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَیْطٰنٍ مَّارِدٍ ۟ۚ﴿۷﴾ لَا یَسَّمَّعُوْنَ اِلَى الْمَلَاِ الْاَعْلٰى وَ یُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ ۟ۗ﴿۸﴾ دُحُوْرًا وَّ لَهُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ ۟ۙ﴿۹﴾ اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ ﴿۱۰﴾

''بلاشبہ ہم نے آراستہ کیا ہے آسمانِ دنیا کو ستاروں کے سنگھار سے اور (اسے) محفوظ کر دیا ہے ہر سرکش شیطان (کی رسائی) سے۔ نہیں سن سکتے کان لگا کر عالم بالا کی باتوں کو اور پتھراؤ کیا جاتا ہے ان پر ہر طرف سے ان کو بھگانے کے لیے اور ان کے لیے دائمی عذاب ہے۔ مگر جو شیطان کچھ جھپٹ لینا چاہتا ہے تو تعاقب کرتا ہے اس کا تیز شعلہ''۔

عبد بن حمید نے حضرت ابن مسعود سے یہ روایت نقل کی ہے کہ وہ بِزِیْنَةِ ِۣالْكَوَاكِبِ کو تنوین کے ساتھ پڑھتے یعنی بزینۃٍ۔

عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے ابوبکر بن عیاش سے روایت نقل کی ہے کہ عاصم نے کہا جس نے بِزِیْنَةِ ِۣالْكَوَاكِبِ مضاف کی صورت میں پڑھا اور بزینۃ پر تنوین نہ دی تو اس نے اسے آسمان کی زینت نہیں بنایا بلکہ اس نے کواکب کی زینت بنا دیا۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَ حِفْظًا کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ ہم نے اسے حفاظت بنا دیا لَا یَسَّمَّعُوْنَ اِلَى الْمَلَاِ الْاَعْلٰى یعنی انہیں سننے سے ستاروں کے ساتھ روک دیا۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وہ لَا یَسَّمَّعُوْنَ کو مخفف پڑھتے۔ کہا وہ سننے کی کوشش کرتے لیکن وہ سن نہ سکتے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لَا یَسَّمَّعُوْنَ میں ضمیر سے مراد فرشتے ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے وَ یُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ کا یہ معنی نقل کیا ہے یعنی ان پر ہر جانب سے شہابیوں کے ساتھ مارا جاتا ہے۔ دُحُوْرًا یعنی دھتکارے ہوئے۔ وَّاصِبٌ سے مراد دائم ہے۔(3)

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 89 (2504)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 43، داراحیاء التراث العربی بیروت

3۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 49-48

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہیں شہابیوں کے ساتھ مارا جاتا ہے اور ان کے لیے دائمی عذاب ہے۔(1)

سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے عکرمہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وَّاصِبٌ سے مراد دائمی ہے۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی کی مثل معنی نقل کیا ہے۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ کا یہ معنی نقل کیا ہے مگر جو فرشتوں کی آوازوں سے چوری چھپے بات سن لے۔ شِهَابٌ یعنی ستاروں کا شہاب اس کا پیچھا کرتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے "العظمۃ" میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب شہاب مارا جاتا ہے تو جسے مارا جاتا ہے، اس سے خطا نہیں ہوتا۔ پھر اس آیت کی تلاوت کی۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جنی آتا ہے اور چوری کرنا چاہتا ہے۔ جب وہ چوری سے آواز سنتا ہے تو اسے شہابیہ مارا جاتا ہے جو اس کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اس سے کہا اس طرح اس طرح۔(4)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت یزید رقاشی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ شیطان آسمان میں سوراخ کرتا ہے یہاں تک کہ دوسری جانب جا نکلتا ہے۔ اس بات کا ذکر ابو مجلز سے کیا گیا۔ انہوں نے کہا بات ایسے نہیں بلکہ اس کے ثقوب سے مراد اس کی روشنی ہے۔

عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے ضحاک سے یہ قول نقل کیا ہے: اس کی روشنی جب الگ ہوتی ہے تو شیطان تک جا پہنچتی ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ثَاقِبٌ سے مراد روشنی ہے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت قتادہ اور حسن بصری سے ثَاقِبٌ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ روشن۔(5)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ثَاقِبٌ سے مراد جلانے والا۔

فَاسْتَفْتِهِمْ اَهُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمْ مَّنْ خَلَقْنَا ؕ اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّنْ طِيْنٍ لَّازِبٍ ﴿۱۱﴾ بَلْ عَجِبْتَ وَ يَسْخَرُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَ اِذَا ذُكِّرُوْا لَا يَذْكُرُوْنَ ﴿۱۳﴾ وَ اِذَا رَاَوْا اٰيَةً يَّسْتَسْخِرُوْنَ ﴿۱۴﴾ وَ قَالُوْۤا اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۵﴾ ءَاِذَا مِتْنَا وَ كُنَّا تُرَابًا وَّ عِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ﴿۱۶﴾ اَوَ اٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ﴿۱۷﴾ قُلْ نَعَمْ وَ اَنْتُمْ دَاخِرُوْنَ ﴿۱۸﴾ فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ فَاِذَا هُمْ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 48، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 49
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 45
5۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 89 (2507)، دار الکتب العلمیہ بیروت

يَنْظُرُوْنَ ﴿١٩﴾ وَ قَالُوْا يٰوَيْلَنَا هٰذَا يَوْمُ الدِّيْنِ ﴿٢٠﴾ هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴿٢١﴾

''پس آپ ان سے پوچھیے آیا وہ زیادہ مضبوط ہیں خلقت کے اعتبار سے یا (دوسری چیزیں) جنہیں ہم نے پیدا فرمایا۔ بیشک ہم نے پیدا کیا ہے انہیں لیسدار کیچڑ سے۔ آپ تو اظہار تعجب کرتے ہیں (قدرت کے کرشمے دیکھ کر) اور تمسخر اڑاتے ہیں۔ اور جب انہیں نصیحت کی جاتی ہے تو وہ نصیحت قبول نہیں کرتے اور جب کوئی معجزہ دیکھتے ہیں تو مذاق کرنے لگتے ہیں۔ اور کہتے ہیں نہیں ہے یہ مگر کھلا جادو۔ کیا جب ہم مرجائیں گے اور (مرکر) مٹی اور ہڈیاں ہوجائیں گے (تو) کیا ہم زندہ کرکے اٹھائے جائیں گے۔ اور کیا ہمارے اگلے باپ دادا بھی۔ فرمایئے! ہاں (ضرور) اس حال میں کہ تم ذلیل وخوار ہوگے۔ پس قیامت تو فقط ایک جھڑکی ہوگی پس وہ (اٹھ کر ادھر ادھر) دیکھنے لگیں گے۔ اور کہیں گے ہم برباد ہوگئے: یہ تو یوم جزا ہے۔ (ہاں ہاں) یہی فیصلہ کا دن ہے جس (کی آمد) کو تم جھٹلایا کرتے تھے''۔

عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے اَمْ مَّنْ خَلَقْنَا کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ آسمان، زمین اور پہاڑ۔(1)

عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے اَمْ مَّنْ خَلَقْنَا کی یہ تفسیر نقل کی ہے یا وہ جن کا ہم نے تم پر شمار کیا ہے یعنی آسمانوں اور زمین کی تخلیق اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ (غافر:57)(2)

امام ابن جریر نے ضحاک سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اسے پڑھا اَهُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمْ مَنْ عَدَدْنَا۔(3)

ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اَمْ مَّنْ خَلَقْنَا سے مراد ہے وہ جو فوت ہوچکے ہیں اور فرشتے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مِّنْ طِيْنٍ لَّازِبٍ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ چپکنے والی مٹی۔(4)

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا مجھے مِّنْ طِيْنٍ لَّازِبٍ کے بارے میں بتایئے فرمایا چپکنے والی مٹی۔ پوچھا کیا عرب اس پہچانتے ہیں؟ فرمایا ہاں تو نے نابغہ کو کہتے ہوئے نہیں سنا وہ کہتا ہے:

فَلَا مَحْسَبُوْنَ الْخَيْرَ لَا شَرَّ بَعْدَهٗ وَلَا مَحْسَبُوْنَ الشَّرَّ ضَرْبَةَ لَا زِبِ

''تم اسے خیر گمان نہیں کرتے جس کے بعد شر نہ ہو، اور تم چپکنے والی مٹی کی ضرب کو شر گمان نہیں کرتے''۔

امام ابن شیبہ، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مِّنْ طِيْنٍ لَّازِبٍ کے بارے میں کہا کہ لزب سے مراد عمدہ ہے۔(5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 50 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ جلد 23، صفحہ 52 5۔ ایضاً

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے ''العظمۃ'' میں حضرت عکرمہ سے اس کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ چپکنے والی مٹی۔ (1)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لَّازِبٍ، حما اور طین ایک ہی چیز ہے۔ ابتداء میں وہ تراب ہوتی ہے پھر بد بودار حما ہو جاتی ہے پھر طین لازب ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی سے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لَّازِبٍ سے مراد وہ چیز ہوتی ہے جو ایک دوسرے کے ساتھ چپک جائے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لَّازِبٍ سے مراد وہ مٹی ہوتی ہے جو ہاتھوں کے ساتھ چمٹ جائے۔ (2)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جو چمٹ جائے اور بد بودار ہو۔

امام فریابی، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن ابی حاتم اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ وہ پڑھتے بَلْ عَجِبْتُ وَيَسْخَرُوْنَ تاء کو رفع کے ساتھ پڑھتے۔ (3)

امام ابو عبید، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے ''الاسماء والصفات'' میں اعمش کے واسطہ سے شقیق بن سلمہ سے وہ شریح سے یہ روایت نقل کرتے ہیں کہ وہ یہ آیت پڑھتے بَلْ عَجِبْتَ وَيَسْخَرُوْنَ اور تاء پر زبر پڑھتے اور کہتے اللہ تعالیٰ کسی چیز پر تعجب کا اظہار نہیں کرتا۔ تعجب تو وہ کرتا ہے جو جانتا نہیں۔ اعمش نے کہا میں نے اس کا ذکر حضرت ابراہیم نخعی سے کیا تو انہوں نے فرمایا شریح کو اپنی رائے پر ناز تھا جبکہ حضرت عبد اللہ بن مسعود اس سے زیادہ عالم تھے۔ وہ اسے بل عجبتُ پڑھتے۔

امام عبد الرزاق، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے میں اللہ کی کتاب اور اس کی وحی سے متعجب ہوا اور میں جو ان کے پاس پیغام لایا اس کا وہ مذاق اڑاتے ہیں۔ (4)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے بَلْ عَجِبْتَ کے بارے میں یہ روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب قرآن نازل ہوا تو میں نے اس پر تعجب کا اظہار کیا جبکہ بنو آدم کے گمراہ اس کا مذاق اڑاتے ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ۔ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب قرآن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کیا گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر تعجب کا اظہار کیا جبکہ گمراہ لوگوں نے اس کا تمسخر اڑایا۔ يَسْخَرُوْنَ میں ضمیر سے مراد اہل مکہ ہیں۔ وَ اِذَا ذُكِّرُوْا لَا يَذْكُرُوْنَ نہ وہ اس سے نفع حاصل کرتے ہیں اور نہ ہی بصیرت وَ اِذَا رَاَوْا اٰيَةً يَّسْتَسْخِرُوْنَ یعنی اس کا تمسخر اور استہزاء کرتے ہیں۔ (5)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے يَّسْتَسْخِرُوْنَ کا یہ معنی نقل

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 52، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

3۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 467 (3608)، دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 89 (2508)، دار الکتب العلمیہ بیروت 5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 54-53

کیا ہے: وہ استہزاء کرتے ہیں۔ زَجْرَةٌ کا معنی چیخ ہے۔ (1)

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے سدی سے یہ قول نقل کیا ہے کہ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ کا معنی ہے ایک نفخہ یہ دوسرا نفخہ ہے۔ (2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: اسے یوم الدین اس لیے فرمایا تا کہ اللہ تعالیٰ اس دن میں بندوں کو ان کے اعمال کی جزا دے اور یَوْمُ الْفَصْلِ سے مراد یوم قیامت ہے۔ (3)

اُحْشُرُوا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا وَ اَزْوَاجَهُمْ وَ مَا كَانُوْا یَعْبُدُوْنَ ﴿۲۲﴾ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاهْدُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطِ الْجَحِیْمِ ﴿۲۳﴾

"(اے فرشتو!) جمع کرو جنہوں نے ظلم کیا تھا اور ان کے ساتھیوں کو اور جن کی یہ عبادت کیا کرتے تھے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر پس سیدھا لے چلو انہیں جہنم کی راہ کی طرف۔"

ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے یہ قول نقل کیا ہے کہ فرشتے زبانیہ سے کہیں گے اُحْشُرُوا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا وَ اَزْوَاجَهُمْ۔

امام عبدالرزاق، فریابی، ابن ابی شیبہ، ابن منیع نے "مسند" میں، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، ابن مردویہ اور بیہقی نے "البعث" میں حضرت نعمان بن بشیر کے واسطہ سے حضرت عمر بن خطاب سے روایت نقل کی ہے کہ اُحْشُرُوا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا وَ اَزْوَاجَهُمْ سے مراد ان کی مثل۔ جو ان کی مثل ہوں گے۔ سود والے سود والوں کے ساتھ، بدکار، بدکاروں کے ساتھ، شراب خور، شراب خوروں کے ساتھ جنت میں ساتھی اور جہنم میں ساتھی۔ (4)

امام فریابی، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے "بعث" میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اَزْوَاجَهُمْ سے مراد ان کے مشابہ اور ایک روایت میں اشباھھم کی جگہ نظراء ھم کے الفاظ ہیں۔ (5)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر اور عکرمہ رحمہما اللہ سے اسی کی مثل قول نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اَزْوَاجَهُمْ سے مراد اعمال میں ان کے مشابہ اور یہ آیات پڑھیں وَّ كُنْتُمْ اَزْوَاجًا ثَلٰثَةً ﴿۷﴾ (الواقعہ) فَاَصْحٰبُ الْمَیْمَنَةِ (الواقعہ:8) وَ اَصْحٰبُ الْمَشْـَٔمَةِ (الواقعہ:9) وَالسّٰبِقُوْنَ (الواقعہ: 10) سب زوج ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وَ اَزْوَاجَهُمْ سے مراد انکی امثال ہیں (6)۔ قاتل قاتلوں کے ساتھ، بدکار بدکاروں کے ساتھ اور سود خور سود خوروں کے ساتھ۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 54، دار احیاء التراث العربی بیروت　2۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 55　3۔ ایضاً
4۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 467 (3609)، دار الکتب العلمیہ بیروت
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 56　6۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 57

امام عبد بن حمید، ابن مردویہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وَ اَزْوَاجَهُمْ سے مراد ان کے مشابہ یعنی کفار، کفار کے ساتھ اور مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ سے مراد بت ہیں۔

ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے فَاهْدُوْهُمْ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ انہیں ہانک کرلے جاؤ۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ فَاهْدُوْهُمْ کا معنی ہے ان کی راہنمائی کرواور صِرَاطِ الْجَحِيْمِ سے مراد جہنم کا راستہ۔

وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْـُٔوْلُوْنَ ﴿۲۴﴾

''اور (اب ذرا) روک لو انہیں ان سے باز پرس کی جائے گی۔''

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ انہیں روک لو ان کا محاسبہ ہوگا۔

امام بخاری نے ''تاریخ'' میں، ترمذی، دارمی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس داعی نے بھی کسی امر کی طرف بلایا ہوگا تو قیامت کے روز روکا جائے گا۔ وہ اس کے ساتھ چمٹا ہوگا۔ وہ اس سے جدا نہیں ہوگا، اگرچہ ایک آدمی نے ایک آدمی کو دعوت دی ہوگی۔ پھر اس آیت کی تلاوت کی۔(2)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت عطیہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ قیامت کے روز ٹھہریں گے یہاں تک کہ ان کے اعمال کے بارے میں ان سے پوچھا جائے گا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عثمان بن زائد رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ قیامت کے روز سب سے پہلے بندے سے اس کے ہم مجلسوں کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

مَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُوْنَ ﴿۲۵﴾ بَلْ هُمُ الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَ اَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ﴿۲۷﴾ قَالُوْۤا اِنَّكُمْ كُنْتُمْ تَاْتُوْنَنَا عَنِ الْيَمِيْنِ ﴿۲۸﴾ قَالُوْا بَلْ لَّمْ تَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۹﴾ وَ مَا كَانَ لَنَا عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ ۚ بَلْ كُنْتُمْ قَوْمًا طٰغِيْنَ ﴿۳۰﴾ فَحَقَّ عَلَيْنَا قَوْلُ رَبِّنَاۤ ۖ اِنَّا لَذَآىِٕقُوْنَ ﴿۳۱﴾ فَاَغْوَيْنٰكُمْ اِنَّا كُنَّا غٰوِيْنَ ﴿۳۲﴾ فَاِنَّهُمْ يَوْمَىِٕذٍ فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ ﴿۳۳﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ ﴿۳۴﴾ اِنَّهُمْ كَانُوْۤا اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 57، (مفہوم)، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ سنن ترمذی، کتاب التفسیر، جلد 5، صفحہ 340 (3228)، دار الکتب العلمیہ بیروت

اللّٰہُ ۙ یَسۡتَکۡبِرُوۡنَ ﴿۳۵﴾ وَ یَقُوۡلُوۡنَ اَئِنَّا لَتَارِکُوۡۤا اٰلِہَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجۡنُوۡنٍ ﴿۳۶﴾ بَلۡ جَآءَ بِالۡحَقِّ وَ صَدَّقَ الۡمُرۡسَلِیۡنَ ﴿۳۷﴾ اِنَّکُمۡ لَذَآئِقُوا الۡعَذَابِ الۡاَلِیۡمِ ﴿۳۸﴾ وَ مَا تُجۡزَوۡنَ اِلَّا مَا کُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۳۹﴾ اِلَّا عِبَادَ اللّٰہِ الۡمُخۡلَصِیۡنَ ﴿۴۰﴾ اُولٰٓئِکَ لَہُمۡ رِزۡقٌ مَّعۡلُوۡمٌ ﴿۴۱﴾ فَوَاکِہُ ۚ وَ ہُمۡ مُّکۡرَمُوۡنَ ﴿۴۲﴾ فِیۡ جَنّٰتِ النَّعِیۡمِ ﴿۴۳﴾ عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِیۡنَ ﴿۴۴﴾

"تمہیں کیا ہو گا تم ایک دوسرے کی مدد کیوں نہیں کرتے۔ بلکہ آج تو وہ سر تسلیم خم کیے ہوئے ہیں۔ اور متوجہ ہوں گے ایک دوسرے کی طرف (اور) سوال جواب کریں گے۔ (پیروکار سرداروں سے) کہیں گے کہ تم آیا کرتے تھے ہمارے پاس بڑے کروفر سے (ہمیں کفر پر مجبور کرتے تھے)۔ وہ جواب دیں گے بلکہ تم ایمان ہی کب لائے تھے (کہ ہم نے تم کو گمراہ کر دیا)۔ اور نہ ہمیں تم پر کوئی غلبہ حاصل تھا بلکہ تم بذات خود سرکش لوگ تھے۔ پس لازم ہو گیا ہم سب پر اپنے رب کا حکم۔ اب (خواہ مخواہ) ہم اس عذاب کو چکھنے والے ہیں۔ پس ہم نے تم کو بھی گمراہ کیا، ہم خود بھی گمراہ تھے۔ پس وہ (سب) اس روز عذاب میں حصہ دار ہوں گے۔ ہم اسی طرح سلوک کرتے ہیں مجرموں کے ساتھ۔ کفار کا یہ حال ہے کہ جب انہیں کہا جاتا ہے کہ نہیں کوئی معبود اللہ کے سوا تو یہ تکبر کرنے لگتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کیا ہم چھوڑ دیں گے اپنے خداؤں کو ایک شاعر اور دیوانے کے کہنے سے (دیوانے تو یہ خود ہیں) وہ تو دین حق لے کر آئے ہیں اور تصدیق کرتے ہیں سارے رسولوں کی۔ (اے مجرمو!) تم ضرور چکھو گے دردناک عذاب کو۔ اور نہیں بدلہ دیا جائے گا تمہیں مگر اسی کا جو تم کیا کرتے تھے۔ البتہ اللہ تعالیٰ کے مخلص بندے (اس عذاب سے محفوظ رہیں گے)۔ وہی ہیں جنہیں وہ رزق دیا جائے گا جس کی کیفیت معلوم ہے۔ لذیذ پھل اور ان کا بڑا احترام و اکرام کیا جائے گا (اور وہ) نعمت کے باغوں میں ہوں گے (زرنگار) پلنگوں پر آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے۔"

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما لَا تَنَاصَرُوۡنَ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ کیا وجہ ہے آج تم ہمارے مقابلے میں ایک دوسرے کی مدد نہیں کرتے۔ مُسۡتَسۡلِمُوۡنَ مسخر ہیں۔ وَ اَقۡبَلَ بَعۡضُہُمۡ عَلٰی بَعۡضٍ یَّتَسَآءَلُوۡنَ انہوں نے ایک دوسرے کو ملامت کرنا شروع کر دی۔ کمزوروں نے متکبروں سے کہا اِنَّکُمۡ کُنۡتُمۡ تَاۡتُوۡنَنَا عَنِ الۡیَمِیۡنِ تم اپنی قدرت کی وجہ سے ہم پر غالب تھے قَالُوۡا بَلۡ لَّمۡ تَکُوۡنُوۡا مُؤۡمِنِیۡنَ بلکہ تم اللہ کے علم میں مومن نہیں تھے وَ مَا کَانَ لَنَا عَلَیۡکُمۡ مِّنۡ سُلۡطٰنٍ ۚ بَلۡ کُنۡتُمۡ قَوۡمًا طٰغِیۡنَ یعنی تم اللہ کے علم میں مشرک تھے فَحَقَّ عَلَیۡنَا قَوۡلُ رَبِّنَاۤ ہم پر ہمارے رب کا فیصلہ ہو چکا کیونکہ ہم کمزور ہیں اور تم عزت والے ہو وہ اس روز عذاب میں شریک ہوں گے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: کیا وجہ ہے کہ تم ایک دوسرے کا دفاع نہیں کرتے بلکہ آج وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب کے سامنے سر جھکائے ہوئے ہیں۔ انسان جنوں سے جھگڑنے لگے انسانوں نے جنوں سے کہا۔ تم بھلائی کے کام کے وقت ہمارے پاس آجاتے اور ہمیں اس سے روک دیتے۔ جنوں نے انسانوں سے کہا بلکہ تم مومن ہی نہ تھے۔ پس ہم پر ہمارے رب کا فیصلہ لازم ہو چکا۔ کہا یہ جنوں کا قول ہے۔ ہم نے تم کو گمراہ کر دیا۔ ہم تو سرکش تھے۔ یہ گمراہ انسانوں کے لیے شیاطین کا قول ہے۔ وہ کہتے کیا ہم اپنے معبودوں کو مجنوں، شاعر کی وجہ سے چھوڑ دیں۔ شاعر، مجنون سے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مراد لیتے تھے بلکہ وہ تو حق لائے اور پہلے رسولوں کی تصدیق کی۔ تم اَلْعَذَابِ الْاَلِیْمِ چکھنے والے ہو تمہیں اس کی جزاء دی جائے گی جو تم عمل کرتے تھے۔ مگر اللہ تعالیٰ کے مخلص بندے اِلَّا عِبَادَ اللّٰہِ الْمُخْلَصِیْنَ۔ یہ اللہ تعالیٰ کی تعریف ہے یہاں رِزْقٌ مَّعْلُوْمٌ سے مراد جنت ہے۔(1)

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے وَ اَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ یَّتَسَآءَلُوْنَ کہ یہ اس وقت ہوگا جب انہیں دوسرے نفخہ کے وقت اٹھایا جائے گا۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: كُنْتُمْ تَاْتُوْنَنَا عَنِ الْیَمِیْنِ کا معنی ہے کہ وہ ہر اچھے عمل کے وقت آجاتے تاکہ انسانوں کو اس اچھے عمل سے روک دیں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الْیَمِیْنِ سے مراد حق ہے۔ یہ بات تَاْتُوْنَنَا عَنِ الْیَمِیْنِ کفار شیاطین سے کہیں گے۔(2)

امام ابن منذر، ابن ابی شیبہ اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے لَّمْ تَكُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ اگر تم مومن ہوتے تو ہم سے محفوظ رہتے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: شیاطین کہیں گے ہم نے تمہیں دنیا میں گمراہ کیا ہے کیونکہ ہم تو سرکش تھے۔ بیشک وہ اور جنہیں دنیا میں اغواء کیا گیا وہ عذاب میں اکٹھے ہوں گے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب انہیں کہا جاتا کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہو تو وہ تکبر کرتے یعنی جب کوئی آدمی شرک نہ کرتا تو وہ تکبر کا اظہار کرتے۔ لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ سے مراد ایسا شاعر جو سمجھ بوجھ نہیں رکھتا۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کی صداقت کو بیان کیا فرمایا بلکہ وہ حق لایا اور رسولوں کی تصدیق کی۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی نے ''الاسماء والصفات'' میں حضرت ابو ہریرہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے جہاد کروں یہاں تک کہ وہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہیں جس نے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہہ دیا اس نے اپنا مال اور جان مجھ سے محفوظ کر لی، مگر جو شرعی حق ہے اس کا حساب اللہ تعالیٰ پر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں نازل فرمایا اور تکبر کرنے والی قوم کا ذکر کیا اور کہا اِذَا قِیْلَ لَهُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ یَسْتَكْبِرُوْنَ اور اللہ تعالیٰ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 58,59,60,61,62، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 59

نے فرمایا اِذْ جَعَلَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْحَمِیَّةَ حَمِیَّةَ الْجَاهِلِیَّةِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِیْنَتَهٗ عَلٰی رَسُوْلِهٖ وَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَ اَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰی وَ كَانُوْۤا اَحَقَّ بِهَا وَ اَهْلَهَا (الفتح: 26) کلمۃ تقویٰ سے مراد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ہے مشرکوں نے حدیبیہ کے روز اس سے تکبر کا اظہار کیا جس روز رسول اللہ ﷺ نے صلح کا معاہدہ لکھوایا تھا۔(1)

امام بخاری رحمہ اللہ نے "تاریخ" میں حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے کہا گیا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ جنت کی کنجی نہیں؟ فرمایا کیوں نہیں لیکن کوئی ایسی چابی نہیں ہوتی مگر اس کے دندانے ہوتے ہیں۔ جو آدمی اس کے دندانے لاتا ہے تو اس کے لیے تالا کھول دیا جاتا ہے اور جو دندانے نہ لائے تو اس کے لیے تالا نہیں کھولا جاتا۔

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ وہ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِیْنَ پڑھتے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ رِزْقٌ مَّعْلُوْمٌ سے مراد جنت ہے۔(2)

یُطَافُ عَلَیْهِمْ بِكَاْسٍ مِّنْ مَّعِیْنٍ ﴿۴۵﴾ بَیْضَآءَ لَذَّةٍ لِّلشّٰرِبِیْنَ ﴿۴۶﴾ لَا فِیْهَا غَوْلٌ وَّ لَا هُمْ عَنْهَا یُنْزَفُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَ عِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ عِیْنٌ ﴿۴۸﴾ كَاَنَّهُنَّ بَیْضٌ مَّكْنُوْنٌ ﴿۴۹﴾

"پھرائے جائیں گے ان پر چھلکتے جام (شراب طہور کے) چشموں سے پر کر کے (دودھ سے زیادہ) سفید بڑے لذیذ۔ پینے والوں کے لیے۔ نہ اس میں مضر صحت کوئی چیز ہے اور نہ وہ اس (کے پینے) سے مدہوش ہوں گے۔ اور ان کے پاس ہوں گی نیچی نگاہوں والی آہو چشم (عورتیں)۔ گویا وہ (شتر مرغ کے) انڈوں کی مانند گرد و غبار سے محفوظ۔"

امام ابن ابی شیبہ، ہناد، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ قرآن حکیم میں جہاں بھی کاس کا اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے اس سے مراد شراب لی ہے۔(3)

امام عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے بِكَاْسٍ مِّنْ مَّعِیْنٍ کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ شراب کا جام جسے نچوڑا نہ گیا ہو۔ مَّعِیْنٍ سے مراد جاری ہے۔ لَا فِیْهَا غَوْلٌ وَّ لَا هُمْ عَنْهَا یُنْزَفُوْنَ یعنی وہ ان کی عقلوں کو ضائع کرے گا، نہ ان کے سر میں درد ہوگا اور نہ ان کے پیٹوں میں درد ہوگا۔(4)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مَّعِیْنٍ سے مراد جاری ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی سے بیضاء کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ عبد اللہ کی قرأت میں صفراء ہے۔(5)

ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے "بعث" میں حضرت ابن عباس سے یہ قول نقل کیا ہے کہ کاس معین سے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 119 2۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 62 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 66-64 5۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 63

مراد شراب ہے لَا فِيْهَا غَوْلٌ یعنی اس میں سر درد نہیں ہوگا۔ وَّلَا هُمْ عَنْهَا يُنْزَفُوْنَ اور نہ ہی ان کی عقلیں ضائع ہوں گی۔(1)

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ شراب میں چار خصلتیں ہیں نشہ، سر درد، قے اور پیشاب۔ اللہ تعالیٰ نے جنت کی شراب کو ان چیزوں سے پاک کیا۔ لَا فِيْهَا غَوْلٌ نشہ کی وجہ سے ان کی عقلیں ضائع نہیں ہوں گی۔ وَّلَا هُمْ عَنْهَا يُنْزَفُوْنَ وہ شراب کو پی کر قے نہیں کریں گے جس طرح دنیا میں شراب پینے والا قے کرتا تھا جبکہ قے ناپسندیدہ ہے۔

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس سے کہا مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان لَا فِيْهَا غَوْلٌ کے بارے میں بتایئے فرمایا اس میں دنیا کی شراب جیسی بدبو اور ناپسندیدگی نہیں ہوگی۔ پوچھا کیا عرب اسے پہچانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے امرؤ القیس کا شعر نہیں سنا؟ وہ کہتا ہے:

رَبَّ كَأْسٍ شَرِبْتُ لَا غَوْلَ فِيْهَا　　وَسَقَيْتُ النَّدِيْمَ مِنْهَا مِزَاجًا

"کتنے ہی جام میں نے پیے جن میں سر درد نہیں ہوا، جبکہ میں نے ندیم کو اس کا آمیزہ پلایا"

حضرت نافع رحمہ اللہ نے کہا مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان وَّلَا هُمْ عَنْهَا يُنْزَفُوْنَ کے بارے میں بتایئے فرمایا اس سے نشہ نہیں ہوتا۔ پوچھا کیا عرب اس معنی کو پہچانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے عبد اللہ بن رواحہ کا شعر نہیں سنا جبکہ وہ کہتا ہے:

ثُمَّ لَا يُنْزَفُوْنَ عَنْهَا وَلٰكِنْ　　يُذْهَبُ الْهَمُّ عَنْهُمْ وَالْغَلِيْلُ

"وہ اس شراب کے پینے سے نشے میں نہیں ہوتے لیکن، ان سے غم اور پیاس دور ہو جاتی ہے"۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے لَا فِيْهَا غَوْلٌ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ ایسی شراب ہے جس کے پینے سے پیٹ درد نہیں ہوتا۔(2)

امام ہناد، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لَا فِيْهَا غَوْلٌ کا معنی ہے اس میں پیٹ درد نہیں ہوتا۔ وَّلَا هُمْ عَنْهَا يُنْزَفُوْنَ اور نہ ہی اس کی وجہ سے ان کی عقلیں ضائع ہوتی ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مَّعِيْنٍ سے مراد شراب ہے۔ لَا فِيْهَا غَوْلٌ یعنی اس شراب میں پیٹ درد نہیں ہوتا۔ وَّلَا هُمْ عَنْهَا يُنْزَفُوْنَ یعنی اس میں نہ ناپسندیدگی کی بات اور نہ ہی اس میں کوئی تکلیف ہوگی۔(3)

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے "بعث" میں حضرت ابن عباس سے وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ کے بارے میں یہ کہا کہ یہ اپنے خاوندوں کے علاوہ سے اپنی نظریں روکے ہوئے ہیں۔ بَيْضٌ مَّكْنُوْنٌ یعنی چھپایا گیا موتی۔(4)

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد سے وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ اپنے خاوندوں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 66-64　2۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 64　3۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 65
4۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 69-67

کے علاوہ سے روکے ہوئے ہیں اور اپنی نظریں اپنے مردوں تک محدود کیے ہوئے ہیں۔ عِيْنٌ یعنی خوبصورت آنکھیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ عِيْنٌ سے مراد بڑی آنکھیں ہیں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ كَاَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُوْنٌ یعنی انڈے کی سفیدی جو اس کے اوپر سے اتاری جاتی ہے اور اس کے غشاء سے مراد جو اس کی کلغی میں ہوتی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے كَاَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُوْنٌ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ گویا وہ انڈے کا اندر والا حصہ ہے۔(1)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ كَاَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُوْنٌ کا معنی یہ ہے کہ انڈے کی سفیدی جس سے اس کا چھلکا اتارا جاتا ہے۔(2)

امام عبدالرزاق اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عطاء خراسانی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد وہ جھلی ہے جو اوپر والے چھلکے اور انڈے کے گودے کے درمیان ہوتی ہے۔(3)

امام سعید بن منصور، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس کے گھونسلے میں انڈہ۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ اپنی نظریں اپنے خاوندوں تک محدود رکھتی ہیں۔ وہ اپنے خاوندوں کے علاوہ کسی غیر مرد کا ارادہ نہیں کرتیں۔ بَيْضٌ مَّكْنُوْنٌ سے مراد ایسا انڈا جسے ہاتھوں نے آلودہ نہ کیا ہو۔(4)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے مَّكْنُوْنٌ کا معنی محفوظ نقل کیا ہے جس پر ہاتھوں کا گزر نہیں ہوا۔

ابن ابی حاتم نے زید بن اسلم سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بَيْضٌ مَّكْنُوْنٌ سے مراد وہ انڈہ ہے جسے پر چھپائے ہوتے ہیں جیسے شترمرغ کا انڈا جسے پر ہوا سے چھپائے رکھتے ہیں۔ وہ سفید زردی مائل ہوتا ہے۔ وہ چمکتا ہے۔ اسی وجہ سے وہ مکنون ہے۔

فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ﴿۵۰﴾ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ اِنِّيْ كَانَ لِيْ قَرِيْنٌ ﴿۵۱﴾ يَّقُوْلُ اَئِنَّكَ لَمِنَ الْمُصَدِّقِيْنَ ﴿۵۲﴾ ءَاِذَا مِتْنَا وَ كُنَّا تُرَابًا وَّ عِظَامًا ءَاِنَّا لَمَدِيْنُوْنَ ﴿۵۳﴾ قَالَ هَلْ اَنْتُمْ مُّطَّلِعُوْنَ ﴿۵۴﴾ فَاطَّلَعَ فَرَاٰهُ فِيْ سَوَآءِ الْجَحِيْمِ ﴿۵۵﴾ قَالَ تَاللّٰهِ اِنْ كِدْتَّ لَتُرْدِيْنِ ﴿۵۶﴾ وَ لَوْلَا نِعْمَةُ رَبِّيْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ ﴿۵۷﴾ اَفَمَا نَحْنُ بِمَيِّتِيْنَ ﴿۵۸﴾ اِلَّا مَوْتَتَنَا الْاُوْلٰى وَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 68، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً
3۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 93 (2519)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 69

مَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ۝ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ۝ لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ۝

"پس وہ ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہوں گے (اور) سوال جواب کریں گے۔ کہے گا ان میں سے ایک کہ میرا ایک جگری دوست ہوا کرتا تھا۔ وہ (مجھے) کہا کرتا تھا کہ کیا تو (قیامت پر) ایمان لانے والوں سے ہے۔ کیا جب ہم مریں گے اور (مرکر) مٹی اور (بوسیدہ) ہڈیاں ہو جائیں گے کیا اس وقت ہمیں جزا دی جائے گی۔ ارشاد ہوگا کیا تم اسے دیکھنا چاہتے ہو؟ پس جب اس نے جھانکا تو دیکھا اپنے یار کو جہنم کے وسط۔ میں جنتی بول اٹھے گا بخدا! تو تو مجھے ہلاک کرنا ہی چاہتا تھا۔ اور اگر میرے رب کا احسان نہ ہوتا تو میں بھی (آج) پکڑ کر لائے جانے والوں میں سے ہوتا۔ (جنتی کہیں گے) اب تو ہمیں مرنا نہیں ہوگا بجز اپنی پہلی موت کے اور نہ ہمیں (اب) عذاب دیا جائے گا۔ بیشک یہی وہ عظیم الشان کامیابی ہے۔ ایسی ہی عظیم الشان کامیابی کے لیے عمل کرنے والوں کو عمل کرنا چاہیے۔"

عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے یَتَسَآءَلُوْنَ کے بارے میں کہا کہ ضمیر سے مراد جنتی ہیں۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے قَرِیْنٌ کا معنی شیطان نقل کیا ہے۔ (1)

امام عبد الرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عطاء خراسانی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ دو آدمی آپس میں حصہ دار تھے۔ ان کا کل مال آٹھ ہزار دینار تھا۔ ان دونوں نے آپس میں وہ تقسیم کر لیے۔ ان میں سے ایک نے ارادہ کیا اور ایک ہزار دینار کے بدلے میں زمین خرید لی (2)۔ دوسرے نے کہا اے اللہ! فلاں نے ایک ہزار دینار کے بدلے میں زمین خریدی ہے۔ میں تجھ سے ہزار دینار کے بدلے میں جنت میں زمین خریدتا ہوں تو ایک ہزار دینار صدقہ کر دیا۔ پھر اس کے ساتھی نے ایک ہزار دینار کے بدلے میں گھر بنایا۔ دوسرے نے کہا اے اللہ! فلاں نے ایک ہزار دینار کے بدلے میں گھر بنایا ہے۔ میں تجھ سے جنت میں ایک ہزار کے بدلے میں گھر لیتا ہوں اور ایک ہزار مال صدقہ کر دیا۔ پھر اس کے ساتھی نے ایک عورت سے شادی کر لی۔ تو اس پر ایک ہزار دینار صدقہ کیا تو دوسرے ساتھی نے کہا اے اللہ! فلاں نے ایک عورت سے شادی کی ہے۔ تو اس پر ایک ہزار دینار کا صدقہ کیا ہے اور میں تیری بارگاہ میں جنت کی عورتوں میں سے ایک عورت کو ہزار دینار مہر پر دعوت نکاح دیتا ہوں اور ایک ہزار صدقہ کر دیا۔ پھر اس نے خادم اور ساز و سامان ایک ہزار دینار میں خریدا اور اس نے کہا میں تیری بارگاہ سے ہزار دینار کے بدلہ میں جنت میں خادم اور سامان خریدتا ہوں اور ایک ہزار دینار صدقہ کر دیے۔ پھر صدقہ کرنے والے کو سخت تنگ دستی نے آلیا۔ اس نے کہا اگر میں اس ساتھی کے پاس جاؤں۔ شاید اس کی طرف سے مجھ پر احسان ہو۔ وہ راستہ میں بیٹھ گیا۔ وہ آدمی اس محتاج کے پاس سے خدام اور اہل و عیال کے ساتھ گزرا محتاج اس کے لیے اٹھا۔ دوسرے نے اسے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 70
2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 93 (2520)، دار الکتب العلمیہ بیروت

دیکھا اور پہچان لیا کہا فلاں؟ محتاج نے کہا ہاں۔ پوچھا تیرا کیا حال ہے؟ محتاج نے کہا تیرے بعد مجھے سخت مصیبت نے آلیا۔ میں تیرے پاس اس لیے آیا ہوں تا کہ تو مجھ پر احسان کرے۔ امیر آدمی نے پوچھا تیرے مال کا کیا ہوا۔ ہم نے تو ایک ہی مال تقسیم کیا تھا۔ تو نے تو اس کا نصف حصہ لیا تھا۔ محتاج نے بتایا۔ میں نے ایک ہزار دینار میں گھر خریدا۔ میں نے ایسا کیا میں نے ایسا کیا اور تمام واقعہ اس کو سنایا۔ امیر نے کہا تو انہیں صدقہ کرنے والا ہے، جا اللہ کی قسم! میں تجھے کوئی چیز نہ دوں گا اور اسے لوٹا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کی موت کا فیصلہ کر دیا۔ تو دونوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ لَمَدِيْنُوْنَ کا معنی ہے جن کا محاسبہ ہوگا۔

امام سعید بن منصور اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت فرات بن ثعلبہ بہرانی رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ میرے سامنے یہ بات ذکر کی گئی کہ دو آدمی آپس میں مال میں شریک تھے۔ ان دونوں کے لیے آٹھ ہزار دینار جمع ہو گئے۔ ایک آدمی کا کوئی حرفہ نہ تھا جبکہ دوسرا حرفہ والا تھا۔ حرفہ (دستکاری کا کام) والے نے کہا تیرا کوئی پیشہ نہیں ہے۔ میں تجھ سے اپنا مال الگ کرنا چاہتا ہوں اور اسے تقسیم کرنا چاہتا ہوں۔ اس نے اس سے مال تقسیم کر لیا۔ پھر اس سے الگ ہو گیا۔ پھر ان میں سے ایک نے ہزار دینار میں ایک گھر خریدا جو ایک بادشاہ کا تھا۔ اپنے ساتھی کو بلایا۔ پھر کہا تو اس گھر کو کیسا خیال کرتا ہے۔ میں نے اسے ہزار دینار میں خریدا ہے؟ اس نے کہا بہت اچھا ہے۔ جب اس گھر سے باہر نکلا تو کہا اے اللہ! میرے ساتھی نے یہ گھر خریدا ہے۔ میں جنت میں تجھ سے گھر کا سوال کرتا ہوں اور ایک ہزار دینار کا صدقہ کر دیا۔

پھر وہ وہاں ٹھہرا رہا جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ نے چاہا وہ ٹھہرے۔ پھر اس نے ایک ہزار دینار کے بدلے میں ایک عورت سے شادی کی۔ اپنے ساتھی کو بلایا اور اس کے لیے کھانا تیار کیا۔ جب وہ اس کے پاس آیا تو کہا میں نے اس عورت سے ایک ہزار دینار پر شادی کی ہے۔ ساتھی نے کہا یہ کتنی خوبصورت ہے۔ جب گھر سے باہر نکلا تو کہا اے میرے اللہ! میرے ساتھی نے ہزار دینار کے عوض عورت سے شادی کی ہے۔ میں تجھ سے حورعین کا سوال کرتا ہوں اور ایک ہزار دینار کا صدقہ کر دیا۔ پھر وہ امیر آدمی اسی طرح رہا جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ پھر اس نے دو باغ دو ہزار میں خریدے۔ پھر ساتھی کو دعوت دی اور اسے باغ دکھائے اور کہا میں نے یہ دو باغ دو ہزار میں خریدے ہیں۔ اس ساتھی نے کہا یہ کتنے اچھے ہیں؟ جب اس کے پاس سے باہر نکلا تو کہا اے میرے رب! میرے ساتھی نے یہ دو باغ دو ہزار دینار میں خریدے ہیں۔ میں تجھ سے جنت میں دو باغوں کا سوال کرتا ہوں۔ تو دو ہزار دینار صدقہ کر دیے۔

پھر فرشتہ ان دونوں کے پاس آیا اور ان دونوں کی روح کو قبض کیا۔ اس صدقہ کرنے والے کو لے گیا۔ اسے ایسے گھر میں لے گیا جس نے اسے خوش کر دیا۔ کیا دیکھتا ہے کہ اس کے نیچے ایک عورت حسن کی وجہ سے چمک رہی ہے۔ پھر اسے باغوں اور دوسری چیز کی طرف لے گیا جس سے اللہ تعالیٰ ہی واقف ہے۔ اس وقت صدقہ کرنے والے نے کہا یہ چیز کتنی ہی اس آدمی کی چیزوں کے مشابہ ہیں۔ تو فرشتے نے کہا وہ اس کی تھیں۔ تیرا یہ مکان، یہ دو باغ اور یہ عورت ہے۔ اس نے کہا اِنِّیْ كَانَ لِیْ قَرِیْمٌ يَّقُوْلُ اَىِٕنَّكَ لَمِنَ الْمُصَدِّقِیْنَ اسے بتایا گیا کہ وہ تو جہنم میں ہے۔ اسی کے بارے میں یہ آیت ہے قَالَ هَلْ اَنْتُمْ

مُّطَّلِعُوۡنَ ﴿۵۴﴾ فَاطَّلَعَ فَرَاٰهُ فِیۡ سَوَآءِ الۡجَحِیۡمِ ﴿۵۵﴾ قَالَ تَاللّٰهِ اِنۡ كِدۡتَّ لَتُرۡدِیۡنِ ۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے کہ بنی اسرائیل میں دو آدمی آپس میں کاروبار میں شریک تھے۔ ان میں سے ایک مومن اور دوسرا کافر تھا۔ دونوں چھ ہزار دینار پر آپس میں جدا ہوئے۔ ہر ایک ساتھی کو تین ہزار ملے دونوں الگ رہنے لگے۔ وہ اسی طرح رہے جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ پھر آپس میں ملے کافر نے مومن سے کہا تو نے اپنے مال کے بارے میں کیا کیا؟ کیا اس سے کوئی چیز خریدی جس میں تو تجارت کرتا؟ مومن نے اسے کہا نہیں مومن نے اس سے پوچھا تو نے کیا کیا؟ اس کافر نے کہا میں نے اس سے کھجور کے درخت، زمین، پھل اور نہریں ہزار دینار میں خریدیں مومن نے اس سے کہا کیا واقعی تو نے ایسا کیا؟ کہا ہاں۔ مومن واپس لوٹا یہاں تک کہ جب رات ہوئی تو اس نے اتنی نماز پڑھی جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ وہ نماز پڑھے۔ جب فارغ ہوا تو ہزار دینار لیے اپنے سامنے رکھے۔ پھر کہا اے اللہ! فلاں کافر نے زمین، کھجور کے درخت، پھل اور نہریں ہزار دینار میں خریدی ہیں۔ پھر وہ مر جاتا ہے اور انہیں کل چھوڑ دیتا ہے۔ اے اللہ! میں تجھ سے اس ہزار دینار کے بدلہ میں جنت میں زمین، کھجور کے درخت، پھل اور نہریں خریدتا ہوں۔ پھر جب صبح ہوئی تو اس ہزار دینار کو مساکین میں تقسیم کر دیا۔

پھر دونوں اسی طرح رہے جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ وہ رہیں۔ پھر آپس میں ملے۔ کافر نے مومن سے کہا تو نے کیا کیا؟ کیا تو نے اس مال کو ایسی چیز میں خرچ کیا جس سے تجارت کرے؟ کہا نہیں مومن نے پوچھا تو نے کیا کیا؟ اس نے کہا میری جاگیر پر کام زیادہ ہو گیا تھا۔ میں نے ایک ہزار میں غلام خریدے۔ وہ میرے لیے اس جاگیر میں کام کاج کرتے ہیں۔ مومن نے کہا کیا واقعی تو نے ایسا کیا ہے؟ اس نے کہا ہاں مومن واپس لوٹ آیا یہاں تک کہ جب رات ہوئی تو اس نے اتنی نماز پڑھی جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ جب وہ فارغ ہوا تو ہزار دینار لیے۔ انہیں اپنے سامنے رکھا۔ پھر کہا اے اللہ! فلاں نے ہزار دینار کے بدلہ میں دنیا کے غلام خریدے وہ کل مر جائے گا اور انہیں چھوڑ جائے گا یا وہ غلام مر جائیں گے اور اسے چھوڑ جائیں گے۔ اے اللہ! میں تجھ سے اس ہزار دینار کے بدلہ میں جنت کے غلام خریدتا ہوں۔ پھر صبح ہوئی تو اس نے وہ مال مساکین میں تقسیم کر دیا۔

پھر دونوں ٹھہرے رہے جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ وہ ٹھہرے رہیں۔ پھر دونوں ملے کافر نے مومن سے کہا تو نے اپنے مال کے بارے میں کیا کیا، کیا اسے کسی ایسی چیز میں لگایا ہے جس میں تو تجارت کرے؟ مومن نے کہا نہیں۔ مومن نے پوچھا تو نے اس کا کیا کیا؟ کافر نے کہا میرے سارے معاملات مکمل تھے مگر ایک چیز رہتی تھی۔ فلاں عورت کا خاوند فوت ہو گیا۔ میں نے اسے ایک ہزار دینار مہر دیا تو وہ ایک ہزار دینار اور اتنا اور مال لے کر میرے پاس آ گئی۔ مومن نے اس سے پوچھا کیا تو نے ایسا کیا ہے؟ اس نے جواب دیا ہاں۔ مومن واپس لوٹا۔ جب رات ہوئی تو اس نے اتنی نماز پڑھی جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ نماز پڑھے۔ جب فارغ ہوا تو باقی ماندہ ہزار دینار لیے۔ انہیں اپنے سامنے رکھا اور کہا اے اللہ! فلاں نے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 81-80، دار احیاء التراث العربی بیروت

ایک ہزار دینار کے بدلہ میں دنیا کی عورتوں میں سے ایک عورت سے شادی کی ہے۔ وہ اس عورت کو چھوڑ کر مر جائے گا اور اسے چھوڑ جائے گا یا وہ عورت مر جائے گی اور اسے چھوڑ جائے گی۔ اے اللہ! میں تیری بارگاہ اقدس میں ایک ہزار دینار کے بدلہ میں جنت میں حورعین کو دعوت نکاح پیش کرتا ہوں۔ پھر اس نے صبح کی اور وہ رقم مساکین میں تقسیم کر دی اور مومن کے پاس کچھ بھی نہ بچا۔

اس نے روئی کی قمیص اور اون کی چادر زیب تن کی۔ پھر وہ کام کرنے لگا اور اپنی قوت سے زمین کھودنے لگا۔ ایک آدمی نے اس سے کہا تو مشاہرہ پر میرے ہاں مزدوری کرے گا، مہینے کے بعد معاوضہ ملے گا۔ تو میرے جانوروں کی خدمت کرے گا؟ اس مومن نے کہا ٹھیک ہے۔ جانوروں کا مالک صبح کرتا، اپنے جانوروں کو دیکھتا۔ جب ان میں سے کوئی کمزور جانور دیکھتا، اس کا سر پکڑتا اور اس کی گردن پر مارتا۔ پھر اسے کہتا اس رات کا جو تو نے چوری کر لیا ہے۔ جب اس نے (مومن نے) سختی کو دیکھا تو کہا میں اپنے ساتھی کے پاس جاتا ہوں۔ میں اس کی زمین میں کام کروں گا۔ وہ ہر روز اتنا ٹکڑا کھانا کھلائے گا اور جب کپڑے بوسیدہ ہو جائیں گے تو وہ مجھے دو کپڑے دے گا۔

وہ اپنے دوست کے ارادہ سے چلا۔ وہ اس کے دروازے پر پہنچا تو رات ہو چکی تھی۔ تو کیا دیکھتا ہے کہ بلند جگہ پر ایک محل ہے۔ اس کے اردگرد دروازے ہیں۔ اس نے ان سے کہا میرے لیے اس محل کے مالک سے اندر آنے کی اجازت مانگو۔ اگر تم ایسا کرو گے تو وہ خوش ہوگا۔ انہوں نے کہا جا اگر تو سچا ہے تو ایک کونے میں سو جا۔ جب تو صبح کرے گا تو اس سے مل لے گا۔ مومن چلا گیا اس نے نصف چادر اپنے نیچے اور نصف چادر اپنے اوپر کر لی۔ پھر سو گیا۔ جب صبح ہوئی اپنے ساتھی کے پاس آیا۔ اس سے ملا۔ اس کا ساتھی نکلا۔ جب وہ سواری پر سوار تھا جب اس نے اس مسکین کو دیکھا تو پہچان لیا۔ وہ امیر آدمی ٹھہر گیا اسے سلام و مصافحہ کیا۔ پھر اس مومن مسکین سے پوچھا کیا تو نے اپنے مال سے وہ کچھ نہ لیا جو میں نے لیا تھا تیرا مال کہاں ہے؟ اس مومن مسکین نے کہا میں تیری زمین میں کام کرنے کی غرض سے آیا ہوں۔ تو ہر روز اتنا ٹکڑا روٹی کا دے گا اور جب یہ دو کپڑے بوسیدہ ہو جائیں گے تو دو نئے کپڑے دے گا۔ اس امیر نے کہا تو مجھ سے اس وقت کوئی بھلائی نہیں پائے گا یہاں تک کہ تو مجھے یہ نہ بتائے گا کہ تو نے اپنے مال کے ساتھ کیا کیا؟ اس مومن نے کہا میں نے وہ مال وفادار ساتھی کو دیا ہے۔ پوچھا کون ہے؟ جواب دیا اللہ جو میرا رب ہے۔ وہ اس وقت اس سے مصافحہ کر رہا تھا۔ تو اس نے اس سے ہاتھ کھینچ لیا۔ پھر کہا اَىِٕنَّكَ لَمِنَ الْمُصَدِّقِيْنَ اسے وہاں چھوڑ دیا۔ جب مومن نے یہ دیکھا کہ وہ اس کی طرف مڑ کر دیکھتا بھی نہیں۔ تو واپس آ گیا اور اسے چھوڑ دیا۔ مومن دنیا کے مصائب میں زندگی بسر کرتا ہے اور کافر خوشحالی کی زندگی بسر کرتا ہے۔

جب قیامت کا دن ہوگا اور اللہ تعالیٰ مومن کو جنت میں داخل کرے گا۔ تو مومن گزرے گا کہ اچانک وہ زمین، کھجوروں اور پھلوں کے پاس ہوگا۔ وہ پوچھے گا یہ کس کے ہیں؟ تو اسے کہا جائے گا یہ تیرے ہیں۔ وہ کہے گا کیا میرے عمل کی فضیلت اس درجہ تک پہنچی ہے کہ مجھے اس قسم کا بدلہ ملے؟ پھر وہ گزرتا ہے تو وہ غلاموں کے پاس ہوتا ہے جن کی تعداد کا شمار تک نہیں ہوتا۔ وہ پوچھے گا یہ کس کے ہیں؟ تو اسے کہا جائے گا یہ تیرے ہیں۔ تو وہ کہے گا کیا میرے اعمال اس مقام تک پہنچے ہیں کہ مجھے اس قسم کا

بدلہ دیا جائے۔ پھر وہ چلے گا تو اچانک وہ سرخ یاقوت کے قبہ تک پہنچے گا جو اندر سے خالی ہوگا جس میں حورعین ہوں گی۔ وہ پوچھے گا یہ کس کا گھر ہے؟ تو اس کہا جائے گا یہ تیرا ہے۔ تو وہ کہے گا کیا میرے اعمال اس درجہ تک پہنچے کہ مجھے اس قسم کا بدلہ دیا گیا۔ پھر وہ اپنے کافر شریک کا ذکر کرے گا۔ وہ کہے گا جس کا ذکر قرآن حکیم میں یوں آیا ہے اِنِّیْ كَانَ لِیْ قَرِیْنٌ ﴿۵۱﴾ یَّقُوْلُ اَىِٕنَّكَ لَمِنَ الْمُصَدِّقِیْنَ۔ جنت بلند ہے اور جہنم ایک گہرا گڑھا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے شریک کو جہنم کے وسط میں جہنمیوں کے درمیان دکھائے گا۔ جب مومن اسے دیکھے گا تو اسے پہچان لے گا وہ کہے گا جس کا ذکر قرآن حکیم میں ہے تَاللّٰهِ اِنْ كِدْتَّ لَتُرْدِیْنِ ﴿۵۶﴾ وَ لَوْ لَا نِعْمَةُ رَبِّیْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُحْضَرِیْنَ ﴿۵۷﴾ اَفَمَا نَحْنُ بِمَیِّتِیْنَ ﴿۵۸﴾ اِلَّا مَوْتَتَنَا الْاُوْلٰى وَ مَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِیْنَ ﴿۵۹﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ﴿۶۰﴾ لِمِثْلِ هٰذَا فَلْیَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ یعنی جیسے اعمال میں نے کیے عمل کرنے والوں کو ایسے عمل کرنے چاہئیں مومن اپنے اوپر گزرے مصائب کا ذکر کرے گا تو موت سے بڑی مصیبت کا ذکر نہیں کرے گا۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت مجاہد سے لَمَدِیْنُوْنَ کا معنی یہ کیا ہے کہ ان کا محاسبہ کیا جائے گا۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ هَلْ اَنْتُمْ مُّطَّلِعُوْنَ کا معنی ہے کیا تم مجھے اس کی طرف بلند کرتے ہو تا کہ میں اسے جہنم میں دیکھ سکوں۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ سَوَآءِ الْجَحِیْمِ سے مراد جہنم کا درمیانی حصہ ہے۔(2)

امام طستی "مسائل" میں حضرت ابن عباس سے روایت نقل کرتے ہیں کہ نافع بن ازرق نے آپ سے سَوَآءِ الْجَحِیْمِ کے بارے میں پوچھا۔ فرمایا وسط الجحیم پوچھا کیا عرب اس معنی کو پہچانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے شاعر کا شعر نہیں سنا:

رَمَاهُمْ بِسَهْمٍ فَاسْتَوٰى فِیْ سَوَائِهَا وَكَانَ قُبُوْلًا لِلْهَوٰى وَالطَّوَارِقِ

"اس نے انہیں تیر مارا جو اس کے وسط میں جا لگا، وہ خواہشات اور خیالات کے قبول کرنے والی جگہ تھی"

ابن ابی شیبہ، ہناد اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ فَاطَّلَعَ فَرَاٰهُ فِیْ سَوَآءِ الْجَحِیْمِ کا معنی ہے اس نے جھانکا، پھر اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوا اور کہا میں نے قوم کے سرداروں کو اس میں ابلتے ہوئے دیکھا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا کہ حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ نے کہا جنت میں ایک روشن دان ہے۔ جب کوئی جنتی ارادہ کرتا ہے کہ وہ اپنے دشمن کو جہنم میں دیکھے تو اس روشن دان سے اس کی طرف جھانکتا ہے۔ تو اس کے بعد اللہ تعالیٰ کا زیادہ شکر کرتا ہے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے هَلْ اَنْتُمْ مُّطَّلِعُوْنَ کے معنی کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے: اس نے اپنے رب سے سوال کیا کہ وہ اس ساتھی کی طرف اسے بلند کرے۔ سَوَآءِ الْجَحِیْمِ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 71، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 72

یعنی اس کے درمیان ہیں۔ اس نے لوگوں کے سرداروں کو دیکھا کہ جہنم میں آگ میں جوش مار رہے ہیں۔ فلاں نے کہا اگر اللہ تعالیٰ اسے اس دوست کی پہچان نہ کراتا تو وہ اسے نہ پہچانتا کیونکہ اس کی شکل وصورت ہی بدل گئی تھی۔ اسی واقعہ پر وہ کہے گا جس کا ذکر اللہ تعالیٰ کرتا ہے تَاللّٰهِ اِنْ كِدْتَّ لَتُرْدِيْنِ یعنی اگر میں تیری اطاعت کرتا تو میں ہلاک ہو جاتا اور کہے گا۔ اگر اللہ تعالیٰ کی رحمت میرے شامل حال نہ ہوتی تو میں جہنمیوں میں سے ہوتا۔ اَفَمَا نَحْنُ بِمَيِّتِيْنَ ﴿۵۸﴾ اِلَّا مَوْتَتَنَا الْاُوْلٰى وَ مَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ﴿۵۹﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ کہا یہ جنتیوں کا قول ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے آیت کی تفسیر میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہیں علم تھا کہ موت کے بعد ہر نعمت اس سے الگ کر دی جائے گی۔ اسی لیے مومن کہے گا اَفَمَا نَحْنُ بِمَيِّتِيْنَ ﴿۵۸﴾ اِلَّا مَوْتَتَنَا الْاُوْلٰى وَ مَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ کہا گیا نہیں۔ انہوں نے کہا اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ جنتیوں سے فرمائے گا كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـئًۢا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۴۳﴾ (المرسلات) اللہ تعالیٰ کا فرمان هَنِيْٓـئًۢا اس کا معنی ہے تمہیں اس میں موت نہیں آئے گی۔ تو اس موقع پر وہ کہیں گے اَفَمَا نَحْنُ بِمَيِّتِيْنَ ﴿۵۸﴾ اِلَّا مَوْتَتَنَا الْاُوْلٰى وَ مَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ﴿۵۹﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۶۰﴾ لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ۔

امام ابن مردویہ نے حضرت براء بن عازب سے روایت نقل کی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا جبکہ آپ کا ہاتھ میرے ہاتھ میں تھا۔ آپ نے ایک جنازہ دیکھا۔ آپ جلدی سے چلے یہاں تک کہ قبر کے پاس آئے۔ پھر اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے۔ آپ رونے لگے یہاں تک کہ آنسوؤں سے مٹی تر ہوگئی۔ پھر کہا لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ۔

اَذٰلِكَ خَيْرٌ نُّزُلًا اَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّوْمِ ﴿۶۲﴾ اِنَّا جَعَلْنٰهَا فِتْنَةً لِّلظّٰلِمِيْنَ ﴿۶۳﴾ اِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِيْٓ اَصْلِ الْجَحِيْمِ ﴿۶۴﴾ طَلْعُهَا كَاَنَّهٗ رُءُوْسُ الشَّيٰطِيْنِ ﴿۶۵﴾ فَاِنَّهُمْ لَاٰكِلُوْنَ مِنْهَا فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ﴿۶۶﴾ ثُمَّ اِنَّ لَهُمْ عَلَيْهَا لَشَوْبًا مِّنْ حَمِيْمٍ ﴿۶۷﴾ ثُمَّ اِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَاِلَى الْجَحِيْمِ ﴿۶۸﴾

''بھلا یہ دعوت بہتر ہے یا زقوم کا درخت۔ ہم نے بنادیا ہے اسے آزمائش ظالموں کے لیے۔ یہ ایک درخت ہے جو اگتا ہے جہنم کی تہ میں۔ اس کی شگوفے گویا شیطانوں کے سر ہیں۔ پس انہیں ضرور کھانا ہوگا اس سے اور بھریں گے اس سے اپنے پیٹ۔ پھر انہیں زقوم کھانے کے بعد کھولتا ہوا پانی ملا کر دیا جائیگا۔ پھر انہیں لوٹا دیا جائے گا جحیم کی طرف۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے زقوم کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 75-72، دار احیاء التراث العربی بیروت

درخت کا ذکر کیا تو ظالموں نے اس سے بڑا فتنہ کھڑا کر دیا۔ ابو جہل نے کہا تمہارا صاحب یہ گمان رکھتا ہے کہ یہ جہنم میں ایک درخت ہے جبکہ آگ درخت کو کھا جاتی ہے۔ اللہ کی قسم! ہم تو زقوم کے بارے میں یہ جانتے ہیں کہ وہ کھجور اور مکھن ہوتا ہے۔ پس تم زقوم سے لطف اندوز ہو۔ جب انہوں نے اس بات پر تعجب کا اظہار کیا کہ جہنم میں بھی ایک درخت ہوتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا: اِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِیْۤ اَصْلِ الْجَحِیْمِ یعنی اسے آگ کی غذا دی جائے گی اور آگ سے ہی اسے پیدا کیا جائے گا۔ طَلْعُهَا كَاَنَّهٗ رُءُوْسُ الشَّیٰطِیْنِ اللہ تعالیٰ نے اس درخت کو شیاطین کے سروں سے تشبیہ دی ہے۔ (1)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ابو جہل نے یہ کہا تھا کہ الزَّقُّوْمِ کھجور اور مکھن ہے میں زقوم کھاتا ہوں۔ (2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ طَلْعُهَا كَاَنَّهٗ رُءُوْسُ الشَّیٰطِیْنِ رؤس یعنی شیاطین کے بال ہیں جو آسمان تک بلند ہیں۔

امام عبد اللہ بن احمد بن حنبل نے "زوائد الزہد" میں اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابو عمران جونی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ انسان زقوم کے درخت سے نہیں نوچے گا مگر وہ درخت اس سے اسی کی مثل نوچے گا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ابو جہل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرا جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے۔ اس نے کہا اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) کسے ڈراتے ہو؟ فرمایا تجھے۔ کہا کس سے مجھے ڈراتے ہو؟ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ ﴿۴۳﴾ طَعَامُ الْاَثِیْمِ ﴿۴۴﴾ كَالْمُهْلِ یَغْلِیْ فِی الْبُطُوْنِ ﴿۴۵﴾ كَغَلْیِ الْحَمِیْمِ ﴿۴۶﴾ خُذُوْهُ فَاعْتِلُوْهُ اِلٰی سَوَآءِ الْجَحِیْمِ ﴿۴۷﴾ ثُمَّ صُبُّوْا فَوْقَ رَاْسِهٖ مِنْ عَذَابِ الْحَمِیْمِ ﴿۴۸﴾ ذُقْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْكَرِیْمُ ﴿۴۹﴾ (الدخان) جب ابو جہل تک وہ آیات پہنچیں جو اس کے بارے میں نازل ہوئی تھیں تو اس نے ساتھیوں کو جمع کیا اور ان کے لیے مکھن اور کھجور منگوائیں اور اس سے لطف اندوز ہوا۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! محمد تمہیں اس چیز سے ڈراتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا اِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِیْۤ اَصْلِ الْجَحِیْمِ ﴿۶۴﴾ طَلْعُهَا كَاَنَّهٗ رُءُوْسُ الشَّیٰطِیْنِ ﴿۶۵﴾ فَاِنَّهُمْ لَاٰكِلُوْنَ مِنْهَا فَمَالِــٴُـوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ﴿۶۶﴾ ثُمَّ اِنَّ لَهُمْ عَلَیْهَا لَشَوْبًا مِّنْ حَمِیْمٍ۔ شوب کے بارے میں کہا اس دودھ کے ساتھ ملایا جاتا ہے تو گویا اس کو اس کے ساتھ ملاتا ہے جو وہ کھاتے ہیں اس میں جہنم کی آمیزش ہوگی۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اگر جہنم کے زقوم کا ایک قطرہ زمین پر نازل کیا جائے تو لوگوں پر ان کی زندگی اجیرن ہو جائے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لَشَوْبًا کا معنی ہے ملاوٹ۔ (3)

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے آپ سے عرض کی مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان ثُمَّ اِنَّ لَهُمْ عَلَیْهَا لَشَوْبًا مِّنْ حَمِیْمٍ کے بارے میں بتایئے فرمایا کھولتا ہوا پانی اور پیپ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 76، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 77

ملادی جائے گی۔ عرض کی کیا عرب اس معنی کو پہچانتے ہیں؟ فرمایا کیا تو نے شاعر کا شعر نہیں سنا:

تِلْکَ الْمَکَارِمُ لَا قعبان مِنْ لَبَنٍ شِیْبًا بِمَاءٍ فَعَادَا بَعْدُ اَبْوَالًا

''وہ مکارم دودھ سے نہیں اٹھے، اس میں تو پانی کی آمیزش ہے جو بعد میں پیشاب بن جائیگی''۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے لَشَوْبًا مِّنْ حَمِیْمٍ کا یہ معنی نقل کیا ہے: ان کے کھانے میں آمیزش ہوتی ہے اور اس میں حمیم ملایا جاتا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ قیامت کے روز سورج نصف النہار تک نہیں پہنچے گا۔ جنتی اور جہنمی آجائیں گے۔ پھر اس آیت کی تلاوت کی ثُمَّ اِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَاۡاِلَى الْجَحِيْمِ۔(1)

امام ابو عبیدہ اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت میں ہے ثُمَّ اِنَّ مَقِیْلَهُمْ لَاِلَی الْجَحِیْمِ۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ شوبا کا معنی آمیزش ہے۔ ثُمَّ اِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَاۡاِلَى الْجَحِيْمِ وہ آگ اور کھولتے ہوئے پانی کے درمیان تھکاوٹ اور عذاب میں ہوں گے اور یہ آیت تلاوت کی: يَطُوْفُوْنَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ حَمِيْمٍ اٰنٍ ﴿۴۴﴾ (الرحمٰن)(2)

اِنَّهُمْ اَلْفَوْا اٰبَآءَهُمْ ضَآلِّيْنَ ﴿۶۹﴾ فَهُمْ عَلٰۤى اٰثٰرِهِمْ يُهْرَعُوْنَ ﴿۷۰﴾ وَلَقَدْ ضَلَّ قَبْلَهُمْ اَكْثَرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۷۱﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا فِيْهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ﴿۷۲﴾ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿۷۳﴾ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۷۴﴾

''انہوں نے پایا تھا اپنے باپ دادا کو گمراہ۔ پس وہ (بے سوچے سمجھے) ان کے پیچھے بھاگے جارہے ہیں۔ اور بہک گئے تھے ان سے قبل بہت سے پہلے لوگ۔ اور ہم نے بھیجے تھے ان میں ڈرانے والے۔ پس (اے مخاطب!) دیکھ کیسا انجام ہوا جنہیں ڈرایا گیا تھا (مگر وہ نہ سنبھلے تھے) سوائے ان کے جو اللہ کے مخلص بندے تھے''۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اِنَّهُمْ اَلْفَوْا اٰبَآءَهُمْ کا معنی ہے انہوں نے اپنے آباء کو پایا۔(3)

عبد بن حمید اور ابن جریر نے قتادہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ انہوں نے اپنے آباء کو پایا۔ يُهْرَعُوْنَ یعنی تیز جانے والے۔(4)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ضَآلِّيْنَ سے مراد جاہل ہیں۔ فَهُمْ عَلٰۤى اٰثٰرِهِمْ يُهْرَعُوْنَ۔ ہرولہ کی ہیئت یعنی ان کے پیچھے وہ بہت تیز ہوں گے۔(5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 78، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً
3۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 79
4۔ ایضاً
5۔ ایضاً

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِينَ کہ اللہ تعالیٰ نے قوم نوح، قوم لوط، قوم صالح اور دوسری قوموں کو اللہ تعالیٰ نے کیسے عذاب دیا۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی سے اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ کا یہ معنی نقل کیا ہے: جنہیں اللہ تعالیٰ نے چن لیا۔ (1)

وَ لَقَدْ نَادٰىنَا نُوْحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِيْبُوْنَ ﴿۷۵﴾ وَ نَجَّيْنٰهُ وَ اَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ﴿۷۶﴾ وَ جَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهٗ هُمُ الْبٰقِيْنَ ﴿۷۷﴾ وَ تَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿۷۸﴾ سَلٰمٌ عَلٰى نُوْحٍ فِي الْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۹﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۸۰﴾ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۱﴾ ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ ﴿۸۲﴾ وَ اِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِيْمَ ﴿۸۳﴾ اِذْ جَآءَ رَبَّهٗ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ﴿۸۴﴾ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَ قَوْمِهٖ مَاذَا تَعْبُدُوْنَ ﴿۸۵﴾ اَئِفْكًا اٰلِهَةً دُوْنَ اللّٰهِ تُرِيْدُوْنَ ﴿۸۶﴾ فَمَا ظَنُّكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۷﴾ فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُوْمِ ﴿۸۸﴾ فَقَالَ اِنِّيْ سَقِيْمٌ ﴿۸۹﴾ فَتَوَلَّوْا عَنْهُ مُدْبِرِيْنَ ﴿۹۰﴾ فَرَاغَ اِلٰۤى اٰلِهَتِهِمْ فَقَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۹۱﴾ مَا لَكُمْ لَا تَنْطِقُوْنَ ﴿۹۲﴾ فَرَاغَ عَلَيْهِمْ ضَرْبًۢا بِالْيَمِيْنِ ﴿۹۳﴾ فَاَقْبَلُوْۤا اِلَيْهِ يَزِفُّوْنَ ﴿۹۴﴾ قَالَ اَتَعْبُدُوْنَ مَا تَنْحِتُوْنَ ﴿۹۵﴾ وَ اللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَ مَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۶﴾ قَالُوا ابْنُوْا لَهٗ بُنْيَانًا فَاَلْقُوْهُ فِي الْجَحِيْمِ ﴿۹۷﴾ فَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَسْفَلِيْنَ ﴿۹۸﴾ وَ قَالَ اِنِّيْ ذَاهِبٌ اِلٰى رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ ﴿۹۹﴾ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۰۰﴾ فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ ﴿۱۰۱﴾

''اور (فریاد کرتے ہوئے) پکارا ہمیں نوح نے پس ہم بہترین فریاد رس ہیں۔ اور ہم نے نجات دے دی انہیں اور ان کے گھرانے کو ایسی مصیبت سے جو بڑی زبردست تھی۔ اور ہم نے بنا دیا فقط ان کی نسل کو باقی رہنے والا۔ اور ہم نے چھوڑا ان کے ذکر خیر کو پیچھے آنے والوں میں۔ نوح پر سلام ہو تمام جہانوں میں۔ ہم اسی طرح بدلہ دیتے ہیں محسنین کو۔ بیشک وہ ہمارے ایماندار بندوں میں سے تھے۔ پھر ہم نے غرق کر دیا دوسرے لوگوں کو۔ اور

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 80، دار احیاء التراث العربی بیروت

ان کی جماعت میں سے ابراہیم (علیہ السلام) بھی تھے۔ جب وہ حاضر ہوئے اپنے رب کے دربار میں قلب سلیم کے ساتھ۔ جب انہوں نے کہا اپنے باپ اور اپنی قوم کو کہ تم کس کی پوجا کرتے ہو۔ کیا جھوٹے گھڑے ہوئے خدا، اللہ تعالیٰ کے علاوہ چاہتے ہو۔ پس تمہارا کیا خیال ہے سارے جہانوں کے پروردگار کے بارے میں۔ سو آپ نے ایک بار دیکھا ستاروں کی طرف۔ پھر کہا میری طبیعت ناساز ہے۔ چنانچہ وہ لوگ انہیں پیچھے چھوڑ کر (میلہ دیکھنے) چلے گئے۔ پس آپ چپکے سے ان کے دیوتاؤں کی طرف گئے اور کہا کیا تم (یہ مٹھائیاں) نہیں کھاؤ گے؟ تمہیں کیا ہوگیا کہ تم بولتے بھی نہیں؟ پھر پوری قوت سے ضرب لگائی ان پر داہنے ہاتھ سے۔ (رنگ رلیاں منانے کے بعد) آئے آپ کی طرف دوڑتے ہوئے۔ آپ نے فرمایا کیا تم پوجتے ہو انہیں جنہیں تم خود تراشتے ہو؟ حالانکہ اللہ نے تمہیں بھی پیدا کیا اور جو کچھ تم کرتے ہو۔ انہوں نے (فیصلہ کن انداز میں) کہا بناؤ اس کے لیے وسیع آتش کدہ پھر پھینک دو اسے اس بھڑکتی آگ میں۔ انہوں نے تو چاہا کہ آپ کے ساتھ مکر کریں لیکن ہم نے انہیں ذلیل کردیا۔ اور آپ نے کہا میں جارہا ہوں اپنے رب کی طرف، وہ میری رہنمائی فرمائے گا۔ (دعا مانگی) میرے رب! عطا فرمادے مجھے ایک نیک بچہ۔ پس ہم نے مژدہ سنایا انہیں ایک حلیم فرزند کا۔"

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَ لَقَدْ نَادٰىنَا نُوْحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِيْبُوْنَ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے جواب دیا۔ (1)

امام ابن مردویہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جب میرے گھر میں نماز پڑھی تو اس آیت کو پڑھا وَ لَقَدْ نَادٰىنَا نُوْحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِيْبُوْنَ تو فرمایا اے ہمارے رب! نوح نے سچ فرمایا جس کو بلایا جاتا ہے تو ان سے زیادہ قریب ہے جو عطا کرتے ہیں ان سب سے تو قریب ہے۔ بلانے والا کتنا اچھا ہے، عطا کرنے والا کتنا اچھا ہے، جس سے سوال کیا جارہا ہے وہ کتنا اچھا ہے آقا کتنا اچھا ہے، کہ تو ہمارا آقا ہے تو ہمارا رب ہے اور تو بہترین مددگار ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے وَ نَجَّيْنٰهُ وَ اَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ طوفان میں غرق ہونے سے نجات دی۔ (2)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے ذُرِّيَّتَهٗ کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اب تمام لوگ حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ وَ تَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بعد میں ان کی اچھی تعریف باقی رکھی ہے۔ (3)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اب صرف حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد باقی ہے وَ تَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ کا مطلب ہے ان کو اچھے الفاظ میں ذکر کیا جاتا ہے۔ (4)

امام ترمذی جبکہ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت سمرہ بن

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 80، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 81 4۔ ایضاً

جندب رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سام عربوں کا باپ ہے، حام حبشیوں کا باپ ہے اور یافث رومیوں کا باپ ہے۔(1)

امام بزار، ابن ابی حاتم اور خطیب رحمہم اللہ نے ''تالی التلخیص'' میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حضرت نوح علیہ السلام کے تین بیٹے تھے: سام، حام اور یافث، سام کی اولاد میں عرب، فارسی اور رومی ہیں جبکہ بھلائی انہیں میں ہیں۔ یافث کی اولاد میں یاجوج ماجوج، ترک اور صقالبہ ہیں۔ ان میں کوئی بھلائی نہیں۔ حام کی اولاد میں قبطی، بربر اور سوڈانی ہیں۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام کے تین بیٹے تھے۔ سام یہ عربوں کے جداعلیٰ ہیں۔ حام یہ حبشیوں کے جداعلیٰ ہیں اور یافث رومیوں کے جداعلیٰ ہیں۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے غسل کیا تو اپنے بیٹے کو دیکھا کہ وہ انہیں دیکھ رہا ہے فرمایا تو مجھے دیکھ رہا تھا جبکہ میں غسل کر رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ تیرے رنگ کو جلادے تو اس کا رنگ سیاہ ہو گیا وہ حبشیوں کا جداعلیٰ ہے۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ تمام انبیاء کے لیے بعد میں تعریف وثناء چھوڑی۔(3)

عبد بن حمید نے عکرمہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ ان پر سلام پڑھا جاتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے سَلٰمٌ عَلٰى نُوْحٍ فِي الْعٰلَمِيْنَ۔

امام عبداللہ بن احمد رحمہ اللہ نے ''زوائد زہد'' میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ہم نے بعد میں آپ کے لیے اچھی تعریف چھوڑی۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَاِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ ان کی اولاد میں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد میں حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ حضرت ابراہیم بھی حضرت نوح علیہ السلام کے واضح راستہ اور طریقہ پر ہیں۔ اِذْ جَآءَ رَبَّهٗ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ اس میں تو کوئی شک نہیں کہ آپ قلب سلیم والے ہیں۔(4)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام کے دین پر ہیں۔ اللہ نے انہیں شرک سے محفوظ دل عطا فرمایا۔ ارشاد فرمایا فَمَا ظَنُّكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ جب تم اس سے ملاقات کرو گے جبکہ تم نے کسی اور کی عبادت کی ہوگی۔(5)

1۔ سنن ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، کتاب التفسیر، جلد 12، صفحہ 77 (3230)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 596 (4008)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 81، دار احیاء التراث العربی بیروت　4۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 83-82　5۔ ایضاً

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُوْمِ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ ایک طلوع ہونے والا ستارہ دیکھا۔ فرمایا اِنِّیْ سَقِیْمٌ (1) گویا میرے ہاتھ ستاروں میں ہیں کہا یہ عرب کی کلام میں سے ہے جو اللہ عزدینہ فرماتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُوْمِ کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے: یہ عربوں کے کلام میں سے ہے۔ جب ایک آدمی غور وفکر کرتا ہے اور ستاروں میں نظر وفکر کرتا ہے تو اس وقت یہ جملہ بولتا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آپ نے آسمان میں دیکھا، فرمایا میں مطعون (طاعون زدہ) ہوں۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سَقِیْمٌ کا معنی مریض نقل کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے سَقِیْمٌ کا معنی مطعون نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے سَقِیْمٌ کا معنی مطعون نقل کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سفیان رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ سَقِیْمٌ کا معنی طعین (طاعون زدہ) طاعون کے مریض سے دور بھاگتے تھے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف ان کے بادشاہ نے پیغام بھیجا کہ کل ہماری عید ہے، تم بھی ساتھ چلنا۔ آپ نے ایک ستارے کی طرف دیکھا، فرمایا یہ ستارہ کبھی طلوع نہیں ہوتا مگر اسی وقت جب میں مریض ہوتا ہوں تو وہ واپس چلے گئے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے فَتَوَلَّوْا عَنْهُ مُدْبِرِيْنَ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ واپس چلے گئے۔ فَرَاغَ یعنی متوجہ ہوئے۔ فَقَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ان سے بولنے کا مطالبہ کرتے ہیں۔ فَرَاغَ عَلَيْهِمْ ضَرْبًۢا بِالْيَمِيْنِ آپ ان بتوں کی طرف متوجہ ہوئے تو انہیں توڑ دیا۔ يَزِفُّوْنَ یعنی دوڑتے ہوئے۔ قَالَ اَتَعْبُدُوْنَ مَا تَنْحِتُوْنَ کہا تم بتوں کی عبادت کرتے وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اور جو تم کام کرتے ہو انہیں پیدا فرماتا ہے۔ فَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَسْفَلِيْنَ اللہ تعالیٰ نے انہیں مہلت نہ دی یہاں تک کہ انہیں ہلاک کر دیا۔ وَقَالَ اِنِّيْ ذَاهِبٌ اِلٰى رَبِّيْ یعنی اپنے عمل، دل اور نیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف جانے والا ہوں۔(3)

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم اپنی عید کی طرف نکلی۔ انہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی ساتھ لے جانے کا ارادہ کیا۔ آپ پہلو کے بل لیٹ گئے۔ فرمایا اِنِّیْ سَقِیْمٌ میں تمہارے ساتھ نہیں جا سکتا۔ آپ آسمان کی طرف دیکھنے لگے۔ جب وہ چلے گئے تو آپ ان کے معبودوں کی طرف آئے اور انہیں توڑ دیا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 84، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 90-85

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یَزِفُّوْنَ کا معنیٰ ہے دوڑتے ہوئے آئے۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یَزِفُّوْنَ کا معنی کھسکتے ہوئے آئے۔ زفیف کا معنی کھسکنا ہے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت ضحاک سے یَزِفُّوْنَ کا معنی یہ نقل کیا ہے کہ دوڑتے ہوئے آئے۔

امام بخاری نے ''خلق افعال العباد'' میں، امام حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ نے ''الاسماء والصفات'' میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ہر بنانے والے اور اس کی صنعت کو بنانے والا ہے۔ اس موقع پر یہ آیت تلاوت کی: وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے قَالُوا ابْنُوْا لَهٗ بُنْيَانًا فَاَلْقُوْهُ فِي الْجَحِيْمِ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ انہوں نے ایک کمرہ بنایا۔ اس کے لیے لکڑیاں اکٹھی کیں یہاں تک کہ اگر کوئی عورت بیمار ہوتی تو وہ کہتی اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے صحت دی تو میں حضرت ابراہیم کے لیے لکڑیاں جمع کروں گی۔ جب انہوں نے آپ کے لیے لکڑیاں جمع کرلیں، آگ اتنی زیادہ تھی اگر کوئی پرندہ اس کے اوپر سے اڑتا ہوا گزرتا تو اس کے شعلوں کی شدت سے وہ جھلس جاتا۔ انہوں نے حضرت ابراہیم کو اس میں ڈالنے کا ارادہ کیا۔ آپ کو اس عمارت کے سرے تک بلند کیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا۔ آسمان، پہاڑوں اور فرشتوں نے عرض کی اے اللہ! ابراہیم تیری محبت میں جلایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں جانتا ہوں۔ اگر وہ تمہیں پکارے تو اس کی مدد کرنا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب آسمان کی طرف سر اٹھایا تو یوں دعا کی اے اللہ! تو آسمان میں یکتا ہے اور میں زمین میں اکیلا ہوں۔ میرا کوئی بیٹا نہیں جو میرے سوا تیری عبادت کرے۔ میرے لیے اللہ کافی ہے۔ وہ کتنا بہترین کارساز ہے۔ تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے ندا فرمائی يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ (الانبیاء)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ ذَاهِبٌ کا معنیٰ ہے میں ہجرت کرنے والا ہوں۔

ابن ابی حاتم نے سدی سے یہ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ کا یہ معنیٰ نقل کیا ہے کہ میرے رب مجھے صالح بچہ عطا فرما۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ کا معنی ہے کہ ہم نے حضرت ابراہیم کو حضرت اسحاق کی ولادت کی خوشخبری سنائی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ آپ کو حضرت اسحاق کی بشارت دی۔ اللہ تعالیٰ نے حلم کے ساتھ کسی اور کی تعریف نہیں کی مگر حضرت ابراہیم اور حضرت اسحاق علیہما السلام کی۔(4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 89، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 88
3۔ مستدرک حاکم، کتاب الایمان، جلد 1، صفحہ 85 (86-85)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 91

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے امام شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہاں غلام حلیم سے مراد حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو بعد میں حضرت اسحاق کے نبی ہونے کی بشارت دی۔

امام عبدالرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت زہری رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت قاسم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ سے مراد حضرت اسحاق علیہ السلام ہیں جبکہ آپ منیٰ میں تھے۔ کعب نے کہا بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ سے مراد حضرت اسحاق علیہ السلام ہیں جبکہ آپ بیت المقدس میں تھے۔

سعید بن منصور اور ابن منذر نے محمد بن کعب سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ سے مراد حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں۔

امام ابن جریر نے حضرت عکرمہ سے روایت نقل کی ہے کہ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ سے مراد حضرت اسحاق علیہ السلام ہیں۔ (1)

ابن ابی شیبہ اور ابن منذر نے عبید بن عمر سے یہ روایت نقل کی ہے کہ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ سے مراد حضرت اسحاق علیہ السلام ہیں۔

فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْۤ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْۤ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى ۭ قَالَ يٰۤاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ۡ سَتَجِدُنِيْۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۰۲﴾ فَلَمَّاۤ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ ﴿۱۰۳﴾ وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰۤاِبْرٰهِيْمُ ﴿۱۰۴﴾ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا ۚ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۰۵﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ ﴿۱۰۶﴾ وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۰۷﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿۱۰۸﴾ سَلٰمٌ عَلٰۤى اِبْرٰهِيْمَ ﴿۱۰۹﴾ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۱۰﴾ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۱﴾

"اور جب وہ اتنا بڑا ہوگیا کہ آپ کے ساتھ دوڑ دھوپ کر سکے۔ آپ نے فرمایا اے میرے پیارے فرزند! میں نے دیکھا ہے خواب میں کہ میں تمہیں ذبح کر رہا ہوں۔ اب بتا تیری کیا رائے ہے؟ عرض کیا میرے پدر بزرگوار! کرڈالیے جو آپ کو حکم دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے چاہا تو آپ مجھے صبر کرنے والوں سے پائیں گے۔ پس جب دونوں نے سر اطاعت خم کردیا اور باپ نے بیٹے کو پیشانی کے بل لٹادیا۔ اور ہم نے آواز دی اے ابراہیم! (بس ہاتھ روک لو) بیشک تو نے سچ کر دکھایا خواب کو۔ ہم اسی طرح بدلہ دیتے ہیں محسنوں کو۔ بیشک یہ بڑی کھلی آزمائش تھی۔ اور ہم نے بچالیا اسے فدیہ میں ایک عظیم ذبیحہ دے کر۔ اور ہم نے چھوڑا ان کا ذکر خیر آنے والوں میں۔ سلام ہو ابراہیم پر۔ اسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں نیکوکاروں کو بیشک وہ ہمارے مومن بندوں میں سے تھا۔"

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 91، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے یہ قول نقل کیا ہے کہ السَّعْیَ سے مراد عمل ہے۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْیَ کا یہ معنی نقل کیا ہے: جب حضرت اسماعیل نے اپنے باپ کی معیت میں کام کرلیا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ کے ساتھ چلے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب وہ چلے تو انہوں نے اپنے دل میں غم چھپایا۔ عبداللہ کی قرأت میں ہے قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْٓ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْٓ اَذْبَحُكَ۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ جب وہ جوان ہوا یہاں تک کہ کام کرنے کے قابل ہوگیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کام میں شروع ہوگئے۔ جب دونوں نے اس بات کو تسلیم کرلیا جس کا دونوں کو حکم دیا گیا تھا تو حضرت اسماعیل نے عرض کی میرا چہرہ زمین کی طرف کردو۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایسا ہی کیا۔ جب آپ نے حضرت اسماعیل کو ذبح کرنے کے لیے اپنا ہاتھ داخل کیا تو یہ ندا کی گئی اے ابراہیم! تو نے خواب سچا کر دکھایا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ہاتھ روک لیا اور اپنا سر اوپر اٹھایا آپ نے دیکھا کہ ایک مینڈھا نیچے آپ کی طرف آرہا ہے یہاں تک کہ آپ کے سامنے آگرا۔ تو آپ نے اسے ذبح کردیا۔(3)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسحاق کو ذبح کرنے کا ارادہ کیا تو اپنے باپ سے کہا جب آپ مجھے ذبح کریں تو دور ہٹ جانا ایسا نہ ہو کہ میں پھڑکوں اور خون آپ پر پڑے۔ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسحاق کو باندھ لیا۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چھری پکڑی اور ذبح کا ارادہ کیا تو آپ کے پیچھے ندا کی گئی يٰٓاِبْرٰهِيْمُ ﴿١٠٤﴾ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا۔(4)

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت جبرئیل حضرت ابراہیم کو جمرہ عقبہ پر لے گئے۔ شیطان آپ کے سامنے آگیا تو آپ نے اسے سات کنکریاں ماریں۔ تو وہ زمین میں دھنس گیا۔ پھر وہ جمرہ قصویٰ کے پاس آپ کے پاس آیا۔ شیطان پھر سامنے آگیا تو آپ نے اسے سات کنکریاں ماریں تو وہ زمین میں دھنس گیا۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسحاق علیہ السلام کو ذبح کرنے کا ارادہ کیا تو حضرت اسحاق نے اپنے باپ سے کہا اے میرے اباجان! مجھے باندھ دیں تاکہ میں حرکت نہ کروں، کہیں میرا خون اس وقت آپ پر نہ پڑے جب آپ مجھے ذبح کریں۔ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے انہیں باندھ لیا۔ جب چھری پکڑی، ذبح کا ارادہ کیا تو آپ کو پیچھے سے ندا کی گئی اَنْ يّٰٓاِبْرٰهِيْمُ ﴿١٠٤﴾ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا۔(5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 91، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 92 3۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 95-94-92
4۔ مجمع الزوائد، جلد 3، صفحہ 74-573 (5584)، دار الفکر بیروت 5۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 369 (حاشیہ)، دار صادر بیروت

امام ابن منذر اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ وَاِنَّ مِنۡ شِيۡعَتِهٖ لَاِبۡرٰهِيۡمَ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے اور آپ کے راستہ اور طریقہ پر تھے۔ بَلَغَ مَعَهُ السَّعۡىَ جب وہ بالغ ہوئے یہاں تک کہ کام کے قابل ہوئے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کام میں مصروف ہوئے۔ فَلَمَّاۤ اَسۡلَمَا یعنی انہیں جو حکم دیا گیا تھا اس کو تسلیم کر لیا وَتَلَّهٗ تو اس کا چہرہ زمین پر رکھا، عرض کی آپ مجھے ذبح نہ کر سکیں گے جبکہ آپ مجھے دیکھ رہے ہوں گے۔ ممکن ہے آپ کو مجھ پر رحم آ جائے اور آپ مجھے ذبح نہ کر سکیں۔ اگر میں گھبراؤں گا تو پیچھے ہو جاؤں گا اور آپ سے بچنے کی کوشش کروں گا لیکن میرے ہاتھ میری گردن کے ساتھ باندھ دیں پھر میرا چہرہ زمین کی طرف کر دیں جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے انہیں ذبح کرنے کے لیے ہاتھ داخل کیا۔ ابھی چھری نہیں پہنچی تھی کہ آپ کو ندا کی گئی يٰۤاِبۡرٰهِيۡمُ قَدۡ صَدَّقۡتَ الرُّءۡيَا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ہاتھ روک لیا۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان وَفَدَيۡنٰهُ بِذِبۡحٍ عَظِيۡمٍ سے یہی مقصود ہے بِذِبۡحٍ عَظِيۡمٍ سے مراد بڑا مینڈھا ہے جس کی قربانی قبول ہوگی۔ حضرت ابن عباس نے یہ گمان کیا کہ ذبح ہونے والے حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انبیاء کے خواب وحی ہوتے ہیں۔

عبدالرزاق، عبد بن حمید، امام بخاری، ابن جریر، ابن منذر، طبرانی اور بیہقی نے ''الاسماء والصفات'' میں حضرت عبید بن عمیر سے روایت نقل کی ہے کہ انبیاء کے خواب وحی ہوتے ہیں۔ پھر اس آیت اِنِّىۡۤ اَرٰى فِى الۡمَنَامِ اَنِّىۡۤ اَذۡبَحُكَ کی تلاوت کی۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے خواب حق ہوتے ہیں۔ جب وہ خواب میں کسی چیز کو دیکھتے ہیں تو اسے بجالاتے ہیں۔

امام احمد، ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے ''شعب الایمان'' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو قربانی کا حکم ہوا تو سعی کی جگہ شیطان آپ کے سامنے آ گیا۔ اس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے مقابلہ کیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اس پر غالب رہے۔ پھر حضرت جبرئیل آپ کو لے کر جمرہ عقبہ کے پاس گئے تو شیطان پھر آپ کے سامنے آ گیا۔ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسے سات کنکریاں ماریں یہاں تک کہ وہ چلا گیا۔ پھر درمیانی جمرہ کے پاس آ کر سامنے آ گیا تو شیطان کو سات کنکریاں ماریں۔ ثم تَلَّهٗ لِلۡجَبِيۡنِ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے جسم پر سفید قمیص تھی۔ حضرت اسماعیل نے عرض کی اے ابا جان! میرا اور کوئی کپڑا نہیں جس میں آپ مجھے کفن دیں اس قمیص کو اتار دیں تاکہ اس میں تو مجھے کفن دیں تو آپ ان کی قمیص کو اتارنے لگے۔ تو پیچھے سے آپ کو ندا کی گئی يٰۤاِبۡرٰهِيۡمُ قَدۡ صَدَّقۡتَ الرُّءۡيَا۔ حضرت ابراہیم مڑے تو وہاں ایک سفید رنگ کا بڑی آنکھوں والا اور سینگوں والا مینڈھا موجود تھا تو آپ نے اسے ذبح کر دیا۔(3)

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 3612 (468)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 93، دار احیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 95

امام ابن جریر اور حاکم نے حضرت عطاء بن ابی رباح کے واسطہ سے یہ روایت نقل کی ہے: جس کی قربانی دی گئی وہ حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں۔ یہودیوں نے گمان کیا کہ وہ حضرت اسحاق علیہ السلام ہیں۔ یہودیوں نے جھوٹ بولا ہے۔(1)

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت شعبی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ ذبیح حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں۔(2)

امام سعید بن منصور، ابن منذر اور ابن ابی حاتم، مجاہد اور یوسف بن ماہک رحمہم اللہ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ ذبیح حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت یوسف بن مہران اور ابوطفیل رحمہما اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ذبیح حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن مسیّب اور سعید بن جبیر رحمہما اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ دونوں نے کہا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جس کے ذبح کرنے کا ارادہ کیا وہ حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں۔

امام ابن جریر نے امام شعبی، مجاہد، حسن، یوسف بن مہران اور محمد بن کعب قرظی سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔(4)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بدلے میں مینڈھے کو ذبح کیا تھا۔(5)

امام ابن جریر، آمدی نے ''مغازی'' میں، خلعی نے ''فوائد'' میں، حاکم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن سعید صنابحی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم حضرت امیر معاویہ کی مجلس میں محصور تھے۔ لوگوں نے حضرت اسماعیل اور حضرت اسحاق علیہما السلام کا ذکر کیا کہ ان میں سے کون ذبیح ہے؟ حضرت معاویہ نے کہا تم باخبر کے پاس پہنچے ہو، ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھے کہ ایک بدو آیا۔ عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اپنے پیچھے گھاس کو خشک اور پانی کو ترش چھوڑ کر آیا ہوں۔ گھر والے ہلاک ہو گئے اور مویشی ضائع ہو گئے۔ اے دو ذبیح کے بیٹے۔ اللہ تعالیٰ نے تجھ پر جو احسان کیا ہے مجھ پر اس میں سے کرم کیجئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسکرائے اور اس کی بات کا انکار نہیں کیا۔ لوگوں نے عرض کی اے امیر المومنین دو ذبیح کون ہیں؟ کہا جب حضرت عبدالمطلب نے بیئر زمزم کو کھدوایا تو انہوں نے نذر مانی تھی۔ اگر اس کا کھودنا آسان ہوا تو وہ اپنے ایک بیٹے کو ذبح کرے گا۔ جب وہ اس کام سے فارغ ہوئے تو آپ نے اپنے بیٹوں میں قرعہ اندازی کی۔ آپ کے دس بیٹے تھے تو قرعہ حضرت عبداللہ کے نام نکلا۔ حضرت عبدالمطلب نے اسے ذبح کرنے ارادہ کیا تو بنو مخزوم نے میں سے جو آپ کے پاس تھے تو انہوں نے حضرت عبدالمطلب کو اس کام سے منع کیا اور کہا اپنے رب کو راضی کرو اور اپنے بیٹے کا فدیہ دو۔

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 05-604 (4037)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 604 (4034)
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 99، دار احیاء التراث العربی بیروت
4۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 100
5۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 99

حضرت عبدالمطلب نے سو اونٹنیوں کا فدیہ دیا۔ اس اعتبار سے وہ ذبیح ہیں جبکہ دوسرے ذبیح حضرت اسماعیل ہیں۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور حاکم نے محمد بن کعب قرظی سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو ان کے دو بیٹوں میں سے جس بیٹے کو ذبح کرنے کا حکم دیا۔ وہ حضرت اسماعیل تھے۔ ہم اس کا ذکر اللہ کی کتاب میں پاتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ مذبوح کے قصہ سے فارغ ہوتا ہے تو ارشاد فرماتا ہے فَبَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ۔ ارشاد فرمایا فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ ۙ وَ مِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ یَعْقُوْبَ۝ (ھود:) حضرت اسحاق کو بیٹے اور پوتے کی خوشخبری دی۔ وہ حضرت اسحاق کے ذبح کا حکم نہیں دیتا۔ اس میں وہ وعدہ کے ساتھ موعود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو صرف اسماعیل کے ذبح کا حکم دیا ہے۔(2)

امام حاکم نے ایسی سند سے جس میں واقدی ہے عطاء بن یسار سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے خوات بن جبیر سے ذبیح اللہ کے متعلق سوال کیا تو کہا جب حضرت اسماعیل علیہ السلام سات سال کی عمر کو پہنچے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے شام میں اپنے مکان پر دیکھا کہ آپ حضرت اسماعیل کو ذبح کر رہے ہیں۔ آپ براق پر سوار ہوئے اور حضرت اسماعیل کے پاس پہنچے تو حضرت اسماعیل کو ان کی ماں کے پاس پایا۔ اپنے بیٹے کا ہاتھ پکڑا اور جو حکم دیا گیا تھا اس کو بجالانے کے لیے چل پڑے۔ شیطان آپ کے پاس ایک ایسے آدمی کی صورت میں آیا جسے آپ پہچانتے تھے۔ حضرت ابراہیم نے حلق کی دونوں جانب سے ذبح کیا۔ کیا دیکھتے ہیں کہ تو وہ تابنے میں ذبح کر رہے ہیں۔ آپ نے چھری کو دو یا تین دفع پتھر سے تیز کیا لیکن وہ نہیں کاٹتی تھی۔ حضرت ابراہیم نے کہا یہ تو اللہ کی جانب سے ہے، اپنا سر اوپر اٹھایا کیا دیکھتے ہیں کہ ایک جنگلی بکرا سامنے کھڑا ہے۔ حضرت ابراہیم نے کہا اے بیٹے! اٹھو تیرا فدیہ نازل ہو چکا ہے۔ تو حضرت ابراہیم نے اس بکرے کو منیٰ میں ذبح کر دیا۔(3)

امام حاکم رحمہ اللہ نے ایک ایسی سند سے جس میں واقدی ہے، حضرت عطاء بن یسار رحمہ اللہ کے واسطہ سے وہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ ذبیح حضرت اسماعیل علیہ السلام تھے۔(4)

عبد بن حمید اور ابن جریر نے مجاہد اور حضرت حسن بصری سے روایت نقل کی ہے کہ ذبیح حضرت اسماعیل علیہ السلام تھے۔(5)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے فرزدق شاعر کے واسطہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کے منبر پر خطبہ دیتے ہوئے سنا جس کے ذبح کا حکم دیا گیا وہ حضرت اسماعیل ہیں۔

امام ابن اسحاق اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت محمد کعب سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے ایک آدمی کی طرف پیغام بھیجا جو یہودی تھا۔ وہ اسلام لایا اور بہت اچھا مسلمان ثابت ہوا۔ وہ یہودیوں کے علماء میں سے تھا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اس سے پوچھا حضرت ابراہیم کے کس بیٹے کو ذبح کرنے کا حکم دیا گیا؟ اس نے جواب دیا اے امیر المومنین! اللہ کی قسم! حضرت اسماعیل کو۔ یہودی اسے خوب جانتے ہیں لیکن عربوں سے حسد کرتے ہیں۔(6)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 101 (مفہوم)، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 100
3۔ مستدرک حاکم، کتاب التواریخ، جلد 2، صفحہ 06-605 (4040)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 206 (4040)
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 100
6۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 101

امام بزار، ابن جریر، ابن ابی حاتم، حاکم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے نبی حضرت داؤد نے کہا اے میرے رب! میں لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنتا ہوں رب ابراہیم، اسحاق، یعقوب، مجھے ان میں سے چوتھا بنادے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا حضرت ابراہیم کو آگ میں پھینکا گیا تو انہوں نے میری وجہ سے صبر کیا۔ حضرت اسحاق نے میرے لیے اپنی جان قربان کی (1) جبکہ حضرت یعقوب سے حضرت یوسف علیہ السلام غائب ہوئے تھے۔ ایسی مصیبت تو تجھے نہیں پہنچی۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر اور بیہقی رحمہم اللہ نے ''شعب الایمان'' میں حضرت عبید بن عمیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے میرے رب! لوگ کہتے ہیں یا رب ابراہیم، اسحاق، یعقوب، وہ یہ بات کس لیے کرتے ہیں؟ فرمایا ابراہیم نے میرے مقابل کسی چیز کو قرار نہیں دیا۔ تمام چیزوں پر مجھے منتخب کیا۔ حضرت اسحاق نے میرے لیے اپنی جان قربان کی تو وہ دوسری چیزوں کو بدرجہ اولیٰ سخاوت کرے گا۔ جہاں تک حضرت یعقوب کا تعلق ہے میں نے اسے جس آزمائش میں بھی ڈالا تو میرے بارے میں اس کے حسن ظن میں اضافہ ہو گیا۔ (2)

امام دیلمی رحمہ اللہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت داؤد نے اللہ تعالیٰ کے حضور ایک سوال کیا۔ عرض کی مجھے حضرت ابراہیم، حضرت اسحاق اور حضرت یعقوب علیہم السلام جیسا بنادے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی کی کہ میں نے حضرت ابراہیم کو آگ میں آزمایا تو انہوں نے بھی صبر کیا۔

دار قطنی نے ''زوائد'' میں اور دیلمی نے حضرت ابن مسعود سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ذبیح حضرت اسحاق ہیں۔ میں نے اسحاق کو ذبح کی صورت میں آزمایا تو انہوں نے صبر کیا۔ میں نے یعقوب کو آزمایا تو انہوں نے بھی صبر کیا۔ (3)

امام ابن مردویہ نے حضرت بہار سے روایت نقل کی ہے جبکہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے کہ حضرت اسحاق ذبیح ہیں۔

امام عبد بن حمید اور طبرانی رحمہما اللہ نے حضرت ابو الاحوص رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اسماء بن خارجہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ہاں فخر کیا کہا میں عظیم لوگوں کا چشم و چراغ ہوں۔ (4)

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا لوگوں میں سے سب سے معزز کون ہے؟ فرمایا یوسف بن یعقوب بن اسحاق ذبیح اللہ۔ (5)

امام ابن ابی حاتم اور طبرانی نے اوسط میں ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے دو باتوں کا اختیار دیا کہ وہ میری نصف امت کو بخش دے یا مجھے شفاعت کا اختیار دے۔ تو میں نے شفاعت کو ترجیح دی۔ مجھے امید ہے کہ شفاعت میری تمام امت کو جامع ہوگی۔ اگر عبد صالح نے مجھ سے سبقت نہ لی

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 606 (4041)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ شعب الایمان، جلد 7، صفحہ 205 (10008)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 2، صفحہ 249 (3173)، مکہ مکرمہ

4۔ مجمع الزوائد، جلد 8، صفحہ 371 (13769)، دار الفکر بیروت

5۔ ایضاً، جلد 8، صفحہ 372 (13772)

ہوتی تو میں اپنی دعا میں جلدی کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے جب حضرت اسحاق سے ذبح کی مصیبت کو دور کر دیا۔ تو اسے کہا گیا اے ابو اسحاق! تو سوال کر، تجھے عطا کیا جائے گا۔ کہا اللہ کی قسم! خبردار شیطان کے کچھ کرنے سے پہلے اس میں جلدی نہ کرنا۔ اے اللہ! جو اس حال میں مرے کہ وہ تیرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو اس نے اچھا عمل کیا، اس کے گناہ کو بخش دے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے ''شعب الایمان'' میں حضرت کعب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا کیا میں تجھے حضرت اسحاق کے بارے میں نہ بتاؤں؟ کہا کیوں نہیں۔ کہا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خواب دیکھا کہ وہ حضرت اسحاق علیہ السلام کو ذبح کر رہے ہیں۔ شیطان نے کہا اللہ کی قسم! اگر میں نے اس موقع پر حضرت ابراہیم کے خاندان کو آزمائش میں نہ ڈالا۔ تو میں حضرت ابراہیم کی اولاد کو کبھی بھی آزائش میں نہ ڈال سکوں گا۔ شیطان نے ایک ایسے آدمی کی صورت اپنائی جسے وہ لوگ پہچانتے تھے۔ وہ آیا یہاں تک کہ حضرت ابراہیم حضرت اسحاق کو لے کر باہر نکل گئے تھے تا کہ اسے ذبح کریں۔ وہ حضرت سارہ پر داخل ہوا پوچھا حضرت ابراہیم صبح صبح حضرت اسحاق کو لے کر کہاں گئے ہیں؟ سارہ نے جواب دیا وہ کسی کام کے لیے گئے ہیں۔ اس نے کہا نہیں اللہ کی قسم! سارہ نے کہا وہ کیوں گئے ہیں؟ شیطان نے کہا ذبح کرنے کے لیے۔ حضرت سارہ نے کہا انہیں زیبا نہیں ہے کہ اپنے بیٹے کو ذبح کرے۔ شیطان نے کہا کیوں نہیں اللہ کی قسم! حضرت سارہ نے پوچھا وہ کیوں اسے ذبح کریں گے؟ شیطان نے کہا حضرت ابراہیم کا خیال ہے کہ اس کے رب نے اسے حکم دیا ہے۔ تو حضرت سارہ نے کہا اس نے اپنے رب کی اطاعت کر کے بہت اچھا کیا۔ اگر اس کے رب نے اسے یہ حکم دیا ہے۔

شیطان وہاں سے نکلا۔ حضرت اسحاق کو ملا جبکہ وہ اپنے باپ کے پیچھے چل رہے تھے۔ پوچھا تیرا باپ تجھے صبح صبح کہاں لے جا رہا ہے؟ جواب دیا کسی کام کے لیے۔ شیطان نے کہا نہیں اللہ کی قسم! بلکہ وہ اس لیے جا رہا ہے تا کہ تجھے ذبح کرے۔ حضرت اسحاق نے کہا میرے باپ کو زیبا نہیں کہ وہ مجھے ذبح کرے۔ شیطان نے کہا کیوں نہیں۔ حضرت اسحاق نے کہا وہ مجھے کیوں ذبح کرنا چاہتے ہیں؟ شیطان نے کہا حضرت ابراہیم کا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے یہ حکم دیا ہے۔ حضرت اسحاق نے کہا اللہ کی قسم! اگر اللہ تعالیٰ نے اسے یہ حکم دیا ہے تو وہ ضرور اس کی اطاعت کرے گا۔

شیطان نے حضرت اسحاق کو چھوڑا اور حضرت ابراہیم کی طرف جلدی سے بڑھا۔ پوچھا آج صبح ہی تم اپنے بیٹے کو کہاں لیے جا رہے ہو؟ جواب دیا اپنے ایک کام کے لیے کہا اللہ کی قسم! نہیں تم اسے اس لیے لے جا رہے ہو تا کہ تم اسے ذبح کرو۔ فرمایا میں اسے کیوں ذبح کروں گا؟ شیطان نے کہا تمہارا خیال ہے تیرے رب نے تجھے اس کا حکم دیا ہے۔ تو حضرت ابراہیم نے کہا اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کا حکم دیا ہے تو میں ایسا ضرور کروں گا۔ تو شیطان نے حضرت ابراہیم کو چھوڑ دیا اور اس بات سے مایوس ہو گیا کہ اس کی بات مانی جائے گی۔ جب حضرت ابراہیم نے حضرت اسحاق (1) کو ذبح کرنے کے لیے پکڑا اور

1۔ حضرت مفسر کا اسلوب یہ ہے کہ جس موضوع پر قلم اٹھاتے ہیں اس کے متعلقہ جو روایات بھی موجود ہوتی ہیں انہیں یکجا کر دیتے ہیں تا کہ قاری ایک ہی جگہ سے تمام مواد حاصل کر سکے یہاں بھی ذبیح اللہ کے بارے میں بحث کی تو دونوں کے متعلق جو روایات تھیں انہیں جمع کر دیا جب کہ راجح یہ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

حضرت اسحاق نے اپنے آپ کو پیش کر دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے انہیں بچالیا اور ذبح عظیم سے اس کا فدیہ دیا۔ کہا اے بیٹے! اٹھو اللہ تعالیٰ نے تجھے بچالیا اللہ تعالیٰ نے حضرت اسحاق کی طرف وحی کی میں نے تجھے ایک دعا عطا فرمائی ہے جو میں تیری ضرور قبول کروں گا۔ عرض کی میں تیری بارگاہ میں التجا کروں گا کہ تو میری عرضداشت قبول کرے۔ جو بندہ اولین و آخرین میں سے تجھے اس حال میں ملے کہ وہ تیرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو تو اسے جنت میں داخل کر دینا۔ (1)

امام عبدالرزاق، سعید بن منصور اور ابن منذر نے حضرت علی سے روایت نقل کی ہے کہ ذبیح حضرت اسحاق تھے۔ (2)

امام عبدالرزاق اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ ذبیح حضرت اسحاق تھے۔ (3)

امام عبد بن حمید، امام بخاری نے ''تاریخ'' میں، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عباس بن مطلب رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ذبیح حضرت اسحاق تھے۔ (4)

امام فریابی، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ ذبیح حضرت اسحاق علیہ السلام تھے۔ (5)

امام عبداللہ بن احمد رحمہ اللہ نے ''زوائد زہد'' میں حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خواب میں دیکھا کہ آپ حضرت اسحاق علیہ السلام کو ذبح کر رہے ہیں۔ تو آپ اسے اپنے گھر سے منیٰ میں قربان گاہ تک ایک ماہ کی مسافت پر ایک دن میں گئے۔ جب اللہ تعالیٰ نے ان سے ذبح کے معاملہ کو دور کر دیا اور مینڈھے کے ذبح کا حکم دیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مینڈھے کو ذبح کر دیا۔ پھر آپ واپس آئے۔ دونوں اپنے گھر ایک ماہ کی مسافت سے ایک رات میں پہنچ گئے۔ آپ کے لیے وادیاں اور پہاڑ لپیٹ دیے گئے۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے ایک ایسی سند سے جس میں واقدی ہے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خواب میں دیکھا کہ آپ حضرت اسحاق علیہ السلام کو ذبح کر رہے ہیں۔ (6)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مسروق سے روایت نقل کی ہے کہ ذبیح حضرت اسحاق ہیں۔ (7)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت نوح بن حبیب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے امام شافعی رحمہ اللہ کو ایسی

(بقیہ پچھلا صفحہ) ہے کہ ذبیح اللہ حضرت اسماعیل علیہ السلام تھے کیونکہ انہیں کے ساتھ ان کی والدہ حضرت ہاجرہ کو حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام نے وادی مکہ میں چھوڑا تھا اس ذبح کے متعلق جو بھی واقعات ہوئے اور جنہیں یادگار کے طور پر باقی رکھا گیا وہ مکہ مکرمہ کے قرب و جوار میں ہیں اس لئے ذبیح اللہ حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں جو سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اجداد میں سے ہیں۔ (مترجم)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 98-97، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 97 (2532)، دار الکتب العلمیہ بیروت 3۔ ایضاً 4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 97

5۔ مستدرک حاکم، کتاب التواریخ، جلد 2، صفحہ 609 (4046)، دار الکتب العلمیہ بیروت 6۔ ایضاً (4048)

7۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 97

گفتگو کرتے ہوئے سنا جس سے بہتر گفتگو میں نے نہیں سنی۔ میں نے انہیں ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے اپنے بچے سے اس وقت فرمایا جب اس پر خواب کا واقعہ ذکر کیا، بیٹے تم کیا رائے دیتے ہو؟ مقصود اس بات سے یہ تھا کہ وہ اس معاملہ کو سپرد کرے، صبر، تسلیم اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی اطاعت کا ذکر کرے۔ یہ مقصود نہیں تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کو ٹالنے کی خواہش چھپائے ہوئے تھے۔ تو بیٹے نے کہا یٰۤاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ٘ سَتَجِدُنِیْۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ۔ امام شافعی نے کہا معاملہ کو سپرد کرنا صبر ہے، سر تسلیم خم کرنا یہ بھی صبر ہے۔ اطاعت صبر کا جوہر ہے۔ ذبیح نے اس کے لیے ان تمام چیزوں کو جمع کر دیا جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس مختصر کلام سے چاہا تھا۔

امام خطیب رحمہ اللہ نے ''تالی التلخیص'' میں امام فضیل بن عیاض رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسے پہلو کے بل لٹایا اور چھری رکھی۔ حضرت جبرئیل نے چھری کو الٹا دیا۔ ذبیح نے عرض کی اے ابا جان! مجھے باندھ لو کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ کہیں میرے خون کے چھینٹے آپ تک نہ پہنچیں۔ پھر کہا اے ابا جان! مجھے کھول دیں کیونکہ میں ڈرتا ہوں کہ فرشتے میرے خلاف یہ گواہی نہ دیں کہ میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے گھبرا گیا ہوں۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خواب آیا۔ انہیں کہا گیا اپنی نذر پوری کرو جو تم نے مانی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت سارہ کو تمہیں بچہ عطا کیا ہے اب اسے ذبح کرو آپ نے فرمایا اے اسحاق! چلو۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کے حضور قربانی پیش کی۔ آپ نے چھری اور رسی لی پھر انہیں لے کر چلے۔ جب پہاڑوں کے درمیان پہنچے تو بچے نے کہا اے ابا جان آپ کی قربان گاہ کہاں ہے؟ قَالَ یٰبُنَیَّ اِنِّیْۤ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْۤ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى ؕ قَالَ یٰۤاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ٘ سَتَجِدُنِیْۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ۔ حضرت اسحاق نے آپ سے کہا اے ابا جان! میرے اعضاء باندھ دیں تاکہ میں حرکت نہ کروں۔ اپنے کپڑے مجھ سے سمیٹ لیں تاکہ میرے خون کا کوئی چھینٹا آپ پر نہ جا پڑے کہ حضرت سارہ آپ کو دیکھے اور وہ غمگین ہو۔ چھری کو میرے حلق پر جلدی چلانا تاکہ میرے لیے آسان ہو جائے۔ جب آپ حضرت سارہ کے پاس جائیں تو میری جانب سے انہیں سلام کہنا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے دل کی طرف متوجہ ہوئے تو وہ رو رہا تھا اور حضرت اسحاق بھی رو رہے تھے۔ پھر آپ نے چھری آپ کے حلق پر چلا دی۔ تو اس نے آپ کا گلا نہ کاٹا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت اسحاق کے حلق پر تانبے کی ایک تہ بنا دی۔ جب یہ دیکھا تو چھری کو آپ کی پیشانی پر مارا اور آپ کی گدی کو کاٹا۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان فَلَمَّاۤ اَسْلَمَا کا یہی مطلوب ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب دونوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی اطاعت کی تو حضرت ابراہیم کو ندا کی گئی اے ابراہیم! تو نے اسحاق کے بارے میں خواب کو سچ کر دکھایا۔ آپ متوجہ ہوئے تو وہ ایک مینڈھا تھا۔ آپ نے اس مینڈھے کو پکڑ لیا اور اپنے بیٹے سے نیچے اتر آئے، اسے بوسہ دیا اور کہنے لگے اے بیٹے! آج تو مجھے عطا ہوا ہے۔ (1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب حضرت ابراہیم علیہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 93-29، دار احیاء التراث العربی بیروت

السلام کو اپنا بیٹا ذبح کرنے کا حکم دیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے انہیں کہا اے بیٹے! چھری پکڑو۔ شیطان نے کہا یہ وہ وقت ہے جس وقت میں، میں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اپنا کام لے سکتا ہوں۔ وہ ایک دوست کے روپ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملا۔ آپ سے کہا اے ابراہیم! کہاں کا ارادہ ہے؟ فرمایا ایک کام ہے۔ شیطان نے کہا اللہ کی قسم! تو اپنے خواب کی وجہ سے اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کے لیے جا رہا ہے۔ خواب کچھ غلط اور کچھ صحیح ہوتے ہیں۔ اس خواب میں یہ تو نہیں تھا کہ تو حضرت اسحاق کو ساتھ لے جا رہا ہے۔ جب شیطان نے یہ دیکھا کہ حضرت ابراہیم سے تو کچھ حاصل نہیں ہوگا تو وہ حضرت اسحاق سے ملا کہا اے اسحاق! کہاں کا ارادہ ہے؟ جواب دیا حضرت ابراہیم کا ایک کام ہے۔ شیطان نے کہا حضرت ابراہیم تو تجھے اس لیے لے جا رہا ہے تا کہ تجھے ذبح کرے۔ اسحاق نے کہا کیا وجہ ہے کہ وہ ذبح کرنا چاہتا ہے، کیا تم نے کسی کو دیکھا ہے کہ وہ اپنے بیٹے کو ذبح کرتا ہے؟ شیطان نے کہا وہ تجھے اللہ تعالیٰ کے لیے ذبح کرنا چاہتا ہے۔ تو حضرت اسحاق نے کہا اگر وہ مجھے اللہ کے لیے ذبح کرنا چاہتا ہے تو میں صبر کروں گا اور اللہ تعالیٰ اس شان کا حامل ہے۔ جب اس نے یہ دیکھا کہ حضرت اسحاق سے بھی اسے کچھ فائدہ نہیں ہوتا تو وہ حضرت سارہ کے پاس آیا۔ پوچھا حضرت اسحاق کہاں گئے ہیں؟ حضرت سارہ نے کہا وہ اپنے کام سے حضرت ابراہیم کے ساتھ گئے ہیں۔ تو شیطان نے کہا حضرت ابراہیم اسے اس لیے لے گئے ہیں تا کہ اسے ذبح کریں۔ حضرت سارہ نے کہا کیا تو نے یہ دیکھا ہے کہ کوئی اپنے بیٹے کو ذبح کرتا ہے؟ شیطان نے کہا وہ اسے اللہ تعالیٰ کے لیے ذبح کرنا چاہتے ہیں۔ حضرت سارہ نے کہا اگر وہ اللہ تعالیٰ کے لیے ذبح کرنا چاہتے ہیں تو حضرت ابراہیم اور حضرت اسحاق اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔ اللہ تعالیٰ اس شان کا حامل ہے۔ جب اس نے دیکھا کہ ان دونوں سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا تو وہ جمرہ کے پاس آیا۔ تو وہ اتنا پھول گیا کہ اس نے وادی کو بھر دیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ایک فرشتہ تھا۔ فرشتے نے کہا اے ابراہیم! اسے مارو۔ حضرت ابراہیم نے سات کنکریاں ماریں۔ ہر کنکری مارنے کے بعد وہ اللہ اکبر کہتے۔ تو شیطان نے آپ کے لیے راستہ کھول دیا۔ پھر وہ گیا یہاں تک کہ دوسرے جمرے کے پاس پہنچا۔ وہاں پھول گیا یہاں تک کہ وادی کو بھر دیا۔ فرشتے نے کہا اے ابراہیم! اسے مارو۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسے سات کنکریاں ماریں۔ ہر کنکری کے سات تکبیر کہتے۔ تو شیطان نے آپ کے لیے راستہ کھول دیا۔ پھر وہ آگے چلا گیا یہاں تک کہ تیسرے جمرہ کے پاس آیا۔ پھول گیا یہاں تک حضرت ابراہیم پر وادی کو بند کر دیا۔ فرشتے نے ابراہیم علیہ السلام سے کہا اسے مارو۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سات کنکریاں ماریں۔ ہر کنکری کے بعد اللہ اکبر کہتے۔ تو شیطان نے راستہ کھول دیا یہاں تک کہ قربان گاہ تک پہنچے۔

امام بیہقی نے ''شعب الایمان'' میں کلبی کے واسطہ سے حضرت ابو صالح سے اور وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں کہ ترویہ اور عرفہ کا نام رکھا گیا کیونکہ حضرت ابراہیم پر رات کو نیند میں وحی آئی کہ آپ اپنے بیٹے کو ذبح کر رہے ہیں تو آپ نے اپنے دل میں خیال کیا کہ کیا یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے یا شیطان کی جانب سے؟ تو صبح روزہ رکھا جب عرفہ کی رات ہوئی تو وحی آئی تو پہچان گئے کہ یہ خواب حق ہے اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے تو اس کا نام عرفہ ہو گیا۔ (1)

1۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 466 (4079)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے فَلَمَّاۤ اَسۡلَمَا کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ جب اس نے اپنی ذات اللہ کے سپرد کر دی اور جب اس نے اپنا بیٹا اللہ کے سپرد کر دیا۔ وَتَلَّهٗ یعنی منہ کے بل گرایا۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جب دونوں ایک امر پر متفق ہو گئے اور حضرت ابراہیم نے بیٹے کو منہ کے بل گرا لیا۔(2)

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس سے وَتَلَّهٗ لِلۡجَبِيۡنِ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اپنے بیٹے کو منہ کے بل گرایا۔ (3)

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَتَلَّهٗ لِلۡجَبِيۡنِ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اسے گرایا۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب حضرت ابراہیم نے یہ ارادہ کیا کہ اپنے بیٹے کو ذبح کرے تو بیٹے نے کہا اے میرے ابا جان! میری پیشانی کے بال پکڑو۔ میرے دونوں کندھوں کے درمیان بیٹھو تا کہ جب مجھے چھری کی گرمی پہنچے تو میں آپ کو اذیت نہ دوں۔ تو حضرت ابراہیم نے ایسا ہی کیا۔ چھری الٹی ہو گئی تو بیٹے نے پوچھا اے ابا جان! کیا بات ہے؟ تو حضرت ابراہیم نے کہا چھری الٹی ہو گئی ہے۔ تو بیٹے نے کہا اسے نیزے کی طرح مارو۔ تو حضرت ابراہیم نے ایسا ہی کیا تو چھری دوہری ہو گئی۔ پوچھا اے ابا جان! کیا ہوا؟ تو حضرت ابراہیم نے کہا چھری دوہری ہو گئی ہے تو حضرت ابراہیم صداقت کو پہچان گئے اللہ تعالیٰ نے ذبح عظیم کے ساتھ اس کا فدیہ دیا اور وہ حضرت اسحاق تھے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَتَلَّهٗ لِلۡجَبِيۡنِ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ سجدہ کی حالت میں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چھری اپنے بیٹے کے حلق پر رکھی تو چھری الٹی ہو گئی اور حلق تانبا بن گیا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عثمان بن حاضر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت ابراہیم نے اپنے بیٹے حضرت اسحاق کو ذبح کرنے کا ارادہ کیا تو ان کی والدہ حضرت سارہ کو مسجد خیف میں چھوڑا اور حضرت اسحاق کو ساتھ لے گئے۔ جب آپ وہاں پہنچے جہاں ذبح کرنے کا ارادہ تھا تو حضرت ابراہیم نے اپنے ساتھیوں سے کہا مجھ سے پیچھے ہٹ جاؤ اور اپنے بیٹے حضرت اسحاق کا ہاتھ پکڑا اور اسے الگ لے گئے۔ فرمایا اے بیٹے! اِنِّیۡۤ اَرٰی فِی الۡمَنَامِ اَنِّیۡۤ اَذۡبَحُکَ فَانۡظُرۡ مَاذَا تَرٰی حضرت اسحاق نے کہا اے ابا جان! میرے رب نے تجھے حکم دیا ہے۔ حضرت ابراہیم نے کہا اے اسحاق! ہاں۔ حضرت اسحاق نے کہا اِفۡعَلۡ مَا تُؤۡمَرُ ۫ سَتَجِدُنِیۡۤ اِنۡ شَآءَ اللّٰہُ مِنَ الصّٰبِرِیۡنَ۔ جب دونوں نے اللہ کے حکم کے آگے سر تسلیم خم کر دیا اور اسے منہ کے بل لٹا دیا تو حضرت اسحاقؑ نے حضرت ابراہیم سے کہا اے ابا جان! مجھے باندھ لو تا کہ میرے خون کے چھینٹے اڑ کر تجھ پر نہ پڑیں۔ تو یوں ندا کی گئی یٰۤاِبۡرٰہِیۡمُ ﴿۱۰۴﴾ قَدۡ صَدَّقۡتَ الرُّءۡیَا تو ثبیر پہاڑ سے ایک مینڈھا اترا۔ ایک قول یہ کیا گیا کہ وہ چالیس سال تک جنت میں چرتا رہا۔ جب حضرت اسحاق کو رستگاری ملی تو آپ نے اپنے رب سے دعا کی، اللہ تعالیٰ کی طرف رغبت کی اور اس کی حمد و ثناء کی، اللہ تعالیٰ نے حضرت اسحاق کی طرف وحی کی کہ دعا کرو کیونکہ تیری دعا قبول ہو گی۔ تو انہوں نے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 95-94، دار احیاء التراث العربی بیروت　2۔ ایضاً　3۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 95

یہ دعا کی اے اللہ! جو دنیا سے اس حال میں جائے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہ کرتا ہو تو اسے جنت میں داخل فرما۔

امام ابن حاضر رحمہ اللہ نے کہا حضرت ابراہیم نے اپنے رب سے عرض کی اے میرے رب! میں کونسا بچہ ذبح کروں؟ تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کی طرف وحی کی کہ ان میں جو تجھے زیادہ محبوب ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے التجا کی اے میرے رب! لوگ کہتے ہیں رب ابراہیم، اسحاق، یعقوب۔ مجھے ان میں چوتھا بنا دے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ ان جیسی آزمائش تجھے نہیں پہنچی۔ حضرت ابراہیم نے میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرایا۔ ہمیشہ مجھے ترجیح دی۔ میں نے اسے جو بھی حکم دیا اس نے پورا کیا حضرت اسحاق علیہ السلام نے میرے لیے اپنی جان قربان کی اور حضرت یعقوب کے پسندیدہ بیٹے کو لیا اور میں نے طویل زمانہ تک اس سے غائب رکھا پھر بھی وہ میری رحمت سے مایوس نہیں ہوا۔

امام سعید بن منصور اور ابن منذر نے حضرت عطاء بن یسار رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹے اسماعیل اور حضرت اسحاق علیہما السلام کو لے کر نکلے۔ شیطان نے ان کے لیے انسان کی صورت اختیار کی۔ شیطان نے کہا کہاں جا رہے ہو؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا تجھے اس سے کیا غرض۔ میں اپنے کام سے جا رہا ہوں۔ شیطان نے کہا تیرا ارادہ ہے کہ تو اپنے بیٹے کو لے جائے اور اسے ذبح کرے۔ فرمایا اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کا حکم دیا ہے اور میں اس کا زیادہ حق دار ہوں کہ میں اپنے رب کا حکم مانوں۔ پھر شیطان ان کے بیٹے کے پاس گیا جوان کے پیچھے چل رہا تھا۔ پوچھا کہاں جا رہے ہو؟ اس نے جواب دیا میں اپنے باپ کے ساتھ جا رہا ہوں۔ شیطان نے کہا تیرے باپ کا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے تجھے ذبح کرنے کا حکم دیا ہے۔ تو اس نے بھی وہی جواب دیا جو حضرت ابراہیم نے جواب دیا تھا۔ پھر حضرت ابراہیم چلتے گئے یہاں تک کہ جب وہ پہاڑ کے پاس تھے تو آپ نے اپنے بیٹے سے کہا يٰبُنَيَّ اِنِّيْٓ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْٓ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى ۭ قَالَ يٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ۡ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَاۗءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ تو بیٹے نے کہا مجھے باندھ دو تاکہ میرے خون کے چھینٹے تجھ پر نہ پڑیں۔ حضرت ابراہیم چھری لینے کے لیے اٹھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام بیٹے پر بیٹھے تو اللہ تعالیٰ نے اس کے سینے اور ذبح کرنے کی جگہ تک تانبا بنا دیا جس میں چھری نہیں چلتی تھی۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام پیچھے مڑے تو وہ ایک مینڈھے کے پاس تھے۔ حضرت ابراہیم نے اسے کہا اے بیٹے! اٹھو اللہ تعالیٰ نے تیرا فدیہ دیا ہے۔ تو حضرت ابراہیم نے وہ مینڈھا ذبح کیا اور اپنے بیٹے کو چھوڑ دیا۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اے بیٹے! اللہ تعالیٰ نے آج تجھے صبر عطا کیا ہے جو چاہو سوال کرو۔ تجھے عطا کیا جائے گا۔ تو بیٹے نے یہ دعا کی میں اللہ تعالیٰ سے یہ سوال کرتا ہوں کہ اسے جو بھی بندۂ مومن ملے جو اس بات لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ کی گواہی دیتا ہو تو اللہ تعالیٰ اسے بخش دے اور جنت میں داخل کر دے۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ سے مراد سفید مینڈھا، بڑی آنکھوں والا اور سینگوں والا تھا جسے ثبیرہ پہاڑ کے دامن میں سمرہ کے درخت سے باندھا گیا تھا۔ (1)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 102، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ سے مراد مینڈھا ہے جو جنت میں چالیس سال تک چرتا رہا۔(1)

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ مینڈھا جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے کے لیے بطور فدیہ دیا گیا وہ جمرہ وسطیٰ کی بائیں جانب سے ان خیموں کی جگہ سے اترا۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وہ چٹان جو منٹی میں ثبیرہ پہاڑ کے دامن میں ہے۔ اس چٹان پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے وہ جانور ذبح کیا جوان کے بیٹے حضرت اسحاق کے فدیہ کے طور پر آیا تھا۔ وہ ثبیرہ پہاڑ سے اترا تھا۔ وہ موٹی آنکھوں اور سینگوں والا مینڈھا تھا۔ وہ ممیار ہا تھا۔ یہی وہ مینڈھا تھا جسے حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے نے قربانی دیا تھا تو ان سے قبول ہوا۔ وہ جنت میں تھا یہاں تک کہ حضرت اسحاق کے لیے فدیہ دیا گیا۔(2)

امام سعید بن منصور، امام احمد اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں بنو سلیم کی ایک عورت سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عثمان بن طلحہ کی طرف پیغام بھیجا تو میں نے حضرت عثمان سے پوچھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کس مقصد کے لیے بلایا تھا؟ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب میں بیت اللہ میں داخل ہوا تو میں نے مینڈھے کے دو سینگھ دیکھے تھے۔ میں بھول گیا کہ تجھے حکم دوں کہ ان پر پردہ ڈال دے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں ڈھانپ دیا کیونکہ بیت اللہ شریف میں کوئی ایسی چیز نہیں ہونی چاہیے جو نمازیوں کے لیے خلل کا باعث ہو۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بدلے میں دو مینڈھے سرگیں رنگ والے، سینگوں والے اور بڑی آنکھوں والے فدیہ دیے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ کا معنی قبول کیا گیا مینڈھا کیا ہے۔(4)

امام بغوی رحمہ اللہ نے حضرت عطاء بن سائب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں قریش کے ایک آدمی کے ساتھ قربان گاہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ قریش نے مجھے بتایا کہ مجھے میرے باپ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو مینڈھا حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اترا تھا وہ اس جگہ اترا تھا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جنت سے مینڈھا آیا تھا وہ جنت میں اس سے قبل چالیس سال تک چرتا رہا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو بھیجا تو انہوں نے مینڈھے کا پیچھا کیا تو اسے جمرہ اولیٰ کی طرف نکال دیا۔ پھر اسے سات کنکریاں ماریں تو وہاں سے وہ مینڈھا پیچھے ہٹ گیا۔ پھر وہ درمیانی جمرہ کے پاس

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 04-102، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ مستدرک حاکم، کتاب التواریخ، جلد 2، صفحہ 609 (4048)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 68، دار صادر بیروت 4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 04-103

آیا، اسے وہاں سے نکالا۔ پھر اسے سات کنکریاں ماریں۔ پھر ان کنکریوں نے جمرہ کبری سے پیچھے موڑا۔ اسے وہاں سے نکالا۔ پھر اسے پکڑلیا پھر اسے منی میں منحر کے پاس لے آیا اور ذبح کیا۔(1)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابراہیم کے مینڈھے کا نام جریر تھا۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن منذر، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے ان سے کہا میں نے نذر مانی ہے کہ میں اپنے آپ کو قربان کروں گا حضرت ابن عباس نے فرمایا لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (احزاب:21) پھر یہ آیت تلاوت کی وَ فَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ۔ حضرت ابن عباس نے انہیں مینڈھے کا حکم دیا اور اس نے وہ ذبح کیا۔(2)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جو آدمی اپنے آپ کو ذبح کرنے کی نذر مانے تو وہ ایک مینڈھا ذبح کرے پھر یہ آیت تلاوت کی۔(3)

امام دیلمی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت اسحاق کا فدیہ دیا تو جبرئیل علیہ السلام ان کے پاس آئے، کہا اے اسحاق! اولین وآخرین میں سے کسی نے ایسا صبر نہیں کیا جو اس بات کی گواہی دے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اسے بخش دے (نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا) میرا بھائی اسحاق دعا میں مجھ سے سبقت لے گیا ہے۔(4)

وَ بَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿112﴾ وَ بٰرَكْنَا عَلَيْهِ وَ عَلٰٓى اِسْحٰقَ ؕ وَ مِنْ ذُرِّيَّتِهِمَا مُحْسِنٌ وَّ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ مُبِيْنٌ ﴿113﴾ؑ وَ لَقَدْ مَنَنَّا عَلٰى مُوْسٰى وَ هٰرُوْنَ ﴿114﴾ۚ وَ نَجَّيْنٰهُمَا وَ قَوْمَهُمَا مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ﴿115﴾ۚ وَ نَصَرْنٰهُمْ فَكَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿116﴾ۚ وَ اٰتَيْنٰهُمَا الْكِتٰبَ الْمُسْتَبِيْنَ ﴿117﴾ۚ وَ هَدَيْنٰهُمَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿118﴾ۚ وَ تَرَكْنَا عَلَيْهِمَا فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿119﴾ۙ سَلٰمٌ عَلٰى مُوْسٰى وَ هٰرُوْنَ ﴿120﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿121﴾ اِنَّهُمَا مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿122﴾

"اور ہم نے بشارت دی آپ کو اسحاق کی (کہ) وہ نبی ہوگا (زمرۂ) صالحین میں سے۔ اور ہم نے برکتیں نازل کیں اس پر اور اسحاق پر۔ اور ان کی نسل میں کوئی نیک ہوگا اور کوئی اپنی جان پر کھلا ظلم کرنے والا ہوگا۔ ہم نے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 103، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ مجمع الزوائد، جلد 4، صفحہ 341 (6972)، دار الفکر بیروت

3۔ ایضاً، (6973)

4۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 3، صفحہ 424 (5302)، دار صادر بیروت

احسان فرمایا موسیٰ وہارون (علیہما السلام) پر۔ اور ہم نے بچالیا ان دونوں کو اور ان کی قوم کو بڑے غم واندوہ سے۔ اور ہم نے ان کی مدد فرمائی پس ہو گئے وہی غلبہ پانے والے۔ اور ہم نے بخشی ان دونوں کو ایسی کتاب جو نہایت واضح ہے۔ اور ہم نے ہدایت دی انہیں سیدھے راستہ کی۔ اور ہم نے چھوڑا ان کے ذکر خیر کو پیچھے آنے والوں میں۔ سلام ہو موسیٰ اور ہارون پر۔ ہم اسی طرح جزا دیتے ہیں نیک کام کرنے والوں کو۔ بیشک وہ دونوں ہمارے مومن بندوں میں سے ہیں''۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وَ بَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ نَبِیًّا مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ جب اللہ تعالیٰ نے ان کے ذبح کے عوض فدیہ دیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے نبی ہونے کی بشارت دی۔ جب حضرت اسحاق کی ولادت ہوئی تو اس وقت انہیں نبوت کی بشارت نہ ہوئی تھی۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) وَ بَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ یعنی انہیں نبوت کی بشارت دی گئی۔ حضرت ابراہیم کو دو دفعہ ان کی نبوت کی بشارت دی۔ جب حضرت اسحاق کی ولادت ہوئی اور جب انہیں نبوت کا فریضہ سونپا گیا۔ (2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عبد الحمید بن جبیر بن شیبہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابن میسّب رحمہ اللہ سے کہا کہ وَ فَدَیْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ سے مراد حضرت اسحاق ہیں؟ فرمایا اللہ کی پناہ بلکہ وہ تو حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں۔ حضرت ابراہیم کے صبر کی وجہ سے آپ کو حضرت اسحاق عطا کیے گئے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: اس کے بعد انہیں نبوت کی بشارت دی گئی۔ جب انہوں نے اللہ تعالیٰ کے لیے اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا جبکہ یہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوا تھا۔ مُحْسِنٌ سے مراد مومن اور ظَالِمٌ سے مراد کافر ہے۔ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِیْمِ یعنی قوم فرعون کے عذاب سے الْكِتٰبَ سے مراد تورات ہے الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ سے مراد اسلام ہے وَ تَرَكْنَا عَلَیْهِمَا فِی الْاٰخِرِیْنَ اللہ تعالیٰ نے بعد میں آنے والے لوگوں میں ان کے لیے اچھی تعریف کو باقی رکھا۔ (3)

وَ اِنَّ اِلْیَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ﴿۱۲۳﴾ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖۤ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۲۴﴾ اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا وَّ تَذَرُوْنَ اَحْسَنَ الْخَالِقِیْنَ ﴿۱۲۵﴾ اللّٰهَ رَبَّكُمْ وَ رَبَّ اٰبَآىِٕكُمُ الْاَوَّلِیْنَ ﴿۱۲۶﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَاِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ﴿۱۲۷﴾ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِیْنَ ﴿۱۲۸﴾ وَ تَرَكْنَا عَلَیْهِ فِی الْاٰخِرِیْنَ ﴿۱۲۹﴾ سَلٰمٌ عَلٰۤى اِلْ یَاسِیْنَ ﴿۱۳۰﴾ اِنَّا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 106، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ مستدرک حاکم، کتاب التواریخ، جلد 2، صفحہ 607 (4044)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 08-105

كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۱۳۱﴾ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۳۲﴾

''اور بیشک الیاس (علیہ السلام) بھی پیغمبروں میں سے ہیں۔ (یاد کرو) جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا کیا تم ڈرتے نہیں؟ کیا تم عبادت کرتے ہو بعل کی اور چھوڑے ہوئے ہو احسن الخالقین کو۔ (یعنی) اللہ کو جو تمہارا بھی پروردگار ہے اور تمہارے پہلے باپ دادا کا بھی پروردگار ہے۔ پھر انہوں نے آپ کو جھٹلایا، پس یقیناً انہیں (پکڑ کر) حاضر کیا جائے گا۔ بجز اللہ کے بندوں کے جو مخلص ہیں۔ اور ہم نے چھوڑا ان کے ذکر خیر کو پیچھے آنے والوں میں۔ سلام ہو الیاس پر۔ ہم اسی طرح جزا دیتے ہیں نیک کام کرنے والوں کو۔ بیشک وہ ہمارے ایماندار بندوں میں سے ہیں۔''

ابن عساکر نے جویبر کے واسطہ سے ضحاک سے انہوں نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے وَ اِنَّ اِلْیَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ کہا اس کا نام بعلبک اس لیے پڑا کیونکہ وہ بعل کی عبادت کرتے تھے ان کی جگہ بدء تھی تو اس کا نام بعلبک پڑ گیا۔ (1)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: وَ اِنَّ اِلْیَاسَ اللہ تعالیٰ نے حضرت الیاس علیہ السلام کو بعلبک کی طرف مبعوث کیا۔ وہ قوم بتوں کی عبادت کرتی تھی۔ بنو اسرائیل کے بادشاہ لوگوں پر بٹے ہوئے تھے۔ ہر بادشاہ ایک علاقہ پر حاکم تھا جس کی آمدن وہ کھاتا تھا۔ وہ بادشاہ جو حضرت الیاس کے ساتھ تھا۔ وہ حضرت الیاس کی خدمت کرتا اور آپ کی رائے کی پیروی کرتا۔ وہ اپنے ساتھی بادشاہوں میں سے ہدایت پر تھا یہاں تک کہ بت پرستوں میں سے کچھ لوگ ان تک پہنچے۔ تو انہوں نے اس بادشاہ سے کہا یہ تمہیں گمراہی اور باطل کی طرف بلاتا ہے۔ وہ اسے کہنے لگے انہیں بتوں کی عبادت کرو جن کی دوسرے بادشاہ عبادت کرتے ہیں۔ وہ اسی حالت پر ہیں جس پر ہم ہیں۔ وہ کھاتے اور پیتے ہیں۔ وہ اپنے اپنے ملکوں میں مقبول بھی ہیں۔ ان کے رب کی جانب سے ان کی دنیاوی آسائش میں کوئی کمی نہیں۔ جس کے بارے میں تیرا گمان کہ وہ باطل ہے اور ہمیں ان پر کوئی فضیلت نہیں۔

حضرت الیاس علیہ السلام نے اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ کہا۔ اس کے سر اور جسم کے بال کھڑے ہو گئے۔ حضرت الیاس اس کی طرف گئے۔ حضرت حسن بصریؒ نے کہا جس نے اس بادشاہ کے لیے اس معاملہ کو مزین کیا، وہ اس کی بیوی تھی۔ پہلے وہ ایک جابر بادشاہ کے عقد میں تھی۔ وہ کنعانی خاندان سے تعلق رکھتا تھا۔ طویل قد جسیم اور حسین تھا۔ اس کا خاوند مر گیا۔ اس عورت نے سونے کا ایک بت اپنے خاوند کی شکل کا بنایا۔ اس کی یاقوت کی دو آنکھیں بنائیں اور موتیوں اور جواہر کا تاج پہنایا۔ پھر اسے تخت پر بٹھایا۔ وہ اس کے پاس جاتی۔ اسے دھونی دیتی، اسے خوشبو لگاتی اور اس کے سامنے سجدہ کرتی۔ پھر اس کے پاس سے باہر آ جاتی۔ اس کے بعد اس نے اس بادشاہ سے شادی کی جو حضرت الیاس کے ساتھ تھا۔ وہ عورت فاجر تھی۔ اس نے اپنے خاوند پر غلبہ پالیا اور بعل کے بت کو اس کمرہ میں رکھ لیا۔ اس نے ستر خدمت گار رکھے۔ جنہوں نے بعل کے بت کی عبادت کی۔ حضرت الیاس نے انہیں اللہ تعالیٰ کی عبادت کی دعوت دی۔ اس دعوت نے ان کی سرکشی میں اضافہ کر دیا۔

1۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 9، صفحہ 208، دار الفکر بیروت

حضرت الیاس علیہ السلام نے عرض کی اے اللہ! بنو اسرائیل نے ہر چیز سے انکار کیا مگر سوائے کفر کے اور غیروں کی عبادت کے تیری جو نعمتیں ان پر ہیں ان میں تبدیلی کر دے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت الیاس کی طرف وحی کی کہ میں نے ان کے رزق تیرے ہاتھ میں دے دیے ہیں۔ عرض کی اے اللہ! ان سے تین سال تک بارش کو روک لے۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے بارش کو روک لیا۔ حضرت الیاس نے بادشاہ کی طرف اپنا ساتھی یسع بھیجا اور اس نے کہا جا کر بادشاہ سے کہہ دو کہ بیشک حضرت الیاس تمہیں کہتے ہیں تو نے اللہ تعالیٰ کی عبادت کو چھوڑ کر بعل کی عبادت کو پسند کیا ہے اور اپنی بیوی کی خواہش کی اتباع کی، اب عذاب و بلا کے لیے تیار ہو جاؤ حضرت یسع نے آپ کا پیغام بادشاہ کو پہنچایا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت یسع کو بادشاہ کے شر سے محفوظ رکھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے بارش کو روک لیا یہاں تک کہ چوپائے اور جانور ہلاک ہونے لگے اور لوگوں کو سخت مصیبت کا سامنا کرنا پڑا۔

حضرت الیاس علیہ السلام پہاڑ کی چوٹی کی طرف نکلے۔ اللہ تعالیٰ ان کے رزق کا اہتمام فرماتا، ان کے پینے کے لیے اور وضو کرنے کے لیے ایک چشمہ جاری کر دیا یہاں تک کہ لوگوں کو سخت مصیبت نے آلیا۔ بادشاہ نے بت کے ستر خدام کی طرف پیغام بھیجا انہیں کہا کہ بعل سے سوال کرو کہ وہ ہمیں اس مصیبت سے نکالے۔ انہوں نے اپنے بت نکالے ان کے لیے قربانیاں کیں، ان پر جھک گئے وہ دعائیں کرنے لگے یہاں تک کہ ان پر ایک طویل وقت گزر گیا۔ بادشاہ نے انہیں کہا کہ حضرت الیاس کا معبود تو ان سے جلد بات سن لیتا تھا۔ لوگوں نے حضرت الیاس کی تلاش شروع کر دی۔ حضرت الیاس تشریف لائے۔ فرمایا کیا تم یہ بات پسند کرتے ہو کہ تم سے مصیبت کو دور کیا جائے؟ لوگوں نے کہا ہاں۔ فرمایا ان بتوں کو باہر پھینک دو۔ حضرت الیاس نے اپنے رب سے دعا کی ان کی مصیبت کو دور فرما دے۔ ایک ڈھال کے برابر بادل بلند ہوا جب کہ وہ دیکھ رہے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان پر بارش کو نازل فرمایا، ان کی مدد فرمائی تو ان لوگوں نے توبہ کی اور وہ واپس آگئے۔ (1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وَ اِلْیَاسَ سے مراد حضرت ادریس علیہ السلام ہیں۔ (2)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ بات کی جاتی تھی کہ الیاس سے مراد حضرت ادریس علیہ السلام ہیں۔ (3)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت کعب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ آج چار انبیاء زندہ ہیں، دو دنیا میں: حضرت الیاس اور حضرت خضر اور دو آسمانوں میں ہیں: حضرت عیسیٰ اور حضرت ادریس۔ (4)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت ابن شوذب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام ایرانیوں میں سے ہیں اور حضرت الیاس علیہ السلام بنو اسرائیل میں سے ہیں۔ وہ ہر سال موسم حج کے موقعہ پر باہم ملتے ہیں۔ (5)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت وہب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت الیاس علیہ السلام نے اپنے رب

1۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 19، صفحہ 10-208، دار الفکر بیروت　　2۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 207
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 108، دار احیاء التراث العربی بیروت　　4۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 9، صفحہ 207　　5۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 208

سے دعا کی کہ وہ اسے اپنی قوم سے آرام دے۔ ان سے کہا گیا ایسے دن کا انتظار کرو تو ایک چیز گھوڑے کی صورت میں آئے گی۔ جب تو وہ جانور دیکھے جس کا رنگ آگ کے رنگ جیسا ہوتو اس پر سوار ہو جانا۔ حضرت الیاس اس دن کا انتظار کرنے لگے۔ تو اچانک وہ چیز گھوڑے کی صورت میں آئی۔ اس کا رنگ آگ کے رنگ جیسا تھا یہاں تک کہ وہ آپ کے سامنے آکر ٹھہر گئی۔ آپ اس پر اچھل کر سوار ہو گئے۔ وہ آپ کو لے کر چل پڑی۔ یہ آپ کا آخری وقت تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو داڑھی عطا کی، نور کا لباس پہنایا کھانے اور پینے کی لذت ختم کردی اور فرشتوں میں چلے گئے۔(1)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ الیاس کو بے آب وگیاہ جنگلوں اور حضرت خضر علیہ السلام کو پہاڑوں کی ذمہ داری سونپی گئی ہے۔ ان دونوں کو دنیا میں پہلے نفخہ تک زندگی عطا کی گئی ہے۔ یہ دونوں حج کے موقعہ پر جمع ہوتے ہیں۔(2)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت کعب سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت الیاس پہاڑوں اور بیابانوں میں رہتے ہیں۔ وہ تنہائی میں اپنے رب کی عبادت کرتے ہیں، ان کا سر بھاری، پیٹ چپکا ہوا، پتلی پنڈلیاں، سینے میں سرخ بالوں کا گچھا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں شام کے علاقہ کی طرف بھیج دیا۔ آسمان کی طرف نہیں اٹھایا، اسی کا نام اللہ تعالیٰ نے ذوالنون رکھا ہے۔(3)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حضرت خضر ہی حضرت الیاس ہیں۔

امام حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) اور بیہقی رحمہما اللہ نے "دلائل" میں جبکہ بیہقی نے اسے ضعیف قرار دیا ہے، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ ہم نے ایک جگہ پڑاؤ ڈالا۔ تو وادی میں ایک آدمی تھا جو یوں دعا کررہا تھا اے اللہ! مجھے حضرت محمد ﷺ کی امت مغفورہ میں سے بنادے جس کو بدلہ دیا جائے گا۔ میں نے وادی پر اوپر سے جھانکا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ اس آدمی کی لمبائی تین سو یا اس سے زیادہ ہاتھ ہے۔ اس نے پوچھا تو کون ہے؟ میں نے کہا میں اس رسول اللہ ﷺ کا خادم ہوں۔ اس نے پوچھا وہ کہاں ہیں؟ میں نے کہا وہ تو آپ کی گفتگو سن رہے ہیں۔ تو اس نے کہا ان کی بارگاہ میں حاضر ہونا اور انہیں میرا اسلام کہنا اور یہ کہنا کہ آپ کا بھائی الیاس آپ کو سلام کہتا ہے۔ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سب واقعہ بتادیا۔ حضور ﷺ تشریف لائے یہاں تک کہ ان سے معانقہ کیا۔ دونوں بیٹھ کر باتیں کرنے لگے۔ انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول! میں ہر سال صرف ایک دن کھانا کھاتا ہوں۔ آج میرا افطار کا دن ہے۔ آپ اور میں کھانا کھائیں۔ دونوں پر آسمان سے دسترخوان اترا جس میں روٹی، مچھلی اور جوائن تھی۔ دونوں نے کھانا کھایا اور مجھے بھی کھلایا۔ دونوں نے عصر کی نماز پڑھی۔ پھر مجھے اور رسول اللہ ﷺ کو الوداع کہا۔ پھر میں نے انہیں دیکھا کہ وہ آسمان کی طرف بادل کی رفتار سے چلے گئے۔(4)

1۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 9، صفحہ 210، دارالفکر بیروت　　2۔ ایضاً

3۔ مستدرک حاکم، کتاب التواریخ، جلد 2، صفحہ 637 (4119)، دارالکتب العلمیہ بیروت

4۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 5، صفحہ 421، دارالکتب العلمیہ بیروت

امام حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح الاسناد ہے، ذہبی نے کہا بلکہ وہ موضوع ہے جس نے اسے وضع کیا ہے، اللہ تعالیٰ اسے ذلیل و رسوا کرے کہا میں یہ گمان نہیں کرتا تھا اور نہ اسے جائز سمجھتا ہوں کہ جہالت حاکم تک بھی پہنچ سکتی ہے کہ وہ اسے صحیح قرار دیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بَعْلًا کا معنی بت نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بعل سے مراد مالک ہے۔(1)

امام ابن ابی حاتم اور حضرت ابراہیم حربی رحمہ اللہ نے ''غریب الحدیث'' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے ایک آدمی کو دیکھا جو ایک گائے ہانک کر لے جا رہا تھا۔ پوچھا اس کا مالک کون ہے؟ اس نے اسے بلایا، پوچھا تو کن میں سے ہے؟ بتایا اہل یمن سے ہوں۔ کہا یہ بھی ایک لغت ہے یعنی بعل کا معنی مالک ہے۔

امام ابن انباری رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے حمیر کے ایک آدمی کی اونٹنی خریدنا چاہی۔ پوچھا تو اس کا صاحب (مالک) ہے۔ اس نے جواب دیا انا بعلها یعنی میں اس کا مالک ہوں۔ پوچھا تو کس قبیلہ سے تعلق رکھتا ہے۔ جواب دیا حمیر سے۔ حضرت ابن عباس نے کہا اَتَدۡعُوۡنَ بَعۡلًا کا معنی ہے کیا تو مالک کو بلاتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی یہ کہتے ہوئے گزرا من یعرف البقرة؟ ایک آدمی نے کہا انا بعلها میں اس کا مالک ہوں۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا تو گمان کرتا ہے کہ تو اس کا خاوند ہے؟ اس آدمی نے کہا کیا آپ نے اللہ تعالیٰ کا فرمان نہیں سنا اَتَدۡعُوۡنَ بَعۡلًا وَّ تَذَرُوۡنَ اَحۡسَنَ الۡخَالِقِيۡنَ یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم بعل کی عبادت کرتے ہو جبکہ میں تمہارا رب ہوں۔ حضرت ابن عباس نے اس سے فرمایا تو نے سچی بات کی۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ بعل کا معنی مالک ہے۔ یہ ازدہ شنوأة کی لغت میں ہے۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ بعل سے مراد ان کا بت ہے جس کی وہ بعلبک میں عبادت کرتے تھے۔ یہ دمشق سے آگے ہے۔ وہاں ایک بعل بت تھا جس کی وہ عبادت کرتے تھے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یمنی زبان میں بعل سے مراد مالک ہے۔ ایک آدمی دوسرے آدمی کو کہتا ہے اس کپڑے کا مالک کون ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قیس بن سعد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اَتَدۡعُوۡنَ بَعۡلًا کے بارے میں سوال کیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم خاموش ہو گئے۔ اس نے پھر سوال کیا۔ آپ پھر خاموش ہو گئے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ایک آدمی کو سنا کہ وہ گمشدہ چیز کا اعلان کر رہا ہے۔ تو دوسرے کو سنا کہ وہ کہہ رہا تھا انا بعلها (میں اس کا مالک ہوں)۔ حضرت ابن عباس نے کہا سائل کہاں ہے؟

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 109، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 100 (2546)، دار الکتب العلمیہ بیروت

سنو جو سائل کہتا ہے انا بعلھا یعنی میں اس کا مالک ہوں۔ اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا کہا تم اپنے مالک کی عبادت کرتے ہو۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اِلْ یَاسِیْنَ سے مراد حضرت الیاس ہی ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے ضحاک سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے پڑھا سَلٰمٌ عَلٰٓی اِدْرَاسِیْنَ کہا یہ الیاس کے اسی طرح مثل ہے جیسے عیسیٰ، مسیح، محمد، احمد اور اسرائیل، یعقوب۔

امام ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ سَلٰمٌ عَلٰٓی اِلْ یَاسِیْنَ کے بارے میں کہا ہم آل محمد ہیں یعنی آل یسین ہیں۔(1)

وَ اِنَّ لُوْطًا لَّمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ﴿۱۳۳﴾ اِذْ نَجَّیْنٰهُ وَ اَهْلَهٗۤ اَجْمَعِیْنَ ﴿۱۳۴﴾ اِلَّا عَجُوْزًا فِی الْغٰبِرِیْنَ ﴿۱۳۵﴾ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِیْنَ ﴿۱۳۶﴾ وَ اِنَّكُمْ لَتَمُرُّوْنَ عَلَیْهِمْ مُّصْبِحِیْنَ ﴿۱۳۷﴾ وَ بِالَّیْلِ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۳۸﴾

"اور بیشک لوط بھی پیغمبروں میں ہیں۔ (یاد کرو) جب بچالیا ہم نے انہیں اور ان کے سارے اہل خانہ کو۔ بجز ایک بڑھیا کے جو پیچھے رہنے والوں میں تھی۔ پھر ہم نے برباد کردیا دوسرے لوگوں کو۔ اور تم گزرتے رہتے ہو ان (اجڑے دیاروں) پر صبح کے وقت اور رات کے وقت۔ کیا تم (اتنا بھی) نہیں سمجھتے۔"

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: اِلَّا عَجُوْزًا فِی الْغٰبِرِیْنَ سے مراد ہے ان کی بیوی پیچھے رہ گئی تو اسے پتھر بنا دیا گیا اس کا نام ہیشفع تھا۔(2)

امام ابن جریر اور ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الْغٰبِرِیْنَ سے مراد ہے ہلاک ہونے والے۔ تم ان کے پاس سے اپنے سفروں میں گزرتے رہتے ہو۔(3)

عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ تم صبح و شام ان کے پاس سے گزرتے ہو، جو آدمی مدینہ سے شام کی طرف جاتا ہے تو وہ سدوم کے پاس سے گزرتا ہے جو حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کی بستی ہے۔(4)

امام عبد الرزاق، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہی قول نقل کیا ہے کہ تم حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کی بستی کے پاس سے گزرتے ہو۔ کیا تم سوچتے نہیں کہ تمہیں بھی ایسی مصیبت پہنچ سکتی ہے جو انہیں پہنچی ہے۔(5)

وَ اِنَّ یُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ﴿۱۳۹﴾ اِذْ اَبَقَ اِلَی الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ﴿۱۴۰﴾ فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِیْنَ ﴿۱۴۱﴾ فَالْتَقَمَهُ الْحُوْتُ وَ هُوَ مُلِیْمٌ ﴿۱۴۲﴾ فَلَوْ لَاۤ اَنَّهٗ

1۔ مجمع الزوائد، جلد 9، صفحہ 277 (15026)، دار الفکر بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 115، دار احیاء التراث العربی بیروت
3۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 16 4۔ ایضاً
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 102 (2549)، دار احیاء التراث العربی بیروت

كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ ﴿۱۴۳﴾ لَلَبِثَ فِيْ بَطْنِهٖۤ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۱۴۴﴾ فَنَبَذْنٰهُ بِالْعَرَآءِ وَهُوَ سَقِيْمٌ ﴿۱۴۵﴾ وَاَنْۢبَتْنَا عَلَيْهِ شَجَرَةً مِّنْ يَّقْطِيْنٍ ﴿۱۴۶﴾ وَاَرْسَلْنٰهُ اِلٰى مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ يَزِيْدُوْنَ ﴿۱۴۷﴾ فَاٰمَنُوْا فَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ﴿۱۴۸﴾

''اور بیشک یونس بھی (ہمارے) رسولوں میں سے ہیں۔ جب وہ بھاگ کر گئے تھے بھری ہوئی کشتی کی طرف (سوار ہونے کے لیے)۔ پھر قرعہ اندازی میں شریک ہوئے اور دھکیلے ہوؤں میں سے ہو گئے۔ پس نگل لیا انہیں حوت نے درآنحالیکہ وہ اپنے آپ کو ملامت کر رہے تھے۔ پس اگر وہ اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرنے والوں سے نہ ہوتے تو پڑے رہتے مچھلی کے پیٹ میں قیامت کے دن تک۔ پھر ہم نے ڈال دیا انہیں کھلے میدان میں اس حال میں کہ وہ بیمار تھے۔ اور (ان کی حفاظت کے لیے) ہم نے اگا دی ان پر کدو کی بیل۔ اور ہم نے بھیجا تھا انہیں ایک لاکھ یا اس سے زیادہ لوگوں کی طرف۔ پس وہ (لوگ) ایمان لائے اور ہم نے لطف اندوز ہونے دیا انہیں کچھ وقت تک''۔

امام عبدالرزاق، امام احمد نے ''زہد'' میں عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام سے کہا گیا کہ تیری قوم پر فلاں دن عذاب آئے گا۔ جب وہ دن آیا تو حضرت یونس علیہ السلام اس بستی سے چلے گئے۔ ان کی قوم نے انہیں نہ پایا تو چھوٹے، بڑے جانور اور ہر چیز کو لے کر نکل پڑے۔ پھر انہوں نے والدہ کو بچے سے، بکری کو اپنے بچے سے اونٹنی اور گائے کو اپنے بچوں سے الگ کر دیا۔ ان کی چیخ و پکار کی آواز سنی گئی۔ ان پر عذاب آ گیا یہاں تک کہ انہوں نے اسے دیکھا۔ پھر وہ عذاب ان سے دور کر دیا گیا۔ جب عذاب انہیں نہ پہنچا حضرت یونس علیہ السلام ناراض ہو کر چل دیے۔ سمندر میں لوگوں کے ساتھ ایک کشتی میں سوار ہوئے یہاں تک کہ وہ سمندر میں اس جگہ تھے جہاں اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ تو کشتی رک گئی۔ وہ آگے نہیں چلتی تھی۔ کشتی کے مالک نے کہا ہمیں چلنے سے کوئی چیز نہیں روکتی مگر تم میں کوئی منحوس آدمی ہے۔ انہوں نے قرعہ اندازی کی تاکہ وہ ایک آدمی کو سمندر میں پھینک دیں۔ قرعہ حضرت یونس علیہ السلام کے نام نکلا۔ انہوں نے کہا ہم تیرے ساتھ ایسا نہیں کریں گے۔ انہوں نے دوبارہ قرعہ نکالا تو قرعہ تیسری دفعہ بھی آپ کے نام ہی نکلا۔ تو حضرت یونس علیہ السلام نے خود ہی چھلانگ لگا دی۔ مچھلی نے انہیں لقمہ بنا لیا۔

حضرت طاؤس رحمہ اللہ نے کہا مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ جب مچھلی نے انہیں کھلی جگہ پھینکا تو اس وقت وہ بیمار تھے۔ تو ان پر یقطین کی ایک بیل اگ آئی۔ یقطین کدو کو کہتے ہیں۔ وہ اسی طرح ٹھہرے رہے یہاں تک کہ سانس ان کی طرف لوٹ آئی۔ درخت خشک ہو گیا حضرت یونس علیہ السلام غم کی وجہ سے شدید روئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی کی: کیا تو ایک درخت کے ہلاک ہونے پر روتا ہے جبکہ ایک لاکھ افراد کی ہلاکت پر نہیں روتا؟۔ (1)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 03-102 (53-2550)، دار الکتب العلمیہ بیروت

حضرت یونس علیہ السلام کو بستی کی طرف مبعوث کیا، آپ ان کے پاس جو پیغام لائے تھے، اس کو انہوں نے رد کر دیا اور اس کو تسلیم کرنے سے رک گئے۔ جب انہوں نے ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی کی میں ان پر فلاں فلاں عذاب نازل کرنے والا ہوں، ان کے درمیان سے نکل جانا۔ اپنی قوم کو بتا دینا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے عذاب کا وعدہ کیا ہے۔ لوگوں نے کہا تاڑ میں رہنا۔ اگر وہ تمہارے درمیان سے نکل جائے تو انہوں نے تم سے جو وعدہ کیا ہے اللہ تعالیٰ کرنے والا ہے۔ جب وہ رات آئے جس کی صبح عذاب آنے کا وعدہ کیا گیا تھا تو آپ رات کو نکل گئے۔ قوم نے انہیں دیکھ لیا، وہ ڈر گئے۔ وہ بستی سے کھلی جگہ کی طرف نکلے۔ جانوروں اور ان کے بچوں کو الگ کر دیا۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آہ وزاری کی، توبہ کی اور مغفرت کے طلب گار ہوئے۔ حضرت یونس علیہ السلام بستی اور ان کے رہنے والوں کی خبر کے بارے میں منتظر تھے یہاں تک کہ ایک آدمی آپ کے پاس سے گزرا۔ حضرت یونس سے پوچھا بستی والوں کا کیا بنا؟ اس نے جواب دیا جب انہیں پتہ چلا کہ ان کا نبی ان کے درمیان سے نکل گیا ہے تو انہیں یقین ہو گیا کہ ان کے نبی نے جس عذاب کا ان سے وعدہ کیا تھا اس میں وہ بچے تھے۔ وہ اپنی بستی سے کھلی جگہ کی طرف نکلے۔ پھر ہر جننے والی اور اس کے بچے کو الگ کر دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں آہ وزاری کی اور اس کی بارگاہ میں توبہ کی۔ تو ان کی توبہ قبول ہو گئی اور عذاب ان سے مؤخر کر دیا گیا۔ اس موقع پر حضرت یونس علیہ السلام نے کہا میں کذاب کی حیثیت سے ان کی طرف نہیں لوٹوں گا اور چلے گئے۔ (1)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عبداللہ بن حارث سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت یونس علیہ السلام ناراض ہو کر نکلے تو کشتی کے پاس آئے، اس میں سوار ہوئے۔ کشتی چلنے سے رک گئی۔ کشتی والوں نے کہا یہ کسی گناہ کی وجہ سے ایسا ہوا ہے جو تم نے کیا ہے۔ انہوں نے ایک دوسرے سے کہا آؤ ہم قرعہ اندازی کرتے ہیں، جس کے نام قرعہ نکلے اسے پانی میں پھینک دو۔ انہوں نے قرعہ اندازی کی تو قرعہ حضرت یونس علیہ السلام کے نام نکلا۔ جب حضرت یونس نے یہ دیکھا، فرمایا وہ میں ہی ہوں۔ آپ نکلے اور اپنے آپ کو پانی میں پھینک دیا۔ اسی وقت مچھلی نے اپنا سر پانی سے تین ہاتھ اوپر اٹھایا۔ وہ اپنے آپ کو گرا رہے تھے۔ تو مچھلی سامنے آ گئی۔ جب اس مچھلی نے آپ کو پکڑنا چاہا تو آپ دوسری جانب ہوئے تو مچھلی پھر سامنے آ گئی۔ جب حضرت یونس علیہ السلام نے یہ دیکھا تو پہچان گئے کہ یہ تو اللہ کا امر ہے تو اپنے آپ کو گرا دیا۔ ابھی پانی آپ پر نہیں گزرا تھا کہ مچھلی نے آپ کو پکڑ لیا۔ اللہ تعالیٰ نے مچھلی کی طرف وحی کی نہ اس ہڈیوں کو توڑنا اور نہ ہی اس کا گوشت کھانا، یہاں تک کہ میں تجھے یہ حکم دوں۔ یہاں تک کہ اسے مٹی کے ساتھ لگا دیا۔ اس نے زمین کی تسبیح کو سنا اسی موقع پر حضرت یونس نے ندا کی۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب حضرت یونس علیہ السلام نے اپنے آپ کو سمندر میں پھینکا تو مچھلی نے انہیں لقمہ بنا لیا۔ وہ انہیں لے کر نیچے بیٹھ گئی، یہاں تک کہ وہ وہاں جا پہنچی جہاں پانی پھوٹتا ہے یا اس جیسا کوئی حکم ارشاد فرمایا تو حضرت یونس نے زمین کی تسبیح کو سنا تو اسی وقت ندا کی فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ (الانبیاء) دعا

1۔ تفسیر طبری، سورۂ انبیاء، جلد 17، صفحہ 91، دار احیاء التراث العربی بیروت

عرش کے اردگرد گھومنے لگی۔ فرشتوں نے کہا اے ہمارے رب! ہم دور دراز علاقوں سے ایک کمزور آواز سنتے ہیں۔ پوچھا تم اسے جانتے ہو؟ عرض کی اے ہمارے رب! نہیں۔ فرمایا وہ میرا بندہ یونس ہے۔ عرض کی وہ جس کے ہم ہمیشہ قبول عمل لاتے رہے اور قبول کی ہوئی دعائیں لاتے رہے۔ فرمایا ہاں۔ عرض کی اے ہمارے رب! کیا تو اس پر رحم نہیں کرے گا جو وہ خوشحالی میں کرتا تھا اور تو اسے مصیبت میں نجات نہیں دے گا۔ فرمایا کیوں نہیں۔ تو مچھلی کو حکم دیا تو اس نے اسے محفوظ کر دیا۔(1)

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے: جب اسے پھینکا تو اسے کدو کی بیل کی جڑ کے پاس پھینکا۔ وہ اس وقت بچے کی حالت میں تھے۔ وہ اس بیل کے سائے سے سایہ حاصل کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے جنگلی جانوروں سے دودھ پلانے کا انتظام کر دیا۔ جانور صبح و شام اس کے پاس آتے۔ وہ اپنی ٹانگوں کو ڈھیلا کر دیتیں تو حضرت یونس علیہ السلام اس کا دودھ پیتے یہاں تک کہ ان کا گوشت اگ آیا۔(2)

امام ابن اسحاق، بزار اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ میں محبوس رکھنے کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے مچھلی کو وحی کی کہ اسے پکڑے، نہ اس کا گوشت نوچے اور نہ ہی اس کی ہڈیاں توڑے۔ مچھلی نے آپ کو پکڑ لیا۔ پھر سمندر میں اپنے مسکن میں بیٹھ گئی۔ جب مچھلی انہیں سمندر کی پست ترین جگہ تک لے گئی تو حضرت یونس علیہ السلام نے حس سی سنی جبکہ وہ مچھلی کے پیٹ میں تھے۔ دل میں کہا یہ کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کی طرف وحی کی جبکہ آپ مچھلی کے پیٹ میں تھے یہ زمین کے جانوروں کی تسبیح ہے۔ حضرت یونس علیہ السلام نے تسبیح بیان کی جبکہ وہ مچھلی کے پیٹ میں تھے۔ انہوں نے کہا اے ہمارے رب! زمین کے دور دراز حصہ سے ہم کمزور سی آواز سنتے ہیں۔ فرمایا وہ میرا بندہ یونس ہے۔ اس نے میری نافرمانی کی تھی تو میں نے اسے مچھلی کے پیٹ میں محبوس کر دیا ہے۔ فرشتوں نے عرض کی وہ صالح بندہ جس کے نیک اعمال ہر روز تیری بارگاہ میں پیش کیے جاتے تھے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہاں۔ فرشتوں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آپ کی سفارش کی، اللہ تعالیٰ نے مچھلی کو حکم دیا تو مچھلی نے انہیں ساحل پر پھینک دیا۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وَهُوَ سَقِيمٌ۔(3)

امام ابن ابی شیبہ نے ''مصنف'' میں، امام احمد نے ''زہد'' میں، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام نے قوم سے عذاب کا وعدہ کیا اور انہیں بتایا کہ تین دنوں میں انہیں عذاب آئے گا۔ انہوں نے ماں اور بچہ میں جدائی کر دی۔ پھر وہ نکلے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں گڑگڑائے۔ اللہ تعالیٰ سے بخشش کے خواستگار ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے عذاب کو روک لیا۔ حضرت یونس علیہ السلام عذاب کا انتظار کرتے رہے اور کچھ بھی نہ دیکھا۔ ان کا قانون تھا جو جھوٹ بولے اور اس کے گواہ نہ ہوں تو اسے قتل کر دیا جائے۔ آپ ناراض ہو کر چل دیے یہاں تک کہ کشتی میں ایک جماعت تک پہنچے۔ انہوں نے آپ کو کشتی میں سوار کر لیا اور انہیں پہچان بھی لیا۔ جب آپ کشتی

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 105 (2558)، دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً (2558)

3۔ تفسیر طبری، سورۂ انبیاء، جلد 17، صفحہ 96، داراحیاء التراث العربی بیروت

میں سوار ہوئے تو کشتی رک گئی جبکہ دائیں بائیں کشتیاں چل رہی تھیں۔ پوچھا تمہاری کشتی کو کیا ہوا؟ لوگوں نے کہا ہمیں کچھ معلوم نہیں۔ حضرت یونس علیہ السلام نے کہا میں جانتا ہوں کہ اس کشتی میں ایک غلام ہے جو اپنے مالک سے بھاگا ہے۔ اللہ کی قسم! یہ کشتی اس وقت تک نہیں چلے گی جب تک تم اسے پانی میں نہیں پھینکو گے۔ حضرت یونس علیہ السلام نے انہیں فرمایا قرعہ اندازی کرو جس آدمی کے نام قرعہ نکلے اسے سمندر میں پھینک دو۔ انہوں نے قرعہ نکالا۔ تین دفعہ قرعہ حضرت یونس علیہ السلام کے نام نکلا۔ آپ کو سمندر میں پھینک دیا گیا جبکہ ایک مچھلی کی ذمہ داری لگا دی گئی جب آپ کو پھینکا گیا تو مچھلی نے آپ کو نگل لیا اور اسے زمین میں اپنی قرارگاہ تک لے گئی۔ حضرت یونس علیہ السلام نے سنگریزوں کی تسبیح سنی تو انہوں نے تاریکیوں میں یوں ندا کی لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ (الانبیاء) یہاں تاریکیوں سے مراد مچھلی کے پیٹ کی تاریکی، سمندر کی تاریکی اور رات کی تاریکی تو مچھلی نے آپ کو ایسی جگہ پھینک دیا جہاں کوئی گھاس یا سبزہ نہیں تھا ایسے پرندے کی مانند جس پر کوئی پر نہ ہو اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام پر کدو کی ایک بیل پیدا کر دی۔ آپ اس بیل سے سایہ حاصل کرتے اور اس سے فائدہ حاصل کرتے۔ وہ بیل خشک ہوگئی۔ جب بیل خشک ہوگئی تو آپ رونے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ تو درخت کے خشک ہونے پر روتا ہے جبکہ ایک لاکھ یا زائد آدمیوں کی ہلاکت پر نہیں روتا جن کے ہلاک ہونے کا تو نے ارادہ کیا؟ آپ باہر نکلے تو آپ ایک نوجوان کے پاس تھے جو ریوڑ چرا رہا تھا۔ حضرت یونس نے پوچھا اے نوجوان! تو کس قوم سے تعلق رکھتا ہے؟ اس نے جواب دیا میں حضرت یونس کی قوم سے تعلق رکھتا ہوں۔ حضرت یونس نے فرمایا جب تو ان کے پاس جائے انہیں سلام کہو اور انہیں بتانا کہ تو حضرت یونس علیہ السلام سے ملا تھا۔ اس نوجوان نے کہا اگر تو یونس ہے تو تو ضرور اس بات کو جانتا ہوگا کہ جو آدمی جھوٹ بولے اور اس کے گواہ نہ ہوں تو اسے قتل کر دیا جاتا ہے۔ تو میرے حق میں کون گواہی دے گا؟ حضرت یونس علیہ السلام نے فرمایا تیرے حق میں یہ درخت اور یہ جگہ گواہی دے گی۔ اس نوجوان نے حضرت یونس علیہ السلام سے عرض کی ان دونوں کو حکم دو۔ حضرت یونس علیہ السلام نے ان دونوں کو فرمایا جب یہ نوجوان تمہارے پاس آئے تو تم اس کے حق میں گواہی دینا۔ دونوں نے کہا ٹھیک ہے۔ نوجوان اپنی قوم کی طرف واپس لوٹ آیا۔ اس کے بھائی تھے اور بڑی قوت تھی۔ وہ بادشاہ کے پاس آیا اور کہا میں حضرت یونس علیہ السلام سے ملا ہوں۔ وہ تمہیں سلام فرماتے تھے۔ بادشاہ نے اس نوجوان کو قتل کرنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ اس نوجوان نے کہا اس کے پاس گواہ موجود ہیں۔ بادشاہ نے آدمی نوجوان کے ساتھ بھیجے۔ وہ اسی درخت اور جگہ تک پہنچے۔ نوجوان نے ان دونوں سے کہا میں تمہیں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیتا ہوں، کیا حضرت یونس نے تم دونوں کو گواہ بنایا تھا؟ دونوں نے کہا ہاں قوم گھبرائی ہوئی واپس آئی۔ وہ کہتے تھے درخت اور زمین تیرے حق میں گواہی دیتے ہیں۔ وہ لوگ بادشاہ کے پاس آئے اور جو منظر دیکھا تھا اسے بیان کیا۔ بادشاہ نے نوجوان کا ہاتھ پکڑا، اپنی جگہ بٹھایا اور کہا تو میری بنسبت اس جگہ کا زیادہ مستحق ہے۔ اس نوجوان نے چالیس سال تک ان پر حکومت کی۔ (1)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت وہب بن منبہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت یونس بن متی صالح آدمی تھے۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ما ذکر فیما فضل بہ یونس بن متی، جلد 6، صفحہ 338 (31866)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

آپ جسمانی طور پر کمزور تھے۔ جب ان پر نبوت کی ذمہ داریاں ڈالی گئیں، اس کی ایسی ذمہ داریاں ہوتی ہیں جنہیں تھوڑے افراد ہی اٹھاتے ہیں تو وہ ان ذمہ داریوں کے نیچے یوں بچھتے چلے گئے جیسے وہ اونٹ بوجھ کے نیچے بچھتا چلا جاتا ہے جس کے ابھی چار دودھ کے دانت گرے ہوں۔ تو آپ نے اسے ہاتھ سے پھینک دیا اور وہاں سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ اللہ تعالیٰ اپنے نبی سے فرماتا ہے فَاصۡبِرۡ كَمَا صَبَرَ أُولُوا الۡعَزۡمِ مِنَ الرُّسُلِ...... وَلَا تَكُن كَصَاحِبِ الۡحُوتِ (القلم:48)(1)

امام ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے ''سنن'' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے الۡمُدۡحَضِيۡنَ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ یہ ان لوگوں میں سے تھے جن کے نام قرعہ نکلا کہا ان کے نام قرعہ نکلا تو یہ ان لوگوں میں سے تھے جن کا حصہ نکلا۔

امام احمد نے ''زہد'' میں، عبد بن حمید، ابن جریر اور بیہقی نے قتادہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ کشتی رک گئی لوگوں کو پتہ چل گیا کہ یہ کشتی کسی گناہ کی وجہ سے رکی ہے جو انہوں نے کیا ہے۔ انہوں نے قرعہ اندازی کی تو حضرت یونس علیہ السلام کے نام قرعہ نکلا۔ حضرت یونس علیہ السلام نے اپنے آپ کو پانی میں پھینک دیا۔ مچھلی نے انہیں لقمہ بنالیا۔ تو انہوں نے جو کچھ کیا تھا اس میں گناہ گار تھے۔ اگر وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرنے والے نہ ہوتے آپ خوشحالی کے دور میں بہت زیادہ نماز ادا کیا کرتے تھے تو اسی وجہ سے نجات پاگئے۔ حکمت کی باتوں میں یہ بات کہی جاتی ہے کہ نیک عمل کرنے والے کو اٹھاتا ہے جب وہ لغزش کرتا ہے اور جب وہ گرایا جاتا ہے تو اسے سہارا پاتا ہے لَلَبِثَ فِي بَطۡنِهِۦٓ إِلَىٰ يَوۡمِ يُبۡعَثُونَ تو یہ اس کے لیے قیامت تک قبر ہوتی۔(2)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ طاؤس اور انہیں جیسے زمانہ کے لوگ بیٹھے اور انہوں نے اس بات کا ذکر کیا کہ اللہ تعالیٰ کا کونسا امر زیادہ تیزی سے واقع ہوا؟ بعض نے کہا اللہ تعالیٰ کا فرمان كَلَمۡحِ الۡبَصَرِ (النحل:77) بعض نے کہا وہ تخت جب حضرت سلیمان کی خدمت میں لایا گیا۔

حضرت ابن منبہ رحمہ اللہ نے کہا اللہ تعالیٰ کے امروں میں سے سب سے تیز یہ امر تھا کہ حضرت یونس علیہ السلام کشتی کے کنارے پر تھے کہ اللہ تعالیٰ نے مصر کے نیل دریا میں موجود مچھلی کو وحی کی۔ ابھی آپ اس کنارہ سے نیچے نہیں گرے تھے کہ اس مچھلی کے پیٹ میں پہنچ گئے۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جس مچھلی نے حضرت یونس علیہ السلام کو لقمہ بنایا تھا اسے نجم کہتے ہیں۔ وہ انہیں لے کر بحر روم، پھر نیل، پھر فارس اور پھر دجلہ میں گئی۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وَهُوَ مُلِيمٌ کا معنی ہے کہ آپ گناہ کرنے والے تھے۔

امام ابن انباری اور طستی رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے ان سے عرض کی مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان وَهُوَ مُلِيمٌ کے بارے میں بتایئے فرمایا مُلِيمٌ سے مراد خطا کار اور گناہ

1۔ تفسیر طبری، سورۂ انبیاء، جلد 17، صفحہ 92، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 20-117

3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب کلام ابن منبہ، جلد 7، صفحہ 185 (35175)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

گار ہے۔ پوچھا کیا عرب اس معنی کو پہچانتے ہیں؟ فرمایا کیا تو نے امیہ بن ابی الصلت کا شعر نہیں سنا:

بَرِیْءٌ مِنَ الْآفَاتِ لَیْسَ لَهَا بِأَهْلٍ وَلٰكِنَّ الْمُسِيْءَ هُوَالْمُلِيْمُ

''وہ مصائب سے پاک ہے وہ ان کا اہل نہیں، لیکن گناہ گار و خطا کار''۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مُلِیْمٌ سے مراد گناہ گار ہے۔(1)

امام احمد نے ''زہد'' میں حضرت ربیع بن انس سے روایت نقل کی ہے کہ فَلَوْلَآ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ یعنی اگر عمل صالح اسے نہ چھڑاتا تو قیامت تک اس کے پیٹ میں رہتا۔ الحکمۃ میں ہے کہ اچھا عمل عمل کرنے والے کو بلند کر دیتا ہے۔(2)

امام احمد نے ''زہد'' میں، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ معنی ہے اگر وہ مچھلی کے پیٹ میں جانے سے پہلے نماز پڑھنے والے نہ ہوتے۔(3)

امام احمد، ابن ابی حاتم اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: یہ حضرت یونس کی وہ نماز ہے جو انہوں نے مچھلی کے پیٹ میں پڑھی تھی۔ اس کا ذکر حضرت قتادہ سے کیا گیا تو انہوں نے کہا نہیں بلکہ وہ آسودگی کے دور میں جو نماز پڑھتے تھے۔ وہ نماز مراد ہے۔(4)

امام عبد الرزاق، فریابی، امام احمد نے ''زہد'' میں، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ معنی ہے اگر آپ نماز پڑھنے والے نہ ہوتے۔(5)

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے: اگر وہ اس سے قبل اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والے ہوتے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن ابی الحسن رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: اگر پہلے اس کی عبادت اور تسبیح نہ کی ہوتی جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے اسے اس وقت آغوش رحمت میں لیا جس کی وجہ سے اسے مصیبت پہنچی تھی۔ چالیس دن اور رات تک مچھلی کے پیٹ میں اس پر انعام فرمایا۔ پھر اسے ماں کے پیٹ سے نکالا اور اس پر نظر رحمت فرمائی۔(6)

امام عبد بن حمید نے حضرت حسن بصری سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ کی قسم! ہم اسے خوب جانتے ہیں کہ آسودگی میں آہ و زاری مصیبت کے نازل ہونے کے وقت استعداد پیدا کرتی ہے۔ جب مصیبت نازل ہوتی ہے تو آہ و زاری کرنے والا اس کا سہارا لیتا ہے۔ اگر اس نے پہلے غلطی کی ہے تو وہ گناہ اس کے ساتھ چمٹ جاتا ہے، اگرچہ گناہ کو بہت عرصہ گزر چکا ہو۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک سے روایت نقل کی ہے کہ آسودگی کے دور میں اللہ کو یاد کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں مصیبت کے وقت یاد کرے گا۔ کیونکہ حضرت یونس علیہ السلام صالح آدمی تھے۔ اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے۔ جب مچھلی کے پیٹ میں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 118، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ کتاب الزہد، صفحہ 44 (عن قتادہ) دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 119 4۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 120
5۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 103 (2552)، دار الکتب العلمیہ بیروت
6۔ تفسیر طبری، سورۃ انبیاء، جلد 17، صفحہ 94

گئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَلَوْلَآ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ لَلَبِثَ فِيْ بَطْنِهٖۤ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۔ فرعون سرکش بندہ تھا اور اللہ تعالیٰ کے ذکر کو بھلانے والا تھا۔ جب غرق نے اسے آلیا تو فرعون نے کہا اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِيْۤ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْۤا اِسْرَآءِيْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ (یونس) تو اسے کہا گیا آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ (یونس)۔(1)

امام ابن ابی حاتم، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ نے ''شعب الایمان'' میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام آسودگی کے دور میں کثرت سے نماز پڑھتے۔ جب مچھلی کے پیٹ میں گئے تو گمان کیا کہ یہ موت ہے۔ تو اپنے پاؤں کو حرکت دی۔ تو وہ حرکت کر رہیں تھی۔ تو آپ نے سجدہ کیا۔ عرض کی میں نے تیری بارگاہ میں وہاں سجدہ کیا جہاں کسی نے بھی سجدہ نہ کیا۔(2)

امام عبداللہ بن احمد نے ''زوائد زہد'' میں، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور حاکم نے امام شعبی سے روایت نقل کی ہے کہ مچھلی نے چاشت کے وقت اسے نگلا اور شام کے وقت اسے باہر پھینکا۔ انہوں نے اس کے پیٹ میں رات نہیں گزاری۔(3)

حاکم نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام نے مچھلی کے پیٹ میں چالیس دن گزارے۔(4)

امام عبدالرزاق اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں چالیس دن رہے۔(5)

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد نے ''زہد'' میں، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں چالیس دن رہے۔(6)

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں سات دن رہے۔ تو مچھلی انہیں لے کر ساتوں سمندروں میں گھومی پھر دجلہ کے کنارے انہیں پھینک دیا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جس مچھلی نے حضرت یونس علیہ السلام کو لقمہ بنایا تھا اسے نجم کہتے ہیں۔ وہ تین دن تک اس کے پیٹ میں رہے۔ حضرت یونس علیہ السلام آسودگی کے دور میں بہت زیادہ نماز پڑھتے تھے تو وہ نجات پا گئے۔ لَلَبِثَ فِيْ بَطْنِهٖۤ تو مچھلی کا پیٹ اس کے لیے قبر بن گیا۔ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ قیامت کے دن تک عراء سے مراد دجلہ کا کنارہ ہے۔ نینوئی دجلہ کے کنارے ہے۔ وہ اس کے پیٹ میں چالیس دن تک رہے۔ مچھلی آپ کو دجلہ میں لے کر پھرتی رہی۔(7)

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 138 (34794)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 40-639 (4129)، دارالکتب العلمیہ بیروت 3۔ ایضاً، کتاب التواریخ، جلد 2، صفحہ 639 (4126)

4۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 638 (4124)

5۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 104 (2556)، دارالکتب العلمیہ بیروت

6۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ماذکر فیما فضل بہ یونس بن متی، جلد 6، صفحہ 338 (31867)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

7۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 20-118، داراحیاء التراث العربی بیروت

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ فَنَبَذْنٰهُ بِالْعَرَآءِ ہم نے اسے ساحل پر پھینکا۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت شہر بن حوشب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام ناراض ہو کر چلے گئے۔ آپ ایک کشتی میں لوگوں کے ساتھ سوار ہوئے۔ کشتی ٹھہر گئی، چلتی نہیں تھی۔ آپ نے ان میں قرعہ اندازی کی اور سمندر میں چھلانگ لگا دی۔ مچھلی دم ہلاتی ہوئی آئی۔ مچھلی کو آواز دی گئی کہ ہم نے حضرت یونس علیہ السلام کو تیرا رزق نہیں بنایا۔ ہم نے تجھے اس کی جائے پناہ اور مسجد بنایا ہے۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت یونس علیہ السلام ناراض ہو کر چلے گئے۔ آپ مچھلی کے پیٹ میں تھے تو وہاں اللہ تعالیٰ کے حضور یہ التجاء کی اے میرے اللہ! تو نے مجھے گھروں سے نکالا، پہاڑوں کی چوٹیوں سے مجھے اتارا، شہروں میں پھرایا، سمندر میں مجھے پھینکا اور مچھلی کے پیٹ میں مجھے قید کیا۔ کیا تو میرا کوئی ایسا اچھا عمل نہیں جانتا جس کے بدلے میں تو مجھے یہاں سے آزادی دلائے۔ فرشتوں نے عرض کی ہمارے رب! معروف آواز ایک اجنبی جگہ سے آرہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں فرمایا وہ میرا بندہ یونس ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَلَوْلَآ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ ﴿﴾ لَلَبِثَ فِيْ بَطْنِهٖۤ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ وہ مچھلی کے پیٹ میں چالیس دنوں تک رہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں کھلی جگہ پر پھینک دیا جبکہ وہ بیمار تھے۔ ان پر کدو کی بیل کو اگا دیا۔ حضرت یونس علیہ السلام اس سے سایہ حاصل کرتے، اس کے کدو کھاتے اور اس کی جڑ سے پانی پیتے۔ یہ سلسلہ جاری رہا جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس بیل کو خشک کر دیا۔ اس میں حضرت یونس علیہ السلام کے لیے جو منافع تھے وہ ختم ہو گئے۔ حضرت یونس علیہ السلام غمگین ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی کی تو ایک درخت پر غمگین ہو گیا جسے میں نے اگایا۔ پھر اسے خشک کر دیا تو اس وقت اپنی قوم پر غمگین نہ ہوا۔ جب انہیں عذاب آیا تو ان سے الگ ہو گیا۔ پھر ناراض ہو کر چلا گیا۔

امام احمد نے "زہد" میں، عبد بن حمید اور ابو الشیخ نے حضرت حمید بن ہلال رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام اپنی قوم کو بلاتے تو وہ دعوت کو قبول کرنے سے انکار دیتے۔ جب حوت میں گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں بھلائی کی دعا کی۔ انہوں نے حضرت یونس علیہ السلام پر ایک جاسوس معین کیا۔ جب انہوں نے حضرت یونس علیہ السلام کو تھکا دیا تو اللہ تعالیٰ سے ان کے حق میں بددعا کی۔ ان کا جاسوس قوم کے پاس آیا۔ کہا جو کچھ کر سکتے ہو کرو، تم پر عذاب آیا چاہتا ہے۔ حضرت یونس علیہ السلام نے تمہارے حق میں بددعا کر دی ہے۔ حضرت یونس علیہ السلام چلے گئے انہیں یقین ہو گیا کہ ان پر عذاب ضرور آئے گا۔ وہ سب لوگ نکلے۔ انہوں نے جانوروں کو اپنے بچوں سے الگ کر دیا۔ وہ توبہ کرتے ہوئے نکلے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر رحم فرمایا۔ حضرت یونس علیہ السلام آئے تاکہ دیکھیں کہ انہیں کس عذاب سے ہلاک کیا گیا۔ دیکھا تو زمین عذاب کے بغیر سرسبز وشاداب ہے۔ اسی وقت وہ ناراض ہو کر چلے گئے۔ ایک قوم کے ساتھ کشتی میں سوار ہوئے۔ کشتی آگے نہ چلتی تھی اور نہ ہی پیچھے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 121، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 125

مڑتی تھی۔ انہوں نے ایک دوسرے سے کہا یہ سب کچھ تم میں سے کسی کے گناہ کی وجہ سے ہے؟ قرعہ اندازی کرو کہ کسے ہم پانی میں پھینکیں اور اپنی راہ لیں۔ انہوں نے قرعہ اندازی کی تو قرعہ حضرت یونس علیہ السلام کے نام نکلا۔ لوگوں نے کہا ہم اللہ کے نبی کو پانی میں نہیں پھینکیں گے۔ حضرت یونس علیہ السلام نے فرمایا میرے بغیر کسی اور کا ارادہ نہیں کیا گیا مجھے پھینک دو۔ مجھے سر کے بل نہ پھینکنا بلکہ مجھے پاؤں کی جانب سے بہانا۔ انہوں نے ایسا ہی کیا مچھلی منہ کھولے ہوئے آئی۔ اس نے آپ کو لقمہ بنا لیا۔ ایک بڑی مچھلی نے اس کا پیچھا کیا تا کہ دونوں کو لقمہ بنالے مگر وہ مچھلی اس سے آگے نکل گئی۔ حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں رہے یہاں تک کہ ہڈیاں نرم ہوگئیں، گوشت جلد اور بال جاتے رہے۔ وہ بیمار تھے تو اس وقت جو دعا کرنی تھی کی مچھلی نے آپ کو خالی جگہ پھینک دیا جبکہ آپ بیمار تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان پر ایک کدو کی بیل اگا دی۔ اس بیل میں آپ کی غذا تھی یہاں تک کہ آپ کی ہڈیاں مضبوط ہوگئیں۔ گوشت، بال اور جلد اُگ آئے۔ آپ جس طرح پہلے تھے اس طرح ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس بیل پر ہوا بھیجی تو وہ بیل خشک ہوگئی۔ تو حضرت یونس علیہ السلام رونے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کی طرف وحی کی کیا تو ایک درخت پر روتا ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے تیری غذا کا اہتمام کیا تھا اور اپنی قوم کی ہلاکت پر نہیں روتا۔

امام عبد بن حمید نے سعید بن جبیر سے روایت نقل کی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کو اپنی قوم کی طرف بھیجا تا کہ قوم کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف دعوت دیں اور جو طرز عمل انہوں نے اپنا رکھا ہے اسے ترک کر دیں۔ حضرت یونس علیہ السلام ان کے پاس آئے، انہیں دعوت دی۔ قوم کے افراد نے بات ماننے سے انکار کر دیا۔ حضرت یونس علیہ السلام اپنے رب کی طرف متوجہ ہوئے۔ عرض کی اے میرے اللہ! میری قوم نے میری بات ماننے سے انکار کر دیا ہے اور مجھے جھٹلایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان کے پاس واپس جاؤ۔ اگر وہ ایمان لے آئیں اور تیری تصدیق کریں تو بہتر ورنہ انہیں بتا کہ عذاب کل ان پر آجائیگا۔ حضرت یونس علیہ السلام ان کے پاس آئے، انہیں دعوت دی مگر انہوں نے ماننے سے انکار کر دیا۔ فرمایا کل صبح تم پر عذاب آجائے گا۔ پھر ان کے پاس سے چلے گئے جب نصف رات ہوئی تو بورا لیا، اس میں اپنا کھانا رکھا پھر نکل گئے۔ جب انہوں نے عذاب دیکھا، ماؤں اور بچوں کو الگ کر دیا خواہ وہ جانوروں کے تھے یا انسانوں کے۔ پھر حضرت یونس علیہ السلام آپ کی دعوت پر ایمان لاتے ہوئے اور آپ کی تصدیق کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آہ وزاری کرنے لگے۔

جب اللہ تعالیٰ نے اس قوم سے یہ دیکھا بعد اس کے کہ عذاب ان پر چھایا ہوا چاہتا تھا جس طرح قبر کو کپڑے سے ڈھانپا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان سے عذاب کو دور کر دیا۔ حضرت یونس علیہ السلام عذاب دیکھنے کے لیے رکے رہے۔ جب صبح ہوئی، قوم کو بستی سے نکلتے ہوئے دیکھا، انہیں کوئی عذاب نہیں پہنچا تھا تو حضرت یونس علیہ السلام نے کہا نہیں اللہ کی قسم! میں ان کے پاس نہیں آؤں گا کیونکہ وہ مجھے جھٹلا چکے ہیں۔ حضرت یونس علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے ناراض ہو کر نکلے۔ لوگوں کو دیکھا کہ کشتی میں سوار ہو رہے ہیں۔ حضرت یونس علیہ السلام بھی ان کے ساتھ سوار ہو گئے۔ جب کشتی انہیں لے کر چلی تو وہ رک گئی۔ قوم نے کہا تم میں سے کوئی ایسا آدمی ہے جو سخت گناہگار ہے۔ قرعہ اندازی کرو، سب غرق نہ ہو۔ قوم نے قرعہ اندازی کی تو حضرت یونس علیہ السلام کے نام قرعہ نکلا۔ لوگوں نے کہا ہم اللہ کے نبی کو پانی میں نہیں پھینکیں گے۔ تمہارے تیر خلط ملط

ہو گئے تھے۔ دوبارہ تیر اکٹھے کرو اور قرعہ اندازی کرو۔ پھر بھی حضرت یونس علیہ السلام کے نام قرعہ نکلا۔ جب حضرت یونس علیہ السلام نے یہ دیکھا تو قوم سے فرمایا مجھے پانی میں پھینک دو۔ تم سب غرق نہ ہو لوگوں نے حضرت یونس علیہ السلام کو پانی میں پھینک دیا۔ اللہ تعالیٰ نے مچھلی کو ذمہ داری سونپی۔ مچھلی نے انہیں نگل لیا۔ نہ وہ آپ کی ہڈی توڑتی اور نہ آپ کا گوشت کھاتی۔ مچھلی انہیں سمندر کی گہرائی میں لے گئی۔ جب آپ پر رات تاریک ہوگئی تو تین تاریکیوں میں اللہ تعالیٰ کے حضور التجا کی۔ مچھلی کے پیٹ کی تاریکی، رات کی تاریکی اور سمندر کی تاریکی لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ (الانبیاء) اللہ تعالیٰ نے مچھلی کی طرف وحی کی کہ اسے سمندر میں پھینک دو مچھلی پانی سے اوپر ہوئی اور آپ کو خشکی پر پھینک دیا۔ آپ پر کوئی بال، کوئی جلد اور کوئی ناخن نہ تھا۔ جب ان پر سورج طلوع ہوا تو سورج کی گرمی نے انہیں اذیت دی۔ آپ نے اللہ تعالیٰ سے التجا کی تو آپ پر کدو کی بیل اگ آئی۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت سعید بن جبیر سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں گئے تو مچھلی نے آپ کو سات سمندروں میں پھرایا۔ پھر انہیں دجلہ کے کنارے لے آئی اور دجلہ کے کنارے آپ کو پھینک دیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام پر کدو کی بیل کو اگا دیا جو خشکی کی بیل ہے۔ اَوْ یَزِیْدُوْنَ سے مراد ستر ہزار ہیں۔ ان پر عذاب سایہ کر چکا تھا تو انہوں نے انسانوں اور چوپاؤں میں سے والدہ اور اولاد کو الگ کر دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں آہ وزاری کی۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے عذاب کو دور کر دیا اور آسمان نے ان پر خون کی بارش کی۔(1)

امام عبد الرزاق، امام احمد نے "زہد" میں اور عبد بن حمید رحمہم اللہ نے حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مچھلی کو حکم دیا کہ وہ حضرت یونس علیہ السلام کو نہ تکلیف پہنچائے اور نہ ہی انہیں زخمی کرے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے فَلَوْلَآ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِیْنَ یعنی آپ اس سے پہلے عبادت گزاروں میں سے تھے۔ حضرت یونس کی عبادت کا ذکر کیا۔ جب آپ سمندر سے باہر نکلے تو آپ سو گئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ پر کدو کی بیل اگا دی۔ اس نے آپ کو سایہ کر دیا۔ وہ ایک دن میں اتنی بڑی ہوگئی کہ حضرت یونس علیہ السلام نے اسے دیکھا کہ وہ آپ کو سایہ کر رہی ہے۔ اس کی سرسبزی کو دیکھا جس نے آپ کو خوش کیا۔ پھر آپ سو گئے پھر جاگے تو خشک ہو چکی تھی۔ آپ اس بیل کے خشک ہونے پر غمگین ہونے لگے۔ حضرت یونس علیہ السلام سے کہا گیا تو نے نہ اسے پیدا کیا ہے نہ اسے پانی دیا اور نہ اسے اگایا، اب پھر اس پر غمگین ہوتا ہے جبکہ میں نے ایک لاکھ یا اس سے زائد انسان پیدا کیے۔ میں نے ان پر رحم کیا تو یہ بات آپ پر شاق گزری۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن قیس رحمہ اللہ کے واسطہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ مچھلی نے آپ کو خالی جگہ پھینک دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر کدو کی بیل پیدا کر دی۔ ہم نے کہا اے ابو ہریرہ! یہ یَقْطِیْنٍ کیا ہے؟ فرمایا کدو کا درخت۔ اللہ تعالیٰ نے ایک جنگلی بکری آپ کے لیے تیار کی جو زمین کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 124، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 108 (2567)، دار الکتب العلمیہ بیروت

کیڑے مکوڑے کھاتی۔ آپ پر ٹانگوں کو پھیلا دیتی اور صبح و شام آپ کو دودھ پلاتی یہاں تک کہ آپ توانا ہو گئے۔ ابن ابی الصلت نے اسلام سے قبل ان کے بارے میں ایک شعر کہا:

فَأَنْبَتَ يَقْطِينًا عَلَيْهِ بِرَحْمَةٍ مِنَ اللّٰهِ لَوْلَا اللّٰهُ أَلْفِي ضَاحِيًا

''اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے اس پر کدو کی بیل اگا دی، اگر اللہ تعالیٰ کی رحمت ان پر نہ ہوتی تو کوئی چیر نے پھاڑنے والا درندہ پاتے''۔(1)

ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ یَقْطِیْن سے مراد کدو ہے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ یَقْطِیْن سے مراد کدو ہے۔(3)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم یہ باتیں کیا کرتے تھے کہ یہ کدو تھا جسے تم دیکھتے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اسے حضرت یونس علیہ السلام پر پیدا کیا جس سے وہ کھاتے تھے۔(4)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یَقْطِیْن سے مراد کدو ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت عکرمہ اور سعید بن جبیر سے روایت نقل کی ہے کہ یَقْطِیْن سے مراد کدو ہے۔(5)

امام دیلمی رحمہ اللہ نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اسے مرفوع رویت نقل کیا ہے کہ دکھاؤ اگر اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ ہلکے درخت کو جانتا تو وہی حضرت یونس علیہ السلام پر اگاتا۔ جب تم میں سے کوئی شوربہ بنائے تو اس میں زیادہ کدو ڈالے کیونکہ یہ دماغ اور عقل کو زیادہ کرتا ہے۔(6)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کدو کا درخت پیدا کیا۔ حضرت یونس علیہ السلام اس کا کوئی پتہ نہ لیتے اور اسے پکڑتے مگر وہ آپ کو دودھ پلاتا یا فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس سے جتنا عرصہ چاہا آپ نے اس سے دودھ پیا یہاں تک کہ آپ طاقتور ہو گئے۔(7)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد سے یَقْطِیْن کا یہ معنی نقل کیا ہے کدو یا ایسا درخت جس کا تنا نہ ہو (8)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابن عباس سے یہ روایت نقل کی ہے: ہر وہ چیز جو اگے اور ایک سال میں ختم ہو جائے۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے: بطیخ کے قرع میں شامل ہونے سے کیا مانع کیونکہ یَقْطِیْن یہ اس شے کو کہتے ہیں جو زمین پر پھیلتی جاتی ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہر درخت جس کا تنا نہ ہو وہ یَقْطِیْن ہوتا ہے(9)۔ جو زمین پر پھیلتا جاتا ہے جیسے تربوز، خربوز اور ککڑی۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 122، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً 5۔ ایضاً
6۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 3، صفحہ 244 (4719)، دار صادر بیروت 7۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 123
8۔ ایضاً 9۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 121

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے يَّقْطِيْنٍ کے بارے میں پوچھا گیا کہ کیا وہ کدو ہے؟ تو انہوں نے کہا نہیں بلکہ وہ ایسا درخت ہے جسے اللہ تعالیٰ نے يَّقْطِيْنٍ کا نام دیا جس نے آپ کو سایہ دیا تھا۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَ اَرْسَلْنٰهُ کی یہ تعبیر کی ہے کہ یہ شان مچھلی کے لقمہ بنانے سے پہلے عطا ہوئی۔(2)

عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری اور حضرت قتادہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے آزمائش میں ڈالنے سے پہلے اہل نینویٰ کی طرف مبعوث کیا جو موصل کا علاقہ ہے۔(3)

امام احمد نے ''زہد'' میں، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کو اسی وقت نبی مبعوث کیا جب مچھلی نے اسے پھینکا تھا۔ پھر اس آیت کی تلاوت کی فَنَبَذْنٰهُ بِالْعَرَآءِ وَ هُوَ سَقِيْمٌ ﴿۱۴۵﴾ وَ اَنْۢبَتْنَا عَلَيْهِ شَجَرَةً مِّنْ يَّقْطِيْنٍ ﴿۱۴۶﴾ وَ اَرْسَلْنٰهُ اِلٰى مِائَةِ اَلْفٍ۔(4)

امام ترمذی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابی بن کعب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ کے فرمان اَوْ يَزِيْدُوْنَ کے بارے میں پوچھا، فرمایا بیس ہزار زائد تھے۔(5)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اَوْ يَزِيْدُوْنَ کے بارے میں پوچھا۔ فرمایا تیس ہزار زائد تھے۔(6)

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن ابی الدنیا نے ''کتاب العقوبات'' میں اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اَوْ يَزِيْدُوْنَ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ تیس ہزار سے زائد تھے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ وہ ایک لاکھ اور چالیس ہزار سے زائد تھے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے اَوْ يَزِيْدُوْنَ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ ستر ہزار زائد تھے۔

امام سعید بن منصور اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت نوف رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ان کی زیادتی ستر ہزار تھی۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حِيْنٍ سے مراد موت ہے۔(7)

فَاسْتَفْتِهِمْ اَلِرَبِّكَ الْبَنَاتُ وَ لَهُمُ الْبَنُوْنَ ﴿۱۴۹﴾ اَمْ خَلَقْنَا الْمَلٰٓئِكَةَ اِنَاثًا وَّ هُمْ شٰهِدُوْنَ ﴿۱۵۰﴾ اَلَاۤ اِنَّهُمْ مِّنْ اِفْكِهِمْ لَيَقُوْلُوْنَ ﴿۱۵۱﴾ وَلَدَ اللّٰهُ ۙ وَ اِنَّهُمْ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 123 2۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 124 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 125 5۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 124 6۔ ایضاً
7۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 105 (2559)، دار الکتب العلمیہ بیروت

لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱۵۲﴾ اَصْطَفَى الْبَنَاتِ عَلَى الْبَنِيْنَ ﴿۱۵۳﴾ مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ﴿۱۵۴﴾ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱۵۵﴾ اَمْ لَكُمْ سُلْطٰنٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۵۶﴾ فَاْتُوْا بِكِتٰبِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۵۷﴾ وَ جَعَلُوْا بَيْنَهٗ وَ بَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا ؕ وَ لَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ اِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ﴿۱۵۸﴾ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۵۹﴾ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۱۶۰﴾

"ذرا پوچھیے ان (نادانوں) سے کیا آپ کے رب کے لیے تو بیٹیاں ہیں اور ان کے لیے بیٹے۔ آیا جب ہم نے فرشتوں کو مؤنث بنایا تو کیا وہ موجود تھے۔ غور سے سنو! وہ جھوٹی تہمت لگاتے ہیں جب وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بچے جنے اور وہ بلاشبہ جھوٹ بکتے ہیں۔ کیا اس نے پسند کی ہیں (اپنے لیے) بیٹیاں، بیٹوں کو چھوڑ کر۔ تمہیں کیا ہوگیا؟ تم کیسے فیصلے کر رہے ہو۔ کیا تم غور وفکر نہیں کیا کرتے۔ کیا تمہارے پاس کوئی واضح دلیل ہے۔ تو اپنی وہ دستاویز پیش کرو اگر تم سچے ہو۔ اور ٹھہرا دیا ہے انہوں نے اللہ تعالیٰ اور جنوں کے درمیان رشتہ۔ حالانکہ جن خود جانتے ہیں کہ انہیں (پکڑ کر) پیش کیا جائے گا۔ پاک ہے اللہ تعالیٰ ان (لغویات) سے جو یہ بیان کرتے ہیں۔ مگر اللہ کے چنے ہوئے بندے (ایسی ہرزہ سرائی نہیں کرتے)۔"

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے فَاسْتَفْتِهِمْ کا یہ معنی نقل کیا ہے: یعنی قریش کے مشرکوں سے سوال کرو کیونکہ مشرکوں نے کہا تھا اللہ تعالیٰ کے لیے بیٹیاں اور ان کے بیٹے ہیں۔ انہوں نے کہا فرشتے مؤنث ہیں۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لیے بیٹے بنائے اور اپنے لیے بیٹیاں۔ تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ تم کیسے فیصلے کرتے ہو یعنی یہ فیصلہ ظلم کا فیصلہ ہے۔ سُلْطٰنٌ مُّبِيْنٌ سے مراد واضح عذر ہے۔ فَاْتُوْا بِكِتٰبِكُمْ یعنی اپنا عذر پیش کرو اگر تم سچے ہو۔ اللہ کے دشمن یہ گمان کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ اور ابلیس دو بھائی ہیں۔(1)

امام آدم بن ابی ایاس، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے "شعب الایمان" میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ قریش کے کفار نے کہا فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں کہا ان کی مائیں کون ہیں؟ جواب دیا جنوں کے سرداروں کی بیٹیاں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ اِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ یعنی انہیں حساب کے موقع پر حاضر کیا جائے گا۔ کہا یہاں جنة سے مراد فرشتے ہیں۔(2)

جویبر نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت قریش کے تین قبیلوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ بنو سلیم، بنو خزاعہ اور بنو جہینہ۔ وَجَعَلُوْا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے معزز جنوں کے ساتھ سسرالی رشتہ قائم کیا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 28-125، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 29-128

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عطیہ سے روایت نقل کی ہے کہ مشرکوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے معزز جنوں سے رشتہ داری بنائی۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر نے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جنۃ سے مراد فرشتے ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہیں جن کا نام اس لئے دیا گیا کیونکہ فرشتے تمام کے تمام جن ہیں۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: اِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ وہ جنت میں حاضر ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان چیزوں سے پاک ہے جو وہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں جھوٹ بولتے ہیں۔ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِیْنَ یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے جنوں اور انسانوں کی تعریف ہے۔(1)

فَاِنَّكُمْ وَ مَا تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۶۱﴾ مَاۤ اَنْتُمْ عَلَیْهِ بِفٰتِنِیْنَ ﴿۱۶۲﴾ اِلَّا مَنْ هُوَ صَالِ الْجَحِیْمِ ﴿۱۶۳﴾

''پس تم اور جن (جھوٹے خداؤں) کی تم پوجا کرتے ہو، تم (سب مل کر) اللہ تعالیٰ کے خلاف (کسی کو) نہیں بہکا سکتے۔ مگر اسے جو تاپنے والا ہے بھڑکتی آگ کو۔''

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ضمیر سے مراد مشرکوں کی جماعت ہے۔ وَ مَا تَعْبُدُوْنَ یعنی معبودان باطلہ۔ بِفٰتِنِیْنَ نماز پڑھنے والے۔ اِلَّا مَنْ هُوَ صَالِ الْجَحِیْمِ مگر جن کے بارے میں میرے علم میں تھا کہ وہ جہنم میں داخل ہوگا۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور لالکائی رحمہم اللہ نے ''السنۃ'' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے: نہ تم گمراہ ہو اور نہ تم سے زیادہ گمراہ ہے مگر جس کے بارے میں یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ وہ جہنم میں داخل ہونے والا ہے۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے بِفٰتِنِیْنَ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ تم گمراہ نہیں ہو۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ بِفٰتِنِیْنَ کا معنی گمراہ ہے۔ اِلَّا مَنْ هُوَ صَالِ الْجَحِیْمِ مگر وہ جس کے حق میں جہنم میں داخل ہونا مقدر ہو چکا ہے۔(3)

امام عبد بن حمید نے حضرت ابراہیم تیمی، عمر بن عبد العزیز اور ضحاک رحمہم اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے آیت کی تفسیر میں حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: انہیں آزمائش میں نہیں ڈالا جائے گا مگر جو جہنم میں داخل ہوگا وہ مومن کو نہ آزمائش میں ڈالیں گے اور نہ اس پر مسلط ہوں گے۔

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 106 (2560)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 129، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 130

امام عبد بن حمید اور بیہقی رحمہما اللہ نے '' الاسماء والصفات '' میں حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ یہ ارادہ کرتا کہ اس کی نافرمانی نہ کی جائے تو ابلیس کو پیدا نہ کرتا۔ پھر اس آیت کی تلاوت کی مَآ اَنۡتُمۡ عَلَيۡهِ بِفٰتِنِيۡنَ ۙ﴿۱۶۲﴾ اِلَّا مَنۡ هُوَ صَالِ الۡجَحِيۡمِ۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اے ابلیس کی اولاد! تم میرے بندوں میں سے کسی کو بھی آزمائش میں ڈالنے پر قادر نہیں ہوئے مگر وہی جس نے جہنم میں داخل ہونا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ تم کسی بندہ کو فتنہ میں نہیں ڈال سکتے مگر جس نے جہنم میں داخل ہونا ہے

وَ مَا مِنَّاۤ اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعۡلُوۡمٌ ۙ﴿۱۶۴﴾ وَّ اِنَّا لَنَحۡنُ الصَّآفُّوۡنَ ۚ﴿۱۶۵﴾ وَ اِنَّا لَنَحۡنُ الۡمُسَبِّحُوۡنَ ﴿۱۶۶﴾

'' اور فرشتے کہتے ہیں کہ ہم میں سے کوئی ایسا نہیں مگر اس کے لیے مقام متعین ہے۔ اور ہم پرے باندھے (مقام نیاز میں) کھڑے ہیں۔ اور بیشک ہم اس کی پاکی بیان کرنے والے ہیں۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ تفسیر نقل کی ہے: وَمَا مِنَّاۤ اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعۡلُوۡمٌ فرشتوں نے کہا اِنَّا لَنَحۡنُ الصَّآفُّوۡنَ فرشتوں نے کہا وَ اِنَّا لَنَحۡنُ الۡمُسَبِّحُوۡنَ۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ سے آیت کی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے کہ یہ حضرت جبرائیل کا قول ہے۔

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے '' العظمۃ '' میں حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ فرشتوں نے کہا کہ آسمان میں کوئی ایسی جگہ نہیں مگر وہاں ایک فرشتہ موجود ہے، سجدہ کر رہا ہے یا کھڑا ہے۔ یہ سلسلہ تا قیامت رہے گا۔

امام محمد بن نصر مروزی نے '' کتاب الصلاۃ '' میں، ابن جریر، ابن ابی حاتم ابو الشیخ نے اور ابن مردویہ نے حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آسمان میں قدم کے برابر بھی جگہ نہیں مگر وہاں فرشتہ سجدہ کر رہا ہے یا کھڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی مطلب ہے: وَمَا مِنَّاۤ اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعۡلُوۡمٌ ﴿۱۶۴﴾ وَّ اِنَّا لَنَحۡنُ الصَّآفُّوۡنَ۔(3)

امام محمد بن نصر اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت علاء بن سعد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک روز اپنے ساتھیوں سے کہا آسمان چرچرایا اور چرچرانا اسے زیبا ہے۔ آسمان میں قدم رکھنے کے برابر بھی جگہ نہیں مگر اس پر ایک فرشتہ رکوع میں ہوتا ہے یا سجود میں۔ پھر اس آیت کی تلاوت کی وَّ اِنَّا لَنَحۡنُ الصَّآفُّوۡنَ ﴿۱۶۵﴾ وَ اِنَّا لَنَحۡنُ الۡمُسَبِّحُوۡنَ۔

امام عبد الرزاق، فریابی، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور بیہقی رحمہم اللہ نے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 133، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 132

''شعب الایمان'' میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آسمانوں میں ایک ایسا آسمان بھی ہے جس میں بالشت بھر جگہ بھی نہیں بلکہ اس پر فرشتے کی پیشانی اور اس کے قدم ہوتے ہیں وہ کھڑا ہوتا ہے یا سجدے میں ہوتا ہے۔ پھر اس آیت کی تلاوت کی وَّ اِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ ﴿۱۶۵﴾ وَ اِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُوْنَ۔(1)

امام عبد بن حمید نے مجاہد سے یہ روایت نقل کی ہے کہ آسمان چرچرایا چرچرانے کی وجہ سے اس پر ملامت نہیں کی جائے گی۔ بیشک آسمانوں میں ایک ایسا آسمان بھی ہے جس میں بالشت بھر بھی جگہ نہیں مگر اس پر فرشتے کی پیشانی اور اس کے قدم ہیں۔

امام ترمذی جبکہ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے، ابن ماجہ اور ابن مردویہ نے حضرت ابوذر سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے میں وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے آسمان چرچرایا اور چرچرانا اس کو زیبا ہے اس میں چار انگلیوں کی مقدار جگہ بھی نہیں مگر اس میں ایک فرشتہ اپنی جبین رکھے ہوئے ہے، اللہ کو سجدہ کر رہا ہے۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت حکیم بن حزام رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے۔ فرمایا کیا تم وہ سنتے ہو جو میں سنتا ہوں؟ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم تم کیا سنتے ہو۔ فرمایا میں آسمان کی چرچراہٹ کو سنتا ہوں۔ اس کا چرچرانا ملامت کا باعث نہیں۔ اس میں قدم برابر بھی جگہ نہیں مگر اس میں ایک فرشتہ رکوع یا سجود کر رہا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مرد اور عورتیں اکٹھے نماز پڑھتے تھے یہاں تک کہ یہ آیت وَ مَا مِنَّآ اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ نازل ہوئی تو مرد آگے ہو گئے اور عورتیں پیچھے ہو گئیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت زید بن مالک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ لوگ الگ الگ نماز پڑھتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا وَّ اِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں صفیں بنانے کا حکم دیا۔

امام عبد الرزاق نے ''مصنف'' میں اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے بتایا گیا کہ صحابہ صفیں نہیں بناتے تھے یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی وَّ اِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ولید بن عبد اللہ بن ابی مغیث رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ لوگ نماز میں صفیں نہیں بناتے تھے یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی۔

امام عبد الرزاق رحمہ اللہ نے ''مصنف'' میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلی نماز ظہر کی پڑھی حضرت جبرئیل امین آئے اور کہا وَّ اِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ ﴿۱۶۵﴾ وَ اِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُوْنَ۔ جبرئیل امین کھڑے ہو گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے پیچھے کھڑے ہو گئے۔ مرد آپ کے پیچھے کھڑے ہوئے اور مردوں کے پیچھے عورتیں کھڑی ہوئیں تو لوگوں کو آپ نے چار رکعتیں پڑھائیں۔ یہاں تک کہ جب عصر کا وقت ہوا تو جبرئیل امین کھڑے

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 107 (2565)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ سنن ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 10-9، صفحہ 138، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ مصنف عبد الرزاق، باب الصفوف، جلد 2، صفحہ 27 (2426)، دار الکتب العلمیہ بیروت

ہوئے اور اسی طرح کیا۔ جب سورج غروب ہوا تو انہوں نے تین رکعتیں پڑھائیں، پہلی دو رکعتوں میں بلند آواز سے قرأت کی لیکن تیسری رکعت میں انہیں قرأت نہ سنائی۔ جب عشاء کا وقت ہوا اور شفق غائب ہوگئی، حضرت جبرئیل امین آئے، لوگوں کو چار رکعتیں پڑھائیں، دو رکعتوں میں بلند آواز سے قرأت کی۔ جب صبح ہوئی تو جبرئیل امین آئے، دو رکعتیں پڑھائیں، دونوں میں بلند آواز سے قرأت کی اور لمبی قرأت کی۔(1)

امام ابن مردویہ نے حضرت انس سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو فرماتے صفیں درست کرلو۔ اے فلاں! آگے ہو جا اے فلاں! پیچھے ہٹ جا۔ اپنی صفوں کو درست کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے بارے میں فرشتوں کی ہدایت کا ارادہ رکھتا ہے۔ پھر یہ آیت تلاوت کرتے وَّ اِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ ﴿۱۶۵﴾ وَ اِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُوْنَ۔

امام ابن ابی شیبہ، امام مسلم، ابوداؤد، امام نسائی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم اسی طرح صفیں نہیں بناؤ گے جس طرح فرشتے اپنے رب کے ہاں صفیں بناتے ہیں۔ وہ اگلی صفوں کو درست کرتے ہیں اور صف میں جم جاتے ہیں۔(2)

امام مسلم رحمہ اللہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہمیں لوگوں پر تین وجہ سے فضیلت دی گئی ہے: ہماری صفیں فرشتوں کی صفوں جیسی بنادی گئیں، ہمارے لیے زمین مسجد بنادی گئی۔ جب ہم پانی نہ پائیں تو اس کی مٹی ہمارے لیے پاکیزگی عطا کرنے والی بنادی گئی۔(3)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: صفوں کو درست کرو اور ان میں جم جاؤ کیونکہ میں اپنے پیچھے بھی تمہیں دیکھتا ہوں۔ حضرت انس نے کہا میں دیکھتا ہوں کہ ہمارا ساتھی اپنا کندھا ساتھی کے کندھے سے اور اپنا قدم ساتھی کے قدم سے ملاتا ہے۔(4)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ صفیں اس طرح سیدھی کر رہے تھے جس طرح تیر سیدھا کیا جاتا ہے۔ ایک روز آپ نے ایک آدمی کا سینہ صف سے آگے نکلا ہوا دیکھا۔ ارشاد فرمایا اپنی صفوں کو درست کر دیا اللہ تعالیٰ تمہارے چہروں کو ایک دوسرے سے مختلف کر دے گا۔(5)

امام احمد اور ابن ابی شیبہ رحمہما اللہ نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنی صفوں کو درست کرو۔ شیطان تمہارے درمیان حذف کے بچوں کی طرح داخل نہ ہو جائے۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ! ﷺ حذف (6) کے بچوں سے کیا مراد ہے؟ فرمایا سیاہ بکری جو یمن کے علاقے میں ہوتی ہے۔(7)

1۔ مصنف عبدالرزاق، باب ماجاء فی فرض الصلاۃ، جلد 1، صفحہ 339 (1775)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، کتاب الصلوٰۃ، جلد 4، صفحہ 128 (430)، دارالکتب العلمیہ بیروت 3۔ ایضاً، کتاب المساجد، جلد 5، صفحہ 5 (522)

4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ما قالوا فی اقامۃ الصف، جلد 1، صفحہ 308 (3524)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

5۔ ایضاً (3525)

6۔ چھوٹی قسم کی بھیڑ (مترجم)

7۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 1، صفحہ 308 (3526)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نماز میں ہمارے کندھوں پر ہاتھ رکھتے اور فرماتے سیدھے ہو جاؤ، آگے پیچھے نہ ہو جاؤ، تمہارے دل بھی مختلف ہو جائیں گے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنی صفوں کو درست کرو کیونکہ نماز کا حسن صفوں کا درست کرنا ہے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا ہمارے لیے سنتوں کو بیان فرمایا اور ہمیں ہماری نمازیں سکھائیں، فرمایا جب تم نماز پڑھو تو اپنی صفوں کو درست کرو۔(3)

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابو سعید خدری سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جب تم نماز کے لیے کھڑے ہو تو صفوں کو درست کرو خالی جگہ کو بند کرو کیونکہ میں تمہیں اپنے پیچھے بھی دیکھتا ہوں۔(4)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے صف میں خلا کو پر کیا اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے درجے کو بلند فرمائے گا اور جنت میں اس کے لیے گھر بنائے گا۔(5)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنی صفوں کو درست کرو اپنے رکوع اور سجود کو اچھا کرو۔(6)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ صفوں کو درست کرو، تمہارے دل درست ہو جائیں گے۔ایک جگہ جم کر رہو، تم پر رحم کیا جائے گا۔(7)

امام محمد بن نصر رحمہ اللہ نے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْمُ اَدْنٰى مِنْ ثُلُثَيِ الَّيْلِ (المزمل:20) نازل ہوئی تو جبریل نے پوچھا کیا یہ تمہاری مشقت کا باعث ہے؟ فرمایا ہاں کہا وَمَا مِنَّاۤ اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ ﴿۱۶۴﴾ وَّ اِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ ﴿۱۶۵﴾ وَ اِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُوْنَ۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ فرشتوں نے کہا ہم آسمانوں میں صفیں بناتے ہیں اور ہم نماز پڑھتے ہیں۔یہ فرشتوں کا قول ہے۔وہ بندوں میں اپنا مکان بیان کر رہے ہیں۔(8)

وَ اِنْ كَانُوْا لَيَقُوْلُوْنَ ﴿۱۶۷﴾ لَوْ اَنَّ عِنْدَنَا ذِكْرًا مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۶۸﴾ لَكُنَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۱۶۹﴾ فَكَفَرُوْا بِهٖ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۷۰﴾ وَ لَقَدْ سَبَقَتْ

1۔مصنف ابن ابی شیبہ، باب ما قالوا فی اقامۃ الصف، جلد 1، صفحہ 308 (3527)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 2۔ایضاً (3528)

3۔ایضاً، جلد 1، صفحہ 309 (3529)

4۔ایضاً، باب فی سد الفرج فی الصف، جلد 1، صفحہ 333 (3819) 5۔ایضاً (3824)، عن عروۃ بن الزبیر

6۔ایضاً، جلد 1، صفحہ 309 (3540)، عن ابی ہریرۃ 7۔ایضاً، جلد 1، صفحہ 309 (3533)

8۔تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 133، دار احیاء التراث العربی بیروت

كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِيْنَ ۝ اِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ ۝ وَ اِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ۝ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰى حِيْنٍ ۝ وَّ اَبْصِرْهُمْ فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ ۝ اَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُوْنَ ۝ فَاِذَا نَزَلَ بِسَاحَتِهِمْ فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ ۝ وَ تَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰى حِيْنٍ ۝ وَّ اَبْصِرْ فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ ۝

''اور وہ (بعثت نبوی سے پہلے) کہا کرتے تھے اگر ہمارے پاس کوئی نصیحت ہوتی پہلے لوگوں کی طرف سے تو ہم اللہ کے مخلص بندے بن جاتے۔ پس (جب نصیحت آئی) تو اسے ماننے سے انکار کر دیا۔ وہ عنقریب (اپنا انجام) جان لیں گے۔ اور ہمارا وعدہ اپنے بندوں کے ساتھ جو رسول ہیں پہلے ہو چکا ہے کہ ان کی ضرور مدد کی جائے گی۔ اور بیشک ہمارا لشکر ہی غالب ہوا کرتا ہے۔ پس آپ رخ (انور) پھیر لیجئے ان سے تھوڑی دیر اور ملاحظہ فرماتے رہیے ان (کے حالات) کو وہ (خود بھی) اپنا انجام دیکھ لیں گے۔ کیا وہ ہمارے عذاب (کے اترنے) کے لیے جلدی مچا رہے ہیں۔ پس جب وہ اترے گا ان کے آنگن میں تو وہ صبح بڑی خوفناک ہوگی جنہیں ڈرایا جاتا تھا۔ اور رخ انور پھیر لیجئے ان سے تھوڑی دیر کے لیے۔ اور (قدرت الٰہی کا تماشا) دیکھتے رہیے۔ وہ بھی اپنا انجام دیکھ لیں گے۔''

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے لَوْ اَنَّ عِنْدَنَا ذِكْرًا مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ جب اہل مکہ کے مشرکوں کے پاس پہلوں کا ذکر اور بعد والوں کا علم آیا تو انہوں نے کتاب کا انکار کر دیا۔(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ بات اہل مکہ کے مشرکوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے پہلے کی۔ جب ان کے پاس پہلوں کا ذکر اور بعد والوں کا علم آیا تو انہوں نے اس کا انکار کر دیا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ بات ان لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے پہلے کی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعث ہوئی تو انہوں نے انکار کر دیا۔ کہا انبیاء کو قتل کیا جاتا جبکہ وہ مدد کیے گئے ہوتے۔ مومنوں کو قتل کیا جاتا ہے جبکہ ان کی مدد کی جاتی ہے۔ ان کی مدد دنیا اور آخرت میں دلائل سے کی گئی۔ کوئی نبی قتل نہیں کیا گیا اور نہ ہی کوئی قوم قتل کی گئی جو مومنوں میں سے ہو اور حق کی طرف دعوت دیتی ہو۔ وہ امت چلی جاتی ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ایک ایسی قوم بھیج دیتا ہے جو ان سے مومنوں کا بدلہ لیتی ہے۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حَتّٰى حِيْنٍ کا معنی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 135، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 35-134

ہے موت تک۔ وَّاَبۡصِرۡهُمۡ فَسَوۡفَ يُبۡصِرُوۡنَ وہ صاحب بصارت ہوتے جب بصارت انہیں کچھ نفع نہیں دیتی۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا کہ حین سے مراد یوم قیامت ہے۔

امام ابن جریر اور ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حین سے مراد یوم بدر ہے اور ساحت سے مراد ان کے گھر ہیں فَسَآءَ صَبَاحُ الۡمُنۡذَرِيۡنَ کتنی بری وہ صبح کرتے ہیں۔(2)

امام جویبر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مشرکوں نے کہا اے محمد! ہمیں وہ عذاب دکھاؤ جس سے تم ہمیں ڈراتے ہوا سے جلدی لے آؤ۔ تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔

امام احمد، امام بخاری، امام مسلم، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کے وقت خیبر پر حملہ کیا جبکہ وہ کدالیں لے کر باہر نکلے تھے۔ جب انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو انہوں نے کہا محمد اور لشکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ اکبر خیبر برباد ہو گیا۔ ہم جب کسی قوم کے میدان میں اترتے ہیں تو ان کی صبح بڑی بری ہوتی ہے۔ ہم نے بستی کے باہر گدھے پکڑے اور انہیں پکایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ اور اس کا رسول گھریلو گدھوں سے تمہیں منع کرتا ہے کیونکہ یہ ناپاک ہے، شیطان کا عمل ہے۔(3)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے وَتَوَلَّ عَنۡهُمۡ حَتّٰى حِيۡنٍ کا یہ معنی نقل کیا ہے: انہیں کہا گیا ان سے اعراض کرو۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے وَّاَبۡصِرۡهُمۡ فَسَوۡفَ يُبۡصِرُوۡنَ کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے: قیامت کے روز وہ فرمائے گا جو انہوں نے اللہ تعالیٰ کے امر کے بارے میں کہا اور انہوں نے اللہ تعالیٰ، اس کے رسول اور اس کی کتاب کا جو انکار کیا۔ کہا اَبۡصِرۡ اور اَبۡصِرۡهُمۡ دونوں معنی میں ایک ہیں۔

سُبۡحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الۡعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوۡنَ ﴿۱۸۰﴾ وَسَلٰمٌ عَلَى الۡمُرۡسَلِيۡنَ ﴿۱۸۱﴾ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۱۸۲﴾

"پاک ہے آپ کا رب! جو عزت کا مالک ہے ان (ناسزا باتوں سے) جو وہ کیا کرتے ہیں۔ اور سلامتی ہو سب رسولوں پر۔ اور سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو سارے جہانوں کا رب ہے۔"

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے سُبۡحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الۡعِزَّةِ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولا جاتا ہے اور بہتان لگایا جاتا ہے تو اس وقت وہ اپنی پاکی بیان کرتا ہے عَمَّا يَصِفُوۡنَ اس سے مراد جو وہ جھوٹ بولتے ہیں (4) وَسَلٰمٌ عَلَى الۡمُرۡسَلِيۡنَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم مجھ پر سلام بھیجو تو رسولوں پر بھی سلام بھیجو کیونکہ میں بھی رسولوں میں سے ایک رسول ہوں۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 136، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 37-136

3۔ صحیح بخاری، باب غزوۃ خیبر، جلد 2، صفحہ 604، قدیمی کتب خانہ کراچی 4۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 109 (2570)

ابن مردویہ ابوعوام کے واسطہ سے قتادہ سے وہ حضرت انس سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم مجھ پر سلام بھیجو تو رسولوں پر بھی سلام بھیجو کیونکہ میں بھی رسولوں میں سے ایک ہوں۔ ابوعوام نے کہا قتادہ جب یہ آیت سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۸۱﴾ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ تلاوت کرتے تو یہ حدیث ذکر تے۔

امام ابن سعد اور ابن مردویہ سعید کی سند سے حضرت قتادہ سے وہ حضرت انس سے وہ ابوطلحہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم رسولوں پر سلام بھیجو تو مجھ پر بھی سلام بھیجو کیونکہ میں رسولوں میں سے ہی ایک بہتر ہوں۔

امام طبرانی نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے اس قول سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۸۱﴾ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ سے نماز سے فارغ ہونے کی پہچان کرتے۔(1)

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابویعلیٰ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں: جب وہ ارادہ کرتے کہ نماز کا سلام پھیریں تو یہ پڑھتے سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۸۱﴾ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔(2)

امام دارقطنی رحمہ اللہ نے ''افراد'' میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان آیات سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۸۱﴾ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ کا تلاوت کرتے۔

امام خطیب رحمہ اللہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز کا سلام پھیرنے کے بعد ان آیات کی تلاوت کرتے۔

طبرانی نے زید بن ارقم سے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ جس نے ہر نماز کے بعد سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۸۱﴾ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ تین بار پڑھا تو اس نے اجر کا پورا پیمانہ بھرا۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے امام شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جسے یہ بات اچھی لگے کہ وہ قیامت کے روز پورا پیمانہ بھرے تو جب وہ مجلس سے اٹھنے لگے تو یہ کہے سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۸۱﴾ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

امام بغوی رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں ایک اور متصل سند سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے موقوف روایت نقل کی ہے۔

امام حمید بن زنجویہ رحمہ اللہ نے اپنی ''ترغیب'' میں حضرت اصبغ بن بناتہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جسے یہ بات اچھی لگے کہ وہ مکمل پیمانہ بھرے تو وہ آیات سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۸۱﴾ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ کو تین بار پڑھے۔(4)

1۔ مجمع الزوائد، کتاب الاذکار، جلد 10، صفحہ 129 (16927)، دارالفکر بیروت

2۔ مسند ابویعلیٰ، جلد 1، صفحہ 474 (1113)، دارالکتب العلمیہ بیروت

3۔ مجمع الزوائد، کتاب الاذکار، جلد 10، صفحہ 129 (16926)

4۔ تفسیر بغوی، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 585، دارالفکر بیروت

امام ابن ضریس، نحاس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے " دلائل " میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ سورہ ص مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، عبد بن حمید، امام ترمذی (جبکہ امام ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، امام نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب ابو طالب بیمار ہوئے تو قریش کی ایک جماعت ان کے پاس گئی جن میں ابو جہل بھی تھا کہ آپ کا بھتیجا ہمارے بتوں کو گالیاں دیتا ہے، یہ یہ کرتا ہے اور یہ یہ کہتا ہے، کاش! آپ اسے بلاتے اور اسے منع کرتے۔ ابو طالب نے آپ کو بلایا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے گھر میں داخل ہوئے۔ قریش کے افراد اور ابو طالب کے درمیان ایک آدمی کے بیٹھنے کی جگہ تھی۔ ابو جہل کو ڈر ہوا اگر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ابو طالب کے پاس بیٹھ گئے تو وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے نرم پڑ جائیں گے۔ وہ جلدی سے اٹھا اور اس جگہ میں بیٹھ گیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا کے قریب جگہ نہ پائی تو دروازے کے پاس ہی بیٹھ گئے۔ ابو طالب نے کہا اے بھتیجے! کیا وجہ ہے کہ تیری قوم تیری شکایت کرتی ہے، وہ گمان کرتی ہے کہ آپ ان کے معبودوں کو گالیاں دیتے ہیں اور یہ یہ باتیں کرتے ہیں۔ انہوں نے بہت سی باتیں کیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گفتگو کی کہا اے چچا جان! میں تو ان سے صرف ایک کلمہ کا مطالبہ کرتا ہوں، وہ یہ کہہ دیں تمام عرب ان کا زیر نگین ہو جائے گا اور عجمی انہیں جزیہ دیں گے۔ وہ آپ کی گفتگو کی طرف متوجہ ہوئے۔ انہوں نے کہا ایک بات کیوں نہیں دس باتوں کا مطالبہ کرو۔ انہوں نے پوچھا وہ بات کیا ہے؟ فرمایا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وہ گھبرا کر اٹھے۔ کپڑے جھاڑے، وہ کہہ رہے تھے اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ ۝ تو ان کے بارے میں آیت نازل ہوئی صٓ وَالْقُرْاٰنِ ذِی الذِّكْرِ ۝۱ بَلِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فِیْ عِزَّةٍ وَّ شِقَاقٍ ۝ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ فَنَادَوْا وَّلَاتَ حِیْنَ مَنَاصٍ ۝۳ وَعَجِبُوْۤا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ ؗ وَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ۝ۖۚ اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ ۝۵ وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ اَنِ امْشُوْا وَاصْبِرُوْا عَلٰۤى اٰلِهَتِكُمْ ۚ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ یُّرَادُ ۝ۖۚ مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِی الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ ۚ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا اخْتِلَاقٌ ۝ۖۚ ءَاُنْزِلَ عَلَیْهِ الذِّكْرُ مِنْۢ بَیْنِنَا ؕ بَلْ هُمْ فِیْ شَكٍّ مِّنْ ذِكْرِیْ ۚ بَلْ لَّمَّا یَذُوْقُوْا عَذَابِ ۝ؕ (ص:1-8)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ قریش کے کچھ لوگ جمع ہوئے جن میں ابو جہل بن ہشام، عاص بن وائل اور اسود بن مطلب بن عبد یغوث اور قریش کے کچھ اور بزرگ بھی تھے۔ انہوں نے ایک دوسرے سے کہا ہمیں ابو طالب کے پاس لے چلو۔ اس معاملہ میں اس سے بات کریں۔ وہ ہمارے اور اس کے درمیان انصاف کرے۔ وہ ہمارے معبودوں کو گالیاں دینے سے رک جائے۔ ہم اسے اس کے معبود کو چھوڑ دیں۔ ہمیں ڈر ہے کہ یہ شیخ فوت ہو جائے تو ہمارے جانب سے کوئی واقع ہو تو عرب ہمیں عار دلائیں۔ وہ کہیں گے اسے چھوڑے رکھا

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 143، دار الفکر بیروت

یہاں تک کہ اس کا چچا فوت ہو گیا۔ تو انہوں نے اسے پکڑ لیا۔ انہوں نے ایک آدمی ابو طالب کے پاس بھیجا جس کو مطلب کہتے جس نے حضرت علی سے ان کے لیے اجازت طلب کی، کہا یہ تیری قوم کے بزرگ اور سردار ہیں۔ وہ آپ کے پاس آنے کی اجازت چاہتے ہیں۔ ابو طالب نے جواب دیا انہیں داخل کرو۔ جب وہ اندر داخل ہو گئے تو انہوں نے کہا اے ابو طالب! تو ہمارا بڑا اور سردار ہے۔ اپنے بھتیجے کے معاملہ میں ہم سے انصاف کر۔ اسے حکم دو کہ ہمارے معبودوں کو گالیاں دینے سے رک جائے۔ ہم اسے اور اس کے معبود کو چھوڑ دیتے ہیں۔ ابو طالب نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف پیغام بھیجا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اندر داخل ہوئے تو ابو طالب نے کہا اے بھتیجے! یہ تیری قوم کے بزرگ اور سردار ہیں۔ انہوں نے تجھ سے انصاف کا مطالبہ کیا ہے کہ تو ان کے معبودوں کو برا بھلا کہنے سے رک جائے۔ وہ تجھے اور تیرے معبود کو چھوڑ دیتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے چچا جان! کیا میں انہیں اس سے بہتر امر کی دعوت نہ دوں؟ ابو طالب نے پوچھا تو انہیں کس چیز کی طرف بلاتا ہے؟ فرمایا میں انہیں ایک ایسی بات کی دعوت دیتا ہوں کہ اگر وہ یہ بات اپنی زبان سے کہہ دیں تو تمام عرب ان کا مطیع ہو جائے اور اس کے ذریعے عجم کے مالک بن جائیں۔ ابو جہل نے قوم کی طرف سے کہا تیرے باپ کی قسم! وہ کیا ہے، ہم ضرور وہ تمہیں دیں گے اس جیسی دس اور بھی مانیں گے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہو تو وہ بھاگ کھڑے ہوئے اور کہا ہم نے تو کسی اور بات کا سوال کیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر تم میرے پاس سورج لے آؤ یہاں تک کہ میرے ہاتھ پر رکھ دو۔ میں تم سے کسی اور کا سوال نہیں کروں گا۔ وہ غصے ہو گئے اور آپ کے پاس سے ناراض ہو کر اٹھ گئے اور کہا اللہ کی قسم! ہم تجھے اور تیرے اللہ کو بھی برا بھلا کہیں گے جو تمہیں یہ حکم دیتا ہے۔ (1)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

صٓ وَالْقُرْاٰنِ ذِی الذِّكْرِ ﴿١﴾ بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ عِزَّةٍ وَّشِقَاقٍ ﴿٢﴾ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ فَنَادَوْا وَّلَاتَ حِيْنَ مَنَاصٍ ﴿٣﴾

''ص، قسم ہے قرآن سراپا نصیحت کی (دعوت محمدی حق ہے)۔ لیکن یہ کفار تکبر اور مخالفت میں (اندھے) ہو گئے ہیں۔ بہت سی امتوں کو ہم نے ہلاک کر دیا ان سے پہلے۔ پس وہ فریاد کرنے لگے اور نہیں تھا یہ وقت بچ نکلنے کا''۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت جابر بن عبد اللہ اور حضرت عبد اللہ بن عباس سے صٓ کے بارے میں پوچھا گیا تو دونوں نے فرمایا ہم نہیں جانتے کہ یہ کیا ہے۔

عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت حسن بصری سے روایت نقل کی ہے کہ صٓ سے مراد ہے قرآن سے ہم کلام ہو۔ (2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ پڑھتے تھے صٓ وَالْقُرْاٰنِ یعنی صاد کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 150، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 138

دال کے نیچے کسرہ پڑھتے تھے وہ اسے مصدر مصاداۃ سے مشتق مانتے۔ کہتے معنی ہے قرآن کے ساتھ یک سو ہو جا۔ عبدالوہاب نے کہا اس کا اپنے عمل سے مقابلہ کر دیکھو، تیرا عمل قرآن کے کتنے مقابل ہے۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ صٓ کا معنی ہے میں اللہ سچا ہوں۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ صٓ سے مراد حضرت محمد ﷺ ہیں۔

ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس سے یہ قول نقل کیا ہے کہ صٓ وَالْقُرْاٰنِ ذِی الذِّكْرِ یعنی قرآن ان کی مجالس میں نازل ہوا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ذِی الذِّكْرِ کہا یہ شرف والا ہے۔(3)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن انباری رحمہم اللہ نے "مصاحف" میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے بَلِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فِیْ عِزَّةٍ کے متعلق یہ تفسیر نقل کی ہے کہ یہ جواب قسم ہے فِیْ عِزَّةٍ وَّ شِقَاقٍ یعنی حمیت اور فراق میں ہیں۔(4)

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے عِزَّةٍ اور شِقَاقٍ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ غلبہ کے حصول میں مقابلہ کرنے والے اور نافرمانیاں کرنے والے ہیں۔ وَّ لَاتَ حِیْنَ مَنَاصٍ یہ فرار کا موقع نہیں ہے۔(5)

امام طیالسی، عبدالرزاق، فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت تمیمی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے فرمان فَنَادَوْا وَّ لَاتَ حِیْنَ مَنَاصٍ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا یہ جھوٹ اور فرار کا موقع نہیں۔(6)

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان وَّ لَاتَ حِیْنَ مَنَاصٍ کے بارے میں بتائیے فرمایا یہ فرار کا وقت نہیں عرض کی کیا عرب اس معنی کو پہچانتے ہیں؟ فرمایا کیا تو نے اعمش کو کہتے ہوئے نہیں سنا:

تَذَكَّرْتُ لَیْلٰی لَاتَ حِیْنَ تَذَكُّرٍ وَقَدْ تُبْتُ عَنْهَا وَالْمَنَاصُ بَعِیْدُ

"لیلیٰ نے یاد کیا جبکہ یہ یاد کرنے کا وقت نہیں، میں نے اس سے توبہ کر لی جبکہ فرار کا وقت بہت دور ہے"۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے ندا کی جبکہ اس وقت ندا انہیں کوئی نفع نہیں دیتی۔ پھر سابقہ شعر پڑھا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابوظبیان رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وَّ لَاتَ حِیْنَ مَنَاصٍ کا معنی ہے یہ فرار کا موقع نہیں۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت علی بن طلحہ رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 138، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 139 3۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 140
4۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 41-140 5۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 143 6۔ ایضاً

سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ مدد کا وقت نہیں ہے۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ جزع فزع کا وقت نہیں ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ ندا کا وقت نہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت محمد بن کعب قرظی سے وَّلَاتَ حِيْنَ مَنَاصٍ کا یہ معنی نقل کیا ہے انہوں نے توحید اور عذاب کو اس وقت ندا کی۔ جب دنیا ان سے گزر چکی تھی اور انہوں نے توبہ کو ندا کی جبکہ دنیا ان سے زائل ہو چکی تھی۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ قوم نے اس وقت ندا کی جب ندا کا وقت نہیں۔ انہوں نے توبہ کا اس وقت ارادہ کیا جب انہوں نے عذاب کو دیکھ لیا۔ اس نے نہ انہیں نفع دیا اور نہ ہی ان کی توبہ قبول ہوئی۔(2)

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید نے عکرمہ سے وَّلَاتَ حِيْنَ مَنَاصٍ کا یہ معنی نقل کیا ہے یہ پلٹنے کا وقت نہیں ہے۔(3)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب سریانی یہ کہنے کا ارادہ کرے ولیس تو کہتا ہے ولات۔

وَ عَجِبُوْۤا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ٘ وَ قَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌۚۖ اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًاۖۚ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ۝ وَ انْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ اَنِ امْشُوْا وَ اصْبِرُوْا عَلٰۤى اٰلِهَتِكُمْۖۚ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ یُّرَادُۚۖ مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِی الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِۚۖ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا اخْتِلَاقٌۚۖ۝ ءَاُنْزِلَ عَلَیْهِ الذِّكْرُ مِنْۢ بَیْنِنَاؕ بَلْ هُمْ فِیْ شَكٍّ مِّنْ ذِكْرِیْۚ بَلْ لَّمَّا یَذُوْقُوْا عَذَابِ۝ اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآىِٕنُ رَحْمَةِ رَبِّكَ الْعَزِیْزِ الْوَهَّابِۚ۝ اَمْ لَهُمْ مُّلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا بَیْنَهُمَا۫ فَلْیَرْتَقُوْا فِی الْاَسْبَابِ۝ جُنْدٌ مَّا هُنَالِكَ مَهْزُوْمٌ مِّنَ الْاَحْزَابِ۝ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّ عَادٌ وَّ فِرْعَوْنُ ذُو الْاَوْتَادِۙ۝ وَ ثَمُوْدُ وَ قَوْمُ لُوْطٍ وَّ اَصْحٰبُ لْـَٔیْكَةِ١ؕ اُولٰٓىِٕكَ الْاَحْزَابُ۝ اِنْ كُلٌّ اِلَّا كَذَّبَ الرُّسُلَ

فَحَقَّ عِقَابِ ﴿۱۴﴾ وَ مَا يَنْظُرُ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً مَّا لَهَا مِنْ فَوَاقٍ ﴿۱۵﴾ وَقَالُوْا رَبَّنَا عَجِّلْ لَّنَا قِطَّنَا قَبْلَ يَوْمِ الْحِسَابِ ﴿۱۶﴾

''اور وہ (اس پر) حیران تھے کہ آیا ہے ان کے پاس ایک ڈرانے والا ان میں سے، اور کفار کہنے لگے کہ یہ شخص ساحر ہے، کذاب ہے۔ کیا بنا دیا ہے اس نے بہت سے خداؤں کی جگہ ایک خدا۔ بیشک یہ بڑی عجیب وغریب بات ہے۔ اور تیزی سے چل دیئے قوم کے سردار (رسول کے پاس سے) اور (قوم سے کہا) یہاں سے نکلو اور جمے رہو اپنے بتوں پر۔ بیشک اس میں اس کا کوئی (ذاتی) مدعا ہے۔ ہم نے تو ایسی بات آخری ملت (نصرانیت) میں بھی نہیں سنی۔ یہ بالکل من گھڑت مذہب ہے۔ کیا نازل کیا گیا ہے اس پر الذکر (قرآن) ہمارے درمیان میں سے۔ بلکہ یہ کفار شک میں مبتلا ہیں میرے ذکر کے متعلق، بلکہ انہوں نے ابھی نہیں چکھا میرے عذاب کا مزا کیا ان کے قبضہ میں ہیں خزانے آپ کے رب کی رحمت کے جو عزت والا بے حساب عطا کرنے والا ہے۔ کیا ان کے لیے ہے سلطنت آسمانوں اور زمین کی اور جو کچھ ان کے درمیان ہے، پس چاہیے کہ چڑھ جائیں (آسمان پر) اس کی راہوں سے۔ (درحقیقت) کفار کے لشکروں میں سے یہ ایک چھوٹا سا لشکر ہے جسے وہاں (بدر میں) شکست دے دی جائے گی۔ جھٹلایا تھا ان سے پہلے قوم نوح، عاد اور میخوں والے فرعون نے۔ اور ثمود، قوم لوط اور اصحاب ایکہ نے۔ یہی وہ گروہ ہیں (جن کا ذکر پہلے گزر چکا) ان سب نے رسولوں کو جھٹلایا تو (ان پر) لازم ہو گیا میرا عذاب۔ اور نہیں انتظار کر رہے ہیں یہ (کفار مکہ) مگر ایک کڑک کی جس کے بعد مہلت نہیں ہوگی۔ اور (مذاقاً) کہتے ہیں اے ہمارے رب! جلدی دے دے ہمارے حصہ (کا عذاب) یوم حساب سے پہلے۔''

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ سے مراد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے۔ وَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ﴿۴﴾ اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ مشرک اس بات سے متعجب ہوئے کہ وہ صرف ایک خدا کی عبادت کریں اور کہا کہ ایک خدا ہماری تمام ضرورتیں پوری نہیں کر سکتا۔ (1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو مجلز رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے غزوہ بدر کے موقع پر کہا وہ نہیں ہیں مگر عورتیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلکہ وہی ملأ ہیں اور یہ آیت تلاوت کی وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ کے بارے میں یہ روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب قریش کے اشراف ابو طالب کے پاس گئے تا کہ وہ آپ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں گفتگو کریں۔ (2)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 147، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 151

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ الْمَلَاُ سے مراد ابوجہل ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد عقبہ بن ابی معیط ہے۔ الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ سے مراد نصرانیہ ہے۔ انہوں نے کہا اگر یہ قرآن حق ہوتا تو نصاریٰ اس کے بارے میں ہمیں بتاتے۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت محمد بن کعب رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ملت ہے۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ سے مراد نصرانیہ ہے۔

فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ سے مراد نصرانیت ہے۔(3)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ یہ بات نہ ہم نے اس دین میں اور نہ اس زمانے میں اس بارے میں سنا۔ انہوں نے کہا یہ ایسی چیز ہے جسے یہ خود گھڑتے ہیں اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآىِٕنُ رَحْمَةِ رَبِّكَ الْعَزِیْزِ الْوَهَّابِ نہیں اللہ کی قسم! ان کے پاس کچھ بھی نہیں لیکن اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے ساتھ جسے چاہتا ہے مختص کر لیتا ہے۔ فِی الْاَسْبَابِ کا معنی ہے آسمان میں۔(4)

ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے یہ قول نقل کیا ہے کہ فِی الْاَسْبَابِ سے مراد آسمان میں۔(5)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ربیع بن انس رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الْاَسْبَابِ بال سے باریک اور لوہے سے مضبوط ہوتا ہے۔ وہ ہر جگہ ہوتا ہے مگر اسے دیکھا نہیں جاتا۔(6)

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آسمان کے دروازے ہی اسباب ہیں۔ جُنْدٌ سے مراد قریش اور احزاب سے مراد سابقہ قومیں ہیں۔(7)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ کیا تھا کہ مشرکوں کے لشکر شکست کھائیں گے۔ اس کی تاویل غزوہ بدر کے موقع پر ظاہر ہوئی۔ وَ فِرْعَوْنُ ذُو الْاَوْتَادِ اس کے کیل رسیاں اور کھیل والے ساتھی تھے جو ان پر اس کے لیے کھیلتے۔ اِنْ كُلٌّ اِلَّا كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ عِقَابِ ان سب نے رسولوں کو جھٹلایا تو ان پر عذاب واقع ہو گیا۔ وَ مَا یَنْظُرُ هٰۤؤُلَآءِ۔ هٰۤؤُلَآءِ سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہے۔ صَیْحَةً وَّاحِدَةً سے مراد قیامت ہے۔ مَّا لَهَا مِنْ فَوَاقٍ اس کے لوٹنے اور پلٹنے کی کوئی صورت نہیں۔ وَ قَالُوْا رَبَّنَا عَجِّلْ لَّنَا قِطَّنَا یعنی عذاب میں سے ہمارا حصہ۔ یَوْمِ الْحِسَابِ یعنی قیامت کے دن یہ بات ابوجہل نے کی تھی اے اللہ! محمد جو کچھ کہتے ہیں اگر وہ حق ہے فَاَمْطِرْ عَلَیْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ (الانفال)(8)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 149، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 52-150
5۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 153
6۔ ایضاً
7۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 53-152
8۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 58-56-153

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن جریر نے مجاہد سے فَوَاقٍ کا معنی رجوع نقل کیا ہے: یعنی لوٹنا قِطَّنَا ہمارا عذاب۔(1)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فَوَاقٍ کا معنی لوٹنا نقل کیا ہے۔ وَ قَالُوْا رَبَّنَا عَجِّلْ لَّنَا قِطَّنَا انہوں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ ان کے ساتھ جلد معاملہ کرے۔(2)

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے عرض کی مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان عَجِّلْ لَّنَا قِطَّنَا کے بارے میں بتائیے فرمایا قط سے مراد جزاء ہے۔ عرض کی کیا عرب اسے پہچانتے ہیں؟ فرمایا کیا تو نے اعشی کا شعر نہیں سنا:

وَلَا الْمَلِکُ النُّعْمَانُ یَوْمَ لَقِیْتُهٗ بِنِعْمَةٍ یُعْطِیْنِی الْقُطُوْطَ وَیُطْلِقُ

''جس روز میں بادشاہ نعمان سے ملتا ہوں، وہ نعمت کے بدلے میں جزائیں نہیں دیتا اور نہیں چھوڑتا''۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے قِطَّنَا کا معنی ہماری سزا نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے قِطَّنَا کا معنی ہماری کتاب نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے قِطَّنَا کا معنی ہمارا حصہ نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رَبَّنَا عَجِّلْ لَّنَا قِطَّنَا یہ نضر بن حرث بن علقمہ بن کلدہ نے کہا تھا جو بنو عبد الدار سے تعلق رکھتا تھا۔ اس نے یہ بات بھی کی تھی جس کا ذکر سورۂ معارج میں ہے سَاَلَ سَآىِٕلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ۝ (المعارج) یعنی اس نے ایسے عذاب کے بارے میں سوال کیا جو واقع ہونے والا ہے۔ اس نے یہ بات بھی کی تھی جس کا ذکر سورۂ انفال میں ہے اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَیْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ۝ (الانفال) عطاء نے کہا اس کے بارے میں دس آیات نازل ہوئیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت زبیر بن عدی رحمہ اللہ کی سند سے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عَجِّلْ لَّنَا قِطَّنَا کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ جنت میں سے ہمیں جلد حصہ عطا فرما۔

اِصْبِرْ عَلٰى مَا یَقُوْلُوْنَ وَ اذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوٗدَ ذَا الْاَیْدِ ۚ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ ۝

''(اے حبیب!) صبر کرو ان کی (نامعقول) باتوں پر اور یاد فرماؤ ہمارے بندے داؤد کو جو بڑا طاقتور تھا۔ وہ (ہماری طرف) بہت رجوع کرنے والا تھا''

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے دَاوٗدَ ذَا الْاَیْدِ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام اللہ کی طاعت میں بڑی قوت والے ہیں۔(3)

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے ذَا الْاَیْدِ کا معنی عبادت میں قوت۔(4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 58-156، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 160

4۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 113 (2582)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے ذَا الْاَیْدِ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ آپ کو عبادت میں قوت اور اسلام میں سمجھ بوجھ عطا کی گئی۔(1)

امام عبد بن حمید نے حضرت حسن بصری سے یہ قول نقل کیا ہے کہ عبادت کرنے میں قوت اور ہدایت میں بصیرت۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت داؤد علیہ السلام کا ذکر کیا تو فرمایا وہ انسانوں میں سب سے زیادہ عبادت کرنے والے تھے۔

امام دیلمی رحمہ اللہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی آدمی کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ کہے کہ میں حضرت داؤد علیہ السلام سے زیادہ عبادت گزار ہوں۔(2)

امام احمد رحمہ اللہ نے ''زہد'' میں حضرت ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام رات کے وقت طویل نماز پڑھتے۔ آپ رکوع کرتے پھر سر اٹھاتے تو آسمان کی طرف دیکھتے۔ پھر کہتے اے آسمان کو آباد کرنے والے! میں نے تیری طرف سر اٹھایا ہے جس طرح غلام اپنے مالک کی طرف دیکھتے ہیں۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا اے اللہ! تیرا کونسا رزق سب سے پاکیزہ ہے؟ فرمایا اے داؤد! تیرے ہاتھ کی کمائی۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام منبر پر بیٹھ کر کھجور کے پتوں کی ٹوکری بناتے۔ پھر اسے بازار بیچتے پھر اس کی قیمت سے کھانا کھاتے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن ابی ہلال رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام جب رات کو اٹھتے تو کہتے اے اللہ! آنکھیں سو گئیں اور ستارے ڈوب گئے تو حی وقیوم ہے جسے نہ اونگھ آتی ہے اور نہ نیند۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اَوَّابٌ سے مراد تسبیح کرنے والا ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اَوَّابٌ سے مراد تسبیح کرنے والا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عمرو بن شرحبیل رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حبشیوں کی زبان میں اَوَّابٌ سے مراد تسبیح کرنے والا ہے۔

امام دیلمی رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی لفظ کے بارے میں پوچھا۔ فرمایا اَوَّابٌ سے مراد وہ آدمی ہے جو تنہائی میں اپنے گناہ یاد کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ سے بخشش کا طالب ہوتا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اَوَّابٌ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ گناہوں سے لوٹنے والا۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ توبہ کرنے والا لوٹنے والا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 160، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 5، صفحہ 139 (7749)، مکہ مکرمہ
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 161

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام اپنے رب کی اطاعت کرنے والے اور بہت زیادہ نماز پڑھنے والے تھے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اَوَّابٌ سے مراد یقین کرنے والے۔

اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهٗ یُسَبِّحْنَ بِالْعَشِیِّ وَ الْاِشْرَاقِ ﴿۱۸﴾

''ہم نے فرمانبردار بنا دیا تھا پہاڑوں کو وہ ان کے ساتھ تسبیح پڑھتے تھے عشاء اور اشراق کے وقت۔''

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت داؤد علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتے تو وہ پہاڑ بھی آپ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے الاشراق۔ یعنی جب سورج چمکتا۔

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے کہا مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان بِالْعَشِیِّ وَ الْاِشْرَاقِ کے بارے میں بتایئے فرمایا جب سورج روشن ہو جائے تو نماز واجب ہو جاتی ہے پوچھا کیا عرب اس معنی کو جانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے اعشیٰ کا قول نہیں سنا۔ وہ کہتا ہے:

لَمْ یَنَمْ لَیْلَةَ التَّمَامِ لِکَیْ یَصِیْحَ حَتّٰی اِضَاءَةِ الْاِشْرَاقِ

''وہ مکمل رات نہ سویا تا کہ، سورج کے روشن ہونے تک آواز دیتا رہے''۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت عطاء خراسانی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما چاشت کی نماز نہیں پڑھتے تھے۔ فرماتے یہ قرآن میں کہاں ہے؟ یہاں تک کہ بعد میں کہا وہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے یُسَبِّحْنَ بِالْعَشِیِّ وَ الْاِشْرَاقِ یہی اشراق ہے۔ بعد میں حضرت ابن عباس نے چاشت کی نماز ادا کی۔

امام ابن منذر اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مجھ پر ایسا وقت بھی آیا کہ میں نہیں جانتا تھا کہ اس آیت کا معنی کیا ہے یُسَبِّحْنَ بِالْعَشِیِّ وَ الْاِشْرَاقِ کہا میں نے لوگوں کو چاشت کی نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔

امام طبرانی نے اوسط میں اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ میں اس آیت کے پڑھنے کا کہتا مگر میں یہ نہیں جانتا تھا کہ اس کا معنی کیا ہے یہاں تک کہ حضرت ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے روز چاشت کی نماز کی آٹھ رکعتیں پڑھیں حضرت ابن عباس نے کہا میرا گمان ہے کہ اس وقت کی نماز اللہ تعالیٰ کے اس فرمان یُسَبِّحْنَ بِالْعَشِیِّ وَ الْاِشْرَاقِ کے مطابق ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عبد اللہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے مجھے یہ روایت بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاشت کی نماز پڑھی میں وہاں سے نکلا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ملا۔ میں نے کہا حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کے پاس چلیں۔ ہم دونوں ان کے پاس گئے۔ میں نے کہا اپنے چچا کے بیٹے کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چاشت کی نماز کے بارے میں مجھے بتایئے تو انہوں نے

وہ حدیث بیان کی۔ حضرت ابن عباس نے کہا اس آیت کا معنی اشراق کی نماز ہے، یہی چاشت کی نماز ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ کے واسطہ سے سعید سے وہ حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے روز نبی کریم ﷺ میرے پاس آئے، ان پر غبار تھا۔ آپ نے مجھے بڑے پیالے (میں پانی ڈالنے کا) حکم دیا۔ میں آٹے کا اثر دیکھتی ہوں۔ میں اس میں پانی ڈالتی ہوں۔ آپ نے ایک کپڑا ڈالنے کا حکم دیا جو میرے اور ان کے درمیان ہو۔ آپ نے پردہ کیا، اٹھے اور اپنے اوپر پانی بہانے لگے۔ پھر اٹھے تو چاشت کی آٹھ رکعتیں پڑھیں۔ مجاہد نے کہا میں نے یہ حدیث حضرت ابن عباس کے سامنے ذکر کی تو انہوں نے فرمایا یہ اشراق کی نماز ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن حرث رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں چاشت کی نماز کے بارے میں پوچھا جبکہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ میں نے کسی صحابی کو نہ پایا جس نے میرے لیے رسول اللہ ﷺ کی چاشت کی نماز کو ثابت کیا ہو مگر ام ہانی نے۔ حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کی چاشت کی نماز کو دیکھا کہ آپ نے یہ نماز ایک دفعہ آٹھ رکعت پڑھی۔ یہ فتح مکہ کا دن تھا اور آپ نے صرف ایک چادر زیب تن کر رکھی تھی۔ اس چادر کی دونوں جانب ایک دوسری سمت پر ڈالی ہوئی تھیں۔ میں نے آپ کو یہ نماز نہ اس سے پہلے اور نہ اس کے بعد پڑھتے ہوئے دیکھا میں نے اس کا ذکر حضرت ابن عباس سے کیا حضرت ابن عباس نے فرمایا میں اس آیت کے مصداق کے بارے میں متذبذب تھا۔ **یُسَبِّحْنَ بِالْعَشِیِّ وَ الْاِشْرَاقِ** میں کہتا تھا صلاۃ اشراق کونسی نماز ہے؟ پس یہ چاشت کی نماز ہی اشراق کی نماز ہے۔

امام ابن جریر اور حاکم رحمہما اللہ حضرت عبداللہ بن حارث سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس چاشت کی نماز نہیں پڑھتے تھے یہاں تک کہ ہم ان کو ام ہانی کے پاس لے گئے ہم نے حضرت ام ہانی سے کہا جو خبر آپ نے ہمیں دی ہے وہ حضرت ابن عباس کو بتاؤ۔ تو حضرت ام ہانی نے کہا رسول اللہ ﷺ میرے گھر میں داخل ہوئے اور چاشت کے وقت آٹھ رکعت نماز ادا فرمائی۔ حضرت ابن عباس وہاں سے نکلے۔ وہ کہہ رہے تھے میں نے قران حکیم مکمل پڑھا۔ مجھے یہ پتہ نہ چل سکا کہ صلاۃ اشراق کیا ہے مگر اب پتہ چلا ہے **یُسَبِّحْنَ بِالْعَشِیِّ وَ الْاِشْرَاقِ**۔(1)

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے چاشت کی نماز کو قران میں تلاش کیا تو میں نے اسے **بِالْعَشِیِّ وَ الْاِشْرَاقِ** میں پایا۔

امام بخاری نے اپنی تاریخ میں، حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، ابن مردویہ اور طبرانی رحمہم اللہ نے اوسط میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ چاشت کی نماز پر اَوَّابٌ کے علاوہ کوئی آدمی محافظت نہیں کرتا یہ اوّابین کی نماز ہے۔(2)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 62-161، داراحیاء التراث العربی بیروت

2۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 459 (1182)، دارالکتب العلمیہ بیروت

امام اصبہانی رحمہ اللہ نے ''ترغیب'' میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میرے خلیل رسول اللہ ﷺ نے مجھے وصیت کی فرمایا اے انس! چاشت کی نماز پڑھو کیونکہ یہ اوّابین کی نماز ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، امام مسلم اور طبرانی نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ قباء والوں کے پاس تشریف لے گئے وہ چاشت کی نماز پڑھتے تھے۔ ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں وہ سورج کے طلوع ہونے کے بعد نماز پڑھتے تھے۔ فرمایا اوّابین کی نماز اس وقت ہے جب فصال (اونٹ کے بچوں کے پاؤں) گرم ہو جائیں۔(2)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چاشت کی نماز پر اَوّابؑ کے علاوہ کوئی محافظت نہیں کرتا۔

امام ترمذی اور ابن ماجہ رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے چاشت کی بارہ رکعتیں ادا کیں اللہ تعالیٰ جنت میں اس کے لیے سونے کا محل بنا دیتا ہے۔(3)

ابونعیم حضرت انس سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ چاشت کی نماز پڑھو کیونکہ یہ اوّابین کی نماز ہے۔

امام حمید بن زنجویہ نے ''فضائل اعمال'' میں اور بیہقی نے ''شعب الایمان'' میں حضرت حسن بن علی سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے فجر کی نماز پڑھی پھر اپنی نماز کی جگہ بیٹھا رہا اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا رہا یہاں تک کہ سورج طلوع ہو گیا پھر چاشت کی دو رکعتیں پڑھیں تو اللہ تعالیٰ اسے آگ پر حرام کر دیتا ہے کہ اسے جھلسائے یا اسے کھائے۔

امام حمید بن زنجویہ، طبرانی اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت عتبہ بن عبد اللہ سلمی اور ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہم سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے صبح کی نماز جماعت والی مسجد میں پڑھی پھر اس میں ٹھہرا رہا یہاں تک کہ چاشت کی نماز پڑھی تو اس کے لیے حج اور عمرہ کرنے والے جیسے آدمی کا ثواب ملے گا۔ اس کا حج اور عمرہ ہو گیا۔(4)

امام ابوداؤد، طبرانی اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت معاذ بن انس جہنی سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو آدمی نماز کی جگہ بیٹھا رہا، جب وہ نماز سے فارغ ہوا یہاں تک کہ اس نے چاشت کی دو رکعتیں پڑھیں، وہ بات کرے تو خیر کی کرے تو اس کی خطائیں معاف کر دی جائیں گی اگرچہ اس کی خطائیں سمندر کی جھاگ سے بھی زیادہ ہوں۔(5)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابو داؤد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے چاشت کی دو رکعتیں پڑھیں تو اسے غافلین میں نہیں لکھا جائے گا۔ جس نے چار رکعتیں پڑھیں اسے عابدین میں لکھا جائیگا۔ جس نے بارہ رکعتیں پڑھیں اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنائے گا۔(6)

امام حمید بن زنجویہ، بزار اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

1۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 3، صفحہ 145، دار الفکر بیروت
2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 173 (7785)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
3۔ سنن ترمذی، جلد 2، صفحہ 337 (473)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ مجمع الزوائد، جلد 10، صفحہ 133 (16939)، دار الفکر بیروت
5۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 3، صفحہ 49، دار الفکر بیروت
6۔ مجمع الزوائد، جلد 2، صفحہ 494 (3419)، دار الفکر بیروت

فرمایا اگر تو نے چاشت کی دو رکعتیں پڑھیں تو تجھے غافلین میں نہیں لکھا جائے گا۔ اگر تو نے چار رکعتیں پڑھیں تو تو محسنین میں سے ہوگا۔ اگر تو نے چھ رکعتیں پڑھیں تو تجھے قانتین میں لکھا جائے گا۔ اگر تو نے آٹھ رکعتیں پڑھیں تو تجھے فائزین میں لکھا جائے گا۔ اگر تو نے دس رکعتیں پڑھیں تو اس روز تیرے حق میں کوئی گناہ نہیں لکھا جائے گا۔ اگر تو نے بارہ رکعتیں پڑھیں تو اللہ تعالیٰ تیرے لیے جنت میں گھر بنائے گا۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، امام ترمذی، امام احمد اور ابن ماجہ حضرت ابو ہریرہ سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں جس نے چاشت کے نفلوں پر دوام اختیار کیا تو اس کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں، اگر چہ وہ سمندر کی جھاگ کی مانند ہوں۔(2)

وَ الطَّيْرَ مَحْشُوْرَةً ؕ كُلٌّ لَّهٗۤ اَوَّابٌ ﴿۱۹﴾ وَ شَدَدْنَا مُلْكَهٗ وَ اٰتَيْنٰهُ الْحِكْمَةَ وَ فَصْلَ الْخِطَابِ ﴿۲۰﴾

"اور پرندوں کو، وہ بھی تسبیح کے وقت جمع ہو جاتے۔ سب ان کے فرمانبردار تھے اور ہم نے مستحکم کر دیا ان کی حکومت کو اور ہم نے بخشی انہیں دانائی اور فیصلہ کن بات کرنے کا ملکہ۔"

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر نے قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مَحْشُوْرَةً کا معنی ہے کہ آپ کے لیے مسخر کر دیے گئے۔ اَوَّابٌ کا معنی مطیع، الْحِكْمَةَ کا معنی سنت اور فَصْلَ الْخِطَابِ سے مراد یہ ہے کہ گواہ مدعی پر اور قسم مطلوب پر ہے۔(3)

عبد بن حمید اور حاکم نے مجاہد سے وَ شَدَدْنَا مُلْكَهٗ کی یہ تفسیر نقل کی ہے دنیا کے بادشاہوں میں سے اللہ تعالیٰ کے لیے از روئے دلیل کے سب سے قوی تھے۔ وَ اٰتَيْنٰهُ الْحِكْمَةَ وَ فَصْلَ الْخِطَابِ یعنی جو بات بھی کی اسے نافذ کیا اور فیصلہ میں عدل کیا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس دعویٰ کیا کہ فلاں نے اس کا بیٹا مار ڈالا ہے تو دوسرے نے اس کا انکار کر دیا۔ دوسرے سے گواہ طلب کیے اس کے گواہ بھی نہ تھے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے ان دونوں سے کہا دونوں چلے جاؤ تاکہ میں تمہارے معاملے میں غور و فکر کروں۔ وہ دونوں آپ کے پاس سے اٹھ گئے۔ آپ کو خواب آیا۔ آپ کو کہا گیا کہ جس نے مدد طلب کی ہے۔ اس کو قتل کر دو۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا یہ خواب ہے۔ میں اس وقت تک جلدی نہیں کروں گا یہاں تک کہ میں یقین نہ کر لوں۔ دوسری رات بھی آپ کو خواب آیا۔ آپ سے کہا گیا اس آدمی کو قتل کر دو۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے پھر بھی ایسا نہ کیا۔ تیسری رات پھر انہیں خواب آیا حضرت داؤد علیہ السلام کو کہا گیا اس آدمی کو قتل کر دو ورنہ اللہ کی جانب سے تجھے سزا دی جائے گی۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے اس آدمی کو بلا بھیجا اور کہا اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تجھے قتل کر دوں۔ عرض کی تم بغیر گواہ اور دلیل کے مجھے قتل کرتے ہو۔ فرمایا ہاں۔ اللہ کی قسم! میں تیرے بارے میں اللہ تعالیٰ کا حکم ضرور نافذ کروں گا۔ اس آدمی نے کہا میرے بارے میں جلدی نہ کرنا یہاں تک کہ تجھے خبر دوں۔ اللہ کی قسم! میں اس کے بدلے میں

1۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 3، صفحہ 48، دار الفکر بیروت
2۔ سنن ترمذی، جلد 2، صفحہ 371، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 162,64,65

کسی گناہ کا ارتکاب نہیں کروں گا لیکن میں نے اس کے والد سے دھوکہ کیا اور اسے قتل کر دیا۔ اس وجہ سے میں پکڑا گیا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے اس کے بارے میں حکم دیا اور اسے قتل کر دیا گیا۔ حضرت داؤد علیہ السلام کی حیثیت بنی اسرائیل میں قوی ہوگئی اور آپ کی حکومت مضبوط ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان وَ شَدَدْنَا مُلْكَهٗ سے یہی مراد ہے۔ (1)

امام ابن جریر اور حاکم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وَ شَدَدْنَا مُلْكَهٗ سے مراد ہے کہ ہر دن اور رات چار ہزار سپاہی آپ کی حفاظت کرتے تھے اَلْحِكْمَةَ سے مراد نبوت اور فَصْلَ الْخِطَابِ سے مراد علم القضاء ہے۔ (2)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وَ اٰتَیْنٰهُ الْحِكْمَةَ کا معنی ہے کہ انہیں سمجھ بوجھ عطا کی گئی۔ (3)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اَلْحِكْمَةَ کا معنی درست اور فَصْلَ الْخِطَابِ سے مراد ایمان اور گواہ ہیں۔

ابن جریر اور ابن منذر نے مجاہد سے روایت نقل کی ہے کہ فَصْلَ الْخِطَابِ سے مراد درست فیصلہ اور اس کی سمجھ ہے۔ (4)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابوعبد الرحمٰن سے فَصْلَ الْخِطَابِ کا معنی فصل القضاء نقل کیا ہے۔ (5)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت حسن بصری سے روایت نقل کی ہے کہ فَصْلَ الْخِطَابِ سے مراد فیصلے کی سمجھ ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور بیہقی رحمہم اللہ نے شریح فَصْلَ الْخِطَابِ سے مراد گواہ اور ایمان ہے۔ (6)

بیہقی نے ابوعبد الرحمٰن سلمی سے روایت نقل کی ہے: حضرت داؤد علیہ السلام کو فیصلہ کرنے کا حکم دیا گیا۔ آپ اس سے رک گئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی کی ان سے میرے نام کی قسم لیں اور ان سے گواہ پوچھیں، فرمایا یہی فَصْلَ الْخِطَابِ ہے۔

امام ابن جریر اور بیہقی نے حضرت قتادہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ فَصْلَ الْخِطَابِ سے مراد آدمی کا یہ کہنا ہے اما بعد۔ (7)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت شعبی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ فَصْلَ الْخِطَابِ آدمی کا یہ قول ہے: اما بعد (8)

امام ابن ابی حاتم اور دیلمی رحمہما اللہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ سب سے پہلے حضرت داؤد علیہ السلام نے اما بعد کے الفاظ کہے۔ یہی فَصْلَ الْخِطَابِ ہے۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ابن سعد، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے امام شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے زیاد بن ابوسفیان کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ فَصْلَ الْخِطَابِ جو حضرت ابوداؤد علیہ السلام کو دیا گیا وہ اما بعد ہے۔

وَ هَلْ اَتٰىكَ نَبَؤُا الْخَصْمِ ۘ اِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ ﴿۲۱﴾ اِذْ دَخَلُوْا عَلٰى دَاوٗدَ فَفَزِعَ مِنْهُمْ قَالُوْا لَا تَخَفْ ۚ خَصْمٰنِ بَغٰى بَعْضُنَا عَلٰى بَعْضٍ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 163، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 162,63,64
3۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 164 4۔ ایضاً 5۔ ایضاً
6۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 165 7۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 165 8۔ ایضاً

فَاحْكُمْ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَ لَا تُشْطِطْ وَ اهْدِنَاۤ اِلٰى سَوَآءِ الصِّرَاطِ ﴿۲۲﴾ اِنَّ هٰذَاۤ اَخِیْ ۫ لَهٗ تِسْعٌ وَّ تِسْعُوْنَ نَعْجَةً وَّلِیَ نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ ۫ فَقَالَ اَكْفِلْنِیْهَا وَ عَزَّنِیْ فِی الْخِطَابِ ﴿۲۳﴾ قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ اِلٰى نِعَاجِهٖ ؕ وَ اِنَّ كَثِیْرًا مِّنَ الْخُلَطَآءِ لَیَبْغِیْ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ قَلِیْلٌ مَّا هُمْ ؕ وَ ظَنَّ دَاوٗدُ اَنَّمَا فَتَنّٰهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ وَ خَرَّ رَاكِعًا وَّ اَنَابَ ﴿۲۴﴾

’’اور کیا آئی ہے آپ کے پاس اطلاع فریقانِ مقدمہ کی جب انہوں نے دیوار پھاندی عبادت گاہ کی۔ اور جب اچانک داخل ہوئے داؤد پر پس آپ کچھ گھبرا گئے ان سے۔ انہوں نے کہا ڈریئے نہیں ہم تو مقدمہ کے دو فریق ہیں، زیادتی کی ہے ہم میں سے ایک نے دوسرے پر آپ ہمارے درمیان انصاف سے فیصلہ فرمایئے اور بے انصافی نہ کیجئے اور دکھایئے ہمیں سیدھا راستہ۔ (صورت نزاع یہ ہے کہ) یہ میرا بھائی ہے اور اس کی ننانوے دنبیاں ہیں اور میرے پاس صرف ایک دنبی ہے۔ اب یہ کہتا ہے کہ وہ بھی میرے حوالے کر دے اور سختی کرتا ہے میرے ساتھ گفتگو میں۔ آپ نے فرمایا بیشک اس نے ظلم کیا ہے تم پر یہ مطالبہ کر کے کہ تیرے دنبی کو اپنی دنبیوں میں ملا دے۔ اور اکثر حصہ دار زیادتی کرتے ہیں ایک دوسرے پر سوائے ان حصہ داروں کے جو ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے اور ایسے لوگ بہت تھوڑے ہیں۔ اور فوراً خیال آ گیا داؤد کو کہ ہم نے اسے آزمایا ہے سو وہ معافی مانگنے لگ گئے اپنے رب سے اور گر پڑے رکوع میں اور (دل و جان سے) اس کی طرف متوجہ ہو گئے۔‘‘

امام ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے آپ سے گفتگو کی کہ وہ اپنا بچاؤ کریں گے اگر وہ آزمائش میں مبتلا کیے گئے۔ حضرت داؤد علیہ السلام سے کہا گیا کہ عنقریب تجھے آزمائش میں ڈالا جائیگا اور عنقریب تجھے اس دن کا علم بھی ہو جائے گا جس میں تجھے آزمایا جائے گا اس میں پوری احتیاط کر لینا۔ آپ سے کہا گیا یہ وہ دن ہے جس میں تجھے آزمائش میں ڈالا جائے گا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے زبور لی، عبادت گاہ میں داخل ہو گئے۔ عبادت گاہ کا دروازہ بند کر لیا۔ زبور کو اپنی گود میں رکھ لیا اور دروازے پر ایک منصف کو بٹھا دیا اور اسے حکم دیا۔ آج میرے پاس آنے کی کسی کو اجازت نہ دینا اسی اثناء میں کہ آپ زبور پڑھ رہے تھے کہ ایک سنہری پرندہ آیا پرندے میں جتنی خوبصورتی ہو سکتی تھی۔ وہ اس میں موجود تھی۔ اس میں ہر رنگ موجود تھا۔ وہ آپ کے سامنے سے قریب ہونے لگا۔ وہ آپ کے قریب ہو گیا اور آپ کے لیے ممکن ہو گیا کہ آپ اسے پکڑ لیں۔ آپ نے اپنا ہاتھ بڑھایا تا کہ اسے پکڑ لیں۔ وہ اڑ گیا آپ نے اس کی طرف جھانکا تا کہ دیکھیں کہ کہاں بیٹھتا ہے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک عورت ہے جو اپنے

حوض کے پاس حیض سے غسل کر رہی ہے۔ جب عورت نے آپ کا سایہ دیکھا تو اس نے اپنے سر کو حرکت دی۔ اس نے اپنے بالوں کے ساتھ اپنے پورے جسم کو ڈھانپ لیا۔ اس عورت کا خاوند اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والا تھا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے فوج کے سپہ سالار کی طرف خط لکھا: خیال رکھو اس کو تابوت اٹھانے والوں میں شامل کر دو۔ یا تو انہیں فتح ہو گی یا انہیں شہید کر دیا جائے گا۔ تو سپہ سالار نے اسے تابوت اٹھانے والوں میں شامل کر دیا تو وہ آدمی شہید ہو گیا۔

جب اس عورت کی عدت ختم ہو گئی تو حضرت داؤد علیہ السلام نے اسے دعوت نکاح دی۔ اس نے حضرت داؤد علیہ السلام کے ساتھ نکاح کرنے پر شرط لگائی۔ اگر میں بچہ جنوں تو حضرت داؤد علیہ السلام کے بعد خلیفہ ہو گا۔ اس نے حضرت داؤد علیہ السلام پر بنی اسرائیل کے پانچ آدمی گواہ بنائے اور اس بارے میں تحریر لکھوائی۔ انہوں نے محسوس کیا کہ انہوں نے یہ تحریر لکھ دی ہے یہاں تک کہ اس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو جنا۔ وہ جوان ہوئے۔ دو فرشتے دیوار پھلانگ کر ان کی عبادت گاہ میں آ گئے۔ دونوں فرشتوں کا وہی معاملہ ہے جس کا ذکر کتاب اللہ میں موجود ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام سجدہ میں گر گئے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں بخش دیا اور ان کی توبہ قبول فرمائی۔(1)

امام حاکم (حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) اور بیہقی رحمہما اللہ نے ''شعب الایمان'' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کو یہ مصیبت اس وجہ سے آئی کہ انہوں نے فخر کیا تھا۔ اس کی صورت یہ ہوئی کہ انہوں نے کہا اے میرے رب! رات اور دن کی کوئی ایسی گھڑی نہیں مگر بنی اسرائیل کا کوئی عبادت گزار تیری عبادت کر رہا ہوتا ہے، تیرے لیے نماز پڑھتا ہے، تیری تسبیح کرتا ہے، تیری کبریائی کو بیان کرتا ہے اور دوسری چیزیں بھی ذکر کیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کے اس عمل کو ناپسند کیا اور فرمایا اے داؤد! یہ سب کچھ میری توفیق سے ہے۔ اگر میری مدد نہ ہو تو اس پر طاقت نہ رکھے۔ میرے جلال کی قسم! میں تجھے صرف ایک دن کے لیے تیرے نفس کے سپرد کروں گا۔ عرض کی اے میرے رب! مجھے اس بارے میں آگاہ کر دینا اس دن انہیں آزمائش نے آ لیا۔(2)

امام حکیم ترمذی نے ''نوادر الاصول'' میں، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ سے ضعیف سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جب حضرت داؤد علیہ السلام نے اس عورت کو دیکھا تو بنی اسرائیل پر یہ امر لازم ہو گیا اور امیر لشکر کو تاکیدی حکم دیا کہ جب دشمن آئے تو فلاں آدمی کو تابوت کے سامنے رکھو۔ اس زمانے میں تابوت کے وسیلہ سے مدد لی جاتی تھی۔ جسے تابوت کے سامنے رکھا جاتا وہ شہید ہوئے بغیر واپس نہیں آتا تھا یا لشکر شکست کھا جاتا تھا۔ وہ آدمی شہید ہو گیا اور آپ نے اس عورت سے شادی کر لی۔ دو فرشتے حضرت داؤد علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے سجدہ کیا۔ آپ چالیس دنوں تک سجدہ میں رہے یہاں تک کہ آپ کے آنسوؤں کی وجہ سے آپ کے سر کے برابر تک گھاس اگ آئی دیمک آپ کی پیشانی کو کھا گئی۔ آپ سجدہ میں یہ کہتے تھے اے میرے رب! حضرت داؤد علیہ السلام نے ایسی لغزش کی ہے جو مشرق و مغرب کے درمیان دوری سے بھی بڑھ کر ہے۔ اے میرے

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 343 (31894)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 470، دار الکتب العلمیہ بیروت

رب! اگر تو رحم نہ فرمائے تو داؤد کمزور ہو جائے گا۔ اگر تو اس کے گناہ نہ بخشے تو اس کے گناہ کو مخلوق میں اس کے بعد نیا کر دینا۔

حضرت جبرئیل امین چالیس دنوں کے بعد آئے اور فرمایا اے داؤد! اللہ تعالیٰ نے تجھے معاف کر دیا ہے اور (حضرت داؤد نے کہا) تو اس بات کو جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ناانصافی نہیں کرتا اس وقت کیا حال ہوگا۔ جب فلاں آئے گا اور عرض کرے گا کہ میرا خون حضرت داؤد علیہ السلام کے سر ہے؟ حضرت جبرئیل نے کہا میں نے اس بارے میں تیرے رب سے سوال نہیں کیا۔ اگر تو پسند کرے تو میں ایسا کرتا ہوں۔ حضرت داؤد نے کہا ہاں۔ آپ ٹھہرے رہے۔ پھر حضرت جبرئیل اترے اور کہا اے داؤد! میں نے اللہ تعالیٰ سے اس بات کے بارے میں پوچھا ہے جو تو نے کہی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا داؤد سے کہنا اللہ تعالیٰ قیامت کے روز تم دونوں کو جمع کرے گا اور فرمایا ابھی تیرا وہ خون جو حضرت داؤد کے ذمہ ہے وہ مجھے ہبہ کر دے اور بندہ عرض کرے گا اے میرے رب! وہ تیرے لیے ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تیرے لے جنت میں وہ کچھ ہے جو تو چاہے اور جس عوض کی تو خواہش کرے وہ تیرے لیے ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، ہناد اور ابن منذر نے مجاہد سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت داؤد علیہ السلام سے غلطی ہوئی۔ ان کی خطا یہ تھی کہ جب آپ نے اس عورت کو دیکھا اس کے بارے میں حکم دیا۔ اس سے الگ تھلگ رہے۔ اس کے قریب نہ گئے دو جھگڑا کرنے والے آئے۔ وہ دیوار پھلانگ کر عبادت گاہ میں آ گئے۔ جب آپ نے ان دونوں کو دیکھا تو ان دونوں کی طرف اٹھے۔ فرمایا دونوں نکل جاؤ۔ تم کیوں میرے پاس آئے ہو۔ دونوں نے کہا ہم مختصری بات آپ سے کرنا چاہتے ہیں جس کا ذکر قرآن حکیم میں یوں آیا ہے اِنَّ هٰذَاۤ اَخِیْ ۫ لَهٗ تِسْعٌ وَّ تِسْعُوْنَ نَعْجَةً وَّلِیَ نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ ۫ وہ یہ ارادہ کرتا ہے کہ مجھ سے وہ ایک بھی لے لے حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا اللہ کی قسم! میں اس کا زیادہ مستحق ہوں کہ اس کا یہاں سے لے کر یہاں تک پھاڑ دوں یعنی ناک سے لے کر سینے تک۔ آدمی نے کہا یہ داؤد ہے جس نے یہ کیا ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام پہچان گئے کہ اس کی یہ مراد ہے اور اپنے گناہ کو پہچان لیا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں چالیس دن اور چالیس راتیں سجدہ میں رہے۔ اس کی غلطی ان کے ہاتھ میں لکھی ہوئی تھی۔ وہ اسے دیکھتے تاکہ غافل نہ ہو جائیں یہاں تک کہ اس کے آنسوؤں سے ان کے اردگرد سبزہ اگ آیا جس سبزہ نے ان کے سر کو ڈھانپ لیا ندا کی گیا تو بھوکا ہے تو تجھے کھلایا جائے یا ننگا ہے تو پہنایا جائے یا مظلوم ہے تو تیری مدد کی جائے۔ جب آپ کو گناہ یاد نہ رہا آپ نے شدید گریہ کیا یہاں تک اردگرد کا سبزہ سوکھ گیا۔ تو اس موقع پر آپ کو بخشش دیا گیا۔ جب قیامت کا دن ہوگا تو ان کا رب انہیں فرمائے گا میرے سامنے کھڑا ہو جا۔ تو وہ عرض کریں گے میرے رب! میرا گناہ میرا گناہ۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میرے پیچھے ہو جا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میرا قدم پکڑ لے تو حضرت داؤد علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا قدم پکڑ لیں گے (2)۔(3)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 177، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ اہل سنت و جماعت کی عقائد کی کتابوں میں یہ وضاحت کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ جسم ہونے سے پاک ہے اس لئے جن آیات و احادیث میں اللہ تعالیٰ کے لئے اعضاء کا ذکر ہے وہ متشابہات میں سے ہیں، ان کی حقیقت مخفی ہے۔ (مترجم)

3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 342 (31888)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا اے میرے رب! تو نے حضرت ابراہیم، حضرت اسحاق اور حضرت یعقوب کو وہ شان عطا فرمائی ہے، میں پسند کرتا ہوں کہ تو مجھے بھی ایسی ہی شان عطا فرمائے اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے انہیں ایسی آزمائش میں ڈالا۔ جیسی آزمائش میں تجھے نہیں ڈالا اگر تو چاہے تو میں تجھے بھی ایسی آزمائش میں مبتلا کردوں اور میں تجھے بھی وہ شان عطا کردوں جو میں نے انہیں عطا فرمائی ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے عرض کی جی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کام کر یہاں تک کہ میں تیری آزمائش دیکھوں۔

وہ ہوا جو اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ وہ یہ سلسلہ ان پر بہت طویل ہوگیا۔ قریب تھا کہ حضرت داؤد علیہ السلام بھول بھی جائیں۔ اسی اثناء میں کہ آپ اپنی خصوصی عبادت گاہ میں تھے کہ ایک کبوتری آئی۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے ارادہ کیا کہ اسے پکڑ لیں تو وہ اس کمرے کے روشن دان کی طرف اڑ گئی۔ آپ اسے پکڑنے کے لیے آگے بڑھے۔ وہ اڑ گئی۔ آپ نے روشن دان سے جھانکا تو آپ نے ایک عورت کو غسل کرتے ہوئے دیکھا۔ آپ عبادت گاہ سے نیچے اترے اسے پکڑنے کے لیے گئے اور اس عورت کی طرف پیغام بھیجا۔ وہ عورت آئی، آپ نے اس سے اس کے خاوند اور اس کے معاملات کے بارے میں پوچھا۔ اس عورت نے بتایا کہ اس کا خاوند موجود نہیں۔ حضرت داؤد نے اس فوجی مہم کے امیر کی طرف پیغام بھیجا اسے کہ اس لشکر کا امیر بنایا جائے تا کہ اس عورت کا خاوند فوت ہو جائے۔ اس امیر نے ایسا ہی کیا اس کے ساتھی مارے جاتے اور وہ بچ جاتا بعض اوقات وہ غالب آجاتے۔

جب اللہ تعالیٰ نے یہ دیکھا کہ حضرت داؤد علیہ السلام جس معاملہ میں پڑے ہیں تو اس کے معاملہ کو نافذ کرنے کا ارادہ کیا۔ اسی اثناء میں کہ ایک روز حضرت داؤد علیہ السلام اپنی عبادت گاہ میں موجود تھے کہ سامنے سے دو فرشتے دیوار پھلانگ کر آگئے۔ جب حضرت داؤد علیہ السلام نے دونوں کو دیکھا جبکہ آپ پڑھ رہے تھے تو آپ گھبرا گئے اور خاموش ہو گئے اور کہا میں تو اپنے ملک میں کمزور ہو گیا ہوں یہاں تک کہ لوگ میری عبادت گاہ کی دیواریں بھی پھلانگنے لگے ہیں۔ دونوں نے کہا جس کا ذکر قرآن میں ہے لَا تَخَفْ ۚ خَصْمٰنِ بَغٰى بَعْضُنَا عَلٰى بَعْضٍ۔ ہمارے لیے اس کے سوا کوئی چارہ کار نہ تھا کہ ہم تیرے پاس آئیں ہماری بات سنو۔ ان دونوں میں سے ایک نے کہا اِنَّ هٰذَاۤ اَخِیْ ۫ لَهٗ تِسْعٌ وَّ تِسْعُوْنَ نَعْجَةً وَّلِیَ نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ ۫ فَقَالَ اَكْفِلْنِیْهَا یعنی وہ سو پوری کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اور میرے لیے کوئی چیز بھی نہیں چھوڑتا۔ وَعَزَّنِیْ فِی الْخِطَابِ اگر میں اور وہ بلائے تو اس کے ساتھیوں کی تعداد زیادہ ہوتی ہے۔ اگر میں اور یہ پکڑے تو یہ مجھ سے قوت میں بڑھ کر ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان وَعَزَّنِیْ فِی الْخِطَابِ کا یہی معنی ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا تو اپنی بھیڑ کا زیادہ مستحق ہے۔ تیرے ساتھی نے تجھ سے بھیڑ مانگ کر تجھ پر ظلم کیا ہے اور خود بھول گئے۔ جب حضرت داؤد علیہ السلام نے یہ بات کی تو دونوں فرشتوں نے ایک دوسرے کو دیکھا ایک دوسرے کو دیکھ کر مسکرایا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے اسے دیکھا۔ انہیں گمان ہوا کہ انہیں آزمائش میں ڈالا گیا ہے۔ آپ نے اپنے رب سے بخشش طلب کی رکوع میں جھک گئے اور توبہ کی یعنی چالیس رات تک اسی حالت میں

رہے یہاں تک کہ آنکھ کے آنسوؤں سے سبزہ اُگ آیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے ملک کو مضبوط کر دیا۔ (1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت حسن بصری سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے اوقات کو چار حصوں میں تقسیم کر دیا تھا۔ ایک دن عورتوں کے لیے، ایک دن عبادت کے لیے، ایک دن بنو اسرئیل میں فیصلے کرنے کے لیے اور ایک دن بنو اسرئیل کے لیے۔ انہوں نے پوچھا کیا انسان پر کوئی ایسا دن بھی آتا ہے جس میں وہ کوئی گناہ نہ کرے؟ حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے دل میں یہ بات کی کہ وہ اس کی طاقت رکھتے ہیں۔ جب ان کی عبادت کا دن تھا تو آپ نے اپنے دروازے بند کر لیے۔ آپ نے حکم دیا کہ آج ان کے پاس کوئی بھی نہ آئے اور تورات پر جھک گئے۔

اسی اثناء میں کہ آپ تورات کی تلاوت کر رہے تھے کہ سونے کی ایک کبوتری جس میں ہر رنگ موجود تھا۔ آپ کے سامنے آگری۔ آپ اس کی طرف جھکے تا کہ اسے پکڑلیں وہ کبوتری اڑ گئی۔ آپ کے بیٹھنے کی جگہ سے وہ تھوڑی دور جاگری آپ لگا تار اس کا پیچھا کرتے رہے یہاں تک کہ آپ نے ایک عورت کو غسل کرتے ہوئے دیکھا۔ اس کے حسن اور صورت نے آپ کو حیران کر دیا۔ جب اس عورت نے زمین میں آپ کے سائے کو دیکھا تو اس نے اپنے بالوں سے اپنے آپ کو پردے میں کر لیا۔ یہ چیز اور زیادہ آپ کو اچھی لگی۔ آپ نے اس کے خاوند کو کسی مہم پر بھیجا تھا۔ آپ نے حکم دیا کہ اسے فلاں فلاں جگہ بھیجا جائے۔ جب وہ وہاں جائے تو قتل ہو جائے واپس نہ لوٹے۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ وہ آدمی مارا گیا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے اس عورت کو دعوت نکاح دی اور اس سے شادی کر لی۔ (2)

اسی اثناء میں کہ آپ عبادت گاہ میں تھے کہ دو فرشتے دیوار پھلانگ کر آپ کے پاس آئے جبکہ فیصلہ کے طلب گار عبادت گاہ کے دروازے سے آتے تھے۔ جب انہوں نے عبادت گاہ کی دیوار پھلانگی تو آپ گھبرا گئے۔ انہوں نے کہا لَا تَخَفْ ۚ خَصْمٰنِ بَغٰى بَعْضُنَا عَلٰى بَعْضٍ فَاحْكُمْ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَ لَا تُشْطِطْ یعنی آپ ایک طرف مائل نہ ہوں وَاهْدِنَآ اِلٰى سَوَآءِ الصِّرَاطِ یعنی زیادہ عدل والے اور بہترین کی طرف راہنمائی کیجیے اِنَّ هٰذَآ اَخِيْ ۫ لَهٗ تِسْعٌ وَّ تِسْعُوْنَ نَعْجَةً وَّلِيَ نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ ۫ حضرت داؤد علیہ السلام کی ننانوے بیویاں تھیں اور اس آدمی کی ایک بیوی تھی۔ اس نے کہا اَكْفِلْنِيْهَا وَ عَزَّنِيْ فِي الْخِطَابِ یعنی مجھ پر ظلم اور زیادتی کی ہے۔ قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ اِلٰى نِعَاجِهٖ ۭ وَ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْخُلَطَآءِ لَيَبْغِيْ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ قَلِيْلٌ مَّا هُمْ ۭ وَ ظَنَّ دَاوٗدُ اَنَّمَا فَتَنّٰهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ وَ خَرَّ رَاكِعًا وَّ اَنَابَ چالیس دن تک سجدہ میں رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی کی کہ میں نے تیرا گناہ معاف کر دیا ہے۔ عرض کی اے میرے رب! تو کیسے مجھے بخشے گا جبکہ تو عدل کرنے والا ہے، کسی پر ظلم نہیں کرتا ہے۔ فرمایا میں تیرے معاملہ میں اس کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 172، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ بنی اسرائیل انبیاء علیہم السلام کے بارے اس قسم کے اتہام لگانے میں بڑے جری واقع ہوئے ہیں۔ بعض مفسرین نے غیر محتاط رویہ اختیار کرتے ہوئے بنی اسرائیل کی ان روایات کو من وعن قبول کر لیا اور انہیں اپنی کتابوں میں نقل کر دیا۔ امام رازی اپنی تفسیر (تفسیر کبیر) میں مفصل بحث فرماتے ہیں اور لکھتے ہیں میرا عقیدہ اور میری تحقیق یہ ہے کہ یہ واقعہ سراسر باطل اور لغو ہے۔ (ضیاء القرآن زیر آیت ہذا)

حق میں فیصلہ کروں گا۔ پھر تیرا خون اس سے بطور ہبہ طلب کروں گا۔ پھر اسے بدلہ میں جنت دوں گا یہاں تک کہ وہ راضی ہو جائے گا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے عرض کی اے میرے رب میرا دل مطمئن ہے اور مجھے علم ہو گیا ہے کہ تو نے مجھے بخش دیا ہے۔(1)

امام احمد رحمہ اللہ نے ''زہد'' میں حضرت ابو عمران جونی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ دونوں فرشتے بیٹھ گئے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے ان دونوں سے فرمایا کوئی فیصلہ ہے۔ تو ایک نے دوسرے سے کہا اَخِیْ لَهٗ تِسْعٌ وَّ تِسْعُوْنَ نَعْجَةً وَّلِیَ نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ فَقَالَ اَكْفِلْنِیْهَا وَ عَزَّنِیْ فِی الْخِطَابِ حضرت داؤد علیہ السلام اس پر متعجب ہوئے اور فرمایا لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ اِلٰى نِعَاجِهٖ ایک نے اس پر سختی کا اظہار کیا اور اس کی آواز بلند ہوئی۔ حضرت داؤد علیہ السلام پہچان گئے یہ تو ان کا گناہ ہے۔ آپ سجدہ میں گر گئے اور چالیس دن اور رات سجدہ میں رہے۔ آپ اپنا سر نہیں اٹھاتے تھے۔ صرف فرض نماز کے لیے سر اٹھاتے یہاں تک کہ آپ کے آنسو خشک ہو گئے اور پیشانی، ہتھیلیاں اور گھٹنے زخمی ہو گئے۔ فرشتہ آیا اس نے کہا اے ابو داؤد! میں تیرے رب کا رسول ہوں۔ وہ تجھے حکم دیتا ہے کہ اپنا سر اٹھا لو میں نے تجھے معاف کر دیا ہے۔ حضرت داؤد نے عرض کی وہ کیسے جبکہ تو عادل فیصلہ کرنے والا ہے۔ تو مجھے کیسے بخشے گا جبکہ میں نے ایک آدمی پر ظلم کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے جتنا عرصہ چاہا حضرت داؤد کو اس حال پر چھوڑ دیا پھر دوسرا فرشتہ آیا۔ کہا اے داؤد! مجھے تیرے رب نے تیری طرف بھیجا ہے، وہ تمہیں فرماتا ہے میرے پاس تو اور ابن صوریا جھگڑا لے کر آئیں گے میں اس کے حق میں تیرے خلاف فیصلہ کروں گا، پھر میں اس سے سوال کروں گا وہ مجھے ہبہ کر دے گا۔ پھر میں اسے جنت دوں گا یہاں تک کہ وہ راضی ہو جائے گا۔(2)

امام ابن جریر اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنی زندگی کو تین حصوں میں تقسیم کر دیا تھا۔ ایک دن لوگوں میں فیصلہ کرتے۔ ایک دن اپنے رب کی عبادت کے لیے خاص کر رکھا تھا اور ایک دن اپنی بیویوں کے پاس گزارتے۔ آپ کی ننانوے بیویاں تھیں۔ آپ جو کتابوں میں پڑھتے تو عرض کی اے میرے رب! میں خیر کو دیکھتا ہوں کہ سب میرے آباؤ اجداد لے گئے ہیں۔ مجھے بھی ایسی ہی بھلائی عطا کر جیسی بھلائی تو نے انہیں عطا فرمائی ہے۔ میرے ساتھ بھی ویسا ہی سلوک کر جیسا سلوک تو نے ان کے ساتھ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی کی کہ تیرے آباؤ اجداد کو ایسی آزمائشوں میں ڈالا گیا جیسی آزمائش میں تجھے نہیں ڈالا گیا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا بچہ ذبح کرنے کی آزمائش میں ڈالا گیا اور حضرت اسحاق کو بصارت کے چلے جانے کی آزمائش میں ڈالا گیا اور حضرت یعقوب کو حضرت یوسف علیہ السلام کے غم میں مبتلا کیا گیا۔ تجھے تو ان میں سے کسی غم میں مبتلا نہیں کیا گیا۔ حضرت داؤد نے عرض کی مجھے بھی ان جیسی آزمائش میں مبتلا کر اور مجھے بھی وہ شان عطا فرما جو ان کو شان عطا فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی کی میں تجھے آزمائش میں ڈالنے والا ہوں محتاط رہنا۔

حضرت داؤد علیہ السلام اسی طرح رہے جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ وہ اس طرح رہیں حتی کہ شیطان ایک کبوتری کی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 75-174، دار احیاء التراث العربی بیروت   2۔ کتاب الزہد، صفحہ 90، دار الکتب العلمیہ بیروت

شکل میں آیا یہاں تک کہ وہ آپ کے قدموں کے قریب گرا جبکہ آپ کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے۔ آپ نے پکڑنے کے لیے ہاتھ بڑھایا۔ تو وہ ایک طرف ہو گیا آپ نے اس کا پیچھا کیا تو وہ دور ہو گیا یہاں تک کہ وہ ایک روشندان میں جا پڑا۔ آپ اسے پکڑنے کے لیے گئے تو وہ روشندان سے اڑ گیا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے یہ دیکھا کہ وہ کہاں بیٹھا ہے تو آپ اس کے پیچھے ہو لیے تو آپ نے ایک عورت کو اپنے مکان کی چھت پر غسل کرتے ہوئے دیکھا۔ آپ نے اسے شکل وصورت کے اعتبار سے حسین ترین عورت دیکھا۔ اس عورت کی توجہ ہوئی تو اس عورت نے بھی آپ کو دیکھ لیا۔ اس نے اپنے بالوں کو گھمایا تو ان سے اپنا پردہ کر لیا۔ اس چیز نے حضرت داؤد علیہ السلام کے دل میں اس عورت کے لیے رغبت میں اضافہ کر دیا۔ آپ نے اس عورت کے بارے میں پوچھا تو آپ کو بتایا گیا کہ اس کا ایک خاوند ہے جو یہاں موجود نہیں اور فلاں فلاں فوجی مہم میں گیا ہوا ہے۔ آپ نے اس لشکر کے امیر کی طرف پیغام بھیجا کہ اس آدمی کو فلاں فلاں دشمن کی طرف بھیجو۔ امیر نے اسے بھیج دیا۔ اسے فتح ہوئی۔ امیر نے اس بارے میں خبر دی۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے لکھا اسے فلاں فلاں دشمن کی طرف بھیجو۔ امیر نے اسے بھیج دیا۔ تیسری دفعہ وہ آدمی مارا گیا اور حضرت داؤد علیہ السلام نے اس کی بیوی سے شادی کر لی۔

جب وہ عورت حضرت داؤد علیہ السلام کے حرم میں داخل ہوئی، ابھی حضرت داؤد علیہ السلام تھوڑا وقت بھی نہیں ٹھہرے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے دو فرشتے دو انسانوں کی صورت میں بھیج دیے دونوں نے مطالبہ کیا کہ وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتے ہیں۔ دونوں نے دیوار پھلانگی۔ آپ کو محسوس ہی نہ ہوا۔ آپ نماز پڑھ رہے تھے کہ وہ دونوں سامنے بیٹھ گئے۔ حضرت داؤد علیہ السلام دونوں سے گھبرا گئے۔ دونوں نے کہا **لَا تَخَفْ** ہم دونوں جھگڑا لے کر آئے ہیں۔ **وَ لَا تُشْطِطْ** نہ ڈریے۔ **وَ اهْدِنَاۤ اِلٰى سَوَآءِ الصِّرَاطِ** انصاف والے فیصلہ کی طرف ہمارے راہنمائی کیجئے۔ فرمایا اپنا واقعہ مجھ پر بیان کرو۔ ان میں سے ایک نے کہا **اِنَّ هٰذَاۤ اَخِیْ** **لَهٗ تِسْعٌ وَّ تِسْعُوْنَ نَعْجَةً وَّلِیَ نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ** ۔ دوسرے نے کہا میں یہ ارادہ کرتا ہوں کہ میں اسے لوں اور اپنی بھیڑیں سو پوری کر لوں ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا تو پھر میں تجھے اور اسے نہیں چھوڑوں گا۔ اس نے کہا اے میرے بھائی! تو اس پر قادر ہے۔ فرمایا اگر تو نے یہ ارادہ کیا تو ہم تیرا یہ یہ اڑا دیں گے یعنی ناک اور پیشانی۔

اس نے کہا اے داؤد! تو اس کا زیادہ مستحق ہے کہ تیری اس اس جگہ پر ضرب لگائی جائے کیونکہ تیری ننانوے بیویاں تھی جبکہ اوریا کی صرف ایک بیوی تھی تو لگاتار اسے قتل پر پیش کرتا رہا یہاں تک کہ تو نے اسے قتل کر دیا اور اس کی بیوی سے شادی کر لی۔ آپ نے دیکھا تو کوئی چیز نظر نہ آئی تو پہچان گئے کہ وہ کسی مصیبت میں پڑ گئے ہیں اور کسی آزمائش میں ڈال دیے گئے۔ آپ روئے چالیس روز تک روتے رہے۔ ضرورت کے سوا آپ اپنا سر نہیں اٹھاتے تھے۔ پھر سجدہ میں گر پڑتے اور رونے لگتے پھر دعا کرتے یہاں تک کہ آپ کے آنسوؤں سے گھاس اُگ آئی۔ اللہ تعالیٰ نے چالیس روز کے بعد ان کی طرف وحی کی اے داؤد! اپنا سر اٹھا تجھے بخش دیا گیا ہے عرض کی اے میرے رب! مجھے کیسے علم ہو کہ تو نے مجھے بخش دیا ہے جبکہ تو فیصلہ میں عدل کرنے والا ہے فیصلہ میں ظلم نہیں کرتا؟ جب قیامت کا روز ہوگا وہ اپنا سر دائیں بائیں جانب سے پکڑے گا۔ اس کی رگیں میری وجہ سے خون بہا رہی ہوں گی۔ وہ کہے گا اے میرے رب! اس سے پوچھ کس وجہ سے اس نے مجھے قتل کیا۔ اللہ

تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی کی۔ جب یہ ہوگا تو میں اوریا کو بلاؤں گا۔ میں تیرے بارے میں اس سے مطالبہ کروں گا تو وہ مجھے ہبہ کردے گا تو اس کے بدلے میں، میں اسے جنت دونگا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا اے میرے رب! اب مجھے علم ہوا کہ تو نے مجھے بخش دیا ہے تو حضرت داؤد علیہ السلام کو طاقت نہ ہوئی کہ آسمان کو آنکھ بھر کر دیکھیں۔ وجہ اپنے رب سے حیا تھی یہاں تک کہ آپ کا وصال ہوگیا۔(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب قرظی رضی اللہ عنہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے محراب کا معنی مسجد نقل کیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابوالاحوص رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ دو جھگڑا کرنے والے حضرت داؤد علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ دونوں اپنے ساتھی کا سر پکڑے ہوئے تھے۔(2)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے فَفَزِعَ مِنْهُمْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ فیصلہ کے طلب گار دروازے سے داخل ہوئے تھے جب انہوں نے دیوار پھلانگی تو آپ گھبرا گئے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَلَا تُشْطِطْ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ ایک طرف مائل نہ ہوجائیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن مسعود سے روایت نقل کی ہے کہ اِنَّ هٰذَاۤ اَخِیْ سے مراد ہے کہ یہ میرا دینی بھائی ہے۔

امام عبدالرزاق، فریابی، امام احمد نے ''زہد'' میں، ابن جریر اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اس سے زیادہ بات نہ کی اَكْفِلْنِیْهَا۔(3)

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے صرف یہ بات کہی اسے میرے حوالے کردے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اس سے زائد بات نہیں کی اسے میرے حوالے کردے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید سے یہ روایت نقل کی ہے کہ مجھے دے دے، اسے میرے لیے طلاق دے دے تاکہ میں اس سے شادی کرلوں اور اس کو آزاد کردے۔ وَعَزَّنِیْ فِی الْخِطَابِ یہ غالب بھائی گفتگو میں مجھ پر غالب ہے۔

امام ابن منذر نے ابن جریج سے یہ روایت نقل کی ہے اَكْفِلْنِیْهَا یہ مجھے دے دے۔ وَعَزَّنِیْ فِی الْخِطَابِ جب یہ گفتگو کرتا ہے تو یہ مجھ سے زیادہ بلیغ ہے۔ جب یہ ساتھیوں کو بلاتا ہے تو اس کے حمایتی زیادہ ہیں۔ دونوں فرشتوں میں سے ایک نے کہا اس کی سزا کیا ہے؟ حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا اسے یہاں یہاں مارا جائے اور اپنا ہاتھ پیشانی اور ناک پر رکھا پھر

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 641 (4134)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 34 (31891)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 117، دار الکتب العلمیہ بیروت

ناک کے نیچے رکھا۔ فرشتے نے پوچھا آپ اس کی یہی سزا دیکھتے ہیں۔ وہ لگاتار یہ بات دہراتا رہا یہاں تک کہ حضرت داؤد علیہ السلام کو علم ہو گیا کہ یہ فرشتہ ہے۔ فرشتہ چلا گیا اور حضرت داؤد علیہ السلام سجدہ میں گر گئے۔ یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے چالیس دن تک سر نہ اٹھایا۔ آپ روتے رہے یہاں تک کہ آنسوؤں کی وجہ سے آپ کے سر کے اردگرد گھاس اُگ آئی یہاں تک کہ جب چالیس سال گزر گئے تو آپ نے لمبا سانس لیا جس نے اردگرد کے گھاس کو خشک کر دیا۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے: وَقَلِيْلٌ مَّا هُمْ جو اس میں ہیں ان کی تعداد تھوڑی ہے۔ اَنَّمَا فَتَنّٰهُ ہم نے اس کا امتحان لیا۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَظَنَّ دَاوٗدُ کا یہ معنی کیا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام جان گئے۔(2)

ابن جریر نے قتادہ سے وَظَنَّ دَاوٗدُ اَنَّمَا فَتَنّٰهُ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ انہوں نے گمان کیا کہ انہیں آزمائش میں ڈالا گیا ہے۔(3)

امام سعید بن منصور اور ابن ابی شیبہ رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کا امتحان دیکھنا تھا۔(4)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے وَخَرَّ رَاكِعًا کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ آپ سجدہ میں گر گئے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت کعب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام نے چالیس دن اور چالیس رات تک سجدہ کیا۔ آپ سر نہیں اٹھاتے یہاں تک کہ آپ کے آنسو خشک ہو گئے۔ آپ نے جب آخری دعا کی۔ اس وقت بھی آپ سجدے کی حالت میں تھے۔ آپ نے عرض کی اے میرے رب! تو نے مجھے عافیت عطا کی جبکہ میں نے تجھ سے آزمائش کا سوال کیا جب تو نے مجھے آزمائش میں ڈالا تو میں نے صبر نہ کیا۔ اگر تو مجھے عذاب دے تو میں اس کا مستحق ہوں۔ اگر تو مجھے معاف کر دے تو تو اس شان کا حامل ہے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت جبرئیل امین ان کے سر کے پاس کھڑے ہیں۔ کہا اے داؤد! اللہ تعالیٰ نے تجھے معاف کر دیا ہے اپنا سر اٹھایئے حضرت داؤد علیہ السلام حضرت جبرئیل امین کی طرف متوجہ نہ ہوئے اور سجدہ کی حالت میں ہی اپنے رب سے مناجات جاری رکھیں۔ عرض کی اے میرے رب! تو کیسے مجھے بخشے گا جبکہ تو عدل کرنے والا ہے؟ فرمایا جب قیامت کا دن ہو گا تو میں تجھے اوریا کے حوالے کر دوں گا۔ پھر میں تجھے اس سے مانگ لوں گا اور وہ تجھے مجھے ہبہ کر دے گا۔ میں اسے بدلہ میں جنت دے دوں گا۔ عرض کی اے میرے رب! اب مجھے علم ہو گیا ہے کہ تو نے مجھے بخش دیا ہے۔ آپ سر اٹھانے لگے تو وہ خشک ہو چکا تھا۔ اٹھانے کی آپ میں طاقت ہی نہیں تھی۔ حضرت جبرئیل امین نے پر مارا تو وہ پھیل گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد آپ کی طرف وحی کی اے داؤد! میں نے تیرے لیے اوریا کی عورت حلال کر دی ہے۔ آپ نے اس عورت سے شادی کر لی۔ اسی کے بطن سے حضرت سلیمان کی ولادت ہوئی۔ اس عورت کے ہاں نہ اس سے پہلے اور نہ اس کے بعد کوئی ولادت ہوئی۔ کعب نے کہا اللہ کی قسم! اس کے بعد حضرت داؤد علیہ السلام سخت گرم

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 171,72، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 171 3۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 172
4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 342 (31892)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

دن روزہ رکھتے، پانی کو اپنے منہ کے قریب کرتے تو آپ کو اپنی خطایاد آجاتی۔ آپ کی آنکھوں سے آنسو پانی میں گرتا تو آپ اسے بہادیتے۔ پھر اسے واپس کرتے اور نہ پیتے۔

امام احمد اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت یونس بن خباب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام چالیس راتوں تک روتے رہے یہاں تک کہ آپ کے آنسوؤں کی وجہ سے آپ کے اردگرد گھاس اگ آئی۔ پھر عرض کی اے میرے رب! پیشانی زخمی ہوگئی۔ آنسو تھم گئے اور میرا گناہ مجھ پر اسی طرح ہے جس طرح وہ پہلے تھا۔ تو آپ کو ندا کی گئی اے داؤد! کیا تو بھوکا ہے کہ تجھے کھلایا جائے تو پیاسا ہے کہ تجھے پلایا جائے کیا تو مظلوم ہے کہ تیری مدد کی جائے۔ آپ نے ایک ایسی آہ بھری تو وہاں جو سبزہ تھا خشک ہوگیا تو اس موقع پر آپ کو بخش دیا گیا۔

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت عبید بن عمیر لیثی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل لی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے سجدہ کیا یہاں تک کہ آپ کا اردگرد آپ کے آنسوؤں کی وجہ سے سرسبز وشاداب ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی کی اے داؤد! تو نے سجدہ کیا کیا تو یہ ارادہ کرتا ہے کہ میں تیرے ملک تیری اولاد اور تیری عمر میں اضافہ کردوں؟ عرض کی اے میرے رب! کیا تو مجھے یہ جواب دے گا؟ میں تو بخشش کا امیدوار ہوں۔

امام احمد نے ''زہد'' میں اور حکیم ترمذی رحمہما اللہ نے حضرت امام اوزاعی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت داؤد علیہ السلام کی دو آنکھوں کی مثال دو مشکوں کی طرح ہے جو پانی گرا رہی ہیں۔ آنسوؤں نے آپ کے چہرے پر یوں گڑھے بنادیے تھے جس طرح پانی زمین میں کھائیاں بنادیتا ہے۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد اور عبد بن حمید رحمہم اللہ نے حضرت عطاء بن سائب رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابو عبداللہ جدلی سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے غلطی کے بعد موت تک اپنا سر آسمان کی طرف نہیں اٹھایا۔ (2)

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد اور عبد بن حمید رحمہم اللہ نے حضرت صفوان بن محرز رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کا ایک ایسا دن تھا جس میں آپ کہتے رہتے اوہ من عذاب اللہ، اوہ من عذاب اللہ ہائے اللہ کا عذاب تو حضرت داؤد علیہ السلام سے کہا گیا اوہ نہ کہو۔ (3)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی کی اپنا سر اٹھاؤ۔ میں نے تجھے بخش دیا ہے۔ حضرت داؤد نے عرض کی اے میرے رب! یہ مغفرت کیسے ہوگئی جبکہ تو حق کے ساتھ فیصلہ کرنے والا ہے تو بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں؟ ایک ایسا آدمی ہے جس پر میں نے ظلم کیا ہے اس کا حق غصب کیا ہے اور اسے قتل کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی کی کیوں نہیں اے داؤد! تم دونوں میرے پاس جمع ہوگے۔ میں تیرے خلاف اس کے حق میں فیصلہ کروں گا۔ جب تیرے خلاف حق ظاہر ہو

1۔ نوادر الاصول، صفحہ 188، دار صادر بیروت
2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 67 (34247)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 69 (34257)

جائے گا۔ میں تجھے اس سے طلب کرلوں گا وہ تجھے ہبہ کردے گا اور میں اسے اپنی طرف سے راضی کرلوں گا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے سر اٹھایا اور اس کی روح خوش ہوگئی۔ عرض کی ہاں اے میرے رب! اس طرح مغفرت ہوگی۔

امام عبد اللہ بن احمد نے ''زوائد زہد'' میں اور ابن جریر نے حضرت مجاہد سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت داؤد علیہ السلام سے غلطی ہوگئی تو آپ چالیس دن تک سجدے میں پڑے رہے یہاں تک کہ آپ کی آنکھوں کے آنسوؤں سے سبزہ اگ آیا جس نے آپ کے سر کو بھی ڈھانپ لیا پھر حضرت داؤد علیہ السلام نے التجا کی اے میرے رب! میری پیشانی زخمی ہوگئی، آنکھیں خشک ہوگئیں جبکہ داؤد کی کوئی غلطی معاف نہیں ہوئی۔ تو ندا کی گئی کیا تو بھوکا ہے کہ تجھے کھانا کھلایا جائے؟ کیا تو مریض ہے کہ تجھے شفاء دی جائے؟ کیا تو مظلوم ہے کہ تیری مدد کی جائے؟ آپ نے ایک ایسی آہ بھری جس سے تمام وادی خشک ہوگئی اس موقع پر آپ کو بخش دیا گیا۔ آپ کے پاس برتن لائے جاتے۔ آپ پانی پیتے اور اپنی غلطی یاد کرتے۔ پھر آپ آہ بھرتے تو قریب تھا کہ آپ کے جوڑ ایک دوسرے سے الگ ہوجاتے۔ آپ برتن سے کچھ بھی نہ پیتے یہاں تک کہ وہ برتن آپ کے آنسوؤں سے بھر جاتا۔ یہ بات بھی کہی جاتی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے آنسو تمام مخلوق کے آنسوؤں کے برابر ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام کے آنسو حضرت داؤد اور تمام مخلوق کے آنسوؤں کے برابر ہیں۔ وہ قیامت کے روز آئے گا۔ اس کی ہتھیلی میں لکھا ہوگا۔ وہ اسے پڑھے گا۔ وہ کہے گا میرا گناہ۔ حضرت داؤد عرض کریں گے مجھے آگے جانے دے۔ پھر وہ آگے بڑھیں گے۔ تو امن نصیب نہیں ہوگا۔ پھر پیچھے ہٹیں گے تو امن نصیب نہیں ہوگا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میرے قدم کو پکڑلے۔(1)

امام احمد نے ''زہد'' میں حضرت علقمہ بن یزید سے روایت نقل کی ہے کہ اگر اہل زمین کے رونے کا حضرت داؤد علیہ السلام کے رونے کے ساتھ موازنہ کیا جائے تو وہ اس کے برابر نہ ہو۔ اگر حضرت داؤد علیہ السلام کے رونے اور اہل زمین کے رونے کا حضرت آدم علیہ السلام کے رونے کے ساتھ موازنہ کیا جائے جب آپ کو زمین پر اتارا گیا تو یہ اس کے مساوی نہ ہو۔(2)

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت اسماعیل بن عبد اللہ بن ابی المہاجر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد پر زیادہ رونے کی وجہ سے عتاب کیا جاتا تو آپ کہتے مجھے رونے کے دن (قیامت کے دن) ہڈیاں جلانے والے دن اور داڑھی کے جلنے کے دن سے پہلے رونے کے لیے چھوڑ دو قبل اس کے کہ میرے بارے میں یہ حکم دیا جائے مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ۝ (التحریم)(3)

امام احمد، حکیم ترمذی اور ابن جریر نے حضرت عطاء خراسانی سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنی غلطی اپنی ہتھیلی میں لکھ لی تھی تاکہ وہ اسے بھول نہ جائیں۔ جب آپ اس غلطی کو دیکھتے تو آپ کے ہاتھ کانپنے لگتے۔(4)

حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت مروی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کو اٹھایا جائے گا تو وہ عرض کریں گے اے اللہ! تو پاک ہے۔ جب میں اپنی غلطی یاد کرتا ہوں تو زمین اپنی وسعت کے باوجود مجھ پر تنگ پڑ جاتی ہے۔ جب میں تیری رحمت کو یاد

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 77-176، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ کتاب الزہد، صفحہ 91، دارالکتب العلمیہ بیروت
3۔ ایضاً، صفحہ 88
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 174

کرتا ہوں تو میری روح واپس آجاتی ہے۔ اے میرے اللہ! تو پاک ہے وہ سب میرے گناہ کی وجہ سے بیمار ہیں۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے معد (یمن کی ایک چادر) کے سات بستر بنائے ان میں راکھ بھری پھر آپ روئے تو آنسو دوسری طرف نکل گئے۔ آپ نے کوئی چیز نہیں پی مگر اس میں آپ کے آنسوؤں کی آمیزش تھی یہاں تک کہ آنسوؤں نے آپ کے چہرے پر گڑھے ڈال دیے۔ بیویوں سے الگ تھلگ ہو گئے۔ آپ روئے یہاں تک کہ آپ پر رعشہ طاری ہو گیا۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت داؤد علیہ السلام قبر سے نکلیں گے اور زمین کو آگ کی صورت میں دیکھیں گے تو اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھیں گے اور کہیں گے آج میری خطا مجھے ہلاک کر دے گی۔

حضرت عبدالرحمٰن بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کہتے تھے اے اللہ! جو تو نے میرے حق میں مصیبت لکھی ہے تو مجھے اس سے خلاصی عطا فرما یہ دعا تین دفعہ کرتے اور جو تو نے اس دن میں میرے لیے خیر لکھی ہے اس میں سے کوئی حصہ عطا فرما دے۔ یہ دعا بھی تین دفعہ فرماتے۔ جب شام ہوتی تو پھر اسی طرح دعا کرتے۔ اس کے بعد آپ کوئی ناپسندیدہ چیز نہیں دیکھتے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت معمر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام سے جب خطا ہوئی، عرض کی اے میرے رب! میں گناہ گاروں کو ناپسند کرتا تھا آج میں یہ پسند کرتا ہوں کہ تو انہیں بخش دے۔

امام عبداللہ، حکیم ترمذی رحمہما اللہ نے ''نوادر الاصول'' میں حضرت سعید بن ابی ہلال رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ لوگ حضرت داؤد علیہ السلام کی عیادت کرتے۔ ان کا گمان تھا کہ آپ بیمار ہیں جبکہ انہیں صرف اللہ تعالیٰ کا خوف تھا۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت کعب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام جب روزہ افطار کرتے تو قبلہ رو ہوتے اے اللہ! مجھے ہر اس مصیبت سے چھٹکارا عطا فرما جو تو نے آسمان سے نازل کی ہے۔ یہ دعا آپ تین دفعہ کرتے۔ جب سورج طلوع ہوتا تو کہتے اے اللہ! ہر اچھائی میں سے میرے لیے حصہ بنا دے جو اس رات آسمان سے زمین کی طرف نازل ہوئی۔ یہ دعا بھی تین دفعہ کرتے۔(1)

امام احمد، امام بخاری، ابو داؤد، امام ترمذی، امام نسائی، ابن مردویہ اور بیہقی نے ''سنن'' میں حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ ص میں سجدہ لازمی نہیں ہے تاہم میں نے رسول اللہ ﷺ کو سجدہ کرتے ہوئے دیکھا ہے۔(2)

امام نسائی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے عمدہ سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سورۂ ص میں سجدہ کیا اور فرمایا: یہ حضرت داؤد علیہ السلام نے سجدہ کیا اور ہم یہ سجدہ شکر کرتے ہیں۔(3)

امام ابن ابی شیبہ اور امام بخاری رحمہما اللہ نے حضرت عوام رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے فرمایا: میں نے حضرت مجاہد

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 69 (34263)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ سنن ابو داؤد مع شرح، جلد 5، صفحہ 315 (1379)، مکتبۃ الرشد الریاض
3۔ سنن نسائی، جلد 12، صفحہ 159، دار الریان القاہرہ

رحمہ اللہ سے سورہ ص کے سجدہ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا: میں نے حضرت ابن عباس سے پوچھا آپ نے کہاں سجدہ کیا؟ جواب دیا کیا تو یہ نہیں پڑھتا وَ مِنْ ذُرِّیَّتِهٖ دَاوٗدَ وَ سُلَیْمٰنَ (الانعام:84) اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ (الانعام:90) حضرت داؤد علیہ السلام ان ہستیوں میں سے ہیں جن کی اقتدا کا تمہارے نبی کو حکم دیا گیا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے یہاں سجدہ کیا اور یہی سجدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا۔(1)

سعید بن منصور نے حضرت حسن بصری سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سورہ ص میں سجدہ نہیں کرتے تھے یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ (الانعام:90) تو اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ کیا۔

امام ترمذی، ابن ماجہ، طبرانی، حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، ابن مردویہ اور بیہقی نے "دلائل" میں حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میں نے آج رات وہ دیکھا جو ایک سونے والا دیکھتا ہے (یعنی خواب دیکھا ہے)، گویا میں ایک درخت کے پاس سجدہ کر رہا ہوں، گویا میں نے سورہ سجدہ پڑھی ہے۔ میں نے سجدہ کیا کیا دیکھتا ہوں کہ میرے سجدہ کے ساتھ درخت بھی سجدہ کر رہا ہے۔ گویا میں اسے یہ کہتے ہوئے سنتا ہوں اے اللہ! اس کے بدلے میں میرے لیے اپنے ہاں ذکر لکھ لے اور اس کے بدلے میں مجھ سے ایک گناہ اتار دے، اپنے ہاں میرے لیے اسے ذخیرہ بنا دے اور اس کے ساتھ میرے اجر کو بڑا کر دے اور مجھ سے اس عمل کو اسی طرح قبول فرما جس طرح تو نے حضرت داؤد سے اس کے عمل کو قبول کیا ہے۔ حضرت ابن عباس نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت سجدہ کو پڑھا۔ میں نے آپ کو سجدہ میں وہی بات کرتے ہوئے سنا جو اس آدمی نے درخت کی بات کے بارے میں بتایا تھا۔(2)

امام ابن مردویہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ ص میں سجدہ کیا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پیچھے فجر کی نماز پڑھی۔ آپ نے سورہ ص پڑھی، اس میں سجدہ کیا۔ جب آپ نے نماز مکمل کی، ایک آدمی نے عرض کی اے امیر المومنین! کیا یہ فرض سجدہ میں سے ہے؟ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کیا کرتے تھے۔

امام ابن مردویہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ ص میں سجدہ کیا۔

امام دارمی، ابو داؤد، ابن خزیمہ، ابن حبان، دار قطنی، حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے "سنن" میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر بیٹھ کر سورہ ص کو پڑھا جب آیت سجدہ تک پہنچے تو آپ اترے سجدہ کیا۔ دوسرے لوگوں نے بھی سجدہ کیا۔ جب دوسرا دن ہوا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سورت کو پڑھا۔ جب آیت سجدہ تک پہنچے تو لوگوں نے سجدہ کی تیاری کی۔ فرمایا یہ نبی کی توبہ ہے لیکن

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 1، صفحہ 370، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ سنن ترمذی، جلد 2، صفحہ 473 (579)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ سنن ابو داؤد مع شرح، جلد 5، صفحہ 315، مکتبۃ الرشد الریاض

میں نے تمہیں دیکھا کہ تم نے سجدہ کی تیاری کی ہے۔ تو آپ اترے اور سجدہ کیا۔(3)

امام سعید بن منصور اور ابن ابی شیبہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورۂ ص کو پڑھا جبکہ آپ منبر پر جلوہ گر تھے۔ جب آیت سجدہ تک پہنچے تو آپ نے اسے پڑھا۔ پھر نیچے اترے اور سجدہ کیا۔(1)

امام سعید بن منصور اور ابن ابی شیبہ رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سورۂ ص میں سجدہ کیا کرتے تھے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ فرمایا سورۂ ص میں سجدہ ہے۔(3)

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، طبرانی اور بیہقی رحمہم اللہ نے ''سنن'' میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ سورۂ ص میں سجدہ نہیں کرتے تھے۔ وہ کہتے یہ ایک نبی کی توبہ ہے جس کا ذکر کیا گیا ہے۔(4)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل ہے کہ بعض صحابہ سورۂ ص میں سجدہ کرتے اور بعض سجدہ نہیں کرتے تھے جو چاہے تو کرے۔(5)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو مریم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت عمر شام آئے تو حضرت داؤد علیہ السلام کی عبادت گاہ میں آئے اس میں نماز پڑھی اور سورۂ ص کی تلاوت کی۔ جب آیت سجدہ تک پہنچے تو سجدہ کیا۔

امام احمد، حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے ''دلائل'' میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے خواب دیکھا کہ وہ سورۂ ص لکھ رہے ہیں۔ جب اس آیت تک پہنچے جس میں سجدہ کیا جاتا ہے تو دوات، قلم اور ہر شے جو حاضر تھی وہ سجدہ میں گر گئی ہے۔ یہ واقعہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا وہ بعد میں ہمیشہ اس کا سجدہ کرتے رہے۔(6)

امام ابو یعلیٰ نے ابو سعید سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے خواب دیکھا گویا میں ایک درخت کے نیچے ہوں، گویا درخت سورۂ ص کی قرأت کر رہا ہے۔ جب وہ آیت سجدہ تک آیا تو سجدہ کیا اور سجدہ میں یہ کہا اے اللہ! مجھے بخش دے، اے اللہ! مجھ سے گناہوں کا بوجھ اتار دے اور اس کے بدلے میں مجھے شکر کی توفیق عطا فرما اور یہ مجھ سے اسی طرح قبول فرما جس طرح تو نے حضرت داؤد سے قبول کیا۔ صبح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کی خدمت میں عرض کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے ابو سعید! تو نے سجدہ کیا؟ میں نے عرض کی نہیں۔ فرمایا تو درخت کی بنسبت سجدہ کرنے کا زیادہ حق دار تھا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورۂ ص پڑھی، آیت سجدہ تک پہنچے اور سجدہ میں وہی کلمات کہے جو درخت نے سجدہ میں کہے تھے۔

امام طبرانی اور خطیب رحمہما اللہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں: وہ سجدہ

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 1، صفحہ 371 (4271)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 370 (4258) 3۔ ایضاً (4256)
4۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 371 (4269) 5۔ ایضاً، (4272)
6۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 78، دار صادر بیروت 7۔ معجم کبیر، جلد 12، صفحہ 34 (12386)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

جو سورۂ ص میں ہے وہ حضرت داؤد علیہ السلام نے توبہ کے طور پر کیا تھا جبکہ ہم اسے شکر کے طور پر کرتے ہیں۔(7)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ میں سفر میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپ سورۂ ص کی تلاوت کر رہے تھے تو حضور ﷺ نے اس میں سجدہ کیا۔

فَغَفَرْنَا لَهٗ ذٰلِكَ ۭ وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ ۝۲۵

''پس ہم نے بخش دی ان کی یہ تقصیر اور بیشک ان کے لیے ہمارے ہاں بڑا قرب ہے اور خوبصورت انجام ہے۔''

امام احمد نے ''زہد'' میں حکیم ترمذی، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قیامت کے روز حضرت داؤد علیہ السلام کی جگہ عرش کے پائے کے ساتھ ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے داؤد! اس اچھی اور نرم آواز کے ساتھ میری عظمت بیان کر جس طرح تو دنیا میں میری عظمت بیان کرتا تھا۔ حضرت داؤد عرض کریں گے وہ کیسے اے میرے رب! جبکہ تو نے وہ آواز سلب کر لی ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا آج میں تجھے وہ آواز واپس کرتا ہوں۔ تو وہ ایسی آواز سے عظمت و کبریائی بیان کرنے لگے کہ جنتیوں کی نعمتوں کو اس سے کم تر جانے گا۔

امام سعید بن منصور اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت محمد بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ قیامت کے روز سب سے پہلے اٹھنے والے حضرت داؤد اور ان کے بیٹے ہوں گے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سدی بن یحییٰ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے حضرت ابوحفص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: وہ ایک ایسا آدمی ہے جس نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا زمانہ پایا کہ قیامت کے روز لوگوں کو سخت پیاس اور سخت گرمی لگے گی۔ منادی کرنے والا حضرت داؤد کو پکارے گا اور تمام لوگوں کے سامنے انہیں پانی پلائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ جو فرمایا ہے اس سے یہی مراد ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ نے قیامت کا ذکر کیا اس کی شان اور سختی کو بیان کیا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ حضرت داؤد علیہ السلام سے فرمائے گا میرے سامنے سے گزرو۔ حضرت داؤد عرض کریں گے اے میرے رب! مجھے ڈر ہے کہ کہیں میری خطا مجھے ذلیل و رسوا نہ کر دے۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا میرے قدم کو پکڑ لو۔ تو حضرت داؤد علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا قدم پکڑ لیں گے۔ پھر گزر یں گے۔ یہی وہ زلفی ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں کیا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عبید بن عمیر سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اتنا قریب ہوگا کہ اپنا ہاتھ اس پر رکھے گا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم نے اس کا گناہ بخش دیا ہے، حُسْنَ مَاٰبٍ سے مراد اچھی لوٹنے کی جگہ۔(1)

امام حکیم ترمذی نے حضرت مجاہد سے روایت نقل کی ہے کہ قیامت کے روز حضرت داؤد علیہ السلام کو اٹھایا جائے گا جبکہ آپ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 178، داراحیاء التراث العربی بیروت

کی خطا ان کے ہاتھ میں لکھی ہوگی۔ جب قیامت کے روز آپ اس خطا کو دیکھیں گے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سوا کوئی پناہ نہیں دیکھیں گے۔ پھر دیکھیں گے تو مضطرب ہو جائیں گے۔ تو انہیں کہا جائے گا۔ یہاں اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی مفہوم ہے۔

يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِي الْاَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَ لَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌۢ بِمَا نَسُوْا يَوْمَ الْحِسَابِ ﴿۲۶﴾ وَ مَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَ الْاَرْضَ وَ مَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا ؕ ذٰلِكَ ظَنُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنَ النَّارِ ﴿۲۷﴾

"اے داؤد! ہم نے مقرر کیا ہے آپ کو (اپنا) نائب زمین میں، پس فیصلہ کیا کرو لوگوں کے درمیان انصاف کے ساتھ اور نہ پیروی کیا کرو ہوائے نفس کی، وہ بہکا دے گا تمہیں راہ خدا سے۔ بیشک جو لوگ بھٹک جاتے ہیں راہ خدا سے ان کے لیے سخت عذاب ہے اس لیے کہ انہوں نے بھلا دیا تھا یوم حساب کو۔ اور نہیں پیدا کیا ہم نے آسمان اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے بے فائدہ۔ یہ تو کفار کا گمان ہے۔ پس بربادی ہے کفار کے لیے آگ (کے عذاب) سے۔"

امام ثعلبی رحمہ اللہ نے حضرت عوام بن حوشب رحمہ اللہ کی سند سے روایت نقل کی ہے، کہا مجھے میری قوم کے ایک آدمی نے بتایا جس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ پایا کہ اس نے حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت کعب اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہم سے پوچھا خلیفہ اور بادشاہ میں کیا فرق ہے؟ حضرت طلحہ اور حضرت زبیر نے کہا ہم تو نہیں جانتے۔ حضرت سلمان فارسی نے کہا خلیفہ وہ ہوتا ہے جو رعیت میں عدل کرتا ہے۔ ان میں برابر طور پر تقسیم کرتا ہے۔ وہ ان پر اسی طرح شفقت کرتا ہے جس طرح آدمی اپنے گھر والوں پر شفقت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب کے مطابق فیصلہ کرتا ہے۔ کعب نے کہا میرا خیال تھا کہ میرے سوا کوئی بھی خلیفہ اور بادشاہ میں فرق نہیں جانتا۔

امام ابن سعد نے مروان کے واسطہ سے سلمان سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر نے اس سے پوچھا کیا میں بادشاہ ہوں یا خلیفہ ہوں؟ حضرت سلمان نے عرض کی خلیفہ وہ ہوتا جو عدل کرتا ہے۔ اگر تو نے مسلمانوں کی زمین سے ایک درہم، اس سے کم یا اس سے زیادہ حاصل کیا پھر اسے بے محل خرچ کیا تو تو بادشاہ ہے، خلیفہ نہیں۔ تو حضرت عمر کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔(1)

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت ابن ابی العرجاء رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب نے کہا میں یہ نہیں جانتا کہ میں خلیفہ ہوں یا بادشاہ ہوں؟ ایک آدمی نے کہا اے امیر المومنین! دونوں کے درمیان فرق ہے۔ پوچھا وہ کیا ہے؟ جواب دیا خلیفہ ناحق کوئی چیز نہیں لیتا اور نہ ناحق خرچ کرتا ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ آپ اسی طرح ہیں جبکہ بادشاہ ناانصافی

1۔ طبقات ابن سعد، جلد 3، صفحہ 306، دار صادر بیروت
2۔ ایضاً

کرتا ہے اس سے چھینتا ہے اور اسے دیتا ہے۔(2)

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ امارت وہ ہوتی ہے جو مشورہ سے حاصل ہو اور بادشاہت یہ ہوتی ہے کہ جس پر وہ بزور تلوار غلبہ پالے۔(1)

ثعلبی نے حضرت معاویہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب وہ منبر پر بیٹھتے تو کہتے تھے اے لوگو! خلافت کا کام مال جمع کرنا نہیں ہے بلکہ خلافت سے مراد حق پر عمل کرنا، عدل کے ساتھ فیصلہ کرنا اور لوگوں سے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق مال لینا ہے۔

امام حکیم ترمذی نے حضرت سالم جو ابوجعفر کے غلام تھے سے روایت نقل کی ہے کہ ہم ابوجعفر امیر المومنین عباسی کے ساتھ بیت المقدس کی طرف نکلے۔ جب آپ داخل ہوئے اور مشکل پیش آئی تو آپ نے امام اوزاعی کی طرف پیغام بھیجا۔ امام اوزاعی آئے کہا اے امیر المومنین! مجھے حسان بن عطیہ نے آپ کے جد اعلیٰ حضرت ابن عباس سے اس آیت کے متعلق روایت نقل کی ہے یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِیْفَةً فِی الْاَرْضِ فَاحْكُمْ بَیْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَ لَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَیُضِلَّكَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ کہ جب تیرے پاس دو آدمی جھگڑا لے کر آئیں، تیرے دل میں ایک کے لیے میلان نفس ہو جبکہ تو اس کے لیے دل میں حق نہ پاتا ہو تو وہ اپنے ساتھی پر کامیاب ہو جاتا ہے۔(2) اپنا نام میری نبوت سے مٹا دینا پھر میرا خلیفہ ظاہر نہ کرنا اور نہ ہی تیرے لیے کوئی عزت ہوگی۔ اے امیر المومنین! ہمیں حسان بن عطیہ نے آپ کے دادا سے روایت نقل کی ہے کہ جو حق کو ناپسند کرے اللہ تعالیٰ اسے ناپسند کرتا ہے کیونکہ حق تو اللہ ہی ہے۔ اے امیر المومنین! مجھے حسان بن عطیہ نے تیرے دادا سے روایت نقل کی ہے لَا یُغَادِرُ صَغِیْرَةً وَّ لَا كَبِیْرَةً (الکہف۔49) صغیرہ مسکرانا اور کبیرہ ہنسنا ہے۔ ہاتھوں نے جو جنایتیں کی ہیں ان کا کیا ہوگا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے فَاحْكُمْ بَیْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ لوگوں کے درمیان عدل وانصاف سے فیصلہ کرو۔ وَ لَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى لوگوں کے درمیان فیصلہ کرتے وقت اپنی خواہش کو حق وانصاف پر ترجیح نہ دو کہ تو حق سے پھر جائے اور یہ چیز تجھے راہ راست سے گمراہ کر دے۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌۢ بِمَا نَسُوْا یَوْمَ الْحِسَابِ میں تقدیم وتاخیر ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں حساب والے دن فرمائے گا جو انہوں نے بھلایا اس کے بدلے میں شدید عذاب ہے۔(4)

امام احمد رحمہ اللہ نے ''زہد'' میں حضرت ابوسلیل سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام مسجد میں داخل ہوتے تو بنو اسرائیل کے حلقوں میں سے گمنام حلقے کو دیکھتے پھر ان کے پاس بیٹھ جاتے پھر کہتے ایک مسکین مسکینوں کے درمیان۔(5)

امام احمد رحمہ اللہ حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت داؤد علیہ السلام کا ایک بیٹا فوت ہوا جس پر حضرت داؤد علیہ السلام کو شدید دکھ ہوا آپ سے عرض کی گئی آپ کے ہاں بیٹے کے مساوی کیا چیز تھی؟ فرمایا وہ مجھے

1۔ طبقات ابن سعد، جلد 4، صفحہ 113، دار صادر بیروت 2۔ عبارت میں انقطاع محسوس ہوتا ہے تاہم متن میں اسی طرح نشان لگایا گیا ہے (مترجم)

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 178، دار احیاء التراث العربی بیروت

4۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 179 5۔ کتاب الزہد، صفحہ 92، دار الکتب العلمیہ بیروت

زمین بھر سونے سے بھی زیادہ محبوب تھا آپ سے کہا گیا آپ کو اجر بھی اسی قدر ملے گا۔

امام عبداللہ نے ''زوائد زہد'' میں اور حکیم ترمذی رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کی یہ دعا تھی ''سُبْحَانَ مُسْتَخْرِجَ الشُّكْرِ بِالْعَطَاءِ، وَمُسْتَخْرِجَ الدُّعَاءِ بِالْبَلَاءِ'' پاک ہے وہ ذات جو عطا کے بدلے شکر اور مصیبت کے بدلے دعا کا تقاضا کرتی ہے۔

امام عبداللہ رحمہ اللہ نے امام اوزاعی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی کی کیا میں تجھے دو علموں سے آگاہ نہ کروں جب تو ان دونوں پر عمل کرے تو لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کر لے اور میری رضا کو بھی پالے؟ عرض کی کیوں نہیں یا رب! فرمایا جو میرے اور تیرے درمیان معاملات ہیں انہیں تقویٰ کے ساتھ محفوظ کر اور لوگوں کے ساتھ ان کے اخلاق کے مطابق میل جول رکھ۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت یزید بن منصور رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا: مگر اللہ کو یاد کرنے والا تو اس کے ساتھ اللہ کا ذکر کر مگر نصیحت کرنے والا یا یاد کرانے والا تو اس کے ساتھ یاد کر۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کھجور کے پتوں کی ٹوکریاں بناتے جبکہ وہ منبر پر ہوتے پھر اسے بازار بھیجتے، اسے بیچتے تو اس کی ثمن سے کھاتے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن ابی ہلال رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام جب رات کو قیام فرماتے تو عرض کرتے اے اللہ! آنکھیں سو گئیں، ستارے غروب ہو گئے جبکہ تو حی و قیوم ہے جسے اونگھ اور نیند نہیں آتی۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت عثمان شحام ابی سلمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہا مجھے بصرہ کے ایک شیخ نے بیان کیا ہے جس کی بڑی فضیلت تھی اور جس کی بڑی عمر تھی کہا مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے رب سے سوال کیا اے میرے رب! میرے لیے یہ کیسے ممکن ہے کہ میں زمین پر تیرے لیے اخلاص کے ساتھ چلوں پھروں اور اخلاص کے ساتھ تیرے لیے عمل کروں؟ فرمایا اے داؤد! جو مجھ سے محبت کرتا ہے اس سے محبت کر، وہ سرخ ہو یا سفید تیرے ہونٹ میرے ذکر سے ہمیشہ تر رہیں اور غیبت کے بستر سے دور رہ۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے عرض کی اے میرے رب! میرے لیے یہ کیسے ممکن ہوگا؟ کہا اہل دنیا میں سے نیک اور بد کو میرا محبوب بنا دے؟ فرمایا اے داؤد! تو اہل دنیا سے ان دنیا کی وجہ سے نرمی کر اور اہل آخرت سے ان کی آخرت کی وجہ سے محبت کر اور میرے اور اپنے درمیان اپنے دین کو پسند کر کیونکہ جب تو ایسا کرے گا اور تو ہدایت پر ہوگا تو جو گمراہ ہے وہ تجھے کچھ نقصان نہ دے گا۔ عرض کی اے میرے رب! اپنی مخلوق میں سے اپنے مہمان دکھا کہ وہ کون ہیں؟ فرمایا جن کی ہتھیلیاں صاف، دل صاف سیدھے ہو کر چلیں اور سچی بات کریں۔

امام خطیب رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں حضرت یحییٰ بن ابی کثیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت سلیمان علیہ السلام سے فرمایا کیا تو جانتا ہے کہ مصیبت کی سختی کیا ہے؟ فرمایا بازار سے روٹی خریدنا اور ایک مکان سے دوسرے مکان میں منتقل ہونا۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت مالک بن دینار سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا اے اللہ! اپنی محبت کو میرے ہاں میرے نفس، میرے کان، میری آنکھ، میرے خاندان اور ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ محبوب بنا دے۔

امام احمد نے وہب سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا اے میرے رب! کون سے بندے تجھے سب سے زیادہ محبوب ہیں؟ فرمایا مومن اچھی صورت والے۔ پوچھا کون سے بندے تجھے سب سے زیادہ ناپسند ہیں؟ فرمایا کافر جو بدصورت ہو۔ اس (مومن) نے شکر کیا اور اس (کافر) نے کفر کیا۔ عرض کی کون سے بندے تجھے زیادہ مبغوض ہیں؟ فرمایا ایسا بندہ جو مجھ سے کسی معاملہ میں خیر کا طالب ہو میں اس کے سامنے خیر کی صورت واضح کر دوں تو وہ مجھ سے راضی نہ ہو۔

امام عبداللہ رحمہ اللہ نے ''زوائد زہد'' میں حضرت عبداللہ بن ابی ملیکہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے عرض کی اے میرے اللہ! میرے لیے بدکار (ساتھی) نہ بنا کہ میں کہیں بدکار نہ بن جاؤں۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت عبدالرحمٰن رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کی دعاؤں میں سے یہ تھی اے اللہ! مجھے ایسی تنگ دستی عطا نہ کر کہ میں بھلا دیا جاؤں اور مجھے اتنا غنی نہ کر کہ میں سرکش بن جاؤں۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے عرض کی اے میرے اللہ! کون سا رزق زیادہ پاکیزہ ہے؟ فرمایا اے داؤد! تیرے ہاتھ کی کمائی۔

امام احمد نے حضرت ابوجلد سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی کی اے داؤد! میرے صدیق بندوں کو خبردار کرو۔ وہ اپنے آپ پر فخر نہ کریں اور اپنے اعمال پر بھروسہ نہ کریں کیونکہ میرے بندوں میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جسے میں حساب کے لیے کھڑا کروں اور اس پر عدل قائم کروں تو میں اسے عذاب دوں گا۔ اس پر ظلم کرنے والا نہیں ہوں گا اور خطا کرنے والوں کو بشارت دو کہ وہ کسی گناہ کو بڑا خیال نہ کریں کہ میں اسے نہ بخشوں گا اور اس سے درگزر نہ کروں گا۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابوجلد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے ایک ندا کرنے والے کو حکم دیا اس نے اعلان کیا اَلصَّلٰوۃُ جَامِعَۃٌ۔ لوگ نکلے ان کا خیال تھا کہ اس دن کوئی وعظ و نصیحت، تعلیم اور دعاء ہوگی۔ جب وہ بیٹھنے کی جگہ پر پہنچے تو صرف یہ کہا اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَنَا اے اللہ! ہمیں بخش دے اور چلے گئے۔ بعد میں آنے والے لوگ پہلوں سے ملے۔ پوچھا تمہیں کیا ہوا؟ انہوں نے جواب دیا نبی نے صرف ایک دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ میری طرف سے اپنی قوم کو یہ خبر پہنچا دے کیونکہ انہوں نے تیری دعا کو قلیل خیال کیا ہے کہ میں جسے بخشتا ہوں اس کی آخرت اور دنیا کے معاملہ کو درست کر دیتا ہوں۔

امام ابن ابی شیبہ اور امام احمد نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابزی سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام لوگوں سے مصیبت پر سب سے زیادہ صبر کرنے والے، سب سے زیادہ علم والے اور غصے کو سب سے زیادہ ضبط کرنے والے تھے۔ (1)

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن عبدالعزیز رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا اے

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 68 (34255)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

میرے رب! میں تیرے لیے زمین میں کیسے اخلاص کے ساتھ کوشش کر سکتا ہوں؟ فرمایا تو کثرت سے میرا ذکر کرے تو ہر اس آدمی سے محبت کرے جو مجھ سے محبت کرتا ہو۔ وہ سفید ہو یا سیاہ۔ تو لوگوں کے لیے بھی ایسا ہی فیصلہ کرے جو اپنے لیے کرتا ہے اور غیبت کے محل سے دور رہ۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو عبد اللہ جدلی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کہا کرتے تھے اے اللہ! میں ایسے پڑوسی سے تیری پناہ چاہتا ہوں جس کی آنکھ مجھے دیکھے اس کا دل میری طرف ہی متوجہ رہے۔ اگر وہ بھلائی دیکھے تو اسے دفن کر دے۔ اگر برائی دیکھے تو اسے عام کر دے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت سعد بن ابی سعید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کی ایک دعا یہ تھی اے اللہ! میں برے پڑوسی سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔(2)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد کہا کرتے تھے اے اللہ! اس عمل سے جو مجھے رسوا کر دے، اس غم سے جو مجھے ہلاک کر دے، اس فقر سے جو مجھے بھلا دے اور اس غنا سے جو مجھے سرکش بنا دے تیری پناہ چاہتا ہوں۔(3)

امام ابن ابی شیبہ اور امام احمد رحمہما اللہ نے حضرت عبد اللہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی طرف وحی کی کی میرے بندوں سے محبت کرو اور مجھے میرے بندوں کے ہاں محبوب بنا دو۔ عرض کی اے میرے رب! میں تجھ سے محبت کرتا ہوں اور تیرے بندوں سے محبت کرتا ہوں مگر میں تجھے ان کا کیسے محبوب بنا دوں؟ فرمایا تو میرا ان کے ہاں ذکر کیا کر تو وہ میرا ذکر اچھے الفاظ سے ہی کریں گے۔(4)

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابو جعد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے عرض کی اے میرے اللہ! جو غمگین کو دلاسہ دے اور وہ صرف تیری رضا کا طالب ہو اس کی جزاء کیا ہے؟ فرمایا اس کی جزاء یہ ہے کہ میں اسے تقویٰ کا لباس پہناؤں گا۔ عرض کی اس آدمی کی جزاء کیا ہے جو کسی جنازے کے ساتھ چلتا ہے اس سے مقصود صرف تیری رضا ہے؟ فرمایا اس کی جزاء یہ ہے کہ جب وہ فوت ہوگا تو میرے فرشتے اس کو الوداع کریں گے اور ارواح میں سے اس کی روح پر رحمتیں نازل کروں گا؟ عرض کی اے میرے اللہ! اس آدمی کی کیا جزاء ہے جو یتیم یا بیوہ کا سہارا بنتا ہے، مقصد اس کا تیری رضا ہے؟ فرمایا اس کی جزاء یہ ہے کہ میں اسے اس روز اپنے عرش کے سائے میں جگہ دوں گا جس روز میرے عرش کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہیں ہوگا۔ عرض کی اے میرے اللہ! اس آدمی کی جزاء کیا ہے جس کی آنکھیں تیرے ڈر سے بہ پڑیں؟ فرمایا اس کی جزاء یہ ہے کہ فزع اکبر کے وقت میں اسے امن دوں گا اور اس کے چہرے کو جہنم کی لپک سے محفوظ کروں گا۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابو جلد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت داؤد علیہ السلام کی دعاؤں میں

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 113 (29891)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 49 (29383)
3۔ ایضاً (29384) 4۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 68 (34254)

سے یہ پڑھا ہے کہ آپ نے عرض کی اے میرے اللہ! اس آدمی کی کیا جزاء ہے جو کسی غمگین، مصیبت زدہ کو دلاسہ دے، مقصود اس کا تیری رضا ہو؟ فرمایا اس کی جزاء یہ ہے کہ میں اسے ایمان کی چادروں میں سے ایک چادر پہناؤں جس کے ساتھ اسے آگ سے پردہ میں کروں اور اسے جنت میں داخل کروں۔ عرض کی اس آدمی کی کیا جزاء ہے جو کسی جنازہ کے ساتھ چلتا ہے، مقصد تیری رضا ہے؟ فرمایا اس کی جزاء یہ ہے کہ جب وہ فوت ہوگا تو فرشتے قبر تک اسے الوداع کریں گے اور میں ارواح میں اس کی روح پر رحمت کروں گا۔ عرض کی اس کی کیا جزاء ہے جو یتیم اور بیوہ کا سہارا بنے، مقصد تیری رضا ہو؟ فرمایا اس کی جزاء یہ ہے کہ میں اسے اس روز اپنے عرش کے سائے میں جگہ دوں گا جس روز میرے عرش کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہیں ہوگا۔ عرض کی جو آدمی تیرے ڈر سے رویا یہاں تک کہ اس کی آنکھوں سے آنسو چہرے پر بہ پڑے اس کی کیا جزاء ہے؟ فرمایا اس کی جزاء یہ ہے کہ میں اس کے چہرے کو آگ پر حرام کردوں گا اور فزع اکبر کے دن اسے امان دوں گا۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابزی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے حضرت سلیمان سے کہا یتیم کے لیے شفیق باپ کی طرح ہو جاؤ۔ یہ جان لو جیسے تو کاشت کرے گا ایسے ہی کاٹے گا۔ یہ بات جان لو نیک عورت اپنے گھر والوں کے لیے اس بادشاہ کی طرح ہے جس کے سر پر تاج ہو اور اس پر سونا چڑھا ہوا ہو اور یہ بات ذہن میں ڈالو کہ بری عورت گھر والوں کے لیے اس کمزور بوڑھے کی طرح ہے جس کی پشت پر بھاری بوجھ ہو۔ غنا کے بعد فقر کتنا ناپسندیدہ ہوتا ہے۔ اس سے زیادہ قبیح ہدایت کے بعد گمراہی ہے۔ اگر تو اپنے ساتھی سے وعدہ کرے تو اس وعدہ کو پورا کر۔ اگر تو اس طرح نہیں کرے گا تو اپنے اور اس کے درمیان دشمنی ڈال دے گا۔ ہم ایسے ساتھی سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں، جب تو اسے یاد کرے تو وہ تیری مدد نہ کرے اور جب تو بھول جائے تو وہ تجھے یاد نہ کرے۔

امام ابن ابی شیبہ اور امام احمد رحمہما اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کہا کرتے تھے اے اللہ! نہ ایسی مرض عطا کر جو مجھے فنا کر دے اور نہ ایسی قوت دے جو مجھے بھلا دے بلکہ ان کے درمیان رکھ۔ (1)

عبداللہ بن زید بن رفیع نے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے ایک بڑے بخیل کو زمین و آسمان کے درمیان لٹکتے ہوئے دیکھا۔ عرض کی اے میرے رب! یہ کیا ہے؟ فرمایا یہ میری لعنت ہے جسے میں ہر ظالم کے گھر میں داخل کرتا ہوں۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن ابزی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا: قرض پر مدد کرنے والا خوشحال کتنا اچھا ہے۔ (2)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا اے میرے رب! میری عمر لمبی ہوگئی ہے، میرا بڑھاپا بڑھ گیا ہے اور میرے اعضاء کمزور پڑ گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی کی اے داؤد! انہیں مبارک ہو جن کی عمر لمبی ہے اور عمل اچھا ہے۔ (3)

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 49 (29382)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 69 (34264)
3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 70 (34265)

امام خطیب رحمہ اللہ نے حضرت اوزاعی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کو حسن صوت کی نعمت عطا کی گئی جو کسی اور کو عطا نہ کی گئی یہاں تک کہ پرندے اور جنگلی جانور آپ کے گرد بیٹھے ہوتے تو وہ پیاس اور بھوک کی وجہ سے مرجاتے اور دریاؤں کا پانی تھم جاتا۔

اَمْ نَجْعَلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَالْمُفْسِدِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۫ اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِيْنَ كَالْفُجَّارِ ۝۲۸

"کیا ہم بنادیں گے انہیں جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان لوگوں کی مانند جو فساد برپا کرتے ہیں زمین میں یا ہم بنادیں گے پرہیزگاروں کو فاجروں کی طرح۔"

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سے مراد حضرت علی، حضرت حمزہ اور حضرت عبیدہ بن حارث ہیں اور كَالْمُفْسِدِيْنَ فِي الْاَرْضِ سے مراد عتبہ، شیبہ اور ولید ہیں۔ انہوں نے غزوہ بدر کے دن دعوت مبارزت دی تھی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے، کہا میری زندگی کی قسم! یہ لوگ آپس میں برابر نہیں۔ یہ لوگ موت کے وقت دنیا میں الگ الگ ہوگئے۔

امام ابو یعلی رحمہ اللہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس طرح کانٹوں سے انگور نہیں چنے جاسکتے اسی طرح فجار ابرار کا مقام حاصل نہیں کرسکتے۔

كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْۤا اٰيٰتِهٖ وَ لِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝۲۹

"یہ کتاب ہے جو ہم نے اتاری ہے آپ کی طرف، بڑی بابرکت تاکہ وہ تدبر کریں اس کی آیتوں میں اور تاکہ نصیحت پکڑیں عقل مند۔"

امام سعید بن منصور نے حضرت حسن بصری سے لِّيَدَّبَّرُوْۤا اٰيٰتِهٖ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اپنے عمل سے اس کا اتباع کرو۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی سے یہ روایت نقل کی ہے، اُولُوا الْاَلْبَابِ سے مراد لوگوں میں سے دانش مند ہیں۔ (1)

وَ وَهَبْنَا لِدَاوٗدَ سُلَيْمٰنَ ؕ نِعْمَ الْعَبْدُ ؕ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ ۝۳۰ اِذْ عُرِضَ عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ الصّٰفِنٰتُ الْجِيَادُ ۝۳۱ فَقَالَ اِنِّيْۤ اَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّيْ ۚ حَتّٰى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ ۝۳۲ رُدُّوْهَا عَلَيَّ ؕ فَطَفِقَ مَسْحًۢا بِالسُّوْقِ وَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 180، دار احیاء التراث العربی بیروت

الْاَعْنَاقِ ﴿۳۳﴾

"اور ہم نے عطا فرمایا داؤد کو سلیمان (جیسا فرزند) بڑی خوبیوں والا بندہ، بہت رجوع کرنے والا۔ جب پیش کیے گئے آپ پر سہ پہر کو تین پاؤں پر کھڑے ہونے والے تیز رفتار گھوڑے۔ تو آپ نے کہا مجھے ان گھوڑوں کی محبت پسند آئی ہے اپنے رب کی یاد کے لیے (پھر انہیں چلانے کا حکم دیا) یہاں تک کہ چھپ گئے پردہ کے پیچھے۔ (حکم دیا) واپس لاؤ انہیں میرے پاس تو ہاتھ پھیرنے لگے ان کی پنڈلیوں اور گردنوں پر۔"

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مکحول رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو حضرت سلیمان عطا فرمایا تو حضرت داؤد علیہ السلام نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے فرمایا اے بیٹے! سب سے اچھی چیز کیا ہے؟ فرمایا اللہ تعالیٰ کا سکینہ اور ایمان۔ پوچھا سب سے قبیح چیز کیا ہے؟ فرمایا ایمان کے بعد کفر۔ پوچھا سب سے میٹھی چیز کیا ہے؟ فرمایا اللہ کے بندوں کے درمیان اس کی رحمت۔ پوچھا سب سے ٹھنڈی چیز کیا ہے؟ فرمایا اللہ تعالیٰ کا لوگوں کو معاف کرنا اور لوگوں کا ایک دوسرے کو معاف کرنا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا تو نبی ہے۔

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد کی طرف وحی کی: میں تیرے بیٹے سے سات باتیں پوچھنے والا ہوں، اگر وہ تجھے بتادے تو اسے علم اور نبوت عطا کر۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے اسے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی کی ہے کہ میں تجھ سے سات باتیں پوچھوں، اگر تو مجھے بتادے تو میں تجھے علم اور نبوت کا وارث بنادوں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے عرض کی مجھ سے جو چیز چاہیں پوچھیں۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا مجھے بتا شہد سے زیادہ میٹھی کیا چیز ہے، برف سے زیادہ ٹھنڈی کیا چیز ہے، ریشم سے زیادہ نرم کیا چیز ہے جس کا اثر نہ پانی میں، نہ صفاء (ملائم پتھر) پر اور نہ آسمان میں دیکھا جاسکتا ہے۔ اور جو سرسبز وشادابی کے زمانہ اور خشک سالی میں موٹا کرے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے عرض کی جہاں تک اس چیز کا تعلق ہے جو شہد سے زیادہ میٹھی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے جو ان لوگوں کے لیے ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔ جہاں تک اس چیز کا تعلق ہے جو برف سے زیادہ ٹھنڈی ہے وہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جب وہ اللہ تعالیٰ کے اولیاء کے دلوں کو کھٹکھٹائے۔ جہاں تک اس چیز کا تعلق ہے جو ریشم سے زیادہ بھی نرم ہے وہ اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے جب اولیاء اللہ باہم اس کا ذکر یں۔ جس کا اثر پانی میں دکھائی نہیں دیتا وہ کشتی ہے جو گزر جاتی ہے تو اس کا کوئی نشان دکھائی نہیں دیتا۔ جس کا اثر صاف چٹان پر دکھائی نہیں دیتا تو وہ چیونٹی ہے جو پتھر پر گزرتی ہے۔ جس کا اثر آسمان میں دکھائی نہیں دیتا۔ وہ پرندہ ہے جو اڑتا ہے اس کا اثر آسمان میں دکھائی نہیں دیتا جو خشک سالی اور سرسبزی میں موٹا ہوتا ہے وہ مومن ہے۔ جب اللہ تعالیٰ اسے عطا کرتا ہے تو وہ شکر کرتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ اسے آزمائش میں ڈالتا ہے تو صبر کرتا ہے۔ اس کا دل آلودگی سے پاک اور روشن ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اپنے بیٹے کو دیکھو اور اس سے چودہ باتیں پوچھو، اگر وہ تجھے جواب دے دے تو اسے علم اور نبوت کا وارث

بنادو۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے پوچھا تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے عرض کی مجھے پڑھانے والا کوئی نہیں۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے پوچھا اے بیٹے! مجھے بتا تیری عقل کہاں ہے؟ فرمایا دماغ میں۔ پوچھا تیری حیا کی جگہ کون سی ہے؟ عرض کی دونوں آنکھیں۔ پوچھا تیرے ہاں باطل کی جگہ کون سی ہے؟ عرض کی دونوں کان، پوچھا تیری غلطیوں کی جگہ کون سی ہے؟ عرض کی زبان، پوچھا تیرا راستہ کون سا ہے؟ عرض کی دونوں نتھنے، پوچھا ادب اور بیان کی جگہ کون سی ہے؟ عرض کی دونوں گردے، پوچھا سختی کی جگہ کہاں ہے؟ عرض کی جگر، پوچھا ہوا کی جگہ کہاں ہے؟ عرض کی پھیپھڑے، پوچھا تیری خوشی کی جگہ کہاں ہے؟ عرض کی۔ تلی، پوچھا تیری کمائی کی جگہ کون سی ہے؟ عرض کی دونوں ہاتھ، پوچھا تیرے کھڑا ہونے کا دروازہ کونسا ہے؟ عرض کی دونوں ٹانگیں، پوچھا تیری شہوت کی جگہ کون سی ہے؟ عرض کی شرمگاہ، پوچھا تیری اولاد کی جگہ کون سی ہے؟ فرمایا ریڑھ کی ہڈی، پوچھا علم، سمجھ اور حکمت کی جگہ کون سی ہے؟ فرمایا دل۔ فرمایا جب دل درست ہو جائے تو تمام اعضاء درست ہو جاتے ہیں۔ جب دل خراب ہو جاتا ہے تو تمام جسم خراب ہو جاتا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اَوَّابٌ کا معنی نقل کیا ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے والے اور بہت زیادہ نماز پڑھنے والے تھے۔ الصّٰفِنٰتُ الْجِيَادُ یعنی گھوڑے۔ صفونھا یعنی ان کا کھڑا ہونا اور اپنی ٹانگوں کو ڈھیلا چھوڑنا۔ الْخَيْرِ سے مراد مال ہے۔ عَنْ ذِكْرِ رَبِّيْ یعنی نماز عصر۔ (1)

ابن ابی حاتم نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت نقل کی ہے کہ گھوڑا گھوڑا ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے چاہا گھوڑے کو پیدا کیا گیا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ صفوان الفرس سے مراد گھوڑے کا ایک قدم اٹھانا یہاں تک کہ کھر کے کونے پر سہارا لے۔ اور الْجِيَادُ سے مراد تیز ہے۔ (2)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے رحمہم اللہ حضرت حسن اور قتادہ رحمہما اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے یعنی گھوڑے (3) صفوان سے مراد ان کا کھڑا ہونا پاؤں کا سیدھا کرنا ہے تو ان کی گردنیں اور پنڈلیاں اٹھی ہوتی ہیں۔ الْخَيْرِ سے مراد مال ہے گھوڑوں کا گزرنا مجھے اللہ کی عبادت سے غافل نہیں کر سکتا اس کی پنڈلیاں ننگی کیں اور ان کی گردنوں کو اڑا دیا۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عوف رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ وہ گھوڑے جن کے پاؤں حضرت سلیمان علیہ السلام نے کاٹے تھے وہ پروں والے گھوڑے تھے جو سمندر سے نکالے گئے تھے، نہ آپ سے پہلے ایسے گھوڑے تھے اور نہ ہی اس کے بعد ایسے گھوڑے تھے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الْخَيْرِ سے مراد مال، رُدُّوْهَا میں ھَا ضمیر سے مراد گھوڑے اور مَسْحًا سے مراد تلوار سے کاٹنا ہے۔

ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت علی سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی جو نماز رہ گئی تھی وہ عصر کی نماز تھی۔ (4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 83-180، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 181

3۔ درمنثور میں عبارت حذف ہے تاہم ابن جریر میں موجود عبارت کے مطابق ترجمہ کیا گیا ہے (مترجم) 4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 182

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حَتّٰى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ کا مطلب ہے کہ یہ سبز یاقوت کا پردہ ہے جس نے مخلوقات کو گھیر رکھا ہے۔ اسی سے آسمان سبز ہوتا ہے، جس کی وجہ سے اسے السماء الخضراء کہتے ہیں اور سمندر آسمان کی وجہ سے سبز ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے کہا جاتا ہے البحر الاخضر۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ تبوک یا غزوۂ خیبر سے واپس تشریف لائے۔ میں آئی اور گڑیوں سے پردہ ہٹایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا اے عائشہ یہ کیا ہے؟ حضرت عائشہ نے عرض کی یہ میری گڑیاں ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے درمیان ایک گھوڑا دیکھا۔ کپڑے کے ٹکڑوں سے جس کے پر بنائے گئے تھے۔ پوچھا یہ کیا ہے جو میں ان کے درمیان دیکھتا ہوں؟ عرض کی یہ گھوڑا ہے جس کے دو پر ہیں۔ پوچھا یہ اس کے اوپر کیا ہے؟ عرض کی یہ دو پر ہیں۔ فرمایا گھوڑا اور اس کے دو پر؟ عرض کی کیا آپ نے نہیں سنا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے گھوڑے تھے جن کے پر بھی تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے یہاں تک کہ آپ کی داڑھیں دکھائی دینے لگیں۔ (1)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابراہیم تیمی رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ وہ بیس ہزار گھوڑے تھے جن کے پر بھی تھے جن کی ٹانگیں آپ نے کاٹ دی تھیں۔ (2)

امام ابن اسحاق اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے حَتّٰى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ بستی کے پیچھے چھپ گیا۔ آسمان کی سرسبزی اسی کی وجہ سے ہے۔ (3)

امام ابن ابی شیبہ نے "مصنف" میں حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی تعظیم کی خاطر ان سے بات نہیں کی جاتی تھی، آپ کی عصر کی نماز فوت ہوگئی، کسی کی ہمت نہ ہوتی کہ آپ سے گفتگو کر سکے۔ (4)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہاں عَنْ بمعنی من ہے فَطَفِقَ مَسْحًا آپ گھوڑوں کی گردنوں پر بالوں اور ان کی ٹانگوں پر ہاتھ پھیرنے لگے۔ (5)

طبرانی نے "اوسط" میں، اسماعیل نے "معجم" میں اور ابن مردویہ نے سند حسن کے ساتھ حضرت ابی بن کعب سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فَطَفِقَ مَسْحًا بِالسُّوْقِ وَالْاَعْنَاقِ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ ان کی پنڈلیاں اور گردنیں تلوار سے کاٹنے لگے۔ (6)

وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمٰنَ وَاَلْقَيْنَا عَلٰى كُرْسِيِّهٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ ﴿۳۴﴾

"اور ہم نے فتنہ میں ڈالا سلیمان (علیہ السلام) کو اور ڈال دیا ان کے تخت پر ایک بے جان جسم۔ پھر وہ (ہماری طرف) متوجہ ہوئے۔"

امام فریابی، حکیم ترمذی اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہاں جَسَدًا سے مراد

1۔ سنن ابوداؤد، جلد 2، صفحہ 319، وزارت تعلیم اسلام آباد
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 181، دار احیاء التراث العربی بیروت
3۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 183
4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 70 (34271)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 183
6۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 221 (11306)، دار الفکر بیروت

شیطان ہے جو آپ کے تخت پر تھا اور لوگوں کے درمیان چالیس روز تک فیصلے کرتا رہا تھا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی ایک بیوی تھی جسے جرادہ کہتے۔ اس کے خاندان اور دوسری قوم کے درمیان کوئی جھگڑا تھا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے انصاف کے مطابق فیصلہ کیا۔ تاہم دل میں یہ خواہش ہوئی کہ حق اس کے گھر والوں کا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ تجھ پر کوئی نہ کوئی آزمائش آئے گی۔ وہ یہ نہیں جانتے تھے کہ یہ مصیبت آسمان سے آئے گی یا زمین سے آئے گی۔ (1)

امام نسائی، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے قوی سند کے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ارادہ کیا کہ بیت الخلاء میں داخل ہوں۔ آپ نے اپنی انگوٹھی جرادہ کو دی۔ جرادہ آپ کی بیوی تھی اور سب سے محبوب بیوی تھی۔ شیطان اس کے پاس حضرت سلیمان علیہ السلام کی صورت میں آیا۔ اس سے کہا میری انگوٹھی مجھے دے دو۔ جرادہ نے وہ انگوٹھی اسے دے دی۔ جب شیطان نے وہ انگوٹھی پہنی تو جن، انسان اور شیطان اس کے مطیع ہو گئے۔ جب حضرت سلیمان علیہ السلام بیت الخلاء سے نکلے تو جرادہ سے فرمایا میری انگوٹھی مجھے دو۔ اس نے کہا میں نے وہ انگوٹھی حضرت سلیمان علیہ السلام کو دے دی۔ تو آپ نے فرمایا سلیمان تو میں ہوں۔ جرادہ نے کہا تو نے جھوٹ بولا ہے، تو سلیمان نہیں ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام جس کے پاس بھی آتے کہتے میں سلیمان ہوں۔ تو وہ آپ کو جھٹلاتا یہاں تک کہ بچے آپ کو پتھر مارنے لگے۔ جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہ دیکھا تو پہچان گئے کہ یہ اللہ کا حکم ہے اور شیطان لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنے لگا۔

جب اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ بادشاہت حضرت سلیمان علیہ السلام کو واپس مل جائے تو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے دلوں میں ڈالا کہ وہ اس شیطان کا انکار کر دیں۔ ان لوگوں نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی بیویوں کی طرف پیغام بھیجا کہ سلیمان کی کوئی چیز تمہارے پاس موجود ہے؟ انہوں نے کہا ہاں، یہ اب ہمارے پاس اس وقت آتا ہے جب ہم حائضہ ہوتی ہیں جبکہ پہلے وہ ہمارے پاس اس حالت میں نہیں آتا تھا۔

جب شیطان نے یہ دیکھا کہ اس کی حقیقت کا علم ہو چکا ہے، اس نے گمان کیا کہ اس کا معاملہ ختم ہو چکا ہے۔ انہوں نے ایسی کتابیں لکھیں جن میں جادو اور مکر تھا۔ اسے حضرت سلیمان علیہ السلام کے تخت کے نیچے دفن کر دیا پھر انہوں نے ان کتابوں کو نکالا اور لوگوں کے سامنے انہیں پڑھا اور کہا ان کے ذریعے حضرت سلیمان علیہ السلام لوگوں پر غالب آتے تھے۔ لوگوں نے حضرت سلیمان علیہ السلام کا انکار کیا۔ وہ لگاتار ان کا انکار کرتے رہے۔ اس شیطان کو انگوٹھی کے ساتھ بھیجا گیا تو اس نے انگوٹھی سمندر میں پھینک دی۔ ایک مچھلی نے اس انگوٹھی کو پایا اور اسے نگل لیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام سمندر کے کنارے مزدوری کرتے۔ ایک آدمی آیا اس نے مچھلیاں خریدیں۔ ان میں وہ مچھلی بھی تھی جس کے پیٹ میں انگوٹھی تھی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اسے بلایا اور کہا میرے لیے یہ مچھلی لیتے جاؤ۔ پھر آپ گھر چلے گئے۔ جب آدمی اپنے گھر کے دروازے تک پہنچا تو اس نے وہ مچھلی آپ کے حوالے کر دی جس کے پیٹ میں وہ انگوٹھی تھی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے وہ مچھلی لے لی۔ اس

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 471 (3623)، دار الکتب العلمیہ بیروت

کے پیٹ کو چاک کیا تو انگوٹھی اس کے پیٹ میں تھی۔ آپ نے وہ انگوٹھی لی اور اسے پہن لیا۔ جب اس نے وہ انگوٹھی پہنی تو انسان جن اور شیطان آپ کے مطیع ہو گئے اور آپ پہلی حالت کی طرف لوٹ آئے۔ شیطان بھاگ گیا یہاں تک کہ سمندر کے جزیروں میں سے ایک جزیرہ میں جا پہنچا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کی تلاش میں کارندے بھیجے۔ بڑے سرکش جن اس کو تلاش کر رہے تھے مگر اس پر قادر نہیں ہو رہے تھے یہاں تک کہ ایک روز انہوں نے شیطان کو سوتے ہوئے پا لیا۔ یہ طاقتور جن اس کے پاس آئے تو سکے کی ایک عمارت اس پر بنا دی۔ وہ جاگا اور تیزی سے اٹھا وہ اس گھر کی جس سمت بھی جاتا تو سکہ نے اسے گھیرا ہوتا۔ ان جنوں نے اسے پکڑ لیا۔ اسے جکڑا اور اسے حضرت سلیمان علیہ السلام کے گھر لے گئے۔ آپ نے اس کے بارے میں حکم دیا تو سنگ مرمر میں ایک سوراخ بنایا گیا۔ پھر اسے اس میں داخل کیا گیا۔ پھر اسے تانبے سے بند کر دیا گیا۔ پھر آپ نے اس بارے میں حکم دیا اور اسے سمندر میں پھینک دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی مفہوم ہے کہ شیطان نے آپ پر تسلط کر لیا تھا۔

امام عبدالرزاق اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ کتاب اللہ میں سے چار آیات ایسی ہیں جن کے بارے میں مجھے کچھ علم نہیں کہ ان کا کیا معنی ہے یہاں تک کہ میں نے ان کے بارے میں کعب الاحبار سے پوچھا قَوْمُ تُبَّعٍ (الدخان: 37) کہ تبع کا ذکر نہیں کہ وہ کون تھا۔ تو کعب الاحبار نے کہا کہ تبع ایک بادشاہ تھا۔ اس کی قوم کاہن تھی۔ اس کی قوم میں کچھ لوگ اہل کتاب میں سے تھے۔ کاہن، اہل کتاب پر حملہ کر دیتے اور ان کے پیروکاروں کو قتل کر دیتے۔ اہل کتاب نے تبع سے کہا کہ وہ ہمیں جھٹلاتے ہیں۔ تبع نے کہا اگر تم سچے ہو تو قربانی دو۔ تم میں سے جو افضل ہوگا آگ اس کی قربانی کھا جائے گی۔ اہل کتاب اور کاہنوں نے قربانی دی۔ آسمان سے آگ آئی اور اہل کتاب کی قربانی کو کھا گئی۔ تبع نے اہل کتاب کی پیروی کی اور وہ اسلام لے آیا۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اس کی قوم کا ذکر کیا۔ تبع کا ذکر نہیں کیا۔ حضرت ابن عباس نے کہا میں نے آپ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان وَ اَلْقَیْنَا عَلٰى كُرْسِیِّهٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ کے بارے میں پوچھا تو کعب نے کہا کہ شیطان نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی قبضے میں کر لی جس میں آپ کی بادشاہت تھی۔ اسے سمندر میں پھینک دیا۔ وہ انگوٹھی ایک مچھلی کے پیٹ میں چلی گئی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام گھومتے پھرتے رہتے تھے کہ آپ کو وہ مچھلی بطور صدقہ دی گئی۔ آپ نے اس مچھلی کو بھونا اور اسے کھایا تو اس میں وہ انگوٹھی تھی تو پھر آپ کی بادشاہت واپس آ گئی۔ (1)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ صخر جن نے آپ کی صورت اختیار کی اور آپ کے تخت پر بیٹھ گیا۔ (2)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر نے قتادہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے بیت المقدس کی تعمیر کا حکم دیا۔ آپ سے کہا گیا اسے بناؤ مگر اس میں لوہے کی آواز سنائی نہ دے۔ آپ نے اس کا ارادہ کیا مگر اس پر قادر نہ ہوئے۔ آپ سے عرض کی گئی کہ ایک طاقتور جن ہے جس کو صخر کہتے ہیں جو مارد کے مشابہ تھا۔ آپ نے اس جن کو طلب کیا۔

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 120، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 184

سمندر میں ایک چشمہ تھا جس پر وہ ہفتہ میں ایک دن آتا۔ اس چشمے کا پانی نکال لیا گیا اور اس میں شراب ڈال دی گئی۔ وہ اپنے آنے کے دن اس چشمہ پر آیا تو وہاں شراب تھی۔ جن نے کہا تو اچھا مشروب ہے۔ تو حلیم کو اپنی گرفت میں لے لیتا ہے اور جاہل کی جہالت میں اضافہ کرتا ہے۔ پھر بھاگ گیا یہاں تک کہ اسے سخت پیاس لگی۔ اس کے پاس آیا۔ اسے پیا یہاں تک کہ شراب اس کی عقل پر غالب آ گئی۔ انگوٹھی لائی گئی اور اس کے کندھوں کے درمیان لگا دی گئی۔ وہ مطیع ہو گیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی بادشاہت آپ کی انگوٹھی میں تھی اس جن کو آپ کی خدمت میں لایا گیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا ہمیں یہ گھر بنانے کا حکم ہوا ہے اور ہمیں یہ کہا گیا ہے اس میں لوہے کی آواز سنائی نہ دے۔ تو ہدہد کا انڈا لایا گیا۔ اس پر شیشہ کا خول بنا دیا گیا۔ ہدہد آیا۔ اس کے گرد چکر لگایا۔ وہ اپنا انڈا دیکھتا مگر اس تک پہنچنے پر قادر نہ تھا۔ ہدہد گیا اور الماس لے آیا۔ اس نے الماس کو شیشے پر رکھا اور اسے کاٹ دیا یہاں تک کہ اپنے انڈے تک پہنچ گیا۔ انہوں نے الماس لیا اور اس کے ساتھ پتھر کاٹنے لگے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام جب بیت الخلاء یا حمام میں داخل ہوتے تو اپنی انگوٹھی کے ساتھ داخل ہوتے۔ ایک روز آپ حمام میں گئے۔ اس جن کو اپنی انگوٹھی دی۔ اس نے وہ انگوٹھی سمندر میں پھینک دی۔ ایک مچھلی نے وہ انگوٹھی لقمہ بنا لی۔ اسی کے ساتھ حضرت سلیمان علیہ السلام کی حکومت چھن گئی۔ اس جن پر حضرت سلیمان علیہ السلام کی شبیہ ڈال دی گئی۔ وہ جن آیا اور آپ کے تخت پر بیٹھ گیا۔ آپ کی بیویوں کے علاوہ تمام چیزوں پر تسلط جما لیا۔ اس نے ان کے درمیان چالیس دن تک فیصلہ کیا یہاں تک کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے انگوٹھی مچھلی کے پیٹ میں پائی۔ آپ آئے تو جو جن اور پرندہ آپ کے سامنے آتا وہ سجدہ کرتے یہاں تک کہ آپ لوگوں تک پہنچے۔ جَسَدًا سے مراد وہی صخر جن ہے ثُمَّ اَنَابَ پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے توبہ کی پھر واپس آئے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جَسَدًا سے مراد وہ جن ہے جسے آصف کہتے ہیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے پوچھا تم لوگوں کو کیسے فتنہ میں مبتلا کرتے ہو؟ اس نے عرض کی مجھے اپنی انگوٹھی دکھاؤ۔ میں تمہیں اس بارے میں بتاتا ہوں۔ جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے وہ انگوٹھی آپ کو دی تو آصف نے وہ انگوٹھی سمندر میں پھینک دی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام گھومنے لگے۔ آپ کی بادشاہت جاتی رہی اور آصف آپ کی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے حضرت سلیمان علیہ السلام کی بیویوں سے روک دیا۔ وہ ان کے قریب نہیں جاتا تھا اور وہ اس کے قریب نہیں جاتی تھیں۔ ان بیویوں نے بھی اس کے معاملہ کو عجیب جانا اور لوگوں نے بھی تعجب کا اظہار کیا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کھانا طلب کرتے اور کہتے کیا تم جانتے ہو کہ میں سلیمان علیہ السلام ہوں؟ تو لوگ آپ کو جھٹلاتے یہاں تک کہ ایک عورت نے آپ کو مچھلی دی اور اس کے پیٹ کی خوشبو دی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنی انگوٹھی اس کے پیٹ میں پائی تو آپ کی حکومت آپ کو واپس مل گئی۔ شیطان بھاگ گیا اور سمندر میں داخل ہو گیا۔ (1)

امام طبرانی نے ''اوسط'' میں اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے ضعیف سند سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 184، دار احیاء التراث العربی بیروت

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا ایک بیٹا پیدا ہوا۔ آپ نے بڑے جن سے فرمایا اسے موت سے چھپالے؟ جنوں نے کہا ہم اسے مشرق کی طرف لے جاتے ہیں۔ تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا اسے وہاں بھی موت جا پہنچے گی۔ انہوں نے کہا ہم اسے مغرب میں لے جاتے ہیں۔ تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا اسے وہاں بھی موت پہنچ جائے گی۔ انہوں نے کہا ہم اسے سمندروں کی طرف لے جاتے ہیں۔ تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا اسے وہاں بھی موت پہنچ جائے گی۔ انہوں نے کہا ہم اسے آسمان اور زمین کے درمیان رکھتے ہیں۔ موت کا فرشتہ آیا۔ اس نے کہا مجھے ایک روح کو قبض کرنے کا حکم دیا گیا جسے میں نے سمندروں میں اور زمین کی اطراف میں تلاش کیا تو میں نے اسے نہ پایا۔ اسی اثناء میں کہ میں آسمانوں کی طرف واپس آرہا تھا تو میں اس تک پہنچ گیا۔ میں نے اس کی روح کو قبض کرلیا۔ اس بچے کا جسم نیچے آیا یہاں تک کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے تخت پر آپڑا۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی مطلب ہے۔(1)

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے کہا ہمیں حضرت واقدی رحمہ اللہ نے بیان کیا کہا ہمیں حضرت معشر رحمہ اللہ نے حضرت مقبری رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام نے کہا میں آج کی رات اپنی بیویوں میں سے سو بیویوں کے پاس جاؤں گا۔ ان میں سے ہر ایک بیوی ایک شاہ سوار جنے گی جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرے گا اور ان شاء اللہ نہ کہا۔ اگر وہ ان شاء اللہ کہتے تو ایسا ہی ہو جاتا۔ آپ سو بیویوں کے پاس گئے صرف ایک بیوی حاملہ ہوئی۔ وہ ایک نامکمل انسان کے ساتھ حاملہ ہوئی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کو اس نامکمل بچے سے بڑھ کر کوئی محبوب نہ تھا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کے بچے فوت ہو جاتے۔ ملک الموت ایک انسان کی صورت میں حاضر ہوا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا اگر تو طاقت رکھے تو میرے اس بیٹے کو آٹھ دن مہلت دینا۔ جب اس کی موت کا وقت آجائے تو ملک الموت نے کہا نہیں۔ لیکن میں تجھے اس کی موت سے تین دن پہلے آگاہ کردوں گا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے پاس بیٹھنے والے جنوں سے فرمایا تم میں سے کون ہے جو میرے اس بیٹے کو چھپائے گا؟ ان میں سے ایک نے کہا میں اسے آپ کے لیے مشرق میں چھپا دیتا ہوں۔ پوچھا آپ اسے کس سے چھپانا چاہتے ہیں؟ فرمایا ملک الموت سے اس جن نے کہا وہ تو اسے دیکھ لے گا۔ دوسرے نے کہا میں اسے ایسے دو ساتھیوں کے درمیان چھپا دوں گا جو اسے نہیں دیکھ سکیں گے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا اگر کوئی چیز موزوں ہے تو یہ ہے۔ جب اس کی موت کا وقت آگیا تو ملک الموت نے اسے زمین میں دیکھا۔ اس کے مشرق میں اسے نہ پایا۔ اسے مغرب میں نہ پایا اور سمندروں میں سے اسے کہیں نہیں پایا۔ اسے دو جڑے ہوئے ساتھیوں میں دیکھ لیا۔ وہ اس بچے کے پاس آیا۔ اسے پکڑ لیا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے تخت پر اس کی روح کو قبض کرلیا۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی مطلب ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اسی اثناء میں کہ حضرت داؤد علیہ السلام سمندر کے کنارے بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ انگوٹھی سے کھیل رہے تھے کہ آپ سے انگوٹھی

1۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 22-221 (11307)، دار الفکر بیروت

سمندر میں گر پڑی۔ آپ کی بادشاہت آپ کی انگوٹھی میں تھی۔ آپ چلے گئے اور ایک بڑے جن کو اپنے گھر میں اپنا نائب بنا گئے۔ آپ ایک بوڑھی عورت کے پاس آئے۔ وہاں پناہ لے لی۔ بڑھیا نے آپ سے کہا اگر آپ چاہیں تو آپ جائیں اور انگوٹھی تلاش کریں۔ میں گھر کے کام کاج میں آپ کے لیے کافی ہوں۔ اگر آپ چاہیں تو آپ گھر کے کام کاج کریں تو میں جاؤں اور اسے تلاش کروں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام انگوٹھی تلاش کرنے کے لیے چلے گئے۔ آپ ایک قوم کے پاس آئے جو مچھلیاں شکار کر رہے تھے۔ آپ ان کے پاس بیٹھ گئے۔ انہوں نے مچھلیاں پھینکیں۔ آپ ان مچھلیوں کو لے کر چل دیے یہاں تک کہ اس بوڑھی کے پاس پہنچے۔ وہ بوڑھی انہیں صاف کرنے لگی۔ اس نے ایک مچھلی کا پیٹ پھاڑا تو اس میں انگوٹھی تھی۔ اس نے وہ انگوٹھی لی اور حضرت سلیمان علیہ السلام سے کہا یہ کیا ہے؟ حضرت سلیمان علیہ السلام نے وہ انگوٹھی لی اور اسے پہن لیا تو طاقتور جن، انسان، جن، پرندے اور جنگلی جانور آپ کے پاس آگئے اور شیطان بھاگ گیا جس کو آپ نے اپنے گھر والوں پر نائب بنایا تھا۔ وہ سمندر میں ایک جزیرہ پر آیا۔ آپ نے طاقتور جن اس کی طرف بھیجے۔ انہوں نے عرض کی ہم اس پر قادر نہیں۔ وہ سات دنوں میں سے ایک دن سمندر میں جزیرہ کے چشمے پر آتا ہے، ہم اسے پکڑنے پر اسوقت تک قادر نہیں جب تک وہ نشہ میں نہ ہو۔

اس جن کے لیے چشمے میں شراب ڈالی گئی۔ وہ آیا، شراب پی اور اسے نشہ ہو گیا۔ انہوں نے اسے انگوٹھی دکھائی تو اس نے سمعاً وطاعۃً کہا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اسے جکڑ لیا پھر اسے پہاڑ کی طرف لے گئے۔ انہوں نے ذکر کیا کہ وہ دھوئیں کا پہاڑ ہے۔ دھواں جسے وہ دیکھتے وہ اس کی ذات سے نکلتا تھا اور وہ پانی جو اس پہاڑ سے نکلتا وہ اس کا پیشاب ہوتا۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جسد سے مراد شیطان ہے (1) حضرت سلیمان علیہ السلام حمام میں داخل ہوئے۔ آپ نے اپنی انگوٹھی اپنی اس بیوی کے پاس رکھی جو تمام بیویوں سے آپ کے نزدیک زیادہ قابل اعتماد تھی۔ شیطان اس بیوی کے پاس آیا اور حضرت سلیمان علیہ السلام صورت بنائی۔ اس شیطان نے آپ سے انگوٹھی لی۔ جب حضرت سلیمان علیہ السلام حمام سے نکلے۔ اس بیوی کے پاس آئے۔ اس سے کہا انگوٹھی دو۔ اس نے کہا میں نے وہ انگوٹھی آپ کو دے دی ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس سے کہا تو نے ایسا نہیں کیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام بھاگ گئے اور وہ شیطان آپ کے تخت پر بیٹھ گیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام وہاں سے بھاگ گئے۔ پچاس دن تک درختوں کے پتے ہی تلاش کرتے رہے۔ بنو اسرائیل نے شیطان کے معاملہ کو عجیب جانا۔ بعض نے بعض سے کہا کیا تم بھی امور مملکت میں کوئی عجیب چیزیں دیکھتے ہو جو ہم دیکھتے ہیں؟ دوسرے لوگوں نے جواب دیا ہاں۔ کہا تم سب لوگ ہلاک ہو گئے اور تمہارا ملک بھی تباہ ہو گیا۔ انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ کی قسم! اس خبر کی حقیقت کا علم ہو سکتا ہے کیونکہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی بیویاں تمہارے پاس ہیں۔ ان سے پوچھ لو اگر تو وہ بھی کچھ عجیب صورتحال دیکھتی ہیں جو ہم دیکھتے ہیں تو ہمیں کسی آزمائش میں مبتلا کر دیا گیا ہے۔ لوگوں نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی بیویوں سے پوچھا۔ انہوں نے جواب دیا ہاں اللہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 184، دار احیاء التراث العربی بیروت

تعالیٰ کی قسم! ہم بھی کوئی عجیب صورتحال دیکھتی ہیں۔

جب وہ مدت ختم ہوگئی حضرت سلیمان علیہ السلام چلے یہاں تک کہ ساحل سمندر پر آئے، آپ نے شکاریوں کو دیکھا جو مچھلیوں کا شکار کر رہے تھے۔ انہوں نے بہت ساری مچھلیاں شکار کیں۔ بعض مچھلیاں ان کی طاقت سے بڑھ کر تھیں۔ انہوں نے وہ مچھلیاں پھینک دیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام ان کے پاس آئے اور ان سے کھانا طلب کیا۔ شکاریوں نے وہ مچھلیاں دے دیں۔ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ مجھے اس میں سے کھانا دے دو۔ انہوں نے انکار کر دیا۔ آپ نے فرمایا مجھے کھانا کھلاؤ۔ میں سلیمان علیہ السلام ہوں۔ ان میں ایک عصا کی طرف جلدی سے اٹھا اور غصہ سے حضرت سلیمان علیہ السلام کو عصا مارا۔ آپ ان مچھلیوں کی طرف آئے جو انہوں نے پھینکی تھیں۔ ان سے دو مچھلیاں لے لیں۔ انہیں سمندر کی طرف لے گئے۔ انہیں دھویا۔ ایک کا پیٹ چیرا تو اس میں سے وہ انگوٹھی موجود تھی۔ آپ نے وہ انگوٹھی لے لی اور اسے پہن لیا۔ آپ اپنے ملک میں واپس آگئے۔ وہ ہی شکاری مچھلیاں بیچنے کے لیے آپ کے پاس آئے۔ آپ نے ان سے فرمایا میں نے تم سے کھانا طلب کیا تھا تو تم نے مجھے کھانا نہ دیا۔ جب تم نے میری تذلیل کی تو میں نے تم پر ظلم نہ کیا۔ جب تم میری عزت کرو گے تو میں تمہاری تعریف نہیں کروں گا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام جب بیت الخلاء میں داخل ہوئے تو آپ انگوٹھی اپنی محبوب ترین بیوی کو دے دیتے۔ جب آپ نکلے آپ کے لیے پانی رکھ دیا گیا تو آپ نے انگوٹھی اپنی بیوی کو دے دی۔ آپ اس بیت الخلاء میں رہے جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ نے چاہا۔

اس عورت کے پاس شیطان حضرت سلیمان علیہ السلام کی صورت میں آیا۔ اس عورت نے انگوٹھی اسے دے دی۔ وہ اس سے تنگ پڑ گیا اور انگوٹھی کو سمندر میں پھینک دیا۔ ایک مچھلی نے اسے نگل لیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام اپنی بیوی کے پاس آئے اور اس سے انگوٹھی مانگی۔ اس نے کہا میں نے انگوٹھی آپ کو دے دی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کو علم ہو گیا کہ انہیں آزمائش میں ڈال دیا گیا۔ آپ نکلے۔ اپنا ملک چھوڑ دیا اور سمندر پر رہنے لگے۔ بھوک پیاس برداشت کرنے لگے۔ ایک روز آپ شکاریوں کے پاس آئے جنہوں نے گزشتہ روز مچھلیاں شکار کی تھیں جنہیں پھینک دیا تھا۔ اس روز انہوں نے مچھلیاں شکار کیں جو ان کے ہاتھوں میں تھیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام ان کے پاس کھڑے ہوئے۔ فرمایا مجھے کھانا کھلاؤ۔ اللہ تعالیٰ تمہیں برکت عطا فرمائے کیونکہ میں مسافر ہوں۔ وہ اس کی طرف متوجہ نہ ہوئے۔ آپ لوٹے اور پھر پہلی جیسی گفتگو کی۔ تو ان میں سے ایک آدمی نے سر اٹھایا اور کہا ان مچھلیوں کے پاس جاؤ اور اس سے ایک مچھلی لے لو۔ حضرت سلیمان علیہ السلام ان مچھلیوں کے پاس آئے اور ان میں سے ایک مچھلی لے لی۔ جب آپ نے اسے پکڑا تو اس میں بدبو تھی۔ آپ سمندر پر آئے۔ اسے دھویا۔ اس کا پیٹ پھاڑا۔ تو اس میں آپ کی انگوٹھی تھی۔ اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی، اسے پہن لیا۔ آپ کے اردگرد ہر شے کے لشکر بول پڑے۔ اس کی وجہ سے شکاری گھبرا گئے۔ وہ آپ کی طرف اٹھے مگر ان کے درمیان اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے درمیان رکاوٹ قائم کر دی گئی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کا ملک آپ کو واپس کر دیا۔

امام عبد بن حمید اور حکیم ترمذی نے حضرت علی بن زید کے واسطہ سے حضرت سعید بن مسیب سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام بن داؤد لوگوں سے تین دن تک چھپے رہے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی کی کہ اے سلیمان! تو تین دن تک لوگوں سے چھپا رہا تو نے لوگوں کے نہ معاملات کی نگہداشت کی اور نہ ہی ظالم سے مظلوم کو انصاف دلایا۔

آپ کی بادشاہت آپ کی انگوٹھی میں تھی۔ جب آپ بیت الخلاء میں داخل ہوتے تو اپنی انگوٹھی اپنے بستر کے نیچے رکھ دیتے۔ شیطان آیا اس نے انگوٹھی لی۔ لوگ شیطان کی طرف متوجہ ہو گئے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا اے لوگو! میں سلیمان اللہ کا نبی ہوں۔ لوگوں نے آپ کو دھکے دیے۔ آپ چالیس روز تک سیاحت کرتے رہے۔ آپ کشتی والوں کے پاس آئے۔ انہوں نے آپ کو ایک مچھلی دی۔ آپ نے اس کا پیٹ پھاڑا تو انگوٹھی اس میں تھی۔ آپ نے انگوٹھی کو پہن لیا۔ پھر آپ تشریف لائے اور شیطان کی پیشانی کے بالوں کو پکڑ لیا تو اس موقع پر دعا کی رَبِّ اغْفِرْ لِي وَهَبْ لِي مُلْكًا لَّا يَنۢبَغِي لِأَحَدٍ مِّنۢ بَعْدِي۔ کہا سب سے پہلے حضرت سلیمان علیہ السلام کی بیویوں نے اس کے معاملہ میں اجنبیت محسوس کی۔ انہوں نے ایک دوسری سے کہا کیا تم اس سے کوئی اجنبی چیز دیکھتی ہو؟ سب نے کہا ہاں۔ وہ ان کے پاس اس وقت بھی آتا جب وہ حائضہ تھیں۔ علی بن زید نے کہا میں نے اس کا ذکر حضرت حسن بصری سے کیا تو انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں کہ وہ شیطان کو حضرت سلیمان علیہ السلام کی بیویوں پر تسلط دے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عبد الرحمٰن بن نافع رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی آزمائش کے بارے میں ذکر کیا۔ فرمایا حضرت سلیمان علیہ السلام کی قوم میں ایک آدمی تھا جس طرح میری امت میں حضرت عمر بن خطاب ہیں۔ جب اس نے اس جن کی حالت میں کچھ تغیر دیکھا جو حضرت سلیمان علیہ السلام کی جگہ تھا تو اس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی بیویوں کی طرف پیغام بھیجا۔ پوچھا کیا تم اپنے صاحب کے بارے میں کوئی عجیب بات دیکھتی ہو؟ انہوں نے کہا ہاں وہ پہلے ہمارے پاس حالت حیض میں نہیں آتا تھا جبکہ یہ ہمارے پاس حالت حیض میں بھی آتا ہے۔ اس نے اپنی تلوار سونتی تا کہ اسے قتل کر دے۔ تو اللہ تعالیٰ نے حکومت حضرت سلیمان علیہ السلام کو واپس کر دی۔ آپ آئے تو اسے اپنی جگہ پایا تو اس آدمی نے اپنے ارادہ سے آپ کو آگاہ کیا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جَسَدًا سے مراد وہ شیطان ہے جسے حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنی انگوٹھی دی تھی تو اس نے انگوٹھی سمندر میں پھینک دی تھی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی حکومت آپ کی انگوٹھی میں تھی۔ اس جن کا نام صخر تھا۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جَسَدًا سے مراد وہ شیطان ہے جسے حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنی انگوٹھی دی تھی جسے آصف کہتے۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ شیطان چالیس دن تک حضرت سلیمان کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 184، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

تخت پر بیٹھا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی سو بیویاں تھیں۔ آپ کی ایک بیوی کا نام جرادہ تھا۔ یہ آپ کی پسندیدہ اور اعتماد والی بیوی تھی۔ جب حضرت سلیمان علیہ السلام حالت جنابت میں ہوتے یا قضائے حاجت کرتے تو اپنی انگوٹھی اتار دیتے۔ اس بیوی کے علاوہ کوئی بھی آپ کے لیے زیادہ اعتماد والا نہ تھا۔ ایک روز آپ کے پاس آئی اور کہا بھائی اور فلاں کے درمیان جھگڑا ہے۔ میں یہ بات پسند کرتی ہوں کہ جب وہ آئے تو اس کے حق میں فیصلہ کریں۔ آپ نے فرمایا ٹھیک ہے اور ایسا نہ کیا۔ آپ کو آزمائش میں ڈال دیا گیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اسے مہر دی۔ آپ بیت الخلاء میں داخل ہوئے۔ شیطان آپ کی شکل میں باہر نکلا اور کہا مہر دے اور اس عورت نے اسے مہر دے دی۔ وہ آیا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے بیٹھنے کی جگہ بیٹھ گیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام بعد میں نکلے۔ آپ نے اس عورت سے مہر دینے کو کہا۔ اس عورت نے کہا کیا آپ پہلے مہر نہیں لے چکے ہیں؟ آپ نے فرمایا نہیں۔

آپ اپنے مکان سے سرگرداں نکل گئے اور شیطان چالیس روز تک فیصلے کرتے رہا۔ لوگوں نے اس کے احکام کو بڑا عجیب جانا۔ بنو اسرائیل کے قراء اور علماء اکٹھے ہوئے۔ وہ آئے یہاں تک کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی بیویوں کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے کہا ہم نے اس کے معاملات کو عجیب وغریب جانا ہے۔ وہ چلے یہاں تک کہ اس جن تک پہنچے۔ اس کو گھیر لیا پھر تورات کو کھولا اور اسے پڑھا تو ان کے درمیان سے اڑ گیا اور محل کے کنگرے پر جا گرا۔ پھر اڑا یہاں تک سمندر تک چلا گیا۔ انگوٹھی اس سے سمندر میں گر پڑی تو سمندر کی مچھلیوں میں سے ایک مچھلی نے اسے نگل لیا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام اسی حالت میں آئے یہاں تک کہ سمندر کے شکاریوں تک پہنچے۔ آپ بھوکے تھے۔ آپ نے ان کے شکار سے کھانا طلب کیا۔ انہوں نے آپ کو دو مچھلیاں دے دیں۔ آپ سمندر کے کنارے کی طرف گئے۔ ان کے پیٹ چاک کیے تو اپنی انگوٹھی ان میں سے ایک کے پیٹ میں پائی۔ آپ نے وہ انگوٹھی لی اور اسے پہن لیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کا ملک اور شان وشوکت واپس کر دی۔ آپ نے اس شیطان کو بلا بھیجا۔ اسے لایا گیا۔ آپ نے اس کے بارے میں حکم دیا تو اسے لوہے کے ایک صندوق میں رکھا گیا۔ پھر اسے بند کر دیا گیا اس پر تالا لگایا اور اپنی مہر لگا دی۔ پھر اس کے بارے میں حکم دیا تو اسے سمندر میں پھینک دیا گیا۔ وہ شیطان اسی صندوق میں رہے گا یہاں تک کہ قیامت برپا ہو گی۔ اس کا نام حبقیق تھا۔ (1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے ثُمَّ اَنَابَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے: حضرت سلیمان علیہ السلام ایک عورت کے پاس گئے جو مچھلیاں بیچتی تھی۔ آپ نے اس سے مچھلی خریدی۔ آپ نے اس کا پیٹ چاک کیا تو اس میں انگوٹھی نکلی۔ آپ جس درخت کے پاس سے گزرتے یا جس شے کے پاس سے گزرتے تو وہ آپ کے لیے سجدہ کرتے یہاں تک کہ آپ اپنے ملک اور گھر والوں تک پہنچ گئے۔ اَنَابَ کا معنی ہے وہ لوٹے۔ (2)

قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِيْ ۚ اِنَّكَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 185، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 186

اَنْتَ الْوَهَّابُ ﴿۳۵﴾ فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيْحَ تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖ رُخَآءً حَيْثُ اَصَابَ ﴿۳۶﴾ وَ الشَّيٰطِيْنَ كُلَّ بَنَّآءٍ وَّ غَوَّاصٍ ﴿۳۷﴾ وَّ اٰخَرِيْنَ مُقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ ﴿۳۸﴾ هٰذَا عَطَآؤُنَا فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۳۹﴾ وَ اِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَ حُسْنَ مَاٰبٍ ﴿۴۰﴾

"عرض کی میرے رب! مجھے معاف فرما دے اور عطا فرما مجھے ایسی حکومت جو کسی کو میسر نہ ہو میرے بعد بیشک تو ہی بے انداز عطا کرنے والا ہے۔ پس ہم نے ہوا کو آپ کا فرمانبردار بنا دیا۔ چلتی تھی آپ کے حسب حکم آرام سے جدھر آپ چاہتے۔ اور سب دیو بھی ماتحت کر دیئے کوئی معمار اور کوئی غوطہ خور۔ اور ان کے علاوہ (جو سرکش تھے) باندھ دیئے گئے زنجیروں میں۔ (اے سلیمان!) یہ ہماری عطا ہے چاہے (کسی کو بخش کر) احسان کر چاہے اپنے پاس رکھ تم سے باز پرس نہ ہو گی۔ اور بیشک انہیں ہمارے ہاں بڑا قرب حاصل ہے اور خوب صورت انجام۔"

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید نے اپنی سند میں، طبرانی، حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) اور بیہقی رحمہم اللہ نے "الاسماء والصفات" میں حضرت سلمہ ابن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی دعا نہیں سنی مگر آپ اس کا آغاز سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلَى الْوَهَّابِ سے کرتے۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِيْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اس سے ملک سلب نہ کرنا جس طرح تو نے مجھ سے سلب کیا ہے۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اسے مجھ سے سلب نہ کرنا جس طرح تو نے اسے مجھ سے سلب کیا ہے۔

عبد بن حمید نے حضرت حسن بصری سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آج رات شیطان میری نماز پڑھنے کی جگہ میں میرے سامنے آ گیا، گویا یہ تمہاری بلی ہو۔ میں نے ارادہ کیا کہ میں اسے صبح تک قید کر دوں۔ تو مجھے اپنے بھائی حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا یاد آ گئی رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِيْ تو میں نے اسے چھوڑ دیا۔

امام عبد بن حمید، امام بخاری، امام مسلم، امام نسائی، حکیم ترمذی نے "نوادر الاصول" میں اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک بڑا جن گزشتہ رات بار بار میرے پاس آتا تا کہ میری نماز کو تڑوا دے اور اللہ تعالیٰ نے مجھے اس پر قدرت عطا فرما دی۔ میں نے ارادہ کیا ہے کہ اسے مسجد کے ستونوں میں سے ایک ستون کے ساتھ باندھ دوں یہاں تک کہ تم صبح کرو اور تم سب اسے دیکھو تو مجھے اپنے بھائی حضرت سلیمان علیہ السلام

1۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 676 (1835)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 187
3۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، جلد 6-5، صفحہ 25 (39)، دار الکتب العلمیہ بیروت

کا قول یاد آیا رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَ هَبْ لِیْ مُلْكًا لَّا یَنْۢبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِیْ تو اللہ تعالیٰ نے اسے نامراد واپس کر دیا۔(3)

امام عبد بن حمید نے حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں کھڑا نماز پڑھ رہا تھا کہ میرے پاس شیطان آیا۔ میں نے اس کے حلق کو پکڑ لیا۔ اس کا گلا دبایا یہاں تک کہ میں نے اس کی زبان کی ٹھنڈک اپنے انگوٹھے پر پائی۔ اللہ تعالیٰ سلیمان علیہ السلام پر رحم فرمائے، اگر اس کی دعا نہ ہوتی تو وہ صبح بندھا ہوتا جسے تم دیکھتے۔

امام عبد بن حمید اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں صبح کی نماز کے لیے نکلا تو مسجد کے دروازے میں مجھے شیطان ملا۔ وہ میرے ساتھ ٹکرایا یہاں تک کہ میں نے اس کے بالوں کے مس کو پایا۔ میں نے اس کو قابو کر لیا۔ اس کا گلا دبایا یہاں تک کہ میں نے اس کی زبان کی ٹھنڈک کو اپنے ہاتھ پر پایا۔ اگر حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا نہ ہوتی تو تم صبح اسے مقتول دیکھتے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صبح کی نماز شروع کی، آپ نے قرأت کی۔ آپ پر قرأت مشکل ہو گئی۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: کاش! تم مجھے اور ابلیس کو دیکھتے میں نے اپنا ہاتھ دبایا۔ میں اس کا گلا گھونٹتا رہا یہاں تک کہ اس کے لعاب کی ٹھنڈک اپنی دو انگلیوں کے درمیان پائی یعنی انگوٹھے اور ساتھ والی انگلی۔ اگر حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا نہ ہوتی تو وہ صبح مسجد کے ستونوں میں سے ایک ستون کے ساتھ بندھا ہوتا اور مدینہ کے بچے اس کے ساتھ کھیلتے۔(1)

امام احمد، عبد بن حمید، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھ پر شیطان گزرا۔ تو میں نے اسے پکڑ لیا۔ میں نے اس کا گلا دبایا یہاں تک کہ اس کی زبان کی ٹھنڈک اپنے ہاتھ پر پائی۔ اس نے کہا آپ نے مجھے سخت تکلیف دی۔ آپ نے مجھے سخت تکلیف دی۔ اگر حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا نہ ہوتی تو وہ صبح مسجد کے ستونوں میں سے ایک ستون کے ساتھ بندھا ہوتا جسے مدینہ کے بچے دیکھتے۔(2)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شیطان نے میرے سامنے سے گزرنے کا ارادہ کیا۔ میں نے اس کا گلا دبایا یہاں تک کہ اس کی زبان کی ٹھنڈک اپنے ہاتھ پر پائی۔ اللہ کی قسم! اگر میرے بھائی سلیمان علیہ السلام کی دعا پہلے نہ ہوتی تو میں اسے مسجد کے ستونوں میں سے ایک ستون کے ساتھ باندھ دیتا اور مدینہ طیبہ کے بچے اس کے ساتھ کھیتے۔(3)

امام حاکم نے مستدرک میں حضرت عمر بن علی بن حسین سے روایت نقل کی ہے کہ میں اپنے چچا اور بھائی حضرت جعفر کے ساتھ چلا۔ میں نے کہا لوگوں کا گمان ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے رب سے سوال کیا کہ اسے ملک عطا فرمائے تو انہوں نے فرمایا مجھے میرے باپ نے بیان کیا۔ انہوں نے اپنے باپ سے وہ حضرت علی شیر خدا سے وہ نبی کریم ﷺ سے

1۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 82، دار صادر بیروت
2۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 99، دار الفکر بیروت
3۔ مجمع الزوائد، جلد 2، صفحہ 201 (2299)، دار الفکر بیروت
4۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 643 (4137)، دار الکتب العلمیہ بیروت

روایت نقل کرتے ہیں کوئی بادشاہ کسی نبی کی امت میں نہیں رہے گا جتنی عمر نبی کریم ﷺ اپنی امت میں رہے۔(4)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان کے سامنے حضرت سلیمان علیہ السلام کی بادشاہت اور ان کے ملک کی عظمت کا ذکر کیا گیا کہ آپ کے اصطبل میں بیس ہزار گھوڑے تھے۔ آپ کے دوپہر کے کھانے پر ہر روز ستر بیل ذبح کیے جاتے۔ یہ مینڈھوں، پرندوں اور شکاروں کے علاوہ تھے۔ وہب سے کہا گیا کیا ان کے مال میں اتنی گنجائش تھی؟ فرمایا جب وہ بنو اسرائیل کے بادشاہ بنے تو آپ نے یہ شرط لگائی کہ وہ سب ان کے غلام ہوں گے اور ان کے مال آپ کے مال ہوں گے جو چاہے لے لے اور جو چاہے ترک کرے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو خالد بجلی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ ایک روز حضرت سلیمان علیہ السلام اپنی سواری پر سوار ہوئے۔ آپ نے اپنا تخت رکھا اس پر بیٹھ گئے۔ کرسیاں آپ کے دائیں بائیں رکھ دی گئیں۔ لوگ آپ کے اردگرد بیٹھ گئے جن ان کے پیچھے تھے۔ سرکش جن اور شیاطین ان کے پیچھے تھے۔ آپ نے پرندوں کو حکم دیا تو انہوں نے اپنے پروں سے سایہ کر دیا۔ ہوا سے فرمایا ہمیں اٹھا لے آپ سفر کا ارادہ کر رہے تھے۔ ہوا نے آپ کو اٹھا لیا جبکہ آپ تخت پر موجود تھے۔ جبکہ لوگ اپنی کرسیوں پر موجود تھے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام ان سے گفتگو کر رہے تھے اور وہ آپ سے گفتگو کر رہے تھے نہ کرسی بلند ہوتی نہ پست ہوتی جبکہ پرندے آپ کو سایہ کیے ہوئے تھے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی سواری کا آواز دور سے سنا جا سکتا تھا۔ بنی اسرائیل کا ایک آدمی اپنی کدال پکڑے ہوئے اپنے کھیت میں تھا اور اسے تیار کر رہا تھا کہ اس نے آواز سنی اور کہا یہ آواز حضرت سلیمان علیہ السلام کے لشکروں کی ہے کہ اسی لمحہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی توجہ ہوئی جبکہ آپ تخت پر تھے کہ اچانک ایک آدمی تیزی سے راستے کی طرف دوڑا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے دل میں کہا یہ آدمی مظلوم ہے یا ضرورت مند ہے۔ آپ نے ہوا سے حکم دیا۔ جب میں وہاں پہنچوں تو ٹھہر جانا۔ ہوا نے آپ کو اور آپ کے لشکروں کو وہاں روک دیا یہاں تک کہ اس کی وہ کیفیت ختم ہو گئی۔ پھر حضرت سلیمان علیہ السلام اس کی طرف متوجہ ہوئے۔ فرمایا کیا تجھے کوئی کام ہے؟ تمام مخلوق اس کے پاس کھڑی ہو چکی تھی۔ اس نے عرض کی حاجت مجھے تیرے پاس لے آئی ہے۔ اے اللہ کے رسول! میں نے دیکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسا ملک عطا فرمایا ہے جو اس نے کسی بادشاہ کو عطا نہیں فرمایا اور میرا خیال ہے کسی اور کو بعد میں عطا نہیں فرمائے گا جو تیری بادشاہت گزر چکی ہے۔ اس کے بارے میں تو کیا پاتا ہے؟ فرمایا میں تجھے اس بارے میں بتاتا ہوں میں سویا ہوا تھا۔ میں نے خواب دیکھا پھر میں جاگا تو میں نے اس کی تعبیر کی۔ اس نے کہا یہ کچھ نہیں مگر یہی۔ اس نے کہا مجھے بتائیے تیری بادشاہت میں جو چیز باقی رہ گئی ہے۔ اس کے بارے میں تو اس وقت کیا پاتا ہے؟ کہا تو مجھ سے ایسی چیز کے بارے میں سوال کرتا ہے جسے میں نے نہیں دیکھا۔ اس نے کہا وہ یہی گھڑی ہے پھر وہ پشت پھیر کر چلا گیا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام اس کی گدی کو دیکھنے لگے اور جو اس نے کہا تھا اس میں سوچنے لگے۔ پھر ہوا سے فرمایا ہمیں لے چل۔ وہ آپ کو لے کر چل پڑی۔ رُخَآءً سے مراد ایسی ہوا ہے جو نہ بہت تیز ہو اور نہ بہت ہلکی ہو بلکہ درمیانی ہو۔ جس

طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّ رَوَاحُهَا شَهْرٌ (سبا:12) وہ آندھی بھی نہ تھی جو اذیت دے اور نہ اتنی نرم تھی جو آپ پر شاق گزرتی۔

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت سلمان بن عامر شیبانی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم سلیمان علیہ السلام اور انہیں جو بادشاہت دی گئی تھی اسے جانتے ہو۔ انہوں نے تواضع کی وجہ سے آسمان کی طرف نظر اٹھائی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی روح قبض کر لی۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنی نظر آسمان کی طرف اٹھائی۔ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عاجزی تھی۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکومت عطا کی اور جو حکومت عطا کی۔

امام احمد رحمہ اللہ نے ''زہد'' میں حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے ہاتھ سے ٹوکریاں بناتے جو کی روٹی کھاتے اور بنو اسرائیل میں سے حواریوں کو کھلاتے۔(2)

حکیم ترمذی نے ''نوادر الاصول'' میں، ابن منذر اور ابن عساکر نے صالح بن سمار سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ جب حضرت داؤد علیہ السلام فوت ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف وحی کی۔ مجھ سے اپنی ضرورت کا سوال کرو۔ عرض کی میں تجھ سے یہ سوال کرتا ہوں کہ میرے دل کو اپنی ذات سے ڈرنے والا بنا دے جس طرح میری ماں کا دل تھا اور میرے دل کو یوں بنادے کہ وہ تجھ سے محبت کرے جس طرح میرے باپ کا دل تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے اپنے بندے کو پیغام بھیجا کہ میں اس سے اس کی حاجت پوچھوں۔ اس کی حاجت یہ تھی کہ میں اس کے دل کو بنادوں کہ وہ مجھ سے ڈرے اور اس کا دل بنادوں کہ وہ مجھ سے محبت کرے۔ میں اسے ایسا ملک عطا کروں گا جو اس کے بعد کسی کے لیے زیبا نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيحَ تَجْرِي بِأَمْرِهِ رُخَاءً جبکہ آخرت میں آپ سے اس کا کوئی حساب نہیں ہوگا۔(3)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جب آپ نے دعا کی تھی اس وقت ہوا اور شیاطین آپ کی بادشاہت میں نہ تھے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے گھوڑوں کے پاؤں کاٹ دیے۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے بہتر چیز عطا فرمادی۔ ہوا کو حکم دیا کہ وہ آپ کے حکم کے مطابق چلتی جہاں آپ چاہتے۔ رُخَاءً یعنی نہ بہت تیز اور نہ ہی بہت آہستہ بلکہ اس کے درمیان ہوتی۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے، ابن جریر اور ابن ابی حاتم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں تَجْرِي بِأَمْرِهِ رُخَاءً کا معنی ہے وہ آپ کی مطیع تھی جہاں آپ کا ارادہ ہوتا اسی کے مطابق چلتی۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 70 (34270)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ — 2۔ کتاب الزہد، صفحہ 115، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 22، صفحہ 238، دار الفکر بیروت — 4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 190

امام ابن جریر اور ابن مردویہ نے ضحاک سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حَیْثُ اَصَابَ کا معنی ہے جہاں اس کا ارادہ ہوتا۔(4)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ رُخَآءً کا معنی نرم، حَیْثُ اَصَابَ کا معنی ہے جہاں آپ کا ارادہ ہو۔ وَ الشَّیٰطِیْنَ كُلَّ بَنَّآءٍ یعنی شیاطین آپ کے لے عبادت گاہیں اور مجسمے بناتے۔ غَوَّاصٍ وہ سمندر سے آپ کے لیے زیورات نکالتے وَّاٰخَرِیْنَ مُقَرَّنِیْنَ فِی الْاَصْفَادِ سرکش جن بیڑیوں میں جکڑے ہوتے۔(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ رُخَآءً کا معنی پاکیزہ ہے۔ وہ زیورات کے لیے غوطہ لگاتے اور انہوں نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے پانی پر محل بنائے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے انہیں حکم دیا کہ انہیں گرادو جبکہ تمہارے ہاتھ بھی انہیں نہ لگیں۔ ان جنوں نے اس پر گوپھیا سے پتھر پھینکے یہاں تک کہ اسے زمین بوس کر دیا۔ اس کی منفعت ہمارے لیے بعد میں باقی رہی۔ یہ جنوں کا عمل تھا ہمارے لیے کوڑوں کی منفعت باقی رہی۔ آپ جنوں کو لکڑی سے مارتے اور ان کے ہاتھ پاؤں توڑ دیتے۔ انہوں نے عرض کی آپ کے لیے یہ چیز پسندیدہ ہے کہ آپ ہمیں تکلیف تو دیں مگر ہمارے اعضاء نہ توڑیں؟ فرمایا ہاں تو انہوں نے آپ کو چابک کے بارے میں بتایا۔ ملمع سازی یہ بھی جنوں کا کام ہے۔ انہوں نے پانی چڑھایا پھر آپ نے اس بارے میں حکم دیا تو آپ نے بلقیس کے عرش کے پائیوں کے نیچے ستونوں پر اسے ڈالا شیشے کا کام بھی جنوں کا ہی ہے۔ جب اعور نے سمندر کے شیطان کو باہر نکالا جب آپ نے بیت المقدس بنانے کا ارادہ کیا۔ اعور نے کہا میرے لیے ہدہد کا ایک انڈا لاؤ۔ پھر اس پر شیشے کا غلاف بنا دو ہدہد آیا۔ وہ اپنا انڈا دیکھنے لگا مگر اس انڈے تک نہ پہنچ پاتا۔ وہ اس کے ارد گرد چکر لگاتا۔ وہ گیا وہ اسی مقداری میں ہیرا لے آیا۔ اس بوتل پر رکھا۔ وہ شیشے کا غلاف (بوتل) پھٹ گیا۔ بیت المقدس اسی ہیری اور گھوپیا سے گرایا گیا۔ سمندر میں خزانہ تھا ان شیاطین نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو اسی بارے میں آگاہ کیا۔ ان کا گمان ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام انبیاء کے جنت میں داخل ہونے کے چالیس سال بعد جنت میں داخل ہوں گے۔ وجہ اس کی یہ ہوگی جو انہیں دنیا کی بادشاہت عطا کی گئی۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے: هٰذَا عَطَآؤُنَا یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ نے آپ کو انگوٹھی واپس کرنے کے بعد عطا فرمایا۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِكْ کا معنی یہ ہے کہ آپ جنوں میں سے جسے چاہیں آزاد کر دیں اور جسے چاہیں روک دیں۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو ملک ہم نے تجھے عطا کیا ہے اب اس میں سے جو چاہیں عطا کریں اور جو چاہیں روک لیں۔ اس معاملہ میں نہ آپ پر کوئی بوجھ ہے اور نہ آپ پر کوئی حساب ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: اس میں آپ پر کوئی حرج نہیں

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 121، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 192

چاہو تو اسے اپنے پاس روکے رکھو چاہو تو عطا کرو۔

عبد بن حمید نے آیت کی تفسیر میں عکرمہ سے روایت نقل کی ہے: جو چاہو عطا کرو جو چاہو روک لو تجھ پر کوئی حساب نہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے پر جو نعمت بھی کی ہے۔ اس سے اس بارے میں شکر کا مطالبہ ہے مگر حضرت سلیمان علیہ السلام۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے فرمایا چاہو تو احسان کرو چاہو تو روکے رکھو کوئی حساب نہیں۔

امام عبد بن حمید نے حضرت حسن بصری سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو بڑا مبارک ملک عطا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِكْ یعنی اگر عطا کرو تو اس پر اجر ہے۔ اگر عطا نہ کرو تو اس پر کوئی بوجھ نہیں۔

امام عبد بن حمید اور بن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے حُسْنَ مَاٰبٍ کا معنی اچھا ٹھکانہ نقل کیا ہے۔(1)

امام ابن منذر نے حضرت ابوصالح سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لَزُلْفٰى کا معنی قریب اور مآب کا معنی لوٹنے کی جگہ ہے۔

وَاذْكُرْ عَبْدَنَاۤ اَيُّوْبَ ۘ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗۤ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الشَّيْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّعَذَابٍ ﴿41﴾ اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ ۚ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ ﴿42﴾ وَوَهَبْنَا لَهٗۤ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنَّا وَذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿43﴾ وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِّهٖ وَلَا تَحْنَثْ ؕ اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا ؕ نِعْمَ الْعَبْدُ ؕ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ ﴿44﴾

''اور یاد فرمائیے ہمارے بندے ایوب کو۔ جب انہوں نے پکارا اپنے رب کو (الٰہی!) پہنچائی ہے مجھے شیطان نے بہت تکلیف اور دکھ، (حکم ہوا) اپنا پاؤں (زمین پر) مارو۔ یہ نہانے کے لیے ٹھنڈا پانی ہے اور پینے کے لیے۔ اور ہم نے عطا فرمایا انہیں ان کا اہل وعیال اور ان کی مانند اور ان کے ساتھ بطور رحمت اپنی جناب سے اور بطور نصیحت اہل عقل کے لیے۔ اور (حکم ملا) پکڑ لو اپنے ہاتھ سے تنکوں کا ایک مٹھا اور اس سے مارو اور قسم نہ توڑو۔ بیشک ہم نے پایا انہیں صبر کرنے والا، بڑی خوبیوں والا بندہ، ہر وقت ہماری طرف متوجہ''۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَاذْكُرْ عَبْدَنَاۤ اَيُّوْبَ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ آپ کے اہل اور مال چلے گئے اور جسم میں جو بیماری لگی اس کا ذکر ہے۔ حضرت ایوب علیہ السلام سات سال اور چند ماہ اس آزمائش کا شکار رہے۔ آپ کو کوڑے کرکٹ کے ڈھیر پر پھینک دیا گیا۔ مختلف قسم کے کیڑے مکوڑے آپ کے جسم میں آتے جاتے رہتے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی اس تکلیف کو رفع کیا اس کے اجر کو عظیم کیا اور آپ کو حسین بنا دیا۔

امام عبد الرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بِنُصْبٍ سے مراد جسم میں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 193، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 123

تکلیف اور عذاب سے مراد مال میں عذاب ہے۔(2)

امام احمد نے ''زہد'' میں، ابن ابی حاتم اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ شیطان آسمان کی طرف بلند ہوا۔ عرض کی اے میرے رب! مجھے حضرت ایوب علیہ السلام پر غلبہ عطا فرما۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے اس کے مال اور اولاد پر غلبہ عطا کرتا ہوں۔ اس کے جسم پر غلبہ عطا نہیں کرتا۔ وہ نیچے اترا۔ اس نے اپنے لشکروں کو جمع کیا۔ انہیں کہا مجھے حضرت ایوب علیہ السلام پر غلبہ عطا کیا گیا ہے۔ مجھے اپنا غلبہ دکھاؤ۔ وہ آگ بن گئے۔ پھر پانی بن گئے۔ اسی اثناء میں کہ وہ مشرق میں ہوتے تو پھر مغرب میں ہوتے۔ اسی اثناء میں کہ وہ مغرب میں ہوتے پھر مشرق میں ہوتے۔ شیطان نے اپنے لشکروں میں سے ایک جماعت آپ کی کھیتی کی طرف بھیجی۔ ایک جماعت آپ کے گھر والوں کی طرف بھیجی۔ ایک جماعت آپ کی گائیوں کی طرف بھیجی اور ایک جماعت آپ کی بکریوں کی طرف بھیجی۔ شیطان نے کہا وہ تم سے صرف نیکی کے ساتھ ہی بچ سکتا ہے۔ وہ حضرت ایوب علیہ السلام پر مصائب لاتے جو بعض سے بڑھ کر تھے کھیتوں کا نگہبان آیا۔ عرض کی اے ایوب! کیا تو اپنے رب کی طرف نہیں دیکھتا۔ اس نے تیری کھیتیوں کی طرف دشمن بھیج دیے ہیں۔ وہ اس کھیتی کو تباہ کر گئے ہیں۔ اونٹوں کا نگہبان آیا اور کہا اے ایوب! کیا تو اپنے رب کی طرف نہیں دیکھتا اس نے تیرے اونٹوں کی طرف دشمن بھیج دیے جو انہیں ہلاک کریں گے۔ پھر گائیوں کا نگہبان آیا۔ اس سے عرض کی کیا آپ اپنے رب کی طرف نہیں دیکھتے جس نے تیری گائیوں کی طرف دشمن بھیج دیئے ہیں جو انہیں لے گیا ہے۔ آپ اپنے تمام بیٹوں کے ساتھ ان میں سے سب سے بڑے کے گھر میں تھے۔ اسی اثناء میں کہ وہ سب کھانا کھا رہے تھے اور پانی پی رہے تھے کہ ہوا چلائی گئی۔ اس نے گھر کی دیواروں اور اس کے حصوں کو اپنی گرفت میں لیا اور اسے ان پر پھینک دیا۔ شیطان ایک نوجوان کی شکل میں حضرت ایوب علیہ السلام کے پاس آیا اور کہا اے ایوب! کیا تو اپنے رب کو نہیں دیکھتا جس نے تیرے بیٹوں کو ان میں سے بڑے کے گھر جمع کیا۔ اسی اثناء میں کہ وہ کھانا کھا رہے تھے اور مشروب پی رہے تھے کہ ہوا چلائی گئی۔ اس نے مکان کے اجزاء کو اپنی گرفت میں لیا اور ان پر پھینک دیا۔ کاش! آپ دیکھتے جب ان کے خون اور گوشت ان کے کھانے اور مشروب کے ساتھ ملے۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے اسے فرمایا تو شیطان ہے۔ پھر شیطان سے فرمایا میں آج اس دن کی طرح ہوں جس دن میری ماں نے مجھے جنا۔ آپ اٹھے اور اپنے سر کا حلق کرایا اور نماز پڑھنے لگے۔ ابلیس ایسی آواز سے رویا جسے آسمان اور زمین والوں نے سنا۔ پھر وہ آسمان کی طرف گیا اور کہا اے میرے رب! وہ تو محفوظ رہا مجھے اس پر غلبہ عطا کر میں تیری طاقت کے بغیر تو اس کی طاقت نہیں رکھتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے تجھے اس کے جسم پر غلبہ دیا۔ اس کے دل پر غلبہ نہیں دیا۔ وہ نیچے اترا اور حضرت ایوب علیہ السلام کے قدموں کے نیچے پھونک ماری جس نے آپ کے قدموں سے لے کر سر کے بالوں تک زخمی کر دیا۔ تو گویا آپ سراپا زخم ہو گئے۔ آپ کو راکھ پر پھینکا گیا یہاں تک کہ دل کا پردہ ظاہر ہو گیا۔ آپ کی بیوی آپ کی خدمت کرتی یہاں تک کہ اس نے حضرت ایوب سے عرض کی اے ایوب! آپ دیکھتے نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! مجھے ایسی مشقت اور فاقہ آپہنچا ہے کہ میں نے اپنی مینڈھیاں ایک روٹی کے بدلے میں بیچیں ہیں جو تجھے کھلا رہی ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ وہ تمہیں شفا دے اور تجھے راحت دے۔ فرمایا تجھ پر

افسوس ہم ستر سال تک آسائش میں رہے۔ صبر کر یہاں تک کہ ہم ستر سال تکلیف میں رہیں۔ ابھی انہیں سات سال مصیبت میں گزرے تھے۔ آپ نے دعا کی تو ایک روز جبرئیل امین آئے۔ انہوں نے حضرت ایوب کا ہاتھ پکڑا۔ پھر فرمایا اٹھو۔ آپ اٹھے۔ حضرت جبرئیل امین نے آپ کو اس جگہ سے ہٹایا اور کہا اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ ۚ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّ شَرَابٌ آپ نے پاؤں مارا تو ایک چشمہ ابل پڑا۔ حضرت جبرئیل امین نے کہا غسل کر حضرت ایوب علیہ السلام نے اس چشمہ سے غسل کیا پھر جبرائیل آمین آئے اور کہا اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ آپ نے پاؤں مارا تو ایک اور چشمہ ابل پڑھا۔ جبرائیل امین نے کہا اس سے پیو۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ ۚ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّ شَرَابٌ کا یہی مقصود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو جنت کا حلہ عطا فرمایا۔ حضرت ایوب اس جگہ سے ایک طرف ہوگئے اور ایک کونہ میں بیٹھ گئے۔ آپ کی بیوی آئی اور آپ کو نہ پہچان سکی اور کہا اے اللہ کے بندے! وہ مصیبت زدہ کہاں ہے جو یہاں ہوتا تھا شاید کتے اور بھیڑیے اسے یہاں سے لے گئے ہیں؟ وہ چند گھڑیوں تک باتیں کرتی رہیں تو حضرت ایوب علیہ السلام نے کہا تجھ پر افسوس میں ایوب ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے میرا جسم مجھے واپس کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کا مال اور اولاد بعینہ واپس کر دی اور اتنا اور بھی دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر سونے کی مکڑیاں بھیجیں۔ حضرت ایوب علیہ السلام ان مکڑیوں کو پکڑتے اور اسے اپنے کپڑے میں ڈال لیتے اور اپنی چادر کو پھیلاتے جاتے اور اس میں ڈالتے جاتے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ السلام کی طرف وحی کی اے ایوب! کیا تو سیر نہیں ہوا؟ عرض کی اے میرے رب! وہ کون ہے جو تیرے فضل اور رحمت سے سیر ہو جائے۔

امام احمد نے "زہد" میں، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ابلیس راستے پر بیٹھا۔ اس نے ایک تابوت بنایا۔ وہ لوگوں کو دوائی دیتا تھا۔ حضرت ایوب کی بیوی نے اس سے کہا اے اللہ کے بندے! یہاں ایک مصیبت زدہ ہے جسے یہ یہ تکلیف ہے۔ کیا تیرے لیے ممکن ہے کہ تو اس کا علاج کرے؟ ابلیس نے کہا ہاں۔ شرط یہ ہے اگر میں اسے شفا دے دوں تو وہ صرف یہ کہہ دے کو تو نے مجھے شفا دی ہے۔ میں اس سے کوئی اجر نہیں چاہتا۔ آپ کی بیوی آپ کے پاس آئی۔ اس نے حضرت ایوب کے سامنے تمام واقعہ کا ذکر کیا۔ حضرت ایوب نے فرمایا تجھ پر افسوس! وہ تو شیطان ہے اللہ کے لیے مجھ پر لازم ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے شفا دی تو میں تجھے سو کوڑے ماروں گا۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو شفا دے دی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا کہ وہ گھاس کا گٹھہ لے تو آپ نے ایک شاخ لی جس میں سو باریک شاخیں تھیں تو ایک دفعہ اپنی بیوی کو مارا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے روایت نقل کی ہے کہ وہ شیطان جس نے حضرت ایوب کو مس کیا تھا اس کا نام مسوط تھا۔ حضرت ایوب کی بیوی نے کہا اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ وہ تمہیں شفا دے۔ آپ دعا نہیں کرتے تھے یہاں تک کہ کہ بنو اسرئیل کی ایک جماعت آپ کے پاس سے گزری۔ انہوں نے ایک دوسرے سے کہا اسے یہ جو مصیبت پہنچی ہے کسی بڑے گناہ کی وجہ سے پہنچی ہے۔ اس موقع پر آپ نے عرض کی رَبَّهٗۤ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَ اَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ﴿۸۳﴾ (الانبیاء)

ابن منذر نے ابن جریر سے روایت نقل کی ہے کہ هٰذَا سے مراد پانی ہے کہا آپ نے اپنا دایاں پاؤں مارا تو ایک چشمہ ابلا

اپنا دایاں ہاتھ اپنی پشت کے پیچھے مارا تو ایک اور چشمہ ابل پڑا ان میں سے ایک سے پانی پیا اور دوسرے سے غسل کیا۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے اپنا پاؤں زمین پر مارا جس کو حمامہ کہتے ہیں تو دو چشمے پھوٹ پڑتے ہیں۔ آپ ایک سے پانی پیتے ہیں اور دوسرے سے غسل کرتے ہیں۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت ایوب پر جب مصیبت بہت سخت ہوگئی تو دعا کی یا دعا کا ارادہ کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی کی ان اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ تو ایک چشمہ ابلا۔ آپ نے اس سے غسل کیا تو جو تکلیف تھی۔ وہ دور ہوگئی پھر آپ چالیس قدم چلے۔ پھر پاؤں مارا تو ایک اور چشمہ ابل پڑا۔ تو آپ نے اسی سے پیا۔(2)

امام عبد بن حمید نے حضرت معاویہ بن قرہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ کے نبی حضرت ایوب علیہ السلام کو جب مصیبت پہنچی تو ابلیس نے کہا اے میرے رب! ایوب کو اس کی کیا پرواہ، کہ تو اسے اس کے اہل اور اسی جتنے اور عطا کردے اور اسے اس کا مال اور حکومت بخش دے اور مجھے اس کے جسم پر تسلط عطا کر۔ فرمایا جا میں نے تجھے اس کے جسم پر غلبہ دے دیا۔ اے خبیث! اس کے نفس سے دور رہنا تو شیطان نے ایک پھونک ماری تو آپ کا گوشت گر گیا۔ جب حضرت ایوب نے اسے تھکا دیا تو شیطان نے چیخ ماری جس کی وجہ سے لشکر اس کے پاس جمع ہوگئے۔ انہوں نے کہا اے ہمارے سردار! تجھے کس چیز نے غضبناک کیا ہے؟ شیطان نے کہا کیا میں غضبناک نہ ہوں۔ میں نے حضرت آدم علیہ السلام کو جنت سے نکالا جبکہ اس کا یہ کمزور سا بیٹا مجھ پر غالب آگیا ہے۔ انہوں نے کہا اے ہمارے سردار! اس کی بیوی کا کیا حال ہے؟ اس نے کہا وہ زندہ ہے۔ کہا ہاں اس کا معاملہ تجھے کفایت کر جائے گا۔ شیطان نے حضرت ایوب سے کہا اگر تو اسے چھوڑ دے تو درست ہو جائے گا ورنہ (3) اسے دے دو پھر شیطان ایوب کی بیوی کے پاس آیا۔ اسے استبراء کے لیے کہا۔ وہ عورت حضرت ایوب کے پاس آئی اور اس سے کہا اے ایوب! یہ مصیبت کب تک رہے گی؟ ایک بات ہے پھر اپنے رب سے بخشش طلب کرلینا۔ وہ تمہیں معاف کردے گا۔ حضرت ایوب نے اپنی بیوی سے فرمایا تو نے یہ کیا کہا ہے۔ پھر اس سے فرمایا اللہ تعالیٰ کی قسم! اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے عافیت نصیب فرمائی تو میں تجھے سو کوڑے ماروں گا اور عرض کی سَبَّہٗۤ اَنِّیۡ مَسَّنِیَ الشَّیۡطٰنُ بِنُصۡبٍ وَّ عَذَابٍ حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور کہا اُرۡکُضۡ بِرِجۡلِکَ ۚ هٰذَا مُغۡتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّ شَرَابٌ۔ تو حضرت ایوب کی طرف آپ کا حسن اور شباب لوٹ آیا۔ پھر آپ مٹی کے ایک ٹیلے پر بیٹھ گئے۔ آپ کی بیوی کھانا لے کر آئی تو حضرت ایوب کا کوئی نشان نہ پایا۔ اس نے حضرت ایوب سے کہا جبکہ آپ ٹیلے پر موجود تھے۔ اے اللہ کے بندے! کیا تو نے وہ مصیبت زدہ دیکھا ہے جو یہاں ہوتا تھا؟ حضرت ایوب نے اسے فرمایا اگر تو اسے دیکھے گی تو پہچان لے گی؟ عورت نے کہا شاید تو ہی وہ ہے؟ فرمایا ہاں۔ اللہ تعالیٰ نے اس موقع پر آپ کی طرف وحی کی خُذۡ بِیَدِکَ ضِغۡثًا فَاضۡرِبۡ بِّهٖ وَ لَا تَحۡنَثۡ کہا ضِغۡثًا سے مراد یہ ہے کہ وہ چابک کا ایک گٹھا پکڑے اور ایک ہی دفع مارے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 195، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 196

3۔ عبارت میں انقطاع ہے۔ (مترجم)

امام احمد رحمہ اللہ نے ''زہد'' میں حضرت عبدالرحمٰن بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام کو ان کے مال، اولاد اور جسم میں آزمائش میں ڈالا گیا اور انہیں کوڑے کرکٹ کے ڈھیر پر پھینک دیا گیا۔ آپ کی بیوی جاتی تو اتنا کماتی جتنا آپ کو کھلاتی۔ شیطان نے اس پر حسد کیا۔ وہ مالدار لوگوں کے پاس آتا جو اس عورت پر صدقہ کرتے اور کہتا اس عورت کو دور بھگا دو جو تمہارے پاس آتی ہے کیونکہ یہ اپنے خاوند کی خدمت کرتی ہے اور اسے اپنے ہاتھ سے چھوتی ہے۔ لوگ تمہارے کھانے سے اسی لیے بچتے ہیں کہ یہ عورت تمہارے پاس آتی ہے۔ اب وہ آپ کی بیوی کو قریب نہ آنے دیتے اور کہتے ہم سے دور رہ۔ ہم تجھے کھانا دے دیں گے تو ہمارے قریب نہ آیا کر۔ بیوی نے اس بارے میں حضرت ایوب سے بات کی۔ حضرت ایوب نے اس پر اللہ تعالیٰ کی حمد کی۔ جب آپ کی بیوی آپ کے پاس سے جاتی تو شیطان اس سے ملتا اور یہ ظاہر کرتا کہ حضرت ایوب کو جو مصیبت پہنچی اس پر وہ بڑا دکھی ہے۔ اور کہتا ''لَجَّ صَاحِبُكِ وَاَبٰى اِلَّا مَا اَبَى اللّٰهُ'' تیرے خاوند نے جھگڑا کیا اور انکار کیا مگر اللہ نے انکار نہیں کیا۔ اگر وہ ایک بات کہہ دیتا تو اس سے ہر تکلیف دور ہو جاتی اس کا مال اور اولاد سب واپس آجاتے۔ بیوی حضرت ایوب کے پاس آتی اور آپ کو بتاتی۔ حضرت ایوب اسے فرماتے تجھے اللہ کا دشمن ملا ہے اور اس نے یہ بات تجھے سکھائی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے میری مرض سے شفا دی تو میں تجھے سو کوڑے ماروں گا۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَخُذْ بِیَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِّهٖ وَلَا تَحْنَثْ۔ تَحْنَثْ سے مراد کھجور کی شاخوں کا گٹھا ہے۔(1)

عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ضِغْثًا سے مراد پاکیزہ گھاس کا گٹھا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ ضِغْثًا سے مراد گٹھا ہے۔(2)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ضِغْثًا سے مراد ایسا گٹھا ہے کہ جس میں ننانوے لکڑیاں ہوں۔ اصل میں سو پورا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ کی بیوی کو شیطان نے کہا اپنے خاوند سے کہو وہ یہ یہ کہے۔ بیوی نے آپ سے یہ کہا تو حضرت ایوب نے قسم اٹھائی کہ وہ اسے سو کوڑے ماریں گے۔ تو آپ نے اسے یہ گٹھا مارا تو اس میں آپ نے قسم بھی پوری کر دی اور عورت کے لیے بھی تخفیف ہو گئی۔(3)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہیں یہ خبر پہنچی کہ حضرت ایوب علیہ السلام نے قسم اٹھائی کہ وہ اپنی بیوی کو سو کوڑے ماریں گے۔ وجہ یہ تھی کہ وہ جو روٹی لاتی تھی اس سے زائد لاتی جو وہ کام کرتی تھی۔ آپ کو خوف ہوا کہ اس سے خیانت واقع ہوئی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپ پر رحم فرمایا اور آپ سے تکلیف کو رفع کر دیا تو اس تہمت سے بیوی کی برات کا علم ہوا جو آپ نے اس پر لگائی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا تو آپ نے ثمامہ(4) کا گٹھا لیا جس میں سو لکڑیاں تھیں۔ اس کے ساتھ بیوی کو مارا جیسے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تھا۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابن ابی نجیح رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت مجاہد رحمہ

1۔ کتاب الزہد، صفحہ 113، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 197، داراحیاء التراث العربی بیروت
3۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 123، بیروت
4۔ جنگل کی لکڑی کا نام۔ (مترجم)

اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ رعایت حضرت ایوب علیہ السلام کے لیے خاص تھی، عطاء نے کہا یہ تمام لوگوں کے لیے عام ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ضِغْثًا سے مراد درختوں کی ایک جماعت ہے۔ یہ حضرت ایوب علیہ السلام کے لیے خاص اور ہمارے لیے عام ہے۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ السلام کو حکم دیا تھا کہ وہ ایک گٹھا لے جس میں قت کی لکڑیوں کے سو اجزاء ہوں۔ پھر وہ اپنی بیوی کو ماریں۔ اس قسم کی وجہ سے جو آپ نے قسم اٹھائی تھی۔ یہ اجازت حضرت ایوب علیہ السلام کے بعد انبیاء کے سوا کسی کو بھی نہیں۔

امام عبدالرزاق، سعید بن منصور، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابوامامہ بن سہل سے روایت نقل کی ہے کہ بنو ساعدہ میں ایک لونڈی زنا سے حاملہ ہوئی۔ اس سے پوچھا گیا تو کس سے حاملہ ہوئی؟ جواب دیا فلاں اپاہج سے۔ اس اپاہج سے پوچھا گیا تو اس نے جواب دیا اس نے سچ بولا ہے۔ یہ معاملہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کیا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے لیے کھجوروں کا گچھا لو جس میں سو شاخیں ہوں۔ اسے ایک دفع ہی مارو۔ تو صحابہ نے ایسا ہی کیا۔

امام احمد، عبد بن حمید، ابن جریر، طبرانی اور عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ابوامامہ بن سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے گھروں میں ایک کمزور کٹے اعضاء والا آدمی ہوتا تھا۔ گھر والوں کو اور کسی بات کا کوئی خوف نہ ہوتا مگر وہ گھر کی ایک لونڈی سے کھیلتا رہتا۔ وہ مسلمان تھا۔ حضرت سعد نے اس کا معاملہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس پر حد جاری کرو۔ عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم وہ اس سے بہت کمزور ہے۔ اگر ہم نے اس کو سو کوڑے مارے تو ہم اسے قتل کر دیں گے۔ فرمایا اس کے لیے کھجور کا ایک گچھا لو جس میں سو شاخیں ہوں تو اسے ایک ہی دفع مارو اور اسے چھوڑ دو۔ (1)

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت محمد بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے وہ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک فاحشہ سے بدکاری کی جبکہ وہ مریض تھا اور مرنے والا تھا۔ اس کے گھر والوں نے اس کے عمل کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آگاہ کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کے گچھے کا حکم دیا جس میں سو شاخیں ہوں تو اسے ایک ہی دفع مارنے کا حکم دیا۔ (2)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت سہل بن ساعد رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بوڑھا لایا گیا جس کی رگیں ظاہر تھیں جس نے ایک عورت کے ساتھ بدکاری کی تھی۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کے خوشوں کے ایک گچھے کے ساتھ ایک ہی ضرب لگائی۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ قیامت کے روز حضرت ایوب علیہ

1۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 3، صفحہ 8، دارالفکر بیروت
2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 124، دارالکتب العلمیہ بیروت
3۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 10، صفحہ 66

السلام تمام صابرین کے سردار ہوں گے۔(3)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام کو پکارا گیا اے ایوب! اگر ہر بال کی جگہ سے تو نے صبر کو نہ انڈیلا تو تو نے صبر نہیں کیا۔(1)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت لیث بن ابی سلیمان رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام سے کہا گیا اپنے صبر پر فخر نہ کر۔ اگر میں نے تجھے ہر بال کی جگہ پر صبر نہ دیا ہوتا تو تو صبر نہ کرتا۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ایوب کی بیوی نے کہا اے ایوب! تیری دعا قبول ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کر کہ وہ تجھے شفا دے۔ آپ نے فرمایا تجھ پر افسوس! ہم ستر سال تک نعمتوں میں رہے تو ہمیں رہنے دے کہ ہم سات سال تک آزمائش میں رہیں۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام کی بیوی رحمہ بنت میشا بن یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہم السلام تھی۔

امام ابن ابی شیبہ اور امام احمد رحمہما اللہ نے ''زہد'' میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ایوب کو جب بھی مصیبت پہنچتی تو آپ یوں عرض کرتے اے اللہ تعالیٰ! تو نے پکڑا اور تو نے ہی عطا کیا۔ جب تک تیری ذات باقی رہے گی میں تیرے حسن بلاء پر تیری حمد کرتا رہوں گا۔

وَ اذْكُرْ عِبٰدَنَاۤ اِبْرٰهِیْمَ وَ اِسْحٰقَ وَ یَعْقُوْبَ اُولِی الْاَیْدِیْ وَ الْاَبْصَارِ ﴿۴۵﴾ اِنَّاۤ اَخْلَصْنٰهُمْ بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ ﴿۴۶﴾ وَ اِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَیْنَ الْاَخْیَارِ ﴿۴۷﴾ وَ اذْكُرْ اِسْمٰعِیْلَ وَ الْیَسَعَ وَ ذَا الْكِفْلِ ؕ وَ كُلٌّ مِّنَ الْاَخْیَارِ ﴿۴۸﴾

''اور یاد فرماؤ ہمارے (مقبول) بندوں ابراہیم، اسحاق اور یعقوب کو بڑی قوتوں والے اور روشن دل تھے۔ ہم نے مختص کیا تھا انہیں ایک خاص چیز سے اور وہ دار آخرت کی یاد تھی۔ اور یہ حضرات ہمارے نزدیک چنے ہوئے بہت بہترین لوگ ہیں۔ اور یاد فرمایئے اسماعیل، یسع اور ذی الکفل کو۔ یہ سب بہترین لوگوں میں سے ہیں۔''

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ وہ وَ اذْكُرْ عِبٰدَنَاۤ اِبْرٰهِیْمَ۔ پڑھتے کہتے پہلے اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر کیا پھر اس کے بعد آپ کی اولاد کا ذکر کیا۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ کا ذکر کیا کہ آپ نے وَ اذْكُرْ عِبٰدَنَاۤ پڑھا یعنی جمع کا صیغہ۔ مراد

1۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 10، صفحہ 69، دار الفکر بیروت
2۔ ایضاً، جلد 10، صفحہ 68
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 199، دار احیاء التراث العربی بیروت

حضرت ابراہیم، حضرت اسحاق اور حضرت یعقوب علیہم السلام ہیں۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اُولِی الْاَیْدِیْ سے مراد عبادت میں قوی وَالْاَبْصَارِ یعنی اللہ تعالیٰ کے امر میں بصیرت والے۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جہاں تک ید کا تعلق ہے اس سے مراد عمل میں قوت ہے ابصار سے مراد جو انہیں اپنے دین کے معاملہ میں بصیرت ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اُولِی الْاَیْدِیْ سے مراد اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں قوی۔ ابصار سے مراد عقل ہے۔(2)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اُولِی الْاَیْدِیْ وَ الْاَبْصَارِ سے مراد عبادت میں قوی اور دین میں مددگار۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اِنَّاۤ اَخْلَصْنٰهُمْ بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ انہوں نے اسے یوم قیامت کے گھر کے ذکر کو خالص کیا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ ذِكْرَى الدَّارِ سے مراد آخرت کا ذکر ان کو اس کے علاوہ نہ کوئی غم ہے اور نہ ہی کوئی ذکر۔(4)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: اسی لیے اللہ تعالیٰ نے انہیں خالص کیا وہ آخرت اور اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتے تھے۔

عبد بن حمید نے حضرت حسن بصری سے روایت نقل کی ہے کہ بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ کا معنی ہے اہل جنت کی فضیلت۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ذِكْرَى الدَّارِ سے مراد عقبی الدار ہے یعنی دار آخرت۔(5)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے وَ الْيَسَعَ کو تخفیف کے ساتھ پڑھا ہے جبکہ اعمش سے مروی ہے کہ انہوں نے یسع کو مشدد پڑھا ہے۔

هٰذَا ذِكْرٌ ۭ وَ اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ لَحُسْنَ مَاٰبٍ ﴿۴۹﴾ جَنّٰتِ عَدْنٍ مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْاَبْوَابُ ﴿۵۰﴾ مُتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا يَدْعُوْنَ فِيْهَا بِفَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ وَّ شَرَابٍ ﴿۵۱﴾ وَ عِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ اَتْرَابٌ ﴿۵۲﴾ هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِيَوْمِ الْحِسَابِ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 199، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 200
4۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 201 5۔ ایضاً

اِنَّ هٰذَا لَرِزْقُنَا مَا لَهٗ مِنْ نَّفَادٍ ﴿۵۴﴾ هٰذَا ؕ وَ اِنَّ لِلطّٰغِيْنَ لَشَرَّ مَاٰبٍ ﴿۵۵﴾ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۚ فَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۵۶﴾ هٰذَا ۙ فَلْيَذُوْقُوْهُ حَمِيْمٌ وَّ غَسَّاقٌ ﴿۵۷﴾ وَّ اٰخَرُ مِنْ شَكْلِهٖۤ اَزْوَاجٌ ﴿۵۸﴾ هٰذَا فَوْجٌ مُّقْتَحِمٌ مَّعَكُمْ ۚ لَا مَرْحَبًۢا بِهِمْ ؕ اِنَّهُمْ صَالُوا النَّارِ ﴿۵۹﴾ قَالُوْا بَلْ اَنْتُمْ ۟ لَا مَرْحَبًۢا بِكُمْ ؕ اَنْتُمْ قَدَّمْتُمُوْهُ لَنَا ۚ فَبِئْسَ الْقَرَارُ ﴿۶۰﴾ قَالُوْا رَبَّنَا مَنْ قَدَّمَ لَنَا هٰذَا فَزِدْهُ عَذَابًا ضِعْفًا فِي النَّارِ ﴿۶۱﴾

"یہ نصیحت ہے۔ اور بیشک پرہیزگاروں کے لیے بہت عمدہ ٹھکانہ ہے۔ سدابہار باغات، کھلے ہوں گے ان کے لیے سب دروازے۔ تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے ان میں، طلب فرماتے ہوں گے وہاں طرح طرح کے پھل اور مشروبات اور ان کے پاس نیچی نگاہوں والی (عمر، جمال و کمال میں) ہم مثل (حوریں) ہوں گی۔ یہ ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا کہ روز حساب (تمہیں ملے گا)۔ بیشک یہ ہمارا (دیا ہوا) رزق ہے جو کبھی ختم نہ ہوگا۔ یہ (تو پرہیزگاروں کے لیے) اور بلاشبہ سرکشوں کے لیے برا ٹھکانا ہوگا (یعنی) جہنم۔ وہ داخل ہوں گے اس میں۔ تو یہ کتنا تکلیف دہ بچھونا ہے۔ یہ کھولتا پانی اور پیپ ہے۔ پس چاہیے کہ وہ اسے چکھیں۔ اور اس کے علاوہ اس کی مانند طرح طرح کا عذاب۔ یہ (لو) دوسری فوج گھسنا چاہتی ہے تمہارے ساتھ۔ کوئی خوش آمدید نہیں انہیں۔ یہ ضرور آگ تاپنے والے ہیں۔ وہ کہیں گے (ظالمو!) تمہیں کوئی خوش آمدید نہ ہو۔ تم نے ہی آگے کیا اس عذاب کو ہمارے لیے۔ سو بہت برا ٹھکانہ ہے۔ کہیں گے اے ہمارے رب! جس (بدبخت) نے آگے کیا ہے ہمارے لیے یہ عذاب۔ پس بڑھا دے اس کا عذاب دوگنا آگ میں۔"

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے جَنّٰتِ عَدْنٍ مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْاَبْوَابُ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اس کا باہر والا حصہ اندر سے اور اندر والا حصہ باہر سے دکھائی دیتا ہے۔ انہیں کہا جائے گا کھل جا بند ہو جا اور بات کر وہ بات سمجھ جائے گا اور گفتگو کرے گا۔ (1)

امام سعید بن منصور اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت محمد بن کعب رضی اللہ عنہ سے وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ کا یہ معنی نقل کیا ہے وہ اپنی نظریں اپنے خاوندوں تک محدود رکھتی ہیں۔ وہ کسی اور کا ارادہ نہیں کرتیں۔ اَتْرَابٌ یعنی ایک ہی عمر۔

ابن ابی حاتم اور بیہقی نے "البعث والنشور" میں حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ اَتْرَابٌ کا معنی ہم مثل ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے نَّفَادٍ کا معنی ختم ہونا نقل کیا ہے، کہا ہم کیا کرتے تھے کہ غَسَّاقٌ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 204 (مفہوم)، داراحیاء التراث العربی بیروت

وہ چیز ہوتی ہے جو جلد اور گوشت کے درمیان سے بہتی ہے۔ مِنْ شَكْلِهٖٓ اَزْوَاجٌ اسی جیسی عذاب کے کئی جوڑے ہوں گے۔

امام ابن ابی شیبہ، ہناد اور عبد بن حمید رحمہم اللہ نے حضرت ابورزین رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ غَسَّاقٌ سے مراد جو ان کی پیپ بہتی ہے۔ ہناد نے عطیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ غَسَّاقٌ سے مراد جو چیز ان کی جلدوں سے بہتی ہے۔(1)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ غَسَّاقٌ سے مراد سخت ٹھنڈک ہے۔ شَكْلِهٖٓ یعنی اس جیسی ازواج یعنی عذاب کی کئی قسمیں۔

امام ہناد بن سدی رحمہ اللہ نے ''زہد'' میں، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ غَسَّاقٌ سے کھاتے ہیں جسکی سخت ٹھنڈک کی وجہ سے وہ اسے نہ چکھ سکیں۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ غَسَّاقٌ سے مراد بدبودار ہے۔ وہ طخاویہ (طخاویان کی طرف منسوب ہے) ہوتی ہے۔(2)

امام احمد، امام ترمذی، ابن جریر، ابن ابی حاتم، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث والنشور میں حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر غَسَّاقٌ کا ایک ڈول دنیا میں بہایا جائے تو تمام دنیا والے بدبودار ہو جائیں۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ غَسَّاقٌ جہنم میں ایک چشمہ ہے جس کی طرف سانپ، بچھو اور دوسری چیزوں کا زہر بہتا رہتا ہے تو اس کا رنگ بدل جاتا ہے۔(4)

امام عبدالرزاق، فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے: وَّاٰخَرُ مِنْ شَكْلِهٖٓ اَزْوَاجٌ یعنی سخت ٹھنڈک۔(5)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مرہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے زمہریر کا ذکر کیا اور کہا وَّاٰخَرُ مِنْ شَكْلِهٖٓ اَزْوَاجٌ انہوں نے عبداللہ سے کہا کیا زمہریر کی ٹھنڈک ہوتی ہے تو آپ نے یہ آیت پڑھی لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا بَرْدًا وَّلَا شَرَابًا ﴿۲۴﴾ اِلَّا حَمِيْمًا وَّغَسَّاقًا ﴿۲۵﴾ (النباء)

ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت حسن بصری سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اَزْوَاجٌ سے مراد مختلف عذاب ہیں۔(6)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عذاب کا ذکر کیا۔ سلاسل اور اغلال کا ذکر کیا اور جو کچھ دنیا میں ہوتا ہے اس کا ذکر کیا اور ایسی چیزوں کا ذکر کیا جو دنیا میں دکھائی نہیں دیتیں۔(7)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے وَّاٰخَرُ مِنْ شَكْلِهٖٓ کو الف کے رفع

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 154 (34923)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 208، داراحیاء التراث العربی بیروت
3۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 209
4۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 208

5۔ ایضاً
6۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 210
7۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 209

اور خاء کے نصب کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عاصم سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے آخر کو الف کے زبر اور مد کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے هٰذَا فَوْجٌ مُّقْتَحِمٌ مَّعَكُمْ ۚ لَا مَرْحَبًۢا بِهِمْ ۭ اِنَّهُمْ صَالُوا النَّارِ ﴿۵۹﴾ قَالُوْا بَلْ اَنْتُمْ ۣ لَا مَرْحَبًۢا بِكُمْ ۭ اَنْتُمْ قَدَّمْتُمُوْهُ لَنَا ۚ فَبِئْسَ الْقَرَارُ کے بارے میں یہ کہا یہ اتباع کرنے والے اپنے سرداروں سے کہیں گے۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن ابی حاتم اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے فَزِدْهُ عَذَابًا ضِعْفًا فِي النَّارِ کی یہ تفسیر نقل کی ہے: بڑے اور چھوٹے سانپ۔

وَ قَالُوْا مَا لَنَا لَا نَرٰى رِجَالًا كُنَّا نَعُدُّهُمْ مِّنَ الْاَشْرَارِ ﴿۶۲﴾ اَتَّخَذْنٰهُمْ سِخْرِيًّا اَمْ زَاغَتْ عَنْهُمُ الْاَبْصَارُ ﴿۶۳﴾ اِنَّ ذٰلِكَ لَحَقٌّ تَخَاصُمُ اَهْلِ النَّارِ ﴿۶۴﴾

"اور کہیں گے کیا وجہ ہے کہ ہمیں نظر نہیں آ رہے (یہاں) وہ لوگ جنہیں ہم شمار کرتے تھے برے لوگوں میں۔ ہم جن کا تمسخر اڑایا کرتے تھے یا پھر گئی ہیں ان کی طرف سے ہماری آنکھیں۔ یقیناً یہ سچ ہے دوزخی آپس میں جھگڑیں گے۔"

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے کہ یہ جہنم میں ابو جہل کہے گا: کیا وجہ ہے کہ میں بلال، عمار، صہیب، خباب اور فلاں کو نہیں دیکھتا۔ ہم ان کا مذاق اڑاتے تھے جبکہ وہ ایسے تو نہ تھے یا وہ جہنم میں تو ہیں مگر ہم انہیں نہیں دیکھتے۔(2)

امام ابن منذر نے مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اجال سے مراد وہ حضرت عبد اللہ بن مسعود اور ان کے ساتھیوں کو لیتے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت شمر بن عطیہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ابو جہل جہنم میں کہے گا خباب کہاں ہے، صہیب کہاں ہے، بلال کہاں ہے اور عمار کہاں ہے؟۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ جنتیوں کو نہ پائیں گے یا وہ ہیں تو جہنم میں مگر ہم انہیں نہیں دیکھتے۔ جب انہیں جہنم میں داخل کیا گیا تو ہماری آنکھیں ان سے بھٹک گئی تھیں۔(3)

قُلْ اِنَّمَاۤ اَنَا مُنْذِرٌ ۖۗ وَّ مَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۶۵﴾ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا بَيْنَهُمَا الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ ﴿۶۶﴾

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 211 2۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 13-212 3۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 213

''(اے حبیب!) آپ فرمایئے میں تو فقط ڈرانے والا ہوں اور نہیں ہے کوئی خدا مگر اللہ جو ایک ہے سب پر غالب ہے۔ مالک ہے آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے۔ عزت والا، بہت بخشنے والا۔''

امام نسائی، محمد بن نصر اور بیہقی نے ''الاسماء والصفات'' میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اٹھتے۔ تو یہ پڑھتے اِلٰہٍ اِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۶۵﴾ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا الْعَزِیْزُ الْغَفَّارُ۔

قُلْ هُوَ نَبَؤٌا عَظِیْمٌ ﴿۶۷﴾ اَنْتُمْ عَنْهُ مُعْرِضُوْنَ ﴿۶۸﴾ مَا كَانَ لِیَ مِنْ عِلْمٍۭ بِالْمَلَاِ الْاَعْلٰۤى اِذْ یَخْتَصِمُوْنَ ﴿۶۹﴾ اِنْ یُّوْحٰۤى اِلَیَّ اِلَّاۤ اَنَّمَاۤ اَنَا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ﴿۷۰﴾

''فرمایئے یہ بڑی اہم اور عظیم خبر ہے۔ تم اس سے منہ موڑے ہوئے ہو۔ مجھے کوئی علم نہ تھا عالم بالا کے بارے میں جب وہ جھگڑ رہے تھے۔ نہیں وحی کی جاتی میری طرف مگر یہ کہ میں فقط کھلا ڈرانے والا ہوں۔''

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابو نصر سجزی رحمہم اللہ نے ''الابانہ'' میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے قُلْ هُوَ نَبَؤٌا عَظِیْمٌ کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ هُوَ سے مراد قرآن ہے۔ (1)

امام عبد بن حمید نے ''الابانہ'' میں، محمد بن نصر نے ''کتاب الصلاۃ'' اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ تم نَبَؤٌا عَظِیْمٌ کے بارے میں بحث کرتے رہتے ہو، اسے اللہ تعالیٰ سے سمجھو۔ ارشاد ہے مَا كَانَ لِیَ مِنْ عِلْمٍۭ بِالْمَلَاِ الْاَعْلٰۤى اِذْ یَخْتَصِمُوْنَ کہا وہ فرشتے تھے جو حضرت آدم علیہ السلام کے متعلق جھگڑ رہے تھے۔ وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓىِٕكَةِ اِنِّیْ...... فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِیْنَ اسی بارے میں فرشتے آپس میں جھگڑ رہے تھے۔ (2)

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بِالْمَلَاِ الْاَعْلٰۤى سے مراد فرشتے ہیں جب انہوں نے حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کے موقع پر آپس میں مشورہ کیا اور جھگڑا کیا۔ عرض کی کیا تو زمین میں خلیفہ بناتا ہے۔ (3)

امام محمد بن نصر نے ''کتاب الصلاۃ'' میں، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد حضرت آدم علیہ السلام کے متعلق جھگڑا ہے۔

عبد بن حمید نے حضرت حسن بصری سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ فرشتے کس بات میں جھگڑ رہے ہیں۔ صحابہ نے عرض کی اللہ اور اس کا رسول اس میں بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا وہ تین کفارات کے بارے میں جھگڑ رہے ہیں۔ مشکل وقت میں اچھی طرح وضو کرنا جماعت کے لیے پیدل چل کر جانا اور نماز کی ادائیگی کے بعد نماز کا انتظار کرنا۔

امام عبد الرزاق، امام احمد، عبد بن حمید اور امام ترمذی جبکہ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے اور محمد بن نصر نے ''کتاب الصلوٰۃ'' میں روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج رات میرا رب میرے پاس بہترین صورت میں آیا جتنا میں گمان کرتا ہوں اس نے مجھے خواب میں فرمایا اے محمد! کیا تو جانتا ہے کہ فرشتے کس بات میں جھگڑ رہے ہیں؟ میں نے عرض کی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 214، دار احیاء التراث العربی بیروت　2۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 215　3۔ ایضاً

نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا دست قدرت میرے کندھوں کے درمیان رکھا جس کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینے میں محسوس کی۔ الفاظ بین ثدی فرمائے یا فی نحری فرمائے۔ تو میں زمین و آسمان کی ہر چیز کو جان گیا۔ پھر فرمایا اے محمد! کیا تو جانتا ہے فرشتے کس بات میں جھگڑ رہے ہیں؟ میں نے عرض کی جی ہاں، کفارات میں، نماز کے بعد مسجد میں ٹھہرنے کے بارے میں، جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کے لیے پیدل چلنے کے بارے میں۔ جب وضو ناپسند ہو اس وقت اچھی طرح وضو کرنے کے بارے میں۔ جس نے ایسا کیا اس نے اچھی زندگی بسر کی۔ وہ خطا میں اس دن کی طرح ہوگا جس دن اس کی ماں نے اسے جنا۔ اے محمد! جب تو نماز پڑھے تو یہ دعا کیا کر اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ فِعْلَ الْخَیْرَاتِ وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاكِیْنِ وَاِذَا اَرَدْتَّ بِعِبَادِكَ فِتْنَةً فَاقْبِضْنِیْ اِلَیْكَ غَیْرَ مَفْتُوْنٍ اے اللہ! میں تجھ سے بھلائیوں کے کرنے، منکرات کو چھوڑنے اور مساکین سے محبت کا سوال کرتا ہوں۔ جب تو اپنے بندوں کو آزمانے کا ارادہ کرے تو مجھے بغیر فتنہ میں ڈالے۔ اپنی طرف قبض کرلے۔ کہا درجات سے مراد سلام کو عام کرنا، کھانا کھلانا اور رات کے وقت نماز پڑھنا جبکہ لوگ سوئے ہوئے ہوں۔ (1)

امام ترمذی، جبکہ امام ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے، محمد بن نصر، طبرانی، حاکم اور ابن مردویہ نے حضرت معاذ بن جبل سے روایت نقل کی ہے: ایک روز صبح کی نماز حضور ﷺ ہمارے پاس تشریف نہ لائے یہاں تک کہ قریب تھا کہ ہم سورج کی ٹکیہ دیکھ لیتے۔ حضور ﷺ جلدی سے نکلے اقامت کہی گئی تو رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی۔ جب آپ نے سلام پھیرا تو چھڑی منگوائی۔ فرمایا جیسے ہو اسی طرح صفوں میں بیٹھے رہو۔ پھر آپ ہماری طرف متوجہ ہوئے۔ پھر فرمایا خبردار! میں تمہیں بتانے والا ہوں کہ مجھے کس چیز نے تم سے روکے رکھا ہے؟ میں رات کو اٹھا جتنا میرے لیے ممکن تھا میں نے نماز پڑھی۔ نماز میں مجھے اونگھ آئی یہاں تک کہ نماز پڑھنا میرے لیے مشکل ہوگیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ میں اپنے رب کی بارگاہ میں ہوں جو انتہائی حسین صورت میں ہے۔ فرمایا اے محمد! میں نے عرض کی میرے رب میں حاضر ہوں۔ فرمایا فرشتے کس بات میں جھگڑ رہے ہیں؟ میں نے عرض کی میں کچھ نہیں جانتا تو اللہ تعالیٰ نے اپنا ہاتھ میرے کندھوں کے درمیان رکھا۔ تو میں نے اس کے پوروں کی ٹھنڈک اپنے سینے میں پائی۔ تو میرے لیے ہر چیز عیاں ہوگئی اور میں اسے پہچان گیا۔ فرمایا اے محمد! میں نے عرض کی اے میرے رب! میں حاضر ہوں۔ فرمایا فرشتے کس بات میں جھگڑ رہے ہیں؟ میں نے عرض کی درجات اور کفارات کے بارے میں۔ فرمایا درجات کیا ہیں؟ میں نے عرض کی کھانا کھلانا، سلام دینا اور رات کے وقت نماز پڑھنا جبکہ لوگ سوئے ہوئے ہوں۔ ارشاد فرمایا تو نے سچ کہا ہے۔ فرمایا کفارات کیا ہیں؟ میں نے عرض کی مشکل وقت میں اچھی طرح وضو کرنا، نماز کی ادائیگی کے بعد نماز کا انتظار کرنا اور جماعت کے ساتھ نماز کی ادائیگی کے لیے چل کر جانا۔ فرمایا اے محمد! تو نے سچ کہا ہے۔ اے محمد! یہ پڑھا کرو اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ فِعْلَ الْخَیْرَاتِ وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاكِیْنِ وَاَنْ تَغْفِرَلِیْ وَتَرْحَمَنِیْ وَاِذَا اَرَدْتَّ بِعِبَادِكَ فِتْنَةً فَاقْبِضْنِیْ اِلَیْكَ غَیْرَ مَفْتُوْنٍ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ اَحَبَّكَ وَحُبَّ عَمَلٍ یُّقَرِّبُنِیْ اِلٰی حُبِّكَ۔ اے اللہ! میں تجھ سے تیری محبت اور ان کی محبت جو تجھ سے محبت کرتے ہیں اور ایسے عمل کی محبت کا سوال کرتا ہوں جو مجھے

1۔ سنن ترمذی، جلد 5، صفحہ 342 (3233)، دار الکتب العلمیہ بیروت

تیری محبت کے قریب کر دے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان کلمات کو سیکھو اور انہیں یاد کرو کیونکہ یہ حق ہیں۔(1)

امام طبرانی نے "السنہ" میں اور ابن مردویہ نے حضرت جابر بن سمرہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ میرے لیے بہترین صورت میں ظاہر ہوا۔ اس نے مجھ سے پوچھا فرشتے کس بات میں جھگڑ رہے ہیں؟ میں نے کہا اے میرے رب! مجھے کچھ علم نہیں اس نے اپنا ہاتھ میرے کندھوں کے درمیان رکھا تو میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے سینے میں پائی۔ اس نے مجھ سے کوئی بھی سوال کیا تو مجھے اس کا علم تھا۔ میں اسے سمجھ گیا۔ میں نے کہا ہاں میرے رب وہ درجات اور کفارات میں جھگڑ رہے ہیں۔ میں نے کہا درجات سے مراد ناپسندیدگی کے وقت اچھی طرح وضو کرنا، پیدل جماعت کے لیے جانا، نماز کی ادائیگی کے بعد نماز کا انتظار کرنا، کھانا کھلانا، سلام دینا اور رات کے وقت نماز پڑھنا جبکہ لوگ سوئے ہوئے ہوں۔

امام طبرانی نے السنۃ میں اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے اپنے رب کو بہترین صورت میں دیکھا۔ فرمایا: اے محمد! میں نے عرض کی لَبَّیْکَ رَبِّیْ وَسَعْدَیْكَ، میں نے تین بار یونہی عرض کیا۔ فرمایا: کیا تم جانتے ہو ملا اعلیٰ کس بارے میں جھگڑ رہے ہیں؟ میں نے عرض کیا نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا دست قدرت میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھا تو اس کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینے میں محسوس کی۔ پس میں وہ بات سمجھ گیا جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے مجھ سے سوال کیا۔ میں نے عرض کی، اے میرے رب! ہاں (میں سمجھ گیا) وہ درجات اور کفارات کے بارے میں جھگڑ رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا درجات یہ ہیں: ٹھنڈک کے وقت پورا وضو کرنا، جماعت کی طرف پیدل چل کر جانا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا اور کفارات یہ ہیں: کھانا کھلانا، سلام پھیرنا اور رات کو نماز پڑھنا جب کہ لوگ سوئے ہوئے ہوں۔

امام طبرانی نے "السنہ" میں شیرازی نے "القاب" میں اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک روز ہم نے صبح کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے تو آپ نے ہمیں بتایا۔ فرمایا آج رات میرا رب میری نیند کی حالت میں بہترین صورت میں تشریف لایا۔ اس نے اپنا ہاتھ میری چھاتی اور کندھوں کے درمیان رکھا۔ میں نے اس کی ٹھنڈک سینے میں پائی تو مجھے ہر چیز کا علم عطا کر دیا۔ فرمایا اے محمد! میں نے عرض کی لَبَّیْكَ رَبِّ وَسَعْدَیْكَ۔ پوچھا گیا تو جانتا ہے، فرشتے کس بات میں جھگڑ رہے ہیں؟ میں نے عرض کی میرے رب! کفارات اور درجات میں جھگڑ رہے ہیں۔ پوچھا کفارات کیا ہیں؟ میں نے عرض کی سلام دینا، کھانا کھلانا اور نماز پڑھنا جبکہ لوگ سوئے ہوئے ہوں۔ پوچھا درجات کیا ہیں؟ میں نے عرض کی ٹھنڈی صبح میں اچھی طرح وضو کرنا، جماعت کے لیے پیدل جانا اور نماز کی ادائیگی کے بعد نماز کا انتظار کرنا۔(2)

امام ابن نصر، طبرانی اور ابن مردویہ حضرت ابو امامہ سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں کہ فرمایا میرا رب میرے پاس بہترین صورت میں آیا۔ فرمایا اے محمد! میں نے عرض کی لَبَّیْكَ وَسَعْدَیْكَ۔ فرمایا فرشتے کس بات میں جھگڑ رہے

1۔ سنن ترمذی، جلد 5، صفحہ 44-243 (3235)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 366، دار الفکر بیروت

ہیں؟ میں نے عرض کی میں نہیں جانتا تو اس نے اپنا ہاتھ میرے پستانوں کے درمیان رکھا تو میں اپنی نیند میں ہی ہر اس چیز کو جان گیا جو اس نے مجھ سے دنیا اور آخرت کے بارے میں مجھ سے سوال کیا۔ پوچھا کس بارے میں فرشتے جھگڑ رہے ہیں؟ میں نے عرض کی درجات اور کفارات کے بارے میں۔ جہاں تک درجات کا تعلق ہے تو وہ ٹھنڈی صبح میں اچھی طرح وضو کرنا اور نماز کی ادائیگی کے بعد نماز کا انتظار کرنا۔ فرمایا تو نے سچ کہا، جس نے ایسا کیا وہ خیر پر زندہ رہا اور خیر پر ہی فوت ہوا وہ گناہوں سے اس دن کی طرح پاک ہے جیسے اس دن جس دن اس کی ماں نے اسے جنا تھا۔ جہاں تک کفارات کا تعلق ہے تو کھانا کھلانا، سلام دینا، اچھی گفتگو کرنا نماز پڑھنا جبکہ لوگ سوئے ہوئے ہوں۔ پھر یہ دعا کی ''اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡاَلُكَ فِعۡلَ الۡحَسَنَاتِ وَتَرۡكَ السَّیِّئَاتِ وَحُبَّ الۡمَسَاکِیۡنِ وَمَغۡفِرَۃً وَاَنۡ تَتُوۡبَ عَلَیَّ وَاِذَا اَرَدۡتَ فِیۡ قَوۡمٍ فِتۡنَۃً فَنَجِّنِیۡ غَیۡرَ مَفۡتُوۡنٍ''۔(1)

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت طارق بن شہاب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا فرشتے کس بات میں جھگڑ رہے ہیں؟ فرمایا درجات اور کفارات میں۔ جہاں تک درجات کا تعلق ہے وہ کھانا کھلانا، سلام دینا اور رات کے وقت نماز پڑھنا جبکہ لوگ سوئے ہوئے ہوں۔ جہاں تک کفارات کا تعلق ہے وہ ٹھنڈی صبح میں اچھی طرح وضو کرنا، پیدل جماعت کی طرف جانا اور نماز کی ادائیگی کے بعد نماز کا انتظار کرنا ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب مجھے ساتویں آسمان پر لے جایا گیا۔ فرمایا اے محمد! فرشتے کس بات میں جھگڑ رہے ہیں؟ پھر حدیث ذکر کی۔

امام طبرانی ''السنہ'' میں اور خطیب نے ابو عبیدہ بن جراح سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ جس رات مجھے آسمانوں کی سیر کرائی گئی تو میں نے اپنے رب کو بہترین صورت میں دیکھا۔ فرمایا اے محمد! فرشتے کس بات میں جھگڑ رہے ہیں؟ میں نے عرض کی کفارات اور درجات میں۔ پوچھا کفارات کیا ہیں؟ میں نے عرض کی سخت ٹھنڈی صبح میں اچھی طرح وضو کرنا، جماعت کی طرف پیدل چل کر جانا، نماز کے بعد نماز کا انتظار کرنا۔ پوچھا درجات کیا ہیں؟ میں نے عرض کی کھانا کھلانا، سلام دینا اور اس وقت نماز پڑھنا جب لوگ سوئے ہوئے ہوں پھر فرمایا کہو میں نے عرض کی کیا کہوں؟ فرمایا کہو اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡاَلُكَ عَمَلًا بِالۡحَسَنَاتِ وَتَرۡكَ الۡمُنۡکَرَاتِ وَاِذَا اَرَدۡتَ بِقَوۡمٍ فِتۡنَۃً وَاَنَا فِیۡھِمۡ فَاقۡبِضۡنِیۡ اِلَیۡكَ غَیۡرَ مَفۡتُوۡنٍ۔

امام محمد بن نصر نے ''کتاب الصلاۃ'' میں اور طبرانی نے ''السنۃ'' میں عبدالرحمن بن عابس حضرمی سے روایت نقل کی ہے کہ ایک صبح رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی۔ کسی نے عرض کی آج سے بڑھ کر ہم نے کبھی آپ کو زیادہ روشن چہرے والا نہیں دیکھا؟ فرمایا ایسا کیوں نہ ہو جبکہ میں نے اپنے رب کو بہترین صورت میں دیکھا ہے۔ فرمایا اے محمد! فرشتے کس بات میں جھگڑ رہے ہیں؟ میں نے عرض کی کفارات میں۔ پوچھا وہ کیا ہیں؟ میں نے عرض کی پیدل جماعت کی طرف جانا، نماز کے انتظار میں مسجد میں بیٹھنا اور صحیح صحیح وضو کرنا۔ پوچھا اور کس میں؟ میں نے عرض کی درجات میں۔ پوچھا وہ کیا ہیں؟ فرمایا کھانا کھلانا، سلام دینا اور رات کو نماز پڑھنا جبکہ لوگ سوئے ہوئے ہوں۔ پھر فرمایا اے محمد! یہ دعا کیا کرو ''اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡاَلُكَ

1۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 370 (11744)، دار الفکر بیروت

الطَّيِّبَاتِ وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاكِيْنِ "اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے! یہ حق ہیں۔

امام ابن نصر اور طبرانی رحمہما اللہ نے "السنۃ" میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ صبح کی نماز کے بعد حضور ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے۔ فرمایا میرا رب میرے پاس بہترین صورت میں جلوہ گر ہوا۔ مجھے فرمایا اے محمد! کیا تو جانتا ہے فرشتے کس بات میں جھگڑ رہے ہیں؟ میں نے عرض کی اے میرے رب! میں نہیں جانتا۔ تو اس نے اپنا ہاتھ میرے کندھوں کے درمیان رکھا یہاں تک کہ میں نے اس کے پوروں کی ٹھنڈک اپنے سینے میں پائی تو میرے لیے آسمان وزمین کے درمیان ہر چیز عیاں ہوگئی۔ میں نے عرض کی جی ہاں میرے رب! وہ کفارات اور درجات میں جھگڑ رہے ہیں۔ پوچھا درجات کیا ہیں؟ میں نے عرض کی کھانا کھلانا، سلام دینا اور رات کو عبادت کرنا جبکہ لوگ سوئے ہوئے ہوں۔ جہاں تک کفارات کا تعلق ہے وہ پیدل جماعت کے لیے جانا، مشکل حالت میں اچھی طرح وضو کرنا اور نماز کے بعد مسجد میں بیٹھنا۔ پھر فرمایا اے محمد! کہو بات سنی جائے گی، سوال کر تجھے عطا کیا جائے گا، شفاعت کر دشفاعت مانی جائے گی۔ میں نے عرض کی اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ ...... وَحُبَّ مَنْ اَحَبَّكَ وَحُبَّ عَمَلٍ يُبَلِّغُنِيْ اِلٰى حُبِّكَ۔(1)

اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ طِیْنٍ ﴿۷۱﴾ فَاِذَا سَوَّیْتُهٗ وَ نَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِیْنَ ﴿۷۲﴾ فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ﴿۷۳﴾ اِلَّاۤ اِبْلِیْسَ ؕ اِسْتَكْبَرَ وَ كَانَ مِنَ الْكٰفِرِیْنَ ﴿۷۴﴾

"(اے حبیب!) یاد فرمائیے جب کہا آپ کے رب نے فرشتوں سے کہ میں پیدا کرنے والا ہوں بشر کو کیچڑ سے۔ پس جب اس کو سنوار دوں اور پھونک دوں اس میں اپنی (طرف سے خاص) تو تم گر پڑنا اس کے آگے سجدہ کرتے ہوئے۔ پھر سجدہ کیا سب کے سب فرشتوں نے سوائے ابلیس کے۔ اس نے گھمنڈ کیا اور ہو گیا کافروں میں سے۔"

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ان آیات میں جو بات مذکور ہے اسی بارے میں فرشتے جھگڑ رہے تھے۔

قَالَ یٰۤاِبْلِیْسُ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِیَدَیَّ ؕ اَسْتَكْبَرْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِیْنَ ﴿۷۵﴾ قَالَ اَنَا خَیْرٌ مِّنْهُ ؕ خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ ﴿۷۶﴾ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِیْمٌ ﴿۷۷﴾ وَّ اِنَّ عَلَیْكَ لَعْنَتِیْۤ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ ﴿۷۸﴾ قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِیْۤ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ﴿۷۹﴾

1۔ مجمع الزوائد، جلد ، صفحہ 368 (11742)، دار الفکر بیروت

قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ﴿٨٠﴾ اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ﴿٨١﴾ قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿٨٢﴾ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿٨٣﴾

''ارشاد ہوا اے ابلیس! کس چیز نے باز رکھا تھا تمہیں اس کو سجدہ کرنے سے جسے میں نے پیدا کیا اپنے دونوں ہاتھوں سے۔ کیا تو نے تکبر کیا تو اپنے آپ کو اس سے عالی مرتبہ خیال کرتا ہے۔ وہ (گستاخ) بولا میں بہتر ہوں اس سے، تو نے پیدا کیا ہے مجھے آگ سے اور پیدا کیا ہے اسے کیچڑ سے۔ حکم ملا (اے بے حیا!) نکل جا جنت سے بیشک تو پھٹکارا گیا۔ اور بیشک تجھ پر میری لعنت برسے گی قیامت تک۔ ابلیس بولا (اگر یہی اٹل فیصلہ ہے) تو میرے رب! مجھے مہلت دیجیے روز حشر تک۔ جواب ملا بیشک تو مہلت دیئے جانے والوں میں سے ہے۔ (یہ مہلت) مقررہ وقت کے دن تک ہے۔ کہنے لگا تیری عزت کی قسم! میں ضرور گمراہ کروں گا ان سب کو۔ سوائے تیرے ان بندوں کے جنہیں ان میں سے تو نے چن لیا ہے۔''

امام ابن ابی الدنیا نے ''صفۃ الجنۃ'' میں، ابو الشیخ نے ''العظمۃ'' میں اور بیہقی نے ''الاسماء والصفات'' میں حضرت عبد اللہ بن حارث سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تین چیزیں اپنے دست قدرت سے پیدا فرمائیں۔ حضرت آدم علیہ السلام کو اپنے دست قدرت سے پیدا کیا، تورات کو اپنے دست قدرت سے لکھا اور فردوس باغ کو اپنے دست قدرت سے لگایا۔ پھر فرمایا مجھے اپنی عزت کی قسم! اس میں دائمی شراب خور اور بے غیرت نہیں رہے گا۔ عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ ہم دائمی شراب خور کو تو جانتے ہیں، دیوث کیا ہے؟ فرمایا جو اپنے گھر والوں کو بدکاری کا مشورہ دیتا ہے۔

امام ابن جریر، ابو الشیخ نے ''العظمۃ'' میں اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے: اللہ تعالیٰ نے چار چیزوں کو اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا: عرش، جنات عدن، قلم اور حضرت آدم۔ پھر ہر چیز کے لیے کن فرمایا تو وہ ہوگئی۔ اپنی مخلوقات سے چار چیزوں کے ساتھ حجاب فرمایا: آگ، تاریکی، نور (1)۔

امام ہناد رحمہ اللہ نے حضرت میسرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چار چیزوں کو دست قدرت سے پیدا فرمایا: حضرت آدم علیہ السلام کو دست قدرت سے پیدا فرمایا، تورات کو اپنے دست قدرت سے لکھا، جنت عدن کو اپنے دست قدرت سے لگایا اور قلم کو اپنے دست قدرت سے بنایا۔

امام ہناد رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

امام عبد بن حمید نے کعب سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دست قدرت سے تین چیزیں پیدا فرمائیں: حضرت آدم علیہ السلام کو اپنے دست قدرت سے بنایا، تورات کو اپنے دست قدرت سے لکھا اور جنت عدن کو اپنے ہاتھ سے لگایا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے رَجِیْمٌ سے مراد لعین ہے۔ فرمایا اَلْمُخْلَصِیْنَ نصب کے ساتھ ہے۔ میں نے کہا قرآن میں یہ لفظ جہاں بھی ہے ہم اسے اسی طرح پڑھیں؟ فرمایا ہاں۔

1۔ چوتھی چیز کا ذکر نہیں کیا جگہ خالی چھوڑی گئی ہے۔ تفسیر ابن جریر میں صرف روایت کا پہلا حصہ منقول ہے (مترجم)

قَالَ فَالْحَقُّ وَ الْحَقَّ اَقُوْلُ ﴿۸۴﴾ لَاَمْلَـَٔنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَ مِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۸۵﴾

"فرمایا تو میں حق ہوں اور میں سچ ہی کہتا ہوں۔ میں ضرور بھر دوں گا جہنم کو تجھ سے اور تیرے سب فرمانبرداروں سے۔"

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے فَالْحَقُّ وَ الْحَقَّ اَقُوْلُ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ میں حق ہوں اور حق کہتا ہوں۔ (1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ پہلا فَالْحَقُّ مرفوع اور دوسرا الْحَقَّ منصوب ہے اَقُوْلُ مرفوع ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے پہلے فَالْحَقُّ کو مرفوع اور دوسرے الْحَقَّ کو منصوب پڑھا ہے وہ کہتے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں حق ہوں اور حق بات ہی کہتا ہوں۔ (2)

قُلْ مَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّ مَاۤ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ ﴿۸۶﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۷﴾

"آپ فرمائیے میں نہیں مانگتا تم سے اس پر کوئی اجر اور نہ میں بناوٹ کرنے والوں میں سے ہوں۔ نہیں ہے یہ (قرآن) مگر نصیحت سارے جہانوں کے لیے۔"

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اے محمد! کہہ دو جس چیز کی طرف میں تمہیں دعوت دیتا ہوں اس پر میں تم سے کوئی دنیاوی اجر نہیں مانگتا۔

امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت مسروق رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اسی اثناء میں ایک آدمی مسجد میں باتیں کر رہا تھا۔ جس بارے میں وہ بات کر رہا تھا وہ یہ تھی يَوْمَ تَاْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ (الدخان: 10) قیامت برپا ہوگئی۔ وہ منافقوں کے کان اور آنکھیں گرفت میں لے لی گئی۔ مومنوں کو اس سے صرف زکام ہوگا۔ ہم اٹھے اور حضرت عبداللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ آپ گھر میں تھے۔ ہم نے آپ کو بتایا۔ آپ ٹیک لگائے ہوئے تھے بیٹھ گئے اور فرمایا اے لوگو! تم میں سے جو علم رکھتا ہو وہ کہے اور جو نہ جانتا ہو وہ کہے اللہ اعلم۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول سے فرمایا قُلْ مَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّ مَاۤ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ۔

امام دیلمی اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تکلف کا اہتمام نہیں کرتا اور میری امت کے ساتھ موافقت اختیار کرو۔

امام احمد، ابن عدی، طبرانی، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے "شعب الایمان" میں حضرت

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 219، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 219

شقیق رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں اور میرا ساتھی حضرت سلمان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے ہمارے سامنے روٹی اور نمک پیش کیا اور فرمایا اگر اللہ تعالیٰ نے ہمیں تکلف سے منع نہ کیا ہوتا تو میں تمہارے لیے تکلف کرتا۔ میرے ساتھی نے کہا کاش! ہمارے نمک میں پہاڑی پودینہ ہوتا۔ آپ نے اپنا لوٹا بھیجا۔ اسے رہن کے طور پر رکھا اور پہاڑی پودینہ لایا۔ جب ہم نے کھانا کھایا تو میرے ساتھی نے کہا اس اللہ کے لیے تمام تعریفیں جس نے ہمیں اس رزق پر قانع بنایا جو اس نے ہمیں رزق عطا فرمایا۔ حضرت سلمان نے فرمایا اگر تو قناعت کرتا تو میرا لوٹا سبزی فروش کے پاس رہن پڑا نہ ہوتا۔(1)

امام طبرانی، حاکم اور بیہقی نے حضرت سلمان فارسی سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ ہم مہمان کے لیے اسی چیز کا تکلف نہ کریں جو ہمارے پاس نہ ہو ہم اسے وہی چیز پیش کریں جو ہمارے پاس موجود ہو۔(2)

ابن عدی نے ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہیں جنتی لوگوں کے بارے میں آگاہ نہ کروں؟ عرض کی کیوں نہیں یارسول اللہ۔ فرمایا آپس میں رحم کرنے والے۔ فرمایا کیا میں تمہیں جہنمیوں کے بارے میں آگاہ نہ کروں؟ فرمایا کیوں نہیں۔ فرمایا مایوس ہونے والے، اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید جھوٹے اور تکلف کرنے والے۔

امام بیہقی نے ''شعب الایمان'' میں حضرت ابن منذر سے روایت نقل کی ہے کہ تکلف کی تین علامتیں ہیں جس چیز کا علم نہیں رکھتا اس کے علم میں تکلف کرے، اپنے سے برتر سے مقابلہ کرے، جس تک پہنچ نہیں سکتا اس کی طرف لمبا ہوتا ہے۔(3)

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جو آدمی کسی چیز کا علم رکھتا ہو وہ دوسرے لوگوں کو سکھائے۔ جس کا علم نہ ہو وہ نہ کہے۔ اگر وہ ایسا کرے گا تو ذہن میں تکلف کرنے والا ہوگا اور دین سے یوں نکلنے والا ہوگا کہ اس کے سرے پر صرف نشان ہوگا۔(4)

وَلَتَعۡلَمُنَّ نَبَاَهٗ بَعۡدَ حِيۡنٍ ﴿۸۸﴾

''اور (اے کفار!) تم ضرور جان لو گے اس کی خبر کچھ عرصہ بعد''

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بَعۡدَ حِيۡنٍ سے مراد موت کے بعد ہے۔ حضرت حسن بصری نے کہا اے ابن آدم! موت کے وقت تیرے پاس یقینی خبر آئے گی۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بعض علماء نے کہا کہ حِيۡنٍ سے مراد قیامت کا دن ہے۔(5)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس بات کی صداقت کا انہیں علم قیامت کے دن ہوگا جسے وہ جھٹلاتے تھے اور یہ آیت پڑھی لِكُلِّ نَبَاٍ مُّسۡتَقَرٌّ (الانعام:67) کہا مُسۡتَقَرٌّ سے مراد آخرت ہے جس میں حق ثابت ہوگا اور اس میں باطل باطل ہو جائے گا۔(6)

1۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 136 (7146)، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 137 (7147)
3۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 271 (5064)، دارالکتب العلمیہ بیروت
4۔ طبقات ابن سعد، جلد 6، صفحہ 109، دار صادر بیروت
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 21-220، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام ابن ضریس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے ''دلائل'' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ زمر مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔(1)

امام نحاس رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ زمر مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ صرف تین آیات مدینہ طیبہ میں نازل ہوئیں جو وحشی کے بارے میں نازل ہوئیں جس نے حضرت حمزہ کو شہید کیا تھا قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ① اِنَّاۤ اَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ② اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ ۭ وَ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ ۘ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَاۤ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِيْ مَا هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۬ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ ③ لَوْ اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا لَّاصْطَفٰى مِمَّا يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۙ سُبْحٰنَهٗ ۭ هُوَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ④

''اتاری گئی ہے یہ کتاب اللہ کی طرف سے جو عزیز (اور) حکیم ہے۔ ہم نے اتاری ہے آپ کی طرف یہ کتاب حق کے ساتھ۔ پس آپ عبادت کریں اللہ کی خالص کرتے ہوئے اس کے لیے اطاعت کو۔ خبردار! صرف اللہ کے لیے ہے دین خالص۔ اور جنہوں نے بنالیے اس کے سوا اور دوالی (اور کہتے ہیں) ہم نہیں عبادت کرتے ان کی مگر محض اس لیے کہ یہ ہمیں اللہ تعالیٰ کا مقرب بنادیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ فیصلہ فرمائے گا ان کے درمیان جن باتوں میں یہ اختلاف کیا کرتے ہیں۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا اس کو جو جھوٹا (اور) بڑا ناشکرا ہو۔ اگر اللہ چاہتا کہ کسی کو بیٹا بنائے تو چن لیتا اپنی مخلوق سے جس کو چاہتا۔ وہ پاک ہے۔ وہی اللہ ہے جو ایک ہے، سب سے زبردست۔''

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حق سے مراد قرآن ہے۔ فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ② اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ اس کی تفسیر کرتے ہوئے کہا: یہ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی گواہی ہے آیت وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ ۘ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَاۤ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى کے بارے میں کہا کہ ہم ان بتوں کی

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 143، دار الکتب العلمیہ بیروت

عبادت صرف اس لیے کرتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ہماری شفاعت کریں گے۔(1)

امام ابن مردویہ نے حضرت یزید رقاشی سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ! ہم اپنے اموال شہرت کے حصول کے لیے دیتے ہیں، کیا اس کا ہمیں کوئی اجر ملے گا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کسی کا کوئی عمل قبول نہیں کرتا مگر جو اس کے لیے ہی خالص عمل کرے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی اَلَا لِلّٰهِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت جویبر رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت وَالَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِیَآءَ تین قبائل کے بارے میں نازل ہوئی: بنو عامر، بنو کنانہ اور بنو سلمہ۔ وہ بتوں کی عبادت کرتے اور یہ کہتے کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِیُقَرِّبُوْنَاۤ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى کی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے کہ یہ بات قریش کے بتوں کے بارے میں کہتے اور ان سے پہلے فرشتوں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت عزیر علیہ السلام کے بارے میں کہتے تھے۔(2)

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ اس آیت کو یوں پڑھتے: وَالَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِیَآءَ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِیُقَرِّبُوْنَاۤ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ وہ اسے یوں پڑھتے قَالُوْا مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِیُقَرِّبُوْنَاۤ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى۔

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۚ یُكَوِّرُ الَّیْلَ عَلَى النَّهَارِ وَیُكَوِّرُ النَّهَارَ عَلَى الَّیْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ كُلٌّ یَّجْرِیْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ اَلَا هُوَ الْعَزِیْزُ الْغَفَّارُ ۝

"اس نے پیدا فرمایا ہے آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ۔ وہ لپیٹتا ہے رات کو دن پر اور لپیٹتا ہے دن کو رات پر اور اس نے مسخر کر دیا ہے سورج اور چاند کو۔ ہر ایک رواں ہے مقررہ میعاد تک۔ غور سے سنو! وہی عزت والا (اور) بہت بخشنے والا ہے۔"

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یُكَوِّرُ الَّیْلَ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ رات کو دن پر سوار کر دیتا ہے۔(3)

امام عبد الرزاق، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ ان میں سے ایک کو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 24-222، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 24-223

3۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 225

دوسرے پر غالب کر دیتا ہے۔(1)

عبد بن حمید نے قتادہ سے یہ معنی نقل کیا ہے اس (رات) کو اس (دن) پر اور اس (دن) کو اس (رات) پر غالب کرتا ہے۔

خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ اَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ الْاَنْعَامِ ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ۭ يَخْلُقُكُمْ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ خَلْقًا مِّنْۢ بَعْدِ خَلْقٍ فِيْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ ۭ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ①

”اس نے پیدا کیا ہے تمہیں فرد واحد سے پھر بنایا اسی سے اس کا جوڑا اور پیدا کیے تمہارے لیے جانوروں میں آٹھ جوڑے۔ وہ پیدا فرماتا ہے تمہیں تمہاری ماؤں کے شکموں میں (تدریجاً) ایک حالت سے دوسری حالت تین اندھیروں میں۔ یہ (قدرت والا) اللہ تمہارا رب ہے، اسی کی حکومت ہے۔ نہیں کوئی معبود بجز اس کے پھر تم کدھر منہ پھیر کر جا رہے ہو۔“

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ کے متعلق یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا (النساء:1) یعنی آپ کی زوجہ یعنی حضرت حوا کو آپ کی پسلیوں میں سے ایک پسلی سے پیدا کیا۔ خَلْقًا مِّنْۢ بَعْدِ خَلْقٍ یعنی نطفہ، جما ہوا خون، گوشت کا لوتھڑا، ہڈیاں اور گوشت پھر بال اگائے۔ یہ تمام چیزیں مرحلہ وار ہوئیں۔ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ سے مراد پیٹ، رحم اور جھلی (جس میں بچہ ہوتا ہے)۔ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ کہا یہ آیت اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی طرح ہے فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿٨٧﴾ (الزخرف)(2)

عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے مجاہد سے ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ سے یہ مراد نقل کی اونٹ، گائے، بھیڑ اور بکری۔ مِّنْۢ بَعْدِ خَلْقٍ یعنی نطفہ اور پھر اس کے بعد کے مراحل یہاں تک کہ اس کی خلقت مکمل ہوگئی۔ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ یعنی پیٹ، رحم اور جھلی۔(3)

امام سعید بن منصور، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے خَلْقًا مِّنْۢ بَعْدِ خَلْقٍ جما ہوا خون، گوشت کا لوتھڑا پھر ہڈیاں فِيْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ پیٹ کی تاریکی، رحم کی تاریکی اور جھلی کی تاریکی۔(4)

امام عبد بن حمید نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ سے مراد پیٹ، رحم اور جھلی ہے۔

اِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنْكُمْ ۣ وَ لَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ ۚ وَ اِنْ تَشْكُرُوْا يَرْضَهُ لَكُمْ ۭ وَ لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۭ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۭ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ⑦

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 128، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 226,28,29,30
3۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 228,29,30
4۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 229

''اگر تم ناشکری کرتے ہو تو بیشک اللہ تعالیٰ کو تمہاری کوئی ضرورت نہیں اور وہ پسند نہیں کرتا اپنے بندوں سے ناشکری کو اور اگر تم شکر ادا کرو تو وہ پسند کرتا ہے اسے تمہارے لیے۔ اور نہیں اٹھائے گا کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ۔ پھر اپنے رب کی طرف تمہیں لوٹنا ہے۔ پس وہ آگاہ کرے گا تمہیں ان کاموں سے جو تم کیا کرتے تھے۔ بیشک وہ خوب جاننے والا ہے سینوں کے رازوں کو۔''

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے ''الاسماء والصفات'' میں حضرت ابن عباس سے اِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ عَنْكُمْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے: یعنی کفار جن کے دلوں کو پاک کرنے کا اللہ تعالیٰ نے ارادہ نہیں کیا تھا کہ وہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہتے۔ پھر فرمایا وَ لَا یَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ یہاں عباد سے مراد اللہ تعالیٰ کے مخلص بندے ہیں۔ فرمایا اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَكَ عَلَیْهِمْ (الحجر 42) اللہ تعالیٰ نے اپنے مخلص بندوں کے لیے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی شہادت کو لازم کر دیا ہے اور اسے ان کے لیے محبوب بنا دیا۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے وَ لَا یَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے مسلمان بندوں سے کفر کو پسند نہیں کرتا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قسم! اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے گمراہی پر راضی نہیں اور نہ ہی اس نے اس کا حکم دیا ہے اور نہ ہی اس کی طرف بلایا لیکن وہ تمہاری طاعت پر راضی ہے۔ طاعت کا ہی اس نے حکم دیا ہے اور اپنی معصیت سے تمہیں منع کیا ہے۔

وَ اِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهٗ مُنِیْبًا اِلَیْهِ ثُمَّ اِذَا خَوَّلَهٗ نِعْمَةً مِّنْهُ نَسِیَ مَا كَانَ یَدْعُوْۤا اِلَیْهِ مِنْ قَبْلُ وَ جَعَلَ لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّیُضِلَّ عَنْ سَبِیْلِهٖ ؕ قُلْ تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِیْلًا ۖۗ اِنَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ ۝۸

''اور جب پہنچتی ہے انسان کو کوئی تکلیف (اس وقت) پکارتا ہے اپنے رب کو دل سے رجوع کرتے ہوئے اس کی طرف۔ پھر جب عطا کرتا ہے اسے نعمت اپنی (جناب سے) تو بھول جاتا ہے اس تکلیف کو جس کے لیے فریاد کرتا رہا تھا اس سے پہلے اور بناتا ہے اللہ تعالیٰ کے ہم مثل تاکہ بہکا دے اس کی راہ سے۔ (اے مصطفیٰ! آپ اسے) فرمائیے لطف اٹھالے اپنے کفر سے تھوڑے دن۔ بیشک تو دوزخیوں میں سے ہے۔''

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے مُنِیْبًا اِلَیْهِ کا یہ معنی نقل کیا ہے: اس کے لیے اخلاص کا اظہار کرتے ہوئے۔(2)

اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّیْلِ سَاجِدًا وَّ قَآىِٕمًا یَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَ یَرْجُوْا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 230، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 232

رَحْمَةَ رَبِّهٖ ؕ قُلْ هَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ ؕ اِنَّمَا یَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝۹

''بھلا جو شخص عبادت میں بسر کرتا ہے رات کی گھڑیاں کبھی سجدہ کرتے ہوئے کبھی کھڑے ہوئے (بایں ہمہ) ڈرتا ہے آخرت سے اور امید رکھتا ہے اپنے رب کی رحمت کی۔ آپ پوچھیے کیا کبھی برابر ہو سکتے ہیں علم والے اور جاہل۔ البتہ صرف عقل مند ہی نصیحت قبول کرتے ہیں۔''

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، ابونعیم نے ''حلیہ'' میں اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے یہ آیت تلاوت کی۔ فرمایا اس کا مصداق حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ہیں۔ ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ یہ آیت حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی۔

امام ابن سعد نے طبقات میں اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی۔(1)

امام جویبر رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام جویبر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت حضرت ابن مسعود، حضرت عمار اور حضرت سالم جو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہم کے غلام تھے، کے بارے میں نازل ہوئی۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یَحْذَرُ الْاٰخِرَةَ کا یہ معنی نقل کیا ہے: وہ آخرت کے عذاب سے ڈرتا ہے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اسے یوں پڑھتے اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّیْلِ سَاجِدًا وَّ قَآىِٕمًا یَّحْذَرُ عَذَابَ الْاٰخِرَةِ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔(3)

امام ترمذی، امام نسائی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک آدمی کے پاس تشریف لے گئے جبکہ وہ موت کی کیفیت میں تھا۔ پوچھا تو اپنے آپ کو کیسے پاتا ہے؟ اس نے عرض کی میں امید اور خوف رکھتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس موقع پر یہ دونوں چیزیں ایک بندے کے دل میں جمع نہیں ہوتیں مگر جو امید رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اسے عطا فرما دیتا ہے اور جو ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے امن دے دیتا ہے۔(4)

قُلْ یٰعِبَادِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ؕ لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا

1۔ طبقات ابن سعد، جلد 3، صفحہ 250، دار صادر بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 237، دار احیاء التراث العربی بیروت

3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 235 (35630)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

4۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، جلد 4، صفحہ 540، دار الکتب العلمیہ بیروت

حَسَنَةٌ ۭ وَ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةٌ ۭ اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ قُلْ اِنِّيْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ۝ وَ اُمِرْتُ لِاَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ قُلْ اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝ قُلِ اللّٰهَ اَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّهٗ دِيْنِيْ ۝

"آپ فرمایئے اے میرے بندو! جو ایمان لے آئے ہو ڈرتے رہا کرو اپنے رب سے (اور یاد رکھو) ان کے لیے جنہوں نے نیک اعمال کیے اس دنیا میں نیک صلہ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی زمین بڑی وسیع ہے۔ (مصائب و آلام میں) صبر کرنے والوں کو ان کا اجر بے حساب دیا جائے گا۔ فرمایئے مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کروں خالص کرتے ہوئے اس کے لیے اطاعت کو۔ اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سب سے پہلا مسلمان بنوں۔ آپ فرمایئے میں ڈرتا ہوں اگر میں حکم عدولی کروں اپنے رب کی، اس بڑے دن کے عذاب سے۔ فرمایئے اللہ کی ہی میں عبادت کرتا ہوں خالص کرتے ہوئے اس کے لیے اپنے دین کو۔"

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةٌ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے میری زمین وسیع ہے۔ پس اس میں ہجرت کرو اور بتوں سے دور رہو۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے بِغَيْرِ حِسَابٍ کی یہ تفسیر نقل کی ہے: اللہ تعالیٰ کی قسم! نہ وہاں کیل ہوگا اور نہ ہی وزن ہوگا۔(2)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ ان کے اعمال کے ثواب میں حساب نہیں ہوگا بلکہ انہیں اس سے زائد دیا جائے گا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے محبت کرتا ہے یا اسے منتخب کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس پر مصیبت نازل فرما دیتا ہے اور اس پر اسے برانگیختہ کرتا ہے۔ جب وہ دعا کرتا ہے تو فرشتے عرض کرتے ہیں یہ معروف آواز ہے۔ حضرت جبرئیل امین عرض کرتے ہیں اے میرے رب! تیرا بندہ فلاں ہے، اس کی ضرورت کو پورا کر۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اسے چھوڑ دو۔ میں اس کی آواز سننا پسند کرتا ہوں۔ جب بندہ کہتا ہے اے میرے رب! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے میرے بندے! لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ مجھے اپنی عزت کی قسم! تو مجھ سے جس چیز کی دعا کرے گا میں اسے قبول کروں گا۔ تو مجھ سے جو سوال کرے گا میں تجھے وہ عطا کر دوں گا یا تو نے جو سوال کیا ہوگا وہ جلد تجھے دے دوں گا یا اس سے بھی بہتر میں تیرے لیے اپنے ہاں ذخیرہ کر لوں گا یا اس سے بڑی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 238، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

مصیبت تجھ سے دور کردوں گا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میزان نصب کیے جائیں گے۔ اہل مصائب کو لایا جائے گا۔ ان کے لیے میزان نہیں نصب کیا جائے گا۔ ان پر بغیر حساب کے اجر انڈیلا جائے گا یہاں تک کہ اہل عافیت آرزو کریں گے کہ مصائب والوں کو جو فضیلت دی گئی ہے کاش! ان کے جسم قینچیوں سے کاٹ دیے جاتے۔

امام طبرانی، ابن عساکر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے اپنے نانا رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جنت میں ایک درخت ہے جسے شجر بلوی کہتے ہیں۔ قیامت کے روز مصیبت کے مارے لوگوں کو بلایا جائے گا نہ ان کا دیوان لایا جائے گا اور نہ ان کا میزان نصب کیا جائیگا۔ ان پر اجر انڈیلا جائے گا۔ پھر یہ آیت اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ پڑھی۔(1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اہل بلاء قیامت کے روز خواہش کریں گے کہ ان کی جلدیں قینچیوں سے کاٹی جاتیں۔

فَاعْبُدُوْا مَا شِئْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ ؕ قُلْ اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْۤا اَنْفُسَهُمْ وَ اَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اَلَا ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۵﴾

"پس تم عبادت کرو جس کی چاہو اس کے سوا (نیز) فرمادیجئے اصل نقصان اٹھانے والے وہ ہیں جو گھاٹے میں ڈالیں گے اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو قیامت کے دن۔ سنو! یہی کھلا گھاٹا ہے۔"

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اس آیت کا مصداق کفار ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے آگ کے لیے پیدا کیا۔ دنیا ان سے چلی گئی اور جنت ان پر حرام کردی گئی۔(2)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اَهْلِيْهِمْ سے مراد جنت والے ہیں۔ انہیں ان کے لیے تیار کیا گیا اگر وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے مگر انہوں نے ان کے ساتھ دھوکہ کیا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے مجاہد سے یہ تفسیری قول نقل کیا ہے: انہوں نے اپنا نقصان کیا۔ وہ جہنم میں زندہ حالت میں ہو کر حسرت کریں گے۔ وہ اپنے اہل کا بھی نقصان کریں گے، ان کا کوئی اہل نہیں ہوگا جو ان کے پاس لوٹیں۔(3)

امام عبدالرزاق، ابن منذر اور عبد بن حمید رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کوئی بھی نہیں مگر اسے اللہ تعالیٰ نے جنت والا بنایا ہے اگر وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا۔(4)

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔(5)

لَهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِّنَ النَّارِ وَ مِنْ تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ ؕ ذٰلِكَ يُخَوِّفُ

1۔ مجمع الزوائد، جلد 3، صفحہ 35 (3818)، دارالفکر بیروت   2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 239   3۔ ایضاً

4۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 129، دارالکتب العلمیہ بیروت   5۔ ایضاً

اللّٰهُ بِهٖ عِبَادَهٗ ؕ یٰعِبَادِ فَاتَّقُوْنِ ﴿۱۶﴾

"ان (بدبختوں) کے لیے اوپر سے بھی آگ کے شعلے ہوں گے اور نیچے سے بھی آگ کے شعلے۔ ہوں اس (عذاب الیم) سے ڈراتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو۔ اے میرے بندو! مجھ سے ڈرتے رہا کرو۔"

ابن منذر نے مجاہد سے ظُلَلٌ کا معنی غواش کیا ہے یعنی ڈھانپنے والے۔ وَمِنْ تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ یہاں ظُلَلٌ کا معنی بستر ہے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت سوید بن غفلہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی جہنمی کو عذاب دینے کا ارادہ کرے گا تو ہر ایک انسان کے لیے اس کے حساب سے آگ کا ایک تابوت بنائے گا۔ پھر اس پر تالا لگائے گا جو آگ کے تالوں میں سے ہوگا۔ اس میں کوئی نشان نہیں ہوگا مگر اس میں ایک کیل ہوگا۔ پھر اس تابوت کو آگ کے ایک اور تابوت میں رکھا جائے گا۔ پھر اس پر آگ کا تالا لگایا جائے گا۔ پھر ان کے درمیان آگ بھڑکا دی جائے گی۔ ان میں سے کوئی بھی نہیں دیکھے گا کہ آگ میں کوئی اور بھی ہے۔ یہ آیت اس آیت لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَّمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ (الاعراف: 41) جیسی ہے۔ (1)

وَ الَّذِیْنَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوْتَ اَنْ یَّعْبُدُوْهَا وَ اَنَابُوْۤا اِلَى اللّٰهِ لَهُمُ الْبُشْرٰى ۚ فَبَشِّرْ عِبَادِ ﴿۱۷﴾ الَّذِیْنَ یَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَیَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ ؕ اُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ هَدٰىهُمُ اللّٰهُ وَ اُولٰٓىِٕكَ هُمْ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۱۸﴾

"اور جو لوگ بچتے ہیں شیطان سے کہ اس کی عبادت کریں اور (دل سے) جھکتے ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف، ان کے لیے مژدہ ہے۔ پس آپ مژدہ سنا دیں میرے ان بندوں کو جو غور سے سنتے ہیں بات کو پھر پیروی کرتے ہیں اچھی بات کی۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی ہے اور یہی لوگ دانش ور ہیں۔"

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت زید بن اسلم سے روایت نقل کی ہے کہ یہ دونوں آیات تین افراد کے بارے میں نازل ہوئیں۔ وہ دور جاہلیت میں کہتے تھے لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ زید بن عمر بن نفیل، ابوذر غفاری اور سلمان فارسی۔ (2)

ابن مردویہ نے حضرت ابن عمر سے روایت نقل کی ہے کہ سعید بن زید، ابوذر غفاری اور سلمان فارسی احسن القول کے پیروکار تھے احسن القول سے مراد لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے۔ انہوں نے یہ بات کی تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پر اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الطَّاغُوْتَ سے مراد شیطان ہے۔ یہاں واحد ہے جبکہ یہ جماعت ہے۔ یہ ابی ارشاد یٰۤاَیُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ (الانفطار: 6) کی مثل ہے۔ کہا یہ سب لوگوں کے لیے ہے جنہیں یہ ارشاد فرمایا جبکہ انسان واحد ہے۔ (3)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الطَّاغُوْتَ سے مراد شیطان ہے۔ (4)

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 210 (35414)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 241، دار احیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً جلد 23، صفحہ 240 4۔ ایضاً

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَ اَنَابُوْۤا اِلَى اللّٰهِ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوئے۔ اَحْسَنَهٗ سے مراد اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔(1)

حکیم ترمذی نے ''نوادر الاصول'' میں ضحاک سے اَحْسَنَهٗ کی یہ تفسیر نقل کی ہے: اللہ تعالیٰ نے انبیاء کو طاعت کا جو حکم دیا۔

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے حضرت کلبی رحمہ اللہ الَّذِیْنَ یَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَیَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ کی تفسیر میں یہ کہا ہے: اگر تین چیزیں نہ ہوتیں تو مجھے پہلے ہی مر جانا اچھا لگتا۔ اگر میں اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز نہ ہوتا، اگر میں ایسے لوگوں کی خدمت میں نہ بیٹھتا جو اچھی گفتگو کو یوں اخذ کرتے ہیں جیسے وہ عمدہ پھل لیتے ہیں، اگر اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد نہ ہوتا۔

امام جو یبر رحمہ اللہ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے: جب آیت لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ (الحجر: 44) نازل ہوئی تو ایک انصاری نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میرے ساتھ غلام ہیں اور میں نے ہر دروازہ کے لیے ایک غلام آزاد کیا۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک منادی کرنے والے کو بلایا۔ اس نے ندا کی جو اس حال میں مرا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہیں کرتا تھا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ حضرت عمر اس قاصد کو ملے، اسے واپس کیا۔ عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ڈر ہے کہ لوگ بھروسہ کر کے بیٹھ جائیں گے، وہ عمل نہیں کریں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر لوگ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی قدر کو جانیں گے تو بھروسہ کر کے بیٹھ نہ جائیں گے۔ اگر وہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور عذاب کی قدر کو جانیں گے تو وہ اپنے اعمال کو حقیر جانیں گے۔

اَفَمَنْ حَقَّ عَلَیْهِ كَلِمَةُ الْعَذَابِ ؕ اَفَاَنْتَ تُنْقِذُ مَنْ فِی النَّارِ ﴿۱۹﴾ لٰكِنِ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ غُرَفٌ مِّنْ فَوْقِهَا غُرَفٌ مَّبْنِیَّةٌ ۙ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ۬ وَعْدَ اللّٰهِ ؕ لَا یُخْلِفُ اللّٰهُ الْمِیْعَادَ ﴿۲۰﴾

''بھلا جس پر واجب ہو گیا ہو عذاب کا حکم۔ تو کیا آپ چھڑا سکتے ہیں اسے جو آگ میں ہے؟ البتہ جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے رہے ان کے لیے بالا خانے ہیں جن کے اوپر اور بالا خانے بنے ہوئے ہیں۔ رواں ہیں جن کے نیچے سے نہریں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کی خلاف ورزی نہیں کیا کرتا۔''

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت مجاہد سے لَهُمْ غُرَفٌ مِّنْ فَوْقِهَا غُرَفٌ کا یہ ترجمہ کیا ہے بلند و بالا مکانات۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَلَكَهٗ یَنَابِیْعَ فِی الْاَرْضِ ثُمَّ یُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ثُمَّ یَهِیْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ یَجْعَلُهٗ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 241، دار احیاء التراث العربی بیروت

حُطَامًا ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿۲۱﴾

''کیا تم نہیں دیکھتے کہ یقیناً اللہ تعالیٰ نے اتارا ہے آسمان سے پانی پھر جاری کیا اسے زمین کے چشموں سے پھر اگاتا ہے اس کے ذریعہ فصلیں جن کے رنگ جدا جدا ہیں۔ پھر وہ خشک ہونے لگتی ہے۔ پس تو دیکھتا ہے اسے زردی مائل پھر وہ اس کو چورا چورا کر دیتا ہے۔ یقیناً اس (کرشمہ قدرت) میں نصیحت ہے اہل عقل کے لیے۔''

ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَلَكَهٗ يَنَابِيْعَ فِي الْاَرْضِ کے متعلق یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے آسمان سے نازل کیا بلکہ یہ چشمے زمین میں رگیں ہیں جو اسے ڈھانک لیتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان فَسَلَكَهٗ يَنَابِيْعَ فِي الْاَرْضِ کا یہی مفہوم ہے۔ جسے یہ بات اچھی لگے کہ نمک میٹھا ہو جائے تو وہ اسے بھاپ بنا کر اڑا دے۔

امام ابن جریر، ابو الشیخ نے ''العظمۃ'' میں اور خرائطی رحمہم اللہ نے ''مکارم الاخلاق'' میں امام شعبی رحمہ اللہ سے فَسَلَكَهٗ يَنَابِيْعَ فِي الْاَرْضِ کے بارے میں یہ کہا کہ چشموں میں پانی آسمان سے بارش کی وجہ سے ہوتا ہے۔(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے يَنَابِيْعَ کا معنی چشمے نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ حضرت کلبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ چشمے اور کنویں اس پانی کی وجہ سے ہوتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے آسمان سے نازل کیا ہوتا ہے۔

اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۭ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۲﴾

''بھلا وہ (سعادت مند) کشادہ فرما دیا ہو اللہ تعالیٰ نے جس کا سینہ اسلام کے لیے تو وہ اپنے رب کی طرف سے دیئے ہوئے نور پر ہے۔ پس ہلاکت ہے ان سخت دلوں کے لیے جو ذکر خدا سے متاثر نہیں ہوتے۔ یہی لوگ کھلی گمراہی میں ہیں۔''

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جس کا سینہ کھول دیا گیا ہو وہ ان کی طرح نہیں ہوتا جن کے دل سخت ہوں۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کیا سینہ کھل جاتا ہے؟ فرمایا ہاں۔ عرض کی کیا اس کی کوئی علامت ہے؟ فرمایا ہاں۔ دار غرور (دنیا) سے پہلو تہی اور دار خلود (آخرت) کی طرف توجہ اور موت سے پہلے ہی موت کی تیاری۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تلاوت فرمائی۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم انشراح صدر کیسے ہوتا ہے؟ فرمایا جب نور دل میں داخل ہوتا ہے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 243، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 244

تو وہ کھل جاتا ہے۔ ہم نے عرض کی اس کی علامت کیا ہے؟ فرمایا دار خلود (آخرت) کی طرف توجہ اور دنیا سے اعراض اور موت آنے سے پہلے ہی موت کی تیاری۔

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے ''نوادر الاصول'' میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے عرض کی: اللہ کے نبی! کونسا مومن زیادہ سمجھ دار ہے؟ فرمایا جو موت کو زیادہ یاد کرے اور اس کی اچھی طرح تیاری کرے۔ جب نور دل میں داخل ہوجاتا ہے تو وہ کھل جاتا ہے۔ عرض کی اے اللہ کے نبی! اس کی علامت کیا ہے؟ فرمایا دار آخرت کی طرف توجہ، دنیا سے اعراض اور موت آنے سے پہلے ہی موت کی تیاری۔ پھر ابوجعفر رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اسی کی مثل روایت نقل کی پھر ساتھ اس آیت کا اضافہ کیا۔

امام ترمذی، ابن مردویہ، ابن شاہین نے ''الترغیب فی الذکر'' میں اور بیہقی رحمہم اللہ نے ''شعب الایمان'' میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے ذکر کے سوا زیادہ گفتگو نہ کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے بغیر زیادہ گفتگو دل کی سختی ہے۔ لوگوں میں سے اللہ تعالیٰ سے زیادہ دور سخت دل ہوتا ہے۔(1)

امام احمد رحمہ اللہ نے ''زہد'' میں حضرت ابو حلیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حواریوں کو وصیت کی کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے بغیر گفتگو نہ کرو ورنہ تمہارے دل بھی سخت ہو جائیں گے کیونکہ سخت دل آدمی اللہ تعالیٰ سے دور ہوتا ہے لیکن وہ جانتا نہیں۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگوں کا کھانا کھانا اور ان کا اس کے بعد سو جانا، یہ ان کے دلوں میں سختی کا باعث ہے۔

امام عقیلی، طبرانی نے اوسط'' میں، ابن عدی، ابن سنی اور ابو نعیم دونوں نے ''طب'' میں، بیہقی نے ''شعب الایمان'' میں اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی ہے اپنے کھانے کو اللہ کے ذکر اور اس کی نماز سے ہضم کرو۔ کھانا کھا کر فوراً نہ سو جاؤ ورنہ تمہارے دل سخت ہو جائیں گے۔(3)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ تین کام دل میں سختی پیدا کرتے ہیں۔ کھانے، سونے اور آرام کرنے کی محبت۔

اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ ۖ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ۚ ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَ قُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ۗ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَ مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۲۳﴾

1۔ سنن ترمذی، جلد 4، صفحہ 525 (2411)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ کتاب الزہد، صفحہ 73، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ شعب الایمان، جلد 5، صفحہ 124 (6044)، دار الکتب العلمیہ بیروت

''اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے نہایت عمدہ کلام یعنی وہ کتاب جس کی آیتیں ایک جیسی ہیں، بار بار دہرائی جاتی ہیں اور کانپنے لگتے ہیں اس کے (پڑھنے) سے بدن ان کے جوڈرتے ہیں اپنے پروردگار سے پھر نرم ہو جاتے ہیں ان کے بدن اور ان کے دل اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف۔ یہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت ہے رہنمائی کرتا ہے اس کے ذریعے جسے چاہتا ہے۔ اور جسے اللہ تعالیٰ گمراہ کردے تو اس کو کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔''

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کاش! آپ ہمیں کچھ ارشاد فرماتے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ پورا قرآن ایک دوسرے کے مشابہ ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مَّثَانِیَ کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ قرآن کا بعض بعض کے مشابہ ہے۔ اس کا بعض بعض کی طرف لوٹاتا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اس کے حلال اور حرام میں سے کوئی چیز مختلف نہیں۔ ایک آیت دوسری آیت کے مشابہ ہے۔ ایک حرف دوسرے حرف کے مشابہ ہے۔ مَّثَانِیَ اللہ تعالیٰ قرآن میں فرائض، حدود اور قضاء کا بار بار ذکر کرتا ہے۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ قرآن تمام کا تمام مثانی ہے: یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندے کی تعریف ہے۔(2)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے مُّتَشَابِهًا کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اس کا بعض بعض کی تفسیر بیان کرتا ہے۔ اس کا بعض بعض پر دلالت کرتا ہے۔(3)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ابو رجاء رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِیْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا کے بارے میں پوچھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں قضاء کو بار بار ذکر کیا۔ اس سورت میں آیت ہوتی ہے اور سورت میں ایک اور آیت ہوتی ہے جو اس کے مشابہ ہوتی ہے۔(4)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے پوچھا گیا اور میں سن رہا تھا تو انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے اس میں قضاء کو بار بار ذکر کیا ہے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت قتادہ سے تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے: یہ اللہ تعالیٰ کے اولیاء کی نعت ہے جو اللہ تعالیٰ نے ان کی بیان فرمائی کہ ان کے جسم کانپ رہے ہوتے ہیں، آنکھیں رو رہی ہوتی ہیں اور ان کے دل اللہ کے ذکر سے مطمئن ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ صفت بیان نہیں کی کہ ان کی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 245　2۔ ایضاً　3۔ ایضاً　4۔ ایضاً

عقلیں جاتی رہتی ہیں اور ان کی عقلوں پر پردہ پڑ جاتا ہے۔ یہ چیز بدعتیوں میں ہوتی ہے اور یہ شیطان کی طرف ہوتی ہے۔(1)

امام ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب وہ اللہ کا ذکر کرتے ہیں اور اللہ کا ذکر اور وعید کو سنتے ہیں تو ان کے جسموں پر کپکپی طاری ہو جاتی ہے۔ جب جنت کا اور نرمی کا ذکر سنتے ہیں تو ان کی جلدیں نرم پڑ جاتی ہیں۔

امام سعید بن منصور، ابن منذر، ابن مردویہ نے، ابن ابی حاتم اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے اپنی دادی حضرت اسماء سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ جب قرآن پڑھتے تو وہ کیا کرتے؟ فرمایا ان کی وہی حالت ہوتی جس طرح قرآن نے ان کی صفت بیان کی ہے، ان کی آنکھوں سے آنسو رواں ہوتے اور ان کے جلدیں کانپ رہی ہوتیں میں نے کہا یہاں تو کچھ لوگ ایسے ہیں جب وہ قرآن حکیم سنتے ہیں تو ان پر غشی طاری ہو جاتی ہے۔ کہا اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

امام زبیر بن بکار نے ''موفقیات'' میں عامر بن عبد اللہ بن زبیر سے روایت نقل کی ہے کہ میں اپنی امی کے پاس آیا۔ میں نے کہا میں نے ایک ایسی قوم دیکھی ہے جن سے بہتر میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔ وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں تو ایک کانپنے لگتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے خوف سے اس پر غشی طاری ہو جاتی ہے۔ فرمایا ان کے پاس نہ بیٹھا کرو۔ پھر فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔ میں نے حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق کو قرآن پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔ انہیں تو یہ حالت نہیں پہنچتی تھی۔ کیا تو ان لوگوں کو حضرت ابو بکر اور حضرت عمر سے بھی زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا دیکھتا ہے؟۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت قیس بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ بے ہوشی شیطان کی طرف سے ہے۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے ایک ایسے آدمی کے بارے میں قول نقل کیا ہے جو روشنی دیکھتا ہے، فرمایا یہ شیطان کی جانب سے ہے۔ اگر یہ خیر دیکھتا تو اہل بدر اس کے زیادہ مستحق تھے۔

امام حکیم ترمذی نے ''نوادر الاصول'' میں حضرت عباس بن عبد المطلب سے روایت نقل کی ہے: جب کسی بندے کا جسم اللہ تعالیٰ کے ڈر سے کانپتا ہے تو اس کے گناہ اس سے یوں جھڑ جاتے ہیں جیسے بوسیدہ درخت سے اس کے پتے جھڑ جاتے ہیں۔

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت ابن ابی کعب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے: کوئی بندہ ایسا نہیں جو اللہ کی راہ میں جہاد کر رہا ہو، وہ سنت کا ذکر کرے اور رحمٰن کا ذکر کرے تو اللہ تعالیٰ کے خوف سے اس کے جسم میں کپکپی طاری ہو جائے مگر اس کی مثال اس درخت کی مانند ہے جس کے پتے خشک ہوں، وہ اسی طرح ہو تو اسے ہوا آپہنچے تو اس کے پتے یوں گرتے ہیں جیسے بوسیدہ درخت سے پتے گرتے ہیں۔ کوئی ایسا بندہ نہیں جو اللہ کی راہ میں جہاد کر رہا ہو، وہ سنت کا ذکر کرے اور رحمٰن کا ذکر کرے تو اللہ تعالیٰ کے خوف سے اس کی آنکھوں سے آنسو بہ پڑیں مگر اسے کبھی آگ نہ چھوئے گی۔

اَفَمَنْ يَّتَّقِيْ بِوَجْهِهٖ سُوْٓءَ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَ قِيْلَ لِلظّٰلِمِيْنَ

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 130 (2626)، دار الکتب العلمیہ بیروت

ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ﴿٢٤﴾ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿٢٥﴾ فَاَذَاقَهُمُ اللّٰهُ الْخِزْيَ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿٢٦﴾ وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿٢٧﴾

''بھلا وہ شخص جو ڈھال بنائے گا شدید عذاب کے سامنے اپنے چہرہ کو روز قیامت (وہ کتنا بدنصیب ہوگا) اور کہا جائے گا ظالموں کو (اب) چکھو جو کچھ تم کمایا کرتے تھے۔ جھٹلایا ان لوگوں نے جو ان سے پہلے گزرے تو آیا ان پر عذاب وہاں سے جہاں سے وہ سمجھ ہی نہیں سکتے تھے۔ پس چکھائی انہیں اللہ تعالیٰ نے ذلت اس دنیوی زندگی میں اور آخرت کا عذاب اس سے بھی بڑا ہے۔ کاش! وہ جان لیتے۔ اور ہم نے بیان کی ہیں لوگوں کے لیے اس قرآن (حکیم) میں ہر قسم کی مثالیں تاکہ وہ نصیحت قبول کریں۔''

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اَفَمَنْ يَّتَّقِيْ بِوَجْهِهٖ سُوْٓءَ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اسے منہ کے بل آگ میں گھسیٹا جائے گا یہ ارشاد بھی اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد اَفَمَنْ يُّلْقٰى فِي النَّارِ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ يَّاْتِيْٓ اٰمِنًا يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ (فصلت:40) کی طرح ہے۔ (1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اسے جہنم کی طرف بندھے ہاتھوں کے ساتھ لایا جائے گا۔ پھر اسے آگ میں پھینک دیا جائے گا۔ سب سے پہلے اس کا چہرہ آگ سے مس کرے گا۔ (2)

قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِيْ عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿٢٨﴾

''اور ہم نے دیا ہے (انہیں) قرآن جو عربی زبان میں ہے جس میں ذرا کجی نہیں تاکہ وہ اللہ سے ڈریں۔''

امام آجری نے ''الشریعۃ'' میں، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے ''الاسماء والصفات'' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے غَيْرَ ذِيْ عِوَجٍ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ مخلوق نہیں ہے۔

امام دیلمی رحمہ اللہ نے ''مسند فردوس'' میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ غَيْرَ ذِيْ عِوَجٍ سے مراد ہے کہ وہ مخلوق نہیں۔ (3)

امام ابن شاہین رحمہ اللہ ''السنۃ'' میں حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ قرآن اللہ کا کلام ہے جو غیر مخلوق ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 247، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً
3۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 3، صفحہ 217 (4628)، مکہ مکرمہ

امام ابن ابی حاتم نے "السنہ" میں اور بیہقی رحمہما اللہ نے "الاسماء والصفات" میں حضرت فرج بن زید کلاعی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ لوگوں نے حضرت علی سے کہا کہ تو نے کافر اور منافق کو حکم بنایا ہے۔ فرمایا میں نے مخلوق کو حکم نہیں بنایا، میں نے صرف قرآن کو حکم بنایا ہے۔

بیہقی نے اور ابن عدی نے حضرت انس بن مالک سے روایت نقل کی ہے کہ فرمایا قرآن اللہ کا کلام ہے، اللہ کا کلام مخلوق نہیں۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ایک جنازہ پڑھا۔ جب میت کو قبر میں رکھا گیا تو اس کے بارے میں ایک آدمی نے کہا اے اللہ جو قرآن کا رب ہے۔ اسے بخش دے۔ حضرت ابن عباس نے اسے فرمایا رک جا اس جیسا کلمہ نہ کہہ۔ قرآن اسی سے شروع ہوا اور اسی کی طرف لوٹے گا۔ ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: تیری ماں تجھ پر روئے قرآن اسی سے ہے۔(1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے(2) بیہقی نے حضرت سفیان بن عیینہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں ستر سال سے اپنے مشائخ کی صحبت میں رہا۔ ان مشائخ میں حضرت عمرو بن دینار تھے۔ وہ کہتے تھے قرآن اللہ کا کلام ہے جو مخلوق نہیں۔

امام بیہقی رحمہ اللہ حضرت جعفر بن محمد رحمہ اللہ سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے قرآن کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا نہ وہ خالق ہے اور نہ مخلوق ہے بلکہ یہ خالق کا کلام ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت قیس بن ربیع رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت جعفر بن محمد رحمہ اللہ سے قرآن کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا یہ اللہ کا کلام ہے۔ میں نے پوچھا مخلوق ہے؟ فرمایا نہیں۔ میں نے پوچھا جو اسے مخلوق گمان کرتا ہے اس کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟ فرمایا اسے قتل کیا جائے اور اس سے توبہ کا مطالبہ نہ کیا جائے۔

فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے مجاہد سے غَیْرَ ذِیْ عِوَجٍ کا معنی یہ نقل کیا ہے کہ اس میں التباس نہیں۔(3)

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلًا فِیْهِ شُرَكَآءُ مُتَشٰكِسُوْنَ وَ رَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ ؕ هَلْ یَسْتَوِیٰنِ مَثَلًا ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۚ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۲۹﴾

"بیان فرمائی ہے اللہ تعالیٰ نے ایک مثال، ایک غلام ہے جس میں کئی حصہ دار ہیں جو سخت بدخو ہیں اور ایک غلام ہے جو پورا ایک مالک کا ہے۔ کیا ان دونوں کا حال یکساں ہے۔ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں لیکن اکثر لوگ (اس حقیقت کو) نہیں جانتے۔"

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلًا فِیْهِ شُرَكَآءُ

1۔ شعب الایمان، جلد 1، صفحہ 189 (168)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 248، دار احیاء التراث العربی بیروت

مُتَشٰكِسُوْنَ کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ ایک آدمی کئی معبودوں کی عبادت کرتا ہے۔ یہ ایک مثال ہے جو اللہ تعالیٰ نے بت پرستوں کے بارے میں دی ہے۔ وَرَجُلًا سَلَمًا ایک آدمی ایک اللہ کی عبادت کرتا ہے اس کے لیے مثال دی ہے۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اس سے مراد مشرک ہے۔ شیاطین اس سے جھگڑا کرتے ہیں۔ وہ نہیں جانتے کہ یہ کس کی عبادت کر رہا ہے۔ وَرَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ اس سے مراد مومن ہے جس نے اللہ تعالیٰ کے لیے دعوت اور عبادت کو خاص کیا۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں باطل معبودوں اور معبود برحق کی مثال دی ہے۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ شُرَكَآءُ سے مراد بت ہیں۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَرَجُلًا سَلَمًا کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اس میں کسی اور کے لیے کوئی چیز نہیں ہوتی۔(2)

عبد بن حمید نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے سَلَمًا کو الف کے بغیر لام پر زبر کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مبشر بن عبید القرشی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی قرأت یہ تھی: وَرَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ یہ ایک آدمی کے لیے خالص یعنی وہ ایک آدمی کا تابعدار ہے۔

اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّ اِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ﴿٣٠﴾ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ ﴿٣١﴾

''بیشک آپ نے بھی (دنیا سے) انتقال فرمانا ہے اور انہوں نے بھی مرنا ہے۔ پھر تم (سب) روز حشر اپنے رب کے حضور میں آپس میں جھگڑو گے۔''

امام عبد بن حمید، امام نسائی، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ہم ایک زمانہ تک رہے اور ہم خیال کرتے تھے کہ یہ آیت ہمارے بارے میں اور ہم سے قبل جو اہل کتاب گزرے ہیں ان کے بارے میں نازل ہوئی۔ ہم اپنے بارے میں کہا کرتے تھے ہم کیسے آپس میں جھگڑیں گے جبکہ ہمارا نبی ایک، ہماری کتاب ایک ہے؟ یہاں تک کہ میں نے دیکھا کہ ہم میں سے بعض بعض کو تلوار سے قتل کر رہے ہیں، میں پہچان گیا کہ یہ آیت صرف ہمارے بارے میں نازل ہوئی ہے۔(3)

امام نعیم بن حماد نے ''فتن'' میں حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 249، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 248
3۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 223 (11310)، دار الفکر بیروت

اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ہم ایک عرصہ تک زندگی گزارتے رہے۔ ہم یہ خیال کرتے تھے کہ یہ آیت ہمارے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ میں کہتا ہم کیوں جھگڑیں گے ہم تو صرف اللہ کی عبادت کرتے ہیں، ہمارا دین اسلام ہے، ہماری کتاب قرآن ہے، ہم اسے کبھی بھی نہیں بدلیں گے اور نہ اس میں تحریف کریں گے، ہمارا قبلہ کعبہ ہے، ہمارا حرم ایک ہے اور ہمارا نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ تو ہم کیسے آپس میں جھگڑا کریں گے؟ یہاں تک کہ ہم میں سے بعض بعض کو تلوار سے مارنے لگے، تو میں پہچان گیا کہ یہ آیت ہمارے بارے میں نازل ہوئی۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ہم پر یہ آیت نازل ہوئی، ہم یہ نہیں جانتے تھے کہ اس کی تفسیر کیا ہے۔ عبد بن حمید کی روایت کے یہ الفاظ ہیں: ہم یہ نہیں جانتے تھے کہ یہ کس کے بارے میں نازل ہوئی؟ ہم نے کہا ہمارے درمیان باعث نزاع چیز ہی نہیں تو ہم باہم کیوں جھگڑیں گے۔ یہاں تک کہ فتنہ آپڑا۔ ہم نے کہا یہ ہے وہ جس کا ہمارے رب نے ہم سے وعدہ کیا کہ ہم آپس میں جھگڑیں گے۔ (1)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت نازل ہوئی اور ہم نہیں جانتے تھے کہ یہ کس کے بارے میں نازل ہوئی؟ ہم نے کہا ہمارے درمیان نزاع ہی کوئی نہیں۔ تو ہمارے درمیان باہم جھگڑا کیوں ہوگا اور ہم آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ جب حضرت عثمان بن عفان کو شہید کر دیا گیا تو اس وقت صحابہ نے کہا یہ وہ خصومت ہے جو ہمارے درمیان ہوئی۔ (2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت فضل بن عیسیٰ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو عرض کی گئی یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم یہ جھگڑا کیسا؟ فرمایا خون ریزی میں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّ اِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ کے بارے میں یہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو آپ کی وفات کی خبر اور تمہیں تمہاری موت کی خبر دی ہے۔

امام عبد الرزاق، امام احمد، ابن منیع، عبد بن حمید، امام ترمذی جبکہ امام ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے، ابن ابی حاتم، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ، ابونعیم رحمہم اللہ نے "حلیہ" میں، بیہقی نے "البعث والنشور" میں حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی میں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کیا خاص گناہوں کے علاوہ ہمارے درمیان جو باہم نزاع ہوتا ہے۔ اسے بھی ناپسند کیا جائے گا؟ فرمایا ہاں۔ یہ چیز تم پر ناپسند کی جائے گی یہاں تک کہ ایک آدمی ہر صاحب حق کو حق ادا کرے گا۔ حضرت زبیر بن عوام نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی قسم! معاملہ بہت سخت ہے۔ (3)

امام ابن جریر، طبرانی، ابن مردویہ اور ابونعیم نے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت زبیر بن عوام نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم جو خاص گناہ ہوتے ہیں اس کے علاوہ جو ہمارے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 24، صفحہ 6، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً،
3۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 272 (2981)، دار الکتب العلمیہ بیروت

درمیان باہم تنازعات ہیں ان کے بارے میں بھی ہم سے محاسبہ ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایاہاں، تم سے اسی بارے میں محاسبہ ہوگا یہاں تک کہ ہر آدمی حصہ دار کو اس کا حق ادا کر دے گا۔ حضرت زبیر نے عرض کی یہ تو بہت سخت معاملہ ہے۔(1)

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو ہم کہا کرتے تھے ہمارا رب ایک ہے، ہمارا دین ایک ہے تو پھر یہ جھگڑا کیسا؟ جب جنگ صفین ہوئی اور ہم میں سے بعض نے بعض پر تلواریں سونت لیں۔ تو ہم نے کہا ہاں یہ وہ ہے۔

امام احمد نے سند حسن سے حضرت ابو ہریرہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے روز ہر شے اپنے حق کے بارے میں جھگڑا کرے گی یہاں تک کہ وہ دو بکریاں جنہوں نے ایک دوسرے کو سینگ مارے ہوں گے۔(2)

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے اسی سند سے جس میں کوئی حرج نہیں، حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے روز سب سے پہلے مرد اور عورت جھگڑا کریں گے۔ اللہ کی قسم! اس کی زبان کلام نہیں کرے گی بلکہ اس کے ہاتھ اور پاؤں اس عورت کے بارے میں گواہی دیں گے جو خاوند کے حق میں ہوگی۔ مرد کے ہاتھ اور پاؤں ان چیزوں کے بارے میں گواہی دیں گے جن کا خاوند ذمہ دار تھا۔ پھر آدمی اور اس کے خادم کو اسی طرح بلایا جائے گا۔ پھر بازار والوں اور وہاں جو چیزیں وہاں موجود ہوتی انہیں بلایا جائے گا۔ پھر چھوٹے درہم اور قیراط کو طلب کیا جائے گا لیکن اس کی نیکیاں اسے دے دی جائیں گی جس پر ظلم ہوا اور مظلوم کی برائیاں ظالم پر ڈال دی جائیں گی۔ پھر جابروں کو لوہے کی بیڑیوں میں لایا جائے گا اور کہا جائے گا انہیں آگ کی طرف لے جاؤ۔ اللہ کی قسم! میں نہیں جانتا کہ وہ اس میں داخل ہوں گے یا جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَ اِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا (مریم: 71)(3)

امام احمد اور طبرانی رحمہما اللہ نے سند حسن کے ساتھ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے روز سب سے پہلے جھگڑنے والے دو پڑوسی ہوں گے۔(4)

امام بزار رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ظالم امیر کو لایا جائے گا تو رعیت اس سے جھگڑا کرے گی۔

امام ابن مندہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ لوگ قیامت کے روز آپس میں جھگڑا کریں گے یہاں تک کہ روح اپنے جسم کے ساتھ جھگڑا کرے گی۔ روح جسم سے کہے گی تو نے یہ کام کیا۔ جسم روح سے کہے گا تو نے یہ حکم دیا تھا اور تو نے ہی اس عمل کو مزین کر کے پیش کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ ان کے درمیان فیصلہ کرنے کے لیے ایک فرشتہ بھیجے گا۔ وہ ان دونوں سے کہے گا تم دونوں کی مثال ان دو آدمیوں کی طرح ہے جن میں سے ایک اپاہج بینا ہے اور دوسرا اندھا ہے۔ دونوں ایک باغ میں داخل ہوتے ہیں تو اپاہج اندھے سے کہتا ہے میں یہاں پھل دیکھتا ہوں لیکن میں وہاں پہنچ

1۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 223 (11311)، دار الفکر بیروت
2۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 390، دار صادر بیروت
3۔ مجمع الزوائد، جلد 10، صفحہ 632 (18388)
4۔ ایضاً، جلد 8، صفحہ 311 (13572)

نہیں سکتا۔ اندھا کہتا ہے میرے کندھے پر سوار ہو جاؤ اور پھل لے لو وہ اس کے کندھے پر سوار ہو جاتا ہے اور اپاہج پھل لے لیتا ہے۔ تو بتاؤ ان میں سے زیادتی کرنے والا کون ہے؟ دونوں کہتے ہیں دونوں زیادتی کرنے والے ہیں۔ فرشتہ دونوں سے کہتا ہے تم دونوں نے اپنے خلاف فیصلہ کر دیا یعنی جسم روح کے لیے سواری کی طرح ہے جبکہ روح اس کا سوار ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ سچا جھوٹے کے ساتھ، مظلوم ظالم کے ساتھ، ہدایت یافتہ گمراہ کے ساتھ اور کمزور تکبر کرنے والے کے ساتھ جھگڑا کرے گا۔ (1)

امام احمد رحمہ اللہ نے ''زہد'' میں حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے جنازہ دیکھا۔ پوچھا یہ کون ہے؟ حضرت ابو درداء نے کہا یہ تو ہے یہ تو ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّ اِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ۔ (2)

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ وَ كَذَّبَ بِالصِّدْقِ اِذْ جَآءَهٗ ؕ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿۳۲﴾ وَ الَّذِيْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَ صَدَّقَ بِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ﴿۳۳﴾ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۳۴﴾ لِيُكَفِّرَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ عَمِلُوْا وَ يَجْزِيَهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۳۵﴾

''پس اس سے زیادہ ظالم کون ہے جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتا ہے اور تکذیب کرتا ہے اس سچ کی جب وہ اس کے پاس آیا۔ کیا جہنم میں کفار کا ٹھکانہ نہیں ہے؟ اور وہ ہستی جو اس سچ کو لیکر آئی اور جنہوں نے اس سچائی کی تصدیق کی یہی لوگ ہیں جو پرہیزگار ہیں۔ انہیں ملے گا جو وہ چاہیں گے اپنے رب کے پاس سے۔ یہ صلہ ہے محسنوں کا۔ تاکہ ڈھانپ لے اللہ تعالیٰ ان سے ان کے بدترین اعمال کو اور عطا فرمائے انہیں اجر ان کے بہترین اعمال کا جو وہ کیا کرتے تھے۔''

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ صَدَّقَ سے مراد قرآن ہے اور صَدَّقَ بِهٖ سے مراد مومن ہیں۔ (3)

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے ''الاسماء و الصفات'' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ صدق سے مراد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور بہ میں ضمیر سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ پس شرک سے بچو۔ (4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 24، صفحہ 5، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ کتاب الزہد، صفحہ 167، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 24، صفحہ 6,7
4۔ ایضاً، جلد 24، صفحہ 7,9

امام ابن جریر، باوردی نے "معرفة الصحابه" میں اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت اسید بن صفوان سے روایت نقل کی ہے، انہیں حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے صحبت حاصل تھی۔ کہ الذی جاء بالحق سے مراد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم، صَدَّقَ بِهٖٓ سے مراد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ روایت اسی طرح ہے شاید حضرت علی شیر خدا کی قرأت ہے۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے: وَالَّذِيْ جَآءَ بِالصِّدْقِ سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صَدَّقَ بِهٖٓ سے مراد حضرت علی بن ابی طالب ہیں۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سعدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وَالَّذِيْ جَآءَ بِالصِّدْقِ سے مراد جبرائیل اور صَدَّقَ بِهٖٓ سے مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن ضریس، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اس آیت کا مصداق قرآن والے ہیں جو قیامت کے روز قرآن کے ساتھ آئیں گے۔ وہ کہیں گے یہ وہ چیز ہے جو تم نے ہمیں عطا کی۔ جو کچھ اس میں ہے ہم نے اس کی اتباع کی۔(2)

اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ ؕ وَ يُخَوِّفُوْنَكَ بِالَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ؕ وَ مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۳۶﴾ وَ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّضِلٍّ ؕ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِعَزِيْزٍ ذِي انْتِقَامٍ ﴿۳۷﴾

"کیا اللہ کافی نہیں اپنے بندے کے لیے؟ (یقیناً کافی ہے) اور وہ (نادان) ڈراتے ہیں آپ کو ان معبودوں سے جو اللہ تعالیٰ کے سوا ہیں اور جسے اللہ گمراہ ہونے دے تو اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔ اور جس کو ہدایت بخش دے اللہ تعالیٰ تو اس کو کوئی گمراہ کرنے والا نہیں۔ کیا نہیں ہے اللہ تعالیٰ زبردست، انتقام لینے والا؟"

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی سے یہ قول نقل کیا ہے کہ عَبْدَہٗ سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے۔(3)

عبدالرزاق اور ابن منذر نے قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مجھے ایک آدمی نے کہا کہ مشرکوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا آپ ہمارے معبودوں کو گالیاں دینے سے رک جائیں یا تو انہیں حکم دے گا تو وہ تجھے مخبوط الحواس بنادیں گے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔(4)

امام عبد بن حمید، ابن ابی حاتم اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مِنْ دُوْنِهٖ سے مراد معبودان باطلہ ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد بن ولید کو بھیجا تاکہ عزیٰ کے بت کو توڑ دے۔ تو اس کے خادم نے کہا وہی اس کا منتظم تھا۔ اے خالد! میں تجھے اس سے خبردار کرتا ہوں اس کے سامنے کوئی چیز نہیں ٹھہر سکی۔ حضرت خالد بن ولید کلہاڑا لے کر اس کی طرف بڑھے اور اس کی ناک کاٹ دی۔(5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 24، صفحہ 7، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً
3۔ ایضاً، جلد 24، صفحہ 10
4۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 133 (2634)، دار الکتب العلمیہ بیروت
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 24، صفحہ 10

امام فریابی اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مِنْ دُوْنِهٖ سے مراد بت ہیں۔

وَ لَىِٕنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ لَیَقُوْلُنَّ اللّٰهُؕ قُلْ اَفَرَءَیْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَنِیَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖۤ اَوْ اَرَادَنِیْ بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖؕ قُلْ حَسْبِیَ اللّٰهُؕ عَلَیْهِ یَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿۳۸﴾ قُلْ یٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّیْ عَامِلٌۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۹﴾ مَنْ یَّاْتِیْهِ عَذَابٌ یُّخْزِیْهِ وَ یَحِلُّ عَلَیْهِ عَذَابٌ مُّقِیْمٌ ﴿۴۰﴾ اِنَّاۤ اَنْزَلْنَا عَلَیْكَ الْكِتٰبَ لِلنَّاسِ بِالْحَقِّۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَلِنَفْسِهٖۚ وَ مَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا یَضِلُّ عَلَیْهَاۚ وَ مَاۤ اَنْتَ عَلَیْهِمْ بِوَكِیْلٍ ﴿۴۱﴾

''اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ کس نے پیدا کیا ہے آسمانوں اور زمین کو؟ تو ضرور کہیں گے اللہ نے۔ آپ فرمایئے پھر ذرا یہ تو بتاؤ کہ جن کو تم پوجتے ہو اللہ کے سوا اگر اللہ تعالیٰ مجھے کچھ تکلیف پہنچانا چاہے تو کیا یہ معبود دور کر دیں گے اس تکلیف کو یا اگر اللہ تعالیٰ مجھ پر کچھ رحمت فرمانا چاہے تو کیا وہ روک سکتے ہیں اللہ تعالیٰ کی رحمت کو۔ فرماد یجیے مجھے کافی ہے اللہ تعالیٰ، فقط اسی پر بھروسہ کرتے ہیں بھروسہ کرنے والے۔ فرمایئے اے میری قوم! تم عمل کیے جاؤ اپنی جگہ پر میں اپنا کام کرتا رہوں گا۔ پس تم ضرور جان لوگے کہ کس پر آتا ہے عذاب جو اسے رسوا کر دے گا اور کون ہے جس پر دائمی عذاب اترتا ہے۔ (اے حبیب!) ہم نے اتاری ہے آپ پر یہ کتاب لوگوں (کی ہدایت) کے لیے حق کے ساتھ۔ پس جو ہدایت قبول کرتا ہے تو وہ اپنا بھلا کرتا ہے اور جو بھٹکتا ہے تو وہ بھٹکتا ہے اپنے آپ کو گمراہ کرنے کے لیے اور آپ ان (بدبختوں) کے ذمہ دار نہیں۔''

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ سے مراد بت ہیں۔ (1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ آپ نے پڑھا هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖۤ یہاں کاشفات مضاف ہے۔ اسی طرح مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے بِوَكِیْلٍ کا معنی حفیظ نقل کیا ہے یعنی نگہبان۔ (2)

اَللّٰهُ یَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِهَا وَ الَّتِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَامِهَاۚ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 24، صفحہ 10، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 24، صفحہ 12

فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْاُخْرٰۤى اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۴۲﴾

''اللہ تعالیٰ قبض کرتا ہے جانوروں کو موت کے وقت اور جن کی موت کا وقت ابھی نہیں آیا (ان کی روحیں) حالت نیند میں۔ پھر روک لیتا ہے ان روحوں کو جن کی موت کا فیصلہ کرتا ہے اور واپس بھیج دیتا ہے دوسری روحوں کو مقررہ میعاد تک۔ بیشک اس میں (اس کی قدرت کی) نشانیاں ہیں ان کے لیے جو غور وفکر کرتے ہیں۔''

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے اس کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ نفس اور روح کے درمیان سورج کی شعاع ہے۔ اللہ تعالیٰ انسان کی حالت نیند میں نفس کو قبض کر لیتا ہے اور اس کی روح کو اس کے جسم اور جوف میں چھوڑ دیتا ہے جو گھومتی پھرتی رہتی ہے اور زندگی بسر کرتی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کے لیے یہ ظاہر ہو کہ وہ اسے قبض کرے تو اس کی روح کو قبض کر لیتا ہے تو وہ مر جاتا ہے یا اس کی اجل کو مؤخر کر دیا گیا ہو تو اللہ تعالیٰ نفس کو جوف (پیٹ) میں اس کی جگہ رکھ دیتا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، طبرانی نے ''اوسط'' میں، ابو الشیخ نے ''العظمة'' میں اور ضیاء رحمہم اللہ نے ''مختارہ'' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ حالت نیند میں زندوں اور مردوں کی روحیں آپس میں ملتی ہیں۔ وہ آپس میں سوال کرتی ہیں جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ مردوں کی روحوں کو روک لیتا ہے اور زندوں کی روحوں کو ان کے جسموں کی طرف لوٹا دیتا ہے اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى اس میں کچھ بھی غلطی نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ اسی بارے میں ہے۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ہر نفس کا ایک سبب ہوتا ہے جو اس میں دوڑتا پھرتا رہتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ اس پر موت کا فیصلہ فرما دیتا ہے تو وہ نفس سو جاتا ہے یہاں تک کہ سبب منقطع ہو جاتا ہے اور جسے موت نہیں آتی اسے چھوڑ دیا جاتا ہے۔

امام جویبر نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ آسمان اور زمین کے درمیان پھیلا ہوا سبب ہے۔ مردوں اور زندوں کی روحیں اسی سبب کے ساتھ متعلق ہیں۔ مردہ نفس زندہ نفس کے ساتھ متعلق ہوتا ہے۔ جب زندہ نفس کو اس کے جسم کی طرف جانے کی اجازت دی جاتی ہے تاکہ وہ اپنا رزق مکمل کرے تو مردہ نفس کو روک لیا جاتا ہے اور دوسرے کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت فرقد سے روایت نقل کی ہے کہ دنیا کی راتوں میں سے کوئی رات بھی نہیں ہوتی مگر اللہ تعالیٰ تمام روحوں کو قبض کر لیتا ہے۔ وہ مومن کی روح ہو یا کافر کی ہر نفس سے یہ پوچھا جاتا ہے کہ اس کے صاحب نے دن میں کیا کام کیا پھر ملک الموت کو بلاتا ہے۔ فرماتا ہے اسے قبض کر لے اور جب موت کا وقت آ چکا ہے اسے قبض کر لے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت سلیم بن عامر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب

1۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 223 (11312)، دار الفکر بیروت

نے فرمایا آدمی کے خوابوں پر تعجب ہے اس کی خوابیں ایسی ہوتی ہیں جیسے ہاتھ سے پکڑی ہوئی چیز دوسرا آدمی خواب دیکھتا ہے اس کی خوابیں کچھ بھی نہیں ہوتیں۔ حضرت علی بن ابی طالب نے فرمایا اے امیر المومنین! کیا میں آپ کو اسی بارے میں آگاہ نہ کروں؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا ۚ فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْاُخْرٰٓى اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى اللہ تعالیٰ تمام روحوں کو قبض کر لیتا ہے جبکہ وہ نفس اللہ تعالیٰ کے ہاں آسمان میں ہوتا ہے تو وہ سچے خواب ہوتے ہیں اور جو وہ دیکھے جب اسے جسموں کی طرف بھیجا گیا ہو راستے میں شیاطین اسے اچک لیتے ہیں۔ وہ اسی سے جھوٹ بولتے ہیں اور باطل چیزوں کی خبریں دیتے ہیں۔ حضرت عمر حضرت علی شیر خدا کی گفتگو سے متعجب ہوئے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابوایوب سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس وقت یہ بات سنی جب رسول اللہ ﷺ ان کے ہاں فروکش تھے۔ جب آپ نے سونے کا ارادہ کیا تو آپ نے ایک بات کہی جسے ہم سمجھ نہ سکے۔ میں نے آپ سے اسی بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا اَللّٰهُمَّ اَنْتَ تَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا فَتُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَتُرْسِلُ الْاُخْرٰى اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى، اَنْتَ خَلَقْتَنِيْ وَاَنْتَ تَتَوَفَّانِيْ فَاِنْ اَنْتَ تَوَفَّيْتَنِيْ فَاغْفِرْلِيْ وَاِنْ اَنْتَ اَخَّرْتَنِيْ فَاحْفَظْنِيْ۔ اے اللہ! تو تمام نفسوں کو موت کے وقت قبض کر لیتا ہے۔ جو اپنی نیند میں نہیں مرتے تو اسے روک لیتا ہے جس پر موت کا فیصلہ ہو چکا ہو اور دوسرے کو ایک معین مدت تک چھوڑ دیتا ہے، تو نے مجھے پیدا کیا، تو ہی مجھے مارے گا۔ اگر تو مجھے عطا کرے تو مجھے بخش دینا۔ اگر تو مجھے مہلت دے تو میری حفاظت کرنا۔

امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی بستر پر سونے کے لیے جائے تو ازار کے اندرونی حصہ سے بستر کو جھاڑ دو کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ کون اس پر اس کا نائب بنا ہے۔ پھر یہ کہے "اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ رَبِّيْ وَضَعْتُ جَنْبِيْ وَبِاسْمِكَ اَرْفَعُهٗ اِنْ اَمْسَكْتَ نَفْسِيْ فَارْحَمْهَا وَاِنْ اَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهِ الصَّالِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكَ۔" اے اللہ! تیرے نام سے برکت حاصل کرتے ہوئے میں نے اپنا پہلو رکھا، تیرے نام کے ساتھ ہی اسے اٹھاتا ہوں۔ اگر تو میرے نفس کو روک لے تو اس پر رحم فرما۔ اگر تو اسے چھوڑے تو اس کی اس چیز کے ساتھ حفاظت فرما جس کے ساتھ تو اپنے صالح بندوں کی حفاظت فرماتا ہے۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوجحیفہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اس سفر میں جس میں صحابہ سورج طلوع ہونے تک سو گئے تھے۔ فرمایا تم مردہ تھے تو اللہ نے تمہاری روحوں کو تمہاری طرف لوٹا دیا۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، امام بخاری، ابوداؤد اور امام نسائی رحمہم اللہ نے حضرت ابوقتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے انہیں لیلۃ الوادی کے موقع پر فرمایا اللہ تعالیٰ نے جب چاہا تمہاری روحوں کو قبض کر لیا اور جب چاہا اسے تم پر واپس کر دیا۔ (2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں ایک سفر میں نبی کریم

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، جلد 18-17، صفحہ 31 (2714)، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ سنن نسائی، جلد 2، صفحہ 106، دارالحدیث قاہرہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھا۔ فرمایا آج کون ہماری نگہداشت کرے گا۔ میں نے عرض کی میں۔ آپ سو گئے اور اور لوگ بھی سو گئے اور میں بھی سو گیا۔ ہم سورج کی تپش سے جاگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے لوگو! یہ روحیں بندوں کے جسموں میں عاریۃً رکھی گئی ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے انہیں قبض کر لیتا ہے اور جب چاہتا ہے انہیں چھوڑ دیتا ہے۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے۔ آپ بیدار نہ ہوئے یہاں تک کہ سورج طلوع ہو گیا۔ نماز کی اقامت کہی پھر لوگوں کو نماز پڑھائی۔ پھر فرمایا جب تم میں سے کوئی سو جائے اور نیند اس پر غالب آ جائے تو وہ ایسا کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا۔(1)

اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُفَعَآءَ ۭ قُلْ اَوَلَوْ كَانُوْا لَا يَمْلِكُوْنَ شَيْــــًٔا وَّلَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۴۳﴾ قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا ۭ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۴۴﴾ وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ ۚ وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۴۵﴾

"کیا انہوں نے بنا لیے ہیں اللہ کو چھوڑ کر اور سفارشی۔ پوچھیے اگر چہ وہ (مزعومہ سفارشی) کسی چیز کے مالک نہ ہوں اور نہ عقل و شعور رکھتے ہوں۔ آپ فرمائیے سب شفاعت اللہ کے اختیار میں ہے۔ اسی کے لیے ہے بادشاہی آسمانوں اور زمین کی۔ پھر اسی کی طرف تو تم لوٹائے جاؤ گے۔ اور جب ذکر کیا جائے اکیلے اللہ تعالیٰ کا تو کڑھنے لگتے ہیں ان لوگوں کے دل جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اور جب ذکر کیا جاتا ہے اس کے سوا دوسروں کا تو اسی وقت خوشیاں منانے لگتے ہیں۔"

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ شُفَعَآءَ کا معنی معبود ہیں۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے "البعث والنشور" میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کی اجازت کے بغیر کوئی شفاعت نہیں کر سکتا۔(3)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اشْمَاَزَّتْ کا معنی بند ہو جاتے ہیں یہ وہ دن تھا جس روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان پر النجم سورت کی تلاوت کی تھی۔(4)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا

1۔ مجمع الزوائد، جلد 2، صفحہ 77 (1814)، دار الفکر بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 24، صفحہ 14، دار احیاء التراث العربی بیروت
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 24، صفحہ 15

یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ کا معنی یہ ہے کہ یہ چار آدمی جو یوم آخرت پر یقین رکھتے۔ ان کے دل سخت اور متنفر ہو گئے ہیں۔ وہ ابو جہل بن ہشام، ولید بن عتبہ، صفوان اور ابی بن خلف ہیں الَّذِیْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ سے مراد لات اور عزیٰ ہیں۔

امام طستی نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ نافع بن ازرق نے آپ کی خدمت میں عرض کی مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ کے بارے میں بتایئے تو فرمایا کافروں کے دل اللہ تعالیٰ کے ذکر سے متنفر ہو گئے عرض کی کیا عرب اسے پہچانتے ہیں؟ فرمایا ہاں۔ کیا تو نے عمرو بن کلثوم ثعلبی کا شعر نہیں سنا؟ وہ کہتا ہے:

اِذَا غَضَّ النِّفَاقُ لَهَا اشْمَأَزَّتْ   جب اس کا نفاق ترو تازہ ہو گیا تو وہ متنفر ہو گئی۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ ان کے دل تکبر اور نفرت کرتے ہیں۔ الَّذِیْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ سے مراد معبودان باطلہ ہیں۔(1)

قُلِ اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ عٰلِمَ الْغَیْبِ وَ الشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَیْنَ عِبَادِكَ فِیْ مَا كَانُوْا فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَ لَوْ اَنَّ لِلَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا وَّ مِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ مِنْ سُوْٓءِ الْعَذَابِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ وَ بَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ یَكُوْنُوْا یَحْتَسِبُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَ بَدَا لَهُمْ سَیِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا وَ حَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۴۸﴾

"آپ عرض کیجیے اے اللہ! اے پیدا کرنے والے آسمانوں اور زمین کے! اے جاننے والے غیب اور شہادت کے! تو ہی فیصلہ فرمائے گا اپنے بندوں کے درمیان ان امور میں جن میں وہ اختلاف کیا کرتے تھے۔ اور اگر ان کے پاس جنہوں نے شرک کیا زمین میں جو کچھ ہے سب ہو اور اتنا اور بھی اس کے ساتھ، تو چاہیں گے کہ بطور فدیہ ادا کریں اسے برے عذاب کے عوض، قیامت کے دن۔ اور (اس روز) ظاہر ہو جائے گا ان پر اللہ کی طرف سے جس کا وہ گمان بھی نہیں کیا کرتے تھے۔ اور ظاہر ہو جائیں گے ان پر وہ برے اعمال جو انہوں نے کمائے تھے اور گھیر لے گا انہیں وہ (عذاب) جس کا یہ مذاق اڑایا کرتے تھے۔"

امام مسلم، ابوداؤد اور بیہقی رحمہم اللہ نے "الاسماء والصفات" میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے جب رسول اللہ ﷺ رات کو اٹھتے تو اپنی نماز کا آغاز ان کلمات سے کرتے "اَللّٰهُمَّ رَبَّ جِبْرِیْلَ وَمِیْكَائِیْلَ وَ اِسْرَافِیْلَ فَاطِرَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَیْنَ عِبَادِكَ فِیْمَا كَانُوْا فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ اِهْدِنِیْ لِمَا اخْتُلِفَ فِیْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِكَ اِنَّكَ تَهْدِیْ مَنْ تَشَاءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ"۔(2)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 24، صفحہ 15، دار احیاء التراث العربی بیروت   2۔ سنن ابوداؤد، جلد 3، صفحہ 374 (745)، مکتبۃ الرشد الریاض

فَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَانَا ثُمَّ اِذَا خَوَّلْنٰهُ نِعْمَةً مِّنَّا ۙ قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ ؕ بَلْ هِىَ فِتْنَةٌ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۹﴾ قَدْ قَالَهَا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۵۰﴾ فَاَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا ؕ وَالَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْ هٰٓؤُلَآءِ سَيُصِيْبُهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا ۙ وَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۵۱﴾ اَوَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۵۲﴾

”پس جب پہنچتی ہے انسان کو کوئی تکلیف تو ہمیں پکارتا ہے پھر جب ہم عطا کر دیتے ہیں اسے نعمت اپنی جناب سے تو کہنے لگتا ہے کہ یہ نعمت مجھے دی گئی ہے (اپنے) علم (وفضل) کے باعث۔ (اے غافل! یوں نہیں) بلکہ یہ آزمائش ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ کہی تھی یہی بات ان لوگوں نے جو ان سے پہلے تھے (جب ہم نے انہیں پکڑا) تو نہ فائدہ پہنچایا انہیں (مال و دولت نے) جو وہ کمایا کرتے تھے۔ پس جو برے کام انہوں نے کئے ان کا نتیجہ انہیں بھگتنا پڑا۔ اور جنہوں نے ظلم کیا ہے ان لوگوں میں سے انہیں بھی عنقریب اپنی بداعمالیوں کی سزا بھگتنی ہوگی اور یہ (ہمیں) عاجز نہیں کر سکتے۔ کیا وہ نہیں جانتے کہ بیشک اللہ تعالیٰ کشادہ عطا فرما دیتا ہے رزق جس کو چاہتا ہے اور تنگ کر دیتا ہے (جس کو چاہتا ہے)۔ یقیناً اس (تقسیم رزق) میں اس کی (حکمت کی) نشانیاں ہیں اہل ایمان کے لیے۔“

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ خَوَّلْنٰهُ کا معنی ہے ہم نے اسے عطا کیا ہے۔ اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ یعنی اس شرف پر جو اس نے مجھے عطا کیا ہے۔ (1)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ خَوَّلْنٰهُ کا معنی ہے ہم نے اسے عطا کیا ہے۔ (2)

حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے قول مروی ہے کہ عَلٰى عِلْمٍ کا معنی ہے وہ خبر جو میرے پاس ہے اور فِتْنَةٌ سے مراد مصیبت ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ سے مراد سابقہ امتیں ہیں۔ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْ هٰٓؤُلَآءِ سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہے۔ (3)

قُلْ يٰعِبَادِىَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 24، صفحہ 17، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً
3۔ ایضاً، جلد 24، صفحہ 18

اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۵۳﴾

''آپ فرمایئے اے میرے بندو! جنہوں نے زیادتیاں کی ہیں اپنے نفسوں پر، مایوس نہ ہو جاؤ اللہ کی رحمت سے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ بخش دیتا ہے سارے گناہوں کو۔ بلاشبہ وہی بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔''

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ سے مراد مشرکین مکہ ہیں۔

امام ابن جریر، ابن منذر، طبرانی، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے ابن مردویہ اور بیہقی نے دلائل میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے (1) میں نے اس آیت کو اپنے ہاتھوں سے لکھا پھر اسے ہشام بن عاصی کی طرف بھیجا۔

امام طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں کمزور سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وحشی بن حرب جو حضرت حمزہ کا قاتل تھا، کی طرف قاصد بھیجا جو اسے اسلام کی دعوت دے۔ وحشی نے جواب میں عرض کی اے محمد! تو مجھے کیسے اسلام کی دعوت دیتا ہے جبکہ تو یہ گمان کرتا ہے کہ جو آدمی کسی کو قتل کرے یا شرک کرے یا بدکاری کرے تو وہ گناہوں کو پانے والا ہے جس کے بارے میں حکم ہے يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَ يَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ﴿۶۹﴾ (الفرقان) جبکہ میں نے یہ سب کام کیے ہیں، کیا میرے لیے کوئی رخصت ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت اِلَّا مَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۷۰﴾ (الفرقان) شاید میں اس پر قادر نہ ہوسکوں۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ (النساء:48) نازل فرمائی۔ وحشی نے کہا اسے (معافی کو) میں مشیت کے بعد دیکھتا ہوں۔ اب یہ معلوم نہیں کہ مجھے بخشا جائے گا یا نہیں، کیا اس کے علاوہ بھی کچھ ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ فرمائی۔ وحشی نے کہا یہ بات قابل فہم ہے تو آپ نے اسلام قبول کرلیا۔ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ! ہم نے بھی وہ غلطیاں کی ہیں جو وحشی نے کی ہیں۔ فرمایا کیوں نہیں یہ تمام مسلمانوں کے لیے ہے۔ (2)

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جب وحشی نے اسلام قبول کیا تو اللہ تعالیٰ نے وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ (الفرقان:68) نازل فرمائی۔ وحشی اور اس کے ساتھیوں نے کہا ہم نے ان تمام گناہوں کا ارتکاب کیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا نازل فرمائی۔

امام محمد بن نصر نے کتاب الصلوۃ میں وحشی سے روایت نقل کی ہے: حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں جو معاملہ تھا اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا خوف ڈال دیا تو میں بھاگ گیا: دن کو چھپ جاتا اور رات کو چلتا تھا۔ یہاں تک کہ میں حمیر کے بادشاہوں کے پاس جا پہنچا۔ میں ان کے ہاں جا کر پناہ گزین ہوگیا۔ میں وہاں ہی ٹھہرا ہوا تھا یہاں تک کہ رسول

1۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لائے تو ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی، مترجم از ابن جریر طبری

2۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 224 (11314)، دار الفکر بیروت

اللہ ﷺ کا قاصد میرے پاس آیا جس نے مجھے اسلام کی دعوت دی۔ اس نے کہا تو اللہ، اس کے رسول پر ایمان لے آ، اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے، ناحق قتل کرنے، شراب پینے، بدکاری کرنے اور تمام قسم کی فواحش کو چھوڑ دے۔ جنابت کا غسل کرے اور پانچ نمازیں پڑھے گا۔ اس نے کہا اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا ہے یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰۤی اَنْفُسِهِمْ تو میں نے کہا میں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ کی گواہی دیتا ہوں اس نے مجھ سے مصافحہ کیا اور میری کنیت ابوحرب رکھی۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے الادب المفرد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے: رسول اللہ ﷺ صحابہ کی ایک جماعت کی طرف آئے جو ہنس رہے تھے۔ فرمایا مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! جو میں جانتا ہوں اگر تم جانتے ہوتے تو تھوڑا ہنستے زیادہ روتے۔ پھر آپ ﷺ چلے گئے اور لوگ رونے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی کی: اے محمد! ﷺ تو میرے بندوں کو کیوں مایوس کرتا ہے؟ نبی کریم ﷺ واپس تشریف لائے۔ فرمایا خوش ہو جاؤ۔ ایک دوسرے کے قریب بیٹھو اور ایک دوسرے کو راہ راست دکھاؤ۔(1)

امام ابن مردویہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے سنن میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں، عیاش بن ربیعہ اور ہشام بن عاصی بن وائل نے باہم مشورہ کیا کہ ہم مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کرتے ہیں۔ میں اور عیاش نکل پڑے جبکہ ہشام کو دین سے فتنہ میں ڈالا گیا تو وہ فتنہ میں پڑ گیا۔ عیاش کے پاس اس کا بھائی ابوجہل اور حارث بن ہشام آئے۔ دونوں نے کہا تیری ماں نے نذر مانی ہے کہ جب تک وہ تجھے نہیں دیکھے گی اس وقت تک نہ وہ سائے میں جائیگی اور نہ سر کو دھوئے گی۔ میں نے کہا اللہ کی قسم! یہ دونوں تجھے دین سے برگشتہ کرنا چاہتے ہیں۔ وہ دونوں اسے لے گئے۔ اسے دین سے برگشتہ کیا تو وہ برگشتہ ہو گیا۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے یہ آیت ہشام کی طرف لکھ کر بھیجی تو وہ آ گیا۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ اہل مکہ نے کہا کہ حضرت محمد ﷺ گمان کرتے ہیں کہ جس نے بتوں کی عبادت کی، اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کی عبادت کی اور ناحق کسی کو قتل کیا تو اسے نہیں بخشا جائے گا تو ہم کیسے ہجرت کریں اور اسلام قبول کریں جبکہ ہم نے بتوں کی عبادت کی، ناحق لوگوں کو قتل کیا اور ہم مشرک بھی رہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا: اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹو اور اسلام لاؤ۔ اللہ تعالیٰ دانشمندوں کو عتاب فرماتا ہے۔ حلال اور حرام اہل ایمان کے لئے ہے۔ انھیں ہی اللہ تعالیٰ نے عتاب کیا اور انھیں ہی حکم دیا کہ ان میں سے کسی نے بھی اپنی ذات پر زیادتی کر لی تو وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔ وہ توبہ کرے۔ اپنی ذات پر ظلم اور کیا ہوا گناہ اسے توبہ سے نہ روکے جبکہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ آل عمران میں مومنین کا ذکر کیا ہے۔ جب انھوں نے مغفرت کا سوال کیا۔ انہوں نے کہا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَ اِسْرَافَنَا فِیْۤ اَمْرِنَا (آل عمران: 147) یہ معلوم ہونا چاہیے کہ وہ دونوں عمل کیا کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں توبہ کا حکم دیا۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عطاء بن یسار رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ تین آیات مدینہ طیبہ میں وحشی اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئیں۔(3)

1۔ الادب المفرد، جلد 1، صفحہ 363 (254)، القاہرہ مصر
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 24، صفحہ 19
3۔ ایضاً

امام ابن جریر نے حضرت ابن عمر سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیات عیاش بن ابی ربیع، ولید بن ولید اور مسلمانوں کی ایک جماعت کے بارے میں نازل ہوئیں جو مسلمان ہوئے پھر انہیں آزمائش میں ڈالا گیا، تکلیفیں دی گئیں اور وہ دین سے برگشتہ ہوگئے۔ ہم کہا کرتے تھے اللہ تعالیٰ انہیں نہ معاف کرے گا اور نہ ہی کوئی فدیہ قبول کرے گا۔ یہ ایسے لوگ ہیں جو اسلام لائے پھر اس اذیت کی وجہ سے دین کو چھوڑا جو انہیں اذیت دی گئی۔ تو یہ آیات نازل ہوئیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کاتب تھے۔ انہوں نے اپنے ہاتھ سے اسے لکھا پھر اسے عیاش، ولید اور اس جماعت کی طرف بھیجا۔ وہ اسلام لے آئے اور ہجرت کی۔ (1)

امام احمد، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: میں یہ پسند نہیں کرتا کہ اس آیت کے بدلے میں میرے لیے دنیا ومافیہا ہو۔ ایک آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ جس نے شرک کیا؟ تو نبی کریم ﷺ خاموش ہوگئے۔ پھر فرمایا اَلا وَمَنْ اَشْرَكَ۔ یہ بات آپ نے تین دفعہ دہرائی۔

امام احمد، عبد بن حمید، ابو داؤد، امام ترمذی جبکہ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے، ابن منذر، ابن انباری نے مصاحف میں، حاکم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا اسے کوئی پرواہ نہیں کیونکہ وہ غفور رحیم ہے۔ (2)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن ابی الدنیا نے حسن الظن میں، ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ ایک قصہ گو کے پاس سے گزرے جو لوگوں کو نصیحت کر رہا تھا۔ فرمایا اے لوگوں کو نصیحت کرنے والے! لوگوں کو مایوس نہ کر، پھر اس آیت کی تلاوت کی۔ (3)

امام ابن جریر نے حضرت ابن سیرین سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت علی نے پوچھا قرآن حکیم میں کونسی آیت سب سے زیادہ وسعت رکھتی ہے؟ لوگ قرآن کی آیات کا ذکر کرنے لگے۔ مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ (النساء:110)۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا قرآن حکیم میں يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ سے بڑھ کر کوئی آیت وسعت نہیں رکھتی۔ (4)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی مغفرت کی طرف دعوت دی۔ جس کا یہ گمان ہو کہ مسیح علیہ السلام اللہ ہے، جس نے یہ گمان کیا کہ مسیح ابن اللہ ہے، جس نے یہ گمان کیا کہ حضرت عزیز علیہ السلام ابن اللہ ہیں، جس نے یہ گمان کیا کہ اللہ تعالیٰ محتاج ہے، جس نے یہ گمان کیا کہ اللہ کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں، جس نے یہ گمان کیا کہ اللہ تعالیٰ تین میں سے تیسرا ہے اللہ تعالیٰ انہیں فرماتا ہے: اَفَلَا يَتُوْبُوْنَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 24، صفحہ 21-20، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ سنن ترمذی، جلد 6-5، صفحہ 345 (3237)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 62 (34213)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 24، صفحہ 21

اِلَى اللّٰهِ وَ يَسْتَغْفِرُوْنَهٗ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (المائدہ) پھر اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو دعوت دی جو ان سے بھی بڑی بات کرنے والے ہیں جس نے یہ کہا اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى (النازعات) اور کہا مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ (القصص: 38)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جس نے ان آیات کے بعد بھی بندوں کو توبہ سے مایوس کیا اس نے کتاب اللہ سے انکار کیا لیکن ایک بندہ اس وقت تک توبہ نہیں کرتا جب تک اللہ تعالیٰ اس پر نظر کرم نہ فرمائے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عبید بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ابلیس نے کہا اے میرے رب! میرے اختیارات میں اضافہ کر۔ فرمایا ان کے سینے تمہارے مسکن ہیں، تم ان میں یوں گردش کرو گے جیسے خون دوڑتا ہے۔ عرض کی اے میرے رب! میرے اختیارات میں اضافہ کر۔ فرمایا اَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَ رَجِلِكَ وَ شَارِكْهُمْ فِي الْاَمْوَالِ وَ الْاَوْلَادِ وَ عِدْهُمْ ؕ وَ مَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا (الاسراء) حضرت آدم علیہ السلام نے کہا اے میرے رب! تو نے شیطان کو مجھ پر مسلط کر دیا۔ میں اس سے تیری عنایت کے بغیر محفوظ نہیں رہ سکتا۔ فرمایا تیرے ہاں کوئی بچہ پیدا نہیں ہوگا مگر اس کے ساتھ ایک فرشتہ مقرر کر دوں گا جو اسے برے ساتھیوں (شیطانوں) سے محفوظ رکھے گا۔ عرض کی میرے رب! اپنے احسانات میں اضافہ فرما۔ فرمایا ایک نیکی کا اجر دس گنا یا اس سے زیادہ، برائی کا بدلہ ایک یا اسے بھی میں مٹا دوں گا۔ عرض کی اے میرے رب! میرے اوپر احسانات میں اضافہ فرما۔ فرمایا جب تک روح جسم میں ہے توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔ عرض کی اے میرے رب! میرے رب میرے اوپر احسانات میں اضافہ فرما۔ فرمایا يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ۔

امام احمد، ابو یعلیٰ اور ضیاء رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: مجھے قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! اگر تم غلطیاں کرو یہاں تک کہ تمہاری خطائیں زمین و آسمان کو بھر دیں پھر تم مغفرت طلب کرو تو تمہیں بخش دیا جائیگا۔ قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! اگر تم غلطی نہیں کرو گے تو اللہ تعالیٰ ایک ایسی قوم لے آئیگا جو غلطیاں کرے گی پھر مغفرت طلب کرے گی تو انہیں بخش دیا جائیگا۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ اور امام مسلم نے حضرت ابو ایوب انصاری سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: اگر تم گناہ نہیں کرو گے تو اللہ تعالیٰ ایسی مخلوق پیدا کرے گا جو غلطیاں کریں گے تو انہیں بخش دیا جائیگا۔ (2)

امام خطیب رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی کی اے داؤد! میرے بندوں میں سے ایک بندہ میرے ہاں نیکی لاتا ہے، میں اسے اپنے بارے میں حکم بنا لیتا ہوں۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا وہ نیکی کیا ہے؟ فرمایا مصیبت جو اس نے ایک مومن سے دور کی۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا اے اللہ! جو تجھے پہچانتا ہے جس طرح پہچاننے کا حق ہے وہ اس بات کا حقدار ہے کہ وہ تجھ سے مایوس نہ ہو۔

1۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 238، دار صادر بیروت 2۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، جلد 18-17، صفحہ 54 (2748)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے جبریئل امین نے کہا اے محمد! اللہ تعالیٰ قیامت کے روز مجھ سے خطاب فرمائے گا۔ وہ کہے گا اے جبریل امین! کیا وجہ ہے میں فلاں بن فلاں کو جہنمیوں کی صفوں میں دیکھتا ہوں؟ میں کہتا ہوں اے میرے رب! ہم اس کی کوئی نیکی تو نہیں دیکھتے تھے جو آج اس کے لئے بھلائی لائے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں نے دنیا میں اسے یہ کہتے ہوئے سنا تھا یا حنان یا منان۔ اس کے پاس جاؤ اور اس سے پوچھو۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا میرے علاوہ بھی کوئی حنان اور منان ہے؟ میں جہنمیوں کی صفوں سے اسے پکڑوں گا اور جنتیوں کی صفوں میں داخل کردوں گا۔ (1)

امام ابن ضریس، ابو القاسم بن بشیر رحمہما اللہ نے اپنی امالی (2) میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ مکمل فقیہ وہ ہے جو لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ کرے، اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں کی انہیں رخصت نہ دے، اللہ تعالیٰ کے عذاب سے انہیں بے خوف نہ کرے، کسی اور چیز کی رغبت میں قرآن کو نہ چھوڑے، اس عبادت میں کوئی بھلائی نہیں جس میں علم نہ ہو، وہ علم نہیں جس میں فہم نہ ہو، وہ کوئی پڑھنا نہیں جس میں تدبر نہ ہو۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عطاء بن یسار رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مایوسیوں کا ایک پل ہوگا۔ قیامت کے دن لوگ ان کی گردنوں کو روندیں گے۔

امام عبد الرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت نقل کی ہے: تو لوگوں کو وعظ و نصیحت کرتا ہے، کیا میں تجھے ایک بات نہ بتاؤں؟ عرض کی کیوں نہیں۔ فرمایا لوگوں کو ہلاک کرنے اور انہیں مایوس کرنے سے بچو۔

امام عبد الرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت زید بن اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ گزشتہ امتوں میں ایک آدمی عبادت میں کوشش کرتا۔ اپنے آپ پر سختی کرتا اور لوگوں کو اللہ کی رحمت سے مایوس کرتا۔ پھر وہ مرگیا۔ اس نے عرض کی اے میرے رب! تیرے پاس میرے لیے کیا ہے؟ فرمایا آگ۔ عرض کی میری عبادت اور ریاضت کہاں گئی؟ فرمایا تو لوگوں کو میری رحمت سے مایوس کرتا تھا اور میں آج تمہیں اپنی رحمت سے مایوس کرتا ہوں۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ بات ذکر کی گئی ہے کہ کچھ لوگ تھے جو شرک میں بہت بڑھ گئے تھے۔ وہ ڈرتے تھے کہ انہیں نہیں بخشا جائے گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اس آیت کے ساتھ دعوت دی۔ (3)

امام عبد بن حمید نے حضرت ابو مجلز لاحق بن حمید سدوسی سے روایت نقل کی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پر اس آیت کو نازل فرمایا۔ نبی کریم ﷺ اٹھے، لوگوں کو خطبہ ارشاد فرمایا اور ان پر اس آیت کو تلاوت کیا۔ ایک آدمی اٹھا عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک؟ نبی کریم ﷺ خاموش ہو گئے۔ وہ آدمی بات دوہراتا رہا جتنی دیر اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ تو

1۔ نوادر الاصول، صفحہ 114، دار صادر بیروت 2۔ کتاب کا نام ہے۔

3۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 134، دار الکتب العلمیہ بیروت

اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا: اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ (النساء: 48)

عبد بن حمید نے عکرمہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباس نے فرمایا: اس آیت اور مابعد آیت کا آپس میں تعلق ہے۔

وَ اَنِيْبُوْۤا اِلٰى رَبِّكُمْ وَ اَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ۝۵۴ وَ اتَّبِعُوْۤا اَحْسَنَ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ۝۵۵ اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ يّٰحَسْرَتٰى عَلٰى مَا فَرَّطْتُّ فِيْ جَنْۢبِ اللّٰهِ وَ اِنْ كُنْتُ لَمِنَ السّٰخِرِيْنَ۝۵۶ اَوْ تَقُوْلَ لَوْ اَنَّ اللّٰهَ هَدٰىنِيْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ۝۵۷ اَوْ تَقُوْلَ حِيْنَ تَرَى الْعَذَابَ لَوْ اَنَّ لِيْ كَرَّةً فَاَكُوْنَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ۝۵۸ بَلٰى قَدْ جَآءَتْكَ اٰيٰتِيْ فَكَذَّبْتَ بِهَا وَ اسْتَكْبَرْتَ وَ كُنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ۝۵۹

"اور (سچے دل سے) لوٹ آؤ اپنے رب کی طرف اور سرخم کردو اس کے سامنے اس سے پہلے کہ آجائے تم پر عذاب پھر تمہاری مدد نہ کی جائے گی۔ اور پیروی کرو عمدہ کلام کی جو اتارا گیا ہے تمہاری طرف تمہارے رب کے پاس سے اس سے پیشتر کہ تم پر اچانک عذاب آجائے اور تمہیں خبر تک نہ ہونے پائے۔ (اس وقت) کوئی شخص یہ کہنے لگے صد حیف! ان کوتاہیوں پر جو مجھ سے سرزد ہوئیں اللہ کے بارے میں۔ اور میں تو تمسخر اڑانے والوں سے تھا۔ یا یہ کہے گا کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے ہدایت دے دیتا تو میں ہو جاتا پرہیز گاروں میں سے۔ یا یہ کہنے لگے جب عذاب دیکھے کاش! مجھے ایک بار پھر موقع دیا جائے تو میں نیکوکاروں میں سے ہو جاؤں گا۔ ہاں! ہاں! آئی تھیں تیرے پاس میری آیتیں پس تو نے انہیں جھٹلایا اور تو گھمنڈ کرتا رہا اور تو کفر کرنے والوں میں سے تھا"۔

عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ سے وَ اَنِيْبُوْۤا اِلٰى رَبِّكُمْ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اپنے رب کی طرف متوجہ ہو۔(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت عبید بن یعلی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انابہ سے مراد دعا ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ یہ اقوال نقل کیے ہیں کہ اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ يّٰحَسْرَتٰى عَلٰى مَا فَرَّطْتُّ اللہ سبحانہ نے لوگوں کی بات کرنے سے پہلے بتادیا کہ وہ کیا بات کریں گے اور ان کے عمل سے پہلے بتادیا کہ وہ کیا عمل کریں گے وَ لَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيْرٍ۝ (فاطر) السّٰخِرِيْنَ سے مراد جن کا حلق کیا گیا ہو۔ الْمُحْسِنِيْنَ سے مراد ہدایت یافتہ۔ اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ اگر انہیں دوبارہ دنیا میں بھیج دیا جاتا تو وہ ہدایت پر قادر نہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 24، صفحہ 22، دار احیاء التراث العربی بیروت

ہوتے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وَ لَوۡ رُدُّوۡا لَعَادُوۡا لِمَا نُهُوۡا عَنۡهُ وَ اِنَّهُمۡ لَكٰذِبُوۡنَ۝ (الانعام) اور فرمایا وَ نُقَلِّبُ اَفۡـِٕدَتَهُمۡ وَ اَبۡصَارَهُمۡ كَمَا لَمۡ يُؤۡمِنُوۡا بِهٖۤ اَوَّلَ مَرَّةٍ (الانعام: 110) کہا اگر انہیں دنیا کی طرف لوٹا دیا جاتا تو ان کے اور ہدایت کے درمیان رکاوٹ کھڑی کر دی جاتی۔ جس طرح ہم نے ان کے اور ہدایت کے درمیان پہلی دفعہ رکاوٹ کھڑی کی۔ (1)

امام آدم بن ابی ایاس، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے فِيْ جَنۡۢبِ اللّٰهِ کا یہ معنی نقل کیا ہے اللہ کے ذکر میں۔ (2)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اسے اس بات نے نہیں روکا کہ اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کو ضائع کر دیا یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے والوں سے مذاق کرنے لگا۔ کہا یہ ان میں سے ایک جماعت کا قول ہے اَوۡ تَقُوۡلَ لَوۡ اَنَّ اللّٰهَ هَدٰىنِيۡ لَكُنۡتُ مِنَ الۡمُتَّقِيۡنَ کہا یہ دوسری جماعت کا قول ہے اَوۡ تَقُوۡلَ حِيۡنَ تَرَى الۡعَذَابَ لَوۡ اَنَّ لِيۡ كَرَّةً فَاَكُوۡنَ مِنَ الۡمُحۡسِنِيۡنَ کہا کاش! میں دنیا کی طرف لوٹتا۔ کہا یہ ایک اور صنف کا قول ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے قول کو رد کرنے اور ان کو جھٹلانے کے لیے فرماتا ہے بَلٰى قَدۡ جَآءَتۡكَ اٰيٰتِيۡ فَكَذَّبۡتَ بِهَا وَ اسۡتَكۡبَرۡتَ وَ كُنۡتَ مِنَ الۡكٰفِرِيۡنَ۔ (3)

امام احمد، امام نسائی، امام حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو جہنمی جنت میں اپنا ٹھکانہ دیکھے گا۔ وہ اللہ تعالیٰ کی حمد کرے گا تو یہ اس کی طرف سے شکر ہوگا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تلاوت کی اَنۡ تَقُوۡلَ نَفۡسٌ يّٰحَسۡرَتٰى عَلٰى مَا فَرَّطۡتُّ۔ (4)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں جو لوگ کسی مجلس میں بیٹھے۔ اس میں اللہ کا ذکر نہ کیا تو قیامت کے روز یہ ان کے لیے حسرت ہوگی۔ اگر وہ جنتی ہوئے تو ہر اس مجلس کا ثواب دیکھیں گے۔ جن میں انہوں نے اللہ کا ذکر کیا۔ اس مجلس کا ثواب نہیں دیکھیں گے تو یہ ان کے لیے حسرت ہوگی۔

امام بخاری نے اپنی تاریخ میں، طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ پڑھتے ہوئے سنا: بَلٰى قَدۡ جَآءَتۡكَ اٰيٰتِيۡ فَكَذَّبۡتَ بِهَا وَ اسۡتَكۡبَرۡتَ وَ كُنۡتَ مِنَ الۡكٰفِرِيۡنَ۔ (5)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ آپ نے اسے پڑھا بَلٰى قَدۡ جَآءَتۡكَ اٰيٰتِيۡ کاف پر زبر پڑھی۔ فَكَذَّبۡتَ بِهَا وَ اسۡتَكۡبَرۡتَ وَ كُنۡتَ مِنَ الۡكٰفِرِيۡنَ ان سب میں تاء کو نصب دی ہے وَ يُنَجِّى اللّٰهُ الَّذِيۡنَ اتَّقَوۡا بِمَفَازَتِهِمۡ یہاں جمع کا صیغہ پڑھا ہے۔

وَ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ تَرَى الَّذِيۡنَ كَذَبُوۡا عَلَى اللّٰهِ وُجُوۡهُهُمۡ مُّسۡوَدَّةٌ ؕ اَلَيۡسَ فِيۡ جَهَنَّمَ مَثۡوًى لِّلۡمُتَكَبِّرِيۡنَ۝ وَ يُنَجِّى اللّٰهُ الَّذِيۡنَ اتَّقَوۡا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 24، صفحہ 26، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 24، صفحہ 25 3۔ ایضاً، جلد 24، صفحہ 27-25
4۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 512، دار صادر بیروت 5۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 225 (11316)، دار الفکر بیروت

بِمَفَازَتِهِمْ ۡ لَا يَمَسُّهُمُ السُّوٓءُ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿٦١﴾

''اور روز قیامت آپ دیکھیں گے انہیں جو اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں، اس حال میں کہ ان کے چہرے سیاہ ہوں گے۔ کیا نہیں ہے جہنم میں ٹھکانا تکبر کرنے والوں کا؟ اور نجات دے گا اللہ تعالیٰ متقیوں کو کامیابی کے ساتھ۔ نہ چھوئے گی انہیں کوئی تکلیف اور نہ غمگین ہوں گے''۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، امام بخاری نے الادب میں، امام ترمذی جبکہ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے، امام نسائی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت عمرو بن شعیب رحمہ اللہ سے وہ اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ قیامت کے روز متکبروں کو چیونٹیوں کی طرح انسانوں کی صورت میں لایا جائے گا۔ وہ جہنمیوں کا دھوون جو زہر کا آمیزہ ہوگا پئیں گے۔(1)

امام عبد بن حمید اور بیہقی نے حضرت انس سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے روز متکبروں کو آگ کے تابوتوں میں رکھا جائے گا، انہیں بند کیا جائے گا اور آگ کے سب سے نچلے درجے میں پھینک دیا جائے گا۔

امام عبد بن حمید اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ متکبروں کو قیامت کے روز چیونٹیوں کی صورت میں لایا جائے گا۔ ہر طرف سے ذلت ان پر چھائی ہوگی۔ وہ بڑی آگ میں داخل ہوں گے۔ انہیں زہر کا آمیزہ پلایا جائے گا جو جہنمیوں کا نچڑن ہوگا۔

امام احمد رحمہ اللہ زہد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ متکبروں اور جابروں کو چیونٹیوں کی صورت میں لایا جائے گا۔ لوگ انہیں روندیں گے۔ کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ذلیل ورسوا ہوں گے یہاں تک کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ ہو جائے گا تو انہیں بڑی آگ کی طرف لے جایا جائے گا۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ! ﷺ نار الانیار سے کیا مراد ہے۔ فرمایا جہنمیوں کا نچڑن۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: وَيُنَجِّي اللّٰهُ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ یعنی ان کے اعمال کے واسطہ سے انہیں نجات دے گا۔(3)

اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۡ وَّهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ﴿٦٢﴾

''اللہ تعالیٰ پیدا کرنے والا ہے ہر چیز کا اور وہی ہر چیز کا نگہبان ہے''۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگ تم سے ہر چیز کے بارے میں پوچھیں گے یہاں تک کہ وہ تم سے پوچھیں گے یہ اللہ ہے جس نے ہر چیز کو پیدا کیا؟

1۔ سنن ترمذی، جلد 4، صفحہ 565 (2492)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ کتاب الزہد، صفحہ 30، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 24، صفحہ 29، دار احیاء التراث العربی بیروت

اگر تم سے یہ سوال کیا جائے تو کہو اللہ تعالیٰ ہر شے سے پہلے تھا۔ اس نے ہر چیز کو پیدا کیا، ہر چیز کے بعد بھی وہ ہوگا۔ واللہ اعلم۔

لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۶۳﴾

"وہی ہے مالک آسمانوں اور زمین کی کنجیوں کا اور جو لوگ انکار کرتے اللہ کی آیتوں کا وہی لوگ خسارہ میں ہیں"

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مَقَالِيْدُ سے مراد چابیاں ہیں۔(1)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مَقَالِيْدُ فارسی میں چابیوں کو کہتے ہیں۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ اور حضرت حسن بصری رحمہما اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مَقَالِيْدُ سے مراد چابیاں ہیں۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے، فرمایا اس صبح میں نے دیکھا۔ گویا مجھے مقالید اور موازین عطا کیے گئے۔ جہاں تک مقالید کا تعلق ہے اس سے مراد چابیاں ہیں اور موازین سے مراد وہ ترازو ہے جن سے تم وزن کرتے ہو۔ ترازو لائے گئے۔ انہیں زمین و آسمان کے درمیان رکھ دیا گیا۔ مجھے ایک پلڑے میں رکھا گیا۔ امت لائی گئی۔ اسے دوسری پلڑے میں رکھا گیا۔ میں ان پر بھاری ہو گیا۔ پھر حضرت ابو بکر صدیق کو لایا گیا، انہیں پلڑے میں رکھا گیا، ان کے ساتھ وزن کیا گیا۔ پھر حضرت عمر کو لایا گیا، انہیں ایک پلڑے میں اور دوسرے پلڑے میں ان کا وزن کیا گیا پھر میزان کو اٹھا لیا گیا۔

امام ابو یعلیٰ، یوسف قاضی نے سنن میں، ابو الحسن قطان نے مطولات میں، ابن سنی نے عمل یوم ولیلۃ (3) میں، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا اس سے مراد یہ ہے۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، سُبْحَانَ اللّٰهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ يُحْيِیْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَیٌّ لَا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ۔ اے عثمان! جس نے ہر دن میں یہ کلمات سو بار کہے اللہ تعالیٰ اسے دس خصلتیں عطا فرمائے گا۔ (۱) اس کے سابقہ گناہ بخش دیے جائیں گے۔ (۲) اس کے حق میں آگ سے برات لکھ دی جائے گی۔ (۳) اس کے لیے دو فرشتے مقرر کر دیے جائیں گے۔ جو دن اور رات میں آفات اور مصیبتوں سے بچائیں گے۔ (۴) اسے اجر کا قنطار دیا جائے گا۔ (۵) اسے اس آدمی جتنا اجر دیا جائے گا جس نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے خاندان سے سو غلام آزاد کیے ہوں گے۔ (۶) اس کی حور عین سے شادی کی جائے گی۔ (۷) ابلیس اور اس کے لشکروں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 24، صفحہ 29 2۔ ایضاً، جلد 24، صفحہ 30 3۔ کتاب کا نام۔ مترجم

سے اس کی حفاظت کی جائے گی۔(۸) اسکے سر پر وقار کا تاج پہنایا جائے گا۔(۹) وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی معیت میں ہوگا۔(۱۰) وہ اپنے گھر کے ستر افراد کی شفاعت کرے گا۔اے عثمان! اگر تو اطاعت کرے تو کسی دن بھی یہ عمل تجھ سے فوت نہ ہو، تو کامیاب ہونے والوں میں سے ہوجائے گا اور اولین و آخرین سے سبقت لے جائے گا۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عثمان بن عفان نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کی مجھے مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کے بارے میں بتایئے۔فرمایا سُبْحَانَ اللّٰهِ ،اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ،اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔اے عثمان جس نے صبح کے وقت ان کلمات کو دس بار کہا اور شام کے وقت انہیں دس بار کہا اللہ تعالیٰ اسے چھ خصلتیں عطا فرمائے گا۔(۱) اسے ابلیس اور لشکروں سے محفوظ رکھا جائے گا۔(۲) اسے اجر کا قنطار عطا کیا جائے گا۔(۳) اس کی شادی حور عین سے کی جائے گی۔(۴) اس کے گناہ بخش دیے جائیں گے۔(۵) وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی معیت میں ہوگا۔(۶) اس کی موت کے وقت بارہ فرشتے حاضر ہوں گے جو اسے جنت کی بشارت دیں گے۔اور قبر سے موقف کی طرف لے جائیں گے۔اگر اسے قیامت کی مصیبتوں میں سے کوئی مصیبت پہنچے گی تو وہ اسے کہیں گے خوف نہ کر۔تو امن والوں سے ہے۔پھر اللہ تعالیٰ اس کا آسان سا حساب لے گا۔پھر اسے جنت میں جانے کا حکم ہوگا۔فرشتے اسے موقف (میدان حشر) سے جنت کی طرف لے جائیں گے جس طرح دلہن کو لے جایا جاتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے اذن سے وہ اسے جنت میں داخل کردیں گے جبکہ لوگ ابھی حساب کی سختی میں ہوں گے۔

امام حارث بن ابی اسامہ اور ابن مردویہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کے بارے میں سوال کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سُبْحَانَ اللّٰهِ ،اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ،اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ یہ عرش کے خزانے ہیں۔

امام عقیلی اور بیہقی رحمہما اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کی تفسیر کے بارے میں پوچھا۔نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس کے بارے میں مجھ سے کسی نے بھی سوال نہیں کیا۔اس کی تفسیر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ،اَللّٰهُ اَكْبَرُ، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ، اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ سے مراد ہے آسمان وزمین کے خزانوں کی چابیاں اسی کی ہیں۔(1)

قُلْ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْٓنِّيْٓ اَعْبُدُ اَيُّهَا الْجٰهِلُوْنَ ﴿۶۴﴾ وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَ

1۔تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 24، صفحہ 30، دار احیاء التراث العربی بیروت

اِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَىِٕنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝۶۵ بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ۝۶۶

"آپ فرمائیے اے جاہلو! کیا تم مجھے حکم دیتے ہو کہ اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت کروں؟ اور بے شک وحی کی گئی ہے آپ کی طرف اور ان کی طرف جو آپ سے پہلے تھے کہ اگر (بفرض محال) آپ نے بھی شرک کیا تو ضائع ہو جائیں گے آپ کے اعمال اور آپ بھی خاسرین میں سے ہو جائیں گے۔ بلکہ صرف اللہ کی ہی عبادت کرو اور ہو جاؤ شکر گزاروں میں سے"۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ قریشیوں نے رسول اللہ ﷺ کو دعوت دی کہ وہ آپ کو اتنا مال دیں گے کہ آپ مکہ کے سب سے مالدار آدمی بن جائیں گے۔ جس عورت سے چاہیں آپ کی شادی کریں گے اور آپ کی اطاعت کریں گے۔ انہوں نے کہا اے محمد! ﷺ تیرے لیے ہمارے پاس یہ ہے تو ہمارے معبودوں کو برا بھلا کہنا چھوڑ دے، ان کی برائیاں ذکر نہ کیا کر اگر تو ایسا نہ کرے تو پھر ہم تجھ پر ایک ہی چیز پیش کریں گے جو ہمارے اور تیرے درمیان ہوگی انہوں نے اس بارے میں اشارہ کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں انتظار کروں گا کہ میرے رب کی جانب سے کیا حکم ہوتا ہے تو وحی آئی: قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۝۱ (الکافرون) اللہ تعالیٰ نے آپ پر یہ آیات نازل فرمائیں: قُلْ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْٓنِّيْٓ اَعْبُدُ اَيُّهَا الْجٰهِلُوْنَ۔ وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَىِٕنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ۔

امام بیہقی نے دلائل میں حضرت حسن بصری سے روایت نقل کی ہے کہ مشرکوں نے نبی کریم ﷺ سے کہا اے محمد! اِيَّاكَ وَاَجْدَادَكَ۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل فرمایا قُلْ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْٓنِّيْٓ اَعْبُدُ اَيُّهَا الْجٰهِلُوْنَ ۝۶۴ وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَىِٕنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝۶۵ بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ۔

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ ۭ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝۶۷

"اور نہ قدر پہچانی انہوں نے اللہ تعالیٰ کی جس طرح قدر پہچاننے کا حق تھا اور (اس کی شان تو یہ ہے) ساری زمین اس کی مٹھی میں ہوگی قیامت کے دن اور سارے آسمان لپٹے ہوئے اس کے دائیں ہاتھ میں ہوں گے۔ پاک ہے وہ ہر عیب سے اور برتر ہے لوگوں کے شرک سے"۔

امام سعید بن منصور، امام احمد، عبد بن حمید، امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی، ابن جریر، ابن منذر اور دار قطنی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک عالم رسول اللہ ﷺ کی

خدمت میں حاضر ہوا۔ کہا اے محمد! ہم یہ چیز پاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز آسمانوں کو ایک انگلی پر اور باقی مخلوق کو ایک انگلی پر درختوں کو ایک انگلی پر۔ پانی اور مٹی کو ایک انگلی پر اور زمینوں کو ایک انگلی پر اٹھائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں بادشاہ ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت تلاوت کی۔ (1)

امام احمد، امام ترمذی جبکہ امام ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے: ایک یہودی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سے گزرا جبکہ آپ بیٹھے ہوئے تھے۔ اس نے کہا اے ابوالقاسم! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو اس بارے میں کیا کہتا ہے جب اللہ تعالیٰ آسمانوں کو اس پر رکھے گا اور سبابہ کی طرف اشارہ کیا، زمینوں کو اس پر رکھے گا، پہاڑوں کو اس پر رکھے گا اور باقی مخلوق کو اس پر رکھے گا، ہر ایک میں ایک انگلی کی طرف اشارہ کرتا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ (2)

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے العظمۃ میں حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہودیوں نے رب کی صفت کے بارے میں کلام کی۔ انہوں نے ایسی باتیں کیں جن کا انہیں علم نہ تھا اور نہ ہی انہوں نے اسے دیکھا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ (3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہودیوں نے آسمانوں، زمین اور فرشتوں کی تخلیق کے بارے میں غور و فکر کیا۔ جب بہک گئے تو اندازے لگانے لگے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ربیع بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ (البقرہ: 255) نازل ہوئی۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرسی اس طرح ہے تو عرش کیسے ہوگا؟ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا: وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ۔

امام ابن جریر، ابن منذر، عبد بن حمید، امام بخاری، امام مسلم، امام نسائی، ابن ماجہ، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز زمین کو قبض کر لے گا اور آسمانوں کو اپنے دائیں ہاتھ میں لپیٹ لے گا۔ پھر فرمائے گا میں بادشاہ ہوں، زمین کے بادشاہ کہاں ہیں؟ (4)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، امام بخاری، امام مسلم، امام نسائی، ابن جریر، ابن ماجہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک روز منبر پر یہ آیت پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے اس طرح اپنے ہاتھ میں ہاتھ کو حرکت دیتے آگے کرتے اور اسے

1۔ سنن ترمذی، جلد 5، صفحہ 345 (3238)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 346 (3240)
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 24، صفحہ 35، دار احیاء التراث العربی بیروت
4۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، جلد 17، صفحہ 109 (2787)، دار الکتب العلمیہ بیروت

پیچھے کرتے۔ اللہ تعالیٰ اپنی عظمت بیان فرمائے گا، کہے گا۔ اَنَا الْجَبَّارُ، اَنَا الْمُتَكَبِّرُ، اَنَا الْمَلِكُ اور اَنَا الْكَرِيْمُ منبر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کانپنے لگا یہاں تک کہ ہم نے کہا کہ منبر آپ کو نیچے گرا دے گا۔ (1)

امام احمد، عبد بن حمید، امام ترمذی، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے حضرت عائشہ نے بیان کیا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس آیت کے بارے میں پوچھا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَنَا الْجَبَّارُ اللہ تعالیٰ اپنی عظمت بیان فرمائے گا۔ منبر حضور ﷺ کے ساتھ کانپنے لگا یہاں تک کہ ہم نے یہ کہا وہ ضرور آپ ﷺ کو گرا دے گا۔ عرض کی یارسول اللہ! ﷺ لوگ اس دن کہاں ہوں گے؟ فرمایا جہنم کی پل پر۔ (2)

امام بزار، ابن عدی، ابوالشیخ نے العظمۃ میں اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منبر پر یہ آیت پڑھی تو منبر کی یہ کیفیت تھی۔ وہ یوں گیا وہ یوں آیا۔ یہ تین دفعہ ہوا۔

امام ابوالشیخ العظمۃ میں، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ الاسماء والصفات میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں کو اپنے دست قدرت میں جمع کرے گا۔ پھر فرمائے گا: اَنَا اللّٰهُ، اَنَا الرَّحْمٰنُ، اَنَا الْمَلِكُ، اَنَا الْقُدُّوْسُ، اَنَا السَّلَامُ، اَنَا الْمُؤْمِنُ، اَنَا الْمُهَيْمِنُ اَنَا الْعَزِيْزُ، اَنَا الْجَبَّارُ، اَنَا الْمُتَكَبِّرُ، میں وہ ہوں جس نے دنیا کو شروع کیا جبکہ کچھ بھی نہ تھا اور میں ہی وہ ہوں جو اسے دوبارہ لوٹائے گا بادشاہ کہاں ہیں؟ جابر کہاں ہیں؟

امام طبرانی رحمہ اللہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کی ایک جماعت سے فرمایا میں تمہارے سامنے سورۂ زمر کی آخری آیات تلاوت کرنے والا ہوں۔ تم میں سے جو رویا اس کے لیے جنت ثابت ہے۔ تو آپ نے وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ...... سے سورت کے آخر تک آیات تلاوت کیں ہم میں سے کچھ روئے اور ہم میں سے کچھ وہ تھے جو نہ روئے۔ انہوں نے عرض کی یارسول اللہ! ﷺ ہم نے رونے کی پوری کوشش کی مگر ہمیں رونا نہ آیا۔ فرمایا میں اسے تم پر پڑھوں گا جو نہ روئے وہ رونے کی کوشش کرے۔ (3)

امام طبرانی نے مقارب کی سند سے اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے العظمۃ میں ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تین چیزیں ایسی ہیں جنہیں میں نے اپنے بندوں سے غائب کر دیا۔ اگر کوئی آدمی انہیں دیکھ لے تو کبھی بھی برا عمل نہ کرے۔ اگر میں اپنا حجاب ہٹا دوں اور وہ مجھے دیکھ لے یہاں تک کہ اسے یقین ہو جائے اور اسے علم ہو جائے کہ میں اپنی مخلوق کے ساتھ کیسے معاملہ کرتا ہوں۔ جب میں انہیں موت عطا کرتا ہوں اور آسمانوں کو اپنے ہاتھ میں قبض کرتا ہوں۔ پھر زمینوں کو قبض کرتا ہوں۔ پھر میں کہتا ہوں میں بادشاہ ہوں۔ میرے بغیر کون

1۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 72، دار صادر بیروت
2۔ سنن ترمذی، جلد 5، صفحہ 317 (3241)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 225 (11317)، دار الفکر بیروت

بادشاہ ہے۔ پھر انہیں جنت دکھاؤں اور ان کے لیے جو بھلائیاں میں نے تیار کر رکھی ہیں تو انہیں اس کا یقین ہو جائے۔ میں انہیں آگ دکھاؤں اور ان کے لیے میں نے جو تکلیف دہ چیزیں تیار کر رکھی ہیں تو انہیں یقین ہو جائے۔ لیکن میں نے انہیں جان بوجھ کر ان سے پوشیدہ رکھا ہے تاکہ میں یہ جانوں کہ وہ کیسے عمل کرتے ہیں۔ میں نے ان کے لیے ہر چیز کو بیان کر دیا۔

امام عبد بن حمید اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت مسروق رحمہ اللہ سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ کے نبی نے یہودی سے فرمایا جب اس نے ہمارے رب کی عظمت بیان کرتے ہوئے کہا۔ اس نے کہا آسمان خنصر انگلی پر، زمینیں بنصر پر، پہاڑ درمیانی پر، پانی سبابہ پر اور باقی تمام مخلوق انگوٹھے پر ہو گی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وَ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۖ وَ الْاَرْضُ جَمِیْعًا قَبْضَتُهٗ۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں کو اس کی تمام مخلوق کے ساتھ اور اللہ تعالیٰ ساتوں زمینوں کو اپنی مخلوق کے ساتھ سمیٹے گا۔ وہ سب کو اپنے دائیں ہاتھ میں لے گا۔ یہ سب چیزیں اس کے دست قدرت میں ایسی ہوں گی جیسے ایک رائی کا دانہ۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ آسمان اس کے دائیں ہاتھ میں لپٹے ہوں گے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت ضحاک سے یہ قول نقل کیا ہے کہ سب چیزیں اس کے دائیں ہاتھ میں ہوں گی۔

امام بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت شیبان نحوی سے روایت نقل کی ہے کہ قتادہ نے اس آیت کی تفسیر بیان نہیں کی۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں جہاں بھی اپنی ذات کا وصف ذکر کیا ہے اس کی تفسیر یہ ہے کہ اس آیت کی تلاوت کی جائے اور خاموشی اختیار کی جائے۔

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے العظمۃ میں حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تو جانتا ہے کہ کرسی کیا ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ فرمایا آسمان، زمین اور جو کچھ ان میں ہے ان کی کرسی کے ساتھ وہی نسبت ہے جس طرح ایک انگوٹھی کا حلقہ ہے، اسے ہموار زمین میں پھینکا گیا ہو اور کرسی کی حیثیت عرش کے سامنے ایسے ہے جیسے انگوٹھی کا حلقہ ہو جسے ہموار زمین میں پھینک دیا گیا ہو۔ پانی کی ہوا میں وہی حیثیت ہے جیسے ایک انگوٹھی کو جنگل میں پھینک دیا گیا ہو۔ ان تمام چیزوں کی حیثیت اللہ تعالیٰ کے دست قدرت میں ایسے ہے جس طرح ایک دانہ یا اس سے بھی کم چیز ہو جو تم میں سے کسی کی ہتھیلی میں ہو۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی مطلب ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ساتوں زمینیں اور ساتوں آسمان اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ایسے ہیں جیسے تم میں سے کسی کے ہاتھ میں ایک رائی کا دانہ۔ (1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کے بارے میں پوچھا کہ اس روز لوگ کہاں ہوں گے؟ فرمایا پل پر۔ (2)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 24، صفحہ 32، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 24، صفحہ 35

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک یہودی عالم آیا۔ عرض کی مجھے اس آیت کے بارے میں بتایئے وَالْاَرْضُ جَمِیْعًا قَبْضَتُهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِیّٰتٌۢ بِیَمِیْنِهٖ اس موقع پر مخلوق کہاں ہوگی۔ فرمایا وہ کتاب کے نقوش کی طرح ہوں گے۔(1)

وَنُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ؕ ثُمَّ نُفِخَ فِیْهِ اُخْرٰی فَاِذَا هُمْ قِیَامٌ یَّنْظُرُوْنَ ﴿۶۸﴾

''اور پھونکا جائے گا صور، پس غش کھا کر گر پڑے گا جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے بجز ان کے جنہیں اللہ چاہے گا (کہ بے ہوش نہ ہوں) پھر دوبارہ (جب) اس میں پھونکا جائے گا تو اچانک وہ کھڑے ہو کر (حیرت سے) دیکھنے لگ جائیں گے''۔

امام احمد، عبد بن حمید، امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، ابن ماجہ، ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک یہودی نے مدینہ طیبہ کے بازار میں کہا: قسم ہے اس ذات کی جس نے انسانوں سے حضرت موسیٰ علی السلام کو منتخب کیا! ایک انصاری نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور اسے طمانچہ مارا۔ کہا کیا تو یہ بات کرتا ہے جبکہ ہمارے درمیان اللہ کے رسول موجود ہیں؟ میں نے اس کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا وَنُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ میں سب سے پہلے اپنا سر اٹھاؤں گا۔ کیا دیکھوں گا کہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس ہوں جو عرش کے ایک پائے کو پکڑے ہوں گے۔ میں نہیں جانتا کہ انہوں نے مجھ سے قبل سر اٹھایا ہے یا وہ ان لوگوں میں سے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے مستثنیٰ قرار دیا ہے۔(2)

امام ابو یعلی، دارقطنی نے افراد میں، ابن منذر، حاکم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ بعث میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے جبرئیل امین سے اس آیت کے بارے میں پوچھا۔ وہ کون ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اس کا ارادہ نہیں کیا؟ فرمایا وہ شہید ہیں (3) جو اپنے گلے میں تلواریں لٹکائے ہوں گے اور عرش کے اردگرد ہوں گے۔ قیامت کے روز فرشتے انہیں محشر کی طرف لے جائیں گے یاقوت کے عمدہ گھوڑے ہوں گے جن کی لگامیں موتیوں کی ہوں گی۔ کجاوے سندس اور استبرق کے ہوں گے، ان کے نمدے ریشم سے نرم ہوں گے، ان کے قدم حد نگاہ تک پڑیں گے، وہ جنت میں سیر کریں گے، طویل وقت گزرنے کے بعد کہیں گے، ہمیں اپنے رب کی طرف لے جاؤ، ہم دیکھیں کہ وہ اپنی مخلوق میں کیسے فیصلہ کرتا ہے۔ میرا رب انہیں دیکھ کر مسکرائے گا۔ اللہ تعالیٰ کسی موقع پر بھی جب بندے کو دیکھ کر مسکرائے گا تو اس پر کوئی حساب نہیں ہوگا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 24، صفحہ 34، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، کتاب الزہد، جلد 4، صفحہ 548 (4274)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 277 (3000)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام سعید بن منصور اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اِلَّا مَنۡ شَآءَ اللّٰہُ سے مراد شہداء ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے مستثنیٰ ہیں۔

سعید بن منصور، ہناد، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت سعید بن جبیر سے روایت نقل کی ہے کہ اِلَّا مَنۡ شَآءَ اللّٰہُ سے مراد شہداء ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے مستثنیٰ ہیں۔ وہ تلواروں کو حمائل کیے ہوں گے اور عرش کے اردگرد ہوں گے۔ (1)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابو نصر سجزی نے الابانہ میں اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت کی۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے مستثنیٰ کیا ہے؟ فرمایا جبرئیل، میکائیل، ملک الموت، اسرافیل اور حاملین عرش۔ جب اللہ تعالیٰ مخلوقات کی ارواح کو قبض کرے گا تو ملک الموت سے فرمائے گا کون باقی ہے؟ جبکہ وہ خوب جانتا ہے وہ عرض کرے گا: رَبِّ سُبۡحَانَكَ، رَبِّ تَعَالَيۡتَ ذُوالۡجَلَالِ وَالۡاِكۡرَامِ، جبرئیل، میکائیل، اسرافیل اور ملک الموت باقی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میکائیل کے نفس کو قبض کر لے۔ تو وہ بڑے ٹیلے کی طرح گر پڑے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے ملک الموت! کون باقی ہے؟ وہ عرض کرے گا سُبۡحَانَكَ رَبِّ، ذُوالۡجَلَالِ وَالۡاِكۡرَامِ، جبرئیل امین اور ملک الموت باقی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے ملک الموت! تو مر جا۔ وہ مر جائے گا اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے جبرئیل! کون باقی ہے؟ وہ عرض کرے گا سُبۡحَانَكَ يَا ذُوالۡجَلَالِ وَالۡاِكۡرَامِ جبرئیل باقی ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس مرتبہ پر ہے جس مرتبہ پر ہے یعنی عظیم شان رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے جبرئیل! تیرے لیے موت ضروری ہے۔ اپنے پروں کو پھڑ پھڑاتے وہ سجدہ میں گر جائے گا۔ وہ عرض کرے گا سُبۡحَانَكَ رَبِّ تَبَارَكۡتَ وَتَعَالَيۡتَ يَا ذَاالۡجَلَالِ وَالۡاِكۡرَامِ تو باقی ہے اور جبرئیل مرنے والا فانی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی روح اس پھڑ پھڑاہٹ میں قبض کر لے گا جس میں وہ پھڑ پھڑائے گا۔ وہ اسی فضیلت کی حالت میں گرے گا جیسے اسے حضرت میکائیل پر فضیلت پر پیدا کیا جیسے تودے پر بڑے تودے کو فضیلت ہوتی ہے۔

امام ابن مردویہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے البعث میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اسے مرفوع روایت کی صورت میں ذکر کیا ہے۔ اِلَّا مَنۡ شَآءَ اللّٰہُ سے مراد حضرت جبرئیل، حضرت میکائیل اور ملک الموت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا جبکہ وہ خوب جانتا ہے اے ملک الموت! کون باقی ہے؟ وہ عرض کرے گا تیری ذات، تیرا بندہ جبرئیل امین، میکائیل اور ملک الموت۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میکائیل کی روح کو قبض کر لے۔ پھر فرمائے گا جبکہ وہ خوب جانتا ہے اے ملک الموت! کون باقی ہے؟ وہ عرض کرے گا تیری ذات باقی ہے، تیرا بندہ جبرئیل باقی ہے اور ملک الموت باقی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا جبرئیل کی روح کو قبض کر لے۔ پھر وہ فرمائے گا جبکہ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے اے ملک الموت! کون باقی ہے؟ ملک الموت عرض کرے گا تیری ذات باقی ہے اور تیرا بندہ ملک الموت باقی ہے جبکہ وہ مرنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا مر جا۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں نے مخلوق کو پیدا کیا، میں ہی اسے دوبارہ لوٹاؤں گا جبار اور متکبر کہاں ہیں؟ اللہ تعالیٰ کو کوئی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 24، صفحہ 37، دار احیاء التراث العربی بیروت

جواب نہیں دے گا۔ اللہ تعالیٰ پھر فرمائے گا آج بادشاہت کس کی ہے؟ تو اسے کوئی جواب نہیں دے گا۔ اللہ تعالیٰ خود ہی فرمائے گا اللہ واحد قہار کے لیے ثُمَّ نُفِخَ فِيهِ أُخْرَىٰ فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنظُرُونَ (الزمر)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ إِلَّا مَن شَاءَ اللَّهُ کا مصداق حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں کیونکہ ان پر پہلے صعق (بے ہوشی) کی کیفیت طاری ہوگی۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس کا مصداق عرش اٹھانے والے فرشتے ہیں۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: کوئی چیز ایسی نہ ہوگی جس پر موت طاری نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ اس نے کس کو مستثنیٰ کیا ہے۔

امام احمد اور امام مسلم رحمہما اللہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت میں دجال ظاہر ہوگا۔ وہ ان میں چالیس دن یا چالیس سال یا چالیس ماہ یا چالیس راتیں ٹھہرے گا۔ اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ بن مریم کو مبعوث فرمائے گا۔ گویا وہ حضرت عروہ بن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کی تلاش کریں گے تو اللہ تعالیٰ دجال کو ہلاک کر دے گا۔ پھر لوگ کچھ سالوں تک رہیں گے کہ کوئی سے دو افراد کے درمیان دشمنی نہ ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ شام کی جانب سے ٹھنڈی ہوا بھیجے گا۔ تو جس آدمی کے دل میں ذرہ برابر ایمان ہوگا تو ہوا اسے مار ڈالے گی یہاں تک کہ اگر کوئی آدمی پہاڑ کے اندر ہوگا وہ ہوا اس پر بھی داخل ہوگی۔

برے لوگ رہ جائیں گے جن میں پرندوں جیسا ہلکا پن اور درندوں کی عقلیں ہوں گی۔ نہ وہ نیکی کو پہچانیں گے اور نہ برائی کو ناپسند کریں گے۔ شیطان ان کے سامنے انسانی شکل میں آئے گا۔ وہ کہے گا کیا تم میری دعوت قبول نہیں کرو گے؟ وہ ان لوگوں کو بتوں کی عبادت کا حکم دے گا۔ وہ ان کی عبادت کریں گے۔ وہ اس حالت میں بھی خوشحال اور اچھی زندگی بسر کر رہے ہوں گے۔ پھر صور پھونکا جائے گا۔ اس کو جو بھی سنے گا اس کی طرف کان لگائے گا۔ سب سے پہلے اسے وہ آدمی سنے گا جو اپنے حوض کو مٹی لگا رہا ہوگا۔ وہ وہاں ہی گر پڑے گا۔ پھر کوئی آدمی ایسا نہیں بچے گا جس پر یہ کیفیت طاری نہ ہو۔

پھر اللہ تعالیٰ بارش نازل فرمائے گا، گویا وہ شبنم ہوگی۔ اس سے لوگوں کے جسم پروان چڑھنا شروع ہو جائیں گے۔ ثُمَّ نُفِخَ فِيهِ أُخْرَىٰ فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنظُرُونَ پھر کہا جائے گا اے لوگو! اپنے رب کی طرف آؤ۔ وَقِفُوهُمْ إِنَّهُم مَّسْئُولُونَ (الصافات) پھر انہیں کہا جائے گا: جہنم کا حصہ نکالو۔ تو پوچھا جائے گا کتنے؟ جواب دیا جائے گا ہر ہزار میں سے نو سو ننانوے اسی کے بارے میں فرمان ہے يَوْمًا يَجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيبًا (المزمل) اور اسی کے بارے میں ہے يَوْمَ يُكْشَفُ عَن سَاقٍ (القلم:42)(1)

امام بخاری، امام مسلم، ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ

1۔ صحیح مسلم، باب ذکر الدجال، جلد 2، صفحہ 402، وزارت تعلیم اسلام آباد

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دونفخوں کے درمیان چالیس ہیں۔ پوچھا گیا اے ابوہریرہ! چالیس دن؟ فرمایا میں اس کا انکار کرتا ہوں۔ پوچھا چالیس ماہ؟ فرمایا میں اس کا انکار کرتا ہوں۔ پوچھا چالیس سال؟ فرمایا میں اس کا انکار کرتا ہوں۔ پھر اللہ تعالیٰ آسمان سے پانی نازل فرمائے گا تو لوگ یوں پروان چڑھیں گے جس طرح سبزی بڑھتی ہے۔ انسان کی ہر چیز بوسیدہ ہو جائے گی مگر ایک ہڈی۔ وہ عجب الذنب ہے۔ قیامت کے روز اسی سے دوسری دفعہ پیدائش ترکیب پائے گی۔ (1)

امام ابوداؤد البعث میں اور ابن مردویہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ صور پھونکا جائے گا جبکہ صور سینگ کی شکل کا ہے تو زمین وآسمان میں جو چیز ہوگی وہ مر جائے گی۔ دونفخوں کے درمیان چالیس سال کا عرصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ان چالیس سالوں میں بارش نازل فرمائے گا۔ لوگ زمین سے یوں اگیں گے جس طرح سبزی اگتی ہے۔ انسان میں سے ایک ہڈی ہے جسے زمین نہیں کھاتی۔ وہ عجب ذنب ہے۔ قیامت کے روز اسی سے انسان کا جسم ترکیب پائے گا۔

امام ابن ابی عاصم رحمہ اللہ السنۃ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں: انسان کے ہر حصہ کو زمین کھا جاتی ہے مگر عجب ذنب۔ اسی سے وہ قیامت کے روز پروان چڑھے گا۔ اللہ تعالیٰ ماء حیات نازل فرمائے گا تو انسان اس پانی سے یوں پروان چڑھے گا جیسے سرسبز وشاداب نباتات یہاں تک کہ جب جسم نکل آئیں گے تو اللہ تعالیٰ روحوں کو بھیجے گا۔ یہ روح پلک جھپکنے سے بھی تیز اپنے ساتھی کی طرف جائے گی۔ پھر صور پھونکا جائے گا۔

امام ابن مبارک رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ دونفخوں کے درمیان چالیس سال کا عرصہ ہے۔ پہلے نفخہ کے موقع پر اللہ تعالیٰ ہر زندہ کو موت عطا کرے گا اور دوسرے نفخہ کے موقع پر ہر مردہ کو زندہ کرے گا۔

امام ابن مبارک نے زہد میں، عبد بن حمید، ابوداؤد، امام ترمذی جبکہ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے، امام نسائی، ابن منذر، ابن حبان، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی نے البعث میں حضرت ابن عمرو سے روایت نقل کی ہے کہ ایک بدو نے رسول اللہ ﷺ سے (الصور) کے بارے میں پوچھا۔ فرمایا سینگ جس میں پھونکا جاتا ہے۔ (2)

امام مسدد، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ صور سینگ کی شکل کا ہوتا ہے جس میں پھونکا جاتا ہے۔

امام سعید بن منصور، امام احمد، عبد بن حمید، امام ترمذی جبکہ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے، ابویعلی، ابن خزیمہ، ابن حبان، ابن منذر، حاکم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں کیسے خوش وخرم ہوں جبکہ صور والے نے صور کو اپنے منہ میں رکھ لیا ہے۔ اپنی پیشانی کو جھکا دیا ہے۔ کان لگائے ہوئے ہے۔ وہ انتظار کر رہا ہے کہ کب اسے حکم دیا جاتا ہے کہ وہ صور پھونکے؟ مسلمانوں نے کہا یا رسول اللہ! ﷺ ہم کیا کہیں۔ فرمایا کہو حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ (آل عمران) اللہ پر ہی ہم نے بھروسہ کیا ہے۔ (3)

1۔ صحیح مسلم، باب ما بین النفختین، جلد 2، صفحہ 406، وزارت تعلیم اسلام آباد

2۔ سنن ترمذی، جلد 4، صفحہ 536 (2430)، دار الحدیث قاہرہ 3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 347 (3243)

امام ابوالشیخ، جبکہ انہوں نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صور پھونکنے والے کے ذمہ جب سے یہ ذمہ داری لگائی گئی ہے۔ اس نے آنکھ نہیں جھپکی وہ تیار ہے۔ عرش کی طرف دیکھ رہا ہے۔ اس خوف کی وجہ سے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ آنکھ جھپکنے سے پہلے صور پھونکنے کا حکم نہ دے دیا جائے، گویا اس کی دونوں آنکھیں چمکتے موتی ہیں۔

امام سعید بن منصور، ابن مردویہ اور بیہقی نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت جبرئیل امین اس کی دائیں جانب حضرت میکائیل اس کی بائیں جانب حضرت اسرافیل صور والے ہیں۔

امام ابن ماجہ، بزار اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صور والوں کے ہاتھوں میں دو سینگ ہیں۔ وہ دیکھ رہے ہیں کہ انہیں کب حکم دیا جاتا ہے۔(1)

امام بزار اور حاکم حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں: کوئی صبح ایسی نہیں ہوتی مگر وہ فرشتے جن کے ذمہ صور پھونکنا ہے وہ انتظار کرتے ہیں کہ انہیں کب حکم دیا جاتا ہے کہ وہ صور پھونکیں۔(2)

امام احمد اور حاکم رحمہما اللہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں: دو صور پھونکنے والے دوسرے آسمان میں ہیں۔ ان میں سے ایک کا سر مشرق میں اور اس کی ٹانگیں مغرب میں ہیں۔ وہ انتظار کرتے ہیں کہ کب انہیں صور پھونکنے کا حکم دیا جاتا ہے کہ وہ صور پھونکیں۔

امام عبد بن حمید، طبرانی رحمہما اللہ نے الاوسط میں سند حسن کے ساتھ حضرت عبداللہ بن حارث رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھا جب کہ ان کے پاس حضرت کعب بھی موجود تھے۔ حضرت کعب نے اسرافیل علیہ السلام کا ذکر کیا۔ حضرت عائشہ نے کہا مجھے حضرت اسرافیل علیہ السلام کے بارے میں بتائیے۔ تو حضرت کعب نے کہا اس کے چار پر ہیں۔ دو پر ہوا میں، ایک پر کے ساتھ۔ انہوں نے پاجامہ بنایا ہوا ہے اور ایک پر ان کے کندھے پر ہے اور قلم ان کے کان پر ہے۔ جب وحی نازل ہوتی ہے تو قلم لکھتا ہے اور فرشتے اسے پڑھتے ہیں۔ صور والا فرشتہ اس سے نیچے ہوتا ہے۔ اس نے ایک گھٹنے پر ٹیک لگائی ہوئی ہے اور دوسرے کو کھڑا کر رکھا ہے۔ صور منہ میں لے رکھا ہے۔ اس نے اپنی پشت کو دوہرا کیا ہوا ہے اس کی نظر اسرافیل کی طرف ہے۔ اس نے اپنے پر سمیٹے ہوئے ہیں تا کہ وہ صور میں پھونکے۔(3)

امام ابوشیخ رحمہ اللہ نے العظمۃ میں حضرت ابوبکر ہذلی سے روایت نقل کی ہے کہ صور والا فرشتہ جس کے ذمے یہ کام لگایا گیا ہے۔ اس کا ایک قدم ساتویں آسمان میں ہے اور اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھا ہوا ہے۔ اپنی نظر اسرافیل کی طرف لگائے ہوئے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جب سے اسے پیدا کیا ہے اس نے اپنی نظر نہیں جھپکی کہ کب اسے اشارہ کیا جاتا ہے کہ وہ صور پھونکے۔

1۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، جلد 4، صفحہ 547 (4273)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 604 (8679)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ بحوالہ مجمع البحرین، باب ماجاء فی الصور، جلد 4، صفحہ 277 (4754)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابوالشیخ نے حضرت وہب سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صور کو سفید موتی سے پیدا کیا جو شیشے جتنا شفاف ہے۔ پھر عرش سے فرمایا صور کو پکڑ لے۔ تو صور اس کے ساتھ لٹک گیا۔ پھر کہا کن تو حضرت اسرافیل ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے حکم دیا کہ وہ صور پکڑے تو اس نے صور پکڑ لیا۔ اس صور میں اتنے سوراخ ہیں جتنی روحیں تخلیق کی گئیں اور نفس پھونکے گئے۔ وہ ایک روح کو ایک سوراخ سے نکالتا ہے۔ صور کے درمیان ایک خلاء ہے جو زمین و آسمان کے گھیرے جتنا ہے۔ حضرت اسرافیل علیہ السلام اس سوراخ پر اپنا منہ رکھے ہوئے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ اسے فرماتا ہے میں نے صور تیرے سپرد کر دیا ہے۔ تو نفحہ اور صیحہ کے لیے ہے۔ حضرت اسرافیل عرش کے اگلے حصے میں داخل ہوئے۔ اپنا دایاں پاؤں عرش کے نیچے رکھا اور بائیں پاؤں کو آگے کیا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جب سے اسے پیدا کیا ہے اس نے آنکھ نہیں جھپکی تا کہ یہ دیکھے کہ کب اسے حکم دیا جاتا ہے۔

امام احمد، ابوداؤد، امام نسائی، ابن خزیمہ، ابن حبان اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت اوس بن اوس رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارے دنوں میں سے افضل دن یوم جمعہ ہے۔ اسی میں حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی۔ اسی میں آپ کی روح قبض کی گئی۔ اسی میں صور پھونکا جائے گا۔ اسی میں صعقہ ہوگا۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سب سے پہلے زمین سے نکل کر گویا میں اپنے سر کی مٹی جھاڑ رہا ہوں۔ میں متوجہ ہوتا ہوں تو میں کسی کو بھی نہیں دیکھتا مگر حضرت موسیٰ علیہ السلام عرش کے ساتھ چمٹے ہوئے ہیں۔ میں یہ نہیں جانتا کہ یہ ان لوگوں میں سے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے نفحہ کے نیچے سے مستثنیٰ کیا ہے تو انہیں مجھ سے پہلے اٹھایا گیا؟(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ **فَصَعِقَ** سے مراد ہے وہ مر گئے۔ **اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ** سے مراد حضرت جبرئیل، حضرت اسرافیل اور ملک الموت ہیں۔ پھر دوبارہ صور پھونکا جائے گا۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو عمران جونی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے صور والے کو پیدا کیا تو اس نے صور پکڑ لیا۔ اس نے اپنا ہاتھ منہ کی طرف جھکا رکھا ہے۔ ایک پاؤں آگے اور ایک پاؤں پیچھے کر رکھا ہے یہاں تک کہ اسے حکم دیا جائے تو وہ صور پھونکے۔ نفحہ سے بچو۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے **فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ** کے بارے میں یہ روایت نقل کی ہے۔(4)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میرے پاس ایک فرشتہ آیا اور پیغام دیا اے محمد! ﷺ بادشاہ نبی بننا پسند کر لو یا بندہ نبی بننا پسند

1۔ سنن نسائی، باب اکثار الصلاۃ علی النبی ﷺ یوم الجمعۃ، جلد 3، صفحہ 91، دار الریان القاہرہ
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 24، صفحہ 38، دار احیاء التراث العربی بیروت
3۔ ایضاً، جلد 24، صفحہ 36
4۔ درمنثور میں یہی عبارت مذکور ہے شاید روایت کتابت سے رہ گئی ہے۔ مترجم

کرلو۔ حضرت جبرئیل امین نے مجھے تواضع اختیار کرنے کا اشارہ کیا۔ میں نے کہا بندہ نبی مجھے دو چیزیں عطا کی گئیں۔ میں وہ پہلا ہوں گا جس کے لیے زمین شق ہوگی اور سب سے پہلے میں شفاعت کروں گا۔ میں اپنا سر اٹھاؤں گا۔ میں دیکھوں گا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے عرش کو پکڑے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں پہلے صعقہ سے محفوظ رکھا یا انہیں مجھ سے قبل افاقہ ہوا؟ ثُمَّ نُفِخَ فِيهِ أُخْرَى فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنْظُرُونَ۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ حضرت ابراہیم سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں عکرمہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ لوگوں نے سمندر میں غرق ہونے والوں کا ذکر کیا۔ حضرت عکرمہ نے کہا الحمد للہ جو لوگ سمندر میں غرق ہوتے ہیں ہڈیوں کے سوا کوئی چیز ان کی باقی نہیں رہتی۔ موجیں انہیں الٹتی ہیں اور خشکی پر پھینک دیتی ہیں۔ ہڈیاں کچھ عرصہ تک اسی طرح رہتی ہیں یہاں تک کہ وہ متغیر اور بوسیدہ ہو جاتی ہیں۔ اونٹ ان کے پاس سے گزرتے ہیں۔ انہیں کھا جاتے ہیں۔ پھر اونٹ چلتے ہیں اور مینگنیاں کرتے ہیں۔ پھر کچھ لوگ آتے ہیں۔ وہ وہاں پڑاؤ کرتے ہیں۔ ان مینگنیوں کو اٹھاتے ہیں۔ وہ آگ میں انہیں جلاتے ہیں۔ ہوا آتی ہے اور اس راکھ کو زمین پر پھینک دیتی ہے۔ جب دوسرا صور پھونکا جاتا ہے تو یہ اور قبروں والے برابر نکلتے ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عبد اللہ بن عاصی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ پہلا نفخہ بیت المقدس کے مشرقی دروازے سے یا کہا مغربی دروازے سے پھونکا جائے گا اور دوسرا نفخہ دوسرے دروازے سے پھونکا جائے گا۔

امام عبد بن حمید نے حضرت حسن بصری سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دو نفخوں کے درمیان چالیس کا عرصہ حائل ہے۔ حضرت حسن کہتے ہیں: ہم یہ نہیں جانتے کہ چالیس سال یا چالیس ماہ یا چالیس دن ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دو نفخوں کے درمیان چالیس ہے۔ آپ کے ساتھیوں نے کہا ہم نے آپ سے اس کے بارے میں یا جو اس سے زائد ہے اس کے بارے میں نہیں پوچھا تھا مگر انہوں نے اپنے طور پر یہ رائے قائم کی تھی کہ وہ چالیس سال ہیں۔ کہا ہمارے سامنے یہ بات بھی ذکر کی گئی ہے کہ ان چالیس میں بارش نازل کی جائے گی جسے مطر حیات کہیں گے یہاں تک کہ زمین پاکیزہ ہو جائے گی اور لہلہانے لگے گی۔ لوگوں کے جسم سبزیوں کی طرح اگیں گے۔ پھر دوسرا نفخہ پھونکا جائے گا۔(2)

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ صور اسرافیل کے ہاتھ میں ہوگا۔ اس میں ہر شے کی روح ہوگی۔ جب دوبارہ اٹھائے جانے والا نفخہ پھونکا جائے گا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا مجھے اپنی عزت کی قسم! ہر روح اپنے جسم کی طرف لوٹ آئے۔ کہا اس میں ایک خلا سات آسمانوں اور زمینوں سے بڑا ہوگا۔ صور کا حلق حضرت اسرافیل پر ہوگا۔ وہ عرش کی طرف ٹکٹکی باندھ کر دیکھ رہے ہوں گے یہاں تک کہ نفخہ کا حکم ہوگا تو وہ صور پھونکیں گے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ پہلا نفخہ دنیا سے اور دوسرا نفخہ آخرت سے ہوگا۔(3)

امام عبد بن حمید، علی بن سعید نے کتاب الطاعۃ والعصیان میں، ابو یعلی، ابو الحسن، قطان نے المطولات میں، ابن

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 24، صفحہ 38، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 24، صفحہ 39 3۔ ایضاً

جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابو موسیٰ المدینی دونوں نے مطولات میں، ابو الشیخ نے العظمۃ میں اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث والنشور میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا جبکہ ان کے پاس صحابہ کی ایک جماعت تھی۔ اللہ تعالیٰ جب آسمان وزمین کی تخلیق سے فارغ ہوا تو اس نے صور کو پیدا کیا اور پھر وہ حضرت اسرافیل علیہ السلام کو دے دیا۔ حضرت اسرافیل اس صور پر منہ رکھے ہوئے ہیں۔ ان کی نظر آسمان کی طرف لگی ہوئی ہے۔ وہ انتظار کر رہے ہیں کہ کب انہیں حکم دیا جاتا ہے کہ وہ اس میں پھونک ماریں۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم صور کیا ہے؟ فرمایا سینگ، میں نے پوچھا وہ کیسے ہے؟ فرمایا بہت بڑا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! اس کے سوراخ کی عظمت کا یہ عالم ہے کہ وہ آسمانوں اور زمین کی چوڑائی کے برابر ہے۔ وہ اس میں پہلا نفخہ پھونکے گا تو آسمانوں اور زمین میں جو چیز ہوگی سب ہلاک ہو جائے گی۔ پھر وہ دوسری دفعہ پھونکے گا تو سب اللہ کے حکم پر کھڑے ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ اسرافیل علیہ السلام کو نفخہ اولی میں حکم دے گا کہ وہ اسے لمبا کرے تو وہ کوئی سستی نہیں کرے گا۔ اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وَ مَا يَنْظُرُ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً مَّا لَهَا مِنْ فَوَاقٍ۝ (ص) اللہ تعالیٰ پہاڑوں کو چلائے گا تو وہ سراب بن جائیں گے۔ زمین اپنے رہنے والوں کے ساتھ تھرتھرائے گی تو وہ اس کشتی کی مانند ہو جائے گی جسے سمندر میں چھوڑا گیا ہو جسے ہوائیں ٹکریں مارتی ہیں تو وہ اپنے مسافروں کے ساتھ یوں جھکتی ہے جیسے چھت کے ساتھ لٹکے ہوئے قندیل ہوں ہوائیں انہیں جھکاتی ہیں یہی وہ چیز ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ۝ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ۝ قُلُوْبٌ يَّوْمَئِذٍ وَّاجِفَةٌ۝ (النازعات) لوگ اس کی پشت پر کانپیں گے۔ دودھ پلانے والیاں اپنے بچوں سے غافل ہو جائیں گی۔ حاملہ چیزیں اپنے حمل گرا دیں گی۔ بچے بوڑھے ہو جائیں گے۔ شیاطین گھبراہٹ سے بھاگ کر اتر جائیں گے یہاں تک کہ کناروں تک پہنچیں گے تو فرشتے انہیں پکڑ لیں گے۔ ان کے مونہوں پر ماریں گے تو وہ واپس لوٹیں گے۔ لوگ پیٹھ پھیر کر بھاگ کھڑے ہوں گے یہاں تک کہ وہ ایک دوسرے کو بلائیں گے۔

وہ ابھی اسی حالت میں ہوں گے کہ زمین ایک قطر سے دوسرے قطر تک پھٹ جائے گی۔ وہ بہت بڑا حادثہ دیکھیں گے جیسا حادثہ انہوں نے پہلے نہیں دیکھا ہوگا۔ انہیں مصیبت اور خوف اپنی گرفت میں لے لے گا۔ جسے اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے پھر وہ آسمان کی طرف دیکھیں گے کہ وہ پگھلے ہوئے تانبے کی طرح ہو جائے گا۔ پھر وہ لپٹ جائے گا۔ اس کے ستارے بکھر جائیں گے۔ اس کے سورج اور چاند کو گرہن لگ جائے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مردے ان میں سے کسی چیز کو نہ جانیں گے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ نے کن لوگوں کو مستثنیٰ کیا ہے۔ جب وہ یہ فرماتا ہے فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ فرمایا وہ شہداء ہیں۔ گھبراہٹ زندوں کو پہنچے گی جبکہ وہ اللہ کی بارگاہ میں زندہ ہیں۔ انہیں رزق دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان شہداء کو اس دن کی گھبراہٹ سے محفوظ رکھا ہے اور امن دیا ہے۔ یہی وہ امر ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۚ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ۝ يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّآ اَرْضَعَتْ وَ تَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ

حَمْلَهَا وَ تَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَ مَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَ لٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ۝ (الحج)

صور میں پھونکا جائے گا تو آسمان اور زمین والے مرجائیں گے۔ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ وہ بے حس وحرکت ہوں گے۔ پھر ملک الموت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوگا۔ عرض کرے گا اے میرے رب! آسمانوں والے اور زمین والے مرگئے ہیں مگر جن کو تو نے زندہ رکھنا چاہا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کون باقی ہے جبکہ وہ خوب جانتا ہے۔ وہ عرض کرے گا اے میرے رب! تو باقی ہے جو ہمیشہ زندہ ہے اور زندہ رہے گا جسے موت نہیں آئے گی۔ حاملین عرش باقی ہیں، جبرئیل، میکائیل، اسرافیل اور میں باقی ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: جبرئیل، میکائیل اور اسرافیل کو مرجانا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ عرش کو قوت گویائی عطا فرمائے گا۔ عرش عرض کرے گا اے رب! تو نے جبرئیل، میکائیل، اسرافیل کو موت عطا کردی؟ اللہ تعالیٰ اسے فرمائے گا خاموش ہو جا۔ جو میرے عرش کے نیچے ہیں۔ میں نے ان کے لیے بھی موت لکھ دی ہے۔ وہ سب مرجائیں گے۔ پھر ملک الموت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوگا، عرض کرے گا اے میرے رب! جبرئیل، میکائیل اور اسرافیل مرگئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ پوچھے گا کون باقی ہے جبکہ وہ خوب جانتا ہے؟ ملک الموت عرض کرے گا اے میرے رب! تو حی باقی ہے جسے موت نہیں آئے گی۔ حاملین عرش باقی ہیں اور میں باقی ہوں۔ اللہ تعالیٰ اسے فرمائے گا حاملین عرش کو مرجانا چاہیے۔ وہ مرجائیں گے۔ اللہ تعالیٰ عرش کو حکم دے گا۔ وہ صور پکڑے گا پھر ملک الموت اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوگا۔ عرض کرے گا اے میرے رب! تیرے عرش کو اٹھانے والے فرشتے مرگئے اللہ تعالیٰ فرمائے گا کون باقی ہے جبکہ وہ خوب جانتا ہے؟ وہ عرض کرے گا اے میرے رب! تو باقی ہے جو حی لایموت ہے اور میں باقی ہوں۔ اللہ تعالیٰ اسے فرمائے گا تو میری مخلوق میں سے ہے۔ میں نے تجھے اسی مقصد کے لیے پیدا کیا ہے جسے تو نے دیکھ لیا ہے۔ پس وہ مرجائے گا۔ جب اللہ واحد، قہار کے بغیر کوئی چیز باقی نہیں بچے گی جو لَمْ يَلِدْ ۙ وَ لَمْ يُوْلَدْ ہے۔ وہ جس طرح اول ہے اسی طرح آخر ہے۔ اس نے آسمانوں اور زمین کو یوں لپیٹ دیا ہے جیسے جلد کتاب کو لپیٹ لیتی ہے۔ پھر ان کے بارے میں فرمایا تو انہیں لپیٹ دیا۔ پھر فرمایا میں جبار ہوں، میں جبار ہوں، پھر یہ اعلان فرمایا آج بادشاہت کس کی ہے؟ آج بادشاہت کس کی ہے؟ تو کوئی جواب نہیں دے گا۔ پھر خود ہی فرمائے گا۔ اللہ کے لیے جو واحد وقہار ہے يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَ السَّمٰوٰتُ (ابراہیم: 48) پھر زمین کو پھیلایا۔ اسے ہموار کیا اور عکاظی چمڑے کی طرح پھیلا دیا لَّا تَرٰى فِيْهَا عِوَجًا وَّ لَاۤ اَمْتًا۝ (طٰہٰ) پھر اللہ تعالیٰ تمام مخلوق کو ایک ہی دفعہ جھڑکے گا تو وہ اس بدلی ہوئی زمین میں ہوں گے جو اس کے اندر تھا وہ اس کے اندر ہوگا۔ جو اس کے اوپر تھا وہ اس کے اوپر ہوگا۔

پھر اللہ تعالیٰ عرش کے نیچے سے تم پر پانی نازل کرے گا۔ اللہ تعالیٰ آسمان کو حکم دے گا کہ وہ پانی برسائے۔ وہ چالیس دن تک پانی برسائے گا۔ یہاں تک کہ پانی تمہارے اوپر بارہ ہاتھ ہو جائے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ جسموں کو حکم دے گا کہ وہ اگیں تو وہ سبزیوں کے اگنے کی طرح اگیں گے یہاں تک کہ ان کے جسم مکمل ہو جائیں گے۔ وہ اسی طرح ہوں گے جس طرح پہلے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا حاملین عرش زندہ ہو جائیں تو وہ زندہ ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ اسرافیل کو حکم دے گا تو وہ صور پکڑے

گا۔ اسے اپنے منہ میں رکھے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا جبرئیل اور میکائیل زندہ ہوں۔ وہ دونوں زندہ ہو جائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ روحوں کو بلائے گا۔ انہیں لایا جائے گا۔ مومنوں کی روحیں نور سے چمک رہی ہوں گی اور دوسری تاریکی میں ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو قبض کرے گا اور صور میں پھینک دے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ اسرافیل کو حکم دے گا کہ وہ دوبارہ زندہ کرنے والا نفحہ پھونکے روحیں نکلیں گی۔ گویا وہ شہد کی مکھیاں ہیں۔ انہوں نے زمین و آسمان کو بھر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم! ہر روح اپنے جسم کی طرف لوٹے گی۔ روحیں زمین میں اپنے جسموں میں داخل ہوں گی۔ وہ ناک کے بانسے میں داخل ہوں گی۔ پھر وہ جسموں میں سرایت کریں گی جس طرح زہر اس جسم میں سرایت کرتا ہے جس کو ڈنگ لگا ہو۔ پھر تم سے زمین پھٹ جائے گی۔ سب سے پہلے مجھ سے زمین پھٹے گی۔ پھر جلدی سے اپنے رب کی طرف نکلو گے۔ تم جلدی سے بلانے والے کی طرف جا رہے ہو گے۔ کافر کہیں گے یہ دن بڑا مشکل ہے، ننگے پاؤں، ننگے بدن اور ختنہ کے بغیر۔

اسی اثناء میں کہ ہم ٹھہرے ہوں گے کہ آسمان سے ایک شدید سی آہٹ سنیں گے۔ تو آسمان دنیا والے اتریں گے جن کی تعداد جن وانس کی تعداد سے دوگنا ہوگی۔ یہاں تک کہ جب وہ زمین کے قریب ہوں گے تو زمین ان کے نور سے روشن ہو جائے گی۔ پھر دوسرے آسمان والے اتریں گے جو پہلے آسمان سے نازل ہونے والے فرشتوں سے دوگنا اور جن وانس سے دوگنا ہوں گے یہاں تک کہ جب وہ زمین کے قریب ہوں گے تو ان کے نور سے زمین روشن ہو جائے گی وہ صفیں بنالیں گے۔ پھر تیسرے آسمان والے اتریں گے جن کی تعداد پہلے نازل ہونے والے فرشتوں سے دوگنا اور جن وانس سے دوگنا ہوگی۔ یہاں تک کہ جب وہ زمین کے قریب ہوں گے تو زمین ان کے نور سے روشن ہو جائے گی۔ وہ صفیں بنالیں گے۔ پھر اسی طرح دگنی تعداد میں ساتوں آسمانوں کے فرشتے نازل ہوں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ نزول اجلال فرمائے گا۔ فِیْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ (البقرہ:210) اس روز عرش کو اٹھانے والے آٹھ ہوں گے۔ آج وہ چار ہیں۔ ان کے قدم نچلی زمین کے انتہائی پست حصہ پر ہوں گے۔ زمینیں اور آسمان ان کی ڈھاکوں پر اور عرش ان کے کندھوں پر ہوگا۔ ان کی تسبیح کی آواز آ رہی ہوگی۔ وہ کہہ رہے ہوں گے سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّةِ وَالْجَبَرُوْتِ، سُبْحَانَ ذِی الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوْتِ، سُبْحَانَ الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ، سُبْحَانَ الَّذِیْ یُمِیْتُ الْخَلَائِقَ وَلَا یَمُوْتُ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوْحِ، سُبْحَانَ رَبِّنَا الْاَعْلٰى الَّذِیْ یُمِیْتُ الْخَلَائِقَ وَلَا یَمُوْتُ۔

وہ اپنا عرش زمین پر جہاں چاہے گا رکھے گا۔ پھر بلند آواز سے اعلان کرے گا۔ اے جن وانس! جب سے میں نے تمہیں پیدا کیا ہے اس وقت سے آج تک میں تمہارے لیے خاموش رہا۔ میں تمہاری باتیں سنتا اور تمہارے اعمال دیکھتا۔ اب میرے لیے خاموش ہو جاؤ۔ یہ تمہارے اعمال اور تمہارے صحیفے تم پر پڑھے جانے والے ہیں۔ جو بھلائی پائے اللہ کی حمد کرے، جو اس کے علاوہ پائے وہ اپنے سوا کسی کو ملامت نہ کرے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَیْكُمْ یٰبَنِیْۤ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّیْطٰنَ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ۝۶۰ وَّ اَنِ اعْبُدُوْنِیْ ۚ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ ۝۶۱ (یٰسٓ) اللہ تعالیٰ لوگوں کو الگ الگ کر دے گا۔ امتیں پاؤں کی انگلیوں کے بل کھڑی ہوں گی۔ وَتَرٰى كُلَّ اُمَّةٍ جَاثِیَةً ۫ كُلُّ اُمَّةٍ تُدْعٰۤى اِلٰى كِتٰبِهَا (الجاثیہ:28) وہ

ستر سال تک ایک ہی جگہ کھڑے رہیں گے۔ ان کے درمیان اللہ تعالیٰ فیصلہ نہیں فرمائے گا۔ آنسو ختم ہو جائیں گے۔ وہ خون کے آنسو روئیں گے اور پسینہ بہائیں گے یہاں تک کہ یہ پسینہ اس حد تک پہنچے گا کہ انہیں لگامیں دے رہا ہوگا اور ان کی ٹھوڑیوں تک پہنچے گا۔ وہ چیخیں گے اور کہیں گے ہمارے رب کی بارگاہ میں کون ہماری سفارش کرے گا؟ کہ اللہ تعالیٰ ہمارے درمیان فیصلہ فرمادے۔ وہ کہیں گے تمہارے باپ حضرت آدم علیہ السلام سے کون زیادہ مستحق ہے۔ وہ حضرت آدم علیہ السلام کو تلاش کریں گے۔ وہ سفارش کرنے سے انکار کردیں گے۔ وہ فرمائیں گے میں اس کا اختیار نہیں رکھتا۔ پھر وہ ہر نبی کے پاس جائیں گے۔ جب بھی وہ کسی نبی کے پاس آئیں گے وہ ان کی سفارش کرنے سے انکار کردے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہاں تک کہ وہ میرے پاس آئیں گے میں چلوں گا یہاں تک کہ آؤں گا اور سجدہ میں گر جاؤں گا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ نے کہا بعض اوقات آپ نے یہ کہا عرش کے سامنے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ میری طرف ایک فرشتہ بھیجے گا۔ وہ میرا بازو پکڑ لے گا۔ وہ مجھے اٹھائے گا اور مجھے کہے گا اے محمد! میں کہوں گا ہاں اے میرے رب! اللہ تعالیٰ فرمائے گا تجھے کیا کام ہے جبکہ وہ خوب جانتا ہے۔ میں عرض کروں گا اے میرے رب! تو نے مجھ سے شفاعت کا وعدہ کیا، اپنی مخلوق میں میری سفارش قبول فرما اور ان کے درمیان فیصلہ فرما۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں واپس آجاؤں گا اور لوگوں کے درمیان ٹھہر جاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ مخلوق میں فیصلہ فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ سب سے پہلے قتل کے بارے میں فیصلہ کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جو قتل کیا گیا ہوگا وہ اپنا سر اٹھائے آئے گا۔ اس کی رگیں جھاگ پھینک رہی ہوں گی۔ وہ کہیں گے اے ہمارے رب! ہمیں فلاں فلاں نے قتل کیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا جبکہ وہ خوب جانتا ہے کیا تمہیں قتل کیا گیا؟ وہ عرض کریں گے اے ہمارے رب! ہمیں قتل کیا گیا تاکہ تیرے لیے عزت ہو۔ اللہ تعالیٰ انہیں فرمائے گا تم نے سچی بات کی۔ اللہ تعالیٰ ان کے چہرے کے لیے نور بنادے گا جیسے سورج کا نور رہتا ہے۔ پھر ملائکہ انہیں جنت کی طرف لے جائیں گے جسے کسی اور وجہ سے قتل کیا گیا ہوگا وہ اپنا سر اٹھائے حاضر ہوگا۔ اس کی رگوں سے جھاگ نکل رہی ہوگی۔ وہ عرض کریں گے اے ہمارے رب! ہمیں فلاں فلاں نے قتل کیا۔ اللہ تعالیٰ پوچھے گا کیوں؟ جبکہ وہ خوب جانتا ہے۔ وہ عرض کریں گے تاکہ تیری عزت ہو۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تم ہلاک ہوگئے۔ پھر کوئی انسان باقی نہیں رہے گا جس نے قتل کیا ہو مگر اسکو اس جرم کے بدلے میں قتل کردیا جائے گا۔ کوئی ایسا ظلم نہیں ہوگا جو اس نے کیا ہو مگر اس سے اسکا مؤاخذہ ہوگا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی مشیت پر منحصر ہے، چاہے اسے عذاب دے، چاہے اس پر رحم فرمائے۔ پھر اللہ تعالیٰ باقی ماندہ مخلوق میں فیصلہ فرمائے گا۔ یہاں تک کہ کسی کا کسی پر ظلم نہیں ہوگا مگر اللہ تعالیٰ ظالم سے مظلوم کا حق لے گا۔ یہاں تک وہ آدمی جو بیچتے وقت دودھ میں پانی کی ملاوٹ کرتا تھا۔ پھر بیچتا تھا۔ اسے پابند کیا جائے گا کہ دودھ کو پانی سے الگ کرے۔

جب اللہ تعالیٰ اس سے فارغ ہوگا وہ اعلان کرے گا جو تمام مخلوق کو سنائے گا خبردار! ہر قوم اپنے معبودوں کے ساتھ جا ملے اور ان سے جا ملے جن کی وہ اللہ تعالیٰ کے سوا عبادت کیا کرتے تھے۔ تو کوئی بھی نہیں رہے گا جس نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر کسی کی عبادت کی ہوگی مگر اس کے سامنے ان کے معبودوں کی تصویریں آجائیں گی۔ اس دن ملائکہ میں سے ایک حضرت عزیر کی

صورت میں بنادیا جائے گا اور ایک فرشتے کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صورت میں بنادیا جائے گا۔ یہودی اس کا اور عیسائی اس کا اتباع کریں گے۔ پھر ان کے معبود انہیں جہنم کی طرف لے جائیں گے۔ یہی وہ بت ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا لَوْ كَانَ هٰٓؤُلَآءِ اٰلِهَةً مَّا وَرَدُوْهَا ؕ وَ كُلٌّ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ (الانبیاء) جب صرف مومن رہ جائیں گے۔ ان میں منافق بھی ہوں گے۔ انہیں کہا جائے گا اے لوگو! لوگ چلے گئے۔ تم بھی اپنے معبودوں اور جن کی تم عبادت کرتے تھے ان کے ساتھ مل جاؤ۔ وہ کہیں گے ہمارا تو اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، ہم اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہیں کرتے تھے۔ انہیں دوسری اور تیسری دفعہ یہ بات کہی جائے گی۔ وہ یہی بات کریں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں تمہارا رب ہوں، کیا تمہارے اور تمہارے رب کے درمیان کوئی نشانی ہے جسے تم پہچانتے ہو؟ وہ کہیں گے ہاں۔ اللہ تعالیٰ اپنی پنڈلی سے پردہ ہٹائے گا۔ اللہ تعالیٰ انہیں جو چاہے گا نشانی دکھائے گا۔ وہ پہچان جائیں گے کہ یہ ان کا رب ہے۔ وہ اپنے منہ کے بل سجدہ میں گر جائیں گے اور ہر منافق اپنی گدی کے بل گر پڑے گا۔ اللہ تعالیٰ ان کی ریڑھ کی ہڈی کو گائے کی ریڑھ کی ہڈی کی طرح بنادے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ انہیں اذن دے گا۔ وہ اپنے سر اٹھائیں گے۔ جہنم کے اوپر ایک راستہ بنادیا جائے گا۔ بال جتنا باریک اور تلوار جتنا تیز ہو گا۔ اس پر مہمیز، اچکنے والی چیزیں اور سعدانہ بوٹی جیسے کانٹے ہوں گے۔ اس سے پہلے ایک پھسلاہٹ والی پل ہوگی۔ لوگ اس پر آنکھ جھپکنے، بجلی چمکنے، ہوا گزرنے، عمدہ گھوڑے کی رفتار، عمدہ اونٹوں کی رفتار، تیز رفتار مردوں کی رفتار سے گزر جائیں گے۔ مسلمان نجات پا جانے والے ہیں جس کے چہرے پر خراشیں اور زخم لگتے آئیں وہ نجات پانے والا ہے۔

جب جنتی جنت میں چلے جائیں گے وہ اس میں داخل ہو جائیں گے۔ قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے! تم دنیا میں اپنی ازواج اور اپنے گھروں کے بارے میں اتنے آگاہ نہیں جتنے جنتی اپنی ازواج اور اپنے مساکن سے آگاہ ہیں۔ جب وہ جنت میں داخل ہوں گے جنتیوں میں سے ہر ایک جنتی بہتر بیویوں پر داخل ہوگا جنہیں اللہ تعالیٰ جنت میں پیدا فرمائے گا۔ دو بیویاں انسانوں میں سے ہوں گی جو حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہوں گی۔ ان دونوں کو ان پر فضیلت ہوگی جنہیں اللہ تعالیٰ نے دنیا میں اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا۔ وہ ان میں سے پہلی پر ایک ایسے بالا خانے میں داخل ہوگا جو یاقوت کا بنا ہوگا۔ اس میں سونے کی چارپائی پر ہوگا جس کے سر پر موتیوں کا تاج ہوگا۔ اس پر ستر جوڑے سندس و استبرق کے ہوں گے۔ پھر وہ اپنا ہاتھ اس کے کندھوں کے درمیان رکھے گا۔ تو وہ اس کے سینے سے ہاتھ تک کے حصے کو دیکھے گا۔ کپڑوں کے اوپر سے اس کا گوشت اور جلد دیکھ لے گا۔ وہ اس کی پنڈلی کے گودے کو دیکھے گا جس طرح تم میں سے کوئی ایک یاقوت سے اس کے دھاگے کو دیکھتا ہے۔ اس کا جگر اس کے لیے آئینہ ہوگا۔

اسی اثناء میں کہ وہ نہ اس بیوی کو اکتائے گا اور نہ وہ بیوی اسے اکتائے گی، وہ جب بھی اس کے پاس آئے گا تو اسے کنوارا ہی پائے گا۔ وہ نہ جدا ہوں گے اور نہ دکھ دیں گے۔ وہ اسی حالت میں ہوں گے کہ اسے ندا دی جائے گی، اسے کہا جائے گا ہم پہچان چکے ہیں کہ نہ تو اکتاتا ہے اور نہ تجھے اکتایا جاتا ہے، تیری اور بیویاں بھی ہیں۔ وہ وہاں سے نکلے گا اور ان میں سے ایک ایک کے پاس آئے گا۔ جب بھی وہ ان میں سے کسی کے پاس آئے گا تو وہ بیوی اس سے کہے گی اللہ کی قسم! میں جنت میں تجھ

سے زیادہ حسین کوئی چیز نہیں دیکھی اور جنت میں تجھ سے زیادہ مجھے کوئی چیز محبوب بھی نہیں۔

فرمایا جب جہنمیوں کو جہنم میں پھینک دیا جائے گا تو اس میں اللہ کی ایک مخلوق ڈالی جائے گی جو ان کے اعمال کو ہلاک کر دے گی۔ ان میں سے کچھ لوگ وہ ہوں گے جنہیں آگ ان کے گھٹنوں تک پہنچے گی۔ ان میں سے کچھ وہ ہوں گے جنہیں آگ ان کے تمام جسم تک پہنچے گی۔ صرف چہرہ محفوظ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی صورتوں کو آگ پر حرام کر دیا ہے۔ انہیں جہنم میں ندا کی جائے گی۔ وہ کہیں گے کون ہماری سفارش ہمارے رب کے حضور کرے گا کہ وہ انہیں جہنم سے نکالے؟ وہ کہیں گے اس کے لیے تمہارے باپ حضرت آدم علیہ السلام کے سوا کون زیادہ حقدار ہوگا؟ مومن حضرت آدم علیہ السلام کے پاس جائیں گے۔ وہ عرض کریں گے اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا ہے۔ آپ میں اپنی روح پھونکی اور آپ سے کلام کی۔ حضرت آدم علیہ السلام اپنی خطا کو یاد کریں گے۔ وہ فرمائیں گے میں اس لائق نہیں۔ تمہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جانا چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے خلیل بنایا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں حاضری دی جائے گی اور ان سے مطالبہ کیا جائے گا۔ وہ اپنی ایک خطا کو یاد کریں گے۔ وہ فرمائیں گے میں اس قابل نہیں ہوں۔ بلکہ تمہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جانا چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں قرب بخشا مناجات کے ساتھ اور ان سے کلام کی۔ ان پر اللہ تعالیٰ نے تورات نازل فرمائی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضری دی جائے گی اور ان سے یہ مطالبہ کیا جائے گا۔ وہ اپنی ایک خطا کو یاد کریں گے اور کہیں گے میں یہ کام نہیں کر سکتا بلکہ تمہیں روح اللہ اور کلمۃ اللہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہونا چاہیے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضری دی جائے گی۔ آپ سے اس چیز کا مطالبہ کیا جائے گا۔ وہ فرمائیں گے میں اس کا مستحق نہیں بلکہ تمہیں حضرت محمد ﷺ کی خدمت میں حاضری دینی چاہیے۔ لوگ میرے پاس آئیں گے۔ میرے پاس تین سفارشوں کا حق ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ کر رکھا ہے۔ میں چلوں گا یہاں تک کہ میں جنت کے دروازے پر پہنچوں گا۔ میں دروازے کا حلقہ پکڑلوں گا۔ میں دروازہ کھولنے کا مطالبہ کروں گا۔ جو میرے لیے کھول دیا جائے گا۔ میں سجدے میں گر پڑوں گا۔ مجھے ایسی حمد وثناء کی اجازت دی جائے گی جو مخلوقات میں سے کسی کو بھی اجازت نہ دی گئی۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے محمد! اپنا سر اٹھا لو، تو شفاعت کر، تیری شفاعت قبول کی جائے گی، تو سوال کر، تجھے عطا کیا جائے گا۔ جب میں اپنا سر اٹھاؤں گا تو وہ مجھے فرمائے گا جبکہ وہ خوب جانتا ہے، تیرا کیا کام ہے؟ میں عرض کروں گا اے میرے رب! تو نے مجھ سے شفاعت کا وعدہ کیا تھا پس مجھے شفاعت عطا فرما۔ میں عرض کروں گا اے میرے رب! میری امت میں سے کون جہنم میں پڑا ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ جس کی صورت تم پہچانتے ہو اسے نکال لو۔ وہ سب نکال لیے جائیں گے یہاں تک کہ ان میں سے کوئی بھی باقی نہ رہے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ شفاعت کی اجازت دے گا۔ تو کوئی نبی اور شہید نہیں رہے گا جس نے شفاعت نہ کی ہو۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اسے جہنم سے نکال لو جس میں دینار برابر خیر پاتے ہو۔ وہ سب نکل جائیں گے یہاں تک کہ ان میں سے کوئی باقی نہیں بچے گا اور وہ آدمی بھی جہنم میں نہیں رہے گا جس نے کبھی بھی کوئی بھلائی کا کام کیا ہو اور جسے بھی شفاعت کا حق ہوگا وہ شفاعت کرے گا۔

یہاں تک کہ ابلیس بھی جہنم میں امید لگائے گا۔ جب وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کو دیکھے گا کہ ممکن ہے اس کی سفارش کی جائے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں باقی رہ گیا ہوں جبکہ میں ارحم الراحمین ہوں۔ وہ ایک مٹھی بھرے گا تو جہنم سے اتنی مقدار نکالے گا جسے کوئی اور شمار نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ انہیں ایک نہر پر اگائے گا۔ جسے نہر حیوان کہتے ہیں وہ یوں اگیں گے جیسے ایک دانہ اس جگہ اگتا ہے جہاں سیلاب کا گزر ہو جو سورج کی طرف ہوتا ہے وہ سرسبز ہوتا ہے اور جو سائے کی طرف ہوتا ہے وہ زرد ہوتا ہے۔ وہ موتیوں کی طرح اگیں گے۔ ان کی گردنوں میں لکھا ہوگا اَلْجَهَنَّمِیُّوْنَ عُتَقَاءُ الرَّحْمٰنِ۔ انہوں نے اللہ کی خاطر کبھی بھی بھلائی کا کام نہیں کیا تھا تاہم وہ توحید کا اقرار کرتے تھے۔ وہ جنت میں اسی طرح رہیں گے جبکہ ان کی گردنوں میں یہ لکھا ہوگا۔ پھر وہ عرض کریں گے اے ہمارے رب! ہم سے یہ لکھا ہوا پروانہ مٹا دو۔ تو اللہ تعالیٰ اسے مٹا دے گا۔

وَ اَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا وَ وُضِعَ الْكِتٰبُ وَ جِایْٓءَ بِالنَّبِیّٖنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ قُضِیَ بَیْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَ هُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ ﴿۶۹﴾ وَ وُفِّیَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَا یَفْعَلُوْنَ ﴿۷۰﴾

”اور جگمگا اٹھے گی زمین اپنے رب کے نور سے اور رکھ دیا جائے گا دفترِ عمل اور حاضر کئے جائیں گے انبیاء اور (دوسرے) گواہ اور فیصلہ کر دیا جائے گا ان کے درمیان انصاف سے اور ان پر (رتی بھر) ظلم بھی نہیں کیا جائے گا۔ اور پورا پورا بدلہ دیا جائے گا ہر شخص کو جو اس نے کیا تھا اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو کام لوگ کرتے ہیں“۔

ابن جریر نے سدی سے یہ قول نقل کیا ہے وَ اَشْرَقَتِ الْاَرْضُ یعنی زمین روشن ہوگئی اور الْكِتٰبُ سے مراد حساب ہے۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ اس کے نور میں کوئی تکلیف محسوس نہیں کریں گے مگر اس قدر کے جیسے وہ صاف دن میں تکلیف محسوس کرتے تھے جس میں دھواں نہ ہوتا۔ یہاں الشُّهَدَآءِ سے مراد وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ کی راہ میں شہید کیا گیا۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بِالنَّبِیّٖنَ سے مراد رسول ہیں اور الشُّهَدَآءِ سے مراد وہ گواہ ہیں جو پیغام حق پہنچانے کے بارے میں گواہی دیں گے۔ ان میں سے نہ کوئی طعن کرنے والا ہوگا اور نہ ہی کوئی لعان کرنے والا ہوگا۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الشُّهَدَآءِ سے مراد وہ لوگ ہیں جو پیغام رسالت کے پہنچانے اور امتوں نے جو ان کی تکذیب کی اس بارے میں گواہی دیں گے۔(3)

وَ سِیْقَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اِلٰى جَهَنَّمَ زُمَرًا ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَآءُوْهَا فُتِحَتْ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 24، صفحہ 40، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ ایضاً، جلد 24، صفحہ 40-39　3۔ ایضاً، جلد 24، صفحہ 40

اَبْوَابُهَا وَ قَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَاۤ اَلَمْ یَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ یَتْلُوْنَ عَلَیْكُمْ اٰیٰتِ رَبِّكُمْ وَ یُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ یَوْمِكُمْ هٰذَا ؕ قَالُوْا بَلٰى وَ لٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكٰفِرِیْنَ ﴿۷۱﴾ قِیْلَ ادْخُلُوْۤا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ۚ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِیْنَ ﴿۷۲﴾

''اور ہانکے جائیں گے کفار جہنم کی طرف گروہ در گروہ۔ جب اس کے پاس آئیں گے تو کھول دیے جائیں گے اس کے دروازے اور پوچھیں گے ان سے دوزخ کے پہرے دار کیا نہیں آئے تھے تمہارے پاس پیغمبر تم میں سے جو پڑھ کر سناتے تمہیں تمہارے رب کی آیتیں اور ڈراتے تمہیں اس دن کی ملاقات سے۔ کہیں گے بے شک آئے تھے لیکن ثبت ہو چکا تھا (لوح محفوظ میں) عذاب کا حکم کفار پر۔ ان سے کہا جائے گا داخل ہو جاؤ دوزخ کے دروازوں سے اس حال میں کہ تم ہمیشہ اس میں رہو گے۔ پس کتنا برا ٹھکانہ ہے مغروروں کا''۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جہنم کی طرف جب جہنمیوں کو لے جایا جائے گا تو ان کی گردنوں کو جہنم کی آگ کی ایک ایسی لپک پہنچے گی کہ جو ان کی ہڈیوں پر کوئی گوشت نہیں چھوڑے گی مگر ان کی پنڈلیوں میں جا ڈالے گی۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ کافروں پر عذاب ان کے برے اعمال کی وجہ سے ثابت ہو گا۔ (1) واللہ اعلم۔

وَ سِیْقَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَآءُوْهَا وَ فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَ قَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَیْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِیْنَ ﴿۷۳﴾

''اور لے جایا جائے گا انہیں جو ڈرتے رہے تھے (عمر بھر) اپنے رب سے جنت کی طرف گروہ در گروہ۔ حتی کہ جب وہ وہاں پہنچیں گے اور جنت کے دروازے پہلے ہی کھول دیے گئے ہوں گے تو کہیں گے انہیں جنت کے محافظ تم پر سلام ہو، تم خوب رہے، پس اندر تشریف لے چلو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے''۔

امام احمد، عبد بن حمید اور امام مسلم رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پہلی جماعت جو جنت میں داخل ہو گی وہ اس چاند کی صورت میں ہو گی جو چودھویں رات کو ہوتا ہے۔ جو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 24، صفحہ 41، دار احیاء التراث العربی بیروت

ان کے بعد جنت میں داخل ہوگی وہ روشن ستارے سے زیادہ روشن ہوں گے جو آسمان میں چمک رہا ہوتا ہے۔(1)

امام ابن مبارک نے زہد میں، عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ، ابن راہویہ، عبد بن حمید، ابن ابی الدنیا نے صفۃ الجنۃ میں، بیہقی نے البعث میں اور ضیاء مقدسی نے المختارہ میں حضرت علی شیر خدا سے روایت نقل کی ہے جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے تھے۔ انہیں جماعت کی صورت میں جنت کی طرف لے جایا جائے گا یہاں تک کہ جب وہ جنت کے دروازے کے پاس پہنچیں گے تو اس کے پاس ایک درخت پائیں گے جس کے تنے کے نیچے سے دو جاری چشمے نکلیں گے۔ وہ ایک طرف جائیں گے اور اس سے پئیں گے تو ان کے پیٹوں میں جو تکلیف، آلودگی اور دکھ ہوگا وہ نکل جائے گا۔ پھر وہ دوسرے چشمے کا ارادہ کریں گے۔ اس سے پاکیزگی حاصل کریں گے۔ ان پر نعمتوں کی تروتازگی ہوگی۔ اس کے بعد ان کے چہرے بشرے میں تبدیلی نہ ہوگی اور نہ ہی ان کے بالوں میں پراگندگی ہوگی۔ گویا ان بالوں کو تیل لگا دیا گیا ہو۔ پھر وہ جنت کے داروغوں تک پہنچیں گے اور وہ کہیں گے سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ پھر بچے ان کا استقبال کریں گے۔ وہ ان کے اردگرد یوں گردش کریں گے جس طرح دنیا والے دوست کے اردگرد چکر لگاتے ہیں۔ وہ کہیں گے اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے جو عزت تیار کر رکھی ہے اس کی تمہیں بشارت ہو۔ پھر ان بچوں میں سے ایک ان کی بعض بیویوں کے پاس جائے گا جو حور عین میں سے ہوں گی۔ وہ بچہ کہے گا فلاں آیا ہے۔ اسے دنیا میں اس نام سے پکارا جاتا تھا۔ وہ بیوی کہے گی تو نے اسے دیکھا ہے؟ وہ بچہ کہے گا۔ میں نے اسے دیکھا ہے۔ خوشی اسے ہلکا بنا دے گی یہاں تک کہ وہ بیوی دروازے کی دہلیز پر کھڑی ہو جائے گی۔ جب وہ جنتی اپنے گھر تک پہنچے گا تو مکان کی بنیاد میں ایک چیز دیکھے گا تو موتیوں کی ایک چٹان ہے جس پر سبز، زرد، سرخ اور ہر قسم کے موتی ہیں پھر وہ اپنا سر اٹھائے گا تو اس کے چھت کی طرف دیکھے گا تو گویا وہ بجلی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے یہ مقدر نہ کیا ہوتا کہ کوئی تکلیف نہ ہوگی تو اس کی نظر جاتی رہتی۔

پھر وہ اپنی نظر جھکائے گا تو وہ اپنی بیویوں کو دیکھے گا۔ وہاں یہ چیزیں پڑی ہوں گی جن کا ذکر قرآن حکیم میں ہے وَّ اَكْوَابٌ مَّوْضُوْعَةٌ ﴿۱۴﴾ وَّ نَمَارِقُ مَصْفُوْفَةٌ ﴿۱۵﴾ وَّ زَرَابِيُّ مَبْثُوْثَةٌ ﴿۱۶﴾ (الغاشیہ) وہ ان نعمتوں کو دیکھے گا۔ پھر وہ اپنے پلنگ پر ٹیک لگائے گا پھر وہ کہے گا: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدٰىنَا لِهٰذَا ۗ وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ (الاعراف: 43) پھر ایک منادی کرنے والا منادی کرے گا۔ تم زندہ رہو گے، کبھی بھی نہیں مرو گے۔ تم ہمیشہ مقیم رہو گے، سفر نہیں کرو گے، تم تندرست رہو گے اور مریض نہیں ہو گے۔(2) واللہ اعلم۔

امام بخاری، امام مسلم اور طبرانی نے سہل بن سعد سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت میں آٹھ دروازے ہیں۔ ان میں سے ایک دروازے کا نام ریان ہے۔ اس دروازے سے صرف روزے دار داخل ہوں گے۔(3)

امام مالک، امام احمد، امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی اور ابن حبان رحمہم اللہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ

1۔ صحیح مسلم، کتاب الجنۃ وصفۃ نعیمہا واہلہا، جلد 2، صفحہ 379، وزارت تعلیم اسلام آباد
2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 136 (2646)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ صحیح بخاری، باب صفۃ ابواب الجنۃ، جلد 1، صفحہ 461، وزارت تعلیم اسلام آباد

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے مال میں سے دو جوڑے خرچ کیے اسے جنت کے دروازوں سے بلایا جائے گا۔ جنت کے کئی دروازے ہیں۔ جو نمازی ہوگا اسے نماز والے دروازے سے بلایا جائے گا۔ جو روزے دار ہوگا اسے باب ریان سے بلایا جائے گا۔ جو صدقہ وخیرات کرنے والا ہوگا اسے صدقہ والے دروازہ سے بلایا جائے گا۔ جو مجاہد ہوگا اسے جہاد والے دروازے سے بلایا جائے گا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا کوئی ایسا بھی ہے جسے ہر دروازے سے بلایا جائے؟ فرمایا ہاں میں امید کرتا ہوں کہ تو ان میں سے ہوگا۔ (1)

امام ابن ابی الدنیا نے صفۃ الجنۃ میں، ابو یعلی، طبرانی اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جنت کے آٹھ دروازے ہیں۔ سات بند ہیں اور ایک دروازہ توبہ کے لیے کھلا ہوا ہے۔ یہاں تک کہ سورج اس جانب سے طلوع ہو۔ (2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جنت کے آٹھ دروازے ہیں۔ ایک دروازہ نمازیوں کا، ایک دروازہ روزے داروں کا، ایک حاجیوں کا، ایک عمرہ کرنے والوں کا، ایک مجاہدین کا، ایک ذکر کرنے والوں کا اور ایک دروازہ شکر کرنے والوں کا۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہر عمل کے لیے جنت کے دروازوں والے ہیں۔ وہ اس دروازہ سے اس عمل کرنے والے کو بلائیں گے۔

امام بزار رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا تو انسان کو اس کے سب سے بڑے عمل والے دروازے سے بلایا جائے گا۔ جب نماز افضل ہوگی تو اس آدمی کو نماز والے دروازے سے بلایا جائے گا۔ اگر اس کے روزے افضل ہوں گے تو اسے روزے والے دروازے سے بلایا جائے گا۔ اگر جہاد افضل ہوا تو اسے جہاد والے دروازے سے بلایا جائے گا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی کیا کوئی ایسا بھی ہے جس کو دو عملوں کی وجہ سے بلایا جائے گا؟ فرمایا ہاں تو (ان میں سے ہے)۔

امام طبرانی نے الاوسط میں، خطیب رحمہما اللہ نے المتفق والمفترق میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ جنت میں ایک دروازہ ہے جسے ضحیٰ کہتے ہیں۔ جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک منادی کرنے والا منادی کرے گا وہ لوگ کہاں ہیں جو ہمیشہ چاشت کو نماز پڑھتے تھے؟ یہ ہے تمہارا دروازہ، اللہ کی رحمت کے ساتھ اس میں داخل ہو جاؤ۔ (3)

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت معاویہ بن حیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جنت کے دو کواڑوں کے درمیان چالیس سال کی مسافت ہے۔ ان پر ایک ایسا دن آئے گا جس وقت اس پر بھیڑ ہوگی۔

1۔ صحیح بخاری، باب الریان للعائمین، جلد 1، صفحہ 55-254، وزارت تعلیم اسلام آباد

2۔ مسند ابو یعلی، جلد 4، صفحہ 331 (4991)، دار الکتب العلمیہ بیروت 3۔ مجمع الزوائد، کتاب الصلوٰۃ، جلد 2، صفحہ 497 (3433)، دار الفکر بیروت

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں مجھے قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! جنت کے دو کواڑوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا فاصلہ مکہ مکرمہ اور ہجر کے درمیان ہے یا مکہ مکرمہ اور بصرہ کے درمیان فاصلہ ہے۔(1)

ابن ابی شیبہ نے حضرت عتبہ بن غزوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے خطبہ دیا کہ جنت کے دو کواڑوں کے درمیان چالیس سال کی مسافت ہے۔ جنت کے دروازوں پر ایک ایسا دن آئے گا کہ ہر دروازے پر بھیڑ ہوگی۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جنت کے دو کواڑوں کے درمیان تیز رفتار سوار کے لیے چالیس سال کی مسافت ہے۔ ان پر ایک ایسا دن آئے گا کہ ان پر سخت بھیڑ ہوگی۔(2)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو حرب بن ابو اسود دیلمی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی اپنے گناہ کے باعث سو سال تک جنت کے دروازے پر کا رہے گا۔ وہ اپنی بیویوں اور خادموں کو دیکھے گا۔(3)

امام احمد اور بزار رحمہما اللہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: جنت کی چابیاں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی گواہی ہے۔(4)

امام طیالسی اور دارمی رحمہما اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت کی چابیاں نماز ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، دارمی، امام مسلم، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے حضرت عمر بن خطاب سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے جو بھی اچھی طرح وضو کرے پھر کہے اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ تو اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیے جاتے ہیں جس سے چاہے داخل ہو۔(5)

امام نسائی، امام حاکم اور ابن حبان رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے کہا جو آدمی بھی پانچ نمازیں پڑھتا ہے، رمضان میں روزے رکھتا ہے، زکوۃ دیتا ہے، ساتوں گناہ کبیرہ سے اجتناب کرتا ہے تو قیامت کے روز اس کے لیے آٹھوں دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔(6)

امام احمد، ابن جریر اور بیہقی نے حضرت عتبہ بن عبد اللہ سلمی سے روایت نقل کی ہے جس بندے کے تین بیٹے بالغ ہونے سے پہلے فوت ہو جائیں تو وہ اس کا جنت کے آٹھوں دروازوں سے اس استقبال کرتے ہیں جس سے چاہے داخل ہو۔(7)

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الجنۃ، جلد 7، صفحہ 40 (34037)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 2۔ ایضاً، (34038)

3۔ ایضاً، (34039) 4۔ مسند امام احمد، جلد 5، صفحہ 420، دار صادر بیروت

5۔ صحیح مسلم، باب الذکر المستحب عقب الوضوء، جلد 1، صفحہ 122، وزارت تعلیم اسلام آباد

6۔ سنن نسائی، باب وجوب الزکوۃ، جلد 5، صفحہ 9، دار الحدیث قاہرہ

7۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 184، دار صادر بیروت

امام طبرانی رحمہ اللہ نے الاوسط میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کی دو بیٹیاں ہوں یا دو بہنیں ہوں یا دو پھوپھیاں ہوں یا دو خالائیں ہوں، وہ ان کی نگہداشت کرے تو اس کے لیے جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔(1)

امام طبرانی رحمہ اللہ الاوسط میں سند حسن کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں: جو عورت بھی اپنے رب سے ڈرے، اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرے تو اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔ اسے کہا جاتا ہے جس سے چاہو داخل ہو۔(2)

امام ابو نعیم رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے میری امت کو چالیس احادیث یاد کرائیں جس کے ساتھ وہ انہیں فائدہ پہنچانا چاہتا تھا تو اسے کہا جائے گا جنت کے جس دروازے سے چاہتا ہے داخل ہو جا۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ کا معنی ہے تم اللہ تعالیٰ کی طاعت کے ساتھ پاکیزہ ہو۔

وَ قَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَ اَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَآءُ ۚ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ﴿۷۴﴾ وَ تَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ۚ وَ قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَ قِيْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۵﴾

"اور وہ (خوش بخت) کہیں گے ساری تعریفیں اس اللہ (کریم) کے لیے جس نے پورا فرمایا ہمارے ساتھ اپنا وعدہ اور وارث بنا دیا ہمیں اس (پاک) زمین کا۔ اب ہم ٹھہریں گے جنت میں جہاں چاہیں گے۔ پس کتنا عمدہ اجر ہے نیک کام کرنے والوں کا۔ اور (اے حبیب!) آپ دیکھیں گے فرشتوں کو حلقہ باندھے کھڑے ہوں گے عرش کے ارد گرد، تسبیح پڑھ رہے ہوں گے اپنے رب (جلیل) کی حمد کے ساتھ اور فیصلہ کر دیا گیا ہو گا ان کے درمیان حق کے ساتھ۔ اور کہا جائے گا سب تعریفیں اللہ کے لیے جو رب العالمین ہے"۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے: یہاں الْاَرْضَ سے مراد جنت کی زمین ہے۔

امام ہناد رحمہ اللہ نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن جریج سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ان کی مشیت وہاں تک پہنچے گی جو انہیں عطا کیا گیا۔

1۔ مجمع الزوائد، باب فی نفقۃ الرجل علی نفسہ واہلہ وغیر ذلک، جلد 3، صفحہ 301 (4661)، دار الفکر بیروت

2۔ ایضاً، باب حق الزوج علی المرأۃ، جلد 4، صفحہ 563 (7636)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جنت کی زمین کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا وہ سفید اور صاف ہوگی۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راویت نقل کی ہے کہ جنت کی زمین چاندی کا سنگ مرمر ہوگی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عطار رحمہ اللہ سے حَآفِّیْنَ کا معنی چکر لگانے والے نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ عرش کو گھیرے ہوئے ہوں گے۔(1)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جبل الخلیل، جبل الطور اور جبل الجودی میں سے ہر ایک قیامت کے دن سفید موتی کا ہوگا۔ جو آسمان و زمین کے درمیانی حصے کو روشن کردے گا۔ یعنی انہیں بیت المقدس کی طرف لوٹایا جائے گا اور اس کے اطراف میں انہیں رکھا جائے گا۔ اسی پر اللہ جل شانہ کی کرسی رکھی جائے گی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ جنتیوں اور دوزخیوں کے درمیان فیصلہ فرمائے گا۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَ قُضِیَ بَیْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَ قِیْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کا آغاز حمد سے اور اس کا اختتام بھی حمد سے کیا۔ اس کا آغاز اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خلق السموات والْاَرْضَ سے اور اس کا اختتام اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ سے کیا۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت وہب رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے: جو یہ ارادہ رکھتا ہو کہ وہ یہ پہچانے کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں کیسے فیصلہ فرماتا ہے تو وہ سورۂ زمر کے آخر حصہ کو پڑھے۔

تمت بالخیر

19 اگست 2003ء بروز منگل

محمد بوستان

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 24، صفحہ 45، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 138 (2650)، دار الکتب العلمیہ بیروت

آیاتہا ۸۵ سُوْرَۃُ الْمُؤْمِن مَکِّیَّۃٌ ۴۰ رکوعاتہا ۹

امام ابن ضریس، نحاس اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ساتوں سورہ ہائے حٰمٓ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئیں۔

امام ابن جریر نے امام شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مسروق نے مجھے بتایا کہ یہ آیت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

ابن مردویہ اور دیلمی نے سمرہ بن جندب سے روایت نقل کی ہے کہ تمام سورہ ہائے حٰمٓ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئیں۔(1)

ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ سورہ ہائے حٰمٓ مومن مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

امام ابن مردویہ نے حضرت انس بن مالک سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے تورات کی جگہ سات سورتیں عطا فرمائیں۔ انجیل کی جگہ الٓر سورتیں طٰسٓ تک عطا فرمائیں اور زبور کی جگہ طٰسٓ سے حٰمٓ تک عطا فرمائیں اور مجھے حٰمٓ سورتوں اور مفصل کے ساتھ فضیلت عطا کی، مجھ سے قبل کسی نبی نے ان کو نہیں پڑھا۔

امام ابو عبید رحمہ اللہ نے فضائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے: ہر شے کا مغز ہوتا ہے، قرآن کا مغز سورۂ حٰمٓ ہیں۔

امام ابو عبید، ابن ضریس، ابن منذر، حاکم، بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے: سورۂ حٰمٓ قرآن حکیم کا دیباج ہیں۔(2)

امام ابو عبید، محمد بن نصر اور ابن منذر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے: جب میں سورۂ حٰمٓ میں پہنچتا ہوں تو ایسے باغیچوں میں پہنچتا ہوں جن میں بہت خوش ہوتا ہوں، ان سے جدا ہونے کا ارادہ نہیں کرتا۔

امام محمد بن نصر اور حمید بن زنجویہ رحمہما اللہ نے ایک اور سند سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ قرآن کی مثال اس آدمی جیسی ہے جو اپنے گھر والوں کے لیے گھر تلاش کر رہا تھا۔ وہ ایسی جگہ سے گزرا جہاں بارش ہوئی تھی۔ وہ اس میں سے گزر رہا تھا اور خوش ہو رہا تھا کہ وہ نرم و نازک باغیچوں کے پاس سے گزرتا ہے وہ کہتا ہے میں ایسی جگہ پر حیران ہو رہا تھا جہاں بارش برسی تھی۔ یہ تو اس سے بھی زیادہ عجیب و غریب ہے اس سے کہا گیا کہ پہلی وادی کی مثال قرآن کی بڑی سورتوں جیسی ہے اور ان نرم و نازک باغیچوں کی مثال سورۂ حٰمٓ کی طرح ہے جو قرآن میں ہیں۔

امام ابو الشیخ، ابو نعیم اور دیلمی رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سورۂ حٰمٓ قرآن کا دیباج ہیں۔

امام دیلمی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک مرفوع روایت نقل کی ہے کہ

1۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 4، صفحہ 276 (6813)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ شعب الایمان، باب فی تعظیم القرآن، جلد 2، صفحہ 483 (2471)، دار الکتب العلمیہ بیروت

سورۂ حٰمٓ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔(1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت خلیل بن مرہ رحمہ اللہ سے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ سورۂ حٰمٓ سات ہیں، جہنم کے بھی سات دروازے ہیں۔ تمام حٰمٓ سورتیں ان دروازوں میں سے ہر ایک دروازے پر آتی ہیں۔ وہ کہتی ہیں اے اللہ! اسے اس دروازے سے داخل نہ کرنا جو مجھ پر ایمان رکھتا تھا اور مجھے پڑھتا تھا۔(2)

امام دارمی اور محمد بن نصر نے حضرت سعد بن ابراہیم سے روایت نقل کی ہے کہ حٰمٓ سورتوں کو دلہنوں کا نام دیا جاتا۔

امام ابوعبید، ابن سعد، محمد بن نصر اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے مسجد بنائی۔ ان سے کہا گیا یہ کیا ہے؟ تو آپ نے جواب دیا آل حم کے لیے۔(3)

امام ترمذی، بزار، محمد بن نصر، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ شعب الایمان میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے صبح کے وقت حٰمٓ ۚ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۙ غَافِرِ الذَّنْۢبِ وَ قَابِلِ التَّوْبِ شَدِيْدِ الْعِقَابِ ۙ ذِي الطَّوْلِ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۝ (غافر: 3-1) اور آیت الکرسی پڑھی اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ اس کی حفاظت کرے گا یہاں تک کہ وہ شام کرے گا۔ جس نے ان دونوں کو شام کے وقت پڑھا تو اللہ تعالیٰ صبح تک ان کے ساتھ اس کی حفاظت فرمائے گا۔(4)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

حٰمٓ ۝ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۝ غَافِرِ الذَّنْۢبِ وَ قَابِلِ التَّوْبِ شَدِيْدِ الْعِقَابِ ۙ ذِي الطَّوْلِ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۝

"حا۔ میم، اتاری گئی ہے یہ کتاب اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو زبردست ہے، سب کچھ جاننے والا ہے، گناہ بخشنے والا اور توبہ قبول کرنے والا، سخت سزا دینے والا، فضل و کرم فرمانے والا ہے، نہیں کوئی معبود اس کے سوا، اسی کی طرف (سب نے) لوٹنا ہے۔"

امام ابن ضریس رحمہ اللہ نے حضرت اسحاق بن عبد اللہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ رسول

1۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 2، صفحہ 160، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ شعب الایمان، باب فی تعظیم القرآن، جلد 2، صفحہ 486 (2479)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 474 (3634)، دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ سنن ترمذی، باب ما جاء فی فضل آیۃ الکرسی، جلد 5، صفحہ 145 (2879)، دار الکتب العلمیہ بیروت

اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر درخت کا پھل ہوتا ہے۔ قرآن کے پھل سورۂ حم والے ہیں۔ باغیچے شاداب، گھاس والے اور قریب قریب۔ جو یہ پسند کرے کہ وہ جنت کے باغوں میں چرے تو وہ ان سورتوں کی تلاوت کرے جن کے آغاز میں حم ہے۔ جس نے جمعہ کی رات سورۂ دخان پڑھی تو وہ صبح مغفور (بخشا ہوا) حالت میں کرے گا۔ جس نے الم تنزیل سجدہ اور سورۃ تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ دن اور رات میں پڑھی گویا اس نے لیلۃ القدر کی موافقت کی۔ جس نے (اذا زلزلت الارض زلزالها) پڑھی گویا اس نے قرآن کا چوتھا حصہ پڑھا۔ جس نے قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ۝ پڑھی گویا اس نے قرآن کا چوتھا حصہ پڑھا۔ جس نے سورۃ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۝ دس مرتبہ پڑھی اللہ تعالیٰ جنت میں اس کے لیے محل بناتا ہے۔ حضرت ابوبکر نے عرض کی تو پھر ہم ان محلات کو زیادہ کریں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کثرت والا اور پاکیزگی والا ہے۔ جس نے قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ۝ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ۝ پڑھی تو مخلوقات میں سے کوئی چیز نہیں رہتی مگر وہ کہتی ہے اے میرے رب! اسے میرے شر سے محفوظ رکھ۔ جس نے ام القرآن پڑھی گویا اس نے قرآن کا چوتھائی حصہ پڑھا اور جس نے سورۂ اَلْهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ۝ پڑھی گویا اس نے ہزار آیات پڑھیں۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابوامامہ سے روایت نقل کی ہے، حٰمٓ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ایک اسم (نام) ہے۔

امام عبدالرزاق نے المصنف میں، ابوعبید، ابن سعد، ابن ابی شیبہ، ابوداؤد، امام ترمذی، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت مہلب بن ابی صفرہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے اس نے یہ حدیث بیان کی جس نے نبی کریم ﷺ سے سنی اگر تم نے آج کی رات سورۂ حٰمٓ پڑھی تو ان کی مدد نہ کی جائے گی۔ (1)

ابن ابی شیبہ، امام نسائی، حاکم اور ابن مردویہ نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم کل اپنے دشمنوں سے ملاقات کرو گے، تمہارا شعار حم ہونا چاہیے تو ان کی مدد نہ کی جائے گی۔ (2)

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے دلائل میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ مسلمان خیبر میں پیچھے ہٹے۔ رسول اللہ ﷺ نے مٹی کی ایک مٹھی بھری اور اسے ان کے منہ پر مارا اور کہا حٰمٓ ان کی مدد نہ کی جائے گی۔ قوم (دشمن) کو شکست ہوگئی۔ نہ ہم نے ان پر تیر چلایا اور نہ نیزہ مارا۔

امام بغوی اور طبرانی نے حضرت شیبہ بن عثمان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب غزوۂ خیبر ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے کنکریاں لیں، ان کے مونہوں پر مار رہے تھے اور فرمایا چہرے بگڑ گئے حٰمٓ ان کی مدد نہ کی جائے گی۔ (3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت یزید بن اصم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی بڑا طاقتور تھا اور شام کے لوگوں سے تعلق رکھتا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے نہ پایا اس کے بارے میں پوچھا، عرض کی گئی وہ تو شراب میں دھت ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے کاتب کو بلایا۔ اسے فرمایا لکھو۔ عمر بن خطاب کی جانب سے فلاں بن فلاں

1۔ مستدرک حاکم، کتاب الجہاد، جلد 2، صفحہ 117 (2512)، دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 118 (2515)

3۔ معجم کبیر، جلد 7، صفحہ 299 (7192)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

کے نام تم پر سلام ہو۔ میں تمہارے سامنے اس اللہ کی حمد و ثناء کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں غَافِرِ الذَّنۡۢبِ وَ قَابِلِ التَّوۡبِ شَدِیۡدِ الۡعِقَابِ ۙ ذِی الطَّوۡلِ ؕ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ ؕ اِلَیۡہِ الۡمَصِیۡرُ پھر آپ نے دعا کی اور جو لوگ آپ کے پاس تھے۔ انہوں نے آمین کہی۔ انہوں نے اس آدمی کے حق میں یہ دعا کی کہ اللہ تعالیٰ اس پر نظر رحمت فرمائے اور اس کی توبہ قبول فرمائے۔ جب صحیفہ اس آدمی تک پہنچا وہ اسے پڑھنے لگا۔ وہ کہتا غَافِرِ الذَّنۡۢبِ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے بخشش کا وعدہ کیا ہے۔ وَ قَابِلِ التَّوۡبِ شَدِیۡدِ الۡعِقَابِ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے عقاب سے ڈرایا۔ ذِی الطَّوۡلِ بہت زیادہ مال والا ہے۔ اِلَیۡہِ الۡمَصِیۡرُ وہ بار بار اسے اپنے اوپر دہراتا رہا یہاں تک کہ رونے لگا۔ پھر توبہ کی اور بہترین توبہ کی۔ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک اس کا معاملہ پہنچا تو فرمایا اس طرح کیا کرو جب تم اپنی حالت کو لغزش میں دیکھو تو اسے درست کرو، اسے موقع دو، اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ وہ توبہ کرے۔ اس کے خلاف شیطان کے دوست نہ بن جاؤ۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ مدینہ طیبہ میں ایک عبادت گزار نوجوان تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سے محبت کرتے تھے۔ وہ مصر چلا گیا تو اس کے اخلاق بگڑ گئے۔ وہ کسی برائی سے باز نہیں آتا تھا۔ اس کے خاندان کے کچھ لوگ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے ان سے حال احوال پوچھا اور اس نوجوان کے متعلق بھی دریافت کیا۔ اس آدمی نے عرض کی اے امیر المومنین! مجھ سے اس کے بارے میں نہ پوچھیں۔ حضرت عمر نے فرمایا کیوں؟ اس نے جواب دیا وہ بگڑ گیا ہے اور اس نے تقویٰ کا لباس اتار دیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی طرف خط لکھا عمر سے فلاں کی طرف۔ حٰمٓ ۚ تَنۡزِیۡلُ الۡکِتٰبِ مِنَ اللّٰہِ الۡعَزِیۡزِ الۡعَلِیۡمِ ۙ غَافِرِ الذَّنۡۢبِ وَ قَابِلِ التَّوۡبِ شَدِیۡدِ الۡعِقَابِ ۙ ذِی الطَّوۡلِ ؕ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ ؕ اِلَیۡہِ الۡمَصِیۡرُ۔ وہ نوجوان اسے پڑھتا رہا اور بھلائی کی طرف لوٹ آیا۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں حضرت بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ غَافِرِ الذَّنۡۢبِ جو توبہ نہ کرے اس کے لئے گناہ کو ڈھانپنے والا وَ قَابِلِ التَّوۡبِ اور جو توبہ کرے اس کی توبہ قبول کرنے والا۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن منذر نے ابواسحاق سبیعی سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی حضرت عمر بن خطاب کی خدمت میں حاضر ہوا، عرض کی اے امیر المومنین! اگر میں قتل کروں تو کیا میرے لیے توبہ کی گنجائش ہے؟ تو آپ نے یہ آیات تلاوت کیں حٰمٓ ۚ تَنۡزِیۡلُ الۡکِتٰبِ مِنَ اللّٰہِ الۡعَزِیۡزِ الۡعَلِیۡمِ ۙ غَافِرِ الذَّنۡۢبِ وَ قَابِلِ التَّوۡبِ فرمایا (اچھا) عمل کرو، اللہ تعالیٰ سے مایوس نہ ہو۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ذِی الطَّوۡلِ سے مراد وسعت و غنا والا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے ذِی الطَّوۡلِ کا معنی غنا والا نقل کیا ہے۔ امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ذِی الطَّوۡلِ سے مراد نعمتوں والا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ذِی الطَّوۡلِ سے مراد احسان والا ہے۔

امام طبرانی اوسط میں اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہے اس کے لیے غَافِرِ الذَّنْۢبِ اور جو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہے اس کے لیے قَابِلِ التَّوْبِ اور جو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ نہ کہے اس کے لیے شَدِيْدِ الْعِقَابِ ہے۔ ذِي الطَّوْلِ یعنی غنا والا لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ کفار قریش اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اظہار نہ کرتے۔ اللہ تعالیٰ خود اپنی وحدانیت کا اظہار کر رہا ہے اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ جو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہتا ہے اس کا لوٹنا بھی اسی طرف ہے۔ وہ اسے جنت میں داخل کرے گا اور جو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ نہیں کہتا اس کا ٹھکانہ بھی اسی طرف ہے، تو اسے وہ جہنم میں داخل کرے گا۔(1)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ثابت بنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں کوفہ کے مضافات میں حضرت مصعب بن زبیر کے ساتھ تھا۔ میں ایک باغ میں داخل ہوا تا کہ دو رکعت نماز ادا کروں۔ میں نے حٰمٓ المومن کو شروع کیا یہاں تک کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ تک پہنچا، تو میرے پیچھے ایک آدمی تھا جو سیاہ سفیدی مائل خچر پر سوار تھا، جس پر یمن کا بنا سوتی لباس تھا۔ سو اس نے کہا جب تو قابل التوب پڑھے تو یوں کہو یَا قَابِلَ التَّوْبِ اقْبَلْ تَوْبَتِیْ۔ اے توبہ قبول کرنے والے! میری توبہ قبول کر اور جب تو شَدِيْدِ الْعِقَابِ پڑھے تو کہہ یَا شَدِيْدَ الْعِقَابِ لَا تُعَاقِبْنِیْ۔ اے سخت پکڑ والے! مجھے عذاب نہ دے۔ ابن ابی شیبہ کے الفاظ یہ ہیں مجھے معاف کر دے اور جب تو کہے ذِي الطَّوْلِ تو کہہ اے خیر والے! مجھ پر بھلائی کر۔ میں نے یہ کلمات ادا کیے۔ پھر میں مڑا تو کسی کو نہ دیکھا۔ میں دروازے کی طرف نکلا تو میں نے کہا تمہارے پاس سے ایسا آدمی گزرا ہے جس نے یمنی سوتی لباس زیب تن کیا ہوا تھا، تو انہوں نے کہا ہم نے کسی کو بھی نہیں دیکھا وہ کہا کرتے تھے کہ وہ حضرت الیاس ہیں۔

مَا يُجَادِلُ فِيْۤ اٰيٰتِ اللّٰهِ اِلَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَا يَغْرُرْكَ تَقَلُّبُهُمْ فِي الْبِلَادِ ④ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّ الْاَحْزَابُ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۪ وَ هَمَّتْ كُلُّ اُمَّةٍۭ بِرَسُوْلِهِمْ لِيَاْخُذُوْهُ وَ جٰدَلُوْا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ فَاَخَذْتُهُمْ ۫ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ⑤ وَ كَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ⑥

”نہیں تنازعہ کیا کرتے اللہ کی آیتوں میں مگر کافر پس نہ دھوکہ میں ڈالے تمہیں ان لوگوں کا (بڑے کروفر سے) آنا جانا مختلف شہروں میں۔ جھٹلایا تھا ان سے پہلے قوم نوح نے اور کئی (دوسرے) گروہوں نے ان کے بعد۔ اور قصد کیا ہر امت نے اپنے رسول کے متعلق کہ اسے گرفتار کر لیں اور جھگڑتے رہے (اس کے ساتھ) ناحق، تا کہ جھٹلا دیں اس کے ذریعہ حق کو۔ پس میں نے پکڑ لیا انہیں۔ پس کتنا شدید تھا میرا عذاب۔ اسی طرح واجب

1۔ مجمع الزوائد، تفسیر سورۂ غافر، جلد 7، صفحہ 226 (11318)، دار الفکر بیروت

ہو گیا اللہ کا فیصلہ کفار پر کہ وہ دوزخی ہیں''۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مَا یُجَادِلُ فِیْۤ اٰیٰتِ اللّٰهِ اِلَّا الَّذِیْنَ كَفَرُوْا حرث بن قیس سلمی کے بارے میں نازل ہوئی۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قرآن میں جھگڑا کرنا کفر ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابو جہم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ صحابہ کرام میں سے دو آدمی ایک آیت میں جھگڑ پڑے۔ ایک نے کہا میں نے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے لیا ہے۔ دوسرے نے بھی کہا میں نے بھی اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے سیکھا ہے۔ دونوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس چیز کا ذکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قرآن سات لغتوں میں نازل ہوا ہے۔ اس میں جھگڑا کرنے سے بچو کیونکہ اس میں جھگڑا کرنا کفر ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قرآن میں جھگڑا کرنا کفر ہے۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے تَقَلُّبُهُمْ فِی الْبِلَادِ کا یہ معنی نقل کیا ہے: ان کا آنا، ان کا جانا اور سفروں میں ادھر ادھر جانا۔ مِنْۢ بَعْدِهِمْ سے مراد حضرت نوح کی قوم، عاد اور ثمود کی قوموں کے بعد وہ کافر جماعتیں تھیں۔ وَ هَمَّتْ كُلُّ اُمَّةٍۭ بِرَسُوْلِهِمْ ہر قوم نے اپنے رسول کے بارے میں ارادہ کیا کہ وہ اسے پکڑ لیں اور اسے قتل کر دیں۔ تو ان کے اعمال کے باعث ان پر عذاب ثابت ہو گیا۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے تَقَلُّبُهُمْ فِی الْبِلَادِ کا یہ معنی نقل کیا ہے: ان کا شہروں میں فساد کرنا اور ان کا کفر کرنا۔ فَكَیْفَ كَانَ عِقَابِ اللہ تعالیٰ سخت عذاب والا ہے۔

امام طبرانی رحمہ اللہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جس نے باطل کی مدد کی تاکہ وہ اپنے باطل کے ساتھ حق کو زیر کر دے۔ تو اللہ اور اس کے رسول کا ذمہ اس سے بری ہو گیا۔(2)

اَلَّذِیْنَ یَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَ مَنْ حَوْلَهٗ یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَ یَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ۚ رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَیْءٍ رَّحْمَةً وَّ عِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِیْنَ تَابُوْا وَ اتَّبَعُوْا سَبِیْلَكَ وَ قِهِمْ عَذَابَ الْجَحِیْمِ ۝ رَبَّنَا وَ اَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ ِالَّتِیْ وَعَدْتَّهُمْ وَ مَنْ صَلَحَ

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 40-139 (56-2652)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ معجم اوسط، جلد 3، صفحہ 451 (2968)، مکتبۃ المعارف الریاض

مِنْ اٰبَآىِٕهِمْ وَ اَزْوَاجِهِمْ وَ ذُرِّیّٰتِهِمْ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُۙ۝۸ وَ قِهِمُ السَّیِّاٰتِ ؕ وَ مَنْ تَقِ السَّیِّاٰتِ یَوْمَىِٕذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهٗ ؕ وَ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ۠۝۹

"جو فرشتے اٹھائے ہوئے ہیں عرش کو اور وہ جو عرش کے اردگرد (حلقہ زن) ہیں وہ تسبیح کرتے ہیں حمد کے ساتھ اپنے رب کی اور ایمان رکھتے ہیں اس پر اور استغفار کیا کرتے ہیں ایمان والوں کے لئے۔ (کہتے ہیں) اے ہمارے رب! تو گھیرے ہوئے ہے ہر شے کو (اپنی) رحمت اور علم سے، پس بخش دے انہیں جنہوں نے (کفر سے) توبہ کی ہے اور پیروی کی ہے تیرے راستہ کی اور بچالے انہیں عذاب جہنم سے۔ اے ہمارے رب! داخل فرما انہیں سدا بہار باغوں میں جن کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے اور جو قابل بخشش ہیں ان کے والدین، ان کی بیویوں اور انکی اولاد سے۔ بے شک تو ہی سب سے زبردست (اور) حکمت والا ہے۔ اور بچالے انہیں سزاؤں سے اور جس کو تو بچالے سزاؤں سے اس دن گویا تو نے بڑی رحمت فرمائی اس پر۔ اور یہی ہے سب سے بڑی کامیابی۔"

امام ابو یعلی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے سند صحیح کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے اجازت دی گئی ہے کہ میں ایک ایسے فرشتے کے بارے میں بات کروں۔ اس کے پاؤں ساتویں زمین سے بھی پار ہیں۔ عرش اسی کے کندھوں پر ہے۔ وہ کہہ رہا ہے تو جہاں ہے تو جہاں ہوگا تو پاک ہے۔ (1)

امام ابوداؤد، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ نے العظمۃ میں، ابن مردویہ اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں صحیح سند کے ساتھ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے اجازت دی گئی ہے کہ میں حاملین عرش میں سے ایک فرشتے کے بارے میں بات کروں۔ اس کے کانوں کی لوؤں اور اس کے کندھوں کے درمیان سات سو سال کا فاصلہ ہے۔

امام ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت حبان بن عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حاملین عرش آٹھ ہیں۔ ان کے قدم ساتویں زمین میں گڑے ہوئے ہیں۔ ان کے سر ساتویں آسمان سے تجاوز کر گئے ہیں۔ ان کے سینگ ان کی لمبائی کے برابر ہیں۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت زاذان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حاملین عرش کے پاؤں زمین کی پست ترین جگہ میں گڑے ہوئے ہیں۔ وہ نور کی شعاع کی وجہ سے اپنی نظریں اٹھانے کی طاقت نہیں رکھتے۔

امام ابن منذر، ابوالشیخ اور بیہقی نے شعب الایمان میں ہارون بن رباب سے روایت نقل کی ہے کہ حاملین عرش کی تعداد آٹھ ہے۔ وہ بڑی دھیمی آواز سے ایک دوسرے کو جواب دیتے ہیں۔ ان میں سے چار کہتے ہیں سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ عَلٰى عَفْوِكَ بَعْدَ قُدْرَتِكَ اور ان میں سے چار کہتے ہیں سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ عَلٰى حِلْمِكَ بَعْدَ عِلْمِكَ۔ (2)

1۔ مسند ابو یعلی، جلد 5، صفحہ 04-503 (6588) 2۔ شعب الایمان، باب فی صفۃ یوم القیامۃ، جلد 1، صفحہ 327 (364)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابوقبیل رحمہ اللہ کے واسطہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حاملین عرش کی تعداد آٹھ ہے۔ ان میں سے ایک کی آنکھ کے سرے سے دونوں آنکھوں کے دوسرے حصے تک پانچ سو سال کی مسافت ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت وہب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: حاملین عرش جو عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں ان میں سے ہر ایک فرشتے کے چار منہ اور چار پر ہیں۔ دو پر چہرے پر ہیں۔ وہ عرش کی طرف دیکھتا ہے تو اس پر بے ہوشی طاری ہو جاتی ہے اور دو پروں کے ساتھ وہ اڑتا ہے۔ ان کے قدم زمین کی پست ترین جگہ میں ہیں اور عرش ان کے کندھوں پر ہے۔ ان میں سے ہر ایک کا ایک چہرہ بیل کا ہے، ایک چہرہ شیر کا، ایک چہرہ انسان کا اور ایک چہرہ گدھ کا ہے اس کے سوا کوئی گفتگو نہیں قُدُّوسٌ اللّٰهُ الْقَوِیُّ مَلَاَتْ عَظَمَتُهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ۔

امام ابوالشیخ نے حضرت وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حاملین عرش کی تعداد چار ہے۔ جب قیامت کا دن ہوگا تو چار اور فرشتوں سے ان کی مدد کی جائے گی۔ ان میں سے ایک فرشتہ انسانی شکل کا ہے جو انسانوں کی ان کے رزق کے متعلق سفارش کرتا ہے، ایک فرشتہ گدھ کی شکل کا ہے جو پرندوں کے حق میں ان کے رزق کی سفارش کرتا ہے، ان میں سے ایک فرشتہ بیل کی شکل کا ہے جو چوپاؤں کے حق میں ان کے رزقوں کے بارے میں سفارش کرتا ہے، ایک فرشتہ شیر کی شکل کا ہے جو درندوں کے حق میں ان کے رزقوں کی سفارش کرتا ہے۔ جب وہ عرش کو اٹھاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی عظمت کی وجہ سے اپنے گھٹنے کے بل گر پڑتے ہیں تو انہیں لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کی تلقین کی جاتی ہے، تو وہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہو جاتے ہیں۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت مکحول رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حاملین عرش آٹھ فرشتے ہیں۔ ایک فرشتہ صورتوں کے سردار کی صورت پر ہے۔ وہ ابن آدم ہے۔ ایک فرشتہ درندوں کے سردار کی شکل میں ہے جو شیر ہے۔ ایک فرشتہ چوپاؤں کی شکل پر ہے جو بیل ہے۔ وہ یوم عجل (دنیا کی تخلیق) سے اس گھڑی تک سخت غصے کی حالت میں ہے اور ایک فرشتہ پرندوں کے سردار کی صورت میں ہے جو گدھ ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ام سعد رضی تعالیٰ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ عرش ایک ایسے فرشتہ پر ہے جو موتی کا بنا ہوا ہے۔ اس کی شکل مرغ جیسی ہے۔ اس کے قدم زمین کی پست ترین جگہ پر ہیں۔ اس کے دونوں پر مشرق میں اور اس کی گردن عرش کے نیچے ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حاملین عرش سب کے سب مختلف صورتوں میں ہیں۔ عرض کی گئی اے عکرمہ! وہ صورتیں کیا ہیں؟ تو آپ نے اپنا رخسار تھوڑا سا جھکایا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت میسرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حاملین عرش جو عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں وہ نور کی شعاع کی وجہ سے اوپر دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتے۔

امام عبد بن حمید، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت

نقل کی ہے کہ حاملین عرش کے کندھوں سے لے کر اس کے قدموں کے نیچے تک پانچ سو سال کی مسافت ہے۔ اور یہ بھی ذکر کیا ہے کہ اس فرشتے کا قدم مشرق سے لے کر مغرب تک ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت میسرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حاملین عرش کے قدم پست زمین میں ہیں اور ان کے سر عرش سے نکلے ہوئے ہیں۔ وہ عاجزی کرنے والے ہیں۔ اپنی نظر کو نہیں اٹھاتے۔ وہ ساتویں آسمان والوں سے بھی زیادہ خوف والے ہیں اور ساتویں آسمان والے ساتھ والے (چھٹے) آسمان والوں سے زیادہ خوف رکھتے ہیں اور ساتھ والے آسمان والے نیچے والے آسمان والوں سے زیادہ خوف رکھتے ہیں۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حاملین عرش میں سے کچھ انسان کی صورت پر، کچھ گدھ کی صورت پر، کچھ بیل کی صورت پر اور کچھ شیر کی صورت پر ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ ملائکہ جو عرش کو اٹھانے والے ہیں وہ فارسی زبان میں کلام کرتے ہیں۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے العظمۃ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کے پاس تشریف لائے، پوچھا تم کس لیے جمع ہوئے ہو؟ عرض کی ہم اللہ کا ذکر کرنے اور اس کی عظمت میں غور و فکر کرنے کے لیے جمع ہوئے ہیں۔ فرمایا تم اس کی عظمت میں تفکر کو نہیں پا سکتے، کیا تمہیں اس کی عظمت کے بارے میں نہ بتاؤں؟ عرض کی گئی ہاں یا رسول اللہ! ﷺ۔ فرمایا حاملین عرش میں سے ایک کا نام اسرافیل ہے، عرش کے کناروں میں سے ایک کنارہ اس کے کندھوں پر ہے، اس کے قدم ساتویں زمین میں گڑے ہوئے ہیں اور اس کا سر ساتویں آسمان سے تجاوز کر رہا ہے۔ اسی طرح تیرے رب کی مخلوق ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک قرأت میں یہ ہے اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ فَالَّذِيْنَ حَوْلَهُ الْمَلٰٓئِكَةُ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے يَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ حضرت مطرف بن عبداللہ بن شخیر نے یہ کہا کہ ہم نے فرشتوں کو اللہ کے بندوں کا سب سے زیادہ مخلص پایا۔ اور ہم نے شیاطین کو اللہ کے بندوں پر سب سے زیادہ ظلم کرنے والا پایا۔(1)

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا یعنی شرک سے توبہ کی۔ سَبِيْلَكَ سے مراد تیری طاعت ہے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے کعب! عدن کیا ہے؟ فرمایا جنت میں سونے کے محل ہیں جن میں نبی، صدیق اور عادل امام رہیں گے۔ اور السَّيِّاٰتِ سے مراد عذاب ہے۔(2)

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 140، دارالکتب العلمیہ بیروت　2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 139 (2654)

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُنَادَوْنَ لَمَقْتُ اللّٰهِ اَكْبَرُ مِنْ مَّقْتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ اِذْ تُدْعَوْنَ اِلَى الْاِيْمَانِ فَتَكْفُرُوْنَ ۝۱۰

"بے شک جن لوگوں نے کفر کیا انہیں ندا دی جائے گی کہ اللہ تعالیٰ کی (تم سے) بیزاری بہت زیادہ ہے، اس بیزاری سے جو تمہیں اپنے آپ سے ہے۔ یاد ہے جب تم بلائے جاتے ایمان کی طرف تو تم کفر کیا کرتے۔"

امام عبد بن حمید نے حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب قیامت کا روز ہوگا تو کافر اس چیز کو دیکھیں گے جس کی طرف وہ گئے تو اپنے آپ سے ناراض ہوں گے۔ انہیں کہا جائے گا کہ دنیا میں جب تمہیں ایمان کی دعوت دی جاتی تھی تو تم کفر کرتے تھے۔ تو آج تم اپنے اوپر جتنا ناراض ہو رہے ہو دنیا میں اللہ تعالیٰ تم سے زیادہ ناراض ہوتا تھا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: جب مومن جنت میں داخل ہوں گے اور انہیں جہنم میں داخل کیا جائے گا تو وہ اپنے آپ پر ناراضگی کا اظہار کریں گے۔ اور غصے کی وجہ سے اپنے پورے کھائیں گے۔ جہنم میں انہیں ندا دی جائے گی۔ جب تمہیں دنیا میں ایمان کی دعوت دی جاتی تھی اور تم کفر کرتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ تم پر زیادہ غضبناک ہوتا تھا بنسبت اس کے کہ جتنے تم جہنم میں اپنے آپ پر غضبناک ہوتے ہو۔

امام عبد بن حمید اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: گمراہوں پر جب دنیا میں ایمان پیش کیا جاتا اور وہ اسے قبول کرنے سے انکار کرتے تو ان پر اللہ تعالیٰ کی ناراضگی زیادہ ہوتی بنسبت اسکے جب قیامت کے روز وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب کو دیکھیں گے تو اپنے اوپر ناراضگی کا اظہار کریں گے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت زر ہمدانی رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جب وہ اپنے اوپر ناراضگی کا اظہار کریں گے تو یہ بات انہیں کہی جائے گی اور انہیں کہا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی تمہاری ناراضگی سے بڑھ کر ہے۔ جب وہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے عذاب کو دیکھیں گے تو اپنے اوپر ناراضگی کا اظہار کریں گے۔ جب انہیں علم ہوگا کہ وہ جہنمی ہیں تو وہ اپنے اوپر ناراضگی کا اظہار کریں گے۔

قَالُوْا رَبَّنَاۤ اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَ اَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا فَهَلْ اِلٰى خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِيْلٍ ۝۱۱ ذٰلِكُمْ بِاَنَّهٗۤ اِذَا دُعِيَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ كَفَرْتُمْ ۚ وَ اِنْ يُّشْرَكْ بِهٖ تُؤْمِنُوْا ؕ فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيْرِ ۝۱۲ هُوَ الَّذِيْ يُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ وَ يُنَزِّلُ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ رِزْقًا ؕ وَ مَا يَتَذَكَّرُ اِلَّا مَنْ يُّنِيْبُ ۝۱۳

”وہ کہیں گے اے ہمارے رب! تو نے ہمیں دو مرتبہ موت دی اور دو مرتبہ زندہ کیا، پس اب ہم اعتراف کرتے ہیں اپنے گناہوں کا۔ سو کیا (یہاں سے) نکلنے کی بھی کوئی صورت ہے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ جب پکارا جاتا اللہ تعالیٰ کو اکیلا تو تم انکار کر دیتے اور اگر شریک بنایا جاتا کسی کو اس کا تو تم مان لیتے۔ پس حکم کا اختیار اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جو برتر اور بزرگ ہے، وہی ہے جو دکھاتا ہے تمہیں اپنی آیتیں اور نازل فرماتا ہے تمہارے لیے آسمان سے رزق۔ اور نہیں نصیحت قبول کرتا مگر وہ جو (اللہ کی طرف) رجوع کرنے والا ہے۔“

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے: اَمَتَّنَا اثْنَتَیْنِ وَ اَحْیَیْتَنَا اثْنَتَیْنِ یہ آیت اسی آیت کی طرح ہے جو سورۂ بقرہ میں ہے كُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ۚ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ (البقرہ: 28) وہ اپنے آباء کی پشتوں میں مردہ تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں نکالا، انہیں زندہ کیا پھر انہیں موت عطا کی۔ پھر موت کے بعد انہیں زندہ کرے گا۔ (1)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے: تمہیں تخلیق کرنے سے پہلے تم مردہ تھے تو یہ موت ہے۔ پھر تمہیں زندہ کیا تو یہ حیات ہے۔ پھر تمہیں موت عطا کرے گا تو تم قبروں میں لوٹا دیے جاؤ گے۔ تو یہ دوسری موت ہوگی۔ پھر قیامت کے روز تمہیں اٹھایا جائے گا تو یہ زندگی ہوگی۔ وہ دو موتیں اور دو زندگیاں ہیں۔ یہ آیت بھی اللہ تعالیٰ کی اسی آیت کی طرح ہے كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَ كُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ۚ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ (البقرہ) (2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے: وہ مردہ تھے، اللہ تعالیٰ نے انہیں زندہ کیا پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں موت عطا کی پھر قیامت کے روز اللہ تعالیٰ انہیں زندگی عطا کرے گا۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ اپنے آباء کی پشتوں میں مردہ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں انہیں زندہ کیا پھر اللہ تعالیٰ انہیں وہ موت عطا کرے گا جس کے بغیر کوئی چارہ نہیں پھر قیامت کے دن بعث کے لیے اللہ تعالیٰ انہیں زندہ کرے گا۔ وہ دو زندگیاں اور دو موتیں ہیں۔ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا فَهَلْ اِلٰى خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِيْلٍ کیا دنیا کی طرف دوبارہ جانے کی کوئی صورت ہے۔

فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَ لَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝

”تو عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی خالص کرتے ہوئے اس کے لئے دین کو اگرچہ ناپسند کریں کفار۔“

امام مسلم، ابو داؤد اور امام نسائی رحمہما اللہ نے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز کے بعد کہا کرتے تھے۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ

1۔ مستدرک حاکم تفسیر سورۂ مومن، جلد 2، صفحہ 475 (3336)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، سورۂ بقرہ، جلد 1، صفحہ 214، دار احیاء التراث العربی بیروت

قَدِيرٌ- وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَلَا نَعْبُدُ إِلَّا إِيَّاهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَٰفِرُونَ ۔(1)

رَفِيعُ الدَّرَجَٰتِ ذُو الْعَرْشِ ۚ يُلْقِي الرُّوحَ مِنْ أَمْرِهِ عَلَىٰ مَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ لِيُنذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ ﴿١٥﴾ يَوْمَ هُم بَٰرِزُونَ ۖ لَا يَخْفَىٰ عَلَى اللَّهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ ۚ لِّمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ۖ لِلَّهِ الْوَٰحِدِ الْقَهَّارِ ﴿١٦﴾

''بلند درجات پر فائز کرنے والا عرش کا مالک۔ نازل فرماتا ہے وحی اپنے فضل سے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے۔ تا کہ وہ ڈرائے ملاقات کے دن سے۔ وہ دن جب وہ ظاہر ہوں گے پوشیدہ نہ ہوگی اللہ تعالیٰ پر ان کے حالات سے کوئی شے۔ کس کی بادشاہی ہے آج؟ (کسی کی نہیں) صرف اللہ کی جو واحد (اور) قہار ہے۔''

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الرُّوحَ سے مراد وحی ہے اور رحمت ہے، يَوْمَ التَّلَاقِ جس روز آسمان والے اور زمین والے اور خالق ومخلوق آپس میں ملیں گے۔ تو اس روز انہیں نہ پہاڑ اور نہ کوئی اور چیز چھپائے گی۔(2)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ يَوْمَ التَّلَاقِ، یوم الآزفة اور اس طرح کے نام قیامت کے نام ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس دن کی عظمت بیان فرمائی ہے اور اپنے بندوں کو ڈرایا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: آج بھی اللہ تعالیٰ پر کوئی چیز مخفی نہیں لیکن وہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے لیے یوں ظاہر ہوں گے کہ وہ کسی پہاڑ اور مٹی کے مکان کے پیچھے نہیں چھپ سکیں گے۔

امام عبد بن حمید نے زوائد زہد میں، ابن ابی حاتم، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور ابو نعیم رحمہم اللہ نے حلیہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے: قیامت برپا ہونے سے پہلے ایک منادی کرنے والا منادی کرے گا: اے لوگو! قیامت آگئی ہے۔ تو اسے زندہ اور مردہ سب لوگ سنیں گے۔ اللہ تعالیٰ آسمان دنیا کی طرف نزول اجلال فرمائے گا۔ وہ فرمائے گا لِّمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ۖ لِلَّهِ الْوَٰحِدِ الْقَهَّارِ۔(3)

امام ابن ابی الدنیا البعث میں اور دیلمی رحمہما اللہ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ صیحہ سے پہلے ایک منادی کرنے والا منادی کرے گا: اے لوگو! قیامت آچکی ہے۔ اس کے ساتھ آواز بلند کرے گا جسے زندہ اور مردہ سب سنیں گے۔ اللہ تعالیٰ آسمان دنیا کی طرف نزول اجلال فرمائے گا۔ پھر ایک منادی کرنے والا منادی کرے گا: آج کس کی بادشاہت ہے؟ اللہ کے لیے جو واحد اور قہار ہے۔(4)

1۔ صحیح مسلم، باب استحباب الذکر بعد الصلاۃ، جلد 1، صفحہ 218، وزارت تعلیم اسلام آباد

2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 142 (56-55-2654)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ مستدرک حاکم، تفسیر سورۂ مومن، جلد 2، صفحہ 475 (3637)　4۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 5، صفحہ 496 (8869)، دار الکتب العلمیہ بیروت

اَلْيَوْمَ تُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ ۭ لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۱۷﴾

"آج بدلہ دیا جائے گا ہر نفس کو جو اس نے کمایا تھا۔ ذرا ظلم نہیں ہوگا آج۔ بے شک اللہ تعالیٰ بہت تیزی سے حساب لینے والا ہے۔"

امام حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہما اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی سے قصاص کے متعلق ایک حدیث مجھ تک پہنچی، میں اپنے اونٹ کے پاس آیا۔ اس پر کجاوہ کسا۔ پھر اس صحابی سے ملاقات کے لیے ایک ماہ تک سفر کرتا رہا یہاں تک کہ میں مصر پہنچا۔ پھر میں حضرت عبد اللہ بن انیس کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے ان سے کہا قصاص کے بارے میں ایک حدیث مجھ تک پہنچی ہے۔ انہوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ قیامت کے روز لوگوں کو ننگے پاؤں، ننگے بدن اور غیر مختون اٹھایا جائے گا۔ ہم نے کہا یہ دونوں کیا ہیں؟ فرمایا ان کے ساتھ کوئی چیز نہ ہوگی۔ پھر وہ لوگوں کو ایسی آواز سے ندا کرے گا جسے دور والا سنے گا جس طرح قریب والا سنے گا: اَنَا الْمَلِكُ اَنَا الدَّيَّانُ کسی جنتی کو زیب نہیں دیتا کہ وہ جنت میں داخل ہو اور نہ ہی کسی جہنمی کے لیے اجازت ہے کہ وہ جہنم میں داخل ہو جبکہ اس نے کوئی ظلم کیا ہو یہاں تک کہ میں اس سے قصاص لے لوں یہاں تک کہ میں طمانچے کا بدلہ لوں۔ ہم نے کہا یہ کیسی حالت ہوگی کہ ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں غیر مختون آئیں گے؟ فرمایا تم نیکیوں اور برائیوں کے ساتھ آؤ گے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تلاوت فرمائی۔ (1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے: گناہ تین قسم کے ہیں ایک ایسا گناہ ہے جسے بخشا جائے گا۔ ایک ایسا گناہ ہے جنہیں نہیں بخشا جائے گا اور تیسری قسم کا وہ ہے جس میں سے کوئی چیز نہیں چھوڑی جائے گی۔ وہ گناہ جسے بخش دیا جاتا ہے وہ وہ گناہ ہے جسے ایک بندہ کرتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے بخش دیتا ہے۔ وہ گناہ جسے نہیں بخشا جاتا وہ شرک ہے۔ وہ گناہ جس میں سے کوئی چیز نہیں چھوڑی جاتی۔ وہ ایک آدمی کا دوسرے پر ظلم کرنا ہے۔ پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کی تلاوت کی۔ یہاں تک کہ وہ بکری جس کے سینگ نہیں تھے۔ اس کا بدلہ سینگ والی بکری سے لیا جائے گا کیونکہ سینگ والی بکری کو سینگ مارنے میں قوت حاصل تھی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز سفید زمین میں ایک جگہ تمام مخلوق کو جمع کرے گا۔ گویا وہ سفید پگھلی ہوئی چاندی ہے جس پر کبھی بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کی گئی اور نہ ہی اس پر غلط کام کیا گیا ہے۔ سب سے پہلے جو کلام کرے گا۔ وہ یہ ہوگی کہ ایک منادی کرنے والا منادی کرے گا۔ آج بادشاہت کس کی ہے؟ اللہ کے لیے جو واحد وقہار ہے۔ سب سے پہلے جن جھگڑوں کا فیصلہ ہوگا وہ قتل ہوگا۔ قاتل اور مقتول کو

1۔ مستدرک حاکم، تفسیر سورۂ حم مومن، جلد 2، صفحہ 475 (3638)، دار الکتب العلمیہ بیروت

لایا جائے گا۔ مقتول عرض کرے گا: اپنے اس بندے سے پوچھ کس وجہ سے اس نے مجھے قتل کیا ہے۔ وہ فرمائے گا ہاں۔ اگر وہ کہے میں نے اسے قتل کیا تا کہ عزت اللہ کے لیے ہو تو عزت اللہ کے لیے، اگر وہ کہے میں نے اسے قتل کیا ہے تا کہ عزت فلاں کے لیے ہو تو عزت اس بندے کے لیے نہ ہو۔ وہ گناہ کا مستحق بن جائے گا تو اللہ تعالیٰ اسے قتل کرے گا۔ جس نے قتل کیا تو وہ اسی حد تک پہنچیں گے۔ دنیا میں جس حد تک وہ پہنچے تھے اور وہ موت کا ذائقہ اسی طرح چکھیں گے جیسے انہوں نے مقتول کو موت کا ذائقہ چکھایا تھا۔

امام خطیب رحمہ اللہ نے تاریخ میں کمزور سند کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے روز لوگوں کو اسی طرح ننگے پاؤں، بے لباس اور غیر مختون اٹھایا جائے گا جیسے ان کی ماؤں نے انہیں جنا تھا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی ہائے شرمگاہ ہم میں سے بعض بعض کو دیکھ رہے ہوں گے حضور ﷺ نے حضرت عائشہ صدیقہ کے کندھے پر ہاتھ مارا فرمایا اے بنت ابی قحافہ! لوگ اس دن یہ دیکھنے سے غافل ہوں گے۔ انہوں نے اپنی نظریں آسمان کی طرف لگا رکھی ہوں گی۔ وہ چالیس سال تک اسی طرح کھڑے رہیں گے۔ نہ کھائیں گے نہ پیئیں گے اور نہ کلام کریں گے۔ اپنی نظریں آسمان کی طرف لگائے ہوں گے۔ انہیں پسینہ لگام دیے ہوگا۔ بعض کو پسینہ ان کے قدموں تک بعض کو پسینہ ان کی پنڈلیوں تک، بعض کو رانوں، بعض کو پیٹوں تک اور بعض کو ان کے منہ تک پہنچا ہوگا جو انہیں لگام دے رہا ہوگا۔

پھر بندوں پر رحم کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ مقرب فرشتوں کو حکم دے گا۔ وہ اللہ تعالیٰ کے عرش کو اٹھائیں گے۔ یہاں تک کہ سفید زمین پر عرش کو رکھ دیا جائے گا، گویا وہ زمین چاندی ہے، اس میں حرام خون نہیں بہایا گیا اور اس میں کوئی غلطی نہیں کی گئی۔ یہ وہ پہلا دن ہوگا جس میں آنکھ اللہ تعالیٰ کو دیکھے گی۔ پھر فرشتے اٹھیں گے حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ (الزمر: 75)

پھر ایک منادی کرنے والا منادی کرے گا۔ وہ ایسی آواز سے ندا کرے گا جسے جن وانس سنیں گے لوگ اس آواز کو سنیں گے پھر ایک آدمی موقف سے نکلے گا۔ تمام لوگ پسینہ سے شرابور ہوں گے۔ پھر وہ اپنی نیکیاں پکڑنے سے پسینہ سے شرابور ہوگا۔ نیکیاں اسے اپنے ساتھ نکالیں گی۔ ایک ایسی چیز نکالی جائے گی جس کی کثرت سے لوگ پہلے واقف نہ ہوں گے۔ لوگ ان نیکیوں کو پہچان لیں گے تو وہ اپنے رب کے سامنے کھڑا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا ظلم کرنے والے کہاں ہیں؟ اللہ تعالیٰ اسے فرمائے گا کیا تو نے فلاں بن فلاں پر اس معاملہ میں ظلم کیا ہے؟ وہ عرض کرے گا ہاں میرے رب۔ یہ وہ دن ہے يَّوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَاَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (النور) جب وہ اس سے فارغ ہوگا۔ تو اس کی نیکیاں لی جائیں گی اور مظلوم کو دے دی جائیں گی۔ یہ وہ دن ہے جس میں دینار و درہم نہیں ہوگا۔ مگر نیکیاں لی جائیں گی اور برائیوں کو چھوڑا جائے گا۔ جب کوئی نیکی باقی نہیں رہے گی۔ جو باقی ہوگا وہ عرض کرے گا اے ہمارے رب! ہمارے علاوہ کو کیا فضیلت حاصل ہے کہ انہوں نے اپنے حقوق پورے لے لیے اور ہم باقی رہ گئے۔ انہیں کہا جائے گا جلدی نہ کرو تو ان کی برائیاں لے کر ظالم پر ڈال دی جائیں گی۔ جب کوئی مطالبہ کرنے والا نہیں رہے گا تو اسے کہا جائے گا اپنی پناہ گاہ ہاویہ کی طرف لوٹ جاؤ۔ کیونکہ آج

لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ کوئی مقرب فرشتہ، کوئی نبی مرسل، کوئی صدیق اور کوئی شہید نہیں رہے گا جو یہ گمان نہ کرے کہ وہ نجات نہیں پائے گا جب وہ عذاب کی شدت کو دیکھے گا۔

وَ اَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْاٰزِفَةِ اِذِ الْقُلُوْبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كٰظِمِيْنَ ؕ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ وَّ لَا شَفِيْعٍ يُّطَاعُ ﴿۱۸﴾

"اور آپ ڈرایئے انہیں قریب آنے والے دن سے جب کہ دل گلے میں اٹک جائیں گے خوف و دہشت سے بھرے ہوئے۔ نہ ہوگا ظالموں کے لیے کوئی دوست اور نہ ایسا سفارشی جس کی سفارش مانی جائے۔"

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الْاٰزِفَةِ سے مراد قیامت ہے۔ ان کے دل خوف کی وجہ سے گلے میں اٹک جائیں گے۔ نہ وہ باہر نکلیں گے اور نہ ہی اپنی جگہ واپس جائیں گے۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن مردویہ نے مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جب جہنمی آگ کو دیکھیں گے کہ وہ ان کے حلق تک پہنچی ہوئی ہے تو نہ دل باہر آئیں گے کہ انہیں موت آئے اور نہ ہی ان کے پیٹوں میں اپنی جگہ واپس آئیں گے۔

يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَ مَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ ﴿۱۹﴾ وَ اللّٰهُ يَقْضِيْ بِالْحَقِّ ؕ وَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَقْضُوْنَ بِشَيْءٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ﴿۲۰﴾

"وہ جانتا ہے خیانت کرنے والی آنکھوں کو اور ان باتوں کو جنہیں سینے چھپائے ہوئے ہیں اور اللہ تعالیٰ فیصلہ فرمائے گا حق کے ساتھ اور جنہیں وہ اللہ کے بغیر پکارتے ہیں وہ کسی چیز کا فیصلہ نہیں کر سکتے۔ بیشک اللہ تعالیٰ ہی سب کچھ سننے والا (اور) سب کچھ دیکھنے والا ہے۔"

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی لوگوں میں موجود ہوتا ہے تو ایک عورت ان کے پاس سے گزرتی ہے۔ وہ آدمی دوسرے لوگوں کو یہ دکھاتا ہے کہ وہ اپنی نظر اس عورت سے بند کر رہا ہے۔ جب وہ لوگ اس سے غافل ہوتے ہیں تو وہ اسے دیکھ لیتا ہے۔ جب وہ اسے دیکھتے ہیں تو اپنی آنکھیں بند کر لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مطلع ہے کہ وہ اس عورت کو دیکھے۔

امام ابو نعیم نے حلیہ میں، ابن ابی حاتم، طبرانی نے اوسط میں اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے: آنکھ نے اس عورت کو دیکھا تا کہ خیانت کرے یا نہ کرے۔ وَ مَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ جب تو اس پر قادر ہو تو کیا تو اسکے ساتھ بدکاری کرے گا یا نہیں کرے گا؟ کیا میں تمہیں نہ بتاؤں وَ اللّٰهُ يَقْضِيْ بِالْحَقِّ اللہ تعالیٰ

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 143 (68-2667)، دار الکتب العلمیہ بیروت

اس پر قادر ہے کہ نیکی کا بدلہ نیکی سے اور برائی کا بدلہ برائی سے دے۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابوالشیخ نے العظمۃ میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یَعۡلَمُ خَآئِنَةَ الۡاَعۡيُنِ کا یہ معنی نقل کیا ہے: اللہ تعالیٰ انکی آنکھ کے اشارہ اور ان کی آنکھوں کے بند کرنے کو جانتا ہے جب وہ ایسے معاملہ میں یہ کرے جسے اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے: آنکھ کا اس چیز کو دیکھنا جس سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہو۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو جوزاء رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: ایک آدمی کسی گھر میں داخل ہوتا جبکہ گھر میں عورت ہوتی، وہ اپنا سر اٹھاتا، وہ اس عورت کو دیکھتا اور پھر سر نیچے کر لیتا۔

امام ابوداؤد، امام نسائی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ سے روایت نقل کی ہے: جب فتح مکہ کا موقع تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام لوگوں کو امن دے دیا مگر چار مردوں اور دو عورتوں کو۔ فرمایا اگر تم ان کو کعبہ کے پردوں سے چمٹا ہوا پاؤ تب بھی انہیں قتل کر دو۔ ان میں ایک عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح بھی تھا۔ وہ حضرت عثمان بن عفان کے پاس چھپ گیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو بیعت کی دعوت دی تو حضرت عثمان اسے لائے، عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم عبد اللہ کی بیعت لیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سر اٹھایا، تین دفعہ اسے دیکھا، ہر دفعہ بیعت لینے سے آپ انکار کر رہے تھے۔ پھر آپ اپنے صحابہ کی طرف متوجہ ہوئے۔ فرمایا تم میں کوئی بھی ہدایت یافتہ نہیں تھا۔ جب وہ مجھے یہ دیکھتا کہ میں نے اس کی بیعت لینے سے انکار کر دیا ہے تو وہ اٹھتا اور اسے قتل کر دیتا؟ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں کیا معلوم تھا کہ آپ کے دل میں کیا ہے؟ آپ نے ہمیں آنکھ سے اشارہ کیوں نہیں کیا؟ فرمایا کسی نبی کو زیبا نہیں کہ اس کی آنکھ خیانت کرنے والی ہو۔

امام خطیب نے تاریخ میں اور حکیم ترمذی نے حضرت ام معبد رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا اے اللہ! میرے دل کو نفاق سے پاک فرما، میرے عمل کو ریاء سے پاک فرما، میری زبان کو جھوٹ سے پاک فرما اور میری آنکھ کو خیانت سے پاک فرما کیونکہ تو آنکھ کی خیانت اور دلوں کی پوشیدہ باتوں کو بھی جانتا ہے۔(2)

امام ابن منذر نے ابن جریج رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے: وَاللّٰهُ يَقۡضِىۡ بِالۡحَـقِّ کا معنی ہے وہ حق کے ساتھ فیصلہ کرنے پر قادر ہے اور اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر جن کی وہ عبادت کرتے ہیں وہ حق کے مطابق فیصلہ کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔

اَوَلَمۡ يَسِيۡرُوۡا فِى الۡاَرۡضِ فَيَنۡظُرُوۡا كَيۡفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيۡنَ كَانُوۡا مِنۡ قَبۡلِهِمۡ‌ؕ كَانُوۡا هُمۡ اَشَدَّ مِنۡهُمۡ قُوَّةً وَّاٰثَارًا فِى الۡاَرۡضِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوۡبِهِمۡ‌ؕ وَمَا كَانَ لَهُمۡ مِّنَ اللّٰهِ مِنۡ وَّاقٍ ﴿۲۱﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمۡ كَانَتۡ تَّاۡتِيۡهِمۡ رُسُلُهُمۡ بِالۡبَيِّنٰتِ فَكَفَرُوۡا فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ‌ؕ اِنَّهٗ قَوِىٌّ شَدِيۡدُ الۡعِقَابِ ﴿۲۲﴾

1۔ شعب الایمان، باب فی تحریم الفروج، جلد 4، صفحہ 370 (5443)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ نوادر الاصول، صفحہ 202، دار صادر بیروت

''کیا انہوں نے سیر وسیاحت نہیں کی زمین میں تا کہ وہ دیکھتے کہ کیا انجام ہوا ان لوگوں کا جو ان سے پہلے تھے۔ وہ قوت کے لحاظ سے بھی ان سے طاقتور تھے اور زمین میں (چھوڑے ہوئے) آثار کے لحاظ سے بھی۔ تو پکڑ لیا انہیں اللہ تعالیٰ نے ان کے گناہوں کے باعث اور نہیں تھا ان کے لیے اللہ سے کوئی بچانے والا۔ یہ اس لیے کہ لے کر آتے رہے ان کے پاس ان کے رسول روشن نشانیاں تو انہوں نے (ہر بار) ماننے سے انکار کر دیا۔ پس پکڑ لیا انہیں اللہ نے بیشک وہ بڑا طاقتور، سخت سزا دینے والا ہے۔''

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ کوئی بچانے والا نہیں جو انہیں بچائے اور انہیں نفع دے۔

وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا وَ سُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۳﴾ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَ هَامٰنَ وَ قَارُوْنَ فَقَالُوْا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ﴿۲۴﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا اقْتُلُوْۤا اَبْنَآءَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ وَ اسْتَحْيُوْا نِسَآءَهُمْ ؕ وَ مَا كَيْدُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ﴿۲۵﴾ وَ قَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُوْنِيْۤ اَقْتُلْ مُوْسٰى وَ لْيَدْعُ رَبَّهٗ ۚ اِنِّيْۤ اَخَافُ اَنْ يُّبَدِّلَ دِيْنَكُمْ اَوْ اَنْ يُّظْهِرَ فِي الْاَرْضِ الْفَسَادَ ﴿۲۶﴾ وَ قَالَ مُوْسٰۤى اِنِّيْ عُذْتُ بِرَبِّيْ وَ رَبِّكُمْ مِّنْ كُلِّ مُتَكَبِّرٍ لَّا يُؤْمِنُ بِيَوْمِ الْحِسَابِ ﴿۲۷﴾

''اور بیشک ہم نے بھیجا موسیٰ (علیہ السلام) کو اپنی نشانیوں اور روشن سند کے ساتھ۔ فرعون، ہامان اور قارون کی طرف۔ تو انہوں نے کہا (یہ) جادوگر ہے بڑا جھوٹا ہے۔ پھر جب موسیٰ لے کر آئے ان لوگوں کے پاس حق ہمارے ہاں سے تو انہوں نے کہا کہ قتل کر ڈالو ان لوگوں کے بچوں کو جو ان کے ساتھ ایمان لائے اور زندہ چھوڑ دو ان کی لڑکیوں کو اور نہیں ہے کافروں کا ہر مکر مگر رائیگاں۔ اور فرعون نے (جھنجلا کر) کہا مجھے چھوڑ دو، میں موسیٰ کو قتل کروں اور وہ بلائے اپنے رب کو (اپنی مدد کے لئے) مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں وہ تمہارا دین بدل نہ دے یا فساد نہ پھیلا دے ملک میں۔ اور موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا میں پناہ مانگتا ہوں اپنے رب کی اور تمہارے پروردگار کی ہر اس متکبر (کے شر) سے جو روز حساب پر ایمان نہیں رکھتا۔''

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ پہلے قتل کے بعد بات ہے۔ عبد بن حمید رحمہ اللہ کے الفاظ ہیں کہ یہ قتل پہلے قتل کے علاوہ ہے۔ (1)

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 143 (2670)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے وَقَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُوْنِیْٓ اَقْتُلْ مُوْسٰی کے متعلق یہ قول نقل کیا ہے کہ میں دیکھتا ہوں کہ کون اسے مجھ سے بچاتا ہے۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن جریج سے اِنِّیْٓ اَخَافُ اَنْ یُّبَدِّلَ دِیْنَكُمْ اَوْ اَنْ یُّظْهِرَ فِی الْاَرْضِ الْفَسَادَ کے متعلق یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ تمہارے بیٹوں کو قتل کریں اور تمہاری عورتوں کو زندہ رکھیں جب وہ تم پر غالب آئیں جیسا تم ان کے ساتھ کرتے تھے۔

عبد بن حمید اور ابن منذر نے قتادہ سے دِیْنَكُمْ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ جس امر پر تم ہو اس کو وہ بدل دے اور فساد سے اس کے نزدیک مراد اللہ تعالیٰ کی طاعت تھی اور مسرف کذاب سے مراد مشرک ہے جس نے شرک کرتے ہوئے اپنے اوپر زیادتی کی۔

وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ ۖ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ یَكْتُمُ اِیْمَانَهٗٓ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ یَّقُوْلَ رَبِّیَ اللّٰهُ وَقَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَیِّنٰتِ مِنْ رَّبِّكُمْ ؕ وَاِنْ یَّكُ كَاذِبًا فَعَلَیْهِ كَذِبُهٗ ۚ وَاِنْ یَّكُ صَادِقًا یُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِیْ یَعِدُكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِیْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ ﴿۲۸﴾

"اور کہنے لگا ایک مرد مومن جو فرعون کے خاندان سے تھا اور چھپائے ہوئے تھا اپنے ایمان کو کیا تم قتل کرنا چاہتے ہو ایک شخص کو اس وجہ سے کہ وہ کہتا ہے میرا پروردگار اللہ تعالیٰ ہے حالانکہ وہ لے کر آیا ہے تمہارے پاس دلیلیں تمہارے رب کی طرف سے (اسے اپنے حال پر رہنے دو) اگر وہ حقیقتاً جھوٹا ہے تو اس کے جھوٹ کی شامت اس پر ہوگی اور اگر وہ سچا ہوا (اور تم نے اس کو گزند پہنچائی) تو ضرور پہنچے گا تمہیں عذاب جس کا اس نے تم سے وعدہ کیا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا اسے جو حد سے بڑھنے والا، بہت جھوٹ بولنے والا ہو۔"

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے: فرعون کی قوم میں اس کے اور فرعون کی بیوی کے اور اس مومن کے علاوہ کوئی مومن نہیں تھا جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ڈرایا، جس نے کہا تھا سردار آپ کو قتل کرنے کا مشورہ کر رہے ہیں۔ ابن منذر نے کہا مجھے یہ بتایا گیا ہے کہ اس آدمی کا نام حزقیل تھا۔

عبد بن حمید نے حضرت ابو اسحاق سے روایت نقل کی ہے کہ فرعون کی قوم سے جو آدمی ایمان لایا تھا اس کا نام حبیب تھا۔

امام بخاری، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عروہ رحمۃ اللہ کی سند سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے: مجھے اس سب سے تکلیف دہ عمل کے بارے میں بتائیے جو مشرکوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ روا رکھا؟ حضرت عمرو بن عاص نے کہا اسی اثناء میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ مکرمہ کے صحن میں نماز پڑھ رہے تھے کہ عقبہ بن ابی معیط آیا۔ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کندھا پکڑا۔ آپ کے گلے میں کپڑے کو لپیٹا اور سخت گلا دبایا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے۔ عقبہ کے دونوں کندھوں کو پکڑا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دور کیا۔ پھر

فرمایا اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، حکیم ترمذی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے سخت رویہ نہیں دیکھا ہوگا کہ آپ نے چاشت کے وقت بیت اللہ کا طواف کیا۔ جب آپ طواف سے فارغ ہوئے تو کفار آپ کے سامنے آگئے اور آپ کی چادر کو ہر طرف سے پکڑ لیا اور کہا کیا تو ہمیں ان معبودوں کی عبادت سے منع کرتا ہے جن کی ہمارے آباء واجداد عبادت کرتے تھے؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں وہی ہوں۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اٹھے اور پیچھے سے آپ کو چمٹ گئے اور کہا: اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَقَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ مِنْ رَّبِّكُمْ ؕ وَاِنْ يَّكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ ۚ وَاِنْ يَّكُ صَادِقًا يُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ يَعِدُكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ حضرت ابو بکر صدیق اپنی آواز کو بلند کیے ہوئے تھے۔ آنکھوں سے آنسو رواں تھے یہاں تک کہ مشرکوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھوڑ دیا۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ سے روایت نقل کی ہے کہ مشرکوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مارا یہاں تک کہ آپ پر غشی طاری ہوگئی۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھے اور بلند آواز سے یہ کہنے لگے تم پر افسوس! اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ۔ مشرکوں نے پوچھا یہ کون ہے؟ فرمایا یہ ابن ابی قحافہ ہے۔

امام حکیم ترمذی اور ابن مردویہ نے حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام بزار اور ابو نعیم رحمہما اللہ نے فضائل الصحابہ میں حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے: حضرت نے فرمایا اے لوگو! مجھے لوگوں میں سے سب سے بہادر کے بارے میں بتاؤ؟ لوگوں نے عرض کی آپ۔ فرمایا نہیں۔ لوگوں نے پوچھا پھر وہ کون ہے؟ فرمایا حضرت ابو بکر صدیق۔ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قریش نے پکڑ رکھا ہے۔ ایک دوسرے کو برانگیختہ کر رہا ہے اور یہ دوسرے کو بھڑکا رہا ہے۔ وہ کہہ رہے ہیں وہی ہے جس نے تمام معبودوں کو ایک بنا دیا ہے۔ اللہ کی قسم! ہم میں سے کوئی بھی آپ کے قریب نہ ہوا مگر حضرت ابو بکر صدیق قریب ہوئے۔ وہ ایک کو مارتے، دوسرے سے مقابلہ کرتے اور کہتے وَيْلَكُمْ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ چادر اٹھائی جو آپ نے زیب تن کر رکھی تھی۔ آپ روئے یہاں تک کہ آپ کی داڑھی تر ہوگئی۔ پھر فرمایا میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کیا آل فرعون کا مومن بہتر ہے یا حضرت ابو بکر صدیق قوم فرعون کے مومن سے بہتر ہیں؟ آل فرعون کا مومن اپنے ایمان کو چھپاتا تھا۔ یہ آدمی اپنے ایمان کا اعلان کرتا تھا۔

يٰقَوْمِ لَكُمُ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ظٰهِرِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۫ فَمَنْ يَّنْصُرُنَا مِنْ

1۔ صحیح بخاری، باب لو کنت متخذ اخلیلا، جلد 1، صفحہ 20-519، وزارت تعلیم اسلام آباد

2۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب مالقی رسول اللہ واصحابہ من اذی المشرکین، جلد 2، صفحہ 277، دار الکتب العلمیہ بیروت

بَأْسِ اللّٰهِ اِنْ جَآءَنَا ؕ قَالَ فِرْعَوْنُ مَاۤ اُرِیْكُمْ اِلَّا مَاۤ اَرٰی وَ مَاۤ اَهْدِیْكُمْ اِلَّا سَبِیْلَ الرَّشَادِ ۝ وَ قَالَ الَّذِیْۤ اٰمَنَ یٰقَوْمِ اِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَیْكُمْ مِّثْلَ یَوْمِ الْاَحْزَابِ ۝ مِثْلَ دَاْبِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّ عَادٍ وَّ ثَمُوْدَ وَ الَّذِیْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ؕ وَ مَا اللّٰهُ یُرِیْدُ ظُلْمًا لِّلْعِبَادِ ۝

"اے میری قوم! مانا آج حکومت تمہاری ہے۔ نیز تمہیں غلبہ حاصل ہے اس ملک میں (لیکن مجھے یہ تو بتاؤ) کون بچائے گا ہمیں خدا کے عذاب سے اگر وہ ہم پر آجائے۔ یہ سن کر فرعون کہنے لگا میں تو تمہیں وہی مشورہ دیتا ہوں جس کو میں درست سمجھتا ہوں اور نہیں رہنمائی کرتا میں تمہاری مگر سیدھے راستہ کی طرف اور کہنے لگا وہ ایمان والا اے میری قوم! میں ڈرتا ہوں کہ تم پر (بھی کہیں) پہلی قوموں کی تباہی کے دن جیسا دن نہ آجائے۔ جیسا حال ہوا تھا قوم نوح، عاد اور ثمود کا اور ان لوگوں کا جو ان کے بعد آئے اور اللہ نہیں چاہتا کہ بندوں پر ظلم کرے۔"

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے دَاْبِ کا معنی حال نقل کیا ہے۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت قتادہ سے مِثْلَ دَاْبِ قَوْمِ نُوْحٍ کی یہ مراد نقل کی ہے: وہ جماعتیں ہیں۔(1)

وَ یٰقَوْمِ اِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَیْكُمْ یَوْمَ التَّنَادِ ۝ یَوْمَ تُوَلُّوْنَ مُدْبِرِیْنَ ۚ مَا لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ وَ مَنْ یُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ۝

"اور اے میری قوم! میں ڈرتا ہوں تمہارے بارے میں پکار کے دن سے۔ جس روز تم بھاگو گے پیٹھ پھیرتے ہوئے۔ نہیں ہوگا تمہارے لیے اللہ کے عذاب سے کوئی بچانے والا اور جسے گمراہ کردے اللہ تعالیٰ اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔"

امام ابن مبارک، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحہم اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے: جب قیامت کا دن ہوگا اللہ تعالیٰ آسمان دنیا کو حکم دے گا تو وہ اپنے مکینوں کے ساتھ پھٹ جائے گا۔ فرشتے اس کے اطراف میں چلے جائیں گے یہاں کہ اللہ تعالیٰ انہیں حکم دے گا۔ وہ اتریں گے۔ وہ زمین اور اس کے مکینوں کو گھیر لیں گے۔ پھر دوسرے آسمان، پھر تیسرے، پھر چوتھے، پھر پانچویں، پھر چھٹے، پھر ساتویں کو حکم دے گا۔ وہ ایک دوسرے کے پیچھے صفیں بنا لیں گے۔ پھر بڑا فرشتہ اترے گا تاکہ جہنم کو چلا کر لائے۔ جب اہل زمین اسے دیکھیں گے تو وہ بھاگ جائیں گے۔ وہ زمین کے جس کونے میں جائیں گے تو فرشتوں کی سات صفیں پائیں گے۔ تو پھر واپس اسی جگہ آجائیں گے جہاں وہ پہلے تھے۔ اسی سے مراد یَوْمَ التَّنَادِ ہے یہ لفظ دال کی تشدید کے ساتھ ہے۔ یَوْمَ تُوَلُّوْنَ مُدْبِرِیْنَ ۚ مَا لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ یہ ارشاد اس

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 144 (2673)، دار الکتب العلمیہ بیروت

ارشاد کی طرح ہے وَّجَآءَ رَبُّكَ وَ الْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ﴿٢٢﴾ وَ جِایْٓءَ یَوْمَىِٕذٍۭ بِجَهَنَّمَ (الفجر:22,23) اسی طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ فَانْفُذُوْا ؕ لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ﴿٣٣﴾ (الرحمٰن) اور اللہ تعالیٰ کا فرمان وَ انْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَهِیَ یَوْمَىِٕذٍ وَّاهِیَةٌ ﴿١٦﴾ وَّ الْمَلَكُ عَلٰۤی اَرْجَآىِٕهَا (الحاقہ:17) یعنی آسمان پھٹ جائے گا۔ اسی اثناء میں کہ وہ لوگ اس طرح تھے کہ وہ آوازیں سنیں گے تو حساب کی طرف متوجہ ہوں گے۔(1)

ابن منذر نے حضرت ابن جریج سے یَوْمَ التَّنَادِ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ ہر قوم کو ان کے اعمال کے ساتھ بلایا جائے گا۔ جہنمی جنتیوں کو پکاریں گے اور جنتی جہنمیوں کو پکاریں گے۔ یَوْمَ تُوَلُّوْنَ مُدْبِرِیْنَ یعنی جہنم کی طرف اور عاصِم سے مراد مددگار ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جنتی جہنمیوں کو بلائیں گے۔ اَنْ قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا (الاعراف:44) فرمایا: اور جہنمی جنتیوں کو بلائیں گے: اَنْ اَفِیْضُوْا عَلَیْنَا مِنَ الْمَآءِ اَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ (الاعراف:50)

عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت قتادہ سے یَوْمَ تُوَلُّوْنَ مُدْبِرِیْنَ کا معنی کیا ہے وہ قادر ہوں گے عاجز نہیں ہوں گے۔

وَ لَقَدْ جَآءَكُمْ یُوْسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَیِّنٰتِ فَمَا زِلْتُمْ فِیْ شَكٍّ مِّمَّا جَآءَكُمْ بِهٖ ؕ حَتّٰۤی اِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَنْ یَّبْعَثَ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِهٖ رَسُوْلًا ؕ كَذٰلِكَ یُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابُ ﴿٣٤﴾ الَّذِیْنَ یُجَادِلُوْنَ فِیْۤ اٰیٰتِ اللّٰهِ بِغَیْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ ؕ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ وَ عِنْدَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ؕ كَذٰلِكَ یَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰی كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ﴿٣٥﴾ وَ قَالَ فِرْعَوْنُ یٰهَامٰنُ ابْنِ لِیْ صَرْحًا لَّعَلِّیْۤ اَبْلُغُ الْاَسْبَابَ ﴿٣٦﴾ اَسْبَابَ السَّمٰوٰتِ فَاَطَّلِعَ اِلٰۤی اِلٰهِ مُوْسٰی وَ اِنِّیْ لَاَظُنُّهٗ كَاذِبًا ؕ وَ كَذٰلِكَ زُیِّنَ لِفِرْعَوْنَ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ وَ صُدَّ عَنِ السَّبِیْلِ ؕ وَ مَا كَیْدُ فِرْعَوْنَ اِلَّا فِیْ تَبَابٍ ﴿٣٧﴾ وَ قَالَ الَّذِیْۤ اٰمَنَ یٰقَوْمِ اتَّبِعُوْنِ اَهْدِكُمْ سَبِیْلَ الرَّشَادِ ﴿٣٨﴾

"(اے میری قوم!) بے شک آئے تمہارے پاس یوسف (موسیٰ علیہما السلام) سے پہلے روشن دلائل لے کر پس تم شک میں گرفتار رہے اس میں جو وہ لے کر آئے تھے۔ یہاں تک کہ جب وہ وفات پا گئے تو تم نے کہنا شروع کر دیا کہ نہیں بھیجے گا اللہ تعالیٰ ان کے بعد کوئی رسول۔ یونہی گمراہ کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ اسے جو حد سے بڑھنے والا،

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 24، صفحہ 72، دار احیاء التراث العربی بیروت

شک کرنے والا ہوتا ہے۔(یونہی گمراہ کرتا ہے) انہیں جو جھگڑتے رہتے ہیں اللہ کی آیتوں میں بغیر کسی معقول دلیل کے جو ان کے پاس آئی ہو۔(یہ طریقہ) بڑی ناراضگی کا باعث ہے اللہ کے نزدیک اور مومنوں کے نزدیک۔اسی طرح مہر لگا دیتا ہے اللہ تعالیٰ ہر مغرور (اور) سرکش کے دل پر۔اور فرعون نے کہا اے ہامان! بنا میرے لیے ایک اونچا محل (اس پر چڑھ کر) میں ان راہوں تک پہنچ جاؤں یعنی آسمانوں کی راہوں تک پھر میں جھانک کر دیکھوں موسیٰ کے خدا کو اور میں تو یقین کرتا ہوں کہ وہ جھوٹا ہے۔اور یوں آراستہ کر دیا گیا فرعون کے لیے اس کا برا عمل اور روک دیا گیا اسے راہِ (راست) سے اور نہیں تھا فرعون کا سارا فریب مگر اس کی اپنی تباہی کے لئے اور کہنے لگا وہ جو ایمان لایا تھا اے میری قوم! میرے پیچھے چلو، میں دکھاؤں گا تمہیں ہدایت کی راہ۔''

امام ابن منذر نے حضرت ابن جریج سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بینات سے مراد حضرت یوسف علیہ السلام کے خواب ہیں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے سُلْطٰنٍ کا معنی دلیل نقل کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کیا ہے کہ مومن جسے حسن خیال کریں وہ اللہ کے نزدیک حسن ہے، جسے مومن برا خیال کریں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک برا ہے۔حضرت اعمش اس آیت کریمہ سے استدلال کرتے تھے كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ وَ عِنْدَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ قَلْبِ مضاف ہے اس پر تنوین نہیں ہے۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ہامان پہلا وہ شخص ہے جس نے اینٹیں بنوائیں اور پکی اینٹوں سے عمارت بنائی۔الْاَسْبَابَ سے مراد دروازے ہیں۔تَبَابٍ سے مراد گمراہی اور خسارہ ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے يٰهَامٰنُ ابْنِ لِيْ صَرْحًا کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ کچی اینٹوں پر آگ جلاؤ تاکہ پکی اینٹیں بن جائیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے الْاَسْبَابَ کا معنی راستے نقل کیا ہے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے تَبَابٍ کا معنی گھاٹا نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے تَبَابٍ کا معنی خسارہ نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عاصم سے یہ روایت نقل کی ہے کہ آپ نے وصد وا کو صاد کے رفع کے ساتھ پڑھا ہے۔

يٰقَوْمِ اِنَّمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ ۫ وَّ اِنَّ الْاٰخِرَةَ هِيَ دَارُ الْقَرَارِ ﴿۳۹﴾ مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً فَلَا يُجْزٰۤى اِلَّا مِثْلَهَا ۚ وَ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُوْنَ

فِيهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿٤٠﴾

''اے میری قوم! یہ دنیوی زندگی تو (چند روزہ) لطف اندوزی ہے اور آخرت ہی ہمیشہ ٹھہرنے کی جگہ ہے۔ جو برا کام کرتا ہے اسے سزا دی جائے گی اسی قدر اور جو نیک کام کرتا ہے خواہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ وہ ایمان دار ہو تو وہ داخل ہوں گے جنت میں، رزق دیا جائے گا انہیں وہاں بے حساب۔''

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے: دنیا آخرت کے جمعوں میں سے ایک جمعہ ہے۔ سات ہزار سال۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دنیا کی زندگی سامان زیست ہے۔ اس کے سامان میں سے نیک بیوی سے بہتر کوئی چیز نہیں۔ جب تو اسے دیکھے تو وہ تجھے خوش کرے۔ جب تو اس سے غائب ہو تو اپنی ذات اور تیرے مال کی حفاظت کرے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آیت کا معنی ہے جنت اپنے مکینوں کے ساتھ قرار حاصل کرتی ہے اور جہنم اپنے مکینوں کے ساتھ قرار حاصل کرتی ہے۔ سَيِّئَةً سے مراد شرک اور صَالِحًا سے مراد خیر ہے بِغَيْرِ حِسَابٍ یعنی وہاں نہ کوئی کیل ہوگا اور نہ ترازو۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے يَدْخُلُوْنَ کو یاء کی زبر کے ساتھ پڑھا ہے۔

وَيٰقَوْمِ مَا لِيْٓ اَدْعُوْكُمْ اِلَى النَّجٰوةِ وَتَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَى النَّارِ ﴿٤١﴾ تَدْعُوْنَنِيْ لِاَكْفُرَ بِاللّٰهِ وَاُشْرِكَ بِهٖ مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ ۡ وَّاَنَا اَدْعُوْكُمْ اِلَى الْعَزِيْزِ الْغَفَّارِ ﴿٤٢﴾ لَا جَرَمَ اَنَّمَا تَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَيْهِ لَيْسَ لَهٗ دَعْوَةٌ فِي الدُّنْيَا وَلَا فِي الْاٰخِرَةِ وَاَنَّ مَرَدَّنَآ اِلَى اللّٰهِ وَاَنَّ الْمُسْرِفِيْنَ هُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ﴿٤٣﴾ فَسَتَذْكُرُوْنَ مَآ اَقُوْلُ لَكُمْ ۭ وَاُفَوِّضُ اَمْرِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿٤٤﴾ فَوَقٰىهُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا وَحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ ﴿٤٥﴾

''اور اے میری قوم! میرا بھی عجیب حال ہے کہ میں تو تمہیں دعوت دیتا ہوں نجات کی طرف اور تم بلاتے ہو مجھے آگ کی طرف۔ تم مجھے دعوت دیتے ہو کہ میں اللہ کا انکار کروں اور میں شریک ٹھہراؤں اس کے ساتھ اس کو جس

کا مجھے علم تک نہیں اور میرا حال یہ ہے کہ میں پھر بھی تمہیں اس خدا کی طرف بلاتا ہوں جو عزت والا بہت بخشنے والا ہے۔ یچی بات تو یہ ہے کہ جس کی (بندگی) کی طرف تم مجھے بلاتے ہو اسے کوئی حق نہیں پہنچتا کہ اسے پکارا جائے اس دنیا میں اور نہ آخرت میں اور یقیناً ہم سب کو لوٹنا ہے اللہ کی طرف اور یقیناً حد سے گزرنے والے ہی جہنمی ہیں۔ پس (اے میرے ہم وطنو!) عنقریب تم یاد کرو گے جو میں (آج) تمہیں کہہ رہا ہوں۔ اور میں اپنا سارا کام اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔ بے شک اللہ تعالیٰ دیکھنے والا ہے اپنے بندوں کو۔ پس بچا لیا اسے اللہ تعالیٰ نے ان اذیتوں سے جن کے پہنچانے کا انہوں نے حیلہ کیا اور ہر طرف سے گھیر لیا فرعونیوں کو سخت عذاب نے۔''

امام فریابی، سعید بن منصور اور عبد بن حمید رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے النَّجٰوةِ کا معنی ایمان نقل کیا ہے۔ لَيْسَ لَهٗ دَعْوَةٌ۔ لَهٗ میں ہ ضمیر سے مراد بت ہے۔ جو کچھ بھی نہیں الْمُسْرِفِيْنَ سے مراد ناحق خون بہانے والے ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے لَيْسَ لَهٗ دَعْوَةٌ فِي الدُّنْيَا وَ لَا فِي الْاٰخِرَةِ یہ مراد نقل کی ہے کہ بت نہ نقصان دیتا ہے اور نہ نفع دیتا ہے۔

امام عبد بن حمید، عبد الرزاق اور ابن منذر نے حضرت قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے: فَوَقٰىهُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا کہ قوم فرعون کا ایک قبطی تھا۔ اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کے ساتھ نجات پائی جب انہوں نے نجات پائی تھی۔ (1)

اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّ عَشِيًّا ۚ وَ يَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ ۫ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ ﴿۴۶﴾ وَ اِذْ يَتَحَآجُّوْنَ فِي النَّارِ فَيَقُوْلُ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا نَصِيْبًا مِّنَ النَّارِ ﴿۴۷﴾ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُلٌّ فِيْهَآ ۙ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَكَمَ بَيْنَ الْعِبَادِ ﴿۴۸﴾ وَ قَالَ الَّذِيْنَ فِي النَّارِ لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ ادْعُوْا رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْمًا مِّنَ الْعَذَابِ ﴿۴۹﴾ قَالُوْٓا اَوَ لَمْ تَكُ تَاْتِيْكُمْ رُسُلُكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ؕ قَالُوْا بَلٰى ؕ قَالُوْا فَادْعُوْا ۚ وَ مَا دُعٰٓؤُا الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ﴿۵۰﴾

''دوزخ کی آگ ہے پیش کیا جاتا ہے انہیں اس پر صبح و شام اور جس روز قیامت قائم ہوگی (حکم ہوگا) داخل کر دو فرعونیوں کو سخت تر عذاب میں اور (کتنا ہوشربا سماں ہوگا) جب باہم جھگڑیں گے دوزخ میں۔ پس کہیں گے کمزور لوگ انہیں جو تکبر کیا کرتے تھے کہ ہم تو تمہارے تابع تھے پس کیا تم دور کر سکتے ہو ہم سے کچھ حصہ آگ

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 145 (2679)، دار الکتب العلمیہ بیروت

(کے عذاب) کا۔ جواب دیں گے متکبر ہم سب آگ میں (بھن رہے) ہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرما دیا ہے بندوں کے متعلق (اب اس میں ردوبدل نہیں ہوسکتا) اور کہیں گے سارے دوزخی جہنم کے داروغوں کو دعا کرو اپنے رب سے کہ ایک دن تو ہمارے عذاب میں کچھ تخفیف فرما دے۔ وہ جواب میں کہیں گے کیا نہیں آیا کرتے تھے تمہارے پاس تمہارے رسول روشن دلیلوں کے ساتھ۔ وہ کہیں گے بے شک! داروغے کہیں گے تم خود ہی دعا مانگو اور حقیقت یہ ہے کہ نہیں ہے کافروں کی دعا مگر محض بے سود۔"

امام ابن ابی شیبہ، ہناد اور عبد بن حمید رحمہم اللہ نے حضرت ہذیل بن شرحبیل رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ آل فرعون کی روحیں سیاہ پرندوں کے پیٹوں میں ہوں گی جنہیں صبح وشام آگ پر پیش کیا جاتا ہے۔ یہی ان کا عرض ہے اور شہداء کی روحیں سبز پرندوں کے پیٹوں میں ہوں گی اور مسلمانوں کے وہ بچے جو ابھی بالغ نہیں ہوئے تھے۔ ان کی روحیں جنت کی چڑیوں کے پیٹوں میں ہوں گی جو چرتی گھومتی پھرتی ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے شہداء کی ارواح کے بارے میں پوچھا گیا۔ فرمایا ان کی روحوں کو سبز پرندوں کے پیٹوں میں رکھا جائے گا جو جنت میں کھاتے پھرتے ہوں گے۔ رات کو وہ پرندے سونے کی قندیلوں میں رہتے ہیں جو عرش کے ساتھ لٹک رہی ہوتی ہیں۔ پوچھا گیا کفار کی روحیں؟ فرمایا ان کی روحوں کو پکڑا جائے گا اور سیاہ پرندوں کے پیٹوں میں رکھا جائے گا۔ انہیں صبح وشام آگ پر پیش کیا جاتا ہے۔ پھر اس آیت کو پڑھا۔

امام عبد الرزاق اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جنتیوں کی روحیں سبز پرندوں کے پیٹوں میں ہوں گی۔ وہ جنت میں جہاں چاہیں گے پرندے انہیں لے کر پھرتے ہوں گے۔ مومنین کے بچوں کی روحیں چڑیوں کے پیٹوں میں ہوں گی۔ جہاں وہ جائیں گے چلتے پھرتے ہوں گے۔ آل فرعون کی روحیں سیاہ پرندوں کے پیٹوں میں ہوں گی جنہیں صبح وشام جہنم پر پیش کیا جائے گا۔ یہی ان کا جہنم پر پیش کرنا ہے۔ (1)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے غُدُوًّا وَّ عَشِيًّا کا معنی صبح وشام نقل کیا ہے: انہیں کہا جاتا ہے یہ تمہارے گھر ہیں، انہیں دیکھو مقصود انہیں شرمندہ کرنا، ناراضگی کا اظہار کرنا اور ان کی حقارت بیان کرنا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ان کی روحیں دنیا پر پیش نہیں کی جاتیں۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہر دن میں صبح وشام اس کی دو چیخیں ہوں گی۔ وہ دن کے پہلے حصے میں کہتا تھا۔ رات چلی گئی اور دن آگیا۔ قوم فرعون کو آگ پر پیش کیا جاتا ہے تو جو بھی اس کی آواز سنتا ہے تو وہ اس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہے۔ (2)

امام ابن ابی الدنیا نے کتاب مَنْ عَاشَ بَعْدَ الْمَوْتِ میں اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت اوزاعی رحمہ اللہ سے روایت

1۔ مصنف عبد الرزاق، باب اجر الشهادة، جلد 5، صفحہ 177 (9617)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ شعب الایمان، باب فی عذاب القبر، جلد 1، صفحہ 360 (400)، دار الکتب العلمیہ بیروت

نقل کی ہے کہ آپ سے ایک آدمی نے سوال کیا۔عرض کی اے ابوعمرو! ہم ایک سیاہ پرندہ دیکھتے ہیں جو سمندر سے جماعت در جماعت نکلتا ہے جس کی تعداد کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا جب عشاء کا وقت ہوتا ہے تو اتنے ہی سفید لوٹتے ہیں؟ فرمایا تم نے اسے خوب پرکھ لیا ہے؟ لوگوں نے عرض کی جی ہاں۔فرمایا ان کے پیٹوں میں آل فرعون کی روحیں ہیں یُعْرَضُوْنَ عَلَى النَّارِ غُدُوًّا وَّعَشِيًّا وہ اپنے گھونسلوں کی طرف لوٹتے ہیں، ان کے پر جل چکے ہوتے ہیں تو وہ سیاہ ہو جاتے ہیں۔ان کے سفید پر اگتے ہیں اور سیاہ جھڑ جاتے ہیں۔پھر انہیں آگ پر پیش کیا جاتا ہے۔پھر وہ اپنے گھونسلوں کی طرف لوٹتے ہیں۔یہی دنیا میں ان کا طریقہ ہے۔جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَدْخِلُوْۤا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، امام بخاری، امام مسلم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی آدمی فوت ہوتا ہے تو صبح و شام اس پر اس کا ٹھکانہ پیش کیا جاتا ہے۔اگر وہ جنتی ہوگا تو جنتیوں کا ٹھکانہ اس پر پیش کیا جاتا ہے۔اگر جہنمی ہوگا تو جہنمیوں کا ٹھکانہ اس پر پیش کیا جاتا ہے اور اسے کہا جاتا ہے یہ ہے تیرا ٹھکانہ یہاں تک کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ تجھے اٹھائے گا۔ابن مردویہ نے یہ اضافہ کیا ہے اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا۔(2)

امام بزار، ابن ابی حاتم، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے جو بھی محسن احسان کرے خواہ وہ کافر ہو یا مسلمان اللہ تعالیٰ اسے بدلہ دیتا ہے۔ہم نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کافر کے ثواب سے کیا مراد ہے؟ فرمایا مال، اولاد، صحت اور اسی قسم کی چیزیں۔ہم نے عرض کی آخرت میں اس کے ثواب کی کیا صورت ہوگی؟ فرمایا عذاب مگر دوسرے کے عذاب سے کم۔اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی اَدْخِلُوْۤا اٰلَ فِرْعَوْنَ۔ اَدْخِلُوْۤا میں ہمزہ قطعی ہے۔(3)

اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ ﴿٥١﴾ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ الظّٰلِمِيْنَ مَعْذِرَتُهُمْ وَلَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ﴿٥٢﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْهُدٰى وَاَوْرَثْنَا بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ الْكِتٰبَ ﴿٥٣﴾ هُدًى وَّذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿٥٤﴾ فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ ﴿٥٥﴾

1۔تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 24، صفحہ 83، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔صحیح بخاری، باب صفۃ الجنۃ، جلد 1، صفحہ 60-459، وزارت تعلیم اسلام آباد

3۔شعب الایمان، باب فی الحشر بعد ما یبعثون فی قبورھم، جلد 1، صفحہ 261 (271)، دار الکتب العلمیہ بیروت

"بیشک ہم (اب بھی) مدد کرتے ہیں اپنے رسولوں کی اور مومنین کی اس دنیوی زندگی میں اور اس دن میں بھی (مدد کریں گے) جس دن گواہ (گواہی دینے کے لئے) کھڑے ہوں گے۔ اس روز نفع نہ دے گی ظالموں کو ان کی عذر خواہی اور ان کے لئے لعنت ہوگی اور ان کے لئے (دوزخ کا) بدترین گھر ہوگا اور ہم نے عطا فرمایا موسیٰ کو (نور) ہدایت اور وارث بنایا بنی اسرائیل کو کتاب کا۔ جو سراپا ہدایت اور نصیحت تھی عقل مندوں کے لئے پس (اے محبوب!) آپ صبر فرمائیے (کفار کی اذیتوں پر) بے شک اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے اور استغفار کرتے رہیے اپنی (موہومہ) کوتاہی پر اور پاکی بیان کیجئے اپنے رب کی حمد کرتے ہوئے شام کے وقت اور صبح کے وقت۔"

امام احمد، امام ترمذی، جبکہ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے، ابن ابی الدنیا نے کتاب ذم الغیبۃ میں، طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی ہے جس نے اپنے بھائی کی عزت کا دفاع کیا اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کے چہرے سے جہنم کی آگ کو دور کر دے گا۔ پھر اس آیت کریمہ اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا کی تلاوت کی۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس نصرت سے مراد دلیل میں مدد ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی دلیل کو دنیا میں غلبہ عطا فرماتا ہے۔

ابن ابی حاتم نے سدی سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے: اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف ایسے افراد نہیں بھیجے جو ان کی مدد کریں اور دنیا میں ان کے ساتھ جو غلط رویہ اپنائے ان سے یہ لوگ خون بہا کا مطالبہ کریں اور دنیا میں ان کی مدد نہ کی جائے۔

امام ابو الشیخ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَيَوْمَ يَقُومُ الْاَشْهَادُ کے بارے میں یہ کہا کہ اس سے مراد فرشتے ہیں۔

امام عبد الرزاق رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت سفیان رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ میں نے اعمش سے وَيَوْمَ يَقُومُ الْاَشْهَادُ کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا اس سے مراد فرشتے ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے الْاَشْهَادُ کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد اللہ کے فرشتے، اس کے انبیاء اور مومن ہیں۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اشہاد چار ہیں۔ فرشتے جو ہمارے اعمال کا شمار کرتے ہیں اور یہ آیت پڑھی وَجَآءَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّعَهَا سَآئِقٌ وَّشَهِيْدٌ ۝۲۱ (ق) انبیاء اپنی امتوں پر گواہ ہوں گے اور یہ آیت پڑھی فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِيْدٍ (النساء: 41) اور حضور ﷺ کی امت

1۔ سنن ترمذی، باب ما جاء فی الذب عن المسلم، جلد 2، صفحہ 15، وزارت تعلیم اسلام آباد
2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 146 (2686)، دار الکتب العلمیہ بیروت

دوسری امتوں پر گواہ ہوگی۔ اور یہ آیت پڑھی وَ تَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ (الحج:78) جسم اور جلد۔ اور یہ آیت پڑھی وَ قَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا ۭ قَالُوْٓا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ (فصلت:21)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اپنے رب کی نماز پڑھو۔ فرمایا: بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ سے مراد فرض نمازیں ہیں۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت قتادہ سے بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ کا معنی یہ نقل کیا ہے کہ فجر اور عصر کی نماز۔(1)

اِنَّ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ ۙ اِنْ فِيْ صُدُوْرِهِمْ اِلَّا كِبْرٌ مَّا هُمْ بِبَالِغِيْهِ ۚ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ﴿٥٦﴾ لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٥٧﴾ وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۙ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَلَا الْمُسِيْٓءُ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَتَذَكَّرُوْنَ ﴿٥٨﴾ اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿٥٩﴾

''بے شک جو لوگ جھگڑتے ہیں اللہ کی آیتوں کے بارے میں بغیر کسی سند کے جو ان کے پاس آئی ہو، نہیں ہے ان کے سینوں میں بجز بڑائی کی ایک ہوس کے جس کو وہ پا نہیں سکیں گے۔ تو آپ اللہ کی پناہ طلب کیجیے۔ بے شک وہی سب کچھ سننے والا ہے دیکھنے والا ہے۔ بے شک پیدا کرنا آسمانوں اور زمین کا بہت بڑا کام ہے لوگوں کے پیدا کرنے سے لیکن بہت سے لوگ (اس کھلی حقیقت کو) نہیں جانتے۔ اور یکساں نہیں اندھا اور بینا اور (اسی طرح) مومن نیکوکار اور بدکار یکساں نہیں۔ تم بہت کم غور کرتے ہو۔ یقیناً قیامت آکر رہے گی، ذرا شک نہیں ہے اس میں لیکن بہت سے لوگ (قیامت پر) ایمان نہیں لاتے۔''

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابو العالیہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہودی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، عرض کی کہ دجال آخر زمانہ میں ہم سے ہوگا۔ اس کے معاملات سے یہ چیزیں ہوں گی اور اس کے معاملہ کو بڑھا چڑھا کر پیش کیا اور کہا وہ یہ کرے گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو پیش کیا اِنَّ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ ۙ اِنْ فِيْ صُدُوْرِهِمْ اِلَّا كِبْرٌ مَّا هُمْ بِبَالِغِيْهِ جو وہ کہتا ہے اس تک نہیں پہنچے گا۔ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو حکم دیا کہ وہ دجال کے فتنہ سے اللہ کی پناہ چاہے۔ فرمایا آسمان وزمین کی تخلیق انسان کی تخلیق (دجال) سے بڑا کام ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ سے مراد

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 146 (2683)، دار الکتب العلمیہ بیروت

یہودی ہیں جن کے بارے میں اور دجال کے بارے میں وہ جس چیز کا انتظار کر رہے تھے اس بارے میں آیت نازل ہوئی۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہودیوں نے یہ گمان کیا کہ آخر زمانہ میں ہم میں سے ایک بادشاہ ہوگا۔ سمندر اس کے گھٹنوں تک اور بادل اس کے سر کے نیچے ہوگا۔ وہ زمین و آسمان کے درمیان پرندے کو پکڑ لے گا۔ اس کے ساتھ پہاڑ، روٹی اور نہر ہوگی۔ تو یہ آیت لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ نازل ہوئی۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے کبر کا معنی بڑائی لیا ہے۔

امام عبد بن حمید نے قتادہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ان کے دلوں میں جو کجی تھی اس نے انہیں جھٹلانے پر برانگیختہ کیا تھا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الْاَعْمٰى سے مراد کافر اور الْبَصِيْرُ سے مراد مومن ہے۔ وہ اپنی سرکشی میں بہت دور نکل گئے تھے۔

امام احمد اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو فتنہ پہلے ہوا یا قیامت تک ہوگا دجال کے فتنہ سے بڑا نہیں ہوگا۔ ہر نبی نے اپنی امت کو اس فتنہ سے خبردار کیا ہے۔ میں تمہارے سامنے اسی سے کچھ چیزیں ذکر کرتا ہوں جو مجھ سے قبل انبیاء نے ذکر کیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ اپنی آنکھ پر رکھا پھر فرمایا میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کانا نہیں۔(1)

امام ابن عدی رحمہ اللہ نے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ ہر نبی نے اپنی امت کو دجال سے خبردار کیا ہے۔ وہ کانا ہے۔ اس کی آنکھوں کے درمیان ابھار ہے جس پر کافر لکھا ہوا ہے۔ اس کے ساتھ دو وادیاں ہیں، ایک جنت ہے اور دوسری جہنم ہے۔ اس کی جہنم جنت ہے اور اس کی جنت جہنم ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور امام احمد داؤد بن عامر بن سعد رحمہم اللہ سے وہ اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھ سے قبل جو نبی بھی گزرا اس نے اپنی امت کے سامنے دجال کے اوصاف بیان کیے ہیں۔ میں اس کی ایک صفت بیان کروں گا جس کو مجھ سے قبل کسی نے بیان نہیں کیا۔ وہ کانا ہوگا جبکہ اللہ تعالیٰ کانا نہیں۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، ابوداؤد اور امام ترمذی رحمہم اللہ نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ امام ترمذی رحمہ اللہ نے اسے حسن قرار دیا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: کوئی نبی نہیں گزرا مگر اس نے اپنی قوم کو دجال سے خبردار کیا ہے۔ میں تمہیں اس سے ڈراتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے اس کی نشانیاں بیان فرمائیں۔ فرمایا ممکن ہے اسے وہ شخص پائے جس نے مجھے دیکھا ہے اور میری گفتگو سنی ہے۔ عرض کی اس دن ہمارے دل کیسے ہوں گے؟ فرمایا اسی کی مثل جو آج ہیں یا اس سے بہتر۔(3)

1۔ مستدرک حاکم، کتاب الایمان، جلد 1، صفحہ 76 (64)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ماذکر فی فتنۃ الدجال، جلد 7، صفحہ 488 (37457)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ سنن ترمذی، باب ماجاء فی فتنۃ الدجال، جلد 4، صفحہ 440 (2234)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، عبد بن حمید نے اپنی مسند میں اور حاکم نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں ہزار یا اس سے زائد نبیوں کا خاتم ہوں۔ جو نبی بھی مبعوث کیا گیا اس نے اپنی امت کو خبردار کیا۔ میرے سامنے اس کی ایسی چیزیں ظاہر ہوئیں جو کسی اور کیلئے واضح نہ تھیں۔ وہ کانا ہے جبکہ تمہارا رب کانا نہیں ہے۔ اس کی دائیں آنکھ ابھری ہوئی ہوگی، گویا وہ آنکھ چونا لگائی گئی دیوار پر لگادی گئی ہے جبکہ اس کی بائیں آنکھ چمکتا ستارہ ہے۔ وہ ہر کسی کی زبان بول سکتا ہے۔ اس کے ساتھ سرسبز جنت کی صورت ہوگی جس میں پانی چل رہا ہوگا۔ اس کے ساتھ سیاہ جہنم کی صورت ہوگی جس سے دھواں نکل رہا ہوگا۔ ہر قوم سے لوگ اس کی پیروی کریں گے جن کو وہ ان کی زبان سے بلائے گا۔(1)

امام احمد، امام بخاری اور امام مسلم رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی نبی مبعوث نہیں ہوا مگر اس نے اپنی امت کو کانے اور کذاب سے خبردار کیا۔ خبردار! وہ دجال کانا ہے جبکہ تمہارا رب کانا نہیں اس کی آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوا ہے۔(2)

امام یعقوب بن سفیان رحمہ اللہ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: کوئی نبی نہیں ہوا مگر اس نے اپنی امت کو دجال سے خبردار کیا۔ میں بھی تمہیں اس کے معاملہ سے خبردار کرتا ہوں۔ وہ کانا ہے جبکہ تمہارا رب کانا نہیں۔ اس کی آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوا ہے جسے کاتب اور غیر کاتب سب پڑھیں گے۔ اس کے ساتھ جنت اور دوزخ ہے۔ اس کی دوزخ جنت اور جنت دوزخ ہوگی۔

امام ابن ابی شیبہ، بزار اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں ہزار نبی یا اس سے زیادہ کے آخر میں ہوں۔ ان میں سے کوئی نبی نہیں گزرا مگر اس نے اپنی قوم کو ڈرایا۔ میرے اوپر ایسے حقائق واضح ہوئے جو کسی اور کے لیے واضح نہیں ہوئے۔ وہ کانا ہے جبکہ تمہارا رب کانا نہیں۔(3)

ابن ابی شیبہ، امام احمد، امام بخاری نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے درمیان کھڑے ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کی اس کی شان کے مطابق ثناء بیان کی۔ پھر دجال کا ذکر کیا۔ فرمایا میں تمہیں اس سے خبردار کرتا ہوں۔ کوئی نبی نہیں گزرا مگر اس نے اپنی قوم کو خبردار کیا۔ حضرت نوح نے اپنی قوم کو ڈرایا لیکن اس کے بارے میں تمہارے سامنے ایسی بات کروں گا جو بات کسی نبی نے بھی اپنی قوم سے نہیں کی۔ جان لو کہ وہ کانا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کانا نہیں۔(4)

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم حجۃ الوداع کا ذکر کرتے تھے اور ہمارا یہ خیال نہیں تھا کہ یہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وداع ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح دجال کا ذکر کیا۔ آپ نے اس کا طویل ذکر

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ماذکر فی فتنۃ الدجال، جلد 7، صفحہ 489 (37465)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ صحیح بخاری، باب فی ذکر الدجال، جلد 2، صفحہ 1056، وزارت تعلیم اسلام آباد
3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ماذکر فی فتنۃ الدجال، جلد 7، صفحہ 488 (37455)
4۔ صحیح بخاری، باب فی ذکر الدجال، جلد 2، صفحہ 1055، وزارت تعلیم اسلام آباد

کیا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی مبعوث نہیں کیا مگر اس نے اپنی امت کو اس سے ڈرایا۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی امت کو ڈرایا۔ بعد والے انبیاء بھی ڈراتے رہے مگر اس کے بارے میں تم سے جو چیز مخفی رہی وہ تم سے مخفی نہ رہے۔ تمہارا رب کانا نہیں۔ یہ بات آپ نے تین دفعہ دہرائی۔(1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دجال کانا ہو گا، آنکھ کی جگہ پر ایک ابھار ہوگا اور اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوگا۔(2)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ دجال کانا ہے، گھنگھریالے بالوں والا، ٹیڑھے قد والا اور سرخ رنگ والا ہے۔ اس کا سر درخت کی ٹہنی ہے، وہ لوگوں میں عبدالعزی سے مشابہ ہے۔ خبردار! ہلاک ہونے والے ہلاک ہوگئے۔ وہ کانا ہے جبکہ تمہارا رب کانا نہیں ہے۔(3)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دجال کے ساتھ جو کچھ ہے میں اسے خوب جانتا ہوں۔ اس کے ساتھ دو نہریں ہیں جو چل رہی ہیں۔ ان میں سے ایک ظاہر میں آگ ہے جو بھڑک رہی ہے۔ جو آدمی اسے پائے تو اس نہر پر آئے جسے وہ آگ دیکھ رہا ہے۔ وہ آنکھیں بند کرلے پھر اپنا سر جھکائے۔ اسے پیئے کیونکہ وہ ٹھنڈی ہے۔ دجال کی ایک آنکھ بند ہے۔ اس پر بھاری ابھار ہے۔ اس کی آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوا ہے جسے ہر مومن لکھنے والا اور جو لکھنا نہیں جانتا پڑھ لے گا۔(4)

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہیں دجال کے بارے میں ایسی بات نہ بتاؤں جو کسی نبی نے بھی نہیں کی۔ وہ کانا ہے۔ وہ اپنے ساتھ جنت اور جہنم جیسی چیز لائے گا۔ جسے وہ جنت کہے گا وہ جہنم ہوگی۔ میں تمہیں اس سے اسی طرح خبردار کرتا ہوں جس طرح حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو خبردار کیا۔(5)

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، ابوداؤد، طبرانی اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے جو دجال کے نکلنے کے بارے میں سنے تو جتنی طاقت رکھے اتنا ہی اس سے دور ہو۔ ایک آدمی اس کے پاس آئے گا۔ وہ گمان کرے گا کہ مومن ہے۔ دجال اس کے ساتھ لگا تار لگا رہے گا۔ یہاں تک کہ وہ دجال کی شبہات کے معاملات میں پیروی کرنے لگے گا۔(6)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھ سے زیادہ دجال کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کرنے والا کوئی نہیں تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو مجھ سے اس کے بارے میں کیا پوچھتا ہے؟ میں نے عرض کی لوگ کہتے ہیں اس کے ساتھ کھانا اور مشروب ہوگا۔ فرمایا وہ تو اللہ تعالیٰ کے ہاں اس سے زیادہ ہلکا ہے۔(7)

1۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 135، دار صادر بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ماذکر فی فتنۃ الدجال، جلد 7، صفحہ 489 (37469)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 490 (37470)　4۔ ایضاً (37472)　5۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 492 (37482)

6۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 488 (37459)　7۔ ایضاً، (37460)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی کلمہ شہادت پڑھے تو وہ مسیح دجال کے فتنہ سے اللہ کی پناہ مانگے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو آدمی تین چیزوں سے نجات پا گیا تو وہ نجات پا گیا۔ یہ بات آپ نے تین دفعہ دہرائی۔ صحابہ نے عرض کی وہ تین چیزیں کیا ہیں؟ فرمایا بیماری، دجال اور ایسے خلیفہ کا قتل جو اس حق پر صبر کرے گا جو اسے عطا کیا گیا۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ لوگ دجال کے بعد چالیس سال تک رہیں گے۔ وہ کھجور لگائے گا تو تنے کھڑے ہو جائیں گے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو العلاء بن شخیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام اور بعد والے انبیاء دجال کے فتنہ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے تھے۔(3)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ دجال نہیں نکلے گا یہاں تک کہ اس کا نکلنا مسلمانوں کے لیے پیاس کی حالت میں پانی پینے سے بھی زیادہ پسندیدہ ہوگا۔ ایک آدمی نے پوچھا یہ کیوں؟ فرمایا مصائب اور برائیوں کی شدت کی وجہ سے۔(4)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہا یہاں تک کہ کوئی غائب کسی مومن کے لیے دجال کے نکلنے سے زیادہ محبوب نہ ہوگا۔ اور دجال کسی مومن کے لیے اس سنگریزہ سے زیادہ نقصان دہ نہیں ہوگا جسے وہ زمین سے اٹھاتا ہے۔ قریبی اور دور رہنے والے کا علم برابر ہوگا۔(5)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ دجال کے اکثر اتباع کرنے والے یہودی اور لونڈیوں کی اولادیں ہوں گی۔(6)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے: کانے دجال کے مقدمہ میں ساٹھ افراد ایسے ہوں گے جو تاج پہنیں گے۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد اور امام مسلم رحمہم اللہ نے حضرت ہشام بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے لے کر قیامت برپا ہونے تک دجال سے بڑھ کر کوئی واقعہ نہیں۔(7)

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 489 (37462)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 493 (37467)
3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 498 (37524)
4۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 497 (37519)
5۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 495 (37507)
6۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 499 (37527)
7۔ صحیح مسلم، باب فی بقیۃ من احادیث الدجال، جلد 2، صفحہ 405، وزارت تعلیم اسلام آباد

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، امام ترمذی، امام ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بیان کیا کہ دجال مشرق کے علاقہ سے نکلے گا جسے خراسان کہتے ہیں اس کی اتباع ایسے لوگ کریں گے جن کے چہرے موٹی ڈھال کی طرح ہوں گے۔(1)

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں دجال کا ذکر کیا گیا۔ فرمایا اس کی آنکھ گویا سبز شیشہ ہے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عاصم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جہاں تک مسیح الضلالۃ (دجال) کا تعلق ہے تو وہ روشن پیشانی والا، بائیں آنکھ بند اور چوڑے سینے والا ہوگا، وہ بدشکل ہوگا۔ گویا وہ فلاں بن عبد العزی ہے یا فرمایا عبد العزی بن فلاں ہے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت سفینہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا: کوئی نبی ایسا نہیں گزرا مگر اس نے اپنی امت کو دجال سے ڈرایا جو بائیں آنکھ سے کانا، اس کی دائیں آنکھ باہر کو ابھری ہوئی ہوگی، اس کی آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوگا۔ اس کے ساتھ دو وادیاں ہوں گی، ایک جنت ہوگی اور دوسری دوزخ ہوگی۔ اس کی جنت دوزخ اور اس کی دوزخ حقیقت میں جنت ہوگی۔ اس کے ساتھ دو فرشتے ہوں گے جو انبیاء میں سے دونبیوں کے مشابہ ہوں۔ گے ان میں سے ایک اس کی دائیں اور دوسرا بائیں جانب ہوگا۔ وہ لوگوں سے بات کرے گا تو اس کا ساتھی کہے گا تو نے سچ کہا۔ لوگ اس کو سنیں گے۔ وہ گمان کریں گے دجال نے سچی بات نہیں کی۔ یہ آزمائش ہوگا۔ پھر وہ چلے گا یہاں تک کہ شام آئے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے تو اسے افیق وادی کے پاس قتل کریں گے۔(3)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دجال کے والدین تیس سال تک رہیں گے، ان کا کوئی بچہ نہیں ہوگا۔ پھر ایک کانا بچہ ان کا پیدا ہوگا۔ وہ زیادہ نقصان دینے والا اور کم نفع دینے والا ہوگا۔ اس کی آنکھیں سوئیں گی اس کا دل نہیں سوئے گا۔ پھر اس کے والدین کی صفت کو ذکر کیا۔ اس کا باپ لمبے قد کا اور بھرپور گوشت والا ہوگا۔ اس کی ناک لمبی ہوگی۔ اس کی ناک مہار جیسی ہوگی۔ اس کی ماں فرغانیہ ہوگی جس کے پستان بڑے بڑے ہوں گے۔(4)

امام ابن ابی شیبہ اور امام مسلم رحمہما اللہ نے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دجال تمام زمین لپیٹ لے گا مگر مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ آئے گا تو ہر راستے پر ملائکہ کی صفیں پائے گا۔ وہ سبخہ جرف میں آئے گا اور اپنے خیمے لگا دے گا۔ پھر مدینہ طیبہ میں تین دفعہ زلزلہ آئے گا تو ہر منافق مرد عورت اس دجال کی طرف نکل جائے گا۔(5)

1۔ سنن ترمذی، باب من این یخرج الدجال، جلد 2، صفحہ 47-46، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ مسند امام احمد، جلد 5، صفحہ 123، دار صادر بیروت

3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ماذکر فی فتنۃ الدجال، جلد 7، صفحہ 491 (37479)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

4۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 492 (37471) 5۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 493 (37492)

ابن ابی شیبہ نے حضرت حذیفہ سے روایت نقل کی ہے: اگر دجال نکلا تو ایک قوم اپنی قبروں میں اس پر ایمان لائے گی۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ دجال کرمان کے علاقہ سے اترے گا۔ اس کے ساتھ اسی ہزار کا لشکر ہوگا۔ ان پر سبز چادریں ہوں گی جو ان کے قدموں تک پہنچ رہی ہوں گی۔ گویا ان کے چہرے مجان مطرقہ (ایسی ڈھالیں جن پر تہ در تہ چمڑا لگایا گیا ہو) ہیں۔(1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت حوط عبدی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ دجال کے گدھے کا کان ستر ہزار افراد کو سایہ دے گا۔(2)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت جنادہ بن امیہ دری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں اور میرا ایک ساتھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ہم نے کہا ہمیں کوئی حدیث بیان کیجئے جو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو۔ ہمیں کوئی ایسی حدیث نہ بیان کرنا جو کسی اور سے سنی ہو۔ ہمارے پاس تصدیق کرنے والا ہے۔ فرمایا ٹھیک ہے۔ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان تشریف فرما ہوئے۔ فرمایا میں تمہیں دجال کے بارے میں خبردار کرتا ہوں، میں تمہیں دجال کے بارے میں خبردار کرتا ہوں، میں تمہیں دجال کے بارے میں خبردار کرتا ہوں۔ کیونکہ کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس نے اپنی امت کو اس سے خبردار نہ کیا ہو۔ اے امت محمدیہ! وہ تم میں ظاہر ہوگا۔ وہ گھنگھریالے بالوں والا، سفید رنگ والا، بائیں آنکھ پر پردہ چڑھا ہوگا۔ اس کے ساتھ جنت اور دوزخ ہوگی۔ اس کی جہنم جنت اور اس کی جنت جہنم ہوگی۔ اس کے ساتھ پانی کی نہر ہوگی ریشم کا پہاڑ ہوگا۔ وہ ایک آدمی پر غلبہ پائے گا تو اسے قتل کرے گا۔ پھر اسے زندہ کرے گا وہ کسی اور پر تسلط نہیں پائے گا۔ وہ آسمان سے بارش نازل کرے گا۔ زمین سے نباتات اگائے گا۔ وہ زمین میں چالیس دن تک رہے گا یہاں تک کہ زمین کے ہر گھاٹ پر پہنچے گا۔ وہ چار مساجد کے قریب نہیں جائے گا۔ مسجد حرام، مسجد نبوی، مسجد مقدس اور مسجد طور۔ تم پر کوئی چیز لازم نہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ کانا نہیں یہ بات آپ نے دو دفعہ کہی۔(3)

امام ابن ابی شیبہ اور طبرانی رحمہما اللہ نے حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے، فرمایا اللہ کی قسم! قیامت برپا نہیں ہوگی یہاں تک کہ کذاب نکلیں گے ان میں سے آخری کانا دجال ہوگا۔ اس کی بائیں آنکھ پر پردہ ہوگا۔ گویا وہ ابو یحییٰ انصار کے ایک بوڑھے کی آنکھ ہے۔ جب دجال نکلے گا تو وہ گمان کرتا ہے کہ وہ اللہ ہے جو اس پر ایمان لایا اس کی تصدیق کی اور اس کی اتباع کی تو اسے سابقہ کوئی بھی اچھا عمل نفع نہیں دے گا جس نے کفر کیا اور اس کو جھٹلایا تو اسے سابقہ کسی عمل کی وجہ سے سزا نہیں دی جائے گی۔ وہ تمام زمین پر غالب آئے گا مگر حرم اور بیت المقدس پر اللہ تعالیٰ اسے اور اس کے لشکروں کو شکست دے گا۔ یہاں تک کہ باغ کی دیوار اور درخت کی جڑ پکارے گی۔ اے مومن! یہ کافر ہے میرے پیچھے چھپا ہوا ہے تو آ اور اسے قتل کردے۔ یہ اس طرح نہیں ہوگا یہاں تک کہ تم ایسے امور دیکھو گے یہاں تک کہ امور

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ماذکر فی فتنۃ الدجال، جلد 7، صفحہ 494 (37501)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 500 (37535) 3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 495 (37506)

تمہارے اپنے ہاں بھی عظیم محسوس ہوں گے۔ تم آپس میں ایک دوسرے سے سوال کرو گے۔ کیا تمہارے نبی نے تمہارے سامنے ان میں سے کسی چیز کا ذکر کیا تھا یہاں تک کہ پہاڑ اپنی جگہ سے ہل جائیں گے۔ پھر اس کے بعد قبض کا امر ظاہر ہوگا اور اپنے ہاتھ سے موت کی طرف اشارہ کیا۔(1)

ابن ابی شیبہ نے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دجال سمندروں میں گھٹنے تک دھنسے گا، بادلوں تک پہنچے گا، سورج مغرب کی طرف سبقت لے جائے گا۔ اس کی پیشانی میں سینگ ہوگا جس سے سانپ نکلیں گے۔ اس کے جسم میں تمام قسم کے اسلحہ کی تصویریں ہوں گی یہاں تک کہ آپ نے تلوار، نیزے اور ڈھال کا ذکر کیا۔(2)

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ دجال نکلے گا وہ چالیس دنوں تک زمین میں رہے گا اور ہر گھاٹ پر پہنچے گا۔ ان چالیس دنوں میں سے ایک جمعہ کی طرح، جمعہ مہینہ کی طرح اور مہینہ سال کی طرح ہوگا۔(3)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عبید بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک قوم دجال کی سنگت اختیار کرے گی۔ وہ کہیں گے ہم اس کے ساتھی ہیں اور ہم جانتے ہیں کہ وہ جھوٹا ہے لیکن ہم اس کی سنگت اس لیے اختیار کرتے ہیں کہ ہم کھانا کھائیں اور درختوں سے چریں۔ جب اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہوگا تو وہ عذاب ان سب پر نازل ہوگا۔(4)

امام طبرانی رحمہ اللہ حضرت اشعث بن ابی شعثاء رحمہ اللہ سے وہ اپنے باپ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ دجال کا ذکر حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں ہوا۔ فرمایا اس کا ذکر زیادہ نہ کیا کرو کیونکہ جب آسمان میں کسی امر کا فیصلہ کر دیا جاتا ہے تو لوگوں کی زبانوں پر جاری ہونے سے پہلے ہی وہ تیزی سے زمین کی طرف آتا ہے۔(5)

وَ قَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ ﴿۶۰﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَ النَّهَارَ مُبْصِرًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۶۱﴾ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۘ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۫ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿۶۲﴾ كَذٰلِكَ يُؤْفَكُ الَّذِيْنَ كَانُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ﴿۶۳﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّ السَّمَآءَ بِنَآءً وَّ صَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَ رَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ماذکر فی فتنۃ الدجال، جلد 7، صفحہ 495 (37513)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 496 (37515)　3۔ ایضاً (37516)
4۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 497 (37537)　5۔ معجم کبیر، جلد 9، صفحہ 93 (8510)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

رَبُّكُمْ ۚ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶۴﴾

''اور تمہارے رب نے فرمایا ہے مجھے پکارو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔ بے شک جو لوگ میری عبادت کرنے سے تکبر کرتے ہیں وہ عنقریب جہنم میں داخل ہوں گے ذلیل و خوار ہو کر۔ اللہ ہی ہے جس نے بنائی ہے تمہارے لیے رات تاکہ تم آرام کرو اس میں اور (بنایا ہے) دن کو روشن۔ بے شک اللہ تعالیٰ بڑا فضل و کرم فرمانے والا ہے لوگوں پر لیکن بہت سے لوگ (اس کی نعمتوں کا) شکر ادا نہیں کرتے۔ وہ ہے اللہ تمہارا رب پیدا کرنے والا ہر چیز کا۔ کوئی عبادت کے لائق نہیں بجز اس کے۔ پس کیسے راہِ حق سے تم روگردانی کرتے ہو۔ اسی طرح (راہِ حق سے) منہ پھیر دیا جاتا ہے ان بدنصیبوں کا جو اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے بنایا ہے تمہارے لیے زمین کو قیام کی جگہ اور آسمان کو چھت (کی مانند) اور تمہاری صورت گری کی اور حسین بنا دیا تمہاری صورتوں کو اور کھانے کے لیے تمہیں پاکیزہ چیزیں عطا فرمائیں۔ ایسی (خوبیوں والا) اللہ تمہارا پروردگار ہے پس بڑی ہی برکتوں والا ہے اللہ تعالیٰ جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے۔''

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، امام احمد، عبد بن حمید، امام بخاری نے الادب المفرد میں، ابو داؤد، ترمذی، امام نسائی، ابن ماجہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی، ابن حبان، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ، ابونعیم نے حلیہ میں اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دعا عبادت کے بعد ہے۔ پھر یہ آیت تلاوت کی وَ قَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِیْۤ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ یہاں عبادت سے مراد دعا ہے۔ سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِیْنَ فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ اللہ کی عبادت کیا ہے؟ ہم نے عرض کی اللہ ورسولہ اعلم۔ فرمایا غیر اللہ کو چھوڑ کر اللہ کے لیے عمل کو خالص کرنا۔(1)

امام ابن مردویہ اور خطیب رحمہما اللہ نے حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دعا ہی عبادت ہے اور یہ آیت تلاوت کی وَ قَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِیْۤ۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے العظمۃ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ادْعُوْنِیْۤ کا معنی ہے میری عبادت کرو۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے دٰخِرِیْنَ کا معنی حقیر نقل کیا ہے۔(3)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دعا مغفرت طلب کرنا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، حاکم اور امام احمد رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ

1۔ سنن ترمذی، باب فی فضل الدعاء، جلد 5، صفحہ 49 (3372)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 24، صفحہ 92، دار احیاء التراث العربی بیروت　3۔ ایضاً

ﷺ نے فرمایا جو اللہ تعالیٰ سے دعا نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہوتا ہے۔(1)

امام احمد، حکیم ترمذی، ابو یعلی اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے: احتیاط تقدیر کے معاملہ میں کوئی فائدہ نہیں دیتی لیکن دعا آفات جو نازل ہو چکی ہوں یا ابھی نازل نہ ہوں میں نفع دیتی ہے اے اللہ کے بندو! دعا کیا کرو۔(2)

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے نوادر الاصول میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ بندے کو دعا کا موقع دے، تو وہ دعا کرے اللہ تعالیٰ اس کی التجا کو قبول فرماتا ہے۔(3)

امام حکیم ترمذی اور ابن عدی رحمہما اللہ نے نوادر الاصول میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: اللہ دعا میں اصرار کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔(4)

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے: اللہ تعالیٰ نے بعض کتابوں میں جو نازل کیا ہے ہم اس میں پاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: میں مصیبت نازل کرتا ہوں، اس کے بدلے میں بندے سے دعا کرواتا ہوں۔(5)

امام ابن منذر نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ تمہارے رب نے فرمایا: اے میرے بندے! تو نے مجھ سے دعا کی اور مجھ سے امید رکھی ہے، جو تجھ میں عیب اور کمزوریاں ہیں میں انہیں بخش دوں گا۔ اگر تو زمین برابر خطاؤں کے ساتھ مجھے ملے گا تو میں تجھے اس کے برابر مغفرت سے ملوں گا۔ اگر تو نے غلطیاں کیں یہاں تک کہ تیری غلطیاں آسمان کے بادل کے برابر ہوئیں پھر تو نے مجھ سے بخشش طلب کی میں تجھے بخش دوں گا اور مجھے کوئی پرواہ نہیں۔

امام ابن منذر اور حاکم رحمہما اللہ (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ افضل عبادت دعا ہے اور یہ آیت وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِيٓ أَسْتَجِبْ لَكُمْ تلاوت کی۔(6)

امام سعید بن منصور اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے: عمل کرو اور تمہیں بشارت ہو کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے کہ وہ ان کی دعاؤں کو قبول فرمائے۔ جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے اور ان پر اللہ تعالیٰ اپنے فضل میں اضافہ فرماتا ہے۔

امام سعید بن منصور اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی اور فرمایا اس امت کو جو کچھ عطا کیا گیا ہے وہ کسی اور امت کو عطا نہیں کیا گیا مگر برگزیدہ بندے کی اولاد سے کہا

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب فی فضل الدعاء، جلد 6، صفحہ 22 (29169)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ معجم کبیر، جلد 20، صفحہ 103 (201)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
3۔ نوادر الاصول، صفحہ 199، دار صادر بیروت
4۔ ایضاً صفحہ 220
5۔ ایضاً
6۔ مستدرک حاکم، کتاب الدعاء، جلد 1، صفحہ 667 (1805)، دار الکتب العلمیہ بیروت

جاتا ہے تو سوال کر تجھے عطا کر دیا جائے گا۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے الادب المفرد میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی گئی کون سی عبادت افضل ہے؟ فرمایا انسان کا اپنے لیے دعا کرنا۔(1)

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے نوادرالاصول میں حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا: مومنوں سے کہو جب وہ مجھ سے دعا کریں تو وہ جلدی نہ کریں اور نہ ہی مجھے بخیل جانیں۔ کیا وہ جانتے نہیں میں بخیل سے بغض رکھتا ہوں تو میں خود کیسے بخیل بنوں گا۔ اے موسیٰ! جب تو مجھ سے کسی عظیم حاجت کا سوال کرے تو میرے بارے میں بخل کا خوف نہ کر اور جب تو مجھ سے کسی چھوٹی چیز کا سوال کرے تو مجھ سے حیا نہ کر۔ تو مجھ سے نمک، دھنیا وغیرہ مانگ اور تو مجھ سے اپنی بکری کا چارا مانگ۔ اے موسیٰ! کیا تجھے علم نہیں کہ میں نے رائی کا دانہ اور اس سے چھوٹی چیز پیدا کی ہے اور میں نے کوئی چیز پیدا نہیں کی مگر لوگ اس کے محتاج ہوتے ہیں۔ جو مجھ سے کسی چیز کا سوال کرتا ہے جبکہ وہ خوب جانتا ہے کہ میں قادر ہوں۔ میں عطا کرتا ہوں اور میں روکتا ہوں، میں اس کی حاجت اس کی مغفرت کے ساتھ پوری کرتا ہوں۔ جب میں اسے عطا کروں یا روک لوں تو وہ میری حمد کرتا ہے تو میں اسے حامدین کے گھر میں سکونت عطا کرتا ہوں اور جو بندہ مجھ سے کسی چیز کا سوال نہ کرے پھر میں اسے عطا کروں تو اس پر سخت حساب ہوگا۔(2)

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں اللہ تعالیٰ سے اپنی ضروریات کا سوال اپنی نماز میں کرتا ہوں یہاں تک کہ میں اپنے گھر والوں کے لیے نمک بھی اسی اسے مانگتا ہوں۔(3)

امام احمد رحمہ اللہ نے زہد میں حضرت ثابت بنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے ستر سال عبادت کی وہ یہ دعا کیا کرتا تھا اے اللہ! میرے عمل کی مجھے جزا دینا کہ میں جنت میں داخل ہو جاؤں۔ وہ اسی حال میں ستر سال تک رہا۔ جب وہ فوت ہوا تو اسے کہا گیا تو نے اپنا عمل پورا کیا تو دنیا میں اس کے ہاں کون سا عمل زیادہ قابل اعتماد تھا؟ تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا سے زیادہ قابل اعتماد کوئی عمل نہ تھا۔ وہ اپنی دعا میں کہنے لگا: اے میرے رب! جب میں دنیا میں تھا تو میں نے سنا تھا کہ تو لغزشوں سے درگزر فرماتا ہے۔ آج میری لغزش کو معاف فرما دے۔ تو اسے جنت میں چھوڑ دیا جائے گا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اے حواریوں کی جماعت! نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ حواری عبادت کی حالت میں باہر نکلے۔ پیٹ پشت سے لگے ہوئے تھے۔ آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئی تھیں، رنگ زرد پڑ گئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام انہیں ایک کھلی جگہ لے گئے۔ ایک جڑ کے پاس کھڑے ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی۔ پھر ان پر اللہ تعالیٰ کی آیات اور حکم تلاوت کرنے لگے۔ فرمایا اے حواریو! جو میں تمہیں بات کہوں اسے سنو۔ میں اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتاب انجیل میں کچھ چیزیں پاتا ہوں

1۔ الادب المفرد، جلد 2، صفحہ 182 (718)، مطبعۃ المدنی القاہرہ 2۔ نوادرالاصول، صفحہ 163، دار صادر بیروت 3۔ ایضاً، صفحہ 164

ان پر عمل کرو۔ انہوں نے عرض کی اے روح اللہ! وہ کیا ہیں؟ فرمایا اللہ تعالیٰ نے تین چیزوں کے لیے رات کو پیدا کیا ہے اور دن کو سات چیزوں کے لیے پیدا کیا ہے جس کے دن اور رات گزر گئے جبکہ اس نے ان کاموں میں سے کوئی بھی نہ کیا تھا تو قیامت کے روز دن اور رات اس سے جھگڑا کریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے رات کو اس لیے پیدا کیا تا کہ اس میں ست رگوں کو سکون پہنچے جنہیں تو نے اپنے دن میں تھکا دیا تھا اور اپنے اس گناہ پر بخشش طلب کرے جسے تو نے دن کے وقت کیا۔ پھر دوبارہ اسے نہ کرے اور اس میں تو صبر کرنے والوں کی عبادت کرے اس کی ایک تہائی تو میں سوئے، ایک تہائی میں تو عبادت کرے اور ایک تہائی میں اپنے رب کے حضور آہ وزاری کرے یہ ہیں وہ کام جن کے لیے اللہ تعالیٰ نے رات کو پیدا کیا۔ اور دن کو پیدا کیا کہ تو اس میں فرض نمازوں کو ادا کرے جن کے بارے میں تجھ سے سوال کیا جائے گا۔ اس کے بارے میں تجھ سے محاسبہ ہوگا۔ اپنے والدین کے ساتھ نیکی کرے، زمین میں کوشش کرے تا کہ اپنے دن کی روزی حاصل کرے، اس میں اللہ تعالیٰ کے دوست کو ملے جس طرح اللہ تعالیٰ تم پر اپنی رحمت فرماتا ہے، تم اس میں جنازہ کے ساتھ چلو تا کہ جب واپس آؤ تو تم بخشے جا چکے ہو۔ تم نیکی کا حکم دو اور برائی سے روکو۔ یہ ایمان کی چوٹی اور دین کا سہارا ہے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو۔ ایک دوسرے پر رحم کرو۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام اپنے قبہ میں ہیں۔ جس پر دن اور رات گزر جائے جبکہ اس نے یہ کام نہ کیے ہوں تو قیامت کے روز رات اور دن اس سے جھگڑا کریں گے جبکہ وہ ملیک مقتدر (اللہ) کے پاس ہوگا۔

هُوَ الْحَيُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶۵﴾

"وہی ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے۔ کوئی عبادت کے لائق نہیں بجز اس کے، پس اس کی عبادت کرو اپنے دین کو اس کے لیے خالص کرتے ہوئے۔ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے۔"

امام ابن جریر، ابن منذر، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہے وہ اس کے پیچھے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ بھی کہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی مطلب ہے۔ (1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اس بات کو پسند کرتے تھے کہ جب کوئی لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہے تو اس کے بعد اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ بھی کہے۔ پھر اس آیت کریمہ کی تلاوت کرتے تھے۔

قُلْ اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَمَّا جَآءَنِيَ الْبَيِّنٰتُ مِنْ رَّبِّيْ ٞ وَاُمِرْتُ اَنْ اُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶۶﴾

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 24، صفحہ 94، داراحیاء التراث العربی بیروت

" آپ فرما دیجئے کہ مجھے منع کر دیا گیا ہے کہ میں عبادت کروں ان کی جن کو تم پکارتے ہو اللہ کے سوا (میں ان کی عبادت کیسے کر سکتا ہوں) جب آ گئیں ہیں میرے پاس دلیلیں اپنے رب کی طرف سے اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سر تسلیم خم کروں رب العالمین کے سامنے۔"

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ ولید بن مغیرہ، شیبہ بن ربیع نے کہا اے محمد! جو کچھ تم کہتے ہو اس سے رجوع کرے، تم پر اپنے آباؤ اجداد کے دین کی پیروی لازم ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ یُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْۤا اَشُدَّكُمْ ثُمَّ لِتَكُوْنُوْا شُیُوْخًا ۚ وَ مِنْكُمْ مَّنْ یُّتَوَفّٰى مِنْ قَبْلُ وَ لِتَبْلُغُوْۤا اَجَلًا مُّسَمًّى وَّ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿٦٧﴾ هُوَ الَّذِیْ یُحْیٖ وَ یُمِیْتُ ۚ فَاِذَا قَضٰۤى اَمْرًا فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ ﴿٦٨﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ یُجَادِلُوْنَ فِیْۤ اٰیٰتِ اللّٰهِ ؕ اَنّٰى یُصْرَفُوْنَ ﴿٦٩﴾ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِالْكِتٰبِ وَ بِمَاۤ اَرْسَلْنَا بِهٖ رُسُلَنَا ۫ۛ فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ ﴿٧٠﴾

" اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے پیدا کیا تمہیں مٹی سے پھر نطفہ سے، پھر گوشت کے لوتھڑے سے۔ پھر نکالا تمہیں (شکمِ مادر سے) بچہ بنا کر پھر (پرورش کی تمہاری) تا کہ تم پہنچو اپنی جوانی کو پھر (تمہیں زندہ رکھا) تا کہ تم بوڑھے ہو جاؤ۔ اور بعض تم میں سے فوت ہو جاتے ہیں پہلے ہی اور (یہ سارا نظام اس لیے ہے) کہ تم پہنچ جاؤ مقررہ میعاد تک اور تا کہ تم (اپنے رب کی عظمتوں کو) سمجھنے لگ جاؤ۔ وہی ہے جو جلاتا ہے اور مارتا ہے۔ پس جب کسی کام کا فیصلہ کرتا ہے تو صرف اتنا فرماتا ہے اسے کہ ہو جا تو وہ کام ہو جاتا ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے ان (نادانوں) کی طرف جو جھگڑا کرتے ہیں اللہ کی آیات میں۔ یہ کہاں بھٹک رہے ہیں۔ جن لوگوں نے جھٹلایا اس کتاب کو اور اس چیز کو بھی جو دے کر ہم نے اپنے رسولوں کو بھیجا تھا۔ انہیں (اپنی تکذیب کا انجام) معلوم ہو جائے گا۔"

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: سات سال کی عمر میں بچے کے دودھ والے دانت ٹوٹتے ہیں، چودہ سال کی عمر میں وہ بالغ ہوتا ہے، اس کا قد اکیس سال میں مکمل ہو جاتا ہے، اس کی عقل اٹھائیس (28) سال کی عمر میں مکمل ہوتی ہے، وہ اپنی عقل کی پختگی کو تینتیس (33) سال کی عمر میں پہنچتا ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت جریر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: وَ مِنْكُمْ مَّنْ یُّتَوَفّٰى مِنْ قَبْلُ یعنی بوڑھا ہونے سے پہلے فوت ہو جائے۔ اَجَلًا مُّسَمًّى سے مراد بوڑھا اور جوان ہے۔ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ تا کہ تم اپنے رب کے بارے میں جان لو کہ وہی تمہیں زندہ کرتا ہے جس طرح اس نے تمہیں زندہ کیا۔ یہ اہل مکہ کے لیے ہے جو دوبارہ زندہ کرنے کو جھٹلاتے تھے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ سے اَنّٰى يُصْرَفُوْنَ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ کیسے جھٹلاتے ہیں جبکہ وہ سمجھ بوجھ رکھتے ہیں۔

اِذِ الْاَغْلٰلُ فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ وَ السَّلٰسِلُ ؕ يُسْحَبُوْنَ ﴿۷۱﴾ فِي الْحَمِيْمِ ۙ ثُمَّ فِي النَّارِ يُسْجَرُوْنَ ﴿۷۲﴾ ثُمَّ قِيْلَ لَهُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ﴿۷۳﴾ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا بَلْ لَّمْ نَكُنْ نَّدْعُوْا مِنْ قَبْلُ شَيْـًٔا ؕ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۷۴﴾ ذٰلِكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَفْرَحُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَ بِمَا كُنْتُمْ تَمْرَحُوْنَ ﴿۷۵﴾ اُدْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿۷۶﴾ فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ۚ فَاِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ ﴿۷۷﴾

''جب طوق ان کی گردنوں میں ہوں گے اور زنجیریں۔ انہیں گھسیٹ کر لے جایا جائے گا کھولتے ہوئے پانی میں پھر دوزخ کی آگ میں جھونک دیے جائیں گے۔ پھر پوچھا جائے گا ان سے کہاں ہیں وہ جنہیں تم شریک ٹھہراتے تھے اللہ کے سوا (بصد یاس) کہیں گے وہ تو گم ہو گئے ہم سے بلکہ ہم تو کسی چیز کو پوجتے ہی نہ تھے اس سے پہلے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ گمراہ کرتا ہے کافروں کو۔ یہ (سزا اور رسوائی) بدلہ ہے اس کا کہ تم خوشیاں منایا کرتے تھے زمین میں (اپنے عارضی اقتدار پر) ناحق اور بدلہ ہے اس کا جو تم (اپنے فانی اموال و املاک پر) اترایا کرتے تھے۔ اب داخل ہو جاؤ جہنم کے دروازوں میں تم وہاں ہمیشہ رہنے والے ہو۔ پس یہ بہت برا ٹھکانہ ہے تکبر و غرور کرنے والوں کا۔ (اے حبیب!) آپ (ان کی نازیبا حرکتوں پر) صبر فرمایئے بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ سو ہم خواہ آپ کو دکھائیں اس عذاب کا کچھ حصہ جس کا ان سے ہم نے وعدہ کیا ہے یا (اس سے پہلے ہی) آپ کو دنیا سے اٹھالیں (یہ بچ نہیں سکتے) آخرکار ہماری طرف ہی لوٹائے جائیں گے۔''

امام احمد، امام ترمذی جبکہ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث والنشور میں حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اِذِ الْاَغْلٰلُ فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ وَ السَّلٰسِلُ ؕ يُسْحَبُوْنَ کی تلاوت کی۔ فرمایا اگر اتنا سکہ، اور لکڑی کے پیالے کی طرف اشارہ کیا، آسمان سے زمین کی طرف پھینکا جائے جبکہ یہ پانچ سو سال کی مسافت پر ہو تو وہ زمین پر رات سے پہلے پہنچ جائے گا۔ اگر زنجیر کا سرا لٹکایا جائے تو وہ چالیس سال نیچے آتی رہے ابھی وہ زمین کی گہرائی تک نہیں پہنچے گی۔ (1)

1۔ سنن ترمذی، باب ماجاء فی صفۃ طعام اہل النار، جلد 2، صفحہ 83، وزارت تعلیم اسلام آباد

امام ابن ابی حاتم، طبرانی نے الاوسط میں اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت یعلی بن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وہ رسول اللہ ﷺ کی طرف اس حدیث کو منسوب کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جہنمیوں کے لیے سیاہ بادل پیدا فرمائے گا۔ اس بادل اور جہنمیوں سے پوچھا جائے گا تم کیا طلب کرتے ہو؟ وہ دنیا کے بادلوں کا ذکر کریں گے۔ وہ کہیں گے اے ہمارے رب! پانی، وہ بادل ان پر طوقوں کی بارش کرے گا جو ان کی گردنوں میں زائد کر دیے جائیں گے۔ زنجیریں جو ان کی زنجیروں میں اضافہ کر دیں گی اور انگارے جو ان پر مزید بھڑکیں گے۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ وہ وَ السَّلٰسِلُ ؕ یُسْحَبُوْنَ ﴿۷۱﴾ فِی الْحَمِیْمِ پڑھتے۔

ابن ابی شیبہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے: وہ رمضان شریف میں نماز پڑھتے اور اس آیت کو بار بار پڑھتے فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ ﴿۷۰﴾ اِذِ الْاَغْلٰلُ فِیْۤ اَعْنَاقِهِمْ وَ السَّلٰسِلُ ؕ یُسْحَبُوْنَ ﴿۷۱﴾ فِی الْحَمِیْمِ ۙ۬ ثُمَّ فِی النَّارِ یُسْجَرُوْنَ۔

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے صفۃ النار میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یُسْحَبُوْنَ ﴿۷۱﴾ فِی الْحَمِیْمِ کا یہ ترجمہ نقل کیا ہے کہ ان پر جو چیز ہوگی اتار دے گی چمڑا، گوشت اور رگیں یہاں تک کہ وہ اس کی ایڑی میں چلا جائے گا۔ یہاں تک کہ اس کے گوشت کی لمبائی کی مقدار ساٹھ ہاتھ ہوگی۔ پھر اسے ایک اور جلد پہنا دی جائے گی۔ پھر اسے آگ میں جلایا جائے گا تو ان پر چمڑا، گوشت اور رگوں میں سے جو چیز ہوگی اس کو الگ کر دیا جائے گا۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یُسْجَرُوْنَ کا معنی ہے ان پر آگ جلائی جائے گی تَمْرَحُوْنَ یعنی تم تکبر کرتے تھے اور اکڑتے تھے۔(2)

وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَیْكَ وَ مِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَیْكَ ؕ وَ مَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ یَّاْتِیَ بِاٰیَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ فَاِذَا جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ قُضِیَ بِالْحَقِّ وَ خَسِرَ هُنَالِكَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۷۸﴾

"اور ہم نے بھیجے تھے پیغمبر آپ سے پہلے بھی، ان میں سے بعض کا ذکر ہم نے آپ سے کر دیا اور ان میں سے بعض کا ذکر (قرآن کریم میں) آپ سے نہیں کیا۔ اور کسی رسول کی مجال نہ تھی کہ وہ لے کر آتا کوئی نشانی اللہ کی اجازت کے بغیر۔ پس جب آئے گا اللہ کا حکم (تو) فیصلہ کر دیا جائے گا حق (و انصاف) کے ساتھ اور باطل پرست وہاں (سراسر) گھاٹے میں رہیں گے۔"

امام طبرانی نے الاوسط میں اور ابن مردویہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ

1۔ مجمع الزوائد، کتاب صفۃ اہل النار، جلد 10، صفحہ 715، دار الفکر بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 24، صفحہ 99-98، دار احیاء التراث العربی

نے حبشی بندے کو نبی بنا کر مبعوث کیا۔ وہ ان انبیاء میں سے ہے جس کا ذکر نبی کریم ﷺ سے نہیں ہوا۔ (1)

اَللّٰهُ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَنْعَامَ لِتَرْكَبُوْا مِنْهَا وَ مِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۷۹﴾ وَ لَكُمْ فِیْهَا مَنَافِعُ وَ لِتَبْلُغُوْا عَلَیْهَا حَاجَةً فِیْ صُدُوْرِكُمْ وَ عَلَیْهَا وَ عَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ﴿۸۰﴾ وَ یُرِیْكُمْ اٰیٰتِهٖ ﳓ فَاَیَّ اٰیٰتِ اللّٰهِ تُنْكِرُوْنَ ﴿۸۱﴾ اَفَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَیَنْظُرُوْا كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَانُوْۤا اَكْثَرَ مِنْهُمْ وَ اَشَدَّ قُوَّةً وَّ اٰثَارًا فِی الْاَرْضِ فَمَاۤ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ﴿۸۲﴾ فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ فَرِحُوْا بِمَا عِنْدَهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ وَ حَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۸۳﴾ فَلَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ وَ كَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهٖ مُشْرِكِیْنَ ﴿۸۴﴾ فَلَمْ یَكُ یَنْفَعُهُمْ اِیْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا ؕ سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِیْ قَدْ خَلَتْ فِیْ عِبَادِهٖ ۚ وَ خَسِرَ هُنَالِكَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۵﴾

”اللہ پاک وہ ہے جس نے بنائے تمہارے لیے مویشی تا کہ ان میں سے کسی پر سواری کرو اور کسی کا (گوشت) کھاؤ اور تمہارے لئے ان میں طرح طرح کے فائدے ہیں اور ان میں سے ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ ان پر سوار ہو کر اس منزل تک پہنچو جو تمہارے سینوں میں ہے اور ان مویشیوں پر اور کشتیوں پر تم لدے پھرتے ہو۔ اور وہ دکھاتا ہے تمہیں اپنی نشانیاں۔ پس اللہ تعالیٰ کی کن کن آیتوں کا تم انکار کرو گے۔ کیا ان منکروں نے کبھی سیر و سیاحت نہیں کی زمین میں تا کہ انہیں نظر آ جاتا کہ کیا انجام ہوا ان (منکروں) کا جو ان سے پہلے گزرے، وہ لوگ ان سے تعداد میں زیادہ تھے اور قوت میں زبردست تھے اور زمین میں اپنی نشانیوں کے لحاظ سے (کہیں ہنر مند تھے) پس یہ بتائیں کہ کیا فائدہ پہنچایا انہیں اس دولت نے جو وہ کماتے تھے۔ پس جب آئے ان کے پاس ان کے رسول روشن دلیلیں لے کر تو انہوں نے کفر کیا اور نازاں رہے اس علم پر جو ان کے پاس تھا اور (آخرکار) گھیر لیا انہیں جس کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے۔ پھر جب انہوں نے دیکھ لیا ہمارا عذاب تو کہنے لگے ہم ایمان لائے ہیں ایک اللہ پر اور ہم ان معبودوں کا انکار کرتے ہیں جن کو ہم اس کا شریک ٹھہرایا کرتے تھے۔ پس کوئی فائدہ نہ

1۔ مجمع الزوائد، تفسیر سورۂ غافر، جلد 7، صفحہ 227 (11321)، دارالفکر بیروت

دیا انہیں ان کے ایمان نے جب دیکھ لیا انہوں نے ہمارا عذاب۔ یہی دستور ہے اللہ تعالیٰ کا جو (قدیم سے) اس کے بندوں میں جاری ہے اور سراسر خسارے میں رہے اس وقت حق کا انکار کرنے والے۔ ''

امام عبد بن حمید اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَلِتَبْلُغُوْا عَلَيْهَا حَاجَةً فِيْ صُدُوْرِكُمْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے: تمہارے سفر تمہاری ضرورت کے لیے ہوں۔ وَّاٰثَارًا فِي الْاَرْضِ سے مراد ہے پیدل چلنا۔ فَرِحُوْا بِمَا عِنْدَهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ کے بارے میں کہا وہ کہتے تھے ہم ان سے زیادہ علم رکھتے ہیں اور ہمیں عذاب نہیں دیا جائے گا۔ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ کے بارے میں کہا ان کے رسول ان کے پاس جو حق لائے۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَلِتَبْلُغُوْا عَلَيْهَا حَاجَةً فِيْ صُدُوْرِكُمْ یعنی ایک شہر سے دوسرے شہر، اور اللہ تعالیٰ کے فرمان سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ فِيْ عِبَادِهٖ۔ ان کا طریقہ یہ تھا کہ جب وہ ہمارے عذاب کو دیکھتے تو وہ ایمان لے آتے تو انہیں ان کا ایمان اس وقت نفع نہ دیتا۔ (1)

تمت بالخیر

بروز جمعہ 22 اگست 2003ء

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 148 (2690)، دار الکتب العلمیہ بیروت

آیاتہا ۵۴ ｜ سُوْرَۃُ حٰمٓ السَّجْدَۃِ مَکِّیَّۃٌ ۴۱ ｜ رکوعاتہا ۶

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

"اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے"۔

حٰمٓ ﴿۱﴾ تَنۡزِیۡلٌ مِّنَ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ﴿۲﴾ کِتٰبٌ فُصِّلَتۡ اٰیٰتُہٗ قُرۡاٰنًا عَرَبِیًّا لِّقَوۡمٍ یَّعۡلَمُوۡنَ ﴿۳﴾ بَشِیۡرًا وَّ نَذِیۡرًا ۚ فَاَعۡرَضَ اَکۡثَرُہُمۡ فَہُمۡ لَا یَسۡمَعُوۡنَ ﴿۴﴾

"حا۔میم۔اتارا گیا ہے (یہ قرآن) رحمٰن ورحیم (خدا) کی طرف سے۔یہ ایسی کتاب ہے جس کی آیتیں تفصیل سے بیان کردی گئی ہیں۔یہ قرآن عربی (زبان) میں ہے۔یہ ان لوگوں کے لیے ہے جو علم (وفہم) رکھتے ہیں۔یہ مژدہ سنانے والا اور (بروقت) خبردار کرنے والا ہے۔بایں ہمہ منہ پھیرلیا ان میں سے اکثر نے۔پس وہ اسے قبول نہیں کرتے۔"

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ حٰم سجدہ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابویعلی، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ، ابونعیم اور بیہقی دونوں نے دلائل میں اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک روز قریش جمع ہوئے اور کہا دیکھو تم میں کون جادو، کہانت اور شعر کا عالم ہے؟ وہ اس آدمی کے پاس جائے جس نے ہماری جمعیت کو پارہ پارہ کر دیا ہے، ہماری قوت کو کمزور کر دیا اور ہمارے دین میں عیب لگایا ہے۔وہ جاکر اس سے گفتگو کرے اور دیکھے کہ وہ اسے کیا جواب دیتا ہے؟ انہوں نے کہا ہم عتبہ بن ربیعہ سے بڑھ کر کسی کو ایسا نہیں دیکھتے۔انہوں نے کہا اے ابوالولید! تو اس کے پاس جا۔وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا اے محمد! کیا تو بہتر ہے یا عبداللہ، تو بہتر ہے یا عبدالمطلب۔رسول اللہ ﷺ خاموش رہے پھر اس نے کہا اگر تو یہ گمان کرتا ہے کہ وہ تجھ سے بہتر ہیں تو جن معبودوں کے تم عیب نکالتے ہو ان کی انہوں نے عبادت کی ہے(1) اگر تو یہ خیال کرتا ہے کہ تو ان سے بہتر ہے تو گفتگو کر دیہاں تک کہ ہم آپ کی باتیں سنیں۔خبردار! اللہ کی قسم! ہم نے کبھی چکور بچہ نہیں دیکھا جو تجھ سے بڑھ کر اپنی قوم کے لیے منحوس ہو۔تو نے ہماری جمعیت کو بکھیر دیا ہماری قوت کو منتشر کر دیا، ہمارے دین میں عیب لگایا اور عربوں میں ہمیں ذلیل ورسوا کر دیا یہاں تک کہ ان میں یہ بات پھیل گئی ہے کہ قریشیوں

1۔حضرت مفسر نے اس قسم کی جو روایات تفسیر میں نقل کی ہیں ان پر انتہائی تعجب ہوتا ہے کیونکہ علامہ عبدالعزیز اپنی تصنیف لطیف نبراس شرح شرح عقائد نسفی میں رقم طراز ہیں کہ علامہ جلال الدین سیوطی نے چھ رسائل لکھے جن پر سرور دو عالم ﷺ کے آباء یعنی حضرت آدم علیہ السلام تک کے ایمان کو ثابت کیا اور متاخرین محققین نے آپ کی اتباع کی۔(مترجم)

میں ایک جادوگر ہے اور قریش میں ایک کاہن ہے۔ اللہ کی قسم! ہم حاملہ کی چیخ جیسی چیخ کا انتظار کر رہے ہیں کہ ہم سے بعض بعض کے لیے تلوار لے کر کھڑے ہو جائیں۔

اے انسان! اگر تجھے کوئی حاجت ہے تو ہم آپ کے لیے مال جمع کرتے ہیں یہاں تک کہ تو تنہا قریش کا سب سے غنی آدمی بن جائے گا۔ اگر تیری عورتوں کے لیے خواہش بڑھ گئی ہے تو قریش کی جو عورت کو چاہتا ہے اسے پسند کر لے۔ ہم تیری اس سے شادی کر دیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو گفتگو سے فارغ ہو گیا ہے۔ اس نے کہا ہاں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ حٰمٓ ۚ تَنۡزِیۡلٌ مِّنَ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ..... مِّثۡلَ صٰعِقَۃِ عَادٍ وَّ ثَمُوۡدَ تو عتبہ نے کہا بس کافی ہے۔ تیرے پاس اس کے سوا کچھ نہیں؟ فرمایا نہیں۔ عتبہ قریش کی طرف واپس لوٹا۔ انہوں نے پوچھا کیا چھوڑ آئے ہو؟ اس نے کہا میں کوئی ایسی چیز نہیں چھوڑ آیا۔ میرا خیال ہے جس کے بارے میں تم باتیں کرتے ہو مگر ایک ہی بات۔ قریش نے پوچھا کیا اس نے تیری بات مان لی۔ اس نے کہا قسم ہے اس کی جس نے فطرت بنائی! اس نے جو کچھ کہا ہے میں اس کے سوا کچھ بھی نہیں سمجھ سکا۔ اس نے کہا اَنۡذَرۡتُکُمۡ صٰعِقَۃً مِّثۡلَ صٰعِقَۃِ عَادٍ وَّ ثَمُوۡدَ انہوں نے کہا تجھ پر وہ تجھ سے عربی میں گفتگو کر رہا تھا اور تو یہ بھی نہ سمجھ سکا کہ اس نے کیا کہا؟ اس نے کہا کچھ بھی نہیں۔ اللہ کی قسم! جو کچھ اس نے ذکر کیا میں صاعقہ کے ذکر کے سوا کچھ بھی نہ سمجھ سکا۔ (1)

امام ابن اسحاق، ابن منذر، بیہقی نے دلائل میں اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ بات بتائی گئی جبکہ وہ قریش میں سے حلم کے اعتبار سے سب سے قوی تھے۔ ایک دن اس نے کہا جبکہ وہ قریش کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا جبکہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تنہا بیٹھے ہوئے تھے۔ اے قریش! کیا میں اس کے پاس نہ جاؤں اس سے بات کروں۔ میں اس پر چند امور پیش کروں۔ ممکن ہے وہ ان میں سے بعض کو قبول کر لے اور ہم سے رک جائے؟ انہوں نے کہا اے ابوالولید! ٹھیک ہے عتبہ اٹھا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھ گیا پھر اس حدیث کو ذکر کیا جس میں ان ان باتوں کا ذکر کیا ہے جو عتبہ نے کیں اور جو آپ کو مال، بادشاہت اور دوسری چیزوں کی پیش کش کی یہاں تک کہ جب عتبہ فارغ ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابوالولید! کیا تو فارغ ہو گیا ہے؟ فرمایا ہاں۔ فرمایا میری بات سنو۔ اس نے کہا میں سنتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ حٰمٓ ۚ تَنۡزِیۡلٌ مِّنَ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۚ کِتٰبٌ فُصِّلَتۡ اٰیٰتُہٗ قُرۡاٰنًا عَرَبِیًّا لِّقَوۡمٍ یَّعۡلَمُوۡنَ۔ جب عتبہ نے ان آیات کو سنا تو خاموش ہو گیا۔ اپنے ہاتھ اپنی پشت پر رکھ لیے تاکہ ان دونوں پر ٹیک لگائے۔ وہ سنتا رہا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ آیت سجدہ تک پہنچے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس موقع پر سجدہ کیا۔ پھر فرمایا اے ابوالولید! کیا تو نے سنا؟ فرمایا میں نے سنا۔ فرمایا تو جانے۔ اور وہ عتبہ اٹھ کر اپنے ساتھیوں کے پاس گیا۔ انہوں نے ایک دوسرے سے کہا ہم اللہ کی قسم اٹھاتے ہیں۔ ابوالولید جس چہرے کے ساتھ گیا تھا

1۔ مسند ابویعلی، جلد 2، صفحہ 203 (1812)، دارالکتب العلمیہ بیروت

اس سے مختلف چہرے کے ساتھ واپس آیا ہے۔ جب عتبہ ان کے پاس بیٹھ گیا تو انہوں نے کہا اے ابوالولید! کیا چھوڑ آئے ہو؟ اس نے کہا اللہ کی قسم! میں نے وہ بات سنی ہے جیسی بات میں نے پہلے نہیں سنی تھی۔ اللہ کی قسم! نہ وہ شعر ہے نہ جادو ہے اور نہ ہی کہانت ہے۔ اللہ کی قسم! میں نے جو بات اس سے سنی ہے اس کی بڑی شان ہے۔(1)

امام ابونعیم اور بیہقی رحمہما اللہ دونوں نے دلائل میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب نبی کریم ﷺ نے عتبہ پر ان آیات کو پڑھا تو وہ اپنے ساتھیوں کے پاس گیا اور کہا اے میری قوم! آج میری اطاعت کرو اور اس کے بعد میری نافرمانی نہ کرنا۔ اللہ کی قسم! میں نے اس آدمی سے ایسی گفتگو سنی ہے جیسی گفتگو میں نے کسی سے بھی نہیں سنی اور میں نہیں جانتا تھا کہ میں اسے کیا جواب دوں۔(2)

بیہقی نے دلائل میں حضرت ابن شہاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت مصعب بن عمیر کو بھیجا۔ وہ بنی غنم میں حضرت اسعد بن زرارہ کے پاس ٹھہرے۔ وہ لوگوں کو دعوت دینے لگے۔ سعد بن معاذ آئے اور انہیں دھمکایا۔ حضرت اسعد بن زراہ نے سعد سے کہا اس کی بات سنو۔ اگر تو اس میں کوئی برائی دیکھے تو اسے رد کر دینا۔ اگر تو اس سے حق سنے تو اس کی بات کو قبول کرنا۔ سعد نے پوچھا تو کیا کہتا ہے؟ حضرت مصعب نے انہیں ابتدائی آیات کی تلاوت کی۔ حضرت سعد بن معاذ نے کہا میں نہیں سنتا مگر جسے میں پہچانتا ہوں۔ وہ واپس لوٹے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں ہدایت دے دی تھی۔

امام بیہقی نے دلائل میں اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت نقل کی ہے: ابوجہل نے کہا جبکہ قریش کے سردار بیٹھے ہوئے تھے۔ محمد ﷺ کا معاملہ ہمارے لیے بکھر چکا ہے۔ اگر تم کسی ایسے آدمی کو تلاش کرو جو جادو، کہانت اور شعر کو جانتا ہو۔ عتبہ نے کہا میں ان چیزوں کا علم رکھتا ہوں۔ اگر بات ایسی ہوئی تو مجھ پر امر مخفی نہیں رہے گا۔ عتبہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عرض کی اے محمد! تو بہتر ہے یا ہاشم، تو بہتر ہے یا عبد المطلب۔ تو آپ نے کوئی جواب نہ دیا۔ عتبہ نے کہا آپ کس وجہ سے ہمارے بتوں کو برا بھلا کہتے ہیں اور ہمارے آباء واجداد کو گمراہ قرار دیتے ہیں؟ اگر تمہاری خواہش حکومت ہو تو ہم تیرے لیے اپنے جھنڈے باندھ لیتے ہیں۔ جب تک تو زندہ رہے گا ہمارا سردار ہوگا۔ اگر تجھے کسی عورت کی خواہش ہو تو تم قریش کی جن عورتوں سے شادی کرنا چاہتے ہو۔ ہم دس عورتوں سے تیری شادی کر دیتے ہیں۔ اگر تمہیں مال کی خواہش ہو تو ہم اپنے اموال میں سے تمہارے لیے مال جمع کر دیتے ہیں جس سے آپ اور آپ کے بعد والے بھی مستغنی ہو جائیں گے۔ جبکہ رسول اللہ ﷺ خاموش بیٹھے تھے۔ کوئی گفتگو نہیں کر رہے تھے۔ جب وہ فارغ ہوا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ حٰمٓ ۚ تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ .... وَّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّ ثَمُوْدَ عتبہ نے آپ کو روک دیا اور رشتہ داری کا واسطہ دیا کہ آپ ہمیں کچھ نہ کہیں وہ گھر نہ گیا اور قریش کے پاس جانے سے بھی رک گیا۔ ابوجہل نے کہا اے جماعت قریش! ہم عتبہ کو نہیں دیکھتے مگر یہ کہ اس نے محمد (ﷺ) کا دین قبول کر لیا ہے۔ اس کے کھانے نے اسے خوش کر دیا ہے۔ یہ نہیں ہوا مگر اسے کسی ضرورت نے آلیا ہے، ہمیں اس کے پاس لے چلو۔ قریش اس کے

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب اعتراف مشرکی قریش بمانی کتاب اللہ، جلد 2، صفحہ 204، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 205

پاس آئے۔ ابوجہل نے کہا اے عتبہ! ہمارا گمان نہیں مگر یہ کہ تو محمد (ﷺ) کے دین کو اپنا چکا ہے اور اس کے معاملہ نے تجھے تعجب میں ڈال دیا ہے۔ اگر تجھے کوئی حاجت ہے تو ہم تیرے لیے اپنے اموال جمع کرتے ہیں جو تجھے محمد (ﷺ) سے غنی کر دے گا۔ وہ غصے ہو گیا اور قسم اٹھائی کہ وہ محمد (ﷺ) سے کلام نہیں کرے گا اور کہا تم جانتے ہو کہ میں تمام قریش سے زیادہ مال رکھتا ہوں لیکن میں اس کے پاس آیا اور تمام واقعہ بیان کیا۔ اس نے مجھے ایسی چیز کے ساتھ جواب دیا۔ اللہ کی قسم! نہ وہ جادو ہے نہ شعر ہے اور نہ کہانت ہے اور پڑھا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ حٰمٓ ۚ تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۚ كِتٰبٌ فُصِّلَتْ..... مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّ ثَمُوْدَ میں نے اسے روک دیا اور رشتہ داری کا واسطہ دیا۔ تم یہ بھی جانتے ہو کہ حضرت محمد ﷺ جب کوئی بات کریں تو اس میں جھوٹ نہیں بولتے اور مجھے یہ ڈر ہوا کہ تم پر کہیں عذاب نازل نہ ہو جائے۔(1)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ قریشی رسول اللہ ﷺ کے پاس جمع ہوئے جبکہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے۔ انہیں عتبہ بن ربیعہ نے کہا مجھے اجازت دو کہ میں حضرت محمد ﷺ کے پاس جاؤں اور ان سے بات چیت کروں۔ ممکن ہے تمہاری بنسبت میں اس کے ساتھ نرم رویہ اپناؤں۔ عتبہ اٹھا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بیٹھا۔ کہا اے بھتیجے! تو ہم میں سے از روئے خاندان کے بہترین ہے اور ہم سے مقام و مرتبہ میں سب سے فضیلت رکھتا ہے۔ تو نے اپنی قوم میں ایسا افتراق پیدا کر دیا ہے کہ اس سے قبل کسی نے ایسی صورتحال پیدا نہیں کی۔ اگر تو اس معاملہ سے مال حاصل کرنا چاہتا ہے تو یہ تیری قوم پر لازم ہے کہ ہم آپ کے لیے اتنا مال جمع کریں یہاں تک کہ تو سب سے زیادہ مالدار ہو جائے۔ اگر تو شرف چاہتا ہے تو ہم تجھے اپنا سردار بنا لیتے ہیں یہاں تک کہ تجھ سے بڑا کوئی سردار نہیں ہوگا اور تیری رائے کے بغیر کوئی فیصلہ نہیں کریں گے۔ اگر یہ کسی بیماری کی وجہ سے ہے جو تجھے لاحق ہو چکی ہے جس سے چھٹکارا پانے کی تجھ میں طاقت نہیں تو ہم علاج کی غرض سے اپنے خزانے صرف کر دیں گے۔ اگر تو ملک چاہتا ہے تو ہم تجھے بادشاہ بنا دیتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابوالولید! کیا تو اپنی بات سے فارغ ہو گیا ہے؟ فرمایا ہاں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے حم سجدہ کی آیت پڑھی تو سجدہ کیا جبکہ عتبہ اپنا ہاتھ اپنی پشت کے پیچھے رکھے ہوئے تھا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ قرأت سے فارغ ہو گئے۔ عتبہ اٹھا، اسے کچھ سمجھ نہیں آرہی تھی کہ کیا جواب دے یہاں تک کہ وہ اپنی قوم کی مجلس میں آیا۔ جب ان لوگوں نے اسے دیکھا کہا وہ ایسے چہرے کے ساتھ تمہارے پاس آرہا ہے جس کے ساتھ وہ تمہارے پاس سے اٹھ کر نہیں گیا تھا۔ عتبہ ان کے پاس بیٹھ گیا اور کہا اے جماعت قریش! میں نے اس سے وہ بات کہی ہے جس کا تم نے مجھے حکم دیا تھا یہاں تک کہ جب میں فارغ ہوا تو اس نے مجھ سے ایسی گفتگو کی اللہ کی قسم! میرے کانوں نے ایسی گفتگو کبھی بھی نہیں سنی تھی۔ مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہی تھی کہ میں اسے کیا جواب دوں۔ اے جماعت! آج میری اطاعت کر لو اور بعد میں میری نافرمانی کر لینا۔ اس آدمی کو چھوڑ دو اور اس سے الگ تھلگ ہو جاؤ۔ اللہ کی قسم! جس بات پر وہ ہے وہ اس کو نہیں چھوڑے گا۔ اس کے اور عربوں کے درمیان سے ہٹ جاؤ۔ اور اگر وہ عربوں پر غالب آجائے تو اس کا شرف تمہارا شرف ہوگا۔ اس کا غلبہ

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب اعتراف مشرکی قریش بمانی کتاب اللہ، جلد 2، صفحہ 202، دار الکتب العلمیہ بیروت

تمہارا غلبہ ہوگا۔ اس کی حکومت تمہاری حکومت ہوگی۔ اگر عرب اس پر غالب رہیں تو تم اپنے سوا ہی اسے کافی ہو گئے۔ لوگوں نے کہا اے ابوالولید! تو بے دین ہو گیا ہے۔

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے نوادر الاصول میں حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ میں حضرت عائشہ کی ملاقات کے لیے آیا جبکہ رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل ہو رہی تھی۔ پھر وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ فرمایا اے عائشہ! مجھے میری چادر دو۔ تو حضرت عائشہ نے آپ کو چادر پیش کی۔ پھر آپ ﷺ مسجد میں تشریف لائے تو وہاں ایک آدمی نصیحت کر رہا تھا۔ آپ بیٹھ گئے یہاں تک کہ نصیحت کرنے والے نے اپنی بات ختم کی تو آپ نے اس سورت کا آغاز کیا۔ آپ نے سجدہ کیا یہاں تک کہ آپ کا سجدہ طویل ہو گیا۔ پھر جو لوگ دو میلوں تک تھے۔ انہوں نے اس بارے میں سنا اور اس پر سجدہ کی تلاوت کی۔ حضرت عائشہ صدیقہ نے اپنے مقربین کو پیغام بھیجا کہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوں کیونکہ جب سے میں آپ کے ساتھ زندگی گزار رہی ہوں اس قسم کا واقعہ میں نے پہلے نہیں دیکھا۔ حضور ﷺ نے سجدہ سے سر اٹھایا۔ فرمایا میں نے یہ سجدہ اپنے رب کا شکر بجالانے کے لیے کیا ہے کیونکہ اس نے میری امت کے بارے میں مجھ پر احسان کیا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی امت کے بارے میں کیا عطا فرمایا ہے؟ فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ نعمت عطا کی ہے کہ اللہ تعالیٰ میری امت کے ستر ہزار آدمیوں کو حساب کے بغیر جنت میں داخل فرمائے گا۔ حضرت ابوبکر صدیق نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ آپ کی امت زیادہ اور پاکیزہ ہے، اپنے رب سے زیادہ کا مطالبہ کیجئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے ایسا کیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کے ساتھ ستر ہزار ستر ہزار عطا فرمائے۔ حضرت ابوبکر صدیق نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ اپنی امت کے لیے اضافہ طلب کیجئے۔ آپ نے ہاتھ کے اشارہ کے ساتھ فرمایا پھر اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ میں نے اسے یاد کر لیا ہے۔ (1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت خلیل بن مرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نہیں سوتے تھے یہاں تک کہ وہ سورۂ تبارک الذی اور حٰم سجدہ نہ پڑھ لیتے۔ (2)

وَ قَالُوْا قُلُوْبُنَا فِیْۤ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَاۤ اِلَیْهِ وَ فِیْۤ اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَّ مِنْۢ بَیْنِنَا وَ بَیْنِكَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ ۝

"اور ان (ہٹ دھرموں) نے کہا کہ ہمارے دل غلافوں میں (لپٹے ہوئے) ہیں اس بات سے جس کی طرف آپ ہمیں بلاتے ہیں اور ہمارے کانوں میں گرانی ہے۔ اور ہمارے درمیان اور تمہارے درمیان ایک حجاب ہے۔ تم اپنا کام کرو، ہم اپنے کام میں لگے ہوئے ہیں۔"

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت مجاہد سے وَ قَالُوْا قُلُوْبُنَا فِیْۤ اَكِنَّةٍ کا یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ جیسے تیر کے لیے ترکش۔

1۔ نوادر الاصول، صفحہ 83، دار صادر بیروت 2۔ شعب الایمان، باب فی تعظیم القرآن، جلد 2، صفحہ 486 (2479)، دار الکتب العلمیہ بیروت

حضرت ابو سہل سری بن سہل جندیسا پوری اپنی حدیث میں عبد القدوس کے واسطہ سے حضرت نافع بن ازرق سے وہ حضرت ابن عمر سے وہ حضرت عمر بن خطاب سے روایت نقل کرتے ہیں کہ قریش کے لوگ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسلام سے تمہیں کیا چیز روکتی ہے؟ اگر تم اسلام قبول کر لیتے تو عربوں کے سردار بن جاتے۔ قریش کے لوگوں نے کہا اے محمد! تم جو کچھ کہتے ہو ہم اسے سمجھتے نہیں اور نہ اسے سنتے ہیں۔ ہمارے دلوں پر غلاف چڑھے ہیں۔ ابو جہل نے ایک کپڑا لیا اور اسے اپنے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان کھینچ دیا اور کہا اے محمد! قُلُوْبُنَا فِيْٓ اَكِنَّةٍ۔

نبی کریم ﷺ نے انہیں فرمایا: میں تمہیں دو باتوں کی طرف دعوت دیتا ہوں کہ تم یہ گواہی دو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ۔ جب انہوں نے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی شہادت کو سنا تو پیٹھ پھیر کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ اور کہا اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۖ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ ۝ (ص) بعض نے بعض سے کہا اَنِ امْشُوْا وَاصْبِرُوْا عَلٰٓى اٰلِهَتِكُمْ ۖ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ يُّرَادُ ۝ مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِي الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ ۖ اِنْ هٰذَآ اِلَّا اخْتِلَاقٌ ۝ ءَاُنْزِلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ مِنْۢ بَيْنِنَا (ص:8)

حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور کہا اے محمد! اللہ تعالیٰ آپ کو سلام فرماتا ہے اور کہتا ہے کیا یہ گمان نہیں کرتا کہ ان کے دلوں پر پردے ہیں، اس لیے وہ سمجھ نہیں سکتے اور ان کے کانوں میں گرانی ہے تو وہ آپ کا قول سنتے ہی نہیں ہیں یہ کیسے نہ ہو۔ وَاِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِي الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ وَلَّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا ۝ (الاسراء:46) جس طرح وہ گمان کرتے ہیں اگر اسی طرح ہوتا تو وہ نہ بھاگتے لیکن وہ جھوٹے ہیں۔ وہ سنتے ہیں اور نفرت کی وجہ سے اس سے فائدہ نہیں اٹھاتے۔

جب اگلا دن آیا تو ان میں سے ستر آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئے۔ انہوں نے کہا اے محمد! ہم پر اسلام پیش کرو۔ جب رسول اللہ ﷺ نے ان پر اسلام پیش کیا تو سب مسلمان ہو گئے۔ نبی کریم ﷺ مسکرائے اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہا۔ فرمایا کیا تم نے کل یہ گمان نہیں کیا تھا کہ تمہارے دلوں پر غلاف ہے اور ہم تمہیں جس چیز کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ اس سے تمہارے دل پردوں میں ہیں اور تمہارے کانوں میں گرانی ہے۔ آج تم مسلمان ہو گئے ہو۔ انہوں نے کہا اللہ کی قسم! کل ہم نے جھوٹ بولا تھا۔ اگر بات اسی طرح ہوتی تو ہم کبھی بھی ہدایت نہ پاتے لیکن اللہ تعالیٰ سچا ہے جبکہ بندے جھوٹے ہیں۔ وہ غنی ہے اور ہم اس کے محتاج ہیں۔

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاسْتَقِيْمُوْٓا اِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ ۗ وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ۝

''آپ فرمائیے میں انسان ہی ہوں (بظاہر) تمہاری مانند۔ البتہ وحی کی جاتی ہے میری طرف کہ تمہارا معبود

خداوند یکتا ہی ہے۔ پس متوجہ ہو جاؤ اس کی طرف اور مغفرت طلب کرو اس سے۔ اور ہلاکت ہے مشرکوں کے لیے۔ جو زکوٰۃ نہیں دیتے اور آخرت کے منکر ہی رہتے ہیں۔ بے شک وہ لوگ جو ایمان لے آئے اور جنہوں نے نیک اعمال کئے ان کے لیے ایسا اجر ہے جو منقطع نہ ہوگا۔"

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِينَ ۝ الَّذِينَ لَا يُؤْتُونَ الزَّكٰوةَ کا یہ مفہوم ہے وہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی گواہی نہیں دیتے۔ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ یعنی ختم نہ ہوگا۔(1)

امام عبد بن حمید، حکیم ترمذی اور ابن منذر نے حضرت عکرمہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ معنی ہے وہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ نہیں کہتے۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے الَّذِينَ لَا يُؤْتُونَ الزَّكٰوةَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے زکوٰۃ اسلام کا پل ہے۔ جس نے اسے عبور کیا وہ بری ہو گیا اور نجات پا گیا۔ اور جس نے اسے عبور نہ کیا وہ ہلاک ہو گیا۔(2)

قُلْ اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِيْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِيْ يَوْمَيْنِ وَ تَجْعَلُوْنَ لَهٗۤ اَنْدَادًا ؕ ذٰلِكَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَ جَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ مِنْ فَوْقِهَا وَ بٰرَكَ فِيْهَا وَ قَدَّرَ فِيْهَاۤ اَقْوَاتَهَا فِيْۤ اَرْبَعَةِ اَيَّامٍ ؕ سَوَآءً لِّلسَّآئِلِيْنَ ۝ ثُمَّ اسْتَوٰۤى اِلَى السَّمَآءِ وَ هِيَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَ لِلْاَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا ؕ قَالَتَاۤ اَتَيْنَا طَآئِعِيْنَ ۝ فَقَضٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوَاتٍ فِيْ يَوْمَيْنِ وَ اَوْحٰى فِيْ كُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا ؕ وَ زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ ۖۗ وَ حِفْظًا ؕ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۝

"آپ (ان سے) پوچھیے کیا تم انکار کرتے ہو اس ذات کا جس نے پیدا فرمایا زمین کو دو دن میں اور ٹھہراتے ہو اس کے لئے مدمقابل۔ وہ تو رب العالمین ہے (اس کا مدمقابل کون ہو سکتا ہے)۔ اور اس نے (ہی) بنائے ہیں زمین میں گڑے ہوئے پہاڑ جو اس کے اوپر (اٹھے ہوئے) ہیں اور اس نے بڑی برکتیں رکھی ہیں اس میں اور اندازہ سے مقرر کر دی ہیں اس میں غذائیں (ہر نوع کے لیے) چار دنوں میں۔ (ان کا حصول) یکساں ہے طلب گاروں کے لیے۔ پھر اس نے توجہ فرمائی آسمان کی طرف، وہ اس وقت محض دھواں تھا پس فرمایا اسے اور زمین کو کہ آ جاؤ (تعمیل حکم اور ادائے فرائض کے لیے) خوشی سے یا مجبوراً۔ دونوں نے عرض کی ہم خوشی خوشی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 24، صفحہ 107، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 149 (2691)، دار الکتب العلمیہ بیروت

(دست بستہ) حاضر ہیں۔ پس بنا دیا انہیں سات آسمان دو دنوں میں اور وحی فرمائی ہر آسمان میں اس کے حسب حال۔ اور ہم نے مزین کر دیا آسمان دنیا کو چراغوں سے اور اسے خوب محفوظ کر دیا۔ یہ (سارا) نظام سب سے غالب، سب کچھ جاننے والے (خدا) کا ہے۔"

امام ابن جریر، نحاس نے اپنی تاریخ میں، ابوالشیخ نے العظمۃ میں، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہودی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ سے آسمان و زمین کی تخلیق کے بارے میں پوچھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے زمین کو اتوار اور پیر کے روز، پہاڑوں اور ان میں جو منافع ہیں وہ منگل کے روز پیدا کیا، بدھ کے روز درخت، پانی، شہر، آبادیاں اور کھنڈرات بنائے۔ تو یہ چار دن ہیں۔ قُلْ اَىِٕنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِیْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِیْ یَوْمَیْنِ وَ تَجْعَلُوْنَ لَهٗۤ اَنْدَادًا ؕ ذٰلِكَ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ۚ وَ جَعَلَ فِیْهَا رَوَاسِیَ مِنْ فَوْقِهَا وَ بٰرَكَ فِیْهَا وَ قَدَّرَ فِیْهَاۤ اَقْوَاتَهَا فِیْۤ اَرْبَعَةِ اَیَّامٍ ؕ سَوَآءً لِّلسَّآىِٕلِیْنَ جمعرات کے روز آسمان، جمعہ کے روز ستارے، سورج، چاند اور فرشتے بنائے جبکہ اس کی تین ساعتیں باقی تھیں۔ ان تین ساعتوں میں سے پہلے ساعت میں وہ مدتیں پیدا فرمائیں جن میں مرنے والا مرے گا۔ دوسری میں اللہ تعالیٰ نے ہر اس شے پر آفت ڈالی جس سے نفع حاصل کیا جارہا تھا اور تیسری میں حضرت آدم کو تخلیق فرمایا اور جنت میں سکونت عطا کی اور ابلیس کو حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے سجدہ کرنے کا حکم دیا اور ساعت کے آخری حصہ میں اسے جنت سے نکال دیا۔ یہودیوں نے کہا اے محمد! یہ کیا ہے؟ فرمایا پھر وہ عرش پر متمکن ہوا۔ انہوں نے کہا اگر آپ بات مکمل کرتے تو آپ درست بات کرتے۔ پھر انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے آرام کیا۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سخت غضبناک ہوئے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی: وَ لَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ مَا بَیْنَهُمَا فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ (ق: 38)(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے وَ قَدَّرَ فِیْهَاۤ اَقْوَاتَهَا کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ نہریں نکالیں، درخت لگائے، پہاڑوں کو رکھا، سمندر جاری کیے اور ایک چیز میں وہ چیزیں رکھیں جو دوسری میں نہ تھیں۔

عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے عکرمہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ہر زمین میں وہ چیز مقدر کی جو دوسری کے مناسب نہ تھی۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے اس کا یہ مفہوم نقل کیا ہے: نیشاپوری نیشاپور میں موزوں ہے اور یمنی کپڑے یمن کے موزوں ہیں۔

امام عبد الرزاق نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اَقْوَاتَهَا سے مراد ان کے رزق ہیں۔ (2)

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے سَوَآءً لِّلسَّآىِٕلِیْنَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے: جس نے سوال کیا تو وہ اسی طرح ہے جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ (3)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 24، صفحہ 109، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 149 (2692)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 150 (2695)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے العظمۃ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان دھویں سے بنائے۔ پھر زمین کی پیدائش کا آغاز اتوار اور سوموار کو کیا۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی مقصود ہے قُلْ اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِیْ خَلَقَ الْاَرْضَ۔ قَدَّرَ فِیْهَاۤ اَقْوَاتَهَا یعنی منگل اور بدھ کے روز۔ ثُمَّ اسْتَوٰۤى اِلَى السَّمَآءِ اسے بلند کیا، اسے ستاروں سے مزین کیا، سورج اور چاند کو ان دونوں کے فلک میں چلایا اور اس میں جو چیز چاہی پیدا کی۔ فرشتوں کو جمعرات اور جمعہ کو پیدا کیا۔ جنت کو جمعہ کے روز پیدا کیا اور یہودیوں کو ہفتہ کے روز پیدا کیا کیونکہ اس میں ہر شے آرام لیتی ہے۔ نصرانیوں نے اتوار کے دن کو عظیم جانا کیونکہ اس میں شے کی پیدائش کا آغاز ہوا اور مسلمانوں نے جمعہ کے دن کو عظیم خیال کیا کیونکہ اللہ تعالیٰ اس روز اپنی مخلوق سے فارغ ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے جنت میں اپنی رحمت پیدا کی، اسی دن میں حضرت آدم کو پیدا کیا۔ اسی دن میں وہ جنت سے اترے۔ اسی میں ان کی توبہ قبول ہوئی۔ اس لیے یہ دوسرے دنوں سے بڑا ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دن پیدا فرمایا تو اس کا نام احد رکھا۔ دوسرا پیدا کیا تو اس کا نام الاثنین رکھا۔ تیسرا پیدا کیا تو اس کا نام ثلثاء رکھا۔ چوتھا پیدا کیا تو اس کا نام اربعاء رکھا۔ پانچواں پیدا کیا تو اس کا نام خمیس رکھا۔ زمین کو اتوار اور پیر کے روز، پہاڑوں کو منگل کے روز پیدا کیا۔ اسی وجہ سے لوگ کہتے ہیں کہ یہ دن ثقیل ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے نہروں، درختوں اور بستیوں کی جگہوں کو بدھ کے روز پیدا کیا، پرندے، وحشی جانور، درندے اور کیڑے مکوڑے جمعرات کے روز پیدا کیے اور انسان کو جمعہ کے روز پیدا کیا اور ہفتہ کے روز اس سے فارغ ہوا۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تخلیق کا آغاز فرمایا: زمین کو اتوار اور سوموار کے دن، رزق اور پہاڑ منگل اور بدھ کے دن پیدا کیے۔ آسمانوں کو جمعرات اور جمعہ کے روز عصر تک پیدا کیا۔ حضرت آدم علیہ السلام کو اس گھڑی پیدا کیا جس میں بندہ اگر اپنے رب کے حضور التجاء کرے تو وہ ضرور قبول ہوتی ہے۔ وہ عصر کے وقت سے لے کر سورج غروب ہونے تک کا وقت ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہودیوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا اتوار کا دن کیسا ہے؟ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس میں زمین کو پیدا کیا۔ انہوں نے پوچھا بدھ کا دن کیسا ہے؟ فرمایا اس میں روزیاں پیدا کیں۔ پوچھا جمعرات؟ فرمایا اس میں اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو پیدا فرمایا۔ پوچھا جمعہ کا دن؟ فرمایا اس کی دو ساعتوں میں فرشتے، دو ساعتوں میں جنت اور دوزخ، دو ساعتوں میں سورج، چاند اور ستارے، دو ساعتوں میں رات اور دن پیدا کیے۔ پوچھا کیا آپ آرام کا ذکر نہیں کریں گے۔ فرمایا سُبْحَانَ اللّٰہِ۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا وَ لَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ مَا بَیْنَهُمَا فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ (ق:38)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ ایک اور سند سے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ چھ دنوں میں اپنی مخلوق سے فارغ ہوا۔ پہلا دن اتوار کا۔ دوسرا سوموار، تیسرا منگل، چوتھا بدھ، پانچواں جمعرات اور چھٹا جمعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اتوار کے دن آسمان، پیر کے دن سورج اور چاند، منگل کے

دن سمندر اور زمین کے جانور پیدا کیے۔ نہروں کو جاری کیا اور روزیاں مقدر کیں۔ درختوں کو بدھ کے روز پیدا کیا۔ جمعرات کو جنت اور دوزخ کو پیدا کیا اور حضرت آدم علیہ السلام کو جمعہ کے روز پیدا کیا۔ پھر ہفتہ کے روز امر کی طرف توجہ فرمائی۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہودی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے کہا اے محمد! ﷺ اللہ تعالیٰ نے ان چھ دنوں میں جو مخلوق پیدا فرمائی ہے اس بارے میں بتایئے؟ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اتوار اور پیر کے دن زمین کو پیدا فرمایا۔ منگل کو پہاڑ پیدا فرمائے۔ شہر، روزیاں، دریا، آبادیاں، کھنڈر بدھ کو پیدا فرمائے۔ آسمان اور فرشتے جمعرات کو پیدا فرمائے جبکہ جمعہ کی تین گھڑیاں باقی تھیں۔ اس کی پہلی ساعت میں موت کے اوقات، دوسری ساعت میں آفت اور تیسری میں حضرت آدم علیہ السلام۔ انہوں نے کہا آپ نے سچی بات کی ہے اگر آپ مکمل کردیں جو وہ ارادہ کرتے تھے۔ نبی کریم ﷺ اسے پہچان گئے تو آپ غضبناک ہوگئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت وَّمَا مَسَّنَا مِنۡ لُّغُوۡبٍ ﴿۳۸﴾ فَاصۡبِرۡ عَلٰی مَا یَقُوۡلُوۡنَ (ق:39) کو نازل فرمایا۔(1)

امام ابن منذر، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فَقَالَ لَهَا وَلِلۡاَرۡضِ ائۡتِيَا طَوۡعًا اَوۡ كَرۡهًا کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے فرمایا اپنا سورج نکالو، اپنا چاند اور ستارے نکال۔ اور زمین سے فرمایا اپنے دریاؤں کو نکال اور اپنے پھلوں کو نکال۔ قَالَتَاۤ اَتَيۡنَا طَآئِعِيۡنَ۔(2)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اَتَيۡنَا کا معنی ہے اعطیا دونوں دو جس طرح اَتَيۡنَا کا معنی ہے اعطینا یعنی ہم نے دیا۔(3)

امام فریابی اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَاَوۡحٰى فِىۡ كُلِّ سَمَآءٍ اَمۡرَهَا کا یہ معنی نقل کیا ہے: جو اس نے حکم دیا اور روشن کرنے والی چیزیں اور دوسری چیزوں کو پیدا کرنے کا ارادہ کیا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان میں اس کا سورج، اس کا چاند، اس کے ستارے اور اس کے مناسب چیزیں پیدا کیں۔

فَاِنۡ اَعۡرَضُوۡا فَقُلۡ اَنۡذَرۡتُكُمۡ صٰعِقَةً مِّثۡلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّثَمُوۡدَ ﴿۱۳﴾ اِذۡ جَآءَتۡهُمُ الرُّسُلُ مِنۡۢ بَيۡنِ اَيۡدِيۡهِمۡ وَمِنۡ خَلۡفِهِمۡ اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّا اللّٰهَ ؕ قَالُوۡا لَوۡ شَآءَ رَبُّنَا لَاَنۡزَلَ مَلٰٓئِكَةً فَاِنَّا بِمَاۤ اُرۡسِلۡتُمۡ بِهٖ كٰفِرُوۡنَ ﴿۱۴﴾ فَاَمَّا عَادٌ فَاسۡتَكۡبَرُوۡا فِى الۡاَرۡضِ بِغَيۡرِ الۡحَـقِّ وَقَالُوۡا مَنۡ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً ؕ اَوَلَمۡ يَرَوۡا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِىۡ خَلَقَهُمۡ هُوَ اَشَدُّ مِنۡهُمۡ قُوَّةً ؕ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 24، صفحہ 109، داراحیاء التراث العربی بیروت

2۔ مستدرک حاکم، کتاب الایمان، جلد 1، صفحہ 79 (73)، دارالکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 24، صفحہ 114

وَ كَانُوْا بِاٰیٰتِنَا یَجْحَدُوْنَ ﴿۱۵﴾ فَاَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ رِیْحًا صَرْصَرًا فِیْۤ اَیَّامٍ نَّحِسَاتٍ لِّنُذِیْقَهُمْ عَذَابَ الْخِزْیِ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ؕ وَ لَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَخْزٰی وَ هُمْ لَا یُنْصَرُوْنَ ﴿۱۶﴾ وَ اَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَیْنٰهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰی عَلَی الْهُدٰی فَاَخَذَتْهُمْ صٰعِقَةُ الْعَذَابِ الْهُوْنِ بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ۚ ﴿۱۷﴾ وَ نَجَّیْنَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ كَانُوْا یَتَّقُوْنَ ﴿۱۸﴾

''پس اگر وہ (پھر بھی) روگردانی کریں تو آپ فرمایئے کہ میں نے ڈرایا ہے تمہیں اس کڑک سے جو عاد وثمود کی کڑک کی مانند (ہلاکت خیز) ہوگی۔ (کچھ یاد ہے) جب آئے تھے ان کے پاس رسول سامنے سے اور پیچھے سے (یعنی ہر طرف سے یہ سمجھانے کے لئے) کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ انہوں نے کہا اگر ہمارے رب کی مرضی ہوتی (کہ ہمیں کچھ سمجھائے) تو فرشتے نازل کرتا۔ پس ہم جو دے کر تمہیں بھیجا گیا ہے (اس کا سراسر) انکار کرتے ہیں۔ پس قوم عاد نے تو سرکشی اختیار کی زمین میں ناحق اور کہنے لگے ہم سے زیادہ طاقتور کون ہے؟ پس انہوں نے نہ جانا کہ اللہ تعالیٰ جس نے ان کو پیدا کیا ہے وہ ان سے زیادہ قوی ہے اور وہ (تو) ہمیشہ ہماری آیتوں کا انکار کیا کرتے تھے۔ پس ہم نے بھیج دی ان پر سخت ٹھنڈی تند ہوا منحوس دنوں میں تاکہ ہم انہیں چکھائیں ذلت آمیز عذاب اس دنیوی زندگی میں۔ اور آخرت کا عذاب تو بہت زیادہ رسوا کن ہوگا اور ان کی ہرگز مدد نہ کی جائے گی۔ باقی رہے ثمود تو انہیں ہم نے سیدھی راہ دکھائی، انہوں نے پسند کیا اندھے پن کو ہدایت پر تو پکڑ لیا انہیں اس عذاب کی کڑک نے جو رسوا کن ہے ان کرتوتوں کے باعث جو وہ کیا کرتے تھے۔ اور ہم نے ان لوگوں کو نجات دی جو ایمان لائے تھے اور (اللہ کی نافرمانی سے) ڈرتے رہتے تھے۔''

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت کلبی رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے: قرآن حکیم میں جہاں بھی صٰعِقَةِ کا لفظ ہے اس سے مراد عذاب ہے۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اَنْذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّ ثَمُوْدَ کا یہ معنی نقل کیا ہے: میں نے تمہیں عاد وثمود کی مثل عذاب سے ڈرایا۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے رِیْحًا صَرْصَرًا کا یہ معنی نقل کیا ہے سخت منحوس۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَ اَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَیْنٰهُمْ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ ہم نے ان کے لیے واضح کیا۔

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 150 (97-2696)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ ہم نے ان کے لئے خیر اور شر کا راستہ واضح کیا۔

وَ يَوْمَ يُحْشَرُ اَعْدَآءُ اللّٰهِ اِلَى النَّارِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ﴿١٩﴾ حَتّٰۤى اِذَا مَا جَآءُوْهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَ اَبْصَارُهُمْ وَ جُلُوْدُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٢٠﴾ وَ قَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا ؕ قَالُوْۤا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِيْۤ اَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَّ هُوَ خَلَقَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿٢١﴾ وَ مَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَ لَاۤ اَبْصَارُكُمْ وَ لَا جُلُوْدُكُمْ وَ لٰكِنْ ظَنَنْتُمْ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿٢٢﴾ وَ ذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِيْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ اَرْدٰىكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿٢٣﴾ فَاِنْ يَّصْبِرُوْا فَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ ۚ وَ اِنْ يَّسْتَعْتِبُوْا فَمَا هُمْ مِّنَ الْمُعْتَبِيْنَ ﴿٢٤﴾

"اور (ذرا خیال کرو) اس دن کا جب جمع کئے جائیں گے اللہ کے دشمن آتش (جہنم) کی طرف پھر وہ (گروہوں میں) بانٹ دیے جائیں گے۔ یہاں تک کہ جب وہ دوزخ کے قریب آجائیں گے (تو حساب شروع ہوگا اس وقت) گواہی دیں گے ان کے خلاف ان کے کان، ان کی آنکھیں اور ان کی کھالیں اس کے بارے میں جو وہ کیا کرتے تھے۔ اور وہ کہیں گے اپنی کھالوں سے تم نے ہمارے خلاف گواہی کیوں دی؟ وہ کہیں گے (ہم بے بس ہیں) ہمیں تو گویا کردیا ہے اللہ تعالیٰ نے جس نے گویا کیا ہے ہر شے کو اور اسی نے تمہیں پیدا کیا تھا پہلی مرتبہ اور اب اسی کی طرف تم لوٹائے جارہے ہو۔ اور تم نہیں چھپا سکتے تھے اپنے آپ کو اس امر سے کہ گواہی نہ دیں تمہارے خلاف تمہارے کان اور نہ تمہاری آنکھیں اور نہ تمہاری کھالیں بلکہ تم تو یہ گمان کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہی نہیں تمہارے اکثر اعمال کو جو تم کرتے ہو اور تمہارے اسی گمان نے جو تم اپنے رب کے بارے میں کیا کرتے تھے تمہیں ہلاک کردیا پس تم ہوگئے نقصان اٹھانے والوں سے۔ پس وہ صبر کریں (یا نہ کریں) آگ ہی ان کا ٹھکانا ہے اور اگر وہ (اس وقت) رضائے الٰہی چاہیں گے تو وہ ان میں سے نہ ہوں گے جن پر اللہ راضی ہوا۔"

طبرانی نے حضرت ابن عباس سے فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ ان میں سے پہلے کو آخری پر روک دیا جائے گا۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد اور ابورزین رحمہما اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے يُوْزَعُوْنَ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ

1۔ معجم کبیر، جلد 11، صفحہ 386 (12076)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

انہیں دھکیل دیا جائے گا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ وزعہ سے مراد فرشتوں میں سے ہانکنے والے ہیں جو جہنمیوں کو جہنم کی طرف ہانکتے ہیں اور آخری کو پہلے کی طرف لوٹاتے ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے آیت کی تفسیر میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: ان پر ہانکنے والے ہوں گے جو ان کے اگلوں کو پچھلوں کی طرف واپس کریں گے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ ایک دوسرے کو روکیں گے۔ کہا ان پر ہانکنے والے مقرر ہوں گے جو ان کے اگلوں کو پچھلوں کی طرف لوٹائیں گے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابوالضحیٰ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے ابن ازرق کو فرمایا کہ قیامت لوگوں پر آئے گی جب وہ نہ بولیں گے نہ معذرت کریں گے اور نہ کلام کریں گے۔ یہاں تک کہ انہیں اجازت دی جائے گی تو وہ جھگڑیں گے۔ مشرک اپنے شرک سے انکار کرے گا۔ تو لوگ اس کے حق میں قسمیں اٹھائیں گے جس طرح تمہارے حق میں قسمیں اٹھاتے ہیں: جب وہ اپنے گھر میں سے گواہوں کا انکار کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان کی جلدوں، ان کی آنکھوں، ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں کو حکم دے گا اور ان کے مونہوں پر مہر لگا دی جائے گی۔ پھر منہ کھول دیے جائیں گے تو وہ اس طرح آپس میں جھگڑیں گے جس طرح درندے لڑتے ہیں۔ وہ کہیں گے اَنۡطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِیۡۤ اَنۡطَقَ كُلَّ شَیۡءٍ بعد میں زبانیں بھی ان باتوں کا اقرار کریں گی۔

امام سعید بن منصور، امام احمد، عبد بن حمید، امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں کعبہ شریف کے پردوں سے لپٹا ہوا تھا کہ تین آدمی آئے۔ قریشی اور دو ثقفی یا ایک ثقفی اور دو قریشی، خوب ہٹے کٹے اور دل ان کے سمجھ سے خالی۔ انہوں نے کوئی بات کی جسے میں نہ سن سکا۔ ایک نے کہا کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری اس بات کو سنتا ہے؟ دوسرے نے کہا جب ہم اپنی آوازوں کو بلند کرتے ہیں تو وہ سنتا ہے اور جب ہم اپنی آوازوں کو بلند نہیں کرتے۔ تو وہ نہیں سنتا دوسرے نے کہا انسان سے جو بات سنتا ہے تو پوری سنتا ہے۔ تو میں نے اس کا ذکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان آیات وَمَا كُنۡتُمۡ تَسۡتَتِرُوۡنَ اَنۡ يَّشۡهَدَ عَلَيۡكُمۡ سَمۡعُكُمۡ وَلَاۤ اَبۡصَارُكُمۡ وَلَا جُلُوۡدُكُمۡ وَلٰـكِنۡ ظَنَنۡتُمۡ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَعۡلَمُ كَثِيۡرًا مِّمَّا تَعۡمَلُوۡنَ ۝ وَذٰلِكُمۡ ظَنُّكُمُ الَّذِىۡ ظَنَنۡتُمۡ بِرَبِّكُمۡ اَرۡدٰٮكُمۡ فَاَصۡبَحۡتُمۡ مِّنَ الۡخٰسِرِيۡنَ کو نازل فرمایا۔(1)

امام عبد الرزاق، امام احمد، امام نسائی، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے بعث میں حضرت معاویہ بن حیدہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہیں یہاں جمع کیا جائے گا۔ پیدل اور اپنے چہروں پر سوار کر کے اور شام کی طرف اشارہ کیا۔ تمہیں اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کیا جائے گا جبکہ تمہارے منہ

1۔ صحیح بخاری، باب فی قولہ تعالیٰ وما کنتم تستترون الخ، جلد 2، صفحہ 1122، وزارت تعلیم اسلام آباد

4B

پر چھلنی ہو گی۔ تمہاری جانب سب سے پہلے جو چیز معاملہ کو واضح کرے گی۔ وہ اس کی ران اور ہتھیلی ہو گی اور رسول اللہ ﷺ نے اس آیت کی تلاوت کی وَ مَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَاۤ اَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُوْدُكُمْ۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَ مَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ کا یہ معنی کیا ہے جو تم گمان رکھتے تھے۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی سے یہ روایت نقل کی ہے کہ وَ مَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ کا معنی ہے جسے تم مخفی رکھتے تھے۔

امام احمد، طبرانی، عبد بن حمید، امام مسلم، ابوداؤد، ابن ماجہ، ابن حبان اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی نہ مرے مگر یہ کہ وہ اپنے اللہ کے بارے میں حسن ظن رکھتا ہو کیونکہ ایک قوم کو اللہ تعالیٰ کے بارے میں سوئے ظن نے ہلاک کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَ ذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِیْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ اَرْدٰىكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِیْنَ۔ (1)

وَ قَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَآءَ فَزَيَّنُوْا لَهُمْ مَّا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ وَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِيْۤ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ ۚ اِنَّهُمْ كَانُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿۲۵﴾

"اور ہم نے مقرر کر دیے ان کے لیے کچھ ساتھی پس انہوں نے آراستہ کر دکھایا انہیں اگلے اور پچھلے گناہوں کو اور ثابت ہو گیا ان پر فرمان (عذاب) ان قوموں کی طرح جو ان سے پہلے گزر چکی تھیں جنوں اور انسانوں سے۔ وہ سب (اگلے پچھلے) نقصان اٹھانے والے تھے۔"

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے قُرَنَآءَ کا معنی شیاطین نقل کیا ہے۔

ابن منذر نے حضرت ابن جریج سے فَزَيَّنُوْا لَهُمْ مَّا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ کا یہ معنی کیا ہے کہ انہوں نے ان کے لئے دنیا کو مزین کر دیا جس میں وہ رغبت رکھتے تھے۔ اور مَا خَلْفَهُمْ یعنی ان کے لئے آخرت کو بھلا دینے اور اسی کے انکار کرنے کو مزین کر دیا۔

وَ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَ الْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ ﴿۲۶﴾ فَلَنُذِيْقَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَذَابًا شَدِيْدًا ۙ وَّ لَنَجْزِيَنَّهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۷﴾ ذٰلِكَ جَزَآءُ اَعْدَآءِ اللّٰهِ النَّارُ ۚ لَهُمْ فِيْهَا دَارُ الْخُلْدِ ؕ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ﴿۲۸﴾

"اور کہنے لگے وہ کافر مت سنا کرو اس قرآن کو اور شور و غل مچا دیا کرو اس کی تلاوت کے درمیان، شاید تم (اس

1۔ صحیح مسلم، باب الامر بحسن الظن باللہ تعالیٰ عند الموت، جلد 2، صفحہ 387، وزارت تعلیم اسلام آباد

طرح) غالب آجاؤ۔ پس ہم ضرور چکھائیں گے کفار کو شدید عذاب (کا مزہ) اور انہیں بدلہ دیں گے بہت برا اس (نافرمانی) کا جو وہ کیا کرتے تھے۔ یہ ہے سزا اللہ کے دشمنوں کی یعنی آگ۔ ان کے لیے اس میں ہی ہمیشہ ٹھہرنے کا گھر ہے۔ یہ سزا ہے اس بات کی کہ وہ ہماری آیتوں کا انکار کیا کرتے تھے۔"

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ میں تھے۔ جب قرآن پڑھتے تھے تو اپنی آواز کو بلند کرتے تھے جبکہ مشرک لوگوں کو آپ سے دور بھگاتے تھے اور کہتے تھے: لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَ الْغَوْا فِیْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ جب رسول اللہ ﷺ آہستہ آواز میں قرآن پڑھتے تو جو قرآن سننا پسند کرتا تھا وہ نہ سن سکتا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا: وَ لَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَ لَا تُخَافِتْ بِهَا (الاسراء:110) ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وَ الْغَوْا فِیْهِ سے مراد یہ ہے وہ سیٹیاں بجاتے اور رسول اللہ ﷺ کی گفتگو میں مداخلت کرتے۔ جب رسول اللہ ﷺ قرآن پڑھتے تو قریش اس طرح کا عمل کرتے تھے۔

عبد بن حمید نے حضرت قتادہ سے وَ الْغَوْا فِیْهِ کا یہ معنی نقل کیا ہے: وہ کہتے ہیں اس کا انکار کرو اور اس سے دشمنی کرو۔ واللہ اعلم

وَ قَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا رَبَّنَاۤ اَرِنَا الَّذَیْنِ اَضَلّٰنَا مِنَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ اَقْدَامِنَا لِیَكُوْنَا مِنَ الْاَسْفَلِیْنَ ﴿۲۹﴾

"اور کافر کہیں گے اے ہمارے رب! ہمیں دکھا وہ دونوں (شیطان) جنہوں نے ہمیں گمراہ کیا جنوں اور انسانوں سے ہم انہیں روند ڈالیں گے اپنے قدموں کے نیچے تاکہ وہ ہو جائیں پست ترین لوگوں سے۔"

امام عبد الرزاق، فریابی، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے اللہ تعالیٰ کے فرمان رَبَّنَاۤ اَرِنَا الَّذَیْنِ اَضَلّٰنَا مِنَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اَضَلّٰنَا سے مراد حضرت آدم علیہ السلام کا وہ بیٹا جس نے اپنے بھائی کو قتل کیا تھا اور ابلیس ہے۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ اور ابراہیم رحمہما اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْهِمُ الْمَلٰٓىِٕكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَ لَا تَحْزَنُوْا وَ اَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿۳۰﴾ نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُكُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَ فِی الْاٰخِرَةِ ۚ وَ لَكُمْ فِیْهَا مَا تَشْتَهِیْۤ اَنْفُسُكُمْ وَ لَكُمْ فِیْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ﴿۳۱﴾ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِیْمٍ ﴿۳۲﴾

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 154 (2705)، دار الکتب العلمیہ بیروت

”بے شک وہ (سعادت مند) جنہوں نے کہا ہمارا پروردگار اللہ تعالیٰ ہے پھر وہ اس قول پر پختگی سے قائم رہے، اترتے ہیں ان پر فرشتے (اور انہیں کہتے ہیں) کہ نہ ڈرو اور نہ غم کرو، تمہیں بشارت ہو جنت کی جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ ہم تمہارے دوست ہیں دنیوی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی اور تمہارے لیے اس میں ہر وہ شے ہے جو تمہارا جی چاہے اور تمہارے لیے اس میں ہر وہ چیز ہے جو تم مانگو گے۔ یہ میزبانی ہے بہت بخشنے والے، ہمیشہ رحم فرمانے والے کی طرف سے۔“

امام ترمذی، امام نسائی، بزار، ابویعلی، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن عدی اور ابن مردویہ نے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم پر یہ آیت اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا پڑھی۔ فرمایا لوگوں میں سے کچھ نے اس کو پڑھا پھر اکثر نے ان کا انکار کر دیا۔ جس نے یہ کلمات موت تک کہے تو وہ ان لوگوں میں سے ہے جس نے استقامت کا مظاہرہ کیا۔(1)

امام عبدالرزاق، فریابی، سعید بن منصور، مسدد، ابن سعد، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن عمران رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ استقامت یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائے۔(2)

امام ابن راہویہ، عبد بن حمید، حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں، ابن جریر، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے ابن مردویہ اور ابونعیم رحمہم اللہ نے حلیہ میں حضرت اسود بن ہلال رحمہ اللہ کے واسطہ سے انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے فرمایا تم ان دونوں آیات کے بارے میں کیا کہتے ہو: اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا۔ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ لَمْ یَلْبِسُوْۤا اِیْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ (الانعام:82)؟ انہوں نے کہا انہوں نے کوئی گناہ نہ کیا۔ تو حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا تم ہی نے اس آیت کو شدید امر پر محمول کیا ہے۔ فرماتے یہاں ظلم سے مراد شرک ہے۔ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا سے مراد وہ بتوں کی عبادت کی طرف نہ لوٹے۔(3)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ حضرت ثوری رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں کہ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا سے مراد ہے وہ اللہ تعالیٰ کے فرائض پر قائم رہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا سے مراد ہے کہ وہ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی شہادت پر قائم رہے۔

امام ابن مبارک، سعید بن منصور، امام احمد نے زہد میں، عبد بن حمید، حکیم ترمذی اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر قائم رہے۔ وہ لومڑی کی طرح مکر نہیں کرتے رہے۔(4)

1۔ سنن ترمذی، باب فضل سورۃ حم السجدہ، جلد 5، صفحہ 351 (3250)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 155 (2709)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ مستدرک، تفسیر سورۃ حم السجدۃ، جلد 2، صفحہ 478 (3648)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ کتاب الزہد، صفحہ 144، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے پوچھا گیا کتاب اللہ میں سے کون سی آیت زیادہ وسعت رکھتی ہے۔ فرمایا اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا یعنی وہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی گواہی پر قائم رہے۔ آپ سے عرض کی گئی تو اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ (الزمر:53)۔ آپ نے یہ آیت پڑھی وَ اَنِيْبُوْۤا اِلٰى رَبِّكُمْ (الزمر:54) فرمایا دونوں میں اس چیز کا ذکر کیا ہے کہ عمل کرو۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم اور مجاہد رحمہما اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: انہوں نے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا اور بعد میں موت تک اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا ہمارا رب اللہ وحدہٗ لاشریک ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے فرائض کی ادائیگی پر قائم ہو گئے اور آخرت میں ان پر فرشتے نازل ہوں گے۔

امام احمد، عبد بن حمید، دارمی، امام بخاری نے تاریخ میں، امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی، ابن ماجہ اور ابن حبان رحمہم اللہ نے حضرت سفیان ثقفی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اسلام کے بارے میں ایسی چیز کا حکم دیں کہ آپ کے بعد اس کے بارے میں کسی سے سوال نہ کروں۔ فرمایا تو کہہ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ پھر اس پر ڈٹ جا۔ میں نے عرض کی کس چیز سے بچوں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان کی طرف اشارہ کیا۔(1)

امام فریابی، عبد بن حمید اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ موت کے وقت اس پر فرشتے نازل ہوتے ہیں۔(2)

ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے اَلَّا تَخَافُوْا کی تفسیر میں مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ موت اور آخرت کے معاملہ میں خوف نہ کھاؤ اور دنیا کے جو معاملات یعنی اولاد، گھر اور قرض کے بارے میں غمگین نہ ہو وہ تمام معاملات جن میں تم کو نائب بنایا گیا تھا۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ موت کے وقت مومن کی خدمت میں حاضر ہوا جاتا ہے اور اسے کہا جاتا ہے کہ جس کے پاس تو جا رہا ہے اس کے بارے میں خوف نہ کر۔ تو اس کا خوف چلا جاتا ہے۔ دنیا اور دنیا والوں کے بارے میں غم کر اور تجھے جنت کی بشارت ہو۔ تو وہ مرجاتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے اس کی آنکھ کو ٹھنڈک پہنچائی ہوتی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن ابی حاتم نے زید بن اسلم سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے: اس کی موت، اس کی قبر میں اور قیامت کے روز اسے بشارت دی جاتی ہے۔ وہ جنت میں پہنچے گا ابھی اس کے دل سے بشارت کی خوشی نہیں نکلی ہوگی۔

امام عبد بن حمید نے آیت کی تفسیر میں عکرمہ سے روایت نقل کی ہے کہ اَلَّا تَخَافُوْا تم اپنے ضائع ہو جانے کا خوف نہ کرو۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن ابی الدنیا رحمہما اللہ نے ذکر الموت (3) میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل

1۔ صحیح مسلم، باب جامع اوصاف الایمان، جلد 1، صفحہ 48، وزارت تعلیم اسلام آباد

2۔ شعب الایمان، باب فی عذاب القبر، جلد 1، صفحہ 354، دارالکتب العلمیہ بیروت

3۔ کتاب کا نام

کی ہے کہ ہر انسان پر اس دنیا سے جانا حرام ہے یہاں تک کہ وہ اپنا ٹھکانہ جان لے گا۔

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے حلیہ میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ مومن کو اس کی موت کے بعد بچے کے صالح ہونے پر بشارت دی جاتی ہے تاکہ اس کی آنکھ ٹھنڈی ہو۔

امام احمد اور امام نسائی رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنے کو پسند کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات کو بھی پسند کرتا ہے۔ ہم نے عرض کی ہم میں سے تو ہر ایک موت کو ناپسند فرماتا ہے۔ فرمایا یہ موت کو ناپسند کرنا نہیں ہے لیکن جب مومن کی موت کا وقت قریب ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک بشارت دینے والا آتا ہے جو اسے اپنے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور لے جانے والا ہوتا ہے۔ تو اس بندۂ مومن کے لیے اللہ تعالیٰ کی ملاقات سے بڑھ کر کوئی چیز محبوب نہیں ہوتی۔ تو اللہ بھی ایسے بندے کی ملاقات کو پسند فرماتا ہے۔ کافر اور فاجر کی موت کا وقت جب قریب آتا ہے تو اس کے پاس وہ آتا ہے جو اسے شر کی طرف لے جانے والا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے۔ (1)

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اس سورت کو پڑھا یہاں تک کہ اس آیت تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ تک پہنچے تو آپ ٹھہر گئے۔ کہا ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ اللہ تعالیٰ بندۂ مومن کو قبر سے اٹھائے گا تو اسے وہ دو فرشتے ملیں گے جو دنیا میں اس کے ساتھ ہوتے تھے۔ وہ دونوں اسے کہیں گے نہ خوف کر اور نہ غم کر۔ تجھے جنت اور ان چیزوں کی جن سے اللہ تعالیٰ نے اسے بچایا، کی بشارت ہو جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ اس بندۂ مومن کو خوف سے امن دیتا ہے اور اس کی آنکھ ٹھنڈی کرتا ہے۔ خبردار! یہ مومن کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے، اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے ہدایت دی اور جو وہ دنیا میں عمل کرتا رہا تھا۔

امام ابن مبارک، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے نَحْنُ أَوْلِيٰٓؤُكُمْ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ ہم دنیا میں تمہارے ساتھی تھے۔ ہم تمہیں نہیں چھوڑیں گے یہاں تک کہ ہم تمہارے ساتھ جنت میں داخل ہوں گے۔ عبد بن حمید کے الفاظ اس طرح ہیں ان کے وہ دوست جو دنیا میں ان کے ساتھ رہتے تھے۔ جب قیامت کا دن آئے گا تو وہ کہیں گے ہم تم سے جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ ہم تمہیں جنت میں داخل نہ کر دیں۔

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے صفۃ الجنۃ میں اور بیہقی رحمہ اللہ نے بعث میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسی اثناء میں کہ جنتی اپنی مجلس میں ہوں گے کہ ان کے لیے جنت کے دروازے پر ایک نور ظاہر ہوگا۔ وہ اپنے سر اٹھائیں گے کیا دیکھیں گے کہ ان کا رب جلوہ فرما ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے جنتیو! مجھ سے سوال کرو۔ وہ عرض کریں گے۔ ہم تجھ سے یہ سوال کرتے ہیں کہ تو ہم سے راضی ہو جائے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میری رضا نے ہی تو تمہیں اس میرے گھر میں اتارا ہے اور تمہیں یہ عزت دی ہے، کوئی اور سوال کرو؟ جنتی عرض کریں گے ہم تجھ سے زیادتی کا سوال

1۔ سنن نسائی، باب فیمن احب لقاء اللہ، جلد 4، صفحہ 10، دار الریان للتراث القاہرہ

کرتے ہیں تو انہیں سرخ یاقوت کے گھوڑے عطا کیے جائیں گے جن کی لگامیں سبز زبرجد اور سرخ یاقوت کی ہوں گی وہ جنتی ان پر آئیں گے۔ وہ اپنے قدم حدنگاہ پر رکھیں گے۔ اللہ تعالیٰ درختوں کو حکم دے گا جن پر پھل ہوں گے حورعین آئیں گی۔ وہ کہیں گی ہم نرم و نازک ہیں ہم سخت نہیں ہیں۔ ہم ہمیشہ رہنے والی ہیں ہم پر موت نہیں آتی اور معزز مومنوں کی بیویاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کستوری کے ٹیلے کو حکم دے گا جو سفید اور مہکتا ہوگا۔ وہ ان پر خوشبو کو بکھیرے گا جسے مثیرہ کہتے ہیں یہاں تک کہ یہ انہیں جنت عدن تک لے جائیں گے۔ یہ جنت کا وسط ہے۔ فرشتے کہیں گے اے ہمارے رب! لوگ حاضر ہوگئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا۔ صادقین کو خوش آمدید! تو ان کے لیے حجاب اٹھا دیا جائے گا۔ وہ اللہ تعالیٰ کا دیدار کریں گے اور اللہ کے نور سے لطف اٹھائیں گے یہاں تک کہ وہ ایک دوسرے کو نہیں دیکھیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا انہیں محلات کی طرف تحائف کے ساتھ واپس لے جاؤ۔ وہ واپس لوٹیں گے۔ جبکہ وہ ایک دوسرے کو دیکھیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کے فرمان نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ کا یہی مفہوم ہے۔

امام ابن نجار رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ کی حدیث سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَاۤ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۳۳﴾

"اور اس شخص سے بہتر کس کا کلام ہے جس نے دعوت دی اللہ کی طرف اور نیک عمل کیے اور کہا کہ میں تو (اپنے رب کے) فرمانبردار بندوں میں سے ہوں۔"

امام عبد بن حمید، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحہم اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ مِّمَّنْ دَعَاۤ اِلَى اللّٰهِ سے مراد موذن ہے۔ وَعَمِلَ صَالِحًا سے مراد اذان اور اقامت کے دوران دو رکعت نماز ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن مردویہ رحہم اللہ نے ایک اور سند سے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت نقل کی ہے: میرا خیال ہے کہ یہ آیت اذان دینے والوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ (1)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحہما اللہ نے حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس آیت کا مصداق نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحہما اللہ نے حضرت ابن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس آیت کا مصداق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحہما اللہ نے حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد وہ مومن ہے جس نے نیک عمل کیا اور اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دی۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب فی فضل الاذان وثوابہ، جلد 1، صفحہ 204 (2348)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس آیت کا مصداق وہ بندہ ہے جس کا قول، عمل، داخل ہونے کی جگہ نکلنے کی جگہ، راز، علانیہ اور حاضر ہونے کی جگہ، غائب ہونے کی جگہ درست ہو۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جس نے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا یعنی اذان دینے والا۔ اور عَمِلَ صَالِحًا سے مراد جس نے روزہ رکھا اور نماز پڑھی۔

امام خطیب رحمہ اللہ نے تاریخ میں حضرت قیس بن ابی حازم رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہاں قول سے مراد اذان ہے اور عَمِلَ صَالِحًا سے مراد اذان اور اقامت کے درمیان نماز ہے۔ خطیب نے کہا ابو بکر! نقاش نے کہا مجھے ابو بکر بن ابی داؤد نے اپنی تفسیر میں ایک لاکھ بیس ہزار روایات بیان کیں مگر اس میں یہ حدیث نہیں۔

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے حضرت عاصم بن ہبیرہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب تو اذان سے فارغ ہو تو یہ کہہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ پھر اس آیت کریمہ کی تلاوت کی۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن ماجہ رحمہما اللہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ قیامت کے روز اذان دینے والوں کی گردنیں سب سے لمبی ہوں گی۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ اور دیلمی رحمہما اللہ نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے روز حضرت بلال مؤذنوں کے سردار ہوں گے۔ انکے پیچھے مومن ہی ہوگا جبکہ مؤذن قیامت کے روز سب سے لمبی گردن والے ہوں گے۔ (2)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا مؤذن کی بلند آواز اس کے حق میں بخشش طلب کرتی ہے اور ہر تر اور خشک اس کی تصدیق کرتی ہے۔ (3)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے ایک آدمی سے کہا تیرا عمل کیا ہے؟ عرض کی اذان فرمایا۔ تیرا عمل کتنا اچھا ہے، جو چیز تجھے سنتی ہے وہ تیرے حق میں گواہی دیتی ہے۔ (4)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے: اگر میں اس منصب خلافت کے ہوتے ہوئے اذان دینے کی طاقت رکھتا تو میں ایسا ضرور کرتا۔ (5)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے: اذان پر میرا قوی ہونا مجھے حج، عمرہ اور جہاد سے زیادہ محبوب ہے۔ (6)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے: اگر میں مؤذن ہوتا تو مجھے اس کی کوئی پرواہ نہ ہوتی کہ میں حج اور جہاد نہ کرتا۔ (7)

1۔ سنن ابن ماجہ، باب فی فضل الاذان وثواب المؤذنین، جلد 1، صفحہ 395 (725)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 1، صفحہ 204 (2343)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 3۔ ایضاً (2349) 4۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 205 (2352)

5۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 203 (2334) 6۔ ایضاً (2336) 7۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 204 (2344)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے: جو اذن دے تو اس کے لیے ستر نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ اگر وہ اقامت بھی کہے تو یہ افضل ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ہشام رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت یحییٰ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ حدیث بیان کی گئی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر لوگوں کو علم ہو جائے کہ اذان کا کیا مرتبہ ہے تو لوگ آپس میں جھگڑا کریں۔ یہ بات کہی جاتی تھی اذان دینے میں جلدی کرو، امامت میں جلدی نہ کرو۔(2)

امام سعید بن منصور اور ابن ابی شیبہ رحمہما اللہ نے حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے: اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اذان دینے والے کو قیامت کے روز سب سے پہلے لباس پہنایا جائے گا۔(3)

وَ لَا تَسْتَوِی الْحَسَنَةُ وَ لَا السَّیِّئَةُ ؕ اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَكَ وَ بَیْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ ﴿۳۴﴾ وَ مَا یُلَقّٰىهَاۤ اِلَّا الَّذِیْنَ صَبَرُوْا ۚ وَ مَا یُلَقّٰىهَاۤ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِیْمٍ ﴿۳۵﴾

”نہیں یکساں ہوتی نیکی اور برائی۔ برائی کا تدارک اس (نیکی) سے کرو جو بہتر ہے پس ناگہاں وہ شخص، تیرے درمیان اور اس کے درمیان عداوت ہے، یوں بن جائے گا گویا تمہارا جانی دوست ہے۔ اور نہیں توفیق دی جاتی ان (خصائل حمیدہ) کی بجز ان کے جو صبر کرتے ہیں اور نہیں توفیق دی جاتی ان کی مگر بڑے خوش نصیب کو۔“

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں مومنوں کو غضب کے وقت صبر، جہالت کے وقت حلم اور زیادتی کے وقت معاف کرنے کا حکم دیا ہے۔ جب وہ ایسا کریں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں شیطان سے محفوظ کر دے گا اور دشمن کو ان کے لیے سرنگوں کر دے گا۔(4)

ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اسے سلام دو۔

امام عبد الرزاق، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ کا یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ اس سے مراد سلام ہے، جب تو اسے ملے تو سلام کہہ۔(5)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد سلام ہے۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَلِیٌّ حَمِیْمٌ کا معنی رقیب نقل کیا ہے، یعنی نگہبان اور ذُوْ حَظٍّ عَظِیْمٍ سے مراد جنت نقل کی ہے۔(6)

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 1، صفحہ 203 (2337)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 204 (2339) 3۔ (2340)

4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 24، صفحہ 137، دار احیاء التراث العربی بیروت 5۔ ایضاً، جلد 24، صفحہ 138

6۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 156 (14-2713)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ وَ مَا یُلَقّٰىهَاۤ اِلَّا الَّذِیْنَ صَبَرُوْا کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اسے اس وقت تک وہ نہیں پائے گا جب تک وہ غصے کو نہیں پیئے گا اور بعض ناپسندیدہ چیزوں سے درگزر نہیں کرے گا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی کو اس کا بھائی برا بھلا کہتا ہے تو وہ کہتا ہے اگر تو سچا ہے تو اللہ مجھے بخش دے۔ اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ تجھے بخش دے۔ واللہ اعلم۔

وَ اِمَّا یَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّیْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ﴿۳۶﴾

"اور (اے سننے والے!) اگر شیطان کی طرف سے تیرے دل میں کوئی وسوسہ پیدا ہو تو (اس کے شر سے) اللہ کی پناہ مانگ۔ یقیناً وہی سب کچھ سننے والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔"

امام ابن ابی شیبہ، امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، امام نسائی، حاکم اور ابن مردویہ نے حضرت سلیمان بن صرد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ دو آدمیوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک دوسرے کو سخت سست کہا تو ایک بہت غصے میں ہو گیا۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں۔ اگر یہ وہ کلمہ کہے تو اس کا غصہ جاتا رہے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ اس آدمی نے عرض کی کیا آپ مجھے مجنون خیال کرتے ہیں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تلاوت فرمائی۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، ابوداؤد، ترمذی، امام نسائی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ دو آدمیوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں ایک دوسرے کو سخت سست کہا یہاں تک کہ ایک دوسرے کے چہرے سے غصہ عیاں ہونے لگا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں اگر وہ یہ کہے تو اس کا غصہ ختم ہو جائے۔ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ (2)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا غضب سے بچو کیونکہ یہ انگارہ ہے جو انسان کے دل میں روشن کیا جاتا ہے۔ کیا تم اس کی رگوں کے پھول جانے اور آنکھوں کی سرخی کو نہیں دیکھتے جو آدمی اس میں سے کوئی چیز محسوس کرے تو زمین کے ساتھ چمٹ جائے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت خیثمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ بات کہی جاتی تھی کہ شیطان کہتا ہے کہ انسان مجھ پر کیسے غالب آ سکتا ہے جب وہ اس بات پر راضی ہے کہ میں اس کے دل میں ہوں۔ جب وہ غصے میں ہوتا ہے تو اڑتا ہوں یہاں تک کہ اس کے سر پر ہو جاتا ہوں۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ بات ذکر کی گئی کہ اسی اثناء میں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے کہ آپ ٹیک لگانے لگے یہاں تک کہ ایک ستون سے ٹیک

1۔ صحیح مسلم، باب من یملک نفسہ عند الغضب الخ، جلد 2، صفحہ 326، وزارت تعلیم اسلام آباد

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ماذکر فی الغضب ومایقولہ الناس، جلد 5، صفحہ 216 (25374)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

لگائی۔ پھر فرمانے لگے میں تجھ پر اللہ کی مکمل لعنت کرتا ہوں تو ایک صحابی نے عرض کی: اے اللہ کے نبی! جو آپ کر رہے ہیں یہ کونسی چیز ہے؟ فرمایا شیطان میرے پاس آگ کے شہابیہ کے ساتھ آیا تا کہ اس کے ساتھ مجھے جلا دے تو میں نے اس پر اللہ تعالیٰ کی مکمل لعنت کی۔ وہ منہ کے بل گر پڑا اور اس کی آگ بجھ گئی۔

وَ مِنْ اٰيٰتِهِ الَّيْلُ وَ النَّهَارُ وَ الشَّمْسُ وَ الْقَمَرُ ؕ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَ لَا لِلْقَمَرِ وَ اسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿۳۷﴾ فَاِنِ اسْتَكْبَرُوْا فَالَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ يُسَبِّحُوْنَ لَهٗ بِالَّيْلِ وَ النَّهَارِ وَ هُمْ لَا يَسْئَمُوْنَ ﴿۳۸﴾

”اور اس کی (قدرت کی) نشانیوں میں سے رات بھی ہے اور دن بھی سورج بھی ہے اور چاند بھی، مت سجدہ کرو سورج کو اور نہ چاند کو بلکہ سجدہ کرو اللہ کو جس نے انہیں پیدا فرمایا ہے اگر تم واقعی اس کے پرستار ہو۔ پھر بھی اگر وہ تکبر کرتے رہیں (تو ان کی قسمت) پس وہ (فرشتے) جو آپ کے رب کے پاس ہیں تسبیح کرتے رہتے ہیں اس کی شب و روز اور وہ نہیں تھکتے۔“

ابو یعلی اور ابن مردویہ نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رات، دن، سورج، چاند اور ہواؤں کو برا بھلا نہ کہو کیونکہ انہیں ایک قوم کے لیے بطور رحمت اور ایک قوم کے لیے بطور عذاب بھیجا جاتا ہے۔(1)

امام طستی رحمہ اللہ نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے لَا يَسْئَمُوْنَ کے بارے میں پوچھا۔ فرمایا وہ نہ اکتاتے ہیں اور نہ سستی کرتے ہیں۔ پوچھا کیا عرب اسے پہچانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے شاعر کا شعر نہیں سنا:

مِنَ الْخَوْفِ لَاذِی سَاْمَةٍ مِنْ عِبَادَةٍ　　وَلَا مُؤْمِنٍ طُوْلِ التَّعَبُّدِيَجْهَدُ

”وہ خوف کی وجہ سے ایسا کرتے ہیں، وہ عبادت سے اکتانے والا نہیں اور نہ ہی وہ طویل عبادت پر مطمئن ہونے والا ہے، وہ کوشاں رہتا ہے“۔

امام ابن ابی شیبہ، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ آپ حم سجدہ کی ان دو آیتوں میں دوسری پر سجدہ کرتے تھے جبکہ حضرت ابن مسعود ان میں سے پہلی پر سجدہ کرتے تھے۔(2)

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے حضرت ابو اسحاق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

1۔ مسند ابو یعلی، جلد 2، صفحہ 332 (2191)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مستدرک حاکم تفسیر سورۂ حم السجدہ، جلد 2، صفحہ 479 (3650)، دار الکتب العلمیہ بیروت

اور آپ کے ساتھی ان دو آیتوں میں سے پہلی کے اختتام پر سجدہ کرتے تھے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے بنوسلیم کے ایک آدمی سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں سنا کہ آپ پہلی آیت کے اختتام پر سجدہ کرتے تھے۔

امام ابن سعد اور ابن ابی شیبہ رحمہما اللہ نے حضرت نافع رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ آپ پہلی آیت کے اختتام پر سجدہ کرتے تھے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت عبدہ بن حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے پہلی آیت پر سجدہ کیا۔

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وہ دوسری آیت کے اختتام پر سجدہ کرتے تھے۔

وَ مِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنَّكَ تَرَى الْاَرْضَ خَاشِعَةً فَاِذَاۤ اَنْزَلْنَا عَلَیْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَ رَبَتْ ؕ اِنَّ الَّذِیْۤ اَحْیَاهَا لَمُحْیِ الْمَوْتٰى ؕ اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۳۹﴾

"اور اس کی (قدرت کی) نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ تو دیکھتا ہے زمین کو کہ وہ (کسی وقت) خشک بنجر ہے، پھر جب ہم اتارتے ہیں اس پر (بارش کا) پانی تو جھومنے لگتی ہے اور کھل اٹھتی ہے بیشک وہ (قادر مطلق) جس نے زندہ کر دیا ہے زمین کو وہی زندہ کرنے والا ہے مردوں کا۔ بلاشبہ وہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔"

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے الْاَرْضَ خَاشِعَةً کا یہ معنی نقل کیا ہے: غبار والی خشک۔ جب اس پر بارش ہوتی ہے تو یہ لہلہانے لگتی ہے اور خوب پھلتی پھولتی ہے۔(1)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اهْتَزَّتْ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ نباتات سے جھومنے لگتا ہے۔ رَبَتْ فصل اگانے سے پہلے اس میں ارتعاش پیدا ہو جاتا ہے۔(2)

اِنَّ الَّذِیْنَ یُلْحِدُوْنَ فِیْۤ اٰیٰتِنَا لَا یَخْفَوْنَ عَلَیْنَا ؕ اَفَمَنْ یُّلْقٰى فِی النَّارِ خَیْرٌ اَمْ مَّنْ یَّاْتِیْۤ اٰمِنًا یَّوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ ۙ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ﴿۴۰﴾

"بے شک جو لوگ ہماری آیتوں میں اپنی طرف سے اضافے کرتے ہیں وہ ہم سے چھپے ہوئے نہیں ہیں۔ تو کیا

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 156 (2715)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 24، صفحہ 141، دار احیاء التراث العربی بیروت

جو پھینکا جائے گا آگ میں وہ بہتر ہے یا جو آئے گا امن وسلامتی کے ساتھ قیامت کے دن (وہ بہتر ہے) تم وہ کرو جو تمہاری مرضی۔ یقیناً جو کچھ تم کرتے ہو وہ خوب دیکھ رہا ہے۔"

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اِنَّ الَّذِیْنَ یُلْحِدُوْنَ فِیْۤ اٰیٰتِنَا کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ کلام کی ایسی تعبیر کرتے ہیں جو اس آیت کا محل نہیں ہوتی۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت مجاہد سے الحاد کا یہ معنی نقل کرتے ہیں کہ کلام کا ایسا معنی کرنا جو اس کا محل نہ ہو۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الحاد اسے کہتے ہیں جو اس کے ساتھ ذکر کیا جائے۔

عبد الرزاق اور عبد بن حمید نے آیت کی تفسیر میں حضرت قتادہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ الحاد سے مراد جھٹلانا ہے۔(1)

امام احمد رحمہ اللہ نے زہد میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ قرآن اللہ کا کلام ہے۔ اس کے وہ معانی کرو جو اس کا محل ہوں۔ اس میں اپنی خواہشات کی پیروی نہ کرو۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے: اَفَمَنْ یُّلْقٰى فِی النَّارِ سے مراد ابو جہل بن ہشام ہے۔ اَمْ مَّنْ یَّاْتِیْۤ اٰمِنًا سے مراد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت بشیر بن تمیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت ابو جہل اور حضرت عمار بن یاسر کے حق میں نازل ہوئی۔(2)

ابن عساکر نے حضرت عکرمہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت ابو جہل اور حضرت عمار بن یاسر کے حق میں نازل ہوئی۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت مجاہد سے اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ یہ وعید ہے۔

امام عبد بن حمید نے قتادہ سے اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ کا یہ معنی نقل کیا ہے: تمہیں اختیار ہے، تمہیں عمل کا حکم دیا محبت اپنائی، اپنے رسول کو مبعوث کیا، اپنی کتاب نازل فرمائی۔ اپنی شریعت کے احکام اپنی مخلوق کے لیے بطور حجت اور تحفہ مشروع کیے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ حکم صرف اہل بدر کے لیے ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے یہ بات ذکر کی گئی کہ غزوۂ بدر کے روز آسمان میں شگاف ہوا اور کہا گیا اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ۔

امام عبد بن حمید نے حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان کے لیے اعمال مباح کر دیے گئے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِالذِّكْرِ لَمَّا جَآءَهُمْ ۚ وَ اِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِیْزٌ ﴿۴۱﴾ لَّا یَاْتِیْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَ لَا مِنْ خَلْفِهٖ ؕ تَنْزِیْلٌ مِّنْ حَكِیْمٍ حَمِیْدٍ ﴿۴۲﴾

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 157 (2716)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً (2717)

"بے شک وہ لوگ جنہوں نے قرآن کو ماننے سے انکار کیا جب وہ ان کے پاس آیا (تو وہ ہٹ دھرم لوگ ہیں) بے شک یہ بڑی عزت (حرمت) والی کتاب ہے، اس کے نزدیک نہیں آسکتا باطل نہ اس کے سامنے سے اور نہ اس کے پیچھے سے، یہ اتری ہوئی ہے بڑے حکمت والے، سب خوبیاں سراہے کی طرف سے۔"

امام ابن مردویہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے عرض کی گئی یا آپ سے سوال پوچھا گیا اس سے نکلنے کی کیا صورت ہے؟ فرمایا اللہ تعالیٰ کی کتاب جس کے نہ سامنے سے اور نہ پیچھے سے باطل آتا ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن سعد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی: کہا میرا گمان ہے انہوں نے یہ مسند روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قرآن کی مثال اور لوگوں کی مثال زمین اور بارش جیسی ہے۔ اسی اثناء میں کہ زمین مردہ اور بنجر ہوتی ہے پھر لگاتار بارشیں ہوتی ہیں یہاں تک کہ بیج ڈالا جاتا ہے وہ اگتے ہیں اور اس کی شان مکمل ہو جاتی ہے، اللہ تعالیٰ اس میں اس کی زینت اور رزق نکالتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس قرآن اور لوگوں کے ساتھ بھی اسی طرح کیا۔

امام حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہما اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت عتبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِالذِّكْرِ لَمَّا جَآءَهُمْ ۚ وَ اِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِيْزٌ ۝ لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَ لَا مِنْ خَلْفِهٖ ؕ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ تلاوت کی اور کہا تم اللہ تعالیٰ کی طرف کسی ایسی چیز، جو اللہ نے پیدا کیں، کے ساتھ نہیں لوٹو گے جو قرآن سے زیادہ اللہ تعالیٰ کو محبوب ہو۔ (1)

امام بیہقی نے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو چیزیں آئی ہیں ان میں سے کسی چیز کے ساتھ تم اللہ تعالیٰ کی طرف نہیں لوٹو گے جو قرآن سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کو محبوب ہو۔

امام بیہقی رحمہ اللہ الاسماء والصفات میں حضرت عطیہ بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ بندے جو کلام کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کو اپنی کلام سے بڑھ کر کوئی محبوب نہیں اور بندہ کسی کلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع نہیں کرتا جو قرآن سے بڑھ کر اسے محبوب ہو۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اَلْبَاطِلُ کا معنی شیطان نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ شیطان تو ان میں وہ چیز داخل نہیں کر سکتا جو اس میں نہ ہو اور نہ ہی کوئی کافر اس میں داخل ہو سکتا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ضریس رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے عزیز اس لیے فرمایا کیونکہ یہ اس کا کلام ہے اور اس کی باطل سے حفاظت فرمائی۔ اَلْبَاطِلُ ابلیس ہے۔ وہ اس کی طاقت نہیں رکھتا کہ اس کے حق میں کمی کر دے اور اس میں باطل کا اضافہ نہیں کر سکتا۔

مَا يُقَالُ لَكَ اِلَّا مَا قَدْ قِيْلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِكَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ

1۔ مستدرک حاکم تفسیر سورۂ حم السجدہ، جلد 2، صفحہ 479 (3651)، دار الکتب العلمیہ بیروت

مَغْفِرَةٍ وَّ ذُوْ عِقَابٍ اَلِیْمٍ ﴿۴۳﴾

”(اے حبیب!) نہیں کہا جاتا آپ کو مگر وہی جو کہا گیا پیغمبروں کو آپ سے پہلے۔ بے شک آپ کا پروردگار (اہل ایمان کے لئے) بہت بخشنے والا اور (منکرین کے لئے) دردناک عذاب دینے والا ہے۔“

امام ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے آیت کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ آپ کی اسی طرح تکذیب کی گئی جس طرح ان انبیاء کو جھٹلایا گیا۔ جس طرح انہوں نے اپنی قوم کی اذیتوں پر صبر کیا اسی طرح آپ بھی اپنی قوم کی اذیتوں پر صبر کیجئے۔

عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت ابو صالح سے مَا یُقَالُ لَكَ اِلَّا مَا قَدْ قِیْلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِكَ یعنی جو اذیت دی گئی۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید نے آیت کی تفسیر میں حضرت قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہاں صبر کی تلقین مراد ہے۔(1)

وَ لَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِیًّا لَّقَالُوْا لَوْ لَا فُصِّلَتْ اٰیٰتُهٗ ؕ ءَاَعْجَمِیٌّ وَّ عَرَبِیٌّ ؕ قُلْ هُوَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا هُدًی وَّ شِفَآءٌ ؕ وَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ فِیْۤ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ وَّ هُوَ عَلَیْهِمْ عَمًی ؕ اُولٰٓىِٕكَ یُنَادَوْنَ مِنْ مَّكَانٍۭ بَعِیْدٍ ﴿۴۴﴾

”اور بالفرض اگر بنا کر بھیجتے قرآن عجمی زبان میں تو کہتے کیوں نہ کھول کر بیان کی گئیں اس کی آیتیں۔ کیا اچنبہ ہے کتاب عجمی اور نبی عربی۔ آپ فرمائیے یہ قرآن ایمان لانے والوں کے لیے تو ہدایت اور شفا ہے اور جو ایمان نہیں لائے ان کے کانوں میں بہرہ پن ہے۔ اور ان پر (ہر حال میں) مشتبہ رہتا ہے۔ انہیں گویا بلایا جاتا ہے دور کی جگہ سے۔“

ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اگر ہم قرآن کو عجمی بناتے جبکہ اے محمد (ﷺ) تیری زبان عربی ہوتی تو وہ کہتے کیا یہ عجمی اور عربی ہے، یعنی ہمارے پاس مختلف یا ملی جلی چیز لاتا ہے۔ لَوْ لَا فُصِّلَتْ اٰیٰتُهٗ تو قرآن بھی زبان کی طرح ہے۔ وہ کہتا ہے کرتا نہیں تا کہ وہ یہ بات نہ کریں تو یہ ان کے خلاف دلیل ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اگر قرآن عجمی زبان میں نازل ہوتا تو مشرک کہتے یہ قرآن عجمی زبان میں کیسے ہے جبکہ یہ عربی ہے؟

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ قریش نے کہا یہ قرآن عجمی اور عربی زبان میں کیوں نازل نہیں ہوا؟ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ اس آیت کے بعد اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں ایک آیت کو نازل فرمایا جس میں ہر زبان کا ذکر ہے جیسے بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّیْلٍ ﴿۴﴾۔ (الفیل) حضرت ابن جبیر نے کہا اس صورت میں اعجمیی کی قرأت استفہام کی صورت میں ہوگی۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت ابو میسرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ قرآن میں ہر زبان ہے۔

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 157 (2720)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 24، صفحہ 146

امام عبد بن حمید اور عبد الرزاق رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مِنْ مَّكَانٍۭ بَعِيْدٍ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ ان کے دلوں سے دور ہے۔

وَ لَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِیْهِ ؕ وَ لَوْ لَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِیَ بَیْنَهُمْ ؕ وَ اِنَّهُمْ لَفِیْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِیْبٍ ﴿۴۵﴾ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ وَ مَنْ اَسَآءَ فَعَلَیْهَا ؕ وَ مَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ ﴿۴۶﴾

"اور ہم نے عطا فرمائی موسیٰ (علیہ السلام) کو کتاب پس اس میں بھی بہت اختلاف کیا گیا ہے اور اگر ایک بات طے نہ ہو گئی ہوتی آپ کے رب کی طرف سے تو (ابھی) فیصلہ کر دیا جاتا ان کے درمیان۔ اور بے شک وہ ایک شک میں مبتلا ہیں اس کے بارے میں جو بے چین کر دینے والا ہے۔ جو نیک عمل کرتا ہے تو وہ اپنے بھلے کے لئے اور جو برائی کرتا ہے اس کا وبال اس پر ہے اور آپ کا رب تو بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں۔"

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَ لَوْ لَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ کی جانب سے وقت اور ان کی اجل کا فیصلہ پہلے ہی ہو چکا تھا۔

اِلَیْهِ یُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ ؕ وَ مَا تَخْرُجُ مِنْ ثَمَرٰتٍ مِّنْ اَكْمَامِهَا وَ مَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰى وَ لَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ ؕ وَ یَوْمَ یُنَادِیْهِمْ اَیْنَ شُرَكَآءِیْ ۙ قَالُوْۤا اٰذَنّٰكَ ۙ مَا مِنَّا مِنْ شَهِیْدٍ ﴿۴۷﴾ وَ ضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا یَدْعُوْنَ مِنْ قَبْلُ وَ ظَنُّوْا مَا لَهُمْ مِّنْ مَّحِیْصٍ ﴿۴۸﴾ لَا یَسْـَٔمُ الْاِنْسَانُ مِنْ دُعَآءِ الْخَیْرِ ۫ وَ اِنْ مَّسَّهُ الشَّرُّ فَیَـُٔوْسٌ قَنُوْطٌ ﴿۴۹﴾ وَ لَىِٕنْ اَذَقْنٰهُ رَحْمَةً مِّنَّا مِنْۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَیَقُوْلَنَّ هٰذَا لِیْ ۙ وَ مَاۤ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآىِٕمَةً ۙ وَّ لَىِٕنْ رُّجِعْتُ اِلٰى رَبِّیْۤ اِنَّ لِیْ عِنْدَهٗ لَلْحُسْنٰى ۚ فَلَنُنَبِّئَنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِمَا عَمِلُوْا ۫ وَ لَنُذِیْقَنَّهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِیْظٍ ﴿۵۰﴾ وَ اِذَاۤ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَ نَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَ اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ فَذُوْ دُعَآءٍ عَرِیْضٍ ﴿۵۱﴾ قُلْ اَرَءَیْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ثُمَّ كَفَرْتُمْ بِهٖ مَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ هُوَ فِیْ

شِقَاقٍۭ بَعِيۡدٍ ﴿۵۲﴾ سَنُرِيۡهِمۡ اٰيٰتِنَا فِى الۡاٰفَاقِ وَفِىۡۤ اَنۡفُسِهِمۡ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمۡ اَنَّهُ الۡحَـقُّ ؕ اَوَلَمۡ يَكۡفِ بِرَبِّكَ اَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ شَهِيۡدٌ ﴿۵۳﴾ اَلَاۤ اِنَّهُمۡ فِىۡ مِرۡيَةٍ مِّنۡ لِّقَآءِ رَبِّهِمۡ ؕ اَلَاۤ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَىۡءٍ مُّحِيۡطٌ ﴿۵۴﴾

''اسی اللہ کی طرف لوٹایا جاتا ہے قیامت کا علم اور نہیں نکلتا کوئی پھل اپنے غلافوں سے اور نہ حاملہ ہوتی ہے کوئی مادہ اور نہ بچہ جنتی ہے اس کے علم کے بغیر اور جس روز وہ انہیں پکارے گا کہ کہاں ہیں میرے شریک؟ کہیں گے ہم (پہلے) عرض کر چکے ہیں ہم میں سے کوئی بھی (اس پر) گواہی نہ دے گا۔ اور گم ہو جائیں گے ان سے جن کی وہ پہلے عبادت کیا کرتے تھے اور وہ یقین کر لیں گے کہ اب بھاگ جانے کی کوئی جگہ نہیں۔ نہیں اکتاتا انسان بھلائی کی دعا کرنے سے اور اگر اسے کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو بالکل مایوس (اور) ناامید ہو جاتا ہے اور اگر ہم اسے چکھائیں رحمت اپنی جناب سے اس تکلیف کے بعد جو اسے پہنچتی ہے تو کہتا ہے کہ میں اسی کا مستحق ہوں اور میں نہیں خیال کرتا کہ قیامت برپا ہوگی اور اگر میں لوٹایا گیا اپنے رب کی طرف تو یقیناً میرے لیے اس کے پاس بھی اکرام ہی اکرام ہوگا۔ (یہ احمق کیا سوچ رہے ہیں) ہم تو آگاہ کریں گے کافروں کو جو کرتوت انہوں نے کئے اور ہم ضرور چکھائیں گے انہیں سخت عذاب۔ اور جب ہم احسان فرماتے ہیں انسان پر تو وہ (تکبر سے) منہ پھیر لیتا ہے اور پہلو تہی کرنے لگتا ہے اور جب اسے تکلیف پہنچتی ہے تو لمبی چوڑی دعائیں کرنے لگ جاتا ہے۔ آپ فرمایئے (اے کافرو!) تم مجھے بتاؤ اگر یہ قرآن اللہ کی طرف سے ہو پھر تم اس کا انکار کرو تو کون زیادہ گمراہ ہے اس سے جو اختلاف میں بہت دور نکل گیا ہو۔ ہم دکھائیں گے انہیں اپنی نشانیاں آفاق (عالم) میں اور ان کے اپنے نفسوں میں تاکہ ان پر واضح ہو جائے کہ واقعی قرآن حق ہے۔ کیا یہ کافی نہیں ہے کہ آپ کا رب ہر چیز پر گواہ ہے۔ سنو! یہ لوگ شک میں مبتلا ہیں اپنے رب سے ملنے کے بارے میں۔ یاد رکھو وہ ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے۔''

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت مجاہد سے مَا تَخۡرُجُ کا معنی حین تطلع نقل کیا ہے جب وہ گابھے نکالتا ہے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اٰذَنّٰكَ کا معنی ہے کہ ہم نے ہم کو آگاہ کیا۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ سے لَا يَسۡـَٔمُ الۡاِنۡسَانُ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ انسان اکتاتا نہیں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے رَحۡمَةً کا معنی عافیت نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے سَنُرِيۡهِمۡ اٰيٰتِنَا فِى الۡاٰفَاقِ کا یہ معنی نقل کیا ہے، وہ سفر کرتے تھے، وہ قوم عاد اور قوم ثمود کے آثار کو دیکھتے۔ تو کہتے اللہ کی قسم! محمد صلی اللہ علیہ وسلم سچ کہتے ہیں۔ اور فِىۡۤ اَنۡفُسِهِمۡ سے مراد امراض ہیں۔

تمت بالخیر

آیاتہا ۵۳ ۔ سورۃ الشوریٰ مکیۃ ۴۲ ۔ رکوعاتہا ۵

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

''اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے''۔

حٰمٓ ۚ﴿۱﴾ عٓسٓقٓ ﴿۲﴾ کَذٰلِکَ یُوۡحِیۡۤ اِلَیۡکَ وَ اِلَی الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِکَ ۙ اللّٰہُ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ﴿۳﴾ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الۡاَرۡضِ ؕ وَ ہُوَ الۡعَلِیُّ الۡعَظِیۡمُ ﴿۴﴾

''حا۔میم۔عین۔سین۔قاف۔اسی طرح (کے مطالب نفیسہ) وحی فرماتا رہا ہے آپ کی طرف اور ان (پیغمبروں) کی طرف جو آپ سے پہلے گزرے ہیں اللہ جو زبردست (اور) بہت دانا ہے۔اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور وہی سب سے اعلیٰ (اور) عظمت والا ہے۔''

ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ حٰمٓ ۚ عٓسٓقٓ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

ابن مردویہ نے حضرت ابن الزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حٰمٓ ۚ عٓسٓقٓ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے مصنف میں حضرت جعفر بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت میمونہ کے گھر میں حٰمٓ ۚ عٓسٓقٓ کی تلاوت کی تو اسے بار بار پڑھا۔فرمایا اے میمونہ! کیا تیرے پاس حٰمٓ ۚ عٓسٓقٓ ہے؟ عرض کی جی ہاں۔فرمایا مجھے پڑھ کر سناؤ اس کے اول اور آخر کے درمیان سے بھول گیا ہوں۔(1)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے صحیح سند سے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حٰمٓ ۚ عٓسٓقٓ کی تلاوت کی،فرمایا اے میمونہ! کیا تو حٰمٓ ۚ عٓسٓقٓ کو پہچانتی ہے یعنی تجھے یاد ہے۔میں اس کے اول اور آخر کے درمیان سے اسے بھول گیا ہوں۔حضرت میمونہ نے کہا میں نے اس سورت کو پڑھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اسے پڑھا۔(2)

امام ابن جریر،ابن ابی حاتم،نعیم بن حماد اور خطیب رحمہم اللہ نے حضرت ارطاہ بن منذر رحمہ اللہ (3) سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپ کے پاس حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے۔عرض کی مجھے حٰمٓ ۚ عٓسٓقٓ کی تفسیر بتائیے۔آپ نے اس کی تفسیر بیان کرنے سے اعراض برتا۔انہوں نے پھر گزارش کی۔آپ نے اعراض کیا۔انہوں نے تیسری دفعہ گزارش کی تو حضرت ابن عباس نے کوئی جواب نہ دیا۔حضرت حذیفہ نے آپ سے کہا میں آپ کو بتاتا ہوں کہ میں نے بار بار بات کیوں کی۔یہ آیت ان کے ایک خاندان کے بارے میں نازل ہوئی۔جس کو عبدالہ یا عبداللہ کہتے۔وہ مشرق کے دریاؤں میں سے ایک دریا پر اترتا۔اس پر دو شہر بناتا۔درمیان سے دریا

1۔مصنف عبدالرزاق،جلد3،صفحہ 20-219(5995)،دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔معجم کبیر،جلد 24،صفحہ 29(75)،مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
3۔درمنثور میں راوی کی جگہ خالی ہے تاہم تفسیر ابن جریر میں یہ نام مذکور ہے۔مترجم

کو دو حصوں میں تقسیم کرتا جس میں ہر قسم کے جابر سرکش لوگ جمع ہو جاتے۔ جب اللہ تعالیٰ نے ان کے ملک کے تباہ ہونے، حکومت اور مدت کے ختم ہونے کا فیصلہ کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے ان میں سے ایک پر رات کے وقت آگ کو بھیج دیا تو وہ صبح کے وقت سیاہ تاریک ہو جاتا ہے۔ وہ جل گیا گویا وہ اس جگہ تھا ہی نہیں۔ اس شہر کے رہنے والے متعجب ہوتے ہیں کیف افلتت تو صرف ایک دن کی سفیدی تھی یہاں تک کہ اس میں جبار سرکش جمع ہو جاتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اسے اور اس کے مکینوں کو زمین میں دھنسا دیتا ہے۔ اس سے سین کو لیا گیا جو اصل میں سیکون تھا یعنی ان دو شہروں پر واقع ہونے والا۔(1)

امام ابو یعلی اور ابن عساکر ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابو معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب منبر پر جلوہ گر ہوئے۔ فرمایا اے لوگو! کیا تم میں سے کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حٰمٓ ۝ عٓسٓقٓ کی تلاوت کرتے ہوئے سنا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ تیزی سے اٹھے۔ عرض کی بے شک حم اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ حضرت عمر نے پوچھا تو عین۔ عرض کی: مذکور نے بدر کے دن عذاب کا معائنہ کیا۔ پھر پوچھا تو سین۔ تو حضرت ابن عباس نے یہ آیت پڑھی سَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ۝ (الشعراء) پوچھا پھر قاف۔ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ خاموش ہو گئے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے۔ انہوں نے اس کی تفسیر اسی طرح بیان کی جس طرح حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے تفسیر بیان کی تھی۔ اور کہا قاف سے مراد وہ مصیبت ہے جو لوگوں کو آسمان سے آئے گی۔

تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْ فَوْقِهِنَّ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَ يَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِي الْاَرْضِ ؕ اَلَآ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝ وَ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ اللّٰهُ حَفِيْظٌ عَلَيْهِمْ ۖ وَ مَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ۝ وَ كَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَ مَنْ حَوْلَهَا وَ تُنْذِرَ يَوْمَ الْجَمْعِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ؕ فَرِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ وَ فَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ ۝ وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَهُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّ لٰكِنْ يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَآءُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ؕ وَ الظّٰلِمُوْنَ مَا لَهُمْ مِّنْ وَّلِيٍّ وَّ لَا نَصِيْرٍ ۝ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۚ فَاللّٰهُ هُوَ الْوَلِيُّ وَ هُوَ يُحْيِ الْمَوْتٰى ۫ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

"قریب ہے کہ (جلالِ الٰہی سے) آسمان پھٹ پڑیں اپنے اوپر سے اور (ایسا نہیں ہوتا کیونکہ) فرشتے تسبیح

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 11، دار احیاء التراث العربی بیروت

کررہے ہیں اپنے رب کی حمد کے ساتھ اور بخشش طلب کررہے ہیں اہل زمین کے لئے سن لو! یقیناً اللہ ہی بہت بخشنے والا ہمیشہ رحم کرنے والا ہے۔ اور جنہوں نے بنار کھے ہیں اللہ کے سوا (اور) دوست اللہ تعالیٰ خوب آگاہ ہے ان کے حالات سے اور آپ ان کے ذمہ دار نہیں ہیں اور یونہی ہم نے وحی کے ذریعے اتارا آپ کی طرف قرآن عربی زبان میں تاکہ آپ ڈرائیں اہل مکہ کو اور جو اس کے آس پاس (آباد) ہیں اور تاکہ آپ ڈرائیں اکٹھے ہونے کے دن سے جس (کی آمد) میں کچھ شبہ نہیں (اس دن) ایک فریق جنت میں اور دوسرا فریق بھڑکتی آگ میں ہو گا۔ اور اگر چاہتا اللہ تعالیٰ تو بنا دیتا ان (سب) کو ایک امت لیکن وہ داخل کرتا ہے جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت میں اور جو ظلم کرنے والے ہیں نہ ان کا کوئی دوست ہے اور نہ مددگار۔ کیا انہوں نے بنالیے ہیں اسے چھوڑ کر دوسرے کارساز پس اللہ ہی حقیقی کارساز ہے اور وہ زندہ کرتا ہے مردوں کو اور وہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔''

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ہم اس آیت کو تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْ فَوْقِهِنَّ پڑھا کرتے تھے۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ رحمہم اللہ نے العظمۃ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یوں قرأت نقل کی ہے: تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَنْفَطِرْنَ مِنْ فَوْقِهِنَّ کہا مِنْ فَوْقِهِنَّ۔ اسے خصیف نے تاء مشددہ کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت وجلال کی وجہ سے پھٹ جائیں گے۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابوالشیخ اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وہ آسمان بوجھ کی وجہ سے پھٹ جائیں گے۔(3)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ملائکہ ایمان والوں کے لیے استغفار کریں گے۔(4)

امام ابوعبید اور اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے ساتھی کہتے تھے کہ فرشتے ابن کواء (5) سے بہتر ہیں۔ وہ اپنے رب کی حمد کرتے ہیں اور زمین میں رہنے والوں کے لیے مغفرت طلب کرتے ہیں جبکہ ابن کواء ان کے خلاف کفر کی گواہی دیتا ہے۔

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے يَوْمَ الْجَمْعِ کا معنی قیامت کا دن کیا ہے۔(6)

امام احمد، امام ترمذی جبکہ امام ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے، امام نسائی، ابن جریر، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے

1۔ معجم کبیر، جلد 12، صفحہ 200 (12889)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 12، دار احیاء التراث العربی بیروت
3۔ ایضاً
4۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 159، دار الکتب العلمیہ بیروت
5۔ خارجیوں کا ایک سردار۔ مترجم
6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 14

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے جبکہ آپ کے ہاتھوں میں دو کتابیں تھیں۔ آپ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ یہ دو کتابیں کیا ہیں؟ ہم نے عرض کی۔ نہیں عرض کی کیا آپ ہمیں بتائیں گے نہیں جو کتاب آپ کے دائیں ہاتھ میں تھی اس کے بارے میں فرمایا یہ رب العالمین کی جانب سے کتاب ہے۔ جس میں جنتیوں، ان کے آباء اور ان کے قبیلوں کے نام ہیں۔ پھر آخر تک اجمالی طور پر تذکرہ کیا۔ نہ تو ان میں اضافہ ہوگا اور نہ ہی ان میں کمی ہوگی۔ جو کتاب آپ کے بائیں ہاتھ میں تھی اس کے بارے میں فرمایا یہ رب العالمین کی جانب سے کتاب ہے۔ اس میں جہنمیوں، ان کے آباء اور قبائل کے نام ہیں۔ پھر آخر تک اجمالی طور پر ذکر کیا۔ نہ ان میں اضافہ ہوگا اور نہ ان میں کمی ہوگی۔ آپ کے ساتھیوں نے فرمایا یارسول اللہ! ﷺ پھر عمل کس لیے جب اس مسئلہ سے فراغت ہو چکی ہے؟ فرمایا میانہ روی اختیار کرو اور ایک دوسرے کے قریب رہو کیونکہ جنتی کا خاتمہ جنتی کے عمل پر ہوگا، اگرچہ وہ پہلے کون سا ہی عمل کرتا رہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اور انہیں جھاڑ دیا۔ پھر فرمایا تمہارا رب بندوں سے فارغ ہو چکا ہے۔ (1)

امام ابن مردویہ نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے۔ آپ کے ہاتھ میں کتاب تھی جس میں آپ دیکھ رہے تھے۔ فرمایا اسے دیکھو یہ کیسی ہے۔ جبکہ آپ ﷺ امی تھے پڑھتے نہیں تھے۔ کہا رسول اللہ ﷺ اس کے متعلق علم رکھتے تھے۔ فرمایا یہ رب العالمین کی جانب سے کتاب ہے جس میں جنتیوں، ان کے آباء اور ان کے قبائل کے نام ہیں، نہ ان میں اضافہ ہوگا اور نہ کمی ہوگی۔ تمہارا رب بندوں کے اعمال سے فارغ ہے۔

وَ مَا اخْتَلَفْتُمْ فِيْهِ مِنْ شَيْءٍ فَحُكْمُهٗۤ اِلَى اللّٰهِ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبِّيْ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۖۗ وَ اِلَيْهِ اُنِيْبُ ⑩ فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّ مِنَ الْاَنْعَامِ اَزْوَاجًا ۚ يَذْرَؤُكُمْ فِيْهِ ؕ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۚ وَ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ⑪

''اور جس بات میں تمہارے درمیان اختلاف رونما ہو جائے تو اس کا فیصلہ اللہ کے سپرد کر دو یہی اللہ میرا رب ہے، اسی پر میں نے بھروسہ کیا ہے اور اسی کی طرف میں رجوع کرتا ہوں۔ وہ پیدا کرنے والا ہے آسمانوں اور زمین کا، اسی نے بنائے تمہارے لیے تمہاری جنس سے جوڑے اور مویشیوں سے بھی جوڑے بنائے۔ وہ پھیلاتا رہتا ہے تمہاری نسل کو اس کے ذریعے۔ نہیں ہے اس کی مانند کوئی چیز اور وہی سب کچھ سننے والا دیکھنے والا ہے۔''

عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے مجاہد سے فَحُكْمُهٗۤ اِلَى اللّٰهِ کا یہ معنی کیا ہے کہ وہ اس میں فیصلہ فرماتا ہے۔ (2)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے يَذْرَؤُكُمْ فِيْهِ کا یہ ترجمہ کیا ہے: یہ اللہ تعالیٰ کی

1۔ سنن ترمذی، باب ماجاء فی النار والجنۃ، جلد 2، صفحہ 36، وزارت تعلیم اسلام آباد

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 16، دار احیاء التراث العربی بیروت

جانب سے زندگی ہے، اس میں اللہ تعالیٰ تمہیں زندہ رکھے گا۔(1)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس کا یہ ترجمہ کیا ہے کہ نسل کے بعد نسل کی صورت میں انسانوں اور چوپاؤں میں تمہیں پیدا کرتا ہے۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یَذْرَؤُكُمْ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ تمہیں پیدا فرماتا ہے۔(3)

امام عبد بن حمید اور بیہقی رحمہما اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابووائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے: اسی اثناء میں کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اپنے رب کی مدح کر رہے تھے کہ کہا: مُصْعِدٌ نِعْمَ الرَّبُّ يُذْكَرُ۔ وہ بلند شان کا حامل ہے کتنا اچھا پالنے والا ہے اس کا ذکر کیا جاتا ہے۔ حضرت عبداللہ نے کہا میں اسی لئے کہتا ہوں لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ۔

لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۚ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ يَقْدِرُ ؕ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۲﴾

"اسی کے قبضے میں ہیں کنجیاں آسمانوں اور زمین (کے خزانوں) کی۔ کشادہ کرتا ہے رزق کو جس کے لئے چاہتا ہے اور تنگ کر دیتا ہے (جس کے لئے چاہتا ہے) بے شک وہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔"

امام عبد بن حمید، ابن منذر، طبرانی، ابوالشیخ نے العظمۃ میں، ابن مردویہ اور ابونعیم رحمہم اللہ نے حلیہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ تیرے رب کے ہاں رات اور دن نہیں ہوتا۔ آسمانوں کا نور اس کی ذات کے نور سے ہے۔ تمہارے دنوں کی مقدار اس کے ہاں بارہ ساعتیں ہیں۔ تمہارے گزشتہ روز کے اعمال اس کی بارگاہ میں دن کے پہلے حصہ میں پیش کیے جاتے ہیں۔ جہاں تک دن کا تعلق ہے تو اس میں تین ساعتوں میں وہ نظر کرتا ہے۔ جن چیزوں کو وہ ناپسند کرتا ہے ان پر مطلع ہوتا ہے۔ اس کی وجہ سے غضبناک ہوتا ہے۔ سب سے پہلے حاملین عرش، عرش کا احاطہ کرنے والے، مقرب فرشتے اور باقی فرشتے آگاہ ہوتے ہیں۔ جبرئیل امین قرن ناگ میں پھونکتے ہیں تو کوئی چیز نہیں رہتی مگر وہ اس ناگ کی آواز سنتی ہے مگر جن وانس اس کی آواز کو نہیں سنتے۔ وہ تین ساعتیں نظر فرماتا ہے۔ اس کے بارے میں یہ ارشادات ہیں هُوَ الَّذِيْ يُصَوِّرُكُمْ فِي الْاَرْحَامِ كَيْفَ يَشَآءُ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۶﴾ (آل عمران) يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ ﴿۴۹﴾ (الشوریٰ) یہ نو ساعتیں ہو گئیں پھر وہ تین ساعتوں میں تمام مخلوقات کے رزقوں میں نظر فرماتا ہے۔ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ يَقْدِرُ ؕ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ یہ کل بارہ ساعتیں ہیں۔ پھر فرمایا كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ ﴿۲۹﴾ (الرحمٰن: 29) ہر روز تمہارے رب کی یہ شان ہے (الرعد: 26)۔(4)

شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَ مَا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 17، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

4۔ معجم کبیر، جلد 9، صفحہ 179 (8886)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

وَصَّيْنَا بِهٖۤ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰۤى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ ؕ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ ؕ اَللّٰهُ يَجْتَبِيْۤ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْۤ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ ۝۱۳ وَمَا تَفَرَّقُوْۤا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ؕ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى لَّقُضِيَ بَيْنَهُمْ ؕ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْرِثُوا الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ۝۱۴

"اس نے مقرر فرمایا ہے تمہارے لیے وہ دین جس کا اس نے حکم دیا تھا نوح کو اور جسے ہم نے بذریعہ وحی بھیجا ہے آپ کی طرف اور جس کا ہم نے حکم دیا تھا ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ (علیہم السلام) کو کہ اسی دین کو قائم رکھنا اور تفرقہ نہ ڈالنا اس میں۔ بہت گراں گزرتی ہے مشرکین پر وہ بات جس کی طرف آپ انہیں بلاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ چن لیتا ہے اپنی طرف جس کو چاہتا ہے اور ہدایت دیتا ہے اپنی طرف جو (اس کی طرف) رجوع کرتا ہے۔ اور نہ بٹے وہ فرقوں میں مگر اس کے بعد کہ آگیا ان کے پاس (صحیح) علم۔ (یہ تفرقہ) محض باہمی حسد کے باعث تھا اور اگر یہ فرمان پہلے نہ ہو چکا ہوتا آپ کے رب کی طرف سے کہ انہیں ایک مقررہ مدت تک مہلت دی جائے تو فیصلہ ہو چکا ہوتا ان کے درمیان اور جو لوگ وارث بنائے گئے تھے کتاب کے ان کے بعد وہ اس کے متعلق ایسے شک میں مبتلا ہیں جو قلق انگیز ہے۔"

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے **شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا** کا یہ معنی کیا ہے اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ نے تجھے اور تمام انبیاء کو ایک ہی دین کا حکم دیا۔ (1)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ سے یہ قول نقل کیا کہ یہاں حلال و حرام مراد ہے۔ (2)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب حضرت نوح علیہ السلام کو حلال کو حلال قرار دینے اور حرام کو حرام قرار دینے کے ساتھ مبعوث کیا جب انہیں رسول بنا کر مبعوث کیا۔ (3)

امام ابن منذر نے زید بن رفیع سے جو اہل جزیرہ کے باقی ماندہ افراد میں سے ہیں، سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو مبعوث کیا تو ان کے لیے دین کو مختص کیا۔ لوگ حضرت نوح علیہ السلام کی شریعت کے تابع رہے جب تک وہ رہے یہاں تک کہ بے دینوں نے اس کو مسخ کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مبعوث کیا اور ان کے لیے دین کو مختص کیا۔ لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کے تابع رہے، جب تک رہے اسے مسخ نہ کیا مگر بے دینوں نے۔ پھر اللہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 20، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 21 3۔ ایضاً

تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مبعوث کیا اور ان کے لیے دین کو مختص فرمایا۔ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت کے تابع رہے جب تک رہے، اس کے چراغ کو گل نہ کیا مگر بے دینوں نے۔ بے دینوں کے سوا اس دین کو ہلاکت کا کوئی خوف نہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حکم سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کی خدمت کا حکم لائے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے اَنْ اَقِیْمُوا الدِّیْنَ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ تم اس پر عمل کرو۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اَنْ اَقِیْمُوا الدِّیْنَ وَ لَا تَتَفَرَّقُوْا فِیْهِ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ جان لو کہ افتراق ہلاکت ہے اور جماعت میں اعتماد ہے۔ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِیْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَیْهِ جب مشرکوں کو یہ کہا گیا لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہو تو مشرکوں نے تکبر کیا۔ تو اللہ نے انکار کیا مگر وہ اس کو نافذ کرے، اسکی مدد کرے اور جو اس کا مقابلہ کرے اس پر اسے غلبہ دے۔ یہ ایسا کلمہ ہے جس نے اس کی مدد کے ساتھ جھگڑا کیا وہ کامیاب ہو گیا اور جس نے اس سے مدد حاصل کرنا چاہی اس کی مدد کی گئی۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اَللّٰهُ یَجْتَبِیْۤ اِلَیْهِ مَنْ یَّشَآءُ کا یہ معنی نقل کیا ہے: اپنے لیے جسے چاہتا ہے چن لیتا ہے۔(3)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بَغْیًۢا بَیْنَهُمْ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ ان کے مال زیادہ ہو گئے تو انہوں نے ایک دوسرے پر بغاوت کی۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے مَنْ یُّنِیْبُ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ اُوْرِثُوا الْكِتٰبَ سے مراد یہودی اور نصرانی۔(4)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت کعب رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ دنیا میں انہوں نے ایسا کیا۔

فَلِذٰلِكَ فَادْعُ ۚ وَ اسْتَقِمْ كَمَاۤ اُمِرْتَ ۚ وَ لَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ ۚ وَ قُلْ اٰمَنْتُ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتٰبٍ ۚ وَ اُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَیْنَكُمْ ؕ اَللّٰهُ رَبُّنَا وَ رَبُّكُمْ ؕ لَنَاۤ اَعْمَالُنَا وَ لَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ؕ لَا حُجَّةَ بَیْنَنَا وَ بَیْنَكُمْ ؕ اَللّٰهُ یَجْمَعُ بَیْنَنَا ۚ وَ اِلَیْهِ الْمَصِیْرُ ؕ﴿۱۵﴾ وَ الَّذِیْنَ یُحَآجُّوْنَ فِی اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا اسْتُجِیْبَ لَهٗ حُجَّتُهُمْ دَاحِضَةٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَ عَلَیْهِمْ غَضَبٌ وَّ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ ﴿۱۶﴾

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 21 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 22 4۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 23-22

''پس اس دین کی طرف آپ دعوت دیتے رہیے اور ثابت قدم رہیے جس طرح آپ کو حکم دیا گیا ہے۔ اور نہ اتباع کیجئے ان کی خواہشات کا اور (برملا) فرمایئے کہ میں ایمان لایا اس کتاب پر جو اللہ نے نازل کی اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں عدل کروں تمہارے درمیان۔ اللہ تعالیٰ ہمارا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے ہمارے لیے ہمارے اعمال ہیں اور تمہارے لیے تمہارے اعمال۔ کسی بحث وتکرار کی ضرورت نہیں ہمارے اور تمہارے درمیان۔ اللہ ہم سب کو جمع کرے گا۔ اور اسی کی طرف (سب نے) پلٹنا ہے۔ اور جو لوگ حجت بازی کرتے ہیں اللہ (کے دین) کے بارے میں اس کے بعد کہ (اکثر حق شناس) اس کو مان چکے ہیں سو ان کی حجت بازی لغو ہے ان کے رب کے نزدیک اور ان (پر اللہ کا) غضب ہے۔ اور انہی کے لئے سخت عذاب ہے۔''

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ سے وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمْ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اللہ کے نبی کو عدل کرنے کا حکم دیا گیا تو انہوں نے عدل کیا۔ عدل زمین میں اللہ تعالیٰ کا ترازو ہے۔ اسی کے ذریعے اللہ تعالیٰ سچے کی تصدیق اور جھوٹے کو جھٹلاتا ہے اور عدل کے ذریعے اللہ تعالیٰ حد سے تجاوز کرنے والے کو دھتکارتا ہے اور ذلیل کرتا ہے۔ (1)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمْ کا یہ ترجمہ نقل کیا ہے کہ ہمارے اور تمہارے درمیان کوئی جھگڑا نہیں۔ (2)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وَ الَّذِيْنَ يُحَآجُّوْنَ فِي اللّٰهِ سے مراد اہل کتاب ہیں۔ وہ مسلمانوں سے جھگڑتے ہیں اور ہدایت سے لوگوں کو روکتے تھے، بعد اس کے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ اقدس میں اس کی التجاء کی اور یہ بھی کہا یہ گمراہوں میں سے ایک جماعت ہے۔ ان کی گمراہی کے بارے میں ان کی دعا قبول ہوئی۔ وہ اس انتظار میں ہیں کہ ان پر دور جاہلیت آجائے۔ (3)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے آیت کا یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ کچھ لوگوں نے طمع کیا کہ دورِ جاہلیت واپس آجائے۔ (4)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وَالَّذِيْنَ يُحَآجُّوْنَ سے مراد یہود ونصاری ہیں جنہوں نے مسلمانوں سے ان کے رب کے بارے میں جھگڑا کیا۔ انہوں نے کہا ہماری کتاب تمہاری کتاب سے پہلے نازل ہوئی اور ہمارا نبی تمہارے نبی سے پہلے آیا تو ہم تمہاری بنسبت اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریبی ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ ۚ وَ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ ۝ (الشوریٰ:20) کو نازل فرمایا۔ جہاں تک مِنْۢ بَعْدِ مَا اسْتُجِيْبَ لَهٗ کا تعلق ہے تو اس سے مراد ہے، بعد اس کے کہ مسلمانوں نے اللہ کی دعوت حق کو قبول کیا اور اللہ کی نماز پڑھی۔ (5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 24، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 25 4۔ ایضاً
5۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 160 (2733)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام عبد بن حمید نے حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس آیت کا مصداق یہ ہے کہ اہل کتاب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سے کہا ہم تمہاری بنسبت اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریبی ہیں الَّذِيْنَ يُحَآجُّوْنَ سے مراد اہل کتاب ہیں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب سورۂ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۝ (النصر) نازل ہوئی تو مشرکوں نے ان مسلمانوں سے کہا جو مکہ مکرمہ میں ان کے درمیان تھے کہ لوگ اللہ کے دین میں گروہ در گروہ داخل ہو چکے ہیں اور اب ہمارے درمیان سے نکل جاؤ۔ اب تم کس لیے ہمارے درمیان رہ رہے ہو۔ تو یہ آیت وَالَّذِيْنَ يُحَآجُّوْنَ فِي اللّٰهِ نازل ہوئی۔

اَللّٰهُ الَّذِيْۤ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ وَ الْمِيْزَانَ ؕ وَ مَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيْبٌ ۝۱۷

"اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے نازل کیا ہے کتاب کو حق کے ساتھ اور (نازل کیا ہے) میزان کو اور تمہیں کیا معلوم کہ شاید وہ گھڑی قریب ہی ہو۔"

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے الْمِيْزَانَ کا معنی عدل نقل کیا ہے۔(1)

امام حاکم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ آپ مقام عرفات میں ٹھہرے ہوئے تھے تو سورج کو دیکھا جو وہ غروب ہونے لگا تو ڈھال کی مانند تھا۔ آپ روئے اور شدید روئے۔ اور اس آیت کی تلاوت کی آپ سے عرض کی گئی۔ فرمایا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یاد آتے ہیں جبکہ آپ اسی جگہ کھڑے تھے اور فرمایا تھا اے لوگو! تمہاری دنیا میں سے جو گزر چکا ہے۔ اس کے مقابلہ میں جو باقی ہے۔ وہ اسی طرح ہے کہ جو وقت آج کے دن میں سے گزر چکا ہے اور جو باقی ہے۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم میں سے ایک آدمی بیت الخلاء میں داخل ہوتا اور پانی کا لوٹا اٹھاتا۔ جب باہر نکلتا تو قیامت کے برپا ہونے کے ڈر سے وضو کرتا۔ اس کے پاس بچا ہوا کھانا ہوتا تو وہ کہتا میں اسے ابھی نہیں کھاؤں گا کہ قیامت برپا ہو جائے گی۔

امام احمد، ہناد بن سری، طبرانی، ابن مردویہ اور ضیاء رحمہم اللہ نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اور قیامت ان دو انگلیوں کی طرح مبعوث ہوئے ہیں۔(3)

يَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهَا ۚ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مُشْفِقُوْنَ مِنْهَا ۙ وَ يَعْلَمُوْنَ اَنَّهَا الْحَقُّ ؕ اَلَاۤ اِنَّ الَّذِيْنَ يُمَارُوْنَ فِي السَّاعَةِ لَفِيْ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 26، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ مستدرک حاکم، تفسیر سورۂ حم عسق، جلد 2، صفحہ 481 (3656)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ معجم کبیر، جلد 2، صفحہ 207 (1846)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

ضَلٰلٍۭ بَعِيْدٍ ﴿۱۸﴾ اَللّٰهُ لَطِيْفٌۢ بِعِبَادِهٖ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَ هُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ﴿۱۹﴾

"جلدی مچاتے ہیں اس کے لیے وہ لوگ جو ایمان نہیں رکھتے اس پر اور جو لوگ ایمان لائے ہیں وہ خوفزدہ رہتے ہیں اس سے اور وہ جانتے ہیں کہ یہ حق ہے۔ خبردار! جو لوگ شک کرتے ہیں قیامت کے متعلق وہ بڑی گمراہی میں (مبتلا) ہیں۔ اللہ تعالیٰ بہت مہربان ہے اپنے بندوں پر، رزق دیتا ہے جس کو چاہتا ہے اور وہی قوی (اور) زبردست ہے۔"

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ قیامت برپا نہیں ہوگی یہاں تک کہ آرزو کرنے والے قیامت کی آرزو کریں گے۔ انہیں بتایا گیا کہ اللہ تعالیٰ کا تو یہ فرمان ہے: يَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهَا کہ وہ اپنے ایمان کے بارے میں ڈر کی وجہ سے آرزو کریں گے۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ ۚ وَ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ ﴿۲۰﴾

"جو طلب گار ہو آخرت کی کھیتی کا تو ہم (اپنے فضل وکرم سے) اس کی کھیتی کو اور بڑھا دیں گے اور جو شخص خواہش مند ہے (صرف) دنیا کی کھیتی کا تو ہم اسے دیں گے اس سے اور نہیں ہوگا اس کے لئے آخرت میں کوئی حصہ۔"

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے حَرْثَ الْاٰخِرَةِ کا معنی آخرت کی زندگی نقل کیا ہے۔ فرمایا جو اپنی دنیا کو اپنی آخرت پر ترجیح دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ آگ کے علاوہ اس کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں بناتا اور دنیا میں سے بھی کسی چیز کا اضافہ نہیں کرتا مگر رزق جس کا اللہ تعالیٰ فیصلہ کر چکا اور اس کو تقسیم کر دیا۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے قتادہ سے مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ کا یہ معنی نقل کیا ہے جو آخرت کی زندگی چاہتا ہے تو ہم اس کی کھیتی میں اضافہ کر دیتے ہیں اور جو اپنی دنیا کو اپنی آخرت پر ترجیح دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ آخرت میں آگ کے سوا اس کا کوئی حصہ نہیں بناتا اور دنیا میں سے بھی کسی چیز کا اضافہ نہیں کرتا مگر وہ رزق جس کا فیصلہ ہو چکا اور اسے تقسیم کیا جا چکا۔ (1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی۔

امام احمد، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور ابن حبان رحمہم اللہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس امت کو اس وقت تک بلندی اور زمین میں حکومت کی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 27، دار احیاء التراث العربی بیروت

بشارت دی گئی ہے جب تک وہ آخرت کے عمل سے دنیا کو طلب نہ کریں۔ ان میں سے جس نے آخرت کا عمل دنیا کے لیے کیا تو آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہوگا۔(1)

امام حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس آیت کی تلاوت کی۔ پھر فرمایا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اے انسان! میری عبادت کے لیے تو ہر کام سے فارغ ہو جا، میں تیرا سینہ غنا سے بھر دوں گا۔ تیرے فقر کو ختم کر دوں گا۔ اگر تو ایسا نہیں کرے گا تو میں تیرے دل کو مصروفیات سے بھر دوں گا اور تیرے فقر کا دروازہ بھی بند نہیں کروں گا۔(2)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوع روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے: جس نے تمام غموں کو ایک غم بنا دیا اللہ تعالیٰ اس کے دنیا کے غموں کے لیے کافی ہو جائے گا۔ جس کے غم بہت ہو گئے تو اللہ تعالیٰ کو کچھ پرواہ نہیں کہ وہ دنیا کی کس وادی میں ہلاک ہوتا ہے۔(3)

امام ابن ابی الدنیا اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ کھیتیاں دو ہیں: دنیا کی کھیتی مال اور بیٹے اور آخرت کی کھیتی باقیات صالحات (نیک اعمال) ہیں۔

امام ابن مبارک رحمہ اللہ نے حضرت مرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود کے پاس ایک جماعت کا ذکر کیا گیا جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کیے گئے۔ فرمایا بات ایسے نہیں جس طرف تم جاتے ہو اور رائے رکھتے ہو۔ جب دو لشکر ملتے ہیں تو فرشتے اترتے ہیں وہ لکھ لیتے ہیں جبکہ لوگ ابھی اپنی اپنی جگہوں پر ہوتے ہیں: فلاں آدمی دنیا کے لڑ رہا ہے، فلاں بادشاہ کے لیے لڑ رہا ہے، وہ شہرت کے لیے لڑ رہا ہے اور فلاں فلاں کے لیے جنگ کر رہا ہے اور فلاں اللہ کی رضا کی خاطر جنگ کر رہا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر شہید ہوا تو وہ جنت میں ہے۔

امام ابن نجار نے اپنی تاریخ میں حضرت رزین بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی کہ میں نے قرآن حکیم ابتدا سے آخر تک حضرت علی بن ابی طالب پر پڑھا۔ جب میں حٰمٓ ۝ عٓسٓقٓ کی بائیسویں آیت تک پہنچا تو آپ روئے۔ پھر فرمایا اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ اِخْبَاتَ الْمُخْبِتِیْنَ وَاِخْلَاصَ الْمُوْقِنِیْنَ وَمُرَافَقَةَ الْاَبْرَارِ وَاسْتِحْقَاقَ حَقَائِقِ الْاِیْمَانِ وَالْغَنِیْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَّالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ وَّرَجَوْتُ رَحْمَتَكَ وَالْفَوْزَ بِالْجَنَّةِ وَالنَّجَاةَ مِنَ النَّارِ اے اللہ! میں تجھ سے تواضع کرنے والوں کی تواضع، ایقان رکھنے والوں کے اخلاص، نیکوں کی سنگت، ایمان کے حقائق کا استحقاق، ہر نیکی سے مالا مال ہونے اور ہر گناہ سے سلامتی چاہتا ہوں۔ میں تیری رحمت، جنت کو پانے اور جہنم سے نجات کی امید رکھتا ہوں۔ پھر فرمایا اے رزین! جب تو قرآن ختم کرے تو یہ دعا کیا کر کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے قرآن ختم کرنے پر یہ دعا کرنے کا مجھے حکم دیا۔

اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّیْنِ مَا لَمْ یَاْذَنْۢ بِهِ اللّٰهُ ؕ وَ لَوْلَا

1۔ مستدرک حاکم، کتاب الرقاق، جلد 4، صفحہ 346 (7862)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ ایضاً، سورۂ حم عسق، جلد 2، صفحہ 481 (3657)

3۔ ایضاً (3658)

كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۗ وَ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۱﴾ تَرَى الظّٰلِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا كَسَبُوْا وَ هُوَ وَاقِعٌۢ بِهِمْ ۗ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِيْ رَوْضٰتِ الْجَنّٰتِ ۚ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۗ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ﴿۲۲﴾ ذٰلِكَ الَّذِيْ يُبَشِّرُ اللّٰهُ عِبَادَهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۗ قُلْ لَّاۤ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى ۗ وَ مَنْ يَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِيْهَا حُسْنًا ۗ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ﴿۲۳﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۚ فَاِنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يَخْتِمْ عَلٰى قَلْبِكَ ۗ وَ يَمْحُ اللّٰهُ الْبَاطِلَ وَ يُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ ۗ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۲۴﴾ وَ هُوَ الَّذِيْ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَ يَعْفُوْا عَنِ السَّيِّاٰتِ وَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۲۵﴾ وَ يَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ يَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۗ وَ الْكٰفِرُوْنَ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ﴿۲۶﴾

''کیا ان کے ایسے شریک ہیں جنہوں نے مقرر کیا ہے ان کے لیے ایسا دین جس کی اللہ نے اجازت نہیں دی۔ اور اگر ان کے فیصلہ کی بات پہلے سے طے نہ ہوتی تو ان کا قصہ کبھی کا چکا دیا گیا ہوتا اور جو ظالم ہیں یقیناً ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ آپ دیکھیں گے ظالموں کو کہ ڈر رہے ہوں گے ان (کرتوتوں) سے جو انہوں نے کمائے اور وہ ان پر واقع ہو کر رہے گا اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کیے وہ بہشتوں کے باغوں میں ہوں گے انہیں ملے گا جو وہ چاہیں گے اپنے رب کے پاس سے۔ یہی بڑا فضل ہے۔ یہ وہ چیز ہے جس کی خوشخبری اللہ تعالیٰ اپنے ان بندوں کو دیتا ہے جو ایمان لے آئے اور نیک عمل کرتے رہے۔ آپ فرمائیے میں نہیں مانگتا اس (دعوت حق) پر کوئی معاوضہ بجز قرابت کی محبت کے اور جو شخص کماتا ہے کوئی نیکی ہم دوبالا کر دیں گے اس کے لیے اس میں حسن۔ بے شک اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا بڑا قدر دان ہے۔ کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ اس نے اللہ پر جھوٹا بہتان باندھا ہے پس اگر اللہ چاہتا تو مہر لگا دیتا آپ کے دل پر اور مٹاتا ہے اللہ تعالیٰ باطل کو اور ثابت کرتا ہے حق کو اپنے ارشادات سے۔ بیشک وہ جاننے والا ہے جو کچھ سینوں میں ہے۔ اور وہی ہے جو توبہ قبول کرتا ہے اپنے بندوں کی اور درگزر کرتا ہے ان کی غلطیوں سے اور جانتا ہے جو تم کرتے ہو اور وہی قبول کرتا ہے دعائیں ان

لوگوں کی جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اور (ان کے حق سے بھی) انہیں زیادہ (اجر) دیتا ہے اپنی مہربانی سے اور کفاران کے لیے سخت عذاب ہے۔"

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت مجاہد سے وَلَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد یوم قیامت ہے جس تک انہیں مہلت دی گئی ہے اور رَوْضٰتِ الْجَنّٰتِ سے مراد ایسا مکان ہے جو ان کی شان کے موافق ہوگا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابوظبیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جنتیوں کی ایک جماعت کو ایک بادل سایہ کیے ہوگا۔ وہ کہے گا میں تم پر بارش نہ کروں؟ تو اس قوم میں سے کوئی بھی فرد کسی چیز کا سوال نہیں کرے گا مگر وہ اس پر بارش برسائے گا یہاں تک کہ ان میں سے ایک کہنے والا یہ کہے گا: ہم پر اٹھے ہوئے پستانوں والیاں اور ہم عمر برسا۔

امام احمد، عبد بن حمید، امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی کے بارے میں پوچھا گیا۔ تو حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اس سے مراد آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی ہیں۔ حضرت ابن عباس نے کہا تو نے جلدی کی ہے، قریش میں سے کوئی خاندان ایسا نہیں تھا جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رشتہ داری نہ ہو۔ فرمایا مگر تم میرے اور اپنے درمیان قائم رشتہ داری میں تعلق قائم رکھو۔(1)

امام ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت سعید بن جبیر کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا میں تم سے کسی اجر کا مطالبہ نہیں کرتا مگر مجھے جو تم سے رشتہ داری حاصل ہے اس وجہ سے تم مجھ سے محبت کرو اور میرے اور تمہارے درمیان جو رشتہ داری موجود ہے اس کی حفاظت کرو۔(2)

امام سعید بن منصور، ابن سعد، عبد بن حمید، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں امام شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ بے شمار لوگوں نے ہم سے اس آیت قُلْ لَّاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی کے بارے میں کثرت سے سوال کیے تو ہم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو اس بارے میں خط لکھا تا کہ ہم ان سے اس بارے میں پوچھیں۔ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے لکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قریش میں نسب کے اعتبار سے درمیان میں تھے۔ قریش کا کوئی خاندان نہیں تھا مگر اس کا آپ کی ذات سے ولادت کا تعلق تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا کہ میں تمہیں جو دعوت دیتا ہوں اس پر تم سے کسی اجر کا مطالبہ نہیں کرتا مگر یہ کہ مجھے تم سے رشتہ داری حاصل ہے، اس وجہ سے تم مجھ سے محبت کرو اور میری حفاظت کرو۔(3)

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور طبرانی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ

1۔ سنن ترمذی، تفسیر سورۂ حم عسق، جلد 5، صفحہ 352 (3251)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ معجم کبیر، جلد 12، صفحہ 255 (13026)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

3۔ مستدرک حاکم، تفسیر سورۂ حم عسق، جلد 2، صفحہ 482 (3660)، دار الکتب العلمیہ بیروت

عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو تمام قریش سے رشتہ داری تھی۔ جب انہوں نے آپ کو جھٹلایا اور آپ کی بیعت کرنے سے انکار کر دیا تو فرمایا اے میری قوم! جب تم میری بیعت کرنے سے انکار کرتے ہو تو مجھے تم سے جو رشتہ داری ہے اس کی حفاظت کرو۔ تمہارے علاوہ عربوں میں ایسا کوئی بھی نہیں جو تمہاری بہ نسبت میری حفاظت اور میری مدد کا حق رکھتا ہو۔(1)

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے ضحاک کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی جبکہ مشرک رسول اللہ ﷺ کو اذیتیں دیتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا اے محمد! ﷺ انہیں کہو میں تمہیں جو دعوت دیتا ہوں اس پر تم سے کسی چیز کا سوال نہیں کرتا۔ اَجْرًا یعنی دنیا کے کسی عوض کا سوال نہیں کرتا۔ اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى مگر یہ کہ مجھے تم سے رشتہ داری ہے اس کی تم حفاظت کرو۔ کہ مودت یہ آپ کے رشتہ داروں میں آپ کے لیے خاص ہے۔ جب نبی کریم ﷺ نے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی تو یہ پسند کیا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو انبیاء کے ساتھ ملا دے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا پس یہ تمہارے لیے ہے، میرا اجر یعنی آخرت میں ثواب اور کرامت اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے، جس طرح حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا وَمَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰي رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۞ (الشعراء) جس طرح حضرت ہود، حضرت صالح اور حضرت شعیب علیہم السلام نے کہا۔ انہوں نے اجر کی استثناء نہ کی جس طرح نبی کریم ﷺ نے استثناء کی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی بات کو قبول نہ کیا پس وہ منسوخ ہیں۔

امام احمد، ابن ابی حاتم، طبرانی، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے آیت کی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے: اے محبوب مکرم! ﷺ فرما دیجئے کہ میں نے تمہیں جو بینات اور ہدایت عطا فرمائی ہے اس پر تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا مگر یہ کہ تم اللہ سے محبت کرو اور اس کی اطاعت اختیار کر کے اس کا قرب حاصل کرو۔(2)

عبد بن حمید اور ابن منذر نے مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تم میری اتباع کرو، میری تصدیق کرو اور میرے ساتھ صلہ رحمی کرو۔

امام عبد بن حمید اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت عوفی کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے آیت کی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت محمد ﷺ نے قریش سے فرمایا: میں تم سے تمہارے اموال میں سے کسی چیز کا سوال نہیں کرتا بلکہ تم سے یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ میرے اور تمہارے درمیان جو رشتہ داری ہے اس کی وجہ سے تم میرے ساتھ محبت کرو کیونکہ تم میری قوم ہو اور جنہوں نے میری اطاعت کی اور میری دعوت پر لبیک کہی ہے تم ان سے زیادہ اس چیز کے مستحق ہو۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مبارک رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ تم میری رشتہ داری کی حفاظت کرو۔

امام ابن مردویہ نے حضرت عکرمہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ قریش

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 30، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ مستدرک حاکم، تفسیر سورۂ حم عسق، جلد 2، صفحہ 482 (3659)، دار الکتب العلمیہ بیروت

میں کوئی ایسا خاندان نہیں جس میں رسول اللہ ﷺ (کے خاندان) کی ماں نہ ہو۔ یہاں تک کہ بنو ہذیل میں سے بھی آپ کی ماں تھی۔ اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا مگر یہ کہ تم میری رشتہ داری کی حفاظت کرو۔ اگر تم مجھے جھٹلاؤ تو مجھے اذیت تو نہ دو۔

ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے مقسم کے واسطہ سے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ انصار نے کہا ہم نے یہ کیا، ہم نے یہ کیا، گویا انہوں نے فخر کیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا ہمیں تم پر فضیلت حاصل ہے اور یہ خبر حضور ﷺ کو ہوئی۔ آقائے دو عالم ﷺ ان کی مجالس میں تشریف لائے۔ فرمایا اے انصار کی جماعت! کیا تم عاجز نہیں تھے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں عزت دی۔ انصار نے عرض کی کیوں نہیں یا رسول اللہ ﷺ۔ فرمایا کیا تم مجھے جواب نہیں دو گے؟ عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ آپ کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا کیا تم یہ نہیں کہو گے کیا آپ کو آپ کی قوم نے گھر سے نہیں نکال دیا تھا تو ہم نے آپ کو پناہ دی؟ کیا انہوں نے آپ کو جھٹلایا نہیں تھا کہ ہم نے آپ کی تصدیق کی؟ کیا انہوں نے آپ کا ساتھ چھوڑ نہیں دیا تھا کہ ہم نے آپ کو پناہ دی تھی؟ نبی کریم ﷺ لگاتار یہ باتیں کرتے رہے یہاں تک کہ انصار گھٹنوں کے بل کھڑے ہو گئے اور عرض کی ہمارے اموال اور جو کچھ ہمارے پاس ہے سب اللہ اور اس کے رسول کا ہے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔ (1)

امام طبرانی نے اوسط میں اور ابن مردویہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ کی سند سے روایت نقل کی ہے کہ انصار نے آپس میں گفتگو کی، ہم نے رسول اللہ ﷺ کے لیے مال کیوں جمع نہیں کرتے جس سے آپ کا ہاتھ کشادہ ہو جاتا۔ آپ اور آپ کے مال کے درمیان کوئی حائل نہ ہوتا۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ ہم نے ارادہ کیا کہ ہم اپنے اموال میں سے آپ کے لیے مال جمع کریں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ وہ ایک دوسرے کے پیچھے نکلے۔ انہوں نے پوچھا جو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے کہ آپ نے کن کے بارے میں یہ ارشاد فرمایا ہے۔ بعض نے کہا آپ نے یہ ارشاد فرمایا تا کہ ہم آپ کے اہل بیت کی حفاظت کریں اور ان کی مدد کریں تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا: اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۚ فَاِنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يَخْتِمْ عَلٰى قَلْبِكَ ۭ وَيَمْحُ اللّٰهُ الْبَاطِلَ وَيُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ ۭ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ وَهُوَ الَّذِيْ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ انہیں اشارۃً توبہ کا حکم دیا۔ مومن ہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے یہ بات کہی تھی کہ وہ اللہ کی طرف توبہ کریں اور اس سے بخشش طلب کریں۔

امام ابو نعیم اور دیلمی رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میرے اہل بیت میں میری حفاظت کرو گے اور میری وجہ سے ان سے محبت کرو گے۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت سعید بن جبیر کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ آپ کے قریبی کون ہیں۔ جن سے محبت کرنا واجب ہے؟ فرمایا حضرت علی، حضرت فاطمہ اور آپ کے دونوں بیٹے۔ (2)

امام سعید بن منصور نے حضرت سعید بن جبیر سے روایت نقل کی ہے کہ آیت سے مراد رسول اللہ ﷺ کے قریبی ہیں۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 32، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ معجم کبیر، جلد 11، صفحہ 444 (12259)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

امام ابن جریر نے ابو دیلمی رحمہما اللہ سے روایت نقل کی ہے: جب حضرت علی بن حسین زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بطور قیدی لایا گیا اور دمشق کے راستے میں کھڑا کیا گیا۔ تو ایک شامی کھڑا ہوا۔ اس نے کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ قَتَلَكُمْ وَاسْتَاْصَلَكُمْ اس اللہ کی تعریف جس نے تمہیں قتل کیا اور تمہیں جڑ سے اکھیڑا۔ تو حضرت زین العابدین نے اسے فرمایا: کیا تو نے قرآن پڑھا ہے؟ اس نے جواب دیا جی ہاں۔ کیا تو نے حٰمٓ سورت پڑھی ہے؟ اس نے جواب دیا نہیں۔ فرمایا کیا تو نے یہ آیت نہیں پڑھی قُلْ لَّاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی اس نے پوچھا کیا تم وہ ہو؟ فرمایا ہاں۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مَنْ یَّقْتَرِفْ حَسَنَةً میں حسنہ کا معنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آل سے محبت ہے۔

امام احمد، امام ترمذی، جبکہ امام ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے، امام نسائی اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت مطلب بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عرض کی ہم نکلتے ہیں تو ہم قریش کو باتیں کرتے ہوئے پاتے ہیں۔ جب وہ ہمیں دیکھتے ہیں تو خاموش ہو جاتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سخت غصے ہو گئے اور آپ کی آنکھوں کے درمیان پسینہ بہنے لگا۔ پھر فرمایا اللہ کی قسم کسی مسلمان کے دل میں ایمان داخل نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ وہ اللہ اور میرے رشتہ کی وجہ سے تم سے محبت نہ کرے۔(2)

امام مسلم، امام ترمذی اور امام نسائی رحمہم اللہ نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تمہیں اپنے اہل بیت کے بارے میں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں۔(3)

امام ترمذی جبکہ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے اور ابن انباری رحمہما اللہ نے مصاحف میں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں تم میں ایسی چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں۔ اگر تم انہیں مضبوطی سے پکڑے رہو گے تو میرے بعد کبھی گمراہ نہ ہو گے۔ ان دونوں میں سے ایک دوسری سے بڑی ہے۔ اللہ کی کتاب یہ ایسی رسی ہے جو آسمان سے زمین تک پھیلی ہوئی ہے۔ میری اولاد میری اہل بیت ہے۔ یہ دونوں چیزیں الگ نہیں ہوں گی یہاں تک کہ دونوں حوض پر میرے پاس آئیں گی۔ دیکھو تم کیسے میرے بعد ان کی نیابت کرتے ہو۔(4)

امام ترمذی جبکہ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے، طبرانی، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے محبت کرو جو تمہیں اپنی نعمتوں سے غذا بہم پہنچاتا ہے۔ اللہ کی محبت کی وجہ سے مجھ سے محبت کرو اور میری محبت کی وجہ سے میری اہل بیت سے محبت کرو۔(5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 32، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ مستدرک حاکم، باب معرفۃ الصحابۃ، جلد 4، صفحہ 75 (6960)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ صحیح مسلم، کتاب الفضائل، جلد 2، صفحہ 279، وزارت تعلیم اسلام آباد

4۔ سنن ترمذی، ابواب المناقب، جلد 2، صفحہ 699، مکتبہ رحمانیہ لاہور

5۔ معجم کبیر، جلد 10، صفحہ 281 (15664)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آپ کے خاندان کے بارے میں خیال رکھو۔(1)

امام ابن عدی رحمہ اللہ نے حضرت ابو سعید سے روایت نقل کی ہے: جس نے ہمیں ہمارے اہل بیت کے بارے میں غضبناک کیا وہ منافق ہے۔

امام طبرانی نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہمارے ساتھ کوئی بغض نہیں رکھتا اور ہمارے ساتھ کوئی حسد نہیں کرتا مگر قیامت کے روز اس کے لیے آگ کے ڈنڈوں میں اضافہ کر دیا جاتا ہے۔(2)

امام احمد، ابن حبان اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قسم ہے مجھے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! کوئی آدمی ہمارے بیت کو ناراض نہیں کرتا مگر اللہ تعالیٰ اسے جہنم میں داخل کر دیتا ہے۔(3)

امام طبرانی اور خطیب رحمہما اللہ نے حضرت ابوضحیٰ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی جب سے آپ نے یہ کام کیا ہے تو آپ نے ہمارے لیے کینوں کو چھوڑا ہے۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہ لوگ خیر اور ایمان کو اس وقت تک نہیں پائیں گے یہاں تک کہ وہ تم سے محبت کریں گے۔(4)

امام خطیب رحمہ اللہ حضرت ابوضحیٰ رحمہ اللہ کے واسطہ سے مسروق سے وہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عباس بن عبد المطلب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم اپنی قوم کے لوگوں میں ان واقعات کی وجہ سے جو ہماری طرف سے ان کے ساتھ ہوئے کینہ کے آثار پاتے ہیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا خبردار! اللہ کی قسم! وہ اس وقت تک بھلائی کو نہیں پائیں گے یہاں تک کہ میری رشتہ داری کی وجہ سے تم سے محبت نہ کریں۔ بنوسلیم تو میری شفاعت کی امید رکھیں اور بنوعبدالمطلب امید نہ رکھیں۔

امام ابن نجار رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہر شے کی بنیاد ہے اور اسلام کی بنیاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ اور آپ کے اہل بیت سے محبت ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت حسن بصری سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ شان نہیں ہے کہ وہ ان سے اس قرآن پر اجر کا سوال کرے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا کہ وہ آپ کی اطاعت اور اس کتاب کی محبت کے ساتھ اللہ کا قرب حاصل کریں۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے: جس نے رسول

1۔ صحیح بخاری، کتاب المناقب، جلد 1، صفحہ 526، وزارت تعلیم اسلام آباد 2۔ معجم کبیر، جلد 3، صفحہ 81 (2726)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
3۔ مستدرک حاکم، باب معرفۃ الصحابۃ، جلد 3، صفحہ 162 (4717)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ معجم کبیر، جلد 11، صفحہ 433 (12228)

اللہ ﷺ کی اطاعت کر کے اللہ کا قرب حاصل کیا تو اس بندے کی محبت اللہ تعالیٰ پر لازم ہوگئی۔(1)

عبد بن حمید نے حضرت حسن بصری سے اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی کا یہ ترجمہ نقل کیا ہے مگر عمل صالح کے ذریعے اللہ کا قرب۔

امام عبد بن حمید نے آیت کی تفسیر میں حضرت عکرمہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ کے اجداد میں سے دس عورتیں ایسی تھیں جو مشرکوں کے خاندانوں سے تعلق رکھتی تھیں۔ جب آپ ان لوگوں کے پاس سے گزرتے تو وہ لوگ ان کے نقص بیان کرتے اور انہیں برا بھلا کہتے۔ تو اس آیت کا یہ مقصود ہے کہ تم میرے رشتہ داروں کے معاملہ میں مجھے اذیت نہ دو۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ کا یہ ترجمہ کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ گناہوں کو بخشنے والا اور نیکیوں کو قبول فرمانے والا ہے۔ اس پر انہیں کئی گنا اجر عطا فرماتا ہے۔(2)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے فَاِنْ یَّشَاِ اللّٰهُ یَخْتِمْ عَلٰى قَلْبِكَ کا یہ ترجمہ نقل کیا ہے: اگر اللہ تعالیٰ چاہے گا تو اللہ تعالیٰ تمہیں جو کچھ دیا ہے وہ تمہیں بھلا دے گا۔ واللہ اعلم۔(3)

امام عبد الرزاق اور ابن منذر نے حضرت زہری رحمہ اللہ سے وَهُوَ الَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ کی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابو ہریرہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ سے تم میں سے اس آدمی سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جو اپنا گمشدہ سامان اس جگہ پالیتا ہے جہاں اسے خوف تھا کہ پیاس اسے مار ڈالے گی۔(4)

امام مسلم اور امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ تم میں سے کسی ایک کی توبہ سے اس آدمی کی بنسبت زیادہ خوش ہوتا ہے جو اپنا گمشدہ سامان پالیتا ہے۔(5)

امام بخاری، امام مسلم اور امام ترمذی رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ سے اس آدمی سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جو ایسی جگہ اترا جو ہلاکت کا باعث ہوسکتی تھی۔ اس کے ساتھ اپنی سواری تھی جس پر اس کا کھانا اور پانی تھا۔ اس نے اپنا سر رکھا تو سو گیا۔ وہ جاگا تو اس کی سواری جا چکی تھی۔ اس نے سواری کو تلاش کیا یہاں تک کہ جب پیاس اور گرمی شدید ہوگئی تو اس نے کہا میں اپنی جگہ واپس جاتا ہوں جہاں وہ پہلے تھا وہاں سو جاتا ہوں اور مر جاتا ہوں۔ وہ آدمی واپس آیا، سو گیا۔ پھر سر اٹھایا تو اس کی سواری اس کے پاس تھی جس پر اس کا زادِ راہ کھانا اور پانی موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ سے اس آدمی سے زیادہ خوش ہوتا ہے جو اپنی سواری اور زادِ راہ کے پانے سے خوش ہوتا ہے۔(6)

امام عبد الرزاق، سعید بن منصور، ابن سعد، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت

1۔ شعب الایمان، باب فی مقاربۃ وموادۃ اہل الدین، جلد 6، صفحہ 482 (8987)، دار الکتب العلمیہ

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 34، دار احیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 35

4۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 162 (2737)، دار الکتب العلمیہ بیروت

5۔ سنن ترمذی، ابواب الدعوات، جلد 2، صفحہ 670، مکتبہ رحمانیہ لاہور

6۔ صحیح بخاری، کتاب الدعوات، جلد 2، صفحہ 933، وزارت تعلیم اسلام آباد

ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے ایک ایسے آدمی کے بارے میں پوچھا گیا جو ایک عورت کے ساتھ بدکاری کرتا ہے۔ پھر اس سے شادی کر لیتا ہے تو فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں۔ پھر اس آیت وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ کی تلاوت کی۔(1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت عتبہ بن ولید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے ایک راوی نے بیان کیا کہ حضرت جبرئیل امین نے حضرت خلیل الرحمٰن ابراہیم علیہ السلام کو یہ کہتے ہوئے سنا یَا کَرِیْمَ الْعَفْوِ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا آپ سے کیا آپ جانتے ہیں کہ کَرِیْمَ الْعَفْوِ کیا ہے؟ فرمایا اے جبرئیل! نہیں۔ حضرت جبرئیل امین نے کہا کہ وہ برائی کو مٹا دے اور اسے نیکی لکھ لے۔(2)

امام سعید بن منصور اور طبرانی نے حضرت اخنس سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ہمیں اس لفظ کی قرأت میں شک ہوا کہ يَعْلَمُ مَا يَفْعَلُونَ ہے یا تَفْعَلُونَ ہے تو ہم حضرت ابن مسعود کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے فرمایا یہ تَفْعَلُونَ ہے۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اسے تَفْعَلُونَ پڑھا ہے۔

ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور حاکم نے حضرت سلمہ بن سبرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ ہمیں حضرت معاذ نے خطبہ دیا، فرمایا تم مومن ہو، تم جنتی ہو، اللہ کی قسم! میں امید رکھتا ہوں کہ فارس اور روم میں سے جن لوگوں کو تم پاتے ہو۔ وہ جنتی ہیں کیونکہ ان میں سے جو کوئی اچھا کام کرتا ہے۔ تو دوسرا کہتا ہے تو نے بہت اچھا کیا اللہ تعالیٰ تجھ میں برکت ڈالے۔ تو نے اچھا کام کیا۔ اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم فرمائے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَيَسْتَجِيبُ الَّذِينَ۔(4)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابو ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے وَيَزِيدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهِ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ اپنے بھائیوں کے بھائیوں کی شفاعت کرتے ہیں۔

وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِي الْاَرْضِ وَلٰكِنْ يُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا يَشَآءُ ۭ اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ ﴿۲۷﴾

''اور اگر کشادہ کر دیتا اللہ تعالیٰ رزق کو اپنے (تمام) بندوں کے لیے تو وہ سرکشی کرنے لگتے زمین میں لیکن وہ اتارتا ہے ایک اندازے سے جتنا چاہتا ہے۔ بے شک وہ اپنے بندوں (کے احوال) سے خوب آگاہ ہے، سب کچھ دیکھنے والا ہے۔''

امام ابن منذر، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، طبرانی، ابن مردویہ، ابونعیم نے حلیہ میں اور بیہقی رحمہم اللہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 36، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ شعب الایمان، باب فی معالجۃ کل ذنب التوبۃ، جلد 5، صفحہ 389 (7543)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ معجم کبیر، جلد 9، صفحہ 336 (9669)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

4۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 481 (3661)، دار الکتب العلمیہ بیروت

نے شعب الایمان میں صحیح سند کے ساتھ حضرت ابوہانی خولانی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت عمرو بن حویث رضی اللہ عنہ اور دوسرے لوگوں کو کہتے ہوئے سنا کہ یہ آیت اصحاب صفہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے کہا تھا کاش! ہمارے لیے رزق میں فراوانی ہوتی۔ پس انہوں نے دنیا کی آرزو کی۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے آیت کی تفسیر میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت اصحاب صفہ کے بارے میں نازل ہوئی کیونکہ انہوں نے یہ بات کی کہ کاش! ہمارے رزق میں فراخی ہوتی۔ تو پس انہوں نے دنیا کی آرزو کی۔ بہترین رزق وہ ہے جو نہ تجھے سرکش بنائے اور نہ تجھے غافل کرے۔ کہا ہمارے سامنے یہ بات ذکر کی گئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جن چیزوں سے میں اپنی امت کے بارے میں خوف کرتا ہوں۔ اس میں سے سب سے زیادہ جس سے ڈرتا ہوں وہ دنیا کی چمک دمک ہے۔ ایک آدمی نے عرض کی اے اللہ کے نبی! کیا خیر (مال) شر بھی لاتی ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے آپ پر اس آیت کو نازل فرمایا وَ لَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِي الْاَرْضِ جب آپ پر وحی آتی تو اس وجہ سے آپ پریشان ہو جاتے اور آپ کے چہرہ کا رنگ بدل جاتا یہاں تک کہ وحی آپ سے ختم ہوتی تو فرمایا کیا مال برائی لاتا ہے اسے تین دفعہ دہرایا۔ بے شک خیر، خیر کو ہی لاتی ہے۔ اللہ کی قسم! کوئی موسم بہار بھی کوئی چیز نہیں اگاتا مگر بسیار خوری کی وجہ سے جانور کو مار ڈالتا ہے یا مرنے کے قریب کر دیتا ہے مگر وہ بندہ جسے اللہ تعالیٰ مال عطا کرے وہ اس مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرے جس کو اللہ تعالیٰ نے فرض کیا اور اس پر وہ راضی ہوا تو وہ بندہ ہے جس کے بارے میں بھلائی کا ارادہ کیا گیا اور اس کے بارے میں خیر کا قصد کیا گیا مگر وہ بندہ جسے اللہ تعالیٰ نے مال عطا کیا۔ اس نے اس مال کو اپنی شہوتوں اور لذتوں میں خرچ کیا اور اللہ تعالیٰ کے حق سے اعراض کیا تو وہ وہ بندہ ہے جس کے بارے میں شر کا ارادہ کیا گیا اور اس کے بارے میں شر کا قصد کیا گیا۔(2)

امام احمد، طیالسی، امام بخاری، امام مسلم، امام نسائی، ابو یعلی اور ابن حبان رحمہم اللہ نے حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہارے بارے میں میں جن چیزوں سے ڈرتا ہوں، ان میں سے سب سے زیادہ اس چیز سے ڈرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لیے دنیا کی تروتازگی اور زینت کو نکالے گا۔ ایک آدمی نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا مال بھی برائی لاتا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کا جواب دینے سے خاموش ہو گئے۔ ہم نے دیکھا کہ آپ پر وحی نازل ہو رہی ہے۔ اس آدمی سے کہا گیا تیرا کیا حال ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے گفتگو کرتا ہے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تجھ سے گفتگو نہیں کرتے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی نازل ہونے کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے جسم سے پسینہ پونچھنے لگے۔ فرمایا سوال کرنے والا کہاں ہیں؟ ہم نے آپ کو دیکھا کہ آپ اس کی تعریف کر رہے ہیں۔ فرمایا بیشک مال، برائی نہیں لاتا۔ بے شک موسم بہار جس چیز کو اگاتا ہے وہ بسیار خوری کی وجہ سے جانور کو مار ڈالتا ہے یا مارنے کے قریب کر دیتا ہے مگر جو سبزہ کو کھاتا ہے بے شک اس نے کھایا یہاں تک کہ اس کی ڈھاکیں بھر گئیں۔ وہ سورج کے سامنے آ گیا۔ اس نے براز کیا اور

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 37، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

پیشاب کیا پھر چرنے لگا۔

بے شک مال میٹھا اور تروتازہ ہے۔اس کا مسلمان مالک کتنا اچھا ہے اگر وہ صلہ رحمی کرے اور اللہ کی راہ میں خرچ کرے اور وہ آدمی جو اسے ناحق لیتا ہے وہ اس آدمی کی طرح ہے جو کھاتا تو ہے مگر سیر نہیں ہوتا۔تو یہ مال اس کے خلاف قیامت کے روز گواہ ہوگا۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ یہ بات کہی جاتی تھی کہ بہترین زندگی وہ ہے جو نہ تجھے سرکش بنائے اور نہ ہی تجھے غافل کرے۔

امام ابن ابی الدنیا نے کتاب الاولیاء میں، حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں، ابن مردویہ، ابونعیم نے حلیہ میں، ابن عساکر رحمہم اللہ نے تاریخ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وہ حضرت جبرئیل امین سے روایت نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: جس نے میرے دوست کو ذلیل و رسوا کیا تو اس نے میرے ساتھ اعلان جنگ کیا۔ میں اپنے دوستوں کے لیے اسی طرح غضبناک ہوتا ہوں جس طرح تنہا رہنے والا شیر۔ میرا مومن بندہ کسی چیز کے ساتھ میرا قرب حاصل نہیں کرتا جتنا قرب میرے عائد کردہ فرائض کی ادائیگی سے حاصل کرتا ہے۔ میرا مومن بندہ نوافل کے ذریعے میرا لگاتار قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں۔ جب میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں میں اس کے کان، آنکھ، ہاتھ اور تائید کرنے والا ہو جاتا ہوں۔ اگر وہ مجھ سے دعا کرتا ہے تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں۔ اگر وہ مجھ سے سوال کرتا ہے تو میں اسے عطا کرتا ہوں۔ جس کام کو میں کرنے والا ہوتا ہوں اسکے کرنے سے متردد نہیں ہوتا جتنا میں اپنے اس مومن بندے کی روح کو قبض کرنے میں متردد ہوتا ہوں جو موت کو ناپسند کرتا ہے جبکہ میں اس کی غلطی کو ناپسند کرتا ہوں جس کے بغیر اس کے لیے کوئی چارہ کار نہیں ہوتا۔ میرے بندوں میں سے کچھ ایسے ہیں جو مجھ سے عبادت کے دروازے کا سوال کرتے ہیں۔ میں اسے اس سے روک دیتا ہوں تاکہ اس میں فخر وغرور داخل نہ ہو جائے جو اسے فاسد کر دے۔ میرے مومن بندوں میں سے ایسے لوگ بھی ہیں جن کے ایمان کو صحت کے علاوہ کوئی چیز درست نہیں کرتی۔ اگر میں اسے بیمار کرتا ہوں تو یہ چیز اسے فاسد کر دیتی ہے۔ میرے مومن بندوں میں سے ایسے لوگ بھی ہیں جس کے ایمان کو بیماری کے سوا کوئی چیز درست نہیں کر سکتی۔ اگر میں اسے تندرست کرتا ہوں تو یہ چیز اسے فاسد کر دیتی ہے۔ اپنے بندوں کے دلوں سے واقف ہوں، اس لیے اپنے بندوں کے معاملات کی تدبیر کرتا ہوں۔ بے شک میں علیم وخبیر ہوں۔(2)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ آیت میں الرِّزْقَ سے مراد بارش ہے۔

وَهُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْ بَعْدِ مَا قَنَطُوا وَيَنْشُرُ رَحْمَتَهُ ۚ وَهُوَ

1۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 7، دار صادر بیروت، صحیح بخاری، کتاب الزکوۃ، جلد 1، صفحہ 98-197، وزارت تعلیم اسلام آباد

2۔ نوادر الاصول، باب فی صفۃ الاولیاء والتحذیر من اہانتھم، صفحہ 254، دار صادر بیروت

الْوَلِیُّ الْحَمِیْدُ ﴿۲۸﴾ وَ مِنْ اٰیٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا بَثَّ فِیْهِمَا مِنْ دَآبَّةٍ ؕ وَ هُوَ عَلٰی جَمْعِهِمْ اِذَا یَشَآءُ قَدِیْرٌ ﴿۲۹﴾

''اور وہی ہے جو برساتا ہے مینہ اس کے بعد کہ لوگ مایوس ہو چکے ہوتے ہیں۔ اور پھیلا دیتا ہے اپنی رحمت کو اور وہی کارسازِ حقیقی (اور) سب تعریفوں کے لائق ہے۔ اور اس کی (قدرت کی) نشانیوں میں سے آسمانوں اور زمین کی تخلیق ہے اور جو جاندار اس نے پھیلا دیے ہیں آسمان و زمین میں۔ اور وہ جب چاہے ان کو جمع کرنے پر پوری قدرت رکھتا ہے۔''

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے لیے یہ بات ذکر کی گئی ہے کہ ایک آدمی نے حضرت عمر سے عرض کی اے امیر المومنین! بارش نہیں ہوئی اور لوگ مایوس ہو گئے ہیں۔ حضرت عمر نے فرمایا: ابھی تم پر بارش ہوگی۔ پھر اس آیت کی تلاوت کی: وَ هُوَ الَّذِیْ یُنَزِّلُ الْغَیْثَ مِنْۢ بَعْدِ مَا قَنَطُوْا۔ (1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ قَنَطُوْا کا معنی ہے وہ مایوس ہو گئے۔ (2)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمیں خبر پہنچی ہے کہ بارش کے وقت دعا قبول ہوتی ہے۔ پھر اس آیت کی تلاوت کی وَ هُوَ الَّذِیْ یُنَزِّلُ الْغَیْثَ مِنْۢ بَعْدِ مَا قَنَطُوْا۔

امام حاکم اور بیہقی رحمہما اللہ نے سنن میں حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو دعائیں رد نہیں کی جاتیں، اذان کے وقت دعا اور بارش کے وقت دعا۔ (3)

امام طبرانی اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور چار مواقع پر دعا قبول کی جاتی ہے۔ جب اللہ کی راہ میں جنگ کی جارہی ہو، بارش کے نازل ہونے پر، جب نماز کھڑی ہو اور جب بیت اللہ شریف کی زیارت ہو۔ (4)

عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ دَآبَّةٍ سے مراد لوگ اور فرشتے ہیں واللہ اعلم۔ (5)

وَ مَاۤ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِیْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَیْدِیْكُمْ وَ یَعْفُوْا عَنْ كَثِیْرٍ ؕ﴿۳۰﴾ وَ مَاۤ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِیْنَ فِی الْاَرْضِ ۚۖ وَ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّ لَا نَصِیْرٍ ﴿۳۱﴾

''اور جو مصیبت تمہیں پہنچی ہے تمہارے ہاتھوں کی کمائی کے سبب پہنچی ہے۔ اور وہ (کریم) درگزر فرما دیتا ہے (تمہارے) بہت سے کرتوتوں سے اور تم عاجز نہیں کر سکتے (اللہ تعالیٰ کو) زمین میں اور نہ تمہارا اللہ تعالیٰ کے سوا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 39-38، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 38
3۔ مستدرک حاکم، کتاب الجہاد، جلد 2، صفحہ 124 (2534)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ معجم کبیر، جلد 8، صفحہ 169 (7713)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 39

کوئی دوست ہے اور نہ کوئی مددگار۔"

امام احمد، ابن راہویہ، ابن منیع، عبد بن حمید، حکیم ترمذی، ابویعلی، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ کیا میں تمہیں کتاب اللہ کی سب سے افضل آیت کے بارے میں آگاہ نہ کروں۔ اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بیان کیا وَ مَآ اَصَابَکُمۡ مِّنۡ مُّصِیۡبَةٍ فَبِمَا کَسَبَتۡ اَیۡدِیۡکُمۡ وَ یَعۡفُوۡا عَنۡ کَثِیۡرٍ فرمایا اے علی! میں تیرے لیے اس کی تفسیر بیان کروں گا۔ دنیا میں جو مرض، سزا اور آزمائش تمہیں پہنچتی ہے تو یہ اعمال کا بدل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے بہت بڑی شان رکھتا ہے کہ تمہیں دوبارہ آخرت میں سزا دے اور اللہ تعالیٰ دنیا میں جسے معاف فرما دے تو اللہ تعالیٰ اس سے بہت کریم ہے کہ معاف کرنے کے بعد دوبارہ اسے سزا دے۔(1)

امام سعید بن منصور، ہناد، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے مجھے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! کوئی لکڑی لگنے سے خراش نہیں آتی، کوئی رگ اپنی جگہ سے ہلتی نہیں، کوئی پتھر کی ٹھوکر نہیں لگتی اور نہ قدم کی لڑکھڑاہٹ ہوتی ہے مگر وہ گناہ کے باعث ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے جو گناہ بخش دیتا ہے اس سے بڑھ کر ہوتے ہیں۔

امام عبد بن بن حمید اور امام ترمذی رحمہما اللہ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی بندے کو ٹھوکر نہیں لگتی اور اسے اس سے زائد یا کم تکلیف پہنچتی ہے تو یہ اس کے گناہ کے بدلے میں ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے جو گناہ بخشتا ہے وہ اس سے زائد ہوتے ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی الدنیا نے کفارات میں، ابن ابی حاتم، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان کے پاس آپ کا ساتھی آیا جبکہ آپ کے جسم میں کچھ تکلیف تھی۔ تو اس نے کہا ہم آپ کے جسم میں جو تکلیف دیکھتے ہیں تو اس وجہ سے آپ کے بارے میں دل گرفتہ ہو جاتے ہیں۔ تو فرمایا جو تو دیکھتا ہے اس وجہ سے دل گرفتہ نہ ہو۔ یہ گناہ کا بدل ہے۔ اللہ تعالیٰ جو گناہ بخشتا ہے وہ بہت زیادہ ہیں۔ پھر آیت کریمہ کی تلاوت کی، فرمایا قرآن حکیم بھول جانے سے بڑھ کر کون سی مصیبت ہوگی۔(2)

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علاء بن بدر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے آپ سے اس آیت کے بارے میں پوچھا؟ اور کہا میں چھوٹا تھا کہ میری نظر جاتی رہی۔ فرمایا یہ تیرے والدین کے گناہوں کی وجہ سے ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت قتادہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ بات ذکر کی گئی کہ نبی کریم ﷺ ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ انسان کو لکڑی لگنے سے خراش نہیں نہیں آتی اور رگ اپنی جگہ سے نہیں ملتی مگر یہ بھی کسی گناہ کے بدلے میں ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ جن گناہوں کو بخش دیتا ہے وہ اس سے زیادہ ہوتے ہیں۔(3)

1۔ مسند ابویعلی، جلد 1، صفحہ 269 (654)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ سنن ترمذی، ابواب التفسیر، جلد 2، صفحہ 632، مکتبہ رحمانیہ لاہور

3۔ شعب الایمان، باب فی الصبر علی المصائب، جلد 7، صفحہ 153 (9815)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سر کو درد ہوتا تو وہ اپنا ہاتھ سر پر رکھتیں اور کہتیں یہ میرے گناہ کی وجہ سے ہے اور اللہ تعالیٰ جن گناہوں کو بخش دیتا ہے ان کی تعداد بہت زیادہ ہے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ سے مراد حدود ہیں۔(1)

وَ مِنْ اٰيٰتِهِ الْجَوَارِ فِي الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ﴿٣٢﴾ اِنْ يَّشَاْ يُسْكِنِ الرِّيْحَ فَيَظْلَلْنَ رَوَاكِدَ عَلٰى ظَهْرِهٖ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿٣٣﴾ اَوْ يُوْبِقْهُنَّ بِمَا كَسَبُوْا وَ يَعْفُ عَنْ كَثِيْرٍ ﴿٣٤﴾ وَّ يَعْلَمَ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْۤ اٰيٰتِنَا ؕ مَا لَهُمْ مِّنْ مَّحِيْصٍ ﴿٣٥﴾ فَمَاۤ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّ اَبْقٰى لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿٣٦﴾ وَ الَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَ الْفَوَاحِشَ وَ اِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ ﴿٣٧﴾

’’اور اس کی (قدرت کی) نشانیوں میں سے وہ سمندر میں تیرنے والے جہاز ہیں جو پہاڑوں کی مانند ہیں۔ اگر وہ چاہے تو ہوا کو ساکن کردے پس وہ رکے رہیں سمندر کی پشت پر۔ بے شک اس میں اس کی قدرت کی نشانیاں ہیں ہر کمال درجہ صبر کرنے والے کے لئے۔ یا (اگر وہ چاہے تو) تباہ کردے انہیں لوگوں کے اعمالِ بد کی وجہ سے اور درگزر فرما دیا کرتا ہے بہت سے گناہوں سے اور (اس وقت) جان لیں گے جو جھگڑا کرتے رہتے ہیں ہماری آیتوں میں کہ ان کے لئے کوئی جائے پناہ نہیں، پس جو کچھ تمہیں دیا گیا ہے یہ دنیوی زندگی کا سامان ہے۔ اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ بہت عمدہ اور باقی رہنے والا ہے ان لوگوں کے لئے جو ایمان لائے اور اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔ اور جو لوگ بچتے رہتے ہیں بڑے بڑے گناہوں سے اور بدکاریوں سے اور جب وہ غضبناک ہوتے ہیں تو وہ معاف کر دیتے ہیں۔‘‘

عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الْجَوَارِ سے مراد کشتیاں اور كَالْاَعْلَامِ سے پہاڑ ہیں۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے آیت کی تفسیر میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سمندر کی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 40، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 41

کشتیاں ہوا کی مدد سے چلتی ہیں اور جب ہوا رک جاتی ہے تو کشتیاں بھی رک جاتی ہیں۔(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فَيَظْلَلْنَ رَوَاكِدَ عَلٰى ظَهْرِهٖ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وہ نہ حرکت کرتی تھیں اور نہ وہ سمندر میں چلتی ہیں۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے رَوَاكِدَ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ کھڑی ہو جاتی ہیں اَوْ يُوْبِقْهُنَّ کہ وہ انہیں ہلاک کر دیتا ہے۔(2)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے اَوْ يُوْبِقْهُنَّ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ انہیں غرق کر دے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد سے يُوْبِقْهُنَّ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ انہیں ہلاک کر دے۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے مَّحِيْصٍ کا معنی پناہ گاہ نقل کیا ہے۔(4)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ سے بِمَا كَسَبُوْا کا معنی اس کے اہل کے گناہ کیا ہے۔(5)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابوظبیان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ ہم مصاحف علقمہ پر پیش کرتے۔ آپ نے اس آیت اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ کی تلاوت کی۔(6)

وَ الَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۠ وَ اَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ ۠ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۳۸﴾

"اور جو اپنے رب کا حکم مانتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور ان کے سارے کام باہمی مشورے سے طے ہوتے ہیں اور جو رزق ہم نے انہیں دیا ہے اس سے خرچ کرتے ہیں۔"

امام عبد بن حمید، امام بخاری الادب المفرد میں اور ابن منذر نے حضرت حسن بصری سے روایت نقل کی ہے: کسی قوم نے کبھی بھی باہم مشورہ نہیں کیا مگر انہیں ہدایت دی گئی اور ان کا معاملہ درست ہو گیا۔ پھر اس آیت کریمہ کی تلاوت کی۔(7)

امام خطیب رحمہ اللہ نے رواۃ امام مالک میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے: میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک ایسا معاملہ جو آپ کے بعد ہم پر آپڑے جس بارے میں نہ قرآن کا کوئی حکم نازل ہوا ہو اور نہ اس کے بارے میں آپ سے کوئی چیز سنی ہو۔ فرمایا اس مسئلہ کے لیے تم میری امت کے ایک عابد کے پاس جمع ہو جاؤ اور آپس میں اس مسئلہ کے بارے میں مشورہ کرو اور کسی ایک کی رائے کے مطابق فیصلہ کرو۔

امام خطیب رحمہ اللہ نے رواۃ مالک میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک مرفوع روایت نقل کی ہے کہ دانشمند آدمی سے راہنمائی حاصل کرو تو تم ہدایت پا جاؤ گے۔ اس کی نافرمانی نہ کرو ورنہ شرمندہ ہو گے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 42، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 44 5۔ ایضاً
6۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 484 (3666)، دار الکتب العلمیہ بیروت
7۔ الادب المفرد، باب المشورۃ، جلد 1، صفحہ 367، مطبوعہ المؤسسۃ السعودیہ بمصر

امام بیہقی رحمہ اللہ شعب الایمان میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا جو آدمی کسی کام کا ارادہ کرے، اس میں مشورہ کرے اور پھر فیصلہ کرے تو وہ ہدایت پا جائے گا۔ تو اس کے معاملات بھی درست ہو جائیں گے۔(1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت یحییٰ بن ابی کثیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے کہا اے بیٹے! اللہ کے خوف کو لازم پکڑو کیونکہ یہ ہر چیز کا مقصود ہے۔ اے بیٹے! تو اس وقت تک کسی معاملے کا فیصلہ نہ کر یہاں تک کہ تو اپنے مرشد (راہنما) سے مشورہ نہ کر لے کیونکہ دوسرا اس کا ہم پلہ نہیں ہو سکتا۔(2)

وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُوْنَ ۝۳۹

''اور جب ان پر زیادتی کی جاتی ہے تو وہ اس کا (مناسب) بدلہ لیتے ہیں۔''

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مومن اس بات کو ناپسند کرتے تھے کہ وہ ظالم کے سامنے عاجزی کا اظہار کریں۔ جب وہ قدرت رکھتے تو وہ معاف کر دیتے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت منصور سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابراہیم نخعی سے اس آیت کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا: مومن اس بات کو ناپسند کرتے ہیں کہ وہ اپنے آپ کو ذلیل ظاہر کریں تو فاسق ان پر جری ہو جائیں۔

امام نسائی، ابن ماجہ، اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت زینب میرے پاس آئیں جبکہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس موجود تھے۔ تو وہ مجھے کوسنے لگیں۔ نبی کریم ﷺ نے انہیں جھڑکا تو وہ نہ رکیں تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: اسے جواب دو تو میں نے انہیں جواب دیا تو ان کی تھوک ان کے منہ میں خشک ہو گئی یعنی وہ لاجواب ہو گئیں جبکہ رسول اللہ ﷺ کا چہرہ خوشی سے کھلا ہوا تھا۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت علی بن زید جدعان رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے اس جیسی حدیث نہیں سنی جو حدیث مجھے میرے والد کی ام ولد نے حضرت عائشہ سے مجھے روایت کی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں گھر میں تھی جبکہ ہمارے پاس حضرت زینب بنت جحش بھی تھیں۔ نبی کریم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے۔ حضرت زینب آپ کی طرف متوجہ ہوئیں اور عرض کی ہم میں سے ہر ایک آپ کے ہاں باتوں سے دھوکہ دینے والا ہے۔ پھر میری طرف متوجہ ہوئیں اور مجھے سخت باتیں سنانے لگیں۔ حضور ﷺ نے مجھے فرمایا: اسے ایسا ہی جواب دو جیسی یہ باتیں کر رہی ہے۔ میں اس کی طرف متوجہ ہوئی جبکہ میں اس سے بہتر گفتگو کرنے والی تھی تو وہ اٹھ گئیں۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ جو لوگ ان پر زیادتی کرتے ہیں وہ ان سے

1۔ شعب الایمان، باب فی الحکم بین الناس، جلد 6، صفحہ 75 (7538)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ ایضاً، باب فی حسن خلق، جلد 6، صفحہ 332 (8393) 3۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 37

بدلہ لیتے ہیں مگر حد سے تجاوز نہیں کرتے۔(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس آیت کا مصداق حضرت محمد ﷺ ہیں۔ آپ پر ظلم کیا گیا، آپ پر بغاوت کی گئی اور آپ کو جھٹلایا گیا۔ حضور ﷺ تلوار کے ساتھ بدلہ لیتے ہیں۔

وَ جَزٰٓؤُا سَیِّئَةٍ سَیِّئَةٌ مِّثْلُهَا ۚ فَمَنْ عَفَا وَ اَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ ۝

"اور برائی کا بدلہ ویسی ہی برائی ہے۔ پس جو معاف کر دے اور اصلاح کر دے تو اس کا اجر اللہ تعالیٰ پر ہے۔ بے شک وہ ظالموں سے محبت نہیں کرتا۔"

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے آیت کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اس سے مراد دنیا میں جو لوگ ایک دوسرے سے تکلف اٹھاتے ہیں اور بدلہ میں انھیں سزا دی جاتی ہے اور قصاص وغیرہ۔

امام احمد اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دو گالیاں دینے والوں میں سے دونوں جو کچھ کہتے ہیں اس کی سزا آغاز کرنے والے پر ہے یہاں تک کہ مظلوم حد سے تجاوز کر جائے۔ پھر اس آیت کی تلاوت کی۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب کوئی آدمی تجھے برا بھلا کہے تو تو بھی اسے اسی طرح کا برا بھلا کہہ مگر اس سے تجاوز نہ کر۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن ابی نجیح رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب ایک آدمی کہتا ہے اللہ تعالیٰ اسے رسوا کرے تو جواب میں دوسرا بھی یہ کہہ سکتا ہے اللہ تعالیٰ اسے ذلیل و رسوا کرے(3)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا جب قیامت کا دن ہو گا تو اللہ تعالیٰ ایک ندا کرنے والے کو حکم دے گا جس آدمی کا اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر اجر ہو تو وہ کھڑا ہو جائے تو معاف کرنے والے کے سوا کوئی نہیں اٹھے گا۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان فَمَنْ عَفَا وَ اَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ کا یہی مطلب ہے۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہو گا تو ایک منادی کرنے والا ندا کرے گا جس آدمی کا اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر اجر ہو تو وہ کھڑا ہو جائے تو بہت ساری گردنیں کھڑی ہونگی۔ انھیں کہا جائیگا تمہارا اللہ تعالیٰ کے ذمہ کیا اجر ہے؟ وہ عرض کریں گے ہم وہ لوگ ہیں جنھوں نے ظالموں کو معاف کیا۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی مطلب ہے تو انہیں کہا جائے گا اللہ کے اذن سے جنت میں داخل ہو جاؤ۔

امام ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ

1۔ شعب الایمان، باب فی الحکم بین الناس، جلد 25، صفحہ 36، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 46، دار احیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب لوگ حساب کے لئے کھڑے ہونگے تو ایک منادی کرنے والا ندا کرے گا جس آدمی کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے وہ کھڑا ہو جائے۔ اور جنت میں داخل ہو جائے پھر وہ دوسری دفعہ اعلان کرے گا کہ جس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے وہ کھڑا ہو جائے۔ وہ عرض کریں گے کس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے؟ تو اعلان کرنے والا کہے گا لوگوں کو معاف کرنے والے۔ تو اتنے اتنے ہزار لوگ کھڑے ہو جائیں گیاور حساب کے بغیر جنت میں داخل ہو جائیں گے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ ایک منادی کرنے والا اعلان کرے گا کہ جس آدمی کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہو تو وہ جنت میں داخل ہو جائے۔ یہ اعلان دو دفعہ ہوگا۔ تو جس نے اپنے بھائی کو معاف کیا ہوگا وہ کھڑا ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی مقصود ہے۔ (1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی جانب سے پہلا ندا کرنے والا یہ اعلان کرے گا: وہ لوگ کہاں ہیں جن کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے؟ تو دنیا میں جن لوگوں نے معاف کیا ہوگا وہ کھڑے ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تم ہی وہ لوگ ہو جنہوں نے میری وجہ سے معاف کیا، تمہارا بدلہ جنت ہے۔

امام سعید بن منصور اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت محمد بن منکدر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو زمین پر اعلان کرنے والا اعلان کرے گا جس کا اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر حق ہو وہ کھڑا ہو جائے۔ تو جس نے معاف کیا ہوگا اور اصلاح احوال کی کوشش کی ہوگی وہ کھڑا ہو جائے گا۔

امام ابن مردویہ اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے روز ایک منادی کرنے والا منادی کرے گا۔ آج کوئی کھڑا نہ ہو مگر جس کا اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی احسان ہو۔ مخلوقات عرض کرے گی تو پاک ہے بلکہ احسان تو تیرا ہے۔ وہ کہے گا کیوں نہیں جس نے قدرت کے باوجود دنیا میں معاف کیا۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابو ہریرہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی اے میرے رب! تیری بارگاہ میں کون سب سے معزز ہے؟ فرمایا جب قدرت رکھتا ہو مگر معاف کر دے۔ (2)

امام احمد اور ابو داؤد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے حضرت ابو بکر صدیق کو گالی دی جبکہ نبی کریم ﷺ بیٹھے ہوئے تھے۔ نبی کریم ﷺ خوش ہونے لگے اور مسکرانے لگے۔ جب اس آدمی نے زیادہ باتیں کیں تو حضرت ابو بکر صدیق نے اس کی بعض باتوں کا جواب دیا۔ نبی کریم ﷺ ناراض ہو گئے اور اٹھ کھڑے ہوئے۔ حضرت ابو بکر صدیق پیچھے سے جا کر ملے۔ عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ وہ مجھے برا بھلا کہتا رہا جبکہ آپ بیٹھے رہے۔ جب میں نے اسے اس کی بعض باتوں کا جواب دیا تو آپ ناراض ہو گئے اور اٹھ کھڑے ہوئے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تیرے ساتھ ایک فرشتہ تھا جو تیری جانب سے جواب دے رہا تھا جب تو نے اسے بعض باتوں کا جواب دیا تو شیطان آ گیا میں شیطان

1۔ شعب الایمان، باب فی حسن الخلق، جلد 6، صفحہ 315 (8313)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 320 (8335)

کے ساتھ تو بیٹھنے والا نہیں تھا۔ پھر فرمایا اے ابوبکر! تو نے اپنا حق پالیا ہے کہ جس بندے پر ظلم کیا جائے وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اس سے چشم پوشی کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلہ میں اسے عزت دیتا ہے اور اس کی مدد کرتا ہے اور جو آدمی عطیہ کا دروازہ کھولتا ہے جس کے ذریعے وہ صلہ رحمی کا ارادہ کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اسے اور زیادہ دیتا ہے اور جو آدمی سوال کا دروازہ کھولتا ہے جس کے ذریعے زیادہ مال حاصل کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی تنگی میں اور اضافہ کرتا ہے۔

وَ لَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ فَاُولٰٓئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيْلٍ ﴿٤١﴾ اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَظْلِمُوْنَ النَّاسَ وَ يَبْغُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٤٢﴾ وَ لَمَنْ صَبَرَ وَ غَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿٤٣﴾ وَ مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ وَّلِيٍّ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ؕ وَ تَرَى الظّٰلِمِيْنَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ يَقُوْلُوْنَ هَلْ اِلٰى مَرَدٍّ مِّنْ سَبِيْلٍ ﴿٤٤﴾

"اور جو بدلہ لیتے ہیں اپنے اوپر ظلم ہونے کے بعد پس یہ لوگ ہیں جن پر کوئی ملامت نہیں، بیشک ملامت ان پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور فساد برپا کرتے ہیں زمین میں ناحق یہی ہیں جن کے لئے دردناک عذاب ہے۔ اور جو شخص (ان مظالم پر) صبر کرے اور (طاقت کے باوجود) معاف کردے تو یقیناً یہ بڑی ہمت کے کاموں میں سے ہے۔ اور جس کو اللہ تعالیٰ گمراہ کردے تو اس کا کوئی کارساز نہیں اس کے بعد اور آپ ملاحظہ کریں گے ظالموں کو جب وہ دیکھیں گے عذاب (تو سٹپٹا جائیں گے) پوچھیں گے کیا واپس لوٹنے کا بھی کوئی راستہ ہے؟"

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت اس معمولی زخم کے بارے میں ہے جو لوگوں کے درمیان باہمی نزاع سے واقع ہوتا ہے جس پر کوئی سزا نہیں ہوتی۔ اگر تجھ پر کوئی آدمی ظلم کرے تو تو اس پر ظلم نہ کر۔ اگر کوئی تجھے گالی دے تو تو اسے گالی نہ دے۔ اگر وہ تیرے ساتھ خیانت کرے تو تو اس کے ساتھ خیانت نہ کر کیونکہ مومن وہ ہے جو پورا حق دیتا ہے جبکہ فاجر خیانت کرنے والا اور دھوکہ دینے والا ہے۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ، امام ترمذی، بزار اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے ظالم کے متعلق بددعا کی تو اس نے انتقام لے لیا۔ (2)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ ایک چور نے آپ کی

1۔ شعب الایمان، باب فی حسن الخلق، جلد 6، صفحہ 265 (8098)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ سنن ترمذی، ابواب الدعوات، جلد 2، صفحہ 672، مکتبہ رحمانیہ لاہور

چوری کی تو حضرت عائشہ صدیقہ نے اس کے حق میں بددعا کی تو نبی کریم ﷺ نے انہیں فرمایا لَا تُسَبِّخِيْ عَلَيْهِ بددعا کر کے اسے ہلکا مت کر۔(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے وَلَمَنِ انْتَصَرَ کی یہ تفسیر بیان کی ہے کہ حضور ﷺ کے لیے اجازت ہے کہ آپ تلوار سے انتقام لیں اور الَّذِيْنَ يَظْلِمُوْنَ سے مراد مشرک ہیں۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی سے هَلْ اِلٰى مَرَدٍّ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ کیا دنیا کی طرف جانے کی کوئی صورت ہے۔(2)

وَ تَرٰىهُمْ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا خٰشِعِيْنَ مِنَ الذُّلِّ يَنْظُرُوْنَ مِنْ طَرْفٍ خَفِيٍّ ؕ وَ قَالَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْۤا اَنْفُسَهُمْ وَ اَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ فِيْ عَذَابٍ مُّقِيْمٍ ﴿۴۵﴾ وَ مَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ اَوْلِيَآءَ يَنْصُرُوْنَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ وَ مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ سَبِيْلٍ ﴿ؕ۴۶﴾ اِسْتَجِيْبُوْا لِرَبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ ؕ مَا لَكُمْ مِّنْ مَّلْجَاٍ يَّوْمَئِذٍ وَّ مَا لَكُمْ مِّنْ نَّكِيْرٍ ﴿۴۷﴾ فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ؕ اِنْ عَلَيْكَ اِلَّا الْبَلٰغُ ؕ وَ اِنَّاۤ اِذَاۤ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً فَرِحَ بِهَا ۚ وَ اِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ فَاِنَّ الْاِنْسَانَ كَفُوْرٌ ﴿۴۸﴾

"اور آپ انہیں دیکھیں گے کہ پیش کئے جارہے ہوں گے دوزخ پر اس حال میں کہ عاجز و درماندہ ہوں گے ذلت کے باعث۔ دیکھتے ہوں گے کنکھیوں سے چوری چوری اور کہیں گے اہل ایمان کہ حقیقی گھاٹے میں وہی لوگ ہیں جنہوں نے گھاٹے میں ڈالا اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو قیامت کے روز۔ سن لو! ظالم لوگ ضرور ابدی عذاب میں ہوں گے۔ اور نہیں ہوں گے (اس روز) ان کے لئے مددگار جو مدد کرسکیں ان کی اللہ کے بغیر اور جس کو گمراہ کردے اللہ تعالیٰ تو اس کے لئے بچنے کی کوئی راہ نہیں۔ (لوگو!) مان لو اپنے رب کا حکم اس سے پیشتر کہ آجائے وہ دن جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ٹلنے والا نہیں۔ نہ ہوگی تمہارے لئے کوئی پناہ گاہ اس روز اور نہ تمہاری طرف سے کوئی روک ٹوک کرنے والا ہوگا۔ پس اگر وہ (پھر بھی) روگردانی کریں تو ہم نے آپ کو ان

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الدعاء، جلد 6، صفحہ 74 (29577)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 49، دار احیاء التراث العربی بیروت

کے اعمال کا ذمہ دار بنا کر نہیں بھیجا۔ آپ کا فرض تو صرف (احکام کا) پہنچا دینا ہے۔ اور جب ہم مزہ چکھا دیتے ہیں انسان کو اپنی رحمت کا تو خوش ہو جاتا ہے اس سے اور اگر انہیں کوئی تکلیف پہنچے اپنے کرتوتوں کے باعث (تو شور مچانے لگتا ہے۔ بے شک انسان بڑا ناشکر گزار ہے"۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے طَرْفٍ خَفِيٍّ کا معنی ذلیل نقل کیا ہے۔ (1)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اسی کی مثل نقل کیا ہے۔ (2)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت محمد بن کعب رضی اللہ عنہ سے يَنْظُرُوْنَ مِنْ طَرْفٍ خَفِيٍّ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ ان کی طرف چوری چھپے دیکھتے ہیں۔

امام عبد حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے خلف بن حوشب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت زید بن صوحان نے اِسْتَجِيْبُوْا لِرَبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ کی تلاوت کی تو یوں گویا ہوئے لَبَّيْكَ مِنْ زَيْدٍ لَبَّيْكَ۔ یعنی زید کی جانب سے لبیک۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے مِّنْ مَّلْجَاٍ يَّوْمَىِٕذٍ کا یہ معنی نقل کیا ہے: اس روز کوئی بچاؤ اور وَّ مَا لَكُمْ مِّنْ نَّكِيْرٍ یعنی تمہارا کوئی مددگار نہیں ہوگا جو تمہاری مدد کرے۔

لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ ۝۴۹ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّ اِنَاثًا ۚ وَ يَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ۝۵۰ وَ مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ ۝۵۱

"اللہ ہی کے لیے ہے بادشاہی آسمانوں اور زمین کی۔ پیدا فرماتا ہے جو چاہتا ہے۔ بخشا ہے جس کو چاہتا ہے بچیاں اور عطا فرماتا ہے جس کو چاہتا ہے فرزند۔ یا ملا جلا کر دیتا ہے انہیں بیٹے اور بیٹیاں اور بنا دیتا ہے جس کو چاہتا ہے بانجھ۔ بے شک وہ سب کچھ جاننے والا ہر چیز پر قادر ہے۔ اور کسی بشر کی یہ شان نہیں کہ کلام کرے اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ (براہ راست) مگر وحی کے طور پر یا پس پردہ یا بھیجے کوئی پیغامبر (فرشتہ) اور وہ وحی کرے اس کے حکم سے جو اللہ تعالیٰ چاہے۔ بلاشبہ وہ اونچی شان والا بہت دانا ہے۔"

امام ابن ابی حاتم، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہاری اولادیں اللہ تعالیٰ کا ہبہ ہیں۔ وہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 51-50، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 51

اولادیں اور ان کے اموال تمہارے ہیں جب تمہیں ان کی ضرورت پڑے۔(1)

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عورت کی برکت یہ ہے کہ وہ پہلی دفعہ بچی جنے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے یَهَبُ لِمَنۡ یَّشَآءُ اِنَاثًا وَّ یَهَبُ لِمَنۡ یَّشَآءُ الذُّکُوۡرَ۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت جبیر رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وَّ یَهَبُ لِمَنۡ یَّشَآءُ الذُّکُوۡرَ سے مراد یہ ہے کہ ان مذکروں کے ساتھ مؤنث نہیں ہوتیں۔ اَوۡ یُزَوِّجُهُمۡ ذُکۡرَانًا وَّ اِنَاثًا سے مراد ہے کہ اس کی بچیاں اور بچے پیدا ہوتے ہیں۔ وَ یَجۡعَلُ مَنۡ یَّشَآءُ عَقِیۡمًا یعنی ان کی کوئی اولاد نہیں ہوتی۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابو مالک سے یَهَبُ لِمَنۡ یَّشَآءُ اِنَاثًا کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ ایک آدمی کے ہاں صرف بیٹیاں ہوتی ہیں۔ وَّ یَهَبُ لِمَنۡ یَّشَآءُ الذُّکُوۡرَ اور ایک آدمی کے صرف بیٹے جنم لیتے ہیں۔ اَوۡ یُزَوِّجُهُمۡ ذُکۡرَانًا وَّ اِنَاثًا اور ایک آدمی کے پاس مذکر اور مؤنث دونوں ہوتے ہیں۔ وَ یَجۡعَلُ مَنۡ یَّشَآءُ عَقِیۡمًا ایک آدمی کے ہاں کوئی اولاد نہیں ہوتی۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت محمد بن حنفیہ رحمہ اللہ سے اَوۡ یُزَوِّجُهُمۡ ذُکۡرَانًا وَّ اِنَاثًا کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اس کے ہاں جڑواں اولاد ہوتی ہے۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے: وَ یَجۡعَلُ مَنۡ یَّشَآءُ عَقِیۡمًا یعنی اس کے ہاں کوئی اولاد نہیں ہوتی۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وَ یَجۡعَلُ مَنۡ یَّشَآءُ عَقِیۡمًا کی تفسیر نقل کی یہ ہے کہ حمل نہیں ہوتا۔(2)

امام عبد الرزاق رحمہ اللہ نے مصنف میں حضرت عبد اللہ بن حرث بن عمیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی حبشن لونڈی سے خواہش پوری کی، اس سے عزل کیا پھر اسے بیچ دیا۔ اس لونڈی کا مالک اسے لے کر چلا گیا۔ جب وہ ابھی راستہ میں ہی تھا تو اس نے لونڈی سے طبعی خواہش پوری کرنے کا ارادہ کیا۔ تو اس لونڈی نے اسے اس کی اجازت نہ دی۔ اچانک وہ ایک چرواہے کے پاس تھا۔ اس مرد نے اس چرواہے کو بلایا۔ اس سے عجمی زبان میں بات کی اور یہ بتایا کہ وہ اس لونڈی کا آقا ہے۔ اس لونڈی نے کہا کہ میں اس سے پہلے آقا سے حاملہ ہوں اور میرے دین میں یہ حکم ہے کہ میرے ساتھ ایک آدمی کے حاملہ ہونے کی صورت میں دوسرا آدمی مجھ سے وطی نہ کرے۔ اس کے آقا نے حضرت ابو بکر صدیق یا حضرت عمر فاروق کی طرف خط لکھا اور سب واقعہ بیان کیا۔ انہوں نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے کی جبکہ آپ ﷺ مکہ مکرمہ میں تھے۔ نبی کریم ﷺ نے جواب نہ دیا یہاں تک کہ جب اگلا دن ہوا اور ان کی مجلس مقام حجر میں تھی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جبرئیل امین میری اس مجلس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئے کہ تم میں سے کسی کو اللہ تعالیٰ پر

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 312 (3123)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 54، دار احیاء التراث العربی بیروت

اختیار نہیں۔ جب انتہائی پاگل پن کا مظاہرہ کرے لیکن وہ جسے چاہتا ہے بیٹیاں عطا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے مذکر عطا کرتا ہے، اپنے بیٹے کا اعتراف کرو تو آپ نے اس بارے میں خط تحریر کیا۔

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ حضرت غیلان سے وہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق نے ایک آدمی سے عجمی لونڈی خریدی جس آدمی نے اپنی لونڈی سے خواہش نفس پوری کی تھی۔ وہ لونڈی اس مرد سے حاملہ ہوگئی۔ حضرت ابوبکر صدیق نے اپنی اس لونڈی سے خواہش پوری کرنے کا ارادہ کیا تو اس لونڈی نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا اور یہ بتایا کہ وہ تو حاملہ ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق نے معاملہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس نے حفاظت کی تو اللہ تعالیٰ نے اسے محفوظ رکھا۔ تم میں سے کوئی جب اس قسم کے پاگل پن کا مظاہرہ کرے۔ تو اسے اللہ تعالیٰ پر کوئی اختیار نہیں تو حضرت ابوبکر صدیق نے وہ لونڈی اس مالک کو واپس کر دی جس نے یہ لونڈی بیچی تھی۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت یونس بن یزید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے زہری سے سنا ان سے اللہ تعالیٰ کے فرمان وَ مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا کے بارے میں پوچھا۔ فرمایا یہ آیت نازل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے جس نبی کی طرف وحی کی اسے یہ شامل ہے۔ وہ کلام اللہ کا کلام ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے حجاب کے پیچھے سے کلام کی۔ وحی اسے کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء میں سے کسی کے ساتھ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جو ارادہ فرماتا ہے اللہ تعالیٰ اسے نبی کے دل میں ثبت کر دیتا ہے۔ نبی اس کی کلام کرتا ہے اور اسے یاد کر لیتا ہے۔ یہ اللہ کا کلام اور اس کی وحی ہے۔ اس میں ایک ایسی وحی بھی ہوتی ہے جو اللہ اور اس کے رسول کے درمیان ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں کسی نبی سے کلام نہیں کرتا بلکہ یہ اللہ اور اس کے رسول کے درمیان ایک راز ہوتا ہے۔ وحی میں سے ایک قسم وہ ہوتی ہے کہ انبیاء اس کے متعلق کلام تو کرتے ہیں مگر کسی کے لیے لکھتے نہیں اور نہ ہی کسی کو اس کے بارے میں لکھنے کا حکم دیتے ہیں لیکن اس کے بارے میں لوگوں سے باتیں کرتے ہیں اور لوگوں کے لیے یہ بات واضح کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا ہے کہ وہ اسے لوگوں کے لیے بیان کر دیں اور انہیں یہ پیغام پہنچا دیں اور وحی کی ایک قسم وہ بھی ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں میں سے منتخب فرشتوں کی طرف کرتا ہے۔ وہ فرشتے انبیاء سے کلام کرتے ہیں اور وحی کی ایک قسم یہ ہے جسے اللہ تعالیٰ بھیجتا ہے جس کی طرف بھیجنا چاہتا ہے تو وہ رسولوں کے دلوں میں بطور وحی القاء کر دیتے ہیں۔ (1)

امام بخاری، امام مسلم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ آپ کے پاس وحی کیسے آتی ہے؟ فرمایا بعض اوقات میرے پاس فرشتہ گھنٹی کی آواز کی صورت میں آتا ہے۔ وہ وحی مجھ سے ختم ہوتی ہے تو میں فرشتے کے کہے ہوئے کلمہ کو یاد کر چکا ہوتا ہوں۔ فرمایا وحی کی یہ صورت مجھ پر بڑی مشکل ہوتی ہے۔ بعض اوقات فرشتے میرے سامنے ایک انسان کی صورت میں آتے ہیں۔ تو وہ جو کچھ کہتا ہے میں اسے یاد کر چکا ہوتا ہوں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا میں دیکھتی ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر شدید سردی میں وحی نازل ہوتی

1۔ الاسماء والصفات، صفحہ 257، دار الکتب العلمیہ بیروت

پھر وحی کا سلسلہ منقطع ہوتا تو آپ کی پیشانی سے پسینہ بہہ رہا تھا۔(1)

امام ابویعلیٰ، عقیلی، طبرانی اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت سہل بن سعد اور حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے سامنے ستر ہزار نور اور ظلمت کے پردے ہیں۔ کوئی بھی نفس جب ان حجابوں کی حس کو سنتا ہے تو اپنے آپ کو ہلاک کر لیتا ہے۔(2)

وَ كَذٰلِكَ اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا ؕ مَا كُنْتَ تَدْرِیْ مَا الْكِتٰبُ وَ لَا الْاِیْمَانُ وَ لٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِیْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا ؕ وَ اِنَّكَ لَتَهْدِیْۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴿۵۲﴾ صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ ؕ اَلَاۤ اِلَى اللّٰهِ تَصِیْرُ الْاُمُوْرُ ﴿۵۳﴾

"اور اسی طرح ہم نے بذریعہ وحی بھیجا آپ کی طرف ایک جانفزا کلام اپنے حکم سے نہ آپ یہ جانتے تھے کہ کتاب کیا ہے اور نہ یہ کہ ایمان کیا ہے۔ لیکن (اے حبیب!) ہم نے بنا دیا ہے اس کتاب کو (سراپا) نور ہم ہدایت دیتے ہیں اس کے ذریعے جس کو چاہتے ہیں اپنے بندوں میں سے اور بلاشبہ آپ رہنمائی فرماتے ہیں صراط مستقیم کی طرف جو اللہ کی راہ ہے۔ وہ اللہ جو مالک ہے ہر اس چیز کا جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے۔ خوب سن لو! سب کاموں کا انجام اللہ تعالیٰ کی طرف ہی ہے۔"

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رُوْحًا کا معنی قرآن نقل کیا ہے۔

امام ابونعیم نے دلائل میں اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ سے پوچھا گیا کیا آپ نے کبھی بتوں کی عبادت کی ہے؟ فرمایا نہیں۔ پوچھا گیا کیا آپ نے شراب کبھی پی ہے؟ فرمایا نہیں۔ میں لگاتار انہی چیزوں کے بارے میں پوچھتا رہا جن پر کافر کاربند تھے۔ (مَا كُنْتُ اَدْرِیْ مَا الْكِتٰبُ وَ لَا الْاِیْمَانُ) اسی کے بارے میں قرآن حکیم نازل ہوا: مَا كُنْتَ تَدْرِیْ مَا الْكِتٰبُ وَ لَا الْاِیْمَانُ۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے وَ اِنَّكَ لَتَهْدِیْۤ کا یہ ترجمہ کیا ہے کہ تو دعوت دیتا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ﴿۷﴾ (الرعد: 7) یعنی ایسا داعی ہو جو اللہ تعالیٰ کی دعوت دے۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے لَتَهْدِیْۤ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ آپ دعوت دیتے ہیں۔ (4)

1۔ صحیح بخاری، باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ ﷺ، جلد 1، صفحہ 2، وزارت تعلیم اسلام آباد

2۔ مسند ابویعلیٰ، جلد 6، صفحہ 301 (7487)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 56، دار احیاء التراث العربی بیروت

4۔ ایضاً

آیاتھا ۸۹ ۔ سورۃ الزخرف مکیۃ ۴۳ ۔ رکوعاتھا ۷

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

''اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے''۔

حٰمٓ ۚ﴿۱﴾ وَ الۡکِتٰبِ الۡمُبِیۡنِ ۙ﴿۲﴾ اِنَّا جَعَلۡنٰہُ قُرۡءٰنًا عَرَبِیًّا لَّعَلَّکُمۡ تَعۡقِلُوۡنَ ﴿۳﴾

''حا۔میم۔قسم ہے اس کتاب مبین کی، ہم نے اتارا ہے اسے قرآن، عربی زبان میں تا کہ تم (اس کے مطالب کو) سمجھو''۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ زخرف مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

امام ابن مردویہ نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضر موت کا ایک آدمی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا، عرض کی اے ابن عباس! مجھے قرآن کے بارے میں بتایئے کیا یہ اللہ کے کلام میں سے ہے یا اللہ کی مخلوق میں سے ہے؟ فرمایا نہیں بلکہ یہ اللہ کا کلام ہے، کیا تو نے ارشاد نہیں سنا: وَ اِنۡ اَحَدٌ مِّنَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ اسۡتَجَارَکَ فَاَجِرۡہُ حَتّٰی یَسۡمَعَ کَلٰمَ اللّٰہِ (التوبہ:6) اس آدمی نے عرض کی کیا آپ نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں دیکھا اِنَّا جَعَلۡنٰہُ قُرۡءٰنًا عَرَبِیًّا فرمایا اللہ تعالیٰ نے اسے لوحِ محفوظ میں عربی زبان میں لکھا، کیا تو نے اللہ تعالیٰ کو ارشاد فرماتے ہوئے نہیں سنا: بَلۡ ہُوَ قُرۡاٰنٌ مَّجِیۡدٌ ﴿ۙ۲۱﴾ فِیۡ لَوۡحٍ مَّحۡفُوۡظٍ ﴿۲۲﴾ (البروج) مجید سے مراد عزیز ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے اسے لوحِ محفوظ میں لکھا۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت مقاتل بن حیان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ آسمان کے مکینوں کی زبان عربی ہے۔ پھر ان آیات کی تلاوت کی۔(1)

وَ اِنَّہٗ فِیۡۤ اُمِّ الۡکِتٰبِ لَدَیۡنَا لَعَلِیٌّ حَکِیۡمٌ ﴿۴﴾

''اور بے شک یہ قرآن ہمارے ہاں لوحِ محفوظ میں ثبت ہے اونچی شان والا، حکمت سے لبریز''۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا اور اسے حکم دیا کہ قیامت تک وقوع پذیر ہونے والے واقعات کو لکھے جبکہ کتاب اس کے پاس ہے۔ پھر اس آیت کریمہ کی تلاوت کی۔(2)

عبدالرزاق اور ابن جریر نے حضرت قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اُمِّ الۡکِتٰبِ سے مراد کتاب کی اصل اور اس کا مجموعہ ہے۔(3)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قرآن اللہ کے پاس ہے۔

امام ابن منذر اور ابن جریج رحمہما اللہ نے اُمِّ الۡکِتٰبِ کا معنی ذکر حکیم کیا ہے۔ اس میں ہر وہ شے موجود ہے جو پہلے ہوئی

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب فضائل القرآن، جلد 6، صفحہ 117 (29925)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 59، دار احیاء التراث العربی بیروت ۔ 3۔ ایضا

اور اس میں ہر وہ شے ہے جو بعد میں ہوگی۔ جو کتاب بھی نازل ہوئی اسی میں سے نازل ہوئی۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے العظمہ میں حضرت ابن سابط رحمہ اللہ وَ اِنَّهٗ فِیْۤ اُمِّ الْكِتٰبِ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ قیامت تک جو واقعات ہونے والے ہیں وہ ام الکتاب میں ہیں۔ تین فرشتوں کی ڈیوٹی لگائی گئی ہے جو اس کی حفاظت کرتے ہیں۔ وحی حضرت جبرائیل امین کے سپرد کی گئی ہے جو اسے رسولوں کی طرف لاتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ کسی قوم کو ہلاک کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل امین کے ذمہ ہی یہ ذمہ داری لازم کی ہے۔ اور جب اللہ تعالیٰ میدان جنت میں کسی کی مدد کرنا چاہتا ہے تو حضرت جبرائیل کے ذمہ ہی یہ کام سپرد کیا گیا ہے۔ حضرت میکائیل کے ذمہ بارش کو لگایا گیا ہے کہ وہ اس کی حفاظت کرے۔ ملک الموت کے ذمہ روحیں قبض کرنے کا کام ہے۔ جب دنیا ختم ہو جائے گی تو اللہ تعالیٰ ان کو جمع کرے گا جن کو ان فرشتوں نے حفاظت میں لیا ہے اور ان کو جمع کرے گا جنہیں یہ کتاب محفوظ کیے ہوگی تو انہیں برابر پائے گا۔(1)

اَفَنَضْرِبُ عَنْكُمُ الذِّكْرَ صَفْحًا اَنْ كُنْتُمْ قَوْمًا مُّسْرِفِيْنَ ۝ وَ كَمْ اَرْسَلْنَا مِنْ نَّبِيٍّ فِي الْاَوَّلِيْنَ ۝ وَ مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ نَّبِيٍّ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ فَاَهْلَكْنَاۤ اَشَدَّ مِنْهُمْ بَطْشًا وَّ مَضٰى مَثَلُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ وَ لَىِٕنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ خَلَقَهُنَّ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ ۝ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّ جَعَلَ لَكُمْ فِيْهَا سُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝ وَ الَّذِيْ نَزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ ۚ فَاَنْشَرْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا ۚ كَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ۝ وَ الَّذِيْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا وَ جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْفُلْكِ وَ الْاَنْعَامِ مَا تَرْكَبُوْنَ ۝ لِتَسْتَوٗا عَلٰى ظُهُوْرِهٖ ثُمَّ تَذْكُرُوْا نِعْمَةَ رَبِّكُمْ اِذَا اسْتَوَيْتُمْ عَلَيْهِ وَ تَقُوْلُوْا سُبْحٰنَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَ مَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ ۝ وَ اِنَّاۤ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ۝ وَ جَعَلُوْا لَهٗ مِنْ عِبَادِهٖ جُزْءًا ؕ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ اَمِ اتَّخَذَ مِمَّا يَخْلُقُ بَنٰتٍ وَّ اَصْفٰىكُمْ بِالْبَنِيْنَ ۝ وَ اِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِمَا ضَرَبَ

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الزہد، جلد 7، صفحہ 159 (34968)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

لِلرَّحْمٰنِ مَثَلًا ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّ هُوَ كَظِيْمٌ ﴿۱۷﴾ اَوَ مَنْ يُّنَشَّؤُا فِي الْحِلْيَةِ وَهُوَ فِي الْخِصَامِ غَيْرُ مُبِيْنٍ ﴿۱۸﴾

''کیا ہم روک لیں گے تم سے اس ذکر کو ناراض ہو کر اس وجہ سے کہ تم لوگ حد سے بڑھنے والے ہو؟ اور ہم نے بکثرت بھیجے ہیں نبی پہلے لوگوں میں۔ اور نہیں آیا ان کے پاس کوئی نبی مگر وہ (کفار) اس کا مذاق اڑایا کرتے۔ پس ہم نے ان کو ہلاک کر ڈالا جو ان سے زیادہ طاقتور تھے اور گزر چکا ہے حال پہلے لوگوں کا۔ اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ کس نے پیدا کیا ہے آسمانوں اور زمین کو تو ضرور کہیں گے پیدا کیا ہے انہیں بڑے زبردست، سب کچھ جاننے والے نے۔ جس نے بنا دیا ہے تمہارے لیے زمین کو گہوارہ اور بنا دیے ہیں تمہارے لیے اس میں راستے تاکہ تم منزل مقصود پر پہنچ سکو۔ اور جس نے اتارا آسمان سے پانی اندازہ کے مطابق۔ پس ہم نے زندہ کر دیا اس سے ایک مردہ شہر کو۔ یونہی تمہیں بھی (قبروں سے) نکالا جائے گا۔ اور جس نے ہر قسم کی مخلوق پیدا فرمائی اور بنا دیں تمہارے لیے کشتیاں اور مویشی جن پر تم سوار ہوتے ہو۔ تاکہ تم جم کر بیٹھو ان کی پیٹھوں پر پھر (دلوں میں) یاد کرو اپنے رب کی نعمت کو جب تم خوب جم کر بیٹھ جاؤ ان پر اور (زبان سے) یہ کہو پاک ہے وہ ذات جس نے فرمانبردار بنا دیا ہے اسے ہمارے لیے اور ہم اس پر قابو پانے کی قدرت نہ رکھتے تھے۔ اور یقیناً ہم اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ اور بنا دی ہے (مشرکوں نے) اس کے لئے اس کے بندوں سے اولاد۔ بے شک انسان کھلا ہوا ناشکر گزار ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ نے پسند کر لی ہیں (اپنے لیے) اپنی مخلوق سے بیٹیاں اور مخصوص کر دیا ہے تمہیں بیٹوں کے ساتھ؟ اور جب اطلاع دی جاتی ہے ان میں سے کسی کو اس کی جس کی نسبت اس نے رحمان کی طرف کی ہے تو اس کا چہرہ (فرط رنج سے) سیاہ ہو جاتا ہے اور اس کا دل غم سے بھر جاتا ہے۔ کیا وہ (ایسی اولاد جنے گا) جو پروان چڑھتی ہے زیوروں میں اور وہ مباحثہ کے وقت اپنا مدعا واضح نہیں کر سکتی۔''

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اَفَنَضْرِبُ عَنْكُمُ الذِّكْرَ صَفْحًا کا معنی یہ ہے کیا تم نے یہ گمان کر رکھا ہے کہ ہم تم سے درگزر کریں گے جبکہ تمہیں جو حکم دیا گیا وہ تم نے نہ کیا ہوگا۔(1)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ تم قرآن کو جھٹلاؤ اور پھر تمہیں اس عمل پر سزا بھی نہ دی جائے۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے یہ روات نقل کی ہے: اللہ کی قسم! جب اس امت کے پہلے لوگوں نے اس قرآن کو رد کیا تو اللہ تعالیٰ اس قرآن کو اٹھا لیتا تو وہ سب ہلاک ہو جاتے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت اور مہربانی اس امت پر دوبارہ کی اور انہیں اس قرآن کی طرف دعوت دی۔(3)

امام محمد بن نصر رحمہ اللہ نے کتاب الصلاۃ میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 60، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً (مفہوم)

رسول مبعوث نہیں کیا مگر اللہ تعالیٰ نے اس پر کتاب نازل فرمائی۔ اگر اس رسول کی قوم نے اسے قبول کرلیا تو فبہا ورنہ اس کو اٹھا لیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان اَفَنَضۡرِبُ عَنۡکُمُ الذِّکۡرَ صَفۡحًا اَنۡ کُنۡتُمۡ قَوۡمًا مُّسۡرِفِیۡنَ کا یہی مصداق ہے۔ کُنۡتُمۡ قَوۡمًا مُّسۡرِفِیۡنَ یعنی تم اسے قبول نہیں کرتے۔ اس کے نبی کا دل اسے تلقین کرتا ہے۔ انہوں نے کہا اے ہمارے رب! ہم نے اسے قبول کیا۔ اے ہمارے رب! ہم نے اسے قبول کیا۔ اگر وہ ایسا نہ کریں تو اسے اٹھا لیا جاتا ہے اور روئے زمین پر کوئی چیز نہیں چھوڑی جاتی۔

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے مَثَلُ الۡاَوَّلِیۡنَ کا معنی پہلے لوگوں کی سزا کیا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اَنۡ کُنۡتُمۡ کو الف کے نصب کے ساتھ پڑھا ہے اور مَھۡدًا کو الف کے بغیر میم کی زبر کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا وَجَعَلَ لَکُمۡ مِّنَ الۡفُلۡکِ وَالۡاَنۡعَامِ مَا تَرۡکَبُوۡنَ ﴿۱۲﴾ لِتَسۡتَوٗا عَلٰی ظُہُوۡرِہٖ ثُمَّ تَذۡکُرُوۡا نِعۡمَۃَ رَبِّکُمۡ اِذَا اسۡتَوَیۡتُمۡ یعنی تم یہ کہو تمام تر تعریفیں ہیں اللہ کے لیے جس نے ہم پر اپنے بندے اور رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ احسان فرمایا پھر تم کہو سُبۡحٰنَ الَّذِیۡ سَخَّرَ لَنَا ہٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقۡرِنِیۡنَ۔

امام مسلم، ابوداؤد، ترمذی، امام نسائی، حاکم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کرتے تو اپنی سواری پر سوار ہوتے۔ پھر تین دفعہ اللہ اکبر کہتے۔ پھر کہتے سُبۡحٰنَ الَّذِیۡ سَخَّرَ لَنَا ہٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقۡرِنِیۡنَ وَاِنَّاۤ اِلٰی رَبِّنَا لَمُنۡقَلِبُوۡنَ۔ (1)

امام طیالسی، عبد الرزاق، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، امام احمد، عبد بن حمید، ابوداؤد، امام ترمذی جبکہ امام ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے، ابن جریر، امام نسائی، ابن منذر، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ کی سواری لائی گئی۔ جب اپنا پاؤں رکاب میں رکھا تو کہا بِسۡمِ اللّٰہِ جب اس کی پشت پر سوار ہوئے تو تین دفعہ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ اور تین دفعہ اَللّٰہُ اَکۡبَرُ کہا پھر یہ آیت پڑھی سُبۡحٰنَ الَّذِیۡ سَخَّرَ لَنَا ہٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقۡرِنِیۡنَ۔ وَاِنَّاۤ اِلٰی رَبِّنَا لَمُنۡقَلِبُوۡنَ۔ سُبۡحَانَكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ قَدْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْلِي ذُنُوبِيْ اِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ پھر مسکرائے۔ میں نے عرض کی آپ کیوں مسکرائے ہیں؟ اے امیر المومنین! فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے جیسے میں نے کیا ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ کس وجہ سے مسکرائے ہیں؟ فرمایا جب بندہ یہ کہتا ہے اے میرے رب! مجھے بخش دے تو اللہ تعالیٰ اس بندے سے خوش ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے کو علم ہے کہ میرے سوا کوئی بھی گناہ نہیں بخشتا۔ (2)

1۔ سنن ترمذی، ابواب الدعوات، جلد 2، صفحہ 657، مکتبہ رحمانیہ لاہور 2۔ ایضاً

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں سواری پر اپنے پیچھے بٹھایا۔ جب رسول اللہ ﷺ اس پر بیٹھ گئے تو تین دفعہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہا ایک دفعہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا۔ پھر مسکرائے پھر کہا جو آدمی بھی اپنی سواری پر سوار ہوتا ہے تو وہ اسی طرح کرتا ہے جس طرح میں کرتا ہوں تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے مسکراتا ہے جس طرح میں تیرے لیے مسکرا رہا ہوں۔(1)

امام احمد اور حاکم رحمہما اللہ جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے، نے حضرت محمد بن حمزہ بن عمر اسلمی رضی اللہ عنہ سے وہ اپنے باپ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر اونٹ کی پشت پر شیطان ہوتا ہے۔ جب تم اس پر سوار ہو تو اللہ تعالیٰ کا نام لیا کرو پھر اپنی حاجتوں سے نہ رکو۔(2)

امام حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر اونٹ کی کہان پر شیطان ہے۔ انہیں سواری کر کے مطیع کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہی سوار کرتا ہے۔(3)

امام ابن سعد، امام احمد، بغوی، طبرانی، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابولاس خزاعی سے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں: کوئی اونٹ نہیں مگر اس کی کہان پر شیطان ہے۔ جب تم اس پر سوار ہو اس پر اللہ تعالیٰ کا نام ذکر کرو جیسا تمہیں حکم دیا گیا ہے۔ پھر انہیں اپنے لیے مطیع بناؤ۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہی سوار کرتا ہے۔(4)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت شہر بن حوشب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نِعْمَةَ رَبِّكُمْ کا یہ معنی نقل کیا ہے نعمت اسلام۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابو مجلز سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت حسین بن علی نے ایک آدمی کو سواری پر سوار ہوتے دیکھا۔ تو اس نے پڑھا سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ۔ وَاِنَّاۤ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ حضرت امام حسین نے فرمایا: کیا تجھے اس کا حکم دیا گیا ہے؟ اس نے پوچھا میں کیا کہوں؟ تو فرمایا یہ کہہ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدَانَا لِلْاِسْلَامِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ مَنَّ عَلَیْنَا بِمُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَنِیْ فِیْ خَیْرِ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے جس نے ہمیں اسلام کی طرف ہدایت دی، تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے جس نے ہم پر محمد ﷺ کے ساتھ احسان فرمایا، تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے جس نے ہمیں بہترین امت میں سے پیدا کیا جس کو تمام لوگوں کے لیے نکالا گیا۔ پھر تو کہے سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ۔(5)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت طاؤس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب آپ سواری پر سوار ہوتو کہتے بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ یہ تیرا احسان ہے اور تیرا ہم پر فضل ہے۔ اے ہمارے رب! تیرے لیے حمد ہے سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا۔(6)

1۔ مسند امام احمد، جلد 1، صفحہ 335، دار صادر بیروت

2۔ مستدرک حاکم، کتاب المناسک، جلد 1، صفحہ 612 (1626)، دار الکتب العلمیہ بیروت 3۔ ایضاً (1627) 4۔ ایضاً، (1624)

5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 65، دار احیاء التراث العربی بیروت 6۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 66

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جو جانور ہمارے لیے مسخر کیے گئے ہیں ان سے مراد اونٹ، گھوڑے، خچر اور گدھے ہیں۔(1)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مُقْرِنِيْنَ کا معنی مطیقین نقل کیا ہے کہ ہم اس کی طاقت نہیں رکھتے۔(2)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ نہ وہ ہمارے ہاتھوں میں ہیں اور نہ وہ ہماری قوت میں ہیں۔(3)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت سلیمان بن یسار رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک جماعت سفر میں تھی۔ جب وہ سوار ہوتے تو کہتے سُبْحٰنَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ۔ ان میں ایک ایسا آدمی تھا جس کی ایک کمزور اونٹنی تھی۔ اس نے کہا جہاں تک میرا تعلق ہے میں تو اس کی طاقت رکھتا ہوں تو وہ اسے لے کر دوڑ پڑی، اسے گرا دیا اور اس کی گردن ٹوٹ گئی۔

امام عبد بن حمید، عبد الرزاق، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے جُزْءًا کا معنی عدل نقل کیا ہے۔(4)

عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے مجاہد سے جُزْءًا کا معنی بچہ اور فرشتوں میں سے بیٹیاں ہے۔ اور مَثَلًا کا معنی بچہ ہے۔(5)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے كَظِيْمٌ کا معنی حزین نقل کیا ہے یعنی غمگین۔(6)

امام عبد بن حمید نے حضرت عاصم سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے ضَرَبَ کو ضاد کے نصب کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اَوَمَنْ يُّنَشَّؤُا فِي الْحِلْيَةِ کی یہ تفسیر نقل کی ہے: وہ بچیاں جنہیں تم اللہ تعالیٰ کی اولاد بناتے ہو تم کیسے فیصلے کرتے ہو۔(7)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اس سے مراد عورتیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لباس اور مردوں کے لباس میں فرق کیا ہے۔ ان کی وراثت اور شہادت کو کم کیا۔ انہیں گھروں میں بیٹھ رہنے کا حکم دیا اور انہیں خوالف (عورتیں) کا نام دیا۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اَوَمَنْ يُّنَشَّؤُا فِي الْحِلْيَةِ کا معنی ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں بنا دیں۔ جب ان میں سے کسی کو اس چیز کی بشارت دی جاتی ہے تو اس کا چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے جبکہ وہ غمگین ہوتا ہے۔ جہاں تک اللہ تعالیٰ کے فرمان وَهُوَ فِي الْخِصَامِ غَيْرُ مُبِيْنٍ کا تعلق ہے تو اس سے مراد ہے کم ہی ایسا ہوا ہوگا کہ عورت اپنے حق میں دلیل لانے کے لیے گفتگو کا ارادہ کرے گی مگر وہ ایسی گفتگو کرے گی جو اس کے خلاف دلیل ہوگی۔(8)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 66، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

4۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 67 5۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 68-67 6۔ ایضاً

7۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 69 8۔ ایضاً

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ آپ اَوَ مَنۡ یُّنَشَّؤُا فِی الۡحِلۡیَۃِ میں الحلیۃ یاء کی تخفیف کے ساتھ پڑھتے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ یُنۡشَؤُا کو تخفیف کے ساتھ، یاء کے نصب کے ساتھ اور مہموز پڑھتے تھے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے عورتوں کے لیے سونے کے استعمال کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَوَ مَنۡ یُّنَشَّؤُا فِی الۡحِلۡیَۃِ۔

وَ جَعَلُوا الۡمَلٰٓئِکَۃَ الَّذِیۡنَ ہُمۡ عِبٰدُ الرَّحۡمٰنِ اِنَاثًا ؕ اَشَہِدُوۡا خَلۡقَہُمۡ ؕ سَتُکۡتَبُ شَہَادَتُہُمۡ وَ یُسۡـَٔلُوۡنَ ﴿۱۹﴾ وَ قَالُوۡا لَوۡ شَآءَ الرَّحۡمٰنُ مَا عَبَدۡنٰہُمۡ ؕ مَا لَہُمۡ بِذٰلِکَ مِنۡ عِلۡمٍ ٭ اِنۡ ہُمۡ اِلَّا یَخۡرُصُوۡنَ ﴿ؕ۲۰﴾ اَمۡ اٰتَیۡنٰہُمۡ کِتٰبًا مِّنۡ قَبۡلِہٖ فَہُمۡ بِہٖ مُسۡتَمۡسِکُوۡنَ ﴿۲۱﴾ بَلۡ قَالُوۡۤا اِنَّا وَجَدۡنَاۤ اٰبَآءَنَا عَلٰۤی اُمَّۃٍ وَّ اِنَّا عَلٰۤی اٰثٰرِہِمۡ مُّہۡتَدُوۡنَ ﴿۲۲﴾ وَ کَذٰلِکَ مَاۤ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ قَبۡلِکَ فِیۡ قَرۡیَۃٍ مِّنۡ نَّذِیۡرٍ اِلَّا قَالَ مُتۡرَفُوۡہَاۤ ۙ اِنَّا وَجَدۡنَاۤ اٰبَآءَنَا عَلٰۤی اُمَّۃٍ وَّ اِنَّا عَلٰۤی اٰثٰرِہِمۡ مُّقۡتَدُوۡنَ ﴿۲۳﴾ قٰلَ اَوَ لَوۡ جِئۡتُکُمۡ بِاَہۡدٰی مِمَّا وَجَدۡتُّمۡ عَلَیۡہِ اٰبَآءَکُمۡ ؕ قَالُوۡۤا اِنَّا بِمَاۤ اُرۡسِلۡتُمۡ بِہٖ کٰفِرُوۡنَ ﴿۲۴﴾ فَانۡتَقَمۡنَا مِنۡہُمۡ فَانۡظُرۡ کَیۡفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الۡمُکَذِّبِیۡنَ ﴿٪۲۵﴾

''اور انہوں نے ٹھہرا لیا ہے فرشتوں کو جو (خداوندِ) رحمٰن کے بندے ہیں، عورتیں۔ کیا یہ موجود تھے ان کی پیدائش کے وقت؟ لکھ لی جائے گی ان کی گواہی اور ان سے باز پرس ہوگی۔ اور (کفار) کہتے ہیں کہ اگر چاہتا (خداوندِ) رحمٰن تو ہم انہیں نہ پوجتے۔ انہیں اس حقیقت کا کوئی علم نہیں۔ وہ محض قیاس آرائیاں کر رہے ہیں۔ کیا ہم نے دی انہیں کوئی کتاب اس سے پہلے پس وہ اسے مضبوطی سے پکڑے ہوئے ہیں۔ بلکہ وہ خود کہتے ہیں کہ ہم نے پایا اپنے باپ دادا کو ایک طریقہ پر اور ہم ان کے نقوشِ پا پر چل رہے ہیں۔ اور اسی طرح جب بھی ہم نے بھیجا آپ سے پہلے کسی بستی میں کوئی ڈرانے والا تو کہا وہاں کے عیش پرستوں نے کہ ہم نے پایا اپنے باپ دادا کو ایک طریقہ پر اور ہم ان کے نشاناتِ قدم کی پیروی کرنے والے ہیں۔ اس نبی نے فرمایا اگر میں لے آؤں

تمہارے پاس زیادہ درست چیز اس سے جس پر پایا ہے تم نے اپنے باپ دادا کو (تب بھی؟) انہوں نے جواب دیا ہم جو دے کر تمہیں بھیجا گیا ہے اس کو نہیں مانتے۔ پس ہم نے ان سے انتقام لیا، ذرا دیکھو کیسا (المناک) انجام ہوا جھٹلانے والوں کا۔"

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ وَ جَعَلُوا الْمَلٰٓئِكَةَ الَّذِيْنَ هُمْ عِبٰدُ الرَّحْمٰنِ اِنَاثًا یہ بات کچھ لوگوں نے کہی اور ہم یہودیوں کے علاوہ کسی اور کو نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ نے جنوں کے ہاں شادی کی تو اس کی اولاد فرشتے ہوئے۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں یوں پڑھتا تھا الَّذِيْنَ هُمْ عِبٰدُ الرَّحْمٰنِ اِنَاثًا میں نے حضرت ابن عباس سے اس کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا عِبٰدُ الرَّحْمٰنِ۔ میں نے عرض کی میرے مصحف میں عند الرحمن ہے۔ فرمایا اسے مٹادے اور عِبٰدُ الرَّحْمٰنِ لکھ لے یعنی الف اور باء کے ساتھ اور کہا آج میرے پاس ایک آدمی آیا۔ مجھے یہ بات پسند ہے کہ وہ میرے پاس نہ آتا۔ اس نے پوچھا تو یہ آیت کس طرح پڑھتا ہے؟ ساتھ ہی کہا کچھ لوگ اسے عند الرحمن پڑھتے۔ میں خاموش ہو گیا اور میں نے کہا تو اپنے گھر چلا جا۔(1)

امام عبد بن حمید نے حضرت حسن بصری سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے الَّذِيْنَ هُمْ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ پڑھا ہے۔

امام ابو عبید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مروان رحمہ اللہ سے یوں قرأت نقل کی ہے وَجَعَلُوا الْمَلٰئِكَةَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ اِنَاثًا۔ اس میں الذین ھم نہیں۔

عبد بن حمید نے حضرت عاصم سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اسے عِبٰدُ الرَّحْمٰنِ پڑھا ہے یعنی الف اور باء کے ساتھ پڑھا ہے۔ اَشَهِدُوْا خَلْقَهُمْ اسے ہمزہ مفتوحہ اور شین کے ساتھ پڑھا ہے سَتُكْتَبُ کو تاء مرفوعہ کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں مجاہد سے وَ قَالُوْا لَوْ شَآءَ الرَّحْمٰنُ مَا عَبَدْنٰهُمْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ ھم ضمیر سے مراد بت ہیں کیونکہ انہوں نے بتوں کی عبادت کی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ یعنی بت کچھ نہیں جانتے۔ اِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ وہ اس پر اللہ کی قدرت کو جانتے ہیں۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَ قَالُوْا لَوْ شَآءَ الرَّحْمٰنُ مَا عَبَدْنٰهُمْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ انہوں نے فرشتوں کی عبادت کی۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے اَمْ اٰتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا مِّنْ قَبْلِهٖ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ ہم نے اس کتاب سے پہلے انہیں کتاب دی۔

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 485 (3675)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 71، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اُمَّةٍ کا معنی دین نقل کیا ہے۔(1)

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع رحمہ اللہ نے آپ سے عرض کی: مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان اِنَّا وَجَدْنَاۤ اٰبَآءَنَا عَلٰۤى اُمَّةٍ کے بارے میں بتایئے تو فرمایا اس ملت پر جو اس ملت سے مختلف ہے جس کی طرف آپ ہمیں دعوت دیتے ہیں۔ پوچھا کیا عرب اسے پہچانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے نابغہ ذبیانی کا شعر نہیں سنا جبکہ وہ نعمان بن منذر کے سامنے معذرت کرتے ہوئے کہتا ہے:

حَلَفْتُ فَلَمْ اَتْرُکْ لِنَفْسِکَ رِیْبَةً وَهَلْ یَاْثَمَنْ ذُوْ اُمَّةٍ وَهُوَ طَائِعُ

''میں نے قسم اٹھائی میں نے تیرے نفس میں کوئی شک نہیں چھوڑا کیا دیندار آدمی رضامندی سے گناہ کرسکتا ہے''؟۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے قتادہ سے بَلْ قَالُوْۤا اِنَّا وَجَدْنَاۤ اٰبَآءَنَا عَلٰۤى اُمَّةٍ کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ بات قریش کے مشرکوں نے کہی تھی کہ ہم نے اپنے آباء کو دین پر پایا تھا۔ ہم اس میں ان کی اتباع کریں گے۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اِنَّا وَجَدْنَاۤ اٰبَآءَنَا عَلٰۤى اُمَّةٍ وَّ اِنَّا عَلٰۤى اٰثٰرِهِمْ مُّهْتَدُوْنَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ ہم ان کے افعال کی پیروی کریں گے۔(3)

امام عبد بن حمید نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ قرآن حکیم میں امت کا لفظ مختلف معنوں میں ہے وَادَّكَرَ بَعْدَ اُمَّةٍ (یوسف:45) یہاں اُمَّةٍ بمعنی حین (وقت) ہے وَجَدَ عَلَيْهِ اُمَّةً مِّنَ النَّاسِ يَسْقُوْنَ (القصص: 23) یہاں امت، لوگوں کی جماعت کے معنی میں ہے۔ اِنَّا وَجَدْنَاۤ اٰبَآءَنَا عَلٰۤى اُمَّةٍ یہاں امت کا معنی دین ہے۔ ان تمام آیات میں لفظ اُمَّةٍ کا ھمزہ مرفوع ہے۔ اور قُلْ اَوَلَوْ جِئْتُكُمْ میں جِئْتُكُمْ الف کے بغیر تاء کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ یہ تفسیر نقل کی ہے اللہ کی قسم! ان کا انجام برا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں زمین میں دھنسانے اور غرق کرنے کے ساتھ پکڑا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ہلاک کیا پھر انہیں جہنم میں داخل کیا۔(4)

وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ وَ قَوْمِهٖۤ اِنَّنِيْ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ ﴿۲۶﴾ اِلَّا الَّذِيْ فَطَرَنِيْ فَاِنَّهٗ سَيَهْدِيْنِ ﴿۲۷﴾ وَ جَعَلَهَا كَلِمَةًۢ بَاقِيَةً فِيْ عَقِبِهٖ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۲۸﴾

''اور (یاد کیجئے) جب کہا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ سے اور اپنی قوم سے کہ میں بیزار ہوں ان سے جن کی تم عبادت کرتے ہو بجز اس کے جس نے مجھے پیدا فرمایا۔ بیشک وہی میری رہنمائی کرے گا۔ اور آپ نے بنادیا کلمہ توحید کو باقی رہنے والی بات اپنی اولاد میں تاکہ وہ (اس کی طرف) رجوع کریں۔''

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 71، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 72 3۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 74 4۔ ایضاً

امام فضل بن شاذان رحمہ اللہ نے کتاب القراءات میں اپنی سند کے ساتھ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اِنَّنِیۡ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعۡبُدُوۡنَ کو یاء کے ساتھ پڑھا ہے یعنی یعبدون۔

امام ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے آیت کی یوں تفسیر نقل کی ہے کہ وہ کہتے تھے: اللہ ہمارا رب ہے۔ وَلَئِنۡ سَاَلۡتَهُمۡ مَّنۡ خَلَقَهُمۡ لَيَقُوۡلُنَّ اللّٰهُ (الزخرف: 87) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے رب سے برأت کا اظہار نہیں کیا۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے وَجَعَلَهَا كَلِمَةًۢ بَاقِيَةً فِىۡ عَقِبِهٖ کی یہ تفسیر نقل کی ہے: اسلام کے بارے میں اپنے بچے کو وصیت کی۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے مجاہد سے اس کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ كَلِمَةًۢ بَاقِيَةً سے مراد اخلاص اور توحید ہے۔ یہ ہمیشہ ان کی اولاد میں رہیں گے جو بھی اس کلمہ کو کہے گا۔ لَعَلَّهُمۡ يَرۡجِعُوۡنَ ممکن ہے وہ توبہ کریں یا نصیحت حاصل کریں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَجَعَلَهَا كَلِمَةًۢ بَاقِيَةً فِىۡ عَقِبِهٖ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے: کہا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اس کی اولاد میں ہے۔ کہا عقب ابراہیم سے مراد آپ کی اولاد ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت زہری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ عقب الرجل سے مراد اس کی اولاد ہے۔ وہ مذکر ہو یا مؤنث اور مذکر کی آگے اولاد بھی اس میں شامل ہے۔

عبد بن حمید نے عبیدہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ میں نے ابراہیم سے پوچھا عقب کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا مذکر اولاد۔

امام عبد بن حمید نے عطاء سے ایک ایسے آدمی کے بارے میں پوچھا کہ ایک آدمی اسے اور اس کے بعد اس کی عقب کو مکان میں رہنے کی اجازت دیتا ہے تو کیا اس کی بیوی بھی اس کے عقب میں ہوگی۔ فرمایا نہیں بلکہ اس کا بیٹا عقب میں شمار ہوگا۔

بَلۡ مَتَّعۡتُ هٰۤؤُلَآءِ وَاٰبَآءَهُمۡ حَتّٰى جَآءَهُمُ الۡحَقُّ وَرَسُوۡلٌ مُّبِيۡنٌ ﴿۲۹﴾ وَلَمَّا جَآءَهُمُ الۡحَقُّ قَالُوۡا هٰذَا سِحۡرٌ وَّاِنَّا بِهٖ كٰفِرُوۡنَ ﴿۳۰﴾

"بلکہ میں نے لطف اندوز ہونے دیا انہیں اور ان کے آباؤ اجداد کو یہاں تک کہ آگیا ان کے پاس حق اور کھول کر بیان کرنے والا رسول۔ اور جب آگیا ان کے پاس حق تو وہ کہنے لگے یہ تو جادو ہے اور ہم اس کے منکر ہیں۔"

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بَلۡ مَتَّعۡتُ هٰۤؤُلَآءِ میں مَتَّعۡتُ کو تاء کے رفع کے ساتھ پڑھا ہے۔

عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت قتادہ سے بَلۡ مَتَّعۡتُ هٰۤؤُلَآءِ وَاٰبَآءَهُمۡ حَتّٰى جَآءَهُمُ الۡحَقُّ وَرَسُوۡلٌ مُّبِيۡنٌ کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ اس امت کے لوگوں کے متعلق اہل کتاب کا قول ہے۔ حضرت قتادہ اسے بل متعت پڑھتے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے وَلَمَّا جَآءَهُمُ الۡحَقُّ قَالُوۡا هٰذَا سِحۡرٌ کی یہ تفسیر نقل کی ہے: یہ قریش ہیں جنہوں نے قرآن کے بارے میں کہا جو حضرت محمد ﷺ لائے تھے کہ یہ جادو ہے۔(2)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 75، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 77

وَ قَالُوْا لَوْ لَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ ﴿٣١﴾ اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ ؕ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ رَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا ؕ وَ رَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ﴿٣٢﴾

''اور کہنے لگے کیوں نہ اتارا گیا یہ قرآن کسی ایسے آدمی پر جو ان دوشہروں میں بڑا ہے۔ کیا وہ بانٹا کرتے ہیں آپ کے رب کی رحمت کو؟ ہم نے خود تقسیم کیا ہے ان کے درمیان سامانِ زیست کو اس دنیوی زندگی میں اور ہم نے ہی بلند کیا ہے بعض کو بعض پر مراتب میں تاکہ وہ ایک دوسرے سے کام لے سکیں اور آپ کے رب کی رحمتِ (خاص) بہت بہتر ہے اس سے جو وہ جمع کرتے ہیں۔''

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس آیت لَوْ لَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ کے بارے میں پوچھا گیا کہ یہ دو بستیاں کون سی ہیں؟ فرمایا طائف اور مکہ مکرمہ۔ عرض کی گئی وہ دو آدمی کون ہیں؟ فرمایا عروہ بن مسعود اور قریش کا سردار۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں پوچھا گیا۔ تو انہوں نے جواب دیا الْقَرْيَتَيْنِ سے مراد مکہ مکرمہ اور طائف ہے عظیم سے مراد ولید بن مغیرہ قرشی اور حبیب بن عمیر ثقفی ہے۔ (1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ الْقَرْيَتَيْنِ سے مراد مکہ مکرمہ اور طائف ہے اور عظیم سے مراد ولید بن مغیرہ قرشی اور حبیب بن عمیر ثقفی ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد ولید بن مغیرہ اہل مکہ سے اور مسعود بن عمرو ثقفی اہل طائف سے لیتے اور انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ معزز خیال کرتے۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ولید بن مغیرہ نے کہا اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جو کچھ کہتے ہیں حق ہوتا تو قرآن حکیم مجھ پر نازل ہوتا یا عروہ بن مسعود ثقفی پر نازل ہوتا۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔ (2)

عبد بن حمید اور ابن جریر نے قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الْقَرْيَتَيْنِ سے مراد مکہ مکرمہ اور طائف ہے یہ بات مکہ مکرمہ کے مشرکوں نے کہی کہا ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ قریش کے ہر چھوٹے خاندان نے بھی اس کا دعویٰ کیا۔ انہوں نے کہا وہ عظیم ہم میں سے ہے ہم یہ بات کیا کرتے تھے کہ یہ ان دو میں سے کسی ایک پر نازل کیوں نہیں کیا گیا (حضرت) محمد پر کیوں نازل ہوا۔ (3)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 78، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس کا مصداق عتبہ بن ربیعہ ہے جو مکہ مکرمہ کا رہنے والا تھا۔ ابن عبد یالیل بن کنانہ ثقفی جو طائف کا رہنے والا تھا اور عمیر بن مسعود ثقفی۔ ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں ابو مسعود ثقفی۔

امام ابن عساکر نے مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد عتبہ بن ربیعہ ہے جوان دنوں میں قریش کا سردار تھا۔(1)

امام سعید بن منصور اور ابن منذر رحمہم اللہ نے امام شعبی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد ولید بن مغیرہ مخزومی ہے یا کنانہ بن عمیر ہے جو طائف کا سردار تھا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيشَتَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے درمیان روزی کو اس طرح تقسیم کیا جس طرح ان کے درمیان ان کی صورتوں اور اخلاق کو تقسیم کیا۔ ہمارا رب بلند و بالا ہے وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ اس مال کو کمزور حیلے والے اور اچھی گفتگو نہ کرنے والے نے حاصل کر لیا جبکہ اس کے رزق میں فراوانی ہے۔ اسے سخت محنت کرنے والا، اچھی گفتگو کرنے والا اسے حاصل کرتا ہے جبکہ اس میں اس کے لیے تنگی ہوتی ہے لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا کہا اس کے ساتھ اپنے بندوں کو آزماتا ہے۔ جو تمہارے غلام ہیں ان کے بارے میں اللہ سے ڈرو اور رَحْمَتُ رَبِّكَ سے مراد جنت ہے۔(2)

وَلَوْلَآ اَنْ يَّكُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً لَّجَعَلْنَا لِمَنْ يَّكْفُرُ بِالرَّحْمٰنِ لِبُيُوْتِهِمْ سُقُفًا مِّنْ فِضَّةٍ وَّمَعَارِجَ عَلَيْهَا يَظْهَرُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَلِبُيُوْتِهِمْ اَبْوَابًا وَّسُرُرًا عَلَيْهَا يَتَّكِـُٔوْنَ ﴿۳۴﴾ وَزُخْرُفًا ۭ وَاِنْ كُلُّ ذٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ وَالْاٰخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۳۵﴾

”اور اگر یہ خیال نہ ہوتا کہ سب لوگ ایک امت بن جائیں گے تو ہم بنا دیتے ان کے لئے جو انکار کرتے ہیں رحمٰن کا، ان کے مکانوں کے لئے چھتیں چاندی کی اور سیڑھیاں جن پر وہ چڑھتے ہیں (وہ بھی چاندی کی)۔ اور ان کے گھروں کے دروازے بھی چاندی کے اور تخت جن پر وہ تکیہ لگاتے ہیں وہ بھی چاندی اور سونے کے۔ اور یہ سب (سنہری روپہلی) چیزیں دنیوی زندگی کا سامان ہے اور آخرت (کی عزت و کامیابی) آپ کے رب کے نزدیک پرہیزگاروں کے لئے ہے۔“

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر میرا مومن بندہ جزع و فزع نہ کرتا تو میں کافر کو لوہے سے بھی زیادہ سخت بنا دیتا، تو وہ کسی چیز کی شکایت نہ کرتا اور میں اس پر دنیا کو انڈیل دیتا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا اللہ تعالیٰ نے اس کی مثل اپنی کتاب میں

1۔ تاریخ مدینہ دمشق الکبیر، جلد 38، صفحہ 45-239، دار الفکر بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 80، دار احیاء التراث العربی بیروت

نازل کیا ہے: وَ لَوْ لَاۤ اَنْ یَّكُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً لَّجَعَلْنَا لِمَنْ یَّكْفُرُ بِالرَّحْمٰنِ۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وَ لَوْ لَاۤ اَنْ یَّكُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً کا معنی یہ ہے کہ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ میں تمام لوگوں کو کافر بنا دوں تو میں کافروں کے گھروں کے چھت چاندی کے بنا دیتا، سیڑھیاں بھی چاندی کی ہوتیں جن پر چڑھ کر وہ بالا خانوں میں جاتے۔ ان کی چارپائیاں چاندی کی ہوتیں۔ زُخْرُفًا سے مراد سونا ہے۔(1)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر نے قتادہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ اگر یہ نہ ہوتا کہ تمام لوگ کافر ہو جائیں گے تو جو اللہ کا انکار کرتے ہیں تو ان کے گھروں کے چھت چاندی کے بنا دیتا۔ کہا سُقُفًا سے مراد اوپر والے کمرے ہیں۔ مَعَارِجَ سے مراد سیڑھیاں ہیں جن پر وہ چڑھتے۔ زُخْرُفًا سے مراد سونا ہے اور آخرت تیرے رب کے ہاں خاص کر متقین کے لیے ہے۔(2)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَ لَوْ لَاۤ اَنْ یَّكُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اگر یہ نہ ہوتا کہ لوگ کفر اختیار کریں گے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے امام شعبی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ سُقُفًا سے مراد کڑیاں، مَعَارِجَ سے مراد سیڑھیاں اور زُخْرُفًا سے مراد سونا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ تمام لوگ کافر ہو جائیں گے اور دنیا کی طرف مائل ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کے لیے وہ بنا دے گا جو اس نے ارشاد فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسا نہیں کیا تب بھی دنیا بڑی مصیبت لائی ہے اگر وہ ایسا کر دیتا تو پھر کیا حال ہوتا۔(3)

امام احمد اور حاکم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اَهُمْ یَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے درمیان اخلاق کو تقسیم کیا ہے جیسے اس نے تمہارے درمیان تمہارے رزق تقسیم کیے ہیں۔ اللہ تعالیٰ دنیا اسے بھی دیتا ہے جس سے وہ محبت کرتا ہے اور جس سے محبت نہیں کرتا اور دین نہیں دیتا مگر اسے ہی جس سے محبت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جسے دین عطا فرمایا تحقیق اس نے اس سے محبت کی۔(4)

امام ترمذی جبکہ امام ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور ابن ماجہ رحمہما اللہ نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر دنیا اللہ تعالیٰ کے ہاں مچھر کے پر کا وزن رکھتی تو اللہ تعالیٰ کافر کو اس سے ایک گھونٹ پانی بھی نہ دیتا۔

وَ مَنْ یَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَیِّضْ لَهٗ شَیْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِیْنٌ ﴿۳۶﴾ وَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 84-81، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 86-85-84-82

3۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 81

4۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 485 (3671)، دار الکتب العلمیہ بیروت

اِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَنَا قَالَ يٰلَيْتَ بَيْنِيْ وَ بَيْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقَيْنِ فَبِئْسَ الْقَرِيْنُ ۝ وَ لَنْ يَّنْفَعَكُمُ الْيَوْمَ اِذْ ظَّلَمْتُمْ اَنَّكُمْ فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ ۝ اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ اَوْ تَهْدِي الْعُمْيَ وَ مَنْ كَانَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝

''اور جو شخص (دانستہ) اندھا بنتا ہے رحمان کے ذکر سے تو ہم مقرر کر دیتے ہیں اس کیلئے ایک شیطان۔ پس وہ ہر وقت اس کا رفیق رہتا ہے۔ اور شیاطین روکتے ہیں ان (اندھوں) کو راہ ہدایت سے اور یہ لوگ خیال کرتے ہیں کہ وہ ہدایت یافتہ ہیں۔ یہاں تک کہ جب وہ (اندھا) ہمارے پاس آئے گا تو (آنکھیں کھل جائیں گی) کہے گا کاش! میرے درمیان اور (اے شیطان!) تیرے درمیان مشرق و مغرب کی دوری ہوتی۔ تُو تو بہت برا ساتھی ہے۔ اور یہ (شور و فغاں) تمہیں کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتا آج جبکہ (دنیا میں) تم ظلم کرتے رہے، تم (سب) اس عذاب میں حصہ دار ہو۔ کیا آپ سنانا چاہتے ہیں بہروں کو یا راہ دکھانا چاہتے ہیں اندھوں کو اور انہیں جو کھلی گمراہی میں ہیں؟''۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن عثمان مخزمی سے روایت نقل کی ہے کہ قریش نے کہا حضرت محمد ﷺ کے ساتھیوں میں سے ہر ایک آدمی مختص کر دو جو اس کے پیچھے پڑا رہے۔ انہوں نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے طلحہ بن عبید اللہ کو مختص کیا۔ حضرت ابو بکر طلحہ کے پاس آئے جبکہ طلحہ اپنی قوم میں موجود تھا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تو مجھے کس کی دعوت دیتا ہے؟ اس نے کہا میں تجھے لات وعزیٰ کی عبادت کی طرف دعوت دیتا ہوں۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا یہ لات کیا ہے؟ طلحہ نے کہا یہ ہمارا رب ہے۔ پوچھا یہ عزیٰ کیا ہے؟ اس نے کہا یہ اللہ کی بیٹیاں ہیں۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا ان کی ماں کون ہے؟ تو طلحہ خاموش ہو گیا۔ کوئی جواب نہ دیا طلحہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا اسے جواب دو۔ تو سب لوگ خاموش ہو گئے۔ طلحہ نے کہا اے ابو بکر! اٹھو میں اس امر کی گواہی دیتا ہوں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ وَ مَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یعش کا معنی یعمی نقل کیا ہے یعنی اندھا ہونا۔ ابن جریر نے کہا یہ معنی اس وقت ہو گا جب شین پر زبر پڑھی جائے گی۔ (1)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَ مَنْ يَّعْشُ کا معنی یہ کیا ہے اور جو اعراض کرتا ہے اور السَّبِيْلِ کا معنی دین نقل کیا ہے۔ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَنَا سب ہمارے پاس آ جائیں یعنی وہ اور اس کے ساتھی۔ (2)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 87، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

امام عبد بن حمید نے حضرت عاصم سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہاں ناضمیر سے مراد تثنیہ ہے یعنی وہ اور اس کا ساتھی آ جائے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ جو حق کی جانب سے اپنی آنکھیں بند کر لے اس کا انکار کرے جبکہ وہ جانتا ہو کہ حلال حلال ہے اور حرام حرام ہے اور وہ خواہش نفس کی وجہ سے حلال اور حق کے علم کو ترک کر دے اور وہ اپنی حاجت پوری کرے۔ پھر حرام کا ارادہ کرے تو اس کے لیے ایک شیطان معین کر دیا جاتا ہے۔

عبد الرزاق، ابن جریر اور ابن منذر نے سعید جذری سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ کافر کو جب قیامت کے روز قبر سے اٹھایا جائے گا تو شیطان اس کا ہاتھ پکڑے ہوگا۔ وہ اس سے جدا نہیں ہوگا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان دونوں کو جہنم میں پہنچا دے گا۔ اس وقت وہ کہے گا یٰلَیْتَ بَیْنِیْ وَبَیْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقَیْنِ فَبِئْسَ الْقَرِیْنُ جہاں تک مومن کا تعلق ہے اس کے لیے ایک فرشتہ معین کیا جائے گا یہاں تک کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ کر دیا جائے گا یا وہ جنت میں پہنچ جائے گا۔(1)

امام ابن حبان، بغوی، ابن قانع، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت شریک بن طارق رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی بھی نہیں مگر اس کے ساتھ شیطان ہوتا ہے۔ صحابہ نے عرض کی کیا آپ کے ساتھ بھی ہے یا رسول اللہ؟ فرمایا ہاں میرے ساتھ بھی ہے مگر اللہ تعالیٰ نے میری مدد فرمائی ہے تو وہ میرا مطیع ہو گیا ہے۔(2)

امام مسلم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس سے باہر تشریف لے گئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا مجھے آپ کے اس عمل پر بڑی غیرت آئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لائے تو جو کچھ میں کر رہی تھی۔ اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ! تجھے کیا ہو گیا ہے؟ کیا تو (میرے اس طرز عمل پر) غیرت کا اظہار کر رہی ہے؟ میں نے عرض کی بھلا میرے جیسی عورت کو آپ جیسے مرد پر کیوں غیرت نہ آئے گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تیرا شیطان تیرے پاس آ گیا ہے؟ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کیا میرے پاس شیطان ہے؟ فرمایا ہاں۔ ہر انسان کے ساتھ شیطان ہوتا ہے۔ میں نے عرض کی آپ کے ساتھ بھی ہے؟ فرمایا ہاں۔ لیکن میرے رب نے اس کے خلاف میری مدد کی ہے تو وہ میرا مطیع ہو گیا ہے۔(3)

امام مسلم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں مگر اس کے ساتھ ایک شیطان لگا دیا گیا ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ! کیا آپ کے ساتھ بھی؟ فرمایا ہاں میرے ساتھ بھی لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کے خلاف میری مدد فرمائی تو وہ مسلمان ہو گیا۔ اب وہ مجھے بھلائی کا ہی حکم دیتا ہے۔(4)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 70-169 (2767)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ معجم کبیر، جلد 7، صفحہ 309 (7223)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

3۔ صحیح مسلم، باب تحریش الشیطان، جلد 2، صفحہ 376، وزارت تعلیم اسلام آباد

4۔ ایضاً

فرمایا تم میں سے کوئی شخص نہیں مگر اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ ایک شیطان لگا دیا ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ! کیا آپ کے ساتھ بھی؟ فرمایا میرے ساتھ بھی۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اس کے خلاف میری مدد فرمائی تو وہ مسلمان ہو گیا۔

امام احمد رحمہ اللہ نے الزہد میں حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے۔ آپ نے فرمایا کوئی آدمی بھی ایسا نہیں مگر اس کے ساتھ ایک شیطان لگا دیا گیا ہے۔ جہاں تک کافر کا تعلق ہے تو وہ شیطان اس کے ساتھ اس کا کھانا کھاتا ہے، اس کے ساتھ پانی پیتا ہے اور اس کے بستر پر اس کے ساتھ سوتا ہے۔ جہاں تک مومن کا تعلق ہے تو وہ شیطان سے پہلو تہی کرتا ہے۔ وہ شیطان انتظار کرتا ہے یہاں تک کہ اس سے غفلت پائے تو وہ اس پر جھپٹ پڑتا ہے۔ انسانوں میں سے شیطان کو سب سے پسندیدہ انسان وہ ہے جو زیادہ کھانے والا اور زیادہ سونے والا ہے۔

فَاِمَّا نَذْهَبَنَّ بِكَ فَاِنَّا مِنْهُمْ مُّنْتَقِمُوْنَ ﴿۴۱﴾ اَوْ نُرِیَنَّكَ الَّذِیْ وَعَدْنٰهُمْ فَاِنَّا عَلَیْهِمْ مُّقْتَدِرُوْنَ ﴿۴۲﴾ فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِیْۤ اُوْحِیَ اِلَیْكَ ۚ اِنَّكَ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴿۴۳﴾

"پس اگر ہم لے جائیں آپ کو (اس دارِ فانی سے) تو پھر بھی ہم ان سے بدلہ لیں گے۔ یا ہم آپ کو دکھا دیں گے وہ عذاب جس کا ہم نے ان سے وعدہ کیا ہے۔ پس ہم ان پر پوری طرح قادر ہیں۔ پس مضبوطی سے پکڑے رہیے اس (قرآن) کو جو آپ کی طرف وحی کیا گیا ہے۔ بے شک آپ سیدھی راہ پر ہیں۔"

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس جہان سے پردہ فرما گئے اور انتقام باقی رہ گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو اپنی امت میں کوئی ایسی چیز نہیں دکھائی جسے آپ ناپسند کرتے ہوں یہاں تک کہ آپ کو دنیا سے اٹھا لیا گیا اور ایسا کوئی نبی نہیں ہوا جس نے اپنی امت میں عذاب نہ دیکھا ہو مگر تمہارے نبی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت میں جو کچھ دیکھا وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس جہان فانی سے پردہ فرمانے کے بعد ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھل کھلا کر ہنستے ہوئے نہیں دیکھا گیا یہاں تک کہ آپ اس جہان فانی سے پردہ فرما گئے۔(1)

امام ابن مردویہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں حضرت حمید رحمہ اللہ کی سند سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے: اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو اس چیز سے عزت عطا فرمائی کہ آپ کو اپنی امت میں وہ چیز دکھائیں جو آپ کو ناپسند ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو اٹھا لیا جبکہ عذاب باقی رہ گیا۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عبد الرحمٰن بن مسعود عبدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت علی شیر خدا نے اس آیت کی تلاوت کی اور کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس جہان فانی سے پردہ فرما گئے اور عذاب ان کے دشمنوں میں باقی رہ گیا۔

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 86-485، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ شعب الایمان، باب فی حب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، جلد 2، صفحہ 182 (1490)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ عذاب سخت تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو وہ سختی دکھا دی جو آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ کی امت میں وقوع پذیر ہونے والی تھی۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ حضرت محمد بن مردان رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت کلبی رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے وہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ یہ آیت حضرت علی بن ابی طالب کے بارے میں نازل ہوئی کہ آپ وعدہ توڑنے والوں اور ظالموں سے میرے بعد انتقام لیں گے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اَوْ نُرِيَنَّكَ الَّذِيْ وَعَدْنٰهُمْ کی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے کہ یہ یوم بدر کے بارے میں ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اِنَّكَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ کی تفسیر میں کہا کہ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ سے مراد اسلام ہے۔

وَاِنَّهٗ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ ۚ وَسَوْفَ تُسْـَٔلُوْنَ ﴿۴۴﴾

"اور بے شک یہ بڑا شرف ہے آپ کے لیے اور آپ کی قوم کے لیے اور (اے فرزندانِ اسلام!) تم سے جواب طلبی ہوگی۔"

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں مختلف سندوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ قرآن تیرے اور تیری قوم کے لیے شرف ہے۔(2)

امام شافعی، عبد الرزاق، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس کے بارے میں یہ روایت نقل کی ہے: یہ سوال کیا جاتا ہے یہ آدمی کس سے تعلق رکھتا ہے؟ جواب دیا جاتا ہے قریش سے۔ پوچھا جاتا ہے قریش کے کس خاندان سے تعلق رکھتا ہے؟ کہا جاتا ہے بنو ہاشم سے۔(3)

امام ابن عدی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت علی اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ میں اپنے آپ کو قبائل پر پیش کرتے اور آپ انہیں بعد کے حالات سے ڈراتے۔ جب وہ پوچھتے آپ کے بعد بادشاہ کون ہوگا؟ تو حضور ﷺ رک جاتے کچھ جواب نہ دیتے کیونکہ اس بارے میں انہیں کوئی حکم نہیں دیا گیا تھا۔ یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی۔ جب بعد میں آپ سے یہ سوال کیا جاتا تو آپ ارشاد فرماتے قریش۔ تو لوگ کوئی جواب نہ دیتے یہاں تک کہ انصار نے اسی شرط پر آپ کو قبول کیا۔

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ فرمایا خبردار! میرے دل میں میری قوم کے لیے جو محبت ہے اللہ تعالیٰ اس سے آگاہ ہے۔ تو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 90، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 91 3۔ ایضاً

اس نے ان میں مجھے شرف بخشا اور میری قوم کے لیے ذکر و شرف کو اپنی کتاب میں رکھا۔ پھر ارشاد فرمایا وَ اَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ۝ وَ اخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ۝ (الشعراء:215) یعنی میری قوم میں سے جو میری اتباع کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے لیے ہی تمام تر تعریفیں ہیں جس نے میری قوم سے صدیق اور شہید بنائے۔ اللہ تعالیٰ نے بندوں کو پشت اور پیٹ میں گھمایا ہے۔ بہترین عرب، قریش ہیں۔ یہ مبارک درخت ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ (ابراہیم:24) اس سے مراد قریش ہیں اَصْلُهَا ثَابِتٌ اس کی جڑ کرم ہے وَّ فَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ۝ فرماتا ہے وہ شرف جو اللہ تعالیٰ نے اسلام کے واسطہ سے دیا ہے جس کی طرف انہیں ہدایت دی اور انہیں ہدایت والا بنایا پھر مکہ مکرمہ میں ان کے بارے میں ایک سورت نازل فرمائی۔ لِاِيْلٰفِ قُرَيْشٍ۝ اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَ الصَّيْفِ۝ فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ۝ الَّذِيْۤ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ١ۙ۬ وَّ اٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ۝ (قریش) عدی بن حاتم نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا کہ آپ کے سامنے قریش کی تعریف کی گئی تو آپ خوش نہ ہوتے ہوں یہاں تک کہ تمام لوگوں کے لیے آپ کی خوشی آپ کے چہرے سے عیاں ہوتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اس آیت کی تلاوت فرماتے۔ (1)

وَ سْـَٔلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَاۤ اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اٰلِهَةً يُّعْبَدُوْنَ۝

''اور آپ پوچھیے ان سے جنہیں بھیجا ہم نے آپ سے پہلے اپنے رسولوں سے کیا ہم نے بنائے ہیں خداوند رحمٰن کے علاوہ اور خدا تاکہ ان کی پوجا کی جائے۔''

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے کہ جس رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آسمانوں کی سیر کرائی گئی تو آپ نے رسل عظام سے ملاقات کی۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں، ہمارے پاس یہ خبر پہنچی ہے کہ جس رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آسمانوں کی سیر کرائی گئی تو آپ کو انبیاء دکھائے گئے۔ آپ کو حضرت آدم علیہ السلام کی زیارت کرائی گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو سلام کیا۔ آپ کو مالک جہنم کے داروغے کی زیارت کرائی گئی اور آپ کو کذاب دجال بھی دکھایا گیا۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے کہ اہل تورات اور اہل انجیل سے پوچھیے کہ کیا رسول توحید کے علاوہ بھی کوئی چیز لائے ہیں۔ اور کہا بعض قراتوں میں اس طرح ہے وَاسْأَلْ مَنْ اَرْسَلْنَا اِلَيْهِمْ رُسُلَنَا قَبْلَكَ۔ (2)

امام عبد بن حمید کلبی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں یہ روایت نقل کرتے ہیں کہ ان لوگوں سے پوچھو جن کی طرف ہم نے آپ سے پہلے اپنے رسولوں کو بھیجا۔

1۔ معجم کبیر، جلد 17، صفحہ 87 (201)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 92، داراحیاء التراث العربی بیروت

امام سعید بن منصور اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عبد اللہ یوں آیت پڑھتے وَاسْأَلِ الَّذِينَ أَرْسَلْنَا إِلَيْهِمْ قَبْلَكَ مِنْ رُسُلِنَا یعنی اہل کتاب کے مومنوں سے پوچھو۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے: جس رات نبی کریم ﷺ کو معراج کرائی گئی اسی رات آپ ﷺ کے لیے انبیاء کو بیت المقدس میں جمع کیا گیا۔(1)

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ فَقَالَ إِنِّي رَسُولُ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٤٦﴾ فَلَمَّا جَاءَهُمْ بِآيَاتِنَا إِذَا هُمْ مِنْهَا يَضْحَكُونَ ﴿٤٧﴾ وَمَا نُرِيهِمْ مِنْ آيَةٍ إِلَّا هِيَ أَكْبَرُ مِنْ أُخْتِهَا ۖ وَأَخَذْنَاهُمْ بِالْعَذَابِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿٤٨﴾ وَقَالُوا يَا أَيُّهَ السَّاحِرُ ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ إِنَّنَا لَمُهْتَدُونَ ﴿٤٩﴾ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ إِذَا هُمْ يَنْكُثُونَ ﴿٥٠﴾ وَنَادَىٰ فِرْعَوْنُ فِي قَوْمِهِ قَالَ يَا قَوْمِ أَلَيْسَ لِي مُلْكُ مِصْرَ وَهَٰذِهِ الْأَنْهَارُ تَجْرِي مِنْ تَحْتِي ۖ أَفَلَا تُبْصِرُونَ ﴿٥١﴾ أَمْ أَنَا خَيْرٌ مِنْ هَٰذَا الَّذِي هُوَ مَهِينٌ وَلَا يَكَادُ يُبِينُ ﴿٥٢﴾ فَلَوْلَا أُلْقِيَ عَلَيْهِ أَسْوِرَةٌ مِنْ ذَهَبٍ أَوْ جَاءَ مَعَهُ الْمَلَائِكَةُ مُقْتَرِنِينَ ﴿٥٣﴾ فَاسْتَخَفَّ قَوْمَهُ فَأَطَاعُوهُ ۚ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا فَاسِقِينَ ﴿٥٤﴾ فَلَمَّا آسَفُونَا انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَأَغْرَقْنَاهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٥٥﴾ فَجَعَلْنَاهُمْ سَلَفًا وَمَثَلًا لِلْآخِرِينَ ﴿٥٦﴾

''اور ہم نے بھیجا موسیٰ (علیہ السلام) کو اپنی نشانیاں دے کر فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف، پس آپ نے (انہیں) کہا بیشک میں رب العالمین کا فرستادہ ہوں۔ پس جب آپ آئے ان کے پاس ہماری نشانیاں لے کر تو اس وقت وہ ان سے ہنسنے لگے۔ اور ہم نہیں دکھاتے تھے انہیں کوئی نشانی مگر وہ بڑی ہوتی پہلے سے اور ہم نے مبتلا کر دیا انہیں عذاب میں تاکہ وہ باز آجائیں۔ اور وہ بولے اے جادوگر! دعا مانگیے ہمارے لیے اپنے رب سے بسبب اس عہد کے جو اس نے تمہارے ساتھ کیا ہے، ہم ضرور ہدایت قبول کریں گے۔ پس جب ہم نے دور کر دیا ان سے عذاب تو فوراً وہ عہد شکنی کرنے لگے۔ اور پکارا فرعون اپنی قوم میں (اور) کہنے لگا اے میری قوم!

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 92، دار احیاء التراث العربی بیروت

کیا میں مصر کا فرمانروا نہیں؟ اور یہ نہریں جو میرے نیچے بہہ رہی ہیں کیا تم (انہیں) دیکھ نہیں رہے؟ کیا میں بہتر نہیں ہوں اس شخص سے جو ذلیل ہے اور بات بھی صاف نہیں کر سکتا۔ (اگر یہ سچا نبی ہے) تو کیوں نہ اتارے گئے اس پر سونے کے کنگن یا کیوں نہ آئے اس کے ساتھ فرشتے قطار در قطار۔ یوں اس نے احمق بنا دیا اپنی قوم کو سو وہ اس کی پیروی کرنے لگے۔ درحقیقت یہ نافرمان لوگ تھے۔ پس جب انہوں نے ہمیں ناراض کر دیا تو ہم نے ان سے انتقام لیا پھر ہم نے ان سب کو غرق کر دیا۔ اور بنا دیا انہیں پیش رو اور نمونہ عبرت پچھلوں کے لئے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان وَمَا نُرِيهِمْ مِنْ آيَةٍ إِلَّا هِيَ أَكْبَرُ مِنْ أُخْتِهَا کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اس سے مراد طوفان اور اس کے ساتھ والی دوسری نشانیاں ہیں۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے وَأَخَذْنَاهُمْ بِالْعَذَابِ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وہ قحط سالی ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ سے لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ توبہ کریں یا نصیحت حاصل کریں۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ کی تفسیر کرتے ہوئے یہ کہا اگر ہم ایمان لے آئیں تو اللہ تعالیٰ ہم سے ضرور عذاب کو دور فرمائے گا۔ (1)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ سے يَنْكُثُونَ کا معنی یہ نقل کیا ہے کہ وہ دھوکہ دیتے ہیں۔ (2)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے وَنَادَىٰ فِرْعَوْنُ فِي قَوْمِهِ کی تفسیر کرتے ہوئے کہا اس نے خود اعلان نہ کیا بلکہ اس نے اعلان کرنے کا حکم دیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت اسود بن یزید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے عرض کی: کیا آپ ایسے آدمی پر تعجب نہیں کرتیں جس کو آزاد کیا گیا ہے، وہ خلافت کے معاملہ میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سے جھگڑا کرتا ہے؟ حضرت عائشہ نے فرمایا تو اس پر کیوں متعجب ہوتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی بادشاہت ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ نیک اور فاجر کو عطا فرماتا ہے۔ فرعون مصریوں کا چار سو سال تک حکمران رہا۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَهَٰذِهِ الْأَنْهَارُ تَجْرِي مِنْ تَحْتِي کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ ان (مصریوں) کے باغات اور نہریں تھیں۔ مَهِينٌ کا معنی کمزور ہے۔ وَلَا يَكَادُ يُبِينُ یعنی اس کی زبان میں لکنت ہے۔ أَسْوِرَةٌ مِنْ ذَهَبٍ یعنی سونے کے کنگن۔ مُقْتَرِنِينَ یعنی پے در پے۔ آسَفُونَا یعنی انہوں نے ہمیں غضب ناک کیا۔ فَجَعَلْنَاهُمْ سَلَفًا یعنی ہم نے انہیں آگ کی طرف پیش رو بنا دیا۔ وَمَثَلًا یعنی نصیحت۔ (3)

امام ابن منذر نے حضرت ابن عباس سے وَلَا يَكَادُ يُبِينُ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبان میں لکنت تھی۔

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے أَوْ جَاءَ مَعَهُ الْمَلَائِكَةُ مُقْتَرِنِينَ کا یہ معنی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 95، دار احیاء التراث العربی بیروت　2۔ ایضاً

3۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 172، (2778)، دار الکتب العلمیہ بیروت

کیا کہ فرشتے اس کے ساتھ ساتھ چلتے۔(1)

امام ابن عبدالحکم رحمہ اللہ نے فتوح مصر میں حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ فرعون نے چالیس سال سے اوپر اور بیس سال سے کم عمر کا کوئی آدمی ساتھ نہ لیا۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان فَاسْتَخَفَّ قَوْمَهٗ فَاَطَاعُوْهُ سے یہی مراد ہے کہ اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تلاش میں اپنی قوم کو ہلکا جانا۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عکرمہ سے اٰسَفُوْنَا کا معنی اَغْضَبُوْنَا نقل کیا ہے کہ انہوں نے ہم کو غضبناک کیا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اٰسَفُوْنَا کا معنی اَغْضَبُوْنَا نقل کیا ہے کہ انہوں نے ہمیں غضبناک کیا اور سَلَفًا کا معنی مختلف خواہشیں کیا ہے۔(2)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اٰسَفُوْنَا کا معنی ہمیں غضبناک کیا نقل کیا ہے۔ فَجَعَلْنٰهُمْ میں ھم ضمیر سے مراد قوم فرعون کے کافر ہیں سَلَفًا یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے کفار سے آگے جانے والے۔ وَّمَثَلًا لِّلْاٰخِرِيْنَ یعنی ان کے بعد والوں کے لیے عبرت۔(3)

امام احمد، طبرانی، بیہقی نے شعب میں اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تو اللہ تعالیٰ کو دیکھے کہ وہ بندے کو وہ چیز عطا فرماتا ہے جو وہ چاہتا ہے جبکہ بندہ اپنی نافرمانیوں پر قائم رہتا ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس کے لیے استدراج ہوتا ہے۔ پھر اس آیت فَلَمَّاۤ اٰسَفُوْنَا انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِيْنَ کی تلاوت کی۔(4)

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت طارق بن شہاب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھا تو ان کے پاس اچانک آنے والی موت کا ذکر کیا گیا۔ تو انہوں نے فرمایا یہ مومن کے حق میں تخفیف اور کافر کے حق میں حسرت ہے۔ فَلَمَّاۤ اٰسَفُوْنَا انْتَقَمْنَا۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عاصم سے یہ روایت نقل کی ہے کہ وہ سَلَفًا کو سین اور لام کے نصب کے ساتھ پڑھتے۔

وَ لَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا اِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّوْنَ ﴿۵۷﴾ وَ قَالُوْۤا ءَاٰلِهَتُنَا خَيْرٌ اَمْ هُوَ ؕ مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًا ؕ بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ ﴿۵۸﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا عَبْدٌ اَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَ جَعَلْنٰهُ مَثَلًا لِّبَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۵۹﴾ وَ لَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَّلٰٓئِكَةً فِي الْاَرْضِ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 98 2۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 99 3۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 101-100-99

4۔ شعب الایمان، باب فی تعدید نعم اللہ وشکرھا، جلد 4، صفحہ 128 (4540)، دارالکتب العلمیہ بیروت

يَخْلُفُوْنَ ﴿۶۰﴾ وَ اِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَ اتَّبِعُوْنِ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿۶۱﴾ وَ لَا يَصُدَّنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۶۲﴾ وَ لَمَّا جَآءَ عِيْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ قَالَ قَدْ جِئْتُكُمْ بِالْحِكْمَةِ وَ لِاُبَيِّنَ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِيْ تَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوْنِ ﴿۶۳﴾ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ رَبِّيْ وَ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿۶۴﴾ فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْۢ بَيْنِهِمْ ۚ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْ عَذَابِ يَوْمٍ اَلِيْمٍ ﴿۶۵﴾

"اور جب بیان کیا جاتا ہے مریم کے فرزند (عیسیٰ) کا حال تو آپ کی قوم اس سے شور وغل مچا دیتی ہے۔ اور کہتے ہیں کیا ہمارے معبود بہتر ہیں یا وہ۔ وہ نہیں بیان کرتے یہ مثال آپ سے مگر کج بحثی کے لئے۔ درحقیقت یہ لوگ بڑے جھگڑالو ہیں۔ نہیں ہے عیسیٰ مگر ایک بندہ ہم نے انعام فرمایا ہے ان پر اور ہم نے بنا دیا ہے انہیں ایک نمونہ بنی اسرائیل کے لئے۔ اور اگر ہم چاہتے تو ہم بسا دیتے تمہارے بدلے فرشتے زمین میں جو تمہارے جانشین ہوتے۔ اور بے شک وہ ایک نشانی ہیں قیامت کے لئے پس ہرگز شک نہ کرو اس میں اور میری پیروی کیا کرو۔ یہ سیدھا راستہ ہے۔ کہیں روک نہ دے تمہیں شیطان (اس راہ سے) بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ اور جب آئے عیسیٰ (علیہ السلام) روشن نشانیاں لے کر تو فرمایا میں آیا ہوں تمہارے پاس حکمت لے کر اور میں بیان کروں گا تم سے کچھ وہ بات جس میں تم اختلاف کرتے ہو۔ پس ڈراتے رہا کرو اللہ سے اور میری فرمانبرداری کیا کرو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ وہی میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے۔ پس اس کی عبادت کیا کرو۔ یہی سیدھا راستہ ہے۔ پھر اختلاف کرنے لگ گئے (ان کے) گروہ آپس میں۔ پس ہلاکت ہے ظالموں کے لئے دردناک عذاب کے دن سے۔"

امام احمد، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قریش سے فرمایا: وہ جس کی اللہ کے سوا عبادت کی جاتی ہے اس میں کوئی بھلائی نہیں۔ تو قریش نے کہا: کیا آپ یہ گمان نہیں کرتے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے نبی اور اللہ تعالیٰ کے صالح بندوں میں سے ایک ہیں، جبکہ نصاریٰ نے آپ کی عبادت بھی کی ہے؟ اگر آپ سچے ہیں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی ان کے بتوں کی طرح ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا اِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّوْنَ کو نازل فرمایا يَصِدُّوْنَ کا معنی ہے وہ چیختے چلاتے ہیں وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ کہا اس سے مراد ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے دن سے تھوڑا پہلے دنیا میں تشریف لائیں گے۔(1)

1۔ مسند امام احمد، جلد 1، صفحہ 318، دار صادر بیروت

امام عبدالرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر کیا تو قریش نے شور مچا دیا اور کہا کہ حضرت محمد ﷺ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام بن مریم کا ذکر نہیں کیا اور حضرت محمد ﷺ کوئی اور خواہش نہیں رکھتے مگر یہ کہ ان کے ساتھ وہی معاملہ کریں جو نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًا۔ (1)

امام عبدالرزاق، فریابی، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے مختلف سندوں کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے: وہ یَصِدُّوْن پڑھتے تھے یعنی وہ شور کرتے ہیں۔ (2)

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت ابوعبدالرحمٰن سلمی سے یہ روایت نقل کی ہے وہ یَصُدُّوْن پڑھتے تھے۔ (3)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے یَصِدُّوْنَ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ اعراض کرتے تھے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن معبد ابن اخی عبید بن عمیر لیثی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے حضرت ابن عباس نے فرمایا کیا وجہ ہے کہ تیرا چچا یہ آیت پڑھتا ہے اِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصُدُّوْنَ یہ اس طرح نہیں۔ یہ اس طرح ہے اِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّوْنَ جب وہ ہجو کرتے ہیں اور شور وغل کرتے ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ یَصِدُّوْنَ کا معنی ہے وہ شور وغل کرتے ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد حضرت حسن اور قتادہ رحمہم اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یَصِدُّوْنَ پڑھتے ہوئے سنا۔

امام سعید بن منصور، امام احمد، عبد بن حمید، امام ترمذی جبکہ امام ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن منذر، طبرانی، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہدایت جس پر لوگ قائم تھے اس سے وہ گمراہ نہیں ہوئے مگر وہ جھگڑوں میں پڑے۔ پھر اس آیت مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًا کی تلاوت کی۔ (4)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ کوئی امت بھی اپنے نبی کے بعد گمراہ نہیں ہوئی مگر انہیں جھگڑوں میں ڈال دیا گیا۔ پھر اس آیت کی تلاوت کی۔

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے حضرت ابوادریس خولانی سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی قوم نے فتنہ نہیں بھڑکایا مگر انہیں جھگڑے میں ڈالا گیا اور کوئی جماعت فتنہ میں مشتعل نہیں ہوئی مگر وہ اس کی پناہ گاہ بن گئے۔

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 172 (2775)، دارالکتب العلمیہ بیروت　2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 171 (2774)　3۔ ایضاً

4۔ سنن ترمذی، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 632، مکتبہ رحمانیہ ملتان

امام ابن عدی اور خرائطی رحمہما اللہ نے ''مساوی الاخلاق'' میں حضرت ابو امامہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جھوٹ نفاق کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے اور نفاق کی علامت یہ ہے کہ آدمی جھگڑالو ہو۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قرآن میں ذکر کیا تو مکہ مکرمہ کے مشرکوں نے کہا کہ حضرت محمد ﷺ یہ چاہتے ہیں کہ ہم ان سے اسی طرح محبت کریں جس طرح نصاری حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے محبت کرتے ہیں۔ مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًا یعنی انہوں نے یہ بات نہیں کی مگر جھگڑا کرنے کے لئے۔ اِنْ هُوَ اِلَّا عَبْدٌ اَنْعَمْنَا عَلَيْهِ کہا اس سے مراد اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ وہ ایک صالح آدمی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر انعام فرمایا مَثَلًا کا معنی نشانی ہے۔ وَلَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَّلٰٓئِكَةً فِي الْاَرْضِ يَخْلُفُوْنَ وہ فرشتے انسانوں کی جگہ ایک دوسرے کی نیابت کرتے۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے: مشرک رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے عرض کی کہ بتائیے اللہ تعالیٰ کے سوا جن کی عبادت کی جاتی ہے وہ کہاں ہونگے؟ فرمایا آگ میں۔ فرمایا سورج اور چاند، فرمایا سورج اور چاند بھی۔ پوچھا حضرت عیسیٰ ابن مریم؟ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا اِنْ هُوَ اِلَّا عَبْدٌ اَنْعَمْنَا عَلَيْهِ۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَّلٰٓئِكَةً فِي الْاَرْضِ يَخْلُفُوْنَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ تمہاری جگہ فرشتے زمین کو آباد کرتے۔(2)

امام فریابی، سعید بن منصور، مسدد، عبد بن حمید، ابن ابی حاتم اور طبرانی رحمہم اللہ نے مختلف سندوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ کی تفسیر میں یہ کہا ہے کہ اس سے مراد قیامت سے پہلے حضرت عیسیٰ کا تشریف لانا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس کی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تشریف لانا ہے۔ آپ چالیس سال تک زمین میں زندہ رہیں گے۔ ان چالیس سالوں میں چار سال ایسے ہونگے جن میں حج اور عمرہ کریں گے۔

امام عبد حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ قیامت کی نشانی قیامت سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دنیا میں تشریف لانا ہے۔(3)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ قیامت کی نشانی یہ ہے کہ قیامت سے قبل حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے۔(4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 06-105، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 106
3۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 107
4۔ ایضاً

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اس سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمانوں سے اترنا ہے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمانوں سے اترنا قیامت کی نشانی ہے اور کچھ لوگ کہتے تھے کہ قرآن قیامت کی نشانی ہے۔(1)

عبد بن حمید نے شیبان سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت حسن بصری کہا کرتے تھے کہ اس علم سے مراد قرآن پاک ہے۔

امام عبد حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اس آیت وَ اِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ کو پڑھا اور کہا اس سے مراد قرآن ہے اور علم عین کے کسرہ کے ساتھ ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حماد بن سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابی کے مصحف میں پڑھا وَاِنَّهٗ لَذِكْرٌ لِّلسَّاعَةِ۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے مختلف سندوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے: اس سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمانوں سے اترنا ہے۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَلِاُبَيِّنَ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِيْ تَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے کہا کہ تم تورات میں تبدیلی کے متعلق جو اختلاف کرتے ہو میں اسے تمہارے لئے واضح کروں گا۔(3)

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿٦٦﴾

''کیا یہ لوگ قیامت برپا ہونے کے منتظر ہیں کہ آ جائے ان پر اچانک اور انہیں خبر تک نہ ہو۔''

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت برپا ہو جائے گی جب کہ دو آدمی اونٹنی دوہ رہے ہوں گے اور دو آدمی کپڑا لپیٹ رہے ہوں گے۔ پھر اس آیت کی تلاوت کی۔

اَلْاَخِلَّآءُ يَوْمَئِذٍۢ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ ﴿٦٧﴾ يٰعِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ وَلَآ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ﴿٦٨﴾ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ﴿٦٩﴾ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ اَنْتُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُوْنَ ﴿٧٠﴾ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِصِحَافٍ مِّنْ ذَهَبٍ وَّاَكْوَابٍ ۚ وَفِيْهَا مَا تَشْتَهِيْهِ الْاَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْاَعْيُنُ ۚ وَاَنْتُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٧١﴾

''گہرے دوست اس روز ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے بجز ان کے جو متقی (اور پرہیزگار) ہیں اے میرے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 08-107، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 107 3۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 109

(پیارے) بندو! آج تم پر کوئی خوف نہیں اور نہ تم (آج) غمزدہ ہوگے۔ (یعنی) وہ بندے جو ایمان لے آئے تھے ہماری آیتوں پر اور فرمانبردار تھے۔ (حکم ہوگا) داخل ہو جاؤ جنت میں تم اور تمہاری بیویاں خوشی خوشی۔ گردش میں ہوں گے ان پر سونے کے تھال اور جام اور وہاں ہر چیز موجود ہوگی جسے دل پسند کریں اور آنکھوں کو لذت ملے۔ (مزید برآں) تم وہاں ہمیشہ رہو گے۔"

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا تو رشتے منقطع ہو جائیں، نسب کمزور پڑ جائیں گے، بھائی چارہ جاتا رہے گا مگر اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر جو بھائی چارہ۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان اَلۡاَخِلَّآءُ یَوۡمَئِذٍۢ بَعۡضُهُمۡ لِبَعۡضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الۡمُتَّقِیۡنَ کا یہی مطلب ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے والے آپس میں دشمن ہوں گے۔ (1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے لئے یہ بات ذکر کی گئی کہ اللہ کے نبی کہا کرتے تھے کہ دوست چار ہیں دو مومن اور دو کافر۔ دو مومنوں میں سے ایک مرجاتا ہے۔ اس سے اس کے دوست کے بارے میں پوچھا جاتا ہے۔ وہ عرض کرتا ہے اے میرے اللہ! میں دوست نہیں دیکھتا کہ میں اسے نیکی کا حکم دیتا اور نہ اسے برائی سے روک سکتا ہوں، اے اللہ! جس طرح تو نے مجھے ہدایت دی ہے اسے بھی ہدایت نصیب فرما، اسے بھی اسی پر موت نصیب عطا فرما جس پر تو نے مجھے موت عطا کی ہے۔ دو دوستوں میں سے ایک مرا۔ اس سے اس کے دوست کے بارے میں پوچھا گیا۔ وہ کہتا ہے میں اپنے دوست کو نہیں دیکھتا جسے میں برائی کا حکم دیتا تھا اور اسے نیکی سے منع نہیں کیا کرتا تھا۔ اے اللہ! اسے بھی اسی طرح گمراہ رکھ جس طرح تو نے مجھے گمراہ کیا ہے، اسے بھی اسی حالت پر موت عطا کر جس پر تو نے مجھے موت عطا کی ہے۔ پھر انہیں قیامت کے روز اٹھایا جائیگا۔ فرمایا وہ ایک دوسرے کے بارے میں رائے کا اظہار کریں گے۔ جہاں تک دو مومنوں کا تعلق ہے تو ان دونوں میں سے ہر ایک دوسرے کی بہترین تعریف کرے گا۔ جہاں تک دو کافروں کا تعلق ہے تو ان دونوں میں سے ہر ایک دوسرے ساتھی کی انتہائی مذمت کرے گا۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کہ قیامت کے روز اس آدمی کو لایا جائے گا جو اچھے کاموں میں لوگوں کا سردار تھا اسے کہا جائیگا اپنے رب کو جواب دو۔ اسے اس کے رب کے حضور لے جایا جائیگا۔ اللہ تعالیٰ اس سے حجاب نہیں کرے گا۔ اور اسے جنت میں جانے کا حکم دے دیا جائے گا۔ وہ اپنے مقام اور اپنے ان ساتھیوں کے مقام کو دیکھے گا جو بھلائی کے کاموں میں اس کی موافقت کرتے تھے اور اس کی مدد کرتے تھے۔ اسے کہا جائے گا یہ فلاں کا مقام ہے۔ یہ فلاں کا مقام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے جنت میں جو عزتیں بنائی ہوں گی۔ انہیں وہ دیکھے گا اور اپنے مقام کو دوسروں سے بہتر پائے گا۔ اسے جنت کا لباس پہنایا جائے گا۔ اس کے سر پر ایک تاج رکھا جائے گا۔ اسے جنت کی خوشبو لگائی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 111، دار احیاء التراث العربی بیروت

جائے گی۔ اس کا چہرہ یوں چمکے گا جیسے چودھویں رات کا چاند۔ وہ وہاں سے نکلے گا۔ لوگوں میں سے جو بھی دیکھے گا تو کہے گا اے اللہ! اسے ان میں سے بنادے یہاں تک کہ وہ ان لوگوں کے پاس آئے گا جو بھلائی میں اس کے ساتھ اکٹھے ہوتے تھے اور اس کی مدد کرتے تھے۔ وہ کہے گا اے فلاں! تجھے بشارت ہو، اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے جنت میں یہ یہ چیز تیار کر رکھی ہے۔ وہ لگاتار ان لوگوں کو ان چیزوں کے بارے میں بتاتا رہے گا جو اچھی چیزیں اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے جنت میں تیار کر رکھی ہیں۔ یہاں تک کہ ان کے چہروں پر بھی وہی روشنی آجائے گی جو چمک اس کے چہرے پر تھی۔ لوگ انہیں ان کے روشن چہروں کی وجہ سے پہچانیں گے۔ وہ کہیں گے یہ جنتی ہیں۔

برے اعمال کرنے والوں کا سردار بلایا جائے گا اپنے رب کو جواب دو۔ اسے اس کے رب کے پاس لے جایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس سے پردہ فرمائے گا اور اسے جہنم میں جانے کا حکم دیا جائے گا۔ وہ اپنی منزل اور اپنے ساتھیوں کی منازل کو دیکھے گا۔ اسے کہا جائے گا یہ فلاں کی منزل ہے۔ یہ فلاں کی منزل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے جو ذلت تیار کر رکھی ہے وہ اسے دیکھے گا اور وہ اپنی منزل کو دوسروں کی منزل سے بھی برا دیکھے گا۔ اس کا چہرہ سیاہ ہو جائے گا، اس کی آنکھیں نیلی ہو جائیں گی، اس کے سر پر آگ کی ٹوپی رکھی جائے گی۔ وہ وہاں سے نکلے گا۔ اسے جو جماعت بھی دیکھے گی۔ اس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہے گی۔ وہ کہے گا اللہ تعالیٰ مجھ سے تمہیں کیسے پناہ دے گا اے فلاں! تجھے فلاں فلاں برائی یاد نہیں۔ وہ انہیں وہ گناہ یاد کرائے گا جو وہ اس کے ساتھ مل کر کیا کرتے تھے اور اس پر اس کی مدد کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے جو تیار کیا ہوگا۔ وہ انہیں لگاتار یاد کراتا رہے گا یہاں تک کہ ان کے چہروں پر ایسی سیاہی چھا جائے گی جیسی سیاہی اس کے چہرے پر تھی۔ لوگ انہیں ان کے چہروں کی سیاہی سے پہچانیں گے۔ وہ کہیں گے یہ جہنمی ہیں۔ (1)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، حمید بن زنجویہ نے ترغیب میں، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ دو دوست مومن ہیں اور دو دوست کافر ہیں دونوں میں سے ایک مرجاتا ہے اسے جنت کی بشارت دی جاتی ہے وہ مومن اپنے دوست کو یاد کرتا ہے اور عرض کرتا ہے اے اللہ! میرا مخلص دوست مجھے تیری اطاعت اور تیرے رسول کی اطاعت کا حکم دیتا تھا مجھے بھلائی کا حکم دیتا تھا اور مجھے برائی سے روکتا تھا اور مجھے بتاتا تھا کہ مجھے تجھ سے ملاقات کرنا ہے۔ اے اللہ! میرے بعد اسے گمراہ نہ کردینا یہاں تک کہ تو اسے بھی وہ چیز دکھائے جو تو نے مجھے دکھائی ہے اور اس سے بھی اسی طرح راضی ہوجا جس طرح تو مجھ سے راضی ہوا ہے۔ اسے کہا جائے گا اگر تو جانتا جو اس کے لئے میرے پاس ہے تو تو زیادہ ہنستا اور کم روتا۔ پھر دوسرا آدمی فوت ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی روحوں کو جمع فرمائے گا۔ اسے کہا جائے گا تم میں سے ہر ایک اپنے ساتھی کی تعریف کرے۔ تو ان میں سے ہر ایک اپنے ساتھی کے بارے میں کہے گا یہ کتنا اچھا ساتھی اور کتنا اچھا دوست ہے جب کافروں میں سے ایک مرتا ہے تو اسے جہنم کی بشارت دی جاتی ہے وہ اپنے دوست کو یاد کرتا ہے اور کہتا ہے اے اللہ! میرا فلاں دوست تیری اور تیرے رسول کی نافرمانی کا حکم دیتا تھا وہ مجھے

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الزہد، جلد 7، صفحہ 201 (35334)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

برائی کا حکم دیتا اور بھلائی سے روکتا تھا اور مجھے یہ بتاتا تھا کہ میں تجھ سے ملاقات کرنے والا نہیں اے اللہ میرے بعد اسے ہدایت نہ دینا یہاں تک کہ اسے بھی وہ چیز دکھائے جو نے مجھے دکھائی ہے تو اس پر اسی طرح ناراض ہو جسطرح مجھ پر ناراض ہوا ہے دوسرا مرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ان کی روحوں کو جمع کرتا ہے وہ کہتا ہے تم میں سے ہر ساتھی کو اپنے ساتھی کی تعریف کرنی چاہیے تو ان میں سے ہر ایک اپنے ساتھی کے بارے میں کہتا ہے وہ کتنا برا بھائی ہے وہ کتنا برا ساتھی ہے اور کتنا برا دوست ہے۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سلیمان تیمی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے سنا ہے کہ لوگوں کو جب اٹھایا جائے گا تو ان میں کوئی گھبراہٹ نہ ہوگی تو ایک ندا کرنے والا ندا کرے گا یٰعِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ وَلَآ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ سب لوگ اس کی امید کریں گے اور اس کے پیچھے چلیں گے جو ہماری آیات پر ایمان لاتے اور وہ مسلمان تھے۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے تُحْبَرُوْنَ کا معنی تکرمون نقل کیا ہے کہ تمہاری عزت کی جائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

امام ابن مبارک، ابن ابی الدنیا نے صفۃ الجنۃ میں اور طبرانی رحمہم اللہ نے الاوسط میں ایسی سند کے ساتھ جس کے راوی ثقہ ہیں وہ حضرت انس سے روایت کرتے ہیں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا تمام جنتیوں میں سے سب سے کم درجہ والا وہ ہوگا جس کے سرہانے دس ہزار خدام ہوں گے ہر خادم کے ہاتھ میں دو پیالے ہوں گے ایک سونے کا اور دوسرا چاندی کا ہوگا ہر ایک میں ایسا رنگ ہوگا جو دوسرے میں نہیں ہوگا وہ ان میں سے آخری سے بھی اسی طرح کھائے گا جس طرح وہ پہلے سے کھائے گا ان میں سے آخری سے ایسی خوشبو اور لذت پائے گا جیسی وہ پہلے سے پائے گا یہ تیز کستوری کی خوشبو ہوگی وہ چھوٹا بڑا پیشاب نہیں کریں گے وہ ریشہ نہیں پھینکیں گے وہ آمنے سامنے پلنگوں پر بیٹھے بھائی بھائی ہوں گے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ بِصِحَافٍ سے مراد بڑے پیالے ہیں۔(3)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت کعب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قیامت کے روز سب سے کم درجہ کے جنتی کے لئے دوپہر کا کھانا ستر ہزار پیالوں میں لایا جائے گا ہر پیالہ میں ایسا رنگ ہوگا جو دوسرے سے مختلف ہوگا وہ آخری سے پہلے والے جیسی لذت پائے گا جب کہ پہلا اس کی جنس سے نہ ہوگا۔(4)

ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اَکْوَابٍ سے مراد چاندی کے برتن ہیں۔(5)

امام ہناد اور ابن جریر نے حضرت مجاہد سے روایت نقل کی ہے کہ اَکْوَاب ایسے کوزے کو کہتے ہیں جس کا دستہ نہ ہو۔(6)

امام طستی رحمہ اللہ نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس سے اَکْوَاب کے بارے میں پوچھا ایسے گھڑے جن کا دستہ نہیں ہوتا پوچھا کیا عرب اسے

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 174 (2783)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 112، دار احیاء التراث العربی بیروت

3۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 113

4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 34 (33998)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

5۔ تفسیر طبری، سورہ واقعہ، جلد 27، صفحہ 203

6۔ ایضاً

جانتے ہیں؟ فرمایاہاں کیا تو نے ہذلی کا شعر نہیں سنا۔

فلم ینطق الدیک حتی ملأت کوب الذہاب له فاستدار

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے اَکْوَابٍ کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے اَکْوَابٍ سے مراد ایسے گھڑے ہیں جن کے دستے نہ ہوں نبطی میں اسے کوی کہتے ہیں۔(1)

امام عبد بن حمید نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جہنمیوں میں سے سب سے ہلکا عذاب اس آدمی کو مل رہا ہوگا جو ایک انگارے پر اپنا پاؤں رکھے گا جس سے اس کا دماغ کھولنے لگے گا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! اس کا جرم کیا ہوگا؟ فرمایا اس کے جانور ہوں گے جن کو کھیتی کے قریب لے جائے گا اور اس کھیتی کو نقصان پہنچائے گا اللہ تعالیٰ نے کھیتی اور اس کے اردگرد اتنا حصہ حرام کردیا ہے۔ جہاں تک پتھر پھینکا جا سکتا ہے تم دنیا میں اپنے اموال سے ایسی محبت نہ کرو کہ آخرت میں تم اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال رہے ہو۔ فرمایا جنتیوں میں سے سب سے کم درجہ کا جنتی جس کے بعد جنت میں کوئی داخل نہیں ہوگا اس کی نظر ایک سال کی مسافت تک پھیلا دی جائے گی جس میں سونے کے محلات اور موتیوں کے خیمے ہوں گے۔ اس میں بالشت بھر ایسی جگہ نہ ہوگی جو آباد نہ ہو۔ ہر روز صبح و شام اس کے سامنے ستر ہزار پیالوں کے ساتھ کھانا پیش کیا جائے گا ہر پیالے میں ایسے رنگ کا کھانا ہوگا اس کی مثل دوسرے میں نہیں ہوگا ان میں سے آخری کے بارے میں اس کی خواہش اس طرح ہوگی جس طرح پہلے کے بارے میں تھی اگر تمام اہل زمین اس کے ہاں مہمان بن جائیں تو اسے جو عطا کیا گیا وہ انہیں کافی ہو جائے گا اسے جو کچھ عطا کیا گیا اس میں سے کچھ بھی کم نہ کیا جائے گا۔

امام ابن جریر نے حضرت ابوامامہ سے روایت نقل کی ہے کہ جنتیوں میں سے ایک آدمی اس پرندے کی خواہش کرے گا جو اڑ رہا ہوگا۔ وہ ٹکڑے ٹکڑے پکا ہوا اس کے ہاتھ میں ہوگا وہ جنتی اسے کھائے گا۔ یہاں تک کہ وہ رک جائے گا پھر وہ پرندہ اڑ جائے گا وہ مشروب چاہے گا تو لوٹا اس کے ہاتھ میں آجائے گا وہ جتنا چاہے گا اس سے پیے گا پھر وہ اپنی جگہ کی طرف لوٹ جائے گا۔(2)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اَکْوَابٍ اباریق سے چھوٹے ہوتے ہیں ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ ان کا سرا گول ہوتا ہے۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں ارشاد فرمایا اور جنت کا ذکر کیا۔ فرمایا مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تم میں سے ایک لقمہ لے گا تو اسے اپنے منہ میں رکھے گا پھر اس کے دل میں دوسرے کھانے کی خواہش ہوگی تو وہ کھانا اس کھانے میں بدل جائے گا جس کی اس نے خواہش کی ہوگی۔ پھر اس آیت وَفِيهَا مَا تَشْتَهِيهِ الْأَنْفُسُ کی تلاوت کی۔

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے صفۃ الجنۃ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جنت میں سے ایک انار پر بہت سے لوگ جمع ہوں گے اس سے کھائیں گے اگر کسی کے دل میں اس کا خیال گزرے گا تو جہاں وہ کھا رہا ہو

1۔ تفسیر طبری، سورۃ واقعہ، جلد 25، صفحہ 203، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 115 3۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 203

گا وہ اس جگہ ہی اس پالے گا۔

امام ابن ابی الدنیا، بزار، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تو جنت میں ایک پرندے کو دیکھے گا تو اس کی خواہش کرے گا تو وہ تیرے سامنے بھونا ہوا گر پڑے گا۔(1)

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ایک آدمی جنت میں پرندے کی خواہش کرے گا تو وہ بختی اونٹ کی طرح آئے گا یہاں تک کہ وہ اس کے دستر خواں پر آ گرے گا اسے نہ دھواں پہنچا ہوگا اور نہ ہی آگ سے مس کیا ہوگا وہ اس سے کھائے گا یہاں تک کہ وہ سیر ہو جائے گا پھر وہ اڑ جائے گا۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے سوال کیا گیا جنت میں اولاد ہوگی؟ فرمایا اگر جنتی چاہیں گے۔(2)

امام احمد، ہناد، دارمی، عبد بن حمید، امام ترمذی جب کہ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے، ابن ماجہ، ابن منذر، ابن حبان اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے ہم نے عرض کی یا رسول اللہ بے شک اولاد آنکھ کی ٹھنڈک اور مکمل خوشی ہوتی ہے تو کیا جنتی کی اولاد ہوگی؟ فرمایا مومن جب جنت میں بچے کی خواہش کرے گا تو اس کا حمل، وضع حمل (ولادت) اور اس کا بڑا ہونا پل بھر میں ہوگا جیسا وہ چاہے گا۔(3)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت ابن سابط سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ کیا جنت میں گھوڑے ہوں گے؟ کیونکہ میں تو گھوڑوں سے بہت محبت کرتا ہوں فرمایا اگر اللہ تعالیٰ تجھے جنت میں داخل کرے گا تو جو تو چاہے تو اسے پالے گا۔ بدو نے عرض کی کیا جنت میں اونٹ ہوں گے؟ میں اونٹوں کو بہت پسند کرتا ہوں فرمایا اے اعرابی اگر اللہ تعالیٰ تجھے جنت میں داخل کرے گا تو تو وہاں وہ کچھ پالے گا جو تو چاہے گا اور تیری آنکھ اس سے لذت حاصل کرے گی۔(4)

امام ابن ابی شیبہ، ترمذی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا عرض کی کیا جنت میں گھوڑے ہوں گے؟ کیونکہ یہ مجھے اچھے لگتے ہیں فرمایا اگر تو انہیں پسند کرے گا تو تیرے پاس سرخ یاقوت کا گھوڑا لایا جائے گا وہ تجھے لے کر جنت میں اڑے گا جہاں تو چاہے گا۔ ایک آدمی نے آپ سے عرض کی اونٹ مجھے اچھے لگتے ہیں کیا جنت میں اونٹ ہوتے ہیں؟ فرمایا اے عبد اللہ اگر تجھے جنت میں داخل کیا گیا تو تیرے لئے وہ کچھ ہوگا جو تیرا نفس چاہے گا اور تیری آنکھیں لذت حاصل کریں گی۔(5)

عبد بن حمید نے کثیر بن مرہ حضرمی سے روایت نقل کی ہے کہ بادل جنتیوں پر گزرے گا تو وہ کہے گا میں تم پر کیا برساؤں؟

1۔ البحر الذخار المعروف بمسند البزار، جلد 5، صفحہ 401 (2032)، مکتبۃ العلوم والحکم مدینہ منورہ

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الجنۃ، جلد 7، صفحہ 36 (34011)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ ، دار صادر بیروت　4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 15-114، دار احیاء التراث العربی بیروت

5۔ سنن ترمذی، ابواب صفۃ الجنۃ، جلد 2، صفحہ 532، مکتبہ رحمانیہ لاہور

69B

امام ابن ابی شیبہ نے ابن سابط سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ کا پیغام بر جنت کے درختوں میں سے ایک درخت کے پاس آئے گا اور اسے کہے گا میرا رب تجھے حکم دیتا ہے کہ تو اس کے لئے وہ پھل نکال جو یہ خواہش کرے بے شک اللہ کا پیغام لانے والا ایک جنتی کے پاس آئے گا اور اسے لباس پہنائے گا تو وہ جنتی کہے گا میں نے حلے دیکھے میں نے اس جیسا حلہ نہیں دیکھا۔(1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عمر بن قیس رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جنتیوں میں سے ایک کسی پھل کی خواہش کرے گا وہ پھل آئے گا یہاں تک کہ وہ اس کے منہ میں بہنے لگے گا جب کہ اس کی اصل اس کے درخت میں ہوگی۔(2)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں حضرت عبدالرحمٰن بن سابط رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک جنتی پانچ سو حوروں چار سو باکرہ اور آٹھ ہزار ثیبہ سے شادی کرے گا ان میں سے ہر ایک ایسی ہوگی جس کے ساتھ دنیا کی پوری عمر کے برابر معانقہ کرے گا ان دونوں میں سے کوئی ایک بھی وہاں اپنا ساتھی نہیں پائے گا۔ اس کا دسترخوان رکھا جائے گا اس کی خواہش دنیا کی عمر برابر بھی ختم نہ ہوگی۔ فرشتہ اس کے رب کی طرف سلام لائے گا جب کہ اس کی انگلیوں کے درمیان ایک سو ستر حلے ہوں گے وہ عرض کرے گا میرے رب کی جانب سے جو چیز مجھے ملی ہے اس سے زیادہ میرے لئے خوبصورت نہیں وہ فرشتہ کہے گا کیا یہ تجھے پسند ہے؟ وہ عرض کرے گا ہاں فرشتہ عرض کرے گا جنت میں قریب ترین درخت سے کہے گا اس کا دل جو پسند کرے تو فلاں کے لئے وہ رنگ بدل لے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابوطیبہ سلمی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جنتیوں کی ایک جماعت پر بادل سایہ کرے گا وہ کہے گا میں تم پر کیا برساؤں؟ لوگوں میں سے جو بھی کسی چیز کی دعا کرے گا تو وہ بادل ان پر بارش کردے گا یہاں تک کہ ان میں سے ایک کہنے والا یہ کہے گا ہم پر ہم عمر ابھرے سینے والیاں برساؤ۔(3)

وَ تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْٓ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۷۲﴾ لَكُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ كَثِيْرَةٌ مِّنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۷۳﴾ اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ فِيْ عَذَابِ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ﴿۷۴﴾ لَا يُفَتَّرُ عَنْهُمْ وَ هُمْ فِيْهِ مُبْلِسُوْنَ ﴿۷۵﴾ وَ مَا ظَلَمْنٰهُمْ وَ لٰكِنْ كَانُوْا هُمُ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۷۶﴾ وَ نَادَوْا يٰمٰلِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ ؕ قَالَ اِنَّكُمْ مّٰكِثُوْنَ ﴿۷۷﴾ لَقَدْ جِئْنٰكُمْ بِالْحَقِّ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَكُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ ﴿۷۸﴾ اَمْ اَبْرَمُوْٓا اَمْرًا فَاِنَّا مُبْرِمُوْنَ ﴿۷۹﴾ اَمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَ نَجْوٰىهُمْ ؕ بَلٰى وَ رُسُلُنَا لَدَيْهِمْ يَكْتُبُوْنَ ﴿۸۰﴾ قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الجنۃ، جلد 7، صفحہ 29 (33967)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 30 (33969)

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 115، دار احیاء التراث العربی بیروت

وَلَدٌ ۖ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِيْنَ ﴿۸۱﴾ سُبْحٰنَ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۸۲﴾ فَذَرْهُمْ يَخُوْضُوْا وَيَلْعَبُوْا حَتّٰى يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ الَّذِيْ يُوْعَدُوْنَ ﴿۸۳﴾ وَهُوَ الَّذِيْ فِي السَّمَآءِ اِلٰهٌ وَّفِي الْاَرْضِ اِلٰهٌ ۭ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْعَلِيْمُ ﴿۸۴﴾ وَتَبٰرَكَ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۚ وَعِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۸۵﴾ وَلَا يَمْلِكُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۸۶﴾ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿۸۷﴾ وَقِيْلِهٖ يٰرَبِّ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ قَوْمٌ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۸۸﴾ فَاصْفَحْ عَنْهُمْ وَقُلْ سَلٰمٌ ۭ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿۸۹﴾

’’اور یہی وہ جنت ہے جس کے تم وارث بنا دیئے گئے ہو ان اعمال کے باعث جو تم کیا کرتے تھے۔ تمہارے لئے یہاں بکثرت پھل ہیں۔ ان میں سے کھاؤ گے (جو جی چاہے)۔ بے شک مجرم عذاب جہنم میں ہمیشہ رہیں گے۔ نہ ہلکا کیا جائے گا ان سے (یہ عذاب) اور وہ اس میں آس توڑ بیٹھیں گے اور ہم نے ان پر کوئی ظلم نہیں کیا لیکن وہ (اپنی جانوں پر) ظلم ڈھانے والے تھے اور وہ پکاریں گے اے مالک! بہتر ہے کہ تمہارا رب ہمارا خاتمہ ہی کر ڈالے۔ وہ جواب دے گا کہ تمہیں تو یہاں ہمیشہ (جلتے) رہنا ہے۔ بے شک ہم لے آئے تمہارے پاس (دین) حق لیکن تم میں سے اکثر حق سے نفرت کرنے والے تھے۔ ہاں انہوں نے اگر کوئی قطعی فیصلہ کر لیا ہے تو ہم بھی اپنا قطعی فیصلہ کرنے والے ہیں۔ کیا وہ گمان کرتے ہیں کہ ہم نہیں سنتے ان کے رازوں اور سرگوشی کو۔ ہاں ہم سنتے ہیں اور ہمارے فرشتے ان کے پاس بیٹھے لکھتے بھی رہتے ہیں۔ آپ فرمایئے (بفرض محال) اگر رحمٰن کا کوئی بچہ ہوتا تو میں سب سے پہلے اس کا پجاری ہوتا۔ پاک ہے آسمانوں اور زمین کا پروردگار اور عرش کا رب ہر اس عیب سے جو یہ بیان کرتے ہیں۔ پس (اے حبیب!) آپ رہنے دیں انہیں کہ بیہودہ باتیں بناتے ہیں اور کھیل (تماشا) کرتے رہیں حتی کہ ملاقات ہو جائے ان کی اپنے اس دن سے جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے اور وہی آسمان میں خدا ہے اور زمین میں بھی خدا ہے اور وہی بہت دانا سب کچھ جاننے والا ہے اور بڑی برکت والا ہے۔ وہ جس کی سلطنت ہے آسمانوں اور زمین میں اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اور اس کے پاس ہے قیامت کا علم اور اس کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے اور نہیں اختیار رکھتے وہ جنہیں یہ اللہ کے سوا پوجتے ہیں شفاعت کرنے کا

ہاں شفاعت کا حق انہیں نہیں ہے جو حق کی گواہی دیں اور وہ (اس کو) جانتے بھی ہیں اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ انہیں کس نے پیدا کیا تو یقیناً کہیں گے اللہ نے پھر کدھر یہ الٹے پھر رہے ہیں اور قسم میرے رسول کے اس قول کی کہ اے میرے رب یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان نہیں لاتے پس (اے حبیب!) رخ انور پھیر لیجئے ان سے اور فرمائیے تم سلامت رہو وہ (اس کا انجام) ضرور جان لیں گے"۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہر ایک آدمی کا ایک گھر جنت میں ایک گھر جہنم میں ہے کافر جہنم میں مومن کے گھر کا وارث بن جاتا ہے اور مومن جنت میں کافر کے گھر کا وارث بن جاتا ہے اللہ تعالیٰ کے فرمان وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِیْۤ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ کا یہی معنی ہے۔

امام ہناد بن سری اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے زہد میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے تم اللہ تعالیٰ کی معافی کے ساتھ پل صراط کو عبور کرو گے، اللہ تعالیٰ کی رحمت سے جنت میں داخل ہو گے اور تم اپنے اعمال کے مطابق منازل حاصل کرو گے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے مُبْلِسُوْنَ کا معنی مستسلموں نقل کیا ہے یعنی وہ سر تسلیم خم کر دیں گے۔(1)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، بخاری، ابن انباری نے مصاحب میں ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت یعلی بن امیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو وَنَادَوْا يٰمٰلِكُ پڑھتے ہوئے سنا۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو منبر پر یہ پڑھتے ہوئے سنا وَنَادَوْا يٰمٰلِكُ۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن انباری رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ روایت کرتے ہوئے سنا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت میں وَنَادَوْا يٰمٰلِكُ ہے۔(3)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت یعلی بن امیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو منبر پر یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا وَنَادَوْا يٰمٰلِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ۔

امام عبدالرزاق، فریابی، عبد بن حمید، ابن ابی الدنیا نے صفۃ النار میں ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور حاکم جب کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے بیہقی نے البعث والنشور میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے وہ ندا کریں گے اے مالک! تو مالک فرشتہ ایک ہزار سال تک ان سے خاموش رہے گا پھر انہیں جواب دے گا اِنَّكُمْ

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 178، (2792) دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 713، وزارت تعلیم اسلام آباد
3۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 177 (2790)

مَّكْنُوْنَ۔(1)

فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے مجاہد سے اَمْ اَبْرَمُوْٓا اَمْرًا فَاِنَّا مُبْرِمُوْنَ کا یہ معنی نقل کیا ہے اگر انہوں نے کسی امر کا قصد کر لیا ہے تو ہم بھی قصہ کرنے والے ہیں اگر انہوں نے برائی کا ارادہ کیا تو ہم بھی اس کی مثل خفیہ تدبیر کریں گے۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے اس اثنا میں کہ کعبہ شریف اور اس کے پردوں کے درمیان تین افراد تھے دو قریشی اور ایک ثقفی یا ثقفی اور ایک قریشی ان میں سے ایک نے کہا کیا تمہاری یہ رائے ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری کلام سنتا ہے؟ ان میں سے ایک نے کہا جب تم بلند آواز سے گفتگو کرو تو وہ سنتا ہے اور جب تم راز داری سے بات کرو تو وہ نہیں سنتا تو یہ آیت نازل ہوئی اَمْ یَحْسَبُوْنَ اَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَ نَجْوٰىهُمْ۔(3)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نق کی ہے کہ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ کا معنی ہے رحمٰن کا بیٹا نہیں اور فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِیْنَ کا معنی ہے میں پہلا گواہ ہوں۔(4)

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق نے آپ سے عرض کی مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِیْنَ کے بارے میں بتایئے فرمایا میں سب سے پہلے اس چیز سے برأت کا اظہار کرتا ہوں۔ کہ اس کا کوئی بیٹا ہو پوچھا کیا عرب اس معنی کو جانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے تبع کو نہیں سنا جو کہتا ہے:

وقد علمت فهر بانی وبحم طرا ولم تعبد

امام عبد بن حمید نے حضرت حسن اور قتادہ رحمہما اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ کا معنی ہے رحمٰن کا کوئی بیٹا نہیں کہا حضرت محمد ﷺ ارشاد فرماتے ہیں میں اس امت میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والا ہوں۔

مام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے تمہارے گمان کے مطابق اگر اس کا کوئی بیٹا ہے تو میں وہ پہلا شخص ہوں جو اللہ وحدہ کی عبادت کرتا ہے اور جو تم کہتے ہو اس کی تکذیب کرتا ہے۔(5)

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد الْعٰبِدِیْنَ کا معنی مومنین کیا ہے یعنی اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے والا ہوں تو جو چاہو کہو۔

ابن جریر نے قتادہ سے روایت نقل کی ہے یہ کلام عربوں کے کلام کے اسلوب پر ہے اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ یعنی یہ نہیں۔(6)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے یہ عربوں کے اقوال میں سے ایک ہے جیسے ان كان هذا الامر قط یعنی کبھی نہیں ہوا۔(7)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت اعمش رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے عَمَّا یَصِفُوْنَ کا معنی عما

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 487 (3677)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 118، دار احیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 119 4۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 120

5۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 119 6۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 120 7۔ ایضاً

یکذبون نقل کیا ہے جو وہ جھوٹ بولتے ہیں اور وَهُوَ الَّذِي فِي السَّمَآءِ إِلٰهٌ وَّفِي الْأَرْضِ إِلٰهٌ کا معنی نقل کیا ہے وہی ذات پاک ہے جس کی آسمان میں عبادت کی جاتی ہے اور جس کی زمین میں عبادت کی جاتی ہے۔(1)

عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے مجاہد سے وَلَا يَمْلِكُ الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ الشَّفَاعَةَ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے یعنی حضرت عیسیٰ، حضرت عزیر اور فرشتے إِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ حق سے مراد کلمہ اخلاص وَهُمْ يَعْلَمُونَ یعنی اللہ حق ہے حضرت عیسیٰ، حضرت عزیر اور فرشتے (اس کی اجازت کے بغیر) شفاعت نہ کریں گے شَهِدَ بِالْحَقِّ کا معنی ہے وہ حق کو جانتا ہے۔(2)

امام عبد بن حمید، عبد الرزاق ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے إِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کیا ملائکہ، حضرت عیسیٰ اور حضرت عزیر انہیں اللہ تعالیٰ کی شفاعت کا حق ہے۔

امام بیہقی نے شعب میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے شَهِدَ بِالْحَقِّ کا یہ معنی نقل کیا ہے وہ جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ رب ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عوف رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے اس آدمی کے بارے میں پوچھا جو اپنی شہادت کتاب میں پاتا ہے وہ خط اور مہر پہچان لیتا ہے اور دراہم یاد نہیں رکھتا تو انہوں نے یہ آیت تلاوت کی إِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان وَقِيلِهِ يَارَبِّ إِنَّ هٰؤُلَاءِ قَوْمٌ لَا يُؤْمِنُونَ کی تفسیر کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے یہ تمہارے نبی کا قول ہے وہ اپنے رب کی بارگاہ میں اپنی قوم کی شکایت کرتا ہے حضرت ابن مسعود سے یہ مروی ہے کہ وہ یوں قرأت کرتے وقال الرسول یا رب۔(3)

عبد بن حمید نے عاصم سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے فَاصْفَحْ عَنْهُمْ کو لام اور ھاء کے کسرہ کے ساتھ قرأت نقل کی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے فَاصْفَحْ عَنْهُمْ کا معنی یہ نقل کیا ہے درگزر کرنا لکھ لو۔

امام ابن ابی شیبہ نے شعیب بن حجاب سے روایت نقل کی ہے کہ میں علی بن عبد اللہ بارقی کے ساتھ تھا ہمارے پاس سے یہودی یا نصرانی گزرا تو آپ نے اسے سلام کیا تو شعیب نے کہا وہ یہودی یا نصرانی ہے تو علی بن عبد اللہ بارقی نے سورۂ زخرف کی آخری آیات پڑھیں وَقِيلِهِ يَارَبِّ إِنَّ هٰؤُلَاءِ قَوْمٌ لَا يُؤْمِنُونَ ۝ فَاصْفَحْ عَنْهُمْ وَقُلْ سَلٰمٌ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ۔(4)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عون بن عبد اللہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ سے ذمی کو سلام میں پہل کرنے کے بارے میں پوچھا۔ انہوں نے فرمایا اسے سلام کا جواب دو انہیں پہلے سلام نہ کرو میں نے کہا آپ یہ کس طرح فتویٰ دیتے ہیں؟ فرمایا میں تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں دیکھتا کہ ہم اسے سلام کرنے میں پہل کریں میں نے پوچھا یہ کیوں۔ فرمایا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے فَاصْفَحْ عَنْهُمْ وَقُلْ سَلٰمٌ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ۔(5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 122، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 124 3۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 125

4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الصیام، جلد 5، صفحہ 259 (25867)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 249 (25755)

آیاتہا ۵۹ سُوْرَۃُ الدُّخَانِ مَکِّیَّۃٌ ۴۴ رکوعاتہا ۳

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مکہ مکرمہ میں سورۂ حٰم دخان نازل ہوئی۔

امام ابن مردویہ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ دخان مکہ مکرمہ میں ہی نازل ہوئی۔

امام ترمذی اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے رات کے وقت سورۂ حٰم دخان پڑھی وہ صبح کرے گا تو ستر ہزار فرشتے اس کے لیے استغفار کرتے ہیں۔(1)

امام ترمذی، محمد بن نصر، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے جمعہ کی رات سورۂ دخان پڑھی تو صبح کے وقت اسے بخش دیا جائے گا۔(2)

امام ابن ضریس اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے جمعہ کی رات کو سورۂ دخان پڑھی تو وہ صبح کو بخشا ہوگا۔(3)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے جمعہ کے دن سورۂ دخان پڑھی اللہ تعالیٰ جنت میں اس کے لیے گھر بنادے گا۔

امام ابن ضریس رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے رات کے وقت سورۂ دخان پڑھی اللہ تعالیٰ اس کے سابقہ گناہ بخش دے گا۔

امام دارمی اور محمد بن نصر رحمہما اللہ نے حضرت ابورافع رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جس نے جمعہ کی رات سورۃ دخان پڑھی تو صبح کے وقت اسے بخش دیا جائے گا اور اس کی شادی حورعین سے ہوگی۔(4)

امام دارمی رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن عیسیٰ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے خبر دی گئی کہ جس نے ایمان اور تصدیق سے جمعہ کی رات سورۂ دخان پڑھی تو وہ صبح کرے گا اس حال میں کہ وہ بخشا ہوا ہوگا۔(5)

امام بزار رحمہ اللہ نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابن صیاد انی سے فرمایا میں نے تیرے لیے ایک چیز چھپا رکھی ہے وہ کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے اس کے لیے سورۂ دخان کو چھپایا ہوا تھا۔ کہا وہ دھواں ہے۔ فرمایا اب جا وہی ہوگا جو اللہ چاہے گا پھر وہ چلا گیا۔(6)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت اسود بن یزید اور عنبسہ رحمہما اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی حضرت عبداللہ بن

1۔ سنن ترمذی، کتاب فضائل القرآن، جلد 2، صفحہ 580، مکتبہ رحمانیہ لاہور 2۔ ایضاً

3۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 85-384 (2477)، دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ سنن دارمی، کتاب فضائل القرآن، جلد 2، صفحہ 328، دار المحاسن القاہرہ 5۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 329

6۔ مسند بزار، جلد 4، صفحہ 169 (1334)، مکتبۃ العلوم والحکم مدینہ منورہ

مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے کہا کہ میں نے ایک رکعت میں مفصل کو پڑھا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا بلکہ تو نے انہیں بالوں کے کاٹنے کی طرح کاٹا ہے اور ردی کھجوروں کے بکھیرنے کی طرح بکھیرا ہے۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک رکعت میں نظائر کو پڑھا کرتے تھے اور دس رکعتیں بیس سورتوں کے ساتھ ذکر کیں۔ حضرت عبداللہ کی تالیف میں اس میں سے آخری دو سورتیں اذا الشمس کورت اور الدخان ہیں۔(1)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں ان نظائر کو جانتا ہوں جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا کرتے تھے۔ سورۂ ذاریات، طور، نجم، اقتربت، الرحمٰن، واقعہ، نون، حاقہ، مزمل، لا اقسم بیوم القیمۃ، ہل اتی علی الانسان، المرسلات، عم یتساءلون، النازعات، عبس، ویل للمطففین، اذا الشمس کورت اور دخان۔(2)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں ان قرائن کو حفظ کئے ہوئے ہوں جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا کرتے تھے۔ مفصل میں سے اٹھارہ اور حٰم میں سے دو سورتیں ہیں۔

امام ابن ابی عمر رحمہ اللہ نے مسند میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب کی نماز میں اس حٰم کو پڑھتے تھے جس میں دخان کا ذکر ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

"اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے"۔

حٰمٓ ﴿۱﴾ وَ الۡکِتٰبِ الۡمُبِیۡنِ ﴿۲﴾ اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰہُ فِیۡ لَیۡلَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ اِنَّا کُنَّا مُنۡذِرِیۡنَ ﴿۳﴾ فِیۡہَا یُفۡرَقُ کُلُّ اَمۡرٍ حَکِیۡمٍ ﴿۴﴾ اَمۡرًا مِّنۡ عِنۡدِنَا ؕ اِنَّا کُنَّا مُرۡسِلِیۡنَ ﴿۵﴾

"حا۔ میم۔ حق کو واضح کرنے والی کتاب کی قسم! بیشک ہم نے اتارا اسے ایک بابرکت رات میں، ہماری یہ شان ہے کہ ہم بروقت خبردار کردیا کرتے ہیں۔ اسی رات میں فیصلہ کیا جاتا ہے ہر اہم کام کا، ہر حکم ہماری جانب سے صادر ہوتا ہے۔ ہم ہی (کتاب و رسول) بھیجنے والے ہیں۔"

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰہُ فِیۡ لَیۡلَۃِ الۡقَدۡرِ ﴿۱﴾ (القدر) کی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے کہ قرآن حکیم لیلۃ القدر کو نازل ہوا پھر جبرائیل امین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر لوگوں کے کلام کے جواب میں آیت در آیت کی صورت میں نازل کرتے رہے۔

امام عبدالرزاق اور ابن حمید نے حضرت قتادہ سے روایت نقل کی ہے کہ لَیۡلَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ سے مراد لَیۡلَۃِ الۡقَدۡرِ ہے۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابوجلد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صحیفے رمضان

1۔ معجم کبیر، جلد 4، صفحہ 33-32 (9855)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
2۔ معجم کبیر، جلد 10، صفحہ 35 (9865)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
3۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 180 (2801)، دارالکتب العلمیہ بیروت

شریف کی پہلی رات، انجیل رمضان شریف کی اٹھارویں رات جب گزر چکی تھی تو نازل ہوئی جبکہ قرآن حکیم جب رمضان شریف کی چوبیس راتیں گزر چکی تھی تو تب نازل ہوا۔

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قرآن حکیم مکمل حضرت جبرائیل امین پر نازل ہوا جبکہ حضرت جبرائیل امین بعد میں اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لاتے تھے۔

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قرآن حکیم اوپر والے آسمان سے آسمان دنیا پر لیلۃ القدر میں اکٹھا نازل ہوا پھر اس کے بعد ان سالوں میں تھوڑا تھوڑا کر کے نازل ہوتا رہا۔

امام محمد بن نصر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ کی تفسیر نقل کی ہے کہ لَيْلَةِ الْقَدْرِ میں ام الکتاب سے لکھا جاتا ہے جو کچھ سال میں رزق، موت، حیات اور بارش ہوتی ہے یہاں تک کہ حاجیوں کو لکھا جاتا ہے کہ فلاں حج کرے گا فلاں حج کرے گا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے کہا ایک سال کا معاملہ دوسرے سال تک۔ مگر بدبختی اور سعادت کے کیونکہ یہ کتاب اللہ میں ہے جس میں کوئی ردو بدل نہیں ہوگا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عطاء خراسانی رحمہ اللہ کے واسطے سے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے اس کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ لَيْلَةِ الْقَدْرِ میں ہر محکم امر کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، محمد بن نصر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت محمد بن سرقہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ لَيْلَةِ الْقَدْرِ میں بیت اللہ شریف کا حج کرنے والوں کا اعلان کیا جاتا ہے اور ان کے اور ان کے آبا و اجداد کا نام لکھا جاتا ہے۔ اس رات میں کسی کو نہیں چھوڑا جاتا جو لکھے جانے والوں میں شامل کیا جاتا ہے۔ پھر اس آیت کریمہ کی تلاوت کی۔ ان میں نہ کمی اور نہ اضافہ کیا جاتا ہے۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے مجاہد سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے اللہ تعالیٰ کے فرمان حٰمٓ ﴿١﴾ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ﴿٢﴾ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ کے بارے میں پوچھا گیا فرمایا لَيْلَةِ الْقَدْرِ میں ایک سال سے دوسرے سال تک کے معاملات کا فیصلہ کیا جاتا ہے مگر زندگی اور موت اس میں زندگی کی آسائشوں اور تمام مصائب کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ (1)

امام عبد بن حمید، محمد بن نصر اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت ربیعہ بن کلثوم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کے پاس تھا۔ ایک آدمی نے عرض کی اے ابوسعید! کیا رمضان میں لَيْلَةِ الْقَدْرِ ہوتی ہے۔ یہ ایک ایسی رات ہے جس میں اللہ تبارک تعالیٰ موت، عمل اور رزق جیسی چیزوں کا فیصلہ کرتا ہے۔ (2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عمر رحمہ اللہ جو حضرت غفرہ رحمہ اللہ کے غلام ہیں، سے روایت نقل کی ہے کہ ایک لَيْلَةِ الْقَدْرِ سے اگلی لَيْلَةِ الْقَدْرِ تک جنہیں موت آنی ہوتی ہے ملک الموت انہیں لکھ لیتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 129، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 128

فرماتا ہے اِنَّاۤ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِیْنَ۝ فِیْهَا یُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِیْمٍ تو ایک آدمی کو پائے گا کہ وہ عورتوں سے نکاح کرتا ہے اور وہ بستر بچھاتا ہے جبکہ اس کا نام مردوں میں لکھا جاتا ہے۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ حضرت ہلال بن یساف رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ بات کی جاتی تھی کہ رمضان المبارک کے مہینے میں فیصلے کا انتظار کرو۔(2)

امام ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ لَیْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ سے مراد لَیْلَةِ الْقَدْرِ ہے۔(3)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ تو ایک آدمی کو بازاروں میں چلتا ہوا دیکھے گا جبکہ اس کا نام مردوں میں لکھا ہوتا ہے۔ پھر ان آیات کی تلاوت کی اور فرمایا لَیْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ سے مراد لَیْلَةِ الْقَدْرِ ہے۔ یہی وہ رات ہے جس میں اگلی لیلۃ القدر تک کے دنیاوی معاملات کا فیصلہ کیا جاتا ہے یعنی موت، حیات، رزق اور ہر قسم کا دنیاوی امر، اسی رات میں اگلی لیلۃ القدر تک فیصلہ کیا جاتا ہے۔(4)

امام عبد بن حمید، محمد بن نصر، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ سال کے امر کا اگلے سال تک فیصلہ کر دیا جاتا ہے۔(5)

امام عبد بن حمید، محمد بن نصر، ابن جریر، اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابو عبد الرحمٰن سلمی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: لَیْلَةِ الْقَدْرِ میں ایک سال کا معاملہ اگلے سال تک کا فیصلہ کر دیا جاتا ہے۔(6)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابو جوزاء رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس رات، سے مراد لَیْلَةِ الْقَدْرِ ہے۔ سال تک کے معاملات کے لیے بڑا دیوان لایا جاتا ہے اللہ تعالیٰ جس کے حق میں چاہتا ہے بخش دیتا ہے کیا تو نہیں دیکھتا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ۔(7)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن نصر، ابن جریر اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے: اس رات میں ایک سال کا معاملہ اگلے سال تک کا فیصلہ کر دیا جاتا ہے۔(8)

امام عبد بن حمید، ابن نصر اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابو نضرہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ یہ لَیْلَةِ الْقَدْرِ میں سال تک کے معاملات کا فیصلہ کر دیا جاتا ہے۔ اس کے خیر، شر، رزق، موت، مصیبت، خوشحالی اور ذریعہ معاش کا یعنی ایک سال سے دوسرے سال تک کے لیے فیصلہ کر دیا جاتا ہے۔(9)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت محمد بن سوقہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 128، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً
3۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 127
4۔ شعب الایمان، باب فی الصیام، جلد 3، صفحہ 321 (3661)، دار الکتب العلمیہ بیروت
5۔ ایضاً
6۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 22-321 (3663)
7۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 323 (3664)
8۔ ایضاً، (3665)
9۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 322 (3665)

سے روایت نقل کی ہے کہ نصف شعبان کی رات سال کے معاملہ کا فیصلہ کردیا جاتا ہے۔ زندوں کو مردوں میں لکھا جاتا ہے۔ حاجیوں کو لکھا جاتا ہے۔ ان میں سے نہ کسی کا اضافہ کیا جاتا ہے اور نہ ان میں سے کسی کی کمی کی جاتی ہے۔(1)

امام ابن زنجویہ اور دیلمی رحمہما اللہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شعبان سے دوسرے شعبان تک کا فیصلہ کردیا جاتا ہے یہاں تک کہ ایک آدمی نکاح کرتا ہے اور اس کا بچہ ہوتا ہے جبکہ اس کا نام مردوں میں لکھا جا چکا ہوتا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عطاء بن یسار رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے شعبان سے بڑھ کر کسی مہینے میں زیادہ روزے نہیں رکھا کرتے تھے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سال بھر میں جنہیں موت آنی ہوتی ہے ان کی موتیں اس رات لکھ دی جاتی ہیں۔(2)

امام ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت نقل کی ہے: رسول اللہ ﷺ شعبان سے بڑھ کر کسی مہینے میں زیادہ روزے نہیں رکھا کرتے تھے۔ اس مہینے میں زندوں کی روحوں کو مردوں میں لکھا جاتا تھا یہاں تک کہ ایک آدمی شادی کرتا ہے جبکہ اس کا نام مرنے والوں میں اوپر لکھا ہوتا ہے اور ایک آدمی حج کرتا ہے اور اس کا نام مرنے والوں کے اوپر ہوتا ہے۔

امام ابو یعلیٰ رحمہ اللہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ شعبان کا پورا مہینہ روزہ رکھتے تھے۔ میں نے اس بارے میں آپ سے پوچھا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ اسی رات سال بھر تمام مرنے والوں کے نام لکھتا ہے۔ میں پسند کرتا ہوں کہ جب مجھے موت آئے تو میں روزے سے ہوں۔(3)

دینوری نے مجالسہ میں راشد بن سعد سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا نصف شعبان کی رات اللہ تعالیٰ ملک الموت کی طرف وحی کرتا ہے کہ فلاں نفس کو قبض کرنا ہے جس کے قبض کرنے کا اللہ تعالیٰ سال بھر میں ارادہ فرماتا ہے۔

ابن جریر، اور بیہقی شعب الایمان میں ایک آدمی سے وہ عثمان بن محمد بن مغیرہ بن اخنس سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک شعبان سے لے کر دوسرے شعبان تک کی موتوں کا فیصلہ کیا جاتا ہے یہاں تک کہ ان میں سے ایک آدمی نکاح کرتا ہے، اس کی اولاد ہوتی ہے جبکہ اس کا نام مردوں میں لکھا جا چکا ہوتا ہے۔ آدمی نے کہا کہ مجھے عثمان بن محمد بن مغیرہ نے بھی یہ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس دن بھی سورج طلوع ہوتا ہے وہ دن کہتا ہے مجھ میں جو اچھا کام کرنے کی طاقت رکھتا ہے وہ کام کرے کیونکہ میں کبھی بھی تم پر دوبارہ نہ آؤں گا۔ اور ہر دن میں آسمان سے منادی کرنے والے منادی کرتے ہیں اے بھلائی کے طالب! تجھے بشارت ہو۔ دوسرا کہتا ہے اے برائی کرنے والے! رک جا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 129، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الصیام، جلد 2، صفحہ 346 (9764)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ مسند ابو یعلی، جلد 4، صفحہ 277 (4890)، دار الکتب العلمیہ بیروت

ایک کہتا ہے اے اللہ! مال خرچ کرنے والے کو نائب عطا فرما۔ دوسرا کہتا ہے اے اللہ! مال روکنے والے کو ہلاکت دے۔(1)

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے حضرت عطاء بن یسار رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: جب نصف شعبان کی رات ہوتو ملک الموت کو ایک صحیفہ دیا جاتا ہے اسے کہا جاتا ہے جو اس صحیفہ میں ہے اس کی جان قبض کرلے۔ ایک آدمی بستر لگاتا ہے۔ عورتوں سے شادی کرتا ہے، عمارتیں بناتا ہے جبکہ اس کا نام مردوں میں لکھا جا چکا ہوتا ہے۔

امام خطیب رحمہ اللہ نے رواۃ مالک میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ چار راتوں میں خیر کھول دیتا ہے۔ عید بقر کی رات، عید الفطر کی رات، نصف شعبان کی رات جس میں موت اور رزق لکھا جاتا ہے اس میں حاجی لکھے جاتے ہیں اور یوم عرفہ کی رات صبح ہونے تک۔

امام خطیب اور ابن نجار رحمہما اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام شعبان کے روزے رکھتے تھے یہاں تک کہ اسے رمضان کے ساتھ ملاتے۔ شعبان کے علاوہ کسی مہینہ کے مکمل روزے نہ رکھتے تھے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم شعبان کا مہینہ روزے رکھنے کے اعتبار سے آپ کو دوسرے مہینوں کی بنسبت زیادہ محبوب ہے؟ فرمایا ہاں، اے عائشہ! کوئی ایسا نفس نہیں جسے اس سال موت آنی ہو مگر اس کی موت کا وقت شعبان میں لکھ دیا جاتا ہے۔ میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ میری موت لکھی جائے اور میں اپنے رب کی عبادت اور عمل صالح میں ہوں۔

امام ابن نجار رحمہ اللہ کے الفاظ ہیں اے عائشہ! اس میں لکھا جاتا ہے کہ ملک الموت کن کی روحوں کو قبض کرے گا اور میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ میرا نام لکھا جائے اور میں روزے میں ہوں۔

امام ابن ماجہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب نصف شعبان کی رات ہوتو اس رات میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کیا کرو اور دن کے وقت روزے رکھا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ سورج کے غروب ہونے کے ساتھ ہی آسمان دنیا پر جلوہ گر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا کوئی بخشش کا طلب کرنے والا ہے کہ میں اس کی بخشش کروں، کوئی رزق طلب کرنے والا ہے کہ میں اس کو رزق دوں، کوئی مصیبت زدہ ہے کہ میں اس کی خلاصی کروں، کوئی ہے سوال کرنے والا کہ میں اس کو عطا کروں، کیا کوئی ایسا ہے، کیا کوئی ایسا ہے۔ یہاں تک کہ فجر طلوع ہو جاتی ہے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، امام ترمذی، ابن ماجہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پایا۔ میں آپ کو تلاش کرنے کے لیے گھر سے نکل پڑی۔ تو کیا دیکھتی ہوں کہ آپ جنت البقیع میں ہیں۔ اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا ہوا ہے۔ فرمایا اے عائشہ! کیا تو اس بات سے خوفزدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم تجھ پر ظلم کریں گے۔ میں نے عرض کی مجھے اس بات کا کوئی خوف نہیں تھا لیکن مجھے گمان تھا کہ آپ اپنی ازواج

1۔ شعب الایمان، باب فی الصیام، جلد 3، صفحہ 386 (40-3839)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، باب اقامۃ الصلوٰۃ السنۃ فیہا، جلد 2، صفحہ 175 (1388)، دار الکتب العلمیہ بیروت

میں سے کسی کے پاس تشریف لے گئے ہوں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نصف شعبان کی رات کو آسمان دنیا میں نزول اجلال فرماتا ہے اور بنو قلب کی بکریوں سے بھی زیادہ لوگوں کو بخش دیتا ہے۔ (1)

امام بیہقی رحمہ اللہ حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر سے وہ اپنے باپ سے یا چچا سے یا اپنے دادا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نصف شعبان کی رات کو آسمان دنیا پر نزول اجلال فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر کسی کو بخش دیتا ہے مگر مشرک کو یا جس کے دل میں کینہ ہو۔ (2)

امام بیہقی رحمہ اللہ حضرت ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جب نصف شعبان کی رات ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور وہ مومنوں کو بخش دیتا ہے، کافروں کو مہلت دیتا ہے، کینہ رکھنے والوں کو ان کے کینہ کی وجہ سے چھوڑ دیتا ہے یہاں تک کہ وہ کینہ کو چھوڑ دیتے ہیں۔

امام بیہقی رحمہ اللہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نصف شعبان کی رات کو مخلوق کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ وہ اپنی تمام مخلوق کو بخش دیتا ہے مگر مشرک اور کینہ پرور کو نہیں بخشتا۔ (3)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے ایک مرفوع روایت اسی کی مثل نقل کی ہے۔

امام بیہقی نے حضرت عائشہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات کو نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہوئے آپ نے سجدہ لمبا کیا یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ آپ کی روح قبض ہوگئی ہے۔ جب میں نے دیکھا میں اٹھی یہاں تک کہ میں نے آپ کے انگوٹھے کو جنبش دی۔ میں واپس لوٹ آئی۔ جب آپ نے سجدہ سے سر اٹھایا اور نماز سے فارغ ہوئے فرمایا: اے عائشہ! یا فرمایا اے حمیرا! تو نے یہ گمان کیا کہ نبی تیرے ساتھ ظلم کرے گا۔ میں نے عرض کی نہیں اللہ کی قسم! اے اللہ کے نبی! مجھے گمان ہوا کہ آپ کی روح قبض کرلی گئی ہے کیونکہ آپ نے لمبا سجدہ کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تجھے علم ہے کہ آج کون سی رات ہے؟ میں نے عرض کی کہ اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتا ہے۔ فرمایا یہ نصف شعبان کی رات ہے۔ اللہ تعالیٰ بخشش طلب کرنے والوں کو بخش دیتا ہے، رحم طلب کرنے والوں پر رحم کرتا ہے اور کینہ رکھنے والوں کو ڈھیل دیتا ہے جیسے وہ ہوں۔ (4)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے جبکہ اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے۔ اپنے دونوں کپڑے اتارنے چاہے۔ ابھی مکمل نہ اتارے تھے کہ آپ کھڑے ہوگئے اور ان دونوں کپڑوں کو پہن لیا۔ مجھے سخت غیرت لاحق ہوئی۔ میرا گمان یہ تھا کہ آپ کسی زوجہ کے پاس تشریف لے جائیں گے۔ میں آپ کا پیچھا کرتے ہوئے نکلی۔ تو میں نے آپ کو بقیع غرقد میں پالیا۔ آپ مومن مردوں، مومن عورتوں اور شہداء کے لیے استغفار کررہے ہیں۔ میں نے عرض کی میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ تو اپنے رب کی تلاش میں ہیں اور میں دنیا کی

1۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، باب اقامۃ الصلوۃ والسنۃ فیہا، جلد 2، صفحہ 175 (1389)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ شعب الایمان، باب فی الصیام، جلد 3، صفحہ 380 (3827)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 382 (3833) 4۔ ایضاً (3835)

حاجت میں مصروف تھی۔ میں واپس آئی اور اپنے حجرہ میں داخل ہوگئی جبکہ میرا نفس پھولا ہوا تھا۔ میرے بعد نبی کریم ﷺ تشریف لائے۔ فرمایا اے عائشہ! تیرا سانس کیوں پھولا ہوا ہے؟ میں نے عرض کی میرے ماں باپ آپ پر قربان! آپ میرے پاس تشریف لائے۔ آپ نے اپنے کپڑے اتارے تھے۔ ابھی مکمل نہ اتارے تھے کہ آپ اٹھ کھڑے ہوئے اور انہیں پہن لیا۔ مجھے سخت غیرت نے آلیا۔ مجھے گمان ہوا کہ آپ کسی زوجہ کے پاس تشریف لے جائیں گے یہاں تک کہ بقیع میں آپ کو یہ کام کرتے ہوئے پایا۔ فرمایا اے عائشہ! کیا تمہیں ڈر تھا کہ اللہ اور اس کا رسول تجھ پر ظلم کریں گے؟ بلکہ جبریل امین میرے پاس تشریف لائے اور کہا کہ یہ نصف شعبان کی رات ہے۔ اللہ تعالیٰ بنو بکر کی بکریوں کے بالوں کے برابر لوگوں کو جہنم سے آزاد کرتا ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کسی مشرک، کینہ پرور، قطع رحمی کرنے والے، چادر گھسیٹنے والے، اپنے والدین کی نافرمانی کرنے والے اور ہمیشہ شراب خوری کرنے والے کی طرف نظر کرم نہیں فرماتا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنے کپڑے اتارے۔ مجھے فرمایا کہ اے عائشہ! کیا تو مجھے اجازت دیتی ہے کہ میں اس رات اللہ تعالیٰ کی عبادت کروں؟ میں نے عرض کی جی یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ آپ کھڑے ہوگئے اور لمبی رات میں سجدہ ریز رہے یہاں تک کہ مجھے گمان ہوا کہ آپ کی روح قبض کرلی گئی ہے۔ میں تلاش کے لیے اٹھی۔ میں نے اپنا ہاتھ آپ کے قدموں کے نچلے حصہ پر رکھا تو آپ نے حرکت کی۔ میں نے آپ کو سجدہ میں یہ کہتے ہوئے سنا۔ اَعُوْذُ بِعَفْوِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ وَ اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَ اَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ جَلَّ وَ جْهُكَ لَا اُحْصِىْ ثَنَاءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ جب صبح ہوئی تو میں نے یہ کلمات حضور ﷺ کے سامنے ذکر کیے۔ فرمایا اے عائشہ! کیا تو نے انہیں سیکھ لیا ہے؟ میں نے عرض کی جی ہاں۔ فرمایا انہیں سیکھو اور سکھاؤ۔ بے شک جبرائیل امین نے مجھے یہ سکھائے ہیں اور مجھ سے کہا کہ میں سجدہ میں ان کلمات کو دہراتا رہوں۔ (1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ نصف شعبان کی رات رسول اللہ ﷺ میرے پاس موجود تھے جب آدھی رات ہوئی تو میں نے آپ کو نہ پایا۔ تو مجھے اس پر غیرت آئی جیسی عورتوں کو آتی ہے۔ میں نے چادر لپیٹی۔ میں نے آپ کی ازواج مطہرات میں آپ کو تلاش کیا۔ میں نے آپ کو نہ پایا تو میں اپنے حجرہ میں واپس آگئی۔ تو میں آپ کے اوپر یوں آپڑی جیسے گرا ہوا پڑا ہو۔ آپ سجدے میں کہہ رہے تھے سَجَدَ لَکَ خِيَالِیْ وَسَوَادِیْ وَ آمَنَ بِکَ فُؤَادِیْ فَهٰذِهٖ يَدِیْ وَمَاجَنَيْتُ بِهَا عَلٰى نَفْسِیْ يَاعَظِيْمُ يُرْجٰى لِكُلِّ عَظِيْمٍ يَاعَظِيْمُ اِغْفِرِ الذَّنْبَ الْعَظِيْمَ سَجَدَ وَجْهِیْ لِلَّذِیْ خَلَقَهٗ وَشَقَّ سَمْعَهٗ وَ بَصَرَهٗ پھر آپ نے سر اٹھایا پھر سجدہ ریز ہوگئے اور یوں گویا ہوئے اَعُوْذُ بِرِضَاکَ مِنْ سَخَطِکَ وَاَعُوْذُ بِعَفْوِکَ مِنْ عِقَابِکَ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْکَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِکَ۔

میں اسی طرح کہتا ہوں جیسے میرے بھائی حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا۔ میں اپنے آقا کے لیے اپنے چہرے کو مٹی میں لت پت کرتا ہوں۔ وہ اسی بات کا حق دار ہے کہ اس کی بارگاہ میں سجدہ کیا جائے۔ پھر آپ نے سر اٹھایا اور یوں عرض کی

1۔ شعب الایمان، باب فی الصیام، جلد 3، صفحہ 85-384 (3837)، دار الکتب العلمیہ بیروت

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِیْ قَلْبًا تَقِیًّامِنَ الشِّرْکِ نَقِیًّا لَاجَافِیًا وَّلَاشَقِیًّا پھر آپ فارغ ہوئے اور چادر میں میرے ساتھ داخل ہو گئے جبکہ میری سانس پھولی ہوئی تھی۔فرمایا اے حمیرا! یہ سانس کیوں پھولی ہوئی ہے؟ میں نے تمام واقعہ بیان کیا۔آپ اپنے ہاتھ میرے گھٹنوں پر پھیرنے لگے اور فرماتے ان دو گھٹنوں پر افسوس جو اس رات کو نہیں ملے۔یہ نصف شعبان کی رات ہے جس میں اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نزول اجلال فرماتا ہے اور اپنے بندوں کو بخش دیتا ہے مگر مشرک اور کینہ رکھنے والے کو نہیں بخشتا۔(1)

امام بیہقی رحمہ اللہ حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جب نصف شعبان کی رات ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نزول جلال فرماتا ہے، منادی کرنے والا منادی کرتا ہے: کیا کوئی بخشش طلب کرنے والا ہے میں اسے بخش دوں؟ کیا کوئی سوال کرنے والا ہے کہ میں اسے عطا کروں کوئی آدمی سوال نہیں کرتا مگر اسے عطا کر دیا جاتا ہے مگر بدکار اور مشرک۔(2)

امام بیہقی رحمہ اللہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو نصف شعبان میں قیام کرتے ہوئے دیکھا آپ نے چودہ رکعتیں ادا کیں پھر فارغ ہونے کے بعد بیٹھ گئے اور سورۂ فاتحہ کو چودہ دفعہ پڑھا سورۂ اخلاص کو چودہ مرتبہ پڑھا قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ کو چودہ مرتبہ پڑھا قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ کو چودہ مرتبہ پڑھا۔آیت الکرسی کو ایک مرتبہ پڑھا اور لَقَدْ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ (التوبہ:128) پڑھی۔جب نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے آپ سے اس عمل کے بارے میں پوچھا جو عمل میں نے آپ کا دیکھا تھا؟ فرمایا جس نے اس جیسا عمل کیا جیسا تو نے دیکھا ہے تو اس کے لیے بیس حجوں کا ثواب اور بیس سالوں کے مقبول روزوں کا ثواب ہے۔جب وہ اس روز روزے کی حالت میں صبح کرتا ہے تو اس کے لیے دو سالوں کے روزوں کی طرح ہے۔ایک گزشتہ سال اور ایک آنے والا سال۔بیہقی نے کہا شبہ ہے کہ یہ حدیث موضوع ہو، یہ منکر ہے اور اس کے راویوں میں مجہول راوی ہیں۔(3)

رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۚ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۙ﴿۶﴾ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۘ اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ ﴿۷﴾ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۚ رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۸﴾ بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ يَّلْعَبُوْنَ ﴿۹﴾

”سراپا رحمت آپ کے رب کی طرف سے۔بیشک وہی سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے۔وہ جو رب ہے آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان میں ہے۔اگر تم ایماندار ہو۔نہیں کوئی معبود بجز اس کے، وہ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔تمہارا بھی رب ہے اور تمہارے پہلے باپ دادا کا بھی رب ہے۔بلکہ وہ شک میں پڑے کھیل رہے ہیں“۔

1۔شعب الایمان، باب فی الصیام، جلد 3، صفحہ 86-385 (3838)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ایضاً، جلد 3، صفحہ 383 (3836) 3۔ایضاً، جلد 3، صفحہ 87-386 (3841)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کو یاء کے کسرہ کے ساتھ پڑھا ہے۔

فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَاْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۰﴾ يَّغْشَى النَّاسَ ۭ هٰذَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۱﴾ رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ اِنَّا مُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۲﴾ اَنّٰى لَهُمُ الذِّكْرٰى وَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۳﴾ ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوْا مُعَلَّمٌ مَّجْنُوْنٌ ﴿۱۴﴾ اِنَّا كَاشِفُوا الْعَذَابِ قَلِيْلًا اِنَّكُمْ عَآىِٕدُوْنَ ﴿۱۵﴾ يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى ۚ اِنَّا مُنْتَقِمُوْنَ ﴿۱۶﴾

"پس آپ انتظار کریں اس دن کا جب ظاہر ہوگا آسمان پر صاف نظر آنے والا دھواں۔ جو چھا جائے گا لوگوں پر۔ یہ دردناک عذاب ہوگا۔ (اس وقت کہیں گے) اے ہمارے رب! دور کردے ہم سے یہ عذاب۔ ہم (ابھی) ایمان لاتے ہیں۔ ان کے نصیحت قبول کرنے کی امید کہاں حالانکہ ان کے پاس تشریف لے آیا روشن رسول۔ پھر انہوں نے منہ پھیر لیا تھا اس سے اور کہا سکھایا ہوا ہے، دیوانہ ہے۔ ہم دور کرنے ولے ہیں عذاب کو قلیل عرصہ کے لیے تم پھر کفر کی طرف لوٹ جاؤ گے۔ جس روز ہم انہیں پوری شدت سے پکڑیں گے (اس روز) ہم (ان سے) بدلہ لیں گے"۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے فَارْتَقِبْ کا معنی نقل کیا ہے تو انتظار کر۔(1)

امام ابن مردویہ نے ابوعبید کی سند سے حضرت ابن مسعود سے روایت نقل کی ہے کہ دخان والی نشانی گزر چکی ہے۔

امام ابن مردویہ نے ابوعبید اور ابوحوص رحمہما اللہ کی سند سے حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ بِدُخَانٍ سے مراد بھوک ہے جو قریش کو لاحق ہوتی یہاں تک کہ ان میں سے کوئی بھی بھوک کی وجہ سے آسمان کو نہیں دیکھ سکتا تھا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عتبہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے وہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ بِدُخَانٍ (دھواں) والی نشانی گزر چکی ہے۔ لوگوں کو سخت بھوک (قحط) نے آلیا تھا یہاں تک کہ وہ اپنے اور آسمان کے درمیان دھواں دیکھتے تھے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ابووائل کے واسطہ سے حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد وہ قحط ہے جو لوگوں کو مکہ میں آیا تھا۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ابوالعالیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ بِدُخَانٍ اور الْبَطْشَةَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 131، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 133

الْکُبْرٰی والی نشانیاں غزوۂ بدر میں گزر چکی ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے ہم سے جو کچھ وعدہ کیا ہے ہم نے ان سب کو دیکھ لیا ہے مگر چار چیزوں کو نہیں دیکھا۔ سورج کا مغرب سے طلوع ہونا۔ دجال، دابۃ الارض اور یاجوج و ماجوج۔ جہاں تک دخان کا تعلق ہے وہ نشانی گزر چکی ہے۔ وہ اسی طرح کا قحط تھا جس طرح حضرت یوسف کے زمانے میں قحط تھا۔ جہاں تک چاند کا تعلق ہے وہ حضور ﷺ کے بارے میں شق ہو چکا ہے۔ جہاں تک بطشہ کبری کا تعلق ہے وہ غزوۂ بدر کے دن ہوئی۔

امام سعید بن منصور، امام احمد، عبداللہ بن حمید، امام بخاری، ابونعیم اور بیہقی دونوں نے دلائل میں حضرت سروق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی حضرت عبداللہ کی طرف آیا۔ اس نے کہا کہ میں نے مسجد میں ایک آدمی چھوڑا ہے جو ان آیات یَوْمَ تَاْتِی السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِیْنٍ ﴿۱۰﴾ یَّغْشَی النَّاسَ کے بارے میں کہتا ہے کہ قیامت کے روز دھواں ہوگا۔ جو منافقوں کے کانوں اور آنکھوں کو اپنی گرفت میں لے لے گا۔ مومن کو صرف اتنی گرفت میں لے گا جیسے زکام ہوتا ہے۔ آپ غضبناک ہو گئے۔ آپ ٹیک لگائے ہوئے تھے اور بیٹھ گئے۔ پھر فرمایا تم میں سے جو آدمی علم رکھتا ہو وہ اس کے مطابق بات کرے اور جو علم نہ رکھتا ہو تو وہ کہے اللہ بہتر جانتا ہے۔ جب وہ نہ جانتا ہو تو وہ کہے اَللّٰہُ اَعْلَمُ تو یہ بھی علم ہے۔ میں دخان کے متعلق تمہیں بتاتا ہوں۔ قریش نے جب رسول اللہ ﷺ پر سختی کی اور اسلام قبول کرنے سے انکار کیا تو آپ ﷺ نے یوں دعا کی ''اے اللہ! ان کے خلاف میری بھی سات سالہ قحط سے مدد فرما جیسے حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے میں سات سال کا قحط واقع ہوا تھا'' ان کفار کو قحط اور بھوک نے آلیا یہاں تک کہ انہوں نے ہڈیاں کھائیں۔ ایک آدمی آسمان کی طرف دیکھتا تو وہ بھوک کی وجہ سے اپنے اور آسمان کے درمیان دھویں جیسی کوئی چیز دیکھتا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت فَارْتَقِبْ یَوْمَ تَاْتِی السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِیْنٍ کو نازل فرمایا۔ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضری دی گئی اور عرض کی گئی یا رسول اللہ! ﷺ مضر قبیلہ کے لیے اللہ تعالیٰ سے بارش طلب کرو۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے بارش کی دعا کی۔ تو ان پر بارش ہوئی۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت اِنَّا کَاشِفُوا الْعَذَابِ قَلِیْلًا اِنَّکُمْ عَآئِدُوْنَ کو نازل فرمایا۔ کیا ان سے قیامت کے روز عذاب دور کیا جائے گا؟ جب انہیں خوشحالی پہنچی تو وہ اپنی حالت کی طرف لوٹ آئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت یَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْکُبْرٰی ۚ اِنَّا مُنْتَقِمُوْنَ کو نازل فرمایا اللہ تعالیٰ نے ان سے بدر کے روز کا انتقام لے لیا۔ بطشہ، دخان اور لزاما والی نشانیاں گزر چکی ہیں۔ (1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے دلائل میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کی جانب سے دین کے بارے میں بے رخی کو دیکھا تو یوں دعا کی ''اے اللہ! ان کو اسی طرح سات سالہ قحط سے پکڑ لے جیسے حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے میں قحط آیا تھا۔ انہیں خشک سالی نے آلیا یہاں تک کہ انہوں نے مردار، چمڑے اور ہڈ

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 2، صفحہ 324، دار الکتب العلمیہ بیروت،
صحیح بخاری، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 714-703 (روایت بالمعنی)، وزارت تعلیم اسلام آباد

یاں کھائیں۔ ابوسفیان اور مکہ کے کچھ لوگ آئے۔ عرض کی اے محمد! ﷺ تو یہ گمان کرتا ہے کہ تجھے رحمت بنا کر مبعوث کیا گیا ہے جبکہ آپ کی قوم تو ہلاک ہو چکی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ان کے حق میں دعا کرو۔ رسول اللہ ﷺ نے دعا کی تو انہیں بارش سے سیراب کیا گیا۔ سات سال تک ان پر بارشیں کثرت سے ہوتی رہیں۔ تو انہوں نے بارش کی زیادتی کی شکایت کی۔ تو حضور ﷺ نے یوں دعا کی اَللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا بادل آپ کے سر سے چھٹ گیا۔ اردگرد کے لوگوں پر بارش ہوتی رہی۔ فرمایا دخان والی نشانی گزر چکی ہے۔ اس سے مراد وہ بھوک ہے جو انہیں پہنچی۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان اِنَّا كَاشِفُوا الْعَذَابِ قَلِيْلًا اِنَّكُمْ عَآئِدُوْنَ میں یہی مقصود ہے۔ روم، بطشہ کبریٰ، انشاق قمر بھی گزر چکی ہیں۔ ان سب سے مراد غزوہ بدر ہے۔ (1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اَلِيْمٌ سے مراد دردناک ہے الْعَذَابِ سے مراد دخان ہے الذِّكْرٰى سے مراد توبہ ہے اِنَّا كَاشِفُوا الْعَذَابِ میں الْعَذَابِ سے مراد دخان ہے۔ اِنَّكُمْ عَآئِدُوْنَ یعنی تم قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے عذاب کی طرف لوٹنے والے ہو۔ (2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ عذاب کے نازل ہونے کے بعد ان کے لیے توبہ کا موقع کیسے ہو سکتا ہے جبکہ انہوں نے حضرت محمد ﷺ سے اعراض کیا تھا۔ انہوں نے کہا سکھایا ہوا مجنون ہے۔ پھر ان سے عذاب کو دور کر دیا گیا۔ (3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن لہیعہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت عبد الرحمٰن بن اعرج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ يَوْمَ تَاْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ سے مراد فتح مکہ کا دن ہے۔

امام ابن سعد رحمہ اللہ حضرت ابن لہیعہ رحمہ اللہ کے واسطہ اعرج سے وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں: فتح مکہ کا دن دخان تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَاْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ سے یہی مراد ہے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ دخان والی نشانی ابھی نہیں گزری۔ وہ مومن کو زکام کی طرح پکڑے گی اور کافر کو پھونکے گی اور یہاں تک کہ وہ ہلاک ہو جائے گا۔ (4)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور حاکم رحمہم اللہ نے صحیح سند سے حضرت ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے فرمایا میں اس رات نہیں سویا۔ میں نے عرض کی کیوں؟ فرمایا دم والا ستارہ طلوع ہوا ہے تو میں ڈر گیا کہ وہ دخان چھوڑے گا۔ (5)

امام ابن جریر نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ دخان (دھواں) نکلے گا تو وہ مومن کو اس قدر پکڑے گا جیسے زکام ہوتا ہے اور کافر اور منافق کے کانوں میں داخل ہو جائے گا یہاں تک کہ وہ بھونے ہوئے سر کی طرح ہو جائے گا۔

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 2، صفحہ 326، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 133، دار احیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 37-136

4۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 182، دار الکتب العلمیہ بیروت 5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 134

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب دخان آئے گا تو کافر کو پھونکے گا یہاں تک کہ اس کے کانوں میں سے ہر کان سے نکلے گا۔ مومن کو اتنی گرفت میں لے گا جتنا زکام ہوتا ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت حسن سے روایت نقل کی ہے کہ دخان والی نشانی ابھی باقی ہے۔ یہ پہلی نشانیوں میں سے ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے۔ دخان لوگوں میں جوش مارے گا۔ جہاں تک مومن کا تعلق ہے تو اسے اتنی گرفت میں لے گا جتنا زکام ہوتا ہے۔ جہاں تک کافر کا تعلق ہے تو اس کے ہر کان سے نکلے گا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے ایک مرفوع روایت نقل کی ہے: قیامت کی نشانیوں میں پہلی یہ ہیں: دجال کا ظاہر ہونا، حضرت عیسیٰ کا آسمان سے اترنا، آگ جو عدن کے انتہائی مکان سے نکلے گی جو لوگوں کو محشر کی طرف ہانک کر لے جائے گی۔ جب وہ قیلولہ کریں گے تو یہ آگ بھی قیلولہ کرے گی، اور دخان۔ حضرت حذیفہ نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم دخان کیا ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی آیت فَارْتَقِبْ یَوْمَ تَاْتِی السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِیْنٍ جو مشرق و مغرب کو بھر دے گا۔ وہ چالیس دن اور رات رہے گی۔ جہاں تک مومن کا تعلق ہے اسے اتنی ہی تکلیف دے گی جتنا زکام۔ جہاں تک کافر کا تعلق ہے اس کے لیے نشہ کے قائم مقام ہے۔ وہ اس کے نتھنوں، کانوں اور دبر سے نکلے گی۔(1)

امام ابن جریر اور طبرانی رحمہما اللہ نے عمدہ سند سے حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے رب نے تمہیں تین چیزوں سے ڈرایا ہے۔ دھواں، وہ مومن کو اس قدر گرفت میں لے گا جتنا زکام اور کافر کو پکڑے گا۔ اسے پھونکے گا یہاں تک کہ اس کے ہر سوراخ سے نکلے گا۔ دوسری دابہ اور تیسری دجال ہے۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دھواں لوگوں میں جوش مارے گا۔ جہاں تک مومن کا تعلق ہے اسے زکام جتنا پکڑے گا۔ جہاں تک کافر کا تعلق ہے اسے پھونکے گا یہاں تک کہ اس کے ہر سوراخ سے نکلے گا۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے یَوْمَ نَبْطِشُ سے مراد غزوۂ بدر کا دن ہے۔(3)

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرات ابی بن کعب، مجاہد، حسن بصری، ابو العالیہ، سعید بن جبیر، محمد بن سیرین، قتادہ اور عطیہ رحمہم اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت حسن بصری سے روایت نقل کی ہے کہ یَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ سے مراد قیامت کا دن ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 135، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 134

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوالعالیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم بات کیا کرتے تھے کہ الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰی سے مراد یوم بدر ہے جبکہ دخان کی نشانی گزر چکی ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے صحیح سند کے ساتھ حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰی سے مراد بدر کا دن ہے۔ میں کہتا ہوں اس سے مراد قیامت کا دن ہے۔(1)

وَ لَقَدْ فَتَنَّا قَبْلَهُمْ قَوْمَ فِرْعَوْنَ وَ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ كَرِیْمٌ ﴿۱۷﴾ اَنْ اَدُّوْۤا اِلَیَّ عِبَادَ اللّٰهِ ؕ اِنِّیْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ ﴿۱۸﴾ وَّ اَنْ لَّا تَعْلُوْا عَلَى اللّٰهِ ۚ اِنِّیْۤ اٰتِیْكُمْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ ﴿۱۹﴾ وَ اِنِّیْ عُذْتُ بِرَبِّیْ وَ رَبِّكُمْ اَنْ تَرْجُمُوْنِ ﴿۲۰﴾ وَ اِنْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا لِیْ فَاعْتَزِلُوْنِ ﴿۲۱﴾ فَدَعَا رَبَّهٗۤ اَنَّ هٰۤؤُلَآءِ قَوْمٌ مُّجْرِمُوْنَ ﴿۲۲﴾ فَاَسْرِ بِعِبَادِیْ لَیْلًا اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَ اتْرُكِ الْبَحْرَ رَهْوًا ؕ اِنَّهُمْ جُنْدٌ مُّغْرَقُوْنَ ﴿۲۴﴾ كَمْ تَرَكُوْا مِنْ جَنّٰتٍ وَّ عُیُوْنٍ ﴿۲۵﴾ وَّ زُرُوْعٍ وَّ مَقَامٍ كَرِیْمٍ ﴿۲۶﴾ وَّ نَعْمَةٍ كَانُوْا فِیْهَا فٰكِهِیْنَ ﴿۲۷﴾ كَذٰلِكَ ۫ وَ اَوْرَثْنٰهَا قَوْمًا اٰخَرِیْنَ ﴿۲۸﴾

"اور ہم نے آزمایا تھا ان سے پہلے قوم فرعون کو اور آیا تھا ان کے پاس معزز رسول۔ (اس نے فرمایا تھا) کہ میرے حوالے کردو اللہ کے بندوں کو۔ میں تمہارے لیے معتبر رسول ہوں۔ اور نہ سرکشی کرو اللہ کے مقابلہ میں۔ میں لے آیا ہوں تمہارے پاس (اپنی رسالت کی) روشن دلیل۔ اور میں نے پناہ لے لی ہے اپنے رب کی اور تمہارے رب کی کہ تم مجھ پر پتھراؤ کرسکو۔ اور اگر تم ایمان لانے کے لیے تیار نہیں تو پھر مجھ سے کنارہ کش ہو جاؤ۔ پس پکارا موسیٰ نے اپنے رب کو (الٰہی!) بلاشبہ یہ مجرم لوگ ہیں۔ (حکم ملا) لے چلو میرے بندوں کو راتوں رات۔ تمہارا تعاقب کیا جائے گا۔ اور رہنے دو سمندر کو تھما ہوا۔ بے شک وہ ایسا لشکر ہے جو غرق ہو کر رہے گا۔ وہ چھوڑ گئے بہت سے باغات اور چشمے، (سرسبز) کھیتیاں اور شاندار مقامات۔ اور بہت سارا ساز و سامان جس میں وہ عیش کیا کرتے تھے۔ یونہی ہوا۔ اور ہم نے وارث بنا دیا ان تمام چیزوں کا دوسرے لوگوں کو۔"

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے وَ لَقَدْ فَتَنَّا کا یہ معنی نقل کیا ہے، ہم نے آزمایا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے وَ لَقَدْ فَتَنَّا کا معنی یہ نقل کیا ہے: ہم

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 139، دار احیاء التراث العربی بیروت

نے آزمایا رسول کریم سے مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں۔ اَدُّوْٓا اِلَیَّ عِبَادَ اللّٰهِ بنو اسرائیل کو میرے ساتھ روانہ کردو۔ لَا تَعْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اللہ تعالیٰ پر بڑائی کا اظہار نہ کرو۔ بِسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ واضح عذر۔ اَنْ تَرْجُمُوْنِ کہ تم پتھروں سے مجھے رجم کرو۔ فَاعْتَزِلُوْنِ یعنی میرا راستہ چھوڑ دو۔(1)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اَنْ اَدُّوْٓا اِلَیَّ عِبَادَ اللّٰهِ کی یہ تفسیر نقل کی ہے: میری اتباع کرو۔ اس میں جو میں تمہیں حق کی طرف بلاتا ہوں۔ وَّاَنْ لَّا تَعْلُوْا یعنی تم عمل میں سستی نہ کرو۔ اَنْ تَرْجُمُوْنِ یعنی تم مجھے برا بھلا کہو۔(2)

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن عبد الحکم رحمہم اللہ نے فتوح مصر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے رَهْوًا کا معنی راستہ نقل کیا ہے۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے وَاتْرُكِ الْبَحْرَ رَهْوًا کا یہ معنی نقل کیا ہے: سمندر کو اس کی حالت پر رہنے دے اور اس سے گزر جا۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عبد اللہ بن حارث ہاشمی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباس نے کعب الاحبار رضی اللہ عنہما سے وَاتْرُكِ الْبَحْرَ رَهْوًا کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے رَهْوًا کا معنی راستہ ذکر کیا۔(4)

امام ابن انباری رحمہ اللہ نے کتاب الاضداد میں حضرت حسن بصری سے رَهْوًا کا معنی خشک راستہ نقل کیا ہے۔

امام ابن انباری رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس کا معنی ساکن نقل کیا ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ربیع رحمہ اللہ سے رَهْوًا کا معنی آسان نقل کیا ہے۔(5)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ رَهْوًا سے مراد یہ ہے کہ جیسے وہ تھا اسی طرح اسے چھوڑ دیا جائے۔ کیونکہ آپ کے بعد انہیں نہیں چھوڑا جائے گا۔(6)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے رَهْوًا کا معنی نرم ہے۔(7)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رَهْوًا کا معنی سخت زمین یا باریک ریت والی زمین ہے۔(8)

عبد الرزاق، فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے مجاہد سے وَاتْرُكِ الْبَحْرَ رَهْوًا کا یہ معنی کیا ہے کہ سمندر کو خشک راستہ کی صورت میں چھوڑ دو جس طرح وہ اس حالت میں تھا جس روز حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس پر عصا مارا تھا۔ یعنی اسے یہ حکم نہ دو کہ وہ اصل حالت میں لوٹ آئے بلکہ اسے چھوڑ دو یہاں تک کہ ان کا آخری آدمی بھی اس میں داخل ہو جائے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 142-141-140، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 141-140
3۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 143 4۔ ایضاً 5۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 143
6۔ ایضاً 7۔ ایضاً 8۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 144

امام ابن عبدالحکیم رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے رَهْوًا کا معنی آسان نرم نقل کیا ہے۔

حضرت محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ نے رَهْوًا کا معنی کھلا ہوا راستہ نقل کیا ہے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سمندر کو عبور کر لیا تو واپس مڑے تا کہ سمندر پر اپنا عصا ماریں تا کہ وہ مل جائے۔ آپ کو ڈر تھا کہ کہیں فرعون اور اس کے لشکر آپ کا پیچھا نہ کریں۔ انہیں کہا گیا کہ سمندر کو خشک راستہ میں رہنے دو جس طرح وہ ہے۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مَقَامٍ كَرِيمٍ کا معنی منبر نقل کیا ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اسی جیسا معنی نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے مَقَامٍ كَرِيمٍ کا معنی اچھا مقام نقل کیا ہے۔ فَكِهِينَ کا معنی وہ لطف اندوز ہوتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی جنات چشموں اور کھیتیوں سے نکالا یہاں تک کہ اسے سمندر میں چھپا دیا اور قَوْمًا اٰخَرِيْنَ سے مراد بنی اسرئیل ہیں۔(2)

فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَ الْاَرْضُ وَ مَا كَانُوْا مُنْظَرِيْنَ ﴿۲۹﴾ وَ لَقَدْ نَجَّيْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ مِنَ الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ﴿۳۰﴾ مِنْ فِرْعَوْنَ ؕ اِنَّهٗ كَانَ عَالِيًا مِّنَ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۳۱﴾

"پس نہ رویا ان (کی بربادی) پر آسمان اور زمین اور نہ انہیں مزید مہلت دی گئی۔ اور بے شک ہم نے نجات دی بنی اسرائیل کو رسوا کن عذاب سے۔ (یعنی) فرعون (کی غلامی) سے۔ بلاشبہ وہ بڑا متکبر (اور) حد سے بڑھنے والوں میں سے تھا"۔

امام ترمذی، ابن ابی الدنیا نے ذکر الموت میں ابو یعلیٰ، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، ابو نعیم نے حلیہ میں اور خطیب نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر بندے کے لیے آسمان میں دو دروازے ہیں۔ ایک دروازے سے اس کا عمل اوپر جاتا ہے اور دوسرے دوازے سے اس کا رزق نازل ہوتا ہے۔ جب وہ آدمی فوت ہو جاتا ہے تو دونوں دروازے اسے نہیں پاتے۔ دونوں اس پر روتے ہیں اور یہ آیت تلاوت کی فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَ الْاَرْضُ اور یہ ذکر کیا وہ زمین پر کوئی اچھا عمل نہیں کرتے تھے جوان پر روتا آسمان کی طرف ان کے منہ سے نکلا ہوا پاکیزہ کلمہ اوپر نہیں چڑھتا تھا۔ ان کے عمل میں نہ پاکیزہ کلام اور نہ ہی پاکیزہ عمل ہوتا کہ وہ انہیں گم پاتے تو ان پر روتے۔(3)

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 184 (2814)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 46-145، دار احیاء التراث العربی بیروت

3۔ سنن ترمذی، ابواب التفسیر، جلد 2، صفحہ 632، مکتبۃ رحمانیہ لاہور

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے اللہ تعالیٰ کے فرمان فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَالْأَرْضُ کے بارے میں پوچھا گیا کیا آسمان وزمین کسی پر روتے ہیں؟ فرمایا مخلوقات میں سے ہر ایک کے لیے آسمان میں دروازہ ہے جس سے اس کا رزق نیچے اترتا ہے اور عمل اوپر چڑھتا ہے۔ جب مومن مرتا ہے تو آسمان سے اس کا دروازہ بند کر دیا جاتا ہے۔ دروازہ اسے نہیں پاتا تو اس مومن پر روتا ہے۔ جب اس کی نماز کی جگہ اسے نہیں پاتی جہاں وہ نماز پڑھا کرتا تھا اور اللہ کا ذکر کیا کرتا تھا تو وہ جگہ اس پر روتی ہے۔ قوم فرعون کے زمین میں کوئی اچھے آثار نہیں تھے اور ان کی طرف سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کوئی چیز بلند نہیں ہوتی تھی تو ان پر نہ آسمان رویا اور نہ ہی زمین روئی۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَالْأَرْضُ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بہت ہلکے تھے۔ کہا ہم یہ باتیں کیا کرتے تھے کہ مومن پر وہ جگہ روتی ہے جہاں مومن نماز پڑھتا ہے اور اسی طرح آسمان کی وہ جگہ اس پر روتی ہے جہاں سے اس کا عمل بلند ہوتا ہے۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے العظمہ میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ کوئی مومن نہیں مرتا مگر آسمان اور زمین اس پر چیخیں مار کر روتے ہیں۔ ان سے عرض کی گئی آپ اس پر روتے جس پر آپ کو تعجب ہوتا ہے۔ فرمایا زمین کو کیا ہوتا ہے کہ وہ ایسے بندے پر نہ روئے جس کو وہ رکوع سجود کے ساتھ آباد کرتا تھا اور آسمان کو کیا ہے کہ وہ ایسے بندے پر نہ روئے کہ اس کی تسبیح اور تکبیر سے یوں آواز آتی تھی جیسی آواز شہد کی مکھیوں کی ہوتی ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ عالم جب فوت ہوتا ہے تو آسمان اور زمین چالیس دن تک اس پر روتے رہتے ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ حضرت معاویہ بن قرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ زمین کا وہ حصہ جس پر وہ نماز پڑھتا تھا جب وہ فوت ہوتا ہے تو اس پر وہ زمین اور اس کے مقابل والا آسمان روتا ہے۔ پھر یہ آیت کریمہ فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَالْأَرْضُ تلاوت کی۔

عبد بن حمید نے حضرت وہب سے روایت نقل کی ہے کہ زمین صالح بندے کی وفات پر چالیس دن تک غمگین رہتی ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ آسمان ان پر نہ رویا کیونکہ ان کا نیک عمل آسمان کی طرف بلند نہیں ہوتا تھا اور ان پر زمین نہ روتی کیونکہ وہ زمین میں نیک اعمال نہیں کیا کرتے تھے۔

امام ابن جریر اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے العظمہ میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ یہ بات کی جاتی تھی کہ زمین مومن پر چالیس دن تک روتی رہتی ہے۔(3)

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ بات کی جاتی تھی کہ زمین مومن

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 147، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 148 (مفہوم) 3۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 147

پر چالیس دن تک روتی رہتی ہے۔

امام ابن مبارک اور ابو الشیخ رحمہما اللہ حضرت ثور بن یزید رحمہ اللہ سے حضرت ہذیل رحمہ اللہ کے غلام سے روایت نقل کرتے ہیں: جو بندہ بھی اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتے ہوئے زمین کے ایک حصہ پر اپنی پیشانی رکھتا ہے تو وہ زمین قیامت کے روز اس کے حق میں گواہی دے گی اور جس دن وہ فوت ہوگا اس پر روئے گی۔

امام ابن ابی الدنیا اور ابن جریر نے حضرت شریح بن عبید حضرمی رحمہ اللہ سے ایک مرسل روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسلام کا آغاز غربت میں ہوا اور عنقریب غربت کی طرف لوٹ جائے گا۔ خبردار مومن کے لیے کوئی اجنبیت نہیں جو آدمی بھی مسافرت میں فوت ہوا۔ جس جگہ اس پر رونے والے نہیں تو اس پر زمین و آسمان روئیں گے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اس آیت فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ کی تلاوت کی۔ پھر فرمایا یہ دونوں کافر پر نہیں روتے۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عباد بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے عرض کی کیا زمین و آسمان کسی پر روتے ہیں؟ فرمایا کوئی بندۂ مومن ایسا نہیں جس کے لیے زمین میں نماز پڑھنے کی جگہ نہ ہو اور آسمان میں اس کے کے عمل بلند ہونے کی جگہ نہ ہو جب کہ آل فرعون کے لیے نہ زمین میں عمل صالح کی کوئی جگہ ہے اور نہ ہی آسمان میں کوئی بلند ہونے کی جگہ ہے۔

امام ابن مبارک، عبد بن حمید، ابن ابی الدنیا اور ابن منذر رحمہم اللہ حضرت مسیب بن رافع رحمہ اللہ کی سند سے وہ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ بندۂ مومن جب فوت ہوتا ہے تو اس پر زمین میں نماز پڑھنے کی جگہ اور آسمان میں اس کے عمل بلند ہونے کی جگہ روتی ہے۔ پھر اس آیت کریمہ کی تلاوت کی۔

امام ابن ابی شیبہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جو آدمی بھی فوت ہوتا ہے تو اس پر چالیس دنوں تک زمین روتی رہتی ہے۔

امام ابن مبارک، عبد بن حمید، ابن ابی الدنیا، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ زمین بندۂ مومن پر چالیس دنوں تک روتی رہتی ہے۔

امام ابن مبارک اور ابن ابی الدنیا نے عطاء خراسانی سے روایت نقل کی ہے کہ جو بندہ بھی زمین میں کسی جگہ اللہ تعالیٰ کے لیے سجدہ کرتا ہے تو وہ قیامت کے روز اسی بندے کے حق میں گواہی دیتی ہے اور جس دن وہ آدمی فوت ہوتا ہے وہ جگہ اس پر روتی ہے۔

امام ابن ابی حاتم حضرت عبید المکتب سے وہ حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت نقل کرتے ہیں: جب سے زمین بنی ہے سوائے دو افراد کے کسی پر نہیں روئی۔ عبید سے کہا گیا کیا آسمان و زمین بندۂ مومن پر نہیں روتے؟ فرمایا وہ جگہ روتی ہے جہاں وہ رہتا ہے اور آسمان میں جہاں سے اس کا عمل بلند ہوتا ہے۔ پوچھا کیا تو جانتا ہے کہ آسمان کے رونے سے کیا مراد ہے؟ عرض کی نہیں فرمایا وہ سرخ ہو جاتا ہے اور اس کا رنگ رنگے ہوئے چمڑے کی طرح سرخ ہو جاتا ہے۔ حضرت یحییٰ بن زکریا کو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 147، دار احیاء التراث العربی بیروت

جب قتل کیا گیا تو آسمان سرخ ہو گیا اور اس نے خون برسایا اور جب حضرت امام حسین کو شہید کیا گیا تو آسمان سرخ ہو گیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت زید بن زیاد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا تو چار دن تک آسمان کے افق سرخ رہے۔

ابن جریر اور ابن منذر نے عطاء سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آسمان کے رونے سے مراد اس کے اطراف کی سرخی ہے۔(1)

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت حسن بصری سے روایت نقل کی ہے کہ آسمان کے رونے سے مراد اس کی سرخی ہے۔

ابن ابی الدنیا نے حضرت سفیان ثوری سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آسمان میں جو یہ سرخی ہے۔ یہ آسمان کا بندۂ مومن پر رونا ہے۔

وَ لَقَدِ اخْتَرْنٰهُمْ عَلٰى عِلْمٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۲﴾ وَ اٰتَيْنٰهُمْ مِّنَ الْاٰيٰتِ مَا فِيْهِ بَلٰٓؤٌا مُّبِيْنٌ ﴿۳۳﴾ اِنَّ هٰۤؤُلَآءِ لَيَقُوْلُوْنَ ﴿۳۴﴾ اِنْ هِىَ اِلَّا مَوْتَتُنَا الْاُوْلٰى وَ مَا نَحْنُ بِمُنْشَرِيْنَ ﴿۳۵﴾ فَاْتُوْا بِاٰبَآىِٕنَاۤ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۳۶﴾

''اور ہم نے چنا تھا بنی اسرائیل کو جان بوجھ کر، جہان والوں پر۔ اور ہم نے عطا فرمائیں انہیں ایسی نشانیاں جن میں صریح آزمائش تھی۔ بے شک یہ (کفار مکہ) بھی کہتے ہیں نہیں ہے (ہمارے لیے) مگر ہماری (یہی) پہلی موت اور نہ ہمیں دوبارہ اٹھایا جائے گا۔ بھلا ہمارے باپ دادوں کو تو زندہ کر کے لے آؤ اگر تم سچے ہو۔

امام فریابی ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَ لَقَدِ اخْتَرْنٰهُمْ عَلٰى عِلْمٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ کی تفسیر نقل کرتے ہوئے کہا: ہم نے انہیں دوسرے لوگوں پر فضیلت دی۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ ہم نے انہیں جہان والوں پر چن لیا اس بھلائی میں جس کی اللہ تعالیٰ نے انہیں تعلیم دی۔ فرمایا وہ عالم جس میں وہ رہ رہے تھے ہر زمانے کا ایک عالم ہے۔ وَ اٰتَيْنٰهُمْ مِّنَ الْاٰيٰتِ مَا فِيْهِ بَلٰٓؤٌا مُّبِيْنٌ فرمایا اللہ تعالیٰ نے انہیں ان کے دشمن سے نجات دی ان کے لیے سمندر کو پھاڑا۔ ان پر بادلوں سے سایہ کیا، ان پر من و سلویٰ اتارا۔ عرب کے مشرک کہتے ہیں ہماری تو صرف یہی موت ہے اور ہمیں دوبارہ نہیں اٹھایا جائے گا۔(3)

اَهُمْ خَيْرٌ اَمْ قَوْمُ تُبَّعٍ ۙ وَّ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ اَهْلَكْنٰهُمْ ۫ اِنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿۳۷﴾ وَ مَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ مَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ﴿۳۸﴾ مَا خَلَقْنٰهُمَاۤ اِلَّا بِالْحَقِّ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۹﴾ اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ مِيْقَاتُهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۴۰﴾ يَوْمَ لَا يُغْنِىْ مَوْلًى عَنْ مَّوْلًى شَيْـًٔا وَّ لَا هُمْ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 146، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 149 3۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 50-149

يُنۡصَرُوۡنَ ﴿۴۱﴾ اِلَّا مَنۡ رَّحِمَ اللّٰهُ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الۡعَزِيۡزُ الرَّحِيۡمُ ﴿۴۲﴾

"(اے لوگو! ذرا سوچو) کیا یہ لوگ بہتر ہیں یا تبع کی قوم اور جو لوگ ان سے پہلے گزرے ہیں۔ ہم نے انہیں (بہمہ شوکت وحشمت) ہلاک کر دیا۔ بے شک وہ مجرم تھے۔ اور نہیں پیدا فرمایا ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے کھیل کے طور پر۔ نہیں پیدا فرمایا ہم نے آسمان وزمین کو مگر حق کے ساتھ لیکن ان میں سے اکثر (اس حقیقت کو) نہیں جانتے۔ یقیناً فیصلہ کا دن ان سب کو (دوبارہ زندہ کرنے کے لیے) مقررہ وقت ہے۔ جس روز کوئی دوست کسی دوست کے ذرا کام نہیں آئے گا اور نہ ان کی مدد کی جائے گی۔ سوائے ان کے جن پر اللہ نے رحم فرمایا ہے۔ بیشک وہ سب پر غالب، ہمیشہ رحم کرنے والا ہے"۔

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ تبع کو برا بھلا نہ کہو کیوں کہ وہ اسلام لے آیا تھا۔(1)

امام احمد، طبرانی، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تبع کو گالی نہ دو کیوں کہ وہ مسلمان ہو چکا تھا۔(2)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے: تبع کا معاملہ تم پر مشتبہ نہ ہو کیوں کہ وہ مسلمان ہے۔(3)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ تبع کے بارے میں سوائے خیر کے کچھ نہ کہو کیوں کہ اس نے بیت اللہ کا حج کیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو پیغام حق لائے تھے اس پر ایمان لایا تھا۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ تبع صالح آدمی کی صفت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی قوم کی مذمت کی اس کی مذمت نہ کی۔(4)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور آپ نے اسے صحیح قرار دیا ہے فرماتی ہیں کہ تبع ایک نیک آدمی تھا کیا آپ دیکھتے نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی قوم کی تو مذمت کی ہے لیکن اس کی مذمت نہیں کی۔(5)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ تبع کو گالی نہ دو کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے برا بھلا کہنے سے منع فرمایا ہے۔(6)

امام ابن منذر اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسعد کو گالی دینے سے منع فرمایا کیوں کہ وہی تبع ہے۔ پوچھا گیا اسعد کس پر تھا؟ فرمایا وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین پر

1۔ معجم کبیر، جلد 11، صفحہ 296 (11790)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 203 (6013)
3۔ تاریخ مدینہ دمشق الکبیر، جلد 11، صفحہ 6، دار الفکر بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 151، دار احیاء التراث العربی بیروت
5۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 488 (3681)، دار الکتب العلمیہ بیروت
6۔ تاریخ مدینہ دمشق الکبیر، جلد 11، صفحہ 6

تھا۔ حضرت ابراہیم علیہم السلام ہر روز نماز پڑھتے تھے۔ یہ شریعت نہ تھی۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسعد حمیری کو گالی نہ دو۔ فرمایا وہ پہلا شخص ہے جس نے کعبہ پر غلاف چڑھایا۔

امام ابن منذر اور ابن عساکر نے حضرت سعید بن جبیر سے روایت نقل کی ہے کہ تبع نے بیت اللہ پر غلاف چڑھایا۔(2)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن عبد العزیز رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب تبع کے سامنے گھوڑے معاوضہ کے لیے پیش کیے جاتے تو دمشق سے صنعاء تک صف بن جاتی۔(3)

امام ابن منذر اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے کعب الاحبار سے تبع کے بارے میں پوچھا کیوں کہ میں قرآن میں سنتا ہوں کہ اللہ تعالی قرآن میں تبع کی قوم کا ذکر کرتا ہے اور تبع کا ذکر نہیں کرتا۔ تو کعب نے کہا کہ تبع یمن کا ایک عظیم بادشاہ تھا۔ وہ لشکر لے کر چلا یہاں تک کہ سمرقند تک جا پہنچا۔ واپس لوٹا تو شام کا راستہ اپنایا۔ راستہ سے علماء کو گرفتار کیا اور انہیں یمن لے آیا۔ یہاں تک کہ جب وہ اپنے ملک کے قریب پہنچا تو لوگوں میں یہ بات عام ہوگئی کہ وہ کعبہ کو گرانا چاہتا ہے۔ علماء نے اسے کہا یہ کیا چیز ہے جو تیرا نفس تجھے کہہ رہا ہے۔ یہ گھر تو اللہ کا ہے، تو اس پر غالب نہیں آسکتا۔ تبع نے کہا یہ گھر اللہ کا ہے تو میں اس کی تعظیم بجالانے کا زیادہ حقدار ہوں۔ وہ اسی جگہ مسلمان ہوگیا۔ اس نے احرام باندھا اور احرام کی حالت میں اس میں داخل ہوا۔ اس کی عبادات مکمل کیں۔ پھر یمن کی طرف لوٹ گیا یہاں تک کہ اپنی قوم کے پاس آیا۔ اس کی قوم کے سردار اس کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے کہا اے تبع! تو ہمارا سردار ہے اور ہمارے سردار کا بیٹا ہے۔ تو ہمارے پاس سے گیا تھا تو اور دین پر تھا اور لوٹا ہے تو اور دین پر ہے۔ ہم سے دو باتوں سے ایک کو اختیار کرلے یا تو ہمیں اور ہمارے ملک کو چھوڑ دے اور جس کی چاہے عبادت کرتا پھر یا اپنے نئے دین کو چھوڑ دے۔ اس دن ایک آگ آسمان سے نازل ہوئی تھی۔ وہ علماء جو اس کے پاس تھے انہوں نے کہا کہ ہمارے اور ان کے درمیان آگ کو فیصلہ کرنے والا بنادے۔ اس موقع پر تمام لوگوں نے آگ کو ثالث بنالیا۔ علماء اور ان کی کتابیں لائی گئیں ا ت اور ان کے پجاری بھی لائے گئے۔ سب لوگ اس آگ کے پاس آگئے۔ لوگ ان کے پیچھے تلواریں لے کر کھڑے ہوگئے۔ آگ کڑک کے گرنے کی طرح اتری اور اس نے اپنی شعاع پھینکی۔ بتوں کے پجاری پیچھے ہٹے۔ آگ آگے آئی۔ اس نے بتوں اور ان کے عمال کو جلا دیا اور دوسرے محفوظ رہے۔ کچھ لوگ مسلمان ہوگئے اور کچھ نے اطاعت اختیار کرلی۔ یہ لوگ تبع کے زمانے میں اسی طرح رہے یہاں تک کہ جب تبع کی موت آئی۔ تو اس نے اپنے بھائی کو نائب بنایا اور خود فوت ہوگیا۔ لوگوں نے اس کے بھائی کو قتل کردیا اور یکبارگی سب کافر ہوگئے۔(4)

امام ابن سعد اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب تبع مدینہ آیا اور

1۔ تاریخ مدینہ دمشق، الکبیر، جلد 11، صفحہ 6، دار الفکر بیروت
2۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 7
3۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 3
4۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 9-8

اس کے مضافات میں پڑاؤ ڈالا۔ تو اس نے یہودی علماء کی طرف پیغام بھیجا اور کہا کہ میں اس شہر کو تباہ و برباد کرنے والا ہوں یہاں تک کہ اس میں کوئی یہودی نہیں بچے گا اور معاملہ عرب کے دین کیطرف لوٹ جائے گا۔ تو شابور یہودی نے اسے کہا کہ وہ ان دنوں سب سے بڑا عالم تھا اے بادشاہ! یہ ایک ایسا شہر ہے جس کی طرف بنی اسماعیل کا ایک نبی ہجرت کرے گا اور اس کی جائے پیدائش مکہ مکرمہ میں ہوگی اس کا نام احمد ہوگا۔ یہ اس کا دار ہجرت ہے جہاں تو اترا ہے۔ اسی جگہ اس کا مکان ہوگا۔ ان کے صحابہ اور ان کے دشمنوں میں بہت زیادہ قتال ہوگا اور زخم لگیں گے تبع نے کہا اس دن اس سے کون جنگ کرے گا جب کہ تیرے گمان کے مطابق وہ نبی ہوگا؟ اس نے کہا اس کی قوم یہاں آئے گی اور یہاں اس سے جنگ کرے گی۔ تبع نے پوچھا اس کی قبر کہاں ہوگی؟ عالم نے جواب دیا اسی شہر میں۔ تبع نے کہا جب ان سے جنگ کی جائے گی تو شکست کس کی ہوگی؟ عالم نے جواب دیا جنگ ایک دفعہ اس نبی کے خلاف ہوگی اور ایک دفع اس کے حق میں ہوگی۔ جس مکان میں تو اب ہے اسی جگہ جنگ ہوگی۔ آپ کے صحابہ آپ کی قیادت میں ایسی عظیم جنگ لڑیں گے۔ ایسی عظیم جنگ کہیں بھی نہیں لڑی گئی ہوگی۔ پھر آخر کار فتح ان کی ہوگی اور آپ غالب آجائیں گے۔ آپ کے ساتھ حکومت کے معاملہ میں کوئی بھی جھگڑا نہیں کرے گا۔ اس نے پوچھا اس نبی کی صفت کیا ہے؟ عالم نے جواب دیا وہ نہ بہت چھوٹے قد کا ہوگا نہ بہت لمبا، اس کی آنکھوں میں سرخی ہوگی۔ وہ اونٹ پر سوار ہوگا اور چادر زیب تن کرے گا۔ اس کی تلوار اس کے کندھے پر ہوگی۔ اس سے کون جنگ کرے گا۔ اسے کوئی پرواہ نہیں ہوگی یہاں تک کہ آپ غالب آجائیں گے۔ تبع نے کہا اس شہر کو تباہ و برباد کرنے کی میرے لئے کوئی صورت نہیں رہی اور نہ یہ ایسا ہے کہ میرے ہاتھ پر یہ تباہ و برباد ہو۔ تبع یمن کی طرف جانے کے لیے واپس چلا گیا۔(1)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت عباد بن زیاد مری رحمہ اللہ سے وہ اس سے جس نے پایا۔ اس نے کہا تبع آیا وہ شہروں کو فتح کرتا جاتا اور عربوں پر عامل مقرر کرتا جاتا یہاں تک کہ وہ مدینہ منورہ پہنچا۔ ان دنوں وہاں کے رہنے والے یہودی تھے۔ وہ ان پر غالب آگیا۔ اس نے یہودیوں کے علماء کو جمع کیا۔ علماء نے اسے بتایا کہ مکہ مکرمہ سے ایک نبی ظاہر ہوگا۔ اس کا ٹھکانا اسی شہر میں ہوگا۔ اس کا نام احمد ہوگا۔ انہوں نے تبع کو یہ بھی بتایا کہ تبع اس کا زمانہ نہیں پائے گا۔ تبع نے ا[illegible] خزرج سے کہا اسی شہر میں رہ جاؤ۔ جب وہ تمہارے درمیان ظاہر ہو تو اسے پناہ دینا اور اس کی تصدیق کرنا۔ اگر وہ تمہاری موجودگی میں ظاہر نہ ہو تو اپنی اولادوں کو اس کے بارے میں وصیت کر جانا۔ اس نے اپنے اشعار میں کہا:

حُدِّثْتُ اَنَّ رَسُوْلَ الْمَلِيْكِ يَخْرُجُ حَقًّا بِاَرْضِ الْحَرَمِ
وَلَوْ مُدَّ دَهْرِیْ اِلٰی دَهْرِهٖ لَكُنْتُ وَزِيْرًا لَّهٗ وَ ابْنَ عَمِّ

”مجھے بتایا گیا کہ اللہ تعالیٰ کا رسول حرم کی سرزمین میں حق کے ساتھ ظاہر ہوگا، اگر میری زندگی ان کے زمانے تک لمبی ہوئی میں ان کا اور ان کے چچازاد بھائی کا وزیر ہوں گا“۔(2)

1۔ طبقات ابن سعد، باب ذکر علامات النبوۃ فی رسول اللہ ﷺ قبل الوحی الیہ، جلد 1، صفحہ 59-158، دار صادر بیروت

2۔ تاریخ مدینہ دمشق الکبیر، جلد 11، صفحہ 18، دار الفکر بیروت

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے دلائل میں حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ تبع فوت نہیں ہوا یہاں تک کہ اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی کیوں کہ شہر کے یہودی اسے بتاتے تھے۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت ابن اسحٰق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: تبع کو خواب آیا کہ وہ بیت اللہ شریف کو غلاف پہنا رہا ہے۔ تو تبع نے بیت اللہ شریف کو موٹے کپڑے کا غلاف پہنایا۔ پھر اسے خواب آیا کہ اس نے پہلے سے بہتر غلاف چڑھایا ہے۔ تو اس نے بیت اللہ شریف کو معافر کی بنی ہوئی چادروں کا غلاف چڑھایا۔ پھر اسے خواب آیا کہ وہ اس سے بہتر غلاف پہنا رہا ہے۔ تو اس نے یمن کی بنی ہوئی دھاری دار چادر کا غلاف چڑھایا۔ میرے سامنے یہ بات ذکر کی گئی تبع وہ پہلا شخص ہے جس نے پہلی دفعہ بیت اللہ شریف پر غلاف چڑھایا اور بنو جرہم سے تعلق رکھنے والے اس کے خدام کو اس بارے میں وصیت کی۔ اس کی صفائی کا حکم دیا۔ اس کا ایک دروازہ اور چابی بنائی۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ يَوْمَ الْفَصْلِ سے مراد وہ دن ہے جس میں لوگوں کے درمیان ان کے اعمال کے مطابق فیصلہ کیا جائے گا جس میں اولین اور آخرین کو پورا پورا اجر دیا جائے گا۔ اس دن تمام اسباب منقطع ہو جائیں گے۔ عہد و پیمان جاتے رہیں گے۔ لوگ اپنے اعمال کی طرف لوٹ جائیں گے۔ جس نے اس روز بھلائی کو پالیا تو وہ اس کی وجہ سے سعادت مند ہو گیا اور جس نے اس روز شر کو پایا تو اس کی وجہ سے بدبخت ہو گیا۔(2)

امام ابن مبارک رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے يَوْمَ لَا يُغْنِىْ مَوْلًى عَنْ مَّوْلًى شَيْئًا کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اس روز کوئی رشتہ دار دوسرے رشتہ دار کو کچھ نفع نہیں دے۔

اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ ﴿۴۳﴾ طَعَامُ الْاَثِيْمِ ﴿۴۴﴾ كَالْمُهْلِ ۚ يَغْلِىْ فِى الْبُطُوْنِ ﴿۴۵﴾ كَغَلْىِ الْحَمِيْمِ ﴿۴۶﴾ خُذُوْهُ فَاعْتِلُوْهُ اِلٰى سَوَآءِ الْجَحِيْمِ ﴿۴۷﴾ ثُمَّ صُبُّوْا فَوْقَ رَاْسِهٖ مِنْ عَذَابِ الْحَمِيْمِ ﴿۴۸﴾ ذُقْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ ﴿۴۹﴾ اِنَّ هٰذَا مَا كُنْتُمْ بِهٖ تَمْتَرُوْنَ ﴿۵۰﴾ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِىْ مَقَامٍ اَمِيْنٍ ﴿۵۱﴾ فِىْ جَنّٰتٍ وَّ عُيُوْنٍ ﴿۵۲﴾ يَّلْبَسُوْنَ مِنْ سُنْدُسٍ وَّ اِسْتَبْرَقٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ﴿۵۳﴾ كَذٰلِكَ ۟ وَ زَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ ﴿۵۴﴾ يَدْعُوْنَ فِيْهَا بِكُلِّ فَاكِهَةٍ اٰمِنِيْنَ ﴿۵۵﴾ لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا الْمَوْتَ اِلَّا الْمَوْتَةَ الْاُوْلٰى ۚ وَ وَقٰهُمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ﴿۵۶﴾ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكَ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۵۷﴾ فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ

1۔ تاریخ مدینہ دمشق الکبیر، جلد 11، صفحہ 18، دارالفکر بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 152، دار احیاء التراث العربی بیروت

بِلِسَانِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۵۸﴾ فَارْتَقِبْ اِنَّهُمْ مُّرْتَقِبُوْنَ ﴿۵۹﴾

''بلا شبہ زقوم کا درخت گنہگار کی خوراک ہوگا پگھلے تانبے کی مانند، پیٹوں میں جوش مارے گا جیسے کھولتا پانی جوش مارتا ہے۔ (حکم ہوگا) اس (نابکار) کو پکڑ لو پھر اسے گھسیٹ کر لے جاؤ جہنم کے وسط میں۔ پھر انڈیلو اس کے سر کے اوپر کھولتا ہوا پانی (اسے) عذاب دینے کے لیے۔ لو چکھو تم بڑے معزز و مکرم ہو۔ بے شک یہ وہ ہے جس میں تم شک کیا کرتے تھے۔ یقیناً پرہیز گار امن کی جگہ ہوں گے باغات میں اور (بہتے ہوئے) چشموں میں۔ پہنے ہوئے ہوں گے لباس باریک اور دبیز ریشم کا۔ آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے۔ ہاں یونہی ہوگا۔ اور ہم بیاہ دیں گے انہیں گوری گوری آہو چشم عورتوں سے۔ وہ منگوالیا کریں گے وہیں ہر قسم کا پھل اطمینان سے۔ نہ چکھیں گے وہاں موت کا ذائقہ بجز اس پہلی موت کے۔ اور اللہ تعالیٰ نے بچالیا ہے انہیں عذاب جہنم سے۔ محض آپ کے رب کی مہربانی سے۔ یہی وہ بڑی کامیابی ہے (جس کی انہیں آرزو تھی)۔ پس ہم نے آسان کردیا ہے قرآن کو آپ کی زبان میں تاکہ وہ نصیحت قبول کریں۔ سو آپ بھی انتظار کیجیے، وہ بھی انتظار کرنے والے ہیں''۔

امام سعید بن منصور نے حضرت ابو مالک سے روایت نقل کی ہے کہ ابو جہل کھجور اور مکھن لاتا اور کہتا اس زقوم سے لطف اندوز ہولو۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جس کے بارے میں تمہیں ڈراتا ہے۔ تو یہ آیت اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ ﴿۴۳﴾ طَعَامُ الْاَثِيْمِ نازل ہوئی۔

امام ابن ابی حاتم اور خطیب رحمہما اللہ نے اپنی تاریخ میں حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ الْاَثِيْمِ سے مراد ابو جہل ہے۔

امام ابو عبید نے فضائل میں ابن انباری سے اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت عون بن عبد اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو پڑھایا اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ ﴿۴۳﴾ طَعَامُ الْاَثِيْمِ۔ اس نے کہا طعام الیتیم آپ نے بار بار یہ لفظ دہرایا لیکن اس کی زبان اسے صحیح طرح ادا نہ کرسکی۔ آپ نے فرمایا کیا تو یہ طاقت رکھتا ہے کہ تو کہے طعام الفاجر؟ اس نے کہا ہاں فرمایا اسی طرح کر۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ہمام بن حارث سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ ایک آدمی کو پڑھا رہے تھے اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ ﴿۴۳﴾ طَعَامُ الْاَثِيْمِ تو وہ آدمی کہنے لگا طعام الیتیم جب حضرت ابو درداء نے دیکھا کہ وہ نہیں سمجھتا تو فرمایا اِنَّ شَجَرَةَ الزَّقُّوْمِ طَعَامُ الْفَاجِرِ یعنی زقوم کا درخت فاجر کا کھانا ہے۔ (1)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے خُذُوْهُ فَاعْتِلُوْهُ کا یہ ترجمہ نقل کیا ہے کہ اسے پکڑو اور جہنم کی طرف لے جاؤ۔ (2)

ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے ذُقْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ نہ تو عزیز ہے اور نہ کریم ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 153، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 157

امام اموی رحمہ اللہ نے مغازی میں حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابو جہل سے ملے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے ارشاد فرمایا ہے کہ میں تجھے کہوں اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ثُمَّ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى (القیامۃ) تو اس نے اپنا ہاتھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ سے الگ کیا اور کہا تو اور تیرا صاحب میرا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے۔ تو خوب جانتا ہے کہ میں اہل بطحا میں سے سب سے محفوظ ہوں اور میں عزیز و کریم ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اسے غزوۂ بدر کے موقع پر قتل کر دیا، اسے ذلیل و رسوا کیا اور اس نے جو بات کی تھی اس کے ساتھ اسے عار دلائی ذُقْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ابو جہل نے کہا کیا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مجھے دھمکی دیتا ہے جبکہ ان دو پہاڑوں کے درمیان جو لوگ چلتے ہیں ان میں سے میں سب سے عزت والا ہوں۔ تو یہ آیت ذُقْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ نازل ہوئی۔ (1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے روایت نقل کی ہے کہ مجھے بتایا گیا کہ ابو جہل نے کہا اے جماعت قریش! مجھے بتاؤ میرا نام کیا ہے؟ تو قریش نے اس کے تین نام ذکر کیے عمرو، جلاس، اور ابوالحکم۔ اس نے کہا کہ تم نے میرا نام درست نہیں بتایا، کیا میں تمہیں اپنا نام نہ بتاؤں؟ لوگوں نے کہا کیوں نہیں۔ ابو جہل نے کہا میرا نام عزیز و کریم ہے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔

امام عبد الرزاق عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت خُذُوْهُ فَاعْتِلُوْهُ اِلٰى سَوَآءِ الْجَحِيْمِ تو اَبُوجہل نے کہا ان دو پہاڑوں کے درمیان مجھ سے بڑھ کر کوئی عزت والا اور معزز نہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا ذُقْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ۔ (2)

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ الْاَثِيْمِ سے مراد ابو جہل ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ ایک ایرانی کو قرآن پڑھا رہے تھے۔ جب اسے پڑھاتے اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ طَعَامُ الْاَثِيْمِ تو وہ پڑھتا طَعَامُ الْيَتِيْمِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے پاس سے گزرے فرمایا اسے کہو طعام الظالم اس نے یہ کلمہ کہا تو اس کی زبان اس پر چل گئی۔

عبد بن حمید نے حضرت حسن بصری اور عمر بن میمون سے روایت نقل کی ہے کہ دونوں يَغْلِيْ فِي الْبُطُوْنِ کو تاء کے ساتھ پڑھتے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے فَاعْتِلُوْهُ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اسے اس طرح ٹکڑے ٹکڑے کر دو جس طرح لکڑی کو ٹکڑے ٹکڑے کیا جاتا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ خُذُوْهُ فَاعْتِلُوْهُ اِلٰى سَوَآءِ الْجَحِيْمِ کا یہ معنی ہے کہ اسے پکڑ لو اور اسے جہنم کے درمیان پھینک دو۔

امام عبد بن حمید نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ سَوَآءِ الْجَحِيْمِ سے مراد جہنم کا درمیان ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 157، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 188 (2824)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن منذر نے ابن جریج سے ذُقْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْكَرِیْمُ کی تفسیر کرتے ہوئے کہا وہ اس روز ذلیل ہو گا لیکن اس کے ساتھ استہزاء کیا جائے گا جس طرح تیری دنیا میں عزت و تکریم کی جاتی تھی جب کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی کرم اور عزت تجھے حاصل نہ تھی۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ مَقَامٍ اَمِیْنٍ کی تفسیر کرتے ہوئے کہا کہ وہ موت اور عذاب سے امن میں ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے فِیْ مَقَامٍ اَمِیْنٍ کی تفسیر کرتے ہوئے کہا کہ وہ مرنے سے امن میں ہیں۔ وہ بوڑھا ہونے سے امن میں ہیں نہ انہیں بھوک لگے گی اور نہ ہی وہ ننگے ہوں گے۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ متقین شیطان، بیماریوں اور غموں سے امن میں ہیں۔ بِحُوْرٍ عِیْنٍ سے مراد سفید موٹی آنکھوں والی۔ حضرت ابن مسعود کی قراءت میں عیس عین ہے اٰمِنِیْنَ یعنی وہ موت، بیماریوں اور شیطان سے امن میں ہیں۔(2)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَ زَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِیْنٍ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ ہم نے ان کا نکاح حوروں سے کیا۔ حور سے مراد وہ ہے جسے دیکھ کر آنکھ حیران ہو جائے، ان کی پنڈلیوں کا مغز ان کے کپڑوں کے باہر سے دکھائی دیتا ہے۔ انہیں دیکھنے والا اپنے چہرے کو ان کے دل میں ایسے دیکھتا ہے جیسے آئینہ ہوتا ہے اور یہ اس کی جلد کی رقت اور رنگ کی صفائی کی وجہ سے ہوتا ہے۔(3)

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے فرمان حور عین کے بارے میں پوچھا کہ حوراء سے مراد سفید اور لطف عطا کرنے والی پوچھا کیا عرب اسے پہچانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے اعشیٰ شاعر کا شعر نہیں سنا۔

وَ حُوْرٌ كَاَمْثَالِ الدُّمٰی وَ مَنَاصِفُ   وَمَاءٌ وَ رَیْحَانٌ وَ رَاحٌ یُصَفَّقُ

''اور حوریں گڑھیوں کی مانند اور خدام اور پانی اور ریحان اور شراب جسے صاف کیا گیا ہو''۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے بعث میں حضرت عطاء رحمہ اللہ سے بِحُوْرٍ عِیْنٍ کی وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ جس کی آنکھ کا ڈھیلا سیاہ اور آنکھ بڑی ہو۔

ہناد بن سری اور عبد بن حمید نے ضحاک سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ بِحُوْرٍ سے مراد سفید اور عِیْنٍ سے مراد بڑی آنکھیں۔

امام ابن ابی حاتم اور طبرانی رحمہما اللہ نے حضرت ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بِحُوْرٍ عِیْنٍ کو زعفران سے پیدا کیا گیا۔(4)

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الزہد، جلد 7، صفحہ 220 (35497)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 61-60-159، دار احیاء التراث العربی بیروت   3۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 160
4۔ معجم کبیر، جلد 8، صفحہ 200 (7813)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

امام ابن مردویہ اور خطیب رحمہما اللہ نے حضرت انس بن مالک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حُورٌ عِینٌ کو زعفران سے پیدا کیا گیا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت لیث بن ابی سلیم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ حورعین کو زعفران سے پیدا کیا گیا۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حورعین کو زعفران سے پیدا کیا گیا۔(2)

امام ابن مبارک رحمہ اللہ نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حورعین کو مٹی سے پیدا نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں مسک، کافور اور زعفران سے پیدا کیا۔

امام ابن ابی الدنیا نے صفة الجنة میں اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر ایک حور گہرے سمندر میں لعاب پھینکے تو اس کی تھوک کی مٹھاس سے سارا سمندر میٹھا ہو جائے۔

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت ابن عمر سے روایت نقل کی ہے کہ عورت کی پلکیں گدھ کے پروں سے بڑی ہوں گی۔

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اگر ایک حور اپنی ہتھیلی زمین اور آسمان کے درمیان نکالتی تو تمام مخلوقات اس کے حسن کی وجہ سے فتنہ میں مبتلا ہو جاتی۔ اگر وہ اپنا نصف نکالے تو سورج اس کے حسن کے سامنے چراغ کی طرح ہو جائے جس کی سورج کی موجودگی میں کوئی روشنی نہیں ہوتی۔ اگر وہ اپنا چہرہ باہر نکالے تو اس کا حسن زمین و آسمان کے درمیانی حصہ کو روشن کر دے۔

امام ابن مردویہ اور دیلمی رحمہما اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حورعین کو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی تسبیح سے پیدا فرمایا۔(3)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حورعین سے عورت کی خوشبو پانچ سو سال کی مسافت سے پائی جائے گی۔(4)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وَزَوَّجْنٰهُم یہ یمنی زبان کا لفظ ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اہل یمن کہتے ہیں زَوَّجْنَا فُلَانًا بِفُلَانَةٍ۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما کی قراءت میں ہے لَا يَذُوقُونَ فِيهَا طَعْمَ الْمَوْتِ وہ اس میں موت کا ذائقہ نہیں چکھیں گے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ قیامت کے روز

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 208، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

3۔ الفردوس بماثور الخطاب باب الخلق، جلد 2، صفحہ 192، دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الجنة، جلد 7، صفحہ 32 (33987)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

موت کو مینڈھے کی صورت میں لایا جائے گا، اسے جنت اور دوزخ کے درمیان کھڑا کیا جائے گا۔ یہ بھی موت کو پہچان لیں گے اور یہ بھی موت کو پہچان لیں گے، جہنمی عرض کریں گے اے اللہ! اسے ہم پر مسلط کردے۔ جنتی کہیں گے اے اللہ! تو نے فیصلہ کیا ہے کہ ہم اس سے پہلی موت کے سوا کسی موت کا ذائقہ نہ چکھیں گے۔ تو اسے ان دونوں کے درمیان ذبح کر دیا جائے گا۔ جہنمی موت سے مایوس ہو جائیں گے اور جنتی موت سے امن میں ہو جائیں گے۔

امام بزار طبرانی نے اوسط میں، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے بعث میں صحیح سند کے ساتھ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے: عرض کی گئی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کیا جنتی سوتے ہیں؟ فرمایا نہیں، نیند موت کا بھائی ہے۔ جنتی نہ مریں گے اور نہ ہی سوئیں گے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یَسَّرْنٰهُ میں ''ہ'' ضمیر سے مراد قرآن ہے فَارْتَقِبْ اِنَّهُمْ مُّرْتَقِبُوْنَ آپ انتظار کریں، وہ بھی انتظار کر رہے ہیں۔ (1)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 163، دار احیاء التراث العربی بیروت

ایاتہا ۳۷ سورۃ الجاثیۃ مکیۃ ۴۵ رکوعاتہا ۴

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ حم جاثیہ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔
امام ابن مردویہ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ سورۃ الشریعۃ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

''اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے''۔

حٰمٓ ﴿۱﴾ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ﴿۲﴾ اِنَّ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۳﴾ وَ فِيْ خَلْقِكُمْ وَ مَا يَبُثُّ مِنْ دَآبَّةٍ اٰيٰتٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴿۴﴾ وَ اخْتِلَافِ الَّيْلِ وَ النَّهَارِ وَ مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ رِّزْقٍ فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَ تَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ اٰيٰتٌ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۵﴾ تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۚ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۭ بَعْدَ اللّٰهِ وَ اٰيٰتِهٖ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۶﴾ وَيْلٌ لِّكُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ ﴿۷﴾ يَّسْمَعُ اٰيٰتِ اللّٰهِ تُتْلٰى عَلَيْهِ ثُمَّ يُصِرُّ مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا ۚ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۸﴾ وَ اِذَا عَلِمَ مِنْ اٰيٰتِنَا شَيْـًٔا اتَّخَذَهَا هُزُوًا ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۹﴾ مِنْ وَّرَآئِهِمْ جَهَنَّمُ ۚ وَ لَا يُغْنِيْ عَنْهُمْ مَّا كَسَبُوْا شَيْـًٔا وَّ لَا مَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ ۚ وَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۰﴾ هٰذَا هُدًى ۚ وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَهُمْ عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ اَلِيْمٌ ﴿۱۱﴾

''حا۔میم۔اتاری گئی ہے یہ کتاب اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو زبردست (اور) اور حکمت والا ہے۔ بے شک آسمانوں اور زمین میں (اس کی یکتائی اور قدرت کی) نشانیاں ہیں اہل ایمان کے لیے۔ اور (خود) تمہاری پیدائش میں اور ان حیوانات میں جن کو وہ پھیلا رہا ہے نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو یقین رکھتے ہیں۔ نیز گردش لیل ونہار میں اور جو اتارا ہے اللہ تعالیٰ نے آسمان سے رزق (کا سبب مینہ) پھر زندہ کر دیا اس کے ذریعہ زمین کو اس کے مردہ ہونے کے بعد اور ہواؤں کے ادھر ادھر چلنے میں نشانیاں ہیں ان کے لیے جو عقل مند ہیں۔ یہ سب نشانیاں ہیں اللہ کی (قدرت کی) ہم بیان کرتے ہیں انہیں آپ پر حق کے ساتھ۔ پس وہ کون سی ایسی بات

ہے جس پر وہ اللہ اور اس کی آیتوں کے بعد ایمان لائیں گے۔ ہلاکت ہے ہر جھوٹے بدکار کے لئے۔ جو سنتا ہے اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو جو پڑھی جاتی ہیں اس کے سامنے پھر بھی وہ (کفر پر) اڑا رہتا ہے غرور کرتے ہوئے، گویا اس نے انہیں سنا ہی نہیں۔ پس آپ اسے دردناک عذاب کا مژدہ سنا دیں۔ اور جب وہ آگاہ ہوتا ہے ہماری آیتوں میں سے کسی پر تو ان کا مذاق اڑانے لگتا ہے۔ یہی وہ (بدقماش) ہیں جن کے لیے رسوا کن عذاب ہے۔ ان کے آگے جہنم ہے۔ اور ان کے ذرا کام نہ آئے گا جو انہوں نے (عمر بھر) کمایا اور نہ وہ کسی کام آئیں گے جن کو انہوں نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر مددگار بنایا تھا۔ اور ان کے لیے بڑا عذاب ہوگا۔ یہ قرآن سراپا ہدایت ہے اور جنہوں نے انکار کیا اپنے رب کی آیتوں کا ان کے لیے دردناک عذاب ہے سخت ترین عذاب میں سے"۔

ابن منذر نے حضرت ابن جریج سے روایت نقل کی ہے کہ رِّزْقٍ سے مراد بارش ہے اور وَ تَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ سے مراد یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ چاہے تو ایسی ہواؤں کو رحمت بنا دیتا ہے اور جب چاہتا ہے تو انہیں عذاب بنا دیتا ہے اَفَّاكٍ سے مراد بہت جھوٹا ہے۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اَثِيْمٍ سے مراد مغیرہ بن مخزوم ہے۔

اَللّٰهُ الَّذِيْ سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ لِتَجْرِيَ الْفُلْكُ فِيْهِ بِاَمْرِهٖ وَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۱۳﴾

"اللہ وہ ہے جس نے مسخر کر دیا ہے تمہارے لیے سمندر کو تاکہ رواں رہیں اس میں کشتیاں اس کے حکم سے اور تاکہ تم (بحری تجارت سے) تلاش کرو اس کا فضل اور تاکہ تم اس کا شکریہ ادا کیا کرو۔ اور اس نے مسخر کر دیا تمہارے لیے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب کا سب اپنے حکم سے بے شک اس (نظام) میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو غور و فکر کیا کرتے ہیں"۔

ابن منذر نے عکرمہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباس چار آیات کی تفسیر نہیں کرتے تھے۔ وَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ۔ الرقیم اور الغسلین یعنی جن آیات میں ان الفاظ کا ذکر ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کی تفسیر نہیں کی مگر قاری کی خوش بیانی کے لیے وَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ۔

عبد الرزاق، فریابی، عبد بن حمید اور ابو الشیخ نے العظمہ میں عکرمہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ سے مراد سورج اور چاند کی روشنی ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے۔

عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت طاؤس سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے پوچھا مخلوق کس چیز سے بنائی گئی۔ فرمایا پانی، نور، ظلمت، مٹی، اور ہوا سے۔ پوچھا یہ چیزیں کس سے بنائی گئیں ہیں؟ فرمایا میں تو نہیں جانتا۔ پھر وہ آدمی حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس آدمی نے آپ سے پوچھا تو حضرت عبداللہ بن زبیر نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ جیسا جواب دیا۔ وہ آدمی عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا۔ پوچھا مخلوق کس سے پیدا کی گئی ہے؟ فرمایا پانی، نور، ظلمت، ہوا اور مٹی سے۔ اس نے پوچھا یہ چیزیں کس سے بنائی گئیں؟ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ کو پڑھا۔ اس آدمی نے کہا یہ جواب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں میں سے ہی کوئی دے سکتا ہے۔

قُلْ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَغْفِرُوْا لِلَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ اَيَّامَ اللّٰهِ لِيَجْزِيَ قَوْمًا بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۱۴﴾ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا ۫ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۵﴾

"(اے حبیب! صلی اللہ علیہ وسلم) فرمائیے اہل ایمان کو کہ درگزر کرتے رہیں ان لوگوں سے جو امید نہیں رکھتے اللہ کے دنوں کی تاکہ اللہ خود بدلہ دے ہر قوم کو جو وہ کیا کرتے تھے۔ جو نیک عمل کرتا ہے پس وہ اپنے بھلے کے لیے کرتا ہے اور جو برا کرتا ہے تو اس کا وبال اس پر ہوگا پھر اپنے رب کی طرف تمہیں لوٹایا جائے گا"۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ سے قُلْ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَغْفِرُوْا کی تفسیر کرتے ہوئے کہا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لگاتار معافی کا حکم دیتے رہتے، اس پر برانگیختہ کرتے اور اس میں رغبت دلاتے یہاں تک کہ آپ کو حکم دیا گیا کہ اسے چھوڑ دیں جو اللہ کے ایام کی امید نہیں رکھتا اور یہ ذکر کیا کہ یہ آیت منسوخ ہے اسے اس آیت نے منسوخ کیا ہے جو سورۂ انفال میں موجود ہے فَاِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِي الْحَرْبِ (الانفال: 57)

امام ابن حریر اور امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مشرک جب آپ کو اذیتیں دیتے تو آپ ان سے اعراض کرتے تھے۔ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مذاق اڑاتے اور آپ کو جھٹلاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام مشرکوں سے جنگ کریں۔ پس یہ آیت منسوخ ہے۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے تاریخ میں، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد سے لِلَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ اَيَّامَ اللّٰهِ کی تفسیر نقل کی کہا وہ جو نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر انعام کیا ہے یا انعام نہیں کیا۔ حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا

مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ اس آیت کو قتال والی آیت نے منسوخ کر دیا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن انباری رحمہما اللہ نے مصاحف میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قُلْ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَغْفِرُوْا لِلَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ اَيَّامَ اللّٰهِ آیت اللہ تعالیٰ کے اس فرمان فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ (التوبہ:5) کے ساتھ منسوخ ہے۔

امام ابن عساکر نے حضرت ابو مسلم خولانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے اپنی لونڈی سے کہا: اگر اللہ تعالیٰ یہ نہ فرماتا قُلْ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَغْفِرُوْا تو میں تمہیں دردناک سزا دیتا۔ اس نے عرض کی اللہ کی قسم! میں ان لوگوں میں سے ہوں جو ایام اللہ کی امید رکھتے ہیں، تو تجھے کیا ہے کہ آپ مجھے سزا نہیں دیتے؟ فرمایا اللہ تعالیٰ مجھے ان لوگوں کو معاف کر دینے کا حکم دیتا ہے جو ایام اللہ کی امید نہیں رکھتے، تو جو ایام اللہ کی امید رکھتے ہیں وہ بدرجہ اولیٰ اس کے مستحق ہیں جا تو آزاد ہے۔

وَ لَقَدْ اٰتَيْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْكِتٰبَ وَ الْحُكْمَ وَ النُّبُوَّةَ وَ رَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَ فَضَّلْنٰهُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۶﴾ وَ اٰتَيْنٰهُمْ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْاَمْرِ ۚ فَمَا اخْتَلَفُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ ۙ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ؕ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۷﴾ ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰى شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَ لَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸﴾ اِنَّهُمْ لَنْ يُّغْنُوْا عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ؕ وَ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۚ وَ اللّٰهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۹﴾ هٰذَا بَصَآئِرُ لِلنَّاسِ وَ هُدًى وَّ رَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴿۲۰﴾ اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ سَوَآءً مَّحْيَاهُمْ وَ مَمَاتُهُمْ ؕ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَ لِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ وَ هُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۲۲﴾

"اور بے شک ہم نے عطا فرمائی بنی اسرئیل کو کتاب، حکومت اور نبوت اور ہم نے ان کو پاکیزہ رزق دیا اور انہیں بزرگی دی (اپنے زمانے کے) اہل جہان پر۔ اور ہم نے انہیں دین کے معاملہ میں واضح دلائل دیے پس آپس میں انہوں نے جھگڑنا شروع نہیں کیا مگر اس کے بعد کہ انہیں (حقائق کا) صحیح علم آ گیا محض باہمی حسد و عناد کے

باعث یقیناً آپ کا رب فیصلہ فرمائے گا ان کے درمیان قیامت کے دن جن جن باتوں میں وہ اختلاف کیا کرتے تھے۔ پھر ہم نے پختہ کر دیا آپ کو صحیح راہ پر دین کے معاملہ میں پس آپ اس کی پیروی کرتے رہیں اور ان لوگوں کی خواہشات کی پیروی نہ کریں جو بے علم ہیں۔ یہ لوگ اللہ کے مقابلے میں آپ کو قطعاً کوئی فائدہ نہ پہنچا سکیں گے۔ بلاشبہ ظالم لوگ ایک دوسرے کے دوست ہیں اور اللہ تعالیٰ پرہیز گاروں کا دوست ہے۔ یہ بصیرت افروز باتیں ہیں سب لوگوں کے لیے اور (باعث) ہدایت و رحمت ہیں ان کے لیے جو یقین رکھتے ہیں۔ کیا خیال کر رکھا ہے ان لوگوں نے جو ارتکاب کرتے ہیں برائیوں کا کہ ہم بنا دیں گے انہیں ان لوگوں کی مانند جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے کہ یکساں ہو جائے ان (دونوں) کا جینا اور مرنا۔ بڑا غلط فیصلہ ہے جو وہ کرتے ہیں۔ اور پیدا فرمایا اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ تاکہ بدلہ دیا جائے ہر شخص کو جو اس نے کمایا اور ان پر (قطعاً) ظلم نہیں کیا جائے گا''۔

امام عبد بن حمید اور امام ابن منذر نے حضرت عکرمہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الْحُكْمَ سے مراد دانش ہے۔

امام ابن منذر نے امام ابن جریج رحمہما اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ شَرِيْعَةٍ کا معنی طریقہ ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ عَلٰى شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ کا معنی ہے کہ دین کے معاملہ میں ہدایت اور واضح دلیل پر۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ شَرِيْعَةٍ سے مراد فرائض، حدود، امر اور نہی ہے۔

امام ابن مبارک، سعید بن منصور، ابن سعد، ابن ابی شیبہ، عبداللہ بن احمد رحمہم اللہ نے ''زوائد زہد'' میں اور طبرانی نے حضرت ابو الضحیٰ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت تمیم داری نے سورۂ جاثیہ کو پڑھا۔ جب وہ اس آیت پر پہنچے اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ تو اسے بار بار پڑھنے لگے اور رونے لگے یہاں تک کہ صبح ہو گئی جبکہ وہ اسی مقام پر تھے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے بشیر بن خثیم کے غلام تھے، سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت تمیم ملاحی نے نماز شروع کی تو اس آیت پر پہنچے اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ تو صبح تک اسی کو دہراتے رہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد سے سَوَآءً مَّحْيَاهُمْ وَ مَمَاتُهُمْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ مومن دنیا اور آخرت میں مومن ہوتا ہے کافر دنیا و آخرت میں کافر ہوتا ہے۔

اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ وَ اَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ وَّ خَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَ قَلْبِهٖ وَ جَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً ؕ فَمَنْ يَّهْدِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ اللّٰهِ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۳﴾

" ذرا اس کی طرف تو دیکھو جس نے بنالیا اپنا خدا اپنی خواہش کو اور گمراہ کر دیا ہے اسے اللہ نے باجود علم کے اور مہر لگا دی ہے اس کے کانوں اور اس کے دل پر اور ڈال دیا ہے اس کی آنکھوں پر پردہ۔ پس کون ہدایت دے سکتا ہے اسے اللہ کے بعد (لوگو!) کیا تم غور نہیں کرتے "۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم لالکائی رحمہم اللہ نے السنہ میں اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے اَفَرَءَیۡتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ کا مصداق کافر ہے جس نے اپنے لیے عمل کی راہ اللہ کی ہدایت اور برہان کے سوا کسی اور چیز کو بنالیا ہے۔ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلۡمٍ جبکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے سابقہ علم کی بنا پر اسے گمراہ قرار دیا ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اَفَرَءَیۡتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ کی تفسیر کرتے ہوئے کہا کہ وہ کسی چیز کی خواہش نہیں کرتا مگر اس پر عمل پیرا ہو جاتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کا خوف نہیں رکھتا۔

امام نسائی، ابن جریر، ابن منذر اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ عربوں میں سے ایک آدمی پتھر کی پوجا کرتا۔ جب وہ پہلے پتھر سے کوئی خوبصورت پتھر دیکھتا تو اسے لے لیتا اور دوسرے کو پھینک دیتا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا اَفَرَءَیۡتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ۔

وَقَالُوۡا مَا هِیَ اِلَّا حَیَاتُنَا الدُّنۡیَا نَمُوۡتُ وَنَحۡیَا وَمَا یُهۡلِکُنَاۤ اِلَّا الدَّهۡرُ ۚ وَمَا لَهُمۡ بِذٰلِکَ مِنۡ عِلۡمٍ ۚ اِنۡ هُمۡ اِلَّا یَظُنُّوۡنَ ﴿۲۴﴾ وَاِذَا تُتۡلٰی عَلَیۡهِمۡ اٰیٰتُنَا بَیِّنٰتٍ مَّا کَانَ حُجَّتَهُمۡ اِلَّاۤ اَنۡ قَالُوا ائۡتُوۡا بِاٰبَآئِنَاۤ اِنۡ کُنۡتُمۡ صٰدِقِیۡنَ ﴿۲۵﴾ قُلِ اللّٰهُ یُحۡیِیۡکُمۡ ثُمَّ یُمِیۡتُکُمۡ ثُمَّ یَجۡمَعُکُمۡ اِلٰی یَوۡمِ الۡقِیٰمَةِ لَا رَیۡبَ فِیۡهِ وَلٰکِنَّ اَکۡثَرَ النَّاسِ لَا یَعۡلَمُوۡنَ ﴿۲۶﴾ ع

" اور کہتے ہیں نہیں (کوئی دوسری) زندگی بجز ہماری دنیا کی زندگی کے (یہیں) ہم نے مرنا اور زندہ رہنا ہے اور نہیں فنا کرتا ہمیں مگر زمانہ۔ حالانکہ انہیں اس حقیقت کا کوئی علم نہیں۔ وہ محض ظن (وتخمین) سے کام لے رہے ہیں۔ اور جب پڑھ کر سنائی جاتی ہیں ان کے سامنے ہماری روشن آیتیں تو (ان کے جواب میں) ان کے پاس کوئی دلیل نہیں ہوتی بجز اس کے کہ وہ کہتے ہیں کہ لے آؤ ہمارے باپ دادا کو اگر تم سچے ہو۔ فرمایئے اللہ نے زندہ فرمایا ہے تمہیں پھر وہی مارے گا تمہیں پھر جمع کرے گا تمہیں روز قیامت جس میں ذرا شک نہیں لیکن اکثر لوگ (اس حقیقت کو) نہیں جانتے "۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ دور جاہلیت

کے لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں رات اور دن ہلاک کر دیتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا وَ قَالُوْا مَا هِیَ اِلَّا حَیَاتُنَا الدُّنْیَا نَمُوْتُ وَ نَحْیَا وَ مَا یُهْلِكُنَاۤ اِلَّا الدَّهْرُ (الجاثیہ:24) اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ابن آدم مجھے اذیت پہنچاتا ہے، وہ زمانے کو گالی دیتا ہے حالانکہ میں ہی زمانہ ہوں، میرے دست قدرت میں ہی سارے امور ہیں، رات اور دن کو میں بدلتا ہوں۔

امام احمد، امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، امام نسائی، ابن ماجہ، ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا زمانے کو گالی دے کر ابن آدم مجھے اذیت دیتا ہے، میں زمانہ ہوں، میرے ہاتھ میں سب معاملہ ہے، میں دن اور رات کو پھیرتا ہوں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الدَّهْرُ سے مراد زمانہ ہے۔

امام ابن جریر اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: انسان کو نہیں چاہیے کہ حادثات زمانہ کی وجہ سے زمانہ کو گالی دے کیونکہ میں زمانہ ہوں، میں رات اور دن کو بھیجتا ہوں۔ جب میں چاہتا ہوں تو ان دونوں کو قبض کر لیتا ہوں۔

امام ابن جریر اور حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے بندے سے قرض مانگا۔ اس نے مجھے نہ دیا اور میرے بندے نے مجھے گالی دی۔ وہ کہتا ہے و دھراہ جبکہ میں دہر (زمانہ کو پھیرنے والا) ہوں۔

وَ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ وَ یَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ یَوْمَىِٕذٍ یَّخْسَرُ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۲۷﴾ وَ تَرٰى كُلَّ اُمَّةٍ جَاثِیَةً ۫ كُلُّ اُمَّةٍ تُدْعٰۤى اِلٰى كِتٰبِهَا ؕ اَلْیَوْمَ تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۸﴾ هٰذَا كِتٰبُنَا یَنْطِقُ عَلَیْكُمْ بِالْحَقِّ ؕ اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۹﴾ فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَیُدْخِلُهُمْ رَبُّهُمْ فِیْ رَحْمَتِهٖ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْمُبِیْنُ ﴿۳۰﴾ وَ اَمَّا الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ۫ اَفَلَمْ تَكُنْ اٰیٰتِیْ تُتْلٰى عَلَیْكُمْ فَاسْتَكْبَرْتُمْ وَ كُنْتُمْ قَوْمًا مُّجْرِمِیْنَ ﴿۳۱﴾ وَ اِذَا قِیْلَ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّ السَّاعَةُ لَا رَیْبَ فِیْهَا قُلْتُمْ مَّا نَدْرِیْ مَا السَّاعَةُ ۙ اِنْ نَّظُنُّ اِلَّا ظَنًّا وَّ مَا نَحْنُ بِمُسْتَیْقِنِیْنَ ﴿۳۲﴾ وَ بَدَا لَهُمْ سَیِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا وَ حَاقَ بِهِمْ مَّا

كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿٣٣﴾ وَ قِيْلَ الْيَوْمَ نَنْسٰىكُمْ كَمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا وَ مَاْوٰىكُمُ النَّارُ وَ مَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿٣٤﴾ ذٰلِكُمْ بِاَنَّكُمُ اتَّخَذْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا وَّ غَرَّتْكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۚ فَالْيَوْمَ لَا يُخْرَجُوْنَ مِنْهَا وَ لَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿٣٥﴾ فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَ رَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٣٦﴾ وَ لَهُ الْكِبْرِيَآءُ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۠ وَ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿٣٧﴾

''اور اللہ تعالیٰ کے لیے ہے بادشاہی آسمانوں اور زمین کی اور جس روز برپا ہوگی قیامت اس روز سخت نقصان اٹھائیں گے باطل پرست۔ اور آپ دیکھیں گے ہر گروہ کو گھٹنوں کے بل گرا ہوا۔ ہر گروہ کو بلایا جائے گا اس کے صحیفہ (عمل) کی طرف۔ (انہیں کہا جائے گا) آج تمہیں بدلہ دیا جائے گا جو تم کیا کرتے تھے۔ یہ ہمارا نوشتہ ہے جو بولتا ہے تمہارے بارے میں سچ۔ ہم لکھ لیا کرتے تھے جو تم (دنیا میں) عمل کیا کرتے تھے۔ پس جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے تو انہیں ان کا رب اپنی رحمت میں داخل فرمائے گا۔ یہی وہ روشن کامیابی ہے۔ اور جو لوگ کفر کرتے رہے (ان سے پوچھا جائے گا) کیا میری آیتیں تمہارے سامنے تلاوت نہیں کی جاتی تھیں پھر تم (سن کر) تکبر کیا کرتے تھے اور تم لوگ (عادی) مجرم تھے اور جب (تمہیں) کہا جاتا تھا کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور قیامت (کے آنے) میں کوئی شک نہیں تو تم (بڑے غرور سے) کہتے ہم نہیں جانتے قیامت کیا ہے۔ ہمیں تو یونہی ایک گمان سا ہوتا ہے اور ہمیں اس پر (قطعاً) یقین نہیں۔ اور ظاہر ہو گئے ان کے لیے برے نتائج ان کے کرتوتوں کے اور (ہر طرف سے) گھیر لیا انہیں اس (عذاب) نے جس کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے اور (انہیں) کہہ دیا گیا آج ہم تمہیں فراموش کر دیں گے جس طرح تم نے فراموش کیے رکھا اپنے اس دن کی ملاقات کو اور تمہارا ٹھکانا آگ ہے اور تمہارا کوئی مددگار نہیں۔ یہ اس لیے کہ تم نے بنا رکھا تھا اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو مذاق اور فریب میں مبتلا کر دیا تھا تمہیں دنیوی زندگی نے۔ پس آج وہ نہیں نکالے جائیں گے آگ سے اور نہ انہیں توبہ کر کے اپنے رب کو راضی کرنے کا موقع دیا جائے گا۔ پس اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں سب تعریفیں جو رب ہے آسمانوں کا اور رب ہے زمین کا (اور وہی) سارے جہانوں کا پروردگار ہے۔ اور فقط اسی کے لیے بڑائی ہے آسمانوں اور زمین میں اور وہی عزت والا، حکمت والا ہے''۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ آپ ایک قوم کے پاس سے گزرے جبکہ آپ نے سرخ رنگ کی ایک خوبصورت چادر زیب تن کی ہوئی تھی۔ قوم میں سے ایک آدمی نے کہا اگر میں

اس کی چادر چھین لوں تو تمہارے پاس میرے لیے کیا انعام ہے؟ انہوں نے اس آدمی کے لیے ایک شی بطور انعام مقرر کر دی۔ وہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور کہا اے ابوعبدالرحمٰن! تیری یہ چادر میری ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا میں نے تو اسے کل ہی خریدا ہے۔ اس آدمی نے کہا میں نے تو آپ کو بتا دیا ہے جبکہ آپ یہ پہن کر گناہ کا ارتکاب کر رہے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر نے اس چادر کو اتارا تا کہ چادر اس آدمی کو دے دیں۔ وہ لوگ ہنسنے لگے۔ آپ نے پوچھا تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا یہ جھوٹا آدمی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس کی طرف متوجہ ہوئے، فرمایا اے بھتیجے! کیا تو نہیں جانتا کہ موت تیرے سامنے ہے تو نہیں جانتا کہ وہ کب تیرے پاس آ پہنچے گی۔ صبح کے وقت یا شام کے وقت پھر قبر کا مسئلہ ہے اور منکر نکیر ہے۔ اس کے بعد قیامت ہے جس میں جھوٹے اور فضول لوگ نقصان میں ہوں گے۔ آپ نے ان لوگوں کو رلا دیا اور خود آگے چل دیے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عکرمہ سے جَاثِيَةً کا معنی متميزة نقل کیا ہے یعنی وہ جدا ہوگی۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ہر جماعت گھٹنوں کے بل گری ہوگی۔

امام سعید بن منصور، عبداللہ بن احمد نے زوائد زہد میں، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے بعث میں حضرت عبداللہ بن بابا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گویا میں تمہیں دیکھتا ہوں کہ تم جہنم سے پہلے مٹی کے ایک ڈھیر پر گھٹنوں کے بل بیٹھے ہو۔ پھر سفیان نے یہ آیت پڑھی وَتَرٰى كُلَّ اُمَّةٍ جَاثِيَةً۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ہر امت اپنے نبی کے ساتھ ہوگی یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس ڈھیر پر آئیں گے۔ آپ تمام مخلوق سے بلند ہوں گے تو یہی مقام محمود ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت قتادہ سے كُلُّ اُمَّةٍ تُدْعٰٓى اِلٰى كِتٰبِهَا کی تفسیر بیان کرتے ہوئے کہا کہ وہ جانتے ہیں کہ ہر امت کو دوسری امت سے پہلے ایک قوم کو دوسری قوم سے پہلے اور ایک آدمی کو دوسرے آدمی سے پہلے بلایا جائے گا۔ ہمارے لیے یہ بات ذکر کی گئی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ قیامت کے روز ہر امت کے لیے اس چیز کی ایک صورت بنائی جائے گی جس کی وہ عبادت کیا کرتے تھے۔ وہ چیز پتھر ہو، بت ہو، لکڑی ہو یا چوپایا۔ پھر اسے کہا جائے گا جو جس شے کی عبادت کرتا تھا اس کے پیچھے چلے تو ان میں سے سب سے آگے بت ہوں گے جو جہنم کی طرف ان کی قیادت کریں گے یہاں تک کہ وہ ان کو جہنم میں پھینک دیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت اور اہل کتاب رہ جائیں گے۔ یہودیوں سے کہا جائے گا تم کس کی عبادت کرتے تھے۔ وہ کہیں گے ہم اللہ تعالیٰ اور حضرت عزیر کی عبادت کیا کرتے تھے۔ مگر ان میں سے تھوڑے افراد ہوں گے جو ایسا نہیں کرتے تھے۔ پھر انہیں کہا جائے گا جہاں تک عزیر کا تعلق ہے تو وہ تم میں سے نہیں اور نہ تم اس میں سے ہو۔ پھر انہیں بائیں جانب لے جایا جائے گا۔ وہ چلیں گے اور ٹھہرنے کی طاقت نہیں رکھیں گے۔ پھر نصرانیوں کو بلایا جائے گا۔ انہیں کہا جائے گا تم کس کی عبادت کرتے ہو؟ وہ عرض کریں گے ہم اللہ اور مسیح بن مریم کی عبادت کرتے ہیں۔ مگر ان میں سے کچھ ایسے نہ ہوں گے۔ انہیں کہا جائے گا جہاں تک مسیح کا تعلق ہے نہ وہ تم سے ہے اور نہ ہی تم اس سے ہو۔

حضور ﷺ کی امت باقی رہ جائے گی۔ انہیں کہا جائے گا تم کس کی عبادت کرتے تھے؟ وہ عرض کریں گے ہم اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کرتے تھے۔ ہم نے اس دن کے خوف کی وجہ سے دنیا سے جدائی اختیار کی تھی۔ مومنوں کو سجدہ کا حکم دیا جائے گا۔ مومن سجدہ کریں گے اور ہر منافق کو روک دیا جائے گا۔ منافق کی پشت سجدہ کرنے سے ٹوٹ جائے گی۔ اللہ تعالیٰ مومنوں کے سجدہ کو اس کے لیے عار، ذلت، حسرت اور شرمندگی بنا دے گا۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ هٰذَا كِتٰبُنَا سے مراد ام الکتاب ہے جس میں بنی آدم کے اعمال ہوں گے۔ فرشتے انسانوں کے اعمال کو لکھیں گے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے اس آیت کے بارے میں پوچھا گیا اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ فرمایا اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا۔ پھر نون کو پیدا کیا وہ دوات ہے۔ پھر تختیوں کو پیدا کیا اس میں دنیا اور دنیا میں جو کچھ ہوگا اس کو لکھا یہاں تک کہ دنیا مخلوق کے ساتھ اور عمل جو نیک اور بد کی طرف سے واقع ہوگا وہ فنا ہو جائے گا اور جو رزق حلال و حرام ہے اور جو تر اور خشک ہے اس کو لکھا۔ پھر ہر چیز پر یہ یہ چیزیں لازم کر دیں۔ دنیا میں اس کا بطور زندہ کے داخل ہونا، دنیا میں اس کا باقی رہنا کتنے عرصہ تک ہے اور کب فنا ہوگی۔ پھر اس کتاب کو فرشتوں کے سپرد کر دیا اور مخلوق کو فرشتوں کے سپرد کر دیا۔ مخلوق کے فرشتے اس کتاب کے فرشتوں کے پاس آتے ہیں۔ وہ اس چیز کو لکھتے ہیں جو دن اور رات میں تقسیم کی گئی ہوتی ہے۔ ان پر جن کے سپرد ہوتا ہے پھر وہ لوگوں کے پاس آئیں گے۔ اللہ کے حکم سے ان کی حفاظت کرتے ہیں اور انہیں اس چیز کی طرف ہانک کر لے جاتے ہیں جو اس تحریر سے ان کے پاس موجود ہوتی ہے۔ ایک آدمی اٹھا اس نے کہا اے ابن عباس! کیا تم عرب قوم نہیں ہو؟ اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ کوئی شے بھی نہیں لکھی جاتی مگر کتاب سے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نون کو پیدا فرمایا اور وہ دوات ہے اور قلم کو پیدا فرمایا۔ اسے فرمایا لکھ۔ پوچھا کیا لکھوں؟ فرمایا قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے، نیک اور بد کا عمل اور تقسیم کیا گیا رزق، وہ حلال ہو یا حرام۔ پھر ہر چیز پر یہ امور لازم کر دیے۔ دنیا میں اس کا داخل ہونا، دنیا میں وہ کتنا عرصہ رہے گا۔ وہ اس دنیا سے کیسے نکلے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے انسانوں پر نگہبان فرشتے مقرر کر دیے۔ اور کتاب پر خازن مقرر کر دیے جو اس کتاب کی حفاظت کرتے ہیں۔ وہ ان خازنوں سے اس دن کا عمل لکھ لیتے ہیں۔ جب وہ رزق ختم ہوتا ہے تو معاملہ منقطع ہو جاتا ہے اور اور اس دن کے عمل کا مطالبہ کرتے ہیں۔ خازن انہیں کہتے ہم تمہارے صاحب کے لیے اپنے ہاں کچھ نہیں پاتے۔ نگہبان فرشتے واپس لوٹتے ہیں۔ وہ ان لوگوں کو پاتے ہیں کہ وہ مر چکے ہوتے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کیا تم عرب قوم نہیں ہو؟ تم حفظہ (نگہبان) کو کہتے ہوئے سنتے تھے۔ اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ یہ لکھنا اصل (کتاب) سے ہی ہوتا ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ بیشک اللہ کے کچھ فرشتے ہیں وہ ہر دن میں ایک چیز ہاتھ میں لیتے ہیں۔ اس میں انسانوں کے اعمال لکھتے ہیں۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے قلم کو پیدا کیا فرمایا۔ اسے اپنے دائیں ہاتھ میں لیا۔ اس کے دونوں ہاتھ دائیں ہیں۔ اس نے دنیا اور دنیا میں جو کچھ ہوگا وہ نیک کا عمل ہوگا یا فاجر کا وہ تر ہو یا خشک اسے لکھ لیا اسے اپنے ہاں ذکر (کتاب) میں شمار کر لیا۔ فرمایا اگر چاہو تو اسے پڑھو هٰذَا كِتٰبُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ ؕ اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۔ یہ لکھنا ایسی چیز سے ہوتا ہے جس سے فراغت پالی گئی ہے۔

امام ابن مردویہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وہ نبی کریم ﷺ سے اس آیت اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ کی تفسیر میں روایت نقل کرتے ہیں کہ اہل دنیا کے اچھے اور برے اعمال ہیں جو آسمان سے ہر صبح وشام نازل ہوتے ہیں انسان کو اس دن یا رات میں جو مصیبت پہنچتی ہے جیسے وہ انسان جسے قتل کیا جاتا ہے۔ وہ انسان جو غرق ہوتا، وہ انسان جو غرق ہوتا ہے، وہ انسان جو چھت سے نیچے گرتا ہے، وہ جو پہاڑ سے لڑھکتا ہے، وہ جو کنویں میں گرتا ہے، وہ جو آگ کے ساتھ جلتا ہے، وہ ان سب چیزوں کو محفوظ کر لیتے ہیں۔ جب شام کا وقت ہوتا ہے اسے آسمان کی طرف لے جاتے ہیں۔ وہ اسی طرح پاتے ہیں جیسے آسمان میں ذکر حکیم میں لکھا ہوا ہوتا ہے۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے: نگہبان فرشتے ام الکتاب سے انسانوں کے اعمال لکھتے ہیں۔ انسان وہی کام کرتا ہے جو فرشتے نے ام الکتاب سے لکھا ہوتا ہے۔

امام ابن مردویہ اور ابو نعیم نے حلیہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اس کے ہاں ذکر (کتاب) میں ہر وہ چیز لکھ دی گئی ہے جو واقع ہونے والی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام اور آپ کی اولاد پر نگہبان فرشتے مقرر کر دیے ہیں۔ نگہبان فرشتے ذکر سے بندوں کے اعمال لکھتے ہیں۔ پھر اسی آیت کو پڑھا هٰذَا كِتٰبُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ ؕ اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۔

امام طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی ذمہ داری لگائی ہے کہ وہ رمضان میں لیلۃ القدر میں زمین میں سال بھر میں وقوع پذیر ہونے والے واقعات اگلے سال تک لکھ لیں۔ وہ جمعرات کو اس کا اس لکھی ہوئی کتاب کے ساتھ مقابلہ کرتے ہیں جسے حفظہ لکھتے ہیں تو وہ حفظہ کے ہاتھوں لکھے ہوئے اعمال کو اس کتاب میں لکھے ہوئے اعمال کے موافق پاتے ہیں۔ اس میں کوئی زیادتی اور کمی نہیں ہوتی۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت وَ قِيْلَ الْيَوْمَ نَنْسٰىكُمْ كَمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا کی یہ تفسیر نقل کی ہے تم نے میرا ذکر اور اطاعت چھوڑ دی ہے۔ اس طرح میں تمہیں چھوڑتا ہوں۔ فرمایا تم نے میرا ذکر اور اطاعت چھوڑ دی۔ اسی طرح میں تمہیں آگ میں چھوڑ دوں گا۔

امام ابن عساکر حضرت عمر بن ذر سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی جماعت اللہ کا ذکر کرنے کے لیے نہیں بیٹھتی مگر اتنی ہی تعداد میں ان کے ساتھ فرشتے بیٹھتے ہیں۔ جب وہ اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتے ہیں تو یہ فرشتے بھی اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہیں۔ اگر وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے ہیں تو یہ فرشتے بھی اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے ہیں۔ اگر وہ

اللہ تعالیٰ کی کبریائی بیان کرتے ہیں تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کی کبریائی بیان کرتے ہیں۔ اگر وہ بندے اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کریں تو یہ فرشتے آمین کہتے ہیں۔ پھر وہ اپنے رب کی طرف بلند ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے۔ تو وہ عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب! زمین میں تیرے کچھ بندے تھے جنہوں نے تیرا ذکر کیا۔ تو ہم نے بھی تیرا ذکر کیا اللہ تعالیٰ نے پوچھا انہوں نے کیا کہا؟ فرشتوں نے عرض کی اے ہمارے رب! انہوں نے تیری حمد کی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میری ہی سب سے پہلے عبادت کی گئی اور میری ہی سب سے آخر میں حمد کی گئی کہ فرشتوں نے عرض کی انہوں نے تیری تسبیح کی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میری مدح میرے سوا کسی کو زیبا نہیں۔ انہوں نے کہا اے ہمارے رب! انہوں نے تیری کبریائی بیان کی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا آسمان اور زمین میں میرے لیے کبریائی ہے اور میں عزیز و حکیم ہوں۔ فرشتوں نے عرض کی انہوں نے مغفرت طلب کی تھی۔ فرمایا میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے انہیں بخش دیا ہے۔

امام ابن مردویہ اور بیہقی رحمہما اللہ شعب الایمان میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ اسے مرفوع ذکر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے تین کپڑے ہیں اس نے عزت کو ازار بنایا، رحمت کو سراویل بنایا اور کبریائی کو ردا بنایا تو جو آدمی اپنے آپ کو عزیز خیال کرے جبکہ اللہ تعالیٰ نے اسے عزت سے نوازا ہو تو وہ وہی ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ذُقْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْكَرِیْمُ ﴿۴۹﴾ (الدخان) جو آدمی رحم کرے اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرماتا ہے اور جو تکبر کرے تو اس نے اللہ تعالیٰ سے اس بات میں جھگڑا کیا جو صرف اللہ تعالیٰ کو زیبا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو آدمی مجھ سے جھگڑا کرے میرے لیے زیبا نہیں کہ میں اسے جنت میں داخل کروں۔

ابن ابی شیبہ، امام مسلم، ابوداؤد، ابن ماجہ، ابن مردویہ اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: کبریائی میری رداء (اوپر اوڑھنے والی چادر) ہے، عظمت میری ازار (تہہ بند) ہے، جو آدمی بھی مجھ سے ان میں سے کوئی چھیننے کی کوشش کرے میں اسے جہنم میں پھینک دیتا ہوں۔ واللہ اعلم۔

الحمد للہ رب العالمین

در منثور کی جلد پنجم کا اختتام آج مورخہ 22 ستمبر 2003ء بروز پیر رات گیارہ بجے ہوا۔

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے یہ ترجمہ کرنے کی توفیق نصیب فرمائی۔

حضور پر نور ﷺ کو وسیلہ پیش کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے حضور التجاء کرتا ہوں کہ وہ میری اس کاوش کو اپنی بارگاہ اقدس میں مقبول و منظور فرمائے اور صحت و سلامتی کے ساتھ اپنے دین کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ میرے صغیرہ و کبیرہ گناہوں کو بخش دے۔ میرے اساتذہ کرام، والدین کریمین اور دوست واحباب کی مغفرت فرمائے اور انہیں بلند مقام عطا فرمائے۔

آمین بجاہ حبیبہ الکریم

محمد بوستان عفی عنہ

اہل علم کیلئے ضیاء القرآن پبلی کیشنز کی ایک اور عظیم علمی پیشکش

قرآن حکیم ہی نظریاتی خلفشار کے موجودہ تاریک دور میں بنی نوع انسان کو ایک باوقار مستقبل کی راہ دکھاتا ہے

قرآنی علوم کا بیش بہا خزینہ

تفسیر الحسنات

مفسر

علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کلام مجید کو سمجھنے میں تفسیر الحسنات آپ کی صحیح رہنمائی کرے گی

مکمل سیٹ سات جلدیں

ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور - کراچی